رجسٹرڈ ایل نمبر ۷

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

إِنَّهُ آوَى الْقَرْيَةَ

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیان بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے ۵ (۲) خواص و معاونین سے ۱۰ (۳) ہندوستان سے باہر ۶ (۴) غیر مذاہب والوں سے ۱۲ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے ۳ عہ

فہرست مضامین

نمبر (۱) قادیان دار الامان مورخہ ۱۰ جنوری ۱۹۰۶ء مطابق ۱۴ ذیقعدہ ۱۳۲۳ھ جلد (۱۰)

ایڈیٹوریل نوٹ

ناظرین الحکم کو نیا سال مبارک ہو

اللہ تعالے کے محض فضل و کرم سے الحکم کا یہ نمبر دسوین جلد کا پہلا نمبر ہے۔ خدا کرے کہ یہ سال الحکم اور اسکے سرپرستون اور معاونین کیلئے خیر و برکت کا سال ہو اور اسکے کارپردازون اور خاکسار ایڈیٹر کو توفیق ملے کہ وہ اسکو زیادہ مفید اور دلچسپ بنا سکین۔

ان معاونین کا شکریہ ہی جنہون نے اپنے واجب الادا مطالبہ کو بروقت ادا کیا اور توسیع اشاعت مین سعی کی اور ان حضرات کو توجہ دلائی جاتی ہی جنہون نے اولکے فرض مین تساہل کیا ہے جیسے ہی بزرگوارون کی عدم توجہی کا اثر ہوتا ہے جو بعض اوقات اخبار کے بدیر شایع ہونے کی نوبت آجاتی ہے۔ کاش! وہ قومی کامون مین تحویلی فرائض کی نگہداشت کو ضروری سمجھین۔

توسیع اشاعت کے متعلق بار بار کیا کہون اور کیونکر کہون ناظرین یا سمجھ لین کہ جب تک اشاعت ایک وسیع پیمانہ پر نہوگی۔ اسکے اثر کا دائرہ محدود اور تنگ ہوگا۔ اسلئے ضرورت ہے غیر احمدیون مین زیادہ اشاعت کی اسکے لئے آپ دوسرے صفحہ پر ایک مضمون پڑھین گے۔

سال رواں کے متعلق الحکم کی ترتیب مین کوئی تجدید ہوگی یا بحالت سابق ہی چلے گا مین کچھ نہین کہہ سکتا۔ یہہ امور منحصر ہین وقتی ضرورتون پر۔ صرف اتنا کہہ دیتا ہون کہ اللہ تعالے کے فضل اور اسی کی توفیق سے سعی کیجاوے گی کہ پہلے سے زیادہ مفید ہو۔ وما توفیقی الا باللّٰہ العلی العظیم۔

ناظرین الحکم میری ذمہ داریون سے بہت بڑی حد تک آگاہ ہین اور وہ جانتے ہین کہ مین آخر آدم زاد ہون اور میری کمزوریون اور ناتوانیون کے لئے آدم زاد ہونا ہی کافی ہے کیونکہ خلق الانسان ضعیفا ارشاد خداوندی ہے۔ پس وہ میرے لئے اخلاص اور ہمت کی ہمیشہ دعا کرتے رہین کہ جب تک اللہ تعالے کے علم مین مقدر ہے کہ مین اس قومی خدمت مین حصہ لون وہ مجھے سچا اخلاص اور پوری طاقت عطا فرماوے۔ آمین۔

سالِ نو کے خطابات کی فہرست شائع ہوگئی ہے اور مین نہایت مسرت سے ظاہر کرتا ہون کہ اس فہرست مین الحکم کے دو سرپرستون کو بھی پاتا ہون جن مین سردار محراب خان صاحب (بلوچستان) کو سردار بہادر کا اور جناب قاضی فقیر احمد صاحب بیٹو ناچی (بلوچستان) کو خانصاحب کا خطاب دیا گیا ہے مین اس عطائے خطاب پر اپنے دو نو مخدوم کرمفرماؤن کو سچے دل سے مبارکباد دیتا ہون اور انہین توجہ دلاتا ہون کہ وہ اس خوشی کی تقریب پر الحکم کی ایکہزار کاپی مفت اشاعت کے سلسلہ مین کم از کم دس دس اخبار جاری کرا دین۔

تازہ الہامات و رؤیا

۲۶ دسمبر ۱۹۰۵ء یا قمر یا شمس انت منی و انا منک

ترجمہ — اے چاند۔ اے سورج۔ تو مجھ سے ہی اور مین تجھ سے ہون فرمایا اس الہام مین خدا تعالیٰ نے ایکدفعہ آپ کو سورج فرمایا ہے اور مجھے چاند۔ اور دوسری دفعہ مجھے سورج فرمایا ہے اور اپنے آپکو چاند۔ یہ ایک لطیف استعارہ ہی جسکے ذریعہ سی خدا تعالیٰ نے میری نسبت یہ ظاہر فرمایا ہے کہ مین ایک زمانہ مین پوشیدہ تھا اور اس کی روشنی کے انعکاس سے مین ظاہر ہوا اور پھر فرمایا کہ ایک زمانہ مین وہ خود پوشیدہ تھا۔ پھر وہ روشنی جو مجھے دی گئی۔ اس روشنی نے اسکو ظاہر کیا۔ یہ ایک مشہور مسئلہ ہی کہ نور القمر مستفاد من نور الشمس یعنی چاند کا نور سورج کے نور سے فیض حاصل کرنیوالا ہے۔ پس اس الہام مین اول خدا تعالیٰ نے اپنے تئین سورج قرار دیا اور اسکے انوار اور فیوض کے ذریعہ سی مجھ مین نور پیدا ہونا بیان فرمایا۔ اس لئے مین قمر کہلایا۔ پھر چونکہ میری یاد روشنی سے جو مجھے دی گئی اسکا نام روشن ہوا۔ اس لئے اس بنا پر مجھے سورج قرار دیا گیا اور خدا تعالے نے آپ کو قمر قرار دیا۔ کیونکہ وہ میرے ذریعہ سی ظاہر ہوا اور اپنا زندہ وجود میرے وسیلہ سے لوگون پر نمایان کیا۔ یہ شمس و قمر کا الہام کے دوسرے فقرہ کی تشریح ہے کہ انت منی و انا منک یہ ایک ایسی نظیر ہے جو انسان کے وہم و گمان مین نہین آسکتی تہی۔

الہام دوم — انا نبشرک بغلام۔ نافلۃ لک۔ نافلۃ من عندی

ترجمہ — ہم تجھے ایک لڑکے کی خوشخبری دیتے ہین۔ وہ تیرے لئے نافلہ ہے۔ وہ ہماری طرف سے نافلہ ہے۔

۳۱ دسمبر ۱۹۰۵ء — رؤیا۔ دیکھا کہ مولوی عبد الکریم صاحب مرحوم کی قبر کے پاس تین اور قبرین ہین اور ایک قبر پر لال کپڑا ڈالا ہے۔

یکم جنوری ۱۹۰۶ء — تین بکرے ذبح کئے جائین گے۔

فرمایا۔ ظاہر ہے جلد کرکے آج ہم نے تین بکرے ذبح کرا دیئے ہین۔

۵ جنوری ۱۹۰۶ء — آئی مع الافواج اتیک بغتۃ۔ حرام علی قریۃ اھلکنٰھا انھم لا یرجعون۔ ووضعنا عنک وزرک الذی انقض ظھرک۔ ترجمہ مین فوجون

خبردار! ایک شعر علم اجمن نام ...

الحکم کی ایک ہزار کاپی مفت

بکوشید اے جوانان تا بدین قوت شود پیدا
بہار و رونق اندر روضۂ ملت شود پیدا

مین نے بارہا ظاہر کیا ہے کہ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دو مختلف شانین ہین اور ان کے لحاظ سے آپ کے دو مختلف کام مسیح موعود کی حیثیت سے آپکا کام کسر صلیب ہے اور مہدی معہود کی نسبت سے آپ کی بعثت کی غرض اندرونی مفاسد کی اصلاح اور علمی اور اعتقادی اور عملی کمزوریون کو درست کرنا ہے۔ کسر صلیب کے لئے میگزین کام کر رہا ہے اور اندرونی اصلاح کے لئے آپکا یہہ قومی خادم الحکم نو سال سے حتی المقدور ساعی ہے اور خدا تعالےٰ کا شکر ہے کہ تین سال سے اس کا ایک اور بازو بدر بھی پیدا ہو گیا ہے۔ کسر صلیب کے لئے میگزین کے لئے میگزین کے معاونین کا پیدا ہونا یون تو اللہ تعالےٰ کے فضل پر موقوف ہے مگر جب تک اندرونی اصلاح کا دائرہ وسیع نہ ہو ان معاونین کا حلقہ وسیع نہین ہو سکتا اس حیثیت سے ایک لطیف استعارہ کے طور پر مین کہہ سکتا ہون کہ مسیح موعود کی راہ صاف کرنے کے لئے یہہ اردو پرچے ایلیا کی حیثیت سے کام کر رہے ہین لیکن مین دیکھتا ہون کہ باوصفیکہ قوم ان مفاد اور منافع کو جو الحکم کے ذریعہ اسے نو سال مین اور بدر کے ذریعہ تین سال مین پہونچے ہین محسوس کر چکی ہے لیکن ابھی تک تین لاکھ کی جماعت اردو کے دو اخبارون کی کافی اشاعت کا انتظام نہین کر سکی جن مین سے ایک نو سال سے جاری ہے۔ یہہ حق واجب قوم پر ہے اور قوم ہی کے فائدہ کے لئے ہے۔

مجھے بعض اوقات یہہ پڑھ کر افسوس ہوا کرتا ہے جب ایک شخص الحکم خرید کرتا ہے تو لکھتا ہے کہ بدر بند کر دو اسکی بجائے الحکم جاری کر دیا الحکم بند کر دو اسکی بجائے میگزین جاری کرو۔ یہہ کوئی خوبی کی بات نہین بلکہ افسوس ناک امر ہے اسکی ایسی ہی مثال ہے کہ مدرسہ کا چندہ بند کر کے لنگر مین دیا جاوے یا لنگر کا بند کر دیا جاوے اور مدرسہ مین دیا جاوے۔ ایک نیکی کے کام کو چھوڑ کر اگر دوسرا اختیار کیا تو کیا کمال کیا۔ کمال یہ ہے۔ کہ سارے شعبون کی تکمیل ہو پس آئندہ کے لئے دفتر الحکم اس امر کی انشاء اللہ پابندی کریگا کہ کوئی ایسی درخواست آوے کہ قادیان کے کسی دوسرے اخبار کو بند کر کے وہ الحکم خریدے تو اس کے نام ہرگز ہرگز پرچہ جاری نہین کیا جاوے گا۔ اور اسی اصول کی پابندی کے لئے مین اپنے عزیز اور محترم معاصرین بدر و میگزین کو توجہ دلاتا ہون۔ یہ ایک الگ امر ہے کہ ایک شخص پہلے سے کسی اخبار کا خریدار نہین اور وہ اپنے لئے کوئی ایک اخبار خریدے لیکن ایک کو بند کر کے دوسرا خریدنا یہ مستحسن امر نہین ہے۔

اس کے بعد مین ایک ضروری امر کیطرف قوم کو توجہ دلاتا ہون اور مجھے امید ہے کہ ۱۹۰۶ء کی پہلی سہ ماہی مین اسکا پورا انتظام قوم کے اہل دل افراد کر سکین گے۔ مین چاہتا ہون کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تبلیغ اور اشاعت کے دائرہ کو وسیع کرنے کے لئے **الحکم کی ایک ہزار کاپیان مفت تقسیم کردن** اور یہ سلسلہ کم از کم دو سال کے لئے جاری رکھا جاوے۔ اور سال بھر مین ۴ مرتبہ اسکی تجدید ہو۔ یعنی پہلی سہ ماہی مین جن لوگون کے نام اخبار جاری رہے دوسری سہ ماہی مین انکے نام بند کر دیا جاوے۔ اور پھر اور نئے اصحاب کو سلسلہ کی اطلاع دی جاوے گویا دو سال کے اندر ۸ ہزار آدمیون مین یہ تبلیغ پہونچے اور اگر بالاوسط دس آدمی بھی ایک اخبار کو پڑھین گے تو یقیناً ۸۰ ہزار آدمیون مین یہ پیغام پہونچ جائیگا۔ اور خدا تعالےٰ کے فضل و کرم سے امید کیجاتی ہے کہ اگر ۲۵ فیصدی لوگون نے اس طریق پر خدا تعالےٰ کے برگزیدہ رسول کو شناخت کر لیا تو بیس ہزار روحین انکار کی لعنت سے بچ سکتی ہین اور پھر ان کے ذریعہ سلسلہ کی اعانت اور اشاعت کے دائرہ مین اور بھی وسعت کی توقع کیجاتی ہے۔ اسوقت یہ ایک خیالی تخمینہ اور تجویزی بات کہی جائے گی۔ مگر میرے دوستو! آخر یہ ساری جماعت باہر ہی سے آئی ہے اور کسی نہ کسی رنگ مین ان تک تبلیغ پہونچی ہے۔ اولاً کسکو خیال ہو سکتا تھا کہ اتنی جماعت ہو جائے گی۔

بہر حال بات کچھ بھی نہین **اگر ہمت کرو اور اس کار خیر مین سعی کرو** یقیناً یاد رکھو کہ اگر تمہاری متفقہ سعی اور توجہ سے دو سال کے اندر بیس ہزار نہین **بلکہ بیس روحین** بھی بچ جاوین تو بڑی بھاری کامیابی ہے

یہہ کام قوم کی متفقہ سعی اور ہمت کو چاہتا ہے ان ایک ہزار مفت تقسیم ہونے والے اخبارات کی قیمت صرف ۱۲/۸ سالانہ لی جاوے گی۔ جو سب سے ادنےٰ شرح ہے۔ چونکہ اس شرح پر محض اسلئے اخبار دیا جاتا ہے کہ اکثر احباب زیادہ قیمت دیتے ہین اور وہ بیشی ادہر مجرا ہو کر گرم و سرد کو سمو کر اعتدال کو قایم رکھتی ہے اسلئے یہ بھی ضروری ہو گا کہ جدید خریدار پانچ روپیہ سالانہ شرح کے بھی بہم پہونچائے جاوین۔

عرض

مین ایک ہزار مفت الحکم شایع کرنے کے لئے قوم کیخدمت مین اپیل کرتا ہون کہ وہ ۳۱ - مارچ ۱۹۰۶ء تک **ایک ہزار خریدار** کی قیمت دفتر الحکم مین بھیجدین تاکہ یہہ سلسلہ جاری کیا جاوے۔ مین یہہ التزام بھی رکھونگا کہ ہر ایک ہفتہ جسقدر قیمتین اس مد مین وصول ہونگی اسیقدر مفت اخبار جاری کر دیا کرونگا اور الحکم مین ان **اسماء** کی فہرست بھی شایع ہوتی رہیگی جنکے نام اخبار مفت جاری ہو گا۔ اس طریق سے الحکم کی اشاعت پر بھی ایک غیر معمولی اثر ہو گا۔ پس آپ اگر حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود کی تبلیغ اور اشاعت کے دائرہ کو وسیع کرنے کے خواہشمند ہین تو آپ اس مفت اشاعت کے سلسلے مین جس قدر اخبار آپ مفت جاری کرا سکتے ہین۔ ان کا چندہ بھیجدیجئے۔ تین لاکھ کی جماعت مین ایک ہزار اخبار مفت کی اپیل بہت ہی کم ہے اور یہ ایسی قلیل تعداد ہے کہ اگر خریداران الحکم ہی ایک ایک اخبار کی قیمت بھیجدین تو ایک ہزار جاری ہو سکتا ہے **تا بدیگران چہ رسد** بہر حال امید کیجاتی ہے کہ اس سلسلہ مین عالی ہمت اصحاب مجھے خاص طور پر مدد دین گے۔

یہہ یاد رہے کہ یہ ایک ہزار اخبار بالکل غیر احمدیون مین بھیجے جاوین گے جن مین طلباء مدارس اور ایسے لوگ انتخاب کئے جاوین گے جو خیالات کی آزادی کا مذاق رکھتے ہین۔ اور نئی روشنی کے اثر سے متاثر ہین اور ایسا ہی بعض لائبریریان اور ریڈنگ روم بھی منتخب ہون گے۔ یہ کام ہر شخص کیلئے ایک صدقہ جاریہ کا حکم رکھتا ہے اور اس غرض کے لئے سال بھر مین ۱۲/۸ کوئی بڑی رقم نہین جو روزانہ حیثیت مین ایک دھیلا بھی نہین ہو سکتا۔ پس

بکوشید اے جوانان تا بدین قوت شود پیدا
بہار و رونق اندر روضۂ ملت شود پیدا

دار الامان مین ڈسمبر کا آخری ہفتہ

(۱) دار الامان مین یون تو ڈسمبر کا آخری ہفتہ ہمیشہ خاص رونق کا ہفتہ ہوتا ہے مگر امسال یہہ ہفتہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تاریخ مین ایک عجیب شاندار اور یادگار ہفتہ ہو گا اسلئے کہ اسی ہفتہ مین دار الامان مین اشاعت اسلام کے متعلق ایک لانظیر اور ابدی طریق کی تجویز ہوئی جسکا کسی قدر پتہ الحکم کے ناظرین کو اشتہار الوصیۃ کے پڑھنے سے لگ جائیگا۔ اس کے متعلق تفصیلی حالات آئندہ وقتاً فوقتاً شایع ہونگے۔

(۲) - اسی ہفتہ مین ایک اور قابل قدر تجویز ہوئی جو بجائے خود سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تاریخ کا ایک زرین صفحہ ہو گی وہ مدرسہ تعلیم الاسلام کی اصلاح کی تجویز ہے۔ ناظرین الحکم گذشتہ اشاعتون مین پڑھ چکے تھے کہ حضرت اقدس کی توجہ مدرسہ کی اصلاح کی طرف ہو رہی ہے آپ چاہتے تھے اور چاہتے ہین کہ ایسا انتظام ہو کہ ایسے نوجوان اس سکول سے نکلین جو اپنی زندگیان خدمت و اشاعت اسلام کے لئے وقف کرین۔ احباب نے اس کے متعلق اپنی اپنی رائین پیش کین اور خود حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی تقریر فرمائی۔ اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ مدرسہ کیساتھ ایک دینیات کی جماعت علیحدہ کھولنے کی تجویز کی گئی۔ اور مدرسہ تعلیم الاسلام کے دو طالب علم غلام حسین اور عبد الرحمن نے اپنی زندگیان خدمت دین کے لئے وقف کین انکی درخواستین جو انہون نے حضرت اقدس کے حضور پیش کین آئندہ شایع ہونگی۔

مدرسہ کے اخراجات اور لنگر خانہ کی ضرورتون کو قوم کے سامنے پیش کیا گیا۔

(۳) یہہ ہفتہ اسوجہ سے بھی سلسلہ کی تاریخ مین نمایان یادگار ہو گا کہ بہشتی مقبرہ کا باقاعدہ افتتاح ۲۶ - ڈسمبر ۱۹۰۵ء کو ہوا۔ جبکہ مسلمانون کے لیڈر مولوی عبد الکریم رضی اللہ عنہ کو اس مقبرہ مین منتقل کیا گیا۔

(۴) یہہ ہفتہ اس لحاظ سے بھی اپنا نظیر سلسلہ کی تاریخ مین ہو گا کہ اس مین سلسلہ نے متعلق باقاعدہ ضلعوار کمیٹیان بنانے کی تجویز حضرت حجۃ اللہ کے بالمواجہ قوم کے سامنے پیش کی گئی [illegible] اس تجویز سے بیان خوشی الحکم کو ہے کہ وہ عرصہ سے [illegible] کمیٹیان بنائی جاوین [illegible] موافقت کر لیا۔ [illegible] باقاعدہ تحریک ہوئی [illegible] کمیٹی [illegible] خاص مین اسے قرار دیگی۔

خلاصہ یہ کہ یہ ہفتہ بہت ہی مبارک ہفتہ [illegible] سلسلہ عالیہ کی اشاعت اور ترقی کے لئے [illegible] امید کیجاتی ہے کہ آئندہ سال [illegible] مفید [illegible]

کلمات طیبات حضرت امام الزمان علیہ السلام

(تقریر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جو ۲۶ - دسمبر سنہ ۱۹۰۵ء کو قبل دوپہر آپ نے مہمان خانہ جدید مین بیان فرمائی -)

مینے یہ امر پیش کیا تہا کہ ہماری جماعت مین سے ایسے لوگ طیار ہونے چاہئین جو واقعی طور پر دین سے واقف ہون اور اس لائق بہی ہون کہ وہ ان حملون کا جو بیرونی اور اندرونی طور پر اسلام پر ہو رہے ہین - پورا پورا جواب دے سکین -

ہماری مخالفت اور اسکی وجوہ

اسلام کی اندرونی بدعات اس حدتک پہونچ گئی ہین کہ ان کی وجہ اور جہالت سے ہم کافر ٹہرائے گئے ہین اور ہم ایسی کراہت ہی نظر سے دیکہے گئے ہین - کہ حال کے مخالف علماء کے فتوون کے موافق ہماری جماعت مسلمانون کے قبرستان مین بہی داخل ہونے کے قابل نہین -

اندرونی طور پر یہ حالت ہے اور بیرونی دشمن اور مخالف ہمارے فرقہ سے اس درجہ مخالفت اور عداوت رکہتے ہین اور اس حدتک ہم کو اور ہماری جماعت کو برا کہتے ہین کہ گویا ہم سے ذاتی عداوت ہے اور کسی فرقہ سے ایسی عداوت نہین عیسائی پادریون کے سینہ پر ہماری ہی پتہر ہی جماعت ہے - آریون کی نظر کے سامنے سخت دشمن ہم ہی معلوم ہوتے ہین اسکی کیا وجہ ہے ؟ اسکے دو وجوہ معلوم ہوتے ہین اول یہ کہ ان لوگون کو خوب معلوم ہے کہ کمربستہ ہو کر کفر اور مخالفون کے طریق کو دور کرنا ہمارا ہی کام ہے - ہم مین نفاق کا شعبہ نہین پایا جاتا - اور حقیقت مین جو شخص اللہ تعالے کے لیئے اور اسکی طرف سے آکر تبلیغ کرتا ہے اس مین نفاق ہو نا ہی نہین - پس ہم چونکہ ان کی ہان مین ہان نہین ملاتے اور اظہار حق سے نہین رکتے اور نہین دبتے اسلئے طبعاً ہم انہین برے معلوم ہوتے ہین اور ان کی آنکہون مین کہٹکتے ہین -

دوسری وجہ یہ ہے کہ انسان کے اعمال کا عکس دوسرون کے دل پر ضرور پڑتا ہے اور انسان تو انسان حیوانات مین بہی یہ بات پائی جاتی ہے - مثلاً اگر ایک بکری کو جسنے ساری عمر مین کبہی بہیڑیے کو نہ دیکہا ہو - اور ایسا ہی بہیڑیے نے بہی نہ دیکہا ہو - تاہم جب ایک دوسرے کو دیکہین گے تو ایک دوسرے کے دل پر وہ اثر جو ان کے تعلقات کا ہو سکتا ہے ضرور پڑیگا - اسی طرح یہ ہمارے مخالف فطرتاً جانتے ہین - کہ ہمارے غلط عقائد کا استیصال اس فرقہ کے ذریعہ ہوگا - اور اسلئے وہ فطرتاً ہمارے دشمن ہین - اور فی الحقیقت یہہ سچی بات ہے کہ جو آسمان سے نازل ہوتا ہے - اسکا اثر سب پر پڑتا ہے سیہ دل اور کافر بہی اس اثر کو محسوس کرتے ہین اور ایسا ہی نیک طینت اور سعید الفطرت بہی اس اثر سے متاثر ہوتے ہین - چونکہ اس کی غرض ہر بدی کی اصلاح ہوتی ہے اسلئے ان بدیون کے حامی اسکی مخالفت کو ضرور اٹہتے ہین - پہر ہم مخالفت سے کیونکر بچ سکتے تہے -

آنحضرت صلعم کی مخالفت

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جب پیدا ہوئے اور آپ نے دعوت کی تو جسقدر مخالفت آپ کی کی گئی اور جسقدر دکہہ آپ کو دیئے گئے - کسی جہوٹے پیغمبر کو نہین دیئے گئے - خود آپ ہی کے زمانہ مین جہوٹے پیغمبر بہی اوٹہے مگر کوئی بتا سکتا ہے کہ مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی کو بہی اس قسم کے دکہہ دیئے گئے - اور انکی بہی ویسی ہی مخالفت کی گئی - مین سچ کہتا ہون کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو وہ دکہہ دیا گیا کہ ہم اس کا تصور بہی نہین کر سکتے - چہ جائیکہ بیان کرین اور نہ الفاظ مل سکتے ہین کہ انکی تفصیل پیش کرین - اور آپ کے بالمقابل جہوٹے نبیون کو کوئی دکہہ نہین دیا گیا اسکی وجہ کیا تہی ؟ یہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت فطرتاً دلون پر اثر پڑ گیا تہا کہ یہی شخص ہے جو اس کفر اور بدعت کو جو اسوقت پہیل رہی ہے دور کر دیگا - اور آخر وہ ہو کر رہا -

اسیطرح پر آج ہماری مخالفت کی جاتی ہے - ہمارے مخالف طبعاً یقین کرتے ہین کہ ان کے غلط عقائد کا استیصال ہمارے ہی ہاتہہ سے ہوگا (ایدک اللہ بنصرہ العزیز) اسلئے وہ فطرتاً ہماری مخالفت کرتے ہین اور ہمکو دکہہ دینے مین کوئی کمی نہین کرتے مگر ان کے یہہ دکہہ اور ایذائین ہمین اپنے کام سے نہین روک سکتی ہین - یہ سچ ہے کہ آجکل ہم بہت ہی غریب ہین اور اللہ تعالے کے سوا ہمارا کوئی بہی نہین اور وہی ہمین بس ہے - ہمیشہ ہمارے خلاف یہ کوشش کی جاتی ہے کہ جب اور جسطرح کسی کا بس چلے اس تہوڑی سی قوم کو نابود کر دیا جاوے یہہ تو اللہ ہی کا فضل ہے کہ وہ ہماری حفاظت کرتا ہے ورنہ مخالفت کی تو یہ حالت ہے کہ اگر کوئی بیرونی مخالف مقدمہ کرے تو اندرونی مخالف اس سے سازش کرتے ہین اور اسکو ہر قسم کی مدد دیتے ہین اور اگر کوئی اندرونی مخالف حملہ کرے تو بیرونی دشمن اس سے آملتے ہین اور پہر سب ایک ہو کر مخالفت مین اٹہتے ہین - ان ساری مخالفتون اور عداوتون کو مین دیکہتا ہون اور برداشت [illegible] مجہے یہہ سب بے حقیقت نظر [illegible] کے وعدون پر نظر کرتا ہون چنانچہ اس کا ایک وعدہ یہہ ہے جو پچیس برس ہوئے اشاعت پا چکا ہے - براہین احمدیہ مین لکہا گیا ہے -

یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الی ومطہرک من الذین کفروا وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ

یہ وعدہ بتا رہا ہے کہ اللہ تعالے میرے منکرون کو میرے متبعین پر غالب نہین کرے گا - بلکہ وہ مغلوب ہی رہین گے - اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جسقدر لوگ اس فرقہ حقہ کی مخالف ہین خواہ وہ اندرونی ہون یا بیرونی - مغلوب رہین گے -

پس اس وعدہ الٰہی کو دیکہکر ساری مخالفتین اور عداوتین ہیچ نظر آتی ہین - اگرچہ ہم مطمئن ہین کہ یہ وعدے پورے ہون گے اس لئے کہ اللہ تعالے اور اس کے وعدے سچے ہین - وہ پورے ہو کر رہتے ہین - کوئی انسان ان کو روک نہین سکتا تاہم

رعایت اسباب

دنیا جائے اسباب ہے - اسلئے اسباب سے کام لینا چاہیئے - دنیا مین لوگ حصول مقاصد کے لئے سعی کرتے ہین اور اپنے اپنے رنگ پہ ہر شخص کوشش کرتا ہے - دیکہو ایک کسان کی خواہ کیسی ہی عمدہ زمین ہو - آب پاشی کے لئے کنوان بہی ہو - لیکن پہر بہی وہ تردد کرتا ہے زمین کو جوتتا ہے قلبہ رانی کرکے اس مین بیج ڈالتا ہے پہر اسکی آب پاشی کرتا ہے حفاظت اور نگہبانی کرتا ہے اور بہت کوشش اور محنت کے بعد وہ اپنا ماحصل حاصل کرتا ہے اسی طرح ہر قسم کے معاملات مین دنیا کے ہون یا دین کے محنت مجاہدہ اور سعی کی حاجت اور ضرورت ہے -

آنحضرت صلعم کی قوت قدسیہ اور آپکی جماعت کی فضیلت

اوایل صدر اسلام مین جب کہ اللہ تعالیٰ کے محض فضل و کرم سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو آپ کو وہ قوت قدسی عطا ہوئی - کہ جس کے قوی اثر سے ہزارون با اخلاص اور جان نثار مسلمان پیدا ہو گئے - آپ کی جماعت ایک ایسی قابل قدر اور قابل رشک جماعت تہی - کہ ایسی جماعت کسی نبی کو نصیب نہین ہوئی نہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ملی اور نہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو - مین نے اس امر کے بیان کرنے مین ہرگز ہرگز مبالغہ نہین کیا بلکہ مین جانتا ہون کہ وہ جماعت جس مقام اور درجہ پر پہونچی ہوئی تہی اسکو پورے طور پر بیان ہی نہین کر سکتے - ہمارے مخالف علماء اور دوسرے فرقے اگرچہ ہمارے مخالف ہین تاہم [illegible] نہ کہہ سکتے کہ اس بیان مین ہم نے مبالغہ کیا ہے - حضرت موسیٰ علیہ السلام کی جماعت [illegible] شریر - کج فہم تہی - کہ وہ حضرت موسیٰ کو سنگسار کرنا چاہتی تہی - بات بات مین سرکشی اور ضد پر بیٹہتے تہے - توریت کو پڑہو تو معلوم ہو جائیگا کہ ان کی حالت کیسی تہی - وہ ایک سنگدل قوم تہی - کیا توریت مین انکو رضی اللہ عنہم کہا گیا ہے ؟ ہرگز نہین - بلکہ وہان تو سرکش ٹیڑہی - شریر وغیرہ ہی لکہا ہے - اور حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی جماعت وہ اس سے بدتر تہی جیسا کہ انجیل سے معلوم ہوتا ہے خود حضرت عیسیٰ اپنی جماعت کو لالچی - بے ایمان کہتے رہے - بلکہ یہانتک بہی کہا کہ اگر تم مین ذرہ بہر بہی ایمان ہو تو تم مین یہ برکات ہون وہ برکات ہون غرض وہ اور حضرت موسیٰ علیہما السلام اپنی جماعت سے ناراض ہی گئے - اور انہین ایک وفادار جماعت کے میسر نہ آنے کا افسوس ہی رہا - یہہ بالکل سچی بات ہے کہ نہ توریت مین اور نہ انجیل مین کہین بہی ان کو رضی اللہ عنہم نہین کہا گیا - مگر برخلاف اسکے جو جماعت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو میسر آئی تہی - اور جس نے آپ کی قوت قدسی سے اثر پایا تہا - اس کے لئے قرآن شریف مین آیا ہے -

رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ

اسکا سبب کیا ہے ؟ یہہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسیہ کا نتیجہ ہے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وجوہ فضیلت مین سے یہ بہی ایک وجہ ہے کہ آپ نے ایسی اعلےٰ درجہ کی جماعت طیار کی - میرا دعویٰ ہے کہ ایسی جماعت آدم سے لیکر آخر تک کسی کو نہین ملی -

اپنی جماعت کی موجودہ حالت

مین دیکہتا ہون کہ ابہی تک ہم کو بہی ایسی جماعت نہین ملی - جب ہم کسی امر مین فیصلہ کر دین تو تہوڑے ہین جو اسکو شرح صدر سے منظور کر لین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے تو وہ ایسے فدائی اور جان نثار تہے کہ جانین دیدین - اب اگر اتنا ہی کہا جاوے کہ سو دو سو کوس پر جاؤ اور وہان دو چار مہینے تک بیٹہے رہو - تو پہر گننے منتے لگ جاوین - زبان سے تو کہنے کو کہہ دیتے ہین کہ آپ جو کردین ہم کو منظور ہے لیکن جب کہا جاوے تو پہر ناراضگی کا موجب ہوتے ہین - یہہ نفاق ہوتا ہے مین منافقون کو پسند نہین کرتا - اللہ تعالے منافقون کی نسبت فرماتا ہے -

ان المنافقین فی الدرک الاسفل من النار

یقیناً یاد رکہو منافق کافر سے بہی بدتر اسلئے کہ کافر مین شجاعت اور قوت فیصلہ تو ہوتی ہے وہ دلیری سے سامنے اپنی مخالفت کا اظہار کر دیتا ہے - مگر منافق مین شجاعت اور قوت فیصلہ نہین ہوتی وہ چہپاتا ہے - مین سچ کہتا ہون کہ اگر جماعت مین وہ اپنی [illegible]

جو ہونی چاہئے تھی تو اب تک یہہ جماعت بہت کچھ ترقی کر لیتی - مگر مین دیکھتا ہون کہ بہت سے لوگ ابھی تک کمزور ہین مین یہ نہین کہتا کہ وہ میرا کہا نہین مانتے - بلکہ میرا مطلب یہ ہے کہ وہ برداشت نہین کر سکتے اگر کوئی ابتلا آجاوے تو موت آجاوے - جماعت کی ایسی حالت دیکھکر دل مین درد پیدا ہوتا ہے

قَرُبَ اَجَلُکَ الْمُقَدَّر

اب جو بار بار اللہ تعالے نے مجھے فرمایا کہ تیری اجل کے دن قریب ہین - جیسا کہ یہ الہام ہے قرب اجلك المقدر ولا نبقي لك من المخزيات ذكرا - ایسا ہی اردو زبان مین بھی فرمایا

بہت تھوڑے دن رہ گئے ہین اسدن سب پر اُداسی چھا جائے گی -

غرض جب خدا تعالے نے مجھ پر یہ ظاہر کر دیا کہ اب تھوڑے دن باقی ہین تو اسی لئے مینے وہ تجویز سوچی جو قبرستان کی ہے اور یہ تجویز مینے محض اللہ تعالے کے امر اور وحی سے کی ہے اور اسی کے امر سے اسکی بنا ڈالی گئی ہے - کیونکہ اس کے متعلق عرصہ سے مجھے خبر دی گئی تھی - مین جانتا ہون - کہ یہ تجویز بھی بہت سے لوگون کے لئے ابتلا کا موجب ہو گی - لیکن اس بنا سے غرض یہی ہے کہ تا آنیوالی نسلون کے لئے ایک ایسی قوم کا نمونہ ہو جیسے صحابہ کا تھا اور تا لوگ جانین کہ وہ اسلام اور اس کی اشاعت کے لئے فدا شدہ تھے ابتلاؤن کا آنا ضروری ہے اس سے کوئی بچ نہین سکتا - خدا تعالے فرماتا ہے -

احسب الناس ان يتركوا ان يقولوا اٰمنا وهم لا يفتنون -

یعنے کیا لوگ گمان کر بیٹھے ہین کہ اللہ تعالے ان سے اتنی ہی بات پر راضی ہو جاوے کہ وہ کہدین کہ ہم ایمان لائے - حالانکہ وہ ابھی امتحان مین نہین ڈالے گئے - اور پھر دوسری جگہ فرماتا ہے لن تنالوا البر حتى تنفقوا مما تحبون

یعنے اسوقت تک تم حقیقی نیکی کو حاصل ہی نہین کر سکتے جب تک تم اس چیز کو خرچ نکرو گے جو تم کو سب سے زیادہ عزیز اور محبوب ہے -

اب غور کرو - جبکہ حقیقی نیکی اور رضائے الٰہی کا حصول ان باتون کے بغیر ممکن ہی نہین تو پھر نری لاف گذاف سے کیا ہو سکتا ہے ؟ صحابہ کا یہہ حال تھا کہ انمین سے مثلاً ابوبکر رضی اللہ عنہ کا وہ قدم اور صدق تھا کہ سارا مال ہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آئے - اسکی وجہ کیا تھی ؟ یہہ کہ خدا تعالے کے لئے زندگی وقف کر چکے تھے بعد انہون نے اپنا کچھہ بھی نہ رکھا تھا - مومن کی بھلائی کے دن جب آتے ہین تو ایسے موقعون پر جبکہ اسکو کچھہ خرچ کرنا پڑے خوش ہوتا ہے - وہ جانتا ہے کہ وہ جوہر صدق و صفا کے جو اب تک چھپے ہوئے تھے ظاہر ہونگے - برخلاف اس کے منافق ڈرتا ہے اسلئے کہ وہ جانتا ہے اب اس کا نفاق ظاہر ہو جائیگا - یہہ قبرستان کا امر بھی اسی قسم کا ہے مومن اس سے خوش ہون گے -

قبرستان کا اعلان کیون ہوا ؟

اور منافقون کا نفاق ظاہر ہو جائیگا - مینے اس امر کو جب تک تواتر سے مجھ پر نہ کھلا پیش نہین کیا - اس مین تو کچھہ شک ہی نہین کہ آخر ہم سب مرنے والے ہین اب غور کرو کہ جو لوگ اپنے بعد اموال چھوڑ جاتے ہین وہ اموال ان کی اولاد کے قبضہ مین آتے ہین مرنے کے بعد انہین کیا معلوم اولاد کیسی ہو ؟ بعض اوقات اولاد ایسی شریر اور فاسق فاجر نکلتی ہے کہ وہ سارا مال شراب خانون اور زناکاری مین اور ہر قسم کے فسق و فجور مین تباہ کیا جاتا ہے اور اسطرح پر وہ مال بجائے مفید ہونیکے مضر ہوتا اور چھوڑنے والے پر عذاب کا موجب ہو جاتا ہے - جبکہ یہ حالت ہے تو پھر کیون تم اپنے اموال کو ایسے موقع پر خرچ نکرو جو تمہارے لئے ثواب اور فائدہ کا باعث ہو - اور وہ یہی صورت ہے کہ تمہارا مال دین کا بھی حصّہ ہو اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ اگر تمہارے مال مین دین کا بھی حصّہ ہے تو اس بدی کا تدارک ہو جائیگا جو اس مال کیوجہ سے پیدا ہوئی ہو - یعنی جو بدی اولاد کرتی ہے - مین سچ سچ کہتا ہون کہ تم اس بات کو خوب یاد رکھو کہ جیسا کہ قرآن مجید مین بیان فرمایا ہے - اور ایسا ہی دوسرے نبیون نے بھی کہا ہے یہ سچ ہے کہ دولتمند کا بہشت مین داخل ہونا ایسا ہی ہے جیسے اونٹ کا سوئی کے ناکے مین سے داخل ہونا - اسکی وجہ یہی ہے کہ اسکا مال اسکے لئے بہت سی رکوٹون کا موجب ہو جاتا ہے - اسلئے اگر تم چاہتے ہو کہ تمہارا مال تمہارے واسطے ہلاکت اور ٹھوکر کا باعث نہ ہو تو اسے اللہ تعالے کی راہ مین خرچ کرو - اور اسے دین کی اشاعت اور خدمت کے لئے وقف کرو -

سچّا مومن کون ہے ؟

یقیناً یاد رکھو کہ خدا تعالے کے نزدیک وہی مومن اور بیعت مین داخل ہوتا ہے جو دین کو دنیا پر مقدم کر لے جیسا کہ وہ بیعت کرتے وقت کہتا ہے اگر دنیا کی اغراض کو مقدم کرتا ہے تو وہ اس اقرار کو توڑتا ہے اور خدا تعالے کے نزدیک وہ مجرم ٹھیرتا ہے - پس اسی غرض سے یہہ اشتہار (الوصیۃ) مینے خدا تعالے کے اذن سے دیا ہے - سچی بات یہی ہے سال دیگر را کہ مے داند حساب لیکن جبکہ خدا تعالے کی متواتر وحی نے مجھ پر کھولا کہ وقت قریب ہے اور اجل مقدر کا الہام ہوا - تو مینے اللہ تعالے ہی کے اشارہ سے یہہ اشتہار دیا کہ تا آیندہ کے لئے اشاعتِ دین کا سامان ہو - اور تا لوگون کو معلوم ہو کہ اٰمنا و صدقنا کہنے والون کی عملی حالت کیا ہے ؟ یقیناً سمجھو کہ جب تک انسان کی عملی حالت درست نہو - زبان کچھہ چیز نہین یہ نری لاف گزاف ہے زبان تک جو ایمان رہتا ہے اور دل مین داخل ہو کر اپنا اثر عملی حالت پر نہین ڈالتا وہ منافق کا ایمان ہے سچا ایمان وہی ہے جو دل مین داخل ہو اور اس کے اعمال کو اپنے اثر سے رنگین کر دے - سچا ایمان ابوبکر اور دوسرے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا تھا - کیونکہ جنہون نے اللہ تعالے کی راہ مین مال تو مال جان تک کو دیدیا اور اسکی پرواہی نہ کی جان سے بڑھکر اور کوئی چیز نہین ہوتی مگر صحابہ نے اسے بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر قربان کر دیا - انہون نے کبھی اس بات کی پروا بھی نہین کی کہ بیوی بیوہ ہو جاوے گی یا بچے یتیم رہ جائین گے بلکہ وہ ہمیشہ اسی آرزو مین رہتے کہ خدا کی راہ مین ہماری زندگیان قربان ہون -

مجھے ہمیشہ خیال آتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کا نقش دل پر ہو جاتا ہے اور کیسی بابرکت وہ قوم تھی اور آپ کے قوتِ قدسیہ کا کیسا قوی اثر تھا کہ اس قوم کو اس مقام تک پہونچا دیا - غور کر کے دیکھو کہ آپ نے انکو کہان سے کہان پہونچا دیا - ایک حالت اور وقت ان پر ایسا تھا کہ تمام محرمات انکے لئے شیر مادر کی طرح تھے - چوری - شراب خوری - زنا - فسق و فجور سب کچھہ تھا غرض کونسا گناہ تھا جو انمین نہ تھا - لیکن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے فیض صحبت اور تربیت سے انپر وہ اثر تھا اور ان کی حالت مین وہ تبدیلی پیدا ہوئی

صحابہ کا نمونہ اور اسوہ

کہ خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکی شہادت دی اور کہا اللہ اللہ فی اصحابی گویا وہ بشریت کا چولہ اتار کر مظہر اللہ ہو گئے تھے اور ان کی حالت فرشتون کی سی ہو گئی تھی جو يفعلون ما يؤمرون کے مصداق ہین - بیشک ایسی ہی حالت صحابہ کی ہو گئی تھی - ان کے دلی ارادے اور نفسانی جذبات بالکل دور ہو گئے تھے انکا اپنا کچھہ رہا ہی نہین تھا نہ کوئی خواہش تھی نہ آرزو بجز اس کے کہ اللہ تعالے راضی ہو - اور اس لئے وہ خدا کی راہ مین بکریون کی طرح ذبح ہو گئے - قرآن شریف انکی اس حالت کے متعلق فرماتا ہے -

منهم من قضى نحبه ومنهم من ينتظر وما بدلوا تبديلا -

یہہ حالت انسان کے اندر پیدا ہو جانا آسان بات نہین کہ وہ خدا کی راہ مین جان دینے کو آمادہ ہو جاوے - مگر اصحابہ کی حالت بتاتی ہے کہ انہون نے اس فرض کو ادا کیا جب انہین حکم ہوا کہ اس راہ مین جان دیدو پھر وہ دنیا کی طرف نہین جھکے - پس یہہ ضروری امر ہے کہ تم دین کو دنیا پر مقدم کر لو -

یاد رکھو

جماعت مین کون داخل ہین

اب جسکا اصول دنیا ہے اور پھر وہ اس جماعت مین شامل ہے خدا تعالی کے نزدیک وہ اس جماعت مین نہین ہے اللہ تعالے کے نزدیک وہی اس جماعت مین داخل اور شامل ہے جو دنیا سے دست بردار ہے یہہ کوئی مت خیال کرے کہ مین ایسے خیال سے تباہ ہو جاؤن گا - یہہ خدا شناسی کی راہ سے دور لے جانیوالا خیال ہے - خدا تعالے کبھی اس شخص کو جو محض اسی کا ہو جاتا ہے ضایع نہین کرتا - بلکہ وہ خود اسکا متکفل ہو جاتا ہے - اللہ تعالے کریم ہے جو شخص اسکی راہ مین کچھہ کہوتا ہے وہی کچھہ پاتا ہے مین سچ کہتا ہون کہ اللہ تعالے انہین کو پیار کرتا ہے اور انہین کی اولاد بابرکت ہوتی ہے جو خدا کے حکمون کی تعمیل کرتا ہے اور یہہ کبھی نہین ہوا اور نہ ہوگا - کہ خدا تعالے کا سچا فرمانبردار ہو وہ یا اسکی اولاد تباہ و برباد ہو جاوے دنیا ان لوگون ہی کی برباد ہوتی ہے جو خدا تعالی کو چھوڑتے ہین اور دنیا پر جھکتے ہین کیا یہہ سچ نہین ہے ! کہ ہر امر کی طناب اللہ تعالے ہی کے ہاتھہ مین ہے اسکے بغیر کوئی مقدمہ فتح نہین ہو سکتا کوئی کامیابی حاصل نہین ہو سکتی اور کسی قسم کی آسایش اور راحت میسر نہین آسکتی - دولت ہو سکتی ہے مگر یہہ کون کہہ سکتا ہے کہ مرنے کے بعد یہہ بیوی یا بچون کے ضرور کام آئیگی ؟ ان باتون پر غور کرو - اور اپنے اندر ایک نئی تبدیلی پیدا کرو

غرض

مجھے افسوس ہوتا ہے جب مین جماعت کو دیکھتا ہون

کہ یہ ابھی تھوڑے سے ابتلا کے بھی لائق نہیں وجہ یہ ہے کہ ابھی تک وہ **قوت ایمانی** پیدا نہیں ہوئی جو ہونی چاہیئے۔ ابھی تک جو تعریف کی جاتی ہے وہ خدا کی ستاری کرا رہی ہے۔ لیکن جب کوئی ابتلا اور آزمائش آتی ہے تو وہ انسان کو ننگا کر کے دکہا دیتی ہے۔ اوسوقت وہ مرض جو دل میں ہوتی ہے اپنا پورا اثر کر کے انسان کو ہلاک کر دیتی ہے۔

فی قلوبھم مرض فزادھم اللہ مرضا

یہہ مرض ابتلاہی کے وقت بڑہتی اور اپنا پورا زور دکہاتی ہے خدا تعالے کی یہ بہی عادت ہے کہ وہ دلوں کی مخفی قوتوں کو ظاہر کر دیتا ہے جو شخص اپنے دل میں ایک نور رکہتا ہے اللہ تعالے اس کا صدق اور اخلاص ظاہر کر دیتا ہے اور جو دل میں خبث اور شرارت رکہتا ہے اوسکو بہی کہول کر دکہا دیتا ہے اور کوئی بات چہپی ہوئی نہیں رہ سکتی۔

یقیناً سمجہو! کہ اللہ تعالے کے نزدیک وہ لوگ پیارے نہیں ہیں جنکی پوشاکیں عمدہ ہوں اور وہ بڑے دولت مند اور خوش خور ہوں بلکہ خدا تعالے کے نزدیک وہ پیارے ہیں جو **دین کو دنیا پر مقدم کر لیتے ہیں** اور خالص خدا ہی کے لئے ہو جاتے ہیں۔ پس تم اس امر کی طرف توجہ کرو۔ نہ پہلے امر کیطرف اگر میں جماعت کی موجودہ حالت پر نظر کروں تو مجہے بہت غم ہوتا ہے کہ ابہی بہت ہی کمزور حالت ہے۔ اور بہت سے مراحل باقی ہیں۔ جو اس نے طے کرنے ہیں لیکن جب اللہ تعالیٰ کے وعدوں پر نظر کرتا ہوں جو اس نے مجہہ سے کئے ہیں تو میرا غم امید سے بدل جاتا ہے۔ منجملہ اسکے وعدوں کے ایک یہی ہے جو فرمایا

وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ

یہہ تو سچ ہے کہ وہ میرے متبعین کو قیامت تک میرے منکروں اور مخالفوں پر غلبہ دیگا لیکن غور طلب بات یہ ہے کہ متبعین میں ہر شخص محض میرے ہاتہہ پر بیعت کرنے سے داخل نہیں ہو سکتا۔ جب تک اپنے اندر وہ اتباع کی پوری کیفیت پیدا نہیں کرتا۔ متبعین میں داخل نہیں ہو سکتا۔ پوری پوری پیروی جب تک نہیں کرتا۔ ایسی پیروی کہ گویا **اطاعت** میں فنا ہو جاوے۔ اور نقش قدم پر چلے اسوقت تک اتباع کا لفظ صادق نہیں آتا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالے نے ایسی جماعت میرے لئے مقدر کی ہے جو میری اطاعت میں **فنا** ہو اور پورے طور پر میری اتباع کرنے والے ہو۔

اس سے مجہے تسلی ملتی اور میرا غم امید سے بدل جاتا ہے۔ مجہے اسبات کا غم نہیں کہ ایسی جماعت نہ ہوگی؟ نہیں جماعت تو ضرور ہوگی اسلئے کہ خدا تعالیٰ کا یہہ وعدہ ہے ایسے لوگ ضرور ہونگے مگر غم اسبات کا ہے کہ ابہی جماعت کچی ہے اور پیغام موت آ رہا ہے گویا جماعت کی حالت اس بچہ کی سی ہے جسنے ابہی دو چار روز دودہ پیا ہو اور اس کی ماں مر جاوے۔

"حضرت حجۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے منہ سے جسوقت یہہ جملے نکلے۔ انمیں کچہہ ایسا درد اور رقت تہی کہ اسنے سامعین کو بیقرار کر دیا۔ اور کئی آدمی جو آخر ضبط نکر سکے پہوٹ پہوٹ کر رو پڑے۔ ایڈیٹر"

بہر حال خدا تعالے کے وعدوں پر میری نظر ہے اور وہ خدا ہی ہے جو میری **تسکین اور تسلی** کا باعث ہے۔ ایسی حالت میں کہ جماعت کمزور اور بہت کچہہ تربیت کی محتاج ہے یہہ ضروری امر ہے کہ میں تمہیں توجہ دلاؤں کہ تم خدا تعالے کے ساتہہ سچا تعلق پیدا کرو۔ اور اسی کو مقدم کر لو۔ اور اپنے لئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پاک جماعت کو نمونہ سمجہو۔ ان کے نقش قدم پر چلو۔ میں ابہی بیان کر چکا ہوں کہ وہ ..... ایک ایسی **صادق** جماعت تہی جو اپنے ایمان قوی کے لحاظ سے جان فدا کرنے میں بہی دریغ نکرتی تہی۔ بلکہ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ وہ ایک ایسی قوم ہے کہ اسکی **نظیر** مل سکتی ہی نہیں۔ جب ہم دوسری قوموں کا ان سے مقابلہ کرتے ہیں تو ان کی عظمت اور شوکت کا اور بہی دلپر اثر ہوتا ہے۔

(باقی آئندہ)

سفرنامہ دہلی

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

داخلہ دہلی اور دروازے بند میں پیچہے ذکر کر آیا ہوں کہ دہلی میں خدام اعلی حضرت کو یقین ہو چکا تہا کہ حضرت اقدس کی آمد ملتوی ہوگئی ہے اسکے لئے کوئی قرائن قویہ نہ تہے صرف ایک قیاسی امر تہا اور اسی وجہ سے ریلوی سٹیشن پر کسی خادم کو آنے کیضرورت ہی محسوس نہ ہوئی۔ اور آج تو کسی صورت میں بہی گمان نہ تہا کہ آپ تشریف لے آئیں گے۔ برخلاف اسکے ہم سب اسی تار کی امید پر جو روانہ ہونے سے پہلے بٹالہ سے دیا تہا۔ بخیال خویش چشم براہ تہے کہ ریلوے سٹیشن پر اپنے احباب سے ملیں گے مگر سٹیشن پر جب کسی کو نہ پایا تو سخت تحیر ہوا۔ خصوصاً اس وجہ سے کہ ہم سب محض ناواقف تہے اور نہیں جانتے تہے کہاں جانا ہے؟ اور کہاں اترنا ہے۔ حضرت حجۃ اللہ نے سٹیشن پر اتر کر صرف اتنا پوچہا کہ میر صاحب سٹیشن پر نہیں آئے جب جواب نفی میں دیا گیا تو آپ کو ذرا بہی خیال نہیں گذرا فرمایا اچہا اسباب نکلواؤ اور ذرا انتظار کرو۔ اسباب نکلوایا گیا۔ اور پلیٹ فارم ہی کے ایک حصہ پر حضرت اقدس اور آپ کے اہل بیت بڑے اطمینان کے ساتہہ تہوڑی دیر کے لئے ٹہیرے۔ اور خاکسار ایڈیٹر الحکم کو شہر کے جانے کیواسطے گاڑیوں پر اسباب لدوانے کا حکم دیا گیا چنانچہ تعمیل ارشاد کی گئی اور **متصل مسجد سید رفائی** کے پتہ سے ہم سب شہر کو چل پڑے راستہ میں ڈاکٹر محمد اسماعیل خان صاحب انچارج ریفارمیٹری سکول دہلی آملے جنکو اسیوقت اطلاع ہوئی تہی قصہ مختصر جامع مسجد کی مشرقی سڑک پر سے ہوتے ہوئے ہم سید رفائی کی مسجد کے پاس پہونچے جہاں حضرت اقدس کے قیام کے لئے ایک بڑا مکان **الف خان سیاہی** والے کا کرایہ پر لیا گیا تہا۔ جب منزل مقصود پر پہونچے تو دیکہا کہ

دروازے بند ہیں

میرے دل میں معاً یہی آیا کہ وہ رؤیا جو جناب نے دہلی کو روانہ ہوتے وقت دیکہی تہی اور دہلی کے دروازے بند پائے تہے ایک رنگ میں پوری ہوگئی اسلئے کہ جب مکان کو کہولا گیا تو اس میں جدہر دیکہو دروازے بند۔

فی الجملہ

وہاں قیام کیا۔ جن احباب نے ظہر و عصر کی نماز نہ پڑہی تہی انہوں نے نماز ادا کی اور بیچارے اکیلے ڈاکٹر صاحب اسوقت ان مہمانوں کی ضروریات کا سامان کرنے لگے۔ کیونکہ مکان میں تو بجز دروازہ بندی کے کچہہ تہا ہی نہیں۔ روشنی۔ چارپائیوں۔ پانی کے لئے برتنوں۔ اور پہر کہانے پکانے کا سارا انتظام بڑی چابکدستی اور مستعدی سے انہوں نے کیا۔ پہر میر قاسم علی صاحب بہی آملے اور جوں جوں خبر ہوتی گئی احباب حاضر ہوتے گئے۔ مسافرین دہلی نے اپنے اپنے ٹہکانے اس مکان میں کر لئے۔ اور شہر دہلی کے پیش آنے والے حالات کے نقشے سرسری طور پر دماغ میں آنے لگے۔ مسجد رفائی کا ذکر آگیا ہے اسلئے نامناسب نہوگا اگر اس مقام پر اسکا مختصر سا ذکر میں کر جاؤں۔

مسجد سید رفائی یہہ مسجد بہت قدیم زمانہ کی بنی ہوئی ہے۔ کوئی بہت بڑی مسجد نہیں بلکہ نہایت ہی مختصر سی مسجد ہے۔ ٹہیک طور پر نہیں کہہ سکتے کہ دراصل اس مسجد کا بنانے والا کون تہا لیکن چونکہ سید رفائی صاحب غدر سے پہلے یہاں رہتے تہے اس لئے یہ مسجد انہیں کے نام سے مشہور ہوگئی ہے آثار الصنادید میں اس مسجد کے متعلق یہہ بہی لکہا ہے کہ ان سید صاحب کے ہاں ایک مجلس بنام حضرہ ہوا کرتی تہی اور اسی مجلس میں خاص مریدوں کے ہاتہہ میں چہرے ہوتے تہے اور وہ حالت وجد میں ایک دوسرے کو چہرے مارتے تہے مگر کوئی زخمی نہ ہوتا تہا اور اگر ہوتا بہی تہا تو سید صاحب لب لگا کر اسکو اوسیوقت اچہا کر دیتے تہے مجلس کی بڑی شرط یہہ تہی کہ اسکے گرد و پیش میں کوئی عورت نہو۔

اللھم صل علیٰ محمد وبارک وسلم یہہ قصہ جو سید صاحب اور آپ کے مریدوں کے متعلق میں نے لکہا ہے بڑہکر بے اختیار میری زبان سے اللھم صل علے محمد و بارک وسلم نکلا۔ میں سید صاحب اور آپ کی اس مجلس کے متعلق کوئی ریمارک پاس کرنے کا حق نہیں رکہتا اس لئے کہ **تلک امۃ قد خلت لھا ما کسبت** مگر اتنا تو بہر حال کہنا پڑتا ہے کہ انہوں نے اپنے مریدوں کو سلوک کی منزلیں طے کرانے کے لئے کیا کیا حیلے تجویز کئے۔ ایک دن حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس میں بعض فقرا کے اذکار و معمولات کا ذکر تہا مثلاً ایک ایک ٹانگ پر کہڑے ہو کر ذکر کرتے تہے یا اسی قسم کے اور شکلات میں اپنے آپکو ڈالتے تہے۔ آپ نے اسپر جو کچہہ فرمایا اسکا خلاصہ مطلب یہہ تہا کہ اصل بات یہہ ہے سالکوں پر بعض اوقات ایک زمانہ قبض کا آجاتا ہے اسکے دور کرنے کے واسطے وہ اس قسم کے حیلے کرتے ہیں جیسے جسمانی طور پر اگر قبض واقع ہو جائے تو اس کے دور کرنے کیواسطے بہی مختلف تجاویز اور تدابیر پر عمل کرنے کی حاجت پڑتی ہے اسیطرح روحانی قبض کے وقت یہہ لوگ اپنے نفس کو مختلف قسم کے شدائد میں ڈالتے ہیں اس سے غرض انکی اس قبض کا دور کرنا ہی ہوتا ہے اور یہ بہی کہ اپنے نفس پر حکومت اور غلبہ حاصل کر سکیں۔ حضرت حجۃ اللہ کے اس ارشاد کو سن کر آپ کی سچائی پر بے اختیار ہو کر صدقت کہنا پڑتا ہے اور آپ کے حسن ظن کی بڑی ہوئی قوت کی بے اختیار تعریف کرنی پڑتی ہے۔ اسیطرح پر ممکن ہے سید رفائی صاحب نے اپنے مریدوں کی تربیت کے لئے یہہ ایک حیلہ تجویز کیا ہو اور اس سے انہوں نے کوئی فائدہ محسوس کیا ہو۔

انبیاء علیہم السلام اور ماموروں کے سلسلہ اور طریق تربیت میں ایک نمایاں فرق ہوتا ہے وہ اس قسم کی مشکل راہوں کو اختیار نہیں کرتے بلکہ وہ ایک ایسی سہل اور آسان راہ پر قوم کو لے جاتے ہیں جو اس قسم کی مشکلات سے بچی ہوئی ہوتی ہے اسکی وجہ میں تو یہہ سمجھتا ہوں کہ چونکہ یہہ لوگ اللہ تعالے کے خاص شاگرد اور اسی کے دست تربیت سے طیار شدہ ہوتے ہیں اسلئے طریقہ تربیت سے بہی خوب واقف ہوتے ہیں ولنعم ما قیل

چون حاجتے بود بہ ادیبے دگر مرا
من تربیت پذیر ز رب مہیمنم

اسکی مثال ایسی ہی ہے جیسے ایک ٹرینڈ ٹیچر ہو جو طریقہ تعلیم سے خوب واقف اور سند یافتہ ہوتا ہے اور ایک ایسا جو واقف نہ ہو۔ جیسے دونو کے مدارج میں فرق ہے ویسے ہی انکے طریقہ تعلیم میں بہی فرق ہے ٹھیک اسی طرح پیران پیروں اور مشایخوں کے طریق اصلاح اور ماموروں کے طریق اصلاح میں ایک فرق نمایاں ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی جماعت کے لئے وہ وہ اصلاح کے طریقے کبہی پسند فرمائے جو یہود و نصاریٰ کے احبار اور رہبانوں میں اسوقت مروج تہے۔ اور ایسا ہی آپکے بروز احمد قادیانی علیہما الصلوٰۃ والسلام نے بہی اپنی قوم کے لئے ان اوراد و اشغال کی طرف لیجانا نہیں چاہا جو آج مختلف گدیوں اور سجادہ نشینوں کے ہان مروج ہیں بلکہ آپ اس طریق پر اصلاح کرنا چاہتے ہیں جو آپکے جلیل القدر معلم صلے اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالےٰ کے منشاء اور ایما سے مقرر کیا تہا۔ جسکو دوسرے الفاظ میں آج ہم

سنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

کہتے ہیں آپ یہی فرماتے ہیں کہ ہر ایک قسم کی روحانی ترقی اور فیض و برکت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلنے سے حاصل ہو سکتی ہے بدون اس کے کچہہ بہی نہیں ملتا۔ ؎

بزہد و ورع کوش و صدق و صفا
ولیکن میفزائے بر مصطفےٰ

میری اپنی رائے ہے کہ آجکل جو سجادہ نشینوں اور مختلف گدیوں اور طریقوں اور سلسلوں میں ہم برکات اور فیوض ربانی کے آثار اور علامات کو بہت ہی کم بلکہ قریب قریب نہیں پاتے تو اسکی یہی وجہ ہے کہ اسکو جو ترقیات روحانی کا سرچشمہ ہے دور لے جا رہے ہیں اور وہ اوراد و اشغال جو بعض پاکباز لوگوں نے اپنی اصلاح حالت اور رفع قبض یا تنگدلی کی خاطر بطریق علاج وقتی اختیار رکئے تہے۔ مستقل طور پر انہیں ہر مرض کے لئے سپیسفک سمجہہ لیا گیا ہے جو کسی حال میں درست نہیں۔

غرض

مبارک اور سعادت بخش وہی طریق ہوتا ہے جو انبیاء علیہم السلام اختیار کرتے ہیں اور جو اس زمانے میں حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پیش کیا ہے اور وہ نیا نہیں بلکہ وہ وہی طریق ہے جسکے لئے اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے

ولکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ

خیر یہ تو ایک ضمنی بات تہی جو سید رفائی صاحب کے طریقہ اصلاح کے سلسلہ میں مجہے کہنی پڑی اسی مسجد رفائی کے متصل ہان بالکل متصل ہماری فرودگاہ تہی اور خصوصاً میں تو بہت ہی قریب تہا میں جب جب اس مسجد رفائی کو دیکہتا اور سید صاحب کے اس طریقہ مجلس حلقہ کو خیال کرتا تو بے اختیار اپنے سید و مولا مسیح موعود پر بہی درود پڑہتا کہ اس کے زمرہ خدام میں آکر ہمیں اس قسم کے اشغال کی حاجت نہیں پڑی۔ اللّٰھم صل علےٰ محمد وعلیٰ اٰل محمد وبارک وسلم

اس سے پیشتر کہ دہلی کے زمانہ قیام کے حالات لکہوں یہہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ دہلی کے متعلق ضروری واقفیت ناظرین الحکم کے لئے بہم پہونچاؤں۔ ہرچند بعض ناظرین اس سے واقف ہوں گے مگر اکثر ناواقف ہونگے علاوہ بریں سفرنامہ کی تکمیل بدون اس کے ہو نہیں سکتی۔ پس میں اپنے ناظرین کے لئے دوربین کا کام دونگا اور اپنی آنکہہ سے انہیں دہلی دکہاؤنگا

(باقی آیندہ)

سنگ مزار

حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب رضی اللہ عنہ کا تابوت ۲۶ دسمبر ۱۹۰۵ء کو بعد نماز ظہر و عصر نکالا گیا اور احباب بادیدۂ گریان اپنے کاندہوں پر اٹہا کر باغ میں لے گئے خود حضرت مسیح موعود بہی جنازہ کے ہمراہ تہے ۲۷ تاریخ کی صبح کو ۱۰ بجے کے قریب اعلیٰ حضرت نے اپنی جماعت کو لیکر پہر جنازہ پڑہا۔ عرصہ تک آپ کے مدارج کی ترقیات کے لئے دعا فرماتے رہے ۲۶ دسمبر کو جبکہ حضرت بہشتی مقبرہ یعنی جدید قبرستان میں مولوی عبد الکریم رضی اللہ عنہ کی قبر کو دیکہکر بیٹہ گئے تہے۔ میرے محترم بہائی منشی نور خان صاحب ثاقب نے مرحوم کی وفات پر ایک ترجیع بند پڑہا تہا۔ حضرت نے اسکو بہت پسند فرمایا اور ایک قطعہ تاریخ لکہنے کی انہیں ہدایت کی وہی قطعہ تاریخ اب مرحوم کا سنگ مزار ہے۔ حضرت کا ارادہ آپ کچہہ لکہنے کا تہا مگر ثاقب صاحب کی نسبت فرمایا:

"**ہمارا لکہنے کا ارادہ تہا انہوں نے ہمارا منشاء پورا کر دیا۔**" اسلئے یہہ شعر لکہوا دیئے جاویں۔ سنگ مزار کو تو وہی لوگ پڑہیں گے جو یہاں آکر اپنے مخدوم کو بہشتی مقبرہ کی خاک میں آرام کرتے ہوئے دیکہیں گے۔ مگر اسکا مثنیٰ وہ بہی پڑہ لیں۔ جو بظاہر قادیان سے دور ہیں۔ اس سنگ مزار کو پڑہیں اور اپنے مخدوم کے مراتب کی ترقی کے لئے دعا کریں۔

اس سے پہلے کہ میں اس قطعہ تاریخ کو درج کروں۔ میں ثاقب صاحب کو مبارکباد دیتا ہوں کہ وہ حضرت امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے منشاء کو پورا کرنے والے ٹہرے اور اس امر میں کلام امام زبان ثاقب پر جاری ہوا۔ (ایڈیٹر)

قطعہ تاریخ وفات حضرت مولینا مولوی عبد الکریم صاحب مرحوم

یہہ ہے اُس باصفا مرد خدا کا مرقد روشن
بحکم وحی روشن جو مسلمانوں کا لیڈر تہا
پڑا رہتا تہا سایہ کی طرح عیسیٰؑ کے در پر وہ
اطاعت اور وفا میں سایۂ ظل پیمبر تہا
مسیحا سے ہوا زندہ مسیحا میں مٹا آخر
الگ عیسیٰؑ سے مرنا اور جینا اسپہ دوبہر تہا
دم عیسیٰؑ کی جنبش تہا ید بیضا کی تہا تابش
شعاع مہر روشن تہا ضیائے بدر انور تہا
خدا کے گہر سدہارا اور بہشتی مقبرہ پایا
مزین جسکے دم سے مسجد و محراب و منبر تہا
سخن کی داد دیتا تہا سخن کا قدردان تہا وہ
سخن سنج و سخن گو سخن فہم و سخنور تہا
مسیحا کے محامد سے تہا پر ہر وعظ اور خطبہ
مناقب کا مرقع اسکا ہر اسپیچ و لیکچر تہا
نئی طرز ادا اسکا نیا حسن بیان ہر دم
ہر اک وعظ اسکا شہد اور ہر بیان قند مکرر تہا
جو دل کا سخت آجاتا وہ دم میں موم ہو جاتا
پگہل کر بہنے لگتا تہا کلیجہ جس کا پتہر تہا
مسیحا کو جو مانے اسکو وہ مومن سمجہتا تہا
مسیحائی کا منکر شخص نزدیک اسکے کافر تہا
نہ کچہہ پیری چلی آکر یہان افسوس نیچر کی
ہوا آخر مسلمان جو مرید پیر نیچر تہا
وہ تہا اصحاب صفہ کے مبارک پاک لوگوں میں
مسیحا کا در و دیوار اس کا بام اور گہر تہا
کئے معصومیت میں پورے سینتالیس سال اسکے
رہا جبتک وہ دنیا میں مطیع حکم داور تہا
زبان و دل موافق تہا مخالف تہا دو رنگی کا
جو دل میں تہا نہان اسکے وہی اسکی زبان پر تہا
وفات اسکی ہوئی تیرہ سو اور تئیس ہجری میں
یہ وہ دن تہا کہ ہر چہوٹا بڑا با دیدۂ تر تہا
یہہ بدہ کا روز گیارہ ماہ شعبان المعظم کی
بلا کا دن قیامت کا سماں یا روز محشر تہا
یہہ وہ دن تہا کہ چشم مہر و مہ بہی ڈبڈبا آئی
زمین و آسمان اس نوحہ خوانی میں برابر تہا
امڈ کر آیا بادل جبکہ مطلع صاف تہا سارا
سماں رونے کا بام آسمانی پر سراسر تہا
وہ قطرے مینہ کے تہے یا بندہ گیا تہا جہاڑ آنسو کا
یہہ اشک غم بہی گویا موتیوں کا اک نچہاور تہا
تڑپ کر بجلیاں کوندیں بہائے اشک کہہ نسبی
یہہ کہہ سکتے ہیں بجلی کا بہی انگاروں پہ بستر تہا
کلیجہ پہٹ گیا بادل کا رویا پہوٹ پہوٹ ایسا
دہیان غم کا ہی تہا آخر نہ وہ لوہا نہ پتہر تہا
ہو روح مولوی عبد الکریم آرام و راحت میں
وہ روحانی فرشتہ تہا دم اسکا روح پرور تہا
دعا کرتے رہو ثاقب کہ بیڑا پار ہو اسکا
وہ علم و معرفت کے بحر کا کامل شناور تہا

اطلاع

میں نے بارہا یہہ لکہا ہے۔ کہ خریداران الحکم خط و کتابت میں اپنا نمبر خریداری جو ہر ایک چٹ پر مطبوعہ ہوتا ہے۔ دیا کریں مگر بعض خریدار ابہی تک اس طرف متوجہ نہیں ہوئے جس سے نمبر تلاش کرنے میں بہت سا وقت ضایع ہوتا ہے۔ اگر احباب توجہ کریں۔ اور نمبر خریداری دیا کریں۔ تو تضیع اوقات کے علاوہ کمال سہولت ہو جائے۔ آیندہ ضرور ضرور خیال رکہیں۔

الوصیّة

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلّی علیٰ رسولہ الکریم

الحمد للہ رب العالمین - والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ محمد واٰلہ واصحابہ اجمعین - امّا بعد چونکہ خدائے عزّوجلّ نے متواتر وحی سے مجھے خبر دی ہے کہ میرا زمانہ وفات نزدیک ہے اور اس بارہ میں اوس کی وحی اس قدر تواتر سے ہوئی کہ میری ہستی کو بنیاد سے ہلا دیا اور اس زندگی کو میرے پر سرد کر دیا اس لئے مین نے مناسب سمجھا کہ اپنے دوستون اور اُن تمام لوگون کے لئے جو میرے کلام سے فائدہ اُٹھانا چاہیں چند نصائح لکھون سو پہلے مین اوس مقدس وحی سے اطلاع دیتا ہون جس نے مجھے میری موت کی خبر دیکر میرے لئے یہ تحریک پیدا کی اور وہ یہ ہے جو عربی زبان مین ہوئی - اور بعد مین اُردو کی وحی بھی لکھی جائیگی -

قرب اجلك المقدر ولا نبقی لك من المخزیات ذکرا - قلّ میعاد ربك ولا نبقی لك من المخزیات شیئا - واما نرینك بعض الذی نعدهم او نتوفینك ونبقی لك الآیات قرب ما توعدون - واما بنعمة ربك فحدث - انه من یتق الله ویصبر فان الله لا یضیع اجر المحسنین -

ترجمہ :- تیری اجل قریب آگئی ہے اور ہم تیرے متعلق ایسی باتون کا نام و نشان نہین چھوڑین گے جن کا ذکر تیری رسوائی کا موجب ہو - تیری نسبت خدا کی میعاد مقررہ تھوڑی رہ گئی ہے اور ایسے تمام اعتراض دور اور دفع کر دین گے اور کچھ بھی ان مین سے باقی نہین رہین گے جن کے بیان سے تیری رسوائی مطلوب ہو - اور ہم اس بات پر قادر ہین کہ جو کچھ مخالفون کی نسبت ہماری پیشگوئیان ہین ان مین سے تجھے کچھ دکھا دین یا تجھے وفات دیدین تو اس حالت مین فوت ہوگا - جو مین تجھ سے راضی ہونگا اور ہم کھلے کھلے نشان تیری تصدیق کے لئے ہمیشہ موجود رکھین گے جو وعدہ کیا گیا وہ قریب ہے اپنے رب کی نعمت کا جو تیرے پر ہوئی لوگون کے پاس بیان کر - جو شخص تقویٰ اختیار کرے اور صبر کرے تو خدا ایسے نیکوکارون اجر ضائع نہین کرتا -

اس جگہ یاد رہے کہ خدا تعالےٰ کا یہ فرمانا کہ تیری نسبت ایسے ذکر باقی نہین چھوڑین گے جو تیری رسوائی اور ہتک عزت کا موجب ہون اس فقرہ کے دو معنے ہین (۱) اول یہ کہ ایسے اعتراضات کو جو رسوا کرنے کی نیت سے شائع کئے جاتے ہین ہم دور کر دینگے اور اون اعتراضات کا نام و نشان نہ رہے گا - (۲) دوسرے یہ کہ ایسے شکایت کرنے والون کو جو اپنی شرارتون کو نہین چھوڑتے اور بد ذکر سے باز نہین آتے دنیا سے اوٹھا لین گے صفحہ ہستی سے معدوم کر دینگے تب اون کے نابود ہونے کی وجہ سے اون کے بیہودہ اعتراض بھی نابود ہو جائین گے پھر بعد اس کے خدا تعالےٰ نے میری وفات کی نسبت اُردو زبان مین مندرجہ ذیل کلام کے ساتھ مخاطب کر کے فرمایا۔

بہت تھوڑے دن رہ گئے ہین اوس دن سب پر اداسی چھا جائیگی یہ ہوگا یہ ہوگا یہ ہوگا - بعد اس کے تہارا واقعہ ہوگا تمام حوادث اور عجائبات قدرت دکھلانے کے بعد تہارا حادثہ آئیگا -

حوادث کے بیان مین جو مجھے علم دیا گیا ہے وہ یہی ہے کہ ہر ایک طرف دنیا مین موت اپنا دامن پھیلائیگی اور زلزلے آئین گے - اور شدت سے آئین گے اور قیامت کا نمونہ ہونگے اور زمین کو تہ و بالا کر دینگے اور بہتون کی زندگی تلخ ہو جائیگی پھر وہ جو توبہ کرین گے اور گناہون سے دستکش ہو جائینگے خدا اُن پر رحم کرے گا جیسا کہ ہر ایک نبی نے اس زمانہ کی خبر دی تھی ضرور ہے کہ وہ سب کچھ واقع ہو لیکن وہ جو اپنے دلون کو درست کرین گے اور اُن راہون کو اختیار کرینگے جو خدا کو پسند ہین اون کو کچھ خوف نہین اور نہ کچھ غم خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ تو میری طرف سے نذیر ہے مین نے تجھے بھیجا تا مجرم نیکوکارون سے الگ کئے جائین اور فرمایا کہ دنیا مین ایک نذیر آیا پر دنیا نے اوسکو قبول نکیا لیکن خدا اوسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملون سے اوسکی سچائی ظاہر کر دے گا۔* مین تجھے اسقدر برکت دونگا کہ بادشاہ تیرے کپڑون سے برکت ڈھونڈین گے

اور آیندہ زلزلہ کی نسبت جو ایک سخت زلزلہ ہوگا مجھے خبر دی اور فرمایا - پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی - اسلئے ایک شدید زلزلہ کا آنا ضروری ہے - لیکن راستباز اس سے امن مین ہین سو راستباز بنو! اور تقوےٰ اختیار کرو! تا بچ جاؤ - آج خدا سے ڈرو تا اوس دن کے ڈر سے امن مین رہو - ضرور ہے کہ آسمان کچھ دکھاوے اور زمین کچھ ظاہر کرے - لیکن خدا سے ڈرنیوالے بچائے جائین گے - خدا کا کلام مجھے فرماتا ہے کہ کئی حوادث ظاہر ہون گے اور کئی آفتین زمین پر اُترین گی کچھ تو اُنین سے میری زندگی مین ظہور مین آجائینگی اور کچھ میرے بعد ظہور مین آئین گی - اور وہ اس سلسلہ کو پوری ترقی دیگا کچھ میرے ہاتھ سے اور کچھ میرے بعد -

یہ خدا تعالےٰ کی سنت ہے اور جب سے کہ اوس نے انسان کو زمین مین پیدا کیا ہمیشہ اس سنت کو وہ ظاہر کرتا رہا ہے کہ وہ اپنے نبیون اور رسولون کی مدد کرتا ہے اور انکو غلبہ دیتا ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی [1] اور غلبہ سے مراد یہ ہے کہ جیسا کہ رسولون اور نبیون کا یہ منشاء ہوتا ہے کہ خدا کی حجت زمین پر پوری ہو جائے اور اوسکا مقابلہ کوئی نہ کر سکے اسی طرح خدا تعالےٰ قوی نشانون کے ساتھ اون کی سچائی ظاہر کر دیتا ہے اور جس راستبازی کو وہ دنیا مین پھیلانا چاہتے ہین اوسکی تخم ریزی اونہین کے ہاتھ سے کر دیتا ہے لیکن اوسکی پوری تکمیل اون کے ہاتھ سے نہین کرتا بلکہ ایسے وقت مین اون کو وفات دیکر جو بظاہر ایک ناکامی کا خوف اپنے ساتھ رکھتا ہے مخالفون کو ہنسی اور ٹھٹھے اور طعن اور تشنیع کا موقع دے دیتا ہے اور جب وہ ہنسی ٹھٹھا کر چکتے ہین تو پھر ایک دوسرا ہاتھ اپنی قدرت کا دکھاتا ہے اور ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے جن کے ذریعہ سے وہ مقاصد جو کسی قدر ناتمام رہ گئے تھے اپنے کمال کو پہونچتے ہین غرض دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے - (۱) اوّل خود نبیون کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھلاتا ہے (۲) دوسرے ایسے وقت مین جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے اور دشمن زور مین آ جاتے ہین اور خیال کرتے ہین کہ کام بگڑ گیا اور یقین کر لیتے ہین کہ اب یہ جماعت نابود ہو جائیگی اور خود جماعت کے لوگ بھی تردد مین پڑ جاتے ہین اور اُن کی کمرین ٹوٹ جاتی ہین اور کئی بدقسمت مرتد ہونے کی راہین اختیار کر لیتے ہین تب خدا تعالےٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے پس وہ جو اخیر تک صبر کرتا ہے خدا تعالےٰ کے اس معجزہ کو دیکھتا ہے جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے وقتون مین ہوا جبکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی موت ایک بے وقت موت سمجھی گئی اور بہت سے بادیہ نشین نادان مرتد ہو گئے اور صحابہؓ بھی مارے غم کے دیوانہ کی طرح ہو گئے - تب خدا تعالےٰ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو کھڑا کر کے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا اور اسلام کو نابود ہوتے ہوتے تھام لیا اور اوس وعدہ کو پورا کیا جو فرمایا تھا - ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضی لھم ولیبدلنھم من بعد خوفھم امنا یعنی خوف کے بعد پھر ہم انکے پیر جما دین گے - ایسا ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت مین ہوا - جبکہ حضرت موسیٰ مصر اور کنعان کی راہ مین پہلے اس سے جو بنی اسرائیل کو وعدہ کے موافق منزل مقصود تک پہونچا دین فوت ہو گئے اور بنی اسرائیل مین اون کے مرنے سے ایک بڑا ماتم برپا ہوا جیسا کہ توریت مین لکھا ہے کہ بنی اسرائیل اس بے وقت موت کے صدمہ سے اور حضرت موسیٰ کی ناگہانی جدائی سے چالیس دن تک روتے رہے ایسا ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ معاملہ ہوا - اور صلیب کے واقعہ کے وقت تمام حواری تتر بتر ہو گئے اور ایک اون مین سے مرتد بھی ہو گیا -

سو اے عزیزو! جبکہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالےٰ دو قدرتین دکھلاتا ہے تا مخالفون کی دو جھوٹی خوشیون کو پامال کر کے دکھلا دے سو اب ممکن نہین ہے کہ خدا تعالےٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے اسلئے تم میری اس بات سے جو مین نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جاوین کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اوس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جسکا سلسلہ قیامت تک منقطع نہین ہوگا اور وہ دوسری قدرت نہین آ سکتی جب تک مین نہ جاؤن لیکن مین جب جاؤن گا تو پھر خدا اُس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دیگا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی - جیسا کہ خدا کا براہین احمدیہ مین وعدہ ہے اور وہ وعدہ میری ذات کی نسبت نہین ہے بلکہ تمہاری نسبت وعدہ ہے جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ مین اس جماعت کو جو تیرے پیرو ہین قیامت تک دوسرون پر غلبہ دونگا سو ضرور ہے کہ تم پر

---

* اگر دنیا کی آنکھ کھلتی تو وہ دیکھتے کہ مین صدی کے سر پر ظاہر ہوا اور چہارم حصہ کے قریب اب تک چودہوین صدی بھی گذر گئی اور احادیث کے مطابق عین میرے دعوے کے وقت رمضان کے مہینے مین چاند گرہن اور سورج گرہن بھی ہوا - اور طاعون بھی ملک مین ظاہر ہوئی اور زلزلے بھی آئے اور آئینگے مگر افسوس اون پر جنہون نے دنیا سے پیار کیا اونہون نے مجھے قبول نکیا - منہ

[1] ترجمہ - خدا نے لکھ رکھا ہے کہ وہ اور اوس کے نبی غالب رہین گے - منہ

میری جدائی کا دن آوے تا بعد اسکے وہ دن آوے جو دائمی وعدے کا دن ہے وہ ہمارا خدا وعدوں کا سچا اور وفادار اور صادق خدا ہے وہ سب کچھ تمہیں دکھائیگا جسکا اوس نے وعدہ فرمایا اگرچہ یہ دن دنیا کے آخری دن ہیں اور بہت بلائیں ہیں جنکے نزول کا وقت ہے پر ضرور ہے کہ یہ دنیا قایم رہے جبتک وہ تمام باتیں پوری نہ ہو جائیں جنکی خدا نے خبر دی - مین خدا کیطرف سے ایک قدرت کے رنگ مین ظاہر ہُوا اور مین خدا کی ایک مجسّم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض وجود ہونگے جو دوسری قدرت کا مظہر ہونگے سو تم خدا کی قدرت ثانی کے انتظار مین اکٹھے ہو کر دعا کرتے رہو - اور چاہئے کہ ہر ایک صالحین کی جماعت ہر ایک ملک مین اکٹھے ہو کر دعا مین لگے رہیں تا دوسری قدرت آسمان سے نازل ہو اور تمہیں دکہا دے کہ تمہارا خدا ایسا قادر خدا ہے - اپنی موت کو قریب سمجھو تم نہیں جانتے کہ کسوقت وہ گہڑی آجائے گی -

اور چاہئیے کہ جماعت کے بزرگ جو نفس پاک رکھتے ہیں میرے نام پر میرے بعد لوگوں سے بیعت لیں* خدا تعالےٰ چاہتا ہے کہ اُن تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں مین آباد ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیاء اُن سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے یہی خداتعالےٰ کا مقصد ہے جسکے لئے مین دنیا مین بھیجا گیا سو تم اس مقصد کی پیروی کرو مگر نرمی اور اخلاق اور دعاؤں پر زور دینے سے - اور جبتک کوئی خدا سے روح القدس پاکر کھڑا نہ ہو سب میرے بعد ملکر کام کرو -

اور چاہیئے کہ تم بھی ہمدردی اور اپنے نفسوں کے پاک کرنیسے روح القدس سے حصّہ لو کہ بجز روح القدس کے حقیقی تقویٰ حاصل نہیں ہو سکتا اور نفسانی جذبات کو بکلی چھوڑ کر خدا کی رضا کے لیئے وہ راہ اختیار کرو جو اُس سے زیادہ کوئی راہ تنگ نہ ہو - دنیا کی لذّتوں پر فریفتہ مت ہو کہ وہ خدا سے جدا کرتی ہیں اور خدا کے لیئے تلخی کی زندگی اختیار کرو - درد جس سے خدا راضی ہو اُس لذّت سے بہتر ہے جس سے خدا ناراض ہو جائے - اور وہ شکست جس سے خدا راضی ہو اُس فتح سے بہتر ہے جو موجب غضب الٰہی ہو - اُس محبت کو چھوڑ دو جو خدا کے غضب کے قریب کرے - اگر تم صاف دل ہو کر اُسکی طرف آجاؤ تو ہر ایک راہ مین وہ تمہاری مدد کریگا اور کوئی دشمن تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکیگا - خدا کی رضا کو تم کسی طرح پا ہی نہیں سکتے جبتک تم اپنی رضا چھوڑ کر اپنی لذات چھوڑ کر اپنی عزّت چھوڑ کر اپنا مال چھوڑ کر اپنی جان چھوڑ کر اُس کی راہ مین وہ تلخی نہ اُٹھاؤ جو موت کا نظارہ تمہارے سامنے پیش کرتی ہے - لیکن اگر تم تلخی اُٹھا لوگے تو ایک پیارے بچے کی طرح خدا کی گود مین آجاؤگے - اور تم اُن راستبازوں کے وارث کیئے جاؤگے جو تم سے پہلے گذر چکے ہیں اور ہر ایک نعمت کے دروازے تم پر کھولے جائینگے - لیکن تھوڑے ہیں جو ایسے ہیں - خدا نے مجھے مخاطب کرکے فرمایا کہ تقویٰ ایک ایسا درخت ہے جسکو دل مین لگانا چاہیئے - وہی پانی جس سے تقویٰ پرورش پاتی ہے تمام باغ کو سیراب کر دیتا ہے - تقویٰ ایک ایسی جڑھ ہے کہ اگر وہ نہیں تو سب کچھ ہیچ ہے اور اگر وہ باقی رہے تو سب کچھ باقی ہے - انسان کو اس فضولی سے کیا فائدہ جو زبان سے خداطلبی کا دعویٰ کرتا ہے لیکن قدم صدق نہیں رکھتا - دیکھو مین تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ آدمی ہلاک شدہ ہے جو دین کے ساتھ دنیا کی کچھ ملونی رکھتا ہے اور اُس نفس سے جہنّم بہت قریب ہے جسکے تمام ارادے خدا کے لیئے نہیں ہیں بلکہ کچھ خدا کے لیئے اور کچھ دنیا کے لیئے - پس اگر تم دنیا کی ایک ذرہ بھی ملونی اپنے اغراض مین رکھتے ہو تو تمہاری تمام عبادتیں عبث ہیں - اس صورت مین تم خدا کی پیروی نہیں کرتے بلکہ شیطان کی پیروی کرتے ہو - تم ہرگز توقع نہ کرو کہ ایسی حالت مین خدا تمہاری مدد کرے گا بلکہ تم اس حالت مین زمین کے کیڑے ہو اور تھوڑے ہی دنوں تک تم اس طرح ہلاک ہو جاؤگے جس طرح کہ کیڑے ہلاک ہوتے ہیں

اور تم مین خدا نہیں ہوگا - بلکہ تمہیں ہلاک کرکے خدا خوش ہوگا لیکن اگر تم اپنے نفس سے درحقیقت مر جاؤگے تب تم خدا مین ظاہر ہو جاؤگے اور خدا تمہارے ساتھ ہوگا اور وہ گھر بابرکت ہوگا جس مین تم رہتے ہوگے اور اون دیواروں پر خدا کی رحمت نازل ہوگی - جو تمہارے گھر کی دیواریں ہیں - اور وہ شہر بابرکت ہوگا جہاں ایسا آدمی رہتا ہوگا - اگر تمہاری زندگی اور تمہاری موت اور تمہاری ہر ایک حرکت اور تمہاری نرمی اور گرمی محض خدا کے لیئے ہو جائے گی - اور ہر ایک تلخی اور مصیبت کے وقت تم خدا کا امتحان نہیں کروگے اور تعلق کو نہیں توڑوگے بلکہ آگے قدم بڑھاؤگے تو مین سچ سچ کہتا ہوں کہ تم خدا کی ایک خاص قوم ہو جاؤگے تم بھی انسان ہو جیسا کہ مین انسان ہوں اور وہی میرا خدا تمہارا خدا ہے پس اپنی پاک قوتوں کو ضائع مت کرو - اگر تم پورے طور پر خدا کی طرف جھکوگے تو دیکھو مین خدا کی منشاء کے موافق تمہیں کہتا ہوں کہ تم خدا کی ایک قوم برگزیدہ ہو جاؤگے خدا کی عظمت اپنے دلوں مین بٹھاؤ اور اوس کی توحید کا اقرار نہ صرف زبان سے بلکہ عملی طور پر کرو تا خدا بھی عملی طور پر اپنا لطف و احسان تم پر ظاہر کرے کینہ وری سے پرہیز کرو اور بنی نوع سے سچی ہمدردی کے ساتھ پیش آؤ ہر ایک راہ نیکی کی اختیار کرو نہ معلوم کس راہ سے تم قبول کیئے جاؤ -

تمہیں خوشخبری ہو کہ قرب پانے کا میدان خالی ہے - ہر ایک قوم دنیا سے پیار کر رہی ہے اور وہ بات جس سے خدا راضی ہو اوس کی طرف دنیا کو توجہ نہیں - وہ لوگ جو پورے زور سے اس دروازہ مین داخل ہونا چاہتے ہیں اون کے لیئے موقع ہے کہ اپنے جوہر دکھلائیں اور خدا سے خاص انعام پاویں یہ مت خیال کرو کہ خدا تمہیں ضائع کر دیگا تم خدا کے ہاتھ کا ایک بیج ہو جو زمین مین بویا گیا - خدا فرماتا ہے کہ یہ بیج بڑھے گا اور پھولیگا اور ہر ایک طرف سے اس کی شاخیں نکلیں گی اور ایک بڑا درخت ہو جائیگا - پس مبارک وہ جو خدا کی بات پر ایمان رکھے اور درمیان مین آنے والے ابتلاؤں سے نڈرے کیونکہ ابتلاؤں کا آنا بھی ضروری ہے تا خدا تمہاری آزمایش کرے کہ کون اپنے دعویٰ بیعت مین صادق اور کون کاذب ہے - وہ جو کسی ابتلا سے لغزش کہائیگا وہ کچھ بھی خدا کا نقصان نہیں کرے گا - اور بدبختی اوسکو جہنم تک پہونچائیگی اگر وہ پیدا نہ ہوتا تو اوس کے لیئے اچھا تھا - مگر

وہ سب لوگ جو اخیر تک صبر کرینگے اور اون پر مصائب کے زلزلے آئینگے اور حوادث کی آندھیاں چلیں گی - اور قومیں ہنسی اور ٹھٹھا کرینگی اور دنیا اون سے سخت کراہت کے ساتھ پیش آئیگی وہ آخر فتحیاب ہونگے اور برکتوں کے دروازے اون پر کہولے جائینگے - خدا نے مجھے مخاطب کرکے فرمایا کہ مین اپنی جماعت کو اطلاع دوں کہ جو لوگ ایمان لائے ایسا ایمان جو اوس کے ساتھ دنیا کی ملونی نہیں اور وہ ایمان نفاق یا بزدلی سے آلودہ نہیں اور وہ ایمان اطاعت کے کسی درجہ سے محروم نہیں ایسے لوگ خدا کے پسندیدہ لوگ ہیں اور خدا فرماتا ہے کہ وہی ہیں جنکا قدم صدق کا قدم ہے -

اے سُننے والو سُنو !! کہ خدا تم سے کیا چاہتا ہے بس یہی کہ تم اوسی کے ہو جاؤ اوس کے ساتھ کسی کو بھی شریک نہ کرو نہ آسمان مین نہ زمین مین ہمارا خدا وہ خدا ہے جو اب بھی زندہ ہے جیسا کہ پہلے زندہ تھا اور اب بھی وہ بولتا ہے جیسا کہ وہ پہلے بولتا تھا اور اب بھی وہ سُنتا ہے جیسا کہ پہلے سُنتا تھا یہ خیال خام ہے کہ اس زمانہ مین وہ سُنتا تو ہے مگر بولتا نہیں - بلکہ وہ سُنتا بھی اور بولتا بھی ہے - اوس کی تمام صفات ازلی ابدی ہیں - کوئی صفت بھی معطل نہیں اور نہ کبھی ہوگی - وہ وہی واحد لاشریک ہے جس کا کوئی بیٹا نہیں اور جس کی کوئی بیوی نہیں - وہ وہی بے مثل ہے جسکا کوئی ثانی نہیں اور جسکی طرح کوئی فرد کسی خاص صفت سے مخصوص نہیں اور جس کا کوئی ہمتا نہیں - جسکا کوئی ہم صفات نہیں اور جس کی کوئی طاقت کم نہیں وہ قریب ہے باوجود دور ہونے کے - اور دور ہے باوجود نزدیک ہونے کے - وہ تمثّل کے طور پر اہل کشف پر اپنے تئیں ظاہر کر سکتا ہے - مگر اوس کے لئے نہ کوئی جسم ہے اور نہ کوئی شکل ہے وہ سب سے اوپر ہے مگر نہیں کہہ سکتے کہ اوس کے نیچے کوئی اور بھی ہے - اور وہ عرش پر ہے مگر نہیں کہہ سکتے کہ زمین پر نہیں - وہ مجمع ہے تمام صفات کاملہ کا اور مظہر ہے تمام محامد حقّہ کا اور سرچشمہ ہے تمام خوبیوں کا - اور جامع ہے تمام طاقتوں کا - اور مبدء ہے تمام فیضوں کا اور مرجع ہے ہر ایک شے کا اور مالک ہے ہر ایک ملک کا - اور متّصف ہے ہر ایک کمال سے - اور منزّہ ہے ہر ایک عیب اور ضعف سے اور مخصوص ہے اس امر مین کہ زمین والے اور آسمان والے اوسی کی عبادت کریں اور اوس کے آگے کوئی بات بھی انہونی نہیں - اور تمام روح اور

---

* ایسے لوگوں کا انتخاب مومنوں کے اتفاق رائے پر ہوگا پس جس شخص کی نسبت چالیس مومن اتفاق کرینگے کہ وہ اس بات کے لائق ہے کہ میرے نام پر لوگوں سے بیعت لیوے وہ بیعت لینے کا مجاز ہوگا - اور چاہئے کہ وہ اپنے تئیں دوسروں کیلئے نمونہ بناوے خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ مین تیری جماعت کے لئے تیری ہی ذرّیت سے ایک شخص کو قایم کرونگا اور اوسکو اپنے قرب اور وحی سے مخصوص کرونگا اور اس کے ذریعہ سے حق ترقی کریگا اور بہت سے لوگ سچائی کو قبول کرینگے سو اُن دنوں کے منتظر رہو - اور تمہیں یاد رہے کہ ہر ایک کی شناخت اُس کے وقت مین ہوتی ہے اور قبل از وقت ممکن ہے کہ وہ معمولی انسان دکھائی دے یا بعض دھوکہ دینے والے خیالات کی وجہ سے قابل اعتراض ٹھہرے جیسا کہ قبل از وقت ایک کامل انسان بننے والا بھی پیٹ مین صرف ایک

طاقتیں اور تمام ذرّات اور اون کی طاقتیں اُسی کی پیدائش ہیں۔ اوس کے بغیر کوئی چیز ظاہر نہیں ہوتی۔ وہ اپنی طاقتوں اور اپنی قدرتوں اور اپنے نشانوں سے اپنے تئیں آپ ظاہر کرتا ہے اور اوسکو اسی کے ذریعہ سے ہم پا سکتے ہیں اور وہ راستبازوں پر ہمیشہ اپنا وجود ظاہر کرتا رہتا ہے اور اپنی قدرتیں اُن کو دکھلاتا ہے اسی سے وہ شناخت کیا جاتا اور اسی سے اسکی پسندیدہ راہ شناخت کیجاتی ہے۔ وہ دیکھتا ہے بغیر جسمانی آنکھوں کے۔ وہ سُنتا ہے بغیر جسمانی کانوں کے۔ اور بولتا ہے بغیر جسمانی زبان کے۔ اسی طرح نیستی سے ہستی کرنا اُسکا کام ہے جیسا کہ تم دیکھتے ہو کہ خواب کے نظارہ میں بغیر کسی مادہ کے ایک عالم پیدا کر دیتا ہے اور ہر ایک فانی اور معدوم کو موجود دکھلا دیتا ہے۔ پس اسی طرح اسکی تمام قدرتیں ہیں۔ نادان ہے وہ جو اوس کی قدرتوں سے انکار کرے۔ اندھا ہے وہ جو اوسکی عمیق طاقتوں سے بے خبر ہے۔ وہ سب کچھہ کرتا ہے اور کر سکتا ہے بغیر اون امور کے جو اوس کی شان کے مخالف ہیں یا اوس کے مواعید کے برخلاف ہیں۔ اور وہ واحد ہے اپنی ذات میں اور صفات میں اور افعال میں اور قدرتوں میں۔ اور اوس تک پہونچنے کے لئے تمام دروازے بند ہیں مگر ایک دروازہ جو قرآن مجید نے کھولا ہے اور تمام نبوتیں اور تمام کتابیں جو پہلے گذر چکیں اُن کی الگ طور پر پیروی کی حاجت نہیں رہی کیونکہ نبوت محمدیہ اُن سب پر مشتمل اور حاوی ہے۔ اور بجز اسکے سب راہیں بند ہیں۔ تمام سچائیاں جو خدا تک پہنچاتی ہیں اسی کے اندر ہیں نہ اس کے بعد کوئی نئی سچائی آئیگی اور نہ اس سے پہلے کوئی ایسی سچائی تھی جو اس میں موجود نہیں اس لئے اس نبوت پر تمام نبوتوں کا خاتمہ ہے اور ہونا چاہئے تھا کیونکہ جس چیز کے لئے ایک آغاز ہے اس کے لئے ایک انجام بھی ہے لیکن یہہ نبوت محمدیہ اپنی ذاتی فیض رسانی سے قاصر نہیں بلکہ سب نبوتوں سے زیادہ اس میں فیض ہے اس نبوت کی پیروی خدا تک بہت سہل طریق سے پہنچا دیتی ہے اور اسکی پیروی سے خدا تعالےٰ کی محبت اور اوس کے مکالمہ مخاطبہ کا اوس سے بڑھکر انعام مل سکتا ہے جو پہلے ملتا تھا مگر اس کا کامل پیرو صرف نبی نہیں کہلا سکتا کیونکہ نبوت کاملہ تامہ محمدیہ کی اسمیں ہتک ہے ہاں اُمتی اور نبی دونوں لفظ اجتماعی حالت میں اُس پر صادق آ سکتے ہیں کیونکہ اس میں نبوت تامہ کاملہ محمدیہ کی ہتک نہیں بلکہ اوس نبوت کی چمک اس فیضان سے زیادہ تر ظاہر ہوتی ہے + اور جب وہ مکالمہ مخاطبہ اپنی کیفیت اور کمیت کی رو سے کمال درجہ تک پہونچ جائے اور اس میں کوئی کثافت اور کمی باقی نہ ہو اور کھلے طور پر امور غیبیہ پر مشتمل ہو تو وہی دوسرے لفظوں میں نبوت کے نام سے موسوم ہوتا ہے جس پر تمام نبیوں کا اتفاق ہے پس یہ ممکن نہ تھا کہ وہ قوم جس کے لئے فرمایا گیا کہ

كنتم خير امة اخرجت للناس

اور جن کے لئے یہ دعا سکھائی گئی کہ اهدنا الصراط المستقيم صراط الذين انعمت عليهم اُنکے تمام افراد اس مرتبہ عالیہ سے محروم رہتے اور کوئی ایک فرد بھی اس مرتبہ کو نہ پاتا اور ایسی صورت میں صرف یہی خرابی نہیں تھی کہ اُمت محمدیہ ناقص اور ناتمام رہتی اور سب کے سب اندھوں کی طرح رہتے بلکہ یہ بھی نقص تھا ...... کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی قوت فیضان پر داغ لگتا تھا اور آپ کی قوت قدسیہ ناقص ٹھہرتی تھی۔ اور ساتھہ اسکے وہ دعا جس کا پانچ وقت نماز میں پڑھنا تعلیم کیا گیا تھا۔ اوس کا سکھلانا بھی عبث ٹھہرتا تھا مگر اس کے دوسری طرف یہ خرابی بھی تھی کہ اگر یہ کمال کسی فرد اُمت کو براہ راست بغیر پیروی نور نبوت محمدیہ کے مل سکتا تھا تو ختم نبوت کے معنے باطل ہوتے تھے پس ان دونوں خرابیوں سے محفوظ رکھنے کے لئے خدا تعالے نے مکالمہ مخاطبہ کاملہ تامہ مطہرہ مقدسہ کا شرف ایسے بعض افراد کو عطا کیا جو فنا فی الرسول کی حالت تک اتم درجہ تک پہنچ گئے اور کوئی حجاب درمیان نہ رہا اور اُمتی ہونیکا مفہوم اور پیروی کے معنے اتم اور اکمل درجہ پر ان میں پائے گئے ایسے طور پر کہ انکا وجود اپنا وجود نہ رہا۔ بلکہ انکی محویت کے آئینہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا وجود منعکس ہو گیا۔ اور دوسری طرف اتم اور اکمل طور پر مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ نبیوں کی طرح انکو نصیب ہوا۔

پس اسطرح پر بعض افراد نے باوجود اُمتی ہونے کے نبی ہونیکا خطاب پایا کیونکہ ایسی صورت کی نبوت نبوت محمدیہ سے الگ نہیں بلکہ اگر غور سے دیکھو تو خود وہ نبوت محمدیہ ہی ہے جو ایک پیرایہ جدید میں جلوہ گر ہوئی۔ یہی معنے اس فقرہ کے ہیں جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مسیح موعود کے حق میں فرمایا کہ نبی اللہ۔ و امامکم منکم یعنی وہ نبی بھی ہے اور اُمتی بھی ہے ورنہ غیر کو اسجگہ قدم رکھنے کی جگہ نہیں مبارک وہ جو اس نکتہ کو سمجھے تا ہلاک ہونے سے بچ جائے۔ عیسیٰ علیہ السلام کو خدا نے وفات دیدی جیسا کہ خدا تعالےٰ کی صاف اور صریح آیت فلما توفيتني كنت انت الرقيب عليهم اس پر شاہد ہے جس کے معنے آیات متعلقہ کے ساتھہ یہ ہیں کہ خدا قیامت کو عیسیٰ سے پوچھے گا کہ کیا تو نے ہی اپنی اُمت کو یہ تعلیم دی تھی کہ مجھے اور میری ماں کو خدا کر کے مانو تو وہ جواب دینگے کہ جب تک میں ان میں تھا تو اون پر شاہد تھا اور انکا نگہبان تھا اور جب تو نے مجھے وفات دیدی تو پھر مجھے کیا علم تھا کہ میرے بعد وہ کس ضلالت میں مبتلا ہوئے۔ اب اگر کوئی چاہے تو آیت فلما توفيتني کے یہ معنے کرے کہ جب تو نے مجھے وفات دیدی۔ اور چاہے تو اپنی ناحق کی ضد سے باز نہ آ کر یہ معنے کرے کہ جب تو نے مع جسم عنصری مجھے آسمان پر اُٹھا لیا۔ بہر حال اس آیت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسےٰ دوبارہ دُنیا میں نہیں آئیں گے کیونکہ اگر وہ قیامت سے پہلے دوبارہ دنیا میں آئے ہوتے اور صلیب توڑی ہوتی تو اس صورت میں ممکن نہیں کہ عیسیٰ جو خدا کا نبی تھا ایسا صریح جھوٹ خدا تعالےٰ کے روبرو قیامت کے دن بولے گا کہ مجھے کچھہ بھی خبر نہیں کہ میرے بعد میری اُمت نے یہ فاسد عقیدہ اختیار کیا کہ مجھے اور میری ماں کو خدا قرار دیدیا۔ کیا وہ شخص جو دوبارہ دُنیا میں آوے اور چالیس برس دنیا میں رہے اور عیسائیوں سے لڑائیاں لڑے۔ وہ نبی کہلا کر ایسا مکروہ جھوٹ بول سکتا ہے کہ مجھے کچھہ بھی خبر نہیں پس جبکہ یہ آیت حضرت عیسیٰ کو دوبارہ آنے سے روکتی ہے ورنہ وہ دروغگو ٹھہرتے ہیں۔ تو اگر وہ مع جسم عنصری آسمان پر ہیں اور بموجب تصریح اس آیت کے قیامت کے دن تک زمین پر نہیں اتریں گے تو کیا وہ آسمان پر ہی مریں گے اور آسمان میں ہی اُن کی قبر ہوگی لیکن آسمان پر مرنا آیت فيها تموتون کے برخلاف ہے۔ پس ثابت ہوا کہ وہ آسمان پر [illegible] گئے بلکہ مر کر گئے اور جس حالت [illegible] نے کمال تصریح سے یہ فیصلہ کر دیا تو [illegible] کی مخالفت کرنا اگر معصیت نہیں تو اور کیا ہے۔

اگر میں نہ آیا ہوتا تو محض اجتہادی غلطی قابل عفو تھی لیکن جب میں خدا کی طرف سے آ گیا اور صحیح معنے قرآن شریف کے کھل گئے تو پھر بھی غلطی کو نہ چھوڑنا ایمانداری کا شیوہ نہیں۔ میرے لئے خدا کے نشان آسمان پر بھی ظاہر ہوئے اور زمین پر بھی اور صدی کا بھی قریباً چوتھا حصہ گذر گیا اور ہزارہا نشان ظہور میں آ گئے اور دنیا کی عمر سے ساتواں ہزار شروع ہو گیا تو پھر اب بھی حق کو قبول نکرنا یہ کس قسم کی سخت دلی ہے دیکھو میں بلند آواز سے کہتا ہوں کہ خدا کے نشان ابھی ختم نہیں ہوئے اوس پہلے زلزلے کے نشان کے بعد جو ۴ اپریل ۱۹۰۵ء میں ظہور میں آیا جسکی ایک مدت پہلے خبر دیگئی تھی پھر خدا نے مجھے خبر دی کہ بہار کے زمانہ میں ایک اور سخت زلزلہ آنیوالا ہے وہ بہار کے دن ہونگے نہ معلوم کہ وہ ابتداء بہار کا ہوگا جبکہ درختوں میں پتا نکلتا ہے یا درمیان اُسکا یا اخیر کے دن۔ جیسا کہ الفاظ وحی الٰہی یہ ہیں۔ پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی۔ چونکہ پہلا زلزلہ بھی بہار کے ایام میں تھا اس لئے خدا نے خبر دی کہ وہ دوسرا زلزلہ بھی بہار میں ہی آئیگا اور چونکہ آخر جنوری میں بعض درختوں کا پتہ نکلنا شروع ہو جاتا ہے اس لئے اسی مہینہ سے خوف کے دن شروع ہونگے اور غالباً مئی کے اخیر تک وہ دن رہیں گے۔ +

اور خدا نے فرمایا زلزلة الساعة یعنی وہ زلزلہ قیامت کا نمونہ ہوگا۔ اور پھر فرمایا لک نری آیات و نهدم ما یعمرون + یعنے تیرے لئے ہم نشان دکھلائیں گے اور جو عمارتیں بناتے جائینگے ہم اُن کو گراتے جائیں گے۔ اور پھر فرمایا بھونچال آیا اور شدت سے آیا زمین تہ و بالا کر دی۔ یعنی ایک سخت زلزلہ آئیگا اور زمین کو یعنی زمین کے بعض حصوں کو

+ باوجود اسکے یہ خوب یاد رکھنا چاہئے کہ نبوت تشریعی کا دروازہ بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بالکل مسدود ہے اور قرآن مجید کے بعد اور کوئی کتاب نہیں جو نئے احکام سکھائے یا قرآن شریف کا حکم منسوخ کرے یا اس کی پیروی معطل کرے بلکہ اسکا عمل قیامت تک ہے منہ

+ مجھے معلوم نہیں کہ بہار کے دنوں سے مراد یہی بہار کے دن ہیں جو اس جاڑے کے گذرنے کے بعد آنیوالے ہیں یا کسی اور وقت پر اس پیشگوئی کا ظہور موقوف ہے جو بہار کا وقت ہوگا بہر حال خدا تعالےٰ کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بہار کے دن ہونگے خواہ کوئی بہار ہو مگر خدا ایک ایسے شخص کیطرح آئیگا جو رات کو پوشیدہ طور پر آتا ہے یہی خدا نے مجھے فرمایا ہے منہ

+ ایک خدا کی وحی اس بارہ میں یہ بھی ہے تیرے لئے میرا نام چمکا منہ

[illegible] گا جیسا کہ لوطؑ کے زمانہ میں ہوا۔
[illegible] فواج اتیلث بغتۃ
[illegible] فوجوں کے ساتھ آؤنگا
[illegible] خبر نہیں ہوگی جیسا کہ لوطؑ کی
[illegible] نہیں کی گئی کسی کو خبر نہ تھی
[illegible] عیش کرتے تھے کہ ناگہانی طور
[illegible] ہے کہ اس جگہ بھی ایسا۔
[illegible] حد سے بڑھ گیا اور انسان حد
[illegible] سے پیار کرتے ہیں اور خدا کی راہ
[illegible] دیکھی جاتی ہے اور پھر فرمایا زندگیوں
[illegible] اور پھر مجھے مخاطب کرکے فرمایا
[illegible] نازل من السماء ما یرضیک
[illegible] امرًا مقضیا یعنی تیرا
[illegible] امر آسمان سے اتریگا جس سے
[illegible] یہ ہماری طرف سے رحمت ہے
[illegible] بات ہے جو ابتداء سے مقدر
[illegible] ہے کہ آسمان اوس امر کے نازل
[illegible] رہے جبتک یہ پیشگوئی قوموں
[illegible] ہوجائے۔ کون ہے جو ہماری باتوں پر
[illegible] بجز اوس کے کہ خوش قسمت

[illegible] کہ یہ اعلان تشویش کے پہلانے
[illegible] بلکہ آیندہ تشویش کی پیش بندی
[illegible] کوئی بے خبری میں ہلاک نہ ہو۔
[illegible] سے وابستہ ہے پس ہماری
[illegible] دینے کی نہیں بلکہ دکھ سے بچانے
[illegible] وہ لوگ جو توبہ کرتے ہیں خدا
[illegible] سے بچائے جائیں گے۔ مگر وہ بد
[illegible] جو توبہ نہیں کرتا اور ٹھٹھے کی مجلسوں
[illegible] نہیں چھوڑتا اور بدکاری اور گناہ سے باز
نہیں آتا۔ اسکی ہلاکت کے دن نزدیک ہیں۔
کیونکہ اوس کی شوخی خدا کی نظر میں قابل غضب
[illegible] +

اسجگہ ایک امر قابل تذکرہ ہے کہ جیسا
کہ میں پہلے بیان کرچکا ہوں۔ کہ خدا نے مجھے
میری وفات سے اطلاع دی ہے اور مجھے مخاطب
کرکے میری زندگی کی نسبت فرمایا کہ بہت تھوڑے
دن رہ گئے ہیں۔ اور فرمایا کہ تمام حوادث
عجائبات قدرت دکھلانے کے بعد تمہارا
حادثہ آئیگا۔ یہ اسبات کیطرف اشارہ ہے
کہ ضرور ہے کہ میری وفات سے پہلے دنیا پر کچھہ
حوادث پڑیں اور کچھ عجائبات قدرت ظاہر
ہوں تا دنیا ایک انقلاب کے لئے تیار ہوجائے
اور اس انقلاب کے بعد میری وفات ہو اور
مجھے ایک جگہ دکھلا دی گئی کہ یہ تیری قبر کی جگہ
ہوگی۔ ایک فرشتہ میں نے دیکھا کہ وہ زمین کو ناپ
رہا ہے تب ایک مقام پر اوس نے پہونچکر مجھے
کہا کہ یہ تیری قبر کی جگہ ہے۔ پھر ایک جگہ مجھے ایک
قبر دکھلائی گئی کہ وہ چاندی سے زیادہ چمکتی تھی۔
اور اوسکی تمام مٹی چاندی کی تھی۔ تب مجھے کہا گیا
کہ یہ تیری قبر ہے۔ اور ایک جگہ مجھے دکھلائی گئی
اور اوس کا نام بہشتی مقبرہ رکھا گیا اور ظاہر کیا
گیا کہ وہ اُن برگزیدہ جماعت کے لوگوں کی قبریں
ہیں جو بہشتی ہیں تب سے ہمیشہ مجھے یہ فکر رہی
کہ جماعت کے لئے ایک قطعۂ زمین قبرستان
کی غرض سے خریدا جائے۔ لیکن چونکہ موقع
کی عمدہ زمینیں بہت قیمت سے ملتی تہیں۔
اس لئے یہ غرض مدت دراز تک معرض التوا
میں رہی اب اخویم مولوی عبد الکریم صاحب
مرحوم کی وفات کے بعد جب کہ میری وفات
کی نسبت بھی متواتر وحی الٰہی ہوئی میں نے مناسب
سمجھا کہ قبرستان کا جلدی انتظام کیا جائے اس
لئے میں نے اپنی ملکیت کی زمین جو ہمارے باغ
کے قریب ہے جسکی قیمت ہزار روپیہ سے
کم نہیں اسکام کے لئے تجویز کی اور میں دعا
کرتا ہوں کہ خدا اس میں برکت دے اور اسی کو
بہشتی مقبرہ بنا دے اور یہ اس جماعت کے
پاک دل لوگوں کی خوابگاہ ہو جنہوں نے در
حقیقت دین کو دنیا پر مقدم کرلیا اور دنیا کی
محبت چھوڑ دی اور خدا کے لئے ہوگئے اور
پاک تبدیلی اپنے اندر پیدا کرلی اور رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کیطرح وفاداری
اور صدق کا نمونہ دکھلایا۔ آمین یا رب العالمین
پھر میں دعا کرتا ہوں کہ اے میرے قادر
خدا اس زمین کو میری جماعت میں سے اُن پاک
دلوں کی قبریں بنا جو فی الواقع تیرے لئے ہوچکے
اور دنیا کی اغراض کی ملونی اُن کے کاروبار میں
نہیں۔ آمین یا رب العالمین۔
پھر میں تیسری دفعہ دعا کرتا ہوں کہ اے
میرے قادر کریم اے خدائے غفور و رحیم
تو صرف اُن لوگوں کو اسجگہ قبروں کی جگہ دے
جو تیرے اس فرستادہ پر سچا ایمان رکھتے ہیں
اور کوئی نفاق اور غرض نفسانی اور بدظنی اپنے
اندر نہیں رکھتے اور جیسا کہ حق ایمان اور اطاعت
کا ہے بجالاتے ہیں اور تیرے لئے اور تیری راہ میں
اپنے دلوں میں جان فدا کرچکے ہیں جن سے تو راضی
ہے اور جنکو تو جانتا ہے کہ وہ بکلی تیری محبت میں کھوئے
گئے۔ اور تیرے فرستادہ سے وفاداری اور پورے
ادب اور انشراحی ایمان کے ساتھ محبت اور
جانفشانی کا تعلق رکھتے ہیں۔ آمین یا رب العالمین
اور چونکہ اس قبرستان کے لئے بڑی بھاری
بشارتیں مجھے ملی ہیں اور نہ صرف خدا نے یہ فرمایا
کہ یہ مقبرہ بہشتی ہے بلکہ یہ بھی فرمایا کہ انزل فیہا
کل رحمۃ۔ یعنی ہر ایک قسم کی رحمت اس قبرستان
میں اُتاری گئی ہے اور کسی قسم کی رحمت نہیں جو اس
قبرستان والوں سے حصہ نہیں۔ اس لئے خدا نے
میرا دل اپنی وحی خفی سے اس طرف مائل کیا کہ ایسے
قبرستان کے لئے ایسے شرائط لگا دیئے جائیں
کہ وہی لوگ اس میں داخل ہوسکیں جو اپنے صدق
اور کامل راستبازی کی وجہ سے اُن شرائط کے
پابند ہوں سو وہ تین شرطیں ہیں۔ اور سب کو
بجالانا ہوگا۔
(۱) اس قبرستان کی زمین موجودہ بطور چندہ
کے میں نے اپنی طرف سے دی ہے لیکن اس احاطہ
کی تکمیل کے لئے کسی قدر اور زمین خریدی جائے
گی جسکی قیمت اندازاً ہزار روپیہ ہوگی اور اس
کے خوشنما کرنے کے لئے کچھہ درخت لگائے
جائیں گے اور ایک کنواں لگایا جائے گا اور
قبرستان سے شمالی طرف بہت پانی ٹھہرا رہتا ہے
جو گزرگاہ ہے اسلئے وہاں ایک پل طیار کیا جائے
گا اور ان متفرق مصارف کے لئے دو ہزار
روپیہ درکار ہوگا سو کل یہ تین ہزار روپیہ ہوا
جو اس تمام کام کی تکمیل کے لئے خرچ ہوگا۔ سو
پہلی شرط یہ ہے کہ ہر ایک شخص جو اس قبرستان
میں مدفون ہونا چاہتا ہے وہ اپنی حیثیت
کے لحاظ سے ان مصارف کے لئے چندہ
داخل کرے۔ اور یہ چندہ محض انہیں لوگوں
سے طلب کیا گیا ہے نہ دوسروں سے۔
بالفعل یہ چندہ اخویم مکرم مولوی نور الدین
صاحب کے پاس آنا چاہئے لیکن اگر خدا تعالیٰ
نے چاہا تو یہ سلسلہ ہم سب کی موت کے بعد بھی
جاری رہے گا۔ اس صورت میں ایک انجمن
چاہئے کہ ایسی آمدنی کا روپیہ جو وقتاً فوقتاً جمع
ہوتا رہے گا۔ اعلاء کلمہ اسلام اور اشاعت توحید
میں جس طرح مناسب سمجھیں خرچ کریں۔
(۲) دوسری شرط یہ ہے کہ تمام جماعت
میں سے اس قبرستان میں وہی مدفون ہوگا جو
یہ وصیت کرے۔ جو اوس کی موت کے بعد دسواں
حصہ اوس کے تمام ترکہ کا حسب ہدایت اس سلسلہ
کے اشاعت اسلام اور تبلیغ احکام قرآن میں
خرچ ہوگا۔ اور ہر ایک صادق کامل الایمان کو
اختیار ہوگا کہ اپنی وصیت میں اس سے بھی زیادہ
لکھہ دے۔ لیکن اس سے کم نہیں ہوگا۔ اور یہ
مالی آمدنی ایک بادیانت اور اہل علم انجمن کے
سپرد رہے گی اور وہ باہمی مشورہ سے ترقی
اسلام اور اشاعت علم قرآن و کتب دینیہ اور
اس سلسلہ کے واعظوں کے لئے حسب ہدایت
مذکورہ بالا خرچ کریں گے۔ اور خدا تعالےٰ کا وعدہ
ہے کہ وہ اس سلسلہ کو ترقی دیگا اسلئے امید کیجاتی
ہے کہ اشاعت اسلام کے لئے ایسے مال بہی بہت
اکٹھے ہوجائیں گے اور ہر ایک امر جو مصالح اشاعت
اسلام میں داخل ہے جسکی اب تفصیل کرنا قبل از
وقت ہے وہ تمام امور ان اموال سے انجام
پذیر ہونگے اور جب ایک گروہ جو متکفل اس کام
کا ہے فوت ہوجائے گا تو وہ لوگ جو اون کے
جانشین ہوں گے اون کا بھی یہی فرض ہوگا کہ
اُن تمام خدمات کو حسب ہدایت سلسلہ احمدیہ
بجالاویں ان اموال میں سے اُن یتیموں اور
مسکینوں اور نو مسلموں کا بھی حق ہوگا جو کافی طور
پر وجوہ معاش نہیں رکھتے اور سلسلہ احمدیہ میں
داخل ہیں اور جائز ہوگا کہ اُن اموال کو بطور
تجارت کے ترقی دیجائے یہ مت خیال کرو
کہ صرف دور از قیاس باتیں ہیں بلکہ یہ اُس
قادر کا ارادہ ہے جو زمین و آسمان کا بادشاہ
ہے۔ مجھے اس بات کا غم نہیں کہ یہ اموال جمع
کیونکر ہونگے اور ایسی جماعت کیونکر پیدا
ہوگی جو ایمانداری کے جوش سے یہ مردانہ کام
دکھلائے۔ بلکہ مجھے یہ فکر ہے کہ ہمارے زمانہ کے
بعد وہ لوگ جن کے سپرد ایسے مال کئے جائیں

+ بدظنی ایک سخت بلا ہے جو ایمان کو ایسی جلدی جلا دیتی ہے جیسا کہ آتش سوزان خس و خاشاک کو اور وہ جو خدا کے مرسلوں پر بدظنی کرتا ہے خدا اسکا خود دشمن ہوجاتا ہے اور
اسکی جنگ کیلئے کھڑا ہوتا ہے اور وہ اپنے برگزیدوں کے لئے اسقدر غیرت رکھتا ہے جو کسی میں اسکی نظیر نہیں پائی جاتی میرے پر جب طرح طرح کے حملے ہوئے تو وہی خدا کی غیرت میرے
لئے افروختہ ہوئی جیسا کہ اوس نے فرمایا انی مع الرسول اقوم والوم من یلوم۔ واعطیک ما یدوم۔ لک درجۃ فی السماء وفی الذین ہم یبصرون ولک نری
آیات و نہدم ما یعمرون۔ قالوا اتجعل فیہا من یفسد فیہا قال انی اعلم ما لا تعلمون۔ انی مہین من اراد اہانتک۔ لا تخف انی لا یخاف لدی المرسلون
اتی امر اللہ فلا تستعجلوہ بشارۃ تلقاہا النبیون یا احمدی انت مرادی ومعی۔ انت منی بمنزلۃ توحیدی وتفریدی وانت منی بمنزلۃ لا یعلمہا الخلق وجیہ
فی حضرتی اخترتک لنفسی۔ اذا غضبت غضبت وکلما احببت احببت۔ انزل اللہ علی کل شیء الحمد للہ الذی جعلک المسیح ابن مریم [illegible]
یسئلون۔ وکان وعدًا مفعولا۔ نعمت اللّٰہ العدا۔ وبسطوا الیک من سطا۔ ذالک بما عصوا وکانوا یعتدون۔ الیس اللہ بکاف عبدہ یا جبال اوبی معہ [illegible]
کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی۔ وہم من بعد غلبہم سیغلبون۔ ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ہم محسنون۔ ان الذین آمنوا ان لہم قدم صدق عند ربہم [illegible]

...دیکھکر ہوکر نہ کہاوین - اور دنیا کو پیار نہ رہن - سو مین دعا کرتا ہون کہ ایسے امین ہمیشہ اس سلسلہ کو ہاتھ آتے رہین جو خدا کیلئے کام کرین - ہان جائز ہوگا کہ جن کا کچھ گذارہ نہ ہو اون کو بطور مدد خرچ اس مین سے دیا جائے -

(۳) تیسری شرط یہ ہے کہ اس قبرستان مین دفن ہونے والا متقی ہو اور محرمات سے پرہیز کرتا اور کوئی شرک اور بدعت کا کام نکرتا ہو سچا اور صاف مسلمان ہو -

(۴) ہر ایک صالح جو اوسکی کوئی بھی جائداد نہین اور کوئی مالی خدمت نہین کر سکتا - اگر یہ ثابت ہو کہ وہ دین کے لئے اپنی زندگی وقف رکھتا اور صالح تہا تو وہ اس قبرستان مین دفن ہو سکتا ہے -

ہدایت

(۱) ہر ایک صاحب جو حسب شرایط متذکرہ بالا کوئی وصیت کرنا چاہین تو اون کی وصیت پر عملدرآمد اون کی موت کے بعد ہوگا - لیکن وصیت کو لکھکر اس سلسلہ کے امین مفوض الخدمت کو سپرد کر دینا لازمی امر ہوگا اور ایسا ہی چھاپ کر شائع کرنا بھی کیونکہ موت کے وقت اکثر وصایا کا لکھنا مشکل ہو جاتا ہے اور چونکہ آسمانی نشانون اور بلاؤن کے دن قریب ہین - اس لئے خدا تعالے کے نزدیک ایسے وقت مین وصیت لکھنے والا بہت درجہ رکھتا ہے جو امن کی حالت مین وصیت لکھتا ہے اور اس وصیت کے لکھنے مین جسکا مال دائمی مدد دینے والا ہوگا اوسکو دائمی ثواب ہوگا اور خیرات جاریہ کے حکم مین ہوگا -

(۲) ہر ایک صاحب جو کسی دوسری جگہ مین ہون جو قادیان سے دور اس ملک کے کسی اور حصہ مین ہون - اور وہ ان شرائط کے پابند ہون جو درج ہو چکی ہین تو اون کے وارثون کو چاہئے کہ اون کی موت کے بعد ایک صندوق مین اون کی میت کو رکھکر قادیان پہونچا دین اور اگر اس قبرستان کی تکمیل سے پہلے یعنی پل وغیرہ کی تیاری سے پہلے کوئی صاحب فوت ہو جائین جو حسب شرائط اس قبرستان مین دفن ہونگے تو چاہئے کہ بطور امانت صندوق مین رکھکر اپنی جگہ دفن کئے جائین پھر تمام لوازم کی تیاری کے بعد جو قبرستان کے متعلق ہین قادیان مین اون کی میت لائی جائے - لیکن وہ صاحب جو بغیر صندوق کے دفن کئے جائینگے اون کا قبر مین سے نکالنا مناسب نہوگا **

واضح ہو کہ خدا تعالے کا ارادہ ہے کہ ایسے کامل الایمان ایک ہی جگہ دفن ہون تا آیندہ کی نسلین ایک ہی جگہ اون کو دیکھکر اپنا ایمان تازہ کرین اور تا اون کے کارنامے یعنی جو خدا کے لئے اونہون نے دینی کام کئے ہمیشہ کے لئے قوم پر ظاہر ہون -

بالآخر ہم دعا کرتے ہین کہ خدا تعالے اس کام مین ہر ایک مخلص کو مدد دے اور ایمانی جوش ان مین پیدا کرے اور اون کا خاتمہ بالخیر کرے آمین -

مناسب ہے کہ ہر ایک صاحب ہماری جماعت مین سے جن کو یہ تحریر ملے وہ اپنے دوستون مین اسکو مشتہر کرین اور جہانتک ممکن ہو اس کی اشاعت کرین اور اپنی آیندہ نسل کے لئے اسکو محفوظ رکھین - اور مخالفون کو بھی مہذب طریق پر اس سے اطلاع دین اور ہر ایک بدگو کی بدگوئی پر صبر کرین - اور دعا مین لگے رہین -

وآخر دعونا ان الحمد للہ رب العلمین

الراقم خاکسار

المفتقر الی اللہ الصمد غلام احمد

عافاہ اللہ وایّد - ۲۰ - دسمبر ۱۹۰۵ء

الا اے کہ ہشیاری وپاک زاد
پئے حرص دنیا مدہ دین بباد
بدین دار فانی دل خود مبند
کہ دارد نہان راحتش صد گزند
اگر باز باشد ترا گوش ہوش
زگورت ندائے در آید بگوش
کہ اے طعمہ من پس از چند روز
پئے فکر دنیائے دون کم بسوز
ہر آن کو بدنیائے دون مبتلاست
گرفتار رنج و عذاب و عناست
بہ ست آنکہ بر موت دارد نگاہ
بریدہ ز دنیا - دویدہ براہ
سفر کردہ پیش از سفر ہوشیار
کشیدہ ز دنیا ہمہ رخت و بار
پئے دار عقبے کمر بستہ چست
رہا کردہ سامان این خانہ سست
چو کار حیات است کاری نہان
بہان بہ کہ دل بگسلی زین مکان
جہنم کز و داد فرقان خبر
ہمین حرص دنیا است جان پدر
چو آخر ز دنیا سفر کردنی ست
چو روزے ازین رہ گذر کردنی ست
چرا عاقلے دل بہ بندد درین
کہ ناگہ وزد بر گل او خزان
بدین قحبہ بستن دل خود خطاست
کہ این دشمن دین و صدق و صفاست
چہ حاصل ازین دلستان دو رنگ
کہ گاہے بصلحت کشد گہ بجنگ
چرا دل نہ بندی بدان دلستان
کہ مہرش رہاند ز بند گران
بہ فکر انجام کن اے غوی
ز سعدی شنو گر ز من نشنوی
عروسی بود نوبت ماتمت
اگر بر نکوئی بود خاتمت

ابن مریم مرگیا حق کی قسم
داخل جنت ہوا وہ محترم

قبل ازین جو کہ مین نے روزانہ پیسہ اخبار مطبوعہ ۳۱ - اگست مین ایک مضمون بعنوان "مغالطہ ہائے تصلیب مسیح وشمعون" طبع کرایا تہا - اس سے مجھے امید تہی - کہ انصاف پسند حضرات کو اس مسئلہ پر اپنی تسکین کا موقع ملیگا - یہ امید اس حد تک تو پوری ہوئی - کہ پادری صاحب نے تو خاموشی اختیار فرمائی مگر فریق ثانی یعنی حاجی عبد الواحد صاحب اپنے خیال سے باز نہ آئے - سمجھ مین نہین آتا کہ مسیح کی بجائے شمعون کو کیون صلیب دیگئی - آخر اس کی وجہ کیا تہی - اور کیا کسی زمانہ مین ایسا دہوکا کسی ایسے شخص کی نسبت کارگر ہو سکتا ہے جس کی ساری قوم دشمن ہو - تعجب ہے کہ ایک طرف تو عیسائی مذہب کے ناپاک عقیدہ کفارہ پر اعتراض کیا جاتا ہے اور دوسری طرف ہمارے حاجی صاحب خود بھی اسی عقیدہ مین مبتلا ہو رہے ہین - اب اگر وہ یہ کہین کہ جملہ ولکن شبہ سے ثابت ہے - کہ مسیح سے ایک دوسرا شخص متشبہ ہو گیا تہا - تو یہ ان کی غلط فہمی ہے جو روزمرہ کے مشاہدہ اور آیت واختلاف السنتکم والوانکم ان فی ذالک لآیات للعلمین کے بھی صریح مخالف ہے بلکہ اس سنت اللہ کو جس کی نسبت لن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا کہا گیا ہے ... [illegible] ... اگر اس قسم کا تشکل جائز ہو تو دنیا کا ایک کام بھی نہ چل سکتا - اس تجربہ مین حاجی صاحب ... [illegible] ... اس نتیجہ پر پہونچا ہون کہ ان کو ... [illegible] ... بھی اطلاع نہین ... [illegible] ... کہ مسیح صلیبی واقعہ سے پہلے ہی آسمان پر اٹھائے گئے تہے مگر حاجی صاحب جبتک آسمان پر اٹھائے جانے کی کوئی معقول وجہ نہ بتلائینگے - اس دعوے بے دلیل کو کون مان سکتا ہے

کیا وہ ایسا کہین ثبوت دے سکتے ہین کہ یہودی جس اعتراض کو مد نظر رکھکر مسیح کے قتل کا ارادہ کرتے تہے - وہ جسمانی رفع کے متعلق تہا نہین ہرگز نہین ... [illegible] ... کہ جسمانی رفع کا قرآن کریم مین کہین بھی ذکر نہین - ہان جس روحانی رفع پر وہ معترض تہے اسکی تصریح و تفہیم آیات مندرجہ ذیل مین موجود ہے -

اول تو اس عقدہ کی اصلیت اور حقیقت معلوم کرنیکے لئے آیت فاتت بہ قومہا تحملہ قالوا یا مریم لقد جئت شیئا فریا کے مضمون پر مطلع ہونا ضروری ہے - تا کہ ہم معلوم کر سکین - کہ حضرت عیسے کو ... [illegible] ... ان اللہ ربی وربکم فاعبدوہ ہذا صراط مستقیم کہنے پر بالاتفاق یہودیون نے کیون انکار کر دیا محض اس وجہ کہ حضرت عیسے علیہ السلام کی پاک ولادت کی حقیقت نہ سمجھ سکے جو "امرا مقضیا" کے ماتحت واقع ہوئی تہی - اور اس رائے کو زیادہ تقویت دینے کے لئے کتب سابقہ کے قایم کردہ معیارون کے مطابق ... [illegible] ... وہ خدا کا ملعون ہوتا ہے" اور جبکہ ... [illegible] ... قتل کیا ... [illegible] ... کی ایک ایسی تدبیر سوچی جو آیت ومکروا ومکر اللہ واللہ خیر الماکرین مین مضمر ہے - اور جب حضرت عیسے علیہ السلام کو یہودیون کے اس مکر عظیم کی اطلاع ہوئی - تو نہایت غمگین ہوئے - اس پر خدا تعالے نے اپنے صادق نبی کو ان الفاظ مین تسلی دیکر ... وعدے فرمائے کہ یا عیسی انی متوفیک ورافعک الی ومطہرک من الذین کفروا وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامہ - ترجمہ اے عیسی تحقیق مین ہی تجھے ... [illegible] ... اور اٹھانے والا ہون اپنی طرف یعنی یہ ہرگز نہین ہوگا کہ تو یہودیون کی تجویز کردہ موت سے مرکر ... [illegible] ... رفع ہو ... [illegible] ... تیری طرف منسوب کرتے ہین تجھے پاک کرنیوالا ہون - اور تیری تابعین کو ... [illegible] ... بخشونگا - افسوس کہ حاجی صاحب ... [illegible] ... مقابلہ مین متوفیک جیسے مبارک وعدہ اور اطمینان ... [illegible] ... ایسی بیطرح ٹھوکر کہائی ہے کہ مطہرک کے مفہوم کو بھی نہین سمجھ سکے - مذکورہ بالا وعدون کی جو مطہرک کا وعدہ تہا وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک بعثت ... [illegible] ... کہ جب آپ کے زمانہ مین حضرت عیسے علیہ السلام ... [illegible] ... نے انہین ... [illegible] ... کو پیش کیا - تو آنحضرت ... [illegible] ... خدا تعالی نے یہودیون کی بیہودگی ... [illegible] ... وقولہم علی مریم بہتانا عظیما وقولہم انا قتلنا المسیح عیسی ابن مریم رسول اللہ مین بیان فرما کر وما قتلوہ وما صلبوہ ولکن شبہ لہم ... [illegible] ... حضرت عیسی علیہ السلام ... [illegible] ... بل رفعہ اللہ الیہ وکان اللہ عزیزا حکیما ... [illegible]

** حاشیہ - کوئی نادان اس قبرستان اور ... کو بدعت مین داخل نہ سمجھے کیونکہ یہ انتظام حسب وحی الٰہی ہے انسان کا اس مین دخل نہین - اور کوئی یہ خیال نہ کرے کہ صرف اس قبرستان مین داخل ہونے ...

...شی تحریک اور احمدی مسلمان

...ناظرین کے لئے یہ پہلا موقع ہے کہ ... اخبار میں سودیشی تحریک کا ذکر پڑھتے ہیں۔ ... اس ناگوار اور بدصورت موجود نہایت ہی بیہودہ ... کے ذریعہ سے بھی الحکم کے کالموں کو پاک رکھنا ... تھا لیکن جب یہ خطرہ متعدی بیماری کی طرح ... نظر آیا تو ضروری سمجھا کہ اپنے ناظرین کو اس ... تحریک سے متنبہ کر دوں۔ میں یقیناً ... کا مرتکب ہوتا اگر اب بھی خاموشی سے کام لیتا۔

میں یہ بھی جانتا ہوں کہ الحکم میں سودیشی تحریک کے خلاف مضامین کا سلسلہ ہمارے خلاف اس جوش میں ایک اور اُبال پیدا کر دیگا جو پہلے ہی سے بھار ... ہو رہا ہے۔ کانگرس کے سوامیوں اور ... کاٹ ... کے پتا پرشوں کو ہمارے نیست و نابود کرنے ... متعلق ہے۔ لیکن محض اس خیال مخالف سے اس زہر کو پھیلنے دینا دانشمندی نہیں ہے۔ اور خصوصاً ایسی حالت میں کہ اس زہر کو تریاق کی ... میں پیش کر کے غریب مسلمانوں کو خطرناک مغالطہ دیا جاتا ہے۔

سودیشی تحریک کو نظر فریب بنا کر پیش کیا جاتا ہے اور بھولے بھالے اور سیدھے سادھے مسلمان یہ سمجھ بیٹھتے ہیں کہ اس کی غرض تو صرف ملکی اشیاء کا استعمال اور ان کی قدر ہے مگر وہ نہیں جانتے کہ اس منافقانہ کارروائی میں ایک نیش زنی ہو رہی ہے جو مسلمانوں اور ان کی ذریت کو ہمیشہ کے لئے ذلیل اور تباہ کرنے پر مبنی ہے۔ کیونکہ اس امر سے تو کوئی ناواقف نہیں ہے کہ ہماری قوم (جو اپنی شامت اعمال اور ترک قرآن کریم کی وجہ سے ہر پہلو اور ہر صورت سے گر رہی ہے) اگر ان آریہ مہاشوں کے پہلو بہ پہلو چلنے کی سعی کرے تو یہ دھرم آتما اور اہنسا پرمو دھرم کے شبد سنانے والے پتا پرش کہنیاں مار مار کر غریب مسلمانوں کو نکال دینے کی سعی کرتے ہیں۔ ...

. . . .

. . . .

اور انکو چین نہیں آتا جب تک وہ اس نکبت زدہ قوم کے ان افراد کو جو ان کے دوش بدوش چلنا چاہیں اپنے پاؤں میں کچل نہ لیں۔ ممکن ہے وہ لوگ جو ان کی اندرونی ریشہ دوانیوں اور نیش زنیوں سے ناواقف ہیں۔ ان حالات سے پورے باخبر نہوں۔ لیکن جو لوگ سلسلہ ملازمت۔ تجارت۔ صنعت و حرفت میں ان کے ساتھ چلے ہیں انہوں نے دیکھا ہے کہ ان برادران یوسف نے کیا سلوک کیا ہے؟ ... اپنے ذاتی علم اور عام واقفیت کی بنا پر کہتا ہوں کہ ان لوگوں نے اپنا موٹو یہ قرار دے رکھا ہے

آریہ ورت آریہ مہاشاؤں کیلئے ہے
نہ مسلمان ملیچھوں کے واسطے

دشٹ اور ملیچھ ہمارا نام رکھتے ہیں۔ اور جہانتک انسے ممکن ہو سکتا ہے وہ ملازمت۔ تجارت۔ صنعت و حرفت کا ہر عرصہ اور حلقہ ہمارے لئے تنگ کرنا اپنی زندگی کا پرم دھرم سمجھتے ہیں یہ تو ہماری دنیوی حالت ان یاران طریقت کے سامنے ہے۔ اس سے بھی بدتر مذہبی حالت ہو رہی ہے۔ مذہب ایک ایسی شے ہے جس پر انسان جان اور مال سب کچھ قربان کر دیتا ہے۔ مگر شومی اعمال نے سو محتاج کا ایک محتاج ہمیں اسوقت بنا رکھا ہے اسلئے ان مہا پرشوں نے موقع پا کر **اسلام** پر حملے کرنے اور اس پاک اور مصفا چشمہ ہدایت کو مکدر اور گدلا کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ ہادی اسلام اور بزرگان ملت کی ستودہ صفات ذات پر محض ہو جا سے ناروا اتہام باندھے جاتے ہیں کہ کسی طرح سے ہمارے دل دکھیں۔ مسلمان بادشاہوں کے عہد حکومت پر ریمارک کرتے ہوئے ایسی رنگ آمیزی کی جاتی ہے کہ دیکھنے والا انہیں معاذاللہ ظالم۔ سفاک اور سنگدل تسلیم کرے۔ اور اسطرح پر انکی قوم کے خلاف اپنے ہم چشموں اور بھائیوں میں جوش مخالفت پیدا کیا جاوے تاکہ اگر ان کا بس چلے تو وہ ان کو کچے ہی چبا ڈالیں یہ ہے ہماری عام حالت ان تعلقات کی جو اس آریہ قوم کے ہمارے ساتھ ہیں۔ ایسی صورت میں یقیناً یاد رکھو کہ محض اللہ ہی کا آسرا ہے اور **گورنمنٹ انگلشیہ** کی معدلت گستری اور رعایا پروری کا سہارا ہے جو ہم برائے نام باقی ہیں ورنہ اگر انکا بس چلے تو آج ہمارا خاتمہ کر ڈالیں۔

ایسی صورت اور ایسی حالت کے ہوتے ہوئے مسلمانو تم ہی بتاؤ کیا سودیشی تحریک ہمارے لئے مفید بابرکت اور سود مند ہو سکتی ہے؟ ہرگز نہیں۔ وہ قوم جو مسلمان نام کی دشمن ہے اور جس نے فیصلہ کر لیا ہے کہ اس نام کو دنیا کے تختہ سے مٹا دیا جاوے۔ (اگرچہ وہ اس میں کامیاب نہو گی انشاءاللہ العزیز) کیا وہ ہماری دوست اور بہی خواہ ہو سکتی ہے؟ کبھی نہیں۔

پھر کیسی بدنصیبی اور بدبختی ہوگی ان لوگوں کی جو مسلمان کہلا کر اس تحریک میں ان آریوں کے ساتھ ہوں۔ اگر تم ایسے ہی بے غیرت اور اپنے مذہب اور ہادی کی توہین سنکر خاموش ہو رہنے والے ہو تو پھر تو کوئی شکوہ اور شکایت نہیں لیکن اگر تمہاری رگوں میں کچھ بھی اسلامی غیرت اور حمیت کا خون باقی ہے تو بس آج ہی ان سے قطع تعلق کر دو۔

میرا اس سے یہ مطلب نہیں ہے کہ حسن خلق اور ہمدردی چھوڑ دو نہیں نوع انسان کیساتھ سلوک کرنا اور جہانتک ممکن ہو شفقت علی خلق اللہ کے اصول کو مد نظر رکھنا یہ تو اسلام کا عین شعار ہے لیکن یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ ایسے امور میں ہم ان لوگوں کے ساتھ شریک ہوں جو سراسر **اسلام** اور اہل اسلام کے لئے مضر ہوں۔ مذہبی تنفر اور عداوت جو اس قوم کو ہمارے ساتھ ہے اسکی داستان طویل اور پُر درد ہے اور میں جانتا ہوں بہت تھوڑے مسلمان ہونگے جو اس سے ناواقف ہونگے۔ دنیوی طور پر جسقدر ہم سے بیر کیا جاتا ہے اور ہمارے مفاد کو کچلا جاتا ہے وہ اب چھپی ہوئی بات نہیں ایک چپراسی بھی اگر مسلمان ہے تو اوس کے لئے لاہور سے لیکر کلکتہ تک کے ہندو اخبار شور مچاتے ہیں۔ اور احمدیوں کے ساتھ تو انکی مخالفت کا سٹیم اور بھی تیز ہو چکا ہے اسکی اصل وجہ یہی ہے کہ احمدی قوم انکے نفاق کا بھانڈا بیچ بازار پھوڑ دیتی ہے۔ اس سودیشی تحریک کے متعلق بھی جب ہمارے سید و مولیٰ امام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لالہ شرمپت رائے نے پوچھا اور خواہش کی کہ وہ اپنی جماعت کو انکے ساتھ جلسہ میں شریک ہونیکی اجازت دیں تو انہیں صاف جواب ملا کہ ہم اس میں **شریک نہیں ہو سکتے** تمہارا ہمارا ملاپ ہی کیا تم ہمارے مذہب کے دشمن ہمارے دشمن علاوہ بریں یہ تحریک محض تقسیم بنگال کے سوال کے اور کچھ نہیں اور ہرگز ہرگز یہ نیک نیتی اور ملکی بہتر سگالی پر مبنی نہیں بلکہ اس میں **بغاوت** کی بو آتی ہے اس قسم کا جواب جب انہیں دیا گیا تو اپنا سا منہ لیکر چلے گئے۔ اور انہوں نے وہ جلسہ جسکے لئے تحریک کرتے تھے آجتک نہیں کیا اس تحریر کے بعد اگر کوئی جلسہ ہو تو وہ اس کا نتیجہ سمجھا جاویگا ہاں اب کے سالانہ جلسہ پر جو دسمبر کی آخری تاریخوں میں ہوا پنڈت پورنا نند نے ایک لیکچر سودیشی تحریک پر دیا تھا اور اس میں دیہات کے جمع شدہ سکھوں اور زمینداروں اور دوکانداروں کو اکسایا اور ابھارا تھا کہ تم ملکی اشیاء کی قدر کرو۔ اور ولائتی چیزوں کے استعمال کو ترک کر دو اور خلعت اٹھاؤ لیکن وہ خالص سودیشی جلسہ نہ تھا۔ میری غرض اس امر کے اظہار سے کہ قادیان کی سماج نے جلسہ علانیہ نہیں کیا اور ان کی تجویزیں اسوقت منصوبوں تک ہی محدود رہی ہیں یہ ہے کہ ... نے دراصل ایک چال چلی تھی۔ اور احمدی جماعت کو بدنام کرنے کی ایک تدبیر سوچی تھی۔ لیکن احمدی جماعت محض خدا کے فضل سے انکی اس جال میں نہیں پھنسی تو انکو اتنی جرأت نہیں ہوئی کہ وہ علانیہ جلسہ کریں اگر انکی غرض محض نیک نیتی اور ملکی اور قومی بھلائی تھی تو اس امر کی کیا حاجت تھی کہ احمدی قوم ضرور ان کے ساتھ شریک ہو اگر وہ نہیں ہوتی تھی تب بھی وہ اس جلسہ کو کر لیتے کیا وہ اپنا مذہبی جلسہ ہم سے پوچھ پوچھ کر کرتے ہیں؟ کبھی نہیں بلکہ جیسے اس جلسہ میں ہمارا دل دکھانا اور ہم کو نقصان پہونچانے کی تجاویز کو ملحوظ رکھنا ان کا کام ہے اسیطرح یہ سودیشی تحریک کا جلسہ تھا۔ سودیشی تحریک کو یہ ملک کی بہتری اور بھلائی کا ذریعہ خیال کرتے ہیں تو بہتر ہے پہلے اپنے گھروں سے تمام ولایتی بنی ہوئی چیزوں کو باہر پھینک دیں۔ اور اسباب کو جلا دیں یہ تماشا ہم بھی دیکھ لیں گے مگر نہیں یہ کبھی نہیں کریں گے اسلئے کہ غرض یہ نہیں ہے۔ اصل مطلب مسلمانوں کو بدنام کرنا ہے۔ اسلئے مسلمان عموماً اور احمدی خصوصاً یاد رکھیں کہ وہ کبھی ایسی تحریکوں میں شامل نہوں۔ انکو ضرورت نہیں کہ وہ ایسی بیجا حرکتوں میں حصہ لیں۔ یہ خدا کا خاص فضل ہے جبکہ انکا امام **گورنمنٹ انگلشیہ** کے عہد میں پیدا ہونے پر ناز اور فخر کرتا ہے تو پھر کسی اور کیساتھ کیا واسطہ؟ میں مفصل اور مدلل طور پر مختلف نمبروں میں اس تحریک کی برائیوں سے قوم کو آگاہ کرونگا بالفعل یاد رکھو ہمارے حضرت اس تحریک سے **سخت بیزار اور اسکو نفرت کی نگاہ سے** دیکھتے ہیں اور میں یقین رکھتا ہوں کہ کوئی بھی احمدی پسند نہیں کر سکتا کہ اس کام میں حصہ لے جو اسکے آقا و مولیٰ امام کے منشاء کے خلاف ہو۔ مسلمانوں کیلئے اس تحریک میں شریک ہونا سخت مضر اور منحوس ہے پس ہر شخص جو اس مضمون کو پڑھے اسکا فرض ہے کہ دوسرے مسلمانوں کو آگاہ کرے۔ یہ تحریک پولیٹیکل تحریک ہے جسکے نتائج خطرناک ہیں۔ انگلے نمبروں میں اس امر کو بھی کھول کر بحث کرونگا کہ اس تحریک میں شامل ہو کر مسلمانوں پر کیا برے اثر پڑیں گے۔ انکے مذہب ان کی زبان ان کے اخلاق اور انکی تجارت پر اس کا برا اور مہلک اثر ہوتا ہے اسلئے اس سے پرہیز کرو۔ مسلمان اخبارات کا فرض ہے کہ وہ اسوقت اپنے بھائیوں کو اس منحوس تحریک کی ضرروں سے آگاہ کریں۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

اِنّہٗ اٰوَی القَرْیۃ

الحکم

چہ گویم بانوگر آئی چہ در قادیان بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے ص (۲) خواص و معاونین سے عـ (۳) ہندوستان سے باہر ۔ (۴) غیر مذاہب والوں سے ۱۲ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمنی والے لوگوں سے ۱۲

نمبر دوم | قادیان دار الامان مورخہ ۱۷ جنوری ۱۹۰۶ء مطابق ۲۱ ذیقعدہ ۱۳۲۳ھ | جلد ۱۰

فہرست مضامین

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷
... صاحب اسسٹنٹ سرجن پنڈی گھیب
ضلع راولپنڈی
ازدفتر الحکم قادیان

سلک مروارید کا دوسرا حصہ شائع ہوگیا

الحکم کے ناظرین عرصہ سے سلک مروارید کے دوسرے حصہ کی تالیف اور اشاعت کے لئے مجھے مجبور کر رہے تھے۔ مگر میں اپنی عدیم الفرصتی کہوں یا سستی کہو جسے اتبک اس رسالہ کو شائع کرنے کے قابل نہ ہو سکا تھا لیکن اب توفیق ملنے پر میں نے اس کو مکمل کرکے شائع کر دیا ہے۔ میں اس کے مضامین کے لحاظ سے بہ جرأت سے کہہ سکتا ہوں کہ یہہ رسالہ انشاء اللہ اپنے پہلے حصہ کی طرح مفید اور موثر ہوگا۔ نہایت سلیس زبان میں مستورات کو اسلام کی سچائی اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کی عظمت و صداقت سے واقف کیا گیا ہے اور غیر مذاہب خصوصًا عیسائی مذہب کی حقیقت کو کھول کر دکھایا گیا ہے اور اس دجل سے آگاہ کیا گیا ہے جو زنانہ مشنری عورتیں استعمال کرتی ہیں اور جن کے ذریعہ ناواقف اور بھولی بھالی عورتوں کو اسلام سے بدظن کیا جاتا ہے۔

یہہ رسالہ ہر گھر میں ہونا چاہیئے۔ اسکا مطالعہ نہ صرف عورتوں بلکہ مردوں کے لئے بھی بہت مفید ہوگا انشاء اللہ العزیز۔

۸۸ صفحہ کی کتاب ہے قیمت صرف ۴/ علاوہ محصول ڈاک

دفتر الحکم قادیان سے ملے گی۔

اس کتاب کو کثرت کے ساتھ شائع کرنا چاہیئے۔

الحکم کے جدید خریدار بہم پہونچانے والے ولنٹیر

یہہ امر مسلم ہے کہ اخبار کی اشاعت کا دائرہ جسقدر وسیع ہوگا اسی قدر یہہ زیادہ مفید اور کار آمد ہوگا۔ اسکے لئے مختلف اوقات میں متعدد مرتبہ ناظرین الحکم کو متوجہ کیا گیا اور ایسی تحریکوں پر کچھہ نہ کچھہ فائدہ بھی ہوا لیکن افسوس اس امر کا ہے کہ ہر شخص اپنا فرض نہیں سمجھتا کہ توسیع اشاعت کے لئے کام کرے۔ اسلئے اگر الحکم کے ایک ہزار خریداروں میں سے ایک سو آدمی توسیع اشاعت کے لئے اپنا یہہ عزم کر لیں کہ وہ دس دس خریدار ضرور مہیا کرینگے تو بہت جلد ایک ہزار اشاعت میں ترقی ہو سکتی ہے پس میں ان سو والنٹیروں کی آواز سننے کا خواہشمند ہوں جو اس خدمت کے لئے آمادہ ہوں۔ میں ڈاکٹر علم الدین صاحب ہاسپٹل اسسٹنٹ کا نام بطور نظیر پیش کرتا ہوں جنہوں نے میری تحریک کے بدون چھہ خریدار الحکم کے لئے اور پانچ بدر کے لئے اور دو میگزین کے لئے بھیجے ہیں اور لطف یہ کہ وہ سب غیر احمدی ہیں۔ اس سے صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ اگر راسخ اور اہل اثر لوگ سعی کریں تو کچھہ بات نہیں ہے میں ڈاکٹر صاحب کو باقی خریدار بہم پہونچانے کی تحریک کرتا ہوں اور دوسرے احباب کو توجہ دلاتا ہوں۔ اگر ۳۱ مارچ ۱۹۰۶ء تک یہہ ایک ہزار جدید خریدار الحکم کے لئے پیدا ہو گئے تو انشاء اللہ العزیز اپریل ۱۹۰۶ء سے الحکم ہفتہ میں دوبار کر دیا جاوے گا۔ (ایڈیٹر)

ریمارک

تائید اسلام بجواب ترک اسلام ۔ اس نام کی ایک عجیب کتاب مولوی محمد خالق صاحب ساکن ہنسوا ضلع فتحپور نے شائع کی ہے جس میں خلاصتہً دہرم پال کے ترک اسلام کا جواب دیا گیا ہے قیمت ۱۲/ اور مصنف سے بمقام میرٹھہ لال کورتی کوٹھی میاں عزیز بخش صاحب رئیس سے مل سکتی ہے۔

الفرقان (مرحوم مخدوم الملۃ رضی اللہ عنہ کی آخری تحریر شیعہ مذہب کے ابطال و تردید میں) مجھے اس کتاب کے متعلق کچھہ بھی کہنے کی حاجت نہیں اسلئے کہ مخدوم الملۃ کا نام ہی اس کتاب کی عمدگی اور قابل ہونے کے لئے کافی ہے۔ میری رائے میں اس کتاب کی بہت بڑی اشاعت ہونی چاہیئے۔ قیمت ۱۲/ ۔ حکیم فضل دین صاحب مالک مطبع ضیاء الاسلام قادیان سے ملے گی۔

تعلیم الاسلام ۔ ماسٹر عبد الرحمان صاحب مصنف اختیار الاسلام کی تصنیف جو دہرم کی کتاب نہدِ الاسلام کے جواب میں انہوں نے حال میں لکھکر شائع کی ہے۔ قیمت ۸/ علاوہ محصول میری رائے میں کسیقدر زیادہ ہے۔ ایسی کتابوں کی اشاعت عام ہونی چاہیئے۔

رسالہ طبیب حاذق ۔ یہہ ماہواری طبی رسالہ ہے جسکو مفتی فضل الرحمان صاحب احمدی قادیان نے ستمبر ۱۹۰۵ء سے شائع کرنا شروع کیا ہے۔ یہہ رسالہ ۲۴ صفحوں پر چھپتا ہے۔ اسکے دو حصے ہیں پہلے ۱۶ صفحوں پر تو حضرت حکیم الامۃ مولانا مولوی نور الدین صاحب کی بیاض شائع ہوتی ہے جس میں ہر ایک مرض کا سلسلہ وار مفصل حال ہوتا ہے یعنی اسکے اسباب علامات۔ علاج ۔ وغیرہ ۔ اور دوسرے حصہ میں طبی استفسارات کے جوابات اور متفرق طبی مضامین۔ یہہ رسالہ بہرحال ایک مفید اور قابل قدر پرچہ ہے۔ قیمت سالانہ ۲/ ہے۔

کتبہ احقر الزمن محمد حسین عفی اللہ عنہ

ضمیمہ متعلقہ رسالہ الوصیّت

رسالہ الوصیت کے متعلق چند ضروری امر قابل اشاعت ہیں جو ذیل میں لکھے جاتے ہیں۔

(۱) اوّل یہ کہ جب تک انجمن کارپرداز مصالح قبرستان اس امر کو شائع نکرے کہ قبرستان باعتبار لوازم ضروری کے من کل الوجوہ طیار ہو گیا ہے اسوقت تک جایز نہ ہوگا کہ اسکی میّت جسنے رسالہ الوصیت کی شرائط کی پابندی کی ہے قبرستان میں دفن کرنیکے لئے لائی جائے بلکہ پل وغیرہ لوازم ضروریہ کا پہلے طیار ہو جانا ضروری ہوگا اور اسوقت تک میّت ایک صندوق میں امانت کے طور پر کسی اور قبرستان میں رکھی جائیگی۔

(۲) ہر ایک صاحب جو شرائط رسالہ الوصیّت کی پابندی کا اقرار کریں ضروری ہوگا کہ وہ ایسا اقرار کم سے کم دو گواہوں کی ثبت شہادت کے ساتھ اپنے زمانہ قائمی ہوش و حواس میں انجمن کے حوالہ کریں اور تصریح سے لکھیں کہ وہ اپنی کل جائداد منقولہ و غیر منقولہ کا دسواں حصہ اشاعت اغراض سلسلہ احمدیہ کے لئے بطور وصیّت یا وقف دیتے ہیں۔ اور ضروری ہوگا کہ وہ کم سے کم دو اخبار میں اسکو شائع کرا دیں۔

(۳) انجمن کا یہہ فرض ہوگا کہ قانونی اور شرعی طور پر وصیت کردہ مضمون کی نسبت اپنی پوری تسلّی دیکھہ کر وصیت کنندہ کو ایک سارٹیفکٹ اپنے دستخط اور مہر کے ساتھہ دیدیں اور جب قواعد مذکورہ بالا کی رو سے کوئی میّت اس قبرستان میں لائی جائے تو ضروری ہوگا کہ وہ سارٹیفکٹ انجمن کو دکھلایا جائے اور انجمن کی ہدایت اور موقع نمائی سے اوس کی وہ میّت اس موقع میں دفن کیجائے جو انجمن نے اس کے لئے تجویز کیا ہے۔

(۴) اس قبرستان میں بجز کسی خاص صورت کے جو انجمن تجویز کرے نابالغ بچے دفن نہیں ہونگے کیونکہ وہ بہشتی ہیں اور نہ اس قبرستان میں اس میّت کا کوئی دوسرا عزیز دفن ہوگا جب تک وہ اپنے طور پر کل شرائط رسالہ الوصیّت کو پورا نہ کرے۔

(۵) ہر ایک میّت جو قادیان کی زمین میں فوت نہیں ہوئی انکو بجز صندوق قادیان میں لانا ناجائز ہوگا اور نیز ضروری ہوگا کہ کم سے کم ایک ماہ پہلے اطلاع دیں تا کہ انجمن کو اگر اتفاقی موانع قبرستان کے متعلق پیش آگئے ہوں۔ اُن کو دور کر کے اجازت دے۔

(۶) اگر کوئی صاحب خدانخواستہ طاعون کی مرض سے فوت ہوں جنہوں نے رسالہ الوصیت کی تمام شرائط پورے کر دیئے ہوں اونکی نسبت یہ ضروری حکم ہے کہ وہ دو برس تک صندوق میں رکھہ کر کسی علیحدہ مکان میں امانت کے طور پر دفن کئے جائیں۔ اور دو برس کے بعد بہی موسم میں لائے جائیں کہ اس فوت ہونیکے مقام اور قادیان میں طاعون نہ ہو۔

(۷) یاد رہے کہ صرف یہ کافی نہ ہوگا کہ جائداد منقولہ اور غیر منقولہ کا دسواں حصّہ دیا جائے بلکہ ضروری ہوگا کہ ایسا وصیّت کرنے والا جہانتک اسکے لئے ممکن ہے پابند احکام الٰہی اور تقویٰ طہارت کے امور میں کوشش کرنے والا ہو اور مسلمان خدا کو ایک جاننے والا اور اوس کے رسول پر سچا ایمان لانے والا ہو اور نیز حقوق عباد غصب کرنے والا نہ ہو۔

(۸) اگر کوئی صاحب دسویں حصّہ جائداد کی وصیت کریں اور اتفاقاً اُنکی موت ایسی ہو کہ مثلاً کسی دریا میں غرق ہو کر اُن کا انتقال ہو یا کسی اور ملک میں وفات پاویں جہاں سے میت کو لانا متعذّر ہو تو انکی وصیت قائم رہے گی اور خدا تعالےٰ کے نزدیک ایسا ہی ہوگا کہ گویا وہ اسی قبرستان میں دفن ہوئے ہیں اور جائز ہوگا کہ انکی یادگار میں اسی قبرستان میں ایک کتبہ اینٹ یا پتھر پر لکھہ کر نصب کیا جائے اور اس پر واقعات لکھے جائیں۔

(۹) انجمن جس کے ہاتھہ میں ایسا روپیہ ہوگا اوسکو اختیار نہیں ہوگا کہ بجز اغراض سلسلہ احمدیہ کے کسی اور جگہ وہ روپیہ خرچ کرے۔ اور ان اغراض میں سے سب سے مقدم اشاعت اسلام ہوگی اور جائز ہوگا کہ انجمن باتفاق رائے اوس روپیہ کو تجارت کے ذریعہ ترقی دے۔

(۱۰) انجمن کے تمام ممبر ایسے ہونگے جو سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوں اور پارسا طبع اور دیانت دار ہوں اور اگر آئندہ کسی کی نسبت یہہ محسوس ہوگا کہ وہ پارسا طبع نہیں ہے یا یہ کہ وہ دیانت دار نہیں یا یہ کہ وہ ایک چال باز ہے اور دنیا کی ملونی اپنے اندر رکھتا ہے۔ تو انجمن کا فرض ہوگا کہ بلا توقف ایسے شخص کو اپنے مجمع سے خارج کرے اور اسکی جگہ کوئی اور مقرر کرے۔

(۱۱) اگر وصیتی مال کے متعلق کوئی جھگڑا پیش آوے تو اوس جھگڑے کی پیروی میں جو اخراجات ہوں وہ عام وصیتی مالوں میں سے دیئے جائینگے۔

(۱۲) اگر کوئی شخص وصیت کر کے پھر اپنے کسی ضعف ایمان کیوجہ سے اپنی وصیت سے منکر ہو جائے یا اس سلسلہ سے روگردان ہو جائے تو گو انجمن نے قانونی طور پر اس کے مال پر قبضہ کر لیا ہو۔ پھر بہی جائز نہ ہوگا کہ وہ مال اپنے قبضہ میں رکھے بلکہ وہ تمام مال واپس کرنا ہوگا۔ کیونکہ خدا کسی کے مال کا محتاج نہیں۔ اور خدا کے نزدیک ایسا مال مکروہ اور ردّ کرنیکے لایق ہے۔

(۱۳) چونکہ انجمن خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کا جانشین ہے اسلئے اس انجمن کو دنیا داری کے رنگوں سے بکلی پاک رہنا ہوگا اور اسکے تمام معاملات نہایت صاف اور انصاف پر مبنی ہونے چاہئیں۔

(۱۴) جائز ہوگا کہ اس انجمن کی تائید اور نصرت کے لئے دور دراز ملکوں میں اور انجمنیں ہوں جو اسکی ہدایت کی تابع ہوں اور جائز ہوگا کہ اگر وہ ایسے ملک میں ہوں کہ وہاں سے میّت کو لانا متعذر ہے تو اسی جگہ میّت کو دفن کر دیں اور ثواب سے حصّہ پانیکی غرض سے غرض ایسی میّت قبل از وفات اپنے مال کے دسویں حصہ کی وصیت کرے۔ اور اوس وصیتی مال پر قبضہ کرنا اوس انجمن کا کام ہوگا جو اوس ملک میں ہی ہے۔ اور بہتر ہوگا کہ وہ روپیہ اسی ملک کے اغراض دینیہ کے لئے خرچ ہو۔ اور جائز ہوگا کہ کوئی ضرورت محسوس کر کے وہ روپیہ اس انجمن کو دیا جائے جس کا ہیڈ کوارٹر یعنے مرکز مقامی قادیان ہوگا۔

(۱۵) یہہ ضروری ہوگا کہ مقام اس انجمن کا ہمیشہ قادیان رہے کیونکہ خدا نے اس مقام کو برکت دی ہے اور جائز ہوگا کہ وہ آئندہ ضرورتیں محسوس کر کے اس کام کے لئے کوئی کافی مکان طیار کریں۔

(۱۶) انجمن میں کم سے کم ہمیشہ ایسے دو ممبر رہنے چاہئیں جو علم قرآن اور حدیث سے بخوبی واقف ہوں اور تحصیل علم عربی رکھتے ہوں اور سلسلہ احمدیہ کی کتابوں کو یاد رکھتے ہوں۔

(۱۷) اگر خدانخواستہ کوئی ایسا شخص جو رسالہ الوصیت کی رو سے وصیت کرتا ہے۔ مجذوم ہو جسکی جسمانی حالت اس لائق نہو جو وہ اس قبرستان میں لایا جائے تو ایسا شخص حسب مصالح ظاہری مناسب نہیں ہے کہ اس قبرستان میں لایا جائے لیکن اگر اپنی وصیت پر قائم ہوگا تو اسکو وہی درجہ ملے گا جیسا کہ دفن ہونے والے کو۔

(۱۸) اگر کوئی کچھہ بہی جائداد منقولہ یا غیر منقولہ نہ رکھتا ہو اور باایں ہمہ ثابت ہو کہ وہ ایک صالح درویش ہے اور متقی اور خالص مومن ہے اور کوئی حصّہ نفاق یا دنیا پرستی یا قصور اطاعت کا اسکے اندر نہ ہو تو وہ بہی میری اجازت سے یا میرے بعد انجمن کی اتفاق رائے سے اس مقبرہ میں دفن ہو سکتا ہے۔

(۱۹) اگر کوئی شخص خدا تعالےٰ کی خاص وحی سے ردّ کیا جائے تو گو وصیتی مال بہی پیش کرے تاہم اس قبرستان میں داخل نہیں ہوگا۔

(۲۰) میری نسبت اور میرے اہل و عیال کی نسبت خدا نے استثناء رکھا ہے باقی ہر ایک مرد ہو یا عورت انکو ان شرائط کی پابندی لازم ہوگی اور شکایت کرنے والا منافق ہوگا۔

یہہ وہ شرائط ضروریہ ہیں جو اوپر لکھی گئیں۔ آئندہ اس مقبرہ بہشتی میں وہ دفن کیا جائیگا۔ جو ان شرائط کو پورا کرے گا ممکن ہے کہ بعض آدمی جنپر بدگمانی کا مادہ غالب ہو۔ وہ ہمیں اس کارروائی میں اعتراضوں کا نشانہ بناویں اور اس انتظام کو اغراض نفسانیہ پر مبنی سمجھیں یا اوسکو بدعت قرار دیں۔ لیکن یاد رہے کہ یہ خدا تعالےٰ کے کام ہیں وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے بلاشبہ اس نے ارادہ کیا ہے کہ اس انتظام سے منافق اور مومن میں تمیز کرے اور ہم خود محسوس کرتے ہیں کہ جو لوگ اس الٰہی انتظام پر اطلاع پاکر بلا توقف اس فکر میں پڑتے ہیں کہ دسواں حصّہ جائداد کا خدا کی راہ میں دیں بلکہ اس سے بہی زیادہ اپنا جوش دکھلاتے ہیں وہ اپنی ایمانداری پر مہر لگا دیتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے الٓمّٓ۔ احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا آمنا وھم لا یفتنون۔ کیا لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ میں ایسے قدر پر راضی ہو جاؤں۔ کہ وہ کہدیں کہ ہم ایمان لائے اور ابہی ان کا امتحان نکیا جائے۔ اور یہ امتحان تو کچھہ بہی چیز نہیں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کا امتحان جانوں کے مطالبہ پر کیا گیا اور انہوں نے اپنے سر خدا کی راہ میں دیئے۔ پہر ایسا گمان کہ کیوں یونہی عام اجازت ہر ایک کو نہ دیجائے کہ وہ اس قبرستان میں دفن کیا جائے۔ کسقدر دور از حقیقت ہے اگر یہی روا ہو تو خدا تعالےٰ نے ایک زمانہ میں امتحان کی کیوں بنیاد ڈالی وہ ہر ایک زمانہ میں چاہتا رہا ہے کہ خبیث اور طیّب میں فرق کر کے دکھلا دے۔ اسلئے اب بہی اوس نے ایسا ہی کیا۔ خدا تعالیٰ

نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بعض خفیف خفیف امتحان بھی رکھے ہوئے تھے جیساکہ یہ بھی دستور تھا کہ کوئی شخص آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے کسی قسم کا مشورہ نہ لے جب تک پہلے نذرانہ داخل نہ کرے۔ پس اسمیں بھی منافقوں کے لئے ابتلا تھا۔ ہم خود محسوس کرتے ہیں کہ اسوقت کے امتحان سے بھی اعلیٰ درجہ کے مخلص جنہوں نے درحقیقت دین کو دنیا پر مقدم کیا ہے دوسرے لوگوں سے ممتاز ہو جائیں گے۔ اور ثابت ہو جائے گا کہ بیعت کا اقرار انہوں نے پورا کرکے دکھلا دیا اور اپنا صدق ظاہر کر دیا۔ بے شک یہ انتظام منافقوں پر بہت گران گذرے گا اور اس سے ان کی پردہ دری ہوگی۔ اور بعد موت وہ مرد ہوں یا عورت اس قبرستان میں ہرگز دفن نہیں ہوں گے۔ فی قلوبھم مرض فزادھم اللہ مرضا۔ لیکن اس کام میں سبقت دکھلانے والے راستبازوں میں شمار کئے جائینگے۔ اور ابدتک خدا کی انپر رحمتیں ہونگی بالآخر یہ بھی یاد رہے کہ بلاؤں کے دن نزدیک ہیں اور ایک سخت زلزلہ جو زمین کو تہ و بالا کر دے گا قریب ہے پس وہ جو معائنہ عذاب سے پہلے اپنا تارک الدنیا ہونا ثابت کرائینگے اور نیز یہ بھی ثابت کر دیں گے کہ کسطرح انہوں نے میرے حکم کی تعمیل کی خدا کے نزدیک حقیقی مومن وہی ہیں اور اسکی دفتر میں سابقین اولین لکھے جائینگے اور میں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ زمانہ قریب ہے کہ ایک منافق جسنے دنیا سے محبت کرکے اس حکم کو ٹالدیا ہے وہ عذاب کے وقت آہ مار کر کہے گا کہ کاش میں تمام جائداد کیا منقولہ اور کیا غیر منقولہ خدا کی راہ میں دیتا۔ اور اس عذاب سے بچ جاتا یاد رکھو کہ اس عذاب کے معائنہ کے بعد ایمان بے سود ہوگا اور صدقہ خیرات محض عبث۔ دیکھو میں بہت قریب عذاب کی تمہیں خبر دیتا ہوں اپنے لئے وہ زاد جلد تر جمع کرو۔ کہ کام آوے میں یہ نہیں چاہتا کہ تم سے کوئی مال لوں اور اپنے قبضہ میں کر لوں بلکہ تم اشاعت دین کے لئے ایک انجمن کے حوالہ اپنا مال کرو گے اور بہشتی زندگی پاؤ گے بہتیرے ایسے ہیں کہ وہ دنیا سے محبت کر کے میرے حکم کو ٹالدینگے مگر بہت جلد دنیا سے جدا کئے جائینگے تب آخری وقت میں کہیں گے ھذا ما وعد الرحمان وصدق المرسلون۔ والسلام علی من اتبع الھدیٰ

الراقم خاکسار مرزا غلام احمد
خداتعالیٰ کیطرف سے مسیح موعود
۶ جنوری ۱۹۰۶ء

تازہ الہامات و رؤیاء

۱۰ جنوری ۱۹۰۶ء (۱) اللہ غالب علیٰ کل شیء۔ (۲) ینجیک من کربک۔

ترجمہ۔ خدا ہر شئے پر غالب ہے (۲) تجھے تیرے کرب سے نجات دیگا۔

ایک رؤیا میں دیکھا کہ بہت سے ہندو آئے ہیں اور ایک کاغذ پیش کیا کہ اسپر دستخط کردو۔ میں نے کہا کہ میں نہیں کرتا انہوں نے کہا کہ بیلاک نے کر دیئے ہیں میں نے کہا کہ میں بیلاک میں نہیں یا کہا کہ بیلاک سے باہر ہوں۔ ایک اور بات بھی کہنے کو تھا کہ کیا خدا نے اسپر دستخط کر دیئے ہیں مگر یہ بات نہیں کی تھی کہ بیداری ہوگئی۔

۱۳ جنوری ۱۹۰۶ء۔ قل اللہ ثم ذرھم۔ کل شیء۔ ان اللہ مع الذین ھم یتقون۔

مولوی محمد حسن کہتا ہے کہ قطع دابر القوم فکر ہوا کہ یہ دشمن ہے یہہ کیا کہتا ہے۔

الہام ہوا۔ قطع دابر القوم الذین لا یؤمنون۔

الہام۔ دہلی گئے ہیں اور خیریت سے واپس آئے ہیں اور الہاماً کہا ہے کہ (الحمدللہ الذی ۲ و صلنی صحیحا)

الہام ۱۴ جنوری ۱۹۰۶ء۔ ہم مکہ میں مرینگے یا مدینہ میں۔

مقدمات

ناظرین الحکم معلوم کر چکے ہیں۔ کہ ۱۴ ڈسمبر ۱۹۰۵ء کو میاں نور احمد غریب مہاجر پر یہاں کے سکھوں نے متفق ہو کر اپنے قدیم طریق کے موافق بلوہ کرکے حملہ کیا اور اس بیچارے کو مجروح کر دیا۔ اگر مرزا نظام الدین صاحب نمبردار اور نظام دفعدار قادیان موقع پر نہ پہونچ جاتے تو سخت اندیشہ اس امر کا لاحق ہو گیا تھا کہ احمد نور کے مکان کو توڑ کر عورتوں اور بچوں کو سخت ضرر پہونچایا جاتا۔ پولیس نے موقع پر پہونچکر ۱۶ آدمیوں کا بلوہ میں چالان کیا۔ جس کے لئے ۹ جنوری ۱۹۰۶ء مقرر تھا۔ فریق ثانی نے بھی آجکل کے دستور کے موافق ایک بالمقابل دعویٰ کیا تھا۔ اس کی تاریخ پیشی بھی ۹ جنوری ۱۹۰۶ء ہی تھی۔ چنانچہ ہر دو مقدمات بمقام بٹالہ بعدالت سردار غلام حیدر خان صاحب۔ اے۔ ای سی۔ پیش ہوئے۔ فریق ثانی نے جو مقدمہ کیا تھا۔ اس میں حکیم الامتہ اور مولوی محمد علی صاحب کو بھی ملزم گردانا تھا۔ مگر خداتعالےٰ نے راستی کا بول بالا کیا اور عدالت نے دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی الگ کر دیا۔ مستغیث کے اپنے بیان اور اس کے گواہوں کے بیان سے یہ مقدمہ سراسر بے بنیاد پایا گیا اور اس لئے خارج ہوا۔ الحمد للہ علےٰ ذالک۔

دوسرا مقدمہ جو پولیس نے چالان کیا تھا۔ اس میں کل ملزموں پر فرد جرم لگ چکا ہے آئندہ تاریخ ۲۲ جنوری مقرر ہوئی ہے۔ اللہ تعالےٰ رحم کرے۔ آمین۔

دو رشید لڑکے

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

بحضور فیض گنجور حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔ حضور کی کل تقریر سنکر میں نے پختہ عہد کیا ہے کہ میں آئندہ دنیا کے واسطے ہرگز نہیں پڑھوں گا۔ بلکہ آج سے میں اپنی زندگی کو دین کے واسطے وقف کرتا ہوں اور حضور کے منشاء کے مطابق دینی تعلیم اور صرف انگریزی زبان اور سنسکرت پڑھوں گا اور اس کے بعد اگر زندگی نے وفا کی۔ تو محض للہ دین کی خدمت میں زندگی بسر کروں گا۔ پر چونکہ انسان کمزور ہے اور پھر بچپن اور بھی کمزور کرتا ہے۔ لہذا اس تحریر کے ذریعہ میں حضور سے اس عہد اور ارادہ پر قائم رہنے اور اس کی توفیق ملنے کے لئے دعا کی استدعا کرتا ہوں۔

حضور کا غلام۔ خاکسار غلام حسین ولد میاں محمد یوسف اپیل نویس دان پشاور۔ طالب علم جماعت فورتھ ہائی مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان ۲۷ دسمبر ۱۹۰۵ء

حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مفصلہ ذیل جواب عنایت فرمایا

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔ میں مطلع ہوا جزاکم اللہ خیرا۔ خداتعالےٰ اس راہ میں برکت دے اور اخیر تک اس راہ پر استقامت بخشے آمین۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اپنا یہ ارادہ پرچہ الحکم و بدر میں شائع کرا دیں اور خدا سے ارادہ پر قائم رہنے کے لئے دعا کرتے رہیں والسلام۔

مرزا غلام احمد

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم۔

بحضور فیض گنجور جناب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔ نہایت ہی عاجزانہ عرض ہے کہ بندہ اس جگہ نوین جماعت میں پڑھتا ہے لیکن حضور کی متواتر اور برکت والی دو روزہ تقریر سے بندہ کو بہت ہی اثر ہوا اسواسطے حضور کی خدمت میں عرض ہے کہ بندہ اپنے والدین کی رضامندی سے اپنی زندگی اللہ کی راہ میں بڑی خوشی سے وقف کرتا ہے۔ الا ماشاء اللہ۔ اور جو جو علم حضور میرے لئے تجویز فرماویں وہی بندہ کو صدق دل سے منظور ہیں۔ والسلام درخواست دعا۔ حضور کا تابعدار خاکسار عبدالرحمان ولد مستری قمرالدین احمدی بھیروی۔

جواب حضرت اقدس

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔ بہت عمدہ اور مبارک راہ ہے۔ جزاکم اللہ خیرا۔ خدا اسمیں برکت دے۔ یہ ارادہ معرفت الحکم و بدر شائع کر دیں۔ والسلام۔

مرزا غلام احمد

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ اعلیٰ حضرت حجتہ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحت الحمدللہ اچھی ہے ایسا ہی آپ کے متعلقین بھی خداتعالےٰ کے فضل و کرم سے اچھے ہیں۔

۲۔ بزرگان ملت کی صحت بھی جماعت کے لئے خوشی کا موجب ہے۔ حضرت فاضل امروہی قادیان میں مقیم ہیں اور قرآن شریف کی بعض سورتوں کی تفسیر لکھ رہے ہیں۔

۳۔ مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان کی توسیع عمارت کی ضرورت درپیش ہے روپیہ کی اشد ضرورت ہے۔

۴۔ موسم خشک حالت میں جا رہا ہے۔ اللہ تعالےٰ رحم کرے

تازہ الہامات

۱۴ جنوری ۱۹۰۶ء (۱) کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی۔

(۲) سلام قولا من رب رحیم

(۳) ہم مکہ میں مرینگے یا مدینہ میں۔

ترجمہ۔ (۱) خدا نے ابتدا سے مقدر کر چھوڑا ہے کہ وہ اور (۲) خدا رحیم کہتا ہے کہ سلامتی ہے۔ یعنی خائب و خاسر کی طرح تو نہیں ہے۔

(۳) ایک یہ معنے ہیں کہ قبل از موت مکی فتح نصیب ہوگی دشمنوں کو قہر کے ساتھ مغلوب کیا گیا تھا۔ اسی طرح دشمن قہری نشانوں سے مغلوب کئے جائینگے۔ دوسرے معنے یہ ہیں۔ کہ قبل از موت مدنی فتح نصیب ہوگی۔

کلمات طیبات حضرت امام الزمان علیہ السلام

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

اور جسقدر غور کرتے جاوین آپ کے مراتب اور مدارج پر حیرت ہوتی ہے کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے کیسی قوت قدسی عنایت فرمائی تھی اور اس مین ایسی تاثیر اور طاقت رکھی تھی کہ صحابہ جیسی جان نثار قوم آپ نے طیار کی۔ آپ ایسی قوم چھوڑ گئے تھے جو خالص خدا ہی کے لئے قدم اٹھانے والی تھی وہ خدا تعالیٰ کی راہ مین ایسے سرگرم اور طیار تھے اور اس راہ مین انہین جان دیکر ایسی خوشی ہوتی تھی کہ آجکل کے دنیاداروں کو کسی مقدمہ کی فتح سے بھی وہ خوشی نہین ہو سکتی۔ وہ بالکل خدا ہی کے لئے ہو گئے تھے ایسی زبردست اور بے مثل تبدیلی کوئی نبی اپنی قوم مین پیدا نہین کر سکا۔ لکھا ہے کہ ایک صحابی جنگ کر رہا تھا اس نے دشمن پر تلوار ماری لیکن وہ تلوار دشمن کے تو نہ لگی۔ الٹ کر اسی کے آ لگی۔ بعض نے کہا کہ وہ شہید نہین ہوا۔ اسے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے تو اس نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کیا مین شہید نہین ہوا۔ اسلئے کہ اسے اسبات کا سخت غم تھا آپ نے فرمایا کہ تجھکو دو شہیدوں کا ثواب ملیگا۔ اسلئے کہ ایک تو تو نے دشمن پر حملہ کیا دوسرے خود اسی راہ مین مارا گیا۔ بات کیا تھی؟ صرف یہ کہ وہ نہ چاہتے تھے کہ یہ مرتبہ شہادت ہم سے رہ جاوے۔ یہہ بالکل سچی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انکے دلون کو اپنی محبت سے بھر دیا تھا۔ اور اتنا ہی نہین تھا بلکہ وہ خدا تعالیٰ کی محبت اور معرفت الٰہی مین اعلیٰ درجہ تک پہونچ گئے تھے اور اسی وجہ سے انکی عقل۔ فہم اور فراست مین بہت بڑی ترقی ہو گئی تھی۔ ایک انگریز جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور مسیح کا مقابلہ کرتا ہے تو وہ لکھتا ہے کہ صحابہ مین علاوہ اسکے کہ ان مین صدق اور ایمان کی وہ طاقت موجود تھی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے سر دینے کو طیار ہو جاتے تھے اور ایسی جگہ کھڑے ہوتے تھے جہان بجز جان دینے کے اور کوئی چارہ ہی نہ ہوتا تھا۔ لیکن برخلاف اسکے مسیح کے حواریوں کی یہہ حالت تھی کہ خود انہین مین سے ایک نے تیس روپیہ لیکر پکڑوا دیا اور دوسرے اسکے پاس سے بھاگ گئے۔ اور دو گھڑی بھی اسکے ساتھ نہ ٹھیر سکے سامنے کھڑے ہو کر ایک نے لعنت کی۔

ایسے حواریوں کو صحابہ کے ساتھ کیا نسبت اور کیا مقابلہ۔ پھر عقلی طور پر مقابلہ کر کے لکھا ہے کہ حواریوں کی تو یہ حالت تھی کہ دو ایک گاؤن کا انتظام کرنے کی بھی قابلیت نہ رکھتے تھے برخلاف ان کے صحابہ نے علوم سیاست اور حکمرانی مین وہ کمال دکھایا اور ایسی اعلےٰ قابلیت کا ثبوت دیا کہ آج اسکی نظیر نہین مل سکتی انہون نے ایک عظیم الشان سلطنت کا انتظام کیا۔ حضرت عمر اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہما کا نمونہ موجود ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق کی خلافت مین ایسا خطرناک فتنہ پیدا ہوا تھا اگر اللہ تعالےٰ کا فضل نہ ہوتا تو سخت مشکلات کا سامنا تھا مگر حضرت ابوبکر رض نے خدا تعالےٰ سے تائید پاکر اس فتنہ کو اور جو جنگلی بادیہ نشین مرتد ہو گئے تھے انکو سدھارا اور درست کیا۔

غرض

باوجود اسبات کے کہ وہ طیار شدہ تھے اور صدق اور نور سے بھرے ہوئے تھے تاہم اللہ تعالےٰ انکو فرماتا ہے۔

لولا نفر من کل فرقۃ طائفۃ۔

یعنے ایسے لوگ ہونے چاہئین جو تفقہ فی الدین کرین یعنے جو دین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے سکھایا ہے اس مین تفقہ کر سکین۔ یہ نہین کہ طوطے کی طرح یاد ہو۔ اور اس مین غور و فکر کی مطلق عادت اور مذاق ہی نہ ہو اس سے وہ غرض حاصل نہین ہو سکتی جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم چاہتے تھے اور وہی غرض ہماری ہے یعنی محل اور موقع کے حسب حال جواب دے سکین مناظرہ کر سکین۔ لیکن چونکہ سب کے سب ایسے نہین ہو سکتے اسلئے یہہ نہین فرمایا کہ سب کے سب ایسے ہو جائین بلکہ یہ فرمایا کہ ہر جماعت اور گروہ مین سے ایک ایک آدمی ہو۔ اور گویا ایک جماعت ایسے لوگون کی ہونی چاہئے۔ جو تبلیغ اور اشاعت کا کام کر سکین۔ اسلئے بھی کہ ہر شخص ایسی طبعیت اور مذاق کا نہین ہوتا خود اللہ تعالےٰ نے انسانون کی تقسیم تین طرح پر کی ہے۔

منھم ظالم و منھم مقتصد و منھم سابق بالخیرات۔

یعنے تین قسم کے لوگ ہوتے ہین جو ظالم لنفسہ کہلاتے ہین ان کی حالت ایسی ہوتی ہے کہ خواہش نفس ان پر غالب ہوتی ہے اور وہ گویا پنجہ نفس مین گرفتار ہوتے ہین دوئم وہ لوگ ہین جو مقتصد یعنے میانہ رو کہلاتے ہین یعنے کبھی نفس ان پر غالب ہو جاتا ہے اور کبھی وہ نفس پر غالب ہو جاتے ہین اور پہلی حالت سے نکل چکے ہوتے ہین۔ لیکن تیسرا گروہ ان لوگون کا ہوتا ہے جو پنجہ نفس سے بکلی رہائی پا لیتے ہین اور وہ سابق بالخیرات کہلاتے ہین یعنے نیکی کرنے مین سب سے سبقت لے جاتے ہین۔ اور وہ محض خدا ہی کے لئے ہو جاتی ہین انہین علمی اور عملی قوت آجاتی ہے ایسے لوگ خدمت دین کے لئے مفید اور کار آمد ہوتے ہین اس قانون کو مدنظر رکھکر اللہ تعالےٰ نے بعض کا حکم دیا کیونکہ کل کے کل تو اس مقصد کے لئے طیار نہین ہو سکتے تھے۔ اور یہی اللہ تعالےٰ کا قانون قدرت ہے کہ بعض لوگ ایسے ہوتے ہین جو تجارت زراعت یا ملازمت کرین اور ایسے بھی ہونے چاہئین جو دین کی تبلیغ کرنے والے ہون تاکہ قوم آئندہ ٹھوکرون سے بچ جاوے۔ یہہ یاد رکھو کہ جب کوئی قوم تباہ ہونے کو آتی ہے تو پہلے اس مین جہالت پیدا ہوتی ہے اور وہ دین جو انہین سکھایا گیا تھا اسے بھول جاتے ہین جب جہالت پیدا ہوتی ہے تو اس کے بعد یہہ مصیبت اور بلا آتی ہے کہ اس قوم مین تقویٰ نہین رہتا۔ اور اسمین فسق و فجور اور ہر قسم کی بدکرداری شروع ہو جاتی ہے اور آخر اللہ تعالےٰ کا غضب اس قوم کو ہلاک کر دیتا ہے۔ کیونکہ تقویٰ اور خدا ترسی علم سے پیدا ہوتی ہے جیسا کہ خود اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔

انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء

یعنے اللہ تعالےٰ سے وہی لوگ ڈرتے ہین جو عالم ہین اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حقیقی علم خشیت اللہ کو پیدا کر دیتا ہے۔ اور خدا تعالےٰ نے علم کو تقویٰ سے وابستہ کیا ہے۔ کہ جو شخص پورے طور پر عالم ہوگا اس مین ضرور خشیۃ اللہ پیدا ہوگی۔ علم سے مراد میری دانست مین علم القرآن ہے اس سے فلسفہ سائنس یا اور علوم مروجہ مراد نہین کیونکہ انکے حصول کے لئے تقویٰ اور نیکی کی شرط نہین بلکہ جیسے ایک فاسق فاجر انکو سیکھ سکتا ہے ویسے ہی ایک دیندار بھی۔ لیکن علم القرآن بجز متقی اور دیندار کے کسی دوسرے کو دیا ہی نہین جاتا۔ پس اسجگہ علم سے مراد علم القرآن ہی ہے جس سے تقویٰ اور خشیت پیدا ہوتی ہے۔ ہان یہہ سچ ہے کہ قرآن شریف سے یہ ثابت ہے کہ جس قوم سے تمہین مقابلہ پیش آوے اس مقابلہ مین تم بھی ویسے ہی ہتیار استعمال کرو جیسے ہتیار وہ مقابلہ والی قوم استعمال کرتی ہے۔ اور چونکہ آجکل مذہبی مناظرہ کرنے والے لوگ ایسے امور پیش کر دیتے ہین جنکا سائنس اور موجودہ علوم سے تعلق ہے اسلئے اس حد تک ان علوم مین واقفیت اور دخل کی ضرورت ہے جیسے مثلاً اعتراض کر دیتے ہین کہ جن ممالک مین چھ ماہ تک آفتاب طلوع یا غروب نہین ہوتا وہان نماز یا روزہ کے احکام کی تعمیل کس طرح پر ہوگی؟ اب جو شخص ان ممالک سے واقف نہین یا ان باتون پر اطلاع نہین رکھتا وہ سنتے ہی گھبرا جاویگا اور حیران ہو کر رہ جائیگا۔ ایسا اعتراض کرنے والون کا منشاء یہہ ہوتا ہے کہ وہ قرآن کریم کی تعلیم کی تکمیل کو ناقص قرار دین کہ ایسے ممالک کے لئے کوئی اور حکم ہونا چاہئے تھا۔ غرض ایسے اعتراضات چونکہ آجکل ہوتے ہین اس لئے ضروری امر ہے کہ ان علوم مین کچھ نہ کچھ دسترس ضرور ہو۔

ایسا ہی بعض لوگ یہہ بھی اعتراض کرتے ہین کہ قرآن شریف گردش آسمان کا قایل ہے جیسے فرمایا

والسماء ذات الرجع

حالانکہ آجکل کے بچے بھی جانتے ہین کہ زمین گردش کرتی ہے غرض اسی قسم کے بیسیون اعتراض کر دیتے ہین۔ اور تا وقتیکہ ان علوم مین کچھ مہارت اور واقفیت نہو جواب دینے مین مشکل پیدا ہوتی ہے یہہ امر یاد رکھنا چاہئے کہ زمین یا آسمان کی گردش ظنی امور ہین انکو یقینیات مین داخل نہین کر سکتے ایک زمانہ تک گردش آسمان کے قایل رہے پھر زمین کی گردش کے قایل ہو گئے۔ سب سے زیادہ ان لوگون کی طبابت پر مشق ہے لیکن اس مین بھی دیکھ لو کہ آئے دن تغیر و تبدلی ہوتا رہتا ہے۔ مثلاً پہلے ذیابیطس کے لئے یہہ کہتے تھے کہ اس کے مریض کو میٹھی چیز نہین کھانی چاہئے۔ مگر اب جو تحقیقات ہوئی ہے تو کہتے ہین کچھ حرج نہین اگر سنگترہ بھی مریض کھالے یا چاول لے۔

غرض

یہہ سب علوم ظنی ہین۔ اس موقع پر ضروری معلوم ہوتا ہے کہ والسماء ذات الرجع کے معنے بتا دیئے جاوین۔ کیونکہ اس کا ذکر آ گیا ہے۔ سو یاد رکھنا چاہئے کہ سماء کے معنے آسمان ہی کے نہین ہین بلکہ سماء مینہ کو بھی کہتے ہین۔ گویا اس آیت مین اس مینہ کی جو زمین کی طرف رجوع کرتا ہے قسم کھائی ہے اور پھر وہ زمین جس سے شگوفے نکلتے ہین۔ اکیلی زمین اور اکیلا آسمان کچھ نہین کر سکتا۔ اس آیت کو اللہ تعالےٰ ضرورت وحی پر بطور مثال پیش کرتا ہے۔ کہ ہر چند زمین مین جوہر قابل ہون اور اس کی فطرت مین نشوونما کا مادہ ہے لیکن وہ مادہ نشوونما نہین پا سکتا اور وہ فطرت بار آور نہین ہو سکتی جب تک آسمان سے مینہ نہ برسے۔

باران کہ در لطافت طبعش خلاف نیست + در باغ لالہ روید و در شورہ بوم خس

اس غرض کے لئے کہ عمدہ عمدہ پہل اور پہول پیدا ہون عمدہ زمین اور اسکے لئے بارش کیضرورت ہے جب تک یہہ بات نہ ہو کچہہ نہین ہوسکتا - اب اس نظارہ فطرت کو اللہ تعالے **ضرورت وحی** کے لئے پیش کرتا ہے اور توجہ دلاتا ہے کہ دیکہو جب مینہ نہ برسے تو قحط کا اندیشہ ہوتا ہے یہانتک کہ زمینی پانی جو کنوئون اور چشمون مین ہوتا ہے وہ بہی کم ہونے لگتا ہے پہر جبکہ دنیوی اور جسمانی ضرورتون کے لئے آسمانی بارش کیضرورت ہے تو کیا روحانی اور ابدی ضرورتون کے لئے روحانی بارش کیضرورت نہین ؟ اور وہ

وحی الٰہی ہے

جیسے مینہ کے نہ برسنے سے قحط پڑتا اور کنوئین اور چشمے خشک ہوجاتے ہین اسیطرح پر اگر انبیاء و رسل دنیا مین نہ آئین تو **فلسفیون** کا وجود بہی نہ ہو - کیونکہ قوائے عقلیہ کا نشوونما وحی الٰہی ہی سے ہوتا ہے - اور زمینی عقلین اسی سے پرورش پاتی ہین -

پس

اس آیت والسماء ذات الرجع اور والارض ذات الصدع مین وحی الٰہی کیضرورت پر عقلی اور فطرتی دلائل پیش کئے ہین جو شخص اس امر کو سمجہیگا وہ بول اٹہے گا کہ بے شک وحی الٰہی کیضرورت ہے اور یہ فطرتی ہے آدم سے چلا آتا ہے اور ہر شخص نے اپنی استعداد اور فطرت کے موافق اس سے فائدہ اٹہایا ہے ہان جو جاہل اور ناقص تہے یا جن مین تکبر اور خودسری تہی وہ محروم رہ گئے - اور انہون نے کچہہ بہی حصّہ نہ لیا - یہی اصل اور سچّی بات ہے - اور تم یقیناً یاد رکہو کہ آسمانی بارش کی **سخت ضرورت** ہے اسلئے کہ عقلی قوت بجز اس بارش کے پیدا ہی نہین ہوسکتی -

غرض

اللہ تعالے نے فرمایا تقویٰ بہی تب ہی پورا ہوتا ہے جب علم الٰہی اسکے ساتھ ہو اور وہ علم ہے جو کتاب اللہ مین مندرج ہے -

یہہ سچّی بات ہے کہ کوئی شخص مراتب ترقیات حاصل نہین کرسکتا جب تک تقویٰ کی باریک راہون کی پروا نکرے اور تقویٰ کا مدار علم پر ہے - یہہ نکتہ یاد رکہنے کے قابل ہے جو اللہ تعالے نے اپنی کتاب مجید کے شروع ہی مین بیان فرمایا ہے -

"یہان حضرت اقدس نے سورہٗ بقرہ کے پہلے رکوع کے کچہہ حصّہ کی تفسیر بیان فرمائی جسکو مین ذیل مین درج کرتاہون - لیکن سہولت اور اس تفسیر کی ترتیب ابلغ کے لحاظ سے پہلے وہ حصّہ یکجائی طور پر درج کرتاہون اور پہر اسکا ترجمہ دیتاہون ازان بعد تفسیر"

(ایڈیٹر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الٓمّٓ ۚ ذٰلِکَ الْکِتٰبُ لَا رَیْبَ فِیْہِ ۚ ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ ۙ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ وَیُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَمِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ ۙ وَالَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِکَ ۚ وَبِالْاٰخِرَۃِ ھُمْ یُوْقِنُوْنَ ؕ اُولٰٓئِکَ عَلٰی ھُدًی مِّنْ رَّبِّھِمْ ۗ وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۵ ....

....

....

....

ترجمہ - مین اللہ بہت جاننے والا ہون - یہہ کتاب جس مین کسی قسم کا شک و شبہ نہین ہے متقیون کے لئے ہدایت نامہ ہے (متقی کون ہوتے ہین ؟) جو غیب پر ایمان لاتے ہین اور نماز کو کہڑی کرتے ہین اور جو کچہہ انہین عطا کیا گیا ہے اس مین سے خرچ کرتے ہین + اور متقی وہ لوگ ہوتے ہین جو اس وحی پر ایمان لاتے ہین جو تجہہ پر نازل کی گئی ہے اور اس وحی پر بہی جو تجہہ سے پہلے نازل ہوئی - اور آخرۃ پر بہی یقین رکہتے ہین یہی وہ لوگ ہین جو اپنے رب سے ہدایت یافتہ ہین اور یہی فلاح پانے والے ہین -

تفسیر

الٓمّٓ - ذٰلِکَ الْکِتٰبُ لَا رَیْبَ فِیْہِ ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ - مین اللہ جو بہت جاننے والا ہون یہہ کتاب جو شک و شبہ اور ہر عیب و نقص سے پاک ہے متقیون کی ہدایت کے لئے بہیجی گئی ہے -

قرآن کریم کی علل اربعہ

ہر شے کی چار علتین ہوتی ہین یہان بہی ان علل اربعہ کو بیان کیا ہے اور وہ علل اربعہ یہ ہوتی ہین علّت فاعلی - علّت صوری - علّت مادی - علّت غائی - اس مقام پر قرآن شریف کی چار علّتون کا ذکر کیا -

علّت فاعلی تو اس کتاب کی الٓمّٓ ہے اور الٓمّٓ کے معنے میرے نزدیک انا اللہ اعلم یعنے مین اللہ وہ ہون جو سب سے زیادہ علم رکہتا ہون - اور علّت مادی **ذٰلِکَ الْکِتٰبُ** ہے - یعنے یہ کتاب اس خدا کیطرف سے آئی ہے جو سب سے زیادہ علم رکہتا ہے - اور علّت صوری **لَا رَیْبَ فِیْہِ** ہے یعنے اس کتاب کی خوبی اور کمال یہ ہے کہ اس مین کسی قسم کا شک و شبہ ہی نہین جو بات ہے مستحکم اور جو دعوے ہے وہ مدلل اور روشن اور علّت غائی اس کتاب کی **ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ** ہے یعنے اس کتاب کے نزول کی غرض و غایت یہہ ہے - کہ متقیون کو ہدایت کرتی ہے - یہہ چارون علّتین بیان کرنے کے بعد پہر اللہ تعالے نے متقیون کے عام صفات بتائے ہین کہ وہ متقی کون ہوتے ہین جو ہدایت پاتے ہین

الذین یؤمنون بالغیب ویقیمون الصلٰوۃ ومما رزقنٰھم ینفقون - والذین یؤمنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک و بالاٰخرۃ ھم یوقنون -

یعنے وہ متقی ہوتے ہین جو خدا پر جو ہنوز پردہ غیب مین ہوتا ہے ایمان لاتے ہین اور نماز کو کہڑا کرتے ہین اور جو کچہہ ہم نے انکو دیا ہے اس مین سے خرچ کرتے ہین اور وہ ایمان لاتے ہین اس کتاب پر جو تجہہ پر نازل کی ہے اور جو کچہہ تجہہ سے پہلے نازل ہوا - اور آخرۃ پر یقین رکہتے ہین - یہہ صفات متقی کے بیان فرمائے اب یہان بالطبع ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس کتاب کی غرض و غایت تو یہ بتائی **ھدًی للمتقین** اور پہر متقیون کے صفات بہی وہ بیان کئے جو کہ سب ایک بافطرا انسان مین ہوتے ہین یعنے خدا پر ایمان لاتا ہو - نماز پڑہتا ہو - صدقہ دیتا ہو کتاب اللہ کو مانتا ہو - قیامت پر یقین رکہتا ہو پہر جو شخص پہلے ہی سے ان صفات سے متصف اور وہ متقی کہلاتا ہے اور ان امور کا پابند ہے تو پہر وہ **ہدایت کیا ہوئی ؟** جو اس کتاب کے ذریعہ اس نے حاصل کی ہے مین وہ امر زائد کیا ہے جسکے لئے یہہ کتاب نازل ہوئی ہے ؟ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ کوئی اور امر ہے جو اس ہدایت مین رکہا گیا ہے - کیونکہ یہ امور جو بطور صفات متقین بیان فرمائے ہین یہہ تو اس ہدایت کیلئے جو اس کتاب کا اصل مقصد اور غرض ہے بطور شرائط ہین - ورنہ وہ ہدایت اور چیز ہے اور وہ ایک اعلے امر ہے جو خدا تعالے نے مجہہ پر ظاہر کیا ہے اور جسکو مین بیان کرتا ہون پس یاد رکہو کہ متقی کے صفات مین سے پہلی صفت یہ بیان کی **یؤمنون بالغیب** یعنے غیب پر ایمان لاتے ہین - یہہ مومن کی ایک ابتدائی حالت کا اظہار ہے کہ جن چیزون کو اس نے نہین دیکہا انکو مان لیا ہے - غیب اللہ تعالیٰ کا نام ہے اور اس غیب مین بہشت - دوزخ حشر اجساد اور وہ تمام امور جو ابہی تک پردہ غیب مین ہین شامل ہین - اب ابتدائی حالت مین تو مومن ان پر ایمان لاتا ہے - لیکن ہدایت یہہ ہے کہ اس حالت پر اسے ایک انعام عطا ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ اس کا علم غیب سے انتقال کرکے شہود کیطرف آجاتا ہے اور اسپر پہر ایسا زمانہ آجاتا ہے کہ جن باتون پر وہ پہلے غائب کے طور پر ایمان لاتا تہا وہ انکا عارف ہوجاتا ہے اور وہ امور جو ابہی تک مخفی تہے اسکے سامنے آجاتے ہین اور حالت شہود مین انہین دیکہتا ہے پہر وہ خدا کو غیب نہین مانتا بلکہ اسے دیکہتا ہے اور اسکی تجلّی سامنے رہتی ہے غرض اس غیب کے بعد **شہود** کا درجہ اسے عطا کیا جاتا ہے جیسے **ایمان** کے بعد **عرفان** کا مرتبہ ملتا ہے - وہ خدا تعالے کو اسی عالم مین دیکہہ لیتا ہے اور اگر اسکو یہہ مرتبہ عطا نہوتا تو پہر **یؤمنون بالغیب** کے مصداق کو کوئی ہدایت اور انعام عطا نہوتا - اسلئے ایک قرآن شریف گویا موجب ہدایت نہ ہوتا - مگر ایسا نہین ہوتا اور اسکے لئے ہدایت یہی ہے کہ اسکے ایمان کو حالت غیب سے منتقل کرکے حالت **شہود** مین لے آتا ہے - اور اسپر دلیل یہہ ہے -

من کان فی ھٰذہٖ اعمٰی فھو فی الاٰخرۃ اعمٰی

یعنے جو اس دنیا مین اندہا ہے وہ دوسرے عالم مین بہی اندہا اٹہایا جاویگا - اس نابینائی سے یہی مراد ہے کہ انسان خدا تعالیٰ کی تجلّیات اور ان امور کو جو حالت غیب مین ہین اسی عالم مین مشاہدہ نکرے اور یہہ نابینائی کا کچہہ حصّہ غیب مین پایا جاتا ہے لیکن **ھدًی للمتقین** کے موافق جو شخص ہدایت پالیتا ہے اسکی وہ نابینائی دور ہوجاتی ہے اور وہ اس حالت سے ترقی کرجاتا ہے اور وہ ترقی اس کلام کے ذریعہ ہے کہ ایمان بالغیب کے درجہ سے شہود کے درجہ پر پہونچ جاویگا اور اسکے لئے یہی ہدایت ہے -

متقی کی دوسری صفت

متقی کی دوسری صفت یہ ہے یقیمون الصلٰوۃ یعنے وہ نماز کو کہڑی کرتے ہین - متقی سے جیسے ہوسکتا ہے نماز کہڑی کرتا ہے - یعنی کبہی اسکی نماز گر پڑتی ہے پہر اسے کہڑا کرتا ہے - یعنی متقی خدا سے ڈرا کرتا ہے اور وہ نماز کو قائم کرتا ہے اس حالت مین مختلف قسم کے وساوس اور خطرات بہی ہوتے ہین جو پیدا ہوکر اسکے حضور مین حارج ہوتے ہین اور نماز کو گرا دیتے ہین لیکن یہہ نفس کی اس کشاکش مین بہی نماز کو کہڑا کرتا ہے کبہی نماز گرتی ہے مگر یہ پہر اسے کہڑا کرتا ہے - اور یہی حالت اسکی

سفر نامۂ دہلی

گزشتہ اشاعت سے آگے

دہلی اور اسکی تاریخ

دہلی (جسے ایک درد رسیدہ شاعر اجڑا دیار کہتا ہے)

کی دل کے شائے ایک ترد یرد ادیر صاحب ناشیر واعظ ہے کیونکہ

از نقش و نگار در و دیوار شکستہ
آثار پدید است صنادید عجم را

دہلی اسلامی سلطنت کے عروج اور زوال بلکہ غروب کی مجسم یادگار ہے۔ ایک درد دل رکھنے والا مسلمان ناممکن ہے دہلی میں آئے اور اس کے ان کھنڈروں کی سیر کرے جو اسلامی تاریخ کے اوراق پریشان ہیں اور دل پر خاص اثر لئے ہوئے بغیر وہاں سے نکل سکے۔ ان کھنڈرات اور مقامات کو دیکھکر جہاں ہر کا مقام ہے بے اختیار زبان سے نکل جاتا ہے۔

اللّٰھم مالک الملک تؤتی الملک من تشاء وتنزع الملک ممن تشاء وتعز من تشاء وتذل من تشاء بیدک الخیر انک علےٰ کل شیٔ قدیر۔

میں ناظرین کو ان کھنڈرات اور ویرانوں میں ضرور لے جاؤنگا اسلئے کہ وہاں عبرت اور غضب الٰہی کے آثار ایک سبق دے رہے ہیں اور وہاں مسلمانوں کی قسمت کا آخری فیصلہ سنگلاخ پر لکھا ہوا موجود ہے جو ہر آنے والے کو پکار کر کہتا ہے۔

من نکردم شما حذر بکنید

واقفیت عامہ کے لحاظ سے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ دہلی کے تاریخ سے ایک حد تک الحکم کے ناظرین واقف ہوجائیں۔ مجھے امید ہے کہ یہ حصہ ہر چند مختصر ہوگا لیکن ناظرین کی دلچسپی کا باعث ہوگا۔ اور انہیں یہ دیکھکر حیرت ہوگی کہ دہلی ہمیشہ سے **عروس الامصار** چلی آئی ہے۔ اور ساتھ ہی کوئی صدی اور زمانہ ایسا نہیں گذرا جس میں اسپر کوئی آفت نہ آئی ہو۔ اس سے کم از کم ایک سبق ہمیں ضرور ملتا ہے کہ جب مادی ترقی کا زور ہوتا ہے اور دنیوی آسائشوں اور راحتوں کی طرف کوئی قوم جھکتی ہے تو وہی زمانہ بدقسمتی سے اسکے زوال اور انحطاط کا ہوتا ہے کیونکہ ایسی ترقی میں اندر ہی اندر وہ اسباب زوال اور استیصال کے پیدا ہو جاتے ہیں۔ جو ظاہر میں آسائش کے مدارج اعلےٰ تصور کئے جاتے ہیں لیکن دراصل وہ قوم کی ہلاکت کا باعث ہوتے ہیں اور وہ فسق و فجور ہے

دنیا بھر کے تمام عظیم الشان شہروں کی تاریخ پڑھو تو اس کے اوراق پریشان میں آپ **جلی قلم** سے اس کلیہ کو لکھا ہوا پاؤ گے جو خدا کی **مجید** کتاب نے بتا دیا ہے۔ جسکا مفہوم یہہ ہے کہ **جب ہم کسی شہر کے ہلاک کرنیکا ارادہ کرتے ہیں تو اس شہر کے رؤسا فسق و فجور میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔**

بابل۔ و نینوہ۔ صور و سیدا۔ پامپائی۔ عروس مشرق کے حالات پڑھو تو عبرت انگیز نظارے تمہارے سامنے آجائینگے اور ان کے کھنڈرات میں جاکر دیکھو تو معلوم ہوگا کہ کیسے کیسے جلیل الشان لوگ انمیں سوئے ہوئے ہیں۔ غرض **دہلی** بھی خدا تعالےٰ کے انہیں عجائبات کا ایک نمونہ ہے۔

دہلی کب آباد ہوئی اور کسطرح آباد ہوئی اس بات کی پوری تاریخ ملنی کسی قدر مشکل معلوم ہوتی ہے۔ لیکن جہانتک قدیم ہندوستان کی تاریخ ملتی ہے اسکے مطالعہ سے اس امر کا کھوج لگتا ہے کہ دہلی اور اسکے مضافات میں ایک **عظیم الشان** دارالسلطنت آباد تہا۔ جو اپنے زمانہ میں فی الحقیقت عروس الملک کہلاتا ہوگا۔ موجودہ دہلی سے ذرا باہر نکلو تو معلوم ہوگا کہ بارہا شہر پر شہر آباد ہوتے چلے گئے اور برباد ہوتے رہے۔ کھنڈرات کی مختلف صورتیں اور حالتیں اپنے اپنے زمانہ کا پتہ دیتی ہیں اور ان سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں نہ ایک دفعہ نہ دو مرتبہ بلکہ کئی مرتبہ مختلف اوقات میں شہر آباد ہوتے رہے ہیں اور پھر کس طریقہ سے برباد ہوئے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ ہندوستان کے کسی اور شہر کی قسمت میں یہ نظارہ نہیں لکھا گیا تہا اور کسی اور جگہ قدرت کے زبردست ہاتہوں ایسا ثبوت موجود نہیں ہے کہ بعض اور شہر بھی کئی مرتبہ آباد اور برباد ہوئے ہوں لیکن **دہلی** کی قسمت میں جو عروج اور ادبار کی مساوی تاریخ درج ہے اسکا نظارہ بہت ہی کم دوسری جگہ ہوگا۔

سب سے پہلا دارالسلطنت یا راجدہانی جو آباد ہوکر برباد ہوئی۔ وہ اندرپت یا اندرپرست کہلاتا تہا۔ ممکن ہے اس سے پہلے بھی یہاں کوئی عظیم الشان سلطنت پیدا ہوکر مٹی ہو۔ یہہ شہر جو اندرپت یا اندرپرست کے نام سے مشہور ہوکر آباد ہوا اسکا زمانہ تاریخ میں مسیح سے ڈیڑھ ہزار سال پہلے بتایا جاتا ہے۔ دوسرے الفاظ میں اندرپت کے دیکھنے کے لئے ہمیں آج سے تقریباً ۳۴۰۰ سو سال پہلے جانا چاہئے۔ مہابھارت جو قدیم انڈیا کی ایک زبردست تاریخ ہے بتاتی ہے کہ راجہ یودہشٹر نے کیونکر اس شہر کی بنا ڈالی اور اسکے پانچوں بھائیوں نے جو پانڈو کہلاتے تہے اسکی مدد کی یہہ شہر دریائے جمنا کے کنارے اس مقام کے قریب آباد تہا جہاں آج **سلطان ہمایون** کا مقبرہ ہے۔ یا یوں کہو کہ **ہمایون** مرحوم یودہشٹر کے بنائے ہوئے اندرپت میں سورہا ہے۔ اور یہ مقام شہر کے جنوبی طرف دو میل کے فاصلہ پر واقعہ ہے۔ اسوقت تک بھی پرانے قلعے کے دروازے کے قریب نگمود گہاٹ اس زمانے کی ایک یادگار موجود ہے۔ غرض پانڈو نے اس شہر کو خوب رونق دی اور پھر قریباً چودہ صدی تک یہ شہر آباد رہا اور ہر طرح سے ترقی اور عروج کے زمانے اس پر آئے لیکن پھر کچھ ایسی صورتیں پیدا ہوئیں کہ وہ اندرپت ہمیشہ کے لئے مفقود ہوا۔ اور ایک اور جلیل القدر راجہ نے جسکا نام **دہلو** بتایا جاتا ہے ایک نئے شہر کی بنیاد رکہی۔ اور اسکا نام اپنے نام پر **دلی یا دہلی** رکھا۔ دہلی کے وجوہ تسمیہ میں بعض اور روایتیں اور باتیں بھی بیان کیجاتی ہیں مگر میں ان سب کو چھوڑ دونگا اس لئے کہ مجھے کوئی دہلی کی مکمل تاریخ لکھنا مقصود نہیں بلکہ سرسری طور پر عام واقفیت کی غرض سے کچھ حالات بتا دینے ضروری ہیں غرض راجہ **دہلو** نے ایک نئے شہر کی بنیاد رکہی اور یہ شہر جنوب کی سمت بڑہتا اور آباد ہوتا چلا گیا یہانتک کہ قطب صاحب کی لاٹ اس شہر کا مرکز کہی جاتی ہے۔ یہہ دور بھی آخر گذر گیا۔ اور تیسری اور چوتھی صدی عیسوی میں جدید شہر آباد اور برباد ہوتے رہے ان کی شان اور عظمت کے مٹے ہوئے نشانات اب بھی کھنڈرات میں دبے پڑے ہیں اور بعض نمایاں طور پر بھی نظر آتے ہیں جیسے لوہے کی لاٹ اس زمانہ کی بہت بڑی یادگار بتائی جاتی ہے اس لاٹ کا محیط دائرہ سولہ انچ سے زیادہ ہے اور اسکا طول پچاس فیٹ سے زیادہ بتایا گیا ہے کہا جاتا ہے کہ ۲۸ فیٹ زمین میں ہے اور ۲۲ فیٹ زمین سے اوپر ہے اس لاٹ پر ایک سنسکرت زبان قدیم کا ایک کتبہ بھی ۷ سطروں میں کندہ ہے اور یہہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہہ لاٹ اسی راجہ **دہلو** کی بنائی ہوئی ہے۔ اس لاٹ کے اردگرد ایک عظیم الشان اور وسیع بت خانہ بنایا گیا تہا جسکے آثار اب تک باقی ہیں۔

راجہ **دہلو** نے جس شہر کی بنیاد رکہی تہی وہ مسیح سے قریباً تیسری صدی پیشتر کا ذکر ہے اور تیسری چوتھی صدی عیسوی تک یہہ جدید شہر آباد ہوتے رہے اور برباد ہوتے رہے۔ اور پھر یہ سلسلہ ساتویں صدی مسیحی میں ایک نئے **شہر دہلی** کی بنیاد پر جا ختم ہوا۔ اس جدید شہر کا بنیادی پتھر راجہ **اننگ پال** نے رکھا اور دہلی ایک نئی صورت پر آباد ہوئی۔ اس راجہ کا خاندان عرصہ دراز تک دہلی میں حکمران رہا۔ بلکہ ان کی حکومت کا دائرہ قنوج تک بھی وسیع ہوا۔ اپنے وقت میں یہہ حکمران خاندان ایک زبردست خاندان تہا۔ آخر اس کے اقبال کے زوال کا وقت آیا اور گیارہویں صدی مسیحی میں اجمیر کے چوہان راجپوتوں نے اس خاندان کا نام و نشان تک مٹا دیا۔

حسن اتفاق سے فاتح خاندان کے ایک لڑکے نے مفتوح خاندان کی ایک شہزادی سے شادی کرلی اور پھر یہہ دونو خاندان اسطرح پر باہم ملے اور ان دونو کے خونی اختلاط سے وہ مشہور و معروف راجہ **پرتہوی راج** پیدا ہوا جسپر آکر دہلی کی ہندو سلطنت کا خاتمہ ہوگیا اور جو اسلامی سلطنت کا گویا پیش خیمہ تہا۔ اسی طرح پر جیسے **مسیح** اسرائیلی نبوت کے خاتمہ کا نشان تہا۔

سلطان محمد غوری نے ۱۱۹۱ء میں پرتہوی راج پر حملہ کیا مگر پرتہوی راج اس حملہ میں کامیاب ہوا اور محمد غوری کو شکست کہاکر واپس جانا پڑا۔ ہمت و استقلال نے محمد غوری کو اس شکست سے مایوس اور بے دست و پا نہ کیا تہا۔ اس لئے وہ دوسرے سال پھر حملہ آور ہوا۔ اور پھر پرتہوی راج کی حکومت کا دور ختم کردیا۔ پرتہوی راج خود میدان جنگ میں ہی کام آیا اور اس کی موت ہندو سلطنت کی ہمیشہ کے لئے **موت** کا باعث ہوئی۔ اور محمد غوری ہندوستان میں اسلامی سلطنت کا باپ ٹھیرا یہہ پہلا دن تہا جو ہندوستان کے قدیم پایہ **تخت** دہلی میں اسلامی سلطنت کا بنیادی پتھر رکہا گیا۔ قطب صاحب کی لاٹ کے پاس اس مقام جنگ کا پتہ ملتا ہے جہاں محمد غوری اور پرتہوی راج کی جنگ ہوئی تہی۔ بلکہ وہ بڑا معبد جو قطب صاحب کی لاٹ کے پاس واقعہ ہے جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا ہے کہ ایک بڑا بھاری بت خانہ پرتہوی راج کی یادگار ہے۔

باقی آیندہ

خلافت راشدہ

(ایک شیعہ کی حضرت حکیم الامت سے خط و کتابت)

ذیل میں مین ایک خط و کتابت شائع کرتا ہوں جو ایک فرقہ آزاد نار اور حضرت حکیم الامۃ کے مابین ہوئی ہے۔ مجھے راقم کا نام ایک از فرقہ آزاد نار پڑھ کر قرآن شریف کی یہہ آیت بے اختیار زبان پر جاری ہوگئی۔

وقالوا لن تمسنا النار الا ایاما معدودۃ قل اتخذتم عند اللہ عھداً فلن یخلف اللہ عھدہ ام تقولون علی اللہ ما لا تعلمون۔

قرآن شریف نے جن لوگون کا ذکر اس آیت مین کیا ہے اور جو جواب انکو دیا گیا وہ آزاد نار فرقہ کا ممبر امید ہے غور سے پڑھے گا۔ شاید عام ناظرین اس معما کو پورے طور پر سمجھ نہ سکین۔ اسلئے کہا جاتا ہے کہ یہ ایک شیعہ کا خط ہے جو اسنے دراصل حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود مہدی مسعود کے نام لکہا ہے۔ حضرت حکیم الامۃ نے سرسری طور پر اپنے کسی دوست کو اس خط کا جواب زبانی بتا دیا جسنے اپنے الفاظ مین اس جواب کو قلمبند کر دیا۔ اس خط مین شیعہ صاحب نے علامات خلافت وغیرہ پر خودہی خامہ فرسائی کی تہی۔ دراصل غرض اس کی یہ تہی . . . . . کہ اپنے خیال کے موافق خلافت راشدہ حقہ پر اعتراض کرے۔ مگر حکیم الامۃ نے وہ ابطل کشن حربہ اختیار کیا ہے۔ جو تیرہ سو برس کی شکستہ اور دربارہ نیابت کو قیامت تک پھر سر اٹھانے نہ دیگا اور یقیناً سر من رائی کا خوف زدہ مہدی آیندہ کبھی باہر نکلنے کا نام تک نہ لیگا۔ ممکن ہے اس آزاد نار کو اللہ تعالے سمجھ اور ہدایت عطا کرے مگر بظاہر نظر جیسا کہ اس فرقہ کا عام معمول ہے بہت کم امید ہے کہ وہ اس سے فائدہ اٹھائین۔ لیکن یہہ خط و کتابت بہت ہی سعید اور رشید روحون کیلئے انشاء اللہ مفید اور بابرکت ہوگی، اسی لئے مینے اس کو اخبار مین چہاپدینا پسند کیا مین ان لوگون کو جو اپنے دل مین تلاش حق کی گدگدی رکہتے ہین خاص طور پر توجہ دلاتا ہون کہ وہ اسی خط کو کئی مرتبہ پڑہین اسلئے کہ اس مین انکے لئے نور اور حق اور ہدایت ہے چونکہ یہہ مضمون خلافت راشدہ حقہ کے متعلق ہے مینے پسند کیا کہ اسکا عنوان خلافت راشدہ ہی رکھون۔

(ایڈیٹر)

آزاد نار کا خط

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جناب مرزا صاحب خدا آپ کو نیک ہدایت نصیب کرے۔

جناب رسول خدا صلعم کی وفات کے بعد ہر طالب حق کے لئے وہ پیچیدہ اور گمراہ کرنے والی راہین بنائی گئی ہین کہ طالب حق کو بڑی دشواری ہوتی ہے۔ کہ وہ نائب حق کو کس ذریعہ سے تشخیص کرے۔ علماء فریقین تو اپنے اپنے اقوال کے تائید کرتے ہین۔ اسلئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ایک ایسی مقیاس ہونی چاہئے کہ نائب رسول ایسی صفات سے متصف ہو کہ دوسرے مین بجز منجانب اللہ ہونیکے ممکن نہ ہون۔ جب ایسے صفات و علامات کی مقیاس ہمارے ہاتھ آجاوے۔ اسوقت کتابون سے ہر مدعی نیابت کے حالات کی انصافانہ تصدیق و تطبیق کیجاوے۔ اور تشخیص کر لیا جاوے۔ کہ جملہ صفات نیابت کس شخص مین ہین۔ اور یہہ خیال کیا جاوے کہ اُمت نے اسطرف رجوع کیا ہے یا نہین۔ کیونکہ صفات نائب رسولؐ بالکل ہم پلہ رسولؐ ہونگے۔ اور یہ ممکن نہ ہوگا کہ صفات مذکورہ عوام الناس مین پائے جائین بلکہ جس شخص کو تدریجاً صفات مذکورہ منجانب اللہ عطا ہونے ہونگے۔ اسمین پائے جاوین گے۔ نہ ایسے صفات اتفاقیہ کسی شخص میں پیدا ہو سکتے ہین۔ ورنہ خود کوئی ازرہ تصنع ایسے صفات سے متصف ہو سکتا ہے۔ پس یہ طریقہ تشخیص ایسا بے نظیر اور لاثانی ہے کہ ہر طالب حق منزل مقصود پر پہونچ جائیگا۔ اور پہنچ گیا ہے۔

وھو ھذا

صفت اوّل

(۱) نائب رسولؐ اللہ کی یہ ہے کہ جس طرح مرسلین کی رسالت اور انبیا کی نبوت کی تصدیق کے لئے صدور معجزات و خوارق عادات دلیل کافی اور شہادت مین سمجھے جاتے ہین ویسے ہی نیابت رسولؐ اللہ اور امامت کی تصدیق کے لئے اعجاز و خوارق عادات کا ظاہر ہونا ضروری ہے کیونکہ انبیاء تابعین رسالت سلف سے بھی اصدار معجزات ہوا ہے پس جس شخص مین یہ صفت پائی جاوے وہ نائب برحق سمجھا جاوے اور جس مین یہ صفت نہ ہوگی۔ اسکو مدعی باطل تصور کیا جاوے۔

صفت دوم

(۲) نائب رسولؐ اللہ کی یہ ہے کہ جسطرح انبیاء مرسلین معصوم ہین۔ ویسے ہی نائب رسولؐ بھی معصوم ہونا چاہیئے کیونکہ کام نائب غیب دونو کا یکسان ہے۔ گنہگار کی ہدایت موثر نہین ہوا کرتی اور یہ صفت ضرور محتاج بہ نص ہے۔ کیونکہ معجزہ اور خرق عادت تو ہر شخص بچشم معائنہ کر سکتا ہے۔ اور یہہ صفت بغیر شہادت خدا اور رسول کے ثابت نہین ہو سکتی۔

صفت سوم

(۳) نائب نبی کی یہ ہے کہ جس طرح انبیاء مرسلین روز پیدائش سے شرک و کفر سے مبرا ہین۔ ایسے ہی اونکا نایب بھی آلائش شرک کفر سے پاک ہونا چاہئے کبھی سجدہ اصنام کو سر نہ جھکایا ہووے بلکہ اون کے نائب کا بھی ایسا ہی حال ہونا چاہئے۔ کیونکہ علماء شیعہ تو اس صفت کو ضرور صفات انبیاء مین داخل کرتے ہین۔

صفت چہارم

نائب برحق کی یہ ہے۔ کہ باتفاق علماء و مجتہدین اہل سنت یہ امر ثابت ہے کہ رسالت جناب سرور کائنات صلعم کی مخصوص بطبقہ انسان ہی نہین ہے بلکہ آپ جمیع طبقات موجودات و مخلوقات پر مبعوث ہوئے ہین جنمین ملائک۔ بنی جان حیوانات۔ نباتات۔ جمادات۔ آسمان۔ ستارے۔ عناصر وغیرہ سب شامل ہین پس جسطرح پر کہ ان جملہ طبقات موجودات نے جناب رسولؐ خدا کی اطاعت و فرمانبرداری کی ہے ویسے ہی اُنکے نائب کی کرنا ثابت ہووے اگر کسی مدعی خلافت کی صرف طبقہ انسان نے اطاعت کی ہو۔ اور دیگر طبقات ملائکہ اور جن اور حیوانات وغیرہ نے مطلق تعلق اور سروکار نہ رکہا ہو تو ہم اوسکو ہرگز نائب برحق نہ کہینگے کیونکہ یہ امر ممکن نہین کہ جسنے اطاعت رسول اللہ کی ہو۔ اوس نے اون کے نائب کی نہ کی ہو۔ پس ہم کو تحقیق کرنا چاہئے کہ سواد انسان کے اور طبقات نے کس کس دعویدار نیابت و امامت کی اطاعت کی ہے۔

صفت پنجم

نائب نبی کی یہ ہے کہ علم لدنی جیسا کہ انبیاء و مرسلین کو حاصل ہوتا ہے ویسا ہی مرسل نائب کو حاصل ہونا چاہئے اور جن جن طریقون سے پہلے انبیاء تابعین رسالت کو یہہ علم حاصل ہوا انہین طریقون سے اس رسالت کے نائب کو حاصل ہوا ہو۔

صفت ششم

یہہ ہے کہ علم قرآن و سنت اور حل مسائل و قضایا مین بدرجہ اتم کمال رکہتا ہو۔ کبھی کسی سوال کے جواب مین قاصر نہو۔

صفت ہفتم

یہہ کہ نائب رسول وہ شخص ہے جو خداوند کریم اور رسول خدا کے نزدیک جمیع امت سے برگزیدہ اور افضل ہو اور سب سے زیادہ محبوب خدا و رسول ہو اور سب سے زیادہ خدا رسول کو وہ دوست رکہتا ہو۔ اور بنظر ضمیمہ سلطنت وہ شخص اشجع الناس اور اعدل الناس ہو اور قربت قریبہ بھی نبی سے اوروں کی نسبت زیادہ رکہتا ہو۔

صفت ہشتم

یہہ ہے کہ کوئی حکم خدا و رسول کا نسبت امامت اور خلافت کے اُس کے صادر ہوا ہو یا بعین حیات نبیؐ کوئی معاملہ استخلاف اُسکا وقوع مین آیا ہو یا بعض اختیارات رسالت مین مشارکت ہو یا نبی نے اسکے بارہ مین مشعر اطاعت وغیرہ امت کو حکم دیا ہو۔

صفت نہم

یہہ ہے کہ ازروئے حدیث صحیح اثناعشر خلیفہ کلہم قریش سے ہون یہ حدیث فریقین کی مسلم ہے۔ اہل سنت جماعت کہ جسقدر خلفا ہین قریش سے ہین ان اوصاف متذکرہ بالا مین پانچ علامات اول الذکر ایسے ہین کہ جو انبیاء ہی کے لئے مخصوص اور منظر تعدد کار تبلیغ رسالت یہ اوصاف نائب نبی سے بھی متعلق ہین اور باقی صفات خاص نایب نبیؐ کے متعلق ہین ان صفات سے وہی فرقہ اور گروہ انکار کریگا جو اپنے خلفا اور آئمہ مین ایسے صفات کا ہونا تعجب سمجہے ورنہ غور کا مقام ہے کہ جب ایسے صفات کے لوگون کا وجود ثابت ہوجاوے تو صاف ظاہر ہے کہ نایب برحق رسولؐ اللہ کے ہین۔ کیونکہ خدا تعالے انکو یہ اوصاف بیوجہ فضول نہین عطا فرماتا۔ ہان اگر بعد رسولؐ خدا ایسے صفات سے کوئی متصف نہ ہوسکے تو کہہ سکتے ہین کہ یہ صفات نایب نبی کے نہین ہین۔ اور جبکہ ایک شخص مین انبیاءؑ کی صفات پائے جائین اور پھر نایب نبیؐ تک بھی اوسکو نہ کہا جائے تو بڑے ظلم کی بات ہے۔ ہم اسبات کے قائل نہین ہین کہ جس شخص پر ہمارا گمان نبیؐ ہونیکا ہے اوس مین یہ اوصاف موجود نہ ہون تو ہم کہنے لگین کہ ان اوصاف کا نایب نبی کے لئے ہونا لازمی نہین۔ پس اب غور سے ملاحظہ فرماکر خدا و رسول کو حاضر و ناظر جانکر ہر ایک صفات اور علامات مین مطابقت کی جاوے۔ پہر جس مین

یہ صفات ثابت ہوجاوین اور پہر بمقابلہ اوسکے کوئی شخص ایسے لوگون کو نائب رسول مانین جنمین یہ اوصاف نہین تو صاف پایا جائیگا کہ وہ بجائے خداوند تعالے کے شیطان کی پرستش کرتا ہے۔ اور صاف طور پر بیدین ہے۔ منفعت کے لئے یہ ڈہیر بنا رکہا ہے۔

ایک از فرقہ آزادونار

جواب از حکیم الامتہ

سنو۔ مین اللہ تعالے کو حاضر ناظر جانکر جواب لکہتا ہون اور آپ بہی رسم وعادت اور تقلید جاہد کے سیاہ ترین پردون سے باہر ہوکر بصفائی اور خداترسی کی آنکہہ اور کتاب اللہ الاکمل کے ضیاء اتم سے پڑہین اور بغور پڑہین اور خداوند کریم سے مددچاہین +

مین نہایت افسوس سے لکہتا ہون کہ ہمارے مدعیان اسلام کے بڑے مسلّم دو دعوے ہین۔ لیکن عمل درآمد اون کے بالکل برعکس ہے گویا ہاتہی کے کہانیکے دانت اور ہین اور دکہانیکے اور۔ اسی کے واسطے کہا گیا ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ کتاب اللہ القرآن کامل بلکہ اکمل کتاب ہے۔ اور یہ ایک ہی کتاب ہے جو ڈنکے کی چوٹ سے پکار رہی ہے۔ لا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین۔ اور الیوم اکملت لکم دینکم اور ھدی للناس۔ اور دوم یہ کہ آنحضرت صلعم خاتم النبین ہین اور آپ کی شریعت کے بعد کوئی اور شریعت نہین آنے کی۔ لیکن جہان کہین بات چلیگی اس کتاب کو نسیاً منسیا کرکے وقال الرسول یارب ان قومی اتخذوا ھذا القرآن مھجورا کی تیر وتند بجلی کے نیچے آجاتے ہین۔ اور دوسرے دعوے کو پس پشت ڈالکر از خود ایک نئی شریعت ایجاد کر دیتے ہین اور پھر اسی پر اکتفا نہین کرتے بلکہ ساتہہ ہی یہہ وعید بہی سنادیتے ہین کہ جو اسکو نہ مانے وہ بے دین اور ملحد وزندیق اور خارج از دائرہ اسلام ہے۔

مین بڑے افسوس سے لکہتا ہون کہ آپنے بہی اس خط مین ایسا ہی کیا۔ بلکہ یہانتک حد سے بڑہے کہ اگر کوئی بات قرآن مجید مین موجود بہی تہی تو نقل مین اس کا عنوان بدل دیا ہے۔

اب مین اس کے مطابق آپکے قایم کردہ صفات پر [illegible] بحث کرتا ہون اور آپ کے فتوی اور وعید کی کچہہ پروا نہین کرتا اور پھر احتیز

مین بتاؤنگا کہ کتاب اللہ نے خلفا کے لئے کیا صفات بیان فرمائے ہین۔

آپنے یہ صفات نائب حق اور نائب نبی اور نائب رسول کیلئے قایم کئے ہین۔ لیکن جہانتک مین نے قرآن مجید کو پڑہا ہے مین نے ان تینون نامون سے ایک بھی نہین پڑہا پس جب یہہ نام ہی نہین تو ان کے صفات یا ان کی معرفت یا بعثت کا کیا ذکر ہوگا۔ پس کیا عمدہ بات ہوتی اگر آپ ذرہ فرقان حمید پر غور کر لیتے۔

پھر صفت نمبر ایک مین آپنے لکہا ہے کہ نیابت رسول اللہ اور امامت کی تصدیق کیلئے اعجاز وخوارق عادات کا ظاہر ہونا ضروری ہے۔ آپ قرآن مجید کو اوّل سے آخر تک غور سے پڑہو نہ خوارق عادات اور نہ اعجاز ومعجزات پاؤگے اور نہ یہہ عبارت کہین پاؤگے کہ المعجزات وخوارق العادات ضروریة لرسالة المرسلین وللنیابة نوابھم ہان قرآن مجید مین وما انتم لہ بمعجزین آیا ہے۔ لاکن اس کے معنی آپ کے معجزہ کے ہرگز نہین ہین۔

صفت نمبر۲ مین آپنے لکہا ہے کہ صفت دوم نائب رسول اللہ کی یہ ہے کہ جس طرح انبیاء مرسلین معصوم ہین ویسے ہی نائب رسول بھی معصوم ہونا چاہئے کیونکہ کام نائب منیب دونون کا یکسان ہے گنہگار کی ہدایت موثر نہین ہوا کرتی۔ یہان پر بھی آپنے ایسا ہی کیا قرآن مجید مین معصوم کا لفظ بے گناہ کے معنون مین کہین نہین آیا البتہ واللہ یعصمک من الناس آیا ہے جسکے یہ معنے ہین کہ اللہ تجہے لوگون سے بچائیگا گناہ کا یہان پر ذکر تک نہین۔

لیکن اس غلطی کی جڑہ یہہ ہے کہ نامراد شیعہ علی علیہ السلام یا نامراد شیعہ حسین علیہ السلام نے جب دیکہا کہ اس آیت کریمہ کے رو سے جو عصمت آنحضرت کی ہوئی ہے اوسکا ہمارے اماموین مین تو نام ونشان بہی نہین اور یہہ ایسی زد تہی جو کہ شیعہ مذہب کے سب بخئیے ادہیڑ دیتی تہی تو انہون نے اہل اسلام کو دہوکا دینے کے واسطے معصوم بمعنے بیگناہ کہنا شروع کر دیا۔

عـ۳ـ مین آپ نے لکہا ہے کہ کبہی سجدہ اصنام کو سر نہ جہکایا ہو یہان پر دین اسواسطے کچہہ زیادہ نہین لکہتا کہ اوّل یہہ نمبر ۲ مین داخل ہین اور دوم یہ کہ آپکے اصل قایم کردہ کے خلاف ہے کیونکہ آپنے لکہا ہے کہ وہ صفات عوام الناس

مین بہی پائی جاتی ہے۔

عـ۴ـ آپنے لکہا ہے باتفاق علماء ومجتہدین اہل سنت یہہ امر ثابت ہے کہ رسالت جناب سرور کائنات صلعم مخصوص بطبقہ انسان ہی نہین ہے بلکہ آپ جمیع طبقات موجودات ومخلوقات پر مبعوث ہوئے ہین جنمین ملائک بنی جان حیوانات نباتات جمادات آسمان ستارے عناصر وغیرہ سب شامل ہین۔ اور جس نائب کی یہہ سب طبقات اطاعت نہ کرین وہ ہرگز نائب برحق نہین ہے۔

مین علماء اور مجتہدین پر بہتان لگانا بدترین گناہ جانتا ہون آپ اگر سچے ہین تو حضرت امام مالک حضرت امام ابوحنیفہ امام شافعی امام احمد بن حنبل امام بخاری امام قاضی یوسف کی تصریح اونکی کتابون سے پیش کرین ورنہ اس گندی شیعانہ عادت سے توبہ کرین علاوہ برین یہہ کیسی نئی شریعت آپ نے بنائی ہے اللہ تعالیٰ نے تو اپنی کامل کتاب مین انس کیطرف آنحضرت کو ارسال فرمایا ہے البتہ یہ بہی آیا ہے کہ بعض جنون نے قرآن کو سنا اور ایمان لائے اور بس۔ ہان اگر آپ اس تیس پارہ والے قرآن مجید سے کہ جسکا جامع اور حافظ خود اللہ علیم وقدیر ہے اپنے دعوے کے مطابق نکال دین تو ہم ماننے کے واسطے تیار ہین مگر ایسا ہرگز نہین اسی وجہ سے آپنے قرآن مجید کا نام تک نہین لیا یاد رکہو علماء اور مجتہدین نئے شارع نہین ہوتے۔

عـ۵ـ مین آپ نے لکہا ہے کہ علم لدنی حاصل ہونا چاہئے مین نے قرآن مجید کو بہی پڑہا ہے اور اس لفظ پر بہی بہت دفعہ غور کیا ہے نہ یہ قرآن مجید مین ہے اور نہ اس کے کوئی صحیح معنے ہین کیونکہ علم لدنی کی یا اگر متکلم کی ہے تو اس کے معنے ہوئے میرے پاس کا علم تو کیا آپ کے پاس کا علم سب رسولون اور نائبون کے لئے ضروری ہے وہی بس ہے اور اگر یاء نسبت ہے تو معنے ہوئے لدن والا علم اور لدن کے معنے ہین کسی کے پاس والا علم تو کیا کسی پاس والا علم ہر ایک انسان کے پاس نہین ہوا کرتا ہان قرآن مجید مین ایک بندہ کی نسبت آیا ہے جسکو حضرت موسیٰ ملے تہے علمناہ من لدنا علماً پس اگر حضرت موسیٰ کو وہ علم حاصل تہا تو ملاقات بے فائدہ اور ان کے سوال جو قرآن مجید مین مذکور ہین اسکی تکذیب کرتے ہین اور اگر نہ تہا تو پھر بقول آپ کے حضرت موسیٰ رسول کیا نائب رسول

بہی نہ ہوئے۔

عـ۶ـ آپنے لکہا ہے کہ علم قرآن وسنت اور حل مسائل وقضایا مین بدرجۂ اتم کمال رکہتا ہو کبہی کسی سوال کے جواب مین قاصر نہو۔

اس نمبر مین + گاہ باشد کہ کودکے نادان + بغلط بر ہدف زند تیرے ۔ صادق آنے لگا تہا لیکن اسقدر کو بہی آپ نے ہاتہہ سے ضائع کر دیا اسکی تفصیل یہ ہے کہ بیشک علم قرآن وسنت امام کو سب سے زیادہ ہونا چاہئے ۔لاکن رہا یہ کہ کسی سوال کے جواب مین قاصر نہو یہ نہ رسول کا کام ہے ۔اور نہ اسکے (بقول آپکے) نائب کا ہان البتہ اس زمانہ کے ملاؤن کی تعریف مین کسی خوش مذاق نے فرمایا ہے کہ۔ ملا آن باشد کہ بند نہ شود۔ ورنہ اور سب کو بعض وقت اللہ اعلم کہنا پڑتا ہے ہان اگر وہ امر ایسا ہو کہ ان کی راہ مین آگیا ہے ۔ تو پھر ضرور اسکا انکشاف ہوجاتا ہے۔

عـ۷ـ مین آپنے لکہا ہے کہ نائب رسول خداوند کریم اور رسول خدا کے نزدیک جمیع امت سے برگزیدہ اور افضل اور محبوب ہو اور سب سے زیادہ خدا اور رسول کو وہ دوست رکہتا ہو۔ اور بنظر ضمیمۂ سلطنت وہ اشجع الناس اور اعدل الناس ہو اور قربت قریبہ بہی نبی سے اوردن کی نسبت زیادہ رکہتا ہو۔

یہان پر بہی آپ نے حق وباطل مین خلط کیا ہے۔ بیشک وہ مجتبیٰ اور افضل اور محبوب ترین اور محب ترین اور اشجع الناس اور اعدل الناس ہونا چاہئے لاکن قربت قریبہ کا ذکر کیا آپ قرآن مین بتا سکتے ہین۔

دیکہو یہہ شیعۂ نامراد کے خیالی پلاؤ ہین وہ ایسی نادان قوم ہے جسنے ایسے اصول قایم کئے ہین جنسے انبیاء رسل اور کتاب اللہ اور دین اسلام پر حرف آتا ہے مثلاً اون کا یہ اصل ہے کہ سب انبیاء اور ائمہ کے لئے مارا جانا ضروری ہے حالانکہ اللہ علیم فرماتا ہے واللہ یعصمک من الناس اور فرماتا ہے لاغلبن انا ورسلی پھر دیکہو مسیح کو مقتول کہنے والون کی کیا خبر لی ہے۔

کیا شیعہ نے اپنی عقل کو بہی جواب دیدیا ہے جیسا کہ قرآن مجید کو بیاض عثمانی کہکر بالائے طاق رکہدیا تہا۔ کیا وہ غور نہین کرتے جو بادشاہ مارا جائے اور اس کے جانشین اور لوگ ہوجائین تو کیا اوس جیسا مردود مخذول کوئی اور ہے مثلاً بقول اون نادان دشمنان اسلام کے آنحضرت توزہر سے شہید ہوگئے جو کہ یہودی عورت نے دی تہی اور (نعوذ باللہ من ذالک) ابوبکر عمر عثمان رؤساء منافقین آپکی خلافت پر بیٹھ گئے اور

قربت قریبہ والے حضرات آمین مارتے حسرتین بھرتے رہ گئے اور پھر یہ سلسلہ دین ممتد ہوا کہ چودہوین صدی جاتی ہے۔

پر اتنک قربت قریبہ والے مخذول چلے آتے ہین اور سر من رائے کے ایک مفقود الخبر شیرخوار کی امید پر عجل فرجا جپ رہے ہین کیا اگر یہی حقیقت ہے تو پھر نعوذ باللہ آنحضرت سے جو کہ سید الانبیاء اور خاتم الانبیاء ہین کون مردود اور مخذول زیادہ ٹھہریگا کہ جنکے آگے اور پیچھے اور دائین بائین عمر بھر مین روسا منافقین ہون اور پھر وہ اسقدر غالب ہون کہ کوئی امر آنحضرت کو اپنے منشار کے مطابق نہ ہونے دین حتی کہ وصی برحق کے حق مین وصیت بھی نہ لکھنے دین اور پھر قبر مین بھی پیچھا نہ چھوڑین اور قربت قریبہ والون کو چودہوین صدی تک پا بجانہ ہونے دین کیا اگر اس سے بھی کوئی زیادہ مخذول و مردود متصور ہو سکتا ہے تو آپ مجھے ضرور بتائین۔

پھر دیکھو انکا یہہ اعتقاد ہے کہ قرآن مجید کو عثمان منافق (نعوذ باللہ) نے جمع کیا ہے اور اپنی طرف سے اوس نے بہت کچھہ کمی بیشی کردی ہے جسکی وجہ سے یہہ اب قابل اعتبار نہین رہا اب آپ غور فرمائین خداوندکریم تو فرماتا ہے کہ انا نحن نزلنا الذکر و انا له لحافظون اور پھر فرماتا ہے ان علینا جمعه و قرانه پر یہ دشمنان اسلام کہتے ہین عثمان نے جمع کیا اور بہت کچھہ تغیر تبدل کیا۔ اور پھر یہہ بھی نہین کرتے کہ اپنے پاس سے کوئی اور قرآن نکالین بلکہ اس محفوظ مکتوب کو چھوڑ کر انسانی بنائے ہوئے مجموعہ پر اتر آئے جو کہ لا یغنی من الحق شیئا۔ اور یہی وجہ ہے کہ آریہ کیطرح انسانیت کو خیرباد کہکر انعام کی طرح شہوت رانی مین ایک نے نیوگ جیسا غیرت کش طریق نکالا اور دوسرے نے متعہ جیسے انسانیت کے غارت کن طریقہ کے ایجاد سے محبات حسین سے شہرون کے چکلون کو پر کردیا اور پھر بہت سی انسانی نسل کو زندہ درگور کردیا۔

اب آپ سنین اور غور و انصاف سے سنین کہ قربت قریبہ کا اصل بھی اسی دشمن اسلام فرقہ نے ایجاد کیا ہے اور یہہ بھی ایسا ہی گندہ اصل ہے جس نے اسلام کی بیخ کنی کی بلکہ یہود کے حق مین آنحضرت اور قرآن کے برخلاف ڈگری دیجاتی ہے کیونکہ موسوی سلسلہ کیساتھہ قربت قریبہ رکھنے والے یہود ہین یا کہ آنحضرت صلعم جو کہ بنی اسحاق سے نہین بلکہ بنی اسمٰعیل سے ہین۔ اور یہود کا اعتراض بھی یہی تھا کہ وہ نبی بموجب حکم توریت ہم سے ہونا چاہئیے جو کہ سلسلہ موسوی کی قربت قریبہ رکھنے والے ہین نہ بنی اسمعیل سے پس اگر قربت قریبہ شرط ہے تو یقیناً ڈگری یہود کے حق مین ہے۔ ہان یہان پر آپ ایک کہہ سکتے ہین کہ رسالت کیواسطے قربت قریبہ شرط نہین البتہ نیابت کیواسطے شرط ہے جیساکہ آپ نے لکھا ہے۔ لیکن یہ غلط ہے کیونکہ جب غیر قربت قریبہ والیکو اکمل چیز ملسکتی ہے تو ادنیٰ چیز کیون نہین ملسکتی حالانکہ نہ رسالت موروثی چیز ہے اور نہ نیابت موروثی ہے رسالت کیواسطے یہی ان ینزل اللہ من فضله علی من یشاء من عباده۔ اور نائب کے واسطے بھی فرمایا ہے لیستخلفنهم فی الارض اور یہہ کنکو کہا ہے عام مومنون کو نہ کہ خاص قربت قریبہ والون کو پس یہہ شرط قرآن کے مخالف ہے اور خدا کے فعل کے بھی برخلاف ہے کیونکہ فرمایا تو یہ کہ مین خلیفہ بناؤن گا۔ اب ہم دیکھتے ہین کہ آنحضرت کے بعد کسکو بنایا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو پھر حضرت عثمانؓ کو پس جس امر کو خدا کی کتاب اور فعل رد کردین وہ ہرگز قابل اعتبار نہین ٹھہر سکتا۔

عـ۸ـ مین آپنے لکھا ہے کہ کوئی حکم خدا و رسول کا نسبت امامت اور خلافت اصل کے صادر ہوا ہو یا بحین حیات نبی معاملہ استخلاف اسکا وقوع مین آیا ہو بعض اختیارات رسالت مین مشارکت ہو۔ یا نبی نے اوسکے بارہ مشعر اطاعت وغیرہ امت کو حکم دیا ہو۔ سنئے اگر اس کے معنے یہ ہین [illegible] شخصی کرکے حکم خدا یا حکم رسول اوس کی نسبت پہلے صادر ہوچکا ہو۔ تب تو یہ غلط ہے۔ کیونکہ کسی رسول کے واسطے ایسا نہین ہوا ورنہ اس کے موقع پر کبھی نزاع نہ ہوتا مثلاً اگر آنحضرتؐ کی نسبت لکھا ہوا ہوتا کہ ان کا نام فلان ہوگا اور فلان قوم سے اور فلان بستی اور فلان محلہ فلان مکان مین فلان وقت مین فلان مرد سے فلان عورت کے پیٹ سے پیدا ہونگے وغیرہ وغیرہ تو پھر کب نزاع واقع ہوسکتا تھا مگر ہرگز ایسا نہین ہوا بلکہ کبھی کسی کیواسطے ایسا نہین ہوا۔ کیونکہ ایمان کی حد سے عیان کے حیز مین آجاتا ہے اور وہ محل ثواب نہین رہتا ہے۔

اور اگر اس کے یہ معنے ہین کہ بعض صفات بیان کرکے مجمل رنگ مین اوسکی بعثت کی خبر دیجائے۔ اور پھر خداوندکریم خود اپنے فعل سے اور تائید سے اوسکی شہادة دیکر دے تو یہ امر مسلم ہے لاکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے شیعہ کے ائمہ اثنا عشر مین ایسا یہ امر معدوم یا کالعدم ہے اور ایسا کسی امام مین نہین ہوا اور غالباً اسکی یہہ وجہ معلوم ہوتی ہے کہ جس طرح عیسائیون نے مسیح کو خدا بنانا تھا تو خداوندکریم نے اسقدر کمزوریان اوسمین رکھدین جو کہ اوسکی خدائی کو پاش پاش کردیتی ہین اسی طرح چونکہ شیعہ نے اپنے ائمہ اثنا عشر کو بڑا بنانا تھا اسوجہ سے عدم تائید کا سیاہ داغ اونکی پیشانی پر لگادیا تاکہ یہہ بت اپنا پول خود ظاہر کردے۔

باقی رہا بحین حیات استخلاف ہونا یا بعض اختیارات رسالت مین شریک ہونا مشعر اطاعت وغیرہ یہہ سب ایسے امور ہین جو کہ قرآن مجید مین ہرگز نہین ہین۔

عـ۹ـ مین اپنے لکھا ہے کہ از روئے حدیث صحیح اثنا عشر خلیفه کلهم من قریش سے ہون یہہ حدیث فریقین کی مسلم ہے سنت جماعت کے جسقدر خلیفہ ہین قریش سے ہین۔ سنئے قرآن مجید نے ہرگز یہ نہین فرمایا کہ وہ قریش سے ہون گے اور نہ یہ فرمایا کہ وہ اثنا عشر ہون گے۔ ہان اس مین شک نہین کہ حدیث مین آیا ہے لاکن حدیث مین قریش آیا ہے۔ سادات یا علوی یا حسنی ہرگز نہین آیا پس اگر یہ حدیث آنحضرتؐ کی مانی جاتی ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ ائمہ اثنا عشر سادات سے تسلیم کئے جاتے ہین اور باقی قریش اور خصوصاً بنی عباس کو نہ انمین شمار کیا جائے۔

حقیقت یہ ہے کہ آنحضرت صلعم نے ایک طرف تو ائمہ اثنا عشر کی قریش سے ہونیکی خبر دی ہے اور ایک طرف فرمایا ہے کہ ہر ایک صدی کے سر پر اللہ تعالےٰ ایک مجدد مبعوث فرمائیگا جو کہ دین کی تجدید کرے گا۔

پس اگر انسان تھوڑی سی غور کرے تو وہ ائمہ اثنا عشر کا پتہ ان دو حدیثون سے لگا سکتا ہے کیونکہ اب چودہوین صدی ہے۔ پہلی صدی تو آنحضرتؐ کی ہوئی اور بموجب تشابہ سلسلہ محمدیہ اور سلسلہ موسویہ چودہوین صدی مسیح موعود کی ہوئی اور باران صدیون کے بارہ امام مجدد ہوئے۔ اور وہ عموماً قریش ہی تھے نیز آنحضرت صلعم نے ہرگز یہہ نہین فرمایا کہ میرے بعد کل امام اثنا عشر ہونگے اور وہ قریش ہونگے بلکہ یہ فرمایا ہے کہ قریش سے اثنا عشر ہونگے اور اونکی نفی یہان سے ہرگز نہین مفہوم ہوتی اور یہہ حدیث بھی اس کی تائید کرتی ہے کہ

یسلب الملك من قریش بلکہ تشابہ سلسلہ محمدیہ سلسلہ موسویہ سے چاہتا ہے کہ آخری خلیفہ امہات کیطرف اگرچہ قریش یا خصوصاً سادات سے ہو۔ لاکن آبا کیطرف سے قریش اور سادات سے ہرگز نہ ہو جیساکہ سلسلہ موسویہ کا آخری خلیفہ اگرچہ والدہ کیطرف سے وہ کچھہ ہو لیکن باپ کیطرف سے جو کہ منشاء نسب ہوتا ہے ہرگز اسرائیلی نہ تھا اور اگر ان سب امور کو ہم پس پشت ڈالدین تو پھر یہہ بھی تو حدیث ہے کہ سلمان منا اهل البیت۔

اب مین آپ کو بتاتا ہون کہ نبوۃ اور خلافت راشدہ کیواسطے قرآن مجید نے کیا کچھہ لکھا ہے۔ رسول اور امام یا خلیفہ وہ ہوتا ہے کہ جسکی قبل از بعثت زندگی لوگون کی نزدیک ازکی و اطہر اور بالیون کہو کہ بے عیب زندگی ہوتی ہے تاکہ بعثت کے بعد اون کے لئے وہ حجت ٹھیرے جیساکہ قرآن مجید مین آیا ہے فقد لبثت فیکم عمرا من قبله افلا تعقلون اور صحیح حدیث مین آیا ہے کہ آنحضرت صلعم نے قریش وغیرہ کو بلاکر دریافت کیا تھا کہ اگر مین کہون کہ دشمن تمہاری گھات مین ہے اور صبح کیوقت تم پر شبخون کریگا توکیا تم تسلیم کروگے تو سب نے بالاتفاق کہا کہ ماجربنا علیك الكذب۔

دوئم یہہ کہ اسپر خدا کی وحی نازل ہو اللہ کریم نے فرمایا ہے انا اوحینا الیك كما اوحینا الی الذین من قبلك اور پھر فرمایا قل انما انا بشر مثلكم یوحی الی۔

سوئم یہہ کہ بعض غیبون پر اوسکو اطلاع دیجائے تاکہ ثابت ہوجائے کہ بیشک یہ عالم الغیب سے اور راز رکھتا ہے۔ اللہ علیم نے فرمایا ہے لا یظهر علی غیبه احدا الا من ارتضی من رسول لیکن سب غیبون کا جاننا اللہ تعالےٰ سے خاص ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ارشاد ہوتا ہے قل لو اعلم الغیب لاستكثرت من الخیر وما مسنی السوء۔

(۴) چہارم یہہ کہ نصرۃ الٰہی اور تائید الٰہی اوس کے اور اسکے اتباع کے شامل حال رہے تاکہ ثابت ہوجاوے کہ بیشک اللہ قدیر اوس کے مددیر ہے خداوندکریم نے فرمایا ہے انا لننصر رسلنا والذین امنوا فی الحیوة الدنیا وغیرہ جیساکہ ہم دیکھتے ہین کہ آنحضرت صلعم

کی نصرۃ لوہ تائید کی - پھر ابوبکر عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم ورضو عنہ کی کی -

پنجم - یہہ کہ اس نصرۃ کی پیشگوئی قبل از وقت بلکہ ضعف کیحالت مین کیجاتی ہے تاکہ اللہ کا علم ور فعل اوسکی صداقت . . . . کے دو شاہد ہون - وکفی باللہ شہیدا - جیساکہ آنحضرت صلعم کے لئے پہلے سے فرما دیا تہا کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی - اور سیہزم الجمع ویولون الدبر اور اولم یروا انا نأتی الارض ننقصھا من اطرافہا افھم الغالبون -

ششم - یہہ کہ اوسکے مکذبین پر عذاب الٰہی نازل ہوتا ہے جیساکہ فرمایا کذبوا الرسل فحق عقاب -

ہفتم - یہہ کہ وہ ضرورت حقہ کیوقت مبعوث ہوتے ہین آنحضرت صلعم کی بعثت کی ضرورت حقہ کا نقشہ قرآن مجید نے ظہر الفساد فی البر والبحر کیساتھہ بیان فرمایا ہے -

ہشتم - یہہ کہ اسوقت کے مطابق اونکو آیات دیئے جاتے ہین جیسا حضرت موسیٰ کیلئے تسع آیات بینات فرمایا -

نہم - کہ اون کو فرقان دیاجاتا ہے جیساکہ آنحضرت صلعم کیواسطے آیا ہے یوم الفرقان الخ -

دہم - یہہ کہ جس غرض کے لئے وہ مبعوث ہوتے ہین خداوندکریم اس کے لئے پہلے سے ایک ہوا چلا دیتا ہے جیساکہ ھوالذی یرسل الریاح بشریٰ بین یدی رحمتہ مین اشارہ کیاگیا اور حضرت کے وقت مین ایساہوا تہا کہ آپ کی بعثت سی پہلے عرب مین ایک کمیٹی قایم ہوئی تہی کہ شرک بُری چیز ہے اور توحید عمدہ چیز ہے اور اس کمیٹی کے اعلےٰ افسر کا نام ابی کبشہ تہا چنانچہ اسیوجہ سے مشرک لوگ آنحضرت فداہ ابی وامی وروحی کو ابن ابی کبشہ کہا کرتے تھے چنانچہ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ قبل از شرف باسلام ہرقل کو آنحضرت سے لرزان ترسان دیکھہ کر کہا تہا لقد امر امر ابن ابی کبشۃ

یازدہم - یہہ کہ اس مین اللہ علیم حکیم قدیر اپنے خاص فضل سے قوۃ تطہیر اور قوۃ تزکیہ رکھہ دیتا ہے تاکہ اوس کے متبعین اور وسیلے مطہر اور مزکی ہوجائین جیساکہ فرمایا ہے یتلوا علیھم آیاتہ ویزکیھم اور فرمایا خذ من اموالھم صدقۃ تطھرھم وتزکیھم بہا -

دوازدہم - اوسکو علم کتاب اللہ سب سے زیادہ دیاجاتا ہے فرمایا ہے ویعلمھم الکتاب - اور فرمایا لایمسہ الا المطھرون -

سیزدہم - یہہ کہ وہ پہلے انبیا کیطرح ہوتا ہے فرمایا ماکنا معذبین حتےٰ نبعث رسولاً -

چہاردہم - وہ جس سے مباہلہ کرے یاتو فریق ثانی ڈرجاتا ہے یاتباہ ہوجاتا ہے یا ذلیل وخوار ہوتا ہے اور اسکو عزت اور ترقی نصیب ہوتی ہے فرمایا قل تعالوا ندع ابناءنا وابناءکم ونساءنا ونساءکم ثم نبتھل الخ

پانزدہم - یہہ کہ خداوند باوجود اسکی ضعف اور کثرۃ اور قوۃ مخالفین کے اسکی عصمت کی پیشینگوئی کردیتا ہے اور پہر ثابت کردکہاتا ہے کہ وہ لوگون کی تباہ کن تدابیر اور حملون سے معصوم اور محفوظ رہتا ہے جیسا فرمایا

واللہ یعصمک من الناس

شانزدہم - یہہ کہ اونکے اور اونکے خلفا کے لئے تمکین دین عنایت فرماتا ہے -

ہفتدہم - یہہ کہ بعد از خوف امن عنایت فرماتا ہے -

ہشتدہم - یہہ کہ بعد از امن وہ لذات مین مستغرق نہین ہوتے بلکہ اللہ کی عبادت کرتے اور اللہ کے ساتہہ کسی کو شریک نہین بناتے -

نوزدہم - یہہ کہ ان کے مقابلہ پر ضرور کوئی نہ کوئی کھڑا ہوتا ہے لیکن اگر سعادت مند ہؤا تو وہ بچ جاتا ہے - ورنہ ہلاک اور تباہ ہو جاتا ہے جیساکہ فرمایا ہے وعد اللہ الذین آمنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنھم فے الارض کما استخلف الذین من قبلھم ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضیٰ لھم ولیبدلنھم من بعد خوفھم امنا یعبدوننی ولا یشرکون بی شیئاً ومن کفر بعد ذالک فاولئک ھم الفاسقون -

بستم - یہہ کہ وہ حکم بین الناس ہوتے ہین کسی ایک فرقہ کیطرف وہ نہین جہکتے جیسا فرمایا لیحکم بین الناس -

ایکے علاوہ اور بہی بہت سی باتین ہین لیکن مین اسپر اکتفا کرکے اب آپکو یہہ بتاتا ہون کہ یہہ سب صفات ہمارے آقا اور مطاع حضرت مہدی اور مسیح موعود مین موجود ہین فالحمد للہ علےٰ ذالک

۱ ثبوت یہ ہے کہ آنحضرت صلعم نے تو ایک شہر کے چند لوگون کو بلاکر حجت پوری فرمائی - پر اون کے آخری خلیفہ مہدی نے اشتہار دیا کہ اگر میرا کوئی چہوٹا سا گناہ بہی بعثت سی پہلے عمر کا بیان کرے تو مین جہوٹا ہون - پر اللہ کے فضل سے ابتک کسی نے نہین ثابت کیا - حالانکہ آپکے مخالفین قادیان مین بکثرت موجود ہین -

۲ ہمارے آقا اور مطاع پر اللہ کی تازہ وحی نازل ہوتی اور ہزارون لوگ ہزارون دفعہ اوسکی صداقت کو مشاہدہ کرچکے ہین - لاکن ؎

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم
چشمۂ آفتاب راچہ گناہ

۳ ہمارے آقا اور مطاع کو بہت سی غیبون پر قبل از وقت اطلاع دیگئی اور پھر ایساہی ظہور مین آیا مثلاً براہین احمدیہ مین اسوقت آپنے لکہا ہے جبکہ آپ بالکل عالم گمنامی مین تہے یاتون من کل فج عمیق - یاتیک من کل فج عمیق - لاتصعر لخلق اللہ ولاتسئم من الناس یعنے دور دراز رستون سے لوگ تیرے پاس آئینگے اور تحفے بہی آئینگے اور چونکہ لوگ بہت کثرت سے آئینگے اسواسطے اون سے مونہہ نہ پھیرنا اور نہ تہکنا پس کوئی قادیان آئے اور مشاہدہ کرے کہ کس کثرت سے لوگ دور دراز ملکون سے آتے اور تحفے لاتے اور بہیجتے ہین -

۴ پہر آپکو دشمن خدا اور دشمن رسول لیکہرام کی خبر دی کہ یہہ قتل کیا جائیگا اور فلان وقت قتل ہوگا اور اس کا قاتل نہ پکڑا جائیگا چنانچہ ایساہی ہوا پس اگر آپکو ان پیشگوئیون کی تفصیل دیکھنے کا شوق ہے تو تریاق القلوب کو پڑہین -

۴ نصرت الٰہیہ کا پتہ اسطور پر لگ سکتا ہے کہ ہمارے آقا ومطاع نے جب مہدی اور مسیح موعود ہونیکا دعویٰ شایع کیا تو سوائے چند اشخاص کے جوکہ انگلیون پر گنے جاتے تھے اور کوئی بہی ساتہہ نہ تہا اور ہندوستان وپنجاب وغیرہ کے سب طبقات الناس اور خصوصاً اُن مولویون نے جوکہ اشر الناس تحت ادیم السماء تہے اور پہر آن گدی نشینون نے جوکہ بدقسمتی سے مدعیان اسلام کے بُت تہے آپ کی سخت مخالفت شروع کی اور اپنی سب تدابیر اور اسلحہ کو لیکر بڑے زور شور سے مقابلہ پر نکلے مُہرون کے ڈہیر کتابین اور رسالجات آپکی مخالفت پر شایع کردیئے جابجا واعظ پہرے قتل کے منصوبے گانٹھے گئے خون کے مقدمات قایم کئے گئے گورنمنٹ کی بغاوت کی مخبریان اون کے لیڈرون نے کین پر اون سب کا نتیجہ کیا ہؤا کہ ہمارا آقا ومطاع میرے جد امجد حسین علیہ السلام کیطرح کبہی ان یزیدیون کے تیرون اور خنجرون کا نشانہ بنا بلکہ آنحضرت صلعم کیطرح ہر ایک میدان مین مظفر اور منصور ہؤا - اور باوجود ان رُکون کے اب حضور کی جماعت تین لاکہہ سے متجاوز ہے -

۵ ہمارے آقا ومطاع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعوے سے پہلے براہین احمدیہ مین خدا کی وحی شایع کی تہی جو اس نصرۃ کی پیشگوئی تہی اور وہ یہ ہے -

" دنیا مین ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسکو قبول نکیا لیکن خدا اوسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملون سے اوسکی سچائی ظاہر کردیگا " اور فرمایا ینصرک رجال نوحی الیھم وغیرہا -

پس کیا آپ اسکی نظیر مین کوئی کاذب شخص پیش کرسکتے ہین کہ جسنے گمنامی اور کس مپرسی کی حالت مین شایع کیا ہو کہ اللہ علیم قدیر نے اپنی تازہ وحی مجہہ پر نازل کی ہے کہ مین تیری نصرۃ کرونگا - اور پھر اسی طرح اسکی نصرت کی ہو مفتری اور تقول علے اللہ کرنیوالے کو اللہ ناکام اور ہلاک کرتا ہے جیساکہ اوس نے فرمایا ہے وقد خاب من افتریٰ - اور فرمایا ولو تقول علینا بعض الاقاویل لاخذنا منہ بالیمین ثم لقطعنا منہ الوتین -

اور اگر یہ کہے کہ ابہی پورا غلبہ نہین ہؤا - تو اسکا جواب مین وہی دونگا جوکہ آنحضرت صلعم (فداہ ابی وامی وروحی) کی نصرت اور غلبہ پر اعتراض کرنیوالونکو خداوند علیم وحکیم نے دیاتہا اور وہ یہہ ہے اولم یروا انا نأتی الارض ننقصھا من اطرافہا افھم الغالبون یعنے جب اس ضعف اور بیکسی اور بےبسی کیحالت مین کفر کی زمین کم ہوتی جاتی ہے اور اسلام کی زمین بڑہتی جاتی ہے تو کیا معترضین پھر بہی خیال کرتے ہین کہ وہ غالب آجائینگے -

۶ اس نمبر مین زیادہ نہین لکھتا عیان را چہ بیان - ہان اگر مخالفین دہلی کے ناصح کے اس مصرعہ پر عمل کرتے ع

چشم عبرت برکشا قدرۃ حق رابہ بین

تو یقیناً یقیناً وہ ضرور یہ مصرعہ دہراتے ؎

شامت اعمال ماین صورت نادر گرفت

مگر کیا ہیلونکو کبہی یہ عبرۃ نصیب ہوئی ہے کہ ان کو بہی ہو -

۷ اس نمبر مین آپ لکچرار ذکی اون لکچرو نپر ذرہ نظر غور کرین کہ جنمین انہون نے اسلام و اہل اسلام کیحالت زار اور اپنے علماء وسجادہ نشین وامراء کی نازک حالت پر خون کے آنسوؤن سے رُویا ہے

الغرض کہ اگر کوئی اہل اسلام کی اندرونی حالت پر بہی نظر کرے اور بیرونی حملو نپر بہی غور کرے تو وہ یقین کرسکتا ہے کہ اس سے بڑہ کر اور کوئی ضرورت حقہ ہوسکتی ہے۔

۸؎ یہہ نمبر ایسا وسیع ہے کہ اگر سب آیات مسیح موعود علیہ السلام درج کرون تو ایک ضخیم کتاب چاہیئے اور حضرت اقدس اور انکے خدام کی تصانیف مین بہت کچہہ درج ہین۔ البتہ یہان پر خصوصیت کیساتہہ تین آیتین درج کرتا ہون کہ انین سے ایک تو آنحضرت صلعم روحی فداہ کے سواء نہ کسی نبی کو ملی تہی اور نہ کسی رسول کو اور بقول آپ کے کسی نائب برحق کو دیگئی تہی اور دوسری دو ایسی ہین کہ حضرت آدمؑ سے لیکر قیامت تک سوائے حضور مسیح موعود علیہ السلام کے کسی کو نہین ملی ہے اور نہ ملیگی۔

اوّل تو یہہ ہے کہ آنحضرت صلعم کو اللہ علیم حکیم نے افصح العرب والعجم بنایا تہا اور پہر ایسا کلام اونکو دیا کہ جسنے علے رؤس الاشہاد یہہ کہکر وان کنتم فی ریب مما نزلنا علےٰ عبدنا فاتوا بسورۃ من مثلہ وادعوا شہداءکم من دون اللہ ان کنتم صادقین وان لم تفعلوا۔ الخ مخالفین کی ناک کو خاک پر رگڑ دیا۔

اسیطرح اوس نے اپنی پنجاب کے ایک گاؤن کے رہنے والے آنحضرت کے خلیفہ کو افصح العرب والعجم بنایا اور بہت سی کتابون مین تحدی کرکے عرب و عجم کو اونکی مثل بنانے پر بلایا اور علے رؤس الاشہاد یہہ شایع کرکے مخالفین کی قیامت تک ناک کاٹ دی آپ خدا کیلئے ذرا غور تو کرین بہلا یہ کسی انسان کا کام ہے۔

اور باقی دو کی تفصیل یہہ ہے کہ میرے جد امجد حضرت محمد باقر سے ایک حدیث مروی ہے۔ جو کہ کتاب دارقطنی مین صدیون سے درج چلی آتی ہے اور اوسکی عبارت یہ ہے۔

ان لمہدینا آیتین لم تکونا منذ خلق السمٰوات والارض ینکسف القمر لاول لیلۃ من رمضان وتنکسف الشمس فی النصف منہ۔

اور اسکو خداوند کریم نے پرانی اور نئی دنیا دونون مین پورا کر دکہایا جسکو سب دنیا نے دیکہا اور سنا ہے پس جسطرح کسی نے ثابت نہین کیا اور نہ کرسکتا ہے کہ پہلے زمانہ مین کبہی ایسا ہوا اسی سے ثابت ہوتا ہے کہ آیندہ بہی کبہی نہ ہوگا۔

یہان پر ایک بات کیطرف تو مین آپکو توجہ دلاؤنگا اور پہر عام طور پر سب مدعیان محبت اہل بیت اور ائمہ اثنا عشر اور خصوصًا اون کی اولاد کو نصیحت کرونگا شاید کوئی سعید الفطرۃ فائدہ اٹہائے آپکو اسبات کیطرف توجہ دلاتا ہون۔ کہ جسقدر دنیا مین سادات ہین بجز اسکے اونکی سیادۃ کی کوئی سند نہین ہوتی کہ ایک شجرۂ نسب لکہا ہوا رکہا ہوتا ہے یا قبرون اور مریدون پر حوالہ کیا جاتا ہے اور مین نے بچشم خود سادات بنتے دیکہے ہین اور شیعہ کے خمس نے تو اور بہی غضب مچا دیا ہے۔

پر ہمارے امام مہدی اور مسیح موعود کی قربت قریبہ کو سیدنا زین العابدین علیہ السلام کی حدیث کیا ثابت کرتی ہے۔ دیکہو وہ یہہ نہین فرماتے ان للمہدی آیتین بلکہ وہ فرماتے ہین ان لمہدینا آیتین اور سورج چاند کے ایک رمضان مین گرہن لگنے نے جو کہ خدائی فعل ہے ثابت کر دیا کہ اہل بیت کا مہدی کون ہے۔ وہ ہمارا آقا اور مطاع حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام جسکے مہدی اہلبیت ہونے کی شہادت خدا کے علم اور فعل نے پرانی اور نئی دنیا مین دی ہے وکفیٰ باللہ شہیدا۔

اب مین دوسرے گروہ کو نصیحت کرتا ہون کہ اے محبان اثنا عشریۃ اور ان کے اتباع کا دم بہرنے والو اور اے آل فاطمۃ الزہرا وآل الحسن والحسین اور اے آل زین العابدین علیہم السلام ھل فیکم رجل رشید۔ کیا تم کبہی خواب غفلت سے بیدار ہوگے کیا کوئی تم مین سے ایسا بہادر اور سچا محب اہل بیت ہے۔ جو کہ اپنے امام زین العابدین کی اس بات کو ماننے اور اہلبیت کے مہدی کی اتباع سے مشرف ہو۔

خدا کے لئے ذرہ بہر غور تو کرو کہ حضرت امام زین العابدین نے کیسے دو یکتا نشان اپنے مہدی کے بتائے ہین جو کہ اور کسی مین نہ کبہی ہوئے اور نہ ہونگے اور پہر تمہاری آنکہون کے سامنے یہہ دونون نشان ہمارے آقا اور مطاع کیلئے علے رؤس الاشہاد پورے ہوئے کیا اب بہی کوئی کسر باقی رہی ہے۔

۹؎ ہمارے آقا اور مطاع کو قریبًا ہر ایک قوم کے مقابل پر ایک بین فرقان دیا گیا ہے مثلاً دیکہو کہ مسئلہ وفات مسیح اور تائیدات مین اپنے زائد ہونیکی اثبات اور آتہم کے ہاویہ مین گرنے نے عیسائیون کو کیسا دم بخود کیا اور اون پر کیسی حجت پوری ہوئی یہانتک کہ مسیح موعود کے خدام سے آگے بہاگتے ہین۔ جیسا کہ مان ہے کہ آیا لاحول سے شیطان۔

پہر دیکہو لیکہرام کے قتل کی پیشگوئی کے سچا ہونے اور مسئلہ نیوگ کے نقائص طشت از بام کرنیسے آریہ مذہب پر کیسی ہلاکت آئی۔

پہر دیکہو بابا نانک کے اثبات اسلام سے سکہونکو کیسا لاجواب کیا پہر حسینؓ پر اپنی فضیلت ثابت کرکے شیعہ کو کن آنسون سے رولایا یہانتک کہ اپنے مخذول اور خائب آبا و اجداد کیطرح تبرّابازی سے اپنے لاجوابی اور ضعف کا انہون نے ثبوت دیا پہر سب عرب وعجم کو دعا کے مقابلہ مین اور معارف قرآن مجید بیان کرنے مین اور عربی کتابون کے مثل لانےمین کیسا نیچا دکہایا وغیرہ ذالک۔

۱۰؎ حضرت مسیح موعود کسر صلیب یا یون کہو قتل خنازیر کیواسطے اور وضع حرب کیلئے مبعوث ہوئے ہین پس دیکہو کہ وفات مسیح کا مسئلہ جو کہ کسر صلیب کا حربہ ہے کسطرح اسکی پہلے سے پہیل گیا اور عیسائی کسطرح بائیبل اور کفارہ کو خیرباد کہنے لگے۔

۱۱؎ قوۃ تطہیر کا پتہ آپکی جماعت صحبت یافتہ باخلاص افراد کے مشاہدہ سے لگ سکتا ہے کہ انمین کیا تبدیلی پیدا ہوئی جس سے ابدال بنے۔

۱۲؎ علم قرآن کے مقابلہ کیواسطے سب علماء وصوفیا اور عرب وعجم کو بلایا پر کوئی بہی اس مقابلہ کیلئے نہ نکلا۔

۱۳؎ جیسا کہ پہلے انبیاء کے لئے آیا ہے وَ ما ارسلنا من قبلک الا رجالاً نوحی الیہم اور وما نرسل المرسلین الا مبشرین ومنذرین اور فرمایا رسولاً منہم یہہ سب باتین ہمارے آقا نامدار مین موجود ہین نہ یہہ سر من رائے کے گم گشتہ طفل کیطرح کئی صدیون کے بعد کسی غار سے نکلا اور نہ مسیح کے پوجاریون کے فرضی مسیح کیطرح آسمان پر زندہ بجسد عنصری رہ کر بیت المقدس یا کسی پہاڑ یا مسجد پر اترکر کسی سیڑہی اور زینہ کا محتاج ہوکر بدعا من الرسل ٹہرا ہے اور نہ کسی اسرائیلی شریعت کی اتباع سے نبی بنکر آنحضرتؐ کی ختم نبوۃ کا توڑنے والا قرار پایا بلکہ آنحضرت کی سچی اتباع سے اوس نے حاصل کیا جو کیا فتبارک من علم وتعلم

۱۴؎ بہت سے مولویونکو مثل مولوی محمد حسین وغیرہ کو مباہلہ کیواسطے بلایا پر مقابل پر نہ آئے اور غلام دستگیر قصوری نے کیا کہ ہلاک ہوا اور عبدالحق نے کیا وہ ذلیل ہوا اور ہمارے آقا شاد نامراد کو اسکے بعد وہ عزت اور ترقی ملی جو کہ مباہلہ کے بعد کسی کاذب کو ہرگز نہین ملسکتی بلکہ وہ خواص کا خاصہ ہے۔

۱۵؎ یعصمک اللہ ولو لم یعصمک الناس یعصمک اللہ اور باوجود اسقدر ممتد زمانہ گزرنے اور کثرت اور قوت مخالفین کے انکی سب تدابیر ناکام گئین اور آپ کو اللہ قدیر نے انکی شرارتون سے معصوم اور محفوظ رکہا ہے اور آیندہ بہی ضرور رکہیگا۔

۱۶؎ ۱۷؎ ۱۸؎ ۱۹؎ دیکہو خداوند کریم نے ایک باامن گورنمنٹ قائم کرکے کسطرح آنحضرت صلعم کے خلیفہ کیلئے تمکین دین کی اور جو ابتداءً مین خوف پیدا ہوئے وہ رفتہ رفتہ کسطرح دور ہوتے جاتے ہین۔ اور آپ اللہ کی عبادت کرتے اور شرک نہین کرتے۔

اور جسقدر بڑے بڑے مکفرین تہے قریبًا سب تباہ ہوگئے جو چند باقی ہین اونکا انجام بہی دیکہنے والے دیکہہ لینگے۔

۲۰؎ جو شخص آپکے مشن سے واقف ہوگا وہ یقین کریگا کہ آپ کسی بہی ایک فرقہ کیطرف نہین جہکے بلکہ ہر ایک فرقہ مین جو حق تہا لے لیا اور جو باطل تہا وہ پہینک دیا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ ہر ایک فرقہ آپسے مل بہی سکتا ہے اور نیز ہر ایک آپ سے راضی بہی نہین ہے۔

اب مین اس مضمون کو ختم کرتا ہون ہان اسقدر لکھنا ضروری سمجہتا ہون کہ اگر آپ کو قربت قریبہ والے مہدی کا بہت خیال ہے تو پہر ابن خلدون کو ذرہ غور سے پڑہین یا سنین تا کہ آپکو معلوم ہو کہ یہ روایت اور درایت کسقدر کمزور بلکہ مردود ہے۔

درخواست نکاح

میان محمد صاحب احمدی سکنہ موضع کریم پور ڈاکخانہ نواشہر ضلع جالندہر اپنی جماعت مین ہی شادی کرنا چاہتے ہین عمر ان کی ۲۵ سال ہے ناخواندہ ہین پیشہ زمینداری ہے جملہ خط و کتابت چودہری جیوے خان احمدی ساکن لنگڑوعہ تحصیل نوان شہر ضلع جالندہر کے نام ہو۔

غزل از کیچ مسیح زبان ژولیدہ بیان خاکسار اکبر شاہ خان اکبر احمدی نجیب آبادی

امامِ وقت کے مجھسے بطرز نغز گفتاری
بیان اوصاف ہون کیسے کہ ہے میری زبان عاری
غلام احمد مرسل ہو اور ہم سب کے آقا ہو
بلاشک کل جہان کی آپ کو زیبا ہے سرداری
ہے واقف کل جہان اس سے مقابل آپکے ہوکر
ہوئی ہے دشمنون کو کیسی کیسی ذلت وخواری
ہوا حضرت ہی کی تعلیم سے ظاہر یہ دنیا کو
کہ ہین یہ آشتی کے دن نہین ہے وقت خونخواری
مین ہے دو نجون قادیان کیسے پھنسا ہون سخت مشکل مین
پڑی ہین پاؤن مین میرے بہت ہی بیڑیا بھاری
اقارب بنگئے ہین اب عقارب کیا کہون آخر
جو تھے غمخوار میرے آجکل کرتے ہین خونخواری
ہمیشہ شامتِ اعمال سے رہتا ہون مین غمگین
کبھی مجروح بیماری کبھی مدلوح ناداری
مجھے ماں باپ کیخدمت سے فرصت ہی نہین ملتی
نجیب آباد مین اب تک پڑا ہون مین بناچاری
نہین آتی ہے شب کو نیند اکثر یادِ حضرت مین
رہا کرتے ہین اکثر اشک میری چشم سے جاری
مرے مرشد مرے آقا مرے مہدی مرے عیسیٰ
دعا کیجے کہ آسان ہو مری ہر ایک دشواری
کرھنا کیا فخر اپنی شاعری پر اب مین اے اکبر
کہ ربط نظم بھی چھوٹے سے ہے یہ غزل عاری

ایضاً

کبھی جاتے ہو کیون کہئے تو آخر کیا یہ قصہ ہے
ابھی خاکا اڑاد ونگا مجھے کیا تم نے سمجھا ہے
وہ رحمت حق کی جو ہر احمدی کو آج حاصل ہے
نظر آئیگی کیا اوسکو بھلا جو خود ہی اندھا ہے
جسے ہو دیکھنا دیکھے سمجھنا ہو جسے سمجھے
کہ اپنے وقت پر یہہ مہدی موعود آیا ہے
یہی تو وقت ہے دنیا بہت محتاج ہے اوسکی
بلالو اپنے عیسیٰ کو فلک پر کیون وہ بیٹھا ہے
یقین جانو کہ دنیا مین نہ آئیگا کبھی عیسےٰ
مجدد اس صدی کا جو ہے وہ موعود عیسیٰ ہے
سور کا مارنا ہی گر نشانِ ابن مریم ہے
ہمارے ملک کا ہر ایک کنجر پھر تو عیسیٰ ہے
خدا ہے خود مدد پر مجھکو اکبر خوفِ دشمن کیا
مقابل میرے ہو اوسکی حقیقت ہی بھلا کیا ہے

آریہ سماج قادیان کا سالانہ جلسہ

اس سے پیشتر قادیان کی آریہ سماج کے جلسہ پر مفصل ریمارک کرنیکے لئے الحکم کے کالمون مین بوجوہات گنجائش نہین نکالی گئی اور نہ اب ضرورت ہے۔ صرف مختصر طور پر لوکل واقعہ کیوجہ سے کچھہ ذکر کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ اور خصوصاً اسوجہ سے بھی کہ اس جلسہ کی **غرض** کا ایک راز خود سکرٹری آریہ سماج قادیان کی ایک تحریر کے ذریعہ سے ہوا ہے اور اس کا حکام ضلع کے نوٹس مین آجانا ضروری ہے اس لئے مین نہایت مختصر طور پر اسپر چند ریمارک کرون گا۔

آریہ سماج کا جلسہ جو صرف گذشتہ دو سال سے شروع ہوا ہے ہمیشہ سال کی پہلی سہ ماہی مین ہوا کرتا تہا۔ لیکن امسال اس جلسہ کو ڈسمبر کے ایام کرسمس مین رکھا گیا اسکی وجہ خواہ آریہ صاحبان زبانی کچھہ ہی بیان کرین لیکن وہ چٹھی جو لالہ اچھر چند ورما سکرٹری آریہ سماج قادیان کی امرتسر کے اخبار ستکاری مین طبع ہوئی ہے وہ صاف بتا رہی ہے کہ اس جلسہ کی غرض و غایت کیا تہی؟ اور یہہ جلسہ کب تجویز ہوا؟ اسکے لئے اس چٹھی کا چھاپ دینا ہی کافی ہے۔

اور وہ یہہ ہے

شریمان مانیہ ”ماسٹر آتمارام جی۔ نمستے

قادیان آریہ سماج کا سالانہ جلسہ اشتہار دوارہ ودت ہو گیا ہوگا کہ ۲۹ و ۳۰ و ۳۱ - دسمبر کو ہوگا چونکہ اس لئے جلسہ بہت **تہوڑے دن ہوئے نیت کیا گیا تہا کہ مرزا غلام احمد کا سالانہ جلسہ انہین دنون مین تہا۔** اور باقی کام کی معروفیت کے سبب خط و کتابت کا کام شروع نہ ہو سکا۔ اب دن بہت تہوڑے رہ گئے ہین اور سبہا سے بھی کوئی ابھی تک اچھا جواب نہین پہونچا۔ اس لئے بذریعہ پتر نویدن ہے کہ آپ ضرور ہی ۲۹- دسمبر کو قادیان پہونچ جاوین۔ انیت کرپا ہوگی۔ تاکید ہے۔ امید ہے بارہ رلکھنے کی ضرورت نہین پڑے گی۔ اگر آپ کا جواب نہ آیا تو ۲۶ دسمبر کو ہمارا آدمی امرتسر پہونچے گا۔ امید ہے کہ آپ ہمین آدمی کے خرچ اور حرج سے بچاوینگے۔ کیونکہ آدمی تہوڑے ہین اور کام بہت اور ساتہہ ہی پنڈت جگن ناتہہ جی نر [illegible] رتن کو بھی ضرور ساتہہ لیتے آوین مہربانی ہوگی۔

چونکہ ہم کو پنڈت جی کا پتہ نہین ہے اس لئے علیحدہ پتر نہین لکھہ سکا آپ اون کی سیوا مین ضرور نویدن کردین۔ امید ہے کہ آپ اکیلے ہی نہین آئینگے۔ اور بہت سے بھدر پرشون کو بھی ساتہہ لائینگے۔

آپکا اچھر چند ورما منتری آریہ سماج قادیان

اس تحریر مین جس فقرہ کو مینے جلی کردیا ہے وہ کافی روشنی ڈال رہا ہے اس امر پر کہ جلسہ کی اگر کوئی خاص غرض ہوسکتی ہے تو وہ صرف سلسلہ عالیہ احمدیہ کے متعلق ہے۔ اور وہ صاف ظاہر ہے کہا جاتا ہے کہ پلیگ کیوجہ سے جلسہ ڈسمبر مین مقرر کیا گیا مگر سکرٹری کی تحریر اس امر کی ایسی تردید کرتی ہے جسکا جواب نہین ہوسکتا۔

آریہ سماج قادیان کو مین خیر خواہی سے مشورہ دیتا ہون کہ اسکے لئے یہ طریق نہایت نامناسب اور ناموزون ہے وہ آئیندہ ایسی باتون کا پورا لحاظ رکہے۔

۲۹- ڈسمبر کی شام کو نگر کیرتن ہوا جس مین بھجنون کے علاوہ یوگندر پال سادہو کی مختصر تقریرین بھی ہورہی تہین اس حصہ مین جہان ہندوؤن کی عورتین کوٹھون پر اور مرد دوکانون پر اس جلوس کو دیکھہ رہے تہے سادہو جی استری سکہشا کے متعلق تقریرین کرتے آئے مگر چوک مین آکر جہان مسلمانون کی دوکانین ہین وہ رہ نہ سکے اور انبیاء علیہم السلام کی شان پر ایک خطرناک حملہ انہون نے کیا۔ اور کہا کہ وہ **لوگ جو پیغمبر بنے ہوئے ہین اور خدا کے چچا اور بہائی بنے ہوئے ہین۔ ہم کل انکو بھی دیکھہ لین گے اور ان کی حقیقت کہولدین گے۔**“

معقولی رنگ مین کلی تہذیب اور متانت کے ساتھہ کسی سے اختلاف رائے رکہنا یا اسکا اظہار کرنا برا نہین لیکن دل دکہانے والے الفاظ استعمال کرنا میری سمجھہ مین نہین آتا اسکے کیا معنی ہین سادہو یوگندر پال کے متعلق حالنے پر جو کچھہ کارروائی ہوئی۔ اور دینانگر کے مقام پر ضلع گورداسپور کے اعلےٰ حکام کو انکی تقریر روکنی کے لئے جو نوٹس لینا پڑا وہ چھپا ہوا امر نہین۔ پہر خصوصیت کے ساتھہ قادیان جیسے مقام پر آریہ سماج قادیان کا سادہو یوگندر پال کو بار بار لیکچر دینے کے لئے بلایا جاتا ہے اور گذشتہ سالانہ جلسون پر اس نے جو کچھہ کہا اور جسطرح سے مسلمانون کو دکہہ دیا ہے اس سے مین سمجھتا ہون ذمہ وار حکام ناواقف نہین۔

ٹہاکر پردین سنگہ جنکے اشتعال وہ بھجن کسی گذشتہ جلسہ پر بھی یہان گئے گئے تہے اور جنکو قادیان کے بعض ذمہ وار لوگون نے رخصت روکدیا تہا۔ اس جلسہ پر آئے ہوئے تہے۔ انہون نے بھی مسلمان بادشاہون اورنگزیب محمود غزنوی وغیرہ کے نام سے بعض فرضی مظالم کو پر جوش بھجنون مین بیان کیا اس سے کیا غرض ہوسکتی ہے۔ ظاہر ہے [illegible] نگر کیرتن ختم ہوا۔

جلسہ مین کس قسم کی تقریرین ہوئین اور کیا کارروائی ہوئی۔ وہ اگلی اشاعت مین سناؤن گا۔

ریمارک

تکذیب وید و تصدیق قرآن - اس نام کی ایک کتاب مولوی محمد حضور الحسنین صاحب بی جے رئیس ملیون نے لکھی ہے جو دوسری مرتبہ چھپی ہے ۔ جیسا اسکی کتاب کے نام سے دو حصہ ہین ایسا ہی اس کا مضمون دو حصون پر منقسم ہے حصہ اوّل این وید منترون کے حوالہ سے ویدون کا غیر الہامی ہونا ثابت کیا ہے دوسرے حصہ مین مضمون آریہ دہرم پال کے رسالہ کا جواب لکھا ہے اور آخر مین ویدک مت کے احکام کا خلاصہ پیش کیا ہے کتاب ۲۷۱ صفحہ پر خوشخط چھپی ہے اور حافظ محمد فضل اکرم صاحب وکیل بولی ضلع بدایون سے ملسکتی ہے۔

الاخلاق - جے پور سے ایک جیبی تقطیع کا ماہواری رسالہ نکلتا ہے اسکے مقاصد اتفاق - اتحاد - تہذیب اخلاق بتلائے گئے ہین اور انہین مقاصد پر اس مین مضامین ہوتے ہین قیمت سالانہ مع محصول ڈاک صرف ۱۰ آنہ ہے۔

کلیات طالب ملتانی - منشی خدابخش صاحب طالب ملتانی کی تصنیف ہے ۲۴۴ صفحہ کی کتاب ہے موٹی رسمی کاغذ پہ چھپی ہے اور ایک روپیہ لیت سے مصنف سے ملسکتی ہے۔

رسالہ سائنس و تعلیم - لاہور سے یہ ماہواری رسالہ انگریزی اردو مین شائع ہوتا ہے علمی مذاق پیدا کرنے کیلئے ایک مفید اور کارآمد پرچہ ہے جس مین بڑے بڑے قابل آدمی مضامین لکھتے تہے قیمت صرف ایک روپیہ سالانہ ہے ایسے رسالون کو مفید سمجھتا ہون۔

لسان الحق - شیخ عبد الحق صاحب بی۔ اے مصنف برہان الحق کی تصنیف لطیف ہے مسیح کی آمد ثانی پر لطیف اور مدلل بحث کی ہے چہوٹی تقطیع کے ۶۴ صفحون پر ہے ۔ رکو فرخت ہوتا ہے سید عبد الحی محرر قادیان سے منگوا سکتے ہین۔

مباحثہ - پادری احمد مسیح واعظ دہلی اور مولوی الہ دین صاحب واعظ رو نصاریٰ کے درمیان جو مباحثہ دہلی مین ہوا تہا وہ چھپکر شائع ہو گیا ہے - اس سالہ مین مولفین اناجیل مروجہ حال کی فرضی نبوت اور پیغمبری کا ابطال بڑی صفائی سے کیا ہے ایسے رسالہ اردو ہزار شائع ہونے ضروری ہین قیمت ۔ از قاسمی پریس دہلی سے منگواؤ۔

سفرنامہ دہلی

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

سلطان محمد غوری خود تو واپس چلا گیا مگر اپنے سپہ سالار قطب الدین کو دہلی چھوڑ گیا - اور یہی خاندان دہلی کا حکمران خاندان ٹھیرا - اور خاندان غلامان کے نام سے موسوم ہوا - اس خاندان کے دوران عہد میں دہلی کا ... ہوگا اور پہلے سے دہلی نے ترقی ... یہاں تک کہ قطب صاحب کی لاٹ یا ... کی یادگار اب تک موجود ہے - قطب مینار ایک عظیم الشان نمونہ اس زمانہ ... ہے میں اوپر ذکر کر آیا ہوں کہ جہاں قطب مینار واقع ہے وہاں دراصل ایک بہت بڑا بتخانہ تھا جس کے نشانات ابتک موجود ہیں قطب الدین ایبک ایک عالی شان مسجد تعمیر کرانا چاہتا تھا - چنانچہ آج بھی اس مسجد کے دروازے اور محراب قطب الدین کے اس ارادہ کو ظاہر کر رہے ہیں مگر بعض وجوہ اور اسباب ایسے ہی پیش آ گئے کہ وہ اس مینار کے سوا اسے مکمل نہ کر سکا - اگر یہ مسجد اس طرز اور نہج پر جو قطب الدین نے تجویز کیا تھا طیار ہو جاتی تو روئے زمین پر اپنی قسم کی یہہ ایک ہی عمارت ہوتی - اس مسجد کے دروازے پر کہود کر

اقم الصلٰوۃ لدلوک الشمس والا رکوع

ایسی عجیب شان سے لکھا ہوا ہے - کہ دیکھکر حیرت ہوتی ہے ایسا ہی سورۃ فاتحہ اور اسماء الٰہی بھی عجیب شان ظاہر کرتے ہیں غرض قطب الدین کا خاندان خاندان غلامان کے نام سے موسوم ہو کر دہلی کا حکمران ہوا - اور ۱۲۸۸ء تک یہ خاندان حکمران رہا - مگر جب حکمران خاندان کی حالت اندر ہی اندر اس رنگ سے رنگین ہو چکی جو بالطبع انقلاب چاہتی تھی تو جلال الدین خلجی نے اس خاندان کا چراغ گل کر دیا - اس خاندان میں علاؤ الدین ایک زبردست اور مشہور بادشاہ گذرا ہے - علاء الدین کے عہد میں دہلی پر دوبارہ حملہ ہوا جس میں حملہ آور فریق کو شکست ہوئی - لیکن اس نے دہلی کا محاصرہ کر لیا اور دو مہینے تک محاصرہ رہا - آخر خود ہی چھوڑ دیا مگر ۱۳۲۱ء میں اس خاندان کا بھی خاتمہ ہوا اور پھر تغلق نام خاندان حکمران ہوا - یہہ پٹھانوں کا خاندان تھا اسنے کسی دوسرے شہر کی بنیاد تو نرکھی اور ہندؤں کے آباد کردہ پرانے شہر کو اپنے مذاق پر بنا لیا - لیکن غیاث الدین تغلق نے مشرق کی طرف چار میل کے فاصلے پر ایک نیا دار السلطنت تغلق آباد نام آباد کیا - جو قطب صاحب کو جاتے ہوئے مشرقی جانب واقعہ ہے اور تغلق آباد کا محل اور قلعہ اب تک اسی مٹی ہوئی سلطنت کی مٹی ہوئی یادگار ہے - یہہ بڑی مضبوط اور عالیشان عمارت ہے جس میں اسی خاندان کے لوگ رہتے ہیں اور کہیتی باڑی کر کے اپنا پیٹ پالتے اور انقلاب روزگار کی جیتی جاگتی اور بولتی چالتی نشانیاں ہیں - تغلق آباد کی شان و شوکت ابھی تک اسکے کہنڈروں سے نمودار ہے - غیاث الدین کے بعد محمد تغلق حکمران ہوا جو ۱۳۵۱ء تک حکمران رہا اسکے عہد حکومت میں اس شہر کو خوب ترقی اور رونق نصیب ہوئی - اور شہر اس مقام تک پہونچ گیا جہاں سے پھر زوال شروع ہونا چاہیے تھا بقول ہر کمالے را زوالے - محمد تغلق فوت ہوا - اس کے ساتھ ہی تغلق آباد کی قسمت کا ستارہ ڈوب گیا - کیونکہ اس کے جانشین فیروز شاہ نے بقول شاعر

ہر کہ آمد عمارت نو ساخت

ایک نیا شہر اپنے نام پر فیروز آباد نام قطب مینار سے شمال کی جانب آباد کرنا شروع کر دیا - محمود کے زمانہ میں تیمور نے دہلی پر حملہ کیا محمود گجرات کو بہاگ گیا - شہر میں تیمور داخل ہو گیا اور ایک قتل عام ہوا - یہہ شہر مفتوح ہو کر برباد ہو گیا اور صاحبقران صاحب تشریف لے گئے - انکی واپسی پر نہ کوئی شہر تھا نہ کوئی حکمران کہنڈرات ہی کہنڈرات باقی تھے جو اس زوال کے اسباب اور تباہی کے وجوہ کو زبان حال سے بیان کر رہے تھے محمود تیمور کی واپسی کی خبر پاکر واپس آیا اور پھر شہر کو آباد کیا اور حیات مستعار کا باقی حصہ گذار کر اپنے ساتھہ ہی خاندان تغلق کا خاتمہ کر گیا - اب خاندان سادات کو حسن اتفاق سے حکومت ملی - مگر مشیت ایزدی میں یہی مقدر تھا کہ وہ نصف صدی بھی حکمران نہ رہیں یہ خاندان بھی مٹا دیا گیا اور ان کا جانشین لودہی خاندان ہوا - انہوں نے اپنا پایہ تخت دہلی کے بجائے آگرہ قرار دیا اسلئے اس خاندان کی دوران حکومت میں دہلی کس مپرسی کی حالت میں رہی ۱۵۲۶ء میں صاحبقران امیر تیمور کی نسل کا چہٹا با اقبال اولو العزم بابر پانی پت کے مقام پر ابراہیم لودہی سے لڑا اور کامیاب ہوا اور نہایت تزک و احتشام سے دہلی میں داخل ہوا اور افغانی خاندان کا خاتمہ کر کے آگرہ ہی کو دار السلطنت بنا لیا مگر بابر کے بیٹے ہمایون نے باپ کے بعد دہلی کو دار الخلافہ بنایا اور ایک عظیم الشان قلعہ کی بنیاد رکھی - ابھی پورا ہو چکا تھا کہ شیر شاہ لودہی نے ہمایون کو نکال دیا اور خود قابض ہو کر اسکی تکمیل کی - اسوقت دہلی ہمایون کے مقبرہ سے لیکر جنوبی دروازہ دہلی تک آباد تھی شیر شاہ کا قلعہ اب بھی موجود ہے اسپر ہمایون پھر واپس آکر قابض ہو گیا تھا اور اب پرانا قلعہ کہلاتا ہے ۱۵۵۵ء میں ہمایون نے دہلی کو دوبارہ فتح کیا مگر چند ماہ بعد اسکی وفات کا حادثہ ہوا - اور اسکا جلیل القدر بیٹا **جلال الدین محمد اکبر** تخت نشین ہوا - جلال الدین محمد اکبر اور اس کے فرزند نور الدین جہانگیر کو آگرہ اور لاہور سے زیادہ تعلق رہا اور اسوجہ سے دہلی پھر بے رونق ہو گئی مگر جہانگیر کے بعد شاہ جہان نے تخت نشین ہوتے ہی دہلی کی کایا پلٹ دی اور موجودہ دہلی اسی شاہ جہان کے آثار باقیہ کی یادگار ہے - شاہ جہان کو عمارتوں کا بہت بڑا شوق تہا نتیجہ یہ تہا چنانچہ دہلی میں **لال قلعہ** اور جامع مسجد وغیرہ اسکی عظیم الشان یادگاریں موجود ہیں - اورنگ زیب کے عہد حکومت تک خاندان مغلیہ کی حکومت خوب زوروں پر رہی اس کے مرتے ہی سلطنت میں زوال شروع ہو گیا عیاشی اور اوباشی نے سلطنت کی بنیادوں کو کہوکہلا کر دیا - سکہوں اور مرہٹوں کے فتنے پیدا ہو گئے اور اسلامی عہد حکومت کے مٹانے کی دہمکیاں دینے لگے یہانتک کہ فرمانرواؤں کی یہ حالت ہو گئی کہ وہ بجائے خود کوئی قوت و طاقت نرکہتے تہے امرا جسکو چاہتے بادشاہ بنا لیتے جسے چاہتے تخت سے اتار دیتے - اورنگ زیب کے پوتے جہاندار شاہ کے قتل کے بعد محمد شاہ تخت نشین ہوئے جو اپنی رنگین مزاجی کی وجہ سے محمد شاہ رنگیلے مشہور ہوئے - میں تاریخ لکھنے نہیں بیٹھا اسلئے ضرورت نہیں کہ تفصیلی حالات بتاؤں صرف ناظرین کو موٹے موٹے واقعات سے آگاہ کرنا ضروری ہے ۱۷۳۹ء میں ہندوستان کی حکومت کی ضعف و ناتوانی کی خبر پاکر نادر شاہ صاحب حملہ آور ہوئے - اور محمد شاہ رنگیلے - نادر شاہ کے حملے کی خبروں کے پرچے اور صوبہ داروں کی عرضداشتوں کو **حوض** میں غرق کر دیتے اور کہتے

این دفتر بے معنی غرق مے ناب اولیٰ

آخر اسوقت آنکھ کھلی جب نادر شاہ آ ہی پہونچے کرنال کے قریب مغل فوج نے سخت شکست کہائی - اور نادر شاہ بڑی آن بان سے شہر میں داخل ہوا لیکن دہلی کی قسمت میں ابھی کچھ اور بھی باقی تھا اسلئے عذاب الٰہی نے نادر شاہ کے قتل کی صورت اختیار کی اور دہلی کی گلیوں اور بازاروں میں خون کی ندیاں بہ گئیں - اور کشتوں کے پشتے لگ گئے - تاریخ میں جس سنہری مسجد کا ذکر ہے میں نے اسے دیکھا ہے جہاں نادر شاہ آ بیٹھا تھا غرض قتل عام ہوا - اور دہلی پر تباہی آئی - شہر لوٹا گیا - دو مہینے بعد نادر شاہ واپس ہوا اور شہر کو ہر طرح سے مفلس و ویران کر گیا خلاصہ یہ کہ ۱۷۰۷ء سے دہلی کی سلطنت میں ایسا زوال شروع ہوا - جسکی نظیر کم ملے گی اور ۱۷۷۱ء تک ایسی نوبت آ گئی کہ عالمگیر ثانی کا بیٹا شاہ عالم مرہٹوں کا پنشن خوار ہو کر گذارہ کرنے لگا - اور سلطنت گویا مرہٹوں میں منتقل ہو گئی ۱۷۸۸ء میں شاہ عالم نے پر پرزے سنبہالنے چاہے مگر نتیجہ خلاف امید ہوا اور مرہٹوں نے ایک مستقل فوج دہلی بہیجدی اور آخر ہوتے ہوتے ۱۸۰۳ء میں لارڈ لیک نے دہلی سے مرہٹوں کو اور شاہ عالم کو اپنی پناہ میں لیا - اسکے بعد دوسرے سال مہاراجہ ہلکر نے حملہ کر دیا - مگر کرنیل اکٹرلونی نے اسے سخت شکست دی - اور اسے بہگا دیا - اس لڑائی کے بعد دہلی کی تاریخ میں ایک نیا دور شروع ہوا یعنے وہ **مبارک زمانہ** شروع ہوا جسپر ہم ناز کرتے ہیں اور ہمارا امام و پیشوا جس عہد حکومت میں پیدا ہونے پر جائز فخر کرتا ہے یعنے سلطنت انگلشیہ کا دور -

ہرچند انگریزی سلطنت پورے طور پر دہلی پر حکمران نہ تہی - مگر اسمیں بھی کوئی کلام نہیں کہ دہلی کے حکمران **خاندان مغلیہ** کی حکومت کا بھی خاتمہ ہو چکا تہا - یہہ **سلطنت انگلشیہ** کی کامل فیاضی اور اولوالعزمی تہی کہ باوصفیکہ وہ دہلی کے فاتح تہے اور انہیں ہر طرح سے اختیار تہا کہ وہ دہلی پر پوری حکومت کر لیتے اور اپنے نام کا سکہ خطبہ جاری کرتے مگر انگریز حکام نے **بادشاہ دہلی** کی عزت و تعظیم میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا - اس میں تو شک نہیں کہ بادشاہ صرف وظیفہ خوار رہ گیا تہا - مگر اس کے دربار میں وہ شاہی اداب برتے جاتے تہے - اور اس کے معاملات میں کوئی دست اندازی نہ ہوتی تہی - ۵۳ سال تک یہی صورت رہی - اس عرصہ میں انگریزوں کے اختیار و اقتدار کا دائرہ وسیع ہوتا گیا اور سلطنت کا رنگ اس میں آتا گیا - بہادر شاہ آخری بادشاہ اس عہد حکومت سے ہر طرح خوش و خرم تہا - لیکن **دہلی کی قسمت** میں امن کہاں؟ ۱۸۵۷ء میں ہندوستان کے بعض شورہ پشت لوگوں نے بغاوت کی اور باغی فوج نے دہلی کا رخ کیا - اور پہر وہ خونی پردہ اٹھا اور دہلی اور اہل دہلی کی قسمت نے تاریخ کو دوہرایا اور ہمیشہ کیلئے دہلی کا شاہی خاندان مٹ گیا - اور نیا **دور** شروع ہوا یعنے مستقل طور پر

سلطنت انگلشیہ

کا پرچم دہلی کے قلعہ پر لہرایا - غدر فرو ہونے کے بعد ضرورت زمانہ کے لحاظ سے دہلی کی ترقی کا پہر سلسلہ شروع ہوا - یہان تک کہ ہم ۱۹۰۶ء کے اکتوبر میں دہلی کی حالت کو بچشم خود دیکھتے ہیں +

{باقی آیندہ}

وصیّتِ یعقوب

ووصّی بہا ابراھیم بنیہ ویعقوب یبنیّ ان اللّٰہ اصطفیٰ لکم الدین فلا تموتنّ الّا وانتم مسلمون

اللّٰھم احینی مسلمًا وامتنی مسلمًا والحقنی بالصّالحین واحشرنی فی زمرۃ المسلمین الّذین رضیت عنھم ورضوا عنک (آمین)
ربّنا تقبّل منّا انّک انت السّمیع العلیم ربّنا واجعلنا مسلمین لک ۔ ومن ذریّتنا امّۃً مسلمۃً لک وارنا مناسکنا وتب علینا انّک انت التوّاب الرّحیم۔
ربّنا وابعث فیھم رسولًا منھم یتلوا علیھم ایاتک ویعلّمھم الکتاب والحکمۃ ویزکّیھم انّک انت العزیز الحکیم۔(آمین)

چونکہ حضرت حجۃ اللّٰہ علی الارض جری اللّٰہ فی حلل الانبیاء حضرت مسیح موعود ومہدی مسعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے **الوصیّۃ** کے ذریعہ اتمام حجت کردی ہے اور آخری وصیّت شایع کردی ہے۔ اسلئے مین اسوقت بقائمی ہوش وحواس ضروری سمجھتا ہون کہ اسی اعلان الوصیّت کے ماتحت اپنی وصیّت شایع کردون کیونکہ حیات مستعار کا کوئی اعتبار نہین ۔ نہین معلوم پیام اجل کسوقت آجائے اور اس حالت مین کچھ کہنے یا لکھنے کی توفیق ملے یا نہ ملے + بناءً علیہ مین اپنے تمام ناظرین الحکم کو اپنی اس **وصیّت** پر گواہ ٹہیراتا ہون ۔ کہ مین بحمد للّٰہ اسوقت صدق نیت سے اس وصیّت کو لکھتا ہون۔

اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ وحدہٗ لا شریک لہ واشھد ان محمدًا عبدہٗ ورسولہ۔

اٰمنت باللّٰہ وملٰئکتہ وکتبہ ورسلہ والقدر خیرہ وشرہ من اللّٰہ تعالیٰ والبعث بعد الموت۔

مین بحمد اللّٰہ اسبات پر بھی ایمان رکھتا ہون کہ حضرت اقدس **جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی** خدا تعالےٰ کے برگزیدہ **رسول** اور نبی کریم صلے اللّٰہ علیہ وسلم کے جمالی ظہور کے مظہر اتم اور **مسیح موعود اور مہدی مسعود** ہین ۔ وہ خاتم الخلفاء ہین اور ان تمام تعریفون کے مستحق ہین جو میرے قلم سے **الحکم** میں آپ کے متعلق لکھی گئی ہین بلکہ مین یقینًا ظاہر کرتا ہون کہ وہ الفاظ آپ کے مقام اور رتبہ کے اظہار کے لئے محض ناکافی ہین ۔ اصل یہی ہے ۔ واللّٰہ **یعلم شانہ ورتبتہ العلیا**۔ مینے اس حق کی اشاعت مین نہ اپنے نفس کو دہوکا دیا ہے اور نہ کسی اور کو والحمد للّٰہ علےٰ ذالک۔

مین ایمان رکھتا ہون کہ **اسلام ایک زندہ مذہب** اور قرآن مجید **ایک زندہ کتاب** ۔ اور سید ولد آدم فخر اولین وآخرین حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللّٰہ علیہ وسلم خاتم الانبیا ہین اور فی الحقیقت **زندہ رسول** ہین ۔ آپ کے بعد کوئی نبی نیا یا پُرانا قطعًا نہین آسکتا ۔ ہان آپ کی ہی تربیت کے ماتحت اور ردائے مصطفائی کے نیچے آپ ہی کی مہر نبوت کے ساتھہ خادمان دین آتے رہین گے ۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبی ناصری یقینًا فوت ہوچکے ہین ۔ اور آنیوالا موعود وہی خاتم الخلفاء ہے جو **حضرت مرزا غلام احمد قادیانی** کے رنگ مین آیا ہے + اور اس طرح پر خدا اور اسکے رسولؐ کا وعدہ پورا ہوچکا ۔ وکان وعد اللّٰہ مفعولا۔

(۲) میری یہ وصیّت حضرت حجۃ اللّٰہ مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسلام یا اس شخص یا مجلس کی معرفت زیر عمل آئے گی جسکو آپ نے مقرر کیا ہو اس مین کسی شخص کو تغیر وتبدیل کرنے کا کوئی حق نہوگا ہان حضرت حجۃ اللّٰہ یا جسکو آپ اس کام کے لئے امین قرار دین وہ اس مین زیر ارشاد الٰہی **فمن خاف من موصٍ جنفًا او اثمًا فاصلح بینھم فلا اثم علیہ ان اللّٰہ غفور رّحیم** کوئی تبدیلی یا ترمیم کرے تو وہ مجاز ہوگا اور وہ ترمیم یا اصلاح جائز متصور ہوگی۔

۳ - میری کل جائداد (جو میری اپنی ہی پیدا کردہ ہے اس مین کسی شخص کی کوئی شراکت نہین خواہ وہ منقولہ ہو یا غیر منقولہ) اس مین سے اوّلًا وہ قرض ادا کیا جاوے جو میری تحریری دستاویزات یا رقعون سے ثابت ہو اور میری کتاب القرض سے اس کی تصدیق ہو۔

۴ - بعد دین (قرض) جو باقی رہے اس جائداد کا ⅓ حصہ حضرت اقدس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام یا آپ کے مقرر کردہ امین کے منشاء کے ماتحت سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تبلیغ یعنے اشاعت اسلام مین صرف کردیا جاوے۔

۵ - باقی ماندہ جائداد کو جائز ورثاء پر تقسیم کردیا جاوے بشرطیکہ وہ سلسلہ عالیہ احمدیہ مین داخل ہون ورنہ حضرت اقدسؑ یا آپ کے مقرر کردہ امین کو اختیار ہوگا کہ انہین محروم الارث ٹہراکر وہ حصہ بھی **اشاعت اسلام** مین صرف کرین۔

۶ - الحکم اور اسکا متعلقہ کارخانہ کو مین اشاعت سلسلہ کا ایک ذریعہ یقین کرتا ہون اور اسوقت تک وہ میری جائداد سے ایک الگ حصّہ ہے ۔ جس مین سے مین **پچاس روپیہ** ماہوار اپنے اور اپنے اہل کے گذارہ کے لئے لیتا ہون اور باقی اسکی آمدنی اسکی بہتری اور ترقی پر صرف کرتا ہون ۔ اسلئے کارخانہ مذکور کو میرے بعد اسی نہج پر قایم رکھا جاوے اور اخبار کو ضرورت وقت کے موافق جاری رکہین میری اولاد مین سے جو صالح اور امین ہو (خدا کرے سب ہون آمین) وہ اس کا مالک اور مہتمم ہو اور حالت وقت کے لحاظ سے وہ اس کی آمدنی مین سے ایک معیّن رقم اپنے اخراجات کے لئے لے ۔ اور ایسا ہی اس کے دوسرے بہائی جو صالح اور امین ہون وہ اس مین ملکر کام کرین اور اپنے کام کا معاوضہ لین ۔ اور علاوہ اس وصیّت کردہ حصّہ جائداد کے اس حصہ مین سے کم از کم عـــہ ماہوار سلسلہ عالیہ احمدیہ کے اغراض ومقاصد کی اشاعت کے دوسرے سلسلون مین مستقل طور پر دین + لیکن اگر خدا نخواستہ امنین سے کوئی اس کام کا اہل نہ ہو تو اس سلسلہ کو کلیۃً حضرت اقدسؑ یا آپ کی قایم کردہ مجلس اپنے اہتمام مین لیکر چلاوے۔

۷ - میرے بچّون کو علوم عربیہ اور دینیات کی اعلےٰ تعلیم دی جاوے اور انکو خدمت دین کے لئے طیار کیا جاوے اس تعلیم کے ضمن مین یورپ کی کوئی ایک زبان جو ضروری سمجہی جاوے انہین پڑہائی جاوے اسکے لئے جو مصارف تعلیم ہون وہ کارخانہ الحکم ادا کرے ۔ لیکن اگر کوئی بچہ اپنے قویٰ کی کمزوری یا اور اسباب کی وجہ سے جو جائز ہون اس قابل نہو ۔ مگر صالح ۔ امین اور سچّا احمدی ہو تو اسے اور کسی مناسب طریق پر خدمت دین مین لگایا جاوے۔

۸ - جو زیورات یا پارچات پوشیدنی میری بیوی کے قبضہ مین میری موت کے وقت ہون وہ اسکا ذاتی مال متصور ہوگا ۔ اسے میری جائداد مین نہ سمجہا جاوے۔

۹ - میری وفات کے وقت میری جسقدر اولاد ذکور یا اناث ناکتخدا باقی ہو انکے رشتہ اور ناطے غیر احمدیون مین قطعًا حرام سمجھے جاوین اور انکے **ولی** اس امر مین حضرت اقدسؑ یا آپکی مقرر کردہ مجلس ہوگی ۔ اسے **کلی اختیار ہوگا کہ** جس احمدی سے چاہے کرے + اور اگر کوئی میرا جائز وارث اسکے خلاف کرنا چاہے تو اسے محروم الارث کرکے اسکا حصّہ اشاعت اسلام مین صرف کردیا جاوے۔

۱۰ - میری میّت کو **الوصیّت** کے قواعد کے ماتحت جبتک میرے مرنے کے وقت عملدرآمد ہو رہا ہو ایک چوبی صندوق مین بندکرکے دفن کیاجاوے۔ **الراقم خاکسار یعقوب علی**

تراب احمدی ایڈیٹر الحکم قادیان ضلع گورداسپور

۲۰ جنوری ۱۹۰۶ء

سُنو اُسننے والو اِک سُننے کی بات

تعلیم الاسلام سکول کے بورڈنگ ہوس مین رہنے والے طلباء کے لئے کہانا کہانے کے واسطے ایک لمبا منبر بنوانے کی ضرورت ہے اور اسپر تقریبًا ساٹھہ روپیہ خرچ ہونگے اسکا انتظام آخیر جنوری ۱۹۰۶ء تک ہوجانا ضروری ہے یہ رقم کوئی بڑی رقم نہین دس بارہ آدمی ہی ملکر پوری کرسکتے ہین۔

مین لاہور ۔ امرتسر ۔ کپورتہلہ ۔ سیالکوٹ وغیرہ مقامات کے خاص احباب کے نام لکھکر تحریک کرتا اگر رقم کثیر کا سوال ہوتا ۔ بہت ہی خفیف سی رقم ہے ۔ اس لئے مندرجہ بالا مقامات کے وہ احباب جو قومی ضرورتون مین سابق بالخیر ہین اسے ۳۱ ۔ جنوری ۱۹۰۶ء تک پورا کردین یہہ رقم امین مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان کے نام بہیجدی جاوے + امید ہے دوبارہ یاددہانی کی حاجت نہ ہوگی ۔ اسکے علاوہ بعض غریب اور قابل امداد طلباء کو آنیوالے امتحان انٹرینس مین شامل ہونے کے واسطے فیس داخلہ اور بعض دوسری ضروریات کی حاجت ہے اسکے لئے **چالیس روپیہ** مطلوب ہین گویا کل ایکسو روپیہ آخیر جنوری تک دونون ضرورتون کے لئے بہیجدینا چاہئے۔

ایڈیٹر

کلمات طیبات حضرت امام الزمان سلمہ الرحمان

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

اسوقت بجائے یقیمون الصلوٰۃ کے انکی یہ حالت ہوجاتی ہے کہ وہ اس کش مکش اور وساوس کی زندگی سے نکل جاتے ہیں اور اللہ تعالےٰ اس کتاب کے ذریعہ انہیں وہ مقام عطا کرتا ہے جسکی نسبت فرمایا ہے کہ بعض آدمی ایسے کامل ہوجاتے ہیں کہ نماز ان کے لئے بمنزلہ غذا ہوجاتی ہے اور نماز میں انکو وہ لذت اور ذوق عطا کیا جاتا ہے جیسے سخت پیاس کے وقت ٹھنڈا پانی پینے سے حاصل ہوتی ہے کیونکہ وہ نہایت رغبت سے اسے پیتا ہے اور خوب سیر ہوکر حظ حاصل کرتا ہے یا سخت بھوک کی حالت ہو اور اسے نہایت ہی اعلیٰ درجہ کا خوش ذائقہ کہانا مل جاوے جسکو کہا کر وہ بہت ہی خوش ہوتا ہے۔ یہی حالت پھر نماز میں ہوجاتی ہے۔ وہ نماز اسکے لئے ایک قسم کا نشہ ہوجاتی ہے جسکے بغیر وہ سخت کرب و اضطراب محسوس کرتا ہے۔ لیکن نماز کے ادا کرنےسے اسکے دل میں ایک خاص سرور اور ٹھنڈک محسوس ہوتی ہے جسکو ہر شخص نہیں پا سکتا اور نہ الفاظ میں یہ لذت بیان ہوسکتی ہے اور انسان ترقی کرکے ایسی حالت میں پہونچ جاتا ہے کہ اللہ تعالےٰ سے اسے ذاتی محبت ہوجاتی ہے۔ اور اسکو نماز کے کھڑے کرنے کی ضرورت پیش نہیں آتی اسلئے کہ وہ نماز اسکی کھڑی ہی ہوتی ہے اور ہر وقت کھڑی ہی رہتی ہے اس میں ایک طبعی حالت پیدا ہوجاتی ہے اور ایسے انسان کی مرضی خدا تعالےٰ کی مرضی کے موافق ہوتی ہے۔ انسان پر ایسی حالت آتی ہے کہ اسکی محبت اللہ تعالےٰ سے محبت ذاتی کا رنگ رکھتی ہے اس میں کوئی تکلف اور بناوٹ نہیں ہوتی۔ جسطرح پر حیوانات اور دوسرے انسان اپنے ماکولات و مشروبات اور دوسری شہوات میں لذت اٹھاتے ہیں۔ اس سے بہت بڑھ چڑھ کر وہ مومن متقی نماز میں لذت پاتا ہے۔ اسلئے نماز کو خوب سنوار سنوار کر پڑھنا چاہئیے۔ نماز ساری ترقیوں کی جڑ اور زینہ ہے۔ اسی لئے کہا گیا ہے کہ

نماز مومن کا معراج ہے

اس دین میں ہزاروں لاکھوں اولیاء اللہ۔ راستباز۔ ابدال۔ قطب۔ گذرے ہیں۔ انہوں نے یہ مدارج اور مراتب کیونکر حاصل کئے؟ اسی نماز کے ذریعہ سے خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں قرۃ عینی فی الصلوٰۃ یعنے میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے اور فی الحقیقت جب انسان اس مقام اور درجہ پر پہونچتا ہے تو اس کے لئے اکمل اتم لذت نماز ہی ہوتی ہے۔ اور یہی معنے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کے ہیں۔ پس کشاکش نفس سے انسان نجات پاکر اعلےٰ مقام پر پہونچ جاتا ہے۔

غرض یاد رکھو کہ یقیمون الصلوٰۃ وہ ابتدائی درجہ اور مرحلہ ہے جہاں نماز بے ذوقی اور کشاکش سے ادا کرتا ہے لیکن اس کتاب کی ہدایت ایسے آدمی کے لئے یہہ ہے کہ اس مرحلہ سے نجات پاکر امن مقام پر جا پہونچتا ہے جہاں نماز اسکے لئے قرۃ العین ہوجاوے یہہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ اس مقام پر متقی سے مراد وہ شخص ہے جو نفس لوامہ کی حالت میں ہے۔

نفس کے تین درجہ

نفس کے تین درجہ ہیں۔ نفس امارہ۔ لوامہ۔ مطمئنہ۔ نفس امارہ وہ ہے جو فسق و فجور میں مبتلا ہے اور نافرمانی کا غلام ہے۔ ایسی حالت میں انسان نیکی کی طرف توجہ نہیں کرتا بلکہ اس کے اندر ایک سرکشی اور بغاوت پائی جاتی ہے لیکن جب اس سے کچھ ترقی کرتا اور نکلتا ہے تو وہ وہ حالت ہے جو نفس لوامہ کہلاتی ہے۔ اسلئے کہ وہ اگر بدی کرتا ہے تو اس سے شرمندہ بھی ہوتا ہے اور اپنے نفس کو ملامت بھی کرتا ہے اور اسطرح پر نیکی کی طرف بھی توجہ کرتا ہے۔ لیکن اس حالت میں وہ کامل طور پر اپنے نفس پر غالب نہیں آتا بلکہ اس کے اور نفس کے درمیان ایک جنگ جاری رہتی ہے جس میں کبھی وہ غالب آجاتا ہے اور کبھی نفس اسے مغلوب کرلیتا ہے یہ سلسلہ لڑائی کا بدستور جاری رہتا ہے یہانتک کہ اللہ تعالےٰ کا فضل اسکی دستگیری کرتا ہے اور آخر اسے کامیاب اور بامراد کرتا ہے اور وہ اپنے نفس پر فتح پالیتا ہے پھر تیسری حالت میں پہونچ جاتا ہے جسکا نام نفس مطمئنہ ہے۔ اسوقت اسکے نفس کے تمام گند دور ہوجاتے ہیں اور ہر قسم کے فساد مٹ جاتے ہیں۔ نفس مطمئنہ کی آخری حالت ایسی حالت ہوتی ہے جیسے دو سلطنتوں کے درمیان ایک جنگ ہوکر ایک فتح پالے۔ اور وہ تمام مفسدہ دور کرکے امن قائم کرے۔ اور پہلا سارا نقشہ ہی بدل جاتا ہے جیسا کہ قرآن شریف میں اس امر کی طرف اشارہ ہے۔

ان الملوک اذا دخلوا قریۃ افسدوھا وجعلوا اعزۃ اھلھا اذلۃ

یعنی جب بادشاہ کسی گاؤں میں داخل ہوتے ہیں تو پہلا تانا بانا سب تباہ کردیتے ہیں بڑے بڑے نمبر دار رئیس نواب ہی پہلے پکڑے جاتے ہیں اور بڑے بڑے نامور ذلیل کئے جاتے ہیں اور اس طرح پر ایک تغیر عظیم واقع ہوتا ہے یہی ملوک کا خاصہ ہے اور ایسا ہی ہمیشہ ہوتا چلا آیا ہے اسی طرح پر جب روحانی سلطنت بدلتی ہے تو پہلی سلطنت پر تباہی آتی ہے۔ شیطان کے غلاموں کو قابو کیا جاتا ہے۔ وہ جذبات اور شہوات جو انسان کی روحانی سلطنت میں مفسدہ پردازی کرتے ہیں انکو کچل دیا جاتا ہے اور ذلیل کیا جاتا ہے۔ اور روحانی طور پر ایک نیا سکہ بیٹھ جاتا ہے اور بالکل امن و امان کی حالت پیدا ہوجاتی ہے۔

یہی وہ حالت اور درجہ ہے جو نفس مطمئنہ کہلاتا ہے اسلئے کہ اسوقت کسی قسم کی کشمکش اور کوئی فساد پایا نہیں جاتا بلکہ نفس ایک کامل سکون اور اطمینان کی حالت میں ہوتا ہے۔ کیونکہ جنگ کا خاتمہ ہوکر نئی سلطنت قائم ہوجاتی ہے اور کوئی فساد اور مفسد باقی نہیں رہتا۔ بلکہ دل پر خدا کی فتح کامل ہوتی ہے۔ اور خدا تعالےٰ خود اسکے عرش دل پر نزول فرماتا ہے۔ اسی کو کمال درجہ کی حالت بیان فرمایا ہے۔ جیسا کہ فرمایا

ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربیٰ

یعنے بے شک اللہ تعالےٰ عدل کا حکم دیتا ہے اور پھر اس سے ترقی کرو تو احسان کا حکم دیتا ہے اور پھر اس سے بھی ترقی کرو تو ایتاء ذی القربیٰ کا حکم ہے۔

حالت عدل

عدل کی حالت یہ ہے جو متقی کی حالت نفس امارہ کی صورت میں ہوتی ہے۔ اس حالت کی اصلاح کے لئے عدل کا حکم ہے۔ اس میں نفس کی مخالفت کرنی پڑتی ہے۔ مثلاً کسی کا قرضہ ادا کرنا ہے لیکن نفس اس میں یہی خواہش کرتا ہے کہ کسی طرح سے اسکو دبا لوں۔ اور اتفاق سے اس کی میعاد بھی گذر جاوے اس صورت میں نفس اور بھی دلیر اور بے باک ہوگا کہ اب تو قانونی طور پر بھی کوئی مواخذہ نہیں ہوسکتا مگر یہ ٹھیک نہیں۔ عدل کا تقاضا یہی ہے کہ اسکا دین واجب ادا کیا جاوے اور کسی حیلے اور عذر سے اسکو دبایا نہ جاوے۔

مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ بعض لوگ ان امور کی پروا نہیں کرتے اور ہماری جماعت میں بھی ایسے لوگ ہیں جو بہت کم توجہ کرتے ہیں اپنے قرضوں کے ادا کرنے میں۔ یہہ عدل کے خلاف ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تو ایسے لوگوں کی نماز نہ پڑھتے تھے پس تم میں سے ہر ایک اس بات کو خوب یاد رکھے کہ قرضوں کے ادا کرنے میں سستی نہیں کرنی چاہئیے اور کسی قسم کی خیانت اور بے ایمانی سے دور بھاگنا چاہئیے۔ کیونکہ یہ امر الٰہی کے خلاف ہے جو اسنے اس آیت میں دیا ہے۔

حالت احسان

اسکے بعد احسان کا درجہ ہے جو شخص عدل کی رعایت کرتا ہے اور اسکی حد بندی کو نہیں توڑتا اللہ تعالیٰ اسے توفیق اور قوت دیدیتا ہے اور وہ نیکی میں اور ترقی کرتا ہے۔ یہانتک کہ عدل ہی نہیں کرتا بلکہ تہوڑی سی نیکی کے بدلے بہت بڑی نیکی کرتا ہے لیکن احسان کی حالت میں بھی ایک کمزوری ابھی باقی ہوتی ہے اور وہ یہہ ہے کہ کبھی قوت اس نیکی کو جتا بھی دیتا ہے مثلاً ایک شخص دس برس تک کسی کو روٹی کہلاتا ہے۔ اور وہ کبھی ایک بات اسکی نہیں مانتا تو اسے کہدیتا ہے کہ دس برس کا ہمارے ٹکڑوں کا غلام ہے۔ اور اسطرح پر اس نیکی کو بے اثر کردیتا ہے۔ دراصل احسان والے کے اندر بھی ایک قسم کی مخفی ریا ہوتی ہے لیکن تیسرا مرتبہ ہر قسم کی آلائش اور آلودگی سے پاک ہے اور وہ ایتاء ذی القربیٰ کا درجہ ہے

ایتاء ذی القربیٰ کی حالت

ایتاء ذی القربیٰ کا درجہ طبعی حالت کا درجہ ہے۔ یعنے جس مقام پر انسان سے نیکیوں کا صدور ایسے طور پر ہو جیسے طبعی تقاضا ہوتا ہے اسکی مثال ایسی ہے جیسی ماں اپنے بچے کو دودھ دیتی اور اسکی پرورش کرتی ہے۔ کبھی اسکو خیال بھی نہیں آتا کہ بڑا ہوکر کمائی کریگا اور اسکی خدمت کرے گا۔ یہانتک کہ اگر کوئی بادشاہ اسے یہ حکم دے کہ تو اگر اپنے بچے کو دودھ نہ دیگی اور اس سے وہ مر جاوے تو بھی تجھے مواخذہ نہ ہوگا۔ اس حکم پر بھی اسکو دودھ دینا وہ نہیں چھوڑ سکتی بلکہ ایسے بادشاہ کو دو چار گالیاں ہی سناویگی۔ اسلئے کہ وہ پرورش اسکا ایک طبعی تقاضا ہے وہ کسی امید یا خوف پر مبنی نہیں۔ اسی طرح پر جب انسان نیکی میں ترقی کرتے کرتے اس مقام پر پہونچتا ہے کہ وہ نیکیاں اس سے ایسے طور پر صادر ہوتی ہیں گویا ایک طبعی تقاضا ہے۔ تو یہی وہ حالت ہے جو مطمئنہ کہلاتی ہے۔

غرض

یقیمون الصلوٰۃ کے یہ معنے ہیں کہ جب تک نفس مطمئنہ نہو ایک کشاکش میں لگا رہتا ہے کبھی نفس غالب آجاتا ہے اور کبھی آپ غالب آجاتا ہے صبح کو اٹھتا ہے اور دیکھتا ہے کہ ٹھنڈا پانی ہے اسکو نہانے کی حاجت ہے پس اگر نفس کی بات مان لیتا ہے تو نماز کو کہو لیتا ہے اور اگر ہمت سے کام لیتا ہے تو اسپر فتح پالیتا ہے۔

تحدیث بالنعمۃ

شکر کی بات ہے کہ ایک مرتبہ خود مجھے ایسی حالت پیش آئی

سردی کا موسم تہا مجھے غسل کی حاجت ہوگئی۔ پانی گرم کرنے کے لئے کوئی سامان ہجگہ نہ تہا۔ ایک پادری کی لکھی ہوئی کتاب **میزان الحق** میرے پاس تہی۔ اُسوقت وہ کام آئی میںنے اوسکو جلا کر پانی گرم کرلیا۔ اور خدا کا شکر کیا۔ اسوقت میری سمجھہ میں آیا کہ بعض وقت **شیطان** بھی کام آجاتا ہے۔

پہر میں اصل مطلب کیطرف رجوع کرتا ہوں کہ **یقیمون الصلوٰۃ** کے یہی معنے ہیں اور اسپر ترقی یہی ہے کہ ایسی حالت سے نجات پاکر مطمئنہ کیحالت میں پہونچ جاوے۔

خوب یاد رکہو کہ نرا غیب پر ایمان لانے کا انجام خطرناک ہوتا رہا ہے افلاطون جب مرنے لگا تو کہنے لگا کہ میرے لئے بت پر ایک مرغا ہی ذبح کرو۔ جالینوس نے کہا میری قبر میں خچر کے پیشاب گاہ کے برابر ایک سوراخ رکھدینا تاکہ ہوا آتی رہے۔ اب غور کرو کہ کیا ایسے لوگ ہادی ہو سکتے ہیں جو ایسی مذبذب اور مضطرب حالت میں ہوتے ہیں۔ اصل بات یہی ہے کہ جب تک اندر روشنی پیدا نہو کیا فائدہ؟ لیکن یہ روشنی خدا تعالیٰ کے فضل ہی سے ملتی ہے۔ یہہ بالکل سچ ہے کہ سب طبائع یکسان نہیں ہوتی ہیں اور خدا تعالیٰ نے سب کو نبی پیدا نہیں کیا۔

اثر صحبت لیکن صحبت میں بڑا اشرف ہے اسکی تاثیر کچھہ نہ کچھہ فائدہ پہونچا ہی دیتی ہے۔ کسی کے پاس اگر خوشبو ہو تو پاس والے کو بھی پہونچ ہی جاتی ہے۔ اسیطرح صادقوں کی صحبت ایک روح **صدق** کی نفخ کردیتی ہے میں سچ کہتا ہوں کہ گہری صحبت نبی اور صاحب نبی کو ایک کردیتی ہے۔ یہی وجہ ہے جو قرآن شریف میں **کونوا مع الصادقین** فرمایا ہے۔ اور اسلام کی خوبیوں میں سے یہ ایک بے نظر خوبی ہے کہ ہر زمانہ میں ایسے **صادق** موجود رہتے ہیں لیکن آریہ سماجی یا عیسائی اس طریق سے کیا فائدہ اٹھا سکتے ہیں جبکہ ان کے ہاں یہ مسلم امر ہے کہ اب کوئی شخص **خدا رسیدہ** ایسا ہو نہیں سکتا جسپر خدا تعالیٰ کی تازہ بتازہ وحی نازل ہو اور وہ اسے توفیق پاکر ان لوگوں کو صاف کرے جو گناہ آلود زندگی بسر کرتے ہیں۔ میں افسوس سے ظاہر کرتا ہوں۔ کہ آریہ سماج کے اندر ایک نیش ہی وہ بیجا طور سے مسلمانوں پر نکتہ چینی کرتے ہیں۔ اور اعتراض کرنا ہی اپنے مذہب کی خوبی اور کمال پیش کرتے ہیں۔ لیکن جب ان سے پوچھا جاوے کہ اسلام کے مقابلہ میں روحانیت پیش کرو۔ تو کچھہ نہیں۔ نکتہ چینی کرنا کوئی خوبی کی بات نہیں ہوسکتی۔ وہ شخص بڑا بدنصیب اور نادان ہے جو بغیر اس کے کہ کسی منزل پر پہونچا ہو دوسروں پر نکتہ چینی کرنے لگے۔ ایک بچہ جو اقلیدس کے اصولوں سے ناواقف ہے اور ان نتائج سے بے خبر ہے جو اسکی اشکال سے پیدا ہوتے ہیں وہ ان ٹیڑھی لکیروں کو دیکھکر کب خوش ہو سکتا ہے۔ وہ تو اعتراض کرے گا لیکن عقلمندوں کے نزدیک اس اعتراض کی کیا وقعت اور حقیقت ہو سکتی ہے۔ ایسا ہی حال ان آریوں کا ہے۔ وہ اعتراض کرتے ہیں مگر خود حق اور **حقیقت** سے بے خبر اور محروم ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کی قدرتوں سے آگاہ نہیں اور اسکی طاقتوں کا انہیں علم نہیں ہے۔ اور نہ انہیں وہ حواس ملے ہیں جو وہ اس عالم میں بہشتی نظاروں کو دیکھہ سکیں اور اللہ تعالیٰ کی طاقتوں اور قدرتوں کے نمونے مشاہدہ کریں ایسے مذہب کی بنیاد بالکل ریت پر ہے وہ آج ہی نہیں اور کل ہی نہیں۔ یہ خوب یاد رکہو کہ اللہ تعالیٰ کسی نابینا مذہب کی تائید نہیں کرتا۔ اور کوئی نصرت اسے نہیں دیجاتی۔ اسلام کی سچائی کی یہی بڑی زبردست دلیل ہے کہ ہر زمانہ میں اللہ تعالیٰ اسکی نصرت فرماتا ہے۔ اور اس زمانہ میں بھی خدا تعالیٰ نے مجھے بھیجا ہے تا میں اسکی تازہ بتازہ **نصرتوں کا ثبوت دوں**۔ چنانچہ تم میں سے کوئی بھی ایسا نہیں ہوگا جس نے خدا تعالیٰ کے نشانات نہ دیکھے ہوں؟ (بے شک ایڈیٹر) اسکے بالمقابل ہمیں کوئی بتائے کہ وید کیا لایا؟ وہ تو بالکل ادہورا ہے دوسرے لوگوں کو تو خواب بھی آجاتی ہے مگر وید والوں کے نزدیک خواب بھی بے حقیقت چیز ہے اور وہ بھی نہیں آسکتی۔ جبکہ وہ دروازہ جو اللہ تعالیٰ کیطرف جانے کے لئے یقینی دروازہ ہی بند ہے تو اور وسایل خدارسی کے کیا ہو سکتے ہیں؟ میں سچ کہتا ہوں کہ جہانتک میںنے اس فرقہ کی حالات دیکھے ہیں۔ انمیں شوخیوں کے سوا کچھہ نہیں دیکھا؟ یا بعض ایسے لوگ اس میں داخل ہوتے ہیں کہ انہیں خبر ہی نہیں ہوتی کہ مذہب کی اصل غرض کیا ہے؟

غرض اسلام ایک ایسا پاک مذہب ہے جو ساری نیکیوں کا حقیقی سرچشمہ اور منبع ہے اسلئے کہ نیکیوں کی جڑھ ہے۔ اللہ تعالیٰ پر **کامل ایمان** اور وہ بدوں اس کے پیدا نہیں ہوتا کہ خدا تعالیٰ کی قدرتوں اور طاقتوں کے عجائبات اور نشانات تازہ بتازہ دیکھتا رہے۔ اور یہہ بجز اسلام کے کسی دوسرے کو حاصل نہیں اگر ہے تو کوئی پیش کرے؟

علاوہ بریں اسلام کی یہہ بھی ایک خوبی ہے کہ بعض فطرتی نیکیاں جو انسان کرتا ہے یہہ انپر ازدیاد کرتا اور انہیں کامل کرتا ہے اسلئے ہی **هدی للمتقین** فرمایا **هدی للظالمین** یا **للکافرین** نہیں کہا۔ عرصہ کی بات ہے ایک برہمو اگنی ہوتری نے کہا تہا کہ لا اله الا الله تو ہم بھی کہتے ہیں تم محمد رسول اللہ کیوں کہتے ہو؟ ہم نے کہا تہا کہ اسکا فائدہ یہ ہے کہ انسان دہریہ نہیں ہوتا۔ چنانچہ اب وہ کہلا دہریہ ہے۔ اگر محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر پورا ایمان ہوتا تو کیوں دہریہ بنتا

میں سچ کہتا ہوں کہ قرآن شریف ایسی کامل اور جامع کتاب ہے کہ کوئی کتاب اسکا مقابلہ نہیں کرسکتی۔ کیا وید میں کوئی ایسی شرتی ہے جو **هدی للمتقین** کا مقابلہ کرے؟ اگر زبانی اقرار کوئی چیز ہے یعنے اسکے ثمرات اور نتائج کی حاجت نہیں تو پہر تو ساری دنیا کسی نہ کسی رنگ میں خدا تعالیٰ کا اقرار کرتی ہے۔ اور بھگتی عبادت۔ صدقہ خیرات کو بھی اچھا سمجھتی ہے اور کسی نہ کسی صورت میں ان باتوں پر عمل بھی کرتی ہے پہر ویدوں نے آکر دنیا کو کیا بخشا؟ یا تو یہہ ثابت کرو کہ جو قومیں وید کو نہیں مانتی ہیں انمیں نیکیاں بالکل مفقود ہیں اور یا کوئی امتیازی **نشان** بتاؤ؟

قرآن شریف کو جہاں سے شروع کیا ہے ان ترقیوں کا وعدہ کرلیا ہے جو بالطبع روح تقاضا کرتی ہے۔ چنانچہ سورۃ فاتحہ میں **اهدنا الصراط المستقیم** کی تعلیم کی۔ اور فرمایا کہ تم یہ دعا کرو کہ اے اللہ ہم کو صراط مستقیم کی ہدایت فرما وہ صراط مستقیم جو ان لوگوں کی راہ ہے جنپر تیرے انعام واکرام ہوئے۔ اس دعا کے ساتھہ ہی سورۃ البقر کی پہلی ہی آیت میں یہہ بشارت دیدی **ذالک الکتاب لا ریب فیہ هدی للمتقین** گویا روحیں دعا کرتی ہیں اور ساتھہ ہی قبولیت اپنا اثر دکہاتی ہے۔ اور وہ وعدہ دعا کی قبولیت کا قرآن مجید کے نزول کی صورت میں پورا ہوتا ہے۔ ایک طرف **دعا** ہے اور دوسری طرف اسکا نتیجہ موجود ہے۔ یہہ خدا تعالیٰ کا فضل اور کرم ہے جو اسنے فرمایا مگر افسوس دنیا اس سے بے خبر اور غافل ہے اور اس سے دور رہ کر ہلاک ہو رہی ہے۔ میں پہر کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے جو ابتدائی قرآن مجید میں متقیوں کے صفات بیان فرمائے ہیں انکو معمولی صفات میں رکہا ہے۔ لیکن جب انسان قرآن مجید پر ایمان لاکر اسے اپنی ہدایت کے لئے دستور العمل بناتا ہے تو وہ ہدایت کے ان اعلےٰ مدارج اور مراتب کو پالیتا ہے جو **هدی للمتقین** میں مقصود رکھے ہیں قرآن شریف کی اس علت غائی کے تصور سے ایسی لذت اور سرور آتا ہے کہ الفاظ میں ہم اسکو بیان نہیں کرسکتے کیونکہ اس سے خدا تعالیٰ کے خاص فضل اور قرآن مجید کے کمال کا پتہ لگتا ہے۔

پہر متقی کی ایک اور علامت بیان فرمائی **ومما رزقناهم ینفقون** یعنے جو کچھہ ہم نے انکو دیا ہے اسمیں سے خرچ کرتے ہیں یہہ ابتدائی حالت ہوتی ہے اور اسمیں سب شریک ہیں کیونکہ عام طور پر یہہ فطرت انسانی کا ایک تقاضا ہے کہ اگر کوئی سائل اس کے پاس آجاوے تو کچھہ نہ کچھہ اسے ضرور دیدیتا ہے گہر میں دس روٹیاں موجود ہوں اور کسی سائل نے آکر صدا کی تو ایک روٹی اسکو بھی دیدے گا یہہ امر زیر ہدایت نہیں ہے بلکہ فطرت کا ایک طبعی خاصہ ہے۔ اور یہ بھی یاد رہے کہ یہاں **مما رزقناهم ینفقون** عام ہے اس سے کوئی خاص شے روپیہ پیسہ یا روٹی کپڑا مراد نہیں ہے بلکہ جو کچھہ اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا ہے اس میں سے کچھہ نہ کچھہ خرچ کرتے رہتے ہیں۔

انفاق کی دو صورتیں غرض یہ انفاق علم انفاق ہے اور اسکے لئے مسلمان یا غیر مسلمان کی بھی شرط نہیں۔ اور اس لئے یہ انفاق دو قسم کا ہوتا ہے ایک **فطرتی** دوسرا زیر اثر نبوت۔ فطرتی تو وہی ہے جیسا کہ میںنے ابھی بیان کیا ہے کہ تم میں سے کون ہے اگر کوئی قیدی یا بھوکا آدمی جو کئی روز سے بھوکا ہو یا ننگا ہو آکر سوال کرے اور تم اسے کچھہ نہ کچھہ دے نہ دو۔ کیونکہ یہ امر فطرت میں داخل ہے۔ اور یہ بھی میںنے بتا دیا ہے کہ **مما رزقناهم** روپیہ پیسہ سے مخصوص نہیں خواہ جسمانی ہو یا علمی سب اس میں داخل ہے جو علم سے دیتا ہے وہ بھی اسی کے ماتحت ہے۔ مال سے دیتا ہے وہ بھی داخل ہے طبیب ہے وہ بھی داخل ہے مگر بموجب منشاء **هدی للمتقین** ابھی تک اس مقام تک نہیں پہونچا جہاں قرآن شریف اسے لے جانا چاہتا ہے اور وہ وہ مقام ہے کہ انسان اپنی زندگی ہی خدا تعالیٰ کے لئے وقف کردے اور یہ **للہی وقف** کہلاتا ہے۔

للہی وقف اس حالت اور مقام پر جب ایک شخص پہونچتا ہے تو اسمیں مما رہتا ہی نہیں کیونکہ جب تک وہ مما کی حد کے اندر ہے اسوقت تک وہ ناقص ہے اور اس علت غائی تک نہیں پہونچا جو قرآن مجید کی ہے لیکن کامل اسوقت ہوتا ہے جبکہ حد نہ رہے اور اسکا وجود اسکا ہر فعل ہر حرکت و سکون محض اللہ تعالیٰ کے حکم اور اذن کے ماتحت بنی نوع کی بھلائی کے لئے وقف ہو۔ دوسرے لفظوں میں یہ کہو۔ کہ **مما رزقناهم ینفقون** کا کمال یہی ہے جو **هدی للمتقین** کے منشاء کے موافق ہے۔ (باقی آئندہ)

مدرسہ کے متعلق نئی تجاویز

اس سال کے اخیر مین مدرسہ کیحالت خاص طور پر زیر بحث آچکی تہی پہلا سوال یہ درپیش تہا کہ آیا جس صورت مین ہمارے سلسلہ کی اصل غرض اشاعت و تبلیغ الاسلام و اظہار دین ہے موجودہ مدرسہ کا قیام جس مین مروجہ تعلیم انٹرنس تک دیجاتی ہے کہانتک اس سلسلہ کے مقاصد کی تکمیل کا مؤید ہے - اور دوسرا سوال یہ تہا کہ آیا اسی مدرسہ کے ذریعہ سلسلہ کی اصل غرض بہی پوری ہوسکتی ہے یا نہین - یعنی یہ کہ یہان سے ایسے اشخاص نکلین جو اعلے درجہ کے علوم عربیہ و دینیہ سے واقفیت رکہتے ہون اور دوسری طرف یوروپ کی کوئی سی زبان مثلاً انگریزی یا فرانسیسی یا جرمنی وغیرہ جانتے ہون تاکہ ان کے ذریعہ سے تبلیغ اسلام نہ صرف ہندوستان مین رہے بلکہ ہندوستان سے باہر بہی ہوسکے ان دونون سوالون پر جماعت احمدیہ قادیان مین خوب بحث ہوچکی تہی مگر اخیر فیصلہ بموجب منشائے حضرت امام علیہ السلام ایام تعطیلات دسمبر تک ملتوی رکہا گیا تہا تاکہ اسوقت جب مختلف احباب مختلف احمدی جماعتون کے جمع ہوے تو ان مین بہی ان ہر دو سوالون کو پیش کرکے ان کی رائے لیجاوے اور ان سوالون کے ہر ایک پہلو پر غور کرنیکے بعد کوئی فیصلہ کیا جاوے - چنانچہ یہ امر تین دن برابر جلسہ مین پیش ہوتا رہا - اور بہت سے احباب نے اسپر بحث کرنے مین حصہ لیا - سوال اوّل کے متعلق یہ امر قرار پایا کہ اگرچہ مروجہ تعلیم اس سلسلہ کی خاص اور ممتاز اغراض مین سے ایک غرض نہ ہو مگر اس مین شک نہین کہ اس سلسلہ کے چہوٹے بچون کو ایسے طور پر تیار کرنا کہ وہ زمانہ کی طرح طرح کی زہریلی اثرون سے محفوظ اور اصول اسلام پر مضبوط اور قرآن شریف اور مسائل دینیہ سے واقف اور مخالفین کے اعتراضون کے جواب دینے کے قابل اور باطل اصولون کی تردید پر قادر ہون - اور پہر ساتہہ ہی اسکے عملی زندگی انکی ایک سچے مسلمان کی ہو - یہ اس سلسلہ کی ایک خاص غرض ہے کیونکہ یہ بچے جب یہان سے تعلیم پاکر نکلین گے - تو خواہ وہ واعظ نہ ہون اور زبان عربی مین کامل مہارت نہ رکہتے ہون لیکن اس مین شک نہین کہ وہ ایسے مسلمان ہونگے جو دوسرے مسلمانون کیلئے اور غیر مسلمانون کے لئے نمونہ ہونگے - احمدی جماعت کا اور خود ان کا وجود ہی دوسرون کیلئے وعظ ہوگا - علاوہ ازین جماعت احمدی کی یہ ایک بڑی اور عظیم الشان ضرورت ہے کہ جس صورت مین یہ سلسلہ دن بدن ترقی کر رہا ہے اور خدا تعالیٰ نے اسکو بڑی بڑی ترقیات دینے کا وعدہ ہے تو اس صورت مین اس سلسلہ کا اپنا ایک مدرسہ ہی ہونا چاہئے بلکہ کالج بہی ہونا چاہیئے کیونکہ جس صورت مین دین کے لئے ایک جماعت کی ہی ضرورت ہے اور کل کی کل جماعت ایک ہی کام مین نہین لگ سکتی - تو اس صورت مین اپنے مدرسہ کے نہ ہونیکی حالت مین جماعت مجبور ہوگی کہ اپنے بچون کو دوسرے مدرسون مین بہیجے جیسے مشن کے مدرسہ یا سرکاری مدرسہ جہان نہ وہ تعلیم دین کی حاصل کر سکتے ہین اور نہ ہی زہریلی ہواؤن کے اثر سے محفوظ رہ سکتے ہین اور یہ امر ایک انئی عظیم الشان جماعت مین سخت قابل افسوس ہوگا بلکہ اس جماعت کو تو ابہی اس کام کے لئے تیار رہنا چاہیئے کہ جیسے جیسے اسکی تعداد مین ترقی ہوتی جاوے جا بجا مدرسے تعلیم کے لئے قایم ہوتے چلے جاوین اور مرکزی مقام مین ایک کالج یا یونیورسٹی ہو - پس ساری جماعت مین ایک مدرسہ کا بہی نہ ہونا ایک ایسا امر ہوگا جو اس جماعت کیلئے سخت افسوس کا موجب ہوگا - لہذا باتفاق رائے جلسہ یہ امر قرار پایا کہ ضروری ہے کہ دارالامان مین ایک مدرسہ سرکاری تعلیم دینے کے لئے اور سرکاری قواعد کے موجب چلنے والا - تا مروجہ تعلیم دینے کے ساتہہ ساتہہ احمدی جماعت کے بچے یہان رہ کر سچے احمدی بنکر دکہاوین اور دنیا کے ساتہہ دین مین بہی ترقی کرین - چنانچہ اسکی عملی نظیرین اسوقت بہی موجود ہین کہ جو طالب علم یہان سے انٹرنس پاس کرکے نکلے ہین وہ اپنی عملی زندگی مین اور اپنے دینی ترقی مین کالجون مین ایک ایسا نیک نمونہ دکہا رہے ہین جو واعظ سے بڑہکر کام دے رہا ہے - مگر اس ضرورت کو تسلیم کرنیکے ساتہہ ہی منتظمین مدرسہ کے توجہ دلانے پر کہ باوجودیکہ پانچ سال کے عرصہ مین جماعت چند ہزار سے دو تین لاکہہ تک پہونچ گئی ہے - مگر تعداد طلبا مین ایسی ترقی نہین ہوئی جسکی وجہ کسیقدر جماعت کی بے توجہی ہے - ان امور کے پیش کرنے پر کل جماعت نے باتفاق اس ضرورت کو بہی تسلیم کیا کہ کل کی کل احمدی جماعت کا اور ہر فرد واحد کا جو اپنے آپ کو اس جماعت مین سمجہتا ہے یہ فرض ہے کہ وہ اپنے بچون کو کسی دوسرے مدرسہ مین تعلیم نہ دین بلکہ کل کے کل اسی جگہ تعلیم کے لئے بہیجین - کیونکہ جس صورت مین ضرورت قیام اس مدرسہ کی بہی ہے کہ احمدی جماعت کا اپنا مدرسہ ہو تو پہر اگر احمدی جماعت کل کی کل اپنے بچون کو اس جگہ بہیجنے کے لئے تیار نہین تو اصل غرض ہی مفقود ہوجاتی ہے چنانچہ جسقدر حاضرین اس جلسہ مین موجود تہے انہون نے سب نے اس ضرورت کو تسلیم کرکے یہ عہد کیا کہ وہ اپنے بچون کو اسی مدرسہ مین تعلیم کے لئے بہیجنے کا انتظام کرین گے اور اپنے دوسرے بہائیون کو بہی ترغیب دینگے - اور مجبور کرینگے کہ وہ اپنے بچون کو انٹرنس تک تعلیم کے لئے اسی جگہ بہیجین -

قبل اسکے جو مین دوسری تجاویز کو بیان کرون مین یہ ظاہر کرنا چاہتا ہون کہ ہر قسم کے بچون کے لئے جو یہان آئین گے - کیا انتظام سوچا گیا ہے - جو بچے بارہ سال کی عمر تک پہونچ گئے ہین وہ تو بورڈنگ ہوس مین زیر نگرانی دو سپرنٹنڈنٹون کے رہین گے جیسا کہ آج کل انتظام ہے - ہان لڑکون کی تعداد مین زیادتی کے ساتہہ سپرنٹنڈنٹ اور رکہے جاسکتے ہین چہوٹے بچے جو زیادہ خبرگیری اور زیادہ نگرانی کے محتاج ہین اونکے متعلق حسب حیثیت دو قسم کا انتظام کیا جاوے گا - اول وہ جن کے والدین اپنے بچون کی پوری اور عمدہ نگرانی کے لئے کافی روپیہ دے سکتے ہین - انکے متعلق یہ تجویز کیگئی ہے کہ مدرسہ مین پڑہائی کے علاوہ ایک پراکٹر یعنی الگ نگران انکا رکہا جاوے گا ہر پانچ یا چہہ بچون پر ایک ایسا پراکٹر موجود ہوگا جسکا یہ فرض ہوگا کہ وہ ہر وقت ان بچون کے ساتہہ رہے اور ہر طرح پر اسکی خبرگیری اعلےٰ تعلیم کے لحاظ سے - محبت کے لحاظ سے - کہانے کے لحاظ سے - ورزش وغیرہ کے لحاظ سے - وہ انکے لئے بطور ایک شفیق باپ کے ہوگا اور انکو باہر موزون اوقات مین سیر کے لئے بہی لیجائیگا اور پہر پڑہائی مین بہی انکو مدد دے گا - یہ صورت ایسی ہوگی جسپر والدین کو انشاءاللہ پورا اطمینان ہوگا اور ہم امید کرتے ہین کہ ایسے آدمی جو اسطرح بچون کو اپنے بچے سمجہکر انکی تعلیم اور تربیت کا پورا پورا خیال رکہین - اور عمدہ طور پر شروع سے ان کی تربیت کرین ہمین میسر آجائین گے - چونکہ ایسا آدمی صرف ایک معقول تنخواہ پر مل سکتا ہے اسلئے شروع مین کم از کم تین ایسے طالب علم ہونگے تو یہہ انتظام بہی الگ ہوگا - اور تین روپیہ فی بورڈر کے حساب سے معمولی اخراجات کے علاوہ فیس لیجاوے گی مگر اس کی نگرانی کا انتظام خاص کیا جاوے گا یعنی ہر دس یا بارہ لڑکون کے لئے ایک سپرنٹنڈنٹ ہوگا - جو انکی صحت اور تربیت کا خیال رکہیگا مگر ان کی تعلیم وہ معمولی مدرسہ کی تعلیم ہوگی - بڑی عمر کے بچون کے لئے ایک وسیع بورڈنگ ہوس موجود ہے جس کے قواعد پہلے شائع ہوچکے ہین - البتہ اسقدر اور بیان کردینے کے قابل ہے کہ بعض احباب نے یہ کہا تہا کہ غربا اور عموماً زمیندار اسقدر بوجہ نہین اٹہا سکتے - سو اسکا علاج یہ ہے کہ اوّل تو بورڈنگ ہوس مین دو یا تین قسم کا کہانا پکتا ہے اور ہر ایک بورڈر کے لئے یہ امر اختیاری ہے کہ وہ جسقدر خرچ دے سکتا ہے اوسی قسم کا کہانا کہاوے - علاوہ ازین ہم یہ انتظام بہی کرسکتے ہین جیسا کہ بعض احباب کی خواہش تہی کہ زمیندارون کے لئے بجائے نقدی کے بچون کا خرچ آٹے دال اور گہی کی صورت مین دینا آسان ہوتا ہے - سو جو احباب پسند کرین وہ یہ انتظام کرسکتے ہین کہ اپنے بچون کا خرچ مثلاً چہہ ماہ یا سال کا آٹے یا دانون اور گہی وغیرہ کی صورت مین یہان بہیج دیا کرین اس صورت مین ان کو خرچ خوراک کچہہ نہ دینا پڑے گا - صرف زائد اخراجات مثل بالن وغیرہ اخراجات باورچی خانہ اور دہوبی وغیرہ کے خرچ یا فیس باقی رہ جائیگی - یہہ تجویز عموماً زراعت پیشہ احباب کے لئے بہت مفید ہوسکتی ہے -

مین یہ بہی کہنا چاہتا ہون کہ یہ ابتدائی سال ہے اور یہی وقت بچون کے بہیجنے کا ہے - جن احباب کے بچے کسی مدرسہ مین تعلیم پاتے ہون یا اگر تعلیم نہ پاتے ہون اور وہ انہین تعلیم دینا چاہتے ہون تو انہین چاہیئے کہ فی الفور ماہ جنوری کے ختم ہونے سے پہلے انکو اس جگہ تعلیم کے لئے بہیجدین - ہمارے ملک مین ایک عجیب غلط خیال پہیلا ہوا ہے کہ بچون کی تعلیم کے لئے خرچ دینے مین والدین اکثر تنگدلی سے کام لیتے ہین اور ان کی شادیون وغیرہ کے وقت اسراف سے زیر بار ہوتے ہین سچ بات یہ ہے کہ وہ وقت انکی اپنی نمود کا ہوتا ہے ورنہ اگر صرف اولاد

کی بہتری منظور ہو تو بیاہ کا فکر کریں نکریں اوّل فکر مدہ تعلیم کا ہونا چاہیئے - یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ تعلیم کی غرض محض یہی نہیں کہ انٹرنس پاس کرکے نوکری کی تلاش میں لگ جائیں بلکہ ہر ایک انسان کے لئے کسیقدر تعلیم کا حاصل کرنا ضروری ہے - اور اسی لئے اس سال مدرسہ میں دوسری شاخ ایسی کھولی گئی ہے جس میں مروجہ تعلیم کو کم کرکے عربی اور دینیات کی تعلیم پر زور دیا جاوے گا اور اسکے ساتھ طب سکھائی جاوے گی یا کوئی اور پیشہ - مگر اس کے لئے ابھی کوئی انتظام نہیں اگر جماعت کو اسطرف توجہ ہوئی تو انشاءاللہ ایک دو سال میں سب انتظام خود بخود ہو جائیگا - جب ضرورت والے پیدا ہوتے ہیں تو سامان بھی اللہ تعالے انکے لئے پیدا کر دیتا ہے - اگر قوم اس امر پر اتفاق کر لے کہ کل کے کل بچے قوم کے اسی جگہ تعلیم پاویں خواہ وہ مروجہ سرکاری تعلیم حاصل کرنا چاہتے ہوں اور خواہ اردو کی تعلیم کے ساتھ عربی اور دینیات کی تعلیم حاصل کرنا چاہتے ہوں تو مدرسہ انشاءاللہ چندہی دنوں میں ایک حیرت انگیز ترقی دکھائیگا - ایام جلسہ میں تو اکثر احباب نے اسقدر زور اس تجویز پر دیا تھا کہ قوم کے کل بچے اسی جگہ تعلیم پاویں .... کہ جو لوگ اپنے بچوں کے لئے یہاں نہ بھیجنے کی کوئی مجبوری ہی ثابت کریں - انپر بھی لازم ہوگا کہ جسقدر فیس مدرسہ کی کسی دوسری جگہ وہ دیتے ہیں اُسیقدر فیس اس مدرسہ میں بھی ادا کریں - چنانچہ ہمارے ایک معزز دوست نے اسیوقت اسپر عمل بھی کر دیا اور اپنے بچوں کی فیس ماہوار اس سکول میں داخل کرنیکا وعدہ کیا - مگر میں سمجھتا ہوں کہ سوائے شاذ و نادر حالات کے کوئی امر اس راہ میں روک نہیں ہونا چاہیئے - کہ ہمارے احباب اپنے بچوں کو اسی جگہ تعلیم کے لئے بھیجیں -

یہ امر بھی قابل تذکرہ ہے کہ پچھلے سال کے اخراجات مدرسہ کے آٹھ ہزار روپیہ کے قریب ہیں مگر اس سال کئی قسم کے زائد اخراجات کو مدنظر رکھکر جو طلبا کے بڑھ جانے کیوجہ سے پیش آویں گے اور نیز دیگر وجوہات کے سبب پندرہ ہزار روپیہ کا بجٹ ہمارے معزز احباب نے جو اسجگہ جمع ہوئے تھے - تجویز کیا ہے - خرچ کے اسقدر بڑھ جانیکے کئی وجوہات ہیں اوّل یہہ کہ مدرسہ کے سٹاف کو ضرورت زمانہ کے مطابق کرنیکے لئے انگلش ٹرینڈ کرانا اور بعض ٹرینڈ مدرسین کو لینا ضروری سمجھا گیا ہے جو ایک بڑی وجہ بجٹ خرچ کے بڑھ جانیکی ہوئی ہے - پھر دوسری وجہ عمارت ہے کیونکہ جس صورت میں کل جماعت کے بچوں نے اسی جگہ تعلیم حاصل کرنی ہے تو ضرور ہے کہ اس مطابق بورڈنگ ہوس کو بھی وسیع کیا جاوے - اور مدرسہ کی عمارت میں بھی توسیع کی ضرورت پیش آئیگی - تیسری ضرورت نئی شاخ دینیات کا کھلنا ہے - اور بھی بعض وجوہات ہیں جنکی تفصیل کی اسجگہ ضرورت نہیں -

اب میں ساری جماعت کو متوجہ کرتا ہوں اور ہر ایک شہر کی جماعت میں اسکے اعلے ارکان اور کارکن ممبروں کی خدمت میں خاص طور پر عرض کرتا ہوں کہ جس صورت میں اس مدرسہ کا قیام محض اس لئے ضروری قرار دیا گیا ہے کہ جماعت کے بچے اس جگہ تعلیم حاصل کریں - اور اس مدرسہ کو جماعت احمدی کی اہم ضروریات میں سے ایک ضرورت قرار دیا گیا ہے تو اس ضرورت کو اب عملی طور پر تسلیم کرنا چاہیئے زبان سے صرف اتنی بات کہدینے سے کہ اس مدرسہ کا قیام جماعت کے لئے نہایت ضروری ہے کچھہ نہیں بنتا اب عمل کا وقت ہے - اگر آپ لوگ چاہتے ہیں کہ آپ کے بچے سچے مخلص احمدی اور عملی زندگی میں دنیا کے لئے نمونہ بنیں - توان کی عمروں کو ضائع نکریں اسوقت آپ کے اہم فرائض میں سے جو اولاد کے متعلق ہیں یہ ہے کہ آپ ان کی تعلیم اور تربیت کے اس پہلو کو اختیار کریں جس سے وہ آئندہ نسلوں کے لئے ہادی بنیں - اگر آپنے ان فرائض کو اسی حد تک محدود سمجھہ لیا ہے کہ آپ ان سے اسقدر محبت کریں کہ وہ آپ سے جدا نہ ہوں تو آپ نے سخت غلطی کھائی ہے - ایک قوم جو اسوقت ہمہ تن دنیا میں مصروف اور دنیا پر جھکی ہوئی ہے وہ بھی اپنی اولاد کی تعلیم اور تربیت کو اسقدر مقدم سمجھے ہوئی ہیں کہ ایک ماں کا اپنے چھوٹے سے پیارے بچہ کو تعلیم کی خاطر جدا کرنا کچھہ بھی اسکو دشوار معلوم نہیں ہوتا - میں پھر کہتا ہوں کہ اولاد سے ایسی محبت کرو جس سے انکی آیندہ زندگی سنورے اور ایسی محبت نہ کرو جو ہمیشہ کے لئے انکو تباہ کرنے والی ہو - یہ تو وہ وقت تھا کہ اگر یہاں دنیوی تعلیم کا کوئی انتظام نہ بھی ہوتا لوگ اپنے بچوں کو اسجگہ بھیجتے -

ان دنوں کو غنیمت سمجھو کہ خدا کا برگزیدہ مسیح ابھی تمہارے اندر ہے - وہ تمہارے بچے کیسے خوش قسمت ہوں گے - جو آیندہ یہہ کہہ سکینگے کہ ہمنے مسیح کے زیر سایہ رہ کر تعلیم پائی ہوئی ہے اور اس کی مجلسوں میں اکثر بیٹھے ہیں اور اسکی پُر حکمت گفتگوؤں کو سُنا اور اس کے کامل نمونہ کو دیکھا ہے - دوستو میں سچ کہتا ہوں کہ اللہ تعالے جانتا ہے صدق دل سے کہتا ہوں کہ یہ وقت پھر ہاتھہ نہیں آئیگا - پھر اس وقت قادیان میں وہ عجیب انسان موجود ہے جسکے درس قرآن کے سننے پر آیندہ نسلوں کو فخر ہوگا - پس خدا کی ان نعمتوں کی قدر کرو اور سستی اور کاہلی اور جھوٹی محبتوں سے اپنی اولاد کی عمر کو ضائع مت کرو - اگر تم نے اولاد کے بارے میں یہ فرض ادا کر دیا تو وہ اولاد تمہارے لئے ابدی خوشی کا موجب ہوگی - ورنہ تم نہیں جانتے کہ تمہارے پیچھے تمہاری اولاد کیسی نکلے اور کیا کام کرے اپنی طرف سے کوشش کرو - اور پوری سعی کرو کہ تمہاری اولاد نیک بنے نیک صحبت میں رہے پھر دل خدا کے ہاتھہ میں ہے - وہ جسطرح پر چاہے انکو چلاوے -

اخیر میں میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ یہ ابتدائے سال ہے اور یہی وقت ہے جو لڑکوں کو یہاں بھیجنا زیادہ مفید ہے تاکہ شروع سال سے ان کی تعلیم ہمارے کورس کے موافق ہو اور تاکہ انکی دینی تعلیم کی کمی پورا کرنیکے لئے کافی وقت ملے - نیز صاحب انسپکٹر کا معائنہ مدرسہ بھی ۱۴ - فروری کو ہے میرا دل چاہتا ہے کہ اسوقت تک احمدی جماعت کے تین چار سو لڑکے یہاں موجود ہوں - اس سے جماعت کی عمدہ حالت کا اثر ہر دل پر پڑتا ہے -

دوسرے سوال کا جواب میں ایک حد تک تو دے آیا ہوں یعنی واعظین اور مبلغین کی ایک جماعت پیدا کرنیکے لئے یہ مدرسہ کہانتک کام دیسکتا ہے - اس کے لئے یہ تجویز کی گئی ہے کہ پنجم پرائمری تک تو تعلیم مشترک ہے - اسکے بعد دو شاخیں مدرسہ کی ہوں ایک مروجہ تعلیم کی شاخ جسکے ساتھہ لڑکوں کی برداشت کے موافق عربی اور دینیات کی تعلیم لازم ہوگی اور دوسری دینیات کی شاخ اس دینیات کی شاخ کو ہم بہت ترقی دینا چاہتے ہیں - اور اس کے متعلق یہ تجویز ہے کہ یہاں سے ایسے لوگ پیدا ہوں جو علم دینیات کو پورے طور پر حاصل کریں اصول علم کلام سے پورے واقف ہوں اور عربی زبان میں اسقدر مہارت رکھتے ہوں کہ اس زبان میں لکچر دے سکیں - اور مضمون لکھہ سکیں پھر اس کے ساتھہ دو صورتیں ہوں جو لوگ صرف اس ملک کے لئے بطور واعظ تیار کئے جاویں انکو اسقدر عربی اور دینیات کی تعلیم کے ساتھہ طب سکھائی جاوے یا بعض اور پیشے اور سنسکرت وغیرہ زبانیں بھی سکھائی جاویں - اور جو لوگ بیرونی ممالک کے لئے تیار کئے جاتے ہوں - انکو کوئی ایک یورپ کی زبان جیسے انگریزی یا فرانسیسی یا جرمنی وغیرہ یا جو لوگ جاپان کے لئے تیار کئے جاتے ہوں - انکو جاپانی - علے ہٰذالقیاس -

لیکن ان سب تجویزوں کی تکمیل کے لئے بہت سا وقت اور روپیہ اور کارکن آدمی درکار ہیں جنکی ہم خدا کے فضل سے یہ امید رکھتے ہیں کہ آہستہ آہستہ ہمیں میسر آجاویں گے - اگر جماعت نے اسطرف پوری توجہ کی تو یہ امور چنداں مشکل نہیں [illegible] بالفعل کام کو ہم نے شروع کر دیا ہے - یعنے اول جماعت دینیات کی کھول دی ہے - اگر خدائے تعالیٰ قوم کے دلوں میں ڈالے اور وہ ہمہ تن اس مدرسہ کی اعانت میں مصروف ہو جائیں - کیا مالی امداد سے اور کیا بچوں کے بھیجنے سے - تو امید کی جاتی ہے کہ ان سب تجاویز کی تکمیل چند ہی سال میں ہو جاوے -

وما توفیقنا الا باللہ

میں امید کرتا ہوں کہ میری یہ تحریر ضائع نہ جاوے گی - اور نیز وہ احباب جو جلسہ پر پر وعدے کر گئے ہیں - اپنے وعدوں کو پورا فرماویں گے - اور دوسرے احباب کو پورے زور سے تحریک کریں گے - اگر کوئی صاحب ایسے ہوں جنکو کوئی خاص قسم کی روک بچوں کے یہاں بھیجنے میں ہو تو وہ بذریعہ خط و کتابت ایسے امور کو طے کر سکتے ہیں -

اس معاملہ میں کل خط و کتابت بنام ہیڈ ماسٹر صاحب مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان ہونی چاہیئے -

(والسلام)

محمد علی

۱۴ - جنوری ۱۹۰۶ء

مراسلت

بدھ مذہب ایک دیانندی کی نظر سے

الحکم نمبر ۴۴ جلد ۹ مین ہمارے ایک محترم بہائی اکبرشاہ خان صاحب نجیب آبادی نے واقعات کی بنا پر اسلامی نکتہ خیال سے بدھ کی تعلیم کو نیکی پر مبنی پاکر اسکی واجبی تعریف کی تہی۔ اسپر لاہور کے آریہ گزٹ نے (جو گوشت خور پارٹی کا آرگن ہے) ۲۸ ڈسمبر ۱۹۰۵ء کی اشاعت مین ایک نوٹ لکہا ہے جس مین اصل واقعات کو چہپانے کی بے سود سعی کی گئی ہے ہمین افسوس ہے ست کو گرہن کرنیکے لئے سردورادت رہنے والے مہاشہ کو اس چال چلنے کی کیا حاجت پیش آئی۔ اسلئے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ مختصراً انکی اس کارستانی کی حقیقت کو طشت ازبام کردیا جاوے۔

قولہ ۔مسلمانون کی تواریخ مین یہہ پہلا واقعہ ہے کہ کسی بزرگ ہندو کی نسبت تعظیم کے کلمے مستعمل ہوتے ہین۔

اقول ۔آریہ گزٹ کے واقف کار اور باخبر ایڈیٹر کی نسبت (جو کہا جاتا ہے کہ ایم۔ اے ہین) ہمین افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ انہون نے ایک ایسا دعوی کیا ہے جو اپنی کمزوری اور بیہودگی کا خودہی شاہد ہے۔ ہم خوب جانتے ہین کہ ایڈیٹر آریہ گزٹ الحکم کو باقاعدہ پڑہتے ہین پس اگر وہ اسلامی تصنیفات کا مطالعہ نہین کرسکتے تہے تو یہ کیسی حیرت انگیز بات ہے کہ الحکم ہی مین انہون نے اس سے پہلے متعدد مرتبہ مضامین پڑہے ہونگے۔ جن مین حضرت کرشن ۔جناب سری رام چندرجی مہاراج کی بڑی تعریف کی گئی تہی اور انہین واجب الاحترام بزرگ تسلیم کیا گیا ہے۔ الحکم نمبر ۳۷ جلد ۸ مطبوعہ ۳۱-اکتوبر ۱۹۰۴ء مین ایک تفصیلی مضمون مولوی عبدالعزیز لکھنوی کی کتاب بشارات احمدی کے حوالہ سے لکہا گیا ہے۔

کاش آپ ان مضامین کو مد نظر رکہتے تو آپ کو حق پوشی کا جواب دہ ہونا نہ پڑتا۔ آپ اپنے جوتہے اصول کو مدنظر رکہکر اپنے اس جملہ پر غور کرکے بتائین کہ کیا آپ نے مسلمانون پر اتہام لگایا ہے یا محض ناواقف تہے؟ اور اگر ناواقف تہے تو آپ کو یہ حق کیونکر پہنچا ہؤا۔ کہ بلا سوچے سمجہے نکتہ چینی کرین۔

آریہ گزٹ کے مطالعہ سے ہمین ایک اور امر بہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ **ہندو** لفظ جسپر پنڈت دیانندجی صاحب چڑتے ہین اور مسلمانون سے نفرت پہیلانے کی پالیسی کو اسی لفظ کی تہ مین انہون نے چہپایا تہا آریہ گزٹ کا ایڈیٹر بڑے شوق سے اس لفظ کو ہمیشہ استعمال کیا کرتا ہے اس کی تہ مین کیا راز ہے؟

اصل یہہ ہے کہ آریہ گزٹ کا ایڈیٹر ہندوؤن کو مسلمانون سے ہمیشہ بدظن کرنے کی پالیسی کو مدنظر رکہتا ہؤا یہہ نوٹ لکہتا ہے۔ اور اس نوٹ کے ذریعہ اصل مقصد اسکا یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہندوؤن پر ظاہر کرے کہ گویا مسلمان ہمیشہ ہندوؤن کے بزرگون کی ہتک کرتے آئے ہین کیونکہ اس کا یہ جملہ کہ

"مسلمانون کی تواریخ مین یہہ پہلا موقعہ ہے کہ کسی بزرگ ہندو کی نسبت تعظیم کے کلمے مستعمل ہوتے ہین"

حالانکہ یہ ایسا **سیاہ جہوٹ** ہے کہ اسکی نجاست سے دل ودماغ متعفن ہوجاتا ہے مگر ہمارا عالی دماغ ایڈیٹر آریہ گزٹ اس کی پروا نہین کرتا۔

اچہا صاحب! مسلمانون نے اگر تعظیم نہین کی۔ توشاید آریہ سماج کے بانی رشی **دیانند** نے (جو اپنی تہذیب نہین ویدک تہذیب کے خاص نمونہ ہین) ان ہندو بزرگون کی خوب تعریف کی ہے کیا آپ اس سے بہی واقف ہین یا نہین؟ تمہین ست ودیاؤن کی پینک کی قسم اور آریہ سماج کے جوتہے اصول کی قسم سچ بتانا؟ اور اگر آپ کو خبر نہین تو ہم آپ کو رشی کا واک خود سنا دیتے ہین۔ ذرا آریہ گزٹ مین چہاپ دو تاکہ بہولے بہالے ہندوؤن کو معلوم ہوجاوے کہ انکے بزرگون کی ہماچو ہی **کا شاگرد رشی دیانند کیسے کرتا ہے۔ ملاحظہ** فرمائیے۔

بہاگوت کے مصنف کی نسبت یون گوہر افشانی کرتے ہین دیکہو ستیارتہ پرکاش دوسرا اڈیشن صفحہ ۳۳۸

واہ رے واہ بہاگوت کے بنانیوالے لال بوجہکڑ کیا کہنا تجہکو ایسی ایسی متہیا باتین لکہنے مین ذرا بہی شرم وحیا نہ آئی۔ پنٹ اندہا ہی بنگیا۔ پھر ستیارتہ صفحہ ۳۴۳ مین درگا پاٹہہ کو جسے ہندو متبرک سمجہتے ہین اسطرح لتاڑا ہے دیکہئے کیا ہی اسبہو کتہا کا گپوڑہ بہنگ کی لہر مین اڑایا جسکا ٹہور نہ ٹہکانا۔

اب ہم خاص مہاتما بدھ کی نسبت رشی بچن سناتے ہین آپنے ایڈیشن مجری صفحہ ۱۳۰ پر لکہا ہے کہ "غازی پور شہر مین راجا کا لڑکا پیدا ہؤا جو آخر کار بدھ بنا اسنے ویدون کی مذمت شروع کرکے براہمنون کے ظلم سے دیگر کل ورنون کو نجات دلانے کا راستہ نکالا"

ناظرین اب سمجہ گئے ہونگے کہ بدھ ویدک دہرم کا دشمن اور وحدانیت کا حامی تہا جیساکہ ہمارے بہائی اکبرشاہ نے بیان کیا ہے۔ ایسی صورت مین جبکہ بدھ ویدون کی مذمت کرنے والا تہا اسے ہندوؤن یا دیانندیون کا بزرگ کہکر پکارنا آریہ گزٹ کی بے علمی کی دلیل ہے۔ چونکہ ہمارے بہائی اکبرشاہ نے بدھ کو ہندوؤن کا مصلح و ریفارمر ثابت کیا ہے اور خدا کیطرف سے اسکا مرسل ہونا بیان کیا ہے جس سے کہ آریہ گزٹ کو بہی جائے انکار نہین اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم آریہ گزٹ کے اپنے بیان سے ہی اسکا سچا مرسل ہونا ثابت کرین۔ تاکہ ناظرین کو معلوم ہوجائے کہ جس کتاب کی وہ بقول دیانند مذمت کرتا تہا۔ وہ سچی پاکیزگی اور وحدانیت وروحانیت سے گری ہوئی تہی جبہی تو وہ ایسے وقت مین بہیجا گیا۔ تاکہ ایسی بداخلاقی کے منبع کو درست کرے۔ اسی لئے اسکا بدھ شاستر مین یہ قول پایا جاتا ہے۔ کہ چونکہ ان کے (ویدون کے) وقت کی میعاد غلط ہے اور ان مین پرمیشور کے نشان نہین ہین اور وہ خلاف عقل ہین اسلئے وید پرمیشور بانی نہین ہوسکتے (بدھ شاستر ادہیائے ۲ سوترا) بدھ کی اس تعلیم اور لالہ دیانند کے اس عقیدہ کے خلاف آپ آریہ گزٹ بدھ کو ویدک دہرم کا پیرو ثابت کرکے اسکی تعلیم کو ویدون کے مطابق ثابت کرنا چاہتا ہے جو بالکل جنونی خیالات ہین۔ بہلا ویدون کی مذمت کرنے والا اور ان کو پرمیشور کے نشانات سے خالی ماننے والا کیسے ویدک دہرم کا پیرو کہا جاسکتا ہے مگر نہین دیانندی صاحبان کے نزدیک ایسے ایسے ہتھکنڈے کوئی نئی بات نہین چنانچہ آریہ گزٹ ۲۲-جون ۱۹۰۵ء کے صفحہ ۳ پر بدھ کو ویدون کا پیرو مانکر عجیب عجیب بے تکی ہانکین لگاتا ہے۔ چنانچہ وہ لکہتا ہے۔ کہ گوتم بدھ بہی ویدک خیالات کا مخالف نہ تہا۔ وہ اپنے آپکو آریہ اور اپنے طریق کو آریہ دہرم کہتا تہا جہانتک روایتون سے تعلق ہے اسنے کسی موقع پر بہی ویدک تعلیم کی تردید نہین کی (چہ خوب اگر بقول رشی دیانند وید کے مذمت کرنے والے سچے آریہ ہوتے ہین تو ہم آریہ گزٹ کو مبارکباد دیتے ہین کہ ہم سب سے پہلے اس خیال کے آریہ ہین۔ اور ویدون کی تعلیم سے نفور ہین۔ اگر آریہ دہرم کی یہی تعریف ہے تو سناتن دہرمی سچے ہین جو کہتے ہین کہ دیانندی بجائے ویدون کی حمایت کے ان کی تردید کرتے ہین۔ ممکن ہے کہ ان کی یہ بات درست ہو اور کئی دیانندیون کے دل مین سچے آریہ پن (مذمت وید) کا بیج موجود ہو) پھر وہ لکہتا ہے کہ ہم اپنے طور پر بدھ کو ویدک طریق سے منحرف نہین پاتے اس آریہ پورش کے غیر آریہ شاگرد پیروکار بعد کو برہمنون کی مخالفت سے تنگ آکر ظاہر ظہور ویدون کا کھنڈن کرنے لگے۔ (یہان تو آریہ گزٹ نے پنڈت دیانند کو بالکل دروغگو ہی ثابت کردیا) اس سے آگے آریہ گزٹ نے صاف الفاظ مین مان لیا ہے کہ بدھ صرف آریہ قوم کی اخلاقی اصلاح اور طرز معاشرت کے سدہار کے لئے آیا تہا۔ (جو ویدون کی بداخلاقی کی تعلیم کے باعث بہت بری حالت مین تہے)

چنانچہ وہ لکہتا ہے کہ بدھ مذہب ایک قسم کا ایسا فرقہ یا آرڈر کی حیثیت مین نکلا تہا۔ جسنے سوسائٹی کی اخلاقی اصلاح اور آریہ قوم کی طرز معاشرت کے سدہار کا بیڑا اٹہایا تہا اور اس نے اپنا کام اس حد تک ضرور کیا۔ جو لوگ بدھ سے پہلے زمانہ کی تواریخ سے واقف ہین وہ کہہ سکتے ہین کہ وہ زمانہ انسانی تہذیب کے ہر پہلو سے بالکل گرا ہؤا تہا۔ انسان کے سفلی جذبات نشو ونما پاکر اسقدر مضبوط بن گئے تہے۔ کہ ان کا مقابلہ کرنا مشکل کام تہا عیاشی تن پروری۔ بدکاری کا بازار گرم تہا۔ مذہب جس کا فرض تہا کہ اسکی مزاحمت کرتا ریاکاری۔ سے تبدیل ہوکر تائید کا دم بہرنے لگا۔ پوجاری ناعاقبت اندیش خودنفسی اور خودغرضی کے نشہ مین بدمست ہوکر شراب خواری اور عیاشی کی مکروہ زندگی کو تقدیس و اتقا کا جامہ پہنانے لگے۔ حق وباطل کی تمیز جاتی رہی۔ سچ جہوٹ کے درمیان کا امتیاز پردہ اٹہہ گیا۔ عالم جاہل ایک منع پر آ گئے اور اگر گوتم بدھ کے ایسے زوردار چمک کا سورج آریہ ورت کے کثیف آسمان پر آکر نہ چمکتا تو ہم نہین کہہ سکتے۔ اس تاریکی اور جہالت کا نتیجہ (جو ویدکی پیروی کے باعث پہیل رہی تہی تمثل) اورکسقدر روسیع مضراور دنیا مین بربادی پہیلانے والا ہوتا۔ انسان خودغرضی کے ہاتہون غلام بنے ہوئے تہے۔ شرم حیا کا ان

مین نام و نشان بہی نہین تہا (نیوگ کی تعلیم کا نتیجہ ۔ منظور) سب لوگ ظلم و بدعت سے پناہ مانگ رہے تہے ۔ مگر پناہ نہین ملتی تہی ایشور کے بندے اس ناپاکی (وید کی تعلیم کی ۔ منظور) و تعفن سے نجات چاہتے تہے مگر نجات کا ذریعہ پیدا نہین ہوا تہا حق پرستون نے دعا کا ہاتہہ اٹہایا ۔ (یہ حق پرست ضرور موحد ہونگے کیونکہ دیانندی عقیدے مین دعا باطل ہے ۔ اسلئے کہ گذشتہ کرمون کا پہل مانا جاتا ہے جس مین ایشور کا دخل نہین منظور) پرماتما نے ان کی دعا سنی (موحدون کی کیون نہ سنتا ۔ اس زمانہ کا حال بہی ایسا ہی ہوگیا ہوگا ۔ جیسا کہ اب ہے جسمین ویدک نیوگ و باپ بیٹی کی مجامعت کے استعارات کا زور شور سے پرچار ہو رہا ہے اور حد درجہ کی بداخلاقی کی تعلیم ۔ دی جا رہی ہے ۔ عورتون اور مردون کو کھلم کھلا بیحیائی کی تعلیم پر فریفتہ کیا جا رہا ہے کہ نکاح کی مانند اس حرامکاری سے بہی شرم و حیا نہ کی جاوے ایسے وقت مین خدا نے حق پرستون کی دعا سن لی اور ایک مرسل خدا کیطرف سے ایسی برائیون سے دنیا کو رہائی دینے کے لئے آگیا جو گوتم بدھ کی مانند زور شور سے دعوت دے رہا ہے کہ ویدون کی میعاد غلط ہے ۔ ان مین ایشور کے نشانات ہرگز نہین پائے جاتے اور وہ بالکل خلاف عقل ہین ہم دیکہنا چاہتے ہین کہ دیانندیون مین سے کتنے اس حق پرست کے پیرو بنتے ہین ۔ منظور) اسنے (یعنی گوتم بدھ نے) ثابت کر دکہایا کہ سلطنت عصا و شاہی ۔ خنجر بران و زبردستی مین نہین ہے بلکہ انسانی محبت حلم اور بردباری شیرین بیانی اور اخلاق سے انسان ۔ انسان کے دل کو تسخیر کر کے اسپر حکومت کرسکتا ہے (یہی تعلیم موجودہ زمانہ کے ہادی حضرت اقدس جناب مسیح موعودؑ کی ہے) گوتم بندہ کا نمونہ بلا کا نمونہ تہا ایک نور کا لمعہ تہا جسنے بجلی کے کوندے کی طرح چمک کر دنیا کو نور علے نور کر دیا (یہی موجودہ زمانہ کے مرسل کی نسبت دیکہہ لین)

مندرجہ بالا آریہ گزٹ کے اقتباس ظاہر کر رہے ہین کہ درحقیقت بدھ ہند کا مرسل تہا جس نے وید کی بداخلاقی کی تعلیم کے مقابلہ پر حسن اخلاق و محبت کی تعلیم پہیلائی پہر ایسے نیک انسان کو دیانند کی مانند برا بہلا کہنا نیک انسانون کا کام نہین ہو سکتا ۔

بدھ مذہب پر ہندؤن کا ظلم

اس عنوان کے تحت مین آریہ گزٹ نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ بدھ مذہب والے مسلمانون کی سختیون کے باعث جلاوطن ہوئے نہ کہ ہندؤن خصوصاً شنکر اچاریہ کے ظلم کے باعث ۔ مگر ہم اسپر اپنی طرف سے کچھ ایزادی نامناسب سمجھتے ہین صرف ہندؤن (آریون) اور بدھون کے باہمی تعلقات کو آریہ گزٹ کے مسلمہ رشی دیانند کے الفاظ مین بیان کر کے اس سے دریافت کرتے ہین کہ وہ اپنی تحریر کہ "انہون نے (ہندؤن نے) ایک معصوم فرقہ پر اسقدر ظلم کیا ہوگا" کو پنڈت دیانند کی تعلیم سے معصوم ثابت کر دکہائے ۔ چنانچہ پنڈت دیانند ستیارتہہ پرکاش صفحہ ۲۲۵ پر لکہا ہے ۔ کہ وہ ویدون کی بہی مذمت کرنے لگے اوس کے پڑہنے پڑہانے یگیوپویت وغیرہ اور برہمچریہ وغیرہ اصولون کو بہی تباہ کیا جہان جتنی کتابین وید وغیرہ کی پائین ان کو تلف کیا آریون پر بہت سا حکومت کا زور بہی چلایا تکلیف دی ۔ وید کے پیروؤن کی بے عزتی کرنے اور تلوار سے سزا بہی دینے لگے ۔

یہہ حال تو بدہون کے ظلمون کا تہا جو یہ معصوم فرقہ ہندؤن (آریون) پر کرتا اب دوسری طرف ملاحظہ کیجئے کہ ہندؤن نے زور پاکر بدہون کی کیسے خبر لی ۔ گو ہندؤن کی زیادتی کے واقعات دیانند نے بہت کچھ چہپانے کی کوشش کی ہے مگر اس کی تحریر سے منصف مزاج ٹہیک نتیجہ اخذ کرسکتا ہے وہ ستیارتہہ پرکاش صفحہ ۲۲۶ پر لکہتا ہے کہ بعد مباحثہ کے ان کے پنڈت اور سودہنو راجہ نے وید مت کو قبول کرلیا پھر بڑا شور و شر ہوا ۔ پہر اس سے آگے چلکر لکہتا ہے کہ اب جتنے بت جینیون کے نکلتے ہین وہ شنکر اچاریہ کے وقت مین ٹوٹے تہے ۔ اور جو بغیر ٹوٹے نکلتے ہین وہ جینیون نے زمین مین گاڑ دیئے تہے کہ توڑے نہ جائین ۔

اس عبارت سے ظاہر ہوتا ہے کہ درحقیقت جینیون پر سلطنت کی طرف سے دباؤ ان بتون کے توڑنے پر دیا جاتا تہا جبہی تو وہ چہپانے پر مجبور ہوگئے ۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ اسی دباؤ کیوجہ سے کئی جینی جلاوطنی پر مجبور ہوگئے ۔

پھر دیانند لکہتا ہے کہ

جینیون کے مندر شنکر اچاریہ اور سودہنو راجہ نے نہین توڑوائے تہے کیونکہ ان مین وید وغیرہ کی پاٹہ شالائین بنانے کا ارادہ تہا

اس حوالہ نے آریہ گزٹ کی بالکل پول ہی کہول دی ۔ کیونکہ اس سے ظاہر ہو رہا ہے کہ جینیون کے مندرون پر قبضہ کر لیا گیا تہا تاکہ ان کو پاٹہہ شالائین بنایا جاوے مگر وہ تڑوائے نہ گئے تہے ۔ اب اس سے زیادہ ظلم ایک قوم پر کیا ہوسکتا ہے کہ ان کے معبدون پر قبضہ کر لیا ۔ تاکہ ان کو بیدخل کر دیا جاوے انہی بواعث سے جینی جلاوطنی پر مجبور ہوگئے جو آریہ گزٹ کا بے خبر ایڈیٹر مسلمانون کے ذمہ لگا رہا ہے ۔

مندرجہ بالا حوالہ جات دیانندیون کی مسلمہ کتب سے ہین اب ہم ایک ہندو کی بنائی ہوئی تواریخ آئینہ تاریخ نما سے حوالہ دیکر ثابت کرنا چاہتے ہین کہ آریہ گزٹ کا یہ لکہنا کہ بدہون کی جلاوطنی کا باعث مسلمانون کا ظلم تہا بالکل خلاف واقعہ اور جہوٹ سے پر ہے ۔

(آئینہ تاریخ نما حصہ تیسرا صفحہ ۹۱) راجہ شیو پرشاد ستارہ ہند نے لکہا ہے کہ شنکر اچاریہ نے تمام ہندوستان کے راجاؤن کے دربارون مین بحث علمی کر کے غیر مذہب والونکو خوب درست کر لیا تمام راجہ لوگ سوامی جی کے دین مین داخل ہوگئے مثل مشہور ہے کہ **الناس علے دین ملوکھم** پس بدہ پرست جو رہ گئے تہے سب تمام ہندوستان سے نکالی گئے یا وید کے پیرو بنا لئے گئے ۔ بدھ کے بہار اور ستوپ اور مندر سب توڑے اور پہونکے گئے ۔

اب ایسے حوالون کے ہوتے ہوئے مسلمانون پر جلاوطنی کا الزام لگانا سراسر تحکم ہے ۔ مسٹر دہرم پال صاحب نے صاف طور پر مسلمانونکا نام نہین لکہا جس سے قیاس ہوسکتا ہے کہ انہی بزور شمشیر پہیلانے کا الزام ویدک مت پر قایم کیا ہے نہ کہ اسلام پر ۔ جیسا کہ مندرجہ بالا حوالون سے ظاہر ہے ۔ امید ہے سچائی کا شائق آریہ گزٹ اپنی گریبان مین منہ ڈالکر اپنے بزرگون کے اعمال سے ضرور شرمندہ ہوگا ۔ اگر اوس نے واقعات کی بنا پر لکہنے کا ارادہ ظاہر کیا تو ہم بہی اسپر مزید لکہنے کو طیار ہین ۔

مین مندرجہ بالا مضمون لکہہ چکا تہا کہ مجہے الحکم ۱۰ اگست ۱۹۰۵ء ۲۹ جلد ۹ صفحہ ۱۲ پر ایک نہایت عمدہ مضمون بدھ کے بارہ مین نظر پڑا جو اسی سمبندہ مین آریہ گزٹ کے ایک نوٹ جسے ہم آریہ گزٹ کے اصل نوٹ اور الحکم کے ریمارک کے ہدیہ ناظرین کرتے ہین کیونکہ اس سے بہت نیک دل آدمیون کو فائدہ پہنچنے کی امید ہے ۔ وہ مضمون یہ ہے ۔

وید ۔ بدھ وام مارگ اور نیوگ

لاہور کی کلچرڈ آریہ سماج کا آرگن آریہ گزٹ اپنے ایک ریمارک مین لکہتا ہے کہ "آریہ ورت کے زمانہ تنزل کے مشہور ریفارمرون مین سے مہاتما بدہ ایک مشہور ریفارمر ہوئے ہین جنہون نے وام مارگ کی مہان اندھیاری راتری (شب تار) مین جنم لیکر ایک غیر معمولی تپ کی تجلیات اپنے خیالات کے پرچار کا کام آرنبہہ کیا اور وام مارگ کی نہایت درجہ کی فحش اور غلط تعلیم کے اثر سے بہارتواسیون کو بچاکر ان کو نفس کشی اور پاکیزہ زندگی بسر کرنے کی ہدایت کی ۔ اور چونکہ اس سمے وام مارگ کی ناپاک تعلیم کو ویدون سے منسوب کیا جاتا تہا اسلئے مہاتما بدھ نے مصلحت وقت دیکہہ کر یہ مناسب سمجہا کہ جب تک ان لوگون کو ویدون سے علیحدہ نہین کیا جاویگا اس سمے تک میری اصلاح کا کام ہرگز مکمل نہین ہوسکتا ۔ اور نہ ہی یہ لوگ ویدون کو اپنا پستک مانتے ہوئے میری تعلیم پر عمل کرنیکے لئے آمادہ ہونگے ۔" (کاش انیسوین صدی کا لنگوٹ بند ریفارمر بہی اسی اصول کو مدنظر رکہتا ہوا لوگون کو ویدون سے علیحدہ ہونے کی تعلیم دیتا تو ماہ منتقیم پر آ گئی ہوتی اور اتنے جہگڑے برپا نہ ہوتے ۔ منظور)

الحکم کا اسپر ریمارک

آریہ گزٹ کوشش کرتا ہے کہ کسی طرح وید کے ماتہے سے اس کلنک کے ٹیکہ کو دور کرے جو وام مارگ کی ناپاک تعلیم کا لگا ہوا ہے مگر یہ کوشش بے سود اور محض بیہودہ ہے دراصل بودھ کو اس امر کی پڑتال اور تحقیقات کا خوب موقع حاصل تہا کہ وہ دریافت کرے کہ آیا یہ ناپاک اور فحش تعلیم ویدون سے نکلی ہے یا نہین ؟ اور اس نے تحقیق کر لیا تہا کہ یہ گندی تعلیم فی الحقیقت ویدون ہی کی تعلیم کا کرشمہ ہے ورنہ وہ کبہی یہ نہ کہتا "کہ جبتک ان لوگون کو ویدون سے علیحدہ نہین کیا جاویگا اس سمے تک میری اصلاح کا کام ہرگز مکمل نہین ہوسکتا" آریہ گزٹ وام مارگ کی تعلیم کو تو کہتا ہے کہ ویدون مین حالانکہ مہاتما بدھ اسی نتیجہ پر پہنچا ہوا تہا مگر ہم آریہ گزٹ سے پوچہتے ہین کہ کیا نیوگ کی تعلیم بہی ویدون مین ہے؟ اور اگر خدانخواستہ اس تعلیم پر عملدرآمد شروع ہوگیا تو وہ زمانہ وام مارگ کی ہنستا رہے سے بہی بڑہکر خطرناک تاریک ہوگا ۔ اسوقت معلوم ہوگا کہ کیا اس تاریکی سے نجات بجز ویدون کے چہوڑنے کے ممکن ہوسکتی ہے ؟ حقیقت مین نیوگ جیسے حیاسوز اور غیرت کش مسئلہ کے ہوتے ہوئے آریہ سماج اخلاقی تعلیم دینے سے بالکل قاصر ٹہرتا ہے اور جب لوگ ویدون کو پڑہنے لگینگے تو وہ خود بخود انہین نتائج پر پہنچینگے جن پر مہاتما بدھ پہونچا تہا اور یہ آریہ سماج

سودیشی تحریک اور مسلمان

میں عرصہ سے دیکھہ رہا ہون کہ تمام کانگریسی و آریہ اخبارات نیز وہ اخبارات جو ہندوؤں کے ہاتہہ مین ہین ہمیشہ یہی زور دیتے رہتے ہین کہ سودیشی تحریک مین اہل اسلام بہی شریک ہو جائیں۔ اس مضمون مین جو الفاظ مسلمانوں کے جوش دلانے اور شامل کرنیکے واسطے استعمال ہوئے ہین۔ وہ ایسے ہین کہ ہر مسلمان کو جو ذرا بہی فہم رکہتا ہے سخت صدمہ پہنچاتے ہین۔ ہر تحریر کے دیکہنے سے مسلمانوں کے کل زخم از سر نو تازہ ہو جاتے ہین۔ ۱۸۵۷ء کی کارتوس کاٹنے کی بغاوت کے بانی کون ہوئے اور وبال کس پر پڑا۔ اُسوقت اگر اہل ہنود یا اہل بنگال یہ کہدیتے کہ اس کی نیو ہم نے ڈالی تہی اور ان پر جوشون کو اپنا شریک کر لیا تہا۔ تو آج پہر خواہان امداد ہوتے۔ جس وقت اردو اور ناگری کا مسئلہ زیر بحث تہا آپ لوگ کس کونے مین تہے۔ جو آپ نے یہ نہ کہا کہ ہندوستان کی زبان اردو ہے۔ جسے غیر لوگ بہی مانتے ہین۔ اور جس سے کوئی غیر متعصب ہندوستانی انکار نہین کر سکتا دیسی تجارت اور ترقی صنعت و حرفت کیواسطے خود لارڈ کرزن نے توجہ دلائی تہی۔ تقسیم بنگال سے اور اس سے کیا سروکار تہا۔ جو تقسیم بنگال کی ناراضی پر یہ تحریک قائم کی گئی۔ ہر ایک بادشاہ کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ اپنے ملک کے جس قدر صوبے یا ضلعے چاہے قرار دے۔ اگر لارڈ کرزن نے ایسا کیا۔ تو مسلمانوں کے نزدیک کچہہ بیجا نہ کیا کچہہ انہون نے ہندوستان کی زمین کو اٹہا کر ولایت نہ بہیجدیا۔ جس پر یہہ غُل و فغاں کیجاتی ہے۔ جسوقت آگرہ و اودہ کا الحاق کر کے ممالک متحدہ نام قرار دیا گیا تہا۔ اُس وقت بنگالیون نے کیوں مزاحمت نہ کی۔ جواب اسقدر جامے سے باہر ہو رہے ہین۔ اور تمام ہندوستان کو اور اہل اسلام کو اپنا شریک کرنا چاہتے ہین۔ مسلمان تقسیم بنگال کی ناراضی پر سودیشی تحریک کے پابند ہونے کو بغاوت سے کم نہین خیال کرتے۔ اور نہ کوئی ذی فہم اس سے منکر ہو سکتا ہے مسلمانوں کے مذہب مین بادشاہ ظلِ خدا ہے اور حکام علی قدر مراتب واجب التعظیم۔ وہ بادشاہ کے جائز حکم سے انحراف کرنا پسند نہین کرتے۔ اگر ہمیشہ دشمن اسلام شور مچایا کرینگے۔ تو کوئی سمجہدار مسلمان اس مین شریک نہ ہوگا۔ سودیشی تحریک کی جو اس قدر حسن سوزی دکہائی جا رہی ہے یہ بہی قابل غور ہے جس وقت ہندوستان مین بہی مثل دیگر اقالیم کے کارخانے قائم ہو جائینگے۔ تو جتنا روپیہ کارخانوں مین صرف ہوگا۔ وہ وصول بہی نہ ہونے پائیگا کہ مال ہندوستان کے خرچ سے فاضل بچ رہے گا جیسا کہ اور ممالک کا حال ہے پہر خیال کرنا چاہئے کہ وہ مال اور روپیہ کہان جائیگا۔ جب ہم سوائے ہند کے دیگر ممالک کا مال خرید نکرینگے۔ تو ہمارا مال کون خریدے گا۔ مین خود تجارت کا حامی ہون لیکن نہ اس طرح۔

ہم خود اس بات کو قبول کرتے ہین کہ اکثر اہل اسلام مفلس قلاش ہو رہے ہین۔ لیکن اون کی ترقی کے واسطے صرف یہی ذریعہ نہین ہے کہ وہ سودیشی تحریک مین شامل ہو جائیں۔ بلکہ دیگر ذرائع بہی ہین۔ مسلمانوں کی یہ حالت جس قوم کی وجہ سے پہنچی ہے وہ پوشیدہ نہین۔ مسلمانون سے جس نے سود کہایا۔ مسلمانوں کی جائدادون پر جس نے نظر بد ڈالی مسلمانوں کے تنزل کے جو بانی ہوئے۔ مسلمانوں کی تجارت کو جس نے نقصان پہونچایا۔ مسلمانوں کی ترقی سے جس کو رشک پیدا ہوا۔ اُسے اہل اسلام کبہی فراموش نہین کر سکتے۔ خواہ اُن کو کوئی لاکہہ سبز باغ دکہلائے ہم اس تحریر کے اوسوقت قائل ہوتے کہ جب اس سے پیشتر کسی عمدہ اور مفید کام مین مسلمانون کو برابر حصہ دیا گیا ہوتا۔ یا اُن کو ہمارے ہمدرد بننے والے اخبارون نے اپنا شریک کیا ہوتا۔ مسلمان بیشک کثیر تعداد سے غیر ممالک مین تعلیم کی غرض سے جا کر صنعتی تعلیم حاصل کر سکتے ہین۔ لیکن اس سے قبل یا آج تک کتنے مسلمانون کو ہندوؤن نے دیگر ممالک مین تعلیم کی غرض سے بہیجا۔ جواب بہیجین گے۔ یہ بہی ایک سبز باغ ہے جو مسلمانون کو اپنا بنانے یا اپنی رائے مین شریک کرنے کے لئے دکہلایا جاتا ہے کہ دیگر ممالک مین تم ہی تعلیم کو جا سکتے ہو۔ مسلمانون کی قوم جسوقت تجارت کی جانب متوجہ ہوگی۔ اُس وقت وہ اس کام کو اچہی طرح پر کر سکتی ہے اور جسوقت وہ کارخانے قائم کرنا چاہین گے کر سکتے ہین۔ سودیشی تحریک مین شرکت کی اہل اسلام کو ضرورت نہین۔ ہندوستانیون کو انگلینڈ کا شکرگذار ہونا چاہئے۔ کہ جسقدر ترقی کے راستے ہین وہ سب انگریزون نے بتائے اور وہ ہر وقت ہندوستانیون کو تعلیم دینے کے لئے طیار ہین۔ اہل انگلینڈ سے انحراف کرنا ناشکری ہے۔ ہندوستان کو ہر وقت و ہر ساعت انگلینڈ کا مداح و حامی رہنا چاہئے اور اپنی ضروریات کو اُس سے پورا کرنا چاہئے اور ہر ایک تعلیم و پیشہ اُن ہی سے حاصل کرنا چاہئے۔ جس کے لئے وہ ہر ساعت و ہر لحظ تیار ہے۔ دنیا کی اقوام مین مسلمانون کے اگر دوست ہین تو عیسائی۔ عیسائیون اور مسلمانون کی طرز معاشرت مین سوائے ایک پردہ کے بہت کم فرق ہے۔ اور یہ فرق باہمی میل جول مین کسی وقت حارج نہین ہو سکتا۔

اس مضمون مین ایک اور لطف کی بات یہ ہے کہ بنگال مین جو ہندو اور مسلمانون کے باہمی تنازعات ہوئے ہین۔ اون کو دہقانیون کے فسادات سے تعبیر کر کے اُنپر کچہہ خیال نکرنے کی جانب توجہ دلائی ہے۔ مین افسوس کرتا ہون۔ کہ جسوقت وہ باہمی تنازعات ہوئے یا ہو رہے تہے۔ آپ کہان تہے آپ نے کیون نہ اون کا انسداد کیا جو آج آپ درگذر کرنے کو تحریر کرتے ہین۔ آپ کو اگر ملکی خیالات تہے۔ تو اُسیوقت درمیان مین آکر اون کا فیصلہ کرا دینا تہا تاکہ یا تو یہ نوبت ہی نہ پہونچتی۔ اور اگر پہونچتی بہی۔ تو مفت روپیہ مقدمہ بازی مین نہ ضایع ہوتا۔ بنگال تو بنگال ہے کل ہندوستان مین تو نہ روز یہی کارروائیان نظر آیا کرتی ہین۔ جس کے بانی یہی ہمدرد ہوتے ہین۔ جو آج مسلمانون کو اپنے ساتہہ شامل کرنا چاہتے ہین۔ یہی سودیشی تحریک ہے۔ جو مسلمانون کے زمانہ مین چلی تہی۔ اور جسکے آجتک اہل اسلام کے مقابلہ مین ہنود پابند ہین ہندو اور مسلمان ایک دوسری کی ضد اقوام تہین۔ جس کے باعث انہون نے یہ کر لیا تہا۔ لیکن عیسائی اور اہل اسلام ضد اقوام نہین۔ ان کا تفاوت بہت ہی کم ہے۔ یہہ کبہی اس قسم کی خام خیالی نہین کر سکتے کیونکہ ان کا کہانا پینا۔ شادی بیاہ ایک ہے۔ اور ان کے پیغمبر حضرت عیسےٰؑ تک ایک ہی چلے آئے ہین۔ برخلاف ازین ہندوؤن نے آجتک مسلمانون کو اپنے کسی جلسہ یا اپنی کسی سوسائٹی مین حصہ ندیا۔ گو مسلمان ہر وقت اس کے لئے آمادہ رہے۔ امید ہے کہ مسلمان کبہی ان پہیرون مین نہ آئین گے اور کسیوقت بادشاہ وقت کی مخالفت پر آمادہ نہ ہونگے۔ خواہ وہ مسلمان ہو یا عیسائی۔ یا ہندو۔

راقم

سیّد وصی حیدر سندیلوی

(از پیسہ)

عید اضحیٰ آ رہی ہے

عید الضحیٰ کی تقریب قریب ہے۔ احمدی جماعتین جہان جہان ہین مستعد ہو جائین تاکہ عید فنڈ جمع کرین اور قربانی کی کہالون کو بیچ کر کے انکی فروخت کا روپیہ مدرسہ تعلیم الاسلام کے مساکین فنڈ مین بہیجین جیسے پچہلے موقع پر بہی عرض کیا تہا اب پہر گذارش کرتا ہون کہ عید فنڈ ایک ایسا فنڈ ہے۔ اگر پوری مستعدی کے ساتہہ اسے وصول کیا جاوے اور بہت ہی قلیل بہی وصول ہو تو بہی عیدین کی تقریب پر کم از کم بیس ہزار ہو سکتا ہے۔ کیا ہمارے احباب کوشش نہ کرین گے کہ اس فنڈ کی وصولی کا مستحکم انتظام ہو جاوے۔ مین امید کرتا ہون کہ خدا تعالےٰ کے فضل سے تائید پاکر ہماری جماعت اس عید پر وہ چودہ ہزار روپیہ پورا کر دیگی جو اس سال کے اخراجات مدرسہ کے لئے تجویز ہوا ہے۔ اور اگر عید فنڈ مین اس قدر روپیہ جمع کر کے انہون نے بہیجا تو پہر مدرسہ کی منیجنگ کمیٹی مجبور ہوگی کہ وہ اپنی چند متعدد جماعتون پر اس رقم کو تقسیم کر کے بکدم وصول کر لے۔ مثلاً جماعت ضلع سیالکوٹ تین ہزار۔ جماعت ضلع لاہور دو ہزار۔ جماعت ضلع لودہانہ ایک ہزار۔ جماعت ضلع جہلم ایک ہزار۔ جماعت ضلع گجرات پانچسو جماعت ضلع جالندہر و ہوشیارپور پانچسو جماعت ضلع گوجرانوالہ پانچسو۔ جماعت ریاست پٹیالہ پانچسو۔ جماعت ضلع امرتسر ایک ہزار۔ جماعت ریاست کپورتہلہ پانچسو۔ جماعت طیرہ جات اڑہائی سو۔ جماعت ضلع ملتان اڑہائی سو۔ ضلع منٹگمری اڑہائی سو۔ ضلع لائل پور اڑہائی سو۔ ریاست حیدرآباد دکن دو ہزار میرٹہہ۔ مظفرنگر۔ دہلی وغیرہ پانچسو۔ متفرقات ایک ہزار ضلع گورداسپور پانچسو۔ اس فہرست مین حالات ضلع کے لحاظ سے کمی بیشی ہو سکتی ہے چونکہ مدرسہ کی ضرورتون کے لحاظ سے کل روپیہ کا یکدم موجود ہونا ضروری ہے اسلئے ایسی ہی تجویز کرنی پڑیگی اور شاخ دینیات کیلئے جسقدر روپیہ بکار ہوگا۔ وہ بہی اسیطرح تقسیم کر کے وصول کر لیا جاوے گا۔ آخر قومی کام قومی سرمایہ سے ہی چلین گے اور جب ایک خاص قوم ہی ان اخراجات کی کفیل ہے تو پہر جسطرح بہی چاہین اس سے وصول کیا جاوے ساتہہ ہی اس امر کا اظہار بہی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ مدرسہ کی عمارت کو پختہ بنانے کی تجویز بہی درپیش ہے کیونکہ موجودہ عمارت ناکافی ہونیکی وجہ سے توسیع کی محتاج ہے۔ اسلئے مناسب سمجہا گیا ہے کہ جہانتک جلد ممکن ہو مدرسہ کی عمارت کسی موزون جگہ پر پختہ بنالی جاوے جسکے واسطے ہزارہا ہی روپیہ کی ضرورت پڑے گی اور ہمین اپنے رب کریم پر بہروسہ ہے کہ وہ اس کام مین ہماری مدد کریگا کیونکہ وہ ایسا رب ہے جو عندہ خزائن السمٰوات والارض

الخطاب الملیح پر ریویو

کل شام مخدومنا مولانا حکیم احمد اللہ خان صاحب نے مجکو دو جزو کا ایک رسالہ مطالعہ کے لئے دیا جو مولوی اشرف علی صاحب تہانوی نے کرم خان نامی ایک شخص کی تحریک پر ترتیب دیا ہے اور نام اوس کا الخطاب الملیح فی تحقیق المہدی والمسیح رکہا ہے میننے بالاستیعاب اس رسالہ کو مطالعہ کیا اور محرک و مصنف کی حالت پر افسوس ہوا۔ یہ رسالہ اس قابل نہیں ہے کہ ہمارے بزرگان دین مین سے کوئی صاحب اپنے اوقات گرامی کو اس کے جواب لکہنے مین صرف فرمائین اور نہ اس رسالہ کا زہریلہ اثر کچھہ زیادہ قوی اور موثر معلوم ہوتا ہے تاہم چند ناواقفون اور سادہ لوحون کو دہوکہ مین ڈالدینے کی قابل ہے مجکو نہ تو اتنی لیاقت نہ اسقدر فرصت کہ اس کے ایک ایک لفظ کا جواب قول ۱ اور ۲ اقول کی سرخیون سے تحریر کرون۔ جی چاہا کہ جسطرح ایک کتاب کا مختصر محققانہ ریویو کسی منصف مزاج کی طرف سے لکہا جاسکتا ہے اسطرح مختصراً اس رسالہ کی نسبت اپنی رائے ظاہر کر کے مولانا حکیم صاحب قبلہ کیخدمت مین پیش کردون۔ وھو ھذا

اس رسالہ کی تصنیف کا محرک ایک شخص کرم خان ہے جو نہایت گستاخ شخص معلوم ہوتا ہے۔ مولوی اشرف علی صاحب بیچارے بہت ہی معمولی لیاقت کے نیم ملا معلوم ہوتے ہین اسلئے کہ نصوص قرآنیہ کی تاویل اور تاویل اور احادیث نبوی سے استدلال کرنی مین جسطرح عقل وعلم سے کام نہین لے سکے اسیطرح منطق اور فلسفہ سے بالکل معرا معلوم ہوتے ہین۔ لفظ ربوہ کے متعلق فرماتے ہین کہ اسکی تفسیر دمشق یا فلسطین غرض ملک شام کے سوا کشمیر سے کرنے کی کوئی دلیل نہین (دلیل خیر سے اپنے اثبات مدعا مین آپ نے بہی نہین لکہی) اس عبارت کو بڑہکر اور حضرت اقدس علیہ السلام کی توجیہات کو دیکہکر جو دوسری اپنی تصانیف مین حضرت ع نے تحریر فرمائی ہین۔ بیچارے مولوی اشرف علی صاحب کی سادہ لوحی پر رحم آتا ہے ایک جگہ مجبور ہوکر فرماتے ہین کہ "اگر ترتیب ذکری کی ساتہہ ترتیب وقوعی بہی مان لیجائے تب بہی منکر رفع کو مفید نہین کیونکہ ممکن ہے کہ قبل رفع تہوڑی دیر کے لئے آپ کو وفات دیگئی ہو اور پہر زندہ کر کے آسمان پر اٹہا لئے گئے ہون" صفحہ ۹ مین مولویصاحب فرماتے ہین "آسمان پر اس جسم خاکی کے ساتہہ بلاشک جا سکتے ہین اور اگر کوئی شخص محال کہے تو اوس سے پوچہنا چاہیے کہ یہ محال عقلی ہے یا شرعی ہے یا عادی ہے اگر محال عقلی یا شرعی ہے تو دلیل لانا چاہیے۔ کونسی دلیل عقلی نے اسکی نفی کی ہے کونسی دلیل شرعی اسکا انکار کررہی ہے۔ انشاء اللہ تعالےٰ قیامت تک کوئی دلیل اسپر قایم نہوسکیگی" مولوی اشرف علی صاحب کی یہ بہادری قابل توجہ ہے کہ قیامت تک کوئی دلیل قایم نہ ہوسکے گی۔ خیر سے خود ہیئت وطبعی وغیرہ سے قطعی نابلد ہین ورنہ ایک اسکول کا معمولی طالب علم جو علم طبعیات کی ابتدائی کتاب پڑہتا ہے وہ بہی اس کو محال عقلی ثابت کرسکتا ہے مگر ہمارے ناواقف مولانا فرماتے ہین کہ قیامت تک دلیل قایم نہوسکیگی۔ ایسے ہی ایسے شخصون کو دین کا پیشوا بنا کر ہمنے اسلام کو ضعیف کیا۔ مولوی اشرف علی صاحب نے اصلاح الرسوم حق السماع۔ اصلاح ترجمۂ نذیریہ۔ فتاوائے اشرفیہ وغیرہ بیسیون کتابین تصنیف کرڈالین۔ مگر کوئی یہ تو پوچہے کہ تکفیر بازی اور آپسمین ایک دوسرے پر غرّانے کے سوا مولویصاحب نے آریون عیسائیون وغیرہ کے مقابلہ مین کون کون سے کارنامے دکھلائے ہین۔ کفر کے فتوے دینا تو مولویون کو خوب آتا ہے۔ مگر علم وعقل سے کام لینا نہین جانتے۔ بھلا غیر مذاہب والے مولانا کے اس بیان کو دیکہکر کیا کہتے ہین اور اسلام کے علماء کی کیا وقعت اون کے دلون مین پیدا ہوتی ہوگی۔ مولوی صاحب پہلے چند طبعیات کے رسالے پڑہ لیتے اور علم الہوا اور علم الحرارت اور ہیئت کے ابتدائی اصولون اور سیارگان کے مجمل حالات سے اوّل واقفیت بہم پہونچا لیتے تو اون کو محال عقلی ہونے کی دلیل قیامت سے پہلے خودہی ملجاتی۔ صفحہ ۱۰ پر جو مولویصاحب نے جواب ع۸ لکہا ہے اوس سے وہ اپنے مطلب کو تو ثابت نہ کرسکے مگر ہان یہ امر بخوبی ثابت فرمادیا ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد ایسا نبی آنا ممکن ہے جو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا تابع ہو اور یہ ہمارے مفید مدعا ہے۔ مولویصاحب نے اسباب کے جواب مین کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام آسمان پر کیا کرتے ہونگے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ جنت سے میوے بھجوا دیتا ہے۔

صفحہ ۱۶ پر ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا کے متعلق مولوی صاحب نے فرمایا ہے کہ قیامت مین مُردون کو زندہ کرنا تو سب سے بڑہکر سنّت اللہ کی تبدیل ہے اور پہر تمام صفحہ مین اس کے متعلق جو کچھہ لکہا ہے نہایت ہی رکیک اور لچر ہے۔ حدیث لا مھدی الا عیسیٰ کے متعلق فرماتے ہین کہ یہ کمال تشابہ کے لئے ہے اور ثبوت مین یہ شعر جو شاید خسرو کا ہے لکہتے ہین ؎

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جان شدی
تاکس نگوید بعد ازین من دیگرم تو دیگری

مگر لطف یہ ہے کہ یہ شعر بالکل ہمارے مدعا کو ثابت کرتا ہے۔ حضرت الیاس ع کے نزول کے متعلق دریافت کیا جاتا ہے تو مولویصاحب فرماتے ہین کہ چونکہ ہمارا مدار استدلال نہین اسلئے کچھہ حاجت بیان نہین۔ سُبحانَ اللہ۔ کیا دین کے علماء ایسے ہی دیانتدار ہوتے ہین جو یہ چاہتے ہین کہ کسی طرح اپنے حریف کو ساکت کردین چاہے احقاق حق نہ ہوسکے۔ دارقطنی والی۔ کسوف وخسوف کی حدیث کا جب کوئی جواب مولویصاحب سے نہ بن پڑا تو فرمانے لگے کہ یہ کسوف وخسوف جو واقع ہوچکا قاعدۂ ہیئت کے موافق ہوا اور وہ کسوف وخسوف جسکی خبر دیگئی ہے قاعدۂ ہیئت کے خلاف ہوگا۔ مولوی صاحب محال عقلی کو تو کچھہ چیز ہی نہین سمجھتے چنانچہ یہان محال عقلی کا ذکر تک بھی نہین کیا۔ مگر مین کہتا ہون کہ پھر اس خلاف قاعدہ ہیئت کسوف وخسوف کے بعد ایمان بالغیب بھی رہے گا یا نہین؟ احادیث متعلق اعمال مین بمقابلہ احادیث متعلق عقائد کے احتمالات کو کیون زیادہ دخل نہین دے سکتے اس موٹی سی بات سے بہی مولویصاحب ناواقف ہین حالانکہ اس کو ایک جاہل آدمی بہی سمجہنا چاہے تو بخوبی سمجھ سکتا ہے۔ مولویصاحب فرماتے ہین کہ کوئی شخص اگر نبوۃ (مامور من اللہ ہونے) کا دعوے کرے اور وہ اس دعویٰ مین جہوٹا ہو تو اسوقت وہ ہلاک کیا جائیگا جبکہ خلق کے گمراہ ہونے کا احتمال ہو ورنہ نہین۔ مگر مولوی صاحب کو یہ خبر نہین کہ چار لاکہہ خدا کے نیک بندے۔ جنمین بڑے بڑے عالم فاضل فقیہ محدث۔ مفسر۔ متکلم۔ صوفی وغیرہ شامل ہین حضرت اقدس علیہ السلام کے دعاوی کو تسلیم کرچکے ہین اور آیندہ اس سلسلہ کو روز افزون ترقی ہے۔ مولویصاحب کے خیال مین ابھی تک لوگون کے گمراہ (بزعم مولویصاحب) ہونے کا اندیشہ ہی نہین۔ اگر مثال مین حضرت اقدس علیہ السلام کی مانند کوئی دوسرا مدعی بتا دیتے کہ اوس نے اسیقدر عرصہ تک کامیابی کے ساتہہ اپنے مشن کو ترقی دی ہو تو اچھا تھا۔ مگر ایکے مولوی صاحب کیا اگر ساری دنیا کے آدمی بہی ملکر کوئی ایسی مثال تلاش کرنا چاہینگے تو نہ ملے گی سب سے زیادہ توجہ کی قابل بات اس رسالہ مین یہ ہے کہ مولوی اشرف علی صاحب نے سوائے چند مجروح و موضوع احادیث کے اپنے مدعا کے اثبات مین صحیح بخاری یعنی اصح الکتاب بعد کتاب اللہ کی ایک حدیث بھی قسم کھانے کو بیان نہین فرمائی اور مولویصاحب کیا کسی دوسرے کو بہی صحیح بخاری سے ایسے لغو عقیدہ کے متعلق کوئی ثبوت دستیاب نہین ہوسکتا کیونکہ امام بخاری تو ہمارے امام علیہ السلام کی تصدیق کرنے والے اور آپ کو اپنے دعاوی مین صادق سمجھنے والے ہین۔

فالحمد للہ

راقم

اکبر شاہ خان احمدی نجیب آبادی ۲۶ دسمبر ۱۹۰۵ء

مراسلت

جناب مولوی صاحب! والسّلام علےٰ من اتبع الھدیٰ کا جواب میری جانب سے بہی والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ عرض ہے مجکو سفر سے واپس آئے ہوئے بہی کئی روز گذرگئے مگر ایک عرصہ کے بعد آج ابہی تہوڑی دیر ہوئی کہ آپ کی وہ تحریر جو آپ نے میرے ریویو پر لکہی ہے میری نظر سے گذری اور مین فوراً مودبانہ یہ عریضہ لکہہ رہاہون۔ جنابنے ارقام فرمایا ہے کہ **مجہکو ایسی تحریر دکہانا سخت ناانصافی اور ظلم ہے** مین حیران ہون کہ جناب کو کوئی محققانہ تحریر بغرض احقاق حق دکہانا ظلم کیون ہے (درانحالیکہ جناب مولوی اور دین کے عالم بہی مشہور ہین) تعجب ہے اور حیرت! پہر آپ مجہہ کو کوسنے دیتے ہین اور فرماتے ہین۔ **میرے دل کو تمنے بلاوجہ ستایا اللہ تعالےٰ تمکو اس کا بدلہ دیوے** اگر جناب کا دل اسقدر جلد دکہنے والا ہے کہ کسی کی حق بات کو بہی آپ نہین سن سکتے تو وہ گستاخانہ کتاب غریب خانہ پر خود تشریف لاکر مجہکو اوسکے بغور مطالعہ کا کیون ارشاد ہوا تہا میننے تو صرف جناب کے ارشاد کے موافق اوسکو بغور دیکہا اور بغور دیکہنے کے بعد اپنی محققانہ رائے نہایت ادب اور کمال تہذیب کے ساتہہ لکہکر جناب کی خدمت مین پیش کی تہی کہ جناب کو اطمینان حاصل ہوجائے کہ میننے اوسکو حسب الارشاد بالاستیعاب مطالعہ کیا ہے باقی وہ کتاب تو اسکی مستحق ہے کہ مین اوس کے محرک و مصنف کو اونہین سوقیانہ

وعاسیانہ الفاظ مین یاد کرتا جن الفاظ مین آپ نے میرے مقتدا و پیشوا کو یاد کیا ہے مگر چونکہ میرا ریویو اور آپکی یہ تحریر انشاء اللہ تعالیٰ شائع ہوکر آپ کی اور سب کی نظر سے گذرے گی اس لئے ناظرین خود اندازہ کر لینگے کہ بیتے کیا عرض کیا تہا اور آپ نے جواباً کیا فرمایا۔ آگے آپ فرماتے ہین مین اب آپ کے اوس پیر مغان کو کچہہ کہنے کا ضرور مستحق ہو گیا بیشک وہ عقلاً و نقلاً ہر طرح سے قابل تکفیر اور قابل لعنت ہے۔ مجہکو شرم آتی ہے کہ مین ایسے رندانہ اور اوباشانہ الفاظ کا کیا جواب دون۔ آپ کی شان کو لوگ اس سے بہت اعلےٰ وارفع سمجہتے کہ آپ کے مُنہ سے ایسی الفاظ نکلین مگر سچ ہے ؎

چون خدا خواہد کہ پردہ کس درد
میلش اندر طعنۂ پاکان برد

خدا کی قسم مین آپ کی نقل و عقل کے اُن دلائل کو سننے کا بڑا اشتاق ہون۔ مولانا! کوسنا اور گالیان دینا عالمون کے لئے کوئی فخر کی بات نہین بلکہ قابل شرم بات ہے۔ ذرا اپنے علم و فضل کے بہی تو کچہہ جوہر دکہائیے۔ کیا اچہا شعر ہے کہ ؎

مزا یہ طرفہ ہے مضمون تو دسنیا نہین
مقابلہ پہ چڑہاتے ہین آستینون کو

آگے آپ نے اس سے بہی زیادہ جوش مین آکر اوس خدا کے برگزیدہ کو کافر بے پیر اور نعوذ باللہ کیا کیا کچہہ کہہ ڈالا ہے۔ مجہکو ضرورت نہین کہ ایسے ہفوات کا جواب لکہون آپ کو معلوم ہے کہ جناب مرزا صاحبؑ میرے مرشد ہین اور مرشد کا رتبہ باپ سے بہی بڑہکر ہوتا ہے لہذا آپ اگر یہ گالیان میرے باپ کو دیتے تو شاید اتنا زیادہ ناگوار نہ ہوتا خیال تو کیجئے اگر کوئی آپ کے مرشد کو نہین بلکہ صرف آپ کے والد بزرگوار ہی کو کافر بے پیر وغیرہ الفاظ سے یاد کرے اور قابل لعنت کہے تو آپ کا دل کیا کہے بیتے تو نہ آپ کی ذات پر پہلے حملہ کیا تہا نہ اب جائز سمجہتا ہون ایک قول جو پیش نظر تہا اوس کے متعلق منصفانہ تنقید تہی۔ حیرت ہے کہ آپ اسقدر گالی اور کوسنے پر کیون اتر پڑے جاننے والے جان لینگے اور سمجہنے والے سمجہہ لینگے کہ آجکل ہمارے دین کے ہادیون یعنی مولویون کے اخلاق کس درجہ پر ہین اور وہ اپنے جذبات نفسانی پر قابو پاکر کہانتک ضبط و تحمل سے کام لے سکتے ہین پہر آپ تحریر فرماتے ہین کہ بیتے تو وہ رسالہ بنظر ہمدردی

دیا تہا نہ ایسے لغویات تحریر کرنیکے لئے وہ مولوی اشرف علی میرے چشم دید ہر علم مروجہ کا سند یافتہ آپ اپنی زبان سے بوجہ ناواقفیت نیم ملا تحریر فرماتے ہین بقول شخصے چہوٹا منہ بڑی بات اجی جناب مولویصاحب آپ نے واقعی وہ رسالہ بنظر ہمدردی دیا تہا یعنی یہ کہ مین اوسکو دیکہکر اپنے عقائد سے رجوع کر لون مگر جب اوس رسالہ کی تحریر اور طریق استدلال مین مجہکو چند خامیان نظر آئین اور بیتے وہ آپ کی خدمت مین نہایت مودبانہ طور سے پیش کین تو آپ کی ہمدردی کے تو یہ معنی تہے کہ آپ میرے شکوک رفع کرتے اور مجہکو میری غلطیون سے آگاہ کرتے نہ یہ کہ آپ مجہکو اور میرے امام کو گالیان اور کوسنے دینے لگے ذرا آپ ہی دل مین غور کیجئے کہ کیا یہ بات آپ کی ہمدردی اور آپ کی مولویانہ شان کے شایان تہی؟ - چونکہ وہ تقریباً مجہہ خاکسار کی لکہی ہوئی تہی اسلئے اوسکو لغویات کا خطاب دینا مجہکو گران نہین گذرتا مگر مین حیران ہون کہ آپ کی اس تحریر کو منصف مزاج لوگ دیکہکر کیا خطاب عطا کرینگے۔ رہے مولوی اشرف علی آپ اونکی تعریف و توصیف مین کیون اسقدر رطب اللسانی فرماتے ہین مین اون کی تصانیف کے ذریعہ سے آپ سے زیادہ اون سے واقف ہون اور آپ کا اون کی لیاقتون کو چشم دید بیان کرنا یا سند یافتہ ہونے سے اون کی شان بڑہانا کچہہ غیر ضروری سی بات ہے۔ سورہ جمعہ مین خدا تعالےٰ نے گمراہ عالمون یعنی حاملان اسفار کو جس نام سے یاد کیا ہے آپ جانتے ہین۔ بہت سی کتابین پڑہنا اور بہت سی زبانین جاننا اور بات ہے اور دین کی سمجہہ اچہی ہونا اور بات ہے سب سے آخری فقرہ آپ کا یہ ہے

"وہ یہہ جو کچہہ ہمنے لکہا فقط تمہاری گستاخانہ تحریر کا نتیجہ ہے"

بہت اچہا آپ نے خوب لکہا اور بیتے اس سے بہت سے سبق حاصل کر لئے۔ اب میری ایک خاص گذارش ہے اور وہ یہ کہ آپ میرے بزرگ ہین۔ آپ عالم ہین۔ آپ کو مجہ سے ہمدردی ہے اور ہونی چاہئے۔ لہذا اب آپ میرے شکوک و اعتراضات کو رفع فرما دیجئے مین آپ کو خدا کی عظمت و جلال کی قسم دیتا ہون کہ آپ ایک گرتے ہوئے کو (بزعم اپنے) سنبہال لیجئے اور ہرگز دریغ نہ فرمائیے ورنہ یہ آپ کا علم و فضل کام کسدن آئیگا۔ اگر مین بالمواجہ اپنے اعتراضات پیش کرون اور آپ سے جواب سنون تو یہ ڈر ہے کہ آپ کو جب

آپ کا طیش روزانہ ہر کہہ و مہ کے سامنے اور اکثر اہل محلہ و ہم نشینون کے روبرو مجہکو کیا میرے مقتدا و پیشوا کو گالیان دلاتا رہتا ہے تو میرے روبرو تو وہ طیش شاید اور بہی کسیقدر بڑہہ ہی جائیگا۔ مین چونکہ انسان ہون اور انسانی ہون اور انسانی کمزوریان مجہہ مین موجود ہین لہذا مین یہ عرض کرتا ہون کہ آپ اپنے اس تبرہ بازی کے شغل کو بجائے خود جاری رکہین مجہکو اس سے کچہہ غرض نہین (بلکہ آپکی اس قسم کی درشت گوئی کا نتیجہ بہت مفید پیدا ہوتا جاتا ہے) اب وفات مسیح یا رفع الی اللہ (رفع الی السماء نہین) یا جہاد (جس کی منسوخیت سے آپ کو سخت صدمہ ہے اور اکثر لوگون سے اسکے متعلق آپ نے فرمایا ہے) یا اور جس متنازعہ مسئلہ کے متعلق آپ مناسب سمجہین ہم دونو افہام تفہیم بذریعہ تحریر کر لین اور یہ تحریری مباحثہ جب تک خدا کو منظور ہو جاری رہے یہانتک کہ ہم مین کوئی ایک اپنی غلطی سے آگاہ ہو جائے۔ میری طرف سے یہ رعایت آپکی نذر ہے کہ آپ جواب دینے کے لئے اپنے مولوی اشرف علی اور دیگر مولویون سے بہی بذریعہ خطوط مدد لے لیا کیجیے اور اس لئے میری تحریر کا جواب زیادہ سے زیادہ دو ہفتہ تک آپ کے پاس سے میرے پاس آنا چاہیئے۔ اور آپ کی تحریر کا جواب مین زیادہ سے زیادہ دس روز بلکہ اس سے بہی کم یعنی ایک ہفتہ مین آپ کے پاس بہیجدیا کرون گا حالانکہ آپ آزاد اور مین بوجہ ملازمت پابند اور عدیم الفرصت ہون۔ طرفین کی تحریرون کو بلا تحریف و تبدیل بجنسہ کسی اخبار مین سلسلہ وار چہپوانے کے آپ بہی مجاز ہین اور مین بہی۔ مین اسبات کا وعدہ کرتا ہون کہ میری جانب سے کوئی ہٹ دہرمی یا ضد یا کج بحثی یا بدتہذیبی انشاء اللہ آپ نہ دیکہین گے۔ اور اسیطرح آپ کو بہی خیال ہونا چاہیئے۔ اس مباحثہ سے آپ کے علم و فضل اور اعلیٰ قابلیتون سے بہی بہت سے لوگون کو واقفیت ہو جائیگی اور آپ کو ثواب کی بہی امید ہو گی کیونکہ آپ اپنے ایک بہائی کو اپنا ہمخیال بنانے کی کوشش کرینگے۔ مین سوائے مذہبی معاملہ کے دنیوی تعلقات و مراسم کے اعتبار سے آپکو اپنا بزرگ سمجہتا ہون اور آئندہ بہی انشاء اللہ تعالےٰ آپ مجہکو نہایت مودب پائینگے۔ بشرطیکہ مذہبی معاملہ یا مذہبی تذکرہ مین بذریعہ تحریر آپ کو اپنی تحقیق ظاہر کرنے اور میرے

خیالات سے مطلع ہونے میں میرے نزدیک کوئی امر مانع نہین ہے اگر منظور ہو تو مجہکو مطلع فرمائیے کہ ابتدائی چند ضروری اصول مباحثہ مقرر کرکے خدمت مین حاضر کرون۔ فقط

الملتمس

اکبر شاہ خان احمدی نجیب آبادی

۱۱ جنوری ۱۹۰۶ء

یادگار کرزمی

یادگار کرزمی کے لئے احمدی کب تک پسند کرینگے کہ اس وظیفہ کو رٹا جاوے شاید انکے نزدیک یادگار کرزمی کا یہی بہترین ذریعہ ہوگا کہ کم و بیش ہر اخبار مین یادگار کرزمی کے لئے تحریک کرتے رہین یہ دن کام کرنے کے ہین۔

ع شاید کہ نتوان یافتن دیگر چنین ایام را

ایک ہی مطلب اور مقصد کے لئے بار بار کہلوانا شاید نامناسب امر ہوگا اس قوم کے لئے جو اپنے جان و مال خدا کے سپرد کر چکی ہو۔ مولانا مرحوم کی وفات پر تین مہینے سے زیادہ عرصہ گذر گیا اور ابہی تک یادگار کرزمی کا سوال جہان تہا وہین موجود ہے۔ آپ خوب یاد رکہین کہ زندہ جاوید شخص مر نہین سکتا۔ اسکی یادگار مٹائی نہین مٹ سکتی۔ وہ سلسلہ کی تاریخ مین اپنی زندگی کے وقت اور ایثار کا سنہری صفحہ چہوڑ کر گیا ہے۔ قوم کی خدمت مین وہ مر مٹا ہے کیا قوم کیلئے یہی سزاوار ہے کہ اسکی موت سے کوئی سبق نہ لے؟ آج بے شک چندون کی بہرمار اور بوجہ سے تم دبے جاتے ہو لیکن کیا یہ نہین معلوم نہین کہ اگر آج ایک پیسہ خرچ کروگے تو وہ لیکے گئی لاکہہ سے بہی گران قیمت ہوگا۔ اسلئے کہ خدا کا موعود اور مرسل تم مین موجود ہے۔ یہہ یقینی امر ہے کہ قومون کا رجوع اسکی طرف ہوگا۔ اور زمین اپنے خزانے اگل دیگی۔ اور خدا کا سلسلہ ہماری مالی نصرتون سے بے نیاز ہو جائے گا۔ اسوقت نہین موقع ہی نہ ملیگا کہ خرچ کر سکو۔ ہین زمانہ کے اوراق الفاظ سے تم مین کوئی تحریک پیدا کرنی حاجت نہین سمجہتا تم اسے خود مخدوم الملتہ سمجہتے تہے۔ خدا تعالےٰ نے اسے مسلمانون کا لیڈر رکہا۔ قوم کا نشان ہے کہ وہ اپنے محسن و مخدوم کی یاد تازہ رکہنے کی سعی کرے تا آئندہ نسلون کے لئے وہ ایک سبق ہو۔ پس اس سوال کو سرسری نظر سے مت دیکہو اور دل کہولکر اس یادگار کے قیام کے لئے ہاتہہ بڑہاؤ۔ یہہ یادگار مدرسہ کرزمیہ کیصورت مین تجویز ہوئی ہے کہ مدرسہ تعلیم الاسلام کی عمارت کو پختہ کر دیا جاوے اور اس کے ساتہہ مدرسہ کرزمیہ یا اور مناسب نام سے موسوم کرکے خاص شاخ دینیات کہولی جاوے۔ عمارت مدرسہ کیلئے سر دست بیس ہزار سے کم کی ضرورت نہین ہے اور شاخ دینیات کے

تبدیلی مطلوب ہے کمشنری ملتان کے ایک نائب تحصیلدار درجہ دوم جو عنقریب درجہ اول مین ترقی یاب ہونے والے ہین صوبہ سرحدی کے کسی نائب تحصیلدار درجہ دوم سے تبدیلی کے خواہشمند ہین اگر کوئی صاحب اس تبدیلی پر رضامند ہون

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۷

رب اِنّ اللّٰہ لا یغیر ما بقومٍ حتّی یغیروا ما بانفسہم

انّہ اوی القریۃ

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیان بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے ۔ (۲) خواص و معاونین سے ۔ (۳) ہندوستان سے باہر سے (۴) غیر خواہ مبلوان کی ۔ (۵) اپنی جماعت غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگون سے

نمبر ۴ | قادیان دار الامان مورخہ ۳۱ جنوری ۱۹۰۶ء مطابق ۶ ذی الحجہ ۱۳۲۳ھ | جلد ۱۰

فہرست مضامین

زمیندار کانفرنس کا دوسرا اجلاس

جناب مولوی سراج الدین صاحب ایڈیٹر زمیندار نے مجھے توجہ دلائی ہے کہ میں انکی کا اعلان الحکم میں شائع کر دون ۔ الحکم ہر چند یہ بہی پرچہ ہے لیکن میں دیکھتا ہون کہ اسکے پڑھنے والون اور اسکے احمدی بہائیون میں کثرت سے زمیندار ہین بلکہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کو اپنے امام کے حارث ہونے پر ناز ہے اسلئے کہ حدیث مین اسکی خبر دی گئی تہی ۔ بہر حال میری رائے مین اخبار زمیندار اور زمیندار کانفرنس کے مقاصد تمام زمیندارون کیلئے من حیث القوم نہایت مفید اور مبارک ہین اسلئے مین نہایت خوشی اور فخر کے ساتھ اپنے محترم ہمعصر کے ارشاد کی تعمیل کرتا ہون اور اپنے احمدی زمیندارون کو توجہ دلاتا ہون کہ وہ اس کانفرنس کو مفید اور موثر بنانے کیواسطے اسمین نمایان حصہ لین ۔ (ایڈیٹر)

انگریزی حکومت کی برکتون اور نعمتون سے مستفید ہونیکے لئے ہر ایک قوم اور ہر ایک فرقہ نے اپنی اپنی مجلس سبہا انجمن وغیرہ وغیرہ قایم کی ہوئی ہین ۔ جن مین قومی اغراض و مطالب پر متفقہ بحث اور متحدہ کوشش کی جاتی ہے انڈین نیشنل کانگریس ۔ محمدن ایجوکیشنل کانفرنس ۔ آریہ سماج ۔ کائستھ سبہا ۔ انجمن حمایت اسلام ۔ ندوۃ العلماء اور ہزارون اسی قسم کی انجمنین اسی خیال اور اسی بنیاد پر قایم ہین ۔ جو اپنے اپنے مفاد و مصالح پر مشترکہ طور پر غور کرتی ہین اور عہد آسائش عہد انگریزی مین سرسبز اور کامیاب ہو رہی ہین ۔ صرف زمیندارون کا ایک فرقہ تہا جسکی نہ کوئی انجمن تہی نہ مجلس نہ کانگریس تہی نہ کانفرنس اور اسی لئے یہ فرقہ عرصہ دراز تک کس مپرسی کی حالت مین رہا ۔

چند ہمدردان قوم نے گذشتہ جون کو موضع کرم آباد مین جو اخبار زمیندار کا ہیڈ کوارٹر ہے ایک زمیندار کانفرنس کی بنیاد ڈالی اور اس کانفرنس کا پہلا اجلاس ۲۵ جون کو نہایت خوبی اور خوش اسلوبی سے ہوا ۔ مگر جون کا موسم نہایت گرم اور اسلئے ایسے مجمع کے قابل نہین ۔ بنظر بران مجلس منتظمہ نے زمیندار کانفرنس کا آیندہ اجلاس ہولیون کی تعطیلون مین کیا جانا قرار دیا ہے ۔ بارہ مارچ کو اتوار ہے اور ۱۲-۱۳-۱۴ اسکو ہولی کی تعطیل ہے ان دنون زمیندارون کو علی العموم فرصت ہوتی ہے اور موسم بہی خوشگوار ہے ۔ پہلا دن آمد کے لئے اور پچہلا دن روانگی کے لئے چہوڑ کر درمیانی دو دن جلسہ کے لئے مختص کئے گئے ہین ۔

مجلس منتظمہ امید کرتی ہے کہ تمام ہندوستان کے زمیندار جو اردو زبان سمجھ سکتے ہین اپنی شرکت سے جلسہ کی رونق بڑہائینگے ۔ جن صاحبون نے شریک جلسہ ہونا ہو وہ اپنی تشریف آوری کی نسبت تاریخ مقررہ سے ایک ہفتہ پہلے اطلاع بخشین تاکہ سواری اور رہایش کا انتظام کیا جاسکے جن صاحبون نے کوئی رزولیوشن پیش کرنا ہو یا کوئی مضمون نظم یا نثر پڑہنا ہو وہ ۲۸ ۔ فروری ۱۹۰۶ء تک بذریعہ تحریر پاس جنرل سیکرٹری زمیندار کانفرنس زمیندار لاہور کے ارسال فرمائین ۔

مجلس منتظمہ کی یہ بہی تجویز ہے کہ آیندہ اجلاس زمیندار کانفرنس کے ساتھ ایک مختصر سی نمایش عمدہ زراعتی پیداوار اور نوایجاد آلات کشاورزی کی جائے ۔ جن صاحبون کو کوئی چیز واسطے نمایش کے اس جلسہ مین بہیجنی ہو ۔ وہ ۲۸ ۔ فروری تک اطلاع دین اور اوّل ہفتہ مارچ تک لاہور مین پہنچا دینے کا انتظام کرین ۔

محکمہ ریلوی کو لکہا گیا ہے کہ کرایہ آمد و رفت کے لئے حسب معمول کانسشن عطا کرے ۔ منظوری آنے پر ہر ایک درخواست کنندہ کو سارٹیفکیٹ کانسشن بہیجا جائیگا ۔

مجلس منتظمہ امید کرتی ہے کہ تمام زمیندار اس جلسہ کو پر رونق اور بارعب بنانے پر پوری توجہ فرمائین گے ۔

تمام معاصرین سے امید ہے کہ مندرجہ بالا اشتہار کو ۸ مارچ تک اپنے اپنے معزز اخبارات مین درج فرما کر مجلس منتظمہ کو مشکور فرمائین گے ۔

المرقوم ۱۱ ۔ جنوری ۱۹۰۶ء

سراج الدین احمد جنرل سکرٹری زمیندار کانفرنس لاہور

ضرورت

بورڈنگ ہوس کے لئے ایک پراکٹر کی ضرورت ہے جسکے سپرد چہہ سات چہوٹے چہوٹے بچون کی نگرانی اور تعلیم ہوگی ۔ عمر چالیس سال کے قریب ہو علوم مروجہ سے اسقدر واقفیت ہو کہ دوسری مڈل تک کے بچون کو کل مضامین مین مع عربی و دینیات کے تعلیم مین مدد دے سکے ۔ سوائے ان اوقات کے جب بچے مدرسے مین ہونگے ہر وقت انکے پاس رہنا ہوگا تنخواہ دس سے پندرہ تک حسب لیاقت ہوگی ۔ درخواستین بمعہ سندات راقم کے نام بہیجین ۔

جناب منشی ذو الفقار علیخان صاحب نے اپنے بچون کو زیر نگرانی پراکٹر تعلیم حاصل کرنیکے لئے یہان بہیجا ہے ۔ دیگر احباب سے درخواست ہے کہ جو صاحب

(کتبہ خاکسار مجید حسن)

کلمات طیبات حضرت امام الزمان علیہ السلام

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

اسکے بعد ایک اور صفت متقین کی بیان کی یعنے وہ والذین یومنون بما انزل الیک کے موافق ایمان لاتے ہین اور ایسا ہی جو کچھہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پہلے اللہ تعالٰے نے نازل فرمایا اسپر بہی ایمان رکہتے ہین - لیکن اب سوال یہ ہے کہ اگر اتنا ہی ایمان ہے تو پہر ہدایت کیا ہے ؟ وہ ہدایت یہہ ہے کہ ایسا انسان خود اس قابل ہوجاتا ہے کہ اللہ تعالٰے کی طرف سے اسپر وحی اور الہام کا دروازہ کہولا جاتا ہے - اور وہ وحی الہٰی اسپر بہی اترتی ہے جس سے اس کا ایمان ترقی کرکے کامل یقین اور معرفت کے درجہ تک پہونچ جاتا ہے - اور وہ اس ترقی کو پالیتا ہے جو ہدایت کا اصل مقصود تہا - اسپر وہ انعام واکرام ہونے لگتے ہین - جو مکالمہ الہیہ سے ملتے ہین - یہہ یاد رکہو کہ اللہ تعالٰے نے وحی اور الہام کے دروازہ کو بند نہین کیا جو لوگ اس اُمت کو الہام و وحی کے انعامات سے بے بہرہ ٹہیراتے ہین وہ سخت غلطی پر ہین اور قرآن شریف کے اصل مقصد کو انہون نے سمجہا ہی نہین - انکے نزدیک یہہ امت وحشیون کی طرح ہے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تاثیرات اور برکات کا معاذ اللہ خاتمہ ہوچکا اور وہ خدا جو ہمیشہ سے متکلم خدا رہا ہے - اب اس زمانہ مین آکر خاموش ہوگیا - وہ نہین جانتے کہ اگر مکالمہ مخاطبہ نہین تو ھدی للمتقین کا مطلب ہی کیا ہوا - بغیر مکالمہ مخاطبہ کے تو اسکی ہستی پر کوئی دلیل قایم نہین ہوسکتی ؟

اور پہر قرآن شریف مین یہ کیون کہا والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا اور ایک دوسرے مقام پر فرمایا ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیھم الملائکۃ الا تخافوا ولا تحزنوا یعنے جن لوگون نے اپنے قول اور فعل سے بتا دیا کہ ہمارا رب اللہ ہے اور پہر انہون نے استقامت دکہائی انپر فرشتون کا نزول ہوتا ہے - اب یہ تو نہین ہوسکتا کہ فرشتون کا نزول ہو اور مخاطبہ نہو - نہین بلکہ وہ انہین بشارتین دیتے ہین - یہی تو اسلام کی خوبی اور کمال ہے جو دوسرے مذاہب کو حاصل نہین ہے -

استقامت بہت مشکل چیز ہے - یعنے خواہ انپر زلزلے آئین فتنے آئین وہ ہر قسم کی مصیبت اور دکہہ مین ڈالے جاوین مگر ان کی استقامت مین فرق نہین آتا - انکا اخلاص اور وفاداری پہلے سے زیادہ ہوتی ہے ایسے لوگ اس قابل ہوتے ہین کہ انپر خدا کے فرشتے اترین اور انہین بشارت دین کہ تم کوئی غم نہ کرو - یہہ یقیناً یاد رکہو کہ وحی اور الہام کے سلسلہ کے متعلق خدا تعالٰے نے قرآن شریف مین اکثر جگہ وعدے کئے ہین اور یہ اسلام ہی سے مخصوص ہے - ورنہ عیسائیون کے ہان بہی مہر لگ چکی ہے وہ اب کوئی شخص ایسا نہین بتا سکتے جو اللہ تعالٰی کے مخاطبہ مکالمہ سے مشرف ہو - اور ویدون پر تو پہلے ہی سے مہر لگی ہوئی ہے انکا تو مذہب ہی یہی ہے - کہ ویدون کے الہام کے بعد پہر ہمیشہ کیلئے یہہ سلسلہ بند ہوگیا گویا خدا پہلے کبہی بولتا تہا مگر اب وہ گونگا ہے مین کہتا ہون کہ اگر وہ اسوقت کلام نہین کرتا اور کوئی اسکے اس فیض سے بہرہ ور نہین تو اسکا کیا ثبوت ہے کہ وہ پہلے بولتا تہا اور یا اب وہ سنتا اور دیکہتا بہی ہے - ؟ - مجہے افسوس ہوتا ہے جب مین مسلمانون کے منہ سے اس قسم کے الفاظ نکلتے سنتا ہون - کہ اب مخاطبہ مکالمہ کی نعمت کسی کو نہین مل سکتی - یہہ کیون عیسائیون یا آریون کی طرح مہر لگاتے ہین - اگر اسلام مین یہہ کمال اور خوبی نہو تو پہر دوسرے مذاہب پر اسے کیا فخر اور امتیاز حاصل ہوگا -

نری توحید سے تو نہین ہوسکتا کیونکہ برہمو بہی تو ایک ہی خدا کو مانتا ہے وہ بہی صدقہ دیتا ہے خدا کو اپنے طور پر یاد بہی کرتا ہے اور یہی اخلاقی صفات اسمین پائے جاتے ہین تو پہر ایک مسلمان مین اور اس برہمو مین کیا فرق ہوا ؟ یہہ امور تو نقل سے بہی ہوسکتے ہین - اسکا کیا جواب ہے ؟

کچہہ بہی نہین بجز اسکے کہ اسلام کا روشن چہرہ ان **امتیازی نشانون** کے ذریعہ دکہایا جاوے جو خدا تعالٰے کے مکالمہ کے ذریعہ ملتے ہین - یقیناً سمجہو کہ اصل فضل جو آسمان سے آتا ہے اسکی کوئی چوری اور نقل نہین کرسکتا اگر اسلام مین مکالمہ مخاطبہ اور تفضلات نہوتے - تو اسلام کچہہ بہی چیز نہوتا ! اسکا یہی تو فخر ہے کہ وہ ایک سچے مسلمان کو ان انعامات واکرام کا وارث بنا دیتا ہے اور وہ فی الحقیقت

خدا نما مذہب ہے

اسی دنیا مین اللہ تعالٰے کو دکہا دیتا ہے اور یہی غرض ہے اسلام کی کیونکہ اسی ایک ذریعہ سے انسان کی گناہ آلود زندگی پر موت وارد ہوکر اسے پاک صاف بنا دیتی ہے اور حقیقی نجات کا دروازہ اسپر کہلتا ہے - کیونکہ جب تک خدا تعالٰے پر کامل یقین نہو گناہ سے کبہی نجات مل سکتی ہی نہین - جیسے یہہ ایک ظاہر امر ہے کہ جب انسان کو یقین ہو کہ فلان جگہ سانپ ہے تو وہ ہرگز ہرگز اس جگہ داخل نہوگا - یا زہر کے کہانے سے مرجانے کا یقین زہر کے کہانے سے بچاتا ہے - پہر اگر خدا تعالٰے پر پورا پورا یقین ہو کہ وہ سمیع اور بصیر ہے اور ہمارے افعال کی جزا دیتا ہے اور **گناہ** سے اسے سخت نفرت ہے تو اس یقین کو رکہہ کر انسان کیسے جرأت کرسکتا ہے سچی بات یہہ ہے کہ

اسلام کی روح اور اصل حقیقت تو یہی ہے، کہ اللہ تعالٰے سے مکالمہ اور مخاطبہ کا شرف وہ انسان کو عطا کرتا ہے خدا تعالٰے نے یہ وعدہ کیا ہے کہ آسمان سے انعام واکرام ملتے ہین - جب انسان اس مرتبہ اور مقام پر پہونچ جاتا ہے تو اس کی نسبت کہا جاتا ہے اولئک علےٰ ھدی من ربھم واولئک ھم المفلحون - یعنے یہی وہ لوگ ہین جو کامل ترقی پاکر اپنے رب کیطرف سے ہدایت یافتہ ہین اور یہی وہ لوگ ہین جنہون نے نجات پائی ہے -

غرض

جماعت سے خطاب جبکہ یہ حالت ہے اور اسلام کے دنیا مین آنے کی یہ غرض اور غایت ہے اور نجات کی حقیقت بغیر اسکے متحقق نہین ہوتی تو ہماری جماعت کو کسقدر فکر کرنا چاہئے کہ وہ ان باتون کو جب تک حاصل نکرلین اسوقت تک بے فکر اور مطمئن نہوجاوین - مین جانتا ہون کہ ہماری جماعت ایک درخت کی طرح ہے وہ اصلی **پہل** جو شیرین ہوتا اور لذت بخشتا ہے نہین آیا - جیسے درخت کو پہلے پہول اور پتے نکلتے ہین پہر اس کو پہل لگتا ہے جو سبز ہو وہ پہل کہلاتا ہے وہ گرجاتا ہے پہر ایک اور پہل آتا ہے اس مین سے کچہہ جانور کہا جاتے ہین اور کچہہ تیز آندہیون سے گرجاتے ہین - آخر جو بچ رہتے ہین اور آخر تک پک کر کہانے کے قابل ہوتے ہین وہ تہوڑے ہوتے ہین - اسی طرح سے مین دیکہتا ہون کہ یہہ جماعت تو ابہی بہت ہی ابتدائی حالت مین ہے - اور پتے بہی نہین نکلے چہ جائیکہ ہم آج ہی پہل کہائین ابہی تو سبزہ ہی نکلا ہے جسکو ایک کتا بہی پامال کرسکتا ہے ایسی حالت مین حفاظت کی کسقدر ضرورت ہے - پس تم **استقامت** اور اپنے نمونے سے اس درخت کی **حفاظت** کرو - کیونکہ تم مین سے ہر ایک اس درخت کی شاخ ہے - اور وہ درخت **اسلام کا شجرہ ہے** یہی وجہ ہے کہ مین چاہتا ہون کہ اس شجر کی حفاظت کی جاوے -

اسلام کی حفاظت اور سچائی کے ظاہر کرنے کے لئے سب سے اول تو وہ پہلو ہے کہ تم سچے مسلمانون کا نمونہ بنکر دکہاؤ اور دوسرا پہلو یہہ ہے کہ اسکی خوبیون اور کمالات کو دنیا مین پہیلاؤ اس پہلو مین **مالی ضرورتون** اور **امداد کی حاجت** ہے - اور یہ سلسلہ ہمیشہ سے چلا آیا ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو بہی ایسی ضرورتین پیش آئی تہین اور صحابہ کی یہ حالت تہی کہ ایسے وقتون پر بعض انمین سے اپنا سارا ہی مال آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو دیدیتے اور بعض نے آدہا دیدیا اور اسی طرح جہانتک کسی سے ہوسکتا فرق نکرتا مجہے افسوس سے ظاہر کرنا پڑتا ہے کہ وہ لوگ جو اپنے ہاتہہ مین بجز خشک باتون کے اور کچہہ بہی نہین رکہتے اور جنہین نفسانیت اور خود غرضی سے کوئی نجات نہین ملی اور حقیقی خدا کا چہرہ انپر ظاہر نہین ہوا - وہ اپنے مذاہب کی اشاعت کی خاطر ہزارون لاکہون روپیہ دیدیتے ہین اور بعض اپنی زندگیان وقف کردیتے ہین - عیسائیون مین دیکہا ہے کہ بعض عورتون نے دس دس لاکہہ کی وصیت کردی ہے پہر مسلمانون کے لئے کسقدر شرم کی بات ہے کہ وہ اسلام کے لئے کچہہ بہی کرنا نہین چاہتے یا نہیں کرتے - مگر خدا تعالٰے نے ارادہ کیا ہے کہ وہ اسلام کے روشن چہرہ پر سے وہ حجاب جو پڑا ہوا ہے دور کردے اور اسی غرض کے لئے اسنے مجہے بہیجا ہے -

یقیناً یاد رکہو کہ خدا ہے اور مرکر اسکے حضور ہی جانا ہے کون کہہ سکتا ہے کہ سال آیندہ کے انہین دنون مین ہم مین سے یہان کون ہوگا - اور کون آگے چلا جائیگا - جبکہ یہ حالت ہے اور یہ یقینی امر ہے پہر کسقدر بدقسمتی ہوگی اگر اپنی زندگی مین قدرت اور طاقت رکہتے ہوئے اس اصل مقصد کے لئے سعی نہ کرین - اسلام تو ضرور پہیلے گا اور وہ غالب آئیگا کیونکہ خدا تعالٰے نے ایسا ہی ارادہ فرمایا ہے مگر مبارک ہونگے وہ لوگ جو اس اشاعت مین حصہ لینگے یہہ خدا تعالٰی کا فضل اور احسان ہے جو اسنے تمہین موقع دیا ہے یہہ زندگی جسپر فخر کیا جاتا ہے ہیچ ہے اور ہمیشہ کی خوشی کی وہی زندگی ہے جو مرنے کے بعد عطا ہوگی ہان یہ سچ ہے کہ وہ اسی دنیا اور اسی زندگی سے شروع ہوجاتی ہے اور اسکی طیاری بہی یہان ہی ہوتی ہے -

عرصہ ہوا کہ خدا تعالٰے نے مجہپر ظاہر کیا تہا کہ ایک **بہشتی مقبرہ** ہوگا گویا اس مین وہ لوگ داخل ہونگے جو اللہ تعالٰے کے علم وارادہ مین جنتی ہین پہر اس کے متعلق الہام ہوا - **انزل فیھا کل رحمۃ** اس سے کوئی نعمت اور رحمت باہر نہین رہتی - اب جو شخص چاہتا ہے کہ وہ ایسی رحمت کے نزول کی جگہ مین دفن ہو کیا عمدہ موقع ہے کہ وہ دین کو دنیا پر مقدم کرے - اور اللہ تعالٰی کی مرضی کو اپنی مرضی پر مقدم کرے - یہہ صدی جسکے سہ سال

کلمات طیبات حضرت امام الزمان مامور الرحمان

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

اسکے بعد ایک اور صفت متقین کی بیان کی یعنے وہ والذین یؤمنون بما انزل الیک کے موافق ایمان لاتے ہیں اور ایسا ہی جو کچھہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پہلے اللہ تعالے نے نازل فرمایا اسپر بہی ایمان رکہتے ہیں۔ لیکن اب سوال یہ ہے کہ اگر اتنا ہی ایمان ہے تو پہر ہدایت کیا ہے؟ وہ ہدایت یہہ ہے کہ ایسا انسان خود اس قابل ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالے کی طرف سے اسپر وحی اور الہام کا دروازہ کہولا جاتا ہے۔ اور وہ وحی الٰہی اسپر بہی اترتی ہے جس سے اس کا ایمان ترقی کر کے کامل یقین اور معرفت کے درجہ تک پہونچ جاتا ہے۔ اور وہ اس ترقی کو پالیتا ہے جو ہدایت کا اصل مقصود تہا۔ اسپر وہ انعام واکرام ہونے لگتے ہیں۔ جو مکالمہ الٰہیہ سے ملتے ہیں۔ یہہ یاد رکہو کہ اللہ تعالے نے وحی اور الہام کے دروازہ کو بند نہیں کیا جو لوگ اس امت کو الہام و وحی کے انعامات سے بے بہرہ ٹہراتے ہیں وہ سخت غلطی پر ہیں اور قرآن شریف کے اصل مقصد کو انہوں نے سمجہا ہی نہیں۔ انکے نزدیک یہہ امت وحشیوں کی طرح ہے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تاثیرات اور برکات کا معاذ اللہ خاتمہ ہو چکا اور وہ خدا جو ہمیشہ سے متکلم خدا رہا ہے۔ اب اس زمانہ میں آکر خاموش ہو گیا۔ وہ نہیں جانتے کہ اگر مکالمہ مخاطبہ نہیں تو ھدی للمتقین کا مطلب ہی کیا ہوا۔ بغیر مکالمہ مخاطبہ کے تو اسکی ہستی پر کوئی دلیل قائم نہیں ہو سکتی؟

اور پہر قرآن شریف میں یہ کیوں کہا والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا اور ایک دوسرے مقام پر فرمایا ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیھم الملئکۃ الا تخافوا ولا تحزنوا یعنے جن لوگوں نے اپنے قول اور فعل سے بتادیا کہ ہمارا رب اللہ ہے اور پہر انہوں نے استقامت دکہائی اُنپر فرشتوں کا نزول ہوتا ہے۔ اب یہ تو نہیں ہو سکتا کہ فرشتوں کا نزول ہو اور مخاطبہ نہو۔ نہیں بلکہ وہ انہیں بشارتیں دیتے ہیں۔ یہی تو اسلام کی خوبی اور کمال ہے جو دوسرے مذاہب کو حاصل نہیں ہے۔

استقامت بہت مشکل چیز ہے۔ یعنے خواہ اُنپر زلزلے آئیں فتنے آئیں وہ ہر قسم کی مصیبت اور دکہہ میں ڈالے جاویں مگر ان کی استقامت میں فرق نہیں آتا۔ انکا اخلاص اور وفاداری پہلے سے زیادہ ہوتی ہے ایسے لوگ اس قابل ہوتے ہیں کہ اُنپر خدا کے فرشتے اتریں اور انہیں بشارت دیں کہ **تم کوئی غم نہ کرو۔** یہہ یقیناً یاد رکہو کہ **وحی اور الہام** کے سلسلہ کے متعلق خدا تعالے نے قرآن شریف میں اکثر جگہ وعدے کئے ہیں اور یہ اسلام ہی سے مخصوص ہے۔ ورنہ عیسائیوں کے ہاں بہی مہر لگ چکی ہے وہ اب کوئی شخص ایسا نہیں بتا سکتے جو اللہ تعالٰی کے مخاطبہ مکالمہ سے مشرف ہو۔ اور ویدوں پر تو پہلے ہی سے مہر لگی ہوئی ہے انکا تو مذہب ہی یہی ہے۔ کہ ویدوں کے الہام کے بعد پہر ہمیشہ کیلئے یہہ سلسلہ بند ہو گیا گویا خدا پہلے کبہی بولا تہا مگر اب وہ گونگا ہے میں کہتا ہوں کہ اگر وہ اسوقت کلام نہیں کرتا اور کوئی اسکے اس فیض سے بہرہ ور نہیں تو اسکا کیا ثبوت ہے کہ وہ پہلے بولتا تہا اور یا اب وہ سنتا اور دیکہتا بہی ہے۔؟ مجہے افسوس ہوتا ہے جب میں مسلمانوں کے منہ سے اس قسم کے الفاظ نکلتے سنتا ہوں۔ کہ اب مخاطبہ مکالمہ کی نعمت کسی کو نہیں مل سکتی یہہ کیوں عیسائیوں یا آریوں کی طرح مہر لگاتے ہیں۔ اگر اسلام میں یہہ کمال اور خوبی نہو تو پہر دوسرے مذاہب پر اسے کیا فخر اور امتیاز حاصل ہوگا۔ **نری توحید** سے تو نہیں ہو سکتا کیونکہ برہمو بہی تو ایک ہی خدا کو مانتا ہے وہ بہی صدقہ دیتا ہے خدا کو اپنے طور پر یاد بہی کرتا ہے اور یہی اخلاقی صفات اسمیں پائے جاتے ہیں تو پہر ایک مسلمان میں اور اس برہمو میں کیا فرق ہوا؟ یہہ امور تو نقل سے بہی ہو سکتے ہیں۔ اسکا کیا جواب ہے؟

کچھہ بہی نہیں بجز اسکے کہ اسلام کا روشن چہرہ ان **امتیازی نشانوں** کے ذریعہ دکہایا جاوے جو خدا تعالے کے مکالمہ کے ذریعہ ملتے ہیں۔ یقیناً سمجہو کہ اصل فضل جو آسمان سے آتا ہے اسکی کوئی چوری اور نقل نہیں کر سکتا اگر اسلام میں مکالمہ مخاطبہ اور تفضلات نہوتے۔ تو اسلام کچھہ بہی چیز نہوتا! اسکا یہی تو فخر ہے کہ وہ ایک سچے مسلمان کو ان انعامات واکرام کا وارث بنا دیتا ہے اور وہ فی الحقیقت

خدا نما مذہب ہے

اسی دنیا میں اللہ تعالے کو دکہا دیتا ہے اور یہی غرض ہے اسلام کی کیونکہ اسی ایک ذریعہ سے انسان کی گناہ آلود زندگی پر موت وارد ہو کر اسے پاک صاف بنا دیتی ہے اور حقیقی نجات کا دروازہ اسپر کہلتا ہے۔ کیونکہ جب تک خدا تعالے پر کامل یقین نہو گناہ سے کبہی نجات مل سکتی ہی نہیں۔ جیسے یہہ ایک ظاہر امر ہے کہ جب انسان کو یقین ہو کہ فلاں جگہ سانپ ہے تو وہ ہرگز ہرگز اس جگہ داخل نہو گا۔ یا زہر کے کہانے سے مرجانے کا یقین زہر کے کہانے سے بچاتا ہے۔ پہر اگر خدا تعالے پر پورا پورا یقین ہو کہ وہ سمیع اور بصیر ہے اور ہمارے افعال کی جزا دیتا ہے اور **گناہ** سے اسے سخت نفرت ہے تو اس یقین کو رکہہ کر انسان کیسے جرأت کر سکتا ہے سچی بات یہہ ہے کہ

اسلام کی روح اور اصل حقیقت تو یہی ہے،

کہ اللہ تعالے سے مکالمہ اور مخاطبہ کا شرف وہ انسان کو عطا کرتا ہے خدا تعالے نے یہ وعدہ کیا ہے کہ آسمان سے انعام واکرام ملتے ہیں۔ جب انسان اس مرتبہ اور مقام پر پہونچ جاتا ہے تو اس کی نسبت کہا جاتا ہے اولٰئک علیٰ ھدی من ربھم واولٰئک ھم المفلحون۔

یعنے یہی وہ لوگ ہیں جو کامل ترقی پاکر اپنے رب کیطرف سے ہدایت یافتہ ہیں اور یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے نجات پائی ہے۔

غرض جماعت سے خطاب

جبکہ یہ حالت ہے اور اسلام کے دنیا میں آنے کی یہ غرض اور غایت ہے اور نجات کی حقیقت بغیر اسکے متحقق نہیں ہوتی تو ہماری جماعت کو کسقدر فکر کرنا چاہیئے کہ وہ ان باتوں کو جب تک حاصل نکرلیں اسوقت تک بے فکر اور مطمئن نہو جاویں۔ میں جانتا ہوں کہ ہماری جماعت ایک درخت کی طرح ہے وہ اصلی پہل جو شیریں ہوتا اور لذت بخشتا ہے نہیں آیا۔ جیسے درخت کو پہلے پہول اور پتے نکلتے ہیں پہر اس کو پہل لگتا ہے جو سبز ہو کر پہل کہلاتا ہے وہ گر جاتا ہے پہر ایک اور پہل آتا ہے اس میں سے کچھہ جانور کہا جاتے ہیں اور کچھہ تیز آندہیوں سے گر جاتے ہیں۔ آخر جو بچ رہتے ہیں اور آخر تک پک کر کہانے کے قابل ہوتے ہیں وہ تہوڑے ہوتے ہیں۔ اسی طرح سے میں دیکہتا ہوں کہ یہہ جماعت تو ابہی بہت ہی ابتدائی حالت میں ہے۔ اور پتے بہی نہیں نکلے چہ جائیکہ ہم آج ہی پہل کہائیں ابہی تو سبزہ ہی نکلا ہے جسکو ایک کتا بہی پامال کر سکتا ہے ایسی حالت میں حفاظت کی کسقدر ضرورت ہے۔ پس تم استقامت اور اپنے نمونے سے اس درخت کی حفاظت کرو۔ کیونکہ تم میں سے ہر ایک اس درخت کی شاخ ہے۔ اور وہ درخت **اسلام کا شجر ہے**۔ یہی وجہ ہے کہ میں چاہتا ہوں کہ اس شجر کی حفاظت کی جاوے۔

اسلام کی حفاظت اور سچائی کے ظاہر کرنے کے لئے سب سے اول تو وہ پہلو ہے کہ تم سچے مسلمانوں کا نمونہ بنکر دکہاؤ اور دوسرا پہلو یہہ ہے کہ اسکی خوبیوں اور کمالات کو دنیا میں پہیلاؤ۔ اس پہلو میں **مالی ضرورتوں اور امداد کی حاجت** ہے۔ اور یہ سلسلہ ہمیشہ سے چلا آیا ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو بہی ایسی ضرورتیں پیش آئی تہیں اور صحابہ کی یہ حالت تہی کہ ایسے وقتوں پر بعض انمیں سے اپنا سارا ہی مال آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو دیدیتے اور بعض نے آدہا دیدیا اور اسی طرح جہاں تک کسی سے ہو سکتا فرق نکرتا مجہے افسوس سے ظاہر کرنا پڑتا ہے کہ وہ لوگ جو اپنے ہاتہ میں بجز خشک باتوں کے اور کچھہ بہی نہیں رکہتے اور جنہیں نفسانیت اور خود غرضی سے کوئی نجات نہیں ملی اور حقیقی خدا کا چہرہ انپر ظاہر نہیں ہوا۔ وہ اپنے مذاہب کی اشاعت کی خاطر ہزاروں لاکہوں روپیہ دیدیتے ہیں اور بعض اپنی زندگیاں وقف کر دیتے ہیں۔ عیسائیوں میں دیکہا ہے کہ بعض عورتوں نے دس دس لاکہہ کی وصیت کر دی ہے پہر مسلمانوں کے لئے کسقدر شرم کی بات ہے کہ وہ اسلام کے لئے کچھہ بہی کرنا نہیں چاہتے یا نہیں کرتے۔ مگر خدا تعالے نے ارادہ کیا ہے کہ وہ اسلام کے روشن چہرہ پر سے وہ حجاب جو پڑا ہوا ہے دور کردے اور اسی غرض کے لئے اسنے مجہے بہیجا ہے۔

یقیناً یاد رکہو کہ خدا ہے اور مرکر اسکے حضور ہی جانا ہے کون کہہ سکتا ہے کہ سال آئندہ کے انہیں دنوں میں ہم میں سے یہاں کون ہوگا۔ اور کون آگے چلا جائیگا۔ جبکہ یہ حالت ہے اور یہ یقینی امر ہے پہر کسقدر بدقسمتی ہوگی اگر اپنی زندگی میں قدرت اور طاقت رکہتے ہوئے اس اصل مقصد کے لئے سعی نہ کریں۔ اسلام تو ضرور پہیلے گا اور وہ غالب آئیگا کیونکہ خدا تعالے نے ایسا ہی ارادہ فرمایا ہے مگر مبارک ہونگے وہ لوگ جو اس اشاعت میں حصہ لینگے یہہ خدا تعالٰی کا فضل اور احسان ہے جو اسنے تمہیں موقع دیا ہے یہہ زندگی جسپر فخر کیا جاتا ہے ہیچ ہے اور ہمیشہ کی خوشی کی وہی زندگی ہے جو مرنے کے بعد عطا ہوگی ہاں یہ سچ ہے کہ وہ اسی دنیا اور اسی زندگی سے شروع ہو جاتی ہے اور اسکی طیاری بہی یہاں ہی ہوتی ہے۔

عرصہ ہوا کہ خدا تعالے نے مجہہ پر ظاہر کیا تہا کہ ایک **بہشتی مقبرہ** ہوگا گویا اس میں وہ لوگ داخل ہونگے جو اللہ تعالے کے علم و ارادہ میں جنتی ہیں پہر اس کے متعلق الہام ہوا۔ **انزل فیھا کل رحمۃ** اس سے کوئی نعمت اور رحمت باہر نہیں رہتی۔ اب جو شخص چاہتا ہے کہ وہ ایسی رحمت کے نزول کی جگہ میں دفن ہو کیا عمدہ موقع ہے کہ وہ دین کو دنیا پر مقدم کرے اور اللہ تعالٰی کی مرضی کو اپنی مرضی پر مقدم کرے۔ یہہ صدی جسکے سہ سال

گذرنے کو ہیں گذر جائیگی اور اسکے آخر تک موجودہ نسل میں سے کوئی نہ رہیگا اور اگر نکما ہو کر رہا تو کیا فائدہ؟ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ تم **اپنا صدقہ پہلے بھیجو** یہہ لفظ صدقہ کا صدق سے لیا گیا ہے۔ جب تک اللہ تعالےٰ کی راہ میں کوئی کامل نمونہ اپنے صدق اور اخلاص کا نہیں دکھاتا لاف زنی سے کچھ بن نہیں سکتا۔ **الوصیۃ** اشتہار میں جو مینے حصہ جائداد کی اشاعت اسلام کے لئے وصیت کرنے کی قید لگائی ہے۔ مینے دیکھا کہ کل بعض نے ۱/۱۰ کی کردی ہے یہہ صدق ہے جو ان سے کراتا ہے اور جب تک صدق ظاہر نہ ہو کوئی مومن نہیں کہلا سکتا۔

تم اسبات کو کبھی مت بھولو کہ خدا تعالےٰ کے فضل و کرم کے بغیر جی ہی نہیں سکتے چہ جائیکہ تو سر پر ہو۔ طاعون کا موسم پھر آرہا ہے۔ زلزلہ کا خوف الگ دامن گیر ہے وہ تو بڑا ہی بے وقوف ہے جو اپنے آپ کو امن میں سمجھتا ہے **امن** میں تو وہی ہو سکتا ہے جو اللہ تعالےٰ کا سچا فرمانبردار اور اسکی رضا کا جویاں ہے۔ ایسی حالت میں بے بنیاد زندگی کے ساتھہ دل لگانا کیا فائدہ؟ دوسری طرف اسلام سست اور خطرناک ضعف کی حالت میں ہے اسپر یہی آفت اور مصیبت نہیں کہ باہر والے اسپر حملے کر رہے ہیں اگرچہ یہہ بالکل سچ ہے کہ مخالف سب کے سب ملکر ایک ہی کمان سے تیر مار رہے ہیں اور جہانتک ان سے ہو سکتا ہے وہ اسکے مٹا دینے کی سعی اور فکر کرتے ہیں لیکن اس مصیبت کے علاوہ بڑی بھاری مصیبت یہ ہے کہ اندرونی غلطیوں نے اسلام کے **درخشاں چہرہ** پر ایک نہایت ہی تاریک حجاب ڈالدیا ہے اور سب سے بڑی آفت یہ ہے کہ اسمیں **روحانیت** نہیں رہی۔ اس سے میری مراد یہ ہے کہ ان لوگوں میں جو مسلمان کہلاتے ہیں اور اسلام کے مدعی ہیں **روحانیت** موجود نہیں ہے اور اسپر دوسری بدقسمتی یہہ ہے کہ وہ انکار کر بیٹھے ہیں کہ اب کوئی ہو ہی نہیں سکتا جس سے خدا تعالےٰ کا مکالمہ مخاطبہ ہو اور وہ خدا تعالےٰ پر زندہ اور تازہ یقین پیدا کرا سکے۔

ایسی حالت اور صورت میں اسنے ارادہ فرمایا ہے کہ اسلام کے چہرہ پر سے وہ تاریک حجاب ہٹادے۔ اور اسکی روشنی سے دلوں کو منور کرے۔ اور ان بیجا اتہامات اور حملوں سے جو آئے دن مخالف اسپر لگاتے اور کرتے ہیں اسکو محفوظ کیا جاوے اسی غرض سے یہ سلسلہ اللہ تعالیٰ نے قایم کیا ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ مسلمان اپنا نمونہ دکھاویں یہی وجہ ہے جو مینے پسند کیا ہے کہ ایسے لوگ جو اشاعت اسلام کا جوش دل میں رکھتے ہیں اور جو اپنے صدق و اخلاص کا نمونہ دکھا کر فوت ہوں۔ اور اس مقبرہ میں دفن ہوں انکی قبروں پر ایک کتبہ لگا دیا جاوے جسمیں اسکے مختصر سوانح ہوں اور اس اخلاص و وفا کا بھی کچھہ ذکر ہو جو اسنے اپنی زندگی میں دکھایا تا جو لوگ اس قبرستان میں آویں اور ان کتبوں کو پڑھیں انپر ایک اثر ہو۔ اور مخالف قوموں پر بھی ایسے صادقوں اور راستبازوں کے نمونے دیکھہ کر ایک خاص اثر پیدا ہو۔ اگر یہہ بھی اسیقدر کرتے ہیں جسقدر مخالف قومیں کر رہی ہیں اور وہ لوگ کر رہے ہیں جنکے پاس **حق** در **حقیقت** نہیں تو انہوں نے کیا کیا۔ پھر انہیں تو ایسی حالت میں شرمندہ ہونا چاہیئے۔

لعنت ہے ایسے بیعت میں داخل ہونے پر
جو کافر جتنی بھی غیرت نہ رکھتا ہو۔

اسلام اسوقت **یتیم** ہو گیا ہے اور کوئی اس کا سر پرست نہیں رہا۔ پر خدا تعالےٰ نے اس جماعت کو اختیار کیا اور پسند فرمایا کہ وہ اسکی سر پرست ہو اور وہ ہر طرح سے ثابت کرے دکھائے کہ اسلام کی سچی غمگسار اور ہمدرد ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ یہی قوم ہوگی جو بعد میں آنیوالوں کے لئے نمونہ ٹھیریگی اسکے ثمرات برکات آنیوالوں کے لئے ہونگے اور زمانہ پر محیط ہو جائیں۔ میں سچ کہتا ہوں کہ یہ جماعت بڑہیگی لیکن وہ لوگ جو بعد میں آئیں گے وہ ان مراتب اور مدارج کو نہ پائیں گے جو اسوقت والوں کو ملیں گے خدا تعالیٰ نے ایسا ہی ارادہ فرمایا کہ وہ اس جماعت کو بڑہائے اور وہ اسلام اور توحید کی اشاعت کا باعث بنے۔ مدرسہ کی سلسلہ جنبانی کی بھی اگر کوئی غرض ہے تو یہی ہے اسی لئے مینے کہا تھا کہ اسکے متعلق غور کیا جاوے کہ یہ مدرسہ اشاعت اسلام کا ایک ذریعہ بنے اور اس سے ایسے عالم اور زندگی وقف کرنیوالے لڑکے نکلیں جو دنیا کی نوکریوں اور مقاصد کو چھوڑ کر **خدمت دین** کو اختیار کریں۔

ایسا ہی اس قبرستان کے ذریعہ بھی اشاعت اسلام کا ایک مستقل انتظام سوچا گیا ہے۔ مدرسہ کے متعلق میری روح ابھی فیصلہ نہیں کر سکی کہ کیا راہ اختیار کیا جاوے ایک طرف ضرورت ہے ایسے لوگوں کی جو عربی اور دینیات میں توغل رکھتے ہوں اور دوسری طرف ایسے لوگوں کی بھی ضرورت ہے جو آجکل کے طرز مناظرات میں پکے ہوں۔ علوم جدیدہ سے بھی واقف ہوں کسی مجلس میں کوئی سوال پیش آجاوے تو جواب دے سکیں اور کبھی ضرورت کے وقت عیسائیوں سے یا کسی اور مذہب والوں سے انہیں اسلام کی طرف سے مناظرہ کرنا پڑے تو ہتک کا باعث نہوں بلکہ وہ اسلام کی خوبیوں اور کمالات کو پر زور اور پر شوکت الفاظ میں ظاہر کر سکیں۔ میرے پاس اکثر ایسے خط آئے ہیں جنمیں ظاہر کیا گیا تھا کہ آریوں سے گفتگو ہوئی یا عیسائیوں نے اعتراض کیا اور ہم جواب نہیں دے سکے۔ ایسے لوگ اسلام کی ہتک اور بے عزتی کا موجب ہوجاتے ہیں۔ اہل مذاہب میں اسلام پر ہر رنگ اور ہر قسم کے اعتراض کئے جاتے ہیں۔ مینے ایک مرتبہ اس قسم کے اعتراضوں کا اندازہ کیا تھا تو مینے دیکھا کہ اسلام پر **تین ہزار** اعتراض مخالفوں کی طرف سے ہوا ہے۔

پس کسقدر ضروری امر ہے کہ ایک جماعت ایسے لوگوں کی ہو جو ان تمام اعتراضات کا بخوبی جواب دے سکے۔ سب سے آجکل کے مناظروں اور مباحثوں کی حالت اور بھی بری ہو گئی ہے کہ اصول کو چھوڑ کر فروع میں جھگڑتے ہیں حالانکہ اس اصل کو کبھی ہاتھہ سے نہیں دینا چاہیئے کہ جب کسی سے گفتگو ہو تو وہ ہمیشہ اصول میں محدود ہو۔ لیکن یا وہ گو اس طریق کو پسند نہیں کرتے وہ جہانتک ان سے ہو سکتا ہے اس سے نکلتے ہیں اور فروعات میں آکر الجھہ جاتے ہیں ایسی لوگ اس امر کی بھی پابندی نہیں کرتے کہ پہلے اپنے گھر کو دیکھہ لیں کہ دوسرے مذہب پر جو اعتراض کرتا ہوں وہ میرے گھر میں تو کسی تعلیم پر وارد نہیں ہوتا بلکہ ان کی غرض محض اعتراض کرنا ہوتا ہے۔ **حق** کو لینا نہیں ہوتا۔

ایک آریہ پر اگر **نیوگ** کا اعتراض کرو۔ تو وہ قبل اسکے کہ **نیوگ** کی حقیقت اور خوبی بیان کرے بلا سوچے سمجھے جھٹ اعتراض کر دیگا کہ تم میں **متعہ** ہے۔ حالانکہ اول تو متعہ ہے ہی نہیں اور علاوہ بریں متعہ کی حقیقت تو اتنی ہے کہ وہ میعادی طلاق ہے۔ طلاق کو نیوگ سے کیا نسبت اور کیا تعلق۔ جو شخص محض حصول اولاد کیلئے اپنی بیوی کو دوسرے سے ہم بستر کرواتا ہے وہ طلاق پر اعتراض کرے تو تعجب نہیں تو کیا ہے؟

غرض اعتراض کرنیوالوں کی یہہ حالت ہے اور نہایت شوخی اور بے باکی کے ساتھہ یہہ سلسلہ جاری ہے۔ میں جب اسلام کی حالت کو مشاہدہ کرتا ہوں تو **میرے دل پہ چوٹ لگتی ہے**۔ اور دل چاہتا ہے کہ ایسے لوگ میری زندگی میں طیار ہو جاویں جو اسلام کی خدمت کر سکیں۔ ہم تو پا بگور ہیں اور اگر ادھر طیار نہ ہوں تو یہہ مشکل پیش آتی ہے۔ میرا مدعا اسقدر ہے کہ آپ لوگ تدبیر کریں۔ خواہ کسی پہلو پر **صاد** کیا جاوے مگر یہ ہو کہ چند سال میں ایسے نوجوان نکل آویں جن میں علمی قابلیت ہو اور وہ غیر زبان کی واقفیت بھی رکھتے ہوں اور پر زور طور پر تقریر کرکے اسلام کی خوبیاں دوسروں کے ذہن نشین کر سکیں۔ میرے نزدیک غیر زبانوں سے اتنی ہی مراد نہیں کہ صرف انگریزی پڑھ لیں نہیں اور زبانیں بھی پڑھیں اور **سنسکرت** بھی پڑھیں تا کہ ویدوں کو پڑھ کر ان کی **اصلیت** ظاہر کر سکیں۔ اسوقت تک وید گویا مخفی پڑے ہوئے ہیں کوئی انکا مستند ترجمہ نہیں اگر کوئی کمیٹی ترجمہ کرکے **صاد** کردے تو حقیقت معلوم ہو جاوے۔

اصل بات یہ ہے کہ میں چاہتا ہوں کہ اسلام کو ان لوگوں اور قوموں میں پہونچایا جاوے جو اس سے محض ناواقف ہیں اور اسکے لئے یہ ضروری ہے کہ جن قوموں میں تم اسے پہونچانا چاہو انکی زبانوں کی پوری واقفیت ہو۔ انکی زبانوں کی واقفیت نہ ہو اور انکی کتابوں کو پڑھہ نہ لیا جاوے مخالف پورے طور پر جاہل نہیں ہو سکتا۔

مولوی عبید اللہ صاحب مرحوم نے **تحفۃ الہند** نام ایک کتاب لکھی۔ اندرمن نے اس کا جواب دیا تا اور بڑی گالیاں دیں اور اسلام پر اعتراض کر دیئے۔ اگرچہ اسکی بعض کتابیں جلا دیگئی تھیں۔ مگر انہیں اعتراضوں کو لیکر پنڈت دیانند صاحب پیش کر دیتا۔ اگر مولوی عبید اللہ صاحب مرحوم وید پڑھے ہوتے تو وہ ویدوں سے انکا جواب دیتے۔ غرض زبان کا سیکھنا ضروری ہے۔

(باقی آئندہ)

دار الامان کا ہفتہ

۱ - **اعلیٰحضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام** کی صحت الحمد للہ اچھی ہے آپ نے ارادہ فرمایا ہے کہ براہین احمدیہ جلد پنجم اور نزول المسیح کو پورا کر دیا جاوے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے امید ہے کہ یہ کام جلد شروع ہو جائیگا۔

۲ - بزرگان ملت کی صحت تسلی بخش اور رب العزت کی حمد و ستایش کا موجب ہو رہی ہے۔

۳ - حضرت **حکیم الامۃ** نے قوم میں **علوم عربیہ** اور **دینیات** کی تعلیم کو عام اور سہل کرنے کیلئے ایک سلسلہ تالیفات کا شروع فرمایا ہے جسمیں سے پہلا رسالہ **ایڈیٹر الحکم** کو چھاپنے کے لئے دیدیا ہے۔ جو امید ہے انشاء اللہ العزیز جلد شایع ہو سکے گا۔

۴ - ہفتہ زیر اشاعت میں آسمان ابر آلود رہا۔ کسی قدر تقاطر بھی ۲۷ جنوری کو ہوا۔ نرخ غلہ گران ہو گیا ہے۔ اس وجہ سے **لنگر خانہ** کی ضروریات اور اخراجات پر قوم کی توجہ زیادہ بکار ہے۔

۵ - سلسلہ عالیہ احمدیہ کے وکیل خواجہ کمال الدین صاحب جو چیف کورٹ پنجاب لاہور میں کام کرتے ہیں بٹالہ ایک مقدمہ کی پیروی کے لئے آئے تھے وہاں سے قادیان آگئے الوصیۃ کے ماتحت کمیٹیوں کے قواعد طیار کر رہے ہیں۔

۶ - مدرسہ تعلیم الاسلام کا سالانہ معائنہ انسپکٹر صاحب ۱۴ و ۱۵ - فروری ۱۹۰۶ء کو کریں گے۔

تازہ الہامات و رؤیاء

۲۵ - جنوری ۱۹۰۶ء - ۱ - تاتی السماء بدخان مبین۔
۲ - یوم تاتی السماء بدخان مبین۔

۲۶ - جنوری ۱۹۰۶ء - **سفینۃ و سکینۃ**

۲۷ - جنوری ۱۹۰۶ء - رؤیا میں سنا کہ کوئی شخص انگریزی زبان میں پر زور اور پر جوش الفاظ میں تقریر کر رہا ہے۔ اسکی تقریر میں سے یہہ الفاظ سنے

a word and two girls

اے ورڈ اینڈ ٹو گرلز

پھر مینے دیکھا تو وہ مولوی محمد علی صاحب تھے وہ تقریر بالکل ایسی تھی جیسے کوئی انگریز اہل زبان بولتا ہے یہی الفاظ پھر بطور الہام نازل ہوئے۔

a word and two girls

انکی زبانوں کی واقفیت سے یہی فائدہ ہوگا کہ انکی مذہبی کتابوں کی حقیقت ظاہر کیجا جاویگی ۔۔۔ تک۔

حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم (رضی اللہ عنہ)

کی علالت حسن خاتمہ۔ اور اس سے احمدی قوم اور اہل تقویٰ اصحاب کیلئے مفید سبق

(قم زدہ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب)

سلسلہ کیلئے دیکھو الحکم نمبر ۴۴۔ جلد ۹ مورخہ ۲۴ دسمبر ۱۹۰۵ء

مولوی صاحب کی علالت

مین قادیان مین۔ ۲۲۔ اگست ۱۹۰۵ء کو پہنچا۔ اسوقت تین چار روز سے ایک پہنسی جو مٹر کے دانہ کے برابر تہی۔ مولویصاحب مرحوم کی پُشت پر دونو شانوں کی ہڈیوں کے درمیان گردن کے قریب ۲۔ انچ نیچے جلد پر نمودار تہی۔ اسوقت اسمین کاربنکل کے علامات پورے پورے نہ پائے جاتے تہے۔ مگر سہ چار روز کے بعد پورا کاربنکل بن گیا۔ چنانچہ اسکو چیرا دیا گیا۔ مگر یہ کبہی اوپر کو بڑہتا تہا کبہی نیچے کو کبہی دائین کبہی بائین۔ غرضیکہ جسطرف بڑہتا اوسی طرف چیرا دیا جاتا۔ یہان تک کہ اس ایک کاربنکل کو سات دفعہ چیرنا پڑا۔ ایک دفعہ کلوروفارم سُنگہا کر۔ اور چہہ دفعہ بغیر کلوروفارم کے۔ اور یہ نہین کہ چیرا ناکافی طور پر دیا جاتا تہا۔ یا علاج مین کسی قسم کی کمی تہی مگر ذیابیطس کا غلبہ زور سے تہا۔ اس لئے کاربنکل بڑہتا گیا۔ یہانتک کہ گردن کی پچہلی طرف سب کی سب جگہ گل گئی۔ اور سر کے بالون کے اندر بہی سوجن چلی گئی۔ اور گردن کے اطراف مین بہی قریب ڈیڑہ ڈیڑہ انچ سوجن آگے کو بڑہ گئی۔ اس کاربنکل کے علاوہ اور چار کاربنکل نمودار ہوے۔ دو پُشت پر۔ ایک دائین شانہ پر۔ ایک دائین زانو سے اوپر۔ اسکے علاوہ ۷ پہوڑے جسم کے مختلف مقامات بازو و ٹانگون پر تہے۔ اصل تکلیف کا موجب مولویصاحب کے لئے پہلا کاربنکل تہا جو ایک پہنسی سے اسقدر بڑہا۔ کہ دونو شانون کے درمیانی حصہ کمر کو اور گردن کو اس نے روک لیا اور چیرا جو دیا گیا۔ قریباً ۸۔ انچ طول مین اور ۶۔ انچ عرض تہا۔ اور قریب ۱½۔ انچ گہرا تہا۔ یہانتک کہ شروع ایام مین جبکہ اچہی طرح سے زخم بہرا نہ تہا۔ اسکی طرف دیکہکر اکثر لوگون کو ہیبت معلوم ہوتی تہی۔ اور اتنے بڑے زخم کا بہرنا ایک اچنبہ بات معلوم ہوتی تہی۔ مگر خدا کے فضل سے اور مسیح موعود کی دعاؤن سے گردن کیطرف کاربنکل کا بڑہنا بالکل رُک گیا اور زخم سب کا سب بہر گیا۔ اور صرف دو سطحی لکیرین زخم کی جگہ پر معلوم ہوتی تہین اور کچہہ نہین۔

چار نئے کاربنکل جو تہے۔ انہین دوائی کی پچکاری کی گئی وہ سب کے سب بیٹہہ گئے۔ بازوؤن پر اور ٹانگ پر جو پہوڑے تہے ان سے ہی بہت تکلیف ہوئی۔ ان سب کو یکے بعد دیگر چیرے دیئے گئے۔ علالت کے آخر ایام مین ان سب کو قریباً آرام ہو گیا۔ اور سوا کسی کسی زخم مین سے کبہی تہوڑا نکلتا تہا۔ ورنہ وہ اچہے ہی ہو گئے تہے۔

اس بیماری کے دوران مین کئی روز تک سخت پیچش رہی پاخانہ کے راستہ خون اور پیپ آتا رہا۔ مگر اس سے بہی خدا نے نجات دی۔

خدا کا فضل و استجابت دُعا

مولویصاحب کی بیماری بہت سخت اور خطرناک تہی۔ اس شدت سے اس کا دورہ ہوا کہ مین ایمان سے کہہ سکتا ہون کہ مولوی صاحب کا اتنی لمبی میعاد یعنی ۱۱ دن تک زندہ رہنا ایک معجزہ تہا۔ اور یہ محض حضرت اقدس کی دعاؤن کا نتیجہ تہا۔ ورنہ مین خدا کو حاضر ناظر کرکے کہتا ہون کہ ہم بہت سے ڈاکٹر مولویصاحب معالجہ کے لئے جمع تہے۔ اور حضرت مولوی نورالدین صاحب بہی موجود تہے۔ بارہا ایسا اتفاق ہوا کہ مولویصاحب کی ایسی نازک حالت ہوتی تہی کہ ہماری طبی نگاہ سے انکا چند گہنٹے بہی زندہ رہنا ناممکن معلوم ہوتا تہا۔ مگر جب کبہی کہ ہم گہبرا کر حضرت اقدس کیخدمت مین ان کی نازک حالت کا ذکر کرتے۔ آپ کبہی کوئی کلمہ یاس یا نا اُمیدی کا زبان پر نہ لاتے۔ بلکہ ہم سب کو بہت تسلی دیتے۔ اور ہمیشہ یہی فرماتے کہ اللہ تعالیٰ بہت قدرتون کا مالک ہے اس کے فضل کا ہر دم امیدوار رہنا چاہیئے۔ ہمارا بہروسہ تو اسی ذات پر ہے اور آپ دعا مین مشغول ہو جاتے۔ اس مین کچہہ شک نہین کہ قضاء و قدر جب نازل ہو جاوے۔ تو اوسے کوئی ہٹا نہین سکتا۔ مگر حضرت اقدس کی دُعا کا اثر بیّن ہوتا تہا۔ اور فوراً اردی علامات مین ایک غیر معمولی تبدیلی ہو کر آرام کی صورت ہو جاتی تہی۔ حقیقت مین قضاء و قدر کے ساتہہ ایک لڑائی ہی تہی۔ الغرض دعاؤن نے اپنا اثر دکہایا کہ اصل عارضہ کاربنکل کا بالکل اچہا ہو گیا۔ اور درمیانی عوارض بہی اچہے ہو گئے۔ یہان تک کہ خود مولوی صاحب نے فرمایا کہ اب مجہے اصل بیماری سے بالکل صحت ہو گئی ہے۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ دو تین روز تک چلنے پہرنے کے قابل ہو جاؤنگا۔ مگر بموجب الہام الٰہی ان المنایا لا تطیش سہامہا۔ یعنی موت کے تیر خطا نہین جاتے۔ قضاء و قدر نے اپنا کام دوسرے رنگ مین کیا۔ یعنی مولوی صاحب کو ذات الجنب ہو گیا۔ جس سے تپ ۱۰۷ درجہ کا ہوا اور الہام الٰہی ۴۷ سال عمر۔ انا للہ و انا الیہ راجعون کے مصداق ہوئے۔

مین بعض درمیانی امور پیش کرتا ہون کہ جن سے مین امید کرتا ہون کہ مولوی صاحب مرحوم کے لئے جو خدا تعالیٰ نے اس مہلک مرض مین اس قدر تاخیر کی۔ یہ محض ایک خوارق عادت امر تہا۔ اور حضرت اقدس کی دعاؤن کا نتیجہ تہا۔

۴ ستمبر ۱۹۰۵ء۔ کو مولوی صاحب مرحوم پر کلوروفارم سُونگہا کر اوپریشن کیا تہا۔ اور ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب پروفیسر سرجری آگرہ میڈیکل کالج نے ان کو کلوروفارم دیا تہا۔ اور اپریشن قریب گیارہ بجے دن کے ختم ہوا تہا۔ اوپریشن کے بعد قریب شام تک مین مولوی صاحب کے پاس بیٹہا رہا۔ ہاتہہ پاؤن بالکل سرد ہو گئے نبض بالکل کمزور تہی۔ اور باقاعدہ نہ چلتی تہی۔ کسی وقت ایک دو حرکتین دل کی بالکل ساقط ہو جاتی تہین گویا کہ دل حرکت کرتا کرتا رُک جاتا تہا۔ ہوش نہ تہا اور اس کے علاوہ پیٹ مین نفخ بہت تہا۔ اصل مین مولویصاحب کو ذیابیطس کیوجہ سے عام کمزوری بہت تہی۔ اس کے علاوہ شدت درد و کرب کیوجہ سے کئی دن سے غذا اندر نہ گئی تہی۔ اسپر اپریشن بڑا بہاری ہوا۔ بہت سا خون گیا۔ کلوروفارم بہت سی مقدار مین سونگہانا پڑا۔ اس لئے انکی حالت نہایت نازک ہو گئی تہی۔ ہم نے ہر ایک قسم کا علاج کیا۔ کہ دل اپنی اصلی حالت پر آوے اور ہوش آئے۔ مگر کوئی بات کارگر نہ ہوئی۔ اور ان کی عام حالت نیچے ہی نیچے جاتی تہی۔ ہمارے عزیز بہائی ڈاکٹر سید محمد حسین صاحب اسسٹنٹ سرجن و اسسٹنٹ پروفیسر میڈیکل کالج لاہور بہی قریب چار بجے دن کے لاہور سے تشریف لائے۔ وہ بہی ان کی حالت دیکہکر سخت پریشان و حیران ہوئے۔ اور انہون نے کہا۔ کہ بظاہر ان کے بچنے کی کوئی صورت نہین معلوم ہوتی۔

حضرت اقدس گہڑی گہڑی مولوی صاحب کا حال دریافت کرتے تہے۔ آپ کی خدمت مین ان کی نازک حالت کی اطلاع دی گئی۔ اس خبر کو سُننے سے جیسے کہ ایک حقیقی غمگسار اور سچے مشفق کو صدمہ ہوتا ہے۔ آپ کو صدمہ محسوس ہوا۔ اور جیسے کہ والدین کو اپنے عزیز بیٹے کے لئے ایک تڑپ اور اضطراب ہوتا ہے۔ واللہ کہ ہم اس سے زیادہ اس مسیح مین اپنے روحانی فرزند کے لئے پایا۔ آپ پہر اندر تشریف لے گئے۔ کچہہ مُشک لائے۔ فرمایا کہ مولویصاحب کو دو۔ پہر آپ دُعا مین مشغول ہو گئے۔ کہا کہ ہمارے پاس سب سے بڑا ہتہیار دعا ہی ہے۔ اور فرمایا کہ خدا کے فضل سے ناامید نہ ہونا چاہیئے۔ وہ چاہے تو مردہ مین جان ڈالدے۔ اس کو سب قدرت ہے۔ مشک بہی دیا گیا۔ پیشتر اس کے اس سے بہت زیادہ طاقتور ادویہ دی جاچکی تہین۔ بلکہ جلد مین بذریعہ ہائی پوڈرمک سرنج (یعنی باریک پچکاری) دی جاچکی تہی۔ کچہہ اثر نہ ہوا تہا۔ مگر مین اس بات کا شاہد ہون۔ اور ڈاکٹر سید محمد حسین صاحب گواہ ہین۔ کہ ادہر حضرت مسیح نے دعا کے لئے سجدہ مین سر رکہا۔ اور ادہر مولوی صاحب کی حالت جو نہایت خطرناک تہی۔ اصلاح پکڑنے لگی۔ اور ابہی حضرت دعا سے فارغ نہ ہوئے تہے کہ نبض بالکل درست اور طاقتور ہو گئی۔ جیسے کہ کبہی کوئی ضعف نہ تہا۔ اسوقت ڈاکٹر محمد حسین صاحب کے مونہہ سے بے اختیار یہ کلمہ نکلا۔ کہ "ان کی نبض کا درست ہونا ایک معجزہ ہے۔ مینے کبہی نہین دیکہا کہ اس حالت کے بعد اس ضعف کی حالتین اور دل کے بالکل رہ چکنے کے بعد پہر کسی کا دل قوی ہو گیا ہوا اور حالت درست ہو گئی ہو"

ایسے شخص کے لئے جو تعصب نہ رکہتا ہو حضرت اقدس کے منجانب اللہ ہونے اور ان کو ایک باخدا انسان ماننے کے لئے اس ایک ہی نشان مین کافی ثبوت ہے۔ یعنی ہم دنیا مین یہ عام نظارہ دیکہتے ہین۔ کہ جس شخص کو کسی سے سچی محبت اور اخلاص ہوتا ہے وہ اس کے لئے رد بلا کرنے کے لئے وہ وسائل استعمال کرتا ہے۔ جن پر اسے سب سے زیادہ بہروسہ ہوتا ہے۔ اب ہم ایک طرف تو دیکہتے ہین کہ حضرت مرزا صاحب نے جب مولوی صاحب کی اس نازک حالت کی خبر پائی۔ تو ان کو اس سے ایسا صدمہ ہوا کہ بلا مُبالغہ ان کے والدین کو (جو اسوقت وہان موجود تہے۔ ایسا صدمہ نہ ہوا تہا۔ دوسری طرف جو معالج ہین۔ وہ سب قسم کے حیلے استعمال کر چکے ہین۔ اور وہ برابر سات گہنٹے اسی تدبیر مین لگے رہے کہ ان کا دل طاقت پکڑے۔ اور جسم مین حرارت غریزی قایم ہو۔ اور ہوش آوے۔ آخر ناچار ہو کر انہون نے اپنی عاجزی کا اعتراف کیا۔ اس روحانی باپ کے سامنے کیا جس کا ایک کارکن اور لائق فرزند جو دینی خدمات مین اول نمبر پر تہا اور خدا کیطرف سے مسلمانون کا لیڈر ہونے کا خطاب بہی پا چکا تہا۔ ایسی حالت اضطرار مین جو کچہہ حضرت اقدس سے ظہور مین آیا۔ وہ ان کی اصلی قلب کی حالت ظاہر کرتا ہے۔ اس لئے اسے ان کا عظیم الشان نشان ماننا ضروری ہے ہم نے بحیثیت طبیب صدہا بلکہ ہزارہا ایسے عزیز ایسی نازک حالت مین دیکہے ہین اور ان کے لواحقین جب اپنے مریض کی آخری حالت

کا مشاہدہ کرتے ہیں ۔ (جیسے کہ مولوی عبدالکریم صاحب کی حالت تہی) اور اگر ڈاکٹر یا معالج طبیب چہرہ پر بہی مالوسی کے آثار دیکہتے ہیں ۔ تو اون کی حالت ناگفتہ بہ ہو جاتی ہے ۔ ایسی حالت میں اون کو کچہہ نہ سوجہتا ۔ اور اکثر مریض کے مرنے سے پہلے گویا کہ خود مرجاتے ہیں ۔ مولوی صاحب کی اس نازک حالت کی خبر سے مولوی صاحب سے ہر ایک محبت رکہنے والے کہ جو اس وقت قادیان میں موجود تہے ۔ (جو بلحاظ بشریت کے ضروری تہا) وہ گویا کہ دم واپسین کی گھڑی تہی ۔ دنیاوی رشتہ داروں کے لحاظ سے ان کے سب سے زیادہ قریبی ان کے بوڑہے والدین تہے ۔ اور ان کی دونوں بیویان تہین ۔ ان کی اسوقت حالت وہی تہی ۔ جو ہم عام طور پر لوگوں میں دیکہتے ہیں کہ ان کے رونے اور چلانے کی آواز آتی تہی ۔ اور وہ ایسے اس غم میں مبتلا تہے کہ گویا کہ اپنی طرف سے اس عزیز کے لئے سب وسائل علاج کے ختم کر بیٹہے ہیں ۔ مگر ادہر ہم نے اس خدا کے فرستادہ کا حال دیکہا کہ جیسے کہ میں پہلے ذکر کیا ہے کہ سب سے زیادہ صدمہ [illegible] کو محسوس ہوتا [illegible] چہرہ کو دیکہہ رہے تہے میں سچ کہتا ہوں [illegible] کوئی [illegible] اور اس کے دل میں [illegible] محبت ہوتی [illegible] [illegible] اس [illegible] [illegible] آپ نے [illegible] [illegible] سال [illegible] کبہی [illegible] لفظ حسرت [illegible] اس کی زبان پر نہ آیا [illegible] اور اس پیارے کی دم واپسین کی گھڑی میں انہوں نے اپنے ایمان اور خدا [illegible] سے سچی محبت اور اوسکی رحمتوں اور اوس کے فضل سے ایک کامل عبد کا وہ نمونہ دکہلایا کہ اس سے سب شکستہ دلوں کی ایک ڈہارس بندہ گئی ۔ عام طور پر تو طبیب بیمار و بیمار کے متعلقین کی تشفی کا موجب ہوتے ہیں ۔ مگر میں سچ کہتا ہوں کہ قریب تہا کہ صدمہ سے ہماری کمر ٹوٹ جاتی مگر حضرت اقدس نے اپنی قوت [illegible] ہماری کمروں کو سیدہا کیا اور ہم کو پہر ہمارے عزم میں مضبوط کیا اور خود اس [illegible] کی جناب میں دعا میں مصروف ہوئے ۔ یہ گویا کہ آپ پر ایک بہاری ابتلا کا زمانہ تہا ۔ مگر آپ کی ثابت قدمی اور استقلال کو دیکہکر رحمت الٰہی نے اس جوش سے نزول کیا ۔ کہ ایک آن کی آن میں اس مردہ میں کہ جس نے قریبا سات گہنٹے سے ہاتہہ پاؤن نہ ہلایا تہا ۔ اور جس کے ہاتہہ اور پاؤن برف کی طرح ٹہنڈے ہو چکے تہے

اور نبض بہی الوداع کہتی جاتی تہی ۔ نئے سرے سے جان ڈالدی ۔

میں ایمان سے کہتا ہون ۔ کہ مولوی صاحب کے دوران علالت میں ہم نے بے اندازہ نشانات دیکہے جنسے کہ اس خدا کے مسیح پر ہمارا ایمان پہلے سے کئی سوگنا زیادہ مضبوط ہوا ۔ اور ہم نے اس ایمانی حلاوت کو اپنے اندر اس طرح سے محسوس کیا ۔ کہ گویا ہمارے جسم کے ہر ایک ذرہ میں انوار سماوی اور برکات الٰہی کی ایک نہر چلی جس سے ہمارے ہر رگ وریشہ نے ایک لذت اٹہائی ۔ گویا کہ ہم نے اس زندہ خدا کو اپنی آنکہوں سے دیکہہ لیا ۔ جس کی طرف اس کا مسیح کل اہل دنیا کو بلا رہا ہے (الحمد للہ ثم الحمد للہ)

برمن او جلوہ نمود است گر اہلی بہ پذیر

اور واقعات کو تو میں بعد میں پیش کرونگا مگر میں اس ایک واقعہ کیطرف ان لوگوں کو توجہ دلاتا ہون ۔ جو چاہتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ ان کے اندر کے گندہ اور آلائش کو دور کرے ۔ اور وہ اس نور معرفت کو حاصل کرلیں ۔ جس سے ان کے اندر کی سب تاریکیاں دور ہوجاوین اور وہ اس خدا کو پالیں ۔ جسکے لئے ابتدا سے آفرینش سے لیکر اب تک ہر ایک اہل بصیرت کی تڑپ رہی ہے ۔ [illegible] نے ہم کو یہی بتایا ہے کہ اس [illegible] کو پا کر پہر اور کسی بات کی آرزو [illegible] رہتی ۔ اور یہ وہ شربت ہے ۔ کہ اسکو پینے کے بعد پہر کبہی پیاس نہیں لگتی ۔ اور یہ وہ خوان ہے کہ جس سے بہرہ ور ہونے کے بعد پہر اور کسی چیز کی بہوک باقی نہیں رہتی اور یہ وہ وصال ہے کہ اس کے بعد کوئی اور لذت باقی نہیں رہتی ۔

چشم دل اندکے چو گردد باز
سر در آرد بر آدمی ہمہ آز

اب اگر اس خدا کو ہی پانا مقصود ہے ۔ تو ہمکو قرآن سے اور تاریخ سے یہی معلوم ہوتا ہے ۔ کہ ہمیشہ سے یہی سنت اللہ چلی آئی ہے کہ انسانوں کی ہدایت کے لئے ہمیشہ بشر رسول ہی آتے ہیں ۔ اب غور کرو ۔ جیسے کہ روحانی ظلمت اسوقت دنیا میں چہائی ہوئی ہے ۔ کیا پہلے بہی کبہی ایسی تاریکی جہان میں ہی ۔ آج بہہ کروڑ انسان دنیا میں موجود ہیں جو ایک عاجز انسان کو خدا اور خدا کا بیٹا تسلیم کرتے ہیں ۔ اور اس فرد اکمل اور افضل البشر اور خیر الرسل محمد الرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی شان میں اس زمانہ میں وہ وہ توہین آمیز الفاظ مخالفین مذہب استعمال کر رہے ہیں ۔ کہ ان کو سننے سے ایک مومن

کے رونگٹے کہڑے ہو جاتے ہیں ۔ اور اوس اُمت میں سے جسکو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے خیر الامت کہا تہا ۔ کئی لاکہہ انسان مرتد ہو چکے ہیں اور بجائے اسکے کہ وہ کوئی خدمت اسلام کرتے ۔ مخرب اسلام بنے ہوئے ہیں ۔ اب اے خدا کو چاہنے والے لوگو ۔ اور اس محمد الرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت رکہنے والو کیا اب بہی وہ وقت نہیں آیا کہ اللہ تعالےٰ امت میں سے کسی کو منتخب کرے ۔ کہ وہ اعلائے کلمۂ اسلام کرے ۔ اور جو اپنی طہارت باطنی اور تعلق باللہ سے اسلام کے ایک مذہب ہونے کا ثبوت اور دلیل اپنے اندر رکہتا ہو ۔ بہائیو ! رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تہا ۔ کہ ہر صدی کے سر پر ایک مجدد آیا کریگا ۔ اور ایسا ہی قرآن سے ثابت ہوتا ہے ۔ کہ اس دین کی رسول اللہ کے بعد سچے خلفاء رسول سے تائید ہوتی رہے گی ۔ تو اب صدی کے سر پر بہی ۲۳ سال گذر گئے ہیں ۔ کیا اگر اب بہی وہ مصلح نہ آئیگا ۔ تو پہر کس وقت آئیگا ؟ اسلام تو مخالفین کے نرغے میں اسطرح پہنسا ہوا ہے ۔ کہ اب بہی اگر خدا کی طرف سے نصرت نہ ہو ۔ تو اسلام کا کچہہ باقی نہیں رہتا ۔

پس از انکہ من نہ مانم بچہ کار خواہی آمد

اب اگر ہمارے جیسے بشر نے ہی رسول ہو کر آنا تہا ۔ اور [illegible] سے ہی ہونا تہا ۔ جیسے کہ حدیث امامکم منکم سے ثابت ہے ۔ تو پہر ذرا دائیں بائیں آگے پیچہے نظر مارو ۔ کہ کون ہے جو وہ تعلق محبت اور قرب الٰہی کا رکہتا ہے ۔ جو اس ڈوبتی ہوئی کشتی کو کنارہ پر لگا دے ۔ اپنے قرب وجوار میں نہیں تو اپنے شہر میں نظر مارو ۔ اپنے شہر میں نہیں تو اپنے صوبہ میں نظر مارو اپنے صوبہ میں نہیں تو اپنے ملک میں نظر مارو ۔ اپنے ملک میں نہیں تو کل جہان پر نظر مارو ۔ اور اگر آپ کو اب بہی وہ مبارک وجود نظر نہیں آتا تو ادہر آؤ میں تم کو بتاتا ہون کہ وہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ہیں ۔ اور خدا کی قسم کہا کر کہتا ہون کہ وہی ہے خدا کا برگزیدہ اور سچا خلیفہ و نائب رسول وہی ہے جو اپنے سینہ میں اس امت محمدیہ کے لئے ایک جوش رکہتا ہے ۔ کہ جسکی نظیر دنیا بہر میں نہیں ۔

وہی ہے

کہ جو اس دین کے لئے اور اعلائے کلمۂ اسلام کے لئے اپنے اندر ایک ایسی حرارت

رکہتا ہے کہ وہ قریب ہے کہ باطل کو کہا جاوے وہی ہے ۔ کہ اسلام کے روشن چہرہ سے جہاد کا داغ مٹانے کے لئے آیا ہے ۔ جو نادان دشمنوں نے لگانے کی کوشش کی ہے ۔ اور وہی ہے ۔ جو اشاعت اسلام کے لئے ایک قطرہ خون کو گرانا بہی ضروری نہیں سمجہتا ۔ وہی ہے ۔ کہ جو اپنے دلایل اور براہین سے جو قرآن اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اوسکو ملے ہیں ۔ تمام دنیا میں پہر اسلام پہیلائیگا ۔ اور اسلام اور قرآن اور محمد عربی کے چہرہ کو دنیا پر ایسا روشن کرے گا ۔ کہ وہ اس آخری زمانہ میں ایک آفتاب کی طرح چمکے گا تا کہ ہر کوئی اسکا مُنہ دیکہہ لے ۔

بہمت این اجر نصرت را دہندائی اخی ورنہ
قضائے آسمان است این بہر حالت شود پیدا

یہ وہی ہے کہ جو مردون کو زندہ کرنے کے لئے آیا ہے ۔ جیسے قرآن شریف میں ہے ۔ کہ یا ایہا الذین آمنوا استجیبوا للہ و رسولہ اذا دعاکم لما یحییکم ۔ اور میں خدا کی قسم کہا کر کہتا ہون کہ میں مردہ تہا اسنے مجہے زندہ کیا ہے اور میرے ساتہہ اور بہت مردہ تہے ۔ جو کہ اس کے ہاتہہ پر زندہ ہوئے ہیں ۔ وہ اپنے نفوس پر آپ شاہد ہیں ۔ اس لئے اے ہمارے دوستو اور بہائیو ! اگر تم واقعی اپنی روحانی موت کو محسوس کرتے ہو تو اس کے پاس آؤ وہ تم کو زندہ کریگا اور تم اس زندہ خدا کا منہ دیکہو گے ۔ کہ جسکو نہ پہچاننے کے لئے یہ مردنی تم پر چہائی ہوئی ہے ۔

آؤ لوگو کہ یہیں نور خدا پاؤ گے
لو تمہیں طور تسلی کا بتایا ہم نے

(باقی آئندہ انشاء اللہ تعالیٰ)

سفرنامۂ دہلی

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

پیشتر اس کے کہ موجودہ سفر دہلی کے ضمن میں قیام دہلی کے حالات لکھے جاویں یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ۱۸۹۱ء میں جو سفر اعلیٰ حضرت نے دہلی کا کیا تھا اس کا مختصر سا تذکرہ کر دیا جاوے۔ تاکہ جب اس سفر کے واقعات کو پیش کریں تو سفر سابقہ کے واقعات سے مقابلہ کرنے کا عمدہ موقع مل سکے۔

میں اس سفر میں خود ساتھ نہ تھا۔ اسلئے چشمدید واقعات اور حالات جو اسوقت شائع کئے گئے تھے انکا اندراج خالی از لطف نہ ہوگا۔

۲۸ ستمبر ۱۸۹۱ء کی صبح کو حضرت اقدس مسیح موعود دہلی میں رونق افروز ہوئے اور نواب لوہارو کی کوٹھی بازار بلی ماراں میں فروکش ہوئے۔ جوں ہی حضرت کی تشریف آوری کی خبر دہلی میں مشتہر ہوئی جوق جوق لوگ حضرت کے پاس آنے شروع ہوئے بیچارے پشتا پشت سے قہر الٰہی کے مقہور اور غضب الٰہی سے مغضوب لوگوں میں نیکی کے قبول کرنیکا مادہ ہی کہاں باقی رہا تھا کہ آدمیت کے ساتھ حضرت کا کلام سنتے اور اسپر غور و فکر کے بعد اس سے دین و دنیا کا فائدہ حاصل کرتے۔ جہانتک انکی سمجھ تھی جیسی کہ انہیں مدت مدید کی مشقوں سے عادت پڑگئی ہوئی تھی اور جسطرح کہ بیچارے ختم اللہ علی قلوبھم و علی سمعھم کے زیر نیچے آئے ہوئے تھے۔ اسی حد تک اور ویسی ہی اور اسیطرح انہوں نے حضرت مسیح موعود کو قبول کیا اور انکے کلام کو سنا۔ کلام سننا تو درکنار اگر مجلس میں آکر صرف آدمیت اور اہلیت سے ہی بیٹھتے تو غنیمت تھا۔ سارے اوصاف حمیدہ کے عوض میں بیچارے دہلی والوں کو ایک بان دراز ملی ہوئی تھی وہ کب انہیں دم لینے دیتی تھی۔ آئے ہیں تو اسطرح کہ خون آنکھوں میں بھرا ہوا ہے۔ چہرہ مارے غضب اور غصہ کے کالا ہو رہا ہے گویا ان کے باپ کو کسی نے قتل کر ڈالا ہے اور اس کا بدلہ لینے آئے ہیں۔ اور بیٹھتے ہی نہیں سلام علیک تک نہیں لی۔ آتے ہی دو چار پھبتیاں حضرت پر چاکی ہیں۔ دو چار گالیاں سنائی ہیں۔ اور دو چار دھمکیاں دی ہیں۔ اور یوں بھاگے ہیں جیسے گدھے کے سر سے سینگ اور خود جا بیٹھے گئے ہیں۔ وہ کلام سننے کی غرض سے نہیں احقاق حق کی نیت سے نہیں۔ بلکہ اس کسر کو پورا کرنے کے لئے جو اس کے بہانے سے غصہ میں جلد چلے جانیکی وجہ سے باقی رہ گئی تھی۔ غرض ایک نے دوسرے کا خوب ہی ہاتھ بٹایا۔ ایک ہجوم جہلا اور سفہا کا حضرت کے اس پاس ہے۔ اور آئین مہمانداری اور فرض اسلام ایسی خوبی اور عمدگی کے ساتھ بجالا رہے ہیں کہ انکی نذیر دنیا کے مسلمانوں میں نہ پائی جاتی ہو۔ حضرت انکی تو تو سن رہے ہیں۔ انکی زہر آلود آنکھیں اور خون بھرے چہرے دیکھ رہے ہیں اور چپ چاپ بیٹھے ہیں۔ کوئی بہت ہی سر چڑھ گیا ہے۔ تو نہایت نرمی اور ملایمت سے سمجھانا شروع کیا ہے۔ مگر سمجھنے کی کس کو غرض تھی۔ وہ تو گالی دیکر ثواب حاصل کرنے آئے تھے۔ انہیں تو یہ مسئلہ سکھایا گیا تھا۔ کہ تبرے پر ہی انکی نجات منحصر ہے۔ سو سال کی بندگی سے ایک تبرا بہتر ہے مایوں تو دہلی کے لچے اور لفنگے اور بڑے مشہور ہی تھے اور ہم نے اکثر ایسا سنا تھا مگر دیکھا نہیں تھا اور دیکھا تو جیسا سنا تھا اس سے کہیں بڑھ چڑھ کر پایا۔ بیشک زباندرازی دہلی والوں کا حق ہے آجکل ان کے پاس ایک ہی زبان رہگئی ہے اور جو کچھ ہے ان کے پاس یہی ہے۔ یوں چبڑ چبڑ کرتے چلے جاتے ہیں۔ جیسے مویشی اپنے دہن میں اگالی کر رہا ہو۔ زبان گویا ان کے قابو میں ہی نہیں اور انہیں معلوم بھی نہیں ہوتا کہ انکی زبان کب بکا کر کہیں کی کہیں جا پہونچتی ہے۔ ابھی نہیں جناب لگک تو انہیں ہوش رہتا ہے مگر آگے کچھ خبر نہیں۔ سنا بات تاریخ میں کبھی پڑھا کرتے تھے کہ دہلی والوں نے بے سرو پا بک بک کر کے قتل عام کرادی۔ اور بچہ بچہ کو تیغ بیدریغ کرا دیا۔ مگر باور نہیں آتا تھا کہ ایسا کسطرح ہوا ہوگا۔ آخر دلی میں انسان بستے تھے اور کیا وہ ایسے ہی گئے گذرے تھے کہ انہیں اپنے نفع و ضرر کی بھی خبر نہ تھی مگر اب تجربہ سے معلوم ہو گیا کہ وہ اس سے بڑھ چڑھکر ہیں اور ایسے ایسے واقعات انکی بے برکی اڑانے کی بدولت ہوں تو تعجب کی بات ہے۔ وہ مسیح موعود کے مسئلہ کو بھی ایک کھیل سمجھے اور انہیں اپنی زبان کے چٹخارے لینے کا ایک دل پسند مشغلہ بن گیا۔ انکی طبیعتیں ٹھٹھہ اور تمسخر کی پہلے سے عادی تھیں ہٹ اور ہٹ دھرمی گویا انکی فطرت میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی اور "رسی تنگوڑی جل گئی لیکن بل نہ گیا" کے پورے مصداق تھے انہوں نے حضرت کی کلام سحر نظام کو ٹھیک یہودیوں کی طرح جو اصیل مسیح کی باتوں کو ٹھٹھے میں اڑاتے رہے تمسخر میں اڑانا شروع کیا اور ٹھیک اس زمانہ کے یہودیوں کیطرح حضرت اقدس مسیح موعود پر طرح طرح کے بہتان باندھنے لگے۔ اور الحاد و کفر کے نعرے بلند کئے حضرت مسیح موعود پر بھی وہی الزام لگایا گیا جو یہودیوں نے حضرت مسیح پر لگایا تھا۔ یہ توریت کے حکموں کو ٹالتا ہے۔ اور معانی کو بدلتا ہے۔ یہ کفر بکتا ہے" اور حالانکہ حضرت مسیح نے پکار پکار کر کہا۔ کہ میں توریت کو منسوخ کرنے نہیں آیا بلکہ اسے پورا کرنے آیا ہوں اور اسکی صداقت ظاہر کرنے آیا ہوں۔ مگر یہودیوں نے ایک نہ سنی۔ ایسے ہی حضرت اقدس نے پکار پکار کر اشتہار دیکر بلند آواز سے فرمایا کہ میرا وہی عقیدہ ہے جو اہل اسلام کا ہونا چاہئے۔ میں مسلمان ہوں محمدی ہوں مگر اہل دہلی نے نہ ماننا تھا نہ مانا نہ پہچانا۔ دہلی والو انہیں اگر اپنی اس ضد اور ہٹ دہرمی پر اور اس حق پوشی اور یریدون ان یطفئوا نور اللہ بافواھھم کے مصداق ہونے پر فخر اور ناز ہے۔ تو تمہیں مبارک ہو۔ مگر سچ پوچھو تو ہمیں تمہارے حال پر رحم آتا ہے کیونکہ اس فخر اور ناز کا انجام رونا اور دانت پیسنا ہوگا۔ دلی والو ہم پر مخفی نہ ہونا تمہاری تہذیب اور شائستگی اور تمہاری علمیت اور فضیلت کے ثبوت میں خود تمہارے ایک ہموطن نے جو تم ہی میں سے ہے ۲۱۔ اکتوبر کے اشتہار میں جہاں اور خرافات بکا ہے (جسکی ہم انشاء اللہ معہ دیگر مفتریانہ اشتہارات کے اسی ضمیمہ میں صحیح واقعات سے دھجیاں اڑاتے ہیں) تمہارے چند فقرات بھی نقل کئے ہیں جنپر تمہارے اپنے ہی ہموطن سر پیٹ پیٹ کر کہہ رہے تھے "ہائے انہوں نے دلی کی آبرو خاک میں ملا دی ہائے یہ دلی والوں کی تہذیب اور شائستگی!!!"

غرض یہ تو دلی کے عوام الناس کا مختصر حال ہے جو فحش اور بدزبانی کے سوا اور کچھ جانتے ہی نہیں اور جنکی نسبت انکے بعض اپنے ہموطن نادم ہیں اور ان کے حالات سنکر شرم اور حیا سے پانی پانی ہو جاتے ہیں۔

اب وہاں کے رؤسا اور علماء کا حال سنئے۔ رؤسا کی نسبت تو ہم اتنا ہی کہنا کافی سمجھتے ہیں کہ جہاں عوام الناس لوگ علما کے اشتعال دلانے والی تقریروں سے برانگیختہ ہو رہے تھے۔ وہاں رؤسا بھی انکی مفتریانہ تقریروں سے متاثر تھے اور وہ بجائے اس کے کہ ایک ثالث بالخیر بنیں ایک فریق بن گئے تھے اور اس لئے ان سے بھی انصاف کی امید نہیں ہو سکتی تھی اور ان پر ہمیں صرف اتنا ہی افسوس کا حق ہے کہ انہوں نے انصاف سے جو ہر ایک شہر کی معزز اور مقتدر پارٹی کا خاصہ ہوا کرتا ہے کام نہ لیا اور اپنے علماء کی یکطرفہ تقریروں سے متاثر ہو کر پارٹی فیلنگ کا اظہار کیا اور انصاف کے موقع پر پارٹی سپرٹ کو استعمال کیا۔ سب سے زیادہ افسوس ہمیں انپر ہے جو محض ہمدردی کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے کہ وہ ایک اہل اللہ مسیحا دم کے فیض سے محروم رہے فیض کا دریا ایک ان کے گھر چلکر آیا تھا۔ مگر انہوں نے بند باندھکر اسے روکدیا اور گویا تے نہیں مراد تو جہاں آتے ہیں تائے، کے بموجب۔ یہ فیض کا پانی ادہر ادہر پہیلا مگر بیچارے دلی کے رؤسا تو محروم رہے جب عوام الناس کی تو تو حد سے گذر گئی اور ایک ایک کے سمجھانے سے کچھ فائدہ نہ ہوا اور سوائے اپنا مغز خالی کرنے اور اس کے معاوضہ میں گالیاں سننے کے اور کچھ مفاد نہ نکلا اور دہلی کے مولویوں کی افترا اور بہتان جو وہ لوگوں کو سکھا سکھا کر حضرت کے پاس سنانے بھیجتے تھے حد سے زیادہ گذر گئے تو حضرت اقدس نے ۲۔ اکتوبر کو ایک اشتہار بعنوان "ایک عاجز مسافر کا اشتہار قابل توجہ جمیع مسلمانان انصاف شعار و حضرات علمار نامدار" دیا۔ اور اسمیں بڑے زور کے ساتھ ان جھوٹے بہتانوں اور افترا پردازیوں کی جو دہلی کے ملاؤں نے انپر لگائے تھے اور بہ وساطت جہلا آپ تک پہونچائے تھے تردید کی۔ اور ساتھ ہی ان ٹٹی کی آڑ میں شکار کھیلنے والے ملاؤں کو میدان میں آنیکی دعوت دی۔ یہ اشتہار ایسے دل اور قلم سے نکلا ہے اور اسمیں اسقدر تاثیر بھری ہوئی ہے۔ کہ پتھر دل کو سنایا جاوے تو وہ بھی موم کیطرح پگھل جائیں مگر بقول حضرت اقدس ؎

برسنگ سکیند اثر ایں منظم گر
بے بہرہ ایں کساں زکلام موثرم

دہلی کی سنگلاخ زمین پر اس کا کچھ اثر نہ ہوا۔ دلی کے ملاں بجائے اس کے کہ اس اشتہار کے فقرے فقرے پر غور کرتے اور اگر واقعی انکی غرض حق بینی اور احقاق حق کی تھی تو خوف خدا سے ڈرتے اور نہایت مودبانہ اور مہذبانہ طور پر ایک متنازعہ فیہ امر کا تصفیہ کرتے اور حضرت اقدس کے اقرار صالح پر جو اس اشتہار میں کیا گیا اپنے بہتانوں اور افترا پردازیوں کو واپس لیکر سعادت دارین حاصل کر لیتے وہ اور ضد پر آئے۔ اور کیوں نہ آتے انکی غرض احقاق حق کی نہیں تھی وہ تو عوام الناس کو اپنے ساتھ ملائے رکھنے میں اپنا فائدہ سمجھ رہے تھے انہیں دنیاوی نام آوری کا لالچ تھا۔ گو اسمیں بھی انہیں سوائے اندوہ و یاس و حرمان اور کچھ حاصل نہ ہوا۔ وہ اور جوش میں آئے اور انہوں نے حضرت اقدس کے اشتہار کی تاثیر کو روکنے کے لئے مخالفانہ وعظ شروع کئے اور کلمۃ اللہ کی اشاعت کو روکنے کیلئے جہانتک کوشش کی کہ جہانتک قابو چل سکتا تھا۔ (باقی آیندہ)

چند سوالون کا جواب

جے پور سے حضرت حکیم الامتہ کے نام ایک خط چند سوالون پر مشتمل آیا تھا۔ حضرت حکیم الامتہ کے ارشاد سے جناب حافظ حکیم فضل دین صاحب نے اُن سوالون کا جواب لکھا ہے۔ جسکو فائدہ عام کی غرض سے ذیل مین درج کیا جاتا ہے۔ سائل کے خط کے مطالعہ سے ناظرین کو یہہ بھی معلوم ہوگا کہ انکا اپنا اخبار الحکم کس طرح پر سلسلہ کی اشاعت کا مفید ذریعہ اندرون ملک مین ثابت ہو رہا ہے۔

اس خط وکتابت کے درج کرنے سے پہلے اس امر کا ظاہر کرنا بھی ضروری ہے کہ الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت مین جو شیعہ کا جواب خط چھاپا گیا ہے وہ مولوی سید سرور شاہ صاحب احمدی نے لکھا تھا۔ اور خوشی کی بات ہے کہ انہون نے نہایت قابلیت کے ساتھہ اپنے مطلب کو ادا کیا ہے۔

(ایڈیٹر)

سائل کا خط

مخدوم ومکرم بندہ جناب حکیم الامتہ مولوی نورالدین صاحب زاد لطفہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

۱۹۰۱ء کا ذکر ہے جبکہ مین بریلی مین تھا تو اخبار الحکم دفتر روہیلکھنڈ گزٹ مین ایک دن اتفاقاً نظر سے گذرا۔ یہہ پہلا ہی موقعہ تھا کہ مرزا صاحب قبلہ کے حالات معلوم ہوے اور آپ کے مسیح ومہدی موعود ہونے کی بابت آگاہی ہوئی۔ اسوقت تو مین نے آپ کی تعلیمات کو نہایت سرسری طور پر دیکھا بلکہ یون کہنا چاہئے کہ آپکے دعوون کو لایعنی خیال کیا۔ اس کے بعد مین جے پور چلا آیا اور پھر اس کی بابت کچھہ توجہ بھی نہ ہوئی۔

دو سال کا ذکر ہے کہ میرے مکان کے ایک دوسرے حصہ مین ڈاکٹر عبدالرحیم صاحب اخبار الحکم وریویو آف ریلیجنز۔ کے خریدار ہو کر رہنے لگے۔ چونکہ ڈاکٹر صاحب مرزا صاحب کے بہت سے خیالات کے مؤید ہیں۔ اسلئے اون سے اکثر گفتگو ہوتی رہی۔ اور اون کے اخبارات ... کا یہ نتیجہ ہؤا کہ مین وفات مسیح کا قائل ہوگیا اور اب مین پورے طور پر مسیح علیہ السلام کو فوت شدہ مانتا ہون اور علاوہ اس کے مسیح کی بابت میرے عام مسلمانون کی طرح خیالات نہین ہین۔ لیکن ایک دوسرا مسئلہ نہین حل ہؤا جسکو آپ کے سامنے پیش کرتا ہون۔ اور مجھے آپ کی ذات سے قطعی امید ہے کہ آپ از راہ اخوت اسلامی اس ناچیز کی ضرور تشفی فرمائینگے۔ اور وہ مسئلہ **مرزا صاحب کے مسیح ومہدی موعود ہونیکی** بابت ہے اور اس مین مجھے حسب ذیل شبہات ہین

(۱) جبکہ قرآن شریف مین صاف طور پر الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی آچکا ہے تو اب اسلام کی تقویت کے لئے کسی مسیح یا مہدی کی کیا ضرورت۔

(۲) ایک آدمی تین شخصون کا بروز کیسے ہو سکتا ہے۔ اور کرشن کے لئے کوئی حدیث بھی نہین اور کرشن کی اسلام کو کیا ضرورت۔ اور پھر ہندو کرشن کے آنے کے قائل نہین وہ تو کہتے ہین کہ سنبل ضلع مراد آباد مین کلیا اوتار لیگا۔

(۳) مرزا صاحب کی اکثر پیشین گوئیان غلط ثابت ہوئین۔ عبداللہ آتھم پیشین گوئی کے موافق تباہ نہ ہؤا۔ مقتول مکذب پیشین گوئی کے بعد مرا۔ قادیان مین طاعون آگیا۔ حسب وعدہ اب تک دوسرا زلزلہ نہ آیا۔

(۴) مرزا صاحب نے حکم دیا ہے کہ اون کے مرید عام عقیدہ کے مسلمانون سے سلام علیک نکرین اون کے پیچھے نماز نہ پڑہین۔ ایک تو پہلے ہی سے ہزارون فرقے ہو گئے ہین۔ اور ہر فرقہ ایک دوسر کا دشمن۔ پھر مرے کو مارین شاہ مدار۔ اسوقت تو قوم کا شیرازہ ہموار کرنا چاہئے اور اتحاد کا خیال پیدا کرنا چاہئے۔

(۵) ابھی کسی حال کے اخبار وکیل امرتسر مین یہہ خبر پڑھی کہ مرزا صاحب نے بزمانہ قیام امرتسر باوجود رمضان کے اثناء لکچر مین چائے نوشی شروع کی اور جب اعتراض کیا گیا تو آپ لوگون کیطرف سے یہ عذر پیش ہؤا کہ سفر مین روزہ ضروری نہین۔ تو بندہ پرور یہہ حکم ہے اون سفرون کے لئے جو پیدل یا اونٹ گہوڑے کی سواری مین کئے جائین۔ مرزا صاحب کو (جو غالباً دوسرے یا پہلے درجہ مین سفر کرتے ہونگے) ایسے سفرون سے کیا نقصان پہنچ سکتا ہے اور پھر ایسے سفرون مین روزہ رکھنے کی فضیلت ہے۔

غرضیکہ اسی قسم کے اور چند اعتراضات ہین جنکو مین بشرط فرصت انکے جواب وصول ہونے پر پیش کرون گا۔ لیکن یہ خیال نہ کیجیگا کہ مین مجادلہ کرنا چاہتا ہون حاشا وکلا مجھے ہمیشہ یہ ڈر رہتا ہے اگر مرزا صاحب سچے ہوئے تو خدا کے یہان بڑی خرابی آئیگی۔ مین مرزا صاحب کا دل سے مداح ہون اور اون کو اسلام کا بہت بڑا خیر خواہ خیال کرتا ہون۔ یہہ ہی سبب ہے کہ میرے بہت سے دوست مجھکو مرزائی احمدی قادیانی وغیرہ نامون سے یاد کرتے ہین۔

یہہ اعتراض مرزا صاحب کی تصنیفات واخبارات الحکم والبدر وریویو آف ریلیجنز سے بخوبی حل ہو سکتی ہین لیکن مجھے افسوس ہے کہ مین اسقدر وسعت نہین رکھتا کہ اخبارات وتصنیفات کو خرید سکون اب مین آپ سے رخصت ہوتا ہون اور آپ سے عرض کرتا ہون۔ کہ میری طرف سے مرزا صاحب قبلہ کی خدمت مین سلام علیک عرض کر دیجیگا۔ اسکے علاوہ مولوی یعقوب علی صاحب (تراب) ایڈیٹر الحکم اور کل احمدی جماعت کے بزرگون کی خدمت مین سلام علیک عرض کر دیجئے۔ مین آپ کا بہت ممنون ہون گا۔ فقط۔

مین ہون آپکے جواب کا منتظر۔ اور آپکا خادم

محمد عثمان باوانی

الجواب

چونکہ ایک سوال کئی سوالون پر مشتمل ہے۔ اسلئے اصل خط پر نمبر لگا دیئے گئے اور ہر ایک نمبر کا لفظ ضمن کے ساتھہ جواب دیا گیا۔

(۱) بیشک قرآن کریم کامل کتاب ہے۔ مگر حضرت مرزا صاحب کا ہرگز ہرگز یہ دعوےٰ نہین کہ تکمیل قرآن کے لئے مبعوث ہوئے۔ بلکہ جیسا اللہ تعالےٰ نے ولکل قوم ھاد اور حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم .... نے حدیث علےٰ کل مایۃ من یجدد لھا امر دینھا مین ہر صدی پر مجدد کے آنے کی پیشگوئی فرمائی ہے۔ آپ کی بعثت بھی اسی وعدہ الٰہی کے مطابق ہوئی۔ اور ضرورت حقہ اور سخت ضرورت کے وقت ہوئی۔

قرآن کریم تو کامل کتاب ہے۔ مگر اس کا دنیا مین پہونچانے والا چاہئے یا نہین۔ اور پھر اس کا سمجھانے والا چاہئے یا نہین۔ آخر اس قرآن کے ذریعہ کوئی مزکّی مطہر کرنے والا ضرور ہے یا نہین۔ توریت یہود کے پاس ہے مگر انکا مطہر ومزکی کوئی نہین رہا اسلام مین اللہ تعالیٰ کا فضل ہؤا کہ اسمین ہمیشہ ایسے لوگ پیدا ہوتے رہے جنکے باعث ایک جماعت مخلص دینداروں کی پیدا ہوتی رہی یہی بات مرزا صاحب مین ہے۔

(ب) انا ارسلنا الیکم رسولا شاھدا علیکم کما ارسلنا الیٰ فرعون رسولا۔

ترجمہ۔ بے شک ہم نے تمہاری طرف ایک عظیم الشان رسول بھیجا ہے مثل اوس رسول کے جو فرعون کی طرف بھیجا تھا۔ اس آیت شریفہ مین اللہ تعالےٰ نے حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو مثل موسیٰ قرار دیا۔ پس جیسے حضرت موسیٰ کے بعد سلسلہ خلافت تجدید شریعت موسوی کے لئے جاری رہا اسیطرح سلسلہ خلافت محمدی بھی رہنا ضروری تھا۔

(ج) بلحاظ مثلیت مذکور جیسے حضرت موسیٰ کا سلسلہ خلافت چودھوین صدی مین ایک مسیح پر ختم ہؤا اسیطرح سلسلہ خلافت محمدی کے لئے بھی ایک مسیح کا آنا چودھوین صدی کے سر پر ضرور تھا۔ جس کی پیشگوئی اللہ تعالےٰ نے آیت استخلاف مین فرمائی تھی۔ وعد اللہ الذین اٰمنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنھم فے الارض کما استخلف الذین من قبلھم۔ ترجمہ۔ اللہ تعالےٰ وعدہ فرماتا ہے کہ تم مین سے (امتہ محمدی) مومنین صالحین کو خلیفہ بنایا کریگا۔ مثل اس سلسلہ خلافت کے جو تم سے پہلے سلسلہ موسوی مین بناتا رہا۔

(د) اگر کسی کتاب کے نزول کے بعد کسی مجدد کی ضرورت نہین تو سلسلہ انبیائے بنی اسرائیل (جو تابع شریعت موسوی تھے۔ اور اون کی کتاب اوس زمانہ کی کامل کتاب تھی جیسے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے ثم اٰتینا موسی الکتاب تماما علے الذی احسن وتفصیلا لکل شیٔ وھدی ورحمۃ۔ انا انزلنا التورٰۃ فیھا ھدی ونور) باطل ٹھیرتا ہے۔

(ھ) اگر آیت اکملت لکم دینکم کے یہہ معنے ہین کہ آیندہ کسی مصلح۔ مجدد کی ضرورت نہین تو پھر حنفی۔ شافعی۔ مالکی۔ حنبلی وہابی۔ شیعہ خارجی۔ معتزلہ۔ جہمیہ۔ معطلہ۔ قدریہ۔ یہود عیسائی۔ ہنود وغیرہ وغیرہ باوجود سخت اختلاف کے سب حق پر ماننے چاہئین۔ اگر حق پر نہین تو انکی اصلاح کے لئے آپ کے نزدیک کسی مصلح کی ضرورت ہے یا نہین۔ اگر نہین تو

(و) آیت وما اھلکنا من قریۃ الا لھا منذرون۔ (ترجمہ) ہم کسی بستی کو ہلاک نہین کرتے جب تک اوس کو کوئی منذر پہلے نہ بھیجین وماکنا معذبین حتےٰ نبعث رسولا۔ جبتک ہم کوئی رسول نہ بھیجین کسی قوم کو عذاب نہین دیتے۔ قیامت کے دن مجرمون پر الزام دیتے ہوئے۔ اللہ تعالےٰ پہلے سنت اللہ کو پیش

کرتا ہے -

یا معشر الجن والانس الم یاتکم رسل منکم یقصون علیکم ایاتی وینذرونکم لقاء یومکم ھذا قالوا شھدنا علے انفسھم وغرتھم الحیوۃ الدنیا وشھدوا علے انفسھم انھم کانوا کافرین ذالک بان لم یکن ربک مہلک القریٰ بظلم واھلھا غافلون -

ترجمہ - اے جن وانس کے گروہ کیا بیچ تم مین سے تمہارے پاس کوئی رسول نہین بہیجا تہا جسنے میرے احکام تمپر بیان کئے ہون اور تم کو قیامت سے ڈراوین - وہ اقرار کرینگے کہ ان کو دنیوی زندگی نے دہوکہ دیا تہا - اور یہ بہی اقرار کرینگے کہ وہ رسولون اور اونکی تعلیم سے منکر تہے - یہہ الزام اس سبب سے انپر قائم ہوگا کہ تیرے رب کی یہ عادت ہی نہین کہ بستیون کو ہلاک کرے - جبکہ انکو رسولون اور انکی تعلیم اور انذار کی خبر بہی نہ ہو -

اور آیت ولکل قوم ھاد ہر ایک قوم کے لئے کوئی ہادی ہوگا - اور وما کان ربک مھلک القریٰ حتے یبعث فی امھا رسولا - ترجمہ - اللہ تعالے بستیون کو ہلاک نہین کیا کرتا یہانتک کہ پہلے بہیج لیتا ہے اون کے ام القریٰ مین کوئی رسول - وآیت وعد اللہ الذین امنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم - ترجمہ پہلے لکہا گیا -

آیت وآخرین منھم لما یلحقوا بھم ترجمہ - اور کچہہ اور لوگ بہی مسلمانون مین سے جو ابہی انکا الحاق ان صحابہ کے ساتہہ نہین ہوا - صحابہ نے عرض کیا وہ کون ہین - تو سلمان فارسی کی ران یا کاندہون پر ہاتہہ رکہکر فرمایا وہ ان مین سے ہونگے الیٰ آخر الحدیث - وان تتولوا یستبدل قوما غیرکم ایک زمانہ مین تم (اہل اسلام) اپنے مذہب کے پابند نہ ہوگے تو ایک اور قوم سوائے تمہارے اللہ تعالے بدل دیگا اور اس کے ساتہہ ہی اوسی مضمون کی حدیث ہے - وآیت انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون ہمنے ہی اس قرآن مجید کو نازل کیا اور ہم ہی اسکی حفاظت کرینگے - آیت یا ایھا الذین امنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصادقین - ترجمہ - اے ایمان والو تقویٰ اختیار کرو اور تقویٰ تب حاصل کر سکوگے کہ صادقین کی معیت اختیار کرو -

آیت ولو نشاء لجعلنا منکم ملائکۃ فی الارض یخلفون - اگر ہم چاہین گے تو تم سے جو جو ملائکہ سیرۃ ہونگے اونکو ملک مین خلیفہ بنا دیا کرینگے -

ودیگر آیات متعلقہ پیشگوئی بعثت ماموریں و مرسلین وآیات متعلقہ زمانہ مسیح واحادیث متعلقہ آمد مہدی ومسیح وعلامات جو بعض وقوع مین آچکے اور بعض آرہے ہین - لغو اور باطل ٹہیرتے ہین نعوذ باللہ منہا -

(۲) **سوال** - ایک آدمی تین کا بروز کیسے ہو سکتا ہے - ضمن اول -

جواب (الف) اگر آپ اپنے نام پر ہی غور فرماتے تو یہ سوال پیدا ہی نہ ہوتا -

کیا سچ فرمایا ہے اللہ تعالے نے وکاین من ایۃ فی السماوات والارض یمرون علیھا وھم عنھا معرضون - ترجمہ - کئی نشان ہین آسمان وزمین مین کہ لوگ اسپر بلا غور وتامل بے پروائی کر کر گذر جاتے ہین - یہہ آپکے گہر مین ہی جواب موجود تہا - آپکے نام مین آپکے والدین نے بروز محمدؐ وبروز عثمان ہونے کا دعوے کیا ہے اور آپ نے تسلیم کر لیا - کیا آپ دعویٰ غلط ہے یا صحیح اور لطف کی بات یہ ہے کہ محمدؐ کے اوپر صلعم لکہہ کر صلے اللہ علیہ وسلم کا اشارہ کر دیا ہے -

(ب) قرآن مجید نے تہوڑون کو بہتون کا بروز قرار دیا ہے - جیسے ۷ گائین اور ۷ سنبل خشک کو سات سات سال کی کروڑ در کروڑ گائین اور سنبلات خشک کا مظہر قرار دیا اور اسی طرح گائین فربہ اور سنبل تازہ کا نظارہ -

دوسرا بنی اسرائیل موجود وہ زمانہ نبوی کو بروز اون تمام بنی اسرائیل کا قرار دیا جو حضرت موسیٰؑ کے زمانہ سے چلکر زمانہ نبویؐ تک دو ہزار سال تک کروڑون در کروڑون گذر چکے تہے جیسے فرمایا واذ نجیناکم من آل فرعون ہمنے تم کو فرعونیون سے چہوڑایا - یذبحون ابناءکم ویستحیون نساءکم تمہارے بیٹون کو قتل کرتے اور تمہاری بیٹیون کو زندہ رکہتے - واذ فرقنا بکم البحر جبکہ ہم نے اوس دریا کو تمہاری خاطر جدا کیا ثم اتخذتم العجل تمنے بچہڑے کی پرستش شروع کر دی - واذ قلتم یا موسیٰ لن نومن لک حتے نری اللہ جھرۃ جب تم نے کہا اے موسیٰ ہم تو خدا کو بلا کہلا دیکہے ہرگز نہین مانینگے - فاخذتکم الصاعقۃ - تمکو عذاب نے پکڑ لیا - وظللنا علیکم الغمام وانزلنا علیکم المن والسلویٰ - ہمنے تمپر اوس ابر کا سایہ کیا اور وہ من اور وہ سلویٰ تمپر نازل کیا

واذ اخذنا میثاقکم جب ہم نے تمسے پختہ عہد لے لیا پہر فرمایا تمکو بادشاہ بنایا تم مین انبیا بنائے - تمکو خنزیر بنایا بندر بنایا وغیرہ وغیرہ -

تیسرا بنی اسرائیل کو سور اور بندر کا بروز فرمایا اور پہر انہین کو عبد الطاغوت بہی فرمایا -

چوتہا بہتون کو تہوڑون کا بروز بہی فرمایا جیسے واذا خلوا الی شیاطینھم - ترجمہ - جب منافق اپنے سردارون کے پاس گئے جو بروز شیطان تہے - اور ولو نشاء لجعلنا منکم ملائکۃ فی الارض یخلفون ترجمہ سوال اوّل جواب حرف واؤ مین گذرا - چنانچہ ملایک خلیفہ بنائے گئے - اور ابتک بنائے جا رہے ہین دیکہو آیت استخلاف -

پانچوان آپ کم سے کم کسی طب کی کتاب مطبوعہ کو دیکہو اس کے ٹائیٹل پیج پر لکہا ہوگا - من تصنیف بقراط زمان سقراط دوران افلاطون آوان وغیرہ وغیرہ کیا یہ بہی بہتون کا بروز ہے یا نہین - معلوم ہوتا ہے کہ لفظ بروز کی اصلیت آپ کو معلوم نہین ورنہ آپ کو اسقدر یہ لفظ گران نگذرتا - بروزی نام ایک شخص کا لقب یا خطاب ہوتا ہے جو اوس کے بعض اوصاف کے سبب دیا جاتا ہے مثلاً ایک شخص پہلوان بہی ہے سخی بہی ہے - تو اوسکو شیر بہی کہین گے اور حاتم بہی - اگر آپ نامون مین غور کرین تو دو دو تین تین بزرگون کے نام ایک ایک نام مین پائینگے - جیسے آپکا نام آپکے والدین نے بطور تفاول اس مین دو نام جمع کئے -

یعنے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کیطرح نیک دیندار وبرائے قوم خادم اسلام ہو اور عثمان کیطرح سخی اور - یا جیسے مرزا صاحب کا نام بحیثیت تردید مذہب نصاریٰ وکسر صلیب مسیح اور بحیثیت رفع فسادات اندرونی مہدی - اور بلحاظ ہدایت اہل ہنود کرشن اللہ تعالے نے رکہہ دیا -

ضمن دوم - کرشن کے لئے کوئی حدیث بہی نہین -

جواب (الف) کیا آپ نے کل احادیث نبوی کا احاطہ کر لیا ہے

(ب) کیا آپ کو کل احادیث کے معنی بذریعہ الہام حل ہو چکے ہین -

(ج) کیا جو معنے پیشگوئیون کے قبل وقوع پیشگوئیون کے کئے جاتے ہین - اللہ تعالے بہی اون معانی کا پابند ہوتا ہے -

(د) پیشگوئیون کے الفاظ کئی پہلوؤن پر سچائی رکہتے ہین - کیا کسی کو قبل از وقوع خود بخود علم ہو سکتا ہے کہ کس وجہ پر اللہ تعالے اسکو واقع کرے گا -

(ہ) اللہ تعالے تو فرماتا ہے کہ سیریکم ایاتہ فتعرفونھا اللہ تعالے جب تم کو نشان دکہلاوے گا - اسکے بعد تم اونکو سمجہہ سکوگے -

(و) یہود نے نزول ایلیا کے معنے بجسدہ العنصری کیا اور مسیح کو نہ مانا -

(ز) اس زمانہ کے مولویون نے مسیح اسرائیلی کو بجسدہ العنصری نازل کرنا چاہا حالانکہ وہ فوت ہو چکے ہین -

(ح) کیا احادیث مین دوسرے تمام ہادیو کے نام درج ہین کہ کرشن کا نام درج احادیث ہونے سے رہ گیا -

(ط) کیا گذشتہ مہدیون مجددون کو آپ نے اسی شرط سے مانا ہے کہ اون کے نام احادیث مین درج تہے -

(ی) احادیث مین صرف لفظ مہدی آتا ہے جسکے معنے ہین ہدایت والا - سو بہتیرے مہدی آجتک گذر چکے ہین کسید کا نام احمد اور کسی کا محمد کسی کا کچہہ اور کسی کا کچہہ تہا -

یا - وان من امۃ الا خلا فیھا نذیر ترجمہ - کوئی بہی ایسا گروہ نہین جس مین کوئی نذیر [illegible] دیگر آیات مندرجہ جواب اول حرف واو سے معلوم ہوتا ہے کہ ہنود کے اندر بہی ہادی گذرے ہین اور حضرت مجدد صاحب اور حضرت مظہر جان جاناں صاحب نے کرشن جی کی نسبت تصریح بہی کی ہے -

ضمن سوم سوال دوم - ہنود کرشن کے آنے کے قائل نہین -

جواب

(الف) کیا آپ نے کل فرقہ ہائے ہنود سے کامل تحقیق کر لیا ہے -

(ب) یا آپنے کل مذہبی کتب کل فرقہ ہائے ہنود کو اچہی طرح پڑہ لیا ہے -

(ج) کیا ممکن نہین کہ ہنود بسبب دعوے مرزا صاحب بابت بروز کرشن جی تعصب کے سبب انکار کرتے ہون -

(د) اگر کوئی فرقہ فی الواقع کرشن کے آنے کا انکاری ہو تو اس سے اوس پیشگوئی کا ابطال کسطرح لازم آتا ہے - کیونکہ اہل اسلام مین فرقہ نیچری ومعتزلہ کے [illegible]

قائل نہیں مگر واقعات ہمیشہ انکی تکذیب کرتے رہے۔

ضمن نہم سوال دوم - وہ (ہندو) تو کہتے ہین کہ سنبل ضلع مرادآباد مین کلکیا اوتار لے گا۔

جواب - (الف) دیکھو سوال دوم ضمن دوم کہ پیشگوئی کے معنے قبل از وقت نہین ہو سکتے۔ سیر دیکھ ایا نہ نتعرفونہا۔

(ب) پیشگوئی کے معنے قبل از وقت کا نتیجہ جو یہود کو پہونچا اوس کی نسبت اللہ تعالےٰ نے فرمایا افکلما جاءکم رسول بما لا تہوی انفسکم استکبرتم - جب کبھی تمہارے پاس رسول آیا اور وہ تمہارے معنے کردہ علامات کے خلاف علامات رکھتا تھا تو تم نے بسبب تکبر کے نہ مانا اور [illegible] معانی پرہی اڑے رہے اسکی تشریح اس آیت سے اور بھی زیادہ ہوتی ہے فلما جاءتہم رسلہم بالبینات فرحوا بما عندہم من العلم - جب ان کے پاس رسول آئے تو ان کو اسواسطے نہ مانا کہ اپنے ہی علم پر نازان فرحان رہے یعنے پیشگوئیون کے جو معنے کر چکے تھے اسکے خلاف معانی کو منظور نہ کیا جو واقعات سے ظاہر ہوئے۔

(ج) ہنود نے تعین شہر سنبل سا [illegible] ویسے ہی غلطی کھائی جیسے مسلمانون نے شہر دمشق کے شرقی منارہ کے مسجد کے مقرر کرنے مین غلطی کھائی - مگر واقعات نے دونون کو غلط قرار دیا۔ جیسے مسلمان مسیح اسرائیلی کو بعینہٖ اتار مانتے تھے مگر آیت استخلاف و دیگر آیات سے اور واقعات سے - اسکے خلاف [illegible]

(۳) **سوال سوم** ضمن اول مرزا صاحب کی اکثر پیشگوئیان غلط ثابت ہوئین۔

جواب (الف)

عجیب فیصلہ ہے کہ ایک پیشگوئی کی غلط فہمی کے سبب اکثر سے انکار کر دیا۔

(ب) اگر اکثر غلط ثابت ہوئین تو معلوم ہوا کچھہ تو پوری ہی ہوئین - تو آپ نے پوری شدہ پیشگوئیون سے فائدہ اٹھایا ہوتا اور اکثر کا علم حسن ظن کر کر حوالہ بخدا کرتے اور تحقیق کرتے پھر فیصلہ کرتے مین ایسی جلدی نہ کرتے۔

(ج) مومن کو چاہئے کہ ایک پیشگوئی کے پورا ہونے پر ایمان لاوے یا ایک حصہ کے پورا ہونے پر - جیسے اللہ تعالےٰ نے حضرت موسیٰ کی والدہ کو پیشگوئی فرمائی - انا رادوہ الیک وجاعلوہ من المرسلین - - - - - - -

ترجمہ - ہم اس (بچہ) کو (دریا مین سے نکال کر پھر) تیرے ہی پاس پہونچا دینگے اور اسکو رسول ہی بنا دینگے

پھر فرمایا کہ فرددناہ الیٰ امہٖ کی تقر عینہا ولا تحزن ولتعلم ان وعد اللہ حق و لٰکن اکثرہم لا یعلمون - ہم نے موسیٰ ع کو اسکی ماں کی طرف واپس کر دیا تاکہ اس کی آنکھین ٹھنڈی ہون اور سمجھے کہ جو وعدہ اللہ تعالیٰ کا باب رسالت باقی ہے وہ بھی سچا ہی ہے - مگر ایسی باتون کو اکثر یعنے بہلاء نہین سمجھا کرتے۔

ضمن دوم عبداللہ آتہم پیشگوئی کے موافق تباہ نہ ہوا۔

جواب عبداللہ آتہم ٹھیک پیشگوئی کے موافق مرا اور وہ پیشگوئی لفظ بلفظ پوری ہوئی۔

اگر عبداللہ آتہم پندرہ ماہ کے اندر مرتا تو پیشگوئی کا ایک حصہ فضول اور ردی ٹھہر جاتا۔ کیونکہ الفاظ پیشگوئی کے یہ ہین

جو فریق عمداً جھوٹ کو اختیار کر رہا ہے ۔ ۔ ۔ ۔ پندرہ ماہ تک ہاویہ مین گرایا جاویگا ۔ ۔ ۔ بشرطیکہ حق کیطرف رجوع نکرے

اس پیشگوئی کے دو حصے ہین ہاویہ مین گرایا جانا رجوع کرنا اگر وہ پندرہ ماہ کے اندر مر جاتا تو دوسرا حصہ دوم بے نتیجہ ٹھہرتی - جو قادر حکیم کے کلام مین ہونا نقص ہے - وہ دوسرا یہ کلام علام الغیوب کا [illegible] مانا جاتا - پس یہ الفاظ الہام ہی پکار پکار کر کہہ رہے ہین کہ اول وہ رجوع کرے - اور اوسکو بسبب رجوع مہلت ملے - اور اس کے وہ ہاویہ مین گرایا جاوے - چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ اول اوس نے سچی شہادت کو چھپایا اور عمداً جھوٹ کو اختیار کیا تو لیکن اداشتہارون کے مطابق ۷ ماہ مین مر گیا سو اول اوس کے رجوع کرنے سے ایک حصہ پیشگوئی کا پورا ہوا اور اسکو بسبب رجوع کے موافق الفاظ الہام کے شرط کو پورا ہونے سے مہلت ملے - پھر جھوٹ عملاً اختیار کرنے سے سزا ہووے۔

اب رجوع کے سبب مہلت کیون ملی - سو یہ سنت اللہ ہے - کہ اللہ تعالےٰ کسی کا عمل ذرہ بھر بھی ضائع نہین کرتا - فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ ترجمہ - جو ذرہ بھر بھی خوبی کرے اوسکا عوض دیکھہ لیگا - ولا یظلمون نقیرا - اللہ تعالےٰ کسی کا نقصان اتنا بھی نہین کرتا ہے جتنا کھجور کی گٹھلی کے پیٹھہ پر گڑھا ہوتا ہے - ان اللہ لا یظلم مثقال ذرۃ وان تک حسنۃ یضاعفہا اللہ تعالےٰ کسی کا ذرہ بھر بھی نقصان نہین کرتا بلکہ اگر کسی کی خوبی ہو تو اوس کو بڑہاتا ہے۔

دوسرا حضرت یونس علیہ السلام نے اپنی قوم کو حسب الہام الٰہی ہلاکت کی پیشگوئی کی تھی باوجودیکہ

وہ پیشگوئی بلا شرط تھی مگر انکے رجوع پر اللہ تعالیٰ نے اونکو صرف مہلت ہی نہین دی بلکہ عذاب کو اون کے سر سے بالکل ٹلا دیا - غرض اللہ تعالےٰ بعض وعدون مین بھی کسی حکمت سے مہلت ڈال دیا کرتا ہے چہ جائے وعید (وعدہ عذاب) مین جیسے وواعدنا موسیٰ ثلاثین لیلۃ و اتممناہا بعشر فتم میقات ربہ اربعین لیلۃ - اللہ تعالےٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے تیس رات کا وعدہ فرمایا اور پھر چالیس مین اوسکو پورا کیا۔

اب رہی یہ بات کہ کیا ثبوت ہے کہ عبداللہ نے رجوع کیا سو اس کا جواب یہ ہے کہ

(الف) الہام الٰہی سے اسکا رجوع معلوم ہوا جو حضرت مرزا صاحب کو اللہ تعالیٰ نے الہام کیا۔

(ب) عبداللہ آتہم کے افعال سے کیونکہ آتہم ایک بڑا سخت دشمن اسلام تھا جسنے بغیر اسکے کہ کوئی اہل اسلام مین سے اسکے ساتھ مقابلہ کرے قریب پچاس کتاب تردید مذہب اسلام اور تحقیر سب دشنام [illegible] سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے تصنیف کر کے شائع کی تہین مگر بعد پیشگوئی کے ایک لفظ بھی مخالفت اسلام یا حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی بے ادبی کا او نے شائع نہین کیا حالانکہ پہلے کی نسبت اسکو بہانہ بھی خطرناک حملہ اور بے ادبی کرنیکا جو حملہ ہوتا اگر دل مین رجوع نکرتا - اول اس لئے کہ اسلام کیطرف سے اسکا مقابلہ ہوا جب بلا مقابلہ ایسا سخت بے ادب تھا تو اسنے کیون از دست خاموشی اختیار کی - دوم اسلئے کہ وہ سخت دشمن اسلام تھا اب باوجود دشمنی بڑھ جانے کے اولٹا خاموش ہو گیا۔

تیسرا اسلئے کہ اسلام کیطرف سے اوس کی جان پر سخت حملہ ہوا کہ اوس کی موت کی پیشگوئی کی گئی۔

چوتھا اسلئے کہ حضرت مرزا صاحب نے دعویٰ کیا اور بذریعہ اشتہارات و رسائل شائع کر دیا کہ اسنے حق کی طرف رجوع کیا اگر رجوع نہین کیا کہ تو قسم اٹھاوے کہ اس نے رجوع نہین کیا تو ایک ہزار روپیہ لے مگر اس نے جواب تک نہین دیا۔

پانچوان اگر اسنے رجوع نہین کیا تھا تو جب حضرت مرزا صاحب نے اشتہارات انعامی ایک ہزار دو ہزار تین ہزار چار ہزار - اور تین رسائل اسی مضمون کے شائع کئے تھے۔

کم سے کم اپنا انکار از رجوع تو شائع کر دیتا۔

چھٹا - جب کہ وہ دشمن اسلام تھا اور مرزا صاحب حامی اسلام اور مدعی الہام - پھر اس لئے بھی اسکو نہایت تکذیب مرزا صاحب والہام مرزا صاحب ضرور تھا کہ اپنا انکار شائع کرے حالانکہ اس نے جواب تک بھی نہین دیا۔

ساتوان - جبکہ مرزا صاحب کا دعویٰ اسکے نزدیک غلط تھا تو کسقدر جرأت کے ساتھ اسکو در میدان نکر انکار از رجوع کو شائع کرنا ضروری تھا جو ایک لفظ بھی شائع نہین کیا۔

ضمن سوم - مقتول مکذب پیشگوئی کے بعد مرا ہوا ہے - اگر مقتول مکذب سے آپکی مراد لیکھرام ہے تو اس کی موت تہہ سال کے اندر ہوئی - جیسے کہ پیشگوئی کے الفاظ ظاہر ہیں تھے اور اسکے گواہ مسلمان - عیسائی - ہنود - خصوصاً آریہ بھی ہین۔ [illegible] کے اندر قتل ہوا اور گو اغدر سرکاری تھی [illegible] ہے کہ اسکی ہلاکت پر آریہ نے شور مچایا۔

ضمن چہارم - قادیان مین طاعون آگیا۔

جواب (الف) تعجب کہ آپنے اپنے کسی سوال مین بھی مرزا صاحب کی کسی تصنیف کا بھی حوالہ نہین دیا اور نہ اس سوال مین۔

(ب) مرزا صاحب نے ہرگز ہرگز کسی کتاب مین بھی یہ نہین لکھا کہ مجھے الہام ہوا ہے کہ قادیان مین طاعون نہین آئیگا۔

(ج) الفاظ الہامات سے تو اسکے عکس ظاہر ہوتا ہے - کہ قادیان مین ضرور ضرور طاعون ہوگا۔

الہام اول لولا الاکرام لہلک المقام یعنے اگر مرزا صاحب کی عزت کا پاس نہوتا تو یہان کے مخالفین باشندے اس قابل تھے کہ سارے کے سارے ہلاک کئے جاتے بسبب شامت اعمال کے - بلکہ ان پر ایسا سخت عذاب آتا کہ ان کے رہنے کی جگہ بھی تباہ اور ویران کی جاتی۔

الہام دوم - انی احافظ کل من فی الدار الا الذین علوا من استکبار - جو لوگ مرزا صاحب کے دار مین رہتے ہین - مین اون کی حفاظت کرون گا - ہان تکبر والے اس سے مستثنےٰ ہین۔ اگر شہر مین طاعون ہی نہین آنا تھا تو اس الہام کی ضرورت ہی کیا تھی - اور اس حفاظت کے کیا معنی۔

تیسرا الہام جو اصل مین پہلا الہام ہے اور طاعون کے متعلق سب سے پہلے یہی الہام ہوا ہے - انہ اوی القریۃ یعنے اللہ تعالےٰ نے اس بستی کو پناہ دی ہے - پیشگوئیون کا قاعدہ ہے۔

کہ انکے معنے بعد وقوع ہی ہو سکتے ۔ بخام کار جب طاعون ختم ہو جاویگا اوسوقت تک اس کا انتظار کرنا چاہئیے کہ اللہ تعالے کی مراد اس پناہ دینے سے کیا ہے۔ انسان عالم الغیب نہیں کہ خود بخود اپنے اجتہادی معنے کر کر انکی صحت پر یقین کرے کیونکہ پیشگوئیوں کے الفاظ عموماً محتمل ہوتے ہیں۔ چنانچہ اسکے تفصیل سوالات صدر میں لکھی جا چکی ہے لہذا اس الفاظ الہام سے جو معانے بلحاظ حالات موجودہ اسوقت تک ہو سکتے ہیں یہہ ہیں۔

اوّل اللہ تعالے اس شہر کو اوس افراتفری سے بچا دیگا جو اور شہروں میں بسبب طاعون لوگوں کو گہروں سے نکلنے میں اور باہر سردیوں بارشوں میں رہنے سے واقع ہوئی۔

دوسرا اوس تباہی سے جو اور شہروں میں بسبب طاعون کے شہر سے نکلنے نہ نکلنے اور حکم سرکار نہ ماننے سے واقع ہوئی۔

تیسرا اوس مصیبت سے جو بعض شہروں کو منتظمین طاعون کی مخالفت اور مقابلہ کے سبب سزایاب ہونے سے ہوئی۔

چوتہا اس تباہی سے جو بسبب ٹیکہ لگانیکے بعض شہروں میں وقوع میں آئے یہانتک کہ بعض مکانات میں ٹیکہ والے کل کے کل ہلاک ہو گئے۔

پانچوان طاعون جارف سے بچاوے جو شہر کو ایسا آدمیوں سے بسبب موت طاعون خالی کر دیتا ہے جیساکہ جہاڑو دینے سے مکان خس وخاشاک سے خالی ہو جاتا ہے چنانچہ کی بستیاں ایسی بہی ہیں کہ جن کے کل باشندے مر گئے اور کوئی بہی باقی نہ رہا۔ الا ماشاء اللہ۔

چہٹا الہام ءا وءا کو ملانے سے یہہ معنے بہی ہو سکتے ہیں کہ طاعون شروع ہو کر پہر ہمیشہ کے لئے موقوف ہو جاوے کیونکہ آوی کے معنے ہیں کہ سختی کے بعد کسی کو پناہ دیجاوے۔ جیسے حضرت لوط علیہ السلام نے (جبکہ اہل قریہ نے مہمانوں کے معاملہ میں اون کو سخت تنگ کیا) فرمایا

او اوی الی رکن شدید۔ ترجمہ میں کسی مضبوط رکن کی پناہ لوں۔

ساتوان چونکہ اللہ تعالے قادر علام الغیوب کا کلام ہے ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالے کی غرض ان تمام امور سے حفاظت کی ہو اور اون حفاظتوں کی بہی جو آیندہ وقتاً فوقتاً واقع ہوں۔

ضمن پنجم ۔ زلزلہ کی پیشگوئی تہی اب تک نہیں آیا۔

جواب

اتی امر اللہ فلا تستعجلوہ ۔ ترجمہ اللہ تعالے کا حکم آگیا اسکی جلدی نہ مانگو۔ اللہ تعالے اپنے افعال کا آپ مالک مختار ہے وہ تو بعض وقت اوقات معینہ میں بہی توقف کر دیتا ہے۔ جیسے وواعدنا موسیٰ ثلٰثین لیلۃ تیس رات کا وعدہ چالیس میں پورا ہوا۔ بعض وقت بالکل بہی ٹلا دیتا ہے۔ جیسے یونس علیہ السلام کی پیشگوئی چالیس روز کے لئے وہ بالکل موقوف ہو گئی مگر تعجب کہ اس زلزلہ کی پیشگوئی میں کوئی وقت مقرر نہیں پہر اسکا پورا نہ ہونا چہ معنے دارد۔

اگر آپ زلزلہ کی پیشگوئی کو انصاف اور غور سے پڑہتے تو آپ زلزلہ پر ضرور ایمان لاتے کیونکہ زلزلہ سے پہلے سیلاب کی پیشگوئی ہے جس کے پورا ہونے سے بہت سا ملک ہلاک وویران ہوا۔ اب زلزلہ کا آنا باقی ہے وہ پیشگوئی بہی ضرور ضرور پوری ہوگی اور بعد وقوع شناخت کی جاوے گی۔ عذاب ہمیشہ بغتۃً آیا کرتے ہیں جیسے اللہ تعالے فرماتا ہے حتےٰ اذا فرحوا بما اوتوا اخذناھم بغتۃً ۔ یعنے جب مخالف لوگ خوب فرح اور غفلت میں آگئے اپنے مال اولاد دولت علم وغیرہ کے سبب۔ تو ہم نے اچانک پکڑ لیا۔

اور فرمایا

حتّی اذا استیئس الرسل وظنوا انھم قد کذبوا جاءھم نصرنا ۔ رسول اپنی قوم کی ہدایت سے ناامید ہو گئے۔ اور دوسری طرف قوم نے بہی تکذیب میں وہ ترقی کی کہ پیشگوئیوں کی نسبت بہی کہنے لگے کہ یہ پیشگوئی بہی آخر جہوٹی ہی نکلی تو ہماری مدد آگئی۔

(۴) **سوال** ضمن اول۔ مرزا صاحب نے منع کیا ہے کہ ان کے مرید عام عقیدہ کے مسلمانوں سے سلام علیک نہ کریں۔

جواب ۔ یہہ غلط ہے اور بالکل غلط ہے۔ سلام تو کافر سے بہی منع نہیں۔ واذا خاطبھم الجاھلون قالوا سلاما ۔ جب اون کے ساتہہ جاہل اپنی جہالت کے ساتہہ پیش آتے ہیں تو وہ سلام کہہ کر چلے جاتے ہیں۔ فاصفح عنھم وقل سلام ۔ اون سے موںہہ پہیر لے اور سلام کہدے۔

ضمن دوم ۔ انکے پیچہے نماز پڑہنا منع ہے۔

جواب ۔ یہہ سچ ہے اور ضرور ایسا ہونا ضروری ہے۔

(الف) جو مرزا صاحب کو ان کے دعوے میں جہوٹا سمجہتا ہے

وہ انکو کافر بلکہ اکفر سمجہتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ومن اظلم ممن افتری علے اللہ کذبا او قال اوحی الی ولم یوح الیہ شئ ۔ ترجمہ۔ جو شخص اللہ تعالے پر جہوٹہ بولے اور جسپر وحی نہ ہوتی ہو وہ وحی کا دعویٰ کرے اوس سے بڑہکر کوئی کافر نہیں۔ سو مومن کا مکفر کافر ہے اسکے پیچہے نماز جائز نہیں۔

(ب) جس مسیح کی نسبت جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی کی ہے اوسکو نبی اللہ فرمایا ہے اور حضرت مرزا صاحب وہی نبی اللہ ہیں۔ سو نبی کا مکذب کافر ہوتا ہے۔

ضمن سوم ۔ پہلے فرقے بہت تہے مرزا صاحب نے اور اختلاف ڈالدیا۔

جواب

یہہ عجب سوال ہے بلکہ اعجب تمام انبیا اور مصلحین کی ضرورتوں پر پانی پہیر دینے والا سوال ہے۔ اگر نبی اور مصلح ہر ایک کے فعل کو جائز رکہے۔ تو فرمائیے اسکی بعثت کی کیا ضرورت۔

بعثت مامورین تو خاص رفع فسادات وعقاید کے واعمال باطلہ کے لئے ہوتی ہے پس اگر وہ بہی ست بچنی ہے تو اسکے آنی کا کیا فایدہ ۔ ”نیز سارے لوگ ہدایت نہیں پایا کرتے بلکہ بعض لوگ ۔ دنیا میں سدا اختلاف رہیگا“

دوسرا آپ سوال اول کے جوابات پر دوبارہ غور کریں۔

تیسرا ذرا آپ ہی انصاف اور غور سے فرمائیں کہ جو مصلح آوے۔ شیعہ کے ساتہہ باوجود تبرا بازی کے۔ خوارج کے ساتہہ باوجود بے ادبی صحابہ کے۔ عیسائیوں کے ساتہہ باوجود عاجز انسان کو خدا بناتے اور مردہ کی پرستش کرنے اور خاندان رسالت پر سخت سے سخت الفاظ بے ادبانہ نکالنے اور اسلام کی تردید کرنے کے۔ اور اسی طرح دیگر مذاہب کے ساتہہ باوجود قسم قسم کے اختلافوں کے اگر صلح کرے تو کس طرح کرے۔

چوتہا جسکو آپ اختلاف سمجہہ رہے ہیں وہ تو عین اتفاق ہے مثلاً مقلد غیر مقلد شیعہ خارجی عیسائی سکہہ۔ آریہ۔ ہندو جو اس جماعت میں داخل ہوں گے۔ وہ اتحاد ہوگا یا اختلاف وہ اختلاف سے نکالکر اتحاد میں داخل کر کر ایک جماعت تیار کی ہے۔ جو اسوقت تین لاکہہ سے زاید مختلف فرقوں سے نکلکر ہو چکی ہے۔

(۵) **سوال** ۔ مرزا صاحب نے باوجود ..... کے اثنائے لکہر میں چاءنوشی کی ..... حکم ہے اون سفروں کا جو پیدل ..... گہوڑے پر ہوں۔

جواب ۔ قرآن مجید میں اللہ تعالے نے سفر اور مرض کی کوئی تخصیص نہیں فرمائی۔ پہر انسان کو اختیار نہیں کہ اللہ تعالے کے کسی حکم عام کی تخصیص کرے۔

(ب) اپنی طرف سے کوئی شریعت بنانا یہہ تو علامات دجال میں سے ہے کہ وہ نبوت کا دعویٰ کریگا۔

(ج) اللہ تعالے نے قرآن مجید میں مطلق مسافر ومریض کے لئے فرمایا ہے

فمن کان منکم مریضا او علیٰ سفر فعدۃ من ایام اخر ۔ جو مریض یا سفر پر ہووے اتنے دن گنتی کے روزہ رکہدے سو اس سے تو معلوم ہوتا ہے کہ مسافر اور مریض کو روزہ رکہنا ہی جائز نہیں۔ کیونکہ یہ علام الغیوب یعلم السر واخفیٰ کا کلام ہے اور وہ جانتا تہا کہ ریل کا زمانہ بہی آنے والا ہے بلکہ علامات زمانہ مسیح میں ریل کی پیشگوئی بہی کر دی تہی باوجود علم کے اوسنے کوئی قید نہیں لگائی اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی مریض یا مسافر روزہ اثناء سفر ومرض میں رکہے تو پہر بہی اتنے دنوں کے روزے رکہدے اور وہ روزے اسکے جرمانہ میں گئے۔

حاجی حکیم فضل الدین از قادیان
۲۳ ۔ جنوری ۱۹۰۶ء

وصیّت
(۱)

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

منکہ نور الدین احمدی ولد میاں اللہ بخش صاحب مرحوم ساکن لاہور حال کلرک ڈاکخانہ ڈلہوزی کا ہوں۔ میں بقائمی ہوش وحواس وصیّت کرتا ہوں اور لکہے دیتا ہوں کہ میری وفات کے بعد میری کل جائداد منقولہ وغیر منقولہ کا نواں حصہ بغرض اشاعت اسلام کمیٹی متعلقہ بہشتی مقبرہ قادیان دارالامان کے حوالہ کر دیا جائے۔ اور میرے کسی رشتہ دار یا غیر کو ہرگز ہرگز حق نہ ہوگا کہ میری اس وصیّت کے خلاف کرے +

یہہ اسلئے لکہدیا جاتا ہے کہ سند رہے +

گواہ شد ..... العبد .....
کلرک سالگرام کمپنی ڈلہوزی ۔ نور الدین احمدی کلرک ڈاکخانہ ڈلہوزی
۲۲ ۔ جنوری ۱۹۰۶ء ۔ ۲۲ ۔ جنوری ۱۹۰۶ء

وصیّت

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہٗ ونصلّی علیٰ رسولہ الکریم

بحضور امامنا و مرشدنا

الصلوٰۃ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مین چاہتا ہون ۔ کہ حسب الحکم آنحضور علیہ الصلوٰۃ والصلوٰۃ والسلام اپنی وصیّت لکھکر پیش کرون لہٰذا عرض ہے ۔ کہ

(۱) میرے پاس قریبًا پانچ گہماؤن زمین ہے مین اسکا پانچوین حصّہ کے حساب سے جو یہہ زمین ہے جسکا نمبر خسرہ ۱۰۸ نمبر بندوبست ۱۷۲ رقبہ ۴ کنال ۹ مرلے ۔ دوسرا نمبر خسرہ ۱۷۲ نمبر بندوبست ۱۹۸ رقبہ ۲ کنال ۵ مرلے آج سے وقف کرتا ہون ۔ یہہ زمین موضع او جلہ تحصیل و ضلع گورداسپور مین واقع ہے ۔

(۲) مین اپنے مکان کو جو مینے یہان آکر مبلغ ایک صد روپیہ کو خریدا تہا ۔ آج سے وقف کرتا ہون ۔ شرط یہ ہے کہ جبتک مین زندہ رہون ۔ اسمین رہائش رکہون اور اس عرصہ کے لئے اسکی مرمت وغیرہ مین خود اپنے خرچ سے کرواتا رہونگا ۔ اور پہر ماہوار بطور کرایہ ارسال خدمت کرتا رہون گا ۔

(۳) میرے پاس اسوقت ۲۰۰ روپیہ ہین ۔ انکا دسوان حصہ انشاءاللہ تعالےٰ یکم جنوری ۱۹۰۶ء کو پیش خدمت کرونگا ۔

(۴) میری تنخواہ مبلغ ۱۰؎ ہے ۔ جسمین سے حسب دستور سابق مبلغ ۲؎ ماہوار ارسال خدمت کرتا رہون گا ۔

حضور دعا فرماوین ۔ کہ خدا تعالےٰ توفیق دے کہ مین اس عہد پر قایم رہ سکون ۔

عرضے

میان محمد حسن ملازم دفتر میگزین قادیان دارالامان

محمد حسن احمدی بقلم خود

۲۶ ۔ ڈسمبر ۱۹۰۵ء

گواہ شد

بقلم خود عبدالرحیم سیکنڈ کلرک دفتر میگزین قادیان دارالامان

گواہ شد

اللہ داد ہیڈ کلرک دفتر میگزین قادیان

*

وصیّت

بسم اللہ الرحمن الرحیم + نحمدہٗ ونصلّی علیٰ رسولہ الکریم

الحمد للہ رب العالمین ۔ والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

امابعد چونکہ زندگی کا کچھہ اعتبار نہین ہے ۔ اسلئے مین مفصلہ ذیل وصیّت لکھہ کر اپنے لواحقون کے حوالہ کرتا ہون ۔ کہ میری موت کے بعد اس پر عمل درآمد کرین ۔ اسکی نقل اخبار بدر اور الحکم مین بہی شائع کی جاوے ۔

اول ۔ یہہ وصیت ہے ۔ کہ میری موت کے بعد خمس یعنی پانچوان حصّہ میرے تمام ترکہ کا سلسلہ عالیہ احمدیہ کو برائے اشاعت اسلام اور تبلیغ احکام قرآن شریف دیا جاوے ۔

دوم ۔ میری میت کو ایک صندوق مین بند کرکے بمقام قادیان بخدمت حضرت اقدس علیہ السلام یا انکے جانشین کے ۔ برائے دفن درقبرستان موسومہ بہ بہشتی مقبرہ پہونچایا جاوے + اگر میری میّت پیشتر قبرستان کی تکمیل کے واقع ہوجاوے ۔ تو میرے وارثون کو چاہئے کہ میری میّت کو ایک صندوق مین امانت کرکے دفن کردیوین ۔ اور جسوقت قادیان کا قبرستان تیار ہوجاوے ۔ میرے صندوق کو قادیان مین پہونچایا جاوے ۔

واٰخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العالمین

الراقم خاکسار

المفتقر الی اللہ الصمد جمال الدین ولد شیخ سلطان عافاہ اللہ وایدہ ساکن گوجرانوالہ ٹریفک کنٹرول ملتان ڈسٹرکٹ ۱۴ جنوری ۱۹۰۶ء

آریہ سماج قادیان کے سالانہ جلسہ پر سرسری نظر

قادیان آریہ سماج کے سالانہ جلسہ پر کسیقدر ریمارک الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت مین کرچکا ہون ۔ اور اب مجھے نہایت ہی مختصر طور پر دو ہی امور کا ذکر کرنا ہے انمین سے ایک تو پنڈت پورنانند صاحب ایڈیٹنگ آریہ پرتی ندہی کا لیکچر ہے جو انہون نے **سودیشی تحریک** کے متعلق دیا + قادیان کی آریہ سماج کے لئے فی الحقیقت سودیشی تحریک پر لیکچر دلوانے کیواسطے یہ عمدہ موقع تہا ۔ دیہات کے سکھہ زمیندار بہی **جلسہ** مین آئے ہوئے تہے ۔ یہہ لوگ جس مذاق پر آتے ہین وہ تو پوشیدہ امر نہین تاہم ایک معقول حاضری مین پنڈت جی نے دیسی کہانڈ اور دوسری اشیاء کے استعمال کے لئے پرزور الفاظ مین لوگون کو توجہ دلائی ۔ اور اسی ایک ذریعہ کو قوم اور ملک کے اودہار اور سدہار کا ذریعہ بتایا (چلو آریہ سماج کے دوسرے مقاصد سے چہٹی ہوئی ۔ ایڈیٹر) بلکہ یہانتک بہی بیان کیا کہ اگر تم ایسا نکروگے تو نہین معلوم تم اور تمہارا ملک کس حد تک گر جائیگا ۔ اور کہان جا گرے + اور کہا کہ دنون دن تمہاری ابتری اور غلامی کی یہی وجہ ہے ۔ یہ لیکچر قادیان کی پبلک کے لئے بالکل نرالا تہا ۔ اسلئے کہ سودیشی موومنٹ یہان اندر ہی اندر آریہ سماج کے چند ممبرون تک محدود تہی اور پہوڑے کی طرح پکتی تہی جو اس جلسہ پر ناسور بنکر بہ نکلی ۔

مجھے افسوس سے ظاہر کرنا پڑتا ہے ۔ کہ بعض لوگ جو گالیان دے کر اپنا دل ٹہنڈا کرنا جانتے ہین اور اسی کو اخبار نویسی کا فخر خیال کرتے ہین ۔ (لعنت ہے ایسے طریق پر) وہ صاف گوئی سے بیزار ہوکر مجھے کوستے ہین ۔ اور چاہتے ہین کہ کسی طرح انکو مخاطب کیا جاوے ۔ وہ خوب یاد رکہین کہ مین انہین صرف اتنا ہی کہونگا ۔

ع ۔ انچہ درگفتار فخر تست آن ننگ من ست

اسلئے کچھہ ضرور نہین کہ ایسی بازاری تحریرون پر نوٹس لیا جاوے انکے نازبردار خود ہی انہین پڑھکر ان پر **تہوک** دین گے ۔ جبکہ معقولیت کو چہوڑ کر اس مین نری زبان درازی سے کام لیا گیا ہو ۔

مثلاً کہا جاتا ہے کہ آریہ ہندؤن کے دیگر متبانترون کی نسبت مسلمانون سے زیادہ پیار کرتے اور ان کو عزت کی نگاہ سے دیکہتے ہین ۔ کیونکہ پورانک لوگ مسلمانون کے ساتہہ چہونا تک بہی پسند نہین کرتے اور آریہ انکو دیگر بہائی ہندؤن کی طرح چہاتی سے لگا لیتے ہین " جس صورت مین ان دو تین سطرون مین قدیم اور صلح پسند ہندؤن کو جو **آریہ سماج** کے جداگانہ مین پیسا گیا ہے اور مسلمانون کا دشمن ظاہر کیا گیا ہے ۔ تو مسلمان ایسے آریون سے کیا امید رکہہ سکتے ہین؟ مینے نہین دیکہا کہ آریون نے کوئی عملی نمونہ **مسلمانون کو چہاتی سے لگانے کا** دکہایا ہو ۔

بات اصل مقصد سے دور چلی جاتی ہے مین قادیانی بازاری تحریرون کی کچھہ بہی پروا نہین کرتا اسلئے کہ مین جانتا ہون انکا دائرہ اثر کہانتک وسیع ہے اور وہ کس طرز اور طریق کی ہین ۔ انکی شوخی اور بے باکی اپنا اثر دکہائے بغیر نہ رہے گی ۔ خلاصہ یہ کہ پنڈت پورنانند جی نے سودیشی تحریک کی چنگاری قادیان کے جلسہ آریہ سماج مین تماشا دکہانیکے لئے چہوڑ دی ۔

انکے لیکچر کے ذکر کے بعد دوسرا قابل ذکر واقعہ **لڑکیون** کے بہجن اور ایک استری کا لیکچر ہے قادیان کی غالبًا ایک لڑکی نے دو باہر سے آئی ہوئی لڑکیون کے ساتہہ ملکر بہجن گائے ۔ ویدمنتر سنائے جن پر **ایک روپیہ انعام** ملا ۔ یہہ لڑکیان قادیان کے پتری پاٹ شالا کی کارگذاری اور تعلیم نسوان کے نمونے کے طور پر پیش ہوئی تہین ۔ امرتسر سے آئی ہوئی ایک استری کا لیکچر واقعی عمدہ اور قابل تعریف تہا ۔ اور مجھے امید ہے کہ قادیان کی پتری پاٹ شالہ سے بہی ایسی لڑکیان نکل سکین چنانچہ ایک لڑکی کے متعلق پنڈت سومراج نے بیان کیا تہا کہ وہ بہت اچہے **بہجن** بنالیتی ہے گویا اس نے شاعرانہ طبیعت پائی ہے لڑکیون کے بہجنون کے بعد مشہور و معروف **سوامی** یوگندرپال صاحب کا لیکچر بہی کچھہ کم قابل ذکر نہین ۔

یوگندرپال جسقدر اسلام اور مسلمانون کے ہادی صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے بزرگون پر حملہ کرنے کا عادی ہے وہ کوئی غیر معروف امر تو ہے ہی نہین ۔ چنانچہ گذشتہ دو جلسون پر اسکی لیکچر سننے والے جانتے ہین اور باہر بہی آپکی یہ خوبیان طشت ازبام ہین ۔ اس مرتبہ اگرچہ بڑی کوشش کی گئی کہ آپ کو ایسا موقع ندیا جاوے مگر جب موقع ملا تو آپ کے لیکچر کا یہی موضوع تہا ۔ آپ نے یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی کہ کل مذاہب وید سے نکالے گئے ہین ۔ اسکے ضمن مین **اسلامی تعلیم** کو پیش کرتے ہوئے اپنی عادت کے موافق چٹکیان لیتے رہے ۔ اور آخر انہین اپنا لیکچر بہت جلد ختم کرنا پڑا اسلئے کہ گالیون کے لئے موقع نہ تہا ۔ اس کسر کو پورا کرنے کی انہون نے ہر چند کوشش کی مگر اس مرتبہ کامیاب نہو سکے پہر جلسہ کے بعد بہی ٹہیرے کہ شاید پہر کوئی موقع ملے مگر بدقسمتی سے نہ ملا ۔ کوٹ ٹوڈرمل جاکر کچھہ دل ٹہنڈا کرنا چاہا تہا مگر سنا گیا ہے کہ وہان سے بہی آپ خیر و عافیت ہی سے تشریف لے آئے اور چلے گئے ۔

اس جلسہ کی خصوصیتون مین سے سوامی درشنانند جگراؤ بہی ہین جنہون نے ویدون کی فضیلت پر لیکچر دیا ۔ اور فرمایا کہ ویدون کی عظمت کی اس سے بڑہ کر اور کیا دلیل ہوگی کہ پہلے ہی منتر کے سات الفاظ مین پانچ **دریائین** رکہی گئی ہین ۔ ان دریاؤن کی آپ نے تصریح کی اگر مین تصریح کرون تو ناظرین ہنسینگے لیکن اسلئے مین ان لوگون کے لئے چہوڑ دیتا ہون جو ویددان ہین ۔ وہ خود ہی تصریح شائع کردین ۔

درشنانندجی نے ایک نیا **گروکل** بداؤن مین کہولا ہوا ہے اور ایک اخبار **مباحثہ** جاری کیا ہوا ہے جسکی غرض مسلمانون اور عیسائیون سے مباحثہ کرنا ہے ۔ ایسے لوگون کو بلانے کی غرض کیا ہوگی ؟ میری سمجہہ مین نہین آتی ۔ کیونکہ احقاق حق ہوتو پانچ پانچ منٹ کی مذہبی قماربازی فائدہ نہین دے سکتی + **دہرم چرچا** کا بہی ذکر ہوجانا چاہئے ۔ پہلے ہی پنڈت سومراج صاحب نے کہدیا تہا کہ پانچ پانچ منٹ سے زیادہ نہین بولنا ہوگا ۔ اور احمدی آدہہ گہنٹہ ۔ دوسرے مسلمان پندرہ منٹ ہندو ۱۵ منٹ سکہہ + ۱۵ منٹ مین آریہ سماج ہی فیصلہ کرلین ۔ **کیا خوب!** یہہ زور صداقت اور پہر مسلمان روح مادہ کی قدامت سے باہر سوال نکرین ۔ ہندو مورتی پوجا اور شرادہ سے باہر نہ جاوین سکہون کے لئے تخصیص نہین ۔ اسکا جو لطف سماجی صاحبان اٹہا سکتے ہین مجھے افسوس ہے کہ مین اس سے قاصر ہون ۔

بس جلسہ ختم ہوا ۔ کہا جائیگا کہ مینے مفصل نہین لکہا ۔ اسے آریہ کے لئے چہوڑ دیا ہے ہان اتنا بیشک قابل ذکر امر ہے کہ جب **دہرم چرچا** کا اعلان کیا گیا تو بیشک پنڈت سومراج صاحب نے کہدیا تہا کہ مسلمان کہین گے ہم نے **نیوگ** کا مسئلہ کیون بحث کیلئے نہین رکہا؟ ہم **نیوگ**

نمبر ۵ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۰ فروری سنہ ۱۹۰۶ء مطابق ۱۴ ذالحجہ سنہ ۱۳۲۳ھ | جلد ۱۰

الحکم کی ماہوار رپورٹ

الحکم کے سرپرستوں اور بہی خواہوں کے لئے الحکم کی ماہوار رپورٹ کا سننا دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔ اس سے پیشتر کہ میں رپورٹ پیش کروں یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ الحکم کے ناظرین اور سرپرستوں کو خصوصیت سے اس امر کی طرف توجہ دلاؤں کہ وہ اپنے اخبار کے ساتھ خواہ کتنی ہی محبت کیوں نہ رکھتے ہوں لیکن اس محبت کا کوئی ثبوت بجز اس کے نہیں ہو سکتا کہ وہ اپنے پیارے الحکم کے اثر کے دائرہ کو وسیع کریں اور اس طرح پر لا یؤمن احدکم حتی یحب لاخیہ ما یحب لنفسہ پر عمل کرنیوالے ٹھہریں۔ اور نافع الناس ثابت ہوں۔ کوئی وجہ نہیں ہو سکتی کہ وہ الحکم کو مفید قوم سمجھیں اور قومی ترقی کا ذریعہ یقین کریں اور دوسرے مسلمانوں تک اسے نہ پہونچائیں۔ میں اس عذر کو قبول کرنے کیلئے تیار نہیں جو بعض آدمی کر دیتے ہیں کہ یہاں کوئی دوسرا خریدار نہیں ملسکتا۔ اسلئے کہ ڈاکٹر **علم الدین** ہاسپٹل اسسٹنٹ نے اپنی سعی اور ہمت سے ثابت کر دیا ہے کہ جسقدر خریدار بھی ایک باثر آدمی چاہے ہم پہنچا سکتا ہے مطبع اور کارخانہ کی ضروریات دن بدن بڑھ رہی ہیں اور سودیشی تحریک کیوجہ سے کاغذ کے گراں اور کمیاب ہو جانے نے اور بھی ستم ڈہایا ہے سفید کاغذ اخبار کیلئے مل نہیں سکا آئندہ حنائی کاغذ پر اخبار چھپیگا جب تک سفید کاغذ آ نہ جاوے۔ ہندوستانی کاغذ کی اس کمیابی نے مجھے حیران کر دیا ہے۔ اسلئے میں چاہتا ہوں کہ کسی ولایتی کارخانہ سے اکٹھا کاغذ منگوایا جاوے لیکن اسکیلئے ضرور ہے کہ کئی **ہزار** کا کاغذ منگوایا جاوے اور یہاں یہ مشکلات ہیں۔ اسلئے میں نے سوچا ہے کہ اگر کم از کم الحکم کے پچاس اہل اثر سرپرست دس دس خریداروں کا بہم پہونچانا اپنے ذمہ کریں تو ایک معقول رقم ان جدید خریداروں کی اسکتی ہے جو کسی ولایتی کارخانہ سے کاغذ منگوانے کیلئے مدد دے سکتی ہے۔ میں اس خصوصی شیخی کی ضرورت نہیں سمجھتا جو کہیدوں کیوں انتظام ہو سکتا ہے اور دوں ہو سکتا ہے روپیہ کا کام روپیہ سے ہوگا۔

اسلئے میں ڈاکٹر **علم الدین** صاحب کیطرح مستعد کام کرنیوالوں کی خدمت میں اپیل کرتا ہوں کہ وہ انہیں اور دس دس خریدار بہم پہونچائیں میں جانتا ہوں کہ الحکم کے سرپرستوں میں پچاس کیا سو سے زیادہ ایسے باثر اور خدا کے فضل سے اہل ہمت موجود ہیں کہ اگر وہ چاہیں تو دس دس خریدار کی قیمت اپنی **جیب** سے دے سکتے ہیں۔ مجھے امید ہے کہ وہ بہت جلد مجھے اس قابل کر سکیں گے کہ میں **الحکم** کو پیش آنیوالی مشکلات کاغذ سے خدا کے فضل سے نکال لوں۔

اس کے بعد میں ان سرپرستوں کی نام شکر گزاری سے ظاہر کرتا ہوں جنہوں نے جنوری سنہ ۱۹۰۶ء میں الحکم کی ترقی اشاعت میں مدد دی اور اس مد میں سب سے اول میں ڈاکٹر **علم الدین** صاحب کا نام پیش کرنے کیلئے ایک دلی جوش پاتا ہوں ڈاکٹر صاحب نے **دس** خریدار دیئے ہیں اور لطف یہ کہ وہ **احمدی** ہی نہیں ان سب کی قیمت بھی وصول ہوگئی ہے (۲) بابو عبد الرزاق صاحب لودہانہ ایک خریدار (۳) منشی ہاشم علی صاحب سرودل گڑھ ایک خریدار (۴) ابو عبد اللہ غلام محمد پہلوری ایک خریدار (۵) منشی عبد الرحیم صاحب مدرس قادیان ۲ خریدار (۶) منشی دلی محمد ڈیرہ غازیخان ایک خریدار (۷) منشی برکت علی محرر الحکم ایک خریدار (۸) چودہری غلام سرور صاحب ڈیرہ اسمٰعیلخان ایک خریدار۔ چودہری غلام سرور صاحب ایک رشید اور سعید نوجوان ہیں الحکم کے ساتھ انہیں خاص محبت ہے اور ہمیشہ اسکی توسیع اشاعت میں لگے رہتے ہیں جزاہ اللہ احسن الجزا (۹) بابو نور الدین صاحب ڈلہوزی دو خریدار (دو خریدار پہلے بھی دے چکے ہیں) (۱۰) میاں فضل الٰہی صاحب جہلم ایک خریدار (۱۱) سید عبد الواحد صاحب (بنگال) دو خریدار (۱۲) منشی محمد صدیق صاحب مہاجر ایک خریدار (۱۳) منشی محمد سلیمان صاحب رائے کوٹ ایک خریدار (۱۴) منشی نواب خانصاحب گوجرانوالا ایک خریدار (۱۵) میاں فضل الدین صاحب ایک خریدار (۱۶) مولوی محمد یمین صاحب دالوی ایک خریدار (۱۷) جناب سید محمد اشرف صاحب دفتر ڈائرکٹر سررشتہ تعلیم لاہور ایک خریدار سید محمد اشرف صاحب ایک مستعد اور باخبر نوجوان ہیں میں ذاتی طور پر جانتا ہوں کہ ان کے احباب کا حلقہ بہت وسیع ہے اور ایسے کاموں میں خاص **مذاق** خدا تعالیٰ نے انہیں دیا ہے۔ اگر وہ توجہ کریں تو بہت سے خریدار الحکم کیلئے بہم پہونچا سکتے ہیں اور انشاء اللہ کریں گے۔ (۱۸) سید سعید الدین صاحب سنگ ایک خریدار (۱۹) مولوی محمد فضل خان صاحب چنگوی ایک خریدار۔

اس کے علاوہ **بیس** خریدار اپنی درخواست پر سرپرستان الحکم میں شامل ہوئے۔ ۳۱ جنوری سنہ ۱۹۰۶ء کو الحکم کا آخری نمبر خریداری ۱۶۳۳ ہے۔

یہ رپورٹ ہر طرح سے قابل اطمینان ہے۔ دوران بعد مجھے اس ایک ہزار مفت اشاعت کے متعلق کچھ کہنا ہے جیسے دسویں جلد کے پہلے ہی نمبر میں ظاہر کیا تھا کہ اگر ہمارے سرپرست توجہ کریں تو الحکم کی ایک ہزار کاپی مفت غیر احمدیوں میں شایع کیجاوے اسپر ابھی پوری توجہ نہیں ہوئی۔ سب سے اول منشی **مولا داد** صاحب سب انسپکٹر ریلوے نے اس کار خیر میں **حصہ** لیکر اسے شروع کیا پھر منشی عبد اللہ صاحب پٹواری ضلع شاہ پور نے اس مد میں ایک سال کی قیمت بھیجدی اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے اور دوسرے احباب کو اس ضروری امر کیطرف متوجہ ہونیکی توفیق دے۔ میں امید کرتا ہوں کہ فروری میں یہ رپورٹ انشاء اللہ زیادہ قابل اطمینان ہوگی۔ اور ناظرین الحکم اپنے **فرض** کو خصوصیت سے محسوس کریں گے۔

کلمات طیبات امام الزمان سلمہ الرحمان

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

مجھے یہ بھی شبہ ہے کہ دماغی حالتیں کچھ اچھی نہیں ہیں بہت ہی کم ایسے لڑکے ہوتے ہیں جن کے قویٰ اعلیٰ درجے کے ہوں ورنہ اکثروں کو سل یا دق ہو جاتی ہے پس ایسے کمزور قویٰ کے لڑکے بہت محنت برداشت نہیں کر سکتے۔ اس لحاظ سے جب ہم دیکھتے ہیں تو اور بھی فکر دامن گیر ہوتا ہے کیونکہ ایک طرف تو ہم ایسے لڑکے طیار کرنا چاہتے ہیں جو دین کے لئے اپنی زندگی وقف کریں اور وہ فارغ التحصیل ہو کر خدمت دین کریں مگر دوسری طرف اس قسم کے مشکلات ہیں اسلئے ضروری ہے کہ اس **سوال** پر بہت فکر کیا جاوے

ہاں میں یہ بھی دیکھتا ہوں کہ جو بچے ہمارے اس مدرسہ میں آتے ہیں ان کا آنا بھی بے سود نہیں ہے انمیں اخلاص اور محبت پائی جاتی ہے۔ اسلئے اس موجودہ صورت اور انتظام کو بدلنا ہی مناسب نہیں ہے۔

میرے نزدیک یہ قاعدہ ہونا چاہئے تھا کہ ان بچوں کو تعطیل کے دن مولوی سید محمد احسن صاحب یا مولوی حکیم نور الدین صاحب زبانی تقریروں کے ذریعہ ان کو قرآن شریف اور علم حدیث اور مناظرہ کا ڈھنگ سکھاتے اور کم از کم دو گھنٹہ ہی اس کام کیلئے رکھے جاتے۔ میں یقیناً کہتا ہوں کہ زبانی تعلیم ہی کا سلسلہ جاری رہا ہے اور طب کی تعلیم بھی زبانی ہوتی آئی زبانی تعلیم سے طالب علموں کو خود بھی بولنے اور کلام کرنے کا طریق آ جاتا ہے خصوصاً جبکہ معلم فصیح و بلیغ ہو۔ زبانی تعلیم سے بعض اوقات ایسے فائدے ہوتے ہیں کہ اگر ہزار کتاب بھی تصنیف ہوتی تو وہ فائدہ نہ ہوتا۔ اسلئے اس کا **التزام** ضروری ہے تعطیل کے دن ضرور ان کو سکھایا جاوے پھر باقاعدہ ان کو قرآن شریف سنایا جاوے اسکے حقایق و معارف بیان کئے جاویں اور انکی تائید میں **احادیث** کو پیش کیا جاوے۔ عیسائی جو اعتراض اسلام پر کرتے ہیں ان کے جواب ان کو بتائے جاویں اور اسکے بالمقابل عیسائیوں کے مذہب کی حقیقت کھول کر انکو بتائی جاوے تا کہ وہ اس سے خوب واقف ہو جاویں۔ ایسا ہی دہریوں اور آریوں کے اعتراضات اور انکے جوابات سے انکو آگاہ کیا جاوے۔ اور یہ سب کچھ سلسلہ وار ہو یعنی کسی ہفتہ کچھ اور کسی ہفتہ کچھ۔ اگر یہ التزام کر لیا گیا تو میں یقیناً جانتا ہوں کہ بہت کچھ طیاری کر لیں گے۔

نری **عربی** زبان کی واقفیت کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب پیدا نہیں ہوئے تھے تو اس زبان نے عربوں کے اخلاق عادات اور مذہب پر کیا اثر ڈالا؟ اور اب شام و مصر میں کیا فائدہ پہنچایا؟ ہاں یہ سچ ہے کہ عربی زبان اگر عمدہ طور سے آتی ہو تو وہ قرآن شریف کی خادم ہوگی اور انسان قرآن کریم کے حقایق و معارف خوب سمجھ سکیگا۔ چونکہ قرآن اور احادیث عربی میں ہیں اسلئے اس زبان سے پورے طور پر باخبر ہونا بہت ہی ضروری ہو گیا ہے۔ اگر عربی زبان سے واقفیت نہ ہو تو قرآن شریف اور احادیث کو کیا سمجھیگا۔ ایسی حالتیں تو پتہ ہی نہیں ہو سکتا کہ یہ آیت قرآن شریف میں ہے بھی یا نہیں۔ ایک شخص کسی پادری سے بحث کرتا تھا اس سے کہہ دیا کہ قرآن شریف میں جو آیا ہے **لولاک لما** پادری نے جب کہا کہ نکال کر دکھاؤ تو بہت ہی شرمندہ ہونا پڑا۔

سادہ ترجمہ پڑھ لینے سے اتنا فائدہ نہیں ہو گا ان علوم کا جو قرآن شریف کے خادم ہیں واقف ہونا ضروری ہے اسطرح پر قرآن شریف پڑھایا جاوے اور پھر حدیث اور اسیطرح پر انکو اس سلسلہ کی سچائی سے آگاہ کیا جاوے اور ایسی کتابیں طیار کی جاویں جو اس تقسیم کے ساتھ ان کے لئے مفید ہوں اگر یہ سلسلہ اسطرح جاری ہو جاوے تو میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے مقاصد کا بہت بڑا مرحلہ طے ہو جاویگا۔ یہ بھی یاد رہے کہ بیان کرنیوالے تقسیم اوقات کے ساتھ بیان کریں اور پھر وہ ان بچوں سے امتحان لیں **غرض** میں جو کچھ چاہتا ہوں وہ تم نے سن لیا ہے اور میری اصل غرض اور منشاء کو تم نے سمجھ لیا ہے اس کے پورا کرنے کیلئے جو جو تجاویز اور پھر ان تجاویز پر جو اعتراض ہوتے ہیں وہ بھی تم نے بیان کر دیئے ہیں اور میں سن چکا ہوں میں مدرسہ کی موجودہ صورت کو بھی پسند کرتا ہوں اس سے نیک طبع بچے کچھ نہ کچھ اثر ضرور لے جاتے ہیں۔ اسلئے یہ نہیں چاہئے کہ **ما لا یدرک کلہ لا یترک کلہ**

تجربہ کے طور پر سردست ایک سال کیلئے ہی ایسا انتظام کر کے دیکھو کہ ہفتہ وار جلسوں کے ذریعہ انکو دینی ضروریات سے آگاہ کیا جاوے۔ ہاں عربی زبان کیلئے معقول انتظام ہونا چاہئے اگر اس کے لئے کچھ نہ ہوا تو پھر ہماں آش در کاسہ والی بات ہوگی گویا زبانی تو سب کچھ ہوا مگر عملی اور حقیقی طور پر کچھ بھی نہ ہوا۔ اس بات کو بھی زیر نظر رکھ لو کہ اگر ان بچوں پر اور بوجھ ڈالا گیا تو وہ پاس ہونے کے خیالات میں دو طرفہ محنت نہیں کر سکیں گے۔ ایک ہی طرف کوشش کریں گے۔ اور اگر علیحدہ تعلیم ہوگی تو اس کے لئے وقت وہی ہے وہ بڑھ نہیں سکتا۔ اسلئے ایک تو وہی صورت ہو سکتی ہے جو زبانی تعلیم کی میں نے بتائی ہے اور ایک اور یہ صورت ہے کہ وہ بچے جو پاس اور فیل کی پروا نہ رکھیں بلکہ انکی غرض خدمت دین کیلئے طیار ہونا ہو اور محض دین کے لئے تعلیم حاصل کریں۔ ایسے بچوں کیلئے خاص انتظام کر دیا جاوے مگر ان کیلئے بھی یہ ضروری امر ہے کہ علوم جدیدہ سے انہیں واقفیت ہو ایسا نہ ہو کہ اگر علوم جدیدہ کے موافق کسی نے اعتراض کر دیا تو وہ خاموش ہو جاویں اور کہدیں کہ ہمیں تو کچھ معلوم نہیں۔ اسلئے موجودہ علوم سے انہیں کچھ نہ کچھ واقفیت ضروری ہے تا کہ وہ کسی کے سامنے شرمندہ نہ ہوں۔ اور انکی تقریر کا اثر زایل نہ ہو جاوے محض اسوجہ سے کہ وہ بچے ہیں۔

ہاں ایک جماعت یہ ہو کہ وہ دونو علوم حاصل کر سکیں اور بجائے خود انہیں وقت کی پروا نہ ہو پھر یہ مشکل یہ ہوگی کہ استاد متعدد اور معقول ہیں غرض ہر پہلو کو سوچ کر یہ انتظام کرنیکی بات ہے۔ اسلئے میں جب ان تمام امور کو مد نظر رکھکر سوچتا ہوں تو حیران ہوتا ہوں اور سمجھ نہیں سکتا کہ ہمارا جو مطلب ہے وہ کیونکر پورا ہو سکتا ہے؟

اگر موجودہ صورت ہی کو قائم رہیں اور کوئی انتظام نہ کیا گیا تو پھر ان ساری تقریروں سے فایدہ کیا ہوا؟ اور اگر اسپر مضامین بڑھا دیں تو استاد واویلا کرتے ہیں کہ وقت تھوڑا ہے۔ اور ساتھ ہی لڑکوں کی صحت کا بھی خیال رکھنا ضروری ہے۔ خلاصہ یہ کہ اس نکتہ کو مد نظر رکھو کہ ایسے لوگ طیار ہو جاویں گے۔ اسلئے کہ میں چاہتا ہوں کہ میرے سامنے طیار ہوں خدا تعالیٰ نے جو نوح علیہ السلام کو حکم دیا کہ **واصنع الفلک باعیننا** تو کشتی ہمارے سامنے بنا اسیطرح پر میں اس جماعت کو اپنے سامنے تیار کرانا چاہتا ہوں۔ فایدہ اسی سے ہوگا

میں یقیناً کہتا ہوں کہ اگر کوئی شخص ایک ہفتہ ہماری صحبت میں رہے اور اسے ہماری تقریریں سننے کا موقع ملجاوے کہ وہ مشرق و مغرب کے مولوی سے بڑھ جاویگا۔ اسلئے جو کچھ ہو میرے سامنے ہو۔ آپ لوگ اسکی فکر کریں میں اس امر میں تمہارے ساتھ اتفاق رائے کرتا ہوں کہ مدرسہ کو توڑا نہ جاوے۔ انکے لئے تو تعطیل کا دن مناظرات اور دینیات کیواسطے قرار دیا جاوے۔ ہمارا یہ مطلب نہیں کہ سارے کے سب مولوی ہی ہو جاویں اور نہ ایسا ہو سکتا ہے ہاں اگر انمیں سے ایک بھی نکل آوے تو ہم سمجھتے ہیں کہ ہمارا مقصد پورا ہو گیا۔ اور باقیوں کو کم از کم اپنے دین ہی کی خبر ہو جاویگی اور وہ غیر قوموں کے فتنہ میں نہ پڑ سکیں گے

یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ مخالف مذہب کے لوگوں سے ہمیں کوئی دشمنی نہیں بلکہ ان کے سچے خیر خواہ اور ہمدرد ہم ہیں لیکن کیا کریں ہمارا ملک اس جراح کیطرح ہے جسکو ایک پھوڑے کو چیرنا پڑتا ہے اور پھر وہ اسپر مرہم لگاتا ہے۔ بے وقوف مریض پھوڑے کے چیرنے کیوقت شور مچاتا ہے حالانکہ اگر وہ سمجھے تو اس پھوڑے کو چیرنے کی اصل غرض اسی کے مفید مطلب ہے کیونکہ جب وہ چیرا نہ جاویگا اور اسکی آلائش دور نہ کیجاویگی وہ اپنا فساد اور بڑھائیگا۔ اور زیادہ مضر اور مہلک ہوگا۔ اسیطرح پر ہم مجبور ہیں کہ انکی غلطیاں انپر ظاہر کریں اور صراط مستقیم ان کے سامنے پیش کریں جب تک وہ صراط مستقیم اختیار نہ کریں نجات کیا پا سکتے ہیں؟

ایکطرف ایسے لوگ موجود ہیں جو خدا تعالیٰ کے وجود ہی کے منکر ہیں اور دوسریطرف ایسے ہیں جنہوں نے خدا تعالیٰ کے وجود کا بظاہر اقرار کیا ہے مگر وہ مانتے ہیں کہ اس نے کچھ بھی پیدا نہیں کیا گویا ذرہ ذرہ خود خدا ہے مجھے تعجب ہے کہ اسپر وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ پرمیشر سرو شکتیمان ہے۔ یہ کیسا سرو شکتیمان ہے کہ کچھ پیدا نہیں کر سکتا۔ ذرہ ذرہ انادی ہے اور روحیں انادی ہیں انکی خواص اور قوی انادی ہیں پھر جوڑنا جاڑنا بھی کوئی کام ہوا۔ دیانند عقیدہ میں اور دہریوں کے عقیدہ میں ۱۹ - ۲۰ کا فرق ہے یہ لوگ درحقیقت اللہ تعالیٰ اور اسکی قدرتوں پر ایمان نہیں لاتے۔ ہم تو اس کو خدا سمجھتے ہیں جو **علی کل شیء قدیر** ہے

پھر وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ نیستی سے ہستی نہیں ہو سکتی۔ یہ بیہودہ اور غلط اصول ہے کہ اسکے لئے کسی بڑی دلیل کی حاجت نہیں۔ خواب کے نظارے کس نے نہیں دیکھے؟ یہاں تک کہ خواب میں مردوں سے باتیں کرتا اور کھانے پینے کی چیزوں سے فایدہ اٹھاتا اب کوئی بتائے کہ وہ ہستی کہاں سے ہوتی ہے؟ کیا نیستی سے نہیں ہوتی اگر عقل ہوتی اور باپ دادا میں روحانیت کا اثر ہوتا تو ایسی باتیں نہ کرتے۔ یہ باتیں یونانیوں کے اندھے فلاسفروں سے لی ہیں۔ اور علم دین سے محض بیخبر ہیں۔ علم دین کچھ اور حواس عطا کرتا ہے جسکو فلسفی اور طبعی نہیں پہنچ سکتے۔ رویا میں سب امور ہست ہو جاتے ہیں بلکہ بعض اوقات روحانی امور جسمانی رنگ بھی اختیار کر لیتے ہیں جیسا کہ میری وہ رویا ہے جو سرمہ چشم آریہ میں درج ہے جسمیں سیاہی کے چھینٹے گرتے پڑتے تھے اور وہ کُرتا اب تک موجود ہے۔ یہ عجیب در عجیب اسرار ہیں جنکا انپر ایمان نہیں وہ ایمان ہی کیا ہے؟ دین وہی ہے جو روحانیت سکھاتا ہے اور آگے قدم رکھواتا ہے۔ میں افسوس نہیں کرتا کہ ایسی بری حالت کیوں ہوئی ہے جو اسوقت نظر آ رہی ہے۔ یہ سب اسلام کے کمالات کے ظہور کی خاطر ہو رہا ہے پرستی سے دست برداری کرانے کیلئے اللہ تعالیٰ نے ایسی قوم پیدا کر دی یہ لوگ اسلام کی ڈیوڑھی پر ہیں **ایک غیب کا دھکا لگیگا تو تمہارے بھائی ہو جائیں گے**

مقدمہ بلوہ

مقدمہ بلوہ کے متعلق تازہ خبر یہ ہے کہ ۲۰ جنوری ۱۹۰۶ء آخری تاریخ پیشی تھی۔ ملزمان نے ایک صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کے حضور اپنے خارج شدہ مقدمہ کی نگرانی کی جو صاحب بہادر نے منظور کر لی اور مقدمہ جناب تحصیلدار صاحب بٹالہ کی پاس بھیجدیا تا کہ موقع پر مزید تحقیقات ہو۔ اور ساتھ ہی مقدمہ بلوہ (جسمیں پولیس نے ملزمان کا چالان کیا ہوا ہے اور فرد لگ چکا ہے اور صفائی کے بہت سے گواہ گزر چکے ہیں) بھی منتقل کر دیا۔ اگرچہ انتقال کی درخواست ملزمان کیطرف سے غالباً نہیں گذری۔ ایسی صورت میں اس مقدمہ کا انتقال خاص طور پر تعجب سے دیکھا جاتا ہے مگر سردست اسپر کوئی رائے زنی کی ضرورت نہیں سمجھتا۔ ضرورت پڑی تو بعد میں دیکھا جائیگا۔

ضرورت۔ ضرورت

ایک نہایت ہوشیار اور تجربہ کار و دیانتدار منشی کی ضرورت ہے کم از کم انگریزی انٹرنس پاس شدہ ہو اور کام پٹوار سے بھی واقف ہو جا داد غیر منقولہ یعنی اراضیات کا انتظام و دیگر...

تبدیلی مطلوب ہے کمشنری ملتان کا ایک نائب تحصیلدار درجہ سوم جو عنقریب دوم میں ترقی پانیوالا ہے صوبہ سرحدی کے کسی نائب تحصیلدار درجہ سوم سے تبدیلی کا خواہشمند ہے اگر کوئی صاحب اس تبدیلی پر رضامند ہوں تو ایڈیٹر الحکم کے ساتھ خط و کتابت کریں۔

سفرنامۂ دہلی

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

مطبع والوں کو حضرت کا اشتہار چھاپنے کی ممانعت کردی اور طرح طرح کی افترا پردازیوں سے کام لیکر دہلی کے کل مسلمان باشندوں مقلد غیر مقلد شیعہ و سنی وغیرہ کو ایک حضرت اقدس کی مخالفت پر کھڑا کر دیا اور مور و ملخ کا سا لشکر لیکر ایک تنہا مسافر کے مقابلہ پر مستعد ہوگئے۔ اسوقت مقلد غیر مقلد سب ایک ہوگئے اور کمیٹیاں کرکے حضرت کے اثر کو روکنے کی تجاویز سوچنے لگے۔ ہم اپنے صحیح تجربہ کے وثوق پر کہہ سکتے ہیں کہ دہلی کے ملاؤں نے جو کچھ کارروائیاں کیں ان سے ہرگز انکی غرض احقاق حق کی نہیں تھی انکی کارروائیاں بنا ضدیت اور نفسانیت پر تھی وہ حق کو لوگوں پر کھلنے نہیں دیتے تھے وہ چاہتے نہیں تھے کہ لوگوں کو اصل بات کا پتہ لگ جائے نہیں تو کیا وجہ ہے کہ گھر کی یکطرفہ وعظ و نصیحت میں تو وہ ان پڑھ اور جاہل لوگوں کو بڑے زور شور کے ساتھ حضرت مسیح علیہ السلام کی حیات قرآن شریف سے نکال نکال کر بتاتے تھے اور اپنے گھڑے معنوں سے کام لیکر اپنے دعوی کو زور شور سے ثابت کرتے تھے اور جب حضرت مباحثہ کیلئے بلاتے تھے تو اس مسئلہ پر بحث کرنے سے گریز کر جاتے تھے اور خواہ مخواہ بحث کی غرض سے کبھی کسی ضعیف مسئلہ پر اڑ بیٹھتے تھے کبھی کوئی بہتان پیش کر دیتے تھے اور اسکی تصدیق انکے اپنے اشتہاروں سے بخوبی ہوتی رہی ہے جہاں وہ حضرت پر الزام دیتے ہیں کہ انہوں نے فلاں عقیدہ کے متعلق ہم سے بحث نہیں کی۔ دیکھا یہ نتیجہ صاف نکل آتا ہے کہ حضرت مسیح کی وفات پر بحث کرنے سے انہیں خود انکار ہو گیا اس سے ثابت نہیں ہوتا کہ ان کے دل میں چور ہے؟ کیا اس سے صاف ظاہر نہیں ہوتا کہ وہ اس مسئلہ پر بحث کرنے سے گریز کرتے ہیں! ہم دعوی کیساتھ کہہ سکتے ہیں کہ اسقدر اشتہار دہلی والوں نے افترا سے بھرے ہوئے دیئے اور جھوٹے واقعات قلمبند کئے۔ مگر اس مسئلہ میں انکی کمزوری اس درجہ تک پہنچی ہوئی تھی کہ اشتہارات میں جہاں اور افترا پردازیاں انہوں نے دلیری سے کی ہیں وہاں اس مسئلہ کی نسبت جھوٹے طور پر بھی لکھدینے کی انہیں جرأت نہیں پڑی کہ ہم اس مسئلہ پر جیسا کہ حضرت اقدس چاہتے تھے بحث کرنے کیلئے تیار تھے اور اتنے اشتہار انہوں نے دیئے میں کوئی شخص نہیں بتا دے کہ کسی دفعہ بھی انہوں نے حضرت اقدس کے اشتہار کے جواب میں صاف طور پر یہ لکھا ہو کہ ہم اس خاص امر میں بحث

خلاف بحث کرنے کے بحث کرتے ہیں وہ کیوں کرتے انہیں خوب معلوم تھا کہ اگر انہوں نے اس مسئلہ پر بحث کی تو انہیں خفت اور ندامت اٹھانی پڑیگی اور جب ایکدفعہ لوگوں کی آنکھوں سے حجاب اٹھ گیا اور حضرت اقدس کی بنا دعوی قایم ہوگئی تو پھر جوق جوق لوگ انکیطرف رجوع کریں گے وہ خوب جانتے تھے کہ جب لوگوں پر ثابت ہو گیا کہ وہ مسیح جسے انہوں نے خدا سا مان رکھا ہے جسے حی قدیر خالق اور غیب داں انہوں نے قرار دے رکھا ہے جب ایکدفعہ یہ ثابت ہو گیا کہ وہ عاجز بندہ خدا کا تھا اور وہ وفات پا چکا ہے تو بڑی بھاری سد جو انہوں نے حضرت اقدس اور مسلمانوں میں اپنی چالاکی سے قایم کر رکھی ہے پاش پاش ہو جاویگی اور لوگوں کیلئے حضرت اقدس کو قبول کرنا آسان ہو گا پھر انہیں بخوبی معلوم ہو جائیگا کہ حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم اور غلام اور انکی کامل مطابعت کرنیوالے یا یوں کہو کہ ان کے ظل کے لئے حضرت موسی صلوات اللہ علیہ کے ظل یعنے عاجز بندے حضرت مسیح علیہ السلام کی ہمسری کا دعوی کرنا کوئی تعجب خیز امر نہیں ہے اور انہیں اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث شریف علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل کی حقیقت کھل جائیگی تعجب تو اسی بات کا ہے اور لوگوں کی عقلوں پر پردہ تو اسی بات نے ڈال رکھا ہے کہ اس مسیح کا جو مردے زندہ کیا کرتا تھا پرندے پیدا کیا کرتا تھا جو ابتک آسمانوں پر زندہ ہے یا یوں کہو کہ جو خاصہ خدا کا شریک انہوں نے ان رکھا ہے جو نعوذ باللہ نقل کفر کفر نباشد پرند وغیرہ بنانے میں خدا کا ہاتھ بٹاتا تھا جو ابتک اسی جسم خاکی کے ساتھ آسمان پر بیٹھا ہوا ہے ایسے مسیح کی ہمسری کا حامی۔ ایسے مسیح کی برابری کا ایک خادم ختم المرسلین ایک امتی دعوی کرتا ہے؟ اور جب یہ فاسد اعتقادات ان کے ذہن سے دور ہو جائینگے تو پھر انہیں اس مسیح کے ماننے میں جو اسی طاقت اور خاصیت کے ساتھ اسی قسم کے زمانہ میں اسی قسم کے نبی کے ظل کے طور پر آیا ہے چنداں تامل نہیں رہیگا اور مولویوں کے اس الزام کی جو وہ حضرت اقدس پر لگاتے ہیں کہ وہ خدا کی قدرت کے قایل نہیں اور کہتے ہیں کہ انسان خاکی جسم کے ساتھ آسمان پر اٹھایا نہیں جا سکتا اور خدا کی قدرت سے بعید ہے کہ انسان کو آسمان پر اسقدر عرصہ دراز تک اس خاکی جسم کے ساتھ زندہ رکھے حقیقت کھل جائیگی پھر انہیں معلوم ہو جائیگا کہ خدا کی وسیع قدرت کے حضرت اقدس قایل ہیں یا یہ ملا۔ پھر وہ مقابلہ کرکے دیکھیں گے کہ خدا کی قدرت کی شان اس بات میں پائی جاتی ہے

کہ ایک بندہ کو دوبارہ بھیجنے کیلئے ہزاروں سال زندہ رکھ چھوڑے یا اس بات میں اسکی قدرت کی شان بلند پائی جاتی ہے کہ ایسے ایسے بندے ہزاروں پیدا کر دے اور چاہے تو ساری زمین ایسے ہی آدمیوں سے بھر دے پھر انپر واضح ہو جائیگا کہ ان کے ملا ہی دراصل خدا کی قدرت کی وسعت کے قایل نہیں انہی کا یہ عقیدہ ہے کہ خدا تعالی مسیح کے برابر دوسرا انسان پیدا نہیں کر سکتا اور اپنے وعدہ کے پورا کرنے کیلئے جو اس نے مسیح کو دوبارہ دنیا میں بھیجنے کے متعلق کیا ہوا ہے اسی مسیح کو زندہ اپنے پاس اسی جسم خاکی کے ساتھ رکھ چھوڑا ہے اور درحقیقت انکے ملا ہی ان لوگوں کا سا اعتقاد رکھتے ہیں جن کے جواب میں اللہ تعالی نے افعیینا بالخلق الاول بل ہم فی لبس من خلق جدید فرمایا ہے۔ ورنہ حضرت اقدس مرزا صاحب اس خدا کے قایل ہیں جسکی قدرت کی وسعت کی کوئی انتہا نہیں۔ وہو علی کل شئی قدیر حضرت اقدس سے بڑھکر اور پھر ان کے ماننے والوں سے بڑھکر آج خدا تعالی کی وسیع قدرتوں کا کون قایل ہو سکتا ہے جس نے آج انکی آنکھوں کے سامنے ایک دہقان کو ایک حارث کو ایک زمیندار کو ایک ایسی سرزمین سے جہاں نہ کوئی لائبریری ہے نہ درس ہے۔ نہ علم کا شوق ہے نہ تعلیم کا ذوق ہے بلکہ ان ساری باتوں سے کسی بات کا نام و نشان تک نہیں اٹھایا اور اسے وہ علم بخشا کہ آجکل کے بڑے بڑے دستار فضیلت باندھنے والے جنکی عمریں تعلیم و تعلم میں ہی صرف ہوئیں اسکی مقابلہ سے عاجز آگئے اسے وہ باتیں سوجھائیں کہ ملا مولوی ٹکریں مارنے پھرتے ہیں اور انہیں سمجھ نہیں آتی اور اس پر ایسا فضل کیا کہ علم آدم الاسماء کلہا کے واقعہ کو پھر ایک دفعہ تازہ کرکے دکھایا!

بیشک یہ سچائی ظاہر ہو جاتی کہ حضرت اقدس مرزا صاحب اس خدا پر ایمان لائے ہیں جسکی وسعت قدرت کی کوئی حد نہیں جو چاہتا ہے کرتا ہے اور جسپر چاہتا ہے فضل کرتا ہے۔ پھر ملا لوگوں کی اس طعن کہ "مرزا ایک بے علم شخص ہے وہ کیونکر مسیح موعود ہو سکتا ہے" کی بھی اصلیت معلوم ہو جاتی۔ مولویوں کا یہ گھمنڈ ٹوٹ جاتا کہ قرآن کی تفسیر کرنا انہی کا ہی حق ہے جو کچھ وہ سمجھتے ہیں وہی ٹھیک ہے اگر مرزا صاحب سچے ہیں تو وہ معانی ہمپر کیوں نہیں کھلتے" انہیں معلوم ہو جاتا کہ اس قسم کے اعتراضات اللہ کی جناب میں گستاخی

کرنا ہے اور خلقتنی من نار وخلقتہ من طین کے مقالہ کا مصداق بنتا ہے۔

غرض دہلی کے ملا لوگوں کی خوب ہی قلعی کھلتی اگر وہ حضرت اقدس کے ساتھ مسئلہ وفات حیات مسیح پر بحث کرتے اور یہی فکر تھی جو انہیں اس امر پر بحث کرنے سے منع کرتی تھی ان کے پاس اگر صداقت ہوتی اور اگر انہیں اپنے دعوی کی سچائی پر پورا وثوق ہوتا تو وہ خلط مبحث کیوں کرتے اور کیوں حق کو چھپاتے اور اسے ظاہر ہونے سے روک رکھتے پہلے پہل حضرت اقدس کے ۲ اکتوبر کے اشتہار پر مولوی عبدالحق صاحب مفسر تفسیر حقانی نے جن کے مقدمات امام فن مناظرہ مولوی ابوالمنصور صاحب کے ساتھ ہوتے رہے ہیں اور جن مقدمات کا خاکہ اخبارات میں بھی کچھ دن اڑتا رہا ہے حضرت اقدس کے ساتھ مباحثہ کی ٹھانی اور کچھ خط و کتابت کی جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ مولوی صاحب موصوف نے اپنے آپ کو عدیم الفرصت اور گوشہ گزین قرار دیکر مباحثہ سے کنارہ کشی اختیار کی اب حضرت کا روئے سخن مولوی سید نذیر حسین صاحب کیطرف ہوا جنہیں انکے شاگرد پیشہ شیخ الکل کے لقب سے ملقب کرتے ہیں واقعی یہ نہایت عمدہ بات تھی کہ میاں صاحب کے ساتھ اس مسئلہ کا تصفیہ کیا جاتا کیونکہ ان کے ساتھ جو کچھ فیصلہ ہوتا اس کا اثر دور دور تک پہنچ سکتا تھا اور دہلی کے ملاؤں کو بقول ہاتھی کے پاؤں میں سب کا پاؤں چون و چرا کی گنجایش نہ رہتی اور حضرت اقدس بھی میاں صاحب کے ساتھ مباحثہ کرنے میں ہی فایدہ اور بہتری ملحوظ رکھتے تھے کہ اس سے بہت سے علماء پر خصوصاً انپر جو میاں صاحب کے شاگرد ہیں اور جنمیں شیخ بٹالوی اور عبدالمجید واعظ وغیرہ سب شامل ہیں اثر پڑیگا اور فرداً فرداً کچھ بحث کی ضرورت نہ پڑیگی۔ اسی بنا پر حضرت اقدس نے ۱۷ اکتوبر ۱۸۹۱ء کو ایک اشتہار بعنوان "اشتہار بمقابل مولوی سید نذیر حسین صاحب سرگروہ اہلحدیث" شایع کیا اور اسمیں میاں صاحب کو مباحثہ کیلئے طلب کیا اور صاف لکھدیا کہ "بحث میں امر تنقیح طلب یہ ہوگا کہ قرآن کریم اور احادیث صحیحہ نبویہ سے ثابت ہوتا ہے کہ وہی مسیح ابن مریم جسپر انجیل اتری تھی ابتک آسمان پر زندہ ہے اور آخری زمانہ میں آئیگا یا یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ درحقیقت فوت ہو چکا ہے اور اسکے نام پر کوئی دوسرا اسی امت میں سے آئیگا اگر یہ ثابت ہو جائیگا کہ وہی مسیح ابن مریم زندہ بجسدہ العنصری آسمان پر موجود ہے تو یہ عاجز دوسرے دعوے سے خود دست بردار ہو جائیگا ورنہ بحالت ثانی بعد اس اقرار کے لکھانے کے کہ درحقیقت اسی امت میں سے

حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم - (رضی اللہ عنہ) کی علالت حسن خاتمہ - اور اوس سے احمدی قوم اور اہل تقویٰ اصحاب کیلئے مفید سبق

(رقم زدہ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب)
(گذشتہ اشاعت سے آگے)

۲ - دوسرا واقعہ قریب یکم اکتوبر ۱۹۰۵ء میں رات کو قریبًا دس بجے مولوی صاحب کو دیکھنے گیا - اسوقت ان کو سخت ضعف تہا - قریبًا غشی کی صورت تہی - کئی روز سے پیچش تہی - کچھ کہایا نہ تہا نبض بہت کمزور اور بے معلوم تہی - مینے اسوقت حضرت اقدس کی خدمت میں کہلا بہیجا فورًا تشریف لائے سب کیفیت عرض کی - اسیوقت دعا میں مصروف ہو گئے دوا بہی دی - ابہی دوا اندر نہ گئی تہی - کہ مین نے نبض پر ہاتھ رکہا - نبض فورًا طاقتور ہو گئی اور ہوش میں آ گئے یعنی دعا کے لئے ہاتھ اٹہانے ہی کی دیر تہی - کہ اللہ تعالیٰ نے اوسی قبولیت کا شرف بخشا - اور جس خطرناک حالت میں مولوی صاحب کو چہوڑا آیا تہا اوننکی طبیعت فورًا اصلاح پر آ گئی اور ایسا معلوم ہوتا تہا کہ گویا کہ یہ ضعف ہوا ہی نہ تہا -

۳ - اپریشن کے بعد زخم کی حالت کئی روز تک خراب رہی اور انگور کا نام نشان نظر نہ آتا تہا - حضرت نے دعا کی صبح کو رؤیا دکہایا گیا کہ مولوی صاحب مرحوم کو حضرت اقدس نے سفید کپڑے پہنے ہوئے دیکہا یہ ۹ ستمبر ۱۹۰۵ء کا واقعہ ہے یعنی پانچ روز بعد از اپریشن - اوسی روز قریب دس بجے مین جو پٹی لگانے کے لئے گیا - تو یہہ دیکہہ کر مجھے بڑی حیرانی ہوئی - کہ قریبًا تمام زخم پر انگور آ گیا تہا - اس سے پہلے روز انگور کا نام و نشان نہ تہا - اور سڑا ہوا مواد اوس کے اندر سے نکلتا تہا یہ بالکل عجوبہ اور خارق عادت بات تہی - کہ اتنے بڑے زخم پر جو اسوقت قریب ۸ - انچ لمبا اور ۶ - انچ چوڑا تہا - ایک دن مین انگور آ جائے - میرے اور ڈاکٹر رشید الدین صاحب کے خیال میں یہہ قریبًا آٹھہ دس روز کا کام تہا جو ایک دن مین ظہور پذیر ہوا تہا - اور یہ دعا کا نتیجہ تہا مولوی محمد علی صاحب ایم - اے شیخ یعقوب علی صاحب و دیگر احباب جو زخم کی حالت کو روز دیکھتے تہے اس حیرت انگیز تبدیلی کے شاہد ہیں -

اور جو خواب حضرت اقدس نے بیان فرمائی تہی - وہ اس درمیانی صلاحیت طبیعت کی طرف اشارہ کرتی تہی - مگر اس خواب کے آخر مین حضرت صاحب نے تین بار فاتحہ پڑہی جس سے بعد مین اشارہ مولوی صاحب کے حسن خاتمہ کیطرف معلوم ہوا -

۴ - ایسا ہی ۴ ستمبر ۱۹۰۵ء کو یعنی جس روز کہ بڑا اپریشن کیا گیا حضرت کو الہام ہوا - ردّ بلا - اس کا اور مفہوم بہی خاص حضرت اقدس کی ذات کے متعلق ہوگا - جو خدا انشاء اللہ بعد مین ظاہر کریگا - مگر اس الہام کو مولوی صاحب کی طرف منسوب کیا جاوے تو اس مین اس کاربنکل کی صحت کیطرف اشارہ تہا - جو بعد مین اچہا ہو گیا تہا - اور یہ ایک بلا تہی - جو خدا کے فضل سے بالکل رد ہو گئی تہی - اسمین کچھ شک نہین کہ موت ہر ایک کے لئے مقدر ہے - اس سے کوئی شخص باہر نہین - وہ دوسرے رنگ مین آ گئی - مگر اصل مرض جسکا سب کو خیال تہا وہ دور ہو گئی -

۵ - مولوی صاحب کو اس دوران مرض مین بڑا سخت پیچش کا دورہ ہوا - جو کئی روز تک رہا - کچھ کہا پی نہ سکتے تہے - کوئی دوائی کارگر نہ ہوتی تہی - خون اور پیپ پاخانہ کے ساتہہ آتا تہا - اور ڈاکٹر سید محمد حسین صاحب کی یہ رائے تہی کہ انتڑیون مین زخم ہو گئے تہے اور دوائیوں سے انکی طبیعت اسقدر متنفر ہو گئی تہی کہ پینے سے انکار کرتے تہے - آخر کار حضرت اقدس کی دعا سے اس سے ایسی نجات ہو گئی تہی کہ پہر آخیر وقت تک تندرستوں کیطرح سے پاخانہ آتا رہا -

۶ - پیشاب کی وہ کثرت تہی کہ اوسے دیکھکر ڈر لگتا تہا دو بڑے بڑے برتن ایک رات دن مین بہر جاتے تہے - قریبًا ۱۴ - ۱۵ سیر پختہ پیشاب ۲۴ گہنٹہ مین آتا تہا - جس سے بہت خطرہ تہا مگر سرد چینی اور دیگر دوا بیطس کی گولیوں کی کوئی معتدبہ فائدہ نہ ہوتا تہا - مگر حضرت کی دعا اور توجہ سے - اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان کے پیشاب کی مقدار بہت کم ہو گئی - یہانتک کہ مشکل سے ایک دو دفعہ انکو پیشاب آتا تہا - اور پیشاب کی مقدار قریبًا دس حصہ کم ہو گئی تہی اور بہت سے حالات ہین - کہ ان عوارض تکلیف دہ عوارض کو اللہ تعالیٰ نے حضرت کی دعا اور توجہ سے دور کر دیا - اور اپنی رحمت اور فضل کا اظہار اس مسیح موعود کے طفیل کیا - اور بعض دفعہ ایک کرب اور اضطراب کی حالت کو ایک سکون و راحت کی حالت مین بدل دیا - اور یہ اتنے امور ہین - کہ طوالت کے خوف سے مین ان کا ذکر نہین کرتا - مگر اس مین کچھ شک نہین - کہ پاس رہنے والون نے خدا کے فضل سے ان علالت کے ایام مین بہت سے نشان اس مسیح کے ہاتہہ سے دیکھے جن سے انکا ازدیاد ایمان ہوا - ربنا اننا سمعنا منادیًا ینادی للایمان - ان اٰمنوا بربکم فاٰمنا ربنا فاکتبنا مع الشاھدین -

مولوی صاحب کی علالت مین حضرت اقدس مرزا صاحب کا سلوک

جس روز سے کہ مولوی صاحب علیل ہوئے اس گہڑی تک کہ انہوں نے اس جہان سے اپنے تعلقات کا انقطاع کیا - مجھے مولوی صاحب مرحوم و مغفور کی خدمت مین رہ کر سعادت حاصل کرنے کا اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے موقعہ دیا - اور چونکہ حضرت اقدس اپنے خاص کرم اور مہربانی سے مولوی صاحب مرحوم کے متعلق ہر ایک علاج مین اور ان کے کہانے پینے کی ہر ایک چیز کے متعلق خاکسار سے مشورہ لیتے تہے - اور مولوی صاحب کی طبیعت بعض اوقات رات کو بگڑ جاتی تہی - اس لئے مجھے اس وقت حضرت صاحب کی خدمت مین اطلاع دینے کی ضرورت ہوتی تہی - اور دن مین بہی کئی دفعہ ایسا موقع ہوا - کہ جب مولوی محمد علی صاحب یا ایک دو اور احباب کے سوائے کوئی نہ ہوتا تہا - حضرت اقدس کو مولوی صاحب کی بیماری مین جو تبدیلیاں ہوتی تہین ان کو اس سے اطلاع دیجاتی تہی ہر ایک دفعہ جب ہم اطلاع دیتے - حضرت اقدس خود تشریف لاتے - اور حال دریافت کرتے - اور بعض اوقات خود بخود تشریف لاتے - اور مولوی صاحب کا حال معلوم کرتے - اس لئے خاکسار کو خدا کے فضل سے مولوی صاحب کی اس علالت مین حضرت اقدس کے اخلاق اور ان کی محبت - اور ایثار جو ان کو اپنے خدام کے لئے ہے اسکے مشاہدہ کرنے کا موقعہ ملا ہے - بعض اوقات ہم نے حضرت اقدس کو سخت کرب اور گہبراہٹ اور ابتلاء کی گھڑیون مین - مولوی صاحب کی نازک حالت کی اطلاع دی - جبکہ ایسا معلوم ہوتا تہا - کہ ہمارا وہ پیارا رفیق جس نے اپنی ہر ایک خواہش پر اللہ تعالیٰ کی رضاء اور خدمت دین کو مقدم کیا ہوا تہا اور ہمارا وہ حبیب جس نے کہ اپنے وجود کے ایک ایک ذرہ کو امام معصوم اور ہادی برحق کی راہ مین ایک بار نہین بلکہ صد ہزار بار نثار کیا ہوا تہا - اور جو اپنے دل سے ہر ایک دوست کا قدر دان تہا - جس کو کہ وہ دیکھتا کہ اسے اعلائے کلمۃ اللہ و اشاعت دین کے لئے ادنیٰ سا بہی جوش ہے اسوقت ہم دیکھتے تہے - کہ وہ نوجوان جو اپنے شہر کا اور اپنے ملک کا اور اپنی قوم کا اور اسلام کا فخر تہا - کہ اس کی کشتی عمر ایسی سخت بیماری کے طوفانی تلاطم مین پڑی ہے - اصل مین یہ وقت ہوتا ہے - کسی کی سچی محبت اور اخلاص کو پرکہنے کا - نیز اس بات کا کہ اسے خدا تعالیٰ کی قوت پر کیسا ایمان ہے - اور اسکا تعلق خدا کے ساتہہ کیسا ہے کیونکہ ایسی نازک حالتین خصوصًا جبکہ معالج ڈاکٹر اور طبیعت بہی یاس کے عالم مین ہوں - سوائے ایسے لوگون کے کہ جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتہہ سے صاف کیا ہو - کوئی ثابت قدم نہین رہ سکتا اور حضرت اقدس نے مولوی صاحب کی بیماری مین اپنی کمال محبت اور ایثار کا اور اللہ تعالیٰ پر کامل بہروسہ اور توکل کا نمونہ دکہایا - وہ ایک اہل بصیرت کے لئے کافی ثبوت ہے حضرت اقدس کے منجانب اللہ ہونے کا اور خدا تعالیٰ کے ساتہہ ان کا سچا تعلق ہونیکا اور یہی بات کا کہ اگر کوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ آج امت مین دیکھنا چاہے - تو حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی سے بڑہکر اور کوئی نہین - چاہے کوئی تمام دنیا مین ڈہونڈے اور مین بعض اوقات کو پیش کرتا ہوں - اگرچہ جو کچھ کہ مینے حضرت اقدس ع کے کمال اخلاق اور محبت اور مہربانی کا نمونہ اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے میرے پاس وہ الفاظ نہین کہ مین بیان کر سکون اور حضرت اقدس نے اپنے ایک عزیز مخلص دوست کو بے آرامی مین پاکر جو اپنے نفس پر باوجود اس قدر ضعف اور بڑہاپے اور کمزوری کے ہر ایک قسم کا آرام حرام کر دیا تہا اور ان کو اس عزیز کے لئے جو تڑپ اور دلی توجہ اور اضطراب تہا - مین نہین جانتا کہ مین اس کو کسطرح سے بیان کرون اور کن الفاظ مین ظاہر کرون - البتہ ہمارے دلوں پر اس کا ایک نقشہ ہے - اور ہماری روح اور ایمان کو اس سے ایک تر و تازگی پہنچی ہے جو خدا کے فضل سے قیامت تک مٹنے والی نہین - اور اگر آپ دل دلوں پر نظر ڈالکر حقایق معلوم کر سکتا ہے - تو ہم حاضر ہین - اگر باور نہ ہو - تو ہمارا سینہ چاک کر کے دیکھہ لے - ماسوا اس کے حضرت اقدس کو خدا تعالیٰ کی جناب مین تضرع اور نیاز اور خشوع و خضوع نہایت درجہ کا تہا دن اور رات مین حضرت صاحب کا بہت کم حصہ ایسا گذرتا ہوگا - جو حضرت احدیت کے حضور مین دعا سے خالی ہو - اور بعض دفعہ کئی کئی گھنٹے دعا مین مصروف رہتے اور سجدہ سے سر نہ اٹہاتے - مین نہین جانتا - کہ نقشہ مین کس طرح سے پبلک کے سامنے پیش کرون کہ وہ حضرت اقدس کے حقیقی تبتل الی اللہ اور ان کے خدا تعالیٰ کیساتہہ تعلقات کو سمجھ سکین - اس مین شک نہین - کہ جیسے کہ اس عالم کے ایک دربار کے اسرار اور حقائق قدرت کو دیکھنے کے لئے ایک دوربین یا خوردبین کی ضرورت ہوتی ہے - اور اسکے سوائے ہماری آنکھین بے کار ہین - ایسے ہی اللہ تعالیٰ کے اسرار قدرت کو دیکھنے کے لئے جو کہ ایک وراء الوراء ہے - یہ آنکھین بے کار ہین - جبتک کہ خدا تعالیٰ کیطرف سے ایک دوربین آنکھ عطا نہ ہو - ایسے ہی جو لوگ خدا کیطرف سے مامور ہو کر آتے ہین ان کی معرفت کا بہی حاصل کرنا خدا کے فضل کے سوا ناممکن ہے ہر زمانہ مین ہر ایک رسول اور مجدد کے وقت مین لوگون نے اپنی عدم معرفت کے سبب ٹہوکر کہائی ہے - اور قرآن شریف سے معلوم ہوتا ہے - کہ قدیم سے یہی سنت اللہ ہے - اسلئے مین دعا کرتا ہون کہ اللہ تعالیٰ اس امت محمدیہ کو پہلوں کے نمونہ سے سبق حاصل کرنے کی توفیق دے - تاکہ وہ اس امام ربانی کی مخالفت سے خدا کے عذاب کے نیچے نہ آوین - آمین ثم آمین -

اور وہ مستہزئین مین سے نہ بنین - اور خدا کے خوف اور خشیت کو اپنے دلون مین جگہ دین - آمین -

(۱) سامان جو مہیا کیا گیا - جن لوگون نے قادیان دیکھا ہے وہ جانتے ہین کہ یہ ایک چہوٹا سا گاؤں ہے جسکی آبادی قریبًا چار پانچ ہزار ہے - وہاں پر معمولی ضروریات

کا مہیا ہونا بھی مشکل ہے۔ چہ جائیکہ ایسے سخت بیمار کے لئے ہر ایک ضروری چیز بہم پہنچ سکے۔ مگر حضرت اقدس مرزا صاحب نے اس عزیز بیمار کی تیمارداری میں کوئی دقیقہ کوشش کا فروگذاشت نہ کیا۔ مولوی صاحب جس چیز کے کھانے کی خواہش ظاہر کرتے۔ حضرت اقدس فوراً آدمی بھیجکر لاہور یا امرتسر سے منگوا دیتے یا اگر یہ خاکسار یا خلیفہ صاحب یا مولوی نورالدین صاحب کسی تدوائی یا خاص غذا کے لئے عرض کرتے یا خود حضرت اقدس ان کے لئے کوئی چیز تجویز کرتے تو فوراً امرتسر یا لاہور سے منگوا لیتے۔

مولوی صاحب کیلئے انگور۔ سردے۔ انار وغیرہ ہر ایک قسم کا پھل ہر وقت موجود رہتا۔ مولوی صاحب کو صحت میں بھی ہمیشہ ٹھنڈے پانی سے بڑی محبت رہی ہے۔ یہانتک کہ موسم سرما میں بھی چھت کے اوپر پانی رکھوا چھوڑتے تھے۔ اور وہی یخ کی طرح کا پانی جاڑوں میں پیتے تھے۔

اس بیماری میں چونکہ شروع سے ہی تپ کی شکایت ساتھ ساتھ رہی۔ بعض اوقات حرارت زیادہ ہو جاتی تھی۔ مولوی صاحب کو برف کی بہت ضرورت محسوس ہوتی تھی۔ اسلئے حضرت اقدس نے ان کے لئے یہ التزام کیا ہوا تھا۔ کہ اکٹھی دو تین من برف منگوا لیتے۔ اور پھر جب وہ قریب ختم کے ہوتی۔ تو اور آدمی لاہور یا امرتسر سے بھیجکر اتنی ہی برف منگواتے۔ اور اس ذخیرہ کو کم نہ ہونے دیتے۔ جس وقت کہ مولوی صاحب کا انتقال ہوا۔ ایک من کے قریب برف موجود تھی۔ اور مولوی یار محمد صاحب اور برف لانے کے لئے حضرت کے حکم سے لاہور جانے کو طیار تھے۔ کہ یہ حادثہ ہو گیا۔ مولوی صاحب کو چونکہ بہت ضعف ہو گیا تھا۔ کوئی بوجھل غذا ہضم نہ کر سکتے تھے۔ اسلئے ایک مہینہ سے زائد عرصہ سے رات کیلئے حضرت اقدس تین چار مرغ کی یخنی ہر روز تیار کروا لیتے اور بکرے کے گوشت کا چنگ سوپ اس سے علاوہ اکثر تیار کروا دیتے۔ بعد میں حضرت اقدس کی خدمت میں عرض کی گئی۔ کہ یہ یخنی وغیرہ جو دیجاتی ہے۔ اس میں مقدار بہت ہوتی ہے۔ مگر اصل طاقت کا جزو کم ہوتا ہے۔ انگلینڈ سے تیار ہو کر ایک قسم کا گوشت کا ست آتا ہے۔ (وائیتھ صاحب برینڈ بیف جوس) وہ مدت تک مولوی صاحب مرحوم کو دیا گیا۔ ایک شیشی جس میں قریب دو اونس (ایک چھٹانک) کی غذا ہوتی تھی۔ تین روپیہ میں آتی ہے۔ حضرت اقدس نے بہت سی شیشیاں انکے لئے خریدیں مگر جس وقت مولوی صاحب کا انتقال ہوا۔ ابراہیم شیخ رحمت اللہ صاحب نے تین شیشیاں اسی غذا کی مولوی صاحب کیلئے بھیجی تھیں جو خاکسار کو بھیجی تھیں۔ شیخ صاحب کو مولوی صاحب مرحوم سے خاص محبت اور اخلاص ہے۔ چونکہ پہلی شیشیاں اس غذا کی قریب اختتام کے تھیں میں نے شیخ صاحب کو لکھا تھا۔ کہ جلدی بھیجدیں انہوں نے فوراً ہی اس کی تعمیل کی۔ اور اس رفیق کی رفاقت اور آخری خدمت میں حق ادا کیا اللہ تعالیٰ انکو جزائے خیر دے۔ آمین۔

۲۔ علاج مولوی صاحب کے علاج کے لئے دو اسسٹنٹ سرجن یعنی خاکسار اور ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب اور حضرت مولوی حکیم نورالدین صاحب جو خدا کے فضل سے اپنے علم اور تجربہ کی رو سے یکتائے دہر ہیں ہر وقت موجود رہتے تھے۔ ڈاکٹر محمد حسین صاحب اسسٹنٹ سرجن و اسسٹنٹ پروفیسر میڈیکل کالج لاہور اور ڈاکٹر قاضی کرم الٰہی صاحب امرتسر سے مشورے کے لئے تشریف لائے۔ اور مولوی صاحب کے لئے ہر ایک قسم کی دوائی اور عمل جراحی کیلئے اوزار قادیان جیسی جگہ میں بہم پہنچائے۔ یہانتک کہ ایک منگوایا تاکہ مولوی صاحب کو کلوروفارم کے سنگھانے کی ضرورت نہ رہے اور اس جگہ بے حس کرکے اپریشن کئے جاویں چنانچہ بعد میں دوسرے کاربنکل (دنبل) وغیرہ پر اپریشن کرنے میں اس سے بہت مدد ملی۔ یہ ایسا اوزار ہے کہ اکثر ہسپتالوں میں بھی موجود نہیں ہوتا۔

حضرت اقدس نے مولوی صاحب کے علاج میں کثرت سے روپیہ خرچ کیا۔ اور کوئی ایسی چیز باقی نہ رہ گئی تھی کہ جسکی نسبت خیال بھی ہو سکے۔ کہ مولوی صاحب کے علاج کیلئے مفید ہوگی اور ان کے لئے بہم نہ پہنچائی گئی ہو۔ اور مولوی صاحب کی یہ کیسی خوش قسمتی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے انکے لئے ہر ایک سامان بہم پہنچایا اور ایسی ہی جو کوشش کیگئی کسی راجہ یا نواب کے نصیب ہو تو ہو ورنہ عام امراء کے لئے بھی اس قدر کوشش ہونی محالات سے ہے اور یہ سب کچھ حضرت مسیح کی برکت سے تھا۔ ورنہ مجھے خوب یاد ہے کہ ان کی والدہ صاحبہ فرماتی تھیں۔ اگر ہم اپنی تمام جائداد بھی نیلام کر دیں اور چاہیں کہ ہمارے بیٹے کا اسقدر ڈاکٹر اور حکیم علاج کرتے رہیں اور انکی خدمت میں دن رات حاضر رہیں تو بالکل ناممکن تھا کیونکہ عموماً ہمیں ایکدفعہ دن میں بھی کسی لائق ڈاکٹر کو دکھانا مشکل تھا۔ مگر مولوی صاحب مرحوم نے چونکہ اپنی جان کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں وقف کر دیا تھا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے بھی ان کے ساتھ حسن سلوک میں اس دنیا میں بھی کوئی کمی نہیں کی۔ اور ان کے دل کو کسقدر ٹھنڈک پہنچی۔ اور خدا کی دستگیری اور رحمت سے ان کا دل کسقدر خوش اور پر حلاوت تھا۔ کہ وہ خود خدا کے اس فضل پر تعجب کرتے اور بار بار کہتے تھے۔ کہ ابھی میں بیمار نہیں ہوا تھا۔ کہ دو ڈاکٹر جن کو اللہ تعالیٰ نے ایک ہی وقت میں دو مختلف سمتوں سے بھیجدیا۔ اور دو تو تین تین ماہ کی رخصت لیکر آئے۔ تاکہ ان کے علاج میں کوئی کمی نہ رہ جاوے۔ اور اس میں بھی ایک بڑا بھاری نشان تھا۔ ورنہ ضرورت پر یکایک رخصت ملنی اور اتنی لمبی رخصت ملنی محال بلکہ ناممکن ہوتی ہے اور میرا ارادہ کسی پہاڑ پر جانے کا تھا۔ مولوی صاحب نے خود مجھے قادیان میں بلایا۔ انکا وہ خط میں دوسرے موقعہ پر درج کرونگا۔ گویا یہ ایک منجانب اللہ تحریک تھی جس روز میں قادیان پہنچا۔ وہی دن ان کی بیماری کے آغاز کے تھے۔ جیسے کہ میں نے پہلے عرض کیا ہے اور وہ بارہا یہ فرماتے کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو اور خلیفہ صاحب کو میرے علاج کے لئے بھیجا ہے۔ ماسوا اسکے مولوی نورالدین صاحب کی موجودگی ان کیواسطے بڑی بھاری تسکین کا موجب تھی۔ یہ تو دنیاوی سامان علاج تھا جو اللہ تعالیٰ نے انکو میسر کیا اور ان کے سب معالج اُن سے خاص دلی محبت اور اخلاص رکھنے والے تھے جس سے بڑھکر بیماری کی تشفی کا موجب اور کوئی امر نہیں ہو سکتا۔

۳۔ حضرت اقدس کا خاص فضل

ان سب کے علاوہ ان کے لئے روحانی اور جسمانی طبیب خود حضرت مسیح موعود تھے۔ ان کو یہ ایسی تسلی تھی اور ایسا خدا کا فضل تھا کہ کسی بڑے سے بڑے دنیاوی بادشاہ اور شاہنشاہ کو نصیب ہونا محالات سے ہے کیونکہ دعا کا اثر تب ہی ہوتا ہے جب خاص دلی اضطرار اور تڑپ اسکے شامل حال ہو۔ اور یہ کیفیت بغیر دلی تعلق کے پیدا نہیں ہو سکتی۔ جیسے کہ والدین کی دعا اپنے بیٹے کے حق میں اکثر قبول ہوتی ہے اسی طرح سے ایک خدا کے برگزیدہ انسان کے دل میں اکثر اپنا گھر کرنا اور اس کے دل میں اپنے والدین سے بھی بڑھکر سوز و گداز پیدا کرنا۔ تب تک نہیں ہو سکتا۔ کہ انسان اپنے آپ کو خدا کے رستہ میں نثار نہ کردے۔ اور خدا کے رستہ میں جان دینے تک بھی دریغ نہ کرے۔ کیونکہ یہ مامور اور خدا کے پیارے لوگ اسی شخص سے پیار اور محبت کرتے ہیں جو خدا سے دنیا اور مافیہا کی سب اشیاء سے زیادہ پیار کرے۔ اور وہی لوگ ان کی حقیقی اولاد اور بیٹوں کے زمرہ میں سمجھے جاتے ہیں جو ان کی روحانی علوم کے وارث ہوتے ہیں اور خدا تعالیٰ سے سچا تعلق قایم کرتے ہیں۔ جس کے مقابل دنیا کے اور سب تعلقات ہیچ ہیں۔ الحمد للہ کہ مولوی صاحب ایک جان نثار اور فدائی مرید کے نمونہ تھے اور ان کی سینہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق اور محبت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ اور صرف خدا کو راضی کرنے کیلئے انہوں نے اپنا سب گھر بار چھوڑ دیا۔ اور ان کی یہی آرزو تھی۔ کہ اس مسیح کے قدموں میں۔ اور دین کی خدمت میں جان نکلے۔ سو ایسا ہی ہوا۔ اور اس مبارک اخلاص مند انسان نے اپنی مراد کو پایا۔ اور خدا ہی کے راستہ میں اپنی جان دی۔ اس سے بڑھکر خوشی اور حمد کا موقعہ یہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اس مرحوم کو (اور ہم سبکو) آقا اور مرشد اور امام ایسا دیا کہ اس محب مخلص اور مرید صادق کے اخلاص کے مقابلہ میں وہ محبوب آقا اپنی توجہ اور بذل اور احسان اور ہمدردی اور خاص دلی تعلق اور لگاؤ میں اس محب سے کسی طرح کم نہ رہا۔ حضرت اقدس نے مولوی کی خاطر اپنا ہر ایک قسم کا آرام ترک کر دیا۔

مولوی صاحب کی علالت سے دو چار روز پہلے حضرت اقدس کے سر میں چوٹ لگنے کے سبب قریب دو سیر کے خون جا چکا تھا۔ جس سے سخت درجہ کی نقاہت تھی۔ کئی روز تک مسجد تک بھی نہ جاسکے اور کئی دن کی بے خوابی تھی۔ ادہر مولوی صاحب کی علالت کیوجہ سے حضرت اقدس بہت سی راتیں نہ سوتے۔ اور ان کی بے چینی کی وہی کیفیت تھی کہ جو والدین کی اپنے عزیز سے عزیز بچہ کی سخت بیماری پر ہوتی ہے۔ بلکہ حضرت اقدس کی محبت مولوی صاحب کے والدین بھی بوجہ اپنے ضعف کے بعض وقت سو جاتے تھے۔ اور مولوی صاحب کے کرب اضطراب کی ان کو خبر نہ ہوتی تھی۔ مگر حضرت اقدس کو مولوی صاحب کی ایسی حالت میں نیند آنی ناممکنات سے معلوم ہوتی تھی۔ حالانکہ حضور کی عمر بھی قریب ستر سال کے ہے۔ علاوہ دوران سر وغیرہ امراض کے بوجہ بہت سے خون کے نکل جانے کے آپ اور بھی بہت کمزور ہو گئے تھے۔ مگر پھر بھی اپنے آرام پر مرحوم کو آرام پہونچانا مقدم سمجھتے تھے۔ میں نے ایکدن عرض کی کہ حضور خود بہت کمزور ہیں۔ اور حضور کی طبیعت بیمار ہے رات کو کسی وقت آرام فرما لیا کریں۔ تو مجھے جواب میں فرمایا کہ یہ کس طرح سے ممکن ہے کہ ایسا عزیز اور مخلص رفیق ایسی تکلیف اور کرب میں ہو۔ اور بے چین ہو۔ اور میں سو رہوں۔ مجھ سے ایسا نہیں ہو سکتا۔

۴۔ اپنی اولاد سے زیادہ عزیز

حضرت اقدس نے مولوی صاحب کیلئے یہانتک دعا کی کہ کئی دفعہ انہوں نے فرمایا کہ ہم نے اپنی اولاد کے لئے ایسی دعا کبھی نہیں کی۔ اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ اگر تقدیر مبرم نہ ہوئی تو ٹل جائے گی۔

مجھے حضرت اقدس کی بیعت سے مشرف ہوئے قریباً ۱۳-۱۴ سال کا عرصہ ہوا ہے اس اثنا میں مجھے کئی دفعہ بہت عرصہ حضرت اقدس کی خدمت میں رہنے کا موقع ملا ہے اور بارہا میں نے حضرت اقدس کے بچوں کو بہت سخت بیماری کی حالت میں دیکھا ہے بلکہ ایک لڑکی جسکا نام امۃ النصیر تھا۔ وہ شیر خواری کی عمر میں ہی بہت سے دن سخت بیمار رہکر دو تین سال کا عرصہ ہوا ہے کہ فوت ہو گئی تھی اکثر دفعہ ان بچوں کی سخت بیماری میں حضرت اقدس اپنی اس خاص مہربانی سے جو اس عاجز پر ہے۔ خاکسار کو علاج کے لئے لاہور سے بلوا لیا کرتے تھے اور بعض دفعہ میں خود قادیان موجود ہوتا تھا۔ مگر جہاں تک مجھے علم ہے میں یہ بات حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ حضرت اقدس کو کبھی بھی اسقدر تڑپ اور اضطراب اور خدا تعالیٰ کی جناب میں تضرع اور ابتہال نہیں ہوا جتنا کہ مولوی صاحب کی علالت پر ہوا۔ ایک دفعہ مجھے خوب یاد ہے کہ صاحبزادہ میاں مبارک احمد کا بخار ۱۰۷ درجہ کا ہو گیا اور اوسے تشنج شروع ہو گئی اور بیہوش ہو گیا اسوقت میں قادیان میں موجود تھا۔ اور اس پیارے بچے کے علاج میں مصروف تھا (اللہ تعالیٰ اسے لمبی عمر عطا فرماوے اور حضرت مسیح کا نمونہ بناوے آمین) حضرت اقدس کو اس عزیز فرزند کی یکایک کی ایسی سخت علالت سے بے شک بڑا اضطراب تھا اور اسکے لئے دعا میں مشغول تھے مگر مولوی صاحب کیلئے حضرت صاحب کے دل میں جو سوز و گداز اور تڑپ

قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان ضلع گورداسپور

منظور کردہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود علیہ السلام

اغراض

(۱) انجمن ہذا کی غرض اشاعت اسلام اور ان تجاویز کو سوچنا اور عمل میں لانا ہے کہ جنکے ذریعہ اشاعت اسلام ہو سکے اور ایسے افراد پیدا کرنا ہے کہ جن سے تبلیغ اسلام ہو۔

اراکین انجمن ہذا

(۲) سلسلہ عالیہ احمدیہ کا ہر ایک ایسا فرد جو کسی طرح اس سلسلہ کی امداد کرتا ہو وہ اس انجمن کا ممبر ہوگا۔

انجمن ہذا کی شاخیں

(۳) ہر ایک انجمن احمدیہ جو ممبران سلسلہ احمدیہ کسی جگہ قائم کریں وہ اس انجمن کی شاخیں ہونگی

انجمن کا انتظام

(۴) اس انجمن کا نظم و نسق ایک مجلس معتمدین کے ماتحت ہوگا جس کا نام مجلس معتمدین ...... صدر انجمن احمدیہ ہوگا۔

مجالس معتمدین

(۵) مجلس معتمدین کے عہدیدار بھی صدر انجمن احمدیہ کے عہدیدار سمجھے جاوینگے

(۶) مجلس معتمدین کے ماتحت انتظام کرنے کیلئے بالفعل چار مجالس انتظامیہ ہونگی

(الف) مجلس اشاعت اسلام۔

(ب) مجلس کارپردازان مصالح قبرستان۔

(ج) مجلس تعلیم۔

(د) مجالس انتظام امور متفرقہ۔

نوٹ مجلس معتمدین کا اختیار ہوگا کہ حسب ضرورت و مصلحت خود ان مجالس میں سے کسی مجلس کو بجائے مجلس ایک یا دو یا زیادہ منتظم مقرر کرے اور مجلس نئی بنائے

اراکین مجلس معتمدین

(۷) مجلس معتمدین کے اراکین کی تعداد چودہ سے کم ہوگی اور وہ سب احمدی ہوں گے لیکن یہ ضروری ہوگا کہ ان چودہ اراکین میں سے دو ممبر ایسے ہونگے جو قرآن و حدیث سے بخوبی واقف ہوں تحصیل علم عربی رکھتے ہوں اور سلسلہ احمدیہ کی کتابوں کو یاد رکھتے ہوں

اراکین مجلس معتمدین کا تقرر

(۸) اراکین مجلس کا تقرر حسب ضرورت جدید یا انتخاب یا ان کا اخراج یا تعداد اراکین میں کمی بیشی کل عالیحضرت جناب مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود بانی سلسلہ عالیہ اپنی زندگی میں خود کریں گے۔

(۹) عالیحضرت جناب مسیح موعود علیہ السلام کے بعد یا انکی زندگی میں انکی اجازت سے کمی بیشی تعداد ممبران تقرر ممبران۔ یا اخراج۔ یا انتخاب جدید حسب ذیل ہوگا

(الف) جسقدر اراکین مجلس معتمدین حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں مقرر ہو چکے ہیں اور وہ آخری وقت تک خارج نہیں ہوئے وہ بدستور ممبر سمجھے جاوینگے

(ب) اراکین مجلس معتمدین لائف ممبر ہوں گے۔

(ج) جدید تقرر یا اخراج باتفاق رائے ۳/۴ ممبران موجودہ کے ہوگا ممبران کے ۳/۴ لینے میں جو کسر ہوگی وہ پورا ممبر گنا جائیگا

(د) ممبران کی تعداد میں کمی بیشی باتفاق رائے کل ممبران موجودہ ہوگی۔

(ہ) نئے تقرر کیوقت انتخاب سے چھ ہفتہ پہلے ہر ایک مقامی انجمن احمدیہ کو مجلس معتمدین کیطرف سے جدید تقرر کی اطلاع دیجاویگی اور وہ انجمنیں تاریخ اطلاع سے چار ہفتہ کے اندر امیدواران اپنی طرف سے تجویز کرکے اسکی اطلاع سکرٹری کو دیں گے اور سکرٹری ان کا علم پانچویں ہفتہ میں کل موجودہ اراکین مجلس معتمدین کو دیگا اور وہ چھ ہفتہ گذرنے کے بعد مقامی انجمنوں کے تجویز کردہ امیدواران میں سے حسب ضرورت انتخاب کریں گے۔

نوٹ۔ ایسے تقرر کیلئے امیدوار تجویز کرنیکا حق صرف اسی مقامی انجمن احمدیہ کو حاصل ہوگا جسکو مجلس معتمدین پہلے سے بذریعہ سارٹیفکٹ ایسی اجازت دیگی۔

عہدیداران مجلس معتمدین

(۱۰) پریزیڈنٹ۔ ایک

جنرل سکرٹری۔ ایک

قانونی مشیر۔ ایک

نوٹ۔ ان عہدیداران کے علاوہ مجلس کو اختیار ہوگا کہ وہ ایک محاسب مقرر کرے جو کل حسابات کی وقتاً فوقتاً پڑتال کرے یہ محاسب ضروری نہیں کہ ممبران مجلس ہی سے ہو۔

فرائض عہدیداران مجلس معتمدین

(۱۱) فرائض عہدیداران حسب ذیل ہوں گے۔

(الف) پریزیڈنٹ مجلس معتمدین کا ہر ایک جلسہ بصدارت پریزیڈنٹ ہوگا۔ اور اسکی غیر حاضری میں حاضر جلسہ ممبران میں سے باتفاق رائے دیگر کوئی ممبر بطور پریزیڈنٹ کام کریگا اور کل روداد جلسہ گذشتہ ان کے دستخط سے منظور ہوگی۔

(ب) سکرٹری۔ ہر ایک قسم کی خط و کتابت سکرٹری کریگا۔ جسمیں دیگر مجالس کے سکرٹری اسے مدد دیں گے۔ جلسہ کا انعقاد۔ جلسہ کی روئداد کا لکھنا وغیرہ وغیرہ۔ اور دیگر ان تمام خدمات کا بجالانا جنکا ذکر ان قواعد میں انکی ذات کے متعلق کیا گیا ہے۔

(ج) قانونی مشیر۔ ہر ایک معاملہ قانونی میں رائے دینا۔ منتقال یا حصول جائداد یا اجارہ وغیرہ کے متعلق مسودات بنانا۔ ہر قسم کے مقدمات جو صدر انجمن احمدیہ کو کرنے ہوں ان میں پیروی کرنا یا کرانا وغیرہ۔

مجلس معتمدین کے حقوق اور فرائض

(۱۲) مجلس معتمدین کے حقوق و فرائض حسب ذیل ہونگے۔

(الف) کل جائداد جو صدر انجمن احمدیہ یا اسکی کوئی شاخ کسی اور جگہ حاصل کرے اسپر مالکانہ اختیار مجلس ہذا کا ہوگا اور جو جائداد آیندہ حاصل کیجاویگی یا خرید یا اجارہ پر دیجاویگی وہ مجلس ہذا کیطرف سے سکرٹری مجلس کے نام پر ہوگی۔ اسی طرح آئندہ جسقدر وصیتیں یا ہبہ یا زکواۃ۔ یا مختلف مدات سلسلہ احمدیہ کی آمدنیاں ہونگی ... وہ سب مجلس معتمدین کے نام پر ہونگی۔

(ب) مجلس ہذا کا اختیار ہوگا کہ وہ اپنی طرف سے امور بالا مندرجہ ضمن الف فقرہ ۱۲ کے انتظام کیلئے اس کام کو کسی ماتحت مجلس کے سپرد کرے یا اس کا کوئی اور انتظام کرے۔

(ج) مجلس معتمدین کا اختیار ہوگا کہ وہ ان فرائض کے سرانجام دینے کیلئے کام کے بڑھ جانے پر اپنے عہدیدار آنریری یا باشاہرہ رکھے۔ مشاہرہ سے کسی ممبر یا عہدیدار مجلس ہذا کی حیثیت میں فرق نہ آئیگا۔

(د) کل مقامی انجمنہائے احمدیہ کی نگرانی جہاں کہیں وہ انجمنیں ہوں مجلس ہذا کے ماتحت ہوگی۔ اور ان کے معاملات میں دخل دینے کا حق اسے حاصل ہوگا۔ مجلس ہذا کے فیصلہ جات کی کل انجمنیں پابند ہونگی۔

(ہ) صدر انجمن احمدیہ کیلئے نئے قواعد مرتب کرنا یا موجودہ قواعد متعلقہ انجمن ہذا کی ترمیم و تنسیخ اسی مجلس کے ہاتھ ہوگی۔

(و) ماتحت مجالس کے عملدرآمد کیلئے قواعد بنانا اور ان کیلئے عہدیدار تجویز کرنا۔ یا موجودہ عہدیداران کو برطرف کرنا۔

(ز) مقامی انجمنہائے احمدیہ کے مرتبہ قواعد کو منظور کرنا۔ اور ان کو انتخاب ممبران مجلس معتمدین کیلئے سفارش کرنیکا حق دینا۔

(ح) ماتحت مجلسوں کے پیش کردہ بجٹ کو منظور کرنا یا اسمیں تغیر و تبدل کرنا۔

(ط) مجلس معتمدین کو اختیار نہیں ہوگا کہ وہ جائداد انجمن کو بجز اغراض انجمن کسی اور غرض میں خرچ کرے لیکن وہ اس امر کی مجاز ہوگی کہ سرمایہ انجمن کی افزائش کیلئے ان اموال کو بذریعہ تجارت یا کسی اور طرح ترقی دے

قواعد عامہ متعلق مجلس معتمدین

(۱۳) اس مجلس کا اجلاس لازماً سال میں ایک دفعہ ایام تعطیلات ماہ دسمبر میں ہوگا جسمیں اراکین مجلس معتمدین کو حتی الوسع اصالتاً حاضر ہونا ہوگا۔ اسکے علاوہ حسب ضرورت سکرٹری مجلس جب چاہے اس مجلس کا انعقاد کرسکتا ہے لیکن انعقاد کی اطلاع اور اسیطرح ہر ایسے امر کی اطلاع جو آیندہ اجلاس میں پیش ہونا ہوگا سکرٹری مجلس ہذا ہر ایک ممبر کو تاریخ اجلاس سے دو ہفتہ پہلے دیگا۔ اور ممبران مجلس کا حق ہوگا کہ وہ اپنی رائے تحریر کرکے سکرٹری کے پاس انعقاد جلسہ سے ایک ہفتہ پہلے بھیجدیں۔ اگر وہ خود نہ آسکیں تو یہ تحریری رائے بمنزلہ انکی ایک رائے کے سمجھی جاوے گی۔

نوٹ۔ سکرٹری مجلس معتمدین باتفاق رائے پریزیڈنٹ و باجازت حضرت مسیح موعود وا شد ضرورت کیوقت انعقاد جلسہ بلا اطلاع ممبران بیرونجات کرسکتا ہے بشرطیکہ قورم پورا ہو اور ایسے جلسہ کے فیصلے اگر حضرت اقدس منظور فرما دیں تو قطعی ہونگے۔

(۱۴) بصورت اختلاف رائے۔ پریزیڈنٹ مجلس کی رائے بمنزلہ دو راؤں کے ہوگی۔

(۱۵) مجلس معتمدین کا اختیار ہوگا کہ اپنی طرف سے کوئی کارکن مجلس ضروری امور کے فیصلہ کیلئے اراکین مجلس میں سے بنا دے انکی تعداد پانچ سے کم نہوگی اور یہی تعداد مجلس معتمدین کی بطور قورم کے کام دیگی۔ ہاں اس کارکن مجلس کے فیصلے بلا منظوری مجلس معتمدین قطعی ہونگے۔

نوٹ۔ اس کارکن مجلس کے ممبر مجلس معتمدین سال بسال تجویز کریگی۔

(۱۶) مجلس معتمدین ہر سال اسقدر رقم تجویز کریگی جس سے زیادہ کوئی فنانشل سکرٹری یا امین اپنے پاس نہ رکھ سکے گا۔

دیگر قواعد متعلق صدر انجمن احمدیہ

(۱۷) صدر انجمن احمدیہ کا کل روپیہ بنک بنگال میں جمع کیا جاویگا جو سکرٹری مجلس معتمدین کے نام جمع کرائیگا۔ اور کوئی روپیہ بنک ہذا سے نکالا نہ جاویگا جبتک چک پر صاحب پریزیڈنٹ اور سکرٹری کے علاوہ دو اور ممبروں کے دستخط نہ ہونگے۔ ان دو ممبروں کو مجلس معتمدین سال بسال آیندہ کیلئے نامزد کردیگی۔

(۱۸) ہر ایک ماتحت مجلس کے فنانشل سکرٹری یا امین کا فرض ہوگا کہ وہ ہر ایک رقم جو رقم مقرر کردہ زیر قاعدہ ۱۶ سے زائد ہو وہ جنرل سکرٹری کے پاس جمع کرا دے۔

(۱۹) جنرل سکرٹری ہر ماہ کے اخیر میں وہ روپیہ بنک بنگال میں جمع کرا دیگا جو اس کے پاس فنانشل سکرٹری یا امین زیر قاعدہ ۱۸ بھیجدیں گے البتہ اس کے پاس اسقدر رقم بطور ساز خرچ مستقل طور پر رہیگی جو مجلس معتمدین تجویز کریگی۔

(۲۰) جسقدر روپیہ مجلس معتمدین بطور بجٹ سالانہ کسی مد کا منظور کردیگی اس سے زیادہ کوئی روپیہ سکرٹری یا پریزیڈنٹ بنک سے نکالنے کا مجاز نہ ہوگا بصورت سخت ضرورت جنرل سکرٹری

کارکن مجلس معتمدین سے اجازت تابع منظوری مجلس معتمدین حاصل کر سکتا ہے

(۲۱) انجمن کی جائداد انجمن یا کسی مجلس ماتحت کے ممبر ذاتی اغراض کیلئے استعمال ہونا سخت ممنوع ہوگی۔

مجلس کارپرداز ان مصالح قبرستان

(۲۲) اس مجلس کا پریزیڈنٹ سکرٹری مشیر قانونی وہی اصحاب ہونگے جو مجلس معتمدین کے پریزیڈنٹ جنرل سکرٹری۔ اور مشیر قانونی ہونگے۔ البتہ اور عہدیداروہ ہونگے جنکو مجلس معتمدین ہر سال آئندہ سال کیلئے تجویز کریگی۔ لیکن فنانشل سکرٹری مجلس معتمدین کے اراکین میں سے ایک رکن ہوگا

(۲۳) مجلس معتمدین کے کل اراکین اس مجلس کے ممبر اتفاقاً ہوں گے۔ البتہ ان کے علاوہ جس کی تعداد تک اور ممبر مجلس معتمدین مقرر کر سکتی ہے جو حتی الوسع مقیم قادیان ہونگے۔ یہ تقرر سالانہ ہوگا۔

(۲۴) یہ مجلس معاملات قبرستان میں ان تمام ہدایات پر کاربند ہوگی جو رسالہ الوصیت ۲۴ دسمبر ۱۹۰۵ء و ضمیمہ متعلقہ رسالہ الوصیت مورخہ ۶ جنوری ۱۹۰۶ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کیطرف سے شائع ہوئی ہیں۔ ایسا ہی مجلس ان تمام قواعد و ضوابط اور ہدایات کی پابند ہوگی جو حضرت اقدس کیطرف سے یا مجلس معتمدین کیطرف سے وقتاً فوقتاً جاری ہونگی۔

(۲۵) مجلس معتمدین کو مقبرہ بہشتی کے متعلق نئے قواعد بنانے یا گذشتہ قواعد کی ترمیم کرنیکا ہر وقت اختیار ہوگا۔

مجلس انتظام اشاعت اسلام

(۲۶) اس مجلس کے فرائض حسب ذیل ہونگے۔

(الف) ایسی تجاویز سوچنا اور عمل میں لانا جن سے اسلام کی حمایت اور اشاعت میں ایک سلسلہ تصنیفات کا انگریزی اردو اور دیگر زبانوں میں طیار ہو اور انہیں غیر اسلامی بلاد اور غیر اسلامی اقوام میں قیمتاً یا مفت حسب مصلحت شائع کیا جاوے۔ ایسی تصانیف میعادی رسالوں کی ضرورت میں زیادہ تر قابل ترجیح سمجھے جاویں گے۔

(ب) تبلیغ اسلام کیلئے مختلف بلاد میں مبلغین کا بھیجنا (ایسے مبلغین لازماً سلسلہ احمدیہ کے ممبر ہونگے)

(۲۷) یہ مجلس ان قواعد و ضوابط کے ماتحت ہوگی جو مجلس معتمدین تجویز کریگی۔ ایسا ہی ہر ایک معاملہ میں مجلس مذکور مجلس معتمدین کے ماتحت ہوگی۔

مجلس انتظام تعلیم

(۲۸) یہ مجلس مجلس معتمدین کے ماتحت ایسی تجاویز سوچیگی جس سے علاوہ تعلیم مروجہ زمانہ کی ضروریات کے مطابق مبلغین اسلام پیدا ہو سکیں۔

مجلس انتظام متفرقہ

(۲۹) اس مجلس کے متعلق ان امور کا انتظام ہوگا جو مجلس معتمدین ان کے سپرد کریگی۔

(نا مکمل)

(۳۰) ہر ایک معاملہ میں صدر انجمن احمدیہ اور اس کے ماتحت مجالس اور اسکی کل شاخہا کیلئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا حکم قطعی اور ناطق ہوگا۔

نوٹ - اگر حسب ضرورت مجلس معتمدین بجائے کسی مجلس ماتحت کے اس کے فرائض کسی ایک یا دو یا زیادہ ناظموں کے سپرد کر دے تو ایسے ناظم بھی اس مجلس کے ماتحت ہونگے۔

اسوقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام احباب ذیل کو مجلس معتمدین کے اراکین اور عہدیدار مقرر فرماتے ہیں۔

مجلس معتمدین

۱ - حضرت حکیم مولوی نورالدین صاحب بھیروی - پریزیڈنٹ

۲ - مولوی محمد علی صاحب ایم اے - ایل ایل بی - سکرٹری

۳ - خواجہ کمال الدین صاحب وکیل چیف کورٹ پنجاب) قانونی مشیر

اراکین

۴ - صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب

۵ - مولوی سید محمد احسن صاحب امروہی۔

۶ - خانصاحب محمد علیخاں صاحب رئیس مالیر کوٹلہ۔

۷ - سیٹھ عبدالرحمن صاحب مدراس۔

۸ - مولوی غلام حسن صاحب سب رجسٹرار پشاور

۹ - میر حامد شاہ صاحب سپرنٹنڈنٹ عدالت ضلع سیالکوٹ

۱۰ - شیخ رحمت اللہ صاحب تاجر مالک انگلش ویرہوس لاہور

۱۱ - ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب اسسٹنٹ سرجن

۱۲ - ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب اسسٹنٹ سرجن

۱۳ - ڈاکٹر سید [illegible] صاحب اسسٹنٹ سرجن

۱۴ - ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب اسسٹنٹ سرجن

المشتہر

محمد علی سکرٹری مجلس معتمدین صدر انجمن احمدیہ قادیان

۱۴ جنوری ۱۹۱۰ء

ایک بار ضرور پڑھیں

۱ - جن احباب کے ذمہ بقایا ہے وہ وی پی مطبع کے وصول کریں یا اطلاع دیں۔ کہ کب وی پی کیا جاوے۔

۲ - اخبار دفتر سے سب خریداروں کے نام برابر وقت پر ارسال کیا جاتا ہے جس صاحب کو نہ ملے۔ ان کو ضروری ہے کہ جس ہفتہ کا اخبار نہیں ملا۔ اس ہفتہ میں طلب کریں۔ ورنہ بعد میں عدم رسی اخبار کی شکایت نہیں سنی جاویگی۔ اگر پرچے دو یا تین نمبر نہ پہنچیں تو براہ راست اپنے ڈاکخانہ کے اعلیٰ افسر کو اطلاع دیں۔

۳ - ضروری ہے کہ خریدار خط وکتابت میں نمبر خریداری جو ہر ایک چٹ پر چھپا ہوا ہوتا ہے ضرور دیا کریں ورنہ عدم تعمیل کی شکایت معاف۔

احمدی خبردار ہوں

صوفی عبدالرحمن حنفی المذہب قادری کون ہیں

نامبردہ کے نام سے ہمارے احمدی اور سلسلہ احمدیہ کے وہ بزرگ واقف ہونگے (دگر پورے واقف نہیں) جن کے نام صراط مستقیم اور خلاصہ وید کے رسالہ وی پی پہونچے ہوں گے اور اس کے پیچیدہ اور ٹیڑھے متضاد مضامین نے سخت رنج اور درد پہونچایا ہوگا اور بہت سے بے خبر دکی ٹھوکر کا سبب ہو کر شکوک پیدا کئے ہونگے۔ میں صرف اس خیال سے نامبردہ کے اصلی حالات ظاہر کرنے کیلئے دلمیں جوش پاتا ہوں کہ میں کوٹلہ کا رہنے والا ہوں اور انجمن احمدیہ مالیر کوٹلہ کا خادم اور سکرٹری ہوں اور مجھ سے چند احباب نے نامبردہ کے مضامین ملاحظہ سے رنج اٹھا کر دریافت کیا ہے کہ یہ سلسلہ کتب فروشی انجمن احمدیہ مالیر کوٹلہ کیطرف سے ہے یا نہیں انہیں سے ایک ہمارے محترم بھائی مولوی اکبر شاہ خان صاحب احمدی نجیب آبادی ہیں جنہوں نے افسوس سے ظاہر کیا کہ مالیر کوٹلہ سے وی پی آیا تھا اور بغیر میرے ارشاد کے کیوں آیا۔ میں نے جواب دیا کہ جماعت احمدیہ مالیر کوٹلہ نے نہیں بھیجا آخر معلوم ہوا کہ یہ وی پی صراط مستقیم کا صوفی عبدالرحمن کی کوشش کا نتیجہ ہے دوسرے برادر مکرم بابو عبدالرزاق صاحب احمدی اسسٹنٹ سٹیشن ماسٹر لدھیانہ ہیں جنہوں نے وی پی وصول کیا اور صرف یہی پڑھ کر کہ ابھی مولف کو مرزا صاحب کی صداقت پر شک اور تذبذب ہے، کتابیں واپس نامبردہ کے پاس بھیج دیں۔ نیت کی درستی کا حال یہ ہے کہ زر زر گشتہ در جہاں گنج گنج - واپس ہوگی آہ آہ آہ آہ -!!! تیسرے ہمارے سلسلہ کے سرگرم اور مخلص جناب اخویم ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب احمدی ہیں جنکا محبت نامہ درد آمیز میرے پاس پہونچا اور پڑھکر سخت غم ہوا۔ وہ لکھتے ہیں۔

برادرم خانصاحب - السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ آج ۲۶ - جولائی ۱۹۰۹ء کو ایک کارڈ قلمی صوفی غلام احمد مقیم مکان نواب سکندر علیخاں صاحب مالیر کوٹلہ سے میرے نام آیا ہے جسمیں وہ اپنے آپ کو احمدی ظاہر کرکے کہتا ہے کہ حضرت امام کی تحریروں کا خلاصہ در خلاصہ ایک مختصر سا رسالہ خلاصہ وید میں قلمبند کیا گیا ہے اور بارادہ تبلیغ جماعت احمدیہ مالیر کوٹلہ کی طرف سے شائع ہوتا ہے آپ کے پاس من علیحدہ کا وی پی آتا ہے اسکو واپس نہ کریں ابھی وہ رسالہ مجھے ملا ہے اسکی ٹائٹل کے اندرون صفحہ پر ایک نہایت گندہ اور قابل نفرین اعلان اسکے مصنف صوفی عبدالرحمن کیطرف سے لکھا ہے جسکو پڑھکر مجھے سخت افسوس ہوا آپ مجھے جواب اطلاع دیں کہ اصل کیا واقع ہے۔ والسلام

مرزا یعقوب بیگ اسسٹنٹ سرجن میڈیکل شاہ پور

ان شکایتوں سے پہلے میرا اور جماعت احمدیہ مالیر کوٹلہ کا خیال تھا کہ یہ شخص ناتجربہ کار نوعمر جاہ طلب ناتجربہ کار طالب العلم ہے بیچارے کو ہمارے ذریعہ سے کیوں ابتلا آئے ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ اسکو ان جذبات جوانی اور جوش نوعمری کے فرو ہونے کے بعد شاید صبر اور سکون عنایت کرے مگر نامبردہ اپنی تحریروں اور تقریروں میں حد ادب اور انسانیت سے گذر کر ایسی حرکات کرنے لگ گیا جو شائستگی اور تہذیب سے بہت دور ہیں۔ اسپر بھی جماعت احمدیہ مالیر کوٹلہ نے صبر و استقلال سے درگذر ہی کیا اور نامبردہ سے نشست و برخاست و بات چیت بند کر دی۔

میں یہاں ان واقعات کو نظر انداز کرتا ہوں جو نامبردہ اور احمدیہ برادران مالیر کوٹلہ کی باہمی مکالمہ و محاورہ سے خطرناک صورت میں پیش آئے۔ اگر ہمارے بھائیوں میں احمدیت کا سکون نہ ہوتا تو یہ آتش مزاج جنگ و جدل کا شعلہ بھڑکا دیتا اور اپنے بوڑھے بزرگ نیک باپ صوفی عبدالرحیم صاحب کا نام روشن کرتا اور سے اگر از پدر نہ تواند پسر تمام کند - اگر زنجیر باشد یکسلا کا ثبوت ملتا۔ مگر الحمد للہ حضرت اقدس مرزا صاحب علیہ السلام کی تعلیم نے امن پسندی اور صبر بہشتی کا نظارہ دکھایا اور دوزخ کی دہکتی آگ کی لپیٹ سے بچایا۔

اب جو چاروں طرف نامبردہ کی اس کارروائی سے شور مچ گیا ہے اسلئے اصل حقیقت ظاہر کرنی پڑی وہ یہ ہے کہ ابتدا میں جب نامبردہ قادیان تعلیم الاسلام سکول سے خارج ہو کر اور ایک بے ادب اور گستاخ لڑکا ثابت ہو کر مالیر کوٹلہ آیا تو تھوڑے دنوں بعد ہمارے سلسلہ کے فخر جناب خانصاحب محمد علی خانصاحب رئیس مالیر کوٹلہ نے ایک طولانی خط کے ذریعہ ان حضرت کے کارنامے لکھے۔ اور ہمیں از راہ کرم مطلع کیا کہ یہ شخص احمدیت سے بہت دور ہے مگر ہم سے کہتا رہا کہ ہم تو قادیان میں حضرت صاحب کیلئے جاتے ہیں اور باقی لوگوں کے چال چلن پر ہمیں خیال نہیں کرنا چاہیے۔ ہمیں اس فقرہ پر کھٹکا ہوا کہ یہ شخص پیچیدہ گفتگو کیوں کرتا ہے۔ ایسی حالت میں یہ ہمارے ساتھ نماز میں گاہ گاہ شریک ہوتا رہا اور مخالف جگہ کے اماموں کے پیچھے نماز پڑھتا رہا اور اپنے لقب حنفی المذہب کیطرح کبھی حنفیت کا رنگ ظاہر نہ کیا۔ (یہ حنفیت اور قادریت کا جامہ بھی احمدیت کے خلوت کے پورا نہ ہونے کے بعد اب ہی زیب تن کیا ہے)

آخر کار نامبردہ نے مجھے ایک مسودہ دکھلایا اور چاہا کہ میں اس کو دیکھوں اور اصلاح کروں میں نے اس مسودہ کو پورا نہیں پڑھا اور الٹ پلٹ کر جستہ جستہ پڑھا میری نظر ایک فقرہ پر پڑی جس کا خلاصہ یہ ہے

بابت وصیت کی فارم اور ہدایات کرنے دیکھو صفحہ ۹۰۸۔

کہ کسوف و خسوف بھی ہو چکا اور آنے والے مسیح و مہدی کے نشان بھی پورے ہو گئے اور مسیح موعود اسی امت میں ہونا چاہئے تھا مگر مجھے مرزا صاحب کے سچا اور جھوٹا ہونے میں شک ہے اور میں تذبذب اور سکوت میں ہوں مگا طبیعت میں انقباض پیدا ہوا اور نامبردہ سے کہا کہ یہ بات جھوٹ ہے اور تم احمدی ہو خلاف واقعہ بات کہنا مناسب نہیں اسپر خاموش ہو گیا۔ جب کتاب طبع ہو کر آئی وہ الفاظ جو مینے کاٹے تھے موجود تھے۔ اسپر خود بخود مجھ سے کشیدہ ہوا اور کتراتا رہا کہ ایسا نہ ہو کہ یہ پھر کاوش کریں مینے بھی بہت مناسب نہ سمجھا کہ کچھ کہوں اس کے بعد غائبانہ ان ترانیاں کرتا رہا اور رو در رو کچھ کہنے سے رکتا اور بدکتا رہا۔ یہانتک کہ احمدیوں کے امتیازی رنگ پر اور قادیان کے چندہ لنگر و سکول پر اعتراض کرنے لگا۔ صلح کل کی تعریف اور باسلمان اللہ اللہ یا ہنود واں رام رام کے دل خوش کن مسایل پر تقریریں کیں اور پھر ہمارے ساتھ نماز میں شریک ہونا بھی چھوڑ دیا اور بالکل علیحدگی اختیار کر لی اور ظاہر کیا کہ میں کبھی احمدی نہیں ہوا۔ اس کے بعد ایک اشتہار دیا جسمیں جماعت احمدیہ مالیرکوٹلہ کو بہت کچھ کہا۔ اب یہ رسالہ خلاصہ ویدنی اب و تاب سے شایع کیا جسمیں حضرت اقدس کی شان مبارک میں لکھا کہ مرزا صاحب ایک لائق آدمی ہیں (جو انکی شان سے نہایت ہی کم درجہ کا لفظ ہے) اور ان کے مریدوں رفقا میں گندہ نمونہ پایا باستثنا چند باخدا لوگوں کے۔

یہ ہے خلاصہ ان چال بازیوں کا جو نامبردہ نے بذریعہ ایک فرضی رفیق احمدی مقیم بزنکان نواب سکندر علیخانصاحب کرنی شروع کی ہیں۔ حالانکہ یہاں نہ کوئی احمدی کسی نام کا ایسا ہے جو صوفی عبدالرحمن کیطرف سے انکی کتابوں کی خرید و فروخت کرتا ہے اور نہ جماعت احمدیہ مالیرکوٹلہ کی طرف سے یہ کتابیں شایع ہوتی ہیں۔

ناظرین الحکم و بدر و برادران طریقت کی خدمت میں بنظر آگاہی التماس ہے کہ وہ اس قسم کے دہوکہ کے وی پی وصول کرنے سے قطعاً انکار کر دیں اور ایسی کتابوں کے مولف سے دل سے بیزار ہوں جو علانیہ احمدی نہیں اور ایک شخص کو فرضی طور پر احمدی بنا کر اس کو اپنی کتابوں کے لگانے کا سفارشی بناتا ہے اور یہ چال اسلئے کرنی پڑی کہ احمدی تو ایسے مذہب کو نفرت سے دیکھیں گے اور دیکھتے ہیں اور ادہر مخالف سلسلہ احمدیہ وفات مسیح کے مسئلہ سے ہی احمدیت کا یقین کر لیتے ہیں۔ اس تذبذب اور اضطراب میں بیچارے کو ت پنجدا ہی ملا نہ وصال صنم۔ نہ ادہر کے رہے نہ ادہر کے ہو سکے۔

ہمیں اس سے غرض نہیں کہ احمدی ہے یا نہیں ہیں صرف یہ ظاہر کرنا ہے کہ ایک طرف تو یہ کہ دل کہتا ہے کہ آنے والا مسیح خدا کی طرف سے امامت کا دعوے کریگا مگر مدعی امامت حضرت مرزا صاحب کی صدق و کذب کا فیصلہ کرنے میں اور باوجود نشانات ظاہر ہو جانے اور ان لمہدینا کی پیشگوئی پورا ہو جانے کے ساکت ہے۔ اور ان کی جماعت کو گندہ نمونہ کہتا ہے جو ان کے زیر تعلیم ہے اور راقم کو متعدد جگہ حضرت مرزا صاحب کو امام الزمان بھی کہتا جاتا ہے اور اپنے خطوط میں جماعت احمدیہ کو احباب اور بھائی سمجھکر السلام علیکم لکھتا رہا ہے جو ہمارے پاس موجود ہیں وغیرہ وغیرہ۔

اس لئے ہم نیک نیتی سے تمام جماعت ہائے احمدیہ کو اس دہوکہ سے بچنے کی تحریک کرتے ہیں کہ اپنے مال خداداد کو ان لغو کتابوں کی خریداری میں خرچ نہ کریں اور انجمن احمدیہ مالیرکوٹلہ کو زیر بار احسان نہ کریں۔ اور ظاہر کرتے ہیں کہ صراط مستقیم تحفہ مالیرکوٹلہ عـ۱ و خلاصہ ویدنی تحفہ مالیرکوٹلہ عـ۲ سے جماعت احمدیہ مالیرکوٹلہ بری اور اسکی اشاعت سے سخت متنفر ہے بلکہ جو ان کتابوں کو قادیان میں ناواقفیت کے سبب کمیشن کے لالچ سے فروخت کرتے ہیں وہ بھی احتیاط کریں اور ایسے فائدہ کو مکروہ جانکر سچے احمدیوں کی تالیفات اور پکے احمدیوں کی تصنیفات اور خود حضرت اقدس ؑ کے ارشادات اور کتب کے بیع و شرا سے فائدہ اٹھائیں۔ والسلام۔

خاکسار۔ محمد نواب خاں ثاقب میرزا خانی۔
سکرٹری انجمن احمدیہ مالیرکوٹلہ ریاست۔

یادگار کریم

حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم کے حالات و خدمات دین سے بھرا ہوا اردو نظم (ترکیب بند) طبع ہو گیا ہے۔ اسکی خوبی بیان اور دلنشینی دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے حضرت اقدس علیہ السلام نے اس کو پسندیدگی کی عزت دی اور ذاکر کو وہ داد دی جو شاعروں کو کسی امیر یا بادشاہ سے نہ ملی ہوگی۔ اس کے متعلق حضرت اقدس علیہ السلام نے کمال خورسندی سے فرمایا کہ ہمارا ارادہ لکھنے کا تھا انہوں نے ہمارے منشا کو پورا کر دیا و کفٰی بہ فخرا یہ ترکیب بند ۲ قیمت پر محمد اسماعیل و عبداللہ احمدی تاجران کتب مالیرکوٹلہ سے طلب فرما کر اسکی اشاعت میں حصہ لیں اور خاکسار کو دعائے خیر سے یاد کریں۔
خاکسار محمد نواب خاں ثاقب میرزا خانی مالیرکوٹلہ

فارم وصیت

ان قواعد کے ماتحت جو اخبار ہذا کے صفحہ ۶ و ۷ پر شائع ہوئے ہیں مجلس معتمدین صدر انجمن احمدیہ کا پہلا اجلاس ۲۹ جنوری سنہ ۱۹۰۶ء کو ہوا جسکی کارروائی کے حسب ذیل حصے تمام احمدی انجمنوں اور احمدی احباب کی اطلاع کیلئے شائع کئے جاتے ہیں۔

(۱) وصیت کا مسودہ حسب ذیل ہونا چاہئے۔
میں مسمی ۔ ولد ۔ قوم ۔ سکنہ ۔ تحصیل ۔ ضلع بقائمی ہوش و حواس خمسہ بلا جبر و اکراہ اپنی خوشی اور رضامندی سے آج بتاریخ ۔ ماہ ۔ سنہ ۔ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ اور لکھدیتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد اس وصیت پر عمل ہو۔

(۲) میں اقرار کرتا ہوں کہ میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب سلسلہ مسیح موعود رئیس قادیان ضلع گورداسپور کے کل دعاوی پر صدق دل سے ایمان رکھتا ہوں اور ان کا مرید اور پیرو ہوں۔

(۳) میں اقرار کرتا ہوں کہ مینے رسالہ الوصیت جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کیطرف سے بتاریخ ۲۴ دسمبر سنہ ۱۹۰۵ء کو شایع ہوا ہے تمام و کمال پڑھ لیا یا سن لیا ہے۔ میں ان ہدایات کا جو اسمیں درج ہیں پابند ہوں اور ایسا ہی میں ان تمام ہدایات اور ضوابط اور قواعد کا بھی پابند ہونگا جو رسالہ الوصیت کے بعد حضرت مسیح موعود کیطرف سے یا انکی مقرر کردہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کیطرف سے بہشتی مقبرہ واقعہ قادیان کے متعلق یا دیگر اغراض انجمن مذکورہ کے متعلق شایع ہوئے یا آیندہ شائع ہوں گے۔ میں ان تمام کا اور ایسا ہی میرے ورثا میرے بعد ان تمام ہدایات ضوابط قواعد شرایط مشتہرہ انجمن مذکورہ کے معاملہ وصیت ہذا میں پابند رہیں گے۔

(۴) میری جایداد جو اسوقت حسب ذیل ہے* اور جسپر اسوقت میرا مالکانہ قبضہ ہے اور اس جایداد میں میرا کوئی شریک نہیں۔ میں آج کی تاریخ اس جائداد کے حصے کے متعلق یہ وصیت کرتا ہوں کہ میری یہ جائداد جو اس وقت جسکی قیمت مبلغ † ہے میرے مرنے کے بعد صدر انجمن احمدیہ قادیان یا اس انجمن کے کسی مقرر کردہ ماتحت مجلس قادیان کے سپرد کیجاوے انجمن ہذا کا اختیار ہوگا کہ میرے مرنے کے بعد اس جائداد کو میری بقیہ جائداد سے الگ کرے یا اسمیں شامل رہنے دے اسکو فروخت کر کے اسکی قیمت وصول کرے یا فروخت نہ کرے تو اس وصیت کردہ جائداد سے مفاد اٹھا کر اغراض انجمن کو پورا کرے غرضیکہ انجمن مذکور ہر طرح سے اس وصیت کردہ جایداد کی مالک تصور ہو میرے کسی وارث کو خواہ وہ احمدی ہو یا غیر احمدی میری اس وصیت کردہ جایداد سے کوئی تعلق نہیں اگر میری جائداد وصیت کردہ کی قیمت آیندہ بڑھ جاوے۔ تو اسکی مالک بھی انجمن ہے

(۵) میں اقرار کرتا ہوں کہ اگر آج کی تاریخ کے بعد میں اور کوئی جائداد مذکورہ بالا جائداد کے علاوہ پیدا کروں یا میرے مرنے کے بعد کوئی اور جائداد ماسوا جائداد مذکورہ میری متروکہ ثابت ہو۔ تو ایسی جائداد فاضلہ کے متعلق بھی میری یہی وصیت ہو جسکا مفصل ذکر مینے فقرہ ماسبق (۴) وصیت میں کیا ہے۔ میں ایسی جائداد کی وقتاً فوقتاً انجمن مذکورہ کو اطلاع دیتا رہونگا۔

(۶) میں یہ بھی وصیت کرتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد میرا جنازہ احمدی جماعت پڑھے اور اگر میں قادیان میں فوت ہوں تو احمدی جماعت میری لاش ایک صندوق میں بند کر کے حسب ہدایات انجمن مذکورہ جو اب شایع ہو چکے ہیں۔ یا آیندہ شایع ہونگی۔ دارالامان قادیان میں پہونچائی جاوے۔ اور وہاں کارپردازان مقبرہ بہشتی کے سپرد کیجاوے۔

(۷) میری یہ بھی وصیت ہے کہ میری تجہیز و تکفین اور میری لاش کو قادیان شریف پہنچانے اور وہاں دفن کرنے کے متعلق جسقدر خرچ اخراجات ہوں ان اخراجات کو متکفل میری یہ جایداد وصیت کردہ جسکا ذکر مینے فقرہ چہارم اور پنجم میں کیا ہے ہرگز نہیں۔ ان اخراجات کا حسب مشورہ کارپردازان مقبرہ بہشتی اندازہ کر کے میں رقم اخراجات کو انجمن مذکورہ کی حوالہ کر دونگا جس کا اعلان انجمن مذکور کیطرف سے میں کرا دونگا۔ اور اگر ان اخراجات کیلئے میں کوئی رقم اپنی زندگی میں الگ نہ کر سکا اور ایسا ہی اگر وہ رقم ادا کردہ اصلی اخراجات سے کم ہوئی۔ تو میری دیگر متروکہ جائداد جسمیں یہ وصیت کردہ جائداد شامل نہ ہوگی۔ ان اخراجات کی متکفل ہوگی اور میرے ورثا ان اخراجات کے ادا کرنیکو ذمہ دار ہونگے جو میری روح کی نجات کا باعث ہونگے اور میرے پسماندگان ان اخراجات کو اہم اور جایز ضرورت شرعی سمجھیں گے

(۸) یہ بھی اقرار کرتا ہوں کہ مینے یہ وصیت صرف ابتغاء لوجہ اللہ کی ہے اور اگر حالات آیندہ کے ماتحت جن کا مجھے اسوقت علم نہیں میری لاش مقبرہ بہشتی میں دفن نہ ہو سکے تو اس صورت میں بھی میری یہ وصیت جو مینے اپنی جائداد کے متعلق کی ہے۔ اور جسکا ذکر فقرہ ۴ و ۵ میں کیا گیا ہے درست اور قایم رہیگی لیکن یہ ضروری ہوگا۔ کہ میری لاش کو مقبرہ بہشتی میں پہنچانے کی کوشش کیجاوے اور جبتک کارپردازان مقبرہ بہشتی اجازت نہ دیں میری لاش کہیں اور دفن نہ کیجاوے البتہ امانت کے طور پر کہیں اور دفن کیجا سکتی ہے۔

(۹) یہ کہ اگر حسب فقرہ ۸ میری لاش مقبرہ بہشتی میں دفن نہ ہو سکے تو جو اخراجات متعلق انتقال لاش میں جمع کر کے ہونگے یا میری جائداد متروکہ سے وصول ہوئے تھے اسکو نہ کرنے اور خرچ کرنیکا اختیار میرے ورثا کو نہ ہوگا۔ بلکہ انجمن کو

* اسجگہ جایداد کی تفصیل لکھو۔ † اس جگہ قیمت حصہ وصیت کردہ درج کرو۔

ہدایات برائے وصیت کنندگان

وصیت کنندگان کو ذیل کی ہدایات مدنظر رکھنی چاہئیں

(۱) وصیت کنندگان وصیت کا مسودہ اگر ضرورت ہو تو مولوی محمد علی صاحب سے طلب کریں اور اسکی نقل سادہ کاغذ پر از سر نو کریں اور جہاں جہاں جگہ چھوڑی گئی ہے وہاں حسب حالات خود خانہ پوری کریں۔ وصیت کیلئے کاغذ مضبوط لگائیں۔

(۲) جہانتک ممکن ہو۔ وصیت کی رجسٹری کرائی جاوے اور وصیت نامہ پر بطور گواہ ورثا وصیت کنندہ کے دستخط ہوں اور ساتھ ہی شہر یا گاؤں کے دو معزز گواہ ہوں

(۳) وصیت کنندہ اور ایسا ہی گواہان خواہ خواندہ ہوں یا ناخواندہ اپنے دستخط یا مواہیر کے علاوہ نشان انگوٹھا ضرور لگاویں اور جو خواندہ ہیں وہ دستخط بھی کریں۔ مرد اپنے بائیں ہاتھ اور عورت دائیں ہاتھ کا انگوٹھا لگائے۔

(۴) اگر وصیت کنندہ لکھ سکتا ہے تو اپنے ہاتھ سے وصیت لکھنی چاہئے

(۵) وصیت پر اسٹامپ کی ضرورت نہیں ہے۔

(۶) وصیت کنندہ کو اگر کوئی خاص حالات ہوں اور ایسی کسی قانونی مشورہ کی ضرورت ہو۔ تو وہ خواجہ کمال الدین صاحب وکیل چیف کورٹ پنجاب لاہور سے جو انجمن کے مشیر قانونی ہیں خط و کتابت کریں۔

(۷) پنجاب میں جو مالکان اراضی ہیں۔ اور انکی راہ میں وصیت کرنے میں کوئی دقتیں ہیں تو ان کیلئے مناسب ہے کہ وہ جسقدر جائداد کو وصیت کرنا چاہتے تھے اسے بجائے وصیت کے اپنی زندگی میں ہبہ کر دیں۔ اور ہبہ نامہ پر اپنے ورثا بازگشت کے اگر کوئی ہوں دستخط کرالیں جن سے ایسے ورثا کی رضامندی پائی جاوے اور جائداد موہوبہ کا داخل خارج مجلس معتمدین کے نام کرا دیں لیکن ایسی صورت میں نئی پیدا کردہ جائداد کے متعلق ایسا ہی وقتاً فوقتاً کرنا ہوگا۔

(۸) اگر مذکورہ بالا ریزولیوشن ۸ کے میں بھی دقت ہو تو جسقدر جائداد کی وہ وصیت یا ہبہ کرنا چاہتے ہیں اسکی قیمت بازاری مقرر کرکے یا اسکو فروخت کرکے زرثمن کو یا قیمت مقرر کردہ کو مجلس کارپردازان قبرستان کے حوالہ کر دیں۔ لیکن ایسی صورت میں جب وہ نئی جائداد پیدا کریں تو اس کے متعلق بھی انہیں وقتاً فوقتاً ایسا ہی کرنا ہوگا

(۹) جو احباب کوئی جائداد نہیں رکھتے۔ مگر آمدنی کی کوئی سبیل رکھتے ہیں وہ اپنی آمد کا کم از کم ۱/۱۰ حصہ ماہوار انجمن کے سپرد کریں۔ یہ ان کا اختیار ہے کہ جو چندہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی امداد میں اسوقت دیتے ہیں۔ ان کو اس ۱/۱۰ حصہ میں شامل کرنا چاہتے ہیں۔ تو جسطرح وہ چندہ بھیج رہے ہیں وہ بھیجتے رہیں البتہ ان چندوں کو منہا کرکے جو بچے وہ بقیہ رقم فنانشل سکرٹری مجلس کارپردازان مصالح قبرستان کے نام بھیجیں باقی خط و کتابت اس مجلس کے سکرٹری سے کریں۔ لیکن انکو وصیت کرنی ہوگی کہ مرنے کے بعد ان کے متروکہ میں سے کم از کم ۱/۱۰ کی مالک انجمن ہو۔

جو صاحب مزید واقفیت قانونی درباره وصیت یا ہبہ بتعلق مجلس کارپردازان مصالح قبرستان حاصل کرنا چاہیں وہ وصیت یا ہبہ لکھنے سے پہلے خط و کتابت خواجہ کمال الدین صاحب وکیل چیف کورٹ پنجاب لاہور سے کر سکتے ہیں۔

(۱۰) کل روپیہ چندہ جو قبرستان کے متعلق ہو یا جو زیر اشتہار الوصیت صورتہائے مندرجہ بالا میں بھیجا جاوے وہ صرف اس پتہ پر آنا چاہئے۔

فنانشل سکرٹری مجلس کارپردازان مصالح مقبرہ بہشتی قادیان، اور کسی شخص کے نام یا پتہ پر نہیں آنا چاہئے۔

(۱۱) وصیتیں اور ہبہ نامے بعد تکمیل کے سکرٹری مجلس کارپردازان مصالح قبرستان کے نام آنے چاہئیں۔ اور جو احباب اپنی آمدنیوں کے حصے حسب قاعدہ ۹ دینا چاہیں انکی اطلاع بنام سکرٹری اور روپیہ بنام فنانشل سکرٹری مذکور آنا چاہئے۔

نوٹ۔ یہ وصیت اور ہدایات باجازت حضرت امام علیہ السلام صدر انجمن احمدیہ نے شایع کئے ہیں۔
خاکسار محمد علی از قادیان۔

قومی کالم اور قومی تحریکیں

چونکہ خدا تعالی کے محض فضل و کرم سے الحکم قومی اخبار کی حیثیت حاصل کر چکا ہے اسلئے آیندہ مستقل طور پر اسمیں "قومی کالم اور قومی تحریکیں" کے عنوان سے چند خاص مضمون میں وہ مضامین درج ہوا کریں گے جو قومی ضروریات سے متعلق ہوں۔ اور قوم کی اہم ضروریات کے سرانجام دینے کیلئے جس مد کے متعلق کوئی مضمون درج ہوگا اسی کا عنوان اس پر درج کیا جاویگا۔ — ایڈیٹر

الوصیت

وصیت کی فارم اور ضروری ہدائتیں شایع ہو چکی ہیں تمام دوست انکو بغور مطالعہ فرمادیں اور وہ کل احباب جو آجتک وصیتیں بھیج چکے ہیں ان ہدایات کے مطابق از سر نو وصیتیں لکھیں یا اگر وہ مالکان اراضی ہیں تو بہتر ہے کہ وہ اس حصہ کو وقف کرکے اپنی مجلس معتمدین صدر انجمن احمدیہ کا اسپر قبضہ کرادیں۔ وصیت ضروری ہے کہ اس صورت میں ہو جو چھاپی گئی ہے۔ اور جسقدر حصہ جائداد کا وصیت کیا جاتا ہے اسکی قیمت کا اندازہ لگا کر مطلع کیا جاوے اور پھر جیسی جیسی اس جائداد میں کمی بیشی ہوتی رہے اسکی اطلاع سکرٹری مجلس مذکور کو دیجاتی رہے۔ وصیت کو جہانتک ممکن ہو رجسٹری کرانیکی بھی ضرور کوشش کرنی چاہئے کیونکہ اگرچہ اسمیں تھوڑا سا خرچ اور تکلیف وصیت کنندہ کو ہے مگر اسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ اس مجلس کو بہت سی مشکلات کی زیر باری اور تکلیف سے نجات مل جائیگی۔

اگرچہ سب دوستوں نے وصیتوں کو شایع کرنے کیلئے لکھا ہے مگر اب صرف وہی وصیتیں شایع کیجاویں گی جو فارم مجوزہ کے مطابق ہونگی اور ہر بار رکھنا چاہئے کہ کاغذ مضبوط وصیت کو لگانا چاہئے جو دیرپا ہو۔

جن دوستوں نے یہ تجویز کی ہے کہ جس حصہ کے متعلق وہ وصیت کرنا چاہتے ہیں اسکی قیمت ڈالکر اسی قیمت مجلس ہذا کو بھیجدیں وہ بہت عمدہ تجویز ہے۔ مگر اسمیں اسقدر وصیت ساتھ ہونی چاہئے کہ اگر اس جائداد کے علاوہ کوئی اور جائداد انکی موت کے وقت ہو تو اسکا بھی وہی حصہ مجلس ہذا کو غرض مذکور کیلئے دیا جاویگا۔

جو احباب کوئی جائداد نہیں رکھتے ان کیلئے بھی ایک تجویز ہدایات میں دیگئی ہے۔ جو صاحب چاہیں اسی پر اسکے مطابق عملدرآمد کر سکتے ہیں۔

وصیت کے مسودے ابھی الگ تیار نہیں ہوئے لیکن چونکہ ہر ایک وصیت کنندہ کو اپنے ہاتھ سے وصیت لکھنی ہوگی اور چھپی ہوئی فارم کی خانہ پری نہیں کرنی ہوگی اسلئے جن احباب کے پاس اخبار الحکم یا بدر پہونچ گیا ہے انہیں مسودے الگ طلب کرنے کی ضرورت نہیں۔ ان اخبار و نمیں فارم وصیت چھپ چکی ہے۔ — خاکسار محمد علی

مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان

احباب کی توجہ

دو ہفتے ہوئے میں مدرسہ کے متعلق وہ چند تجاویز قوم کے سامنے پیش کی ہیں جو جلسہ سالانہ کے موقعہ پر کیگئی تھیں بہت سے احباب نے ان پر توجہ کی ہے چنانچہ ان تجاویز کو پڑھتے ہی سب سے اول میرے مکرم دوست حکیم محمد حسین قریشی معہ ڈاکٹر سید محمد حسین صاحب اسسٹنٹ سرجن لاہور نے اپنے بچوں کو پڑھنے کیلئے بھیجا ہے اور منشی ذوالفقار علی خان صاحب نے بھی اپنے بچوں کو بھیجنے کیلئے بعض ضروری امور کے متعلق دریافت کیا ہے ایسا ہی اور بھی احباب نے توجہ فرمائی ہے مگر انسان کی طبیعت کچھ ایسی واقع ہوئی ہے کہ ایک بات کیلئے تیار ہو کر کوئی تھوڑا سا بھی مانع پیش آجاوے تو اسمیں سستی اور تاخیر واقع ہوتے ہوتے آخر اس کار خیر سے محروم رہ جاتا ہے۔ سو میں اپنے ان احباب کی خدمت میں جو اپنے بچے یہاں بھیج سکتے ہیں یا وہ ان دلیں میں تحریک نے کچھ اثر کیا یہ عرض کرتا ہوں کہ فوراً اسپر کوئی عملدرآمد کرنا چاہئے۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ انسان کے اندر ایک نیکی کی تحریک پیدا ہوتی ہے اور پھر وہ اسکو آجکل پر ٹالتا رہتا ہے یہانتک کہ اس کا اثر زائل ہو جاتا ہے۔ سو جو احباب ہی تجاویز ہی سوچ رہے ہیں انکو مد نظر رکھنا چاہئے کہ انہیں تجاویز کے سوچتے سوچتے ہی سال نہ گذر جائے۔ اگر وہ اپنے دلوں میں کچھ بھی تبدیلی پاتے ہیں تو اسپر فی الفور عمل کرکے ابھی کہ شروع سال ہے اپنے بچوں کو بھیج دیں۔ میں نے سوائے کی تمام تجاویز کا ذکر کر دیا ہے۔ کسی مجبوری تو ہم نہیں کر سکتے کہ وہ ضرور ایسا ہی کریں مگر اسمیں انکی اپنی بھلائی ہے۔ اگر وہ اس مدرسہ کی قدر نہیں کریں گے تو اسمیں انکا اپنا نقصان ہے۔ دو چار دن کی ہی بات ہے کہ ٹورنمنٹ میں جب ہمارے مدرسے کے طالبعلم شریک ہوئے تو انہوں نے اپنی اخلاقی اور روحانی حالت کا وہ نمونہ دکھایا ہے جسکو دیکھکر سب لوگ حیران رہگئے ہیں کہ بمقابلہ دوسرے تمام مدرسوں کے ان بچوں کی اخلاقی اور روحانی حالتیں عجیب رنگ میں رنگی ہوئی نظر آتی ہیں ہر ایک کامیابی پر وہ عین اسی میدان میں سجدات شکر بجالاتے تھے اور یہ فعل انکا اسوقت ایک فطری فعل معلوم ہوتا تھا اور نہ تکلف اور بناوٹ سے تو انسان کو اسقدر جرات ہی نہیں ہوتی اور وہ لوگوں کے استہزا سے خوف کرتا ہے۔ جہاں دوسرے طلبا ایسے موقعہ پر شوخی سے کام لیتے تھے ہمارے مدرسے کے بچے سجدہ میں گر جاتے تھے اور انکی حالت کو دیکھکر بعض عیسائی صاحبان نے بھی اقرار کیا کہ ہم ان بچوں کی اخلاقی اور روحانی حالت کو دیکھکر حیران ہیں۔

سو میرے دوستو! اگر یہ مدرسہ طلبا کو صرف اسی حد تک پہنچا سکتا جہانتک وہ دوسرے مدرسوں میں پہونچتے ہیں تو میں آپ کو اپنے بچوں کو یہاں بھیجنے کیلئے تحریک نہ کرتا۔ مگر میں دیکھتا ہوں کہ اکثر بچوں کی زندگیاں یہاں آکر سنور جاتی ہیں۔ اور اگر خدا نے ہمیں کالج بنانیکی توفیق دی تو دنیا دیکھیگی کہ اس جگہ سے وہ گریجوایٹ نکلیں گے جو اخلاق اور روحانیت میں دنیا کیلئے نمونہ ہونگے اور اس سلسلہ کی صداقت کی مجسم شہادت ہونگے۔ مگر ان کامیابیوں کا حصول تب ہی میسر ہو سکتا ہے کہ قوم کی متفقہ کوشش ہو کیونکہ خدا تعالے کے بعض انعامات جماعت کی متفقہ کوششوں پر ہی ملتے ہیں۔ زیادہ لکھنا فضول ہے اگر در خانہ کس است یک حرف بس است۔ والا معاملہ ہی۔ اللہ تعالے سب دوستوں کو توفیق دے کہ اپنے امام کی مقاصد کی تکمیل کیلئے اسکے معاون ہوں۔ آمین۔ خاکسار محمد علی۔

چندوں اور خط و کتابت کے متعلق ضروری ہدایات

(۱) بارہا لکھا گیا ہے کہ حضرت اقدس کے نام کسی قسم کا روپیہ بھیجنا اور نگر خانہ کے پاس روپیہ بھیجے تو آپکی خدمت میں بطور نذرانہ پیش کرنا منظور ہو نہ بھیجا جاوے مگر پھر بھی بعض دوست کم توجہی سے کام لیتے ہیں۔ اسطرح دوسری مدات کا روپیہ تقسیم کرنے میں حضرت اقدس کے اوقات گرامی کی تضیع ہوتی ہے۔ (۲) مدرسہ کا کل روپیہ اس پتہ پر آنا چاہئے امین مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان۔ (۳) میگزین کا کل روپیہ اس پتہ پر آنا چاہئے منیجر ریویو آف ریلیجنز قادیان۔

(۴) مقبرہ بہشتی کے چندہ کا روپیہ یا وہ روپیہ جو زیر اشتہار الوصیت

زمیندار کانفرنس کا دوسرا اجلاس

انگریزی حکومت کی برکتوں و نعمتوں سے مستفید ہونے کیلئے ہر ایک قوم و ہر ایک فرقے نے اپنی اپنی مجلس سبہا انجمن و غیرہ وغیرہ قایم کی ہوئی ہیں جنمیں قومی اغراض و مطالب پر متفقہ بحث اور ہمدردانہ کوشش کیجاتی ہے انڈین نیشنل کانگریس محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس۔ آریہ سماج کایستھ سبہا۔ انجمن حمایت اسلام۔ ندوۃ العلماء اور ہزاروں ہی قسم کی انجمنیں اسی خیال اور اسی بنا پر قائم ہیں۔ جو اپنے اپنے مفاد و منشاء پر مشترکہ طور پر غور کرتی ہیں اور عہد آسائیش عہد انگریزی میں سرسبز اور کامیاب ہو رہی ہیں۔ صرف زمینداروں کا ایک فرقہ تھا جسکی نہ کوئی انجمن تھی نہ مجلس نہ کانگرس تھی نہ کانفرنس اور اس لئے یہ فرقہ عرصہ دراز تک کس مپرسی کیحالت میں رہا۔

چند ہمدردان قوم نے گذشتہ جون کو موضع کرم آباد میں جو انکا زمینداری کا ہیڈ کوارٹر ہے ایک زمیندار کانفرنس کی بنیا ڈالی اور اس کانفرنس کا پہلا اجلاس ۲۵ جون کو نہایت خوبی اور خوش اسلوبی سے ہوا۔ مگر جون کا موسم نہایت گرم اور اجلاس اور اجلاس اسے مجمع کا قابل نہیں رہا لہذا مجلس منتظمہ نے زمیندار کانفرنس کا آیندہ اجلاس ہولی کی تعطیلوں میں کیا جانا قرار دیا جو بارہ مارچ و اتوار ہے اور ۱۲-۱۳-۱۴ اور ۱۴ ہولی کی تعطیل ہے ان دنوں زمینداروں کو علی العموم فرصت ہوتی ہے اور موسم بھی خوشگوار ہے۔ پہلا دن آمد کیلئے اور پچھلا دن روانگی کے لئے چھوڑ کر درمیانی دو دن جلسہ کے لئے مختص کئے گئے ہیں۔

مجلس منتظمہ امید کرتی ہے کہ تمام ہندوستان کے زمیندار جو اردو زبان سمجھ سکتے ہیں اپنی شراکت سے جلسہ کی رونق بڑھائیں گے جن صاحبوں نے شریک جلسہ ہونا ہو وہ اپنی تشریف آوری کی نسبت تاریخ مقررہ سے اطلاع بخشیں تاکہ سواری اور رہائیش کا انتظام کیا جا سکے جن صاحبوں نے کوئی رزولیوشن پیش کرنا ہو یا کوئی مضمون نظم یا نثر پڑھنا ہو وہ ۲۸ فروری ۱۹۰۶ء تک بذریعہ تحریر پاس جنرل سیکرٹری زمیندار کانفرنس زمیندار لاہور کے ارسال فرمائیں مجلس منتظمہ کی یہ بھی تجویز ہے کہ آیندہ اجلاس زمیندار کانفرنس کے ساتھ ایک مختصر سی نمائش عمدہ زراعتی پیداوار اور نو ایجاد آلات کشاورزی کیجائے جن صاحبوں کو کوئی چیز واسطے نمائش کے اس جلسہ میں بھیجنی ہو وہ ۲۸ فروری تک اطلاع دیں اور اول ہفتہ مارچ تک لاہور میں پہنچا دیں کا انتظام کریں محکمہ ریلوے کو لکھا گیا ہے کہ کرایہ آمد و رفت کیلئے حسب معمول کانسشن عطا کرے منظوری آنے پر

عید الضحیٰ آ رہی ہے

عید الضحیٰ کی تقریب آگئی ہے احمدی جماعتیں جہاں جہاں ہیں مستعد ہو جائیں تاکہ عید فنڈ جمع کریں۔ اور قربانی کی کھالوں کو یکجا کرکے انکی فروخت کا روپیہ مدرسہ تعلیم الاسلام کے سائین فنڈ میں بھیجدیں میں نے پچھلے موقع پر بھی عرض کیا تھا اب پھر گذارش کرتا ہوں کہ عید فنڈ ایک ایسا فنڈ ہے۔ اگر پوری مستعدی کیساتھ اسے وصول کیا جاوے اور بہت ہی قلیل وصول ہو تو بھی عیدین کی تقریب پر کم از کم بیس ہزار ہو سکتا ہے کیا ہمارے احباب کوشش نکریں گے کہ اس فنڈ کی وصولی کا مستحکم انتظام ہو جاوے۔ میں امید کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے تائید پاکر ہماری جماعت اس عید پر چودہ ہزار روپیہ پورا کردیگی جو اس سال کے اخراجات مدرسہ کیلئے تجویز ہوا ہے۔ اور اگر عید فنڈ میں اسقدر روپیہ جمع کرکے انہوں نے نہ بھیجا تو پھر مدرسہ کی منیجنگ کمیٹی مجبور ہوگی کہ وہ اپنی چند متعدد جماعتوں پر اس رقم کو تقسیم کرکے یکدم وصول کرے مثلاً جماعت ضلع سیالکوٹ تین ہزار جماعت ضلع لاہور دو ہزار جماعت ضلع لودہیانہ ایکہزار جماعت ضلع جہلم ایکہزار جماعت ضلع گجرات پانچسو جماعت ضلع جالندھر و ہشیارپور پانچسو جماعت ریاست پٹیالہ پانچسو جماعت ضلع امرتسر ایکہزار جماعت ریاست کپورتھلہ پانچسو جماعت ڈیرہ جات ۲۵۰ جماعت ضلع ملتان ۲۵۰ ضلع منٹگمری ۲۵۰ ضلع لائل پور ۲۵۰ ریاست حیدرآباد دکن دو ہزار میرٹھ مظفر نگر دہلی وغیرہ پانچسو متفرقات ایکہزار ضلع گورداسپور پانچسو۔ اس فہرست میں حالات ضلع کے لحاظ سے کمی بیشی ہو سکتی ہے۔ چونکہ مدرسہ کی ضرورت کے لحاظ سے کل روپیہ کا یکدم موجود ہونا ضروری ہے اسلئے ایسی ہی تجویز کرنی پڑیگی۔ اور شاخ دینیات کیلئے جسقدر روپیہ بکار ہوگا وہ بھی اسیطرح پر تقسیم کرکے وصول کر لیا جاوے گا آخر قومی کام قومی سرمایہ سے ہی چلیں گے اور جب کہ خاص قوم ہی ان اخراجات کی کفیل ہے تو پھر جسطرح بھی چاہیں اسے وصول کیا جاوے۔ ساتھ ہی اس امر کا اظہار بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ مدرسہ کی عمارت کو پختہ بنانیکی تجویز بھی در پیش ہے کیونکہ موجودہ عمارت ناکافی ہونیکی وجہ سے توسیع کی محتاج ہے اسلئے مناسب سمجھا گیا ہے کہ جہانتک جلد ممکن ہو مدرسہ کی عمارت کسی موزون جگہ پر پختہ بنائی جاوے جسکے واسطے ہزاروں ہی روپیہ کی ضرورت پڑیگی اور ہمیں اپنے رب کریم پر بھروسہ ہے کہ وہ اس کام میں ہماری مدد کریگا کیونکہ وہ ایسا رب ہے جو۔ عندہ خزائن السموات والارض اسی کی شان ہے وہ کوئی ایسی راہ نکالدیگا جو یہ سب کام آسان ہو جائیں گے۔ ساری توفیقیں اسی کے ہاتھ میں ہیں۔ نعم المولیٰ ونعم النصیر۔

مفصلہ ذیل کتب مدرسہ تعلیم الاسلام کے بک ڈپو سے ملسکتی ہیں

نمبر شمار	نام کتاب	قیمت
۱	قرآن شریف حمائل قلم ترجمہ اردو و تفسیر حسینی [illegible]	۸ر
۲	قرآن شریف باترجمہ نقل مجتبائی	صہر
۳	قرآن شریف بلاترجمہ خوشخط	عہر
۴	ایضاً // مجلد موٹا کاغذ	عہر
۵	مشکوٰۃ المصابیح الاکمال فی اسماء الرجال مطبع مجتبائی	ے
۶	تفسیر جلالین مع کمالین مطبع ہاشمی	عیر
۷	نشان آسمانی (حضرت صاحب) بار اول	۳ر
۸	نسیم دعوت	۳ر
۹	مواہب الرحمن	۶ر
۱۰	سلک العارف (سہ) رعایتی	۱۰ر
۱۱	رپورٹ جلسہ اعظم مذاہب (عہ) //	۸ر
۱۲	اصول فلاسفی (۸) //	۲ر
۱۳	سیرت مسیح موعود	۸ر
۱۴	شروح ترمذی دو جلد (صہ) //	ے
۱۵	تفسیر نور الکبیر	۶ر
۱۶	تقویۃ الایمان	۹ر
۱۷	پارہ الم یقول یکجا بطرز قاعدہ یسرنا القرآن	۲ر
۱۸	عسل مصفیٰ	عہ
۱۹	بلوغ المرام	۷ر
۲۰	// باترجمہ	عہر
۲۱	طریق النجاۃ ترجمہ مشکوٰۃ اردو حصہ اول	۸ر
۲۲	// حصہ دوم	۷ر
۲۳	// حصہ سوم	۸ر
۲۴	// حصہ چہارم	۱۵ر
۲۵	ہدیۃ الثاقب (کشتی نوح نظم)	۲ر
۲۶	جام شہادت (واقعہ مولوی عبد اللطیف شہید نظم)	۱ر
۲۷	واقعات صحیحہ مع ضمیمہ	۲ر
۲۸	سفر السعادت عربی	۷ر
۲۹	ریاض الصالحین۔ دو جلد	عہر
۳۰	قاعدہ یسرنا القرآن مکمل	۲ر
۳۱	قاعدہ اردو و عربی نواب محمد علی خاں	۱ر
۳۲	مد و جزر اسلام (حالی)	۲ر
۳۳	ایامی	۸ر
۳۴	اردو معلے	عہ
۳۵	نبات النعش	۶ر
۳۶	توبۃ النصوح	۶ر
۳۷	ابن الوقت	۱۲ر
۳۸	محصنات	۴ر
۳۹	بیوہ کی مناجات	۲ر
۴۰	دیوان ذوق	۲ر
۴۱	مراۃ العروس	۳ر
۴۲	لغات فیروزی۔ فارسی	عہ
۴۳	انوار اللہ	۶ر
۴۴	اجرومیہ (صرف و نحو) عربی	۱۰ر
۴۵	پنج ارکان اسلام (نظم)	۱ر
۴۶	دروس النحویہ ہر چہار حصہ	عہ

ان کتب کے علاوہ وہ کتابیں بھی ملسکتی ہیں جو مدارس سرکاری میں پڑہائی جاتی ہیں۔

درخواستوں کی تعمیل بذریعہ وی پی ہو سکتی ہے اور درخواستیں بنام مہتمم بک ڈپو مدرسہ تعلیم الاسلام آنی چاہئیں۔ زیادہ خریداری پر کمیشن مل سکتا ہے جسکا فیصلہ بذریعہ خط و کتابت ہو سکتا ہے۔

سلک مروارید کا دوسرا حصہ شائع ہو گیا

ناظرین الحکم کے عرصہ سے سلک مروارید کے دوسرے حصہ کی تالیف و اشاعت کیلئے مجبور کر رہے تھے مگر میں اپنی عدیم الفرصتی کہوں۔ یا سستی کی وجہ سے اب تک اس رسالہ کو شائع کرنے کے قابل نہوسکا تھا لیکن اب توفیق ملنے پر میں نے اس کو مکمل کرکے شائع کر دیا ہے۔ میں اس کے مضامین کے لحاظ سے جراءت سے کہہ سکتا ہوں کہ یہ رسالہ انشاء اللہ اپنے پہلے حصہ کیطرح مفید اور موثر ہوگا نہایت سلیس زبان میں مستورات کو اسلام کی سچائی اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کی عظمت و صداقت سے واقف کیا گیا ہے اور غیر مذاہب خصوصاً عیسائی مذہب کی حقیقت کو کھول کر دکھایا گیا ہے اور اس دجل سے آگاہ کیا گیا ہے جو زنانہ مشنری عورتیں استعمال کرتی ہیں اور جن کے ذریعہ ناواقف اور بھولی بھالی عورتوں کو اسلام سے بدظن کیا جاتا ہے۔

یہ رسالہ ہر گھر میں ہونا چاہئیے۔ اس کا مطالعہ نہ صرف عورتوں بلکہ مردوں کے لئے بھی بہت مفید ہوگا۔ انشاء اللہ العزیز۔

۸۸ صفحہ کی کتاب ہے قیمت صرف ۴ر علاوہ محصولڈاک دفتر الحکم قادیان سے ملیگی۔

اس کتاب کو کثرت کے ساتھ شائع کرنا چاہیئے۔

بقایا داراں کیطرف وی پی آتے ہیں وصول کریں۔

سنگ مزار کریم

الحکم کی گذشتہ اشاعت میں مخدوم الملۃ رضی اللہ عنہ کی سنگ مزار کو ناظرین الحکم پڑھ چکے ہیں وہ جو اسوقت ایک میناریان کے سرہانے لگا ہوا ہے لیکن حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اپنا منشاء ہی تھا کہ پتھر پر کندہ کرنے کیلئے خود ایک تاریخ لکھدیں چنانچہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو تاریخی مادہ نکالا ہے وہ مخدوم الملۃ کی سیرت کو پورے طور پر ظاہر کرتا ہے۔

اس کتبہ کو پڑھکر جو مخدوم الملۃ کی مزار پر لگایا جاویگا ہر شخص سمجھ لیگا کہ حضرت مخدوم الملۃ کس پایہ اور مرتبہ کے انسان تھے خدا کرے کہ ہم سب میں وہی روح پیدا ہو۔ آمین

ایڈیٹر

کے تواں کردن شمار خوبی عبدالکریم۔
آنکہ جاں داد از شجاعت بر صراط مستقیم
حامی دیں آنکہ یزداں نام او لیڈر نہاد
عارف اسرار حق گنجینۂ دین قویم
صدق را زیں و بصدق کامل و اخلاص خویش
مورد رحمت شد اندر درگہ رب علیم
گرچہ جنس نیکواں ایں چرخ بسیار آورد
کم بزاید مادرے با ایں صفا در و یتیم
مدتے در آتش ہجر فرو افتادہ بود
ایں کرامت بیں کہ از آتش برون آید سلیم
زیں عجب تر آنکہ او در صحبتم در چند روز
مظہر اسرار حق شد عارف راز قدیم
گوہرش چوں آب و تابے داشت از فہم رسا
ہر چہ ما گفتیم داخل شد دراں طبع فہیم
دل بدرد آمد ز ہجر آنچنیں یک رنگ دوست
لیک خوشنودیم بر فعل خداوند کریم
آہ روز چار شنبہ بود بر ما سخت تر
ز آتش سوزاں چو از ما شد جدا یار حمیم
داغ ہجراں داد در ہفت و چہل از عمر خویش
ماہ شعباں بود چوں پیش آمد ایں فرع الیم
ایں صدی کو بدر را ماند با وصاف کمال
بود در بست و سویم در وقت ایں حسن عظیم
مشربش چوں بود اخلاص و وفا و اتقا
شد وصالش ہمدریں تاریخ از فضل حکیم
اے خدا بر تربت او بارش رحمت ببار
داخلش کن از کمال فضل در بیت النعیم
نیز ما را از بلاہائے زماں محفوظ دار
تکیہ گاہ ما توئی اے قادر و رب رحیم

آمین

عید من عید

۵ فروری ۱۹۰۶ء کا مبارک دن ہمارے لئے دو ہری خوشی کا موجب ہوا کیونکہ اس دن عید الضحیٰ تھی ہی مگر اس عید میں عید ہو گئی یعنے میرے محترم و مخدوم زادہ جناب میر **محمد اسحاق** صاحب خلف الرشید حضرت میر ناصر نواب صاحب کی شادی صاحبزادہ **پیر منظور محمد** صاحب کی دختر نیک اختر **صالحہ خاتون** سے قرار پائی اور اسی مبارک دن میں بعد نماز ظہر و عصر جو جمع کی گئی تھیں مسجد اقصیٰ میں حضرت امام حجۃ الاسلام کے حضور نکاح پڑھا گیا خطبہ نکاح حسب معمول حضرت حکیم الامۃ نے بڑے جوش اور اخلاص سے پڑھا حضرت میر ناصر نواب صاحب کے متعلق تو کچھ کہنے کی حاجت نہیں اسلئے کہ کوئی احمدی شاذ ہی ایسا ہوگا جسکو یہ علم نہ ہو کہ میر صاحب قبلہ حضرت ام المومنین علیہا السلام کے والد ماجد ہونیکا شرف رکھتے ہیں اور آپکی سیادت اور نجابت پر اللہ تعالیٰ کی وحی نے شہادت دی ہے۔

علاوہ اس تعلق کے جو حضرت مسیح موعودؑ سے میر صاحب ممدوح کو ہے آپ جناب خواجہ میر درد صاحب علیہ الرحمۃ مشہور ولی اللہ کے نبیرہ ہیں۔ ایسا ہی صاحبزادہ پیر منظور محمد صاحب لودہانہ کے مشہور و معروف سلسلہ نقشبندیہ کے پیشوا صوفی **احمد جان** صاحب مرحوم کے چھوٹے صاحبزادہ ہیں۔ اور صالحہ **خاتون** ان کیطرف سے اپنے جسم میں حضرت آدم بنوری رحمۃ اللہ علیہ کا خون رکھتی ہے۔ حضرت آدم بنوری مشہور اکابر میں گذرے ہیں جن کے خدام کا سلسلہ ہند و پنجاب سے نکلکر عرب تک پہونچا ہوا ہے ان تمام امور کو مدنظر رکھکر یہ تعلق نہایت ہی مسعود اور مبارک تعلق ہے اور خدا کرے کہ ایسا ہی ہو اسی دن بعد نکاح دفتر الحکم کیطرف سے حسب معمول مندرجہ ذیل تہنیت نامہ شائع کیا گیا جو گویا کل قوم کیطرف سے مبارکباد تھی جو قوم کے ریپریزنٹیٹو نے پیش کی حضرت صاحبزادہ بشیر الدین محمود احمد صاحب نے اپنے **ماموں** میر محمد اسحٰق صاحب کی اس تقریب پر چند شعر فی البدیہ کہہ دیئے جو ناظرین کی ضیافت طبع کیلئے درج ذیل ہیں۔ مجھے اسقدر اور کہنا ہے کہ یہ شادی **جیٹ منگنی اور پٹ بیاہ** کی پوری مصداق اور نظیر ہے اور اسکی اصل وجہ یہ ہے کہ عید کے دن سے پیشتر کسی کو وہم وگمان بھی نہ تھا کہ یہ تعلق ہوگا نہ کوئی تحریک ہوئی نہ کچھ حضرت ام المومنین علیہا السلام نے ایک رؤیا میں اس تعلق کو دیکھا۔ اس کے بعد حضرت اقدس کو بھی رؤیا میں یہی معلوم ہوا جس پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صاحبزادہ منظور محمد صاحب کو تحریک کی جنہوں نے نہایت خوشی اور فخر کے ساتھ اسے منظور فرمایا۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ایسی توفیق دے کہ ہم حضرت امام کے حکم کی تعمیل میں ایسا ہی رنگ اختیار کریں (آمین) اب میں اس غیر معمولی پرچہ الحکم اور صاحبزادہ بشیر الدین محمود احمد صاحب نظم پر اسکو ختم کرتا ہوں۔ ایڈیٹر

الحکم کا خاص پرچہ جو یوم العید جمعہ ۵ فروری ۱۹۰۶ء کو بعد نماز شائع ہوا

مبارکباد

بتقریب سعید شادی عزیز القدر میر محمد اسحٰق خلف الرشید حضرت میر ناصر نواب صاحب سلمہما اللہ تعالےٰ۔

الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ الامین محمد وآلہ واصحابہ اجمعین ۔ اما بعد نہایت مسرت اور خوشی کے ساتھ شائع کیا جاتا ہے کہ آج ۵ فروری ۱۹۰۶ء کو جو عید الضحیٰ کا مبارک دن ہے میر محمد اسحٰق صاحب خلف الرشید حضرت میر ناصر نواب صاحب کا نکاح صاحبزادہ پیر منظور محمد صاحب کی دختر نیک اختر کے ساتھ ہو گیا۔ میں اس **تقریب** پر خاندان رسالت کو مبارکباد دیتا ہوں۔ میر محمد اسحٰق صاحب حضرت ام المومنین علیہا السلام کے حقیقی چھوٹے بھائی ہیں اور صاحبزادہ منظور محمد صاحب مشہور و معروف صوفی منشی احمد جان صاحب مرحوم لودہانوی کے خلف الرشید ہیں اس طرح پر یہ تعلق گویا **قران السعدین** ہے اللہ تعالیٰ اس قران السعدین کو فریقین کیلئے مبارک کرے اور ہر طرح کے دینی اور دنیوی برکات کا موجب ہو۔ آمین

صاحبزادہ صاحب کی بڑی خوش قسمتی ہے کہ انہیں اپنی دختر نیک اختر کیلئے ایسا **شوہر** ملا ہے جو خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے نہایت ہی قریب ہے ہاں جسے اس عظیم الشان خاتون کا بھائی ہونیکا فخر ہے جو **ام المومنین** کہلاتی ہے۔

آخر میں میر محمد اسحٰق صاحب کے واجب الاحترام والدین اور حضرت ام المومنین علیہا السلام کے حضور میں مبارکباد عرض کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ یہ تعلق لاانتہا برکتوں کا موجب ہو

ع ۔ ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد۔

گذارندہ احقر العباد خاکسار یعقوب علی ایڈیٹر الحکم قادیان

نظم میاں محمود احمد صاحب

میاں اسحٰق کی شادی ہوئی ہے آج اے لوگو
ہر اک منہ سے یہی آواز آتی ہے مبارک ہو
دعا کرتا ہوں میں بھی ہاتھ اٹھا کر حق تعالیٰ سے
کہ اپنی خاص رحمت سے وہ اس شادی میں برکت دے
خدایا اس نئے پیارے پہ فضل کر اپنا
اور ان کے دل میں پیدا جوش کر خدمت دیں کا
کلام پاک کی الفت ان کے دل میں گھر کرے
نبی سے ہو محبت اور عشق انکو ہو تجھ سے
ہر اک دشمن کے شر سے تو بچا تا رہے خدا انکو
ہمیشہ کیلئے رحمت کا تیری ان پہ سایہ ہو
ہمیشہ کیلئے انپر ہوں یا رب برکتیں تیری
دعا کرتا ہوں یہ تجھ سے خدایا سن دعا میری
انہیں صبح و مسا دین الٰہ دنیا میں ترقی دے
نہ انکو کوئی چھوٹا سا بھی آزار اور دکھ پہنچے
عطا کر ان کو اپنے فضل سے صحت بھی اے مولیٰ
ہمیشہ انپہ برسا ابر اپنے فضل و رحمت کا
میں اگلے شعر پر کرتا ہوں ختم اس نظم کو یارو
اب ان کے واسطے تم بھی خدا سے کچھ دعا مانگو
بہت بہایا ہے اے **محمود** یہ مصرعہ میرے دل کو
مبارک ہو یہ شادی خانہ آبادی مبارک ہو

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحت نسبتاً اچھی رہی الحمد للہ بزرگان ملت خدا تعالیٰ کے فضل وکرم کی صحت بہت اچھی ہے۔

۲۔ آسمان ابر آلود رہا۔ کسیقدر تقاطر اور ترشح ہوا۔ غلہ گراں ہو گیا ہے اللہ رحم کرے

۳۔ ۵ فروری ۱۹۰۶ء کو عید الضحیٰ کی نماز مسجد اقصیٰ میں پڑھی گئی اور حسب معمول حضرت حکیم الامۃ نے پڑھائی۔ اجتماع عیدین کی فلاسفی خطبہ میں بیان کی۔ کپور تھلہ۔ لاہور۔ امرت سر۔ سیالکوٹ رعیہ ضلع سیالکوٹ۔ بہوڑوال ضلع ہوشیارپور اور اور کئی جگہ سے احباب اس تقریب پر دارالامان حاضر ہوئے۔

۴۔ تازہ الہامات وکشوف آنحضرت درج ذیل ہیں۔

یکم فروری ۱۹۰۶ء۔ ۱۔ **تتبعها الرادفة**

ترجمہ۔ اس کے پیچھے آنے لگی پیچھے آنیوالی یعنی ایک زلزلہ آیا۔ اس کے بعد ایک اور آنیوالا ہے۔

۲۔ پھر بہار آئی۔ خدا کی بات پھر پوری ہوئی۔

۳۔ **واما ما ینفع الناس فیمکث فی الارض**

ترجمہ اور جو چیز لوگوں کو نفع دینے والی ہے۔ وہی زمین میں ٹھہر جائیگی۔ یعنی جو انسان خلقت کو فایدہ پہونچانے ہیں ان کو زندگی عطا کیجاوے گی۔

۳۔ فروری ۱۹۰۶ء۔ رات کے ۱۱ بجے کے قریب جبکہ بادل نہایت زور سے گرج رہا تھا۔ الہام ہوا۔

"اٹھو نمازیں پڑھیں اور قیامت کا نمونہ دیکھیں" فرمایا۔ اسوقت ہمارا شغل یہی ہوگا۔ کہ نمازیں پڑھیں اور خدا کی عبرت کا نظارہ دیکھیں۔

۸۔ فروری ۱۹۰۶ء (۱) زمین کہتی ہے یا نبی اللہ **کنت لا اعرفک** میں آپ کو نہیں پہچانتی تھی۔ (یہ الفاظ نہیں کس نے کہا تھا۔)

ترجمہ۔ اے اللہ کے نبی میں تجھے نہیں پہچانتی تھی۔

یخرج ھمہ وغمہ دوحۃ اسمعیل فاخفہا حتی تخرج

ترجمہ۔ اس کا ہم و غم باہر نکلا دیگا۔ اسماعیل کے درخت کو بس اسکو پوشیدہ رکھ یہانتک کہ وہ ظاہر ہو جاوے۔

نمبر ۶ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۷ فروری ۱۹۰۶ء مطابق ۲۲ ذی الحجہ ۱۳۲۳ھ | جلد ۱۰

تازہ الہامات و کشوف

۸۔ فروری ۱۹۰۶ء۔ خواب میں دیکھا گیا تھا کہ ہمارے باغ کے قریب ایک نہر رواں ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اب باغ جلد چند روز میں پرورش پا جائے گا اور اگر پانی ہی نہ ملے گا تب ہی سرسبز ہو جاوےگا میرے نزدیک اسکی تعبیر یہ ہے کہ باغ سے مراد اپنی جماعت ہے اور نہر سے مراد نصرت اور تائید الٰہی ہے جو شاخوں کے رنگ میں ظاہر ہوگی۔

۱۰۔ فروری ۱۹۰۶ء کو دیکھا کہ ایک جماعت کثیر میرے پاس کھڑی ہے۔ ایک حاکم آیا اور اس نے کھڑے ہو کر کہا کہ کیوں اس جماعت کو منتشر کیا جاوے میں نے کہا کہ اس جماعت میں کوئی مخالف نہیں۔ صرف تعلیم پاتے ہیں پھر اس حاکم نے کہا کہ یہ ایک فرشتہ تھا۔ آسمان کی طرف مونہہ کرکے ایک دو باتیں کیں۔ جو سمجھ میں نہیں آئیں۔ پھر اس نے مجھے مخاطب کرکے کہا کہ اسلام اور چلا گیا

بنگالہ کی نسبت ایک پیشگوئی

۱۱۔ فروری ۱۹۰۶ء۔ الہام ہوا پہلے بنگالہ کی نسبت جو کچھ حکم جاری کیا گیا تھا۔ اب انکی دلجوئی ہوگی۔

ایک پوشیدہ خبر شایع ہونیکی پیشگوئی

۱۱۔ فروری ۱۹۰۶ء۔ ایک کسی نے کہا۔ کرنسی نوٹ پھر ایک کتاب مجھے دکھئی گویا وہ کرنسی نوٹ تھے اور پھر الہام میری زبان پر جاری ہوا۔

دیکھو میرے دوستو! اخبار شایع ہوگیا

(فرمایا اخبار سے مراد خبر ہے۔)

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ اعلیٰحضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طبیعت الحمدللہ اچھی ہے اور حضور کا خاندان بھی اچھی طرح ہے۔ صاحبزادہ بشیر الدین محمود احمد صاحب لاہور تشریف لے گئے ہیں۔

۲۔ ہفتہ زیر اشاعت میں کپور تھلہ کریام ضلع جالندھر سرور ضلع ہوشیارپور اور بعض دیگر مقامات سے احباب حاضر ہوئے۔ لاہور سے ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب بھی آئے ڈاکٹر صاحب کی طبیعت پچھلے چند روز سے اچھی نہ رہی تھی۔ خدا کا شکر ہے کہ اب رو بصحت ہے۔

۳۔ ۱۴ فروری سے بارش کا سلسلہ کم و بیش شروع تھا مگر ۱۵۔ اور ۱۶ کی شام تک جبکہ میں نوٹ لکھ رہا ہوں بارش ہو رہی ہے فصلوں کی حالت امید ہے اللہ تعالیٰ اچھا ہے تو اچھی ہو جائے۔ نرخ غلہ میں کسیقدر ارزانی پیدا ہوئی ہے ۱۶ کو ۱۴ سیر گندم کا بھاؤ ہو گیا۔

۴۔ مدرسہ تعلیم الاسلام کے سالانہ معائنہ کیلئے بابو جگل کشور صاحب سینئر اسسٹنٹ انسپکٹر صاحب تشریف لائے اور ۱۴۔ اور ۱۵ کو انہوں نے سکول کا معائنہ کیا اور حصہ پرائمری کا بھی امتحان لیا۔ نتائج اچھے ہیں مفصل حالات پھر۔ آج ۱۷ کو مسٹر گاڈوے صاحب انسپکٹر آف سکولز کی آمد ہے جو تعلیم الاسلام سکول کی حصہ مڈل اور ہائی کا معائنہ کریں گے۔ بابو جگل کشور صاحب پرانے زمانہ کی طرز کے خوش خلق اور شریف ہندو طبیعت کے افسر ہیں۔

تعلیم الاسلام سکول کیلئے جدید عمارت کی ضرورت

مدرسہ کی ضروریات جو یوماً فیوماً بڑھ رہی ہیں کارکنان مدرسہ کو مجبور کر چکی ہیں کہ وہ اس کیلئے ایک وسیع قطعہ زمین پر عمارت بنائیں چنانچہ ایک بہت بڑا قطعہ زمین اس مطلب کیلئے پسند کیا گیا ہے عنقریب اسے خرید لیا جاوےگا اس قطعہ زمین اور عمارت کے اخراجات پچیس ہزار روپیہ سے کم نظر نہیں آتے اب سوال یہ ہے کہ یہ روپیہ کہاں سے آئیگا؟ اس کا جواب احمدی دیں گے جنہوں محض خدا کے فضل سے آجتک مدرسہ کی ضروریات کو پورا کرنے کیلئے سعی کی ہے اوجتک مدرسہ پر تقریباً پچاس ساٹھ ہزار روپیہ خرچ ہوا ہے جسمیں کسی غیر احمدی کا غالباً ایک پیسہ بھی نہیں۔ اسلئے اب اس ضرورت کو احمدی ہی پورا کریں گے اور خدا کے فضل سے کریں گے ہاں سررشتہ تعلیم کے واجب الاحترام اور علمدوست ڈائرکٹر مسٹر بل صاحب بالقابہ کو توجہ دلانی بیشک ضروری ہے آپ ہر قوم کے مدرسوں اور کالجوں کیلئے بڑی فیاضی سے گورنمنٹ سے مدد دلاتے ہیں۔ اسلئے اگر اس موقعہ پر اگر وہ احمدی قوم کے سکول کی بلڈنگ کیلئے کوئی خاص مدد دیں تو وہ کئی لاکھ کی قوم کو خصوصاً شکرگزاری کا موقع دیں گے۔ خصوصاً ایسی حالت میں کہ اس قوم نے آجتک اپنے مدرسہ کیلئے ایک پائی کی بھی گورنمنٹ اور سررشتہ تعلیم کو تکلیف نہیں دی حالانکہ اسے دوسری وفادار رعایا اور دوسرے سکولوں کیطرح ہر وقت ایسا حق حاصل تھا اور ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہم حتی الوسع اپنی تعلیمی ضروریات کا بوجھ گورنمنٹ کے سر ڈالنا نہیں چاہتے لیکن ایسے وقت کہ مدرسہ کی عمارت ایک کثیر رقم کو چاہتی ہے میرا ڈائرکٹر صاحب کو ایسے ضروری امر پر توجہ دلانا ہرگز بے موقع اور نامناسب نہیں۔ میں اپنے سکول کی مینیجنگ کمیٹی کو بھی توجہ دلاتا ہوں کہ اگر وہ اس امر کو مناسب سمجھے تو ڈائرکٹر صاحب کو متوجہ کرے میرا خیال ہے کہ ہمارا علم دوست اور انصاف پسند ڈائرکٹر اس امر پر خاص توجہ کر سکیگا مفصل پھر کبھی

کلمات طیبات حضرت امام زمان سلمہ الرحمان

اعلیٰحضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک تقریر جو آپ نے ۲۷ دسمبر ۱۹۰۵ء کو بعد نماز ظہر و عصر مسجد اقصیٰ میں فرمائی۔ ۲۶ دسمبر ۱۹۰۵ء کی صبح کو مہمان خانہ جدید کے بڑے ہال میں احباب کا ایک بڑا جلسہ اس غرض کیلئے منعقد ہوا تھا کہ مدرسہ تعلیم الاسلام کی اصلاح کے سوال پر غور کریں اسمیں بہت سے بھائیوں نے مختلف پہلوؤں پر تقریریں کیں۔ جو اگر ممکن اور مناسب ہوا تو خلاصہ کسیوقت درج کردیا جاویگا ورنہ نہیں۔

ان تقریروں کے ضمن میں ایک بھائی نے اپنی تقریر کے ضمن میں کہا کہ جہانتک میں جانتا ہوں حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سلسلہ اور دوسرے مسلمانوں میں صرف اسیقدر فرق ہے کہ وہ مسیح ابن مریم زندہ آسمان پر جانا تسلیم کرتے ہیں اور ہم یقین کرتے ہیں کہ وہ وفات پا چکے ہیں اس کے سوا اور کوئی نیا امر ایسا نہیں جو ہمارے اور ان کے درمیان اصولی طور پر قابل نزاع ہو" اس سے چونکہ کامل طور پر سلسلہ کی بعثت کی غرض کا پتہ نہ لگ سکتا تھا بلکہ ایک امر مشتبہ اور کمزور معلوم ہوتا تھا اسلئے ضروری امر تھا کہ آپ اسکی اصلاح فرماتے۔ چونکہ اسوقت کافی وقت نہ تھا اسلئے ۲۷ دسمبر کو بعد ظہر و عصر آپ نے مناسب سمجھا کہ اپنی بعثت کی اصل **غرض** پر کچھ تقریر فرمائیں۔ آپکی طبیعت بھی ناساز تھی تاہم محض اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے آپ نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی۔ ایڈیٹر

فرمایا

افسوس ہے اسوقت میری طبیعت بیمار ہے اور میں کچھ زیادہ بول نہیں سکتا لیکن ایک ضروری امر کیوجہ سے چند کلمے بیان کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ کل میں نے سنا تھا کہ کسی صاحب نے یہ بیان کیا تھا کہ گویا ہم میں اور ہمارے مخالف مسلمانوں کے درمیان فرق صرف موت و حیات مسیح علیہ السلام کا ہے ورنہ ایک ہی ہیں اور عملی طور پر ہمارے مخالفوں کا قدم بھی حق پر ہے یعنے نماز روزہ اور دوسرے اعمال مسلمانوں کے ہیں اور وہ سب اعمال بجالاتے ہیں۔ صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت کے بارہ میں ایک غلطی پڑ گئی تھی جس کے ازالہ کے لئے خدا تعالیٰ نے یہ سلسلہ پیدا کیا۔ سو یاد رکھنا چاہئے کہ یہ بات **صحیح** نہیں۔ یہ تو سچ ہے کہ مسلمانوں میں یہ غلطی بہت بری طرح پر پیدا ہوئی ہے لیکن اگر کوئی یہ خیال کرتا ہے کہ **میرا دنیا میں آنا** صرف اتنی ہی غلطی کے ازالہ کیلئے ہے اور اور کوئی خرابی مسلمانوں میں ایسی نہ تھی جسکی اصلاح کیجاتی بلکہ وہ صراط مستقیم پر ہیں تو یہ خیال غلط ہے۔ میرے نزدیک وفات یا حیات مسیح ایسی بات نہیں کہ اس کے لئے اللہ تعالیٰ اتنا بڑا سلسلہ قایم کرتا اور ایک خاص شخص کو دنیا میں بھیجا جاتا۔ اور اللہ تعالیٰ ایسے طور پر اس کو ظاہر کرتا جس سے اسکی بہت بڑی عظمت پائی جاتی ہے یعنے یہ کہ دنیا میں تاریکی پھیل گئی ہے۔ اور زمین لعنتی ہو گئی ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت کی غلطی کچھ آج پیدا نہیں ہو گئی بلکہ یہ غلطی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے تھوڑے ہی عرصہ بعد پیدا ہو گئی تھی اور خواص اولیاء اللہ صلحا اور اہل اللہ بھی آتے رہے اور لوگ اس غلطی میں گرفتار رہے اگر اس غلطی ہی کا ازالہ مقصود ہوتا تو اللہ تعالیٰ اسوقت بھی کر دیتا مگر نہیں ہوا۔ اور یہ غلطی چلی آئی۔ اور ہمارا زمانہ آ گیا اسوقت بھی اگر زری اتنی ہی بات ہوتی تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے ایک سلسلہ پیدا نہ کرتا کیونکہ **وفات مسیح** ایسی بات تو تھی ہی نہیں جو پہلے کسی نے تسلیم نہ کی ہو پہلے سے بھی اکثر خواص جنپر اللہ تعالیٰ نے کھولدیا یہی مانتے چلے آئے مگر بات کچھ اور ہے۔ جو اللہ تعالیٰ نے اس سلسلہ کو قایم کیا۔ یہ سچ ہے کہ **مسیح** کی وفات کی غلطی کو دور کرنا بھی اس سلسلہ کی بہت بڑی غرض تھی لیکن صرف اتنی ہی بات کے لئے خدا تعالیٰ نے مجھکو **کھڑا** نہیں کیا بلکہ بہت سی باتیں ایسی پیدا ہو چکی تھیں اگر انکی اصلاح کیلئے اللہ تعالیٰ ایک سلسلہ قایم کر کے کسی کو **مامور** نہ کرتا تو دنیا تباہ ہو جاتی اور **اسلام** کا نام و نشان مٹ جاتا!!

اس لئے اسی مقصد کو دوسرے پیرایہ میں ہم یوں کہہ سکتے ہیں کہ ہماری بعثت کی غرض کیا ہے؟

وفات عیسیٰ و حیات اسلام

یہ دونو مقاصد باہم بہت بڑا تعلق رکھتے ہیں اور وفات **مسیح** کا مسئلہ اس زمانہ میں حیات **اسلام** کیلئے ضروری ہو گیا ہے اسلئے کہ حیات مسیح سے جو فتنہ پیدا ہوا ہے وہ بہت بڑھ گیا ہے۔ حیات مسیح کیلئے یہ کہنا کہ کیا اللہ تعالیٰ اس بات پر قادر نہیں کہ انکو زندہ آسمان پر اٹھا لے جاتا؟ اللہ تعالیٰ کی قدرت اور اسکی [illegible] سے ناواقفی کو ظاہر کرتا ہے۔ ہم تو سب سے زیادہ اس بات پر ایمان لاتے اور یقین کرتے ہیں۔

ان اللہ علیٰ کل شیء قدیر

اللہ تعالیٰ بیشک ہر بات پر قادر ہے اور ہم ایمان رکھتے ہیں کہ بیشک وہ جو کچھ چاہے کر سکتا ہے لیکن وہ ایسے امور سے پاک اور منزہ ہے جو اسکی صفات کاملہ کے خلاف ہوں اور وہ ان باتوں کا دشمن ہے جو اس کے دین کے مخالف ہوں۔ حضرت عیسیٰ کی حیات اوائل میں تو صرف ایک غلطی کا رنگ رکھتی تھی مگر آج یہ غلطی ایک **اژدہا** بن گئی ہے جو اسلام کو نگلنا چاہتی ہے۔ ابتدائی زمانہ میں۔ اس غلطی سے کسی گزند کا اندیشہ نہ تھا اور وہ غلطی ہی کے رنگ میں تھی مگر جب سے عیسائیت کا **خروج** ہوا۔ اور انہوں نے مسیح کی **زندگی** کو انکی خدائی کی ایک بڑی زبردست دلیل قرار دیا تو یہ خطرناک امر ہو گیا۔ انہوں نے بار بار اور بڑے زور سے اس امر کو پیش کیا کہ اگر مسیح خدا نہیں تو وہ **عرش** پر کیسے بیٹھا ہے؟ اور اگر انسان ہو کر کوئی ایسا کر سکتا ہے کہ **زندہ آسمان** پر چلا جاوے تو پھر کیا وجہ ہے کہ آدم سے لیکر اسوقت تک کوئی بھی آسمان پر نہیں گیا؟ اس قسم کے دلائل پیش کر کے وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا بنانا چاہتے ہیں اور انہوں نے بنایا اور دنیا کے ایک حصہ کو گمراہ کر دیا۔ اور بہت سے مسلمان جو تیس لاکھ سے زیادہ بتائے جاتے ہیں اس غلطی کو صحیح عقیدہ تسلیم کرنے کیوجہ سے اس فتنہ کا شکار ہو گئے۔ اب اگر یہ بات صحیح ہوتی اور درحقیقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمان پر چلے جاتے جیسا کہ عیسائی کہتے ہیں اور مسلمان اپنی غلطی اور ناواقفی سے انکی تائید کرتے ہیں تو پھر اسلام کیلئے تو

ایک ماتم کا دن ہوتا

کیونکہ اسلام تو دنیا میں اسلئے آیا ہے تا کہ اللہ تعالیٰ کی ہستی پر دنیا کو ایک ایمان اور یقین پیدا ہو اور اسکی توحید پھیلے۔ وہ ایسا مذہب ہے کہ کوئی کمزوری اسمیں پائی نہیں جاتی۔ اور نہیں ہے وہ تو اللہ تعالیٰ ہی کو وحدہٗ لاشریک قرار دیتا ہے کسی دوسرے میں خصوصیت تسلیم کیجاوے تو یہ تو اللہ تعالیٰ کی کسر شان ہے اور اسلام اس کو روا نہیں رکھتا مگر عیسائیوں نے مسیح کی اس خصوصیت کو پیش کر کے دنیا کو گمراہ کر دیا ہے اور مسلمانوں نے بغیر سوچے سمجھے انکی اس ہاں میں ہاں ملا دی۔ اور اس ضرر کی پرواہ نہ کی جو اس سے اسلام کو پہونچا۔ اس بات سے کبھی دھوکا نہیں کھانا چاہئے جو لوگ کہہ دیتے ہیں کہ کیا اللہ تعالیٰ اس بات پر قادر نہیں کہ مسیح کو زندہ آسمان پر اٹھا لیجاوے؟ بیشک وہ **قادر** ہے مگر وہ ایسی باتوں کو کبھی روا نہیں رکھتا جو مبدء شرک ہو کر کسی کو شریک الباری ٹھیراتی ہوں۔ اور یہ صاف ظاہر ہے کہ ایک شخص کو بعض وجوہ کی خصوصیت دینا صریح مبدء شرک ہے۔ پس مسیح علیہ السلام میں یہ خصوصیت تسلیم کرنا کہ وہ تمام انسانوں کے برخلاف اب تک زندہ ہیں اور خواص بشری سے الگ ہیں یہ ایسی خصوصیت ہے جس سے عیسائیوں کو موقع دیا کہ وہ انکی **خدائی** پر اس کو بطور دلیل پیش کریں۔ اگر کوئی عیسائی مسلمانوں پر یہ اعتراض کرے کہ تم ہی بتاؤ کہ ایسی خصوصیت اسوقت کسی اور شخص کو بھی ملی ہے تو اس کا کوئی جواب ان کے پاس نہیں ہے۔ اسلئے کہ وہ یقین کرتے ہیں کہ سب انبیاء علیہم السلام مر گئے ہیں مگر مسیح کی موت بقول ان مخالف مسلمانوں کے ثابت نہیں۔ کیونکہ **توفی** کے معنے تو آسمان پر زندہ اٹھائے جانے کے کرتے ہو۔ اسلئے **فلما توفیتنی** میں بھی یہی معنے کرنے پڑیں گے کہ جب تو نے مجھے زندہ آسمان پر اٹھا لیا۔ اور کوئی آیت ثابت نہیں کرتی کہ اسکی موت بھی ہو گی پھر بتاؤ کہ ان کا نتیجہ کیا ہو گا؟ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو ہدایت دے اور وہ اپنی غلطی کو سمجھیں۔ میں سچ کہتا ہوں کہ جو لوگ مسلمان کہلا کر اس عقیدہ کی کمزوری اور شناعت کے کھل جانے پر بھی اس کو نہیں چھوڑتے وہ دشمن اسلام اور اسکے لئے مار آستین ہیں۔

یاد رکھو اللہ تعالیٰ بار بار قرآن شریف میں مسیح کی **موت** کا ذکر کرتا ہے اور ثابت کرتا ہے کہ وہ دوسرے نبیوں اور انسانوں کی طرح وفات پا چکے کوئی امر نیا ایسا نہ تھا جو دوسرے نبیوں اور انسانوں میں نہ ہو۔ یہ بالکل سچ ہے کہ **توفی** کے موت ہی معنے ہیں کسی لغت سے یہ ثابت نہیں کہ توفی کے معنے کبھی آسمان پر مع جسم اٹھانے کے بھی ہوتے ہیں زبان کی خوبی لغات کی توسیع پر ہے دنیا میں کوئی لغت ایسی نہیں ہے جو صرف ایک شے کے لئے ہو اور دوسرے کیلئے نہ ہو۔ ہاں خدا تعالیٰ کیلئے یہ خصوصیت ضرور ہے اسلئے کہ وہ وحدہٗ لاشریک خدا ہے۔ لغت کی کوئی کتاب پیش کرو جسمیں **توفی** کے یہ معنے خصوصیت سے حضرت عیسیٰ کیلئے کئے ہوئے ہوں کہ زندہ آسمان پر مع جسم اٹھا لے اور سارے جہان کیلئے جب یہ لفظ استعمال ہو تو اس کے معنے موت کے ہوں گے اس قسم کی خصوصیت لغت کی کسی کتاب میں دکھاؤ؟ اور اگر نہ دکھا سکو اور نہیں ہے تو پھر خدا تعالیٰ سے ڈرو کہ یہ مبدء شرک ہے اس غلطی ہی کا یہ نتیجہ ہے کہ مسلمان عیسائیوں کے مدیون ٹھیرتے ہیں اگر عیسائی یہ کہیں کہ جس حال میں تم مسیح کو زندہ تسلیم کرتے ہو کہ وہ آسمان پر ہے اور پھر اس کا آنا بھی مانتے ہو اور یہ بھی کہ وہ حکم ہو کر آئیگا۔ اب بتاؤ کہ اس کے خدا ہونے میں کیا شبہ رہا جب کہ یہ بھی ثابت نہ ہو کہ اس کی موت ہو گی۔ یہ کہنا بڑا مصیبت کا امر ہو کہ **عیسائی سوال کرے اور اس کا جواب نہ ہو؟**

غرض

اس غلطی کا اثر بد اب یہاں تک بڑھ گیا یہ تو سچ ہے کہ مدار اصل مسیح کی موت کا مسئلہ ایسا عظیم الشان نہ تھا کہ اس کے لئے ایک عظیم الشان مامور کی ضرورت ہوتی۔ مگر میں دیکھتا ہوں کہ مسلمانوں کی حالت بہت ہی نازک ہو گئی ہے انہوں نے قرآن کریم پر تدبر چھوڑ دیا اور انکی عملی حالت خراب ہو گئی۔ اگر انکی عملی حالت درست ہوتی

اور وہ قرآن کریم اور اس کے لغات پر توجہ کرتے تو ایسے معنے ہرگز نہ کرتے۔ انہوں نے اسی لئے اپنی طرف سے یہ معنے کر لئے **توفی** کا لفظ کوئی نرالا اور نیا لفظ نہ تھا اس کے معنے تمام لغت عرب میں خواہ وہ کسی نے لکھی ہوں **موت** کے کئے ہیں پھر انہوں نے مع جسم آسمان پر اٹھانے کے معنے آپ ہی کیوں بنا لئے۔ مجھ کو افسوس ہوتا اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے بھی اس لفظ کے یہی معنے کر لیتے۔ کیونکہ یہی لفظ آپ کیلئے بھی تو قرآن شریف میں آیا ہے جیسا کہ فرمایا ہے

واما نرینک بعض الذی نعدھم او نتوفینک

اب بتاؤ کہ اگر اس لفظ کے معنے مع جسم آسمان پر اٹھانا ہی ہیں تو کیا ہمارا حق نہیں کہ آپ کے لئے بھی یہی معنے کریں کیا وجہ ہے کہ وہ نبی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہزارہا درجہ کم تر ہے اسکے لئے جب یہ لفظ بولا جاوے تو اس کے من گھڑت معنے کر کے زندہ آسمان پر پہنچا دیں لیکن جب سید الاولین والآخرین کیلئے یہ لفظ آوے تو اس کے معنے بجز موت کے کچھ نہ کریں حالانکہ آپکی **زندگی** ایسی ثابت ہے کہ کسی اور نبی کی ثابت نہیں اور اسی لئے ہم زور اور دعویٰ سے یہ بات پیش کرتے ہیں کہ **اگر کوئی نبی زندہ ہے تو وہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم** ہی ہیں۔ اکثر اکابر نے **حیات النبی** پر کتابیں لکھی ہیں اور ہمارے پاس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے ایسے زبردست ثبوت موجود ہیں کہ کوئی ان کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ منجملہ ان کے ایک یہ بات ہے کہ زندہ نبی وہی ہو سکتا ہے۔ جسکے **برکات** اور **فیوض** ہمیشہ کیلئے جاری ہوں۔ اور ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے زمانہ سے لیکر اسوقت تک کبھی بھی مسلمانوں کو ضایع نہیں کیا۔ **ہر صدی کے** سر پر ایسا کوئی آدمی بھیج دیا۔ جو زمانہ کے مناسب حال اصلاح کرتا رہا یہانتک کہ اس صدی پر اس نے **مجھے بھیجا ہے** تا کہ میں **حیات النبی** کا ثبوت دوں۔ یہ امر قرآن شریف سے بھی ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی حفاظت کرتا رہا ہے اور کریگا۔ جیسا کہ فرمایا ہے **انا نحن نزلنا الذکر و انا له لحافظون**۔ یعنے بیشک ہم نے ہی اس ذکر کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اسکی حفاظت کرینگے۔ **انا له لحافظون** کا لفظ صاف طور پر دلالت کرتا ہے کہ صدی کے سر پر ایسے آدمی آتے رہیں گے جو گم شدہ متاع کو پھر لائیں اور لوگوں کو یاد دلائیں۔ یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جب پہلی صدی گذر جاتی ہے تو پہلی نسل بھی اٹھ جاتی ہے اور اس نسل میں جو عالم۔ حافظ قرآن۔ اولیاء اللہ ابدال ہوتے ہیں وہ فوت ہو جاتے ہیں اور اسطرح ضرورت ہوتی ہے کہ احیاء ملت کیلئے کوئی شخص پیدا ہو کیونکہ اگر دوسری صدی میں نیا بندوبست اسلام کے تازہ رکھنے کیلئے نہ کرے تو یہ **مذہب مر جاوے** اسلئے وہ ہر صدی کے سر پر ایک شخص کو مامور کرتا ہے جو اسلام کو مرنے سے بچا لیتا ہے اور اسکو نئی زندگی عطا کرتا ہے اور دنیا کو ان غلطیوں بدعات اور غفلتوں اور سستیوں سے بچا لیتا ہے جو انہیں پیدا ہوتی ہیں۔

یہ خصوصیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو حاصل ہے اور یہ آپ کی **حیات** کی ایسی زبردست دلیل ہے کہ کوئی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اسطرح پر آپ کے **برکات و فیوض** کا سلسلہ لا انتہا اور غیر منقطع ہے۔ اور ہر زمانہ میں گویا **امت** آپ کا ہی **فیض** پاتی ہے اور آپ ہی سے تعلیم حاصل کرتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی محبت ہے جیسا کہ فرمایا ہے

ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ

پس خدا تعالیٰ کا پیار ظاہر ہے کہ اس امت کو کسی صدی میں خالی نہیں چھوڑتا اور یہی ایک امر ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی **حیات** پر روشن دلیل ہے۔ بالمقابل حضرت عیسیٰ کی حیات ثابت نہیں انکی زندگی ہی میں ایسا فتنہ برپا ہوا کہ کسی اور نبی کی زندگی میں وہ فتنہ نہیں ہوا۔ اور یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو حضرت عیسیٰ سے مطالبہ کرنا پڑا کہ

ءانت قلت للناس اتخذونی و امی الٰہین

یعنے کیا تو نے ہی کہا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو خدا بنا لو۔ جو جماعت حضرت عیسیٰ نے تیار کی وہ ایسی کمزور اور ناقابل اعتبار تھی کہ خود ہی عیسائی بھی اس کا اقرار کرتے ہیں۔ انجیل سے ثابت ہے کہ وہ بارہ شاگرد جو انکی خاص قوت قدسی اور تاثیر کا نمونہ تھے انہیں سے ایک نے جسکا نام **یہودا اسکریوطی** تھا اس نے تیس روپیہ پر اپنے آقا و مرشد کو بیچ دیا اور دوسرے نے جو سب سے اول نمبر پر ہے اور شاگرد رشید کہلاتا تھا اور جس کے ہاتھ میں بہشت کی کنجیاں تھیں یعنے پطرس اس نے سامنے کھڑے ہو کر تین مرتبہ **لعنت** کی جب خود حضرت مسیح کی موجودگی میں انکا اثر اور فیض اسقدر تھا اور اب انیس سو سال گذرنے کے بعد خود اندازہ کر لو کہ کیا باقی رہا ہو گا۔ اس کے بالمقابل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو جماعت طیار کی تھی وہ ایسی **صادق** اور **وفادار** جماعت تھی کہ انہوں نے آپ کیلئے جانیں دیدیں۔ وطن چھوڑ دیئے۔ عزیزوں اور رشتہ داروں کو چھوڑ دیا۔ غرض آپ کیلئے کسی چیز کی پرواہ نہ کی۔ یہ کیسی زبردست تاثیر تھی اس تاثیر کا بھی مخالفوں نے اقرار کیا ہے اور پھر آپ کی تاثیرات کا سلسلہ بند نہیں ہوا بلکہ ابتک وہ چلی جاتی ہیں قرآن شریف کی تعلیم میں وہی اثر وہی برکات اب بھی موجود ہیں۔ اور پھر تاثیر کا ایک اور بھی نمونہ قابل ذکر ہے کہ انجیل کا کہیں پتہ ہی نہیں لگتا خود عیسائیوں کو بھی اس امر میں مشکلات ہیں کہ اصل انجیل کونسی تھی اور وہ کس زبان میں تھی اور کہاں ہے مگر قرآن شریف کی برابر حفاظت ہوتی چلی آئی ہے ایک لفظ اور نقطہ تک اس کا ادھر ادھر نہیں ہو سکتا۔ اسقدر حفاظت ہوئی ہے کہ ہزاروں لاکھوں حافظ قرآن شریف کے ہر ملک اور ہر قوم میں موجود ہیں جنمیں باہم اتفاق ہے ہمیشہ یاد کرتے اور سناتے ہیں۔

اب بتاؤ کہ کیا یہ آپ کے برکات اور زندہ برکات نہیں ہیں؟ اور کیا ان سے آپکی **حیات** ثابت نہیں ہوتی؟

غرض

کیا قرآن شریف کی حفاظت کے رو سے اور کیا تجدید دین کیلئے ہر صدی پر مجدد کے آنے کی حدیث سے اور کیا آپکی برکات اور تاثیرات سے جو ابتک جاری ہیں آپکی **حیات** ثابت ہوتی ہے۔ اب غور طلب امر یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ کی **حیات** کے عقیدہ نے دنیا کو کیا فائدہ پہونچایا ہے؟ کیا اخلاقی اور عملی طور پر دنیا کی اصلاح ہوئی ہے یا فساد پیدا ہوا ہے؟ اس امر پر جسقدر غور کریں گے اسیقدر اسکی خرابیاں ظاہر ہوتی چلی جائیں گی۔ میں سچ کہتا ہوں کہ اسلام نے اس عقیدہ سے بہت بڑا ضرر اٹھایا ہے یہانتک کہ ۲۹ کروڑ کے قریب لوگ عیسائی ہو چکے جو سچے خدا کو چھوڑ کر ایک عاجز انسان کو خدا بنا رہے ہیں اور عیسائیت نے دنیا کو جو نفع پہنچایا ہے وہ ظاہر امر ہے خود عیسائیوں نے اس امر کو قبول کیا ہے کہ عیسائیت کے ذریعہ بہت سی بداخلاقیاں دنیا میں پھیلی ہیں۔ کیونکہ جب انسان کو تعلیم ملے کہ اسکے گناہ کسی دوسرے کے ذمہ ہو چکے تو وہ گناہ کرنے پر دلیر ہو جاتا ہے۔ اور گناہ نوع انسان کیلئے ایک خطرناک زہر ہے جو عیسائیت نے پھیلائی ہے۔ اس صورت میں اس عقیدہ کا ضرر اور بھی بڑھ جاتا ہے۔

میں یہ نہیں کہتا کہ **حیات مسیح** کے متعلق اسی زمانہ کے لوگوں پر الزام ہے۔ نہیں بعض پہلوں نے بھی غلطی کھائی ہے مگر وہ تو اس غلطی میں بھی ثواب ہی پا گئے کیونکہ مجتہد کے متعلق لکھا ہے **قد یخطی و یصیب** کبھی مجتہد غلطی بھی کرتا ہے اور کبھی ثواب مگر دونوں طرح پر اسے ثواب ہوتا ہے اصل بات یہ ہے کہ مشیت ایزدی نے یہی چاہا تھا کہ ان سے یہ معاملہ مخفی رہے پس وہ غفلت میں رہے اور اصحاب کہف کیطرح یہ حقیقت ان پر مخفی رہی۔ جیسا کہ مجھے بھی الہام ہوا تھا ام حسبت **ان اصحاب الکھف والرقیم کانوا من آیاتنا عجبا**

اسیطرح مسیح کی حیات کا مسئلہ بھی ایک عجیب سر ہے باوجودیکہ قرآن شریف کھول کھول کر مسیح کی وفات ثابت کرتا ہے اور احادیث سے بھی یہی ثابت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر جو آیت استدلال کے طور پر پڑھی گئی وہ بھی اسی کو ثابت کرتی ہے مگر باوجود اسقدر آشکار ہونے کے خدا تعالیٰ نے اپنی حکمت سے اسکو مخفی کر دیا اور آنے والے موعود کیلئے اسکو مخفی رکھا چنانچہ جب وہ آیا تو **اسنے اس راز کو ظاہر کیا**

یہ اللہ تعالیٰ کی حکمت ہے کہ وہ جب چاہتا ہے کسی بھید کو مخفی کر دیتا ہے اور جب چاہتا ہے اسے ظاہر کر دیتا ہے۔ اسی طرح اس نے اس بھید کو اپنے وقت تک مخفی رکھا اب جبکہ وہ وقت آ گیا اور اس کے ہاتھ میں اس سر کی کنجی تھی اس نے اسے کھول کر دکھا دیا اب اگر کوئی نہیں مانتا اور ضد کرتا ہے تو وہ گویا اللہ تعالیٰ کا مقابلہ کرتا ہے۔

غرض

وفات مسیح کا مسئلہ اب ایسا مسئلہ ہو گیا ہے کہ اسمیں کسی قسم کا اخفا نہیں رہا بلکہ ہر پہلو سے صاف ہو گیا ہے قرآن شریف سے مسیح کی وفات ثابت ہوتی ہے احادیث وفات کی تائید کرتی ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا واقعہ معراج جس میں حضرت عیسیٰ کو حضرت یحییٰ کے ساتھ دیکھا۔ اور پھر آیت قل سبحان ربی ہل کنت الا بشرا رسولا مسیح کو زندہ آسمان پر جانے سے روکتی ہے کیونکہ جب کفار نے آپ سے آسمان پر چڑھ جانے کا معجزہ مانگا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہی جواب دیا کہ قل سبحان ربی ہل کنت الا بشرا رسولا۔ یعنے میرا رب اس وعدہ خلافی سے پاک ہے جو ایک مرتبہ تو وہ انسان کیلئے یہ قرار دے کہ وہ اسی زمین میں پیدا ہوا اور یہاں ہی مریگا۔ **فیھا تحیون و فیھا تموتون**۔

میں تو ایک بشر رسول ہوں یعنے وہ بشریت میرے ساتھ موجود ہے جو آسمان پر نہیں جا سکتی۔ اور اصل کفار کی غرض اس سوال سے یہی تھی جو [illegible] پہلے پڑھ چکے تھے کہ انسان اس دنیا میں جیتا اور مرتا ہے اسلئے انہوں نے موقع پا کر یہ سوال کیا۔ جسکا جواب ان کو ایسا دیا گیا کہ انکا منصوبہ خاک میں مل گیا۔ پس یہ [illegible] مسئلہ ہے کہ مسیح وفات پا چکے ہاں یہ ایک معجزہ [illegible] ہے کہ انہیں غفلت میں رکھا۔ اور ہوشیار [illegible] بنا دیا۔ یہ بھی یاد رکھو کہ جن لوگوں نے یہ زمانہ نہیں پایا وہ معذور ہیں۔ ان پر کوئی حجت پوری نہیں ہوئی۔ اور اسوقت اپنے اجتہاد سے جو کچھ وہ سمجھے [illegible] اللہ تعالیٰ سے اجر اور ثواب پائیں گے۔

مگر

اب وقت نہیں رہا۔ اسوقت اللہ تعالیٰ نے اس [illegible] اور اس مخفی راز کو ظاہر کر دیا ہے۔ اور اس مسئلہ [illegible] خوفناک اثروں کو تم دیکھ رہے ہو کہ اسلام تنزل کی حالت میں ہے اور عیسائیت کا یہی **ہتھیار حیات مسیح** ہے جسکو لیکر وہ اسلام پر حملہ آور ہو رہے ہیں اور مسلمانوں کی ذریت [illegible] کا شکار ہو رہی ہے میں سچ سچ کہتا ہوں کہ [illegible] مسائل وہ [illegible] رہتے ہیں اور [illegible] جو حالت ہے مسلمانوں کی [illegible] [illegible] اسلام سے [illegible] [illegible] مسلمانوں کو [illegible]

(باقی آئندہ)

رحلتک یا امیر المومنین فی الحدیث
اے ملک حدیث کے بادشاہ! مجھے اجازت دیجئے کہ میں قدمبوسی کا شرف حاصل کروں۔

امام محمد بن یحییٰ ذہلی اس پایہ کے شخص تھے کہ امام مسلم کے استاذ اور نیشاپور کے مسلم محدث تھے انہوں نے اپنے تمام شاگردوں کو حکم دیدیا تھا کہ امام صاحب کی مجلس میں حاضر ہوا کریں خود امام صاحب کی شہرت اور فضل و کمال نے اس طرح گرویدہ کر لیا کہ امام ذہلی جیسے بزرگوں کی مجلسیں بے رونق ہو گئیں۔

ایک دن امام ذہلی نے اپنی مجلس میں فرمایا کہ میں کل محمد بن اسمٰعیل بخاری کی ملاقات کو جاؤں گا جس شخص کا جی چاہے میرے ساتھ چلے۔ ساتھ ہی امام ذہلی کو یہ خیال ہوا کہ امام بخاری کی بدولت میری درسگاہ میں جو بے رونقی پیدا ہو گئی ہے۔ اس کا اثر میرے طلبا پر بھی پڑا ہے۔ اسلئے میرے ساتھیوں میں سے کوئی طالب علم ایسی بات نہ پوچھ بیٹھے۔ جسکی بدولت مجھ میں اور محمد بن اسمٰعیل میں رنجش ہو جائے۔ اور غیر اقوام کو اہل سنت کے اختلاف پر ہنسی اڑانے کا موقع ہاتھ آجائے۔ اسلئے اپنے ہمراہیوں کو تاکید کر دی کہ امام بخاری سے اختلافی مسایل کے متعلق کوئی سوال نہ کیا جاوے

دوسرے دن امام ذہلی اپنی جماعت کے ساتھ امام صاحب کے یہاں پہونچے۔ اتفاقاً وہی صورت پیش آ گئی جس کا انہیں خوف تھا۔ ایک شخص نے اٹھکر امام صاحب سے سوال کیا کہ یا ابا عبداللہ قرآن کے جو الفاظ ہماری زبان سے نکلتے ہیں کیا وہ مخلوق ہیں؟ اس کے اصلی الفاظ یہ تھے **لفظی بالقرآن مخلوق؟**

امام صاحب ساکت رہے۔ پھر اس شخص نے دوبارہ سوال کیا امام صاحب نے مجبور ہو کر جواب دیا کہ **القرآن کلام اللہ غیر مخلوق۔ ولفظی بالقرآن الفاظنا۔ والفاظنا من افعالنا۔ وافعالنا مخلوقۃ۔**

قرآن کلام الٰہی اور غیر مخلوق ہے۔ اور جو الفاظ ہماری باتوں سے نکلتے ہیں وہ ہمارے الفاظ ہیں اور ہمارے الفاظ ہماری زبان کی ایک حرکت ہیں اسلئے ہمارا ایک فعل ہے اور ہمارے افعال مخلوق ہیں۔"

امام صاحب نے ان مختصر لفظوں میں درحقیقت اس بحث کا فیصلہ کر دیا تھا ظاہر ہے کہ اگر قرآن کا مفہوم نفس کلام ہے۔ تو کلام خدا کی ایک صفت ہے اور خدا کی صفت کیونکر مخلوق ہو سکتی ہے؟ اگر وہ الفاظ مراد ہیں جو ہماری حادث زبانوں سے نکلتے ہیں۔ تو چونکہ وہ مخلوق کا ایک فعل ہے۔ لہٰذا ان کے مخلوق ہونے میں کلام نہیں

لیکن اہل تعصب تو اب کہ عوام نہ سمجھ سکیں گے اس واقعہ کو اسقدر بڑھایا اور شہرت دی کہ امام صاحب کی عام سرد لعزیزی میں فرق آگیا۔ گر جو لوگ وقیقہ رس اور نقطہ سنج تھے وہ اس جواب کی تہ کو پہونچ گئے۔ اور پیشتر سے زیادہ وقعت کرنے لگے انہیں لوگوں میں ایک شخص امام مسلم بھی تھے۔ ان کو جب معلوم ہوا کہ امام ذہلی اس جواب کی بدولت امام صاحب کے مخالف ہو گئے اور انہوں نے اپنی مجلس میں منادی کرا دی کہ جو شخص **لفظی بالقرآن مخلوق** کا قایل ہو وہ ہماری مجلس میں شریک نہ ہو تو سخت برآشفتہ ہوئے اور وہ تمام نوشتے اونٹ پر لدوا کر واپس کر دیے جنہیں امام ذہلی کی تقریریں قلمبند کی تھیں۔

جب یہ اختلاف ایک نازک حد تک پہونچ گیا تو امام صاحب نے **نیشاپور** کو خیرباد کہا اور اپنے وطن مالوف **بخارا** کو روانہ ہوئے۔ اہل بخارا کو جب اطلاع ہوئی کہ ان کا ہموطن کمال اور شہرت کے خلعت سے آراستہ ہو کر پھر اپنے وطن کی طرف آرہا ہے تو جوش مسرت میں استقبال کیلئے بڑھے شہر سے دو کوس کے فاصلہ پر [illegible] خیر مقدم کیا اور درہم و دینار نثار کرتے ہوئے شہر میں لائے اللہ اکبر! ایک وہ زمانہ تھا جب بے باپ کا ایک یتیم بچہ حسرت و یاس کی گود میں بخارا سے نکلا تھا اور ایک یہ زمانہ ہے جب وہی یتیم بچہ امام حدیث ہو کر امرائے شہر کے غول میں خراماں خراماں بخارا میں داخل ہو رہا ہے!

جلاوطنی اور انتقال بخارا میں امام صاحب نے ایک مدت تک آرام و راحت سے زندگی بسر کی لیکن آخر میں اپنی غیور اور خوددار طبیعت کی بدولت مصیبت میں مبتلا ہو گئے۔ **شاہ بخارا** نے حکم دیا کہ بخارا سے فوراً نکل جائیں

امام صاحب کے بعض رشتہ دار سمرقند کے ایک چھوٹے سے قریہ خرتنگ میں رہتے تھے۔ امام صاحب بخارا سے نکل کر وہیں چلے آئے اور آخر عمر تک وہیں رہے۔ جلاوطنی کا انہیں سخت افسوس تھا۔ ونور غم میں بے اختیار زبان سے نکل جاتا۔ کہ الٰہی! باوجود وسعت کے زمین میرے لئے تنگ ہو گئی ہے۔ اسلئے اب مجھکو اٹھالے۔

عجب اتفاق ہے کہ یہ دعا ایسی مقبول ہوئی کہ تھوڑے ہی دنوں میں خدا نے دنیا سے اٹھالیا۔ ۲۵۶ہجری میں شب کو نماز عشا کے بعد انتقال ہوا شوال کے مہینہ میں تیسری تاریخ کو پیدا ہوئے اور شوال ہی کی دسویں کو وفات پائی ۱۹۴ہجری سال پیدایش اور ۲۵۶ہجری سال وفات ہے اس حساب سے تیرہ دن کم باسٹھ برس کی عمر پائی

دوسرے دن جب یہ خبر مشہور ہوئی تو سمرقند میں ایک تہلکہ مچ گیا۔ اس دھوم دھام سے جنازہ اٹھایا گیا کہ سارا سمرقند شامل تعزیت میں ساتھ ساتھ تھا۔ اور بڑے بڑے علما اور عمائد بھی نماز میں شریک تھے۔ نماز ظہر کے بعد جنازہ دفن کیا گیا اور آسمان حدیث کا یہ منور آفتاب سرزمین سمرقند میں ہمیشہ کیلئے غروب ہو گیا۔

ایک شاعر نے دلچسپ اختصار کے ساتھ امام صاحب کا سال ولادت سال وفات اور تعداد سن عمر کو ذیل کے دو شعروں میں نظم کیا ہے۔

کان البخاری حافظاً ومحدثا
جمع الصحیح مکمل التحریر
میلادہ صدق ومدۃ عمرہ
فیھا حمید وانقضی فی نور

امام صاحب کا حلیہ یہ تھا۔ جسم دبلا پتلا۔ قد میانہ رنگ گندمی۔

عام اخلاق و عادات۔ ذریعہ معاش تلامذہ اور تعہد [illegible] امام صاحب کی مقدس زندگی میں بعض ایسی شایستہ خصوصیات پائی جاتی ہیں۔ جن سے بڑے بڑے نامور لوگوں کا اخلاقی دامن خالی ہے۔ انکی طبیعت سخت درجہ غیور، خوددار اور بے تکلف تھی۔ ان کے واقعات زندگی کے آخری حصہ میں تم پڑھ آئے ہو کہ امیر بخارا نے جلاوطن کر دیا تھا۔ مگر کس لئے؟ صرف اسلئے۔ کہ انہوں نے علم کی عظمت کے آگے ایک دنیادار کی عزت کا لحاظ نہیں کیا۔ امیر بخارا کی خواہش تھی کہ امام صاحب اس کے دربار میں حاضر ہو کر صحیح بخاری اور تاریخ کبیر سنائیں۔ امام صاحب نے اس خواہش کو رد کر دیا کہ میں علم کو ذلیل کرنا نہیں چاہتا کہ سلاطین کے آستانہ پر لیجا کر پیش کروں اگر امیر کو سچا شوق ہے تو میری مجلس میں آکر شریک ہو! امیر بخارا کی درخواست تھی کہ وہ قصر شاہی میں آکر شہزادوں کو تعلیم دیں۔ امام صاحب نے فرمایا کہ امیر کے لڑکوں کو کوئی خصوصیت نہیں دے سکتا۔ میری مجلس عام ہے۔ جس کا جی چاہے آکر شریک ہو۔ امیر بخارا کو یہ استغنا ناگوار گذرا حکم دیدیا کہ ہمارے شہر سے نکل جاؤ۔ امام صاحب نے اپنے وطن سے نکلنا منظور کر لیا۔ مگر علم کی ذلت گوارا نہ کی۔ خودداری کا خیال اس درجہ تھا کہ خود ان کا قول ہے کہ "میں نے اپنے استاد **علی بن مدینی** کے سوا اور کسی کے مقابلہ میں اپنے کو چھوٹا نہ سمجھا"

امام صاحب نے عمر بھر کبھی اس امر کی کوشش نہیں کی کہ عام علما کی طرح امیر یا بادشاہ کی دنیا سے فائدہ اٹھائیں کئی مرتبہ اس قسم کے موقع ملتے رہے۔ مگر انہوں نے وظیفہ قبول نہیں کیا

اپنے پدری ترکہ میں سے جو کچھ ملا اس پر آخری عمر تک گزارہ کیا۔ اس زمانہ میں تجارت کی اس خاص صورت کو کہ ایک شخص تو روپیہ صرف کرے اور دوسرا اپنی محنت داخل کر کے تجارت کیجاوے مضاربت کہتے تھے۔ امام صاحب اسی طریقہ کی تجارت میں اپنے روپے لگا دیتے اور اسی کی قلیل آمدنی سے ضروریات زندگی پوری کرتے بہت کم لوگ ہونگے جنکی زندگی میں ایسی بے اعتنائی [illegible] [illegible] جسکو خود انکی آنکھوں نے دیکھا تھا یا جو خود اس کی اتنی [illegible] سے معمولی شخص سے بھی کسی نامعلوم جگہ کو دریافت کریں [illegible] اساتذہ کی طویل طویل فہرست میں بعض ان لوگوں کے نام نظر آتے ہیں جو انکے ہم عمر یا ہم سبق تھے۔ امام صاحب کا ایک بے نظیر وصف انکی بے تعصبی ہے۔ جب ہم انکی مجموعہ احادیث کو مطالعہ کرتے ہیں تو بہت سی حدیثیں ایسی پاتے ہیں جنکے راوی مذہب اہل سنت کے خلاف تھے۔ امام صاحب نے ان سے حدیث لینے میں کچھ تامل نہیں کیا۔ اگرچہ خود انکے مذہب کی مخالف کرتے تھے

امام صاحب کو جسمانی ورزش کا بہت شوق تھا۔ سواری اور تیراندازی میں اس درجہ مہارت تھی کہ انکا نشانہ بہت کم خطا ہوتا تھا۔ امام صاحب کوئی دنیادار آدمی نہیں تھے۔ انکی زندگی بالکل سیدھی سادی اور خالص علمی زندگی تھی لیکن اسکے ساتھ ہی صفائی کا اسدرجہ خیال رہتا تھا کہ فرش پر ایک تنکے کا پڑا رہنا بھی گوارا نہیں کرتے تھے۔ ایک دفعہ درس میں ایک شخص نے اپنی داڑھی سے ایک تنکا نکال کر فرش پر ڈالدیا۔ امام صاحب کی جب نظر پڑی تو چپکے سے اٹھے اور تنکے کو اٹھا کر باہر صحن میں ڈالدیا۔ امام صاحب کا حلقہ درس نہایت وسیع تھا۔ اسلامی دنیا کے ہر حصہ سے طلبا کا گروہ جوق جوق آکر شریک ہوتی۔ اور بڑے بڑے پایہ کے اشخاص حلقہ تلامیذ میں شامل ہوتے۔ انکی مجلس درس کبھی مسجد میں اور کبھی انکے خاص مکان پر منعقد ہوتی تھی ان کے شاگردوں میں حافظ ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی اور ابو عبدالرحمٰن نسائی۔ مسلم بن حجاج جیسے جید محدث نظر آتے ہیں۔ جو حدیث کے ارکان ستہ کے تین جلیل القدر رکن ہیں۔ ابن خزیمہ۔ محمد بن نصر مروزی۔ صالح بن محمد۔ جو آگے چلکر خود بڑے پایہ کے مصنف ہوئے امام صاحب کے عام شاگردوں میں داخل ہیں

امام صاحب کو زمانہ تحصیل ہی میں تصنیف و تالیف کا شوق ہوا۔ اور آخر وقت تک قائم رہا۔ انکی ۱۸ برس کی عمر تھی جب ایک کتاب قضایا الصحابہ والتابعین لکھی [illegible] بڑے بڑے مشایخ کو متحیر کر دیا۔ تاریخ کبیر مدینہ منورہ کی چاندنی راتوں میں لکھی جب آسمان کی منور اور [illegible] قندیل نے دنیا کے مصنوعی چراغوں سے مستغنی کر دیا تھا۔ صحیح بخاری کا مفصل ذکر مستقل عنوان سے کیا گیا ہے۔ انکی علاوہ دیگر تصنیفات کی مجمل فہرست یہ ہے۔ تاریخ کبیر۔ تاریخ اوسط۔ تاریخ صغیر۔ خلق افعال العباد۔ [illegible]

تمہیں اب کیا کرنا ہوگا؟

بکوشید اے جواناں تا بدیں قوت شود پیدا
بہار و رونق اندر روضۂ ملت شود پیدا

میں اپنے دل میں احمدی قوم کو خصوصیت سے مبارکباد دینے کیلئے ایک جوش پاتا ہوں اسلئے کہ اللہ تعالیٰ کا عظیم الشان انعام اسے عطا ہوا ہے وہ اس نعمت پر جسقدر سجدات شکر بجا لائے کم ہیں۔ وہ نعمت یہ ہے کہ احمدی قوم کے وجود نے آج دنیائے اسلام پر ثابت کر دیا ہے کہ یہی ایک قوم ہے جو اشاعت اسلام کے لئے اپنے دلمیں جوش اور اسلام کی موجودہ حالت پر دلمیں درد رکھتی ہے۔

یہ خلاصہ اور لب لباب ہے ان کثیر تحریروں کا جو اردو اخبارات میں آج اشاعت اسلام کے مضمون کے ضمن میں نکل رہی ہیں۔ وہ لوگ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنا امام اور پیشوا یقین کر چکے ہیں خوب جانتے ہیں کہ اس موعود کی دنیا میں آنے کی غرض وغایت کیا ہے؟ قرآن شریف نے پرزور الفاظ میں فرمایا ہے هو الذی ارسل رسوله بالهدی و دین الحق لیظهره علی الدین کله۔ مسیح موعود کی زندگی کا مقصد لیظہرہ علی الدین کلہ کے جامع الفاظ میں بتا دیا گیا ہے کہ وہ ملت بیضا کو ادیان عالم پر غالب کر دکھائیگا۔ پس اگر دنیا اس کو شناخت نہ کر سکے تو خود اس کا کام اس کو منوائیگا۔ اسوقت جبکہ بالاتفاق یہ تسلیم کر لیا گیا ہے کہ خدمت اسلام میں ہمارے میگزین (ریویو آف ریلیجنز) نے ما شاء اللہ وہ کام کیا ہے کہ کوئی انجمن اور مجلس باوجود حمایت اسلام کے ادعا کے نہیں کر سکی تو پھر غور کن طبیعتیں بتائیں کہ کیا بالواسطہ یہ تسلیم نہیں ہوا کہ خدا کا موعود سچا ہے

فی الحقیقت حضرت مسیح موعود کی سچائی پر یہ ایک لطیف دلیل ہے جس نے مجھے اور میرے ان عزیز بھائیوں کو جو میگزین کے کام میں مصروف ہیں ذوق سے سرشار کر دیا ہے اور ہم فخر سے کہہ سکتے ہیں کہ ہم نے جس امام کو امام یقین کیا ہے اس کے ہاتھ میں خدا کا ہاتھ کام کر رہا ہے۔

میرے عزیز دوستو! اور بھائیو! تمہارے چند پیسے جو اس ابتدائی زمانہ میں اشاعت اسلام کے لئے تم نے دیئے وہ اب بارور ہوئے تمہارے اخلاص کا درخت نشوونما پاکر اطراف عالم کو اپنے سایہ میں لیتا ہے اور خدا تعالیٰ نے غیب سے میگزین کی اشاعت کے وسیع پیمانہ پر شائع کرنے کے سامان پیدا کئے ہیں۔ اب جسقدر یہ دائرہ وسیع ہوگا اسیقدر اس کا اثر وسیع ہوگا اور جسقدر روحیں اس چشمہ سے فیض پائینگی اور جسقدر نیکیاں اس ذریعہ سے ہونگی یقیناً یقیناً تم ہی اُن کے حصہ دار ہوگے کیونکہ الدال علی الخیر کفاعلہ۔ پس تم ہی بتاؤ کہ یہ انعام کیسا عظیم الشان ہے۔

میں اس موقع پر ان کثیر رایوں کا خلاصہ شائع کرتا جو ان لوگوں نے جو غیر احمدی ہیں دی ہیں اور انہوں نے میگزین کی خدمات اشاعت اسلام کے متعلق تسلیم کی ہیں مگر محض اسوجہ سے ذکر میں یقین رکھتا ہوں کہ آپ میرے اس بیان پر حسن ظن رکھتے ہیں اور بفضلہ تعالیٰ میں ایک فیکٹ (امر واقعی) اور ٹروتھ (صداقت) پیش کرتا ہوں) ان کو چھوڑتا ہوں۔ ممکن ہے کہ کسی دوسرے وقت میں ہم ان سب رایوں کو ایک پمفلٹ کی صورت میں شایع کر دیں۔

میں اس مضمون کو زیادہ لمبا کرنا نہیں چاہتا اور بہت جلد آپکو اصل مقصد پر لیجانا چاہتا ہوں پس آپکو معلوم ہو کہ جب آپ کے میگزین کی خدمات کا شہرہ عام ہو گیا تو ان لوگوں نے جن کے دلمیں اسلام کا درد ہے اور وہ اب تک کسی وجہ سے اس سلسلہ میں شامل نہیں جوش اسلام سے بے قرار اور بے اختیار ہو کر چاہا کہ اس اشاعت کے دائرہ کو وسیع کریں۔ انہوں نے اپنی اپنی جگہ مسلمانوں کو متوجہ کیا۔ خصوصیت سے میرے محترم دوست مولوی محمد انشاء اللہ خاں صاحب ایڈیٹر وطن اور منشی رحیم الدین صاحب دہلوی اور مولوی غلام محی الدین صاحب قابل ذکر ہیں جنہوں نے اس تحریک کو پرزور الفاظ میں اٹھایا اور بلا خوف لومۃ لائم میگزین کی خدمات کی شکر گذاری ظاہر کی۔

مولوی محمد انشاء اللہ خاں صاحب اور ان دوسرے بزرگوں کی نیک نیتی اور اسلام کیلئے ایک سچا جوش رکھنے کا میں دل سے معترف ہوں اسلئے کہ اگر وہ اس درد سے بیقرار نہ ہوتے تو یہ ناممکن تھا کہ وہ ہمارے سلسلہ میں داخل نہ ہو کر اور اختلاف رکھتے ہوئے بھی اس جوش سے لکھتے اسلئے کہ ہندوستان و پنجاب میں صدہا اخبار نویس اور قوم قوم پکارنے والے موجود ہیں مگر انہیں سے کسی کو اتنی بھی جرأت نہ ہوئی کہ وہ میگزین کا ریویو ہی اپنے اخبارات میں کر دیں۔ بلکہ بعض نے جوش نفسانیت میں اندھے ہو کر اس رسالہ کی کامیابی کو غیر ممکن بتایا اور لوگوں کو اس سے بددل کرنا چاہا۔

لیکن دوستو! خدا تعالیٰ بڑا قادر ہے
جس بات کو کہے کہ کروں گا میں یہ ضرور
ٹلتی نہیں وہ بات خدائی یہی تو ہے

غرض

مولوی محمد انشاء اللہ خاں صاحب نے محض اخلاص اور دلی جوش سے میگزین کی وسعت اشاعت کے وسایل پر غور کی اور تیاریاں میں انہوں نے خط وکتابت شروع کی جس کا نتیجہ خود انہوں نے اپنے اخبار میں شایع کیا ہے۔ میں اس ساری خط وکتابت کو انشاء اللہ سلسلہ وار درج کرونگا لیکن اس مقام پر میں تمہیں ایک خاص امر پر توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ ہماری قوم کے لئے یہ امر کس قدر نازش کا باعث ہے کہ میگزین کا کام اس واجب الاحترام شخص کے ہاتھ میں ہے جو سلسلہ عالیہ احمدیہ کے لئے اس قدر غیرت اور جوش اپنے اندر رکھتا ہے کہ وہ کسی غیر کا پیسہ لینا بھی ایسی صورت میں حرام سمجھتا ہے جبکہ ایسے سلسلہ کے ذکر سے روکا جاوے۔ میرے واجب الاحترام مخدوم حضرت مولوی محمد علی صاحب کا نوٹ میگزین کے اس سال کے پہلے نمبر میں آپ پڑھ چکے ہیں۔ اور یہ اشاعت اسلام اور خدمت اسلام کا جو جوش اسے حق نے دیا ہے وہ آپ اس خط میں پائیں گے جو مولوی محمد انشاء اللہ خاں صاحب کے نام انہوں نے لکھا ہے۔ وہ اسوقت موت کو پسند کرتا ہے جب اسے اسلام کے لئے لکھنے کی توفیق نہ ہو۔ اے خدا تعالیٰ کی عظمت اور اسلام کی حمایت کے لئے سینہ سپر ہونے والے نبرد آزما! تجھپر خدا کی رحمت ہو! تیری عمر میں وہ برکت ہو کہ تجھے عمر نوح ملے تیرے دل پر انوار اور برکات الٰہیہ کا نزول ہوتا تو مقدس اسلام کی پوری خدمت کر سکے۔ دعا کر کہ تیرا ایسا جوش صدق اور اخلاص ہمیں بھی ملے۔ آمین۔

مولوی محمد علی صاحب کو میری کسی تحریک یا تعریف یا کسی اور کی تحسین وآفرین کی کوئی ضرورت نہیں خدا تعالیٰ نے ہم سب میں سے اس کو اس مقصد کے لئے چنا لیکن ہم بھی اس درجہ اور مرتبہ کو بے شک پا سکتے ہیں اور اس کی صورت یہی ہے کہ اس کے انصار ہوں

اے احمدی قوم! یاد رکھو تیری اخلاص سے بھری ہوئی خدمات خدا نے قبول کی ہیں اور خدا کا پیام مغربی اور مشرقی قوموں میں پہونچایا جاتا ہے اور وہ وقت قریب ہے کہ مغربی قومیں نیازمندی کے ساتھ اسلام میں داخل ہوں اور وہ وقت بھی قریب ہے کہ تیرے چندوں اور پیسوں کی کوئی احتیاج نہ رہے لیکن ابھی وقت ہے کہ تجھے خیر وبرکت کا ورثہ مل سکے پس

اٹھو اور قدم بڑھاؤ

غیر احمدیوں نے جس جوش اور اخلاص سے میگزین کا خیر مقدم کیا ہے وہ اس خط وکتابت سے معلوم کرینگے پس تم جو اسکی بانی اور مجوز ہو اب پہلے سے زیادہ قدم بڑھاؤ اور دکھا دو کہ تو شکر گذاری کیلئے اپنے اندر کیسی روح رکھتی ہے ہم تم سے کچھ زیادہ نہیں چاہتے مولوی محمد انشاء اللہ خاں صاحب نے اپنے اخبار کے ناظرین سے دو سو رسالوں کے چندہ کی درخواست کی ہے تم اولین میں داخل ہو کیا تم

اور پانچسو رسالوں کا انتظام کروگی؟

اس کا جواب میں نہیں دوں گا۔ قوم کے پرجوش افراد کیطرف سے اس جواب کا انتظار کرتا ہوں۔ یہ وہ رسالے ہوں گے جو ممالک غیر میں اشاعت اسلام کے لئے جاویں گے۔ خدا تعالیٰ انہیں توفیق دے۔

وہ خط وکتابت جو وطن نے شائع کی ہے میں اگلی اشاعت میں انشاء اللہ شایع کرونگا۔

آخر میں میں اتنا یاد دلاتا ہوں کہ وطن کے سرپرستوں میں بڑے اولوالعزم مسلمان دہلی ہیں جنہوں نے ۲۵ ہزار کے قریب حجاز ریلوے میں دیا ہے اور ابھی دو ہزار پرچہ وطن کی مفت اشاعت کا وہ انتظام کر رہے ہیں اور آپنے ان کو کوئی ذکر کی قومی چندہ ان کے سر رہتا ہے پس وہ چندے دینے میں تم سے پیچھے نہیں اسلئے ایسا نہ ہو کہ تم اپنے قومی چندوں کی کثرت سے گھبرا کر میں انشاء اللہ ان پانچسو چندوں کے لئے بہت جلد یہ شائع کرنے کے قابل ہو سکونگا کہ پورے ہوگئے کم از کم وطن کے دوسو چندوں کے پورا ہونے سے پہلے ہو جانے چاہئیں تاکہ تمہاری اولیت اور حمیت قومی میں فرق نہ آنے پاوے اور میں خود اس کام کو اپنے چار رسالوں کے چندہ سے شروع کرتا ہوں۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ آمین

تبدیلی مطلوب ہے

کمشنری ملتان کے ایک نائب تحصیلدار درجہ سوم جو عنقریب درجہ دوم میں ترقی یاب ہونیوالے ہیں صوبہ سرحد کے کسی نائب تحصیلدار درجہ سوم سے تبدیلی کے خواہشمند ہیں اگر کوئی صاحب اس تبدیلی پر رضامند ہوں تو ایڈیٹر الحکم کے ساتھ خط وکتابت کریں۔

خط و کتابت

میرے مکرم معظم والدین سے زیادہ مہربان جناب حضرت حکیم صاحب ادام اللہ فیوضکم۔
السلام علیکم و رحمۃ اللہ .... آخر وہ وحدت وجودی نکلا جس کے ثبوت کیلئے اس نے ایک رسالہ .... دیا اور اس کے ثبوت میں چند آیات قرآن شریف اور احادیث رسول مقبول ... بطور نمونہ درج کرتا ہوں ۱؎ وللہ المشرق والمغرب فاینما تولوا فثم وجہ اللہ۔ ۲؎ ونحن اقرب الیہ من حبل الورید۔ ۳؎ وھو معکم اینما کنتم۔ ۴؎ ونحن اقرب الیہ منکم ولکن لا تبصرون۔ ۵؎ وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی۔ ۶؎ ھو الاول والاخر والظاھر والباطن وھو بکل شیء علیم۔ ۷؎ وفی انفسکم افلا تبصرون۔ ۸؎ وکان اللہ بکل شیء محیطا۔ لا یزال عبدی یتقرب الی بالنوافل حتی احببتہ فاذا احببتہ کنت سمعہ الذی یسمع بہ وبصرہ الذی یبصر بہ الی آخرہ۔

التماس ہے کہ جناب ان آیات و احادیث کا صحیح ترجمہ مع تفسیر واضح تحریر فرماویں جناب کا مشکور ہونگا
کمترین محمد الدین احمدی از ہوشیارپور۔

جواب۔ نقل خط میں جو بطور خلاصہ کئے گئے آیات و احادیث آپ کے محول پر نمبر لگا دیئے ہیں۔ بنا بر سہولت ۱؎ وللہ المشرق والمغرب فاینما تولوا فثم وجہ اللہ۔ **ترجمہ**۔ خاص اللہ تعالیٰ کا ہی ملک ہے مشرق بھی اور مغرب بھی۔ پس تمکو چاہیے کہ جہاں تم مونہہ پھیرو تمہارا اصل مقصد اللہ تعالیٰ کا ہے مونہہ ہو۔ یعنے ہر ایک کام میں قبلہ مقصود تمہارا رضاء الٰہی ہو۔
(الف) اب آپ وجودیوں سے دریافت فرماویں کہ اس آیت شریف سے کہاں وحدت وجود کا ثبوت پایا جاتا ہے۔
(ب) اگر وجودیوں کے مذاق پر ہی معنے لئے جاویں یعنے جہاں مونہہ کرو وہیں خدا کا مونہہ ہے تو پھر بھی وحدت وجود ثابت نہیں ہوتا۔
اول اسلئے کہ مجاہد کا قول ہے کہ معنے اس آیت کے یہ ہیں کہ جہاں تم ہو قبلہ تمہارا وجہ اللہ یعنے کعبہ ہی ہو یعنے جسکی طرف اللہ تعالیٰ نے توجہ دلائی ہے) یعنے یہ مذہب چونکہ عام لوگوں کیلئے ایک وسیع قانون قبلہ کے متعلق بیان فرما دیا کہ مشرق والے مغرب کو اور مغرب والے مشرق کو وعلیٰ ھٰذا القیاس جنوب و شمال والے بھی کعبہ کو ہی مونہہ کیا کریں۔ ابن کثیر جلد اول صفحہ ۲۰۲ - **دوم**۔ ابن جریر کہتا ہے کہ نماز سفر نوافل کیلئے یہ اذن عام ہے مسافر سوار کیلئے۔ چنانچہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا کرتے تو یہی آیت پڑھا کرتے تھے ابن کثیر صفحہ ۲۰۲ جلد اول
تیسرا۔ ابن جریر کہتا ہے کہ یہ آیت اس کے حق میں ہے جسکا قبلہ گم ہو جاوے۔ صفحہ ۲۰۲ ابن کثیر
چوتھا۔ ابن جریر کہتا ہے کہ یہ دعا کیلئے ہے کہ عند الدعا جسطرف مونہہ ہو جاوے۔ ابن کثیر صفحہ ۲۰۲ جلد اول۔
(ج) کیا سارا خدا مونہہ ہی مونہہ ہے اور کچھ نہیں اور لوگوں کے بول و براز والی جگہ بھی خدا کا ہی مونہہ ہے کہ اس سے وحدت وجود ثابت ہو۔ نعوذ باللہ۔
(د) وجہ کے معنے ہیں توجہ۔ یہ آیت پیشگوئی ہے فتوحات صحابہ کے لئے کہ جہاں تمہاری توجہ ہوگی اللہ تعالیٰ کی بھی ادھر ہی توجہ ہوگی چنانچہ ایسا ہی ہوا۔
(ہ) وجودیوں کے مذاق پر بھی اس آیت شریف میں بجائے وحدت کے کثرت موجود ہے اللہ ایک مشرق دو مغرب تین وجہ چار تمہارے مونہہ پانچ جو خود بھی جمع ہیں وہ طرف تمہارے مونہہ والا یہ چھ چیزیں ہیں
۲؎ ونحن اقرب الیہ من حبل الورید
ترجمہ۔ میں نزدیک تر ہوں اسکی طرف اس رگ (رسہ) سے جس کا نام ورید ہے۔
بدن میں خون کیلئے دو رستے ہیں ایک کا نام شریان ہے یہ وہ ہے جو حرکت کرتا ہے۔ ایک کا نام ورید ہے یہ وہ ہے جو حرکت نہیں کرتا۔ قلب میں ورید کا خون داخل ہو کر صاف ہو کر بذریعہ شریان کے تمام بدن میں پہونچتا ہے۔ کیا معنے۔ میں ایسے موقع پر بھی اپنی قدرت کاملہ سے کام کرتا ہوں جسجگہ تمہاری کسیطرح کوئی رسائی نہیں۔ اب یہاں کوئی ثبوت وحدت وجود کا نہیں
(الف) اگر سارے لوگ خدا ہیں تو ہر ایک ذی روح کا ہر ایک ذی روح کے قلب میں موجود ہونا ضرور ہے بموجب اس آیت کے۔
(ب) اگر وجودیوں کے مذاق پر حبل الورید کے معنے شاہ رگ ہی کرلیں تو کیا تمام لوگ ہر ایک کی شاہ رگ سے نزدیک تر ہوتے ہیں۔
(ج) نحن کا لفظ ضمیر صاف چاہتا ہے کہ تمام لوگ ہر ایک کے قلب میں یا شاہ رگ سے نزدیک تر ہوں۔
(د) باوجود اس کے یہاں بھی کثرت موجود ہے نحن کا لفظ جو جمع متکلم کا ضمیر ہے بجائے خود مستقل طور پر ایک جمع ہے۔ دوسرا وہ جنکے وہ سارے نزدیک ہیں۔ تیسرا خود حبل الورید ہی علیحدہ چیز ہے تین کو ایک کہنا کسی مسلمان موحد کا کام نہیں۔ ہاں عیسائی تین کو ایک کہتے ہیں جسکو ابتک خود بھی انکی سمجھ نہیں آئی
۳؎ وھو معکم اینما کنتم۔ **ترجمہ**۔ وہ تمہارے ساتھ ہے جہاں تم ہو۔ یہ آیت سورہ حدید رکوع اول میں ہے۔ یہاں ان لوگوں نے لاتقربوا الصلوٰۃ والی کانٹ چھانٹ کی ہے اللہ تعالیٰ کے وسعت علم کا اس موقع پر ذکر ہے اس کے اول و آخر کو دیکھنے سے صاف پتہ لگتا ہے چنانچہ پوری آیت یہ ہے یعلم ما یلج فی الارض وما یخرج منہا وما ینزل من السماء وما یعرج فیہا وھو معکم اینما کنتم واللہ بما تعملون بصیر۔ جو کچھ زمین میں داخل ہوتا اس سے نکلے اور جو کچھ آسمان سے نازل ہوتا اور پھر چڑھتا وہ سب کو جانتا ہے جبکہ وہ ایسا وسیع علم والا ہے تو پھر تو وہ تمہارے ساتھ ہی ہوا جہاں تم ہو پھر اسی آیت کے معنے زیادہ واضح کرنے کیلئے فرمایا کہ واللہ بما تعملون بصیر۔ مطلب یہ ہے کہ جو کچھ تم کرتے ہو وہ دیکھ رہا ہے۔ دوسرا اگر حسب مذاق وجودیوں کے اسکے معنے کئے جاویں پھر بھی کثرت بلکہ کثرت در کثرت ہی وحدۃ کہاں ایک وہ دوسرا تم جو بجائے خود ایک مستقل کثرت ہے ایک وہ مکان تمہاری موجودگی کا اگر زیادہ نہیں تو تثلیث یا ثالوث تو ضرور ہی ہے۔
۴؎ ونحن اقرب الیہ منکم ولکن لا تبصرون
یہاں بھی وجودیوں کے وہی لاتقربوا الصلوٰۃ والی کانٹ چھانٹ ہے پوری آیت اسطرح ہے فلولا اذا بلغت الحلقوم وانتم حینئذ تنظرون ونحن اقرب الیہ منکم ولکن لا تبصرون۔ پھر جب جان گلے پر پہونچ جاتی ہے وہ قریب المرگ ہوتا ہے تو تم اسکی جان کو کیوں نہیں واپس کر لیتے حالانکہ تم اس کا حال اسوقت سامنے دیکھ رہے ہوا گرچہ اسوقت تم بہت ہی قریب ہوتے ہو مگر ہم تم سے بھی زیادہ قریب ہوتے ہیں۔ یعنے ملایک قابض روح۔
قرآن مجید میں یہ قاعدہ ہے کہ جو افعال اللہ تعالیٰ بتوسط دوسری مخلوق کے ظاہر فرماتا ہے اس میں اللہ تعالیٰ اپنے آپ کو صیغہ جمع سے بیان فرماتا ہے جیسے انزلنا من السماء ماءً۔ ترجمہ۔ ہم ہی بادلوں سے پانی اتارتے ہیں یا جیسے انا نحن نحی الموتی۔ ترجمہ۔ ہم ہی مردوں کو زندہ کرتے ہیں یعنے کفار کو بتوسل انبیاء و رسل و مامورین و مومنین وغیرہ ہدایت کرتے ہیں۔ یا جیسے نحن اقرب الیہ من حبل الورید یعنے معرفت ملایک جو دوران خون اور تصفیہ خون پر موکل ہیں یا جیسے یہی آیت یعنے ہمارے ملایک قابض روح تم سے بہت نزدیک ہوتے ہیں۔
دوسرا باوجود کانٹ چھانٹ کے پھر بھی کسقدر کثرت موجود ہے اور وحدت کا نام و نشان ہی نہیں ایک ہم ایک تم یہ دونوں بجائے خود مستقل جمع ہیں ایک وہ قریب المرگ اگر زیادہ نہ مانو تو تین تو بہرحال ماننے پڑیں گے جو تثلیث ہے یا ثالوث۔
۵؎ وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی۔ **ترجمہ**۔ تونے (یا محمد) نہیں پھینکا جبکہ پھینکا بلکہ وہ تو اللہ تعالیٰ نے پھینکا۔ اسمیں وحدت وجود کہاں ہے ایسے الفاظ تو اس ملک میں بھی اعد خانگی کے موقع پر عموماً بولے جاتے ہیں چونکہ انبیاء و رسل و اولیا کے سارے کام محض اللہ تعالیٰ کیلئے ہی ہو جاتے ہیں اسواسطے ان کا اپنا کچھ بھی درمیان نہیں رہتا چنانچہ اس حدیث قرب والی سے اللہ تعالیٰ آدمی کا ہاتھ پاؤں ایک کان بن جانا اور پھر شامل ہے جسکی تفصیل عنقریب آتی ہے۔ دوسرا یہاں بھی وہی کثرت موجود ہے۔ پھینکنے والا (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) دوسرا اللہ تعالیٰ تیسرا جس چیز کو پھینکا افسوس یہ لوگ کس غلط مذاق کے سبب کس قوم کی مشابہت حاصل کر رہے ہیں جسکو دجال کہا گیا ہے۔
۶؎ ھو الاول والاخر والظاھر والباطن وھو بکل شیء علیم۔ اس کے صرف وہی معنے لکھدینے کافی ہیں جو حضرت سرور عالم فخر بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائے۔ اگر اس کو بھی وجودی نہ مانیں تو فبای حدیث بعدہ یومنون تو پھر کس حدیث پر ایمان لائیں گے ھو الاول فلیس قبلہ شیء ھو الاخر فلیس بعدہ شیء ھو الظاھر فلیس فوقہ شیء ھو الباطن فلیس دونہ شیء۔
کیا کوئی وجودی اپنی نسبت کہہ سکتا ہے کہ اس کے اول کچھ نہ تھا مگر اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے۔ ھل اتی علی الانسان حین من الدھر لم یکن شیئا مذکورا۔ کیا کوئی وجودی کہہ سکتا ہے کہ اس کے بعد کچھ ہوگا مگر قرآن مجید تو فرماتا ہے کل نفس ذائقۃ الموت کل شیء ھالک ہاں شاید وجودیوں کا خدا عیسائیوں کے خدا کیطرح مرتا بھی ہو بلکہ عیسائیوں کا خدا تو ایک دفعہ مرا مگر یہاں تو ہر ایک ان میں وجودی خدا کروڑ در کروڑ بلکہ اس سے اضعاف مضاعف مرتے ہیں کیونکہ ان کے نزدیک کیڑے مکوڑے وغیرہ سب کے سب خدا ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو سمجھ عطا فرماوے۔
دوسرا وہ ساری آیت کے مجموعہ سے وحدت وجود ثابت کرنا چاہتے ہیں مگر اصل میں معاملہ ایسا برعکس ہے کہ ہر ایک فقرہ میں کثرت موجود ہے۔ مثلاً ھو الاول اب ایک تو وہ ہوا جو اول ہے اور دوسری وہ اشیاء جن سے وہ اول ہے والظاہر وہ غالب ہے یہاں بھی ایک غالب ہونیوالا اور ایک جن پر غالب ہوا علیٰ ھٰذا القیاس باقی بھی۔
وھو بکل شیء علیم۔ ترجمہ۔ وہ ہر چیز کو جانتا ہے۔ دیکھو یہاں بھی وہی کثرت ہے بلکہ یہاں تو کثرت کیلئے صرف لفظ کل ہی کافی ہے۔ باوجود اسقدر کثرت غیر محدود وغیر محصور کے پھر وحدت وجود میں خلل نہیں وحدت وجود کیا ہوئی بی بی تمیزہ خالدار کا وضو ہوا۔
۷؎ وفی انفسکم افلا تبصرون۔ اسمیں بھی وجودیوں نے وہی کمال دکھایا جو کسی نے ولاتقربوا الصلوٰۃ میں دکھایا۔
ساری آیت یہ ہے وفی الارض آیات للموقنین۔ وفی انفسکم افلا تبصرون
تمام زمین میں یقین کرنیوالوں کیلئے نشان موجود ہیں بلکہ دور جانے کی ضرورت نہیں خود تمہارے نفسوں میں ہی نشان موجود ہیں کیا تم غور نہیں کرتے۔ باوجود اس کے کسقدر کثرت موجود ہے ضمیر کم تبصرون کا صیغہ جمع ہی پھر نشانات بھی جمع ہیں پھر زمین۔ کیا وجودی مناسب

نوٹ: یہ خط مولوی [illegible] صاحب کے [illegible]

نزدیک سب کچھ وحدت ہی ہے

۸ـ وکان اللّٰہ بکل شیءٍ محیطاً۔ اللہ تعالیٰ

کا ہر چیز پر احاطہ ہے۔ کیا اس سے وحدت وجود ثابت ہوگئی۔ کیا گھیرنے والا صاحب کسی چیز کو گھیر لیتا ہے وہ عین شئے کا ہو جاتا ہے۔ کیا وجودی لباس نہیں پہنا کرتے۔ پاخانہ میں نہیں جاتے۔ کیا ان کا احاطہ بول وبراز پر نہیں۔ کیا اس سے ثابت ہوگیا کہ وجودی اس وقت عین لباس عین پاخانہ ہو جاتے ہیں۔ کیا عین بول یا عین براز ہو جاتے ہیں۔ ایک شخص سفید زمین کو دیوار سے گھیر لیتا ہے۔ ایک بادشاہ دوسرے بادشاہ یا اس کے قلعہ کو یا فوج کو تو پہر کیا وہ گھیرنے والا اور گھیرا ہوا شئے واحد ہو جاتے ہیں۔ یہ مسئلہ بھی عیسائیوں کے کفارہ کی طرح شاید ہی تیسرے یعنے اور عیسائیوں کے روح القدس داخل ہونے کے بعد سمجھ میں آوے تو آوے۔ باوجود اس کے پہر وہی کثرت موجود ہے۔ یہاں بھی کل کا لفظ اور اللہ اور شئے تین ہیں۔ اس تثلیث یا تثلیث کو وجودی لوگ ہی کچھ سمجھتے ہوں گے۔ تین کو ایک کہنا تو عیسائیوں کا کام ہے نہ مسلمان کا۔

۹ـ لایزال عبدی یتقرب الیّ بالنوافل حتی احبہ فاذا احببتہ کنت سمعہ الذی یسمع بہ وبصرہ الذی یبصر بہ الیٰ آخرہ

ہمیشہ مومن بسبب ان اعمال کے جو فرضوں کے علاوہ ہیں میرے نزدیک ہوتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ میرا پیارا ہو جاتا ہے اور اس کا اور میرا معاملہ واحد خالق کا سا ہو جاتا ہے اور میرا اور اس کا درمیان میں کچھ نہیں رہتا۔ اس کے تمام افعال اقوال محض میرے ہی لئے ہو جاتے ہیں یہانتک کہ گویا میں اس کے کان ہو جاتا ہوں یعنے جو سنتا ہے خاص میرے ہی لئے سنتا ہے اور میں ہی اس کی آنکھ ہو جاتا ہوں وعلیٰ ہذا القیاس تمام اعضا و افعال۔

دوسرا یہاں اللہ تعالیٰ کی دوسری بعض صفات مثلاً وجہ اور ساق وغیرہ کا ذکر نہیں ہے کیا جب آدمی اسطرح خدا بن جاتا ہے تو اس وقت اس کے مونہہ اور ساق وغیرہ اوصاف اس سے علیحدہ رہ جاتے ہیں۔ تیسرا جب قسم دوم میں انسان کو خدا بنایا تو وہاں ہاتھ پاؤں کان آنکھ ساق وغیرہ صفات الٰہی کو بہول گئے اور یہاں وجہ اور ساق وغیرہ کو۔

یہ عجیب فلسفہ ہے۔ یہ تو وہی مثل ہوئی جیسے مثنوی میں ہے شیر بے گوش وسر وشکم کردید۔ ایچنین شیرے خدا خود نافرید۔ یعنے کبھی تو وجودی لوگ ایسے خدا تجویز کر لیتے ہیں کہ جو سوائے وجہ کے دیگر صفات ساق ید رجل بصر سمع وغیرہ سے عاری ہو اور کبھی وجہ اور ساق سے عاری۔ معاذ اللہ۔

دوسرا تقرب بالنوافل سے تو صاف صاف غیریت ثابت ہوتی ہے یعنے پہلے وہ دور ہوتا ہے پہر بسبب اعمال کے اسکو تقرب حاصل ہوتا ہے۔ تیسرا وجودیوں کے مذاق پر بھی اس حدیث سے وحدت وجود ثابت نہیں ہوتا بلکہ کروڑ در کروڑ انسان جو تقرب حاصل نہیں کرتے خدا نہیں بن سکتے۔ چوتہا اگر بعد تقرب کے انسان اسطرح خود خدا بن جاتا ہے اور وحدت وجود میں داخل ہو جاتا ہے تو قبل از تقرب اس کو کیا کہا جاویگا۔ انسان یا خدا۔ اگر انسان تہا تو یہ حدیث وحدت وجود کا ثبوت نہ ہوئی بلکہ یہ تو وہی بات ہوئی جیسے بعض عیسائی کہتے ہیں کہ یسوع قبل از نزول روح القدس خدا نہ تہا۔ مگر بعد نزول روح القدس ازلی ابدی خدا خالق السموات والارض ہوگیا اگر خدا تہا تو بھی یہ حدیث نعوذ باللہ فضول ٹھہری اور اسکی شرط تقرب بالاعمال بھی فضول ماننی پڑیگی اگر وحدت وجود کا مسئلہ صحیح فرض کر لیا جاوے تو وجودی لوگ اپنے اس مسئلہ میں عملی حصہ میں کیا نمونہ دکہائیں گے کیونکہ ساری شریعت عمل درآمد کیلئے ہی ہے۔ مثلاً شریعت اسلام میں ایک نکاح کا مسئلہ ہے دو اجنبی لڑکا لڑکی میں جب نکاح ہو جاتا ہے تو بعد نکاح ان کے باہمی میل ملاپ پر کوئی اعتراض نہیں رہتا نہ شرعاً نہ قانوناً نہ اخلاقاً بلکہ اس میل ملاپ کیلئے خویش واقارب دوست خوش ہوتے ہیں۔ اب جبکہ وجودیوں کے نزدیک ہر چیز ہی خدا ہے تو اگر انکی بی بی کے ساتھ اس کا کوئی دوست مونہہ کالا کرے تو یہ کسقدر مبارک دیتے اور خوشیاں مناتے ہیں کیونکہ صرف دو خداؤں کا باہم ملاپ ہوا ہے یا کم سے کم اگر کوئی شخص ان کو گالی دے تو کیا وجودی لوگ اس کو اللہ تعالیٰ کا حکم سمجھ کر آمنا و صدقنا کہہ اٹھتے ہیں۔ جیسے قرآن مجید کے احکام کے لئے ضروری ہے۔ ایکدفعہ مولانا مولوی نور الدین صاحب ایک جگہ ایک وجودی کے ساتھ ملکر کہانا کہا رہے تھے مولوی صاحب نے ایک کتے کیطرف جو وہاں موجود تہا ہڈی پہینکدی۔ وجودی بولا یہ بھی آپ ہی ہیں۔ وہ وجودی حضرت موضع سیال والوں کا مرید تہا۔ مولوی صاحب نے کہا پہر تو آپ کو موضع سیال میں جانیکی حاجت ہی نہ رہی۔ وجودی بولا واہ مولوی صاحب تم نے کیا غضب کیا ہمارے مرشد کو گالی دیدی۔ مولوی صاحب نے کہا تم نے اس سے بڑھکر کیا کہ ہمارے خدا کو گالی دیدی فبہت الذی کفر۔

غرض ان لوگوں کی وحدت وجود اور ان کے اس پر ایمان لانے اور رکہنیکا یہی حال ہے۔ والسلام

حکیم فضل الدین از قادیان

دوسرا خط

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

ایک صاحب جو اہل شیعہ ہیں مفصلہ ذیل سوالات کا جواب مانگتے ہیں۔ براہ مہربانی الحکم میں اشاعت فرماویں

(۱) اگر مرزا صاحب امام مہدی ہیں تو پہلے اماموں کی فہرست جو گذر چکے ہیں اسوار سے مطلع فرماویں اور وہ امام کس قوم سے ہوئے ہیں۔

(۲) باغ فدک کے تنازعہ کی اصل حقیقت کیا ہے۔

(۳) حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تلوار کس غرض کے لئے اٹھائی آیا اشاعت اسلام کیلئے یا اپنے بچاؤ کیلئے

عاجز اللہ بخش متخلص بہ ردی از ظفروال ضلع سیالکوٹ

الجواب (۱) حضرت مرزا صاحب امام مہدی ہیں ان کے ثبوت امامت کیلئے دوسرے آئمہ کے نام اور قوم دریافت کرنا فضول ہے۔ کیونکہ اگر کوئی جہوٹا مدعی امامت پہلے آئمہ کے نام اور قومیت بیان کردے تو کیا وہ سچا امام مہدی مانا جاویگا؟ ہرگز نہیں۔ دوسرا اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ منہم من قصصنا علیک ومنہم من لم نقصص علیک۔ اسیواسطے باوجودیکہ یقیناً حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نبی تھے۔ حالانکہ بموجب اس آیت کے نہ کوئی فہرست اسم وار پہلے نبیوں کی اپنے دی ند دے سکتے تھے۔ تیسرا قرآن کریم میں ہے کہ رسول اللہ کی شناخت علامات سے کرنی چاہیئے وماکان لرسول ان یاتی بآیۃ الا باذن اللہ سو بیس علامات خلافت وامامت الحکم ع۲ جلد ۱۰ المطبوعہ ۷ ؍ جنوری ۱۹۰۶ء میں مفصل درج ہیں ملاحظہ فرماویں چوتہا۔ آیت استخلاف میں خلافت کسی قوم کے ساتھ مخصوص نہیں کئے گئے۔ وعد اللہ الذین آمنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنہم فی الارض کما استخلف الذین من قبلہم جو مومن ہوں اور سنوار کے کام ہی کریں ان کو وعدہ خلافت دیا گیا ہے + گزشتہ بارہ مجددین بہرحال بارہ امام مجدد ہو گذر چکے اب آخری خلیفہ جو اثنا عشر کے زاید ہے اس کا قریشی یا اہلبیت ہونا ضرور نہیں۔

اثنا عشر آئمہ والی حدیث سے یہ کب ثابت ہوتا ہے کہ سوائے اثنا عشر آئمہ کے کوئی اور امام کسی اور قوم سے نہ ہوگا

بموجب آیت۔ انا ارسلنا الیکم رسولاً شاہداً علیکم کما ارسلنا الیٰ فرعون رسولا کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مثیل موسیٰ ہیں اور بموجب آیت استخلاف کے سلسلہ خلافت مثل سلسلہ خلافت موسوی ہے لہذا جیسے آخری خلیفہ سلسلہ خلافت موسوی نبی اسرائیل سے تہا اسیطرح آخری خلیفہ محمدی کا قریشی یا سادات سے ہونا ضروری نہیں بموجب حدیث یسلب الملک من قریش کے بھی آخری خلیفہ قریش سے نہیں ہونا چاہیئے۔

بموجب حدیث سلمان منا اہلبیت کے یہ خلیفہ آخری یعنے مولانا ومرشدنا مرزا صاحب بھی اہل بیت سے ہی ہے۔ ولکل قوم ہاد اور حدیث علیٰ کل مائۃ سنۃ یجدد لہا امر دینہا میں کوئی قوم معین نہیں کیگئی۔ تلک عشرۃ کاملۃ

(۲) باتفاق اہلبیت واہل تشیع باغ فدک کے متعلق سورہ حشر میں اللہ تعالیٰ کا فیصلہ موجود ہے۔ ما افاء اللّٰہ علیٰ رسولہ من اھل القریٰ فللّٰہ وللرسول ولذی القربیٰ والیتامیٰ والمساکین وابن السبیل۔ الیٰ قولہ تعالیٰ للفقراء المہاجرین۔ الیٰ آخرہ والذین تبوؤ الدار یعنی انصار والذین جاؤ من بعدہم مگر شرط یہ ہے کہ شیعہ نہو کیونکہ لاتجعل فی قلوبنا غلاً للذین آمنوا کی شرط اللہ تعالیٰ شانہ نے لگا دی ہے۔ پس ہم ہرگز ہرگز یقین نہیں کر سکتے کہ حضرت بتول رضی اللہ عنہا نے خلاف قرآن دعویٰ کیا ہو۔ ہاں ممکن ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کا امتحان کیا ہو کہ کیا یہ خلاف قرآن کریم فیصلہ کرتے ہیں یا نہیں مگر حضرت صدیق امتحان میں پاس ہوگئے۔

(۳) حضرت علی کی تلوار کچھ تو حسب الحکم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قتل خوارج کے لئے تہی جو ایک قسم کی بغاوت میں مبتلا تہے۔ اور نہروان میں قتل ہوئے۔ آخر حضرت علی ابن ملجم باغی کے ہاتہ سے شہید ہوئے۔ دوسرے اپنے بچاؤ کیلئے اور انتظام کیلئے تہی۔

حکیم فضل الدین۔

مراسلات

چونکہ بہت سی مراسلتیں دفتر میں کتنے ہی دنوں سے آکی پڑی ہیں اور ان کا جلد تر شائع ہو جانا از بس ضروری ہے اس لئے کچھ مراسلے اس اشاعت میں اور کچھ اگلی اشاعت میں نکال دیئے جاویں گے مضمون نویس صاحبان اس دیر کیلئے ہمیں معذور سمجھیں۔ ایڈیٹر

اطلاع

منشی محمد سعید صاحب بی۔ اے معرفت منشی غلام سرور صاحب بی۔ اے کلاس مشن لاہور کے سوالات کا مسلسل اور مفصل جواب الحکم کی اگلی اشاعت میں شروع ہوگا انشاء اللہ العزیز مطمئن رہیں۔ ایڈیٹر

پیسہ اخبار کی غلط بیانی

بیچارے پیسہ اخبار سلسلہ عالیہ احمدیہ کی معاندانہ مخالفت میں کچھ ایسا از خود رفتہ ہوگیا ہے۔ کہ اس سلسلہ کے متعلق قلم اٹھاتے وقت وہ اپنے ایمان کی بھی پرواہ نہ کرکے ہمیشہ جہوٹ کی نجاست پر مونہہ مارتا ہے اور اس وصف حمیدہ سے اس کا اعتبار یہانتک بڑھ گیا ہے کہ خواص تو درکنار عوام بھی اسکی ایسی تمام تحریروں کو جو مرزا صاحب کے مخالفت میں ہوں اسکی غلو عناد کا نتیجہ قرار دیکر

... بیل بخل سے پر نظر رہ تہمت نہیں دیتا اگرچہ بعض غلطیاں اسکی ناواقفیت کے سبب ہیں۔ ہم نہ انتے ہیں کہ درحقیقت ایڈیٹر پیسہ اخبار کو سلسلہ احمدیہ کے ساتھ کچھ دلی عداوت نہیں۔ مگر چونکہ اس کے اخبار کے خریداروں کا زیادہ حصہ مرزا صاحب کے مخالفین کا ہے۔ اسلئے وہ ان کی خوشنودی کو مقدم رکھنے میں معذور اور مجبور ہے۔ لیکن میں پوچھتا ہوں کہ بالفرض اگر یہی وجہ مخالفت کی ہے۔ تو کیا یہ امر قابل تحسین ہے؟ کیونکہ جس شخص کا گذر کوچۂ دین سے ہو۔ وہ کبھی ایسی منافقانہ روش اختیار کر کے دراہم معدودہ کی خاطر اپنے خدا کو ہرگز ناراض نہیں کر سکتا۔

اسکی بے مثل انصاف پسندی کا ایک ادنیٰ ثبوت یہ ہے کہ وہ ہر قوم اور فرقہ کی ہر قسم کی اچھی بری مذہبی تحریروں کو اپنے اخبار میں خوشی سے درج کر لیتا ہے لیکن سلسلہ احمدیہ کی تائید میں خواہ کیسا ہی مدلل اور معقول مضمون اُسے بھیجا جاوے وہ بہت ہی کم شائع کرتا ہے کیونکہ وہ خوب جانتا ہے کہ کسی مضمون کی معقولیت اپنا اثر کئے بغیر نہیں رہتی۔ کاش وہ اس امر میں عیسائی اخباروں سے ہی سبق لیتا۔ جو باوجود سخت مذہبی مخالفت کے بھی فریق مخالف کی مراسلت کو بخوشی درج کر لیتے ہیں۔

اس کے بغض و عناد کا تازہ ثبوت اس نوٹ سے ظاہر ہوتا ہے جو اُسنے ۱۰ دسمبر ۱۹۱۳ء کے روزانہ پرچہ میں لکھا ہے۔ اور جسمیں ایک نہ دو بلکہ تین جھوٹ بولے ہیں جو درج ذیل ہیں۔

(۱) مولوی برہان الدین جہلمی طاعون سے فوت ہو گئے۔
(۲) مرزا صاحب کی وہ پیشگوئی غلط نکلی کہ انکی جماعت کا کوئی فرد طاعون سے نہیں مریگا۔
(۳) مرزا صاحب کے کئی جید مرید اس مرض سے مر چکے ہیں۔

ان سب باتوں کا جواب سوائے لعنۃ اللہ علی الکاذبین کے کیا دیا جاوے لیکن جو شخص خوف خدا کو بالائے طاق رکھ دے وہ جو کچھ چاہے سو کہے۔ سب کو معلوم ہے کہ مولوی صاحب مرحوم ایک عمر رسیدہ بزرگ تھے جنہوں نے مرض تپ سے انتقال فرمایا۔ باقی رہی مرزا صاحب کی پیشگوئی سو اس کی نسبت بارہا پہلے جواب دیا جا چکا ہے لیکن اب پیسہ اخبار اور اس کے ہم جنس خوش فہموں کیلئے ہم مکرر بیان کرتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب نے کبھی یہ پیشگوئی نہیں کی کہ انکی جماعت کا ہر ایک فرد طاعون سے محفوظ رہیگا بلکہ آپکی سب تحریروں کا لب لباب یہ ہے کہ متقی عموماً بچے رہیں گے اور کہ جماعت احمدیہ نسبتاً محفوظ رہیگی۔ امر سوم کی حقیقت یہ ہے کہ مرزا صاحب کا کوئی جید مرید اس مرض سے آج تک فوت نہیں ہوا۔ یہ محض ایڈیٹر صاحب کا شاخسانہ اور حسن ظن ہے۔ پیسہ اخبار ایک بھی بات سچی نہیں ہے۔ کچھ نادرہ اٹھا کر بڑا نتیجہ نکال کر لوگوں کو مغالطہ میں ڈالنے کی کوشش کرتا ہے۔ اور اس فن میں وہ خود ہی اپنی نظیر ہے۔ اسے خوب معلوم ہے کہ پہلے ... میں حضرت مرزا صاحب نے اپنی جماعت کے دو مشہور ... الہام مشتہر فرمایا تھا جو حضرت مولوی عبد الکریم صاحب اور مولانا برہان الدین صاحب کی وفات کی پیشگوئی پورا ہو گیا۔ افسوس ہے پیسہ اخبار پر کہ وہ ہر بات کو تعصب سے دیکھتا اور اپنے ہم خیالوں کا دل خوش کرنا چاہتا ہے۔ لیکن پیسہ اخبار ہوش کے کانوں سے سُن رکھے کہ وہ یا اس کے ہم خیال اس مبارک سلسلہ کی مخالفت میں ہرگز ہرگز کامیاب نہیں ہونگے۔ اور آخر ایک دن تھک کر رہ جائیں گے۔

لیکن میں پوچھتا ہوں کہ پیسہ اخبار کو دوسری پیشگوئی کے پورا ہونے یا نہ ہونے سے کیا غرض ہے۔ وہ اپنے گھر کی اس پیشگوئی پر نظر کرے۔ جو بموجب وعدہ "انی مہین من اراد اہانتک" پوری ہو کر اس کے صدمہ کا باعث ہوئی اور جو کہ ایک عاقبت اندیش کیلئے کوئی کم تازیانہ نہیں۔ ہاں اگر پیسہ اخبار اُسے اتفاقی یا ناکافی خیال کرتا ہے۔ تو یہ اسکی اپنی سمجھ کا قصور ہے۔ لیکن اس سے یہ نتیجہ کبھی نہیں نکل سکتا کہ خدا کے پاس تنبیہ کے سب سامان ختم ہو چکے ہیں۔ مگر اتنا تو اس کے بعض دوستوں کی زبان سے بھی اکثر سنا گیا ہے کہ پیسہ اخبار کی وہ ذلت کسی **بیجا تکبر یا انجمن حمایت اسلام کی تشنیع** - یا (مرزا صاحب کی مخالفت کا ذکر۔ دلیں کرتے ہونگے) کا نتیجہ تھی۔

بہر حال پیسہ اخبار کیلئے یہ وقت توبہ کا ہے۔ اسے چاہیئے کہ اپنے سب ایڈیٹروں، دوستوں، نامہ نگاروں یا گاہکوں کی خاطر ہر ناجائز بات کو مقدم نہ رکھے۔ بلکہ خدا کے خوف کو دل میں رکھکر قلم اٹھایا کرے۔ ہاں اگر وہ مرزا صاحب کے مخالفانہ مراسلات کے درج کرنے میں مجبور ہے۔ تو اسے مناسب ہے کہ کم سے کم تائیدی مضامین کو بھی اسی کشادہ دلی کے ساتھ شائع کیا کرے۔ تاکہ اُسے ایک حد تک منصف مزاج سمجھا جاوے ورنہ اگر وہ اس بات کو نہ مانیگا۔ تو ہمارا کیا حرج ہے۔ ہمارے لئے تو اس کی مخالفانہ تحریریں بھی ایک نشتر کا کام دیتی ہیں۔ جو لوگوں کو اس پاک سلسلہ کی طرف کشاں کشاں لا رہی ہیں۔

سید دلاور شاہ بخاری احمدی

یاجوج ماجوج

جناب ایڈیٹر صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

خاکسار شیخ الاسلام شرح صحیح بخاری کا مطالعہ کر رہا تھا جو یاجوج ماجوج کا ذکر آ گیا۔ چونکہ ہمارے علماء انکی نسبت کچھ اور ہی اعتقاد رکھتے ہیں اسلئے میں نے اس پر غور کی کہ حدیث میں اس عام خیال کا کیا ثبوت ہے اور شرح حدیث کہاں تک اسکی موید ہے۔ پہلے میں حدیث کو مع شرح لکھتا ہوں اور پھر اپنے غور کا نتیجہ ظاہر کرونگا تاکہ ہر ایک غور کرنے والی طبیعت اس سے فائدہ اٹھاوے اور ہمارے مخالفین جو ہمکو کافر سمجھنے میں سوچیں کہ وہ اس کفر میں اپنے متقدمین اور اکابرین کو بھی شامل کر رہے ہیں۔ اسواسطے حدیث ذیل کو لکھا جاتا ہے کہ شاید کوئی روح اس غلطی سے بچکر ہمارے لئے ثواب کا موجب ہو۔ وہ حدیث یہ ہے۔ عن زینب بنت جحش ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم دخل علیہا فزعا یقول لا الٰہ الا اللہ ویل للعرب من شر قد اقترب فتح الیوم من ردم یاجوج وماجوج مثل ھذہ وحلق باصبعیہ الابہام والتی تلیہا الخ

ترجمہ۔ درآمد آنحضرت برام المومنین زینب ترسان بحالیکہ مے فرمود لا الٰہ الا اللہ وائے مر عرب را از شرے کہ تحقیق نزدیک رسیدہ است گفتہ اند مراد ازاں فتنہا و قتالہاست کہ در عرب واقع شدہ کہ اول آں قتل عثمان است رضی اللہ عنہ بعد ازاں دائم و مستمر ماند تا آنکہ واقعہ شود فتنہ یاجوج ماجوج یا مراد نفس خروج یاجوج و ماجوج است و تخصیص ویل بعرب شاید باعتبار شرف ایشاں ست در اسلام و احتمال اخیر مناسب ست بقول شریف کشادہ در رخنہ کردہ شد امروز از سد یاجوج و ماجوج ابتدای حلقہ و حلقہ بست آنحضرت برائے تصویر مقدار رخنہ مر انگشت خود انگشت نر و انگشتے کہ متصل است بآں کہ مسبحہ باشد و ذکر کشادن رخنہ بیان حقیقت حال ست کہ کشف کردہ شد از آنحضرت و آنرا ویا تمثیل نسبت وقوع شر قریب را بفتنہ یاجوج و ماجوج بہ نسبت کشادن رخنہ و روزن از سد مذکور گویا ایں شر نمونہ و جزوے از فتنہ معہودہ است بریں تقدیر مراد از الیوم روز وقوع شر قریب باشد و تواند کہ مراد از یں شر خروج اتراک چنگیزیہ باشد الخ شیخ الاسلام کتاب الاعتبار۔

اب ناظرین کو چاہیئے کہ متن حدیث کی اس جملہ پر (فزعا یقول لا الٰہ الا اللہ) تھوڑی دیر پڑ کر غور اور فکر کریں کہ آنجناب سرور انبیاء افضل الرسل والاتقیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو جب فتنہ یاجوج ماجوج کا حال بذریعہ کشف معلوم ہوا تو خوف کھا کر زبان مبارک سے لا الٰہ الا اللہ کا ورد شروع کر دیا اس نبی امی فداہ ابی وامی صلعم کا اس موقع پر لا الٰہ الا اللہ پڑھنا یاجوج ماجوج کے فتنہ کو کھلے طور پر ظاہر کر رہا ہے کہ وہ فتنہ توحید کا سخت دشمن ہوگا۔ سبحان اللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہی پاک اور قابل انسان تھے اور آپکا سینہ الٰہی علوم کا ایک ایسا خزینہ تھا جسکی نظیر اولین اور آخرین میں نہیں ملتی کس دور دراز مدت کی بتائی ہوئی باتیں آج ہم اپنی آنکھوں سے پوری ہوتی دیکھ رہے ہیں کاش کہ ہمارے دشمنان بیرونی و مخالفان اندرونی ان پیشگوئیوں پر غور کرتے۔ ہمیں زیادہ تر افسوس تو اپنے مخالفین علماء پر ہے کہ یہ لوگ باوجودیکہ نائب رسول ہونیکا دعوی کرتے ہیں قرآنی نکات اور حدیث کے اشارات کی واقفیت کا دم بھرتے ہیں لیکن پھر بھی ان سے اتنا نہیں ہو سکتا کہ جو باتیں سرور کائنات فخر موجودات علیہ الصلوٰۃ والتحیہ کی ذات بابرکات کی عزت کا موجب ہوں اور آنجناب رسالت مآب کی فضیلت کا باعث ہے اس کو قبول کریں۔ تاکہ زمانہ صحیح صداقت سے انکار اور کفر کے نتیجے دیکھنے میں تیار ہے۔

افسوس اے علماء اسلام و فضلائے ملت خیر الانام تعصب اور عناد کو چھوڑ دو خدا کیواسطے اس فساد سے منہ موڑو اپنی موت کو یاد کرو ملک اسلام نہ ویران بلکہ آباد کرو۔ دیکھو جب فتنہ دجال سے محفوظ رہنے کیلئے رسول خدا افضل الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۃ الکہف پڑھنے کا حکم فرمایا اور فتنہ یاجوج و ماجوج کو دیکھکر نہایت خوف سے لا الٰہ الا اللہ پڑھکر سنایا تو پھر بتاؤ کہ بجز عیسائیوں کے کس قوم نے آفتاب توحید کو آسمان دنیا سے اتار لیا ہے جسکی طرف سورۃ کہف کی آخری آیات اور اس حدیث کے کلمہ لا الٰہ الا اللہ میں اشارہ ہے سوچو اور غور کرو کیونکہ یہ سوچ اور غور کا مقام ہے اب تمہارے سامنے اللہ اور اس کے رسول کا کلام ہے اس کو چھوڑ کر کہاں بھاگتے ہو بچو اس فتنہ سے اگر تم جاگتے ہو آج تمہاری حفاظت کے لئے مسیح علیہ السلام نے نزول کیا مبارک وہ جس نے اس کو قبول کیا اس مخالفت سے باز آؤ کیوں اپنے آپ کو تباہ کرتے ہو اور مخلوق خدا کو گمراہ۔

شرح حدیث جو شارح علیہ الرحمۃ سے رخنہ سد کی نسبت بیان ہے اس سے صاف روشن و عیاں ہے کہ علمائے متقدمین و فضلائے سلف صالحین ہی بعض پیشگوئیوں کے ظاہر الفاظ کو چھوڑ معنے مراد اختیار کرتے رہے بلکہ مضمون پیشگوئی سے جس امر کا ایک خفیف سا تعلق دیکھتے وہ بھی اظہار کرتے رہے مگر آج کل بعض علماء کا یہ دستور ہے کہ اگر کوئی ان جیسے معنے اختیار کرے تو پھر وہ بچارا کفر سے چھوڑا جاوے ہے۔ پیشگوئیوں کو حرف بحرف پورا ہوتے ہوئے دیکھ رہے ہیں لیکن ابھی ان کے دل میں خیال نہیں کتنے لاکھ مسلمان عیسائی ہو گئے پھر بھی یہ دجال میں ہر ملک و شہر میں ان کے گلے کسند میں گر ہمارے بھائیوں کے نزدیک ابھی وہ بند ہیں یا الٰہی تو دلوں کو آلائش بغض سے پاک کر اور دشمنان مسیح کا رونجاک کر تاکہ تیرے فرستادہ کی قدر کریں اور اس زمانہ کے فتنہ سے خوف و حذر کریں۔ آمین یا رب العالمین۔

احقر العباد خاکسار کرم داد از دولمیال

ضرورت ضرورت

ایک نہایت ہوشیار اور تجربہ کار دیانت دار منشی کی ضرورت ہے کم از کم انگریزی انٹرینس پاس شدہ ہو اور کام سے بخوبی واقف ہو۔ جائداد غیر منقولہ یعنی اراضیات کا انتظام اس کے ذمہ ہوگا بلکہ اس کو مختار عام بنایا جاویگا۔ منشی مذکور تحصیل دفتری کا تجربہ رکھتا ہو اور پہلے بھی ایسا کام کیا ہو۔ درخواستیں انگریزی میں مع سرٹیفکیٹ راقم کے نام آنی چاہئیں تنخواہ علاوہ خوراک و مکان کے دیجاویگی۔ درخواستیں بہت جلد آنی چاہئیں۔ درخواست کنندہ احمدی ہو۔

راقم سید ... ضلع ... سیالکوٹ

سفرنامۂ دہلی

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

ناظرین ان فقرات کو یاد رکھیں اور خوب یاد رکھیں کیونکہ ہم نے یہاں یہ ظاہر کرنا ہے کہ کسا تک دہلی والوں نے اس چیلنج کو قبول کرنے میں مغالطہ اندازی سے کام لیا۔ یہاں اسبات کا ذکر بھی خالی از لطف نہ ہوگا کہ بٹالوی شیخ بھی دہلی میں آپہونچا۔ ہمارے فاضل اجل اور عالم بے بدل دوست مولوی عبد الکریم صاحب رسالہ الحق کے انٹروڈکشن میں تو شیخ بٹالوی کو روح میں مردہ قرار دے چکے ہیں مگر شاید ان مردوں کیطرح جنکی نسبت بٹالوی اور اس کے دیگر ہم مشربوں کا اعتقاد ہے۔ کہ حضرت مسیح انہیں زندہ کرتے تھے لیکن تھوڑی دیر زندہ رہکر پھر مرجاتے تھے بٹالوی شیخ بھی پھر تھوڑی دیر کیلئے زندہ ہوگیا مگر کچھ منٹ ہی جیا۔ اور مجنونانہ طور پر کچھ بڑبڑا کر پھر مردوں میں داخل ہوگیا۔ ہمیں افسوس ہے بیچارے شیخ کو جان کندن کا عذاب دو دفعہ جھیلنا پڑا اور اسکی روح غالب کے اس مصرعہ کا ع۔ مجھے کیا برا تھا مرنا اگر ایک بار ہوتا۔ ورد کرتی ہوئی جسم سے نکلی۔

غرض حضرت اقدس کے ۶۔ اکتوبر کے اشتہار پر میاں صاحب تو دم بخود رہے اور بٹالوی شیخ نے جیسا کہ ہم نے اوپر بیان کیا ہے۔ اس کا جواب دیا۔ جسمیں اس نے حضرت اقدس کو للکارا اور اپنے آپ کو شکاری قرار دیا۔ اسکی اس تعلّی کی لینے پر ہم سوائے اسکے اور کچھ نہیں کہنا چاہتے کہ ذرا آپ کا مونہہ تو دیکھا چاہیئے۔

ناظرین نے حضرت اقدس کے فقرات کو تو پڑھ لیا ہے اور اس کے ساتھ حضرت کی دو شرطیں اور تھیں اول یہ کہ امن قایم رکھنے کے تم ذمہ وار ہو اور کوئی فریق بیجا اور بد تہذیب کلمہ ایک دوسرے کے حقمیں نہیں کہیگا۔ دوسری بحث تحریری ہوگی۔ اب بٹالوی نے اپنے اشتہار میں اور یہ تو دھوکا دینے کیلئے یہ لکھدیا کہ ہمیں مرزا صاحب کی کل شرطیں منظور ہیں تاکے چلکر شرایط میں ترمیم شروع کردی چنانچہ امن قایم رکھنے اور خلاف تہذیب کلمات سے زبان کو روک رکھنے کی شرط میں یہ ترمیم کی۔

"اس سے وہ کلمات حقہ اور احکام نفس الامر مستثنی رہینگے جو علم اور دین کے رو سے ایک فریق دوسرے فریق کے حقمیں استعمال کرسکے۔ مثلاً اس کے کسی عقیدہ کو کفر یا بدعت یا ضلالت قرار دے یا اسکو کسی مسئلہ میں مخالفت علوم و علماء کے سبب اس کے مناسب لفظ ناواقفی یا بے علمی وغیرہ کا زبان پر لاوے"۔

ناظرین ذرا غور کیجئے بٹالوی نے اس ترمیم میں اپنی بدزبانی کیلئے گنجایش رکھ لی ہے۔ فرمایئے یہ ایک ترمیم ہے یا شرط ہی توڑدی گئی ہے اور اس سے بٹالوی کا اندرون بھی ظاہر ہوجاتا ہے کہ وہ مہذب طور پر بحث کرہی نہیں سکتا اور بدون کلمات خلاف تہذیب استعمال کرنے کے رہ نہیں سکتا اور چالاکی دیکھیئے کہ اس بدزبانی کا نام کلمات حقہ اور احکام نفس الامر رکہا ہے۔

اب دوسری شرط کو دیکھئے اسمیں آپنے یہ ترمیم کی کہ "جو تحریری بیان کوئی فریق پیش کرے وہ پہلے حاضرین مجلس کے سامنے پڑہا جاوے۔ حاضرین مجلس اس کو مطابق مدعا سمجہیں تو وہ جواب کیلئے فریق ثانی کو دیا جاوے اور اگر وہ غیر متعلق اور فضول اور خارج از بحث قرار دیں تو اوس کو غیر معتبر سمجہکر واپس کیا جاوے اور صاحب تحریر کو دوسرے بیان تحریری پر مجبور کیا جاوے"۔

ناظرین ذرا غور کرنا بہائیو انصاف کرنا۔ ذرا اس حکمت عملی کو ملاحظہ کرنا کس بھولے مونہہ سے یہ الفاظ نکالدیئے ہیں۔ حاضرین مجلس کون ہیں جو تحریروں کا فیصلہ کرنیوالے ہیں؟ انمیں سے بہت بڑا حصہ تو ان عوام الناس کا ہے جنکی تعریف و توصیف میں پہلا صفحہ خرچ ہوا ہے اور کچھ روسا ہیں جنکی تعریف اوپر گذری اور کچھ ملا ہیں جنکا ذکر خیر ہم اوپر کرچکے ہیں یہ لوگ بٹالوی اور مرزا صاحب کی تحریروں کا فیصلہ کرنیوالے ہیں ناظرین ذرا انصاف کرنا اور دیکھنا کہ بٹالوی اور اس کے دیگر ہم مشربوں نے احقاق کی کیسی عجیب راہ نکالی ہے اس سے کیوں گھر بیٹھے ہی فتحمندی کا نقارہ بجالیا۔ مگر ہم یہ کیوں کہہ رہے ہیں انہوں نے تو یہی کر دکھایا تا شاید ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند۔ تیسری شرط جسپر سارا دار و مدار تہا اس کے متعلق بٹالوی نے یوں دراقشانی کی کہ

"اور ہرگز مناسب نہیں ہے کہ پہلے اس مسئلہ وفات مسیح میں بحث ہو"

اور میاں صاحب کے متعلق یہ لکہا کہ

"یہ قرار پایا ہے کہ پہلے یہ خاکسار آپ سے گفتگو کرے پس اگر آپ کو ساکت و لاجواب کردے تو حضرت شیخنا کو کسی تکلیف کی ضرورت نہ رہے اور اگر خاکسار آپکے خطاب و جواب سے ساکت ہوجائے تو پھر حضرت شیخ الکل سے آپکے استفادہ کی نوبت پہنچے اور یہی امر بحکم عقل و انصاف و ادب مناسب ہے شاگردوں کے ہوتے ایک شیخ و امام وقت کو زیبا نہیں ہے کہ وہ آپ جیسوں کو اپنا مخاطب و مناظر بنا دیں"۔

غرض بہت سے ہذیان کے بعد اور اپنے آپ ہی اسبات کا فیصلہ کرکے کہ جو کچھ لکہا گیا ہے مرزا صاحب کو منظور رہے گا اور مرزا صاحب کی رضامندی حاصل کرنیکی ضرورت نہ سمجہکر یہ بھی ساتھ ہی لکھدیا کہ گیارہ اکتوبر کو چاندنی محل میں آجاؤ۔ اور بحث کرلو ناظرین آپنے مرزا صاحب کا چیلنج بھی پڑھ لیا ہے اور پھر جسطرح اسے منظور کیا گیا ہے وہ بھی آپنے ملاحظہ فرمالیا ہے۔ اب تم ہی خدا کے واسطے انصاف کرو کہ کیا اسی کا نام سب شرطوں کو منظور کرنا ہے اور کیا وہ جلسہ جایز سمجہا جاسکتا ہے اور کیا امید کیجا سکتی ہے کہ اس جلسہ کا نتیجہ اچھا نکلیگا؟ کیا باہم تراضی فریقین کوئی امر قرار پایا ہے؟ ناظرین یہ وہی گیارہ اکتوبر والا جلسہ ہے جسمیں شامل نہ ہونیکا مرزا صاحب پر الزام لگایا جاتا ہے۔ کیا انصاف جہان سے معدوم ہوگیا ہے؟ دہلی کے ملا نو شرم کرو۔ اس کا نام تم نے گریز رکہا ہے؟ کیا مرزا صاحب کے چیلنج کو تم نے صاف طور پر منظور کرلیا تہا کہ اس جلسہ میں آنا ان پر فرض ہوتا؟ افسوس تمہاری ان چالاکیوں پر اور حیف ہے تمہاری ان افترا پردازیوں پر؟ شرم کرو کون اس سے واقف نہیں کہ حضرت اقدس محض اس غرض کیلئے دہلی تشریف لے گئے؟ کون نہیں جانتا کہ محض اسی مدعا کیلئے حضرت اقدس کامل ایک ماہ تک غربت کی تکالیف برداشت کرتے رہے؟ پہر دلی والو تمہیں حضرت اقدس پر گریز کرنیکا الزام لگاتے ہوئے کچھ شرم نہیں آئی؟ تم نے صاف طور پر شرایط کو کب منظور کیا۔ یہی اشتہار ہے نہ جس کے فقرے ہم نے اوپر نقل کئے ہیں جسمیں تم نے حضرت اقدس کو بلایا تھا؟ یہ درست ہے کہ حضرت اقدس نے اشتہار میں لکھدیا تہا کہ ہماری شرایط منظور ہوں تو ہمیں مباحثہ کیلئے بلالو۔ مگر کیا تم نے بلا کم و کاست شرایط منظور کرلیں؟ اور اگر اسمیں ترمیمیں کی تہیں تو کیا تم نے حضرت اقدس کی ان ترمیموں کے متعلق جو بجائے خود تمہاری طرف سے شرایط میں تہیں رضامندی حاصل کرلی تھی؟ اور سنو ہم تمہارے اشتہار ہی پر اس امر کا فیصلہ نہیں کرتے اس جلسہ کی کیفیت بھی بیان کئے دیتے ہیں ناظرین ذرا غور سے سنیں گیارہ اکتوبر ۱۸۹۱ء کو ۱۰ بجے قبل دوپہر ہم دہلی میں پہونچے۔ اور اسی وقت حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے حضرت کے مکان میں عوام الناس کا اسقدر ہجوم تہا کہ ہمیں بڑی مشکل کے ساتھ حضرت تک پہونچنے اور قدمبوسی حاصل کرنیکا موقعہ ملا۔ حضرت اسوقت ایک رقعہ کا جواب لکہہ رہے تھے جو دہلی کے ملانوں نے اپنے اسی اشتہار کے بموجب یکطرفہ جلسہ کرکے حضرت کو بلانے کیلئے بہیجا تہا جب رقعہ کی نقل ہوچکی تو حضرت نے ہمیں رقعہ دیکر جلسہ میں بھیجا جو کچھ ہم نے وہاں دیکھا اور سنا وہ یہ تہا کہ دروازے کے اندر ایک شخص کو کہڑا کردیا تہا جو چند کتابیں لئے ہوئے بلند آواز سے پکار رہا تہا۔ تحفہ بٹالوی مسیح کی تردید میں رسالہ ایک پیسہ کو۔ گویا ہر ایک شخص کو جو اس جلسہ میں شریک ہونیکو جاتا تہا پہلے اس کے کان میں مرزا صاحب کی مخالفت کی آواز سنائی جاتی تھی جب ہم جلسہ میں تو اسوقت عبد المجید صاحب واعظ رسالہ توضیح مرام ہاتھ میں لئے اس کے فقرات لوگوں کو سنا سنا کر فتوے حاصل کررہے تھے اور کہہ رہے تھے کیوں بہائیو جس شخص کے اعتقادات ایسے ہوں اسکے حقمیں تم کیا کہتے ہو۔ جو کچھ لوگ اسکے جواب میں کہتے تھے وہ ظاہر ہی ہے اور سنئے جسوقت رقعہ ہم نے بلند آواز سے پڑہا اور شرایط کی منظوری کی سند طلب کی تو عبد المجید صاحب نے انکار کیا اور وہی اشتہار جس کے فقرے ہم اوپر نقل کرچکے ہیں پیش کیا اور اسمیں سے یہ لفظ پڑہکر سنا دیا کہ ہمیں سب شرطیں منظور ہیں مگر اپنی ترمیموں کو چھپائے رکہا۔ ایک عرصہ تک باہم تکرار رہی اس تکرار کے عرصہ میں جلسہ کی یہ کیفیت تہی کہ جب اسطرف سے دلیل پیش ہوتی تو حاضرین جلسہ استہزا میں اڑا رہے تہے۔ اور جب عبد المجید کیطرف سے جواب دیا جاتا تو مرحبا اور تحسین کے نعرے بلند ہوتے کوئی پولیس کا آدمی اپنی وردی میں علانیہ دکہائی نہ دیا۔ ہماری موجودگی کے عرصہ میں صاحب انسپکٹر پولیس بہی وہاں موجود نہ تھے۔ یہ ہمیں انکی زبانی سے معلوم ہوا کہ وہ ہمارے چلے جانے کے بعد گئے تھے اور اپنے طور پر گئے تھے کسی فریق نے باضابطہ طور پر انہیں اطلاع نہیں دی تہی۔ اور جلسہ کے عوام ہم پر طرح طرح کے بہتان جما رہے تہے۔ غرض یہ اس جلسہ کی کیفیت تہی۔ مباحثہ تو ابہی ہوا ہی نہیں فریق ثانی کا جواب سنا ہی نہیں گیا وہ تشریف لائے ہی نہیں اور دہلی کے ملانوں نے عوام الناس کو اپنے یکطرفہ بیانات سنا کر پہلے سے ہی بہڑکا دیا اور مرزا صاحب کی مخالفت پر انہیں مستعد کردیا۔ کوئی ثالث بالخیر وہاں موجود نہ تہا ایک ہی پارٹی کے آدمی وہاں موجود تہے اور یہی پبلک تہی جس سے بٹالوی شیخ نے فریقین کی تحریریں پاس کرانے کی ترمیم پیش کی تہی۔

ناظرین ذرا غور کرنا یہ اس جلسہ کی کیفیت تہی کیا اس سے سمجہا جاسکتا ہے کہ دہلی کے ملانوں کی نیت نیک تہی؟

خیر بہت سی رد و قدح کے بعد ہمیں سند نہ ملی اس عرصہ میں بارہ بج گئے۔ گویا اسدن بارہ بجے شرائط کا تصفیہ ہوا۔ (باقی آیندہ)

حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم (رضی اللہ عنہ) کی علالت حسن خاتمہ اور اس سے احمدی قوم اور اہل تقوی اصحاب کے لئے مفید سبق

(رقم زدہ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب)

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

جماعت پر لطف مولوی صاحب مرحوم کی علالت کے ایام میں مولوی مبارک علی صاحب کے ایک لڑکے کے یکدفعہ فوت ہو جانیکی خبر آئی۔ اسپر حضور نے بہت افسوس کیا اور فرمایا کہ ہم تو ہر وقت اپنی جماعت کے مخلص احباب کے رنج و راحت میں حصہ لینے کو تیار ہیں اور جیسے کہ ہم مولوی عبدالکریم صاحب کیلئے دعا میں مصروف ہیں۔ ایسے ہی ہم ہر ایک دوست کیلئے دعا کرنے کو تیار ہیں۔ سب احباب کو اطلاع کر دینی چاہیئے۔ کہ ہر سخت بیماری میں ہمکو اطلاع دیا کریں اور خطرے سے دیری کا احتمال ہو تو بذریعہ تار اطلاع دیدیا کریں ہم دعا کرینگے خدا قادر ہے وہ اپنے فضل سے دعا کے ذریعہ سے پہاڑوں کو بھی ٹلا سکتا ہے یہ حضرت اقدس کا یہ پیغام بغرض اندراج اخبار شیخ یعقوب علی صاحب تراب کو پہنچا دیا تھا۔ غالباً انہوں نے درج اخبار کیا ہوگا۔

یہ تو حضرت اقدس کا ارشاد اس خاص موقع پر تھا۔ مگر ہم نے اپنے سالہا سال کے تجربہ سے دیکھا ہے۔ کہ حضرت اقدس ہر ایک مخلص مرید سے اسکے اخلاص اور محبت کے مقابل آپ پر غایت درجہ کا لطف اور مہربانی کرتے ہیں۔ اور اگر خدانخواستہ کسی پر کوئی مصیبت آجاوے۔ تو اسقدر اسمیں ہمدردی اور مروت اور خاص توجہ دلی کا ثبوت دیتے ہیں۔ کہ گویا خود اس کے درد اور غم سے حصہ لیتے ہیں۔ اور ان کے لئے اسقدر دعائیں کرتے ہیں کہ بہت کم والدین ہیں۔ جو اپنی اولاد کیلئے اسقدر سوز و گداز رکھتے ہوں۔ جو حضرت اقدس کو اپنے خدام سے ہے۔ بلکہ بارہا حضور نے یہ فرمایا ہے کہ دعا ہو ہی نہیں سکتی جبتک دوستوں کے دکھ اور درد میں اپنے اوپر نہ لے لوں۔ چنانچہ ہم نے یہ خود دیکھا۔ کہ واقعی حضرت اقدس کی وہی حالت ہوتی ہے۔ ایک سچے مونس و غمگسار اور سچے طور پر بنی نوع انسان سے محبت کرنیوالے انسان میں ہونی چاہیئے جیسے کہ انبیاء اور مرسل ہوتے ہیں۔

یہ خدا کا فضل ہے کہ آج ہم نے درمیان اس محبت اور خلق محمدی کا نمونہ اس شخص کو خود میں دیکھتے ہیں کہ جو خلق خدا کے لئے اپنی جان فدا کرنی اور ان کیلئے یہی ہمدردی کرنی اپنا عین مقصد سمجھتا ہے۔ رسول اللہ کا عشق جسکی جان ہے اور جو اس امت محمدیہ کی بہبودی کیلئے اپنے سینہ میں ایک خاص محبت اور جوش رکھتا ہو اور کیسے ظالم ہیں۔ وہ لوگ جو ایسے دل کو دکھ دیتے ہیں جسکے ہر ایک گوشہ میں خدا اور اس کے رسول کی محبت رچی ہوئی ہے۔

کافر و ملحد و دجال ہمیں کہتے ہیں
نام کیا کیا غم ملت میں رکھایا ہم نے
گالیاں سن کے دعا دیتا ہوں ان لوگوں کو
رحم ہے جوش میں اور غیظ گھٹایا ہم نے
تیرے منہ کی ہی قسم میرے پیارے احمدؐ
تیری خاطر سے یہ سب بار اٹھایا ہم نے
تیری الفت سے ہے معمور مرا ہر ذرہ
اپنے سینہ میں یہ اک شہر بسایا ہم نے

۶۔ دہلی کا سفر مولویصاحب مرحوم کی علالت سے کئی روز پہلے حضرت ام المومنین صاحبہ کا ارادہ دہلی جانیکا تھا۔ چنانچہ جس روز میں قادیان پہونچا۔ تو مجھے معلوم ہوا کہ حضرت اقدس دو چار روز کے بعد دہلی تشریف لے جانیوالے ہیں۔ مگر جب مولویصاحب کی علالت نے طول پکڑا۔ اور مرض دن بدن ترقی کرنے لگی۔ تو حضرت اقدس نے دہلی جانیکا ارادہ بالکل فسخ کر دیا۔ اور حضرت ام المومنین صاحبہ نے بھی (جو ہر ایک مومن کی ہر قسم کی مدد سے دریغ نہیں فرماتیں اور ہر ایک مخلص مرید کو اپنے بچوں کے برابر سمجھتی ہیں) یہ مناسب نہ سمجھا کہ مولویصاحب کی علالت کے ایام میں دہلی جا دیں۔ اگرچہ ان کو بعض خانگی امور کیوجہ سے جلدی جانا ضروری تھا مگر انہوں نے مولویصاحب کی تیمارداری کو مقدم سمجھا۔ ایک روز میں نے حضرت اقدس سے پوچھا۔ کہ حضور کا دہلی تشریف لیجانے کے متعلق کیا ارادہ ہے۔ فرمایا مولویصاحب کی بیماری کیوجہ سے میں نے اس ارادہ کو ملتوی کر دیا ہے۔ یہ شرط مروت کے خلاف ہے کہ مولویصاحب کو ایسی بیماری میں چھوڑ کر میں دہلی چلا جاؤں۔

۷۔ خدام کو نصیحت فرمایا کہ جماعت کا فرض ہے کہ وہ مولویصاحب کیلئے دعا کریں اور یہ بھی فرمایا تم اپنے بھائی کیلئے دعا کرو اور اسطرح سے اپنے بھائی کی مدد کرو۔

۸۔ خدا تعالیٰ پر بھروسہ حضرت اقدس نے اخیر دم تک مولویصاحب کیلئے دوا اور دعا سے کام لیا۔ اور ایک لمحہ کیلئے بھی خدا تعالیٰ کی رحمت اور اس کے فضل سے مایوس نہ ہوئے

اگرچہ بعض[1] الہامات صاف موت کیطرف دلالت کرتے ہیں اور بعض خوابوں سے بھی یہی پایا جاتا ہے[2] مگر چونکہ الہاموں میں مولویصاحب کا نام نہ تھا اگرچہ بظاہر انہی کی بیماری کیطرف اشارہ معلوم ہوتا تھا پھر بھی اپنی نیک فال لینے والی طبیعت سے جبتک کہ خدا تعالیٰ کیطرف سے تصریح نہ آئی۔ نہ چاہا کہ ان الہامات کو خود اس عزیز کیطرف منسوب کریں۔ اور اخیر تک خدا کی جناب سے مایوس نہ ہوئے۔ کہ وہ موت میں تاخیر ڈالدے چنانچہ جب کبھی مولویصاحب کی نازک سے نازک حالت کی ہم نے اطلاع دی۔ یہی فرمائے کہ خدا سے مایوس مت ہو۔ وہ شخص بہت بدقسمت ہے جو اسباب پر بھروسہ کرتا ہے۔ میں تو اسکے فضل پر بھروسہ کرتا ہوں۔

ایک دفعہ علاج کے متعلق ذکر ہو رہا تھا مجھے اور ڈاکٹر رشیدالدین صاحب کو مخاطب کرکے فرمایا۔ کہ اس ملک کے اکثر ڈاکٹر یورپ کی آواز کے منتظر رہتے ہیں اور اس کے متبع ہوتے ہیں۔ مگر ہم ہر وقت خدا کی آواز کے منتظر رہتے ہیں۔ اور اسی کے اتباع کو اپنے لئے فرض سمجھتے ہیں۔

ایک دن فرمایا مصیبت کے زخم کیلئے کوئی مرہم ایسا تسکین دہ اور آرام بخش نہیں جیسے کہ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنا چنانچہ ہم اس بات کو حضرت اقدس کی روزمرہ کی زندگی میں مشاہدہ کرتے ہیں۔ کہ جیسے ان کو خدا تعالیٰ کی ذات پر بھروسہ ہے۔ موجودہ زمانہ میں اسکی نظیر نہیں ملتی۔ بالخصوص مولویصاحب کی بیماری میں تو ہم نے خدا کے عجائبات پر ایمان کا اعلیٰ سے اعلیٰ نمونہ دیکھا یعنی ایک طرف تو مولویصاحب کی حالت ایسی نازک کہ بظاہر بچنے کی کوئی امید نظر نہیں آتی۔ اور دوسری طرف الہام ہو رہے ہیں کہ جن سے موت ہی کی خبر ملتی ہے۔ مگر پھر بھی خدا کے فضل سے اپنی امید کو نہیں توڑتے اور دعائیں اس درجہ تک کوشش کرتے تھے کہ گویا اس پیارے اور عزیز کیلئے اپنے آپ کو فنا کر دیا۔ تاکہ اگر کسی طرح سے ممکن ہو تو اللہ تعالیٰ اس خادم دین کی موت میں تاخیر ڈالدے گھر میں تو دن رات دعا میں ہی گذرتا تھا۔ ۸ ستمبر کو فرمایا کہ ہم جنگل میں جاکر دعا کریں گے۔ اور سب جماعت کو حکم دیا کہ وہ ایسا کریں اور علیحدہ علیحدہ ہو کر سجدہ میں گر کر دعائیں مانگیں ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ کسی کی دعا میں اثر ڈالدے چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ اور فرمایا اللہ تعالیٰ خلق جدید پر قادر ہے۔ وہ ایسے اسباب مہیا کرے۔ جو اس مرض کیلئے مفید اور معاون ہوں۔ صحت عطا کرنا اس کے اختیار میں ہے۔

اسقدر دعائیں کرنا۔ گویا کہ رات دن دعا میں مصروف رہنا ہر ایک کا کام نہیں۔ سوائے ان لوگوں کے کہ جن کو خاص خدا سے تعلق اور پیار ہوتا ہے۔ ورنہ جس کا دل خدا کے ساتھ نہیں ہوتا اسے دعا کیلئے توفیق ہی نہیں ملتی اور اگر ہاتھ اٹھاتا بھی ہے تو مرے ہوئے دل سے۔ اور پھر تھک کر اس سے رہجاتا ہے دعائیں کمال محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا حصہ تھا یا اب ہم اس کے کامل بروز اور مظہر حقیقی امام الزمان حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ہیں۔ جسکو باور نہ ہو وہ خود کچھ عرصہ صحبت میں رہکر دیکھ لے اور اگر طلب حق مقصود ہو تو میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ کہ ضرور ہے کہ ہر ایک سعید الفطرت اسی نتیجہ پر پہنچے گا۔ جسپر ہم پہنچے ہیں۔ وما علینا الا البلاغ وما توفیقی الا باللہ۔

۹۔ حضرت کا پیغام مولوی صاحب کو یہ ایک عجیب واقعہ قابل ذکر ہے۔ کہ مولوی صاحب پر جب عمل جراحی کیا گیا۔ تو اس روز سے جیسے کہ میں پہلے ذکر کر آیا ہوں حالت نہایت ردی ہوگئی تھی۔ اور بظاہر کوئی بچنے کی امید نہ تھی۔ مگر اللہ تعالیٰ کے فضل سے قریب سات گھنٹے کی بے ہوشی کے بعد حضرت اقدس کی دعا سے پھر مولویصاحب کو ہوش آگئی۔ اور نبض کی حالت کو جو سخت کمزور اور خطرناک ہوگئی تھی درست ہوئی۔ گویا کہ اللہ تعالیٰ نے نئے سرے جان عنایت فرمائی اس سے اگلے دن مولویصاحب کی حالت بہت اچھی تھی اور کاربنکل کا تمام ردی مواد کاٹ کر پھینک دیا گیا مولوی صاحب اور ان کے تمام احباب اور عزیز اس تبدیلی کو دیکھکر خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں شکر بجا لائے۔ اس روز جو میں مولویصاحب کو پٹی لگانے کیلئے جانے لگا۔ تو حضرت اقدس حسب معمول مسجد میں تشریف رکھتے تھے اور مولویصاحب کے متعلق گفتگو فرماتے تھے مجھے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مولویصاحب کو خطرناک حالت سے نجات دی ہے اور اس تکلیف دہ عارضہ سے مخلصی بخشی ہے ہم نے ان کے لئے بہت دعا کی ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے۔ کہ جو شخص خطرناک اور سخت مرض سے نجات پاتا ہے وہ فرشتوں سے جا ملتا ہے۔ سو میری طرف سے مولوی صاحب سے کہنا کہ وہ میرے لئے بھی دعا کریں کہ میرے جو مقاصد ہیں اللہ تعالیٰ مجھے ان میں کامیاب کرے۔

(باقی آئندہ)

---

[1] مثلاً ۸ ستمبر ۱۹۰۵ء اذا جاء افواج و سمع من السماء یعنی آسمان سے فوجیں اور زہر آتا۔ ۲ ستمبر ۱۹۰۵ء ستائیس کی عمر انا للہ و انا الیہ راجعون۔ ۸ ستمبر ۱۹۰۵ء بعض میرا سلسلہ [illegible] ۹ ستمبر ۱۹۰۵ء۔ انا اسایا لانطیش صاحبا۔ موتوں کا تیرہ خطا نہیں جاتا۔ وغیرہ وغیرہ۔ اور اس سے بہت عرصہ پہلے کا الہام تھا دو شہتیر ٹوٹ گئے۔ ۲۴ ستمبر ۱۹۰۵ء۔ ماکان لنفس ان تموت الا باذن اللہ۔ نیز از بدر مورخہ ۶ اپریل ۱۹۰۵ء کوئی دم کشتی ہے ہم سے وہ جہان چھوڑ دیا ہے" (حضرت اقدس نے فرمایا) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی آدمی ہم سے تعلق دوستی یا دشمنی رکھنے والا اس جہان سے گذر جائیگا۔

[2] مثلاً خواب میں تین بار سورہ فاتحہ پڑھی۔ اور خوابوں کے حصے جنمیں مولویصاحب کو صحت میں دیکھا۔ اس سے روحانی صحت مراد تھی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے کاربنکل سے بالکل نجات دیدی۔ بہت عرصہ پہلے یہ بھی دیکھا گیا تھا کہ جس چوبارہ میں مولوی صاحب رہتے ہیں وہ چوبارہ گر گیا۔

سلک مروارید کی عام قبولیت

سلک مروارید کے دوسرے حصہ کی اشاعت کو ابھی بہت عرصہ نہیں گذرا بلکہ پورا مہینہ بھی نہیں ہوا لیکن اس عرصہ میں اسکی غیر معمولی قبولیت اور تاثیر نے مجھے جرات دلائی ہے کہ اس سلسلہ کو بدستور جاری رکھا جائے اور وقتاً فوقتاً ایسے رسالے شایع ہوتے رہیں۔ اکثر احباب نے مجھے اس امر پر خصوصاً توجہ دلائی ہے کہ میں اس سلسلہ میں کئی رسالے لکھوں۔ بیسیوں خط اس رسالہ کے مفید اور باثر ہونے کے متعلق میرے پاس آئے ہیں۔ میں انہیں سے صرف تین کا خلاصہ یہاں درج کر دینا چاہتا ہوں۔ اور میری غرض ان خطوط کے اندراج سے یہ ہے کہ تا جن لوگوں کو ابھی تک علم نہیں وہ اس رسالہ کو ضرور پڑھیں اور کثرت کے ساتھ اسکو رواج دیں۔ سلک مروارید کے دوسرے حصہ کا پہلا اڈیشن ۱۲۰۰ چھاپا گیا تھا جن میں سے ۶۰۰ جلدیں باقی رہ گئی ہیں۔ جو اگر احباب ہمت کریں تو اسی فروری میں نکل جاویں۔ پس اگر آخیر فروری تک یہ باقی ماندہ ۶۰۰ جلدوں کی اشاعت ہو گئی تو میں انشاء اللہ اپریل تک سلک مروارید کا تیسرا حصہ شایع کرونگا۔ امید ہے کہ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس دوسرے حصہ سے بھی زیادہ مفید ہوگا۔ اور جس میں تربیت اولاد اور امور خانہ داری کے متعلق مضامین خصوصاً عجیب ہونگے۔ وہ خطوط یہ ہیں۔

برادرم سلمہ اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ میں نے آپکی کتاب سلک مروارید کو شروع سے لیکر آخیر تک نہایت دلچسپی سے پڑھا۔ میں آپ کو اس حسن بیان اور خوبی مضمون اور موثر تقریر پر مبارکباد دیتا ہوں۔ امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے اپنی قبولیت کا شرف بخشیگا اور یہ کتاب بہت سے طالب حق لوگوں کو سیدھے رستہ کیطرف راہ نمائی کرے گی۔ میں آپ مجھکو اس کتاب کی اور بھی جلدیں بذریعہ وی پی ارسال فرما دیں۔ مشکور ہونگا۔ خاکسار یعقوب بیگ از شاہ پور

بخدمت اقدس جناب شیخ یعقوب علی صاحب تراب احمدی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ چار جلد سلک مروارید حصہ دوم پہونچی ہیں۔ حسب ارشاد والا اشاعت میں کوشش کروں گا۔ کمترین نے حصہ دوم کو اول سے آخر تک دیکھا اور سلسلہ کیلئے پہلا حصہ بھی اچھی طرح پڑھا میرے خیال میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کی اشاعت کیلئے اور مخالفین پر حجت حق قطع کرنے کیواسطے اس سے زیادہ عمدہ اور دلچسپ طریقہ نظر نہیں آتا کہ لڑکیوں اور عورتوں کی زبانی سلیس اور صاف محاورہ میں ہوے بہانے طور پر عقلی دلائل و براہین عقلیہ و نقلیہ سے وفات مسیح تعدد ازدواج اور پردہ وغیرہ وغیرہ مسایل پر گفتگو کر کے معترضین کے دم بند کئے جاویں اور باتوں ہی باتوں میں عیسائیوں وغیرہ کی خوب خبر لیجاوے یہ طرز آپ کو اللہ تعالیٰ نے نہایت اعلیٰ قسم کی سجھائی ہے

مگر اب سلسلہ سلک مروارید منقطع نہ ہونے پاوے انشاء اللہ تعالیٰ اس سلسلہ کی اشاعت احمدیہ جماعت میں بہت کچھ نتیجے کی امید ہے کیونکہ ہمیں لڑکیوں کی تعلیم کا رواج تھوڑا ہوتا جاتا ہے اگر کسیقدر روانگی کے بعد یہ کتابیں انکو پڑھائی جاویں تو انکو علاوہ زباندانی کے اعلیٰ اعلیٰ مسایل دینیہ سے بھی واقفیت تام پیدا ہو جاویگی میری چھوٹی لڑکی نے جو ایک پرائمری پاس شدہ ہے سر دو حصے دو تین دن میں خود بخود نہایت ہی دلچسپی سے پڑھکر کئی ایک عورتوں کو سنائے ہیں۔ میرے ایک دوست جو غیر احمدی ہیں ان دونوں حصوں کو مطالعہ کر کے کہنے لگے۔ کہ بس صاحب آج میرے سارے شکوک اور شبہات جاتے رہے ہیں آپ جو کچھ بھی حضرت مرزا صاحب کے دعاوی کی بابت یا وفات مسیح اور جہاد اور دجال وغیرہ کی نسبت فرمایا کرتے ہیں مجھے بخوبی سمجھ میں آگیا ہے اور ایسا ذہن نشین ہوگیا ہے کہ اب میں انشاء اللہ تعالیٰ دوسروں کو بھی سمجھا سکتا ہوں اور ہم دیگر ایک کتاب خرید بھی لی ہے۔ گلاب الدین از رہتاس

کتاب سلک مروارید حصہ دوم ہر دو نسخہ مع سرفراز نامہ شرف صدور لا کر باعث افتخار ہوئی۔ اور لوگ بھی اس کتاب کو پڑھ کر کیوں نہ خوش ہوئے ہونگے امید ہے کہ بہت سے خطوط کتاب کی تعریف کے خدمت عالی میں پہونچے ہونگے مگر میں تو نہایت ہی خوش و خرم ہوا کتاب کو شروع کر کے چھوڑنے کو دل نہیں چاہتا تھا اور جبتک تینے اول سے آخر تک دیکھ نہیں لیا کل نہیں رہ سکی پھر مسجد میں جماعت کے پاس کر کیا سب سننے کے مشتاق ہوئے مگر مشکل یہ کہ اردو کو وہ لوگ بالکل نہیں سمجھ سکتے تھے پہلے عبارت پڑھنی پھر پنجابی میں ترجمہ سمجھانا شروع کیا عشا کے پہلے ہی لوگ آ موجود ہوتے تھے کبھی دس کبھی گیارہ بجے کو عشا کی نماز پڑھی جاتی۔ بڑی دلچسپی سے لوگ سنتے ہیں ابھی دو تین روز کی منزل باقی رہتی ہے۔ الغرض کتاب بہت ہی عجیب ہے جزاکم اللہ خیراً اب تیسرے حصہ کا بہت جلد لکھنا چاہئے۔ اسمعیل از ترگڑی

درخواست دعا

۱۔ منشی ظفر حسین صاحب طالب العلم میڈیکل کالج سکول لاہور نے آخری امتحان دیا ہے احباب اسکی کامیابی کیلئے دعا کریں۔ ایسا ہی منشی عبد الحق صاحب کیلئے جنکا مقدمہ سیالکوٹ میں ہو چکا ہے صرف حکم سنانا باقی ہے اللہ تعالیٰ رحم کرے احباب دعا کریں۔

۲۔ منشی عبد المجید صاحب ایک مخلص احمدی تھے قضاء الٰہی سے فوت ہو گئے ہیں احباب ضرور جنازہ غایب پڑھیں

تحفہ احمدیہ۔ منشی منظور الٰہی صاحب سوہدروی نے مندرجہ بالا عنوان کے نام سے ایک سلسلہ چھوٹے چھوٹے رسالوں کا شروع کیا ہے جس میں اسلام احمدیہ سماج اور دوسرے مذاہب کے اصولوں کا مقابلہ وہ کرنا چاہتے ہیں پہلا رسالہ شایع ہو گیا ہے قیمت اور بعض مخلص اور سرگرم احباب کو بھیجا گیا ہے صرف تین جلد طبع ہوا ہے جلد منگوالیں۔ دفتر الحکم قادیان سے ملیگا۔

اصلاح معاشرت

ذیل میں حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک گرامی نامہ درج کیا جاتا ہے جو حکیم فضل الدین صاحب بھیروی کے نام ہے اس خط کے اندراج کی غرض و غایت خود خط ہی سے معلوم ہو جاویگی۔ مگر کسیقدر حالات اس کے متعلق لکھنے ضروری ہیں حکیم صاحب کی تیسری بیوی جسکا اس خط میں ذکر ہے پچھلے دنوں حکیم صاحب سے ناراض ہو کر حضرت اقدس کے حضور استغاثہ لیکر آئی جس پر آنحضرت نے حکیم صاحب کو رفق و اخلاق اور حسن معاشرت کی ہدایت کی اور بیوی مذکور کو حکیم صاحب کی اطاعت و فرمانبرداری کرنیکا حکم دیا جیسا کہ اللہ اور اس کے رسول کا حکم ہے۔ مگر پھر کوئی امر پیش آیا جس پر آنحضرت نے حکیم صاحب کو یہ خط لکھا اور اس کے اخبار میں درج کر دینے کا مشورہ دیا۔

تعمیلاً لارشاد عالی اسکو شایع کیا جاتا ہے امید ہے یہ خط بہت سے مردوں اور عورتوں کیلئے مفید ہوگا اور بیہودہ گو اس پر کئی قسم کی نکتہ چینیاں کریں گے۔ یہ بھی ذکر کرنا ضروری ہے کہ اس خط میں دو ہفتہ کی مہلت کیلئے آپ نے لکھا تھا مگر پھر بنظر ترحم زبانی حکم دیا کہ ایک ماہ کیلئے مہلت دو۔ ایسا ہی خط میں حکم دیا تھا کہ انکے گھر میں سونا بھی چھوڑ دیں مگر پھر آپ نے فرمایا کہ سونا چاہئے تاکہ اسکی اصلاح کا موقع ملتا رہے۔ ایڈیٹر۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مجھے یقیناً معلوم ہو گیا ہے کہ مریم کی ہی زیادتی ہے اور جو کچھ عورتوں کیلئے خدا اور رسول کا حکم ہے اپنے خاوند سے محبت اور ادب اور تعظیم اور ہمدردی اور خیر خواہی ہے اب اسمیں باقی نہیں ہے اور میں نے اسکو اس بارے میں بہت سمجھایا تھا مگر افسوس اس نے اسپر عمل نہیں کیا اسلئے میری رائے تو اسبارہ میں یہ ہے کہ آپ دو ہفتہ تک ایک تحریر کے ساتھ اس کو مہلت دیدیں کہ اگر وہ اس مدت تک بکلی توبہ کر کے اپنی تبدیلی کرے تو بہتر ہے ورنہ اسکی اس شوخی اور سرکشی سے سمجھا جائیگا کہ وہ خود طلاق مانگتی ہے تو اس صورت میں تمہیں اختیار ہوگا کہ اس کو طلاق دیدیں اور بہتر ہے کہ یہی مضمون کسی اخبار میں چھپوا دیا جائے کیونکہ ایسے معاملہ پوشیدہ نہیں رہ سکتے اس سے دل پر عیب پیدا ہوگا۔ اور یہ بہت قرین مصلحت ہے کہ اس مقرر کردہ مدت میں نہ انکے گھر سے کھانا کھایا جائے اور نہ وہاں سونا ہوگا اور یہ بھی شرط لکھدیں کہ وہ بلا توقف اپنے بہائی اور ماں کو رخصت کر دے ورنہ نافرمان متصور ہوگی پھر اسقدر کوشش کے بعد اگر باز نہ آوے تو اسکو طلاق دیدیں تا اسکی شر سے نجات ہو والسلام۔ مرزا غلام احمد

حضرت مسیح کی خدمت میں ایک متمین خط اور اسکا جواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

جناب مرشدنا و مولانا امام الزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام

بعد از السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ ہم تین شخص جماعت احمدیہ مقیم مونگ ضلع گجرات سے تین روز سے حاضر حضور ہوئے ہیں۔ ابتک عرض حال کیواسطے کوئی موقعہ اور وقت ایسا میسر نہیں آیا جو اپنے حالات عرض بانی حضور میں عرض کئے جاتے اسلئے یہ عریضہ خدمت حضور میں پیش کرتے ہیں۔ اول میں مسمی عبد اللہ سوچی اپنا عرض حال کرتا ہوں کہ مجھکو حضور سے بیعت ہوئے عرصہ تقریباً ڈیڑھ سال کا گذرا ہے اس عرصہ میں مخالفین نے اکثر تکالیف پہنچائی ہیں اور اب بھی پہنچا رہے ہیں۔ کاروبار دنیوی میں بھی ہر طرح سے روک ڈال رہے ہیں بغرضیکہ ہر طرح سے نقصان پہنچاتے ہیں اور کوشش بلیغ کرتے ہیں۔ بلکہ خاص رشتہ دار بھی میرے دشمن ہو گئے ہیں مجھکو وہاں پر رہنا بہت مشکل ہو گیا ہے کسی صورت سے مجھکو وہاں پر گذارہ کرنا نظر نہیں آتا۔ ہر طور وہاں سے مجبور ہو گیا ہوں اور میری طبیعت بھی خود ان لوگوں سے بیزار ہے میں خود انمیں رہنا نہیں چاہتا مگر مجبور پڑا ہوا ہوں۔ اب میری بات جیسا کچھ حضور انور مناسب سمجھیں حکم فرما دیں۔ اب مجھکو کیا کرنا چاہئے۔ جیسا حکم ہو عمل میں لاؤں۔ دوسرا بیان احمد الدین ہے۔ اسکی بھی ایسی ہی حالت ہے وہ بھی وہاں پر رہنا نہیں چاہتا۔ اور تیسرا امام الدین نامی کشمیری ہے اسکو وہاں پر ہماری جیسی تکلیف نہیں ہے۔ مگر وہ اسیوجہ سے عرض کرتا ہے کیونکہ مخالف زیادہ ہیں۔ اور ہم صرف تین شخص احمدی ہیں۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

میں نے تمام خط پڑھ لیا ہے۔ میرے نزدیک مناسب ہے کہ صبوری کریں بلکہ اپنی صبر اور استقامت اور نرمی اور اخلاق کے ساتھ دشمن کو شرمندہ کریں اور نیک سلوک سے پیش آویں اور دشمنی کیساتھ اپنی عقائد کی خوبی اور راستی انکے ذہن نشین کریں اور نیک نمونہ انکو دکھلا دیں۔ ممکن ہے کہ وہ اخیار کی خصلت سے باز آ جاویں۔ بہرحال بے صبری نہیں کرنی چاہئے اور صبر و استقامت سے کام لینا چاہئے اور اپنے دشمنوں کے حق میں ہدایت کی بھی دعا کرتے رہیں۔ کیونکہ ہمیں خدا کی آنکھیں عطا کی ہیں اور وہ لوگ اندھے ہیں اور دیوانہ ہیں ممکن ہے کہ آنکھ کے بعد حقیقت کو پہچان لیں۔ علاوہ اسکے خدا تعالیٰ نے مجھے ایک مرتبہ نشان کا وعدہ دیا ہے اور جہاں تک میرا خیال ہے وہ ایک سخت زلزلہ ہوگا جو دنیا کے دلوں کو ہلا دیگا اور وہ بہت سخت ہوگا جس سے اکثر حصہ دنیا کے تہ و بالا ہو جائیں گے اور بعض ایمان پائیں گے۔ مردے زندہ ہونگے۔ اور زندہ مر جائیں گے اور ضرور ہے کہ جاہل لوگ اپنی ضد پر قایم رہیں جبتک خدا تعالیٰ کا وہ دن آوے جو ایک دنیا کو زیر و زبر کر دے سو اس وقت تک اپنی صبر اور نیک چلنی کا لوگوں کو نمونہ دکھا دو اور بدی کی جگہ نیکی کرتا آسمان پر تمہارے لئے اجر ہو اور میں انشاء اللہ تعالیٰ

ذیل مین ایک عجیب نظم درج کیجاتی ہے جو میرے واجب الاحترام مخدوم حضرت میر ناصر نواب صاحب سلمہ اللہ الوہاب نے اپنے دلی جوش کے اظہار سے لکھی ہے۔ اگرچہ اس نظم کا تعلق ایک واجب العزۃ عصمت مآب **خاتون** کی ذات خاص تک ہے لیکن اخبار کے کالمون مین اس نظم کے آنے کی غرض کیا ہو سکتی ہے - ؟ - اس کا اظہار میرا فرض ہے مین اس نظم کو محض اس غرض سے شائع کرتا ہون تا ہماری **مستورات** کو ایک اعلےٰ نمونہ اپنے خاوندون کی **فرمانبرداری** کا معلوم ہو اور وہ اس **پاک نمونہ** سے اپنے شوہرون کیلئے اطاعت و وفاداری کا خاص سبق سیکھین حقیقت مین جس محترم خاتون کا اس نظم مین ذکر کیا ہے وہ کوئی معمولی عورت نہین بلکہ اس **معزز خاتون** کی **والدہ ماجدہ** ہین جسکو اللہ تعالےٰ نے کل انبیاء علیہم السلام کے موعود اور بروز مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زوجیت کیلئے برگزیدہ کیا اور اسے **ام المومنین** ٹھیرایا - اس حیثیت سے ام المومنین کی واجب الاحترام **والدہ ماجدہ** ایک عالم کی مان ٹھیرتی ہین - اس پاک نمونہ سے یہی معلوم ہوگا کہ ایسی محترم اور پاک باز خاتون اور اس کے واجب العزۃ شوہر کے کیسے نیک - اور پاک ارادے اپنی اولاد کے متعلق ہونگے - یہ ذکر کرنا بھی ضروری ہے کہ اس خاندان کو اللہ تعالےٰ نے دوہرا شرف عطا فرمایا ہے - پہلے **آل رسول** ہونے کا شرف تھا ہی اسپر حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے خاندان کے ساتھ تعلق ہونے کیوجہ سے دوسرا فضل کیا - ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم - خدا کرے کہ ہمارے گھرون مین ایسے ہی پاک نمونے ہون - آمین - اگر گھرون مین اس قسم کی وفاداری محبت اور اطاعت اپنے خاوندون کی ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ **معاشرت** اعلیٰ درجہ کی نہ ہو

(ایڈیٹر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اے میرے دل کی راحت مین ہون ترا فدائی
صورت سے بڑھ کر سیرت مین دلربائی
مجھکو نہین تجھ بن ہے میرے شکیبہ تجھکو
ممنون جو ہون مین تجھ سے مجھسے نہین خجل تو
تونے کرم کیا ہے میرے ستم کے بدلے
تو لعل بے بہا ہے - انمول ہے تو موتی
مین نے نہ قدر تیری پہچانی ایک ذرہ
خاطر سے تونے میری کنبہ کو اپنے چھوڑا
تھی ناز کی پلی تو اور مین غریب گھر کا
نعمت کا تیری ثمرہ اللہ تجھکو بخشے -
دکھ سکھ مین ساتھ میرا تونے کبھی نہ چھوڑا
دنیا کے رنج وغم کو ہنس ہنس کے تونے کاٹا
بچون کو تو سلاتی اور آپ جاگتی تھی
بچون کے پالنے مین لاکھون اٹھائے صدمے
ہوتا تھا ایک پیدا اور دوسرا گزرتا
صدمہ کو اپنے دل کے لاتی نہ تو زبان پر
تنگی مین عمر کاٹی بچون کو خوب پالا
محنت کا بھید اپنے دل کا تونے کیا نہ افشا
جو کچھ کہ تجھکو بخشا تونے لیا خوشی سے
دھوکہ دیا نہ ہرگز بولی نہ جھوٹ گھر ہے
تھی جتنی تجھمین طاقت کی تونے میری خدمت
عیبون کو تونے میرے اغیار سے چھپایا
صدمہ مصیبت میرے صدمہ تجھکو ہوا ہمیشہ
تھی میرے دشمنون کی تو جان و دل سے دشمن
جو کچھ تھا میرا مذہب تھا وہ ہی تیرا مشرب
کرتی تھی تو تصدق جو تیرے پاس تھا زر
اس شکر حق کا حسن نے تجھے ملا یا
اللہ حق کی رحمت تجھکو عطا ہو جنت
تجھکو دنیا مین فضل و کرم سے مولیٰ

تکلیف مینے ہرگز تجھ سے کبھی نہ پائی
مین ہون شکستہ خاطر اور تو ہے مومیائی
مین تیرے غم کی دارو تو میری ہے دوائی
مجھمین رہی کدورت تجھمین رہی صفائی
دیکھی نہ مینے تجھ سے اک ذرہ بے وفائی
ہے نقش میرے دل پر بس تیری پارسائی
میرے کو مینے سے تھا اندوہ ایک پائی
جنگل مین ساتھ میرے پیارے وطن کو آئی
تونے ہر اک مصیبت گھر مین مرے اٹھائی
جو تھے مین سر کو چھپایا بچون پہ جان کھپائی
خود ہو گئی مقابل جب غم کی فوج آئی
اللہ رے تیری ہمت بل بے تیری سمائی
سو بار موت کو مین تو رات کو نہائی
جب تک یہ سلسلہ تھا راحت نہ تونے پائی
تھی صابرہ تو ایسی ہرگز نہ بلبلائی
جنجال کی طرح سے دیتی نہ تو دہائی
شکوہ نہ سختیون کا لب پر کبھی تو لائی
غیرون سے تو چھپاتی ہوتی اگر لڑائی
مانگی نہ تونے مجھسے ساری کبھی کمائی
مجھ سے نہ بات کوئی تونے کبھی چھپائی
خود کھایا روکھا سوکھا نعمت مجھے کھلائی
تھا تیرے بس مین جتنا عزت میری بنائی
جب شاد مجھکو پایا تونے خوشی منائی
اور میرے دوستوں سے تیری رہی صفائی
تھی تیرے دل مین الفت ایسی میری سمائی
یان تک کہ پاس تیرے باقی رہی نہ پائی
اور میری تیری قسمت آپس مین یون ملائی
اور میری تیری الفت ہووے نہ دمبدم جدائی
ہر رنج وغم سے بخشے مالک تجھے رہائی

ہرگز نہ تو دکھی ہو ہر وقت تو سکھی ہو
فضل خدا کی بارش دن رات تجھپہ برسے
دولت ہو تجھے ہمدم عزت ہو ساتھ تیرے
تیرا نہین ہے ثانی لاکھون کی ہے تو نانی
اسلام پر جئین ہم ایمان سے مرین ہم
جب وقت موت آوے بہشت ہم سدھارین
مہدی کے مقبرہ مین ہم پاس پاس سوئین
اک اور ہی دعا ہے اب میرے دل مین آئی
ہو قوم کو ہدایت اللہ کی آئے نصرت
مثل مدینہ ہووے اسلام کا یہ مرکز
ہمدیکہ لوگ مانین عیسیٰ کے معتقد ہون
دنیا سے دور ہو وے ہر طور کی کدورت
اسلام مین ہو داخل بس فوج فوج دنیا
آنکھون سے اپنی ہمکو وہ دن خدا دکھائے
آنکھین کھلین ہماری روشن دماغ ہووین
دنیا سے دور ہو دین جتنے ہین بت جہاں مین
قرآن کی حکومت دنیا مین ہووے قایم
روشن ہو دین احمد فضل خدا سے ہردم
دین محمدی کا اقبال خوب چمکے
توحید کا ہو دورہ تثلیث ہو شکستہ
قرآن کا نور چمکے کندن کی طرح دمکے
شر اور فساد جاوے دنیا مین امن آوے
بچے ہون نیک بچے اور ہون جوان صالح
ہر شر دور ہووے سچا سردار ہووے
جھوٹے طبیب جائین سچے امین آئین
ہو صدق و راستی کا دنیا مین بول بالا
آپس مین ہو محبت جائے یہ بغض و نفرت

بچون کا عیش دیکھے تو اور تیری جائی
پانی مین مغفرت کے ہر دم رہے نہائی
اولاد مین ہو برکت - کہلائے سب کی مائی
عیسیٰ سے کرکے رشتہ دولت یہ تونے پائی
ہر دم خدا کے در کی حاصل ہو جبہ سائی
دلبر نہ ہو ہمارے اندوہ ایک رائی
دنیا کی کشمکش سے ہم کو ملے ۔ ۔ ۔ رہائی
ہے جوشش کا یہ عالم جاتی نہین چھپائی
آقا کرے ہمارا دنیا کی ۔ ۔ ۔ رہنمائی
قصبہ مین قادیان کے آئے نظر خدائی
پھر جائے چار جانب اسلام کی دہائی
جس سمت آنکھ اٹھے آئے نظر صفائی
اعدا گلے سے ملکر بن جائین بھائی بھائی
جب قوم سے ہماری کل دور ہو برائی
ہووے شعار اپنا تقویٰ و پارسائی
اللہ کی ہو عبادت جس کی ہے کل خدائی
ہو کفر پارہ پارہ اور شرک رائی کائی
جو ہین جنم کے اندھے اونکو بھی دے دکھائی
باطل پرست جو ہین اون کی ہو جگ ہنسائی
حق کی ہو بادشاہی باطل ندے دکھائی
سورج کی روشنی سے ہو بڑھکے روشنائی
ظاہر مین خیر و خوبی باطن مین ہو بھلائی
ہون لائق زیارت دنیا مین باپ مائی
جو سود خوار ہین یان انکو ملے نہ پائی
دھوکہ سے جو نہ بچین مخلوق مین دوائی
ہو جھوٹ کی تباہی پھیلے یہان سچائی
جو دلشکن ہین ان مین آجائے دلربائی

اب یہ دعا ہے میری دن رات صدق دل سے
ناصر کی اس دعا کو حق تک ملے رسائی

عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ

اے دل تو نیز خاطر اینان نگہدار
کآخر کنند دعوئے حُبِّ پیمبرم

اسلامیہ کالج میں جمعرات کے دن وعظ کے بعد ایک اشتہار تقسیم کیا گیا اور اسکا ایک نسخہ کالج کے نوٹس بورڈ پر چسپاں کیا گیا ہے اسکا ہیڈنگ **المہدی من عترتی ومن ولد فاطمہ** ہے - اس اشتہار میں کئی باتیں قابل غور ہیں -

اوّل ہمارے مخالف علماء کا یہ سب سے بڑا ہتیار ہے کہ احادیث سے غلط استدلال کرکے لوگوں کو غلطی میں ڈالتے ہیں - قرآن شریف سے اور دیگر ثبوتوں سے جن کو میرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود علیہ السلام اپنا معیار صداقت ٹہراتے ہیں - بلکہ اعراض کرتے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مولوی صاحبان آپ کے خلاف قرآن کریم سے کوئی استدلال نہیں کر سکتے - اور نہ ہی مقرر کردہ معیاروں کو جھوٹا ثابت کرتے ہیں جن سے میرزا صاحب کی صداقت ظاہر ہوتی ہے - ایسے اختلافی مسایل میں مسلمانوں کو خاص احتیاط کرنی چاہئیے تہی اور قرآن مجید سے استدلال کرنا چاہئیے تہا جسکا دعوی ہے کہ وہ اختلافی مسایل میں فیصلہ کرنیوالا ہے - لِيُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِي يَخْتَلِفُونَ فِيهِ -

دوم مولوی صاحب نے احادیث کو عجیب طرح سے گڈمڈ کر دیا ہے اور تمام احادیث کو جن سے مختلف اشخاص مراد ہیں صرف ایک ہی شخص پر لگانے کی کوشش کی ہے - اس خیال نے مولوی صاحب کو بڑی خطرناک غلطی میں ڈال دیا ہے - اور بہت سی حدیثوں کا کذب لازم آتا ہے - کیونکہ کسی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مہدی حضرت عباس کی اولاد سے ہوگا جیسا کہ مولوی صاحب کے ۲۲ سے ظاہر ہے اور کسی حدیث سے مہدی کا حضرت فاطمہ کی اولاد سے ہونا ثابت ہوتا ہے - جیسا کہ مولویصاحب کے اشتہار کا ہیڈنگ ہے کسی حدیث میں لکہا ہے کہ **لا مہدی الا عیسی** یعنے عیسیٰ ہی مہدی ہونگے اور مہدی کوئی علیحدہ شخص نہیں ہے - اور کسی حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ فاطمی الاصل ہونگے - اب غور فرمائیے کہ اگر مہدی ایک ہی شخص ہے تو لامحالہ مولویصاحب کے مذہب کے مطابق ایک حدیث کو سچا اور باقی سب کو جہوٹا ماننا پڑے گا - حالانکہ یہ تمام حدیثیں سچی ہیں - اسلئے مختلف اوقات میں مختلف مہدی ہونگے اور لا مہدی الا عیسی کا مصداق اسوقت موجود ہے - اصل بات یہ ہے کہ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت تمام جہانوں اور تمام زمانوں کے لئے ہے اور جو حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا منکر ہے اللہ تعالے کے وعید کے موافق اوسکو سخت سزا دی جاویگی - اسواسطے اللہ تعالے نے ہر زمانہ کے لوگوں کو ملزم کرنے کے لئے ہمارے پیارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے منہ سے ہر زمانہ کی نسبت پیشگوئیاں کرائیں اور جیسی آپ کی نبوت آپکی زندگی میں ثابت تہی ویسے ہی ہر زمانہ میں ثابت ہوتی رہی ہے - اور ہوتی رہے گی - مولوی صاحب کے اس غلط استدلال سے ایک بڑا خطرہ آیندہ اسلام کو بہی ہے کیونکہ ایسا مہدی جو ان سب خلفاء الراشدین المہدیین کا مجموعہ ہو نہ کبہی ہوا ہے اور نہ کبہی ہوگا یہ بات حدیث کے مطلب کے بالکل خلاف ہے - اور اسطرح مسلمان یہودیوں کی طرح ایک جہوٹے انتظار میں تباہ ہونگے - **سوم** مولوی کے مسلک کے مطابق یہ تمام احادیث مجروح اور ضعیف ہے اور جسکو زیادہ تحقیق کی ضرورت ہے وہ ابن خلدون کو دیکہے اور مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی ان تمام احادیث کو جن میں مہدی کا ذکر ہے ضعیف و مجروح ثابت کرکے گورنمنٹ سے مربعے انعام میں بہی حاصل کر چکے ہیں -

جواب اصل اشتہار

(۱) حدیث مندرجہ نمبر اول کے کسی لفظ سے مہدی کا حسنی ہونا ثابت نہیں ہوتا اور یہ دو نو جملے علیحدہ علیحدہ حدیثوں کے ہیں مولوی صاحب نے کسی مخفی تدبیر کو دل میں رکہکر دونونکو ایک جا جمع کر دیا ہے - حدیث کے حصّہ اول میں مولوی صاحب لفظ مِنّی پر زور دیتے ہیں - لیکن مِنّی کے معنے مِن اُمّتی ہوتے ہیں نہ ابن اولادی - جیسا کہ مولوی صاحب نے ثابت کرنے کی کوشش کی ہے ایک مشہور حدیث ہے مَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي - جو میری سنت سے بے رغبتی کرے وہ مجھ سے نہیں ہے یعنی میری امت سے نہیں ہے - ولد فاطمہ سے مراد مذکر و مونث دونو اولادیں ہیں نہ کہ صرف مذکر سیدونکی شرافت تو اسبات پر منحصر ہے کہ مونث کا لحاظ کیا جاوے نہیں تو دنیا نے سیدوں کو علویوں پر کیوں عزت دی ہے اور مامور ربانی حضرت میرزا غلام احمد صاحب کی دادیوں میں سے کئی سیدانیاں تہیں اسلئے آپ بہی ولد فاطمہ ہیں - رسول کریم نے بہی فاطمہ کا ذکر فرمایا ہے - یعنی مونث کا نہ حضرت علی کا خود مہدی کا اس حدیث سے حسنی ہونا تو ثابت نہیں ہوتا - نہ معلوم مولویصاحب نے کہاں سے لیا ہے - ہم تو یہ ہی مانتے ہیں کہ سیدوں میں سے بہت سے امام و مہدی ہو چکے ہیں - اسلامی تاریخ اسکی گواہ ہے - ۳ سے ۱۱ سے ایک ہی شخص محمد مہدی فاتح قسطنطنیہ مراد ہے - اگر مولویصاحب کو علم ہو تو اپنے کسی شاگرد سے پوچہہ لیں کہ قسطنطنیہ پندرہویں صدی کے اخیر میں فتح ہو چکا ہے اور اب مسلمانوں کے قبضے میں ہے اور اسکو دوبارہ فتح کرنیکی کچہہ ضرورت نہیں - تاریخ کے پڑہنے والے یہ بہی خوب جانتے ہیں کہ اس شہر کی فتح کے بعد ہی یورپین اقوام نے سطحی علوم میں ترقی شروع کی - اور اسکے بعد ہی یہ لوگ ہندوستان میں آئے اور اپنی تجارت اور جہازرانی کے ذریعہ تمام دنیا میں پہیل گئے اور اسلام کے ظاہر و باطن پر حملے کرنے شروع کر دئیے اور یہ دجالی فتنہ اب اپنی انتہا کو پہنچ چکا ہے - ۱۲ میں مولویصاحب نے حدیث کا کوئی حوالہ نہیں دیا ۱۳ سے ۱۵ کی علامات میرزا صاحب میں پائی جاتی ہیں آپ کی زبان میں لکنت کا اثر - ناک اونچی - پیشانی کہلی اور روشن - رنگ آپ آدم اللون ہیں - اور آپکے بال سیدہے ہیں - مسیح ناصری احمر اللون تہے اور آپکے بال گہنگرالے تہے - دیکہو بخاری احمدی پریس صفحہ ۴۸۹ و ۴۸۷ و ۱۰۲۶ و ۱۰۴۰ و ۱۰۵۵) شعر

رنگم چو گندم است و فرق بین است
زان سان کہ آمد است در اخبار سرورم
این مقدم نہ جائے شکوک است والتباس
سید جدا کند ز مسیحائے احمرم

۱۶ اور ہم مولویصاحب سے یہ بہی دریافت کرتے ہیں کہ انہوں نے کس جگہ سے استدلال کیا ہے کہ مہدی کبہی شعر نہیں کہیگا دوم تمام اشعار مذموم نہیں ہوتے اگر یہ بات تہی تو قرآن کریم نے الا الذین امنوا الخ کہکر استثنا کیوں کیا ہے سورۃ شعراء رکوع ۱۲ - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے حسان شعر کہتے تہے آپ نے انکو منع نہیں کیا بلکہ یہ کہا کہ حسان کی تائید روح القدس کرتا ہے - حضرت داؤد کی زبور الہی عشق کی غزلیات سے بہری پڑی ہے - اور نبی کریم بہی بڑے فصیح اللسان تہے اسواسطے کافر آپکو شاعر کہتے تہے جیسا کہ قرآن میں آیا ہے - ۱۷ عربی میں اسلئے الہام ہوتا ہے کہ مسلمانوں کی مذہبی زبان عربی ہے اور آپ قرآن شریف و نبی عرب صلے اللہ علیہ وسلم کے تابع فرمان ہیں انگریزی میں اسلئے شاذ و نادر الہام ہوتا ہے کیونکہ قوم انگریزی ہی خاصکر مخاطب ہے - مولویصاحب نے یہ بات کہاں سے نکال لی ہے کہ تمام مہدی عرب ہی میں ہونگے مسلمانوں کا رب رب العالمین ہے نہ رب العربیین - اور ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ للعالمین ہیں نہ رحمۃ للعربیین آپ کے فیض تمام جہان پر جاری ہیں - ۱۸ مولویصاحب کہتے ہیں کہ مہدی مدینہ میں پیدا ہونگے اور دوسری حدیث میں ہے کہ آپ مشرق کی طرف کدعہ بستی میں پیدا ہونگے ان دونوں حدیثوں کو اگر صحیح مانا جاوے تو مختلف مہدی ماننے پڑتے ہیں اور یہ بات کہ کئی مہدی ہونگے ہمارے اشتہار کے ہیڈنگ کی حدیث سے بہی ظاہر ہے - اور مولویصاحب کے صرف ایک ہی مہدی ہوگا کے خلاف ہے - مگر میرزا صاحب مشرق کی بستی کدعہ (قادیان) میں پیدا ہو گئے اور رسول اللہ کی پیشگوئی پوری ہو گئی تو آپ کا اس میں کیا حرج ہو گیا - ۱۹ سے ۲۱ کا مصداق ایک ہی شخص ہے اور یہ پیشگوئی پوری ہو چکی ہے جب معاویہ فوت ہو گئے انکے بعد خلافت کا جہگڑا ہوا - مدینہ کی اکثر لوگوں نے یزید کی بیعت کر لی - امام حسین اور عبداللہ بن زبیر مدینہ کو چہوڑ کر مکہ چلے گئے اسکے بعد امام حسین کے ساتہ کربلا میں جو کچہہ ہوا سو ہوا - مکہ والوں نے حضرت عبداللہ بن زبیر کو خلیفہ بنا لیا اور رکن و مقام کے درمیان آپنے بیعت لی - اس کے بعد سفیانی نے (یعنی یزید نے جو ابو سفیان کی اولاد میں سے تہا) مکہ پر فوجیں بہیجیں - ۲۳ مولویصاحب فرماتے ہیں کہ مہدی کے لئے دو نشانیں ہونگی - آپنے کسی حدیث کا حوالہ نہیں دیا جس سے معلوم ہو کہ کس حدیث سے آپ نے استدلال کیا ہے شاید آپ کا اشارہ اس حدیث کی طرف ہوگا جو کہ مامور ربانی حضرت میرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود علیہ السلام کی تصدیق میں پوری ہو چکی ہے - وعن ابی جعفر الباقر علیہ السلام قال اذا کان الصوت فی شہر رمضان فی لیلۃ الجمعۃ فاسمعوا واتبعوا فی آخر النہار صوت اللعین ابلیس ینادی الا ان فلانا قد قتل مظلوما یشکک علی الناس ویفتنہم فکم فی الیوم من شاک متحیر فاذا سمعت الصوت فی رمضان یعنی اول فلا تشکوا انہ صوت جبرئیل وعلامۃ ذالک انہ ینادی باسم المہدی واسم ابیہ (رواہ نعیم بن حماد) ترجمہ حضرت ابو جعفر باقر علیہ السلام کی روایت ہے کہ کہا انہوں نے کہ جب ہووے آواز رمضان مبارک میں شب جمعہ میں پس سنو اسکو اور اطاعت کرو اور آخر دن میں ابلیس لعین کی آواز ہوگی ندا کریگا کہ آگاہ ہو جاؤ کہ فلان شخص ظلم سے قتل کیا گیا ہے یعنی شہید ہوا یہ آواز تمام آدمیوں کو اشکال میں ڈالنے گی اور انہیں فتنہ میں ڈالیگی پس بہت سے لوگ اسدن شک کرنیوالے حیرت میں پڑ جائینگے پس جبکہ تم سن چکے ہو آواز رمضان میں اول تو شک میں مت پڑ یو وہ آواز جبرئیل کی ہے اور اسکی نشانی یہ ہے کہ وہ جبرئیل مہدی کے نام کے ساتہ اور اون کے باپ کے نام کے ساتہ ندا کریگا - روایت کیا اسکو نعیم بیٹے حماد کے نے - آسمانی و جبرئیلی آواز سے مراد وحی ہے جو میرزا صاحب کو رمضان میں لیکھرام کے قتل کئے جانے کی بابت ہوئی - دیکہو برکات الدعا صفحہ ۱ - اور یہ آواز تمام دنیا لیکہرام کے قتل سے پہلے سن چکی تہی - ابلیس لعین سے ایک قوم مراد ہے اسکے قتل کے وقت شہید قوم کے نعرے ملرے گئے اور مقتول مظلوم ٹہیرایا گیا - بڑے بڑے اشکال واقع ہوئے - لوگ فتنہ میں پڑے بہت سے مسلمانوں کو زہر دیگئی اس سے خلیفہ وقت احمد علیہ السلام کی صداقت ظاہر ہوئی - صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ -

المشتہران احمدی طالب علمان اسلامیہ کالج لاہور

ایڈیٹر - مندرجہ بالا اشتہار کیضرورت ہمارے احمدی طالب علمان اسلامیہ کالج لاہور کو کیوں پڑی اسکا کسی قدر تذکرہ اس اشتہار میں آ گیا ہے لیکن اس نوٹس کے متعلق بعض اہم امور پر مجہے ضرورتاً آیندہ بحث کرنی پڑیگی جو نہ صرف اہل اسلام ہی کی توجہ کے قابل ہوگی بلکہ کالج کی ناظم کمیٹی اور پنجاب یونیورسٹی تک کو مجہے متوجہ کرنا پڑیگا -

نوٹ - مولویصاحب کے باقی سوالوں کا جواب انشاء اللہ دوسرے اشتہار میں دیا جائیگا -

* حضرت ابوبکر حضرت علی باوجودیکہ وہ مہدی تہے پہر بہی شعر کہتے تہے چنانچہ حضرت علی کا دیوان مشہور ہے

رسالہ ریویو آف ریلیجنز قادیان

کے متعلق قادیان سے جو خطوط ایڈیٹر وطن کی تحریرات کے جواب میں بھیجے ہیں وہ بجنسہٖ ذیل میں درج کئے جاتے ہیں:۔ (پہلا خط)

امر دوم کے متعلق دوسرے کاغذ پر میں نے نہایت مختصر جواب اس خوف سے دیا ہے کہ مبادا آپ اس کو بحث سمجھیں اور بجائے فایدہ کے نقصان ہو۔ میں امید کرتا ہوں کہ اگر آپ نے اس جواب کے متعلق کچھ اظہار اخبار میں کرنا ہو جیسا کہ آپکے ۱۲ جنوری کے اخبار سے پایا جاتا ہے تو میرے اس مختصر سے جواب کو بعینہٖ شایع فرما کر مشکور فرماویں۔ اگر کوئی وجہ جناب کو اس تحریر کی اشاعت سے روکنے والی ہو۔ تو اسکو واپس کر کے ممنون فرمائیں۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں تفصیل کے ساتھ اپنی پوزیشن کو ظاہر کر سکتا ہوں۔ میرا ارادہ مفصل لکھنے کا تھا۔ مگر آپ کے دوسرے کارڈ سے یہ خیال ہو گیا ہے کہ شاید اس تفصیل کو آپ مباحثہ نہ سمجھ لیں۔ وانما الاعمال بالنیات

مکرم بندہ جناب ایڈیٹر صاحب اخبار وطن السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کے خطوط کے ذریعہ معلوم ہوا کہ آپ خود دس روپیہ ماہوار رسالہ ریویو آف ریلیجنز کی جاپان میں اشاعت کیلئے دینے کے واسطے تیار ہیں۔ اور ایسا ہی ۱۲ جنوری کے آپ کے اخبار سے بھی یہ پایا جاتا ہے۔ کہ آپ دوسرے مسلمانوں میں بھی اسکی اعانت کیلئے تحریک فرمانے کو تیار ہیں۔ بشرطیکہ ایڈیٹر رسالہ مذکور یعنی یہ خاکسار انگریزی رسالہ میں حضرت مرزا صاحب کے سلسلہ کا قطعًا کوئی ذکر نہ کرے۔ میں آپکی اس ہمدردی کا تہ دل سے مشکور ہوں۔ مگر میں حیران ہوں کہ اگر غرض اشاعت اسلام ہے تو اس رسالہ میں وہ کونسی بات پائی جاتی ہے جو اشاعت اسلام کے مفہوم کے خلاف ہو؟ گذشتہ چار جلدیں رسالہ کی اگر آپ پسند فرمائیں تو میں آپکی خدمت میں بھیج دیتا ہوں۔ اور آپ انکو مطالعہ فرما کر مجھے اسقدر اطلاع دیں۔ کہ اس رسالہ میں فلاں مضمون سے ہتک اسلام پائی جاتی ہے۔ یا اسلام کے کسی اصل کی تردید ہوتی ہے۔ اسقدر تو میں وعدہ کرتا ہوں اور ساتھ ہی اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ اگر میں اس وعدہ کی خلاف ورزی کروں تو وہ مجھے ایک حرف بھی لکھنے کی توفیق نہ دے اور میں اس وعدے کو خدا کی قسم کے ساتھ موکد کرتا ہوں کہ اس رسالہ میں ایک حرف بھی ایسا نہ لکھوں گا جس سے اسلام کی ہتک ہو یا جس سے اسلام کے ان اصول پر جو ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھائے تھے ہم اعتنا نہ پاکی نیتا زوبر پڑتی ہو یا جس سے قرآن شریف یا صحیح احادیث یا سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب ہوتی ہو یا جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور صداقت کے خلاف کوئی امر ظاہر ہوتا ہو۔ اگر اہل اسلام کو صرف یہ غرض ہے کہ اسلام کی صداقت اور اس کے اصول حقہ دوسرے لوگوں کے سامنے پیش کئے جاویں اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا منجانب اللہ اور خدا کا برگزیدہ ہونا ثابت کیا جاوے۔ اور اس مقدس مذہب کو تمام داغوں سے پاک کر کے اس کا چمکدار چہرہ بیرونی دنیا کے سامنے پیش کیا جاوے تو یہ رسالہ خدمت ادا کر رہا ہے۔ اور مسٹر کوئیلم اور مسٹر ویب دونوں نے اس امر کو تسلیم کیا ہے۔ لیکن اگر انکو خواہ مخواہ کی یہ ضرورت ہے کہ فلاں شخص کا اسمیں نام نہ ہو۔ یا فلاں سلسلہ کا ذکر نہ ہو تو میں اس قسم کی کسی خواہش کو پورا کرنے کیلئے تیار نہیں۔ اسطرح سے تو کل کو پھر ایک سوال یہ بھی پیش کیا جا سکتا ہے کہ اس رسالہ میں حضرت ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کا کوئی ذکر نہ ہو۔ کیونکہ اسلام کا ایک گروہ ان دو خلفائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلیم نہیں کرتا۔ پس جس شخص کو اسلام کے کسی بزرگ سے عناد ہے اسکی خواہش قابل پیروی نہیں۔ میرا جو لوگ ہمارے امام سے حسن ظن رکھتے ہیں خواہ وہ اس سلسلہ میں داخل ہوں یا نہ ہوں۔ وہ شاید اس بات کے خواہاں نہ ہوں گے کہ حضرت مرزا صاحب کا ذکر بھی ان کی آنکھوں کے سامنے نہ آئے۔ لیکن جنکو اس درجہ تک عناد ہے میں انکا ایک پیسہ بھی اعانت کے رنگ میں حرام سمجھتا ہوں۔ چہ جائیکہ ایسی درخواست کروں کہ وہ اس رسالہ کی مدد کریں۔ وجہ یہ کہ یہی شخص ہے جس نے اس زمانہ میں اسلام کی عزت قائم کی۔ اور اس کو زندہ مذہب ثابت کیا اور یہ دکھایا کہ اسلام کے کمالات اور اسکی برکتیں کسی ایک زمانہ تک محدود نہیں اگر ایسا ہوتا تو یہ مذہب بھی دوسرے مذہب کی طرح ایک مردہ مذہب ہوتا۔ مگر اسلام کی برکات کا چشمہ ہمیشہ جاری ہے۔ اور اسی واسطے اللہ نے اس امت کو خیر الامم کہا کہ وہ ہمیشہ کیلئے برکات کی وارث قرار دیگئی۔ اور اسی واسطے یہ عجیب دعا سورہ فاتحہ میں ہر مسلمان کو سکھائی کہ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم کا مطلب یہ ہے کہ پہلی قوموں پر تو تیرے انعام کے راہ بند ہو گئے۔ اے خدا ہم پر تو اپنے انعام کا راہ کبھی بند کیجیو۔ پس اول وہ بات جس کی حضرت مرزا صاحب تعلیم دیتے ہیں یہی ہے اور آن کا وجود اس کا عملی ثبوت اس زمانہ میں ہے۔ اسکو نہ میں اور نہ کوئی اور احمدی جو اس رسالہ کا ایڈیٹر ہو گا کبھی چھوڑ سکتا ہے۔ مرزا صاحب یا ان کے سلسلہ کا ذکر ہم لوگ کیوں کرتے ہیں۔ صرف اسلئے کہ اس سے اسلام کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ اور اسکی صداقت مثل شمس نصف النہار کے چمک اٹھتی ہے۔ ورنہ اگر روپیہ کا کمانا ہی ہمارے اغراض میں سے کوئی غرض ہوتی۔ تو اس سے بہتر کوئی موقع نہ تھا جب آپ جیسے بارسوخ انسان نے بذریعہ اخبار ہر طرح سے مدد کا وعدہ کیا تھا۔ میں یہ خوب جانتا ہوں کہ اگر آپ کی شرط مان لیجاوے تو آج ہزارہا روپے اس رسالہ کی اشاعت کیلئے جمع ہو سکتے ہیں۔ مگر میں یہ بھی خوب جانتا ہوں کہ یہ ایک فوری جوش لوگوں کا ہوگا۔ اسلام کیلئے سچی ہمدردی کا ہونا کہ انسان اپنی سب آسایشوں پر مذہب کو مقدم کرے نہایت مشکل امر ہے۔ کاش اگر اور نہیں تو کوئی شخص حضرت مرزا صاحب کی وصیت کو ہی پڑھ لے تو اس پر یہ ثابت ہو جاوے کہ اشاعت اسلام کا جوش کسقدر کوٹ کوٹ کر اس شخص کے دل میں بھرا ہوا ہے میں خدا کی قسم کھا کر یہ شہادت دیتا ہوں کہ جوش مذہب اسلام کی اشاعت کا اس ایک شخص کے دل میں ہے اسکی نظیر آپ کہیں نہ پاویں گے۔ اشاعت اسلام کی ایک ایسی تدبیر آپنے اپنی وصیت میں بیان فرمائی ہے کہ چند ہی سال میں انشاء اللہ یہ سلسلہ اشاعت کا دنیا کو حیران کر دیگا۔ بڑی سے بڑی بات جو حضرت مرزا صاحب کے خلاف کہی جا سکتی ہے وہ یہ ہے کہ وہ حضرت مسیح کی موت کو ثابت کرتے ہیں۔ مگر افسوس کہ یہ نہیں سوچا جاتا کہ اس سے تو اسلام کو مدد پہنچتی ہے اور عیسائی مذہب کا سارا تانا بانا بگڑتا ہے۔ اور یہ شہتیر عیسائی مذہب کا ٹوٹ گیا تو یقینًا جان لو کہ پھر اسلام کل دنیا پر غالب آگیا۔ پس اس عقیدہ موت مسیح سے مسلمانوں کا بیزاری ظاہر کرنا انکی بدقسمتی ہے۔ میں بہت کچھ لکھنا چاہتا تھا۔ مگر اس خوف سے کہ مبادا طوالت میں آپ بحث کا رنگ سمجھ لیں یہیں ختم کرتا ہوں۔

(خاکسار محمد علی ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز قادیان)

(خط نمبر ۲) مکرم بندہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ خدا تعالیٰ کسی کے سچے جوش کو ضایع نہیں کرتا۔ آپنے چونکہ محض نیک نیتی سے اس امر کو چاہا کہ اشاعت اسلام کے کام میں جو ہماری جماعت کر رہی ہے دوسرے لوگ بھی شریک ہوں اور جس چیز کو وہ ایک روک سمجھ بیٹھے ہیں (اگرچہ میرے نزدیک اسمیں وہ غلطی پر ہی ہیں) اس کو دور کر دیا جاوے۔ اسلئے خدا نے بھی ایک ایسی صورت پیدا کر دی ہے جبکہ آپ کا کارڈ پہنچا اس دن اتفاقًا میرے مکرم دوست خواجہ کمال الدین وکیل لاہور بھی اس جگہ موجود تھے۔ ان کے ذہن میں ایک ایسی تجویز آگئی جس پر میں اور یہاں کے دوسرے دوست راضی ہو گئے۔ کیونکہ ہم نہیں چاہتے کہ اشاعت اسلام میں کسی قسم کی روک رہے۔ اسی غرض سے یہ رسالہ جاری کیا گیا تھا۔ اور اس غرض کو پورا کرنے کیلئے ہم ہر طرح تیار ہیں۔ وہ تجویز خواجہ صاحب خود ہی آپکی خدمت میں پیش کریں گے جسکو امید ہے کہ آپ اخبار میں شایع فرما کر ممنون فرمائیں گے اللہ تعالیٰ اس مصالحت سے مبارک نتیجہ پیدا کرے۔ والسلام

(خادم محمد علی از قادیان)

غیر اسلامی بلاد میں اشاعت اسلام

میرے پیارے مکرم سلامت رہیے خدا تعالیٰ آپکے نیک ارادوں کو پورا کرے

میں نے آپ کا والا نامہ جو اخی المکرم مولوی محمد علی صاحب ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز کے نام آیا ہے دیکھا۔ مجھے یہ دیکھکر نہایت ہی خوشی ہوئی کہ آپ میں سچا جوش اسلام کیلئے ہے۔ جس کا میں تہ دل سے قدردان ہوں اور یہ اس قدردانی ہی کا نتیجہ ہے کہ میں آپ کو نہایت خوشی سے اطلاع دیتا ہوں کہ [illegible] دوستوں کو آپ کی تجاویز پر ایک طرح راضی کرلیا ہے جسکو میں تفصیل کے ساتھ آگے چلکر بیان کرونگا۔ چندماہ میں مختلف اردو اخبارات میں جاپان اور اشاعت اسلام کے عنوان سے مضامین لکھے جا رہے ہیں۔ بعض بزرگان قوم کے دلوں میں ایک غیر معمولی جوش اسوقت پیدا ہو رہا ہے جو اس امر کا مشعر ہے کہ ممالک مغربیہ اور بلاد مشرقیہ میں اشاعت اسلام کیجاوے۔ یہ خیال اگرچہ ایک پرانا خیال ہے مگر گذشتہ جنگ روس و جاپان نے اس خیال کو از سر نو زندہ کر دیا ہے۔ اور خصوصًا طبایع کا رجحان جاپان کی طرف کسیقدر زیادہ ہے۔ ہمارے [illegible] نوجوان محمد اسحاق صاحب مقیم جاپان کی تحریرات بھی اسوقت بہت کچھ تشفی بخش ہیں۔ اور تحریک [illegible] والی ہیں۔ ان تمام تحریرات میں خدا کا احسان ہے کہ بزرگان قوم نے بے تعصبی سے کام لیا ہے [illegible] اشاعت اسلام کے متعلق جسقدر کام ماہواری میگزین ریویو آف ریلیجنز نے کیا ہے قابل تذکرہ سمجھا گیا بعض احباب کے نزدیک یہی رسالہ اس مہتم بالشان کام کیلئے اسوقت موزون ہے۔ ہاں ان کے نزدیک اسمیں کوئی کمی ہے تو یہ کہ اسکے بعض مضامین جو [illegible] رنگ اپنے اندر رکھتے ہیں نہ ہوں۔ یا بالفاظ دیگر [illegible] اہل الرائے دوست ریویو آف ریلیجنز کو اسلام کا [illegible] ماننے کو تیار ہیں اگر ہم آیندہ اسمیں سے اپنے مقدس مشن احمدیہ کے متعلقہ مضامین اسمیں درج نہ کیا کریں۔ میں نے نہایت دلچسپی اور شوق سے ان تمام تحریرات کو پڑھا۔ اور میری ذاتی رائے خواہ کتنی ہی ان کے مخالف کیوں نہ ہو لیکن بمصداق کلام حضرت آقا صاحب جناب مرزا صاحب ؎

اے دل تو نیز خاطر اینان نگاہ دار
کاخر کنند دعوئے حب پیمبرم

مجھے ان بزرگ لکھنے والوں سے سچا انس اور پیار ہے اور میں اسلئے ان کی آراء کا قدردان ہوں کہ آخر یہ اپنے خیال میں اسمیں اسلام کا بول بالا سمجھتے ہیں۔

میں چاہتا ہوں کہ اس [illegible]

کیونکہ آپ کا والا نامہ محولا ایک تحریک ہو گیا میں چاہتا ہوں کہ وطن کے کالموں کے ذریعہ اسلامی پبلک کو ان تجارب سے اطلاع دوں جو ہمیں چار سال گذشتہ میں بعد از اشاعت ریویو آف ریلیجنز اس امر میں حاصل ہوئے کہ ہم کہاں تک غیر اقوام اور غیر اسلامی ممالک میں اشاعت اسلام کے متعلق کامیاب ہو سکتے ہیں اور اس کا اصل طریق کیا ہے

اس رسالہ کی اشاعت کی غرض بہت حد تک غیر اسلامی اقوام میں اسلام کے حقیقی نورکی چہرہ نمائی تھی۔ اس لئے شروع سے ہی منافع کے خیال کو سر سے نکال کر ہم نے چاہا کہ جہاں تک ممکن ہو اس رسالہ کی اشاعت غیر اسلامی دنیا میں مفت کیجائے کیونکہ آجکل لوگ کچھ دنیوی معاملات میں اسقدر منہمک ہو رہے ہیں کہ مذہبی معاملات کیلئے اور پھر ایک غیر مذہب کے لئے جس سے انہیں کوئی مناسبت نہ ہو کوئی کوڑی خرچنا بہت ہی مشکل سمجھتے ہیں۔ اس لئے ہم نے اپنے دوستوں سے استدعا کی کہ وہ دو دو چار چار یا زیادہ پرچوں کی خریداری کر کے ہمیں اجازت دیں کہ ہم انکی طرف سے ریویو کے پرچے مفت بلاد غیر میں بھیجیں۔ ہمارے دوستوں نے ہماری اس صدا کو سنا اور ہم بہت تھوڑے عرصہ میں اس قابل ہو گئے کہ آسانی کے ساتھ کئی سو پرچہ مفت یورپ، امریکہ، آسٹریلیا، جزائر بحر ہند اور آخرکار جاپان میں بھیج سکیں۔ غربی ممالک کے مشہور شہروں کے مشہور باشندوں کی فہرستیں بہم پہنچائی گئیں۔ اور ان لوگوں کے نام مفت پرچے بھیجے گئے

بعض وقت ہمارے منشا کو معلوم کرنے پر خود بخود ان لوگوں نے ایسے اصحاب کی ہمیں اطلاع دی جو ہماری ان عند اللہ خدمات کی قدر کریں۔

چنانچہ پہلے سال کی خاتمہ پر ہی ایک دلچسپ سلسلہ خط و کتابت کا مختلف بلاد کے مشاہیر سے شروع ہو گیا۔ جس سے ہمکو ایک طرف تو یہ معلوم ہونے لگا کہ ہر ایک جگہ حقیقی صداقت کو لینے کیلئے بڑی تڑپ کے ساتھ ہزارہا روحیں بیقرار ہو رہی ہیں۔ دوسری طرف ہم کو یہ بھی نظر آنے لگا کہ کسقدر غلط فہمیاں ہمارے پیارے مذہب کے متعلق دنیا میں پھیلی ہوئی ہیں۔

بڑی خوشی جو ہمیں ان خطوط کے پڑھنے سے ہوئی وہ یہ ہے کہ مشاہیر ممالک مغربیہ نے اعتراف کیا کہ اسلامی حقائق سے بالکل ناواقف تھے۔ اور ان کے نزدیک اسلام ایک جھوٹا مذہب تھا۔ اور وہ خوش ہوئے کہ اسلام کی تعلیم انسانی معاشرت اور تمدن اور انسانی ترقی کے ممد ثابت ہوئی ہے۔

کونٹ ٹالسٹائے روسی فلاسفر سے آپ کے ناظرین خصوصاً واقف ہوں گے۔ اس کے پاس یہ رسالہ گیا اور پڑھا۔ آخرکار وہ فلاسفر اس رسالہ کی زبردست تحریروں کا قائل ہوا۔ اس نے ہم کو ہدایت کی کہ ہم الوہیت مسیح کے غلط مسئلہ کے تعاقب کو چھوڑ دیں اور اپنا قیمتی وقت اور لیاقتیں ایسے عقیدہ کے استیصال میں خرچ نہ کریں۔ اور اس کو اور بہتر کاموں میں لگاویں۔ پھر اس نے ذیل کے ریمارک ہمارے مضمون "زندگی بعد الموت" اور "گناہ سے کسطرح نجات ہو سکتی ہے" پر لکھے۔ اور جو خیالات ان مضامین میں ظاہر کئے ہیں نہایت فاضلانہ اور صحیح ہیں۔

شیخ عبد اللہ کوئیلم نے اس رسالہ کے بعض مضامین کریسنٹ میں نقل کئے۔ اور لکھا کہ وہ اعلیٰ درجہ کے فاضلانہ مضامین ہیں "نہایت ہی فاضلانہ مضمون جس سے عمدہ مضمون آجتک ہماری نظر سے نہیں گذرا" یہ شیخ ممدوح کے الفاظ ہیں خیر وہ تو مسلمان تھے ہی اور ان کا فرض تھا کہ وہ حقیقی قدردانی کرتے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ احسان ہے کہ اس رسالہ کو پڑھکر بعض فاضل عیسائی مسلمان ہوئے جنمیں سے ایک حسن اینڈرسن ہیں۔ جن کے نام رسالہ جاری ہے اور جنکی خط و کتابت آجتک ہم سے ہے۔

الغرض ہم اس نتیجہ پر آگئے ہیں کہ مسلمانوں کا سب سے اعلیٰ فرض ہے کہ اول خود اسلام کو سمجھیں اور پھر اس کو سمجھکر دنیا کو سمجھاویں۔ خدا جانتا ہے اور ہمارا چھوٹا سا تجربہ چار سال کا شاہد ہے کہ کل دنیا اوہام پرستی میں پڑی ہوئی اور راستی اور سچے نور کیلئے بے چین ہو رہی ہے۔ اور نعم البدل کی تلاش میں ہے۔ ایک لاتعداد مخلوق اس وقت غربی بلاد میں ہے اور جس کا مفہوم مذہب اور مفہوم خدا چونکہ صرف مفہوم عیسائیت تھا۔ اس لئے انہوں نے مذہب اور خدا کو غیر ضروری سمجھ رکھا ہے لیکن وہ اسلام اور اس کے خدا کو دیکھکر ایک منٹ اس سے جدا نہیں رہ سکتے ہیں۔ ہاں اگر ضرورت ہے تو حقیقی تعلیم اسلام کو سمجھنے اور سمجھانے کی۔ وہ جانتے ہیں۔ اور انہوں نے کس رنگ سے کہ اسلام ایک مذہب ہے لیکن ان کے نزدیک یہ ہندوستان کا ایک مذہب ہے۔ اور بعض کے نزدیک ہندو مذہب کی ایک شاخ ہے جہاں اور دیوتاؤں اور بتوں کے سوا محمد ایک دیوتا اور اللہ ایک اور دیوتا ہے۔

وہ جانتے ہیں کہ عیسائیت ایک انسان پرستی ہے لیکن انکے نزدیک ہندو مذہب کی جسکی شاخ اسلام ہے عیسائیت اچھی ہے۔

اب ایسے وقت میں ایک مرد خدا یا بہت سے مردان خدا کی مجموعی اور متفقہ کوششوں کی ضرورت ہے جو ان لوگوں کو غلط فہمیوں سے نکالیں اور اسلام کا حقیقی چہرہ دکھلا دیں۔ اور یہ سمجھا دیں کہ وہ حقیقی معبود حی قیوم سمیع بصیر مجیب الدعوات خدا ہے۔ وہ قرآن کا خدا ہے۔ اور اسی کتاب پر عمل کرنے سے وہ خدا ملتا ہے۔ اور اس خدا کے پانیوالوں کی طاقتیں ان تمام جھوٹے کسبی لوگوں کے مقابل ارفع و اعلیٰ ہیں۔

توکیا امریکن لوگ جو معاشرت کے کاموں میں اسقدر منجھے ہوئی عقلیں رکھتے ہیں۔ وہ اسلام کے لینے کو تیار نہیں ہونگے؟ وہ ضرور تیار ہیں۔ لیکن بات یہ ہے کہ ہم ٹھیک طریق نہیں جانتے کہ ہم کسطرح خدا اور رسول کی خدمت کر سکیں۔

اب اہم سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آیا ہم مشنری بھیجیں یا تصنیف سے کام لیں اور اگر تصنیف سے کام لیں تو مصنف کہاں سے اور کس دل و دماغ کے پیدا کریں۔ یا یہ کہ ہم مسلمان شدہ باشندگان ممالک غیر کی مدد کریں۔ اور وہاں مشن قایم کریں مجھے میاں رحیم الدین صاحب کے دلی سے جنکا پیارا مضمون اگر میں پیسہ اخبار کے کالموں میں چھپا، یہ لکھنے میں جہاں حرفاً حرفاً اتفاق ہے کہ ہم اس قابل نہیں کہ مشنری بھیج سکیں۔ وہاں میں اس بات کو بھی کہنے کیلئے علی وجہ البصیرۃ تیار ہوں کہ مسلمان شدہ باشندگان غیر ممالک پر اشاعت اسلام کیلئے بھروسہ کرنا ٹھیک نہیں۔ بڑی وجہ اسکی یہ ہے کہ ان لوگوں کو اصل کتب مذہب میں کوئی دسترس نہیں ہوتی شیخ الاسلام انگلستان ایک نیک مسلمان ہیں لیکن میں کئی سال سے ان کے پرچہ ہلال کے مضامین میں دیکھتا ہوں۔ میں حیران ہوں کہ یہ پرچہ کیوں اشاعت اسلام کا آرگن سمجھا گیا ہے اور اس کے لکھنے والے کیوں اسلامی معاملات سے کافی واقفیت رکھنے کی عزت دیئے جاویں تاریخی مضامین لکھ لینا یا عیسائی مذہب پر حملہ کر لینا تو اس بھاری فرض سے انسان کو سبکدوش نہیں کر سکتا۔ جو تبلیغ اسلام کی گردن پر ہے۔

خیر وہ تو بیچارے انگلستان نژاد ہیں۔ مجھے تو مسلمانوں کے گھر میں پیدا ہوئے ہوئے علماء پر شبہ ہے کہ وہ اشاعت اسلام کے معنوں کو کہاں تک سمجھ سکتے ہیں۔ اور کہاں تک اس فرض کو ادا کر سکتے ہیں۔ اشاعت اسلام کیلئے گھر کے باہر قدم رکھنے کیلئے نہ صرف ہمیں زبان انگریزی اور نہ فلسفہ جدیدہ اور علوم مروجہ سے کافی و وافی واقفیت ہونی چاہیئے بلکہ ہم تمام مذاہب کو تمام فرقوں کے عقاید کو ان کے خیالات کو اور ان کے مذاق اور ان کے حالات کو بخوبی جانتے اور سمجھتے ہوں۔ ہم ان اسالیب کلام سے واقف ہوں۔ جو آجکل ایک بات کو موثر کرنے کیلئے استعمال کئے جاتے ہیں۔ موجودہ نسل انسانی کی کمزوریوں اور ان کے تعصبات اور ملازمات کا ہمیں کامل علم ہونا چاہیئے۔ تاکہ ہم بوقت گفتگو ان کو زیر نظر رکھیں بعض اوقات بہتر سے بہتر اور عمدہ سے عمدہ حقایق کا اثر مخاطبین پر اسلئے نہیں ہوتا کہ ہم اپنے مخاطبین کے تعصبات کو نظرانداز کر دیتے ہیں یہی حال آجکل کے علماء دین کا ہے خصوصاً جب ان کے مخاطب انگریزی خواں نوجوان ہوں یہ علماء بلا تامل ان باتوں پر اول ہی حملہ کر دیتے ہیں جس سے ان نوجوانوں کو خاص تعصب ہوتا ہے۔ جس کا اثر یہ ہوتا ہے کہ بعد میں انکی سب تقریریں نوجوانوں کیلئے بالکل بیفائدہ ہو جاتی ہے۔ یہ سچ ہے کہ بعض ہمارے دوست مذہب کی جوش سے مسعود ہو کر جاپان یا امریکہ کا رخ کر رہے ہیں لیکن وہ وہاں جا کر کریں گے تو کیا کریں گے۔ ہمارے ہاں آخر وہ انتظام بھی تو نہیں جیسے عیسائیوں کے ہاں ہے۔ کہ ہم ممالک غیر میں جا کر مشن قایم کریں۔ سکول بنا دیں۔ عمارتیں بنا دیں پھر گھر گھر ہم ایک جماعت کی جماعت نکلیں۔ اسقدر ہمارے پاس کافی روپیہ ہو کہ ہم اس ملک کی آب و ہوا اور وہاں کے لوگوں کے رہنے سہنے کے اسباب مہیا کر کے اپنے جلسوں کی ابتدائی رونق بڑھا لیں۔ ہمارے ہاں پردہ کی بھی سخت قیود ہیں۔ اور نہ ہماری غیرت ہی تقاضا کرتی ہے کہ ہم اپنے ہمراہ فرقہ اناث میں سے خوش شکل اور خوش وضع رفیق اپنے ہمراہ رکھیں۔ جن کا ہمارے جلسوں میں بیٹھنا ہی اس ملک کے باشندگان کو ہماری طرف کھینچ لائے۔ اور اسطرح ہم ان کو اپنے خدا کا کلام سنا سکیں۔ اس ناداری اور اجنبیت کے عالم میں اور اس غیرت کے ماتحت ہمارے لئے غیر ممالک میں بحیثیت مشنری [illegible] تضیع اوقات و تضیع مال ہے۔

علاوہ ازیں جو ہمارے زیر عزم ہیں انکی مالی حالت۔ ان کا تمدن۔ ہم سے لاکھ درجہ زیادہ بڑھا ہوا ہے۔ ہم اپنے کلام کو انہیں اسی صورت میں موثر کر سکتے ہیں۔ جب ان لوگوں نہیں کچھ دیر رکر اپنی دنیوی وجاہت اور مالی حالت سے انمیں اعزاز حاصل کر کے اس قابل ہو سکیں کہ وہ ہماری طرف متوجہ ہوں۔ والا صدا طوطی کی سنتا کون ہے نقار خانہ میں۔

راقم الحروف سخت مخالف اس بات کا ہے کہ ہم مشنری بھیجیں یا غیر ممالک کے مسلمان باشندگان کی اشاعت دین کے لئے مدد کریں۔ میرے نزدیک سہل طریق اور حالات موجودہ کے ماتحت قابل عمل طریق یہی ہے۔ جو ریویو آف ریلیجنز نے اختیار کیا اس کے علاوہ ضرورت ہے کہ اسلامی تصانیف تیار کریں قرآن کریم کا ترجمہ انگریزی زبان میں کریں۔ اور پھر جہانتک ممکن ہو مفت اسے شایع کریں۔ لیکن یہ کام بھی کوئی آسان کام نہیں۔ موجودہ حالات کے ماتحت یہی ایک راہ ہے جس کے لئے سب سے اول تو خدا کرے کہ ایسے انگریزی خوان مسلمان پیدا ہوں۔ جو اعلےٰ تعلیم جدیدہ کی ڈگریاں حاصل کر کے میرے محترم بھائی ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز کیطرح دین کو دنیا پر مقدم رکھیں۔ زبان عربی اور علم دین سے کافی واقفیت حاصل کریں۔ اور پھر قوم ان کو کئی ہزار روپیہ کا کتب خانہ جمع کر دے اور اسکی ماتحت ملکر کام کرنے کے لئے کئی ایک فاضل اور عالم واقفان قرآن و حدیث ہوں۔ ان کے ہمراہ کام کرنے کے لئے کئی ایک انگریزی خوان نوجوان ہوں جن کا کام مغربی مذہبی اور غیر مذہبی لٹریچر کو دیکھنا اور اس میں سے اعتراض اخذ کر کے اس مجمع علماء و فضلاء میں پیش کرنا ہو پھر ایک ایک مسئلہ کی تحقیق یہ بزرگ کریں۔ اور اس تحقیق کے بعد کوئی مضمون دنیا میں نہ آئے۔

ریویو آف ریلیجنز جسکی خدمات کو آج قوم نے باوجود مخالفت کے قبول کیا حتی کہ اسکی بعض علمی تحقیقات پبلک نے منا ذکر دیا۔ چنانچہ مسئلہ طلاق پر جو کچھ اس رسالہ میں نکلا۔ اس پر البیان کے ایڈیٹر نے یہ رائے قائم کی کہ جس تحقیق سے مسئلہ طلاق کے متعلق بحث کیگئی ہے۔ وہ تحقیقات کی آخری حد ہے۔" اسکی کامیابی کی وجوہ کا بیان کرنا میں ضروریات سے سمجھتا ہوں تاکہ ہماری قوم کے اولوالعزم لوگ اس بات کا

اندازہ ہو گا کہ جہاں اشاعت اسلام کی راہیں خدا تعالیٰ نے چاروں طرف کھول دی ہیں وہاں اس کام کو حاصل کرنے کے لئے کیا کیا سامان ضروری ہیں۔

اس رسالہ کے ایڈیٹر جیسے کہ میں پہلے بیان کر چکا ہوں مولوی محمد علی صاحب ہیں۔ انہوں نے ایم۔ اے اور اس کے بعد متواتر تین سال قانون پڑھ کر امتحان ایل ایل بی پاس کیا۔ آپ مقابلہ کے امتحان ایکسٹرا اسسٹنٹی کے منظور شدہ امیدوار تھے۔ ریاضی میں یہ ایک مسلمان ہیں جو امتحان بی۔ اے میں اول رہے۔ اور پھر یونیورسٹی نے انہیں ریاضی کا ریڈر مقرر کیا۔ آخرکار جب ان کیلئے وکالت کے دروازہ کھلا یا تو انہوں نے اوس پیشہ پر لات ماری۔ اور قادیان ہی علم دین سیکھنے کیلئے آئے۔ جہاں آپنے حضرت قبلہ نورالدین صاحب اور مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم سے قرآن کریم، تفسیر حدیث اور دیگر کتب دینیہ پڑھیں۔ ذہن بہ امر رسالہ کا خیال کیا گیا۔ اس کیلئے کئی ہزار روپیہ خرچ کر کے ایک بڑا ذخیرہ کتب کا مہیا کیا گیا۔ تمام قسم کی عربی اور انگریزی لغت حاصل کی گئیں۔ علاوہ ازیں لاکھ روپیہ سے زیادہ قیمت کا کتب خانہ قادیان میں حضرت حکیم نورالدین صاحب کا تھا۔ اور اسکے علاوہ قادیان میں خود حکیم صاحب موصوف اور انکے ہمراہ ایک کافی تعداد علماء گریجویٹ اور انڈر گریجویٹ کی ہے جن سب کا پہلا کام تحقیق دین ہے۔ ان سب سے بڑھ کر ہندوستان کے سلطان القلم خود حضرت مرزا صاحب ہیں جنکی قلم اور تحریر کا زمانہ قائل ہے چنانچہ ان بزرگوں کی متفقہ کوشش اور تحقیق کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان گذشتہ چار سالوں میں ایک عالیشان سلسلہ مضامین کا نکلا جسنے اسلامی اور غیر اسلامی دنیا کو حیرت اور استعجاب میں ڈالدیا۔ عصمت انبیاء کے متعلق ایک ناپاک سلسلہ مضامین کئی سال سے عیسائی جرائد نے شروع کر رکھا تھا جسمیں کل انبیاء و مرسلین کو معاذاللہ گنہگار، فاسق اور فاجر ٹھہرا کر مسیح کی معصومیت پر زور دیا گیا تھا۔ آخرکار ریویو آف ریلیجنز نے ایک سلسلہ مضامین کا نکالا۔ اور اس مضمون کا خاتمہ کیا۔ چنانچہ عیسائی اسدن سے ساکت ہو گئے۔ پیر زادہ حسین احمد کے خطرناک آرٹیکل آریہ زمیندار اخبار میں شائع کئے گئے اور مسلمان ہو کر اسلام پر حملہ کئے۔ ان کے آرٹیکل کا جواب تھا۔ پہلے سال نہایت ہی نادر مضامین طلاق، غلامی، پردہ وغیرہ پر نکلے۔ اور اس نے سینکڑوں انگریزی خوان مسلمانوں کو پھر اسلام پر یقین کرایا۔ اور آئندہ کے لئے بڑے بڑے ضروری مضمون اس رسالہ کے زیر نظر ہیں اور سب سے بڑا فکر جو ہم کو اسوقت ہو رہا ہے وہ یہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سوانح عمری لکھی جاوے جس کے لئے مٹیریل بہم پہونچایا جا رہا ہے۔ اور پھر یہ کہ سوائے قرآن کریم کے ترجمہ کے کچھ کم ضروری یہ کام نہیں ہے۔ مذکورہ بالا تحریر کا منشا یہ ہے کہ ہمارے وہ احباب جو اشاعت اسلام کے دلدادہ ہیں۔ اس کام کی اہمیت اور

اور اوسکی ذمہ واری کو سمجھ گئے ہونگے۔ میں اُن دوستوں کی عقلمندی کی داد دیتا ہوں کہ ان کا یہ خیال بہت درست ہے کہ اشاعت اسلام کے کام کیلئے ریویو آف ریلیجنز کی اشاعت کو وسیع کیا جاوے اور اسکو بہی مضبوط کیا جاوے۔ البتہ ان احباب کی رائے ہے کہ اس رسالہ کو اُن مضامین سے الگ کیا جاوے جنمیں حضرت اقدس مرزا صاحب کے دعاوی یا اون کے مشن کے متعلق تذکرہ ہوں۔ یا بالفاظ دیگر ریویو آف ریلیجنز اُن مسائل کی بحث سے خالی ہو جاوے جو ہم میں اور ہمارے مخالفین میں متنازعہ فیہ ہیں۔

یہ مطالبہ ایک اس قسم کا مطالبہ ہے کہ اگر ایک طرف تو مجھے ان مطالبہ کنندہ احباب کی صحت نیت اور ان کی واقفی کی علو شان۔ اور دوسری طرف اپنے مقدس مشن کی کامل صداقت پر یقین اور ایمان نہ ہو تو میں ایک منٹ کے لئے اس تجویز کو سننے اور غور کرنے کیلئے تیار نہ ہوں۔ خدا تعالیٰ نے میرے آقا اور مولا کو ایک مطیع اور منقاد جماعت عطا فرمائی ہے جو بر وقت ضرورت ہر قسم کی مالی امداد دینے کو تیار ہے۔ دوسری طرف علماء فضلاء اور علوم جدیدہ سے واقف لوگوں کی ایک کافی تعداد ان کے حکم کی بجاآوری میں حاضر ہے۔ پھر ریویو جیسے میگزین کی اشاعت میں ہم کو کیا حاجت ہے کہ ہم غیروں کی طرف رخ کریں۔ لیکن میں دیکھتا ہوں ہمارے جدید مجوز ریویو آف ریلیجنز کو قطعاً نون سیکٹرین نہ اس لئے کرنا چاہتے ہیں کہ انہیں کوئی ذاتی طور پر اعتراض ہے بلکہ ہزارہا ناواقف مسلمان ہیں جو اشاعت اسلام کے لئے تو ہر طرح کی قربانی کو تیار ہیں لیکن وہ متعصب علماء کے دھوکہ میں آکر اس بات کو سمجھنے کے ناقابل ہیں کہ ریویو آف ریلیجنز باوجود ایک حد تک احمدی مشن کا ارگن ہونے کے پھر بھی قابل قدر دانی ہے۔ اس لئے وہ احمدی مشن سے اسے الگ کرنا چاہتے ہیں۔ بہرحال ان کا خیال بہت حد تک قابل عزت ہے۔ دوسری طرف میرا یہ ایمان ہے کہ اگر جناب مرزا صاحب خدا کی طرف سے مبعوث ہو کر ایک سچا مشن لائے ہیں جیسا کہ میرا ایمان ہے۔ تو یہ مشن **ریویو آف ریلیجنز کا محتاج نہیں ہو سکتا۔** اپنی صداقت خود بخود قائم کریگا۔ ہاں ریویو آف ریلیجنز اور اس کے کارپردازوں کیلئے یہ قابل ناز امر ضرور ہے کہ انہیں اس سلسلہ کی خدمت کا موقع ملا اس لئے میں آپ سے اور آپکے ہم رائے دوستوں سے اس حد تک تو متفق ہوں کہ ریویو آف ریلیجنز کو بلا لحاظ فرقہ شائع کیا جاوے اور کل مسلمان جو احمدی یا غیر احمدی ہوں اسے اپنا ارگن سمجھ کر اشاعت دین اسلام میں کوشش کریں۔ ایڈیٹر اور دیگر مدبران رسالہ ہذا کا فرض ہو گا کہ آئندہ اس کے صفحات کو عموماً دعاوی حضرت مرزا صاحب سے خالی رکھیں۔ اور ان مضامین سے اوسے آراستہ کریں جو اسلام کے محبوب چہرہ کو دنیا کی نگاہ میں محبوب کر دکھاویں۔

اب رہے ہمارے احمدی احباب جو اس بات پر مصر ہیں کہ رسالہ موجودہ صورت میں رہے۔ اور ان کا حق ہے کہ ہم ان کے اصرار کو عزت کی نگاہ سے دیکھیں۔ سو ان کے لئے میں نے یہ تجویز سوچی ہے اور دیگر کارکنان رسالہ و ایڈیٹر صاحب کو بھی ایک حد تک میں نے متفق کر لیا ہے کہ ریویو آف ریلیجنز کے علاوہ ایک ضمیمہ ریویو آف ریلیجنز کا شائع کیا جاوے جو الگ سرورق کے ساتھ شائع ہو۔ اسکی قیمت بھی الگ ہو۔ اوسمیں جو مضامین احمدیہ مذاق کے مطابق ہوں وہ شائع ہوا کریں۔ یہ ضمیمہ صرف احمدی احباب کیلئے شائع ہوگا یا ان لوگوں کے لئے جو خود دعاوی حضرت مرزا صاحب سے آگاہی حاصل کرنا چاہیں۔ میں امید کرتا ہوں کہ آپکے ناظرین میری اس تحریر کو غور کے ساتھ دیکھیں گے۔ اور تعصب سے الگ ہو کر ایک مشترک غرض کو مدنظر رکھکر اسکی تکمیل کی فکر کریں گے۔ والسلام

(خواجہ کمال الدین وکیل چیف کورٹ پنجاب) از قادیان

مدرسہ تعلیم الاسلام کی ضرورت

مینے الحکم کی گذشتہ اشاعت میں ذکر کیا تھا کہ مدرسہ کی موجودہ عمارت ناکافی سمجھ کر مدرسہ کے لئے ایک قطعہ زمین پسند کر لیا گیا ہے۔ میں بڑی خوشی کے ساتھ آج ظاہر کرتا ہوں کہ ۴۰ گھماؤں اراضی قادیان کے شمالی جانب خرید کر لی گئی ہے۔ یہ اراضی جناب افضل بیگ صاحب رئیس لاہور کی ملکیت ہے۔ جناب ممدوح نے مدرسہ کی ضروریات کو محسوس کر کے اور اسے مسلمانوں کی متفقہ اور مشترکہ اغراض سمجھ کر ۵ گھماؤں اراضی مفت مدرسہ کو **عنایت** کی ہے اور ۳۵ گھماؤں قیمتاً اور وہ بھی نہایت ہی مناسب قیمت پینے چار ہزار تین سو پچہتر روپیہ کے بالعوض میں مرزا **صاحب موصوف** کی اس مہربانی اور ہمدردی کیلئے انکا شکر گذار ہوں جو انہوں نے مدرسہ کے ساتھ ظاہر کی ہے۔ بغرض مدرسہ کیلئے زمین لے لی گئی ہے لیکن اب عمارت کا سوال ہے اور اس اراضی کی قیمت کا بہم پہونچانا ہے۔ یہ زمین مدرسہ اور کالج کیلئے انشاء اللہ کافی ہوگی اور اگر اور ضرورت پڑی تو ہم مرزا **افضل بیگ صاحب** کو مزید توجہ دلا کر اسنے اور بھی ایک قطعہ حاصل کر سکتے ہیں گویا کالج اور مدرسہ کیلئے جسقدر بھی اراضی کی ضرورت سمجھی جاوے۔ اسکی طرف سے گونہ اطمینان ہے لیکن سوال روپیہ کا ہے میں نہیں جانتا کہ کن الفاظ میں قوم کو متوجہ کیا جاوے یہ اللہ تعالیٰ ہی کا فضل ہے کہ وہ افراد قوم کے دل میں القا کرے اور مدرسہ کی ضروریات کیلئے انہیں مردانہ وار قدم اٹھانے کی تحریک کرے۔ اس عمارت پر جو صرف سکول کیلئے طیار ہو **تیس پینتیس** ہزار روپے سے کم خرچ نہیں ہوگا۔ بات تو کچھ بھی نہیں صرف ہمارے احباب کو ہمت اور حوصلہ سے کام لینا ہے اگر تیس پینتیس آدمی بھی یہ عزم کر لیں کہ

وہ ہزار ہزار روپیہ جمع کر کے بھیجدینگے تو معمولی بات ہی ہے قوم کے سر پر آور دہ اور حضرت مرزا صاحب کی دست کرم طرف تاک رہی ہے وہ اپنی آئندہ نسلوں کے تعلیمی انتظام کا بنیادی پتھر رکھنے کو ہیں مجھ ذی مقدرت ہیں وہ اس قومی سکول میں اپنے نام سے کمرے طیار کرائیں خود چندہ دیں دوسروں سے دلائیں۔ میں تمہیں ایک عجیب بات سناتا ہوں کہ جس روز اس زمین کا بیعانہ دینے کی تجویز کی تو حضرت حکیم الامۃ کے مشورہ سے میں اور مخدومی مولوی محمد علی صاحب اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور اس امر کو عرض کرنے اور آپ سے اجازت لینے کیلئے گئے تو آپنے جہاں اس اراضی کا خرید لینا پسند فرمایا اور اجازت دی وہاں یہ بھی فرمایا کہ کیوں کالج نہیں بنایا جاتا؟ ہماری جماعت کی تعداد اسوقت بہت بڑھ رہی ہے اگر کوئی شخص ایک لاکھ تک شمار کرے اور ہر شخص سے ایک روپیہ بھی وصول کرے تو ایک لاکھ روپیہ ہو جاتا ہے اور یہ کچھ بات نہیں۔ حضرت اقدس کے اس فقرہ پر غور کرو۔ اور آپ کی آرزو کو سوچو! آپ چاہتے ہیں کہ **کالج** بناؤ۔ اور قوم کے افراد سے توقع کرتے ہیں کہ وہ اگر ایک ایک روپیہ بھی جمع کریں تو کالج بن جاوے۔ یہ قوم کا فرض ہے کہ وہ اپنے محبوب و آقا کی خواہش کو پورا کرے۔ ورنہ مجھے تو کوئی شک نہیں کہ خدا کے مامور کے منہ سے آج تک کوئی بات ایسی نہیں نکلی جو پوری نہ ہوئی ہو اور نہ آئندہ کوئی بات ایسی ہو سکتی ہے جو پوری نہ ہو۔ پس **کالج** تو بنے گا اور ضرور بنیگا لیکن **مبارک** ہونگے وہ شخص جو خدا کے موعود کے ارادوں کی تکمیل کیلئے سعی کریں۔ دوستو! آج خدا کا موعود دنیا میں ہے اور سلسلہ ابتدائی حالت میں ہے وقت آتا ہے کہ بادشاہ اسکے کپڑوں سے برکت ڈھونڈینگے۔

کیا تم خیال کر سکتے ہو کہ اسوقت تمہارے چند پیسوں کی حاجت ہو؟ یقیناً یاد رکھو کہ اگر تم آج **مشت جوین** کو احد پہاڑ کے برابر سونے سے بڑھکر قابل قدر بنانا چاہتے ہو تو اٹھو اور قدم بڑھاؤ۔ ایک روپیہ فی کس کوئی چیز نہیں۔ حضرت امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آرزو کے پورا کرنے میں مدد دو۔ اور خدا تعالیٰ کے فضل کے وارث بنو۔ مدرسہ کی عمارت کے سوال کو سرسری نظر سے نہ دیکھو۔ بلکہ بہت جلد اس رقم کو پورا کرو۔ پہر ایک امر بھی میں سوگوار دلوں کو یاد دلاتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ پیارے **عبدالکریم** (رضی اللہ عنہ) کی یادگار کے لئے ایک بورڈ بنایا گیا۔ لیکن ابھی تک اسپر بہت کم توجہ ہوئی ہے۔ اب وقت ہے کہ اس یادگار کو اس مدرسہ کی صورت میں قائم کرو۔ زبانی باتوں کو چھوڑو اگر کچھ کرنا ہے تو کر کے دکھاؤ مختلف شہروں کی جماعتیں خود کام کریں وہ اس امید میں نہ رہیں کہ قادیان سے کوئی ڈپوٹیشن ان کے پاس جاوے تو وہ تب ہی روپیہ دینگے یا حکیم الامت کی تحریر نکلے یا مولوی محمد علی صاحب یا فلاں لکھے۔ آج ہم **عبدالکریم** مرحوم کی زبان اور قلم کہاں سے لائیں؟ ما و شما کے خیال کو چھوڑو۔ اور قومی ضروریات کیلئے دل کھول کر قدم بڑھاؤ۔ اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں میں ان ضرورتوں کی اہمیت کو نفخ کرے۔ آمین۔

اطلاع - اخبار ہفتہ وار ہر ایک کے نام تاریخ مقررہ پر دفتر سے روانہ ہوتا ہے جس صاحب کو کوئی پرچہ نہ ملے اوس کو چاہیئے کہ جو پرچہ نہیں پہونچا وہ پرچہ دوسرے اخبار کی تاریخ اشاعت تک طلب کریں ورنہ بعد میں دوسرا پرچہ قیمتاً بھیجا جاویگا۔

حضرت مولٰنا مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم (رضی اللہ عنہ) کی علالت حسن خاتمہ اور اس سے احمدی قوم اور اہل تقویٰ اصحاب کیلئے مفید سبق

(رقم زدہ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب)

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

میں نے یہ پیغام برادرم مرحوم مولوی عبدالکریم صاحب کو سنایا اسوقت اخویم مولوی محمد علی صاحب و شیخ یعقوب علی و خلیفہ رشید الدین صاحب و دیگر احباب اور دوست موجود تھے۔ مولوی صاحب مرحوم یہ سنتے ہی چشم پرآب ہوگئے۔ اور حضرت اقدس کے ساتھ اپنا اخلاص اور عاشقانہ محبت کے جوش کو روک نہ سکے۔ یہاں تک پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے۔ اور روتے روتے ہچکی بندھ گئی۔ اور چند منٹ کے بعد جب طبیعت سنبھلی تو فرمایا کہ اسکی سچائی کا کیسا بین ثبوت ہے میں کیا اور میرے لئے اسقدر شفقت اور کرم کیا۔ میں سچ کہتا ہوں کہ ہمیشہ اپنے وعظوں۔ تقریروں اور تحریروں کو دیکھکر اپنے ہی اندر سوچا کرتا تھا کہ وہ اخلاص جو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے وہ ابھی نہیں ہے۔ لیکن اب اس مرد خدا کی دعاؤں اور توجہ نے مجھے یقین دلایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو حضور سے بہت بڑی امیدیں ہیں۔ اس کا ہمارے لئے دعا کرنا تو اسکا عین فضل ہے۔ لیکن ہمارا اس کیلئے دعائیں کرنا کہ وہ اپنے مقاصد میں کامیاب ہو۔ ہمارا فرض ہے۔ میں آپکی اس شفقت کو جب دیکھتا ہوں تو ساری کوفت دور ہو جاتی ہے۔

پھر حضرت اقدس جب ظہر کی نماز کے وقت تشریف لائے تو میں نے عرض کیا کہ حضور کا پیغام خاکسار نے مولوی صاحب کو پہنچا دیا تھا۔ اور جو جواب مولوی صاحب نے دیا وہ بھی عرض کر دیا۔

اسپر فرمایا اصل میں مولوی صاحب سے دعا کرانے میں میرا ایک بڑا بھاری مقصد یہ بھی تھا کہ مولوی صاحب کو اللہ تعالیٰ شفا دے۔ اسلئے ہماری یہ مراد تھی۔ کہ اس رنگ میں بھی وہ اپنی شفا کیلئے دعا کریں۔

اللہ اکبر! اس پاک امام کو اللہ تعالیٰ نے کیسا پاک دل دیا ہے اور اسکی شفقت اور مہربانی اور ہمدردی اپنے خدام سے کیسی ہے۔ گویا کہ انہیں جزو جان سمجھتا ہے انسانیت رحم اور فضل اسکی فطرت میں مرکوز ہے۔ یہ نباہ اور وفاداری ان لوگوں کے سوا کسی میں نہ پاؤگے۔ جنکو خدا نے اپنے ہاتھ سے صاف کیا ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

حضرت اقدس کی محبت اور رقت قلب — جو کچھ کہ میں ابھی بیان کر چکا ہوں اس سے حضرت اقدس کی محبت کا خوب اندازہ ہو سکتا ہے۔ کہ مولوی صاحب مرحوم آپکو کہاں تک دل سے عزیز تھے۔ اور جیسے کہ والدین اپنے پیارے بچوں کا سوگ و غم دیکھنے کی برداشت نہیں کر سکتے ایسے ہی حضرت اقدس کی قلب کی کیفیت تھی کہ مولوی صاحب مرحوم کو اس کرب و قلق کی حالت میں نہ دیکھ سکتے تھے۔ ماسوائے اس کے حضرت صاحب نچلی منزل میں رہتے تھے اور مولوی صاحب مرحوم اوپر بالاخانہ میں رہا کرتے تھے حضرت اقدس سر پر چوٹ لگنے کے سبب سے بہت کمزور ہوگئے تھے۔ اسکے علاوہ کئی راتوں کی بیخوابی اور بے چینی سے اور بھی ضعف زیادہ ہوگیا تھا۔ آپ نے مجھے اور دیگر احباب سے بارہا فرمایا۔ کہ میں نے کئی دفعہ شام کی نماز کیلئے وضو اس نیت سے کیا ہے۔ کہ اوپر جاکر نماز پڑھونگا (موسم گرما میں مسجد کی سقف پر مغرب کی نماز پڑھی جاتی ہے۔ جو مولوی صاحب کے کمرہ سے بالکل ملحق ہے) اور نیز مولوی صاحب کو دیکھوں گا مگر میں ضعف دل کیوجہ سے سیڑھیاں نہیں چڑھ سکا۔

مجھے اس موقع پر اپنے چھوٹے بھائی مرزا ایوب بیگ مرحوم کی بیماری اور حضرت اقدس کی محبت اور درد دل کی کیفیت یاد آگئی ہے۔ مرحوم ایوب کو بھی مولوی عبدالکریم صاحب سے ایک برادرانہ بلکہ عاشقانہ تعلق تھا اور مرحوم مولوی صاحب سے نہایت درجہ کی محبت رکھتا تھا اور جیسے کہ وہ حضرت اقدس مرزا صاحب کا عاشق و شیدا تھا۔ ایسے ہی اپنے ہمرنگ عشاق (مثلاً مولوی صاحب مرحوم) کا بھی فدائی اور جان نثار رفیق تھا۔ اس لئے اس ضمن میں اس مرحوم سے حضرت اقدس کے رحم اور فضل کا کچھ تذکرہ بھی بیجا نہ ہوگا۔ مرزا ایوب بیگ صاحب مرحوم[1] اپنی علالت کی آخری ایام میں خاکسار کے پاس فاضلکا ضلع فیروزپور میں تھا۔ اور اس کو حضرت اقدس کے ملنے کا اس قدر خیال تھا کہ ہر وقت اس کا ان کیطرف دھیان لگا رہتا تھا۔ اور ان کے قدمبوس ہونے کا اسے از حد شوق تھا اور خود اس قابل نہ تھا۔ کہ اتنا لمبا ریل کا سفر برداشت کرکے حضرت اقدس تک پہونچ سکے اس نے حضرت اقدس کی خدمتمیں ایک عریضہ لکھا۔ کہ حضور اس جگہ فاضلکا میں آن کر ملجاویں۔ میرا دل بہت چاہتا ہے کہ میں حضور کی زیارت کروں۔ پھر اسی مضمون کا ایک تار بھی دیا حضرت اقدس نے جو جواب اس مرحوم کی طرف لکھا۔ میں اسے ذیل میں نقل کرتا ہوں ممکن ہے کہ اس سے کوئی دل ہدایت پاوے۔ اور وہ سمجھے کہ ایسا دل۔ خدا کی خاص الخاص پیاروں اور ماموروں کے سوا اور کسی کو عطا نہیں ہوتا تاکہ وہ اس نور کو حاصل کرے جو کہ اس منبع فیوض سے ہر وقت جوش مارکر نکلتا ہے۔ شاید ہے۔ کہ کسی سعید فطرت پر اس کا پرتو پڑے۔ اور اپنی آلائشوں اور کدورتوں سے پاک و صاف ہو کر خدا کی رحمت سے حصہ لے اور ٹھٹھا کرنیوالے اور جھٹلانے والے گروہ سے دور ہو جاویں۔ خط مفصلہ ذیل ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

محبی عزیزی مرزا ایوب بیگ صاحب و محبی عزیزی مرزا یعقوب بیگ صاحب السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

اسوقت جو میں درد سر اور سردی کی تپ سے کسیقدر بیمار ہوگیا ہوں۔ مجھکو تاحال۔ جسقدر میں عزیزی مرزا ایوب بیگ کیلئے دعا میں مشغول ہوں اس کا علم تو خدا تعالیٰ کو ہے۔ خدا تعالیٰ کی رحمت سے ہرگز ناامید نہیں ہونا چاہئیے میں تو سخت بیماری میں بھی انسے فرق نہ کرتا۔ لیکن میں اس تکلیف کی حالت میں ایسے عزیز کو دیکھ نہیں سکتا۔ میرا دل بلا مبالغہ قبول کرتا ہے یہی چاہتا ہوں کہ تندرستی اور صحت میں دیکھوں۔ جہانتک انسانی طاقت ہے۔ اب میں اس سے زیادہ کوشش کرونگا۔ مجھے پاس الفاظ نہیں جن سے میں اس درد دل کو بیان کروں۔

خدا کی رحمت سے ہرگز ناامید مت ہو۔ خدا بڑے فضل اور کرم کا مالک ہے۔ اسکی قدرت اور فضل اور رحمت سے کیا دور ہے۔ کہ عزیزی ایوب بیگ کو تندرستی میں جلد تر دیکھوں۔ اس علالت کے وقت جو تار مجھکو ملی میں ایسا سراسیمہ ہوں کہ قلم ہاتھ سے چلی جاتی ہے میرے گھر میں بھی ایوب بیگ کیلئے سخت بیقرار ہیں۔ اسوقت ان کو بھی اس تار کی خبر نہیں دے سکتا۔ کیونکہ پہلے سے وہ بھی مبتلا ہیں۔ اور ایک رخنہ حلق میں ہوگیا ہے۔ بمشکل سے اندر کچھ جاتا ہے۔ اس کے جوش سے تپ بھی ہوگیا ہے۔ وہ نیچے پڑی ہیں اور میں اوپر کے دالان میں ہوں میری حالت تحریر کے لائق نہ تھی لیکن تار کے دردانگیز اثر نے مجھے اسوقت اٹھا کر بٹھا دیا آپ کا اسمیں کیا حرج ہے کہ اسکی ہر روز مجکو اطلاع دیں معلوم نہیں کہ جو میں نے ابھی ایک بوتل میں دوا روانہ کی تھی۔ وہ پہنچی ہے یا نہیں ریل کی معرفت روانہ کیگئی تھی۔ اور معلوم نہیں۔ کہ مالش ہر روز ہوتی ہے یا نہیں۔ آپ ذرہ ذرہ حال سے مجھے اطلاع دیں۔ اور خدا بہت قادر ہے تسلی دیتے رہیں۔ چوزہ کا شوربا یعنی بچے خورد کا ہر روز دیا کریں۔ معلوم ہوتا ہے کہ دستوں کی وجہ یہ ہے کہ کمزوری نہایت درجہ تک پہونچ گئی ہے۔ والسلام۔ ۲۵۔ اپریل ۱۹۰۰ء

الراقم خاکسار مرزا غلام احمد قادیانی

یہ وہ خط ہے کہ جو مرحوم ایوب کی عین نزع کیحالت میں پہنچا اور اس خط کو سننے کے بعد فوراً جان دیدی گویا کہ اسے اس خط کا انتظار رہتا۔

میں مرحوم ایوب کا واقعہ مختصر پیش کرتا ہوں کہ اسکو سخت قسم کا تپ دق تہا۔ دو ماہ تک برابر اسکو سخت تکلیف رہی مہینوں بمشکل رات کو نہیں سویا۔ اور اتنا دبلا ہوگیا تہا کہ مجھے ڈر لگتا تہا کہ سالہا سال اگر کسی میڈیکل کالج کے طالب العلم نے ہڈیوں کا علم تشریح پڑھنا ہو تو مجھے یہ پڑھ سکتا ہے آخر میں خون کے اسہال جاری ہوگئے۔ مگر اس مرحوم نے جب کسی نے طبیعت کا حال پوچھا تو یہی جواب تہا۔ کہ الحمد للہ خدا کا شکر ہے فضل ہے میں خوش ہوں۔ اور اسمیں کوئی بناوٹ اور تصنع نہ ہوتا تہا اور اس کا چہرہ ہمیشہ بشاش اور خوش رہتا تہا اور آخری دم تک کوئی ملال یا شکوہ شکایت زبان پر نہ لایا یا اپنی والدہ اور ضعیفہ دادی کو یہ تسلی دیا کرتا تہا کہ جس خدا نے مجھے پچیس سال تک بہت صحت و تندرستی میں رکھا اب میں تہوڑے روز کی بیماری میں اسپر شکایت کروں یہ ہرگز واجب نہیں کہ اسکی شکایت کیجاوے۔ بلکہ شکر کرو اور اس سے فضل مانگو۔ مرحوم نے اپنی تمام بیماری میں کبھی نماز فوت نہ کی۔ بیماری کے ایام میں قرآن مجید حفظ کرتا تہا صبح کی نماز پڑھ کر فوت ہوا اور اس کا چہرہ اسوقت تبسم کر رہا تہا۔ اور مرنے سے پہلے بالکل ہوش میں تہا۔ اور خود ہی اپنا ایمان و اسلام اور حضرت اقدس کی فرمانبرداری اور ان کے فضائل کا تذکرہ اور شکریہ کیا۔ اور اپنے منہ سے کلمہ شہادت پڑھکر قبلہ کیطرف منہ کرکے سو گیا۔ اور اپنے سید و مولا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے جا ملا جن کا اسے کمال عشق تہا۔ اور ہر ایک بات میں انکی اتباع میں لذت اور سرور پاتا تہا۔ وہ تہوڑے عرصہ میں کمال خوبی کے ساتھ اپنی منزل مقصود کو پچیس سال کی عمر میں پہنچ کے واصل الی اللہ ہوا اور ہم ابھی اس سے پیچھے ہیں۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ

اس مرحوم کے متعلق حضرت اقدس نے بارہا فرمایا کہ ایوب بیگ دنیا میں اللہ کی صفات کا مظہر تہا اور وہ ایک شیشہ تہا جو لبالب عطر سے بہرا تہا۔

اب میں نہایت ہی اخلاص سے ان احباب سے پوچھتا ہوں جو اندر تعصب بغض رکھتے اور صرف خدا کی رضا حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ کہ میں نے آپکے سامنے بلا کم و کاست ایک پچیس سالہ نوجوان کا نمونہ پیش کیا ہے جو اپنی اتنی تہوڑی سی عمر میں صرف چند سال کے تعلق حضرت اقدس سے ایسے اعلیٰ و ملکی مدارج پر پہنچ گیا کہ کوئی بدن کا اور جان کا دکھ اسے خدا کی رضا سے غافل نہ کر سکا اور اس کا دل ایک لمحہ کیلئے متزلزل نہ ہوا اور وہ اپنے اندر ایسے اخلاق اور عادات کا مجموعہ رکھتا تہا کہ ہر گروہ اور ہر مذہب اور غیر مذہب جنکا کبھی اس سے واسطہ پڑا اسکے دلدادہ اور ثناخواں تہے۔ آپ ذرا خدا کیلئے اپنے اندر غور کرکے دیکھیں کیا آپ میں بھی وہ روحانی تبدیلی کی ہے۔ جو اس نوجوان نے کی تہی۔ اور کیا آپ کو خدا اور رسول ایسا ہی پیارا ہے جیسے اس نوجوان کو تہا اگر نہیں تو بتاؤ کہ پہر اس سے بڑھکر اور نعمت اس جہان میں کن کیلئے چاہتے ہو۔ اور اگر تم اس نعمت کے مالامال ہونا چاہتے ہو تو آؤ اور اس مسیح آخرالزمان غلام احمد کا دامن پکڑ لو۔ جو کہ قادر مولیٰ احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچا سکتا ہے اور اس زمانہ میں اس کو اللہ تعالیٰ نے کل بنی آدم میں سے امام زمان منتخب کیا ہے اور ان سب کے جمع کرنے کو لایا ہے۔ [illegible] مگر ایک [illegible] [illegible]

---

[1] مفصل حالات کیلئے دیکھو سیرت ایوب مولفہ خاکسار جو الحکم میں زیر طبع ہے۔ اور انشاء اللہ جلد شایع ہوگی۔

مراسلات

پہلا خط جو مولوی محمد جعفر صاحب تھانیسری کو بذریعہ رجسٹری بھیجا گیا اور واپس نہیں آیا

نحمدہ و نصلی۔ جناب مولانا صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپکی تمام تصانیف یعنے سوانح احمدی تائید آسمانی۔ برکات اسلام۔ تواریخ و تاریخ عجیب وغیرہ اسوقت میرے سامنے ہیں اگرچہ ان کو پہلے ہی بیٹے پڑھا تھا لیکن اسوقت پھر بطور نظر ثانی بہت غور اور خوض سے پڑھ چکا ہوں۔ مجھے ان کتب کے مختلف مضامین کے متعلق جناب سے کچھ استفسار کرنا ہے لیکن فی الحال میں کلام کو بہت ہی مختصر کر کے اور اپنے مقاصد کا لب لباب آپکی خدمت میں پیش کر کے ملتجی ہوں کہ جناب اس کا مختصر لیکن صاف طور پر جواب عنایت فرماویں تاکہ مجھے مزید تحقیق کی ضرورت نہ رہے اور میرا اصل مقصد حاصل ہو جاوے۔

غرض یہ ہے کہ آنجناب نے سوانح احمدی کی ابتدائی صفحات میں عادت اللہ کو اسطرح ظاہر فرمایا ہے کہ وہ جب کسی ملک میں رحمت الہی جوش میں آتی ہے تو اس ملک میں سے کسی شخص کو پسند کر کے ہادی مقرر کرتا ہے سعید اسکی طاعت کرتے اور شقی ازلی اس سے انکار کر کے ذلت و عذاب میں گرفتار ہوتے ہیں" اس کے بعد جناب نے یہ بحث کی ہے کہ "ایسے لوگوں کے کام ضرورت زمانہ کے موافق ہوتے ہیں" جس کے ثبوت میں اپنے اخبار سابقہ کے نظائر پیش کئے ہیں اور لکھا ہے کہ "جب سحر کا زور تھا اسوقت اسی قسم کے معجزات مصلح کو عنایت کئے اور جب طبابت اور فنون حکمت اور شعبدہ بازی کا زور تھا اسوقت ویسے معجزات عنایت ہوئے کہ جنکے ذریعہ کوڑھی اور لاعلاج بغیر دوا آرام پاتے" وغیرہ وغیرہ۔

اب میں دیکھتا ہوں کہ اس زمانہ میں بھی جب اس ملک کیلئے رحمت الہی جوش میں آئی تو اس نے حسب عادت قدیمہ ایک شخص کو پسند کر کے ہادی مقرر کر دیا جس نے اسی سنت قدیمہ کے موافق اپنے تئیں مصلح اور ہادی ثابت کر دیا ہے۔ زمانہ کے فتنوں اور خرابیوں کو ظاہر طور پر دیکھلا کر (جسکی شاہد آپکی کتاب برکات اسلام کے بعض مضامین بھی ہیں) مصلح کی ضرورت ثابت کی اور پھر اپنے کاموں سے دکھلا دیا کہ وہ ضرورت زمانہ کے موافق ہیں یعنے یہ تمام فتنے جس قسم کے تھے اور دلیل کی جہاد یا خانہ وغیرہ کی کثرت کے سبب جن کے ذریعوں سے اور جسطرح سے یہ فتنے پیدا ہوئے تھے انکو دفعیہ کیلئے اسی قسم کا حربہ استعمال کیا۔ نیز جسطرح جناب نے سوانح احمدی کے مذکورہ بالا مضمون کے آخیر علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل سے استدلال کر کے لکھا ہے کہ مصلحان کا سلسلہ ہدایت حسب قاعدہ قدیم بذریعہ نائبان ختم المرسلین قیامت تک جاری رہیگا وغیرہ وغیرہ۔ اس مصلح نے اپنے تئیں بھی اس کا مصداق ثابت کر دیا ہے لیکن اس کے مقابلہ میں رسالہ تائید آسمانی کے صفحہ ۲۶ پر آپنے لکھا ہے کہ "جب تک مرزا صاحب مجدد الوقت تھے گو میں انکی مجددی کا قایل نہ تھا مگر دوسرے قائلوں سے معترض بھی نہ تھا بعد جب مرزا صاحب مسیحیت کے دعویدار ہوئے تو میں گو اس دعوے کو جھوٹا جانتا تھا مگر لوگوں سے یہی کہتا تھا کہ تھوڑی انتظار کرو اگر مرزا صاحب سچا مسیح ہے تو اس کے نشان جلد ظاہر ہو جاوینگے ورنہ مثل دوسرے کاذب دعویداروں کی جلد ہلاک ہو جائیگا"۔

اب گذارش یہ ہے کہ جناب نے یہ خیالات اپنی تحریر مورخہ ۲۴ جولائی سنہ ۹۲ میں ظاہر کئے تھے جسکو اب ۱۳ ۱/۲ برس کا عرصہ ہو چکا ہے اور آپکی تحریر سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپکے یہ اقوال اس تحریر سے بھی بہت پہلے کے ہیں۔ لیکن وہ مدعی ابتک جبکہ ہلاک نہیں ہوا ہے وہ صرف زندہ ہی نہیں ہے بلکہ اس کے نشانات صداقت بھی موافق احوال و ضرورت زمانہ (جنکی تشریح کی اس مختصر خط میں چنداں ضرورت نہیں ہے) بخوبی ظاہر ہو کر سعادت مندوں کی ہدایت کا باعث ہو چکے ہیں اور خود مرزا صاحب کا بھی یہی دعوی تھا اور ہے کہ حسب الارشاد الہی ولو تقول علینا اگر میں کاذب ہونگا تو ضرور تباہ ہونگا اور اگر کاذب ہوتا تو ضرور ابتک تباہ اور برباد ہو جاتا۔ اسلئے اب میں جناب سے بکمال ادب دریافت کرتا ہوں کہ اسقدر دراز مدت جو مرزا صاحب کو ملی ہے اور جس میں وہ اسقدر کامیاب ہوئے ہیں کہ جماعت کثیر ہدایت یافتہ ہو کر انکی جان نثار حلقہ بگوش ہے۔ اور تقریباً تمام مکذب خصوصاً وہ جو تکذیب و تذلیل پر اڑے رہے ہیں ذلیل و تباہ ہو گئے۔ آیا یہ اسقدر دراز مدت آپ کے بیان کے موافق کافی نہیں ہے اگر نہیں تو کیوں کس دلیل سے؟ اور اگر ہے تو جناب نے اس سے کیا فایدہ اٹھایا ہے اور آیا ایسے کوئی اور بھی مثال موجود ہے اگر ہے تو کونسی ہا اور یہ بھی اس مثال کے ساتھ بتاویں کہ اسمیں اور لو تقول علینا والی استدلال میں کیا امتیاز و فرق ہے لیکن اگر ایسی کوئی نظیر آپکے نزدیک موجود نہیں ہے تو کیوں یہ صداقت خود آپ پر حجت نہیں ہے اور کیوں ابتک آپنے اس سے فایدہ نہیں اٹھایا ہے میں نے جناب کی تمام کتب پر بڑی عمیق نظر ڈالکر ان کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے اول وہ جو بہت غور اور خوض اور محنت کے ساتھ لکھی گئی ہیں دوم وہ جو محض سرسری طور پر گھسیٹ دی گئی ہیں چنانچہ حصہ اول میں سوانح احمدی یا تواریخ عجیبہ وغیرہ ہیں جیسا کہ اس کتاب کے صفحہ ۵ کے مضمون سے ظاہر ہوتا ہے اور حصہ دوم میں برکات اسلام ہے جس کے صفحہ ۲۰ پر آپنے لکھا ہے کہ "جو مضامین مدت سے میرے خاطر میں تھے صرف مہینہ ڈیڑھ مہینہ کے عرصہ میں ان کو گھسیٹ دیا ہے"۔ آپکی تائید آسمانی بھی اس حصہ دوم میں شامل ہے اس لئے کہ اس کے صفحہ ۳ پر آپ نے لکھا ہے کہ "یہ مختصر رسالہ سفر میں سے چلتے ہوئے کھینچ دیا ہے"۔ مجھے اس بات کا بہت ہی افسوس ہے کہ جناب نے مجددیت اور مہدویت نیز مسیحیت کے دعاوی کو ایسا معمولی سمجھا کہ اسپر بغیر غور و خوض کئے ایک رسالہ سفر میں کھینچ دیا اور اسمیں اسقدر گالیاں دیں کہ الامان والحفیظ ورنہ اگر آپ سوانح احمدی کے ہی مضامین کو پیش نظر رکھتے اور بجائے سفر کے حضر میں اس رسالہ کو بجائے کھینچ دینے کے حضوری قلب اور غور سے لکھتے تو شاید یہ آپ کیلئے اچھا ہوتا بہت سی گالیوں کے ارتکاب سے آپ بچ جاتے۔ اور اگر یہ رسالہ آپ اس طرح سے لکھتے جس میں کہ سوانح احمدی لکھی ہے تو بہت سی نکتہ چینیاں کرتے ہوئے آپ رکتے۔ میں نے آپ کی تمام کتب کا خلاصہ بطور لب لباب اور رپوٹ قلمبند کیا ہے لیکن اب صرف اس عریضہ کے جواب کا انتظار ہے قبل اس کے کہ عام طور پر اس کا اظہار کروں مناسب معلوم ہوا کہ یہ عریضہ مختصراً ارسال خدمت شریف کر کے آپ کے موجودہ حالات کو معلوم کر لوں امید ہے کہ جلد جواب سے سرفراز فرما دیں گے۔ راقم عبد العزیز احمدی دہلوی ۵ دسمبر سنہ ۱۹۰۵ء

دوسرا خط جو مولوی صاحب کو ۹ جنوری کو بذریعہ رجسٹری بھیجا گیا اور ان کے ۲۲ دسمبر کو فوت ہونے کی وجہ سے واپس آیا

نحمدہ و نصلی۔ جناب مولانا صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

اپنے سابقہ خط کی جواب کا جو بذریعہ رجسٹری ۵ دسمبر سنہ ۱۹۰۵ء کو خدمت عالی میں بھیجا تھا مجھے ابتک انتظار ہے۔ کچھ عجب نہیں کہ جناب کسی خاص سوچ میں ہوں گے ورنہ قوی امید ہے کہ آپ جواب ضرور دیں گے۔ آپ پر مجھے بڑا حسن ظن ہے اسلئے میں ایک اور عریضہ ارسال خدمت کرنا مناسب سمجھتا ہوں اور اسمیں سابقہ خط کے مضامین کی چند باتیں اور اضافہ کرتا ہوں یقین ہے کہ آنجناب میرے دونوں خطوں کو بغور پڑھ کر جلد مناسب جواب عنایت فرماویں گے۔ عرض یہ ہے کہ والد بزرگوار کو آپ سے بہت تعلق تھا اور مدت تک آپکے حالات ہی ان کے واسطے اس حجاب کا باعث ہوئے تھے اسلئے مودبانہ التجا ہے کہ آپ میرے معروضات پر پوری توجہ کریں میں انہی قدیمی تعلق کی وجہ سے جو مجھ سے والد بزرگوار کے ساتھ آپکی خدمت میں یہ عریضہ لکھ رہا ہوں۔ سابقہ خط پر مجھے صرف یہ زیادتی اس تحریر میں کرنی ہے کہ آپ اس معاملہ میں اسی عدل کے ساتھ غور کریں جس کے ساتھ سوانح احمدی تحریر کی ہے۔ میں مناسب سمجھتا ہوں کہ چند نظائر سوانح احمدی کے آپکے سامنے پیش کر کے آپ پر یہ ظاہر کر دوں کہ مرزا صاحب کے معاملہ میں آپنے منصفانہ طرز اختیار نہیں کیا ہے۔ اور وہ نظائر حسب ذیل ہیں۔

اولاً آپ نے تائید آسمانی صفحہ ۷ پر لکھا ہے "باوجودیکہ گھر میں دو بیویاں موجود ہیں پھر ایک تیسری کی سخت طلب ہے"۔ پھر صفحہ ۱۸ پر آپ نے لکھا ہے "باوجود پیری اور بے باکی باکرہ خواتین کے حریص"۔ مولانا صاحب اگر یہ تحریر کرتے ہوئے آپ کا دل حاضر ہوتا جیسا کہ سوانح احمدی کی تحریروں کے وقت تو آپکو یہ خیال رہتا کہ آپنے سوانح احمدی صفحہ ۴۸ پر لکھا ہے کہ باوجودیکہ ایک بیوی سید احمد صاحب کی بکمال حسن و جمال و عصمت موجود تھی لیکن دوسری شادی اور کرلی تھی جو سید صاحب کے جنگ و جدل کے وقت سندہ میں موجود تھی جیسا کہ اسی کتاب کے صفحہ ۱۷۱ سے ظاہر ہوتا ہے۔ اور صفحہ ۱۷۳ کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک تیسری موقع جنگ پر بھی موجود تھی جو کہ کشمیر کے رہنے والی تھی اور بعد واقعہ بالاکوٹ ٹونک میں آ گئی تھی۔

اب مولانا صاحب اسمیں شک نہیں ہے کہ حسن عقیدت کیوجہ سے وہی الفاظ جو مرزا صاحب کی بابت آپ نے استعمال کئے ہیں سید صاحب کی بابت استعمال کرنے آپ ہرگز گوارا نہ کریں گے بلکہ آپ اس کیلئے وجوہات بیان کریں گے۔ سو آپکو معلوم رہے کہ اگر آپ غور کرتے یا اب غور کریں گے تو اس قسم کے وجوہات آپ کو مرزا صاحب کے معاملہ میں بھی ضرور ملیں گے۔

دوم۔ آپنے مرزا صاحب کے متعلق لکھا ہے "طرح طرح کے حیلوں سے روپیہ کے طالب خوش پوش ہے خوراک عمدہ ہے لذیذ کھانے کھاتا ہے جس پر ہزارہا روپیہ مریدوں کا خرچ ہوتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ"۔ مولانا صاحب آپ سوانح احمدی صفحہ ۲۶ ملاحظہ فرماویں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ آپکے نزدیک یہ مسلم بات ہے کہ "وہ محبوبان بارگاہ الہی دنیا میں بھی لباس فاخرہ اور اطعمہ لذیذہ اور خدم اور حشم سے ممتاز رہتے ہیں اور آخرت میں اس سے زیادہ پائیں گے"۔ اور اس کے ساتھ ہی جبکہ آپ اس کتاب کا صفحہ ۱۳۹ بھی پڑھیں گے تو آپکو معلوم ہو جائیگا کہ وہ میدان جنگ میں سید صاحب کے باورچیخانہ کا جاہ و حشم اور عام لوگوں سے کھانے کا انتظام علیحدہ دیکھکر جن لوگوں نے اعتراض کئے تھے انکی بابت آپ نے لکھا ہے کہ انہوں نے نفس و شیطان کی شرکت اور ترغیب سے دیوانہ پن کے ساتھ یہ اعتراض کئے ہیں براہ مہربانی آپ دونوں موقعوں پر پوری غور کریں۔

سوم۔ آپنے مرزا صاحب کو بے پیرا بے مرشد لکھکر ہدایت کی ہے کہ وہ سید صاحب کے کسی خلیفہ کے ...

(نامکمل)

...کا شبہ ہے بیعت کریں کسی سلسلہ میں داخل ہوں لیکن آپکو سوانح احمدی صفحہ ۹۷ کا خیال نہ رہا جہاں آپنے لکھا ہے کہ سید صاحب نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے چند سوال کئے تھے اور ان کو جواب ملا تھا کہ موجودہ طریقوں میں سے کوئی بھی میرے طریقہ پر نہیں ہے وہ ایجاد کردہ ہیں اسلئے ہمارے طور اور طریقہ سے بہت دور ہیں اور اسی سبب سے سید صاحب نے اسی وقت براہ راست حضرت علیؓ سے بیعت کی تھی۔ سو مولوی صاحب آپ اپنے اس بیان کو پڑھکر موجودہ حالات پر غور کریں العاقل تکفیہ الاشارت۔

چہارم۔ آپ نے چند نظائر دیکر مرزا صاحب کو عیار پر دغا۔ چالاک۔ شعبدہ باز۔ حیلہ بازی اور روباہ بازی سے جھوٹ کو سچ کردکھا دینے والا ظاہر کرکے لکھا ہے کہ یہ شخص بڑا خود ستا ہے۔ آپ اس کے مقابلہ میں زیادہ نظائر نہیں صرف سوانح احمدی کا صفحہ ۵۸ ہی پڑھ لیں اور غور کریں کہ مرزا صاحب کی خود ستائی زیادہ ہے یا سید صاحب کی؟ کیونکہ خود آپ کے ہی بیان کے موافق سید صاحب نے اپنی مسجد کو جنت الماوی کی مسجد بیان کرکے حاضرین کو اصحاب بدر بنا دیا یہی نہیں بلکہ اپنی بابت انہوں نے بیان کیا کہ "میں تمامی اولیا مقبولین سلف سے ممتاز ہوں وغیرہ وغیرہ"

براہ مہربانی اس اصل موقع کتاب کو نظر کے سامنے رکھکر اپنی پیش کردہ نظائر پر غور کریں جو مرزا صاحب کی بابت آپ نے لکھے ہیں۔

میں نے یہ چند نظائر بعض اشارات کے طور پر آپ کو لکھ دیے ورنہ آپ کے تمام اعتراضات کے جوابات میرے پاس موجود ہیں جیسے لکھے ہیں اگر آپ فرما دیں گے۔ اور مجھے آپ کے جواب سے کچھ عملاً حیثیت معلوم ہوگی تو ان کو آپکی خدمت میں بھیجدینے سے ہرگز دریغ نہ ہوگا اسلئے التماس ہے کہ براہ مہربانی پورے طور پر اس معاملہ میں غور کرکے مطلع فرما دیں کہ اب اس بارے میں آپکے کیا خیالات ہیں۔ والسلام۔ عبدالعزیز احمدی دہلوی از گوجرانوالہ ۹ جنوری ۱۹۰۶ء

نقل اس خط کی جو مولوی عبدالمجید صاحب واعظ دہلوی کو بھیجا گیا تھا ۹ جنوری ۱۹۰۶ء کو بذریعہ رجسٹری بھیجا گیا اور آجتک اسکا جواب نہیں آیا

جناب مولٰنا۔ السلام علیکم۔

آپکی کتب جو آپ نے مرزا صاحب کی بابت لکھی ہیں بغور دیکھی ہیں۔ انہیں سے ایک بیان الناس ہے جو آپکے مطبع انصاری میں ۱۳۰۹ھ میں چھپی تھی اس کے صفحہ ۹۶ پر آپ نے لکھا ہے "عاجز نہایت زور سے اپنے گواہ خدا کا بہت کمزور اور ادنیٰ درجہ کا ذلیل بندہ گنہ گار جانکر اور اللہ تعالیٰ نے جو احقر کو خبر دی ہے اسکا اللہ تعالیٰ پر ہی بھروسہ کرکے اور اپنے مولا کی خبر پر یقین کامل کرکے آپ کو بشارت سناتا ہے کہ آپکے فرضی مسیح کو مولٰنا سید محمد نذیر حسین صاحب مدظلہم کے سب و شتم اور حضرت عیسیٰ کی گستاخی کا عوض بہت جلد ملنے والا ہے اور جہاں تک اس عاجز کو اس مولا نے علم دیا ہے وہ یہ ہے کہ وہ کسی سخت بلائے جسمی میں مبتلا ہوئے اور جلد ہوئے" اب میں آپ سے یہ دریافت کرتا ہوں کہ آپ مولیٰ کریم کو حاضر و ناظر جانکر اور اس بات پر غور کرکے کہ اس نے اپنی کلام پاک میں لعنت اللہ علی الکاذبین فرمایا ہے یہ لکھیں کہ

(۱) مذکورہ بالا عبارت کا القا آپ پر کسطرح سے ہوا تھا آیا خواب میں کچھ دکھایا گیا تھا یا الہام یا کسی اور طرح سے اگر خواب تھا تو وہ کس صورت سے دیکھا تھا اور اگر الہام تھا تو الہام کے اصل الفاظ کیا تھے (۲) آپکی اس عبارت میں الفاظ "بہت جلد" سے کیا مراد ہے۔ (۳) آپکے نزدیک اسوقت تک آپکی پیشگوئی پوری ہوئی یا نہیں اگر نہیں ہوئی تو جس کو آپ نے فرضی مسیح لکھا تھا وہ اصلی مسیح ہوا یا نہیں اور یہ پیشگوئی آپکی آپ پر حجت ہوئی ہے یا نہیں اگر نہیں تو کیوں؟ اور اگر یہ پیشگوئی پوری ہوگئی ہے تو کب کس سنہ میں اور کسطرح پر ادا ہوا یا اس کے پورا ہونے پر آپنے اپنی کسی آئندہ تحریر میں اس کا اظہار بھی کیا ہے یا نہیں اگر کیا ہے تو کسجگہ؟ اسکی ایک کاپی مجھے بھی بھیجیں اسلئے کہ ایسی آپ کی کوئی تحریر میری نظر سے نہیں گذری اور اگر کسی تحریر میں آپنے اس کا اظہار نہیں کیا ہے تو جسحالت میں اس خبر پر آپ کو بڑا بھروسہ تھا اس کا آپ کی طرف سے اظہار نہ کئے جانیکا کیا سبب ہوا۔

(۴) مرزا صاحب نے مدت دراز سے اپنا یہ الہام مشتہر کررکھا ہے انی مھین من اراد اھانتک ان کا یہ بھی دعوےٰ ہے کہ جو شخص جس طرز سے اہانت یا ذلت پہونچانے کی کوشش کریگا اسی رنگ میں اللہ تعالیٰ اس مخالف کی اہانت اور تذلیل کریگا۔ آپ نے دو طرح مرزا صاحب کا مقابلہ کیا تھا۔ اولاً آپ نے مذکورہ بالا پیش گوئی میں لکھا تھا کہ مرزا صاحب کو میاں نذیر حسین صاحب کی گستاخی کا عوض ملیگا لیکن دیکھا جاتا ہے کہ قبل اس کے کہ مرزا صاحب پر آپکی پیشگوئی صادق آوے میاں نذیر حسین خود ہی فوت ہوگئے اور ان کو یہ دیکھنا نصیب نہ ہوا کہ وہ مرزا صاحب کی کسی قسم کی ہتک آپ کے مخبر کے بیان کے موافق دیکھتے کیا اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا ہے کہ وہ جس نے مرزا صاحب کو یہ الہام کا شرف بخشتا ہے بڑا قوی اور سمیع و بصیر ہے۔

دوسرا مقابلہ آپنے یہ کیا تھا کہ ۱۹۰۱ء میں حضرت صاحب کے دہلی تشریف لیجانے پر اپنے صاحبزادہ سے بہت اشتہار دلوائے تھے جس کا نتیجہ حسب الہام مرزا صاحب یہ ہوا تھا کہ بہت ہی قلیل عرصہ میں اس صاحبزادہ کا نام و نشان بھی دنیا میں باقی نہ رہا جس کا اظہار مرزا صاحب نے اس واقعہ کے تھوڑے ہی عرصہ بعد ہی میں الہاماً کیا تھا۔

کسطرح پھرتا ہے وہ عبدالمجید
ساتھ لادے اپنا فرزند رشید
نام سے دنیا تھا جس کے اشتہار
قدرت حق کی پڑگئی اسپہ مار

مجھے آپ سے بہت کچھ ابھی دریافت کرنا ہے لیکن اپنے مطالب کو بہت مختصر کرکے صرف چند امور آپ سے دریافت کرتا ہوں کہ آیا یہ واقعات آپ پر حجت ہیں یا نہیں ہیں۔ امید ہے کہ ان کا جواب مفصل طور پر عنایت فرماکر مشکور فرما دیں گے۔

عبدالعزیز از گوجرانوالہ ۹ جنوری ۱۹۰۶ء

قابل توجہ گذارش

اسلام کے معنے ہیں اپنی جان۔ اپنے مال۔ اپنی آبرو۔ مشغلہ زندگی اور تمام نفسانی خواہشات کو معبود حقیقی پر قربان کردینا۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم نے اسلام کے ان معانی کو اچھی طرح سمجھا تھا تب ہی تو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے اپنی رگوں میں گردش کرنے ہوئے قیمتی خون کو زمین پر اسطرح بہا دیا تھا کہ جسطرح ہم آج وضو کا پانی بہاتے ہیں زبان سے یہ کہنا کہ جان کوئی چیز نہیں اور ہم جان کی اصلیت ہی نہیں سمجھتے بہت آسان ہے مگر جان کو قربان کرنا بہت مشکل ہے۔ جبطرح جب ایک پھوڑے میں شگاف دینا ہو تو ہم اپنی بہبودی کا نتیجہ سمجھتے ہوئے بھی اسکی نشتر کو تمام لیتے ہیں اور ڈاکٹر کو اپنا ایک درد رساں دانت بھی نکالنے نہیں دیتے۔ اس مضمون کو خوب سوچو اور اپنے بستر پر غور کرو کہ جان کا قربان کرنا کسقدر مشکل ہے اور پھر اصحاب کرام کی جانفشانیوں اور کارناموں کو خوب غور سے سوچو۔ پھر یہ غور کرو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے اصحاب کرام کا اپنی جانیں قربان کرنا محض حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جان قربان کرنا تھا یا خدا پر۔ میرے نزدیک یہی جواب ملیگا کہ خدا پر تب ہی تو خدا تعالیٰ نے فرمایا

ان اللہ یحب الذین یقاتلون فی سبیلہ صفا کانہم بنیان مرصوص۔ بس اسیطرح آج کل ایک مامور من اللہ ہم میں موجود ہے اور خدا کی طرف بلاتا ہے۔ ہمنے اس بات کو بھی خوب تحقیق کرلیا ہے کہ واقعی یہ مامور من اللہ ہے۔ احمدی لوگ اس بات پر فخر کرتے ہیں کہ ہم صحابہؓ کا نمونہ ہیں اور کما استخلف الذین من قبلہم کے مصداق ہمیں ہیں لیکن اسطرف توجہ نہیں کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ولنبلونکم بشیٔ من الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس والثمرات وبشر الصابرین۔ بڑے شکر کا مقام تھا کہ خدا نے ہمارا بعد وہ سخت امتحان نہیں لیا جو صحابہ کا لیا تھا بلکہ ہمیں ہم پر بڑی آسانی کیگئی کہ امام زمان نے صرف ہمی نفع کے لئے (اپنے نفع کیلئے نہیں) ایک انجمن بنائی اور رسالہ الوصیۃ اور الحکم وبدر کی اکثر اشاعتوں کے ذریعہ سے ہمارے مال کا ذکر جو بہ نسبت جان کے ایک ذلیل ترین چیز ہے انہایت ہی قلیل حصہ اپنے فضل سے علیحدہ کرکے خدا کی راہ میں ایک جگہ جمع کرنیکی تحریک بتائی میرے نزدیک دنیا کے کتے ہیں وہ لوگ جنکو اسوجہ سے ابتلا پیش آیا اور نجاست کے کیڑے ہیں وہ لوگ جو اتنی ذرا سی بات پر استقامت نہیں دکھا سکتے اور بڑے ہی نامرد اور سخت بزدل ہیں وہ لوگ جنکے دلمیں کچھ شک پیدا ہوگئی ہے میرے نزدیک ایسے نامردوں اور ایسے بزدلوں کی ہماری جماعت اور ہمارے امام کو مطلق ضرورت نہیں بلکہ امام کو ان لوگوں کی ضرورت ہے جو زبان حال سے نحن انصار اللہ کہہ رہے ہیں۔ پس برادران! خدا کے اس حکم کو پیش نظر رکھو کہ تجاہدون فی سبیل اللہ باموالکم وانفسکم۔ اور اے میرے مخالف عزیز و اقارب! خدا تعالیٰ کا یہ فرمان میرے پیش نظر ہے۔ لا تجد قوما یؤمنون باللہ والیوم الآخر یوادون من حاد اللہ ورسولہ ولو کانوا آباءہم او ابناءہم او اخوانہم او عشیرتہم اولئک کتب فی قلوبہم الایمان وایدہم بروح منہ

راقم خاکسار اکبر شاہ خاں احمدی نجیب آبادی

میں نے مہدی کو کیسے پایا

ڈیر ایڈیٹر

میں ملازم پوسٹ آفس ہوں میری سروس قریباً تیرہ برس کی ہے اور اس اثنا میں مجھے اس قسم کی سرکاری جوابدہی میں مبتلا ہونا نہیں پڑا۔ اتفاقاً میری تبدیلی ترقی کے ساتھ ضلع مظفرپور میں ہوئی اور میں وہاں گیا اور چارج لیکر دو تین روز کام کیا مگر عجب اتفاق و قضا کہ میں بجرأت کام ایک روز بیمار ہوگیا اور واسطے ملاحظہ ڈاکٹر کے پوسٹماسٹر مظفرپور نے مجھکو حکم کیا میں موجب حکم اس کے ڈاکٹر مذکور کے پاس گیا مگر ڈاکٹر نے مجھکو قابل کام ٹھیرایا اور کہا کہ کوئی بیماری نہیں ہے تاہم اسپر بھی میں واپس مکان چلا آیا اور آکر ایک درخواست پھر واسطے رخصت کے بھیجا۔ جس کے جواب میں افسر ڈاک نے مجھکو بایں جرم کہ بغیر اجازت میں اپنا کام چھوڑکر چلا آیا سسپنڈ کردیا ایکروز ہمارے بھائی منشی حاجی بخش صاحب ہمارے پاس آئے اور مجھکو ملول پاکر مسیح موعود کی شان میں کچھ اوصاف بیان کیا جس سے مجھکو اعتقاد کامل ہوا اور اسیوقت ایک خط لکھا اور دوسرے روز خود ہمیں بھائی منشی محبوب علی صاحب کے آیا اور وہاں سے خط بحضور حضرت اقدس روانہ کیا۔ بھائی موصوف نے مجھکو واسطے پڑھنے نماز تہجد کہا اور دعا وغیرہ بتلایا۔ ہم نے اسی روز سے یہ سب پڑھنا شروع کیا اس درمیان میں مجھے عمدہ عمدہ خواب ہونے لگا اور رقت طاری ہوتی گئی مختصر حال یہ کہ تاریخ ۵ جنوری ۱۹۰۶ء کو قبل نماز تہجد کے ایک خواب دیکھا کہ میری نانہال کا مکان جو کہ گرا ہوا تھا وہ طیار ہوگیا ہے ...

... ڈاک کے افسر کا حکم پایا کہ جسمیں اس نے مجھکو واسطے جانے مظفرپور کے اپنے کام پر بلا کسی عذر تو بجے کے حکم دیا۔ اور جس روز منزخواب دیکھا تھا ...

سفرنامہ دہلی

جب ہم حضرت کے پاس پہنچے تو جواب انکی خدمتمیں پیش کیا اور ساتھ ہی کل جلسہ کے حالات عرض کئے تو ابھی وہ اس رقعہ کا جواب ہی لکھہ رہے تھے کہ چار پانچ سو آدمیوں کا مکان میں ہجوم ہوگیا اور جہلائے علاوہ بدزبانی کے سیڑھیوں کے دروازے توڑ دیکر اور اوپر کے مکان کی صحن تک جا پہنچے بڑی مشکل سے انہیں روکا گیا اور فریق ثانی کے حاملین رقعہ خود اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ واقعی اسوقت مرزا صاحب کے مکان میں امن نہ تھا۔ شام تک ہجوم کی یہی کیفیت رہی اور اتنی بھی گنجائش نہ تھی کہ ہم اوپر کے مکان سے نیچے کے مکان تک آ سکتے عجیب قسم کا طوفان بے تمیزی اٹھا ہوا تھا ایسی حالتمیں جو کچھ مناسب تھا مرزا صاحب نے جواب لکھہ بھیجا۔ اور بحث کیلئے بدستور مستعدی ظاہر کی۔ اس جلسہ میں جسے دلی والوں کا ایک خاص اور اپنا جلسہ کہنا چاہئے مرزا صاحب کا جانا لازمی نہیں تھا جلسہ کا وقت ۹ بجے کا تھا اور ۱۲ بجے تک بمشکل شرائط قرار پائیں اور اسپر بھی امن وغیرہ کا بھی کوئی انتظام نہیں کیا گیا تھا۔ جس سے امید ہو سکتی کہ مرزا صاحب کی گفتگو امن کے ساتھ سنی جاویگی اسلئے مرزا صاحب نے صاف لکھدیا کہ شرائط کا تو تصفیہ ہو ہی گیا ہے میں اپنے طور پر بھی امن کا کچھ انتظام کر کے آپ کو اطلاع دونگا اور بتراضی فریقین ایک تاریخ مقرر ہو کر جلسہ کیا جائے اور بحث شروع ہو۔ چنانچہ دوسرے دن ہی ۱۲ اکتوبر کو اسطرف سے اپنا اطمینان کر کے مرزا صاحب نے میاں صاحب کو رقعہ لکھدیا اور انہیں شرائط تصفیہ یافتہ کے بموجب تاریخ ۱۸۔ اکتوبر مقرر کر دی اور ساتھ ہی لکھدیا کہ اگر آپ کو یہ تاریخ منظور ہو تو رقعہ پر دستخط کر کے بھیجدیجئے تاکہ اسے شایع کر دیا جائے۔ میاں صاحب نے رقعہ تو لیلیا۔ اور جواب کو دوسرے دن پر ٹالا جواب دوسرے دن رات کے دس گیارہ بجے مرزا صاحب کے پاس پہونچا جسمیں میاں صاحب نے مرزا صاحب سے خود گفتگو کرنے سے صاف انکار کیا اور اپنے دو شاگردوں کو بحث کیلئے پیش کیا ایک شیخ بٹالوی صاحب کو اور دوسرے عبد المجید صاحب واعظ کو۔ ناظرین ذرا میاں صاحب کی اس حرکت کو ملاحظہ فرمانا۔ ہر روز قرآن و حدیث کا درس دیتے ہیں اور احقاق حق کا موقع آ پڑے تو شاگردوں کو پیش کر دیتے ہیں۔ خیر مرزا صاحب نے اس بات کو بھی منظور کر لیا کہ اگر میاں صاحب یہ تحریر لکھدیں کہ میرے شاگردوں کا ساختہ پرداختہ مجھے منظور ہوگا اور بحث گویا میرے نام سے ہی میرے شاگرد کریں گے اور ہر پرچہ پر میرے ہی دستخط ہونگے۔ تو ہمیں ان کے شاگردوں کے ساتھ ہی مباحثہ منظور ہے۔ غرض معاملہ یہ تھا کہ بحث کا انتظام ہو یہ پیغام دلی کے ایک پلیڈر کی معرفت بھیجا گیا اسپر فریق ثانی نے پہلا ساختہ پرداختہ کالعدم کر دیا اور شرائط کا جو تصفیہ ہوا تھا سب باطل کر دیا۔ اور از سر نو شرائط پیش کرنے کی یہ تجویز پیش کی کہ ایک مجلس منعقد کیجاوے اور کثرت رائے پر شرائط کا تصفیہ کیا جائے اور تقسیم ٹکٹ بھی پبلک کی کثرت رائے پر قرار پائے۔ ناظرین ذرا غور کرنا ۱۱۔ اکتوبر کو ۲ بجے جن شرائط کا تصفیہ ہوا تھا اب فریق ثانی نے انہیں توڑ دیا اور یہ ایک نئی بحث نکالی۔ مرزا صاحب نے اس تجویز کو بھی اسطرح منظور کر لیا کہ دو آدمی اسطرف سے اور دو دوسریطرف سے مقرر ہوں کیونکہ اگر عام مجلس منعقد کیجاتی تو لامحالہ کثرت فریق ثانی کیطرف ہی ہونی تھی اور وہ باہم شرائط کا تصفیہ کریں۔ چنانچہ اسطرف سے دو آدمی بھیجے گئے۔ مگر بٹالوی صاحب نے اس بات پر انکار کر دیا کہ مرزا صاحب کی دستخطی تحریر اس مجلس کی منظوری کے متعلق پیش کیجائے۔ ہم نے ہر چند کہا کہ ازطرف وکلاء ہم خواجہ صاحب کیطرف سے ابھی منظوری لکھہ دیتے ہیں مگر وہاں تو اصل غرض ہی اور تھی۔ انہوں نے منظور نہ کیا اور مرزا صاحب کی تحریر پر ہی زور دیا جس کا جواب انہیں یہ دیا گیا۔ کہ آپ ہی اس مجلس کے انعقاد کی درخواست تحریری بھیجیں۔ یہ کل کارروائی زبانی ہوئی اور نتیجہ کچھ نہ نکلا شیخ الکل صاحب میدان میں تو نہ نکلے اور اپنی جھوٹی فتحمندی کے اشتہار شایع کرتے رہے۔ آخرکار جب کسیطرح سے بھی شیخ الکل صاحب میدان میں نہ آئے اور چند دن کبحث و جدل میں ضایع گئے تو حضرت اقدس مرزا صاحب نے ایک غیرت دلانیوالا اشتہار ۱۷۔ اکتوبر کو شایع کیا۔ اور اس کے آخر میں یہ لکھا

"بالآخر یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ اگر آپ کسیطرح سے بحث کرنا نہیں چاہتے تو ایک مجلس میں میرے تمام دلائل وفات مسیح سنکر اللہ جلشانہ کی تین مرتبہ قسم کھا کر کہہ دیجئے کہ یہ دلائل صحیح نہیں ہیں اور صحیح اور یقینی امر یہی ہے کہ حضرت مسیح ابن مریم زندہ بجسدہ العنصری آسمان کیطرف اٹھائے گئے ہیں۔ اور آیات قرآنیہ اپنی صریح دلالت سے اور احادیث صحیحہ متصلہ مرفوعہ اپنے کھلے کھلے منطوق سے اسپر شہادت دیتی ہیں اور میرا عقیدہ یہی ہے۔ تب میں انکی گستاخی اور حق پوشی اور بددیانتی اور جھوٹی گواہی کے فیصلہ کے لئے جناب الٰہی میں تضرع اور ابتہال کرونگا اور میری توجہ پر مجھے ارشاد ہو چکا ہے کہ **ادعونی استجب لکم** اور مجھے یقین دلایا گیا ہے کہ اگر آپ تقوی کا طریق چھوڑ کر ایسی گستاخی کریں گے اور آیت ولا تقف مالیس لک بہ علم کو نظر انداز کر دیں گے تو ایک سال تک اس گستاخی کا آپ پر ایسا کھلا کھلا اثر پڑیگا جو دوسروں کیلئے بطور نشان کے ہو جائیگا۔ تا وہ لوگ جو نشان نشان کرتے ہیں ان کو بھی خدا تعالی کوئی نشان دکھا دیوے۔"

اس اشتہار کو پڑھ کر شیخ الکل صاحب دو دن تو خاموش رہے۔ اور ہم نے سمجھا کہ پی گئے۔ مگر آخر ۱۹ اکتوبر کی رات کو ایک رقعہ پہونچا جسمیں لکھا تھا کہ ۱۷۔ تاریخ کا اشتہار دیکھ کر ہم نے آپ کا (مرزا صاحب کا) کہا آزمایش کرنیکا ارادہ کر لیا ہے کل ۲۰ تاریخ کو ۲ بجے جامع مسجد کو جاؤ اور ہم قسم کھائیں گے۔ مگر اب بھی صفائی اور نیک نیتی سے کام نہیں لیا۔ بلکہ اصل مطلب کو تو کہیں چھوڑ دیا اور بارہ تیرہ دفعات عقاید کے متعلق لکھدیں کہ انپر قسم کھائی جائیگی۔ اور شرط یہ کہ قسم کھانے پر مرزا صاحب کو اسی وقت توبہ کرنی ہوگی۔

اب یہ ظاہر ہے کہ مرزا صاحب نے آخری طور پر جبکہ شیخ الکل صاحب کسیطرح بھی امر متنازعہ فیہ کا فیصلہ کرنا نہیں چاہتے تھے انہیں آسمانی فیصلہ کی دعوت دی تاکہ حق لوگوں پر ظاہر ہو جاوے مگر دیکھو میاں صاحب کو غیرت بھی آئی تو انہوں نے کس حکمت عملی سے اسے ٹالدیا۔ ناظرین ذرا انصاف کیجئے کہ جو شرط شیخ الکل صاحب نے لگائی ہے اسمیں اللہ تعالی کا کچھ تعلق رکھا گیا ہے؟ آسمانی فیصلہ تو اسی حالتمیں سمجھا جائیگا جب آسمان سے اسکے متعلق کسی فریق کو ڈگری عطا ہو اور اس ڈگری کے صادر ہونے کیلئے مرزا صاحب نے ایک سال کی مہلت رکھدی تھی پھر ڈگری بھی کیسی جسمیں کسی قسم کا گمان اور شک نہ ہو۔ بلکہ کھلا کھلا نشان جسے نشان مانگنے والے بھی مان جائیں۔ شیخ الکل صاحب کو اپنی صداقت پر پورا یقین تھا تو اسطرح فیصلہ کر لیتے وہ کیوں ہچکچا گئے۔ آسمانی فیصلہ کا انہوں نے کیوں نہ انتظار کیا۔ کیا اس سے معلوم نہیں ہوتا کہ ان کا دل انہیں ڈرا رہا تھا؟ پھر انہوں نے یہ شرط کیوں لگائی کہ انکے قسم کھانے پر اور قسم بھی حیات مسیح کے متعلق نہیں بلکہ دیگر عقائد کے متعلق جنکا فیصلہ حضرت اقدس نے پہلے ہی اور خاص جلسہ میں ہی کر دیا۔ حضرت اقدس اسی وقت توبہ کریں؟ مرزا صاحب کے الٰہی کا مقابلہ کا دار و مدار شیخ الکل کی قسم پر تو نہیں ان کا دار و مدار تائید ربانی پر ہے اور بدوں اس تائید کے سچے جھوٹے کی شناخت کیسی ہو سکتی ہے کسطرح اس امر کی تصدیق ہو سکتی تھی کہ شیخ الکل صاحب نے قسم سچی کھائی ہے یا جھوٹی؟ انکی قسم کو پرکھا کیسے جا سکتا تھا سوائے اس کے کہ آسمانی فیصلہ کا انتظار کیا جاتا۔ دراصل چال یہ تھی کہ شیخ الکل صاحب اور ان کے شاگرد رشید نے اس دفعہ بھی عوام الناس کو دھوکہ دینے کا ارادہ کیا تھا مگر اس دفعہ وہ سخت مایوس ہوئے کیونکہ رقعہ کا جواب تو صبح ہی بیس تاریخ کو لکھدیا گیا اور انہیں اشتہار ۱۷۔ اکتوبر کی عبارت کی نقل بھیج دیگئی اور انہیں پھر توجہ دلائی گئی کہ جلسہ میں انہیں کس امر کے متعلق قسم کھانی ہے۔ جب یہ رقعہ پہونچا تو وہ ایک اور چال چلے اور وہ یہ کہ حاملین رقعہ کو واپس بھیجدیا اور جواب ڈیڑھ بجے کے قریب لکھا جسمیں پہلے رقعہ کا اعادہ کیا گیا تھا۔ ادہر سے بھی حجت تمام کرنیکی غرض سے اسوقت جوابی رقعہ لکھا گیا اور ساتھ ہی یہ لکھدیا گیا کہ ہم اب جلسہ میں جاتے ہیں۔ چنانچہ حضرت اقدس معہ چند خادموں کے دو بجے ہی مسجد جامع میں جا پہنچے۔ فریق ثانی نے اسدفعہ حضرت اقدس کو جلسہ میں جانے سے روکنے میں جسقدر بالائی کوششیں کیں اور جسطرح انتظام کی راہ میں رکاوٹیں پیدا کیں ان کے بیان کی ہم کچھ ضرورت نہیں سمجھتے کیونکہ فریق ثانی کی ساری کوششیں ناکام رہیں اور انتظام نہایت معقول ہو۔ ذرا یہ بھی خیال کرنا چاہئے کہ اس بڑے بھاری مجمع کا انتظام جسمیں پانچ چھ ہزار آدمی موجود تھا ایک مسافر کے ذمہ تھا جسکی مخالفت پر دلی کی کل مسلمان دنیا تلی ہوئی تھی۔ فریق ثانی سخت مایوس ہوئے جب انہوں نے انتظام کی معقولیت دیکھی اور حضرت اقدس کو معہ خدام مسجد میں تیار و مستعد بیٹھے پایا معلوم ہوتا ہے کہ شیخ الکل صاحب کا جلسہ میں آنے کا دراصل کوئی ارادہ نہ تھا انہوں نے صرف ایک حیلہ کیا تھا جو انکی بدقسمتی سے کارگر نہ ہوا۔ چنانچہ انہیں جب خبر ملی کہ مرزا صاحب تیار و مستعد مسجد میں تشریف رکھتے ہیں تو وہ بھی وقت مقررہ سے آدھ گھنٹہ بعد بصد جبر و اکراہ آئے ٹھیک ساڑھے تین بجے تھے جب انہوں نے مسجد میں قدم رکھا اور نماز عصر کے ادا کرنے میں مصروف ہوئے حضرت اقدس اور ان کے خدام ظہر اور عصر جمع کر کے باجماعت ہی پڑھ آئے تھے چنانچہ جب جماعت کھڑی ہوئی تو فریق ثانی میں سے ایک شخص نے آ کر کہا جماعت تیار ہے۔ اسے کہدیا گیا کہ ہم باجماعت نماز پڑھ آئے ہیں۔ افسوس یہ سنکر بھی مخالفوں نے مرزا صاحب پر بہتان اور افترا باندھنے میں کوتاہی نہ کی! جب چار بج گئے تو شیخ الکل صاحب کی جو مرزا صاحب کے مقابل درمیانی درے میں پہلے بچھائی گئی تھی سیٹ کراٹھالی گئی۔ گویا شیخ الکل صاحب جلسہ میں آکر بھی مقابلہ پر بیٹھنے سے ٹال رہے تھے۔ اور ایک الگ درے میں جا بیٹھے!!

ہم انکی اس حرکت پر حیران ہی تھے کہ عبد المجید صاحب واعظ وہی اپنا رقعہ لئے ہوئے آئے۔ اسوقت ہم مع شیخ رحمت اللہ صاحب میونسپل کمشنر گجرات پنجاب جو حضرت کے مخلص خادموں میں شامل ہونے کا فخر رکھتے ہیں صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس کے پاس کھڑے تھے۔ عبد المجید صاحب نے آتے ہی صاحب بہادر کو مخاطب کیا اور ہمیں سنانے کی غرض سے کہا کہ

فہرست مضامین

ضلع راولپنڈی

از دفتر الحکم قادیان

نمبر ۸ | قادیان دار الامان مورخہ ۱۰ مارچ سنہ ۱۹۰۶ء مطابق ۱۴ ماہ محرم سنہ ۱۳۲۴ھ | جلد ۱۰

زلزلہ

۲۷ اور ۲۸ فروری کی درمیانی شب کو ایک بجے کے بعد جو شدید زلزلہ محسوس ہوا اس نے اہل دنیا کی آنکھوں کو کہولدیا ہے خداتعالیٰ کی باتیں پوری ہوکر رہتی ہیں اور یہی اسکی برتر ہستی کا زبردست ثبوت ہے وہ لوگ جو پروفیسر اموری کی اس رائے پر کہ اب دو سو سال تک کوئی زلزلہ نہیں آئیگا اگرچہ اموری کی موجودگی ہی میں متواتر زلزلوں کے دہکوں سے شرمندہ ہوچکے تھے لیکن یہ زلزلہ انہیں اور بہی شرمندہ کریگا ۔ وہ ایک سطحی خیال کے انسان پر تو بہروسہ کرتے تھے مگر قادر اور عالم الغیب خدائی باتوں پر ہنستے تھے ۔ یہ زلزلہ اس عظیم الشان نمونہ قیامت زلزلہ کا نمونہ ہے جسکا خداتعالیٰ نے قبل از وقت اپنے مامور کو علم دیا ہے چنانچہ اسکا اشتہار شائع ہوچکا اور اسی اخبار میں دوسری جگہ درج ہے جو لوگ پبلک سے کچہہ بہی ہمدردی رکہتے ہیں وہ اسکو **کثرت** سے شائع کرکے لوگوں کو آگاہ کریں تا وہ اپنے اندر پاک تبدیلی کرکے خداتعالیٰ سے صلح کرلیں ۔ اور خدا سے ڈرجائیں اسکی باتوں کی تکذیب کی عادت سے باز آئیں اور اس کے فرستادہ پر ہنسی سے توبہ کریں تا خداتعالیٰ اپنی مخلوق پر رحم کرے ۔ ہنسی اور ٹھٹھا کرنا سہل ہے لیکن خدا کے جلال اور اسکی قہری تجلی سے لرزاں ہوکر اپنی اصلاح کرنا سرخ موت ہے مبارک وہ جو اس موت کو قبول کرتا ہے کیونکہ اسی میں زندگی ہے خداتعالیٰ ہم سب کو ایسی توفیق دے ۔ آمین

یادگار کریم

منشی نواب خان صاحب ثاقب نے مندرجہ بالا عنوان سے حضرت کریم الملتہ مرحوم کی شہادت پر ایک لطیف نظم لکہی ہے جو گویا مولانا ممدوح کی لایف کا فوٹو ہے ۔ اعلیٰ حضرت خلیفۃ اللہ فی الارض نے اس نظم کو بہت ہی پسند فرمایا تہا ۔ کثرت اشاعت کے خیال سے اسکی قیمت کچہہ نہیں ہے ان باہمت دوستوں کو جو ہمیشہ اشاعت سلسلہ میں حصہ لیتے ہیں توجہ دلاتا ہوں کہ وہ سو سو جلدیں خرید کر مفت تقسیم کردیں ۔

منشی نواب خانصاحب ثاقب احمدی مالیرکوٹلہ سے ملے گی ۔ دفتر الحکم بہی بہم پہونچا دیگا ۔

ایک اور پیشگوئی پوری ہوگئی

۲۲ ۔ اکتوبر ۱۸۹۹ء کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک اشتہار بعنوان ایک الہامی پیشگوئی کا اشتہار شائع ہوا تہا اسکی سطور میں ۲۰ ۔ اکتوبر ۱۸۹۹ء کی ایک رؤیا ۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے درج فرمائی ہے اور وہ یہ ہے ۔

"مجہے یہہ دکہایا گیا کہ جسکا نام **عزیز** ہے اور اسکے باپ کے نام کے سر پر **سلطان** کا لفظ ہے وہ لڑکا پکڑ کر میرے پاس لایا گیا اور میرے سامنے بٹہایا گیا"

یہہ رؤیا ہے اسوقت آپ نے اسکی تعبیر یوں فرمائی کہ خداتعالیٰ کا کوئی ایسا بین الثبوت نشان ظاہر ہوگا ۔ جس سے لوگوں کی دلوں پر تسلط ہو اور وہ مجہے لوگوں کے دلوں میں عزیز بنادے ۔ یہہ تعبیر بطور خود بجائے خود نہایت معقول اور مقبول ہے مگر کیسی خوشی کی بات ہے کہ یہ رؤیا اپنے لفظوں میں بہی بالکل پوری ہوگئی ۔ اسکی تفصیل یہ ہے ۔ اس رؤیا میں جو بچہ دکہایا گیا تہا وہ **عزیز احمد** تہا جو جناب مرزا **سلطان احمد** صاحب افسر مال میانوالی کا بیٹا اور حضرت مسیح موعود کا **پوتا** ہے ۔ رؤیا مذکور اشارتاً درج ہوئی تہی ورنہ صاف طور پر آپ نے فرمایا تہا کہ عزیز احمد خلف مرزا **سلطان احمد** کو میں نے دیکہا ہے ۔ اس جمعہ کو مرزا عزیز احمد نے اپنے برگزیدہ **دادا صاحب** کے ہاتہہ پر انہیں مسیح موعود تسلیم کرکے بیعت کرلی ۔ والحمد للہ علیٰ ذٰلک ۔ اور اسطرح پر یہہ پیشگوئی پوری ہوگئی ۔ بعض لوگ جو حقائق سے ناواقف ہیں اور ایسے نشانات پر غور کرنے کے عادی نہیں شاید اسکو سرسری نظر سے دیکہیں لیکن جو لوگ حالات سے واقف ہیں وہ اسکو ایک عظیم الشان نشان سمجہتے ہیں ۔ جسوقت اعلیٰ حضرت نے یہ رؤیا دیکہا ہے اسوقت عزیز احمد کی عمر نو سال سے کچہہ زیادہ تہی ۔ اور ادہر حضرت اقدس کے ساتہہ کوئی تعلقات باقی نہ تہے ۔ عزیز احمد ایک مخالف خاندان میں پرورش پارہا تہا ایسی صورت میں یہ کب ممکن تہا کہ ایسی امید ہوسکے اور پہر اپنے بلوغ تک عزیز احمد زندہ بہی رہے یا خود اعلیٰ حضرت زندہ رہیں لیکن اب جبکہ اپنے خاندان میں مرزا عزیز احمد پہلا بچہ ہے جو حضرت اقدس کے ہاتہہ پر بیعت توبہ کرتا ہے ۔ بحالیکہ ابہی مرزا **سلطان احمد صاحب** کو جو مرزا عزیز احمد کے والد ماجد ہیں یہہ موقع نہیں ملا ۔ تو پہر اس پیشگوئی کے پورا ہونے میں کیا شک رہا بلکہ یہ ایک نہیں تین نشان ہیں ۔ اوّل مرزا عزیز احمد صاحب کا اسوقت تک زندہ رہنا (خدا اسکی عمر میں اور برکت دے آمین) خود اعلیٰ حضرت کا زندہ رہنا ۔ پہر عزیز احمد کا بیعت کرنا ۔ غرض یہ کئی نشانوں کا مجموعہ ہے ۔ جو خداتعالیٰ نے اپنے فضل سے ہمیں دکہایا ۔ خدا کرے کہ عزیز عزیز احمد کی بیعت اسکے باقی گہرانے پر نیک اثر ڈالنے والی ہو ۔ آمین ۔

دار الامان کا ہفتہ

۱ ۔ اعلیٰ حضرت اور بزرگان ملت کی صحت الحمد للہ اچہی ہے ۔

۲ ۔ ہفتہ زیر اشاعت میں لاہور ۔ پٹیالہ ۔ سہارنپور اور بعض دیگر مقامات سے احباب حاضر ہوئے ۔

۴ ۔ مدرسہ کے لئے زمین خرید لی گئی ۔ رجسٹری ہوچکی تعمیر عمارت کا فکر درپیش ہے ۔

تازہ الہامات

یکم مارچ ۱۹۰۶ء ۔ زلزلہ آنے کو ہے ۔

فرمایا ۔ اسکے معنے یہ ہیں ۔ کہ اسی زلزلہ کو جو ہوا اصل زلزلہ نہ سمجہو بلکہ سخت زلزلہ آنے کو ہے ۔

۷ ۔ مارچ ۱۹۰۶ء ۔ هَا اَنِّیْ آنَسْتُکَ ۔
ترجمہ ۔ خبردار ہو میں نے تجہے چن لیا ۔

سفرنامہ دہلی

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

خلاصہ یہ کہ جب پہلی مرتبہ حضرت اقدس دہلی تشریف لے گئے تھے اوسوقت اور اس سفر کے وقت دہلی کیحالت مین زمین آسمان کا فرق تہا۔ اسوقت مولوی سید نذیر حسین صاحب زندہ تھے جو اول الکافرین تھے۔ لیکن آج وہ کسی قبر مین پڑے ہوئے خدا کے راستباز اور جری اللہ کی پیشگوئی (نخرج بصدا الی القبور) کی صداقت دکہا رہے تھے اور ان کی قبر اہالیان دہلی کو زبان حال سے کہہ رہی تہی۔

من نکردم شما حذر بکنید

مگر اس صدائے حال کو صرف وہی لوگ سمجھ سکتے تہے اور سن سکتے تہے جو دل مین خوف الٰہی رکھتے ہون۔ سچ سچ کیا یہہ عظیم الشان معجزہ اور کرامت حضرت مسیح موعود کی نہین کہ وہ دہلی مین داخل ہوتے ہین اور اپنے اول الکافرین کو مردہ پاتے ہین۔ یہ سچ ہے کہ فنا اور موت کا ہاتہہ سب پر یکسان حکمران ہے لیکن صادق کے سامنے صادق کے مکذب اور مکفر کا ہلاک ہو جانا کوئی معمولی امر نہین۔

مولوی محمد بشیر صاحب جو ۱۸۹۱ء مین وفات مسیح پر بحث کرنے کے لئے بہوپال سے عارضی طور پر آئے تہے اب دہلی مین مستقل طور پر مقیم تہے لیکن انہین جرأت اور حوصلہ نہین ہو سکتا کہ آپ سے آکر ملین اور چودہ سال گذشتہ کے واقعات کو دہرائین۔

مولوی محمد حسین بٹالوی جو اسوقت دہلی مین شیخ الکل کی باگ ہاتہہ مین لئے ہوئے اسے جو چاہتا تہا کراتا تہا حضرت اقدس کے اس سفر دہلی مین دہلی تو پہونچا لیکن وہ چند گہنٹون کے سوا زیادہ قیام نہین کر سکا۔

مولوی عبد المجید صاحب جو اسوقت آپ کی مخالفت مین نمایان حصہ لیتے تہے آج دہلی مین زندہ تو موجود ہین۔ مگر اس سے پہلے کہ حضرت اقدس دہلی مین رونق افروز ہون مولوی عبد المجید صاحب وہان کے ایک حافظ عیسائی سے وفات مسیح کے مسئلہ مین ایسی شکست فاش کہا چکنا ہے کہ اب بجز خاموشی کے اور اسے چارہ ہی نہین ہے۔

مرزا حیرت جو دہلی کا خاص تحفہ ہین ۱۸۹۱ء مین اصل مسیح بن کر فتح پوری پر نزول فرماتے تہے۔ اور مسلمانون کے عقیدہ نزول مسیح کی گویا ہبتیان اڑاتے تہے وہ اب بہی زندہ سلامت موجود تو ہین مگر بعالم دیگر و برنگ ثانی جلوہ گر ہین نہ وہ جوش اور خروش تو ہے نہین لیکن پہر بہی البتہ چپکے نہین رہے اور ساری دہلی کا کفارہ ہو کر استہار نکال ہی بیٹہے۔ اسکا مفصل ذکر اپنے موقع پر آئیگا۔

غرض

وہ جوش اور سرگرمی جو مخالفت مین چودہ برس پیشتر تہی آج نہین اور یہ خدا تعالیٰ کا فضل اور اسکا خاص فعل ہے جسکے اسرار سے ہر شخص آگاہ اور واقف نہین ہو سکتا۔ یہہ انقلاب تہا جو دہلی کی حالت مین واقع ہو چکا تہا۔ دہلی پہلی سی دہلی ہی نہ تہی گویا اسکی مخالفت اور عداوت کا سٹیم سرد ہو چکا تہا۔ وہ دہلی جہان حضرت اقدس اور آپ کے کسی خادم کو نکلنا ایکوقت دشوار اور خطرہ جان نظر آتا تہا اب وہان حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام بے خوف و خطر امن و چین سے پہرتے اور باہر چلتے تہے اور گہر پر صدہا اشخاص جن مین ہر طبقہ اور ہر مذاق کے لوگ ہوتے آتے۔ سوالات پوچہتے اعتراض کرتے مگر ان کے کلام مین نرمی رعایت ادب ہوتی اور دلون مین ایک خاص جوش قبولیت اور اصل حال معلوم کرنے کا پایا جاتا مین خود اپنا عجائب پسند دل لیکر شہر کے مختلف حصون مین گیا۔ مختلف آدمیون سے ملا اور مین حیران ہوتا تہا جب ۱۸۹۱ء کے سنے ہوئے حالات مین اور ۱۹۰۵ء کے چشمدید حالات مین انقلاب عظیم پاتا تہا۔ دوسرے الفاظ مین ان واقعات اور حالات کی وہی صورت تہی جو

پُرانی اور نئی دہلی

کی ہے۔ اب مین ضروری سمجہتا ہون کہ دہلی کے قیام کے حالات بیان کر کے ناظرین الحکم کو محظوظ کرون۔

دوسرے احباب ہر چند دہلی جانے کی عام اطلاع مشتہر نہوئی تہی اور حضرت نے منع کر دیا تہا کہ کسی کو اطلاع ندی جاوے وجہ یہہ تہی کہ ممکن ہے ارادہ فسخ ہو جاوے تو دوسرے احباب کو تکلیف ہو تاہم پہلے سفر کے متعلق جو ملتوی ہو گیا تہا جہان جہان اطلاع پہونچی احباب وہان سے کئی روز پیشتر سے آ پہونچے تہے چنانچہ مظفر نگر سے میان عبد الخالق صاحب جو ہماری جماعت مین ایک سرگرم اور باہمت نوجوان ہین مع بعض دوسرے احباب کے آئے ہوئے تہے ایسا ہی خانصاحب مولوی حکیم انوار حسین خانصاحب رئیس شاہ آباد ضلع ہردوئی بہی پہلے سے دہلی پہونچے ہوئے تہے۔ شام کو وہ بہی جبر سن کر حضرت اقدس کی فرودگاہ پر آ پہونچے اور احباب سے ملکر ازبس محظوظ ہوئے۔ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے کہ حضرت صاحبزادہ بشیر الدین محمود احمد صاحب اور حضرت میر ناصر نواب صاحب قبلہ اور ڈاکٹر میر اسمٰعیل صاحب دہلی سے چلے آئے تہے۔ لیکن سٹیشن امرتسر پر آکر انہین اطلاع ملی کہ حضرت دہلی کو چلے گئے ہین وہ واپسی ڈاک رات کو دہلی آ پہونچے۔

تازہ رؤیا ۲۴ اکتوبر ۱۹۰۵ء کی صبح کو حضرت نے فرمایا کہ آج رات مینے خواب مین دیکہا ہے کہ تہوڑے چنے بہونے ہوئے سفید مین اور ان کے ساتہہ منقہ بہی ہے فرمایا ہمارا تجربہ ہے کہ چنے موتی۔ بینگن یا پیاز خواب مین دیکہین تو کوئی امر مکروہ پیش آتا ہے لیکن چونکہ ساتہہ منقہ بہی ہے جو دل کو تقویت دینے والی شے ہے۔ اور اسکا دیکہنا اچہا ہے۔ فرمایا اس خواب سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی امر مکروہ چہوٹا یا بڑا در پیش ہے مگر جیسا کہ رویا مین دکہایا گیا ہے کہ چنون کے ساتہہ منقہ بہی ہے اس سے یہ بشارت ملتی ہے کہ وہ کراہیت اسکی انشاء اللہ جاتی رہیگی فرمایا انسان کے ساتہہ مکروہات عالم کا سلسلہ تو لگا ہی ہوا ہے اس سے یہ الگ نہین ہو سکتا۔ اگر کوئی شخص چاہے کہ میری ساری عمر خوشی مین گذرے تو یہہ نہین ہو سکتا۔ ہان یہ سچ ہے اگر مکروہات کا سلسلہ پیش آجاتا ہے تو اسکے بعد آسایش اور آرام کا سلسلہ بہی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا ہے ان مع العسر یسرا یہہ زندگی کا چکر ہے جب تنگی کا زمانہ آوے تو سمجہنا چاہئے کہ اسکے بعد فراخی بہی ضرور آئیگی۔ اور اصل بات یہ ہے کہ تنگیون اور تکلیفون کا زمانہ ہی انسان کو انسان اور بندہ بناتا ہے ورنہ اگر کوئی غم ہم نہ ہو تو انسان خدا سے بالکل دور چلا جاوے۔ مومن کی شان اس سے نرالی ہے وہ جس جس قدر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کو دیکہتا اور اسکے انعامات کو پاتا ہے اسیقدر وہ اسکے قریب ہوتا ہے اور اپنی وفاداری اور اخلاق و اخلاص مین زیادہ ترقی کرتا ہے۔

سیر دہلی اور زیارت قبور مکرمی مفتی صاحب نے سیر دہلی کے لئے بعض احباب کی خواہش پاکر اجازت چاہی اسپر آپ نے فرمایا کہ مین خود آتا ہون۔ چنانچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نیچے زنانہ مکان مین تشریف لائے اور سیر دہلی کے تذکرہ پر فرمایا لہو و لعب کے طور پر پہرنا درست نہین یہہ فضول بات ہے مین اسکو پسند نہین کرتا۔ ہان یہان اکثر اولیاء اللہ اور اکابران امت کے مزار ہین ان پر جانے کا ہمارا بہی ارادہ ہے وہان ہو آئین۔ ایک فہرست ان مزارون کی طیار کرو۔ جہان جانا ہے چنانچہ اسی وقت مندرجہ ذیل بزرگون کے نام لکہائے کہ ان قبور پر چلنا چاہئے۔ ۱۔ خواجہ باقی باللہ صاحب۔ ۲۔ خواجہ میر درد صاحب۔ ۳۔ شاہ ولی اللہ صاحب۔ ۴۔ خواجہ نظام الدین صاحب ۵۔ جناب خواجہ قطب الدین صاحب ۶۔ نصیر الدین صاحب چراغ دہلی رحمہم اللہ اجمعین اس فہرست کے طیار ہو جانے پر گاڑیان منگوائی گئین اور حضرت اقدس اپنے خدام کے ہمراہ جناب میر ناصر نواب صاحب کی رہبری سے زیارت قبور کے لئے چلے۔ اور یہہ قرار پایا تہا کہ سب سے اول خواجہ باقی باللہ صاحب کے مزار پر جائینگے وہان سے خواجہ میر درد صاحب کے مزار پر۔ اسلئے قیصری باغ مین سے ہوتے ہوئے خواجہ باقی باللہ صاحب کے مزار پر پہونچے۔ راستہ مین زیارت قبور کے متعلق حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو کچہہ فرمایا وہ مکرمی ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب اسسٹنٹ سرجن نے جو حضرت کے ہمراہ گاڑی مین اندر بیٹہے ہوئے تہے نوٹ کیا۔

دیا۔ قبرستان مین ایک روحانیت ہوتی ہے اور صبح کا وقت زیارت قبور کیلئے ایک سنت ہے یہہ ثواب کا کام ہے اور اس سے انسان کو اپنا مقام یاد آجاتا ہے اور اس پر اسکے دلپر عمدہ اثر ہوتا ہے انسان اس دنیا مین ایک مسافر ہے آج زمین پر ہے تو کل مین کے نیچے ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب انسان قبر پر جاوے تو کہے

السلام علیکم اہل القبور من المومنین والمسلمین وانا انشاء اللہ بکم لاحقون

انسان قبر پر جاکر ان کی مغفرت اور ترقی درجات کیلئے دعا کرے درود شریف بہی ایک دعا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کمال دنیا مین بہت سے ہادی اور رہبر تسلیم کئے گئے ہین اور انبیاء علیہم السلام کا سلسلہ تو ایک مسلم سلسلہ ہے لیکن جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پاک تعلیم پر نظر کرتے ہین تو بلا مبالغہ کہنا پڑتا ہے کہ

کا ہیا آپ افضل الرسل ہین

کوئی موقعہ اور مرحلہ انسانی زندگی کا ایسا نظر نہین آسکتا جس مرحلہ پر آپ نے انسان کو روحانیت کا سبق ندیا ہو اور کوئی نہ کوئی عمدہ اور پاک تعلیم آپ کی وہان موجود نہو۔ رنج مین راحت مین عسر مین یسر مین۔ گہر مین بازار مین مسجد مین مسجد سے باہر ہر کام کے شروع کرتے وقت یہانتک کہ ان اوقات مین بہی جو انسان کی انتہائی درجہ کی بے تکلفی اور علیحدگی کے ہوتے ہین وہان بہی اسوقت کے حسب حال سبق دے اور دعا تعلیم کی۔ یہ امر کسی نبی اور راستباز کی زندگی مین نہین ملیگا۔ یہ فخر اور بجا فخر اسلام اور صرف اسلام ہی کو حاصل ہے۔

مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پاک لائف (سیرۃ) کو جب اس پہلو سے دیکہتا ہون تو بے اختیار ہو کر کہنا پڑتا ہے

اللّٰھم صل علی محمد و علی آل محمد و بارک وسلم

بہت کم لوگ ہین جنہون نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرۃ کو اس نظر سے دیکہا ہو اور آپ کی تعلیم کردہ دعاؤن کو آپ کی سیرۃ کا ایک ورق سمجہہ کر مطالعہ کیا ہو۔ یہہ مضمون بڑا لذیذ اور پر ذوق ہے مگر افسوس ہے اس محل پر اسکے لئے بہی بحث کی گنجائش نہین ہے یہہ مینے محض اس سلسلہ مین ذکر کیا کہ قبر پر جاکر بہی آپ انسان کو ایک سبق دیتے ہین۔ جو دعا اوپر بتائی گئی ہے اگر انسان اسکو سچ مچ مدنظر رکہے اور اسکے ذہن سے یہہ بات ایک لحظہ کے لئے بہی محو نہو کہ وہ ان شہر خاموشان کے رہنے والون مین ایک دن ملنے والا ہے اور ایک دن زمین کی پشت پر چلتا پہرتا بطن زمین مین جانے والا ہے تو اس سے بہتر واعظ انسان کی اصلاح کے لئے نہین ملسکتا۔ مگر ہم مین تہوڑے ہین جو اس امر کو مدنظر اور ملحوظ خاطر رکہتے ہین۔

غرض حضرت خواجہ باقی باللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر ہم سب لوگ جا پہونچے مزار پر تو تہوڑا ہی عرصہ ٹہیرنے کا موقعہ ملا لیکن الحکم کے ناظرین مین شاید بہت سے لوگ ہون جو حضرت خواجہ

(باقی آئندہ)

مشاہیر اسلام

(بقیہ امام بخاری)

جامع صحیح بخاری

مضمون علم الحدیث کے ناظرین کو معلوم ہوگا کہ ہجرت کی پہلی صدی تک احادیث کی تدوین نہین ہوئی۔ صحابہ کا خیال تہا۔ کہ اگر آثار نبوی مرتب کئے جائیں۔ تو ممکن ہے کہ آگے چلکر ایک زمانہ ایسا آسکے کہ کلام الہٰی اور کلام نبوی میں کوئی امتیاز نہ رہے۔ اور لوگ غلطی میں پڑ جائیں۔ علاوہ اس کے ابہی اہل عرب اس قدر متمدن نہین ہوئے تھے۔ کہ کتابت اور جمع تصنیف کا عام رواج ہوتا۔ دوسری صدی میں جب علوم و فنون کی اشاعت اور تدوین کی بنیادیں پڑیں۔ اور کتابت کا عام رواج ہوا۔ تو جمع حدیث پر بہی لوگوں کو توجہ ہوئی **امام مالک** نے موطا میں اہل حجاز کی حدیثیں جمع کیں۔ **ابن جریج** نے مکہ معظمہ میں **امام اوزاعی** نے شام میں۔ **سفیان ثوری** نے کوفہ میں۔ اور **ابو سلمہ حماد** نے بصرہ میں۔ احادیث کے مجموعے ترتیب دیئے۔ عبداللہ بن موسیٰ کوفی اور نعیم ابن حماد وغیرہ نے مسندیں مرتب کیں۔ اور دوسری صدی کے اختتام تک بیسوں مجموعے طیار ہوگئے۔

تیسری صدی مین **امام بخاری** کو جمع حدیث پر توجہ ہوئی۔ کہا جاسکتا ہے کہ اس وقت تک احادیث کے بیشمار مجموعے مرتب ہوچکے تہے۔ اس لئے **امام صاحب** نے اگر ان سے چہانٹ کر ایک مجموعہ تیار کیا تو یہ کوئی اہم کام نہ تہا۔ لیکن یہ خیال صحیح نہیں۔ دیکہنا یہ ہے کہ **امام صاحب** سے پیشتر اگرچہ متعدد مجموعے مرتب ہوچکے تہے۔ مگر انکی حالت کیا تہی؟ اور امام صاحب نے جو مجموعہ تیار کیا۔ اسکی حالت کیا ہے؟ اس پہلو سے اگر نظر ڈالی جائے تو معلوم ہو کہ صحیح بخاری کی اصلی خصوصیت کیا ہے؟ اور امام صاحب کا یہ کام کس قدر اہم۔ اور کس درجہ دشوار تہا؟ ہم اس مضمون میں اسی حیثیت سے **صحیح بخاری** پر نظر ڈالنی چاہتے ہیں۔

صحیح بخاری کا اصلی نام اور احادیث وابواب وغیرہ کی تعداد **صحیح بخاری** کا اصلی نام یہ ہے:۔

الجامع الصحیح المسند من حدیث رسول الله وسنة وایامه حقیقت یہ ہے کہ ایک حدیث کے مجموعہ کے لئے اس سے زیادہ مناسب۔ جامع اور واقعی نام نہیں ہوسکتا۔

صحیح بخاری میں تقریباً دس ہزار حدیثیں ہیں۔ جو چہہ لاکہ حدیثوں سے منتخب کرکے درج کی گئیں۔ ایک سو ساٹھ **کتاب** ہیں۔ اور تین ہزار چار سو پچاس **باب** ہیں۔ اُن تمام شیوخ کی تعداد جن سے صحیح بخاری میں حدیثیں لی گئی ہیں۔ دو سو نواسی ہے تیرہ سو چالیس مشایخ ایسے ہین۔ جن سے مسلم نے روایت نہیں کی۔ صرف **امام بخاری** نے روایت کی ہے۔

ثلاثیات اس حدیث کو کہتے ہیں۔ جو صرف تین راویوں کے واسطے سے **امام صاحب** تک پہونچی ہے۔ صحیح بخاری مین اس قسم کی بائیس حدیثین ہین۔ جن پر امام صاحب کو فخر ہے۔ اور اس میں کوئی شک نہین کہ بجا فخر ہے۔

صحیح بخاری کی خصوصیات **امام صاحب** جب حدیث پر متوجہ ہوئے تو بے انتہا مشکلات کا سامنا ہوا۔ انہون نے دیکہا کہ جس قدر کتابیں مرتب ہوئی ہیں۔ وہ محض احادیث کا ایک مجموعہ ہیں۔ جن میں نہ صحت کا التزام کیا گیا ہے۔ نہ علت و ضعف سے بحث کی گئی ہے۔ اس قسم کے مجموعوں کا طیار کرلینا کوئی مشکل اور اہم کام نہ تہا۔ مشکل یہ تہا کہ ایک صحیح اور اصح مجموعہ طیار کیا جائے۔ صحت کے علاوہ ترتیب کے لحاظ سے بہی منتظم۔ اور مرتب ہو۔ صحیح آثار کی غیر صحیح سے تمیز کی جائے التزام ہو۔ کہ حتی المقدور اعلیٰ اقسام کی حدیثیں درج کی جائیں۔

امام بخاری پہلے شخص ہیں جنہون نے اس التزام اور صحت سے حدیث کا ایک مجموعہ طیار کیا اس لحاظ سے یہ کام جس قدر اہم تہا۔ اسی قدر دشوار تہا۔ امام صاحب نے نہایت کوشش اور جانکاہی سے اول لاکہوں حدیثیں جمع کین۔ پہر نہایت دقت نظر سے ان پر نقادانہ نظر ڈالی۔ اصول و قواعد کے ساتہ اُن سے دس ہزار حدیثین منتخب کین۔ اور ترتیب وار ایک جلد مین جمع کیا۔

امام بخاری نے اس مہم کو سر کرنے کے لئے پہلا کام یہ کیا۔ کہ حدیث کے درجے مقرر کئے۔ اور ان کو مختلف قسمون مین منقسم کیا۔ صحت اور سند کے لحاظ سے کوشش کی کہ مستفیض[1]۔ متواتر۔ حسن[2] حدیثین جمع کی جائین۔ ان سے دوسرے درجہ پر صحیح حدیثون کو لیا جائے مگر صحیح سے نیچے درجہ کی حدیثین جیسے مطلق حسن وغیرہ کو صحیح بخاری میں جگہ نہ دی جائے۔ اگرچہ یہ التزام **مسلم** اور صحاح اربعہ میں بہی پایا جاتا۔ اور کہا جاتا ہے کہ موطا امام مالک بہی اس خصوصیت میں شریک ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ جس خوبی اور عمدگی سے امام صاحب نے اس التزام کو نبہایا ہے۔ اسکی نظیر کوئی مجموعہ نہیں پیش کرسکتا۔ یہی وجہ ہے کہ اصح الکتب کے خطاب سے یہی کتاب سرفراز ہوئی۔

بخاری اور مسلم حدیث کی چہہ صحیح کتابوں میں خصوصیت کے ساتہ دو کتابیں زیادہ صحیح۔ مستند۔ اور قابل اعتماد تسلیم کیگئی ہیں۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم۔ ان دونون کتابونکی نسبتاً زیادہ صحت میں کسی کو کلام نہیں۔ لیکن یہ امر قابل غور ہے کہ صحیحین میں اصح کون صحیح ہے۔ عام طور پر تسلیم کرلیا گیا ہے۔ کہ ان دونون میں صحیح ترین کتاب جامع بخاری ہے۔ لیکن بعض اہل مغرب کو اسمیں کلام ہے۔ ان کا خیال ہے۔ کہ مسلم بخاری سے زیادہ صحیح اور قابل اعتماد ہے۔ اس لئے یہان ہم دکہانا چاہتے ہیں۔ کہ یہ خیال کسی صورت صحیح نہین ہوسکتا۔ بخاری کو مسلم پر فضیلت ہے اور اکثر حیثیتوں سے ترجیح حاصل ہے۔ سب سے پہلے یہ دیکہنا چاہیئے۔ کہ وجوہ ترجیح کیا کیا ہوسکتی ہیں؟ صحیح بخاری اور مسلم کا مقابلہ چند حیثیتوں سے کیا جاسکتا ہے۔ حسن ترتیب۔ احادیث اور ترجمہ باب کا تناسب۔ عدم شذوذ و اعلال۔ قوت رواۃ۔ استنباط مسائل اتصال اسناد۔ زبان صحت حدیث پہلی دو حیثیتوں کو چہوڑ کر باقی ہر حیثیت سے **بخاری** کو **مسلم** پر فضیلت حاصل ہے۔ بخاری میں سوء ترتیب اور بعض مواقع مین عدم مناسبت حدیث و ترجمہ باب کا عیب ضرور ہے مگر اس سے کتاب کی حقیقی خوبیون پر پردہ نہیں پڑسکتا۔ **صحیح بخاری** اس رنگ اور التزام کی پہلی تصنیف ہے۔ **امام صاحب** کے سامنے اس قسم کا کوئی نمونہ نہین تہا۔ **مسلم** نقش ثانی ہے صحیح بخاری نے اسکے لئے راستہ صاف کردیا تہا۔ ایک اعلیٰ درجہ کا نمونہ پیش نظر تہا۔ اسلئے اگر ترتیب وغیرہ میں نسبتاً چند نقص پائے جاتے ہیں۔ تو انکی بنا پر امام صاحب پر کوئی اعتراض نہیں کیا جاسکتا۔ اس قسم کی فروگذاشتون کا ایک ایسی کتاب میں رہجانا ضروری لازمی امر ہے اور امام صاحب کی معذوری ظاہر ہے۔

مسلم کے مقابلہ میں صحیح بخاری کی خوبیان صرف ایک دو نہیں بلکہ بیشمار ہیں۔ لیکن جن حیثیتوں کو ہم نے پیش کیا ہے ان کو پیش نظر رکہکر اگر دیکہا جائے۔ تو سات خصوصیتیں ایسی پائی جاتی ہیں۔ جو صرف **بخاری** کا حصہ ہیں۔ **مسلم** کو ان میں شرکت کا شرف حاصل نہیں ہوا۔

(۱) امام بخاری کا اصل مقصود اگرچہ احادیث صحیحہ کی تدوین ہے۔ مگر ان کی خصوصیت یہ ہے کہ ترتیب احادیث میں فقہی فوائد کو بہی ملحوظ رکہا۔ اس لئے ہم دیکہتے ہیں۔ کہ صحیح بخاری کی ترتیب فقہی ابواب اور مسایل کے موافق رکہی گئی ہے۔ اور بعض ایسے باب پائے جاتے ہیں۔ جن کو مسایل قرار دیکر ان کے جواز یا عدم جواز میں قرآن مجید کی آیات پیش کی ہیں کہیں کہیں معلقات اور موقوفات سے حلت اور حرمت پر استدلال کیا ہے۔ اور ان کے متعلق اگر حدیثیں ملی ہیں۔ تو ان کو بہی پیش کردیا ہے۔ مثلاً صحیح بخاری کی ابتدا میں **الایمان یزداد وینقص** کو ایک مستقل مسئلہ فرض کرکے **لیزدادوا ایمانا** اور **لیطمئن قلبی** وغیرہ آیات اور اقوال صحابہ سے زیادت و نقص ایمان کو ثابت کیا ہے۔ اس خصوصیت کی بدولت صحیح بخاری تحقیق مسایل کا بہی ایک عمدہ ذریعہ ہے۔ بخلاف مسلم کے کہ اسکی اصلی غرض صرف احادیث صحیح کو ابواب فقہیہ کی حیثیت سے مرتب کرنا ہے۔ اس لئے مسایل کی تحقیقات کے حصہ سے بالکل خالی ہے۔

(۲) ایک بڑی خصوصیت یہ ہے کہ امام بخاری احادیث سے اس زمانہ کی طرز معاشرت کا پتہ لگاتے ہیں۔ اور معمولی واقعات سے نہایت مفید نتائج نکالکر ان کو الگ الگ بابون میں درج کرتے ہیں۔ مثلاً ایک حدیث ہے کہ بریرہ کو جو حضرت عائشہ کی لونڈی تہی۔ کسی نے کچہ گوشت صدقہ کے طور پر دیا۔ حضرت عائشہ نے وہ گوشت آنحضرت کو یہ کہکر نہیں دیا۔ کہ

"وہ گوشت صدقہ کا ہے اور آپ صدقہ نہیں کہاتے"، آنحضرت نے فرمایا کہ

"بریرہ کے لئے بیشک صدقہ ہے۔ لیکن اگر بریرہ مجہو دے۔ تو میرے لئے ہدیہ ہے"

امام مسلم نے اس حدیث کو **باب الصدقہ** میں درج کیا ہے۔ مگر امام بخاری نے اس ایک حدیث سے متعدد نتائج پیدا کئے ہیں۔ اور مختلف ابواب میں نقل کیا ہے ایک موقع پر یہ نتیجہ نکالا ہے کہ جن لوگوں پر صدقہ حرام ہے انکی لونڈیوں کو صدقہ دینا جایز ہے۔ کیونکہ ازواج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لونڈیون نے صدقہ لیا اور آنحضرت مانع نہیں ہوئے۔ ایک اور موقع پر اسی حدیث سے استدلال کیا ہے کہ اگر کسی شخص کو صدقہ دیا جائے

(باقی)

[1] جس حدیث کو کم از کم تین جلیل القدر صحابیوں نے الگ الگ طریقون سے روایت کیا ہو اور اس کے رواۃ میں روز بروز ترقی ہوتی گئی ہو۔ تو اس حدیث کو مستفیض کہتے مین۔ حدیث کی یہ اعلیٰ قسم ہے۔ اگر تین سے کم مگر مشہور اصحاب سے مروی ہو تو اس کو متواتر کہتے ہیں جیسے **انما الاعمال بالنیات** ایک مشہور حدیث ہے جس کے اصل راوی صرف حضرت عمرؓ ہیں مگر ان سے صرف علقمہؓ نے روایت کی اور علقمہ سے صرف محمد بن ابراہیم نے محمد سے فقط یحیی بن سعید نے اور یحیی سے بیشمار لوگون نے روایتیں کیں۔ لہذا یہ حدیث متواتر ہے۔

[2] متواتر کے بعد تیسرے درجہ پر حدیث حسن ہے "حسن"۔ اس حدیث کو کہتے ہیں جو مختلف طریقون سے مروی ہو اور ہر طریق کی حدیث کا مضمون دوسرے طریق کی حدیث کی تائید کرتا ہو۔ اگر ایک ہی طریق سے مروی ہو تو اس کو غریب مطلق کہتے ہیں حسن کی دو قسمیں ہیں۔ صحیح اور مطلق۔ حسن صحیح وہ حدیث ہے جس کے بعض یا کل طریقوں کے تمام راوی ثقہ۔ عادل۔ غیر مجروح۔ غیر منکر۔ اور نیز راوی اول کوئی مشہور صحابی ہو۔ ساتہ ہی سلسلہ روایت میں اتصال ہو مطلق حسن وہ حدیث ہے جسمیں یہ بعض شرایط نہ پائی جائیں۔ ۱۲

اور وہ کسی ایسے شخص کو وہ چیز ہدیہ کے طور پر دے جس پر صدقہ حرام ہے۔ تو اس کا قبول کرنا جائز ہے۔

(۳) ایک باریک فرق صحیح مسلم اور صحیح بخاری میں یہ ہے۔ کہ جب کسی ایک شیخ کے شاگردوں سے یہ دونوں بزرگ روایت کرتے ہیں تو اس میں شک نہیں کہ ان کے شروط کے مطابق ان میں عدل۔ ثقاہت۔ قوت حافظہ۔ سلامتی ذہن۔ تقوی۔ یہ تمام شرطیں ضروری پائی جاتی ہیں۔ لیکن چونکہ یہ تمام شرطیں ہر راوی میں برابر درجہ کی نہیں ہو سکتیں۔ کوئی عادل ہے۔ کوئی زیادہ عادل ہے۔ کوئی بہت زیادہ عادل ہے۔ اس لئے امام بخاری جس احتیاط اور دقت نظر کے ساتھ ان سے روایت کرتے ہیں۔ وہ امام مسلم میں نہیں پائی جاتی۔ امام زہری کے تلامذہ کے پانچ طبقے ہیں۔ اگرچہ سب کے سب معتبر رواۃ میں سے ہیں۔ لیکن اوصاف کی کمی اور زیادتی کے لحاظ سے ان کے مدارج باہم متفاوت ہیں۔ امام بخاری اول طبقے سے اصولاً اور دوسرے طبقے سے ضمناً روایت کرتے ہیں۔ مگر امام مسلم دوسرے طبقہ سے اصولاً۔ اور تیسرے سے ضمناً۔ اور پہلے طبقے سے کبھی کبھی روایت کرتے ہیں اسماء الرجال کے ماہرین کو اس کا پتہ آسانی سے لگ سکتا ہے۔

(۴) بخاری کی قدر و منزلت کا اندازہ مسلم کے مقابلہ میں اس حیثیت سے بھی ہو سکتا ہے کہ ان کی رواۃ کی تعداد۔ جن سے امام صاحب نے صحیح میں روایت کی ہے۔ چار سو تیس سے کچھ زائد ہے۔ اس تعداد میں سے صرف اسی راوی ایسے ہیں جنہیں علما نے کلام کیا ہے لیکن مسلم کے خاص راوی چھ سو بیس ہیں۔ ان میں ایک سو ساٹھ راویوں کو علما نے ضعیف قرار دیا ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ امام صاحب کے کمزور راویوں سے مسلم کے ضعیف رواۃ کی تعداد بہت زیادہ بڑھی ہوئی ہے یہاں یہ بھی سمجھ لینا چاہئے کہ بخاری کے ضعیف رواۃ زیادہ تر بخاری کے شیوخ ہیں جن سے امام صاحب کی مدتوں صحبت رہی ان کے حالات اور خیالات سے اطلاع حاصل کی۔ اس لئے قیاس اس امر کو تسلیم نہیں کرتا کہ بخاری جیسے نقاد مدتوں کی صحبت پر ان کے ضعف سے واقف نہ ہوئے ہوں۔ اور روایت حدیث میں تامل نہ کیا ہو۔ اس بنا پر یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ ان راویوں کو ضعیف قرار دینا صحیح نہیں ہے برخلاف امام مسلم کے۔ کہ ان کے ضعیف راوی متقدمین میں سے ہیں جن کی تنقید کا موقع ان کو نہ مل سکتا تھا۔ نہ اون کے حالات کی کافی اطلاع تھی۔ اس لئے اس صورت میں ان کے ضعف سے بے خبر رہنا زیادہ قرین قیاس ہے۔

(۵) علمانے صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی تمام حدیثوں میں سے دو سو دس حدیثوں کو ضعیف قرار دیا ہے۔ ان میں سے صرف اسی بلکہ اسی سے بھی کم ضعیف حدیثیں بخاری کی ہیں اور ایک سو تیس حدیثیں صحیح مسلم کی۔

(۶) بخاری اور مسلم میں ایک بڑا نازک اور باریک فرق۔ ادبی حیثیت کا بھی ہے۔ ایک ہی حدیث کے مضمون کو دونوں کتابوں میں دیکھیے۔ بخاری کی طرز ادا۔ نشست الفاظ۔ سلاست بیان جس قدر پسندیدہ اور اعلیٰ ہوگی۔ اسکی نظیر مسلم میں کم ملے گی۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ امام صاحب نے اس زبان کو پیش نظر رکھا۔ جو عہد رسالت۔ یا اس سے قریب تر زمانے میں مستعمل تھی۔ یعنے امام صاحب نے معانی حدیث کے ساتھ الفاظ حدیث کی حفاظت کا بھی اوروں سے زیادہ خیال رکھا۔

(۷) امام مسلم حدیث معنعن [1] کے اتصال اسناد کے لئے راوی [2] اور مروی عنہ کی صرف معاصرت کافی سمجھتے ہیں۔ بشرطیکہ راوی مدلس [3] مشہور نہ ہو چنانچہ صحیح کے مقدمہ میں انہوں نے خود تصریح کر دی ہے مگر امام بخاری سلسلہ روایت کو اتصال کے لئے صرف معاصرت کو کافی نہیں سمجھتے۔ ان کے نزدیک مدلس نہ مشہور ہونے کے ساتھ دونوں کی ملاقات بھی ضروری ہے۔ چنانچہ امام صاحب نے تاریخ کبیر میں اس مسئلہ پر تفصیلی بحث کی ہے ہم اس موقع پر اس اختلاف کے نتیجہ کو دکھانا کافی سمجھتے ہیں۔

امام صاحب چونکہ ملاقات کو شرط قرار دیتے ہیں۔ اس لئے ایسی حدیث معنعن کو جس کے راوی اور مروی عنہ کی باہم ملاقات ثابت نہ ہوئی ہو۔ اگرچہ راوی مدلس مشہور نہ ہو۔ متصل الاسناد تسلیم نہیں کرتے اور اس بنا پر اس کو صحیح بھی نہیں قرار دیتے کیونکہ صحیح ہونے کے لئے بالاجماع اتصال اسناد کی ضرورت ہے۔ مگر امام مسلم متصل مانکر صحیح احادیث میں درج کر دیتے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہے۔ کہ صحت اور احتیاط کے لحاظ سے جس قدر صحیح بخاری کا اصول تنقید موافق عقل ہے۔ اسی قدر مسلم کا اصول قانون صحیح اور قواعد احتیاط سے دور ہے۔

امام صاحب اس پہلو پر غور کرتے ہیں کہ صرف معاصرت کیونکر روایت حدیث کے لئے ہم کو اطمینان دلا سکتی ہے۔ جبکہ ممکن ہے کہ ایک ہی زمانے میں دو شخص ہوں۔ مگر انکی باہمی ملاقات نہ ہوئی ہو۔ اور ایک تیسرے شخص کی وساطت سے کوئی حدیث ایک شخص تک پہنچ گئی ہو۔ یہ سچ ہے۔ کہ راوی مدلس مشہور نہیں ہے لیکن مدلس نہ ہونا اس امر کے لئے کافی دلیل نہیں ہو سکتی کہ بغیر کسی واسطہ کے بنا بر راوی نے مروی عنہ سے سماعت حدیث کی ہے۔ صرف ایک یہی اختلاف اس امر کے لئے کافی ہے کہ مسلم کے مقابلہ میں امام بخاری جمع حدیث میں کسقدر احتیاط سے کام لیتے ہیں۔ اور جو اصول تنقید قائم کئے ہیں۔ وہ کس درجہ مطابق عقل اور قیاس صحیح کے موید ہیں۔

ہم نے یہاں صحیح بخاری کی سات خصوصیتیں دکھائی ہیں۔ جو صحیح مسلم کے مقابلہ میں قابل توجہ ہیں۔ صحیح اکتب بعد کتاب اللہ کے خطاب سے تمام کتابیں محروم رہیں۔ مگر صحیح بخاری کی صحت۔ احتیاط۔ قوت رواۃ۔ اتصال اسناد اور اس قسم کی اور بے نظیر خوبیوں نے خود کو اس معزز خطاب کا مستحق ثابت کیا۔ علمانے اس استحقاق کو بجا تسلیم کیا اور کلام اللہ کے بعد جگہ دی۔

امام صاحب نے اس کا بڑا حصہ مدینہ منورہ میں لکھا ہے ترتیب سے پہلے تمام ضروری عنوان لکھ لئے تھے۔ ہر عنوان کے نیچے حدیثیں درج کرتے جاتے تھے جس عنوان کے متعلق کوئی حدیث نہ ملتی تو اس کو چھوڑ کر دوسرے بابوں کی ترتیب پر متوجہ ہو جاتے تھے چنانچہ صحیح بخاری میں بعض عنوان ایسے پائے جاتے ہیں جن کے متعلق کوئی حدیث درج نہیں ہوئی۔

صحیح بخاری جب مرتب ہو گئی تو امام صاحب نے اپنے استاد علی بن المدینی اور امام احمد بن حنبل جیسے اکابر محدثین کی خدمت میں اس غرض سے پیش کیا۔ کہ ان بزرگوں کی نظر ثانی سے مزین ہو جائے۔ لیکن امام صاحب کی احتیاط اور تنقید نے صحیح کو اس درجہ اصح مرتب کیا تھا کہ صرف چار حدیثوں کو انہوں نے قابل بتایا کہ صحیح سے خارج کر دی جائیں۔ اگرچہ وہ چار حدیثیں بھی دراصل صحیح ہیں۔

صحیح بخاری کی شرحیں

صحیح بخاری کو جو حسن قبول حاصل ہوا اسکی ایک اعلیٰ دلیل یہ ہے۔ کہ شارحین کی جتنی بڑی اور جس درجہ کی جماعت اسکو نصیب ہوئی شاید ہی کسی کتاب کو ملی ہو۔ نہ معلوم شرحوں کو چھوڑ کر کشف الظنون سے ان تریپن شرحوں کا پتہ لگتا ہے جو امام ابو سلیمان خطابی صاحب اعلام السنن۔ علامہ ابن حجر عسقلانی۔ علامہ بدرالدین بن احمد عینی۔ امام فخرالدین یحییٰ نووی۔ اور حافظ جلال الدین سیوطی جیسے اکابر علما اور محدثین کے قلموں سے نکلی ہیں۔

(الندوہ)

---

[1] معنعن اس حدیث کو کہتے ہیں جسکی اسناد عن فلان عن فلان کے ساتھ بیان کی گئی ہو ۱۲

[2] یعنے جس سے روایت کی جائے۔ ۱۲

[3] مدلس اس راوی کو کہتے ہیں جو روایت میں اپنے شیخ کا نام درمیان سے چھوڑ دے ۱۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

زلزلہ کی پیشگوئی

دوستو! جاگو کہ اب پھر زلزلہ آنے کو ہے
یہ جو ماہ فروری میں تم نے دیکھا زلزلہ
آنکھ کے پانی سے یارو کچھ کرو اس کا علاج
پھر خدا قدرت کو اپنی جلد دکھلانے کو ہے
تم یقیناً سمجھو کہ یہ اک خبر سمجھانے کو ہے
آسمان اے غافلو! اب آگ برسانے کو ہے

اے عزیزو! آپ لوگوں نے اس زلزلہ کو دیکھ لیا ہوگا جو ۲۸ فروری ۱۹۰۶ء کی رات کو ایک بجے سے بعد آیا تھا یہ وہی زلزلہ تھا جسکی نسبت خدا تعالیٰ نے اپنی وحی میں فرمایا تھا پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی چنانچہ یہ پیشگوئی رسالہ الوصیت کے صفحہ ۳ و ۱۴ میں اور نیز اپنی شہادات اور اخبار الحکم اور بدر میں شائع کر دی تھی سو الحمد للہ کہ اسی کے مطابق عین بہار کے ایام میں یہ زلزلہ آیا لیکن آج یکم مارچ ۱۹۰۶ء کو صبح کے وقت پھر خدا کی وحی میرے پر نازل ہوئی جس کے یہ الفاظ ہیں۔ زلزلہ آنے کو ہے اور میرے دل میں ڈالا گیا کہ وہ زلزلہ جو قیامت کا نمونہ ہے وہ ابھی آیا نہیں بلکہ آنے کو ہے اور یہ زلزلہ اس کا پیش خیمہ ہے جو پیشگوئی کے مطابق پورا ہوا کیونکہ جیسا کہ میں نے رسالہ الوصیت کے صفحہ ۱۳ و ۱۴ میں قبل از وقت لکھا تھا صرف ایک زلزلہ کی پیشگوئی نہیں بلکہ کئی زلزلوں کی نسبت خدا نے مجھے اطلاع دی تھی سو یہ زلزلہ تھا جس کا موسم بہار میں ہونا خدا تعالیٰ کی وحی کے مطابق ضروری تھا سو آ گیا اور ممکن ہے کہ وہ موعود زلزلہ قیامت کا نمونہ بھی اسی موسم بہار میں آوے اسلئے میں مکرر اطلاع دیتا ہوں اور متنبہ کرتا ہوں کہ جہاں تک میرا خیال ہے وہ دن قریب ہیں توبہ کرو اور پاک اور کامل ایمان اپنے اندر پیدا کرو اور طہارت کو دلوں کی سچی صفت بناؤ تا تم پر رحم ہو۔ یہ مت خیال کرو کہ ہم اس سلسلہ میں داخل ہیں تمہیں یہ سچ کہتا ہوں کہ ہر ایک جو بچایا جائیگا اپنے کامل ایمان سے بچایا جائیگا کیا تم ایک دانہ سے سیر ہو سکتے ہو؟ یا ایک قطرہ پانی کا تمہاری پیاس بجھا سکتا ہے؟ اسیطرح ناقص ایمان تمہاری روح کو کچھ بھی فائدہ نہیں دے سکتا۔ انسان یہودی ہوں یا مومن کہلاتے ہیں جو وفاداری اور صدق اور کامل استقامت سے اور فی الحقیقت خدا کو سب چیزوں پر مقدم رکھتے ہوں مگر افسوس کہ بہت میں سخت دردمند ہوں کہ میں کیا کروں اور کس طرح ان باتوں کو تمہارے دلوں میں داخل کر دوں اور کس طرح تمہارے دلوں میں ہاتھ ڈال کر گند نکال دوں ہمارا خدا نہایت کریم و رحیم اور غفار ہے لیکن اگر کوئی شخص حقیقت کو پیش کرتا ہے اور شوخی سے اسے تصدیق نہیں کرتا تو وہ خدا کے غضب سے بچ نہیں سکتا سو تم اگر پوشیدہ خیانت کا اپنے اندر رکھتے ہو تو تمہاری خوشی عبث ہے اور میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ تم یہاں لوگوں کے ساتھ ہی پکڑے جاؤ گے جو خدا تعالیٰ کی نظر کے سامنے نفسانی کام کرتے ہیں بلکہ خدا پہلے تمہیں ہلاک کریگا اور بعد میں ان کو تمہیں آرام کی زندگی دی گئی ہو اور دکھ دیا جائے دن نزدیک ہیں اور ابتدا اس کی ہو چکی ہے خدا تعالیٰ کی ایک نبی کی خبر آئی ہے جو اب ان دنوں میں پوری ہوگی۔ کیا خوش نصیب وہ شخص ہے جو میری بات پر ایمان لا کر اپنے اندر تبدیلی پیدا کرے اور کیا بدنصیب وہ شخص ہے جو بڑھ بڑھ کر دعویٰ کرتا ہے کہ میں اس جماعت میں داخل ہوں مگر خدا اس کے دل کو پاک اور دنیا سے آلودہ اور فرشتوں سے دور دیکھتا ہے اور اس کا انجام لوگوں سے جھگڑا ہے کروہ اور دعا میں مشغول رہو۔ مجھ سے اور ہنسی کرنے والوں کی پرواہ نہ کرو۔ اور ڈرتے رہو جب کہ خوفناک دن جس کا وعدہ دیا گیا ہے تمہیں یہ بھی ضروری نہیں کہ اس خوفناک دن سے پہلے کسی اخبار یا اشتہار کا جو اس پیشگوئی کی تکذیب کے بارے میں لکھا گیا ہو رد کرو کیونکہ اب خدا ان تکذیبوں کا آپ جواب دیگا

مولوی محمد حسین بٹالوی اور ایک احمدی

مین اپنے سید و مولیٰ حضرت جناب مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود سے تجدید بیعت کر کے شملے کو واپس آرہا تہا جسوقت بٹالہ اسٹیشن پہ پہونچا تو اتفاقیہ میری نظر مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی پر جا پڑی۔ چونکہ مجہے مولوی صاحب سے تعارف تہا مین فوراً مولوی صاحب کے پاس گیا اور سلام علیکم کہا جسکے جواب مین مولوی صاحب نے بہی وعلیکم السلام کہا اور پوچہا کہ آپ کدہر سے آئے ہین مین نے کہا کہ مین قادیان سے آرہا ہون۔

مولوی صاحب۔ کیا تم بہی مرزا کے مرید ہو گئے۔

احمدی۔ الحمد للہ کہ خدا نے مجہے امام الوقت حضرت جناب مرزا صاحب کی پہچان بخشی۔

مولوی صاحب۔ ہا! ہا!! ہا!!! قسمت ؟

احمدی۔ کیون مولوی صاحب آپ آہین کیون بہرنے لگ گئے یہ تو شکر کا مقام ہے کہ ہم نے امام الوقت کو پہچانکر اسکی بیعت کرلی ہے اور خوشی کی بات ہے کہ بابو عبد الرحمان نے بہی بیعت کرلی ہے (بابو عبد الرحمان مولویصاحب کے شاگرد بہی ہین۔

مولویصاحب۔ قسمت کی بات ہے تم لوگ فقط انگریزی پڑہے ہوئے ہو۔ ایک طرفہ کتابین دیکہکر ایک طرف ہو جاتے ہو۔

احمدی۔ مولوی صاحب! مینے آپکے اشاعت السنۃ کا مطالعہ کیا ہے لیکن مین اسی نتیجہ پہ پہونچا ہون کہ مرزا صاحب راستی پر ہین۔

مولویصاحب۔ تم انگریزی پڑہے ہو تم کیا سمجہ سکتے ہو۔

احمدی۔ تو کیا سمجہ اور پہچان فقط مولویون کے لئے ہی رہ گئی ہے۔ یا گیا مذہب فقط آپ لوگون کے لئے ہی ہے۔ مجہے تو سمجہ مین نہین آتا کہ ایک شخص دنیا کی اصلاح کے لئے آئے اور دنیا مین سے فقط مولوی ہی اسے پہچان سکین ولبس اگر واقعی یہی بات ہے تو تمام ناخواندہ لوگ مسلمان بہی نہ ہونگے اور نہ وہ کسی طرح مجرم ٹہیرائے جاسکتے ہین۔ کیونکہ جو بات ان کی سمجہ سے ہی بالاتر ہے وہ اس کے لئے ذمہ وار کیون ہونگے اور وہ آیۃ کریمہ لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَہَا کے تحت مین اگر بری ہو گئے۔ حالانکہ آپ اسے ملتے ہین اور مین نے تو مرزا صاحب کو بڑی جد و جہد سے پہچان کر بیعت کی ہے آپ جانتے ہی ہین کہ مین کیسا مخالف تہا مگر اب تو مین یون کہتا ہون کہ ضرور ضرور مرزا صاحب سچے ہین اور انکی بیعت کرنا فرض ہے۔

مولویصاحب۔ تم جہوٹے ہو اور مرزا صاحب بہی (معاذ اللہ) اور ان کی بیعت کرنا گمراہی ہے۔

احمدی۔ یون تو دنیا کے فرزند ہمیشہ سے ایسا کہتے آئے ہین مگر یہ ثابت کرنا بڑا اشکل ہے آپ نے یونہی ایسا کہدیا سننئے مین آپ کو ایک بڑے مشہور و معروف عالم یعنی شمس العلماء جناب مولانا شبلی صاحب کی رائے بتاتا ہون۔

پچہلے سال جولائی (۱۹۰۵) مین شمس العلماء مولانا شبلی و جناب مولانا قاری شاہ سلیمان صاحب ندوۃ العلماء کی طرف سے شملے آئے اور مختلف موقعون پہ لیکچر اور وعظ ہوئے۔ جسمین مولوی شبلی صاحب نے دو باتون پر زور دیا اول یہ کہ اس زمانہ کی حالت بڑی خراب ہو گئی حتیٰ کہ تیرہ سو برس کے اندر کبہی ایسی حالت نہین ہوئی۔ دوم یہ کہ اصلاح کی بڑی اشد ضرورت ہے۔ مجہے ان باتون کو سنکر یہ خیال پیدا ہوا۔ کہ مولویصاحب سے چلکر دریافت تو کرو کہ جب یہ ردی حالت اصلاح کی محتاج ہے تو مصلح بہی کوئی ہے یا نہین۔ اور مجہے خیال بہی تہا کہ مولویصاحب ضرور مرزا صاحب کو مجدد وقت تسلیم کر لینگے کیونکہ وہ یہ بہی تو لیکچر مین کہہ چکے تہے کہ ایک دفعہ جب اسلام کو سائنس اور فلسفہ سے مقابلہ پڑا تو امام غزالی علیہ الرحمتہ نے اس فلسفہ کو بڑہا اور اس کی تردید کی۔ پس جبکہ اسوقت امام غزالی کی ضرورت تہی تو مین کہتا ہون کہ اسوقت بہی کسی اور امام کی ضرورت ہے بڑا عظیم الشان امام ہو کیونکہ اسوقت امام غزالی کے زمانہ سے زیادہ اصلاح کی ضرورت ہے الغرض مین اسی بات کو مدنظر رکہکر مولانا موصوف کے پاس گیا اور ان سے مین نے فقط اتنا پوچہا کہ جب آپ ضرورت مصلح کے خود قائل ہین اور اس سے پہلے ضرورت کے وقت امام غزالی کے امام ہونے کو تسلیم کرتے ہین تو اسوقت کیون مرزا صاحب کو امام نہین مان لیا جاتا جس پر مولانا موصوف نے فرمایا کہ مرزا صاحب کو امام مان لینے مین تو کوئی ہرج نہین ہے بلکہ نہایت مستحسن امر ہے اور مین تو کہتا ہون کہ تم اورون کو بہی اپنے ساتہہ ملالو جہانتک ہو سکے کوشش کرو لیکن مجہے زبردستی سے بیعت کے لئے نہ کہو۔ مین نے کہا کہ یہ تو وہ قصہ ہے خود را فضیحت و دیگران را نصیحت خیر مجہے تو یہی پوچہنا تہا کہ مرزا صاحب کو کیون امام دنما جاوے جبکہ زمانہ پکار پکار کر انکی ضرورت کو تسلیم کر رہا ہے۔ مولانا موصوف نے کہا کہ مرزا صاحب کو امام مان لو بہت اچہی بات ہے کیونکہ ہم دیکہتے ہین کہ مرزا صاحب کی بیعت کرنے والے عوام الناس کی نسبت شریعت کی بہت عزت کرتے ہین لیکن ہان لوگ کہتے ہین کہ وہ نبی ہونے کا دعویٰ کرتے ہین جو کسی طرح صحیح نہین ہے۔ جسپر مینے کہا کہ مرزا صاحب کا مین ایک شعر سناتا ہون اس سے آپ نتیجہ نکال لینا کہ انکا کیا دعویٰ ہے اور لوگون کے کہنے کا کیا ہے وہ تو کہتے ہین کہ خدا کی عورت اور لڑکے لڑکیان بہی ہین اس سے ہم خدا کو تو نہین چہوڑ سکتے سو سنئے شعر یہ ہے۔

من نیستم رسول و نیاوردہ ام کتاب
ہان ملہم استم و ز خدا وند منذرم

اسپر مولانا موصوف نے فرمایا کہ اس طرح تو انکا دعوے ٹہیک ہے۔ اور اسکے ماننے مین کوئی ہرج نہین ہے مینے پوچہا کہ آپ مسیح علیہ السلام کی حیات کے بارہ مین کیا کہتے ہین تو آپنے فرمایا وہ فوت ہو گئے۔ اور دلیل آیت فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ کہے کیونکہ اسمین حضرت عیسیٰؑ کہتے ہین کہ جب تو نے مجہے وفات دی تو تو ہی انکا نگہبان تہا پس اگر ہم انہین زندہ مانین تو یہ لازم آتا ہے کہ وہ اب اپنی امت کے رقیب ہون حالانکہ وہ اسکی نفی کرتے ہین پس قرآن مجید مین تو یہی لکہا ہے کہ مسیح ناصری فوت ہو گیا۔ اسپر مینے پوچہا کہ علماء تو اسوقت کہتے ہین کہ وہ زندہ ہین تو آپنے فرمایا کہ وہ بے وقوف ہین عالم نہین ہین مینے پوچہا کہ متقدمین مین سے بہی تو اکثر علماء حیات کے قائل رہے ہین آپنے فرمایا ہان یہ سچ ہے۔ لیکن اس مین ان کا کوئی قصور نہین۔ قرآن مجید ایک بحر بے کنار ہے اسکی بہت سی باتین آئیندہ جاکر کہلین گی لیکن اسوقت وفات مسیح کا مسئلہ تو صاف ہو گیا۔ اب جو انکار کرتا ہے وہ جاہل ہے۔ اور یہہ سب جہوٹے ہین سلہ

مولوی صاحب۔ اس قصہ کو چہوڑو وہ تو نیچری ہے اسکا کیا اعتبار ہے مجہے اسکے کہنے سے کیا وہ کچہہ کہے۔

اتنے مین گاڑی آگئی اور مین اور مولویصاحب اور میرے ایک اور دوست تینون اکہٹے ہی بیٹہہ گئے اور سلسلہ کلام پہر شروع ہوا۔

احمدی۔ اچہا مولوی جی وہ تو نیچری ہوئے اسلئے انکا اعتبار نہین پہر آپ تو بتایئے کہ آپ مرزا صاحب کو کیون نہین مانتے۔

مولوی صاحب۔ وہ تو سراسر جہوٹا ہے پہر مین کیون مانون۔

احمدی۔ مولوی صاحب قرآن مجید مین سے کوئی ایسا طریق بتایئے کہ ہم صادق اور کاذب مین فرق کر سکین اور یہ آپ کی مہربانی ہوگی کیونکہ ہم انگریزی پڑہے ہوئے ہین ہمین اتنی سمجہ کہان کہ اسمین سے کوئی اصول نکال لین۔ اور مینے یہ سوال مولوی شبلی سے بہی پوچہا تہا تو انہون نے کہا تہا کہ ایسا کوئی اصول نہین اور ہمارا یہ ایمان نہین کہ قول الفصل مین کوئی ایسا اصول نہ ہو۔

مولوی صاحب۔ دیکہو نجاشی کے پاس جب ابوسفیان نے جاکر مسلمانون کو وہان سے نکلوانا چاہا تو نجاشی نے آنحضرتؐ کی بابت پوچہا کہ کیا وہ جہوٹ بہی بولا کرتا ہے۔ تو ابوسفیان نے کہا کہ نہین تو نجاشی نے کہا کہ پہر وہ سچا ہے اور ہم اسپر ایمان لائے اور یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید مین بہی یہ موجود ہے۔ جیسے کہ فرمایا وَلَقَدْ لَبِثْتُ فِیْکُمْ عُمُرًا دیکہو میری سچائی کی یہ دلیل ہے کہ مین تم مین کتنی عمر بسر کر چکا ہون یعنی میری پہلی زندگی کا چال چلن میرے دعوے کی تصدیق کرتا ہے اور یہ نہایت اعلےٰ اصول ہے ٭

احمدی۔ سبحان اللہ کیا پاک اصول ہے اور میرا اس اصول پر ایمان ہے۔ مگر مولوی صاحب کہین آپ پہسل نہ جانا۔

مولویصاحب۔ مین اس اصول کو بسرو چشم قبول کرتا ہون اور کسی شخص کے صادق یا کاذب ٹہیرانے کے لئے یہ کافی معیار ہے۔

احمدی۔ مولویصاحب آپ تو مرزا صاحب کو مان ہی لیجئے۔

مولویصاحب۔ کیون

احمدی۔ مولانا آپنے اشاعۃ السنۃ مین مرزا صاحب کی بابت لکہا تہا کہ ہم اس مرزا صاحب کے حالات سے بہت واقف ہین اور وہ شخص صادق ہے۔ چونکہ اسبات کو آپنے مرزا صاحب کے حق مین اسوقت کہا جبکہ مرزا صاحب نے براہین احمدیہ لکہی ہے اور جسوقت آپ کی عمر غالباً ۴۵ برس کے قریب تہی اور یہ عمر رسول اللہؐ کی اس عمر کے قریب ہے جبکہ آپ نے دعوے کیا اور دونون مین سے آنحضرت صلعم کیلئے۔ تو اسوقت ابوسفیان نے

٭ یہہ سوال و جواب نجاشی کے ساتہہ نہین ہوئے بلکہ ہرقل شاہ روم نے ابوسفیان سے پوچہا تہا کہ محمد اپنے دعوے سے پہلے جہوٹ کا عادی تہا یا نہین جسکے جواب مین ابوسفیان نے کہا کہ اس شخص کو ہم ہمیشہ راست گو اور سچا یقین کرتے تہے۔ شاید مولویصاحب جلدی مین بہول گئے ہون۔ منہ

سلہ جسوقت یہ تمام کلام ہوئی تہی اسوقت مولانا قاری شاہ سلیمان بہی موجود تہے انہون نے بہی اسکی تردید نہین کی تہی گویا الخاموشی نیم رضا۔ اور ہمارے مخالفون مین سے بہی چار او شخص موجود تہے اور بابو عبد الرحمان احمدی بہی تہے۔ منہ

لہاذا ہم اسے راست باز یقین کرتے تھے اور اب اس کے بعد مرزا احمد کے لئے آپنے وہی گواہی دیدی اور آپ خود رسول اللہ کو اسی وجہ سے راست باز مان گئے اور ان کے نبی ہونے کے دعوے کو تسلیم کر لیا اسی طرح جب اس کے بعد مرزا احمد کو بھی مانلو وہ آپ کی ہی گواہی کے بموجب راست باز ہے۔ اور قرآن مجید کے اصول مقررہ سے بھی انکی تصدیق ہو گئی۔ پھر اب بھی نہ مانو تو پرلے درجہ کی بے ایمانی نہیں تو اور کیا ہے۔

مولوی صاحب - ہم نے یہ بات اُسوقت امکانی طور پر لکھی تھی کہ وہ جو کچھ لکھتا ہے ممکن ہے سچ ہو۔

احمدی - آپ کے پاس اب کونسی یقینی دلیل انکی تکذیب کے لئے ہے - اور میں حیران ہوں کہ آپ اسوقت کیوں نہ اصل بات پر پانی پھیرنے کی کوشش [illegible] کہ حضرت اقدس دہلی [illegible] تب تو مرزا صاحب ایسے ہی [illegible] آپ فرماتے ہیں کہ ہم نے [illegible] لکھا تھا امکانی طور پر لکھا [illegible] غلط بیانی کی ہے [illegible] اشاعۃ السنہ کے [illegible] آپ نے ایڈیٹر الحکم [illegible] آپ مرزا صاحب کو راست باز [illegible] امکانی طور پر [illegible]

مولوی صاحب - تب تو مرزا صاحب ایسے ہی تھے لیکن اب کاذب ہیں۔

احمدی - لیجئے مولوی صاحب آپ پر ڈگری ہو گئی - اور الحمد للہ کہ آخر ابو سفیان کی طرح آپ کے منہ سے وہ لفظ نکل آیا جس پر صداقت دعوے مبنی ہے کیونکہ اب اس میں کوئی عذر ہے۔

مولوی صاحب - میں تو کہتا ہوں کہ اب وہ جھوٹا ہے۔

احمدی - اس دعوے میں آپ جھوٹے ہیں کیونکہ قاعدہ یہ ہے کہ اگر وہ پہلے راست باز تھا تو اب بھی ہے اگر پہلے کاذب تھا تو اب بھی ہے - جیسے کہ قرآن مجید میں آیا ہے کہ دیکھو میں نے تم میں کتنی عمر بسر کی ہے یا گزر چکا ہوں گویا رسول مقبول ؐ اپنی پہلی عمر کو آئندہ کی زندگی کے لئے بطور گواہ پیش کرتے ہیں مگر آپ اب کہتے ہو کہ مانا کہ پہلے وہ راست باز تھے لیکن اب کاذب ہیں استغفر اللہ - استغفر اللہ استغفر اللہ - مولوی صاحب یہاں پر تو لبثت ماضی کا صیغہ ہے نہ مضارع - ماضی سے مستقبل کی تصدیق کی گئی ہے - پس چونکہ آپ خود قائل ہیں کہ مرزا صاحب پہلے تو راست باز تھے - اسلئے اب بھی مان لیجئے کہ وہ خدا پر افترا نہیں کرتے۔

مولوی صاحب - کیا جو شخص چالیس برس تک راست باز رہے پھر وہ کاذب نہیں ہو سکتا ہے۔

احمدی - آپکے خیال میں ایسا ہو تو ہو میرا تو یہ یقین نہیں کیونکہ اللہ تعالے جو علیم کل ہے وہ یہ خبر دیتا ہے کہ ایسا نہیں ہو سکتا - کیونکہ اگر یہ ممکن ہے تو پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے ولقد لبثت فیکم عمرا - کوئی دلیل نہ ہوئی معاذ اللہ - خدا کی پناہ اولیاء الرحمان کی دشمنی کیسی بری ہے کہ خدا اور اس کے رسول پر بھی بدظنی پیدا ہو جاتی ہے - مولوی صاحب سوائے تسلیم کے ہمیں تو کوئی چارہ نہیں کیونکہ مسلمان کے لئے تو اتنا کافی ہے کہ قرآن مجید سے اسکی تصدیق ہے لہذا اسے تسلیم کر لیا - اب آپ مانیں یا نہ مانیں - ورنہ اصول مقررہ سے تو یہ ثابت ہو گیا ہے کہ وہ صادق ہے - اور آگے قرآن مجید کا حکم موجود ہے کونوا مع الصادقین - جو نہ مانیں انکی نسبت آپ ہی مفتی ہیں۔

مولوی صاحب - میں نے ایسی ایسی بحثیں اشاعۃ السنہ میں درج کردی ہیں وہاں سے دیکھ لینا اب مجھے وظیفہ کرنے دو تم تو مانتے ہی نہیں جو کچھ اس کی کتابوں میں پڑھا ہے وہی کہتے جاتے ہو۔

احمدی - اشاعۃ السنہ کی بجائے اسوقت آپ جو ہیں آپ سے ہی تصفیہ ہو جائے تو بہتر ہے باقی ہم آپکی بات کو قرآن مجید کے مقابل [illegible] اور وظیفہ پھر کر لینا اسوقت ایک شخص کو جو آپ کے خیال کے موافق گمراہ ہو گیا ہے سیدھا کر لو۔

مولوی صاحب - میں تو مرزا صاحب کو مفتری ہی جانتا ہوں تم جانو تمہارا کام جانے۔

احمدی - یہ تو وہی بات ہوئی جو کہا کرتے ہیں ساری رات زلیخا پڑھتے رہے اور صبح کو اٹھے تو پوچھنے لگے زلیخا کون تھا۔

میں تو دلیل مانگتا ہوں اور مولوی صاحب باوجود اپنے ہی مقرر کردہ اصول سے جھوٹا ہونے پر پھر جھوٹا جھوٹا کئے جاتے ہیں۔

مولوی صاحب - بس چپ رہو زیادہ کلام نکرو میں نے اشاعۃ السنہ میں مرزا کی خوب خبر لی ہے اور ثابت کر دیا ہے کہ وہ سراسر جھوٹا ہے۔

احمدی - ....

مولوی جی دعوی بلا دلیل کو کون مانتا ہے کوئی دلیل بیان فرمائیے۔

مولوی صاحب - دلیل کیا بتاؤں وہ تو سراسر جھوٹا ہے - کوئی بات ہو جھٹ کہدیتا ہے ہماری براہین میں درج ہے حالانکہ وہاں نہیں ہوتا - اس سے بڑھکر دلیل کیا بتاؤں۔

احمدی - میں نہایت افسوس کرتا ہوں کہ آپنے براہین پڑھی بھی نہیں - ورنہ ابھی تک تمام کر دیتا - خیر آپ منجملہ تمام افتراؤں کے ایک افترا پیش کیجئے تاکہ دیکھیں کہ آپ سچے ہیں یا مرزا صاحب سچے ہیں۔

مولوی صاحب - ایک کا ذکر کیا سب ہی افترا ہے۔

احمدی - معلوم ہوا کہ آپ فیصلہ کرنا ہی نہیں چاہتے خواہ مخواہ دل آزاری کرتے ہو - خیر میں بھی اب رخ بدلتا ہوں - مانا کہ بقول آپ کے مرزا صاحب سراسر مفتری ہیں - مگر آپ اثبات کے فیصلہ کیلئے کوئی قرآن مجید سے اصول بیان فرمائیے تا ہم کو بھی حق حاصل ہو کہ اسکی تصدیق کریں یا تکذیب۔

مولوی صاحب - ایک اصول کو تو سمجھ لو پھر اور پوچھنا۔

احمدی - میں خوب سمجھا ہوا ہوں اب دوسرے کی خواہش ہے۔

مولوی صاحب - نہیں اسکو یاد رکھو۔

احمدی - تو لو میں خود ہی بتاتا ہوں قرآن مجید میں رسول اللہ ؐ کی نسبت آیا ہے کہ اگر وہ خدا پر ایک بھی افترا کرتا تو ہم اسے دہنے ہاتھ سے پکڑ لیتے اور رگ جان کاٹ دیتے مجھے اسوقت وہ قرآن کے الفاظ تو یاد نہیں ہیں۔

مولوی صاحب - میں بتاتا ہوں لو تقول ....

احمدی - ہاں مولوی صاحب مجھے یاد آ گئے - ولو تقول علینا بعض الاقاویل لاخذنا منہ بالیمین ثم لقطعنا منہ الوتین - فما منکم من احد عنہ حاجزین - (سورہ الحاقہ)

پس بموجب اس دلیل کے ضروری ہے کہ مفتری جو اللہ تعالے پر بہتان باندھتا ہو جلد پکڑا جاوے اور ہلاک کیا جاوے تا یہ دلیل قائم رہے لیکن مرزا صاحب تو ۲۳ برس سے زیادہ عرصہ سے دعوئے الہام کرتے ہیں - پس وہ صادق ہیں۔

مولوی صاحب - میں تو پہلے کہہ چکا ہوں کہ تم وہی کہو گے جو تمہیں اس نے پڑھایا ہے مگر خود کچھ بھی غور نہیں کرتے ہو - یہ آیت تو خاص محمد ؐ کے لئے ہی ہے - اور اسکی مثال ایسی ہے جیسے کہ کوئی میرا دوست ہو تو میں اسے کہوں کہ اگر تم نے مجھ پر بہتان باندھا تو میں تم کو ضرور سزا ہی دوں گا کیونکہ تم دوست ہو کر ایسا کرو تو بڑے ظلم کی بات ہے - گویا رسول مقبول ؐ کو خاص طور پر اس آیت میں مخاطب کیا گیا ہے کیونکہ آپ محبوب الہی ہیں۔

احمدی - آپنے مثال تو خوب بیان فرمائی مگر آپکی مثال سے یہ ٹھیک ملتا ہے کہ جو شخص محبوب الہی ہو اگر وہ جھوٹ بولے تو پکڑا جاتا ہے - مگر یہ سراسر غلط ہے محبوب الہی اور اللہ پر ہی افترا یہ تو ہے ہی ناممکن - بات یہ ہے کہ اگر کوئی شخص مفتری ہو اور لوگوں کو دھوکہ دے کہ وہ خدا کی طرف سے ہے تو غیرت الہی اس مفتری کو پکڑ لیتی ہے اور جلد خاتمہ کر دیتی ہے اور تقول ... الخ سے یہی مراد ہے - ورنہ وہ دلیل ہی کوئی نہیں - اور نہ اس آیت کو ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے تصدیق دعوی میں پیش کر سکتے ہیں۔

مولوی صاحب - آیت لو تقول علینا خاص رسول اللہ کے لئے ہی ہے - ہر مدعی اس آیت کا مصداق نہیں ہو سکتا - کیونکہ اول تو مخاطب ہی آپ کی ذات ہے - دوم اگر اس کو عام کہا جاوے تو یہ واقعہ کے خلاف ہے - کیونکہ بہت سے مفتری ایسے گذرے ہیں جو ۲۳ برس سے زیادہ زندہ رہے ہیں۔

احمدی - مولوی صاحب - آپکی دلیل اول تو غلط محض ہے کیونکہ پہلا معیار جو آپنے فرمایا تھا اسکی مخاطب بھی تو آپ ہی کی ذات بابرکت ہی تھی - لیکن آپنے آپ خود صادق اور کاذب کے پرکھنے کا معیار قرار دے چکے ہیں پس ثابت ہوا کہ گو مخاطب رسول اللہ صلعم ہیں مگر اصول عام ہے - اور دوسرے آپکے دعوے کی تصدیق اس سے ہوتی ہے ورنہ خاص دلیل تو ہو ہی نہیں سکتی فرض کیجئے آپ کہیں کہ میں سچا ہوں اور دلیل یہ ہے کہ اگر میں جھوٹ بولوں تو مجھ پر بجلی پڑے اور یہ دلیل خاص [illegible] کیونکر اسکا یقین کروں - [illegible] ہونی چاہئیں [illegible] تو یہ کہ یہ دلیل عام ہو یعنی جو جھوٹ بولے وہ بجلی سے ہلاک کیا جاوے تا آپکا بجلی کی [illegible] محفوظ رہنا میرے لئے حجت ہو یا یہ ہو کہ آپ نے کبھی جھوٹ بولا ہو اور میرے سامنے آپ پر بجلی پڑی ہو تب میں یہ قیاس کروں کہ واقعی آپکے ساتھ یہ حالت ہے یعنی آپ اسوقت راستی پر ہیں کیونکہ اگر ناراستی پر ہوتے تو ابھی پہلے کی طرح آپ پر بجلی پڑتی کیونکہ تجربہ سے ثابت ہو چکا ہے کہ آپکے ساتھ اللہ تعالے کا معاملہ اسی طرح پر ہے - پس اسی طرح اب اس دلیل لو تقول کو ثابت کرنا ہو گا اور یاد رہے کہ یہ تو غلط ہے کہ رسول اللہ صلعم نے کبھی خدا پر بات بنائی اور ان پر عذاب نازل ہوا - لہذا دلیل خاص کا تو فیصلہ ہوا ہاں دوسری صورت یعنی اس دلیل کی عمومیت ماننی پڑی - اور کہنا پڑا کہ واقعی اگر کوئی شخص بھی خدا پر افترا کرے تو وہ پکڑا جاوے اور ہلاک ہو - اور جو شخص مامور و ملہم من اللہ ہونے کا مدعی ہو اور وہ ہلاک نہ ہو - اور اسکے دعوے الہام کو رسول اللہ صلعم کے زمانہ نبوت سے زیادہ زمانہ گذر جاوے تو وہ شخص سچا راست باز ہے - پس اب آپ بتائیے کہ آپ کس بات کو مانتے ہیں اگر دلیل خاص ہے تو دوسروں کے لئے کیسے حجت ہے اگر دلیل عام ہے تو مرزا صاحب سچے نکلے اور آپکو یونہی ماننا ہی پڑے گا۔

استفسار اور اونکے جواب

حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بہائی کو پیمانہ کی تہمت کیوں لگائی .... مفصل جواب عنایت ہو

جواب

حضرت یوسف علیہ السلام نے کوئی تہمت نہیں لگائی اللہ تعالے حضرت یوسف کو صدیق (بڑا سچا) کا خطاب دیتا ہے کیا بڑے سچے بہی کسیکو جہوٹی تہمت لگاتے ہین۔ جیسے فرمایا یوسف ایھا الصدیق سورہ یوسف رکوع ۶

قرآن کریم کی تفسیر کرنے کے وقت انسانکو چاہئے کہ جس قسم کے لوگون کا ذکر قرآن مجید مین پڑہے اوسی پایہ کے لوگون کی رسم ورواج و عادات کو پیش نظر رکہے مثلاً اگر ذکر کسی امیر کا ہے جیسے کہ یہان ہے تو اوسوقت امرا کا طرز معاشرت ملحوظ رکہے۔ آپ لوگون کے سامنے تحصیلدار اور منصف ہین ہی جو بڑے اعلے امرا مین بہی داخل نہین مگر کیا وہ اپنے برتن آپ سنبہالتے پہرتے ہین۔ نہین ہرگز نہین۔ بلکہ یہ اونکے باورچی یا دوسرے نوکرون کا کام ہے۔ چہ جائے کہ یوسف علیہ السلام جو محکمہ مال کے وزیر اعظم تہے۔ اصل بات یہ ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام اپنے بہائیون کی روانگی کے وقت انکے رخصت کے لئے تشریف لے گئے اور اپنے حقیقی بہائی کے پاس جو ان کو بہت پیارا تہا۔ وقفہ کیا وہان پانی پیا اور پیالہ حسب عادت امرا وہین رکہہ دیا نوکر اوٹہانا یاد نہ رہا۔ اور مزدورون نے اسباب مین ہی باندہ دیا یا کسیطرح اسباب مین بندہ گیا۔ جب داروغہ سامان سرکاری نے اتفاقاً سامان کو دیکہا تو پیالہ موجود نہ تہا۔ انہون نے چونکہ وہان پانی پلایا تہا اور وہان سے پیالہ کا واپس جانا ثابت نہ ہوا تو انکو یقین ہو گیا کہ ان لوگون نے ہی چرا لیا۔ اسیواسطے انہون نے یقینی طور پر کہدیا کہ بے شک تم لوگ چور ہو۔ حضرت یوسف کے بہائی چونکہ اس معاملہ مین فی الواقعہ راستی پر تہے انہون نے چور کی سزا بڑی جرأت کے ساتہ بیان کر دی اور منظور کر لی جسکا خمیازہ بالآخر انکو بہگتنا پڑا۔ اس تمام واقعہ کے بعد اللہ تعالے جو علام الغیوب ہے اور کسی راست باز کو ہدف لعن رکہنا پسند نہین کرتا فرماتا ہے کذالک کدنا لیوسف یہ ساری تدابیر ہمنے یوسف کے فائدہ کے لئے کی تہین۔

کیونکہ یوسف علیہ السلام کو خاندان نبوت سے جدا ہوئے مدت گذر چکی تہی اور اسرار و معارفت و نکات نبوت و دیگر ضروریات سے آگاہ ہونا ایک دور دراز کا کام نہ تہا اس لئے ہم نے اس تدبیر سے یوسف کے فائدہ کے لئے اسکا بہائی اس کے پاس رکہلیا۔ بلکہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے بہی کوشش کی تہی کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو انکا بہائی تخلیہ مین ملسکے چنانچہ انہون نے کہا تہا کہ الگ الگ دروازون سے داخل ہونا ایک ہی دروازہ سے داخل نہ ہونا۔ چنانچہ اللہ تعالے نے بہی اس جگہ اشارہ فرمایا

مَاکَانَ یُغْنِیْ عَنْھُمْ مِّنَ اللّٰہِ مِنْ شَیْءٍ اِلَّا حَاجَۃً فِیْ نَفْسِ یَعْقُوْبَ قَضٰھَا ۱۴

یعنے ابواب متفرقہ مین سے داخل ہونے مین اور تو کوئی فائدہ نہ تہا صرف حضرت یعقوب کے دلمین ایک خواہش تہی جسکو اونسے پورا کرنا چاہا تہا۔ ہان یہان ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ حضرت یعقوب کو کب اور کس طرح علم تہا کہ یوسف زندہ ہے یا وہان تقسیم غلہ مین دخیل ہین سو اس کا جواب یہ ہے کہ انکو بوحی الٰہی علم تہا۔ اور یقینی علم تہا۔

الف۔ اسی آیت کے بعد اللہ تعالے نے فرمایا وانہ لذو علم لما علمناہ یعنے ہم نے یعقوب علیہ السلام کو یوسف کے مصر مین موجود ہونیکا بلکہ محکمہ تقسیم غلہ مین موجود ہونیکا علم دیدیا تہا۔

ب۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کو روز اول سے کبہی بہی شک نہین ہوا کہ یوسف علیہ السلام کو فی الواقعہ بہیڑیا نے کہا لیا ہے۔

اول جب یوسف ع کے بہائیون نے باپ کو کہا کہ یوسف کو بہیڑیا کہا گیا تو انہون نے انا للہ تک نہین پڑہا بلکہ اس معاملہ مین اللہ تعالے سے مدد مانگی اور فرمایا واللّٰہ المستعان علٰی ما تصفون سورہ یوسف رکوع ۲ یعنے تمہارے اس بہانہ بازی اور حیلہ سازی پر مین اللہ تعالے سے مدد مانگتا ہون حالانکہ وہ نبی تہے اور قانون قدرت کو خوب جانتے تہے کہ کوئی مر کر اس جہان مین زندہ ہو کر نہین آتا پہر اوسکے زندہ کر کر واپس لانیکے مدد اللہ تعالے سے مانگنا دعا مین اعتدا ہے جو شان انبیا کے خلاف ہے۔

دوسرا اسی آیت کے ماقبل حضرت یعقوب نے اپنے بیٹونکو انکے جواب مین کہا بَلْ سَوَّلَتْ لَکُمْ اَنْفُسُکُمْ اَمْرًا تمہارے نفس امارہ نے یہ بہانہ کرنا تمکو خوشنما کر کے دکہایا ہے۔

تیسرا یوسف ع کے بہائیون کے بیان سے بہی انکا جہوٹا ہونا ثابت ہوتا تہا جبکہ انہون نے کہا وما انت بمومن لنا ولو کنا صادقین رکوع ۲ یعنے تجہے تو ہماری بات پر اعتبار نہین آئیگا اگرچہ ہم سچے ہی ہون۔

چوتہا۔ خواب حضرت یوسف ع کا وہ سن چکے تہے اور اسکی سچائی پر یقین تہا اسلئے حضرت یوسف ع کو اظہار رؤیاء سے منع فرمایا تہا۔ فرمایا کہ اِنَّ الشَّیْطٰنَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ سورہ یوسف رکوع ۱ کہ ہلاک ہونے والے خدا سے دور خبیث روحین ہمیشہ راست باز انسان کے دشمن ہوا ہی کرتے ہین۔

پانچوان۔ جب حضرت یعقوب ع نے بیٹون سے حضرت یوسف کا خاص سلوک اور بہائی کے بلانے کا سخت تشدد دیہانتک کہ ہمراہ نہ لانے کی سخت سزا سنی۔ تو انکو صاف پتہ لگ گیا کہ وہی ہتمم تقسیم غلہ ہے۔ چنانچہ وہ الفاظ یہ ہین۔ فان لم تاتونی بہ فلا کیل لکم عندی ولا تقربون۔ یعنے اگر تم اس (بہائی) کو ہمراہ نہ لاؤ تو تمکو کچہہ بہی غلہ نہین ملیگا بلکہ تم میرے نزدیک بہی نہ آنا۔ اور اسکو اللہ تعالی نے مُنِعَ مِنَّا الْکَیْلُ کے ذریعہ یوسف ع کے بہائیون کی زبان پر مختصر الفاظ مین مکرر بیان فرمایا۔ اس سے صاف پتہ لگتا ہے کہ جو شخص اسقدر تاکید کر رہا ہے وہی یوسف ہے۔

چہٹا۔ جب بہائیون نے اپنے باپ سے یوسف کا بہائی مانگا تو انہون نے واپس لانے کی تاکید کی اگر حضرت یوسف کے قتل ہونیکا انکو شک ہوتا تو غفلت نکرنے کے تاکید کرتے جیسے پہلے ان کی غفلت سے یوسف قتل ہو گیا۔

ساتوان۔ وہ اسی موقع پر انکے وعدہ حفاظت پر فرماتے ہین۔ فاللّٰہ خیر حافظاً خدا تعالی کی سابقہ حفاظت کو یاد کر کے اللہ تعالے سے آیندہ اسکی بہی حفاظت مانگتے ہین۔

اٹہوان جب حضرت یوسف ع کے بہائی کو مصر مین چہوڑ کر باپ کے پاس جا کر انہون نے کہا کہ تیرے بیٹے نے چوری کی اسلئے حسب حکم شریعت وہ گرفتار ہو گیا تو فرمایا کہ عَسَی اللّٰہُ اَنْ یَّاْتِیَنِیْ بِھِمْ جَمِیْعًا اب وہ وقت قریب آگیا ہے کہ اللہ تعالے مجہے یوسف اور اس کا بہائی اور تیسرا جو مصر سے آیا ہی نہین تینون ملا دیگا۔

نوان۔ جب بیٹون نے یوسف علیہ السلام کا یاد کرنا ناپسند کیا اور باپ کو ملامت کیا تو حضرت یعقوب نے جواب مین کہا اَعْلَمُ مِنَ اللّٰہِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۱۰ مین وحی الٰہی سے جو کچہہ جانتا ہون تمکو اسکی خبر نہین۔

دسوان۔ پہر بیٹون کو حکم دیا کہ اِذْھَبُوْا فَتَحَسَّسُوْا مِنْ یُّوْسُفَ وَاَخِیْہِ ۱۰ یعنے جاؤ اور جا کر یوسف اور اسکے بہائی کی جستجو کرو۔

گیارہوان۔ جب بشیر نے قمیص حضرت یعقوب کے سامنے لا رکہی تو حضرت یعقوب نے فرمایا اَلَمْ اَقُلْ لَّکُمْ اِنِّیْ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰہِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۱۰ یعنے کیا مین تم کو نہین کہا کرتا تہا کہ جو کچہہ مجہے وحی الٰہی سے اس معاملہ کی خبر ہے تمہین نہین۔

غرض حضرت یعقوب کو بوحی الٰہی خوب یقینی علم ہو گیا تہا کہ وہان حضرت یوسف تقسیم غلہ کے مہتمم یا کم سے کم دخیل تو ضرور ہین۔ اب مین آپ کو وہ آیات مع ترجمہ بہی لکہہ دیتا ہون تاکہ آپکو واقعات کے سمجہنے مین زیادہ سہولت ہو۔

وَلَمَّا دَخَلُوْا عَلٰی یُوْسُفَ اٰوٰۤی اِلَیْہِ اَخَاہُ قَالَ اِنِّیْۤ اَنَا اَخُوْکَ فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ○ فَلَمَّا جَھَّزَھُمْ بِجَھَازِھِمْ جَعَلَ السِّقَایَۃَ فِیْ رَحْلِ اَخِیْہِ ثُمَّ اَذَّنَ مُؤَذِّنٌ اَیَّتُھَا الْعِیْرُ اِنَّکُمْ لَسٰرِقُوْنَ ○ قَالُوْا وَاَقْبَلُوْا عَلَیْھِمْ مَّاذَا تَفْقِدُوْنَ ○ قَالُوْا نَفْقِدُ صُوَاعَ الْمَلِکِ وَلِمَنْ جَآءَ بِہٖ حِمْلُ بَعِیْرٍ وَّاَنَا بِہٖ زَعِیْمٌ ○ قَالُوْا تَاللّٰہِ لَقَدْ عَلِمْتُمْ مَّا جِئْنَا لِنُفْسِدَ فِی الْاَرْضِ وَمَا کُنَّا سٰرِقِیْنَ ○ قَالُوْا فَمَا جَزَآؤُہٗۤ اِنْ کُنْتُمْ کٰذِبِیْنَ ○ قَالُوْا جَزَآؤُہٗ مَنْ وُّجِدَ فِیْ رَحْلِہٖ فَھُوَ جَزَآؤُہٗ کَذٰلِکَ نَجْزِی الظّٰلِمِیْنَ ○ فَبَدَاَ بِاَوْعِیَتِھِمْ قَبْلَ وِعَآءِ اَخِیْہِ ثُمَّ اسْتَخْرَجَھَا مِنْ وِّعَآءِ اَخِیْہِ کَذٰلِکَ کِدْنَا لِیُوْسُفَ مَا کَانَ لِیَاْخُذَ اَخَاہُ فِیْ دِیْنِ الْمَلِکِ اِلَّاۤ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰہُ نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ وَفَوْقَ کُلِّ ذِیْ عِلْمٍ عَلِیْمٌ ○ ۱۰

ترجمہ۔ جب داخل ہوئے یوسف کے پاس اس کے بہائی اپنے پاس رکہہ لیا یوسف ع نے اپنے بہائی کو اور اوسکو خبر بہی کر دی کہ بے شک مین ہی تیرا بہائی ہون۔ سو تو غمگین نہ ہو ان کی گذشتہ کرتوتون سے۔ پہر جب تیار کروا رہا تہا ان کا اسباب رکہہ دیا پیالہ (پانی پیکر) اپنے بہائی کے بوجہہ مین پہر جب چلا گیا (قافلہ) پکارا ایک پکارنے والے نے۔ اے قافلہ والو تم تو بے شک چور ہو۔ کہنے لگے انکے طرف منہ کر کر۔ تمہاری کیا چیز گم ہو گئی۔ بولے ہم کو سرکاری پیالہ نہین ملتا۔ اور جو کوئی اوسے لا دے اوسکو بوجہہ (غلہ) ایک اونٹ کا (انعام) ملے گا۔ اور مین اسکا ضامن ہون کہنے لگے (یوسف ع کے بہائی) قسم اللہ کی تمکو معلوم ہے کہ ہم شرارت کرنے کو نہین آئے۔ (کیونکہ یہ پہلے بہی ایکدفعہ آئے تہے) اس ملک مین اور نہ کبہی ہم چور تہے۔ بولے پہر کیا سزا ہے اسکی اگر تم جہوٹے ہو کہنے لگے۔ اسکی سزا یہ ہے کہ جسکے بوجہہ مین سے ملے وہی جائے اوسکے بدلے مین (چور مالک مال کے پاس رہے) ہم یہی سزا دیا کرتے ہین ایسے نقصان کرنے والون (چورون) کو

پہر شروع کی (تلاشی اوس موذن نے) اون کی خرجیون کی بجائے تلاشی یوسف کے بہائی کی سو- پیچہے (تلاشی سے) نکالا (پیالہ) اوس (یوسف) کے بہائی کی خرجی سے - اسیطرح تدبیر کی ہمنے (اللہ تعالےٰ نے) واسطے فائدہ یوسف کے - وہ ہرگز نہ لے سکتا تہا اپنے بہائی کو اوس بادشاہ کے قانون مین مگر اللہ تعالےٰ نے جو چاہا (کر دیا) ہم جسکے درجے بلند کرنا چاہین کر دیتے ہین (جیسے اب یوسف علیہ السلام کا درجہ بلند کر دیا) اور ہر ایک علم والے پر ایک عظیم الشان علیم کی ذات ہے (وہ جو لائق رفع درجات کے ہو اوسی کے درجات بلند کرتا ہے)

اب اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ کسی نے بہی تہمت نہین لگائی اتفاقاً پیالہ گم ہوگیا اور اسوجہ سے حضرت یوسف علیہ السلام کا بہائی انکے پاس رہ گیا دوسرا یہہ رہنا تو انکے لئے موجب عین راحت اور سرور کا تہا وہ بہائی کو مدت کے بعد ملے تہے اگر وہ جانتے کہ یہہ ہیرے رکہنے کے لئے تدبیر ہے تو وہ ہزار جان سے خود پیش کش کرتے۔

تیسرا کسی آیت سے ثابت نہین ہوتا کہ وہ حسب قانون حوالات یا جیلخانہ مین بہیجے گئے تہے - پس انکا وہان رہنا الٰہی منشاء کے موافق انکے باپ کے منشاء کے موافق انکے بہائی اور انکے اپنے عین خوشی اور راحت کا موجب تہا۔

سوال اگر اسکو قصص مانے لیسے قصص قرآن مین نہ ہونے چاہئین۔

جواب

یہہ قصہ نہین ہے اور قرآن مین ہرگز ہرگز کوئی قصہ بہی نہین شاید قصص کے معنے آپنے قصہ کئے ہونگے - قصص کے معنے ہین بیان کرنا - کیونکہ یہ لفظ قاف کی زبر (فتحہ) سے ہے - اور قِصص جسکے معنے قصون کے ہین وہ قاف کی زیر (کسرہ) سے ہے۔

مثلاً شراب کے معنے عربی زبان مین ہین کوئی پینے کی چیز - مثلاً آپ کتب طب مین دیکہہ لین کہ شراب البنفشہ شراب النیلوفر وغیرہ کے معنے ہین - شربت بنفشہ شربت نیلوفر وغیرہ - مگر ہندی مین شراب کے معنے وہ شراب ہین جس سے مستی ہوتی ہے۔

اسیطرح مکر کے معنے ہین تدبیر مگر ہندی مین مکر کے معنے ہین دہوکہ فریب۔

دوسرا قصہ کہانی ہین جسکا حال بیان کیا جاتا یہہ ذکر ہین اوس کے تمام کمال حالات کا مفصل [illegible] پورا پورا بیان کر یا مد نظر ہوتا ہے - مگر قرآن میہ [illegible]

مین جن لوگون کے واقعات بیان ہوئے ہین اُن مین یہ امر نہین پایا جاتا یہی واقعہ یوسف کا دیکہو اور اسکے مقابل قصہ یوسف زلیخا پنجابی اور فارسی کو دیکہو تو فرق نظر آجاوے۔

لوگون کو لفظ قصص سے جسکے معنے ہندی مین قصہ رواج پاگئے ہین غلطی لگی ہے اصل مین احسن القصص کے معنے ہین عمدہ بیان عمدہ بات۔

یہہ عقیدہ رکہنا کہ قرآن مجید مین قصص یعنے قصہ کہانی بہی ہین کسی مومن کو جائز نہین کیونکہ یہ عقیدہ کفار مکذبین قرآن مجید کا ہے جیسے قرآن مجید مین ہے وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا قَالُوْا قَدْ سَمِعْنَا لَوْ نَشَآءُ لَقُلْنَا مِثْلَ هٰذَآ اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ پ۹

جب ہماری آیات ان پر پڑہی جاتی ہین تو کہتے ہین یہہ (کہانیان تو ہمنے پہلے ہی سنی ہوئی ہین اگر ہم چاہین تو اسی طرح بیان کر سکتے ہین ان مین کوئی سوائے گذشتہ لوگون کی کہانیون کے اور تو کچہہ بہی نہین - وَقَالُوْٓا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ اكْتَتَبَهَا فَهِيَ تُمْلٰى عَلَيْهِ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا سورہ فرقان رکوع اول منکر کہتے تہے کہ گذشتہ لوگون کے قصے ہین جنکو اس (رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم) نے خود بخود لکہہ دیا ہے اور وہ کہانیان وہی ہین جو یہود و عیسائی وغیرہ لوگ اس رسول اکرم فخر بنی آدم صلے اللہ علیہ وسلم کو شب و روز سنایا کرتے ہین -

اصل بات یہ ہے کہ جسقدر واقعات گذشتہ کا ذکر قرآن کریم مین ہوتا ہے وہ تمام پیشگوئیان ہین جو دوسری طرز پر حضور رحمۃ للعالمین نبی الامی کو قبل از وقت بیان کئے گئے ہین تاکہ ایمان والون کو موجب زیادت ایمان اور منکرین پر اتمام حجت ہو کر موجب پورے خسران کا ہون۔

خوشتر آن باشد کہ سر دلبران
گفتہ آید در حدیث دیگران

چنانچہ یہ سورہ یوسف بہی حضرت سرور عالم کے پیش آیندہ واقعات کے لئے پیشگوئی ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے واقعات مین بتلائی گئی ہے اور یہہ پیشگوئی اور بہی عظیم الشان ہو جاتی ہے جبکہ یہ دیکہا جاوے کہ کس زمانہ مین یہ پیشگوئی کی گئی - یہہ سورہ شریف مکہ مین نازل ہوئی جبکہ حضور رحمۃ للعالمین اور آپ کے اتباع کو سر رکہنے کی جگہ بہی نہ ملتی - اور بعض صحابہ باجازت حضور بڑی بڑی تکالیف برداشت کرنے کے بعد حبشہ مین ہجرت کر گئے اور بعض انواع اقسام کی تکالیف کفار کے ہاتہہ سے دیکہہ رہے تہے۔

چنانچہ اللہ تعالےٰ ابتدائی سورہ مین ہی اس کا پیشگوئی ہونا بیان فرماتا ہے اور اخیر مین بہی مکرر فرماتا ہے نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ اَحْسَنَ الْقَصَصِ بِمَآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ هٰذَا الْقُرْاٰنَ وَاِنْ كُنْتَ مِنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الْغٰفِلِيْنَ سورہ یوسف رکوع ۱ - یعنے ہم تمپر عمدہ بات بیان کرتے ہین یعنے تمہاری آیندہ ترقی کے لئے اطلاع دیتے ہین اسلئے کہ ہمنے تمپر یہہ قرآن وحی کیا یعنے یہ مشکلات تمکو تو دلی نبوت و قرآن کے سبب پیش آئی - کیونکہ قبل اظہار دعوئے نبوت اس قسم کی کوئی تکلیف نہ تہی - اگرچہ تو قبل نازل ہونے اس بیان کے آپنے آنے والے حالات سے بے خبر تہا - اگر اس بے خبری کے معنے لئے جاوین - قصہ یوسف علیہ السلام کا - تو وہ تو علم مشہور تہا - اوس سے کیسے بے خبری ہو سکتی تہی بلکہ کفار بہی قرآن مجید سنکر یہی کہتے تہے کہ گذشتہ لوگون کی کہانیان سنکر بیان کر دیا ہے سو ہم بہی بیان کر سکتے ہین - پس اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ یہ پیشگوئی کیطرف اشارہ ہے لَقَدْ كَانَ فِيْ يُوْسُفَ وَاِخْوَتِهٖٓ اٰيٰتٌ لِّلسَّآئِلِيْنَ سورہ یوسف رکوع ۲ - یعنے یوسف اور اسکے بہائیون کے حالات بیان کرنے مین نشان ہین اُن صحابہ کے لئے جو تکالیف کفار سے تنگ آکر اپنی مخلصی کے زمانہ سے سوال کرتے ہین - پہر اخیر اسی سورۃ کے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے - ع

ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ یہہ واقعات چہپی ہوئی پیشگوئیون مین سے ہین جسکی ہم نے تجہپر وحی کر دی ہے - پہر فرمایا لَقَدْ كَانَ فِيْ قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ مَا كَانَ حَدِيْثًا يُّفْتَرٰى وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ پ۱۳ یعنے ان واقعات کے بیان کرنے مین عقل والون کو اس بیان سے آگے گذرنا چاہئے یعنے داناکو چاہئے کہ اسکو قصہ کہانی نہ سمجہے یہ بات بناوٹی نہین بلکہ یہ واقعات اون واقعات کی تصدیق مین جو آیندہ پیش آنے والے ہین۔

یہہ آیات بتلا رہی ہین کہ حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی آیندہ پیشگوئیان اس سورہ مین ہین۔

اب آپ واقعات پر غور فرماوین مین چند واقعات بطور نمونہ لکہدیتا ہون - اول لَقَدْ كَانَ فِيْ يُوْسُفَ وَاِخْوَتِهٖٓ اٰيٰتٌ جیسے یوسف کے بہائیون نے اسکے تکلیف دینے مین کوئی حیلہ و تدبیر اٹہا نہین رکہی اسیطرح تیری برادری بہی تیرے ساتہہ معاملہ کریگی دوسرا - اقْتُلُوْا يُوْسُفَ اَوِ اطْرَحُوْهُ اَرْضًا ..... والقوہ فی غیابۃ الجب سورہ یوسف رکوع ۲ - بہائیون نے مشورہ کیا کہ یوسف علیہ السلام کو قتل کر ڈالو یا کسی دور ملک مین پہونچا دو ..... اور اسکو کسی کنوئین کے طاق مین رکہدو۔

اسیطرح رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت بہی برادری کے لوگون نے دار الندوہ مین مشورہ کیا جسکا ذکر وَاِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِيُثْبِتُوْكَ اَوْ يَقْتُلُوْكَ اَوْ يُخْرِجُوْكَ پ۹ ع۱۸ یعنے کفار نے تیری برخلاف تدابیر تیری قید یا قتل یا نکالدینے کی کین۔

تیسرا - وَاَجْمَعُوْٓا اَنْ يَّجْعَلُوْهُ فِيْ غَيٰبَتِ الْجُبِّ سورہ یوسف رکوع ۲ - اتفاق رائے اسپر ہوا کہ یوسف کو ایک طاق مین جو کنوئین مین کر دیا - اسی طرح رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بہی وقت ہجرت غار ثور مین رہے۔

چوتہا - جسطرح یوسف علیہ السلام کو وطن چہوڑنا پڑا اسیطرح حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے بہی ہجرت کی۔

پانچوان - جیسے حضرت یوسف علیہ السلام کی ترقی بعد ہجرت ہوئی اسیطرح حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی ترقی بعد ہجرت شروع ہوئی۔

چہٹا - جیسے حضرت یوسف کے بہائی قحط کے وقت انکے پاس غلہ کے لئے گئے - اسیطرح قریش نے بہی حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس قحط کی فریاد کی مگر یوسف نے صرف غلہ دیا - اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی دعا سے قحط سالی دور ہو گئی۔

ساتوان - جیسے یوسف علیہ السلام کا بعد ہجرت مصر ہی وطن ہو گیا اسیطرح حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کا بہی ہمیشہ کے لئے مدینہ طیبہ ہی وطن ہو گیا

آٹہوان - جیسے یوسف کو اپنے بہائیون پر ان دکہہ دینے والون پر آخر فتح ہوئی اس سے بڑہ چڑہ کر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو تمام مخالفین مکہ پر فتح ہوئی بلکہ اونکو صرف بہائیون پر اور آپ کو تمام شہر پر فتح ہوئی۔

نوان - جیسے یوسف کے بہائیون نے عذر داری کی اور اسکے جواب مین انہون نے لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ فرمایا اسیطرح اہل مکہ نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس عذر کیا اور حضور نے بہی وہی لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ فرمایا یعنے آج تم پر کوئی [illegible] نہین۔

الراقم

حکیم فضل الدین از قادیان

خط و کتابت

سوال۔ تکلیف الامة کہ آپ۔ السلام علیکم ورحمة اللہ و برکاتہ۔ [illegible] پہلے بھی نسبت زکوٰۃ دو قسم اراضیات [illegible] لوگون نے [illegible] کے انہار تیار کرکے آبپاشی کرتے ہین اور سرکاری مالیہ اداکرنے کے ذمہ وار ہین۔ دویم شاہ نہری اراضیات جو پہلے بارانی تہی اور اب سرکار نے نہر کھودکر آبیانہ اور مالیہ بہی وصول کرتا ہے اور علاوہ ازان اگر کسیقدر پانی کا نقصان ہو تو آبضائع لگاتا ہے اور مرمت پل وغیرہ بہی زمیندار کے ذمہ ہے۔ قسم اول کا دسوان حصہ زکوٰۃ ہے بلا اختلاف ہے اور قسم دویم کی کوئی ½ اور کوئی ¼ بتاتے ہین جناب نے پہلے مختصراً قسم آخر کی نسبت لاعلمی ارشاد فرمائی تہی۔ مگر جس مین ذرا تفصیل بالنصوص ضروری ہے اسلئے عرض ہے کہ الحکم کے ذریعہ یہہ سوال این سائل تحریر فرماکر ممنون فرماوین مدت سے انتظاری

جملہ احباب احمدی کو سلام علیکم پہونچے

الراقم ملک عادل شاہ احمدی ترنگ زئی۔
تحصیل چارسدہ ضلع پشاور

جواب۔ اراضیات خراجی پر جنپر سرکار نے معاملہ لگایا ہے کوئی زکوٰۃ عشر وغیرہ نہین کیونکہ خراج اور عشر جمع نہین ہوسکتے لا یجتمع العشر والخراج رد المحتار شرح در المختار باب العشر خواہ زمین بارانی ہو خواہ چاہی خواہ نہری۔

(۲) جن اراضیات پر معاملہ سرکار نہین جیسے معافیات وغیرہ ان پر عشر ہے ان المانع من وجوبه (العشر) کون الارض خراجیة رد المحتار باب العشر یعنے کوئی زمین وجوب عشر سے تب ہی مستثنیٰ ہوسکتی ہے جبکہ خراجی ہو۔

(۳) جن اراضیات پر محنت کرکر پانی ڈالا جاوے جیسے چاہی یا سینچے نہر یا جہلار کہود کر یا کسی اور تکلیف سے اوسپر زکوٰۃ نصف العشر یعنی بیسوان حصہ ہے بشرطیکہ تعداد غلہ بعد وضع خرچ ساڑہی بائیس من سے کم نہو۔

(۴) جن اراضیات کی آبپاشی بلا محنت ہوتی ہے جیسے بارانی یا جابہ (جو محتاج آبپاشی نہین) اوسپر زکوٰۃ عشر یعنے دسوان حصہ ہے بشرطیکہ بعد وضع خرچ تعداد غلہ ۲۲½ من ساڑہے بائیس من سے کم نہو

عن سالم بن عبد الله عن ابيه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال فيما سقت السماء والعيون او كان عثريا العشر وفيما سقي بالنضح نصف العشر رواه البخاري۔ ترجمہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس زمین کو بادل یا چشمہ سیراب کرین یا جو زمین خود نمناک (جابہ) ہو اوسپر دسوان حصہ ہے اور جو زمین پانی کسی جگہ سے نکال کر مشقت کے ساتھہ سیراب کی جاوے اوسپر بیسوان حصہ زکوٰۃ ہے۔ وعن سهل بن ابي حثمة قال امرنا رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا خرصتم فجذوا ودعوا الثلث فان لم تدعوا الثلث فدعوا الربع رواه الخمسة الا ابن ماجه وصححه ابن حبان والحاكم۔ یعنے کل پیداوار سے تیسرا حصہ یا چوتہا حصہ وضع کرکر باقی پر زکوٰۃ لینی چاہئے۔

عن جابر بن عبد الله رضي الله عنه عن رسول الله صلى الله عليه وسلم ليس فيما دون خمسة اوسق من التمر صدقة وله من حديث ابي سعيد ليس فيما دون خمسة اوساق من تمر ولا حب صدقة یعنے اگر تمر یا غلہ پانچ وسق سے کم ہو تو اوس مین زکوٰۃ نہین۔

عن ابي موسى الاشعري ومعاذ رضي الله عنهما ان النبي صلى الله عليه وسلم قال لهما لا تاخذا في الصدقة الا من هذه الاصناف الاربعة الشعير والحنطة والزبيب والتمر رواه الطبراني والحاكم یعنے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زکوٰۃ زمین مین سوائے جو۔ گیہون۔ میوہ۔ کہجور کے صدقہ نہین ہے یہہ کل احادیث بلوغ المرام کتاب الزکوٰۃ سے نقل کی گئین۔

فضل الدین حکیم

سودیشی تحریک اور مسلمان

اس عنوان سے ایک پرانے باخبر وقائع نگار نے ایک آرٹیکل لکہکر الحکم مین شائع ہونے کیلئے بہیجا ہے جو امید ہے نہایت دلچسپی سے پڑہا جائیگا۔ اس مضمون کے لکہنے والے ایک معزز رئیس اور نہایت سمجہدار آدمی ہین بلکہ اگر مین غلطی نہین کرتا اور میرا قیاس صحیح ہے تو یہ وہی بزرگ ہین جنکے بعض پرانے مضامین کا کوہ نور مین چہپنے کا آجکل ان اخبارات مین حوالہ دیا جاتا ہے جو ہمارے مخالف ہین مسلمان خصوصیت سے اسپر توجہ کرین اور فائدہ اٹہائین۔ ایڈیٹر

سودیشی تحریک نے ملک ہندوستان مین عجیب شور برپا کر رکہا ہے اسکے بانی مبانی ہند و قوم (بنگالی۔ آریا وغیرہ) ہین۔ مسلمان لوگ اس غوغا مین پیچہے ہٹے ہوئے ہین۔ مگر ہمارے ہندو بہائی اس سیاپے مین انکو بہی شامل کرنیکی کوشش کر رہے ہین اور کہین کہین مسلمانون کے خاص خاص آدمیون کی شمولیت سنی بہی گئی ہے اسلئے مین اس مضمون مین اس امر پر بحث کرنا چاہتا ہون کہ اس تحریک مین شامل ہونا ہمکو کہانتک مفید ہے

پہلے اس امر کی تحقیق مناسب ہے کہ یہ تحریک ہمارے ملک کیلئے کیسی ضروری ہے؟ اسمین تو کچہہ شک نہین ہے کہ کوئی قوم اور ملک مرفہ الحال نہین ہوسکتا جب تک وہ اپنی ضروریات زندگی اور حسن معاشرت کے سامان خود ہی مہیا نہ کرسکے۔ اور ہمارا ملک ابہی اس قابل نہین ہوا کہ وہ یہہ سب اشیاء بہم پہنچا سکے اور صدہا سال سے غیر ملکون کی اشیاء کے استعمال کے عادی ہوچکے ہین۔ اسواسطے یہ شور قبل از وقت ہے۔ اور انگلش قوم یکسی ناراضگی کا باعث۔ اگر یہ غوغا ملکی تو امر کے خیال سے ہوتا تو ضرور تہا کہ ہم اپنے استعمال کی اشیاء اپنے ہی ملک کی ساختہ موجود پاتے۔ پہر ہم پر یہ تقاضا مناسب تہا کہ ہم اپنے ہی ملک کی ساختہ اشیاء کا استعمال کرین اور یا یہ کوشش ہوتی کہ ہمارا ملک اپنی ضروریات کے بہم پہونچانیکے قابل ہو جاتا۔

صاحب ہم عادی تو ہوچکے اس امر کے کہ مشین کا سلا ہوا کپڑا پہنین اور وہ ملتی ہے لندن کے بازار سے اور ہم خود ایک سوئی تک نہین بناسکتے پہر ہمکو کہنا چاہئے کہ ولایت کی بنی ہوئی چیز کا استعمال نہ کرو یہہ تو دہینگا دہینگی ہوئی۔ اس تجویز کا اجرا بہت محال ہے۔

دوسرا امر جو اس مضمون کا اصل مقصد ہے یہ ہے کہ مسلمان اس تجویز پر کہانتک عمل کرسکتے ہین اور اسپر عمل کرنیسے کیا فائدہ ہوسکتا ہے واقعات پر غور کرنیسے ثابت ہوتا ہے کہ اس ملک مین تجارت صرف ہندؤن کے ہاتہہ مین ہے مسلمانونکا اسمین کوئی حصہ نہین ہے مسلمان اشیاء کے خریدار ہین نہ کہ بائع۔ اسلئے ہم کو جو چیز جس دوکان سے ارزان ملے اُسی سے خریدنی چاہئے۔ کسی غریب مسلمان کو ایک روپیہ کی شکر تری خریدنے کی ضرورت ہوئی۔ اور بازار مین گیا تو معلوم ہوا کہ دیسی کہانڈ ۲ ثار روپیہ کی ملتی ہے۔ پہر ولایتی دوکان پر گیا تو اس سے سفید اور عمدہ خوبصورت کہانڈ کا نرخ ۵ ثار معلوم ہوا۔ پہر فرمایئے وہ ۵ ثار خریدیگا یا ۲ ثار۔ ہان البتہ یہان یہہ کہہ سکتے ہین کہ وہ پہلی دوکان ہمارے ملکی بہائی کی ہے اور دوسری غیر ملک کے آدمی کی۔ مگر پہر ہمکو یہ دیکہنا ہوگا کہ ہمارا وہ بہائی کا ہمارے ساتہہ کیسا سلوک ہے سو ان کے برتاؤ سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ سوامی دیانند صاحب کے ظہور کے وقت سے ہمارے بہائی ہندو آریہ ہماری جان کے دشمن ہمارے مال کے دشمن ہمارے مذہب کے دشمن ہین اور یہ عداوت گذشتہ مسلمان بادشاہون کے عہد سلطنت کی ناراضگی کا نتیجہ ہے جسکا ہمسے بدلا لیا جاتا ہے اور یہ ضد سوامی صاحب کی تعلیم سے پیدا ہوئی ہے اور آج ہمکو بہائی بہائی کہکر اپنے ساتہہ شامل کرنیکی کوشش کی جارہی ہے مگر کیا ہم ابہی تک ایسے ہی بے وقوف ہین جیسا کہ غدر ۵۷ء مین تہے کہ ہمارے ہندؤن نے جہوٹی افواہین اڑاکر ان کو بہی شامل کرلیا۔ اور جو کچہہ بگڑا انہین کا بگڑا۔ اور کیا ہم اتنا بہی نہین سمجہتے کہ یہہ ساری کوشش ہندو اپنے لئے کر رہے ہین نہ کہ ہمارے لئے اور ستیارتہہ پرکاش کے تیسرے سملاس کی باون ۵۲ دفعہ کی عبارت ہماری نظر سے نہین گذری کہ وید دین کی تحقیر کرنیوالیکو جلاوطن کردینا چاہئے اور آریہ صاحبان کے یہہ مقولے (کہ انکو سپین کیطرح انڈیا سے نکال دینا چاہئے) یاد نہین رہے۔ اور ہندو اخبارات کہین حقیقت رائے کا اور کہین کرشنا کنواری کا قصہ درج کرکر ہندؤنکو مسلمانون پر بہڑکا رہے ہین یہ کوئی پرانا واقعہ ہے۔ اور ہندو ڈپٹی کمشنر سے چپراسی تک مسلمانون کو اسی نظر سے دیکہتے ہین جیسا کہ بہیڑیا بکری کو۔ پہر ایسی جلدی ہم ان کی زبانی افواہ پر کسطرح اعتماد کرسکتے ہین؟ خیر شاید ہم اپنی سادہ لوحی سے اسپر اعتبار بہی کرلیتے۔ مگر اسمین ایک امر کی تحقیقات ضروری ہے کہ اسمین کوئی پولیٹکل تنازعہ تو نہین ہے تو یہ امر اتنا ہی بداہتاً ثابت ہے کہ بنگالیون نے لارڈ کرزن کی بعض کارروائیون خصوصاً بنگال کی تقسیم سے ناراض ہوکر یہ شور اٹہایا ہے۔

ہندوستان مین حکومت کرنیوالون مین سے ایسا بادشاہ ہوا ہے جسنے اپنی غلط پالیسی کے باعث مغلیہ سلطنت کی جڑون کو کہوکہلا کردیا تہا اور عالمگیر اورنگ زیب ایسا بادشاہ گذرا ہے جو اس بنیاد کو پہر مستحکم کرنا چاہتا تہا مگر وہ اکیلا کیا کرسکتا تہا جبکہ پہلے ہی نقشہ بگڑ چکا تہا اور اسکے بعد پہر کوئی اسکی پالیسی کا معاون اور قابل بادشاہ پیدا نہوا خیر انکو جانے دو ہمکو اپنی موجودہ سلطنت کی پالیسی کو دیکہنا چاہئے کیونکہ انگلش قوم اپنی دانائی اور حسن تدبیر اور شائستگی دنیا کی مسلمہ قومون پر فوقیت رکہتی ہے۔ سو اس قوم مین سے بہی ایک غلط مدبر مگر نیک نیت (لارڈ رپن) ہندوستان کے حاکم ہوکر آئے جنکی غلط پالیسی نے اس ملک کی رعایا کو بہت کچہہ دلیر کردیا تہا۔ کیونکہ یہہ ملک ہندوستان مختلف قومون اور مذہبون کی آبادی کا مجموعہ ہے اسپر حکومت کرنیکے لئے ایسے قواعد مفید نہین ہوسکتے جو ایسے ملک کے لئے جسمین ایک ہی قوم اور ایک ہی مذہب کے لوگ آباد ہون ضروری ہے اور لارڈ رپن لبرل خیال کے آدمی تہے اسلئے انڈیا مین حکومت کا وہی طریقہ جاری کرنا چاہا۔ اور اسی سبب سے رعایا اور تعلیم یافتہ ہندؤن کو یہ جرأت پیدا ہوگئی کہ گورنمنٹ کے مقابلہ کیلئے نیشنل کانگریس وغیرہ سوسائٹیان قائم ہوگئین۔ اب لارڈ کرزن جب ہندوستان کے حاکم ہوکر آئے تو انہون نے ہندوستان کے مناسب حال حکومت کا ڈہنگ جاری کرنا چاہا اسلئے انکو وہی حالت پیش آئی جو اکبر کے بعد عالمگیر کو پیش آئی تہی اور عالمگیر کا بدلہ تو ہندو بہائی ہم سے لے رہے تہے اور لارڈ کرزن کا بخار انگلش قوم پر نکالنے لگے۔ بہلا ان حضرات سے کوئی پوچہے کہ اگر بنگال کے دو صوبے ہوگئے تو تمہارا کیا نقصان ہوا۔ پنجاب مین سے سرحدی ضلع جدا ہوگیا تو ہمارا کیا بگڑا۔ گورنمنٹ نے اپنے ملک کا جسطرح چاہا انتظام کیا۔ جہان گورنمنٹ دو حاکمون کے ذریعہ انتظام کرسکتی ہے۔ وہان ہم کسطرح کہہ سکتے ہین کہ دونون ایک ہی رہے اور اخبارات سے ایک بڑی وجہ اس شورش کی یہہ بہی معلوم ہوتی ہے۔ کہ جدید صوبہ مین مسلمانون کی آبادی زیادہ ہے اور اس اشتراک سے مسلمانون کے حقوق کو ہندو پامال کر رہے تہے اور عادل گورنمنٹ کا یہ ضروری فرض ہے کہ رعایا کی کل قومون کے حقوق کی حفاظت کرے۔ سو یہی پالیسی یہان بہی ملحوظ رکہی گئی تہی جسپر یہہ شور اور واویلا مچا۔ پہر ہم بڑے بیوقوف ہونگے اگر ہم اپنے ان بہائیونکے اغوا سے جو ہمارے لئے زہر در حلوا کی مثال ہین۔ اپنے ایسے مہربان بادشاہ کی قوم سے مخالفت کرین۔ اور مخالفت بہی وہ جسمین ہمارا ذرہ برابر بہی نفع نہین بلکہ سراسر نقصان ہے۔ کیونکہ دولت کے تو ان کے پاس تجارت تو انکی ہمارے پاس کیا ہے کہ ہم سودیشی تحریک کا شور مچاتے پہرین۔ پنجاب مین ہمارے پاس بڑا پیشہ زمینداری تہا وہ بہی انہین حضرات سے سود کی تلوار چہین لیا اگر کچہہ باقی رہ گئی ہے تو انہین لارڈ کرزن کی مہربانی سے بدولت ایکٹ انتقال اراضی بچ گئے۔ ورنہ آجتک وہ بہی تمام ہوجاتی۔ اگر ملازمت سے ہم کو بعد مشکل کہین حصہ ملتا ہے تو اسکو چہین لینے سے دریغ نہین کرتے اب ہمارے پاس چہوٹے چہوٹے پیشہ نائی دہوبی۔ درزی۔ سقہ۔ خانساماں وغیرہ باقی ہین اسلئے سودیشی تحریک ہمارے کس کام کی۔ ہمارے مسلمان بہائیونکو خوب خیال رکہنا چاہئے کہ ملک ہندوستان مین انگریزی گورنمنٹ کا سایہ ابر رحمت سے کم نہین۔ مین یقین نہین کرسکتا کہ کسی اسلامی سلطنت مین بہی مسلمانونکو یہ مذہبی آزادی اور امن و آسایش سے زندگی بسر کرنا نصیب ہو۔ پہلے تو مغلیہ سلطنت کے ضعف پر ہندو بہائی مسلمان بادشاہو

اپنے قومی بہائیون کی خدمت مین نہایت ادب سے عرض کرتا ہون کہ ہرگز ہرگز کوئی مسلمان بہائی اس تحریک مین شامل [illegible] ہندؤن [illegible] گدا [illegible] گوشہ نشینی [illegible] ایک مسلمان۔

نمبر ۹ | قادیان دار الامان مورخہ ۱۷ مارچ ۱۹۰۶ء مطابق ۲۱ ماہ محرم ۱۳۲۴ھ | جلد ۱۰

تازہ الہامات و کشوف

۱۱ مارچ ۱۹۰۶ء

چو دور خسروی آغاز کردند
مسلمان را مسلمان باز کردند

۱۲ مارچ ۱۹۰۶ء - انی مع الافواج اٰتیک بغتۃً

ترجمہ - میں اپنی فوجوں کے ساتھ اچانک تیرے پاس آؤنگا۔

(۲) ولنجعل لک سھولۃ فی کل امر۔

ترجمہ - اور تاکہ ہر بات میں تیرے واسطے ہم آسانی کر دیں۔

(۳) ان ربک فعال لما یرید۔

ترجمہ - تحقیق تیرا رب کرنے والا ہے جو کچھ کہ چاہے۔

۱۳ مارچ ۱۹۰۶ء - (۱) "مردوں کو جتنے چاہو ساتھ لے جاؤ۔ مگر عورتیں نہ جاویں۔

(۲) انا اعطینک الکوثر۔ فصل لربک وانحر ان شانئک ھو الابتر۔

ترجمہ - تحقیق ہم نے تجھے کوثر عطا کیا۔ پس نماز پڑھ اپنے رب کے لئے۔ اور قربانی کر۔ تحقیق تیرا دشمن بے نسل ہے۔

(۳) ان احد من المشرکین استجارک فاجرہ

ترجمہ - اگر مشرکین میں سے کوئی تیری پناہ چاہے تو اسکو پناہ دے۔

(۴) سواء علیھم ءانذرتھم ام لم تنذرھم لا یؤمنون

ترجمہ - انکے لئے برابر ہے کہ تو انہیں ڈرائے یا نہ ڈرائے۔ وہ نہیں ایمان لائیں گے۔

(۵) رؤیا - خواب میں دیکھا کہ میر ناصر نواب صاحب اپنے ہاتھ پر ایک درخت رکھ کر لائے ہیں۔ جو پھلدار ہے اور جب مجھ کو دیا۔ تو وہ ایک بڑا درخت ہو گیا۔ جو بیدانہ توت کے درخت کے مشابہ تھا۔ اور نہایت سبز تھا۔ اور پھلوں اور پھولوں سے بھرا ہوا تھا۔ اور پھل اسکے نہایت شیریں تھے۔ اور عجیب تر یہ کہ پھول بھی شیریں تھے۔ مگر معمولی درختوں میں سے نہیں تھا۔ ایک ایسا درخت تھا کہ کبھی دنیا میں دیکھا نہیں گیا۔ میں اس درخت کے پھل اور پھول کھا رہا تھا کہ آنکھ کھل گئی۔ میری دانست میں میر ناصر سے مراد خدائے ناصر ہے۔ کہ وہ ایک ایسی عجیب طور سے مدد کریگا۔ جو فوق العادت ہو گی۔

۱۴ مارچ ۱۹۰۶ء (۱) انت سلمان منی یا ذا البرکات

ترجمہ - تو سلمان ہے اور مجھ سے ہے اے صاحب برکات۔

فرمایا - یہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا قول ہے۔ جو کہ آپ نے اصحاب میں سے ایک فارسی شخص سلمان کے کندھے پر ہاتھ رکھکر فرمایا تھا۔

نوٹ - پہلے حضرت کو الہام ہو چکا ہے (سلمان منا اھل البیت) ایڈیٹر۔

(۲) چمک دکھلاؤنگا۔ تم کو اس نشان کی پنج بار۔ یعنی) زلزلہ کا نشان پانچ مرتبہ ظاہر ہوگا۔

(۳)
مقام او مبین از راہ تحقیر
بدورانش رسولاں ناز کردند

۱۵ مارچ ۱۹۰۶ء (۱) خدا نکلنے کو ہے۔

(۲) انت منی بمنزلۃ بروزی - (۳) وعد اللہ ان وعد اللہ لا یبدل۔

ترجمہ - (۱) یعنی خدا ان پنج زلزلوں کے ذریعے اپنا چہرہ ظاہر کریگا اور اپنے وجود کو دکھلا دیگا۔

(۲) اور تو مجھ سے ایسا ہے جیسا کہ میں ہی ظاہر ہو گیا یعنے تیرا ظہور میرا ظہور ہوگا۔

(۳) یہ خدا کا وعدہ ہے کہ پنج زلزلوں کے ساتھ خدا اپنے تئیں ظاہر کریگا۔ اور خدا کا وعدہ نہیں ٹلیگا اور وہ ضرور ہو کر رہے گا۔

چشمہ مسیحی

یہ حضرت اقدس کی تازہ تصنیف لطیف ہے جسکا کچھ حصہ الحکم کی اس اشاعت میں چھاپا گیا ہے۔ اس کتاب میں ینابیع الاسلام نام عیسائیوں کی ایک نامعقول کتاب کا جواب دیا گیا ہے اور نجات کی حقیقت پر لطیف بحث کی ہے جس سے اسلام کی حقیقت اور فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ اس کتاب کی تھوڑی جلدیں باقی ہیں ۳ر قیمت پر میر مہدی حسین محافظ کتب خانہ حضرت اقدس سے ملے گی۔ احباب جلد منگوا کر اور متعدد جلدیں منگوا کر تقسیم کریں۔

قبول اسلام

ہفتہ رواں کے عجیب واقعات میں سے خاندان اہلوالیہ کے دوسرے چشم و چراغ سردار اقبال سنگھ برادر سردار فضل حق صاحب کا قبول اسلام ہے۔ سردار اقبال سنگھ جو ایک نوجوان بالغ ہے اپنی رضا و رغبت سے پولیس میں اطلاع دیکر حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ پر مشرف بہ اسلام ہوا۔ محمد اقبال نام رکھا گیا۔ اللہ تعالےٰ استقامت نصیب کرے۔ آمین۔

تجلیات الٰہیہ

یہ دوسرا مختصر سا پمفلٹ ہے جو مطبع میں چھپنے کیلئے چلا گیا۔ حضرت اقدس نے لکھا ہے حضور کا منشاء ہے کہ کئی ہزار تقسیم ہو۔ احباب توجہ کریں۔

دار الامان کا ہفتہ

۱- حضرت اقدس علیہ السلام اور آپکے اہل بیت اور متعلقین بحمد للہ صحت و عافیت سے ہیں۔

(۲) اس ہفتہ حاجی ریاض الدین احمد بریلوی دار الامان آئے۔ اور مولوی الٰہی بخش گجراتی حج بیت اللہ اور بلاد اسلامیہ کی سیاحت سے واپس ہوتے ہوئے قادیان آئے۔ ڈاکٹر محمد اسماعیل خان صاحب دہلی سے تین ماہ کی رخصت لیکر سعادت اندوز ہوئے۔ ضلع جہلم۔ گجرات۔ اور دوسرے مقامات سے اکثر احباب حاضر ہوئے۔

جزاھم اللہ احسن الجزاء۔

درخواست دعا: - مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان اور بعض دیگر سکولوں اور کالجوں سے احمدی نوجوان انٹرنس اور ایف۔ اے کے امتحانوں میں شریک ہونے والوں کے لیۓ کامیابی کی دعا کی یاد رہے۔

الحکم کی ماہوار رپورٹ

الحکم کی جنوری کی رپورٹ شائع ہو چکی ہے فرد رپورٹ درج کرنیسے پہلے اتنا کہنا ضروری ہے ہر خریدار الحکم خصوصًا صاحبان اہل اثر اور [illegible] اپنا فرض سمجھ لیں کہ الحکم کے لئے ضروری خریدار بہم پہنچاتے ہیں تو ناممکن ہے کہ انہیں اس مقصد کامیابی نہو۔ یہ امر نہایت تعجب اور افسوس کا ہو [illegible] سے خدمت کرنے والے قومی اور دینی اخبار کی اشاعت دو ہزار تک بھی نہ پہنچے۔ اگر بشرط قیام [illegible] کوئی بڑی بات نہیں ایک ہزار غیر احمدیوں میں اشاعت الحکم کے لئے جو اپیل کی تھی [illegible] نتیجہ ابھی قابل اشاعت نہیں۔ میں پھر لکھونگا۔ سردست ماہوار رپورٹ درج کرتا ہوں۔

مندرجہ ذیل احباب نے جدید خریدار بہم پہنچائے
(۱) ڈاکٹر غلام غوث صاحب ایک خریدار (۲) چوہدری غلام احمد صاحب [illegible] ۲ خریدار (۳) چودہری غلام محمد صاحب بی۔ اے انسپکٹر ڈاکخانہ نجات ایک خریدار (۴) بابو برکت علی صاحب کلرک ۲ خریدار (۵) حکیم عبد الغنی صاحب بہلول پور ایک خریدار (۶) منشی نائم علی صاحب مدرس ایک خریدار اپنی جیب خاص سے (۷) شیخ غلام حسین صاحب ایک خریدار (۸) سید سعید الدین صاحب [illegible] (۹) [illegible] والو ایک خریدار (پہلے دس خریدار دے چکے ہیں) (۱۰) منشی محمد صدیق صاحب پٹواری ایک خریدار۔ انکے علاوہ ۵ ۱ خریدار اپنی درخواست پر حلقہ سرپرستان الحکم مین شامل ہوئے۔ فروری کے آخر خریدار کا نمبر ۱۲۶۵ ہے۔ امید کیجاتی ہے کہ سرپرستان الحکم اپنے قومی اخبار کی ترقی کی فکر کرینگے اور مارچ کی رپورٹ خاطر خواہ ہوگی۔ انشاء اللہ العزیز۔

ریویو اور وطن

ریویو آف ریلیجنز کو ممالک غیر مین اشاعت اسلام کے لئے مخصوص رسالہ قرار دینے کے متعلق جو خط و کتابت مولوی انشاء اللہ خان اور ایڈیٹران رسالہ میں ہوئی اس مین وہ خطوط درج ہو چکے ہین جو مولوی محمد علی صاحب یا خواجہ کمال الدین صاحب نے لکھے تھے۔ مولوی انشاء اللہ خان کے خطوط کا خلاصہ ہر چند درج کر دیا گیا تھا مگر ان کی خواہش ہے کہ اصل خطوط درج کر دیئے جاوین جنکو مین ذیل مین درج کر دیتا ہون۔ احمدی قوم کے اندر رسالہ کے جدید انتظام کی تجویز کے متعلق جسقدر جوش اور حرکت پیدا ہوئی وہ ایک مبارک فال ہے اور قوم کی بیداری اور زندگی پر دلالت کرتا ہے۔ اکثر احباب نے رسالہ کی اشاعت مین معقول حصہ لیا ہے یہہ رپورٹین اگلی اشاعت مین انشاء اللہ دونگا۔ قوم ہرگز پسند نہین کرتی کہ رسالہ کی موجودہ حالت مین سر مو بھی ترمیم ہو اور وہ بڑی خوشی کے ساتھ اس کار خیر مین ہر ممکن مدد دینے کو آمادہ ہے۔ غالبًا یہہ سنکر وہ خوش ہوگی کہ رسالہ کے انتظام و ترتیب مین کوئی فرق نہ اب تک آیا ہے نہ آئندہ آئیگا۔ مولوی انشاء اللہ خان صاحب نے اپنا چندہ بند کر دیا ہے۔ اب احمدی قوم کا فرض ہوگا کہ وہ پہلے سے کئی چند زیادہ سعی کریگی اور دکھا دیگی کہ دینی کیلئی قوم کے جو دل مین اشاعت اسلام کے لئے خالص جوش رکھتی ہے۔ مولوی محمد علی صاحب ایڈیٹر رسالہ تو ایک لحظہ کے لئے بھی ایسی تجویزون کو منظور کرنے پر آمادہ نہ تھے۔ مگر حمایت اسلام حمیت اسلام کا خیال کسی پہلو کو چھوڑنے کی اجازت نہ دے سکتا تھا۔ جو [illegible] پیدا ہو سکتا ہو۔ مگر جب اعتقادی امور کا سوال پیدا ہوا تو انہون نے کہول کر بتا دیا کہ ہم کیا کر سکتے ہیں بہرحال وہ سوال طے ہو گیا۔ اور رسالہ اسی صورت اور نہج پر جاری رہیگا جو اسکی ہے اور قوم چاہتی ہے۔ اب وہ خطوط درج کرتا ہون

(۱) مکرمی۔ سلام مسنون۔ بوجہ علالت تاخیر جواب معاف فرمائیے۔ اب اجرت پہلے سے بھی بہت بڑھ گئی ہے چونکہ اس وقت وطن کی اشاعت بفضلہ پانچہزار ہے۔ چوتھائی کالم کی اجرت ریڈنگ میٹر مین ایک ماہی کے لئے ۵۲ سے کم نہین ہو سکتی۔ اگر آپ انگریزی رسالہ ریویو آف ریلیجنز کو مرزا صاحب کی مشن سے بالکل جدا کر دین اور صرف اسلام کی خوبیون اور اسلامی عقائد کی وضاحت وغیرہ جنرل ٹاپکس تک قلم کو محدود رکھین تو مین ممالک غیر خاصکر جاپان و امریکہ مین اوسکی مفت اشاعت کے فنڈ مین دس روپیہ ماہوار اپنے پاس سے دینے کو تیار ہون۔ اور وطن کے ذریعہ بھی اسکی خدمت کرنا فرض سمجھونگا۔ اور آپ اپنی خاص مشن کے متعلق جو چاہین لکھین اوس سے مجھے کچھہ تعرض نہین۔

والسلام مخلص بندہ انشاء اللہ خان

(۲) مکرمی۔ سلام مسنون۔ سہ ماہی غلطی سے لکھا گیا۔ چہارم کالم کی ریڈنگ میٹر مین ششماہی اجرت ہے اور ساتوین حصہ کالم کی اجرت ششماہی ۲۰ منظور کرتا ہون۔ والسلام۔

خدا کرے دوسرے امر کی نسبت جواب حسب مراد ہو۔ بخدمت جناب مرزا صاحب قبلہ میری طرف سے مودبانہ عرض کر دیجے۔ کہ اسلام اور مسلمان پہلے ہی کچھہ کم پراگندہ و کمزور نہین ہو رہے۔ خدارا فرقہ بندی کا خیال چھوڑ دین اور ہر احمدی کو پیار و محبت سے غیر احمدیون کے دلون کو مسخر کرنیکی تاکیدی ہدایت فرمائین۔ جو غصہ و شدت غیر مسلمون پر ظاہر ہونی چاہئے تھی۔ وہ احمدی بھائی بعض احمدیون پر نکال رہے ہین۔ اور اس ایک کمزوری نے قوم کے ایک ایسے حصہ کو جو بلحاظ ذہنی قابلیت اور وجاہت قوم کا بہت کچھہ سنوار سکتا۔ اور اغیار کے حملون کی مدافعت کر سکتا تھا خود اسلام کی ہی بیخکنی مین لگا دیا ہے۔ مین جب کبھی کسی احمدی بھائی کی گفتگو تحریر اور سلوک کو دیکھتا ہون تو مسلمانون کو ہی انکا آماجگاہ پاتا ہون۔ اور اوسوقت کلیجہ شق ہو جاتا ہے ہمین رحماء بینھم اشداء علی الکفار کی شان کا مظہر ہونا چاہئے۔ رحم و شفقت کا انداز اختیار فرمائیے۔ دیکھئے جو خاص اعتقادات و دعاوی کے قایل نہون۔ وہ بھی مرزا صاحب کو کم از کم ادب کی نگاہ سے دیکھنا شروع کر دینگے اور ہماری مجموعی قوت اسلامی خدمات حقہ مین صرف ہونے لگین گی۔ اور موجودہ رنجش و کج بحثیون اور کدورتون اور رنجشون کا قلع و قمع ہو جائیگا۔ اگر اس مخلصانہ عرض داشت پر توجہ نہ ہوئی تو انا للہ

خادم بندہ محمد انشاء اللہ خان۔

میرا اس عریضہ کو احمدی بھائیون کی عام رائے معلوم کرنیکے لئے رسالہ یا اخبار مین بھی شائع کر دیجئے لیکن مجادلہ کی نیت سے نہین مین بے مباحثہ تک نہین چاہتا۔ ورنہ اصل غرض فوت ہے۔ ایک نیا شاخسانہ کھڑا ہو جاویگا ہمین کچھہ اپنے خیالات اور دلون پر ضبط بھی حاصل کرنا واجب ہے۔ کج بحثی تو ایک نامعقول بھی کر سکتا ہے۔

(۳) میرے مکرم۔ سلام مسنون۔ بے ادبی معاف۔ آپنے مباحثہ نہین تو اوسکی لگ بھگ ایک صورت ضرور پیدا کر دی ہے میرے [illegible] بھی کوئی چیز ہے۔ [illegible] کی آیت نہ پیش کر دیجئے گا۔ وہان مسترشدین وشیخین کا معاملہ تھا۔ اور یہان [illegible] جمعیت قایم کرنیکے ذریعہ مین چاہتا ہون کہ جمعیت عظمیٰ کی شیرازہ بندی بحال کی جائے آپکی خاص مشن کیلئے اور کئی آرگن موجود ہین کیا آپ کل قوم کی اغراض کی خاطر ایک خفیف سی مشکل پر بھی غالب نہین آنا چاہتے۔ مین یہ نہین کہتا کہ احمدی مشن کو انگریزی رسالہ مین کوسا جائے۔ بلکہ یہ کہ اس مشن سے اوسے واسطہ نہ ہو بلکہ اسلامی مشن کا آرگن ہو۔ یہ آپ مانینگے کہ آخر جمعیت عامہ سے اس مشن کو کچھہ اختلاف ہو۔ ورنہ یہ جدا فرقہ کیون بنتا ہے حیات و ممات مسیح وغیرہ مسائل۔ اس سے نفس اسلام کو کیا فائدہ صرف اسلام کی سیدھی سادی اور بلا نزاع تعلیم کے فوائد و حقایق بتانے کیلئے رسالہ [illegible] درکار ہونگی۔ انکے بعد ان فلسفیانہ لیاقت کی باری آنی چاہئے۔ آپ بیشک مخلص احمدی ہین۔ رسالہ کو احمدی نہ کہئے بلکہ محض اسلامی بہتر ہو کہ آپ الحکم مین اور مین وطن مین اس معاملہ پر کمال محبت کے پیرایہ مین اپنی اپنی رائے قوم کو استصواب کرنیکی غرض سے شائع کر دین۔ آپ میرے خطوط پر اپنا ریمارک کرین مین آپکی تحریر پر اپنی رائے ناقص کا اظہار دو چار ہفتون مین ہم دونون کر دینگے احمدی بھائیون اور اور عام مسلمانون مین سے اکثر کا فتویٰ کیا ہے۔ والسلام مخلص بندہ محمد انشاء اللہ خان۔ استفسار ۲۷ جنوری کے اخبار مین دیا گیا ہے۔

(۴) مکرمی سلام مسنون۔ انگریزی رسالہ رسالہ پہونچے سینز دالی نامہ۔ دوبارہ تعین قیمت آپکو اختیار ہے میرا مدعا یہ تھا کہ اگر وطن مین کمی کی گنجایش ہو سکتی ہو تو تعین تعداد رسالجات مین اسی ملحوظ رکہہ لیا جائے تاکہ زیادہ رسالہ ہر جا سکین گنجایش نہ ہو تو خیر۔ جیسے خود آپکی تحریک سے پہلی ۲۰ فروری کے وطن مین ناظرین سے التماس کی گئی ہے کہ دس کی تعداد انتہائی بھی جا کر لیکن تبدیلی حالات مین توقف ہونا قرین مصلحت نہین۔ جو بوجہ بار مجھہ پر ہو رہی ہے۔ خدا ہی تدبیر جانتا ہے۔ چونکہ نیت صالح ہے کسی لوم لائم کی پرواہ نہین۔ لیکن تعویق سے مخالفین کو کہنے کا موقعہ مل جائیگا۔

استفسار اور انکی جواب

مکرم معظم بندہ جناب مولانا مولوی نور الدین صاحب زاد فیضکم بعد آداب و تسلیمات کے مدعا نگار ہون کہ چند مسائل ... کے جوابات سے حتی الوسع جلد سرفراز فرما دین۔
راقم مرزا عاشور بیگ از آنٹ در مسجد پختہ کلان تحصیل مصرکہ ضلع سیتاپور ملک اودہ۔

وعلیکم السلام و رحمۃ اللہ۔

مولوی صاحب نے مجھے آپکا خط بنا بر جواب لکھنے کے دیا ہے لہذا جوابًا عرض ہے کہ مینے آپکے سوالات کو آپکے خط کی نقل مین درج نہین کیا بلکہ ایک ایک سوال کو س کے ساتھ اور جواب ج کے ساتھ لکھکر اوسپہ نمبر لگا دیا اور اس کا جواب لکھکر دوسرا سوال جواب لکھا ہے تاکہ سوال و جواب یکجائی ہونے سے مضمون کا سمجھنا آسان ہو۔ دویم مینے آپکے سوالات کو جو بہت طویل تھے بطور خلاصہ کے درج کیا ہے۔

س ۱۔ عورت کافرہ کو مسلمان کر کر اسکے ساتھ اوسی روز نکاح و جماع جایز ہے یا نہین۔
ج ۱۔ اگر حاملہ ہو تو بعد وضع حمل اگر حاملہ نہو تو ایک حیض گذر نے کے بعد جماع جایز ہے اور قبل اسکے نہین۔ بلوغ المرام باب العدۃ۔

س ۲۔ لونڈی جو زر خرید ہو اسکے ساتھ جماع کرنا بلا نکاح جائز ہے یا نہین۔
ج ۲۔ یہہ مسئلہ مختلف فیہ ہے۔ مگر اس ملک مین زر خرید لونڈی کی کوئی صورت ہی نہین۔ مَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَكُونَ لَهُ أَسْرَىٰ حَتَّىٰ يُثْخِنَ فِي الْأَرْضِ پ ۱۰ یعنے جب تک اہل اسلام اور کفار مین حسب ہدایت شریعت جنگ واقع نہو اوسوقت تک کوئی قیدی بنانا جو غلام ہو کر فروخت ہوتے ہین جایز ہے یا نہین۔

س ۳۔ جلق والیکو قبر اور قیامت مین کس کس کے عذاب ہونگے۔
ج ۳۔ شارع نے اسکی تفصیل نہین کی ہان دنیا مین مجلوق کا دل و دماغ کمزور ہو جاتا۔ دیگر انواع اقسام کی بیماریون مین مبتلا ہوتا ہے۔

س ۴۔ مجلوق اگر عادت جلق چھوڑنے کی کوشش کرے مگر اوس سے چھوٹ نہ سکے تو اوسکی نماز روزہ منظور ہین یا نہین۔
ج ۴۔ إِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللَّهُ مِنَ الْمُتَّقِينَ پ ۶ یعنے بات یہی ہے اور کوئی نہین کہ اللہ تعالےٰ متقین سے ہر قسم کی عبادات قبول فرماتا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

چشمۂ مسیحی ☆

وہ کتاب جس کا میں نے عنوان میں چشمۂ مسیحی نام رکھا ہے درحقیقت وہ یہی کتاب ہے جس کو ہم ذیل میں لکھیں گے ہمیں کچھ ضرورت نہ تھا کہ حضرات پادری صاحبوں کے عقائد کی نسبت کچھ تحریر کرتے کیونکہ ان دنون میں اون کے اکابر یورپ اور امریکہ کے محققون نے وہ کام خود اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے جو ہمیں کرنا چاہئے تھا۔ اور وہ لوگ اس خدمت کو بہت خوبی سے ادا کر رہے ہیں کہ عیسائی مذہب کیا چیز ہے اور اس کی اصلیت کیا ہے مگر ان دنون میں ایک ناواقف مسلمان کا بانس بریلی سے مجھکو خط پہنچا ہے۔ اور وہ اپنے خط میں کتاب ینابیع الاسلام کی نسبت جو ایک عیسائی کی کتاب ہے ایک خوفناک ضرر کا اظہار کرتے ہیں۔ افسوس کہ اکثر مسلمان اپنی غفلت کیوجہ سے ہماری کتابون کو نہیں دیکھتے اور وہ برکات جو خدا تعالے نے ہم پر نازل کئے یہ لوگ بالکل اس سے بے خبر ہیں اور ان مولویون نے ہمیں کافر کہنے سے ہم میں اور عام مسلمانون میں ایک دیوار کھینچ دی ہے۔ ان لوگون کو معلوم نہیں کہ اب وہ زمانہ جاتا رہا کہ جس میں عیسائیت کے مکر و فریب کچھ کام کرتے تھے۔ اور اب چھٹا ہزار آدم کی پیدائش سے آخر پر ہے جس میں خدا کے سلسلہ کو فتح ہوگی اور یہ روشنی اور تاریکی میں یہ آخری جنگ ◆ ہے۔ جس میں روشنی ظلفر اور منصور ہو جائے گی۔ اور تاریکی کا خاتمہ ہے۔ اور کچھ ضرورت نہ تھا کہ پادری صاحبون کے ان بوسیدہ خیالات پر کچھ لکھا جاتا۔ لیکن ایک شخص کے اصرار سے جنکا ذکر اوپر کیا گیا ہے یہ مختصر رسالہ لکھنا پڑا۔ خدا تعالے اسمیں برکت ڈالے اور لوگون کی ہدایت کا موجب کرے۔ آمین۔

اور یاد رہے کہ ہم حضرت عیسے علیہ السلام کی عزت کرتے ہیں۔ اور اون کو خدا تعالے کا نبی سمجھتے ہیں اور ہم ان یہودیون کے ان اعتراضات کے مخالف ہیں جو آج کل شائع ہوئے ہیں مگر ہمیں یہ دکھلانا منظور ہے کہ جس طرح یہود محض تعصب سے حضرت عیسےؑ اور ان کی انجیل پر حملے کرتے ہیں اسی رنگ کے حملے عیسائی قرآن شریف اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر کرتے ہیں عیسائیون کو مناسب نہ تھا کہ اس بدطریق میں یہودیون کی پیروی کرتے لیکن یہ قاعدہ ہے کہ جب انسان سچائی اور انصاف کے رو سے کسی مذہب پر حملہ نہیں کر سکتا تو بہتیرے ایسے لوگ ہوتے ہیں کہ ناحق کی تہمتون کے ذریعہ سے حملہ کرنا شروع کر دیتے ہیں سوا سی قسم کے صاحب ینابیع الاسلام کے حملے ہیں دنیا کی محبت سے یہ خراب عادتیں پیدا ہوتی ہیں ورنہ اس زمانہ میں آسمانی دین اور آسمانی مذہب صرف اسلام ہی ہے جس کی برکات تازہ بتازہ موجود ہیں اور یہ اسلام کے پاک چشمہ کی ہی برکت ہے کہ وہ زندہ خدا تعالے تک پہنچاتا ہے ورنہ وہ مصنوعی خدا جو سری نگر (محلہ خان یار) کشمیر میں مدفون ہے وہ کسی کی دستگیری نہیں کر سکتا۔

اب ہم بریلی کے صاحب راقم کی طرف متوجہ ہو کر اپنے مختصر رسالہ کو تحریر کرتے ہیں۔ واللہ الموفق

الراقم
میرزا غلام احمد مسیح موعود قادیانی
یکم مارچ ۱۹۰۶ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم
و نبیہ العظیم

السلام علیکم۔ بعد ہذا واضح ہو کہ میں نے آپ کا خط بڑے افسوس سے پڑھا جسکو آپ نے ایک عیسائی کی کتاب ینابیع الاسلام نام کی پڑھنے کے بعد لکھا تعجب ہے کہ وہ قوم جنکا خدا مُردہ جنکا مذہب مُردہ جنکی کتاب مُردہ اور جو روحانی آنکھ کے نہ ہونے سے خود مردے ہیں اُن کی دروغ اور پُرافترا باتون سے اسلام کی نسبت آپ تردد میں پڑ گئے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپکو یاد رہے کہ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے صرف خدا کی کتابون کی تحریف نہیں کی بلکہ اپنے مذہب کو ترقی دینے کیلئے افترا اور مفتریانہ تحریرون میں ہر ایک قوم سے سبقت لے گئے چونکہ ان لوگون کے پاس وہ نور نہیں جو سچائی کی تائید میں آسمان سے اُترتا اور سچے مذہب کو اپنی متواتر شہادتون سے دنیا میں ایک صریح امتیاز بخشتا ہے اسلئے یہ لوگ ان باتون کے لئے مجبور ہوئے کہ لوگون کو ایک زندہ مذہب یعنی اسلام سے بیزار کرنے کے لئے طرح طرح کے افتراؤن اور مکرون اور فریبون اور دھوکہ دہی اور محض جعلی اور بناوٹی باتون سے کام لیا جاوے اے عزیز! یہ لوگ سیاہ دل لوگ ہیں جنکو خدا کا خوف نہیں اور جن کے منصوبے دن رات اسی کوشش میں ہیں کہ کسی طرح لوگ تاریکی سے پیار کریں اور روشنی کو چھوڑ دیں۔ میں سخت تعجب میں ہون کہ آپ ایسے شخص کی تحریرون سے کیون متاثر ہوئے۔ یہ لوگ اُن ساحرون سے بڑھکر ہیں جنہوں نے موسیٰؑ نبی کے سامنے رسیون کے سانپ بنا کر دکھا دیئے تھے۔ مگر چونکہ موسیٰؑ خدا کا نبی تھا اس لئے اوس کا عصا اون تمام سانپون کو نگل گیا۔ اسی طرح قرآن شریف خدا تعالے کا عصا ہے وہ دن بدن رسیون کے سانپون کو نگلتا جاتا ہے۔ اور وہ دن آتا ہے بلکہ نزدیک ہے کہ ان رسیون کے سانپون کا نام ونشان نہیں رہیگا۔ صاحب ینابیع الاسلام نے اگرچہ کوشش کی ہے کہ قرآن شریف فلان فلان قصون یا باتون سے بنایا گیا ہے یہ کوشش اوسکی اوس کوشش کے ہزارم حصہ پر بھی نہیں جو ایک فاضل یہودی نے انجیل کی اصلیت دریافت کرنے کیلئے کی ہے اس فاضل نے اپنے خیال میں اس بات کو ثابت کر دیا ہے کہ انجیل کی اخلاقی تعلیم یہودیون کی کتاب طالمود اور بعض اور چند بنی اسرائیل کی کتابوں سے لی گئی ہے اور یہ چوری اسقدر صریح طور پر عمل میں آئی ہے کہ عبارتون کی عبارتیں بعینہ نقل کر دی گئی ہیں۔ اور اس فاضل نے دکھلا دیا ہے کہ درحقیقت انجیل مجموعہ مال مسروقہ ہے درحقیقت اس نے حد کر دی اور خاص کر پہاڑی تعلیم کو جسپر عیسائیون کا بہت کچھ ناز ہے طالمود سے اخذ کرنا لفظ بلفظ ثابت کر دیا ہے اور دکھلا دیا ہے کہ یہ طالمود کی عبارتیں نقل کر کے لوگون کو حیرت میں ڈالدیا ہے چنانچہ خود یورپ کے محقق بھی اس طرف دلچسپی سے متوجہ ہو گئے ہیں۔ اور ان دنون میں میں نے ایک ہندو کا رسالہ دیکھا ہے جس نے یہہ کوشش کی ہے کہ انجیل بدھ کی تعلیم کا سرقہ ہے اور بدھ کی اخلاقی تعلیم کو پیش کر کے اس کا ثبوت دیتا جاتا ہے۔ اور عجیبتر یہ کہ بدھ لوگون میں وہی قصہ شیطان کا مشہور ہے جو اوس کو آزمانے کے لئے کئی جگہ لئے پھرا۔ پس ہر ایک کو یہ خیال دل میں لانے کا حق ہے کہ تھوڑے سے تغیر سے وہی قصہ انجیل میں بھی بطور سرقہ داخل کر دیا گیا ہے۔ یہ بات بھی ثابت شدہ ہے کہ ضرور حضرت عیسے علیہ السلام ہندوستان میں آئے تھے اور حضرت عیسیٰؑ کی قبر سری نگر کشمیر میں موجود ہے جس کو ہم نے دلایل سے ثابت کیا ہے اس صورت میں ایسے معترضین کو اور بھی حق پیدا ہوتا ہے کہ وہ ایسا خیال کرین کہ اناجیل موجودہ درحقیقت بدھ مذہب کا ایک خاکہ ہے یہ شہادتیں اسقدر گذر چکی ہیں کہ اب مخفی نہیں ہو سکتیں۔ ایک اور امر تعجب انگیز ہے کہ یوز آسف کی قدیم کتاب جسکی نسبت اکثر محقق انگریزون کے بھی یہ خیالات ہیں کہ وہ حضرت عیسے کی پیدائش سے بھی پہلے شائع ہو چکی ہے (جسکے ترجمے تمام ممالک یورپ میں ہو چکے ہیں۔) انجیل کو اس کے اکثر مقامات سے ایسا توارد ہے کہ بہت سی عبارتیں باہم ملتی ہیں۔ اور جو انجیلون میں بعض مثالیں موجود ہیں وہی مثالیں انہیں الفاظ کے ساتھ اس کتاب میں بھی موجود ہیں اگر ایک شخص ایسا جاہل ہو کہ گویا اندھا ہو وہ بھی اس کتاب کو دیکھ کر یقین کرے گا کہ انجیل اوسی میں سے چورائی گئی ہے بعض لوگون کی یہ رائے ہے کہ یہ کتاب گوتم بدھ کی ہے اور اول سنسکرت میں تھی اور پھر دوسری زبانون میں ترجمے ہوئے۔ چنانچہ بعض محقق انگریز بھی اسبات کے قایل ہیں مگر اس بات کے ماننے سے انجیل کا کچھ باقی نہیں رہتا اور نعوذ باللہ حضرت عیسےؑ اپنی تمام تعلیم میں چور ثابت ہوتے ہیں یہ کتاب موجود ہے جو چاہے دیکھ لے۔ مگر ہماری رائے تو یہ ہے کہ خود حضرت عیسےؑ کی یہ انجیل ہے جو ہندوستان کے سفر میں لکھی گئی اور ہم نے بہت سے دلائل سے اس بات کو ثابت بھی کر دیا ہے کہ یہ درحقیقت حضرت عیسےؑ کی انجیل ہے اور دوسری انجیلون سے زیادہ پاک و صاف ہے۔ مگر وہ بعض محقق انگریز جو اس کتاب کو بدھ کی کتاب ٹھیراتے ہیں وہ اپنے پاؤن پر آپ تبر مارتے ہیں اور حضرت عیسےؑ کو سارق قرار دیتے ہیں۔

اب یہ بھی یاد رہے کہ پادریون کا مذہبی کتابون کا ذخیرہ ہے جو نہایت قابل شرم ہے وہ لوگ صرف اپنی ہی اٹکل سے بعض کتابون کو آسمانی ٹھیراتے ہیں اور بعض کو جعلی قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ ان کے نزدیک یہ چار انجیلیں اصلی ہیں اور باقی اناجیل جو چھپن ۵۶ کے قریب ہیں جعلی ہیں مگر محض گمان اور شک کی رو سے نہ کسی مستحکم دلیل پر اس خیال کی بنا ہے چونکہ مروجہ انجیلون اور دوسری انجیلون میں بہت تناقض ہے اسلئے اپنے گھر میں ہی یہ فیصلہ کر لیا ہے۔ اور محققین کی یہی رائے ہے کہ کچھ نہیں کہہ سکتے کہ یہ انجیلیں جعلی ہیں یا وہ جعلی ہیں اسی لئے شاہ ایڈورڈ قیصر کے تخت نشینی کی تقریب پر لنڈن کے پادریون نے

☆ اس نام کے یہ معنے نہیں ہیں کہ مسیحؑ کا یہ چشمہ ہے کیونکہ مسیحؑ کی تعلیم جو دنیا سے گم ہو گئی وہ موجودہ عقاید نہیں سکھلاتی تھی۔ بلکہ یہ مسیحی لوگون کی خود ایجاد تعلیم ہے اسلئے اسکا نام چشمۂ مسیحی رکھا گیا۔ منہ

◆ اس جنگ کے لفظ سے یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ تلوار یا بندوق سے یہ جنگ ہوگا جو یہ کہ اب اس قسم کے جہاد خدا تعالے نے منع کر دیئے ہیں۔ کیونکہ ضرور تھا کہ مسیح موعودؑ کے وقت میں اس قسم کے جہاد منع کئے جاتے جیسا کہ قرآن شریف نے پہلے سے یہ خبر دی ہے اور صحیح بخاری میں بھی مسیح موعودؑ کی نسبت یہ حدیث ہے کہ یضع الحرب۔ منہ

☆ ہماری قلم سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت جو کچھ خلاف شان انکے نکلا ہے وہ الزامی جواب کے رنگ میں ہے اور وہ دراصل یہودیون کے الفاظ ہم نے نقل کئے ہیں۔ افسوس اگر حضرات پادری صاحبان تہذیب اور خدا ترسی سے کام لیں اور ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو گالیاں نہ دیں تو دوسری طرف مسلمانون کی طرف سے بھی اُن سے بیس حصہ زیادہ ادب کا خیال رہے۔ منہ

وہ تمام کتابیں جنکو یہ لوگ جعلی تصور کرتے ہیں ان چار انجیلوں کے ساتھ ایک ہی جلد میں مجلد کر کے مبارکباد کے طور پر لیلور نذر پیش کی تھیں اور اس مجموعہ کی ایک جلد ہمارے پاس بھی ہے پس غور کا مقام ہے کہ اگر درحقیقت وہ کتابیں گندی اور جعلی اور ناپاک ہوتیں تو پھر پاک اور ناپاک دونوں کو ایک جلد میں مجلد کرنا کس قدر گناہ کی بات تھی بلکہ اصل بات یہ ہے کہ یہ لوگ دلی اطمینان سے نہ کسی کتاب کو جعلی کہہ سکتے ہیں نہ اصلی ٹھہرا سکتے ہیں اپنی اپنی رائیں ہیں اور سخت تعصب کی وجہ سے وہ انجیلیں جو قرآن شریف کے مطابق ہیں انکو یہ لوگ جعلی قرار دیتے ہیں برنباس کی انجیل جس میں نبی آخر الزمان صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت پیشگوئی ہے وہ اسی وجہ سے جعلی قرار دی گئی ہے کہ اس میں کھلے کھلے طور پر آنحضرت کی پیشگوئی موجود ہے۔ چنانچہ سیل صاحب نے اپنی تفسیر میں اس قصہ کو بھی لکھا ہے کہ ایک عیسائی راہب اسی انجیل کو دیکھ کر مسلمان ہوگیا تھا۔ غرض یہ بات خوب یاد رکھنی چاہئیے کہ یہ لوگ جس کتاب کی نسبت کہتے ہیں کہ یہ جعلی ہے یا جھوٹا قصہ ہے ایسی باتیں صرف دو خیال سے ہوتی ہیں (۱) ایک یہ کہ وہ قصہ یا وہ کتاب اناجیل مروجہ کے مخالف ہوتی ہے۔ (۲) دوسری یہ کہ وہ قصہ یا وہ کتاب قرآن شریف سے کسیقدر مطابق ہوتی ہے اور بعض شریر اور سیاہ دل انسان ایسی کوشش کرتے ہیں کہ اوّل اصول مسلمہ کے طور پر یہ ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ یہ جعلی کتابیں ہیں اور پھر کہتے ہیں کہ قرآن میں انکا قصہ درج ہے اور اس طرح پر نادان لوگوں کو دھوکہ دیتے ڈالتے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ اس زمانہ کی کتابوں کا جعلی یا اصلی ثابت کرنا بجز خدا کی وحی کے اور کسی کا کام نہ تھا۔ پس خدا کی وحی کا جس کسی قصہ سے توارد ہوا وہ سچا ہے گو بعض نادان انسان اسکو جھوٹا قصہ قرار دیتے ہوں اور جس واقعہ کی خدا کی وحی نے تکذیب کی وہ جھوٹا ہے اگرچہ بعض انسان اوسکو سچا قرار دیتے ہوں اور قرآن شریف کی نسبت یہ گمان کرنا کہ ان مشہور قصوں یا افسانوں یا کتبوں یا اناجیل سے بنایا گیا ہے نہایت قابل شرم جہالت ہے کیا ممکن نہیں کہ خدا کی کتاب کا کسی گذشتہ مضمون سے توارد ہو جائے جیسا کہ ہندوؤں کے وید جو اس زمانہ میں مخفی تھے انکی کئی عبارتیں قرآن شریف میں پائی جاتی ہیں پس کیا ہم کہہ سکتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وید بھی پڑھا تھا۔ اناجیل وغیرہ کا ذخیرہ جو چھاپہ خانہ کے ذریعہ سے اب ملا ہے عرب میں انکو کوئی جانتا بھی نہیں تھا اور عرب کے لوگ محض امّی تھے اور اگر اس ملک میں شاذ و نادر کے طور پر کوئی عیسائی بھی تھا وہ بھی اپنے مذہب کی کوئی وسیع واقفیت نہیں رکھتا تھا۔ تو پھر یہ الزام کہ گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سرقہ کے طور پر ان کتابوں سے وہ مضمون لئے تھے ایک لغو خیال ہے آنحضرت محض امّی تھے آپ عربی بھی نہیں پڑھ سکتے تھے چہ جائیکہ یونانی یا عبرانی۔ یہ بار ثبوت ہمارے مخالفوں کے ذمہ ہے کہ اس زمانہ کی کوئی پرانی کتاب پیش کریں جس سے مطالب اخذ کئے گئے۔ اگر فرض محال کے طور پر قرآن شریف میں سرقہ کے ذریعہ سے کوئی مضمون ہوتا تو عرب کے عیسائی لوگ جو اسلام کے سخت دشمن تھے فی الفور شور مچاتے کہ ہم سے سُنکر ایسا مضمون لکھا ہے۔

یاد رہے کہ دنیا میں صرف قرآن شریف ہی ایک ایسی کتاب ہے جس کی طرف سے معجزہ ہونے کا دعویٰ پیش ہوا اور بڑے زور سے یہ دعویٰ کیا گیا کہ اسکی خبریں اور اوس کے قصے سب غیب گوئی ہے اور آئندہ کی خبریں بھی قیامت تک اس میں درج ہیں اور وہ اپنی فصاحت بلاغت کے رو سے بھی معجزہ ہے پس عیسائیوں کے [illegible] یہ بات نہایت سہل تھی کہ وہ بعض قرآنی [illegible] پیش کر کے ان کتابوں سے قرآن شریف نے چوری کی ہے اس صورت میں اسلام کا تمام کاروبار [illegible] تو بعد از مرگ واویلا ہے [illegible] ہرگز قبول نہیں کر سکتی کہ اگر عرب کے عیسائیوں کے پاس درحقیقت ایسی کتابیں موجود تھیں جنکی نسبت گمان ہو سکتا تھا۔ کہ ان کتابوں سے قرآن شریف نے قصے لئے ہیں۔ خواہ وہ کتابیں اصلی تھیں یا فرضی تھیں تو عیسائی اس پردہ دری سے چپ [illegible] بلاشبہ قرآن شریف کا سارا مضمون وحی الٰہی سے ہے اور وہ وحی ایسا عظیم الشان معجزہ ہے کہ اسکی نظیر کوئی شخص پیش نہ کر سکا اور سوچنے کا مقام ہے کہ جو شخص دوسری کتابوں کا چور ہو اور چوری سے مضامین بنا دے اور جانتا ہو کہ فلاں فلاں کتاب سے یہ مضمون لیا ہے اور غیب کی باتیں نہیں ہیں [illegible] کب جرأت اور حوصلہ ہو سکتا ہے کہ تمام جہان کو مقابلہ کے لئے بلا دے اور پھر کوئی اس کی پردہ دری پر قادر نہ ہو۔ اصل بات یہ ہے کہ عیسائی قرآن شریف پر بہت ہی ناراض ہیں اور ناراض ہونے کی وجہ یہی ہے کہ قرآن شریف نے تمام پرانے عیسائی مذہب کے تار و پود توڑ دیئے ہیں ایک انسان کا خدا بننا باطل کر کے دکھلا دیا۔ صلیبی عقیدہ کو پاش پاش کر دیا اور انجیل کی وہ تعلیم جس پر عیسائیوں کو ناز تھا نہایت درجہ ناقص اور نکما ہونا اسکا بپایۂ ثبوت پہونچا دیا پھر عیسائیوں کا جوش ضرور نفسانیت کی وجہ سے ہونا چاہئے تھا۔ پس جو کچھ وہ افترا کریں تھوڑا ہے۔ جو شخص مسلمان ہو کر پھر عیسائی بننا چاہے اسکی ایسی ہی مثال ہے جیسے کوئی ماں کے پیٹ سے پیدا ہو کر اور بالغ ہو کر پھر یہ چاہے کہ ماں کے پیٹ میں داخل ہو جائے۔ اور وہی نطفہ بنجائے جو پہلے تھا۔ مجھے تعجب ہے کہ عیسائیوں کو کس بات پر ناز ہے اگر اون کا خدا ہے تو وہ وہی ہے جو مدت ہوئی کہ مرگیا اور سری نگر محلہ خان یار کشمیر میں اس کی قبر ہے۔ اور اگر اس کے معجزات ہیں تو وہ دوسرے نبیوں سے بڑھ کر نہیں ہیں۔ بلکہ الیاس نبی کے معجزات اس سے بہت زیادہ ہیں اور بموجب بیان یہودیوں کے اس سے کوئی معجزہ نہیں ہوا محض فریب اور مکر تھا اور پیشگوئیوں کا یہ حال ہے جو اکثر جھوٹی نکلی ہیں کیا بارہ تخت بہشت میں نصیب ہوگئے کوئی پادری صاحب تو جواب دیں؟ کیا دنیا کی بادشاہت حضرت عیسےٰ کو انکی اپنی پیشگوئی کے موافق مل گئی۔ جس کے لئے ہتھیار بھی خریدے گئے تھے کوئی تو بولے؟ اور کیا اسی زمانہ میں حضرت مسیح علیہ السلام اپنے دعوے کے موافق آسمان سے اترے میں کہتا ہوں اترنا کیا اون کو تو آسمان پر جانا ہی نصیب نہیں ہوا یہی رائے یورپ کے محقق علماء کی بھی ہے۔ ....

بلکہ وہ صلیب پر سے نیم مردہ ہو کر بچ گئے اور پھر پوشیدہ طور پر بھاگ کر ہندوستان کی راہ سے کشمیر میں پہنچے۔ اور وہیں فوت ہوئے ؒ

پھر تعلیم کا یہ حال ہے کہ قطع نظر اس کے کہ اسپر چوری کا الزام لگایا گیا ہے۔ انسانی قوٰی کی تمام شاخوں میں سے صرف ایک شاخ حلم اور درگذر پر انجیل کی تعلیم زور دیتی ہے اور باقی شاخوں کا خون کیا ہے حالانکہ ہر ایک شخص سمجھ سکتا ہے کہ جو کچھ انسان کو قدرت قادر نے عطا کیا ہے کوئی چیز اون میں سے بیکار نہیں ہے اور ہر ایک انسانی قوت اپنی اپنی جگہ پر عین مصلحت سے پیدا کی گئی ہے اور جیسے کسی وقت اور کسی محل پر حلم اور درگذر عمدہ اخلاق میں سے سمجھے جاتے ہیں ایسا ہی کسیقدر غیرت اور انتقام اور مجرم کو سزا دینا اخلاق فاضلہ میں سے شمار کیا جاتا ہے نہ ہمیشہ درگذر اور عفو قرین مصلحت ہے اور نہ ہمیشہ سزا اور انتقام مصلحت کے مطابق ہے یہی قرآنی تعلیم ہے جیسا کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے جزاء سیئة سیئة مثلها فمن عفى واصلح فاجره على الله یعنے بدی کی جزا اسیقدر ہے جسقدر بدی کی گئی مگر جو کوئی عفو کرے اور اس عفو میں کوئی اصلاح مقصود ہو تو اوس کا اجر خدا کے پاس ہے۔ یہ تو قرآن شریف کی تعلیم ہے مگر انجیل میں بغیر کسی شرط کے ہر ایک جگہ عفو اور درگذر کی ترغیب دیگئی ہے اور انسانی دوسرے مصالح کو

ؒ عیسائی مذہب میں دین کی حمایت کیلئے ہر ایک قسم کا افترا اور جھوٹ جائز بلکہ موجب ثواب ہے دیکھو پولوس کا قول۔ منہ

ؒ پادری فنڈل صاحب نے اپنی کتاب میزان الحق میں اس بات کو قبول کر لیا ہے کہ عرب کے عیسائی بھی وحشیوں کی طرح تھے اور بے خبر تھے۔ منہ

* قرآن شریف نے تو اپنی نسبت معجزہ اور بے مثل ہونیکا دعویٰ کر کے اپنی برتری [illegible] بلند آواز سے کہدیا کہ اگر کوئی اسکو انسانی کلام سمجھتا ہے تو وہ جواب دے لیکن تمام مخالف خاموش ہے۔ مگر انجیل کو تو اسی زمانہ میں یہودیوں نے مسروقہ قرار دیا تھا۔ انجیل نے دعوےٰ کیا کہ انسان ایسی انجیل بنانے پر قادر نہیں [illegible] ہیں۔ قرآن شریف [illegible] ایسا قرآن بنانے پر قادر نہیں اور تمام مخالفین نے چپ کر کے اس دعویٰ کو سچا ثابت کر دیا [illegible]

ؒ یہودیوں کے اس بیان کی خود حضرت مسیح کے قول میں تائید پائی جاتی ہے کیونکہ حضرت مسیح انجیل میں فرماتے ہیں کہ اس زمانہ کے حرامکار مجھ سے نشان مانگتے ہیں انکو کوئی نشان نہیں دکھلایا جائیگا۔ پس ظاہر ہے کہ اگر حضرت عیسےٰ نے کوئی معجزہ یہودیوں کو دکھلایا ہوتا تو ضرور وہ یہودیوں کی اس درخواست کے وقت اُن معجزات کا حوالہ دیتے۔ منہ

ؒ جو لوگ مسلمان کہلا کر حضرت عیسےٰ کو مع جسم عنصری آسمان پر پہنچاتے ہیں وہ قرآن شریف کے برخلاف ایک لغو بات منہ پر لاتے ہیں قرآن شریف تو آیت فلما توفیتنی میں حضرت عیسےٰ کی موت ظاہر کرتا ہے اور آیت قل سبحان ربی هل كنت الا بشرا رسولا۔ میں انسان کا مع جسم عنصری آسمان پر جانا ممتنع قرار دیتا ہے پھر یہ کیسی جہالت ہے کہ کلام الٰہی کے مخالف عقیدہ رکھتے ہیں توفی کے یہ معنے کرنا کہ مع جسم عنصری آسمان پر اٹھائے جانا اس سے بڑھ کر کوئی جہالت نہیں ہوگی اول تو کسی کتاب لغت میں توفی کے یہ معنی نہیں لکھے کہ مع جسم عنصری آسمان پر اٹھایا جانا ہر ما سوا اسکے جبکہ آیت فلما توفیتنی قیامت کے متعلق [illegible] کو حضرت عیسےٰ خدا تعالےٰ کو یہ جواب [illegible] لازم آتا ہے کہ قیامت تو آجائیگی [illegible] قرآن شریف کی [illegible] منہ

* قرآن شریف نے [illegible]

بغیر تمام سلسلہ تمدن کا چل رہا ہے پامال کر دیا ہے۔ اخلاق قوتوں کے درخت کی تمام شاخوں میں سے صرف ایک شاخ کے بڑھنے پر زور دیا ہے اور باقی شاخوں کی رعایت قطعاً ترک کر دی گئی ہے پھر تعجب ہے کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام نے خود اخلاقی تعلیم پر عمل نہیں کیا۔ انجیر کے درخت کو بغیر پھل کے دیکھ کر اس پر بددعا کی اور دوسروں کو دعا کرنا سکھلایا اور دوسروں کو یہ بھی حکم دیا کہ تم کسی کو احمق مت کہو مگر خود اسقدر بدزبانی میں بڑھ گئے کہ یہودی بزرگوں کو ولد الحرام تک کہدیا اور ہر ایک وعظ میں یہودی علماء کو سخت سخت گالیاں دیں اور بُرے بُرے انکے نام رکھے۔ اخلاقی تعلیم کا فرض ہے کہ پہلے آپ اخلاق کریمہ دکھلاوے پس کیا ایسی تعلیم ناقص جس پر انہوں نے آپ بھی عمل نہ کیا خدا تعالےٰ کی طرف سے ہو سکتی ہے۔ پاک اور کامل تعلیم قرآن شریف کی ہے جو انسانی درخت کی ہر ایک شاخ کی پرورش کرتی ہے اور قرآن شریف صرف ایک پہلو پر زور نہیں ڈالتا بلکہ کبھی تو عفو اور درگذر کی تعلیم دیتا ہے مگر اس شرط سے کہ عفو کرنا قرین مصلحت ہو اور کبھی مناسب محل اور وقت کے مجرم کو سزا دینے کے لئے فرماتا ہے پس درحقیقت قرآن شریف خدا تعالےٰ کے اس قانون قدرت کی تصویر ہے جو ہمیشہ ہماری نظر کے سامنے ہے یہ بات نہایت معقول ہے کہ خدا کا قول اور فعل دونوں مطابق ہونے چاہئیں یعنی جس رنگ اور طرز پر دنیا میں خدا تعالےٰ کا فعل نظر آتا ہے ضرور ہے کہ خدا تعالےٰ کی سچی کتاب اپنے فعل کے مطابق تعلیم کرے نہ یہ کہ فعل سے کچھ اور ظاہر ہو اور قول سے کچھ اور ظاہر ہو۔ خدا تعالےٰ کے فعل میں ہم دیکھتے ہیں کہ ہمیشہ درگذر نہیں بلکہ وہ مجرموں کو طرح طرح کے عذابوں سے سزایاب بھی کرتا ہے ایسے عذابوں کا پہلی کتابوں میں بھی ذکر ہے ہمارا خدا صرف حلیم نہیں بلکہ وہ حکیم بھی ہے اور اس کا قہر بھی عظیم ہے سچی کتاب وہ کتاب ہے جو اس کے قانون قدرت کے مطابق ہے اور سچا قول الٰہی وہ ہے جو اس کے فعل کے مخالف نہیں ہم نے کبھی مشاہدہ نہیں کیا کہ خدا نے اپنی مخلوق کے ساتھ ہمیشہ حلم اور درگذر کا معاملہ کیا ہو اور کوئی عذاب نہ آیا ہو۔ اب بھی ناپاک طبع لوگوں کے لئے خدا تعالےٰ نے میرے ذریعہ سے ایک عظیم الشان اور ہیبت ناک زلزلہ کی خبر دے رکھی ہے جو انکو ہلاک کریگا اور طاعون بھی ابھی دور نہیں ہوئی۔ پہلے اس سے نوح کی قوم کا کیا حال ہوا۔ لوط کی قوم کو کیا پیش آیا۔ سو یقیناً سمجھو کہ شریعت کا ماحصل تخلق باخلاق اللہ ہے یعنی خدائے عزوجل کے اخلاق اپنے

اندر حاصل کرنا یہی کمال نفس ہے اگر ہم یہ چاہیں کہ خدا سے بھی بڑھکر کوئی نیک خلق ہم میں پیدا ہو تو یہ بے ایمانی اور پلید رنگ کی گستاخی ہے اور خدا کے اخلاق پر ایک اعتراض ہے۔

اور پھر ایک اور بات بھی غور کرو کہ خدا کا قدیم سے قانون قدرت ہے کہ وہ توبہ اور استغفار سے گناہ معاف کرتا ہے اور نیک لوگوں کی شفاعت کے طور پر دعا بھی قبول کرتا ہے مگر یہ ہمنے خدا کے قانون قدرت میں کبھی نہیں دیکھا کہ زید اپنے سر پر پتھر مارے اور اس سے بکر کی دردسر جاتی رہے۔ پھر ہمیں معلوم نہیں ہوتا کہ مسیح کی خودکشی سے دوسروں کی اندرونی بیماری کا دور ہونا کس قانون پر مبنی ہے اور وہ کونسا فلسفہ ہے جس سے ہم معلوم کر سکیں کہ مسیح کا خون کسی دوسرے کی اندرونی ناپاکی کو دور کر سکتا ہے بلکہ مشاہدہ اس کے برخلاف گواہی دیتا ہے کیونکہ جب تک مسیح نے خودکشی کا ارادہ نہیں کیا تھا تب تک عیسائیوں میں نیک چلنی اور خدا پرستی کا مادہ تھا مگر صلیب کے بعد تو جیسے ایک بند ٹوٹ کر ہر ایک طرف دریا کا پانی پھیل جاتا ہے یہی عیسائیوں کے نفسانی جوشوں کا حال ہوا۔ کچھ شک نہیں کہ اگر یہ خودکشی مسیح سے بالارادہ ظہور میں آئی تھی تو بہت بیجا کام کیا اگر وہی زندگی وعظ و نصیحت میں صرف کرتا تو مخلوق خدا کو فائدہ پہنچتا۔ اس بیجا حرکت سے دوسروں کو کیا فائدہ ہوا۔ ہاں اگر مسیح خودکشی کے بعد زندہ ہو کر یہودیوں کے روبرو آسمان پر چڑھ جاتا تو اس سے یہودی ایمان لے آتے مگر اب تو یہودیوں اور تمام عقلمندوں کے نزدیک مسیح کا آسمان پر چڑھنا محض ایک فسانہ اور گپ ہے۔

اور پھر تثلیث کا عقیدہ بھی ایک عجیب عقیدہ ہے کیا کسی نے سنا ہے کہ مستقل طور پر اور کامل طور پر تین بھی ہوں اور ایک بھی ہو اور ایک بھی کامل خدا اور تین بھی کامل خدا ہو۔ عیسائی مذہب بھی عجیب مذہب ہے کہ ہر ایک بات میں غلطی اور ایک علم میں لغزش ہے۔ اور پھر باوجود ان تمام تاریکیوں کے آئندہ زمانہ کیلئے وحی اور الہام پر مہر لگ گئی ہے اور اب ان تمام اناجیل کی غلطیوں کا فیصلہ حسب اعتقاد عیسائیوں کی وحی جدید کی رو سے تو غیر ممکن ہے کیونکہ ان کے عقیدہ کے موافق اب وحی آگے نہیں بلکہ پیچھے رہ گئی ہے اب تمام مدار صرف اپنی اپنی رائے پر ہے جو جہالت اور تاریکی سے مبرا نہیں۔ اور ان کی انجیلیں اسقدر بیہودگیوں کا مجموعہ ہیں جو ان کا شمار کرنا غیر ممکن ہے مثلاً ایک عاجز انسان کو خدا بنانا اور دوسروں کے گناہوں کی سزا میں اس کے لئے صلیب تجویز کرنا

اور تین دن تک اسکو دوزخ میں بھیجنا۔ اور پھر ایک طرف خدا بنانا اور ایک طرف کمزوری اور دروغگوئی کی علوت کو اسکی طرف منسوب کرنا چنانچہ انجیلوں میں بہت سے ایسے کلمات پائے جاتے ہیں جن سے نعوذ باللہ حضرت مسیح کا دروغگو ہونا ثابت ہوتا ہے مثلاً وہ ایک چور کو وعدہ دیتے ہیں کہ آج بہشت میں تو میرے ساتھ روزہ کھولے گا اور ایک طرف وہ خلاف وعدہ اسی دن دوزخ میں جاتا ہے اور تین دن دوزخ میں ہی رہتے ہیں۔ ایسا ہی انجیلوں میں یہ بھی لکھا ہے کہ شیطان آزمائش کے لئے مسیح کو کئی جگہ لئے پھرا۔ یہ عجیب بات ہے کہ مسیح خدا بنکر بھی شیطان کی آزمائش سے بچ نہ سکا اور شیطان کو خدا کی آزمائش کی جرأت ہو گئی۔ یہ انجیل کا فلسفہ تمام دنیا سے نرالا ہے۔ اگر درحقیقت شیطان مسیح کے پاس آیا تھا تو مسیح کے لئے بڑا عمدہ موقع تھا کہ یہودیوں کو شیطان دکھلا دیتا کیونکہ یہودی حضرت مسیح کی نبوت کے سخت انکاری تھے وجہ یہ کہ ملاکی نبی کی کتاب میں سچے مسیح کی یہ علامت لکھی تھی کہ اس سے پہلے الیاس نبی دوبارہ دنیا میں آئے گا۔ پس چونکہ الیاس نبی دوبارہ دنیا میں نہ آیا اسلئے یہودی ابتک حضرت عیسیٰ کو مفتری اور مکار کہتے ہیں۔ یہ یہودیوں کی ایسی حجت ہے کہ عیسائیوں کے پاس اس کا کوئی جواب نہیں۔ اور شیطان کا مسیح کے پاس آنا یہ بھی یہودیوں کے نزدیک مجنونانہ خیال ہے اکثر مجانین ایسی ایسی خوابیں دیکھا کرتے ہیں یہ مرض کابوس کی ایک قسم ہے اس جگہ ایک محقق انگریز نے یہ تاویل کی ہے کہ شیطان کے آنے سے مراد یہ ہے کہ مسیح کو تین مرتبہ شیطانی الہام ہوا تھا مگر مسیح شیطانی الہام سے متاثر نہیں ہوا۔ ایک شیطانی الہام میں سے یہ تھا کہ مسیح علیہ السلام کے دل میں شیطان کی طرف سے یہ ڈالا گیا کہ وہ خدا کو چھوڑ دے اور محض شیطان کے تابع ہو جائے۔ مگر تعجب

کہ شیطان خدا کے بیٹے پر مسلط ہوا اور دنیا کی طرف اس کو رجوع دیا حالانکہ وہ خدا کا بیٹا کہلاتا ہے اور پھر خدا ہونے کے برخلاف وہ مر بھی گیا حالانکہ خدا کبھی مرا کرتا ہے۔ اور اگر محض انسان مرا ہے تو پھر کیوں یہ دعوے ہے کہ ابن اللہ نے انسانوں کے لئے جان دی۔ اور پھر وہ ابن اللہ کہلا کر قیامت کے وقت سے بھی بے خبر ہے جیسا کہ مسیح کا اقرار انجیل میں موجود ہے کہ وہ باوجود ابن اللہ ہونے کے نہیں جانتا کہ قیامت کب آوے گی۔ باوجود خدا کہلانے کے قیامت کے علم سے بے خبر ہونا کسقدر بیہودہ بات ہے۔ بلکہ قیامت تو دور ہے اوس کو یہ بھی خبر نہ تھی کہ جس درخت انجیر کی طرف چلا اسپر کوئی پھل نہیں۔

اب ہم اصل امر کی طرف رجوع کر کے مختصر طور پر بیان کرتے ہیں کہ خدا تعالےٰ کی ایک وحی اگر کسی گذشتہ قصہ یا کتاب کے مطابق آجائے یا پوری مطابق نہ ہو یا فرض کرو کہ وہ قصہ یا وہ کتاب لوگوں کی نظر میں ایک فرضی کتاب یا فرضی قصہ ہے تو اس سے خدا تعالےٰ کی وحی پر کوئی حملہ نہیں کر سکتا جن کتابوں کا نام عیسائی لوگ تاریخی کتابیں رکھتے یا آسمانی وحی کہتے ہیں یہ تمام بے بنیاد باتیں ہیں جنکا کوئی ثبوت نہیں اور کوئی کتاب ان کی شکوک و شبہات کے گند سے خالی نہیں۔ اور جن کتابوں کو وہ جعلی اور فرضی کہتے ہیں ممکن ہے کہ وہ جعلی نہ ہوں اور جن کتابوں کو وہ صحیح سمجھتے ہیں ممکن ہے کہ وہ جعلی ہوں۔ خدا تعالےٰ کی کتاب ان کی مطابقت یا مخالفت کی محتاج نہیں۔ خدا تعالےٰ کی سچی کتاب کا یہ معیار نہیں ہے کہ ایسی کتابوں کی مطابقت یا مخالفت دیکھی جائے عیسائیوں کا کسی کتاب کو جعلی کہنا ایسا امر نہیں ہے کہ جو پختہ تحقیقات سے ثابت ہو چکا ہے۔ اور نہ انکا کسی کتاب کو صحیح کہنا کسی باضابطہ ثبوت پر مبنی ہے نری اٹکلیں اور خیالات ہیں۔ لہذا انکے یہ بیہودہ خیالات خدا کی کتاب کے معیار نہیں ہو سکتے بلکہ معیار یہ ہے کہ دیکھنا چاہئے کہ وہ کتاب خدا کے قانون قدرت اور قوی معجزات سے اپنا منجانب اللہ ہونا ثابت کرتی ہے یا نہیں۔

٭ اس زمانہ میں یہودی لوگ الیاس نبی کے دنیا میں دوبارہ آنے اور آسمان سے اترنے کے ایسے ہی منتظر تھے جیسے کہ آجکل ہمارے سادہ طبع مولوی حضرت عیسیٰ کے آسمان سے اترنے کے منتظر ہیں مگر حضرت عیسیٰ کو ملاکی نبی کی اس پیشگوئی کی تاویل کرنی پڑی اسی وجہ سے یہودی ابتک انکو سچا نبی نہیں جانتے کہ الیاس آسمان سے نہیں اترا اس عقیدہ کی وجہ سے یہودی تو داخل جہنم ہوئے۔ اب اسی طمع خام میں مسلمان گرفتار ہیں سراسر یہودیوں کا رنگ ہے تا اس سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ایک پیشگوئی پوری ہو گئی۔ منہ

٭ دنیا میں ایک قرآن ہی ہے جس نے خدا کی ذات اور صفات کو خدا کے اس قانون قدرت کے مطابق ظاہر فرمایا ہے جو خدا کے فعل سے دنیا میں پایا جاتا ہے اور جو انسانی فطرت اور انسانی ضمیر میں منقوش ہے عیسائی صاحبوں کا خدا صرف انجیل کے ورقوں میں محبوس ہے اور جس تک انجیل نہیں پہنچی وہ اس خدا سے بیخبر ہے لیکن جس خدا کو قرآن پیش کرتا ہے اس سے کوئی شخص ذوی العقول میں سے بیخبر نہیں اسلئے سچا خدا وہی خدا ہے جسکو قرآن نے پیش کیا ہے جسکی شہادت

مراسلت

یالیت قومی یعلمون

جن حضرات نے ۲۴ جنوری سنہ ۱۰ء کے الحکم مین میرے ریویو اور مراسلت اور اوسکے بعد کے خط کو دیکھا ہے وہ واقف ہین کہ حکیم احمد اللہ خانصاحب نجیب آبادی نے کسطرح مجھکو متوجہ کیا اور میری متعدی پر کسقدر بزدلی کے ساتھ گریز اختیار کی۔ آج روزانہ پیسہ اخبار ۱۵ و ۱۶ فروری سنہ ۱۰ء کے دیکھنے سے معلوم ہوا۔ کہ حکیم صاحب نے "**مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے دعاوی**" کے ہیڈنگ سے ایک مضمون شائع کرایا ہے۔ مجھکو معتبر ذریعون سے معلوم ہوا کہ یہ مضمون مہینون کی کوشش اور جانفشانی سے تیار کیا گیا ہے مین اسکے مطالعہ کا بڑا مشتاق تہا خدا کا شکر ہے کہ آج پیسہ اخبار مین اسکو دیکھا اور بالاستیعاب مطالعہ کرنیکے بعد بے اختیار زبان سے یہ شعر نکلا ؂

بڑا شور سنتے تہے پہلو مین دل کا
جو چیرا تو اک قطرۂ خون نہ نکلا

روزانہ پیسہ اخبار کی بڑی تقطیع کا تقریباً ایک کالم صرف اس اعتراض مین سیاہ کیا گیا ہے کہ مرزا صاحب کے مریداونکے نام کے ساتھ "**علیہ السلام**" کیون لکھتے ہین۔ بادشاہ وزیر کی کہانی اور نواب صاحب لوہارو کی داستان اور ان کی ہزار روپیہ تنخواہ کی عجیب و غریب غیر مانوس حکایت لکھی گئی ہے۔ مین حیران ہون کہ مولوی ہونیکا دعوے۔ مسیح موعود علیہ السلام کے دعاوی کے متعلق نکتہ چینی۔ علیہ السلام کے خطاب پر اعتراض۔ اور ثبوت مین ایسی بے سروپا باتین لکھنا سوائے اس کے اور کیا کہون کہ ؂

محبت کرین آرزو خدائی کی
شان ہے تیری کبریائی کی

قرآن شریف سے مومنین پر خدا کا سلام بہیجنا ثابت۔ امام حسن علیہ السلام سے بلکہ شیعون کے اول سے بارھوین امام تک سب کے لئے آپ کے نزدیک علیہ السلام لکہنا جائز مگر مسیح موعود علیہ السلام کیلئے علیہ السلام ناجائز۔ اور پہر یہی گویا تمام اعتراضات کا سنگ بنیاد! آپ کے پیشوا نواب صدیق حسن خانصاحب اپنی کتاب **تشریف البشر بذکر الائمۃ الاثنی عشر** مین اپنی کتاب کے ایک مضمون کی پیشانی صاف "مہدی علیہ السلام" لکہین اور جابجا علی رضا رضی اللہ عنہ اور محمد جواد رضی اللہ عنہ تحریر فرمائین اور آپ مسیح موعود اور اون کے مقدس دوستون کے لئے (جو کما استخلف الذین من قبلہم کے مصداق ہین) علیہ السلام اور رضی اللہ عنہ لکہنے سے باغی اور نافرمان قرار دیتے ہین۔ سچ ہے ؂

چون خدا خواہد کہ پردہ کس درد
میلش اندر طعنۂ پاکان برد

کہئے حضرت! آپ تو لکہتے ہین کہ "ایسا لکھنے سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی اور اونکے دوستون کی حقارت اور بے عزتی کی ہے اسلئے کہ یہ خطاب علیہ السلام مرسلین کا جو صاحب کتاب و شریعت تہے ہے"۔ یہ تو بتائے کہ آپ کے مقتدا و پیشوا نے تو ہم سے بھی پہلے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی اور اون کے دوستون کی بیعزتی کی اور اگر آپ نواب صدیق حسن خانصاحب کو بہی اس خطا مین مبتلا اور باغی و نافرمان نہ سمجہتے ہین۔ تو ذرا مہربانی فرماکر کچہہ شان مولویت دکہایئے۔ اور کتاب و سنت سے اس خطاب کی رسول صاحب شریعت کے لئے خصوصیت تو ثابت کیجئے۔ یہ دلیری قابل داد ہے کہ مولوی کہلاکر مذہبی اعتراض کے لئے نہ قرآن شریف کی کوئی آیت نہ کوئی حدیث بلکہ ثبوت مین نواب صاحب لوہارو کی کہانی خطاب وزارت اور شاہی غلامون کی لکہا! استغفر اللہ۔ دیکہو اُس خدا کے برگزیدہ مسیح موعود علیہ السلام کی مخالفت نے آپ کو کسقدر ذلیل کیا اور کسقدر آپکی عقل پر پردے پڑ گئے کہ آپ نے اپنی طرف سے اِمامکم منکم کے معنے یا تفسیر لکہی ہے کہ "وہ کوئی نئی شریعت لیکر نہین آئینگے صرف ہماری شریعت مین ایک مسئلہ مین تبدیلی کرینگے یعنی جزیہ موقوف کر دینگے"۔ لو کان موسیٰ و عیسیٰ والی حدیث اور دیگر صدہا احادیث اور آیات سے اس بات کے ثابت ہوتے ہوئے بہی کہ اس شریعت مین قیامت تک ترمیم تنسیخ نہین ہو سکتی اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین مانتے ہوئے بہی آپنے اِمامکم منکم جیسی تصریح کے ایسے غلط معنی کئے کہ جس سے ایک ایسے نبی کا آنا ثابت ہوتا ہے۔ جو ہماری اس اکمل شریعت مین تبدیل تنسیخ کریگا۔ کسی نے آپ کے حسب حال اچھا کہا ہے ؂

اُس نقش پا کے سجدے نے کیا کیا ذلیل
ہم کوچۂ رقیب مین بہی سر کے بل گئے

آگے آپ فرماتے ہین "**اس دعوے کا انکے پاس کوئی ثبوت نہین ہے نہ قرآن سے نہ حدیث سے صرف انجیل متی سے یہ تحریر فرماتے ہین کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے حواری یوحنا کی نسبت یہ فرمایا کہ الیاس یہی ہے**"۔ سچ ہے کہ تعصب انسان کو اندہا کر دیتا ہے تمام قرآن شریف ہمارے امام علیہ السلام کی تائید کر رہا ہے صحیح بخاری اور دیگر کتب احادیث اور اجماع صحابہ اور اکثر بزرگان دین سب ہمارے امام علیہ السلام کے دعاوی کے موید ہین۔ زمانہ علیحدہ پکار پکار کر تصدیق کر رہا ہے۔ نشانات اور خوارق علیحدہ گواہی دے رہے ہین منجملہ انکے بطور تائیدی ثبوت کے توریت و انجیل وغیرہ سے بہی شہادتین لیجاتی ہین آپ لکہتے ہین کہ یہی ثبوت ہے۔ خیر اگر آپ ایسا نہ لکہتے تو آپ کا مبلغ علم اور مایۂ لیاقت کیسے ظاہر ہوتا۔ آپ اگر تعصب اور ہٹ دہرمی کو علیحدہ رکہکر مجہسے افہام اور تفہیم پر رضامند ہوجاتے تو آج آپکو قرآن و حدیث کے ثبوت معلوم ہوتے اور آپ سے ایسی قابل مضحکہ فاش غلطی نہ ہوتی۔ پہر آپ نے انجیل یوحنا کے باب اول آیت ۱۹ کی طرف توجہ دلائی ہے اور لکہا ہے کہ "جسوقت لاویون نے دریافت کیا ہے کہ کیا تو الیاس ہے تو کس شد و مد سے انکار کیا ہے"۔ حضرت مجہسے سنئے۔ ملاکی نبی کی کتاب کے چوتہے باب کی پانچوین آیت ہے کہ "دیکہو خداوند کے بزرگ اور ہولناک دن کے آنیسے پیشتر مین الیاہ نبی کو تمہارے پاس بہیجون گا"۔ پہر انجیل متی کے باب ۱۱ کی تیرہوین و چودہوین آیت مین اس وعدہ کے پورا ہونے کا ذکر اسطرح ہے۔ "کیونکہ سب نبی اور توریت نے یوحنا کیوقت تک آگے کی خبر دی اور الیاس جو آنیوالا تہا یہی ہے چاہو تو قبول کرو۔ جس کسی کے کان سننے کے ہون سنے"۔ اسیطرح اور چند موقعون پر یوحنا کو الیاس بیان کیا گیا ہے۔ حضرت اقدس علیہ السلام نے اُن کند ذہن بلید الطبع لوگون کو جو نزول عیسیٰ کے معنی نہین سمجہ سکتے تہے جہان اور مختلف قسم کے دلائل و براہین سے سمجہایا ہے وہان ایک یہ بات بہی بیان فرمائی ہے کہ جو دہوکا اب تمکو ہوا ہے اس دہوکہ مین مسیح موسوی کے زمانہ مین بہی لوگ مبتلا ہو چکے ہین اور وہ الیاس کے دوبارہ نزول کے مطلب کو نہین سمجہ سکے تہے۔ مگر مسیح موسوی کے زمانہ مین اگر لوگ اس دہوکہ مین مبتلا ہوئے تہے تو کسیقدر معذور بہی تہے لیکن تمہارے لئے تو اون کی پہلی ایک نظیر بہی موجود ہے۔ معترض صاحب کو یہ بہی خبر نہین کہ یہ ثبوت کس قسم کا ہے اور کس دعوے کی صداقت مین پیش کیا جاتا ہے۔ اچھا جناب! اب آپ اپنی آیت ۱۹ پر غور کیجئے۔ انجیل مین ۱۹ آیت باب اول یوحنا مین لکہا ہے "اور یوحنا کی گواہی یہ تہی۔ جبکہ یہودیون نے یروشلم سے کاہنون اور لاویون کو بہیجا کہ اوس سے پوچہین کہ تو کون ہے"۔ پہر آگے آیت ۲۱ مین ہے "تب انہون نے اوس سے پوچہا کیا تو الیاس ہے اوس نے کہا مین نہین ہون"۔ یعنی یوحنا اس بات کی گواہی دیتا ہے یا اس واقع کو روایت کرتا ہے۔ کہ کاہنون اور لاویون کے سوال پر مسیح نے کہا کہ مین الیاس نہین ہون۔ اب یہ تو فرمایئے کہ امام علیہ السلام نے یہ کب کہا ہے کہ مسیح ہی در اصل الیاس تہا۔ آپ کو جب اردو کی ضمائر سمجہنے مین غلطی ہوتی ہے کہ **اوسکی** ضمیر مسیح کیطرف راجع ہے یا یوحنا کیطرف۔ تو بہلا آپ سے کیا امید رکہی جائے۔ کہ آپ عربی کے معانی صاف سچے سمجہ سکتے ہین۔ باقی یہ کہ ہم ان کتابون کو یہ کب کہتے ہین کہ ان مین تحریف و تبدیل نہین ہوئی مگر تحریف و تبدیل مین یہ بہی تو ممکن ہے کہ بعض باتین اصلی بہی رہ گئی ہون انہی بناپر تو آپ کے علماء (ق) مفید مطلب موقعون پر ان کتابون سے ثبوت پیش کرتے آئے ہین اور بالخصوص آپ کے مفسرین نے تو ان کتابون ہی سے نہین بلکہ یہود و نصاریٰ کی بالکل غلط اور من گہڑت کہانیون سے اسقدر کام لیا ہے کہ تفاسیر کا ایک معقول حصہ انہی اسرائیلی کہانیون سے لبریز ہے۔ آپکے پیشوا نواب صدیق حسن خانصاحب نے بہی اکثر موقعون پر دق ہو ہو کر اپنی تفسیر ترجمان القرآن مین مفسرین کو اس حرکت پر لتاڑا ہے۔ ہمارے امام نے تو اس واقعہ کو محض تائیدی گواہ کے طور پر پیش کیا ہے نہ یہ کہ بس اسی پر دار و مدار ہے۔ آگے آپنے خدا جانے کیون یہ آیت لکہی ہے۔ **یحرفون الکلم عن مواضعہ** مگر غور کرنیسے معلوم ہوا کہ حق بات حق کی مخالفت کرنیوالون کی زبان سے بہی نکل جاتی ہے دیکہئے آپنے اپنے حق مین جو دا اس آیت کو پیش کیا کیونکہ آپکے مشہور مولویون کا یہ مذہب ہے کہ **اِنّی مُتَوَفِّیکَ وَ رَافِعُکَ اِلَیَّ** مین تقدیم و تاخیر ہے معنی یہ ہوئے کہ مین تجہکو اٹہانیوالا ہون اور کافرون سے صاف و پاک کرنیوالا ہون اور مارنیوالا ہون تجہکو آسمان سے اتار کر جیساکہ الفتح الربانی مین لکہا ہے **تحت قولہ متوفیک** قال الفراء فی الکلام **تقدیم و تاخیر** تقدیرہ انی رافعک و مطہرک من الذین کفروا و متوفیک بعد انزالک من السماء۔ اب ذرا ایمان سے کہئے مذکورہ بالا اعتقاد رکہنے والے **یحرفون الکلم عن مواضعہ** کے مصداق ہوئے یا نہین۔ اسی صفحہ کے دوسرے نصف کالم تک آپ نے مسئلہ **بروز** کا ذکر کیا ہے اور کہین فرمایا ہے "خدا یا در کہنا ہوں گیا خدا کو ہمارے زمانہ کے آدمیون کو دہوکہ دینا منظور تہا" وغیرہ وغیرہ۔ اگر مسئلہ بروز کی حقیقت سے آپ قطعی نابلد اور محض ناواقف ہین تو صوفیائے کرام کی تصانیف اور علماء دین کی کتابون مین اسکی تلاش کیجئے ابن عربی رحمتہ اللہ علیہ کی **تفسیر القرآن۔ اقتباس الانوار** اور **کشف المحجوب** کو دیکہئے کہ بزرگان دین نے نزول مسیح کو بروزی مانا ہے آپ کو بوجہ اپنی ناواقفیت کے صرف اس لئے دہوکہ لگا ہے کہ آپ لفظ نزول کی حقیقت سے بہی ناآشنا ہیں۔ آپکے مولوی ثناء اللہ صاحب تو بمقابلہ مولوی نظام الدین صاحب مباحثہ امرتسر مین یہ کہہ چکے ہین منزل من اللہ مسیح کا قرآن و حدیث مین ہرگز ذکر نہین اگر آپ چاہین گے تو مین انشاء اللہ تعالے نزول و بروز کے مسئلہ کو اچھی طرح آپکو سمجہا دونگا باقی یہ کہ خدا نے دہوکہ دیا اور خدا ایسے سمجہاتا دیتی سمجہاتا تو دہوکہ نہ لگتا۔ وغیرہ باتین بالکل ویسی ہین جیسے ہمارے نبی محترم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت یہود و نصاریٰ نے کی ہین۔ اگر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا نام آپکی والدہ اور والد اور شہر وغیرہ سب پتے خدا پہلی کتابون مین بیان فرما دیتا تو یہود و نصاریٰ کی گمراہ نہ ہوتے مگر خدا نے

کی قدیمی سنّت ہے کہ وہ اخبار آئندہ ہمیشہ استعارات کے رنگ مین اسطور سے بیان فرماتا ہے کہ ایک شک کا پہلو بہی ضرور شامل ہے۔ یہ تو نہایت صاف اور صریح باتین تہین افسوس آپ نے عجلت اور تعصب سے کام لیا کشمیر کے دارالسلطنت سری نگر کے محلہ خان یار مین حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی قبر ہونے کا ثبوت اگر دیکہنا ہو تو حضرت امام زمان علیہ السلام کی کتاب راز حقیقت وغیرہ ملاحظہ فرمایئے اور اگر پہر بہی کچہہ شک رہے تو زبانی بلائے قرآن۔ حدیث اور تاریخ سب قسم کے ثبوت کافی طور سے آپ کو ملینگے۔ مین اس بات سے خوب واقف ہون کہ آپنے حضرت اقدس علیہ السلام کی اپنی دعاوی کے متعلق کوئی کتاب نہین دیکہی اور آپ کا مضمون میرے قول کا شاہد ہے۔ یہ بڑی بے انصافی اور کج فہمی کی بات ہے۔ کہ کسی مخالف کے عقیدہ اور مذہب کو اوس کی تصنیفات کے ذریعہ سے پورے طور پر معلوم نہ کیا جائے۔ اور سنی سنائی باتون پر اعتراض شروع کر دیئے جائین۔ آپ شہادت القرآن۔ تذکرۃ الشہادتین۔ آئینہ کمالات اسلام۔ ازالہ اوہام وغیرہ اول ملاحظہ فرمائین اور پہر لب ہلائین ورنہ اسی طرح آپ کو ٹہوکرین کہانی پڑینگی اور ایک مامور من اللہ امام وقت کی شناخت سے محروم رہکر آپ حدیث من لم یعرف امام زمانہ فقد مات میتۃ الجاہلیۃ کے مصداق ہو جائینگے۔

پہر آپ نے لفظ ابن مریم کے متعلق لکہا ہے۔ اور یہانتک جوش دکہایا ہے کہ آپ لکہتے ہین وہ اگر اسپر بہی کوئی شبہ و شک کرے تو قیامت کے دن کی جواب دہی کو سمجہہ لے اللہ و رسول ایکطرف ہونگے کہ ہمنے اور ہمارے رسول نے تو ابن مریم بتلایا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔ اسوقت ہم ہی آپ کو سو سلام کرینگے کہ مرزائی صاحبان جواب دیجیئے گا۔ مجہکو اسوقت یہود کا قول یاد آگیا کہ وہ کہتے ہین کہ جیسے جب مسیح کے نہ ماننے پر قیامت مین سوال ہوگا تو ہم ملاکی نبی کی کتاب کہولکر اللہ تعالےٰ کے سامنے رکہدین گے کہ تو نے تو بتایا تہا کہ اول الیاس آئیگا اوسکے بعد مسیح آئیگا مگر الیاس کے آنےسے پہلے مسیح آیا اسلئے ہمنے اسکو نہین مانا پس اگر قیامت کے دن وہ یہودی اسطرح بچ جائین گے تو بیشک آپ بہی بچ جائینگے۔ ورنہ مامور من اللہ کی شناخت نہ کرنے اور مدعی کے دعوے کی طرف توجہ نہ کرنیکی سزا جو رسول پاک نے بتائی ہے اوس کے موافق آپ کی جو حالت ہوگی غور کر لیجئے۔

حضرت! یہ تو بڑی بیوقوفی کی بات ہے کہ حدیثون مین ابن مریم نام دیکہکر آپ کو دہوکا ہوا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا ہے۔ کہ توریت مین میرا نام احمد ہے اور زبور مین میرا نام ماحی ہے اور انجیل مین میرا نام احمد لکہا ہے۔ حالانکہ حضرت کا نام جو ان باپ نے رکہا تہا وہ محمد تہا۔ ان تینون نامون مین سے ایک نام بہی قبل نبوت آپکا نہین تہا۔ پیشگوئیون

مین جو نام بتائے جاتے ہین وہ آسمانی نام ہوتے ہین جو خدا اپنی حکمت سے خود رکہتا ہے۔ اون کو زمینی نامون یعنی ماں باپ کے رکہے ہوئے نامون سے تعلق لازمی نہین ہوتا پہر یہ بہی تو ممکن ہے کہ کسی عورت کا نام مریم ہو اور اوسکے بیٹے کا نام عیسےٰ رکہا جائے تو کیا اوسکو عیسےٰ بن مریم نہین کہا جا سکتا علاوہ ازین ابن مریم کے حقیقی معنی بیٹے پر آپ کیون زور دیتے ہین قرآن شریف کے محاورہ کو دیکہئے ابن السبیل مسافر کو کہا جاتا ہے حالانکہ لغوی معنی ابن السبیل کے راستہ کا بیٹا ہین تو کیا آپ ہر ایک مسافر کو راستہ کا حقیقی بیٹا سمجہتے ہین؟ یا یون سمجہئے کہ ہمارے رسول اکرم کو کفار ابن ابی کبشہ کے نام سے پکارتے تہے تو کیا آپ کہہ سکتے ہین کہ کفار ہمارے حضرت صلعم کو ابی کبشہ کا حقیقی بیٹا سمجہتے تہے؟ نہین بلکہ صرف اسوجہ سے کہتے تہے کہ ابی کبشہ عرب مین ایک موحد شخص گذرا تہا اور ہمارے حضرت صلعم بہی توحید ہی کا وعظ کہتے تہے اسلئے کفار نے ابی کبشہ سے آپ کو نسبت دی۔ حکیم صاحب! یہی تو مسئلہ بروز کی حقیقت ہے پہر آگے آپ دجال کا ذکر کرتے ہین اسکے لئے صرف عمران بن حصین کی حدیث کافی ہے۔ قال سمعت رسول اللہ صلعم یقول ما بین خلق آدم الی قیام الساعۃ امر اکبر من الدجال رواہ مسلم ایضا قال اللہ تعالےٰ لخلق السموات والارض اکبر من خلق الناس قال البغوی فی تفسیرہ الناس الدجال۔ ظاہر ہے کہ اسلام کیلئے زمانہ موجودہ کا دجالی فتنہ اسقدر عظیم الشان ہے کہ کوئی تاریخ کسی زمانہ مین اسکی نظیر نہین بتا سکتی اور الناس الدجال سے وحدت شخصی بہی دجال کی رد ہو گئی۔ پہر آپ فضول دو چار جملے لکہکر آیت قد خلت من قبلہ الرسل کے متعلق فرماتے ہین کہ یہ آیۃ عام ہے مگر بل رفعہ اللہ نے اونکو خاص کر لیا یعنی عام مین سے خاص کئے گئے۔ سبحان اللہ! آپکے خاص اور عام کا کیا کہنا! بل رفعہ اللہ کو آیت قد خلت من قبلہ الرسل سے تعلق کیا؟ دراصل بات یہ ہے کہ یہود نامسعود کی حضرت عیسےٰ علیہ پر دو بڑی تہمتین تہین ایک یہ کہ اون کی پیدایش نعوذ باللہ لعنتی ہے دوسری یہ کہ اون کی موت بہی لعنتی ہوئی کیونکہ توریت کی شریعت کی موافق جو شخص سولی دیا جاتا ہے اوس کی لعنتی موت ہوتی ہے اور اوسکو خدا کیطرف رفع حاصل نہین ہوتا دیکہو استثنا باب ۲۲۔ آیت ۲۲ و ۲۳) اور ظاہر ہے کہ ملعون کی ضد مرفوع ہے پس خدا تعالی نے ان دونو تہمتون کا ایک ہی جگہ جواب دیا ہے وبکفرہم وقولہم علی مریم بہتانا عظیما ہ وقولہم انا قتلنا المسیح عیسی ابن مریم رسول اللہ الخ۔ خلاصہ مطلب یہ کہ نہ تو عیسےٰ کی ناجائز پیدایش ہے اور نہ وہ صلیب پر مرے یعنی وہ ملعون نہین بلکہ اپنی موت سے مر کر مرفوع ہوئے خدا تعالےٰ نے بطور وعدہ کے فرمایا کہ اذ قال اللہ یا

عیسی انی متوفیک ورافعک الی یعنی اللہ تعالےٰ نے فرمایا اے عیسی مین تجہہ کو وفات دینے والا ہون اور وفات کے بعد تجہکو اپنی طرف اٹہانے والا ہون۔ ان دونون وعدون مین پہلے وعدے یعنی وفات کے وعدہ کو تو آیۃ فلما توفیتنی مین پورا کیا اور دوسرے وعدہ کو اس تیسری آیت بل رفعہ اللہ الیہ مین پورا کیا اور اگر آیت بل رفعہ اللہ الیہ واقعی آیت قد خلت کی خاص کرنیوالی ہے تو خدا تو فرماتا ہے یرفع اللہ الذین آمنوا منکم اور اسی طرح بہت سے مقامات پر رفع کا لفظ استعمال ہوا ہے ہر جگہ زندہ مع جسم آسمان پر اٹہائے جانے کے معنی تو آپ بہی نہین لیتے چنانچہ آپ کے مولوی اشرف علی جو آپ کے پیشرو ہین (جنکے علم و فضل کی آپ نے پچہلے خط مین (جسکا جواب شائع ہو چکا ہے) بڑی مدح سرائی کی ہے اپنی اوسی کتاب الخطاب الملیح کے صفحہ مین ایک جگہ لکہتے ہین "رفع بمعنی رفع درجہ کے بہی مستعمل ہے اور بمعنی رفع روح جسکا حاصل موت ہے نیز مستعمل ہے"۔ دوسری جگہ اسی صفحہ مین لکہتے ہین "ہم یہ کب کہتے ہین کہ رفع روحانی مین اسکا استعمال نہین آتا"۔ اب مہربانی فرماکر یہ تو بتا دیجئے کہ کہین کسی ایک جگہ بہی رفع کے معنی زندہ مع جسم آسمان پر اٹہانے کے لئے گئے ہین اگر ایک مثال بہی آپ نہ دے سکین تو پہر آپ کو شرم کرنی چاہیئے۔ پہر آپ تحریر کرتے ہین کہ جب اللہ تعالےٰ مار کر اٹہاتا تو حضرت عیسےٰ کو اطمینان کیسے ہوتا یہودی بہی تو مارنا ہی چاہتے تہے اور اللہ بہی مارے ہے تو خدا بہی گویا یہودیون کے ایک یہودی سمجہا گیا۔ یہودیون کا منشا بہی مار ڈالنے ہی کا تہا اور خدا بہی مارتا ہی ہے تو فرق کیا ہوا جس سے عیسےٰ کو اطمینان ہوتا خدا سے ڈرو قیامت کے دن کی حساب کا خوف کرو"۔ مین نہین خیال کر سکتا کہ اس مجنونانہ کلام کا کیا مطلب ہے سمجہہ مین نہین آتا کہ یہ حضرت عیسیٰ کا اطمینان کیا چیز ہے۔ جس کے لئے خدا کو بہی یہودی بنایا جاتا ہے اور قیامت کے دن سے ڈرایا جاتا ہے خدا تعالےٰ تو فرماتا ہے کہ کل نفس ذائقۃ الموت اور یہان نہایت شوخ چشمی دلیری اور گستاخی سے خدا کو یہودی بنانے سے بہی دریغ نہین کیا گیا۔ اے خدا ایسے دوقوف اور بے علم معترضین کو نیک توفیق دے۔ آمین۔ افسوس یہ نہ سمجہا کہ یہودی حضرت عیسےٰ کو صلیب سے مارنا چاہتے تہے خدا نے اون کو صلیبی موت سے بچایا اور وہ اپنی موت سے مرے۔ اس ذرا سی صاف بات کو بہی جو بیہودہ دماغ نہ سمجہہ سکا اوس سے کیا امید ہو سکتی ہے کہ حقایق و معارف قرآنیہ کو اچہی طرح سمجہہ کر دوسرون کو سمجہائیگا۔ ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت تو خدا تعالےٰ کا یہ فرمان کہ واللہ یعصمک من الناس اور ضرورت کے وقت آپکو غار مین پناہ دی گئی اور پہر ۶۳ سال کی عمر مین آپکو وفات دی گئی۔ حضرت عیسیٰ کی نسبت تو ایسا وعدہ

بہی نہ تہا اور تہا تو یہ تہا انی متوفیک ورافعک الی یعنی مین تجہے وفات دیکر مرفوع کرنے والا ہون تو قتل یا مصلوب ہو کر ملعون نہین ہوگا۔ پہر اگر خدا نے اون کو صلیب سے بچاکر اور ۱۲۰ برس کی عمر عطا کرنے کے بعد وفات دیدی تو محال کیا لازم آیا۔ اور معترض اسقدر کیسے بلبلا کیون ہوئے۔ خدا تعالےٰ خود قرآن شریف مین فرماتا ہے کہ واویناہما الی ربوۃ ذات قرار و معین اس آیت مین خدا تعالےٰ نے گویا کشمیر کا نقشہ کہینچ دیا ہے اور بتا دیا ہے کہ بعد صلیب کے واقعہ کے اونکو کشمیر مین پناہ دیگئی مگر سمجہے وہ جسکو عقل سے بہی کچہہ نصیب ہو۔ اصحاب مسیحا ہو سیاہ اور ہم کو اون لوگون سے بچا جو یہ کہینگے لو کنا نسمع او نعقل ما کنا فی اصحاب السعیر۔ معترض صاحب

لکہتے ہین کہ "وفات کا لفظ قرآن شریف مین تین معنون پر آیا ہے موت اور نیند اور بہر لینا" نیند یعنی نوم چونکہ اخت الموت ہے اسلئے موت اور نیند تو سمجہہ مین آگیا کہ ایک ہی چیز ہے اور جہان نیند کیلئے وفات کا لفظ آیا ہے وہان قرائن بہی موجود ہین لہذا یہ کہنا بالکل ٹہیک ہوا کہ جہان توفی کا لفظ باب تفعل سے آئے اور فاعل اللہ اور مفعول ذی روح ہو تو قبض روح کے سوا اور کوئی معنے ہرگز نہین ہو سکتے اور اس کے خلاف آپ سر پٹک کر مر جائین تو کوئی مثال ہرگز ہرگز پیش ہی نہین کر سکتے۔ چنانچہ نیند مین بہی محدود مدت کے واسطے قبض روح ہوتا ہے نہ قبض جسم۔ ذرا یہ تو فرمائیے کہ یہ بہرنا کیا چیز ہے؟ مٹکے مین تیل بہرنا اور کپڑا میں کپڑے بہرنا وغیرہ جملون مین لفظ بہرنا کا استعمال تو آپ لوگون سے بہی سنا گیا ہے مگر کسی آدمی کے چہت پر چڑہنے یا چڑہانے کے لئے تو آجتک کبہی کسی سے یہ نہین سنا گیا کہ فلان آدمی بالاخانہ پر بہر گیا یا فلان آدمی کو بالاخانہ پر بہر لیا وغیرہ۔ مہربانی فرماکر یہ ضرور بتا دیجئے کہ یہ آپ کے تیسرے معنی یعنی بہرنا کس زبان کا لفظ ہے جس کے معنی جسد عنصری کے ساتہ آسمان پر چڑہانے کے لئے جاتے ہین اور یہ بہی فرما دیجئے کہ وہ زبان کس ملک مین بولی جاتی ہے۔ اور اس بہرنا والی زبان کے دو چار فقرے بہی کسی اوسی زبان کی کتاب سے نقل فرما دیجئے جن مین لفظ بہرنا مستعمل ہوا ہو۔ کیون صاحب! یہ تو فرمائیے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے توفی کے معنی بہرنا کیون نہ کئے جائین جیسے خدا تعالےٰ نے فرمایا ہے اما نرینک بعض الذی نعدہم او نتوفینک۔ [illegible] سمجہے اور روز قیامت سے ڈریئے جو شخص حضرت مسیح کو [illegible] کے محلہ خانیار مین مدفون ہوا اوسکو آپ آسمان پر زندہ مع جسم عنصری ہونا خیال کرتے ہین [illegible] نسبت تو اللہ تعالےٰ یون فرما[illegible] یعیسی ابن مریم ء انت [illegible] وامی الہین من دون [illegible]

پہلے اس حدیث کو تو پیش نہ کیجئے ذرا موجودہ مولویان اہلحدیث اور مخالفین امام علیہ السلام کی تو خبر لیجئے آپ لوگون کے مشہور لیڈر یعنی اخبار اہلحدیث کے اڈیٹر نے مقام موضع نجیہ مین جو راست گوئی ظاہر کی تھی، اوس کا حال مین ۱۰ ستمبر ۱۹۰۵ء کے الحکم مین دیکھ چکا ہون آگے آپ لکھتے ہین کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس امت کے اوّل مین اور درمیان مین مہدی اور آخر حضرت عیسٰی پھر یہ امت کسطرح خراب ہے آپ مہدی مسعود اور مسیح موعود بنے بیٹھے ہین" مین حیرت مین ہون کہ ایسے ناواقف صدون کو اعتراض کرنے کا حوصلہ کسطرح ہوتا ہے کہ جن کو یہ بھی خبر نہین کہ اسلام مین بہت سے مہدی ہوئے ہین اور بہت سے مہدیون کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبرین دی ہین۔ اسی طرح اس حدیث مین بھی مہدی عثمانی فاتح قسطنطنیہ مراد ہے حدیث کا مہدی الا عیسٰی کو معترض نے قطعی نظر انداز کر دیا ہے۔ یہ سب کچھ اس وجہ سے ہے کہ معترض صاحب کی معلومات کا دائرہ اسقدر تنگ ہے جیسے غنچہ یا دہن معشوق۔ جہان کوئی بات ذہن مین آتی ہے بے سوچے سمجھے لکھ دیتے ہین اور لطف یہ کہ امام زمان کو روز حساب کی دھمکیان دیتے ہین اپنی خبر نہین لیتے۔ ؎

تو مردان میدان کجا دیدۂ
کہ بارِ پئے اسپ نشنیدۂ

پھر آپ لکھتے ہین "اس مسئلہ بروزی کی نسبت آپ امتحان و آزمائش بھی تحریر کرتے ہین" مین حیران ہون کہ معترض صاحب کا اس فقرہ سے مطلب کیا ہے۔ اگر مسیح موعود علیہ السلام یا انکے کسی مرید کی کوئی کتاب لیکر اوس پر اعتراض کرتے تو مین اب اوس کتاب ہی مین دیکھ لیتا کہ یہ فقرہ کہان لکھا ہے اور کسطرح لکھا ہے مگر معترض صاحب کی سنی سنائی باتون کی کہانتک ذمہ داری کیجائے۔ اس سے اگلا فقرہ ہے "اللہ تعالیٰ اپنے بندون کا امتحان لینا ہے یہ سراسر غلط ہے اللہ تعالیٰ تو لعبا ایمان کے امتحان لینا ہے" اس فقرہ کے ذیل مین اسی کی تائید مین بڑی لمبی چوڑی داستان لکھی گئی ہے بھلا کوئی پوچھے کہ اس سے ہم کو تعلق کیا اور آپ کی اس تکلیف فرمائی کا نتیجہ کیا؟۔ پھر آپ لکھتے ہین کہ "ہم کو اپنی مولویت ظاہر کرنی نہین ہے" ممکن ہے کہ ایسا بھی ہو مگر میرا جہانتک خیال ہے مولویت کے اظہار مین تو کوئی دقیقہ فروگذاشت کیا نہین گیا حتی کہ خاتمہ مین خود ہی اپنے نام کے ساتھ مولوی وغیرہ کے خطابات لکھے ہین اور اپنے منہ میان مٹھو بنتے ہین۔ سچ یہ ہے کہ مولویت ظاہر کرنے کی کوشش تو بہت کی گئی مگر مولویت ثابت نہ ہو سکی۔ افسوس۔ اپنے مضمون کو آپ نے مسیلمہ کذاب کے ذکر پر ختم کیا ہے اوس کے دعوی نبوت کا ذکر ہے اور اوس کے متعلق ایسی اٹکل پچو باتین لکھی ہین کہ امیر خسرو کے ڈھکوسلے بھی مات کر دیئے ہین۔ مین کہتا ہون کہ حضرت اقدس کے رسالہ الاربعین کو دیکھئے اور آیت لو تقول کی تفسیر کو اوس مین ملاحظہ کیجئے آپ کو تمام جوابات نہایت معقول اور تسکین بخش اوس سے مل جائینگے۔ حضرت! ضد اور ہٹ دھرمی اچھی نہین ہوتی بلکہ سکون قلب کے ساتھ تمام تعصبانہ خیالات سے خالی ہوکر تحقیق کیجئے اور اپنے دل سے خود ہی اول یہ سوال کیجئے کہ اے شخص تو جو سنی سنائی باتون یا مرزا صاحب کے کسی مخالف مولوی کے ایک آدھ رسالہ کے دیکھ لینے پر اعتراض کرتا ہے تو نے خاص مرزا صاحب کی اپنی تصنیف کی ہوئی کسقدر کتابین دیکھی ہین؟ آیا تو نے آئینہ کمالات اسلام اول سے آخر تک بغور پڑھی ہے یا دوسری کوئی اسی قسم کی کتاب دیکھی ہے یا نہین۔ جب آپ کا قلب [illegible] جواب نفی مین دے تو پھر آپ غیرت کو کام فرماکر مرزا صاحب کی تصانیف کے مطالعہ کے لیئے تیار ہو جائین اور بعد مطالعہ اگر آپ اون کی غلطی پر پائین تو پھر اعتراض کرین اوسوقت آپ سے یقیناً ایسی فاش غلطیان ہرگز سرزد نہ ہون گی اور آپ کے اعتراضات اسقدر قابل مضحکہ بھی نہ ہونگے۔ دیکھئے اب اتمام حجت کر چکا مسیح موعود دنیا مین موجود ہے جسکو ماننا ہو مان لے ورنہ سوا حسرت کچھ ہاتھ نہ آئیگا۔ طاعون ملک مین موجود ہے اور زلزلون نے تمام دنیا کو ہلا رکھا ہے جنکے کان سننے کے ہون سنے اور جنکی آنکھین دیکھنے کی ہون دیکھے۔ والسلام

راقم
عاجز و ناتوان اکبر شاہ خان احمدی نجیب آبادی

مدرسہ تعلیم الاسلام کیلئے توجہ بکار

مدرسہ کی جدید عمارت کے لیئے ایک کثیر رقم کی حاجت ہے یہہ روپیہ آخر قوم ہی نے ادا کرنا ہے پھر وہ کس موقع کی منتظر ہے یادگار کرمی کیلئے تجویز ہوا تھا کہ مدرسہ کی عمارت پختہ ہو جاوے اگر یادگار کرمی کے فنڈ مین کہین کوئی رقم جمع ہو چکی ہے تو وہ اب بلا توقف قادیان آجانی چاہئے۔ حضرت امام حجۃ الاسلام نے ایک موقعہ پر فرمایا تھا کہ اگر ہماری جماعت کا ہر فرد ایک ایک روپیہ بھی دے تو لاکھون جمع ہو سکتے ہین۔ پس کیا تم کر کے نہ دکھاؤ گے؟ بعض احباب نے مدرسہ کی خرید زمین کے متعلق بھی اپنی حیثیت کے موافق حصہ لیا ہے۔ منشی ہاشم علی صاحب سروال گرہ سے مجھے لکھتے ہین کہ وہ بیس روپیہ بھیجین گے۔ اگر ایک ہزار آدمی بھی ایسا عزم کر لین کہ وہ دوستون اور احباب سے بیس بیس روپیہ جمع کر کے بھیجدین تو بیس ہزار آجاوے۔ مگر یہہ نری خوش کن باتین اور تجویزین ہین وقت کچھ کر کے دکھلانے کا ہے مدرسہ کا تمام روپیہ ہمیشہ امین مدرسہ کے نام آنا چاہئے۔

زکوٰۃ فنڈ

زکوٰۃ کی ایک ایسی مد اسلام مین ہے کہ اگر اسکا باقاعدہ انتظام ہو تو اس مد سے بہت سے قومی کام پورے ہو سکتے ہین۔ چنانچہ پچھلے دنون جو تحریک مخدومی مولوی محمد علی صاحب نے زکوٰۃ کے متعلق کی تو اسکے ذریعہ کچھ رقم [illegible] مدرسہ [illegible] وصول ہوئی [illegible] مسلمون اور [illegible] دوسرے متقی اشخاص کو اس قابل قدر مدد دینی [illegible] وہ بھائی جو صاحب نصاب [illegible] زکوٰۃ کا کل روپیہ ہمیشہ زکوٰۃ فنڈ قادیان کے نام بھیجیں [illegible]

بک ڈپو مدرسہ تعلیم الاسلام

مدرسہ تعلیم الاسلام کے متعلق ایک بک ڈپو کھولا گیا ہے جس مین تمام تعلیمی کتب [illegible] اور دوسری مذہبی کتابین مل سکتی ہین [illegible] فہرست [illegible] درخواستین [illegible] بک ڈپو قادیان کے نام ہونی چاہئیں

آمدنی مدرسہ کی رسیدات

مدرسہ کی آمدنی کی رسیدات کیلئے پہلے یہ انتظام کیا گیا کہ وہ الحکم مین چھپ جایا کرین مگر یہ انتظام باقاعدہ نہ رہ سکا۔ اگرچہ جو لوگ روپیہ بھیجتے ہین انکی غرض کوئی نمود و نمائش نہین ہوتی بلکہ وہ خدا کیلئے روپیہ بھیجتے ہین اور انہین اس سے کوئی بحث نہین کہ وہ رسید الحکم مین چھپے یا نہ چھپے تاہم معاملات کے لحاظ سے رسیدات کا دیا جانا ضروری ہے اس لیئے یہہ ضروری سمجھا گیا ہے کہ ہر رقم کی رسید بذریعہ ڈاک دی جایا کریگی۔ آج تک کی جو کچھ ہوئی رقوم جات شائع نہین ہو سکین وہ برابر پہونچ گئی ہین اور باقاعدہ مدرسہ کے خزانہ مین داخل ہو چکی ہین۔ آئندہ ہر شخص کو جدا رسید ملے گی اور ضرورت نہوگی کہ وہ الحکم مین چھپے یہ جدید عمل درآمد ۲۰ مارچ ۱۹۰۶ء کے بعد ہوگا اس سے پہلے کی رقوم رسید آجاری ہونگی۔

ڈاک کا جدید انتظام

خدا تعالیٰ کے فضل و احسان کی قدر کرنے والی قوم ڈاکخانہ کے اجرا کو اپنے پیشوا اور امام کی سچائی کا ایک نشان سمجھتی ہے اور قادیان کے ڈاکخانہ سے اسے خاص تعلق اور محبت ہے اسلیئے کہ قادیان کے تعلقات کا بہت بڑا ذریعہ قادیان کا ڈاکخانہ ہی ہے جو سلسلہ عالیہ کی خدمت کیلئے ہر وقت آمادہ ہے۔ مین امرتسر ڈویژن کے نیکدل سپرنٹنڈنٹ اور دوسرے ذمہ دار افسرون کا از بس ممنون ہون کہ وہ الحکم کی ان معروضات پر جو قادیان کے ڈاکخانہ کے متعلق وقتاً فوقتاً پیش کرتا [illegible] ہمیشہ توجہ کرتے ہین اور ان کی تجویزون [illegible] درآمد مین لاکر پبلک کو فائدہ پہونچاتے ہین [illegible] خلیفہ فضل حسین صاحب سابق سپرنٹنڈنٹ صاحب اس ڈاکخانہ کی ضروریات اور کثرت کام سے خوب واقف ہو چکے تھے اور ایسی امید ہو چکی وہ سپرنٹنڈنٹ صاحب اور انکے عملہ نے بھی ہے [illegible] سال گذشتہ مین [illegible] تجویز پیش کی تھی کہ قادیان سے بٹالہ تک ڈاک آمد و رفت بذریعہ یکہ ہوتی چاہئے [illegible] ایک تو ڈاک [illegible] دوسرے زائد ڈاکون کے زائد [illegible] خانہ کو ایک معقول بچت ہوگی چنانچہ [illegible] تجویز پر صاحب سپرنٹنڈنٹ ڈاکخانہ جات امرتسر ڈویژن نے اس لائن پر یکہ کی تجویز کر کے [illegible] پاس بہیجدی تھی اور مین اب خوشی سے ظاہر کرتا ہون کہ وہ تجویز پاس ہو گئی ہے اور یکم اپریل ۱۹۰۶ء سے قادیان اور بٹالہ کے درمیان ڈاک یکہ کے ذریعہ آیا جایا کرے گی اس سے نہ صرف یہی فائدہ ہوگا کہ ڈاک وقت پر پہنچے گی بلکہ ہماری جماعت کو ایک [illegible] نہین قادیان آتے وقت یکہ والون کی بک بک اور جہک جہک سے نجات ملے گی چونکہ اس لائن کا انتظام اور اہتمام افسران ڈاکخانہ نے [illegible] ایڈیٹر الحکم کو دیا ہے۔ اسطرح پر ایسے موقع [illegible] کہ وہ اپنے بھائیون کو اس پہلو سے فائدہ پہونچائے۔ اسکے متعلق معمولی تعداد اگلی اشاعت مین شائع ہونگے انشاءاللہ العزیز اور یہہ انتظام یکم اپریل سے عمل مین آئے گا۔

میان احمد نور کا مقدمہ بلوہ

میان احمد نور کے مقدمہ کے متعلق صرف اسقدر لکھنا کافی ہے کہ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر ضلع گورداسپور نے فریق ثانی کی نگرانی انکے خارج شدہ مقدمہ کے متعلق منظور کر کے مقدمہ کو جو انکے برخلاف تھا منتقل کر دیا تھا چونکہ برٹش مین حصول انصاف کیلئے ہر شخص کو کافی موقع دیا گیا ہے میان نور احمد کو چیف کورٹ پنجاب مین تجویز کرانا کہ انتقال بدون کسی درخواست کے ہوا تھا۔ [illegible] ۱۵ مارچ کو مقدمہ کی تاریخ قادیان [illegible] تھی مگر چیف کورٹ کا نوٹیفکیشن بذریعہ تار [illegible] تا فیصلہ کارروائی کرنے سے روک دیا [illegible]

کیا قوم نے اپنا فرض ادا کر دیا ہے؟

[illegible] مجھے افسوس سے لکھنا پڑتا ہے کہ قوم وہ توجہ نہیں کرتی جو اسے کرنی چاہیئے۔ گزشتہ دسمبر میں جب احباب جمع ہوئے تو [illegible] ساری قوم نے متفق ہو کر اس مدرسہ کے قیام کی ضرورت کو محسوس کیا بلکہ اس سے بھی بڑھ کر اس ضرورت کو محسوس کیا کہ اس جگہ اپنا کالج ہونا چاہیئے۔ اور جب قوم کے سامنے یہ بھی پیش کیا گیا کہ بہت لوگ اپنے بچوں کو بغرض تعلیم یہاں بھیجنے میں تو سب دوستوں نے عہد کیا کہ وہ اس بارے میں آیندہ پوری کوشش کرینگے اور جو بقدر کافی تعلیم پانیکے قابل ہیں انکو یہاں بھیجیں گے۔ مگر افسوس ہے کہ ان ارادوں نے اکثر حالتوں میں عملی رنگ ابھی تک نہیں پکڑا۔ ناظمان مدرسہ کو جن باتوں کیطرف اس وقت توجہ دلائی گئی تھی بحمد اللہ وہ قریباً سب کی سب پوری ہو گئی ہیں۔ بعض احباب نے کہا کہ چھوٹے بچوں کے لئے انگریز ڈاکٹر موجود رہنے چاہئیں۔ اسکا انتظام بھی کر دیا گیا۔ اور اسوقت پانچ بچے ایسے آگئے ہیں جو کہ ڈاکٹر کی زیر نگرانی بورڈنگ ہوس میں رہتے ہیں۔ یعنے منشی ذوالفقار علی خان صاحب کے دو بچے، [illegible] محمد حسین صاحب قریشی کا ایک لڑکا۔ ڈاکٹر سید محمد حسین صاحب کا ایک لڑکا اور ملک مولا بخش صاحب [illegible] کا ایک لڑکا۔ بیشک ان احباب نے بہت ہمت سے کام لیا ہے مگر یہ قوم کا نہایت حصہ ہیں۔ بعض احباب نے کہا کہ اس مدرسہ میں وظیفے نہیں ملتے اور یہ وجہ بھی طلباء کے یہاں شامل ہونے میں روک ہو رہی ہے سو وہ بھی انتظام ہو گیا۔ اور اب یہاں اسی طرح طلباء کو وظائف ملیں گے جسطرح دوسرے سرکاری مدارس میں۔ سو جنکو یہ روک پہلے تھی انہیں چاہیئے کہ اب [illegible] شامل ہو جاویں۔ بعض نے کہا کہ یہاں غرباء اور [illegible] زمینداروں کے بچوں کے لئے ٹھیک انتظام نہیں کیونکہ وہ لوگ نقدی نہیں دے سکتے اسکا انتظام یہ کیا گیا تھا کہ وہ اگر چاہیں تو غلہ بھیج دیں یا اسکو وہاں فروخت کر کے اسکی قیمت بھیج دیں۔ کیونکہ یہ محض خیال ہے کہ گھروں میں لڑکے رہیں تو انکا کچھ خرچ نہیں ہوتا۔ آخر گھروں میں بھی تو کھاتے پیتے ہیں۔ صرف جنس کا فرق ہو گا مگر جنس جسطرح انکو دوسرے مدرسہ میں پڑھ کر دینی پڑتی ہے۔ ایسے ہی یہاں دینی پڑے گی۔ غرضیکہ ہر طرح سے انتظام کیا گیا ہے مگر قوم نے ابھی عملی طور پر وہ توجہ نہیں کی جسکی امید تھی اور جسکے وعدے کئے گئے تھے نہایت قابل افسوس امر ہے کہ جماعت تو دن بدن بڑھ رہی ہے اور بہت ترقی کر رہی ہے مگر تعداد طلباء میں جو مدرسہ میں تعلیم پانے میں ترقی نظر نہیں آتی بلکہ صاحب انسپکٹر نے جہاں اس مرتبہ اس مدرسہ کی بہت امور میں تعریف کی ہے اس بات پر افسوس کیا ہے کہ سال گذشتہ کی نسبت تعداد طلباء میں دس کی کمی آگئی ہے۔ اگرچہ اسکی وجہ شاخ دینیات کا کھلنا بھی ہے مگر احمدی جماعت کے لئے یہ غیرت کا مقام ہے کہ جماعت کی ترقی کے ساتھ تعداد طلباء میں کوئی ترقی نہیں ہوئی جسقدر تعداد طلباء کی ۱۹۰۱ء میں تھی۔ آج پانچ سال بعد وہی تعداد یا اس سے بھی کچھ کم موجود ہے۔ اسکی وجہ سوائے اسکے کچھ نہیں کہ ہماری قوم نے ابھی تک اس مدرسہ کے فوائد کو نہیں سمجھا۔ اور اس بات کا انکو فکر نہیں کہ انکے بعد انکے بچوں کو دنیا میں کیسے نمونے بننا چاہئیں۔ وعظ اور تعلیم کا اثر اسوقت تک کچھ نہیں جبتک قوم کے افراد اسکا عمدہ نمونہ نہ دکھائیں گے سو اسکے لئے یہی راہ ہے کہ اپنے بچوں کو شروع سے اس مدرسہ میں بھیجیں تاکہ ان کی تعلیم اور تربیت شروع سے ہی ایسے رنگ میں ہو۔

میں مدرسہ کے متعلق بہت کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ عمارت کا بھی فکر ہے اور اور بھی بہت سے فکر ہیں۔ مگر جبتک پہلے قوم کو اس مدرسہ کے ساتھ ایسی دلچسپی اور تعلق پیدا نہ ہو کہ وہ اپنے بچوں کو اس مدرسہ کے ہوتے ہوئے دوسری جگہ تعلیم دلانا گوارا نہ کر سکیں اسوقت تک کوئی تحریک کرنا فضول ہے۔ جس قوم نے ابھی تک عملی رنگ میں مدرسہ کی ضرورت کو محسوس نہیں کیا اور اس سے تعلق پیدا نہیں کیا اس سے تیس ہزار روپیہ عمارت کا خرچ کس طرح طلب کیا جائے۔ ہاں پہلے ضرورت کو محسوس کر لینگے تو پھر تیس ہزار نہیں تیس لاکھ بھی جمع ہو جانا کچھ مشکل امر نہیں۔ اے خدا تو ہی ہمارے بھائیوں کے دل میں اس بات کو ڈال اور ان کے دلوں میں پورا جوش اسکے متعلق پیدا کر۔ آمین۔

افسوس تین لاکھ کی قوم میں پانچ چھ سو بورڈر بھی نظر نہیں آتے بلکہ پچاس ساٹھ تک پہونچنا بھی مشکل ہو رہا ہے۔ میں تو لکھتا لکھتا نہ تھکوں گا آخر کبھی تو قوم اسطرف توجہ کرے گی کہ ان کے بچوں کے لئے دن کے مسیح کے زیر سایہ رہ کر تعلیم حاصل کرنا کسقدر ضروری ہے۔ اگر یہی ضرورت ہے کہ کوئی شخص بار بار لکھتا جائے تو میں لکھتا جاؤنگا اور منتظر ہونگا کہ وہ وقت خدا کب لاتا ہے جب قوم میں اس مدرسہ کے متعلق پورا پورا جوش پیدا ہو۔

نوٹ۔ یاد رہے کہ مدرسہ کے متعلق کل خط و کتابت ہیڈ ماسٹر مدرسہ تعلیم الاسلام کے پتہ پر ہونی چاہیئے۔ نہ کسی اور پتہ پر۔

(محمد علی)

اہل سنت وجماعت توجہ سے پڑھیں

"احمدی و غیر احمدی میں فرق"

آج کل اکثر مسلمان یہ سوال کرتے ہیں کہ سوا مسئلہ وفات مسیح کے ہم میں اور تم میں کیا فرق ہے اور حضرت امام الزمان علیہ السلام نے تمہارے عقائد کی کیا اصلاح کی۔ اس کا جواب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دسمبر کی تقریر میں فرما دیا اور مکرمی معظمی مولانا محمد علی صاحب ایدہ اللہ بروح القدس نے اپنے خط میں (جو ایڈیٹر صاحب وطن کے نام ہے) بہت ساحصہ بیان کر دیا۔ اب نیازمند اہل سنت وجماعت کی مشہور درسی کتاب شرح عقائد نسفی سے ان کا عقیدہ نقل کر کے شرم دلاتا ہے کہ خدارا ایسی کتابوں کو طالبعلموں کے نصاب میں رکھکر ستم نہ کیجئے:۔ کیونکہ اس کتاب میں اللہ تعالیٰ کی ہستی کے ایسے بودے دلائل دیئے ہیں کہ خواہ مخواہ انسان کو دہریہ بناتی ہیں۔ اور اگر یہ والا عقیدہ تسلیم کرنا پڑتا ہے میں اس بات کا ثبوت کسی دوسری اشاعت میں دونگا۔ فی الحال مجھے انبیاء علیہ السلام کی عصمت کی نسبت کچھ عرض کرنا ہے دیکھئے شرح عقائد نسفی والا لکھتا ہے کہ:۔ و فی عصمتهم عن الذنوب تفصیل وھو انهم معصومون من الکفر قبل الوحی وبعدہ بالاجماع وکذا عن تعمد الکبائر عند الجمہور (کہ وہ وحی سے قبل جھوٹ کے سوا باقی تمام گناہوں سے بچے رہتے ہیں مگر یاد رہے کہ کفر سے تو وحی کے قبل و بعد معصوم رہینگے بالاجماع اور کبیرہ گناہوں کے جان بوجھکر کرنے سے (اما الصغائر فیجوز عمداً عند الجمہور۔ (مگر صغیرے گناہ تو جان بوجھ کر کر لینے عند الجمہور جائز ہیں) پھر آگے چلکر لکھتا ہے ھذا کلہ بعد الوحی یعنے یہ سب حکم وحی کے بعد ہے یعنی انبیاء وحی کے نزول سے بعد کبیرہ گناہ عمداً نہیں کرتے ہاں سہواً کر سکتے ہیں (چنانچہ لکھتا ہے اما سہواً فجوزہ الاکثرون) اور صغیرہ گناہ تو انبیاء نزول وحی کے بعد عمداً بھی کر سکتے ہیں (اس عقیدہ سے خدا کی پناہ) اے ناظرین یہ اہل سنت وجماعت فرقہ ناجیہ کا عقیدہ ہے اب قبل وحی کی نسبت سنئے و اما قبلہ فلا دلیل علی امتناع صدور الکبیرۃ۔ کہ وحی سے پہلے انبیاء سے کبیرہ گناہ کا صادر ہونا ممنوع نہیں اور نہ اسپر کوئی دلیل ہے گویا رسالت و نبوت جیسا معزز عہدہ کبیرے گناہ کرنے والوں کو بھی مل سکتا ہے۔ اور بلا۔ اور پھر وحی ایسی معمولی بات ہے کہ وہ جب نازل ہوتی ہے اس سے صغیرے گناہ عمداً اور کبیرے سہواً صادر ہو جاتے ہیں۔ لاحول ولا قوۃ پیارے بھائیو! یہ عبارت پڑھکر میں تو خاموش رہ گیا۔ ایک معتبر کتاب اور پھر ایسی جسے انجمن نعمانیہ نے بھی اپنے نصاب میں شامل کر رکھا ہے اور اسمیں اس قسم کے عقیدے۔ ہم غیر مسلموں کو کیا مونہہ دکھائیں۔ جبکہ وہ شرح مواقف (عقائد کی مشہور کتاب) سے ہی یہ عبارت دکھا دیں لا دلالۃ علی امتناع الکبیرۃ قبل البعثۃ ولا حکم للعقل بامتناعہا ولا دلالۃ سمعیۃ علیہ (بعثت سے پہلے کبیرہ کے امتناع پر کوئی دلالت نہیں اور نہ اسکے امتناع کا عقل حکم کرتی ہے (اس عقل پر خدا کی مار) اور نہ کوئی ایسی سمعی دلیل ہے (قرآن مجید پر عدم تدبر کا نتیجہ) اور کفایہ والے حضرت کہتے ہیں عند عامۃ اصحابنا رحمهم اللہ یجوز منهم الکبیرۃ نادراً (پیغمبروں سے کبیرہ گناہ کبھی کبھار جائز ہے)۔

میں حیران ہوں کہ ایک نبی اور امتی میں کیا وجہ فرق رہ گیا۔ جبکہ ہم دیکھتے ہیں کئی ایسے [illegible] نے عمر بھر کبیرہ گناہ نہیں کیا۔ اور صغیرہ سے [illegible]۔ عقائد کی تردید کرنے کی میں ضرورت نہیں دیکھتا عصمت انبیاء پر ریویو میں کافی بحث ہو چکی ہے اور [illegible] سے ثابت کیا جا چکا ہے کہ خدا کے فرستادے روز پیدائش سے تا دم آخر گناہوں سے بچے رہتے ہیں اور انہیں گناہوں پر غالب آنیکی قوت دیجاتی ہے وہ عمداً صغیرہ گناہ بھی نہیں کرتے۔

پھر افسوس تو یہ ہے کہ اسی عقاید کی کتاب پر بھی ان مسلمانوں کا عمل نہیں اسمیں تو لکھا ہے۔ افضل البشر بعد نبینا ابوبکر الصدیق (کہ ہمارے نبی کے بعد سب لوگوں میں سے افضل ابوبکر صدیق رض ہیں۔ پھر لکھتا ہے لابد من تخصیص عیسیٰ عم (یعنی آنے والے عیسےٰ کی تخصیص ضروری ہے) یعنی وہ مسیح موعود ابوبکر سے بھی افضل ہے۔ اور ابوبکر رض تو بالاتفاق امام حسین علیہ السلام سے افضل ہیں پس مسیح موعود۔ تمام سے اور بالخصوص امام حسین رض سے افضل ہوئے۔ باقی یہ ثابت کر نا رہ گیا کہ حضرۃ مرزا صاحب مکرم وہی مسیح موعود ہیں۔ میرا مطلب اس عبارۃ کی نقل کرنے سے یہی کہ اہل سنت وجماعت کا یہ اعتراض کہ امام حسین رضی اللہ عنہ سے افضل بنتے ہیں۔ صو لغلط ہے:۔ پھر دیکھئے۔ ثم الاجماع علی ان نصب الامام واجب۔ اس بات پر اجماع ہے کہ امام کا مقرر کرنا واجب ہے لقولہ عم من مات ولم یعرف امام زمانہ فقد مات میتۃ جاھلیۃ (جو مر جائے بحالیکہ اپنے زمانے کے امام کی معرفت حاصل نکر کے تو وہ جاہلیت کی موت مرا) یہ دلیل اس بات پر تو ہو نہیں سکتی کہ امام کو لوگ خود مقرر کر لیں بلکہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ امام مقرر کر دیتا ہے ضرور ہر زمانے میں۔ خلقت پر اسکو پہچاننا واجب ہے۔ افسوس کہ اس زمانہ کے لوگ مطلق امام کی تلاش نہیں کرتے وہ پکار پکار کر کہہ رہا ہے میں تمہارا امام ہوں اور یہ "ایسے غفلت کے لحافوں میں پڑے سوتے ہیں" بحالیکہ اسی کتاب میں ہے:۔ عند فساد الزمان واختلاف الآراء واستیلاء الظلمۃ احتیاج الناس الی الامام اشد۔ (زمانہ کے فساد اور راؤں کے اختلاف اور ظلمت کے استیلاء کے وقت امام کی سخت ضرورت ہوتی ہے) اے حضرات کیا یہ ایسا ہی زمانہ نہیں اگر ہے تو پھر باوجود ضرورت حقہ کے کوئی امام کیوں مبعوث نہ ہوا؟ پیارے بھائیو!

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

انه اوی القریه

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیان بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے صہ (۲) خواص و معاونین سے عـہ (۳) ہندوستان سے باہر للعہ (۴) غیر مذاہب والونسی للعہ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگون سے عـ/۱۲

فہرست مضامین

نمبر ۱ | قادیان دار الامان مورخہ ۲۴ - مارچ سنہ ۱۹۰۶ء مطابق ۲۸ محرم الحرام سنہ ۱۳۲۴ھ | جلد ۱۰

تازہ الہامات ورؤیاء

۱۸ - مارچ سنہ ۱۹۰۶ء - آج بروز یکشنبہ مین نے خواب مین دیکھا کہ مین اپنے گھر کے مکان مین بیٹھا ہون - اور ایک خربزہ کی شکل پر کوئی پھل میرے ہاتھہ مین ہے اوسکو چھیل کر کھانا چاہتا ہون اتنے مین مینے محمود احمد کو دیکھا - اوس کے ساتھہ ایک انگریز ہے - وہ ہمارے گھر مین داخل ہو گیا پہلے اوسجگہ کھڑا ہوا جہان پانی کے گھڑے رکھے جاتے ہین - پھر اوس چوبارہ کیطرف آگے بڑھا جہان مین بیٹھ کر کام کرتا ہون - گویا اوس کے اندر جا کر تلاشی کرنا چاہتا ہے - اوسوقت مینے دیکھا کہ میر ناصر نواب کی شکل پر ایک شخص میرے سامنے کھڑا ہے اوس نے بطور اشارہ کے مجھہ کو کہا کہ آپ بھی اوس چوبارہ مین جائین - انگریز تلاشی کرے گا - اور میرے دل مین گذرا کہ اوس مین وہ کاغذات پڑے ہین جو تو تالیف کتاب کا مسودہ ہے وہی دیکھیگا اتنے مین آنکھہ کھل گئی - معلوم نہین اس واقعہ کی کیا تعبیر ہے - اس سے پہلے تھوڑے دن ہوئے ہین یہہ دیکھا تھا - یعنی یہ الہام ہوا تھا کہ عورت کی چال - ایلی ایلی لما سبقتانی - بریّت - اذ کففت عن بنی اسرائیل -

مین نے اپنے اجتہاد سے اس کے یہ معنے سمجھے تھے کہ کوئی شخص عورتون کی طرح پوشیدہ مکر کرے گا - جس سے ممکن ہے کہ ہم پر اس کی وجہ کہ وہی ہو کر کوئی مقدمہ ہو - مگر آخر بریت ہوگی - مگر یہ میرے اجتہادی معنے ہین اور ممکن ہے کہ جو کچھہ مینے پہلے دیکھا اور جو مینے اب دیکھا اسکے کوئی اور معنے ہون لیکن ظاہر معنے یہی ہین - واللہ اعلم -

اس خواب مین محمود کا دیکھنا اور پھر میر ناصر نواب کا دیکھنا نیک انجام پر دلالت کرتا ہے - کیونکہ محمود کا لفظ خاتمہ محمود کیطرف اشارہ ہے یعنی اس ابتلا کا خاتمہ اچھا ہوگا اور ناصر نواب کا دیکھنا اس بات کیطرف اشارہ ہے کہ خدا تعالیٰ ناصر ہوگا اور اپنی نصرت سے اس ابتلاء سے رہائی دیگا - اور آخر یہ ابتلا نشان کی صورت مین ہو جائیگا -

تازہ الہام ۲۴ - مارچ سنہ ۱۹۰۶ء - (۱) رفیقون کو کہدین کہ عجائب در عجائب کام دکھلانیکا وقت آگیا ہے -

(۲) قَالَ رَبُّكَ إِنَّهُ نَازِلٌ مِّنَ السَّمَاءِ مَا يُرْضِيكَ

ترجمہ - کہا تیرے رب نے کہ وہ تقدیر اتر نیوالی ہے جس سے تو راضی ہو جائیگا -

فرمایا - اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کئی عجائب کام اللہ تعالیٰ دکھلانیوالا ہے -

ملفوظات مین سے کچھہ

۱۹ - مارچ سنہ ۱۹۰۶ء - فرمایا - اس فکر مین ہون اور توجہ کرتا ہون کہ اگر پتہ لگ جاے کہ کس ماہ مین آیندہ زلزلہ آنیوالا ہے تو یہ پھر ایک بڑا نشان ہو جاتا ہے متعصب آدمی کا تو کیا ذکر ہے لیکن غور کرنیوالے کے واسطے یہ ایک بڑا نشان ہے -

فرمایا - عیسائیون کے خدا سے تو آدم ہی اچھا رہا کیونکہ آدم کے سامنے تو فرشتون نے سجدہ کیا تھا اور ایک شیطان جس نے سجدہ نہین کیا تھا وہ ذلیل کیا گیا اور نکالا گیا - برخلاف اسکے عیسائیون کا خدا شیطان کے پیچھے پیچھے لگتا پھرا شیطان کہہ سکتا ہے کہ چونکہ اس نے مجھے سجدہ نہین کیا تھا اسواسطے ذلیل ہوا اور پھانسی دیا گیا -

فرمایا - عیسائی لوگ یسوع کی تعریف مین کہا کرتے ہین کہ وہ بے گناہ تھا - حالانکہ بے گناہ ہونا کوئی خوبی نہین خوبی تو یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کیساتھہ . . . .

اعلےٰ درجہ کے تعلقات ہون اور انسان قرب الٰہی کو حاصل کرے چونکہ خدا تعالےٰ جانتا تھا کہ یسوع کی لوگ حد سے زیادہ ناجائز عزت کرینگے اسواسطے پہلے ہی سے اسکا وہ حال ہوا جس سے ہر بات مین اسکا عجز اور کمزور انسان ہونا ثابت ہوتا ہے -

فرمایا - ہمارے مخالف کہتے ہین کہ حضرت عیسیٰ کا یہ قول کہ فلما توفیتنی اسکے یہ معنی ہین کہ جب تو نے مجھے آسمان پر اٹھا لیا - اگر قیامت کے دن حضرت عیسےٰ یہ کلمہ کہے گا تو گویا وہ کبھی فوت ہی نہین ہوگا کیونکہ قیامت کے دن بھی آسمان پر ہی جانیکا ذکر ہوگا مرنے کا تو کوئی ذکر ہی نہین - اور اگر اس آیت کے یہ معنے لئے جائین کہ جب مین فوت ہو گیا یعنی مر گیا - لیکن موت قیامت کے دن وارد ہوگی تو اس سے یہ لازم آتا ہے کہ عیسائی آج تک نہین بگڑے اور انکا مذہب راستی پر ہے -

ایک شخص نے ذکر کیا کہ مخالف کہتے ہین کہ یہ لوگ نمازین تو پڑھتے ہین لیکن تسبیحین نہین رکھتے فرمایا صحابہ کے درمیان کہان تسبیحین ہوتی تھین - یہ تو ان لوگون نے بعد مین باتین بنائی ہین فرمایا ایک شخص کا ذکر ہے کہ وہ لمبی تسبیح ہاتھہ مین لئے جا رہا تھا اور کوچہ مین سے گذر رہا تھا - رستہ مین ایک بڑھیا نے دیکھا کہ خدا کا نام تسبیح پر گن رہا ہے اسنے کہا کیا کوئی دوست کا نام گن کر لیتا ہے اسنے اوسی جگہ تسبیح پھینکدی - اللہ تعالیٰ کی نعمتین بے حساب ہین - اونکو کون گن سکتا ہے -

فَاعْتَبِرُوْا يَا أُوْلِي الْأَبْصَارِ

سیالکوٹ سے منشی کریم بخش صاحب مالک رسالہ انوار الاسلام کی وفات کی خبر پہنچی ہے جو مکرمی سید حامد شاہ صاحب کے الفاظ مین ذیل مین چھاپا جاتا ہے یہ واقعہ ایک سنگدل سے سنگدل انسان کو بھی تھوڑی دیر کے لئے سنسنا دیتا ہے اللہ تعالیٰ اپنے بندون پر رحم کرے -

افسوس تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قہری تجلّی مختلف صور تو مین جلوہ گر ہو کر اپنے مامور کی سچائی کو ثابت کر رہی ہے مگر بد نہاد بد باطن مخالف اپنی جانون پر ظلم کرتے ہوئے بھی ایسے واقعات سے عبرت نہین پکڑتے اور بڑی دیدہ دلیری سے خدا کے نشان کو جھٹلاتے ہین - افسوس - پس اس واقعہ کے اندراج سے ایسے قسی القلب لوگون کو کچھہ فائدہ نہ ہوگا بلکہ اس سے وہی فائدہ اٹھائینگے جو دیدہ و دل رکھتے ہین + انوار الاسلام کے خریدار مرحوم کے یتیم بچون کے ساتھہ خاص ہمدردی کرین - وہ خط یہ ہے - ایڈیٹر -

ایک عبرت ناک اور سخت دلون کو ہلا دینے والی کارروائی طاعون نے ایک محلہ مین ایک خاص گھر اپنے پیش کی ہے اللہ اللہ کل وہ گھر بڑے بڑے جوان مردون سے بھرا ہوا تھا آج سوائے چند عورتون اور یتیم بچون کے کوئی وہان نظر نہین آتا - یہہ گھرانہ منشی کریم بخش ایڈیٹر رسالہ انوار الاسلام کا ہے -

جنازہ پر جنازہ نکلا اور ہر جگہ زبان پر الامان الامان کی پکار ہے اللہ تعالےٰ رحم کرے -

اللہ تعالیٰ کی ہستی کا ایک ثبوت
اور
اسکے ایک تازہ احسان کا ذکر

قدرت سے اپنی ذات کا دیتا ہے حق ثبوت
اُس بے نشان کی چہرہ نمائی یہی تو ہے

۶۔ مارچ ۱۹۰۷ء کو صبح کے وقت میں سویا ہوا تھا۔ کہ میری زبان پر مندرجہ ذیل انگریزی فقرہ جاری کیا گیا۔ A coal mine accident last night جسکے معنے ہیں۔ کوئلہ کی کان کا ایک حادثہ۔ گذشتہ رات کو:۔ دو تین دفعہ یہ کلمہ میری زبان پر جاری ہوا۔ جسکے بعد مین بیدار ہو گیا۔ مینے اس کا ذکر اسی روز بعض صاحبون سے کیا۔ مثلاً صاحبزادہ بشیر الدین محمود احمد۔ چوہدری فتح محمد الیف اے کلاس اسلامیہ کالج لاہور۔ اور نیز انٹرنس کی دونون جماعتون مین مینے اس کا ذکر اسی روز کر دیا کہ ایسا فقرہ آج صبح میری زبان پر جاری کیا گیا۔ حضرت مفتی محمد صادق صاحب اور میان محمد شریف صاحب بی۔ اے۔ سیکنڈ ماسٹر قادیان کو بھی اس کی خبر تھی۔ سو خدا تعالٰے نے اس بات کو عجیب طور سے پورا کیا۔ ۱۳ مارچ کے سول اینڈ ملٹری گزٹ مین یہ وحشتناک خبر شایع کی گئی۔ کہ فرانس کے ملک مین کوئلہ کی کانون کے پھٹنے سے ایک خوفناک مصیبت نازل ہوئی۔ اور اندازہ کیا گیا ہے۔ کہ ۱۱۵۰۔ آدمی اس حادثہ سے ہلاک ہوئے۔ لندن کا ۱۰ مارچ کا تار ہے جو اخبارون مین شایع کیا گیا۔ مگر ابھی مین یہ تحقیق نہین کر سکا کہ یہ ہیبتناک واقعہ جس کی مجھہ کو قادیان مین خدا تعالٰے کی طرف سے ۶۔ مارچ کو اطلاع دی گئی کس تاریخ کو واقعہ ہوا۔ دہریہ خدا تعالٰے کی ہستی سے انکار کرتا ہے۔ مگر ہم دہریہ کے قول کو کس طرح مانین جبکہ خدا تعالٰے براہ راست اپنی ہستی کا ثبوت ہمین دیتا ہے۔ دنیا خدا کو مانتی ہے۔ مگر رسمی طور پر۔ مگر خدا تعالٰے کا کس قدر فضل ہے کہ وہ اپنی ہستی کا بلا واسطہ ہمین ثبوت دیتا ہے جس سے خدا تعالٰی کی ہستی پر ایک زندہ اور لذیذ ایمان حاصل ہوتا ہے۔ مین خدا تعالٰے کے اس احسان کا شکر بھی کرتا ہون۔ مگر جب اپنی عملی حالت کو دیکھتا ہون۔ تو بہت شرمندگی بھی حاصل ہوتی ہے۔ جب خدا تعالٰے ایسے صریح ثبوت اپنی ہستی کے دیتا ہے۔ تو چاہئے کہ ہماری عملی حالت دوسرون سے ممتاز ہو۔ نہایت افسوس کی بات ہوگی۔ کہ باوجود خدا تعالٰی کے ان احسانون کے اور ان نشانون کے پھر بھی ہم اپنی عملی حالت مین کوئی تبدیلی نہ دکھلادین۔ سو جبکہ مجھے خدا تعالٰے کے اس انعام کو دیکھکر نہایت خوشی ہوتی ہے۔ ساتھہ ہی خوف بھی ہوتا ہے کیونکہ ہم پر دوسرے لوگون سے زیادہ اتمام حجت ہو چکی ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لاکھون نشان ہم دیکھہ چکے ہین اور اگر ہم اپنی حالتون مین کوئی تغیر پیدا نہ کرین تو ہماری حالت بہت ہی قابل افسوس ہوگی۔ مگر اس کے لئے بھی ہمین خدا تعالٰے سے ہی مدد مانگنی چاہئے۔ اور اسی کا فضل مانگنا چاہئے۔ اسلئے مین اپنے سارے بھائیون سے درخواست کرتا ہون کہ وہ اس عاجز کے لئے بھی دعا کرین کہ خدا تعالٰے مجھے عملی حالت درست کرنے کی توفیق بخشے اور ظالمون کے لئے مجھے ٹھوکر کا موجب نہ بنائے پھر مین درخواست کرتا ہون کہ میرے بھائی میرے لئے دعا فرما کر مجھہ پر احسان کرین۔ خدا تعالٰے ان کو جزائے خیر دے۔

میرے اس خواب کے گواہون مین سے ایک ہندو طالب علم بھی ہے جس کا نام بھگت چند ہے جو مدرسہ تعلیم الاسلام کی انٹرنس کلاس مین۔ پڑھتا ہے۔ وہ ایک بڑا پکا آریہ ہے۔ قادیان کے آریون کو چاہئے کہ اس سے پوچھین کہ آیا فی الواقعہ اسنے یہ خواب مجھسے قبل از وقت سنا تھا یا نہ۔ اور پھر غور کرنا چاہئے کہ کیا وجہ ہے کہ ان کا پرمیشور بے زبان اور مردہ ہے۔ اور مسلمانون کا خدا زندہ ہے اور بولتا ہے +

خاکسار شیر علی عفی اللہ عنہ

بیعت کے خطوط

حضرت حجۃ اللہ کے ارشاد کے موافق مندرجہ ذیل خط چھاپے جاتے ہین کیونکہ خود بیعت کنندگان نے بھی یہی خواہش کی ہے۔ (ایڈیٹر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اعلےٰ حضرت جناب والا شان امام زمان مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود و مہدی مسعود فداہ روحی۔

الحمد للہ رب العالمین و نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔ بعد از سلام سنت اسلام واضح رائے عالی باد کہ یہ خاکسار چند ایام سے حضور کی قدمبوسی کا از حد مشتاق ہے۔ اور حضور کے مامور من اللہ ہونے پر یقین واثق رکھتا ہے بلکہ دیگر الفاظ مین خادم ہونے کا مدعی ہے۔ مگر اپنے گناہون کے باعث بقول ع

زان کہ نسبت بسگ کوئی تو شد بے ادبی

یہہ بھی گستاخی خیال کرتا ہون۔

گو بشرط زندگی انشاء اللہ الرحمن خاکسار عنقریب خدمت بابرکت مین حاضر ہونیکا ارادہ رکھتا ہے۔ تاہم چونکہ زندگی کا کچھہ اعتبار نہین۔ خاکسار کی دلی خواہش ہے کہ بذریعہ عریضہ ہذا اپنے عقائد کا اظہار کرکے اللہ جل شانہ کے روبرو آنجناب کو گواہ ٹھیراؤن تاکہ آخرت مین منکرون سے علیحدہ رکھا جاؤن۔ اول یہ کہ مین اس امر پر ایمان رکھتا ہون۔ کہ حضرت عیسیٰ بن مریم فوت ہو چکے ہین جیسے کہ دیگر انبیاء علیہم السلام۔

دوم یہ کہ اس امر پر ایمان رکھتا ہون کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث کہ دجّال آئیگا پوری ہو چکی ہے اور کوئی دجّال آنا باقی نہین رہا۔

سوم یہ کہ مسیح موعود و مہدی مسعود کی بابت جو احادیث آئی ہین وہ بھی پوری ہو چکین۔ اور حضور ہی کو یہ مرتبہ اللہ تعالٰی نے دیا ہے۔ اور دیگر کوئی خونی مہدی نہین آئیگا۔

چہارم یہ کہ اسلام اپنی خوبصورتی سے پھیلا ہے اور بزور شمشیر نہین پھیلا۔

آخر مین گذارش ہے۔ کہ بموجب احکام خدا و رسول و حضور اسوقت تک کہ قبر مین جاؤن حتی الامکان دین کو دنیا پر مقدم رکھونگا۔ نہایت عجز سے آرزو ہے کہ حضور اس خاکسار کے واسطے دعا فرمادین کہ دین و دنیا مین مسلمانون کی مقبول جماعت مین داخل رہون۔ آمین۔ نیز بیعت مین داخل کرنیکا شرف اس غریب کو بخشین ع

گر قبول افتد زہے عز و شرف۔ زیادہ آداب۔

اگر حضور پسند فرماوین تو میری یہی دلی آرزو ہے کہ میرا یہ عریضہ لفظ بلفظ درج اخبار الحکم و بدر ہونیکا حکم صادر فرمایا جاوے۔ تاکہ شاید کسی دوسرے کیواسطے بھی موجب ہدایت ہو کیونکہ کار با خداوند است۔ تابعدار

بندہ اللہ بخش کوارٹر ماسٹر کلرک ملیشیہ واژون ولد مولوی مراد بخش ساکن ضلع بنون خاص۔ مورخہ ۱۳ مارچ ۱۹۰۷ء

(۲) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

واللہ باللہ شہدنا اللہ

بخدمت جمیع کافہ اہل اسلام التماس ہے کہ مجھکو عرصہ ۱۳۱۵ھ ہجری سے بوقت طالب العلمی جناب والا مراتب حضرت مرزا صاحب سے گرویدگی حسن ظن [illegible] مین باشرہ صحبت [illegible] دیدار زیادہ ہوا۔ مگر بباعث کمی ازدیاد زیارت [illegible] سے مشرف نہ ہو سکا۔ اور اب خود [illegible] قلب خود

[illegible] تمام تو عمداً ناقص [illegible] رفع ذریعہ [illegible] مجھے دکھا اور قایم فرمایا۔ جوئندہ یابندہ۔ ایک صاحب [illegible] خاص جناب مرزا صاحب موصوف کا جنکا نام مولوی امام الدین صاحب سب اوورسیر چھاونی والو میں ہین۔ ان صاحب نے مجھے استخارہ کی ترکیب فرمائی جسکے ذریعہ سے آج تیسری رات کو استخارے کرکے منزل مقصود کو پہونچا ہے تمام ناقص خیال سابقہ سے باز آیا ہے۔ اسوقت بندہ خوش ہوکر بخدمت اکثر صاحبان اہل اسلام موجودہ چھاونی کی خدمت مین اپنے مصمم ارادے سے آگاہ کرتا ہون کہ مین نے تصدیق بذریعہ استخارات کرلی ہے کہ جناب مرزا صاحب ممدوح بلاشبہ امام زمان ہین۔ انکے فرمان پر چلنا صراط مستقیم کا باعث ہے۔ اسوقت جمیع صاحبان معترضان کو اپنا صدق بیان کرتا ہون کہ مینے تصدیق کرلیا ہے کہ دعویٰ مرزا صاحب موصوف کا صحیح [illegible] اگر کوئی صاحب مجھکو دنیادار سمجھے [illegible] مین کچھ اور دل نشین ہو۔ مجھکو کسی فریب ہے کہ تو کیون مرزا صاحب کو امام حق سمجھتا ہے۔

جواب۔ مینے استخارہ سے اپنی تسلی کرلی ہے۔ اور اگر کسی صاحب کو تصدیق کرنی مطلوب ہو۔ تو وہ بھی استخارہ کرکے اپنی تسلی کرنیمین کوشش کرے امید ہے کہ کامیاب ضرور ہو جاویگا۔ اس تسلی ہی کے عوض مین جو مجھکو بذریعہ استخارہ حاصل ہوئی ہے۔ ایک ضیافت نان جوین طیار کرنا چاہتا ہون کہ جو صاحب حضرت اقدس مرزا صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو امام حق دل سے مانین۔ وہ صاحب شریک ضیافت ہوکر میرے حق مین دعائے خیر فرماوین کہ اللہ تبارک و تعالےٰ عصیان گذشتہ معاف فرماوے۔ اور آئندہ ہر فرد بشر کو راہ ہدایت پر مستقیم رکھے آمین ثم آمین۔

بخدمت مخلصان دین۔ السلام علیکم

صوبیدار میجر گلستان خان۔ صوبیدار شاہ داد خان
جمعدار احسن اللہ خان۔ جمعدار حکیم شاہ کلارک
حاجی صاحب ٹیلر ماسٹر۔ حافظ دین محمد صاحب اوورسیر
مجی ام سیر منشی علی بہادر خان۔ محلفی ام عطا محمد حال
حوالدار استور۔ بابو کرم الدین صاحب کلرک
و مرزا جان بیگ خانسامہ۔ و بابو کریم بخش
و ماہی خان۔ و تحصیلدار صاحب شیادمان خان
و منشی کرم الٰہی محرر جوڈیشل۔ میان فضل رحیم
صاحب حوالدار۔ و سلطان اکبر شاہ
قریشی۔ و مستری نور محمد

براہ مہربانی ضیافت نامہ پر دستخط فرماوین۔

[illegible]

میان قادر بخش احمدی بقلم خود

ایک شریف لڑکی کا خط

ذیل میں میں اپنی ایک محترم بہن بنت ملک مولا بخش صاحب رئیس گورالی کی چٹھی درج کرتا ہوں جو اس نے میرے نام اندراج اخبار کے لئے لکھی ہے۔ اس مضمون میں مستورا کی تعلیم کے لئے کسی نصاب کے نہ ہونے اور ایسی تالیفات کے میسر نہ آنیکا ذکر کرکے اُن لوگوں کو توجہ دلائی ہے جو اہل قلم ہیں فی الحقیقت تعلیم نسوان کا سوال جیسا اہم ہے اس سے زیادہ اہم اور ضروری سوال مستورات کی تعلیم کیلئے ایسی تالیفات کا طیار ہونا ہے جو ہر پہلو سے انکے لئے مفید ہوں ۔ راقمہ مضمون نے ان دو مختصر سے رسالوں کو بہت پسند کیا ہے جو سلک مروارید کے نام سے شائع ہو چکے ہیں۔

میں اس حسن ظن کے لئے شکر گذار ہوں میرے سر میں مستورات کی تعلیم کے لئے ایک مکمل کورس کا سرمایہ بفضلہ موجود ہے لیکن ہر کام اپنے وقت پر ہوتا ہے خدا تعالیٰ سے توفیق ملی تو سلک مروارید کا تیسرا نمبر میں ایسی طرز پر لکھنا چاہتا ہوں جو ہر درجہ کی مستورات کے لئے یکساں مفید ہو وَمَا تَوْفِيقِيْ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْم۔

بہرحال جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے سمجھ دی ہے اور وہ مستورات کی تعلیم کے لئے دل میں درد اور دماغ میں فکر رکھتے ہیں وہ آسان اور مفید تالیفات کا ایک سلسلہ طیار کریں۔ اور پہلے ایک مکمل نصاب کی ک کریں اسے خواہ چند ذی علم اصحاب ملکر سرانجام دیں تو قوم اور ملک کی بڑی ضرورت پوری ہوسکتی ہے ۔ ایڈیٹر۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

قومی مخدوم مکرم محسن جناب ایڈیٹر صاحب جناب شیخ یعقوب علی صاحب اخبار الحکم سلمہ اللہ تعالیٰ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کئی دنوں سے میرے دل میں یہ خیال جاگزیں ہو رہا ہے۔ کہ میں اس مضمون پر قلم اٹھاؤں۔ مگر اس واسطے چپ رہی ہوں کہ شاید میری تعلیم یافتہ بہنیں اس طرف دھیان کریں مگر آجتک کوئی مضمون اس قسم کا میری نظر سے نہیں گذرا۔ لہٰذا اب میں اپنے دلی خیالات کا اظہار ٹوٹے پھوٹے لفظوں میں کرتی ہوں۔ براہے مہربانی ان چند سطور کو اپنی اخبار صداقت آثار میں جگہ دیکر مشکور فرماویں۔ جب میں اخباروں میں دیکھتی ہوں کہ تعلیم نسوان کے حامیوں نے ہر طرف دھوم مچا رکھی ہے مگر عملی کارروائی ذرہ بھر بھی نہیں ہوئی۔ کوئی علیگڑھ میں عورتوں کے واسطے کالج قایم کرنے کو کہتا ہے کوئی کچھ صلاح دیتا ہے کوئی کچھ تدبیریں کرتا ہے۔ مگر کوئی ہونہار ابتک اسطرف متوجہ نہیں ہوا۔ کہ اس بے زبان فرقہ کیواسطے سلسلہ تالیفات کا شروع کریں۔ اے نئی روشنی کے دلدادو! اے تعلیم نسواں کے حامیو! اے ملک کو مہذب اور شائستہ بنانے والو! خدارا ذرا بتلاؤ تو سہی کہ آپ نے کہانتک اس امر کی کوشش کی ہے۔ کہ عورتوں کے واسطے عمدہ کتابیں تالیف ہوں۔ اے مصنفو! مولفو! گریجویٹو! لکچرارو! قومی ریفارمرو! آپ نے اپنی ساری لیاقت صرف **ترچھی نظر** اور **بانکی ادا** (ناولوں کے نام) کے ہی نذر کردی۔ اور باقی جو بچی وہ حسن وعشق کی شاعری کے کام آئی۔ میں آپ سے پوچھتی ہوں کہ آپ کی اعلیٰ تعلیم نے آپکے ملک اور آپ کی بہنوں کو کیا فائدہ پہونچایا؟ جو آپ کی مخرب اخلاق ناولوں نے زہریلا اثر ملک پر ڈالا ہے آپ سے مخفی نہیں۔ مولانا حالی صاحب فرماتے ہیں ؎

وہ شعر و قصائد کا ناپاک دفتر
عفونت میں سنڈاس سے جو ہے بدتر

اوّل تو تعلیم یافتہ عورتیں بہت ہی کم ہیں۔ مگر جو تھوڑا بہت پڑھ جاتی ہیں وہ ناول بینی کی مہلک مرض کا شکار بن جاتی ہیں۔ اور عام طور پر زیادہ تر عورتیں ہی اس مہلک مرض میں مبتلا ہیں۔ اور یہ مرض ان کے اخلاق اور طرز معاشرت کیواسطے سم قاتل ہے۔ اس کے دو بڑے بھاری سبب ہیں۔ اول تو عورتوں کو تعلیم ہی اوسط درجہ کی دی جاتی ہے جس سے ان کے دماغوں میں اعلےٰ خیالات آہی نہیں سکتے۔ اور نہ ہی انکو مشکل اور پیچیدہ کتابوں کی سمجھ آسکتی ہے۔ اور چونکہ ناول عام فہم ہیں اسی واسطے ان کی طبیعت کا میلان اسطرف ہو جاتا ہے اور وہ یہ نہیں سمجھ سکتیں کہ انکا زہریلا اثر ہمیں تباہ و برباد کردیگا۔ مگر اس میں ان بیچاریوں کا کیا قصور ہے۔ یہ سب خرابیاں صرف ہمارے تعلیم یافتہ بھائیوں کی بے توجہی کے باعث ہیں۔ جنہوں نے ایک لحہ کے واسطے بھی اپنے مبارک خیالات اور خداداد ذہانت کو اس طرف مبذول نہیں فرمایا کہ مستورات کیواسطے عام فہم علم ادب اور اخلاق کی کتابیں لکھی جاویں۔ مگر ان کو اتنی فرصت کہاں سے مل سکتی ہے وہ تو ابھی **گل روزینہ اور گل بکاولی** کے ڈراما پر ہی لٹو ہو رہے ہیں۔ اور اس ضرورت سے بالکل بےخبر ہیں کہ تصویر کا دوسرا رُخ ابھی بہت ہی کالا ہے

صاحبان آپ نے جبتک اس طرف توجہ نہ کی آپ ہرگز ترقی نہیں کرسکتے ۔ آپ یہ ہرگز نہیں محسوس کرتے کہ ہم تحت الثریٰ میں پہنچ چکے ہیں۔ شاید آپ میں احساس کا مادہ رہا ہی نہیں۔ دن بدن ناولسٹوں اور ڈراما نویسوں کی حیرت انگیز ترقی ہوتی جاتی ہے ۔ کاش کہ ان مخرب اخلاق ناولوں اور ڈراموں کی بجائے علم ادب اور اخلاق کی کتابیں انگریزی ۔ فارسی ۔ عربی سے ترجمہ کی ہوتیں ۔ اگر کوئی بندہ خدا اپنی خداداد قابلیت کو اسطرف لگاتا ۔ تو اسکی قومی بہنوں کو بہت ہی فائدہ پہونچتا ۔ صاحبان اب خدا کے واسطے ناول نویسی اور ڈراما نویسی کو ترک کیجئے ۔ اس نے ملک پر بہترا زہریلا اثر ڈال لیا ہے اب اس کمزور فرقہ کے واسطے کتابیں لکھنے کی کوشش کیجئے ۔ اور اپنی خداداد لیاقت کو اس طرف لگائیے ۔

خیال فرمائیے کہ مولوی نذیر احمد صاحب کی دو تین کتابیں بھلا کہانتک مفید ہوسکتی ہیں۔ چودہری خوشی محمد صاحب کو دن دگنی رات چوگنی ترقی نصیب ہو۔ جنہوں نے اس ضرورت سے باخبر ہوکر مستورات کے واسطے بڑی محنت اور قابلیت سے لاثانی استانی تالیف کی ہے ۔ جو عورتوں کے واسطے ایک نہایت ہی عمدہ کتاب ہے ۔ ہم فرقہ اناث تہ دل سے شکریہ ادا کرتی ہیں ۔ اور حال میں ہی ہمارے قومی مخدوم شیخ یعقوب علی صاحب **تراب** ایڈیٹر الحکم نے بڑی جانفشانی سے دو جلدیں سلک مروارید کی تالیف کرکے شائع کی ہیں ۔ میری نظر سے آجتک کوئی اس قسم کی اسلامی کتاب نہیں گذری ۔ یہ کتاب اپنی آپ ہی نظیر ہے ۔ میں نے شروع سے آخر تک دیکھی ہے ۔ واقعی موئلف نے گوہر ہی پرو دیئے ہیں ۔ اور نہایت ہی قابلیت سے اسلام اور توحید پر بحث کی ہے ۔ یہہ اپنی طرز کی پہلی ہی کتاب ہے ۔ خاصکر عورتوں کے واسطے تو کوئی ایسی عام فہم اسلامی کتاب آجتک نہیں شائع ہوئی ۔ اور ان لڑکیوں کے واسطے بہت ہی مفید ہے ۔ جو مشن اسکولوں میں تعلیم پاتی ہیں اور جن پر مشنری لیڈیوں کا زہریلا اثر سرایت کرجاتا ہے اور وہ اپنے پاک دین سے بد اعتقاد ہوجاتی ہیں ان کے واسطے آب حیات سے بھی بڑھ کر ہے ۔ اور ان سے زہر دور کرنے کے واسطے تریاق ہے ۔ اور ان پر اسلام کی وحدانیت اور حقانیت قایم کرنے کا یہ کتاب ایک عمدہ ذریعہ ہے ۔

پبلک کو چاہیئے کہ ضرور اس کی قدردانی کرے ۔ اے نوجوانو! اس بے زبان فرقہ کی بلدی خبر لو جن کے احسانات سے تم گردن نہیں اٹھا سکتے ۔ جنہوں نے تمہیں پالا ۔ پوسا ۔ ان کے واسطے کتابیں تصنیف کرو ۔ ترجمے کرو ۔ شائع کرو ۔ ورنہ آپ صاحبان کا ہونا یا نہ ہونا ہمارے واسطے یکساں ہے ۔ اگر آپ ذرا بھی عنان عاطفت اس طرف پھیریں تو کئی عمدہ سے عمدہ کتابیں فراہم ہوسکتی ہیں ۔ اور ہم بھی خوش اخلاق اور باسلیقہ ۔ شائستہ کہلانے لگیں ۔

اے خداوند دو عالم میری باتوں میں تاثیر دے کہ میرے قومی بھائی خواب غفلت سے بیدار ہوں ۔ اور ان میں احساس کا مادہ پیدا ہو ۔

آمین

(باقی آئندہ)

راقمہ بنت ملک مولا بخش از گورالی ضلع گجرات

ضروری اطلاع

قادیان میں چندہ بھیجنے والے احباب ہمیشہ ان ہدایات کو مدِ نظر رکھیں ۔

(۱) لنگرخانہ کا چندہ حضرت اقدس کے نام بھیجیں ۔ اور دوسری مدات کا روپیہ آپؑ کے نام ہرگز نہ بھیجیں ۔

(۲) مدرسہ کا چندہ بنام امین مدرسہ تعلیم الاسلام میگزین کی خریداری کا اور اشاعت اسلام کا روپیہ بنام مینجر ریویو آف ریلیجنز ۔ زکوٰۃ کا روپیہ بنام امین زکوٰۃ فنڈ ۔ بہشتی مقبرہ کے متعلق کل روپیہ بنام فنانشل سکرٹری مجلس کارپرداز مصالح قبرستان ۔ آنا چاہیئے ۔ اور کسی شخص کے نام پر نہ آنا چاہیئے ۔

(۳) خط و کتابت مدرسہ کے متعلق کل بنام ہیڈ ماسٹر مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان ۔ اور بہشتی مقبرہ یا متفرق وصیتوں کا بھیجنا بنام سکرٹری م ۔ ۔ ۔ مجلس کارپرداز مصالح قبرستان ہونی چاہیئے ۔

اطلاع

اخبار سب خریداران کے نام وقت مقررہ پر دفتر سے روانہ ہوتا ہے جس صاحب کو کوئی پرچہ نہ ملے اوسکو چاہیئے کہ جو پرچہ نہیں پہونچا وہ پرچہ اخبار کی تاریخ اشاعت تک طلب کریں ورنہ بعد میں وہ پرچہ مطلوبہ نہیں ملے گا ۔

استفسار اور اونکے جواب

السلام علیکم
احادیث ذیل کا کیا مطلب ہے مفصل جواب تحریر فرماوین

کرمداد خان سکنہ دوالمیال
ضلع جہلم براہ کھوڑہ

الجواب وعلیکم السلام آپکا خط مجھے مولوی صاحب نے بنابر جواب دیا ہے اور اسکی تقریر مجھے زبانی بیان فرمائی ہے مینے اسکو اپنے طور پر اپنے لفظون مین بیان کیا ہے۔

مین آپکے سوالات کو اول لکھکر پھر جواب اسکا لکھون گا۔ بعون اللہ وحولہ وقوتہ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔ تاکہ سوال کے ساتھہ جواب ہونیکے سبب سمجھنے مین سہولت ہو سوال جواب کے لئے س۔ ج۔ لکھا گیا۔

س ۱۔ آفتاب عرش کے نیچے سجدہ کرتا ہے۔ فانھا تذھب حتی تسجد تحت العرش۔ بخاری حالانکہ آفتاب کہین بہی غروب نہین ہوتا۔

ج ۱۔ لفظ سجدہ اور لفظ عرش کے معنے نہ سمجھنے اور عدم موقع شناسی کے سبب یہہ سوال کیا گیا ہے۔ اسلئے مین ان دونون لفظون کے معنے پہلے بیان کر دیتا ہون۔ سجدہ کے معنے ہین فرمانبرداری اور یہ سجدہ متعارف یعنی زمین پر سر رکہنا وَلِلّٰہِ یَسْجُدُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّکَرْھًا ۱۳
اللہ تعالےٰ کو ہی سجدہ کر رہے ہین ہر آن مین جو کچھہ آسمانون اور زمین مین ہین۔ بعض پسند کر کر اور بعض ناپسند کر کر۔ . . . . . اب اگر سجدہ کے معنے اسی متعارف سجدہ مین ہی محدود کئے جاوین۔ تو کوئی مکان اپنے پاؤن پر کھڑا نہ رہے اور تمام درختون کے سر زمین کے ساتھہ لگے ہوئے کسی وقت ہمکو ہی نظر آوین۔ اس سے معلوم ہوا کہ سجدہ کے معنے زمین پر سر رکہنے کے لئے ہے مخصوص نہین۔

عرش کے معنے ہین سلطنت اور دربار شاہی۔ مثلاً کہا جاتا ہے کہ ہمارے قیصر ایڈورڈ تخت نشین ہین تو اسکے معنے یہہ تو نہین کہ وہ اسوقت کسی لکڑی یا چاندی یا سونے کے تخت پر بیٹھے ہوئے ہی ہین جیسے وَرَفَعَ اَبَوَیْہِ عَلَی الْعَرْشِ ۱۳ جب یوسف علیہ السلام نے اپنے ماں باپ کو دربار شاہی تک پہونچا دینے کی عزت دی۔ اب اسکے معنے یہہ تو نہین ہو سکتے کہ اسکے ماں اور باپ دونون بادشاہ کے ساتھہ اوسکی کرسی یا تخت پر بیٹھہ گئے۔ یعنے ایک ہی کرسی یا تخت مین تینون بیٹھہ گئے۔ حالانکہ یہہ بات غلط ہے۔ کہ حضرت یعقوبؑ کی بی بی بہی بادشاہ کے پاس بلا لحاظ پردہ و بلا لحاظ مستی نامحرم بیٹھہ گئے ہون۔ بلکہ اتنے بڑے دربار مین جہان علاوہ بادشاہ کے درباری و اہلکار و اہل حوائج مختلف قسم کے موجود ہین۔ بلا لحاظ شرم و حیا کے (شریف اور معزز اور پاکدامن عورتون کا فطرتی تقاضا ہے) بی بی صاحبہ چلی گئی ہون بلکہ غرض یہ ہے کہ مردون کی ملاقات عزیز مصر سے اور مستورات کی شاہی محلون مین ہو گئی۔

اسی طرح وَکَانَ عَرْشُہٗ عَلَی الْمَآءِ ۱۲ اللہ تعالےٰ کی سلطنت تمام پانیون پر بہی ہے کیا اسکے یہ معنے ہو سکتے ہین کہ خدا کا تخت پانی پر بچھا ہوا تہا۔ غرض عرش کو ایک معنی مین محدود کرنا غلطی ہے۔

موقع شناسی۔ ہر ایک لفظ کے لئے موقع شناسی بہی ضروری ہے کیونکہ الفاظ اپنے معنے مین وسیع ہوتے ہین مثلاً اگر کوئی ماسی (ماس خور پارٹی کا) آریہ نوکر کو کہدے کہ گوشت لاؤ تو نوکر اوس کو یہ عذر ہرگز نہین کر سکتا کہ ابہی بوچڑخانہ (گائے کے گوشت کی جگہہ) مین گوشت نہین آیا۔

پس اب معنے اس حدیث کے یہ ہوئے کہ آفتاب بہی اللہ تعالےٰ کی سلطنت اور حکومت کی فرمانبرداری مین چل رہا ہے ذرہ بہر بہی اوسکی فرمانبرداری سے الگ نہین ہوتا۔

س ۲۔ وہان قرن شیطان ہے کیونکہ بموجب حدیث کے طلوع آفتاب قرن شیطان سے ہوتا ہے۔

ج ۲۔ یہان بہی معانی کے محدود کرنے مین غلطی واقع ہوئی۔ قرن کے معنے طاقت بہی ہین جیسے اَلَمْ یَرَوْا کَمْ اَھْلَکْنَا قَبْلَھُمْ مِّنْ قَرْنٍ مَّکَّنّٰھُمْ فِی الْاَرْضِ مَا لَمْ نُمَکِّنْ لَّکُمْ ۷
کیا یہ منکر لوگ اتنا بہی نہین سوچتے کہ ان سے پہلے ہم نے کسقدر قرن (اما قنتین) ہلاک کین۔ (آگے خود اللہ تعالےٰ قرن کے معنے سمجھا نیکے لئے فرماتا ہے کہ) جنے اون قرنون کو تمسے بڑہ چڑہ کر طاقت دی تہی۔ چونکہ مشرکین آفتاب پرستی کرتے ہین۔ چنانچہ عموماً ہنود کو تو آپنے کہلا کہلا صبح کو بعد نہانے کے پرستش کرتے دیکھا ہی ہوگا مگر آریہ لوگ بہی عبادت کے وقت اپنا موُنہہ مشرق کو ہی کرتے ہین اگرچہ بظاہر مدعی توحید ہین۔ اور عیسائی بہی آفتاب کو ہی متبرک سمجھتے ہین۔ کیونکہ انہین بہی یکشنبہ کی ہی عظمت مانی جاتی ہے اصل مین یکشنبہ ایک ایسا عظیم الشان تعابل عظمت دن ہے کہ بموجب توراۃ کے اوس روز کوئی کام کرنا جائز نہین۔ چنانچہ آجتک یہود کا اسی پر عملدرآمد ہے۔ اور یہود لوگ تمام سامان ضروری خورد و نوش جمعہ کے روز سبت کے لئے طیار کر رکہتے ہین تاکہ شنبہ کے روز (سبت کو) کسی چیز کی ضرورت کے وقت حرج واقع نہ ہو اسی واسطے یہود جمعہ کے دن کو تیاری کا دن کہتے ہین۔ پس بموجب احکام توریت کے ہفتہ کا روز انکا سبت اور تعظیم کا دن تہا مگر عیسائی بجائے روز شنبہ کے اتوار کی تعظیم کرتے ہین جسکو سنسکرت مین آدت وار (ایتوار) یعنے سورج کا دن اور انگریزی مین سنڈی سورج کا دن کہتے ہین آدت کے معنے آفتاب ہین اور سن کے معنے بہی آفتاب اور ڈی کے معنے ہین دن یعنے سورج کا دن۔ چونکہ آفتاب کے ساتھہ مشرکین کا تعلق ہے اسلئے فرمایا کہ آپ لوگ (موحدین) اس سے پرہیز کرین کہ اس کے طلوع کے وقت شیطان کی طاقت یعنے شرک ہوتا ہے۔ یعنے مشرک اسوقت شرک کیا کرتے ہین اسیواسطے نماز فجر و عصر اوسوقت جائز نہین۔

س ۳ فتسترق الشیاطین السمع فتسمعہ فتوصیلہ الی الکھان۔ اس حدیث مین شیاطین کا سماع ملائکہ سے ثابت ہے جو نہایت سخت اعتراض ہے کہ اللہ تعالےٰ جن جن امور کا اخفا چاہتا ہے۔ شیاطین اطلاع پاکر نجومیون کو بتا دیتے ہین۔

ج ۳۔ یہان شیاطین۔ ملائکہ اور آل کے الفاظ قابل غور ہین۔
شیطان نام ہے خبیث روح خدا تعالےٰ سے دور ہلاک ہونے والے کا اور یہہ لفظ شریر انسان پر بہی بولا جاتا ہے جیسے وَاِذَا خَلَوْا اِلٰی شَیٰطِیْنِھِمْ ۱ جب وہ منافق اپنے سردارون پاس جاتے ہین جو بڑے مفسد اور شریر ہین۔ وَکَذٰلِکَ جَعَلْنَا لِکُلِّ نَبِیٍّ عَدُوًّا شَیٰطِیْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ ۸
اور اسی طرح ہمنے ہر ایک نبی کے دشمن بنائے وہ لوگ جو پہلے ہی خدا سے دور اور ہلاک ہونیکے لئے تیار تہے انس اور جن اسیطرح اسکے بالمقابل پاک ارواح ملائکہ اور اون کے اظلال نیک لوگون پر بہی لفظ ملک مستعمل ہوتا ہے جیسے اِنْ ھٰذَآ اِلَّا مَلَکٌ کَرِیْمٌ ۱۲ یہ (یوسف) تو ایک ملک ہے جو قابل تعظیم و تکریم ہے۔
لَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنَا مِنْکُمْ مَّلٰٓئِکَۃً فِی الْاَرْضِ یَخْلُفُوْنَ ۲۵ ۔ اگر ہم چاہین گے تو تمہین مین سے ملایک کو اس ملک کا خلیفہ (بادشاہ) بنادین گے۔

لفظ اَل استغراق کے لئے ہوتا ہے جیسے الحمد للہ تمام تعریف اللہ تعالےٰ کے لئے ہے یا تعریف تخصیص کیلئے۔ جیسے یٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰکَ خَلِیْفَۃً فِی الْاَرْضِ ۲۳
اے داؤد ہم نے تجھے اس ملک کا بادشاہ بنا دیا پس اب معنے صاف ہو گئے یعنے شریر لوگ دربار نبوی سے باتین سنکر اور لوگون کو جاکر بتلاتے ہین اور وہ اپنی طرف کر کر بات کو الٹا دیتے ہین اس مضمون کو اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید مین بہی بارہا بیان فرمایا ہے سَمّٰعُوْنَ لِلْکَذِبِ سَمّٰعُوْنَ لِقَوْمٍ اٰخَرِیْنَ لَمْ یَاْتُوْکَ یُحَرِّفُوْنَ الْکَلِمَ مِنْ بَعْدِ مَوَاضِعِہٖ ۶ جہوٹ بنانے کیلئے یہ جاسوس ہین۔ بلکہ جو لوگ تیرے پاس نہین آیا کرتے یہ لوگ اون کے لئے جاسوس ہین۔
وَکَذٰلِکَ جَعَلْنَا لِکُلِّ نَبِیٍّ عَدُوًّا شَیٰطِیْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ یُوْحِیْ بَعْضُھُمْ اِلٰی بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا ۸
اور اسی طرح ہمنے ہر ایک نبی کے لئے دشمن بنائے ہین وہ لوگ جو پہلے ہی شریر تہے اور خدا سے دور تہے۔ امرا اور معمولی آدمی وہ ایک دوسرے کو دہوکہ دہی کے لئے باتین جہوٹی بناکر پہونچاتے ہین۔

س ۴ حدیث کا یہ جملہ ان الملائکۃ تنزل فی العنان ثابت کرتا ہے کہ نزول ملائکہ ابر مین ہوتا ہے۔ حالانکہ فرشتے ہر روز اترتے ہین مگر ابر ہر روز موجود نہین ہوتا۔

ج ۴ یہان بہی کچھہ تو غلط فہمی لفظ اَل کے معنے سے ہوئی اور کچھہ اس لئے کہ اقسام ملائک کا لحاظ نہین کیا گیا۔ ملایک بہت قسم ہین۔ بعض زمینی ہین بعض عالین ہین جیسے اللہ تعالےٰ نے فرمایا
اَسْتَکْبَرْتَ اَمْ کُنْتَ مِنَ الْعَالِیْنَ ۲۳
تو نے تکبر کیا ہے۔ یا
تو ملایک عالین مین سے ہے پھر بعض انسان کے ساتھہ پھر بعض بارش کے ساتھہ نازل ہوتے ہین بعض خاص خاص ابرون کے ساتھہ آتے ہین جیسے ھَلْ یَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ یَّاْتِیَھُمُ اللّٰہُ فِیْ ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ وَالْمَلٰٓئِکَۃُ ۲
اب تو ان کو کوئی بہی انتظار نہین صرف یہی انتظار ہے کہ اللہ تعالےٰ مع ملایک ابر کے سایون مین آجاوے۔ بعض ملایک کلام الٰہی کے ساتھہ اترتے ہین جیسے فرمایا
یُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِکَۃَ بِالرُّوْحِ مِنْ اَمْرِہٖ ۱۴ ۔ اللہ تعالےٰ فرشتون کو کلام اپنا دیکر نازل کرتا ہے۔ بعض قبض روح کے لئے اترتے ہین رحمت کے ہون یا عذاب کے جیسے فرمایا تَوَفَّتْہُ رُسُلُنَا ۷ ہمارے بھیجے ہوئے

ملائکہ۔ انکا قبض روح کرتے ہیں غرض ملائکہ انسام ہیں اور ہر ایک کام کے لئے علیحدہ علیحدہ ہم ہے پس جو بادلوں کے اترنے والے ہیں وہ بر کے ساتھ اُترتے ہیں۔ اب عبارت مذکور کے معنے ہوئے کہ ملائیک جو موکل ہیں بارش پر وہ بارش کے ساتھ اترتے ہیں۔

س ۵ امر بقتل الاوزاغ روایت ہے،

جب حضرت ابراہیم آگ میں ڈالے گئے تو وزغ پھونکیں مارتا تھا۔ اسواسطے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکے مار ڈالنے کا حکم فرمایا

کیا ابراھیم علیہ السلام آگ میں ڈالے گئے تھے۔ اور وزغ کی پھونکوں سے آگ بھڑک سکتی تھی کیا وزغ میں مخالفت انبیاء کا مادہ ہے۔

ج ۵۔ حضرت ابراہیم آگ میں نہیں ڈالے گئے بلکہ آگ میں ڈالنے کا ارادہ کیا گیا۔ جیسے قرآن مجید میں ہے قَالُوا حَرِّقُوهُ وَانْصُرُوا آلِهَتَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ فَاعِلِينَ قُلْنَا يَا نَارُ كُونِي بَرْدًا وَسَلَامًا عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَأَرَادُوا بِهِ كَيْدًا فَجَعَلْنَاهُمُ الْأَخْسَرِينَ کافروں نے کہا اس (ابراہیم) کو جلا دو یہی تمہارے ٹھاکروں کا (جو توڑے گئے) بدلہ ہے اگر تم بدلہ لینا چاہتے ہو ہم نے کہا۔ اے (جنگ کی) آگ ٹھنڈی ہو جا ابراہیم کی سلامتی کے لئے (نتیجہ یہ ہوا) انہوں (کافروں) نے حضرت ابراہیم کے ساتھ ارادہ جنگ کرنیکا کیا تھا مگر ہمنے اون کو اس ارادہ جنگ میں نامراد اور ناکام کر دیا۔ یعنے وہ حضرت ابراہیم کے ساتھ اس (ارادہ) جنگ میں ناکام رہے نار کے معنے جنگ کے بھی ہیں۔ جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے كُلَّمَا أَوْقَدُوا نَارًا لِلْحَرْبِ أَطْفَأَهَا اللَّهُ جب کبھی یہود لوگ جنگ کی آگ سلگاتے اللہ تعالےٰ اسکو بجھا دیتا تھا۔

وزغ کے معنے ہیں گرگٹ جو رنگ بدلتا ہے اور ایک حال پر قایم نہیں رہتا یہی حال ہے منافق کا۔ پس وزغ یعنے منافق ایک ہی نبی کا دشمن نہیں تھا۔ بلکہ اس قسم کے لوگ ہمیشہ انبیاء کے دشمن رہے ہیں اور ہمیشہ انبیاء کی ایذا اور قتل کے درپے رہے ہیں۔ اور ہمیشہ انبیاء کے خلاف جنگوں کی تیاریاں کراتے اور پھونکوں سے جنگ کی آگ سلگاتے رہے اور رہے يُرِيدُونَ أَنْ يُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ۔ وہ چاہتے ہیں کہ خدا کا نور پھونکوں سے بجھا دیں۔ اور ان لوگوں میں عداوت انبیاء کا مادہ نفاق موجود ہے۔ لہذا یہ قابل قتل ہی ہیں۔ جیسے فرمایا لَوْ خَرَجُوا فِيكُمْ مَا زَادُوكُمْ إِلَّا خَبَالًا اگر منافق لوگ غزوہ تبوک میں) تمہارے ساتھ نکلتے تو تمکو ضرور ضرور نقصان پہونچاتے۔ إِنْ تُصِبْكَ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ اگر تم کو کوئی خوبی پہونچے تو انکو بہت بری لگتی ہے هُمُ الْعَدُوُّ فَاحْذَرْهُمْ قَاتَلَهُمُ اللَّهُ وہ (تمہارے) دشمن ہیں۔ ان سے اپنا بچاؤ کر تا رہ انکو خدا کی مار۔ كُلَّمَا رُدُّوا إِلَى الْفِتْنَةِ أُرْكِسُوا فِيهَا جب کبھی اون کو موقع ملے کہ تم سے الگ ہو جاویں اور تمہارے دشمنوں کے ساتھ ملکر تم سے لڑائی کریں تو ضرور اس میں الٹ پڑینگے۔ فَخُذُوهُمْ وَاقْتُلُوهُمْ سو انکو پکڑو اور قتل کرو۔

س ۶ عن قتل جنان البیوت

گھر کے سانپوں کو جن سمجھکر قتل نہ کرنا منسوخ کی ایک شاخ ہے اور مسلم کی روایت میں تین مرتبہ تنگ کرنے کے بعد مارنے کا حکم ہے کیونکہ وہ کافر ہے سانپ موذی لا یعقل کو کفر ایمان سے کیا کام۔ اگر جنات ہیں۔ تو ہمارے مارنے سے مریگا ہی نہیں کیونکہ شیطان بموجب نص قیامت تک نہیں مریگا۔

ج ۶۔ گھر کے سانپ جسکو جن کہا گیا ہے وہ باریک زہریلا سانپ ہے جسکو سنگ کہتے ہیں۔ اسکو یک لخت جلدی کے ساتھ مارنا منع فرمایا۔ اسلئے کہ بعض سانپ سخت زہردار ہوتے ہیں اون کے مارنے سے اپنی جان کا خوف ہوتا ہے اگرچہ وہ مر بھی جاویں چنانچہ ایک صحابی کا ذکر ہے کہ جب وہ گھر میں گیا تو اوسکی عورت دروازہ کے باہر کھڑی تھی اوسکو عورت کی بے پردگی سے غیرت آئی اوسکو نیزہ سے قتل کرنے لگا تو اوس نے عذر کیا کہ اندر سانپ ہے اس نے نیزہ سے سانپ کو مار ڈالا۔ راوی کہتا ہے کہ معلوم نہ ہو سکا کہ وہ پہلے مر گیا یا سانپ دوسرا گھروں میں عموماً جگہ تنگ ہوتے ہی ممکن ہے کہ مارتے مارتے سانپ کو اسکے کاٹنے کا موقع لگ جاوے۔ تیسرا گھر میں عورتیں بچے بھی ہوتے ہیں ایسی افراتفری میں ممکن ہے۔ کہ سانپ کسی کو کاٹے۔ لہذا اس کے نکالنے کے لئے تین روز دوائی (دوا الہوام۔ جیسے گوگل وغیرہ اور دعا سے کام لے اگر پھر بھی نہ نکلے تو اسکے قتل کی کوشش کرے کیونکہ اتنے عرصہ میں یہ اپنے عیال وغیرہ کا انتظام بھی کر لیگا اور سامان بھی نکال سکیگا۔ جس کے پیچھے سانپ کے چھپ جانیکا احتمال ہوتا ہے۔

جن کا لفظ بہت وسیع ہے جس جس جگہ اسکا استعمال ہوا اس جگہ کسی قسم کا کوئی اخفا ضرور ہوتا ہے۔ مثلاً جنین بچہ جو ابھی ماں کے پیٹ میں مجنون پاگل جس کی عقل پر پردہ آگیا جنّتہ باغ جسکے اردگرد دیوار لگائی گئی جُنّہ ڈھال جسکے پیچھے انسان اپنے آپ کو تلوار وغیرہ سے بچانیکے لئے چھپاتا ہے۔ جن بڑے بڑے امرا ورؤسا جنکو عوام لوگونکے ملنیکا اتفاق کم ہو سکتا ہے۔ اور کوہستانی لوگ اسیطرح سانپ چینو ٹے بچھو وغیرہ اشیا کو بھی جن بولتے ہیں جو اشیا زیر زمین یا دیواروں میں اپنے گھونسلے یا سوراخ بنا کر رہتے ہیں۔

شیطان ہر ایک انسان کا اس کے ساتھ ہی مر جاتا ہے۔ قیامت تک زندہ نہیں رہتا۔ إِلَىٰ يَوْمِ يُبْعَثُونَ تو شیطان کی خواہش ہے مگر اللہ تعالےٰ کا جواب تو یہ ہے کہ إِلَىٰ يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُومِ یعنے وقت مقرر تک جو ہر ذی روح کے لئے اپنا اپنا وقت مقرر ہے جسکو اجل مسمیٰ بھی فرمایا ہے۔

دوسرا یبعثون کے معنے قیامت کے نہیں بلکہ ایک بعثت انسان کے تزکیہ تام کے ساتھ بھی ہوتی ہے یعنے جب تک وہ کامل متقی نہیں بن جاتا شیطان بھی اس کے پیچھے پڑا رہتا ہے بعد متقی ہو جانے کے اسکا شیطان بھی بدل جاتا ہے۔ اور اسکا تسلط متقی پر نہیں رہتا۔ إِنَّ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ میرے بندوں پر تیرا غلبہ ہرگز نہ ہو سکیگا۔ چنانچہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میرا شیطان مسلمان ہو گیا یہ نظارہ عام طور پر نظر آرہا ہے کہ بدمعاشوں کے دوست بدمعاش ہوتے ہیں اور نیکوں کے نیک۔ کبھی کسی متقی کا دوست کوئی چور یا زانی شرابی وغیرہ نہیں ہوا کرتا و بالعکس پس کوئی نص قرآنی شیطان کی دوام زندگی کے لئے نہیں ہے

س ۷۔ فان شدة الحر من فيح جهنم دنیا میں سردی گرمی کا بڑھنا گھٹنا موافق اس حدیث کے دوزخ کی سرد گرم ہونے پر موقوف ہے جیسے لها نفسين سے ظاہر ہے مگر یہ خلاف مشاہدہ ہے پھر تمام دنیا پر اثر اسکا یکساں نہیں۔ آگ بغیر ایندھن کے تیز نہیں ہوتی اور دوزخ کا ایندھن آدمی ہیں وقودها الناس والحجارة اور آدمی بعد حساب داخل دوزخ ہوں گے۔

ج۔ لفظ من اسجگہ بعضیت یا علت کے لئے نہیں بلکہ اسکے معنے ہیں سخت گرمی دوزخ کی گرمی کی جنس سے ہے۔ جیسے دوزخ کی آگ سے تکلیف ہوتی ہے اسکی نظیر قرآن مجید میں موجود ہے۔ وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا اللہ تعالےٰ کے نشانوں میں سے ہے کہ تمہاری بی بیاں تمہاری ہی جنس سے پیدا کیں اس کے معنے یہ تو نہیں ہو سکتے کہ تمہاری بیویاں تم میں سے ہی پیدا کی گئیں۔ کیونکہ اس طرح تو وہ بیٹیاں ہونی چاہئیں جو حرام ہیں۔ وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ کے یہ تو معنے نہیں کہ دوزخ کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔ یعنے جب یہ ڈالے جاوینگے تو آگ اوسوقت بھڑکے گی۔ بلکہ اس کے معنے ہیں کہ دوزخ کے بھڑکنے اور تیز ہونے کا سبب وہ تعلق ہے جو مشرک لوگوں کا اون پتھروں یعنے بتوں کے ساتھ ہے یعنی لفظ ال الناس اور الحجارة پر موجود ہے یعنے آدمی مشرک اور پتھر بُت خلاصہ یہ ہے کہ دوزخ کے بھڑکنیکا موجب شرک ہے جو ظلم عظیم ہے۔

س ۸۔ اشتکت النار الی ربها

ج ۸۔ ہر ایک چیز کی شکایت کا رنگ الگ ہوتا ہے۔ مثلاً کاشتکار کو شکایت عدم بارش کی ہوتی ہے اور کمہار کو شکایت بارش کی۔ اسی طرح غلہ فروش کو شکایت ارزانی کی۔ اور دوسرے لوگوں کو شکایت گرانی کی۔ ہر ایک جنس کی شکایت اسکے مناسب حال ہی ہوا کرتی ہے پس دوزخ کی شکایت بھی اوسکے حسب حال ہوگی۔

حکیم فضل دین از قادیان

مولانا مولوی حکیم نورالدین صاحب۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھسے ایک شخص ہندو نے جواب پوچھا ہے کہ اپنے آقا سے انکا جواب منگوا دو سو التماس ہے کہ جواب بذریعہ الحکم تحریر فرماویں۔

(۱) قادر مطلق کے کیا معنے (۲) روح ازلی ہے یا فانی اور ازلی کے کیا معنے۔ (۳) رحم و عدل کے کیا معنے۔

خادم نصیر بیگ جمعدار ۱۹ انفنٹری از جہال۔

السلام علیکم۔ مولویصاحب نے مجھے آپکا خط

جب سے کے نئے دیا ہے اسکا جواب حسب ذیل ہے۔

خ - قدرت علق اللہ تعالیٰ کا نام نہیں قرآن مجید اور کسی صحیح حدیث میں یہ کہیں نہیں ہوا اگرچہ ان القادر اللہ تعالیٰ کا نام آیا ہے جو اسماء حسنیٰ میں سے ہے۔ اسکے معنے ہیں وہ کل ایسی اشیاء پر قادر ہے جو اسکے صفات کاملہ اور اسماء حسنیٰ اور کمالات کے خلاف نہوں۔

اور یاد رہے کہ قدرت اور چیز ہے اور تعلق قدرت اور چیز ہے مثلاً ایک خاوند والی عورت کو قدرت ہے کہ اگر اسکی تسلی اپنے خاوند سے نہ ہو سکے۔ یا خواہش ہو اور خاوند موجود نہ ہو یا خاوند سفر پر ہو یا اپنے خاوند سے اولاد نہ ہوتی ہو تو کسی غیر آدمی سے منہ کالا کرے۔

یا مثلاً ایک مرد کو قدرت ہے کہ اپنی بی بی کو کسی غیر مرد کے ساتھ اولاد کے لئے اپنے گھر میں بلا کر ہمبستر کرادے جیسے آریہ مت میں اسکی اجازت ہے۔ دیکھو قدرت ہے۔ مگر ایسے امور میں تعلق قدرت ایک شریف باغیرت مسلمان نہیں کر سکتا۔ بلکہ اپنے متعلقین کی نسبت سننا بھی پسند نہیں کرتا۔

(۲) ازلی منسوب ہے طرف لم یزل کے اس معنے سے ہم تمام مخلوق کو ازلی کہہ سکتے ہیں۔ جو موجود ہو چکی ہے یا آئندہ پیدا ہوگی۔

مگر ازلی کے معنے ہیں کہ کسی کی بنائی ہوئی نہیں تو اس معنی کرکے روح ازلی نہیں کیونکہ روح اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی چیز ہے۔ بلکہ کل عالم سوا اللہ کے اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے۔ اور وہ رب العالمین پیدا کرنے والا اور ترقی دینے والا تمام جہانوں کا ہے حقیقت جب جس جس کو چاہا پیدا کیا اگرچہ تمام مخلوق ازل کیطرف منسوب ہے۔ مگر اس کا ابتدا بھی ہے اور انتہا بھی ہے۔

فانی کے معنے ہیں فنا کیطرف منسوب۔ اور فنا تغیر کا نام ہے۔ ہر چیز متغیر مخلوق ہے اور ہر مخلوق ہر وقت فنا کیطرف چل رہی ہے جیسے فرمایا

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ۝ ۲۷

اور اگر ازلی کے معنے کسی کے نزدیک غیر مخلوق چیز کے ہوں تو ہمارے نزدیک بلکہ کل عقلمندوں کے نزدیک وہ ذات بابرکات مستجمع جمیع صفات کاملہ کا نام ہے زمانہ کا ہر چیز جو پیدا ہوتا اور فنا بھی ہوتا ہے۔

روح ہر ایک ذی روح کی اسکے بدن کی ایک حد تک تیار ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ پیدا کرتا ہے نہ خود بخود پیدا ہوتی ہے کہ اسوقت کسی گیاس بوٹی کے ذریعہ ماں کے پیٹ میں کسی بچہ کے لئے داخل ہو جاوے

اور نہ ازلی بمعنی غیر مخلوق ہے۔ اگر ازلی بمعنی غیر مخلوق ہے یا ازلی بمعنی قدیمی مانی جاوے۔ تو بعض اشیاء اللہ تعالیٰ کی صفت قدم اور غیر مخلوق ہونے میں شریک بھی ماننی پڑینگی۔ اور اللہ تعالیٰ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ ہے وَتَعَالَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ - اور بعض اشیاء خدا تعالیٰ کے مانند ماننی پڑینگی۔ صفت قدم اور غیر مخلوق ہونے میں اور اللہ تعالیٰ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ - ۲۵ ہے یعنے اوس جیسے صفت میں بھی کوئی شے نہیں یعنے اگر بفرض محال کوئی شے اللہ تعالیٰ کی مثل بھی فرض کرلی جاوے تو اوس مثل کی مثل بھی کسی صفت میں کوئی شے نہیں۔ اور بعض اشیاء اگر غیر مخلوق فرض کی جاویں تو اللہ تعالیٰ کی صفت خالقیت ناقص ماننی پڑیگی اور اللہ تعالیٰ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ ۲۴ ہر چیز کا خالق ہے اور عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۱ اور سرب شکیتمان ہے۔ غرض اللہ تعالیٰ کی بہت سی صفات ناقص اور ادہوری یا بیکار ماننی پڑینگی۔ بلکہ سب سے بڑھکر یہ مشکل پیش آویگی کہ اگر تمام ارواح نیکی میں ایسی ترقی کر جاویں کہ کوئی گناہ بھی نکریں تو پھر پرمیشر صاحب کا معاذ دیوالا نکل جاوے اور تمام اشیاء جنپر جبراً قبضہ پاکر تناسخ کے چکر میں دیکر اپنی رونق اور شغل یا خدائی بنائے بیٹھا تھا۔ وہ سب کے سب اوس کے تصرف سے باہر ہوجاویں وَتَعَالَى اللّٰهُ عَمَّا يَصِفُوْنَ غرض اللہ تعالیٰ ہمیشہ ارواح کو پیدا کرتا رہتا ہے اور ارواح انسانی کو اللہ تعالیٰ نے ابد کے لئے بنایا ہے جیسے اللہ تعالیٰ اہل جنت کی نسبت فرماتا ہے وَاَمَّا الَّذِيْنَ سُعِدُوْا فَفِي الْجَنَّةِ خَالِدِيْنَ فِيْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ عَطَآءً غَيْرَ مَجْذُوْذٍ ۱۲

یعنے نیک لوگ ہمیشہ ہمیشہ ابدالآباد تک جنت میں رہینگے (پھر دوام غیر متناہی کے بیان کیلئے فرمایا) جب تک اوس جنت کے آسمان و زمین (یعنی خود وہ جنت جو وہ بھی دائمی غیر فانی ہے) رہینگے۔ مگر جو چاہا تیرے رب نے (یعنے جو قبل دخول جنت زمانہ گذر گیا وہ مستثنیٰ ہے) یہ اللہ تعالیٰ کی عطا (جنت کا ملنا) کبھی بھی منقطع اور ختم اور موقوف نہیں ہوگا۔ اور ایک جگہ فرمایا۔ مَا هُمْ مِنْهَا بِمُخْرَجِيْنَ ۱۴ یعنے وہ جنت ایسا ہے کہ جو اوس میں داخل ہوگا وہ اس سے کبھی بھی نہیں نکالا جاویگا جیسے مکتی خانہ سے نکالے جانے کا اعتقاد آریہ کا ہے۔ ایک اور جگہ فرمایا ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَكُ مُغَيِّرًا نِّعْمَةً اَنْعَمَهَا عَلٰى قَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ۱۰

(اللہ کا وعدہ سچا ہے اور اللہ تعالیٰ سے زیادہ کسی کی سچی بات نہیں اور اللہ تعالیٰ انعام کے وعدہ میں کبھی بھی خلاف نہیں کرتا) یعنے یہ بڑی پختہ بات ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کسی نعمت کو جو کسی قوم کو انعام کرتا ہے خود بخود بلا وجہ نہیں بدلتا جبتک کہ وہ قوم اپنی حالت کو خود نہ بدلے۔ اور جنتیوں کے اعمال کی نسبت فرمایا ہے کہ لَا لَغْوٌ فِيْهَا وَلَا تَاْثِيْمٌ ۲۷ یعنے جنت میں جنتی لوگ کوئی لغو بیفائدہ کام نہیں کرینگے۔ اور گناہ جو نقصان والی چیز ہے وہ تو بطریق اولٰے نہیں کرینگے یہ تو آریہ کے مکتی خانہ کا ہی خاصہ ہے کہ باوجود کروڑوں اربوں سال تناسخ کے چکر کہا کر جب ارواح قابل مکتی خانہ کے ہو جاویں پھر انکا پرمیشر ایسا شترکینہ ہے کہ اون کے نکالنے کے لئے ایک بہانہ رکھ لیتا ہے یعنے انکی ماتر انکا گناہ انکے نکالنے کے لئے باقی رکھ لیتا ہے برخلاف اس کے اللہ تعالیٰ جنتیوں کی نسبت انعامات بڑہانے اور جنت میں اور اور ترقیات دینے کا وعدہ فرماتا ہے۔ اور ساتھ ہی جنتیوں کی دوام غیر منقطع کے ثبوت کے لئے دلیل بیان فرماتا ہے۔ دَعْوٰىهُمْ فِيْهَا سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ وَاٰخِرُ دَعْوٰىهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۱۱

جنتیوں کی دعائیں یہ ہونگی کہ وہ اللہ تعالیٰ کی تنزیہ اور تسبیح کرتے رہیں گے اور باہمی ملاقات میں ایک دوسرے کو سلامتی کی خوشخبری دینگے اور جب انکو انکی تسبیح تنزیہ الٰہی کرنے پر اور اور انعامات اور ترقیات ملینگے تو اسپر اللہ تعالیٰ کی حمد اور تعریف اور شکریہ بجالاینگے جس نے انکو ادنیٰ درجہ سے ترقی دیتے دیتے وہاں تک پہونچایا جسکو وہ رای العین دیکھ رہیں اور رب العالمین کہنے سے آئندہ ترقیات و انعامات کی بھی درخواست کرینگے۔ و نیز اللہ تعالیٰ وعدہ فرماتا ہے کہ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ ۱۳ اگر میرے پہلے انعامات کی قدر کروگے تو میں انعامات اور ترقیات کو بڑہاتا رہوں گا۔ غرض اس قسم کی آیات قرآن مجید میں بہت ہیں جن سے جنتیوں کا دوام غیر منتہی پایا جاتا ہے اگرچہ دوام روح انسانی کے آریہ بھی قایل ہیں مگر وہ ارواح کو چکر کے عذاب میں دیکر دوام کے قایل ہیں۔

(۳) رحیم و عدل - جب کوئی راستی اور سچائی سے قانون قدرت اور شریعت کے مطابق کام کرتا ہے اسکو وہ انعام دیتا ہے اور کبھی محنت کو ضائع نہیں کرتا۔ یہی معنے ہیں رحیم اور عادل کے۔

حکیم فضل دین از قادیان

مراسلت

وَسَخَّرْنَا مَعَ دَاوٗدَ الْجِبَالَ يُسَبِّحْنَ وَالطَّيْرَ (پ ۱۷)

ایک نادان اور متعصب آریہ اپنی نادانی کیوجہ سے آیت ممدوحہ بالا پر اعتراض کرتا ہے۔ کہ داؤد کے ساتھ پہاڑوں اور پرندوں کو خدا نے مسخر کیا کہ اسکی پاکی بیان کریں تسبیح کیلئے انسانوں کو اس کے ساتھ مسخر کیوں نہ کیا جو اسکی جنس اور جنکی تبلیغ کیلئے اسے مامور بنایا اور اگر اس کے لئے ایسی تسخیر منظور تھی تو پھر پہاڑ اور پرندوں کی تخصیص کی کیا وجہ ہے کیوں بحار اور اشجار اور سباع اور وحوش کی تسخیر کو مستثنےٰ رکھا گیا یہ چیزیں بہ نسبت پہاڑ اور پرندوں کی ابکم اور غیر ناطق نہیں جو وہ قابل تسخیر نہ ہوتیں۔

تعصب کا خدا ستیاناس کرے یہ ایک ایسی بلا ہے جس سے انسان باوجود بینا ہونے کے نہیں دیکھتا اور شنوا ہونے کے نہیں سنتا اور دانا ہونے کے نہیں سمجھتا تعجب ہے کہ قرآن کریم جس کا ہر ایک شعشعہ صداقت سے پر اور جس کے ہر ایک بیان صداقت پر قانون قدرت کے بین ثبوت اور خدا تعالیٰ کی روشن اور کھلی کتاب کی سینکڑوں شہادتیں موجود ہیں متعصب اور نادان معترض کو اسکے صداقت بھرے بیان پر کیسے کیسے اعتراض سوجھتے ہیں۔ لیکن یاد رہے کہ ہر ایک اعتراض جو قرآن کریم کے کسی بیان پر کیا جاتا ہے گو سچائی کے بے محل اور بے وجہ مقابلہ سے من وجہ مذموم ہے مگر من وجہ مذموم نہیں بھی کیونکہ قدرت نے اس زمانہ کو قرآن مجید اور فرقان حمید کی صداقتیں اور دقیق در دقیق صداقتیں ظاہر کرنے کیلئے مقرر فرمایا ہے اور ان باریک صداقتوں کے ظاہر ہونے کا ذریعہ اور واسطہ معترضین کا وجود اور ان کے اعتراضات ہی ہیں معترض لوگ قرآنی آیات پر کوئی ایسا اعتراض یا جرح نہیں کرتے جسکے نیچے سے عجیب اسرار اور علمی صداقتوں کا ذخیرہ برآمد نہیں ہوتا اس لئے معترضین کے وجود کو بھی ہم اچھا ہی خیال کرتے ہیں اب ہم آیت ممدوحہ پر جو اعتراض کیا گیا ہے

(۳) بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

کم بگردد تابش خورشید اگر
در بدخشان لعل سازد سنگ را

ع شاہان چہ عجب گر بنوازند گدارا - گاہ بنگاہ

بحضور فیض گنجور کرامت ظہور موفور السرور النور حضرت اقدس جناب معلی القاب مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

بعد از آداب تسلیمات والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ التماس ہے کہ خادم کو عرصہ گیارہ سال سے مشرف ہونے زیارت فیض بشارت کا عزم بالجزم ہے اور اسوقت بذریعہ نیاز نامہ کے التجا ہے۔ کہ براہ توجہ مربیانہ نام این گمنام مسمی قادر بخش ولد منشی غلام حیدر مرحوم و پسرم محمد علی بعمر تیس سالہ بیعت میں منسلک فرماکر از اوراد و وظائف مرحمت فرماوین تاکہ مداومت کرکے رضامندی رب الرحیم کی حاصل ہوجاوے اور شر مفسدان سے اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے آمین ثم آمین والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ نیاز مند قادر بخش ولد منشی غلام حیدر مرحوم قوم قریشی معروف جینڈا ساکن لسکانی والہ تحصیل لیہ ضلع میانوالی حال ملازم ملتمس بقلم خود - یہہ عریضہ .... پرچہ الحکم و بدر میں درج فرمایا جاوے - تو عین مہربانی ہوگی -
۱۴ - مارچ ۱۹۰۶ء

(۴) بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اعلیٰ حضرت جناب والاشان امام زمان مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود و مہدی مسعود فداہ روحی
الحمد للہ رب العالمین ونحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ بعد از سلام سنت الاسلام واضح رائے عالی باد۔ کہ یہ خاکسار چند ایام سے حضور کی قدمبوسی کا از حد مشتاق ہے۔ اور حضور کے مامور من اللہ ہونے پر یقین واثق رکھتا ہے۔ بلکہ دیگر الفاظ میں خادم ہونے کا مدعی ہے۔ مگر اپنے گناہوں کے باعث بقول ع

زاں کہ نسبت بسگ کوئے تو شد بے ادبی

یہہ بھی کہنا گستاخی خیال کرتا ہوں۔ گو بشرط زندگی انشاء اللہ الرحمن خاکسار عنقریب خدمت بابرکت میں حاضر ہونے کا ارادہ رکھتا ہے - تاہم چونکہ زندگی کا کچھ اعتبار نہیں - خاکسار کی دلی خواہش ہے کہ بذریعہ عریضہ ہذا اپنے عقائد کا اظہار کرکے اللہ جل شانہ کے روبرو آنجناب گواہ ٹھہراؤں تاکہ آخرت میں منکروں سے علیحدہ رکھا جاؤں

اول یہ کہ میں اس امر پر ایمان رکھتا ہوں - کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام ابن مریم فوت ہوچکے ہیں - جیسے کہ دیگر انبیاء علیہم السلام۔

دوم یہ کہ اس امر پر ایمان رکھتا ہوں - کہ حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث کہ دجال آئیگا - پوری ہوچکی ہے - اور کوئی دجال آنا باقی نہیں رہا - جسکے پیشانی پر کفر لکھا ہوگا۔

سوم یہ کہ مسیح موعود و مہدی مسعود کی بابت جو احادیث آئی ہیں - وہ بھی پوری ہوچکیں - اور حضور کو یہ مرتبہ اللہ تعالیٰ نے دیا - اور کوئی مہدی نہیں آئیگا۔

چہارم یہہ کہ اسلام اپنی خوبصورتی سے پھیلا ہے اور بزور شمشیر نہیں پھیلا۔

آخر میں گذارش ہے - کہ بموجب احکام حضور اسوقت تک کہ قبر میں جاؤں - حتی الامکان دین کو دنیا پر مقدم رکھونگا۔

آرزو ہے کہ حضور اس خاکسار کے واسطے دعا فرماویں - کہ دین و دنیا میں مسلمانوں کی مقبول جماعت میں داخل رہوں - آمین۔

اور بیعت میں داخل کرنے کا شرف اس احقر کو بھی بخشیں - ع - گر قبول افتد زہے عز و شرف - زیادہ آداب۔

اگر حضور پسند فرماویں - تو میری عین آرزو ہے - کہ میرا یہ عریضہ لفظ بہ لفظ درج اخبار الحکم و بدر ہونیکا حکم دیا جاوے - تاکہ شاید کسی دوسرے کے واسطے موجب ہدایت ہو کیونکہ آخرت سخت ہے۔

عارض
خاکسار محمد افضل ساکن بٹالہ ولد شیخ میر محمد ریٹائرڈ قوم ککے زئی - حال کلرک خزانہ وانون جنوبی وزیرستان

ندوۃ العلماء کا نیا دور اور اسکا جلسہ سالانہ

ندوۃ العلماء پر اس تھوڑی سی مدت میں تین دور گذرے ہیں۔ ایک ابتدائی زمانہ جو بہت زور و شور کا تھا جسکے غلغلہ سے دفعتاً تمام ہندوستان گونج اٹھا - دوسرا انحطاط (عہد ظلمت) یہ دور اسوقت سے شروع ہوتا ہے جب جناب مولوی سید محمد علی صاحب (سکرٹری ندوہ) اپنے ضعف وناتوانی کی وجہ سے ندوہ کی خدمات سے علیحدہ ہونے لگے اور یہانتک نوبت پہونچی کہ باوجود عام اصرار کے اپنے عہدہ سے مستعفی ہوگئے تیسرا دور ۱۹۰۵ء سے شروع ہوتا ہے جبکہ اراکین کو یہ حالت دیکھکر سخت بے چینی پیدا ہوئی معتمد دار العلوم نے ترک تعلقات کرکے خود ندوہ میں سکونت اختیار کی دفتر شاہجہانپور سے اٹھہ آیا مصارف جو آمدنی سے بہت زیادہ تھے گھٹا کر داخل کے قریب قریب کردیئے گئے نصاب مجوزہ جسپر ابتک عمل نہیں کیا گیا تھا جاری کردیا گیا۔ انگریزی زبان بطور سکنڈ لینگوج کے لازمی کردی گئی مقامی ارکان میں مولوی محمد نسیم صاحب وکیل اور مولوی ظہور احمد صاحب کا اضافہ ہوا شملہ اور لکھنؤ ڈپوٹیشن گیا۔ اور کامیاب آیا - اور سب سے بڑھکر یہ کہ جناب معلی القاب سرکار عالیہ ریاست بھوپال نے سرپرستی فرماکر چھ سو سالانہ کی مستقل رقم مقرر کردی۔

ان حالات سے وہ عام افسردگی جو تمام ملک میں پیدا ہوگئی تھی کم ہونی شروع ہوئی سپاس پاس کے مقامات کو ندوہ کی دوبارہ زندگی کا کچھہ احساس ہونے لگا۔ اور اسکی طرف امید کی نگاہیں اٹھنے لگیں یہانتک کہ گورکھپور اور بنارس میں جلسہ سالانہ کی تحریک شروع ہوئی اور بالآخر قرعہ فال بنارس کے نام پر نکلا جو ایک مشہور تاریخی مقام ہے۔ بنارس کی مقامی کمیٹی کے صدر انجمن مولوی محمد عمر صاحب وکیل اور سکرٹری مولوی مقبول عالم صاحب قرار پائے ہیں - اول الذکر صاحب ندوہ کے ارکان انتظامی میں ہیں - اور مولوی مقبول عالم صاحب ایک نہایت نیک طینت اور دیندار آدمی ہیں اور جس سرگرمی اور ذوق سے وہ جلسہ کی تیاریاں کر رہے ہیں اس سے بڑی بڑی امیدیں پائی جاتی ہیں۔

اس جلسہ میں ندوہ کی تعلیم و تربیت کا نمونہ پیش کیا جائیگا ندوہ کی تعلیم کے جو انتہائی مقاصد ہیں ان کے ظہور کا تو ابھی وقت نہیں آیا - اس کے لئے کم از کم ابھی آٹھہ دس سال درکار ہیں لیکن اس جلسہ میں اس بات کا تجربہ ہوسکے گا - کہ ندوہ کی تعلیم کو اور تمام مدارس پر کیا ترجیح ہے - ندوہ کے طلباء عام مجالس میں علمی اور اخلاقی مضامین پر عمدگی سے تقریر کرسکتے ہیں فلسفہ جدیدہ سے انکو کسی حد تک واقفیت ہے - علوم قدیمہ وجدیدہ کا وہ کچھہ کچھہ موازنہ کرسکتے ہیں ان میں عموماً وسعت نظر اور روشن خیالی پائی جاتی ہے - عربی زبان میں وہ مستعدانہ طور پر مضمون نگاری کرسکتے ہیں۔

ہم کو تمام ہی خواہان قوم اور خصوصاً ان لوگوں سے جن کے دل میں ذرہ بھی مذہب کا درد ہے امید ہے کہ ضرور اس جلسہ میں شریک ہونگے - کیونکہ تمام ہندوستان میں یہی ایک تعلیمگاہ ہے جو اپنے اصول کے لحاظ سے بالکل ایک جدید چیز ہے - اور اگر اسکو وسعت اور ترقی دیجائے - تو وہ مسلمانوں کے ہر درد کی دوا ہوسکتا ہے۔ جلسہ ۱۴ اپریل سے ۱۶ - اپریل تک رہیگا - ندوۃ العلماء کے دوستوں اور ہمدردوں کو اس سال معمول سے زیادہ انتظار کی برداشت کرنی پڑی ہے - مگر خدا کا کام حکمت سے خالی نہیں انشاء اللہ تعالیٰ یہ انتظار بھی دیر آید درست آید کا مصداق ہوگا امید ہے کہ دور دور سے علماء کرام اور مشائخ عظام اس جلسہ میں رونق افروز ہونگے - اور یہ جلسہ گذشتہ جلسوں سے بھی باعتبار عظمت وشان کے فائق ہوگا۔

مہینوں کے بعد سال میں صرف ایک ہی ایسا موقع آتا ہے جسمیں بکثرت علماء اور رؤساء ایک جگہ مجتمع ہوں - اور ایکدوسرے کی ملاقات اور مبادلہ خیالات سے محظوظ و مستفید ہوں اور اپنی تجویزوں سے مدد دیں۔

اس جلسہ میں ایک خاص بات یہ ہوگی کہ دار العلوم کی تعلیم و تربیت کا نمونہ پیش کیا جائیگا اور شرکاء جلسہ کو اسبات کے جانچنے کا موقع ملیگا - کہ طلباء دار العلوم کو دیگر مدارس کے طلباء پر کن چیزوں میں فوقیت حاصل ہے۔

دوسری چیز جو تمام جلسوں سے خاص مزید ہوگی وہ یہ ہے کہ کتب قدیمہ فرامین شاہی اور قطعات وغیرہ کی نمائش اس جلسہ کے ساتھہ کھولی جائیگی - رؤساء بنارس نے اپنی مہربانی سے ہماری راحت کے سامان مہیا کرلئے ہیں اور ریلوے نے دور دور کی مسافتیں نزدیک کردی ہیں کسی قسم کی رکاوٹ نہیں صرف توجہ درکار ہے - تا سال دیگر کہ خورد و زندہ کہ ماند - اس جلسہ کی ظاہری عظمت اور باطنی اثر وحلاوت کا اندازہ کچھہ وہی خوب کرسکتے ہیں جو اسمیں شریک ہوچکے ہیں اور انہوں نے بزرگوں کی زیارت کو کفارہ گناہ خیال کیا ہے - لہذا تمام مسلمانوں سے التماس ہے کہ وہ اس جلسہ میں ضرور شریک ہوں اور اس موقع کو غنیمت سمجھیں ؎

صائبا عمر عزیز ست غنیمت دانش
گوئے خیر کہ توانی ببراز میدانش

جن حضرات کو تشریف لانا ہو ایک ہفتہ پیشتر اپنی روانگی کی اطلاع دیں - جناب مولوی مقبول عالم صاحب - بی اے۔ ایل ایل بی - وکیل بنارس کی خدمت میں تاکہ استقبال و قیام کا پہلے سے مناسب انتظام کیا جائے امید ہے کہ سابقاً گذشتہ کی طرح اس سال بھی افسران ریلوے کرایہ آمدورفت میں تخفیف فرمائینگے ہمارے پاس جسوقت اسکی اطلاع موصول ہوگی ہم اسیوقت اسکا اعلان کردیں گے۔

(راقم ارکان ندوۃ العلماء)

مجربات نور الدین (جلد اول)

حضرت حکیم الامۃ مولانا مولوی نور الدین صاحب نے شاہی طبیب ریاست جموں وکشمیر کے نام نامی اور آپکی طبی قابلیت سے کون واقف نہیں صاحب ممدوح کے کل تجربات کو سلسلہ وار چھاپنے کا انتظام کیا گیا ہے چنانچہ پہلی جلد چھپ کر طیار ہوگئی ہے صرف ٹائیٹل پیج باقی ہے۔ اس کتاب میں امراض کا سلسلہ سر سے شروع کیا گیا ہے اول ہر مرض کا نام - پھر اسکے اسباب - (اقسام) علامات - پھر اسکے ہر قسم کے مجرب علاج بتائے گئے ہیں اور طرز ایسا رکھا گیا ہے کہ معمولی سمجھ کا آدمی بھی فائدہ اٹھا سکتا ہے - اس قسم کی کتاب ہر گھر میں ہونی چاہئے اور چند آنوں کے خرچ سے ہر وقت ایک طبیب حاذق آپکے پاس مشورہ کے لئے رہیگا جو لوگ طبی مذاق رکھتے وہ بھی اس کتاب کو حکیم الامۃ کی قابلیت کا تصنیف سمجھ کر اپنے پاس رکھیں قیمت جلد اول محصولڈاک ۱۲ - الحکم کے خریداروں سے مع محصولڈاک عہ
خلیفہ فضل الرحمن ایڈیٹر طبیب حاذق قادیان ضلع گورداسپور

چشمہ مسیحی

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

ہمارے سید و مولیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تین ہزار سے زیادہ معجزات ہوئے ہیں اور پیشگوئیوں کا تو شمار نہیں مگر ہمیں ضرورت نہیں کہ ان گذشتہ معجزات کو پیش کریں۔ بلکہ ایک عظیم الشان معجزہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ہے کہ تمام نبیوں کی وحی منقطع ہو گئی اور معجزات نابود ہو گئے اور اُن کی اُمت خالی اور تہیدست ہے صرف قصے ان لوگوں کے ہاتھ میں رہ گئے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی منقطع نہیں ہوئی اور نہ معجزات منقطع ہوئے بلکہ ہمیشہ بذریعہ کاملین اُمت جو شرف اتباع سے مشرف ہیں ظہور میں آتے ہیں اسی وجہ سے مذہب اسلام ایک زندہ مذہب ہے اور اس کا خدا زندہ خدا ہے چنانچہ اس زمانہ میں بھی اس شہادت کے پیش کرنے کے لئے یہی بندہ حضرت عزت موجود ہے اور ابتک میرے ہاتھ پر ہزارہا نشان تصدیق رسول اللہؐ اور کتاب اللہ کے بارہ میں ظاہر ہو چکے ہیں اور خدا تعالیٰ کے پاک مکالمہ سے قریباً ہر روز میں مشرف ہوتا ہوں اب ہوشیار ہو جاؤ اور سوچ کر دیکھ لو کہ جس حالت میں دنیا میں ہزارہا مذہب خدا تعالیٰ کی طرف منسوب کئے جاتے ہیں تو کیونکر ثابت ہو کہ وہ در حقیقت منجانب اللہ ہیں آخر سچے مذہب کے لئے کوئی تو مابہ الامتیاز چاہئے اور صرف معقولیت کا دعوےٰ کسی مذہب کے منجانب اللہ ہونے پر دلیل نہیں ہو سکتی کیونکہ معقول باتیں انسان بھی بیان کر سکتا ہے اور جو خدا محض انسانی دلائل سے پیدا ہوتا ہے وہ خدا نہیں ہے بلکہ خدا وہ ہے جو اپنے تئیں قوی نشانوں کے ساتھ آپ ظاہر کرتا ہے۔ وہ مذہب جو محض خدا کی طرف سے ہے اس کے ثبوت کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ منجانب اللہ ہونیکے نشان اور خدائی مہر اپنے ساتھ رکھتا ہو۔ تا معلوم ہو کہ وہ خاص خدا تعالیٰ کے ہاتھ سے ہے سو یہ مذہب اسلام ہے۔ وہ خدا جو پوشیدہ اور نہان در نہان ہے اسی مذہب کے ذریعہ سے اُس کا پتہ لگتا ہے اور اسی مذہب کے حقیقی پیرو پر وہ ظاہر ہوتا ہے۔ جو در حقیقت سچا مذہب ہے۔ سچے مذہب پر خدا کا ہاتھ ہوتا ہے اور خدا اس کے ذریعہ سے ظاہر کرتا ہے کہ میں موجود ہوں جن مذاہب کی محض قصوں پر بنا ہے وہ بُت پرستی سے کم نہیں اُن مذہب میں کوئی سچائی کی روح نہیں ہے اگر خدا اب بھی زندہ ہے جیسا کہ پہلے تھا اور اگر وہ اب بھی بولتا اور سنتا ہے جیسا کہ پہلے تھا تو کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی کہ وہ اس زمانہ میں ایسا چپ ہو جائے کہ گویا موجود نہیں اگر وہ اس زمانہ میں بولتا نہیں تو یقیناً وہ اب سنتا بھی نہیں گویا اب کچھ بھی نہیں سو سچا وہی مذہب ہے کہ جو اس زمانہ میں بھی خدا کا سننا اور بولنا دونوں ثابت کرتا ہے غرض سچے مذہب میں خدا تعالیٰ اپنے مکالمہ مخاطبہ سے اپنے وجود کی آپ خبر دیتا ہے۔ خداشناسی ایک نہایت مشکل کام ہے دنیا کے حکیموں اور فلاسفروں کا کام نہیں ہے جو خدا کا پتہ لگا دیں کیونکہ زمین و آسمان کو دیکھ کر صرف یہ ثابت ہوتا ہے کہ اس ترکیب محکم اور ابلغ کا کوئی صانع ہونا چاہیئے مگر یہ تو ثابت نہیں ہوتا کہ فی الحقیقت وہ صانع موجود بھی ہے اور ہونا چاہئے اور ہے میں جو فرق ہے وہ ظاہر ہے پس اُس وجود کا واقعی طور پر پتہ دینے والا صرف قرآن شریف ہے جو صرف خداشناسی کی تاکید نہیں کرتا بلکہ آپ دکھلا دیتا ہے اور کوئی کتاب آسمان کے نیچے ایسی نہیں ہے کہ اُس پوشیدہ وجود کا پتہ دے۔

مذہب سے غرض کیا ہے!! بس یہی کہ خدا تعالیٰ کے وجود اور اس کی صفات کاملہ پر یقینی طور پر ایمان حاصل ہو کر نفسانی جذبات سے انسان نجات پا جاوے اور خدا تعالیٰ سے ذاتی محبت پیدا ہو کیونکہ در حقیقت وہی بہشت ہے جو عالم آخرت میں طرح طرح کے پیرایوں میں ظاہر ہوگا اور حقیقی خدا سے بے خبر رہنا اور اُس سے دور رہنا اور سچی محبت اُس سے نہ رکھنا در حقیقت یہی جہنم ہے جو عالم آخرت میں انواع و اقسام کے رنگوں میں ظاہر ہوگا اور اصل مقصود اس راہ میں یہ ہے کہ اُس خدا کی ہستی پر پورا یقین حاصل ہو اور پھر پوری محبت ہو۔ اب دیکھنا چاہئے کہ کونسا مذہب اور کونسی کتاب ہے جس کے ذریعہ سے یہ غرض حاصل ہو سکتی ہے انجیل تو صاف جواب دیتی ہے کہ مکالمہ اور مخاطبہ کا دروازہ بند ہے اور یقین کرنے کی راہیں مسدود ہیں اور جو کچھ ہوا وہ پہلے ہو چکا اور آگے کچھ نہیں مگر تعجب کہ وہ خدا جو ابتک اس زمانہ میں بھی سنتا ہے وہ اس زمانہ میں بولنے سے کیوں عاجز ہو گیا ہے کیا ہم اس اعتقاد پر تسلی پکڑ سکتے ہیں کہ پہلے کسی زمانہ میں وہ بولتا بھی تھا اور سنتا بھی مگر اب وہ صرف سنتا ہے مگر بولتا نہیں ایسا خدا کس کام کا جو ایک انسان کی طرح جو بڈھا ہو کر بعض قویٰ اُس کے بیکار ہو جاتے ہیں امتداد زمانہ کی وجہ سے بعض قویٰ اسکے بھی بیکار ہو گئے اور نیز ایسا خدا کس کام کا کہ جب تک ٹکٹکی سے باندھ کر اسکو کوڑے دلگیں اور اس کے مُنہ پر نہ تھوکا جائے اور چند روز اسکو حوالات میں نہ رکھا جلئے اور آخر اسکو صلیب پر نہ کھینچا جائے تب تک وہ اپنے بندوں کے گناہ نہیں بخش سکتا۔ ہم تو ایسے خدا سے سخت بیزار ہیں جس پر ایک ذلیل قوم یہودیوں کی جو اپنی حکومت بھی کھو بیٹھی تھی غالب آ گئی۔ ہم اُس خدا کو سچا خدا جانتے ہیں جس نے ایک مکہ کے غریب بیکس کو اپنا نبی بنا کر اپنی قدرت اور غلبہ کا جلوہ اُسی زمانہ میں تمام جہان کو دکھا دیا یہاں تک کہ جب شاہ ایران نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی گرفتاری کے لئے اپنے سپاہی بھیجے تو اُس قادر خدا نے اپنے رسُول کو فرمایا کہ سپاہیوں کو کہدے کہ آج رات میرے خدا نے تمہارے خداوند کو قتل کر دیا ہے۔ اب دیکھنا چاہئے کہ ایک طرف ایک شخص خدائی کا دعویٰ کرتا ہے اور اخیر نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ گورنمنٹ رومی کا ایک سپاہی اسکو گرفتار کر کے ایکدو گھنٹہ میں جیلخانہ میں ڈالدیتا ہے اور تمام رات کی دعائیں بھی قبول نہیں ہوتیں۔ اور دوسری طرف وہ مرد ہے کہ صرف رسالت کا دعویٰ کرتا ہے اور خدا اس کے مقابلہ پر بادشاہوں کو ہلاک کرتا ہے۔ یہ مقولہ طالب حق کے لئے نہایت نافع ہے کہ

یار غالب شو کہ تا غالب شوی۔ ہم ایسے مذہب کو کیا کریں جو مردہ مذہب ہے ہم ایسی کتاب سے کیا فائدہ اُٹھا سکتے ہیں جو مردہ کتاب ہے اور ہمیں ایسا خدا کیا فیض پہنچا سکتا ہے۔ مجھے اُس ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ میں اپنے خدا کے پاک یقینی اور قطعی مکالمہ سے مشرف ہوں اور قریباً ہر روز مشرف ہوتا ہوں اور وہ خدا جس کو یسوع مسیح کہتا ہے کہ تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا۔ میں دیکھتا ہوں کہ اُس نے مجھے نہیں چھوڑا اور مسیحؑ کی طرح میرے پر بھی بہت حملے ہوئے مگر ہر ایک حملہ میں دشمن ناکام رہے اور مجھے پھانسی دینے کے لئے منصوبہ کیا گیا مگر میں مسیح کی طرح صلیب پر نہیں چڑھا بلکہ ہر ایک بلا کے وقت میرے خدا نے مجھے بچایا۔ اور میرے لئے اُس نے بڑے بڑے معجزات دکھلائے اور بڑے بڑے قوی ہاتھ دکھلائے۔ اور ہزارہا نشانوں سے اُس نے مجھ پر ثابت کر دیا کہ خدا وہی خدا ہے جس نے قرآن کو نازل کیا اور جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا۔ اور میں عیسیٰ مسیحؑ کو ہرگز ان امور میں اپنے پر کوئی زیادت نہیں دیکھتا یعنے جیسے اُس پر خدا کا کلام نازل ہوا ایسا ہی مجھ پر بھی ہوا اور جیسے اُسکی نسبت معجزات منسوب کئے جاتے ہیں میں یقینی طور پر اُن معجزات کا مصداق اپنے نفس کو دیکھتا ہوں بلکہ اُن سے زیادہ۔ اور یہ تمام شرف مجھے صرف ایک نبی کی پیروی سے ملا ہے جس کے مدارج اور مراتب سے دنیا بے خبر ہے یعنے سیدنا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ یہ عجیب ظلم ہے کہ جاہل اور نادان لوگ کہتے ہیں کہ عیسیٰؑ آسمان پر زندہ ہے حالانکہ زندہ ہونے کے علامات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود میں پاتا ہوں۔ وہ خدا جسکو دنیا نہیں جانتی ہم نے اُس خدا کو اسکے نبی کے ذریعہ سے دیکھ لیا اور وہ وحی الٰہی کا دروازہ جو دوسری قوموں پر بند ہے ہمارے پر محض اسی نبی کی برکت سے کھولا گیا۔ اور وہ معجزات جو غیر قومیں صرف قصوں اور کہانیوں کے طور پر بیان کرتے ہیں۔ ہم نے اُس نبی کے ذریعہ سے وہ معجزات بھی دیکھ لئے۔ اور ہم نے اُس نبی کا وہ مرتبہ پایا۔ جس کے آگے کوئی مرتبہ نہیں۔ مگر تعجب کہ دنیا اس سے بے خبر ہے۔ مجھے کہتے ہیں کہ مسیح موعود ہونے کا کیوں دعویٰ کیا مگر میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اُس نبی کی کامل پیروی سے ایک شخص عیسےٰ سے بڑھکر بھی ہو سکتا ہے۔ اندھے کہتے ہیں یہ کفر ہے میں کہتا ہوں کہ تم خود ایمان سے بے نصیب ہو پھر کیا جانو کہ کفر کیا چیز ہے۔ کفر خود تمہارے اندر ہے اگر تم جانتے کہ اس آیت کے کیا معنے ہیں کہ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم تو ایسا کفر مُنہ پر نہ لاتے۔ خدا تو تمہیں یہ ترغیب دیتا ہے کہ تم اس رسُول کی کامل پیروی کی برکت سے تمام رسولوں کے متفرق کمالات اپنے اندر جمع کر سکتے ہو۔ اور تم صرف ایک نبی کے کمالات حاصل کرنا کفر جانتے ہو۔

غرض آپ پر لازم ہے کہ اس راہ کی طرف توجہ کرو کہ کیونکر ایک سچا مذہب جو خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے شناخت ہو سکتا ہے پس یاد رہے کہ وہی سچا مذہب ہے جس کے ذریعہ سے خدا کا پتہ لگتا ہے۔ دوسرے مذاہب میں صرف انسانی کوششیں پیش کیجاتی ہیں گویا انسان کا خدا پر احسان ہے جو اُس نے اُس کا پتہ دیا۔ مگر اسلام میں خود خدا تعالیٰ ہر ایک زمانہ میں اپنی انا الموجود کی آواز سے اپنی ہستی کا پتہ دیتا ہے جیسا کہ اس زمانہ میں بھی وہ مجھ پر ظاہر ہوا۔ پس اُس رسُول پر ہزاروں سلام اور برکات جس کے ذریعہ سے ہم نے خدا کو شناخت کیا۔ بالآخر میں دوبارہ افسوس سے لکھتا ہوں کہ آپ کا یہ قول کہ حضرت مریم کا اُخت ہارون ہونا آپ پر بڑا اثر ڈالتا ہے۔ میری نگاہ میں آپ کی بہت ناواقفیت ظاہر کرتا ہے اس بیہودہ اعتراض پر پہلے علماء نے بھی بہت کچھ لکھا ہے

وطن کی تجاویز کا انجام

میرے مکرم شیخ صاحب - السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ - مارچ کے ریویو مین ایک مختصر سا نوٹ وطن کی تجاویز اور اسکے انجام کے متعلق لکھکر مینے یہ خیال کیا تھا کہ اب آیندہ کے لئے یہ ورق بالکل الٹ چکا ہے - اور مجھے کچھہ لکھنے کی ضرورت پیش نہ آئیگی مگر اخبار وطن کے ۱۶ مارچ کے پرچہ مین ایڈیٹر صاحب نے بہت کچھہ نیش زنی کی ہے جسکے متعلق مین مختصراً کچھہ لکھتا ہون - سب سے پہلے مجھے اسبات کا افسوس ہے کہ مولوی محمد انشاء اللہ صاحب نے ۹ - مارچ کے پرچہ مین یہ لکھا کہ بہت سے چندے اعانت کے براہ راست قادیان گئے ہین جسکے جواب مین مین نے اخبار پڑھتے ہی ان کو خط لکھا کہ جن چار یا پانچ آدمیون کیطرف سے وطن کی تحریک کے بعد ہمین اعانت کا چندہ پہونچا ہے - انہون نے وطن کی تجویز یا تحریک یا نئی ترتیب کا ہرگز ذکر نہین کیا اور اسلئے یہ بات بالکل غلط ہے کہ وطن کی تحریک پر براہ راست قادیان چندے پہونچنے شروع ہوگئے - اور اگر کسی نے اس خیال سے بھیجا بھی ہو جسکا ذکر انکے خطوط مین نہین پایا جاتا تو ہم ان کی تحریر پر انکا چندہ فی الفور واپس کردینگے اور مینے تو شروع مین ہی لکھدیا تھا کہ ہم ایسے لوگون کے ایک پیسہ کو بھی حرام سمجھتے ہین جنکو اس سلسلہ سے عناد ہے - ہان بعض غیر احمدی احباب خود بخود یا بعض احمدی احباب کی تحریک سے پہلے ہی اس کار خیر مین حصہ لیا کرتے ہین اور وہ وہ لوگ ہین جنکے دل عناد سے خالی ہین - اور ان کے دلون مین کینہ نہین اور وہ اس رسالہ کو اسکی موجودہ صورت مین باہر بھیجنا ہی ثواب سمجھتے ہین - اس خط کا جواب مجھے یہ ملا کہ اس خط کے پہونچنے سے پہلے مین کچھہ لکھہ چکا ہون اور اب صرف ایک سطر بڑہا دی ہے مفصل پھر لکھونگا - جب ۱۶ - مارچ کا اخبار آیا تو اس مین بہت کچھہ زہر اگلا ہوا تھا - اور اسبات پر بھی بہت زور دیا ہوا تھا کہ رقوم وصول شدہ واپس کی جاوین اور شرعاً اور انصافاً انکو کسی غیر احمدی کا پیسہ نہین لینا چاہئے حالانکہ مینے مولوی انشاء اللہ خان صاحب سے کبھی ایک پیسہ نہین مانگا - بلکہ خود انہون نے ہی بار بار التجا کی تھی کہ کوئی صورت ایسی نکالی جاوے کہ اس نیک کام مین جو احمدی قوم کر رہی ہے دوسرے لوگ بھی شامل ہو سکین - تعجب ہے کہ مولوی انشاء اللہ صاحب کو اپنے کسی دوست کے ایک دو چندے یاد آگئے اور اذا فات الشرط فات المشروط لکھکر بہت کچھہ واویلا کیا گویا ہم انکے ہزارون روپئے کہا گئے تھے۔

یہہ کسقدر افسوس ناک امر ہے کہ مولوی محمد انشاء اللہ خان صاحب بحالیکہ اس سے خوب آگاہ تھے کہ ہم ایک منٹ کے لئے بھی اور ایک پیسہ بھی لینا نہین چاہتے تھے اور اگر کوئی ایسی رقم ان شرائط کیساتھ آئی تو اسکو واپس کرنے کو از خود آمادہ تھے پھر انہین ایسی تحریک کی کیا حاجت اور ضرورت تھی مجھے زیادہ تر افسوس اسبات پر ہے کہ ۱۶ - مارچ کے اخبار مین خود نیش زنی کرکے مولوی انشاء اللہ صاحب نے میرا خط جو ان کو ۱۲ - مارچ کو یا اس سے پہلے پہونچ چکا تھا نہ ۱۶ مارچ کے پرچہ مین درج کیا اور نہ ۲۳ - مارچ کے پرچے مین - کیا چالاکی بھی کوئی انسان سیکھ سکتا ہے - باقی رہے ان کے کسی دوست کے چندے میرے خیال اور علم مین کوئی چندہ انکی تحریک پر نہین آیا کیونکہ مینے تو دفتر کے موصولہ خطوط سے ہی نتیجہ نکالنا ہے ہان پرائیویٹ طور پر اگر کسی نے ان کو کچھہ کہا ہو تو اسکا مجھے علم نہین - انہون نے تو یہان تک ہی بس کی ہے مین انکو اجازت دیتا ہون کہ وہ مخالفت مین بھی جو چاہین لکھین کہ یہ رسالہ بالکل خرید کرنے کے قابل نہین اور جن لوگون نے اسے خرید لیا ہے وہ واپس کردین اور چاہین تو جسطرح مولوی محمد حسین بٹالوی نے براہین احمدیہ کے ریویو مین حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو منجانب اللہ مان کر (دیکھو اشاعت السنہ) پھر یہ کہدیا تھا کہ ۱۸۸۸ء تک تو آپ منجانب اللہ تھے لیکن بعد مین مفتری بن گئے اسی طرح مولوی انشاء اللہ صاحب بھی لکھدین کہ ۲۸ - فروری تک تو یہ رسالہ ایسا ہی تھا جو رائے اسکے متعلق وہ ۸ فروری کے پرچہ مین دے چکے ہین کہ "یہہ رسالہ بڑے پایہ کا رسالہ ہے اسکی تحقیقات اسلام کے متعلق ایسی ہی فلسفیانہ اور عمیق ہوتی ہے جیسی کہ اس زمانہ مین درکار ہے اسی لئے ہم نے جاپان اور امریکہ مین بھیجنے کے لئے اسکو تجویز کیا ہے" لیکن اب اسکی تحقیقات اسلام کے متعلق فلسفیانہ نہین رہی - اور اس لئے کسی شخص کو اسکے نزدیک نہین جانا چاہئے مین ان کو اجازت ہی نہین دیتا بلکہ ان کو کہتا ہون کہ وہ ضرور ایسا لکھدین اور پورے زور سے اس سلسلہ کی مخالفت کرین اور پھر دیکھین کہ کیا وہ اسکا کچھہ بگاڑ سکتے ہین - مینے تو پہلے ہی لکھدیا تھا - کہ خدا کا سلسلہ کسی کا محتاج نہین - اور نہ ہم کسی سے مدد مانگتے ہین - ہم اس غیور امام کے پیرو ہین جنسے یہ لکھدیا ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے مال کا کوئی حصہ اس سلسلہ کے لئے وصیت کرے اور بعد مین مرتد ہو جائے تو گو اس کے مال پر قانونی طور پر قبضہ بھی کر لیا گیا ہو تاہم ہماری انجمن کا فرض ہوگا کہ اسکو واپس کردے - "کیونکہ خدا کسی کے مال کا محتاج نہین - اور خدا کے نزدیک ایسا مال مکروہ اور رد کرنے کے لائق ہے" مین بھی اسی غیور امام کا پیرو ہون اور اسیواسطے مینے مولوی انشاء اللہ صاحب کی تحریر کو ۹ - مارچ کے وطن مین پڑھتے ہی لکھدیا تھا ...... کہ جس شخص نے وطن کی تحریک پر روپیہ بھیجا ہو وہ اپنا روپیہ واپس منگالے مگر افسوس کہ ایڈیٹر صاحب وطن نے نہ معلوم کس مصلحت سے اس خط کو ابتک شائع نہین کیا - ہمین ایسے پیسون کے جانیکا ذرہ بھی غم نہین ہو سکتا - بلکہ خوشی ہے - اور ابھی قبل اسکے کہ کوئی شخص ایسا روپیہ ہم سے طلب کرے - میرے پاس یہ خط محمد عجب خانصاحب کی طرف سے پہونچ گیا ہے کہ جسقدر روپیہ اسطرح واپس کیا جاوے اس سب کو وہ پورا کرینگے - کاش یہ لوگ خدا کی ان عجیب نصرتون پر غور کرتے جو اس سلسلہ کے لئے ظاہر ہو رہی ہین - مجھے اس خط کو پڑھ کر بہت خوشی ہوئی نہ اسلئے کہ چند پیسون کے چلے جانے کا کوئی فکر تھا - ہرگز نہین بلکہ مین خود ہی ضروری سمجھتا تھا کہ کسی معاند سلسلہ کا ایک پیسہ بھی ہمارے پاس نہ رہے - خوشی مجھے اس بات کی ہوئی کہ اللہ تعالے نے اس جماعت کے دلون مین کیسا عجیب ایمان پیدا کیا ہے اور کسطرح ایک سے ایک بڑھکر قابل رشک نمونہ اعانت اسلام کا دکھاتا ہے - اور پھر یہ کہ خدائے تعالے یہ نہین چاہتا کہ اس سلسلہ کو کسی رنگ مین بھی کوئی نقصان پہونچے - اب مین وہ خط درج کرتا ہون -

برادرم مکرم جناب مولوی صاحب

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ - جو نقد رقم جناب کو حسب تحریک ایڈیٹر صاحب وطن پہونچگئی ہے اور جسکی واپسی کا جناب نے وعدہ کیا ہے - اُس مجموعی رقم کی یادداشت ازراہ مہربانی میرے پاس روانہ فرماکر مشکور فرماوین - تاکہ مین وہ کل یا جزو رقم مذکور روانہ خدمت کرنے کی سعی کرون - اور اسطرح جو رسالہ جات غیر احمدیون کے نام سے جاری ہونیکو تھے - وہ بند ہو جاوین - کیونکہ غیرت و حمیت اسلام صرف ہمارے حضرت مسیح کے ساتھہ وابستہ ہے - غیرون کا ہدیہ خداوند کریم قبول نہین فرماتا - اسلئے خداوند کریم کا شکر ہے - کہ غیرون نے خود اپنی امداد کو واپس لیا - زیادہ نیاز

العبد آپکا تابعدار **محمد عجب**

از ٹوچی میرام شاہ

مورخہ ۱۹ مارچ ۱۹۰۶ء

یہہ تو ایک تہوڑی سی رقم کا سوال ہے - مین یہ بھی یقین کامل رکھتا ہون کہ جو دوسو پرچے کا وعدہ ایڈیٹر وطن کرتے ہین - خدائے تعالے اسکے عوض مین بھی **دوسو سے بہت بڑھکر پرچون کی اعانت کرنے والے** پیدا کردے گا - اور مین سال کے اخیر پر مولوی انشاء اللہ صاحب کو بتادونگا کہ انکے دوسو پرچون کا چندہ نہ پہونچنا اشاعت اسلام کے لئے کسقدر مفید ہوا ہے - اس منحوس دوسو کی بجائے مین یقین کرتا ہون کہ ایک ہزار سے کم رسالہ باہر نہ جائیگا اور پہران کے بھیجنے والے وہ لوگ ہونگے جو سچے خلوص اور جوش حمایت اسلام سے یہ رسالے بھجوائینگے -

منجملہ مولوی انشاء اللہ صاحب کی نیش زنیون کے یہ ہے کہ وہ خطوط اور اخبار مین لکھتے ہین کہ راقم کے "حیرتناک تلون کیوجہ سے" یہ تجویز کالعدم ہوگئی - مین نہ چاہتا تھا کہ مولوی انشاء اللہ صاحب کی نیت کیطرف کوئی امر منسوب کرون مگر جب بار بار وہ حملہ پر حملہ کرتے ہین تو مین بھی لکھنے پر مجبور ہوا - اصل الفاظ خواجہ کمال الدین صاحب کی تجویز کے یہ تھے کہ "ایڈیٹر اور دیگر مدبران رسالہ ہذا کا فرض ہوگا کہ آیندہ اسکے صفحات کو خاص **دعاوی حضرت مرزا صاحب سے خالی** رکہین - اور اُن مضامین سے انہین آراستہ کرین جو اسلام کے محبوب چہرہ کو دنیا کی نگاہ مین محبوب کر دکہلا دین" جو کچھہ مین اس سے سمجھتا ہون وہ تو یہی ہے کہ حضرت مرزا صاحب کے خاص دعاوی سے مراد انکا مسیح موعود اور مہدی معہود اور مجدد اور امام زمان اور خاتم الخلفاء ہونا اور مامور من اللہ ہونا اور خدا سے غیب کی خبرین پانا - اور دعاؤن کی قبولیت اور نشان اور خوارق کا دکھانا ہے۔ اب مولوی انشاء اللہ صاحب جیسا اپنے آپ کو حامی دین اسلام اور اتفاق پیدا کرنے والا اور کسی مسلمان کو تکلیف نہ پہونچانے والا ظاہر کرتے ہین - اگر واقعی ایسے ہی ہین تو وہ مجھے یہہ بتادین کہ پہلی تجویز اور دوسری تحریر مین جسمین تفصیل سے اور کہول کر بیان کردیا گیا ہے کہ ہماری مراد دعاوی حضرت مرزا صاحب سے کیا ہے - کونسا فرق پایا جاتا ہے جسکی بنا پر انہون نے اخبار مین اور پرائیویٹ خطوط مین مجھہ پر تلون اور عزم پر قایم نہ رہنے اور غیر استقلالی کے الزام لگائے ہین بلکہ مجھے تو جبتک ان کی طرف سے چندہ وصول نہ کرلیتا ہر وقت یہ اختیار تھا کہ کوئی نئی شرط داخل کرتا - کیونکہ اسکام کو مینے کرنا تھا اور اگر میری راہ مین کوئی دقت ہوتی تو بہرحال اس کے لئے کوئی راہ نکالنا تھا - باقی رہا اسلام کے محبوب چہرہ کو دنیا مین محبوب کرکے [illegible]

انشاءاللہ صاحب یاد رکہین کہ جس شخص کا یہ اعتقاد ہو کہ اسلام کا محبوب چہرہ بغیر ریکے ہی محبوب کر کے دہلایا جا سکتا ہے کہ اسلام ایک زندہ مذہب ہے وہ کم از کم احمدی جماعت مین داخل نہین ہو سکتا۔ ہان اگر خواجہ صاحب یہ الفاظ کہہ دیتے کہ اسلام کے محبوب چہرے کو بگاڑ کر کے دنیا مین دکہلایا جاوے تو شاید پہر مین مجبور ہوتا کہ مولوی انشاءاللہ صاحب کا یہ حق تہا کہ وہ دکہاتے کہ یہ باتین جو مینے لکہی ہین کہ اسلام زندہ مذہب ہے یا یہ امت خیر الامم ہے اور اسکے مجدد اور مصلح سب اسی امت مین سے ہونگے جیسا کہ خدانے فرمایا وعد اللہ الذین امنوا منکم وعملوا الصلحت لیستخلفنھم فی الارض۔ یا قرآن شریف تلوار کے ذریعہ مسلمان کرنے کی ہدایت نہین کرتا اور لا اکراہ فی الدین فرماکر غازی مہدی کے عقیدہ کی بیخکنی کرتا ہے۔ یا دجال مسیح کا نا خدا نہین ہے اور نہ خدا کی سلطنت مین یہ اندھیر ہو سکتا ہے کہ ایک شخص ساری خدائی صفات کا مالک بن بیٹھے اور جس فتنہ سے قرآن شریف بار بار ڈراتا اور جس کے متعلق تکاد السموات یتفطرن منه وتنشق الارض وتخر الجبال ھدا ان دعوا للرحمن ولدا فرمایا وہ عیسائیون ہی کا فتنہ ہے۔ یا اور وہ باتین جو مینے کھول کر پیشتر لکہ دی تہین کہ میرے عقاید ایسے ہین اور انہین کے مطابق لکہون گا۔ مولوی انشاءاللہ صاحب کا یہ حق تہا کہ وہ ثابت کرتے کہ یہ باتین قرآن شریف کی تعلیم کے خلاف ہین یا ان سے اسلام کا محبوب چہرہ بھونڈا ہو جاتا ہے۔ بجائے اسکے کہ وہ کوئی دلیل دیتے ان لوگون کی طرح جو کھسیانے ہوکر جو موہنہ پر آیا کہدیتے ہین۔ مولوی انشاءاللہ صاحب نے اپنے اخبار مین یہ لکہا کہ احمدیون کے نزدیک "قرآن و محمد کا اسلام مردہ اسلام ہے" لعنۃ اللہ علے الکاذبین۔ ہم نے تو تم لوگون کے اسلام کو مردہ اسلام کہا تہا۔ کیونکہ تم قرآن شریف کے خلاف چل رہے ہو۔ قرآن شریف تو پنجوقتہ نماز مین کئی کئی بار یہ دعا پڑھنے کی ہدایت کرتا ہے کہ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم یعنے ہمین تو ان لوگون کی راہ پر چلا جنپر تیرے انعام ہوئے اور وہی انعام ہم پر نازل فرما اور تم کہتے ہو کہ مکالمہ مخاطبہ الہیہ کا جو سب سے بڑی نعمت ہے دروازہ بند ہو چکا ہے۔ پس کیا ہم قرآن کے اسلام سے انکار کرتے ہین یا تم کرتے ہو اور قرآن شریف فرماتا ہے ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیھم الملائکۃ۔ اور تم اس سے انکار کرتے ہو۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علی راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا اور تم کہتے ہو کہ ہمین کسی ایسے مجدد کی ضرورت نہین۔ اور قربانی کی پاک رسم کو دور کر کے حجاز ریلوی فنڈ کے لئے روپیہ جمع کر لینا کافی ہے۔

مردہ اسلام وہ ہے جو برکات سے خالی ہے۔ پس ہم تو یہ کہتے ہین کہ اسلام برکات سے خالی نہین اور دوسرے تمام مذاہب ان برکات سے خالی ہین۔ اور تم اسلام کو مثل دوسرے مذاہب کے برکات سے خالی قرار دیتے ہو۔ کیا یہی اسلام لیکر جاپانیون اور یورپ۔ امریکہ والون کے سامنے جانا چاہتے ہو۔ اور پہر یہ افترا آپ سلسلہ احمدیہ پر کرتے ہین کہ یہ لوگ قرآن اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے اسلام کو مردہ اسلام کہتے ہین۔ مین ضروری نہین سمجہتا کہ مولوی انشاءاللہ صاحب کی سب باتون کا جواب لکہون۔ اور اس بحث کو جسے خدانے اپنے فضل سے ہی ہر وقت مٹادیا ہے تازہ کرون۔ مگر مجہے یہ حق ہے کہ کہون کہ یہ سب کچہہ میرے تلون کی وجہ سے نہین ہوا بلکہ مولوی انشاءاللہ صاحب کی بزدلی سے ہوا۔ آپ کو اعلان کرتے ہی چارون طرف سے یہ صدائین آئین کہ آپ مرزائی ہوگئے ہین۔ شاید آپ کو اخبار کی فروخت مین کمی آنیکا فکر بھی لگا ہو۔ [illegible] کہ ضمیمہ کے خیال کو ابہی چہوڑ دیا جاوے اور اصل رسالہ کی ترتیب ابہی بدل دیجاوے۔ کیا یہی قرارداد تہی۔ اس سے مولوی انشاءاللہ صاحب کی اخلاقی جرأت کا اندازہ لگ سکتا ہے اور جب مینے لکہا کہ ضمیمہ کے بغیر تو رسالہ کی صورت نہین بدلی جاسکتی کیونکہ یہی فیصلہ ہوا ہے اور ضمیمہ کے لئے بہت اخراجات کثیر درکار ہین اسلئے جبتک ایک ہزار رسالہ کے چندون کا وعدہ نہ ہو ہم کوئی ترتیب نہین بدل سکتے تو اس کے جواب مین آپ نے لکہدیا کہ لوگ مجہے پہلے ہی مرزائی کہنے لگے ہین اور اب وہ اس تجویز پر یہ بدظنی کرینگے کہ احمدی جماعت نے روپیہ جمع کرنیکے لئے یہ راہ نکالی ہے۔ اس سے مولوی انشاءاللہ صاحب کے خیالات کا اندازہ لگ گیا۔ اور اس [illegible] کھول کر سب باتین لکہدین۔ مولوی انشاءاللہ صاحب نے ایک کارڈ مین [illegible] بہی لکہا ہے کہ مینے سنا ہے کہ اس تجویز کے خلاف حضرت مرزا صاحب کے پاس بہت سی شکایتین احمدی جماعت کیطرف سے پہونچین۔ مین نہین سمجہتا آپ کو سننے کی کیون ضرورت پیش آئی [illegible] کے طور پر ان خطوط کو خود ہی الحکم اور بدر مین شائع کر دیا تہا اور ان کا جواب بہی لکہدیا تہا۔ اور پرائیویٹ خطوط مین بہی جواب لکہدیا تہا۔ آپ نے ۱۰ اپریل کا الحکم تو ضرور پڑہا ہوگا کیونکہ اسپر آپ نے بہت کچہہ نکتہ چینی کی ہے۔ اور آپ نے دیکہا ہوگا کہ اس مین مینے کیا جواب دیا ہے۔ بہرحال مینے آپ کی طرح ان خطوط کا اخفا نہین کیا جو قوم کی رائے تہی اسکو پبلک کے سامنے کھول کر پیش کر دیا اگر مینے ڈرنا ہوتا تو مین بہی آپ کی طرح ان خطوط کا ذکر تک نہ کرتا۔ اور اگر آپ کو یقین نہ ہو تو آپ ایڈیٹران اخبار الحکم اور بدر سے دریافت کر لین کہ اپنی مخالفت کے ان خطوط کا شائع کرانیوالا مین ہی ہون یا کوئی اور۔ آپ اپنے خیالات کو میری طرف کیون منسوب کرتے ہین۔ کیا آپ خیال کرتے ہین کہ جو کچہہ مینے دوسرے خط مین لکہا جو آپنے ۹ مارچ کو شائع کیا ہے اسپر احمدی جماعت خوش ہوگئی ہے ہرگز نہین بلکہ بدر مین وہ میری تحریر چہپنے کے بعد بہی بہت سے خطوط آئے کہ ہم ہرگز پسند ہی نہین کرتے کہ حضرت مرزا صاحب کا ذکر رسالہ مین نہ ہو۔ اور ہماری غیرت اور حمیت ہرگز اسکو برداشت نہین کر سکتی کہ ہم اس قسم کی شرط کر کے کسی سے کچہہ مدد لین۔ اور ہم خود رسالہ کو کافی تعداد [illegible] کے لئے تیار ہین۔ بہرحال مین خدا کا شکر کرتا ہون کہ مولوی انشاءاللہ خان صاحب نے خود ہی پہلے استدعا کی اور اصرار کیا اور خود ہی پہلے چندہ کو بند کر دینے کا اعلان کیا۔ اور اسطرح پر اللہ تعالےٰ نے احمدی احباب کو از سر نو حمایت و اشاعت اسلام کا جوش دکہانیکا موقعہ دیا۔

مولوی انشاءاللہ صاحب نے یہ بہی اخبار مین لکہا ہے کہ احمدی سلسلہ کے ان عقائد کے ہوتے ہوئے دوسرے مسلمانون کا ان سے ملاپ نہین ہو سکتا۔ تعجب ہے کہ ۹ مارچ سے پہلے احمدی سلسلہ کے عقائد کبہی آپ کو معلوم نہ تہے اور اگر آپ کو علم تہا تو پہر آپ ملاپ کے لئے ملتجی کیون ہوئے کیا کسی احمدی نے آپکی خدمت مین درخواست کی تہی کہ ہمارے رسالہ کو کچہہ مدد دین۔ مجہے مولوی انشاءاللہ صاحب پر افسوس ہے تو اسیات کا کہ وہ اپنی طبیعت کو جو شاید دوسرے لوگون پر حملہ کرنے کی عادی ہوگئی ہے ہمارے سلسلہ پر اور ذاتی طور پر ایسے حملے کرنے سے روک نہین سکے۔ جنکے کرنے کی آپکو ضرورت نہ تہی۔ تعجب ہے کہ مولوی صاحب اسلئے کہ یہ ضرورت سمجہتے ہین کہ ایسے بدمعاشون کی بہی ضرورت ہے۔ حالانکہ اسلام پاک ہی اس سے کہ اسے کبہی بدمعاش کی ضرورت ہو۔ وہ تو ناپاکون کو پاک بنانے کیلئے آیا ہے۔ نہین مینے غلطی کی۔ تعجب کی بات نہین بلکہ یہ بالکل سچ ہے کہ جو شخص اسلام کے لئے موچی دروازہ کے گنڈون کی ضرورت سمجہتا ہے وہ خدا کے پاک سلسلہ کی ضرورت کو محسوس نہین کر سکتا۔ اور یہ لوگ اسلام کے مصلح بنکے ہونیوالے ہین۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

راقم محمد علی

حضرت مسیح موعودؑ کی تازہ نظم

(پیشگوئی زلزلہ - از چشمۂ مسیحی)

دوستو! جاگو کہ اب پھر زلزلہ آنیکو ہے
پھر خدا قدرت کو اپنی جلد دکھلانے کو ہے
وہ جو ماہ فروری مین تم نے دیکہا زلزلہ
تم یقین سمجہو کہ وہ اک زجر سمجہانے کو ہے
آنکھ کے پانی سے یارو کچہہ کرو اسکا علاج
آسمان اے غافلو! اب آگ برسانیکو ہے
کیون نہ آوین زلزلے تقوے کی رہ گم ہوگئی
اک مسلمان بہی مسلمان صرف کہلانیکو ہے
کس نے مانا مجہکو ڈر کر کس نے چہوڑا بغض و کین
زندگی اپنی تو ان سے گالیان کہانیکو ہے
کافر و دجال اور فاسق ہمین سب کہتے ہین
کون ایمان صدق اور اخلاص سے لانیکو ہے
جسکو دیکہو بدگمانی مین ہی حد سے بڑھ گیا
گر کوئی پوچہے تو سو سو عیب بتلانے کو ہے
چہوڑتے ہین دینکو اور دنیا سے کرتے ہین پیار
سو کرین وعظ و نصیحت کون پچہتانے کو ہے
ہاتہہ سے جاتا ہے دل دینکی مصیبت دیکہکر
پر خدا کا ہاتہہ اب اس دل کو ٹہیرانیکو ہے
اسلئے اب غیرت اوسکی کچہہ تمہین دکہلائیگی
ہر طرف یہ آفت جان ہاتہہ پہیلانیکو ہے
موت کی رہ سے ملے گی اب تو دین کو کچہہ مدد
ورنہ دین اے دوستو! اک روز مرجانیکو ہے
یا تو اک عالم تہا قربان اوسپہ یا آئے یہ دن
ایک عبد العبد بہی اس دین کو جہٹلانیکو ہے

اس کا جواب لکھتے ہیں اور دکہاتے ہیں کہ آیت موصوفہ کا بیان کیسا صحیح اور پرصداقت ہے مگر پہلے ہم اس بات کو بڑے افسوس سے ظاہر کرتے ہیں کہ مخالفین جب کبھی اعتراض کرتے ہیں انکا اعتراض ہمیشہ نفس مضمون اور نظام لفظی میں تفرقہ انداز ہی ہوتا ہے تدبر اور تفکر سے انہوں نے کبھی کام نہیں لیا کوئی آیت شریفہ جب کبھی انکے اعتراض کے نیچے آتی ہے تو اسکا ترجمہ اور مطلب کچھہ ایسے سانچے میں ڈہالتے ہیں جس سے اس آیت کا مطلب دوسری آیات کے بالکل مخالف اور منافی ہوتا ہے - حالانکہ قرآن کریم اختلاف اور تناقض تعارض کے عیب اور نقص سے بالکل پاک اور منزہ ہے -

معترض کے بیان جرح کا ماحصل اگر دیکھا جائے تو دو چیزین ہین ایک یہ کہ پہاڑ اور پرندون کی خصوصیت تسخیر کی کیا وجہ ہے دوسرا یہ کہ غیر ناطق چیزون کی تسبیح کا کیا مطلب

سو واضح ہو کہ آیت ممدوحہ کا مطلب دو طرح پر ہے جس کی اصلیت اور اصل حقیقت ظاہر ہونیسے اعتراض بالکل لغو اور باطل ہو جاتا ہے - آیت ممدوحہ مین سے لفظ الجبال اور الطیر قابل غور ہین جنکی حقیقت کہلنے سے تصفیہ طلب امر عین مطلب اور مراد کو پونہچ جاتا ہے سو جاننا چاہیئے کہ جبال جمع جبل کی ہے جسکے معنے کتب لغت مین یہہ لکھے ہین الجبل کل وقد للارض عظم وطال والجبل سید القوم وعالمھم یعنی جبل ہر ایسی میخ کو کہتے ہین - جو علاوہ جسمی بڑائی کے طوالت بھی رکھتی ہو اور زمین کی مضبوطی اور استقامت کیلئے خاص ہو دوسرے یہ کہ جبل قوم کے سردار اور عالم کو بھی کہتے ہین اسی بنا پر عرب مین دستور تہا - کہ وہ اپنے لڑکون کا نام جبل بھی رکھدیتے تہے چنانچہ حضرت معاذ بن جبل جو ایک جلیل القدر صحابی تہے - آپکے والد کا نام جبل ہی تہا - اور جیسے زمین کی مضبوطی اور اس کے امن کا ذریعہ زمینی میخین یعنے پہاڑ ہوتے ہین - اسیطرح سکنائے زمین کے دفع شر و فساد اور ان کے امن اور آرام کا ذریعہ امیرون اور بادشاہون کا وجود ہوتا ہے جو سید القوم ہوتے ہین گویا زمین کی دوسری مضبوطی کیلئے یہ دوسرے پہاڑ ہین -

دوسرا لفظ الطیر ہے جسکا اطلاق واحد اور ... دونون پر ہوتا ہے مگر اسجگہ برعایت لفظ جبال ... الطیر کا اطلاق بھی جم ... مناسب معلوم ہوتا ہے طیر پرندون کو کہتے ہین اور الطیر مین الف لام خصوصیت کا ہے جو ان پرندون کیطرف اشارہ کرتا ہے جنکی نسبت دوسری جگہ والطیر محشورۃ آیا ہے یعنے وہ پرندے جو داؤد کے ساتہہ تسخیر کیلئے اکٹھے کئے گئے - اب ہم بدین لحاظ کہ لفظ جبال سے سردار اور عالم لوگ مراد لین - الطیر محشورۃ سے مراد مناسبت کیوجہ سے جبال کے معنون کے مطابق لینگے اور جیسا کہ وصف جبل کی مشارکت اور مناسبت سے جبل کا اطلاق جبلی وصف لوگون یعنے سردارون اور عالمون پر کیا گیا ایسا ہی طیر کا اطلاق ہم مناسبت کیوجہ سے طیر صفت لوگون پر کرینگے اور اس سے مراد وہ لوگ لینگے جن مین طیر کی صفت پائی جائے - اور چونکہ بادشاہون کے انتظام سلطنت کیلئے ارکین مملکت دو طرح کے ہوتے ہین ایک تو جبال کیطرح ہر وقت بادشاہون کے حضور دربار شاہی مین قائم اور حاضر رہتے ہین دوسرے وہ جو ممالک مین انتظامی امور کو سرانجام دینے کے لئے طیر یعنے پرندون کیطرح ایک جگہ سے دوسری جگہ نقل و حرکت مین رہتے ہین اسلئے قسم اول کے سردارون اور عالمون کو الجبال اور قسم دوم کو الطیر کہا گیا - اب آیت کا ترجمہ یہہ ہوا کہ ہمنے داؤد کے ساتہہ ایسے سردار اور عالم لوگ بھی مسخر کئے تہے -- جو ہر وقت دربار مین حاضر رہتے تہے اور ایسے ہی جو ملکی انتظام کے لئے افسران لشکر و فوج اور محافظان حدود سلطانیہ کیصورت مین باہر رہتے تہے - اور وے سب کے سب بمع داؤد کے ہماری تسبیح بیان کرتے تہے یعنے وہ اپنے کامون سے یہ ظاہر کرتے تہے کہ خدا تعالے ہر ایک عیب اور نقص سے پاک اور منزہ اور اپنی ذات صفات اور افعال مین واحد لاشریک ہے - اب بتلاؤ کہ ایسی صاف صحیح اور سیدھی بات پر جو ایک واقعہ صحیحہ کو ظاہر کرتی ہے - کیا اعتراض آسکتا ہے - افسوس ایسے نادان اور احمق لوگون پر جو اپنی غباوت طبع اور بلادت ذہن کیوجہ سے سیدھی اور صاف بات کو الٹا سمجہہ بیٹھتے ہین اور اپنے توہمات سے کچھہ کا کچھہ ظاہر کرتے ہین - کیا نادان معترض کو اتنا بھی معلوم نہین کہ کلام مین استعارات بھی ہوتے ہین اور قرآن کریم کے طرز بیان مین تو استعارات کا حصہ اکثر پایا جاتا ہے -

کیا جبال اور طیر دو انسانی گروہون کا ہی نام نہ تہا جو داؤد کے ساتہہ جو انکی جنس اور انکا رسول اور بادشاہ تہا الٰہی تسخیر سے مسخر ہو کر خدا کی تسبیح اور تقدیس کرتے تہے - اور اگر لفظ جبال اور طیر کو حقیقت پر بھی حمل کیا جائے تو بھی آیت کا مطلب صاف اور صحیح ہے اور ہمین ہمارے حضرت مسیح موعود کیلئے ایک پیشگوئی ہے جو بلفظہ پوری ہوئی اور وہ اسطرح کہ خدا تعالےٰ کی سنت جاریہ اور عادت مستمرہ مین سے یہ ایک اٹل قانون ہے کہ جب وہ اپنے کسی رسول کو لوگون کی ہدایت اور اصلاح کے لئے بہیجتا ہے تو رسول کے زمانہ رسالت کے دو حصون مین سے پہلے حصہ مین اپنی علمی صفت کے اظہار سے تبلیغ کا کام جمالی رنگ مین ظاہر فرماتا ہے اور جب لوگو نپر علمی تبلیغ سے کماحقہ اتمام حجت ہو جاتی ہے اور سعید اور شقی لوگ علیحدہ علیحدہ ہو جاتے ہین تب شریر النفس اور ظالم طبع لوگ حسد اور بغض و عناد کیوجہ سے آگ بگولہ ہو کر بھڑک اٹہتے ہین اور رسولون کو بمع انکی جماعت کے سخت سخت تکالیف سے کچلنا چاہتے ہین - اور طرح طرح کی مکاریون اور بد تدبیرون سے انکی ہلاکت کے درپے ہو جاتے ہین اور ان کے پاک سلسلہ کو انواع و اقسام کی کوششون سے نابود کرنے کے لئے ناخنون تک زور لگاتے ہین اور رسولون کا صبر بمع جماعت انتہا تک پونہچ جاتا ہے - اسوقت اللہ تعالےٰ اپنے اس وعدہ کو جو اس نے اپنے رسولون کی نسبت اپنی پاک کتاب مین بیان فرمایا ہے یاد فرماتا ہے اور وہ یہہ ہے - ولقد سبقت کلمتنا لعبادنا المرسلین لھم المنصورون وان جندنا لھم الغالبون اور ایک جگہ فرمایا کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی - یعنی ہماری یہ بات اپنے مرسل بندون کیلئے پہلے سے ہی ٹہیک طور پر قرار پا چکی ہے کہ وہ منصور اور غالب ہی رہین گے اور ضرور ہی ہمارا گروہ غالب رہے گا - اور پہر فرمایا کہ خدا نے اس امر کو ہمیشہ کے لئے اٹل قانون کیطرح مقرر فرما دیا ہے کہ مین اور میرے رسول ہی غالب رہین گے - اور اسوقت زمانہ رسالت کا دوسرا حصہ جو جلالی رنگ کا ہوتا ہے رسولون کی نصرت کے لئے شروع ہو جاتا ہے جسمین بڑے بڑے جلالی نشان ظاہر ہوتے ہین جنسے مخالفون اور دشمنون کی سرکوبی اور ہلاکت اور مامورون اور رسلون کی شان شوکت اور صداقت ظہور مین آتی ہے اور یہ وہ زمانہ ہوتا ہے جس مین مخالفون کے الزامات تکذیبیہ سے رسلون کی بوضاحت بریت ظاہر ہوتی ہے اور ان کی وجاہت کا نشان اظہر من الشمس چمک اٹہتا ہے اور یہی وہ زمانہ ہوتا ہے جسمین رسولون کو اس معزز خطاب سے یاد کیا جاتا ہے ووضعنا عنک وزرک الذی انقض ظھرک ورفعنا لک ذکرک - فان مع العسر یسرا ان مع العسر یسرا فبراہ اللہ مما قالوا وکان عند اللہ وجیھا - جیسا کہ اس زمانہ مین یہ کامل نمونہ اور نقشہ ظہور مین آیا - جبکہ حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود مرسل یزدانی حضرت احمد قادیانی اس زمانہ کی اصلاح کیلئے مامور کئے گئے اور ظاہر ہے کہ پہلے آپنے اپنے زمانہ رسالت کے پہلے حصہ مین علمی تبلیغ سے جمالی رنگ مین اتمام حجت فرمائی اور جمالی نشانون سے اپنی تصدیق کو ظاہر کیا لیکن جب شریر النفس لوگ اپنی شرارتون مین بڑھ گئے اور دیدہ دانستہ حق کو کچلنے لگ گئے - تب خدا تعالےٰ نے آپکی نصرت کیلئے جلالی زمانہ کی بہار کو دکہلایا - اور جلالی نشانون سے دشمنون کو مغلوب کیا اور آپکی نصرت کا یہ سلسلہ اسیطرح اب تک جاری ہے طاعون جو اندامی رنگ کا عالمگیر نشان ہے ظاہر ہوئی جیسا کہ پہلے سے کہا گیا تہا کہ مسیح موعود کیوقت مخالفون کی سخت تکذیب اور تکلیف دہی پر طاعون ظاہر ہو گی - ایسا ہی کئی دفعہ خسف الارض کا نشان ظاہر ہوا - اور اسی طرح سلسلہ زلازل بہی ابتک شروع ہے وغیرہ وغیرہ - ہان سب نشانون سے طاعون اور نشان زلازل اظہر من الشمس نشان ہین -

۴ - اپریل ۱۹۰۵ء کا زلزلہ جس سے لاکہون مکان گر گئے اور ہزارہا آدمی ہلاک ہوئے اور کئی پہاڑ ہل گئے اور پہٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے یہ جلالیت کا نشان کوئی چہوٹا سا نشان نہ تہا بلکہ یہ وہ نشان ہے جسکے ظہور سے توحید حق کی ایک عظیم الشان تجلی ظاہر ہوئی کیونکہ کانگڑا کا پہاڑ جسکو جوالا مکہی کہتے ہین اور اہل ہنود کا بڑا معبد بلکہ معبود تہا جس کیوجہ سے اہل ہنود کی پرستش اور طرز عبادت کا طریق ایک بہاری اور مضبوط شرک کیصورت مین جو حضرت حق سبحانہ تعالےٰ کی تسبیح اور تقدیس کے بالکل خلاف تہا اس عظیم الشان زلزلہ سے ٹکڑے ہو گیا - جس سے گویا ایک شرک خانہ کی بنیاد بیخ سے اکہڑ گئی جسکے اٹہنے سے توحید کا نور چمکا کیونکہ پہاڑ نے الٰہی تجلی اور خشیت سے اپنے باطل معبد عابدون پر خشوع اور تضرع کے ساتہہ خدا کی تسبیح اور تقدیس کو ظاہر کیا اور چونکہ مامور من اللہ کی بعثت کا اصل مقصود توحید کو ظاہر کرنا ہی ہوتا ہے اسلئے مامور من اللہ اور آپ کی صداقت اور نصرت کے نشان بہی سب کے سب توحید نما ہی ہوتے ہین - جیسا کہ حضرت مسیح موعود جو خدا کی وحی مین علاوہ اور نامون کے داؤد کے نام سے

بہی پکارے گئے اور جنکو علاوہ اور الہامات کے یا جبال اوّبی معه والطیر کی وحی بہی ہوئی آپنے بہی توحید کو روشن کیا اور آپ کے ساتھ پہاڑون نے بہی تسبیح کو ظاہر کیا جنہون نے دنی باطل معبودیت کو الٰہی تجلّی اور جلال سے ٹکڑے ٹکڑے کر کے اپنی عبودیت اور خدا کی معبودیت حقہ کا صحیح اقرار دکہایا۔ اب آیت ممدوحہ کا مطلب پیشگوئی کے رنگ مین و سخرنا مع داوٗد الجبال یسبحن تک صاف ہو گیا۔ اور والطیر یعنی الطیر محشورۃ کا مطلب یہ ہے۔ کہ الطیر فاتح بادشاہون کے لئے علامات فتح ہے لیک علامت ہے۔ اور جہان کہین یہ لفظ فاتح ملک کے متعلق بیان کیا جاتا ہے ان کی فتح کے لئے نشان کے رنگ مین بیان ہوتا ہے جیساکہ اس کے مطابق نابغہ ذبیانی نے بیان کیا ہے۔ وہو ہذا۔

اذا ما غدا بالجیش حلق فوقہ
عصائب طیر تہتدی لعصائب

یعنی جب وہ لشکر لیکر دشمنون پر چڑہتا تو پرندون کے غول کے غول دشمنون کی لاش کہانیکو جمع ہو جاتے۔ ایسا ہی ایک اور شعر ہے وہو ہذا۔

واین المفر لمن عادا من یدہ
والوحش والطیر اتباع لسایرہ

یعنے اس کے ہاتہ سے دشمنون کے لئے گریز کی کوئی جگہ نہین کیونکہ جب وہ چڑہائی کرتا ہے تو دشمنون کی لاش کہانیکو وحشی اور پرندے اسکی پیچہے ہو جاتے ہین۔ ایسا ہی خدا تعالےٰ نے نبی کریم کی ان نصرتون کے لئے جو آپ کو مدینہ طیبہ مین حاصل ہوئین انکی نسبت پیشگوئی کے طور پر سورۃ نحل اور سورۃ ملک مین جو مکی سورتین ہین فرماتا ہے۔

الم یروا الی الطیر مسخرات فی جوّ السماء ما یمسکھن الا اللہ ان فی ذالک لآیات للمؤمنین سورہ نحل

یعنی کیا وہ ان پرندون کے حالات پر غور نہین کرتے جنہین ہمنے آسمان کے جوّ مین قابو کر رکہا ہے ہم ہی نے تو انہین کر رکہا ہے اور ایک وقت آتا ہے کہ انہین نبی کریم کے دشمنون کی لاشون پر چہوڑ دین گے) مومنون کے لئے ان باتون مین نشان ہین۔ ایسا ہی سورۃ ملک کی آیت اَوَ لَمْ یَرَوْا اِلَی الطَّیْرِ فَوْقَھُمْ صٰفّٰت کا یہ مطلب ہے۔ جو پیشگوئی کے رنگ مین ٹہیک وقوع مین آیا۔ اسیطرح یہ پیشگوئی ہمارے مسیح موعود علیہ السلام کیلئے وقوع مین آئی جبکہ حضرت مسیح موعود کے نشانون سے جلالی نشان ظاہر ہوئے۔ اور ہو رہے ہین جنسے دشمنون پر مری پڑی اور ہلاک ہوئے۔ اور ہو رہے ہین اور ہزارون ان کی لاشون کو پرندون نے کہایا خصوصاً نشان طاعون جسنے ہر ایک بستی مین دورہ کیا۔ اور کر رہی ہے اور جسکے محل وقوع اور مقام ظہور پر مقامات ماؤفہ اور مکانات موبؤہ کے اوپر چیلون کے جہنڈ کے جہنڈ اور پرے کے پرے چکر لگاتے ہین جو حضرت مسیح کی نصرت اور فتح کا جلالی نشان ہے جس سے ما کنا معذبین حتّٰی نبعث رسولا کے مطابق فقرہ الطیر محشورہ بہی پیشگوئی کیصورت مین صفائی کے ساتہہ پورا ہوا والحمد للہ علی ذالک ثم لذالک

اب اے نادان متعصب نکتہ چین ذرا آنکہہ کو کہول اور دیکہہ کہ قرآنی آیات مین علمی اور قدرتی نشانون سے کیسی عجیب صداقتین ہین کیا آپ ایسی صداقتین اپنی الہامی کتب سے دکہا سکتے ہین۔ افسوس کہ آیت زیر نظر مین مین اپنی دماغی کمزوری کیوجہ سے جو مجہی عرصہ تک بیمار رہنے سے لاحق ہے پورا اندبر اور غور نہین کر سکا سوا اس کے مجہے بجز امید ہے کہ ایک بیدار مغز اور زندہ دل انسان اس آیت کے عجائبات اور صداقتین کئی پہلو پر بیان کرتا۔

وصدق اللہ فاق علمہ فوق کل ذی علم علیم۔

راقم غلام رسول احمدی از راجیکے ضلع گوجرانوالہ پنجاب

ریویو

تحفہ آریہ سماج یا آریہ سماج کی پول - یہہ ضخیم کتاب ۲۴۸ صفحون پر چہاپی گئی ہے وہی کتاب ہے جسکا ذکر سالہائے گذشتہ مین الحکم مین ہو چکا ہے اسکے مصنف مشہور شیخ عبد العزیز المعروف جگر دہاری پرشاد سابق آریہ اپدیشک ملک برہما ہین۔ اس کتاب کی خوبی اور زبردست ہونیکا اس سے پتہ لگ جاتا ہے کہ مصنف نے اسکے ساتہہ تین ہزار دو سو روپیہ کا انعام رکہا ہے۔ یہہ پہلا حصہ ہے اور ایسی دو جلدین اور شائع ہونگی۔ مصنف نے نہایت محنت اور قابلیت کے ساتہہ اس کتاب کو لکہا ہے اور سب سے بڑہ کر جسکو مین قابل ذکر پاتا ہون وہ اسکا طرز تحریر ہے مصنف نے نہایت متانت اور تہذیب سے اسکو لکہا ہے وہ ان کی شائستگی اور تبدیلی مذہب کے بعد کے کمال کو ظاہر کرتا ہے اور اور ہر جگہ مبارک شائستہ کے اخلاق کا پتہ اس کتاب سے ملسکتا ہے میری رائے مین ہر مسلمان کے ہاتہہ مین اس کتاب کا ایک نسخہ ہونا چاہئے قیمت صرف عہ فی جلد ہے جو مصنف سے قاسمی پریس دہلی کی معرفت مل سکتی ہے اور ایسا ہی دفتر الحکم قادیان سے بہی یہ کتاب ملے گی۔

ترک و یدازم حصہ دوم - یہہ رسالہ بہی مصنف مذکور کا ہے ۲ر قیمت پر مصنف یا دفتر الحکم سے ملیگا۔

ورزش جسمانی حصہ اوّل - الحکم کے ناظرین منشی اکبر شاہ خان احمدی نجیب آبادی کے نام سے خوب واقف ہین یہہ رسالہ انہون نے لکہا ہے اور ۱ر قیمت پر مصنف سے مل سکتا ہے۔

پنجاب ریویو :- ارمان دہلوی نے یہہ ہفتہ وار اخبار لاہور سے شائع کرنا شروع کیا ہے اخبار کی عمدگی کے لئے ارمان دہلوی کا نام اسکے ایڈیٹر ہونے کی حیثیت سے کافی ہے اور پہر جبکہ وہ خود ہی مالک بہی ہون نمونہ کا پرچہ منگوا کر دیکہو۔

ضیاء الاسلام مراد آباد - ایک ماہواری رسالہ ہے جو مراد آباد سے شائع ہونے لگا ہے ۴ نمبر نکل چکے ہین۔ مسلمانون کو ایسے رسالون کے متعلق فیاضی سے کام لینا چاہئے۔ سالانہ قیمت عہ ہے۔

فیملی ڈاکٹر پنڈت ٹہاکر دت شرما دید لاہور نے ماہوار رسالہ جاری کیا ہے جس مین بچون اور مستورات کے علاج درج ہوتے ہین۔ اردو اور ہندی کے دو کالمون مین شائع ہوتا ہے قیمت عہ ۸ سالانہ ہے۔

انتظام ڈاک اور قادیان کے مسافرونکو آرام

جیساکہ گذشتہ اشاعت مین درج کیا گیا ہے قادیان اور بٹالہ کے درمیان ڈاک بذریعہ یکّہ یکم اپریل سنہ ۱۹۰۶ء سے چلا کریگی اور چونکہ ڈاک کے یکّہ کا اپنے مقررہ وقت پر بٹالہ یا قادیان سے چلنا یقینی امر ہوگا۔ اور اسکو سواریون کا انتظار نہین کرنا ہوگا۔ اسلئے جو لوگ قادیان آتے ہین وہ اس یکہ مین آسانی کے ساتہہ بلا انتظار مزید آجایا کرین گے کیونکہ بعض اوقات اکیلا شخص یکہ کرایہ کی وسعت نہین رکہتا۔ اور یکّہ والے اسے دیکہہ اینٹہہ جاتے ہین یا سواریون کے انتظار مین اسے گہنٹون انتظار کرنا پڑتا ہے حالانکہ وہ ایک ساعت بہی قادیان سے دور گذارنا اپنے لئے سخت ناگوار سمجہتا ہے ان صورتون کو مد نظر رکہہ کر اس یکّہ ڈاک مین آنے والے مسافر بہت آرام پائینگے۔ نہ انہین کرایہ کے لئے جہگڑنا پڑیگا اور نہ جلدی چلنے چلانے کے لئے کہنا ہوگا۔ بٹالہ سے یکہ صبح کو ۵ اور ۶ بجے کے درمیان چلا کریگا اور قادیان سے شام کو ۴ بجے کے قریب پس جو مسافرات کی گاڑی مین آئین گے وہ صبح کی ڈاک کے ساتہہ قادیان آرام سے پہونچین گے اپنے آنے سے پہلے اگر آپ اطلاع دیدیا کرین تو سب سے زیادہ آرام ہوگا۔ کیونکہ اطلاع دہندگان کے لئے پہلے انتظام ہوگا۔

کسی صورت مین تین سے زیادہ سواریان نہ بیٹہہ سکین گی۔ کرایہ حسب ذیل ہوگا۔ مناسب موقعون اور صورتون مین اس نرخ مین کمی بیشی کا اختیار ہوگا لیکن وہ کمی بیشی بذریعہ اشتہار شائع ہوگی۔

فی سواری تانگہ راستہ بارش کیوجہ سے خراب نہو تو ۱۰ر خراب ہو تو ۱۲ر ــ ہر سواری کو ۱۵ سیر پختہ بوجہہ کی لیجانے کی اجازت ہوگی۔ زیادہ کے لئے فی من ۲ر چارج ہوگا۔

یکہ مین فی سواری راستہ بارش کیوجہ سے خراب نہو تو ۶ر اور بصورت خراب ۸ر بوجہہ کی وہی شرح ہوگی۔

بٹالہ سے بلٹیان منگوانے کی شرح

بلٹی ۴ سیر پختہ تک ہو تو ۴ر ـ ۴ سیر سے زیادہ ۱۰ سیر تک ۶ر ۱۰ سیر سے زیادہ ۲۰ سیر تک ۱۱ر ـ ۲۰ سیر سے زیادہ ایک من تک ۱۲ر دو من سے زیادہ کی بلٹی نہین لیجاوے گی۔

اعلان

قادیان کے تعلیم الاسلام ہائی سکول مین وظیفے اس سال سے ملنے منظور ہو گئے ہین۔ اسلئے جو طالب علم اب تک اس کمی کیوجہ سے فائدہ نہ اٹہا سکتے تہے وہ اب فائدہ اٹہائین۔ اور چونکہ سال شروع ہی اسلئے جو طالب علم اب آجاوین گے انہین چندان نقصان نہوگا۔

شیر علی ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیان بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے صہ (۲) خواص و معاونین سے عـــ (۳) ہندوستان سے باہر سے ۶ (۴) غیر مذاہب والون سے ۱۲ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگون سے عـہ ۱۲

فہرست مضامین

اطلاع

اخبار سب خریداران کے نام وقت مقررہ پر دفتر سے روانہ ہوتا ہے جس صاحب کو کوئی پرچہ نہ ملے اوسکو چاہیے کہ جو پرچہ نہیں پہونچا وہ پرچہ اخبار کی نئی اشاعت تک طلب کریں ورنہ بعد مین وہ پرچہ مطلوبہ نہیں ملے گا۔ منیجر

نمبر ۱۱ | قادیان دار الامان۔ مورخہ ۳۱ مارچ ۱۹۰۶ء مطابق ۵ صفر ۱۳۲۴ھ | جلد ۱۰

تازہ الہامات

۲۷۔ مارچ ۱۹۰۶ء۔ فرمایا۔ آج زلزلہ کے وقت کے لئے توجہ کی گئی تھی کہ کب آوے گا۔ اسی توجہ کی حالت مین زلزلہ کی صورت آنکھون کے آگے آگئی اور پھر الہام ہوا۔

رَبِّ أَخِّرْ وَقْتَ هٰذَا

یعنے اے میرے خدا یہ زلزلہ جو نظر کے سامنے ہے۔ اس کا وقت کچھ پیچھے ڈالدے۔ قاعدہ نحو کے مطابق ھٰذا کی جگہ ھٰذہٖ چاہیئے تھا۔ مگر اس جگہ ھٰذا سے مراد ھٰذا العذاب ہے۔ کیونکہ اصل غرض تو عذاب سے ہے۔ ورنہ زلزلے تو پہلے بھی آچکے ہین۔ پھر بعد اسکے ساتھ ہی یہ الہام ہوا

رَبِّ سَلِّطْنِی عَلَی النَّارِ

یعنے اے میرے خدا مجھے آگ پر مسلط کردے یعنے ایسا کر کہ عذاب کی آگ میرے حکم مین ہوجاوے۔ جسکو مین عذاب دینا چاہون وہ عذاب مین گرفتار ہو۔ اور جسکو مین چھوڑنا چاہون وہ عذاب سے محفوظ رہے۔

۲۹۔ مارچ ۱۹۰۶ء۔ اٰخَرَهُ اللّٰهُ اِلٰی وَقْتٍ مُّسَمًّی
خدا تعالے نے ایک وقت مقررہ تک عذاب کو زلزلہ مین تاخیر ڈالدی۔

فہرست کتب موجودہ دفتر الحکم

ازالہ اوہام ہر دو حصہ۔ یہ بے نظیر کتاب حضرت سلطان القلم مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبردست قلم کا نتیجہ ہے جس مین اپنے دعوے کے متعلق نہایت شرح و بسط سے کام لیا ہے اور مخالفون کے اعتراضون کو نمبروار توڑا ہے
قیمت عـہ

آریہ دہرم۔ آریہ مذہب کی حقیقت کو حجۃ اللہ نے طشت از بام کر دیا ہے خصوصیت کے ساتھ مسئلہ نیوگ کے بد نتائج کو دکھایا ہے اور آریہ کے اون اعتراضون کا جواب دیا ہے جو وہ اسلام پر کرتے ہین قیمت ۱ر

نماز پر تقریر اور مسئلہ وحدت وجود پر خط حضرت مسیح موعود نے نماز کے اسرار پر لطیف تقریر فرمائی ہے۔ اور وحدت وجود کے اعتقادات کا لاجواب رد کیا ہے۔ یہ رسالہ بہت ہی مقبول ہوا ہے۔ تیسری دفعہ چھپا ہے۔ قیمت ۲ر

حضرت اقدس کی پرانی تحریرین حصہ اوّل اعلیٰ حضرت کے تیس سالہ پرانے مضامین الہام مشابہ تناسخ وید اور قرآن کے مقابلہ پر قیمت ۲ر

سراج الدین عیسائی کے چار سوالون کا جواب۔ عیسائی مذہب کی تردید اور اسلام کی حقیقت پر حضرت خلیفۃ اللہ کا لطیف رسالہ دوسری مرتبہ چھپا ہے قیمت ۲ر

فیصلہ آسمانی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قلم سے مضمون نام سے ظاہر ہے قیمت ۲ر

نور القرآن حصہ دوم عیسائیون کا عمدہ رد ۴ر

تفسیر سورہ تبت۔ سورہ تبت پر ایک ڈاکٹر کے اعتراضون کا جواب اور سورۃ مذکور کی عجیب تفسیر قیمت ۲ر

سواء السبیل نمبر ۱۔ ایک مولوی ہندوستانی کی خط و کتابت۔ قیمت ۱ر

نسخ رد شیعہ۔ حکیم الامۃ کی اچھوتی تحریر ۲ر

تفسیر القرآن پارہ اول۔ یہ تفسیر قوم اور بزرگان قوم نے غیر معمولی طور پر پسند فرمائی ہے صدہا خطوط اظہار پسندیدگی پہنچے گئے ہین یہانتک کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے باہر بھی اسکو قبولیت ہوگئی ہے۔ قیمت عـہ

تفسیر القرآن پارہ دوم قیمت عـہ

تفسیر سورہ بقرہ مکمل۔ ہـ ۴ر

سلک مروارید حصہ اوّل۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ مین اپنی طرز کا پہلا رسالہ جو مستورات کی اصلاح اور انمین سلسلہ عالیہ کی تعلیم کو عام کرنیکی غرض سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش کے موافق ناول کے طور پر لکھا گیا ہے۔ یہ رسالہ بہت ہی مقبول ہوا ہے قیمت ۴ر

سلک مروارید حصہ دوم قیمت ۴ر

رپورٹ جلسہ ۱۸۹۷ء۔ قیمت عـہ

الانذار۔ قیمت ۴ر

اصلاح النظر۔ قیمت ۰۲ر

قصیدہ ضوابط الاسرار۔ قیمت ۰ر

برہان الحق۔ قیمت ۳ر

دعوت الحق نمبر ۲۔ قیمت ـر

النصح۔ قیمت ۲ر

مسلمانونکا خدا اور اوس کے حضور دعا۔ قیمت ۱ر

نمونہ قرآن مجید۔ قیمت ۳ر

ست بچن۔ ۱۰ر محمود کی آمین ۳ پائی

حجت الاسلام۔ ۱ر۔ الموعظۃ الحسنہ ۳ر

توضیح مرام۔ ۰۲ر۔ دوسرا جنگ مقدس حصہ اول و دوم۔ ۲ر

المشتہر۔ منیجر اخبار الحکم قادیان ضلع گورداسپور

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

کھلی چٹھی

برادرم مکرم - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ -
زکوٰۃ کے متعلق بارہا تحریک ہو چکی ہے اور بحمد اللہ اسوقت فنڈ میں روپیہ آ بھی رہا ہے - مگر اکثر دوست جن سے یہ امید کی جا سکتی ہے - انہوں نے ابھی توجہ نہیں کی - اسلام کی بڑی خوبیوں میں سے ایک یہ خوبی ہے جو صرف اسی مذہب میں پائی جاتی ہے کہ اس نے خدا کے حقوق اور بندوں کے حقوق ہر دو امور کو فرائض مذہبی میں داخل کر کے اسکے لئے قوانین مقرر کر دیئے ہیں اور عام تعلیم جو ہر مذہب کی ہے کہ خدا کو یاد کیا کرو اور اپنے بھائیوں سے نیک سلوک کرو یہ تو معمولی باتیں ہیں جو سب مذاہب میں مشترک طور پر پائی جاتی ہیں مگر اسلام کی خاص خوبی یہ ہے کہ اس نے عام تعلیم نہایت اعلیٰ درجہ کی دیکر پھر وہ راہیں تیار کر دی ہیں جو سست اور غافل طبیعتوں کے لئے ایک تازیانہ کا کام دیتی ہیں اور عملی طور پر انسان کو خدا کی راہ پر چلاتی ہیں - اللہ تعالیٰ کے متعلق جو انسان کے فرائض ہیں ان کو پورا کرنے کیلئے پنجگانہ نماز قائم کر دی ہے کیونکہ جو شخص پانچ وقت اپنے خدا کے حضور جاتا ہے وہ خدا سے غافل نہیں ہو سکتا بشرطیکہ وہ حقیقت نماز پر قائم ہے اور صرف رسمی طور پر ٹکریں نہیں مارتا - ایسا ہی روزے ایک ماہ کے مقرر کر دیئے ہیں حقوق عباد کیلئے یہ اعلیٰ درجہ کی تعلیم دیکر کہ لا یؤمن احدکم حتی یحب لاخیہ [illegible] کوئی مومن نہیں ہوتا جب تک اپنے [illegible] نہ کرے جو اپنے نفس کے لئے پسند کرتا ہے اور یہ سبق دینے کے بعد کہ سب مومن بھائی ہیں عملی راہیں اپنے بھائیوں سے نیکی کرنے کی بھی بتا دی ہیں - سود سے روکا زکوٰۃ کو فرض کر دیا اور اس سے بڑھ کر صدقات کی ترغیب دی - مگر افسوس ہے کہ اس زمانہ میں لوگ سب باتوں میں سست ہو گئے ہیں اپنے لئے وہ ہر طرح کی آسائش کی فکروں میں لگے رہتے ہیں مگر یہ خیال نہیں کرتے کہ کسقدر ہمارے بھائی ہیں جنکی مدد کرنا ہمارا فرض ہے اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں [illegible] ڈرانے والے الفاظ میں اسبات کا ذکر [illegible] - ولیخش الذین لو ترکوا من خلفہم ذریۃ ضعافا خافوا علیہم [illegible] اسبات سے ڈرو کہ اب تو تم آسائش میں ہو [illegible] دوسرے لوگ تمہاری مدد کے محتاج ہیں اگر تمہارے پیچھے تمہاری اولاد ضعیف رہ جائے تو پھر کیا حال ہو - چونکہ دنیا میں ہمیشہ ایسے حالات پیش آتے ہیں کہ ایک شخص اگر آج امیر ہے تو کل اسکی اولاد غریب ہے - اسلئے اسلام نے ہمدردی انسانی کی راہ پر چلانے کے لئے مسلمانوں کو حکم دیا کہ وہ زکوٰۃ دیا کریں - یاد رکھو کہ کوئی شخص ان [illegible] فرض کو ادا کر کے اور باقی سے غافل رہکر خدا کے نزدیک سرخرو نہیں - خدا کے حکموں میں تفریق مت ڈالو کہ نمازیں پڑھ لینا کافی ہے اور بس - حضرت ابوبکرؓ نے ان سب لوگوں کو مرتدین میں داخل کیا تھا جنہوں نے زکوٰۃ کے دینے سے انکار کیا - ہمارے ملک میں اکثر ایسا ہوتا ہے کہ روپیہ نقدی کی صورت میں تو نہیں ہوتا مگر بہت تھوڑے کھاتے پیتے گھر ایسے ہونگے جن میں زیور کی صورت میں مال موجود نہ ہو - مگر یاد رکھنا چاہئے کہ جیسا نقد روپیہ پر زکوٰۃ ہے ایسا ہی زیور پر بھی ہے* - ہاں اکثر ایسا ہوتا ہے کہ وہ زیور خاوند نے عورت کو دیدیا ہوا ہوتا ہے اور اس طرح پر وہ عورت کی ملک ہو جاتا ہے - پس عورتوں کے لئے یہ عمدہ موقعہ ہے کہ وہ خدا کے احکام پر چلکر مستحق ثواب بنیں ورنہ اگر وہ اس زیور کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتیں تو خدا کے احکام کی صریح نافرمانی کرتی ہیں - اکثر خاوند بھی یہ کہکر پیچھا چھڑا لیتے ہیں کہ یہ عورتوں کا مال ہے ہمیں اس سے کچھ تعلق نہیں - مگر رسول اللہ صلعم نے [illegible] یا بادشاہ کی طرح [illegible] اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ پس اگر عورتیں حقوق اللہ یا حقوق عباد میں جو خدا تعالیٰ نے فرض کر دیئے ہیں کسی طرح کی غفلت کرتی ہیں تو پھر خاوندوں کا فرض ہے کہ وہ ان کو سیدھی راہ پر چلائیں - میں نے ایک عزیز دوست کو جب یہ توجہ دلائی کہ انکی بی بی کے پاس اسقدر زیور ہے جسکی زکوٰۃ دینی چاہئے تو انہوں نے مجھے یہ جواب دیا کہ میں اگر اسے زکوٰۃ کے لئے کہونگا تو وہ سمجھے گی کہ میرے زیور کا حساب لینا چاہتا ہے ایسی بات سے میں تو کانپ اٹھتا ہوں کہ خدا کے احکام کو ایسی باتوں سے ٹالا جاتا ہے - ایسے لوگوں کے مالوں میں کیا برکت ہو سکتی ہے وہ یاد رکھیں کہ مال میں برکت دینا خدا کا کام ہے خدا سے ڈریں اور اپنے گھروں میں خدا کے احکام کی پابندی کرائیں - ہماری جماعت کے لئے یہ امر سخت قابل افسوس ہے - میں نہیں سمجھتا کہ کوئی نیک بی بی جب یہ سمجھ جائے کہ زیور کی زکوٰۃ فرض ہے تو وہ انکار کرے - خاوند اگر عمدہ نمونہ قائم کریں اور گھروں میں وعظ نصیحت کر کے سمجھا دیں تو یہ امر کچھ بھی مشکل نہیں - بلکہ عورتوں کو خوش ہونا چاہئے کہ انکے لئے بھی خدا نے ایسی راہ نکالی ہے کہ وہ خدمت دین میں حصہ لے سکتی ہیں - اس فقرہ کی تشریح میں آگے چل کر کرتا ہوں -

دوسرا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر زکوٰۃ دینی فرض ہے تو کیوں ہر ایک شخص اپنی جگہ زکوٰۃ نکال کر اسکو جسطرح چاہے تقسیم نہ کر دے - اسکے متعلق میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہر ایک شخص زکوٰۃ کے مصارف کو سمجھتا بھی نہیں - اسی لئے اسلام نے یہ حکم دیا ہے کہ زکوٰۃ کا کل روپیہ ایک جگہ جمع ہو کر پھر مناسب طور پر بانٹا جاوے - اور دوسرے بعض لوگ یہ خیال کر لیتے ہیں کہ جو کچھ وہ صدقات کے طور پر یا کسی غریب بھائی کی مدد کو دیتے ہیں وہی زکوٰۃ ہے حالانکہ زکوٰۃ کو بالکل الگ کر دینے کا حکم ہے - اور زکوٰۃ کے علاوہ صدقات کی ترغیب قرآن شریف نے دی ہے -

تیسرے یہی بڑی وجہ سستی کی ہے کہ انسان خیال کرتا رہتا ہے کہ آج دیدونگا کل دیدونگا - حالانکہ شریعت اسلام کی رو سے یہ نہایت ضروری ہے کہ جس مال پر ایک سال گذر گیا ہے اسکی زکوٰۃ فی الفور ادا کر دیجاوے -

چہارم ہم سب ایک سلسلہ میں منسلک ہیں اور اس سلسلہ کی بڑی بڑی ضروریات ہیں - جماعت میں سے بعض لوگ فوت ہو جاتے ہیں تو ان کے پیچھے بچے یتیم رہ جاتے ہیں - بعض لوگ مؤلفۃ القلوب ہوتے ہیں - بعض نو مسلم ایسے ہوتے ہیں کہ انکے ماں باپ ان کو گھروں سے نکال دیتے ہیں - اور ضروری ہوتا ہے کہ انکو دینی تعلیم بھی دیجاوے - ان سب باتوں کے لئے کثیر اخراجات کی ضرورت ہے اور یہ سب زکوٰۃ میں سے بآسانی پورے ہو سکتے ہیں بشرطیکہ کل جماعت بالاتفاق زکوٰۃ کا روپیہ ایک جگہ بھیجے - یاد رکھنا چاہئے کہ جتنے بڑے بڑے کام ہوتے ہیں وہ سب قوم کے اتفاق سے ہوا کرتے ہیں - ایک دو آدمی ان کو پورا نہیں کر سکتے پس اگر قوم چاہتی ہے کہ ہمارا یہ سلسلہ ہر طرح سے ترقی کرے تو اسکا فرض ہے کہ زکوٰۃ کے روپیہ کو ایک جگہ جمع کرنیکا انتظام کرے - پھر وہ انشاء اللہ دیکھیں گے کہ اس سے کیسے کیسے مفید نتائج پیدا ہوتے ہیں - زکوٰۃ کے مصارف میں اکثر لوگ دھوکہ کھاتے ہیں - وہ خاص مصرف ہیں جو قرآن شریف نے مقرر کر دیئے ہیں - ان سے علاوہ اگر وہ روپیہ دیا جاوے تو جائز نہیں خواہ نیکی کا کام ہو - حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی یہ فرمایا تھا کہ بیشک زکوٰۃ کا روپیہ ایک جگہ جمع ہونا ضروری ہے - چنانچہ اسی بنا پر کئی احباب نے زکوٰۃ کا روپیہ اس جگہ بھیجنا شروع بھی کر دیا ہے جو امین زکوٰۃ فنڈ کے پاس جمع ہوتا ہے اور حسب ضرورت خرچ ہوتا ہے اور اسوقت بھی اس سے بہت سے فوائد نظر آتے ہیں اور اگر یہ سلسلہ ترقی کرے تو انشاء اللہ نہایت [illegible] ثابت ہوگا -

امر سوم یہ ہے کہ جس مال پر زکوٰۃ دینا فرض ہے وہ کسقدر ہے سو یاد رکھنا چاہئے کہ چاندی کا نصاب ساڑھے باون تولہ چاندی ہے اور سونے کا نصاب ساڑھے سات تولہ سونا ہے - جس کے پاس اسقدر یا اس سے زیادہ مالیت کا سونا یا چاندی ہو اگر اسپر ایک سال گذر گیا ہو تو اسپر لازم ہے کہ چالیسواں حصہ اسکا زکوٰۃ دیں - جن زمینوں پر خراج دیا جاتا ہے ان کی پیداوار میں کوئی زکوٰۃ نہیں -

زکوٰۃ کا روپیہ بنام امین زکوٰۃ فنڈ قادیان ارسال فرماویں -

(خاکسار محمد علی عفی عنہ از قادیان)
مورخہ ۲۸ مارچ ۱۹۰۶ء

* زیور کی زکوٰۃ کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا فتویٰ پہلے چھپ چکا ہے -

ضروری اطلاع

قادیان میں چندہ بھیجنے والے احباب ہمیشہ ان ہدایات کو مد نظر رکھیں - (۱) لنگر خانہ کا چندہ حضرت اقدس کے نام بھیجیں اور دوسری مدات کا روپیہ آپکے نام ہرگز نہ بھیجیں - (۲) مدرسہ کا چندہ امین مدرسہ تعلیم الاسلام - میگزین کی خریداری کا اور اشاعت اسلام کا روپیہ بنام مینیجر ریویو آف ریلیجنز - زکوٰۃ کا روپیہ بنام امین زکوٰۃ فنڈ - بہشتی مقبرہ کے متعلق کل روپیہ بنام فنانشل سیکرٹری مجلس کارپرداز مصالح قبرستان - آنا چاہئے - اور کسی شخص کے نام پر نہ آنا چاہئے - (۳) خط و کتابت مدرسہ کے متعلق کل بنام ہیڈ ماسٹر مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان - اور بہشتی مقبرہ یا وصیتوں کے متعلق یا وصیتوں کا بھیجنا بنام سکرٹری مجلس کارپرداز مصالح قبرستان ہونی چاہئے -

مذہبی دنیا پر سرسری نظر

گل کھلین گے اور ہی گر یہی تندی کا رنگ — عیسائی مذہب

کی ناکامی اور نامرادی اب مختلف صورتون مین جلوہ گر ہو رہی ہے۔ ایک زمانہ تہا کہ پوپ آف روم کو ایک خاص اقتدار اور اختیار یورپ پر حاصل تہا لیکن جب ان مظالم اور شرمناک کرتوتون کی انتہا ہو چکی جو مشنری لائف مین ہوتی ہین تو اللہ تعالیٰ نے اس شرک عظیم کی ہلاکت کے سامان اندر ہی سے پیدا کر دیئے اور لوتہر مارٹین عیسائی مذہب کے ریفارمر نے پوپ ازم کے بخئے ادہیڑ دیئے۔ مگر اب وہ زمانہ آگیا ہے کہ سرے سے عیسائی مذہب ہی کو نیست و نابود کر دینے کا خیال مختلف رنگون مین پیدا ہو چلا ہے۔ جو لوگ یورپ کی مذہبی دنیا سے کچھ بھی واقفیت رکھتے ہین وہ بخوبی جانتے ہین کہ مختلف صورتون سے اس مذہب کو دہتکارا جا رہا ہے۔ مین اسوقت ان طریقون کے اظہار کی حاجت نہین سمجھتا۔ بلکہ مجھے اس وقت اس انقلاب عظیم کا ذکر کرنا ہے جو فرانس مین عیسائی مذہب کے متعلق پیدا ہوا ہے۔ الحکم کے اکثر ناظرین اس بات سے آگاہ ہونگے کہ گذشتہ ایک صدی کے عرصہ مین فرانس نے قریبًا تیرہ مرتبہ طریق حکومت مین تبدیلی کی ہے اور بعض اوقات اس انقلاب سلطنت مین چند مہینون کا وقفہ ہی ہوا ہے۔ شخصی حکومت کے بعد جمہوری اور جمہوری کے بعد شخصی یہ ایک معمولی امر ہے لیکن اسوقت جو انقلاب عظیم فرانس مین ہونیوالا ہے وہ سخت خطرناک اور معًا مسرت افزا ہے خطرناک تو اس لئے ہے کہ اندیشہ ہو رہا ہے کہ فرانس مین خانہ جنگی شروع نہ ہو جاوے اور گھر ہی مین تلوار نہ چل جاوے اور اسطرح پر فرانس کی زمین خون [illegible] کے نالون سے سرخ ہو۔ اور مسرت افزا اس لئے ہے کہ یہ انقلاب عیسائی مذہب کا خاتمہ کرنے والا ہے۔ وہ مذہب جسنے ایک عاجز انسان کو [illegible] انسان کو خدا بنا لیا ہے [illegible] دنیا مین [illegible] کی بدی اور بدکاری کی [illegible] ڈالرہی ہے!!
[illegible]

[illegible] پادریون اور مسیح کے بیٹون مین سخت تشویش پیدا ہو رہی ہے اور وہ لوگ جو مسیح کا پہاڑ کا وعظ سنا سنا کر ڈاڑھیان ہلایا کرتے اور ایک گال پر طمانچہ کہا کر دوسری پہیر دینے کی اخلاقی تعلیم کے کمالات پیش کیا کرتے ہین سخت برافروختہ ہو رہے ہین۔ انکی آنکھون مین خون اتر آیا ہے چنانچہ ایک آدھ مقام پر ہنگامہ اور خونریزی ہو بہی چکی ہے اور اسکا یہانتک اثر پڑا کہ وزارت فرانس کو مستعفی ہونا پڑا۔ آئندہ دیکھئے کیا ہوتا ہے؟ قطع نظر اسکے کہ اس مخالفت کا اثر ملکی انتظام پر کیا پڑے۔ اس مین تو کوئی کلام ہی نہین ہو سکتا کہ عیسائی مذہب کی سخت ناکامی اور نامرادی کا عام اعلان ہو جائے گا۔ اور اس سے خدا تعالیٰ کے برگزیدہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سچائی پر ایک زبردست دلیل قایم ہوگی کیونکہ وہ آیا ہے اس غرض کے لئے کہ اس شرک عظیم کے بت کو توڑا جاوے اور اس کے انفاس قدسیہ اور عقد ہمت کا یہہ اثر ہو رہا ہے کہ خود یہی مذہب اپنے پرستارون کے ہاتھون ہلاک ہو رہا ہے والحمد للہ۔

عیسائی مشن پر ایک انگریز کی رائے

عیسائی مشنری خواہ دنیا کی آنکھون مین کتنا ہی دہول ڈالنا چاہین مگر سچائی اپنا اثر دکھلائے بغیر نہین رہ سکتی۔ چنانچہ جیمس صاحب عیسائی مشن کے متعلق اپنی رائے کا مفصلہ ذیل الفاظ مین اظہار کرتے ہین۔

اگر موٹے طور پر عیسائی مشن کے متعلق اظہار رائے کیا جائے تو وہ تین حصص مین تقسیم ہو سکتا ہے۔

(۱) اصولاً یہ مشن کفر کی تلقین کرنیوالے ہین۔

(۲) ان کا میلان طبیعت عیسائی دین کے برخلاف ہے۔

(۳) اپنی مطلب برآری کے لئے جن وسائل کا یہ استعمال کرتے ہین وہ نہایت مکروہ ہین اور جو نتائج حاصل ہوتے ہین وہ قابل نفرت ہین۔

(۱) یہ ماننا ہی کہ خدا سوائے عیسائیون کے دنیا کے کروڑون آدمیون کی روحانی بہتری یا تو کرنا نہین چاہتا یا کر نہین سکتا ایک کلمہ کفر ہے۔ اسبات کو مان کر عیسائی منّاد عیسائی مذہب کی اشاعت کا بوجہ اپنے سر پر لیتا ہے۔ جو کام خدا تعالیٰ سے دانستہ یا نادانستہ رہ گیا ہے اسکی تکمیل اپنے ہاتھ مین لیتا ہے۔ اگر یہ کفر نہین تو ہم نہین جانتے کفر کسے کہہ سکتے ہین۔ [illegible] واقعات اسبات کا ثبوت دیتے رہتے ہین [illegible] نہین ہوتا اور جبکہ وہ ناچیز سے ناچیز کو بہی

کو اپنے سایہ عاطفت مین رکہتا ہے اپنے انسانی بچون کو دل سے بھلا نہین سکتا حسب ضرورت وہ مختلف ممالک مین اور مختلف اوقات مین ایسی آئمہ پیدا کرتا رہتا ہے۔ جو تاریکی کو دور کرنے والی اور علم کی روشنی کو پہیلانے والی ہوتی ہین۔ مگر عیسائی منادون کا یہ شیوہ ہو گیا ہے کہ وہ سوائے اپنے اور کسی کو خدا کا مقبول بندہ تصور نہین کرتے۔

(۲) اب ہم نے یہ دیکھنا ہے کہ آخر یہ "پرچار کا کام" شروع کس بنا پر کیا گیا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ حضرت عیسےٰ اپنے حوارین مین سے گیارہ کے سامنے نمودار ہوئے اور ان کو حکم دیا کہ دنیا بہر مین جاؤ اور ہر ایک آدمی کو انجیل کی تلقین کرو۔ یہہ الفاظ عیسیٰ نے صرف اپنے حوارین کو مخاطب کرکے کہے۔ گو تاریخی طور پر ان کی چندان وقعت نہین لیکن اگر بفرض محال مان بہی لیا جاوے تو جس طرح شروع سے اسپر عمل ہوتا رہا ہے وہ لطف سے خالی نہین۔ عیسےٰ کی موت کے صرف تیس برس بعد سینٹ پال نے لکہا کہ "انجیل تمام دنیا مین ہے" اور "ہر ایک انسان تک جو آسمان کے نیچے ہے اسکی آواز پہنچ گئی ہے۔" چونکہ مقصد حاصل ہو چکا ہے اسلئے اب عیسائی صاحبان کا کوئی حق نہین کہ ہر جگہ پہر کر ناحق آدمیون کی سمع خراشی کرین لیکن آج ہمین عیسائی صاحبان کہتے ہین کہ لفظون پر جانے کی ضرورت نہین۔ آسمان کے نیچے رہنے والے اشخاص سے حضرت پال کی مراد ان لوگون سے ہے جو اس سچائی کے حاصل کرنے کے مستحق ہین کیونکہ حقیقت مین ان پر ہی بہشت کا سایہ ہے۔

(۳) لیکن وہ وسایل جن سے مشنری لوگون کو عیسائی مذہب کی طرف کھینچتے ہین نہایت قابل نفرت ہین اگر وہ ادہر ادہر کی باتین اور گناہ کی اصلیت اور کفارہ کے متعلق دور از قیاس مضمون کو بیان کرکے کسی حبشی کو عیسائی کر لیتے ہین تو حقیقت مین وہ ایک دیانت والے آدمی کو بد دیانتی کی طرف لے جاتے ہین اور اگر ہم اس کشت و خون کا خیال کرین جو عیسائی مذہب نے اپنے مذہب کے نام پر پیرس میکسو اور پیرو وغیرہ مقامات پر اپنے گلا کو بڑہانے مین کیا تو رونگٹے بدن پر کہڑے ہو جاوین کلیجہ موہنہ کو آنے لگے۔

ہمارا صرف اتنا لکہنا کافی ہوگا کہ مشنری صاحبان کے پیچھے پیچھے تاجر آتے ہین۔ اور تمام مغربی عیوب اور بدکاریون کا پیوند مقامی کمزوریون پر چڑہا دیتے ہین۔

مگر ہندوستان مین عیسائی مشنریون کا موجود ہونا ہی اہل ہندوستان کی ہتک کرتا ہے معمولی نظر کا آدمی بہی یہ معلوم کر سکتا ہے کہ جو آب حیات کہین کہین عیسائی اور یہودیون کے متبرک علم ادب مین بہتا نظر آتا ہے وہ ان چشمون سے بہا گیا ہے جو ہمیشہ سے اس پاک سرزمین مین رہتے رہے ہین اور دور سے حق کے متلاشیون کی پیاس بجہاتے رہے ہین۔

چنانچہ پائی تھوگورس Pythagoras ان چشمون پر آیا اپنی پیاس بجہائی اور اپنی واپسی پر اپنے اہل ملک کے لئے ایک ناخدا ثابت ہوا۔ موجودہ معلومات ہمین اس نتیجہ پر پہونچاتے ہین کہ حضرت عیسیٰ ایک طالب حق کی حیثیت مین ہندوستان مین آئے اور جو کچہ اپنی قابلیت کے مطابق وہ یہان سے لے جاسکے لے گئے۔ اور اپنی واپسی پر اُن کی تلقین کی۔ اگر اسوقت ہم کوئی دعا کر سکتے ہین وہ یہ کہ ہندوستان کو اُن زہریلی ہواؤن سے خدا تعالےٰ محفوظ رکہے جو اسوقت مغرب مین چل رہی ہین جہان مشنریون کے لئے محل تعمیر کئے جاتے ہین۔ مگر دیانتداری سے روزی کمانے والون کو جن کی تعداد لکہون اور کروڑون مین سر چھپانے کو مکان تک نصیب نہوتا۔ جہان حضرت عیسیٰ کے جانشین جنکو نہایت تکلیف کی زندگی گذارنا پڑی۔ عالی شان عمارتون مین رہتے ہین اور ریشمی لباس زیب تن کرتے ہین اور بجائے مذہب کے سچے اصولون کی تلقین کرنے کے آپس کی مخالفت اور بیرونی آڈمبرون کی جدوجہد مین رہتے ہین۔"

تعلیم الاسلام سکول کی عظمت

علی گڈہ کالج کے امتحانات دینیات کا نتیجہ شائع کیا گیا ہے جسکو پڑھ کر مجھے بہت ہی خوشی ہوئی اور یہہ خوشی ہماری قوم کے لئے موجب فخر ہے عزیز غلام محمد جو سال گذشتہ مین تعلیم الاسلام کالج کیطرف بطور پرائیویٹ طالب علم امتحان ایف۔ اے مین پاس ہو کر سال کے آخری حصہ مین علیگڈہ کالج مین جا کر داخل ہوا تہا۔ وہ امتحان دینیات مین نمبر اول رہا ہے اور اس نے پورے پچاس نمبر حاصل کئے ہین ممتحن صاحب نے انکے نتیجے کے ساتھ یہہ ریمارک کیا ہے "اس طالب علم نے پورے پچاس نمبر حاصل کئے کیونکہ جوابات مین احادیث و آیات قرآنیہ سے استدلال کیا ہے اسکی لیاقت قابل تعریف ہے۔"

یہہ ریمارک میرے لئے اور میری قوم کے لئے جسقدر مسرت افزا ہے اسکا اندازہ کچھ نہین ہے یہ خوشی اور بہی بڑہ جاتی ہے جب مین کالج کے سارے نتیجہ امتحان مین ایسا ریمارک کسی طالب علم کے متعلق نہین پاتا۔ قوم کو معلوم ہے کہ قادیان سکول کی مذہبی اور دینی تعلیم کی عظمت کا یہہ کوئی چھوٹا سا ثبوت نہین کہ علی گڈہ جیسے کالج مین سب سے اول اپنی جماعت مین اور رتبہ اعلیٰ تعریف کے لحاظ سے کل کالج مین اول نمبر رہنے والا ایک قادیانی سکول کا سابق طالب علم ہے جس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ

[illegible]

چشمہ مسیحی کا رد

[illegible] استعارہ کے رنگ میں یا اور بنا پر خدا تعالیٰ نے مریم کو ہارون کا ہمشیرہ ٹھیرا لیا تو آپکو اس کیوں تعجب ہوا جبکہ قرآن شریف بجائے خود بار بار بیان کر چکا ہے کہ ہارون نبی حضرت موسیٰ کے وقت میں تھا اور یہ مریم حضرت عیسیٰ کی والدہ تھی جو چودہ سو برس بعد ہارون کے پیدا ہوئی تو [illegible] ثابت ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ ان واقعات سے بیخبر ہے اور نعوذ باللہ [illegible] مریم کو ہارون کی ہمشیرہ ٹھہرانے میں غلطی کی ہے - کس درجہ کے خبیث طبع یہ لوگ ہیں کہ بیہودہ اعتراض کر کے خوش ہوتے ہیں [illegible] ممکن ہے کہ مریم کا کوئی بھائی ہو جس کا نام ہارون ہو - عدم علم سے عدم شئے تو لازم نہیں آتا مگر یہ لوگ اپنے گریبان میں منہ نہیں ڈالتے اور نہیں دیکھتے کہ انجیل کسقدر اعتراضات کا نشانہ ہے - دیکھو یہ کسقدر اعتراض ہے کہ مریم کو ہیکل کی نذر کر دیا گیا تھا تا وہ ہمیشہ بیت المقدس کی خادمہ ہو [illegible] خاوند نکرے - لیکن جب چھ سات مہینے کا حمل نمایاں ہو گیا تب حمل کی حالت میں [illegible] قوم کے بزرگوں نے مریم کا یوسف نام ایک نجار سے نکاح کر دیا اور اس کے گھر جاتے ہی ایک دو ماہ کے بعد مریم کو بیٹا پیدا ہوا وہی عیسیٰ یا یسوع کے نام سے موسوم ہوا - اب اعتراض یہ ہے کہ اگر [illegible] معجزہ کے طور پر یہ حمل تھا تو کیوں وضع حمل تک صبر نہیں کیا گیا - دوسرا اعتراض یہ ہے - کہ [illegible] تھا کہ مریم مدت العمر ہیکل کی خدمت [illegible] پھر کیوں عہد شکنی کر کے اور اسکو خدمت [illegible] سے الگ کر کے یوسف نجار کی بیوی [illegible] تیسرا اعتراض یہ ہے کہ توریت کے رو سے [illegible] حرام [illegible] تھا کہ حمل کی حالت میں کسی عورت [illegible] پھر کیوں خلاف حکم توریت مریم کا نکاح عین حمل کی حالت میں یوسف سے کیا گیا حالانکہ یوسف اس نکاح سے ناراض تھا اور اسکی [illegible] موجود تھی وہ لوگ جو تعدد ازدواج سے منکر ہیں [illegible] یوسف کے اس نکاح کی اطلاع نہیں - [illegible] ایک معترض کا حق ہے کہ وہ یہ گمان [illegible] اس نکاح کی یہی وجہ تھی کہ قوم کے بزرگوں [illegible] کی نسبت ناجائز حمل کا شبہ پیدا ہو گیا تھا - اگرچہ ہم قرآن شریف کی تعلیم کے رو سے یہ اعتقاد [illegible] وہ حمل محض خدا کی قدرت سے تھا [illegible] یہودیوں کو قیامت کا نشان دے [illegible] برسات کے دنوں میں ہزارہا کیڑے [illegible] پیدا ہو جاتے ہیں - اور حضرت آدم [illegible] پیدا ہوئے تو پھر حضرت عیسیٰ کی [illegible] کوئی بزرگی انکی ثابت نہیں ہوتی [illegible] بعض کوئی [illegible]

دلالت کرتا ہے - القصہ حضرت مریم کا نکاح محض شبہ کی وجہ سے ہوا تھا ورنہ جو عورت بیت المقدس کی خدمت کرنیکے لئے نذر ہو چکی تھی اس کے نکاح کی کیا ضرورت تھی افسوس اس نکاح سے بڑے فتنے پیدا ہوئے اور یہود نابکار نے ناجائز تعلق کے شبہات شائع کئے پس اگر کوئی اعتراض قابل حل ہے تو یہ اعتراض ہے نہ کہ مریم کا ہارون بھائی قرار دینا کچھ اعتراض ہے - قرآن شریف میں تو یہ بھی لفظ نہیں کہ ہارون نبی کی مریم ہمشیرہ تھی صرف ہارون کا نام ہے نبی کا لفظ وہاں موجود نہیں - اصل بات یہ ہے کہ یہودیوں میں یہ رسم تھی کہ نبیوں کے نام تبرکاً رکھے جاتے تھے سو قرین قیاس ہے کہ مریم کا کوئی بھائی ہو گا جس کا نام ہارون ہو گا اور اس بیان کو محل اعتراض سمجھنا سراسر حماقت ہے -

اور قصہ اصحاب کہف وغیرہ اگر یہودیوں اور عیسائیوں کی پہلی کتابوں میں بھی ہو اور اگر فرض کرلیں کہ وہ لوگ ان قصوں کو ایک فرضی قصے سمجھتے ہوں تو اس میں کیا حرج ہے آپ کو یاد رہے کہ ان لوگوں کی مذہبی اور تاریخی کتابیں اور خود انکی آسمانی کتابیں تاریکی میں پڑی ہوئی ہیں آپ کو اس بات کا علم نہیں کہ یورپ میں ان کتابوں کے بارے میں آج کل کسقدر ماتم ہو رہا ہے اور سلیم طبیعتیں خود بخود اسلام کیطرف آتی جاتی ہیں اور بڑی بڑی کتابیں اسلام کی حمایت میں تالیف ہو رہی ہیں - چنانچہ کئی انگریز امریکہ وغیرہ ممالک کے ہمارے سلسلہ میں داخل ہو گئے ہیں آخر جھوٹ کب تک چھپا رہے - پھر سوچنے کا مقام ہے کہ وحی الٰہی کو ایسی کتابوں کی اقتباس کی کیا ضرورت پیش آئی تھی - خوب یاد رکھو کہ یہ لوگ اندھے ہیں اور ان کی تمام کتابیں اندھی ہیں - تعجب کہ جس حالت میں قرآن شریف ایسے جزیرہ میں نازل ہوا جس کے لوگ عموماً عیسائیوں اور یہودیوں کی کتابوں سے بے خبر تھے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خود امی تھے تو پھر یہ تہمتیں آنجناب پر لگانا ان لوگوں کا کام ہے جو خدا سے بالکل بے خوف ہیں اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر یہ اعتراض ہو سکتے ہیں تو پھر حضرت عیسیٰ پر کسقدر اعتراض ہوں گے جنہوں نے ایک اسرائیلی فاضل سے توریت کو سبقاً سبقاً پڑھا تھا اور یہودیوں کی تمام کتابوں طالمود وغیرہ کا مطالعہ کیا تھا اور جنکی انجیل درحقیقت بائبل اور طالمود کی عبارتوں سے ایسی پر ہے کہ ہم لوگ محض قرآن شریف کے ارشاد کی وجہ سے انپر ایمان لاتے ہیں ورنہ انجیل کی نسبت بڑے شبہات پیدا ہوتے ہیں اور افسوس کہ انجیلوں میں ایک بات بھی ایسی نہیں کہ جو لفظ بلفظ پہلی کتابوں میں موجود نہیں - اور پھر

اگر قرآن نے بائبل کی متفرق سچائیوں اور صداقتوں کو ایک جگہ جمع کر دیا تو اس میں کونسا استبعاد عقلی ہوا اور کیا غضب آگیا - کیا آپ کے نزدیک یہ محال ہے کہ یہ تمام قصے قرآن شریف کے بذریعہ وحی کے لئے گئے ہیں جبکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا صاحب وحی ہونا دلائل قاطعہ سے ثابت ہے اور آپ کی نبوت حقہ کے انوار و برکات اب تک ظہور میں آ رہے ہیں - تو کیوں شیطانی وساوس دل میں داخل کئے جاویں کہ نعوذ باللہ قرآن شریف کا کوئی قصہ کسی پہلی کتاب یا کتبہ سے نقل کیا گیا ہے - کیا آپ کو خدا تعالیٰ کے وجود میں کچھ شک ہے یا آپ اس کو علم غیب پر قادر نہیں جانتے - اور میں بیان کر چکا ہوں کہ عیسائیوں اور یہودیوں کا کسی کتاب کو اصلی قرار دینا اور کسی کو فرضی سمجھنا یہ سب بے بنیاد خیالات ہیں کسی نے اصلی کی اصلیت کا ملاحظہ کیا اور نہ کسی نے کسی جعل ساز کو پکڑا - اسکی نسبت خود یورپ کے محققین کی شہادتیں ہمارے پاس موجود ہیں ایک اندھی قوم ہے جن میں ایمانی روشنی باقی نہیں رہی اور عیسائیوں پر تو نہایت ہی افسوس ہے - جنہوں نے طبعی اور فلسفہ پڑھ کر ڈبو دیا - ایک طرف تو آسمانوں کے منکر ہیں اور ایک طرف حضرت عیسیٰ کو آسمان پر بٹھاتے ہیں سچ تو یہ ہے کہ اگر یہود کی پہلی کتابیں سچی ہیں تو ان کی بنا پر حضرت عیسیٰ کی نبوت ہی ثابت نہیں ہوتی مثلاً سچے مسیح موعود کے لئے جس کا حضرت عیسیٰ کو دعوے ہے ملاکی نبی کی کتاب کے رو سے یہ ضروری تھا کہ اوس سے پہلے الیاس نبی دوبارہ دنیا میں آتا مگر الیاس تو ابتک نہ آیا - درحقیقت یہودیوں کیطرف سے یہ بڑی حجت ہے جس کا جواب حضرت عیسیٰ صفائی سے نہیں دے سکے - یہ قرآن شریف کا حضرت عیسیٰ پر احسان ہے جو اون کی نبوت کا اعلان فرمایا اور کفارہ کا مسئلہ تو حضرت عیسیٰ نے آپ رد کر دیا ہے - جبکہ کہا کہ میری یونس نبی کی مثال ہے جو تین دن زندہ مچھلی کے پیٹ میں رہا اب اگر حضرت عیسیٰ درحقیقت صلیب پر مر گئے تھے تو اون کو یونس سے کیا مشابہت اور یونس کو اون سے کیا نسبت - اس تمثیل سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ صلیب پر مرے نہیں - صرف یونس کی طرح بیہوش ہو گئے تھے - اور نسخہ مرہم عیسیٰ جو قریباً تمام طبی کتابوں میں پایا جاتا ہے اس کے عنوان میں لکھا ہے کہ یہ نسخہ حضرت عیسیٰ کے لئے طیار کیا گیا تھا یعنی اون کی چوٹوں کے لئے جو صلیب پر آئی تھیں - اگر در خانہ کس است ہمین قدر بس است -

خاتمہ رسالہ نجات حقیقی کے بیان میں

میں مناسب سمجھتا ہوں کہ اس رسالہ کے اخیر میں نجات حقیقی کا کچھ ذکر کیا جائے - کیونکہ تمام اہل مذاہب کا کسی مذہب کی پیروی سے یہی مدعا اور مقصد ہے کہ نجات حاصل ہو مگر افسوس کہ اکثر لوگ نجات کے حقیقی معنوں سے بیخبر اور غافل ہیں - عیسائیوں کے نزدیک نجات کے یہ معنے ہیں کہ گناہ کے مواخذہ سے رہائی ہو جاوے - لیکن دراصل نجات کے یہ معنے نہیں ہیں اور ممکن ہے کہ ایک شخص نہ زنا کرے نہ چوری کرے نہ جھوٹی گواہی نہ خون کرے اور نہ کسی اور گناہ کا جہانتک اسکو علم ہے ارتکاب کرے - اور باایں ہمہ نجات کی کیفیت سے بے نصیب اور محروم ہو - کیونکہ دراصل نجات اوس دائمی خوشحالی کے حصول کا نام ہے جسکی بھوک اور پیاس انسانی فطرت کو لگا دی گئی ہے جو محض خدا تعالیٰ کی ذاتی محبت اور اوس کی پوری معرفت اور اوس کے پورے تعلق کے بعد حاصل ہوتی ہے جس میں شرط ہے کہ دونوں طرف سے محبت جوش مارے لیکن بسا اوقات انسان اپنی غلط کاریوں سے ایسی چیزوں میں اپنی اوس خوشحالی کو طلب کرتا ہے کہ جن سے آخر کار تکلیف اور ناخوشی اور بھی بڑھتی ہے - چنانچہ اکثر لوگ دنیا کی نفسانی عیاشیوں میں اُس خوشحالی کو طلب کرتے ہیں - اور دن رات میخواری اور شہوات نفسانیہ کا شغل رکھکر انجام کار طرح طرح کی مہلک امراض میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور آخر کار سکتہ - فالج - رعشہ - اور کزاز اور یا انتڑیوں یا جگر کے پھوڑوں میں مبتلا ہو کر اور یا آتشک اور سوزاک کی قابل شرم مرض سے اس جہان سے رخصت ہوتے ہیں - اور بباعث اس کے کہ انکی قوتیں قبل از وقت تحلیل ہو جاتی ہیں اسلئے وہ طبعی عمر سے بھی بے نصیب رہتے ہیں اور انجام کار اونکو اس بات کا پتہ لگ جاتا ہے کہ جن چیزوں کو انہوں نے اپنی خوشحالی کا ذریعہ سمجھا تھا دراصل وہی چیزیں انکی ہلاکت کا موجب تھیں اور بعض لوگ دنیوی عزت اور ناموری کے بڑھانے اور مراتب مناصب کے طلب کرنے میں اپنی خوشحالی دیکھتے ہیں اور اپنی زندگی کے اصل مطلب سے ناآشنا رہتے ہیں لیکن آخر کار وہ بھی حسرت سے مرتے ہیں - اور بعض اسی خواہش سے دنیا کا مال اکٹھا کرتے رہتے ہیں کہ شاید اسی میں خوشحالی پیدا ہو مگر انجام یہ ہوتا ہے کہ اس اپنے تمام اندوختہ کو چھوڑ کر بڑے درد اور دکھ کے ساتھ اور بڑی تلخیوں کے ساتھ موت کا پیالہ پیتے ہیں - سو طالب حق

کے لئے جو قابل غور سوال ہے وہ یہی سوال ہے کہ سچی خوشحالی کیونکر حاصل ہو جو دائمی مسرت اور خوشی کا موجب ہو اور درحقیقت سچے مذہب کی یہی نشانی ہے کہ وہ اس خوشحالی تک پہنچا دے۔ سو ہم قرآن شریف کی ہدایت سے اس دقیق در دقیق ہمت تک پہنچتے ہیں کہ وہ ابدی خوشحالی خداتعالیٰ کی صحیح معرفت اور پھر اوس یگانہ کی پاک اور کامل اور ذاتی محبت اور کامل ایمان میں ہے جو دل میں عاشقانہ بیقراری پیدا کرے۔ یہ چند لفظ کہنے کو تو بہت تھوڑے ہیں لیکن ان کی کیفیت کو بیان کرنے کے لئے ایک دفتر بھی متحمل نہیں ہو سکتا۔

یاد رہے کہ صحیح معرفت حضرت عزت جلشانہٗ کی کئی نشانیاں ہیں انمیں سے ایک یہ بھی ہے کہ اسکی قدرت اور توحید اور علم اور ہر ایک خوبی اور صفت پر کوئی داغ نقص کا نہ لگایا جائے۔ کیونکہ جس ذات کا ذرہ ذرہ پر حکم ہے اور جس کے تصرف میں تمام فوجیں روحوں کی اور تمام ہیکل زمین و آسمان کی ہے وہ اگر اپنی قدرتوں اور حکمتوں اور قوتوں میں ناقص ہو تو اس عالم جسمانی اور روحانی کا کام چل ہی نہیں سکتا۔ اگر نعوذ باللہ یہ اعتقاد رکہا جائے کہ ذرات اور اون کی تمام طاقتیں اور ارواح اور انکی تمام قوتیں خود بخود ہیں تو ماننا پڑتا ہے کہ خداتعالیٰ کا علم اور توحید اور قدرت تینوں ناقص ہیں وجہ یہ کہ اگر تمام ارواح اور ذرات خداتعالیٰ کے ہاتھ سے پیدا شدہ نہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ ہمیں اس بات کا یقین ہو کہ خداتعالیٰ کو انکے اندرونی حالات کا علم ہے اور جبکہ اس کے علم پر کوئی دلیل قایم نہیں بلکہ اس کے برخلاف دلیل قایم ہے تو اس سے لازم آتا ہے کہ ہماری طرح خداتعالیٰ بھی ان چیزوں کی اصل کنہ سے بیخبر ہے اور اسکا علم انکے پوشیدہ در پوشیدہ اسرار پر محیط نہیں ہے۔ صاف ظاہر ہے کہ جیسے مثلاً ایک دوا اپنے ہاتھ سے طیار کی جاتی ہے یا اپنی نظر کے سامنے ایک شربت یا گولیاں یا چند دواؤں کا عرق طیار کیا جاتا ہے تو بوجہ اسکے کہ ہم خود اوس نسخہ کے بنانے والے ہیں ہمیں ان تمام دواؤں کا پورا علم ہوتا ہے اور ہم بخوبی جانتے ہیں کہ یہ فلان فلان دوا ہے اور فلان فلان وزن کے ساتھ اس مقصد کے لئے بنائی گئی ہے لیکن اگر کوئی عرق یا گولیاں یا شربت ایسا مجہول الکنہ ہو جسکو ہم نے بنایا نہیں اور نہ ہم ان اجزا کو جدا جدا کر سکتے ہیں تو ہم ضرور ان دواؤں سے بیخبر ہونگے۔ اور یہ بات تو بدیہی ہے کہ اگر خداتعالیٰ کو ذرات

اور ارواح کا بنانے والا مان لیا جائے تو ساتھ ہی ماننا پڑیگا کہ بالضرور خداتعالیٰ کو ان تمام ذرات اور ارواح کی پوشیدہ قوتوں اور طاقتوں کا علم بھی ہے اور اسپر دلیل یہ ہے کہ وہ خود ان قوتوں اور طاقتوں کا بنانیوالا ہے اور بنانیوالا اپنی بنائی ہوئی چیز سے بے خبر نہیں ہوتا لیکن اگر یہ صورت ہو کہ وہ ان قوتوں اور طاقتوں کا بنانے والا نہیں ہے تو کوئی برہان اسپر قایم نہیں ہو سکتی کہ اوس کو ان تمام قوتوں اور طاقتوں کا علم بھی ہے اگر تم بغیر دلیل کے کہو کہ اوس کو علم ہے تو یہ ایک تحکم ہے اور محض ایک دعویٰ ہے لیکن جیسا کہ یہ دلیل ہمارے ہاتھ میں ہے کہ بنانیوالا ضرور اپنی بنائی ہوئی چیز کا علم رکہتا ہے اس کے مقابل پر کونسی دلیل آپکے ہاتھ میں ہے کہ جو چیزیں اپنے ہاتھ سے خداتعالیٰ نے بنائی نہیں اس کو انکی تمام پوشیدہ قوتوں اور طاقتوں کا علم ہے کیونکہ وہ چیزیں خداتعالیٰ کے وجود کا عین تو نہیں تا جیسا کہ اپنے وجود پر اطلاع ہوتی ہے انپر بھی اطلاع ہو بلکہ وہ تمام چیزیں آریہ سماج کے اعتقاد کے رو سے اپنے اپنے وجود کی آپ ہی خدا ہیں اور آپ ہی انادی اور قدیم ہیں اور بوجہ غیر مخلوق اور قدیم ہونیکے پرمیشر سے ایسی بے تعلق ہیں کہ اگر اُس پرمیشر کا مرنا بھی فرض کر لیں تو ان چیزوں کا کچھ بھی حرج نہیں کیونکہ جس حالت میں پرمیشر ان قوتوں اور طاقتوں کا پیدا کرنیوالا نہیں تو وہ چیزیں اپنی بقا میں بھی پرمیشر کی محتاج نہیں جیسا کہ اپنے پیدا ہونے میں محتاج نہیں۔ اور خداتعالیٰ کے دو نام ہیں ایک حیّ دوسرا قیوم حیّ کے یہ معنے ہیں کہ خود بخود زندہ اور دوسری چیزوں کو زندگی بخشنے والا۔ اور قیوم کے یہ معنے ہیں کہ اپنی ذات میں آپ قایم اور اپنی پیدا کردہ چیزوں کو اپنے سہارے سے باقی رکہنے والا۔ پس خداتعالیٰ کے نام قیوم سے وہ چیز فائدہ اٹھا سکتی ہے جو پہلے اس سے اُس کے نام حیّ سے فائدہ اُٹھا چکی ہو کیونکہ خداتعالیٰ اپنی پیدا کردہ چیزوں کو سہارا دیتا ہے نہ ایسی چیزوں کو جنکے وجود اور ہستی کو اسکا ہاتھ ہی نہیں چھوا پس جو شخص خداتعالیٰ کو حیّ یعنی پیدا کرنیوالا مانتا ہے اُسی کا حق ہے کہ اوسکو قیوم بھی مانے یعنی اپنی پیدا کردہ کو اپنی ذات سے سہارا دینے والا۔ لیکن جو شخص خداتعالیٰ کو حیّ یعنی پیدا کرنے والا نہیں جانتا اس کا حق نہیں ہے کہ اس کی نسبت یہ اعتقاد رکھے کہ وہ اون چیزوں کو انکے رہنے میں سہارا دینے والا ہے۔ کیونکہ سہارا دینے کے یہ معنے ہیں کہ اگر اوس کا سہارا نہ ہو تو وہ چیزیں معدوم

ہو جائیں۔ اور ظاہر ہے کہ جن چیزوں کا اسکی طرف سے وجود نہیں وہ چیزیں اپنے بقائے وجود میں اسکی محتاج بھی نہیں ہو سکتیں اور اگر وہ بقائے وجود میں محتاج ہیں تو اُس وجود کی پیدائش میں بھی محتاج ہیں غرض خداتعالیٰ کے یہ دونوں اسم حیّ و قیوم اپنی تاثیر میں ایک دوسرے سے تعلق رکہتے ہیں کبھی علیحدہ علیحدہ نہیں ہو سکتے۔ پس جن لوگوں کا یہ مذہب ہے کہ خدا روحوں اور ذرات کا پیدا کرنے والا نہیں وہ اگر عقل اور سمجھ سے کچھ کام لیں تو اون کو اقرار کرنا پڑے گا۔ کہ خداتعالیٰ اُن چیزوں کا قیوم بھی نہیں۔ یعنی وہ یہ نہیں کہہ سکتے کہ خداتعالیٰ کے سہارے سے ذرات یا ارواح پیدا ہوئے ہیں بلکہ خداتعالیٰ کے سہارے کی وہ چیزیں محتاج ہیں جو اوسکی پیدا کردہ ہیں غیر کو جو اپنے وجود میں اس کا محتاج نہیں اوس کے سہارے کی کیوں حاجت پڑ گئی۔ یہ دعویٰ بے دلیل ہے۔ اور ہم ابھی یہ بھی لکھ چکے ہیں کہ اگر ذرات اور ارواح کو قدیم سے انادی اور خود بخود مانا جائے تو اس بات پر کوئی دلیل قایم نہیں ہو سکتی کہ خداتعالیٰ کو اون کے پوشیدہ خواص اور دقیق در دقیق طاقتوں اور قوتوں کا علم ہے اور یہ کہنا کہ چونکہ وہ انکا پرمیشر ہے اس لئے اسکو انکے پوشیدہ خواص اور طاقتوں کا علم ہے یہ صرف ایک دعوے ہے جسپر کوئی دلیل نہیں کی گئی اور کوئی برہان پیش نہیں کی گئی اور نہ کوئی رشتہ عبودیت اور الوہیت کا ثابت کیا گیا بلکہ وہ اون کا پرمیشر ہی نہیں ہے جس کا کوئی رشتہ خالق ہونے کا ذرات اور روحوں سے نہیں وہ اونکا پرمیشر کاہے کا ہوا اور کن معنوں سے کہہ سکتے ہیں کہ وہ روحوں اور ذرات کا پرمیشر ہے۔ اور یہ اضافت کس بنا پر ہو سکتی ہے کہ خدا روحوں اور ذرات کا پرمیشر ہے یا تو اضافت ملک کی ہوتی ہے جیسے کہا جائے کہ غلام زید۔ یعنی زید کا غلام سو مملوک ہونے کی کوئی وجوہ چاہئیں اور کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی کہ کیوں آزاد چیزوں کو جو اپنے قوی قدیم سے آپ رکہتی ہیں پرمیشر کی بلا وجہ ملک قرار دیا جائے۔ اور یا اضافت کسی رشتہ کی وجہ سے ہوتی ہے۔ جیسا کہ کہا جائے کہ پسر زید لیکن جبکہ ارواح اور ذرات کا پرمیشر کے ساتھ کوئی رشتہ عبودیت اور ربوبیت نہیں۔ تو یہ اضافت ہی ناجائز ہے۔ اور اس حالت میں یہ بات بالکل سچ ہے کہ ایسے بے تعلق روحوں کے لئے نہ تو پرمیشر کا وجود کچھ مفید ہے اور نہ اوس کا عدم کچھ مضر ہے بلکہ ایسی حالت میں نجات جس کو آریہ سماج والے مکتی کہتے ہیں بالکل غیر ممکن اور ممتنع امر ہے۔ کیونکہ نجات کا تمام

مدار خداتعالیٰ کی محبت ذاتیہ پر ہے اور محبت ذاتیہ اوس محبت کا نام ہے جو روحوں کی فطرت میں خداتعالیٰ کیطرف سے مخلوق ہے۔ پھر جس حالت میں ارواح پرمیشر کی مخلوق ہی نہیں ہیں تو پھر اون کی فطرتی محبت پرمیشر سے کیونکر ہو سکتی ہے اور کب اور کسوقت پرمیشر نے اون کی فطرت کے اندر ہاتھ ڈالکر یہ محبت اوس میں رکھ دی۔ یہ تو غیر ممکن ہے وجہ یہ کہ فطرتی محبت اوس محبت کا نام ہے۔ جو فطرت کے ساتھ ہمیشہ سے لگی ہوئی ہو۔ اور پیچھے سے لاحق نہ ہو۔ جیسا کہ اسی کی طرف اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں اشارہ فرمایا ہے جیسا کہ اوسکا یہ قول ہے۔ اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ قَالُوْا بَلٰی یعنی میں نے روحوں سے سوال کیا کہ کیا میں تمہارا پیدا کنندہ نہیں ہوں تو روحوں نے جواب دیا کیوں نہیں اس آیت کا یہ مطلب ہے کہ انسانی روح کی فطرت میں یہ شہادت موجود ہے کہ اوس کا خدا پیدا کنندہ ہے۔ پس روح کو اپنے پیدا کنندہ سے طبعاً و فطرتاً محبت ہے اس لئے کہ وہ اسی کی پیدا کردہ ہے اور اسی کیطرف اس دوسری آیت میں اشارہ ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

فِطْرَۃَ اللّٰہِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْھَا۔

یعنی روح کا خدای واحد لاشریک کا طلبگار ہونا اور بغیر خدا کے وصال کے کسی چیز سے سچی خوشحالی نہ پانا یہ انسانی فطرت میں داخل ہے یعنی خدا نے اس خواہش کو انسانی روح میں پیدا کر رکھا ہے جو انسانی روح کسی چیز سے تسلی اور سکینت بجز وصال الٰہی کے نہیں پا سکتی اگر انسانی روح میں یہ خواہش موجود ہے تو ضرور ماننا پڑتا ہے کہ روح خدا کی پیدا کردہ ہے جس میں اس نے یہ خواہش ڈال دی مگر یہ خواہش تو درحقیقت انسانی روح میں موجود ہے اس سے ثابت ہوا کہ انسانی روح درحقیقت خدا کی پیدا کردہ ہے۔ یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جس قدر دو چیزوں میں کوئی ذاتی تعلق درمیان ہو اوسی قدر اون میں اوس تعلق کی وجہ سے محبت بھی پیدا ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ ماں کو اپنے بچے سے محبت ہوتی ہے۔ اور بچہ کو اپنی ماں سے کیونکہ وہ اوس کے خون سے پیدا ہوا ہے۔ اور اوس کے رحم میں پرورش پائی ہے۔ پس اگر روحوں کو خداتعالیٰ کے ساتھ کوئی تعلق پیدائش کا درمیان نہیں اور وہ قدیم سے خود بخود ہیں۔ تو عقل قبول نہیں کر سکتی کہ اون کی فطرت میں خداتعالیٰ کی محبت ہو۔ اور جب اون کی فطرت میں پرمیشر کی محبت نہیں تو وہ کسی طرح نجات پا ہی نہیں سکتیں۔

اصل حقیقت اور اصل سرچشمہ نجات کا محبت ذاتی ہے جو وصال الٰہی تک پہنچاتی ہے۔ وجہ یہ کہ کوئی محب اپنے محبوب سے جدا نہیں رہ سکتا اور چونکہ خدا خود نور ہے اس لئے اوس کی محبت سے نور نجات پیدا ہو جاتا ہے۔ اور وہ محبت جو انسان کی فطرت میں ہے خداتعالےٰ کی محبت کو اپنی طرف کھینچتی ہے اسی طرح خداتعالےٰ کی محبت ذاتی انسان کی محبت ذاتی میں ایک خارق عادت جوش بخشتی ہے اور ان دونو محبتوں کے ملنے سے ایک فنا کی صورت پیدا ہو کر بقا باللہ کا نور پیدا ہو جاتا ہے اور یہ بات کہ دونو محبتوں کا باہم ملنا ضروری طور پر اس نتیجہ کو پیدا کرتا ہے کہ ایسے انسان کا انجام فنا فی اللہ ہو اور خاکستر کی طرح یہ وجود ہو کر (جو حجاب ہے) سراسر عشق الٰہی میں روح غرق ہو جائے۔ اسکی مثال وہ حالت ہے کہ جب انسان پر آسمان سے صاعقہ پڑتی ہے تو اوس آگ کی کشش سے انسان کے بدن کی اندرونی آگ یکدفعہ باہر آجاتی ہے تو اس کا نتیجہ جسمانی فنا ہوتا ہے پس دراصل یہ روحانی موت بھی اسی طرح دو قسم کی آگ کو چاہتی ہے ایک آسمانی آگ اور ایک اندرونی آگ اور دونوں کے ملنے سے وہ فنا پیدا ہو جاتی ہے جسکے بغیر سلوک تمام نہیں ہو سکتا یہی فنا وہ چیز ہے جس پر سالکوں کا سلوک ختم ہو جاتا ہے اور جو انسانی مجاہدات کی آخری حد ہے۔ اسی فنا کے بعد فضل اور موہبت کے طور پر مرتبہ بقا کا انسان کو حاصل ہوتا ہے۔ اسی کی طرف اس آیت میں اشارہ ہے صراط الذین انعمت علیہم اس آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ جس شخص کو یہ مرتبہ ملا انعام کے طور پر ملا یعنی محض فضل سے نہ کسی عمل کا اجر۔ اور یہ عشق الٰہی کا آخری نتیجہ ہے جس سے ہمیشہ کی زندگی حاصل ہوتی ہے اور موت سے نجات ہوتی ہے۔ ہمیشہ کی زندگی بجز خداتعالےٰ کے کسی کا حق نہیں وہی ہمیشہ زندہ رہنے والا ہے پس انسانوں میں سے اسی انسان کو یہ جاودانی زندگی ملتی ہے جو غیروں کی محبت سے اپنا تعلق توڑ کر اور اپنی محبت ذاتی کے ساتھ خداتعالےٰ میں فنا ہو کر عملی طور پر اس سے حیات جاودانی کا حصہ لیتا ہے اور ایسے شخص کو مُردہ کہنا ناروا ہے کیونکہ وہ خدا میں ہو کر زندہ ہو گیا۔ مردے وہ لوگ ہیں جو خدا سے دور رہ کر مر گئے۔ پس سخت کافر اور بیدین اور مشرک وہ لوگ ہیں جو بغیر پانے محبت ذاتی اور وصال الٰہی کے تمام ارواح کی نسبت انادی اور قدیم زندگی کے قائل ہیں بلکہ حق تو یہ ہے کہ کسی چیز کی بجز خدا کے کوئی ہستی نہیں محض خدا ہے جس کا نام ہست ہے پھر اوس کے زیر سایہ ہو کر اور اوس کی محبت میں محو ہو کر اصلی روحیں حقیقی زندگی پاتی ہیں اور اوس کے وصال کے بغیر زندگی حاصل نہیں ہو سکتی اسی وجہ سے اللہ تعالےٰ قرآن شریف میں کافروں کا نام مردے رکھتا ہے۔ اور دوزخیوں کی نسبت فرماتا ہے انّہٗ من یات ربّہٗ مجرمًا فانّ لہٗ جہنّم لا یموت فیہا ولا یحییٰ۔ یعنے جو شخص مجرم ہونے کی حالت میں اپنے رب کو ملیگا اوس کے لئے جہنم ہے نہ اوس میں مریگا نہ زندہ رہیگا یعنی اس لئے نہیں مریگا کہ دراصل وہ تعبد ابدی کیلئے پیدا کیا گیا ہے۔ لہذا اسکا وجود ضروری ہے اور اسکو زندہ بھی نہیں کہہ سکتے کیونکہ حقیقی زندگی وصال الٰہی سے حاصل ہوتی ہے اور حقیقی زندگی عین نجات ہے اور وہ بجز عشق الٰہی اور وصال حضرت عزت کے حاصل نہیں ہو سکتی اگر غیر قوموں کو حقیقی زندگی کی فلاسفی معلوم ہوتی تو وہ کبھی دعویٰ نہ کرتے کہ تمام ارواح خود بخود قدیم سے اپنا وجود رکھتی ہیں اور حقیقی زندگی سے بہرہ ور ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ یہ علوم آسمانی ہیں اور آسمان سے ہی نازل ہوتے ہیں اور آسمانی لوگ ہی اون کی حقیقت کو جانتے ہیں اور دنیا اون سے بے خبر ہے۔

اب ہم پھر اصل مضمون کیطرف رجوع کر کے لکھتے ہیں کہ چشمۂ نجات ابدی کا وصال الٰہی ہے اور وہی نجات پاتا ہے کہ جو اوس چشمہ سے زندگی کا پانی پیتا ہے اور وہ وصال میسر نہیں آسکتا جبتک کہ کامل معرفت اور کامل محبت اور کامل صدق اور کامل ایمان نہ ہو اور کمال معرفت کی پہلی نشانی یہ ہے کہ خداتعالےٰ کے علم کامل پر کوئی داغ نہ لگایا جائے۔ اور ابھی ہم ثابت کر چکے ہیں کہ جو لوگ روحوں اور ذرات اجسام کو انادی اور قدیم جانتے ہیں وہ خداتعالےٰ کو کامل طور پر عالم الغیب نہیں سمجھتے اسی وجہ سے فلاسفر یونان کے جو روحوں کو انادی اور قدیم سمجھتے تھے یہ عقیدہ رکھتے تھے جو خداتعالےٰ کو جزئیات کا علم نہیں کیونکہ جس حالت میں ارواح اور ذرات عالم قدیم اور انادی اور خود بخود ہیں اور آپ ہی کے وجود خداتعالےٰ کیطرف سے نہیں [illegible] دلیل اس پر قائم نہیں ہو سکتی کہ اون کی دقیق در دقیق طاقتوں اور قوتوں اور پوشیدہ اسرار کا خدا کو علم ہو۔ یہ تو ظاہر ہے کہ وہ علم کامل جو اپنے ہاتھ سے بنائی ہوئی چیزوں کے پوشیدہ حالات کی نسبت مع تمام کیفیات اور تفاصیل کے ہو سکتا ہے اس کے برابر ممکن نہیں کہ دوسری چیزوں کے پوشیدہ حالات بتمام و کمال معلوم ہو سکیں بلکہ دوسرے علوم میں خطا اور غلطی کا احتمال رہ سکتا ہے پس اس جگہ روحوں اور ذرات کے انادی اور قدیم کہنے والوں کو اقرار کرنا پڑتا ہے کہ وہ علم ارواح اور ذرات کا جو خدا کی شان کے مناسب حال ہو۔ یعنی جیسا کہ خدا کامل ہے وہ علم بھی کامل ہو اس عقیدہ کے رو سے (جو روحوں اور ذرات کو قدیم اور انادی جاننے کا عقیدہ ہے) اُنکے پرمیشر کو حاصل نہیں اور اگر کوئی کہے کہ حاصل ہے تو یہ بار ثبوت اُسکے ذمہ ہے کہ دلیل واضح سے اسکو ثابت کرے نہ محض دعوے سے ظاہر ہے۔ کہ جس حالت میں روحیں قدیم سے خود بخود اور اپنے وجود کی آپ خدا ہیں تو اس صورت میں گویا وہ تمام روحیں کسی علیحدہ محلہ میں مستقل قبضہ کے ساتھ رہتی ہیں اور پرمیشور علیحدہ رہتا ہے کوئی تعلق درمیان نہیں اور اس امر کیوجہ کچھ نہیں تبلا سکتے کہ تمام روحیں اور تمام ذرات باوجود انادی اور قدیم اور خود بخود ہونیکے پرمیشر کے ماتحت کیونکر ہو گئیں کیا کسی لڑائی اور جنگ کے بعد یہ صورت ظہور میں آئی یا خود بخود روحوں نے کچھہ مصلحت سوچکر اطاعت قبول کر لی اور بموجب اون کے عقیدہ کے پرمیشر دیا لو اور دنیا کاری تو ضرور ہے مگر پھر بھی نہ وہ رحم کرتا ہے نہ انصاف کیونکہ وہ محض اپنی کمزوری پر پردہ ڈالنے کے لئے مکتی یافتہ روحوں کو ہمیشہ کے لئے نجات نہیں دیتا۔ وجہ یہ اگر ہمیشہ کے لئے روحوں کو نجات دیدے تو اس سے لازم آتا ہے کہ کسی وقت تمام روحیں نجات پاکر بار بار دنیا میں آنے سے فراغت پا جائیں۔ اور پرمیشر کی یہ خواہش ہے کہ دنیا کا سلسلہ بھی جاری رہے تا اوس کی حکومت کی رونق بنی رہے اس لئے وہ کسی روح کو ہمیشہ کی نجات دینا ہی نہیں چاہتا بلکہ گو کوئی روح اوتار یا رشی یا سدھ کے درجہ تک بھی پہنچ گئی ہے پھر بھی بار بار اوس کو آواگون کے چکر میں ڈالتا ہے۔ مگر کیا ہم خداوند قادر اور کریم کیطرف ایسے صفات رذیلہ منسوب کر سکتے ہیں کہ ہمیشہ وہ اپنے بندوں کو دکھ دیکر خوش ہوتا ہے مگر کبھی ابدی آرام اونکو دینا نہیں چاہتا خداوند قدوس اور پاک کی نسبت اسقدر بخل منسوب نہیں [illegible]۔ افسوس ایسے بخل کی تعلیم عیسائیوں کی کتابوں میں بھی پائی جاتی ہے۔ وہ اس بات کے قائل ہیں کہ جو شخص بیٹے کو خدا نہیں کہے گا۔ وہ جاودانی جہنم میں پڑے گا۔ مگر خداتعالےٰ نے ہمیں یہ تعلیم نہیں دی بلکہ وہ یہ تعلیم دیتا ہے کہ گنہگار ایک مدت دراز تک عذاب میں رہ کر آخر وہ خداتعالےٰ کے رحم سے کچھ حصہ لیں گے جیسا کہ حدیث میں بھی ہے یاتی علیٰ جہنّم زمان لیس فیہا احد ونسیم الصبا تحرّک ابوابہا یعنی جہنم پر ایک ایسا زمانہ آئیگا کہ اس میں کوئی بھی نہیں ہوگا اور نسیم صبا اوس کے کواڑ ہلائیگی۔ اسی کے مطابق قرآن شریف میں یہ آیت ہے الا ما شاء ربّک انّ ربّک فعّال لما یرید یعنے دوزخی دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے لیکن جب خدا چاہے گا تو اونہیں دوزخ سے مخلصی دیگا کیونکہ تیرا رب جو چاہتا ہے کر سکتا ہے۔ یہ تعلیم خداتعالےٰ کی صفات کاملہ کی مطابق ہے۔ کیونکہ اس کی صفات جلالی بھی ہیں اور جمالی بھی۔ اور وہی زخمی کرتا ہے اور وہی مرہم لگاتا ہے ؎ اور یہ بات نہایت نامعقول اور خدائے عزوجل کے صفات کاملہ کے برخلاف ہے کہ دوزخ میں ڈالنے کے بعد ہمیشہ اوس کی صفات قہر یہ ہی جلوہ گر ہوتی رہیں۔ اور کبھی صفت رحم اور عفو کی جوش نہ مارے۔ اور صفات کرم اور رحم کے ہمیشہ کے لئے معطل کی طرح رہیں۔ بلکہ جو کچھہ خداتعالےٰ نے اپنی کتاب عزیز میں فرمایا ہے اوس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک مدت دراز تک جس کو انسانی کمزوری کے مناسب حال استعارہ کے رنگ میں ابد کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ دوزخی دوزخ میں رہیں گے اور پھر صفت رحم اور کرم تجلی فرمائیگی اور خدا اپنا ہاتھہ دوزخ میں ڈالے گا اور جسقدر خدا کی مٹھی میں آ جائیں گے سب دوزخ سے نکالے جائینگے + پس اس حدیث میں بھی آخر کار سب کی نجات کیطرف اشارہ ہے کیونکہ خدا کی مٹھی خدا کی طرح غیر محدود ہے جس سے کوئی بھی باہر نہیں رہ سکتا۔

؎ انسان چونکہ بوجہ اپنی بشریت کی کمزوری کے ایسے اعمال بجا نہیں لا سکتا جن سے بے انتہا اور غیر محدود نعمتوں کا مستحق [illegible] ہو جائے اور بغیر حصول اُن نعمتوں کے سچی اور حقیقی نجات پا ہی نہیں سکتا اسلئے انسان جب اپنی قوت اور طاقت کی حد تک مجاہدہ اور جب تپ کر لیتا ہے تب عنایت الٰہی اُسکی کمزوری پر رحم کر کے محض فضل سے اُسکی دستگیری کرتی ہے اور موہبت کے طور پر وصال الٰہی کا وہ انعام جس کو ذکر ہو چکا پہلے اُس سے راستبازوں کو دیا گیا تھا۔ منہ

؎ یہ بات نہایت غیر معقول ہے کہ انسان ایسی ابدی سزا دی جائے کہ جیسا خدا ہمیشہ کے لئے ہے ایسا ہی خدا کی ابدیت کے موافق ہمیشہ دوزخی دوزخ میں رہیں آخر ان کے قصوروں میں خدا الٰہی دخل ہے کیونکہ اسی نے ایسی قوتیں پیدا کیں جو کمزور تہیں پس دوزخیوں کا حق ہے جو اوس کمزوری سے فائدہ اٹھاویں۔ جو اون کی فطرت کو خدا کی طرف سے ملی ہے۔ منہ

+ نجات سے یہ لازم نہیں آتا کہ سب لوگ ایک مرتبہ پر ہو جائینگے بلکہ جن لوگوں نے دنیا میں خدا کو اختیار کر لیا اور خدا کی محبت میں محو ہو گئے اور صراط مستقیم پر قائم ہو گئے اون کے خاص مراتب ہیں دوسرے لوگ اوس مرتبہ تک ہرگز پہنچ نہیں سکتے۔ منہ

یاد رہے کہ جس طرح ستارے ہمیشہ نوبت بنوبت طلوع کرتے رہتے ہیں۔ اسی طرح خدا کے صفات بھی طلوع کرتے رہتے ہیں۔ کبھی انسان خدا کے صفات جلالیہ اور استغناء ذاتی کی پرتوہ کے نیچے ہوتا ہے اور کبھی صفات جمالیہ کا پرتوہ اوس پر پڑتا ہے۔ اسی کی طرف اشارہ ہے جو اللہ تعالےٰ فرماتا ہے

کل یوم ھو فی شان۔ پس سخت نادانی کا خیال ہے کہ ایسا گمان کیا جائے کہ بعد اسکے کہ مجرم لوگ دوزخ میں ڈالے جائینگے۔ پھر صفات کرم اور رحم ہمیشہ کے لئے معطل ہو جائیں گی۔ اور کبھی اون کی تجلی نہیں ہوگی۔ کیونکہ صفات الٰہیہ کا تعطل ممتنع ہے۔ بلکہ حقیقی صفت خدا تعالےٰ کی محبت اور رحم ہے اور وہی ام الصفات ہے اور وہی کبھی انسانی اصلاح کے لئے صفات جلالیہ اور غضبیہ کے رنگ میں جوش مارتی ہے۔ اور جب اصلاح ہو جاتی ہے۔ تو محبت اپنے رنگ میں ظاہر ہو جاتی ہے اور پھر بطور موہبت ہمیشہ کے لئے رہتی ہیں۔ خدا ایک چڑچڑہ انسان کی طرح نہیں ہے جو خواہ نخواہ عذاب دینے کا شایق ہو۔ اور وہ کسی پر ظلم نہیں کرتا بلکہ لوگ اپنے پر آپ ظلم کرتے ہیں۔ اوس کی محبت میں تمام نجات اور اوس کو چھوڑنے میں تمام عذاب ہے۔

یہہ تو آریہ سماج والوں کی خدا دانی کی تعلیم ہے اور اوس تعلیم کے رو سے یہ ماننا پڑتا ہے کہ ہر ایک جو خدا تعالےٰ کی جناب میں کوئی عزت پاتا ہے خواہ اوتار بن جاتا ہے یا رشی اور خواہ خود ایسا شخص جس پر وید نازل ہوں۔ اوس کی عزت کسی پہرہ کے لایق نہیں ہوتی بلکہ وہ ہزارہا مرتبہ عزت کی کرسی سے نیچے ڈالدیا جاتا ہے۔ اور یا تو وہ پرمیشر کا بڑا پیارا اور مقرب اور اوتار اور رشی اور ایسا ایسا تہا اور یا پھر آواگون کے چکر میں آکر کوئی کیڑا مکوڑا بن جاتا ہے جاودانی نجات کبھی اس کو نصیب نہیں ہوتی اسجگہ ہی مرنے کا دغدغہ پھر مرنے کے بعد دوبارہ اواگون کے عذاب کا دغدغہ۔ غرض یہ تو خدا تعالےٰ کا حق ادا کیا گیا ایک طرف تمام ارواح اور ذرات قدیم اور خود بخود ہونے میں اوس کے شریک ٹھیرائے گئے۔ اور دوسری طرف پرمیشر کو ایسا بخیل قرار دیا گیا کہ باوجودیکہ طاقت رکھتا ہے اور سرب شکتی مان ہے۔ مگر پھر بھی کسی کو نجات ابدی دینا نہیں چاہتا۔

پھر انسانوں کو پاک ہونے کے بارے میں جو کچھ تیرہ نے سکھلایا ہے۔ اوسکی تمام حقیقت [illegible]

کی خواہش سے کسی دوسرے مرد سے ہم بستر کرا سکتا ہے۔ اور جب تک وہ عورت اس ننگے کام سے گیارہ بچے حاصل نہ کر لے وہ اوس بیگانہ شخص سے ہر روز ہم بستر رہ سکتی ہے۔ اب ہم اس جملہ معترضہ سے اپنے اصل مطلب کیطرف آتے ہیں اور وہ یہ کہ آریوں کے اصول کے مطابق اون کا پرمیشر عالم الغیب نہیں ہو سکتا اور اون کے پاس پرمیشر کے عالم الغیب ہونے پر کوئی دلیل نہیں۔

ایسا ہی عیسائی عقیدہ کی رو سے خدا تعالےٰ عالم الغیب نہیں ہے۔ کیونکہ جس حالت میں حضرت عیسےٰ کو خدا قرار دیا گیا ہے اور وہ خود اقرار کرتے ہیں کہ میں جو خدا کا بیٹا ہوں مجھے قیامت کا علم نہیں پس اس سے بجز اس کے کیا نتیجہ نکل سکتا ہے کہ خدا کو قیامت کا علم نہیں کہ کب آئیگی۔

پھر دوسری شاخ معرفت صحیحہ کی خدا تعالےٰ کی کامل قدرت کا شناخت کرنا ہے۔ لیکن اس شاخ میں بھی آریہ سماج والے اور حضرت پادریان اپنے خدا پہ داغ لگا رہے ہیں۔

آریہ سماج والے اس طرح سے کہ وہ اپنے پرمیشر کو روحوں اور ذرات عالم کے پیدا کرنے پر قادر ہی نہیں جانتے اور نہ اس بات پر قادر سمجھتے ہیں کہ اون کا پرمیشر کسی روح کو جاودانی مکتی دے سکے تو

ایسا ہی حضرات پادری صاحبان بھی اپنے خدا کو قادر نہیں سمجھتے۔ کیونکہ اون کا خدا اپنے مخالفوں کے ہاتھ سے ماریں کہاتا رہا۔ زندان میں داخل کیا گیا کوڑے لگے صلیب پر کھینچا گیا۔ اگر وہ قادر ہوتا تو اتنی ذلتیں باوجود قادر ہونے کے ہرگز نہ اٹھاتا۔ اور نیز اگر وہ قادر ہوتا تو اس کے لئے کیا ضرورت تہی کہ اپنے بندوں کو نجات دینے کے لئے یہ تجویز سوچتا کہ آپ مرجائے اور اس طریق سے بندے رہائی پاویں۔ جو شخص خدا ہو کر تین دن تک مرا رہا اسکی قدرت کا نام لینا ہی قابل شرم بات ہے اور یہ عجیب بات ہے کہ خدا تو تین دن تک مرا رہا لیکن اوس کے بندے تین دن تک بغیر خدا کے ہی جیتے رہے۔

اور پہر ان لوگوں کی توحید کا یہ حال ہے کہ آریہ سماج والے تو ذرہ ذرہ اور تمام ارواح کو خود بخود موجود ہونے میں اپنے پرمیشر کے شریک ٹھہراتے ہیں اور اون کے وجود اور بقاء کو محض انہیں کی طاقت اور قوت کی طرف منسوب کرتے ہیں اور یہ محض شرک ہے۔

رہے عیسائی سو اون کا یہ حال ہے کہ وہ صریح توحید کے برخلاف عقیدہ رکھتے ہیں یعنی وہ تین خدا مانتے ہیں یعنی باپ بیٹا روح القدس اور یہ جواب اون کا سراسر فضول ہے کہ ہم تینوں کو ایک جانتے ہیں۔ ایسے بیہودہ جواب کو کوئی عاقل تسلیم نہیں کر سکتا جبکہ یہ تینوں خدا مستقل طور پر علیحدہ علیحدہ وجود رکھتے ہیں اور علیحدہ علیحدہ پورے خدا ہیں تو وہ کونسا حساب ہے جس کے رو سے وہ ایک ہو سکتے ہیں اس قسم کا حساب کس سکول یا کالج میں پڑھایا جاتا ہے کیا کوئی منطق یا فلاسفی سمجھا سکتی ہے کہ ایسے مستقل تین ایک کیونکر ہو گئے۔ اور اگر کہو کہ یہ راز ہے کہ جو انسانی عقل سے برتر ہے تو یہ دہوکہ دہی ہے کیونکہ انسانی عقل خوب جانتی ہے کہ اگر تینوں کو تین کامل خدا کہا گیا تو تینوں کامل کو بہرحال تین ہی کہنا پڑیگا نہ ایک۔ اور اس تثلیث کے عقیدہ کو نہ صرف قرآن شریف رد کرتا ہے بلکہ توریت بھی رد کرتی ہے کیونکہ وہ توریت جو موسیٰ کو دیگئی تہی اس میں اس تثلیث کا کچھ بھی ذکر نہیں اشارہ تک نہیں ورنہ ظاہر ہے کہ اگر توریت میں بھی ان خداؤں کی نسبت تعلیم ہوتی تو ہرگز ممکن نہ تہا کہ یہودی اوس تعلیم کو فراموش کر دیتے کیونکہ اول تو یہودیوں کو توحید کی تعلیم یاد رکھنے کے لئے سخت تاکید کی گئی تہی یہانتک کہ حکم تہا کہ ہر ایک یہودی اوس تعلیم کو حفظ کرلے اور اپنے گہر کے چوکٹوں پر اوسکو لکہہ چھوڑیں اور اپنے بچوں کو سکہا دیں اور پہر علاوہ اس کے اسی توحید کی تعلیم کے یاد دلانے کے لئے متواتر خدا تعالےٰ کے نبی یہودیوں میں آتے رہے اور وہی تعلیم سکہلاتے رہے۔ پس یہ امر بالکل غیر ممکن اور محال تہا کہ یہودی لوگ باوجود اسقدر تاکید اور اسقدر تواتر انبیاء کے تثلیث کی تعلیم کو بہول جاتے اور بجائے اس کے توحید کی تعلیم اپنی کتابوں میں لکھ لیتے اور وہی بچوں کو سکہاتے اور آنیوالے صدہا نبی بھی اسی توحید کی تعلیم کو دوبارہ تازہ کرتے۔ ایسا خیال تو سراسر خلاف عقل وقیاس ہے جیسے اس بارے میں خود کوشش کر کے بعض یہودیوں سے حلفاً دریافت کیا تہا کہ توریت میں خدا تعالےٰ کے بارے میں آپ لوگوں کو کیا تعلیم دی گئی تہی کیا تثلیث کی تعلیم دیگئی تہی۔ یا کوئی اور تو ان یہودیوں نے مجھے خط لکھے جو ابتک میرے پاس موجود ہیں اور ان خطوط میں بیان کیا کہ توریت میں تثلیث کی تعلیم کا نام ونشان نہیں بلکہ خدا تعالےٰ کے بارہ میں توریت کی وہی تعلیم ہے جو قرآن کی تعلیم ہے۔ پس افسوس ہے ایسی قوم پر جو ایسے اعتقاد پر اڑی ہوئی ہے کہ نہ تو وہ تعلیم توریت میں موجود ہے اور نہ قرآن شریف میں ہے بلکہ سچ تو یہ ہے کہ تثلیث کی تعلیم انجیل میں بھی جہاں جہاں تعلیم کا بیان ہے اُن تمام مقامات میں تثلیث کی نسبت اشارہ تک نہیں بلکہ خدائے واحد لاشریک کی تعلیم دیتی ہے چنانچہ بڑے بڑے معاند پادریوں کو یہ بات ماننی پڑی ہے کہ انجیل میں تثلیث کی تعلیم نہیں۔ اب یہ سوال ہوگا کہ عیسائی مذہب میں تثلیث کہاں سے آئی اسکا جواب محقق عیسائیوں نے یہ دیا ہے کہ یہ تثلیث یونانی عقیدہ سے لی گئی ہے یونانی لوگ تین دیوتاؤں کو مانتے تھے جیسطرح ہندو ترے مورتی کے قایل ہیں۔ اور جب پولوس نے یہودیوں کی طرف رخ کیا اور چونکہ وہ یہ چاہتا تہا کہ کسی طرح یونانیوں کو عیسائی مذہب میں داخل کرے اسلئے اسنے یونانیوں کے خوش کرنے کیلئے

* شکر کا مقام ہے کہ ہمارا خدا اپنی قدرت کے نمونے ہمیں دکہاتا ہے تا ہمیشہ ہمارا ایمان تازہ ہو جیسا کہ اس نے ۴ اپریل ۱۹۰۵ء کے زلزلہ سے پہلے چار دفعہ متفرق زمانوں میں مجھے اپنی وحی کے ذریعہ سے اطلاع دی کہ پنجاب میں ایک سخت زلزلہ آنیوالا ہے۔ سو وہ شدید زلزلہ ۴ اپریل ۱۹۰۵ء کو منگل کی صبح کو آگیا اور وہ موسم بہار تہا اور پہر اوس خدائے قادر نے مجھے اطلاع دی کہ پہر موسم بہار میں شدید زلزلے آنیوالے ہیں سو ۲۸ فروری ۱۹۰۶ء کو عین موسم بہار میں ایک شدید زلزلہ آیا چنانچہ کوہ منصوری میں اسقدر اسکا صدمہ محسوس ہوا کہ لوگ بے حواس ہو گئے اور انہیں ایام میں امریکہ کے بعض حصوں میں بھی ایک شدید زلزلہ آیا جس سے کئی شہر ہلاک ہو گئے پس خدا در حقیقت وہی خدا ہے جو اب بھی اپنی وحی کے ذریعہ اپنی زندہ قدرتیں ظاہر کرتا ہے۔

۞ وہ اعتقاد جو قرآن شریف نے سکھایا ہے یہ ہے کہ جیسا خدا نے ارواح کو پیدا کیا ہے ایسا ہی وہ اون کے معدوم کرنے پر بھی قادر ہے اور انسانی روح اسکی موہبت اور فضل سے ابدی حیات پاتی ہے نہ اپنی ذاتی قوت سے یہی وجہ ہے کہ جو لوگ اپنے خدا کی پوری محبت اور پوری اطاعت اختیار کرتے ہیں اور پورے صدق اور وفاداری سے اسکے آستانہ پر جھکتے ہیں اونکو خاص طور پر ایک کامل زندگی بخشی جاتی ہے اور اونکی فطرتی حواس میں بھی بہت تیزی عطا کیجاتی ہے اور اونکی فطرت کو ایک نور بخشا جاتا ہے جس نور کیوجہ سے ایک فوق العادت روحانیت اونمیں جوش مارتی ہے اور تمام روحانی طاقتیں جو دنیا میں وہ رکھتے تہے موت کے بعد بہت وسیع کیجاتی ہیں [illegible] جسکو شریعت کی اصطلاح میں رفع کہتے ہیں [illegible] اور خدا تعالےٰ سے صاف تعلقات نہیں رکھتے یہ زندگی انکو نہیں ملتی [illegible] حکم میں ہوتے ہیں۔ پس اگر خدا تعالےٰ [illegible]

بجائے تین دیوتاؤں کے تین اقنوم اس مذہب میں قائم کر دیئے گئے۔ نہ حضرت عیسیٰ کی بلا کو بھی معلوم نہ تھا کہ اقنوم کس چیز کا نام ہے اون کی تعلیم خدا تعالیٰ کی نسبت تمام نبیوں کی طرح ایک سادہ تعلیم تھی کہ خدا واحد لاشریک ہے پس یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ مذہب جو عیسائی مذہب کے نام سے شہرت دیا جاتا ہے دراصل پولوسی مذہب ہے نہ مسیحی۔ کیونکہ حضرت مسیح نے کسی جگہ تثلیث کی تعلیم نہیں دی اور وہ جب تک زندہ رہے خدائے واحد لاشریک کی تعلیم دیتے رہے اور بعد اون کی وفات کے اون کا بھائی یعقوب بھی جو اون کا جانشین تھا اور ایک بزرگ وار انسان تھا توحید کی تعلیم دیتا رہا اور پولوس نے خواہ نخواہ اس بزرگ سے مخالفت شروع کر دی اور اوس کے عقاید صحیحہ کے مخالف تعلیم دینا شروع کیا اور انجام کار پولوس اپنے خیالات میں یہانتک بڑھا کہ ایک نیا مذہب قائم کیا اور توریت کی پیروی سے اپنی جماعت کو بکلی علیحدہ کر دیا۔ اور تعلیم دی کہ مسیحی مذہب میں مسیح کے کفارہ کے بعد شریعت کی ضرورت نہیں اور خون مسیح گناہوں کے دور کرنے کے لئے کافی ہے۔ توریت کی پیروی ضروری نہیں اور پھر ایک اور گند اس مذہب میں ڈال دیا کہ اون کے لئے سور کھانا حلال کر دیا۔ حالانکہ حضرت مسیح انجیل میں سور کو ناپاک قرار دیتے ہیں۔ تب ہی تو انجیل میں اون کا قول ہے کہ اپنے موتی سوروں کے آگے مت پھینکو۔ پس جبکہ پاک تعلیم کا نام حضرت مسیح نے موتی رکھا ہے تو اس مقابلہ سے صریح معلوم ہوتا ہے کہ پلید کا نام انہوں نے سور رکھا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ یونانی سور کو کھایا کرتے تھے جیسا کہ آجکل تمام یورپ کے لوگ سور کھاتے ہیں۔ اس لئے پولوس نے یونانیوں کے تالیف قلوب کے لئے سور بھی اپنی جماعت کے لئے حلال کر دیا۔ حالانکہ توریت میں لکھا ہے کہ وہ ابدی حرام ہے اور اوس کا چھونا بھی ناجائز ہے۔ غرض اس مذہب میں تمام خرابیاں پولوس سے پیدا ہوئیں۔ حضرت مسیح تو وہ بے نفس انسان تھے جنہوں نے یہ بھی نہ چاہا کہ کوئی انکو نیک انسان کہے۔ مگر پولوس نے اون کو خدا بنا دیا۔ اور انجیل میں لکھا ہے کہ کسی نے حضرت مسیح کو کہا کہ اے نیک اُستاد۔ انہوں نے اسکو کہا کہ تو مجھے کیوں نیک کہتا ہے اور انکا وہ کلمہ جو صلیب پر چڑھائے جانے کے وقت اُنکے مُنہ سے نکلا کیسا توحید پر دلالت کرتا ہے کہ انہوں نے نہایت عاجزی سے کہا ایلی ایلی لما سبقتانی یعنی اے میرے خدا اے میرے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا کیا

جو شخص اس عاجزی سے خدا کو پکارتا ہے اور اقرار کرتا ہے کہ خدا میرا رب ہے اوس کی نسبت کوئی عقلمند گمان کر سکتا ہے کہ اوس نے درحقیقت خدائی کا دعوے کیا تھا اصل بات یہ ہے کہ جن لوگون کو خدا تعالیٰ سے محبت ذاتیہ کا تعلق ہوتا ہے بسا اوقات استعارہ کے رنگ میں خدا تعالیٰ ان پر ایسے کلمے اُنکی نسبت کہلا دیتا ہے کہ نادان لوگ اون کی اون کلموں سے خدائی ثابت کرنا چاہتے ہیں چنانچہ میری نسبت مسیح سے بھی زیادہ وہ کلمات فرمائے گئے ہیں٭ جیسا کہ اللہ تعالیٰ مجھے مخاطب کرکے فرماتا ہے

یا قمر یا شمس انت منی وانا منک

یعنی اے چاند اور اے سورج تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے۔ اب اس فقرہ کو جو شخص چاہے کسی طرف کھینچ لے مگر اصل معنے اس کے یہ ہیں کہ اول خدا نے مجھے قمر بنایا کیونکہ میں قمر کی طرح اُس حقیقی شمس سے ظاہر ہوا اور پھر آپ قمر بنا کیونکہ میرے ذریعہ سے اوسکے جلال کی روشنی ظاہر ہوئی اور ہوگی یعقوب حضرت عیسیٰؑ کا بھائی جو مریم کا بیٹا تھا وہ درحقیقت ایک راستباز آدمی تھا وہ تمام باتوں میں توریت پر عمل کرتا تھا اور خدا کو واحد لاشریک جانتا تھا اور سؤر کو حرام سمجھتا تھا اور یہودیوں کی طرح بیت المقدس کی طرف نماز پڑھتا تھا اور جیسا کہ چاہیئے تھا وہ اپنے تئیں ایک یہودی سمجھتا تھا صرف یہ تھا کہ حضرت عیسیٰؑ کی نبوت پر ایمان رکھتا تھا لیکن پولوس نے بیت المقدس سے بھی نفرت دلائی آخر خدا تعالیٰ کی غیرت نے اوسکو پکڑا اور ایک بادشاہ نے اُسکو سولی دیدیا اور اس طرح پولوس کا خاتمہ ہوا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام صادق اور خدا کی طرف سے تھے اس لئے وہ سولی سے نجات پا گئے اور خدا تعالیٰ نے اُنکو سولی پر سے زندہ بچا لیا۔ لیکن چونکہ پولوس نے سچائی کو چھوڑ دیا تھا اسلئے وہ لکڑی پر لٹکایا گیا۔

یاد رہے کہ پولوس حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی میں آپ کا جانی دشمن تھا اور پھر آپ کی وفات کے بعد جیسا کہ یہودیوں کی تاریخ میں لکھا ہے اس کے عیسائی ہونیکا موجب اسکے اپنے بعض نفسانی اغراض تھے جو یہودیوں سے وہ پورے نہ ہو سکے اس لئے وہ اُنکو خرابی پہنچانے کے لئے عیسائی ہو گیا اور ظاہر کیا کہ مجھے کشف کے طور پر حضرت مسیح ملے ہیں اور میں اون پر ایمان لایا ہوں اور اوس نے پہلے پہل تثلیث کا خراب پودہ دمشق میں لگایا اور یہ پولوسی تثلیث دمشق سے ہی شروع ہوئی اسی کی طرف احادیث نبویہ میں اشارہ کرکے کہا گیا کہ آنیوالا مسیح دمشق کی مشرقی طرف نازل ہوگا یعنی اوس کے آنے پر تثلیث کا خاتمہ ہوگا اور انسانی دل توحید کیطرف رغبت کرتے جائیں گے۔ اور مشرقی طرف سے مسیح کا نازل ہونا اُسکے غلبہ کی طرف اشارہ ہے کیونکہ روشنی جب ظاہر ہوتی ہے تو تاریکی پر غالب آجاتی ہے۔ ٭

صاف ظاہر ہے کہ اگر پولوس حضرت مسیح کے بعد ایک رسول کے رنگ میں ظاہر ہونے والا تھا۔ جیسا کہ خیال کیا گیا ہے تو ضرور حضرت مسیح اُس کی نسبت کچھ خبر دیتے خاص کرکے اسوجہ سے تو خبر دینا نہایت ضروری تھا کہ جبکہ پولوس حضرت عیسیٰ کی حیات کے تمام زمانہ میں حضرت عیسیٰؑ سے سخت برگشتہ رہا اور اُنکے دُکھ دینے کے لئے طرح طرح کے منصوبے کرتا رہا تو ایسا شخص اُن کی وفات کے بعد کیونکر امین سمجھا جا سکتا ہے۔ بجز اسکے کہ خود حضرت مسیح کی طرف سے اُسکی نسبت کھُلی کھُلی پیشگوئی پائی جائے۔ اور اسمیں صاف طور پر درج ہو کہ اگرچہ پولوس میری حیات میں میرا سخت مخالف رہا ہے اور مجھے دُکھ دیتا رہا ہے لیکن میرے بعد وہ خدا تعالیٰ کا رسول اور نہایت مقدس آدمی ہو جائیگا بالخصوص جبکہ پولوس ایسا آدمی تھا کہ اوس نے موسیٰ کی توریت کے برخلاف اپنی طرف سے نئی تعلیم دی سؤر حلال کیا ختنہ کی رسم تو توریت میں ایک مؤکد رسم تھی اور تمام نبیوں کا ختنہ ہوا تھا۔ اور خود حضرت مسیح کا بھی ختنہ ہوا تھا وہ قدیم حکم الٰہی منسوخ کر دیا اور توریت کی توحید کی جگہ تثلیث قایم کر دی تھا اور توریت کے احکام پر عمل کرنا غیر ضروری ٹھہرایا اور بیت المقدس سے بھی انحراف کیا تو ایسے آدمی کی نسبت جسنے موسوی شریعت کو زیر و زبر کر دیا ضرور کوئی پیشگوئی چاہیئے تھی پس جبکہ انجیل میں پولوس کے رسول ہونے کے بارے میں خبر نہیں اور حضرت عیسیٰ سے اوس کی عداوت ثابت اور توریت کے ابدی احکام کا وہ مخالف تو اوسکو کیون اپنا مذہبی پیشوا بنایا گیا کیا اسپر کوئی دلیل ہے؟!۔

پھر معرفت کے بعد بڑی ضروری نجات کے لئے محبت الٰہی ہے۔ یہ بات نہایت واضح اور بدیہی ہے کہ کوئی شخص اپنے محبت کرنیوالے کو عذاب دینا نہیں چاہتا بلکہ محبت محبت کو جذب کرتی اور اپنی طرف کھینچتی ہے۔ جس شخص سے کوئی سچے دل سے محبت کرتا ہے اوس کو یقین کرنا چاہیئے کہ وہ دوسرا شخص بھی جس سے محبت کی گئی ہے اس سے دشمنی نہیں کر سکتا بلکہ اگر ایک شخص ایک شخص کو جس سے وہ اپنے دل سے محبت رکھتا ہے اپنی اوس محبت سے اطلاع بھی ندے تب اسقدر اثر تو ضرور ہوتا ہے کہ وہ شخص اس سے دشمنی نہیں کر سکتا اسی بنا پر کہا گیا ہے کہ دل کو دل سے راہ ہوتا ہے اور خدا کے نبیوں اور رسولوں میں جو ایک قوت جذب اور کشش پائی جاتی ہے اور ہزارہا لوگ اون کی طرف کھینچے جاتے اور اُن سے محبت کرتے ہیں یہانتک کہ اپنی جان بھی اون پر فدا کرنا چاہتے ہیں اسکا سبب یہی ہے کہ بنی نوع کی بھلائی اور ہمدردی اون کے دل میں ہوتی ہے یہانتک کہ وہ ماں سے بھی زیادہ انسانوں سے پیار کرتے ہیں اور اپنے تئیں دُکھ اور درد میں ڈالکر بھی اون کے آرام کے خواہشمند ہوتے ہیں۔ آخر اون کی سچی کشش سعید دلوں کو اپنی طرف کھینچنا شروع کر دیتی ہے۔ پھر جبکہ انسان باوجودیکہ وہ عالم الغیب نہیں دوسرے شخص کی مخفی محبت پر اطلاع پا لیتا ہے تو پھر کیونکر خدا تعالیٰ جو عالم الغیب ہے کسی کی خالص محبت سے بیخبر رہ سکتا ہے۔ محبت عجیب چیز ہے اوس کی آگ گناہوں کی آگ کو جلاتی اور معصیت کے شعلہ کو بھسم کر دیتی ہے سچی اور ذاتی اور کامل محبت کے ساتھ عذاب جمع ہو ہی نہیں سکتا اور سچی محبت کے علامات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اوس کی فطرت میں یہ بات منقوش ہوتی ہے کہ اپنے محبوب کے قطع تعلق کا اوسکو نہایت خوف ہوتا ہے اور ایک ادنےٰ سے ادنےٰ قصور کے ساتھ اپنے تئیں ہلاک شدہ سمجھتا ہے اور اپنے محبوب کی مخالفت کو اپنے لئے ایک زہر خیال کرتا ہے اور نیز اپنے محبوب کے وصال کے پانے کے لئے نہایت بیتاب رہتا ہے۔

(باقی آئندہ)

٭ ایک دفعہ کشفی رنگ میں میں نے دیکھا کہ میں نے نئی زمین اور نیا آسمان پیدا کیا اور پھر میں نے کہا کہ آؤ اب انسان کو پیدا کریں۔ اسپر نادان مولویوں نے شور مچایا کہ دیکھو اب اس شخص نے خدائی کا دعویٰ کیا حالانکہ اوس کشف سے یہ مطلب تھا کہ خدا میرے ہاتھ پر ایک ایسی تبدیلی پیدا کرے گا کہ گویا آسمان اور زمین نئے ہو جائیں گے اور حقیقی انسان پیدا ہونگے اسی طرح ایک دفعہ مجھے خدا نے مخاطب کرکے فرمایا۔ **انت منی بمنزلۃ اولادی۔ انت منی بمنزلۃ لا یعلمہا الخلق** یعنے تو مجھ سے بمنزلہ اولاد کے ہے اور تجھے مجھ سے وہ نسبت ہے جسکو دنیا نہیں جانتی۔ تب نادانوں نے اپنے کپڑے پھاڑے کہ اب کفر میں کیا شک رہا اور اس آیت کو بھول گئے **فاذکروا اللہ کذکرکم آباءکم**۔ منہ

٭ یاد رہے کہ قادیان جو میری سکونت کی جگہ ہے عین دمشق کی شرقی طرف ہے سو آج وہ پیشگوئی پوری ہوئی۔ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی۔ منہ

ایک گریجویٹ صاحب کے خطوط پر نظر

لاہور میں کوئی منشی محمد سعید صاحب بی۔ اے ہیں ایک عرصہ گذرتا ہے کہ انہوں نے حضرت حکیم الامت صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کے نام بعض خطوط متضمن بہ چند اعتراض ارسال کئے۔ حضرت حکیم الامت کے حالات سے جو لوگ آگاہ ہیں وہ خوب جانتے ہیں کہ آپ کو کسقدر فرصت ہوتی ہے۔ حکیم الامت کی زندگی ایسی مبارک زندگی ہے کہ ہم میں سے ہر ایک کو اس پر رشک کرنا چاہیئے۔ میں بلا خوف تردید اور بلا مبالغہ کہتا ہوں کہ انکا ایک ایک منٹ خدمت دین اور نوع انسان کی ہمدردی و بہی خواہی میں گذرتا ہے اور اس پیرانہ سالی میں جسقدر محنت اور کام آپ کرتے ہیں اسکی یہ زندہ مثال سست سے سست شخص کو چست اور خود غرض سے خود غرض انسان کو دوسرے لوگوں کیلئے خدمتگذار بننے کی تحریک کے لئے بغیر نہیں رہ سکتی۔ بہت سے لوگ شاید حضرت حکیم الامت کی انضباط اوقات سے واقف نہ ہوں میں مختصر طور پر بتا دیتا ہوں کہ انہیں کیا کرنا پڑتا ہے فجر کی نماز سے بہت پہلے جاگ کر حوائج سے فارغ ہو کر کے بعد سب سے پہلا فرض امامت کا ادا کرتے ہیں پھر بعد نماز فجر گھر میں زنین درس قرآن مجید کے دیتے ہیں۔ اور اندر آئی ہوئی مریض عورتوں اور بچوں کو دیکھتے انکو نسخے لکھ کر دیتے۔ اور بعض ادویہ بھی خود دیتے ہیں۔ ۱۰ بجے کے قریب باہر آتے اور بیسیوں سے لیکر صدہا مریضوں کو دیکھتے اور انکو طبی مشورہ دیتے پھر طالب علموں کا درس شروع ہوتا مختلف علوم کے درس دینے میں ظہر تک وقت گذرتا ہے اسی حالت میں کھانا بھی باہر ہی کھا لینے اور آئی ہوئی ڈاک پڑھتے۔ اور باہر سے آئے ہوئے لوگوں کے سوالات کا جواب بھی دیتے جاتے ہیں۔ مختلف طبقہ اور مختلف مذاق کے لوگ آتے ہیں چونکہ مدرسہ کے امین ہیں اسلئے آئے ہوئے روپیہ کے جمع کرنے اور پھر ضروری اخراجات کے لئے روپیہ دینا بعض کاغذات اور رجسٹروں پر دستخط کرنا مختلف لوگوں کی امانتوں کا بہگتان کرنا۔ پھر ظہر کی نماز کی امامت کرانا بعد ظہر پھر وہی درس طلبا پھر عصر کی نماز پھر قرآن مجید کا عام درس پھر مغرب کی نماز پھر گھر میں قرآن شریف کا درس پھر عشاء کی نماز۔ ان بعد اپنے ذاتی مطالعہ میں ہی سو جانا وغیرہ۔ جس شخص کو اسقدر کام کرنے پڑتے ہوں اور پھر اسی عرصہ میں ایک کثیر ڈاک میں روزانہ گذرنا اور سب سے زیادہ ضروری خطوط کا جواب دینا عجیب محنت کا کام ہے۔ جو خدا کے فضل کے بغیر انسان سر انجام نہیں دے سکتا اس کثرت کام اور عدیم الفرصتی کیوجہ سے بعض خطوط کے جواب جنکو آپ بعض سے کم ضروری سمجھتے ہیں دیر تک پڑے رہیں تو تعجب کی بات نہیں۔ اسی سلسلہ میں منشی محمد سعید صاحب کے خطوط بھی پڑے رہے تاہم مجھے انمیں سے ایک خط (اور اس کے جوابات کے اشارات قریباً ایک مہینہ گذرا ہے چھپنے کے لئے ملا۔ مگر میری سستی اور دراصل بعض وجوہات مصروفیت کیوجہ سے وہ ۱۴ر مارچ ۱۹۰۶ء سے پہلے الحکم میں نہ چھپ سکا اسلئے بابو محمد سعید صاحب سے امید ہے کہ اس دیر اور توقف کے لئے مجھے معذور سمجھیں گے۔

اب میں پہلے ان کا خط مورخہ ۲۵ ستمبر درج کرتا ہوں اور اسکے بعد اسکا جواب امید ہے بابو محمد سعید صاحب غور سے پڑھیں گے اور فائدہ اٹھائیں گے۔

(اصل خط)

مخدوم مکرم مولانا حضرت مولوی نور الدین صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ۔ بعد سلام علیک عرض آنکہ جب میں امتحان انٹرنس کی تیاری میں تھا تو جناب سے اپنی تسلی کے لئے استفسار سے میں کہ وہ چارسو نبی جنکی پیشگوئی پوری نہ ہوئی تھی وہ بعل بت کے نبی تھے کچھ خط وکتابت کی تھی۔ آپنے اسوقت فرمایا تھا کہ لاہور کے ایک ملہم کی کتاب کا جواب عنقریب نکلیگا اوسمیں یہہ مسئلہ حل ہو جاویگا۔

بندہ ایف۔ اے امتحان میں معروف رہا۔ اسکے بعد بی۔ اے میں لگا رہا۔ جو اللہ تعالےٰ کے فضل سے مارچ ۱۹۰۴ء میں پاس ہوا۔ الحمد للہ بعد میں بندہ مالاکنڈ وسرحد کیطرف ملازمت پر چلا گیا۔ اب چند روز ہوئے۔ واپس آیا ہوں۔ چونکہ وہ مسئلہ ابھی تک دل میں کھٹکتا ہے کہ جب نبیوں کی پیشگوئی جھوٹی ہوئی تو ان کی دوسری ہدایات دینی واخبار حشر ونشر کا کیونکر اعتبار کیا جاوے؟ مسئلہ تو تورات سے واضح ہے کہ وہ جیسے باغوں والے نبی جو بادشاہ اخی اب اور اسکی جورو ایزبل کے دسترخوان پہ کھانا کھانیوالے تھے وہ بعل بت کے پجاری تھے۔ اور بعل کے نبی کہلاتے تھے۔ اخی اب بادشاہ اور اوس کی جورو جی جنکے پاس وہ رہتے اور انکے دسترخوان پر کھانا کھاتے وہ بھی دونو بادشاہ دیگر پشتوں سے بت پرست چلے آتے تھے اور ایسے بت پرستوں پجاری اور منتوں کی اگر پیشگوئی جھوٹی نکلے تو تعجب کی بات نہیں۔ اس مسئلہ میں بندہ نے مرزا صاحب کیطرف سے جو انکو اللہ تعالےٰ کے نبی لکھتے ہیں ابتک کوئی معقول وتسلی بخش جواب نہیں سنا۔ آپ براہ عنایت اگر کوئی ان بعل بت کے پجاری و نبیوں کے اللہ تعالےٰ کے نبی ہونیکا مدلل ثبوت نکل سکے تو مطلع فرما دیں کیونکہ آپکی زبان سے نکلی ہوئی بات معقول ومدلل ہونیکے باعث دلکو لگتی ہے۔

میں نے جناب کی کتاب نور الدین بھی دیکھی ہے ماشاء اللہ اس مرتد آریہ کے جواب میں تو عمدہ ہے سوائے چند مسائل کے جنکی نسبت اگر آپ اجازت دیں تو کچھ تھوڑا سا استفسار کروں۔

ایک امر تو یہ استفسار طلب ہے کہ مرزا صاحب کو امام و پیشوا مانکر آپنے چند وڈکا رسالت وخلافت کو بھی بزرگ ہادی و پیشوا مانا ہے جہانتک مجھکو معلوم ہے حیات وممات مسیح علیہ السلام و دیگر اسلامی مسائل میں ان اکابر سلف کا جنکا آپنے کتاب نور الدین کے صفحہ ۵۶ و ۵۷ پر لکھا ہے مرزا صاحب کے بیان کردہ مسائل سے اتفاق نہیں ہے تو پھر دونوں مختلف رائے والوں کو جناب نے امام و پیشوا کیسا مانا ہے؟ آخر آپ کا اتفاق رائے تو ایکطرف ہی ہوگا نہ کہ ہر دو طرف۔

دوم یہہ جناب فرما دیں کہ مرزا صاحب نے ضمیمہ انجام آتہم میں الہام شاتان تذبحان کے معنی وتشریح فرمائی تھی کہ ایک بکری احمد بیگ ہوشیار پوری ہے اور دوسری اوسکا داماد ہے لیکن اب لاہور والے لکچر ۳ ستمبر ۱۹۰۴ء کے صفحہ ۴۷ پر لکھا ہے کہ وہ دو بکریاں اس سلسلہ کے دو مرید ہیں۔ شیخ عبد الرحمٰن جو امیر عبد الرحمٰن والئے کابل کے حکم سے اور مولوی صاحبزادہ عبد اللطیف خان جو امیر حبیب اللہ کے ذریعہ سے شہید کئے گئے۔

سوم اول مرزا صاحب دابۃ الارض مولویاں اسلام کو لکھتے رہے۔ اور اب ۲ نومبر ۱۹۰۴ء والے لکچر سیالکوٹ صفحہ ۴۹ پر لکھا ہے کہ "طاعون کی جڑ اصل میں کیڑا ہے جو زمین سے نکلتا ہے اسلئے اسکا اسنے نام دابۃ الارض رکھا یعنی زمین کا کیڑا"۔ براہ عنایت سمجھا دیں کہ مرزا صاحب کی تحریر میں ایسا اختلاف کیوں ہے اور اس کی کیا وجہ؟

بندہ کو اخبار میں آپکے فرزند کی رحلت کی خبر پڑھکر افسوس ہوا۔ آپکو صبر وشکر کرنیکے لئے عرض کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ آپ ہمسے بدرجہا اس امر کو بہتر جاننے والے ہیں۔

براہ عنایت اسکا جواب فورمن مشن کالج لاہور معرفت غلام سرور خان بی۔ اے کلاس (بورڈنگ ہوس ینوٹن ہال) مرحمت فرما دیں جواب کیواسطے آدھ آنہ کا ٹکٹ روانہ خدمت عالی کرتا ہوں۔

لاہور ۲۵ ستمبر ۱۹۰۵ء روز شنبہ۔ نیاز مند محمد سعید

فاما الجواب

بابو محمد سعید صاحب کا یہ اعتراض پہلا اعتراض نہیں ہے بلکہ سب سے اول یہی اعتراض کو سلیمان پٹیالوی نے اپنی کتاب میں لکھا تھا اور اسکی تقلید اور تتبع پر مجھے افسوس سے لکھنا پڑا ہے کہ منشی الٰہی بخش صاحب ملہم لاہوری موسیٰ نے اس اعتراض کو بڑے شد ومد سے لکھا۔ بحالیکہ اگر وہ کم از کم بائیبل ہی کی طرف رجوع کرتے اور قرآن کریم پر وسیع نظر رکھتے تھے اور انبیاء علیہم السلام کے وحدت اور اللہ تعالےٰ سے ان کے تعلقات کا انہیں علم نہ تھا تو بھی یہہ سوال یا اعتراض اٹھ سکتا تھا مگر عداوت کا برا ہو کہ وہ غور اور فکر کی قوتیں سلب کر لیتی اور دل ودماغ کو تیرہ اور مکدر بنا دیتی ہے۔ میں نہیں کہتا کہ بابو محمد سعید صاحب نے یہ اعتراض اسی لاہوری موسیٰ صاحب کی کتاب کی بنا پر کیا ہے تاہم اتنا ضرور کہونگا کہ انہوں نے بائیبل کیطرف توجہ نہیں فرمائی۔ اس سوال کے مختلف پہلو ہیں۔ اور جب تک ان پہلوؤں پر پوری روشنی ڈالنے کی کوشش نہ کی جاوے مجھے اندیشہ ہوتا ہے کہ جواب ادہورا اور ناقص ہوگا۔ اگر صرف اتنا ہی ثابت کرنا مقصود ہو کہ وہ خدا تعالےٰ کے نبی تھے یا نہیں تو یہ امر تو بہت ہی سہل ہے مگر میری اپنی رائے میں اس سوال کے ضمن میں ضرورت اس امر کی بھی ہے کہ پیشگوئی کی حقیقت اور اسکے وقوع کے متعلق انبیاء علیہم السلام کے اجتہاد کی نوعیت پر بھی بحث ہو اسلئے سب سے اول تو میں بابو محمد سعید صاحب کے اپنے مذاق کے لئے یہ دکھانا چاہتا ہوں کہ

کیا وہ چارسو ہی خدا کے نبی تھے یا بعل کے؟

اسکا مختصر جواب تو یہی ہے کہ وہ خدا تعالےٰ کے نبی تھے اسکا ثبوت واضح طور پر سمجھ میں آجانے کے لئے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ سلاطین (باب ۲۲) یہاں درج کر دیں۔

بعد اوس کے تین برس تک وے رہے اور اسرائیل اور ارام کے درمیان لڑائی نہ ہوئی اور تیسرے سال ایسا ہوا کہ یہوداہ کا بادشاہ یہوسفط شاہ اسرائیل کے یہاں اتر آیا۔ جب شاہ اسرائیل نے اپنے ملازموں سے کہا کہ تم جانتے ہو کہ رامات جلعاد ہمارا ہے۔ کیا ہم چپکے رہیں اور شاہ ارام کے ہاتھ سے پھر نہ لے لیں۔ پھر اوس نے یہوسفط سے کہا کیا میرے ساتھ لڑنے کو رامات جلعاد پر چڑھیگا۔ سو یہوسفط نے شاہ اسرائیل کو جواب دیا جیسا تو ہے ویسا میں ہوں۔ جیسے تیرے

لوگ ویسے میرے لوگ - جیسے تیرے گھوڑے ویسے میرے گھوڑے - اور یہوسفط نے شاہ اسرائیل سے کہا آج کے دن خداوند کی مرضی الہام سے دریافت کیجئے - تب شاہ اسرائیل نے اُس روز نبیون کو جو قریب چار سو آدمی کے تھے اکٹھا کیا اور اُن سے پوچھا مین رامات جلعاد پر لڑنے چڑھون یا اُس سے باز رہون - وے بولے چڑھ جا کہ خداوند اُسے بادشاہ کے قبضے مین کر دیگا - پھر یہوسفط بولا اُنکے سوا خداوند کا کوئی نبی ہے کہ ہم اوس سے پوچھین تب شاہ اسرائیل نے یہوسفط سے کہا کہ ایک شخص املہ کا بیٹا میکایاہ تو ہے اوس سے ہم خداوند کی مشورت پوچھ سکتے ہین لیکن مین اوس سے دشمنی رکھتا ہون کیونکہ وہ میرے حق مین نیکی کی نہین بلکہ بدی کی پیش خبری کرتا ہے - تب یہوسفط بولا بادشاہ ایسا نہ فرماوے - تب شاہ اسرائیل نے ایک خواجہ سرا کو بلا کے حکم کیا کہ املہ کے بیٹے میکایاہ کو تجلد لا - اُس وقت شاہ اسرائیل اور شاہ یہوداہ یہوسفط سمرون کے پھاٹک کے سامنے اُس مین در آنے کی راہ پر ایک کھلہان مین اپنے اپنے تخت پر شاہانہ لباس پہنے ہوئے بیٹھے تھے اور سارے نبی اون کے حضور پیشین گوئی کر رہے تھے - اور کنعانہ کے بیٹے صدقیاہ نے اپنے لئے لوہے کی سنگین بنائین اور بولا خداوند یون فرماتا ہے کہ تو ان سے ارامیون کو مارے گا یہانتک کہ انہین نابود کر ڈالے - اور سب نبیون نے یون پیش خبری کی اور کہا کہ رامات جلعاد پر چڑھ جا اور کامیاب ہو کہ خداوند اوسے شاہ کے قبضے مین کر دیگا -

اور اوس قاصد نے جو میکایاہ کو بلانے گیا تہا اُسے کہا کہ اب دیکھ سب نبی ایک زبان ہو کے بادشاہ کو خوشخبری دیتے ہین سو کرم کر کہ تیری بات اُن مین کی باتون کی سی ہووے اور جو نیک ہے وہی کہہ - میکایاہ بولا خداوند حی کی قسم جو خداوند مجھے فرماوے گا مین وہی کہونگا +

سو وہ شاہ پاس آیا تب شاہ نے اوسے فرمایا میکایاہ ہم لڑنے کو رامات جلعاد پر چڑہین یا اوس سے باز رہین اوس نے جواب مین کہا جا اور کامیاب ہو کہ خداوند اوسے شاہ کے قبضے مین کر دیگا پہر شاہ نے اوسے کہا مین کتنے مرتبہ تجھے قسم دیکے جتاؤن کہ تو مجھ سے کچھ نہ کہے - مگر خداوند کے نام سے وہی جو سچ ہے - تب وہ بولا مینے سارے اسرائیل کو اون بہیڑون کی مانند جن کے چوپان نہون پہاڑون پر بھٹکتے ہوئے دیکھا - اور خداوند نے فرمایا کہ ان کا کوئی آقا نہین سو اون مین سے ہر ایک اپنے اپنے گھر سلامت چلا جاوے - تب شاہ اسرائیل نے یہوسفط سے کہا کیا مینے تجھ سے نہ کہا تہا کہ یہ میرے حق مین نیکی کی نہین بلکہ بدی کی پیش خبری کریگا - پھر اوس نے کہا کہ اس لئے تم خداوند کے سخن کو سنو - مینے خداوند کو اوسکی کرسی پر بیٹھے دیکھا اور آسمانی سارا لشکر اُس پاس اُس کے داہنے ہاتھ اور اوس کے بائین ہاتھ کھڑا تہا اور خداوند نے فرمایا کہ اخی اب کو کون ترغیب دیگا تاکہ وہ چڑھ جاوے اور رامات جلعاد کے سامنے کھیت آوے تب ایک اس طرح سے بولا اور ایک اُس طرح سے - اُس وقت ایک روح نکلکے خداوند کے سامنے آ کھڑی ہوئی اور بولی کہ مین اوسے ترغیب دونگی - پھر خداوند نے فرمایا کس طرح سے وہ بولی مین روانہ ہونگی اور جہوٹی روح بنکے اُسکے سارے نبیون کے مُنہہ مین پڑونگی اور وہ بولا تو اوسے ترغیب دیگی اور غالب بھی ہوگی روانہ ہو اور ایسا کر - سو دیکھ خداوند نے تیرے ان سب نبیون کے مُنہ مین جہوٹی روح ڈالی ہے اور خداوند ہی نے تیری بابت بُری خبر دی ہے - تب کنعانہ کا بیٹا صدقیاہ نزدیک آیا اور میکایاہ کے گال پر ایک تھپڑ مار کے بولا کہ خداوند کی روح کس راہ مین ہو کے مجھ پاس سے گئی اور تجھ سے بولی - میکایاہ بولا دیکھ کہ تو اُس دن جس دن کہ تو اندر کی کوٹھری مین گھسیگا کہ چھپ رہے دیکھیگا - اور شاہ اسرائیل نے کہا میکایاہ کو پکڑ لو اور شہر کے ناظم امون پاس اور یوآس شہزادے پاس لے جاؤ - اور کہو بادشاہ یون فرماتا ہے کہ میرے سلامتی سے پھر آنے تک تنگ حالی کی روٹی اور تنگ حالی کا پانی اوسے دئیے جاوین تب میکایاہ بولا اگر تو کسی طرح سلامتی سے پھر آوے تو خداوند نے میری معرفت کچھ نہین کہا پھر وہ بولا اے لوگو تم سب کے سب سن لو - بعد اوس کے شاہ اسرائیل اور شاہ یہوداہ یہوسفط رامات جلعاد پر چڑھ گئے اور شاہ اسرائیل نے یہوسفط سے کہا مین اپنا بھیس بدل کے لڑائی مین جاتا ہون - پر تو اپنا لباس پہنے رہ - سو شاہ اسرائیل صورت بدل کے لڑائی مین گیا اور شاہ ارام نے اپنے ۳۲ سردارون کو جو اوس کی گاڑیون کے اوپر مقرر تھے - حکم دیا تھا کہ کسی چھوٹے یا بڑے سے جنگ نہ کیجو - مگر فقط شاہ اسرائیل سے - اور ایسا ہوا کہ گاڑیون کے سردارون نے یہوسفط کو دیکھکر یون کہا کہ یقیناً شاہ اسرائیل یہی ہے اور اُنہون نے اوس طرف ہو کے چاہا کہ اوس کا سامنا کرین - یہوسفط چلا آیا - اور جب گاڑیون کے سردارون نے دیکھا کہ وہ شاہ اسرائیل نہین تو وے اوس کا پیچھا کرنے سے باز آئے - اور ایک شخص نے بغیر شست باندھے ایک تیر چلایا سو وہ اتفاقاً شاہ اسرائیل کے جوشن کے بندون کے درمیان لگا تب اوس نے اپنے گاڑی وان کو کہا کہ باگ پھیر اور مجھے لشکر سے نکال لے چل کہ مین زخمی ہوا - سو اوس دن جنگ شدید ہوئی اور بادشاہ ارامیون کے مقابل گاڑی پر ٹھہرا رہا - اور شام ہوتے ہوتے مرگیا - اور لہو اوس کے زخم سے گاڑی کے پائون دان مین بہتا رہا - تب آفتاب غروب ہوتے ہوئے لشکر مین منادی کی گئی کہ ہر ایک آدمی اپنے شہر اور ہر ایک آدمی اپنے ملک کو جاوے -

پس بادشاہ مرگیا اور وے اوسے سمرون مین لے گئے - اور سمرون مین بادشاہ کو گاڑ دیا - اور گاڑی کو سمرون کے کنڈ مین دھویا اور کتون نے اوسکا لہو چاٹا (اور سلاح بھی دھوئی) جیسا کہ خداوند نے ارشاد فرمایا تہا - اور اخی اب کی باقی باتین اور سب کچھ جو اوس نے کیا تہا - اور ہاتھی دانت کا گھر جو اوس نے بنایا تھا اور اون سب شہرون کا حال جو اوس نے تعمیر کئے - سو کیا وہ اسرائیلی سلاطین کی تواریخ کی کتاب مین لکھا ہوا نہین ہے - اور اخی اب اپنے باپ دادون کے درمیان سو رہا - اور اوس کا بیٹا اخزیاہ اوس کی جگہ بادشاہ ہوا -

یہی مضمون تواریخ ۲ باب ۱۸ مین بھی درج ہے -

بابو محمد سعید صاحب فرماتے ہین کہ "اخی اب اور اسکی جورو بھی پشتون سے بت پرست تھے" اگر بابو صاحب وہی سلاطین باب ۲۱ کا آخری حصّہ پڑھ لیتے تو انہین یقین آجاتا کہ اخی اب نے خدا تعالےٰ کے فرستادہ نبی ایلیاہ تسبی کے ذریعہ انذاری پیشگوئی سن کر سچی توبہ کر لی تھی چنانچہ کتاب مذکور کے ۲۱ باب کی آیت ۱۵ سے آخیر تک یون لکھا ہے -

اور ایسا ہوا کہ جونہین ایزبل نے یہ سنا کہ نبات سنگسار ہوا اور مرگیا تو ایزبل نے اخی اب سے کہا کہ اُٹھ اور نبات یزرعیلی کے انگوری باغ کا جسے اوس نے نہ چاہا تہا کہ تیرے ہاتھ بیچے مالک ہو کہ نبات جیتا نہین بلکہ مرگیا - اور یون ہوا کہ جب اخی اب نے سُنا کہ نبات مرگیا تو اخی اب اُٹھا تاکہ یزرعیلی نبات کے انگوری باغ مین جا کے اوس پر قبضہ کرے -

اور خداوند کا کلام ایلیاہ تسبی پر نازل ہوا اور اوس نے کہا کہ - اوٹھ اور جا کے اخی اب شاہ اسرائیل سے جو سمرون مین ہے ملاقات کر دیکھ کہ وہ نبات کے انگوری باغ مین ہے اور اوس کا مالک ہونے وہان گیا ہے - سو تو اوسے کہ کہ خداوند یون فرماتا ہے تو نے کیا جان بھی ماری اور ملکیت بھی لی اور تو اوسے کہہ خداوند فرماتا ہے جس جگہ پر کتون نے نبات کا لہو چاٹا اوسی جگہ تیرا ہان تیرا بھی لہو کتے چاٹینگے - اور اخی اب نے ایلیاہ سے کہا اے میرے دشمن تو نے میرا سُراغ لگایا - اوس نے جواب دیا کہ لگایا اسلئے کہ تو نے خداوند کے حضور بدکاری کرنے کے لئے آپ کو بیچا - اب دیکھ کہ مین تجھ پر آفت لاؤن گا اور تیری نسل کو نابود کرونگا - بلکہ اخی اب سے ہر ایک کو جو دیوار پر موتے اور اُسے بھی جو بند کیا جاوے اور اسرائیل مین باقی رہے - کاٹ ڈالون گا - اور تیرے گھر کو نبات کے بیٹے یربعام کے گھر - اور اخیاہ کے بیٹے بعشا کے گھر کی مانند کر ڈالون گا - اوس چڑھاؤ کے سبب سے کہ جس سے تو نے مجھکو چڑہایا ہے اور اس لئے بھی کہ تو نے اسرائیل کو گنہگار کیا - اور خداوند ایزبل کے حق مین بھی فرماتا ہے کہ یزرعیل کی دیوار پاس ایزبل کو کتے کہا ئین گے - اخی اب کا جو کوئی شہر مین مریگا - اوسے کتے کہا ئین گے اور جو میدان مین مرے گا اوسے ہوائی پرندے کہا ئین گے +

بلکہ اخی اب کی مانند کوئی نہ تہا کہ اوس نے خداوند کے حضور بدکاری کرنے کے لئے آپ کو بیچا - اور اوس کی جورو ایزبل نے اوسے اُبھارا - چنانچہ اوس نے اموریون کی مانند جنہین خداوند نے بنی اسرائیل کے آگے سے خارج کیا - ہر ایک بات مین بتون کا پیرو ہو کے نہایت گھنونا کام کیا اور ایسا ہوا کہ اخی اب نے یہی باتین سن کے اپنے کپڑے پھاڑے اور اپنے تن پر ٹاٹ ڈالا اور روزہ رکھا اور ٹاٹ پہنے ہوئے دبے پاؤن سے چلتا رہا - تب خدا کا کلام ایلیاہ تسبی پر نازل ہوا اور اوس نے کہا - تو دیکھتا ہے کہ اخی اب نے آپ کو میرے حضور کیونکر خاکسار بنایا ہے - اسلئے مین اوس کے ایام مین یہ بلا نہ بھیجون گا بلکہ اوس کے بیٹے کے ایام مین اوس کے گہرانے پر وہ بلا نازل کرون گا +

اب ان آیتون کے پڑھ لینے کے بعد یہ امر تو فیصل ہو گیا کہ اخی اب بت پرست نرہا تہا بلکہ وہ خدا پرست ہو چکا تہا اور خدا کے فرستادہ پر ایمان لا چکا تہا اب اس کے بعد معاً باب ۲۲ مین وہ مضمون ہے جو مینے اوپر درج کر دیا ہے اسکو پڑھ لینے کے بعد کوئی شبہ اس امر کا نہین رہ جاتا کہ وہ نبی بعل کے نبی . . . . . تھے تاہم مزید توضیح کے لئے مین سات دلائل پیش کرتا ہون جو ایک طالب صادق کی تسلی کا موجب ہو سکتے ہین -

چارسو نبی جن کا ذکر بائیبل کی کتاب سلاطین باب ۲۲ مین ہے - خدا کے نبی تھے نہ کہ بعل کے -

دلیل اوّل - ۱ سلاطین باب ۲۲ - آیت ۵ مین لکھا ہے

اور یہوسفط نے شاہ اسرائیل سے کہا۔ آج کے دن خداوند کی مرضی الہام سے دریافت کیجئے۔

تب شاہ اسرائیل نے اُن بوز نبیوں کو جو قریب چارسو کے تھے جمع کیا۔ اس آیت میں الفاظ

خداوند کی مرضی الہام سے دریافت

کرنے کے قابل غور ہیں۔ وہ چارسو نبی جو جمع کئے گئے تھے اسواسطے اُن کو بلایا گیا تھا۔ کہ خدا سے الہام پاکر اتنے کہ بعل پالسی اور بیت وغیرہ سے الہام پاکر بتائیں کہ اس مہم پر جانا مناسب ہے یا نہیں۔ عبرانی لفظ یوں ہیں۔

دراش ناکیوم ایت دبر یہوا

یعنے **یہوداہ** کا لفظ عبرانی زبان میں خدا کے سوائے کسی اور کے واسطے بولا نہیں جاتا۔

دلیل دوم۔ جب یہہ نبی جمع ہو چکے تو یہوسفط نے دریافت کیا کہ ان انبیاء کے سوائے **آیا یہوداہ کا کوئی اور نبی بھی ہے**۔ عبرانی الفاظ یوں ہیں۔ آیت ۷ ھا این فوہ نابیا لیھوہ اہ عود۔ کیا کوئی اور نبی بھی یہوداہ کا ہے۔ اس آیت سے بھی ظاہر ہے کہ وہ چارسو نبی یہوداہ کے تھے۔ ورنہ یہوسفط یوں کہتا۔ کہ کیا کوئی ایسا نبی بھی ہے جو یہوداہ کا ہو۔ برخلاف اسکے اُسنے یہہ کہا کہ کیا یہوداہ کا نبی کوئی اور بھی ہے۔

دلیل سوم۔ بعل کے نبی اور تھے اور اون کی تعداد چارسو پچاس لکھی ہے۔ یہہ چارسو نبی اور تھے اور وہ چارسو پچاس نبی اور تھے۔ اسکا ثبوت یہہ ہے بعل کے نبیوں کو کبھی کسی نے **یہوداہ کا نبی** نہیں کہا۔ بلکہ وہ سب بعل کے نبی کہلاتے تھے چنانچہ سلاطین باب ۱۸ میں جہاں انکا ذکر ہے انکو ہر جگہ بعل کا نبی کہہ کر پکارا گیا ہے اور کہیں انکو **یہوداہ** کا نبی کہہ کر نہیں پکارا گیا۔

دلیل چہارم۔ بعل کے نبی اپنی دعائیں بعل سے مانگتے تھے نہ کہ یہوداہ سے۔ چنانچہ ایلیا نبی کے ساتھہ دعا کی قبولیت میں انکا مقابلہ ہوا۔ وہ بعل سے دعا مانگتے تھے۔ اور ایلیا یہوداہ سے مانگتا تھا۔ آخری ایلیاء کو فتح ہوئی دیکھو سلاطین باب ۱۸۔ آیت ۲۰ سے ۴۰۔ چونکہ ۴۰۰ انبیاء زیر بحث نے یہوداہ سے دعا کی تھی اسواسطے وہ بعل کے نبی نہ تھے۔

دلیل پنجم۔ جب ایلیا کو قبولیت دعا میں مقابلہ کرنا پڑا تو اوسوقت اس نبی نے شہادت دی کہ بعل کے نبی صرف چارسو پچاس ہیں اور وے سب کے سب ایلیا کے مقابلہ میں کھڑے ہوئے تھے اُن ساڑہے چارسو کے سوا نے اور کوئی بعل کا نبی نہ تھا۔ اور جب ایلیاء کو قبولیت دعا میں فتح ہوئی تو بعل کے سب نبیوں کو قتل کر دیا گیا تھا۔ دیکھو آیت ۴۰ ایلیاء نے کہا بعل کے نبیوں کو پکڑ لو۔ کہ اُن میں سے ایک بھی جانے نہ پائے۔ تب سو انہوں نے انہیں پکڑا۔ اور ایلیا ان کو وادی قیسون میں لایا۔ اور انہیں قتل کیا۔ اس آیت میں **ایک بھی** کا لفظ قابل غور ہے۔

دلیل ششم۔ بعل کے سب نبیوں کے قتل ہونے کا واقعہ ۹۰۶ قبل مسیح میں ہوا اور اسکے ٹہیک ۹ سال بعد یہوسفط نے یہوداہ کے چارسو انبیاء کو جمع کیا تہا۔ جب کہ بعل کے سب نبی قتل ہو چکے تھے تو اب یہہ نبی وہی بعل کے کس طرح ہو سکتے تھے۔

دلیل ہفتم۔ بعل کا لفظ یہوداہ کے بالمقابل ایک لفظ تہا۔ جو بعل کے پجاری اور نبی ہوا کرتے تھے وہ یہوداہ کا نام کبھی زبان پر نہ لاتے تھے۔ (دیکھو کتاب انسکلو پیڈیا جیواش سلیگا ردلیف بعل و پرافٹ) لیکن ان چارسو انبیاء نے یہوداہ کا نام لیا اور بعل کا نام ہرگز نہ لیا۔

صلح کل کی پالیسی کے حامیوں کا شیوہ

مولوی انشاء اللہ صاحب ان لوگوں میں سے ہیں جو مسلمانوں میں صلح کل کی پالیسی کے پیرو کہلاتے ہیں آپ کا یہ دعویٰ ہے کہ آپ مسلمانوں کے مختلف فرقوں کی نزاعوں کو دور کرکے ان میں اتفاق قایم کرنا چاہتے ہیں آپ کی اس صلح کل کی پالیسی کی حقیقت اسوقت معلوم ہو جاتی ہے جب واقعی آپ کو کسی کو معاملہ کرنا پڑے۔ آپ کے نزدیک صلح کل کی پالیسی کا مطلب یہ معلوم ہوتا ہے کہ دوسروں کو جو جی چاہے کہتے ہی جاویں اور ساتہہ ساتہہ یہ لفظ بڑہاتے جاویں کہ ہم مباحثہ اور مناقشہ سے پرہیز کرتے ہیں اور کسیکو کچھہ کہنا نہیں چاہتے۔ چنانچہ اس تحریک کے ذریعہ سے جو پچھلے دنوں میں ہوئی* اگر اور کچھہ فائدہ نہیں ہوا تو یہ ضرور ہوا ہے کہ آپ کے اصل خیالات ظاہر ہو گئے۔ میرے جوش میں آنے پر مولویصاحب بہت زور دے رہے ہیں۔ مگر میں تو آپ جیسی صلح کل کی پالیسی کا قایل نہیں جو میں اس سے انکار کردوں۔ مجھے اللہ تعالےٰ نے انسان بنایا ہے اور مجھے اوسنے حق کے لئے جوش بھی دیا ہے اور حق کے لئے غیرت بھی دی ہے ہان اگر انکا استعمال غیر محل پر ہو۔ تو قابل اعتراض ہے۔ افسوس تو یہ ہے کہ آپ دعوے کرکے اپنی پالیسی کو نباہ نہیں سکتے۔

اور میں بفضل خدا نباہ سکتا ہوں۔ میں اسبات کو مانتا ہوں کہ اسلام نے ایک اخوت قایم کی ہے۔ مگر اسلام کا یہ منشاء ہرگز نہیں جیسا آپ کا خیال پایا جاتا ہے کہ دوسرے لوگوں پر تو ہم بلاوجہ ہی غیظ و غضب نکال لیا کریں۔ اور مسلمانوں کو کلمہ حق بھی نہ کہیں۔ اصل اسلامی اخوت کی یہ ہے کہ جب انسان صحیح معنوں میں مسلم ہوتا ہے۔ یعنی ان معنوں میں جو مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ

المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ اور لایؤمن احدکم حتّٰی یحب لاخیہ ما یحب لنفسہ

تو ایسے مسلمان جو ایک دوسرے کے حقوق کی پوری نگہداشت کرنے والے ہیں ان میں خود ہی ایک سچی اخوت اور محبت جو محض للہ ہوتی ہے پیدا ہو جاتی ہے۔ مگر اس اخوت کے علاوہ اسلام عام انسانی ہمدردی کے لئے بھی ویسی ہی تاکید فرماتا ہے۔ پس ایک سچے مسلمان کو نفرت غیر لوگوں سے نہیں کرنی چاہئے بلکہ ان میں جو غلط عقیدے یا بری باتیں پائی جاتی ہوں ان سے نفرت کرنی چاہئے۔ جو شخص اس طرح کی نفرت کرتا ہے وہ حق پر ہے۔ بلکہ جو شخص [illegible] غلط عقیدہ سے یا برے کام سے نفرت نہیں رکہتا وہ خود سخت گنہگار ہے۔ اس قسم کی صلح کل کی پالیسی تو اسلام سکہاتا ہے مگر جن معنوں میں آپ صلح کل کے حامی بننا چاہتے ہیں وہ صحیح نہیں ہے۔ کہ مسلمانوں کو کچھہ نہ کہا جائے اور غیر مسلمین پر سارا جوش نکالا جاوے خواہ مسلمان ان سے بڑھ کر بدکاریوں میں مبتلا اور غلط خیالات میں پھنسے ہوئے ہوں۔ آپ کے نزدیک تو چور اور ڈاکو مسلمان بھی پھر قابل عزت بھی ہونگے اور ان کو کچھہ کہنا آپ بُرا جانتے ہونگے اور اس غصہ کو کسی بھلے مانس غیر مسلم پر نکال لیتے ہونگے۔ آپ کو جوش بھی آیا ہے اور آپ کی قلم بیراخبار میں کچھہ نہ کچھہ حملہ کرنے سے رک بھی نہیں سکتی۔ اور ساتھہ ہی آپ یہ بھی کہتے جاتے ہیں کہ آپ اس بحث کو لمبا کرنا نہیں چاہتے آپ یہ فرمایئے کہ ۹۔ مارچ کے پرچہ میں آپ نے دل کہول کر سب کچھہ نہ لکھہ لیا تہا جو آپ نے ۱۶۔ مارچ کے پرچے میں تیز قلمی سے پھر حملے کئے۔ اور بار بار مجھے متلوّن لکہا۔ اور پھر آپ نے ناحق یہ واویلا کیا کہ گویا ہم آپ کے ہزاروں روپیے اعانت کے کہا گئے ہیں۔ قبل اسکے جو مینے ایک حرف بھی لکہا ہو۔ آپ نے یہ سب ذاتی حملے کئے۔ اور جب مینے ۲۰ مارچ کے پرچہ

میں جو آپ کے ۱۶ مارچ کے پرچے سے پہلے لکہا جا چکا تہا۔ آپ کو یہ توجہ دلائی کہ آپ قربانی کی منسوخی کی تجویز کرکے اور اپنی طرف سے صحیح معنوں میں ایک بدعت کو اسلام میں قایم کرکے اور سود کے جواز کے قایل ہو کر بھی حنفی المذہب رہتے ہیں اور متفق علیہ عقاید سے خارج نہیں ہوتے تو یہ کہنے والا کہ اسلام کے اندر اس زمانہ میں بھی وہی برکات موجود ہیں جو ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت میں تہیں۔ کیونکر کافر ہو گیا۔ تو آپ اسکو ذاتی حملہ بتاتے ہیں۔ شاید آپ کے نزدیک ذاتی حملے کے معنے کوئی الگ ہیں۔ مولوی صاحب ذاتی حملہ سے مراد ہے کسی کی ذات پر حملہ کرنا جیسا کہ آپنے مجھہ پر حملہ کیا اور بار بار متلوّن مزاجی کا فتویٰ دیا۔ اور یہ جو مینے اعتراض کیا تہا اسکو ذاتی حملہ نہیں کہتے بیشک آپ کسی اور سے جو ہمارا مخالف ہو دریافت کر لیں اگر اسکو بھی ذاتی حملہ کہنا بجا ہے تو پھر تو ہم کسی کے غلط عقیدہ پر اعتراض ہی نہیں کر سکتے۔ بھلا آپ جو فرماتے ہیں کہ مینے جوش سے بھر کر لکہا ہے اور آپکا اپنی تحریر کی نسبت یہ دعویٰ ہے کہ آپ ٹھنڈے دل سے لکہہ رہے ہیں اور صلح کل کی پالیسی کو مد نظر رکھکر لکہہ رہے ہیں ذرا غور فرمایئے کہ مینے جو کچھہ لکہا تہا یاد دلانے کو لکہا تہا آپ نے اب اخبار میں اسقدر باتیں لکہیں مگر کیا میری کسی بات کا جواب دیا قربانی کے ذکر کو آپ ایسا کہا گئے کہ اعتراض کا ذکر کرکے جواب کا نام تک بھی نہیں لیا انصاف یہ ہے کہ اگر قربانی کے متعلق جو نیا خیال آپ پیش کرتے ہیں۔ اور جو میرے نزدیک واقعی بدعت ہے یہی عقیدہ اسلامی ثابت ہو۔ اور قرآن شریف حدیث صحیح اور تعامل اسکو صحیح بتائیں تو آپ سچے رہے اور اگر اس کے برخلاف ثابت ہو۔ اور آپکا یہ خیال جسکی تحریک اپنے اخبار میں کر رہے ہیں بدعت ثابت ہو تو آپ کو چاہئے کہ چونکہ آپ ہی متفق علیہ عقاید کے دائرہ سے خارج ہو گئے اسلئے جو مسلمانوں کی جیبوں سے آپ طالب علموں کو پرچے دینے کے لئے پیسے وصول کر رہے ہیں انکو فی الفور واپس کریں۔ اب میں بھی آپکی ایمانداری کو دیکھوں گا کہ آیا متفق علیہ عقاید سے خارج ہونیکا فتویٰ لگانا محض ایک ڈھکوسلہ ہے یا واقعی آپکے نزدیک کچھہ حقیقت بھی رکہتا ہے اور میری بات کو تو آپ نہیں مانتے حنفی المذہب علماء سے ایک فتویٰ اس بارہ میں حاصل کریں اور پھر اسکو اپنے اخبار میں شائع کریں [illegible] طلب کریں۔ اور پھر [illegible] آپکے ساتھہ ملتا ہے۔ اور آپکی نیک نیتی کا بھی اندازہ لگ جاویگا کیونکہ آپکو یہ ہرگز جائز نہیں اور ایمانداری سے بعید ہے کہ آپ ایسے عقیدوں کے پہیلانیکے لئے امدادی روپیہ مسلمانوں سے حاصل کریں جو جمہور اہل اسلام کے نزدیک جہوٹے اور خلاف سنت عقائد ہیں مجھے اس سے کوئی تعارض نہ ہوتا اور جو عقیدہ آپ چاہتے پہیلاتے اور جسکا جی چاہتا آپکو ان عقاید کے پھیلانے میں مدد دیتا مگر اب تو میں آپکی اس نیک نیتی کو دیکھنا چاہتا ہوں جسکا آپکو دعویٰ ہے کیونکہ آپنے اس تجویز کو اسلئے رد کیا کہ آپکے مفروضہ عقاید متفق کے خلاف ہم لکہنا چاہتے تہے۔ حالانکہ اسپر اتفاق صلحاء امت

* اس مضمون کے لکھنے کی تحریک وطن کے تازہ پرچہ ۲۰۔ مارچ سے ہوئی ہے۔

کبھی نہیں ہوا۔

دوسرا مسئلہ سود کا ہے جسپر مینے اعتراض کیا تہا۔ مولوی انشاء اللہ آپنے شاید یہ سمجھ لیا ہے کہ مینے بلا تحقیق ہی اس مسئلہ پر قلم اٹھائی۔ مینے تو پہلے ہی لکھا تہا یعنی رسالہ مین جس موقعہ کا آپ حوالہ دیتے ہین اسکی عبارت یہ ہے کہ "مینے سنا ہے کہ آپ سر سید احمد خان کی طرز پر سود کو بھی جایز قرار دیتے ہین۔" آپنے بجائے اسکے کہ اصل اعتراض کی طرف رجوع کرکے اسکا جواب لکھتے یا انکار کرتے کہ مین سر سید احمد خان کی طرز پر سود کو جایز قرار نہین دیتا اور فقہ حنفی کے رنگ مین جایز قرار دیتا ہون میرے مضمون پر ایک فضول اعتراض کیا جو آپ اگر رسالہ ریویو کو پڑھ لیتے تو کبھی نہ کرتے مگر آپکو غرض اعتراض کرنے سے ہی تہی۔ آپ لکھتے ہین کہ مینے اردو رسالہ مین یوزری اور انٹرسٹ مین فرق نہین کیا۔ مین آپکو بتاؤن کہ آپ مہربانی کرکے میرے مضمون سود کا پہلا صفحہ جو رسالہ فروری کے شروع مین ہی ہے پڑھ لین تاکہ آپ کو اس فرق کی حقیقت معلوم ہو جائے۔ آپ مجھے درمختار کا حوالہ دیتے ہین آپ کی مہربانی کرکے درمختار مین سے وہ موقع نکال کر دکہائیے جہان لکھا ہو کہ ہماری شرح سود ناجایز ہے اور بنکی شرح سود جسکو آپ عیسائیون کے پیچھے چلکر انٹرسٹ سے تعبیر کرکے جائز کرنا چاہتے ہین جائز ہے۔ اور یہ بھی دکھا دیجئے کہ وہان تجارتی اور بنکی سود کے کون کونسے احکام لکھے ہوئے ہین چونکہ آپنے درمختار کو ضرور پڑھا ہوگا اسلئے امید ہے آپ میری اس مشکل کو حل کر دین گے کیونکہ مجھے فقہ حنفی مین کوئی ایسا باب نہین ملا جہان ہماری شرح سود اور بنکی شرح سود یا یوزری اور انٹرسٹ مین فرق کیا گیا ہو۔ یہ ایجاد ہے عیسائیون کی اور انکے پیچھے چلکر سر سید احمد خان نے بھی اسکو قبول کیا اور اب آپ آنکھین بند کرکے سر سید کے پیچھے چل رہے ہین۔

یہ آپکا متفقہ عقاید سے دوسرا اختلاف ہے جسکا دعوٰے آپ انکار مین کرتے ہین۔ مینے آپکو لکھا تہا کہ آپ سر سید احمد خان کی طرز پر سود کو جایز قرار دیتے ہین۔ آپ ہی فرمائیے کہ سر سید احمد خان نے فقہ حنفی کے پیچھے چلکر سود کو جایز قرار دیا ہے؟ اس کر یہ تو معلوم ہو گیا کہ آپنے اس مسئلہ مین کسقدر تحقیق کی ہے۔ اور انہین بے بنیاد خیالات پر آپ انٹرسٹ یعنی بنکے سود یا تجارتی اور بنکی سود کے جواز کا فتوی دیتے ہین۔ آپنے تو فقہ حنفی پڑھی ہوئی ہوگی پھر یہ آپ کو کہان سے خیال پیدا ہوا کہ فقہ حنفی مین بنکے سود کو جائز قرار دیا گیا ہے۔ آپ ذرا غور سے دوبارہ فقہ حنفی کو ملاحظہ فرماوین کیونکہ جہانتک مین سمجھتا ہون وہان تو دار الحرب اور دار الاسلام کی بنا پر جواز یا عدم جواز کا فتوی دیا گیا ہے۔ پس آپ صاف الفاظ مین یہ کہین کہ آپ سر سید احمد خان کی طرح بنکے سود کو قرار نہین دیتے یعنی ہماری شرح سود کو ناجایز اور بنکی شرح سود کو جائز بلکہ حنفی رنگ مین ہندوستان مین سود کو جائز قرار دیتے ہین۔ یعنے ہندوستان کو دار الحرب مان کر۔ مگر یہ آپ ہرگز نہ کہین گے۔ کیونکہ اگر آپ کے نزدیک بھی ہندوستان دار الحرب ہے جیسا کہ بعض دوسرے حنفیون کے نزدیک ہے جن مین سے مولوی محمد حسن صاحب بھی ہین جنکی کتاب کے دلایل مین نقل بھی کر چکا ہون تو پھر کھلم کھلا اسکا اعلان کیجئے جیسا مولوی محمد حسن نے جو حنفی المذہب ہین کیا تہا۔ اور یہ بھی اعلان کر دیجئے کہ آپ کے نزدیک ہندوستان مین قمار بازی بھی جایز ہے اور غیر مسلمون کا مال چرا لینا یا بد دیانتی سے انکا مال وصول کر لینا بھی جایز ہے۔ یا اگر یہ باتین جایز نہ ہون تو پھر آپ اس امر کی تشریح فرمائیے کہ کیون جائز نہین کیونکہ مولوی محمد حسن اپنی کتاب ردعن الربی فی حقیقۃ الربا مین لکھتے ہین کہ فقہ حنفی کے رو سے دار الحرب مین ناجایز طریقون سے کفار کا مال لے لینا جایز ہے۔ بہرحال یہ سب باتین تشریح طلب ہین۔ یعنی یا تو آپ جواز سود کا فتوی سر سید احمد خان کی طرز پر دیتے ہین اور اس صورت مین آپ حنفی المذہب نہ رہے بلکہ نیچری بن گئے۔ اور یا فقہ حنفی کی رو سے ہندوستان کو دار الحرب قرار دے کر سود جایز قرار دیتے ہین تو اس صورت مین دوسرے حنفی علما کی طرح اپنے اخبار وطن کے ذریعہ جو مدعی اصلاح ہے یہ اعلان کر دیجئے کہ ہندوستان مین قمار بازی بھی جایز ہے۔ یا غیر مسلمون کا مال لینا بھی جایز ہے۔ . . . . . یہ ناراض ہونے کی باتین نہین اور نہ یہ ذاتی حملے ہین بلکہ ایک مسئلہ کے متعلق تحقیق ہے۔ آپ میرے دلایل کو فروری اور مارچ کے رسالون مین ملاحظہ فرماوین اور اپنے دلایل سے بھی مجھے مستفیض فرماوین تاکہ اگر ضرورت ہو تو مین اس مسئلہ پر کچھ اور بحث کرکے اسکو صاف کر دون۔ ہان جہان آپ اسقدر تشریح کرین گے اسبات کو بھول نہ جائین کہ حنفی دائرہ عقاید سے خارج ہو کر آپ کو قطعًا یہ حق نہین پہونچتا کہ آپ طلبا مین مفت اشاعت کے لئے لوگون سے امدادی چندے وصول کرین۔ آپ کا احمدی غیر احمدی کا جھگڑا تو الگ رہا اب اسکا بھی فیصلہ کیجئے کہ ایسے باطل عقیدے رکھکر اور پھیلا کر آپ کو کیا حق پہونچتا ہے کہ آپ مفت اشاعت کے لئے امدادی چندے لین۔ اور مسلمانون کے رہے سہے عقاید کو تباہ کرین۔ سچ ہے آپ پر اگر انکا افسوس ہے تو یہ ہے کہ آپ ہر پرچے مین غیر احمدیون کی اعانت کا ذکر کرتے ہین اور میرے خطوط کو چھاپتے نہین۔ آپ تو مسلمانون کو بلا وجہ شکایت کا موقع نہین دینا چاہئے اور آپ ایسی بات کر رہے ہین جو اخبار نویسی کے اصول کے خلاف ہے اور اگر کوئی ہندو یا عیسائی اخبار نویس بھی ہوتا تو وہ ایسی تحریر کو شائع کرنے سے انکار نہ کرتا کیونکہ آپنے ایک غلط فہمی پھیلائی۔ اسکے ازالہ کیلئے مینے خط لکھا مگر آپ اسکو اخبار مین درج کرنے سے ڈرتے ہین کہ اس سے آپ کی کسی بات کی حقیقت کھلتی ہے۔ آپ نہ صرف میرے خط کو ہی شائع نہین کرتے بلکہ ہر اخبار مین نیش زنی بھی کر بیٹھتے ہین۔ کیا یہ آپ کی انصاف پسندی ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ آپ جیسے آدمیون سے لین دین کا معاملہ نہین پڑا۔ ورنہ آپ کی اس طبیعت کے اور اور پہلو بھی دیکھنے پڑتے۔ مولوی انشاء اللہ صاحب ہم آپکے غیر احمدی دوستون کے پیسون کو پہلے ہی برہ راست لینا نہ چاہتے تھے اور شروع مین ہی آپ کو لکھ دیا گیا تہا کہ اعانت کے چندے آپکے پاس ہی جمع ہون اور ہمارے پاس کوئی نہ بھیجے اور وہ خط آپکے اخبار مین چھپ بھی چکا ہے اور آپ نے خود بھی ہی اعلان کیا تہا کہ لوگ چندے آپکے پاس ہی بھیجین مگر آپنے ۹۔ مارچ کو اخبار مین لکھدیا کہ بہت سے چندے براہ راست قادیان پہونچ چکے ہین۔ اسکے جواب مین آپ کو خط لکھا گیا جسکے چھپنے سے غلط فہمی رفع ہو سکتی تہی مگر آپنے اسکو چھاپنے کے بجائے دبا رکہا ہے اور ہر اخبار مین کچھ نہ کچھ نیش زنی کرتے چلے جاتے ہین۔ کیا یہ ایمانداری ہے آپ میرے خط کو چھاپ دین اور مین ان لوگون کو ایک ایک پیسہ دیدون گا جو واپس مانگین گے۔ شیخ عمر بخش صاحب کا ذکر آپنے تو اتنی دفعہ کیا مگر شیخصاحب موصوف نے ابتک ایک خط بھی نہین لکھا جس مین انہون نے چندہ واپس طلب کیا ہو۔ آپ ان سے ایک خط لکھوا دین تو مین انکا روپیہ واپس بھیجدونگا[*] یا کم از کم انکی طرف سے وکالت نامہ لیکر آپ خود ہی لکھدین . . . . . آپ لکھتے ہین کہ شیخ عمر بخش صاحب اور شیخ گلاب دین صاحبان وکلاء کے نام "شکر" مولوی محمد علی صاحب نے جواب تو دیا مگر کھسیانے ہو کر قدرے ترشروئی کے ساتھ۔" آپ مہربانی کرکے وہ میرا خط چھاپ دیوین تاکہ لوگون کو معلوم ہو جاوے کہ واقعی آپ سچ لکھ رہے ہین یا معمولی اخباری رنگ کی یہ بھی ایک نیش زنی ہے۔ اب آپنے شیخ عمر بخش صاحب کے متعلق تو لکھدیا کہ خواجہ کمال الدین صاحب کی تحریک پر انہون نے نہین بھیجا مگر شیخ گلاب دین صاحب کے متعلق کیون نہ لکھا اور ان دوستون کے نام آپ کیون نہین لکھتے جنہون نے اس غلط فہمی کے نیچے قادیان مین اعانت کا روپیہ بھیجا ہے کہ رسالہ کی ترتیب بدل گئی ہے۔ آخر دشمنی مین حد سے بڑھنا نہین چاہئے موہنہ سے تو آپ اب بھی صلح کل ہونا ظاہر کر رہے ہین اور عملی رنگ مین آپ کا عناد حد سے گذرا ہوا ہے۔ آپ غلط فہمیون پر غلط فہمیان پھیلا رہے ہین اور اصل خطوط کو جو مینے بھیجے ہین شائع نہین کرتے۔ اگر کسی شخص نے آپ کی تحریک پر روپیہ بھیجا ہو وہ واپس لیوے۔ معلوم نہین آپکو پرچوں خطوط کا جواب کیا ملا جو آپ نے لکھے تھے۔ مینے ایک وقت تو آپ کے ساتھ معاملہ کو حسن ظن پر محمول کرکے اچھا سمجھا تہا مگر اب آپکے ساتھ معاملہ کرنے سے بہت ڈرتا ہون۔ یہان تک کہ ایک شخص نے جس نے اردو رسالہ منگوایا تہا اسکے لکھنے پر اردو رسالہ کی قیمت بھی واپس کر دی ہے حالانکہ آپ خوب جانتے ہین اور آپ نے خود اپنے ہاتھون سے اپنے خط مین لکھا ہوا ہے کہ اردو رسالہ سے اس تجویز کو کوئی تعلق نہ ہوگا۔ مگر جب آپ کی انصاف پسندی اور حق طلبی کے دیکھنے کا وقت آیا تو آپ اس شہادت حقہ کو بھی ادا نہین کر سکتے۔ بہرحال ہم جو کچھ آیا ہے سب کچھ واپس دیدین گے بشرطیکہ وہ صاحب جو لینا چاہتے ہین خود لکھین یا آپ کو اپنا وکیل کر دیں۔ مینے یہ بیشک لکھا تہا کہ آپ دل کھول کر مخالفت کرین آپ اسکو جوش ناحق سمجھتے ہین مگر یہ سچا جوش ہے۔ کیونکہ میرا دل اس ایمان سے بھرا ہوا ہے کہ اگر ساری دنیا بھی ملکر مخالفت کرے تو بھی اس سلسلہ کا بال بیکا نہین ہو سکتا اور کوئی شخص کچھ نہین بگاڑ سکتا ہے۔ اچھا ہوا آپ بھی اپنے دل کا ولولہ نکال لین آپنے میرے خط مندرجہ الحکم پر ایک نکتہ چینی بھی کی ہے کہ مینے لکھ دیا ہے کہ سردار محمد عجب خانصاحب کہتے ہین کہ جسقدر روپیہ واپس گیا ہے اس سب کو وہ پورا کر دین گے۔ حالانکہ خانصاحب کے خط کے یہ لفظ ہین کہ وہ کل یا جزو رقم مذکور روانہ کرنے کی سعی کرینگے۔ اس سے آپ کو یہ حملہ کرنیکا موقعہ ملا ہے کہ مین گویا اسقدر جاہل ہون کہ صاف الفاظ کے معنے بھی نہین سمجھتا۔ چنانچہ آپ لکھتے ہین کہ "ہمارے فاضل دوست شاید جزو کو بھی کل کا ہی مرادف سمجھے ہوئے ہین اور سعی اور حتمی اور پختہ اقرار مین کچھ فرق نہین سمجھتے جہان روشنی اس کمال کو پہونچ چکی ہو وہان سے غریب دنیادار کب ادراک سکتے ہین"۔ کیون صاحب آپ تو جوش مین نہین آئے۔ سبحان اللہ کس بات سے کیا نتیجہ نکالا ہے۔ شاید اگر جوش مین آتے تو کیسے عجیب نتیجہ پر پہونچتے۔ وہ شاید کسی دوسرے موقعہ پر بتا دین گے۔ اسکی بجائے تو اگر آپ یہ لکھ دیتے کہ ایسے جاہلون کے مضامین اسلام پر کس کام کے ہو سکتے ہین تو میری ہی آرزو پوری ہو جاتی۔ مولویصاحب! اصل بات یہ ہے کہ مین ان لفظون کے معنے تو سمجھتا تہا مگر تجربہ نے بتا دیا ہے کہ جہان آپ جیسے لوگ حتمی وعدہ کرنیوالے بھی ہون تو اسکو وعدہ نہین سمجھنا چاہئے اور جہان سردار عجب خان صاحب جیسے پرجوش مخلص سعی کا لفظ بھی لکھین تو اسکو حتمی وعدہ کے برابر سمجھنا چاہئے مین کیا کرون یہ میری سمجھ کا قصور نہین بلکہ تجربہ نے یہ بتا دیا ہے۔ باقی رہا جزو اور کل کا جھگڑا۔ سو آپ کو جزو پر اتنا زور دینے کی کیا ضرورت تھی کل کا لفظ بھی تو موجود ہے۔ مجھے اس جماعت کے پرجوش مخلصین کا تجربہ ہے اسنے مجھے یہی ہدایت کی کہ یہ لوگ ایسے ہین کہ دو باتون مین سے جو وہ کر سکتے ہین زیادہ نیکی اور ثواب کی بات کو اختیار کرتے ہین۔ اور جوش اور اخلاص تو انکے خط سے ہی ظاہر ہے۔ شاید اگر آپ توجہ فرماتے تو کوئی لفظ اسکے بھی خلاف نکال لیتے لیجئے اب مین آپ کو اس تجربہ کی صداقت مین یہ خوشخبری بھی کسیدن سنا دونگا کہ کل روپیہ جو آپ کی تحریک پر غیر احمدی احباب نے واپس لیا وہ سردار محمد عجب خانصاحب نے ادا کر دیا۔ بالفعل چونکہ صرف قریبًا عہ کی رقم کی واپسی کی درخواست آئی ہے یہ قلیل رقم مجھے سردار صاحب موصوف سے مانگتے ہوئے بھی شرم آتی ہے ہان آپ کی تحریک پر جب کوئی معقول رقم آپکے دوست واپس لے لین گے تو پھر مین سردار صاحب کو اطلاع دونگا۔ آپ جو نتیجہ چاہین نکال لین اس سے مجھے غرض نہین مگر اسکو میری جہالت کے ثبوت مین پیش کرنا فضول ہے۔ مین عملی طور پر آپ کو دکھا دونگا کہ یہی نتیجہ صحیح ہے۔ آپ بھی سچے ہین کہ آپنے کسی سے ایسا اخلاص اور دین اسلام کا ایسا سچا جوش نہین دیکھا اور مین سچا ہون کہ مینے اپنی آنکھون سے وہ نظیرین دیکھی ہین جو قرون اولی کے مسلمانون مین پائی جاتی ہین۔ اب مین آپ سے رخصت ہوتا ہون اگر آپ نے ذاتی بحث کو چھوڑ کر عقاید کی بحث پر قلم اٹھائی تو مین آپکا نہایت مشکور ہونگا کیونکہ کم از کم یہ دو مسایل تو صاف ہو جاوین گے یعنی ایک قربانی کی منسوخی کا مسئلہ اور دوسرا

[*] وطن کے زیادہ اصرار پر جلد ہی مینے شیخصاحب کا روپیہ بلا درخواست ہی واپس کر دیا ہے - محمد علی

مایکون لی ان اقول ما لیس لی بحق ان کنت قلتہ فقد علمتہ تعلم ما فی نفسی ولا اعلم ما فی نفسک انک انت علام الغیوب ما قلت لہم الا ما امرتنی بہ ان اعبدوا اللہ ربی و ربکم وکنت علیہم شہیدا ما دمت فیہم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم وانت علی کل شیء شہید۔

ترجمہ اور جب فرمایا اللہ تعالے نے اے عیسے ابن مریم کیا تو نے لوگون کو یہ کہا تہا کہ مجہکو اور میری مان کو اللہ کے سوا معبود بنالو عیسیٰ نے عرض کیا الہیٰ تو پاک ہے جو حق کہ مجہکو نہین پہنچتا مین کب اوسکو اپنے لئے روا رکھ سکتا ہون اگر مینے یہ کہا ہوگا تو الہیٰ تجہکو خوب روشن ہے تو میری باتون سے واقف ہے اور مین تیرے اسرار سے واقف نہین تو عالم الغیب ہے مینے تو ان لوگون کو وہی کہا تھا جو تو نے مجہ کو حکم دیا تہا کہ اوس اللہ کی عبادت کرو جو میرا اور تمہارا رب ہے اور جب تک مین اون مین رہا اس تعلیم کا نگہبان رہا اور جب الہیٰ تو نے مجہکو وفات دیدی تو اوسوقت کی تجہکو خبر ہے اور تو ہر ایک چیز سے واقف اور حاضر ناظر ہے اب اگر یہ مانا جائے کہ یہ واقعہ قیامت کا ہے تو قیامت کے دن حضرت عیسیٰ کا کہنا کہ جب تو نے مجہکو وفات دیدی تو اوسوقت کی تجہکو خبر ہے مجہکو کیا معلوم ہے کہ ان لوگون نے میرے بعد کیا کیا اسحالت مین کہ حضرت عیسےؑ کے دوبارہ آکر چالیس برس دنیا مین رہنے اور نصاریٰ سے جہاد کرنے کا عقیدہ سچ مان لیا جائے یہ اعلے درجہ کا سفید جہوٹ ہوجائیگا کیونکہ سورون کے مارنے دجال کے قتل کرنے شریعت محمدی مین اصلاح کرکے جزیہ قبول نہ کرنے اور نصاریٰ کو تہ تیغ کرنے کے تمام واقعات سے انکار کرنا اور یہ کہنا کہ مجہکو نصاریٰ کے شرک اور اونکی حالت کی خبر ہی نہین اگر جہوٹ نہین تو اور کیا ہے سارے فاسد اعتقاد نے ضدی مزاج لوگون سے کیا کیا یہود و نصاریٰ کے سے کام کرا ڈالے۔ آیت انی متوفیک ورافعک الی مین تقدیم و تاخیر کرائی۔ توفی کے وہ معنے کرائے کہ جن معنون مین کبہی کسی جگہ یہ لفظ مستعمل ہی نہین ہوا۔ حضرت عیسے علیہ السلام اتنے بڑے برگزیدہ اور خدا کے صادق نبی کو جہوٹا اونہون نے ثابت کیا۔ شریعت محمدی کو قابل ترمیم و تنسیخ اونہون نے ٹہرایا آیت منہا خلقناکم وفیہا نعیدکم کے خلاف حضرت عیسے کو آسمان پر انہون نے جا بٹہایا آیت قد خلت من قبلہ الرسل پر صحابہ کے اجماع کو انہون نے نہ مانا۔ حضرت ابن عباس جیسے جلیل القدر صحابی کے قول کو انہون نے حقارت سے رد کردیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شب معراج کی گواہی کو انہون نے نہ مانا۔ مسیح موعود کی مخالفت مین خدا تعالے کے اس فرمان پر اونہون نے مطلق توجہ نکی

لا یجرمنکم شنان قوم علی ان لا تعدلوا اعدلوا۔ اب جو شخص خدا اور اوس کے رسول اور صحابہ کسی کے قول کو نہین مانتا اوسکو خدا ہی سمجہائیگا یا یون کہو کہ خدا ہی سمجہے گا پہر معترض صاحب سورہ نساء کی آیت وقولہم انا قتلنا المسیح عیسی ابن مریم رسول اللہ الخ کو لکہتے ہین اور خاک نہین سمجہتے حالانکہ خدا تعالے صاف فرماتا ہے کہ یہود کا یہ قول کہ ہم نے اس مسیح کو قتل کردیا جو رسول بنا پھرتا تھا خدا تعالے فرماتا ہے کہ درحقیقت یہود نے مسیح کو قتل نہین کیا اور نہ پہانسی دیا بلکہ یہ خیال اون کے دلون مین شبہ کے طور پر ہے یقینی نہین اور خدا تعالیٰ نے آپ ہی اون کو شبہ مین ڈالدیا ہے تا اون کی بیوقوفی اور اپنی قادریت اون پر ظاہر کرے اور پہر فرمایا کہ وہ لوگ جو اس شک مین پڑے ہوئے ہین کہ شاید مسیح پہانسی ہی مرگیا ہو اون کے پاس کوئی قطعی اور یقینی دلیل اسبات پر نہین صرف ایک ظن کی پیروی کررہے ہین اور وہ خوب جانتے ہین کہ اون مین یقینی طور پر اسبات کا علم نہین کہ مسیح پہانسی دیا گیا بلکہ یقینی امر یہ ہے کہ وہ فوت ہوگیا اور اپنی طبعی موت سے مرا اور خدا تعالے نے اوسکو راستبازبندون کی طرح اپنی طرف اوٹہالیا اور خدا عزیز ہے اون کو عزت دیتا ہے جو اوسکے ہو رہتے ہین اور حکیم ہے اپنی حکمتون سے اون کو فائدہ پونہچاتا ہے جو اوس پر توکل کرتے ہین۔ پہر فرمایا کہ کوئی اہل کتاب مین سے ایسا نہین جو ہمارے اس بیان مذکورہ بالا پر جو ہم نے اہل کتاب کے خیالات کی نسبت ظاہر کیا ہے ایمان نہ رکہتا ہو قبل اسکے جو وہ اس حقیقت پر ایمان لاوے کہ مسیح اپنی طبعی موت سے مرگیا۔ اگر کوئی ایسی صراحتون پر بہی نہ سمجہے تو اوسکو خدا سمجہے۔ اللہ تعالے نے بڑی وضاحت سے ثابت کیا ہے کہ وہ اپنی موت سے مرے۔ اور اسمین کوئی جگہ شک کی نہین ہے مگر معترض کی سمجہ مین کسی طرح نہین آتا۔ اسکے آگے چند فقرات ایسے ہین کہ اون کا کافی جواب ہم دے چکے ہین پہر آپ لکہتے ہین "اسپر تمام مسلمانون کا چودہ سو برس سے آجتک اتفاق ہے کہ اونکو وفات دنیاوی ہوئی نہ وفات موت" ناظرین ہمارے نجیب آبادی مولویصاحب کے اس ہشت پہلو فقرہ کو تو ملاحظہ فرمائے کہ "اون کو وفات دنیاوی ہوئی نہ وفات موت" وفات دنیاوی اور وفات موت کی انوکہی اصطلاحون کے معنی اگر معترض صاحب نے اپنے ذہن مین کچہہ سمجہہ بہی رکہے ہون تاہم یہ فقرہ آتش کے اس شعر کا مصداق ہے ؎

سمجہہ لیتے ہین مطلب اپنے اپنے طور پر سامع
اثر رکہتی ہے آتش کی غزل مجذوب کی بڑ کا

لہذا مجکو تو بڑی خوشی ہوئی کیونکہ میرے نزدیک زیادہ قریب الفہم یہ مطلب ہے کہ اون کو وفات دنیاوی تو حاصل ہوئی مگر وفات موت حاصل نہین ہوئی سو وفات موت کچہہ ہو اوس سے غرض کیا مگر وفات دنیاوی تو حاصل ہوئی یعنی جس طرح دنیا مین ہر شخص کی وفات ہوتی ہے اسی طرح مسیح کو بہی وفات حاصل ہوئی۔ رہی مسلمانون کے اتفاق کی بات سو سنئے۔ بعد وفات جناب سرور کائنات صلعم کے سب سے پہلا اجماع صحابہ کا اسی وفات مسیح پر ہوا ہے جس مین ہزارون نہین لاکہون اصحاب اور حضرت ابوبکر صدیقؓ و حضرت فاروق اعظمؓ و حضرت عثمان و حضرت علیؓ جلیل القدر اصحاب اور عشرہ مبشرہ سب شامل ہین۔ حضرت ابن عباس کی تفسیر موجود ہے جس کے آپ اقراری ہین۔ پہر امام مالک رحمۃ اللہ علیہ وفات مسیح کے قایل ہین۔ امام جبائی رحمۃ اللہ علیہ وفات مسیح کو بڑے شد و مد سے ثابت کرتے ہین۔ حافظ ابن القیم اور تمام معتزلہ وفات مسیح کے قایل۔ ابن حزم اور محی الدین ابن عربی اور امام شعرانی وغیرہ بزرگان ملت نے بہی وفات مسیح کا اقرار کیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا اتفاق بی تمیزہ کے وضو سے بہی زیادہ مضبوط ہے کہ کسی طرح ٹوٹتا ہی نہین یہ چودہ سو برس کا عجیب اتفاق ہے پہر آپ لکہتے ہین کہ "آپ اپنے اس نئے ثبوت کے مسئلہ کو کسی آیت حدیث سے ثابت کیجئے" سبحان اللہ نئے ثبوت کا مسئلہ کیا معقول نقرہ ہے۔ حضرت! آیتین تو پہلے لکہہ چکا ہون۔ حدیثین جسقدر چاہئین موجود ہین مگر مضمون کو مختصر کرنے کے لئے صرف اسقدر گذارش ہے کہ ایک معراج کی ہی حدیث کافی ہے۔ زیادہ شوق ہو تو مسک العارف ایک مختصر رسالہ ہے اوسکو ملاحظہ کیجئے جس مین مخدومنا مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب امروہوی المخاطب فاضل امروہوی نے چالیس حدیثین لکہی ہین پہر آپ لکہتے ہین "آپ اپنے ان سب دعوون کی ثبوت مین ایک حدیث دکہلاتے ہین جسمین رسول اللہ صلعم نے اپنی ازواج مطہرات سے فرمایا ہے کہ تم مین سے سب سے پہلے اوس کی وفات ہوگی جسکے ہاتہہ لمبے ہین۔ الخ" لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ اوّل تو سب دعوون سے اس حدیث کو تعلق کیا اور پہر یہ حدیث یا مثل اوس کے بہت سی احادیث اور آیات قرآنی صرف اسبات کے ثابت کرنے کے لئے بیان کیجاتی ہین کہ پیشگوئیون مین خدا اور اوس کے رسول نے اکثر استعارات سے کام لیا۔ معترض صاحب فرماتے ہین کہ سب دعوون کے ثبوت مین ایک ہی حدیث دکہلاتے ہین۔ پہر آپ گوہر افشانی کرتے ہین۔ کہ "جناب من یہان سے آپنے دیدہ و دانستہ حق کو چہپایا ہے یہ موقع ہی اس قسم کے بیان کا تہا کسی شخص سے کہدینا چاہئے کہ تو دس برس مین مریگا تو اوسکو اوسوقت سے دنیاوی زندگی متعفن ہوجائے گی" سبحان اللہ! آپکے اداے بیان کو تو دیکہئے زندگی متعفن ہونیکا محاورہ قابل تعریف ہے پہر کہتا ہون حدیث مین تو صاف موجود ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ سنکر تمام ازواج مطہرات نے اپنے ہاتہہ ناپنے شروع کئے اور ام المومنین سودہ رضی اللہ عنہا کے ہاتہ سب سے لمبے نکلے اور جب حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی وفات ہوئی تب یعنی جسوقت یہ پیشگوئی پوری ہوئی تو اس کے وقوع کے بعد یہ بات سمجہہ مین آئی کہ لمبے ہاتہون سے مراد سخاوت تہی تو اب یہ تو فرمائیے کہ حضرت زینبؓ کے انتقال کے وقت تک حضرت سودہ رضؓ کی زندگی بقول آپکے متعفن نہین ہوئی ہوگی ظاہر ہے کہ اگر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم لمبے ہاتہون کے معنی بتا دیتے کہ سخاوت ہین تو بجائے حضرت سودہؓ کے حضرت زینبؓ کی وہ حالت ہوتی جو نہ بتانے سے حضرت سودہؓ کی ہوئی۔ معترض کسی نہ کسی کی زندگی تو متعفن ہوئی ہے۔ پہر آپ کی اس فضول بے مزہ لمبی تقریر کا جو اس اعتراض کے تحت مین آپ نے فرمائی ہے نتیجہ ہی کیا ہوا۔ افسوس ایسی موٹی موٹی باتین بہی آپکی سمجہہ مین نہین آتین۔ دیکہا! یہ ہے نتیجہ امام وقت کی مخالفت کا۔ آپکے اعتراض کی تردید مین کیا اچہا نکتہ ہے۔ سخاوت ایک ایسی چیز ہے کہ سخی کو دوسرون کے مقابلہ مین اپنا سخی متیقن ہونا ضروری نہین۔ اگر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بجائے ہاتہون کے صاف سخاوت ہی فرما دیتے تو حضرت زینب کو قطعی طور سے اپنے پہلے مرنے کا پورا پورا یقین کبہی نہ ہوتا کیونکہ سخی کو اپنی سخاوت سب سے بڑہی ہوئی ہونے کا یقین ہونا مشکل ہے اور لمبے ہاتہون کے بیان سے حضرت سودہ رضؓ کو اپنی موت کے سب سے پہلے ہونے کا قطعی یقین ہوگیا تہا کیونکہ اون کے ہاتہون کا دوسری امہات المومنین سے لانبا ہونا مشتبہ امر نہ تہا۔ فتدبر۔ اسکے آگے جو کچہہ دور تک بیان کیا گیا ہے مین اسکو اسجگہ نقل کرتے ہوئے ڈرتا ہون کہ خدا تعالے کی شان مین ایسے گستاخانہ الفاظ کا نقل کرنا کہین گناہ نہ ہو (آجکل چونکہ خدا تعالیٰ کی قہری تجلیون کے ایام ہین اسلئے میرا ڈر حق بجانب ہی) علاوہ ازین یہ تمام فقرات اس قابل ہی نہین کہ ان کے جواب مین کچہہ لکہا جائے کیونکہ معترض نے ان کلمات مین یہودیون سے کامل مشابہت ہی نہین کی بلکہ کئی نمبر اون سے آگے بڑہ گئے ہین۔ لہذا حضرت عیسے علیہ السلام اور حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے یہودیون کو جو کچہہ جواب دیئے گئے ہین وہی ان کلمات کے جوابات ہوسکتے ہین۔ پہر آپ اس بات سے ناراضی ظاہر کرتے ہین کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ کے فرقہ اہلحدیث کو اور اس زمانہ کے فرقہ اہلحدیث کو کیون برا کہتے ہو اور اپنی راست پسندی اور سچائی پر گہمنڈ ظاہر کیا ہے مگر

کرتا ہون - جو مولوی محمد علی صاحب نے میرے پاس بہیجے ہین - جن لوگون نے اس راہ مین قدم اٹھایا ہے اللہ تعالےٰ انہین جزائے خیر دے اور دوسرون کو ان کی تقلید کی توفیق - چونکہ واپسی روپیہ کا ذمہ خانصاحب سردار محمد عجب خان صاحب کر چکے ہین اسلئے مین اپنے مکرم بہائی شیخ نور احمد صاحب پلیڈر کو توجہ دلاتا ہون کہ وہ ایک ہزار روپیہ جو واپسی کے لئے دینا چاہتے ہین اشاعت میگزین مین بہیجدین خواہ یکدم خواہ بتفاریق اور ایسا ہی منشی نذر علی صاحب بہی بیس روپیہ بہیجدین - چوہدری رستم علی صاحب فوراً سو روپیہ بہیجین جو انہون نے تجویز کیا ہے - پھر اسکا وہ اثر جو قوم پر پڑنے کو ہے وہ خود ظاہر ہو جاویگا -

(۱) از ایبٹ آباد - ۵ - اپریل ۱۹۰۶ء

مکرمی مخدومی مولوی محمد علی صاحب ایم اے زاد قدرہ - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - مینے تو خیال کیا تہا کہ وطن اور ریویو آف ریلیجنز کا آخری فیصلہ ہو کر بات رفت گذشت ہو گئی ہے اور الحمد للہ کہ ریویو آف ریلیجنز مین کسی قسم کی تبدیلی نہین ہوئی - مگر الحکم مین جو آپکی طرف سے چٹہیات شائع ہوتی رہی ہین ان سے معلوم ہوتا ہے کہ اڈیٹر وطن کو اس بات پر بڑا ناز ہے کہ اسکی تحریک سے لوگون نے ریویو آف ریلیجنز کی خریداری منظور کی - اور اب وہ معاہدہ کی تکمیل نہ پا جانیکی وجہ سے ایسے لوگون کا روپیہ واپس طلب کر رہا ہے - اور اس بارہ مین وقتاً فوقتاً آپ پر نیش زنی بہی کرتا ہے - چنانچہ الحکم مورخہ ۳۱ - مارچ ۱۹۰۶ء مین پہر آپکی چٹہی شائع ہوئی ہے - جس سے تمام حالات اچہی طرح سے ظاہر ہو رہے ہین + اس سے پہلے میرے دوست مخدومی سردار محمد عجب خانصاحب تحصیلدار توچی نے آپکو اطلاع دی ہے کہ وہ کل یا جزو روپیہ جو غیر احمدیون کیطرف سے وطن کی تحریک پر آپکے پاس پہونچا ہوا واپس ادا کر دینے کو تیار ہین - اور مجہے سردار صاحب موصوف کی غیرت سے یہہ امر بعید معلوم نہین ہوتا ہے - بلکہ خداوند تعالےٰ نے اس سلسلہ کی تائید کا انکو خاص جوش عطا فرمایا ہے - اللّٰھم زد فزد -

لیکن اب مین آپ کو اطلاع دیتا ہون کہ سردار صاحب موصوف کو اس بارہ مین ہرگز تکلیف نہ دی جاوے - مین کل روپیہ خواہ اسکی تعداد ایک ہزار روپیہ سے بہی زیادہ کیون نہ ہو - ان لوگون کو واپس ادا کر دینے کو طیار ہون - جنہون نے وطن کی تحریک پر خریداری انگریزی میگزین ریویو آف ریلیجنز کی منظور کی تہی - ایسے خریدارون کو چاہئے کہ براہ راست ساتہ خط و کتابت کر کے روپیہ واپس منگوا لیجے کہ آپ کی وساطت سے - آپ مجہے اطلاع دیوین کہ ایسی رقم کتنی ہے - تاکہ مین بذریعہ منی آرڈر ارسال خدمت والا کر دون + اشاعت اسلام کا کام خداوند تعالیٰ احمدیون کے ہاتہ سے پورا کروانا چاہتا ہے - پھر خدا کی مشیت کے برخلاف غیر احمدیون سے امید رکہنا ہے - اور الحمد للہ کہ وطن کے ایڈیٹر کے ساتہ آپکو بھی مقابلہ کرنا پڑا -

مین اس سے پہلے ۷ انگریزی ریویو آف ریلیجنز کا خریدار تہا - جن مین سے ایک میرے نام آتا تہا اور باقی چہہ آپکے اختیار مین تہے کہ جہان چاہین ارسال کرین - آپ میرے نام پر تین پرچے انگریزی کے اور جاری کرا دیوین - گویا سال حال سے مین دس انگریزی پرچون کی قیمت ادا کرون گا - پچہلے سال کا اگر میرے نام کوئی بقایا ہو تو منیجر صاحب سے کہدین کہ اگلا پرچہ پچہلے سال کی بقایا کا وی پی کر دیوین - اور سال حال کا چندہ دس پرچون کا مین خود بذریعہ منی آرڈر ارسال کر دون گا - اردو پرچے اسکے علاوہ ہین -

والسلام - نور احمد وکیل

(۲) السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ -

خانصاحب ذو الفقار علیخان صاحب کی تحریر کو دیکھکر میرا یہ ارادہ تہا - کہ مین آپ سے دریافت کرون کہ کیا واقعی ہمارے پاس ایسے پتے اون لوگون کے نہین جنکو ہم اس قابل سمجہتے ہین - کہ وہ ریویو آف ریلیجنز کے دیکہنے کے اہل ہین - سو الحمد للہ کہ آج ۲۳ - مارچ ۱۹۰۶ء کا اخبار بدر پہونچا - جس سے معلوم ہوا کہ آپ دو ہزار پرچہ انگریزی ریویو کا تقسیم کر سکتے ہین -

اب مین اون احباب کی خدمت مین عرض کرتا ہون جنہون نے تجاویز منظور کردہ خواجہ کمال الدین صاحب وطن کو پڑہکر یہ جوش دکہلایا تہا - کہ غیر احمدیون سے کیون امداد لی جاتی ہے - اب وہ ایسی ہمت اور سچا جوش دکہادین کہ جس سے دو ہزار رسالہ مفت تقسیم ہو سکین - امید ہے کہ بہت احباب نے اس تجویز کے خلاف لکہکر آپ کو اطلاع بہی دی ہو گی اور بعض نے آپ کو اطلاع نہین دی - مگر وہ دل سے اس تجویز کے مخالف تہے - پس ایسے احباب کو اپنے جوش کا عملی ثبوت دینے کے واسطے یہ عمدہ موقع ملا ہے کہ وہ جوش سے خدمت دین مین مصروف ہون -

اس موقع پر ہماری جماعت کے دو فریق نظر آتے ہین ایک وہ جنہون نے غیر احمدیون کے ساتہ ملکر اس رسالہ کی توسیع اشاعت مین کوشش کرنا چاہا - دوسرا جو غیر احمدیون سے اسکی اشاعت مین امداد لینا پسند نہین کرتا - ایسے وقت مین اور ایسی حالت مین میرے نزدیک دوسرے فریق کو پہلے سے زیادہ ہمت اور کوشش کر کے دو ہزار کاپی کی قیمت کا انتظام کرنا چاہئے - تاکہ آپ اوسکو مناسب مقامات مین بہیجدین دو ہزار کاپی کے واسطے نو ہزار روپے کی ضرورت ہے - اس روپیہ کو جمع کرنے کے واسطے مین مفصلہ ذیل تجاویز پیش کرتا ہون اس مین سے جس پر آسانی سے عمل ہو سکتا ہو اوسکو عمل مین لایا جائے اول - اپنی جماعت سے ایکسو آدمی اگر ہمت کرین اور ایک ایک سو روپیہ خواہ یکمشت خواہ ۴ ماہ یا ۶ ماہ کے اندر ادا کر دین اس طرح سے دس ہزار روپیہ جمع ہو سکتا ہے - دوسرے دو سو آدمی ایسے ہون کہ فی آدمی پچاس روپیہ شرائط مندرجہ صدر پر ...... جمع کرین تیسرے ان دونون صورتون مین اگر ضرورت پیش آوے اور ممکن ہو - تو تعداد مقررہ کے پورا کرنیکے واسطے دوسرے بہائیون سے امداد لی جاوے - جس سے یہ غرض ہے کہ روپیہ تعداد مقررہ تک جمع ہو جاوے - چوتہے - ہر ایک شہر کے احباب جمع ہو کر جسقدر روپیہ اس اشاعت مین دے سکتے ہین اوس سے اطلاع دین مگر ہر ایک صاحب کو یہہ خیال ہونا چاہئے کہ جب تک فراخ حوصلگی اور ہمت سے چندہ نہین دیا جائیگا یہہ تعداد پوری نہین ہو گی - پانچوین ہر ایک اہل ہمت ایک ہفتہ یا ۱۰ یوم کی آمدنی امداد مین دے -

چہٹے آمدنی پر دس روپیہ ماہوار کے حساب سے اہل وسعت مدد دین جب تک یہ ۱۰ ہزار روپیہ پورا نہ ہو جاوے + اگر اس طرح سے ۱۰ ہزار روپیہ جمع ہو جائے - تو دو ہزار کاپی انگریزی رسالہ کی مفت تقسیم ہو سکتی ہے اور ۵ سو کاپی اردو رسالہ کی اگر کہین ضرورت ہو مفت تقسیم کی جاوے مجہے یہ بہی معلوم ہوا ہے کہ بعض غیر احمدیون نے رسالہ ترجمہ ہو جانے کیصورت مین خریدنا منظور کیا تہا - ایسے اصحاب کو اگر وہ پسند کرین تو یہ رسالہ نصف قیمت پر مفت دیا جاوے تاکہ ایسے اصحاب کو اسی رسالہ کے پڑہنے سے ہمارا حال معلوم ہو جائے اور ہمارے عقائد اور ہمارا اسلام سمجہ مین آجائے جیسے وہ قرآن کے اسلام سے علیحدہ اسلام سمجہ بیٹہے ہین - ایسے خریدارون کو اطلاع دینے کے واسطے اخبار وطن مین چہاپ دینا کافی ہے میرا دل چاہتا ہے کہ اپریل کے پرچے اس وہ ہزار کی تعداد کے ساتہ ملکر چہاپے جائین اور تقسیم ہون - اسواسطے آپ اگر مناسب سمجہین - تو اخبار بدر و الحکم کے پہلے پرچہ مین اس تحریر کو شائع کر کے ناظرین و ناصرین سے اس امر کی درخواست کرین - کہ وہ آپ کو بہت جلد اطلاع دین کہ وہ کس تجویز پر عمل کرنے کو طیار ہین یا کسی اور صورت پر جو آسان اور مناسب ہو - جس سے اس تعداد کا پورا ہونا ممکن ہو - یہہ عاجز خداوند کریم کے فضل و کرم پر بہروسہ کر کے اس قدر عرض کر دیتا ہے کہ خود ہر ایک تجویز پر عمل کرنیکے واسطے تیار ہے - ۲۵ - مارچ ۱۹۰۶ء

عاجز رستم علی از انبالہ

---

(۳) السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ -

مین خدا تعالےٰ کا بڑا شکر کرتا ہون کہ یہ تجویز نہین ہوئی - مگر ان ایسی ایسی تحریرون سے بہت سے سعید الفطرت ہم سے حسن ظن ہو گئے ہین آپکے خطون نے اپنا اثر ضرور دکہلایا ہو گا - یہ خدا تعالیٰ کی حکمت تہی جو ایسا ہوا - اب مین وہ بات لکہتا ہون جسکی وجہ سے یہ خط لکہا گیا - میری عقل ناقص مین رسالہ کی اعانت کے متعلق یہ تجویز سوجہی ہے - اگر ٹہیک ہے تو اسپر عمل ہونا چاہئے -

یعنی ان مخلص احباب کی جو اس سلسلہ مین داخل ہین - اور ساتہہ ہی ان کی آمدنی بہی دس روپیہ یا اس سے زیادہ ہے - ایک فہرست طیار کر لی جاتے - یعنے بذریعہ اخبارات یا اشتہار یا خطوط یا جس طرح مناسب ہو - تمام جگہون کے احمدی احباب سے انکے علیحدہ علیحدہ پتے دریافت کرنے چاہئین - اور دوسرے تمام بہائیون سے اون کے متعلق دریافت کرنا چاہئے - کہ کیا وہ ایک خاص امداد اس سلسلہ کو دینے کے لئے تیار رہینگے - چاہے ایک پیسہ ہی ہو - پھر جب ایسے احباب بکثرت تیار ہو جاوین - تو پہر ایک کو علیحدہ علیحدہ خط کے ذریعہ سے یہ دریافت کرنا چاہئے کہ وہ کسقدر یکمشت چندہ دے سکتے ہین اور کسقدر ماہوار دینے کی گنجایش رکہتے ہین - ساتہ ہی یہ بہی ضروری ہے کہ چونکہ اس سلسلہ کے تمام احباب پر بڑا بوجہ ہے - اسلئے ان کو یکمشت چندہ کے بارہ مین یہ مجبوری نہ ڈالی جاوے - کہ وہ یک لخت ہی چندہ ادا کرے - بلکہ ساتہ ہی انکو یہ بہی جتلایا جانا چاہئے - کہ یکمشت چندہ ادا کرنے کے لئے بہی تین ماہ کی مہلت ہر ایک کو دی جاتی ہے وہ جسقدر گنجایش کر سکتا ہے - کرے - کیونکہ اب معاملہ ضدی ہو گیا ہے - اسلئے ضروری ہے کہ ہمت دکہلائی جائے - کیا ہم مولوی انشاء اللہ وغیرہ کی مدد کے محتاج ہین ؟ ہرگز نہین - ہمارے مال حاضر ہین جان حاضر ہے - اور جو کچہ ہے حاضر ہے - معاف رکہین مین ایک محدود لیاقت کا آدمی ہون - ممکن ہے میری تحریر آگے پیچھے مضمون کو ادا کرے - آپ مطلب سمجہکر اگر مناسب ہو - تو چہاپ دیوین - یقین رکہتا ہون - کہ جس نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دل سے شناخت کیا ہوا ہے - وہ اس موقع پر ہرگز چپ نہین رہ سکتا - بلکہ اس موقع پر جبکہ حضرت اقدس کے دلی حکم کو مخالف سننا نہین چاہتے - اسقدر جوش دکہلانا چاہئے کہ کثرت اشاعت سے مخالفون کے کانون مین ورا(ت)

رافع الظلام و دافع الاوہام

آج ہفتہ وار پیسہ اخبار مطبوعہ ۲۴-مارچ ۱۹۱۶ء میری نظر سے گذرا اور اوسکے صفحہ ۵ پر ایک مضمون جسکی سُرخی "**مرزا صاحب قادیانی اور مسلمانوں کے معتقدات**" ہے دیکھا۔ مجھکو پیسہ اخبار کے ایڈیٹر پر سخت تعجب آتا ہے کہ وہ ایسے جاہلانہ مضامین کیوں درج اخبار فرماکر اپنے اخبار کو منصف مزاجوں کی نظر مین حقیر و ذلیل بنانا گوارا فرماتے ہین۔ خیر یہ بجائے خود ایک مستقل بات ہے اور اسوقت میرا یہ منشا نہین کہ پیسہ اخبار کے ایڈیٹر کی غلطیان ظاہر کرون۔ مضمون پڑہتے ہوئے مضمون کے خاتمہ پر کسی کٹھ مُلّا کا نام دیکھنے کا انتظار تہا چنانچہ میرا خیال صحیح نکلا اور مضمون نگار نام مینے اسطرح لکھا ہوا دیکھا "راقم مولوی حکیم احمد جان از نجیب آباد" مین ایک ایسا شخص ہون کہ نجیب آباد کے رہنے والے تقریبًا تمام پڑہے لکھے آدمیون سے واقف ہون اور نہایت ہی غیر مشہور جاہل یا مزدوری پیشہ طبقہ کو چہوڑ کر باقی اوسط و اعلےٰ طبقہ کے باشندگان نجیب آباد کے تعلق کوئی شخص دعوے نہین کرسکتا کہ وہ مجہہ سے زیادہ واقف ہے۔ مینے ہرچند غور کیا مگر کوئی مولوی حکیم احمد جان ذہن مین نہ آیا لہذا میرا الیقین پختہ ہوگیا کہ یا تو پیسہ اخبار کے کاتب کی غلطی ہے یا خود مضمون نگار نے کسی مصلحت سے اپنا نام بدلا ہے ہون نہ ہون یہ وہی خودستا حکیم صاحب اور اپنے منہ میان مٹھو مولوی صاحب ہین جنکے ایک سابقہ مضمون کی دھجیان مین اپنے مضمون مندرجہ الحکم مطبوعہ ۱۷-مارچ مین اُڑا چکا ہون ؎

پہر ہرنگے کہ خواہی جامہ مے پوش
من انداز قدت را می شناسم

خودستا مولوی صاحب کا مضمون اس قابل نہین کہ اسکی طرف کوئی احمدی متوجہ ہو کیونکہ یہ بالکل اوسی قسم کی باتین ہین جیسی اکثر ناواقف جہلا اور گنوار لوگ اپنی چوپال مین بیٹھکر کیا کرتے ہین۔ اسوقت اس کے متعلق لکھنے کی اسوجہ سے ضرورت سمجھی کہ سُنا گیا ہے خودستا مولوی صاحب میرے مضمون مندرجہ الحکم ۱۷-مارچ کو دیکھکر آجکل بڑی کوشش و کاوش سے اوسکا رد لکھنے مین مصروف ہین۔ احتمال ہے کہ شاید وہ پہر کچہہ شان مولویت دکھلائین اور اظہار لیاقت فرمائین تو اونکو اپنے اس مضمون کا کوئی حوالہ دینے کی ضرورت نہ پڑے۔ اصل مضمون کی طرف متوجہ ہونے سے پیشتر بطریق تمہید یہ عرض کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ خداتعالےٰ قرآن شریف مین فرماتا ہے **لا یجرمنکم شنئان قوم علی ان لا تعدلوا اعدلوا** یعنے کسی قوم کی عداوت کے سبب سے اون سے بے انصافی مت کرو انصاف کرو۔ مگر ہمارے خودستا مولوی صاحب اسپر عمل نہین کرسکے۔ خداتعالےٰ فرماتا ہے **فبای حدیث بعد اللہ و آیاتہ یؤمنون** - یعنی خدا اور اوسکی آیتون کے بعد کس حدیث پر ایمان لائینگے۔ مگر خودستا مولوی صاحب ہین کہ اسطرف مطلق توجہ نہین کرتے خداتعالےٰ فرماتا ہے **وان الظن لا یغنی من الحق شیئًا** یعنے محض ظن حق الیقین کے مقابلہ پر کچہہ چیز نہین۔ مگر خودستا مولوی حدیث کو قرآن شریف پر قاضی سمجھنے کے اعتقاد سے رجوع نہین کرتے اور حدیث احاد سے آیت قرآن شریف کو رد کرنیکے لئے مستعد ہین۔ خداتعالےٰ قرآن شریف کی نسبت فرماتا ہے **لوکان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافًا کثیرا** اور عدم اختلاف اوس کے من جانب اللہ ہونے کی دلیل ٹھہراتا ہے لیکن خودستا مولوی صاحب قرآن شریف کے دو حصّوں قصص و ہدایات مین تمیز نہ کرنے کی وجہ سے اختلاف پیدا کرکے اوسکو من عند غیر اللہ ٹھہراتے ہین اور آیات متشابہات سے آیات بیّنات کو بڑی دلیری کے ساتہہ رد کرتے ہین قرآن شریف کا تو یہ دعوے کہ مین اختلافی مسائل مین فیصلہ کرنیوالا ہون جیسا کہ آیت **لیبین لہم الذی یختلفون فیہ** سے ظاہر ہے مگر خودستا مولوی صاحب اپنی رطب و یابس روایات کو پیش کرتے ہین اور قرآن شریف کی طرف آنکہہ اُٹھاکر نہین دیکھتے یا دیکھتے ہین تو افتؤمنون **ببعض الکتاب و تکفرون ببعض** کے مصداق بنتے ہین چنانچہ قرآن شریف مین تیس کے قریب آیات سے وفات مسیح ثابت ہے مگر وہ اپنے باپ دادون کی تقلید کرنے والون کی نسبت خداتعالےٰ فرماتا ہے **لہم قلوب لا یفقہون بہا ولہم اعین لا یبصرون بہا ولہم اذان لا یسمعون بہا اولئک کالانعام بل ہم اضل** - خداتعالےٰ تو قرآن شریف کی تعریف مین فرماتا ہے **الحمد للہ الذی انزل علی عبدہ الکتاب ولم یجعل لہ عوجا** اور خودستا مولوی اوسکو ٹیڑا بتانے سے مطلق نہین ڈرتے اور یہ سب کچہہ نتیجہ ہے قلت تدبر اور خودستائی کا - **افلا یتدبرون القرآن ام علی قلوب اقفالہا** خودستائی کی نسبت خداتعالےٰ فرماتا ہے **ساصرف عن آیتی الذین یتکبرون فی الارض بغیر الحق** جسکا حاصل مطلب یہ ہے کہ خودستا آیات الٰہی کے سمجھنے مین قاصر ہے۔ اب خودستا مولوی صاحب کے مضمون کیطرف متوجہ ہوتا ہون۔ پہلی بات اس مضمون کی یہ ہے کہ حضرت اقدس علیہ السلام کی جسقدر تحریرین مضمون نگار نے دیکھی ہین وہ سب کی سب یؤمنون بالغیب کے خلاف ہین مین کہتا ہون کہ اگر کوئی شخص **ختم اللہ علی قلوبہم** الخ اور **فلما زاغوا** الخ کے تحت مین آکر کسی اظہر من الشمس اور صاف و سیدہی بات کو نہ سمجہے تو اوس کے لئے سوائے اسکے اور کیا کہا جاسکتا ہے کہ ؎

گر نہ بیند بروز شپّرہ چشم
چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

دوسری بات یہ ہے کہ عام مسلمانون کا سلف سے خلف تک یہ اعتقاد ہے کہ حضرت عیسےٰ کو اللہ تعالےٰ نے زندہ آسمان پر اُٹھالیا۔ مین کہتا ہون کہ عام مسلمانون سے اگر تمام مسلمان مراد ہین تو مذکورۂ بالا بیان بالکل فریب ہے دہوکہ ہے اور سفید جہوٹ ہے **لعنۃ اللہ علی الکاذبین** مین اپنے مضمون مندرجہ الحکم ۱۷-مارچ مین اس بات کو بوضاحت دکھلاچکا ہون کہ قدیم سے نہایت بزرگ اور رشاند گروہ وفات عیسیٰ کا قایل چلا آتا ہے۔ زیادہ سے زیادہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ ہوئت تک یہ اختلافی مسئلہ تہا اور بس۔ خودستا مولوی صاحب نے دمشق کے منارہ شرقی والی حدیث لکھی ہے مین کہتا ہون کہ پیشگوئی کے الفاظ پر تفصیلی یقین کی ضرورت نہین بلکہ یقین بالاجمال چاہیئے اور یہی مذہب ہے علما اور ائمہ مجتہدین کا اب دیکھیئے صحیح مسلم کے الفاظ ہین **عند منارۃ البیضاء شرقی دمشق** یعنے نزدیک ایک جگہ نورانی کے جو شرقی جانب ہے دمشق سے۔ معترض خودستا مولوی صاحب تو سمجھ نہین سکتے اون کو چاہیئے کہ اسکول کے کسی طالب علم یعنی کسی میرے شاگرد سے دریافت کرلین کہ جس عرض البلد پر دمشق واقع ہے ٹھیک اوسی عرض البلد پر شرق کی جانب قادیان واقع ہے۔ یا نہین حدیث نواس بن سمعان مین ہے **ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال رایت ابن مریم یخرج من تحت المنارۃ البیضاء شرقی دمشق رواہ ابن عساکر** یعنے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دیکھا مینے ابن مریم کو نکلتے ہوئے ایک جگہ نورانی اور سفید کے نیچے سے جو دمشق کے مشرق کی جانب ہے۔ روایت کیا ان الفاظ کو ابن عساکر نے۔ اب غور کیجئے کہ رایت کا لفظ صاف اس بات کو ظاہر کررہا ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے عالم کشف مین ایک آئندہ کا واقعہ دیکھا اور اسیطرح سے تقریبًا تمام پیشگوئیون کے متعلق حضرت نے عالم کشف مین ہی دیکھکر ارشاد فرمایا ہے جو شخص قرآن کریم کو تدبر سے پڑہتا ہے اور احادیث پر اوسکو عبور حاصل ہے اور خود بھی عالم کشف اور رؤیا کے عجائبات سے واقف ہے وہ جانتا ہے کہ استعارات سے کہانتک کام لیا جاتا ہے ایک جاہل کا دماغ بہلا کہان ان غوامض شرعیہ تک پہونچ سکتا ہے جبتک خاص عنایت خداوندی شامل حال نہو ورنہ یون تو ایک کٹھ ملّا حضرت یوسف علیہ السلام کی رؤیا کے متعلق عجیب سے تکی باتین بیان کرسکتا ہے لیکن قصص اور اخبار آئندہ کے متعلق ظاہر الفاظ پر ہی تمسک کرنے سے تو قرآن شریف کی بہت سی آیات سے انکار لازم آتا ہے۔ یہ بات بھی قابل تذکرہ ہے کہ منارہ ظرف کا صیغہ ہے جسکے معنی محل نور کے ہین۔ اور تخصیص دمشق کی وجہ اگر معلوم کرنی ہو تو ذیل کی عبارت بغور پڑہنی چاہیئے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم دمشق کی طرف ایک توجہ خاص رکہتے تھے۔ چنانچہ ملاحظہ احادیث سے ظاہر ہے کہ کسی حدیث مین آپنے اوسکو **خیر منازل المسلمین** فرمایا ہے اور کسی حدیث مین اوسکو **خیر الشام** فرمایا ہے اور کسی مقام پر ۔۔۔ پہہ اشتباہ ہوتا کہ شاید دمشق ہی نزول گاہ عیسیٰ بن مریم ہوگا پس اس شبہ کے رفع کرنیکے واسطے ارشاد ہوا کہ محل نزول عیسیٰ خاص دمشق نہین ہے بلکہ دمشق کے شرقی جانب محل نزول عیسیٰ ہوگا جو کہ اب قادیان متعین ہوا (ماخوذ از مسک العارف) پہر مضمون نگار نے جو کچہہ لکہا ہے اوسمین یہ بھی تذکرہ ہے کہ حضرت اقدس علیہ السلام نے اپنی کسی تصنیف مین یہ لکہا ہے کہ آسمان و زمین کے درمیان مین ہوا اور پتھر اور آگ اور برف و پانی وغیرہ وغیرہ ہین جو مانع صعود عیسیٰ ہین۔ مین کہتا ہون کہ مینے آجتک حضرت اقدس علیہ السلام کی کسی تصنیف مین یہ نہین دیکھا کہ آسمان و زمین کے درمیان فضا مین مثل ہوا کے پتھر بھی ہین خودستا مولوی صاحب نے جو بہتان بندی کا ٹھیکہ لے رکھا ہے اگر اوس سے کام نہین لیا ہے تو یہ غلط بیانی غالبًا اون کی کم علمی کیوجہ سے سرزد ہوئی ہے شاید اونہون نے کہین اپتھر لکہا ہوا دیکھا ہوگا۔

دمیو اسکے بعد تمام خالی فضا میں ایک نہایت لطیف و رقیق چیز فلسفیوں نے مانی ہے بیچارے خود ستا مولوی صاحب کو اتنی فرصت اور اتنا ہوش کہاں کہ اصطلاحات علم فلسفہ و ہیئت وغیرہ سے واقفیت حاصل کریں مجھکو اونکی اس سادہ لوحی پر رحم آتا ہے کہ انہوں نے ایتھر کو پتھر سمجھ لیا۔ پھر خدا تعالے کی ایک صفت علیٰ کل شیء قدیر کو پیش نظر رکھکر تمام محالات کو جائز سمجھا گیا ہے۔ مین کہتا ہون کہ اس سے سادہ لوح مولویصاحب نے اپنی جہالت و کم فہمی کا پورا پورا ثبوت دیدیا ہے۔ خدا تعالے کی کوئی صفت اسطرح ماننی کہ جس سے اوسکی کسی دوسری صفت کا انکار ہوتا ہو بالاجماع ضلالت و گمراہی ہے۔ مثلاً خدا تعالے جھوٹ نہین بولتا اور اوس نے فرمایا ہے کہ فوت شدہ لوگ پھر زندہ ہوکر دنیا مین نہین بھیجے جاتے اور یہ مضمون قرآن شریف کی بہت سی آیات مین مختلف مقامات پر مندرج ہے اور احادیث نبوی بھی اسپر شاہد ہین تو کیا یہ ممکن ہے کہ خدا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جو فوت شدہ ثابت ہین پھر دوبارہ دنیا مین بھیجے؟ ہرگز نہین۔ باقی رہی حضرت عیسیٰ کی وفات کی بات سو وفات اون کی قرآن شریف سے ثابت ہے جیسا کہ مضمون ہذا و مضمون سابق ۱۷۔ مارچ الحکم سے ظاہر ہے۔ اگر خود ستا مولویصاحب مین کچھ غیرت و حمیت اور انصاف کا مادہ ہے تو قرآن شریف سے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے زندہ مع جسم آسمان پر جانے اور تاحال بے آب و دانہ زندہ رہنے کا ثبوت دکھائین۔ ورنہ ہٹ دھرمی اور ضد سے باز آئین اور اپنے دل مین شرمائین۔ خود ستا مولوی صاحب ناحق اودھر اودھر ٹاپک ٹوئیے مارتے ہین اونکو چاہئے کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی اس وقت تک حیات اور آسمان زندہ مع الجسم جانے کو ثابت فرمادین پھر باقی مسائل جو اسی مسئلہ کی شاخین ہین خود بخود طے ہوجائینگے۔ ناحق اسقدر رگو تشر فرماتے ہین اور مفت مین ذلیل ہوتے ہین۔

ع بر رسولان بلاغ باشد و بس

پھر مضمون نگار نے چند غیر منتظم اور منتشر باتین کی ہین یعنی معراج مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آسمان پر خدا نے کیسے رکھا۔ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کا باتین کرنا۔ مردون کو زندہ کرنا وغیرہ باتین بیان کرکے سنت اللہ یعنی قانون قدرت کا کوئی چیز نہ ہونا ثابت کیا ہے۔ مین کہتا ہون کہ مضمون نگار اگر پہلے اپنے یہان کے مفسرین اور علما کے اختلاف سے ہی واقف ہوتے تو ایسی باتین نہ لکھتے۔ جن

باتون کا سادہ لوح مولویصاحب نے تذکرہ کیا ہے مضمون کو مختصر کرنیکے لئے مین کہتا ہون کہ اگرچہ باتین قانون قدرت کے خلاف ہین تو خدا نے بیان فرمایا دیا ہے اُن باتون کو جو قانون قدرت کے خلاف ہین اور خدا نے بیان نہین فرمایا بھلا کوئی کیسے مان سکتا ہے ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا۔ اور پھر ان باتون کو حضرت اقدس علیہ السلام کے دعاوی سے تعلق کیا؟۔ اب کوئی یہ تو بتلائے کہ خدا تعالے نے کہان فرمایا ہے کہ حضرت عیسےٰ کو زندہ مع جسم عنصری آسمان پر اُٹھالیا اور خدا نے کہان فرمایا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہونگے اگر کوئی کہے کہ خدا قادر ہے ایسا کرسکتا ہے۔ تو مین کہتا ہون کہ اول تو کرسکتا ہے اور کریگا یا کرتا ہے مین بہت فرق ہے دوسرے یہ کہ خدا ایسا نہین کریگا کیونکہ جب کفار نے سید المرسلین صلعم سے کہا کہ ہم جب آپ کو مانینگے کہ جب آپ آسمان پر چڑھ جائین اسکے جواب مین خدا تعالے فرماتا ہے کہ قل ھل کنت الا بشرا رسولا جبکہ سید المرسلین نے بحکم خدا یہ فرمایا کہ مین بشر رسول ہون اسلئے آسمان پر نہین جاسکتا تو حضرت عیسیٰ بھی اگر بشر رسول تھے تو ہرگز زندہ آسمان پر نہین گئے۔ خدا خود فرماتا ہے کہ اے عیسیٰ مین تجھے وفات دینے کو ہون اوس کے بعد حضرت عیسیٰ خود فرماتے ہین کہ فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیھم۔ پھر خدا تعالیٰ فرماتا ہے ماجعلنا ھم جسدا لا یاکلون الطعام وما کانوا خالدین اور فرماتا ہے ما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل الخ۔

غضب ہے کہ پھر بھی حضرت عیسےٰ کی وفات مین شک اور آسمان پر زندہ مع جسم پہونچنے کی دلیل بیان کیجاتی ہے کہ خدا قادر ہے پھر سادہ لوح مولویصاحب فرماتے ہین کہ حضرت آدم علیہ السلام سے قیامت تک جسقدر انسان پیدا ہوئے اور ہونگے وہ چاہے تو سب کو آسمان پر زندہ لیجاسکتا ہے اور زندہ رکھ سکتا ہے۔ مین کہتا ہون کہ مین مانتا ہون کہ وہ ایسا کرسکتا ہے مگر اس نے ہرگز ایسا نہین کیا اور نہ کریگا اور جو اسکو نہین مانتا وہ سخت بیوقوف اور جاہل ہے کیونکہ خدا تعالے نے صاف فرمادیا ہے منھا خلقناکم و فیھا نعیدکم الخ اور اوسنے فرمادیا ہے۔ کل نفس ذائقۃ الموت اور اوس نے فرمادیا ہے وما جعلنا لبشر من قبلک الخلد افان مت فھم الخالدون۔ آگے سادہ لوح مولویصاحب نے جو فقرہ لکھا ہے مین اوسکو

قطعی نہین سمجھ سکا لہذا اوسکو بعینہ نقل کئے دیتا ہون "اور نہ عاجز ہے یا خاص اس کام سے عاجز ہے اور عاجز خدا ہو نہین سکتا اب رہی رسالت اسمین کبھی آپ حضرت اور کبھی رسول اللہ نہ بروزی ہوتے ہین" اس سے اگلا فقرہ یہ ہے "اپنے نبی کی نسبت اللہ تعالے فرماتا ہے ویعلم الکتاب والحکمۃ سو حکمت کو آپ ظنی بتاتے ہین فرشتون کو آپ جمادات اور سورج ناردن سے بدتر بتاتے ہین جن مین اپنی جگہ سے حرکت کرنے کی قوت نہین"۔ مین کہتا ہون مضمون نگار کٹھ ملا کو چاہئے کہ شہادۃ القرآن اور آئینہ کمالات اسلام مطالعہ کرین پھر کٹھ ملا صاحب لکھتے ہین "اب رہی قیامت تو اوسکی نسبت آپ کا ایسا ہی خیال معلوم ہوتا ہے جیسا فرشتون کی نسبت ہے"۔ مین کہتا ہون کہ فرشتون کی بابت تو اوپر کے فقرہ مین جمادات و سورج وغیرہ سے فرشتون کا بدتر ہونا آپ نے ظاہر کیا ہے سمجھ مین نہین آتا کہ قیامت کو اس سے کیا تعلق اور مثل فرشتون کے قیامت کا خیال کیسے ہوسکتا ہے؟ کچھ کتابین پڑھ لیتے تو ایسا نہ کہتے۔ آگے کٹھ ملا صاحب نے حضرت اقدس علیہ السلام کی نسبت اپنے دل کا بخار گندی اور زہریلے الفاظ مین نکالا ہے سوائے اسکے اور کیا کہون کہ ہمارے مسیح موعود علیہ السلام پر [illegible] نازل فرمایا ہے انی مھین من اراد اھانتک۔

والسلام علے من اتبع الہدیٰ فقط

راقم

خاکسار اکبر شاہ خان احمدی نجیب آبادی

تصنیف حضرت مسیح موعود
تازہ زلزلہ کی پیشگوئی

پھر چلے آتے ہین یارو زلزلہ آنیکے دن
زلزلہ کیا اس جہان سے کوچ کرجانیکے دن
تم تو ہو آرام مین پر اپنا قصہ کیا کہین
پھرتے ہین آنکھون کے آگے سخت گھبرانے کے دن
کیون غضب بھڑکا خدا کا مجھ سے پوچھو غافلو
ہوگئے ہین اس کا موجب میرے جھٹلانیکے دن
غیر کیا جانے کہ غیرت اوسکی کیا دکھلائے گی
خود بتائے گا انہین وہ یار بتلانے کے دن
وہ چمک دکھلائیگا اپنے نشان کی پنج بار
یہ خدا کا قول ہے سمجھو گے سمجھانے کے دن
طالبو! تم کو مبارک ہو کہ اب نزدیک ہین
اس میرے محبوب کے چہرہ کے دکھلانیکے دن
وہ گھڑی آتی ہے جب عیسیٰ پکارین گے مجھے
اب تو تھوڑے رہ گئے دجال کہلانیکے دن

اے میرے پیارے یہی میری دعا ہے روز و شب
گود مین تیری ہون ہم اُس خون دل کھانیکے دن
کرم خاکی ہون میرے پیارے نہ آدم زاد ہون
فضل کا پانی پلا اس آگ برسانے کے دن
اے میرے یار یگانہ اے میرے جان کی پناہ
کردہ دن اپنے کرم سے دین کے پھیلانیکے دن
پھر بہار دین کو دکھلا اے میرے پیارے قدیر
کب تلک دیکھیں گے ہم لوگون کے بہکانیکے دن
دن چڑھا ہے دشمنان دین کا ہم پر رات ہے
اے میرے سورج دکھا اس دین کے چمکانیکے دن
دل گھٹا جاتا ہے ہردم جان بھی ہے زیر و زبر
اک نظر فرما کہ جلد آئین تیرے آنیکے دن
چہرہ دکھلا کر مجھے کردیجئے غم سے رہا
کب تلک لمبے چلے جائین گے ترسانے کے دن
کچھ خبر لے تیرے کوچہ مین یہ کس کا شور ہے
کیا میرے دلدار تو آئے گا مرجانے کے دن
ڈوبنے کو ہے یہ کشتی آ میرے اے ناخدا
آگئے اس باغ پر اے یار مرجھانے کے دن
تیرے ہاتھون سے میرے پیارے اگر کچھ ہو تو ہو
ورنہ دین میت ہے اور یہ دن ہین دفنانیکے دن
اک نشان دکھلا کہ اب دین ہوگیا ہے بے نشان
دل چلا ہے ہاتھ سے لا جلد ٹھہرانے کے دن
میرے دل کی آگ نے آخر دکھایا کچھ اثر
آگئے ہین اب زمین پر آگ بھڑکانیکے دن
جب سے میرے ہوش غم سے دین کے ہین جاتے رہے
طور دنیا کے بھی بدلے ایسے دیوانے کے دن
چاند اور سورج نے دکھلائے ہین دو داغ کسوف
پھر زمین بھی ہوگئی بیتاب تھرانے کے دن
کون روتا ہے کہ جس سے آسمان بھی رو پڑا
لرزہ آیا اس زمین پر اُس کے چلانے کے دن
صبر کی طاقت جو تھی وہ اے پیارے اب نہین
میرے دلبر اب دکھا اس دل کے بہلانیکے دن
دوستو! اوس یار نے دین کی مصیبت دیکھ لی
آئین گے اس باغ کے اب جلد لہرانے کے دن
اک بڑی مدت سے دین کو کفر تھا کھاتا رہا
اب یقین سمجھو کہ آئے کفر کو کھانے کے دن
دن بہت ہین سخت اور خوف و خطر در پیش ہے
پر یہی ہین دوستو! اس یار کے پانے کے دن
دین کی نصرت کے لئے اک آسمان پر شور ہے
اب گیا وقت خزان آئے ہین پھل لانیکے دن
چھوڑ دو وہ راگ جسکو آسمان گاتا نہین
اب تو ہین اے دل کے اندھو دین کے گن گانیکے دن
خدمت دین کا تو کھو بیٹھے ہو بغض و کین سے وقت
اب نہ جائین ہاتھ سے لوگو! یہ پچھتانے کے دن

* خدا تعالیٰ کے اصل الفاظ مین جو مجھ پر نازل ہوئے ہین وہ یہ ہین "چمک دکھلاؤنگا تم کو اس نشان کی پنج بار"

چشمہ مسیحی

(گذشتہ اشاعت کے آگے)

اور بعد اور دوری کے صدمے سے ایسا گداز ہوتا ہے کہ بس مرہی جاتا ہے اس لئے وہ صرف ان باتون کو گناہ نہین سمجہتا کہ جو عوام سمجھتے ہین کہ قتل نکر خون نکر زنا نہ کر چوری نکر جھوٹی گواہی ندے۔ بلکہ وہ ایک ادنےٰ غفلت کو اور ادنےٰ التفات کو جو خدا کو چھوڑکر غیر کیطرف کیجائے ایک کبیرہ گناہ خیال کرتا ہے اسلئے اپنے محبوب ازلی کی جناب مین دوام استغفار اُسکا ورد ہوتا ہے اور چونکہ اس بات پر اُسکی فطرت راضی نہین ہوتی کہ وہ کسی وقت بھی خدا تعالےٰ سے الگ رہے اسلئے بشریت کے تقاضا سے ایک ذرہ غفلت بھی اگر صادر ہو تو اس کو ایک پہاڑ کی طرح گناہ سمجہتا ہے یہی بہید ہے کہ خدا تعالےٰ سے پاک اور کامل تعلق رکہنے والے ہمیشہ استغفار مین مشغول رہتے ہین کیونکہ یہ محبت کا تقاضا ہے کہ ایک محبّ صادق کو ہمیشہ یہ فکر لگی رہتی ہے کہ اُسکا محبوب اُسپر ناراض نہ ہو جائے اور چونکہ اُسکے دل مین ایک پیاس لگا دی جاتی ہے کہ خدا کامل طور پر اُس سے راضی ہو اس لئے اگر خدا تعالےٰ یہہ بھی کہے کہ مین تجہہ سے راضی ہون تب بھی وہ اسقدر پر صبر نہین کر سکتا کیونکہ جیسا کہ شراب کے دور کے وقت ایک شراب پینے والا ہر دم ایک مرتبہ پیکر پھر دوسری مرتبہ مانگتا ہے۔ اسی طرح جب انسان کے اندر محبّت کا چشمہ جوش مارتا ہے تو وہ محبّت طبعاً یہ تقاضا کرتی ہے کہ زیادہ سے زیادہ خدا تعالےٰ کی رضا حاصل ہو پس محبت کی کثرت کیوجہ سے استغفار کی بھی کثرت ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ خدا سے کامل طور پر پیار کرنے والے ہر دم اور ہر لحظ استغفار کو اپنا ورد رکہتے ہین اور سب سے بڑھکر معصوم کی یہی نشانی ہے کہ وہ سب سے زیادہ استغفار مین مشغول رہے اور استغفار کے حقیقی معنی یہ ہین کہ ہر ایک لغزش اور قصور جو بوجہ ضعف بشریت انسان سے صادر ہو سکتی ہے اوس امکانی کمزوری کو دور کرنے کے لئے خدا سے مدد مانگی جائے تا خدا کے فضل سے وہ کمزوری ظہور مین نہ آوے اور مستور و مخفی رہے۔ پھر بعد اس کے استغفار کے معنے عام لوگون کے لئے وسیع کئے گئے اور یہ امر بھی استغفار مین داخل ہوا جو کچھہ لغزش اور قصور صادر ہو چکا خدا تعالےٰ اوس کے بد نتائج اور

زہریلی تاثیرون سے دنیا اور آخرت مین محفوظ رکہے پس نجات حقیقی کا سرچشمہ محبّت ذاتی خدائے عزّ و جل کی ہے جو عجز و نیاز اور دائمی استغفار کے ذریعہ سے خدا تعالےٰ کی محبت کو اپنی طرف کھینچتی ہے اور جب انسان کمال درجہ تک اپنی محبت کو پہونچاتا ہے اور محبت کی آگ سے اپنے جذبات نفسانیت کو جلا دیتا ہے۔ تب ایک دفعہ ایک شعلہ کی طرح خدا تعالےٰ کی محبت جو خدا تعالےٰ اوس سے کرتا ہے اسکے دل پر گرتی ہے اور اوسکو سفلی زندگی کے گندون سے باہر لے آتی ہے اور خدائے حیّ و قیوم کی پاکیزگی کا رنگ اوس کے نفس پر چڑھ جاتا ہے بلکہ تمام صفات عالیہ سے ظلّی طور پر اسکو حصہ ملتا ہے تب وہ تجلّیات عالیہ کا مظہر ہو جاتا ہے اور جو کچھہ ربوبیت کے ازلی خزانہ مین مکتوم و مستور ہے اس کے ذریعہ سے وہ اسرار دنیا مین ظاہر ہوتے ہین۔ چونکہ وہ خدا جس نے اس دنیا کو پیدا کیا ہے بخیل نہین ہے۔ بلکہ اوس کے فیض دائمی ہین۔ اور اوس کے اسماء اور صفات کبھی معطل نہین ہو سکتے اسلئے وہ بشرط تقوےٰ اور مجاہدہ جو کچھہ اولین کو دیا ہے وہ آخرین کو بھی دیتا ہے۔ جیسا کہ خود اوس نے قرآن شریف مین یہ دعا سکھلائی اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم یعنے اے ہمارے خدا ہمین وہ سیدھی راہ دکہلا جو اون لوگون کی راہ ہے جنپر تیرا فضل اور انعام ہوا اس آیت کے یہ معنے ہین کہ وہی فضل اور انعام جو تمام نبیون اور صدیقوں پر پہلے ہو چکا ہے وہ ہمپر بھی کر اور کسی فضل سے ہمین محروم نہ رکھہ یہ آیت اس امت کو اسقدر عظیم الشان امید دلاتی ہے جس مین گذشتہ امتین شریک نہین ہین کیونکہ تمام انبیاء کے متفرق کمالات تھے اور متفرق طور پر اونپر فضل اور انعام ہوا۔ اب اس امت کو یہ دعا سکھلائی گئی کہ اون تمام متفرق کمالات کو مجھہ سے طلب کر۔ پس ظاہر ہے کہ جب متفرق کمالات ایک جگہ جمع ہو جائینگے تو وہ مجموعہ متفرق کی نسبت بہت بڑھ جائے گا اسی بنا پر کہا گیا کہ کنتم خیر امۃ اخرجت للناس۔ یعنی تم اپنے کمالات کے رو سے سب امتون سے بہتر ہو۔

اب یہ بھی جاننا چاہئے کہ یہ کمالات متفرقہ اس امت مین جمع کرنے کا وعدہ کیون دیا گیا۔ اس مین بھید یہ ہے کہ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم جامع کمالات متفرقہ ہین۔ جیسا کہ قرآن شریف مین اللہ تعالےٰ فرماتا ہے فبھداھم اقتدہ یعنی تمام نبیون کو جو ہدایتین ملی تھین اون سب

کا اقتدا کر۔ پس ظاہر ہے کہ جو شخص اون تمام متفرق ہدایتون کو اپنے اندر جمع کرے گا اوس کا وجود ایک جامع وجود ہو جائیگا اور تمام نبیون سے وہ افضل ہوگا۔ پھر جو شخص اُس نبی جامع الکمالات کی پیروی کرے گا ضرور ہے کہ ظلّی طور پر وہ بھی جامع الکمالات ہو۔ پس اس دعا کے سکھلانے مین جو سورہ فاتحہ مین ہے یہی راز ہے کہ تا کاملین امت جو نبی جامع الکمالات کے پیرو ہین وہ بھی جامع الکمالات ہو جائین۔ پس افسوس اُن لوگون پر جو اس اُمّت کو ایک مردہ خیال کرتے ہین اور خدا تو جامع الکمالات ہونیکے لئے انکو دعا سکہلاتا ہے مگر وہ محض مُردہ رہنا چاہتے ہین انکے نزدیک یہ بڑے گناہ کی بات ہے۔ کہ مثلاً کوئی یہ دعوےٰ کرے کہ میرے پر مسیح ابن مریم کی طرح وحی نازل ہوتی ہے* انکے نزدیک ایسا شخص کافر ہے کیونکہ قیامت تک خدا کے مکالمہ اور مخاطبہ کا دروازہ بند ہے۔ تعجب کہ یہ لوگ اس قدر تو مانتے ہین کہ اب بھی خدا تعالےٰ سنتا ہے جیسا کہ پہلے سُنتا تہا مگر یہ نہین مانتے کہ اب

بھی وہ بولتا ہے جیسا کہ پہلے بولتا تہا حالانکہ اگر وہ اس زمانہ مین بولتا تو نہین تو کچھہ سنتے یہ بھی کوئی دلیل نہین خدا تعالےٰ کی صفت کو معطل کرنے والے سخت بد قسمت لوگ ہین اور حقیقت مین یہ لوگ اسلام کے دشمن ہین ختم نبوت کے ایسے معنے کرتے ہین جس سے نبوت ہی باطل ہوتی ہے کیا ہم ختم نبوت کے یہ معنے کر سکتے ہین کہ وہ تمام برکات جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے ملنے چاہئین تہے وہ سب بند ہو گئے اور اب خدا تعالےٰ کے مکالمہ مخاطبہ کی خواہش کرنا لاحاصل ہے۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ کیا یہ لوگ بتلا سکتے ہین کہ اس صورت مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی کا فائدہ کیا ہوا جن لوگون کے ہاتھہ مین بجز گذشتہ قصوں کے اور کچھہ نہین اُن کا مذہب مردہ ہے اور معرفت الٰہی کا اُنپر دروازہ بند ہے۔ مگر اسلام مذہب زندہ ہے اور خدا تعالےٰ قرآن شریف مین مسلمانون کو سورہ فاتحہ مین گذشتہ نبیون کا وارث ٹھہراتا ہے اور دعا سکھلاتا ہے کہ جو پہلے نبیون کو نعمتین دی گئی تہین وہ طلب کرین۔ مگر جس کے ہاتھہ مین صرف قصے ہین وہ کیونکر وارث کہلا سکتا ہے

حاشیہ

* یہہ لوگ جو مولوی کہلاتے ہین ہمارے سید و مولیٰ خیر الرسل و افضل الانبیاء آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ہتک کرتے ہین جبکہ کہتے ہین کہ اس اُمّت مین عیسیٰ بن مریم کا مثیل کوئی نہین آسکتا تہا اس لئے ختم نبوت کی مہر کو توڑکر اُسی اسرائیلی عیسیٰ کو کسی وقت خدا تعالیٰ دوبارہ دنیا مین لائیگا اور اس اعتقاد سے صرف ایک گناہ نہین بلکہ دو گناہ کے مرتکب ہوتے ہین (۱) اول یہ کہ انکو یہ اعتقاد رکہنا پڑتا ہے کہ جیسا کہ ایک بندہ خدا کا عیسیٰ نام جسکو عبرانی مین یسوع کہتے ہین تیس برس تک موسیٰ رسول اللہ کی شریعت کی پیروی کرکے خدا کا مقرب بنا اور مرتبہ نبوت پایا اس کے مقابل پر اگر کوئی شخص بجائے تیس برس کے پچاس برس بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرے تب بھی وہ مرتبہ نہین پا سکتا گویا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی کوئی کمال نہین بخش سکتی اور نہین خیال کرتے کہ اس صورت مین لازم آتا ہے کہ خدا کا یہ دعا سکہلانا کہ صراط الذین انعمت علیھم ایک دہوکہ دینا ہے اور اون کا اعتقاد ہے کہ یہ اعتبار اپنے دوبارہ آمد کے خاتم الانبیاء مسیح ہی ہے اور وہی آخری قاضی اور حَکَم ہے۔ اور نہین سمجھتے کہ اس پیشگوئی سے خدا کا تو یہ مقصود تہا کہ جیسا کہ اسی امت مین مثیل یہود پیدا ہون گے ایسا ہی اسی امت مین سے مثیل عیسیٰ بھی پیدا کرے جو ایک پہلو سے اُمّتی ہو اور ایک پہلو سے نبی مگر عیسیٰ بن مریم تو ان دونون نامون کا جامع نہین ہو سکتا کیونکہ اُمّتی وہ ہوتا ہے جو محض نبی متبوع کی پیروی سے کمال پاوے مگر عیسےٰ تو پہلے کمال پا چکا (۲) اور دوسرا گناہ ان لوگون کا یہ ہے کہ قرآن شریف کی نص صریح کے برخلاف حضرت عیسیٰ کو زندہ تصور کرتے ہین صریح یہ آیت موجود ہے فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیھم اور اس آیت کے معنے یہ لوگ یہ کرتے ہین کہ جب کہ تو نے مع جسم عنصری مجکو آسمان پر اٹھا لیا۔ یہ عجیب لغت ہے جو حضرت عیسےٰ ہی سے خاص ہے۔ افسوس اتنا بھی نہین سوچتے کہ جیسا کہ قرآن شریف مین تصریح ہے۔ یہ سوال حضرت عیسیٰ سے قیامت کے دن ہوگا پس ان معنون سے جو لفظ التوفی کے کئے جاتے ہین لازم آتا ہے کہ حضرت عیسےٰ فوت ہونے سے پہلے ہی قیامت کے دن اللہ جلشانہ کے سامنے حاضر ہو جائینگے۔ اور اگر کہو کہ آیت فلما توفیتنی کے یہ معنے ہین کہ جب کہ تو نے مجھکو وفات دیدی تو پھر مجکو کیا خبر تہی کہ میرے مرنے کے بعد میری اُمّت نے کیا طریق اختیار کیا تو یہ معنے بھی اون کے عقیدہ کی رو سے غلط ٹھہرتے ہین اور دونون معنون کی رو سے خدا تعالےٰ عیسےٰ کو ایسے عذر باطل کا یہ جواب دے سکتا ہے کہ تو میرے سامنے جھوٹ کیون بولتا ہے کہ مجھے کچھہ بھی خبر نہین کیونکہ تو دوبارہ دنیا مین گیا تہا اور دنیا مین چالیس برس تک رہا تہا اور نصاریٰ سے لڑائیان کی تھین اور صلیب کو توڑا تہا۔ ماسوا اس کے ان معنون کی رو سے یہ لازم آتا ہے کہ جب تک حضرت عیسےٰ زندہ رہے عیسائی نہین بگڑے بلکہ اون کی موت کے بعد بگڑے پس اس سے تو اون لوگون کو ماننا پڑتا ہے کہ عیسائی ابتک حق پر ہین کیونکہ ابتک حضرت عیسیٰ آسمان پر زندہ موجود ہین کیونکہ ابتک حضرت عیسےٰ آسمان پہ زندہ موجود ہین۔ افسوس! ابدا است [illegible]

افسوس ان لوگوں پر کہ ان لوگوں کے آگے تمام برکات کا چشمہ کھولا گیا۔ مگر یہ نہیں چاہتے کہ ایک گھونٹ بھی اس میں سے پئیں۔

اب پھر ہم پہلے کلام کی طرف رجوع کر کے لکھتے ہیں کہ نجات کا سرچشمہ جیسا کہ ہم پہلے لکھ چکے ہیں محبت اور معرفت ہے اور معرفت ایک ایسی چیز ہے کہ جسقدر معرفت زیادہ ہوتی ہے اسی قدر محبت بھی زیادہ ہوتی ہے کیونکہ محبت کے جوش مارنے کا باعث حسن یا احسان ہے یہ دونوں چیزیں ہیں جنکی وجہ سے محبت جوش مارتی ہے پس جبکہ انسان کو خداتعالے کے حسن اور احسان کا علم ہوتا ہے اور وہ اس بات کا مشاہدہ کر لیتا ہے کہ وہ ہمارا خدا اپنی نامحدود ذاتی خوبیوں کی وجہ سے کیسا حسین ہے اور پھر کس طرح پر اوسکے نامتناہی احسان ہم پر احاطہ کر رہے ہیں تو اس علم کے بعد بالطبع انسان کی وہ محبت جو ازل سے اسکی فطرت میں مرکوز ہے جوش مارتی ہے اور جیسا کہ خداتعالے سب سے زیادہ جمال باکمال سے متصف اور متواتر احسان اور فیضان کی صفت سے موصوف ہے ایسا ہی بندہ جو اسکا طالب ہے بعد معرفت ان صفات کے اس سے ایسی محبت کرتا ہے کہ کسی کو اس کا ثانی نہیں سمجھتا تب نہ صرف زبان سے بلکہ عملی طور پر اسکو واحد لاشریک جانتا ہے اور اسکی خوبیوں اور اخلاق کا عاشق ہو جاتا ہے اور گو محبت الٰہی کا تخم ازل سے انسان کی سرشت میں رکھا گیا تھا مگر اس تخم کی آبپاشی معرفت ہی کرتی ہے کیونکہ کوئی محبوب بجز معرفت کے اور بجز تجلیات حسن اور جمال اور اخلاق اور وصال کے کسی عاشق کو اپنی طرف کھینچ نہیں سکتا۔ اور جب معرفت تامہ حاصل ہو جاتی ہے تبھی وہ وقت آتا ہے کہ محبت الٰہی کا ایک چمکتا ہوا شعلہ انسان کے دل پر گرتا ہے اور یکدفعہ اس کو خداتعالے کی طرف کھینچ لیتا ہے تب انسانی روح محبوب ازلی کے آستانہ پر عاشقانہ انکسار کے ساتھ گرتی ہے اور حضرت احدیت کے دریائے ناپیدا کنار میں غوطہ لگا کر ایسی پاک و صاف ہو جاتی ہے کہ تمام سفلی کثافتیں دور ہو جاتی ہیں اور ایک نورانی تبدیلی اس کے اندر پیدا ہو جاتی ہے تب وہ روح ناپاک باتوں سے ایسی ہی نفرت کرتی ہے جیسا کہ خداتعالے کو نفرت ہے اور خدا کی رضا اسکی رضا ہو جاتی ہے اور خدا کی خوشنودی اوسکی خوشنودی ہو جاتی ہے لیکن جیسا کہ ہم ابھی لکھ چکے ہیں اس اعلے درجہ کی محبت کے جوش مارنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ سالک جو خداتعالٰی کی طلب میں ہے خدا کے حسن اور احسان پر بخوبی اطلاع پاوے اور درحقیقت اس کے دل میں ذہن نشین ہو جاوے کہ خداتعالے اپنی ذات میں وہ خوبیاں اور حسن اور جمال رکھتا ہے کہ جن کی کوئی انتہا نہیں اور ایسا ہی اسقدر اسکے احسان ہیں اور اسقدر احسان کرنے کے لئے وہ طیار ہے کہ اس سے بڑھ کر ممکن ہی نہیں۔ اور خداتعالے کا شکر ہے کہ اس کامل معرفت کا سامان اس امت کو کامل طور پر دیا گیا ہے اور ہم خداتعالٰی کی خوبیوں کے بیان کرنے میں اسکی جناب میں شرمندہ نہیں ہیں ؂ اور جہانتک خوبی تصور میں آسکتی ہے ہم وہ تمام خوبیاں خداتعالے کی ذات اور صفات میں مانتے ہیں نہ ہم آریوں کی طرح یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ خداتعالے کسی روح یا کسی ذرہ کے پیدا کرنے پر قادر نہیں اور نہ انکی طرح ہم یہ کہتے ہیں نعوذ باللہ وہ ایسا بخیل ہے کہ نجات ابدی کسی کو دینا نہیں چاہتا اور نہ یہ کہتے ہیں کہ وہ دینے پر قادر نہیں اور نہ ہم آریہ سماج والوں کی طرح یہ کہتے ہیں کہ خداتعالے کی طرف سے وحی کا دروازہ بند ہے اور نہ ہم ان کی طرح یہ کہتے ہیں کہ وہ ایسا سخت دل ہے کہ کسی بندہ کی توبہ قبول نہیں کرتا اور ایک گناہ کیلئے کروڑ ہا جونوں میں ڈالتا رہتا ہے اور نہ ہم یہ کہتے ہیں کہ وہ توبہ قبول کرنے پر قادر نہیں۔ اور نہ ہم عیسائیوں کیطرح یہ کہتے ہیں کہ ہمارا خدا ایسا خدا ہے کہ وہ کسی زمانہ میں مر بھی گیا تھا اور یہودیوں کے ہاتھ میں گرفتار بھی ہوا اور زندان میں بھی داخل کیا گیا اور صلیب پر کھینچا گیا اور وہ ایک عورت کے پیٹ سے پیدا ہوا اور اوسکے اور بھائی بھی تھے۔ اور نہ ہم عیسائیوں کی طرح نعوذ باللہ یہ کہتے ہیں۔ کہ وہ تین دن کے لئے گناہوں کا بھار اتارنے کے لئے دوزخ میں بھی گیا تھا اور وہ اپنے بندوں کو گناہوں سے نجات نہیں دے سکتا تھا جب تک آپ انکے عوض نہ مرتا۔ اور تین دن کیلئے دوزخ میں نہ جاتا۔ اور نہ ہم عیسائیوں کی طرح یہ کہتے ہیں کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد وحی اور الہام پر مہر لگ گئی ہے اور اب خداتعالے کے مکالمہ اور مخاطبہ کا دروازہ بند ہے کیونکہ خداتعالے سورۂ فاتحہ میں ہمیں تمام نبیوں کی متفرق نعمتوں کے وارث ٹھہراتا ہے اور اس امت کو خیر الامم قرار دیتا ہے۔ پس بلاشبہ خداتعالے کا حسن اور احسان جو سرچشمہ محبت کا ہے سب سے زیادہ اوسپر ایمان لانا ہمارے حصہ میں آگیا ہے اور مسلمانوں میں سے سخت نادان اور بدقسمت وہ لوگ ہیں جو اس کے کمال حسن اور احسان کے انکاری ہیں ایک طرف تو اسکی مخلوق کو اسکی صفات خاصہ میں حصہ دار ٹھہرا کر توحید باری پر دھبہ لگاتے ہیں اور اس کے حسن وحدانیت کی چمک کو شراکت غیر سے تاریکی کے ساتھ بدلتے ہیں اور پھر دوسری طرف آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ابدی فیض سے ایسا اپنے تئیں محروم جانتے ہیں کہ گویا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نعوذ باللہ زندہ چراغ نہیں ہیں بلکہ مردہ چراغ ہیں جنکے ذریعہ سے دوسرا چراغ روشن نہیں ہو سکتا وہ اقرار رکھتے ہیں کہ موسیٰ نبی

زندہ چراغ تھا جسکی پیروی سے صدہا نبی چراغ ہو گئے اور مسیح اسی کی پیروی تیس برس تک کر کے اور توریت کے احکام کو بجا لا کر اور موسیٰ کی شریعت کا جوا اپنی گردن پر لیکر نبوت کے انعام سے مشرف ہوا۔ مگر ہمارے سید و مولیٰ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کسی کو کوئی روحانی انعام عطا نہ کر سکی بلکہ ایک طرف تو آپ حسب آیت ما کان محمد ابا احد من رجالکم اولاد نرینہ سے جو ایک جسمانی یادگار تھی محروم رہے اور دوسری طرف روحانی اولاد بھی آپ کو نصیب نہ ہوئی جو آپ کے روحانی کمالات کی وارث ہوتی اور خداتعالے کا یہ قول ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین بے معنے رہا۔ ظاہر ہے کہ زبان عرب میں لکن کا لفظ استدراک کے لئے آتا ہے یعنی جو امر حاصل نہیں ہو سکا اوسکے حصول کی دوسرے پیرایہ میں خبر دیتا ہے جسکے رو سے اس آیت کے یہ معنے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی جسمانی نرینہ اولاد کوئی نہیں تھی مگر روحانی طور پر آپ کی اولاد بہت ہوگی اور آپ نبیوں کے لئے مہر ٹھہرائے گئے ہیں یعنی آئندہ کوئی نبوت کا کمال بجز آپ کی پیروی کی مہر کے کسی کو حاصل نہیں ہوگا۔ غرض اس آیت کے یہ معنے تھے جنکو الٹا کر نبوت کے آئندہ فیض سے انکار کر دیا گیا حالانکہ اس انکار میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سراسر مذمت اور منقصت ہے کیونکہ نبی کا کمال یہ ہے کہ وہ دوسرے شخص کو ظلی طور پر نبوت کے کمالات سے متمتع کر دے اور روحانی امور میں اسکی پوری پرورش کر کے دکھلا دے اسی پرورش کی غرض سے نبی آتے ہیں اور ماں کیطرح حق کے طالبوں کو گود میں لیکر خداشناسی کا دودھ پلاتے ہیں۔ پس اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس یہ دودھ نہیں تھا تو

؂ جیسا کہ ہم بار بار لکھ چکے ہیں معرفت تامہ جناب الٰہی کی بجز وحی الٰہی اور مکالمہ اور مخاطبہ حضرت احدیت اور ایسے عظیم الشان نشانوں کے جو وحی الٰہی کے ذریعہ سے ظاہر ہوں اور خداتعالے کی اوس قدرت پر دلالت کریں جو اسکی الوہیت اور جبروت کا کھلا کھلا نشان ہو حاصل نہیں ہو سکتی وہی معرفت ہے جس کے حق کے طالب بھوکے اور پیاسے ہوتے ہیں وہی معرفت ہے جس کے پانیکے بغیر وہ مر ہی جاتے ہیں پس کیا وہ معرفت اسلام میں موجود نہیں اور کیا اسلام ایک خشک اور مردہ مذہب ہے لعنت اللہ علی الکاذبین بلکہ اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو زندہ ہے اور اپنے پیرو کو زندگی بخشتا ہے وہی ہے جو اسی دنیا میں ہمیں خدا دکھلا دیتا ہے اسکی برکت سے ہم وحی الٰہی پاتے ہیں اور اس کی برکت سے بڑے بڑے نشان ہم سے ظاہر ہوتے ہیں دنیا کے تمام مذہب مر گئے انمیں کچھ بھی برکت اور روشنی نہیں انکے ذریعہ سے ہم خدا کے ساتھ گفتگو نہیں کر سکتے انکے ذریعہ سے ہم خدا کے معجزے نہیں دیکھ سکتے۔ کوئی ہے؟ جو ان برکات میں ہمارا مقابلہ کرے۔ منہ

؂ ایک عیسائی یہ بات کہکر کہ اوس کا خدا کسی زمانہ میں تین دن تک مرا رہا تھا کس درجہ اندر ہی اندر اپنے اس قول سے ندامت اٹھاتا ہے اور کسقدر خود رنج اسے ملزم کرتی ہے کہ کیا خدا بھی مرا کرتا ہے اور جو ایک مرتبہ مر چکا۔ اوسپر کیونکر بھروسہ کیا جائے کہ پھر نہیں مریگا پس ایسے خدا کی زندگی پر کوئی دلیل نہیں بلکہ کیا معلوم کہ شاید مر ہی گیا ہو کہ اب زندوں کے اوس میں آثار نہیں پائے جاتے اور اپنے خدا خدا کرنے والوں کو کوئی جواب نہیں دے سکتا کوئی معجزانہ کام نہیں دکھلا سکتا پس یقیناً سمجھو کہ وہ خدا مر گیا ہے اور سری نگر محلہ خانیار میں اسکی قبر ہے رہے آریہ سماج والے سو انکی روحوں کا تو کوئی خدا ہی نہیں وہ خود بخود قدیم سے چلی آتی اور انادی ہیں۔ منہ

؂ مسلمانوں کو خاص کر اہل حدیث کو توحید کا تو بڑا دعویٰ تھا مگر افسوس انپر بھی یہ مثل صادق آئی کہ مچھر چھانتا اور اونٹ نگلتا کیا ایسے لوگوں کو ہم موحد کہہ سکتے ہیں کہ ایک طرف تو حضرت عیسیٰ کو خداتعالٰی کی طرح وحدہ لاشریک سمجھتے ہیں وہی ہے جو مع جسم عنصری زمین پر آئیگا اور اوسی نے پرندے پیدا کئے۔ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے کافروں نے قسمیں کھا کر بار بار سوال کیا کہ آپ مع جسم عنصری آسمان پر چڑھ کے دکھلا دیجئے ہم ابھی ایمان لائیں گے اون کو جواب دیا گیا کہ قل سبحان ربی ھل کنت الا بشرا رسولا۔ یعنی اونکو کہدے کہ میرا خدا عہد شکنی سے پاک ہے اور بموجب اس کے قول کے کہ مع جسم عنصری آسمان پر نہیں جا سکتا کیونکہ یہ امر خدا کے وعدے کے برخلاف ہے۔ وجہ یہ کہ وہ فرماتا ہے کہ فیہا تحیون وفیہا تموتون ولکم فی الارض مستقر۔ پس کیا ہم سمجھیں کہ حضرت عیسیٰ کو آسمان پر پہونچانیکے وقت خداتعالے کو اپنا یہ وعدہ یاد نہ رہا یا عیسیٰ بشر نہیں تھا اگر عیسیٰ مع جسم عنصری آسمان پر گیا ہے تو قرآن کے بیان کے رو سے لازم آتا ہے کہ عیسیٰ بشر نہیں تھا۔ پھر دوسری طرف ان مسلمانوں نے دجال کے بھی وہ صفات بیان کئے ہیں جن سے اسکا خدا ہونا لازم آتا ہے یہ توحید اور یہ دعویٰ افسوس۔

مصیبت جسقدر آئی تمھاری جان پر آئی
نہ بگڑا کہنے والوں کا نہ بگڑا سننے والوں کا
یہ عیسائی تو کوسوں بھاگتے ہیں نفس مطلب سے
بہت مشکل ہے صاحب رام کرنا ان نفر اولوں کا

اور پھر یہ جواب دیا۔ کہ اس تقریر کے باطل ہونے پر یہی تقریر دلیل البطلان ہے کیونکہ پیالہ جس کے ٹلنے کے واسطے مسیح نے دعا کی وہ ایک چیز ہے یہ ممکن نہیں کہ جو اپ شتاپ جان چھڑانے کے واسطے یاد آجاوے وہی پیالہ کی مراد اور مطلب سمجھ لیجاوے جبکہ میری مندرجہ بالا دلائل کو جو پیالہ کی تفتیش میں مینے کلارک صاحب اور عمادالدین اور مرقس و عبرانیوں سے بیان کی ہیں احمد مسیح نہ توڑ سکے نہ اُس کے ساتھ کسی طریق سے معارضہ پیش کیا۔ اور یہی نہیں بلکہ اپنی پہلی بات کو چھوڑ کر ایک دوسری بات ایجاد بندہ بیان کردی تو مسلم ہوگیا کہ میرا دعویٰ یعنی پیالہ سے مراد صلیبی موت کا پیالہ تھا ثابت رہا اور ان کی تقریر بالکل لغو و نہ احمد مسیح اقرار کریں کہ وہ دس پانچ پیالے تھے جنکے ٹلنے کے لیے درخواست تھی اُنہی سے ایک یہ پیالہ تھا جو مینے تعریف نمبر ۲ میں بیان کیا۔ مگر وہ ہرگز نہیں کرسکتے اور نہ میرے تعیق کو اُٹھا سکتے ہیں۔ یہ عجیب نغز گوئی ہے کہ پہلے اس پیالہ کو جان کنی اور مصائب کا پیالہ قرار دیا جب اسکی تردید انھیں کی کتب سے ہوگئی اور ساتھ ہی یہ ثابت کردیا گیا کہ وہ پیالہ صلیبی موت کا پیالہ تھا تو پھر آپ نے بجاے اسکے کہ میری دلائل کو توڑ کر دکھلاتے اور اپنے دعوے کو کہ وہ پیالہ مصائب اور جانکنی کا پیالہ تھا براہین معقول و منقول ثابت کرتے آپ نے دم بخود ہوکر اپنا پہلا دعوےٰ تو چھوڑ دیا جو صریح اسکے اسبات کی دلیل ہے کہ میری پیش کردہ دلائل سے وہ باطل ہوگیا تھا مگر حق کے قبول کی توفیق نہ پاکر بغیر جواب میری دلائل کے اور ایک دعوےٰ کردیا کہ وہ پیالہ در اصل خوف اور دہشت سے مرجانے کا تھا یعنی کہیں ایسا نہ ہو کہ بغیر صلیب پہ چڑھاے جانے اور صلیبی لعنتی موت پانے کے میں پہلے ہی مرجاؤں۔ جیسا کہ پہلا دعوےٰ غلط تھا ایسا ہی بلکہ اس سے بھی بڑھکر یہ دعوےٰ غلط ہے۔ اس کی ضرورت نہ تھی کہ میں اسپر تقریر کرتا کیونکہ سامعین کا قہقہہ اور مخالف صاحب کا اُسپر نادم اور پشیمان ہونا اور پہلے دعوے کو چھوڑ دینا ہی اسکے باطل ہونے کے واسطے کافی تھا مگر تاہم میں تا بخانہ پہونچانے کو بھی طیار ہوں۔ سُنیئے آپ کا یہ دعوےٰ اسلیے بھی غلط ہے کہ اول تو وہی پچھلی دلیلیں جو مینے اوپر ذکر کی ہیں اس کی تردید کر رہی ہیں دوم اگر یقین ہو کہ

یہ ہے کہ وہ صلیبی موت کا پیالہ تھا پھر یہ دعوےٰ آپ نے کہاں سے کرمارا اسکا ثبوت عقلی یا نقلی آپ کے پاس کیا ہے کہ جس سے یہ ثابت ہوسکے کہ پیالہ سے مراد وہ غلبۂ دہشت تھا جو صلیبی موت سے پہلے مارے ڈالتا تھا۔ کیا کسی آپکے مونہہ لکھا ہے یا کسی اور فرقہ عیسائی نے یہ مانا ہوا ہے آخر اس کے منوانے کے لیے کوئی دلیل بھی ہے یا نہیں افسوس ہے کہ ہر بات احمد مسیح کی محض دفع الوقتی کے طور پر ہوتی ہے اور نتیجہ اسکا صفر دیکھو آپ کے برادر اکبر اور پولوس کے برادر اصغر اکبر مسیح نے رسالہ ضربت عیسوی کے صفحہ ۱۴۰ پر اس دعا کا یعنی جواب دیتے ہوے یہ لکھا ہے کہ "مسیح نے موت کی سختی سے اور جسمانی عذاب کی تلخی سے دعا کی تھی" اب فرمائیے کہاں آپکا بیان کہ صلیبی موت سے پہلے ہی جان نہ نکل جاے مارے خوف کے یہ دعا تھی اور کجا اکبر مسیح کا کہنا جس کے بھروسہ پر آپ بول رہے ہیں کہ "موت کی سختی اور جسمانی عذاب کی تلخی سے امان مانگی تھی" مسٹر پارٹن صاحب فیصلہ کریں اس امر کا کہ پادری کلارک اور عمادالدین تو اسکو موت کا پیالہ قرار دیتے ہیں۔ اکبر مسیح جسمانی عذاب سے اور موت کی سختی سے بچنے کے واسطے دعا تھی بیان کرتا ہے احمد مسیح کہتا ہے کہ "مسیح کو بوجہ سخت شدت بارگناہوں کی جان کنی تھی اسلیے وہ ڈرتا تھا کہ کہیں اس خوف سے ہی جان نہ نکل جاے اور صلیب پر معراج پانا نصیب ہی نہ ہو اسلیے دعا کی تھی کہ معراج صلیبی نصیب ہووے پہلے ہی خوف معراج سے دم نہ نکل جاوے" ان میں کس کا بیان سچا انجیل و عقل و واقعات کے مطابق ہے اور کون ان میں جھوٹا ہے۔ مگر پارٹن صاحبکو آپ جانتے ہیں کہ کس دل و دماغ کے مشنری ہیں کہ سواے گھنٹی بجانے کے اور کچھ جانتے ہی نہیں۔ وہ چُپ رہے۔ احمد مسیح نے پھر اس لغو تقریر کو چھوڑ کر ایک تیسری بات پیش کی جو ان ہر دو سے بڑھ چڑھ کر تھی وہ یہ کہ مسیح نے پیالہ ٹالنے کی ہی دعا نہیں کی تھی بلکہ یہ کہا تھا کہ اے باپ اگر ہوسکے تو یہ پیالہ ٹل جاے تاہم میری مرضی نہیں بلکہ تیری مرضی پوری ہو۔ یعنی جو تیری مرضی ہے وہ میری مرضی ہے وہی پوری ہونی چاہیے۔ پس باپ کی مرضی یہی تھی کہ وہ جہان کے واسطے کفارہ ہوکر صلیب پر لعنت اُٹھا کر جان دے باپنے اسکو اطلاع دیدی کہ میری یہی مرضی ہے اسلیے مسیح صلیب پر خوشی سے لٹک کر مرگیا اور باپ کی مرضی کا معلوم ہو جانا اور اُس کی مرضی کے موافق بیٹے کا مرنا ہی قبولیت دعا تھی کہ صلیب سے بچایا جانا۔ اسکے جواب میں

مندرجہ ذیل نظم مینے پڑھی۔ غزل
اے منکر و خدا کے غضب سے ڈرو ذرا
دل میں تمھارے کچھ بھی جو خوف آلٰہ کا
انکار یہ بھی باتوں سے اللہ کی سپنہ ماہ
اپنے عمل سے آپ کے سو رہنا ہے
سچے نبی کو لعنتی مصلوب تم کہو
بتلاؤ اس سے بڑھ کے بھی کوئی گناہ ہے
حق نے بچا لیا اُسے قتل صلیب سے
دی دونت اُسکو داخل جنت وہ شاہ ہے
انکار سے تمھارے بگڑتا ہے میرا کیا
میری طرف خدا کی کرم کی نگاہ ہے
گر آرزو ہے دلمیں کہ اصلاح عام ہو
کچھ کر دکھائیے کہ یہ وقت رفاہ ہے
جو کچھ کیا ہے مینے وہ مجھ سے نہ پوچھیے
میرے کیے کا سارا یہ مجمع گواہ ہے
تم سے نہ کچھ بنے تو پکارو مسیح کو
وقت مدد ہے آج یہ ہنگامہ گاہ ہے
اب تو بنی نہیں ہیں وہ ہیں آپ ہی خدا
حق کی ہر ایک بات پہ یاں واہ واہ ہے

بعد اس کے مینے یہ جواب دیا کہ مسیح نے باپ کی مرضی دریافت کرنے کے واسطے اگر دعا مانگی تو یہ بالکل انجیل کے اور تمھارے مسلمات کے خلاف ہے کیونکہ بیٹا ازل سے ہی خودکشی کا بیڑا اُٹھاے ہوے تھا اور اسکو بموجب انجیل یہ معلوم تھا کہ میں دشمنوں کے حوالہ کیا جاؤں گا وہ مجکو قتل کرینگے اور میں پھر تیسرے دن جی اُٹھوں گا باوجود اس امر کے معلوم ہونے کے پھر مرضی کا معلوم کرنا چہ معنی دارد +

دوم مارٹین کلارک اور عمادالدین انجیل متی کی آیت ۳۹ باب ۲۶ کی تفسیر میں صفحہ ۱۴۲ پہ لکھتے ہیں وہ مرنے کو آیا تھا اور اُس نے اپنے باپ سے عہد باندھا تھا"(بقدر حاجۃ) پھر آج مرضی معلوم کرنے بیٹھا تھا یہ بالکل خلاف انجیل اور مسلمات عیسائیوں کے ہے۔ اُسکو تو بقول آپکے پہلے ہی سے باپ کی مرضی معلوم تھی کہ ایسا ظالم باپ بغیر مارے نہیں چھوڑے گا۔

سوم یہ دعا اُسکو یوں مانگنی چاہیے تھی کہ اے باپ مجھے تیری مرضی معلوم نہیں کہ صلیب کی موت میرے واسطے مقدر ہے یا کیا پس مجھے اپنی مرضی سے اطلاع بخش۔ نہ یہ کہ اے باپ اگر ہوسکے تو یہ پیالہ مجھ سے ٹالدے اور یہ گھڑی ٹلجاے۔

چہارم یہ دعوےٰ بھی آپ کا مارٹین کلارک اور عمادالدین اور اکبر مسیح کے خلاف ہے پس یا تم جھوٹے یا وہ سب جھوٹے۔ اس کے بعد جلسہ برخاست ہوا اور آیندہ بدھ کو جواب دینے کا وعدہ کیا جسکو ذیل میں درج کرتا ہوں +

یہ جلسہ پانچواں جلسہ ہے جو ۲۸ مارچ ۱۹۰۶ء کو بروز بدھ ۵ بجے شام کے برکسٹھ ہال میں ہوا۔ اس روز جو ہجوم لوگوں کا تھا وہ قابل دید تھا آریہ مسلمان ہندو و مولوی عبدالمجید مولوی محمد حسین کوٹلے والے طلبا مدرسہ طبیہ و دیگر مدارس عربی واہلکاران ضلع و طلبا انگریزی سکول اور عوام و خواص گر تعلیم یافتہ گروہ وغیرہ کا مجمع کثیر تھا یہانتک کہ کوئی جگہ نہ بیٹھنے کے واسطے نہ کھڑے ہونے کی ہال میں باقی رہی تھی ناچار لوگ سڑک پر جمع ہوکر کھڑے ہوگئے تھے۔ اب احمد مسیح نے پہلے یہ تقریر بیان کی کہ عرصہ پانچ ہفتہ سے یہ مباحثہ درمیان میرے اور سید صاحب کے جاری ہے مینے یہ دعوےٰ کیا تھا کہ مسیح مصلوب ہوا اور صلیب پر ہی مرگیا اور اسکا صلیب پر مرنا عیسائی مذہب کا بنیادی پتھر ہے تمام عمارت مذہب عیسائی کی اسی پر کھڑی ہے اگر یہ بنیاد اس کی ایسی کمزور ہوتی تو یہ عمارت آجتک نہ قائم رہتی۔ یہ سچ ہے کہ اگر مسیح کا صلیب سے زندہ اُترنا ثابت ہوجاوے تو مسیحی مذہب کا مرجانا بلا دلیل و بحث ثابت ہوجاوے گا۔ اسلیے جسقدر ثبوت مسیح کے صلیب پر مرجانے کے ہیں اسقدر ثبوت کسی دوسرے مذہب میں کسی اصول کی بابت موجود نہیں ہیں سب سے بڑا ثبوت صلیبی موت کا یہودیوں کی جو دشمنان مسیح سے تھے گواہی ہے دوسری گواہی پیلاطوس گورنر کی ہے تیسری گواہی صلیب دینے والوں کی ہے چوتھی گواہی آج تک کے دیندار عیسائیوں کی ہے پانچویں گواہی مسلمانوں کی ہے کہ تمام مسلمان بھی آج تک مانتے آے ہیں کہ ایک شخص شبیہ عیسیٰ صلیب پر چڑھایا گیا اور وہ صلیب پر مارا گیا مسیح کو خدا نے آسمان پر اُٹھا لیا۔ چونکہ قاسم علی صاحب صلیب پر مسیح کو ہی چڑھایا جانا مانتے ہیں اس لیے انپر یہ حجت ہے کہ جو صلیب پر چڑھا تھا وہ مارا گیا تھا مسلمان اسکو شبیہ کہیں یا کچھ مگر اُسکے مارے جانیکے اقراری ہیں اور آپ اُس کو شبیہ نہیں کہتے اصل مسیح کو ہی صلیب پر چڑھاے جانیکے اقراری ہیں اس لیے اُسکا مرنا ضرور ثابت ہوگیا لہذا یہ پانچویں گواہی بھی ایک زبردست دلیل موت صلیبی کے واسطے ہوگئی۔

لعنت سے بچانیکے واسطے موت صلیبی سے انکار کیا جاتا ہے مگر انکار موت سے لعنت سے مسیح نہیں بچایا جاسکتا کیونکہ توریت میں لکھا ہے کہ جو کاٹھ پر لٹکایا گیا وہ لعنتی ہے اور مسیح کا صلیب پر لٹکایا جانا جبکہ مسلّم ہے تو بموجب اس آیۃ کے وہ لعنتی تو

ہوگیا اب موت کے بچنے کے دلائل ڈھونڈنا لاحاصل ہے اگر وہ زندہ بھی اُترآ دسے تو تب بھی لعنتی تو ہو چکا۔

... وہ زندہ تھا مگر سکو وہ مردہ نظر آیا تو اس عقیدہ زندگی کا ثبوت خدا نے کچھ نہیں بتلایا مردہ ہی دکھلایا مردہ ہی لوگوں نے معلوم کرلیا مردہ ہی سب مانتے چلے آتے ہیں۔ آج تیرہ سو برس ... میں اور دو ہزار برس بعد مسیح سے مرزا صاحب کو خلاف توریت خلاف انجیل خلاف یہودیوں کے خلاف مسلمانوں کے خلاف قرآن شریف کے یہ الہام ہوا کہ وہ مردہ سا تھا کالمقتول تھا یہ بیان و الہام مرزا صاحب کو نہ عیسائی قبول کرسکتے ہیں نہ یہودی نہ مسلمان۔ سید صاحب نے جو مسیح کے دعا مانگنے کو دلیل حیات مسیح قرار دیا ہے بالکل صحیح نہیں ہے کیونکہ ہر ایک دعا کا قبول ہونا انبیاء کے واسطے لازمی نہیں ہے بہت سی دعائیں آنحضرت صلعم کی بھی قبول نہیں ہوئیں تو مسیح کی صداقت میں کچھ فرق نہیں آسکتا۔

پس دعا کے قبول ہونیکا بھی بیان کسی انجیل میں نہیں ہے بلکہ عبرانیوں ۵ باب ۷ میں صرف یہ لکھا ہے کہ وہ دعا اُس کی سُنی گئی جس کا مطلب صاف ظاہر ہے کہ جب ہم کوئی دعا کرتے ہیں خدا فوراً سُن لیتا ہے جب ہم کلام کرتے ہیں خدا اُسی وقت اُسکو سُن لیتا ہے۔ پس ادھر مسیح نے دعا مانگی ادھر خدا نے سُن لی یہ نہیں کہ قبول کرلی۔ سُن لینا اور قبول کرلینا برابر نہیں ہے۔ انتہی کلامہ

میرا جواب

اول مینے مندرجہ ذیل نظم پڑھی۔ وہ یہ ہے

ہے پھر آج حافظ کو لایا مقدر
تنزل کا، سکے چڑھا سر پہ چکر
بہت سوچ کر آئے تھے آٹھ دن میں
گرے مُنہ کے بل آتے ہی کھا کے ٹھوکر
گئے دن جو اوروں کو للکارتے تھے
مرے سامنے کانپتے اب ہیں تھر تھر
طبیعت بھی کچھ ان کی گھبرا گئی ہے
مزاجوں میں بھی آگیا ہے تکدّر
بھگا ڈں گا یوں آج احمد مسیح کو
اُڑا کر ہوا جیسے لے جائے مچھر
وہ دل مضمحل جسکو سینہ میں اپنے
لیے بیٹھے ہیں یہ بزرگ معمّر
ہلا ڈالی ہے جسنے بنیاد اُس کی
عجب کشمکش میں ہیں مجبور مضطر
اب ان کی خزاں کے وہ دن آگئے ہیں
جو اس باغ کے دیکھتے تھے مقرّر
تم احمد مسیح اپنی ہمت نہ ہارو
ذرا دل کو مضبوط رکھو برادر
جو تم کو حمیّت ذرا چھو گئی ہے
اگر تم پہ چلتا ہے غیرت کا منتر
تو اپنی بریت کی کچھ راہ سوچو
اب اکبر مسیح کو بلاؤ یہاں پر
اُسے ساتھ لے کر چلے قدر طاقت
لگاؤ بہت زور پھر دونوں ملکر
مگر جان لو یہ نہ کچھ کر سکوگے
نہ موت صلیبی کا اُٹھے گا چھپر
وہ پتھر کہ تھی جس پہ بنیاد مذہب
اُسے توڑ پھینکا ہے احمدؐ نے باہر
سنبھل جاؤ مذہب کی چھت اب گرے گی
نہ دبکر نکل جائے سب کا کچومر

بعد ازیں یہ تقریر شروع کی۔ آج کا جلسہ احمد مسیح نے میری دلیل دعا مسیح کے جواب دینے کے لیے مقرر کیا تھا بدہ گذشتہ کے جلسہ میں چونکہ بار بار مذہبین کی طرح اناپ شناپ دعوی کرتے رہے جنکا جواب معقول ہونے کی وجہ سے اُنکو تسلیم کرنا پڑا یعنی ایک دعوی کو چھوڑ کر دوسرے کو لیا اُسکی تردید کردی تو تیسرے کو لیا اُسکی تردید بھی ہوچکی تھی اس جلسہ میں بقیہ جواب کا وعدہ کیا تھا جس سے مجھے ایک گونہ خوشی تھی کہ ہفتہ بھر تک یہ نہایت کوشش اور جانکاہی سے ضرور کوئی حقانی بات بیان کرینگے اور سامعین کی سمع خراشی اور تضیع اوقات سے باز رہینگے مگر افسوس کہ کولہو کے بیل کیطرح اُسی چکر میں باوجود ملنے مہلت کافی کے پڑے رہے آج آپنے پھر ایک دو سے گنتی شروع کردی جسکو میں پچھلے دو جلسوں میں بڑی وضاحت سے باطل کرچکا تھا۔ چونکہ دلیلیں پرانی ہیں مگر اُپر قلعی کرکے پیش کیے جانے سے حافظ احمد مسیح نئی جان بیٹھی ہیں اس لیے میں بھی اس ملمع کی قلعی کھول دیتا ہوں۔ ذرا متوجہ ہوکر سامعین سنیں۔ آپ کی پہلی دلیل صلیبی موت کی یہ ہے کہ اس پر عیسائی مذہب کی عمارت کھڑی ہے اگر یہ کمزور ہوتی تو عمارت کبھی کی گرجاتی۔ اس کا مطلب دوسرے لفظوں میں یہ ہے کہ اگر یہ عقیدہ بودا ہوتا تو اتنی مدت تک کبھی نہ ٹھہرتا اس قدر زمانہ دراز تک اس کا قائم رہنا اسکی صداقت کی ایک دلیل ہے سو اسکا جواب یہ ہے کہ اگر یہ کوئی کلیہ قاعدہ ہے کہ کسی غلطی کا مدت تک قائم رہنا اُسکے صداقت کی دلیل ہوجاتی ہے تو اول آپ کو مسیح کی صداقت سے دست بردار ہونا چاہیے کیونکہ عیسائیوں سے بھی پہلے تمام یہود بنی اسرائیل مسیح کو اپنا بادشاہ داؤدی تخت پر جلوہ فرمانے والا انکو مالا مال کرنے والا غلامی سے چھڑانے والا سلطنت والا ذالک مانتے تھے اور اس عقیدہ کو وہ موسیٰ علیہ السلام سے لے کر آجتک برابر اسی طرح مانتے چلے آئے ہیں اسکا ثبوت ۹ تفسیر انجیل متی مصنفہ کلارک و عماد الدین صفحہ ۱۵ باب ۲ آیت ۱ میں ہے وہ یہودیوں کو اپنے بادشاہ کی سخت انتظاری تھی اور غیر قوموں میں بھی اس کا چرچا اور اشتیاق تھا کہ کوئی بادشاہ دنیا میں آنیوالا ہے انتہی فقط۔

رسالہ ترقی اکتوبر ۱۹۰۱؁ء جلد ۳ نمبر ۱ صفحہ ۵۰ میں لکھا ہے کہ لوگوں کو مسیح کی مسیحائی کا ایک یہی تصور تھا کہ وہ قیصر روم وغیرہ سے تاج و تخت چھین لے اور بادشاہ بن بیٹھے اسپر مسیح نے اُنکو بتایا کہ تم میری نسبت سخت غلط فہمی میں مبتلا ہو تم روٹیوں کے بادشاہ کی تلاش کرتے ہو تاکہ وہ تم کو بیکاری کے ساتھ مال کی فراوانی عطا کرے روٹیوں کے انبار اور دودھ کی نہریں تمہارے لیے جاری کرے اور تم بے مشقت زندگی کا مزہ لوٹو پر میں وہ بادشاہ نہیں ہوں جو برکت میں عطا کرتا ہوں وہ ہمیشہ کی زندگی کی روٹی ہے۔ اسپر اُسکے شاگرد دوں میں سے بہت سے پھر گئے اور اسکے بعد اُسکے ساتھ نہ رہے۔ انتہی ملخصاً بقدر الحاجۃ

اب فرمائیے مسیح کی صداقت کا بنیادی پتھر یہود کے اعتقاد کی بموجب اُسکی حکومت و سلطنت ظاہری ہے جبکہ وہ حاصل نہیں ہوئی تو صداقت بزعم یہود باطل ہوگئی۔ کیا بقول آپ کے یہ قاعدہ یہاں جاری نہیں ہوسکتا کہ اگر مسیح صادق ہوتا تو ضرور حاکم ہوتا کیونکہ تمام یہود کے خیال میں اُسکی صداقت کا بنیادی پتھر اُس کی ظاہری سلطنت تھی اور اگر یہ خیال ایسا بودا ہوتا تو تمام یہود اس قدر عرصہ تک جسکو تین ہزار سال سے زیادہ گذر تا ہے اپنے عقیدہ کی بنیاد ایسے کمزور پتھر پر کیوں رکھتے اگر یہ بنیاد یہودیوں کی ایسی کمزور ہوتی تو آجتک کبھی قائم نہ رہتی دوم۔ آریہ صاحبان کو لو جو اپنا مذہب سارے جہان سے پہلے کا مانتے ہیں اور روح مادہ و پرمیشر تینوں کو خدا مانتے چلے آتے ہیں اور تناسخ یہی اُن کے مذہب کی بنیاد ہے اگر یہ بنیاد ایسی کمزور ہوتی تو آج تک یہ عمارت ہرگز قائم نہ رہتی۔

سوم مسلمانوں کو دیکھو وہ مسیح کو ایک بشر رسول نبی اللہ مانتے ہیں اگر یہ بنیاد اُن کے عقیدہ کی ایسی کمزور ہوتی تو ابتک ہرگز قائم نہ رہتی۔ علیٰ ہذا القیاس بیسیوں مثالیں پیش ہوسکتی ہیں۔ اپنا کلیہ آپ جاری کرکے اول دم نقد مسیح کو جھوٹا مان لیجیے ورنہ جو جواب آپ ان امور کا دینگے وہی آپ اس اپنی بیجا کلیہ کا سمجھ لیجیے۔

چہارم یہود زمانہ دراز سے آجتک یہی مانتے ہیں کہ مسیح سے پہلے الیاس آسمان سے آکر اُسکے لیے راستہ درست کریگا اور ایسا ہی ملاکی نبی کی کتاب میں لکھا ہے۔ مگر مسیح نے آکر یہ فیصلہ کردیا کہ الیاس جو آنے والا تھا وہ تو آچکا اور وہ یحییٰ بن زکریا ہے۔ کیا یہ تسلی بخش کلام یہود کے لیے موجب تسلی ہوسکتا تھا ہرگز نہیں۔ آپکے قاعدہ مقررہ اور دلیل کو یہاں چسپاں کرنے سے کیا نتیجہ نکلتا ہے۔ یعنی اگر یہ عقیدہ یہود کا جو ملاکی نبی سے بعبارۃ النص ظاہر تھا جسپر مسیح کی صداقت و تسلیم کی بنیاد تھی اگر ایسا ہی کمزور ہوتا تو یہود کے مذہب کی تمام عمارت گر جاتی اور ابتک قائم نہ رہتی۔ کیونکہ مسیح کے سچا ماننے کا بنیادی پتھر الیاس کا آسمان سے آنا تھا اگر یہ بنیاد کمزور ہوتی تو آجتک کیوں قائم رہتی۔ افسوس کہ آپنے ایسا کلیہ قائم کردیا جس سے عیسائی مذہب بیخ و بُن سے اکھڑ جاتا ہے۔ سوچو غور کرو۔ آپکا یہ فرمانا کہ جیسے ثبوت مسیح کی صلیبی موت کے موجود ہیں ایسے ثبوت کسی مذہب میں کسی اصول کے واسطے موجود نہیں ہیں۔ محض ایک کلام ہے جو عوام کالانعام کی طرح آپکی زبان سے سرزد ہوگیا ہے ورنہ بیان تو کرو کہ وہ کون سے ثبوت صلیبی موت کے نادر اور لاثانی آپکے پاس ہیں سوائے یہود کی گواہی اور عیسائیوں کی گواہی اور پلاطوس اور صوبہ دار وغیرہ کی گواہی کے جو بالکل غلط اور بے سود محض دعوی ہی دعوی ہے جس کا ابھی میں ایسا جواب سناؤنگا کہ آپ پھر اس گواہی اور ان شاہدوں کا نام لینا بھی بھول جاوینگے۔ اور کسی مذہب کا تو میں مدعی نہیں البتہ قرآن اور اسلام کا میں دعویدار ہوں اسلام کے اصول مثلاً توحید۔ رسالۃ۔ قیامۃ۔ ملائکہ۔ بعث بعد الموت وغیرہ ہیں ان کا ثبوت جس قدر اور جس جس طریق سے آسمانی کامل کتاب قرآن مجید نے دیا ہے جو میں دعویٰ نہ ہر ایک مذہب کے مقابلہ میں ایسا پیش کرسکتا ہوں کہ جس سے زائد اور بڑھ کر دنیا کی کوئی کتاب یا کوئی مذہب نہیں بیان کرسکتا آپ اس طریق سے پہلے حصہ مسیح کی الوہیت۔ ابنیت۔ رسالۃ۔ صداقت کفارہ۔ صلیبی موت کا انجیل سے اگر بیان کرتے تو آپکی راست بازی اور انجیل کا خوشہ چین الہام آسمانی ہونے کا ثبوت مل سکتا ہے۔

نمبر ۱۳ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۷ - اپریل سنہ ۱۹۰۶ء مطابق ۲۲ - صفر سنہ ۱۳۲۴ھ | جلد ۱۰

خدا تعالیٰ کی قہری تجلی کا نیا ظہور

کوہ ویسوویس جو ایک خطرناک آتش خیز پہاڑ اٹلی کا ہے اسکی آتش فشانی اور اسپر زلزلہ نے وہاں غضب ڈھایا جس سے اٹلی بھر میں کہرام مچا ہوا ہے - اسپر مفصل آرٹیکل اگلی اشاعت میں انشاء اللہ ہوگا۔

یوم تاتی السماء بدخان مبین ۔ دنتریہا الاٰیۃ

یوم میئذ خاطع مصفّح کا پورا نظارہ نظر آرہا ہے - پہاڑ مذکور سے تیس تیس میل کے فاصلہ پر جو شہر اور گاؤں ہیں وہ اسکے پتھروں کی بارش اور کھولتے ہوئے مادے کی طغیانی سے برباد ہو رہے ہیں - آسمان دھواں دھار ہو رہا ہے۔ راستہ اور بازار بند ہو چکے ہیں بزی کا نام ونشان نظر نہیں آتا - رقیق مادہ (لاوا) کی ندی بھی بہ نکلی ہے خود بادشاہ اُسکی مصیبت زدہ علاقہ میں دورہ کر رہے ہیں مگر سفر دشوار ہو رہا ہے - نیپلز (جسکے لئے انگریزی مثل ہے کہ مرنے سے پہلے نیپلز ضرور دیکھو) کا بازار مائٹ اولیوٹس تباہ و برباد ہو گیا - ایک گرجا کی چھت گر پڑی جسنے پادریوں اور دوسرے لوگوں کو خدا کی گود میں آرام کرنے دیا - ۹۷ آدمیوں کی نعشیں گرجے کے ملبہ سے نکل چکی ہیں - خطرناک تباہی آرہی ہے - خدا اپنا رحم کرے +

دارالامان کا ہفتہ

(۱) اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ کے اہل بیت اور خدام خدا کے فضل وکرم سے اچھی طرح ہیں۔

(۲) حکیم الامۃ کا درس قرآن کریم پھر شروع ہو گیا ہے خدا کرے کہ اس کے شیون دور ہوں۔

(۳) افاضل امروہی نے ایک مفید اور عجیب رسالہ لکھا ہے جو گولڑوی کیلئے خصوصاً مفید ہوگا۔ انشاء اللہ العزیز۔

ہفتہ زیر اشاعت میں حیدر آباد دکن سے ڈاکٹر ظہور اللہ احمد سول سرجن مع اپنے احباب کے دارالامان حاضر ہوا اور شرف بیعت سے مشرف ہوئے - لاہور سے شیخ رحمت اللہ صاحب اور ڈاکٹر نور محمد صاحب حکیم محمد حسین صاحب قریشی اور بابو غلام محمد صاحب حاضر ہوئے - ڈاکٹر یعقوب بیگ صاحب بھی تشریف لائے - ڈاکٹر صاحب شاہ پور سے تبدیل ہو کر لاہور آ گئے ہیں شاہ پور میں ان کی رخصت پر وہاں کے رؤسا اور حکام نے ڈاکٹر صاحب کو ایک پبلک الوداعی جلسہ دیا جس میں ڈاکٹر صاحب کی خدمات اور حسن اخلاق کا خصوصاً اعتراف کیا ڈاکٹر صاحب ایک معقول ترقی پر لاہور آئے ہیں (مبارک ہو)

نارووال ضلع سیالکوٹ - بنگہ ضلع جالندھر - اور کئی مقامات سے احباب حاضر ہو کر سعادت اندوز ہوئے اللّٰھم زِدْ فَزِدْ۔

(۵) بابو شاہ دین صاحب سٹیشن ماسٹر واپس تشریف لیگئے۔

تازہ الہامات و رؤیا

۱۴ - اپریل ۱۹۰۶ء - تاللہ لقد آثرک اللہ علینا وان کنا لخاطئین۔

۱۴ - اپریل ۱۹۰۶ء سحر - رؤیا میں دیکھا کہ طاعون ترقی کر رہی ہے

الہام - زلزلہ آیا زلزلہ آیا

رؤیا - دیکھا زلزلہ آرہا ہے

الہام - انا ارسلنا الیکم رسولاً شاھداً علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولا۔

۱۵ - اپریل ۱۹۰۶ء سحر - رؤیا - عالم رؤیا میں دیکھا کہ ایک سانپ بشکل گوہ (مرغابی کی قسم کلان) میرا تعاقب کر رہا ہے اسکا میرا کوئی دو تین گز کا فاصلہ ہوگا میں کھڑا ہو گیا وہ بھی کھڑا ہو گیا میںنے کہا خدا قاتل تو باد

مرا از دست تو محفوظ دارا د

پھر نظارہ بدل گیا میںنے دیکھا کہ گویا میں اسپر سوار ہوں اور میںنے اس کی گردن کو پکڑا ہوا ہے - مگر چونکہ گردن لمبی تھی اس واسطے اس نے گردن پھیر کر میرے ہاتھ کو کاٹنا چاہا مگر کاٹ نہ سکا اور میںنے احتیاطاً اُس کی گردن سر کے قریب سے پکڑ لی۔

. . . .

فرمایا کہ کوئی مخالف پوشیدہ منصوبہ ہمارے خلاف کر رہا ہے جسکا ہمیں علم نہیں۔ پہلے جو رؤیا تلاشی وغیرہ کے متعلق ہوئی ہے - اور الہام عورت کی چال وغیرہ ہوئے ہیں وہ اسی سے متعلق معلوم ہوتے ہیں مگر خدا تعالےٰ اپنی نصرت ظاہر کرے گا - اور اسے نامراد اور مخذول کرے گا۔

۱۶ - اپریل ۱۹۰۶ء - رؤیا میں مولوی عبد الکریم صاحب کو دیکھا گویا زندہ ہو گئے ہیں - میںنے پوچھا زخموں کا کیا حال ہے تو کہا کہ سب اچھے ہو گئے۔ اسپر خواب میں بڑا تعجب ہو رہا ہے کہ یہ احیاء موتی ہے پھر خواب ہی میں خیال گذر رہا ہے کہ خواب نہ ہو مگر بہت سے لوگ جمع ہیں اور سب جاگتے ہیں فرمایا خدا کوئی عجیب کام دکھائیگا - اور کسی مردہ کام کو زندہ کرے گا۔

الہام - انی حفیظک - یعنی میں تیری حفاظت کروں گا

اہلحدیث امرتسری سے استفسار

قبل ازیں ہم نے ثناء اللہ امرتسری کو اخبار اہلحدیث مورخہ ۱۲ - جنوری ۱۹۰۶ء کے سوال نمبر ۴ کے جوابات بغرض تحریر جواب بھجوا دیا تھا - جنکو آجتک فاضل صاحب نے ہضم کرکے ڈکار تک نہ لیا - اب پھر ہم امرتسری ٹھیکہ دار سی مطالبہ اوس مضمون کے جواب کا کرتے ہیں - اور دو امور اور استفساراً پیش کرتے ہیں - دیکھیں کہ ایمانداری سے اسکا بھی کوئی جواب دیتے ہیں یا حسب عادت خود دم ساد لیتے ہیں -

سنئے - حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اعجاز احمدی کے صفحہ ۱۴ پر یہہ تحریر فرمایا تھا کہ " ہمنے سنا ہے بلکہ مولوی ثناء اللہ امرتسری کی دستخطی تحریر ہمنے دیکھی ہے جسمیں وہ یہہ درخواست کرتا ہے کہ میں اسطور سے فیصلہ کیلئے بدل خواہشمند ہوں کہ فریقین یعنی میں اور وہ یہ دعا کریں کہ جو شخص ہم دونوں میں سے جھوٹا ہے وہ سچے کی زندگی میں مر جائے " انتہی بقدر الحاجۃ صفحہ ۱۴ سطر ۸ - پھر آگے چلکر تحریر فرمایا ہے " اور چونکہ مولوی ثناء اللہ صاحب اپنی تحریر کے رو سے ایسے چیلنج کے لئے طیار بیٹھے ہوئے معلوم ہوتے ہیں - پس ہمیں اس سے کوئی انکار نہیں کہ وہ ایسا چیلنج دیں بلکہ ہماری طرف سے اونکو اجازت ہے کیونکہ آنکا چیلنج ہی فیصلہ کے لئے کافی ہے " صفحہ ۱۴ سطر - " مولوی ثناء اللہ اگر چاہیں تو بذات خود آزمالیں آنکو غلام دستگیر سے کیا کام " " کیونکہ وہ خود ہی اس کے لئے مستعدی بھی ظاہر کرتے ہیں " صفحہ ۱۵ اور صفحہ ۲۳ سطر میں یہ پیشگوئی بھی درج فرمادی ہے کہ " (۲) اگر اس چیلنج پر وہ (ثناء اللہ) مستعد ہوئے کہ کاذب صادق کے پہلے مر جائے تو ضرور وہ (ثناء اللہ) پہلے مرینگے "

یہ عبارات صاف طور پر ہمارا مدعا و مطلب بیان کر رہی ہیں کہ - حضرت اقدس نے لوگوں کی زبانی بھی سنا ہے کہ ثناء اللہ ایسے مباہلہ کیلئے مستعد ہے - اور خود ثناء اللہ کے دستخطی تحریر بھی ملاحظہ فرمائی ہے کہ وہ ایسے مقابلہ کے واسطے طیار ہے - نیز یہ بھی ان سے صاف عیاں ہے کہ حضرت مرزا صاحب علیہ السلام نے بڑی فراخ حوصلگی سے ایسے مقابلہ کو منظور فرمالیا ہے - اور ثناء اللہ کو اجازت بھی دیدی ہے کہ وہ ضرور ایسے میدان میں نکلے - اور یہ بھی علی الاعلان فرمادیا ہے کہ اگر ثناء اللہ اس چیلنج پر آمادہ ہوگیا تو ضرور پہلے مر جائے گا - اب اس کا جواب بصورت اقرار مندرجہ ذیل ہونا چاہئے تھا - کہ بیشک میں (ثناء اللہ) اس مقابلہ کیواسطے طیار ہوں اور اشتہار حسب تصریح مندرجہ صفحہ ۱۵ - اعجاز احمدی شائع کرتا ہوں - اور بصورت انکار یہ جواب ہوتا -

(۱) کہ ہمنے آجتک کبھی ایسا ارادہ ظاہر نہیں کیا نہ کسی کے سامنے یہ ذکر آیا مرزا صاحب نے کس سے سنا ہے اوس کا نام بتلادیں ورنہ یہ غلط بیانی تصور ہوگی -

(۲) میری کوئی تحریر دستخطی نہیں ہے جسمیں ہمنے ایسے مقابلہ کے واسطے مستعدی دکھلائی ہو اگر میری ایسی تحریر ہے تو مرزا صاحب پیش کریں - ورنہ یہ بھی جھوٹ سمجھا جاوے گا - مگر آپ کے الہامات مرزا کے دیکھنے سے معلوم ہوا اگر آپ نے ان دونوں میں سے کوئی جواب نہیں دیا جس سے یہ ثابت ہوگیا کہ بیشک اشاعت اعجاز احمدی سے پہلے آپ نے یاروں میں یہ ڈینگ بھی ضرور ماری تھی کہ میں مرزا سے مباہلہ کرنے کو طیار ہوں اور تحریر بھی کر دی تھی کہ میں ایسا مقابلہ کروں گا - مگر جب سر پہ آ برسی تو ... دیکھکر دیکھکر فارسی بولتی " لگے بغلیں جھانکنے - اور جواب جو دیا وہ ایسا دیا کہ پورا نمونہ بخرانیوں کی چال کا دکھلادیا - اور حق کے رعب سے حواس باختہ ہوکر ؎

چہ خوش گفت است سعدی در زلیخا
الا یا ایہا الساقی ادر کاسا وناولہا

کا سا جواب دیا -

آپ فرماتے ہیں کہ " نمبر دوئم کا جواب اسکے سوا کیا ہے - کہ ماتدری نفس بای ارض تموت - (کسی نفس کو معلوم نہیں کہ کونسی زمین میں مرے گا) " الہامات صفحہ ۸۵

سبحان اللہ کیا فہم عالی ہے اور کیا آمد طبیعت ہے اس فضیلت کی پگڑی کے قربان جائیے جسکے نیچے ایسا دماغ دبا ہوا ہے - ذرا فاضل صاحب سمجھا دیں تو سہی کہ یہ جواب مرزا صاحب کے کون سے فقرہ کا ہے ؟ کیا حضرت اقدس نے کہیں یہ لکھا تھا کہ ثناء اللہ آریہ سماج قادیان یا مقام قدمین مرے گا - جسکے جواب میں آپ نے یہہ لکھ مارا کہ کوئی نفس نہیں جانتا کونسی زمین میں مریگا - مرد خدا کیوں مولویت اور فضیلت کی بھی مٹی ذلیل کر رکھی ہے - کچھ تو سوچ سمجھکر زبان سے نکالا کرو - اور دیکھ تو لیا کرو کہ ہم نے کس سوال کا جواب دیا ہے - اوسکو کوئی سوال سے مناسبت بھی ہے یا نہیں - مگر سمجھے کون - یہاں تو حق کی مخالفت کا ٹھیکہ لیا ہوا ہے - اوسمیں کوتاہی ہوئی تو گھاٹا پڑ جائے گا -

شیم - شیم - شیم

پھر جبکہ اسکا جواب ماتدری نفس بای ارض تموت کے سوا اور کچھ تھا ہی نہیں تو دوسرے جواب کے لئے کیوں کاغذ اور سیاہی کا ناس کرکے اپنا اعمال نامہ سیاہ کر لیا - اور دوسرے جواب کو باعث عزت بھی اپنے لئے قرار دے لیا - ؎

رہا میرا مثال نیش کژدم
کبھی کج فہم کو سیدھا نہ پایا

آپ نے باوجود حصر کے جو لفظ سوا سے ترشح ہوتا ہے - بصورت انکار یہہ جواب دیا ہے " چونکہ یہہ خاکسار نہ واقع میں اور نہ آپ کی طرح نبی - یا رسول - یا ابن اللہ - یا الہامی ہے - اسلئے ایسے مقابلہ کی جرأت نہیں کرسکتا ..... میں افسوس کرسکتا ہوں کہ مجھے ان باتوں پر جرأت نہیں اور یہہ عدم جرأت میرے لئے عزت ہے ذلت نہیں " الہامات صفحہ ۸۵

کیوں نہ ہو کاذب کو ایسی جرأت ہو کب سکتی ہے کہ صادق کے مقابلہ میں کھڑا ہو جاوے اوسکو اپنی موت نظر آتی ہے - جسکا خوف اوسکی کمر توڑ دیتا ہے اور اوسکو یقین ہوتا ہے کہ ؎

گر مقابل آیا تو مارا گیا
اور اگر بھاگا تو پھٹکارا گیا

یہہ عدم جرأت معلوم نہیں ثناء اللہ کیلئے باعث عزت کن معنوں میں ہے - آیا اسوجہ سے کہ مرزا صاحب علیہ السلام معاذ اللہ باوجود امرتسری کے علم و یقین و ایمان کے رو سے کذاب اور دجال ہیں اور خود بدولت ناصر دین اسلام اور صادق - مومن - عامل بالحدیث ہیں - اسلئے بھلا ایسے کٹے مومن اور صادق کی کیا شامت آئی ہے جو ایک کافر اکفر کاذب کے ساتھ مباہلہ و مقابلہ کی جرأت کرکے جان کو کھو بیٹھے - یہ جرأت تو ہمیشہ اون کافروں کو ہی ہوا کرتی ہے جو مولویوں کے بنائے ہوئے کافر ہوتے ہیں - نہ بزدل ملانوں شکم کے بندوں ضعیف الایمانوں کو جنکو خدا پر نہ قرآن پر یقین ہوتا ہے کہ باوجود وعدہ ہائے خداوندی - انا لننصر رسلنا والذین آمنوا فی الحیوۃ الدنیا ویوم یقوم الاشہاد المجزو ۲۴ ع ۱۱ یعنی ہم ضرور ضرور مدد کرتے ہیں اپنے رسولوں اور ایمان والوں کی دنیا کی زندگی میں بھی اور قیامت کے دن بھی - وحقا علینا نصر المومنین - اور مومنوں کی نصرت کرنا ہمپر حق ہے - اور لن یجعل اللہ للکفرین علی المومنین سبیلا - ہرگز ہرگز خدا مومنوں پر کافروں کو غالب نہیں کرے گا - اون کو ایمان نہیں ہوتا اگر ہم صادق ہیں اور مومن اور ہمارا رقیب ہمارے خیال سے کاذب اور کافر ہے تو خدا ہمارا ناصر اور مددگار ہوگا - اور رقیب ہمپر غالب نہ ہو سکے گا - ورنہ عدم جرأت کیوجہ کیا ہے - ذرا مولوی فاضل اس عدم جرأت کی معقول وجہ بیان کرکے قرآن و حدیث سے ثابت تو کریں کہ یہ عدم جرأت باعث عزت ہے ؟ ورنہ ذلت تو ایسی ہوگی جسکو وہ یاد ہی رکھینگے -

یا یہہ عدم جرأت آپ کے لئے باعث عزت اس لئے ہے - کہ آپ کے ہم خیال نصاریٰ بخران نے بھی آنحضرت صلعم کے مقابلہ میں جرأت نہیں کی تھی - اون کے قدم بقدم آپ نے بھی ویسا ہی کر دکھایا یا اون کی قوم میں یہ عدم جرأت شاید باعث عزت ہوتی ہو آپکی قوم میں بھی یہہ عدم جرأت باعث عزت ہوگئی ہو - نہیں تو مہربانی فرماکر فاضل امرتسری بتلادیں کہ آپ کی عدم جرأت تو ایک مامور من اللہ کے مقابلہ میں باعث عزت آپ کے لئے ہوجاوے اور بخرانیوں کی عدم جرأت ایک مامور من اللہ کے مقابلہ میں موجب ذلت قرار پاوے یہہ ترجیح بلا مرجح کس معیار سے صحیح و درست ہو سکتی ہے - اور آپ کو نصارائے بخران پر کونسی فضیلت حاصل ہے کہ ایک فعل آپکو معزز بنادے اور وہی فعل بخرانیوں کو ذلیل کردے ؟ اسکا جواب ذرا سوچ سمجھکر اور قلم کو روک تمام کر دل کو ٹھہرا کر صلاح و مشورہ کرکے تحریر فرمادیں - کیونکہ ہمنے انشاء اللہ تمہارے جواب آنے پر اسپر پوری تسلی بخش اور سیر کن بحث کرنی ہے ؟

مضمون مندرجہ المنصور کا جواب بھی جلد شائع کرو اور مضمون ہذا کا بھی - اس کے بعد آپ کی اخبار ۶ / اپریل ۱۹۰۶ء میں جو دجال نے دجل کیا ہے سہسوانی اور تمہارا دونوں کا دجل کھولکر پبلک کے سامنے پیش کیا جائیگا -

فانتظروا -

رقیمہ نیاز عاجز قاسم علی احمدی غلامان غلام مسیح موعود علیہ السلام سیکرٹری انجمن احمدیہ از دہلی نزد ہیرم خان پرانی منڈی بہون کی -
۱۳ - اپریل ۱۹۰۶ء

مراسلت

دفتر الحکم مین اب ایسی کثرت سے مراسلات آنی شروع ہوئی ہین کہ انکا اندراج اخبار مین یکدفعہ ہونا مشکل ہو رہا ہے۔ اسلئے بعض مراسلات دیر بعد شائع ہوتی ہین مجھے یہ دیکھکر خوشی ہوئی ہے کہ ایک وقت تہا کہ کوئی بہی قلم اٹہانے کی جرأت نکرتا تہا (الاماشاء اللہ) مگر اب الحکم اپنے ناظرین اور قوم مین اخبار بینی کے ساتھ اخبار نویسی کا مذاق پیدا کرنے کے قابل ہو گیا اور یہانتک مردون سے گذر کر بعض مستورات تک اعلیٰ خیالات ظاہر کرنے لگی ہین چنانچہ آج کی مراسلت مین بہی پہلا مضمون ایک شریف زادی ہی کا ہے جو جالندھر کے ایک رسالہ پر برنگ ریویو ہے امید ہے کہ اس قسم کا سلسلہ لوگون کو قلم سے کام لینے کی تحریک کرے گا - ایڈیٹر۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم - نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم
میرے مکرم جناب ایڈیٹر صاحب اخبار الحکم سلمہ ربہ۔
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - جو آپ نے میرے ناقابل مضمون کو اپنے اخبار صداقت آثار مین جگہ دیکر ممنون اور مشکور فرمایا ہے مین اپنے آپ کو اس قابل نہین پاتی کہ آپ جیسے مکرم محترم محسن کا شکریہ ادا کرون - میری تو یہی دعا ہے کہ خدا آپ کو دین اور دنیا مین عزت دے کبہی اب کچھہ تہوڑے سے پراگندہ خیالات کو ظاہر کرنا چاہتی ہون امید ہے کہ ان چند سطور کو کسی نہ کسی کونے مین جگہ مل جاویگی - آج میرے پاس مفتی سید عبد القیوم صاحب کا رسالہ اسلام پہنچا - دیکھتے دیکھتے میری نظر صفحہ نمبر ۱۱ کی عربی عبارت پر جا پڑی مفتی صاحب تحریر فرماتے ہین "کہ جو شخص قتل اور ایذا رسانی کی دہمکی سے مجبور کیا جاوے اور اس کا دل ایمان سے مطمئن ہو تو جان بچانے کے لئے کفر کی بات کہہ ڈالی تو کچھ گناہ نہین" کہنے کو تو مفتی صاحب ہین مگر فتویٰ اسلام کے خلاف دیا ہے - مین پوچھتی ہون کہ کتنے اکابران دین نے مفتی صاحب کے قول پر عمل کیا ہے - مگر ہرگز کوئی بہی ایسی نظیر نہین ملیگی کہ جس سے یہ ثابت ہو کہ انہون نے اپنے پاک دین کو ناٹک بنا رکہا تہا - اور ایذا رسانی کی دہمکی سے اپنے پاک دین سے انکار کر لیا تہا - قرآن کریم بتلاتا ہے کہ جب فرعون نے ساحرون کو کہا کہ تم مجہسے بے پوچھے ایمان لے آئے ہو - دیکھو مین تمہین کیسی سزا دیتا ہون - تمہارے ہاتھہ پاؤن کاٹ کر تمہین سولی چڑہاتا ہون - مگر انہون نے جواب دیا کہ جو تو کرنے والا ہے کر گذر بہت کرے گا - تو جان سے مار دے گا یہہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ہم نور حق دیکھکر پھر ظلمت مین آجاوین - مگر انہون نے بقول مفتی صاحب یہ تو نہ کہا کہ ہم اسوقت تہوڑی دیر کے واسطے کافر ہو جاتی ہین - پھر ایمان لے آئینگے - مومن تو وہی کہلا سکتا ہے - جو جان کو ایمان کے سامنے ہیچ سمجھے اور امتحان کیوقت ثابت قدمی دکہلائے - خداوند کریم قرآن مجید مین فرماتا ہے کہ ہم آزماتے ہین تمکو مال اور اولاد اور جان کے نقصان سے پس جو کوئی صبر کرے اور محض للہ مصیبتین جہیلے تو ہم اسکو نعمتین غیر مترقبہ عنایت کرینگے - مفتی صاحب اگر اسلام ایسا بودا اور کمزور ہوتا تو کبہی مشرق سے مغرب تک اور شمال سے جنوب تک نہ پہیلتا۔

جب رسول خدا کی چارون طرف سے مخالفت ہوتی تہی بلکہ کئی دفعہ جان پر بہی آبنی تہی - مگر آنحضرت کبہی ایک لمحہ کیواسطے ایسے خیالات دل مین نہ لائے کہ اب میری جان جانے کا خطرہ ہے - نہین انہون نے اپنے جان اور مال کو اپنے پاک مذہب پر قربان کیا ہوا تہا اور اسکو اپنے اسلام پاک کے آگے ہیچ سمجہتے تہے - کیا ہمین اپنے ہادی برحق کی پیروی نہین کرنی چاہئے جن کو سخت سے سخت اذیتیں دی گئین - اور (معاذ اللہ) جہوٹا ساحر اور فریبی کہا گیا - مگر اس بہادر عرب کی ہمت مین سر مو فرق نہ آیا - اور اپنے کام مین ہر وقت کوشان رہا - کیا ہمین اس حبیب خدا کے حکم کی تعمیل نہین کرنی چاہیئے جو فرمایا گیا کہ جتنی تم پر اسلام کی بدولت مصیبتیں پڑیں اٹہاؤ - تو خدا تمہین نیک اجر دیگا - یا کہ مفتی صاحب کے رسالہ اسلام کی جو اپنے پاک دین کو ایک ناٹک بنا رہا ہے - حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے کیون نہ مفتی صاحب کے قول پر عمل کیا جب کافر انکو نہایت سخت عذاب دیتے تہے مگر انہون نے کبہی ایک دفعہ بہی نہ کہا کہ مین تمہاری بات مان جاتا ہون نہین مگر ان کے دل مین نور حق چمک رہا تہا وہ کیسے اس طرح کہتے اور کئی بزرگ گذرے جنہون نے اپنی جانین اسلام پر قربان کر دی ہین - ہمارے سید الشہدا پیرزادہ سید عبد اللطیف صاحب کو جسوقت آہنی طوق پہنا کر جیل خانہ مین بند کیا گیا تو کئی دفعہ امیر حبیب اللہ خان نے توجہ کر کہا کہ تم احمدی ہونے سے انکار کر جاؤ مگر انہونے ایک نہ مانی پہر انکو سنگسار کرنے کا مولویون نے فتویٰ دیا تو امیر صاحب نے ہرچند چاہا کہ کسی صورت پیر صاحب ایک لمحہ کیواسطے اس بات پر رضامند ہو جاوین اور مولویون کے سامنے احمدی ہونے کا انکار کر دین پہر خواہ اپنا ہی مذہب کہین اور جسوقت لوگ ہاتہون مین پتھر لئے کہڑے تہے تو امیر صاحب ان کے کان مین کہہ رہے تہے کہ خدا را اپنی جان پر رحم کرو اور مولوی صاحبان کے سامنے احمدی ہونے کا انکار کر دو - مگر اس باہمت مومن نے یہ جواب دیا کہ مین منافق ہونا نہین چاہتا - مین کبہی روشنی دیکہکر تاریکی مین نہین جانے کا - یہ ہے مرزا صاحب کے مریدون مین سب سے پہلے مذہب پر جان فدا کرنے والا - اور دین کو دنیا پر مقدم رکہنے والا - یہ شخص تہا جس نے ایمان کے آگے اپنی جان کی پروا نہ کی - اب سید عبد القیوم صاحب کا مذہب ہے کہ جہٹ کوئی اذیت پہونچی تو مذہب سے انکار کر لیا - یہ ہین جو حامیان اسلام ہونے کا دعویٰ کرتے ہین - اخیر مین سید صاحب لکہتے ہین کہ ہم نے اس رسالہ کو ہر طرح مکمل کر دیا ہے اس سے فائدہ اٹہانا پبلک کا کام ہے ہمارا پختہ ارادہ ہے کہ اس رسالہ کا انگریزی مین ترجمہ کر کے جاپان اور امریکہ اور دیگران مشہور مقامات مین جہان آجکل مذہبی تحقیقات کا بازار گرم ہے اور ہر حق مذہب کے انتظار مین لوگون کی آنکہین بر سر راہ ہین وہان اس رسالہ کو مفت تقسیم کیا جاوے !! اب آپ خود خیال فرما سکتے ہین کہ یہی رسالہ اسلام جس نے مذہب کو ایک کھیل بنا رکہا ہے - اور اجازت دیتا ہے کہ جان کا خوف ہو خواہ دہمکی ہو جہٹ اپنے پاک مذہب سے انکار کر لینا کچھہ گناہ نہین - جاپان اور امریکہ مین جا کر ان عقل کے پتلون پر جو بال کی کہال کہینچتے ہین اور جنہون نے اپنے جہوٹے مذہب کے پہیلانے کیواسطے ہزارون بلکہ لاکہون جانین قربان کر دی ہین ان پر یہ بودا اور کمزور رسالہ کیا اثر ڈالیگا - ایسے ملکون مین ہمارے ریویو آف ریلیجنز جیسا ترجمہ درست اور اسلام کی خوبیان ظاہر کرنیوالا جو سب مضمون سے متصف ہے جانا چاہئے ہمارے مولوی صاحب اس شعر کا مصداق بن رہے ہین ؎

ایک ہم ہین کہ لیا اپنی ہی صورت کو بگاڑ
ایک وہ ہین جنہین تصویر بنا آتی ہے

مفتی صاحب برائے مہربانی اس رسالہ مین ذرا سوچ سمجہہ کر لکہا کیجئے - ورنہ یہ رسالہ تو اسلام کیواسطے باعث ننگ وعار ہے۔

راقمہ بنت مولا بخش

مجہے کچھہ ضرورت نہ تہی کہ مین اس رسالہ پر کچھہ لکہتی - مگر چونکہ اس کا نام رسالہ اسلام رکہا گیا ہے - اور جیسا اسلام کا لگاؤ مردون سے ہے ویسا ہی عورتون سے بہی ہے - تو پہر لازمی ہوا کہ مین اپنے پراگندہ خیالات کو ظاہر کرون +

حضرت مرزا صاحب کی دعا سے ایک مردہ کا زندہ ہونا

مکرمی شیخ صاحب - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مہربانی کر کے یہ چند سطر درج اخبار کر کے ممنون فرماوین۔

یہہ احقر ماہ فروری سنہ ۰۹ء مین سخت بیمار ہوا - مجہے جو مرض تہا اسکو ڈاکٹر صاحب نے نمونیا تجویز کیا تہا ایک اسی پر نہ گذری بلکہ اس کے ساتہہ مجہے سرسام ہو گیا ان ہر دو امراض نے مجہے وہ تکلیف دی کہ میرے کل لواحقین اور وہ اشخاص جنکو مجہہ سے کچھہ محبت تہی میری زیست سے مایوس ہو چکے تہے اور میرے والدین پر میری بیماری کا جو اثر تہا اسکو ایک صاحب اولاد خوب جانتا ہے خیر میرے والد نے حضرت اقدس مرزا صاحب کو ایک خط میری دعا سے صحت کے لئے تحریر کیا - اسپر حضور انور نے جواب عنایت فرمایا کہ ہم دعا کرینگے - جسدن یہ خط ملا اسی دن رات کو مجہے قریب دو بجے حضرت اقدس میرے سرہانے رونق افروز نظر آئے - آپ حضور نے فرمایا اللہ تعالےٰ کا فضل ہو گیا - تین یوم بعد میری حالت کسی وجہ سے سخت ابتر ہو گئی اسدن رات کو مین دیکہتا ہون کہ حضرت اقدس اور ایک بزرگ نورانی آپکے برابر نورانی کرسیون پر میرے سرہانے رونق افروز ہین اور ایک شخص سیاہ رنگ یک چشم جسکی ڈراؤنی شکل تہی میری پائنتی پر بیٹہا ہے اور کچھہ پڑہ رہا ہے اور مجہے تکلیف دینی چاہتا ہے حضرت اقدس نے اسکو کئی مرتبہ تکلیف دینے سے منع کیا مگر وہ نہ مانا اسپر آپ جوش مین آئے اور اسکو زور کی آواز مین فرمایا - او دجال تجہکو ہم کئی مرتبہ منع کر چکے ہین اور تو باز نہین آتا تو اس مریض کا [illegible] کر سکتا ہے خدا ہماری دعا ضرور قبول کرے گا اور اس مریض کو ضرور صحت ہوگی - اسکے بعد آپنے دعا فرمائی اور میرے سر پر ہاتہہ پہیرا اور کہا کہ صدقہ دو - مین نے اس خواب کا ذکر اپنے والد سے کیا - یہ سنکر میرے والد نے ایک بکرا قربانی کر دیا - اور اسکے بعد میری حالت درست ہونی شروع ہوئی - اسکے دوسرے دن بعد حضرت اقدس پہر خواب مین نظر آئے اور فرمایا اب صحت ہو گی۔ تیسرے دن آپ پہر نظر آئے اور فرمایا کہ ان کپڑون کو اتار کر پہینکدو - خدا کا لاکہہ لاکہہ شکر ہے کہ مین گذشتہ جمعہ کو غسل صحت کر چکا ہون اور یہ میرا بیان بالکل صحیح ہے اگر اسپر مخالفین ایمان نہ لاوین تو انپر خدا کی لعنت ہو اور اگر اسمین مینے کچھہ افترا کیا ہو تو مجہپر بہی - اب مین یہ دیکہتا ہون کہ جماعت مخالفین توپخانہ بازار ... انبالہ کا مسیحی معجزہ پر جسکو میری بیماری سے تعلق تہا کیا رائے قائم ...

اور اقبالی ڈگری احمد مسیح پر ہو گئی اگر پہلے سے ہی آپ یہ بیان کر دیتے تو اتنا وقت نہ میرا ضائع ہوتا نہ سامعین کو تکلیف سننے کی گوارا کرنی پڑتی۔ مگر مقدر کو کون ٹال سکتا ہے۔ یہہ ساری ذلتیں جو احمد مسیح نے اُٹھانی تہیں اور ایک دوسرا کفارہ ایس۔ پی۔ جی مشن دہلی کا ہونا تہا۔ کون اوٹہاتا۔ کسی نے سچ کہا ہے ؎

انچہ دانا کند کند نادان
لیک بعد از ہزار رسوائی

مجھے امید ہے کہ آپ صاحبان سمجھ گئے ہوں گے کہ اقبالی ڈگری کیونکر ہو گئی۔ مگر مین اوسے کہول کر بتلا دیتا ہوں کہ اقبالی ڈگری کسطرح ہوئی۔

احمد مسیح نے لاچار اور مجبور ہو کر آخر کار مان لیا کہ وہ پیالہ تو صرف صلیب تہی اور اوس مین موت بہری ہوئی تہی۔ اس سے ثابت ہو گیا کہ جو پیالہ مسیح کو پلایا جانا تہا وہ موت کا بہرا ہوا صلیب کا پیالہ تہا۔ اب اگر اوس مین سے موت نکال لیجاوے تو خالی پیالہ ہی پیالہ رہ جاوے گا۔ اور وہ خالی پیالہ اگر مسیح کے منہ کو لگا دیا جاوے۔ تو اوس سے سوائے اس تکلیف کے کہ کچھہ دیر تک خالی پیالہ مسیح منہ سے لگائے رکہے اور کچھہ ضرر نہیں ہو سکتا۔ پہر اس کا مطلب نہ معلوم حافظ صاحب نے کیا سمجہا ہے۔ کہ صلیبی موت سے اگر مسیح بچ گیا تو وہ پیالہ تو اوسی تلچہٹ تک پینا پڑا۔ یہ جملہ ایسا ہی ہے کہ جسکا نام۔ مجنون کی بڑ۔ کے سوا اور کچھہ نہیں رکہا جاتا۔ بہلا یہ تو خیال کرو کہ پیالہ تو صلیب کو آپ نے بتلایا اور اوس کے اندر موت بہری ہوئی تہی جبکہ مسیح اوس موت سے بچایا گیا۔ تو تلچہٹ تک وہ کونسی چیز تہی جو پینی پڑی۔ پینے کی چیز تو صرف موت ہی تہی۔ اسے آپنے کہدیا کہ بچ گیا۔ پہر تلچہٹ تک کیا پینا پڑا۔ صرف خالی پیالہ (یعنی صلیب پر لٹکنا) اوسکو منہ سے لگائے رکہنا پڑا۔ مسیح نے دعا بہی تو پیالہ کے ٹلنے کے واسطے کی تہی اور وہ پیالہ موت سے لبریز تہا۔ نہ کہ خالی پیالہ کے ٹلنے کے واسطے دعا مانگی تہی۔ پس وہ دعا قبول ہو گئی۔ اور مسیح کو موت سے بہرا ہوا پیالہ نہیں پینا پڑا۔ خالی پیالہ اوس کے موہنہ سے لگا رہا۔

اب میری اقبالی ڈگری ہو گئی اگر سامعین چاہیں تو مباحثہ ختم کر دیا جائے۔ مگر دلائل ابہی میرے پاس اس موت سے بچے رہنے کے کثیر در کثیر ہیں۔ جملہ حاضرین نے یہہ کہا کہ بیشک احمد مسیح ہار گیا۔ مگر آپ مباحثہ نہ بند کریں اور بہی دلائل ہم کو سنا دیں تاکہ ہم کو فائدہ پہونچے۔ اسپر مینے۔ یونس نبی کے نشان والی دلیل بیان کی جس کا جواب آیندہ بدہ کو دینے کیواسطے وعدہ ہوا ہے

اور آخری تقریر میں احمد مسیح نے خود اقبال کر لیا کہ مین ہار گیا۔ چنانچہ اوس نے یہہ کہا۔ کہ صاحبو اگرچہ آپ نے سید صاحب کے حق مین فیصلہ دیدیا ہے جو محض بر بناء تعصب ہے۔ مگر یہ خیال رکہیں کہ اگر مین ہار گیا تو میرے پر دین مسیح کے دلائل ختم نہیں ہو گئے۔ میرا ہارنا قوم کا ہارنا نہ سمجہا جاوے اور لوگ مسیحی قوم مین بڑے بڑے فاضل ہیں وہ ہر ایک بحث کو بخوبی طے کر سکتے ہیں۔

اس پر مینے چیلنج دیا کہ مسٹر بارٹن صاحب کو چاہئے یا تو خود اس مسئلہ مین بقایا دلائل کا جواب دیں یا اکبر مسیح کو طلب کریں۔ یا کسی اور قابل وثوق عیسائی کو جو اس مسئلہ مین مجہہ سے گفتگو کرے۔

احمد مسیح نے تو ہمت ہار دی۔ اور یہہ جہر اوس سے نہیں اوٹہہ سکتا۔ مسٹر بارٹن صاحب نے فرمایا کہ ہم اور مباحثہ نہیں کرنا چاہتے۔ صرف بدہ آیندہ کو ایک مباحثہ ہو گا۔ اوسکے بعد کوئی مباحثہ تم سے نہ کیا جاوے گا۔ سب لوگ انجیل کو خود پڑھ کر نتیجہ پیدا کر لیں۔ والسلام

اسپر مینے یہ نظم پڑہکر جلسہ کو برخاست کر دیا۔

پاس جبتک تمہیں ہمارا تہا
سب ہمیں یہ ستم گوارا تہا
ہار جانیکا تیری اے حافظ
حال پہلے سے آشکارا تہا
اب تو ہمت ہی ہار دی تونے
اک اسی کا تجہے سہارا تہا
جو نہ چمکا کبہی کسی صورت
وہ ترے بخت کا ستارا تہا
مجہہ سے تم خود بخود تو کیا اڑتے
یہ تو اغیار نے ابہارا تہا
واعظا تیری ساری باتوں میں
دشمنوں کا ہی کچہہ اشارہ تہا
کیوں مقابل ہوئے تہے قاسم کے
کیا تمہیں موت نے پکارا تہا

راقم خاکسار قاسم علی احمدی از دہلی

استفسار اور اونکے جواب

السلام علیکم۔ ایک شیعہ نے اعتراض کیا ہے کہ توراۃ شریف مین شتر خرگوش خنزیر حرام ہیں۔ شتر کو اللہ تعالےٰ نے قرآن شریف مین حلال کیا ہے۔ لیکن خرگوش کا ذکر قرآن شریف مین نہ آیا جس سے ثابت ہے کہ حکم توریت بحال رہا پھر یہ کیوں حلال ہوا۔

(۲) دیگر اس ارنب کو حیض آتا ہے اور شکل بلی کی سی ہے۔

حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ اسکو حلال جانتا ہے۔ جبکہ لا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین ہے۔ اسکے حلال کا حال قرآن شریف مین کیوں نہیں۔ حدیث مین ہدیہ ارنب ثابت ہے۔ مگر تناول سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم ثابت نہیں۔

(۳) جسقدر اولاد کو اپنے آبا و اجداد کا حال پشت بہ پشت معلوم ہوتا ہے دوسرے کو کم۔

پس جب سارے امام اثنا عشریہ ارسال یدین نماز مین کرتے چلے آئے ہیں۔ تو باقی فرقہ حنفیہ وغیرہ وضع الیدین تحت السرہ وغیرہ کسطرح صحیح سمجہا جاوے۔ تیسرا مرزا صاحب آپ کو حضرت علی سے فضیلت دیتے ہیں ثابت فرماویں کہ اون کو کونسی فضیلت ہے۔ وہ داماد رسول صلے اللہ علیہ وسلم ونفس رسول وزوج بتول شاہ مردان شیر یزدان وغیرہ۔ مرزا صاحب اس امت میں سے ہیں اگرچہ من عباد اللہ الصالحین ہوں۔ حضرت علی ابن عم النبی واخی رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم سے ان کا رتبہ بڑھ نہیں سکتا۔ اون کے حق میں ہے انا مدینۃ العلم وعلی بابہا ونیز انت منی بمنزلۃ ہارون من موسیٰ ایضاً

راقم سراج دین

وعلیکم السلام ورحمۃ۔ آپکا خط مولوی صاحب نے مجہے بغرض جواب دیا ہے سو عرض ہے س سے مراد سوال اور ج سے مراد جواب ہے چونکہ آپ کے ایک ایک سوال کے کئی کئی ٹکڑے کر کے ایک ایک ٹکڑا (فقرہ) کا علیحدہ علیحدہ جواب دیا ہے۔ تاکہ سمجہنے مین سہولت ہو۔ وما توفیقی الا باللہ۔

س۔ توریت مین شتر خرگوش وغیرہ حرام ہیں۔

ج۔ کیا معترض صاحب تابع شریعت موسوی ہیں مگر الحمد للہ کہ مجیب شریعت محمدی صلے اللہ علیہ وسلم کا تابع ہے جو نہ محرف ہے نہ مبدل نہ مختص القوم نہ مختص المکان نہ مختص الزمان ہے نہ منسوخ ہے۔

دوسرا کیا یہ مجموعہ بائبل قابل اعتبار ہے جبکی نسبت اللہ تعالےٰ کی شہادت ہے۔ یحرفون الکلم عن بعض مواضعہ ۔ یعنے وہ کلموں کو اپنے اصل معانی سے پہیرا دیا کرتے ہیں۔ جب ترجمہ کرتے ہیں۔

تیسرا کیا یہ موجودہ مجموعہ بعینہ وہی منزل من اللہ مجموعہ ہے جو حضرت موسیٰ پر نازل ہوا تہا۔ استثناء ۳۴ باب مین لکہا ہے موسیٰ موآب کی زمین میں مر گیا۔ آجکے دن تک کسی کو اُسکی قبر کا پتا نہیں۔ اور بنی اسرائیل تیس دن موسیٰ کے لئے موآب میں روئے وغیرہ وغیرہ۔ کیا معترض کے نزدیک یہہ عبارت بہی موسیٰ پر ہی نازل ہوئی۔ آگے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

کُلُّ الطَّعَامِ کَانَ حِلًّا لِّبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اِلَّا مَا حَرَّمَ اِسْرَآءِیْلُ عَلٰی نَفْسِہٖ مِنْ قَبْلِ اَنْ تُنَزَّلَ التَّوْرٰىۃُ قُلْ فَاْتُوْا بِالتَّوْرٰىۃِ فَاتْلُوْھَآ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ۔ پ ۴

یعنے ہر قسم کہانے کی چیز حلال جانوروں سے حلال تہی بنی اسرائیل پر مگر وہ جو حضرت یعقوبؑ نے بوجہ کسی بیماری کے اپنے پر خود حرام کیا تہا یہہ معاملہ نزول توراۃ سے پہلے کا ہے کہدو یا محمد صلے اللہ علیہ وسلم سو لاؤ وہ توریت جو منزل من اللہ ہے۔ نہ یہ موجودہ محرف مبدل مجموعہ۔ اور اوسکو پڑہو۔ اگر تم سچے ہو۔

لفظ توریت پر آل ہے جو خاص اصلی تورات کی طرف اشارہ ہے۔

چوتہا تورات کی شریعت مختص القوم والمکان والزمان تہی اور یہہ منسوخ ہی۔ جیسے حضرت مسیحؑ فرماتے ہیں وَلِاُحِلَّ لَکُمْ بَعْضَ الَّذِیْ حُرِّمَ عَلَیْکُمْ ۳ ؍ ۱۳

یعنے میں تم کو حلال کر دوں گا اون چیزوں کو جو تم پر حرام کی گئیں۔ اور قرآن کریم توریت انجیل دونوں کا مصدق ہے اور قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض محرمات کو مسیح علیہ السلام نے حلال فرمایا۔ پس جب تک یہ ثابت نہ ہو کہ مسیح نے ارنب کو بہی حرام رکہا معترض کا سوال وارد ہی نہیں ہو سکتا۔

پانچواں یہہ شریعت عام ہے زماناً ومکاناً جیسے فرمایا یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا ۔ پ ۹ یعنے خبردار ہو کر سنو اے لوگو کہ اللہ تعالےٰ نے مجہے تم تمام لوگوں کیطرف بہیجا ہے اور فرمایا

وَاُوْحِیَ اِلَیَّ ھٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَکُمْ بِہٖ وَمَنْۢ بَلَغَ ۔ پ ۷ میرے پر یہ قرآن اس لئے نازل کیا گیا ہے کہ تم لوگوں کو بہی اللہ تعالےٰ کے عذاب سے ڈرا دوں۔ اور اون لوگوں کو بہی جنکو قرآن کی تبلیغ ہو جائے۔

اس آیت مین عموم زمانہ کیطرف اشارہ ہے یعنے قیامت تک جسکو یہ شریعت پہونچ جاوے اور فرمایا وَھٰذَا کِتٰبٌ اَنْزَلْنٰہُ مُبٰرَکٌ مُّصَدِّقُ الَّذِیْ بَیْنَ یَدَیْہِ وَلِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰی وَمَنْ حَوْلَھَا ۔ پ ۷

یعنے یہ کتاب ہے جسکو ہم نے نازل کیا مبارک ہے

یعنے وہ تمام صداقتین جو موجودہ کتب محرفہ مبدلہ میں موجود تھیں - اس کتاب میں اسطرح جمع کی گئی ہیں جیسے حکام اعلےٰ وقت تصدیق کاغذات پیش شدہ کے سچے کاغذ کو منظور اور جھوٹے کو رد کر دیا کرتے ہیں اور ضرورت اور فائدہ نزول یہ تہا کہ تو اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم عذاب الہی سے ڈرا دے - تمام بستیوں کی ماں (مکہ) کو اور اُن تمام لوگوں کو جو اسکے اردگرد ہیں یعنے تمام روے زمین کو - پس یہ شریعت محمدی چونکہ تمام روئے زمین کے لئے عام شریعت ہے - اسکے احکام بھی عام ہیں - مکہ کو ام القری اسلئے فرمایا کہ اب تمام روئے زمین اسکے دودھ (علم) سے روحانی پرورش پائیگی - اس لفظ ام القری میں بھی اشارہ ہے کہ یہ شریعت تمام روئے زمین کے لئے عام ہے اس آیت شریف میں عموم مکانی کی طرف اشارہ فرمایا ہے -

چھٹا اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے فَاتَّبِعُوا مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا یعنے تم ملت ابراہیمی کی پیروی کرو جو بالکل سیدہی ہے اگرچہ اس آیت شریف کا حکم عام ہے مگر اللہ تعالےٰ نے خاص اس آیت شریف کو خاص یہود کے اعتراض اسی قسم کے اعتراض کے جواب میں ہی بیان فرمایا یہود کو سمجہایا کہ یہہ مجموعہ محرف مبدل قابل سند نہیں - ملت ابراہیمی کا حوالہ حلت حرمت حیوانات میں دو - مگر تعجب ہے کہ مولوی صاحب باوصف ایسے سخت انکار کے جو اللہ تعالےٰ کی طرف سے مجموعہ موجودہ کی نسبت کیا گیا - اور اسی قسم کے سوال پر کیا گیا ہے پھر بھی اسی مجموعہ کو پیش کرتا ہے لہذا اب ضرور ہے کہ معترض ملت ابراہیمی سے ارنب کا حرام ہونا ثابت کرے -

س - خرگوش کا ذکر (حلت کا) قرآن شریف میں نہیں آیا -

ج - قرآن شریف میں حلت ارنب موجود ہے جیسے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے قُلْ لَا أَجِدُ فِيمَا أُوحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلَىٰ طَاعِمٍ يَطْعَمُهُ إلی آخر الآیت کہدے میں نہیں پاتا اس وحی میں جو میرے پر اُتری کوئی چیز حرام کسی مہذب سوسائٹی کے کہانے والے پر جسکو عموماً مہذب سوسائٹی کہایا کرتی ہے مگر مردار وغیرہ جنکا ذکر اس آیت شریف میں ہے اور فرمایا يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِن طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ یعنے ایمان والو خوب خبردار ہوکر سنو کہ تمام طیب اور عمدہ اشیا جو ہم نے تمکو دی ہیں - بے شک کہا لیا کرو اور فرمایا

وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ یعنے یہ رسول تمام طیب اشیا (مفید غیر مضر) مومنوں پر انکے فائدہ کے لئے حلال کرتا ہے - اور فرمایا قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِينَةَ اللَّهِ الَّتِي أَخْرَجَ لِعِبَادِهِ وَالطَّيِّبَاتِ مِنَ الرِّزْقِ قُلْ هِيَ لِلَّذِينَ آمَنُوا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا کہدو کسنے حرام کیں اللہ تعالےٰ کی زینتیں جو اس نے اپنے بندوں کے لئے نکالیں اور کس نے حرام کیں عمدہ عمدہ کہانے کی اشیاء مفیدہ غیر مضرہ بلکہ کہدو کہ یہہ اشیاء ایمان والوں کی خاطر اور انہیں کے فائدہ کے لئے تو پیدا کی گئیں اس دنیا میں (باقی لوگ تو انکے طفیلی ہیں)

پس معترض کا فرض ہے کہ ارنب کا غیر طیب یعنی خبیث ہونا علم الادیان (قرآن) علم الابدان (طب) سے ثابت کرے -

اب مہذب سوسائٹی میں خرگوش کا استعمال خود معترض مانتا ہے اور اس کی شہادت اور ثبوت اپنے اعتراض میں دیتا ہے - کیونکہ وہ لکھتا ہے کسی نے حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو ہدیہ دیا - اگر وہ خود اسکو حلال اور عمدہ قابل ہدیہ نہ سمجھتا تو وہ ہدیہ ندیتا - اور ہرگز ندیتا - کیا کوئی شیعہ اپنے کسی مجتہد کو گوشت خنزیر ہدیہ دیتا ہے - بلکہ گوشت خرگوش جسکی حرمت کا یا کراہت کا کوئی واقعی ثبوت شیعہ کے پاس نہیں کسی مجتہد یا دوست کو ہدیہ دیتا ہے ؟

دوسرا جو چیز نہایت ہی عزیز ہو وہی قابل ہدیہ ہوتی ہے - جیسے وَآتَى الْمَالَ عَلَىٰ حُبِّهِ مال محبوب دینا چاہئے - اور لَن تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّىٰ تُنفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ یعنی تم کبھی بھی نیک نہیں ہو سکتے جبتک محبوب چیز نہ خرچ کرو -

تیسرا اگر اسکو اسکے طیب اور حلال ہونیکا علم نہوتا تو کبھی بھی یہہ ہدیہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور نہ لیجاتا کیونکہ وہ شارع تھے - بلکہ اگر اسکی حلت میں اسکو کچھہ بھی اشتباہ ہوتا جب بھی وہ پیش نکرتا کیونکہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيثَ مِنْهُ تُنفِقُونَ وَلَسْتُم بِآخِذِيهِ خبیث چیز کے خرچ فی سبیل اللہ کرنیکا ارادہ بھی نہ کرو جسکا لینا تم خود پسند نہیں کرتے -

چوتہا نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اسکو حلال طیب نہ سمجھتے تو ہرگز اسکو قبول نہ فرماتے -

پانچواں اگر اس کی حلت میں کچھہ بھی اشتباہ ہوتا تو حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم ہرگز خاموش نہ رہتے بلکہ اس کی حرمت کی زور کے ساتھہ تصریح کر دیتے کیونکہ وہ اصلاح بنی آدم بلکہ اصلاح خلق اللہ کے لئے مبعوث تھے اور رحمۃ للعالمین اور رؤف رحیم تھے انکو کب گوارا تہا کہ ایک غیر طیب (مضر غیر مفید) چیز کا استعمال انکے پیش ہو اور وہ خاموش رہیں وہ تو خاتم النبیین تھے یعنے اب آیندہ کسی شریعت کے آنے کی قطعاً امید نہ تھی پھر کیا ممکن تہا کہ ایسے موقع پر خاموشی اختیار فرماتے - صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کثیرا کثیرا باوجود اسکے اللہ تعالےٰ نے کی آپ کو سخت تاکید بھی تھی - يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنزِلَ إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ وَإِن لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ یعنے اے رسول ضرور ضرور پہونچا دے جو کچھہ تیری طرف اوتارا گیا اگر تو نے ایسا نہ کیا تو تو نے کوئی بھی حق تبلیغ پورا نہ کیا ایسی تاکید کے ہوتے ہوئے پھر حضور صلے اللہ علیہ وسلم ہرگز ہرگز خاموشی اختیار نفرماتے اگر اس کی حلت میں کچھہ بھی اشتباہ ہوتا اس حدیث میں اُس ..... مَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے گویا خرگوش کا نام لیکر اسکی حلت کے لئے نص صریح بیان فرمادی - لیجئے اب تو صاف صریح نام بھی لے دیا - یہہ اللہ تعالےٰ عالم الغیب کی تدبیر ہے جسکو معلوم تھا کہ شیعوں کے اعتراض کا علم تہا - اسلئے اس نے معترضین کی زبان سے ہی ارنب کے نام کے ساتھہ اسکی حلت کا ثبوت دیدیا فَسُبْحَانَ الَّذِي يَعْلَمُ السِّرَّ وَأَخْفَىٰ -

چھٹا اگر معترض کے نزدیک خرگوش کی حلت حرمت کا ذکر قرآن کریم نے نہیں کیا تو معترض کے نزدیک اسلام کامل دین نہیں اور قرآن کامل کتاب نہیں حالانکہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے آیت أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا یعنے تمہارے دین (جزا وسزا کے مسائل) کو کامل طور پہ بیان کر دیا - اور یہہ نعمت پوری پوری تم کو دیدی اور یعنے تمہارے فائدہ کے لئے اسی کی فرمانبرداری کو پسند کیا جزا و سزا کے لئے اگر کہو کہ اس کا نام خصوصاً قرآن میں نہیں آیا تو اسکا ذکر قرآن مجید میں مفصلاً نہ مجملاً آچکا ہے - جسکی تصریح بیان کی گئی ہے - اور حدیث میں تو صاف لفظ ارنب کا لیکر اسکی حلت بیان کر دی جسکا حوالہ آپ نے دیا ہے -

ساتواں جب یہود نے محرمات تورات کا اعتراض کیا تو فرمایا کہ كُلُّ الطَّعَامِ كَانَ حِلًّا لِّبَنِي إِسْرَائِيلَ جس کا ترجمہ پیشتر لکہا گیا یعنی جن جن جانوروں کی حرمت کا تم حوالہ توریت کا دیکر اعتراض کرتے ہو وہ تو بنی اسرائیل پر حلال تھے مگر جس توریت کا تم حوالہ دیتے ہو یہ قابل اعتبار نہیں فَأْتُوا بِالتَّوْرَاةِ وہ اصلی توریت منزل من اللہ لاؤ اگر تم ان جانوروں کی حرمت کی بابت سچا ثبوت دینا چاہتے ہو -

لطیفہ یہ ہے کہ موجودہ محرف مبدل مجموعہ میں ذکر حرمت شتر و خرگوش ایک ہی سطر میں ہے - جس سے صاف اور صریح طور پر ذکر حلت خرگوش کا اس آیت شریف سے سمجہہ میں آتا ہے تو گویا ایکطرح نام سے خصوصاً خرگوش کا لیا گیا -

آٹھواں اگر ہر ایک جانور حلال کا نام لینا ہی ضروری تھا تو معترض کا فرض ہے کہ قرآن مجید سے دوسرے حلال جانوروں کے نام مفصل دکہاوے بات یہہ ہے کہ طیبات اور بالمعروف فرماکر تمام فہرست قرآن مجید نے دیدی ہے والا شیعہ ہی حلال اشیا کی فہرست دکہا دیں -

نواں کیا جن جانوروں کی حلت کا ذکر قرآن مجید میں نام وار نہیں کیا شیعہ کے نزدیک وہ تمام جانور حرام ہیں ؟

دسواں جن جانوروں کی حرمت کا ذکر قرآن مجید میں نہیں کیا شیعہ کے نزدیک وہ حلال ہیں ؟

س - خرگوش کو حیض آتا ہے -

ج - کیا حیض کو اللہ تعالےٰ نے یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مدار حلت وحرمت قرار دیا ہے اسطرح سارے آدمی (مرد) اور کتے بلے بہیڑیا شیر چیتا وغیرہ وغیرہ جانور بھی حلال ہوں - یہ عجیب اور نرالا قانون نہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا نہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا وَلَٰكِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا يَفْتَرُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ

س - ارنب کی شکل مکروہ ہے -

ج - یہہ دوسرا قانون ہے جو اس پہلے سے بھی نرالا ہے - کیا حلت وحرمت کے مدار خوبصورتی بدصورتی پر اللہ تعالےٰ نے کہیں فرمائی یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکو بیان فرمایا آللَّهُ أَذِنَ لَكُمْ أَمْ عَلَى اللَّهِ تَفْتَرُونَ

آیت [illegible] [illegible] رکہا ہے۔

س۔ مرزا صاحب کی کوئی پیشگوئی [illegible]

ج۔ گر نہبیند بروز شپرہ چشم
چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

(۱) مرزا صاحب کی پیشگوئی قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ نے فرمائی۔ وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ ؁ یعنے وہ ذات پاک وہ ہے جس نے بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے آخرین میں بہی ایک رسول مبعوث فرمایا جو انہیں میں سے ہوگا یعنے باوجود رسول ہونے کے امت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں سے ہوگا۔ مگر ابہی وہ آخرین لوگ صحابہ کے ساتھ شامل نہیں ہوئے بلکہ بعد میں آئینگے۔ اس آیت شریف میں اللہ تعالےٰ نے اسی آیت کے حروف میں بطور ابجد کے زمانہ بہی بتلا دیا جو ۱۲۷۵ ہے اور [illegible] حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کے سوال پر حضرت سلمان فارسی کے کندہے پر ہاتہہ رکہکر فرمایا کہ وہ ان سے ہوگا۔ اور حضرت مرزا صاحب بہی فارس کے ہیں۔

(۲) اللہ تعالےٰ نے ایک اور طور پر بہی زمانہ کا پتہ دیا۔ وَإِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُونُوا أَمْثَالَكُمْ [illegible] جب تم (مسلمان) لوگ سچے ایمان سے پہر جاؤ گے اور تمہارا اسلام برائے نام اور اعمال اسلامی بطور رسم رہ جائینگے اور ان میں روحانیت نہیں رہیگی۔ تو ہم سوائے تمہارے [illegible] قوم بدلیں گے مگر وہ تمہاری طرح نہونگے۔ [illegible] نزول اس آیت کے بہی صحابہ کے سوال پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت سلمان فارسی کی ران پر ہاتہہ رکہکر یہی جواب دیا جسکا ذکر تفصیلاً اوّل میں ہو چکا۔ اللہ تعالےٰ نے اس آیت شریف میں بہی زمانہ مسیح موعود کا دو طرح پتہ دیا ایک علمی طور پر یعنے غیرکم کا عدد ۱۲۷۰ ہے دوسرا عملی طور پر کہ اس زمانہ میں اسلامی حالت بہت ہی کمزور ہو جائیگی چنانچہ اس آیت کی تفسیر حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمادی۔ لو کان الایمان عند الثریا لنالہ رجال من ابناء فارس یعنے ایمان ثریا پر چڑہ جاویگا مگر ابنائے فارس میں سے ایک بڑا بہادر عظیم الشان مرد اوسکو پہونچکر اتارے گا وغیرہ ذٰلِكَ مِنَ الْأَحَادِيثِ جنکا ذکر ابواب الفتن واشراط الساعۃ میں درج ہے۔

(۴) يَأْتِي مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ ؁ مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ایک صلح کا شاہزادہ آنے والا ہے جو میرے بعد آوے گا۔ اوس کا نام احمد ہوگا۔ یعنے ہما کا کام تلوار چلانیکا نہوگا۔ صرف زبانی تفہیم تبلیغ کا کام کریگا اور وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے جمالی صفت احمد کا ظل اور مظہر ہوگا۔

(۵) اسی آیت کے بعد اللہ تعالےٰ نے پھر اس زمانہ کی حالت بیان فرمائی ہے يُرِيدُونَ لِيُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ ؁ یعنے وہ لوگ اللہ تعالےٰ کے نور کو پہونکوں سے بجہانا چاہینگے۔ یعنے مخالفین اسلام کا حملہ اسلام پر زبانی اور بحث مباحثہ کے رنگ میں ہوگا لہذا اس کا جواب بہی زبانی ہی ہوگا یہ نہیں کہ ایک آدمی اسلام پر اعتراض کرے اور میاں خونی مہدی صاحب تلوار لے کر اس کا سر کاٹ ڈالیں جیسے کہ خونی مہدی کے منتظرین کا اعتقاد ہے۔

(۶) اللہ تعالےٰ نے مرزا صاحب کو رسول فرمایا هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ - وہ ذات پاک وہ ہے جسنے اپنا رسول اس ہدایت اور اوس سچے دین کے لئے بہیجا ہے جس دین کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر اتارا تہا۔ آل جو الہدیٰ اور دین الحق پر ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ نیا دین نہیں لاویگا بلکہ اسی دین اسلام کا متمم ہوگا

(۷) پھر بعد اسی آیت کے اللہ تعالےٰ اپنی تائید ونصرت کا وعدہ اور اسی مسیح کی کامیابی کا وعدہ فرماتا ہے۔ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ ؁ نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ مرسل من اللہ مسیح موعود و مہدی معہود تمام ادیان پر غالب آجاویگا۔

(۸) پھر اسی سورۃ کے آخر میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا أَنْصَارَ اللَّهِ كَمَا قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ لِلْحَوَارِيِّينَ مَنْ أَنْصَارِي إِلَى اللَّهِ قَالَ الْحَوَارِيُّونَ نَحْنُ أَنْصَارُ اللَّهِ ؁ یعنے خبردار ہوکر سنو اے مومنو (اس مسیح کے ساتہہ) انصار اللہ بن جاؤ جیسے عیسیٰ بن مریم کے حواریوں نے اس کی مدد طلب کرنے پر انصار اللہ ہونے کا وعدہ کیا تہا یعنے اس مسیح کو بہی مشکلات پیش آئینگے مسیح کی طرح مقدمات فوجداری بہی ہونگے اور اور ضرورتیں بہی پیش آئیں گی تم کو چاہئے کہ اسوقت اسکے ساتہہ انصار اللہ بن جاؤ۔ اس آیت شریف میں صرف پیشگوئی ہی نہیں بلکہ اس جری اللہ فی حلل الانبیا حجۃ اللہ فی الارض کے ساتہہ امداد کرنیکی سخت تاکید کی گئی ہے۔ باتفاق مفسرین آیت لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ مسیح موعود کے زمانہ کے لئے ہی ہے۔

(۹) وَآخَرِينَ مِنْ دُونِهِمْ لَا تَعْلَمُونَهُمُ اللَّهُ يَعْلَمُهُمْ وَمَا تُنْفِقُوا مِنْ شَيْءٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ يُوَفَّ إِلَيْكُمْ ؁ یعنے جیسے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں کے لئے قوۃ اور گہوڑوں کے تیاری کی ضرورت ہے۔ اسیطرح ایک اور قوم بہی اسلام کی دشمن ہے ابہی تم انکو نہیں جانتے اور اللہ تعالےٰ جانتا ہے مگر ان مخالفوں کیلئے قوۃ کی ضرورت نہیں نہ گہوڑوں کی بلکہ اسوقت صرف روپیہ کے خرچ کی ضرورت ہے سو تم وہی خرچ کرنا۔ اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے صرف پیشگوئی ہی نہیں فرمائی بلکہ اس مسیح موعود کی امداد کی بہی تاکید فرمائی۔

يَسْأَلُ أَيَّانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ فَإِذَا بَرِقَ الْبَصَرُ وَخَسَفَ الْقَمَرُ وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ يَقُولُ الْإِنْسَانُ يَوْمَئِذٍ أَيْنَ الْمَفَرُّ كَلَّا لَا وَزَرَ إِلَىٰ رَبِّكَ يَوْمَئِذٍ الْمُسْتَقَرُّ - یعنے پوچہتا ہے کب ہوگا وقت اس قیامت (کبریٰ) کا (یعنے اس کی کیا علامت ہے یہہ سوال وقوع قیامت کا نہیں کیونکہ جب قیامت آگئی پوچہنے والے کو اس سے کیا فائدہ بلکہ ایسے سائل کا منشاء ہوتا ہے۔ کہ علامت دیکہکر وہ کوئی تدبیر اپنے بچاؤ کی کرسکے) اسکے جواب میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ جب پتہرا جائیں گی وہ آنکہیں یعنے آدمی کی آنکہہ روشنی سے عاجز ہو جاوے یعنی مسیح موعود جب جب اپنا دعوےٰ مع دلائل پیش کریگا لوگ اسکے دعوے کو سنکر اور اس کے بالمقابل آبا اجداد علما فقرا کے سنے سنائے مسائل پر غور کرکر حیران ہو جائینگے۔ کیونکہ ان کا (الف) اعتقاد تہا مسیح علیہ السلام زندہ آسمان پر موجود ہیں مگر مسیح موعود روشن دلائل قرآنی سے اسکی موت کا ثبوت دیگا۔ (ب) وہ مسیح علیہ السلام کے دمشق میں چیل کی طرح آسمان سے گرنے کے منتظر تہے اور وہ روشن دلائل قرآنی سے مردہ کے واپس نہ آنے اور مسیح کے اسی امت سے مبعوث ہونے کا ثبوت دیگا انکا (ج) اعتقاد تہا کہ مسیح اور خونی مہدی آتے ہی تلوار ہاتہہ میں پکڑے گا اور جو کلمہ نہ پڑہے گا اسکو وہیں قتل کر ڈالیگا مگر یہ صلح کا شاہزادہ انکو لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ ؁ اور يَضَعُ الْحَرْبَ سے ثابت کردے گا کہ دین کے معاملہ میں جبر نہیں اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے کہ وہ جنگ نہیں کرے گا۔ بلکہ جنگ موقوف کردے گا۔ (د) انکا اعتقاد تہا کہ وہ جزیہ موقوف کردیگا یعنے شریعت محمدی کے بعض مسائل کا ناسخ ہی ہوگا مگر اسنے عملی طور پر اس پیشگوئی کے معنے سمجہادیئے کہ اسپر ٹکس لگیگا اور بذریعہ عدالت ٹکس (جزیہ) موقوف کرادے گا وغیرہ وغیرہ۔

اسی واسطے اللہ تعالےٰ نے برق البصر فرمایا کہ موجب انکی آنکہیں پتہرانیکا یہ ہے کہ وہ سخت ظلمات عقائد میں بسبب فیج اعوج کے پڑے ہوں گے اچانک جب یہہ نورانی دلائل سنیں گے حیران ہو جائینگے۔ تو اللہ تعالےٰ انکے حیرانی رفع کرنے کے لئے دو عظیم الشان گواہ پیش کریگا۔ یعنے ماہ رمضان میں خسوف کسوف ماہتاب وآفتاب کا ہوگا۔ خسف القمر کے معنے تو صاف ہیں کہ ماہتاب کو کسوف لگیگا۔ مگر جمع الشمس والقمر کے معنے سمجہنے کے لئے کچہہ تفصیل کی ضرورت ہے۔

زمین اور چاند آفتاب کے گرد گہومتے ہیں تو بعض وقت ماہتاب وآفتاب کے مابین زمین حائل ہو جاتی ہے پس جتنا حصہ ماہتاب کے مقابل زمین واقع ہو اتنی قدر میں چاند دکہائی نہیں دیتا کیونکہ نور القمر مستفاد من نور الشمس کے مطابق چاند آفتاب سے اوسوقت اتنے حصہ میں نور نہیں لے سکتا۔ اور کبہی ایسا ہوتا ہے کہ چاند حائل ہو جاتا ہے آفتاب اور زمین میں گویا زمین ایک طرف ہو جاتی ہے اور آفتاب وماہتاب ایک طرف جمع ہو جاتے ہیں اور زمین دوسری طرف رہ جاتی ہے۔

فرض کرو کہ دائرہ (الف) آفتاب۔ ودائرہ (ب) ماہتاب ہیں۔ اور انکے محاذ پر زید بیٹہا ہو تو جتنا زید کی آنکہوں کے سامنے سے ماہتاب آفتاب کو ڈہانکیگا اتنا حصہ آفتاب کا زید کو نظر نہیں آویگا دوسری مثال میں ان دونوں نورانی ستاروں کو لمپ سے میں تشبیہ دیکر سمجہاتا ہوں آپ اپنے سامنے دو لمپ ایسی طرح رکہو کہ ایک لمپ دوسرے کا کوئی حصہ ڈہانک لے اسطرح

لمپ	لمپ	زید
یا آفتاب	یا ماہتاب	یا زمین

تو اب زید یا زمین والے اس لمپ کو نہیں دیکہہ سکیں جسکا نام آفتاب رکہا ہے اب اس شکل سے صاف ثابت ہوگیا کہ جمع الشمس والقمر کے معنے ہیں آفتاب کو کسوف لگیگا کیونکہ اسوقت ماہتاب وآفتاب

دوسرا ہر ایک جانور خوبصورت بہی ہوتا ہے اور بدصورت بہی اگر شیعہ کے نزدیک ہی مدار حلت وحرمت ہے۔ تو بٹیر یا گدہا کتا سانپ بچہو۔ بکرا چیتا وغیرہ کل جانوروں مین خوبصورت حلال اور بدشکل حرام ہونے چاہئین تو اس قانون کے مطابق بہت خوبصورت محرمات حلال ہوجاینگے اور بدشکل حلال جانور حرام ماننے پڑینگے۔ سانپ کے نزدیک جو خنزیر خوبصورت ہو دیکہا

تیسرا اخر گوش کی بدصورتی صرف شیعہ کے نزدیک ہی ہے یا عام عقلمندون کے نزدیک۔

چوتہا خوبصورتی بدصورتی باختلاف ممالک مختلف ہوتی ہے۔ مثلاً حبش مین گورا رنگ نہایت ناپسند ہے یہانتک کہ یوروپین لوگون کے ساتھ انکو مبروص سمجہ کر چہونا بہی پسند نہین کرتے اور حبشی جسقدر سیاہ زیادہ ہو اوسکی قدر ومنزلت وقیمت زیادہ ہے مگر ہندوستان مین معاملہ بالکل برعکس ہے۔

س۵ امام جعفر اسکو حرام جانتا ہے۔

ج۵ اوّل تو قرآن مجید کے مقابلہ مین امام جعفر کا قول پسند نہین۔

دوسرا قرآن مجید مین کہین بہی ذکر نہین کہ جس چیز کو امام جعفر حلال کرے وہ حلال ہے اور جسکو حرام کہین وہ حرام ہے بلکہ کسی آدمی کی نسبت بہی یہہ اجازت نہین۔

تیسرا یہ افترا علی اللہ ہے جو امام جعفر جیسے پاکباز آدمی کے خلاف شان ہے کیونکہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے وَلَا تَقُولُوا لِمَا تَصِفُ أَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هَٰذَا حَلَالٌ وَهَٰذَا حَرَامٌ لِتَفْتَرُوا عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ ۱۴/۲
یعنے تم جہوٹ موٹ اپنی زبان سے کسی چیز کو حلال یا حرام نہ بناؤ یہہ تو افترا علی اللہ ہے۔

چوتہا کسی چیز کے حلال یا حرام کہدینے کا خود بخود مختار مجاز سمجہنا یہود ونصاریٰ کا کام ہے نہ کسی مومن کا۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ اتَّخَذُوا أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ ۱۰/۱۱
اپنے مولویوں اور فقیروں کو انہون نے سوائے اللہ تعالےٰ کے رب بنا لیا تہا۔

پانچوان اللہ تعالےٰ نے جب حضرت فخر عالم فخر بنی آدم شفیع المذنبین رحمۃ اللعالمین بالمومنین رؤف رحیم فداہ ابی وامی وروحی صلے اللہ علیہ وسلم کو کسی چیز کے حلال وحرام کرنے کا اختیار عطا نہین فرمایا تو امام جعفر صادق کسطرح مجاز حلال وحرام کرنے کا ہو سکتا ہے ... اللہ تعالےٰ فرماتا ہے — مَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ

هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ ۵
یعنے شریعت کے متعلق کوئی بات بہی رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اپنے طرف سے نہین فرمایا کرتے بلکہ جو کچہہ فرماتے ہین وحی الہٰی سے ہی فرماتے ہین۔ حالانکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم وہ ذات بابرکات ہے جسکی شان مین اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ ۳/۱۲ اگر تم خدا تعالےٰ کے ساتھہ محبت رکہنا چاہتے ہو تو میری پیروی کرو۔ تو میری پیروی کے سبب تم خدا تعالےٰ کے محبوب بن جاؤگے۔ پہر فرمایا قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا ۲۴ کہدو یا محمد صلے اللہ علیہ وسلم اے میرے بندو جنہون نے خطاکاری کی یعنے خدا تعالےٰ کے بندون کو میرے بندے کہنے کی اللہ تعالیٰ خود اجازت دیتا ہے۔ پہر فرمایا يُخَادِعُونَ اللَّهَ وَالَّذِينَ آمَنُوا ۱ خدا تعالےٰ کے ساتھہ دہوکہ کرتے ہین اور ایمانداروں کے ساتھہ۔ اللہ تعالےٰ کے ساتھہ تو دہوکہ نہین ہو سکتا کہ وہ علیم بذات الصدور ہے مگر اللہ تعالےٰ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ دہوکہ کرنا اپنا دہوکہ فرمایا یہہ محل تعریف ومحامد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بیان کا نہین اور نہ کسی انسان کی طاقت ہے کہ آپکے محامد پورے پورے بیان کرسکے۔

محمد حامد حمد خدا بس
خدا مدح آفرین مصطفےٰ بس
محمد از تو میخواہم خدا را ✦ خدایا از تو حب مصطفےٰ را

جب ایسے ذات پاک کو اختیار حلت حرمت کا اپنی طرف سے نہین تو امام جعفر کو کب اختیار ہو سکتا ہے۔

چہوان۔ اسبات کا کیا ثبوت ہے کہ امام جعفر فی الواقعہ اس کو حرام جانتا ہے کیونکہ جس مذہب مین تقیہ جیسا گند موجود بلکہ ضروری ہو اُس مذہب کے کسی آدمی کی بہی کوئی بات قابل اعتبار نہین۔ چہ جائے کہ مذہبی روایت کا اعتبار کیا جاوے۔

س۶ جسقدر اولاد کو حال اپنے آبا اجداد کا معلوم ہوتا ہے دوسرے کو کم۔

ج۶ یہہ عجیب فلسفہ ہے جو ساری دنیا سے نرالا ہے بلکہ نہ خدا کے قول کے موافق ہے نہ خدا تعالےٰ کے فعل کے۔ جیسے فرمایا
قَالَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِي قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِي الظَّالِمِينَ ۱/۱۵ یعنے حضرت ابراہیم نے دعا کی میری ذریت مین سے بہی امام بنائے جاوین تو اللہ تعالےٰ نے فرمایا میرا عہد ظالمون کو نہین پہونچا کرتا بہی کے مطابق فعل الہٰی کو ابراہیم علیہ السلام کی اولاد مین یہود ونصاریٰ کو دیکہو انکے آبا واجداد

مین ہزارون انبیاء گذرے۔ باوجود اس کثرت انبیاء کے فتوی اللہ تعالےٰ کا انکے افعال کی نسبت یہہ ہوا۔ کہ فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ ۹ انکے بعد نالایق جانشین ہوئے۔ بلکہ موسیٰ علیہ السلام کا فتوی فَطَالَ عَلَيْكُمُ الْعَهْدُ ۱۶/۱۲ کیا تم پر کوئی بہت زمانہ گذر گیا تہا بلکہ بنی اسرائیل کی شرارتون کے ذکر سے تو قرآن بہرا پڑا ہے۔ کیا حضرت نوح کا حال انکے اس بیٹے اور بیبی کو معلوم زیادہ تہا جو غرق ہوئے یا مومنین کو۔ یا دیگر مومنین کو حضرت موسیٰ کا حال قارون کو زیادہ معلوم تہا یا ساحرون اور اوس کو جو فرعون کے ساتھہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے جہگڑا۔ حضرت عیسےٰ کا حال انکے بہائیون کو زیادہ معلوم تہا جنہون نے حضرت عیسےٰ کو پاگل سمجہکر انکے قید کروانے کی درخواست کی تہی اور یہودا اسکریوطی کو جسنے سات روپیے کر حضرت کو گرفتار کرا دیا تہا۔ یا حواریون کو جنمین کوئی محصول لیا اور کوئی ماہیگیر تہا۔ حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا حال ان کے چچاؤن کو زیادہ معلوم تہا۔ یا بلال باشندہ حبش وسلمان فارسی وغیرہ کو۔ آجکل جو سید عیسائیون مین شامل ہوگئے۔ کیا انکو بہی آبا واجداد کا کچہہ حال معلوم ہے؟

انْظُرْ كَيْفَ يَفْتَرُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ ۵/۶ ۔ أَتَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ۸ یعنے دیکہو تو کیسے اللہ تعالےٰ پر جہوٹ جوڑتے ہین۔ کیا ناسمجہی سے اللہ تعالےٰ پر جہوٹ بناتے ہو۔

دوسرا اگر فرض کر لیا جاوے کہ حال آبا واجداد کا کسی کو معلوم ہے مگر جن کے مذہب مین تقیہ کرنا ضروری ہے اون کی روایت پر کسطرح اعتبار ہو سکتا ہے

تیسرا درمنثور اور تفسیر کبیر مین بروایت حضرت علی کے لکہا ہے کہ جب سورۃ کوثر نازل ہوئی تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جبریل سے پوچہا کہ وانحر کے کیا معنے ہین تو انہون نے کہا سینہ پر ہاتہہ باندہنا اب یہ خبر تو گہر والون کی ہی ہے۔ فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ کیا کوئی ہے جو مان جاوے۔

چوتہا احادیث مین ہاتہہ باندہنا سینہ پر اور تحت السرہ دونون کا ذکر ہے۔

پانچوان کیا تمام سادات کو جو اولاد علی ہین علوم قرآن ایسے حاصل ہین جنکا انکے قاعدہ سے پتہ لگتا ہے۔

س۷ مرزا صاحب آپکو حضرت علی پر فضیلت دیتے ہین

ج۷ بے شک یہ بہت پرانا جہگڑا ہے۔ اول المفضلین نے کہا أَنَا خَيْرٌ مِنْهُ ۹ مین اس آدم سے اچہا ہون۔ بعد اس کے اسکے اظلال نے کسی نے کہا وَنَحْنُ أَحَقُّ بِالْمُلْكِ مِنْهُ ۲/۱۶ سلطنت کے تو ہم زیادہ مستحق ہین اس (طالوت) سے۔ کسی نے کہا مَا نَرَىٰ لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍ ۱۲ یعنے تجہے ہم پر کوئی فضیلت نہین ہے اے نوح جو رسالت کے لئے ضروری ہے۔ کسی نے کہا وَإِنَّا لَنَرَاكَ فِينَا ضَعِيفًا ۱۲ یعنے ہم میں تو اے شعیب ضعیف ہے۔ احکم الحاکمین کا مرسل تو ضعیف نہین ہونا چاہئے۔ کسی نے کہا إِنَّا لَنَرَاكَ فِي سَفَاهَةٍ ۸ یعنی ہم تو تم مین اے ہود سفاہت پاتے ہین جو شان نبوت کے خلاف ہے۔

کسی نے کہا نُؤْتَىٰ مِثْلَ مَا أُوتِيَ رُسُلُ اللَّهِ ۸ یعنے ہم کو بہی اسی طرح وحی ہونی چاہئے جیسی اور رسولون کو ہوا کرتی ہے کسی نے کہا لَوْلَا نُزِّلَ هَٰذَا الْقُرْآنُ عَلَىٰ رَجُلٍ مِنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيمٍ ۲۵ یعنے قرآن مجید مکہ یا طائف کے کسی نمبردار یا رئیس پر کیون نہ نازل ہوا۔ اللہ تعالےٰ احکم الحاکمین وخیر الحاکمین کا جواب اس مین یہ ہے۔

أَهُمْ يَقْسِمُونَ رَحْمَتَ رَبِّكَ نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَعِيشَتَهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۲۵
اللَّهُ أَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهُ ۸ اللَّهُ يَجْتَبِي مِنْ رُسُلِهِ مَنْ يَشَاءُ ۴ ذَٰلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ۲۸/۱۱

یعنے دنیا مین جو مراتب مین فرق ہے کیا اسکی تقسیم بہی یہ خود ہی کر لیا کرتے ہین۔ یا اللہ تعالےٰ جسکو چاہتا ہے اپنے فضل سے غنی بناتا ہے جسکو چاہتا ہے اپنی حکمت سے فقیر بناتا ہے۔ اللہ ہی خوب جانتا ہے کہ امانت رسالت کے بوجہہ کو کون اٹہا سکتا ہے۔ وہ خود ہی جسکو چاہتا ہے رسالت کے لئے ہان اس امانت کے بوجہ کے لئے جس کی برداشت سے زمین آسمان جبال نے اپنا عجز ظاہر کیا۔ منتخب کر لیتا ہے یہ تو اللہ تعالےٰ کا فضل ہے۔ جس کو چاہتا ہے دیدیتا ہے۔

ابہی اے معترضو! تمنے کیا دیکہا ہے اللہ تعالےٰ تو بڑے سے بڑے فضل اس رسول نجد دمہدی ومسیح وجری اللہ فی حلل الانبیاء علیہ ... کہ لطف یہ ہے کہ ... فضل اللہ ... آخرین منھم طالی

دکہا ہے۔

یس سے مرزا صاحب کی کتب سے اقتباس۔

ج سے گر نہ بیند بروز شپرہ چشم
چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

(۱) مرزا صاحب کی پیشگوئی قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ نے فرمائی۔ وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ ۳۱ یعنے وہ ذات پاک وہ ہے جس نے بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے آخرین میں بہی ایک رسول مبعوث فرمایا جو انہین میں سے ہوگا یعنے باوجود رسول ہونے کے امت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں سے ہوگا۔ مگر ابہی وہ آخرین لوگ صحابہ کے ساتہہ شامل نہین ہوئے بلکہ بعد مین آئینگے۔ اس آیت شریف مین اللہ تعالےٰ نے اسی آیت کے حروف مین بطور ابجد کے زمانہ بہی بتلا دیا جو ۱۲۷۵ہجری ہے اور حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کے سوال پر حضرت سلمان فارسی کے کندہے پر ہاتہہ رکہکر فرمایا کہ وہ ان سے ہوگا۔ اور حضرت مرزا صاحب بہی فارس کے ہین۔

(۲) اللہ تعالےٰ نے ایک اور طور پر بہی زمانہ کا پتہ دیا وَإِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُونُوا أَمْثَالَكُمْ یعنے جب تم (مسلمان) لوگ پہر جاؤگے اور تمہارا اسلام برائے نام اور اعمال اسلامی بطور رسم رہ جائینگے اور ان مین روحانیت نہین رہیگی۔ تو ہم سوائے تمہارے اور قوم بدلین گے مگر وہ تمہاری طرح نہ ہونگے۔ شان نزول اس آیت کے بہی صحابہ کے سوال پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت سلمان فارسی کی ران پر ہاتہہ رکہکر وہی جواب دیا جسکا ذکر فضیلت اوّل مین ہوچکا۔ اللہ تعالےٰ نے اس آیت شریف مین بہی زمانہ مسیح موعود کا دو طرح پتہ دیا ایک علمی طور پر یعنے غیرکم کا عدد ۱۲۷۰ہے دوسرا عملی طور پر کہ اس زمانہ مین اسلامی حالت بہت ہی کمزور ہوجائیگی چنانچہ اس آیت کی تفسیر حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمادی۔ لو کان الایمان عند الثریا لنالہ رجال من ابناء فارس یعنے ایمان ثریا پر چڑہ جاویگا مگر ابنائے فارس مین سے ایک بڑا بہادر عظیم الشان مرد اوسکو پہر نیچے اتارے گا وغیرہ ذٰلِكَ مِنَ الْأَحَادِيثِ جنکا ذکر ابواب الفتن و اشراط الساعۃ مین درج ہے۔

(۳) يَأْتِي مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ ۲۸ مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہین کہ ایک صلح کا شاہزادہ آنے والا ہے جو میرے بعد آئے گا۔ اوس کا نام احمد ہوگا۔ یعنے اس کا کام تلوار چلانیکا نہوگا۔ صرف زبانی تفہیم تبلیغ کا کام کریگا اور وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے جمالی صفت احمد کا ظل اور مظہر ہوگا۔

(۵) اسی آیت کے بعد اللہ تعالےٰ نے پھر اس زمانہ کی حالت بیان فرمائی ہے يُرِيدُونَ لِيُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ ۲۸ یعنے وہ لوگ اللہ تعالےٰ کے نور کو پہونکوں سے بجہانا چاہینگے۔ یعنے مخالفین اسلام کا حملہ اسلام پر زبانی اور بحث مباحثہ کے رنگ مین ہوگا لہذا اس کا جواب بہی زبانی ہی ہوگا یہ نہین کہ ایک آدمی اسلام پر اعتراض کرے، اور میان خونی مہدی صاحب تلوار لے کر اس کا سر کاٹ ڈالین جیسے کہ خونی مہدی کے منتظرین کا اعتقاد ہے (۶) اللہ تعالےٰ نے مرزا صاحب کو رسول فرمایا هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ - وہ ذات پاک وہ ہے جسنے اپنا رسول اس ہدایت اور اوس سچے دین کے لئے بہیجا ہے جس دین کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر اتارا تہا۔ آل جو الہدیٰ اور دین الحق پر ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ نیا دین نہین لاویگا بلکہ اسی دین اسلام کا متمم ہوگا (۷) پھر بعد اسی آیت کے اللہ تعالےٰ نے اپنی تائید و نصرت کا وعدہ اور اسی مسیح کی کامیابی کا وعدہ فرماتا ہے۔

لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ ۲۸ نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ مرسل من اللہ مسیح موعود و مہدی معہود تمام ادیان پر غالب آجاویگا۔

(۸) پھر اسی سورۃ کے آخر مین اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا أَنْصَارَ اللَّهِ كَمَا قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ لِلْحَوَارِيِّينَ مَنْ أَنْصَارِي إِلَى اللَّهِ قَالَ الْحَوَارِيُّونَ نَحْنُ أَنْصَارُ اللَّهِ۔ ۲۸ یعنے خبردار ہوکر سنو اے مومنو (اس مسیح کے ساتہہ) انصار اللہ بن جاؤ جیسے عیسیٰ بن مریم کے حواریوں نے اس کی مدد طلب کرنے پر انصار اللہ ہونے کا وعدہ کیا تہا یعنے اس مسیح کو بہی مشکلات پیش آئینگے مسیح کی طرح مقدمات فوجداری بہی ہونگے اور اور ضرورتین بہی پیش آئین گی تم کو چاہئے کہ اسوقت اسکے ساتہہ انصار اللہ بن جاؤ۔ اس آیت شریف مین صرف پیشگوئی ہی نہین بلکہ اس جری اللہ فی حلل الانبیا حجۃ اللہ فی الارض کے ساتہہ امداد کرنیکی سخت تاکید کی گئی ہے۔ باتفاق مفسرین آیت لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ مسیح موعود کے زمانہ کے لئے ہی ہے۔ واللہ اعلم

(۹) وَآخَرِينَ مِنْ دُونِهِمْ لَا تَعْلَمُونَهُمُ ... وَمَا تُنْفِقُوا مِنْ شَيْءٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ يُوَفَّ إِلَيْكُمْ ۱۰ یعنے جیسے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے دشمنون کے لئے قوۃ اور گہوڑون کے تیاری کی ضرورت ہے۔ اسیطرح ایک اور قوم بہی اسلام کی دشمن ہے ابہی تم انکو نہین جانتے اور اللہ تعالےٰ جانتا ہے مگر ان مخالفون کیلئے قوۃ کی ضرورت نہین نہ گہوڑون کی بلکہ اسوقت صرف روپیہ کے خرچ کی ضرورت ہے سو تم وہی خرچ کرنا۔ اس آیت مین اللہ تعالےٰ نے صرف پیشگوئی ہی نہین فرمائی بلکہ اس مسیح موعود کی امداد کی بہی تاکید فرمائی۔

يَسْأَلُ أَيَّانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ فَإِذَا بَرِقَ الْبَصَرُ وَخَسَفَ الْقَمَرُ وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ يَقُولُ الْإِنْسَانُ يَوْمَئِذٍ أَيْنَ الْمَفَرُّ كَلَّا لَا وَزَرَ إِلَىٰ رَبِّكَ يَوْمَئِذٍ الْمُسْتَقَرُّ - یعنے پوچہتا ہے کب ہوگا وقت اس قیامت (کبریٰ) کا (یعنے اس کی کیا علامت ہے یہہ سوال وقوع قیامت کا نہین کیونکہ جب قیامت آگئی پوچہنے والے کو اس سے کیا فائدہ بلکہ ایسے سائل کا منشاء ہوتا ہے۔ کہ علامت دیکہکر وہ کوئی تدبیر اپنے بچاؤ کی کرسکے) اسکے جواب مین اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ جب پتہرا جائینگی وہ آنکہین یعنے آدمی کی آنکہہ روشنی سے عاجز ہوجاوے یعنی مسیح موعود جب جب اپنا دعوےٰ مع دلائل پیش کریگا لوگ اسکے دعوے کو سنکر اور اس کے بالمقابل آبا اجداد علما فقرا کے سنے سنائے مسائل پر غور کرکر حیران ہوجائینگے۔ کیونکہ ان کا (الف) اعتقاد تہا مسیح علیہ السلام زندہ آسمان پر موجود ہین مگر مسیح موعود روشن دلائل قرآنی سے اسکی موت کا ثبوت دیگا۔ (ب) وہ مسیح علیہ السلام کے دمشق مین چیل کی طرح آسمان سے گرنے کے منتظر تہے اور وہ روشن دلائل قرآنی سے مردہ کے واپس نہ آنے اور مسیح کے اسی امت سے مبعوث ہونے کا ثبوت دیگا (ج) اعتقاد تہا کہ مسیح اور خونی مہدی آتے ہی تلوار ہاتہہ مین پکڑ لے گا اور جو کلمہ نہ پڑہے گا اسکو وہین قتل کرڈالیگا مگر یہ صلح کا شاہزادہ انکو لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ ۳ اور يَضَعُ الْحَرْبَ سے ثابت کردے گا کہ دین کے معاملہ مین جبر نہین اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے کہ وہ جنگ نہین کرے گا۔ بلکہ جنگ موقوف کردے گا۔ (د) انکا اعتقاد تہا کہ وہ جزیہ موقوف کردیگا یعنے شریعت محمدی کے بعض مسائل کا ناسخ ہی ہوگا مگر اسنے عملی طور پر اس پیشگوئی کے معنے سمجہادیئے کہ اسپر ٹکس لگیگا اور بذریعہ عدالت ٹکس (جزیہ) موقوف کرادے گا وغیرہ وغیرہ۔

اسی واسطے اللہ تعالےٰ نے برق البصر فرمایا کہ موجب انکی آنکہین پتہرانیکا یہ ہے کہ وہ سخت ظلمات عقائد مین بسبب فیج اعوج کے پڑے ہون گے اچانک جب یہہ نورانی دلائل سنین گے حیران ہوجائینگے۔ تو اللہ تعالےٰ انکے حیرانی رفع کرنے کے لئے دو عظیم الشان گواہ پیش کریگا۔ یعنے ماہ رمضان مین خسوف کسوف ماہتاب و آفتاب کا ہوگا۔ خسف القمر کے معنے تو صاف ہین کہ ماہتاب کو کسوف لگیگا۔ مگر جمع الشمس وَالقمر کے معنے سمجہنے کے لئے کچہہ تفصیل کی ضرورت ہے۔

زمین اور چاند آفتاب کے گرد گہومتے ہین تو بعض وقت ماہتاب و آفتاب کے مابین زمین حائل ہوجاتی ہے پس جتنا حصہ ماہتاب کے مقابل زمین واقع ہواتنی قدر مین چاند دکہائی نہین دیتا کیونکہ نور القمر مستفاد من نور الشمس کے مطابق چاند آفتاب سے اوسوقت اتنے حصہ مین نور نہین لے سکتا۔ اور کبہی ایسا ہوتا ہے کہ چاند حائل ہوجاتا ہے آفتاب اور زمین مین گویا زمین ایک طرف ہوجاتی ہے اور آفتاب و ماہتاب ایک طرف جمع ہوجاتے ہین اور زمین دوسری طرف رہ جاتی ہے۔

فرض کرو کہ دائرہ (الف) آفتاب - و دائرہ (ب) ماہتاب ہین۔ اور انکے محاذ پر زید بیٹہا ہو توجتنا زید کی آنکہون کے سامنے سے ماہتاب آفتاب کو ڈہانکیگا اتنا حصہ آفتاب کا زید کو نظر نہین آویگا دوسری مثال مین ان دونون نورانی ستارون کو لمپ سے مین تشبیہ دیکر سمجہاتا ہون آپ اپنے سامنے دو لمپ ایسی طرح رکہو کہ ایک لمپ دوسرے کا کوئی حصہ ڈہانک لے اسطرح

لمپ	لمپ	زید
یا آفتاب	یا ماہتاب	یا زمین

تو اب زید یا زمین والے اس لمپ کو نہین دیکہہ سکینگے جسکا نام آفتاب رکہا ہے اب اس شکل سے صاف ثابت ہوکہ جمع الشمس والقمر کے معنے ہین آفتاب کو کسوف لگیگا کیونکہ اسوقت ماہتاب و آفتاب

بمقابلہ زمین جمع ہو گئے ہیں اسکے معنے قیامت کے نہیں اس لئے کہ اول سائل کا سوال علامات قیامت سے ہے - دوسرا اگر قیامت کا ہو تو یہ جواب فضول ہے -
تیسرا - سوال دگر جواب دگر ہے
چوتھا - قیامت کو ماہتاب کے کسوف کے کیا معنے جبکہ ماہتاب و آفتاب ایک جگہ جمع ہو جاوینگے اور آفتاب جس سے ماہتاب نور لیتا ہے وہ خود بے نور ہو جانیکا اسوقت خسوف کسوف کے کیا معنے اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ ؎ جب آفتاب بے نور ہو جاوے گا -

اللہ تعالے علیم خبیر حکیم نے جسکا کوئی کام بھی خالی از حکمت نہیں بجائے تنکسف الشمس کے جو مختصر ہے جمع الشمس و القمر کو جو اس سے اطول ہے اس جگہ پسند فرمایا اسمین یہ حکمت ہے کہ مسیح موعود و مہدی مسعود جری اللہ فی حلل الانبیاء آفتاب یعنے نبی بھی ہوگا اور ماہتاب یعنے امتی بھی ہوگا - دوسرا وہ بروز حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کا بھی ہوگا جو آفتاب ہے یعنے خود منبع انوار و برکات ہیں اور کسی انسان سے استفادہ نہیں فرمایا اور نہ کسی کے مطیع و تابع ہیں بلکہ خود متبوع اور مطاع ہیں - اسی لئے اس مسیح کا نام مہدی ہوگا اور بروز حضرت مسیح کا بھی ہوگا جو تابع شریعت موسوی تھے اور ماہتاب کی طرح اس آفتاب سے مستفید تھے جسکا نام موسی تھا اور اس لئے انکا نام مسیح بھی ہوگا - تیسرا شمس و قمر کا خطاب اللہ تعالے بھی ان کو دیگا اس لئے اس الہام کا اشارہ اللہ تعالے نے قرآن مجید میں پہلے ہی سے کر دیا چنانچہ وہ الہام ۲۶ دسمبر ۰۵ء میں ہوا جو الحکم و بدر اور میگزین میں بھی مفصل درج ہے - وہ یہ ہے
یا قمر یا شمس انت منی و انا منک
اے چاند اے سورج تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں حضرت اقدس مرزا صاحب نے فرمایا کہ اس الہام میں خدا تعالے نے ایکدفعہ اپنے آپ کو سورج فرمایا ہے اور مجھے چاند اور دوسری دفعہ مجھے سورج فرمایا ہے اور اپنے آپکو چاند یہ ایک لطیف استعارہ ہے جس کے ذریعہ سے خدا تعالے نے میری نسبت یہ ظاہر فرمایا ہے کہ میں ایک زمانہ میں پوشیدہ تھا اور اسکی روشنی کے انعکاس سے میں ظاہر ہوا اور پھر فرمایا کہ ایک زمانہ میں وہ خود پوشیدہ تھا پھر وہ روشنی جو مجھے دی گئی اس روشنی نے اسکو ظاہر کیا یہ ایک مشہور مسئلہ ہے - نور القمر مستفاد من نور الشمس یعنے چاند کا نور سورج کے نور سے فیض حاصل کرنے والا ہے پس اس الہام میں اول خدا تعالے نے اپنے تئیں سورج قرار دیا اور اسکے انوار اور فیوض کے ذریعہ سے مجھ میں نور پیدا ہونا بیان فرمایا ہے اس لئے میں قمر کہلایا پھر چونکہ میری روشنی سے جو مجھے دیگئی اسکا نام روشن ہوا اس لئے اس بنا پر مجھے سورج قرار دیا گیا اور خدا تعالی نے آپکو قمر قرار دیا کیونکہ وہ میرے ذریعہ سے ظاہر ہوا اور اس نے اپنا زندہ وجود میرے وسیلہ سے لوگوں پر نمایاں کیا یہ شمس و قمر کا خطاب الہام کے دوسرے حصہ کی تشریح کر کہ انت منی وانا منک یہ ایک ایسی نظیر ہے جو انسان کے وہم و گمان میں نہیں آسکتی - یہی حکمت ہے کہ اللہ تعالے نے قرآن مجید میں بھی قمر کو مقدم بیان فرمایا جیسے الہام میں یعنے پہلے تو گمنام اور پوشیدہ ہوگا اور خسوف میں اور اللہ تعالے کی روشنی کے انعکاس سے تو ظاہر ہوگا پھر ایک زمانہ میں خود کسوف میں ہونگا پھر اس روشنی سے جو تجھے دیجاوے گی یہ روشنی مجھے ظاہر کر دے گی -

اللہ تعالے فرماتا ہے کہ جب یہ نشانات آسمانی ظاہر ہو جاوے گا اسوقت سمجھدار انسان جسکے اندر ضد نہیں وہ تو بول اٹھیگا کہ این المفر یعنے اب تو دلائل اور بحث سے بات گذر گئی اب انکار اور بحث مباحثہ اور بھاگنے کی کوئی جگہ نہیں - كَلَّا لَا وَزَرَ خبردار بھاگنا کیا اب تو شامت انکار کے سبب طاعون و زلازل آجاینگے اور انکو کوئی جائے پناہ نہ رہے گی - اِلٰى رَبِّكَ يَوْمَئِذِ الْمُسْتَقَرُّ اب تو جائے قرار سوائے رب کے اور کوئی نہیں یعنے جو صدق دل سے مسیح موعود کو مان لینگے اللہ تعالے کے فضل سے بچ سکتے ہیں (۱۰) وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِى الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؎

اللہ تعالے مومنین صالحین کے ساتھ جو تم میں سے ہوں اس طرح وعدہ کرتا ہے جسطرح تم سے اگلوں یعنے موسوی شریعت والوں کے ساتھ کیا تھا کہ ان کو خلیفہ بناتا رہے گا - اور حسب الحکم كما ارسلنا الى فرعون رسولا کی آخری خلافت میں یہ مثلیت ہوگی کہ جیسے حضرت عیسے علیہ السلام چودھویں صدی پر خدائی خلیفہ ہوئے تھے اسیطرح اس امت میں بھی خاتم الخلفا چودھویں صدی پر ہوگا - اس آیت شریف میں صرف پیشگوئی ہی نہیں فرمائی بلکہ اس کے آخر پر فرمایا
وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ - اسکا منکر فاسق ہوگا

(۱۱) يٰبَنِىْٓ اٰدَمَ اِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِىْ ؎ یعنے اے اولاد آدم ضرور ضرور تمہارے پاس رسول آئینگے اور اللہ تعالے کی آیات تم پر پڑھینگے - تفسیر کبیر میں ہے کہ اس سے مراد آیات قرآنی ہیں ابن کثیر نے لکھا ہے سیبعث الیھم رسلا ان کی طرف ضرور ضرور رسول بھیجیگا - شاید کوئی مخالف اسجگہ یہ دھوکہ دے کہ بنی آدم سے مراد قبل رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے لوگ ہیں تو اس دھوکہ میں آنا نہیں چاہئے اوّل جہاں گذشتہ انبیا کا ذکر ہوتا ہے وہاں بطور حکایت ذکر ہوتا ہے بخلاف اس کے یہاں نون موکدہ کے ساتھ اس مضمون کو موکد کر دیا ہے -

دوسرا یہ سورہ بنو جرہم کے جواب کے لئے نازل ہوئی کہ وہ ننگے طواف کیا کرتے تھے - اللہ تعالے نے ان کو فرمایا تم تو آدم کی اولاد ہو وہ ایسا لباس کا پابند تھا کہ جب کسی سبب سے مجبوراً بلا اختیار خود ننگا ہو گیا تو درختوں کے پتوں سے اپنا بدن ڈھانک لیا تم اسکی اولاد کا دعوے کر کرا در پھر یہ دعوے کر کر کہ وجدنا علیه اباءنا پھر اپنے اس باپ کے برخلاف ننگے ہوتے ہو اس قسم کے الفاظ وقت ضرورت قرآن مجید میں خصوصاً استعمال ہوتے ہیں جیسے یا ابن ام اے ماں کے بچے - یعنے جب موسی علیہ السلام نے ہارون علیہ السلام کو غضبناک ہو کر پکڑا تو انہوں نے زیادہ رحم دلانے کے لئے یا ابن ام کہا اسی طرح یا بنی اسرائیل - اللہ تعالے یہود کو شرم دلانے کے لئے اس لفظ سے مخاطب کرتا ہے کہ تم جسکی اولاد ہو وہ تو خدا کا بہادر سپاہی تھا - تم کیسے ناخلف پیدا ہوئے - غرض یہاں بھی اللہ تعالے نے انکو یا بنی آدم سے مخاطب کیا ہے -

(۱۲) كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِىْ ؎ لکھدیا ہے اللہ نے کہ میں اور میرے رسول ضرور ضرور غالب ہی رہینگے -

(۱۳) انا لننصر رسلنا والذین امنوا فی الحیوۃ الدنیا ؎ ہم ضرور مدد دیتے ہیں اور مدد دیا کرینگے اپنے رسولوں اور مومنوں کو اسی دنیا میں - اگر کہو کہ ان تینوں آیات میں رسل کا لفظ جمع ہے اور مرزا صاحب ایک ہیں - اس کا جواب واذا الرسل اقتت کی تفسیر میں یعنی فضیلت نمبر ۱۸ میں مفصل لکھا جاوے گا -

(۱۴) اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِىْ ؎ یعنے آج میں نے جو کچھ توحید الہی و جزا و سزا و حلال حرام کے متعلق ضروری تھا وہ کامل طور پر بیان کر دیا - اور اس نعمت کا اتمام یعنے تمام روئے زمین پر اسکی تبلیغ بھی کر دی یعنے جیسے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اب ان کے بعد کسی نبی صاحب شریعت کے آنے کی ضرورت نہیں رہی اسی طرح اس نعمت کی کامل اور پوری تبلیغ تمام روئے زمین پر مسیح موعود کے زمانہ میں تمام ہوگی جو وہ خاتم الخلفاء ہوگا - جیسے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اسمیں اللہ تعالے نے حضرت مسیح موعود کی نہایت ہی عظمت شان بیان فرمائی ہے -

ایک تو مماثلت حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دی گئی - ختم نبوت و خلافت میں - دوسرا فرض منصبی کے بیان کرنے سے کہ تمام زمین پر اسلام کو پہونچائیگا - تیسرا تائید الہی کے بیان سے کہ فی الواقع وہ اس منصب کو پورا بھی کر دے گا - یعنے تمام روئے زمین پر تبلیغ اسلام کر دیگا جیسے دوسری جگہ فرمایا لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ - چوتھا - بلحاظ نفع رسانی کے یعنے اسکے وجود باجود سے تمام روئے زمین کو دینی اور دنیوی منافع حاصل ہونگے - پانچواں - اس نعمت کو یعنے تمام کیا یعنے اسکے زمانہ میں اللہ تعالے تمام ایسے وسایل اور سہولتیں پیدا کر دیگا جو تبلیغ عام کے لئے اسکے زمانہ میں ضروری ہونگے - چنانچہ فرماتا ہے

(۱۵) وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ ؎ جب تمام کتابیں اخبارات اشتہارات اور دوسری خبریں بذریعہ ڈاک مطبع تار کاغذ سازی کی مشینیں ریلوے کے شائع ہونگے -

(۱۶) وَاِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ ؎ جب اونٹنیاں دس ماہی معطل ہو جاینگی - یعنے اونپر سفر نہ کیا جاوے گا کیونکہ انکا نعم البدل ریل موجود ہوگی - حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کی تفسیر میں فرمایا
یترکن القلاص فلا یسعی علیھا اونٹنیاں متروک ہو جائیں گی - یعنے اون پر سفر نہ کیا جاوے گا -

(۱۷) وَاِذَا الْمَوْءُدَۃُ سُئِلَتْ بِاَیِّ ذَنْبٍ قُتِلَتْ ﴿پ۳۰﴾ دختر کشی کی بابت باز پرس ہوگی کہ بے گناہ کیون قتل کی گئی۔ یعنے ایسا امن کا زمانہ ہوگا کہ ضعیف سے ضعیف اور بیکس سے بیکس اور کس مپرس سے کس مپرس کی تکلیف اور ظلم کی بابت باز پرس ہوگی۔ کیونکہ ایسے لڑکے سے زیادہ کوئی کس مپرسی کی حالت مین نہین کیونکہ جو اسکی غمخوار مددگار تکلیفون کے دور کرنے والے ظالم کے ظلم سے چھڑانے والے ہین وہی اسکے قاتل ہین اور ایسے مظالم کی رپوٹ کرنی تھی وہی اس ظلم کے چھپانے کے ساعی ہین۔ اس لئے اس سے زیادہ کوئی بیکس نہیں جب اسکے متعلق بھی باز پرس ہوگی تو پھر کیسے امن کا زمانہ ہوگا سو یہ بات آج برٹش گورنمنٹ کے عہد مبارک مین ہمکو اللہ تعالے کے فضل سے میسر ہے فالحمد للہ علے ذالک

(۱۸) وَاِذَا الرُّسُلُ اُقِّتَتْ ﴿پ۲۹﴾ جب رسول اپنے وقت مقررہ پر آجائینگے یہان لفظ رسول جمع ہے یعنے وہ مسیح موعود جری اللہ فی حلل الانبیاء ہوگا۔ یعنے بہت سے انبیاء کا بروز ہوگا جیسے بروز محمدی کے لحاظ سے اسکا نام احمد ہے جیسے حضرت مسیح نے بھی یاتی من بعدی اسمہ احمد مین تصریح فرمائی بروز مسیح کے لحاظ سے مسیح ہوگا بروز کرشن کے لحاظ سے کرشن ہوگا علاوہ اس کے اللہ تعالے نے بذریعہ الہام اور بہت سے انبیاء ابراہیم موسیٰ یوسف داؤد وغیرہ کا بروز بھی فرمایا ہے جنکی تصریح براہین احمدیہ مین مختلف مواقع پر موجود ہے۔

غرض فضائل حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی معہود کہانتک لکھون۔ اگر صرف وہی فضائل لکھے جاوین جو قرآن مجید میں ہیں تو یہ خط ایک بڑا رسالہ بلکہ کتاب بن جاتا ہے۔ پھر احادیث اور اقوال اولیاء اللہ اس کے علاوہ ہین۔

ہان آپنے فضائل حضرت علی رضی اللہ تعالے عنہ مین ان کا داماد رسول ہونا لکھا ہے۔ اول مرزا دوم۔ اگر دامادی فضیلت ہے تو حضرت ذی النورین زیادہ افضل ہین۔ کہ جنکے گھر میں دو صاحبزادیان تھیں۔

تیسرا۔ اللہ تعالے فرماتا ہے اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ ﴿پ۲۶ ع۱۴﴾۔ یعنے اللہ تعالے کے نزدیک زیادہ عزت اسی کی ہوگی جو زیادہ متقی ہوگا۔ اور یہ آیت نسبی رشتہ داری کے موقع پر ہی فرمائی۔ پھر اس کے مطابق امر خلافت مین اللہ تعالی نے حسب وعدہ خود حضرت صدیق فاروق ذی النورین کو الاول فالاول خلافت دیکر اسپر عمل کر کر دکھا دیا۔

چوتھا۔ ایک چور کی سفارش پر حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر محمد کی بیٹی فاطمہ چوری کرتی تو اسکا ہاتھ بھی کاٹا جاتا اس سے صاف فرما دیا کہ رشتہ داری معاملہ دین مین کوئی چیز نہین۔

پانچوان۔ یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ مَنْ یَّاْتِ مِنْکُنَّ بِفَاحِشَۃٍ مُّبَیِّنَۃٍ یُّضٰعَفْ لَہَا الْعَذَابُ ضِعْفَیْنِ ﴿پ۲۱﴾ یعنے اے نبی کی بی بیو اگر تم سے کوئی ناجائز کام سرزد ہوگا تو تم کو بہ نسبت اور لوگون کے سزا زیادہ ہوگی۔

چھٹا۔ فَاِذَا نُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَلَآ اَنْسَابَ بَیْنَہُمْ ﴿پ۱۸﴾ یعنے نفخ صور ہونے پر کوئی رشتہ داری کا لحاظ نہو گا۔

ساتوان۔ نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰہِ وَاَحِبَّآؤُہٗ قُلْ فَلِمَ یُعَذِّبُکُمْ بِذُنُوْبِکُمْ ﴿پ۶﴾ یہود نصاریٰ نے کہا ہم تو خدا کے بیٹے ہیں کہ اولاد انبیاء ہین اس لئے ہم محبوب بھی ہین اللہ تعالے نے فرمایا کہ اگر رشتہ داری کا لحاظ ہوتا تو تمکو عذاب نہ ہوتا کیا کسی زانی کو آتشک سوزاک اس سبب سے نہین ہوتا کہ وہ سید ہے۔

انا مدینۃ العلم و علی بابہا کے تو یہ معنے ہین کہ حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو علوم لا تعد و لا تحصی دی گئی تھی ان کا ظہور مختلف دروازون سے ہوگا اور منجملہ اور دروازون کے حضرت علی بھی ایک دروازہ (ہیں) جیسے ...... بڑے بڑے شہرون کے بہت دروازے ہوتے ہین۔ ورنہ ایک دروازہ تو چھوٹے سے چھوٹے گاؤن کا بھی نہین ہوتا۔

چنانچہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کو صحابہ اَعْلَمُنَا سب سے زیادہ علم والا کہا کرتے تھے۔ انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ یہ ایک پیشگوئی ہے جو ٹھیک ٹھیک لفظ بلفظ پوری ہوئی یعنے جیسے خلافت موسیٰؑ کی حضرت ہارون نہین سنبھال سکے اور انکی خلافت مین فساد ہوگیا اسی طرح تو بھی خلافت نہ سنبھال سکے گا۔ اور تیرے زمانہ خلافت مین فساد ہوجاوے گا۔ اور جیسے ہارون کو ضعیف سمجھکر قتل کرنے کا ارادہ قوم نے کیا تھا ویسا ہی حضرت علی کو بھی قوم نے ضعیف سمجھکر شہید کر ڈالا قَالَ ابْنَ اُمَّ اِنَّ الْقَوْمَ اسْتَضْعَفُوْنِیْ وَکَادُوْا یَقْتُلُوْنَنِیْ ﴿پ۹﴾ یعنے اے میری ماں کے بچے قوم نے مجھے ضعیف سمجھکر قتل کرنا چاہا تھا۔

اب غور کرو کہ صرف اسی ایک بات مین مرزا صاحب کی فضیلت کسقدر ثابت ہوتی ہے کہ جو فسادات تیرہ سو سال مین جمع ہوئے ہوئے اور جن فسادات کی عظمت اسقدر تھی کہ تمام انبیاء اپنی اپنی امت کو اس سے ڈراتے رہے ان سب کے ازالہ کے لئے مرزا صاحب مبعوث ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے قبل از وقت قرآن مجید مین انکی کامیابی کی بھی خبر دیدی۔ مگر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو وہ زمانہ ملا جسکی اصلاح اول حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم پھر صحابہ کبار علی الترتیب کر چکے تھے۔ اوس زمانہ اصلاح شدہ کو بھی نہ سنبھال سکے۔

علاوہ اسکے مرزا صاحب رفع فسادات اندرونی و بیرونی تمام دنیا کے لئے مبعوث ہوئے۔ اور کامیابی کا تاج اللہ تعالی نے قبل از وقت ہی انکے سر پر رکھدیا مگر حضرت علی رضی اللہ عنہ فساد اندرونی جو اسی زمانہ مین صرف جزیرہ نمائے عرب مین پیدا ہوگیا تھا نہ مٹا سکے۔

صرف کسی کا نام شیر یزدان غالب علی کل غالب رکھ لینے سے کوئی شیر اور غالب نہین بن سکتا کام دکھلانا چاہئے۔

علاوہ اس کے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نسبت یہ الہام نہ قرآن مجید مین ہے نہ احادیث مین اور نہ خود حضرت علیؓ نے فرمایا ہے کہ مین مبعوث ہوا ہون۔ ہان پیران نمی پرند و مریدان مے پرانند والی بات ہے مگر مرزا صاحب نے تو خود دعوے الہام کیا انکی سچائی کی شہادت اللہ تعالے نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دیگر اولیائ نے آسمان نے زمین نے ستارون نے طاعون نے منع حج نے زلازل نے وغیرہ وغیرہ نے دی۔

حکیم فضل دین از قادیان

مراسلت

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علے رسولہ الکریم

مکرمی اڈیٹر صاحب زاد عنایتہ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مندرجہ ذیل چند سطور اپنے اخبار مین درج فرماکر مشکور فرمادین۔

اِنِّیْ مُہِیْنٌ مَّنْ اَرَادَ اِہَانَتَکَ
کا
ایک اور نشان

حضرت اقدس جناب مرزا صاحب کے الہام بالا کے چند مخالفین یہان نشانہ ہوئے ہین۔ اور نہایت کھلے طور پر نشان ظاہر ہوا ہے۔ لیکن ایسے نشانون سے صرف وہی لوگ فائدہ اٹھا سکتے ہین۔ جن مین سعادت کا کوئی مادہ باقی ہو۔ یہان ایک پارٹی حضرت اقدس کے مخالف اشخاص کی تھی۔ جنہون نے حضرت مرزا صاحب کے دعاوی کی تکذیب اور ان کی تعلیم پر نکتہ چینی اپنا فرض سمجھ رکھا تھا۔ ان مخالفین مین سے قاضی محمد اکبر خان مخالفت اور بدگوئی مین سب سے بڑھا ہوا تھا۔ اور احمدی جماعت کے افراد کے ساتھ لڑنا۔ جھگڑنا۔ اس کا کام تھا۔ جب تک وہ یہان بہ حیثیت سرکاری عہدہ دار کے رہا۔ علاوہ دیگر فرائض کے مرزا صاحب کی بدگوئی اور غیبت کرنا اوس کا بڑا فرض تھا۔ آخر کار اسکی زبانی مناظرات و خرافات کا نتیجہ کتاب مسمی بہ موازنۃ الحقائق مین ظاہر ہوا۔ جو اس نے ہزارہ کے دو تین ملاؤن کی تائید سے زبان فارسی مین لکھی۔ اور اس نے اس کتاب مین یہان تک غلو لیا۔ کہ یہان تک لکھ دیا کہ احمدی جماعت کے افراد کا قتل کر دینا گناہ کی بات نہین۔ اور صاحبزادہ عبداللطیف صاحب مرحوم شہید کے واقعہ شہادت کا ذکر کرتی ہوئی لکھا کہ امیر حبیب اللہ صاحب والی ملک افغانستان کے جملہ گناہون کی مغفرت کا باعث صرف یہی ایک واقعہ ہو سکتا ہے۔ جو اس نے ایک احمدی کے قتل کرنے مین دلیری سے کام لیا۔ مجھے معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے۔ کہ یہ کتاب ملک افغانستان مین کسی طرح سے امیر صاحب کی خدمت مین روانہ کی گئی۔ لیکن وہان سے مصنف کو کوئی تسلی بخش جواب نہین ملا۔ اور شاید۔ اس غرض سے زبان فارسی مین تحریر کی گئی ہو۔ جو لوگ کہ قاضی موصوف سے ذاتی واقفیت رکھتے ہین۔ انکو اچھی طرح سے معلوم ہے کہ اسکی دل مین اس جماعت کی طرف سے کسقدر عناد اور بغض ہے۔ اور مین یہ کہنے کو تیار ہون۔ کہ وہ حضرت صاحب کے دیگر

دیگر مخالفین و مکفرین سے اگرچہ علم مین بہت کمتر درجہ پر ہے اور علوم دینی سے بالکل نابلد ہے۔ لیکن دشمنی اور حسد مین اُن سے اس کا درجہ کسی طرح سے بہی کم نہین۔

مینے مصنف موصوف کی اس اندرونی حالت کی اطلاع اپنے آقا و مولیٰ حضرت امام الوقت کو بہی بذریعہ خط دی۔ اور بوا جہ چند احباب قادیان مین بہی حضرت اقدس کی جناب مین ذکر کرنے کا موقع ملا۔ کتاب مذکور کو مولانا محمد احسن صاحب فاضل امروہی کیخدمت مین روانہ کرکے التماس بہی راقم نے کی تہی کہ اس کا جواب زبان فارسی مین ہی تحریر فرمایا جاوے۔ جسپر مولانا موصوف نے لکہا کہ مصنف کتاب "موازنتہ الحقایق" اہل علم معلوم نہین ہوتا۔ اسلئے وہ فاضل امروہی کا مخاطب صحیح نہین اور کہ انہون نے صرف اس عاجز کی تحریک پر کتاب مذکور اسسٹنٹ ایڈیٹر الحکم کو بدین غرض دیدی ہے کہ وہ فارسی مین اسکی لچر پوچ اعتراضات و خرافات کا جواب لکہین۔ چنانچہ جن احباب کی خدمت مین اخبار الحکم جاتا ہے وہ اس سے واقف ہین۔ کہ تہوڑی مدت تک کتاب موصوف کا جواب اخبار الحکم مین بزبان فارسی چہپتا رہا ہے۔

اُسی زمانہ سے قبل کہ قاضی موصوف نے حضرت مرزا صاحب کی مخالفت کا اعلان شروع کیا۔ حکام بالادست کو اوس کی طرف سے کوئی شکایت نہین تہی۔ اور وہ آہستہ آہستہ بتدریج ترقی کرتا رہا۔ لیکن جونہی کہ کتاب "موازنتہ الحقایق" کے مسودات لکہنے اور مرتب ہونے شروع ہوئے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ قاضی موصوف پر آفت پر آفت کا سامنا ہوتا رہا۔ چنانچہ سب سے اول جناب میجر ڈامسن صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر ضلع ہزارہ کی ناراضگی کا ظہور کئی پہلوؤن مین قاضی موصوف کے برخلاف شروع ہوا جسکو وہ احباب اچہی طرح سے جانتے ہین جو وہان رہتے ہین۔ چونکہ مصلحت نہین ہے کہ ان تمام ابتدائی واقعات کو درج پبلک نار کیا جاوے۔ اس لئے مین ان کی نسبت سکوت اختیار کرتا ہون اور صرف اتنا کہنا چاہتا ہون کہ آخر قاضی موصوف کو اپنی ملازمت تحت صاحب بہادر موصوف مشکل نظر آنے لگی اور آپ نے ایک سال سے کچہہ زاید رخصت حاصل کی۔ اور دوستون مین مشہور کیا۔ کہ قاضی صاحب نے حج کا ارادہ کیا ہے۔ اور بیت اللہ تشریف لیجاوین گے۔ اس عرصہ مین کتاب شائع ہوچکی تہی۔ اور قاضی موصوف نے کتاب جسکی معمولی طور پر ۶ ر یا ۸ ر قیمت ہوسکتی تہی۔ بخیال تجارت یا نفع رسانی خلقت عہ قیمت مقرر کی۔ اور دوستون کو خود بخود وی پی کرکے نسخہ جات ارسال کردئے۔ شاید یہہ اسلئے ہوگا کہ قاضی صاحب کو حج بیت اللہ مین زاد راہ مین کافی مدد مل جاوے۔

لیکن مین بہر حال مشکور ہون کہ مجہے ایک کاپی مفت عنایت کی گئی۔ جسکو مینے فاضل امروہی کیخدمت مین ارسال کیا تہا۔

مجہے ان واقعات کے درج کرنے کی بہی ضرورت نہین ہے۔ جو درمیان قاضی موصوف و حکام بالادست زبانی طور پر گذری۔ ہان صرف اتنا کہنا چاہتا ہون کہ رخصت حاصل کرکے قاضی صاحب موصوف وطن مالوف تشریف لیگئے۔ اور تہوڑے عرصہ مین ہی ایک مقدمہ قتل کی وجہ سے جو ان کے کسی نزدیکی رشتہ دار پر ہوا۔ بہت عرصہ تک متشوش رہے۔ سُنا گیا ہے کہ وہ رشتہ دار اُس وقت عبور بدریائے شور ہوگیا تہا۔ بہرحال قاضی صاحب موصوف کی اس زمانہ کی زندگی نہایت پریشانی مین گذری۔ خود اون کے اون خطوط سے ظاہر ہوتی ہے جو انہون نے اس زمانہ مین وقتاً فوقتاً اپنے ان احباب کو لکہے جو اُن کے ہم خیال و ہم زبان تہے۔ یہہ واقعہ ابہی تازہ ہی تہا کہ ایک دوسرے خون کے مقدمہ مین قاضی صاحب کے برادر حقیقی پر اشتباہ ڈالا گیا۔ جسمین پہر خلجانی و پریشانی اُن کے لاحق حال رہی۔ معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ وہ ان کا بہائی علاقہ غیر مین چلا گیا تہا۔ اور قاضی صاحب موصوف کو اس وجہ سے بہی زیادہ حیرانی و سرگردانی تہی۔ یہہ ہر دو واقعات اسی ایک سال کے اندر اندر کے ہین جب آپ رخصت پر تشریف رکہتے تہے۔ احباب بڑے شوق سے منتظر تہے کہ اب قاضی صاحب اپنی جگہ پر واپس آکر کرسی عدالت پر رونق افروز ہوتے ہین۔ کیونکہ رخصت کے ایام گذرنے کے قریب تہے کہ یکایک ایک اڑتی ہوئی خبر کان مین پونچی کہ قاضی صاحب اپنے عہدۂ تحصیلداری سے موقوف ہوگئے ہین۔ اور آخر وہ الہام "اِنِّیْ مُھِیْنٌ مَنْ اَرَادَ اِھَانَتَکَ" کا انکے حق مین نہایت واضح طور پر پورا ہوگیا ہے۔ سُنا ہے کہ جناب ریونیو کمشنر صاحب بہادر صوبہ سرحدی نے جو نہایت ہی بیدار مغز اور منصف مزاج ہین۔ جو صوبہ سرحدی کے حالات سے نہایت اعلےٰ درجہ کی واقفیت رکہتے ہین ایک بڑے لمبے فیصلے مین یہہ موقوفی کا حکم لکہا ہے۔ غالباً اس حکم کی نقل سے بہت عمدہ عمدہ امور ظاہر ہون گے۔ جو اہل بصیرت کے لئے قابل عبرت ہون گے۔ اور امید ہے کہ پشاور کی جماعت مین سے کوئی احمدی بہائی اس حکم کی نقل اردو ترجمہ مین لیکر اور شائع کرواکر لوگون کی دلچسپی کو بڑہا دین گے۔

یہہ مختصر حالات ہین اس شخص کے جس نے کتاب "موازنتہ الحقایق" برخلاف حضرت مرزا صاحب امام الوقت لکہی اور خود اسی دنیا مین اپنے ہاتہون سے دوزخ تیار کروایا اور خدا کی وحی کے نیچے آکر خود ذلیل ہوگیا۔ کیا یہ واقعہ اہل بصیرت کی آنکہین نہین کہولیگا؟ - اور کیا اہل دل اس سے عبرت نہین حاصل کرینگے؟ یہہ کس طرح ہوسکتا ہے کہ ایک دنیا کا کیڑا خدا کے فرستادہ اور مامور کا مقابلہ کرے اور عزت پائے؟ - اگر ایسا ہو تو دنیا مین اندہیر مچ جاوے اور خدا کے پرستارون کی بے وقعتی شہرۂ آفاق ہو جاوے۔

مسلمانون کو چاہیئے کہ اس واقعہ سے عبرت حاصل کرین اور جتلائین کہ کیون ایک دنیا دار اپنی دنیا داری کے رنگ مین ہی پکڑا گیا اور ذلیل ہوا۔ کیا اس سے بڑہکر بے عزتی ایک شخص کے لئے ہوسکتی ہے کہ تحصیلداری کی عہدہ سے موقوف کردیا جاوے۔ جس کی حصول کے لئے اپنی زندگی کا بہترین حصہ خرچ کیا ہو۔ اور اس طرح مامور کی مخالفت کرکے خود اپنی ذلت اور خواری کا بیج اپنے ہاتہون سے بو ئے۔

باقی ان کے یاران طریقت کا حال جنہون نے مرزا صاحب کی مخالفت کی پہر کبہی تحریر کرونگا۔ لیکن اتنا عرض کئے بغیر نہین رہ سکتا کہ ان مین سے ہر ایک پر کوئی نہ کوئی سخت مصیبت اسی قسم کی پڑی جیسی کہ مصنف کتاب پر۔ وہ بہی عہدہ داران سرکاری تہے۔ دو موقوف ہوگئے۔ اور ایک عرصہ تک معطل رہا۔ انکے حالات دوسری دفعہ ابلاغ خدمت کرونگا۔

یہہ نشان ہر طرح سے پورا ہوا۔

فالحمد للہ علےٰ ذالک

والسلام

عاجز نور احمد

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

حاجی علیجان صاحب دہلوی مرحوم کی مسجد اور اوسکی اہلِ حدیث

حضرات اہل حدیث کو خصوصاً اور دیگر اہل اسلام کو عموماً واضح ہو کہ مسلمانان مدعیان عمل بالحدیث کی اخلاق فاضلہ اور تبحر علم کے نمونے اگر دیکہنے منظور ہون تو ہمارے مندرجہ ذیل واقعہ کو سُنکر اس باغ کی بہار کا اندازہ کرلین۔ اگرچہ مین بہی اہل حدیث ہون اور منشی محمد یعقوب صاحب بہی اہلحدیث ہین جنکا ذکر اس بیان مین آگے چلکر آوے گا مگر خدا کا شکر ہے کہ مین غالی اہل حدیث نہین ہون اور نہ ایسا عامل بالحدیث ہون کہ مقلدون کی بہی کان کاٹون یعنے جس طرح وہ تقلید مین باوجود تحقیق ہوجانے کسی مسئلہ کے پہنسے رہتے ہین اوسیطرح مین بہی حدیث کو قرآن کا قاضی اور حاکم سمجہون اور مستغیثہ قرآن کو حدیث کی عدالت مین پیش کرون۔

اللھم احفظنا من ھذہ العقیدۃ الفاسدۃ۔

اب وہ واقعہ بیان کرتا ہون جو عاملان بالحدیث اور وارث انبیا کے علوم و اخلاق کا نمونہ ہے۔ چند یوم ذکر ہے کہ یہ عاجز ہمراہی اپنے ایک دوست منشی محمد یعقوب صاحب اہل حدیث بغرض ادا کے نماز مغرب حاجی علی جان صاحب مرحوم کی مسجد واقعہ کوچہ خانچند مین گیا۔ جماعت اول ہوچکی تہی۔ خاکسار نے منشی صاحب سے کہا آپ نماز پڑہا دیجے منشی صاحب نماز پڑہانے لگے اور چند اشخاص دیگر بہی جو بعد مین آئے تہے شامل جماعت ہوگئ بعد ادائے سلام مولوی احمد اللہ صاحب امام مسجد ہذا نے جو کہ اپنے زعم مین بڑے عامل بالحدیث اور مناظرہ مین بہی آپ بے نظیر ہین ایک طالب علم کو بہیجا کہ جاکر دریافت کرو۔ منشی صاحب کا مذہب کیا ہے؟

طالب علم۔ آپ کون ہین اور آپکا مذہب کیا ہے؟
منشی صاحب۔ مین مسلمان ہون محمدی المذہب ہون۔
طالب علم۔ تم قادیانی تو نہین ہو؟
منشی صاحب۔ مین یہان پہاٹک کا رہنے والا ہون۔

یہہ باتین ہو رہی تہین کہ ایک اور مولوی صاحب جو یہہ اپنی تئین بڑا موحد۔ متقی اور پکا اہلحدیث

سمجھتے ہیں طالب علم سے کہنے لگے کہ ان سے پوچھو تمہارا عقیدہ کیا ہے۔"

افسوس ہے آپ کے علم اور عقل پر کہ ایک شخص اقرار کر رہا ہے میں مسلمان ہوں۔ اور نماز بھی اہل حدیث کی طرح آمین بالجہر اور رفع یدین کے ساتھ پڑھتا ہے۔ علاوہ ازیں یہ کہ منشی صاحب سے آپ کی ملاقات بھی دیرینہ ہے اور پھر دریافت کرتے ہیں کہ عقیدہ تمہارا کیا ہے؟ سبحان اللہ باوجود مولوی اور مدرس ہونے کے بھی آپ کو آجتک خبر نہیں کہ اہل اسلام کا عقیدہ کیا ہوتا ہے۔ اسی گفتگو میں ایک اور اہل حدیث فرماتے ہیں۔ کہ تم مرزا قادیانی کو کیسا سمجھتے ہو؟ اس عاجز راقم مضمون نے کہا کہ ہم مرزا صاحب کو تمام دنیا کے موجودہ مسلمانوں سے افضل جانتے ہیں۔ بس اتنا کہنا تھا کہ ؎

چاروں طرف سے کفر کا انبار لگ گیا
گویا کہ ان کی جان پہ ہتھیار لگ گیا

اور مکفرین کا گروہ مقابل میں یہ کہہ رہا تھا کہ تم بھی کافر ہو جب تک مرزا کو کافر نہ کہو۔ دیکھئے عاملان بالحدیث یہ ہے مسجد اہل حدیثوں کی جس میں سہسوانی جیسا فاضل درس قرآن و حدیث سنایا کرتا ہے اس روزمرہ کے درس و تدریس سہسوانی کی یہ تاثیر ہوئی کہ کس زور شور سے مسجد میں کفر کی بارش ہو رہی تھی۔ اسی باران کفر میں ایک حنفی صاحب بھی دیوکیطرح برس پڑے یہ ایک بازاری آدمی ہے اور گوٹہ فروشی کا کام کرتا ہے اور ساری عمر اسکی گندم نمائی جو فروشی میں گذر گئی ہے۔ حقیقت میں یہ شخص حنفی المذہب بھی نہیں ہے کیونکہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے تو فرمایا ہے کہ جس شخص میں ننانوے وجوہ کفر کی ہوں اور ایک علامت اسلام کی اوسکو بھی کافر مت کہو۔ مگر اس مقلد نے امام اعظم صاحب کے حکم کو بھی قرآن و حدیث کیطرح ایک صادق کی عداوت کے باعث بالائے طاق رکھکر برسوں کا کفر جو پیٹ میں بھر گیا تھا ایک دفعہ ہی اُگل دیا اور صحن مسجد میں سب و شتم کا وظیفہ۔ لعن طعن کا ورد ایسا شروع کیا گویا ان کا عمل بالحدیث اور تقلید امام صاحب کا نظر آگیا اسپر اس کمترین نے گروہ مکفرین اسلام سے یہ سوال کیا کہ مسلمانوں کو کافر بنانے کی تمہارے پاس قرآن و حدیث سے کوئی دلیل بھی ہے۔ تو جھٹ سے ایک نیم ملا خطرۂ ایمان بول اٹھے کہ قرآن سے دلیل سنو۔ اللہ تعالے فرماتا ہے۔ قُلْ یَا اَیُّهَا الْکَافِرُوْنَ سبحان اللہ کیا دلیل فی البدیہہ اور لاجواب ہے در حقیقت مرزا صاحب نے سچ فرمایا ہے ہیں ملاؤں

کے حق میں کہ ؎ مردہ اند و فہم شان مردار ہم۔

مجھے ان کی اس قرآن دانی اور قوت بیانی پر ہنسی بھی آئی اور افسوس بھی ہوا۔ اسی خیال میں یہ نظم بھی بنے لکھی ہے۔

یہ قرآن دانی غضب ڈھا رہی ہے ۔۔۔ مجھے پیٹ بھر کر ہنسی آرہی ہے
گھٹا انپہ اب جہل کی چھا رہی ہے ۔۔۔ حدیث انپہ لعنت ہی برسا رہی ہے
پھر ان بیوقوفوں کی تقریر دیکھو
اور ان بے تمیزوں کی تکفیر دیکھو
نہیں دین میں انکو کچھ بھی لیاقت ۔۔۔ کہ ظاہر ہے باتوں سے انکی حماقت
حدیثوں پہ چلنے کی ہے یہ علامت ۔۔۔ مسلمان کو کافر کہیں از جہالت
فقط جانتے ہیں یہ کھانا کمانا
امامت کا کرنا نمازیں پڑھانا
خدا کیلئے کام ان کا نہیں ہے ۔۔۔ امامت جتانا یہ سب عارضی ہے
یہ وعظ و نصیحت بھی اک سرسری ہے ۔۔۔ یہ بس ایک تنخواہ کی حاضری ہے
کہیں چھاڑ و دینے پہ ان کا گذارا
کہیں پانی بھرنے پہ ان کا سہارا
نہ ہے علم قرآن نہ قوت بیانی ۔۔۔ یہ ہیں سارے دعوے بس انکی زبانی
حیات مسیح ہے انہوں نے جو مانی ۔۔۔ لئے پھرتے ہیں اک پرانی کہانی
نہ قرآن میں ذکر اسکا کہیں ہے
حدیثوں میں ملتا نشان تک نہیں ہے
نہ قرآن پر انکی مطلق نظر ہے ۔۔۔ احادیث پر بھی نہ انکا گذر ہے
بنے مولوی پر نہ انکو خبر ہے ۔۔۔ خدا ہے کہاں اور کعبہ کدھر ہے
کہیں لام تاکید نون ثقیلہ
اسی طرح کرتے ہیں یہ مکر و حیلہ

راقم عبدالقادر عرف منتری قادر بخش برف خانہ کوڑیا پل دہلی اہل حدیث و خریدار اخبار اہل حدیث ۱۱-اپریل

ایک اور نشان ظاہر ہوا

بنگر اے قوم نشانہا خداوند قدیر
چشم بکشا کہ بہر چشم نشانے است کبیر

اللہ تعالے کے رسلین کی تکذیب اور ان سے استہزا کرنا کبھی اچھے اور نیک نتائج پیدا کرنے کا موجب نہیں ہوا۔ مرسلین و ماموریں کی تاریخ پڑھو اور خدا کے راستباز بندوں کے کوائف اور سوانح پر نظر کرو تو اس کتاب کے اوراق کا ایک بڑا حصہ خون سے لکھا ہوا نظر آئیگا۔ یہ خونی اوراق خدا تعالے کی ان قہری تجلیوں کے ظہور کو دکھاتے ہیں جو آیات اللہ کے مکذبین پر جلوہ گر ہوئیں۔

افسوس ہم جو مسلمان کہلاتے ہیں اور قرآن کریم پر ایمان لاتے ہیں باوجودیکہ قرآن مجید میں ایسے لوگوں کے انجام کو پڑھتے ہیں مگر پڑھتے ہوئے نہیں سمجھتے اور سنتے ہوئے نہیں سوچتے + اسلئے کہ جب خدا تعالے کا مامور ہم میں آیا تو اکثروں نے اسی سنت خبیثان کے موافق استہزا اور تکبر کے ساتھ ہکا مقابلہ کیا اسنے ہر چند ڈرایا اور خدائے غیور کے عذاب سے متنبہ کیا مگر زمانہ کے امتداد کے ساتھ طبیعتیں کچھ

ایسی سخت اور دل کچھ ایسے مسخ ہو چکے تھے کہ اسکی اناا اول المومنین کی آواز سنتے ہوئے بھی اسے دجال اور کذاب کہا گیا۔ اہ! اوسکی تخریب اور استیصال کے لئے جہانتک انسانی طاقتیں تجاویز اور مکاید کر سکتی تہیں کی گئیں۔ کرنے والے باوجودیکہ اپنے منصوبوں میں نامراد رہے مگر اس قساوت قلبی کا برا ہو کہ اس نے پھر بھی ماننے ندیا۔ چاہئے تو یہ تہا کہ اپنی ناکامی اور نامرادی کو دیکھکر اللہ تعالے کی اس نصرت اور تائید سے حیران ہو جاتے جو اس راستباز کی ہو رہی تہی اور ہو رہی ہے جسے انہوں نے کاذب سمجھا مگر نہیں اسپر بھی دلیری اور بے باکی اور بڑہی۔ نشان پر نشان دیئے گئے۔ لیکن یہ لوگ انسے منہ پھیرتے رہے۔ آخر خدا تعالے نے اپنے وعدہ کے موافق اپنی قہری تجلیوں کا سلسلہ شروع کیا اور قحط۔ طاعون۔ زلزلہ اور دیگر امراض جان ستان نے دنیا کو حیران کیا مگر افسوس ہے نادان انسان تو ان بلاؤں کو بھی اپنے سر لیتا ہوا معرفت کیطرف قدم نہیں اٹھاتا۔ عام نشانات کو چھوڑکر مختلف قوموں کو مختلف قہری نشان دئے گئے لیکن فائدہ اٹھانیوالے بہت ہی کم نکلے۔ پھر عام نشانوں میں ایک خصوصیت کا رنگ پیدا ہوا اور اِنِّیْ مُهِیْنٌ مَنْ اَرَادَ اِهَانَتَكَ کے نشان نے مختلف صورتوں میں جلوہ نمائی کی۔ نہ ماننے والوں نے بے عزتیاں سہیں تکالیف دیکہیں مگر ڈہٹائی کو نہ چھوڑا انا للہ وانا الیہ راجعون۔

پس ایسے لوگ ہر نشان کو دیکھکر منہ پھیر لیتے ہیں۔ انکے لئے کسی نئے نشان کی تلاوت اور ذکر شاید مفید نہ ہو۔ مگر جیساکہ تجربہ نے دکھایا ہے کہ سعادتمندوں نے ہر نشان کے ظہور پر فایدہ اٹھایا اور خدا تعالے کی طرف ایک قدم اور بڑھایا ہے اسلئے میں اس عظیم الشان نشان کو ظاہر کرتا ہوں جو ابھی ابھی اسی مہینے میں جموں میں ظاہر ہوا۔ اور جہاں خدا تعالے کے غضب کی آگ ایک مکذب مفتری کو کہا گئی۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ جموں میں چراغدین نام ایک شخص تہا جسے الہام کا بھی دعوے تہا اور وہ اولاً اس سلسلہ میں شامل ہونیکا مدعی تہا۔ مگر بد قسمتی سے اسنے ایک رسالہ لکھا جس میں خدا تعالے کے قایم کردہ سلسلہ کی سخت ہتک کی اور اس میں بڑی بڑی تعلیاں کیں خدا تعالے کے مبارک سلسلہ کے اولین اور سابقین انصار کی توہین کی اور خود رسالت کا مدعی ہوا۔ اسپر حضرت حجۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دافع البلاء نام کتاب میں بڑی وضاحت کے ساتھ اسکی اس رسالت کی اصلیت کہولدی اور اسکو خدا تعالے کے آنیوالے غضب سے ڈرایا مگر اسکے سر پر شامت اعمال کا جن سوار تہا۔

کچھ دنوں بعد عیسائیوں کی صحبت اور انکے دام تزویر نے اسپر اور ملمع کیا اور اسنے کہلم کہلا خدا کے برگزیدہ بندہ کی توہین کی اور معاذ اللہ مسیح موعود کو دجال قرار دیا او

آپ اسکی ہلاکت کا مدعی ہوا۔ وہ نہیں جانتا تہا کہ پہاڑ سے سر ٹکرا کر سلامت رہنے کا خیال ایک بیہودہ خیال ہوتا ہے۔ اس کتاب میں جسکا نام منارۃ المسیح ہے۔ اسنے بہت کچھ سب و شتم سے کام لیا ہے۔ اور عیسائیوں نے اسکی حمایت میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نکیا۔ نام کے مسلمان اخبار نویسوں نے محض سلسلہ عالیہ احمدیہ کی عداوت کیوجہ سے اسکی بیہودہ اور مخرب اسلام کتاب کی تعریف کی اور اسکی بیباکی کو بڑہایا۔ اور اس نے ایک اور کتاب لکھنے کا ارادہ کیا مگر اسکی شوخیوں نے اسکا پیالہ لبریز کر دیا تہا آخر خدا تعالے کے قہر اور غضب کی بجلی اسپر گری اور طاعون کے جیساکہ رسالہ دافع البلاء میں پیشگوئی مذکور کے اندراج کا مفہوم تہا اسے پکڑ لیا اور ایک ہی ہفتہ کے اندر اسکو تباہ و برباد کر دیا اور اسطرح پر خدا کی باتیں پوری ہوئیں جو قبل از وقت شائع ہو چکی تہیں۔ چراغدین کا گھر برباد ہو گیا اسکے دو بیٹے اسکے سامنے ہلاک ہوئے اور پھر وہ خود مبتلا ہوا اور خدا تعالے کا شکوہ کرتا ہوا اس دنیا سے رخصت ہوا۔

یہ کیسا عبرت کا مقام ہے فاعتبروا یا اولی الابصار۔ وہ شخص جو مدعی رسالت تہا جو مسیح کا رسول بنا اور اُس نے حقیقی مسیح موعود کو دجال ٹہیرایا اور اسکے ہلاک کرنے کی رسالت کا مدعی ٹہیرا وہ خود ہی ہلاک ہوتا ہے اور اسطرح پر ہلاک ہوتا ہے جسطرح خدا کے مامور نے قبل از وقت کہا تہا۔ کیا یہ خدا کا نشان نہیں؟ سوچو اور غور کرو۔ اس لحاظ سے کہ ہماری جماعت کا ایمان بڑہے اور دوسرے سعادتمندوں کو فائدہ پہونچے۔ میں ذیل میں اصل پیشگوئی درج کرتا ہوں آپ اسے بار بار پڑہیں اور غور کریں۔

دیکھو دافع البلاء (صفحہ ۹ الغایت ۲۴) خصوصاً عبارت ذیل۔

"چراغ دین کی نسبت میں یہ مضمون لکھ رہا تہا کہ تہوڑی سی غنودگی ہو کر مجھکو خدائے عزوجل کی طرف سے یہ الہام ہوا۔

"نزل به جبیز"

یعنی اسپر جبیز نازل ہوا۔ اور اسی کو اس نے الہام یا رؤیا سمجھ لیا۔ جبیز در اصل خشک و بے مزہ روٹی کو کہتے ہیں جس میں کوئی حلاوت نہ ہو۔ اور مشکل سے حلق میں سے اُترے اور مرد بخیل اور لئیم کو بھی کہتے ہیں جسکی طبیعت میں کمینگی اور فرومائگی اور بخل کا حصہ زیادہ ہو اور اس جگہ لفظ جبیز سے مراد وہ حدیث النفس اور اضغاث الاحلام ہیں جن کے ساتھ آسمانی روشنی نہیں"

"رات کو عین خسوف قمر کے وقت میں چراغ الدین کی نسبت مجھے یہ الہام ہوا۔ اِنِّیْ اُذِیْبُ مَنْ یُرِیْبُ میں فنا کر دونگا میں غارت کر دونگا میں غضب نازل کرونگا اگر اسنے شک کیا اور اسپر ایمان نہ لایا۔ اور رسالت اور ماموریت کے دعوے سے توبہ نہ کی"

ہمارے مخالف ذرا سوچکر بتائیں کہ کیا یہ نشان بھی پورا نہیں ہوا؟ مگر وہ اسکی بھی تکذیب کریں گے جیساکہ ان کی عادت بنائی ہے تو وہ یاد رکہیں کہ اب خدا تعالی نہیں رکے

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷

انّ اللہ لا یغیّر ما بقوم حتّیٰ یغیّروا ما بانفسھم

انہ اوی القریہ

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیان بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے صہ (۲) خواص و معاونین سے عہ (۳) ہندوستان سے باہر سے (۴) غیر مذاہب والوں سے ... (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے ...

فہرست مضامین

اطلاع

اخبار سب خریداران کے نام وقت مقررہ پر دفتر سے روانہ ہوتا ہے - جس صاحب کو کوئی پرچہ نہ ملے اوسکو چاہیئے کہ جو پرچہ نہیں پہونچا وہ پرچہ اخبار کی اگلی اشاعت تک طلب کریں ورنہ بعد میں وہ پرچہ مطلوبہ نہیں ملے گا - منیجر -

نمبر ۱۴ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۴ اپریل ۱۹۰۶ء مطابق ۲۹ صفر ۱۳۲۴ھ | جلد ۱۰

انجمن حمایت الاسلام کا جلسہ

(۱) اس جلسہ میں ابو الکلام ایک لائق لکچرار نے "اسلام زمانہ آیندہ میں" پر تقریر کرتے ہوئے کہا کہ آجکل جبکہ علوم و فنون و تمدن و حصول ذرائع عیش و اشاعت و تحریکات مذہبی کے عیسائیت ہی ایک ایسا مذہب ہے جو دین اسلام کے مقابل ہے کہ اس فقرے سے اتنا ثابت ہوگیا کہ یہ زمانہ صلیبی زور کا زمانہ ہے - پھر کہا کہ یہ مذہب عیسوی ہرگز آیندہ زمانے میں مہذب قوم کا مذہب نہیں رہ سکتا کیونکہ اسکی بنا اس لغو عقیدہ پر ہے کہ "مسیح زندہ آسمان پر اٹھایا گیا" حالانکہ اسلام میں ایسے خوارق کا نام و نشان نہیں آپ کے ایسا کہنے پر تین چار ہزار سے زیادہ مسلمانوں سے ایک بھی نہیں بولا - اور نہ اسکی تردید کی جس سے ثابت ہوا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مساعی جمیلہ کے مشکور ہو رہے ہیں - بس یہی بات ہے جسے حضور مسلمانوں کے ذہن نشین کرنا چاہتے ہیں - لیکن تعجب یہ ہے کہ کسی احمدی کی زبانی یہ بات سنیں - تو اس کا تو بس نفس چراغ پا ہو جاتا ہے :-

(۲) میاں عبد العزیز صاحب ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر نے اپنے لکچر کے دوران میں کہا کہ میری آرزو ہے - ایک امام ہو اور چہ کروڑ مسلمان آمین کہنے والے - اس سے ثابت ہوا کہ ضرورت امام کو سب تسلیم کرتے ہیں - مگر آنکھوں پر کچھ ایسا پردہ پڑا ہے کہ دیکھتے ہوئے نہیں دیکھتے -

(۳) ایک شاعر نے بر سر اجلاس یہ شعر بڑا بانچے لکر پڑھوایا اور بڑی خوشی و توجہ سے سنا گیا ؎

جا سنائے جو وقت نزول عیسیٰ مریم ٭ مگر کچھ چارہ ور درد دل کچھ ہو جائے

اس سے معلوم ہوا کہ نزول مسیح کا وقت یہی ہے جبھی تو طبائع ایسی بیقراری کیساتھ انتظار کر رہی ہیں - (محمد ظہور الدین - اکمل)

بزرگوں کی اطاعت کا فائدہ

میں قادیان میں اپنے سید و مولیٰ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے اجازت حاصل کر چکا تھا گھر اپنے آنکے وقت سے اطلاع دیدی تھی - چہہ سات اور دوستوں کو بھی لکھدیا تھا کہ فلاں روز ملونگا - چونکہ مجھے بخار ہو رہا تھا اسلئے طبیعت سخت گھبرائی ہوئی تھی - ان حالات کے ماتحت میں نے اپنے محسن مخدوم (از من بر من مہربان تر) حکیم الامۃ سلمہ اللہ سے اجازت طلب کی - تو آپ نے خدا جانے کس نور کشف سے کہا کہ ہم نہیں چاہتے کل آپ جائیں - اگرچہ اجازت کا نہ ملنا مجھے سخت ناگوار گذرا - مگر میں نے اپنے بزرگ کے ارشاد کی تعمیل طوعاً و کرہاً کر دی - کرہاً میں نے اسلئے کہا کہ طبیعت گھبرا رہی تھی اور کئی دوستوں سے وعدہ خلافی لازم آتی - اب مجھے انعام کیا ملا - کہ صبح ایک جنازہ ہو گیا اسکی تجہیز و تکفین میں مجھے کئی ایک مسائل معلوم ہوئے - حضرت امام الزمان کی امامت میں نماز جنازہ نصیب ہوئی اور یہ فخر باہر رہنے والوں میں سے کسی خاص خوش نصیب ہی کو ملتا ہے - پھر دیکھئے کہ جس یکہ پر میں نے جانا تھا اس سے آٹھ آنے مقرر تھے - ایک برات آگئی اور ہم دو آنے دیکر بٹالہ تک پہونچ - اسکے علاوہ چار اور فوائد ہیں جن کا تعلق میرے قلبی ذوق و دلی آرزو سے ہے کہ عام طور سے ظاہر نہیں کر سکتا - ہاں یہ بھی سن لیجئے کہ رستے میں کچھ ایسے حالات پیش آئے کہ میں وقت مقررہ پر ہی گھر پہنچ گیا - رستہ میں ایک کام جسکے لئے تین دن تھے - دو دن میں ہو گیا اسطرح وعدہ خلافی بھی نہ ہوئی - (اکمل)

شاعرانہ مذاق

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ قادیان میں ملاّن خیالات کے لوگ ہی رہتے ہیں - لیکن میں انہیں بتاؤنگا کہ ہمیں زندہ دلی بھی ہے - صرف دینی خیالات کیوجہ سے ان امور کو لغو سمجھ کر ان کی طرف توجہ نہیں کرتے -

مکرم و معظم میر ناصر نواب کے ہاتھوں میں پھول تھے - آپ نے ایک شاعر رفیق کو دیکھکر فی البدیہ کہا ؎

گلدستہ بنا کے لائے ہیں ہم | ہاتھوں میں ہمارے ہے یہ تاثیر
احباب کی آنکھ میں ہیں پھول | اور چشم عدو کو فاسطی تیر

دوسرے مہربان نے فی البدیہ کہا

چند گل را بدست خود بستہ | کردہ نام آن تو گلدستہ
آن نہ گلدستہ بود بل گل چند | وہ چہ بود آن نشان گلدستہ

مزار مخدوم الملۃ رضی اللہ عنہ

اکمل اس پاک مزار پر صبح جبکہ گریبان سحر چاک ہو چکا تھا اور چشم شفق خون آلود تھی - گیا - دیکھا کہ ایک کچی قبر میں وہ شیر نیستان فصاحت سوتا ہے - دیکھتے ہی جی بھر آیا اور یہ چند اشعار زبان حال سے بیان نکل گئے - ناظرین مجھے معاف فرمائیں اگر ان میں کوئی غلطی ہے یا خاص ترتیب نہیں کیونکہ یہ بے اختیاری کی کیفیت سے کچھ تبدیلی نہیں کی جیسے منہ سے اسوقت نکلے ویسے ہی لکھ دیئے -

انوار حق برستے ہیں تیری مزار پر | نازل فرشتے ہوتے ہیں اس مرغزار پر
عبدالکریم مرنے سے تیری فراق میں | ہاں اک نگاہ لطف ہو اس سوگوار پر
سوتا ہے تو لحد میں تجھے کیا خبر کہ یاں | کیا کیا گذر رہی ہے دل بیقرار پر
ہم ایک بار روئے منور دکھا مجھے | کچھ رحم کرکے حال عقیدت شعار پر
قرآن سنا ہمیں اُسی لحن میں | بجلی گرے ہے دل مضطر اضطرار پر
ڈوبا ہوا وہ ذوق میں تیر الکلام تھے | تاثیر دلکشا تھا عجب دل فگار پر
وہ عاشقانہ رنگ لا ویز تھا عجب | یار آ چلا مجھے اسی طرز خمار پر
ہاں یاد آتی ہے مجھے دن رات بار بار | نگہ کرم تھی آپ کی جو خاکسار پر
شیعہ کو کیا دبایا کہ خاموش ہو گئے | صد آفریں طرز کلام نگار پر
کر دیا تھا آپ کو حب رسول میں | یہ ختم ہو چکا ہے جو انگ یار پر
آٹھ دیکھ تیرے چاہنے والوں کا کیا حال | لپٹے ہوئے ہیں جیسے چمن گلزار پر
تیرا امام پاک ترقی کی دوڑ میں | سبقت لئے پہنچ گیا اعلیٰ منار پر
ایسا کیا ہے زلزلہ نے سب کو مضمحل | بالکل ہوا ہے باختہ پھرتے ہیں کار پر
یا رب مجھے بھی ایسا ہی اخلاص بخشدے | عبد الکریم سی ہو امامت ہزار پر

جنت میں تجھ کو اعلیٰ مدارج نصیب ہوں
اکمل ترا چمن رہے دائم بہار میں

تازہ الہام اور کشوف

۲۴ اپریل ۱۹۰۶ء - فرمایا آج رات بیماری کی حالت میں الہام ہوا تھا

"اشفنی من لدنک وارحمنی"

ترجمہ - مجھے اپنی طرف سے شفا بخش اور رحم کر -

فرمایا - چند روز ہوئے - کہ کشفی نظر میں ایک عورت مجھے دکھلائی گئی - اور پھر الہام ہوا -

"ویل لھٰذہ الامراۃ و بعلھا"

ترجمہ - اس عورت کے لئے عذاب مقدر ہے اور اس کے خاوند کے لئے بھی -

خدا تعالیٰ کی قہری تجلی کا نیا ظہور

خدا تعالیٰ کے راستبازوں کی تکذیب اور انپر استہزا کبھی اچھے نتیجے پیدا نہیں کیا کرتا۔ ہمنے الحکم کی گزشتہ اشاعت میں اللہ تعالیٰ کی اس قہری تجلی کے نئے ظہور کا مختصر سا ذکر کیا ہے جسنے اٹلی میں ماتم برپا کر دیا ہے۔ چونکہ آلہی سلسلہ کے لوازمات میں سے یہ امر ہے کہ بعض امور انمیں ابتلا کا پہلو ساتھ ضرور رکھتے ہیں اسی وجہ سے باوجودیکہ اس تباہ کن زلزلہ کی خبر پر جو کوہ ویسوویس کی آتش فشانی کے ساتھ آیا عبرت حاصل ہونی چاہیئے تھی مگر خدا سے دور لیجانے والی روحیں لوگوں کو یہ کہکر گمراہ کر رہی ہیں کہ اٹلی کے زلزلہ کو قادیانی پیشگوئیوں سے کیا تعلق؟ افسوس یہ نادان اتنا نہیں جانتے کہ الہام آلہی کل دنیا پر جاری ہے اور حضرت حجۃ اللہ کی رسالت اپنے متبوع اور مخدوم صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی خادم ہونیکی حیثیت سے کل دنیا کے لئے ہے اور وہ الہام جو خدا تعالیٰ کے زور آور حملوں کا ہے اس میں صاف طور پر دنیا کا لفظ ہے جیسا فرمایا

دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔

اب دنیا اگر کل معمورہ عالم سے مراد نہیں تو کیا خاص قطعہ ہے؟ علاوہ بریں ۹ مارچ کو جو پیشگوئی نظم میں زلزلہ کی شائع کی گئی ہے اسمیں صاف طور پر آپنے فرمایا ہے

آنکھ کے پانی سے یارو کچھ کرو اس کا علاج
آسماں اے غافلو اب آگ برسانے کو ہے
[illegible] اب غیرت آپکی کچھ تمہیں دکھلائے گی
[illegible] یہ آفت جان ہاتھ پھیلانے کو ہے

ان دونوں شعروں پر غور کرو کہ عذاب کی نوعیت، اور اسکی وسعت کو پہلے ہی بیان کر دیا ہے گویا اکناف عالم میں یہ عذاب ظاہر ہونے کو ہے۔

اٹلی کی تباہی اور بربادی کی خبریں ابھی تازہ ہی ہیں کہ امریکہ کے ایک اور قطعہ سے زلزلہ کے ذریعہ سے مزید تباہی کی خبریں پہونچی ہیں۔ اس سے پہلے بھی امریکہ کے ایک حصہ کولمبیا میں زلزلہ اپنا قیامت خیز نظارہ دکھا چکا ہے اور فارموسا میں جو تازہ تباہی ہوئی ہے وہ بھولی نہیں۔ اب تازہ ترین خبریں سان فرانسسکو کے تباہ ہونے کی آئی ہیں۔ اسپر کچھ اضافہ کرنا فضول ہے صرف ان تار برقی کی خبروں کا درج کر دینا ہی اہل دل لوگوں کے لئے کافی ہوگا۔ اصل بات یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے جیسا کہ اپنے مامور و مرسل پر ظاہر کیا ہے **پچاس ساٹھ نشان ظاہر ہونے والے ہیں۔** میرا دل ڈرتا ہے کہ سب کے سب وہ قہری نشان ہی نہ ہوں (خدا تعالیٰ محفوظ رکھے) لیکن اس سلسلہ میں جو نشانات ظاہر ہو رہے ہیں یہ قہری تجلیوں کا نمونہ ہیں۔ اسلئے خدا سے ڈر جاؤ اور اسکے مامور کی تکذیب سے باز آؤ۔ تم کب تک خدا کی باتوں کو جھٹلاؤ گے۔ خدا آخر منوا کر چھوڑے گا مگر اسوقت کیا فائدہ ہوگا جب پوری تباہی اور بربادی ہو چکی ہوگی۔

لاہور کے ایک آریہ اخبار پرکاش نے پچاس ساٹھ نشانوں کے الہام پر اپنی تازہ اشاعت ۱۷۔ اپریل میں ہنسی کی تھی کہ "اگر یہ الہام پورا ہو گیا تو سمجھ لو دنیا کی خیر نہیں کیونکہ جب دو نشانوں نے ہی دنیا کو تہ و بالا کر دیا ہے تو پچاس ساٹھ نشانوں سے شاید دنیا رہے بھی یا نہ" اب وہ دیکھے کہ آیا الہام پورا ہو رہا ہے یا نہیں؟ مگر جنکے دل مسخ ہو چکے ہوں انہیں کون سمجھائے۔ ان تار برقیوں کا ترجمہ ناظرین کی عبرت کے لئے درج ذیل ہے۔

(۱) لنڈن۔ ۱۹۔ اپریل۔ (بعد کی خبر) جنرل فنسٹن کمانڈر سان فرانسسکو نے کل شام کے وقت رپورٹ کی کہ ایک ہزار آدمی ہلاک ہو گئے۔ ایک لاکھ آدمی بے خانمان ہیں خیموں اور غلے کی اشد ضرورت ہے شہر کے اوپر تاریک دھوئیں کے بادل جھوم رہے ہیں۔ جو سمندر سے نظر آتے ہیں۔ گویا آتش فشاں پہاڑ پھوٹ پڑا ہے

(۲) **غضبناک بربادی**:۔ تمام عالیشان عمارات ہوٹل۔ تھیٹر بیٹھ گئے۔ اور جلکر خاکسیاہ ہو گئے جاپانیوں اور چینیوں کے محلے بالکل برباد ہو گئے ہیں۔

(۳) **زلزلہ کا اثر**:۔ ریاست کیلیفورنیا کے شہر سینٹا کروز مونٹرلی گلرائے۔ اور ہالسٹر برباد ہو گئے۔ اور بیسیوں آدمی مر گئے۔ سینٹا کروز میں دو سو آدمی مر گئے۔ اور دس ہزار بے گھر ہو گئے ہیں۔ سانفرانسسکو میں جہازوں کو نقصان نہیں پہونچا ہے۔ لیلینڈ اور سٹانفرڈ کی یونیورسٹیوں کو بھی بہت نقصان پہونچا۔

(۴) ۱۹۔ اپریل۔ **امریکن زلزلہ**:۔ جنرل فنسٹن رپورٹ کرتے ہیں کہ سانفرانسسکو عملی طور پر برباد ہو گیا ہے اور آگ بے اختیار ہو رہی ہے اسوقت دو لاکھ آدمی بے خانمان ہیں۔ اشیاء خوردنی نایاب ہیں کیونکہ ذخائر غلہ سب برباد ہو گئے۔ گورنمنٹ اشیاء خوردنی کا ایک معقول مقدار بھیج رہی ہے۔ ہر شہر سے امداد چلی آ رہی ہے سینٹ نے ۵ لاکھ ڈالر امداد کیلئے منظور کئے ہیں۔ ہوٹلوں کے رہنے والے بالکل محفوظ ہیں۔ البتہ شہر میں بہت سے آدمی مر گئے ہیں۔

(۵) (بعد کی خبر) شہر سانفرانسسکو کے تین حصوں میں ابتک آگ جل رہی ہے۔ شب گذشتہ کو چند عمارتیں ڈائنامیٹ سے اڑائی گئیں تاکہ آگ رک جائے لیکن اسمیں کامیابی نہیں ہوئی۔

(۶) **کروڑپتیوں کی بربادی اور انکی ہمدردی**:۔ سانفرانسسکو کے تمام کروڑپتیوں کے مکانات برباد ہو گئے ہیں۔ [illegible] دیگر کروڑپتی تباہ حال لوگوں کی دستگیری کیواسطے معقول رقوم بھیج رہے ہیں۔ (۷) (۲۰۔ اپریل) **مُردوں کا شمار** اندازہ کیا جاتا ہے کہ سانفرانسسکو میں پانچ ہزار آدمی ہلاک ہو گئے ہیں۔ لیکن اس تعداد کی تصدیق نہیں کی گئی ہے۔

ثناء اللہ امرتسری کی کرتوت

نہ پنداری کہ حیثش رسم عیاری نمی داند
نماید آنچناں خود را کہ پنداری نمے داند

جب سے الحکم نے امرتسری مولوی فاضل کی تحریروں پر نوٹس لینا چھوڑ دیا ہے اسوقت سے اسکی شوخی اور بیباکی میں بیش از بیش اضافہ ہوا ہے۔ الحکم کا اسکی تحریروں پر نوٹس نہ لینا اسوجہ سے نہیں کہ وہ لاجواب ہوتی ہیں بلکہ محض اسوجہ سے کہ

آنکس کہ بہ قرآن و خبر زو نرہی
این است جوابش کہ جوابش ندہی

امرتسری مولوی فاضل کی ساری محنت و سعی کا خلاصہ چند چلتے ہوئے فقرے اور شعر ہوتے ہیں جو انہیں محل بے محل کہدینا اپنی قابلیت اور فضیلت کا مایہ ناز سمجھتے ہیں۔ دوسروں کی تحریروں میں سے اصل مطلب و سوال کو چھوڑ کر خارج از بحث امور پر گفتگو کرنا انکے لئے معمولی امر ہے۔ میر قاسم علی صاحب نے جس قابلیت کے ساتھ امرتسری مولوی فاضل اور سہسوانی بزرگ کے کمالات کو برہنہ کرکے رکھدیا ہے وہ اہل حدیث فرقہ کیلئے قابل غور ہے۔ سہسوانی صاحب کے پاس فاضل امروہی کا خط لیجانیوالوں میں سے ایک ایڈیٹر الحکم بھی ہے جو گفتگو سہسوانی صاحب نے اسوقت کی اور جسطرح پر اپنی کمزوری کا اظہار صاف لفظوں میں کیا اور جسطرح چپ چیکر فاضل امروہی کے پاس پہونچنے کا وعدہ کیا وہ ایک ایسا راز ہے کہ اب غالباً اسے طشت از بام کرنا پڑیگا۔ اسوقت امرتسری مولوی فاضل کو معلوم ہوگا کہ سہسوانی صاحب نے کیا کہا اور کیا کیا تھا بہرحال میری غرض اسوقت صرف یہ ہے کہ اب امور متنازعہ کا فیصلہ ایک جلسہ خاص سے ہی ہو سکتا ہے جسکا ذکر میرے محترم بھائی میر قاسم علی صاحب نے کیا ہے اگر مولوی ثناء اللہ صاحب مولوی محمد بشیر صاحب کو حلف اٹھانیکے لئے امرتسر میں بلوائیں اور وہ شرعی حلف اٹھائیں تو ﷺ کے ساتھ میں بھی ایکسو روپیہ انعام دونگا صرف اس حلف کے ساتھ اتنا اور اضافہ کریں کہ میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر بیان کرتا ہوں کہ قرآن شریف اور احادیث صحیحہ سے یہی ثابت ہے کہ مسیح ابن مریم اسرائیلی نبی زندہ بجسدہ العنصری آسمان پر گیا ہے اور پھر وہی اتریگا اور جناب مرزا غلام احمد صاحب اپنے دعویٰ مسیح موعود میں جھوٹے اور مفتری علی اللہ ہیں۔ اگر میں جھوٹ بولتا ہوں تو جھوٹے پر خدا کی لعنت ہو" اس قسم سے اس امر کا بھی فیصلہ ہو جائیگا کہ جو کچھ انہوں نے ظاہر کیا ہے وہ انکا دلی عقیدہ ہے کیونکہ میرے ساتھ جو گفتگو انکی ہوئی تھی کا ذکر کیا جاویگا (انشاء اللہ) اس سے انکا یہ مذہب ثابت نہیں ہوتا بہرحال امرتسری مولوی فاضل ساری بحثوں کو چھوڑ کر اسی پر فیصلہ کرلے۔ اور خود بھی اعجاز احمدی کے اس چیلنج کے موافق فیصلہ کرلے تاکہ آئے دن کے جھگڑوں کا خاتمہ ہو اور حق صادق کی عزت ظاہر ہو۔ اسکے لئے تمہید کے طور پر ... تمام [illegible]

ثناء اللہ امرتسری کا دجل

ہم نے ایک اشتہار جس کا عنوان یہ تھا "مولوی محمد بشیر صاحب اہلحدیث کی خاموشی اور جاہت کا راز" طبع کرا کر دہلی میں تقسیم کیا ہے۔ اور وہ اشتہار الحکم مورخہ ۱۷۔ مارچ سنہ ۱۹۰۶ء میں بھی درج ہوا تھا چونکہ اس اشتہار کے ذریعہ سہسوانی بزرگ کے اس علم و فضل زہد و تقویٰ کا اظہار پبلک پر کیا گیا تھا جسپر اہلحدیث کو فخر ہے۔ اسلئے بہت سے نیم ملاں ہمارے اس اشتہار سے کبیدہ خاطر ہو کر جھنجلا اوٹھے۔ جنمیں ثناء اللہ امرتسری بھی ہے۔ جو نہایت از خود رفتہ ہو کر اپنی عادت قدیمہ کے موافق اپنے اخبار اہلحدیث مورخہ ۶ اپریل سنہ ۱۹۰۶ء کے صفحہ ۵۔ میں بڑی دلیری سے حق پر باطل کا ملمع چڑھا کر گندہ دہانی سے دجالی چال چلا ہے اور بیہودہ باتیں جو سراسر دجل اور کذب ہیں لکھکر اپنا اعمال نامہ سیاہ کیا ہے اور اپنے دجل کے ثبوت میں مولوی محمد بشیر سہسوانی جامع علوم و فنون کا ایک خط نقل کرکے حق کو ملتبس کرنے کی کوشش کی ہے جس سے نامرادی اور ناکامی کے سوا کچھ حاصل نہیں کر سکتا۔ اور سہسوانی بزرگ نے بھی حسب مقولہ مشہور "دروغگویم بر روئے تو" سراسر جھوٹ اور فقیہانہ تحریر لکھکر اپنے محسن امرتسری کو تشفی و تسلی دلائی ہے اسلئے ہم دونوں کے دجل کو طشت از بام کرکے امرتسری دجال سے پوچھتے ہیں کہ کیا یہی قول و فعل اہل حدیث کے ہونے ہیں جو تم نے بیان کئے ہیں۔ اور برائے مہربانی وہ حلفیہ ہمارے اس مضمون کی تردید کرکے پبلک کو انتظار کی تکلیف سے مخلصی بخشیں۔

ناظرین ہم نے اشتہار مذکور میں سہسوانی کی دو تحریریں جو بتفاوت تین ماہ کے یکے بعد دیگرے لکھی تھیں شائع کرکے سہسوانی بزرگ سے معہ دیگر سوالات کے جواب طلب کیا تھا کہ ان ہر دو تحریروں میں جو ایک ہی قلم و زبان سے سرزد ہوئی ہیں اسقدر اختلاف کیوں ہے؟ سہسوانی نے تو ابتک کوئی جواب نہیں دیا مگر آپ کی نیم بسمل امرتسری نے سیاہ داغ کو مٹانے کے لئے ہاتھ پاؤں مارے ہیں جس کا ذکر ہم آگے اسی مضمون میں کرینگے۔ اول ہم یہ دکھلاتے ہیں کہ وہ تحریریں سہسوانی کی کیا تھیں۔ سہسوانی ممدوح نے ایک خط المناظر امروہی دامت برکاتہم کے جواب میں ذیقعدہ ۱۳۲۲ھ کو لکھا تھا۔ جس کی صاف طور پر یہ ظاہر ہوتا تھا کہ سہسوانی سید محمد احسن صاحب امروہی کو سچا مومن پکا مسلمان سمجھتا ہے۔ چنانچہ اوسکے خط میں مندرجہ ذیل فقرات اس خیال کو پختہ کرنے والے بلکہ یقین دلانیوالے موجود تھے۔ اوّل۔ شروع خط میں یہ فقرہ تھا "السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ" دو تین کتابیں مصنفہ امام الزمان علیہ السلام مولوی صاحب نے سہسوانی کو بھیجی تھیں۔ جن کی بابت یہ لکھا "ہدایاء مرسلہ موصول ہوا ممنون فرمایا" اور ملاقات کے بارہ میں یہ جواب دیا "مجھکو آپکی ملاقات کا شوق زائد از حد ہے" اور ارادہ مصمم ملاقات

قیامت خیز منظر۔ کل کا نظارہ قیامت خیز تھا۔ چار حصوں میں ہولناک آگ لگ رہی تھی۔ اور بیس ہزار آدمی [illegible] پارک میں تھا۔ [illegible] آگ کی تندی اور تیزی کی وجہ سے سمندر میں کودنے پر مجبور ہونے لگے تھے۔ لیکن خیر گذری کہ کشتیوں میں صدہا آدمی جمع تھے۔ بیسیوں آدمی جلکر مر گئے۔ کہا جاتا ہے [illegible] ایک لہر نے [illegible] جزیرہ [illegible]

کا تہا اگر چند موانع اور مصالح کیوجہ سے قاصر رہا کہ ... اقرار دیں" اور نہ ہی تیلا ذکر برخلاف قرآن و احادیث کی تفسیر ثنائی میں درج ہے
... اوس کی بابت جو مانع ملاقات تہے وہ قلم تحریر یا" ان بعض صاحبوں کا حال یہ جیسا کی زبانی ظاہر ہوگا" اسی دعا کے مندرجہ بالا پانچوں جملوں کی دیکھ لینے کے بعد سوائے کسی بلید طبع اور زنگی دلوں کے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ اس خط کا کاتب مکتوب الیہ کو مومن اور پکا مسلمان جانتا ہے - نہیں تو - کلمات دعائیہ جو مخصوص باہل اسلام ہیں - السلام علیکم - رحمۃ اللہ - برکاتہ سے خطاب کرتا ہے - ورنہ کسی دجال - یا عیسائی - یا آریہ - یا ہندو یا مرتد - یا کافر کو بہی آجتک کسی مولوی نے خصوصاً علماء اہل حدیث نے یا فاضل امرتسری نے السلام علیکم - ورحمۃ اللہ - وبرکاتہ سے مخاطب کیا ہے ؟ یا ایسی دعا لکہنے کی کوئی دلیل ہے؟ کفار کو بموجب حدیث ہمیشہ تحریر میں "السلام علی من اتبع الہدیٰ" لکہے جانے کا قاعدہ دستور مروج ہے -

دوم - وہ کتابیں جنمیں حضرت اقدس کے دعوی اور دلائل صداقت کی اشاعت تہی اونکو ہدایاً ارسال کرنا یک لقب دینا صریح دلیل اسبات کی ہے کہ کاتب نے اونکو ہدیہ سمجہا تہا - ورنہ امرتسری ثابت کرے - کہ اگر میزان الحق - یا تاریخ محمدی - یا امہات المومنین - یا ترک اسلام - یا تہذیب الاسلام - یا تحفہ اسلام کے مستفین یہ کتابیں ایڈیٹر اہلحدیث یا سہسوانی بزرگ کے پاس بہیجیں - جنمیں عیسائی مذہب کی تائید اور اسلام کی تکذیب وغیرہ کا بیان ہے - تو وہ اسکے جواب میں یہہ جملہ لکہینگے کہ ہدایا مرسلہ وصول ہوئی - میں آپکا شکریہ ادا کرتا ہوں - ہاں امرتسری سے یہہ بعید تو نہیں مگر بذریعہ اخبار قبول کرے کہ بیشک ایڈیٹر اہلحدیث اور سہسوانی یا دیگر محدث یا ادنی مسلمان ہی کیوں نہ ہو ضرور کسی آریہ یا عیسائی کو ایسی کتابیں بہیجنے پر یہی کلمات شرعاً ورواجاً لکہیگا - اور اس کے لکہنے کی کوئی دلیل بہی حدیث سے پیش کریں - اور ساتہہ ہی کوئی نظیر بہی ؟ تو پہر ہم اہلحدیث کے اسلام اور ایمان پر معترض نہ ہوں گے -

سوم - سہسوانی بزرگ نے مولوی محمد احسن صاحب سلمہ سے ملاقات کا شوق زاید از حد بیان کیا ہے - اور ساتہہ ہی ارادہ بہی ملاقات کا مصمم کر لیا - مگر بعض موانع و مصالح سے ملاقات سے قاصر رہکر معافی کے خواستگار بہی ہوئے - اور پہر اون مصالح کو جو راز سربستہ کی طرح تہے زبانی حامل خط کے کہلا بہی بہیجا - (ان رازوں کا افشا بہی ہم اگر ضرورت ہوئی تو کسی آیندہ مضمون میں جو اسکے جواب آنیکے بعد شائع ہوگا ضرور کرینگے -) کیا یہ صریح طور پر معلوم نہیں ہوتا کہ کاتب مکتوب الیہ کو اپنا رفیق اور یار غار اور دلی دوست اور ہمراز دوبارہ صدق دعاوی حضرت مسیح موعود کا سمجہتا ہے نہ کہ کافر دجال دشمن وغیرہ جیسا کہ امرتسری کا بیان ہے اور سہسوانی کی جلوت والی تحریر سے ظاہر ہوتا ہے - اگر امرتسری یہہ ثابت کردے کہ ایسے راز و نیاز کی تحریر خلوت میں دجال اور کفار سے بہی ہم لوگ کر لیا کرتے ہیں - اور پہر بہی ہم متقی اہلحدیث ... نہ رہتے ... تو ... تسلیم

... شاد ہم کہ از رقیبان دامن کشان گذشتی
گو مشت خاک ما ہم بر باد رفتہ باشد

ان وجوہات سہ گانہ سے ایک معمولی استعداد کا انسان بہی سمجہ سکتا ہے بشرطیکہ وہ ابوالوفا جیسا مولوی فاضل نہ ہو - کہ ایسی خط وکتابت ہمیشہ مسلمانوں اور دینداروں کے ساتہہ ہوا کرتی ہے نہ کفار نابکار سے -

اب ہم سہسوانی کی وہ تحریر درج کرتے ہیں جو باعث ہوئی تہی ہمارے اشتہار مندرجہ الحکم کی اشاعت کی - ۲۹ - ذیقعدہ کو راقم مضمون ہذا کے نام مولوی محمد بشیر صاحب کی ایک تحریر پہونچی جسمیں یہ جملہ درج تہا کہ "میں مرزا صاحب کو دجال کذاب کافر جانتا ہوں" اس تحریر کے پہونچنے پر خواہ مخواہ ضرورت پڑی کہ اس عقیدہ کو سہسوانی بزرگ سے ہی حل کیا جاوے - کیونکہ "تصنیف را مصنف نیکو کند بیان" وہی اس دورنگی کا مطلب ہمکو سمجہا دیں گے کہ تین ماہ پیشتر تو آپ ذریات دجال کو ایک مومن مسلمان قرار دے چکے ہیں جیسا کہ وجوہات سہ گانہ مندرجہ صدر سے ظاہر ہے - آج کیا مار پڑ گئی کہ اونکے آقا کو کذاب دجال کافر کہنے لگے - اس کفر کے بعد ایمان کا سبب کیا ہوا - چنانچہ بذریعہ اشتہار مذکور یہہ دونوں پرچے اون کے درج کرکے مع چند دیگر سوالات کے شائع کئے گئے تہے - جنکا جواب امرتسری نے ۱۲ اپریل کے اخبار اہلحدیث میں زیر عنوان "دجاجلہ قادیانی اور مولانا محمد بشیر صاحب سہسوانی" اسطرح دیا ہے -

(۱) مولوی محمد احسن صاحب امروہی نے مولوی محمد بشیر صاحب کی خدمت میں ایک عریضہ لکہا "جسکو السلام علیکم سے شروع کیا جسکے جواب میں مولویصاحب موصوف نے بہی حسب اخلاق السلام علیکم سے جواب دیا" ازروئے اخلاق یہ اچہا بہی تہا -

(۲) ازروئے حدیث یہود و نصاریٰ کو السلام علیکم ابتداء میں کرنا منع ہے اگر وہ ابتداء سلام کریں تو بعض علماء کے نزدیک وعلیکم السلام کہنا درست ہے -

(۳) ایک حدیث متفق علیہ میں حکم موجود ہے کہ جب اہل کتاب تمکو السلام علیکم کہیں تو تم وعلیکم السلام کہا کرو مولوی محمد بشیر صاحب کا یہی مذہب ہے -

یہ تین جواب تو آپکے طبع رسا اور اجتہاد سے صادر ہوئے ہیں - ایک چوتہا جواب نقلی بزرگ معمر سہسوانی صاحب کیطرف سے درج فرمایا ہے - جسکو اسطرح شروع کیا ہے "چنانچہ مولانا صاحب (محمد بشیر) سے اصل ماجرا دریافت کیا گیا تو حضرت ممدوح نے جو جواب لکہا وہ بعینہ درج کیا جاتا ہے"

"مولوی محمد احسن صاحب مرید مرزا غلام احمد صاحب قادیانی جب مرزا صاحب کے ساتہہ دہلی میں آئے تہے تو انہوں نے ایک خط بدیں خلاصہ مضمون میرے پاس بہیجا تہا - کہ مجہے آپ کی ملاقات کا بہت شوق ہے اگر آپ اجازت دیں تو میں حاضر ہوں یا آپ کسی وقت میرے پاس تشریف لائیے - اسکے جواب میں راقم نے لکہا کہ نہ آپ میری ملاقات کی لایق ہیں

خط میں سلام لکہا ہوا تہا تو اوس کے جواب میں راقم نے بہی سلام لکہا - اس سے یہ بات ثابت نہیں ہوتی ہے کہ میں انکو مسلمان جانتا ہوں - میرے نزدیک مرزا غلام احمد صاحب اور اون کے سب معتقد کافر ہیں - اور جواب میں سلام لکہنے کی وجہ یہ ہے کہ کفار کے ساتہہ ابتداء بالسلام ناجائز ہے اور سلام کا جواب دینا ایک جماعت اہلحدیث کے نزدیک درست ہے - کما ہو مصرح فی التفاسیر و شروح الحدیث فقط کتبہ محمد بشیر عفی عنہ"

کیوں جی فاضل صاحب - ہمارے اشتہار کا ایمانداری سے آپنے جواب دیا ہے اور انہیں جوابوں کا اوسمیں مطالبہ تہا - اے حیا اگر ساری باتوں کو چہوڑ کر صرف سہسوانی پر ہی احسان کرنا تہا تو کچہہ دین و دیانت سے ہی کام لیا ہوتا - مناسب تہا کہ اپنے معمر بزرگ سے یہ پوچہتا کہ حضرت قبلہ اہلحدیث کیا آپ نے خط مندرجہ الحکم مولوی محمد احسن صاحب کے نام لکہا ہے یا نہیں ؟ - اگر لکہا ہے تو اسمیں صاف درج ہے کہ "مجکو آپکی ملاقات کا شوق نا ممکن از حد ہے - اور ارادہ مصمم ملاقات کا تہا" - اور اب آپ مجکو لکہتے ہیں کہ مولوی محمد احسن صاحب نے شوق ملاقات ظاہر کرکے ملنا چاہا تو میں نے لکہدیا کہ "نہ آپ میری ملاقات کی لایق ہیں نہ میں آپ کی ملاقات کی لایق" کیا وجہ پیرانہ سالی اور نسیان خطا ہوگئے اور حافظہ درست نہیں رہا یا خط مندرجہ الحکم جعلی اور بناوٹی ہی افترا کے طور پر آپکے نام سے شائع ہوا ہے - مگر افسوس اس دغا اور حیا پر کہ حق کی مخالفت نے تمام عقلیں ماردیں ذرا نہیں سوچا کہ پیر سہسوانی کیا لکہ رہا ہے - جس بات کا اپنی پہلی تحریر میں صاحب اقرار کرچکا ہے اوس سے اب انکار کرتا ہے - خیر امرتسری اب پہر حلفیہ اپنی جامع فنون اور میاں صاحب دہلوی کے قائمقام سے بذریعہ خط مندرجہ ذیل جوابات لیکر شائع کریں -

الف - خط اسی فاضل امروہی سلمہ مندرجہ اشتہار - "جلوت و خلوت کا راز" آپنے لکہا ہے یا نہیں ؟

ب اگر لکہا ہے تو اب اوسکی خلاف آپنے کیوں لکہا کہ میں نے ملاقات سے انکار کردیا -

ج اگر نہیں لکہا تو کیا یہ جعلی اور مصنوعی خط ہے جو امروہی سلمہ نے بالایڈیٹر الحکم نے آپ کے نام سے شائع کردیا اگر میاں صاحب کے خلیفہ خط مندرجہ اشتہار سے انکار کریں تو بہر طریق فیصلہ آسان ہے - اور وہ یہ ہے کہ ہم دہلی میں ایک جلسہ کرکے اصل خط کو اور اوسکے ساتہہ اور خطوط بہی مع دیگر زبردست ثبوتوں کے اوس جلسہ میں پیش کریں گے اور خلیفہ صاحب سے بحلف شرعی دریافت کرینگے کہ یہ خطوط آپکے ہیں یا نہیں اگر میاں صاحب کے قائم مقام نے خطوط سے انکار کردیا اور ہمارے ثبوت بہی رد کردیئے جو ہم جلسہ میں ہی اون خطوط کی بابت پیش کریں گے تو مبلغ ۵۰ روپیہ بطور تاوان مولوی صاحب سہسوانی کی حوالہ فوراً کردینگے اور اپنے دعوے مفتریانہ خیال کرکے دستبردار ہوجاوینگے - اور اگر وہ خطوط خلیفہ صاحب کے ہوئے اور کوئی حیلہ اون کی بابت آپکے جامع فنون بزرگ

جو خط مندرجہ اشتہار میں ہیں تو سہسوانی بزرگ کو اپنی دروغ بیفروغ کا اقرار کرکے بہ ثبت دستخط حضرت خلیفہ اوس اقرار کو اپنی طرف سے طبع کراکر شائع کرنا ہوگا - یہہ ہی قطعی فیصلہ بلا کسی حیلے وغیرہ کے - دیکہو ابوالوفا صاحب ! اگر تمکو کچہہ شرم و غیرت ہے تو اس فیصلہ پر اپنے خلیفہ کو رضامند کردو -

تا سیہ روئے شود ہر کہ در وغش باشد

ورنہ تمہاری ایمانداری مع تمہارے بزرگ سہسوانی کی اس سے بہی زیادہ پبلک پر کہولی جاویگی -

دوسری بات خط مندرجہ اہلحدیث میں سہسوانی نے یہہ لکہی ہے "کہ جواب خط میں سلام لکہنے سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ میں اونکو (احمدیوں) مسلمان جانتا ہوں" اسکے بارہ میں بہی آپ بزرگ کاتب سے یہہ دریافت کرکے بتلادیں اور خود بہی اسپر کچہہ اپنے اجتہاد سے فتوی دیں - کہ جسکو اب کافر کہا جاتا ہے اوسکو محض السلام علیکم پر ہی اکتفا کرکے ازروئے اخلاق کیوں جواب نہیں لکہا - بلکہ رحمۃ اللہ وبرکاتہ بہی اوسکے ساتہہ ہے - اگر کفار کو رحمۃ اللہ وبرکاتہ کے دعائیں بہی اہلحدیث دیا کرتے ہیں تو مسلمانوں کو کن الفاظ دعائیہ سے خطاب کرتے ہیں ؟ اور یہ دعا اگر کفار کیواسطے ہے تو زہے نصیب ہمارے کہ دشمن بہی ہمارے لئے رحمت الٰہی اور برکات الٰہی و سلامتی کی دعائیں مانگتے ہیں - ہمیں ایسے کفر سے انکار نہیں اور یہ دعوی محض جہالت سے یا بطور دفع الوقتی کے کیا گیا ہے کہ کفار کے سلام کا جواب وعلیکم السلام بلکہ رحمۃ اللہ وبرکاتہ سے دینا ایک جماعت اہلحدیث کے نزدیک درست ہے - ہاتوا برہانکم ان کنتم صادقین -

بعد ازیں میں آپکے پرسہ جوابات کو رد کرتا ہوں سنئے اور خوب غور سے سنئے - آپنے لکہا ہے کہ ازروئے اخلاق السلام علیکم کے جواب میں کفار کو السلام علیکم سے جواب دینا اچہا ہے" دوم مسلم کی حدیث میں بعض علماء نے اجتہاد کرکے کفار کے جواب سلام میں وعلیکم السلام کہنے کا جواز ثابت ہے" اور ایک حدیث متفق علیہ میں جواز سلام کفار کا وعلیکم السلام سے ثابت ہے" افسوس ہے اس فضیلت اور حدیث دانی اور لغو بیانی پر کیا حدیث میں یہہ لکہا ہے کہ اذا سلم علیکم اہل الکتاب فقولوا وعلیکم السلام - علیکم کے آگے السلام کا لفظ آپنے کہاں سے تحریف کرکے ملادیا - یا رسول اللہ صلعم پر افترا کرکے پورا اجر دجال کا لینا چاہا ہے - پہلے آدمی حدیث میں تو فقط فقولوا وعلیکم کا حکم ہے نہ سلام کا ہی جو دعا ہے - دیکہو نووی نے اسکی شرح میں لکہا ہے "علماء کا اتفاق ہے اسپر کہ اہل کتاب کے سلام کا جواب دیا جاوے لیکن علیکم السلام نہ کہے اور نہ علیک السلام کہے بلکہ فقط وعلیکم کہے وہ بہی اوس صورت میں جبکہ وہ شخص سلام کہتا ہی بقدر ضرورۃ - نرقاۃ - اب کہو وہ کون سے علماء ہیں جنہوں نے وعلیکم کے ساتہہ السلام کا جواز بہی ملا ہے - اور یہ اخلاق آپ کو کونسی آیت یا حدیث یا نبی سے حاصل ہوئی کہ کفار کو السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ سے جواب دینا اچہا ہے - سوفتہ ... پر اکتفا کرکے مضمون ختم کرتا ہوں اور منتظر جواب ہوں - والسلام علی ...

(راقم ...)

استفسار اور اونکے جواب

بخدمت حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب دام اقبالہ - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - ..... جس علاقہ مین ہم نے کارخانہ لگایا ہے وہاں اکثر وہابی رہتے ہین اور ہروقت عیب جینی انکا کام ہے ..... ایکدفعہ کسوف خسوف رمضان کی بابت تذکرہ ہوا ..... تو جواب مین انہون نے کہا یہہ حدیث نہین یہہ قول ہے ..... دہوکا دیکر [illegible] ایسا افترا ہرگز نہ کرنا چاہیئے ..... تحریر فرماوین کہ واقعی یہہ قول ہے یا حدیث - دوم [illegible] صاحب نے دافع البلا کے حاشیہ [illegible] حضرت عیسے علیہ السلام کیطرف بہت ناجائز [illegible] منسوب کئے - کہ کنجریون سے تیل ملوایا کرتا تہا وغیرہ وغیرہ ..... جواب سے جلد سرفراز فرماوین - محمد الدین احمدی ولد میان عبدالرحیم کارخانہ ردئی شالکوٹ ڈاکخانہ خانیوال ضلع ملتان

الجواب

السلام علیکم

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَبَ عَلَى اللّٰهِ وَكَذَّبَ بِالصِّدْقِ اِذْ جَآءَهٗ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكٰفِرِيْنَ

یعنے کون زیادہ ظالم ہے اوس شخص سے جو خدا تعالے پر جہوٹ بولے اور پہر کون ظالم زیادہ اوس شخص سے ہے جو سچائی کو جہوٹ کہے - وہ سچائی جب اسکو پہونچے - کیا ایسے کافرون کی جگہ دوزخ نہین ہے - ضرور ہے دنیا مین بہی اور آخرت مین بہی - آخرت مین تو عذاب ہوگا جو مخبر صادق خبر دیتا ہے - مگر مطابق اس آیت کریمہ کے اس دنیا مین بہی عذاب ہوگا -

مَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى

فَاِنَّهَا لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِيْ فِي الصُّدُوْرِ

یعنے جو اس جہان مین اندہا ہے وہ اوس جہان مین بہی اندہا ہی ہوگا - کیونکہ ظاہری آنکہون کا اندہا ہونا ہماری مراد نہیں بلکہ ہماری مراد تو دل کی آنکہون کا اندہا ہونا ہے -

[illegible] کا جنت دنیا سے ہی شروع ہوتا ہے [illegible] دوزخ یہان سے ہی [illegible] جیسے فرمایا

[illegible] مَا كَانُوْا [illegible] نَيْمَنِيْلَ [illegible] لَصَالُوا الْجَحِيْمِ

مکذبین کے دل [illegible] کے سبب زنگ آلود ہوجاتے ہین [illegible] خیال کرین کہ ان کو لقائے الٰہی اور نعمائے الٰہی [illegible] بہرہ ملیگا ہرگز ایسا نہ ہوگا بلکہ چونکہ [illegible] کی آنکہہ خدا بینی کا شیشہ زنگ آلود ہوگیا - [illegible] آنکہ بینا وہ سانہ نہین لائے اسلئے [illegible] انعامئے الٰہی سے محجوب و محروم رہین گے - [illegible] اس محجوبیت و محرومیت کا نتیجہ یہہ ہوگا کہ وہ داخل دوزخ ہون گے -

جب مکذبین ماموروں [illegible] پر اعتراض کرتے ہیں تو ان [illegible] وہی اعتراض گذشتہ صادقین پر بہی پڑتے [illegible] کسی ایک راستباز پر بناتے ہین گذشتہ صادقین پر بہی وہی افترا پڑتا ہے - چنانچہ [illegible] کے مطابق اس مفتری مکذب نے حضرت اقدس حجۃ اللہ جری اللہ فی حلل الانبیا پر جو اتہام اور افترا لگایا ہے اب دیکہو انہون نے کس کس راستباز کو اس افترا مین شریک کیا ہے -

وَلَتُسْـَٔلُنَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَمَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ قیامت کے دن ان افترا [illegible]

(۱) دار قطنی - بیہقی وغیرہ ایسا اہل حدیث کو جنہون نے اس حدیث کا اخراج کیا اور تمام دنیا کو بقول اس مفتری کذاب کے دہوکہ دیا کیونکہ حدثنا سے اسکو روایت کیا کتاب حدیث مین درج کیا کوئی صراحتہ اشارہ کنایہ اس کی طرف نہین کیا کہ یہ حدیث نہین بلکہ ایک قول ہے -

(۲) رواۃ اس حدیث کو جو صادق مانے گئے ہین -

(۳) سب سے بڑھکر حضرت محمد باقر رحمۃ اللہ علیہ ائمۃ المجتہدین کو جنہون نے بقول مفتری معترض باوجود حدیث نہ ہونے کے اسکو سلسلہ حدیث مین بیان کیا اور تمام دنیا کو دہوکہا دیا - نعوذ باللہ منہا -

(۴) اللہ تعالے کے قانون اور سنت اللہ کو جسکو اللہ تعالے نے خود بیان فرمایا

مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ

اللہ تعالے اپنے غیب پر تم کو اطلاع نہین دیا کرتا ہان (جسکو لایق رسالت سمجہتا ہے اوسکو) اپنی رسالت کے لئے منتخب کرلیتا ہے دوسرا

فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ

سوائے رسول کے جسکو وہ (اللہ تعالے) پسند بہی کرتا ہے اور کسیکو اپنے غیب پر غالب نہین کرتا - اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ اوس (موعود) گہڑی کا علم صرف اللہ تعالے کو ہی ہے -

اب اس سنت اللہ کے موافق ہی مفتری معترض کو چاہیئے تہا کہ ایمان لاتا کیونکہ جو پیشگوئی تیرہ سو سال پیشتر کی گئی ہو اور وہ لفظ بلفظ پوری [illegible] ہوجاوے - اوسکے ماننے مین تامل کرنا نہ کسی [illegible] کا کام ہے نہ مومن کا - اب [illegible] حدیث کے حدیث اور سچی حدیث [illegible] پر غور کرو -

اس حدیث کی صداقت پر سب سے اول اللہ تعالے نے [illegible] مہر کردی - جیسے فرمایا

يَسْـَٔلُ اَيَّانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ فَاِذَا بَرِقَ الْبَصَرُ وَخَسَفَ الْقَمَرُ وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ يَقُوْلُ الْاِنْسَانُ يَوْمَىِٕذٍ اَيْنَ الْمَفَرُّ كَلَّا لَا وَزَرَ اِلٰى رَبِّكَ يَوْمَىِٕذِ الْمُسْتَقَرُّ

منکر [illegible] انسان پوچہتا ہے کہ [illegible] کے آنیکا کونسا وقت ہے (جواب ملا) جب آنکہین چندہیا جاوینگی یعنے مرزا صاحب کے چمکتے دمکتے بین الاجرا دلائل جو اپنے دعوے پر شکوک و شبہات کی وبائی ہوا کو برق کی طرح جلا دینے والے ہونگے چمکینگے تو ان کی سمجہہ کی آنکہین جو چہوٹی اور سخت ظلمانی مسایل کی خوگر تہین اچانک اس روشنی سے پتہرا جائینگی -

بطور نمونہ تمثیلاً ان کے چند گندے اور شرک اور بغاوت اور کفر کے بہرے ہوئے مسائل ہین یہان لکہہ دیتا ہون -

(۱) وہ مسیح علیہ السلام کو زندہ مانتے ہین - حالانکہ اللہ تعالے فرماتا ہے

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ

محمد صلے اللہ علیہ وسلم بہی ایک رسول ہی ہے اور اس کے پہلے تمام رسول مرچکے ہین -

(۲) مسیح علیہ السلام اللہ تعالے کی طرح سوائے کہانے پینے کے زندہ ہین - حالانکہ اللہ تعالے فرماتا ہے

وَمَا جَعَلْنٰهُمْ جَسَدًا لَّا يَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ

یعنے ہم نے انبیا کو ایسا پیدا ہی نہین کیا کہ وہ کہانا نہ کہایا کرین -

(۳) مسیح علیہ السلام پر باوجود دور زمانہ کوئی اثر فنا کا نہین - حالانکہ اللہ تعالے فرماتا ہے

وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ اَفَاۡئِنْ مِّتَّ فَهُمُ الْخٰلِدُوْنَ - كُلُّ نَفْسٍ ذَآىِٕقَةُ الْمَوْتِ

یعنے ہم نے کسی بشر کیلئے جو تجہہ سے پہلے تہا اس عمر سے زیادہ عرصہ تک رہنا نہین بنایا جو اسکے زمانہ کے قانون قدرت کے مطابق تہی - (الخلد پر الف لام تخصیص کا ہے) -

بہلا تو تو یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جو افضل الانبیا و فخر الرسل ہی مرجاوے اور یہ فضیلت تجہے نہ دی جاوے اور وہ (دوسرے نبی) اس قسم کی خلود کی فضیلت حاصل کرین کیونکہ ہرایک جی ہر آن مین موت کی طرف جارہا ہے -

(۴) مسیح علیہ السلام بجسدہ العنصری زندہ آسمان پر چڑھ گئے اور ان کا رتبہ معاذ اللہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے بدرجہا بڑہ گیا - استغفر اللہ استغفر اللہ استغفر اللہ -

مگر اللہ تعالے اپنے رسول کریم سرور عالم فخر بنی آدم صلے اللہ علیہ وسلم کو جب کہ کفار نے آپ سے بہی آسمان پر چڑہنے کا معجزہ بامرار طلب کیا فرمایا کہ تو ان کو کہدے کہ

هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا

مین تو بشر رسول ہون -

(۵) حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام واقعی مردہ زندہ کرتے تہے - حالانکہ اللہ تعالے فرماتا ہے

هُوَ يُحْيِ الْمَوْتٰى لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ

یعنے وہی مردون کو زندہ کرتا ہے اور کوئی اسکی مانند نہین ذات مین نہ صفات مین نہ افعال مین نہ کسی اور امر مین -

(۶) مسیح علیہ السلام خالق بہی تہے - حالانکہ اللہ تعالے فرماتا ہے

اَمْ جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ خَلَقُوْا كَخَلْقِهٖ فَتَشَابَهَ الْخَلْقُ عَلَيْهِمْ قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ -

لَنْ يَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ وَاِنْ يَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْـًٔا لَّا يَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ

جنکو یہ مشرک خدا تعالے کا شریک بنارہے ہین کیا ان لوگون نے کوئی ایسی چیز بہی پیدا کی ہے کہ جو خدا تعالے کی پیدا کردہ چیز کے ساتہ مل جل گئی - بلکہ اللہ تعالے ہی ہر چیز کا خالق ہے وہ (شرکا) تو ایک مکہی بہی پیدا نہین کرسکتے - اگرچہ ساری جمع ہوکر کوشش کرین بلکہ وہ تو ایسے ضعیف ہین کہ اگر مکہی ان سے کوئی چیز چہین کرلے جاوے تو وہ اس سے چہڑا بہی نہین سکتے -

(۷) انکا منتظر مہدی جب آوے گا آتے ہی تلوار ہاتہہ مین لیکر قتل و غارت شروع کردیگا

اور غارت کا یہہ ان مولویوں کو ہاتھہ آوے گا اور یہ ان مولوی باوجود ایسی سخت کنجوسی اور حرص کے کثرت مال سے اسقدر سیر چشم ہو جاوینگے کہ پہر مال کو قبول ہی نہیں کرینگے مہدی کیا آویگا ان منتظرین مولویوں کا ایک بڑا بہارا ڈاکو آجاوے گا۔ مگر اللہ تعالےٰ فرماتا ہے

وَمَا اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ اِلَّا لَهَا مُنْذِرُوْنَ ذِكْرٰى وَمَا كُنَّا ظَالِمِيْنَ ۱۹/۱۵ لَمْ يَكُنْ رَبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ وَاَهْلُهَا غَافِلُوْنَ

یعنے ہمنے کسی بستی کو عذاب سے ہلاک نہیں کیا مگر پہلے اون کو ڈرانے والے بہیجے گئے۔ جو ان کو انکے بداعمال کے بدنتایج سے ڈراوین اور ہم تو ظالم نہیں۔

تیرا رب جسکی ازلی عنیر منفک سنت ہے اپنے بندون کو ادنےٰ درجہ سے اعلےٰ درجہ تک لے جانا اسکو تو لایق نہیں کہ وہ بستیون کو ہلاک کرے ان کے ظلم کے سبب اور ان کو خبر ہی نہ ہو یعنے پہلے ان کو انکے ظلمون سے خبر کر دیتا ہے اور ان کو اس کے بدنتایج سے ڈرا دیتا ہے۔

غرض ان کے بدنتایج بیان کرنے کا یہہ محل نہیں لہذا اسی پر اکتفا کی گئی ہے

وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَمْلَيْتُ لَهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ ثُمَّ اَخَذْتُهَا

تو ان کی رفع حیرانی کے لئے وہ رؤف رحیم ذات الہٰی نے ماہتاب و آفتاب کی شہادت پیش کر دے گی یعنے تیرہوین رمضان کو جو ایام مقررہ خسوف قمر سے پہلی رات ہے پہلی ہی رات یعنی رات کے شروع سے ہی خسوف قمر شروع ہو جاویگا۔ اور لفظ اول لیلۃ کو دونون طور پر پورا کر دے گا اور آفتاب کا کسوف اٹھائیسوین تاریخ رمضان کو یعنی ایام مقررہ کسوف سے ٹہیک نصف پر ہوگا یعنے اٹھائیسوین تاریخ کے نصف روز دوپہر کے وقت کسوف ہوگا۔ اس شہادت کے گذرنے پر جو بالکل بے لوث اور غیر مشتبہ شہادت ہے سمجہدار بے تعصب خدا ترس انسان بے اختیار کہہ اوٹہیگا کہ اب انکار کی کوئی گنجایش نہیں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ ایسی شہادت کے گذر لینے پر بہی اگر نہ مانین گے تو پہر عذاب طاعون بہیجا جاوے گا جس سے کہین بہی ان کو پناہ نہین ملے گی۔ یعنی جیسی یہ دونون شہادتین الہٰی ... مصدق ہین کہ ان ... دروازہ بند ہو جاتا ہے اور معترض بلکہ جحود کرنے والا بہی اب بہاگ نہین سکتا۔ اگر اسپر بہی نہ مانینگے تو عذاب بہی اسی قسم کا بہیجا جاوے گا جس سے کہین بہی پناہ نہین ملے گی کیونکہ اس شہادت سے حجت پوری ہو جاوے گی۔ اور فرد جرم لگ جاوے گا۔ چنانچہ فرمایا

وَاِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ اَخْرَجْنَا لَهُمْ دَآبَّةً مِّنَ الْاَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ اَنَّ النَّاسَ كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا لَا يُوْقِنُوْنَ

یعنے جب منکرین پر فرد جرم لگ جاویگا ہم وہ دابۃ الارض (طاعون) انکے فائدہ کے لئے نکالینگے وہ انکو زخمی کریگا اسلئے کہ انہون نے ہمارے عظیم الشان اور کثیر التعداد نشان دیکہکر بہی ہمارے مرسل کو نہین مانا۔ منکرین کا فائدہ طاعون سے یہہ ہے کہ تا قہری نشان دیکہکر اللہ تعالےٰ کی طرف رجوع کرین چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ لاکہہ سے زیادہ آدمی اس قہری نشان کو دیکہکر ایمان لائے۔ دوسرا جو اس نشان مین خود ہلاک ہوے وہ بہی آیندہ شرارتون مین بڑہنے سے بچ گئے اور قہری نشانون سے ڈرانا ہی سنت اللہ ہے

وَمَا اَرْسَلْنَا فِيْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّبِيٍّ اِلَّا اَخَذْنَا اَهْلَهَا بِالْبَاْسَاۗءِ وَالضَّرَّاۗءِ لَعَلَّهُمْ يَضَّرَّعُوْنَ ۹

جب کبہی ہم کسی نبی کو کسی بستی مین بہیجتے ہین تو اس بستی پر عذاب بہوک اور بیماریان بسبب ان کی شامت اعمال و انکار کے بہیجا کرتے ہین۔ اور اس عذاب کے بہیجنے سے ہی ہماری غرض یہی ہوتی ہے کہ وہ ان قہری نشانات کو دیکہکر طغیان اور سرکشی سے باز آکر اللہ تعالےٰ کے دربار مین گڑگڑاوین۔

پہر اللہ تعالےٰ نے اس حدیث کی صداقت پر فعلی مہر بہی اپنے وقت پر یعنے ٹہیک ٹہیک الفاظ حدیث کے مطابق لفظ بلفظ پوری کر کر دکہا دی جسکی تشریح مفصل بیان کی گئی۔

پہر اس حدیث کے الفاظ مین ایک اور عظیم الشان طاقتور بے نظیر تحدی ہے کہ خدا کے منکر دہریہ کے لئے بہی اتمام حجت ہے۔ اور سوائے عالم الغیب والشہادۃ کے کوئی بہی ایسے تحدیانہ دعوے نہیں کر سکتا۔ اگر اس حدیث کا اور کوئی بہی ثبوت نہ ہوتا اور اسکا ابہی وقوع بہی نہ ہو چکا ہوتا تب بہی ایک خدا ترس انسان کو اس کے صرف تحدیانہ الفاظ سے ہی خوف آجاتا چنانچہ عبارت اصل حدیث یہ ہے۔ ان لمہدینا ایتین لم تکونا منذ خلق السموات والارض تنکسف القمر لاول لیلۃ من رمضان وتنکسف الشمس منہ ولم تکونا منذ خلق السموات والارض دار قطنی صفحہ ۱۸۸ باب صلوٰۃ الکسوف۔

یہہ بڑی پختہ بات ہے کہ ہمارے مہدی کے ثبوت دعوے کے لیے (ثبوت دعوے انبعہ انکار دیا جاتا ہے یعنے جب اس کے دعوے کا انکار کیا جاوے گا) دو عظیم الشان نشان ہین اور جب سے یہ آسمان و زمین پیدا ہوئے کسی مہدی کے انکار پر اسکے ثبوت دعوے کے لئے یہہ دو نشان ظاہر نہین ہوئے خسوف قمر اور کسوف شمس رمضان مین ہوگا (جسکی تشریح پیشتر کی گئی ہے۔) پہر دوبارہ اس تحدی کو موکد کیا گیا ہے کہ جب سے اللہ تعالےٰ نے زمین و آسمان پیدا کئے کسی مہدی کے لئے یہ نشان ظاہر نہین ہوے۔ اب جائے غور ہے کہ سوائے اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰى اِلَيَّ کے کسی انسان کی طاقت ہے کہ ایسی سخت تحدی ایسے زور کے ساتہہ کرے۔

ذرا غور تو کرو کہ دنیا مین سوائے اسلام دنیا کے کل مذاہب اسلام کے مخالف اسکے استیصال کے درپے ہین۔

اور یہ حدیث قبل وقوع ہی جگا دینے والی اور دل کو ہلا دینے والی تہی تیرہ سو برس مین کسی نے کوئی خسوف کسوف قدیم و جدید جنتریوں یا موجودہ اپنے زمانہ کے حالات کے مطابق نہین دکہایا نہ دکہانیکا دعویٰ کیا نہ اسکی مخالفت پر قدم اٹہایا بلکہ صرف جہوٹا دعوے بلا دلیل بہی نہین کیا کیونکہ یہ حدیث ایک رعب اور ہیبت صداقت اپنے اندر رکہتی ہے۔ باوجود اس کے آج جو اسلام کی مخالفت کی آگ آسمان تک پہونچگئی اور تمام قومین ناخن تک اسلام کے استیصال کے لئے کوشش کر رہی ہین اور یہ پیشگوئی بعد وقوع بذریعہ اشتہارات و اخبارات و رسایل و کتب لاکہون انسانون مخالفون مین مشتہر بہی ہو چکی اب بہی کسی نے کوئی خسوف کسوف کسی گذشتہ زمانہ کا جنتریون سے اور تواریخ سے نکالکر نہین دکہایا بلکہ دکہانے کا دعویٰ بہی نہیں کیا مفتری معترض ساری دنیا کے مکذبین سے اگر بڑا بہادر مکذب ہے تو وہی مرد میدان بنکر کوشش کر کر کسی ایسے خسوف کسوف کا حوالہ دے مگر وہ کبہی بہی نہین دکہلا سکیگا۔ اگرچہ وہ اسی محنت مین کوشش کرتا کرتا مر بہی جاوے۔ اور اگر وہ ساری دنیا کو اس کام کے لئے اپنے ساتہہ شامل بہی کر لے ہرگز نہین دکہلا سکیگا۔

پہر اس حدیث کی تحدی مین ایک اور بہی عظمت ہے وہ یہہ کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ جب سے آسمان و زمین پیدا ہوے ایسا خسوف کسوف کبہی نہین ہوا۔ کیا آسمان و زمین کی پیدایش کے وقت تک کا دعوے کسی انسان کا کام ہے۔ اس سے صاف ثابت ہے کہ یہ قول کسی انسان کا نہین بلکہ اللہ تعالےٰ کلا شان بے ریب اللہ تعالےٰ کا کلام ہے جو بذریعہ مَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى بیان کیا گیا۔

اگر مفتری کے مذاق پر اس حدیث کو معاذ اللہ قول ہی فرض کر لیا جاوے تاہم مفتری کا فرض تہا کہ اگر اس مین رائی کی برابر بہی ایمان ہوتا تو بعد وقوع اس حدیث کو ضرور ہی مان لیتا کیونکہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے

اَلَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ ۲۳/۱۹ مومن کا کام ہے کہ وہ ہر ایک بات کو سن لیتا ہے اور جو عمدہ بات ہو اسکو مان لیا کرتا ہے۔

اَلْمُتَّقِيْنَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۱

یعنے متقی وہ ہوتے ہین جو ہر ایک چہپی ہوئی چیز مان لیتے یعنی ہر ایک مخفی بات کے ماننے کا مادہ اون مین ہوتا ہے کیونکہ انسانی معلومات متناہی ہین اور دعا و نیز جیسا حق ہے دعا کرنیکا اوسی طرح لگے رہتے ہین اور جو جو سامان اسکی تحقیق کے ہمنے اسکو دئے ہین اعضا قوی حواس مال وغیرہ سب کو خرچ کرتے ہین یعنے صرف مان لینا ہی خوبی نہین۔ نہ صرف مان لینے سے کوئی حق اور حقیقت تک پہونچ سکتا ہے بلکہ اس کی تحقیق کے تمام مراحل طے کرتے اور باوجود اسکے دعا بہی کرتے ہین۔

پس ثابت ہوا کہ حدیث کسوف خسوف والی فی الواقع حدیث ہے اور مفتری کا حضرت اقدس مرزا صاحب کی نسبت افترا کا کرنا خود افترا ہے۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔

دوسرا حضرت صاحب نے دافع البلا مین ہرگز ہرگز حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت تحقیر نہین کی مین زیادہ صفائی کے لئے پہلے عبارت دافع البلا ٹائیٹل پیج صفحہ چہارم

کی لکھتا ہون جسکو مفتری نے مرزا صاحب پر بہتان لگانے کے لئے تحریر کرکے یہود کے بھی کان کاٹے

عبارت یہہ ہے

انسان جب حیا اور انصاف کو چھوڑ دے تو جو چاہے کہے اور جو چاہے کرے لیکن مسیح کی راستبازی اپنے زمانہ مین دوسرے راستبازون سے بڑھکر ثابت نہین ہوتی بلکہ یحیٰ نبی کو اسپر ایک فضیلت ہے کیونکہ وہ شراب نہیں پیتا تہا اور کبھی نہیں سنا گیا کہ کسی فاحشہ عورت نے آکر اپنی کمائی کے مال سے اسکے سر پر عطر ملا تہا یا ہاتہون اور اپنے سر کے بالون سے اس کے بدن کو چھوا تہا یا کوئی بے تعلق جوان عورت اسکی خدمت کرتی تہی۔ اسی وجہ سے خدا نے قرآن مین یحیٰ کا نام حصور رکھا مگر مسیح کا یہ نام نہ رکھا کیونکہ ایسے قصے اس نام کے رکھنے سے مانع تھے۔ انتہی۔ تعصب کا ستیاناس ہو انسان کی آنکھ پر کیسی تعصب کی پٹی باندہ دیتا ہے کہ باوجود دیکھنے کے نہین دیکھتا۔

لَهُمْ قُلُوبٌ لَا يَفْقَهُونَ بِهَا وَلَهُمْ أَعْيُنٌ لَا يُبْصِرُونَ بِهَا وَلَهُمْ آذَانٌ لَا يَسْمَعُونَ بِهَا ؎ يَنْظُرُونَ إِلَيْكَ وَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ ؎

یعنی ان کے دل تو ہیں مگر انکو دینی امور کے سمجھنے مین نہیں لگاتے انکے آنکھیں تو ہیں مگر ان سے سچائی کو دیکھنے کا کام نہیں لیتے۔ ان کے کان تو ہیں مگر حق کے شنوا نہیں ہوتے ہیں لئے اگرچہ وہ تجھے دیکھتے ہیں مگر وہ اس سے بصارت حاصل نہیں کرتے ✦

اب اس عبارت میں کہان لکھا ہے کہ حضرت مسیح سفہ الواقعہ تیل ملوانے یا نامحرم عورتون سے خود ہی مس کیا کرتے تہے یحیٰ علیہ السلام کی نسبت نفی کی گئی ہے کہ ان کی نسبت کبھی ایسے کلمات سُنے نہین گئے مگر یہ نہیں لکھا کہ مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام خود اپنے ارادہ سے کسی نامحرم عورت سے مس کرتے تہے۔

دوسرا اگر ان عورتون کا تیل ملنا سچ ہی ہو تو اس کے مجرم حضرت مسیح علیہ السلام نہیں ہو سکتے کیونکہ اس سے انکا ارادہ نہین پایا جاتا اور نہ ارادہ کیطرف حضرت مرزا صاحب نے کوئی اشارہ کیا۔ بلکہ حضرت مرزا صاحب نے باوجودیکہ انجیل سے پڑھ چکے تہے پہر بھی ان الفاظ کی نسبت اپنا یقین ظاہر نہین کیا اور انکا درجہ سنی سنائی بات تک ہی رکہا۔ شاید مفتری اس آخری فقرہ میں دہوکا کھا گیا ہو کہ (اسی لئے حضرت مسیح کا نام حصور نہیں رکہا کیونکہ ایسے قصے اس نام کے رکھنے سے مانع تہے۔) یہہ حضرت کی عبارت یقین ظاہر کرتی ہے۔ مگر اس میں بھی حضرت مسیح پر کوئی زد نہیں بلکہ اللہ تعالےٰ کی حکمت جو احکم الحاکمین ہے اسی کی متقضی ہوئی تاکہ قرآن مجید اس اعتراض سے محفوظ رہے کہ اناجیل مین حضرت مسیح کی نسبت ایسے الفاظ ہین پھر باوجود ایسے قصص کے وہ حصور کیونکر ہوسکتا ہے چونکہ اسی زمانہ کی تواریخ بھی ایسے واقعات سے سوائے اناجیل کے ساکت ہے اور اناجیل ہی نادانی سے باوجود عیسائی ہونے کے مصنفین اناجیل نے مسیح کی بیہودہ تو فانہ اطرا اور اڑانے کے لئے ایسے قصے بہر دیئے اور بالمقابل یہود دشمن اور ہی نکتہ چین تہے خدا جانے انہون نے کیا کیا اعتراض کئے ہونگے اسلئے اللہ تعالےٰ نے اس لفظ حصور سے پرہیز کی۔

باوجود اس کے اللہ تعالےٰ جو علیم و خبیر عالم الغیب والشہادۃ رب العٰلمین رحمٰن الرحیم ہے۔ ان رحمتی وسعت کل شئ و اللہ ذوالفضل العظیم جو وہ ہمیشہ اپنے ضعیف بندون کو عذاب سے بچاتے اور نعیم مقیم مین داخل کرنے کے لئے اپنی آیات دکھاتا رہتا ہے۔ اس نے خود ایسے اعتراض ایسے لوگون پر رکھدیئے جنکو بالآخر لوگون نے خدا بنانا تہا تاکہ لوگ شرک کی آگ سے بچیں۔ حضرت مسیح پر جسقدر اعتراضات اناجیل کے مطابق وارد ہوتے ہین اون مین سے ایک ایک ہی اسکی خدائی کا ثبت توڑنے کے لئے کافی ہے۔

اور یہی حال حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا ہے کہ حسب مذاق شیعہ بجائے معبود ہونے کے انکا مومن ثابت کرنا بھی قرآن مجید کی رو سے معاذ اللہ مشکل بلکہ ناممکن ہے۔

تعصب کا ستیاناس ہو ذرا بھی سوچنے نہین دیتا اور خوبی کو بھی بدی کی طرف منسوب کرتا ہے۔ مرزا صاحب نے اس عبارت میں حضرت مسیح علیہ السلام کا کسقدر ادب کیا کہ باوجودیکہ یہہ الفاظ حضرت مسیح کی نسبت اناجیل مین موجود تہے مگر مرزا صاحب نے بلحاظ ادب انکو بعینہٖ نقل کرنے سے بھی احتیاط کی اور مرزا صاحب کے ادب نے اجازت نہ دی کہ وہ الفاظ اثبات کے رنگ میں نقل کر دیتے مثل مشہور رہے کہ نقل کفر کفر نہ باشد اگر مرزا صاحب ان عبارات کو بعینہٖ بھی نقل کر دیتے تاہم ان پر کوئی اعتراض نہ تہا کیونکہ وہ بیان واقعہ تہا اور بیان واقعہ کا نام نہ تحقیر ہے نہ سب و شتم جیسے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے لَا تَسُبُّوا الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ ؎۔

یعنے لوگ جنکو خدا تعالےٰ کے سوا پکارتے ہین انکو گالی نہ نکالو مگر خود قرآن مجید مین ہے کہ إِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ ؎

یعنے تم اور تمہارے معبود سوائے اللہ تعالےٰ کے دوزخ کا پتھر ہین کیا اس سے یہہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ گالی ہے ہرگز نہیں باوجود اس کے کہ ان عورتوں کے افعال کا ذکر نفی مین کیا ان افعال کو بھی حضرت مسیح کیطرف منسوب نہین کیا یعنے یہہ نہین لکھا کہ حضرت مسیح ایسا کرواتے تہے یا اسپر راضی تہے بلکہ وہ عورتین ایسا کرتی تہین افسوس کہ مفتری بجائے اس کے کہ عبارت سے کمال ادب جو حضرت مرزا صاحب نے حضرت مسیح کا کیا ہے نکالتا از دست بے ادبی کا اعتراض کرنے لگا مگر یہہ اللہ تعالےٰ کا اشتہار جنگ ہے جو ہمیشہ اپنے دوستون کے اعدا کو دیا کرتا ہے

كَذَٰلِكَ نَطْبَعُ عَلَىٰ قُلُوبِ الْمُعْتَدِينَ ؎

یعنے حد سے بڑھنے والون کے دلوں پر اللہ تعالےٰ اسیطرح مہر کر دیا کرتا ہے۔

اب مفتری اللہ تعالےٰ کا خوف کرکے ان جوابات پر غور کرے اور چشم انصاف سے دیکھے اور اللہ تعالےٰ سے دعائے ہدایت صراط مستقیم کرے تو امید ہے کہ ان دونوں افتراؤن سے توبہ کرے گا۔

وما توفیقی الا باللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ وھو حسبی ونعم الوکیل۔

حکیم فضل دین

---

(۲) السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ قرآن مجید بوسیدہ یا ناقص ہو جاوے تو اسکو کیا کرنا چاہیئے۔ جلانا بہتر ہے یا دفن یا دریا برد کرنا۔

عبدالمجید احمدی از اٹاوہ

الجواب

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد مین ایسے اوراق اور انکے مثل جلا دیئے گئے تہے۔ جیسے بخاری صفحہ ۷۴۲ جلد ۲ باب جمع القرآن سے ظاہر ہوتا ہے۔ [illegible] بنسبت دفن و دریا برد کرنے کے جلانا بہتر معلوم ہوتا ہے کیونکہ علی العموم صحابہ کرام نے اس فعل پر کوئی اعتراض نہیں کیا حالانکہ السابقون الاولون موجود تہے اور اللہ تعالےٰ نے ان لوگون کے اسوہ حسنہ کی پیروی کرنیکا حکم دیا ہے۔ وَالسَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ بِإِحْسَانٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ ؎

یعنے پہلے پہل آگے بڑھ جانے والے مہاجرین اور انصار اور جن لوگون نے اللہ تعالےٰ کو حاضر ناظر سمجھکر ان کی پیروی کی اللہ تعالےٰ انپر راضی اور یہ اللہ تعالےٰ پر راضی۔ پس ان کی پیروی جلا دینے مین ہی معلوم ہوتی ہے۔

واللہ اعلم بالصواب۔

وَهُوَ حَسْبِي وَنِعْمَ الْوَكِيلُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ۔

حکیم فضل دین

استفسار

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ..... ایک مخالف مولوی صاحب ..... نے چند شکوک پیش کئے ہین۔ انکے جوابات لکھکر الحکم یا بدر مین شائع کرا دین۔

(۱) جن بزرگان دین کے اقوال سے وفات مسیح کا ثبوت پیش کیا جاتا ہے سب کا یہ مذہب ہے کہ حضرت عیسےٰ آسمان سے نازل ہونگے وفات مین اختلاف ہے اور نزول من السماء مین اتفاق لہذا ہماری شق زیادہ قوی ہے۔

(۲) احادیث اور اقوال تمام متقدمین سے یہہ ثابت ہوتا ہے کہ دجال ایک شخص ہے۔ مرزا صاحب کی تاویلات زیادہ رکیک اور معتقدات جمہور کے خلاف ہین۔

(۳) احادیث اور بزرگان دین کے اقوال و معتقدات سے یہ بات بوضاحت ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کفار سے لڑینگے آپ کے اس دلائل کے تحریری دانی کا معقول ثبوت نہین صرف یضع الحرب وغیرہ حدیث کا ایک دو فقرہ پیش کرنا صدہا احادیث کے مقابل قابل نہین۔

(۴) حضرت عیسےٰ و حضرت مہدی دو علیحدہ شخص ہونگے اسکے جواب مین صرف لا مہدی الا عیسیٰ کے سوا صدہا احادیث نظر انداز کر دیجاتی ہین۔

(۵) کسی حدیث کا موضوع ہونا بھی اگرچہ ممکن ہے مگر جن حدیثوں کو موضوع کہکر رد کر دیا جاتا ہے وہ بھی بالکل اسی طریقہ سے ہم کو پہنچی ہین جس طریقہ سے دوسری احادیث جنکو آپ صحیح مانتے ہیں۔

اور کچھ لطف یہ کہ جو احادیث آپکے مدعا کے خلاف ہیں وہ تعداد میں بہت زیادہ ہیں اور آپ کے مفید مدعا بہت کم ہے۔

اکبر شاہ خان از نجیب آباد

الجواب

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ۔ سوال اول کے دو شق ہیں۔ وفات مسیح مختلف فیہ ہے۔ و نزول من السما متفق علیہ۔

یہہ عجیب دہوکہ ہے جس امر کی شہادت اللہ تعالے دے۔ اللہ تعالے کی سنت قدیمہ مستمرہ دے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دے صحابہ بالاتفاق دیں ایمہ اربعہ بالاتفاق دیں۔ بزرگان دین دیں۔ وہ امر مختلف فیہ قرار دیا جاوے۔ مولوی صاحب معترض نے کوئی ثبوت اختلاف کا پیش نہیں کیا کہ ایمہ اربعہ فقہا اور ائمہ حدیث سے کون کون قایل ہے حیات مسیح کا۔ چونکہ معترض وفات مسیح کو مختلف فیہ مانتا ہے تو اس سے اتنا تو ثابت ہو گیا کہ وفات مسیح کے قایل معترض کے نزدیک بہی بہت سے ائمہ ہیں اب حیات کے جو لوگ قایل ہیں انکا ثبوت دینا معترض کا ذمہ ہے۔

دوسرا جب قرآن مجید میں وفات مسیح کا ثبوت موجود ہے سنتہ اللہ میں موجود ہے تمام صحابہ کا اتفاق ہے ائمہ اربعہ کا اتفاق ہے۔ اور وہ ایمہ بہی قایل ہیں جنکا معترض بہی قایل ہے کیونکہ اختلاف کا وہ قایل ہے۔ تو اتفاق کسطرح ہوا۔

تیسرا ہم ذمہ وار ثبوت وفات مسیح نہیں ہیں۔ کیونکہ ہم تو ایک ایسے امر کے قایل ہیں جس کی سنت اللہ اور تمام انبیا قولاً و فعلاً گواہ ہیں یعنے آدمی پیدا ہونا اور مر جاتا ہے اور ہر آن اس کے اجزا فنا کی طرف برابر چل رہے ہیں۔ اور کوئی انسان بلا پیدا ہونے ضروریات انسانی کے زندہ ہی نہیں رہ سکتا اور کہ کوئی اس موجودہ حالت کا انسان آسمان پر جا ہی نہیں سکتا۔ آسمان تو دور ہے صرف کوہ ہمالیہ کی اعلے چوٹی پر بھی ابتک باوجود بڑی بڑی کوششوں کے کوئی انسان نہیں پہونچا۔ جب آسمان پر جانا ہی ثابت نہیں ہوتا پھر نزول کہاں سے ہوگا۔ کیونکہ نزول تابع صعود ہے جبتک صعود ثابت نہ ہو نزول من السماء کی بحث ہی فضول ہے۔ [illegible]

ایک حد تک زندہ رہ کر مر جاتے ہیں تو اس کے دعوے کے ثبوت کے لئے کوئی دلیل طلب نہیں کی جاویگی کیونکہ یہ ایک معمولی اور بدیہی امر ہے یا مثلاً ایک شخص کہتا ہے کہ میرا مکان صرف لکڑیوں سے یا اینٹوں سے بنا ہوا ہے تو اس سے کوئی شخص ثبوت نہیں مانگتا۔ لیکن اگر ایک شخص کہے کہ میرا مکان ایک دانہ موتی کا بنا ہوا ہے تو اس سے ثبوت طلب کیا جاویگا۔ پس اس لحاظ سے معترض ذمہ دار ہے کہ کامل ثبوت حیات مسیح اور اس کے صعود علے السما کا دے اور وہ ثبوت ایسا ہو کہ اسمین کسیکا اختلاف نہو ورنہ وہ قابل شنوائی نہوگا کیونکہ جب ایک معمولی امر کو معترض بسبب اختلاف کے جو اس کے وہم میں اختلاف ہے قابل قبولیت نہیں سمجھتا تو پہر خلاف فطرت امر کے ثبوت کے لئے تو ثبوت بہرحال نہایت قوی چاہئے جس میں ذرا ہی شک کرنے کی گنجایش نہو۔

چوتھا اللہ تعالے کا کوئی کام خالی از حکمت نہیں ہوتا مسیح علیہ السلام کو اتنی مدت زندہ رکہنے اور آسمان پر محفوظ رکہنے کی کوئی حکمت بہی ضرور ہونی چاہئے جسکو مخالف لوگ بیان کرتے ہیں کہ آخری زمانہ میں نازل ہو کر اسلام کو تمام دنیا میں پہیلا دے گا۔ کیا اللہ تعالے مسیح جیسا آدمی دوسرا پیدا نہیں کر سکتا؟ مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِیٌّ عَزِیْزٌ اللّٰهُ یَصْطَفِیْ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ خدا تعالے کی قدر جو حق قدر ہے نہیں کرتے اللہ تعالے بڑا قوی اور غالب ہے اور ملایک اور آدمیوں سے جسکو چاہے رسالت کے لئے برگزیدہ کر سکتا ہے۔ بہرحال یہ عجیب قول ہے جو کسی عاقل کی سمجھ میں نہیں آسکتا ہمیشہ ہر ایک سلطنت کا قاعدہ ہے کہ جو جنرل بڑا کامیاب مظفر و منصور ہو اوسی کو مشکل مہم پر روانہ کیا جاتا ہے سو مسیح علیہ السلام کی کامیابی کا حال جو اناجیل میں لکہا ہے یہ ہے کہ انہوں نے اپنی زندگی میں ۱۲- آدمی تیار کئے تھے جب مصیبت کا وقت آیا ایک نے ۳۰ درم لے کر اپنے نبی کو دشمنوں کے قبضہ میں کرا دیا دوسرے نے لعنت ہاں تین دفعہ لعنت بہیجی اور اپنی بیزاری ظاہر کی اور باقی تتر بتر ہو گئے جس جنرل سے ایک شہر کے لوگ بہی فتح نہ ہو سکے کیا یہ مقتضائے حکمت الٰہی ہے کہ اس کو تمام دنیا کی عظیم الشان مہم کے لئے ٹہہار رکہے جس زمانہ کے فتنہ سے تمام انبیا حضرت نوح سے چلکر خیر ختم الانبیا اصفی الاصفیا صلے اللہ علیہ وسلم تک اپنی امتوں کو ڈراتے رہے۔

پانچواں وفات مسیح کے متعلق حضرت حجۃ اللہ فی الارض جری اللہ فی حلل الانبیا دامسفار [illegible]

اپنی تصانیف میں دلایل قرآنیہ حدیثیہ و قول و فعل صحابہ وغیرہ لکہہ چکے ہیں کہ اگر یہ دعوے وفات مسیح کا خارق عادت امر ہی ہوتا تاہم اس سے بڑہکر ثبوت کی ضرورت نہ تہی۔ اور ایک منصف مزاج کے ثلج قلب کے لئے کافی تہا۔

چہٹا- حجۃ اللہ فی الارض حضرت اقدس مرزا صاحب نے اس قدر رسایل و کتب و اشتہارات وفات مسیح کے متعلق شایع کئے اور لفظ وفات کیساتہہ ثبوت وفات مسیح علیہ السلام کا دیا مگر آجتک سوائے گالی اور بد زبانی کے کسی مخالف نے حیات مسیح کا ثبوت لفظ حیات سے قرآن یا حدیث صحیح سے پیش نہیں کیا آج مولوی صاحب ہی مرد میدان بنیں اور حیات مسیح کا ثبوت جو جو انکے پاس ہے قرآن سے یا حدیث سے لفظ حیات کے ساتہہ پیش کریں کیونکہ وہ قایل ہیں کہ وفات مسیح مختلف فیہ ہے تو معلوم ہوا کہ باوجود ثبوت وفات کے حیات کا بہی ثبوت اگر اب بہی ثبوت نہیں اور یہ ہرگز نہیں دے سکینگے تو ثابت ہو گا کہ وفات مسیح [illegible]

ساتواں مولوی صاحب کا آج بعد بیس سال کے مدعی حیات مسیح ہونا ایسا ہی ہے جیسے بعض عیسائی لوگ مثلیث قرآن کا دعوے کرتے ہیں جسکو تیرہ سو سال میں کوئی مخالف پیش نہیں کر سکا بہرحال ہم تو تیار ہیں کہ وہ دلایل اور ثبوت بہی سنیں جو حیات مسیح کے متعلق معترض کے پاس ہیں۔

آٹہواں وہ قول متزلزل قابل شہادت نہوگا جو قطعی یقینی نہو۔ یا اپنی طرف سے نہ ہو جیسے بعض تفاسیر میں لکہا ہے کہ کوئی کہتا ہے سات روز مر کر زندہ ہو گیا کوئی سات ساعت کوئی کہتا ہے سو گیا اور آسمان پر اٹہایا گیا وغیرہ وغیرہ یہہ اقوال متزلزل ہیں جسمیں مفسرین خود حیران ہیں اسکی مثال یہہ ہے کہ کوئی شخص کسی عدالت میں مقدمہ دایر کرے کہ میں نے زید سے سو روپیہ لینا ہے اور شہادت پیش ہو عمر گواہ کہتا ہے کہ میں نے سنا ہے کہ خالد کہتا تہا کوئی روپیہ نہیں دیا بکر کہتا تہا میں نے سنا ہے کہ روپیہ دیا تو ہے مگر واپس لے لیا۔ عابد کہتا تہا کہ میں نے سنا ہے کہ دس روپیہ لیا تہا عوف کہتا تہا کہ میں نے سنا ہے کہ میں نے ۴ میں قابل اعتبار ہے یا قابل ہنسی کے ہے۔ ایسی شہادت کے ہوتے ہوئے کیا مدعا علیہ کو کوئی ضرورت ہے کہ وہ بہی تردید کے لئے کوئی شہادت پیش کرے۔ ہرگز نہیں۔ یہی شہادت ہے مفسرین کی جنپر مخالفین کو بڑا ناز ہے۔

نواں۔ آجکل یہہ لوگ تفسیر کبیر کو بڑا معتبر سمجھتے ہیں ذرا اسی کو کہولکر متوفیک اور رفعہ اللہ کا مقام دیکہو کہ وہ کیسا خود حیران ہے اور کسقدر اعتراضات اسکو پیدا ہوئے اور ان کے جواب دیئے اور بعد جواب دینے کے آخر جوابات سے مطمئن نہیں ہوا اور عاجز ہو کر صرف آل کے الفاظ پر اپنا ایمان ظاہر کرتا ہے اور اصلی علم حوالہ بخدا کرتا ہے۔ چونکہ وہ کتاب عموماً مل سکتی ہے اور وہ بحث بہت لمبی بحث ہے اسلئے میں نے اسکو نقل نہیں کیا فاعتبروا یا اولی الابصار۔

یہہ حال ہے مخالفین کی شہادت کا کہ خود گواہ کو اپنی شہادت پر اعتماد نہیں اور نہ کسی دوسرے راوی کی بات پر اعتماد ہے یہہ ہیں مخالفین کے ثبوت جس سے یہ مسئلہ مختلف فیہ بتلاتے ہیں۔

وفات کی بحث کو میں اسی پر ختم کرتا ہوں اگر ضرورت پیش آئی تو انشاء اللہ اسمیں مستقل طور پر مفصل لکہا جاوے گا۔

دسواں معمولی مقدمات میں سماعی شہادت کوئی عدالت منظور نہیں کرتی پہر چہ جائے کہ ایسے عظیم الشان دعوے جو خدا کے خلاف انبیا کے خلاف صحابہ کے خلاف تمام دنیا کے علماء امت کے خلاف سنت قدیمہ مستمرہ الٰہیہ کے خلاف ہو پہر اس میں رویت کی شہادت ایک بہی پیش نہیں کی جاتی بلکہ الٹا ہم سے ثبوت طلب کیا جاتا ہے چاہئے تو یہ تہا کہ ہمارے مخالف اللہ تعالے کے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی شہادت الفاظ صریحہ میں پیش کرتے و لیس فلیس گیارہواں مسیح کی نسبت جیسے لفظ نزول کا آیا ہے اسی طرح لفظ خروج و بعثت کا بہی آیا ہے۔

(۱) فَبَیْنَمَا کَذٰلِكَ اِذْ بَعَثَ اللّٰهُ الْمَسِیْحَ ابْنَ مَرْیَمَ فَیَنْزِلُ عِنْدَ الْمَنَارَةِ احمد نے مسندہ وغیرہ و مسلم و ترمذ کنز العمال صفحہ ۱۹۱

اس حدیث میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے نزول کے معنے خود ہی کر دئے ہیں کہ اس سے مراد بعثت ہے۔

(۲) فیصبح فیهم عیسی بن مریم فیهزمه الله وجنوده کنز العمال صفحہ ۲۰۰ از احمد فی مسنده وابی یعلے فی مسنده وابن خزیمہ والطحاوی وابن حبان فی صحیحہ وابن جریر و طبرانی وحاکم و بخاری و مسلم و سعید ابن منصور فی سننہ

شق دوم نزول من السماء ہے

اول- نزول تابع صعود ہے جب صعود ثابت نہیں نزول ہی نہیں۔

دوسرا- قرآن مجید اور کسی حدیث صحیح میں

تب نزول من السماء کا لفظ موجود نہیں -
تیسرا مسیح کی نسبت لفظ بعثت اور اَصْبَحَ موجود ہے جو ابھی بیان ہوا -
جیسا الہ نزول کے لفظ سے آسمان نکالنا ہے تو
(الف) اَنْزَلَ لَکُمْ مِّنَ الْاَنْعَامِ ثَمَانِیَةَ اَزْوَاجٍ ۲۳ یعنے ہمنے اتاری تمہارے لئے آٹھ قسم کی یہ جانور خانگی پرورش والے -
(ب) قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَیْکُمْ لِبَاسًا ۸ ہمنے تم پر لباس اتارا -
(ج) اَنْزَلْنَا الْحَدِیْدَ ۲۷ ہمنے لوہا اتارا -
(د) اَنْزَلَ اللّٰہُ اِلَیْکُمْ ذِکْرًا رَّسُوْلًا ۲۸ اللہ تعالے نے تمہاری طرف ذکر اتارا جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں - کیا ان اشیا کو
چوتھا نزول میں یہ بھی ضرور نہیں کہ نازل ہونے والی چیز اپنی جگہ کو خالی کر کر دوسری جگہ اختیار کرے جیسے اِنَّا اَنْزَلْنَاہُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ ۳۰ قرآن کو ہمنے لیلۃ القدر میں اتارا یہ قرآن علم الٰہی میں تھا کیا اب علم الٰہی میں نہیں رہا -
دوسرا خداتعالے ہر آخر ثلث اللیل میں آسمان دنیا پر اترتا ہے کیا ایک جگہ کو چھوڑ کر دوسری جگہ لیتا ہے بلکہ دنیا میں ہر وقت آخر ثلث اللیل موجود رہتا ہے پھر ہر رات کو اترنا چہ معنے دارد - وہ تو ایک دفعہ اتر کر پھر کبھی واپس جا ہی نہیں سکتا - نستغفر اللہ - استغفر اللہ - استغفر اللہ -
پانچواں جہاں مسافر رات کو ٹھہر جاتا ہے - سوار ہو یا پیادہ اوسکو منزل کہتے ہیں کیا مسافر آسمان سے ہی اترا کرتے ہیں -
چھٹا قرآن مجید کی سات منزلیں ہیں جس کو فمی بشوق کہتے ہیں وہاں قاری جا کر ٹھہر جاتا ہے کیا قاری بھی وہاں آسمان سے اتر کر ہی ٹھہرتا ہے -
ساتواں - حضرت ابی ہریرہ رض سے ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دجال مشرق کی طرف سے آویگا ارادہ اسکا مدینہ کا ہوگا حتے ینزل دبر اُحُد اُحد پہاڑ کے پیچھے اتریگا مشکوٰۃ - کیا یہاں بھی مولوی صاحب نزول سے آسمان نکالینگے - دوسری حدیث میں ہے - لتنزلن طائفة من امتی ارضا یقال لها البصرة کنز العمال صفحہ ۱۸۰ حتے ینزلوا علے جسر لهم یقال لها دجلة " "
کیا یہ لوگ بھی آسمان سے ہی اترینگے -
غرض کہاں تک نظائر لکھی جاویں مومن کے لئے تو صرف قرآن مجید کے ہی نظائر کافی ہیں اگر کسی کو یہ کافی نہیں تو نباتی حدیث

بعدہ یومنون -
آٹھواں اگر نزول کے لفظ میں آسمان کے معنے فرض کئے جاویں تو نزول مسیح بار بار مختلف مقامات پر احادیث میں درج ہے (الف) فاذا جاؤا الشام خرج فبینما هم یعدون للقتال یسوون الصفوف اذا اقیمت الصلوٰة فینزل عیسی ابن مریم فامّهم - کنز العمال صفحہ ۱۷۳
یہ نزول مسیح ملک شام عساکر المسلمین میں درج ہے -
(ب) اذ بعث الله المسیح بن مریم فینزل عند المنارة البیضاء شرقی دمشق کنز العمال صفحہ ۱۹۱ یہ نزول دمشق کے منارہ شرقی کے پاس لکھا ہوا ہے -
(ج) حتے ینتهوا الی جبل الخمر وهو جبل بیت المقدس ..... ثم یهبط نبی الله عیسیٰ واصحابه الی الارض کنز العمال صفحہ ۱۹۲
یہاں حضرت عیسے مع اپنے اصحاب کے جبل الخمر پر نزول فرمائینگے - آگے تو صرف حضرت ہی آسمان پر گئے تھے اب اصحاب کو آسمان پر ساتھ لے گئے تھے -
(د) [illegible] قلیل و [illegible] بیت المقدس [illegible] امامهم رجل صالح فبینما امامهم قد تقدم یصلی بهم صلوٰة الصبح اذ نزل علیهم عیسی ابن مریم صفحہ ۱۹۳
اب یہاں نزول خاص بیت المقدس کی مسجد پر ہے -
(ہ) حتی یاتی الشام مدینة بفلسطین بباب لد فینزل عیسے علیه السلام فیقتله صفحہ ۱۹۴ اب یہ نزول شہر شام پر ہے - عساکر المسلمین میں -
(و) انه یطلع من آخر امره علی بطن الاردن علے ثنیة رفیق ..... فلما قاموا یصلون نزل عیسی بن مریم اماما امامهم فصلی بهم صفحہ ۱۹۵
اب یہ نزول ہزاروں کے دوابہ میں ہے -
(ز) فیفر من المسلمون الی جبل الدخان بالشام فیاتیهم فیحصرهم فیشتد حصارهم ویجهدهم جهدا شدیدا ثم ینزل عیسی فینادی صفحہ ۔ اب یہ نزول جبل دخان پر ہے -
(ح) فیحصرون حصرا شدیدا ویزلزلوا زلزالا شدیدا فیصبح فیهم عیسی بن مریم صفحہ ۔ اب یہ [illegible] میں ہے -
(ط) یقتله عیسے بن

کنز العمال صفحہ ۲۰۳ اب نزول دروازہ دمشق پر ہوگا -
اب اگر فی الواقع نزول کے معنے آسمان سے اترنے کے ہیں تو ۹ دفعہ نزول مسیح علیہ الصلوٰۃ مختلف مقامات بلکہ مختلف اوقات میں کیونکر ہوگا کیا وہ بار بار دجال وغیرہ سے ڈر کر آسمان پر بھاگ جائینگے - جیسے پہلے دفعہ یہود سے ڈر کر آسمان پر بھاگ گئے تھے - نعوذ باللہ منہا - یا جیسے انجیل سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر ایک مجمع سے حضرت مسیح بقول اناجیل کھسک جاتے تھے اب بھی اسی عادت مستمرہ کے مطابق بھاگتے رہیں گے پھر نعوذ باللہ ایسے بھگوڑے جرنل کو کئی ہزار سال بیٹھا رکھنے کی اللہ تعالے کو کیا مجبوری پیش آئی حالانکہ وہ مسیح کلمۃ اللہ جیسے لا تعد و لا تحصی کلمۃ اللہ پیدا کر سکتا ہے بلکہ کلمات اللہ تو ختم ہونے میں ہی نہیں آتے جیسے فرمایا مَا نَفِدَتْ کَلِمٰتُ اللّٰہِ ۲۱ خداتعالیٰ کے کلمات کبھی ہی ختم ہونے میں نہیں آتے -
سچ ہے یُضِلُّ بِہٖ کَثِیْرًا وَّ یَہْدِیْ بِہٖ کَثِیْرًا ۱ وَمَا یُضِلُّ بِہٖۤ اِلَّا الْفٰسِقِیْنَ ۱
سوال دوم - دجّال ایک شخص ہوگا - نکثیر کہ یہ خلاف جمہور ہے -
تعجب کہ معترض نام کے مولوی نہ قرآن کا نام لیتے ہیں نہ حدیث کا نہ کوئی آیت قرآن اپنے اعتراض کے متعلق پیش کرتے ہیں نہ کوئی حدیث بہرحال میں اول حدیث سے پھر لغت سے انشاء اللہ جواب دونگا -
اوّل حدیث میں ہے یخرج فی آخر الزمان دجال یختلون الدنیا بالدین یلبسون للناس جلود الضان من اللین السنتهم احلی من العسل وقلوبهم قلوب الذئاب یقول الله عز وجل ابی یغترون ام علی یجترؤن حتے حلفت لابعثن علی اولائک منهم فتنة تدع الحلیم منهم حیران - ابو هریرة کنز العمال صفحہ ۲۰۴ جلد ۷ کتاب القیامة -
حدیث دوم - ان تحتی کافر متعال فاقتله فیهلکهم الله کنز العمال صفحہ ۱۸۷
حدیث سیوم - ویسلط الله تعالے علیهم المسلمین فیقتلونهم صفحہ ۱۹۸
پس احادیث میں بلحاظ لفظ کے ضمیر مفرد بھی آئی ہے - اور بلحاظ معنے کے کہ وہ کثیر ہیں ضمیر جمع بھی آئی ہے -
اب لغت میں بھی دجّال کے معنے فرقہ کے ہیں +

دوسرا الدجال فرقة عظیمة تغطی الارض بکثرة اهلها وقیل هی تحمل المتاع للتجارة تاج العروس شرح قاموس صفحہ ۳۱۸ جلد ۷ - دجّال ایک کمپنی ہے جو زمین کو اپنی کثرت سے ڈھانک
ہر ایک سوال میں کثرت جمہور پبلک پر مولوی صاحب زور دیتے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن مجید اور سنت اللہ سے یہ مولوی صاحب محض ناآشنا ہیں -
میں دکھاتا ہوں کہ اکثر کی نسبت قرآن مجید کا کیا فیصلہ ہے بَلْ اَکْثَرُھُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ ۱ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَشْکُرُوْنَ ۲ اَکْثَرُکُمْ فٰسِقُوْنَ ۱ اَکْثَرُھُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ ۷ اَکْثَرَھُمْ یَجْھَلُوْنَ ۸ اَکْثَرُھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ۹ یہ تو اللہ تعالے کا قول ہے -
اب ذرا فعل الٰہی پر بھی غور کرو انبیا بہ نسبت دیگر لوگوں کے قلیل ہیں یا کثیر - بادشاہ بہ نسبت رعایا قلیل ہیں یا کثیر - مولوی بہ نسبت جہلا قلیل ہیں یا کثیر - امرا بہ نسبت غربا قلیل ہیں یا کثیر بہرحال دیکھو حیوانات نباتات جمادات ملائک ستارگان کے کیا اب بھی آپ کے نزدیک جمہور کا لفظ ہی معتبر ہے -
تیسرا مولوی صاحب کو دھوکہ لگا ہے یا دھوکہ دینا چاہتے ہیں - لفظ دجّال کے لئے مرجع ضمائر بلحاظ لفظ دجال بعض احادیث میں مفرد آیا ہے مگر اس کے مقابل لفظ جمع والی احادیث بھی نقل کی گئی ہیں -
چوتھا - قاعدہ زبان عرب کا ہے کہ کبھی ضمیر بلحاظ لفظ کے لاتے ہیں اور کبھی بلحاظ معانی کے مثلاً وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰہِ وَبِالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا ھُمْ بِمُؤْمِنِیْنَ ۲ اب یقول بلحاظ مَن کے فرمایا اور اٰمنّا اور وَمَا ھُمْ اور بِمُؤْمِنِیْنَ بلحاظ معانی جمع فرمایا -
پانچواں - یہ سلسلہ دجّالیہ واحد بھی ہے اور جمع بھی ہے جسطرح تحصیلدار اپنے علاقہ میں ایک ہوتا ہے مگر چند تحصیلداروں کا افسر اعلے ڈپٹی کمشنر ہوتا ہے - وہ بھی اپنے ضلع میں ایک ہی ہے مگر چند ڈپٹی کمشنروں پہ کمشنر ہوتا ہے - اسیطرح کمشنروں پہ ایک لفٹنٹ چند لفٹنٹوں پر ایک وائسرائے چند وائسرائیوں پہ ایک سکرٹری آف سٹیٹ -
اسی طرح بعینہ پادریوں کا بھی سلسلہ ہے مثلاً بپتسمہ دینے والا ایک ہی ہوتا ہے + پادریوں نے بھی

+ نوٹ - کل احادیث کنز العمال جنکا حوالہ دیا گیا احادیث سے متعلقہ فقرات لیئے گئے ہیں کیونکہ کل احادیث کی نقل کرنے سے بڑی کتاب بن جاتی تھی - منہ

یہود نے بھی کی کہ ملاکی کتاب سے جسمانی صعود و نزول ایلیا قبل آنے مسیح کے اپنے زعم میں قبل از وقت سمجھ کر اسپر جم گئے اور صرف اسکے ماننے سے محروم ہی نہیں رہے بلکہ ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ بھی ہو گئے پھر دوسری غلطی انہوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی میں کہائی کہ استثنا ۱۸ میں تہا کہ میں ان کے لئے ان کے بھائیوں میں سے تجھہ سا ایک نبی برپا کرونگا اور اپنا کلام اس کے مونہہ میں ڈالونگا بہائی کا لفظ اس پیشگوئی میں محتمل المعانی تہا یعنے توریت میں بہائی کا لفظ بنی اسرائیل اور بنی اسماعیل دونوں پر بولا جاتا ہے مگر انہوں نے بہائی کے معنے قبل از وقت بنی اسرائیل ہی سمجھے اسلیئے انہوں نے نہ مانا تو اسپر دوسرا غضب وارد ہوا لہذا بَاءُوا بِغَضَبٍ عَلَىٰ غَضَبٍ ہوگئے - رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت بھی ایسے یہود کے ساتھ مشابہت پیدا کریگی جیسے ایک پاؤں کا جوتا دوسرے پاؤں کے جوتے کے ساتھ مشابہ ہوتا ہے اسیواسطے اللہ تعالے نے اس امت مرحومہ کو غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ کی دعا سکھلائی کہ یہود کے مولویوں پر بسبب انکار مسیح غضب الٰہی رجز من السماء یعنے طاعون نازل ہوا تم مسیح موعود کا انکار نہ کرنا تاکہ تمہہ بہی بسبب بدل ڈالنے حکم الٰہی کے جو مسیح موعود کے ماننے کی نسبت بار بار قرآن مجید اور احادیث مین وارد ہوا ہے وہ عذاب طاعون نازل نہو اور تم پر فَبَدَّلَ الَّذِينَ ظَلَمُوا قَوْلًا غَيْرَ الَّذِي قِيلَ لَهُمْ کا فتویٰ نہ لگ جائے اسیواسطے اللہ تعالے نے سورہ فاتحہ کی قرأت ہر ایک نماز میں فرض کردی تاکہ مومن کو یہہ بات دن میں کم سے کم ۳۲ دفعہ تو یاد آجایا کرے تاکہ وہ اس غضب سے بچ رہے لہذا مولوی صاحب کو چاہیئے کہ وہ اس امر میں خوب غور کریں اور وقت غور اللہ تعالے کو اور موت کو یاد کریں اور اللہ تعالے سے دعا کریں کہ اللہ تعالے صراط مستقیم جس سے وہ انعام دیتا ہے اور بعد انعام کبہی بہی غضب نہیں کرتا دکہائی -

سوال سوم احادیث اور دیگر بزرگان دین کے اقوال و معتقدات سے ثابت ہے کہ حضرت عیسے کفار سے لڑینگے - تحریری لڑائی کا کوئی ثبوت نہیں مگر [illegible] احادیث [illegible] قابل قبول نہیں -

[illegible] مولوی صاحب کو کیوں [illegible] قرآن [illegible] معلوم ہوتا ہے

کہ بد روز و طمع دیدہ ہوشمند والا معاملہ ہے مولوی صاحب کو خونی مہدی کا نام - یہہ لے کر منہ سے پانی بہہ رہا ہے اور اللہ تعالے کے اس نعمت عظمیٰ امن کو جو بذریعہ سلطنت معدلت مہد سرکار انگلشیہ تمام انڈیا کو حاصل ہے قدر نہیں کرتے بلکہ وہ چاہتے ہیں کہ انکا خونی مہدی آوے - اور ۵۷ء کی طرح تمام ملک پر بلا وجہ غدر ہو کر انکو لوٹ کا مال ہاتہہ آجاوے -

دوسرا مولوی صاحب نے جسقدر دعاوی پیش کیئے کسی کا بہی ثبوت اور حوالہ نہیں دیا - نہ اس سوال میں نہ گذشتہ سوالوں میں -

تیسرا احادیث سے جو بعض بزرگان دین نے معنے سمجھے ہیں وہ حسب التشریح -

جواب سوال ۲ قابل اعتبار نہیں وہ احادیث پیشگوئی کے متعلق ہیں جنکے معنے قبل از وقت سمجہنا یا سمجہنے کا دعویٰ کرنا دعوے عالم الغیب ہونیکا ہے -

چوتھا جن بزرگان دین نے کوئی معنے اگر کیئے ہیں تو انہوں نے مُتَوَفِّيكَ وَرَافِعُكَ إِلَيَّ کیطرح متنزل معنے لئے ہیں جو قابل اعتبار نہیں -

پانچواں کسی نے بزرگان دین میں سے دعوے نہیں کیا کہ یہہ میرے معنے صحیح ہیں اسکے سوا اور معنے غلط ہیں -

چھٹا - اگر کوئی شخص ایسا دعوے کر بہی دیتا تو اس کا دعویٰ قابل اعتبار نہ تہا کہ اس کا دعوے خلاف نص صریح کے تہا جو بحوالہ نَعْلَمَ مَا لَمْ تَعْلَمُوا اور سَيُرِيكُمْ آيَاتِهِ فَتَعْرِفُونَهَا ہے - جو جواب سوال ۱ میں لکہا گیا -

ساتواں وہ معنے حسب نص صریح قرآنی أَفَكُلَّمَا جَاءَكُمْ رَسُولٌ بِمَا لَا تَهْوَىٰ کے موجب اضلال ہیں اسلئے بہی قابل اعتبار نہیں کیونکہ اللہ تعالے نے اسکا نمونہ بیشتر بیان فرمادیا -

آٹھواں تلوار کی لڑائی اللہ تعالے کے حکم صریح کے خلاف ہے اللہ تعالے نے آیت استخلاف میں مسیح موعود کو مثل مسیح بنی اسرائیل کے قرار دیا ہے یعنے جیسے وہ صلح کا شاہزادہ تہا یہہ بہی صلح کا شاہزادہ ہوگا آیت استخلاف یہہ ہے - وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۵۴

یعنے اللہ تعالے نے وعدہ کیا ہے کہ مومنین صالحین میں [illegible] خلافت کا سلسلہ قایم رہے گا جیسے موسوی شریعت میں [illegible] رہا - پس مطابق آیت

تثلیث (إِنَّا أَرْسَلْنَا إِلَيْكُمْ رَسُولًا شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَا أَرْسَلْنَا إِلَىٰ فِرْعَوْنَ رَسُولًا ۲۹ یعنے ہم نے تمہاری طرف بہیجا ہے یہہ مانند اس رسول کے ہے جو فرعون کیطرف بہیجا تہا) کے آخری خلیفہ صلح کا شاہزادہ تہا یہہ بہی صلح کا شاہزادہ ہی ہوگا - جب قرآن مجید سے لڑائی تلوار کی مسیح موعود کے لئے منع ثابت ہوتی ہے تو بزرگان دین کے اقوال خلاف قرآن مجید کسطرح قابل پذیرائی ہوسکتے ہیں - کیا آپ ان بزرگان دین کو موافق اتَّخَذُوا أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ کے رب مانتے ہیں

نواں مولویصاحب نے اپنے اعتراض میں یہہ بہی لکہا ہے کہ احادیث سے بہی لڑائی مسیح موعود کی ثابت ہے انہوں نے احادیث کا حوالہ نہیں دیا تاکہ انکے معانی پر غور کیا جاتا (ب) احادیث کے الفاظ پیشگوئی کے الفاظ ہیں جو کئی کئی معنوں کا احتمال رکہتے ہیں - قرآن مجید کی نسبت دعویٰ ہے إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ - ہمنے ہی اس قرآن کو نازل کیا اور ہم ہی اسکی حفاظت کرتے رہینگے اور کسی حدیث کی نسبت یہ دعویٰ نہیں (ج) روایت حدیث عموماً بالمعنے ہوتی ہے تو الفاظ حدیث بعینہ الفاظ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے نہیں ہوتے اور قرآن مجید کے الفاظ بعینہ اللہ تعالے کے الفاظ ہیں (د) الفاظ احادیث کے سمجہنے میں بعض دفعہ صحابہ سے غلطی بہی واقع ہوئی ہے - چنانچہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ جارہے تہے اور کسی یہود کی میت پر لوگ رو رہے تہے تو فرمایا کہ یہہ تو رو رہے ہیں اور میت کو عذاب ہو رہا ہے - اسپر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سمجہا کہ يعذب الميت ببكاء اهله عليه میت کو گہر والوں کے رونے کے سبب عذاب ہوتا ہے - جب یہہ خبر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو پہونچی آپنے فرمایا اللہ تعالے عمر پر رحم کرے یہہ قرآن کے خلاف ہے لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ پ ۲۷ کوئی کسی کا بوجہہ نہیں اٹہاتا -

کیا مولوی صاحب کے نزدیک انکے وہ بزرگان دین حضرت عمر سے بہی بڑہ کر تہے یا معصوم تہے غرض جبکہ روایت حدیث عموماً بالمعنے ہے اور الفاظ حدیث راوی کے اپنے ہوتے ہیں اور احتمال غلط فہمی کا بہی لگا ہوا ہے تو ایسے حالات میں احادیث [illegible] قرآن مجید کا مقابلہ کر سکتے ہیں -

دسواں [illegible]

ب - انکو خدا کی مار اور لعنت اور دوری - حدیث میں جو مصلّی کے آگے سے گذرے فَقَاتِلْهُ فرمایا یعنے اس گذرنے والے کو دور کرا سکے یہ معنے تو نہیں کہ قتل کر ڈال مجمع البحار میں لفظ قتل کے معنے میں لکہا ہے کہ ليس كل قتال بمعنى القتل سارے قتال بمعنی مار ڈالنے کے نہیں ہوتے - قتل کے معنے دفع شر کے بہی ہیں جیسے حدیث ابی بکر میں ہے قتل الله سعدا فانه صاحب فتنة وشر ای دفع الله شره اللہ تعالیٰ اس کا شر دور کرے - اگر زیادہ تفصیل کی ضرورت ہو تو مجمع البحار کو دیکہہ لو -

گیارہواں خونی مہدی کا قتل جیساکہ ہمارے مخالفین سمجہہ رہے ہیں سنت مستمرہ الٰہیہ اور اسکی ربوبیت اور رحم کے خلاف ہے - اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ قَدْ تَبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ پ ۳ دین یعنے جن کاموں پر جزا و سزا مترتب ہوتی ہے انمیں سے کوئی کام بہی جبر سے اور اکراہ سے منوانا جائز نہیں بلکہ طریق ہدایت یہہ ہے کہ رُشد اور غَيّ دونوں کہل جاوین یعنے ایسی تدبیر سے سمجہانا چاہیئے کہ جو کام کسی سے ترک کرانا ہے اسکی بدی مدلل طور پر بیان کی جاوے اور جسکام کے کرنے کا اسکو راہ دکہانا ہے اسکی خوبیاں بیان کی جاوین - اور ہرگز جبر نہ کیا جاوے - اور فرمایا ادْعُ إِلَىٰ سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ ۱۴ اپنے رب کے راستہ کی طرف لوگون کو دعوت کر نہایت دانائی اور عمدہ عمدہ نصائح سے اور اگر باوجود عمدہ عمدہ نصائح کے مخالف کی طرف سے جدال تک نوبت پہونچ جاوے تو تیری طرف سے وہ جدال ہو جسپر احسن کا اطلاق ہوسکے یعنے احسن طریق اور عمدہ تدابیر سے اس جدال کو دفع کر چنانچہ دوسری جگہ اسکی تصریح بہی موجود ہے ادْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ السَّيِّئَةَ ۱۸

یعنے اگر بدی پیدا ہو جاوے تو عمدہ عمدہ تدابیر اور خوبیوں کے ساتہہ دور کرنا چاہیئے پہر اور جگہ اس سے بہی بڑہکر تاکید فرمائی وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلًا مِمَّنْ دَعَا إِلَى اللَّهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَقَالَ إِنَّنِي مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ادْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ فَإِذَا الَّذِي بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ عَدَاوَةٌ كَأَنَّهُ وَلِيٌّ حَمِيمٌ ۲۴ خدا تعالے کی طرف لوگون کو دعوت کرنے سے اور کونسا کام قولاً و فعلاً اچھا ہوسکتا ہے [illegible] کہ وہ خود بہی اپنی اصلاح [illegible] قولاً و فعلاً دعوے کرسکے کہ [illegible]

مسلمان ہوں۔ یہہ تو قطعاً ہر ایک انسان مانتا ہے کہ نیکی اور بدی دونوں برابر نہیں لہذا اسکو مناسب ہے کہ جب اسکے مقابل کوئی بدی کرے تو یہہ نیکی کے راستہ کو نہ چھوڑے بلکہ اس بدی کے مقابل ایسی خوبی سے اس بدی کو دور کرے کہ وہی بدی کرنے والا اس کا دوست بلکہ اسکا طرفدار اور حمایتی بن جاوے۔ غرض میں کہانتک ان آیات کو لکھوں یہہ مختصر خط اسکا متحمل نہیں ہو سکتا۔

بارہواں اگر قتل سے مراد مار ڈالنا ہی لیا جاوے تو یہہ ضرور نہیں کہ وہ قتل تلوار کے ساتھہ ہی مخصوص ہو اور یہہ بھی ضرور نہیں کہ مسیح کے اپنے ہاتھہ سے ہی قتل واقع ہو بلکہ بادشاہ کیطرف سے اگر اسکی فوج قتل کرے تو وہ قتل بھی بادشاہ کیطرف ہی منسوب ہوتا ہے سو اس لحاظ سے مسیح موعود کے انکار کے سبب جیسا کہ سنت الٰہیہ ہے۔ طاعون اور زلازل سے لاکھوں انسان تباہ اور ہلاک ہوئے اور ہو رہے ہیں اور یہہ طاعون و زلازل اسوقت نمودار ہوئے جبکہ مسیح موعود کی طرف سے بذریعہ رسائل و اشتہارات و ظہور صدہا بلکہ ہزارہا معجزات و نشانات کامل تبلیغ ہو چکے اور یہی سنت اللہ ہے جو قدیم سے مکذبین انبیاء کے ساتھہ پیش آئی اور یہی سنت اللہ قیامت تک رہیگی بلکہ قیامت کو بھی مجرمین کو یہی الزام دیا جاویگا جیسے فرمایا یَا مَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اَلَمْ یَاْتِکُمْ رُسُلٌ مِّنْکُمْ یَقُصُّوْنَ عَلَیْکُمْ اٰیٰتِیْ وَیُنْذِرُوْنَکُمْ لِقَآءَ یَوْمِکُمْ هٰذَا پ۸ اے گروہ جن وانس کیا تمہارے پاس میرے رسول نہیں آئے تھے جو میرے احکام تمکو کھول کھولکر بیان کرتے اور اس دن کے عذاب سے تمکو ڈراتے۔ اسی سنت اللہ کے مطابق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَاِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَیْهِمْ اَخْرَجْنَا لَهُمْ دَآبَّةً مِّنَ الْاَرْضِ تُکَلِّمُهُمْ اَنَّ النَّاسَ کَانُوْا بِاٰیٰتِنَا لَا یُوْقِنُوْنَ پ۲۰ جب لوگوں پر اللہ تعالیٰ کا الزام قایم ہو جاویگا اور فرد قرارداد جرم لگ جاویگا ہم انکی سزا اور سرکوبی کے لئے دابۃ الارض یعنے طاعون نکالینگے اور وہ انکو زخمی کریگا اسلئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے نشانات و احکام کو نہیں مانا کرتے تھے۔ اس قسم کی آیات قرآن مجید میں اسقدر ہیں کہ اگر جمع کی جاویں تو اسی ایک مسئلہ خونی مہدی کی تردید میں ایک بڑی ضخیم کتاب بن جاتی ہے لہذا میں نے اب اسی پر ختم کرنا مناسب سمجھا۔

سوال چہارم حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مہدی دو علیحدہ شخص ہونگے۔

جواب۔ خوے بد را بہانہ بسیار۔ اصل بات یہہ ہے کہ ہمارے مخالفین کو بڑی بھاری روک ہے اور وہ آج کی نہیں بلکہ بہت پرانی روک ہے جو بعضوں نے قَالَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ قَبْلِنَا... کہا ہے وہ لفظ منا اور منکم اور منھم کا جھگڑا ہے جو حضرت نوح سے برابر چلا آتا ہے باقی سب اعتراضات بہانے ہیں۔ چنانچہ نوح اور ہود ... کہا ہے بَلْ عَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَکُمْ ذِکْرٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ عَلٰی رَجُلٍ مِّنْکُمْ کیا تم کو تعجب ہے اس بات کا کہ ایک آدمی تمہارے پاس تمہی میں سے عذاب الٰہی سے ڈرانیکے لئے آگیا۔ ثمود نے حضرت صالح کو کہا اَبَشَرًا مِّنَّا وَاحِدًا نَّتَّبِعُهٗۤ اِنَّاۤ اِذًا لَّفِیْ ضَلٰلٍ وَّسُعُرٍ ءَاُلْقِیَ الذِّکْرُ عَلَیْهِ مِنْۢ بَیْنِنَا پ۲۷ کیا ایک آدمی کے ہم تابع ہو جاویں تو تو ہم گمراہ ہوئے بلکہ پاگل کیا یہہ بڑا عظیم الشان قابل تذکرہ بنانے والی بات ہم میں سے اسکو دیگئی حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت بھی یہی اعتراض ہوا۔ وَعَجِبُوْۤا اَنْ جَآءَهُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ پ۲۳ انہوں نے تعجب کیا جب انکو انہیں میں سے ڈرانیوالا آگیا حالانکہ استثنا ۱۸ میں لکھا تھا کہ تمہارے بھائیوں میں سے آویگا چونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس امت کی نسبت پیشگوئی فرمائی ہے کہ یہہ بھی بعینہ یہود بن جاوینگے طابق النعل بالنعل یعنی جیسے دائیں پاؤں کا جوتا بائیں پاؤں کے جوتے سے بسبب کامل مشابہت یکسان ہوتا ہے اسیطرح یہہ امت بھی ہو جاویگی لہذا ضرور تھا کہ یہ اعتراض بھی باوجود موجود ہونے لفظ منکم و منھم کے پیشگوئیوں میں پیدا ہوتا اول اللہ تعالےٰ نے فرمایا یَا بَنِیْۤ اٰدَمَ اِمَّا یَاْتِیَنَّکُمْ رُسُلٌ مِّنْکُمْ پ۸ اے اولاد آدم تمہارے پاس رسول تم میں سے ہی آئینگے۔ دوسرا مسیح موعود کی نسبت اللہ تعالےٰ نے خصوصاً منکم کا لفظ فرمایا اور اسکے انکار پر فاسق کا خطاب دیا جیسے فرمایا وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ پ۱۸ ترجمہ گذر چکا۔ تیسرا فرمایا وَّاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ پ۲۸ یعنے ہم نے آخرین میں بھی انہیں میں سے رسول بھیجا ابھی وہ آخرین تمہارے ساتھہ شامل نہیں ہوئے اسکی تفسیر کی نسبت مفصل الحکم جلد ۱۰ نمبر ۱۳ - ۱۷ اپریل ۱۹۰۶ء میں درج ہو چکا ہے۔

چوتھا۔ یہہ قانون الٰہی ہے کہ ہمیشہ ہر ایک قوم کا رسول انہیں میں سے بھیجتا ہے دیکھو حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا رَبَّنَا وَابْعَثْ فِیْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ پ۱ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِهٖ پ۱۲ وَاِلٰی عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا پ۱۲ وَاِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا پ۸ وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖ پ۸ وَاِلٰی مَدْیَنَ اَخَاهُمْ شُعَیْبًا پ۸ وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِیْمُ لِاَبِیْهِ اٰزَرَ پ۷ اسیطرح موسیٰ و عیسیٰ وغیرہ سلسلہ پر غور کرلو لَقَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ پ۱۱ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْهُمْ فَکَذَّبُوْهُ پ۱۴ اللہ تعالیٰ نے مکہ والوں پر الزام یہی قایم کیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اجنبی نہیں بلکہ تم میں سے ہی ہیں۔

پانچواں۔ نبی اگر اجنبی ہو تو وہ قابل اعتبار ہی نہیں ہوتا اسی واسطے حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وَلَقَدْ لَبِثْتُ فِیْکُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ پ۱۱ میں تمہارے درمیان اپنی عمر کا بہت سا حصہ گذار چکا ہوں اسیواسطے اللہ تعالےٰ نے مَا ضَلَّ صَاحِبُکُمْ پ۲۷ فرمایا یعنے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تمہارے صاحب ہیں یعنی اجنبی نہیں۔

چھٹا۔ اگر عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے نازل ہونا بفرض محال مان بھی لیا جاوے تو پھر بھی وقت نزول تمام دنیا کا موجود ہونا ممکن نہیں تو پھر اسبات کا کیا ثبوت ہوگا کہ یہ آسمان سے اترا ہے یا جھوٹا مدعی ہے پھر باوجود اسکے وہ اس سنت اللہ کے خلاف بھی ہے جو تمام انبیا کے ساتھہ اللہ تعالےٰ کی ہے۔

اب میں آپکو دکھلاتا ہوں کہ مسیح ہی مہدی ہوگا اور کوئی نہیں ہوگا۔

اول آیت استخلاف سے بلحاظ مثلیت خلفائے امت موسوی آخری خلیفہ ایک ہی ہونا ثابت ہوتا ہے نہ دو جیسے مسیح علیہ السلام ایک ہی تھا۔

دوسرا وآخرین منھم کا عطف ہے الامیین پر یعنی هو الذی بعث فی الاخرین رسولا منهم سے گویا ہی رسول واحد ہی ہے

تیسرا حدیث لا مهدی الا عیسی بن مریم جسکو معترض خود مانتا ہے۔

چوتھا۔ پانچواں۔ چھٹا۔ حدیث لن تهلك امة انا فی اولها وعیسی ابن مریم فی آخرها والمهدی فی اوسطها۔ کنز العمال صفحہ ۱۸۷

اب اس سے تو صاف پتہ لگتا ہے کہ وہ مہدی گذر گیا اور مسیح اکیلا ہی ہے اسکے ساتھہ کوئی مہدی نہیں اس حدیث کو تین جگہ سے اخذ کیا ہے (۱) ابونعیم فی اخبار المهدی (۲) حاکم در تاریخ خود (۳) ابن عساکر۔ یہہ تین تدبیر ہو بیشں ان احادیث میں مسیح اور مہدی کے زمانہ کا بہت فاصلہ معلوم ہوتا ہے۔

ساتواں۔ ثم یهبط نبی الله عیسی واصحابه الی الارض

آٹھواں۔ فبینما کذلك اذ بعث الله عیسی بن مریم فینزل عند المنارة البیضاء کنز العمال صفحہ ۱۹۱

نواں۔ ثم یاتی عیسی قوم قد عصمهم الله صفحہ ۱۹۱

دسواں۔ ویحصر نبی الله عیسی واصحابه صفحہ ۱۹۲ احمد فی مسنده۔

گیارہواں۔ فیرغب نبی الله عیسی واصحابه الی الله عز وجل

بارہواں۔ ثم یهبط نبی الله عیسی واصحابه الی الارض "

تیرہواں۔ حتی یاتی الشام مدینة بفلسطین فینزل عیسی فیقتله احمد فی مسنده کنز العمال صفحہ ۱۹۶

چودہواں۔ ینزل عیسی بن مریم امامهم فصلی بهم ابن عساکر کنز العمال صفحہ ۱۹۸

اب ان احادیث میں مہدی کہاں ہے اور ۱۴ میں تو صاف صاف مسیح کا امام ہونا ثابت ہے۔

پندرہواں۔ ثم ینزل عیسی بن مریم مصدقا بمحمد صلی الله علیه وسلم علی ملته اماما مهدیا وحکما عدلا فیقتل الدجال طبرانی کنز العمال صفحہ ۱۹۹

لیجئے اب بھی کوئی مفر ہے انہوں مسیح کو امام ہی صرف نہیں فرمایا بلکہ امام مہدی کہکر آپکا سارا جھگڑا طے کر دیا اب بھی اگر نہ سمجھو تو تم سے خدا سمجھے۔

سولہواں۔ کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم وامامکم مسلم کنز العمال صفحہ ۲۰۲ امامکم منکم یعنی وہی مسیح تمہارا امام بھی ہوگا۔

سترہواں۔ والذی نفسی بیده لیوشکن ان ینزل فیکم عیسی ابن مریم حکما مقسطا واماما عدلا احمد فی مسنده وترمذی کنز العمال صفحہ ۲۰۲

اٹھارہواں۔ کیف بکم اذا نزل ابن مریم فیکم وامامکم منکم بخاری کنز العمال صفحہ ۲۱۲

کیا اب بھی اس حدیث کے معنی صاف ہوئے یا اب بھی وہی امام الگ مسیح الگ ہی سمجھو گے۔ وَاللّٰهُ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ۔

انیسواں۔ لا تقوم الساعة حتی ینزل عیسی بن مریم حکما مقسطا واماما عدلا ابن ابی شیبه فی کتابه کنز العمال صفحہ ۲۰۳

اب مولویصاحب اسکے مقابل آپ اپنی صدہا احادیث پیش کریں جنمیں مسیح و مہدی علیحدہ پائے جاویں۔ اور ساتھہ ہی اسکے اور نعوذ باللہ قرآن مجید کی نص صریح کا بھی مقابلہ کر سکیں۔ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ کَخَشْیَةِ اللّٰهِ اَوْ اَشَدَّ خَشْیَةً۔

سوال پنجم کسی حدیث کا موضوع ہونا الی آخرہ

یہہ سوال پہلے سوالوں سے بھی بڑھ چڑھکر مہمل ہے مولوی صاحب کو چاہیئے کہ ایسی احادیث کی فہرست پیش کریں جنکو موضوع کہا گیا ہو اور جنکو صحیح مانا گیا ہو اور ان کے طرق ایک ہی ہوں۔ اور وہ مردود احادیث قرآن کریم کے مخالف بھی نہوں بعد آنے ایسی فہرست کے جواب لکھا جاویگا۔

وصلے اللہ علے سیدنا ومولانا وهادینا محمد واحمد وعلے آلهما واصحابهما وسلم تسلیما کثیرا کثیرا والحمد لله رب العالمین۔ ولا حول ولا قوة الا بالله ولا اله الا الله ولا نعبد الا ایاه۔

فضل دین حکیم از قادیان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الٰہی میں کیونکر کروں شکر تیرا
تو خالق میں مخلوق ہے فرق اتنا
کئے فضل تو نے ہیں مجھ پر تو لاکھوں
کروں کس طرح شکر پھر تیرا مولا
قلم جس لئے بیٹھے اب ہے اٹھائی
مرادیں ہمیشہ تو برلانے والا
مراد اس سے ہے جو وہ کر دے تو پوری

تو واحد یگانہ میں بندہ ہوں تیرا
زمیں اور سما میں ہے ذرے کا جتنا
ہے چہرہ ہی دیکھا تیرا اپنی آنکھوں
میں عاجز ہوں گندہ اور بندہ تیرا
تو واقف ہے اوس سے جو سنیں بھلائی
جو مانے تجھے اوس کا غم کہانے والا
تو قادر توانا ہے بندہ حضوری

خدا تعالےٰ کے احسان وکرم سے مفرح عنبری کی نسبت اب مجھے یہ بتانے کی ضرورت نہیں رہی کہ اس نے ہندوستان بھر میں اور اوسکے باہر اپنے لئے کیا اثر پیدا کیا ہے - اور اشتہاری ادویات سے بدظن شدہ طبیعتوں کو کس طرح اپنا گرویدہ بنا لیا ہے کیونکہ یہ کوئی راز سربستہ نہیں۔ ڈھکی نہیں - اور آپ سے پوشیدہ بھی نہیں۔ میں امید کرتا ہوں کہ اگر آپ نے ابھی تک خود اسکو استعمال نہیں کیا تو کم سے کم اسکے لئے تعریف سے بھرے ہوئے الفاظ آپ کے کسی دوست کی معرفت - رشتہ دار یا ہمسایہ کے ذریعہ اپنے حاکم یا محکوم کے طفیل آپکے کان تک ضرور پہنچ چکے ہونگے کیونکہ ہندوستان بھر میں کوئی جگہ جغرافیائی حیثیت سے ایسی نہیں رہی جہاں اسکا زود اثر ہونے اور اپنے وقت کی بے مثل چیز ہونے کا چرچا نہو اسلئے اسکے متعلق میں زیادہ آپ سے کچھ نہیں کہنا چاہتا +

اب مجھے جو کچھ آپ سے کہنا ہے وہ یہہ ہے :-

کہ جب بعض نادان بھائیوں نے مفرح عنبری کی بے طرح ملک میں قبولیت دیکھی تو اکثروں کے پیٹ میں حسد کے مارے گدگدی ہونے لگی - اور بعض نے یہانتک کوتہ اندیشی سے کام لیا کہ بیرونجات کی سادہ لوح لوگوں کو دہوکہ میں ڈالنے کے لئے ہمارے اشتہار کے اکثر حصہ کی بجنسہ نقل ہی کر دی - اور اسطرح نام کے تہوڑے سے تغیر و تبدل سے اشتہار جاری کر دئیے - اور اس طرز سے اشتہار لکھے کہ دیکھنے والا سرسری نظر میں سمجھے کہ یہ وہی چیز ہے جسکی ہم ہمیشہ تعریف اور چرچا سنا کرتے ہیں - اور بعض نے شروع ہی سے یہ بھی لکھدیا کہ اب اسکی قیمت نصف یا چہارم کی جاتی ہے - حالانکہ اصلی قیمت والا اشتہار ان کے نام سے دنیا میں کبھی آیا ہی نہ تہا - خدا تعالیٰ اپنے رحم سے ان کی حالت کی اصلاح فرما دے - تا یہ لوگ اس بُت پرستی سے باز آدین - اور سمجھیں کہ رزّاق صرف وہی ذات ہے جو ہر چیز کا خالق ہے -

ان اشتہاروں سے یہاں تک لوگوں نے دہوکہ کھایا کہ :-

بعض لوگوں کے خطوط ہمارے پاس پہنچے کہ آپ کا اشتہار نصف قیمت کا فلاں جگہ سے یا فلاں اخبار سے ملا ہے - لہذا آپ مہربانی کرکے آتنی ہی قیمت بہیجدیں - تب اونکو جواب لکھے گئے کہ آپنے دہوکہ کہایا ہے ہمارا اشتہار کوئی ایسا نہیں نکلا - اور نہ ہمیں مفرح عنبری جیسی قیمتی دوائی کا بے اندازہ خرچ و محنت ایسی اجازت ہی دیتے ہیں کہ ہم اس کو نصف قیمت پر دے سکیں۔

خیر! آمدم بر سر مطلب

اب اس نوٹس کے پڑہنے سے آپ کو مذکورہ بالا علم تو ہوگیا ہے - اب اگر کوئی اشتہار اس قسم کا آپ کی نظر سے گذرے گا - تو یقیناً آپ کو معلوم ہو جائیگا کہ یہ اشتہار کس کی نقل ہے - اور اس اشتہار دینے والے کی منشا کیا ہے -

یہ ہم آپ کو ہرگز منع نہیں کرتے

کہ آپ انکی دوائی نہ خریدیں - یہ آپ کا اختیار ہے - اور خدا تعالےٰ سب کا رزّاق ہے - یہ امر تو خریدنے والے اور بیچنے والے دونو کی قسمت پر منحصر ہے - جیسا کسی کا عوض ہوگا ویسا ہی اسکا معاوضہ ہوگا +

بالآخر میں ایسے لوگوں کی بھلائی کیواسطے ایک نصیحت کرتا ہوں

کہ اے خدا کے بندو! کامیابی کا یہ طریق نہیں جو تم نے اختیار کیا ہے - کامیاب ہونا چاہیے ہو تو رزّاق خدا کی ہستی پر ایمان لاؤ - اور کسی کامیاب شخص کی وہ راہ اختیار کرو - جس سے وہ کامیاب ہوا ورنہ خالی اشتہاری چوری اور ہیر پھیر سے سوائے خسران کے کچھ نصیب نہوگا - اور عاقبت ناحق برباد ہوگی +

مثال کے طور پر تمہیں ایک نظیر بتا دیتا ہوں

اس کے بعد بھی اگر نہ سمجھو تو پھر تمہیں حوالہ بخدا کرتا ہوں - (وَاللّٰہُ عَزِیْزٌ ذُوانْتِقَام)
دیکھو اور سوچو کہ جب سردار میا سنگھ نے ممیرے کا سرمہ ایجاد کیا تو اس سے پہلے جہاں تک میرا علم ہے دنیا میں اس نام کا کوئی سرمہ موجود نہ تہا - مگر جب دنیا نے اوسے کامیاب ہوتے دیکھا تو اب قریباً ہر ایک اشتہار میں ممیرے کا سرمہ موجود ہے - مگر تم ہی خدارا سوچ لو کہ کون کامیاب ہوگیا - اور دوسروں کو کیا ملا - فرض کرو کہ اگر تم نے کسی مکر و حیلہ سے یا منت سماجت سے یا کسی کی خوشامد ولجاجت سے کسی کو اپنا ہم خیال ہی بنا لیوے تو مت سمجھو کہ کامیابی اسی میں ہے - مانا کہ دنیاوی بادشاہت کے قانون کی زد سے بچ سکتے ہو - لیکن احکم الحاکمین کے قانون کے پنجہ سے رہائی نہیں پا سکتے کیونکہ وہ تو دل کے بھیدوں اور نہاں در نہاں اسرار سے واقف ہے +

اب ناظرین سے میری ایک عرض یہ ہے

کہ کم سے کم آپ اس دہوکہ میں کبھی نہ آویں کہ کبھی کوئی اشتہار دیکھ کر خواہ وہ ہمارے اشتہاروں سے کیسا ہی ملتا جلتا ہو - یا مفرح عنبری کے نام سے کیسا ہی قریب تر ہو یہ نہ سمجھ لیں کہ وہ اور مفرح عنبری ایک ہی چیز ہے بلکہ یہہ سمجھیں کہ یہہ اشتہار دینے والے کی اپنی خاص صنعت ہے پھر خریدو یا نہ خریدو یہ آپ کا اختیار ہے - اور مفرح عنبری کیلئے ہمیشہ اس نام اور پتہ کو یاد رکھئے +

حکیم محمد حسین قریشی
موجد مفرح عنبری
کارخانہ رفیق الصحت لاہور

کیونکہ اس کا ایجاد کرنے والا یہی خاکسار ہے اور ہندوستان میں کامیاب ہونے والی بفضلہ یہی دوائی ہے - جسکا نام **مفرّح عنبری** ہے - مورخہ ۱۸ مارچ ۱۹۰۶ء

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

اِنّیْ اُحَافِظُ کُلَّ مَنْ فِی الدَّارِ / اِنَّہٗ اٰوَی الْقَرْیَۃَ

الحکم

چہ گویم بانو گر آئی چہا در قادیان بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے ۵ (۲) خواص و معاونین سے عہ (۳) ہندوستان سے باہر سے ۶ (۴) غیر مذاہب والوں سے ۱۲ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے ۱۲

فہرست مضامین

نمبر (۱۵) قادیان دار الامان مورخہ ۳۰ - اپریل ۱۹۰۶ء مطابق ۵ - ربیع الاول ۱۳۲۴ھ جلد ۱۰

تازہ الہامات و رویا

۲۷ اپریل ۱۹۰۶ء - (۱) رب لا تضیع عمری و عمرہا واحفظنی من کل آفۃ ترسل الیّ -

ترجمہ - اے رب میری اور اسکی عمر کو ضائع نہ کیجیو اور مجھے ان تمام آفات سے محفوظ فرمائیو - جو میری طرف بھیجے جاویں

(۲) انّہٗ نازل من السماء ما یغنیک -

ترجمہ - تحقیق خدا آسمان سے وہ چیز اتارنے والا ہے جو تجھے غنی کر دے گی -

(۳) اریک ما یرضیک -

ترجمہ - تجھے وہ چیز دکھلاؤں گا جو تجھے خوش کر دیگی

(۴) عندی حسنۃ ھی خیر من جبل -

ترجمہ - میرے پاس بھلائی ہے جو پہاڑ سے بہتر ہے -

(۵) الم تعلم ان اللّٰہ علیٰ کل شیءٍ قدیر -

ترجمہ - کیا تو نہیں جانتا - کہ اللہ تعالےٰ ہر چیز پر قادر ہے -

(۶) "آسمان سے دودھ اترا ہے محفوظ رکھو"

۲۸ - اپریل ۱۹۰۶ء - (۱) "تیری خوش زندگی کا سامان ہو گیا ہے"

(۲) اللّٰہ خیرٌ من کل شیءٍ -

ترجمہ - اللہ تعالےٰ ہر چیز سے بہتر ہے -

۲۹ اپریل ۱۹۰۶ء (۱) "دشمن کا بھی ایک وار نکلا"

(۲) وتلک الایام نداولہا بین الناس -

ترجمہ - یہ دن (خوشی و غم یا فتح یا شکست کے) ہم (نوبت بہ نوبت) لوگوں میں پھیرا کرتے ہیں -

لغات القرآن

سید عبد الحی عرب نے مندرجہ بالا نام کی ایک کتاب لکھی ہے جسکا پہلا حصہ چھپکر شائع ہو گیا ہے اسکی بہت عمدہ محصول ڈاک کے بغیر ہے - قرآن کریم کی خدمت جس رنگ میں ہو کیجاوے وہ ایک پسندیدہ اور قابل قدر چیز ہے - عرب صاحب نے اس کتاب کو عربی زبان میں لکھا ہے اور ابتدائی اردو ترجمہ دوستا سید سرور شاہ صاحب نے کیا ہے - اگر کتاب صرف اردو میں ہوتی تو اتنی ضخیم نہ ہوتی - لیکن قرآن کریم کی عظمت کے لحاظ سے عربی زبان میں لکھا ہونا ہی مفید شے ہے اس سے طالب علم نہ صرف قرآن کریم کے لغات کے سمجھنے کا ہی مدعا پا لیگا بلکہ عربی زبان کی مہارت بھی حاصل کر سکیگا - بزرگان ملت نے اس کتاب کو پسند فرمایا ہے اور میری اپنی یہ رائے ہے کہ اس قسم کی کتابوں کی بہت قدر کرنی چاہئے تاکہ قرآن کریم کی اشاعت اور اسکی خدمت کا جوش دلوں میں پیدا ہووے اور اسکی عظمت شان کا اظہار ہو -

دار الامان کا ہفتہ

(۱) حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ کے اہل بیت اور خدام بحمد اللہ خیریت سے ہیں -

(۲) سید عظیم الدین صاحب پلیڈر (عثمان آباد دکن) کئی دنوں سے سعادت اندوز ہیں - اپنے اہل و عیال سمیت ایک لمبا سفر کر کے محض ابتغاء لوجہ اللہ حاضر ہوئے ہیں اللہ تعالےٰ انہیں اپنے مقاصد میں بامراد کرے -

(۳) لاہور سے جناب شیخ رحمت اللہ صاحب - خواجہ کمال الدین صاحب - میاں معراج الدین عمر اور منشی روشن الدین صاحب سٹیشن ماسٹر ڈال سے مولوی غلام رسول صاحب راجیکے ضلع گجرات سے خصوصیت سے آنے والوں میں قابل ذکر ہیں

سرپرستان الحکم اطلاع دیں

عرصہ سے اکثر احباب جنکو الحکم کی بہتری اور ترقی کے ساتھ خاص دلچسپی ہے مجھے الحکم کی موجودہ بڑی تقطیع کو اصل تقطیع فل سکیپ کی صورت میں تبدیل کر دینے کا مشورہ دیتے ہیں - اس لحاظ سے کہ یہ تقطیع بڑی اور مضامین زیادہ سما سکتے ہیں میں پسند کرتا ہوں مگر اس میں شک نہیں کہ بڑی تقطیع کی وجہ سے چھپائی میں بعض نقص ضرور رہ جاتے ہیں لہذا اگر سرپرستان الحکم کو اعتراض نہ ہو تو یکم جولائی سے اصل تقطیع کی صورت میں تبدیل کر دیا جاوے - صرف وہ احباب اطلاع دیں جنہیں اعتراض ہو -

وی پی

مطبع کی طرف سے جاری ہو رہے ہیں *

درخواست نماز جنازہ غائب

میاں احمد حسن صاحب کاٹھ گڑھ والے چند یوم ہوئے فوت ہو گئے ہیں - لہذا جماعت احمدیہ کی خدمت میں درخواست ہے کہ مرحوم کا جنازہ غائب پڑھا جائے -

اطلاع

اخبار سب خریداران کے نام وقت مقررہ پر دفتر سے روانہ ہوتا ہے - جس صاحب کو کوئی پرچہ نہ ملے اسکو چاہئے کہ جو پرچہ نہیں پہونچا وہ پرچہ اخبار کی اگلی اشاعت تک طلب کریں ورنہ بعد میں وہ پرچہ مطلوبہ نہیں ملے گا - منیجر -

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

ہماری جماعت کے لئے اعلان

چونکہ ڈاکٹر عبدالحکیم اسسٹنٹ سرجن پٹیالہ نے جو پہلے اس سلسلہ میں داخل تھا نہ صرف یہ کام کیا کہ ہماری تعلیم کو اور ان باتوں سے جو خدا نے ہم پر ظاہر کیں منہ پھیر لیا بلکہ اپنے خط میں وہ سختی اور گستاخی دکھلائی اور مرتد ہو کر گندے اور ناپاک الفاظ میری نسبت استعمال کئے کہ بجز ایک سخت دشمن اور سخت کینہ ور کے کسی کی زبان اور قلم سے نکل نہیں سکتے اور صرف اسی پر کفایت نہیں کی بلکہ بیجا تہمتیں لگائیں اور اپنے صریح لفظوں میں مجھ کو ایک حرام خور اور بندۂ نفس اور شکم پرور اور لوگوں کا مال فریب سے کھانے والا قرار دیا اور محض اس لئے کہ مجھے پیروں کے نیچے پامال کرنا چاہا اور بہت سی ایسی گالیاں دیں جو ایسے مخالف دیا کرتے ہیں جو پورے جوش عداوت سے ہر طرح سے دوسرے کی ذلت اور توہین چاہتے ہیں اور یہ بھی لکھا کہ پیشگوئیاں جن پر ناز کیا جاتا ہے کچھ چیز نہیں مجھ کو ہزارہا ایسے الہام اور خوابیں آتی ہیں جو پوری ہو جاتی ہیں۔ غرض اس شخص نے محض توہین اور تحقیر اور دل آزاری کے ارادہ سے جو کچھ اپنے خط میں لکھا ہے اور جس طرح اپنی ناپاک بدگوئی کو انتہا تک پہنچا دیا ہے ان تمام تہمتوں اور گالیوں اور عیب گیریوں کے لکھنے کے لئے اس اشتہار میں گنجائش نہیں علاوہ اسکے میری تکفیر کی غرض سے جھوٹ بھی پیٹ بھر کے بولا ہے مگر مجھے ایسے مفتری اور بدگو لوگوں کی کچھ پروا نہیں کیونکہ اگرچہ اس نے مجھے دغاباز حرام خور مکار فریبی اور جھوٹ بولنے والا قرار دیا ہے اور طریق اسلام اور دیانت اور پیروی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے باہر مجھے کرنا چاہا ہے اور میرے وجود کو محض فضول اور اسلام کے لئے مضر ٹھہرایا ہے۔ بلکہ مجھے محض شکم پرور اور دشمن اسلام قرار دیا ہے۔ اگر یہ باتیں سچ ہیں تو میں اس کیڑے سے بھی بدتر ہوں جو نجاست سے پیدا ہوتا اور نجاست میں ہی مرتا ہے لیکن اگر یہ باتیں خلاف واقعہ ہیں **تو میں امید نہیں رکھتا کہ خدا ایسے شخص کو اس دنیا میں بغیر مواخذہ کے چھوڑے گا جو مرید ہو کر اور پھر مرتد ہو کر اس درجہ تک پہنچ گیا** ہے کہ جو ذلیل سے ذلیل زندگی بسر کرنے والے جیسے چوہڑے اور چمار جو شکم پرور کہلاتے ہیں اور مردار کھانے سے بھی عار نہیں رکھتے ان کی مانند مجھے بھی محض شکم پرست اور بندہ نفس اور حرام خور قرار دیتا ہے۔

اب میں ان باتوں کو زیادہ طول دینا نہیں چاہتا اور خدا کی شہادت کا منتظر ہوں اور اس کے ہاتھ کو دیکھ رہا ہوں اور اس اشارہ پر ختم کرتا ہوں انما اشکوا بثی وحزنی الی اللہ واعلم من اللہ ما لا تعلمون۔

اب چونکہ یہ شخص اس درجہ پر میرا دشمن معلوم ہوتا ہے جیسا کہ عمرو بن ہشام آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت اور جان کا دشمن تھا اسلئے میں اپنی تمام جماعت کو متنبہ کرتا ہوں کہ اس سے بکلی قطع تعلق کر لیں اسکے ساتھ ہرگز واسطہ نہ رکھیں ورنہ ایسا شخص ہرگز میری جماعت میں سے نہیں ہوگا ربنا افتح بیننا وبین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین۔ آمین آمین آمین۔

المشتہر

خاکسار مرزا غلام احمد مسیح موعود
از قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

بسم اللہ الرحمن الرحیم - نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

سچی بشارت

دنیا پر روشن ہے کہ آنحضرت ؐ کی بعثت سے پہلے عرب کی کیا حالت تھی اور بعد میں کیا ہوئی اور یہ غیر معمولی تبدیلی اور ترقی محض اس وجہ سے ہوئی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاک انفاس کے تزکیہ سے انہوں نے خدا کی کامل اور اتم ہدایت (یعنی قرآن مجید) کی سچی معرفت حاصل کر کے اسی کی سچی اتباع کی تھی اور پھر جب وہ اتباع اہل اسلام میں نہ رہی تو خدا کے وعید کے موافق وہ روحانی اور جسمانی عروج بھی تنزل ہو گیا۔ یہاں تک موجودہ حالت تک نوبت پہنچی کہ جبکہ خاکہ اسلامی حیات اور اسلامی لکچرار آج کل کسی قدر کھینچ رہے ہیں اور باوجود اس کے پھر بھی کتاب اللہ سے اسقدر بے اعتنائی کی گئی کہ رفتہ رفتہ اسکی سچی معرفت بھی مفقود ہو گئی لیکن چونکہ اسلام وہ مذہب نہیں تھا کہ لوگوں کی بے اعتنائی کے ساتھ خدائے ذوالجلال بھی اس سے بے اعتنا ہو جائے۔ بلکہ یہ وہ پاک مذہب ہے کہ جسکی حفاظت کا خود اس نے وعدہ فرمایا ہوا ہے اور صاف طور پر یہ بھی وعدہ کیا تھا کہ جب آخری زمانہ میں لوگوں کی بے اعتنائی آخری حد تک پہنچ جائیگی اور اسکی اس حالت کو دیکھ کر بیرونی حملے بھی اس زور سے کئے جائینگے کہ بہت سے لوگ یقین کر اٹھیں گے کہ اب اس کا خاتمہ ہے تو میں اس وقت اسکی خبرگیری اور دستگیری کرونگا اور اپنے خاص فضل سے مصلح اور **علمنا من لدنا علماً** کا مصداق بنا کر دنیا میں بھیجوں گا۔ تاکہ وہ بیرونی حملوں کا دفع اور اندرونی غلطیوں کی اصلاح کر کے پھر قرآن مجید کی معرفت دنیا میں قائم کرے اور سچی اتباع کی روح لوگوں میں پھونک دے۔ چنانچہ خداوند کریم کے فضل سے وہ موعود الٰہی آج ہم میں موجود ہے اور خدا کے زبردست نشانوں اور تائیدوں اور نصرتوں سے مؤید ہو کر اپنے مفوضہ خدمات کو بڑی کامیابی کے ساتھ سرانجام دے رہا ہے۔ آپ کے پاس مخلصین کی ایک جماعت ہے جو کہ رات دن اسی فکر میں رہتی ہے کہ آپ کے پاک مذہب اور کلمات طیبات کو جو کہ عین قرآن ہے۔ یا بہ الفاظ دیگر قرآن مجید کی وہ اصلی دلربا اور جلالی تصویر ہے جو فیج اعوج کے بعد پھر ہمیں ملی ہے۔ جیسی کہ وہ حضرت خاتم النبیین کے وقت میں تھی اور ہے اسی طرح موافقین و مخالفین تک پہنچائے چنانچہ اسی غرض کے پورا کرنے کے لئے بہت سے رسالے اور اخبارات جاری کئے گئے ہیں اور نئی نسل کو اس فیض سے بہرہ یاب کرنے کے لئے ایک خاص ناظم التعلیم کمیٹی قائم کی گئی ہے کہ جس کے زیر اہتمام مدرسہ تعلیم الاسلام میں قوم کے بچے ہاں سعید بچے تعلیم و تربیت حاصل کر رہے ہیں اور آپ کے رنگ سے رنگین۔ حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب کے درس قرآن سے کافی فائدہ حاصل کر رہے ہیں۔ یا یوں کہو کہ خدا کے تازہ فضل اور فضل سے بہرہ ور ہو کر اس کے لئے تیار ہو رہے ہیں۔ کہ صلح اور امن کے ساتھ خدا کے پاک دین کی روشنی کو دنیا کے اقطار میں پہنچائیں لیکن باوجود اس کے اس وقت تک اس امر کا کافی انتظام نہ ہوا تھا کہ حضرت مولانا صاحب کے درس قرآن سے باہر کے اصحاب پورے طور پر متمتع ہو سکیں۔ جو بشارت میں نے عنوان پر لکھی ہے وہ یہ ہے کہ اس ضرورت عظمیٰ اور فائدہ کبریٰ کے پورا کرنے کی طرف اس محسن قوم ناظم التعلیم کمیٹی نے اپنی توجہ مبذول فرما کر یہ تجویز پاس فرمائی ہے۔ کہ مدرسہ تعلیم الاسلام کی طرف سے تعلیم الاسلام نام ماہوار رسالہ جاری کیا جاوے۔ جس میں حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب کا درس قرآن بالاستیعاب اور مسلسل درج ہو۔ مخالفین کے اعتراضوں کے جواب اور مذاہب باطلہ کے استدلالوں کی تردید۔ وقتاً فوقتاً مدرسہ کے حالات سے قوم کو خبر دینا بھی ایک ضروری امر ہے۔ اور یہ بھی اس رسالہ کے ذریعہ پورا کیا جائیگا یہ رسالہ چالیس صفحہ کا ہوگا۔ اور بنظر تعمیم فائدہ اس کی قیمت عہ رکھی گئی ہے۔ اس کا پہلا پرچہ یکم جولائی ۱۹۰۶ء کو انشاء اللہ تعالیٰ شائع ہوگا

المشتہر خاکسار شیر علی عفی اللہ عنہ ہیڈ ماسٹر مدرسہ تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان۔
منیجر رسالہ تعلیم الاسلام

استفسار اور انکے جواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بخدمت شریف حکیم الامۃ مولانا مولوی نورالدین صاحب

ایک دو مسائل بخدمت شریف میں تحریر کئے جاتے ہیں۔ انکا جواب الحکم میں شائع کر کے سرفراز فرماویں تاکہ عام لوگوں کو بھی مفید ہوں۔

(۱) استعمال دانہ کھانڈ کی بابت کیا حکم ہے مشہور ہے کہ اسکی ساخت ناجائز اشیاء سے ہوتی ہے۔

(۲) زمین گرو رکھ کر اسکی آمدنی سے فائدہ اٹھانا۔ اس پر مفصل بحث ہونی چاہیئے۔ اور اقوال ائمہ سابقہ بھی اسکی بابت درج ہونے چاہئیں۔

(۳) بیاہ شادیوں میں جو زیور وغیرہ سسرال اور والدین لڑکیوں کو دیتے ہیں وہ ملکیت کس کی ہوتا ہے۔ رواج تو یہ ہے کہ لڑکی کے مرجانے سے سب کا سب اسکے سسرال رکھ لیتے ہیں۔ اس پر بھی مفصل بحث ہو۔ فقط

میں امید کرتا ہوں کہ ہفتہ آیندہ الحکم میں انکا جواب آپ شائع کر دینگے۔

راقم۔ اسمعیل پٹواری کلاس وال تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ

الجواب

اللہ نے حرام چیزوں کی تفصیل کر دی ہے۔ اور احادیث میں اور بھی واضح کیا گیا ہے۔

(۱) دانہ کھانڈ کی حرمت شرع اسلام میں بالکل ثابت نہیں۔ یہ ہنود کی سودیشی تحریک کی بات معلوم ہوتی ہے جو ان کے اپنے اغراض کے متعلق ہے۔ ہم اہل اسلام کو ایسے خیالی وساوس میں پڑنا مناسب نہیں۔ عیسائیوں کے پانی اور کھانے کو خدا تعالیٰ نے حرام نہیں کہا اور کھانا جائز رکھا ہے۔ ہاں شراب، سور اور مردار۔ جو موجودہ عیسائی استعمال کرتے ہیں قرآن کریم نے اسکو جائز نہیں رکھا۔ اور قرآن میں صاف ہے۔ **وقد فصل لکم ما حرم علیکم**۔

(۲) زمین یا جانور کا رہن رکھنا جائز ہے۔ اگر اوس پر مرتہن کا کچھ خرچ ہوتا ہے تو نفع یا نقصان برداشت کر سکتا ہے۔ اور پہلے کئی دفعہ الحکم میں بحث ہو چکی ہے۔

(۳) جو زیور اور مال شادی میں بیوی کے گھر لانے سے پہلے دیا گیا ہے وہ سب بی بی کا مال ہے۔ اور جو گھر لانے کے بعد دیوے تو وہ جسکو دیوے اوسکا مال ہے۔ کیا معنے۔ کہ بیوی کے بھائی یا باپ یا ماں یا رشتہ داروں کو کچھ دیا جاتا ہے وہ انکا مال ہے۔ اور بہ نسبت سلوک ہے۔

ایک سربستہ راز کھلتا ہے

عداوت اور بے جا مخالفت ایک تاریک غبار ہے جو دل و دماغ کو مکدر کرکے انسان کو صحیح نتائج پر پہونچنے سے روک دیتا ہے ہیں اس آئین اور دستور سے ناواقف نہیں جو ہمیشہ سے خداتعالے کے برگزیدہ بندوں اور راستبازوں کے مقابل ہمیشہ سے چلا آیا ہے انکو تباہ و برباد کرنے کے لئے ہر قسم کے منصوبے کئے جاتے ہیں ان کی مخالفت میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہیں کیا جاتا جہاں ایک طرف ان کی ایذا رسانی کی تجویزیں کی جاتی ہیں تو دوسری طرف مختلف طریقوں سے لوگوں کو ان کے پاس جانے سے روکا جاتا اور ان کی مجلسوں سے بدظن کیا جاتا ہے - یہہ کوئی نئی بات نہیں انبیاء و رسل کی تاریخ پڑہو اور ان کے مخالفین کے واقعات پر نظر کرو - لیکن آخر حق الحق ہو کر رہتا ہے اور وہ شریر مخالف اپنی زبان سے خواہ حالی ہو یا قالی کہہ اٹھتے ہیں

انا کنا لخاطئین

اس زمانہ میں بہی جب خداتعالے نے وعدہ کے موافق اپنے مامور کو بہیجا تو اسی سنت و آئین کے موافق اسکی مخالفت کے لئے بہی تدابیر کی گئیں مگر وہ خداتعالے کے وعدہ کے موافق کتب اللہ لاغلبن انا و رسلی ہر میدان میں مظفر و منصور ہوا اور مخالفین اپنے منصوبوں میں نامراد اور ناکام رہے - میں اسوقت ان مکاید کی تصریح نکروں گا جو اسکی مخالفت میں بد اندیش مخالفوں نے استعمال کئے صرف ایک خاص امر کا تذکرہ کرنا میرا مقصود ہے - اور وہ یہ ہے کہ سال گذشتہ میں مینے ایک اخبار اہلحدیث نام میں ایک مضمون اس عنوان سے پڑہا "مینے مرزائیوں کو کیسا پایا"

اس میں ایک مولوی عبداللہ نام نے اپنے قیام قادیان کے کچہہ حالات لکھے ہیں مجھے خیال تہا - کہ ایڈیٹر صاحب الحکم اس مضمون پر کچہہ روشنی ڈالیں گے لیکن انہوں نے سکوت اختیار کیا اسوجہ سے نہیں کہ وہ مضمون مسکت اور واقعات غیر معمولی تہے بلکہ محض اسوجہ سے کہ ایسی لایعنی تحریروں پر نوٹس لینا تضیع اوقات ہے - مجہے ایڈیٹر اہلحدیث پر بہی افسوس ہے کہ باوجودیکہ اسماء الرجال پڑہے ہوئے ہونے کے مدعی ہیں اور اہلحدیث کہلاتے ہیں اور ایڈیٹر ہونے کی حیثیت سے انکی تنقیدی قوت اور بہی بڑہ جانی چاہئے تہی مگر نہوں لا بحب ... [illegible]

[illegible]

ایڈیٹر صاحب اہلحدیث کو اس مضمون کے متعلق لکہکر بتاؤں گا کہ وہ کہاں تک قابل توجہ ہے لیکن بہرحال مینے خاموشی کے ساتہہ اس مضمون کو چہپنے دیا اور پڑہتا رہا -

اب جبکہ مضمون مذکور ختم ہو چکا تو ضروری ہوا کہ مضمون نویس صاحب کی حقیقت کو طشت ازبام کر دیا جاوے اور ناظرین حیران ہو جائیں گے جب یہہ معما پبلک میں کہلے گا - اگر اہلحدیث کے ایڈیٹر میں کچہہ بہی دیانت و خدا ترسی ہے تو اسے چاہئے کہ اس راز سربستہ کے انکشاف سے اپنے ناظرین کو بہی محظوظ کریں مگر میرا خیال ہے کہ چونکہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ساتہہ عداوت اور بے جا مخالفت نے انکے دل و دماغ کو پراگندہ کر چہوڑا ہے وہ کبھی یہ جرأت نکریں گے - راقم مضمون مذکور نے بڑے شد و مد سے سلسلہ عالیہ احمدیہ کی مخالفت کی اور اہلحدیث میں اس مخالفت کے غبار کو شائع کیا مگر یہ کیسی عجیب بات ہے کہ جن ایام کے واقعات اسنے اہلحدیث میں شائع کئے ہیں انہیں ایام میں مندرجہ ذیل خط وہ ڈیرہ غازیخان کے ایک محرر جوڈیشل کو لکھتا ہے یہہ کارڈ ۱۴ - مئی ۱۹۰۵ء کو ڈاکخانہ قادیان میں پوسٹ ہوا ہے اور ۲۳ مئی ۱۹۰۵ء کو ڈیرہ غازیخان میں تقسیم ہوا ہے - اور وہ یہ ہے -

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ - اما بعد جواباً سچ سچ گذارش ہے کہ باقتضائے شرافت و عدم موجودگی کسی ایسی دلیل کے جو معاذ اللہ مرزا صاحب کی افترا پردازی پر دال ہو بوجوہ آخری جو میں بیان قلمبند کرنے سے معذور ہوں میں مرزا صاحب کی نسبت یقین کرتا ہوں کہ وہ اپنے دعوے میں سچے ہیں اعنی جس مضمون کی نسبت وہ یہ کہتے ہیں کہ مجہے الہام ہوا میرے نزدیک اسمیں اونکی ہرگز خلاف بیانی نہیں ہوا کرتی بلکہ سچ سچ کہتے ہیں میں اونہیں اون حالات سے جو ابتک مجہے حاصل ہوئے اور نیز اون کے چلن سے اونہیں اشرف جانتا ہوں - اور اسوقت تک کی دیکھہ بہال و گفت و شنید سے ہی میرا خیال ہے کہ اونکی بیعت میں شامل ہونا شاید حسرت کا موجب ہوگا - مرزا صاحب کا معاملہ میرے نزدیک ایسا نہیں کہ اوسے خفیف سمجہکر اوسکی طرف توجہ نکی جاوے - چونکہ احادیث و قرآن کو وہ بہی بارل(؟) جان مانتے ہیں اور عام دنیا کیطرح قرآن کی بعض آیات یا بعض صریح احادیث کے ظاہر اور متبادر معنی سے تاویل کرنا مجہہ پر شاق ہوتا ہے لہذا میں جب تک کہ اون احادیث و آیات کو کسی مستند احمدی یا خود مرزا صاحب سے فیصلہ نکرلوں آخری مذہب بارہ میں نہیں کہہ سکتا اسی لئے میں واپس آیا ہوں اور یقیناً یہاں رہوں گا گو پہلے چلا جانا ہی منظور تہا معلوم ہوتا تہا میں نے ایف اے کا امتحان نہیں دیا تہا بوجہ پوری تیاری نہ ہوسکنے کے + میری کرسی اور سیمپی(؟) ہاں مولوی ... کے پاس ہیں + تا کہ خراب نہو جاویں یا آپ انہیں بہیجنا چاہتا ہوں لہذا آپکا ارادہ ہو تو وہ ... [illegible]

... ٹہلنے کو اونچ لینے سے چمک گئی ہے - جو قیمت حضا(؟) خیال کریں مجہے عذر نہ ہوگا - ڈیڑہ ڈیڑہ روپیہ یا جسقدر آپکہیں مجہے منظور ہے - اگر نہ لیں تو مولوی موصوف وہ بیچکر قیمت آپکے حوالہ کر دیگا - جو بچیگا میں خود خوراً روانہ خدمت کر دونگا تسلی کریں - مولوی صاحب کو میں نے لکہدیا ہے - راقم عبداللہ

اب یہ خط ناظرین کے سامنے ہے وہ اسپر غور کریں اور بتائیں کہ یہ شخص اپنے قیام قادیان میں اپنی تحقیقات اور تفتیش کا نتیجہ کیا پیش کرتا ہے - اس خط کے لکھنے میں اسکو کسی نے مجبور نہیں کیا - پہر یہاں ہی جا نبیکا یہ جبکو وجوہات میں پہر ضرور ناً بتاؤنگا اسنے جو کچہہ اہلحدیث میں لکھا ہے اسکی کیا وقعت رہ سکتی ہے؟ اب دو باتوں میں سے ایک ضرور غلط ہے یا تو اسنے اہلحدیث میں جو کچہہ لکہا ہے وہ بالکل بیہودہ اور لغو ہے اور یا اس خط میں جو کچہہ لکہا ہے محض نفاق سے لکھا ہے - وہ خود اپنے لئے جو نام تجویز کرے اسکا اختیار ہے اہلحدیث میرے اس مضمون کو چہاپ دے اور اس سے اسکا جواب طلب کرے کہ اب وہ کیا کہتا ہے میں اسکے مضامین پر بہی ایک آرٹیکل لکہونگا - اگر توفیق ملی - اور اہلحدیث نے بذریعہ اخبار وعدہ کیا کہ وہ اس سلسلہ مضامین کو اہلحدیث میں چہاپ دیگا - یہ ہیں سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مخالف اور ان کی کرتوتیں - انا للہ و انا الیہ راجعون -

اگر اس قسم کی مخالفت سے یہ لوگ چاہتے ہیں کہ اس سلسلہ کو بدنام کرکے لوگوں کو گمراہ کریں تو وہ یاد رکہیں کہ یہ لعنت الٹ کر انہیں پر پڑیگی اور انکے اندرونی حالات کو طشت ازبام کرنیکا ذریعہ ہوگی - وہ خدا سے ڈریں اور ایسی کرتوں بلا آئین خدا تعالے کے اس سلسلہ کو ایسی بیہودگیوں سے یقیناً کوئی گزند نہیں پہونچ سکتا بلکہ یہ انکے سرسبز کہیت میں کہاد کا کام دیں گی -

اتقوا اللہ ان کنتم مومنین -

راقم واقعات حقہ پر غور کرنے والا جرنلسٹ

مولوی اشرفعلی صاحب تہانوی اور لفظ قمر

مولوی اشرفعلی صاحب کے رسالہ خطاب الملیح پر ایک مجمل ریویو میں نے الحکم مطبوعہ ۲۴ جنوری کے ذریعہ سے ہدیہ ناظرین کر چکا ہوں جس کل پنجاب کی نہایت سنجیدہ اور متین مولوی صاحب نے (جنکو میں نیک فطرت اور تمام پنجاب کی مولویوں میں ذی علم اور بزرگ سمجہتا ہوں) وہی کتاب خطاب الملیح پیش کرکے کسوف و خسوف والی حدیث کے متعلق مولوی اشرفعلی صاحب کی عبارت پر توجہ دلائی جسمیں انہوں نے مختصر طور پر قرآن شریف کی دو آیتوں سے یہ ثابت کرنیکی کوشش کی ہے کہ لفظ قمر کا اطلاق ہلال پر بہی ہو سکتا ہے اور اسلئے دارقطنی کی حدیث متعلق (اونکے نزدیک) مرزا صاحب کی وہ مشہور توجیہ (جسکو ہر ذی علم تسلیم کئے بغیر نہیں رہ سکتا) غلط ہے - میرے دل میں تحریک پیدا ہوئی کہ خطاب الملیح پر ایک مفصل ریویو لکہنا چاہئے جو مولوی اشرفعلی صاحب کے نفیس مغالطوں اور باریک غلطیوں کو پوشیدہ نہ رہنے دے یہ مفصل ریویو جب خدا کو منظور ہوگا ہدیہ ناظرین ہوگا مگر اسوقت میں مذکورہ بالا مغالطہ کے متعلق کچہہ ذیل میں عرض کرتا ہوں -

مولویصاحب موصوف نے جو آیتیں پیش کی ہیں اونمیں سے ایک آیت تو ...

... ٹہکر مولوی صاحب فرماتے ہیں "اور شکل ظاہر ہے یقینی ہے کہ منازل کا آخر حساب جاتا ہے اول ہی سے شروع ہو جاتا ہے باوجود اسکے پہر اس کا العرجون القدیم کہا گیا" میں کہتا ہوں اس آیت سے یہ استدلال کرنا کہ لفظ قمر ہلال پر اطلاق ہو سکتا ہے مولویصاحب انصاف کریں کسقدر مستبعد ہے الفاظ آیت میں کہیں اسکا ذکر نہیں جبتک مولویصاحب کلیہ اس آیت کے ساتہ شامل نہ کیا جاوے "یقینی ہے کہ منازل کا آخر حساب جانا اول ہی سے شروع ہوتا ہے" ہرگز مولویصاحب کا استدلال پورا نہیں ہوتا حساب کرنا ایسا اعتباری امر ہے کہ جسکو بدر پر بہ نسبت ہلال کے زیادہ تعلق ہے یعنی یہ ممکن ہے کہ آدمی کو ہلال کے متعین کرنے میں غلطی ہو جیسا کہ اکثر ہوتا ہی ہے مگر بدر کے متعین کرنے میں غلطی نہیں ہو سکتی اور بدر قمر کے تحت میں داخل ہے ہوا کہ قمر یا ... چاند پر تیرہوین سے پندرہوین تک ہو سکتا ہے تو چودہوین تاریخ کے چاند پر بدر کا اطلاق ہوا حساب کے لئے ضروری ہے کہ کسی یقینی چیز پر بنیاد رکہی جاوے یہ بات ہر شخص جانتا ہے کہ ہلال میں کہاں تک جاں(؟) ہے یہ امر پوشیدہ نہیں کہ لوگوں کو قمری مہینوں کی پہلی تاریخ کے متعین کرنے میں کیسی غلطی ہوتی ہے مگر بدر کے متعین میں کبہی غلطی نہیں ہوتی اور حساب کرنا اعتباری امر ہے چاند کی کسی تاریخ سے بہی شروع کیا جا سکتا ہے چنانچہ ہندوؤں کے یہاں بدر ہی سے مہینہ شروع ہوتا ہے غرض اس آیت شریفہ کا یہ مطلب قرار دینا کہ ہم نے بدر کو تمہارے لئے آلہ حساب بنایا زیادہ قرین قیاس ہے - علاوہ اس قاعدہ ہے کہ جبتک کوئی تعذر موجود نہو ہمیشہ فرد کامل مراد لیا جاتا ہے پس یہاں قمر کا فرد کامل بدر مراد لینے کے لئے کئی وجوہ معقول موجود ہیں -

دوسری آیت والقمر قدرناہ منازل حتی عاد کالعرجون القدیم میں بہی اگر قمر سے وہی بدر مراد لیا جائے تو آیت کے معنی زیادہ صاف اور اللہ تعالی کی قدرت کاملہ پر زیادہ صراحۃً دال ہونگے مولویصاحب موصوف فرماتے ہیں حاصل یہ کہ خلاف قاعدہ ہیئت ہوگا یہ خود مولویصاحب کا استنباط ہے اور صریحی الفاظ سے ہرگز یہ مطلب پیدا نہیں ہوتا تعجب ہے کہ مولویصاحب بلا استنباط (اور وہ بہی اکثر مخالف عقل) ظاہر الفاظ نہیں توڑتے اور دوسروں پر یہ تاکید کرتے ہیں کہ جبتک تعذر نہو الفاظ کے صریحی معنی ہی لینے چاہئیں - مولویصاحب کا یہ حاصل حدیث کی لفظ آیت کی بناپر ہے حالانکہ خداوند تعالی اکثر جگہ قرآن شریف میں بالکل طبعی باتوں کو مثل ہواؤں کے چلنے وغیرہ کے اپنی آیت سے تعبیر کرتا ہے - دوسرے یہ کسوف و خسوف اگرچہ بقاعدہ ہیئت ہوا مگر اسمیں آیت ہونیکی صلاحیت اس مفہوم کی مطابق بہی موجود ہے جو مولویصاحب کے ذہن میں ہے کیونکہ اس قسم کا کسوف خسوف ابتدائے عالم سے نہ تو ابتک ہوا اور نہ آئندہ ہوگا - اس آیت شریفہ میں خداوند علیم اپنی قدرت کاملہ پر اسطرح استدلال کرتا ہے کہ ہم نے قمر جیسی چیز کو عرجون القدیم کی مثل بنا دیا اب اگر یہ کہا جاوے کہ کالعرجون القدیم پر بہی قمر کا ہی اطلاق ہو سکتا ہے تو گویا یہ لازم آئیگا کہ خدا نے قمر کو قمر بنا دیا میں پوچھتا ہوں اسمیں کمال ہی کونسا ہوا لہذا کالعرجون القدیم یعنی ہلال کے مفہوم کو جہانتک ہو سکے قمر کے مفہوم کو بعید قرار دینا چاہئے اور یہ بات جبہی ممکن ہے جب وہ معنی لئے جائیں جو مینے بیان کئے ہیں - اسکے جواب میں اگر مولویصاحب یہ کہیں کہ عاد کا فاعل ضمیر مستتر ہے جو راجع ہے قمر کی طرف اور اسلئے قمر ہی کالعرجون القدیم ہے صرف لفظی نزاع ہے مولویصاحب کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی تصانیف میں ہی اسکو متعلق تحقیق کرنا چاہئے تہا - راقم اکبر شاہ خاں احمدی نجیب آبادی -

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ نبیہ الکریم

پیام اسلام
اور
پادری احمد مسیح نابینا واعظ ایس پی جی مشن دہلی کا ہار جانیکا اقرار اور میدان مباحثہ سے فرار

ناظرین آپکو معلوم ہوگا کہ ۲ - مارچ لغایت ۴ اپریل ۱۹۰۶ء برابر ہفتہ وار اس راقم قاسم علی احمدی اور پادری احمد مسیح نابینا واعظ مشن دہلی کا مباحثہ اس مسئلہ پر کہ آیا مسیح علیہ السلام واقعی صلیب پر قتل ہوگیا تھا یا نہیں ہوتا رہا ۔ جسقدر ناکامی اور ذلت واعظ نابینا کو خدا کے فضل سے اس مباحثہ میں میرے مقابل ہوئی وہ ایسی ہی ہے جو عیسائیوں کے دلوں سے عموماً اور احمد مسیح اینڈ کمپنی کے دل سے خصوصاً مٹا دے ۔ اس سے زیادہ ناکامی اور شکست کی دلیل کیا ہوسکتی ہے کہ دشمن اپنی زبان سے ہار جانیکا اقرار کرے ۔ جیسا کہ احمد مسیح نے ۲۸ مارچ ۱۹۰۶ء کے جلسہ میں علی رؤس الاشہاد مان لیا کہ ”

میں ہار گیا تو کیا ہوا میری قوم تو نہیں ہار گئی“ یہ وہ اقرار ہے جو خدا نے خصم کی زبان سے حسب مقولہ مشہور ” حق بر زبان جاری گردد “ نکلوا دیا جس کے اظہار کے بعد بیچارہ نابینا آجتک بچتا رہا ہے ۔ اے

حضرات دہلی آپنے اس سے پہلے بھی کبھی یہ الفاظ اس مشن کے واعظ کی زبان سے کسی دیگر مباحثہ میں سنے تھے ؟ کبھی عام جلسہ میں کسی کے مقابل اسنے پہلے بھی اپنی عجز کا اقرار بزبان حال وقال کیا تھا ؟ کبھی نہیں ! اپنی تمام عیسائی لائف میں اوسکے لئے یہہ پہلا دن ماتم کا تھا کہ جسدن میں اوسکے سارے منصوبے مع اوس کے ممبران پارٹی کے (جو نام کے مسلمان اور کام کے کرسٹان ہیں) خدا ذوالقدر نے خاک میں ملا کر ایک **فتح نمایاں** اس ناچیز ذرہ بیمقدار کو ایسی عطا فرمائی کہ جملہ حاضرین جلسہ نے ہی (جنمیں معزز اہل علم اصحاب ہر فرقہ کے موجود تھے) یکزبان ہوکر حلفیہ شہادت حقہ ادا فرما کر ڈگری ہمارے حق میں کردی اور یہ وہ شہادت ہے جسکو نابینا اینڈ کو اگر ذرا بھی بوئے ایمان وحیا رکھتے ہونگے تو رد نہیں کرسکتے ۔ اس لئے بدقسمتی سے نابینا صاحب نے تیسرے ہفتہ کے جلسہ میں یہ اظہار بھی کر دیا تھا کہ حاضرین جلسہ کو فریقین کے مذہب سے کوئی تعلق اور لگاؤ نہیں ہے سوائے معدودے چند پانچ دس احمدیوں کے “ بلکہ آپ نے ترقی کر کے یہانتک فرما دیا کہ سامعین فریقین کو ” چھوٹے اور بڑے عیسائی “ کے لقب سے یاد کرتے ہیں احمدیوں کو میدان نہیں سمجھتے “ اس بنا پر یہ شہادت حقہ مسلمہ خصم ہونیکی وجہ سے نابینا اینڈ کو کے حق میں عمر بھر کو داغ نامرادی وناکامیابی کا دیگئی جسکی تلافی سوائے رجوع بحق اور طرح ناممکن ہے ۔

مزید برآن یہہ کہ آپ نے ۴ اپریل والے جلسہ میں جو آپکی مقرری کا دن تہا اپنی تقریر کی ابتدا ہی یوں شروع فرمائی ۔ کہ ” حاضرین آپ نے جو جلسہ گذشتہ میں میرے برخلاف احمدی کو ڈگری دیدی ہے ۔ اس سے مجھے چنداں رنج نہیں بلکہ ایک قسم کی خوشی ہے اور وہ یہ کہ آپ نے **بغیر سوچے جلدی سے سید صاحب کی ڈگری** تو کردی مگر یہ نہ جانا کہ اس ڈگری دینے سے ہم کو سید صاحب کے مذہب اور عقائد کا مان لینا ہی ضروری ہوگیا ۔ پس میں بہی سید صاحب کو ہی ڈگری دیتا ہوں کہ آپ نے ایک کثیر جماعت سے عقائد احمدیہ کو منوا لیا “ اسپر حاضرین نے کہا کہ ہمنے امر متنازعہ یعنی مسیح کا صلیب پر نہ قتل ہونا یقین کر لیا ہے جسکو سید صاحب نے نہایت عمدگی سے ثابت کر دیا دیگر عقاید احمدیہ کے متعلق نہ یہ مباحثہ تہا نہ اونکی بابت کوئی شہادت طلب کی گئی تہی پھر تو نابینا اینڈ کو خاموش ہوگئے **لیکن سچائی کے طالبو** تمنے دیکہا کہ کیا کیا بہروپ اس واعظ نے بدلے ہیں عیسائیوں کی جو منطق ہے نرالی اور چال ہے دجّالی مگر منا کیا نہ کرتا ! ان سب سے بڑھکر آپنے ایک اور تقریر فرمائی جو آب زر سے لکہنے کے قابل ہے اور وہ یہ ہے ۔ کہ ” صاحبو **میرا ہار جانا ایسا نہیں ہے جو میرے لئے کچھہ باعث ندامت ہو کیونکہ میں تو سرے سے اندہا ہوں اور اندہے بیحیا ہوتے ہیں شرم وحیا کے محسوس کرنیکے واسطے آنکہوں کی ضرورت ہے جو ندارد ہیں پھر مجکو ہار جانیکا کیا غم اور ہم اپنا من سمجھونہ یوں کر لیں گے کہ ہمنے حق اور انجیل کو پیش کیا تھا لوگوں نے نہ مانا چلو فیصلہ شد“** یہہ ہیں حضرات ان گندم نما جو فروشوں کی ایمان اور تقوے کے نمونے ۔ یہی ہیں جو نجات یافتہ کہلاتے ہیں اور لوگوں کو نجات دلانے کے ٹہیکہ دار ہیں اور من سمجھونوں سے دفع الوقتی کرتے ہیں افسوس اوس قوم پر جسکی مذہبی واعظ اپنی عبادت گاہوں میں دنیا کو ستا کر خوش ہوتے ہیں ۔ نابینا اینڈ کو کے ممبر بھی اس بیان کو سنکر بہت خوش ہوئے تہے کہ ہمارے پہلوان اور پریسیڈنٹ کمپنی نے بڑا تمسخرانہ اور رندانہ جواب دیا ہے ۔ شیم شیم شیم

پس ا ُس خدا در توانا کا ہزار ہزار احسان ہے جسنے مسیح علیہ السلام اپنے نبی اور رسول کو صلیبی موت سے بچا کر طبعی موت دیکر مرفوع کیا اور اوس کے قتل صلیبی سے بچنے کی دلائل آفتاب سے بہی زیادہ روشن توریت اور انجیل وخاتم الکتب قرآن پاک کے ذریعہ ہمپر ظاہر کر دئے جنمیں سے صرف دو چار دلیلوں کو پیش کرنیسے نابینا واعظ مشن نے مضطرب الحالی سراسیمگی بیتابی سے پبلک پر کھول دیا کہ وہ حق کے مقابلہ میں مرعوب ہوگیا ہے اور آخر کار ہار جانیکا اقرار بہی کر لیا ۔ لہذا اقبالی ڈگری سے بہی اور بروے دلائل کے بہی اور ازروئے شہادت عام کے بہی جو مقتدا ۔۔۔ تمام دلوں کو حق کیطرف پہیر کر اسلام کی فتح اور کسر صلیب دہلی میں کرائی فللہ الحمد ۔

یہانتک تو احمد مسیح واعظ مشن کے ہار جانے کے اقرار اور شہادت حقہ حاضرین جلسہ کے اظہار کا بیان تہا ۔ اب اے حضرات دہلی آپکو ناظرہ ۔۔۔ پادری مسٹر پارٹن صاحب چیرمین جلسہ ۴ اپریل ۱۹۰۶ء ۔۔۔ فریقین آخری ۔۔۔ مقرر فرمائی تھی پہر اس جلسہ راقم مضمون نے یہہ اعلان کر دیا تہا کہ بڑی بے انصافی کی بات ہے جو چیرمین صاحب نے دو دلیلیں سے گلا ۔۔۔ کر لیا ہے اور میری دلیلیں ۔۔۔ باقی ہیں اور یہ تمام کمال ایک جلسہ میں ۔۔۔ نہیں ہوسکیں گی اسلئے میں اپنی سب دلائل کو چھوڑ کر آخری دلیل ایسی ہی پیش کرونگا جو مسلّمہ خصم ۔۔۔ اور انقطاعی فیصلہ کے اتمام حجت کیواسطے انتہائی ہوگی اور قیامت تک دہلی میں یادگار رہیگی “ اسکو سنکر بزدل نابینا تاڑ گیا کہ کس قسم کی دلیل ہوگی اسلئے آخری جلسہ کے روز نابینا اینڈ کو نے یہ مشورہ کیا کہ جسطرح ممکن ہو آج قبل پیش ہونے دلیل انقطاعی کے مباحثہ ہی بند ہو جاوے ورنہ خیر نہیں ۔ اور پہر ان پارٹی نے یہ ریزولیوشن پاس کیا کہ جس طرح اور ہمیشہ برابر پانچ ہفتہ سے مباحثہ جاری رہا ہے کہ تمہارا رقیب اپنے وقت میں اوّل کچہہ نظم پڑہکر پہر تقریر شروع کرتا ہے آج اول ہی تمنے نظم پڑہنے سے اوسکو روک دینا حاضرین جلسہ تمہارے بولنے سے مانیں گے نہیں کہ نظم نہ پڑہی جاوے تمنے اصرار کرنا اسطرح مباحثہ خواہ مخواہ بند ہو جاویگا ۔ اور وہ نظم (جسمیں انقطاعی دلیل کا اس کمیٹی کو علم ہو چکا تہا) نہ پڑہی جاویگی “ مگر یہ منصوبہ اس کج فہم پارٹی کا بجائے مفید ہونے کے ایسا مضر ہوا کہ نابینا اینڈ کو میدان مباحثہ سے فرار کرنا پڑا ۔ واعظ نابینا نظم سے ہی روکا حاضرین نے چیرمین صاحب سے عرض کی کہ نابینا کا کیا حق تہا کہ براہ راست دوسرے مناظر کیوقت میں دخل دے اور کسی تقریر نظم یا نثر سے بموجودگی چیرمین کے مانع ہو حالانکہ اسلامی مناظر نے باوجود نابینا کی مذموم حرکات کے جو خلاف آداب مناظرہ مرزا صاحب کے متعلق ہتک آمیز الفاظ کی ذریعہ سے سرزد ہوئیں کبہی اوسکو اثنائے تقریر میں نہیں روکا اور نہ اوس کے وقت میں دخل دیا اسی قسم کے چند معقول اعتراض حاضرین نے چیرمین صاحب سے بغرض حصول جواب کئے ۔ مگر چیرمین صاحب نے بجائے جواب باصواب کے جلسہ کی موقوفی کا حکم صادر فرما دیا ۔ تب اس عاجز احمدی نے حاضرین کو کہا کہ میں نظم چھوڑ کر جوابی تقریر سناتا ہوں وہ غور سے سن لیں ۔ حاضرین نے یہ منظور نہ فرمایا کیونکہ جلسہ میں بلا وجہ معقول کے محض نابینا اینڈ کو کے منع کرنے سے نظم چھوڑ دی جاوے ورنہ معقولیت سے چیرمین صاحب سمجھا دیں کہ برخلاف پہلے جلسہ ہائے گذشتہ کے آج نظم پڑہنے سے کیوں روکا جاتا ہے ؟ چیرمین صاحب نے اجازت دیدی کہ نظم پڑھی جاوے مگر نابینا صاحب کر سے ہی اوچہل کر بولے کہ ” اگر **نظم پڑہنے کی اجازت آپ دیتے ہیں تو میں چلا جاؤنگا** “ اب تو بیچارے مسٹر پارٹن لاچار ہو گئے اور ۔۔۔ کی ٹہان لی چنانچہ نابینا صاحب کا ۔۔۔ کر چلنے پہرنے نظر آنے میدان مباحثہ سے چیرمین صاحب اور نابینا اینڈ کو فراری کا سین قابل دید اور واعظ صاحب کی زبان سے لائق شنید تہا اون کی اس شان سے جانیکے بعد راقم الحروف بھی مکر ۔۔۔ یعنی میدان مباحثہ سے تاج فتح وظفر پہنے باہر نکلا حصار جلسہ گرد حلقہ کئے ہوئے مستدعی تہے کہ انقطاعی فیصلہ والی نظم سنا دیجاوے اس خواہش اور شوق پبلک نے مجھے مجبور کر دیا کہ نظم سناؤں اور زیر جامع مسجد سب نے آکر وہ نظم سنی ۔

اب ہم اس کیفیت کے مجملاً بیان کے بعد وہ پیالہ جو احمد مسیح صاحب نابینا کے سامنے پیش کرتے ہیں جس کے پلانے کیواسطے انہوں نے حیلہ وفریب کا کام لیا تہا اور یہ پیالہ اون کا اپنا مسلّمہ اور تیار کردہ منظور شدہ ہے جس سے انکار کرنا اونکی دارین کی ذلت اور روسیاہی کا باعث ہوگا ۔ اور یہ وہ نظم ہے جسکو سننے سے انہوں نے انکار کر کے سخت ذلت کا موںہہ دیکہا تہا ۔ مسٹر پارٹن صاحب چیرمین اور پادری ایس ۔ ایس النٹ صاحب سکرٹری ایس پی جی مشن دہلی سے بہی ہماری اسی انقطاعی فیصلہ کی درخواست ہے کہ وہ خود یا اپنے واعظ کو اس میدان کارزار میں نکلنے کے لئے آمادہ کریں اگر مشن مذکور کی جانب سے ایک ہفتہ تک یوم اشاعت اشتہار ہذا سے اس پیام اسلام کا کوئی مطبوعہ جواب نہ آیا تو میں تمام مخلوقات دہلی اور اس اشتہار کے دیکھنے اور سننے والوں کو گواہ کرتا ہوں کہ خدا کی حجت نصاریٰ مشن دہلی پر پوری ہوگئی ۔ اور گواہ رہ تو بہی اے آسمان اور اے سرزمین دہلی کہ میں نے پیام اسلام پہونچا کر عیسائیان مشن مذکور پر اتمام حجت کر دی ۔

آخری پیام اسلام

ہوا احمد سے تو منکر مسیحیت تجھے بہائی
کہاں سے تجھہ کو اے ظالم تری قسمت کہاں لائی
چہ سود از رہبر کامل سیہ کاران قسمت را
تری حالت پہ یہ ضرب المثل کیسی درست آئی
مقابل احمدی کے ہوکے آخر مونہہ کی کہا بیٹھا
نہ تجھہ کو شرم کچھہ آئی نہ تیری قوم شرمائی

نہ تو اسلام کو سمجھا نہ کچھ اسلام کو برتا
نہ یہ نعمت کبھی چکھی نہ یہ لذت کبھی پائی
اگر اک جام بھی تو کوثر احمد سے پی لیتا
دم معجز نما سے خود کیا کرتا مسیحائی
فقط اسلام ہی اک دین برحق آب حیواں ہے
اسی سے پائی ہے جس نے حیات طیبہ پائی
ز آدم تا بہ عیسیٰ سب اسی مے کے واعظ تھے
اسی کا پیش خیمہ تھا مسیحا کی مسیحائی
خلیل اللہ کی ساری دعاؤں کا یہی لب تھا
محمد سے ہو نسل آذری کی عزت افزائی
عصائے موسوی و تخت داؤدی و دم عیسیٰ
جلوس احمدی کیواسطے تھی یہ صف آرائی
خدا کا نور چمکا کوہ فاران کوہ سینا پر
بہار بے خزاں گلزار ابراہیم میں آئی
ڈُداؤد و سلیماں کے نوشتے ہو گئے پورے
محمد پہلوان حق نے جب دم شکل دکھلائی
وہی کونیکا پتھر تھا گرا جس پر اوسے پیسا
نہ قیصر کی خبر آئی نہ کسریٰ نے انگڑائی
جو دولت آل اسرائیل کھو بیٹھے تھے غفلت
خدا کا شکر ہے وہ آل اسمٰعیل نے پائی
مبارک [illegible]
غلامی [illegible]
تعجب ہے [illegible]
منتی نے ایک [illegible]
زلازل قحط و طاعون [illegible]
یہ سب کچھ دیکھکر انکار ہے [illegible]
عبث ہے انتظار ابن مریم تمکو اے نادان
نکر تو آل اسرائیل کے مانند خود رائی
صلیبی موت ابن اللہ پر لعنت خدا کو در
پھر او سپر رفع جسمانی یہی ہے تیری دانائی
بڑا کر بندۂ ناچیز کو معبود ٹھہرایا
گھٹایا تو گھٹا کر لعنتی زنجیر پہنائی
اوٹھا کر قبر سے مردہ کو پھر زندہ کیا تم نے
خدا کے ساتھ کرسی عرش پر اک اور بچھوائی
اوسی کی آمد ثانی کی تم نے آڑ پکڑی ہے
یہ کیا دیوانگی ہے کیوں بنے جاتے ہو سودائی
کہاں ہے معجزہ وہ حضرت یونس کا اے واعظ
دکھاؤ تو سہی اے باخبر دیندار عیسائی
ستم ہے علم و عقل و ہوش کھو کر تم ہوئے رسوا
تمہارے پیچھے پیچھے ہر جگہ پھرتی ہے رسوائی
کجا قرآن کے حافظ کجا انجیل کے واعظ
کہاں توحید کے شیدا کہاں دنیا کے شیدائی
گئے وہ دن کہ اس گندم نمائی جو فروشی سے
بنا لیتے کام اپنا دکھا کر اپنی رعنائی
ذرا بھیجو تو اپنی بھیڑیوں میں چھوڑ تا کی ذکر
مسیحا ہیچ کر کھولی تمہاری یہ مسیحائی

جناب ابن مریم کی صلیبی موت کو چھوڑو
یہ کوہ سخت ہے جسکو سمجھ بیٹھے ہو تم رائی
مدد تیری کریں اکبر مسیح و آلنڈ صاحب
کریں اس مسئلہ پر پارکن کچھ خامہ فرسائی
تیری کمزوریاں تیری دلیلیں دیکھ لیں سب ہے
مناسب ہے کریں تیری مدد سب ملکی عیسائی
مگر اک راہ آسان اور بھی ہے وہ بتاتا ہوں
قسم کھائی صلیبی موت پر تو اے کلیسائی
چھٹے جھگڑے سے تیر یجان قصہ مختصر ٹھہرے
خوشی سے جائیں اپنے گھر یہ سب تماشائی
خدا کا ہاتھ آکر میرا تیرا فیصلہ کر دے
کہ حق پر کون ہے کس نے شہادت حق کی جھٹلائی
وہی یہ فیصلہ جسکو پچھلے سال دہلی میں
وفات ابن مریم کے لئے چاہا تھا [illegible]
یہی خنجر [illegible]
[illegible]
ابوالقاسم [illegible]
نہ ہوا [illegible]
نکل [illegible]
[illegible]

(از جناب [illegible])

[illegible]

[illegible] موت صلیبی کا فیصلہ چاہتے ہیں اور جس پیالہ کو آپ ٹالنا چاہتے تھے وہ ہم آپکے منہ سے لگاتے ہیں اگر تم میں کچھ غیرت ہے جو اوسکو پینے کیلئے آمادہ ہو جاؤ ورنہ صورت نہ دکھاؤ اب سنو آپ یہ پیالہ مولوی صاحب کی سامنے پیشکیا تھا۔ مولویصاحب حسب آیت مباہلہ قرآنی مجمع عام میں اللہ جل شانہ کی روبرو کھڑے ہو کر ان الفاظ میں قسم کھا دیں کہ میں اپنے یقین دلی اور اطمینان قلبی و ایمان کے ساتھ کہتا ہوں کہ مسیح ابن مریم کی وفات قرآن و حدیث سے ہرگز ہرگز ثابت نہیں ہوتی بلکہ قرآن و حدیث سے حیات و صعود آسمانی بجسد عنصری خاکی بشری ثابت ہوتا ہے پس اگر میں اپنی شہادت میں جھوٹا ہوں تو اے خدائے عزیز مجھکو مورد اس آیت مباہلہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین کا فرما۔ اسپر جملہ حاضرین آمین کہیں۔ اے اہل اسلام یہ تھا فیصلہ قطعی کہ ہمنے اپنا مقدمہ خدا کی عدالت میں پیش کرنا چاہا مگر مولوی صاحب نے خدائی فیصلہ کو بوجہ خاص منظور نکیا انتہی ملخصاً بیجئے احمد مسیح صاحب ہم تمہارا مقدمہ خدا کی عدالت میں پیش کرتے ہیں۔ آپ بہت جلد خدا کی عدالت میں حاضر ہونیکے لئے مستعد

(پادری احمد مسیح کا مولوی عبدالحمید صاحب کو مباہلہ کیلئے دعوت دینا)

ہو کر تعین تاریخ فرما دیں۔ فقط
المشتہر عاجز قاسم علی احمدی خادم مسیح موعود سکرٹری انجمن احمدیہ دہلی تراہا بیرم خاں پرانی منڈی پھولکی۔ مورخہ ۱۲ اپریل [illegible]

دوجیدر آبادی بزرگونمیں خط و کتابت

{مندرجہ ذیل خط و کتابت محض نصحاً للخلق اللہ شائع کی جاتی ہے۔ ایڈیٹر۔}

عالیجناب مخدومی زاد مجدکم
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔
عزیزی مولوی سید اکرام علیصاحب نے آپ کا پیام پہونچایا میں اول تو آپ کا صدق دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپنے اس یاد فرمائی سے محبت صادقہ کا ثبوت دیا کیونکہ سچا دوست وہی ہے جو اپنے دوست کو ایسی چیز کیطرف بلا دے جسکی نسبت وہ یقین کرتا ہے کہ اوس کے خیال میں دنیا میں اوس سے بہتر کوئی چیز نہیں ہے گو یہ اوس کا مفروضہ صحیح ہو یا غلط لیکن وہ بجائے [illegible] مستحق شکریہ ہے کیونکہ وہ [illegible] وجدانی سے جو ایک [illegible] غیر اختیاری امور [illegible] واقعہ کو خواہ وہ دوسروں کے [illegible] کرتا ہے اور اوسکی طرف [illegible] کو متوجہ کرتا ہے۔ تو یہ اوس کی نیک نفسی اور ہمدردی کے لئے ایک دلیل قوی ہے۔

بعدہ میں نفس مطلب کی طرف متوجہ ہوتا ہوں جناب من جب سے میں آپ کی عنایت سے الحکم دیکھ رہا ہوں یا جناب قادیانی صاحب کے بعض تصانیف پر اپنے حسب استعداد غور کرتا ہوں تو اتنا ضرور یقین کرتا ہوں کہ عالیجناب قادیانی صاحب فی الواقع ایک عالم ایسے ہیں جو مجدد ہونے کی حیثیت رکھتے ہیں اور اُنہوں نے اسلام کی حقانیت کو غیر مذاہب والوں کے مقابلہ میں حسب موقع عمدہ طور پر ثابت فرمایا اور آگے عند الضرورت اور بھی ثابت کر سکینگے اور یقیناً دین محمدی صلعم کو غیر اقوام کے مقابلہ میں آپ کی ذات بابرکات سے بہت کچھ مدد ملی اور ملنے کی اُمید ہے۔ لیکن آپ کا یہ ارشاد کہ (ایک مرسل کی دید میں عجائبات الٰہی کا دیکھنا ہوگا) اور منکرین سے قرآن مجید مملو ہے" غور و تصفیہ طلب ہے۔

جب ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ حضرت رسالتمآب صلعم خاتم المرسلین ہیں تو اب جناب قادیانی صاحب کیونکر مرسل من اللہ ہو سکتے ہیں۔ اگر آپ یہ فرما دیں کہ جناب قادیانی صاحب حضرت سرور عالم صلعم کی شان رسالت کے پرتو ہیں۔ اور اس اعتبار کرنے سے مرسل ہیں تو اسمیں قادیانی صاحب قبلہ کی خصوصیت کیا ہے جس مومن کامل کا قلب پر حضور انور صلعم کا پرتو ہوگا وہ یہ کہہ سکتا ہے کہ میرے قلب پر رسالتمآب صلعم کا پرتو ہے بلکہ میں فنا فی الرسول ہوں تو کیا وہ مرسل من اللہ ہو سکتا ہے اور حبیب اللہ تعالےٰ نے یہ فرما دیا ہے کہ

اِنّی اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی۔ تو اب کیا چیز باقی رہ گئی تھی جسکے لئے پھر اور مرسل کی ضرورت تھی اگر ایسی ہی ضرورت تھی تو پہلے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا حق تھا کیونکہ خود حضور انور صلعم نے فرمایا ہے کہ اگر میرے بعد کسی نبی یا رسول کی ضرورت ہوتی تو اس حدیث کے مستحق حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تھے۔ بس اب اگر کوئی شخص ہمکو آفتاب مشرق سے نکلنے کے عوض شمال سے نکال کر دکھا دے اور یہ کہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں تو ہم اوس سے ہی موقعہ [illegible] کرینگے کہ عجائبات روزگار سے یہ بھی ایک اعجوبہ انہم تماشا ہے۔ اور بس اس لئے آپ سے استدعا ہے کہ جناب قادیانی صاحب سے آپ خوش اعتقادی رکھیں لیکن مرسل من اللہ نہ سمجھیں کیونکہ رسالت ختم ہو کر بارہ سو برس سے زیادہ عرصہ ہوا۔ ہاں مرسل من اللہ رسالت کا دعویٰ باطنی طور پر کیا جاتا تو وہ دوسری بات تھی۔

اب رہی مثیل مسیح و مہدی موعود۔ مثیل مسیح کے متعلق ہمارا یعنی خاصکر میرا یہ عقیدہ ہے کہ اگر ہم عیسیٰ علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کی موت تسلیم کر لیں اور ارباب تصوف کے اصول کے موافق حضرت قادیانی صاحب کو حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے قدم پر ہونیکے دعوے کے متعلق سکوت کریں تو ہمارا کوئی ہرج نہیں ہے اور یہ امور ہمارے مذہبی عقائد میں داخل ہیں۔

اب رہے مہدی موعود اسکے متعلق مولوی زمانخانصاحب شہید مرحوم نے بعد تحقیق و تدقیق جو امور مہدی موعود کے لئے شروط لازم احادیث مستند و بروایات صادقہ و متواترہ سے قرار دی ہیں اوسکو آپ کتاب ہدیہ مہدویہ میں بغور ملاحظہ فرما دیں اور اوس کے بعد اس امر کا فیصلہ کیا جاوے۔ کہ آیا مہدی موعود قادیانی صاحب ہو سکتے ہیں۔ اسپر بھی ہم دیکھتے ہیں

قادیانی صاحب قبلہ سے ہماری قوم یا اسلام کو کیا فائدہ پہونچتا ہے علاوہ براں حضرت مہدی موعود کی بیعت بیعت الرشد ہوگی نہ کہ بیعت تلقین مذہب اوسکا حصول موجب مدارج دینی ہوگا۔ اور عدم حصول کیصورت میں کوئی شخص اسلام سے خارج یا گمراہ نہ ہوسکیگا۔

سید محبوب علی عفی عنہ

آپ نے یہ جو فرمایا کہ قرآن منکرین سے ملو ہے تو اس سے آپ کی کیا مراد ہے آیا قادیانی صاحب قبلہ کی مرسلیت کے انکار کے متعلق قرآن نے تہدید فرمایا ہے یا توحید حقہ حضرت رسالتماب صلعم کی رسالت کے خاتم کی نسبت اگر امر اول ہے تو براہ کرم اوسکا حوالہ دیجئے پھر ہم بھی آپ کے ساتھ ہیں ورنہ یضل بہ کثیرًا ویھدی بہ کثیرا کا خوف دامنگیر حال ہے۔

امر دوم کی نسبت تو خود قرآن و خدا سارے خدا پکار پکار کر ڈنکے کی چوٹ کہہ رہے ہیں۔ اس سے جناب قادیانی صاحب قبلہ کو کیا فائدہ پہونچتا ہے ہم جناب قادیانی صاحب قبلہ کو مقدس و برگزیدہ عالم متبحر مسلمان مانتے ہیں۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ آپ کا قلب تجلیات الٰہی سے منور ہو اور الہام بھی ہوتا ہو۔ اور نیز کیا انفاس ہیں آپ کے پاک نفس سے کافی مددملتی ہو۔ اور کیا عجب ہے کہ اس صدی کے مجدد زبردست ہوں۔

پس آپ بھی اگر بحیثیت ایک مرید صادق اور اعتقاد کے حضرت موصوف سے فائدہ حاصل کرنا چاہتے ہیں تو آپ کے لئے مبارکی ہے اور خدا آپ بہ سلامتی ایمان آپ کو اس ارادہ میں کامیاب کرے اور خصوصًا میرے لئے بھی دعا کے لئے بوقت حضوری و حصول قدم بوسی عرض کیجئے بلکہ یہ میری تحریر ہی اگر آپ حضرت ممدوح کی خدمت میں پیش فرماویں اور اس کی نسبت کیا ارشاد ہوتا ہے مطلع فرماویں تو آپ کی عنایت ہے۔

سر دست میری حاضری ناممکن ہے اگر فیضان باطنی کی غرض سے بحیثیت مرشد کامل تذکرہ ہائے فوق الذکر مجکو موقع ملے گا تو انشاء اللہ تعالیٰ میں اوس موقع کو ہاتھ سے نہ دونگا۔ اس تحریر کو ذیل کے شعر پر ختم کرتا ہوں۔

بسفر رفتنت مبارک باد
بسلامت روی و باز آئی

خاکسار ازلی سید محبوب علی عفی عنہ

مکرر

قصور معاف میں یہ سمجھا تھا کہ آپ مقبرہ بہشتی کے متعلق چونکے ہونگے کیونکہ ایسا علی العموم اعلان سنت نبوی و احکام قرآنی کے خلاف ہے

کیا آپ کو یہ واقعہ یاد نہیں ہے کہ حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ ایک شب بام کعبہ سے کسی کی آواز سنکر بے چین ہوئے اور جب بجالت چیتی وہاں پہونچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک شخص بام کعبہ کی چھت سے لپٹا ہوا یہ کہہ رہا ہے۔ آہی دوزخ کی آگ سے مجکو جلایا جائیگا یا نہ جلایا جاویگا انتظار یا نار جہنم سے بہری جائیگی یا نہ بہری جائیگی وغیرہ وغیرہ

تو خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ نے یہ سمجھا کر یہ کوئی گنہگار شخص ہے جو یوں زار و نالے کر رہا ہے۔

اسلئے آپ اوس کے دیکھنے کے منتظر ہے جب صاحب زار و نالہ بام کعبہ سے نیچے تشریف لائے تو کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت امیر المومنین حسین علیہ السلام ہیں۔ فورًا آپ قدموں پر گر پڑے اور عرض کی کہ یا ابن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اول تو آپکے لئے آپ کی ذاتی عظمت کافی ہے دوسرے آپ کے جد اکرم حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شفاعت تیسرے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ذریعہ اور حضرت علی علیہ السلام کا وسیلہ یا نجات کے لئے کم سامان ہے جو آپ ایسے بے چین ہیں تو آپنے فرمایا یہ سب کچھ صحیح ہے لیکن جس روز آیۂ وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ ۔ کا نزول ہوا تو خود حضرت رسالتمآب صلعم نے جناب فاطمہ علیہا السلام کو بلا کر تنبیہًا فرمایا کہ اَنْقِذِیْ نَفْسَکِ مِنَ النَّارِ فَاِنِّیْ لَا اَمْلِکُ مِنَ اللّٰہِ شَیْئًا یعنے اے فاطمہ بدری محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فردائے قیامت کچھ کار گر نہوگی عذاب دوزخ کا نظر انداز نکر دیا جاوے۔

تو جب پدری حضرت رسالت پناہ صلعم حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لئے کارگر نہوگی تو پدری حضرت علی علیہ السلام میرے لئے کیونکر کارآمد ہوگی پس یہی خوف دامنگیر حال ہے۔ وغیرہ وغیرہ

اب آپ غور فرمائیے کہ ایسے ایسے خلاصۂ کاملانہ کا یہ حال ہے تو آپ ہی انصافًا فیصلہ فرمائیے۔ کہ مقبرہ سرزمین قادیان کیونکر موجب نجات ہوگا اور جو دعوے کہ خود سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے بالعموم نہیں فرمایا تو حضرت قادیانی صاحب کیونکر کر سکتے ہیں اور ایسے دعوٰی کو تسلیم سے کیا قادیانی صاحب کی فضیلت معاذ اللہ حضرت سرور عالم صلعم پر ضمنًا مترشح و ثابت نہیں ہوتی اور کیا ایسی فضیلت کے قبول کرنے سے ایمان باقی رہتا ہے۔ یقینًا آپ عقل سلیم سے اسکا تصفیہ کرینگے اور یہ میری تحریر ضرور جناب قادیانی صاحب قبلہ کی خدمت میں پیش کرکے اسکی نسبت جو کچھ صاحب موصوف صراحت فرمائینگے اوس سے مجھکو ضرور مطلع کرینگے ورنہ خدا کے پاس آپ

ذمہ دار ہونگے۔ فقط

سید محبوب علی عفی عنہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مکرم بندہ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ کرمنامہ میرے عریضہ کے جواب میں پہونچا جسکو میں نہایت غور اور توجہ سے پڑھا۔ فی الحقیقت میری غرض اور میرا مدعا یہی ہے کہ وہ نور اور روشنی جو میں نے پائی ہے اسکی طرف آپ کی رہنمائی کروں اور یہ محض ابتغاء الوجہ الصمد والنصح لخلق اللہ ہے۔ میں اس عریضہ کو لمبا کرنے کی ضرورت نہیں سمجھتا صرف چند ضروری امور پر آپ کی نظر ثانی کرانی چاہتا ہوں۔

آپ علیجناب حضرت اقدس سیدنا مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق اس مقام تک پہونچ ہیں کہ وہ مجدد ہونے کی حیثیت رکھتے ہیں اور انہوں نے اسلام کی حقانیت کو غیر مذاہب والوں کے مقابلہ میں حسب موقع عمدہ طور پر ثابت فرمایا وغیرہ کچھ شک نہیں آپ کی یہ رائے تو اچھا اندر رنگ قابلیت و استحقاق رکھتی ہے مگر میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ حضرت اقدس فی الحقیقت مجدد موعود ہیں اور اسلام کی حمایت و نصرت جو آپ کے ذریعہ ہوئی وہ کوئی ایسا مخفی امر نہیں جسکو دوسرے لوگ نجانتے ہوں بلکہ سب سے تلخ دشمن مولوی ابوسعید محمد حسین بٹالوی نے اپنے رسالہ اشاعۃ السنہ میں آنحضرت کی نسبت مندرجہ ذیل ریمارک کیا۔ جو اس نے براہین احمدیہ پر ریویو کرتے ہوئے لکھا ہے اور وہ یہ ہے۔

"اب ہم اس پر اپنی رائے نہایت مختصر اور بے مبالغہ الفاظ میں ظاہر کرتے ہیں ہماری رائے میں یہ کتاب اس زمانہ میں اور موجودہ حالت کی نظر سے ایسی کتاب ہے جس کی نظیر آج تک اسلام میں تالیف نہیں ہوئی اور آئندہ کی خبر نہیں لعل اللہ یحدث بعد ذالک امرًا اور اسکا مولف بھی اسلام کی مالی و جانی وقلمی و لسانی و حالی و قالی نصرت میں ایسا ثابت قدم نکلا ہے جسکی نظیر پہلے مسلمانوں میں بہت ہی کم پائی گئی ہے۔ ہمارے ان الفاظ کو کوئی ایشیائی مبالغہ سمجھے تو ہمکو کم سے کم ایک ایسی کتاب بتادے جس میں جملہ فرقہائے مخالفین اسلام خصوصًا فرقہ آریہ و برہم سماج سے اس زور شور سے مقابلہ

پایا جاتا ہو اور دو چار ایسے اشخاص انصار اسلام کی نشان دہی کرے جنہوں نے اسلام کی نصرت مالی و جانی و قلمی و لسانی کے علاوہ نصرت حالی کا بھی بیڑا اٹھایا ہو اور منکرین الہام کے مقابلہ میں مردانہ تحدی کے ساتھ یہ دعوے کیا ہو کہ جسکو وجود الہام کا شک ہو وہ ہمارے پاس آکر اسکا تجربہ و مشاہدہ کرلے اور اس تجربہ اور مشاہدہ کا غیر اقوام کو مزا بھی چکھا دیا ہو۔"

یہ رائے اس شخص کی حضرت اقدس مرزا صاحب کی نصرت و حمایت دین کے متعلق ہے جو آپ کا خطرناک دشمن ہے اور الفضل ما شہدت بہ الاعداء ۱۸۸۴ء امر مسلم ہے خود بھی اس امر کا اعتراف کرتے ہیں لہذا اب امر غور طلب یہ ہے کہ جو شخص حمایت دین کے لئے ایسا ممتاز اور مشار الیہ ہو سکتا ہو۔ کیا یہ ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی نصرت اور تائید کے لئے تیار نہ ہو۔ ہرگز نہیں۔

پس کم از کم وہ شخص جو حمایت دین کا ایسا جوش اپنے اندر رکھتا ہے یہ ناممکن ہے کہ حمایت دین کی بجائے تخریب دین کرے معاذ اللہ منہ۔

اور اس سے بڑھکر تخریب کیا ہوسکتی ہے کہ وہ مفتری علی اللہ ہو۔ اور پھر ہم جب سنت اللہ میں اس امر کو مشاہدہ کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کسی مفتری کو مہلت نہیں دیتا ورنہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت صادقہ پر اعتراض وارد ہوتا ہے تو یہ امر اور بھی کھل جاتا ہے کہ یہ شخص اپنے دعاوی میں مفتری اور کذاب نہیں ہو سکتا اور حمایت دین اور نصرت اسلام پر جوش دلی رکھتا ہوا کبھی دنیا کو گمراہ کرنے کا وہم بھی نہیں کرسکتا۔ اسلئے حضرت مرزا صاحب کا حامی دین ہونا ہی انکے تمام دعاوی کی صداقت کو ثابت کر دیتا ہے۔ اگرچہ ان کے دعاوی کے بے شمار دلائل ہیں۔ مگر جو لوگ آپ کی مخالفت کرتے ہیں وہ آپ کے دعاوی کی صحت کی پرتال کرتے وقت یہ غلطی کر بیٹھتے ہیں کہ وہ منہاج نبوۃ کے طریق کو چھوڑ کر اپنی خیالی اور خود تراشیدہ معیار پر آپ کو پرکھتے ہیں اور یہ راہ خطرناک ہے۔ لیکن جب ایک شخص محض صدق نیت سے رضاء الٰہی کا طالب ہو کر اور خشیت اللہ سے لبریز دل لیکر ماموریں و مرسلین کے معیار پر آپ کو دیکھے گا تو یقینًا اسکا دل بول اٹھے گا کہ فی الحقیقت جناب مرزا صاحب خدا تعالےٰ کے مامور اور اس صدی کے مجدد اور بہ پیشگوئی امت کے مسیح اور گمراہان ملت کے لئے مہدی ہیں +

میں نہایت افسوس سے ظاہر کرتا ہوں کہ آپ کو مرسل من اللہ کے لفظ پر اعتراض ہوا ہے

محض اس جہت سے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اگرچہ یہ مسئلہ بہت تفصیل اور تصریح چاہتا ہے لیکن میں بجائے اسکے کہ خود اسپر کچھ لکھوں۔ بالفعل جناب سیدنا مسیح موعودؑ صاحب کے اپنے قلم سے نکلے ہوئے ایک مضمون کو یہاں درج کر دیتا ہوں۔ اگر اسکے بعد بھی آپ کے دل پر کوئی امر تفصیل طلب ہو تو مجھے خوشی ہوگی کہ اسکو صاف کیا جاوے۔ مجھے آپ کی نسبت نیک معلوم ہوتی ہے اور آپ کے طرز تحریر میں رفق اور ملائمت ہے [illegible] تعصب [illegible] معلوم ہوتا ہے [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible]

[illegible]

سو اگر یہ کہا جائے [illegible] خاتم النبیین [illegible] [illegible] [illegible] علیہ وسلم [illegible] [illegible] اور ایسی حالت میں [illegible] [illegible] اور نیز انہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم [illegible] [illegible] آپ پیشگوئیوں کا عقیدہ [illegible] تو معصیت [illegible] اور آیت ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین اور حدیث لا نبی بعدی اس عقیدہ کے کذب صریح ہونے پر کامل شہادت ہے لیکن ہم اس قسم کے عقائد کے سخت مخالف ہیں اور ہم اس آیت پر سچا اور کامل ایمان رکھتے ہیں جو فرمایا کہ ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین اور اس آیت میں ایک پیشگوئی ہے جس کی ہمارے مخالفوں کو خبر نہیں اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس آیت میں فرماتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد پیشگوئیوں کے دروازے قیامت تک بند کر دیئے گئے اور ممکن نہیں کہ اب کوئی ہندو یا یہودی یا عیسائی یا کوئی رسمی مسلمان نبی کے لفظ کو اپنی نسبت ثابت کر سکے نبوت کی تمام کھڑکیاں بند کی گئیں مگر ایک کھڑکی سیرت صدیقی کی کھلی ہے یعنے فنا فی الرسول کی۔ پس جو شخص اس کھڑکی کی راہ سے خدا کے پاس آتا ہے اس پر ظلی طور پر وہی نبوت کی چادر پہنائی جاتی ہے جو نبوت محمدی کی چادر ہے۔ [illegible] اس کا نبی ہونا غیرت کی جگہ نہیں کیونکہ وہ [illegible] سے نہیں بلکہ اپنے نبی کے چشمہ سے [illegible] [illegible] بلکہ [illegible] کے جلال کے لئے [illegible]

اس کا نام آسمان پر محمد اور احمد ہے اس کے یہ معنے ہیں کہ محمد کی نبوت آخر محمد کو ہی ملی گو بروزی طور پر مگر نہ کسی اور کو۔ پس یہ آیت کہ ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین اس کے معنے یہ ہیں کہ لیس محمد ابا احد من رجال الدنیا ولکن ھو اب لرجال الآخرۃ لانہ خاتم النبیین ولا سبیل الی فیوض اللہ من غیر توسطہ غرض میری نبوت اور رسالت باعتبار محمد اور احمد ہونے کے ہے [illegible]

[illegible]

[illegible] قل عسیٰ [illegible] احدا الا من ارتضیٰ من رسول۔ اب اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد ان معنوں کے رو سے نبی سے انکار کیا جائے تو اس سے لازم آتا ہے کہ یہ عقیدہ رکھا جائے کہ یہ امت مکالمات ومخاطبات الہیہ سے بے نصیب ہے کیونکہ جس کے ہاتھ پر اخبار غیبیہ منجانب اللہ ظاہر ہونگے بالضرور اسپر مطابق آیت لا یظھر علی غیبہ کے مفہوم نبی کا صادق آئیگا اسی طرح جو خدا تعالےٰ کی طرف سے بھیجا جائے گا اسی کو ہم رسول کہیں گے۔ فرق درمیان یہ ہے کہ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد قیامت تک ایسا نبی کوئی نہیں جسپر جدید شریعت نازل ہو یا جسکو بغیر توسط آنجناب اور ایسی فنا فی الرسول کی حالت کے جو آسمان پر اسکا نام محمد اور احمد رکھا جائے یونہی نبوت کا لقب عنایت کیا جائے ومن ادعی فقد کفر۔ اس میں اصل بھید یہی ہے کہ خاتم النبیین کا مفہوم تقاضا کرتا ہے کہ جب تک کوئی پردہ مغایرت کا باقی ہے اسوقت تک اگر کوئی نبی کہلائیگا تو گویا اس مہر کو توڑنے والا ہوگا جو خاتم النبیین پر ہے لیکن اگر کوئی شخص اسی خاتم النبیین میں ایسا گم ہو کہ بباعث نہایت اتحاد اور نفی غیریت کے اسی کا نام پالیا ہو اور صاف آئینہ کی طرح محمدی چہرہ کا اس میں انعکاس ہو گیا ہو تو وہ بغیر مہر توڑنے کے نبی کہلائیگا کیونکہ وہ محمد ہے گو ظلی طور پر۔ پس باوجود اس شخص کے دعویٰ نبوت کے جس کا نام ظلی طور پر محمد اور احمد رکھا گیا پھر بھی سیدنا محمد

خاتم النبیین ہی رہا کیونکہ یہ محمد ثانی اسی محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی تصویر اور اسی کا نام ہے مگر عیسیٰ بغیر مہر توڑنے کے آ نہیں سکتا کیونکہ اوسکی نبوت ایک الگ نبوت ہے اور اگر بروزی معنوں کے رو سے بھی کوئی شخص نبی اور رسول نہیں ہو سکتا تو پھر اس کے کیا معنے ہیں کہ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم٭ سو یاد رکھنا چاہئے کہ ان معنوں کے رو سے مجھے نبوت اور رسالت سے انکار نہیں ہے اسی لحاظ سے صحیح مسلم میں بھی مسیح موعود کا نام نبی رکھا گیا۔ اگر خدا تعالےٰ سے غیب کی خبریں پانے والا نبی کا نام نہیں رکھتا تو پھر بتلاؤ کس نام سے اسکو پکارا جائے۔ اگر کہو کہ اس کا نام محدث رکھنا چاہئے تو میں کہتا ہوں کہ تحدیث کے معنے کسی لغت کی کتاب میں اظہار غیب نہیں ہے مگر نبوت کے معنے اظہار امر غیب ہے اور نبی ایک لفظ ہے جو عربی اور عبرانی میں مشترک ہے یعنے عبرانی میں اسی لفظ کو نابی کہتے ہیں اور یہ لفظ نابا سے مشتق ہے جس کے یہ معنے ہیں خدا سے خبر پاکر پیشگوئی کرنا اور نبی کے لئے شارع ہونا شرط نہیں ہے یہ صرف موہبت ہے جس کے ذریعہ سے امور غیبیہ کھلتے ہیں۔ پس میں جبکہ اس مدت تک ڈیڑھ سو پیشگوئی کے قریب خدا کی طرف سے پاکر بچشم خود دیکھ چکا ہوں کہ صاف طور پر پوری ہو گئیں تو میں اپنی نسبت نبی یا رسول کے نام سے کیونکر انکار کر سکتا ہوں۔ اور جب کہ خود خدا تعالےٰ نے یہ نام میرے رکھے ہیں تو میں کیونکر رد کر دوں یا کیونکر اس کے سوا کسی دوسرے سے ڈروں۔ مجھے اوس خدا کی قسم ہے جس نے مجھے بھیجا ہے اور جسپر افترا کرنا لعنتیوں کا کام ہے کہ اس نے مسیح موعود بناکر مجھے بھیجا ہے اور میں جیسا کہ قرآن شریف کی آیات پر ایمان رکھتا ہوں ایسا ہی بغیر فرق ایک ذرہ کے خدا کی اس کھلی کھلی وحی پر ایمان لاتا ہوں جو مجھے ہوئی

جسکی سچائی اس کے متواتر نشانوں سے مجھ پر کھل گئی ہے اور میں بیت اللہ میں کھڑے ہو کر یہ قسم کھا سکتا ہوں کہ وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوتی ہے وہ اسی خدا کا کلام ہے جس نے حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنا کلام نازل کیا تھا میرے لئے زمین نے بھی گواہی دی اور آسمان نے بھی اس طرح پر میرے لئے آسمان بھی بولا اور زمین بھی کہ میں خلیفۃ اللہ ہوں مگر پیشگوئیوں کے مطابق ضرور تھا کہ انکار بھی کیا جاتا اس لئے جن کے دلوں پر پردے ہیں وہ قبول نہیں کرتے میں جانتا ہوں کہ ضرور خدا میری تائید کرے گا جیسا کہ وہ ہمیشہ اپنے رسولوں کی تائید کرتا رہا ہے کوئی نہیں کہ میرے مقابل پر ٹھہر سکے کیونکہ خدا کی تائید اُن کے ساتھ نہیں اور جس جس جگہ میں نے نبوت یا رسالت سے انکار کیا ہے صرف ان معنوں سے کیا ہے کہ میں مستقل طور پر کوئی شریعت لانے والا نہیں ہوں اور نہ میں مستقل طور پر نبی ہوں مگر ان معنوں سے کہ میں نے اپنے رسول مقتدا سے باطنی فیوض حاصل کر کے اور اپنے لئے اس کا نام پاکر اس کے واسطہ سے خدا کی طرف سے علم غیب پایا ہے۔ رسول اور نبی ہوں مگر بغیر کسی جدید شریعت کے۔ اس طور کا نبی کہلانے سے میں نے کبھی انکار نہیں کیا بلکہ انہیں معنوں سے خدا نے مجھے نبی اور رسول کر کے پکارا ہے سو اب بھی میں ان معنوں سے نبی اور رسول ہونے سے انکار نہیں کرتا۔ اور میرا یہ قول ہے کہ

"من نیستم رسول و نیاوردہ ام کتاب"

اسکے معنے صرف اس قدر ہیں کہ میں صاحب شریعت نہیں ہوں۔ ہاں یہ بات بھی یاد رکھنی چاہئے اور ہرگز فراموش نہیں کرنی چاہئے کہ میں باوجود نبی اور رسول کے لفظ کے ساتھ پکارے جانے کے خدا کی طرف سے اطلاع دیا گیا ہوں کہ یہ تمام فیوض بلا واسطہ میرے پر نہیں ہیں بلکہ آسمان پر ایک پاک وجود ہے جس کا روحانی افاضہ میرے شامل حال ہے یعنے محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس واسطہ کو ملحوظ رکھکر اور اس میں ہوکر اور اس کے نام محمد اور احمد سے مسمی ہوکر میں رسول بھی ہوں اور نبی بھی ہوں یعنے بھیجا گیا بھی اور خدا سے غیب کی خبریں پانے والا بھی اور اس طور سے خاتم النبیین کی مہر محفوظ رہی کیونکہ میں نے انعکاسی اور ظلی طور پر محبت کے آئینہ کے ذریعہ سے وہی نام پایا۔ اگر کوئی شخص اس وحی الٰہی پر ناراض ہو کہ کیوں خدا تعالےٰ نے میرا نام نبی اور رسول رکھا ہے تو یہ اس کی حماقت ہے کیونکہ میرے نبی اور رسول ہونے سے خدا

٭ یہہ ضرور یاد رکھو کہ اس امت کے لئے وعدہ ہے کہ وہ ہر ایک ایسے انعام پائیگی جو پہلے نبی اور صدیق پاچکے پس منجملہ ان انعامات کے وہ نبوتیں اور پیشگوئیاں ہیں جن کے رو سے انبیاء علیہم السلام نبی کہلاتے رہے۔ لیکن قرآن شریف بجز نبی بلکہ رسول ہونے کے دوسروں پر علوم غیب کا دروازہ بند کرتا ہے جیسا کہ آیت لا یظھر علی غیبہ احدا الا من ارتضیٰ من رسول سے ظاہر ہے پس مصفی غیب پانے کے لئے نبی ہونا ضروری ہوا اور آیت انعمت علیھم گواہی دیتی ہے کہ اس مصفی غیب سے یہ امت محروم نہیں اور مصفی غیب حسب منطوق آیت رسالت اور نبوت کو چاہتا ہے اور وہ طریق براہ راست بند ہے اس لئے ماننا پڑتا ہے کہ اس موہبت کے لئے محض بروز اور ظلیت اور فنا فی الرسول کا دروازہ کھلا ہے۔ منہ

کی مہر نہیں ٹوٹتی* - یہ بات ظاہر ہے کہ جیسا میں اپنی نسبت کہتا ہوں کہ خدا نے مجھے رسول اور نبی کے نام سے پکارا ہے ایسا ہی میرے مخالف حضرت عیسیٰ ابن مریم کی نسبت کہتے ہیں کہ وہ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد دوبارہ دنیا میں آئیں گے - اور چونکہ وہ نبی ہیں اس لئے ان کے آنے پر بھی وہی اعتراض ہوگا جو مجھ پر کیا جاتا ہے یعنی یہ کہ خاتم النبیین کی مہر ختمیت ٹوٹ جائے گی - مگر میں کہتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو درحقیقت خاتم النبیین تھے مجھے رسول اور نبی کے لفظ سے پکارے جانا کوئی اعتراض کی بات نہیں اور نہ اس سے مہر ختمیت ٹوٹتی ہے کیونکہ میں بارہا بتلا چکا ہوں کہ میں بموجب آیت وآخرین منهم لما یلحقوا بهم بروزی طور پر وہی نبی خاتم الانبیا ہوں اور خدا نے آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں میرا نام محمد اور احمد رکھا ہے اور مجھے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ہی وجود قرار دیا ہے پس اس طور سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے خاتم الانبیا ہونے میں میری نبوت سے کوئی تزلزل نہیں آیا - کیونکہ ظل اپنے اصل سے علیحدہ نہیں ہوتا اور چونکہ میں ظلی طور پر محمد ہوں صلے اللہ علیہ وسلم پس اس طور سے خاتم النبیین کی مہر نہیں ٹوٹی کیونکہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت محمد تک ہی محدود رہی یعنے بہرحال محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہی نبی رہا نہ اور کوئی یعنے جبکہ میں بروزی طور پر . . . . آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہوں اور بروزی رنگ میں تمام کمالات محمدی مع نبوت محمدیہ کے میرے آئینہ ظلیت میں منعکس ہیں تو پھر کونسا الگ انسان ہوا جس نے علیحدہ طور پر نبوت کا دعوےٰ کیا - بھلا اگر مجھے قبول نہیں کرتے تو یوں سمجھ لو کہ تمہاری حدیثوں میں لکھا ہے کہ مہدی موعود خَلق اور خُلق میں ہمرنگ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہوگا اور اسکا اسم آنجناب کے اسم سے مطابق ہوگا یعنے اسکا نام بھی محمد اور احمد ہوگا اور اس کی اہلبیت میں سے ہوگا+ - اور بعض حدیثوں میں ہے کہ مجھ میں سے ہوگا - یہ عمیق اشارہ اس بات کی طرف ہے کہ وہ روحانیت کے رو سے اسی نبی میں سے نکلا ہوا ہوگا اور اسی کی روح کا روپ ہوگا - اسپر نہایت قوی قرینہ یہ ہے کہ جن الفاظ کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلق بیان کیا یہاں تک کہ دونوں کے نام ایک کر دیئے ان الفاظ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اس موعود کو اپنا بروز بیان فرمانا چاہتے ہیں جیسا کہ حضرت موسیٰ کا یشوعا بروز تھا اور بروز کے لئے یہ ضرور نہیں کہ بروزی انسان صاحب بروز کا بیٹا یا نواسہ ہو ہاں یہ ضرور ہے کہ روحانیت کے تعلقات کے لحاظ سے شخص مورد بروز صاحب بروز میں سے نکلا ہوا ہو اور ازل سے باہمی کشش اور باہمی تعلق درمیان ہو سو یہ خیال آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شان معرفت کے سراسر خلاف ہے کہ آپ اس بیان کو تو چھوڑ دیں جو اظہار مفہوم بروز کے لئے ضروری ہے اور یہ امر ظاہر کرنا شروع کر دیں کہ وہ میرا نواسہ ہوگا بھلا نواسہ ہونے سے بروز کو کیا تعلق اور اگر بروز کے لئے یہ تعلق ضروری تھا تو فقط نواسہ ہونے کی ایک ناقص نسبت کیوں اختیار کی گئی بیٹا ہونا چاہیئے لیکن اللہ تعالےٰ نے اپنی کلام پاک میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کسی کے باپ ہونے کی نفی کی ہے لیکن بروز کی خبر دی ہے اگر بروز صحیح نہ ہوتا تو پھر آیت وآخرین منهم میں اس موعود کے رفیق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کیوں ٹھہرتے اور نفی بروز سے اس آیت کی تکذیب لازم آتی ہے - جسمانی خیال کے لوگوں نے کبھی اس موعود کو حسن کی اولاد بنایا اور کبھی حسین کی اور کبھی عباس کی لیکن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا صرف یہ مقصود تھا کہ وہ فرزندوں کی طرح اس کا وارث ہوگا اس کے نام کا وارث اس کے خُلق کا وارث اس کے علم کا وارث اسکی روحانیت کا وارث اور ہر ایک پہلو سے اپنے اندر اس کی تصویر دکھلائیگا اور وہ اپنی طرف سے نہیں بلکہ سب کچھ اس سے لے گا اور اس میں فنا ہو کر اس کے چہرہ کو دکھائے گا پس جیسا کہ ظلی طور پر اس کا نام لے گا اس کا خُلق لے گا اس کا علم لے گا ایسا ہی اس کا نبی لقب بھی لے گا - کیونکہ بروزی تصویر پوری نہیں ہو سکتی جب تک کہ یہ تصویر ہر ایک پہلو سے اپنے اصل کے کمال اپنے اندر نہ رکھتی ہو پس چونکہ نبوت بھی نبی میں ایک کمال ہے اس لئے ضروری ہے کہ تصویر بروزی میں وہ کمال بھی نمودار ہو تمام نبی اس بات کو مانتے چلے آئے ہیں کہ وجود بروزی اپنے اصل کی پوری تصویر ہوتی ہے یہاں تک کہ نام بھی ایک ہو جاتا ہے پس اس صورت میں ظاہر ہے کہ جیسے بروزی طور پر محمد اور احمد نام رکھے جانے سے دو محمد اور دو احمد نہیں ہو گئے - اسی طرح بروزی طور پر نبی یا رسول کہنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ خاتم النبیین کی مہر ٹوٹ گئی کیونکہ وجود بروزی کوئی الگ وجود نہیں اس طرح پر تو محمد کے نام کی نبوت محمد صلے اللہ علیہ وسلم تک ہی محدود رہی تمام انبیاء علیہم السلام کا اسپر اتفاق ہے کہ بروز میں دوئی نہیں ہوتی کیونکہ بروز کا مقام اس مضمون کا مصداق ہوتا ہے کہ - من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جان شدی - تاکس نہ گوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری - لیکن اگر حضرت عیسےٰ علیہ السلام دوبارہ دنیا میں آئے تو بغیر خاتم النبیین کی مہر توڑنے کے کیونکر دنیا میں آسکتے ہیں - غرض خاتم النبیین کا لفظ ایک الٰہی مہر ہے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر لگ گئی ہے اب ممکن نہیں کہ کبھی یہ مہر ٹوٹ جائے ہاں یہ ممکن ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نہ ایک دفعہ بلکہ ہزار دفعہ دنیا میں بروزی رنگ میں آجائیں اور بروزی رنگ میں اور کمالات کے ساتھ اپنی نبوت کا بھی اظہار کریں اور یہ بروز خدا کی طرف سے ایک قرار یافتہ عہد تھا جیسا کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے وآخرین منهم لما یلحقوا بهم اور انبیا کو اپنے بروز پر غیرت نہیں ہوتی کیونکہ وہ انہی کی صورت اور انہی کا نقش ہے لیکن دوسرے پر ضرور غیرت ہوتی ہے دیکھو حضرت موسیٰ نے معراج کی رات جب دیکھا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم انکے مقام سے آگے نکل گئے تو کیونکر رو رو کر اپنی غیرت ظاہر کی تو پھر جس حالت میں خدا تو فرماوے کہ تیرے بعد کوئی اور نبی نہیں آئے گا اور پھر اپنے فرمودہ کے برخلاف عیسیٰ کو بھیجدے تو پھر کس قدر یہ فعل آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی آزاری کا موجب ہوگا - غرض بروزی رنگ کی نبوت سے ختم نبوت میں فرق نہیں آتا اور نہ مہر ٹوٹتی ہے لیکن کسی دوسرے نبی کے آنے سے اسلام کی بیخ کنی ہو جاتی ہے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اس میں سخت اہانت ہے کہ عظیم الشان کام دجال کشی کا عیسیٰ سے ہوا نہ آنحضرت سے اور آیت کریمہ ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین نعوذ باللہ اس سے جھوٹی ٹھہرتی ہے اور اس آیت میں ایک پیشگوئی مخفی ہے اور وہ یہ کہ اب نبوت پر قیامت تک مہر لگ گئی ہے اور بجز بروزی وجود کے جو خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا وجود ہے کسی میں یہ طاقت نہیں جو کھلے کھلے طور پر نبیوں کی طرح خدا سے کوئی علم غیب پاوے اور چونکہ وہ بروز محمدی جو قدیم سے موعود تھا وہ میں ہوں اس لئے بروزی رنگ کی نبوت مجھے عطا کی گئی - اور اس نبوت کے مقابل پر اب تمام دنیا بے دست و پا ہے کیونکہ نبوت پر مہر ہے - ایک بروز محمدی جمیع کمالات محمدیہ کے ساتھ آخری زمانہ کے لئے مقدر تھا سو وہ ظاہر ہوگیا اب بجز اس کھڑکی کے اور کوئی کھڑکی نبوت کے چشمہ سے پانی لینے کے لئے باقی نہیں - خلاصہ کلام یہ کہ بروزی طور کی نبوت اور رسالت سے ختمیت کی مہر نہیں ٹوٹتی اور حضرت عیسیٰ کے نزول کا خیال جو مستلزم تکذیب آیت ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین ہے وہ ختمیت کی مہر کو توڑتا ہے اور اس فضول اور خلاف عقیدہ کا تو قرآن شریف میں نشان نہیں اور کیونکر ہو سکتا ہے کہ وہ آیت ممدوحہ بالا کے صریح برخلاف ہے لیکن ایک بروزی نبی اور رسول کا آنا قرآن شریف سے ثابت ہو رہا ہے جیسا کہ آیت وآخرین منهم سے ظاہر ہے اس آیت میں ایک لطافت بیان یہ ہے کہ اس گروہ کا ذکر تو اس میں کیا گیا جو صحابہ میں سے ٹھہرائے گئے - لیکن اس جگہ اس مورد بروز کا تصریح ذکر نہیں کیا یعنے مسیح موعود کا جس کے ذریعہ سے وہ لوگ صحابہ ٹھہرے اور صحابہ کی طرح زیر تربیت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سمجھے گئے -

* - یہ کیسی عمدہ بات ہے کہ اس طریق سے نہ تو خاتم النبیین کی پیشگوئی کی مہر ٹوٹی اور نہ امت کے کل افراد مفہوم نبوت سے جو آیت لا یظہر علےٰ غیبہ کے مطابق ہے محروم رہے مگر حضرت عیسےٰ کو دوبارہ اتارنے سے جن کی نبوت اسلام سے چھ سو برس پہلے قرار پا چکی ہے اسلام کا کچھ باقی نہیں رہتا اور آیت خاتم النبیین کی صریح تکذیب لازم آتی ہے اس کے مقابل پر ہم صرف مخالفوں کی گالیاں سنیں گے سو گالیاں دیں وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون - منہ

+ یہ بات میرے اجداد کی تاریخ سے ثابت ہے کہ ایک دادی ہماری شریف خاندان سادات سے اور بنی فاطمہ میں سے تھی اس کی تصدیق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی کی اور خواب میں مجھے فرمایا کہ سلمان منا اہل البیت علی مشرب الحسن میرا نام سلمان رکھا یعنی دو سلم اور سلم عربی میں صلح کو کہتے ہیں یعنی مقدر ہے کہ دو صلح میرے ہاتھ پر ہوں گی ایک اندرونی کہ جو اندرونی بغض اور شحنا کو دور کرے گی دوسری بیرونی کہ جو بیرونی عداوت کے وجوہ کو پامال کر کے اور اسلام کی عظمت دکھلا کر غیر مذہب والوں کو اسلام کی طرف جھکا دیگی - معلوم ہوتا ہے کہ حدیث میں جو سلمان آیا ہے اس سے بھی میں مراد ہوں ورنہ اس سلمان پر دو صلح کی پیشگوئی صادق نہیں آتی اور میں خدا سے وحی پا کر کہتا ہوں کہ میں بنی فارس میں سے ہوں - اور بموجب اس حدیث کے جو کنز العمال میں درج ہے بنی فارس بھی بنی اسرائیل اور اہلبیت میں سے ہیں اور حضرت فاطمہ نے کشفی حالت میں اپنی ران پر میرا سر رکھا اور مجھے دکھایا کہ میں اس میں سے ہوں چنانچہ یہ کشف براہین احمدیہ میں موجود ہے منہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علے رسولہ الکریم

ایک تازہ پیشگوئی

۲۹ - اپریل ۱۹۰۶ء روز یکشنبہ

الہام الٰہی " دشمن کا بھی ایک وار نکلا -

وتلک الایام نداولھا بین الناس

یعنی کوئی ایسا امر جو وہ خدا کی طرف سے ہماری نسبت یا ہماری جماعت کے کسی فرد کی نسبت صادر ہوگا - جس سے دشمن خوش ہو جائے گا اور وہ امر جو وہ خدا کی طرف سے ہوگا - یا دشمن کا اس میں کچھ دخل ہوگا اور پھر خدا فرماتا ہے کہ یہ دن خوشی اور غم یا فتح اور شکست کی ہم نوبت بہ نوبت لوگوں میں پھیرا کرتے ہیں بعض وقت خوشی اور فتح خدا کی جماعت کی [illegible] اور دشمن ذلیل اور شرمسار ہو جاتے ہیں جیساکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد میں بدر کی لڑائی میں ہوا کہ کفار کو سخت شکست آئی اور نامی افسر اور سر گروہ ان کی فوج کے اسی لڑائی میں مارے گئے جیساکہ ابو جہل - یہ خوشی تو مومنوں کو پہونچی - پھر دوسری مرتبہ کفار کی خوشی کی نوبت آئی اور اُحد کی لڑائی میں دردناک شہادتیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی صحابہ رضی اللہ عنہم کو نصیب ہوئیں اور خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم زخمی ہوئے اور ایک تہلکہ برپا ہوا اسوقت بعض ان لوگوں کے دلوں میں جو سنت اللہ سے ناواقف تھے - یہ خیال بھی آیا کہ جس حالت میں ہم حق پر ہیں اور ہمارے مخالف باطل پر ہیں تو یہ مصیبت ہم پر کیوں آئی - تب اون کا جواب اللہ تعالےٰ نے وہ دیا - جو قرآن شریف میں مذکور ہے اور وہ یہ ہے

ان یمسسکم قرح فقد مس القوم قرح مثلہ وتلک الایام نداولھا بین الناس

یعنی اگر تم کو اُحد کی لڑائی میں دکھ اور تکلیف پہونچی ہے تو بدر کی لڑائی میں بھی تو تمہارے مخالفوں کو ایسی ہی تکلیف پہونچی تھی اور ایسا ہی دکھ اور نقصان پڑا تھا - یہانتک کہ جس کو امیر فوج بنا کر لائے تھے یعنی ابو جہل وہ بھی کھیت رہا اور بڑے بڑے کافر مارے گئے پھر اگر اس کے مقابل امیر حمزہ شہید ہوئے اور دوسرے بزرگ صحابہ نے شربت شہادت پیا تو اس قدر بالمقابل صدمہ دیکھنا ضروری تھا کیونکہ خدا تعالیٰ کا یہی قانون قدرت ہے کہ کبھی کافر فنا کئے جاتے ہیں اور کبھی مومن تکلیف اُٹھاتے ہیں - اُس دن سے جو خدا نے دنیا پیدا کی یہ قانون چلا آیا ہے کہ کبھی کوئی ایسی تائید اور نصرت ظاہر ہوتی ہے - جس سے مومن خوش ہو جاتے ہیں اور کبھی کوئی ایسا ابتلاء مومنوں کے لئے پیش آجاتا ہے جو کافر مارے خوشی کے اُچھلنے پھرتے ہیں پس اللہ تعالےٰ نے اس اپنی وحی مقدس میں بھی جو آج اس عاجز پر نازل ہوئی فرماتا ہے اور اسبات کی طرف اشارہ فرماتا ہے کہ کچھ عرصہ سے متواتر خدا تعالےٰ کی نصرت اور تائید رحمت کے نشانوں کے رنگ میں اس عاجز کی نسبت ظاہر ہورہی ہے - جس سے مخالف لوگ ایک مسلسل غم دیکھ رہے ہیں اب ضروری ہے کہ بموجب قانون وتلک الایام نداولھا بین الناس ان کو بھی کچھ خوشی پہنچائی جائے سو اس الہام کی بنا پر کوئی امر ہمارے لئے ناگوار دوران کے لئے موجب خوشی کا ظاہر ہو جائے گا -

اور جو نشان اس تھوڑے عرصہ میں ہماری تائید میں ظاہر ہوئے جو ہماری خوشی کا موجب اور مخالفوں کے رنج کا موجب تھے وہ بہ تفصیل ذیل ہیں اول سب سے پہلے مسمی کرم دین ساکن بھین ضلع جہلم کے مقدمات میں دو رحمت کے نشان خدا تعالےٰ کے ظاہر ہوئے پہلے وہ مقدمہ ہے جو کرم دین مذکور نے جہلم کی عدالت میں بصیغہ فوجداری مجھ پر دائر کیا تھا اس میں خدا تعالیٰ نے قبل فیصلہ اس مقدمہ کی مجھے خبر دی کہ کرم دین مذکور ناکام رہے گا اور شکست کھائیگا اور میں اس کے شر سے محفوظ رہوں گا - چنانچہ ابھی مقدمہ زیر تجویز ہی تھا کہ میں نے اپنی کتاب مواہب الرحمان میں اس پیشگوئی کو چھاپ کر شائع کر دیا اور جب میری طلبی جہلم کی عدالت میں ہوئی تو میں کئی نسخے اس کتاب کے ساتھ لے گیا اور قبل فیصلہ مقدمہ لوگوں میں تقسیم کر دیئے اور قادیان میں بھی جہلم کے جانے سے پہلے کئی نسخے اس کتاب کے تقسیم کئے اور ایک نسخہ حسب دستور گورنمنٹ میں بھی بھیجدیا - اور آخر پیشگوئی کے مطابق کرم دین کے مقدمہ کا نتیجہ یہ ہوا کہ عدالت جہلم نے خارج کر دیا - یہ پہلا نشان ہے جو ظاہر ہوا - پھر ایک اور مقدمہ کرم دین مذکور نے فوجداری میں میرے پر گورداسپور کی عدالت میں دائر کیا اور اس پر بھی ہماری جماعت میں سے ایک شخص کیطرف سے ایک فوجداری مقدمہ دائر ہو گیا - اب مقدمات کے فیصلہ سے پہلے خدا تعالےٰ نے مجھے خبر دی کہ انجام کار میں کرم دین کے مقدمہ سے بری کیا جاؤں گا مگر وہ سزا پا جائیگا چنانچہ وہ پیشگوئی میں نے قبل فیصلہ مقدمہ کے اخبار الحکم اور البدر میں شائع کرادی اور ایسا ہی ظہور میں آیا کہ کرم دین سزا پاگیا اور میں انجام کار بری کیا گیا اور یہ دو نشان تھے جو ایک دوسرے کے بعد ظاہر ہوئے - اور پھر خدا نے مجھے خبر دی کہ ایک زلزلہ کا دھکا ظاہر ہوگا جس سے جانوں اور عمارتوں کا نقصان ہوگا یہ خبر بھی میں نے قبل از وقت الحکم اور بدر کے ذریعہ سے شائع کر دی - چنانچہ ۴ - اپریل ۱۹۰۵ء کو وہ زلزلہ آیا - جس کی نقصان رسانی کی تفصیل بیان کرنیکی کچھ حاجت نہیں - یہ چوتھا نشان تھا - جو ظاہر ہوا پھر خدا نے مجھے خبر دی کہ موسم بہار میں ایک اور غیر معمولی زلزلہ آئیگا اور ۲۵ - فروری ۱۹۰۶ء کے بعد آئیگا چنانچہ ۲۷ - فروری ۱۹۰۶ء کا دن گذرنے کے بعد رات کو بوقت ڈیڑھ بجے وہ زلزلہ آیا - جس سے بہت سے گھر مسمار ہوئے اور بہت سی جانیں ضائع ہوئیں - اور یہ پانچواں نشان تھا جو خدا نے میری تائید میں ظاہر کیا پھر ایسا اتفاق ہو گیا کہ ایک شخص چراغدین نام جموں کا رہنے والا جو ابتدا میں میرا مرید تھا مرتد ہو گیا اور بد دعویٰ کے ساتھ ایک خطرناک اختلاط اس کا ہو گیا اور اس نے پیغمبری کا دعوےٰ بھی کیا - تب میں نے اس کی نسبت بد دعا کی اور مجھے خدا تعالےٰ سے الہام ہوا کہ خدا اس کو فنا کر دے گا اور اُس کو غارت کرے گا اور اس پر غضب نازل کرے گا اور اشارہ کیا گیا کہ وہ طاعون سے مرے گا - اسی لئے میں نے طاعون کے رسالہ میں ہی (جو طاعون کے بارے میں میں نے لکھا تھا) جس کا نام دافع البلاء و معیار اہل الاصطفا ہے - یہ پیشگوئی درج کی چنانچہ وہ اپنی کتاب منارۃ المسیح کے ایک برس بعد (جس میں مجھے اس نے دجّال قرار دیا ہے) اس قہر میں گرفتار ہوا - کہ اول دو لڑکے اور ایک لڑکی اسکی طاعون سے مری اور پھر چار اپریل ۱۹۰۶ء کو خود طاعون میں مبتلا ہو کر اس جہان سے گذر گیا - اور یہ چھٹا نشان تھا - جو خدا نے میری تائید میں ظاہر کیا اور اس کے ساتھ ہی ایک اور نشان ظہور میں آیا کہ اس نے اپنی طرف سے صریح لفظوں میں مباہلہ کیا اور اپنا ذکر کر کے اور میرا نام لے کر خدا سے یہ دعا کی کہ ہم دونوں میں سے جو مفتری اور حق کا دشمن ہے - خدا اس کو فنا کر دے اور حق اور باطل میں فیصلہ کر دے اس کی اس دعا پر صرف دو تین روز اس پر گذرے تھے کہ وہ خدا کے مواخذہ کے نیچے آگیا - اور ایک دردناک عذاب کیساتھ مرا کیونکہ اس سے زیادہ دردناک کونسا حادثہ ہوگا ؟ کہ پہلے اوس نے اپنے عزیز دو بیٹے اور ایک بیٹی اپنی آنکھ کے سامنے مرتی دیکھی اور اس پر مصیبت حادثہ کو مشاہدہ کر لیا کہ اب اس کی قطع نسل ہو گئی اور کوئی اس کی نسل میں سے باقی نہیں رہا اور پھر بعد اس کے ایسی طاعون سے بصد حسرت آپ موت کا پیالہ پیا اور ایمانی حالت کا یہ نمونہ دکھایا کہ دونوں لڑکوں کے مرنے کے بعد اس کے کلمات یہ تھے کہ اب خدا ہی میرا دشمن ہو گیا - **ساتواں** نشان تھا جو ظہور میں آیا - پھر بعد اس کے ایک اور نشان ظاہر ہوا کہ ایک شخص ڈوئی نام کا صیہون نام ایک شہر میں رہتا تھا اور پیغمبر ہونے کا دعوےٰ کیا تھا اور الہام کا بھی مدعی تھا میں نے اسکو مباہلہ کے لئے بلایا - اس نے کچھ جواب نہ دیا اور بہت تکبر دکھلایا اور میں نے اس کی نسبت انگریزی رسالہ میں شائع کیا کہ وہ سخت عذاب میں مبتلا ہوگا - چنانچہ امریکہ کے اخباروں میں بھی یہ مضمون شائع ہو گیا - اب وہ کچھ عرصہ سے فالج کے مہلک مرض میں گرفتار ہو گیا اور ساری پیغمبری اس کی دریا برد ہو گئی اور چراغدین کی طرح اس نے ثابت کر دیا کہ جھوٹا پیغمبر کس طرح جلد پکڑا جاتا ہے - اور اب امریکہ سے خبر آئی ہے کہ وہ قریب المرگ ہے - یہ آٹھواں نشان ہے کہ جو خدا تعالےٰ نے میری تائید میں ظاہر کیا ایسا ہی خدا نے مجھے اپنی پاک وحی سے خبر دی کہ [illegible]

[illegible] دشمن کا تو ویران کر دی

[illegible] بہت سے دشمن مر گئے [illegible] چنانچہ [illegible] مولوی [illegible] حال [illegible] کہ اس [illegible] سخت [illegible] اور ناپاک دل دشمن جو سخت متعصب تھے مع عیال و اطفال اس جہان سے گذر گئے جن کی تفصیل کسی مستقل رسالہ میں انشاء اللہ درج کی جائے گی - یہ نواں نشان ہے جو خدا تعالےٰ نے اس سال میں میری تائید میں ظاہر فرمایا - پھر پہلے اپنے متواتر اشتہارات میں بار بار شائع کیا تھا کہ دنیا میں سخت سخت زلزلے آئیں گے اور بعض ان میں سے قیامت کا نمونہ ہونگے اور بہت موت ہوگی - چنانچہ ایسے زلزلے فارموسا جین اور سان فرانسسکو ملک امریکہ اور اٹلی میں آگئے اور وہ درحقیقت ایسے خوفناک ہیں کہ جو شخص پہلے میرے اشتہارات کو پڑھیگا اور پھر ان زلزلوں اور عام تباہی کا نقشہ اسکی نظر کے سامنے آجائیگا - اس کو بہر حال اقرار کرنا پڑے گا کہ یہ وہی پیشگوئیاں ہیں کہ جو پہلے میری طرف سے ہو چکی ہیں - یہ تین نشان ہیں - جن کے ملانے سے بارانّ نشان ہوتے ہیں جو ان دنوں میں ظہور میں آئے اور پانچ اور زلزلوں کا وعدہ ہے - جن کی انتظار کرنی چاہئے -

بعض نادان کہتے ہیں کہ اگر یہ زلزلے امریکہ وغیرہ کے اس شخص یعنی اس عاجز کی تائید اور تصدیق کے لئے آئے ہیں تو یہ کیونکر ہو سکتا ہے کیونکہ ان ملکوں کے لوگ تو اس کے نام سے بھی بے خبر ہیں - اسکا جواب یہ ہے کہ اول تو جھوٹ ہے کہ وہ لوگ میرے نام سے بے خبر ہیں - امریکہ کے مشہور اور نامی اخباروں میں کئی دفعہ میرا اور میرے دعوے کا ذکر آچکا ہے - بلکہ اونہیں اخبار والوں نے لکھا تھا کہ پنجاب سے فلاں شخص ڈوئی کو جو پیغمبری کا دعوے کرتا ہے مباہلہ کے لئے بلاتا ہے اور ڈوئی اوس سے بھاگتا ہے - اس صورت میں

+ نوٹ - اسی کے ہمرنگ واقعہ عبد اللہ آتھم اولیکھرام تھا عبد اللہ آتھم عین شرطی پیشگوئی کے موافق مرا مگر نا سمجھی سے مخالفوں نے اسبات پر بہت خوشی ظاہر کی کہ وہ میعاد کے اندر نہیں مرا یہ معاملہ ایسا تھا جیسا کہ حضرت عیسیٰ کی نسبت " شبہ لہم " کا معاملہ تھا خدا کو منظور تھا کہ بموجب اپنی قانون قدرت وتلک الایام نداولھا بین الناس مخالفوں کو خوشی پہونچاوے کیونکہ پہلے نشانوں نے ان کو غمگین کر رکھا تھا اور یہ خوشی بھی قایم نہ رہی کیونکہ لیکھرام کی نسبت جو پیشگوئی تھی وہ ایسی صفائی سے پوری ہوئی جو منہ بند ہو گئے

وہ بے خبر کیونکر رہ سکتے ہیں - ماسوا اس کے چونکہ تمام دنیا کے زلزلوں کی نسبت اِن زلازل سے پہلے جو ابھی ظہور میں آئے میری پیشگوئیاں شائع ہو چکی ہیں - اور قبل از واقع ہونے ان پیشگوئیوں کے انگریزی میں وہ رسالے میری جماعت کے لوگوں کو جو انگریز ہیں اور امریکہ کے ان حصوں میں رہتے ہیں - پہونچ چکے ہیں - اور اس ملک میں عام طور پر کئی وہ رسالہ شائع ہو چکے ہیں تو اس صورت میں امریکہ کے لوگ ان پیشگوئیوں کی بے خبر کیونکر ہو سکتے ہیں - ماسوا اس کے ان ممالک میں محض تھوڑی طور پر زلزلے آئے ہیں - اور چونکہ ان زلازل کی نسبت پیشگوئیاں پہلے ہو چکی ہیں اسلئے وہ لوگ اس نشان سے انکار نہیں کر سکتے - اور یہ موقعیں ان میں واقع ہوئی ہیں - وہ ان کے گناہوں اور فسق و فجور کی وجہ سے ہیں اور یہ زلزلے میری طرف سے ان کی رہنمائی کرتے ہیں کیونکہ میں نے ہی قبل از وقت ان کو ان آفات کی خبر دی ہے - غرض جو ہلاک ہو رہے والے اپنے سابق گناہوں کی وجہ سے ہلاک ہوئے اور جنہیں پیشگوئی کی خبر ملے گی - ان کے لئے وہ نشان ہوا اگر وہ اس نشان کو ٹال دینگے - تو پھر کوئی اور عذاب آئیگا -

اب یاد رکھو یہ دونوں نشان تازہ بتازہ ایک دوسرے کے بعد ظاہر ہو چکے ہیں اور دشمنوں کو بہت کوفت اور ہم و غم پہنچا ہے - تو مذکورہ بالا الہام میں خدا تعالیٰ پیشگوئی کے طور پر فرماتا ہے کہ ایک ناگوار امر ظاہر ہوگا - جو کسی قدر دشمنوں کو خوشی کا باعث ہو جائیگا - معلوم نہیں کہ وہ کیا امر ہے اور خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے - کہ یہی ہماری عادت ہے کہ کبھی ہم دشمن دین کو بھی خوش کر دیا کرتے ہیں جیسا کہ خادمان دین کو خوش کرتے ہیں - لیکن انجام پرہیزگاروں کے لئے ہوتا ہے - والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ

المشتہر

خاکسار مرزا غلام احمد مسیح موعود

ریویو

کاشف الرموز موجز القانون کی فارسی ایک شرح ہے جس کا پہلا حصہ طبع ہو کر شائع ہوا ہے مصنف صاحب کے منشاء اور خود شرح سے ظاہر ہوتا ہے کہ چار جلدوں میں یہ شرح ہوگی -

موجز القانون ایک درسی کتاب ہے - ہر ایک طب یونانی کے طالب العلم کو اس کی ضرورت ہے - لاہور گمٹی بازار مکان حکیم دین محمد مصنف شرح خلف الرشید حکیم الہ دین صاحب ایک مشہور اور قدیم طبیب لاہور کے پتے سے ایک روپیہ میں -

نورالدین از قادیان

ضرورت

(۱) مدرسہ تعلیم الاسلام کے لئے ایک سینیر ٹرینڈ ٹیچر کی ضرورت ہے تجربہ کار احمدی کو ترجیح ہوگی - درخواستیں مع نقول سندات ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام قادیان کے نام ہوں -

(۲) مدرسہ تعلیم الاسلام کے لئے ایک ماشکی اور ایک خاکروب کی ضرورت ہے مشاہرہ علاوہ خوراک ۵ روپیہ ماشکی و للعہ روپیہ خاکروب ہوگا احمدی احباب کوشش کرکے اچھے آدمی بھجوائیں -

(۳) ان احباب کی خدمت میں جنکے صاحبزادگان بورڈنگ ہاؤس میں رہتے ہیں التماس ہے کہ خرچ ماہوار کیم تاریخ تک ارسال فرمادیا کریں - کیونکہ روپیہ نہ پہنچنے سے اور ادھار اشیاء خریدنے سے بہت نقصان اور تکلیف ہوتی ہے - حساب ماہوار بدستور بھیجتا رہیگا - کمی زیادتی کا فیصلہ بعد میں ہو جایا کرے گا -

(۴) چودہری فضل محمد رئیس ہیگووال کے صاحبزادہ کے لئے ایک اینگلو ورنیکولر مڈل پاس استاد کی ضرورت ہے مشاہرہ علاوہ خوراک ملے ہوگا -

آپکا نیاز مند

عبدالرحیم سپرنٹنڈنٹ بورڈنگ ہاؤس -

کتاب تحفہ آریا سماج پر ریمارک

یہ کتاب شیخ عبدالعزیز صاحب المعروف پنڈت دہرم پال سابق اپدیشک آریا سماج سہما نے آریا سماج اور اس کے بانی سوامی دیانند صاحب سرسوتی اور ان کی کتاب ستیارتھ پرکاش کے بطلان کے اظہار میں تالیف کی ہے -

صاحب موصوف بہت عرصہ آریا سماج کے اپدیشک رہے ہیں اور علم سنسکرت میں عمدہ لیاقت رکھتے ہیں اور اس پر مستزاد یہ کہ خدا نے حق پسند طبیعت عنایت فرمائی ہے - آپ عرصہ تک ستیارتھ پرکاش کے اکثر مسائل کو ویدوں کی تحریرات کے برخلاف سمجھکر اپنے شبہات کے تسلی بخش جواب حاصل کرنے کے لئے آریا پنڈتوں سے متقاضی رہے مگر وہاں سے کچھ جواب نہ ملنے پر مایوسی کی حالت میں دہلی تشریف لاکر مشرف باسلام ہوئے - اور اسلام لانے کے بعد ایک چھوٹا سا رسالہ ترک وید بزم لکھا اور اسمیں مختصر کیفیت اپنے شبہات اور اسلام لانے کی اور مندرجہ عنوان کتاب کی تحریر کا وعدہ تحریر فرمایا چنانچہ اب وہ کتاب قاسمی پریس دہلی میں چھپکر شائع ہو گئی ہے اور عمدہ قیمت ہے -

مینے اس کتاب کو اول سے آخیر تک سرسری نظر سے دیکھا ہے - اس کتاب پر ریویو لکھنا تو بہت بڑا کام ہے اسواسطے میں اسوقت یہ مختصر سا ریمارک ہدیہ ناظرین کرتا ہوں - میری رائے میں آریا مذہب کی تردید کیلئے اپنی طرز کی یہ پہلی کتاب ہے - جسنے انہیں کی معتمد علیہ کتاب (ستیارتھ پرکاش) کا ویدوں کے برخلاف ہونا ثابت کر دیا ہے گو ہمارے مذہبی علماء نے بڑی بڑی پُرزور دلائل اور براہین سے ویدمت کو باطل اور اسلام کو سچا مذہب ثابت کرنیمیں بہت سی تصنیفات کی ہیں - اور ادہر آریا صاحبان نے دشنام دہی اور عیب گوئی میں دیگر مذاہب والوں کی خوب خبر لی ہے اور اپنے مذہب کے حقائق کا پورا نمونہ دکھلایا ہے - گو علمائے اسلام کی زبان سنسکرت سے عدم واقفیت نے آریہ سماج کی ایسی زبان بندی نہیں کی جیسی کہ اس کتاب نے - آریا صاحبان اگر سچ کے طالب ہیں تو جب تک شیخ عبدالعزیز صاحب کے اعتراضات کا کافی جواب نہ دیں اور ستیارتھ پرکاش کی ان عبارتوں کو ویدوں کے عبارت کے مطابق کرکے نہ دکھلائیں اسوقت تک کسی غیر مذہب پر حملہ ڈھٹائی ہے -

اس کتاب میں اول بڑی خوبی یہ ہے کہ صاحب موصوف نے اس کتاب کی تحریر میں اخلاق محمدی کا پورا نمونہ دکھلایا ہے - جہاں ان کے کسی بزرگ کا نام آیا وہاں نہایت ادب اور تعظیم سے یاد کیا ہے اور نہایت ہی شایستہ الفاظ میں گفتگو کی ہے مسٹر دہرم پال صاحب کی طرح نہیں کہ انکا رسول تو کجا ان کے اللہ کو وہ پھبتیاں سنائیں کہ بھانڈوں کو مات کر دیا - مگر ہاں ہم یہ ضرور کہیں گے کہ مسٹر دہرم پال صاحب - اور شیخ عبدالعزیز صاحب کے حسب و نسب میں جیسا کہ زمین و آسمان کا فرق ہے ویسا ہی ان دونوں کے مذہب میں بعد المشرقین و المغربین ہے دہرم پال بیچارے ایک غریب مزدور جولاہے کے گھر میں پیدا ہوئے - اور شیخ عبدالعزیز صاحب معزز اور صاحب جائداد ہندو خاندان میں - دہرم پال نے دوسروں کے سہارے بی اے کی ڈگری حاصل کی اور شیخ عبدالعزیز حق کی تلاش میں پہلے آریہ ہوئے اور اس مذہب کی یہاں تک واقفیت پیدا کی کہ مدتوں اس کے اپدیشک (واعظ) رہے اور اسکی خوب چھان بین کی اور آخیر سچے نتیجہ کو پالیا - دہرم پال صرف یونیورسٹی کی ڈگری حاصل کرکے مذہب اسلام کی جملہ کتب دینیہ - قرآن - حدیث - اصول تفسیر پر حاوی ہو گئے - اور وید دن کے ہی حافظ بن گئے مگر دراصل آپ کو نہ قرآن کے مطالب سے واقفیت اور نہ ویدوں ہی کے علم سے خبر - شیخ عبدالعزیز صاحب کی تحریر سے یہ مطلب نکلتا ہے کہ آپ سچائی کے طالب ہیں اور حق متلاشی - دہرم پال صاحب کی تصنیفات شہادت دیتی ہیں کہ آپکو حق کی تلاش نہیں صرف سوسائٹی کی عزت کا خیال ہے سو وہ خوب اپنے مقاصد میں کامیاب ہو گئے میری رائے کہ ناظرین کتاب تہذیب الاسلام اور تحفہ آریا سماج کے مطالعہ سے بخوبی موازنہ کر سکتے ہیں -

دوسری خوبی اس کتاب میں یہ ہے کہ مولف نے جو کچھ لکھا ہے اپنی رائے اور قیاس سے نہیں لکھا بلکہ ویدوں اور اپنشدوں اور منوسمرتی اور ستیارتھ پرکاش کی عبارتیں نقل کرکے انکا مستند ترجمہ معتبر مترجمان کے بیان کے بموجب تحریر کیا ہے - الحکم الحاکمین قادر مطلق خدا مولف کو فی الکونین نیک نتیجہ عنایت فرماوے - یہ کتاب آریا مذہب کے سچائی کے طالب اور پاک فطرت روحوں کو احقاق حق اور ابطال باطل کے لئے عمدہ ذریعہ ہوگی - خداوند تعالیٰ نے تین خدا نیا شہدائے آریوں میں سے ایک بہادر پہلوان اسلام کی حمایت کے لئے کھڑا کر دیا ہے - مسلمانوں کو اس کتاب کی ترقی اشاعت میں کوشش کرنی چاہیئے -

آریا صاحبان اسوقت ہوش میں آئیں گے جبکہ یہ سچا کا طالب شخص اپنے وعدہ کے مطابق قرآن اور وید کا مقابلہ کرکے دکھلائیگا - یہ ساری بھلائی مہدی آخرالزمان کے دم کی برکت سے ہے اور اوسی کی تائید کے لئے خداوند تعالیٰ اپنے سچے مذہب کی اعانت کے سامان پیدا کر رہا ہے - دیکھو اسلامی نور کس طرح چمک رہا ہے - واللہ متم نورہ ولو کرہ الکفرون -

غلام احمد خان کاٹھہ گڑھ ضلع ہوشیارپور

گذارش

۲۲ - مارچ کے ہفتہ وار پیسہ اخبار میں حکیم احمد اللہ خانصاحب کا مضمون دیکھکر مینے اگلے ہی روز اوسکا جواب قلم برداشتہ لکھکر دفتر الحکم روانہ کر دیا تہا - جو ۳۱ مارچ کے الحکم میں کسی وجہ سے شائع نہو سکا آج بتاریخ پانچ اپریل ۱۹۰۶ء ۱۹ مارچ کا پیسہ اخبار ایک دوست صادق کا بہیجا ہوا میرے پاس پہنچا جس سے معلوم ہوا کہ اصل مضمون ۱۹ مارچ کے روزانہ پیسہ اخبار میں شائع ہو چکا تہا اوسی کی نقل ۲۲ مارچ کے ہفتہ وار میں تھی اس اصل اور نقل میں کسیقدر فرق ہی مگر یہ ٹھیک ہی کہ ۲۲ مارچ کے پیسہ اخبار میں اصل مضمون کا کامل خلاصہ تہا اور اس خلاصہ کے جواب میں تیسری لکھکر دفتر کو بھیج چکا ہوں اسلئے ضرورت نہیں معلوم ہوتی کہ اس روزانہ پیسہ اخبار کے جاہلانہ لیے مضمون پر علیحدہ کچھ لکھوں حکیم صاحب بالکل اطمینان رکھیں میں اون کی خدمتگذاری کیلئے بالکل مستعد اور تیار ہوں - آیندہ مضمون میں آپکے تمام خدشات ایک ساتھ ہی رفع کر دیئے جائینگے مگر اتنی گذارش ہے کہ جب کبھی الحکم (جسمیں کوئی مضمون آپکی رد میں ہوتا ہی) فوراً آپکے پاس بھجوا دیتا ہوں - اسیطرح ایک نظر دیکھ لینے کے بعد آپ بھی پیسہ اخبار میرے پاس بہی بھجوا دیا کیجئے - غضب ہے کہ ۱۹ مارچ کا اخبار اور آج تک مجھکو اوسکے دیکھنے کا موقع آپکے ذریعہ نہ ملا جو مضمون پیسہ اخبار جیسے کثیر الاشاعت اخبار [illegible]

[illegible]

آلہی میں کیونکر کروں شکر تیرا — تو واحد یگانہ میں بندہ ہوں تیرا
تو خالق میں مخلوق ہے فرق اتنا — زمیں اور سما میں ہے ذرے کا جتنا
کئے فضل تو نے ہیں مجھ پر تو لاکھوں — ہے چہرہ بھی دیکھا تیرا اپنی آنکھوں
کروں کس طرح شکر پھر تیرا مولا — میں عاجز ہوں گندہ اور بندہ تیرا
قلم جس لئے میں نے اب ہے اٹھائی — تو واقف ہے اس سے جو اس میں بھلائی
مرادیں ہمیشہ تو برلانے والا — جو مانے تجھے اوس کا غم کھانیوالا
مراد اس سے ہے جو وہ کردی تو پوری — تو قادر توانا ہے بندہ حضوری

خدا تعالیٰ کے احسان وکرم سے مفرح عنبری کی نسبت اب مجھے یہ بتانے کی ضرورت نہیں رہی کہ اس نے ہندوستان بھر میں اور اوس کے باہر اپنے لئے کیا اثر پیدا کیا ہے اور اشتہاری ادویات سے بدظن شدہ طبیعتوں کو کس طرح اپنا گرویدہ بنالیا ہے کیونکہ یہ کوئی راز سربستہ نہیں۔ ڈھکی نہیں۔ اور آپ سے پوشیدہ بھی نہیں میں امید کرتا ہوں کہ اگر آپ نے ابھی تک خود اسکو استعمال نہیں کیا تو کم سے کم اسکے لئے تعریف سے بھرے ہوئے الفاظ آپ کے کسی دوست کی معرفت۔ رشتہ دار یا ہمسایہ کے ذریعہ لیے حاکم یا محکوم کے طفیل آپکے کان تک ضرور پہونچ چکے ہوں گے کیونکہ ہندوستان بھر میں کوئی جگہ جغرافیائی حیثیت سے ایسی نہیں رہی جہاں پر اس کا زود اثر ہونے اور اچھے وقت کی بے مثل چیز ہونے کا چرچا نہ ہوا اسلئے اسکے متعلق میں زیادہ آپ کو کچھ نہیں کہنا چاہتا۔

اب مجھے جو کچھ آپ سے کہنا ہے وہ یہہ ہے

کہ جب بعض ناداں بھائیوں نے مفرح عنبری کی بے طرح ملک میں قبولیت دیکھی تو اکثروں کے پیٹ میں حسد کے مارے گدگدی ہونے لگی۔ اور بعض نے یہاںتک کوتہ اندیشی سے کام لیا کہ بیرونجات سادہ لوح لوگوں کو دھوکہ میں ڈالنے کیلئے ہمارے اشتہار کے اکثر حصے کی بجنسہ نقل ہی کردی۔ اور اسطرح نام کے تھوڑے سے تغیر و تبدل سے اشتہار جاری کر دیئے۔ اور اس طرز سے اشتہار لکھے کہ دیکھنے والا سرسری نظر میں مغالطے سمجھے کہ یہ وہی چیز ہے جسکی ہم ہمیشہ تعریف اور چرچا سنا کرتے ہیں۔ اور بعض نے شروع ہی سے یہہ بھی لکھدیا کہ اب اسکی قیمت نصف یا چہارم کی جاتی ہے۔ حالانکہ اصلی قیمت والا اشتہار ان کے نام سے دنیا میں کبھی آیا ہی نہ تھا۔ خدا تعالیٰ اپنے رحم سے ان کی حالت کی اصلاح فرمادے۔ تا یہ لوگ اس جبت پرستی سے باز آدیں۔ اور سمجھیں کہ رزاق صرف وہی ذات ہے جو ہر چیز کا خالق ہے۔

ان اشتہاروں سے یہانتک لوگوں نے دھوکہ کھایا کہ :۔

بعض لوگوں کے خطوط ہمارے پاس پہونچے کہ آپ کا اشتہار نصف قیمت کا فلاں جگہ سے یا فلاں اخبار سے ملا ہے لہذا آپ مہربانی کرکے اتنی ڈبیہ بھیجدیں۔ تب ان کو جواب لکھے گئے کہ آپنے دھوکہ کھایا ہے۔ ہمارا اشتہار کوئی ایسا نہیں نکلا۔ ورنہ ہمیں مفرح عنبری جیسی قیمتی دوائی کا بے اندازہ خرچ و محنت ایسی اجازت ہی دیتے ہیں کہ ہم اسکو نصف قیمت پر دے سکیں۔

خیر! آمدم بر سر مطلب

اب اس نوٹس کے پڑھنے سے آپ کو مذکورہ بالا علم تو ہوگیا ہے۔ اب اگر کوئی اشتہار اس قسم کا آپ کی نظر سے گذرے گا تو یقیناً آپ کو معلوم ہو جائیگا کہ یہ اشتہار کس کی نقل ہے۔ اور اس اشتہار دینے والے کی منشاء کیا ہے۔

یہ ہم آپ کو ہرگز منع نہیں کرتے

کہ آپ ان کی دوائی نہ خریدیں۔ یہ آپ کا اختیار ہے۔ اور خدا تعالیٰ سب کا رزاق ہے۔ یہ امر تو خریدنے والے اور بیچنے والے دونوں کی قسمت پر منحصر ہے جیسا کسی کا عوض ہوگا ویسا ہی اوسکا معاوضہ ہوگا۔

بالآخر میں ایسے لوگوں کی بھلائی کیواسطے ایک نصیحت کرتا ہوں

کہ اے خدا کے بندو! کامیابی کا یہہ طریق نہیں جو تم نے اختیار کیا ہے۔ کامیاب ہونا چاہتے ہو تو رزاق خدا کی ہستی پر ایمان لاؤ۔ اور کسی کامیاب شخص کی وہ راہ اختیار کرو جس سے وہ کامیاب ہوا۔ ورنہ نقالی اشتہار چوری اور ہیر پھیر سے سوائے خسران کے کچھ نصیب نہ ہوگا۔ اور عاقبت نہایت برباد ہوگی۔

مثال کے طور پر تمہیں ایک نظیر بتادیتا ہوں

اس کے بعد بھی اگر دسمجھو تو پھر تمہیں حوالہ بخدا کرتا ہوں۔ (واللہ عزیز ذو انتقام)
دیکھو اور سوچو کہ جب سردار میاں سنگہ نے ممیرے کا سرمہ ایجاد کیا تو اس سے پہلے جہانتک ہمارا علم ہے دنیا میں اس نام کا کوئی سرمہ موجود نہ تھا۔ مگر جب دنیا نے اوسے کامیاب ہوتے دیکھا تو اب قریباً ہر ایک اشتہار میں ممیرے کا سرمہ موجود ہے۔ مگر تم ہی خدا را سوچو کہ کون کامیاب ہوگیا۔ اور دوسروں کو کیا ملا۔ فرض کرو کہ اگر تم نے کسی مکر و حیلہ سے یا منت سماجت سے یا کسی کی خوشامد ولجاجت سے کسی کو اپنا خیال ہی بنالیا ہو تو مت سمجھو کہ کامیابی اسی میں ہے۔ مانا کہ دنیاوی بادشاہت کے قانوں کی زد سے بچ سکتے ہو۔ لیکن احکم الحاکمین کے قانون کے پنجہ سے رہائی نہیں پاسکتے کیونکہ وہ تو دل کے بھیدوں اور نہاں در نہاں اسرار سے واقف ہے +

اب ناظرین سے میری اک عرض یہ ہے

کہ کم سے کم آپ اس دھوکہ میں کبھی نہ آویں کہ کبھی کوئی اشتہار دیکھکر خواہ وہ ہمارے اشتہاروں سے کیسا ہی ملتا جلتا ہو۔ یا مفرح عنبری کے نام سے کیسا ہی قریب تر ہو یہ نہ سمجھ لیں کہ وہ اور مفرح عنبری ایک ہی چیز ہے بلکہ یہ سمجھیں کہ یہ اشتہار دینے والے کی اپنی خاص صنعت ہے پھر خریدو یا نہ خریدو یہ آپ کا اختیار ہے۔ اور مفرح عنبری کے لئے ہمیشہ اس نام اور پتہ کو یاد رکھئے۔

حکیم محمد حسین قریشی موجد مفرح عنبری
کارخانہ رفیق الصحت — **لاہور**

کیونکہ اس کا ایجاد کرنے والا یہی خاکسار ہے اور ہندوستان میں کامیاب ہونے والی بفضلہ یہی دوائی ہے جسکا نام

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِأَنْفُسِهِمْ ۔ إِنَّهُ آوَى الْقَرْيَةَ

الحکم

جسم باتو گرآئی چہار در قادیان بینی ۔ دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) ... سے (۲) خواص ومعاونین سے ... (۳) ہندوستان سے باہر سے (۴) غیر مذاہب والوں سے ... (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے دو روپیہ بارہ آنے

نمبر ۱۶ | قادیان دار الامان مورخہ ۱۰ مئی ۱۹۰۶ء مطابق ۱۵ ربیع الاول ۱۳۲۴ھ یوم پنجشنبہ | جلد ۱۰

فہرست مضامین

تازہ الہامات ورؤیاء

۴ مئی ۱۹۰۶ء - اِنِّیْ مَعَ الْاَکْرَامِ
لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ

ترجمہ - تحقیق میں بزرگوں کے ساتھ ہوں اگر تو نہ ہوتا تو آسمان کو پیدا نہ کرتا -

۵ مئی ۱۹۰۶ء - رؤیاء - ایک شخص نے ایک دوائی کولا دانی کی ایک بوتل دی جو سرخ رنگ کی دوائی ہے اور بوتل بند کی ہوئی ہے - اور اس پر رسیاں لپٹی ہوئی ہیں - ظاہر دیکھنے میں تو بوتل ہی نظر آتی ہے - مگر جس شخص نے دی ہے وہ کہتا ہے کہ یہ کتاب دیتا ہوں - دیکھنے میں تو بوتل ہی نظر آتی تھی - لیکن کہنے میں وہ شخص اس کا نام کتاب رکھتا ہے - اسوقت میں کہتا ہوں کہ اسکا وقت آگیا ہے - اسکو نوکر کہا جاتے اور میں نے اس کتاب پر دستخط کر دیئے ہیں - پھر الہام ہوا "یہ میری کتاب ہے اسکو کوئی ہاتھ نہ لگاوے مگر وہی جو میرے خاص خدمتگار ہیں" - پھر الہام ہوا
"اللّٰہُ یُعْلِیْنَا وَلَا نُعْلٰی"

ترجمہ - اللہ تعالیٰ ہمیں اونچا کرے گا - ہم نیچے نہیں کئے جائیں گے -

فرمایا - اس سے مطلب یہ ہے کہ ہم دشمنوں پر غالب ہونگے اور ... سے مغلوب نہ ہونگے

۵ مئی ۱۹۰۶ء - الہام -
"پھر بہار آئی - تو آئے ثلج کے آنیکے دن"

ثلج کا لفظ عربی ہے - اسکے ایک تو یہ معنے ہیں کہ وہ برف جو آسمان سے پڑتی ہے اور شدت سردی کا موجب ہو جاتی ہے - اور بارش اس کے لوازم سے ہوتی ہے - اسکو عربی میں ثلج کہتے ہیں - ...

ان معنوں کی بنا پر اس پیشگوئی کے یہ معنے معلوم ہوتے ہیں کہ بہار کے دنوں میں آسمان سے ہمارے ملک میں خدا تعالیٰ غیر معمولی طور پر یہ آفتیں نازل کریگا اور برف اور اس کے لوازم سے شدت سردی اور کثرت بارش ظہور میں آئے گی اور دوسرے معنے اسکے عربی میں اطمینان قلب حاصل کرنا ہیں یعنی انسان کو کسی امر پر ایسے دلائل اور شواہد میسر آجاویں جن سے اسکا دل مطمئن ہو جاوے اسی وجہ سے کہتے ہیں کہ فلان تقریر موجب ثلج قلب ہوگئی یعنی ایسے دلائل قاطعہ بیان کئے گئے کہ جن سے کلی اطمینان ہوگئی - اور یہ لفظ کبھی خوشی اور راحت پر بھی استعمال کیا جاتا ہے جو اطمینان قلب کے بعد پیدا ہوتی ہے - یہ تو ظاہر ہے کہ جب انسان کا دل کسی امر میں پوری تسلی اور سکینت پا لیتا ہے تو اس کے لوازم میں سے ہے کہ خوشی اور راحت ضرور ہوتی ہے - غرض یہ پیشگوئی ان پہلوؤں پر مشتمل ہے -

اس پیشگوئی پر غور کرنے سے ذہن ضروری طور پر اس بات کو منتقل کرتا ہے کہ اگر خدا تعالیٰ کے نزدیک ثلج کے دوسرے معنے ہیں یعنی یہ کہ ہر ایک شبہ وشک دور کرنا اور پوری تسلی بخشنا تو اس جگہ اس فقرہ سے یہ بھی مراد ہوگی کہ چونکہ گذشتہ دونوں زلزلوں کی نسبت کچھ طبع لوگوں نے شبہات بھی پیدا کئے تھے - اور ثلج قلب یعنی کلی اطمینان سے محروم رہ گئے تھے مگر بہار کے موسم میں ایک ایسا نشان ظاہر ہوگا اور گذشتہ شکوک وشبہات بکلی دور ہو جائینگے اور حجت پوری ہو جائے گی -

اس الہام پر زیادہ غور کرنے سے یہ بھی قریب قیاس معلوم ہوتا ہے کہ بہار کے دنوں تک نہ صرف ایک نشان بلکہ کئی نشان ظاہر ہو جائیں گے اور جب بہار کا موسم آئیگا تو اس قدر نو اتر نشانوں کیوجہ سے دلوں پر اثر ہوگا کہ مخالفین کے مونہہ بند ہو جائیں گے اور حق کے طالبوں کے دل پوری تسلی پائیں گے اور یہ بیان اس بنا پر ہے کہ جب ثلج کے معنے تسلی پانا اور شکوک اور شبہات سے رہائی ہو جانا سمجھے جائیں لیکن اگر برف اور بارش کے معنے ہوئے تو خدا تعالیٰ کوئی اور سماوی آفت اول کرے گا سو اللہ اعلم بالصواب -

پھر ۶ مئی ۱۹۰۶ء روز یکشنبہ کو الہام ہوا -
وَلَا تُکَلِّمْنِیْ فِی الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا اِنَّھُمْ مُّغْرَقُوْنَ
وَعْدًا عَلَیْنَا حَقٌّ - یعنی ان لوگوں کے بارہ میں میرے ساتھ بات نہ کر جو ظالم ہیں - یعنی دنیا کو دین پر مقدم رکھتے ہیں اور دنیا کے ہموم وغموم میں اگر دین کے پہلو سے لاپرواہیں - میں ان کو ضرور غرق کروں گا - اور ناکامی میں مرینگے - یہ خدا کا سچا وعدہ ہے جو نہیں ٹلے گا - میرے خیال میں یہ الہام ہماری جماعت کے بعض افراد کی نسبت ہے - جو دنیا کے ہموم وغموم میں حد سے بڑھ گئے ہیں - اور دین کی فکر اور غم سے لاپرواہیں - گویا خدا تعالیٰ مجھے ہدایت فرماتا ہے کہ ایسے لوگوں کے لئے دعا مت کر ان کی شفاعت مت کر کیونکہ جیسا کہ ان کا دین مر گیا - ان کی دنیا بھی مرے گی - ظاہر ہے کہ دعا اور شفاعت دوستوں کے لئے ہوتی ہے نہ دشمنوں کے لئے - پس اسی قرینہ سے میں سمجھتا ہوں کہ یہ الہام خاص دوستوں کے لئے ہے - اور ایک بڑے عذاب سے اون کو ڈرایا گیا ہے اور ممکن ہے کہ وہ عذاب دوسروں کے لئے بھی ہو - مگر ایسے لوگوں کے لئے بھی ضروری ہے کہ بظاہر اس جماعت میں داخل ہیں مگر اون کی حالت دنیا پرستی کی ہمارے اصول کے مخالف ہے -

۷ مئی ۱۹۰۶ء - الہام
"کلیسیا کی طاقت کا نسخہ"

کتبہ احقر الزمن محمد حسن بجنوری عفی عنہ

مذہبی دنیا پر سرسری نظر

دہرم پال کی صدائے خون

دہرم پال جب آریہ ہوئے ہیں اور انہوں نے دیدک سدہانتوں کا نسف علی طور پر حل کیا ہے انکے سر پر خون چڑھ گیا ہے۔ جن لوگوں نے انکی ایڈیٹری کے زمانہ میں پرچارک کو پڑھا ہے وہ جانتے ہیں کہ اسکے صفحات **خونی تحریروں** سے پر ہوتے تھے۔ وہاں آپ آریوں کو **خون بہا دو** کے مشورے دیتے تھے۔ اور اب لاہور میں صدائے خون سناتے ہیں۔ آریوں کو اس خونی فونوگراف سے پرہیز کرنا چاہئے۔ ورنہ مجھے اندیشہ ہے کہ انہیں بے جا جوش پیدا کر کے انہیں دیوانہ نہ بنا دیں۔ صدائے خون والے لیکچر میں انہوں نے جو کچھ کہا وہ وہاں کا روزنامہ پیسہ اخبار شائع کر چکا ہے اور ایسے پبلک لیکچروں کے روکنے کی صلاح دیتا ہے جو نہایت اندوہناک اور منافرت پیدا کرنے والے ہیں۔ اسوقت دہرم پال کی ایک جدید درخواست پر غور کر رہا ہوں جو اسنے پرچارک کی تازہ اشاعت میں چھپوائی ہے۔ اس درخواست میں وہ ظاہر کرتے ہیں کہ دو مسلمان مولوی انہوں نے آریہ ہونے کے لئے طیار رکھے ہیں۔ لیکن وہ آریہ سماج میں داخل ہونے کا پیغام اسوقت دیں گے جب کہ ان کے معقول گذارے کا انتظام ہو جاوے گا۔ دہرم پال صاحب یہ بھی ظاہر کرتے ہیں کہ جب ان دو کا انتظام ہو جاویگا تو اسکے بعد اور نام پیش کریں گے لیکن گذارہ کا انتظام اول ضروری ہے۔ آریہ سماج کو خوش ہونا چاہئے کہ ان کے گھر ایک **سورما** آیا ہے جو اب آریہ سماج میں ملیچھوں کو داخل کر کے شدہ کریگا۔ آریہ سماج صرف انکے گذارہ کا انتظام کرتا رہے۔ اگر یہی رنگ ہے تو آج گذارہ کی درخواست ہے کل کو معقول طور پر مہاتما دہرم پال صاحب آرڈر دیں گے کہ اگر اسقدر تعداد کی کنواری کنیائیں مل جاویں تو اسقدر نوجوان شدہ ہونے کو آمادہ ہیں۔ بلکہ وہ اشارۃً اس تحریک کو بھی کر چکے ہیں۔ بس اب اور کیا چاہئے آریہ سماج کی ترقی ہو تو اور کس کی ترقی ہو۔ جو لوگ محض پیٹ یا اور اغراض نفسانی کی خاطر اپنا مذہب چھوڑنا چاہتے ہیں وہ کل جاتے آج چلے جائیں۔ لیکن اگر انکے دل میں سچ مچ سچائی کی بھوک پیاس ہے، تو میں انہیں مشورہ دونگا کہ اس سے پہلے جو وہ اسلام چھوڑیں قادیان آئیں اور اپنے اعتراضات پیش کریں اور انکی حقیقت سنیں۔ ہاں اگر پیٹ و نفس کی مجبوری ہے تو پھر کوئی مشورہ فضول ہے۔ آریہ سماج کو ایسے جینٹ مبارک ہوں۔

ظالموں نے داڑھی مونڈ ڈالی

ہمنے اس خبر کو نہایت ہی افسوس اور رنج کے ساتھ سنا اور پڑھا کہ حاجی مولوی عبدالوہاب صاحب دہلوی کی ساتھ وہاں کے بعض سنگدل لوگوں نے سخت تشدد کیا۔ اور بیان کیا جاتا ہے کہ مولویصاحب موصوف کو دہوکہ سے کوچہ چابک سواران میں بلایا کہ آپ ایک نکاح پڑھا دیں مگر وہاں کسی بدظنی میں مولویصاحب پر دست درازی کی گئی انہیں مارا اور بعض کاغذوں پر دہمکا کر دستخط کرائے اور پھر یہہ غضب کیا کہ داڑھی کو دیا سلائی دکھا دی اسپر بھی خاتمہ نہ ہوا تو ایک تیز اور زود اثر پوڈر مل کر چار ابرو کا صفایا کر دیا اور پھر انہیں ڈولی میں ڈال کر گھر پہونچا دیا۔ مولویصاحب نے کوتوالی میں رپورٹ کی اور صورت حال بیان کی۔

مسلمانوں کی حالت پر سقدر افسوس ہے کہ وہ اپنے ایک واجب التکریم عالم کی یہ خدمت کرتے ہیں ممکن ہے کہ کوئی وجہ رنج قوی ہو۔ لیکن ایسی سنگدلی نہایت ناموزوں ہے میرے پاس یہ خبر دیر سے آئی پڑی ہے۔ امید ہے اسوقت تک مولویصاحب کی داڑھی نکل آئی ہوگی اور ظالموں کے دلمیں کوئی نئی تحریک کر رہی ہوگی۔ اسلئے اس سے پہلے کہ وہ انپر پھر کوئی حملہ کریں مناسب تدارک ہونا چاہئے۔ مولوی ثناء اللہ صاحب کو اس موقع پر مولوی عبدالوہاب صاحب خاص ہمدردی کرنی چاہئے اور وہ اپنے اہل حدیث احباب دہلی کو سمجھائیں کہ علماء کی توقیر کرنی چاہئے اور وہ اس معاملہ میں مولوی عبدالوہاب صاحب کی مدد کریں تاکہ مولوی عبدالوہاب صاحب اپنے فتنے سے شر پائیں۔ میری غرض اس خبر کی اشاعت سے یہ ہے کہ تا مسلمانوں کو بتاؤں کہ جب علماء دین کی حالت اس درجہ تک پہونچ گئی ہے کہ لوگ ان کی داڑھیاں مونڈنے لگ گئے تو کیا اب بھی تم یقین کرتے ہو کہ کسی امام کی حاجت نہیں؟ سوچو اور غور کرو!

تعلیم الاسلام

میرے لئے کسقدر خوشی کا موجب ہے۔ جب میں یہ دیکھتا ہوں کہ جن **قومی** ضرورتوں کو میں نے محسوس کیا تہا اور وقتاً فوقتاً انکا اظہار کیا اور حتی الوسع انکے پورا کرنے کے لئے قدم اٹہایا [illegible] زمانہ بتا رہا ہے کہ وہ بہت ضروری ہیں ناظرین الحکم گذشتہ اشاعت میں تعلیم الاسلام نام رسالہ کا اشتہار پڑھ چکے ہیں اور آج کی اشاعت میں بھی پڑھیں گے۔ یہہ رسالہ ایک مفید اور نفع رسان رسالہ ہوگا اور اشاعت و خدمت قرآن کریم کا ایک ذریعہ ہے اس سے یہ نہ سمجھ لیا جاوے کہ جس **تفسیر القرآن** کا سلسلہ خاکسار ایڈیٹر الحکم نے شروع کیا تہا اور وہ شغل جاری ہے وہ بند کر دیا جاویگا۔ بلکہ یہہ اسکے سوا ایک ماہواری جدید رسالہ ہے جو مولوی سید سرور شاہ صاحب ایسے عالم کی ایڈیٹری میں نکلے گا۔ اور ایڈیٹر الحکم کی مرتبہ تفسیر بطور خود جیسے شائع ہوتی تھی انشاء اللہ بحولہ و بقوتہ شائع ہوتی رہے گی۔ چنانچہ سورہ **آل عمران** کی تفسیر پریس میں ہے۔ قرآن کریم کی خدمت جن رنگوں اور طریقوں سے ہو وہ ضروری اور لابس ضروری ہے اسلئے میں اس رسالہ کو کامیاب بنانے کیلئے جماعت میں تحریک کرتا ہوں۔ اب ضرورت ہے کہ ایک رسالہ عربی اور فارسی زبان میں بھی شائع ہو۔ ایڈیٹر الحکم اس فکر سے بے فکر نہیں چنانچہ اسکے ناظرین بھی خوب جانتے ہیں اسلئے جب کبھی ایسے موقع [illegible] اس سلسلہ کی تائید میں [illegible]

ایسا رسالہ جاری کرنے میں تامل نہیں کریگا خصوصاً ایسی حالت میں کہ حضرت حجۃ اللہ کے حضور سے اجازت بھی حاصل کر چکا ہو۔

ہمارے بھی ہیں مہرباں کیسے کیسے

جہالت ایک موت ہے مگر کیا افسوس ہے کہ لوگ جہالت چھوڑنا نہیں چاہتے۔ نجم بازغ کوئی اخبار ہے جسکے حوالہ سے پیسہ اخبار نے ۵ مئی کی اشاعت میں مرزا جی اور طاعون کے عنوان سے کچھہ سطریں نقل کی ہیں میں ناظرین کو یہ دکھانے کیلئے کہ ہمارے مخالفوں کا مبلغ علم کیا ہے اس نوٹ کو بجنسہ درج کر دیتا ہوں مجھے سب سے زیادہ افسوس اس لاہوری ہمعصر پر ہے کہ وہ بھی عقل و فکر سے کچھہ کام نہیں لیتا اور اندہا دہند سلسلہ عالیہ کی مخالفت میں جو کچھہ اسے مل جاوے چھاپ دینا اپنا فرض سمجھتا ہے۔ وہ ہوش کرے اور اپنے اخبار کی وقعت کو تباہ نہ کرے۔ وہ نوٹ یہ ہے۔

"مرزا غلام احمد قادیانی کی عادت ہے کہ وہ واقعہ کی بعد اسکی پیشگوئی کیا کرتے ہیں جسکو پیشگوئی تو کیا بلکہ یا وہ گوئی کہنا زیادہ اچھا ہوگا۔ ہمیں یاد ہے کہ امرتسر کی پادری کی موت کی پیشگوئی جو مرزا صاحب کے مد مقابل تہا اسکے مرنے کے بعد کی گئی اور کہا گیا کہ ہمنے فلاں فلاں کتاب میں الہام کے بعد ازاں مرزا جی نے حکم لگایا تہا کہ میرے معتقدین میں سے طاعون سے کوئی نہیں مریگا جب ایک مساۃ کا طاعون سے انتقال ہوا تو انہوں نے یہہ بہانہ کیا کہ اسکے دل سے میرا اعتقاد اٹھ گیا تہا اسوجہ سے طاعون اسے کہا گیا۔"

[illegible] اسکا جواب کیا دیں؟ لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔

بیک کرشمہ دو کار

کارخانہ الحکم میں کارخانہ کیلئے دریا بیلئے **دو ہزار روپیہ** کی ضرورت ہے اسلئے مطبع کی موجودہ کتب میں اسوقت تک کہ رقم مطلوبہ پوری ہو جاوے خاص رعایت قیمت میں کر دی ہے۔ جو احباب کارخانہ کی بہتری اور بہلائی کے لئے درد مند دل رکھتے ہیں انکے لئے یہہ عمدہ موقع ہے کہ وہ مطبع کی موجودہ کتب سے خود فائدہ اٹھائیں اور دوسروں کو مستفید کریں خصوصاً ان فروختنی کتب کے ذخیرہ میں اخبار الحکم کے گذشتہ سالوں کے کچھہ فائل ہیں جو دوچند قیمت پر اس سے پہلے دیئے جاتے رہے ہیں مگر اسوقت اصل قیمت پر دیئے جاویں گے جسقدر تعداد ہر کتاب کے سامنے لکہدی ہے اسکی فروخت ہو جانے پر رعایت نہ رہے گی۔ اسلئے آپ جلد خرید لیں۔

(۱) الحکم کے پرانے فائل (جنمیں نادر اور نایاب مضامین درج ہیں) ۱۹۰۱ء سے ۱۹۰۵ء تک صرف ۵۰ فائل
(۲) تفسیر سورۃ بقرہ۔ اصل قیمت ۸/ رعایتی قیمت ۴/ صرف ۱۰۰ کاپی
(۳) ازالہ اوہام ہر دو جلد رعایتی قیمت عہ صرف ۴۰ جلد
(۴) رپورٹ جلسہ سالانہ ۱۸۹۷ء اصل قیمت عہ رعایتی ۸/ صرف ۱۰ جلد
(۵) مراۃ الجہاد ایک ضخیم کتاب مسئلہ جہاد پر رعایتی قیمت عہ صرف ۱۰۰ جلد
(۶) ست بچن و آریہ دہرم۔ رعایتی قیمت ۱/ صرف ۴۰ جلد
(۷) سلسلہ و ایدیہ ہر دو حصے رعایتی قیمت ۶/ صرف ۱۰۰ جلد
(۸) حضرت اقدس کے اشتہارات و الہامات ۱۹۰۵ء اصل قیمت ۲/
(۹) احمد و جو ہر خط اور نماز پر تقریر رعایتی قیمت ۱/ ۴۰۰ جلد
(۱۰) برہان الحق۔ رسالہ عجیب رعایتی قیمت ۲/ ۱۰۰ جلد
(۱۱) النہج میر حارث ؍ ۱/ ۱۱۲ جلد
(۱۲) تفسیر سورۃ از فاضل امروہی ؍ ۱/ ۲۲۴ جلد
(۱۳) حضرت اقدس کی تقریریں دوسرا ایڈیشن قیمت ۴/

پہلے وہ لطیف
(۱) ضرورۃ الامام (حضرت اقدس کی تصنیف) قیمت ۱/ ۴۰۰ جلد
(۲) سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب۔ قیمت ۱/
(۳) اربعین ۴ .... ؍ ۴/ ۴۰۰ جلد
(۴) آسمانی فیصلہ (از حضرت اقدس) قیمت ۲/

اس موقعہ سے **نہ میں کارخانہ کی ضرورتوں** پر نظر رکہکر اور عام فائدہ کے لحاظ سے خود خریدیں اور دوسروں کو آمادہ کریں۔ خصوصاً الحکم کے جدید خریدار ہم پہنچائیں تمام درخواستیں **منیجر** کارخانہ الحکم قادیان میں آئیں۔

کیا ایک لاکھ شائع کیا جاوے کیوں؟

اخبار نے اپنا ایک پرچہ ایک لاکھ شائع کیا تہا اسکی تقلید سے ورنکے بعض دوسرے اخباروں نے بھی اپنے اخبار کے کئی کئی پرچے نمبر نکالے فی الحقیقت اشاعت اور اشتہار کا یہ ایک مفید ذریعہ ہے۔ اسپر مولوی محمد یمین صاحب نے ذاتہ سے مجکو بھی اس تجویز کے اختیار کرنے کا مشورہ دیا ایسا ہی میرے محترم بہائی مفتی محمد صادق صاحب کو بھی انہوں نے لکہا۔ مفتی صاحب نے تو اس کی تجویز [illegible] جواب دیا۔ مگر میں اسپر غور کرتا رہا جسپر مولوی محمد یمین صاحب نے پہر یاد دہانی کی۔ مولوی صاحب [illegible] سے ایک لاکھ پرچہ کے چھاپنے اور شائع کرنے کی رائے دیتے ہیں مگر مجھے افسوس ہے میں الحکم کے لئے قوم کی موجودہ حالت میں ایسا چندہ مانگنے سے معذور ہوں جسکا کوئی مفید اثر مجھے معلوم نہیں ہوتا علاوہ بریں قوم پر ضروری اور بہت ضروری چندوں کی بہرمار ہو رہی ہے اور **لنگر خانہ** کی یوماً فیوماً بڑہنے والی ضروریات پہلے سے زیادہ ہاتھ پہیلا رہی ہیں اسپر میں ایسی درخواست کرنا نامناسب سمجہتا ہوں الحکم کا ایک لاکھ پرچہ چھاپ کر شائع کرنا آسان کام نہیں اسپر کم از کم پانچہزار روپیہ خرچ آتا ہے اور اسقدر رقم کا الوجہ قوم پر ڈالنا میں پسند نہیں کرتا۔ ہاں اگر قوم الحکم کی توسیع اشاعت میں سعی کرے اور اس سلسلہ کو جو میں نے الحکم کی ایک ہزار **مفت اشاعت** کے متعلق شروع کیا تہا مکمل کر دے تو ایک پرچہ کی بجائے ایک سال تک الحکم کی تحریک ہو سکتی ہے اور یہ مشکل کام نہیں میرے خیال میں اگر اس تحریک پر ناظرین و سرپرستان الحکم کاربند ہوں اور ایک ہزار اخبار کا چندہ دفتر الحکم میں بھیجدیں جو غیر احمدیوں مگر مستعد و سنجیدہ دار لوگوں میں مفت بہیجا جاوے اور ہر سہ ماہی کے بعد نام بدل دئے جاویں تو سال میں چار ہزار آدمیوں کے پاس الحکم جا سکتا ہے جس سے کم از کم چالیس ہزار آدمی فائدہ اٹہا سکتے ہیں۔ پس اگر سلسلہ کی اشاعت اور تبلیغ کے لئے مفید کام کرنا چاہو تو میں اپنی یہی رائے کہتا ہوں جو پہلے بھی شائع کر چکا ہوں۔ خدا تعالیٰ وہ وقت لے آویگا جب ہمارے اخبارات ایک لاکھ کیا لاکھوں شائع ہوا کرینگے انشاء اللہ العزیز۔

استفسار نمبر تیس بہ ماہ [illegible]

ایڈیٹوریل ہیڈ لینٹ نوٹس

ربنا وقنا عذاب النار خدا کی شان جب سے آسمان نے غافلو! اب آگ برسانے کو ہے" کی پیشگوئی شائع ہوئی ہے دنیا کے مختلف قطعات میں آتش زدگی کی خوفناک وارداتیں اپنا دامن پھیلا رہی ہیں - گذشتہ ہفتہ ہندوستان کے کئی شہروں میں آتش زدگی نے خطرناک نقصان کیا اور لاکھوں روپے کی جائداد پر پانی پھرنے کے علاوہ جانوں کا بھی نقصان ہوا۔ نہ ماننا اور ضد کرنا اور بات ہے مگر یہ غیر معمولی حادثے اور واقعات انسان کو عبرت بخشتے ہیں اور خدا تعالے کے قہری نزول سے ڈراتے ہیں لیکن اسپر بھی اگر کوئی خدا کا بندہ مخلوق پر رحم کر کے خدا تعالے سے اطلاع پاکر پاک تبدیلی کی ہدایت کرے تو ملک کے خیر خواہ (بزعم خود) اسکی مخالفت کرتے ہیں اور اسے دہمکانے والا ٹھیراتے ہیں اس سے بدتر ملک اور اہل ملک کی بدقسمتی کیا ہوگی کہ وہ شفیق ناصح کی باتوں پر ہنستے اور اسکی بہلی اور پاک ہدایتوں پر ٹھٹھا مارتے ہیں اے اللہ تو ہی رحم فرما اور اس کور دل مخلوق کو سمجھ عطا کر -

قیاس کن زگلستان من بہار مرا

۱۹۰۶ء کے پہلے چار مہینوں میں کچھ ایسے غیر معمولی حادثے واقع ہوئے ہیں کہ انسے دنیا بھر کو حیران کر دیا ہے - اور اخبارات اور اہل قلم ان حوادث پر طبع آزمائیاں کرنے لگے ہیں - بلکہ تسلیم کر لیا گیا ہے کہ ان چار مہینوں میں سلسلہ حوادثات غیر معمولی سے اسقدر اتلاف جان اور نقصان مال ہو چکا ہے کہ اس کا جبر اور تلافی آیندہ دس سال میں بھی بظاہر ناممکن ہے - اور یہ بھی مان لیا گیا ہے - کہ ان چار مہینے میں قدرت نے دنیا کے ہر حصہ میں اپنی صفت قہاری اور جلالی کا اظہار کیا ہے - اس لحاظ سے کہ اہل نظر اور اہل دل لوگ ان واقعات کے دوہرانے سے فائدہ اٹھا سکیں اور خود اور اپنے دوستوں کو پاک تبدیلی کا مشورہ دے سکیں ضروری معلوم ہوتا ہے کہ مختصر طور پر ان واقعات پر نظر ثانی کی جاوے جو خدا تعالے کی اس قہری تجلی کی صورت میں ظاہر ہوئے - اور اسکے برگزیدہ مامور کی تصدیق کا باعث ٹھہرے - ان واقعات کو ایک معزز اخبار نے یوں دہرایا ہے -

ان ناگہانی حادثوں کا آغاز سب سے پہلے جزائر عرب الہند کے جزیرہ مارٹینیک میں ہوا کہ جہاں اسقدر زور شور سے زلزلہ آیا کہ ۷۰ برس گذشتہ سے ایسا زلزلہ نہ آیا تھا - ساتھ ہی اس کے آس پاس کے جزائر میں کچھ آتش فشانی ہوئی - اس کے پیچھے سان فرانسسکو امریکہ کے دریا مسی سپی کی وادی میں غضب ناک طوفان اور سیلاب آیا - پھر جاپان کے جزیرہ فارموسا میں دو مہینہ میں دو سخت ترین صدمات زلزلہ کے محسوس ہوئے - پھر فرانس کی کوریرز کی کان کوئلہ میں ایسا سخت ترین حادثہ گذرا کہ جس کی نظیر دنیا کی تواریخ کی ورق گردانی کرنے سے بھی نہیں ملتی -

فرانس کی کان کے مہلک حادثہ سے بچے ہوئے کان کن ابھی سطح زمین پر لائے بھی نہیں گئے تھے - کہ جنوبی اٹلی میں کوہ وسوویس نے اپنی آتش فشانی اور شرر باری سے سینکڑوں جانوں اور لاکھوں روپے کے مال کو پامال کر ڈالا - سوویس میں ایسی آتش فشانی اور شرر ریزی کئی صدیوں سے بھی نہیں ہوئی تھی اس آتش باری سے بظاہر نیپلز (جو اٹلی کے خوبصورت ترین شہروں میں سے ہے -) خاک اور راکھ میں بالکل دبتا نظر آتا تھا - یکایک راکھ اور خاک کی بارش بند ہو گئی - اور شہر نیپلز کے باشندوں کو اپنی جانوں کے صحیح سلامت رہنے کی امیدیں بندھ گئیں - بمشکل اٹلی کے اس خوشنما ساحل کے خوبصورت شہر نیپلز کے صحیح سلامت ہونے کا یقین پختہ ہو جاتا کہ یکایک قدرت کے زبردست ہاتھ نے یورپ سے پھر امریکہ کے مغربی ساحل پر پہنچکر مغربی دنیا کے خوبصورت بندرگاہ شہر سین فرانسسکو کو زلزلہ اور آتش زدگی سے بالکل ویران کر دیا -

ان مسلسل حادثات اور مرگ مفاجات کی کچھ تشبیہ اگر ہو سکتی ہے تو پہلی صدی عیسوی کی تاریخ کے مطالعہ سے ہو سکتی ہے - اس صدی میں بھی کہ جس کو ۱۸ سو برس کا زمانہ گذر گیا - یورپ اور ایشاء کوچک میں زلزلہ اور آتش فشانی کا سلسلہ کچھ عرصہ تک قائم رہا تھا -

سین فرانسسکو سے روزانہ دلخراش واقعات کے تار آتے رہتے ہیں - زلزلہ کے بعد شہر میں آگ کے نہ پہیلنے کے لئے اکثر درمیانی مکانات کو ڈائینامیٹ سے اڑا دیا گیا - لیکن آگ پھر بھی نہ بجھی سینکڑوں آدمی آگ کے شعلوں میں جلکر مر گئے بہت سے قیدی جیلخانہ میں جلکر مر گئے اور قیدخانہ کی مصیبتوں کے سہنے سے ہمیشہ کے لئے آزاد ہو گئے -

ساحل کے قریب جزیرہ ٹرمینل آئیلینڈ ایک فرحت افزا مقام تھا - سیر و تماشہ کے لئے سین فرانسسکو کے باشندے وہاں جایا کرتے تھے - سمندر کی ایک موج نے اس جزیرہ کو بھی غرق کر دیا -

بھوکے اور پیاسے باشندوں کی گھبراہٹ اور مصیبت کا بیان نہیں ہو سکتا - تین لاکھ آدمی بے گھر اور بے خوراک ہیں - گورنمنٹ امریکہ نے سامان خوراک اور رسد آس پاس کے اضلاع سے خرید کر کے مصیبت زدوں کی امداد کے لئے بھیجنے کا بندوبست کیا ہے -

سین فرانسسکو کے ڈاکخانہ کے ملبہ کے نیچے گیارہ کلرک بیہوش نکالے گئے - یہ سب کلرک زندہ تھے انکو تین دن تک نہ پانی ملا نہ انہوں نے کہانا کہایا - گہاٹ آگ لگنے سے محفوظ رہا -

۲۴ - اپریل کو بارش خوب برسی جس سے سین فرانسسکو کی آگ بجھی لیکن ہزارہا بے خان ومان جو میدان میں سوتے ہیں - انکو اس بارش سے سخت تکلیف ہوئی - ۱ ½ میل عرض اور ۱½ میل کے طول میں شہر بالکل خاکستر ہو گیا - ۲۴ - اپریل کو زلزلہ کے پھر کئی صدمے محسوس ہوئے -

اب ریل سین فرانسسکو تک آنے لگی - اور آگ کے بجھ جانے سے باشندے بھی واپس آرہے ہیں - ابتک ۵۰۰ نعشیں نکالی جا چکی ہیں - لائق لائق مبصروں کا بیان ہے کہ نوّے کروڑ روپے کے مال کا نقصان سین فرانسسکو میں ہوا ہے -

نیو یارک کے باشندوں نے نوّے لاکھ روپے سین فرانسسکو کے مصیبت زدوں کی امداد کے لئے جمع کئے -

گورنمنٹ کناڈا نے تین لاکھ روپے مصیبت زدگان کی امداد میں دینا منظور کیا -

گورنمنٹ امریکہ نے ۴۵ لاکھ روپے مصیبت زدوں کی امداد میں اور دینے منظور کئے - جیسا کہ سخت واقعہ سین فرانسسکو میں گذرا ایسا مہلک آجتک امریکہ میں نہیں گذرا تھا -

جاپان کی ریڈکراس سوسائٹی نے ایک ہسپتال کا جہاز اور بہت سی نرسیں مضروب آدمیوں کی تیمارداری کے لئے سین فرانسسکو روانہ کیں -

فطرتی مذہب کا مقابلہ کیسے ہوگا؟

اسلام کے پاک اور امن بخش اصول تعدد ازدواج پر نکتہ چینی کرنے والے عیسائی غور کریں کہ انگلستان کے فوجداری جرائم کی رپورٹ ظاہر کرتی ہے کہ سالگذشتہ میں وہاں صرف ایک فوجداری جرم میں غیر معمولی ترقی ہوئی ہے یعنے ایک سے زیادہ شادیاں کرنا - سالگذشتہ میں ۱۲۸ ایسی شادیاں ہوئیں جو اس سے پہلے سال میں صرف ۱۱۲ تھیں اب قابل غور یہ بات ہے کہ جس حال میں انگلستان ایسے ملک میں جہاں ایک سے زیادہ شادیاں کرنا مذہبی اور قانونی جرم ہے اس خطرناک سیلاب کے سوا جو بدکاری اور فسق وفجور کا بہ رہا ہے یہ بند نہیں رک سکتا - تو کیا تجربہ نہیں بتاتا کہ یہ فطرتی مذہب کا اصول صحیح ہے اب اسکا مقابلہ نہیں ہو سکے گا - اور وہ دن قریب ہے جو کلیسیا فیصلہ کر دیگی - کہ ایک سے زیادہ شادیاں جائز ہیں - گذشتہ ہفتہ کے لوافشان اخبار میں پادری ٹہاکر داس نے بھی اس سوال کی اہمیت اور ضرورت کو محسوس کر کے اسے چھیڑا ہے -

لکل قوم ھاد

معزز ہمعصر زمیندار نے اپنے اخبار کے کسی گذشتہ نمبر میں لکل قوم ھاد اور ان من امۃ الا خلا فیھا نذیر کے موافق یہ رائے ظاہر کی تہی کہ

"ہمارے اعتقاد میں بلکہ قرآن مجید کی رو سے ہر ایک قوم اور ملک میں ایسے ہادی اور مصلح گذرے ہیں جنہیں پیغمبر یا مجدد کا رتبہ دیا جا سکتا ہے - پس کوئی وجہ نہیں کہ ہم مہاراجہ رامچندر مہاراجہ کرشن اور اسی طرح یونان کے مصلح بقراط یا بدھ کو پیغمبر اور ملہم من اللہ نہ مانیں "

اسپر جہلم کا ایک اخبار اس عقیدہ کو خلاف اسلام قرار دیتا ہے اور خبط ٹھیراتا ہے اسپر معزز ہمعصر وکیل نے اسے قابل قدر جواب دیا ہے کہ

اُسکو یہ معلوم نہیں کہ اسلام میں یہ کوئی نیا خیال نہیں ہے - سلف کے محققین اسقدر تنگ خیال نہیں تھے - شیخ الاشراق شہاب الدین مقتول جو فلسفہ اشراق کے سرغیل اور حکماء اسلام میں ایک بے نظیر محقق تسلیم کئے جاتے ہیں زردشت کی نبوت کا اقرار کرتے ہیں - حضرت مرزا مظہر جان جاناں جس پایہ کے صوفی ہیں اسکا اندازہ تذکروں کے مطالعہ سے ہو سکتا ہے - انہوں نے اپنی ایک طول طویل تحریر میں وید کے الہامی ہونے کو تسلیم کیا ہے اور ہندوازم کے بانیوں کو ملہم من اللہ قرار دیا ہے - قرآن جب مدعی ہے کہ ہر قوم میں انبیاء اور ہادی بہیجے گئے پہر سمجھ میں نہیں آتا کہ ہند اور ایران کے ہادیوں کو ملہم تسلیم کرنے سے ایڈیٹر سراج الاخبار کو کیوں انقباض ہوتا ہے یہ کون کہتا ہے کہ ان ہادیوں نے واقعی آتش پرستی اور شرک و بت پرستی کی تعلیم دی تہی یہ سب توحید کے معلم تھے مگر اپنے مخاطبین کی عقل و فہم کے مطابق انہوں نے جو پیرایہ تعلیم اختیار کیا تہا - اوس نے ایک زمانہ کے بعد لوگوں کو دہوکہ میں ڈالدیا - مرور زمانہ سے تعلیم میں تحریف ہو گئی - غلط فہمیوں میں لوگ مبتلا ہو گئے - اور شرک و بت پرستی کے خیالات حاوی ہو گئے -

شیخ احمد کا مقبول ہے اور وہ میرا مقبول - اور جو میرا مردود ہے وہ شیخ احمد کا مردود - اور جو شیخ احمد کا مردود وہ میرا مردود ہے - اور میرا مردود خدا کا مردود - دیکھئے پیر نعمان کا مردود و مقبول + خدا کا مردود و مقبول ہے -

سنت نبوی کی متابعت کی تاکید - مفصلہ ذیل فقرات پڑھ کر اپنے اعمال و افعال و وظائف اسپر عرض کرو - اور خود ہی سوال کرو کیا یہ وظائف اس خاتم الرسل صلعم نے اپنے صحابہ کرام کو بتائے کیا یا شیخ عبد القادر شیئاً للہ - کا وظیفہ بھی بتایا - یا کہا یہ کہ یا محمد رسول اللہ شیئاً للہ - حضرت شاہ غلام علی صاحب ... کہ ... چنانچہ آپ لکھتے ہیں آیا ... کہ یا شیخ عبد القادر شیئاً للہ - الہام ... کہو یا ارحم الراحمین شیئاً للہ - اسکی تاویلات باطلہ کیوں کرتے ہو - اچھا سنئے وہ فقرات -

(۱) - ... کم الرسول فخذوہ پر عمل کرو -

(۲) سنت نبوی کو دانتوں سے پکڑنا چاہیے -

(۳) ... یک حکم از احکام شریعہ در ازالہ ... نفسانی بہتر است از ریاضات و مجاہدات ہزار سالہ کہ از نزد خود کردہ شود (خدا تالو سے زبان لگا کر ذکر - وقوف قلبی - تصور پیر - حبس نفس کی سند تو دکھائیے کیا نبی کریم نے ایسا کیا یا سکھلایا) بلکہ ایں ریاضات و مجاہدات کہ بمقتضائے شریعت غرا واقع نشدہ اند موید و مقوی ہوائے نفسانی اند (۴) ریاضات جو موافق شریعت نیستند بے اعتبار و خوار اند -

(۵) وَالْزَم مُتَابَعَة الْمُصْطَفٰی - (۶) الطُّرق کُلّہَا مَسْدُودٌ اِلَّا مَنِ اقْتَفٰی اَثَرَ رَسُوْلِ اللّٰہِ - ہمارے بعض بھائی تو زیارت قدم شریف تک کر دیتے ہیں مگر سنو! حضرت شاہ غلام علی صاحب کیا فرماتے ہیں -

سنگے بر آں نقش قدم ساختہ گویند کہ نقش قدم پیغمبر است سنت بت است - ائے مسلمانی و توحید وائے بادشاہی و متابعت اسلام کجا شد - این بت پرستی مرقوف نمائید - یہ ان قوموں کے بارے میں ارشاد ہے جو اسلامی بادشاہوں کے عہد میں تھے اور اب تو خورد و کلان جانتے ہیں کہ میز اگر لاتے ہیں - قصہ کوتہ عبادت وہ کرو جو رسول اللہ صلعم نے کی - ذکر کرو مگر واذکروہ کما ھدٰکم کے موافق جیسا نبی کریم صلعم نے خود کیا - میں خصیصہ گواہی دیتا ہوں کہ آپ نے ذکر اللہ نماز فرمائی - حضرت مرزا جان جانان فرماتے ہیں ہر عمل کی کیفیت علیحدہ ہے اور جامع کیفیات نماز ہے کہ منفس انوار

اذکار - تلاوت تسبیح - درود - استغفار سے اور سب سے صحیح اور اصل حالی کہ قرن اول کے مشابہ ہو نماز میں حاصل ہوتا ہے بشرطیکہ کما حقہ ادب سے ادا کیا جائے + اور اس قسم کے اقوال کہ نماز سے سوا کھڑا ہونے کے اور روزہ سے سوا بھوکا مرنے کے کچھہ نہ پایا - جو بایزید بسطامی سے منسوب کئے ہیں ایک افترا ہے جس سے ایمان سلب ہونیکا خوف ہے -

ہمارے حضرت کی مسجد کو مسجد اقصیٰ سے تشبیہ - دیکھئے امام ربانی لکھتے ہیں کہ مین نے اپنی مسجد میں شریعت اترتے دیکھی اور قبر کی نسبت سنئے - خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں روضہ متبرک کہ قبر آنحضرت در آن است از ریاض جنت میفرمودند مبشر شدہ ام باآنکہ اگر از یک مشتے خاک آن روضہ مبترہ در قبر شخصے بنداز ند - امید دار بہائے عظیم - فکیف مَنْ دُفِنَ فِیْہَا -

اہل اللہ کو دنیا کے فرزندوں سے تکلیف پہنچنا کئی نادان کہتے ہیں مسیح یا مہدی ہے تو پھر اپنے دشمنوں کو فوراً گرفتار کیوں نہیں کروا دیتا - یا ان کے شر سے بچنے کے لئے اسباب ظاہری سے کیوں کام لیتا ہے - میں کہتا ہوں - امام ربانی مجدد الف ثانی کی اب مقبولیت تو اس درجہ ہے کہ وہ لوگ بعد از زیارت تبرک کرنا اپنی سعادت سمجھتے ہیں مگر اسوقت کے بادشاہ نے تو آپ کو قیدی کروا دیا تھا غرض کہ اولیاء الرحمن کو دنیا کے فرزندوں نے ہمیشہ سے دکھہ دیا ہے اور شپرہ چشم چشمۂ آفتاب کے دیکھنے سے معذور رہے ہیں پس ان کی شہادت کی بنا پر کسی کو صادق کا ذب نہیں ٹھیرا سکتے - اولیاء اللہ کو جو ابتلا ہوتے ہیں انہیں ان کی شان بڑھتی ہے درجات ملتے ہیں اور جماعت منکرین کی تباہی ہوتی ہے - چنانچہ آپ فرماتے ہیں "درصورت غضب کہ بدوستان عطاے فرمایند خرابی جماعت منکر است" کون کہتا ہے کہ آپ کی خلاصی کے لئے تمام تدابیر سے کام نہیں لیا گیا ضرور لیا گیا مگر اللہ کی مرضی یہی تھی - جو کہ پوری ہو کر رہی -

کرشن وغیرہ کا نبی ہونا — خود امام ربانی نے فرمایا ہے کہ ہندوستان میں بھی انبیاء گذرے ہیں، اگر چاہوں تو ان کا مکان وجگہ و قبر بتا دوں - پھر آپ کا فرمانا کہ امام مہدی کی نظر سے یہ سب کتابیں گذرینگی" اس بات پر دال ہے کہ مہدی علیہ السلام نے ہندوستان ہی میں مبعوث ہونا تھا -

حضرت اقدس امام ابو حنیفہ کے بالکل تابع کیوں نہیں - اجی جناب کلمہ پڑھ ہیں نبی کا اور تابع ہوں کسی اور کے - کیا ان کا معصوم ہونا نص صریح سے ثابت ہے کیا وہ یخطی و یصیب کے زمرے میں نہیں - امام ربانی کو بھی ایک حصہ حق شافعی کی طرف نظر آیا - پھر یہ بھی فرمایا - بعد از رسیدن مرتبہ اجتہاد تقلید ابی حنیفہ خطا است، صواب در متابعت رائے خود است -

غیر احمدی کے پیچھے نماز نہ پڑھنا - دیکھو شاہ محمد مظہر رحمۃ اللہ علیہ اسی سلسلہ کے پیر فرماتے ہیں دوسرے کے پیچھے نماز پڑھ کر دل خوش نہیں ہوتا اور حقیقت صلوۃ کا فیض نہیں آتا -

چودہویں صدی کے مسیح یعنی مجدد الف آخر کی سب مجددوں پر فضیلت - یہ فضیلت اسی دلیل سے ثابت ہے جس سے مجدد الف ثانی کی فضیلت دیگر مجددان ماسبق پر ہے نیز دو امر میں آپ میں ایسے پاتا ہوں کہ آج تک کسی ولی کسی مجدد میں پورے طور سے کما حقہ نہیں پائے گئے - ایک تو یہ کہ جس قدر مخالفت آپ کی ہوئی اور پھر نہ صرف اپنے مسلمان بھائیوں سے بلکہ تمام مذاہب سے ایسی کسی مجدد یا ولی کی نہیں ہوئی یہ بھی آپ کی شان کے ارفع و اعلیٰ ہونے کی سب سے بڑی بھاری دلیل ہے - چنانچہ ہمارے نبی کریم صلعم نے فرمایا کہ میں کل نبیوں سے زیادہ دکھہ دیا گیا ہوں - ایسا ہی یہ خاتم الاولیاء والخلفاء کل خلفائے و اولیاء امت محمدی سے زیادہ ستایا گیا اور اسی کا زیادہ مقابلہ کیا گیا پھر آپ کی پیشگوئیوں اور معجزوں سے پورا ہونے میں جتنی رکاوٹیں ڈالی جاتی ہیں آج سے پہلے کسی ولی کی پیشگوئی یا کرامت میں نہیں ڈالی گئیں - آپ جو پیشگوئی کرتے ہیں اسکو ... وقت ہزاروں لوگوں میں شائع کرتے ہیں اور للکار کر کہتے ہیں اگر تم سے ہو سکتا ہو تو اس نشان کو پورا ہونے سے روک لو مگر کوئی ہے جو روک سکے ہرگز نہیں - پھر یہ پیشگوئیاں اور معجزات اسلام کی حقیقت ثابت کرنے کی غرض سے ہوتے ہیں نہ ان دلیوں کی طرح اپنے مریدوں کی حاجت برائی کے طور پر بطور معمول - یعنی آپ کا ہر فعل اسلام کی صداقت ثابت کرنے کے لئے ہے اور مخالفین پر حجت قایم کرنے کے واسطے نہ کہ صرف بطور پیری مریدی - دوسرا بین فرق یہ دیکھتا ہوں کہ اسوقت تمام طریقوں پر نظر کرو - قادری - سہروردی چشتی وغیرہ وغیرہ سب میں نماز کے سوا کچھہ ایسے وظائف ہیں جنکی نسبت یہ ثابت کرنا دشوار بلکہ ناممکن ہے کہ نبی صلعم نے بھی کسی کو بتائے - شیخ سعدی نے کیا اچھا فرمایا ہے -

بزہد و ورع کوش و صدق و صفا ولیکن میفزائے بر مصطفےٰ

ایک یہی جری اللہ فی حلل الانبیاء ہے جس نے ایک ذرا بھی کوئی وظیفہ یا طریقہ ذکر اللہ نہیں وضع کیا اور اپنے تئیں متابعت رسول مقبول میں فنا کر دیا ہے - کوئی ہے جو احمدی فرزند میں کسی بدعت کا ثبوت دے سکے یا انہیں ان مطالب کے لئے وہ طریقے وضع کئے گئے ہیں وہ اس فرقہ کو سب سے بڑھکر حاصل ہیں کتنے ہیں جو الہامات و کشوفات سے مشرف ہیں اور کتنے ہیں جو تقرب الی اللہ کا ثبوت اپنے خیالی پلاؤ سے نہیں بلکہ عمل سے دے رہے ہیں! بے شک ہم تسلیم کرتے ہیں کہ مجدد صاحب نے اکثر بدعات کا جو سلسلہ فقراء میں تھیں قلع قمع کر دیا یا کم از کم اپنی جماعت کو ان سے بچا لیا - مگر پھر بھی جو کسر رہ گئی تھی اسی مسیح موعود نے پورا کر دیا - وجہ یہ ہے کہ مجدد صاحب پر آفتاب نبوت کا پرتو اتنا ہی پڑا جتنا دسویں کے چاند پر پڑتا ہے - مگر اس چودہویں کے مجدد پر مہر رسالت کا پرتو ٹھیک ایسا پڑ رہا ہے جیسے چودہویں کے چاند پر کامل طور سے پڑا کرتا ہے - یہی وجہ ہے کہ یہ سب سے زیادہ متابعت رسالت پناہ میں فنا ہے - اور اس نے نہ صرف فروعات سے بدعات کو نکالا ہے - بلکہ اصول دین میں جو بدعات تھیں مثلاً مسیح کو شریک فی صفات اللہ ٹھہرانا ان کو بھی دور کر دیا - فالحمد للہ علیٰ ذالک - امید ہے میرے واجب التعظیم نقشبندی بھائی غور سے اس تحریر کو پڑھینگے - کیونکہ وہ مجدد الف ثانی کے کلام سے اس کا ثبوت پا سکتے ہیں -

والسلام علےٰ من اتبع الھدیٰ

(اکمل آف گولیکے)

درخواست دعا

چودہری چراغ دین صاحب امیدوار قانونگوئی حلقہ میکھو وال ضلع ہوشیارپور ناظرین الحکم سے درخواست کرتے ہیں کہ مجھے امتحان قانونگوئی کا دینا ہے - دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ مجکو کامیاب کرے - آمین ثم آمین -

اطلاع

اب یہ اکثر دیکھا جاتا ہے - کہ خریداران خط و کتابت میں نمبر خریداری نہیں دیتے - جسکی وجہ سے رجسٹر میں نام تلاش کرنے سے بہت وقت ضائع ہو جاتا ہے اگر خریداران توجہ کریں اور نمبر خریداری لکھا کریں تو یہ دقت آسانی سے رفع ہو سکتی ہے - امید ہے کہ احباب توجہ کریں گے - محرر دفتر الحکم -

مُراسلہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

مکرمی و مخدومی جناب ایڈیٹر صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ میرا یہ خط جو بنے ہموطن آریان ڈلوال کو لکہا ہے اپنی اخبار کو ہر بار میں درج فرماکر مشکور فرماویں۔

بخدمت جناب ماسٹر ہری چند دلکہی داش وغیرہ آریہ صاحبان ڈلوال۔ تسلیم آپ نے مجھے کتاب ستیارتھ پرکاش مطالعہ کے لئے مرحمت فرمائی میں آپ کی اس خیر خواہی کا احسانمند ہوں سچی دوستی اور رفاقت کی یہی نشانی ہے کہ جہاں انسانکو حق نظر آوے اس کی طرف اپنے دوست اور رفیق کو بہی رہنمائی کرے۔ جہانتک میری سمجھ اور لیاقت ہے میں نے کتاب مذکورہ کو غور سے پڑہا اور ہَلْ جَزَاءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ پر عمل کرکے چند اوراق بطور تحقیق آپ لوگوں کیخدمت میں پیش کئے جواب جو آپ نے لکہا ذیل میں درج ہے۔ "مہربان خوش رہو آپ کی کاپی بجواب ستیارتھ پرکاش کو میں نے پڑہا اگر آپ حقیقت میں حق کے متلاشی ہیں اور ضرور سچ اور جہوٹ کا فیصلہ کرنا چاہتے ہیں تو کم از کم میں آپ سے یہہ التجا کرتا ہوں کہ ضرور اس کاپی کو چہپوادیں تا کہ عام لوگ اس سے لابہہ اٹہاویں اگر آپ کی یہ منشاء ہو تو آریہ سماج ڈلوال کو تحریری چیلنج دو اور خاص ایک تاریخ مقرر کرو مگر شرط یہہ ہے کہ جو آدمی مباحثہ کیواسطے تم کہیں جگہ سے منگوائینگے اسکے نصف خرچ کے آپ ذمہ وار ہونگے۔ آیندہ آپکی جیسی مرضی ہو۔ دستخط انگریزی میں ماسٹر ہری چند سکرٹری آریہ سماج ڈلوال" اسلئے ان اوراق کا خلاصہ حسب تحریر آپکے اس خط میں درج کرتا ہوں۔ آپ اخبار الحکم میں جو آپکے مشن سکول میں منشی جیون خان مدرس کے نام جاری ہے ملاحظہ فرماکر جواب سے اطلاع بخشیں۔ میرے دوستو آجکل اہل اسلام اور آریہ سماج کا باہم قلمی جنگ شروع ہے۔ ایک دوسرے کی تردید میں سینکڑوں کتب اور رسائل شائع ہو چکے اور ہو رہے ہیں علماء فریقین اپنے اپنے مذہب کی تائید میں بہت کچھ دلائل بیان کر چکے اور کر رہے ہیں آپ اس موجودہ حالت کو دیکھ کر اس عاجز کی نسبت یہہ خیال نہ فرماویں کہ شاید تقلیدی طور پر ہماری دل آزاری کے لئے کسی اپنے ہم مذہب مولویوں کے اعتراضات کو پیش کرنا چاہتا ہے۔ نہیں ستروں میں تحقیقی طور پر محض نیک نیتی سے آپ کی خیر خواہی کرتا ہوں مجھے ہرگز آپ کی دل آزاری منظور نہیں اور نہ آپ کے مذہب کی توہین کرنا میرا مقصد ہے۔ آپ میرا یہ خط ہار جیت کے خیال سے نہیں بلکہ انصاف اور حق طلبی کی نظر سے بغور پڑہیں۔ میں آپ سے سنا کرتا تہا کہ ستیارتھ پرکاش ایک بے مثل اور بے نظیر کتاب ہے اور اس کے مؤلف سوامی دیانند جی نہایت اعلےٰ درجہ کے منصف مزاج اور غیر متعصب انسان ہیں وید کے معانی اور مطالب سے خوب واقف اور اسپر عملدرآمد کرنے والے ایک بزرگ آدمی ہیں لیکن "شنیدہ کے بود مانند دیدہ" ستیارتھ کے مطالعہ نے اس شنید کی غلطی کو مجھپر اچھی طرح کہول دیا ہے۔ سوامی جی کی تصنیف سے صاف ظاہر ہے کہ نہ وہ کسی ایک مذہب کے پابند ہیں نہ تعصب سے خالی نہ وید کے پیرو نہ اسکے بلاغ معانی کے مالی۔ بلکہ سوامی جی کا یہ دہرم ہے کہ دشمن کی زد سے بچنا چاہیئے خواہ زبان کچھ بولے اور دل میں کچھ ہو جناب کے نزدیک انسان کو دو قسم کا اعتقاد رکہنا چاہیئے ایک ذاتی دوسرا عارضی نہیں تو دشمن کے مقابلہ میں شکست ہوگی یہی ایک حربہ ہے جسکو لیکر سوامی جی میدان میں نکلے اور ہر قسم کے دشمنوں کو ڈرانا چاہا! اس امر کا ثبوت ذیل کے چند نظائر میں ملاحظہ فرماویں۔

سوامی جی مخالفین کے اس اعتراض سے (کہ وید اگر ایشور کی کلام ہے تو شودر کو اس کے پڑہنے سے کیوں روکا گیا کیا براہمنوں سے پرماتما کا کوئی رشتہ ہے) اپنے آپ کو اسطرح بچاتے ہیں۔ "کہ جیسے پرماتما نے آگ پانی ہوا وغیرہ سب کے واسطے بنائی ہیں اسیطرح ویدوں کی روشنی بہی سبکے واسطے ظاہر فرمائی" ستیارتھ ص۹۷ شودر کے لئے وید پڑہنا جائز ہے۔ براہمن کی نسبت ستیارتھ ص۱۰۱ میں یوں تحریر فرماتے ہیں "جو سب ورنوں میں پورا عالم دہرم پر چلنے والا اور سب کی بہلائی چاہنے والا اسکو برہمن کہتے ہیں" یہہ تو ہوا سوامی جی کا ذاتی یا عارضی اعتقاد جو مجبورًا انہیں اختیار کرنا پڑا۔ بیرونی دشمنوں کے حملہ سے بہاگ کر اس نا ویلی قلعہ میں پناہ لی مگر آگے اندرونی دشمن سوامی جی کی اس چال سے ناراض ہو کر جنگ وجدال کو تیار بیٹھے ہیں۔ پہر ان سے بہی اپنی جان کا چہڑانا ضروری سمجہا کیونکہ وہ لوگ سوامی جی کے برخلاف اس بارہ میں بہت کچھ دلائل کا ذخیرہ اپنے پاس موجود پاتے ہیں۔ چنانچہ منوسمرتی (جس کی نسبت سوامی جی ستیارتھ صفحہ ۴۴ میں یہہ تحریر فرماتے ہیں کہ "دہرم کی بنیاد چار چیزیں ہیں۔ تمام وید۔ منوسمرتی اور رشیوں کے تصنیف کئے ہوئے شاستر۔ نیک آدمیوں کے چلن اور جس کام کرنے میں اپنا آتما خوش رہے۔) ستنا ادہیاء شلوک ۲۷۵ میں ہے کہ اگر برہمن کسی شودر کو وید پڑہتا ہوا سن پاوے تو اسکے کانوں میں پگہلا ہوا سکہ اور جلتی ہوئی موم ڈالی جائے اگر وہ اس کی عبارت کو پڑہے تو اس کی زبان کاٹ ڈالنی چاہئے اگر وہ اسکو حفظ کرے تو اس کی سزا یہ ہے کہ ان کا جسم چاک کرکے اسکا دل نکالا جائے۔ اب اگر سوامی جی منوسمرتی سے انکار کریں تو ان کے دہرم کی بنیاد گرتی ہے اسلئے سوچا کہ عیسائی مسلمان وغیرہ تو مجھے منوسمرتی کے جعلی قرار دینے اور شودر کو وید پڑہنے سے ادہرمی تصور کرینگے مگر کیا ہرج میں ان کو جواب بہی تو دے چکا اپنے سناتنی بہائیوں کی روک کرنی چاہیئے اسواسطے ستیارتھ ص۱۱۷ میں ہر ورن کے فرائض کو بیان کیا کہ کہشتری اور ویش کا چوتہا فرض وید وغیرہ شاستروں کا پڑہنا ہے اور شودر کا ایک ہی فرض ہے۔ خدمت کرنا اور بس ایسا ہی ستیارتھ ص۲۵۵ میں شودر کا کام میں مصروف رہنا فرض لکہا ہے اور صفحہ ۲۵۴ میں ہے کہ اگر برہمن وغیرہ ورنوں کے عورت مرد کہانا پکانے میں لگے رہیں تو علم وغیرہ کی ترقی نہیں ہو سکتی" ص۱۱۷ شودر کو چاہئے الخ کہ برہمن کشتری ویش کیخدمت حسب مناسب کرے الخ شودر کا یہی ایک کام اور وصف ہے" اب دیکہو سوامی جی نے اپنے بہائیوں کو بہی راضی کر لیا اور خاصے سناتنی بن گئے۔ کیونکہ شودر اگر اپنا فرض چہوڑ کر وید پڑہنے لگے تو پاپی اور گنہگار سمجہا جاوے گا۔ ادہر برہمن وغیرہ سے کہانا پکانے کے باعث تعلیم وید ناتہہ سے چلی جاویگی اسلئے سوامی جی نے منوسمرتی کے فتوے کو جائز سمجہا اور بامسلمان اللہ اللہ با برہمن رام رام پر عمل کرکے اپنی خلاصی کرالی لیکن چیلوں کو مشکلات میں پہنسا دیا لہذا میرے دوستو آپ لوگوں کو غور کرنا چاہئے کہ جب آگ پانی ہوا وغیرہ کی طرح پرماتما نے وید کی روشنی بہی سبکے واسطے ظاہر فرمائی ہے اور جو سب ورنوں یعنے برہمن کشتری ویش شودر میں پورا پورا عالم ہو وہی برہمن ہے تو پہر شودر کے لئے وید کا پڑہنا کیوں فرض نہیں اور تعلیم انسان کیونکر عالم ہو سکتا ہے کیا آپ اتنا نہیں سوچتے کہ شودر کو تو اپنی تمام عمر اسی خدمت میں صرف کرنا فرض ہے اس سے تو سوامی جی کا یہہ قول (کہ جو سب ورنوں میں پورا پورا عالم ہو وہی برہمن ہے) باطل ہو جاتا ہے علاوہ اسکے دیکہو ستیارتھ ص۲۱۳ طرفین کی گواہوں کی کثرت رائے سے گواہ برابر ہوں تو بموجب گواہی نیک اوصاف کے اور دونوں کے نیک اوصاف گواہ برابر ہوں تو بموجب گواہی اعلیٰ دوج کے انصاف کرے"۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ خواہ کوئی کتنا ہی نیک عالم دہرم پر چلنیوالا ہو پہر بہی وہ اعلیٰ ورن کے آدمی۔ برابر نہیں ہو سکتا اور نہ اس کی شہادت اپنے سے اعلیٰ اعمال آدمی کی شہادت سے درجہ میں اعلیٰ ہو سکتی ہے یہاں کیوں نہ شہادت کا مدار نیک اعمال پر رکہا اور کیوں اعلیٰ دوج کو ترجیح دی اور کیوں نہ سوامی جی نے اپنے جعلی معنوں کا لحاظ کیا۔ اچہا آگے چلو دیکہو ستیارتھ ص۲۵۵ کہانے اور نہ کہانیکی چیزیں دو قسم کی ہوتی ہیں ایک دہرم شاستر کے مطابق اور دوسری ویدک شاستر (علم طب) کے مطابق مثلاً دہرم شاستر میں لکہا ہے دوج یعنی برہمن کشتری اور ویشوں کو ناپاک یعنے بول و براز وغیرہ کے میل سے پیدا ہوئے ساگ پہل مول وغیرہ نہ کہانے چاہئیں" لو صاحب آپ کے پرماتما کو تو صرف دوج کا خیال ہے شودر بیشک ناپاک اور گندی چیزیں کہاکر ایشور کا شکریہ ادا کریں جو انپر منتر اور مفید اشیاء کے بہچاننے کا بوجھ نہیں ڈالا ہم حیران ہیں۔ کہ ہمارے آریہ دوست کیوں ایسے شخص کے پیچہے اپنے قدیمی مذہب کو چہوڑ بیٹہے ہیں۔ جسکے اعتقاد کا یہہ حال ہے کہ کہیں تو یہہ لکہہ مارا کہ شودر کو وید پڑہنا جائز ہے (دیکہو ص۹۷) اور پرماتما نے آگ پانی ہوا وغیرہ کی طرح وید کی روشنی بہی سب کے لئے ظاہر فرمائی اور جو پورا پورا عالم دہرم پر چلنے والا ہو وہی برہمن ہے اور کہیں یوں تحریر کر دیا کہ شودر تو صرف خدمت کیواسطے ہے اور وید کا پڑہنا اسکو جائز نہیں اور علم اور دہرم پر چلنے سے کوئی برہمن ہو سکتا ہے بتائے سوامی جی کے کس قول کو جہوٹا اور کسکو سچا مانا جاوے ہمارے دوستو اسجگہ آپکے لئے ایک اور سخت مشکل ہے جس سے آپکو دہرم رکہنا دشوار ہے۔ وہ یہ کہ ستیارتھ ص۲۵۵ میں آپکے سوامی جی فرماتے ہیں دو دوج رسوئی شودر کی ہاتہہ بنائی کہاویں تاکہ برہمن کشتری و ویش ورن والے عورت مرد علم پڑہانے وغیرہ میں مصروف رہیں" اول تو شودر ناپاک اشیاء کا استعمال کرنے والا ہے آپکے دہرم شاستر سے اسکو سند مل چکی ہے دوسرا ستیارتھ ص۲۱۴ میں ہے کہ جو شخص دہرم کو معدوم کرتا ہے اسی کو عالم لوگ درشل یعنے شودر اور نیچ جانتے ہیں" اور سوامی جی کی نزدیک موئی بنانیوالے اور کہانیکو چہونے والا کا اثر اس رسوئی اور کہانے میں بہی پایا جاتا ہے چنانچہ ص۲۵۶ میں لکہتے ہیں "کہ مسلمان و عیسائی وغیرہ شراب و گوشت کہانیوالوں کے ہاتہہ کے کہانیمیں آریوں کو بہی

شراب اور گوشت وغیرہ کے کہانے کا عیب پیچھے لگ جاتا ہے" پس نیچوں جاہلوں ادہرمیوں کی بنائی ہوئی رسوئی کے کہانے سے برہمن کشتری ویش کو بھی نیچ پنہ - جہالت بے ایمانی وغیرہ بری خصائل کا عیب لگ جائیگا اب سوامی جی نے سمجہا کہ اسطرح تو ہمنے اپنے معتقدونکے دہرم کا خاتمہ کردیا اسلئے اپنی عادت کے موافق غمگین چیلوں کو خوشخبری سناتے ہیں " جسطرح عمدہ چیزون کے کہانے پینے سے براہمنوں اور براہمنی نے جسم میں بدبو وغیرہ نقصوں سے پاک، رج و بیریہ (حیض ومنی) پیدا ہوتے ہیں ویسے چنڈال اور چنڈالنی کے جسموں میں نہیں ہوتے الخ اسلئے براہمن وغیرہ اعلی ورنوں کے ہاتہہ کا کہانا چاہیئے " دیکہو صہ ۳۶۱ پہلے تو سوامی جی نے یہہ فرمایا کہ براہمن وغیرہ کو شودر یعنے نیچ کی بنائی ہوئی رسوئی کہانی چاہیئے تاکہ تعلیم میں ہرج نہو پہر فرماتے ہیں نہیں شودر کے ہاتہہ کا پکایا ہوا کہانا برہمن کو بھی شودر بنادیگا اسلئے اعلے ورنون کے ہاتہہ کا کہانا چاہیئے اسطرح تعلیم میں ہرج تو ہوگی لیکن کیا کریں ایک ہی بات ہوسکتی ہے یا ناپاک کہانا کہائیں یا دید پڑہیں دو دو اور چیزیں یہہ نہیں ہوسکتا اے ہمارے ہموطن آریہ صاحبان اگر آپکو وید کی یہہ تعلیم منظور نہیں کہ ویدنے برہمن کی کیوں حمایت کی یہ تو الٰہی قانون کے برخلاف ہے تو اس کچہ مذہب کی تلاش کرو جو اس نقص سے پاک ہے - جہوٹی تاویلوں اور جہوٹے عذرون سے بجز ندامت اور شرمندگی کے کچہہ حاصل نہیں ہے عذر نا معقول ثابت کنندہ الزام را - آپ جانتے ہو اگر ستیارتہہ پرکاش میں واقعی حق کی روشنی ہوتی تو اسمیں اسقدر اختلاف نہیں ہوتا آپ تو لکہے پڑہے ہیں ان باتوں پر غور کرو آپ کے وید تو فرماویں کہ برہمن منہ سے کھشتری بازو سے ویش ران سے شودر پاؤں سے پیدا ہوا (دیکہو یجروید کے اکتیسویں ادہیا کا گیارہوان منتر) اس منتر کی آپ خواہ کچہہ تاویل کریں اتنا تو ثابت ہے - کہ ذاتیں چار ہیں مگر آپکے سوامی جی ستیارتہہ صہ ۲۱۶ میں لکہتے ہیں " کہ ذاتیں دو ہیں ایک آریہ یعنے عالم دوسری دسیو یعنے جاہل " جو عالم دہرم پر چلنے والا ہو وہ برہمن ہے جاہل ادہری کو شودر کہتے ہیں ہم پوچہتے ہیں کہ پہر کھشتری ویش کا وجود کہاں سے آگیا اور یہہ چار ورن کیوں ٹہرا رکہے ہیں برہمن اور شودر کے یہہ معنے کریں تو سوامی جی نے وید شاستر کی پرواہ نہ کی چار کے دو بنادیئے مگر ان پیدایش میں ویدونکی حمایت اور پردہ پوشی کی یوں کوشش کرتے ہیں " مطلب اس منتر کا یہ ہے کہ پرمیشور کی خلقت میں منہ کے مانند سردار افضل ہو وہ براہمن جسمیں توانائی زیادہ ہو وہ کھشتری اور سب ملکوں میں رانونکی طاقت سے آوے جاوے - سفر کرے وہ ویش اور جو پاؤنکے عضو کے مانند بے عقلی وغیرہ اوصاف والا ہو وہ شودر ہے " ماسٹر ہری چند جی آپ اس کا مطلب سمجہایئے کہ مراد سرداری اور فضیلت سے کیا ہے آیا جو مخلوق میں حکومت کے سبب افضل سردار ہے - یا علم عمل کے رو سے بصورت اولی دیانندی معنے باطل ہوگئے نیز معلوم ہوا کہ عیسائی بڑے اعلے درجہ کے برہمن ہیں جو تمام آریہ پر حکومت کررہے ہیں (خفا نہ ہونا حکومت نیک عمل کا نتیجہ ہے جس سے ظاہر ہے کہ عیسائی ضرور برہمن ہیں کیونکہ برہمن . . . . ہی ویدونکے پورے عالم اور عامل ہوتے ہیں جسکا ثمرہ بہوگ رہے ہیں) بصورت ثانی جب کوئی آدمی ویدوں کا پورا عالم ہو اور اسمیں توانائی اور طاقت بھی ہو تو وہ کون ہوا برہمن یا کھشتری اگر کہو برہمن تو ٹھیک نہیں کیونکہ آپ کے پیشوا کا قول ہے جسمیں توانائی ہو وہ کھشتری ہے اگر کہو کھشتری تو یہہ بھی غلط ہے سوامی جی ویدونکے عالم کو برہمن کہتے ہیں ایسا ہی ویدون کا پورا عالم عامل جو ایک ملک سے دوسرے ملک میں آوے جاوے وہ کون ہوا برہمن یا کھشتری یا ویش یہ تو ظاہر ہے کہ رانوں کی طاقت کے بغیر چلا نہیں جاتا اسلئے اسکو برہمن کھشتری ویش کہنا پڑا برہمن اسلئے کہ وید کا عالم ہے کھشتری اسلئے کہ صاحب طاقت و توانائی ہے ویش اس لئے کہ رانوں کی طاقت سے دوسرے ملک میں پہنچا اس مطلب سے تو شودر کو بھی کھشتری ویش کہہ سکتے ہیں کیونکہ سوامی جی نے خدمت کا کام شودر کے سپرد کیا ہے اگر اسکی بازو ران میں طاقت نہ ہوئی تو وہ خدمت کیا کرے گا لولے لنگڑے تو خود خدمت کے محتاج ہیں پس برہمن کھشتری ویش شودر میں کوئی تمیز نہ رہی ہاں ایک طرح تمیز ہوسکتی ہے فرض کرو چار شخص ہیں ہمکو ان کی ذات پات کی خبر نہیں ہم انکو دیکہہ کر جہگڑے میں پڑگئے کوئی برہمن کو شودر بناتا ہے اور شودر کو برہمن تنے میں سوامی جی کے اس منتر کا مطلب بطور حکم کے تشریف لاکر فرمانے لگے کہ انمیں جسکا جسم بالکل کمزور ہے نہ بازؤں میں طاقت نہ ران میں توانائی مگر قوم کا سردار ہے یہہ تو برہمن ہے اور وہ جسکا اوپر کا جسم بازو وغیرہ تو خوب طاقتور ہے مگر ران وغیرہ مفلوج ہیں جنمیں حس و حرکت نہیں اور نہ ملک میں کوئی حکم حاصل ہے یہہ تو کھشتری ہے اور جسکے ران اچہے مضبوط اور تگڑے ہیں اور اوپر کا جسم بازو وغیرہ نکما ایک ملک سے دوسرے ملک میں سفر کرتا رہتا ہے یہہ ویش ہے (معلوم نہیں یہ سفر کسطرح کرسکتا ہے بازو میں طاقت نہ ہو تو چلنا بھی مشکل ہے) اور وہ چوتہا شودر ہے کیونکہ محض بیوقوف اور بے عقل ہے (ایسے پاگلوں اور بیوقوفوں کی بنائی ہوئی رسوئی کے کہانے سے حسب قول دیانند آریوں کی بھی عقل ماریگئی جو ویدجنی مشرکانہ تعلیم کو ایسی کلام سمجہنے لگے) واہ ماسٹر جی آپکے برہم پرماتما کو ایسی ناکارہ اولاد سے کیا فائدہ وطینو ہمارے وطن کی یہہ مثل بالکل سچ ہے کہ " کو جیہہ رونے سے چپ بہلی ہے " اب میں پنڈت جی کے ذاتی وعارضی اعتقاد کی نسبت ستیارتہہ پرکاش سے مسئلہ ویدانت کو آپکی خدمت میں پیش کرتا ہوں آپ غور کریں کہ آپکے سوامی جی نے اس مسئلہ میں کیا کیا رنگ بدلے ہیں - (باقی آئندہ)

کرمداد از دولمیال ضلع جہلم

دیکہو ستیارتہہ صہ ۳۸۴ " شنکراچاریہ کا جینیوں کے پنڈتوں کے ساتہہ مباحثہ ہوا اسمیں شنکراچاریہ کا ویدمت اور جینیوں کا ویدمت کے برخلاف مت تہا یعنی شنکراچاریہ کا پکش (دعوی) ویدمت کی تائید اور جینیوں کی تردید اور جینیوں کا پکش اپنے مت کی تائید اور وید کی تردید تہا مباحثہ کئی روز تک ہوا جینیوں کا مت یہہ تہا کہ عالم کا صانع ازلی پرمیشور کوئی نہیں یہہ دنیا اور جیو آتما ازلی ہیں ان دونوں کی پیدایش اور تباہی کبھی نہیں ہوتی اسکے برخلاف شنکراچاریہ کا مت تہا کہ ازلی شدہ پرماتما ہی دنیا کا صانع ہے - یہہ دنیا اور جیو جہوٹا ہے کیونکہ اس پرمیشور نے اپنی مایا سے دنیا بنائی وہی پرورش اور فنا کرنے والا ہے اور یہ جیو اور پرپنچ خواب کے مانند ہے پرمیشور خود ہی سب جگت روپ (بشکل عالم) ہوکر لیلا (کہیل) کررہا ہے - بہت دنوں تک مباحثہ ہوتا رہا لیکن اخیر شنکراچاریہ کی دلیل اور حوالہ سے جینیوں کا مت شکست یاب اور شنکراچاریہ کا مت فتح یاب رہا تب ان جینیوں کے پنڈت اور سودہنوا راجہ نے ویدمت کو قبول کرلیا جین مت کو چہوڑدیا الخ اسی وقت سے سب کی بیگیو پویت ہونے لگی اور ویدون کی درس تدریس نے رواج پکڑا - الخ جو جو انہوں نے (شنکراچاریہ) شاریرک بہاشیہ وغیرہ بنائے تہے ان کی اشاعت شنکر اچاریہ کے شاگرد کرنے لگے الخ اب اسمیں غور کرنا چاہیئے کہ اگر جیو (روح) برہم (خدا) کی یکتائی اور دنیا کا جہوٹا ہونا شنکراچاریہ کا ذاتی اعتقاد تہا تو وہ عمدہ اعتقاد نہیں اور اگر جینیوں کی تردید کے لئے اس اعتقاد کو اختیار کیا تو کچہہ اچہا ہے " یہاں آپکے سوامی جی ناظرین کو غور کرنیکی ترغیب دیتے ہیں ہمارے دوستو آؤ ہم تم تعصب مذہبی سے علیحدہ ہوکر اس مضمون کو انصاف کی نظر سے پڑہیں اور منصف ہوکر اسمیں غور کریں سوامی جی کی اس منقولہ تقریر سے یہہ سات امر ثابت ہیں اول شنکراچاریہ وید کا پیرو تہا - دوم اسکا دعوی ویدون کا مؤید تہا سوم دعوے اسکا جس نے ویدونکو فتح اور جینیوں کو شکست دی یہ تہا کہ پرمیشور خود ہی سب جگت روپ ہوکر لیلا کررہا ہے یہہ دنیا اور جیو جہوٹا ہے چہارم شنکراچاریہ نے اپنے اس دعوے کو دلیل اور حوالہ سے ثابت کردیا پنجم جینیوں کے پنڈت اور راجہ نے جب شنکراچاریہ کے ان دلائل اور حوالجات کو جو وید سے پیش کئے گئے حق دیکہا تو ویدمت کو قبول کرلیا ششم شنکراچاریہ کے اس دعوی سے وید ون کو اچہی مدد مل گئی اور ان کی درس تدریس نے رواج پکڑا (شنکراچاریہ کی نسبت سوامی جی صہ ۴۸۳ میں بھی تسلیم کرچکے ہیں کہ سچے پرمیشور کا معتقد اور اور ویدمت کو رواج دینے والا تہا) ہفتم آریہ کو ذاتی اعتقاد کے برخلاف ایک عارضی اعتقاد بھی رکہنا چاہیئے جو اشاعت وید کا اصل ذریعہ اور دشمن پر فتح پانیکا عمدہ حربہ ہے اے حق کے طالبو انصاف کرو - کیا آپ کی کانشنس یہہ فتوے دے سکتی ہے کہ ایسے پراگندہ خیالات اور متضاد اعتقاد رکہنے والے مذبذب شخص کو پیشوا اور گرو مانا جاوے ایک طرف تو شنکراچاریہ کو سچے پرمیشور کا معتقد اور وید کا مخلص متبع کہنا اور اسکے دعوے کی صداقت کو دلیل حوالہ سے قائم کرنا بلکہ اشاعت اور غلبہ وید پر اس دعوی کو بطور دلیل پیش کرنا یہہ پنڈت جی بڑے زور شور سے تحریر کریں اور دوسری طرف اسی شنکراچاریہ کو جہوٹا مخالف وید سمجہکر اسکا دعوے بلا دلیل اور وید کی ذلت اور شکست کا موجب قرار دیں - یا آن شورہ شوری یا این بے نمکی - اول دیکہو اسی جملہ کو " اگر شنکراچاریہ ذاتی اعتقاد تہا تو وہ عمدہ اعتقاد نہیں " پہر دیکہو ستیارتہہ صہ ۳۱۱ " واہ رے جہوٹے ویدانتیو تم نے صادق وجود صادق شیت صادق ارادہ والے پرمیشر کو جہوٹا بنادیا کیا یہہ تمہاری ذلت کا باعث نہیں ہے کس اپنشد سوتر یا وید میں لکہا ہے کہ پرمیشور جہوٹا ارادہ کرنے والا اور جہوٹہہ بولنے والا ہے الخ تم جہوٹے ارادے رکہنے والے اور دروغ گو ہوکر وہی اپنا عیب ناحق ہم پر لگاتے ہو " دیکہا صاحب یہ وہی شنکراچاریہ ویدانتی ہے جسکی نسبت آپ کے سوامی جی صہ ۴۸۳ میں لکہتے ہیں کہ تین سو برسوں کے مردہ مذہب کو اسی نے زندہ کیا وہ سچے پرمیشور کا معتقد تہا جسکو اب واہ رے جہوٹے ویدانتی کرکے پکارا جاتا ہے یہہ وہی دعوی ہے جسنے دلائل اور حوالجات کی شکر جینیوں کو شکست دی اور ویدوں کی ڈوبتی کشتی کو سنبہالا جسکو آج ذلت اور شکست کا باعث سمجہا گیا۔

ہمارے دوستو آپ کو حسب فرمودہ پیشوائے خود اسمیں غور کرنا فرض ہے کہ اگر شنکراچاریہ اس دعوی میں جہوٹا تہا تو جہوٹوں کا فتح یاب ہونا آپ کے سوامی جی

کس فخر سے تلمذ کرتے ہیں اور جب کسی اپنشد سے تنزیا وریہ اس دعوی کا ثبوت نہیں تو اس دیانندی فقرہ کا کیا مطلب ہے کہ شنکراچاریہ کا دعوی وید کی تائید میں تہا اور دلیل حوالہ سے وید غالب ہوا بقول دیانند جی ویدون کا تو یہہ دعوی ہی نہیں پہر ان کی تائید اور فتح کیسی اسصورت میں شنکراچاریہ مبطل وید ہیں نہ اس کے موید تعجب ہے کہ جینی پنڈتون اور راجہ نے شکست نہ کہا کر وید کو کیوں قبول کیا۔ کیا ان میں اتنی سمجھ نہ تہی جو وہ شنکراچاریہ سے پوچہتے کہ تو جو اس دعوے میں ہمارے ساتہہ جہگڑ رہا ہے اور وید کے قبول کرنے پر ہم کو بلاتا ہے ہمیں یہ تو بتا کہ وید میں اس دعوی کا ثبوت کہان ہے۔ بہلا یہہ ممکن ہے کہ یوں ہی بن دیکھے بہالے جینی پنڈت وید کے معتقد ہوگئے اور اپنا دعوی چہوڑ دیا۔ الغرض کہان وہ اقرار کہ شنکراچاریہ نے دلیل و حوالہ سے غلبہ حاصل کیا اور اس کا دعوے ویدون کی تائید میں تہا اور وید کی اس تعلیم یعنے ویدانت کے مسئلہ نے اسی کے طفیل سے تمام ملک جنوب مشرق شمال میں رواج پکڑا اور کہان یہ انکار کہ شنکراچاریہ کا یہہ دعوے دلیل حوالہ سے مردود ہے جس انتقاد اور دعوے کو جینی پنڈت دلائل سے نہ توڑ سکے اسکو سوامی جی نے دلیلوں اور حوالوں سے توڑا گو اسوقت سچے پربہشور کے معتقد وید مت کو رواج دینے والے شنکراچاریہ نے شکست نہ دیکہی مگر اب تو برائے نام وید مت کے معتقد اور اندر سے منکر پنڈت نے خوب خبر لی۔ اُن جینی پنڈتوں کو دیانندی دلائل کا علم نہ تہا نہیں تو شنکراچاریہ وید مت کی تائید میں فتح یاب ہوگیا اور وید کی اس تعلیم نے ملک میں رواج پکڑ لیا لیکن سوامی جی یا تو اس حکایت کو جہوٹا اور خلاف واقعہ سمجہو جو آپکے سوامی جی بہول گئے اور جہوٹ لکہدیا۔ یا اقرار کرنا پڑیگا کہ ویدانتیون کا جہوٹا دعوے ویدونمیں موجود ہے اور وید اس ویدانت کے مسئلہ کو جو اسکے نام ہی سے ظاہر ہے جائیز رکہہ کر دنیا میں اپنا جہوٹا ہونا ظاہر کر رہے ہیں لہذا آپ کو مناسب ہے کہ جہوٹ کو چہوڑ کر سچائی کی تلاش کریں۔ باقی آیندہ

کرم داد از دوالمیال ضلع جہلم

اوستانی کی ضرورت

ایک تعلیم یافتہ مسلمان اوستانی کی ضرورت ہے جو سلائی کا کام بہی خوب جانتی ہو اور ہر طرح سے ایک لڑکی کی عمدہ تعلیم و تربیت کر سکے۔ دینی تعلیم سے واقف ہو۔ درخواستیں ایڈیٹر الحکم کے نام آئیں وہ منتخب کرینگے۔
اوستانی کو نوشہرہ رہنا ہوگا۔

خطبہ بروز جمعہ چہارم مئی ۱۹۰۶ء مطابق ۹ ربیع الاول ۱۳۲۴ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم
حامداً و مصلیاً

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

بعد تلاوت خطبہ ماثورہ

الحق من ربک فلا تکن من الممترین ۝ فمن حاجک فیہ من بعد ما جاءک من العلم فقل تعالوا ندع ابناءنا وابناءکم ونساءنا ونساءکم وانفسنا وانفسکم ثم نبتہل فنجعل لعنة اللہ علی الکاذبین ۝ ان ھذا لھو القصص الحق وما من الہ الا اللہ وان اللہ لھو العزیز الحکیم ۝ فان تولوا فان اللہ علیم بالمفسدین ۝ قل یا اھل الکتاب تعالوا الی کلمة سواء بیننا وبینکم ان لا نعبد الا اللہ ولا نشرک بہ شیئاً ولا یتخذ بعضنا بعضاً ارباباً من دون اللہ فان تولوا فقولوا اشھدوا بانا مسلمون ۝

ترجمہ مع تفسیر

پہلے بیان ہوچکا ہے کہ اس سورہ مبارکہ کا نام آل عمران ہے وجہ تسمیہ اسکی اس نام کے ساتہہ یہی ہے کہ اس سورہ متبرکہ میں آل عمران کا مصطفا قریب اسّی آیتوں میں بیان فرمایا گیا ہے اور جو نزاع اور اختلاف درمیان اہل کتاب یہود اور نصاریٰ کے واقع تہے اون کا فیصلہ مسلمات اہل کتاب سے بدلائل بینہ کیا گیا اور حق الامر کے دلائل دیتے ہوئے استدلال کا وہ اسلوب حسن اختیار کیا گیا ہے کہ آیندہ زمانوں میں قیامت تک جو نزاع درباره آل عمران یعنے حضرت عیسے اور اونکی والدہ کے واقع ہو اوسکا فیصلہ بہی اونہیں دلائل مندرجہ آیات سے بخوبی ہو سکتا ہے فالحمد للہ ان آیات سے پہلی آیات میں اللہ تعالے نے حضرت عیسے کی نسبت یہہ وعدہ فرمایا ہے کہ تمکو صلیب کی موت سے جو موجب حکم تورات کے لعنتی موت ہے بچایا جاویگا اور تمہاری موت توفی کی موت ہوگی جسمیں تمکو رفع الی اللہ یعنے قرب الٰہی حاصل ہوگا اور منکرین کے الزامات سے تمکو پاک کیا جاوے گا اور تمہارے مخالفین کافرین کو دنیا میں بہی اور آخرت میں بہی عذاب شدید کے ساتہہ معذب کیا جاویگا اور تمہارے موافقین مومنین اور متبعین کو مانند تمہاری رفع اور فوقیت مخالفین کافرین پر عطا کی جاویگی جیطرح پر کہ حضرت آدم کو یہہ مراتب اصطفا کے ہماریطرف سے عنایت ہوئے تہے اوسیطرح تم کو بہی حاصل ہونگے وغیرہ وغیرہ جو اوپر کی آیات میں مفصلاً مذکور ہے۔ اب ان آیات میں فرمایا جاتا ہے کہ یہ سب ادلہ اور جملہ امور جو حضرت عیسے کے بارہ میں مذکور کئے گئے حق اور ثابت شدہ صداقتیں ہیں تیرے رب کی طرف سے جو تیری تربیت کا ذمہ دار اور تعلیم کنہ اشیاء کا متکفل ہے۔ اسلئے شک کرنے والوں میں سے نہ ہونا۔ **سوال**۔ انبیا علیہم السلام کو وحی الٰہی میں کب شک ہوا کرتا ہے خصوصاً حضرت خاتم النبیین صلعم کو شک کیونکر ہو سکتا ہے جسکی نہی فرمائی گئی۔

الجواب بادشاہ کا جو خطاب سپہ سالار فوج کو امر یا نہی ہوا کرتا ہے مراد اوس خطاب سے غالباً اوس سپہ سالار کی فوج اور لشکر ماتحت اوسکا ہوتا ہے اسیطرح اگرچہ خطاب آنحضرت صلعم واٰلہ وسلم کو ہے مگر اس خطاب سے مراد آپ کی امت ہے اور ایسے خطابات میں ایک عجیب نکتہ یہہ بہی ہوتا ہے کہ ان امور مذکورہ میں شک کرنا اسقدر مذموم اور محذور یہ میں اسقدر بڑہا ہوا ہے کہ جس شخص سے اسمیں شک کرنے کا گمان ہی نہیں ہوسکتا ہے اوسکو بہی نہی فرمائی گئی چہ جائے کہ اوس شخص کی جسکو شک کرنے کے لئے شیاطین الجن والانس سامان و اسباب شک کرنیکے مہیا کرتے رہتے ہوں۔ اور آنحضرت صلعم کی نسبت امکان شک کا نہونا اس امر سے ظاہر ہے کہ باوجودیکہ اہل کتاب یہود و نصاریٰ اناجیل اور طالمود سے طرح طرح کی روایات اپنے اپنے مذہب کی تائید میں حضرت صلعم کے روبرو پیش کرتے تہے۔ مگر آنحضرت صلعم کو امر حق پر اسقدر یقین کامل تہا کہ آپ مباہلہ کے لئے مستعد ہوگئے جیسا کہ اس زمانہ آخری میں بہی مسیح موعود کے مقابلہ میں جب بڑے اور تکفیر نامے لکہے اور شور قیامت برپا کر کر اونکے روبرو احادیث موضوعہ اور روایات کاذبہ اپنے مذہب کی تائید میں پیش کی گئی ہیں مگر نہ آنحضرت صلعم کو ایک ذرہ بہر شک پیدا ہوا اور نہ مسیح موعود کو کسیطرح کا شک و شبہ اپنے دعاوی میں پیدا ہوا اور اسی لئے مسیح موعود نے بہی یہ آیت مباہلہ حسب درخواست مخالفین کے پیش کردی ہے اور چونکہ آنحضرت صلعم کے وقت میں بہی ایک عالم پر اس الحق من ربک کی حقیقت منکشف ہوگئی تہی اور اس زمانہ آخری میں بہی حقیقت اُن دعاوی مسیح موعود کی جو مضمون آیات ماسبق کی موید اور مبین ہیں ایک عالم پر واضح ہوتی چلی جاتی ہے لہذا یہہ آیت بسبب وقوع اپنے مضمون کے ایک نشان نبوت کا بہی ہوگئی والحمد للہ اور چونکہ تفسیر کبیر وغیرہ میں اس آیت کی ترکیب میں یہ بہی لکہا ہے وقال آخرون الحق رفع باضمار فعل ای جاءک الحق اندریںصورت یہ آیت ایک صریح پیشین گوئی ہوگئی جو آنحضرت صلعم کے وقت میں بہی واقع ہوئی اور اس زمانہ آخری میں بہی بڑے زور شور سے واقع ہو رہی ہے اسلئے یہہ آیت بہر وجوہ آنحضرت صلعم کے نبوت کے اثبات کے لئے ایک بڑا نشان ہے۔

اب بعد اتمام حجت کے جو دلائل علمیہ سے بیان فرمائے گئے اور دلائل علمیہ کا بیان انتہا درجہ کو پہنچ گیا تب بہی مخالفین نے تسلیم نکیا تو فرمایا جاتا ہے کہ جو شخص اس کے بعد عیسے کے بارہ کٹ حجتی کرتا رہے تو آخری فیصلہ یہہ ہے کہ اون سے کہدو کہ آجاؤ ہم اپنے بیٹوں کو بلا دیں اور تم اپنے بیٹوں کو بلاؤ اور ہم اپنی عورتوں کو اور تم اپنی عورتوں کو اور ہم اپنے نفسوں کو شریک کرین اور تم اپنے نفوس کو پہر ہم سب ملکر تضرع اور زاری کے ساتہہ دعا کریں۔ پس جہوٹوں پر خدا کی لعنت ڈالیں۔

ف یہہ قصہ مباہلہ کا نصاریٰ نجران کے ساتہہ آنحضرت صلعم کو پیش آیا تہا جمیں ساٹہہ سوارون کا وفد معہ لاٹ پادری سید اور عاقب جو بڑے ذی رائے تہے موجود تہا جبکہ آنحضرت صلعم نے مناظرہ فرما کر بخوبی اونپر اتمام حجت فرمایا تب بہی انہوں نے امر حق اور صداقت ثابت شدہ کو تسلیم نکیا تب بالآخر مجبور ہوکر مباہلہ کی آیت پیش کرنے کے لئے آنحضرت صلعم طیار ہوئے اور اپنی اہلبیت یعنے صاحبزادی حضرت فاطمۃ الزہرا اور ہر دو اپنے نواسے حسنین کو اور حضرت علی داماد کو لیکر مباہلہ کے لئے موجود ہوئے کیونکہ نصاریٰ نجران نے حضرت کا بہت پیچہا لیا تہا۔ آغاز سورہ آل عمران کا قریب اسّی آیتوں کے اسی مناظرہ اور مباہلہ کے بیان میں نازل ہوا ہے یہہ مناظرہ آنحضرت صلعم کیطرف سے ایک بڑا عظیم الشان مناظرہ واقع ہوا تہا جسکی نوبت بالآخر مباہلہ تک پونچی تہی مگر نصاریٰ نجران اس مباہلہ سے ایسے خوف زدہ ہوگئے کہ جو اونمیں بشپ اور لاٹ پادری مسمی عاقب و سید وغیرہ موجود تہے اونہوں نے اپنے ہمراہیوں سے کہا جنمیں قریب ساٹہہ سواروں کے بہی تہے کہ یا معشر النصاریٰ یہہ تو وہی سچے نبی معلوم ہوتے ہیں جنکی نبوت کی خبر عہد عتیق اور عہد جدید میں موجود ہے اور جو دلائل انہوں نے پیش کئے ہیں وہ منقوض نہیں ہو سکتے اندریںصورت اگر ہم مباہلہ کرینگے تو بالضرور ہم ہلاک اور تباہ ہوجاویں گے اگر تم کو اپنے ہی دین کی محبت ہے تو لوٹ چلو اور ان سے کچہہ تعرض مت کرو۔ اور اونسے لڑو یہہ دونو پادری بڑے

ذی رائے تھے اور آنحضرت صلعم اپنے اہلبیت مذکورین سے فرما رہے تھے کہ جب میں دعا کروں تو تم آمین کہنا اوسوقت اون کے بشپ لاٹ پادری نے اپنے ہمراہیون سے یہہ بہی کہا کہ مین ان لوگون کے چہرے ایسے دیکھتا ہون کہ اگر یہ لوگ ہیچ تن کسی پہاڑ کا اپنی جگہ سے ٹلا دینا چاہیں اور اللہ تعالے یہ چاہیں گے تو وہ پہاڑ بہی ٹل جاویگا فلا تباھلوا فتھلکوا غرضکہ ان نصاریٰ نجران نے پہر تو وہ مباہلہ کرنا چاہا اور نہ لڑنا چاہا بلکہ بالآخر جزیہ دینا قبول کیا سال بہر میں دو مرتبہ یعنے ماہ صفر میں ایک ہزار حلہ اور ماہ رجب میں ایک ہزار حلہ اور خالص لوہے کی عمدہ تیس ذرہ اگرچہ اس قوم نصاریٰ نجران سے مباہلہ واقع نہیں ہوا مگر یہ واقعہ جو اس آیت اور احادیث میں مذکور ہے آپکی حقیقت نبوت کیلئے مفسرین ایک بڑی دلیل مثبت لکھتے ہیں۔ روایات میں یہ بہی واقعہ ہوا ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ اہل نجران نصاریٰ سے عذاب بہت قریب ہو گیا تہا اگر وہ مباہلہ کرتے تو اونپر عذاب نازل ہو جاتا۔ ولما حال الحول علی النصاریٰ کلھم حتے یھلکوا۔ اور یہی وجہ ہے کہ حضرت مسیح موعود جو حضرت عیسائیون کو مدت دراز سے اسلام کی طرف دعوت کر رہے ہیں۔ لیکن کوئی عیسائی صاحب خواہ بشپ ہو یا لاٹ پادری اس میدان لق ودق میں قدم رکہنا نہیں چاہتے کیونکہ جانتے ہیں کہ ہم اہل اسلام کے مقابلہ مباہلہ میں ہرگز ہرگز کامیاب نہو وینگے اور اللہ تعالے کیطرف سے ہمارے مذہب کی پردہ دری ہو جاوے گی۔ مگر اس امتناع کے لئے ایک عذر بارد یہ بنالیا ہے کہ ہمارے مذہب میں مباہلہ جائز نہیں ہے۔ ہان یہہ فیصلہ الٰہی ہے اور وہ صادق و کاذب کو خوب جانتا ہے۔ اور خود آپ بڑا زبردست عزیز و حکیم اور علیم بالمفسدین ہے وہ تو فیصلہ صادق ہی کے حق میں کریگا نہ کاذب کے حق میں۔ جیساکہ اوس نے ان آیات مباہلہ کے آگے ان صفات کا ذکر اسی لئے فرمایا ہے

سوال - اگر کہا جاوے کہ بعض کفار نے تو خود چاہا تہا کہ اگر آنحضرت صلعم اپنے دعاوی میں حق پر ہیں تو ہم مکذبین پر اللہ عذاب نازل فرما تب بہی کوئی عذاب نازل نہیں ہوا تو پہر مباہلہ پر کیونکر عذاب نازل ہوتا۔ کما قال اللہ تعالیٰ حکایتا عنھم اللھم ان کان ھذا ھو الحق من عندک فامطر علینا حجارۃ من السماء او ائتنا بعذاب الیم ۵ وما کان اللہ لیعذبھم وانت فیھم وما کان اللہ معذبھم وھم یستغفرون۔ پس ان دونوں آیتوں میں توفیق کیا ہوگی۔

الجواب - آیات مباہلہ اور ان آیات مندرجہ مین کچہہ بہی منافاۃ نہیں ہے کیونکہ ان آیات میں ایک خاص عذاب کے نزول کے لئے دعا کی گئی تہی یعنی آسمان سے مثل بارش کے پتھرون کا برسنا جس سے عام ہلاکت بلکہ استیصال عام منصور ہے۔ دوسرا عذاب اس عذاب سے بہی زیادہ تر مولم مانگا تہا سو قدیم سے اللہ تعالے کی یہ سنت نہیں ہے کہ قبل قیامت ایسے عذاب دنیا میں فوری نازل فرما دیوے کیونکہ ایسے عذابون کے انزال میں خواہ کفار کی درخواست سے ہوویں یا کسی نبی یا مامور من اللہ کی دعا سے ہوویں ایمان بالغیب کی حکمت باقی نہیں رہ سکتی اور معہذا ایسے عذاب کے انزال سے اجبار اور اکراہ اور الجا لازم آتا ہے جو دین اسلام میں ہرگز موجود نہیں ہے - لا اکراہ فی الدین ہان کسی کاذب پر لعنت کا پڑنا جس سے ذلت یا رسوائی ہوا اور ایمان بالغیب کی حکمت تلف نہ ہووے اور اکراہ و الجا بہی لازم نہ آوے ہوا کرتا ہے چنانچہ مخالفین انبیا ہمیشہ [illegible] ہوتے رہے ہیں اور ہوتے رہینگے - حتی کہ کاذب کی موت بہی مباہلہ میں شرط نہیں ہے کیونکہ منشا اہل مباہلہ کا صرف کاذب پر وقوع لعنت کا ہے خواہ کسی طرح سے ہو یہ اوس علیم و خبیر کے اختیار میں ہے کہ بقدر تکذیب و تشدد مخالفین کے وہ لعنت کسی عذاب مہلک سے ہی واقع ہو موت ہو یا قتل وغیرہ پس ایک خاص عذاب کذائی کی نفی اور لعنت الٰہی کے ثبوت میں کوئی منافاۃ نہیں ہے - کیونکہ ایمان بالغیب کی حکمت کے مانع نہیں اور اجبار بہی اوس سے نہیں ہو سکتا - چنانچہ سرداران مکہ مین سے ایک شخص ہی نضر بن حارث تہا اور نیز ابوجہل جسنے یہی دعا کی تہی کہ اللھم ان کان ھذا ھو الحق الایہ تو دیکہو جنگ بدر میں ابوجہل تو عذاب قتل میں مبتلا ہوا بسبب اپنے تشدد کے اور نضر بن حارث باوجودیکہ قیدیوں میں قید ہوکر آیا تہا - دوسرے قیدی تو فدیہ لیکر چھوڑ دیئے گئے تھے مگر نضر بن حارث باینوجہ قتل کیا گیا کہ قرآن مجید کی شان میں بڑی بڑی گستاخیاں کیا کرتا تہا - اور سخت معاند تہا تو یہ دونوں منجملہ مستہزئین کے عذاب قتل میں اسلئے مبتلا ہوئے کہ یہ بہی اہل اسلام کے قتل کے درپے تھے ورنہ مباہلہ مین کاذب کا قتل ہو جانا یا مر جانا شرط نہیں صرف وقوع لعنتہ الٰہی کا ہی ہے خواہ کسی طرح ہو - اور عذاب قتل جو بموجب پیشین گوئی ملہم ربانی کے واقع ہو جسمیں دونوں میں سے ہر ایک دوسرے کا قتل کرنا بطور جنگ کے چاہتا ہے ایسا عذاب نہیں ہے جس میں ایمان بالغیب کی حکمت باقی نہ رہتی ہو یا اجبار لازم آوے

الحاصل مباہلین کاذب پر لعنت کا وقوع ضروری ہے خواہ کسی رنگ میں ہو - اگر مباہلہ میں ایسا عذاب جسمیں مثل بارش کے آسمان سے پتھر برسنے لگین یا اس سے بہی زیادہ مولم ہو جسمیں کوئی متنفس نہ بچ سکے نازل نہیں ہوتا کہ سنت اللہ کے خلاف ہے - اسی لئے ان دونوں آیتون کے آگے ہی دوسرے عذابون کے ثبوت کے لئے اللہ تعالے فرماتا ہے کہ وما لھم ان لا یعذبھم اللہ وھم یصدون عن المسجد الحرام یعنی اور کیا ہے واسطے اون کے کہ نہ عذاب کرے گا اون کو اللہ اور وہ روکتے ہیں مسجد حرام سے - اور پہر اسی آیت میں اللہ تعالے نے جو یہ قید لگائی کہ وانت فیھم وہ بہی ایسے ہی عذاب کذائی کے عدم نزول کیطرف اشارہ کر رہی ہے یعنے جبکہ ایسا عذاب نازل ہووے گا تو پہر اوس کا اثر تمکو بہی پہنچے گا - لہذا ایسے عذاب کا نازل کرنا ہماری سنت قدیمہ کے خلاف ہے - اس آیت مباہلہ کی مناسبت ساتہہ زمانہ مسیح موعود کے عجیب وغریب اسلوب سے واقع ہوئی ہے - نبی کریم کے وقت میں بہی یہہ مباہلہ حضرت عیسٰی ہی کے بارہ میں واقع ہوا تہا اور زمانہ مسیح موعود میں بہی حضرت عیسےٰ ہی کے بارہ میں واقع ہوا - رسول کریم کے وقت میں بعد اتمام حجت اور اتمام مناظرات کے یہہ مباہلہ واقع ہوا تہا پہر بہی اوس مین شیخ النجدی معہ اپنی جماعت کے مباہلہ نکر سکے بلکہ مولوی محمد حسین صاحب بہی مباہلہ پر مستعد نہ ہو سکے اور اگرچہ آیت ہذا مباہلہ کی نصرانیان نجران کے حق میں وارد ہوئی تہی مگر دیگر اقوام قریش مثل ابوجہل وغیرہ سے بہی آپکا مباہلہ واقع ہوا دیکہو کتب سیر کو - اسیطرحپر مسیح موعود کا مباہلہ بہی علاوہ طرفدار عیسٰی کے دیگر اقوام سے بہی حسب درخواست مخالفین کے واقع ہوا ہے - جیساکہ لیکہرام وغیرہ - اور جنہوں نے خود درخواست کر کر مباہلہ کیا وہ بقدر اپنے اپنے تشدد اور سختی کے لعنت الٰہی میں مبتلا ہوئے خواہ ذلت و رسوائی ہو یا ہلاکت ہو

جس طرح پر مفسرین نے اس مباہلہ سے آنحضرت صلعم کی نبوت کا . . . . . اثبات کیا ہے اوسی طرح پر ان مباہلوں سے مسیح موعود کے دعاوی کا اثبات ہوا کیونکہ نتیجہ ان مباہلون کا حسب دعاوی مسیح موعود کے واقع ہوا والحمد للہ اور اگر کوئی مخالف ان مباہلونکو بعد وقوع نتائج کے بہی نہ مانے تو وہ بتاوے کہ پہر صادق اور کاذب میں کیا مابہ الامتیاز رہے گا اور پہر آنحضرت کے نبوتوں میں سے ایک بڑا ثبوت جسکو قرآن مجید میں بڑی عظمت شان سے بیان فرمایا گیا ہے - ضائع ہو جاویگا بلکہ چند آیات کریمہ قرآن مجید کے متعلق مباہلہ کے نعوذ باللہ لغو ہو جاوینگی وتعالیٰ شان کلامہ تعالے عن ذلک علوا کبیرا اور ناظرین کو خوب معلوم رہے کہ ان مباہلون کا نتیجہ یا تو آنحضرت صلعم کے وقت مین واقع ہوا تہا یا بعثت مسیح موعود کے زمانہ میں ہوا ہے اس تیرہ سو برس میں کسی مجدد کے وقت میں ایسے مباہلات واقع نہیں ہوئے اور نہ اوس کے نتائج - پس ان آیات کا نشانات واسطے نبوت خاتم النبیین کے ہونا ہی ثابت ہوا ثم الحمد للہ - اب فرمایا جاتا ہے کہ جو دلائل اور مضامین اوپر مذکور ہوئے وہی اخبار اور قصص حقہ ہیں جو پے درپے بیان کئے گئے ہیں اور سوائے اللہ کے اور کوئی معبود نہیں ہے اور بے شک اللہ وہی البتہ زبردست اور حکمت والا ہے - حال میں چراغدین جمونی پر بموجب پیشینگوئی لعنت [illegible] صفت عزیز و حکیم کا ہے کہ جو دلائل اسرائیلی یا کاذب مخالف علم الٰہی میں وہ محض غلط ہیں اور عیسٰی میں کوئی صفت صفات مختصہ الٰہیہ میں سے موجود نہیں تہے کیونکہ پہر تو اللہ تعالے کی عزت اور عزیز ہونے میں فرق آجاوے گا اور شان عیسوی حضرت ابوالبشر اور خاتم النبیین سے بہی بڑہ جاویگی جو خلاف مقتضائے حکمت اوس حکیم برحق کے ہے

اب باوجود اسقدر اتمام حجت کے جس کی نوبت مباہلہ تک پہنچ گئی ہے اگر اب بہی اس حق کے قبول کرنے سے وہ لوگ اعراض کریں تو سمجہ لو کہ انکی نیت میں فساد ہے دوسرونکے عقائد حقہ کو بہی فاسد کرنا چاہتے ہیں - اندرینصورت اللہ سے بہاگ کر کہاں جا سکتے ہیں کیونکہ مفسدون کو اللہ تعالے خوب جانتا ہے یعنی اون کے فسادون کی ضرور سزا دیویگا چنانچہ وہ سزا مفسدین کے لئے دنیا میں بہی واقع ہوئی جو نشان نبوۃ صادقہ کا ہے - اب چونکہ آنحضرت صلعم اون کے ایمان لانے پر کمال درجہ کے حریص تہے باوجودیکہ تمام مدارج تبلیغ اور مناظرات کے مباہلہ تک ختم فرما چکے تہے تو بہی اونکی تبلیغ یا فہمایش و ہدایت نکرنا آپ کا آپکے قلب مبارک گوارا نکر سکتا تہا اسلئے اللہ تعالے نے حسب خواہش جو علیم بسرائر الضمائر ہے ایک دوسرا طریق تبلیغ کا آنحضرت صلعم کو ارشاد فرماتا ہے کہ اگر تم مباہلہ پر بہی آمادہ نہیں ہوتے تو اے اہل کتاب آؤ ایسی بات کی طرف رجوع کرو جو ہمارے تمہارے درمیان میں برابر مسلم ہے ایک تو یہہ کہ خدا کے سوا کسی کی عبادت نکریں دوسرے یہہ کہ کسی چیز کو اوسکا شریک نہ ٹہرادیں تیسرے یہہ کہ خدا کے

(علم)

بعض ہمارا بعض کو رب نہ قرار دیوے پس اگر
سیدھی سچی بات فریقین کی متفق علیہ سے بھی
روگردانی کرو تو اے مسلمانوں تم کہدو کہ تم تو بالضرور
اسلام سے جو دین اللہ ہے خارج ہو گئے۔ گواہ
رکہ ہم تو مسلمان فرمانبردار ہیں تاکہ یہ گواہی تمہاری
ہماری نجات کا اور موجب تمہاری ہلاکت
ہوجاوے۔ چنانچہ مسلمون بالآخر کامیاب ہوگئے
اور یہ آیت ہی ایک نشان کامل نبوت کا ہوگئی۔
مائدہ ان آیات میں بتدریج تمام عجیب طرح سے ارشاد
ہدایت میں مبالغہ فرمایا اولاً حضرت عیسیٰ کے حالات
اور جو اونپر واردات واقع ہوئی تہی اونکو بیان فرمایا
کیونکہ وہ تمام حالات منافی الوہیت کے ہیں اور
پہر توحید اسلامی پر دلائل قاطعہ بیان فرمائے
گئے لیکن طرف مخالف سے بجز عناد کے تسلیم و انقیاد
کا کہیں نشان نہ پایا گیا تب مباہلہ کی نوبت پونہچی
لیکن مباہلہ سے بہی عاجز ہوکر جزیہ دینا انہوں نے قبول کیا
پہر بالآخر ایسے تین امور کیطرف دعوت کی گئی ہے
کہ وہ تینوں امر متفق علیہ فریقین کے ہیں تاہم
ایسے مفید ہیں کہ اگر وہ تینون امر قبول کرلئے جاویں
تو تمام تنازعات رفع ہو سکتے ہیں۔ امر اول یہ
ہے کہ سوائے اللہ تعالیٰ کے [illegible] کسی غیر اللہ کی
عبادت نہ کی جاوے۔ [illegible] توراۃ انجیل
اور قرآن مجید بالاتفاق ہدایت فرمارہے ہیں۔
یہ ایک ایسا امر ہے کہ اگر [illegible] صدق دل سے قبول
کر لیا جاوے تو تمام اختلافات [illegible]
اندر [illegible] کا اس سے [illegible] ہو جاتا ہے۔
دوسرا امر یہہ ہے کہ اللہ کی ذات [illegible]
افعال میں غیر اللہ کو شریک نہ کیا جاوے یہہ
امر دوم بہی ایسا [illegible] ہے کہ تمام جہگڑا اونکا
فیصلہ کرتا ہے اور چونکہ یہہ تمام مشرکیہ عقاید یا
اعمال و اقوال بدعیہ جو دنیا میں جاری ہیں اونکا
بڑا سبب یہ ہے کہ اقوال علماء کے جو بدعیہ ہیں
و افعال احبار کے جو شرکیہ ہیں اونکے ساتہہ
تمسک کیا جاتا ہے جس سے ایک خلقت گمراہ
ہوگئی ہے۔ لہذا تیسرا امر فیصلہ کن یہہ ہے کہ علماء
اور احبار کو اپنا رب نہ قرار دیا جاوے اسطرح پر
کہ اونکے اقوال اور اعمال اور روایات کاذبہ
کے تقلید واجب سمجہی جاوے کیوں کہ علماء اور
احبار کے اقوال یا اعمال کی تقلید واجب سمجہنا
بموجب حدیث ذیل عدی بن حاتم کے اونکو
اپنا رب قرار دینا ہی تفسیر ابوالسعود وغیرہ
تفاسیر اور کتب احادیث میں یہہ حدیث لکہی ہوئی
ہے کہ لما نزلت اتخذوا احبارھم
ورھبانھم اربابا من دون اللہ قال
عدی بن حاتم ما کنا نعبدھم یا رسول
اللہ فقال علیہ السلام الیس کانوا یحلون
لکم و یحرمون فتاخذون بقولھم قال
نعم قال علیہ السلام ھو ذالک سبحان
اللہ یہہ تینوں کلمے جو ان آیات میں مذکور ہوئے
ہیں اگر کوئی انسان ان تینوں کو اپنا تمسک گردانکر
دستور العمل اپنا قرار دے لیوے تو تمام بدعات
اور عقاید باطلہ شرکیہ اور اعمال بدعیہ سے نجات
پاکر صراط مستقیم پر لگ جاوے اس مسیح موعود کے
جو مخالفین ہیں۔ انہوں نے بہی ان کلیات سے کنارہ
پر عمل کرنا چہوڑ دیا ہے اسلئے فی کل واد یہیمون
کے مصداق ہو رہے ہیں اور لطف یہہ ہے کہ مسیح
موعود کی دعوت اور تبلیغ بہی اسی ترتیب سے واقع
ہوئی ہے جو سورہ آل عمران میں واقع ہے اور یہہ
بہی ایک ثبوت ہے اونکے مریم اور عیسیٰ موعود
ہونیکا کیونکہ مریم اور عیسیٰ آل عمران سے تہے اونکی
نسبت اللہ تعالیٰ نے فرمایا تہا کہ وجعلناھا
وابنھا آیۃ للعالمین [illegible]
پیشین گوئی مندرجہ آیت کی [illegible]
ان دونوں کا وجود ایک [illegible]
زمانہ میں تو واقع نہیں ہوئے اول [illegible]
کو یہود نے تہمت ناجائز کے ساتہہ متہم کیا اور
نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ کو تین روز تک ملعون قرار
دیا پہر تمام عالم میں اون کے بارہ میں شرک شائع
ہوگیا حتے کہ وہی شرک اہل اسلام میں بہی سرایت
کر گیا پہر وہ دونوں [illegible] نشان
کیونکر ہو سکتے [illegible] تمام
عالموں کے لئے یہہ ایک نشان ہوتا [illegible]
حسب وعدہ الٰہی اون کے نام کے ساتہہ نامزد
ہوکر امت محمدیہ میں سے ایک ایسا مجدد عظیم الشان
آیات و نشانات کے ساتہہ مبعوث فرمایا گیا کہ
اون کے نام کو تمام دنیا میں اونکی عظمت اور کرامت
کو معہ توحید الٰہی اور تکریم حضرت رسالت پناہی کے
روشن کر رہا ہے صدق اللہ تعالیٰ وجعلناھا
وابنھا آیۃ للعالمین اور یہی سر ہے اس آخر
زمانہ پر فتن میں ایک مجدد کے مبعوث ہونیکا
بنام عیسے بن مریم ورنہ مخالفین ہمکو اس آیت
کے معنی بتادیں کہ حضرت مریم اور عیسے تمام عالموں
کے لئے کیونکر آیت اللہ ہو سکتے ہیں۔ مگر [illegible]
ملحوظ رہے

احمد مسیح اور مباہلہ کی درخواست

الحکم کے ناظرین آگاہ ہونگے دہلی میں احمد مسیح نام ایک
عیسائی نے میر قاسم علی صاحب احمدی سے اس امر
پر بحث شروع کی تہی کہ مسیح صلیب پر مرا ہے یا
نہیں۔ میر قاسم علی صاحب نے پُر زور دلائل کے ساتہہ
صلیبی مذہب کے اس کمزور اور بودے شہتیر کو پاش پاش
کر دیا اور ثابت کر دکہایا کہ مسیح صلیب پر نہیں مرا بلکہ
وہ صلیب پر سے زندہ سلامت اترا اور اپنی طبعی
عمر پاکر کشمیر میں آکر مرا اور وہیں دفن ہوا۔ آخر جب
دلائل اور براہین کے ذریعہ حجت پوری ہوگئی تو میر
قاسم علی صاحب نے دعا اور مباہلہ کے ذریعہ
عیسائیت اور اسلام کا فیصلہ کرنا چاہا مگر افسوس
ہے کہ احمد مسیح نے اس تلخ پیالہ کو ٹلا دیا حالانکہ
مولوی عبد المجید صاحب دہلوی کو خود مباہلہ کی دعوت
کی تہی مگر عجیب حکمت عملی سے گریز کیا۔ اس جلسہ
میں تو میر قاسم علی صاحب کی تقریر اور نظم سننے سے
بہی انکار کر دیا پہر اشتہار دیدیا کہ میں مباہلہ مرزا صاحب
سے کرونگا۔ کیا خوب! دعوت اور درخواست مباہلہ
تو میر قاسم علی صاحب کریں اور یہہ احمد مسیح صاحب
قادیان سے ورے ٹہہر ہی نہیں سکتے۔ کیا مباحثہ مرزا
صاحب سے کیا تہا؟ یہہ ایک [illegible] جو احمد مسیح نے
[illegible] مگر اس کا جو جواب اسے ملا ہے وہ یقیناً
[illegible] اور [illegible] لوگوں کے نزدیک احمد مسیح کو رسوا
کرکے چہوڑیگا اور اس کی چالاکی کو [illegible]
[illegible]
[illegible] پوری
کر چکے ہیں مگر آپ نے ازراہ [illegible] احمد مسیح کو
مایوس نہیں کیا اور [illegible] کی [illegible]
[illegible]
[illegible] کی درخواست اگر مباہلہ کے لئے ہو تو وہ
[illegible] رد نہ کریں گے چنانچہ وہ اشتہار جو احمد مسیح کے
جواب میں شائع کر دیا گیا ہے درج ذیل ہے احمد مسیح اپنی
حالت و حیثیت کے لحاظ سے اس قابل نہ تہا کہ اس
کے اشتہار پر نوٹس لیا جاتا مگر محض افادہ عام کی
خاطر آپ نے اسکی درخواست کو بے جواب نہیں چہوڑا
اب دیکہنا چاہئے بشپ صاحبان احمد مسیح کو کیا انعام
دیتے ہیں۔ وہ اشتہار یہہ ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

درخواست مباہلہ منظور ہے

اللّٰھم انصر من نصر دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم واجعلنا منھم (آمین)
اللّٰھم اخذل من خذل دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم ولا تجعلنا منھم (آمین)
الحمد للہ الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ
علی الدین کلہ والصلوٰۃ والسلام علی خیر رسلہ وافضل
انبیائہ وسید اصفیائہ محمد المصطفیٰ الذی
یصلی علیہ اللہ والملائکۃ والمؤمنون المقربون۔

اما بعد

۲ مئی ۱۹۰۶ء کی ڈاک میں ۱۰ بجے کے قریب دہلی سے آیا ہوا
مجہے ایک پیکٹ ملا جو احمد مسیح واعظ ایس پی جی مشن دہلی
نے شائع کیا ہے اور جس میں میرے ساتہہ مباہلہ کی درخواست
کی ہے اگرچہ ایک عرصہ گذر چکا ہے کہ میں اللہ کے الہام اور
ایما کے موافق اس ذریعہ سے تمام پادریوں اور دوسرے
مخالفین اسلام حجت پوری کر چکا ہوں اور کوئی شخص مباہلہ کیلئے
نہیں آیا۔ پادریوں نے تو ہمیشہ یہ عذر کرکے ہی اس پیالہ کو ٹالا کہ
ہمارے مذہب میں درست نہیں مگر اب معلوم نہیں کہ احمد مسیح نے اس
کے جواز کا فتوے کہاں سے حاصل کیا۔ بہرحال مجہے اس سے کچہہ
بحث نہیں میں نے اس درخواست مباہلہ کو جو احمد مسیح عیسائی نے
میری کسی درخواست کے بغیر از خود شائع کی ہے غور سے پڑہا۔ دہلی
کے سوا دوسری جگہ کے لوگ تو شاید احمد مسیح کے نام سے بہی واقف
نہ ہوں پہر میری سمجہہ میں نہیں آتا کہ ایک گمنام آدمی سے مباہلہ کا کیا
فائدہ ہوگا۔ وہ اپنے مباحثہ کا اثر صرف اپنی ہی ذات تک
مانتا ہے تو مباہلہ کا اثر اسکی قوم پر کیونکر سمجہا جاوے گا
اور علاوہ بریں وہ تو پہلے ہی سے اندھا ہے۔ اور احمد مسیح
اپنی اس درخواست میں کوئی وجہ نہیں بتاتا کہ وہ میر
قاسم علی صاحب سے کیوں مباہلہ نہیں کرتا جبکہ مباحثہ اسی کر
کیا ہے۔ ہمارے سید و مولے امام محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم
نے جب مباہلہ کے لئے نصاریٰ نجران کو دعوت دی تہی
تو وہ مباہلہ ایک قوم کے ساتہہ تہا بلکہ اون میں دو بشپ
بہی تہے اسلئے ایک فرد واحد سے مباہلہ کرنا خدا تعالیٰ کے
اس آسمانی فیصلہ سے ہنسی کرنا ہے میں جیسا کہ ظاہر کر چکا ہوں
اس سے پہلے مباہلہ کے ذریعہ پادریوں پر حجت پوری کر چکا
ہوں۔ دیکہو انجام آتہم صفحہ ۳۶ اور آئینہ کمالات اسلام
صفحہ ۲۷۹۔ احمد مسیح کو اگر مباہلہ کرنا ہی ہے تو وہ میرے مرید میر
قاسم علی صاحب سے بطور خود کرے۔ جس نے اونکو دعوت کی
ہے لیکن اگر میرے ساتہہ ہی مباہلہ ضروری ہے تو میں اسکی درخواست
کو اس صورت میں منظور کر سکتا ہوں جب لاہور۔ کلکتہ
مدراس اور بمبئی کے بشپ صاحبان جو اپنے عہدہ۔ قومیت
رسوخ اور اثر کی وجہ سے زیادہ قابل قدر ہیں ایسی درخواست
کریں کیونکہ اس صورت میں مباہلہ کا اثر تمام قوم پر ہوگا
نہ کہ فرد واحد پر جسکا اپنی قوم پر کچہہ بہی اثر نہیں۔ اور
ایک ایسے شخص کے ساتہہ (جو ایک کثیر التعداد جماعت کا امام
اور مذہبی پیشوا ہو) مباہلہ کرنے والے اسی قسم کے لوگ ہونے
چاہئیں۔ پس اگر احمد مسیح میرے ساتہہ ہی مباہلہ کا شائق
ہے جب اسکی درخواست ظاہر کرتی ہے تو اسکا فرض
ہے کہ وہ مذکورہ بالا بشپ صاحبان کی دستخطی درخواست
میرے پاس بہجوا دے۔ میں اُن کی درخواست کو انشاء اللہ
العزیز رد نہیں کرونگا۔ اور اگر یہ خیال ہو کہ وہ چاروں
یکجا جمع نہیں ہو سکتے تو میں یہ بہی ظاہر کر دیتا ہوں کہ
ایک جگہ جمع ہونے کی حاجت نہیں تحریری مباہلہ شائع
ہو سکتا ہے جب اون کی درخواست میرے پاس پہونچے گی
تو پہر اخبارات میں مضمون مباہلہ فریقین کیطرف سے شائع ہو جائیگا
اور اسکا انجام فیصلہ کن ہوگا میں محض حق بیانی کے خیال سے
یہ بہی منظور کرتا ہوں کہ اگر چاروں بشپ صاحبان انکار
کردیں تو پہر ان چاروں میں سے کسی ایک کے ساتہہ ہی یا انہوں کے
وکیل کی حیثیت سے مباہلہ کر لیا جاویگا۔ مگر یہ درخواست

الٰہی میں کیونکر کروں شکر تیرا — تو واحد یگانہ میں بندہ ہوں تیرا
تو خالق میں مخلوق ہے فرق اتنا — زمین اور سما میں ہے ذرّے کا جتنا
کئے فضل تونے ہیں بیحد تو لاکھوں — ہے چہرہ ہی دیکھا تیرا اپنی آنکھوں
کروں کسطرح شکر پھر تیرا مولا — میں عاجز ہوں گندہ اور بندہ تیرا
قلم جسکے لئے میں نے اب ہے اٹھائی — تو واقف ہے اس سے جو اس میں بھلائی
مرادیں ہمیشہ تو بر لانے والا — جو مانے تجھے اوس کا غم کہانے والا
مراد اس سے ہے جو وہ کردے تو پوری — تو قادر توانا ہے بندہ حضوری

خداتعالےٰ کے احسان وکرم سے مفرح عنبری کی نسبت اب مجھے یہ بتانے کی ضرورت نہیں ہی کہ اُس نے ہندوستان بہر میں اور اوس کے باہر اپنے لئے کیا اثر پیدا کیا ہے اور اشتہاری ادویات سے بدظن شدہ طبیعتوں کو کسطرح اپنا گرویدہ بنالیا ہے کیونکہ یہ کوئی راز سربستہ نہیں۔ چھُپی نہیں۔ اور آپ سے پوشیدہ بھی نہیں میں امید کرتا ہوں کہ اگر آپ نے ابھی تک خود اسکو استعمال نہیں کیا تو کم سے کم اسکے لئے تعریف سے بھرے ہوئے الفاظ آپکے کسی دوست کی معرفت۔ رشتہ دار یا ہمسایہ کے ذریعہ اپنے حاکم یا محکوم کے طفیل آپکے کان تک ضرور پہونچ چکے ہوں گے۔ کیونکہ ہندوستان بہر میں کوئی جگہ جغرافیائی حیثیت سے ایسی نہیں رہی جہاں اس کا زود اثر ہونے اور اپنے وقت کی بے مثل چیز ہونے کا چرچا نہو اسلئے اس کے متعلق میں زیادہ آپ سے کچھ نہیں کہنا چاہتا۔

اب مجھے جو کچھ آپ سے کہنا ہے وہ یہہ ہے

کہ جب بعض نادان بھائیوں نے مفرح عنبری کی بےطرح ملک میں قبولیت دیکھی تو اکثر دل کے پیٹ میں حسد کے مارے گدی گدی ہونے لگی۔ اور بعض نے یہانتک کوتہ اندیشی سے کام لیا کہ بیرونجات سادہ لوح لوگوں کو دہوکہ دینے ڈالنے کے لئے ہمارے اشتہار کے اکثر حصہ کی بعینہ نقل ہی کردی۔ اور اسیطرح نام کے تھوڑے سے تغیر و تبدل سے اشتہار جاری کردیئے اور اس طرز سے اشتہار لکھے کہ دیکھنے والا سرسری نظر میں معاً یہی سمجھے کہ یہ وہی چیز ہے جسکی ہم ہمیشہ تعریف اور چرچا سنا کرتے ہیں۔ اور بعض نے شروع ہی سے یہہ بھی لکھدیا کہ اب اسکی قیمت نصف یا چہارم کی جاتی ہے۔ حالانکہ اصلی قیمت والا اشتہار ان کے نام سے دنیا میں کبھی آیا ہی نہ تہا۔ خداتعالےٰ اپنے رحم سے ان کی حالت کی اصلاح فرما دے۔ تا یہ لوگ اس بت پرستی سے باز آویں۔ اور سمجھیں کہ رزاق صرف اوسکی ذات ہے جو ہر چیز کا خالق ہے۔

ان اشتہاروں سے یہاں تک لوگوں نے دھوکہ کہایا کہ :—

بعض لوگوں کے خطوط ہمارے پاس پہونچے کہ آپکا اشتہار نصف قیمت کا فلاں جگہ سے یا فلاں اخبار سے ملا ہے لہذا آپ مہربانی کرکے اتنی ڈبیہ بھیجدیں تب اون کو جواب لکھے گئے کہ آپ نے دہوکہ کہایا ہے ہمارا اشتہار کوئی ایسا نہیں نکلا۔ اور نہ ہمیں مفرح عنبری جیسی قیمتی دوائی کا بے اندازہ خرچ و محنت ایسی اجازت ہی دیتے ہیں کہ ہم اوسکو نصف قیمت پر دے سکیں۔

خیر! آمدم بر سر مطلب

اب اس نوٹس کے پڑہنے سے آپکو مذکورہ بالا علم تو ہوگیا ہے اب اگر کوئی اشتہار اس قسم کا آپکی نظر سے گذرے گا تو یقیناً آپکو معلوم ہوجائے گا کہ یہ اشتہار کس کی نقل ہے اور اس اشتہار دینے والے کی منشا کیا ہے۔

یہہ ہم آپکو ہرگز منع نہیں کرتے

کہ آپ ان کی دوائی نہ خریدیں۔ یہ آپ کا اختیار ہے۔ اور خداتعالےٰ سب کا رزّاق ہے۔ یہ امر تو خریدنے والے اور بیچنے والے دونوں کی قسمت پر منحصر ہے جیسا کسی کا عوض ہوگا ویسا ہی اوسکا معاوضہ ہوگا۔

بالآخر میں ایسے لوگوں کی بھلائی کیواسطے ایک نصیحت کرتا ہوں

کہ اے خدا کے بندو! کامیابی کا یہ طریق نہیں جو تم نے اختیار کیا ہے۔ کامیاب ہونا چاہتے ہو تو رزاق خدا کی ہستی پر ایمان لاؤ۔ اور کسی کامیاب شخص کی وہ راہ اختیار کرو۔ جس سے وہ کامیاب ہوا ورنہ خالی اشتہار چوری اور ہیر پھیر سے سوائے خسران کے کچھ نصیب نہوگا۔ اور عاقبت ناحق برباد ہوگی۔

مثال کے طور پر تمہیں ایک نظیر بتادیتا ہوں

اس کے بعد بھی اگر نہ سمجھو تو پھر تمہیں حوالہ بخدا کرتا ہوں (واللہ عزیز ذو انتقام) دیکھو اور سوچو کہ جب سردار ہیا سنگھ نے ہیرے کا سرمہ ایجاد کیا تو اس سے پہلے جہانتک میرا علم ہے دنیا میں اس نام کا کوئی سرمہ موجود نہ تہا۔ مگر جب دنیا نے اوسے کامیاب ہوتے دیکھا تو اب قریباً ہر ایک اشتہار میں ہیرے کا سرمہ موجود ہے مگر تم ہی خدارا سوچ لو کہ کون کامیاب ہوگیا۔ اور دوسروں کو کیا ملا۔ فرض کرو کہ اگر تم نے کسی مکر و حیلہ سے یا منت سماجت سے یا کسی کی خوشامد و لجاجت سے کسی کو اپنا ہم خیال بھی بنالیا تو مت سمجھو کہ کامیابی اسی میں ہے۔ مانا کہ دنیادی بادشاہت کے قانون کی زد سے بچ سکتے ہو لیکن احکم الحاکمین کے قانون کے پنجہ سے رہائی نہیں پا سکتے کیونکہ وہ تو دلوں کے بھیدوں اور نہان در نہان اسرار سے واقف ہے۔

اب ناظرین سے میری اک عرض یہ ہے

کہ کم سے کم آپ اس دہوکہ میں کبھی نہ آویں کہ کبھی کوئی اشتہار دیکھکر خواہ وہ ہمارے اشتہار سے کیسا ہی ملتا جلتا ہو۔ یا مفرح عنبری کے نام سے کیسا ہی قریب تر ہو یہ نہ سمجھ لیں کہ وہ اور مفرح عنبری ایک ہی چیز ہے بلکہ یہ سمجھیں کہ یہ اشتہار دینے والے کی اپنی خاص صنعت ہے بہرحال خریدو یا نہ خریدو یہ آپ کا اختیار ہے۔ اور مفرح عنبری کے لئے ہمیشہ اس نام اور پتہ کو یاد رکھئے۔

حکیم محمد حسین قریشی

موجد مفرح عنبری — کارخانہ رفیق الصحت — لاہور

کیونکہ اس کا ایجاد کرنے والا یہی خاکسار ہے اور ہندوستان میں کامیاب ہونیوالی بفضلہ یہی دوائی ہے جس کا نام **مفرح عنبری** ہے +

رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۷۸

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

انہ اوی القریۃ

الحکم

چہ گویم باتو گر آئی چہ در قادیان بینی — دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے ؎ (۲) خواص و معاونین سے عـلہ (۳) ہندوستان سے باہر سے (۴) غیر مذاہب والون سے ؎ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگون سے عـلہ

نمبر ۱۷ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۷ مئی ۱۹۰۶ء مطابق ۲۲ ربیع الاول ۱۳۲۴ھ | جلد ۱۰

فہرست مضامین

تازہ الہامات و کشوف

۱۱ مئی ۱۹۰۶ء

"کشتیاں چلتی ہیں تا ہون کشتیاں"

۱۴ - مئی ۱۹۰۶ء

هَلْ اَتَاكَ حَدِيْثُ الزَّلْزَلَةِ - اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا وَاَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا - وَقَالَ الْاِنْسَانُ مَا لَهَا يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا بِاَنَّ رَبَّكَ اَوْحٰى لَهَا -

ترجمہ - کیا تجھے زلزلہ کی خبر پہنچی نہیں کہ کسطرح واقع ہوگا - زمین ایک سخت دھکا دیجائے گی - اور زمین جو کچھ اس کے اندر ہے - باہر پھینک دے گی - یعنی اکثر جگہ ایسا ہوگا تب انسان کہے گا کہ آج زمین کو کیا ہوگیا - وہ تو مقررہ طریقوں سے باہر چلی گئی ہے - یعنی انسانوں پر حیرت طاری ہوجاویگی کہ ان کی علوم اور تجارب کی حد سے باہر ظہور مین آئیگا اوس دن زمین اپنا قصہ بیان کرے گی کہ اسپر کیا آفت آئی کیونکہ خدا اپنے رسول کو ہر ما فی الضمیر کا ترجمان بنائے گا اور اس رسول کو وحی کریگا کہ کس باعث سے یہ غیر آفت ظہور میں آئی اور پھر خدا تعالیٰ مجھے فرماتا ہے کہ یہ سب نشان تیرے لئے زمین پر ظاہر کئے جائینگے تا زمین کے لوگ تجھے شناخت کرلیں -

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

احمد مسیح کے ساتھ مباہلہ منظور

۲ - مئی ۱۹۰۶ء کی ڈاک میں مجھے دہلی کے اندھے عیسائی احمد مسیح کا وہ اشتہار ملا تھا جس میں عیسائی مذکور نے اسلام اور عیسائیت کے درمیان آخری فیصلہ کرنے کے واسطے مجھے مباہلہ کے واسطے طلب کیا اس کے جواب میں پانچ مئی کے اشتہار میں میں نے اس دعوت کو قبول کیا بدین شرط کہ لاہور - کلکتہ - مدراس اور بمبئی چار مقامات کے بشپ صاحبان اس مباہلہ میں شامل ہوں - اور اس شمولیت کیواسطے انکے لئے تکلیف سفر برداشت کرنے اور کسی ایک جگہ جمع ہونے کی بھی شرط قرار نہیں دی کیونکہ میرے نزدیک مباہلہ تحریری بھی ہو سکتا ہے چنانچہ یہ اشتہار علاوہ علیحدہ چھپنے کے اخبار بدر مورخہ ۱۰ - مئی ۱۹۰۶ء کے صفحہ اول پر اور اخبار الحکم مورخہ ۱۰ مئی ۱۹۰۶ء کے صفحہ ۱۱ پر بھی شائع ہوچکا ہے اور اس کے جواب کے واسطے تین ماہ کی لمبی مہلت بھی دیگئی ہے - لیکن آج مجھے خیال آیا ہے کہ اس مباہلہ میں عیسائی صاحبان کو اور بھی سہولت دیجاوے تاکہ ان کا کوئی جھوٹا عذر بھی باقی نہ رہے اس واسطے میں اعلان کرتا ہون کہ مین مباہلہ کیواسطے خود احمد مسیح نابینا کے بالمقابل ہی طیار ہون بشپ صاحبان اگر پسند نہیں کرتے تو وہ بالمقابل اپنا نام پیش نکریں بلکہ اپنی تحریری سند دیکر بذریعہ چھپے ہوئے اشتہار کے اخبار پاپونیر یا سول میں صرف یہ شائع کردیں کہ احمد مسیح کا مغلوب ہونا ہر چہار بشپ صاحبان کا مغلوب ہونا سمجھا جاویگا - یہ بات بھی ہم اسواسطے کہتے ہیں - کہ احمد مسیح ایک گمنام آدمی ہے اور جب تک بشپ صاحبان اس کو اپنا قائم مقام نہ بنادیں قوم پر کچھ اثر نہیں ہوسکتا لیکن اب معاملہ بہت آسان کردیا گیا ہے امید ہے کہ بشپ صاحبان پورے غور و فکر کے بعد اس مباہلہ کو منظور کرلیں گے -

مکرر آنکہ اگر ہر چہار بشپ منظور نکریں تو صرف لاہور کے بشپ صاحب کی ہی تحریر کافی سمجھی جائے گی -

والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ

خاکسار میرزا غلام احمد مسیح موعود قادیان
۱۱ - مئی ۱۹۰۶ء

دینیات کا پہلا رسالہ

جسکو حضرت حکیم الامۃ نے لڑکون اور لڑکیون کیلئے لکھا ہے اس مین زمانہ کے مسائل عام فہم الفاظ مین بیان فرمائے ہیں قیمت ۱؍ ہے حکیم فضل الدین صاحب مقام قادیان سے درخواست کرنے پر ملیگا - یہ رسالہ عام طور پر شائع ہونا چاہیئے - تاکہ اس سلسلہ مین اور رسالے شائع ہون

جنازہ غائب

بابو نورالدین صاحب کلرک اکسٹرا ڈلہوزی حال رفیق دارالامان کی ہمشیرہ صاحبہ بتاریخ ۴ - مئی ۱۹۰۶ء کو اس دار فانی سے کوچ کرگئی ہیں - صاحب موصوف ناظرین الحکم سے خاصکر جنازہ غائب پڑھنے کیلئے درخواست کرتے ہیں -

اللہ تعالےٰ کی حمد ہو جسنے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ایسے وقت نازل فرمایا جبکہ کل دنیا بگڑ چکی تہی - اور آپکو ایسی روشن اور زندہ کتاب عطا فرمائی جسکے برکات اور فیوض تازہ بتازہ ہر زمانے اور قرن میں پائے جاتے ہیں چنانچہ اِس زمانہ میں ہی آپ ہی کی قوتِ قدسی اور فیضِ باطنی کے اثر سے ہم ہی میں کو ایک رسول مبعوث ہوا جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا زندہ ثبوت اور خدا تعالےٰ کی ہستی اور قرآن کریم کی صداقت کی روشن دلیل ہے اسپر اللہ تعالےٰ کا سلام اور درود ہو (آمین) یہہ وہی خدا کا مامور مرسل ہے جو **غلام احمد** ہوکر اس زمانہ کے مریضان لئہ کیلئے **مسیح موعود** اور گمراہان ملّت کے لئے **مہدی مسعود** ہوکر آیا ہے اسی طرح پر جیسے پہلے سے مقدر اور مقرر ہو چکا تہا - اس کا وجود **آیت اللہ** اسکے اہل وعیال **آیات اللہ** اسکا در و دیوار خدا کے وجود کے دلایل ہیں اسلئے ہم اس کے متعلق ہر قسم کے تذکرہ کو **آیات اللہ** کی تلاوت یقین کرتے ہیں اور دل رکہنے والے اس سے حظ پاتے اور عقل سلیم رکہنے والے فائدہ اٹہاتے ہیں مُنکر ہنسی اڑاتے ہیں اور نہیں سمجہتے اللہ یستھزئ بھم ویمدھم فی طغیانھم یعمھون -

اس تمہید کے بعد پہر خدا تعالےٰ کی حمد کرتے ہوئے اس امر کا اظہار کرتے ہیں کہ اس نے ہمکو پہر موقع دیا ہے کہ خدا تعالےٰ کی ایک اور آیت کی تلاوت کریں -

لہذا

ہم نہایت مسرت اور صدق دل سے اعلےٰ حضرت حجۃ اللہ علے الارض وجری اللہ فی حلل الانبیاء **حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود** کے حضور اور بحضور حضرت **ام المومنین علیہا السلام** وجمیع ممبران خاندان حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام اس **مبارک تقریب** پر (جو حضرت صاحبزادہ **بشیر احمد** صاحب مع الخیر اپنی دلہن کو لیکر دار الامان آ پہونچے **اھلاً وسھلاً ومرحباً**) احمدی قوم کیطرف سے **مبارک باد** عرض کرتے ہیں - ع **گر قبول افتد زہے عز و شرف**

اس سے پیشتر آپ کی تقریب نکاح پر بہی ہم کو عرض مبارکباد کا موقع ملا تہا - اور اللہ تعالےٰ کا شکر ہے کہ دوسرا موقع بہی نصیب ہوا اور خدا کرے کہ ایسی بیسیوں تقریبیں دیکہنی نصیب ہوں - آمین - یہ تقریبیں بہی تو نہیں جو ہر روز دنیا میں ہوتی ہیں اسلئے یہ مبارک باد بہی اس قسم کی مبارکباد کا رنگ اپنے اندر نہیں رکہتی ہے بلکہ یہ خدا تعالےٰ کے فضل وکرم اور اس کی ان تائیدات کا جو ہمارے سیّد ومولےٰ امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے شامل حال ہیں ایک زندہ **نشان** ہے - اسلئے احمدی قوم ایسی مبارک **تقریبوں** پر جسقدر حمد الٰہی کے گیت گائے اور **شکر** کے سجدات بجالائے وہ کم ہے کیونکہ یہ **آیات اللہ** کی تلاوت کا رنگ اپنے اندر رکہتی ہیں اور اسی نیت اور غرض سے ہم اسکو پیش کرتے ہیں -

پس

یاد رکہو کہ حضرت صاحبزادہ **بشیر احمد** صاحب سلمہ اللہ الاحد (جنکی یہہ تقریب ہمیں اظہار مسرت کا موقع دیتی ہے) اللہ تعالےٰ کے ان نشانات میں سے ایک **زندہ نشان** ہیں جو خدا تعالےٰ نے اپنے مامور کی تصدیق کیلئے ظاہر کئے چنانچہ صاحبزادہ صاحب اس پیشگوئی کے موافق جو آئینہ کمالات اسلام کے صفحہ ۲۶۶ میں بالفاظ **سیولد لک الولد ویدنی منک الفضل** درج ہے ۲۰ - اپریل ۱۸۹۳ء کو پیدا ہوئے - اور ۲۱ ستمبر ۱۹۰۲ء کو بعد نماز عصر آپکا نکاح ہمارے واجب الاحترام بہائی مولوی غلام حسن صاحب سب رجسٹرار پشاور کی دختر نیک اختر ...... **بی بی سرور سلطان سلمہا الرحمان** سے ساعت سعید میں حضرت حکیم الامۃ نے دار الامان ہی میں پڑہا تہا - اور اب اسکے بعد مئی ۱۹۰۶ء میں **رخصتِ عروس** کی مبارک تقریب پوری ہوئی والحمد للہ علیٰ ذالک - اس لحاظ سے کہ آپ آیت من **آیات اللہ** ہیں اور آپکی خوشی کی تمام تقریبیں اس کی **وضاحت** کرتی ہیں - یہ تقریب سعید ہمارے لئے پُر مسرت افزا موقع **مبارکباد** اور **حمد الٰہی** کا پیش کرتی ہے -

پھر حضرت صاحبزادہ بشیر احمد صاحب سلمہ اللہ الاحد ایک اور طرح پر بہی **عجیب نشان** ہیں آپکی آنکہیں بعض عوارضات چشم کیوجہ سے سخت خراب ہوگئی تہیں اور ڈاکٹروں اور دوسرے معالجین کو افسوس تہا کہ فائدہ کی صورت نظر نہیں آتی اسحالت اور صورت میں اللہ تعالےٰ نے یہ بشارت دی تہی - **برق طفلی بشیر** چنانچہ اس الہام کے بعد آپ کی آنکہیں بفضلہ تعالےٰ درست ہوگئیں اور یوں ایک اور نشان ظاہر ہوا - ان امور پر یکجائی نظر کرنے کے بعد حضرت صاحبزادہ صاحب کی یہ تقریبیں دل میں اللہ تعالےٰ کی عظمت وجلال اور اس کے قادرانہ تصرفات کا ایک عجیب اثر پیدا کرتی ہے کیا کاذبوں اور مفتریوں کی اسطرح پر نصرت ہوتی اور ان کے ساتہہ یوں قبل از وقت وعدے ہوکر پورے ہوا کرتے ہیں - سوچو ! اگر دل سلیم رکہتے ہو ؟ **غرض** مندرجہ بالا وجوہات کی بناپر ہم اپنے دل میں اس مبارکباد کے لئے ایک جوش پاتے ہیں اور میں یقیناً جانتا ہوں کہ احمدی قوم کے ہر ایک فرد کے دل میں خاص جوش ہے - خدا کرے کہ ہم اور ہمارے احباب اپنے سیدو مولیٰ امام علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت ام المومنین علیہا السلام کے زیر سایہ اس قسم کی بیسیوں تقریبیں خوشی کی دیکہیں اور سجدات شکر بجالاویں - آخر میں اپنے مخدوم مولوی غلام حسن صاحب رجسٹرار اور انکے متعلقین کو اس مبارک تعلق اور تقریب پر بہت ہی **مبارکباد** دیتا ہوں کہ خدا تعالےٰ نے انہیں اس **فخر** کے لئے برگزیدہ کیا جو ہر شخص کو نہیں مل سکتا - **ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم** + پس وہ اس فضل عظیم پر جسقدر سجدات شکر بجالائیں وہ کم ہیں - وہ سعادت مند لڑکی فی الحقیقت اسم بامسمّٰی ہے جسکو ایسا بلند اقبال شوہر ملا جو خدا تعالےٰ کی آیات میں سے **ایک نشان** ہے اور جسکا مخدوم قوم باپ خاتم الاولیاء ہے جس سے خدا تعالےٰ براہ راست کلام کرتا ہے اور جسکو اللہ تعالےٰ نے اس زمانہ کیلئے امام منتخب فرمایا - اور قوموں کی رستگاری کا موجب قرار دیا - **اللھم صل علیٰ محمد وعلیٰ آل محمد وبارک وسلم** - **آخر میں** حضرت حجۃ اللہ اور ام المومنین اور آپکے متعلقین کے حضور **مبارکباد** عرض کرتے ہوئے نہایت عجز و انکسار سے التماس کرتے ہیں کہ اے خدا کے جری اور اسکے مقدس متعلقین ! آپکا یہ محض ناکارہ اور نکما خادم جو سخت گنہگار ہے آپکے قدموں پر پڑا ہوا ہے للہ اپنی نیم شبی دعاؤں میں اسکو اور اسکی کمزور ذریت اور اہل کو بہی یاد رکہنا تا کہ اللہ تعالےٰ محض اپنے فضل وکرم سے خاتمہ بالخیر کرے اور اسکی ذریت اور اہل کو **خادم دین** بنادے کیا عجب آپکی یہ دعائیں اسکا بیڑا پار کردیں اور حشر میں اسی اسطرح آپکے خدام میں اٹہنے کا شرف مل جاوے جیسے دنیا میں آپکی مجاورت کا اسپر فضل ہوا ہے + اے ہمارے سیّد ومولےٰ امام ! اور اے حریم قدس کے رہنے والو ! اپنے اس پُر **معصیت غلام** کو ان تنہائی کی گہڑیوں میں ضرور یاد رکہیو کیونکہ یہی آرزو اور آخری تمنا ہے کہ مرا جینا اور حشر آپکے قدموں پر ہو اور خدا تعالےٰ سے مصفی تعلقات پیدا ہوں اور ذریت میں اہل دل خادمان دین ہوں ع **این است کام دل اگر آید میسّرم** -

۱ امئی ۱۹۰۶ء کی صبح حضرت صاحبزادہ صاحب موصوف اپنے واجب الاحترام نانا صاحب حضرت میر ناصر نواب صاحب اور برادر بزرگ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب و دیگر احباب کے ساتہہ دار الامان سے پشاور کو روانہ ہوتے تہے اور آج بعد دوپہر ۷ امئی ۱۹۰۶ء کو واپس دار الامان پہونچے - اللہ تعالےٰ اس مبارک تقریب کو سلسلہ عالیہ احمدیہ کیلئے برکات کا موجب بنادے - اور ہمارے سید ومولےٰ امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ان پیشگوئیوں کے پورا ہونیکا ذریعہ ٹہیرا دے جو حضور کی کثرت نسل اور ذریت ...

ایڈیٹوریل بریف نوٹس

گرجا گھر کی مٹی پلید امریکہ کے ایک شہر سنسنائے نام میں ایک عجیب تماشا ہوا ایک سرکس کے پندرہ میس ہاتھی فیل خانہ سے نکل کر شہر میں جا گھسے تین گھنٹہ تک لوگوں میں سخت سنسنی رہی پھر ایک گرجا کے احاطہ میں جا گھسے وہاں نماز ہو رہی تھی۔ لوگ کھڑکیوں سے بھاگے اور ہاتھیوں نے عمارت کا ستیاناس کر دیا۔ پاگل جانوروں کے گلہ نے درخت اکھاڑ ڈالے۔ باڑیں اور جنگلے توڑ دیئے۔ بظاہر تو یہ عجیب دل لگی کا تماشا ہو گیا لیکن دراصل اس میں ایک مبارک فال ہے کسر صلیب کی۔

تو بر اوج فلک چہ دانی چیست — چون ندانی کہ در سرائے تو کیست مشہور سیاح پروفیسر ویمبری کی قابلیت اور واقفیت کا تھوڑا سا نمونہ پیسہ اخبار نے شائع کیا ہے جو عجیب وغریب ہے پروفیسر موصوف نے ہند میں عیسائی مذہب کی نسبت اسلام کے سرعت پھیلنے کی وجہ یہ بتائی ہے۔ مذہب عیسوی ایسا مذہب ہے کہ جو یورپین طبائع کے لئے موزون ہے گو ابتداء میں یہ بھی ایک ایشیائی مذہب ہی تھا مگر مرور زمانہ سے یہ یورپین روش اختیار کرتا گیا اور مذہب اسلام چونکہ ایک ایشیائی مذہب ہے اسلئے جب کوئی شخص مسلمان ہو جاتا ہے مگر پھر بھی ایشیائی نور رہتا ہے۔ لیکن عیسائی مذہب ہندوستان میں اسوجہ سے ناکام ہو رہا ہے کہ اس کے نو مریدوں کو انگریزوں کے درمیانہ درجہ کے آدمیوں کی طرح بنانے کی کوشش کی جاتی ہے“

یہ عجیب غریب رائے ہے جو پروفیسر ویمبری نے عیسویت کی ناکامی کی پیش کی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جیسے وہ اصول اسلام سے محض ناواقف ہیں عیسائیت سے بھی کورے کے کورے ہیں۔ اس امر کا ثبوت کہ عیسائی نو مریدوں کو انگلش مڈل کلاس مینوں کیطرح بنانے کی سعی کی جاتی ہے ان بھنگیوں اور ان نے قوموں کی پبلک لائف کے مطالعہ سے ہو سکتا ہے جو عیسائی ہو کر بھی وہی پارٹ کھیل رہے ہیں اصل بات یہ ہے کہ عیسائیت کی ناکامی اسوجہ سے نہیں بلکہ اسکے اصولوں کی کمزوری اور بیہودگی کی وجہ سے ہے اور اسلام کی اشاعت کا سرعت ہونا اسکے اصولوں کی عمدگی کی دلیل ہے۔ کیونکہ جبکہ لاکھوں کروڑوں روپیہ بے دریغ خرچ کیا جاتا ہے اور ہر قسم کے لالچ اور ترکیبیں سامنے ہوں پھر بھی اگر معقول اور فہیم طبقہ کے لوگ اس مذہب کے قبول کرنے سے ہچکچائیں تو اس کے بیہودہ ہونے کے لئے اور کسی دلیل کی حاجت نہیں۔ اور سچ تو یہ ہے کہ ایک مردہ مذہب کو مردار خوار لوگ ہی قبول کر سکتے ہیں جن میں زندگی کی روح کام نکرتی ہو۔

رب ارحم! رب ارحم!! صیغہ حوادث ارضی وسماوی

... نے اب کو مطلع کیا ہے کہ اب کے آندھیاں بکثرت چلیں گی۔ قطع نظر اسکے کہ اس قسم کی پیشگوئیوں کی کوئی وقعت کیجانی چاہیئے یا نہ یہ امر قابل غور ہے کہ حوادث روزگار کا سلسلہ عجیب طرح سے شروع ہوتا ہوا نظر آتا ہے۔ اور یہ کل حوادث اس حادثہ کی تمہید ہیں۔ جو ایک الہام کیصورت میں شائع ہو چکا ہے آندھیوں کا کثرت سے آنا بھی مخلوق کو سخت مشکلات میں ڈالنے والا امر ہے۔ اس سے آتشزدگیوں کی کثرت ہو سکتی ہے سخت آندھیوں سے درختوں کے گرنے اور مکانوں کی چھتوں کے اکھڑ جانے سے حادثے واقع ہوتے ہیں۔ مجھے تعجب ہے کہ کرزی اٹکل بازیوں پر تو لوگ ایمان لاتے ہیں لیکن جب خدا کا مامور براہ راست وحی سے خبر پا کر ڈراتا ہے تو اسے بیہودگی کے ساتھ رد کر دیتے ہیں مگر اب خدا تعالیٰ نے حوادثات کا کچھ ایسا دور چلایا ہے کہ وہ دنیا کو تنبیہ کر چھوڑے گا۔ اللہ تعالیٰ رحم کرے۔

عذر نامعقول بدتر از گناہ میبلند الزام را روزگار راولپنڈی نے زلزلہ کی تباہی کے عنوان سے ۲۸۔ اپریل کی اشاعت میں ایک نوٹ سان فرانسسکو کے زلزلہ کے متعلق لکھا ہے۔ اور اس زلزلہ کو حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نشان صداقت قرار دینے میں استہزا کرتا ہے لیکن افسوس ہے کہ وہ کوئی معقول بات پیش نہیں کر سکا۔ چنانچہ لکھتا ہے۔

”بعض لوگ یہ کہہ رہے تھے کہ ہندوستان کی مصائب زلزلہ اور طاعون وغیرہ تو مرزا غلام احمد صاحب کیوجہ سے ہیں اٹلی اور امریکہ میں کونسے نبی کی نافرمانی سے یہ غضب الٰہی پیدا کیا مگر قادیان کے ایک تازہ پرچہ میں بیان کر دیا گیا ہے کہ جو لوگ یہ بات کہتے ہیں وہ بے وقوف ہیں کیونکہ نبی کسی خاص ملک کے واسطے نہیں ہوتا بلکہ تمام دنیا کے واسطے ہوتا ہے اور سچی بات بھی یہی معلوم ہوتی ہے۔ اگر اس زمانہ میں بھی دائرہ نبوت وسیع نہ ہو تو پھر کب ہو گا اور یہ کوئی حجت نہیں ہو سکتی کہ اہل دنیا کو اس نبی کی خبر یا اطلاع ہے یا نہیں“

اس عذر اور اعتراض کی نامعقولیت خود اسی سے ثابت ہے کیونکہ جس پرچہ میں سان فرانسسکو کے زلزلہ کے متعلق نوٹ لکھا تھا اس میں کھول کر بحث کر دی تھی کہ آجکل دنیا ایک شہر کا حکم رکھتی ہے ہندو پنجاب میں ایک غیر معمولی خبر کا شائع ہو جانا کل دنیا میں شائع ہو جاتا ہے۔ قطع نظر اسکے روزگار کو ... شاید معلوم نہیں کہ قادیان کا ماہوار انگریزی رسالہ روئے زمین پر پھیلا ہوا ہے جسکی صدہا کا پیاں اشاعت اسلام کی خاطر مفت بھیجی جاتی ہیں اور اسے یہ بھی معلوم نہیں کہ حضرت حجۃ اللہ اور آپکے دعاوی کے متعلق امریکہ کے اخبارات میں بیسیوں مضامین شائع ہو چکے ہیں خصوصاً امریکہ کے کاذب مدعی ڈوئی کو جن دلوں چیلنج کیا گیا تھا اس وقت امریکہ کے اخباروں میں حضرت اقدس کی دعوت خوب زور شور سے شائع ہوئی اور وہاں کے معزز اخباروں نے آپکا فوٹو بھی شائع کیا۔ اور پھر روزگار کے ایڈیٹر کو یہ بھی معلوم نہیں کہ امریکہ میں باقاعدہ احمدی جماعت کے ممبر موجود ہیں جنہوں نے اسلام قبول کیا ہے۔ ایسی صورت کے ہوتے ہوئے ایسا بیہودہ اعتراض نہیں معلوم کیوں کیا جاتا ہے؟

زمان فریاد میدارد کہ بشتابید نصرت را اخبار ... کے ایڈیٹر شیخ عبد العزیز صاحب شاہی سیاحت میں ساتھ تھے انہوں نے اپنے اس سفر میں مسلمانوں کی حالت کو معائنہ کیا۔ اب وہ حالات اخبار میں شائع ہوئے ہیں۔ اگرچہ مجھے افسوس ہے کہ شیخ صاحب نے مسلمانوں کی مذہبی حالت پر کوئی روشنی نہیں ڈالی اور سرے سے اس سوال کی انہوں نے ضرورت ہی نہیں سمجھی تاہم تعلیمی اور تجارتی حالات کے لحاظ سے جو کچھ انہوں نے مسلمانان ہند کی نسبت دیکھا اور شائع کیا ہے وہ ظاہر کرتا ہے کہ مسلمان ہر پہلو کے لحاظ سے ہر مقام پر گری ہوئی حالت میں ہیں مسلمانوں کی یہ نکبت اور بے سروسامانی کیا ظاہر نہیں کرتی کہ

ع مردے از غیب بروں آید و کارے بکند

شیخ صاحب اس فلاکت کی وجہ مغربی تعلیم سے لاپروائی اور کم توجہی بتاتے ہیں مگر میں ان سے اتفاق نہیں کر سکتا جبکہ خود مغربی ممالک کی حالت اس سے بھی زیادہ قابل رحم و افسوس ہو رہی ہے۔ انسان کا کمال روپیہ کمانا نہیں بلکہ انسانیت کے اعلے جوہر اس میں پیدا ہوں اور وہ عبودیت اور الوہیت کے پاک رشتوں کے تعلق کو سمجھ سکے اسکے لئے مذہب کی حاجت ہے مسلمانوں کی اس بے سروسامانی پر شیخ صاحب روتے اور رلاتے ہیں انہوں نے مغربی تعلیم اور فلسفہ کی وجہ سے اوج اور عروج حاصل نہ کیا تھا۔ بلکہ انکی کامیابیوں کی اصل جڑ تقوی اور پاکیزگی تھی اور جب تک وہی حالت ان میں پیدا نہ ہو ان کی ترقی محال ہے۔ ممکن ہے مغربی تعلیم اور یورپین تقلید او نملیں محرک ادویہ کی طرح ایک عارضی اور نمائشی تحریک پیدا کرے مگر وہ بے اصل اور بیفائدہ ہے جب تک اصلی طاقت پیدا نہ ہوا اور پیدا ہو گی قرآن کریم کا جوا اپنی گردنوں پر رکھنے سے جسکے لئے خدا تعالیٰ نے اپنا مامور بھیجا ہے۔ اور زمانہ کی حاجتوں نے بالطبع تقاضا کیا ہے۔

کہانتک نوبت پہونچ گئی ہے اس زمانہ میں دہریت اور الحاد کی کچھ ایسی ہوا چلی ہے کہ خدا تعالیٰ کا نام لینا ہی گناہ سمجھا گیا ہے مادی اسباب اور زمینی تدابیر پر بھروسہ ہی ہر قسم کی مصیبت اور دکھ میں تسلی کا کافی ذریعہ قرار دے لیا گیا ہے۔ ایسی حالت کے ہو جانے پر بھی لوگوں کو جب اللہ تعالیٰ کا مامور کوئی راہ بتاتا ہے تو اس پر ہنسی کی جاتی ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

میں ذیل میں حال کی آتشزدگی کی وارداتوں پر ایک ہمعصر کی رائے پیش کرنا چاہتا ہوں جس سے ملک کی روحانی حالت کا اندازہ ہو سکتا ہے اور وہ رائے یہ ہے جو پیسہ اخبار ۱۲ مئی ۱۹۰۶ء میں دی گئی ہے:۔

”آتشزدگیوں کی کثرت۔ خیال کیا جاتا ہے کہ پچھلے ہفتہ عشرہ میں جو آتشزدگی کی وارداتیں ہندوستان اور دنیا کے دوسرے حصوں میں ہوئی ہیں یہ نہایت غیر معمولی بات ہے اور ان سے نقصان بھی بہت سخت ہوا ہے سان فرانسسکو کی آگ تو ایک تاریخی واقعہ ہے لیکن ہندوستان کے اندر اس سے کمتر آتش زدگیوں سے بھی بڑا نقصان ہوا ہے اور اگر ان کے مقامات وقوع میں اتنا فاصلہ نہ ہوتا تو نتیجہ نکالا جاتا کہ یہ کسی سازش کا نتیجہ ہیں۔ ان آتشزدگیوں سے دو ضروری باتیں ذہن نشین ہوتی ہیں۔ ایک تو آگ کے بیمہ کا رواج کثرت سے ہونا چاہیئے اور دوسرا فائر انجنوں کا انتظام ہر جگہ بہت عمدہ ہو۔“

یہ وہ رائے ہے جو ایک تجربہ کار اور مسلمان کہلانیوالے اخبار نویس نے دی ہے۔ ان آتشزدگیوں کو غیر معمولی واقعہ تسلیم کر لیا گیا ہے اور بجز اسکے چارہ نہ تھا۔ ورنہ کسی گہری سازش کا نتیجہ قرار دینے کو ایڈیٹر صاحب آمادہ تھے۔ علاج بتاتے وقت جس قابلیت سے کام لیا ہے وہ ضرور قابل داد ہے ان ہر دو تجاویز میں خدا تعالےٰ کی طرف رجوع اور درستی اخلاق اور صفائی معاملات کا کوئی ذکر نہیں شاید اسلئے کہ ایڈیٹر صاحب کے نزدیک ان باتوں کو آتشزدگی اور اس کے بچاؤ سے کوئی مناسبت نہیں۔ کاش اسے معلوم ہوتا کہ اللہ تعالےٰ کا زبردست ہاتھ سب پر غالب ہے + کیا آگ کے بیمہ کے رواج کی کثرت سے آتشزدگیاں کم ہونگی؟ یہ فلسفہ میری سمجھ میں تو آیا نہیں شاید دانشمند ایڈیٹر پیسہ اخبار اسے خوب سمجھتا ہو۔ اگر یہ مراد ہے کہ آتشزدگی کی واردات سے تباہ ہونے والوں کو کوئی خسارہ نرہیگا وہ بیمہ کمپنی سے روپیہ وصول کر لیں گے تو کیا پیسہ اخبار کے فاضل ایڈیٹر صاحب کو اتنا بھی معلوم نہیں کہ وہ بھی ملکی نقصان ہوگا۔ انہوں نے تو غالباً مجھ سے زیادہ پولٹیکل اکانمی کی کتابیں پڑھی ہونگی پھر بیمہ کمپنی کا نقصان ان کے نزدیک ملکی نقصان نہیں وہ نقصان تو بدستور رہا۔ دوسری فائر انجن کثرت سے ہوں یا انکا عمدہ انتظام ہو گیا جہاں فائر انجن موجود ہیں وہاں آتشزدگیاں نہیں ہوتی ہیں یا نقصان نہیں ہوتے؟ سان فرانسسکو ایسے مہذب شہر میں کسی چیز کی کمی تھی؟ پھر وہاں ان انجنوں نے کیوں کام ندیا؟ نادان انسان اپنی تجاویز پر بھروسہ کرتا ہے اور خدا تعالےٰ کی طرف رجوع نہیں کرتا جو ساری نیکیوں اور برکتوں کا سرچشمہ ہے اصلی بات یہی ہے خواہ کوئی اسپر ہنسے یا تعجب کرے کہ جبتک اہل دنیا اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ نکرینگے اور خدا تعالےٰ سے اپنا معاملہ صاف نکرینگے اپنے اخلاق اور چال چلن میں پاکیزگی اور طہارت کے نمونے ندکھائینگے۔ اسوقت تک خدا تعالیٰ کا قہری ہاتھ مختلف طریقوں سے اپنا عذاب نازل کرتا رہیگا۔ وقت ہے کہ ہم اپنی اصلاح کریں اور اس مالک حقیقی کی طرف رجوع کریں۔

کلمات طیبات حضرت امام الزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام

(سلسلہ کے لئے دیکھو الحکم مورخہ ۲۴ فروری ۱۹۰۷ء صفحہ ۳)

پس اسوقت چاہئے کہ مسلمان متنبہ ہو جاوین کہ ترقی **اسلام** کے لئے یہہ پہلو نہایت ہی ضروری ہے۔ کہ مسیح کی وفات کے مسئلہ پر زور دیا جاوے اور وہ اس امر کے قایل نہ ہوں کہ **مسیح زندہ آسمان پر گیا ہے**۔ مگر مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ میرے مخالف اپنی بدقسمتی سے اس سرّ کو نہیں سمجھتے اور خواہ نخواہ شور مچاتے ہیں کاش یہ احمق سمجھتے کہ اگر ہم سب ملکر وفات پر زور دینگے تو پہر یہہ مذہب (عیسائی) نہیں رہ سکتا میں یقیناً کہتا ہوں کہ اسلام کی زندگی اس **موت** میں ہے خود عیسائیوں سے پوچھ کر دیکھ لو کہ جب یہ ثابت ہو جاوے کہ مسیح زندہ نہیں بلکہ مر گیا ہے تو ان کے مذہب کا کیا باقی رہ جاتا ہے؟ وہ خود اس امر کے قایل ہیں کہ یہی ایک مسئلہ ہے جو انکے مذہب کا استیصال کرتا ہے مگر مسلمان ہیں۔ کہ مسیح کی حیات کے قایل ہوکر انکو تقویت پہونچا رہے ہیں اور اسلام کو نقصان پہونچاتے ہیں انکی وہی مثال ہے

کہ بر شاخ و بُن مے برید

عیسائیوں کا جو ہتہیار اسلام کے خلاف تہا اسی کو ان مسلمانوں نے اپنے ہاتہہ میں لیا اور اپنی ناسمجھی اور کم فہمی سے چلا دیا جس سے اسلام کو اسقدر نقصان پہونچا مگر خوشی کی بات ہے کہ اللہ تعالےٰ نے **عین وقت** پر اس سے انکو آگاہ کر دیا اور ایسا ہتہیار عطا کیا جو صلیب کے توڑنے کے واسطے بے نظیر ہے اور اسکی تائید اور استعمال کے لئے اسنے یہہ سلسلہ قایم کیا چنانچہ اللہ تعالےٰ کے فضل اور تائید سے اس **موت مسیح** کے ہتہیار نے صلیبی مذہب کو جسقدر کمزور اور سست کر دیا ہے وہ اب چھپی ہوئی بات نہیں رہی عیسائی مذہب اور اس کے حامی سمجھہ سکتے ہیں کہ اگر کوئی فرقہ اور سلسلہ انکے مذہب کو ہلاک کر سکتا ہے تو وہ یہی **سلسلہ** ہے۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ وہ ہر ایک اہل مذہب سے مقابلہ کے لئے آمادہ ہو جاتے ہیں مگر اس سلسلہ کے مقابلہ میں نہیں آتے۔ بشپ صاحب کو جب مقابلہ کی دعوت کی گئی تو ہر چند اسکو بعض انگریزی اخباروں نے بہی جوش دلایا مگر پہر بہی وہ میدان میں نہیں نکلا۔ اسکی وجہ یہی ہے کہ ہمارے پاس عیسائیت کے استیصال کے لئے وہ ہتہیار ہیں جو دوسروں کو نہیں دیئے گئے۔ اور انمیں سے پہلا ہتیار یہی موت مسیح کا ہتہیار ہے۔ موت اصلی غرض نہیں یہہ تو اس لئے کہ عیسائیون کا ہتیار تہا جس سے اسلام کا نقصان تہا۔ اللہ تعالےٰ نے چاہا کہ اس غلطی کا تدارک کرے چنانچہ بڑے زور کے ساتہہ اس کی اصلاح کی گئی اسکے علاوہ ان غلطیوں اور بدعات کو دور کرنا بہی اصل مقصد ہے جو اسلام میں پیدا ہوگئی ہیں۔ یہہ قلت تدبر کا نتیجہ ہے اگر یہ کہا جاوے کہ اس سلسلہ میں اور دوسرے مسلمانوں میں کوئی فرق نہیں ہے؟ اگر موجودہ مسلمانوں کے معتقدات میں کوئی فرق نہیں آیا۔ اور دونو ایک ہی ہیں تو پہر کیا خدا تعالےٰ نے اس سلسلہ کو عبث قایم کیا ایسا خیال کرنا اس سلسلہ کی سخت ہتک اور اللہ تعالےٰ کے حضور ایک جرأت اور گستاخی ہے۔ اللہ تعالےٰ نے بار بار ظاہر کیا ہے کہ دنیا میں بہت تاریکی چہا گئی ہے۔ عملی حالت کے لحاظ سے بہی اور اعتقادی حالت کیوجہ سے بہی۔ وہ توحید جسکے لئے بیشمار نبی اور رسول دنیا میں آئے۔ اور انہوں نے بے انتہا محنت اور سعی کی آج اسپر ایک سیاہ پردہ پڑا ہوا ہے اور لوگ کئی قسم کے شرک میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تہا کہ دنیا کی محبت نکرو مگر اب دنیا کی محبت ہر ایک دل پر غلبہ کر چکی ہے اور جسکو دیکہو اسی محبت میں غرق ہے دین کے لئے ایک تنکا بہی ہٹانیکے واسطے کہا جاوے تو وہ سوچ میں پڑ جاتا ہے اور ہزاروں عذر اور بہانے کرنے لگتا ہے۔ ہر قسم کی بدعملی اور بدکاری کو جائز سمجہہ لیا گیا ہے اور ہر قسم کے منہیات پر [illegible] دلیری کی جاتی ہے۔ دین بالکل بے کس اور یتیم ہو رہا ہے۔ ایسی صورت میں اگر اسلام کی تائید اور نصرت نہ فرمائی جاتی تو اور کونسا وقت اسلام پر آنے والا ہے جو اسوقت مدد کی جاوے۔ اسلام تو صرف نام کو باقی رہ گیا اب بہی اگر حفاظت نہ کی جاتی تو پہر اسکے مٹنے میں کیا شبہہ ہو سکتا تہا۔

میں سچ کہتا ہوں کہ یہ صرف قلت تدبر کا نتیجہ ہے جو کہا جاتا ہے کہ دوسرے مسلمانوں میں کیا فرق ہے؟ اگر صرف ایک ہی بات ہوتی تو اس قدر محنت اوٹھانے کی کیا حاجت تہی ایک سلسلہ قایم کرنے کی کیا ضرورت تہی؟ میں جانتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ نے بار بار ظاہر کر چکا ہے کہ ایسی تاریکی چہا گئی ہے کہ کچھہ نظر نہیں آتا۔ وہ توحید جسکا ہمیں فخر تہا اور اسلام جسپر ناز کرتا تہا وہ صرف زبانوں پر رہ گئی ہے ورنہ عملی اور اعتقادی طور پر بہت ہی کم ہونگے جو توحید کے قائل ہوں۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا تہا دنیا کی محبت نکرنا مگر اب ہر ایک دل اسی میں غرق ہے اور دین ایک بے کس اور یتیم کی طرح رہ گیا ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے صاف طور پر فرمایا تہا

حب الدنیا راس کل خطیئۃ

یہہ کیسا پاک اور سچا کلمہ ہے مگر آج دیکھہ لو ہر ایک اس غلطی میں مبتلا ہے۔ ہمارے مخالف آریہ اور عیسائی اپنے مذاہب کی حقیقت کو خوب سمجہہ چکے ہیں لیکن اب اسے نباہنا چاہتے ہیں عیسائی اچہی طرح جانتے ہیں کہ ان کے مذہب کے اصول و فروع اچہے نہیں ایک انسان کو خدا بنانا ٹہیک نہیں اس زمانہ میں فلسفہ طبعی اور سائنس کے علوم ترقی کر گئے ہیں اور لوگ خوب سمجہہ گئے ہیں کہ مسیح بجز ایک ناتوان اور ضعیف انسان ہونے کے سوا کوئی اقتداری قوت اپنے اندر نرکہتا تہا۔ اور یہہ ناممکن ہے کہ ان علوم کو پڑھکر خود اپنی ذات کا تجربہ رکہہ کر اور مسیح کی کمزوریوں اور ناتوانیوں کو دیکہہ کر یہہ اعتقاد رکہیں کہ وہ خدا تہا؟ ہرگز نہیں۔

شرک عورت سے شروع ہوا ہے اور عورت سے اسکی بنیاد پڑی ہے یعنے حوا سے جسنے خدا تعالےٰ کا حکم چہوڑ کر شیطان کا حکم مانا اور اس شرک عظیم یعنے عیسائی مذہب کی حامی بہی عورتیں ہی ہیں۔ درحقیقت عیسائی مذہب ایسا مذہب ہے کہ انسانی فطرت دور سے اسکو دہکے دیتی ہے اور وہ کبہی اسے قبول ہی نہیں کر سکتی اگر درمیان دنیا نہ ہوتی۔ تو عیسائیوں کا گروہ کثیر آج مسلمان ہو جاتا۔ بعض لوگ عیسائیوں میں مخفی مسلمان رہے ہیں اور انہوں نے اپنے اسلام کو چہپایا پر [illegible] مرنے کے وقت اپنی وصیت [illegible] اور اسلام ظاہر کیا ہے ایسے لوگوں میں بڑے بڑے [illegible] تہے۔ انہوں نے حب دنیا کی وجہ سے زندگی میں اسلام کو چہپایا لیکن آخر انہیں ظاہر کرنا پڑا میں دیکہتا ہوں کہ ان دلوں میں اسلام نے راہ بنا لیا ہے اور اب وہ ترقی کر رہا ہے۔ حب دنیا نے لوگوں کو محجوب کر رکہا ہے۔ غرض مسلمانوں میں اندرونی تفرقہ کا موجب بہی یہی حب دنیا ہی ہوئی ہے کیونکہ اگر محض اللہ تعالےٰ کی رضا مقدم ہوتی تو آسانی سے سمجہہ میں آسکتا تہا کہ فلان فرقے کے اصول زیادہ صاف ہیں اور وہ انہیں قبول کرکے ایک ہو جاتے۔

اب جبکہ حب دنیا کیوجہ سے یہہ خرابی پیدا ہو رہی ہے تو ایسے لوگوں کو کیسے مسلمان کہا جا سکتا ہے جبکہ ان کا قدم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے قدم پر نہیں اللہ تعالےٰ نے تو فرمایا تہا

قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ

یعنے اگر تم اللہ تعالےٰ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو اللہ تعالےٰ تم کو دوست رکہے گا۔ اب اس حب اللہ کی بجائے اور اتباع رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بجائے حب الدنیا کو مقدم کیا گیا ہے کیا یہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اتباع ہے؟ کیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم دنیا دار تہے؟ کیا وہ سود لیا کرتے تہے یا فرائض اور احکام الٰہی کی بجا آوری میں غفلت کیا کرتے تہے کیا آپ میں (معاذ اللہ) نفاق تہا۔ مداہنہ تہا دنیا کو دین پر مقدم کرتے تہے؟ غور کرو۔

اتباع تو یہہ ہے کہ آپ کے نقش قدم پر چلو اور پہر دیکہو کہ خدا تعالےٰ کیسے کیسے فضل کرتا ہے صحابہ نے وہ چلن اختیار کیا تہا پہر دیکہہ لو کہ اللہ تعالےٰ نے انہیں کہاں سے کہاں پہونچایا۔ انہوں نے دنیا پر لات ماردی تہی اور بالکل حب دنیا سے الگ ہو گئے تہے اپنی خواہشوں پر ایک موت وارد کر لی تہی۔ اب تم اپنی حالت کا ان سے مقابلہ کرکے دیکہہ لو۔ کیا انہیں کے قدموں پر ہو؟ افسوس اسوقت لوگ نہیں سمجہتے کہ کیا خدا تعالےٰ ان سے کیا چاہتا ہے؟

راس کل خطیئۃ نے بہت سے بچے دیدئے ہیں کوئی شخص عدالت میں جاتا ہے تو دو روپیہ لیکر جہوٹی گواہی دیدینے میں ذرا شرم و حیا نہیں کرتا کیا وکلاء قسم کہا کر کہہ سکتے ہیں کہ سارے کے سارے گواہ سچے بنیں کرتے ہیں۔ آج دنیا کی حالت بہت نازک ہو گئی ہے جس پہلو اور رنگ سے دیکہو۔ جہوٹے گواہ بنائے جاتے ہیں۔ جہوٹے مقدمہ کرنا تو بات ہی کچہہ نہیں جہوٹے اسناد بنا لئے جاتے ہیں۔ کوئی امر بیان کرینگے تو سچ کا پہلو بچا کر بولینگے۔ اب کوئی ان لوگوں سے جو اس سلسلہ کی ضرورت نہیں سمجہتے پوچہے کہ کیا یہی وہ دین تہا جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم لیکر آئے تہے اللہ تعالےٰ نے تو جہوٹ کو نجاست کہا تہا کہ اس سے پرہیز کرو۔

اجتنبوا الرجس من الاوثان واجتنبوا قول الزور

بت پرستی کے ساتہہ اس جہوٹ کو ملایا ہے جیسا احمق انسان اللہ تعالےٰ کو چہوڑ کر پتہر کی طرف سر جہکاتا ہے ویسے ہی صدق و راستی کو چہوڑ کر اپنے مطلب کے لئے جہوٹ کو بت بناتا ہے یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے اسکو بت پرستی کے ساتہہ ملایا اور اس سے نسبت دی جیسے ایک بت پرست بت سے نجات چاہتا ہے جہوٹ بولنے والا بہی اپنی طرف سے بت بناتا ہے اور سمجہتا ہے کہ اس بت کے ذریعہ نجات ہو جاوے گی۔ کیسی خرابی آکر پڑی ہے اگر کہا جاوے کہ کیوں بت پرست ہوتے ہو اس نجاست کو چہوڑ دو تو کہتے ہیں کہ کیونکر چہوڑ دیں اسکے بغیر گذارہ نہیں ہو سکتا۔ اس سے بڑھ کر اور کیا بدقسمتی ہوگی جہوٹ پر اپنی زندگی کا مدار سمجہتے ہیں۔

مگر میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ آخر سچ ہی کامیاب ہوتا ہے۔ بہلائی اور فتح اسی کی ہے مجہے یاد ہے کہ مینے ایک مرتبہ امرتسر ایک مضمون بہیجا اسکے

اخبار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب ۔۔۔ حملی اینڈ سنز مالکان کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا ۔

لیا گفت ... ایک موضوع ... بڑا اشتہار نابینا میں بہ
بسم اللہ کے ایک شعر سے ظاہر ہے ۔ ممبران کمپنی نے اشتہار
کے صفحہ ۲ پر اس شعر سے ہمکو مخاطب کیا ہے ؎

بڑا فلک کا ہی دل جلوں سے کام نہیں
جلا کے خاک نہ کر دوں تو داغ نام نہیں

اس شعر میں فلک سے مراد یہہ عاجز احمدی ہے ۔ اور دل جلوں سے جو بیت ہے ممبران نابینا اینڈ کمپنی داغ سے خود بدولت نابینا صاحب ۔ مگر ممبر صاحبان یہہ تو بتلا دیں کہ دل جلے ہونا یا داغ نکر جلانا ہی کوئی قابل تعریف خطاب ہے ۔ اے نادانون ۔ داغ فی نفسہ ایک مکروہ چیز ہے جو دوسرے کو چھو جاوے تو اوس کو بھی مکروہ کر دے ۔ جیسا کہ نجاست فی نفسہ ناپاک ہے اور جبکہ وہ کسی دیگر چیز پارچہ وغیرہ کو لگ جاوے تو اوسکو بھی اپنے جیسا ناپاک کر دیتی ہے بعینہٖ یہی مثال داغ کی ہے دیکھو ان اشعار میں لفظ داغ مقام مدح میں آیا ہے یا مقام ذم میں ؎

لالہ در سینہ داغ چوں دارد
عمر کوتاہ و غم فزوں دارد

؎ اے داغ بر دل از غم خال تو لالہ را ۔

یہہ تو ہے آپ کے داغ کی حقیقت جو تمہارے دل پر لگا اور تمکو دل جلا بنایا ۔

اب دل جلوں کی حالت سنو ۔ ایماندار کبھی دل جلا نہیں ہوتا ۔ ہمارا زندہ خدا اپنی کامل کتاب قرآن میں جسکو تم چھوڑ کر ایسے خطاب پا رہے ہو ایمانداروں کی بابت فرماتا ہے ۔

ھو الذی انزل السکینۃ فی قلوب المؤمنین لیزدادوا ایمانا مع ایمانھم ’’الفتح ع ۱‘‘ ۔ یعنی خداوند کریم و رحیم ایمانداروں کے دل میں (ٹھنڈک ۔ تسلی ۔ اطمینان ۔ آرام ۔ چین) سکینہ نازل کرتا ہے تاکہ وہ ایمانی ترقی پر ترقی کریں ۔

کہو اے دل جلے بننے والو اگر تمہارا کچھ بھی تعلق قرآن سے باقی ہے تو سمجھ لو کہ ایمان سے بے نصیب ہو کر اپنے ہاتھوں تم مصداق اسکے ہوئے ھو خالد فی النار و سقوا ماءً حمیما فقطع امعاءھم پارہ ۲۶ ع ۲ ۔ جو ہمیشہ رہتا ہے آگ میں اور کھولتا پانی پیتا ہے جو اوسکی انتڑیاں کاٹ ڈالے ۔

اللّٰھم احفظنا من النار ولا تجعلنا منھم آمین ۔

اسکے بعد فلک کی کیفیت سمجھو ۔ بلندی رفعت ۔ اونچی کو فلک کہتے ہیں ۔ جسکا مصداق تم نے اس عاجز کو قرار دیکر ہماری بلندی اور رفعت کی گواہی دی ۔ اور لیئے جو مماثلت بیان کی وہ نہایت مکروہ و ناز یبا ۔ مگر حق بحقدار میرسد کے مطابق ہے ۔

الفضل ما شھدت بہ الاعداء اسکو کہتے ہیں ۔ یہہ خوب جان لو کہ ہم کو تم نے فلک کہا ۔ اور وہ ایسی چیز ہے جسپر نہ کوئی داغ لگا سکتا ہے نہ جلا کر خاک کر سکتا ہے کیونکہ وہ تمہارے دست برد سے بالاتر ہے ۔ اسلئے ہم اس مجوزہ خطابات و القابات پر آپکے صاد کرکے تسلیم کرتے ہیں آپنے کے لئے دل جلے اور نابینا صاحب کو داغ ۔ اور ہمارے لئے آپکا عطیہ فلک کا ’’ٹائیٹل‘‘ مبارک ہو ۔ اور یہ ٹائیٹل آپ کو اس کمپنی میں شامل ہو کر برخلاف اسلام کے اس کارگذاری کے صلہ میں بطور ’’امتیازی نشان‘‘ کے ملا ہے جو آپ نے عیسائیت کی حمایت میں کی ہے ۔ داغ نابینا کی خدمت میں ہماری طرف سے یہہ تحفہ پیشکر کے ذیل کی مبارکباد سنا دیجئے ؎

جلا کے خاک کرے گا تو خاک ہی داغی
کہ دین احمد مختار سے تو ہے باغی

مبارکباد

ہمیں ہر دم فلک سا مرتبہ پانا مبارک ہو
عدو کو اپنے ہاتھوں داغ کا کھانا مبارک ہو
جلے دل کمپنی کو تیری ہوں ہمیں سبھی واعظ
انہیں آتش میں بلکہ خاک ہو جانا مبارک ہو

قولہ صفحہ ۲ و ۷ ’’ہم مباہلہ کے لئے طیار ہیں ۔ میر صاحب جو مباہلہ کے لئے ہمیں دعوت دیتے ہیں اوسے ہم بڑی جرأت اور ثابت قدمی کے ساتھہ منظور کرتے ہیں ۔ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی بموجب آیت قرآنی ابناءنا و ابناءکم تشریف لا کر ہم سے مباہلہ کریں‘‘ ۔ ’’میر صاحب نے ہمیں اپنی ذات سے مدعو کیا ہے سو ہم حاضر ہیں ۔ مرزا صاحب جلد تشریف لائیں ایک ہفتہ کی مہلت ہے‘‘ ۔ مرزا صاحب کی موجودگی میں آپ کو حق نہیں پہونچتا ۔ الیٰ آخر القول

اقول ۔ ہم نے سہولت فہم کے لئے نابینا صاحب کے اقوال متضادہ پر نمبر لگا دیئے ہیں ۔ نمبر ۱ و ۲ و ۳ سے تو یہہ ثابت ہوتا ہے کہ داغ نابینا نے ہمارا پیام اسلام بڑی جرأت اور ثابت قدمی سے منظور فرمایا ہے خصوصاً نمبر ۳ میں تو صاف یہ اقرار ہے ’’ہمیں اپنی ذات سے مدعو کیا ہے سو ہم حاضر ہیں‘‘ مگر برخلاف اس منظوری کے دخل کرکے فقرہ نمبر ۴ و ۵ میں تمام جرأت اور ثابت قدمی عنقا ہو گئی اور مضطربانہ پُر حیلہ جواب دیا اور ہمارے پیام اسلام کے اس شعر کو سچ کر دکھایا ؎

الو التّٰہم کا اور نصرانیوں کا یاد کر قصّہ
نہو انکار سے نابینا خاتم تجھہ کو رسوائی

کیوں نابینا اور اوسکے ممبرو اسکا نام قبول دعوت ہے ؟ کیا اسکو حیلہ سازی نہیں کہتے ؟ اے بھلے مانس اور نیک نہاد ۔ جبکہ مسیح کے قتل صلیبی پر تمکو دل سے ایمان ہے تو ان حیلوں اور فریبوں سے کیا کام ہے سیدھے ہو کر جس کے ساتھہ مباحثہ کیا تہا اوسی کے سامنے قسم کہاؤ اور مباہلہ کر دو ۔ کیا قسم کہانے کی اور مباہلہ کے لئے حضور مسیح الزمان علیہ السلام نے تم کو دعوت دی تہی ؟ صرف یہ جتا کر کہ مرزا صاحب نابینا کو عزت مقابلہ نہیں دینگے کیونکہ وہ کسی قوم کی طرف سے پیش نہیں ہوا ۔ اسلئے ہم کہدینگے کہ دیکھو ہم نے مرزا صاحب کو مباہلہ کے واسطے بلایا تہا وہ نہیں آئے تم نے یہ پُر مکر دجل کیا ۔ مگر یہ نہیں معلوم کہ مرزا صاحب کے مقابلہ سے آپ کے لارڈ بشپ صاحب انکار کر چکے ہیں ۔

نابینا بیچارہ تو کس شمار میں ہے ۔ اگر مرزا صاحب سے مباہلہ کی خواہش ہے تو اپنے خداوند یسوع کو آسمان سے بلاؤ کہ مسیح محمدی کے ساتھہ مقابلہ کرے اگر وہ نہ آوے تو کم از کم اوسکے جانشین کو جو زمین پر اوس کی طرف سے موجود ہے مقابلہ کے لئے پیش کرو ۔ اگر وہ بھی نہ آوے تو بشپ آف پنجاب کو کہو کہ وکالتاً مرزا صاحب سے مباہلہ کر لے ۔ کیونکہ مرزا صاحب کا دعوےٰ مسیح موعود ہونیکا ہے اور وہ اپنے دعوے میں از روئے توریت و انجیل و قرآن ایسا ہی صادق ہیں جیسا کہ موسیٰ و عیسیٰ علیہم السلام اپنے اپنے دعاوی نبوت میں صادق تہے ۔ پس ایسے مدعی کے مقابلہ میں قوم مخالف سے اس پایہ کا آدمی ہونا چاہئے جس کا اثر تمام اوسکی قوم پر پڑے ۔ نہ کہ ایک نابینا جو نہ کسی قوم کی جانب سے پیش ہوتا ہے نہ قوم اور مذہب اوسپر اپنے صدق دعوےٰ کا مدار رکہتی ہے ۔ اوسکا صرف یہی حق ہے کہ جسکے ساتھہ اوسنے مباحثہ کیا ہے جس نے اوسکو دعوت قسم پیشکی ہے ۔ جسکی دعوت پر وہ قبولیت کا اظہار کرتا ہے ۔ اوسی کے سامنے قسم کہاوے اور مباہلہ کرے ۔ ورنہ انکار سے روسیاہی کا داغ کہا کر چپ ہو رہے ۔ نابینا صاحب آپکو میں آپکا وہ جواب یاد دلا کر شرم دلاتا ہوں جو آپنے مولوی عبد المجید صاحب واعظ دہلی کے سامنے درخواست مباہلہ پیشکرنے کے بعد دیا تہا اور جسکو اشتہار ۲۲ ۔ مئی ۱۹۰۵ء میں تم نے شائع کیا ہے ۔ جب تم نے مولویصاحب کو قسم کہانے کے لئے کہا تو مولویصاحب نے یہ جواب دیا تہا ۔

’’میں مباہلہ کے لئے طیار ہوں مگر اس شرط کے ساتھہ کہ پادری پارٹن صاحب میر مجلس معہ جملہ عیسائیان دہلی آویں‘‘ ۔ اس جواب مولانا کو تم نے مضطربانہ جواب ۔ پُر حیلہ جواب ۔ اور مصداق مثل مشہور کہ نہ نو من تیل ہوگا نہ رادہا ناچیگی کا ہے کہکر جواب الجواب یہہ دیا تہا کہ ’’مولویصاحب مناظرہ میرے اور آپکے درمیان ہے آپ اہل اسلام کی جانب سے اور میں مشن دہلی کی جانب سے مناظر ہوں اور فریقین اپنی اپنی ذات سے بشرح صدر مباہلہ کے مجاز ہیں‘‘ ۔ اب ایمانداری سے کہو تم نے خود ہمارے مقابلہ میں ایسا ہی جواب نہیں دیا جسکو تمہاری ہی زبان نے مضطربانہ اور پُر حیلہ جواب کہا تہا ۔ اور تمہارا جواب بھی مصداق اس کا کہ ’’نہ نو من تیل ہوگا نہ رادہا ناچیگی‘‘ نہیں ہے ۔ سو یاد رکہو اور خوب سن لو کہ ہم تمہارا ہی پیش کردہ مسلم جواب تمہارے لفظوں میں دیتے ہیں ۔ حافظ صاحب مناظرہ میرے اور آپ کے درمیان تہا آپ مشن کی جانب سے میں جماعت احمدیہ دہلی کی جانب سے مناظر تہا اور فریقین اپنی اپنی ذات سے بشرح صدر مباہلہ کے مجاز ہیں پس آپ آئیں اور میں آؤں پہر قسم کہائیے ورنہ منہ نہ دکہائیے ۔ آپ جبتک اُس جواب اپنی کو جو مولوی صاحب کے سامنے پیش کیا تہا اور اشتہار مورخہ ۲۲ ۔ مئی ۱۹۰۵ء کے صفحہ ۶ میں سطر ۴ سے ۷ تک درج ہے غلط اور نامعقول نہ قرار دیں اسوقت تک مرزا صاحب علیہ السلام کا نام نہ لیں ۔ اے نافہم تیرے ممبرون نے تجھکو دہوکہ دیکر کچھہ کا کچھہ چھپوا ڈالا اور پہلے اپنے اشتہار سالگذشتہ کو تو نے کسی سے نہ پڑھوا لیا ۔ اس سے زیادہ ذلت کس کو کہتے ہیں کہ جس بات کو اپنے حق میں نہایت نامعقول پُر حیلہ لکھہ چکا اور مان چکا ہے اوسیکو بعینہٖ اوسی مقدمہ میں ہمارے مقابلہ میں معقول اور جرأت و ثابت قدمی بتلاتا ہے

شرم ! شرم !! شرم !!!

قولہ ۔ چونکہ فتح ہماری ہے ہم قسم کو منظور کرتے ہیں الخ ۔

اقول ۔ نابینا صاحب یہہ قسم کہانے کی منظوری آپ نے انجیل سے حاصل کی ہے یا ممبران کمپنی سے ۔ اگر انجیل سے آپکو اجازت ملی ہے تو براہ مہربانی بہت جلد باب و آیت کا حوالہ لکھیں کہ کس انجیل میں جواز قسم ہے ؟ اور انکار کرے سچی قسم اور گواہی سے اوسکے لئے انجیلی فتوےٰ کیا ہے ؟ اور مہربانی سے اس کی بھی کچھہ تفسیر فرما دیں ’’پر میں تمہیں کہتا ہوں ہرگز قسم نہ کہانا‘‘ متی ۵ ۳۴ ؟ ۔ اگر ممبران کمپنی نے آپ کو اجازت قسم دی ہے تو اس سے مطلع فرما دیں ؟

اسوقت ہمیں عبد اللہ آتہم کا قسم نہ کہانا مسیح موعود علیہ السلام کے مقابلہ میں یاد آیا اوس کو ہم آتہم ثانی کے سامنے پیش کرکے دریافت کرتے ہیں کہ دونوں میں کون سچا ہے ؟ جبوقت آتہم کو حضرت مسیح الزمان نے چار ہزار روپیہ انعام کا اشتہار دیا کہ وہ قسم کہا کر بیان کرے کہ پیشگوئی اسلامی سے اوسنے رجوع بحق نہیں کیا تو چار ہزار روپیہ انعام لے ۔ اس کے جواب میں آتہم نے قسم کہانے سے انکار کیا اور اوسکے رفیق حال پادری ڈاکٹر ۔ ایچ ۔ ایم کلارک ایم ۔ ڈی ۔ سی ۔ ایم نے ایک اشتہار مطبوعہ

مشنل پریس امرتسر مرزا صاحب علیہ السلام کی خدمت میں بہیجا جسمیں مندرجہ ذیل قسم نہ کہانے کی دلیل شائع کی تہی -

"جیسے قرآن کے حکم سے (مسلمان) سور کا گوشت نہیں کہا سکتے اسیطرح آتہم صاحب انجیل کے حکم سے قسم نہیں کہا سکتے - عیسائی کو قسم کہانا جائز نہیں ہے - اگر آتہم صاحب قسم کہاتے تو ثابت کردیتے کہ میرا عمل انجیل پر نہیں ہے -" نابینا صاحب براہ مہربانی بتلاوین کہ ہنری مارٹن کلارک امرتسری اس بیان میں جہوٹے ہیں یا آپ قسم کہانے میں جہوٹے ؟ اور آتہم اول انکار قسم مین کاذب تہا یا آتہم ثانی اقرار قسم میں کاذب ؟ اور ممبران کمیٹی جواب دین کہ ان تینوں مین سے کون سچا عیسائی انجیل پر عمل کرنے والا ہے - اور کون جہوٹا عیسائی اور مخالف انجیل ؟ آخرمین ہم آپ کو پہر متنبہ کرتے ہیں کہ اپنی مسلمہ پیش کردہ دلیل بمقابلہ مولوی عبد المجید صاحب سے پہرنا اور جو جواب اونکو دیا تہا اوس کے خلاف ہم کو جواب دینا اور جس جواب مولویصاحب کو تم حیلہ مفطر یا نہ قرار دیا تہا وہی ہمارے مقابلہ میں پیش کرنا ایمانداری ہے یا بے ایمانی ؟ حسب اشتہار پیام اسلام قسم کے لئے امادہ ہو جاؤ اور تاریخ مقرر کرکے جلد ہفتہ تک اطلاع دو - اگر پہر تم نے حیلہ سے ٹال مٹول کا جواب دیا کہ مرزا صاحب علیہ السلام سے مباہلہ کرینگے تو آیندہ تم قابل خطاب نہ مستحق جواب سمجہے جاؤگے - پہر دوسرے طریق سے بذریعہ نار افشان لدہیانہ تمہاری پردہ دری اور عیسائیت کی قلعی کہولی جاویگی -

فانتظروا -

اور جو جواب "معدنہ سکرٹری صاحب ایس پی جی مشن یا مسٹر پارٹن چیرمین جلسہ ہونا چاہئے - ورنہ ہم کوئی جواب نہ دینگے - مسٹر پارٹن صاحب میر مجلس اور پادری آلنٹ صاحب سکرٹری مشن سے ہماری درخواست ہے کہ اس مذہبی مباحثہ میں آپ بغیر معلوم کئے محض نابینا صاحب کے اشتہارات پر مدار نہیں ہر ایک جواب جو مشن کی جانب سے شائع ہوتا ہے آپکا مصدقہ ہونا چاہئے کیونکہ مذہبی حیثیت سے بہی اور عہدہ کے لحاظ سے بہی آپ مشن کے ذمہ دار ہیں - اور ہمارے اشتہار پیام اسلام کا آپنے کوئی جواب نہیں دیا - یہہ مناسب نہیں ہے -

والسلام علی من اتبع الہدے

المجیب ترقیا مسلم علی احمدی سکرٹری انجمن احمدیہ علی نمبرا مسمی خان خادم مسیح موعود علیہ السلام

۶ - مئی سنہ ۱۹۰۶ء

بعد خطبہ ماثورہ کے

خطبہ بروز جمعہ ۲۷ - اپریل سنہ ۶ مطابق ۲ - ربیع الاول سنہ ۱۳۲۴ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامداً و مصلیاً

قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ و یغفر لکم ذنوبکم ط واللہ غفور رحیم ٥ قل اطیعوا اللہ والرسول فان تولوا فان اللہ لا یحب الکافرین ٥ ان اللہ اصطفی آدم و نوحا وال ابراھیم وال عمران علی العالمین ٥ ذریۃ بعضہا من بعض واللہ سمیع علیم ٥ اذ قالت امراۃ عمران رب انی نذرت لک ما فی بطنی محررا فتقبل منی انک انت السمیع العلیم ٥ فلما وضعتہا قالت رب انی وضعتہا انثی ط واللہ اعلم بما وضعت ط ولیس الذکر کالانثی ج وانی سمیتہا مریم وانی اعیذھا بک وذریتہا من الشیطان الرجیم ٥ فتقبلہا ربہا بقبول حسن وانبتہا نباتا حسنا وکفلہا زکریا کلما دخل علیہا زکریا المحراب وجد عندھا رزقا قال یا مریم انی لک ھذا قالت ھو من عند اللہ ان اللہ یرزق من یشاء بغیر حساب ٥

ترجمہ مع تفسیر آویگا

اے سامعین قرآن مجید ایک ایسی زندہ کتاب ہے کہ اوسکے برکات اور فیوض قیامت تک باقی رہینگے اسلئے اوسکی نسبت فرمایا گیا ہے کہ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون اور اوس کی مثال اس طرح پر فرمائی گئی ہے ضرب اللہ مثلا کلمۃ طیبۃ کشجرۃ طیبۃ اصلہا ثابت وفرعہا فی السماء تؤتی اکلہا کل حین باذن ربہا پس سراسر جہوٹے ہیں وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ دروازہ مکالمات الہیہ و الہامات ربانیہ کا امت محمدیہ پر بند کیا گیا ہے خواہ آیات قرآن مجید کی الہام ہوں یا دوسری عبارات ہوں ہرگز یہ دروازہ بند نہیں ہوا - وللہ الحمد ہمارا اعتقاد ہے کہ قرآن مجید زندہ کتاب ہے دین اسلام زندہ مذہب ہے نبی کریم زندہ نبی ہیں اور جو قصص قرآن مجید مین بیان فرمائے گئے ہیں - اون کے نظائر و امثال آنحضرت صلعم کے وقت مین بہی موجود ہوئے اور قیامت تک اون کے نظائر اسلامی دنیا مین واقع ہوتے رہیں گے یعنی اللہ تعالے کسیکو اتباع اپنے حبیب سے اپنا محبوب بنا لیتا ہے - کسیکو آدم صفت نوح صفت ابراہیم صفت اور ابنیائے آل ابراہیم کی صفت آل عمران یعنی مریم اور عیسےٰ کی صفت کردیتا ہے اور کسی مثیل ذکریا گردانتا ہے حتیٰکہ جری اللہ فی حلل الانبیا کا لقب عطا فرما دیتا ہے اور یہ سب امور قرآن مجید کے احکام کی فرمانبرداری اور اتباع کامل نبی کریم سے حاصل ہوتے ہیں - والنعم ماقیل ؎

ہر کسے چون مہربانی میکنی
از زمین آسمانی میکنی

لیکن بغیر اتباع کے کچہہ بہی حاصل نہیں ہوتا فان اللہ لا یحب الکافرین واضح ہو کہ آنحضرت صلعم کے وقت یہود بڑے بڑے دعاوی کرتے تہے حتیٰ کہ کہتے تہے کہ نحن ابناء اللہ واحباءہ اون کے حق میں یہہ آیت زیر تفسیر نازل ہوئی ہے کہ اے پیغمبر صلعم ان یہودیوں سے تم کہدو کہ اگر اللہ تعالےٰ کی محبت کا تم دعوےٰ کرتے ہو تو تم میری پیروی کرو کہ اللہ بہی تم کو اپنا دوست کر لیویگا اور تمہارے گناہ معاف کر دیویگا کیونکہ اللہ بخشنے والا اور مہربان ہے -

ف - اللہ تعالےٰ کی محبت اپنے بندہ متبع کے ساتہہ یہہ ہے کہ جو منافع دین و دنیا کے اوس بندہ کیلئے ضروری ہوں یا اوس کے لئے جو فوائد دارین کے مناسب ہوں اونکو پہونچاتا رہے اور جو لوگ اوسکی اتباع میں خارج ہو کر طرح طرح کے ضرر پہونچانے چاہتے ہیں خود انہیں کو معرض مضار اور مورد ذلت اور رسوائی کا کر دیوے چنانچہ جن صحابہ کرام نے آنحضرت صلعم کا پورا اتباع کیا اون کے مخالفین ذلیل و رسوا ہو کر ہلاک اور تباہ ہو گئے اور متبعین کاملین حسب الحکم آیت مذکورہ دین اور دنیا کے مالک کہلائے گئے چونکہ آیت ہذا میں جو پیشین گوئی مندرج ہے وہ پورے طور پر واقع ہوئی لہذا یہہ آیت ایک نشان نبوت کا ہو گئی - اور یہی آیت حضرت مسیح موعود کو الہام ہوئی تہی جسکو مدت تخمیناً ۲۴ سال کی ہو گئی ہے دیکہو اوس وقت کو اور اسوقت کو کیسی کیسی نصرتیں اوس کے شامل حال ہوئی ہیں اور ہوتی ہیں اور مخالف اوسکے کیسے کیسے ذلیل و خوار ہوتے جاتے ہیں ایک طرف تو نظارہ یحببکم اللہ کا نظر آرہا ہے اور دوسری طرف فان اللہ لا یحب الکافرین کا نظارہ موجود ہے ؎

رحمۃ اللہ این عمل را در وفا
لعنت اللہ آنعمل را در قفا

بعض منافقین نے اس حکم تاکیدی اتباع پر یہہ شبہہ پیدا کیا تہا کہ آنحضرت صلعم تو اپنی اطاعت کو اللہ تعالےٰ کی اطاعت قرار دیتے ہیں اور اپنی محبت کو اللہ تعالےٰ کی محبت کہتے ہیں اس سے تو لازم آتا ہے کہ جسطرح نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ کو خدا قرار دے رکہا ہے یہہ بہی اپنے تئیں الٰہ قرار دینا چاہتے ہیں - جواب یہ دیا گیا کہ اطاعت تو اللہ تعالیٰ ہی کی ہے - مگر اوس کی اطاعت کیونکر ہو سکتی ہے اوس کا طریق یہہ ہے کہ کوئی ایسا واسطہ موجود ہو کہ ایک لحاظ سے ہم جیسا بشر ہو اور اللہ تعالےٰ کے ساتہہ اوسکو ایسا قرب حاصل ہو کہ رسالت اوسکے احکام کی کر سکے جسکو دوسرے لفظوں مین رسول کہتے ہیں تو اسلئے ارشاد ہوتا ہے کہ ان سے کہدو کہ میری متابعت بحیثیت رسول ہونے کے تم پر واجب ہے نہ اوس حیثیت سے جسطرح نصاریٰ حضرت عیسےٰ کی نسبت کہتے ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کیطرف سے مین رسول ہوں اسلئے واسطے اطاعت اللہ تعالےٰ کے میرا اتباع تم پر لازم ہے اگر اس فہمائش اور ہدایت کو بہی نہ مانیں اور روگردانی کریں جو موجب کفر ہے تو بیشک اللہ تعالےٰ ایسے کافروں کو دوست نہیں رکہتا یعنے بغض رکہتا ہے - چنانچہ اس عدم محبت کا نتیجہ یہ ہوا کہ تمام مکذبین اور کافرین آنحضرت صلعم کے وقت مین ہی یا تو تباہ اور ہلاک ہو گئے یا جنکی قسمت مین تہا اسلام میں داخل ہو گئے - علےٰ ہذا القیاس ہلمّ جرّا مسیح موعود کے زمانہ تک کہ بحکم حدیث صحیح مسلم لا یحل لکافر ان یجد ریح نفسہ الا مات کے اوسکے مکذبین اور مکفرین بہی رسوا اور تباہ ہو گئے اور ہو رہے ہیں پس بلحاظ اس کے کہ یہہ پیشین گوئی لطیف مندرجہ آیت پوری ہوئی یہ آیت ایک نشان نبوت کا ہو گئی - اب آگے اہل کتاب کا وہ استبعاد رفع کیا جاتا ہے جو اونکو حضرت خاتم النبیین صلعم کی نبوت کے بارہ مین تہا کہ بے شک اللہ تعالےٰ نے تمام جہان کے لوگوں پر آدم اور نوح اور خاندان ابراہیم اور خاندان عمران کو چن لیا ہے کیونکہ یہہ سب اولاد آدم کی ہین کہ بعض اون کے بعض کی نسل سے ہیں اور اللہ ہی سب کچہہ سننے والا اور جاننے والا ہے -

فائدہ - مراد یہ ہے کہ یہ امر تمہارے نزدیک مسلمات سے ہے کہ حضرت آدم جسطرح ابو البشر ہیں اسی طرح ابو الانبیاء بہی ہیں یعنے نور اصطفا کا اولاً اون مین اللہ تعالےٰ نے پیدا کیا اور چونکہ ہر اولاد اپنے باپ کی وارث ہوتی ہے اسلئے ضروری ہوا کہ نور نبوت کا اونکی اولاد لایق کو بہی پہونچے چنانچہ ایسا ہی کچہہ ہوا کہ آدم کی اولاد مین شیث سے لیکر

حضرت ادریس تک وہ نور نبوت منتقل ہوتا لایق اولاد میں چلا آیا۔ اور اصطفا سے ہم نے نور نبوت اس لئے مراد لیا ہے کہ اللہ تعالے فرماتا ہے کہ

انی اصطفینک برسالاتی

یا حضرت ابراہیم اور اسحاق و یعقوب کے بارہ میں فرماتا ہے وانہم عندنا لمن المصطفین الاخیار پس مراد اصطفا سے وہی نور نبوت اور رسالت کا ہے جو آدم ثانی حضرت نوح کو بھی حاصل ہوا حتی کہ حضرت نوح سے ابراہیم کو مرحمت ہوا بعدہ حضرت ابراہیم کی اولاد میں حضرت اسمٰعیل و اسحاق کو ملا جو آل ابراہیم ہیں حضرت اسحاق کی اولاد میں یعقوب ہوئے یعنے اسرائیل جنکی اولاد میں کثرت سے انبیاء پیدا ہوئے اور حضرت عیص بھی یعقوب کی اولاد میں ہیں۔ جنکی ذریت میں کثرت سے بادشاہ ہوئے۔ بالآخر چونکہ عہد عتیق میں اللہ تعالے نے حضرت اسمٰعیل اور اسحاق دونوں سے تورات میں وعدہ کیا تہا لہذا وہ وعدہ پورا ہوتا ہوا بنی اسرائیل میں چلا آیا حتی کہ بالآخر بموجب وعدہائے تورات کے بنی اسمٰعیل میں سے حضرت خاتم النبیین صلعم کو وہ نور نبوت تامہ اور نیز خلافت عامہ کا مرحمت ہوا اور کیونکر نہ ہوتا کہ حضرت اسمٰعیل بھی آل ابراہیم میں داخل ہیں اور آل ابراہیم کے لئے وعدہ ہو چکا ہے پس اس دلیل سے جو مسلمہ اہل کتاب ہے لازم آیا کہ بنی اسمٰعیل میں بھی وہ وعدہ اصطفا اس شان سے پورا ہووے کہ تدارک مافات کا کر دیوے اور مافات یہہ ہے کہ جس طرح سے من ابتدائے حضرت یعقوب تا عیسٰی بکثرت سے انبیاء بنی اسرائیل میں ہوتے چلے آئے اور بنی اسمٰعیل میں کوئی نبی اولوالعزم پیدا نہیں ہوا تو بنی اسمٰعیل میں ایک ایسا نبی عظیم الشان سید المرسلین و خاتم النبیین پیدا ہووے جو سب انبیاء بنی اسرائیل پر فائق ہو جاوے چنانچہ اس وعدہ کے پورا ہونے سے اون وعدوں مندرجہ تورات کے تصدیق ہو گئے جو بڑے زور شور سے تورات میں اب تک موجود ہیں یہ ایک بڑی حجت ہی آنحضرت کی تصدیق نبوت پر جسکا جواب اہل کتاب سے ہرگز نہیں ہو سکتا ہے قال اللہ تعالے ربنا وابعث فیہم رسولا منہم یتلو علیہم ایاتک ویعلمہم الکتاب والحکمۃ ویزکیہم انک انت العزیز الحکیم۔

سوال اصطفای آل عمران کو آخر میں بیان کرنیکی بظاہر کوئی ضرورت نہیں معلوم ہوتی کیونکہ آل عمران یعنے حضرت عیسٰے اور مریم بھی اسرائیل میں سے ہیں جو آل ابراہیم میں داخل ہو چکے ہیں پھر آل عمران کو مکرر آخر میں کیوں بیان کیا گیا۔ ج۔ اس تکرار میں ایک سر یہہ ہے کہ امت محمدیہ میں سے بھی آخر زمانہ میں ایک مثیل عیسٰے اور نیز مثیل مریم علم الٰہی میں پیدا ہونے والے تھے جسکو اللہ تعالے نے بطور مثل کے مومنوں کے لئے سورۂ تحریم میں اسطرح پر بیان فرمایا ہے۔

وضرب اللہ مثلا للذین آمنوا الی قولہ تعالے ومریم ابنت عمران التی احصنت فرجہا فنفخنا فیہ من روحنا وصدقت بکلمات ربہا وکتبہ وکانت من القانتین ۔ چنانچہ اس زمانہ آخری میں عیسٰے اور مریم کے نام سے ایک مجدد عظیم الشان پیدا ہوا پس اس لئے آل عمران یعنے عیسٰے اور مریم کو باوجود داخل ہونیکے بنی اسرائیل میں دوبارہ جو آل ابراہیم سے ہیں آخر میں ذکر فرمایا گیا اور اسی لئے حضرت مریم اور عیسٰے کی نسبت فرمایا گیا ہے کہ وجعلنٰہا وابنہا ایۃ للعالمین اس آیت میں اگر تہوڑا غور کیا جاوے تو معلوم ہوگا کہ حضرت عیسٰے اور مریم نہ اپنے زمانہ میں آیۃ للعالمین ہوئے اور نہ بعد اپنے زمانہ کے آیۃ للعالمین ہونا اونکا ظاہر ہوا ہاں البتہ اُن کا آیۃ للعالمین ہونا اللہ تعالے کیطرف سے قرآن مجید میں نازل ہوا تہا اسلئے کلام نبوت میں عیسٰے موعود کے نزول کی پیشگوئی پیشین گوئی آخر زمانہ کے لئے بیان فرمائی گئی اور اس زمانہ آخری میں اپنے وقت پر ایک مجدد بنام عیسٰے و مریم پیدا ہوا جسکے سبب سے حضرت عیسٰے اور مریم کا نام نامی تمام عوالم میں روشن ہو گیا اور جو شرک اور بدعت حضرت عیسٰے یا مریم کے نام سے دنیا جہان میں پیدا ہو گیا تہا جسکے سبب اونکے آیت ہونے میں بھی شبہات پیدا ہوئے تھے اوس عیسٰے موعود نے اوس سب کا محو کر دینا چاہا ہے تاکہ عیسٰے و مریم بندگان مقبول الٰہی میں سے تھے آیۃ للعالمین ہو جاویں۔ پس یہہ سر تھا آل عمران کو آخر میں مکرر ذکر فرمانے کا وھذا ما الھمنی ربی والحمد للہ رب العالمین اور یہی معنے ہیں اوس شعر کے جو کہا گیا ہے ؎

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو
اوس سے بہتر غلام احمد ہے

مطلب یہ ہے کہ ایک مرد کامل امت محمدیہ کے طفیل سے حضرت عیسٰے کا نام دنیا جہان میں روشن ہو گیا ورنہ اہل کتاب نے جو یہود و نصارے نام کنندہ نکونامے چند ہیں۔ بسبب اپنے کفر و شرک کے اور اپنی بداعمالیوں کے سبب حضرت عیسٰے کا نام تو مٹنا ہی چاہتا تہا بلکہ مٹ چکے تھے مگر ایک غلام احمد نے اون کے نام کو دنیا جہان میں روشن کر دیا پس ایک فرد کامل امت محمدیہ میں سے اونکے نام کے ساتھ مبعوث ہوا اس سے امت محمدیہ کو تو کوئی فخر حاصل نہیں ہوا بلکہ حضرت عیسٰے کو اس بعثت مسیح موعود سے فخر حاصل ہوا ہے والحمد للہ قال اللہ تعالے کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنہون عن المنکر وتومنون باللہ الآیہ اسی لئے آگے اسکے حضرت مریم کی ولادت اور دیگر قصص متعلق اسکے بیان فرمائے جاتے ہیں اور تاکیداً ارشاد ہوتا ہے کہ ان قصوں کو یاد کرتے رہو ایسا نہو کہ بہول جاؤ کہ عمران کی زوجہ نے کہا کہ اے میرے پروردگار میرے پیٹ میں جو بچہ ہے تیری نذر کیا دنیا کے کاموں سے آزاد کیا گیا۔ پس اے پروردگار میرے تو میری طرف سے یہہ نذر قبول فرما بے شک تو ہے سب کچھہ سنتا سبکی نیتوں کی جانتا ہے ف بنی اسرائیل میں یہ دستور تہا کہ ماں باپ اپنے بعضے لڑکوں کو اپنی خدمتوں سے آزاد کر کر اللہ تعالی کی نذر کر دیتے تھے اور تمام عمر دنیا کے کاموں میں نہیں لگایا کرتے تھے ہمیشہ مسجد میں عبادت کے لئے یا مسجد کی خدمت کرنیکے لئے اور دینیات کے درس کرنیکے لئے چھوڑ دیتے تھے۔ عمران کی زوجہ حنہ کو جب حمل ہوا اون نے حالت حمل ہی میں واسطے خالص رضامندی اللہ تعالے کے اوّل ہی سے حالت حمل میں یہہ نذر کر لی تہی تاکہ حالت حمل سے ہی شریعت اسلام میں یہ دستور تو نہیں ہے لیکن اللہ تبارک وتعالے خود کسی شخص کو برگزیدہ کر کر خالص خدمت دین ہی کے لئے چن لیتا ہے اور اوسکی فطرت اور جبلت ہی ایسی پیدا کرتا ہے کہ دنیا کے کاموں کی طرف اوسکو رغبت ہی نہیں ہوتی جیساکہ کلام نبوت میں وارد ہوا ہے ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علی راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لہا دینہا اور یہی مراد ہے مولانا روم کے اس شعر سے ؎

اولیاء را کار عقبیٰ اختیار
اشقیا را کار دنیا اختیار
انبیا در کار دنیا جبرینہ
اشقیا در کار عقبیٰ جبرینہ

حضرت مریم کی والدہ نے حالت حمل ہی میں یہہ نذر کر کر یہہ دعا کی کہ متقبل منی اوس میں سر یہہ تہا کہ اون کی تمنا دلی یہہ تہی کہ وہ بچہ پیٹ ہی میں اللہ تعالے کا مقبول اور محبوب ہو جاوے جسکو عرف میں مادر زاد ولی کہتے ہیں اسی لئے انہوں نے دو صفتوں سمیع و علیم کا بیان کیا کہ جس اخلاص سے میں نے تیری جناب میں یہہ دعا کی ہے تیرے سوا اور کوئی اوسکا سننے والا نہیں اور جو میری تمنائے دلی ہے اوس کا علیم و خبیر بھی تیرے سوا اور کوئی نہیں ہے یہہ قصہ حضرت مریم کی والدہ کے نذر کرنے کا اسلئے یاد دلایا گیا کہ وہاں تو حضرت حنہ کی دعا سے مریم کو پیدا کیا تہا اور امت محمدیہ میں حسب الحکم آیت سورہ تحریم کے ہم خود ایک ایسا غلام احمد پیدا کرینگے کہ مریم صفت ہو کر دین محمدی کا ایسا خادم ہوگا کہ دنیا کے کاموں سے بالکل آزاد اور محرر ہوگا اور اللہ تعالے کا محبوب اور مقبول ہوگا۔ اسلئے الہامات میں اس مسیح موعود کا نام مریم بھی آیا ہے معنے مریم کے کتب لغات میں خادم کے ہی لکھے ہیں یعنے خادم احمد یا غلام احمد یہہ دونوں جو قریب المعنے ہیں سابق فرمایا جاتا ہے۔ کہ پس جبکہ جنا اوسکو کہا۔ اے رب میرے تحقیق میں نے جنا اوسکو لڑکی اور اللہ کو بہتر معلوم ہے جو کچھہ جنی اور بیٹا نہیں ہے مانند اوس بیٹی کی اور تحقیق میں نے نام رکہا اوسکا مریم اور میں تیری پناہ میں دیتی ہوں اوسکو اور اوس کی اولاد کو شیطان مردود سے۔

ف حنہ والدہ مریم کو یہہ خیال تہا کہ میرے شکم میں لڑکا ہی ہے اور لڑکا ہی محرر کیا جاتا تہا جبکہ اون کے لڑکی پیدا ہوئی۔ تو اون کو یہہ خیال آیا کہ شاید میری نذر قبول نہ ہوئی کیونکہ لڑکی واسطے خدمت بیت المقدس کے یا دیگر خدمات دینیہ کے لئے محرر نہیں ہو سکتی ہے اسلئے جناب باری میں یہہ عذر کیا یا بسبب حسرت کے یہہ مقولہ کہا ہو۔ مگر اللہ تعالے نے فرمایا کہ اللہ تعالے اسکی قدر و عزت خوب جانتا ہے اور لڑکا اس لڑکی کی برابری نہیں کر سکتا تفسیر کبیر وغیرہ میں اسکی دو توجیہیں لکھی ہیں اوّل تو یہ کہ تفضیل لڑکے کی لڑکی پر مراد الٰہی ہے۔ دوسرے یہہ کہ تفضیل اس لڑکے کی لڑکی پر مقصود ہے پس کلام الٰہی دونوں توجیہوں کو محتمل ہے یہہ کلام جو ذوالوجہین فرمایا گیا اوس میں سر یہ ہے کہ امت محمدیہ میں جو خیر الامم ہے ایک مجدد عظیم الشان بنام مریم علم الٰہی میں مذکر پیدا ہونے والا تہا جو دین محمدی کو زندہ کریگا لہذا ایسا کلام ذوالوجہین فرمایا گیا کہ دونوں وجہیں صادق آسکیں ہاں اسقدر فرق ہے کہ دلفن تو والدہ مریم نے ہی لڑکی کا مریم نام رکہا تہا۔

یہانپر اللہ تعالیٰ نے خود بذریعہ الہام کے اوس مجدد عظیم الشان کا نام مریم رکھا اور چونکہ یہ مجدد ایک لڑکی کے ساتھ توام پیدا ہوا اور وہ لڑکی توام دنہین ایام مین وفات پا گئی لہذا اللہ تعالیٰ نے اس فعل سے بھی یہہ شہادت دی کہ اب دین عیسوی باقی نہ رہیگا (جسمین محض مادہ اناث ہے کیونکہ عیسے حضرت مریم کے مادہ ہی سے پیدا ہوئے تہے اور مرد کا اوس میں کچھہ دخل نہیں تہا) بلکہ دین محمدی اس لڑکے سے زندہ کیا جاوے گا اور مادہ اناث فوت ہو جاوے گا۔ کیونکہ لیس الذکر کالانثیٰ اور یہی مراد ہے اوس شعر سے جو حضرت اقدس نے فرمایا ہے کہ ؎

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو

اوس سے بہتر غلام احمد ہے

لیکن ہان چونکہ حضرت اقدس بنی اسرائیل میں سے ہیں لہذا دعا حضرت حنا کی اوس لڑکی کے حق مین بھی جسکا نام خود اللہ تعالیٰ نے مریم رکھا ہے قبول فرمائی گئی اور کیونکر قبول نفرمائی جاتی کہ یہانپر تو خود اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہی نام اوسکا مریم رکھا ہے معنے مریم کے خادمہ کے ہیں یعنی خادمہ دین اور پہر دیکہو دوسری قدرت اللہ تعالیٰ کی کہ والدین سے جو اوسکا نام اللہ تعالیٰ نے رکھوایا وہ بھی ہم معنے مریم کے رکھوایا یعنے غلام احمد قادیانی جنہیں اوسکے سن بعثت کی تاریخ کا پتہ بھی بتلا دیا گیا اور پہر اس مریم اور اوس مریم مین ایک اور فرق بین ہے پہلے مریم تو خادمہ مسجد ہی تہین اور یہ مریم جو غلام احمد ہے خادم دین اللہ الاسلام ... احمد علیہ السلام ہے دستان ... و لنعم ما قیل ؎

حج زیارت کردن خانہ بود

حج رب البیت مردانہ بود

پہلے مریم تو صرف خانہ خدا کی خدمت کیلئے پیدا کی گئین اسلئے ... رہی اور دوسرے مریم جو غلام احمد ہے دین اللہ کی خدمت اور تائید اسلام کے لئے مبعوث ہوئے۔ اسلئے وہ مردانہ ہوئے پہلے مریم نے مسجد اقصیٰ کی بنیاد نہیں ڈالی تہی بلکہ صرف خادمہ تہین لیکن غلام احمد نے قادیان مین مسجد اقصیٰ کی بنیاد ڈالی پہلے مریم نے اپنی ذرّیت کے لئے مخلصاً اللہ دعا کی تہی جو قبول ہوئی تہی اور غلام احمد کی ذرّیت کے اثبات ہونیکے لئے اللہ تعالیٰ نے خود الہاماً اوسکو اطلاع دی چنانچہ فرمایا جاتا ہے پس اوسکے پروردگار نے مریم کو خوشی سے قبول فرمالیا اور اوگایا اوسکو اچہا اوگانا یعنے اوسکی ذرّیت میں سے ایک فرزند کامل پیدا کیا ف یعنے یہانپر حضرت عیسے کو پیدا کیا

اور یہانپر نفخ روح کر کر خود اوسی مریم کی ذات کو عیسے کر دیا وجعلناک مسیح ابن مریم اور پہر علاوہ اوسپر اوسکی اولاد میں سے ایک فرزند کامل مکمل پیدا کیا جسکی نسبت الہامات تمام دنیا مین شائع ہو چکے ہین تنبیہ جسطرحپر کہ اولاد صالح سے دنیا مین نام نیک مشہور ہوتا ہے۔ اوسیطرحپر سنت الٰہی یہہ ہے کہ کسی کامل مکمل کے نام پر کسی زمانہ آخری میں کسی شخص کو اللہ تعالیٰ مبعوث فرماتا ہے تاکہ دوبارہ اوسکو زندگی بخشے اور اوس پہلے شخص کا نام دنیا مین نیک نامی کے ساتھہ مشہور اور روشن ہو جاوے اسلئے اللہ تعالیٰ نے ایک فرد کامل کو امت محمدیہ میں سے بنام مسیح و مریم اس آخر زمانہ میں مبعوث فرمایا تاکہ جسقدر شرک اور بدعات کفر جو اونکی طرف اقوام عیسائیان یا دیگر اقوام منسوب کرتے ہین اون سے اون کو تطہیر فرما دیا جاوے کما قال اللہ تعالیٰ یاعیسیٰ انی متوفیک و رافعک الی و مطھرک من الذین کفروا وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ اور یہی سر تہا اس آیت کے الہام ہونیکا جو مدت سے براہین احمدیہ مین شائع ہو چکا ہے ولنعم ما قیل ؎

نام نیک رفتگان ضائع مکن

تا بماند نام نیکت یادگار

اور اب یہہ الہام قرآنی ذیل کا بھی پورا ہو گیا کہ حضرت مریم اور حضرت عیسے کی نسبت جو فرمایا گیا ہے وجعلناھا وابنھا آیۃ للعالمین سبحان اللہ یہہ کلام الٰہی کیسا صادق اور مصدوق ہوا ہے ورنہ کوئی مخالف ہی ہم کو بتادے کہ حضرت عیسیٰ باوجود اسکے کہ مدتہائے دراز سے اون کے نام کے ساتھہ تمام دنیا میں شرک کیا جا رہا ہے وہ کیونکر تمام عالموں کے لئے آیۃ اللہ ہو سکتے ہیں آگے فرمایا جاتا ہے کہ حضرت زکریا کو مریم کا خبرگیران اور تربیت کنندہ کر دیا جب اونپر زکریا محراب مین داخل ہوتے پاتے اون کے پاس رزق کہتے کہ اے مریم کہان سے آیا تیرے پاس یہ رزق۔ تو مریم کہتیں کہ یہ اللہ کے پاس سے آیا ہے تحقیق اللہ رزق دیتا ہے جسکو چاہے بے حساب۔

ف پس وہان پر حضرت مریم حضرت زکریا کی کفالت کی گئیں یہانپر یہہ مریم یعنے غلام احمد آنحضرت صلعم کی کفالت تربیت میں اللہ تعالیٰ کیطرف سے ... ؎

ذرائے بستادرانہ ... ندانم

کہ خوانہ در دبستان محمد

فتبارک من علم وتعلم وہان تو حسب روایات مفسرین اسکے غیر موسم کے میوہ جات ہی آتے تہے یہانپر علاوہ ان میوجات غیر موسمی کے میوجات غذائے روحانی اور ثمرات نورانی و فرقانی جن سے تمام حقایق اور معارف اسلام کے منکشف ہوتے چلے جاتے ہین متواتر آرہے ہین وہان تو اقلام احبارین سے قرعہ کر یا مالم ... جو حضرت مریم ہی حضرت زکریا کی کفالت میں کی گئی تہی کہ وما کنت لدیہم اذ یلقون اقلامہم ایہم یکفل مریم۔ اور یہانپر اوسکے اقلام کے ذریعہ سے وہ کلمات اللہ جن کی نسبت وارد ہے کہ ولو ان ما فی الارض من شجرۃ اقلام والبحر یمدہ من بعدہ سبعۃ ابحر ما نفدت کلمات اللہ کل دنیا میں سات سمندرون پار تک پونہچائے جاتے ہین وہانپر مریم کے پاس اگر جسمانی رزق صرف مریم کے لئے بے حساب آتا تہا یہانپر علاوہ اس رزق جسمانی بحسابی رزق روحانی و قرآنی بے حساب تمام عالم کو پونہچایا جاتا ہے کہ یاتیک من کل فج عمیق و یاتونک من کل فج عمیق۔ اب خلاصۃ المقال یہہ ہے کہ اگر یہہ مسیح موعود بنام عیسیٰ و باسم مریم اس آخر زمانہ میں مبعوث بنی اسرائیل میں سے نہوتا تو اصطفا آل عمران کا جو بنی اسرائیل میں سے ہین کل عالمین پر کیونکر ثابت ہوتا اور پہر اصطفا بنی اسمٰعیل کا جو آل ابراہیم سے ہین۔ اسوقت کل عالمین پر کیونکر واضح ہوتا پس ثابت ہوا کہ اصطفا آل عمران کا حسب بیان مذکور مستلزم ہے اصطفا بنی اسمٰعیل کو اور اصطفا دونوں کا مستلزم ہے اصطفا آل ابراہیم کو نتیجہ یہ ہوا کہ یہ جملہ اصطفا مستلزم ہیں اصطفا محمد رسول اللہؐ خاتم النبیین رحمۃ للعالمین کو وھو المدعا ؎

کرامت گرچہ بے نام و نشانست

بیا بنگر ز غلمان محمد

اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت علی ابراھیم وعلی آل ابراھیم انک حمید مجید۔

کتبہ محمد احسن

استفسار اور انکے جواب

حضرت مولانا حکیم الامۃ دامت برکاتہم۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضور امام علیہ السلام نے سرمہ چشمہ آریہ مین روح کے خواص بہ ترتیب بیس مذکور فرمائے ہیں اور لکہا ہے کہ یہ سب قرآن مجید سے مستنبط ہیں ..... لہذا التماس ہے کہ حضور اس ضروری امر حل سوال کو مشرح فرماوین۔

الجواب

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ

حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء مسیح موعود و مہدی مسعود نے بیس خواص روح درج فرمائے ہیں جنکے تفصیل سرمہ چشمہ آریہ طبع دوم ص۱۵۱ پر ہے۔ قبل اسکے کہ خواص روح کے تفصیل اور ان آیات کا حوالہ دیا جاوے۔ یہ امر یاد رکہنے کے قابل ہے کہ قرآن مجید مین روح کا لفظ کلام الٰہی پر بہی بولا جاتا ہے۔ جیسے یلقی الروح من امرہ علی من یشاء من عبادہ۔ سورہ مومن ع وکذلک اوحینا الیک روحاً من امرنا شوریٰ ع ینزل الملائکۃ بالروح من امرہ نحل ع۔ اور نفس یعنی جان پر بہی مستعمل ہے جیسے ثم سواہ ونفخ فیہ من روحہ پ۲۱ مگر عام رواج ہو گیا ہے کہ نفس پر روح کا لفظ بولا جاتا ہے چنانچہ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود نے بہی اسی لحاظ سے لفظ روح بجائے لفظ نفس استعمال فرمایا ہے کہ مخاطب ایک ہندو تہا تاکہ اثنائے گفتگو مین کوئی غلط فہمی واقع نہو۔

خواص روح (نفس) مندرجہ سرمہ چشمہ آریہ صفحہ ۱۵۱ طبع بار دوم حسب ذیل ہیں۔

(۱) علوم اور معارف کیطرف شائق ہونیکی ایک قوت (۱) قل رب زدنی علماً پ۱۶ (۲) یا ایھا الذین آمنوا لا تسئلوا عن اشیاء پ۷ (۳) ھل اتبعک علی ان تعلمن مما علمت رشداً پ۱۵

(۲) علوم حاصل کرنیکی ایک قوت۔ (۱) و یعلمھم الکتاب والحکمۃ پ۱ (۲) و علم آدم الاسماء کلھا پ۱ (۳) و علمکم ما لم تکونوا تعلمون پ۲ (۴) علمہ شدید القویٰ ذو مرۃ فاستویٰ پ۲۷

(۳) علوم حاصل کردہ کے محفوظ رکہنے کی ایک قوت (۱) وعلم آدم الاسماء کلھا ..... قال یا آدم انبئھم باسمائھم پ۱ (۲) ولا یاب کاتب ان یکتب کما علمہ اللہ فلیکتب پ۳ (۳) ان تضل احداھما فتذکر احداھما الاخریٰ پ۳ (۴) علمہ شدید القویٰ ذو مرۃ فاستویٰ پ۲۷

(۴) محبت الٰہی کی ایک قوت (۱) قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی پ۳ (۲) وآتی المال علی حبہ پ۲۔ (۳) فسوف یاتی اللہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ایک انکشاف

قیمت فی ڈبیہ صمہ

وزن ۵ تولہ
خوراک ۲ ماشہ

جس کا یاد رکھنا آپ کے لئے اشد ضروری ہے

الٰہی میں کیونکر کروں شکر تیرا — تو واحد یگانہ میں بندہ ہوں تیرا
تو خالق میں مخلوق ہے فرق اتنا — زمین اور سما میں ہے ذرّہ کا جتنا
کئے فضل تونے ہیں مجھپر تو لاکھوں — ہے چہرہ ہی دیکھا تیرا اپنی آنکھوں
کروں کسطرح شکر پھر تیرا مولا — میں عاجز ہوں گندہ ہوں اور بندہ تیرا
قلم جس لئے میں نے اب ہے اٹھائی — تو واقف ہے اس سے کہ اس میں بھلائی
مرادیں ہمیشہ تو بر لانے والا — جو مانے تجھے اوس کا غم کھانیوالا
مراد اس سے ہے جو وہ کردی تو پوری — تو قادر توانا ہے بندہ کو حضوری

خدا تعالےٰ کے احسان و کرم سے مفرح عنبری کی نسبت اب مجھے یہ بتانے کی ضرورت نہیں ہے کہ اوس نے ہندوستان بھر میں اور اوسکے باہر اپنے لئے کیا اثر پیدا کیا ہے اور اشتہاری ادویات سے بدظن شدہ طبیعتوں کو کسطرح اپنا گرویدہ بنا لیا ہے کیونکہ یہ کوئی راز سربستہ نہیں چھُپی نہیں - اور آپ سے پوشیدہ بھی نہیں میں امید کرتا ہوں کہ اگر آپ نے ابھی تک خود اسکو استعمال نہیں کیا تو کم سے کم اسکے لئے تعریف سے بھرے ہوئے الفاظ آپ کے کسی دوست کی معرفت - رشتہ دار یا ہمسایہ کے ذریعہ اپنے حاکم یا محکوم کے طفیل آپ کے کان تک ضرور پہونچ چکے ہوں گے کیونکہ ہندوستان بھر میں کوئی جگہ جغرافیائی حیثیت سے ایسی نہیں رہی جہاں اس کا زود اثر ہونے اور اپنے وقت کی بے مثل چیز ہونے کا چرچا نہوا اسلئے اسکے متعلق میں زیادہ آپ سے کچھ نہیں کہنا چاہتا -

اب مجھے جو کچھہ آپ سے کہنا ہے وہ یہہ ہے

کہ جب بعض نادان بھائیوں نے مفرح عنبری کی بے طرح ملک میں قبولیت دیکھی تو اکثروں کے پیٹ میں حسد کے مارے گدی گدی ہونے لگی - اور بعض نے یہانتک کوتہ اندیشی سے کام لیا کہ بیرونجات سادہ لوح لوگوں کو دہوکہ میں ڈالنے کیلئے ہمارے اشتہار کے اکثر حصہ کی بعینہ نقل ہی کردی - اور سطح نام کے تہوڑے سے تغیّر و تبدل سے اشتہار جاری کردیئے - اور اس طرز سے اشتہار لکھے کہ دیکھنے والا سرسری نظر میں معاً یہی سمجھے کہ یہ وہی چیز ہے جسکی ہم ہمیشہ تعریف اور چرچا سنا کرتے ہیں اور بعض نے شروع ہی سے یہہ ہی لکھدیا کہ اب اسکی قیمت نصف یا چہارم کی جاتی ہے حالانکہ اصلی قیمت والا اشتہار انکے نام سے دنیا میں کبھی آیا ہی نہ تہا - خدا تعالےٰ اپنے رحم سے ان کی حالت کی اصلاح فرماوے تا یہ لوگ اس بُت پرستی سے باز آدیں اور سمجھیں کہ رزاق صرف اوسکی ذات ہے جو ہر چیز کا خالق ہے

ان اشتہاروں سے یہانتک لوگوں نے دہوکہ کہایا کہ

بعض لوگوں کے خطوط ہمارے پاس پہونچے کہ آپ کا اشتہار نصف قیمت کا فلان جگہ سے یا فلان اخبار سے ملا ہے لہذا آپ مہربانی کرکے اتنی ڈبیہ بہیجدیں - تب اون کو جواب لکھے گئے کہ آپنے دہوکہ کہایا ہے ہمارا اشتہار کوئی ایسا نہیں نکلا اور نہ ہمیں مفرح عنبری جیسی قیمتی دوائی کا بے اندازہ خرچ و محنت ایسی اجازت ہی دیتے ہیں کہ ہم اسکو نصف قیمت پر دے سکیں -

خیر! آمدم برسر مطلب

اب اس نوٹس کے پڑہنے سے آپ کو مذکورہ بالا علم تو ہوگیا ہے - اب اگر کوئی اشتہار اس قسم کا آپ کی نظر سے گذرے گا تو یقیناً آپکو معلوم ہو جائیگا کہ یہ اشتہار کس کی نقل ہے - اور اس اشتہار دینے والے کی منشاء کیا ہے -

بیہہ ہم آپ کو ہرگز منع نہیں کرتے

کہ آپ انکی دوائی نہ خریدیں - یہ آپ کا اختیار ہے - اور خدا تعالےٰ سب کا رزّاق ہے یہ امر تو خریدنے والے اور بیچنے والے دونوں کی قسمت پر منحصر ہے جیسا کسی کا عوض ہوگا ویسا ہی اوسکا معاوضہ ہوگا -

بالآخر میں ایسے لوگوں کی بھلائی کیواسطے ایک نصیحت کرتا ہوں

اے خدا کے بندو! کامیابی کا یہ طریق نہیں جو تم نے اختیار کیا ہے - کامیاب ہونا چاہتے ہو تو رزّاق خدا کی ہستی پر ایمان لاؤ - اور کسی کامیاب شخص کی وہ راہ اختیار کرو جس سے وہ کامیاب ہوا ورنہ خالی اشتہار چوری اور ہیر پہیر سے سوائے خسران کے کچھہ نصیب نہ ہوگا اور عاقبت نہایت برباد ہوگی -

مثال کے طور پر تمہیں ایک نظیر بتا دیتا ہوں

اس کے بعد بھی اگر نہ سمجھو تو پھر تمہیں حوالہ بخدا کرتا ہوں (واللہ عزیز ذو انتقام) دیکھو اور سوچو کہ جب سردار میا سنگھ نے ممیرے کا سرمہ ایجاد کیا تو اس سے پہلے جہانتک میرا علم ہے دنیا میں اس نام کا کوئی سرمہ موجود نہ تہا - مگر جب دنیا نے اوسے کامیاب ہوتے دیکھا تو اب قریبًا ہر ایک اشتہار میں ممیرے کا سرمہ موجود ہے - مگر تم ہی خدارا سوچ لو کہ کون کامیاب ہوگیا - اور دوسروں کو کیا ملا - فرض کرو کہ اگر تم نے کسی مکر و حیلہ سے یا منت سماجت سے یا کسی کی خوشامد و لجاجت سے کسی کو اپنا ہم خیال ہی بنالیا تو مت سمجھو کہ کامیابی اسی میں ہے - مانا کہ دنیاوی بادشاہت کے قانون کی زد سے بچ سکتے ہو - لیکن احکم الحاکمین کے قانون کے پنجہ سے رہائی نہیں پاسکتے کیونکہ وہ تو دل کے بھیدوں اور نہان در نہان اسرار سے واقف ہے -

اب ناظرین سے میری اک عرض یہہ ہے

کہ کم سے کم آپ اس دہوکہ میں کبھی نہ آویں کہ کبھی کوئی اشتہار دیکھکر خواہ وہ ہمارے اشتہاروں میں سے کیسا ہی ملتا جلتا ہو - یا مفرح عنبری کے نام سے کیسا ہی قریب تر ہو یہ نہ سمجھہ لیں کہ وہ اور مفرح عنبری ایک ہی چیز ہے بلکہ یہ سمجھیں کہ یہ اشتہار دینے والے کی اپنی خاص صنعت ہے پھر خریدو یا نہ خریدو یہ آپ کا اختیار ہے - اور مفرح عنبری کے لئے ہمیشہ اس نام اور پتہ کو یاد رکھئے -

موجد مفرّح عنبری

حکیم محمد حسین قریشی

کارخانہ رفیق الصحت — لاہور

کیونکہ اس کا ایجاد کرنے والا یہی خاکسار ہے اور ہندوستان میں کامیاب ہونیوالی بفضلہ یہی دوائی ہے جسکا نام **مفرّح عنبری** ہے -

نمبر ۸ قادیان دار الامان مورخہ ۲۴ مئی ۱۹۰۶ء مطابق ۲۹ ربیع الاول ۱۳۲۴ھ جلد ۱

تازہ الہامات و کشوف
ورؤیا

۱۸ مئی ۱۹۰۶ء - ۱ - رؤیا میں دیکھا کہ کوئی شخص طاعون کے متعلق کہتا ہے۔
"ابتک پیچھا نہیں چھوڑتی"
۲ - الہام ہوا
"زندگی کے آثار"
اس وحی الٰہی کے تھوڑی دیر بعد سیٹھ عبدالرحمان صاحب کا مدراس سے تار آیا جس میں سیٹھ صاحب کی بیماری سے افاقہ کی خبر تھی - فرمایا - پہلے خدا کا تار پہونچا - اور پیچھے بندوں کا - اس الہامی خبر سے صرف یہ سمجھا گیا کہ جس مضمون کا تار روانہ کیا گیا تھا اس مضمون سے خدا تعالےٰ نے اطلاع دیدی۔

۲۰ مئی ۱۹۰۶ء

(۱) انی مع الافواج اتیک بغتۃ
ترجمہ میں فوجوں کے ساتھ تیرے پاس اچانک آؤنگا۔
(۲) اریک زلزلۃ الساعۃ
انی احافظ کل من فی الدار
ترجمہ میں تجھے وہ زلزلہ دکھاؤنگا - جو قیامت کا نمونہ ہوگا۔
میں ان سب کی حفاظت کرونگا جو اس گھر میں ہیں۔
۲۲ مئی ۱۹۰۶ء - ترد علیک انوار الشباب

سبائی علیک زمن الشباب - وان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فاتوا بشفاء من مثلہ - ترد علیہا روحہا وریحانہا

یعنی تیری طرف نوجوانی کی قوتیں جوانی کی [illegible] اور تیرے پر [illegible] والی کا آئیگا [illegible] حرج نہیں اور اگر تم اے لوگو! ہمارے اس نشان کے شک میں ہو تو اس کی نظیر پیش کرو - اور تیری بیوی کی طرف بھی صحت اور تازگی رد کی جائیگی - فقط

ان الہامات کا باعث یہ ہے کہ عرصہ تین چار ماہ سے میری طبیعت نہایت ضعیف ہو گئی ہے - بجز دو وقت ظہر اور عصر کے نماز کے لئے بھی نہیں جا سکتا - اور اکثر بیٹھ کر نماز پڑھتا ہوں - اور اگر ایک سطر بھی کچھ لکھوں یا فکر کروں - تو خطرناک دوران سر شروع ہو جاتا ہے اور دل ڈوبنے لگتا ہے جسم بالکل بیکار ہو رہا ہے اور جسمانی قویٰ ایسے مضمحل ہو گئے ہیں - کہ خطرناک حالت ہے - گویا مسلوب القویٰ ہوں اور آخری وقت ہے - ایسا ہی میری بیوی دائم المریض ہے - امراض رحم و جگر دامنگیر ہیں - پس میں نے دعا کی تھی - کہ خدا تعالےٰ وہ مجھے پہلی قوت جوانی کے عالم کی عطا کرے تا میں کچھ خدمت دین کر سکوں اور اپنی بیوی کی صحت کے لئے بھی دعا کی تھی - اس دعا پر یہ الہام ہوئے ہیں جو اوپر ذکر کئے گئے - خدا تعالےٰ ان کے بہتر معنے جانتا ہے - صرف اس قدر معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالےٰ انہیں صحت عطا فرمائیگا اور مجھے وہ قوتیں عطا کرے گا جن سے میں خدمت دین کر سکوں - واللہ اعلم بالصواب۔

اور اس میں یہ بھی خوشخبری ہے - کہ اللہ تعالےٰ میری بیوی کو بھی صحت اور تندرستی عطا کرے گا۔

میڈیکل سکول کے خارج شدہ طلباء کو حضرت مسیح موعودؑ کی نصیحت

لاہور میڈیکل اسکول کے جن طلباء نے اپنے اوستادوں سے ناراض ہو کر اتفاق کر کے مدرسہ جانا بند کر دیا ہے - ان میں سے دو طالب علم (عبد الحکیم صاحب اور ایک اور) قادیان میں حضرت مسیح موعود کی خدمت میں ۲۱ مئی کو حاضر ہوئے اور اپنا واقعہ گذشتہ اور پرنسپل کا - ۲۱ مئی تک داخل ہو جانے کی اجازت دیدینے کا ذکر کیا - آپ نے فرمایا کہ آج کل اس قسم کی کارروائیاں گورنمنٹ کے ساتھ بغاوت کی طرف منسوب کی جاتی ہیں - اور اُن سے بچنا چاہئے میرے نزدیک اس معاملہ کو ترقی نہیں دینا چاہئے اور پرنسپل کی اجازت سے فائدہ حاصل کر کے داخل ہو جانا چاہئے - جن اوستادوں کے ساتھ تم نے ناراضگی کا اظہار کیا ہے ان کو اندر ہی اندر تنبیہ کی گئی ہوگی - اور امید نہیں کہ وہ آیندہ تمہارے ساتھ بُرا سلوک کریں - گورنمنٹ ایسے لوگوں کو بغیر باز پرس نہیں چھوڑتی گو عام اظہار ایسی بات کا نہ کیا جاوے - علاوہ اس کے تمہیں چاہئے کہ اگر اُنہوں نے بداخلاقی کی ہے - تو تم ان سے اخلاق سیکھو - اور اگر تمہیں کبھی ایسی افسری کا موقعہ ملے تو تم اخلاق کا برتاؤ - اپنے شاگردوں اور ماتحتوں کے ساتھ کرو - اور جو قسمیں تم نے ضد پر کھائی ہیں وہ ناجائز ہیں - ناجائز قسم پر قایم رہنا گناہ ہے - خدا نے اسلامی شریعت میں یہی حکم دیا ہے - کہ ناجائز قسموں اور ناجائز اقراروں کو توڑ دیا جاوے - وقت کو ضائع کرنا اچھا نہیں - اپنے آپ کو پریشانی میں مت ڈالو - اور اپنے مدرسہ میں داخل ہو جاؤ۔

دار الامان کا ہفتہ اور سلسلہ کی خبریں

۱- اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے اہل بیت اور دیگر خدام بحمد اللہ اچھی طرح سے ہیں۔

(۲) بزرگان ملت کی صحت تسلی بخش ہے۔ فاضل امروہی ۲۹ مئی کو وطن جانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ آپ نے وعدہ فرمایا ہے کہ الحکم کی ہر اشاعت میں انکا کوئی نمونہ شائع ہوا کرے گا۔ انشاء اللہ۔

۳- حیدر آباد دکن سے ہمارے دیرینہ مہربان اور محترم بھائی مولوی محمد سعید صاحب مع دوستوں کے تشریف لائے دو تین ہفتہ قیام کریں گے۔

پنڈی گھیپ سے ڈاکٹر بشارت احمد صاحب سعادت اندوز ہوئے۔ ایک ہفتہ رہ کر واپس چلے گئے۔ منشی برکت علی صاحب شملہ سے آئے۔ اسکے علاوہ اور کئی مہمان مختلف جگہ سے آئے اور چلے گئے۔

(۴) آج مدرسہ تعلیم الاسلام میں **ایمپائر ڈے** منایا جاویگا جس میں گورنمنٹ انگلشیہ کی وفاداری اور سچی خیر خواہی کے متعلق تقریریں ہونگی۔ اس جلسہ کے میر مجلس جناب مرزا محمد افضل بیگ صاحب انسپکٹر ٹیکی وڈکیتی حال رخصتی قادیان ہونگے۔ مفصل حالات دوسری جگہ دئے جاوینگے۔

(۵) ایڈیٹر الحکم کے خلاف جو مقدمہ زیر دفعہ ۲۴۲ یہاں کے بعض شورہ پشت لوگوں کی تحریک سے ہوا تھا۔ اس میں فریق مخالف نے دست برداری دیدی اور فتنہ پردازوں کو نامراد رکھا۔ خدا تعالےٰ کا محض فضل ہے۔

(۶) ڈاکٹر محمد اسماعیل خان صاحب اپنی رخصت پوری کرکے دہلی واپس چلے گئے۔ دہلی کی جماعت خدا کے فضل سے دن بدن بڑھ رہی ہے۔ ۴ نئے احمدی سلسلہ میں داخل ہوئے اللّٰھم زد فزد۔ میر قاسم علی صاحب تبلیغ میں ازبس مصروف ہیں۔ احمد مسیح مباہلہ کی منظوری کے بعد خاموش ہے۔

۷- ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کو لاہور کے الاخوان کلب کی طرف سے جناب خواجہ کمال الدین صاحب وکیل سلسلہ عالیہ کے مکان واقع انارکلی میں ٹی پارٹی دی گئی۔ اور ایک ایڈریس دیا گیا۔ ڈاکٹر صاحب کا جواب تسلی بخش اور امید افزا تھا۔

(۸) مرزا عزیز احمد صاحب نبیرہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام علیگڑہ کالج میں تعلیم پانے کے لئے آج روانہ ہوئے۔

متفرقات

غیر احمدی سے نکاح

حضرت حکیم الامۃ کی خدمت میں ایک شخص نے لکھا ہے کہ ایک شخص جماعت احمدیہ میں سے اپنی لڑکی یا ہمشیرہ کا تعلق شادی اس شخص کے ساتھ کرتا ہے جو ہمارے سلسلہ کا مخالف ہے صرف موافقت قومی یا [illegible] کی ہے۔ کیا یہ رشتہ اسکو کرنا چاہئے۔؟

ایک احمدی نے اس سے رشتہ مانگا تھا [illegible] قبول اسکو صاف جواب دیکر غیر احمدی سے کرنا چاہتا ہے!

حضرت حکیم الامۃ نے اس سوال کے جواب کے لئے اس اشتہار کا حوالہ دیا ہے جو ۷ جون ۱۸۹۸ء کو حضرت اقدس نے شائع کیا تھا میں اسکا وہ حصہ جو اس جواب کے متعلق ہے درج کرتا ہوں اور وہ یہ ہے۔

" انکے باہمی اتحاد بڑھانے کے لئے اور نیز انکو اہل اقارب کے بد اثر اور بد نتائج سے بچانے کے لئے لڑکیوں اور لڑکوں کے بارے میں کوئی احسن انتظام کیا جاوے۔ یہ تو ظاہر ہے کہ جو لوگ مخالف مولویوں کے زیر سایہ ہو کر تعصب اور عناد اور بخل اور عداوت کے پورے درجہ تک پہنچ گئے ہیں۔ ان سے ہماری جماعت کے نئے رشتے غیر ممکن ہو گئے ہیں جب تک کہ وہ توبہ کرکے اسی جماعت میں داخل نہ ہوں ....

کچھ بھی ضرورت نہیں جو کہ ایسے لوگوں سے ہماری جماعت نئے تعلق پیدا کرے جو ہمیں کافر کہتے اور ہمارا نام دجّال رکھتے یا خود تو نہیں مگر ایسے لوگوں کے ثنا خوان اور تابع ہیں ....

یاد رہے کہ جو شخص ایسے لوگوں کو چھوڑ نہیں سکتا وہ ہماری جماعت میں داخل ہونے کے لائق نہیں جب تک پاکی اور سچائی کے لئے ایک بھائی بھائی کو نہیں چھوڑیگا۔ اور ایک باپ بیٹے سے علیحدہ نہیں ہوگا تب تک وہ ہم میں سے نہیں۔ سو تمام جماعت توجہ سے سن لے کہ راستباز کے لئے ان شرائط پر پابند ہونا ضروری ہے"

اشتہار مذکور کے اصل الفاظ درج کر دیئے ہیں اسپر کسی حاشیہ کی حاجت نہیں۔

ضرورت

۱- شیخ محمد صاحب احمدی بنگالہ ضلع ہوشیارپور سے درخواست کرتے ہیں کہ انہیں اخبار ملے وہ خرید نہیں سکتے کوئی بھائی ان سے سلوک کریں۔

۲- فصاید قاآنی کی ضرورت سید ضیاء الحق صاحب ہیڈ ماسٹر وکٹوریہ ہائی سکول کٹک ملک اڑیسہ کو ہے اگر کسی کے پاس ہو تو عاریتاً یا قیمتاً انہیں بھیجدے۔

۳- مولوی محمد امین صاحب داڑوی کے لئے احباب دعا کریں۔

۴- میاں غلام حسن کشمیری جو بڑا مخلص اور دیندار احمدی ترگڑی ضلع گوجرانوالہ کا تھا فوت ہو گیا ہے جنازہ غائب پڑھا جاوے۔ ایسا ہی میاں چراغدین صاحب مرحوم ساکن ترگڑی کا جنازہ بھی پڑھا جاوے۔

اطلاع

۱- دفتر الحکم میں اب مراسلات اس کثرت سے آتی ہیں کہ ان کی کل درج کرکے بہی الحکم کیلئے گنجایش نہیں رہتی اسلئے اگر کسی کا مضمون دیر سے درج ہو تو مجھے معذور رکھیں۔

۲- جماعت پشاور کی طرف سے الحکم کے متعلق بعض مشوروں پر مشتمل ایک چٹھی میرے پاس پہونچی ہے ایسی بحثیں اگر اخبار میں شروع ہوں تو پھر اخبار اصل مقصد سے دور چلا جاوے۔ اور اگر ایک خط درج ہو تو پھر سب درج ہوں۔ اسلئے جماعت مذکور کی خدمت میں ایڈیٹر الحکم بطور خود جواب بہیجے گا۔ جس کو امید ہے جماعت مذکور پسند کرے گی۔ انشاء اللہ العزیز۔

ایک مطالبہ اور اوس کی ادائیگی

مکرمی جناب شیخ صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ میں سنتا ہوں کہ مولوی غلام دستگیر قصوری کے مباہلہ کا جب کہیں ذکر آتا ہے تو امرتسری مولوی فاضل ہمیشہ یہی کہدیا کرتا ہے کہ مولوی مذکور کی کتاب میں اس مباہلہ کا کہیں ذکر ہی نہیں ہر چند کہ مجھے اخبار اہلحدیث کے دیکھنے کا بہت ہی کم اتفاق ہوتا ہے۔ مگر پھر بھی میں اپنے حافظہ پر زور ڈالکر یہ کہہ سکتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے ہم لوگوں سے اس امر کا مطالبہ کیا تھا کہ ہم اگر ان کو مولوی قصوری کی کسی کتاب سے مباہلہ کی اصل عبارت دکھا دیں گے تو ایڈیٹر اہلحدیث آئندہ کے لئے پختہ وعدہ کرتا ہے کہ وہ حضرت مرزا صاحب کے خلاف لکھنا چھوڑ دیگا چونکہ ایڈیٹر صاحب مذکور کا یہ وعدہ مشروط ہے اس لئے میں رسالہ فتح رحمانی مصنفہ مولوی غلام دستگیر صاحب قصوری مطبوعہ احمدی پریس واقع لدہانہ کے صفحات ۲۶ و ۲۷ کی مطلوبہ و اصل عبارت (**اللّٰھم یا ذوا الجلال والاکرام یا مالک الملک**۔ جیسا کہ تو نے ایک عالم ربانی حضرت محمد طاہر مؤلف مجمع بحار الانوار کی **دعا** اور سعی سے اس مہدی کاذب اور جعلی مسیح کا بیڑا غارت کیا تھا۔ ویسا ہی **دعا** والتجا اس فقیر [illegible]وری کان اللہ لہ سے (جو سچے دل سے تیرے دین متین کی تائید میں حتی الوسع ساعی ہے) مرزا قادیانی اور اوس کے حواریوں کو توبہ نصوح کی توفیق رفیق فرما اور اگر یہ مقدر نہیں تو ان کو **مورد** اس آیت فرقانی کا بنا **فقطع دابر القوم الذین ظلموا والحمد للّٰہ رب العالمین۔ انک علٰی کل شیء قدیر۔ وبالاجابت جدیر آمین**) پیش کرکے دیکھنا چاہتا ہوں۔ کہ مولوی ثناء اللہ صاحب اپنے قول کے کہاں تک پابند ہیں۔

بھلا مباہلہ کا کونسا رنگ ہے جو اس عبارت میں موجود نہیں۔ کیا حضرت محمد طاہر کی طرح مصنف رسالہ فتح رحمانی کی یہ خواہش نہیں تھی کہ وہ بھی اپنے وقت کے مدعی مہدویت و مسیحیت کو نصیب اعدا **فقطع** ہوتا دیکھتا مگر افسوس کہ مصنف رسالہ مذکور کی یہ آرزو ہرگز پوری نہ ہوئی بلکہ خود اوس کی موت نے ثابت کر دیا کہ آیت کا حضرت مرزا صاحب کو آیت **فقطع دابر القوم الذین ظلموا** کا مورد ٹھیرانا حد درجہ کی معصیت اور ہلاکت ہے۔ بہرحال مولوی غلام دستگیر صاحب کا مشکور ہونا چاہئے کہ انہوں نے جناب مرزا صاحب کے دعوے پر صحت کی مہر کر دی ہاں اگر امرتسری مولوی فاضل صاحب نہ مانیں تو پھر انہیں چاہئے کہ اپنے انکار کے ساتھ اتنا اور بھی شائع کردیں کہ آیت **فقطع دابر القوم الذین ظلموا** میں (نعوذ باللہ) اب وہ اثر نہیں رہا جو کبھی پہلے ہوا کرتا تھا اخیر میں پھر اپنے مضمون بعنوان امرتسری اخبار کی طرف توجہ دلاکر آپ سے اوس آیت و حدیث کا مطالبہ کرتا ہوں کہ جس سے آپ **غیر صالح انسان کا رفع مانے ہوئے ہیں**۔

دیگر جب تک آپ مضمون مذکورہ بالا کی آخری دو آیتوں کی تطبیق سے اطلاع ندینگے اُس وقت تک ہم بھی آپ کا پیچھا نہیں چھوڑیں گے۔

راقم ناچیز محمد حسین مسافر

اطلاع

اخبار سب خریداران کے نام وقت مقررہ پر دفتر سے روانہ ہوتا ہے جس صاحب کو کوئی پرچہ نہ ملے اوسکو چاہئے کہ جو پرچہ نہیں پہونچا وہ اگلے اخبار کی اگلی اشاعت تک طلب کریں۔ ورنہ بعد میں وہ پرچہ مطلوبہ نہیں ملے گا + منیجر

سنبھل کر چلو ایسا نہو کہ ٹھوکر کھاؤ

ماموریں اور **مرسلین** کے ساتھ تعلق پیدا کرنا اور انکا ساتھ دینا جسقدر مشکل ہے اس سے کہیں زیادہ اس تعلق کو نباہنا اور اسپر ثابت قدم رہنا مشکل ہوتا ہے اسلئے کہ ان لوگوں کے ساتھ قدم قدم پر ابتلا اور ٹھوکریں ہوتی ہیں اور انکی راہ باوجود صراط مستقیم ہونے کے کچھ ایسی نشیب و فراز گھاٹیاں اپنے اندر رکھتی ہے کہ خدا تعالے کے فضل کے سوا بڑے بڑے جوانمرد اور شیر دل انسان ہی پیچھے رہ جاتے ہیں۔ ایک وقت ہوتا ہے کہ کوئی ان کے ساتھ نہیں ہوتا پھر دنیا ایک زبردست رَو کی طرح انکی طرف جھکتی ہے اور پھر ایک وقت آتا ہے کہ مختلف ابتلاؤں اور امتحانوں کی چکی چلتی ہے اور کم ہمت غدار اور غیر مستقل مزاجوں کو الگ کر دیتی ہے۔ اسلئے جب اللہ تعالے کے فضل سے کسی کو یہ موقع مل جاوے کہ وہ کسی صادق کو اپنے وقت پر شناخت کرکے اسکے ساتھ ہو جاوے تو اسکو سب سے بڑی ضرورت اس امر کی ہے کہ اللہ تعالے سے ثبات قدم کے لئے ہر وقت دعا کرتا رہے تا ایسا نہو شیطان اسپر قابو پاکر اسے نیچے گرا دے۔

غرض

یہ عام سنت اللہ ہے کہ ماموریں و مرسلین کا وجود بہت سے ابتلاء لیکر آتا ہے۔ اور انکے ساتھ ساتھ چلنے کے لئے آرام دہ اصول یہی ہے کہ انسان **صدیقی فطرت** پیدا کرے اور رضاء اور تسلیم کو اپنا شیوہ قرار دے۔ یہی وجہ ہے جو اللہ تعالے نے یہ فرمایا کہ تم میں سے کوئی مومن ہو سکتا ہی نہیں جب تک وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ پر دل و جان سے رضا مند ہو جاوے اسپر اعتراض چون و چرا ہو ہی نہیں۔ جس وقت تک یہ فطرت پیدا نہ ہو خطرہ ہی خطرہ ہے اور شیطان کو مختلف رنگوں اور صورتوں میں حملہ کرنے کے لئے موقع مل سکتا ہے

مجھے اس مضمون کے لکھنے کی تحریک اس **الہام** سے ہوئی ہے جو ابھی ۶ مئی کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ان الفاظ میں ہوا ہے۔ **ولا تکلمنی فی الذین ظلموا انھم مغرقون وعد علینا حق**۔

یعنی ان لوگوں کے بارہ میں میرے ساتھ بات نکر جو ظالم ہیں یعنی دنیا کو دین پر مقدم رکھتے ہیں اور دنیا کے ہموم و غموم میں لگ کر دین کے پہلو سے لاپرواہیں ہیں انکو ضرور غرق کروں گا اور ناکامی میں مریں گے یہہ خدا کا سچا وعدہ ہے جو نہیں ٹلے گا۔ اس الہام کے متعلق حضرت اقدس نے فرمایا ہے کہ میرا خیال ہے یہہ الہام ہماری جماعت کے بعض افراد کی نسبت ہے جو دنیا کے ہموم و غموم میں حد سے بڑھ گئے ہیں اور جو دین کی فکر و رحم سے لاپرواہ ہیں گویا خدا تعالے مجھے ہدایت فرماتا ہے کہ ایسے لوگوں کے لئے دعا مت کرو

ان کی شفاعت مت کرو کیونکہ جیسا کہ ان کا دین مر گیا ہے ان کی دنیا بھی مرنے کی لائق ہے کیونکہ دعا اور شفاعت دوستوں کے لئے ہوتی ہے نہ دشمنوں کے لئے پس اس قرینہ سے میں سمجھتا ہوں کہ یہہ الہام خاص دوستوں کے لئے ہے اور ایک بڑے عذاب سے ان کو ڈرایا گیا ہے اور ممکن ہے کہ وہ عذاب دوسروں کے لئے بھی ہو مگر ایسے لوگوں کے لئے بھی ضروری ہے کہ بظاہر اس جماعت میں داخل ہیں مگر ان کی حالت دنیا پرستی کی ہمارے اصول کے مخالف ہے

یہہ الہام جسقدر انذار جماعت کیلئے اپنے اندر رکھتا ہے اسپر مجھے کسی حاشیہ چڑھانے کی حاجت اور ضرورت مطلق نہیں۔ اس سے بڑھکر خوفناک امر میں تمہیں یہ سناتا ہوں۔ کہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام جہاں ایک طرف اپنی جماعت کے استقلال اور ثبات قدم کے لئے دعائیں کرتے رہتے ہیں وہاں دوسری طرف آپ کی دعاؤں کا یہہ بھی جزو ہے کہ جو خشک ٹہنیاں ہیں وہ مجھ سے کاٹی جاویں۔ ایسی صورت میں ہمارے لئے کسقدر خوف کا مقام ہے۔ ان لوگوں کو تو کسی شخص کی قطعاً کوئی پرواہ نہیں ہوتی کہ اگر فلاں شخص ہمارے ساتھ نہوگا تو ہم کو نقصان پہنچیگا۔ وہ مخلوق کو ایک مرے ہوئے کیڑے سے بھی کمتر سمجھتے ہیں ہاں اس امر کے بیشک حریص ہوتے ہیں کہ خلق اللہ کو ہدایت ہو اور مخلوق تباہ اور ہلاک ہونے سے بچ جاوے۔ مگر خدا تعالے کی عظمت اور جلال کے مقابلہ میں وہ ذلیل دنیا کی ہلاکت کی ذرا پرواہ نہیں کرتے۔

اسوقت ڈاکٹر عبد الحکیم خان صاحب کو ابتلاپیش آیا ہے اور انہوں نے حضرت حجۃ الاسلام امام کے حضور سر تسلیم خم کرنے کی بجائے اپنے علم و عقل اور اپنی راستبازی اور دینداری پر بھروسہ کرکے خدا تعالے کے مامور پر حملہ کیا ایسی حالت میں کہ انہیں اتنا بھی الہام ہوتا ہے یہ خدا تعالے کا غضب ہے جو اس شخص پر پڑا کا ہے اللہ تعالے رحم کرے۔ اسلئے میں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ احباب کو مطلع کروں کہ وہ اسوقت ہوشیار ہو جاویں ایسا نہ ہو کہ شیطان کسی راہ سے انہیں آکر ہلاک کرے اور اپنا قابو پائے۔ جیسا کہ خدا تعالے وعدہ کر چکا ہے بعض افراد ہونگے جو اس سلسلہ سے کاٹے جاوینگے لیکن دعا کرو کہ وہ ہم نہیں۔ اگر اسوقت اس عذاب الٰہی سے جو نافرمانوں اور سرکشوں پر آنیوالا ہے جس سے ہمارا امام اور خدا کا برگزیدہ دعا اور شفاعت سے بھی روکدیا گیا ہے بچنے کے لئے استغفار اور دعاؤں میں ہم لگ جاویں تو کیا عجب بیڑا پار ہو جاوے۔ ورنہ معاملہ بہت خطرناک ہے جب تک خاتمہ بالخیر نہو جاوے مت سمجھو کہ ہم فائز المرام ہو گئے۔

ارتداد کی پیشگوئی آج سے نہیں دیر سے ہو چکی ہوئی ہے اور یہ بہت خطرناک ہے اسلئے آؤ ہم اس آگ سے بچنے کی سعی کریں اور خدا کرے کہ وہ وقت ہم پر نہ آئے کہ ہم اپنے مولا امام کی دعاؤں سے الگ کئے

جاویں۔ اسکے لئے میرے اپنے خیال میں جو راہ ہے وہ یہی ہے جس سے امن کی زندگی بسر کرنے کی سبیل نکل سکتی ہے کہ ہم امام کے حضور اپنے تمام ارادوں اور خواہشوں اور خیالوں کو یکدم چھوڑ دیں اس کی رضی اور حکم کے ساتھ ہماری اپنی مرضی اور غرض کوئی نہ ہو اسکے فیصلہ پر ہمارے دل میں انشراح اور طبیعت میں انبساط پیدا ہو۔ اسکی کوئی حرکت و ادا ہمارے لئے بدنما اور مورد اعتراض نہ ہو۔ ظالم طبع اور کمینہ فطرت مخالف میرے اس فقرے پر کئی قسم کے اعتراض کرنے کو طیار ہونگے لیکن میرا روئے سخن ان لوگوں کیطرف ہے جنہوں نے اس سلسلہ کو قبول کیا ہے اگر انہوں نے سچائی سے قبول کیا ہے اور فی الحقیقت اس سلسلہ کو خدا تعالے کی طرف سے سمجھا ہے اور یقیناً ایسا ہی ہے میں خدا تعالے کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ایسا ہی ہے پھر وہ بتائیں کہ انکی اپنی رائے اپنا منشاء امام کی رائے اور منشاء کے سامنے کیا باقی رہ سکتا ہے۔ چاہتے ہو کہ عافیت کے دن گذریں تو اصل یہی ہے کہ اس دانہ کی طرح ہو جاؤ جو زمین میں دبا دیا جاتا ہے اور جو اپنی زندگی اور ہستی کو کھو دیتا ہے۔ پھر وہ نشو و نما پاتا اور پھل پھول لاتا اور مایہ حیات کا جزو ٹھیرتا ہے جب تک یہ نہیں کچھ بھی نہیں۔

دوستو یہہ راہ بہت خطرناک ہے ہم بڑی بھاری ذمہ داری کے نیچے ہیں جب سے اس الہام کو پڑھا ہے اور ڈاکٹر عبد الحکیم خان کے حالات پر اطلاع ہوئی میں بہت ڈر گیا ہوں۔ اللہ تعالے اپنا فضل کرے اور ہمارا خاتمہ ایمان پر کرے (آمین) یہہ خطرناک مرحلہ آیا ہے وہ لوگ جو کشوف و الہامات کے مدعی جو اپنی تحریروں اور تقریروں میں پر زور الفاظ میں تصدیق کر چکے ہیں اور جنہیں اپنی نیک کرداری پر ناز ہے انکی یہہ حالت ہے تو میں اور دوسرے کس شمار میں ہیں۔ اصل اور سچی بات یہی ہے کہ خدا کے فضل کے بغیر بیڑا پار ہونا مشکل ہے۔ ہم میں سے ہر ایک کا فرض ہے کہ دعاؤں سے ایک دوسرے کی مدد کریں۔ اور خدا تعالے کے فضل کو مانیں تا وہ ہمیں ہر قسم کی ٹھوکر سے محفوظ رکھے۔ میں اس مختصر نوٹ کو اس پیشگوئی پر جو آج سے قریباً دس سال پیشتر شائع ہو چکی ہے ختم کر دیتا ہوں تا کہ ہم اسکو پڑھکر فائدہ اٹھائیں اور خدا کے فضل کے امیدوار رہوں۔ (وہ پیشگوئی یہ ہے)

میں ایسے لوگوں کو مطلع کرتا ہوں کہ یہ تو فتح ہے اور کامل فتح اس سے کوئی انکار نہیں کریگا مگر خبیث القلب لیکن صادق تو ابتلاؤں کے وقت بھی ثابت قدم رہتے ہیں اور وہ جانتے ہیں کہ آخر خدا ہمارا ہی حامی ہوگا اور یہ عاجز اگرچہ ایسے کامل دوستوں کے وجود سے خدا تعالے کا شکر کرتا ہے لیکن باوجود اس کے یہ بھی ایمان ہے کہ اگرچہ ایک فرد بھی ساتھ نہ رہے اور سب چھوڑ چھاڑ کر

اپنا راہ لیں تب بھی مجھے کچھ خوف نہیں میں جانتا ہوں کہ خدا تعالے میرے ساتھ ہے اگر میں پیسا جاؤں اور کچلا جاؤں اور ایک ذرہ سے بھی حقیر تر ہو جاؤں اور ہر ایک طرف سے ایذا اور گالی اور لعنت دیکھوں تب بھی میں آخر **فتحیاب** ہونگا مجھکو کوئی نہیں جانتا مگر وہ جو میرے ساتھ ہے میں ہرگز ضائع نہیں ہو سکتا۔ دشمنوں کی کوششیں عبث ہیں اور حاسدوں کے منصوبے لا حاصل ہیں۔

اے نادانو اور اندھو مجھ سے پہلے کون صادق ضائع ہوا جو میں ضائع ہو جاؤنگا۔ کس سچے وفادار کو خدا نے ذلت کے ساتھ ہلاک کر دیا جو مجھے ہلاک کرے گا۔ یقیناً یاد رکھو اور کان کھول کر سنو کہ میری روح ہلاک ہونے والی روح نہیں اور میری سرشت میں ناکامی کا خمیر نہیں مجھے وہ ہمت اور صدق بخشا گیا ہے جس کے آگے پہاڑ ہیچ ہیں میں کسی کی پرواہ نہیں رکھتا میں اکیلا تھا اور اکیلا رہنے پر ناراض نہیں کیا خدا مجھے چھوڑ دیگا کبھی نہیں چھوڑیگا کیا وہ مجھے ضائع کر دیگا کبھی نہیں ضائع کریگا۔ دشمن ذلیل ہونگے اور حاسد شرمندہ اور خدا اپنے بندوں کو ہر میدان میں فتح دیگا۔ میں اس کے ساتھ وہ میرے ساتھ ہے۔ کوئی چیز ہمارا پیوند توڑ نہیں سکتی اور مجھے اسکی عزت اور جلال کی قسم ہے کہ مجھے دنیا اور آخرت میں اس سے زیادہ کوئی چیز بھی پیاری نہیں کہ اوس کے دین کی عظمت ظاہر ہو اسکا جلال چمکے اور اوسکا بول بالا ہو۔ کسی ابتلا سے اوس کے فضل کے ساتھ مجھے خوف نہیں۔ اگرچہ ایک ابتلا نہیں کروڑ ابتلا ہوں ابتلاؤں کے میدان میں اور دکھوں کے جنگلوں میں مجھے طاقت دیگئی ہے ؎

من نہ آنستم کہ روز جنگ بینی پشت من
آن منم کاندر میان خاک و خون بینی سرے

پس اگر کوئی میرے قدم پر چلنا نہیں چاہتا تو مجھ سے الگ ہو جائے مجھے کیا معلوم ہے کہ ابھی کون کون سے ہولناک جنگل اور پر خار بادیہ در پیش ہیں جنکو میں نے طے کرنا ہے پس جن لوگوں کے نازک پیر ہیں وہ کیوں میرے ساتھ مصیبت اٹھاتے ہیں۔ جو میرے ہیں وہ مجھ سے جدا نہیں ہو سکتے۔ نہ مصیبت سے نہ لوگوں کے سب و شتم سے نہ آسمانی ابتلاؤں اور آزمائشوں سے۔ اور جو میرے نہیں وہ عبث دوستی کا دم مارتے ہیں کیونکہ وہ عنقریب الگ کئے جائینگے اور اون کا پچھلا حال اون کے پہلے سے بدتر ہوگا۔ کیا ہم زلزلوں سے ڈر سکتے ہیں کیا ہم خدا تعالے کی راہ میں ابتلاؤں سے خوفناک ہو جائینگے کیا ہم اپنے پیارے خدا کی کسی آزمائش سے جدا ہو سکتے ہیں ہرگز نہیں ہو سکتے۔ مگر محض اسکے فضل اور رحمت سے۔ پس جو جدا ہونے والے ہیں جدا ہو جائیں اونکو وداع کا سلام۔ لیکن یاد رکھیں کہ بدظنی اور قطع تعلق کے بعد اگر پھر کسی وقت جھکیں تو اس جھکنے کی عند اللہ ایسی عزت نہیں ہوگی جو وفادار لوگ عزت پاتے ہیں کیونکہ بدظنی اور غداری کا داغ بہت ہی بڑا داغ ہے ؎

اکنون ہزار عذر بیاری گناہ را۔ مرشوی کردہ را نبود زہے دفتری۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی

تصویب فرمودہ حضرت عیسی اللہ فی حلل الانبیا ونیز حضرت حکیم الامۃ سماعت فرمودہ اند

(بہ اصلاح)

حضرت مسیح موعود و مہدی معہود کو روبرو جلسہ کے سنایا گیا

قال اللہ تعالے واذ استسقی موسی لقومہ فقلنا اضرب بعصاک الحجر فانفجرت منہ اثنتا عشرۃ عینا قد علم کل اناس مشربہم الاٰیہ

یعنے اور وہ واقعہ بہی اسوقت یاد کرو جبکہ موسی نے اپنی قوم کے لئے پانی کی درخواست کی تو ہمنے اپنے مقام عظمت سے فرمایا کہ اے موسی اپنی لاٹہی پتھر پر مارو مارتے ہی عصا کے پتھر سے بارہ چشمے پہوٹ نکلے اور سب لوگوں نے اپنا اپنا گہاٹ معلوم یا معین کر لیا۔

فائدہ تفسیری۔ حضرت موسی نے جو جناب باری میں استسقا کیا تہا وہ دال ہے اسپر کہ قوم کو پانی کی سخت ضرورت تہی اور واقعات بہی اسی پر دلالت کرتے ہیں کیونکہ یہہ **استسقائیہ** یعنی اوس بیابان میں واقع ہوا تہا جہیں وے چالیس برس تک حیران و پریشان پہرتے رہے تہے اگرچہ ضرب فی الارض کے معنے زمین میں چلنے کے بہی آتے ہیں لیکن ضرب بالعصا یا ضرب بالید یا ضرب بالسیف کے معنی متبادر عصا وغیرہ کے ساتہہ مارنیکے ہیں اگر محاورہ ضرب بالعصا وغیرہ کے معنی سوائے معنی مذکور کے اور کچہہ ثابت ہو جاویں تو کلام الٰہی چونکہ لا تنقضی عجائبہ کا مصداق ہے تو اوس میں ہمیں کلام نہیں ہوگا اور آیت فاضرب لہم طریقا فی البحر یبسا چلنے کے معنوں میں نص نہیں ہے کیونکہ اوس کے معنی بحکم القرآن یفسر بعضہ بعضا کے یہہ بہی ہو سکتے ہیں کہ اضرب بعصاک لتجعل لہم طریقا فی البحر یبسا علاوہ اس کے حرف جر فی کا یہاں پر بہی موجود ہے جو ایک قرینہ ہے چلنے کے معنوں پر اور دوسرے لفظ طریق کا بڑا قرینہ ہے چلنے کے معنوں کے لئے اسلئے ضرب بالعصا کا قیاس اضرب لہم طریقا فی البحر پر مناسب نہیں معلوم ہوتا کیونکہ ضرب بالعصا میں آلہ ضرب یعنے زدن موجود ہے اور اضرب لہم طریقا فی البحر میں عصا موجود نہیں اور طریق موجود ہے اور فی بہی ہے اور واضربوا مشارق الارض ومغاربہا

میں بہی کوئی آلہ ضرب یعنی زدن کا موجود نہیں علاوہ بریں سیاق و سباق آیت کا بہی موید معنی زدن ہی کا ہے کیونکہ فانفجرت میں جو حرف فا ہے وہ دلالت کرتا ہے کہ نہایت ہی سرعت کے ساتہہ بارہ چشمے بہہ نکلے تہے یعنی ضرب بعصاک الحجر کا فرمانا اور چشموں کا پہوٹنا قریب قریب زمانہ میں واقع ہوا تہا۔ اور اگر مسافت بیابان کی خواہ کسیقدر ہو طے کر کر ایک عرصہ کے بعد کسی پہاڑی میں پونہچا ہوتا جسمیں بطور معتاد کے بارہ چشمے بہہ رہے تہے تو اس نظم عبارت سے اوسکا بیان کرنا جلالت شان کلام الٰہی کے مناسب نہیں معلوم ہوتا اور نیز کسی قدر مدت تک بغیر پانی کے بمشقت سفر کرنا ایک فوج کثیر التعداد کا جسکی تعداد قریب چہہ لاکہہ کے ہو استسقائے موسوی کی اجابت سے جو بالفاظ **فقلنا اضرب بعصاک الحجر** کے ہی مناسب نہیں معلوم ہوتا اور الحجر کے معنے جو مشہور ہیں وہ پتھر کے ہیں جسکو فارسی میں سنگ کہتے ہیں مفردات راغب میں لکہا ہے الحجر الجوہر الصلب المعروف اور وہ صیغہ بہی مفرد کا ہے جو اوس پتھر کے واحد ہونے پر دلالت کرتا ہے خواہ وہ پتھر کوئی خاص پتھر ہو یا اوسی تیہ میں کوئی پتھر غیر مخصوص ہو اگر الف لام جنسی لیا جاوے اور قرآن مجید کے تواتر لفظی کے مناسب بہی یہی ہے کہ معنی الفاظ بہی وہی لئے جاویں جو مشہور و معروف ہوں اور صرف مفردات لغت کے معنے لیکر کسی کلام کے معنے بنانے بغیر سند محاورہ کے ہر جگہ پر مناسب نہیں معلوم ہوتا مثلاً اگر کوئی شخص آیت کتب علیکم الصیام کے معنی بحوالہ مفردات لغت کے یہہ کہے کہ کتب کے معنے جمع اور صوم کے معنی شتر مرغ کی بیٹہہ لغات معتبرہ عربیہ میں لکہی ہوئی ہیں تو بموجب مفردات لغت کے اس آیت کا ترجمہ مراد الٰہی سے کسقدر بعید ہو جاویگا۔ کہ شتر مرغ کی بیٹہہ تمپر جمع کر دی گئی۔ ہاں البتہ ان معنوں پر آریہ وغیرہ نے اعتراض کیا ہے کہ یہہ قصہ مندرجہ قرآن مجید کا سینس کے خلاف ہے اور بعض لوگ یہہ بہی کہتے ہیں کہ یہہ قصہ توراۃ کے خلاف ہے کیونکہ کتاب خروج $\frac{15}{17}$ میں یہ قصہ یوں لکہا ہوا ہے پہر وہ ایلیم کو جہاں پانی کے بارہ چشمے اور ستر درخت کہجور کے تہے آئے اور اونہوں نے پانی پر خیمے کہڑے کئے سو اسکا جواب سینس کے متعلق تو یہ ہے۔ کہ اسباب اولی پانی کے پہوٹ نکلنے کے کچہہ بہی ہوں مگر یہ امر ثابت شدہ ہے کہ پتھروں میں نسبتی مٹی کے ڈیلوں وغیرہ کی برودت اور قوت جذب زیادہ ہوتی ہے ایک ہلکا پتھر جسکو انگریزی میں یونس پٹلون کہتے ہیں رطوبات اور پانی کا ایسا

جاذب ہوتا ہے کہ پانی کے قریب رکہنے سے وہ پتھر اپنے جرم کے بموجب پانی کو جذب کر لیتا ہے۔ اور یہہ بہی ظاہر ہے کہ پہاڑوں میں اکثر بارش ہوتی رہتی ہے اور سردی بہی زیادہ رہتی ہے خواہ اسباب اوسکے کچہہ ہی ہوں جسکا ہمارا کانپور کے لئے ہمارے مشاہدہ میں ہی کہ بخارات ارضیہ اور کرہ ہوائیہ کے بخارات پہاڑوں کی طرف منجذب ہونے رہتے ہیں اور پہر وہ بخارات پانی کے ساتہہ منقلب ہو جاتے ہیں اور اس قوت تبرید اور جذب میں کمی زیادتی کا ہونا بہی کچہہ بعید نہیں کیونکہ ضعف اور قوت ہر ایک شے میں مشاہد ہے۔ دیکہو بعض سنگہائے مقناطیس میں قوت جاذبہ کی بیشی کے ساتہہ پائی جاتی ہے اور یہہ قوت جاذبہ قوت اتصال کی ایک شاخ ہے جو ہر ایک جسم میں پائی جاتی ہے پس اس امر کو کونسا سینس رد کرتا ہے کہ کسی پتھر میں قوت تبرید بہی زیادہ ہو اور قوت جذب بہی خصوصاً جبکہ اوسمیں ضرب بالعصا سے کوئی صدمہ بہی پہونچ جاوے اور شق ہو جاوے اور پہر ان بخارات کرہ ارضی یا کرہ ہوائی کو جذب کرے جو مادہ اور خزانہ پانی کا ہیں اور خواہ وہ بخارات سمندر سے ہی آئے ہوں یا اور کہیں سے بہرحال بسبب قوت تبرید اوس پتھر کے وہ بخارات مذکورہ پانی کے ساتہہ منقلب ہو جاویں خصوصاً اوسوقت میں کہ بعض اوضاع فلکی کے حدوث سے کرہ ہوا میں رطوبت بہی پیدا ہو گئی ہو تو اس عالم کون و فساد میں سینس اس امر کو کس دلیل سے نفی کر سکتا ہے ظاہر ہے کہ حوادث ارضیہ بموجب علم طبعیات کی اوضاع فلکیہ کے تابع ہیں پس اسمیں کیا بعید ہے کہ اوسوقت موسوی میں کوئی وضع فلکی بہی ایسی پیدا ہو گئی ہو جسکی وجہہ سے بخارات کرہ ہوائی یا بخارات کرہ ارضی اوس تیہ کے نہایت مرطوب ہو گئی ہوں۔ اور بعد جمع ہونے خزانہ پانی کے زمین میں اس پتھر سے ضرب بالعصا کے سبب پانی بہہ نکلا خواہ اسباب اولی اوسکے کچہہ ہی ہوں۔ پہر جبکہ ہم تمام دریاؤں کی اصل چشموں پر نظر کرتے ہیں تو اس قسم کے امور کو مشاہد بہی پاتے ہیں مثلاً دریائے گنگ کے اصل منبع پر نظر کرو کہ وہ صرف بقدر گاؤ کے مونہہ کی ایک چہوٹا سا پتھر ہے جسکو گنگو تری یا گئو مکہہ کہتے ہیں اور پہر نظر ثانی کرو دریائے گنگ کے اون مقامات کو جہاں پر اوسکا پہانٹ کوسوں تک پونہچ گیا ہے بلکہ سیکڑوں گہاٹ اوسمیں موجود ہو گئے ہیں اور دریائے برہمپتر سے ملکر تو اوسکا بڑا ہی جوش و خروش ور خروش ہو گیا ہے اب ہم بہانیر سنس کی رو سے یہہ بہی دریافت

کرنا چاہتے ہیں کہ یہ دریائے گنگ اوسی ایک پتھر خاص سے جسے گئو مکہہ کہتے ہیں کیوں نکلا دوسرے پتھر یا دوسری جگہ سے کیوں نہیں نکلا اور ابتدا نکلنے کے اسقدر کثیر المقدار جسکا پہانٹ بعض مقامات پر کوسوں تک پہونچ گیا ہے کیونکر ہو گیا فما ہو جوابکم فہو جوابنا جو سینس یہانپر جاری کیا جاوے گا اوسی سینس سے یہ بارہ چشمے بہی جاری ہو سکتے ہیں۔ نظیر اوسکی نبی اسمعیل میں وہ چشمہ چاہ زمزم کا ہے جو ابتک موجود ہے جسکی نسبت حدیث میں آیا ہے کہ اگر وہ پانی محصور نہ کیا جاتا تو ایک عالم میں وہ چشمہ جاری ہو جاتا اور اس اعجاز موسوی سے بڑہکر وہ اعجاز محمدی موجود ہے جو متعدد احادیث میں متعدد طرق سے وارد ہوا ہے کہ انگشتان مبارک سے اسقدر پانی جاری ہوا کہ ایک فوج کے حوائج متعلق اکل و شرب کے اوس سے روا ہو گئیں ایسے خوارق انبیا کا انکار کرنا بجز ناواقفی سینس کے بجز کوتاہی عقل کے اور کیا کہا جاوے اگر سینس ایک صغیر جسم سے کثیر المقدار شے کا پیدا ہو جانا نفی کرتا ہے تو یہہ مقتضا بہی سینس کا بالکل غلط ہے کیونکہ ہم صدہا جگہ یہہ نظارہ دیکہتے ہیں آجکل کی تحقیقات ڈاکٹری سے ثابت ہو گیا ہے کہ وبائے طاعون کے پیدا ہونے کا سبب وہ کیڑا ہے صغیر ہیں جو بغیر دوربین کے نظر ہی نہیں آسکتے معہذا اون کی سمیت ایک عالم میں کسقدر پہیل گئی ہے۔ اور نیز ہم نے دیکہا ہے کہ ایک ذرا سا ٹکڑہ بادل کا آیا اور برسنا شروع ہوا پہر اس قدر پانی برسا کہ تمام تالاب اور ندیاں بہر گئیں اور ایک عالم میں وہ ٹکڑا بادل کا پہیل گیا۔ گویا کہ وہاں کا کرہ ہوائی پانی کے ساتہہ منقلب ہو گیا اور تجزیہ عناصر میں یہہ کون و فساد ہمیشہ جاری رہتا ہے۔ اس عالم کون و فساد میں یہہ صنائع بدائع تو اوس صانع مطلق کے ہیں جسکی شان میں بیدہ ملکوت کل شی ہے مگر ایک انسان ضعیف البنیان کے صنائع میں ہی ہم ایسے عجائب و غرائب دیکہہ رہے ہیں ریل کا انجن بہ نسبت ریل کے کسقدر چہوٹا اور بہ نسبت ریل کے بوجہ کے کسقدر ہلکا ہوتا ہے معہذا لاکہوں من بوجہہ کو کسقدر سرعت کے ساتہہ کہینچ کر لے جاتا ہے توپ کا گولہ جو ایک صغیر جسم ہوتا ہے اپنے سے بڑے بڑے جسموں کو تباہ و ہلاک کر دیتا ہے اور ایسے امور عجیبہ کا انکار کرنا تو ترقی سینس کو روکتا ہے اگر اوائل میں ہی ان فنون جدیدہ عجیبہ کا انکار ہی کیا جاتا تو یہ امور عجیبہ اور فنون عجیبہ کیونکر پیدا ہو سکتے چونکہ معنی سینس کے مشاہدہ اور نظر کرنے کے ہیں اس لئے ہر ایک سینس داں پر واجب ہے کہ بوقت سننے کسی امر عجیب کے بہی کہے کہ آنکہ سی یعنی میں نظر کرتا ہوں

پس اگر موسیٰ جیسے نبی اولوالعزم نے جناب باری جیسے قادر مطلق میں تضرع اور زاری سے التجا کی اور اوس قادر مطلق کی طرف سے اجابت دعا کی گئی جو بالفاظ فقلنا اضرب مقام عظمت الٰہی سے وہ اجابت ظہور میں آئی اور موسیٰ نے اوس امر الٰہی کی تعمیل ہی کی اور اوس تعمیل موسوی پر ایک ایسے پتھر سے جس کے اوصاف فطریہ اوپر مذکور ہوئے پانی کا نکلنا شروع ہوا خواہ اوس کے اسباب سماوی و ارضی اور ہی کچھ ہوں پھر اسمین کیا استبعاد عقلی ہے صدق اللہ تعالےٰ وان من الحجارۃ لما یتفجر منہ الانہار وان منہا لما یشقق فیخرج منہ الماء اور ہمارے نزدیک یہی ترجمہ قرآن مجید کا ماخذ اور راجح ہے اور جو معنی آریوں نادانون کے مقابلہ میں اون کی سینس ناقص سے مطابقت دیکر کچھہ اور کئے جاتے ہیں اون کی کچھہ ضرورت نہیں کیونکہ وہ صحت تبادر نظم قرآن مجید کے خلاف ہیں اگر بنی اسرائیل ایک بڑی محنت اور مشقت سفر کی اوٹھاکر اوس پہاڑ میں پہنچتے جسمیں وہ بارہ چشمے جاری تھے تو قرآن مجید جیسی عظیم الشان کتاب میں اللہ تبارک و تعالےٰ اس قصہ کو ایسے الفاظ کے ساتھہ بیان نفرماتا جو ایک بڑے احسان جتلانے پر دلالت کرتے ہیں کہیں تو اوس پانی کو اضافت تشریفی کے ساتھہ من رزق اللہ فرمایا جاتا ہے اور کہیں اوسکو اپنا انعام خاص جتلاکر ولا تعثوا فی الارض مفسدین ارشاد کیا جاتا ہے۔ باوجودیکہ وہ انعام اصل میں کچھہ چیز ہی نہیں کیونکہ مشقت سفری کو اوٹھاکر تو ہر ایک شخص پہاڑ میں پہنچ سکتا ہے تو پھر قرآن مجید میں ایسے قصہ کو ذکر فرماکر احسان جتلانا چہ معنی دارد کما قیل ؎

دندان تو جملہ در دہانند
چشمان تو زیر ابروانند

دیگر اس قصہ کے آگے جو بنی اسرائیل کے سوال پر دوسرا قصہ ارشاد فرمایا گیا ہے کہ اھبطوا مصراً فان لکم ما سألتم آخر تک دیکھو یہاں پر کوئی احسان نہیں جتلایا گیا کیونکہ اوس میں کسی طرح کا خرق عادت موجود نہیں۔ اور بعض صاحب جو توراۃ کتاب خروج ۱۵/۱۷ سے تمسک کرکر کہتے ہیں کہ اوس میں لکھا ہے (۲۷) پھر وہ ایلیم کو آئے جہان پانی کے بارہ چشمے اور ستر درخت کہجور کے تھے اور انہون نے پانی پر خیمے کھڑے کئے فقط اس ورس کی وجہ سے بعض صاحب مثل سرسید کہتے ہیں کہ اضرب بعصاک الحجر کے معنی یہ ہیں کہ تو اپنی جماعت کو پہاڑ میں لیچل۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ نظم عبارت قرآن مجید کی کتاب خروج ۱۵/۲ کی عبارت سے بالکل متغائر ہے لہذا یہ مضمون مندرجہ قرآن مجید وہ قصہ ایلیم کا نہیں ہوسکتا۔ بلکہ یہ قصہ وہ ہے جو باب سترہ کتاب خروج میں مذکور ہے وہو ہذا تب سارے بنی اسرائیل کی جماعت نے اپنے سفرون میں خداوند کے فرمان کے مطابق سین کے بیابان سے کوچ کیا اور رفیدیم میں ڈیرہ کیا۔ وہان لوگون کے پینے کو پانی نہ تھا (۲) سو لوگ موسیٰ سے جھگڑنے لگے اور کہا ہمکو پانی دے کہ پیویں موسیٰ نے اونہیں کہا تم مجھہ سے کیون جھگڑتے ہو اور خداوند کا کیون امتحان کرتے ہو۔ (۳) اور وے لوگ وہان پانی کے پیاسے تھے سو لوگ موسیٰ پر جھنجلائے اور کہا کہ تو ہمیں مصر سے کیون نکال لایا کہ ہمیں اور ہمارے لڑکون اور ہمارے مواشی کو پیاس سے ہلاک کرے (۴) موسیٰ نے خداوند سے فریاد کرکے کہا کہ میں ان لوگون سے کیا کرون وے سب تو ابھی مجھے سنگسار کرنے کو طیار ہیں۔ (۵) خداوند نے موسیٰ کو فرمایا کہ لوگون کے آگے جا اور بنی اسرائیل کے بزرگون کو اپنے ساتھہ لے اور اپنا عصا جو تو دریا پر مارتا تھا اپنے ہاتھہ میں لے اور جا (۶) دیکھہ کہ میں وہان حورب کی چٹان پر تیرے آگے کھڑا ہونگا تو اوس چٹان کو مار تو اوس سے پانی نکلے گا تاکہ لوگ پیویں چنانچہ موسیٰ نے بنی اسرائیل کے بزرگون کے سامنے یہی کیا۔ (۷) اور اوسنے اس لئے کہ بنی اسرائیل نے وہان جھگڑا کیا تھا اور اسلئے کہ اونہون نے خداوند کریم کو امتحان کیا تھا اور کہا تھا کہ خداوند ہمارے بیچ میں ہے کہ نہیں اوس جگہ کا نام میسہ اور مریبہ رکھا انتہیٰ سرسید کی بڑی بے خبری ہے کہ باوجود مفسر ہونے توراۃ کے کتاب خروج ۱۵/۲۷ سے دہوکہ میں آگئے اور کتاب خروج باب ۱۷ کو بالکل نسیاً منسیا کر دیا جسمیں بصراحت تمام وہی قصہ مذکور ہے جو آیت واذ استسقیٰ میں موجود ہے۔ اور یہ معنے سرسید کے محاورات مشہورہ کے بہی خلاف ہیں کیونکہ ضرب بالید ضرب بالسیف اور ضرب بالعصا کے معنی سوائے زدن کے اور دوسرے معنی متبادر نہیں معلوم ہوتے۔ اور معنی عصا کے اگرچہ جماعت وغیرہ کے بہی ہوں لیکن عصا کو جو بمعنی مشہور ہی حضرت موسیٰ کے ساتھہ ایک خاص خصوصیت ہے نہ عصا بمعنی جماعت کو نکتہ یہانپر تو لفظ انفجرت کا ہے جسکے مفہوم میں کثرت سے پانی کا بہنا ہے یہ آخری حالت جریان ماء کا ذکر ہے۔ اور سورہ اعراف میں لفظ انبجست کا ہے جسکے معنی ہیں تھوڑے پانی کا نکلنا ہے یہہ ذکر حالت اولے پانی کے نکلنے کا ہے اور ایسا ہی واقع ہوا کرتا ہے جیسا کہ دریائے گنگ کی مثال میں مذکور ہوا اب اس قصہ کا بطن یہ ہے کہ جسطرح پر باستسقائی موسیٰ کی ضرب بالعصا سے اسقدر پانی کثیر منجانب اللہ جاری ہوگیا کہ تمام قوم بنی اسرائیل کی اوس سے سیراب ہوگئی اسیطرح قرآن مجید سے جس کی عظمت کے مقابلہ میں عصائے موسوی کچھہ بہی حقیقت نہیں رکہتا اوسکی ضرب سے یعنی اوسکی تبلیغ سے اسقدر چشمے معارف اور حقایق کے تمام عالم میں جاری ہو جاوینگے جس سے اکثر بنی آدم سیراب و شاداب ہونگے عصائے موسوی تو موسیٰ کیوقت تک ہی باقی رہا تھا لیکن یہ عصائے محمدی ابدالاباد تک اپنے چشمون معارف اور لطائف سے ایک عالم کو سیراب کرتا رہیگا کیونکہ یہہ چشمہ باستسقائے محمدی جاری ہوا ہے اور سوائے اس چشمہ عالمگیر کے اس دنیا کے تیہ میں اور کوئی چشمہ باقی نہیں رہا اور جو کوئی اپنی بدقسمتی کے سبب اس چشمہ سے محروم رہیگا اوسکو وہی مصائب تیہ موسوی کے پیش آوینگے چونکہ اس قرن میں مخالفین اندرونی اور بیرونی نے اس چشمہ کو گدلا اور فاسد کر دینا چاہا تھا بلکہ روایات باطلہ ڈالکر اوسمین خلط ملط کر دیا تھا لہذا الحکم الہام الرحمٰن علم القرآن اور والخیر کلہ فی القرآن کے۔ اوس کے تجدید کرنے کی ضرورت پڑی جو خاتم الخلفاء جری اللہ فی حلل الانبیاء کو مبعوث فرمایا گیا۔ ؎

این آتشے کہ داشت آخر زمان بسوخت
از بہر چارہ اش بخدا نہر کوثر م

فقط محمد احسن ۲۵ جنوری ۱۹۰۶ء

تحقیق اس امر کی کہ عصا بمعنی جماعت یا اتفاق و اجماع کی آتا ہے یا نہیں اور آتا ہے تو حقیقتاً یا مجازاً

تنبیہ۔ اور یہ جو کہا جاتا ہے کہ عصا بمعنی جماعت یا اتفاق و اجماع کے بہی آتا ہے پس اضرب بعصاک الحجر کے معنی یہہ ہوئے کہ لے چل تو اپنی جماعت کو پہاڑ میں کیونکہ لغات عرب میں لکھا ہوا ہے کہ شقوا عصا المسلمین وغیرہ تو جواب اس کا یہ ہے کہ اس قسم کے محاورات استعارات میں داخل ہیں جیسا کہ اسی عصا کی نسبت محاورہ ہے کہ القا عصاہ جبکہ کسی جگہ پر مسافر مقیم ہوجاوے اس محاورہ میں جو مشتمل استعارہ پر ہے یعنے ترک سفر اور اقامت کے ہیں مگر اس محاورہ سے جو مشتمل استعارہ پر ہے معنے لغوی اوس عصا کے اقامت یا ترک سفر کے نہیں ہوسکتے۔ یا عرب بولتے ہیں کہ انشقت العصا جبکہ خلاف و اختلاف واقع ہوجاوے تو یہانپر بہی استعارہ مصرحہ ہے اس محاورہ سے یہہ ثابت نہیں ہوسکتا کہ لغوی معنی عصا کے خلاف و اختلاف کے ہیں اور نیز عرب کہتے ہیں کہ ھو لین العصا اوس شخص کے لئے جسکی ولایت اور سیاست رعایا پر نرمی اور خوبی کے ساتھہ ہو یہہ بہی استعارہ مصرحہ ہے۔ علےٰ ہذا القیاس محاورہ شق العصا بہی استعارہ مصرحہ ہے۔ اور استعارہ مصرحہ اوسکو کہتے ہیں کہ متکلم اپنے کلام میں مشبہ بہ کا ذکر کرے نہ مشبہ کا اور وجہ جامع مشبہ کی دونوں میں پائی جاوے تو اس کلام میں اتفاق اور اجماع مشبہ ہے اور عصا مشبہ بہ ہے وجہ جامع مشبہ کی دونوں میں یہ ہے کہ جیسا اجماع اور اتفاق سے قوت اور طاقت ہوتی ہے اوسیطرح پر عصا میں طاقت اور قوت ہوتی ہے پس جبکہ عصا کو شق کر دیا گیا تو اوسکی قوت باقی نرہی چونکہ محاورہ شق العصا میں مشبہ یعنی اجماع اور اتفاق مذکور نہیں ہے اور مشبہ بہ عصا مذکور ہے لہذا یہ محاورہ استعارہ تصریحیہ ہوا پس اس محاورہ سے یہ ثابت نہیں ہوسکتا کہ عصا بمعنی جماعت یا اجماع کے لغت میں حقیقتاً آیا ہے یہہ مسئلہ علم معانی اور بیان میں مفصلاً مذکور ہے اوسکی طرف رجوع کیا جاوے کلام عرب میں ایسے استعارات بکثرت مروج ہیں چنانچہ رائیتا اسدا یرمی یہانپر مراد اسد سے مرد شجاع ہے نہ حیوان مفترس مشہور معہذا چونکہ یہہ محاورہ متضمن استعارہ تصریحیہ کو نہے جسمیں مشبہ بہ مذکور ہے نہ مشبہ اسلئے نہیں کہہ سکتے کہ اسد کے معنی لغوی مرد شجاع کے ہی ہیں الحاصل ایسے استعارات کلام عرب میں اور نیز دوسری زبانوں میں بہی بکثرت مروج ہیں مگر اون سے یہہ ثابت نہیں ہوسکتا کہ جو معنی اوس استعارہ سے مراد لئے گئے وہ معنی لغوی ہیں اور جس کلام میں چاہو مراد لے لو ہان اگر کوئی صاحب دعویٰ کریں کہ لغت عرب میں مفرد عصا بغیر ترکیب کلمہ شق وغیرہ کے جماعت یا اجماع کے معنون میں آیا ہے تو وہ صاحب لغت عرب سے مفرد عصا کے معنی جماعت کے ثابت کریں اس مطالبہ کو ہمارے بخوبی یاد رکہیں بغیر اس مطالبہ کے پورا ادا کرنے کے ہم معنی عصا کے بمعنے جماعت یا اجماع ہرگز نہیں قبول کر سکتے۔ اور اس بارہ میں جو صاحب سمجھنا چاہیں وہ اوّلاً علم بیان کو ہی کتب علم بلاغت میں اولاً مطالعہ فرمالیوین۔ کیا سبنتام محکم کو باطل یا ضائع کر سکتا ہے سند چاہیئے کہ شافی ہو۔ ودونہ خرط القتاد

محمد احسن

قادیان میں امپائر ڈے

سررشتہ تعلیم کے واجب الاحترام ڈائرکٹر صاحب کے سرکلر کے موافق ۲۴ مئی ۱۹۰۶ء کا دن قادیان کے تعلیم الاسلام میں منایا گیا۔ سکول کو جھنڈیوں سے سجایا گیا تھا جناب صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر ضلع گورداسپور کو جلسہ کی صدارت کے لئے لکھا گیا تھا مگر وہ قادیان سے بہت دور ہونے کی وجہ سے تشریف نہ لاسکے اسلئے مناسب موقع یہ سمجھا گیا کہ اس جلسہ کا صدر مجلس جناب مرزا محمد افضل بیگ صاحب انسپکٹر تھگی و ڈکیتی حال رخصتی قادیان نبیرہ جناب مرزا اعظم بیگ صاحب مرحوم رئیس لاہور کو منتخب کیا گیا۔ ٹھیک ۴ بجے مدرسہ تعلیم الاسلام کے کمپونڈ میں یہ جلسہ شروع ہوا۔ جناب صدر مجلس صاحب کی افتتاحی تقریر طالب علموں کے لئے ایک قابل قدر سبق ہے جو اس مضمون کے آخر میں درج کی جاتی ہے۔

میر مجلس کی افتتاحی تقریر کے بعد قرآن خوانی سے جلسے کا افتتاح ہوا۔ پھر مولوی سید سرور شاہ صاحب مدرس عربی نے قرآن کریم سے ایک آیت پڑھ کر اللہ تعالیٰ کے تصرفات اور قدرت تامہ کا ذکر کیا اور اس کے ضمن میں حکومت برطانیہ کی خوبیاں اور برکات کا ذکر کیا اور یہ بھی ظاہر کیا کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کو اس حکومت کے زیر سایہ ہونے کا فخر ہے اور ہم پر حکومت برطانیہ کی اطاعت اور خیر خواہی اور وفاداری فرض ہے۔

اسکے بعد شیخ ضیاء اللہ صاحب سیکنڈ ماسٹر مڈل ڈسپا ٹمنٹ نے اپنی کتاب **برکات سلطنت برطانیہ** میں سے **مذہبی آزادی** پر ایک مضمون پڑھا۔ یہ کتاب بہت ہی مفید اور دلچسپ کتاب ہے جو ابھی تک چھپکر شائع نہیں ہوئی میری رائے میں یہ کتاب مدارس پنجاب میں بطور کورس کے داخل ہونی چاہیئے اور سررشتہ تعلیم کے واجب الاحترام اور قابل قدر ڈائرکٹر صاحب کی توجہ اگر منعطف ہو تو بعید نہیں۔

پھر حضرت اقدس جناب مرزا صاحب کے بڑے صاحبزادہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب نے ایک دلچسپ نظم اردو زبان میں پڑھی جس میں ظاہر کیا گیا تھا کہ حکومت برطانیہ سے پہلے ملک اور اہل ملک کی کیا حالت تھی اور کسقدر ظلم اور جہالت پھیلی ہوئی تھی پھر حکومت برطانیہ کے مبارک عہد میں کیا کیا ترقیاں ہوئیں۔ اسکے بعد اسی مضمون پر مشہور فاضل فارسی شاعر مولوی عبید اللہ بسمل صاحب نے فارسی میں ایک بے نظیر نظم پڑھی۔ پھر اسی مضمون پر کچھ اور تقریریں ہوئیں۔ آخر میں **ممانعت جہاد** کا فتوے پڑھ کر سنایا گیا، و قرآن شریف کی تلاوت ہوئی۔ اور پھر سلطنت کے اقبال و فتحمندی کیلئے دعا کے بعد جلسہ برخاست ہوا۔ اس تقریب پر جناب مرزا افضل بیگ صاحب نے لڑکوں میں مٹھائی تقسیم کی اور امپائر ڈے کی عظمت کو بڑھانے کے واسطے تیس روپیہ کے تین انعام تین بہترین مضامین کے لئے تجویز کئے جو **برکات دولت برطانیہ** پر مدرسہ تعلیم الاسلام کیطرف سے لکھے جاوینگے ان مضامین کو پسند کرنیوالی ایک کمیٹی ہوگی جن میں غالباً صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر ضلع گورداسپور بھی شریک کئے جاوینگے۔ اسکے علاوہ مدرسہ تعلیم الاسلام کے انٹرنس میں پاس ہونے والے طلباء میں سے بعض شرائط کے ساتھ جو بعد میں مشتہر ہونگی ایک طالب علم کو دو سال کیلئے وہ کالج میں ۵ روپیہ ماہوار کا وظیفہ بھی دینگے۔

غرض یہ جلسہ بڑی کامیابی اور عمدگی سے ختم ہوا۔ اس جلسہ کے لئے شہر میں تعلیمی نوٹس اویزاں کردیئے گئے تھے۔ مگر افسوس ہے کہ بجز مرزا نظام الدین صاحب نمبردار اور چند مسلمانوں کے اور لوگ شامل نہیں ہوئے۔ اب میں مرزا محمد افضل بیگ صاحب کی تقریر درج کر دیتا ہوں جو امید ہے طالب علموں اور دوسرے لوگوں کے لئے بہت مفید ہوگی۔

صاحبان! السلام علیکم

میں اللہ تعالیٰ کا شکر کرتا ہوں کہ محض اسکے فضل سے ہم سب اس جگہ ایک ایسی تقریب پر جمع ہوئے ہیں جو ہر طرح سے ہمارے لئے خوشی کا موجب ہے۔

پھر میں مدرسہ تعلیم الاسلام کے اراکین کا شکر گزار ہوں جنہوں نے اس قابل قدر جلسہ میں مجھے مدعو فرمایا اور مجھے صدر نشینی کی عزت بخشی۔ ہر چند مجھے اس سے بڑھکر فخر ہوتا اگر میں عالی جناب مرزا صاحب قبلہ یا حضرت مولوی حکیم نور الدین صاحب کی زیر صدارت اس جلسہ میں اس حیثیت سے شریک ہوتا۔ بعض حضرات کا خیال ہے کہ آپ لوگوں نے مجھے اس حیثیت سے (کہ اس جلسہ کا میر مجلس گورنمنٹ کا کوئی عہدہ دار ہونا چاہیئے)۔ میر مجلس تجویز کیا ہے میں آپ کی اس عزت افزائی کو اپنے لئے اور بھی خوشی کا باعث سمجھتا ہوں اسلئے کہ ایک قومی مدرسہ کے جلسہ میں یہ افتخار مجھے دیا جاتا ہے۔

صاحبان آپ غالباً اس امر سے بخوبی واقف ہیں کہ اس جلسہ کی غرض کیا ہے؟ یہ تقریب اس دن کی یادگار کو زندہ رکھنے کے لئے ہے۔ جو اس سے پہلے ہماری مادر مہربان قیصرہ ہند آنجہانی کی سالگرہ کے نام سے موسوم تھی۔

ملکہ معظمہ آنجہانی کی سلطنت آپکے عہد معدلت مہد میں جسقدر وسیع ہوئی۔ اور جس قدر ترقی کے راستے اس کے عہد میں کھلے وہ کوئی ایسی باتیں نہیں جو گوشہ گمنامی میں پڑی ہوئی ہوں۔ بلکہ خدا تعالیٰ کے محض فضل سے روز روشن کی طرح نمایاں ہیں۔ اور یہ بالکل سچ ہے کہ آفتاب اس سلطنت میں غروب نہیں ہوتا۔ لیس اس یادگار کو تازہ رکھنے کے لئے آئندہ ۲۴ مئی کا دن **یوم السلطنت** قرار پایا ہے۔

میرے معزز دوستو! اور عزیز طالبعلمو! مجھے اس امر پر بھی زیادہ زور دینے کی حاجت نہیں کہ **گورنمنٹ برطانیہ** کی برکات سے متمتع ہوتے ہوئے تمہارے اندر سلطنت کی لئے سچی شکر گذاری اور حقیقی وفاداری اور فرمانبرداری کی روح پیدا ہو اسلئے کہ **اسلام** ایک ایسا مذہب ہے جو دنیا میں **امن اور سلامتی** کا پیغام لیکر آیا ہے۔ اور حقیقی مسلمان کے لئے لازم ہے کہ وہ نافع الناس اور نوع انسان کا حقیقی ہمدرد ہو۔ اور اپنے بادشاہ کے لئے وفادار اور عقیدت مند ہو۔ پھر جس بزرگ کے ماتحت آپ لوگ یہاں رہتے ہیں جن سے میری مراد جناب مرزا غلام احمد صاحب رئیس قادیان ہیں۔ اللہ تعالیٰ انکی عمر میں برکت اور ان کے ارادوں اور مقاصد میں کامیابی عطا کرے (آمین) کون نہیں جانتا وہ گورنمنٹ انگلشیہ کے ایک واجب العزت وفادار خاندان کی یادگار ہیں۔ ہم میں نے پڑھا ہے کہ ۱۸۵۷ء کے طوفان بے تمیزی میں جناب مرزا صاحب کے والد بزرگوار مرحوم نے ۵۰ گھوڑے اور سواروں سے گورنمنٹ کو مدد دی تھی اور ایسا ہی آپ کے بھائی صاحب مرزا غلام قادر مرحوم بھی وفادار رئیس رہے جناب مرزا صاحب باوجود اپنی فقیرانہ زندگی کے جو کام اس پہلو سے کر رہے ہیں وہ ہمیشہ واجب القدر سمجھا جاویگا۔ اسلئے کہ گورنمنٹ کی وفاداری اور اطاعت کو آپ نے ارکان مذہبی میں داخل کردیا ہے اور اپنی تصنیفات میں بڑے زور سے اس امر کی طرف مسلمانوں کو توجہ دلائی ہے اور میرا خیال ہے کہ انہوں نے کوئی موقعہ سلسلہ تصنیف میں اس امر کی اشاعت کا نہیں چھوڑا بلکہ جہاد کی حرمت کا فتویٰ سب سے پہلے شائع کیا ایسی صورت اور ایسی حالت میں میں نہیں سمجھتا کہ اس امر کے متعلق میں آپکو کیا ہدایت کروں۔

مجھے اس امر پر ناز ہے کہ میرا اپنا **خاندان گورنمنٹ انگلشیہ** کی مہربانیوں اور قدر دانیوں کا شکر گزار رہا ہے اور میں خود گورنمنٹ کا نمک خوار ہونیکی حیثیت کو چھوڑ کر ان احسانات کو دیکھ کر جو عام طور پر اس سلطنت میں ہوئے ہیں اپنے دل میں خاص قسم کا جوش اظہار مسرت کے لئے پاتا ہوں۔ اور ان مقاصد اور اغراض کو جو گورنمنٹ کی وفاداری کی اشاعت کے متعلق ہیں ہر طرح سے آپ لوگوں کو مدد دینے کیلئے اپنے آپکو طیار پاتا ہوں۔ مسلمانوں کی ترقی اور بہتری کی یہی راہ ہے کہ وہ **تاج برطانیہ** کی وفاداری میں اپنا بے نظیر نمونہ پیش کریں۔ اسلئے کہ یہ انکا **مذہبی فرض** ہے۔

تم جو ابھی بچے ہو کل کو ایک قوم بننے والے ہو۔ اور سکول لائف میں جس قسم کے خیالات اوستادوں کے ذریعہ طلباء میں اپنا اثر پیدا کرتے ہیں وہ ان کی آئندہ زندگی میں ایک رہنما ہوتے ہیں پس تمہیں خوش ہونا چاہیئے اور شکر کرنا چاہیئے کہ تمہارا اسکول تمہارے ماسٹر تمہارے نگران نہایت اخلاص کے ساتھ جہاں حقیقی اور سچے مسلمان بننے کی روح تم میں پھونکنا چاہتے ہیں وہاں مذہبی حیثیت تمہیں **تاج برطانیہ کی سچی وفاداری** کا سبق دیتے ہیں۔

میں یہ دیکھکر خوش ہوں کہ یہ سکول اس قسم کے ایجی ٹیشن سے پاک ہے جو محض بیہودگی کے رنگ میں بنگال وغیرہ میں پایا جاتا ہے اور یہی مبارک راہ ہے طالبعلموں کو ایسی لغو تحریکوں میں اپنے اوقات کا ضائع کرنا میرے نزدیک بہت ہی برا ہے۔ اور تم خدا کا شکر کرو۔ کہ تم ایسے جھگڑوں سے پاک ہو۔ میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ طالب علم کی سکول لائف کا یہ ہرگز منشاء نہیں ہوتا کہ وہ بیہودہ طور پر اپنے اوقات کو ضائع کرے اور ان ملکی معاملات میں جنکی تہ تک پہونچنا آسان امر نہیں وہ دخل دیں۔ یہ زمانہ اور لائف ان کے لئے اپنے معلومات کو وسیع کرنے اور اپنے اخلاق اور چال چلن کی اصلاح کے لئے ایک نادر اور نایاب موقع ہوتی ہے اسلئے اسکو نہایت ہی عمدہ طور پر صرف کرنا چاہیئے۔ تم میں سے جو لوگ اخبارات پڑھتے ہیں انہیں معلوم ہوگا کہ بنگال کی موجودہ ایجی ٹیشن میں طلباء نے بیہودہ حصہ لیکر اپنا کسقدر نقصان کیا۔ اب بنگال کے پولیٹیکل لیڈروں کو سمجھ آچلی ہے کہ طلباء کو شریک نہیں کرنا چاہیئے۔ ایک تلخ تجربہ کے بعد وہ اس نتیجہ پر پہونچے ہیں لیکن میں تمہیں بار بار یاد دلاتا ہوں کہ تمہاری زندگی کا مقصد **صداقت** اور **وفاداری** ہونا چاہیئے۔ تم اس عمر کو غنیمت سمجھو اور علمی واقفیت پیدا کرنے کے ساتھ گورنمنٹ کے ساتھ اپنے تعلقات وفاداری اور **اطاعت** کو بڑھاؤ۔ تمہارے مدرسہ اور تمہارے واجب الاحترام نگران اور ذمہ دار افسر مجھ سے زیادہ اور بہت زیادہ مذہبی اصولوں کی بنا پر شاہ وقت کی اطاعت وفاداری اور ہر قسم کی بغاوت اور غداری سے بچنے کی ہدایتیں دے سکتے ہیں۔ لیکن میں تمہیں گورنمنٹ انگلشیہ کے ان احسانات کی بنا پر جو اسنے ہمارے ساتھ کئے ہیں کہتا ہوں کہ ہمارا اخلاقی فرض بھی کم از کم یہی ہدایت کرتا ہے کہ ایسے محسن اور مربی حکومت کیلئے ہماری زندگیاں وقف ہوں اور ہر طرح سے ہم انکی وفادار افراد رعایا ثابت ہوں تم اپنی وفاداری اور اطاعت اور سچی خیر خواہی سے ثابت کر دکھاؤ کہ غیر مذہب کی سلطنت کے ماتحت رہکر بھی ایک مسلمان سچا بہادر اور وفادار سپاہی اپنے **شاہ وقت** کیلئے ہوتا ہے اور یہی **اسلام** تمہیں سکھاتا ہے۔

غرض

یہ جلسہ جو آج کل روئے زمین پر یونین جیک کے نیچے منایا جارہا ہے ہمارے لئے نہایت مسرت افزا اور دل خوش کن ہے۔ میں اب باقاعدہ اس جلسہ کو پروگرام کے موافق افتتاح کرنیکی اجازت دیتا ہوں۔ اور امید کرتا ہوں کہ آپ سب پوری توجہ اور دلچسپی کے ساتھ اس تہوار کی کارروائی کو سنیں اور دیکھیں جو بیان ہوگی۔

استفسار اور اونکے جواب

حامدًا و مصلیًا و مسلمًا

بجناب مستطاب حضرت مولانا السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ - کچھ عرصہ سے میرے چچا صاحب ... مجھے بھی حضرت مرزا صاحب کی تالیفات بھیجکر اسی خیال کے محرک ہوئے ہیں (مرزا صاحب کے معاملہ میں) .... بالآخر میری ناچیز غور نے ...... حسب ذیل پہلو قایم کئے ہیں - ....

(۱) مرزا صاحب کا علم بھی عام انسانی علوم کیطرح استقرائی نظر آتا ہے - ان کی ابتدائی تالیفات اور موجودہ تصانیف میں ایک بین فرق ہے مثلاً حیات ممات مسیح - اور اسلئے قابل تغیر ہے -

(۲) ختم نبوت سے صرف یہی مراد نہیں کہ کوئی نئی شریعت نہ آوے بلکہ کوئی نبی نہ آوے - علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل والی حدیث اس مطلب کے اثبات کے لئے ناکافی ہے -

(۳) پھر مرزا صاحب صرف چند دنون سے نبی کیون کہلاتے ہیں -

(۴) امت محدیہ میں ہزارون علما اور مجدد ہوئے کسی نے اپنے آپ کو کسی نبی کی برابر کہا نہ زیادہ کہا - غیر نبی - نبی کی کسطرح برابری کر سکتا ہے -

(۵) بلکہ ہمیشہ پچھلون نے اپنے ہی پہلون کی برابری نہیں کی اور اسی میں ہی اپنا فخر سمجھا -

(۶) عام طور پر مرزا صاحب عامۃ المسلمین کی تعریف فرما چکے ہیں -

(۷) کیا آپ کے فرقہ کو سوائے مخالفوں کے دوسرے مسلمانون سے ملکر نماز پڑہ لینے کی اجازت ہے -

(۸) مرزا صاحب احمد بیگ والے معاملہ میں مخالفون نے جو خطوط مرزا صاحب کے شائع کئے تھے وہ بہت کچھ ٹھوکر کا باعث ہو سکتے ہیں انکی تردید کیون نہیں کی گئی -

(۹) مرزا صاحب اپنی تالیفات میں ایسے مسیح کی آمد کا بھی امکان مانتے ہیں - کہ جس پر حدیثون کے ظاہری الفاظ مطابق ہون - پس ہم کیون نہ ایسے مسیح کو موعود مانیں کیونکہ آخر الحیل السیف آخر میں .... اپنے بزرگ کی توجہ کو ..... مبذول کرنا چاہتا ہون جو ایک جلد اور مفصل تشریح کے متعلق ہو .....

کمترین غلام مرتضیٰ

الجواب

وعلیکم السلام -

قولہ - مرزا صاحب کا علم استقرائی ہے الی آخرہ -

اقول - مرزا صاحب کا علم وہبی و لدنی ہے - جیسے انبیا کا ہوا کرتا ہے - مگر ترقی ہمیشہ تدریجی ہوا کی ہے جیسے اللہ تعالے نے حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو حکم دیتا ہے قُلْ رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا [۱۱۵] یعنے تو دعا کرتا رہ کہ اے میرے ترقی دینے والے میرے علم میں ترقی کرتا رہ دوسرا وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی [۵] رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جو حکم دیتے اپنی طرف سے نہیں فرماتے بلکہ وحی الہی سے ہی فرماتے اور وحی الہی آخیر وقت تک ہوتی رہی یہانتک کہ رفیق اعلے کے ساتھ ملحق ہو گئے تیسرا کفار نے اعتراض کیا وقالوا لولا نزل علیہ القرآن جملۃ واحدۃ [۹] - اسپر قرآن یکدم کیون نہیں اترتا - جواب میں فرمایا کذالک لنثبت بہ فوادک [۹] ہم اسی طرح بتدریج نازل کرتے ہیں تاکہ بتدریج نزول میں قرآن تیرے دل میں محفوظ رہے چوتھا براہین احمدیہ جو حضرت کی پہلی تصنیف ہے کیسی اعلے درجہ کی کتاب ہے - کیا آجتک حضرت کی کوئی اور کتاب ایسی تصنیف ہوئی ؟ ہرگز نہیں - پھر باوجود اسکے یہہ اعتراض کیسی بے انصافی ہے -

قولہ ختم نبوت سے صرف یہی مراد نہیں الی آخرہ

اقول - آپکی تحقیق کے بموجب پہر مسیح اسرائیلی بھی نہیں آسکتے وہ بھی نبی ہونگے بلکہ وہ نبی ہیں - دوسرا ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم آدم سے بھی پہلے کے نبی ہیں کنت نبیًا و آدم بین الماء والطین والجسد - پہر تو سارے سلسلہ انبیاء سے انکار کرنا چاہئے -

تیسرا قال السدی کانوا اذا مات ذکور الرجال قالوا بتر فلما مات ابناء رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قالوا بتر محمد فانزل اللہ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ ابن کثیر یعنے عرب میں رواج عام تھا کہ جب کسی کی اولاد نرینہ مرجاتی تو کہتے یہہ بتر (اوترا) ہو گیا - جب حضرت الاکرم الاکرمین معدن النبیین و منبع المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادگان رضوان اللہ تعالے علیہم کا انتقال ہوا تو کفار نے بھی بکواس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت بھی کیا سو اللہ تعالے نے ان کی تردید میں فرمایا - تیرا دشمن ابتر (اوترا) ہے - اب غور کا مقام ہے کہ کفار لعنت اللہ علیہم نے بھی حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو ابتر (اوترا) کہا - اور اللہ تعالے نے بھی نرینہ اولاد سے خالی (ابتر) ہی کہدیا اب کوئی سمجھائے کہ اس میں حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی کونسی فضیلت اللہ تعالے نے ثابت کی اور اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ کے دعوے کا کونسا ثبوت دیا اگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کیلئے اللہ تعالے نے کوئی اولاد ثابت نہیں فرمائی ولکن رسول اللہ میں جو لکن ہے جسمین ترقی ماقبل سے کرنا ضروری ہے اس لاکن سے اللہ تعالے نے کونسی ترقی کا ثبوت دیا یہہ تو نعوذ باللہ کفار کے دعوے کا صاف صاف لفظون میں قبال دعوی ہے اور نعوذ باللہ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ کا دعوے ایسا ہے جیسے نعوذ باللہ کوئی نادان باہم جنگ کے وقت حریف کے کسی اتہام سے لاجواب ہوتا ہے تو کھسیانہ ہو کر اسکو کہدیتا ہے تم ہی ایسے ہو گویا گالی کا جواب گالی سے دیدیتا ہے استغفر اللہ نعوذ باللہ - غرض اللہ تعالے فرماتا ہے ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین یعنے ظاہری جسمانی اولاد تو کوئی چیز نہیں اور نہ اس جسمانی اولاد سے عموماً کوئی نام چلتا ہے بلکہ اس کی روحانی اولاد ہے جسکی ولادت کا سلسلہ قیامت تک ممتد ہے وہ یہ ہے کہ یہہ رسول اللہ تعالے کا ہے اور اسکا سلسلہ نبوت اسکے بعد جو چلے گا وہ اسی کی مہر (تابعداری) سے چلیگا النبیین پر الف لام تخصیص کے لئے ہے جیسے وَاِذْ فَرَقْنَا بِكُمُ الْبَحْرَ جب چیرا ہم نے تمہارے لئے اس دریا کو - یہان النبیین کے معنے وہ خاص نبی ہیں جو آیندہ زمانہ میں تابع شریعت محمدی صلے اللہ علیہ وسلم تجدید دین کے لئے آیا کرینگے اور وہ تیری روحانی اولاد ہونگے اور وہ حقیقی اولاد ہونگے - اسیواسطے اللہ تعالے نے فرمایا وازواجہ امہاتہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بی بیان مومنون کی امہات (مائیں) ہیں - اور امہات کی تفسیر بھی خود فرمادی کہ ان امہاتہم الا الّٰئی ولدنہم [۲] یعنے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تمہارا کسی کا اب نہیں - رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تو حقیقی والد ہیں - کیونکہ اب کا لفظ تو چچا پر بھی بولا جا سکتا ہے اس لئے لاکن سے دونون طرح کی ترقی لفظاً و معنےً فرمائی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اب نہیں - حقیقی والد ہیں اور حقیقی والدیت آپکی عارضی اور چندروزہ نہیں بلکہ انکی اس روحانی تولید سے نبیین کی ولادت ہوتی رہے گی اور قیامت تک وہ سلسلہ جاری رہے گا اور ان کے دشمنون کا نام و نشان بھی نہیں رہے گا اور بالکل صفحہ زمین سے مٹ جائیگا - لفظ خاتم تا کی زبر سے ہے جسکے معنے ہیں مہر کے اور زیر تا سے نہیں جسکے معنے ہیں ختم کرنے والا اور اگر اس کے معنے تا کہ زیر سے لئے جاوین تب بھی کچھہ حرج نہیں - اس صورت میں اسکے معنے یہہ ہونگے کہ کوئی نبی صاحب شریعت اب نہیں آوے گا اس قسم کی نبوت اب ختم ہو چکی کیونکہ الیوم اکملت لکم اس کا مانع ہے - مگر دوسری قسم کی نبوت جو تابع نبی ہو کر آیا کرتے ہیں وہ جاری رہیگی - جیسی بعد موسیٰ علیہ السلام کے جاری رہی -

چوتھا - اللہ تعالے فرماتا ہے انما انت منذر ولکل قوم ھاد [۸] تو تو اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم ایک عظیم الشان انذار کرنیوالا ہے - اور تیرے ماتحت ہمیشہ ہادی آیا کرینگے - جو ہر ایک قوم کو تجدید دین کیا کرینگے - چنانچہ اسکی تفسیر خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمائی کہ ہر ایک صدی پر مجدد آیا کرینگے

پانچوان انا ارسلناک بالحق بشیرا ونذیرا وان من امۃ الا خلا فیھا نذیر [۲۲] [۱۵] یعنے تجھے اے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم ہمنے بھیجا ہے ایک بڑا عظیم الشان رسول بناکر جو خوشخبری اور ڈر سناوے - مگر تیری یہ رسالت تیرے پر ہی ختم نہیں بلکہ جیسے امم سابقہ میں ہمنے کوئی گروہ بھی کسی نذیر کے آنے سے خالی نہیں رکھا اسیطرح تیری امت میں بھی کوئی گروہ نذیر کے آنے سے خالی نہ رہیگا -

چھٹا - اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم (سورۃ فاتحہ) اللہ تعالے نے اپنے بندون کو یہہ دعا سکھلائی اور اسکے پڑہنے کی اسقدر تاکید فرمائی کہ نماز بغیر اسکے جائز ہی نہیں بلکہ سورۃ فاتحہ کا نام ہی نماز رکھدیا - اسکے معنے ہیں ہمکو سیدھا راہ دکھلا وہ راہ جسپر چلنے سے تونے اور لوگون پر انعام کیا ہے تاکہ وہ انعام ہمکو بھی ملے اور اس انعام کے معنے اللہ تعالے نے خود بیان فرما دیئے -

اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَ الصِّدِّیْقِیْنَ وَ الشُّهَدَآءِ وَ الصّٰلِحِیْنَ [۵]

جنپر اللہ تعالے کا انعام ہوا وہ نبی ہیں صدیق شہدا صالحین ہیں - اگر اللہ تعالے نبوت کسی قسم کی بھی دینا نہیں چاہتا تو لوگون کو نبوت مانگنے کی تاکید کیون کرتا چونکہ اللہ تعالے عالم الغیب جانتا تھا کہ نبوت مسیح موعود میں جھگڑا ہو گا اسلئے اسی سورہ کے پڑہنے کی بہت تاکید کی یہانتک کہ سوائے اسکے نماز ہی نہیں ہوتی تاکہ ہر ایک آدمی سمجھ سکے کہ اگر ہم نبی بن سکتے ہیں تو یہہ موعود خلیفہ جسکو اللہ تعالے نے رسول کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے نبی اللہ کہا وہ تو بطریق اولے نبی کہلانے کے لائق ہے -

قولہ پھر مرزا صاحب صرف چند دنون سے نبی کیون کہلا رہے ہیں - ؟

اقول - مرزا صاحب چندروز سے نبی نہیں کہلائے چنانچہ جو الہامات متعلق دعوے نبوت براہین احمدیہ میں شائع ہو چکے ہیں وہ حسب ذیل ہیں اور براہین احمدیہ

۱۲۹۷ھ ہجری میں طبع ہوئی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ الہامات ۲۷ سال سے شائع ہو چکے۔

اول جری اللہ فی حلل الانبیاء براہین صفحہ ۵۰۴ یعنے اس تعالےٰ کا بہادر رسول جو انبیاء کا بروز ہے اسی طرف اشارہ ہے جو اللہ تعالےٰ نے آپکی نسبت پیشگوئی قرآن مجید میں بلفظ جمع فرمائی ہے جیسے فرمایا یا بنی آدم اما یاتینکم رسل منکم یقصون علیکم اٰیاتی ۳ ؁ اے آدم کی اولاد تمہارے پاس ضرور ضرور رسول آئینگے جو میری آیات تمپر بیان کرینگے۔

انا لننصر رسلنا والذین آمنوا فی الحیٰوۃ الدنیا ۲۴ ؁ ہم ضرور ضرور مدد دیتے رہیں گے اپنے رسولوں کو اور ایمان والوں کو اس دنیا میں علاوہ اسکے اور بھی بہت سی آیات ہیں جو مفصل تفسیر الحکم میں پہلے .... درج کی گئی ہیں۔

دوسرا الہام۔ یا احمد اسکن انت و زوجک الجنۃ براہین احمدیہ ص ۴۹۶ یعنے اے احمد تو اور جو شخص تیرا تابع ہو اور رفیق ہے جنت میں یعنی نجات حقیقی کے وسائل میں داخل ہو جاؤ۔

تیسرا مبارکنا یا احمد ص ۴۸۶ اے احمد تو مبارک کیا گیا ہے۔ یہی لفظ عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ وَجَعَلَنِیْ مُبَارَكًا اَیْنَمَا كُنْتُ ۱۶ ؁ اللہ تعالےٰ نے مجھے مبارک کیا ہے جہاں میں ہوں مبارکا معلماً للخیر والآمر بالمعروف والناہی عن المنکر ابن کثیر ص ۱۹۵ جلد ۶ ملخصاً۔

چوتھا۔ الہام یا عیسیٰ انی متوفیک ص ۵۵۶ اے عیسے میں تجھے وفات دونگا یعنے حضرت مسیح کی طرح تیرے قتل کے لئے بھی زمانہ کے علما تدبیریں اور منصوبے کرینگے مگر میں تجھے بچا لونگا اور اصلی موت کے ساتھ وفات دونگا اس الہام نے یہہ بھی بتلا دیا کہ متوفیک کے معنے لوگ غلط کرتے ہیں اصلی معنے قبض روح کے ہیں یعنی موت کے۔

پانچواں۔ آنی۔ ایم۔ بائی عیسے ص ۴۸۲ میں عیسے کے ساتھ ہوں۔ اس الہام میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کی طرف اشارہ ہے جو نزول وبعثت مسیح موعود کیطرف کی گئی ہے جسکی تفصیل کی حاجت نہیں اسی طرح اور بھی بہت الہام ہیں۔

دوئم اگر چند روز والی بات واقعی بھی ہوتی تاہم اسمیں کوئی حرج نہ تھا۔ آپ سب سے اول سورہ اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ۳۰ ؁ کو پڑھ جاؤ کہیں اس سورہ شریف میں ہے کہ آپ نبی ہو گئے رسول ہو گئے کیا اب اس سے نعوذ باللہ لازم آجاوےگا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سچے نبی نہ تھے اور پیچھے بناوٹ بنالی۔ آپ ہی فرماویں کہ اگر یہی اعتراض آپ پر کوئی دوسرے مذہب والا کرے کہ آپ کے مذاق پر نبی کا دعویٰ پہلے وحی میں ہی ہونا چاہئے پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پہلے وحی میں اسکا نام و نشان بھی نہیں تو آپ کے پاس اسکا کیا جواب ہے۔

یہہ بھی ایک علامت صادق کی ہے کہ جو اعتراض اسپر کیا جاوے وہی اعتراض گذشتہ راستبازوں پر بھی عاید ہوتا ہے۔ بہرحال جو جواب آپ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سے دینگے وہی جواب حضرت اقدس مرزا صاحب کیطرف سے سمجھ لیں۔ بلکہ جواب دیتے وقت اس آیت شریف کو بھی مدنظر رکھیں مَا كُنْتَ تَدْرِیْ مَا الْكِتٰبُ وَلَا الْاِیْمَانُ ۲۵ ؁ تجھے تو خبر بھی نہ تھی کہ یہ کتاب اور یہ ایمان کیا ہے بلکہ اس کے ساتھ وہ حدیث بھی قابل غور ہے جس میں لکھا ہے کہ جب حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے کیفیت نزول وحی و سورہ اقرأ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کو بیان فرمائی تو حضرت ام المومنین حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں وہ بائبل کا بڑا عالم تھا اسنے حالات سنکر کہا کہ یہہ جبرئیل ہے اور انبیاء پر وحی الٰہی لے کر آیا کرتا ہے

قولہ۔ امت محمدیہ میں ہزاروں علماء اور مجدد ہوئے کسی نے اپنے آپ کو نبی کے برابر نہیں کہا۔ غیر نبی کس طرح نبی کی برابری کر سکتا ہے۔

اقول۔ کیا آپ نے کل کتب علماء و مجددین و اولیاء اللہ کو دیکھ لیا ہے؟

دوسرا کیا کم ہے کہ آپنے قرآن مجید کو بھی نہیں پڑھا جہانتک ایک نبی ایک شخص کی شاگردی اختیار کرتا ہے اور اسکی بار بار منت کر کر اسکے پاس ٹھہرنا چاہتا ہے۔ پھر نبی بھی کیسا صاحب شریعت نبی یعنے موسیٰ جسکا ذکر ۱۵ پارہ کے آخر اور ابتدائی ۱۶ پارہ میں ہے پھر باوجود اس کے حسب وحی الٰہی وہ شاگردی کے لئے جاتا ہے پھر اس شاگردی کا اسقدر شوق ہے کہ اپنے ساتھی کو کہا کہ خواہ کتنی ہی مدت ہمکو سفر کرنا پڑے مگر ہم ضرور وہاں جائیں گے اللہ تعالےٰ نے اس شخص کی نسبت عَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا ۱۵ ؁ فرمایا مگر اسکا نبی ہونا نہیں فرمایا۔

تیسرا خواجہ معین الدین صاحب چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ص ۵۶

دمبدم روح القدس اندر معینی میدمد
من نمیدانم مگر من عیسےٰ ثانی شدم

ص ۲۹ روح قدسی گرمدد کردی بزادی در جہان
ہر دور روز مریم ایام عیسیٰ دگر

ص ۷۶ من نمیگویم انا الحق یار میگوید بگو
چون نگویم چون مرا دلدار میگوید بگو

اب فرمایئے موسیٰ عیسیٰ کہنا تو کجا رہا وہ تو انا الحق بھی کہہ چکے۔

مثنوی معنوی میں ہے ؎

اے مرا تو مصطفےٰ من چون عمر
از برائے خدمتت بندم کمر

لب لباب ص ۱۳۱

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فتوح الغیب ص ۲۱ میں فرماتے ہیں فحینئذ تکون وارث کل رسول و نبی و صدیق۔ پس اسوقت تو ہو جاویگا وارث ہر ایک رسول نبی صدیق کا ورثہ انبیاء و رسل مال اسباب دنیوی نہیں بلکہ ورثہ انبیاء کا نبوت ہے جیسے قرآن مجید میں ہے فَهَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْكَ وَلِیًّا یَّرِثُنِیْ وَیَرِثُ مِنْ اٰلِ یَعْقُوْبَ ۱۶ ؁

حضرت ذکریا نے دعا مانگی یا اللہ مجھے کو ایک فرزند اپنے خاص دربار سے عطا فرما کوئی والی جو میرا بھی وارث ہو اور آل یعقوب کا بھی وارث ہو پھر ان کو وارث ملا تو کیا ملا حضرت یحییٰ نبی اللہ جو وارث نبوت ہوا ص ۳۲ پر فرماتے ہیں قال اللہ فی بعض کتبہ یا ابن آدم انا اللہ لا الٰہ الا انا اقول للشئ کن فیکون اطعنی اجعلک تقول للشئ کن فیکون۔ یعنے اللہ تعالےٰ نے بعض صحف انبیاء میں فرمایا ہے کہ اے بنی آدم میں ہوں اللہ کوئی معبود نہیں مگر میں میں کہتا ہوں کسی چیز کو ہو جا وہ ہو جاتی ہے۔ تو میری اطاعت اختیار کر میں تجھے بھی ایسا ہی کر دوں گا کہ تو کسی چیز کو کہے گا ہو جا تو وہ ہو جاوےگی۔ یہہ حوالجات تو میںنے صرف اسلئے لکھدئے ہیں کہ آپنے دعوےٰ کیا کہ کسی نے بھی اپنے آپ کو نبی کے برابر کہا نہ زیادہ۔ لیکن جب اللہ تعالےٰ نے کسیکو نبی یا رسول بنا دے تو وہ بھی کسی نبی کے برابر یا زیادہ ہوتا ہے یا نہیں۔ ایک نبی کا کسی نبی سے افضل ہونا یہ تو غالباً آپ کو مسلم ہی ہوگا کیونکہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ۳ ؁ یہہ رسول ہیں بعض کو بعض پر ہم نے فضیلت دی۔

دوسرا غالباً آپکو مسلم ہوگا اور ضرور ہی مسلم ہوگا (کیونکہ فطرتاً و قالاً و رواجاً و عقلاً اسکے ماننے کے لئے ہر ایک آدمی مجبور ہے۔ کہ ایک آدمی شاہنشاہ (جو تمام روئے زمین کا بادشاہ ہے اور دیگر تمام بادشاہ اسکے ماتحت ہوں) کا غلام ہاں خاص غلام افضل ہوتا ہے لفٹنٹوں۔ والسراؤں کے نوکروں سے۔

تو اس صورت میں ایک مسلمان کو جسکے اندر ذرہ بھی ایمان ہو اور حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو تمام انبیاء سے افضل اور بموجب قرآن کریم (یا اَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ جَمِیْعًا ۹ ؁ وَاُوْحِیَ اِلَیَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَمَنْ بَلَغَ ۷ ؁ خبردار ہو کر سنو اے لوگو کہ مجھے اللہ تعالےٰ نے تم سب کیطرف بھیجا ہے۔ اور یہ بات یقینی ہے اور مجھے یہی وحی ہوئی ہے کہ میں اس قرآن سے تمکو بھی ڈراؤں اور تمام روئے زمین پر جہاں اب آبادی ہے یا آیندہ کبھی قیامت تک ہو اسکو بھی اسی قرآن کے ساتھ ڈرساؤں اگروہ میرا انکار کریں) کے تمام دنیا کا زماناً و مکاناً نبی مانتا ہو ضرور ماننا پڑیگا کہ یہ امت تمام امتوں سے افضل ہے کیونکہ یہ افضل کی امت ہے اگر کسی کو شک ہو تو اللہ کی شہادت موجود ہے۔

كُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ ۴ ؁ تم (امت محمدی صلے اللہ علیہ وسلم) تمام امتوں سے بہتر ہو جو لوگوں کے فائدہ کے لئے پیدا کی گئی ہے۔ اب جو اس امت کے لئے ہادی مجدد خلیفہ نبی بھیجا جاوےگا وہ دو وجہ سے انبیاء سابق سے افضل ہوگا ایک بلحاظ اپنے متبوع کے جو وہ خیر الرسل ہے دوسرا بلحاظ اپنے تابعین کے جو وہ خیر امت ہیں۔

تیسرا۔ یہ سارا ہیر پھیر اسلئے ہے کہ آپکو اس امت میں کسی نبی کے پیدا ہونے میں شک ہے سو اسلئے ضرور ہے کہ پہلے اس بارہ میں کچھ بیان کیا جاوے اگرچہ کسی قدر سوال دوم کے جواب میں بھی لکھا جا چکا ہے۔

ولیس الهادی الا اللّٰه وما توفیقی الا باللّٰه

(۱) غیر المغضوب علیهم اللہ تعالےٰ نے یہ دعا ہمکو سکھلائی ہے کہ مغضوب علیہم ہونے سے یا اللہ ہمکو امان دے اور مغضوب علیہم کے معنے قرآن نے خود کر دیئے وَبَاۤءُوْا بِغَضَبٍ عَلٰى غَضَبٍ ۱ ؁ وہ یہود ہیں جنہوں نے اوّل حضرت عیسیٰؑ کو پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو نہیں مانا۔ اللہ تعالےٰ نے اسپر اسقدر تاکید فرمائی ہے کہ ہر ایک نماز میں پڑھنیکی تاکید کی ہے۔ بلکہ اس کا نام نماز رکھدیا بلکہ بغیر اسکے پڑھنے کے نماز ہی نہیں ہوتی اور اس رحیم و کریم رب العالمین رحمان رحیم نے جسکی رحمت اسکے غضب پر

ہمیشہ سبقت رکھتی ہے اپنی ربوبیت اور رحمانیت سے فرما دیا کہ جیسے ایک مسیح کے انکار سے ایک قوم مغضوب ہوگئی اسی طرح ایک اور مسیح بھی آنیوالا ہر وقت خدا تعالے سے پناہ مانگو کہ مسیح موعود کے انکار سے تم کو بچاوے اسپر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی جو بالمومنین رؤف رحیم ہیں بار بار مختلف رنگوں میں تاکید فرمائی کہ ایک زمانہ میں میری اُمّت بھی یہود ہو جاویگی اور جیسے پہلے یہود ایلیا کے صعود و نزول عنصری کے قائل ہو کر مسیح علیہ السلام سے منکر ہو گئے تہے اسیطرح ان بعینہ اسیطرح طابق النعل بالنعل وہ بھی یہی دعوے پیش کرینگے اور مسیح موعود کا اسی بنا پر انکار کرینگے چنانچہ حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وعلے آلہ واصحابہ وسلم نے دوسرے طور پر اسکو اور بھی زیادہ صاف کر دیا اور التحیات میں اس دعا کا پڑہنا فرض کر دیا کہ بغیر اسکے نماز جائز ہی نہیں ہوتی اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ عَذَابِ جَھَنَّمَ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِیْحِ الدَّجَّالِ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْیَا وَالْمَمَاتِ - یعنے اے اللہ میں تجہ سے پناہ مانگتا ہوں عذاب جہنم اور عذاب قبر اور مسیح دجّال کے فتنہ سے - وہ فتنہ مسیح دجّال کا کیا ہوگا آگے اسکی تشریح بھی خود ہی فرما دی گویا دجال کے پہچاننے کی علامت بھی بیان فرما دی کہ وہ فتنہ یہہ ہوگا کہ دجال مدعی حیات مسیح ہوگا اور اہل اسلام مدعی وفات مسیح - اسیواسطے لفظ محیا کو دجّال کے ساتہہ رکہا ہے کہ معلوم ہو جاوے کہ دعوے دجّال حیات مسیح کا ہے - ونیز لفظ فتنہ کو محیا کے ساتہہ ملایا کہ موجب فتنہ دعوے حیات مسیح ہے اور لفظ ممات کو دجّال اور فتنہ دونوں سے دور رکہا کہ دجال ممات کے ماننے سے دور رہے گا گویا اسکے مذہب کی حیات حیات مسیح کے ماننے میں ہے اور اسکے مذہب کی ممات ممات مسیح ماننے سے ہوگی۔

تیسرا یہاں المغضوب علیہم فرمایا وہ یہود جنپر غضب پر غضب ہوا یعنے پہلے یہود انکار مسیح اور انکار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دوہرے غضب کے ہوئے - اسیطرح یہہ امت بھی انکار سے دوہرے غضب کی مستحق ہوگی مسیح موعود کے انکار سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار بلکہ حضور کی تمام پیشگوئیوں کا انکار لازم آوے گا جو آپنے مسیح موعود کے لئے کی ہیں بلکہ اللہ تعالے کا اور قرآن مجید کی تکذیب بہی لازم آوے گی کیونکہ اللہ تعالے نے قرآن مجید میں حضرت مسیح موعود کی صرف پیشگوئیاں ہی نہیں فرمائیں بلکہ آپکے ماننے کی بابت تاکید اور آپکے انکار پر وعید بہی فرمائے چنانچہ یہ مضمون تفصیل کے ساتہہ الحکم . . . . . . میں پیشتر چہپ چکا ہے -

دوسرا - وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّہٗ وَاسْتَوٰی اٰتَیْنٰہُ حُکْمًا وَّعِلْمًا وَکَذٰلِکَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ ۝ پ۲۰

جب موسیٰ علیہ السلام اپنی بلوغت کاملہ کو پہونچگئے اور جیسے ہونا چاہئے ویسا ہی ٹہیک ٹہاک ہو گئے ہمنے اسکو نبوت اور علم لدنی عطا کیا - یہ امر حضرت موسیٰ کے ساتہہ خاص نہیں بلکہ یہ ہمارا قانون غیر مبدل ہے کہ اسی طرح نبوت ہم دیا کرتے ہیں اور دیا کرینگے - جو کوئی اللہ تعالے کو حاضر ناظر سمجہکر عبادت کرے - یہ قانون اپنا اللہ تعالے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو بطور خوشخبری کے بتلا رہا ہے کہ تیری اُمّت بھی اسطرح نبوت حاصل کر سکتی ہے ورنہ اگر یہ قانون منسوخ تہا تو اسکا ذکر قرآن مجید میں بالکل فضول اور لغو ہے نعوذ باللہ منہا -

تیسرا - وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّہٗ اٰتَیْنٰہُ حُکْمًا وَّعِلْمًا وَکَذٰلِکَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ ۝ پ۱۲ جب یوسف علیہ السلام اپنی کامل بلوغت کو پہونچ گئے تو ہم نے اسکو نبوت اور علم دیدیا اسلئے کہ وہ محسن تہا اور ہمارا غیر مبدل قانون ہے کہ ہم محسنین کو نبوت دیا کرتے ہیں - اور دیا کرینگے - یہہ کس نبوت کا ذکر ہے -

چوتہا - یُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِکَةَ بِالرُّوْحِ مِنْ اَمْرِہٖ عَلٰی مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِہٖٓ اَنْ اَنْذِرُوْٓا اَنَّہٗ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنَا فَاتَّقُوْنِ پ۱۴ وہ اللہ تعالے ملائک کو اپنا کلام جو اللہ تعالے کے عالم الامر سے ہے دیکر نازل کرتا ہے اور نازل کرتا رہے گا جسپر اپنے بندوں میں سے چاہتا ہے اور چاہیگا - تاکہ وہ عباد اللہ کو ڈراویں شرک سے اور توحید کی منادی کریں - یعنے یہ کہدیں کہ سوائے میرے کوئی معبود نہیں پس ہر ایک ضرورت کے وقت اور مصیبت سے بچنے کے لئے مجہے ہی سپر بناؤ - اس آیت شریف میں اشارہ ہے کہ کسی زمانہ میں (دجال کیوقت) شرک بڑہ جاویگا اوسوقت کوئی نبی بہیجا جاوے گا کیونکہ اس آیت شریف میں صرف انذار کا ہی ذکر ہے جیسے مسیح موعود کی نسبت یکسر الصلیب یقتل الخنزیر کا ذکر ہے اور بعض احادیث میں مہدی کا دجّال کو قتل کرنے کا ذکر ہے۔

اس آیت شریف سے ہی لطیف اشارہ زلازل اور طاعون سیلاب اور قحط وغیرہ اقسام اموات کی طرف بہی پایا جاتا ہے۔

دوسرا اس آیت شریف کے بعد خلق الانسان کو خصیم بڑا جہگڑالو فرمایا ہے۔

تیسرا اس آیت کے بعد ایک لطیف اشارہ ریل کیطرف بہی واللہ اعلم معلوم ہوتا ہے. کیونکہ سواریوں کے ذکر میں سب سے اخیر گدہے کا ذکر فرما کر اسکے ساتہہ ہی بلا انفصال فرمایا وَیَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ - ایک اور سواری بہی پیدا کرے گا جسکو تم ابہی نہیں جانتے اور جسکو استعارةً حمار کہا جا سکتا ہے - بسبب مناسبت آواز (بہک بہک) اور درازی گوش کے - اور اس میں باریک اشارہ اسکی طرف بہی ہے واللہ اعلم معلوم ہوتا ہے کہ وہ سواری از قسم گدہا ہوگی یعنے گدہا تمام جانوروں میں بیوقوفی میں ضرب المثل ہے یعنے ذی شعور میں سے نہیں ہوگی - اور چونکہ گدہا رکہنے والے سوا جاہل بیوقوف ہوتے ہیں اس لئے اس سے یہی اشارہ معلوم ہوتا ہے کہ اس کے مالک جہلاء [illegible] کے معلوم ہونگے - یعنے ایسے بیوقوف کہ اپنے دعوے کے ثبوت میں بہیڑو کے برابر کتاب اپنے کندہے پر اٹہائے پہرتے ہونگے - مگر گدہے کی طرح اس سے کوئی فائدہ نہیں اٹہا سکینگے - سوائے بوجہ اٹہانے کے مَا لَا تَعْلَمُوْنَ میں یہ بہی اشارہ معلوم ہوتا ہے کہ تم لوگ احادیث کے معنے سمجہنے میں غلطی کہا کر اس گدہے کی شناخت نہیں کر سکو گے بلکہ تمہارے خیال میں بعینہ وہی ذی روح گدہا اتنے لمبے کان والا جسکے دو کانوں میں فاصلہ ۷۰ باع کا ہوگا آویگا اور اسکی پیشگوئی کو استعارہ نہیں سمجہو گے اور صیغہ جمع لِتَرْکَبُوْھَا وَزِیْنَةً سے واللہ اعلم معلوم ہوتا ہے کہ وہ سواری بہتوں کی سواری کے لئے کافی اور خوبصورت ہوگی کیونکہ جانوروں کی خوبی وخوبصورتی تو پہلے وَلَکُمْ فِیْھَا جَمَالٌ میں بیان ہو چکی ہے

پانچواں - اگر فرض کیا جاوے کہ غیر نبی کی برابری نہیں کر سکتا تو یہ سوال اسوقت ہوتا جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰة والسلام رسول اور نبی نہ ہوتے جب وہ نبی ہیں تو اب یہہ سوال پیدا ہی نہیں ہوتا -

قول ۸ - بلکہ ہمیشہ پچہلوں نے اپنے پہلوں کی برابری نہیں کی اور اسی میں اپنا فخر سمجہا -

اقول - یہہ عجیب قانون ہے جو نہ دنیوی طور پر رائج ہے نہ دینی طور پر - کیا حضرت ابراہیم نے اپنے اب آذر کی برابری نہ کی - کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچاؤں عتبہ شیبہ ابولہب - ابوجہل وغیرہ کی برابری نہ کی - میں اسکی نسبت صرف قرآن مجید کا فیصلہ کافی سمجہتا ہوں وَاِذَا قِیْلَ لَھُمُ اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَآ اَلْفَیْنَا عَلَیْہِ اٰبَآءَنَا اَوَلَوْ کَانَ اٰبَآؤُھُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ شَیْئًا وَّلَا یَھْتَدُوْنَ پ۲ جب ان کو کہا جاوے کہ پیروی کرو جو اللہ تعالے نے اتارا ہے کہتے ہیں ہم تو پیروی کرینگے جسپر اپنے بزرگوں کو پایا ہے اللہ تعالے نے انکے جواب میں فرماتا ہے کہ یہ قانون بالکل غلط ہے اور کبہی بہی اسپر عملدرآمد نہیں ہوا - اسیواسطے انکو کہا اچہا تم ہی بتلاؤ کہ اگر کسیکا باپ بیوقوف ہو اور بیٹا دانا ہو یا کسی کا باپ بے دین ہو اور بیٹا دیندار ہو کیا یہہ اولاد باپ دادے کی راہ پر ہی چلے گی اور انکو چلنا جائز ہے تم ہی اسکا جواب دو - کیا کسی کا باپ اگر مثلاً چوہڑا ہے اسکے بیٹے کو چوہڑا ہی بننا ضرور ہے بلکہ آپ کے اس قانون سے تمام سلسلہ رسالت و نبوت درہم برہم ہو جاتا ہے کیونکہ ایک ہندو کا فخر ہے کہ وہ ہندو ہی رہے اور عیسائی کا فخر ہے کہ وہ عیسائی ہی رہے بلکہ آپ جو اسلام کو عام مذہب قرار دیتے ہیں جسکو دعوت اسلام آپ کرینگے وہ آپکو اس قانون کا حوالہ دیکر ساکت کر دیگا -

قول ۸ - عام طور پر مرزا صاحب عامة المسلمین کی تعریف فرما چکے ہیں -

اقول - بہراس میں حرج ہی کیا ہے جو کسی میں تعریف ہو وہ تعریف کرنا مومن منصف کا کام ہے نہ اندہا دہند تعریف جائز ہے نہ اندہا دہند کسی کی بدی کا اظہار بے جا عداوت اندہا دہند تعریف یعنے غلو اور اندہا دہند بدگوئی یہود ونصاریٰ کا کام ہے

جیسے اللہ تعالے فرماتا ہے قَالَتِ الْیَھُوْدُ لَیْسَتِ النَّصٰرٰی عَلٰی شَیْءٍ وَّقَالَتِ النَّصٰرٰی لَیْسَتِ الْیَھُوْدُ عَلٰی شَیْءٍ وَّھُمْ یَتْلُوْنَ الْکِتٰبَ کَذٰلِکَ قَالَ الَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ مِثْلَ قَوْلِھِمْ پ۱ - یہود کہتے ہیں نصاریٰ کسی شئے پر نہیں یعنے ان میں اور ان کے مذہب میں کوئی بہی خوبی نہیں اور نصاریٰ کہتے ہیں یہود کسی شئے پر نہیں - یہ تو ذرا پڑہے ہوئے لوگوں کا حال ہے اسطرح تو بے علم یعنی ناسمجہ لوگ کہا کرتے ہیں - یعنی جسمیں کوئی خوبی ہو اسکا ذکر نہ کرنا بے انصافی ہے اگر حضرت

مرزا صاحب نے مسلمانوں کی تعریف کی ہوگی تو اس میں کوئی وجہ ہوگی آپکا فرض تہا کہ آپ اس عبارت کا حوالہ دیتے - بہرحال یہ بات قابل اعتراض نہیں ان اگر آپکا یہہ منشا ہو کہ پہران کے پیچہے نماز کیون جائز نہیں تو یہ آپ کی غلط فہمی ہے - مرزا صاحب نے تو سرکار انگریزی کے بسبب انکے عدل اور امن کی بہت تعریف کی اور ہمیشہ کرتے ہیں کیا اب اس سے لازم آگیا کہ انکا مذہب بہی پسند کرتے ہیں - بلکہ آپ دیکہو کہ مذہب عیسوی کی رد سے کوئی کتاب و رسالہ و اشتہار مرزا صاحب کے خالی نہ ہونگے - الا ماشاء اللہ - اسی طرح حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے نوشیروان کے بسبب عدل کی تعریف کی - بلکہ انکے زمانہ مین اپنے نزول کا فخر کیا - کیا اس سے یہ لازم آگیا کہ انکا مذہب بہی پسند کر لیا تہا -

قولہ - کیا آپ کے فرقہ کو سوائے مخالفون کے دوسرے مسلمانون سے ملکر نماز پڑہ لینے کی اجازت ہے -

اقول - دوسرے مسلمان مخالف ہون یا غیر مخالف انکے ساتہہ ملکر نماز پڑہنا اسطرح جائز ہے کہ ایک جگہ مین اپنی اپنی نماز ہر یک پڑہ لے - یا ہمارے فرقہ کا آدمی امام ہو اور دوسرے پیچہے پڑہیں - اور اگر سوائے اپنے فرقہ کے کوئی اور امام ہو تو ہمارے فرقہ والے کی نماز اسکے پیچہے جائز نہیں - اسلئے کہ مرزا صاحب کے نہ ماننے والے ہمارے نزدیک بلکہ کل اہل اسلام کے نزدیک کافر ہیں اور کافر کے پیچہے نماز جائز نہیں -

(۱) تو وہ حضرت کو نعوذ باللہ کافر سمجہتے ہیں مومن کو کافر کہنے والا خود کافر ہے -

(۲) حضرت مرزا صاحب نبی اللہ ہیں اور نبی کا منکر کافر ہے بالاتفاق -

(۳) ہمارے مخالفین اسبات کو ملنتے ہیں کہ حضرت عیسےٰ ع آئینگے اور انکا منکر کافر ہے اور حضرت مرزا صاحب کا مدلل اور سچا دعویٰ ہے کہ مین وہی نبی اللہ عیسیٰ ع ہون جنکے آنے کی نسبت اللہ تعالےٰ نے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی کی تہی پس انکا منکر بہی بالاتفاق کافر ہے - لہذا ہماری نماز ان کے پیچہے جائز نہیں -

(۴) ہمارے مخالف تمام مانتے ہیں بلکہ ہمارے انکار سے بہت ناراض بہی ہیں کہ جب مہدی ہاں انکا خونی مہدی آویگا تو جو انکار کرے گا اسکو بلا فہم و تفہیم قتل کرتا جاوے گا - کیا ان کے منکر کافر ہونگے اسلئے قتل کرے گا - یا وہ ظالم ہوگا کہ بے گناہ قتل کرتا جاویگا -

(۵) مرزا صاحب وہی مہدی منتظر ہیں صرف اتنا فرق ہے کہ یہ صلح کے لئے آئے ہیں نہ ڈاکو بنکر پس انکا منکر بہی کافر ہے -

قولہ - مرزا احمد بیگ والے معاملہ مین مخالفون نے جو خطوط مرزا صاحب کے شائع کئے تہے وہ بہت ٹہوکر کا باعث ہوسکتے ہیں ان کی تردید کیون نہیں کی گئی -

اقول - اول تو اپنے اپنے وقت پر ہر ایک امر کا جواب دیا گیا - دوسرا یہہ سلسلہ نبوت کا سلسلہ ہے نبوت مین ٹہوکر و نکا ہونا ضروری ہے - حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کسقدر ٹہوکرین ہوئین - ان ٹہوکرون کا نام اللہ تعالےٰ تمیز اور تمحیص رکہتا ہے -

(۱) تمحیص جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دعوےٰ نبوت کیا بہت لوگ بلکہ کل لوگ علیحدہ ہوگئے سوائے حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے -

(۲) تمحیص جب ہجرت ہوئی بہت سے لوگ جنکو اسلام کی رغبت ہو چلی تہی - ہجرت کی تکالیف اور مکہ جیسی مقبول جگہ سے بظاہر دور ہوجانا دیکہہ کر علیحدہ ہو گئے -

(۳) تمحیص تحویل قبلہ کی یہود نماز حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتہہ ملکر پڑہا کرتے تہے کیونکہ مسلمانون کی طرح اُن کا قبلہ بہی بیت المقدس ہی تہا - جب تحویل قبلہ کا حکم دیا وہ علیحدہ ہو گئے -

(۴) تمحیص جنگ احد مین جب ستر صحابہ شہید ہوگئے تو جو اہل کتاب بلحاظ پیشگوئی یسعیا ۲۱ باب کے فتح بدر پر ایمان لائے تہے ان مین بعض کو اشتباہ پڑ گیا -

(۵) تمحیص غزوہ تبوک یہہ سفر دور دراز میوہ کی پختگی کا وقت موسم گرم - اسلئے بہت سے منافق علیحدہ ہوگئے

(۶) تمحیص سفر حدیبیہ - اس سفر مین بہت سے منافق شریک نہوے

(۷) تمحیص صلح حدیبیہ - یہ صلح چونکہ بظاہر دبکر معلوم ہوتی تہی بہتون کو اس سے ٹہوکر ہوئی - غرض اسی طرح تمحیص پر تمحیص ہوتی رہی اب اسکی حکمت اللہ تعالےٰ خود بیان فرماتا ہے -

وَلِيُمَحِّصَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ آمَنُوْا وَيَمْحَقَ الْكَافِرِيْنَ ۔

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا ۔

یعنے تاکہ علیحدہ کردے اللہ تعالےٰ مومنون کو اور محو کردے منکرون کو اسی طرح علیحدہ کرنے کرتی بالآخر مومن خالص جو اعلےٰ درجہ کا گروہ ہوگا وہ الگ ہوجاوے گا تاکہ وہ خالص مخلص گروہ بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے مومنون کی نگرانی اسی طرح کرے - جیسے اب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خود کر رہے ہیں غرض اگر معجزات متواتر ظاہری طور پر کہلے کہلے ہمیشہ ظاہر ہوتے رہیں تو پہر یہ نسبت اصلی اور سچے مومنونکے بدمعاش اور شہدو نکا جم گہٹا بکثرت ہوجاوے مگر اللہ تعالیٰ ہمیشہ انبیاء کے ساتہہ ایک خالص جماعت بنانا چاہتا ہے لہذا جب ایسے امور پیش آتے ہیں تو یہ لوگ جو مطلب پرست بے دین ہوتے ہیں جلد بے اعتقاد ہوکر علیحدہ ہوجاتے ہیں اور یہی مقتضائے حکمت الٰہی ہوتا ہے چنانچہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے

يَعْلَمُوْنَ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ عَنِ الْاٰخِرَةِ هُمْ غَافِلُوْنَ ۔

وہ لوگ تو سطحی خیال کے آدمی ہوتے ہیں اور دوربینی سے بے خبر -

تیسرا - آپ ہی سمجہا دیں ہمیں کیا نقص رہا کیا پیشگوئی پوری نہیں ہوئی -

اب مین از سر نو الفاظ پیشگوئی درج کئے دیتا ہون آپ ہی ایمان سے فرماوین کہ اگر کوئی انصاف سے سنت اللہ کے موافق غور کرے تو اسکو ضرور ایمان لانا پڑے کہ پیشگوئی پوری ہوگئی الفاظ یہ ہیں "اگر نکاح سے انحراف کیا تو اس لڑکی کا انجام نہایت ہی بُرا ہوگا اور جس کسی دوسرے شخص سے بیاہی جائے گی وہ روز نکاح سے اڑہائی سال تک اور ایسا ہی والد اس دختر کا تین سال تک فوت ہوجائیگا ...... اور ہر ایک روک دور کرنیکے بعد انجام کار اسی عاجز کے نکاح لادیگا -

انتہی اب اس پیشگوئی کے اجزا حسب ذیل ہیں

(۱) حضرت اقدس مرزا صاحب اس لڑکی کیساتہہ نکاح مین تک زندہ رہینگے اگر خود حضرت اس زمانہ تک زندہ نہ رہیں تو پیشگوئی غلط ہوگی -

(۲) وہ لڑکی حضرت کے ساتہہ نکاح تک زندہ رہے گی اگر مرجاوے پہر بہی پیشگوئی غلط ہوگی -

(۳) وہ لڑکی دوسرے شخص کے ساتہہ نکاح تک زندہ رہے ورنہ پیشگوئی غلط ٹہیرتی ہے -

(۴) احمد بیگ لڑکی کا باپ لڑکی کے نکاح تک جو دوسری جگہ کرے زندہ رہے ورنہ پیشگوئی غلط ثابت ہوگی -

(۵) احمد بیگ تین سال کے اندر نکاح کے بعد جو دوسری جگہ کرے مرجاوے -

(۶) خاوند پہلا اس لڑکی کا اڑہائی سال کے اندر مرجاوے -

(۷) لڑکی کا نکاح بعد مرنے اسکے خاوند کے حضرت کے ساتہہ ہوجاوے -

اب پیشگوئی کے نمبر ہائے اول تا پانچ تمام و کمال ہوچکے ہیں اور لفظ بلفظ پورے ہوچکے ہیں اور ۶ و ۷ باقی ہیں جنکا انتظار ہے مومن کا کام ہے کہ پیشگوئی کا ایک حصہ ہی پورا ہوجانے پر ایمان لاوے کیونکہ سوائے اللہ تعالےٰ کے علم غیب کوئی نہیں جانتا - اور یہی سنت اللہ اور اسی پر اللہ تعالےٰ کی رضا ہے - جیسے وہ فرماتا ہے -

وَاَوْحَيْنَا اِلٰى اُمِّ مُوْسٰى اَنْ اَرْضِعِيْهِ فَاِذَا خِفْتِ عَلَيْهِ فَاَلْقِيْهِ فِي الْيَمِّ وَلَا تَخَافِيْ وَلَا تَحْزَنِيْ اِنَّا رَادُّوْهُ اِلَيْكِ وَجَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۔

ہمنے موسیٰ ع کی والدہ کو وحی کی کہ اس بچہ کو دودہ پلاتی رہ جب تجہہ کو اسپر خوف ہو تو اسکو اس دریا میں پہینک دے (کسی تدبیر سے) اور اسبات کا خوف نکر کہ غرق ہوجاوے گا اور نہ اسکی جدائی کا غم کر اسکو ہم زندہ تیرے پاس لائینگے بلکہ یہ اپنی پوری عمر پاوے گا - کیونکہ ہم اسکو رسول بہی بنائینگے -

اس آیت شریف مین تین پیشگوئیاں ہیں ایک موسیٰ علیہ السلام کا زندہ لانا دوسرا اسکو پیغمبر بنانا تیسرا اسکو عمر دینا

اب اللہ تعالےٰ فرماتا ہے - فَرَدَدْنٰهُ اِلٰى اُمِّهٖ كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ وَلِتَعْلَمَ اَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ ۔ پس ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو اسکی ماں کی طرف واپس کر دیا تاکہ اس کی آنکہیں ٹہنڈی ہون اور بچہ کی جدائی کا جو اسے رنج تہا وہ دور ہوجاوے اور وہ سمجہہ جاوے کہ اللہ تعالےٰ کے وعدے سچے ہیں - دیکہئے پیشگوئی تو صرف ایک پوری ہوئی یعنے موسیٰ ع واپس والدہ کو پہونچ گئے مگر دوسری پیشگوئی کو بہی حق مان لیا - اور تیسری کو بہی -

اب یہان ۷ میں سے پانچ اجزا پورے ہوگئے پہر بہی مسلمانون کا یہ حال ہے کہ اعتراض پر اعتراض کرے جاتے ہیں - یہہ سوال تو اسوقت کرنا چاہئے تہا کہ لڑکی پیشگوئی والی حضرت کے نکاح سے اوّل مرجاتی یا حضرت اقدس کا انتقال قبل اس نکاح کے ہوجاتا ابہی تو سوال پیدا ہی نہیں ہوا - ہان لڑکی کا خاوند پیشگوئی کے وقت مقررہ کے اندر نہ مرنے کی بابت سوال ہوتا ہے مگر وہ سوال بہی سنت اللہ کی بے علمی کے سبب سے ہے اگر قرآن مجید پر نظر تدبر ہو تو وہ سوال بہی پیدا نہیں ہوتا -

اوّل اللہ تعالےٰ فرماتا ہے وَوٰعَدْنَا مُوْسٰى ثَلٰثِيْنَ لَيْلَةً وَّاَتْمَمْنٰهَا بِعَشْرٍ فَتَمَّ مِيْقَاتُ رَبِّهٖ اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً ۔ ہمنے حضرت موسیٰ

سے وعدہ کیا تیس رات کا پہر پہنے اس وعدہ ... اور دس راتوں سے کردی اسلئے اسکے ... حاد چالیس رات کو مکمل ہوئی۔ اب ... ن بجائے تیس کے چالیس راتین ... راس کی حکمت صرف یہی فرمائی۔ ... ئے ربوبیت ہی تہا کیا اس پیشگوئی ... ہو کوئی مومن غلط کہے گا۔

فَلَوْلَا كَانَتْ قَرْيَةٌ آمَنَتْ فَنَفَعَهَا إِيمَانُهَا إِلَّا قَوْمَ يُونُسَ لَمَّا آمَنُوا كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ ۱۱

ایسا کیوں نہیں کرتے کوئی بستی کہ وہ ایمان لاوی اور اسکا ایمان اسکو نفع دے مگر قوم یونس تو ایمان لائی اور جیسے انسے وہ ذلت کا عذاب دور کر دیا۔

اس آیت شریف میں صرف مہلت ہی نہیں دی بلکہ عذاب کو بالکل ٹلا دیا بلکہ اس سے بڑھ کر یہہ کہ آیندہ لوگونکو ترغیب تحریص بہی کی تا ان خاص اپنی ربوبیت و رحمانیت و رحیمیت و مالکیت کے تقاضا سے سخت ترغیب دی۔ اور و رحمتی وسعت کل شیئ کا ثبوت بہی دیا۔

تیسرا وعدہ دو قسم کا ہوتا ہے۔ وعدہ رحمت جسکو وعدہ کہتے ہیں اور وعدہ عذاب جسکو وعید کہتے ہیں خوبی کا وعدہ ٹلانا خلاف وعدہ کہلاتا ہے۔ عذاب کا وعدہ ٹلانا خفیف کرنا مہلت دینا اسکو رحمت اور فضل کہتے ہیں جیسے کوئی حاکم کسی مجرم کو کہدے کہ میں تجہے ضرور سخت سزا دون گا مگر وقت سزا تخفیف کرے یا معاف کرے۔ تو کہا جاوے گا کہ بڑا رحم کیا۔

اس پیشگوئی احمد بیگ والی میں جب حسب پیشگوئی احمد بیگ مرگیا تو ان کے دل دہڑکے اور خائف ہوئے اور وہ خود سلطان محمد اور اسکے عیال کے لوگ بہت ہراسان ہوگئے یہانتک کہ جب ایام پیشگوئی قریب آپہونچے تو ایک طرف تو سلطان محمد کی گہبراہٹ دور کرنے کے لئے اسکو دو آدمی ہمراہ دیکر راولپنڈی وغیرہ مقامات میں بغرض تفرج تفریح و دل بہلانے کے روانہ کیا۔ دوسری طرف معرفت ایک حکیم صاحب لاہوری کے جو اس جماعت کے ایک معزز ممبر ہیں خط وکتابت بنا بر صلح حضرت اقدس کی طرف شروع کردی اور اس کا میں خود ہی گواہ ہوں اس لئے کہ ان ایام میں مجھے حضرت کے ڈاک لکھنے کی عزت حاصل تہی اور اس خط و کتابت میں صاف اقرار کیا کہ جس شرط پر حضرت راضی ہوں وہی شرط ہم کو منظور ہے اسکا ذکر حضرت نے اپنی تصانیف و اشتہارات میں بہی کردیا ہے جس سے غور کرنے والا انکے گہبراہٹ کا اندازہ ان دونوں کارروائیوں سے کرسکتا ہے کہ کسقدر تہا۔

سو اللہ تعالٰے جو رؤف رحیم ہے اسکی رحمت کا ہی تقاضا ہے کہ فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ ۸ جو ذرہ کے برابر بہی نیک عمل کرے اللہ تعالٰے اسکا عمل ضائع نہیں کرتا۔ اللہ تعالٰے نے انکے خوف اور رجوع کے سبب انکو مہلت دیدی۔

چنانچہ اسی کے مطابق اللہ تعالٰے فرماتا ہے۔ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُبِينٍ يَغْشَى النَّاسَ هَٰذَا عَذَابٌ أَلِيمٌ رَبَّنَا اكْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ إِنَّا مُؤْمِنُونَ أَنَّىٰ لَهُمُ الذِّكْرَىٰ وَقَدْ جَاءَهُمْ رَسُولٌ مُبِينٌ ثُمَّ تَوَلَّوْا عَنْهُ وَقَالُوا مُعَلَّمٌ مَجْنُونٌ إِنَّا كَاشِفُو الْعَذَابِ قَلِيلًا إِنَّكُمْ عَائِدُونَ ۲۵ ۔ یعنے جب آسمان ایک دہوان (قحط) لائیگا اور وہ قحط کہلا کہلا ہوگا جسکو عوام بہی محسوس کرلینگے اور ان لوگوں کو عذاب گہیر لیگا۔ یہ عذاب ہے دکہہ دالا اسوقت ان کی فطرتیں رب العالمین کی ربوبیت کی طرف ملتجی ہونگی اور دعا کرینگی کہ اے ہمارے رب یہہ عذاب (قحط) ہم سے دور کر ہم مان جاوینگے یعنے دل ہی دل میں اس عذاب سے ڈر کر ارادہ کرلیا کہ ہم مان جاوینگے۔ اسیواسطے اللہ تعالٰے نے قالوا نہیں فرمایا یعنے ان کے اندرونی رجوع کو اللہ تعالٰے علیم بذات الصدور نے معلوم کرلیا۔ ان کے اس اندرونی خائفانہ رجوع اور وعدہ کی اللہ تعالٰے تکذیب کرتا ہے کہ یہہ رجوع ظہور میں نہیں آوے گا کیونکہ فرماتا ہے أَنَّىٰ لَهُمُ الذِّكْرَىٰ ان کو اس عذاب سے کب نصیحت آسکتی ہے حالانکہ بڑا کھول کہول کر سنانے والا رسول انکے پاس آیا اور انہوں نے کہدیا کہ کسیکا سکہایا ہوا ہے اور سِٹ والا آدمی ہے بہرحال إِنَّا كَاشِفُو الْعَذَابِ قَلِيلًا إِنَّكُمْ عَائِدُونَ ہم تہوڑے عرصہ کے لئے اپنا عذاب دور کردیتے ہیں مگر یقیناً تم پھر ویسے کے ویسے ہی ہوجاؤگے یہاں اللہ تعالٰے نے اندرونی رجوع کے جو کہ پیر یا زیادہ سے زیادہ ایمان لانے وعدہ پر عذاب ٹلا دیا اسیطرح اللہ تعالٰے نے فرعونیوں کا ذکر فرمایا جسکا ذکر پ۹ میں ہے کہ جب ان پر عذاب آتا وعدہ ایمان لانے کا کرتے بعد ٹلنے عذاب کے وعدہ شکنی کرتے مگر اللہ تعالٰے باوجود عالم الغیب ہونے کے انکا اتنا جہوٹا رجوع بہی ضائع نہ کرتا۔ مگر بالآخر کیا ہوا جب وہ اپنی شرارتوں میں بڑہ گئے اللہ تعالٰے نے انکو غرق اور ہلاک کردیا یہی حال ہے سلطان محمد والی پیشگوئی کا انہوں نے اپنے گہبراہٹ اور خوف سے فائدہ اٹہایا مگر آپ یاد رکہیں اور خوب یاد رکہیں اور میں اللہ تعالٰے کی قسم کہا کر کہتا ہوں کہ یہ پیشگوئی ضرور ضرور پوری ہوگی اور کبہی نہیں ٹلیگی۔ زمین آسمان ٹل جاوینگے مگر اللہ تعالٰے کی باتیں نہیں ٹلتیں۔

قولہ ۸۔ مرزا صاحب اپنے تالیفات میں ایک مسیح کے آنے کا بہی امکان مانتے ہیں کہ جسپر حدیثوں کے ظاہری الفاظ مطابق ہوں پس کیوں نہ انکو مسیح موعود مانیں کیونکہ آخر الحیل السیف۔

اقول۔ آپکی یہ نرالی سمجہہ اور دور بینی قابل تعجب ہے ایک شخص مدعی موجود ہے اسکا وجود اور موعود ہونا اللہ تعالٰے کے شہادت زمانہ کی موجودہ حالت کی شہادت صدی کا سر ہونے کی شہادت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی شہادت تائیدات الٰہیہ کی شہادت ہزارہا معجزات و خوارق کی شہادت کسوف خسوف کی شہادت۔ منع حج کی شہادت۔ طاعون کی شہادت۔ زلازل کی شہادت سیلاب کی شہادت۔ اسکے ذوالقرنین ہونیکی شہادت یعنے ہجری و عیسوی دونوں صدیوں کو اسکے پالیا۔ اسکی اپنی پیشگوئیوں کی شہادت۔ اسکے روز افزوں ترقی کی شہادت۔ چار لاکہہ مسلمانوں کی شہادت۔ وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْأَقَاوِيلِ کی شہادت سے یقینی ثابت ہو چکا ہے اسکو چہوڑ کر موہوم اور امکانی مسیح کا انتظار کرنا جو ابہی موجود ہی نہیں سوائے اسکے اور کیا سمجہا جاوے کہ اب لوگوں کو خونریزی اور غدر ۵۷ء والا فساد اور لوٹ مار غارت ڈاکہ مارنیکا نہایت بڑا شوق ہے۔ فَإِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ مرد آدمی آپ ذرا اس سوال پر نظر ثانی تو کرو کیا یہ سوال کسی قابل بیان کرنے کے ہے۔

سچ ہے انبیاء کی مخالفت کرکر کیسے کیسے لغو اعتراضات انسان پیش کرتا ہے جنکو اگر خود ہی غور کرکے دیکہے تو شرمندہ ہوجاوے۔ اگرچہ آپ کے تمام سوالات اس قابل نہ تہے کہ آپکو اس خط میں جواب دیا جاتا بلکہ بہت ہی تفصیل مناسب تہی۔ مگر چونکہ یہ خط اتنی تفاصیل کا تحمل نہیں و نیز میرا ارادہ ہے کہ ان تمام خطوط کو جو پہلے بذریعہ الحکم و بدر شائع کئے ہیں تکمیل کرکے بطور کتاب کے شائع کروں یعنے بسبب اختصار جو کچہہ انکی کمی ہے پوری کرکے طبع کروں اسلئے میں اس خط کو ختم کرتا ہوں واللہ ولے التوفیق ھو حسبی ونعم الوکیل ولا حول ولا قوۃ الا باللہ اللّٰھم صل وسلم و بارک علٰے سیدنا و مولانا و ھادینا محمد صلے اللہ علیہ وسلم و احمد صلے اللہ علیہ وسلم و علٰے الھما و اصحابھما کثیرا کثیرا والحمد للہ رب العالمین۔

حکیم فضل دین از قادیان

وکیل اسلام

حفاظت و اشاعت اسلام کا ایک زبردست ماہوار رسالہ ماہ جولائی سے شائع ہوگا۔ مختصر مقاصد درج ذیل ہیں۔ مخالفین اسلام کے جواب متانت و میانہ روی سے دینا۔ برائے نام مسلمانوں کو عملی طور پر مسلمان بنانے کی کوشش کرنا مسلمانوں کے باہمی تفرقوں کو مٹانا۔ صوفیائے کرام و بزرگان اسلام کی حالت شائع کرنا۔ وکیل اسلام کا دلی منشاء یہ ہے کہ اشاعت اسلام بہی ہو مگر حفاظت اسلام ضروری ہے یعنے جو لوگ نام کے مسلمان ہیں وہ کام کے بہی مسلمان ہوں قیمت سالانہ ۱؍۸ جن صاحبوں کی خریداری کی درخواستیں اخیر جون سے پہلے پہلے آئینگی۔ انہیں چند اسلامی کتابیں انجمن اپنی طرف سے مفت نذر کرے گی

المشتہر۔ سکرٹری انجمن وکیل اسلام نیلا گنبد لاہور

احمدی بہائیوں سے ایک ضروری التجا

الحکم مطبوعہ ۱۰ مئی جسمیں عاجز کا مضمون نقشبندیوں پر اتمام حجت کے عنوان سے ہے میں چاہتا ہوں کہ آپ صاحبان ضرور اپنے شہر اور قرب و جوار کے سب نقشبندیوں کو دکہائیں اور حتی الامکان اس کی اشاعت کریں۔ شاید کوئی سعید روح فائدہ حاصل کرکے مجہے عنداللہ ناجی کرے۔

نیازمند الحق آف گولیکے ضلع گجرات

زلزلہ

منشی سردار خان صاحب منصوری سے اطلاع دیتے ہیں کہ آج ۱۰ مئی ۱۹۰۶ء کو یہاں منصوری پر قریب ۴ بجے سہ پہر کو دو دفعہ کے بعد دیگر زلزلہ آیا۔ جو ۲۸ فروری والے زلزلہ سے کچہہ ہی کم تہا۔ اس پہاڑ پر اکثر زلزلوں کا سلسلہ شروع ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مشکور ہونگا کوئی بھائی اپنی جماعت میں

پڑھ کر سنا دیں

کچھ مفرح عنبری کی نسبت

منجانب محمد اسماعیل صاحب احمدی اینڈ برادرس ماسٹر ٹیلر فیسٹ بڈفورڈشائر رجمنٹ جھانسی حال قلعہ میان سنگھ ۱۲ مئی ۱۹۰۶ء :- مکرمی جناب حکیم صاحب سلمکم اللہ تعالے - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - قبل ازیں مفرح عنبری آپسے منگائی تھی جس کے استعمال سے توقع سے زیادہ فائدہ ہوا - پہلی سی مفرح یاقوتی ومعجون مروح الارواح وحب مقوی وغیرہ منگا کر استعمال کئے مگر جو فوائد آپکی تیار کردہ مفرح عنبری میں پائے گئے ہیں وہ اور ادویہ میں کالعدم ہیں - لہذا مہربانی فرما کر ایک ڈبیہ مفرح عنبری جلد ارسال فرماویں -

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیان بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

(ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی)

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے ۵ر (۲) خواص و معاونین سے ۱۰ر (۳) ہندوستان سے باہر کے (۴) غیر مذاہب والوں سے
(۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے دو روپیہ بارہ آنہ

نمبر ۱۹ قادیان دار الامان مورخہ ۳۱ مئی ۱۹۰۶ء مطابق ۷ ربیع الثانی ۱۳۲۴ھ جلد ۱

فہرست مضامین

تازہ الہامات و کشوف

هَلْ اَتَاكَ حَدِيثُ الزَّلْزَلَة۔ بَلْ يَاتِيْهِمْ بَغْتَةً

اگر چاہوں تو اوس دن خاتمہ

اس کے بعد ایک علیحدہ الہام ہوا

دو چار ماہ

ترجمہ۔ مذکورہ بالا عربی الہامات کا یہ ہے۔ کیا تجھے زلزلہ کی بات پہنچی ہے بلکہ ان کے پاس اچانک آئے گا۔

۲۷ مئی ۱۹۰۶ء اُرِيْحُكَ وَلَا اُجِيْحُكَ وَاُخْرِجُ مِنْكَ قَوْمًا۔

ترجمہ میں تجھے راحت دوں گا اور تجھے نہ مٹاؤں گا اور تجھ سے ایک بڑی قوم نکالوں گا اس کے ساتھ ہی دل میں ایک تفہیم ہوئی جس کا یہ مطلب تھا

جیسا کہ میں نے ابراہیم کو قوم بنایا

۲۷ مئی ۱۹۰۶ء الہام

”آفتوں اور مصیبتوں کے دن ہیں“

ایک دوست کا ذکر تھا جس پر بہت سے نیوی مشکلات گر رہے ہیں۔ فرمایا۔ یہ الہام اُسی کے متعلق معلوم ہوتا ہے۔

خدائے عزّ وجل کی پاک وحی ایک نئے مخالف شدہ کے بارے میں۔ پڑھنے والے سمجھ لیں۔

وحی اللہ

۳۰ مئی ۱۹۰۶ء (۱) خدا کے مقبولوں میں قبولیت کے نمونے اور علامتیں ہوتی ہیں۔ اور وہ سلامتی کے شہزادہ کہلاتے ہیں ان پر کوئی غالب نہیں آسکتا۔ فرشتوں کی کھنچی ہوئی تلوار تیرے آگے ہے۔ پر تو نے وقت کو نہ پہچانا۔ نہ دیکھا نہ جانا۔

(۲) برہمن اوتار سے مقابلہ کرنا اچھا نہیں۔

(۳) رَبِّ فَرِّقْ بَيْنَ صَادِقٍ وَكَاذِبٍ

ترجمہ۔ اے میرے رب تو سچے اور جھوٹے میں فرق دکھلا دے۔

(۴) اَنْتَ تَرٰى كُلَّ مُصْلِحٍ وَصَادِقٍ

ترجمہ۔ تو ہر ایک اصلاح کرنے والے اور سچے کو دیکھتا ہے۔

نوٹ۔ برہمن میں اس نسبت کا جو یعنی منسوب ہے برہما۔ برہمن اوتار اللہ تعالیٰ کے اسم غالب کا مظہر۔ ایڈیٹر

چودھری اللہ داد صاحب مرحوم

ہمارے معزز دوست اور بھائی جناب چودھری اللہ داد صاحب ہیڈ کلرک دفتر ریویو آف ریلیجنز کو اللہ تعالیٰ اپنی مغفرت میں لے اور جنّت میں اچھی جگہ نصیب فرما دے۔ آپ نے ۱۷ دن تک بخار میں مبتلا رہ کر ۲۷ مئی ۱۹۰۶ء کی صبح کو ۴ بجے کے قریب جبکہ موذن نے اللہ اکبر کہا اپنی جان اپنے مالک حقیقی کو سونپ دی۔

اللّٰھم اغفرہ وارحمہ

چودھری صاحب موصوف اکتوبر ۱۹۰۲ء کو اپنی مستقل سرکاری ملازمت اور تمام دنیوی عروج کی خواہشوں کو لات مار کر دین کی خاطر قادیان میں ایک قلیل تنخواہ پر راضی ہو کر بیٹھ رہے اور تب سے ایک دن کے واسطے بھی اپنے وطن کو نہیں گئے تھے۔ آپ کی عمر قریباً ۴۲ سال کے تھی۔ میگزین کی خدمت جس خوبی اور محنت کے ساتھ وہ بجا لاتے رہے وہ عیان ہے اور اس کے علاوہ مدرسہ کی امانت کی خدمت۔ اور پھر انگریزی کی خدمت بھی بجا لاتے رہے۔ اور کچھ مدت مدرسہ میں آنریری ٹیچری کا کام بھی کرتے رہے۔ مرحوم کے متعلق حضرت مسیح نے فرمایا کہ چودھری اللہ داد صاحب بڑے مخلص تھے۔ ایسا آدمی پیدا ہونا مشکل ہوتا ہے۔ صاحب موصوف نے اپنی وصیت ہنوز تحریر نہ فرمائی تھی۔ لیکن حسب الحکم حضور مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کو مقبرہ بہشتی میں دفن کیا گیا اور حضرت مسیح ؑ کا وہ رؤیا آپ کے حق میں پورا ہوا جس میں آپ نے دیکھا تھا کہ حضرت مولوی عبد الکریم صاحب (رضی اللہ عنہ) کی قبر کے ساتھ دو اور قبریں ہیں (دوسری قبر میاں الٰہی بخش صاحب کی ہے) یہ پیارا دوست بہت سی خوبیاں اپنے اندر رکھتا تھا جن کا کچھ کسی آئندہ اخبار میں کیا جاوے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

وہ ایک اعلیٰ درجہ کا مہمان نواز تھا۔ دوستوں کا سچا دوست تھا۔ اس کا دل احمد کی محبت سے پُر تھا۔ خدا تعالیٰ ان کے پس ماندگان کو صبر جمیل عطا فرماوے۔ اور آپ ہی انکا محافظ ہو (آمین) صاحب موصوف کی جو خدمت ایام علالت میں ان کے دوست ابو سعید عرب صاحب اور چودھری فتح محمد صاحب نے کی وہ برادرانہ محبت اور دلی تعلق کا ایک خاص نمونہ ہے۔ اللہ تعالیٰ انکو جزائے خیر دے۔

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مولود مسعود کی مبارکباد

الحمد للہ رب العالمین الرحمن الرحیم مالک یوم الدین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ الامین محمد وآلہ واصحابہ اجمعین +

اما بعد

نہایت مسرت اور دلی انبساط کے ساتھ ظاہر کیا جاتا ہے کہ ۲۶ - مئی ۱۹۰۶ء کو بوقت ۷ بجے شام جناب صاحبزادہ بشیر الدین محمود احمد صاحب سلمہ الاحد خلف الرشید حضرت حجۃ اللہ علے الارض حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گھر میں خداتعالےٰ کے فضل وکرم سے **مولود مسعود** پیدا ہوا - اس ولادت باسعادت پر ہم خداتعالےٰ کا شکر کرتے ہوئے بحضور حضرت مسیح موعودؑ و حضرت اُمّ المومنین و جملہ متعلقین حضرت اقدس **مبارکباد** عرض کرتے ہیں - یہ مولود خداتعالےٰ کے عظیم الشان نشانوں میں سے ایک نشان ہے اور کئی نشانوں کا مجموعہ ہے - اوّلاً اس لئے کہ حضرت اقدس کی اس عظیم الشان پیشگوئی کو پورا کرتا ہے جو **نری نسلاً بعیدا** کے الفاظ میں اس وقت ہوئی تھی جبکہ ابھی آپکی یہ شادی بھی نہ ہوئی تھی پس تیئس (۲۳) بتیس (۳۲) سال پہلے ایک کی پیشگوئی کرنا انسانی طاقت میں نہیں خصوصاً ایسی حالت میں کہ انسان کو اپنی زندگی کے ایک لمحہ کا اعتبار بھی نہو اور پھر جبکہ **نسل** کیلئے کوئی صورت نہ ہو - غرض یہ پیشگوئی بہت ہی عظیم الشان پیشگوئی ہے - جو کئی پیشگوئیوں پر مشتمل ہے (۱) حضرت اقدس کا زندہ رہنا - (۲) پھر نکاح کرنا (۳) پھر اولاد ہونا - (۴) پھر اس اولاد سے حضرت کی موجودگی میں اولاد کا ہونا -

اسکے علاوہ اس مولود کے متعلق صراحتاً بلا تاویل صاف لفظوں میں پیشگوئی ہوچکی ہے - جو الحکم اور بدر میگزین میں کئی مہینے پہلے شائع ہوچکی ہے اور وہ وحی ۲۶ - دسمبر ۱۹۰۵ء کو یوں ہوئی - **اِنّا نبشّرک بغلامٍ - نافلۃً لک - نافلۃً من عندی** - ہم تجھکو ایک لڑکے کی خوشخبری دیتے ہیں - وہ تیرے لئے نافلہ ہے - وہ ہماری طرف سے نافلہ ہے - پھر ۱۰ - اپریل ۱۹۰۶ء کے الحکم میں یہ الہام شائع ہوا - **اِنّا نبشّرک بغلامٍ - نافلۃً لک** - ایسا ہی ۲۷ - اپریل ۱۹۰۶ء کو الہام ہوا - **اُریک مایرضیک**۔

یہ الہامات خداتعالےٰ کی زبردست پیشگوئیاں ہیں جو آج ، بجے پوری ہوئیں - اے خدا کے جری تجھپر سلام خدا نے تیری باتیں پوری کی ہیں جیسے قبل از وقت فرمایا تھا -

ہم نے صاحبزادہ صاحب کی تقریب شادی پر مبارکباد دیتے ہوئے دلی آرزو ظاہر کی تھی کہ نری نسلاً بعیدا کی پیشگوئی پورا ہوتے ہوئے دیکھیں - اور اظہار مبارکباد کا موقع ملے - خدا کا شکر ہے کہ اس نے پھر ہمیں یہہ موقع دیا - الحمد للہ اوّلاً و آخراً و ظاہراً و باطناً -

پھر ایک بار ہم خداتعالےٰ کی حمد کرتے ہوئے **حضرت مسیح موعود** اور **حضرت ام المومنین** اور ایسا ہی اپنے محترم مخدوم جناب میر ناصر نواب صاحب اور آپ کی زوجہ محترمہ کو اس تقریب پر صدق دل سے **مبارکباد** دیتے ہیں - ایسا ہی ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب اور ان کے متعلقین کو -

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ اس مولود مسعود کو قوم ملک اور اسلام کے لئے نہایت ہی بردمند اور مبارک کرے - وہ والدین اور حضرت مسیح موعودؑ اور حضرت ام المومنین اور آپکے متعلقین اور خوش قسمت نہال کے زیر سایہ خدمت دین متین میں عمر دراز پاوے - وہ نافع الناس ہو اور ہر پہلو سے اس کا وجود اسلام کے لئے مفید ثابت ہو - ع - این دعا از من و از جملہ جہان آمین باد -

طالب دعائے سحری یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر الحکم

نظم مولوی عبید اللہ صاحب بسمل جو مبارکباد کے جلسہ قادیان میں پڑھی گئی

لطف ایزد بین کہ اندر یک قران کردہ قرین — آفتاب مشرق و مہتاب مغرب بر زمین
راست شد قولیکہ در قرآن خود فرمودہ بود — جمع مے گردند مہر و مہ بدور آخرین
فاش گویم تا بدانی کیست ماہ و کیست مہر — قیصر و مہدی کہ ایزد ہر دو را کردہ گزین
معدلت در جان قیصر شد ز فضل حق خمیر — مکرمت در ذات مہدی شد ز لطف حق عجین
قیصر و مہدی ما کردند تسخیر قلوب — آن بعدل و این بفضل و آن بداد و این بدین
آن بود ساؤل صولت این بود داؤد شان — این بود چون ابن مریم آن چو پور آبتین
آن مسیحا را غلام و این مسیحا را مثیل — آن شہنشہ این نبی دارا ست آن عیسے آئین
آن ظہیر دولت است و این نصیر ملت است — این فراز صدر گاہیں آن فراز صدر زین
قلب اعدا قلب بیجا را بہم بشگافتند — مہدی از تیر دعا و قیصر از شمشیر کین
تیغ قیصر را و خامہ گشتہ مہدی را عطا — آن سیاست را ضمان و این سلامت را ضمین
بیگمان گر تیغ قیصر حک کرد آثار ظلم — حک نمودہ خامہ مہدی ضلالت با یقین
تیغ قیصر گوہر آگین است از دُرِّ عدن — خامہ مہدی گہر ریز است از در ثمین
صد دُر مکنون اگر مدفون بگنج قیصر است — صد در مضمون است در خزن مہدی دفین
بہر نشر دین و دولت در میان ملک و قوم — ہر دو را اینک [illegible] کرد ایزد میگزین
از قوانین ملک را گر دادہ قیصر انتظام — از برای دادہ مہدی قوم را حبل المتین
از زمین گر بردہ شد یا برد قیصر علم و فن — علم و دین آرد مہدی از ثریا بر زمین
قیصر ہندوستان باشد اگر شاہ زمن — مہدی آخر زمان باشد امیر المومنین
ساخت قیصر کار دنیا راست از رائے قوی — ساخت مہدی کار عقبیٰ راست از رائے رزین
فتنہ از قیصر بود لرزان چو برگ از مہرگان — صلح از مہدی بود خندان چو گل از فرودین
کرد قیصر گر بدنیا امن را خاطر نشان — کرد مہدی بہر عالم صلح را خاطر نشین
قصر قیصر مہد مہدی ہر دو اندر روزگار — آن رعایا را امان و این برایا را امین
عہد مہدی بالیقین از بہر امت یمن و یسر — عصر قیصر مملکت را گر یسار است و یمین
گر سران بر درگہ قیصر فرود آرند سر — قدسیان سایند بر دروازہ مہدی جبین
ملک قیصر رفتہ ہمچون صیت مہدی تا بروس — صیت مہدی رفتہ ہمچون ملک قیصر تا بچین
قیصر ار دارد صلیب عیسوی بر آستان — مہدی ما دست موسیٰ دارد اندر آستین
سرکشان بر سدّ دیوان قیصر بوسہ زن — سرفرازان بر در ایوان مہدی بوسہ چین
چون نیاز و زہرہ حاسد رو بسان از بیم شان — شیر حق مہدی بود قیصر بود شیر عرین
ہست قیصر بہر نشر دین مہدی را نصیر — بہر نشر امن مہدی ہست قیصر را معین
ملک دنیا سر بسر در دست قیصر رہن گشت — ملک دین در دست مہدی سر بسر گشتہ رہین
خرد بین گر قیصر از ادراک میدارد بہ پیش — مہدی از الہام اندیش دارد دور بین
ملک عالم دارد ار قیصر بدولت زیر حکم — ملک معنی ہست مہدی را بدین زیر نگین
یادگار عصر قیصر این بود بس پائیدار — کہ بعہدش گشتہ عیسیٰ نازل از چرخ برین
ہست مہدی را ستایش و ہست قیصر را ستکار — صد تحیت بر مہدی بقیصر آفرین
نظم کردستم بحکم حضرت شیر علی — ورنہ بسمل یک دانی نیستم شہرت گزین
کفش بردار جناب مہدیستم بیگمان — بے نیازستم ز بذل قیصر و فغفور چین
آن سمیّ مصطفیٰ یوسف لقا عیسیٰ مسیح — خاتم ختم خلافت صاحب تاج و نگین
ناصر الاسلام محی السنۃ مصباح الہدیٰ — نائب ختم الرسل مولیٰ امام المتقین
کاشف اسرار یوحیٰ عارف رمز دنیٰ — عالم علم لدنی مہبط روح الامین
کفر را از دین جدا کردہ چو ظلمت را ز نور — کردہ باطل را ز حق یک سو چو موم از انگبین

صد تحیات و صلوتش باد از روح القدس
صد درود و صد سلامش باد از روح الامین

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

مَنْ کَانَ مِنَ اللّٰہِ ... اِنَّ اللّٰہَ ...

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی بجہاد رقادیان بینی | دوائے شفا بینی بغرض دار الامان بینی

(ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی)

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے ۵ (۲) خواص و معاونین سے ۱۰ (۳) ہندوستان سے باہر ۶ (۴) غیر مذاہب والوں سے ۱۲
(۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے دو روپیہ بارہ آنہ (عیاہ)

نمبر ۱۹ قادیان دار الامان مورخہ ۳۱ مئی ۱۹۰۶ء مطابق ۷ ربیع الثانی ۱۳۲۴ھ جلد ۱۰

فہرست مضامین

تازہ الہامات وکشوف

هَلْ اَتَاكَ حَدِيْثُ الزَّلْزَلَة -
بَلْ يَاْتِيْهِمْ بَغْتَةً

اگر چاہوں تو اوس دن خاتمہ

اس کے بعد ایک علیحدہ الہام ہوا

دو چار ماہ

ترجمہ - مذکورہ بالا عربی الہامات کا یہ ہے - کیا تجھے زلزلہ کی بات پہنچی ہے بلکہ ان کے پاس اچانک آئے گا -

۲۷ مئی ۱۹۰۶ء اُرِيْحُكَ وَلَا اُجِيْحُكَ وَاُخْرِجُ مِنْكَ قَوْمًا -

ترجمہ میں تجھے راحت دوں گا اور تجھے نہ مٹاؤں گا اور تجھ سے ایک بڑی قوم نکالوں گا اس کے ساتھ ہی دل میں ایک تفہیم ہوئی جس کا یہ مطلب تھا

جیسا کہ میں نے ابراہیم کو قوم بنایا

۲۷ مئی ۱۹۰۶ء الہام

"آفتوں اور مصیبتوں کے دن ہیں"

ایک دوست کا ذکر تھا جس پر بہت سے دنیوی مشکلات گر رہے ہیں - فرمایا - یہ الہام اسی کے متعلق معلوم ہوتا ہے -

خدائے عزوجل کی پاک وحی ایک شخص مخالف شدہ کے بارے میں - پڑھنے والے سمجھ لیں -

وحی اللہ

۳۰ مئی ۱۹۰۶ء - (۱) خدا کے مقبولوں میں قبولیت کے نمونے اور علامتیں ہوتی ہیں - اور وہ سلامتی کے شہزادہ کہلاتے ہیں ان پر کوئی غالب نہیں آسکتا - فرشتوں کی کھنچی ہوئی تلوار تیرے آگے ہے - پر تو نے وقت کو نہ پہچانا - نہ دیکھا نہ جانا -
(۲) برہمن اوتار سے مقابلہ کرنا اچھا نہیں -
(۳) رَبِّ فَرِّقْ بَيْنَ صَادِقٍ وَكَاذِبٍ
ترجمہ - اے میرے رب تو سچے اور جھوٹے میں فرق دکھلا دے -
(۴) اَنْتَ تَرٰى كُلَّ مُصْلِحٍ وَّصَادِقٍ
ترجمہ - تو ہر ایک اصلاح کرنے والے اور سچے کو دیکھتا ہے -

نوٹ - یہاں برہمن کی نسبت کا ہے یعنی منسوب بہ برہمہ - برہمن اوتار اللہ تعالیٰ کے اسم غالب کا مظہر - ایڈیٹر

چودہری الٰہ داد صاحب مرحوم

ہمارے معزز دوست اور بھائی جناب چودہری الٰہ داد صاحب ہیڈ کلرک دفتر ریویو آف ریلیجنز کو اللہ تعالیٰ اپنی مغفرت میں لے اور جنت میں اچھی جگہ نصیب فرما دے - آپ نے ۷ دن تک بخار میں مبتلا رہ کر ۲۷ مئی ۱۹۰۶ء کی صبح کو ۴ بجے کے قریب جبکہ موذن نے اللہ اکبر کہا اپنی جان اپنے مالک حقیقی کو سونپ دی -

اللّٰهم اغفره وارحمه

چودہری صاحب موصوف اکتوبر ۱۹۰۱ء کو اپنی مستقل سرکاری ملازمت اور تمام دنیوی عروج کی خواہشوں کو لات مار کر دین کی خاطر قادیان میں ایک قلیل تنخواہ پر راضی ہو کر بیٹھ رہے اور تب سے ایک دن کے واسطے بھی اپنے وطن کو نہیں گئے تھے - آپ کی عمر قریباً ۴۲ سال کے تھی - میگزین کی خدمت جس خوبی اور محنت کے ساتھ وہ بجا لاتے رہے وہ عیاں ہے اور اس کے علاوہ مدرسہ کی امانت کی خدمت - اور پھر انگریزی کی خدمت بھی بجا لاتے رہے - اور کچھ مدت مدرسہ میں آنریری ٹیچری کا کام بھی کرتے رہے - مرحوم کے متعلق حضرت مسیح نے فرمایا کہ چودہری الٰہ داد صاحب بڑے مخلص تھے - ایسا آدمی پیدا ہونا مشکل ہوتا ہے - صاحب موصوف نے اپنی وصیت ہنوز تحریر نہ فرمائی تھی - لیکن حسب الحکم حضور مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کو مقبرہ بہشتی میں دفن کیا گیا اور حضرت مسیح کا وہ رؤیاء آپ کے حق میں پورا ہوا جس میں آپ نے دیکھا تھا کہ حضرت مولوی عبد الکریم صاحب (رضی اللہ عنہ) کی قبر کے ساتھ دو اور قبریں ہیں (دوسری قبر میاں الٰہی بخش صاحب کی ہے) یہ پیارا دوست بہت سی خوبیاں اپنے اندر رکھتا تھا جن کا کچھ کسی آئندہ اخبار میں کیا جاوے گا - انشاء اللہ تعالیٰ -

وہ ایک اعلیٰ درجہ کا مہمان نواز تھا - دوستوں کا سچا دوست تھا - اس کا دل احمد کی محبت سے پُر تھا - خدا تعالیٰ ان کے پس ماندگان کو صبر جمیل عطا فرماوے - اور آپ ہی ان کا محافظ ہو (آمین) صاحب موصوف کی جو خدمت ایام علالت میں ان کے دوست ابو سعید عرب صاحب نے اور چودہری فتح محمد صاحب نے کی وہ برادرانہ محبت اور دلی تعلق کا ایک خاص نمونہ ہے - اللہ تعالیٰ ان کو جزاء خیر دے -

نحمدہ و نصلی بسم اللہ الرحمن الرحیم علی رسولہ الکریم

مولود مسعود کی مبارکباد

الحمد للہ رب العالمین الرحمن الرحیم مالک یوم الدین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ الامین محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین +

اما بعد

نہایت مسرت اور دلی انبساط کے ساتھ ظاہر کیا جاتا ہے کہ ۶-۷- مئی ۱۹۰۶ء کو بوقت ۷ بجے شام جناب صاحبزادہ بشیر الدین محمود احمد صاحب سلمہ الاحد خلف الرشید حضرت حجۃ اللہ علی الارض حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گھر میں خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے **مولود مسعود** پیدا ہوا۔ اس ولادت باسعادت پر ہم خدا تعالیٰ کا شکر کرتے ہوئے بحضور حضرت مسیح موعودؑ و حضرت اُم المومنین و جملہ متعلقین حضرت اقدس **مبارکباد** عرض کرتے ہیں۔ یہ مولود خدا تعالیٰ کے عظیم الشان نشانوں میں سے ایک نشان ہے اور کئی نشانوں کا مجموعہ ہے۔ اوّلاً اس لئے کہ حضرت اقدس کی اس عظیم الشان پیشگوئی کو پورا کرتا ہے جو **نری نسلاً بعیداً** کے الفاظ میں اس وقت ہوئی تھی جبکہ ابھی آپ کی یہ شادی ہی نہ ہوئی تھی پس تیئس (۲۳) برس سال پہلے ایک کی پیشگوئی کرنا انسانی طاقت میں نہیں خصوصاً ایسی حالت میں کہ انسان کو اپنی زندگی کے ایک لمحہ کا اعتبار نہیں ہوتا اور پھر جبکہ **نسل** کیلئے کوئی صورت نہ ہو۔ غرض یہ پیشگوئی بہت ہی عظیم الشان پیشگوئی ہے۔ جو کئی پیشگوئیوں پر مشتمل ہے (۱) حضرت اقدس کا زندہ رہنا۔ (۲) پھر نکاح کرنا (۳) پھر اولاد ہونا۔ (۴) پھر اس اولاد سے حضرت کی موجودگی میں اولاد کا ہونا۔

اسکے علاوہ اس مولود کے متعلق صراحتاً بلا تاویل صاف لفظوں میں پیشگوئی ہو چکی ہے۔ جو الحکم اور بدر میگزین میں کئی مہینے پہلے شائع ہو چکی ہے اور وہ وحی ۲۶ - دسمبر ۱۹۰۵ء کو یوں ہوئی۔ **اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلَامٍ۔ نَافِلَۃً لَّکَ۔ نَافِلَۃً مِّنْ عِنْدِیْ۔** ہم تجھکو ایک لڑکے کی خوشخبری دیتے ہیں۔ وہ تیرے لئے نافلہ ہے۔ وہ ہماری طرف سے نافلہ ہے۔ پھر ۱۰- اپریل ۱۹۰۶ء کے الحکم میں یہ الہام شائع ہوا۔ **اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلَامٍ۔ نَافِلَۃً لَّکَ۔** ایسا ہی ۲۷- اپریل ۱۹۰۶ء کو الہام ہوا۔ **اُرِیْکَ مَا یُرْضِیْکَ۔**

یہ الہامات خدا تعالیٰ کی زبردست پیشگوئیاں ہیں جو آج ۷ بجے پوری ہوئیں۔ اے خدا کے جری تجھ پر سلام خدا نے تیری باتیں پوری کی ہیں جیسے قبل از وقت فرمایا تھا۔

ہم نے صاحبزادہ صاحب کی تقریب شادی پر مبارکباد دیتے ہوئے دلی آرزو ظاہر کی تھی کہ نری نسلاً بعیداً کی پیشگوئی پورا ہوتے ہوئے دیکھیں۔ اور اظہار مبارکباد کا موقع ملے۔ خدا کا شکر ہے کہ اس نے پھر ہمیں یہ موقع دیا۔ الحمد للہ اولاً و آخراً و ظاہراً و باطناً۔

پھر ایک بار ہم خدا تعالیٰ کی حمد کرتے ہوئے **حضرت مسیح موعود** اور **حضرت ام المومنین** اور ایسا ہی اپنے محترم مخدوم جناب میر ناصر نواب صاحب اور آپ کی زوجہ محترمہ کو اس تقریب پر صدق دل سے **مبارکباد** دیتے ہیں۔ ایسا ہی ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب اور ان کے متعلقین کو۔

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس مولود مسعود کو قوم ملک اور اسلام کے لئے نہایت ہی برومند اور مبارک کرے۔ وہ والدین اور حضرت مسیح موعودؑ اور حضرت ام المومنین اور آپکے متعلقین اور خوش قسمت نہال کے [illegible] سرمایہ خدمت دین متین میں عمر دراز پاوے۔ وہ نافع الناس ہو اور ہر پہلو سے اس کا وجود اسلام کے لئے مفید ثابت ہو۔ ع۔ این دعا از من و از جملہ جہان آمین باد۔

طالب دعائے سحری یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر الحکم

نظم مولوی عبید اللہ صاحب بسمل جو مبارکباد کے جلسہ میں پڑھی گئی

لطف ایزد بین کہ اندر یک قران کردہ قرین — آفتاب مشرق و مہتاب مغرب بر زمین
راست شد قولیکہ در قرآن خود فرمودہ بود — جمع مے گردد مہر و مہ بدور آخرین
فاش گویم تا بدانی کیست ماہ و کیست مہر — قیصر و مہدی کہ ایزد ہر دو را کردہ گزین
معدلت در جان قیصر شد ز فضل حق خمیر — مکرمت در ذات مہدی شد ز لطف حق عجین
قیصر و مہدی ما کردند تسخیر قلوب — آن بعدل و این بفضل و آن بداد و این بدین
آن بود سائل صولت این بود داؤد شاں — این بود چوں ابن مریم آن چو پدر [illegible] آتبین
آن مسیحا را غلام و این مسیحا را مثیل — آن شہنشہ این نبی دار است آن عیسےٰ ست دین
آن ظہیر دولت است و این نصیر ملت است — این فراز صدر تختا این آن فراز صدر زین
قلب اعدا قلب رجا را بہم بشگافتند — مہدی از تیر دعا و قیصر از شمشیر کین
تیغ قیصر را و خامہ گشتہ مہدی را عطا — آن سیاست را ضمان و این سلامت را ضمین
بیگماں گر تیغ قیصر محو کرد آثار ظلم — حک نمودہ خامہ مہدی ضلالت بالیقین
تیغ قیصر گوہر آئین است از دُرِّ عدن — خامہ مہدی گوہر [illegible] از در ثمین
صد در مکنون اگر مدفون بگنج قیصر است — صد در مکنون است [illegible] مخزن مہدی دفین
ہر نشر دین و دولت در بیان ملک و قوم — ہر دو را اینک [illegible] کرد ایزد میگزین
از قوانین ملک را گر داد قیصر انتظام — از براہین داد مہدی قوم را حبل المتین
از زمین گر رشتہ تا بر قیصر علم و فن — علم و دین آرد مہدی از ثریا بر زمین
قیصر ہندوستان باشد اگر شاہ زمن — مہدی آخر زماں باشد امیر المومنین
ساخت قیصر کار دنیا راست از رائے قوی — ساخت مہدی کار عقبیٰ راست از رائے رزین
فتنہ از قیصر بود لرزان چو برگ از مہرگان — صلح از مہدی بود خندان چو گل از فرودین
کرد قیصر گر بدنیا امن را خاطر نشاں — کرد مہدی بہر عالم صلح را خاطر نشین
قصر قیصر مہد مہدی ہر دو اندر روزگار — آن رعایا را امان و این برایا را امین
عہد مہدی بالیقین از بہر امنت مین لیسر — عہد قیصر مملکت را گر یسار است و یمین
گر سران بر درگہ قیصر فرو آرند سر — قدسیان سایند بر دروازہ مہدی جبین
ملک قیصر رفتہ ہمچوں صیت مہدی تا بروس — صیت مہدی رفتہ ہمچوں ملک قیصر تا بچین
قیصر ار دارد صلیب عیسوی بر آستان — مہدی ما دست موسیٰ دارد اندر آستین
سرکشان بر سدۂ دیوان قیصر بوسہ زن — سرفرازان بر در ایوان مہدی بوسہ چین
چوں نیاز و زہرہ حاسد روبہ سان از بیم شاں — شیر حق مہدی بود قیصر بود شیر عرین
ہست قیصر بہر نشر دین مہدی را نصیر — بہر نشر امن مہدی ہست قیصر را معین
ملک دنیا سر بسر در دست قیصر رہن گشت — ملک دین در دست مہدی سر بسر گشتہ رہین
خرد بین گر قیصر از ادراک میدارد بہ پیش — مہدی از الہام اندر پیش دارد دور بین
ملک عالم دار دار قیصر بدولت زیر حکم — ملک معنی ہست مہدی را بدین زیر نگین
یادگار عصر قیصر این بود بس پائیدار — کہ بعہدش گشتہ عیسیٰ نازل از چرخ برین
ہست مہدی را سنیاز و ہست قیصر را سنکار — صد تحیت دبر مہدی بقیصر آفرین
نظم کردستم بحکم حضرت بشیر علی — ورنہ بسمل یک دانی نیستم شہرت گزین
کفش بردار جناب مہدیستم بیگماں — بے نیاز ستم ز بذل قیصر و فغفور چین
آن ستے مصطفٰے یوسف لقا عیسیٰ مسیح — خاتم ختم خلافت صاحب تاج و نگین
ناصر الاسلام محی السنۃ مصباح الہدےٰ — نائب ختم الرسل مولائے امام المتقین
کاشف اسرار یوحیٰ عارف رمز دنیٰ — عالم علم لدنی مہبط روح الامین
کفر را از دین جدا کردہ چو ظلمت را ز نور — کردہ باطل را ز حق یک سو چو موم از انگبین

صد تحیات و صلوٰتش باد از روح القدس
صد درود و صد سلامش باد از روح الامین

خطبہ جمعہ ۲۵ مئی ۱۹۰۶ء فاضل امروہی کا

بسم اللہ الرحمن الرحیم
حامداً و مصلیاً

بعد خطبہ ماثورہ کے

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم ولقد آتینا موسی الکتاب لعلھم یھتدون ۝ وجعلنا ابن مریم وامہ آیۃ وآوینٰھما الیٰ ربوۃ ذات قرار ومعین ۝ یا ایھا الرسل کلوا من الطیبٰت واعملوا صالحا انی بما تعملون علیم ۝ وان ھٰذہ امتکم امۃ واحدۃ وانا ربکم فاتقون فتقطعوا امرھم بینھم زبرا کل حزب بما لدیھم فرحون ۝ فذرھم فی غمرتھم حتی حین ۝ پ ۱۸

واضح ہو کہ قرآن مجید ایسا باغ سدا بہار ہے جس میں ہزارہا درخت پھلدار ایسے لگے ہوئے ہیں جو ہمیشہ قیامت تک طالبوں کو اپنا پھل دیتے رہیں گے اور اوسکو شل دیگر باغہائے دنیا کے کبھی اور کسی وقت خزان نہیں آئے گی ؎

بہار عالم حسنش دل و جان تازہ میدارد
برنگ اصحاب صورت را ببو ارباب معنی را

جیسا کہ فرمایا اللہ تعالے نے الم تر کیف ضرب اللہ مثلا کلمۃ طیبۃ کشجرۃ طیبۃ اصلھا ثابت وفرعھا فی السماء تؤتی اکلھا کل حین باذن ربھا پ ۱۳ یعنے اے دیکھنے والے کیا تو نے نظر نہیں کی کہ اللہ تعالے نے ہر ایک کلمہ طیبہ کی کیسی مثل بیان فرمائی ہے کہ ہر ایک کلمہ طیبہ مانند ایسے ایک پاکیزہ درخت کی ہے جس کی جڑ مضبوط ہے اور ٹہنیاں اوسکی آسمان تک اونچی ہیں اور ہر وقت اپنا پھل دیتا رہتا ہے اپنے پروردگار کے حکم سے۔

ف کلمہ طیبہ سے مراد خواہ کلمہ توحید ہو یا قرآن مجید کا ہر ایک کلام یعنے ہر ایک آیت ہو وہ کلمہ حقہ دلائل قاطعہ سے ایسا حق اور ثابت ہے کہ کسی کے شبہ کرنے سے اوس میں تزلزل پیدا نہیں ہو سکتا اور کیونکر تزلزل ہو سکے کہ اللہ تعالے کے علم میں وہ ثابت اور حق ہے اور نیز اللہ تعالے کے نزدیک وہ ایسا رفیع الدرجات ہے کہ اوسکی شاخیں آسمان تک پونہچی ہوئی ہیں باوجود اس کے حسب ضرورت زمانہ کے اپنے طالبون کو انعام و اکرام یعنے وحی والہام کے ثمرات ہر وقت عطا فرماتا رہتا ہے کیونکہ اللہ تعالے کی طرف سے اوسکی یہ شان تربیت حسب مقتضائے صفت ربوبیت اللہ تعالے کے اوسی کے ارادہ سے ظاہر ہوتی رہتی ہے اگرچہ دنیا میں کوئی درخت مثل کلمہ طیبہ کے تو موجود نہیں ہے مگر یہ تشبیہ لوگون کو سمجہانے کے لئے چھوہارے کا درخت مثال کیلئے کافی ہے کہ اوس میں یہ صفات مگر صرف جسمانی طور پر واسطے مثال دینے کے موجود ہیں چونکہ انسان کے اعمال جو دنیا میں عملدرآمد کرتا ہے آخرت میں اپنی صورتوں مناسب کے ساتھ متمثل ہو جاوینگے لہذا وہ مومن جس نے دنیا میں کلمات طیبات قرآنی سے فوائد حاصل کئے ہیں آخرت میں اونکا تمثل بصفت جنت اسی طرح پر ہوگا۔ جیسا کہ فرمایا اللہ تعالے نے مثل الجنۃ التی وعد المتقون تجری من تحتھا الانھار اکلھا دائم وظلھا ط تلک عقبی الذین اتقوا وعقبی الکافرین النار پ ۱۳ چونکہ کلمات قرآنی کی تلاوت کے فوائد سے انسان ہر حالت میں یعنے قیاما و قعودا و علے جنوبھم تمتع حاصل کرسکتا ہے اسلئے جنت کے پہلون کی نسبت بہی ارشاد فرمایا گیا ہے کہ وجنی الجنتین دان یعنے پہل دونون جنتون کا انسان کی ہر ایک حالت قیام و قعود وغیرہ کی قریب ہونگے۔ غرضکہ ہر ایک عمل کا تمثل جو آخرت میں ہوگا اوسکو اسی پر قیاس کرو کیونکہ الدنیا مزرعۃ الاخرۃ وارد ہے۔ ایسے درختون کی تازہ بہار اوسوقت ہر ایک اہل بصیرت کو نظر آجاتی ہے جبکہ کوئی مامور من اللہ دنیا میں مبعوث ہوتا ہے۔ جیسا کہ الحال بعثت مسیح موعود کے وقت میں اہل بصیرت کو وہ بہار مشاہد ہو رہی ہے ولنعم ماقیل ؎

چون بیاید بہار باز آید
موسم لالہ زار باز آید

الحاصل ان اوپر کی آیات متلوہ میں اللہ تعالے فرماتا ہے کہ تحقیق بے شک ہم نے موسی کو کتاب توریت عنایت فرمائی تہی تاکہ وے ہدایت پاویں اور مریم کے بیٹے عیسے اور اونکی والدہ مریم کو ایک نشانی بنایا تہا اور اون دونوں کو ایک ایسے بڑے اونچے ٹیلے پر پناہ دی تہی جو اونکے لئے موجب قرار تہے یعنے کہانے کے لئے میوجات اور پینے کے لئے چشمہائے جاری شیرین و خوش گوار موجود ہے۔

ف ان تینون آیتون میں غور کرنے سے سلسلہ محمدیہ یعنے سلسلہ احمدیہ کے بہت سے مسایل کی حقیقت ثابت ہو جاتی ہے اول تو یہ کہ جیسا قرآن مجید میں اکثر جگہ پر ان دونون سلسلون کی طرف کہیں تو اشارہ ہے اور کسی جگہ پر صراحت ہے جیسا کہ سورۂ جمعہ اور سورہ بینہ وغیرہ میں بیان ہوا ہے ان آیتون میں کہلا ہوا اشارہ ان دونون سلسلہ کی طرف ہے جیسا یہہ کہ حسب الحکم آیت زیر تفسیر اللہ تعالے نے آن حضرت صلعم سے پیشتر ایک سلسلہ دینی موسوی قایم کیا جسکے اول میں حضرت موسی ہوئے اور آخر میں بطور نشان سلسلہ موسوی کے لئے حضرت عیسے مقرر ہوئے مفسرین جو یہانپر آیت سے مراد یہہ لکہتے ہیں کہ حضرت عیسی اسلئے نشان تہے کہ بغیر باپ کے پیدا ہوئے تہے اور حضرت مریم اسلئے نشان تہیں کہ بغیر زوج کے حاملہ ہو گئیں تہیں یا دیگر خوارق اون دونون سے صادر ہوئی تہی اسلئے اونکو آیت قرار دیا گیا مگر اس توجیہہ سے کچہہ بہی ثلج صدر نہیں ہو سکتا کیونکہ حضرت عیسے کا بغیر باپ کے پیدا ہونا تو اوراہل کتاب کے لئے ٹہوکر کہانے کا باعث ہو گیا ہے چہ جائیکہ نشان ہو جاوے اور باعتبار خوارق کے آیات ہونا سو یہ تخصیص بہی حضرت عیسے اور مریم کے ساتہہ ٹہیک نہیں معلوم ہوتی ہے کیونکہ خود موسی اور دیگر انبیاء کو بہی خوارق عادات دی گئی تہی پہر صرف حضرت عیسے ہی کو بلحاظ خوارق کے آیت فرمانا چہ معنی دارد علاوہ یہہ کہ پارہ ۱۷ - رکوع ۶ میں فرمایا گیا ہے کہ وجعلناھا وابنھا آیۃ للعالمین غور کرو کہ حضرت عیسے کی حیات تک تو چند حواریوں نے ہی حضرت عیسے کو مانا تہا اور بعد اون کی وفات کے اون کے متبعین نے اسقدر غلو کیا کہ آپ کو خدا یا خدا کا بیٹا ماننے لگے تو پہر کیا چند حواریون کے ایمان لانے کو یا بعد اون کی وفات کے ایک عالم کے مشرک ہو جانے کو کہہ سکتے ہیں کہ حضرت عیسے یا اون کی والدہ تمام عالمون کے لئے نشان الٰہی تہیں غرضکہ ان اعتبارات سے تو ہرگز ہرگز حضرت عیسی یا اون کی والدہ تمام دیگر انبیاؤں کو چہوڑ کر نشان الٰہی مخصوص طور پر نہیں ہو سکتے لیس مراد الٰہی یہہ معلوم ہوتی ہے کہ اللہ تعالے کے علم ازلی میں یہہ امر مقرر ہو چکا تہا کہ آنحضرت صلعم خاتم النبیین سید المرسلین کا سلسلہ دین اسلام بلحاظ خلافت کے مثل سلسلہ موسوی کے جاری ہوگا مگر جب تک کہ مشبہ بہ کی حد ابتدائی اور حد انتہائی نہ مقرر کی جاوے تب تک مشبہ کو مشبہ کے ساتہہ کیونکر تشبیہہ دے سکتے ہیں اور پہر اس امر کا کہ حضرت موسی سے ہی یہان اس سلسلہ بنی اسرائیل کا ابتدا کیون لیا گیا یہہ ہے کہ پہلی قومیں یعنے قوم نوح و قوم ہود و قوم صالح اور قوم لوط وغیرہ پہلے ہلاک ہو چکی تہیں جیسا کہ سورہ قصص میں بہی اسکا بیان ہے چنانچہ اللہ تعالے ایک جگہ پر فرماتا ہے ولقد اتینا موسی الکتاب من بعد ما اھلکنا القرون الاولی۔ اسلئے اللہ تعالے نے اپنے علم ازلی کے مطابق حد ابتدائی اوس سلسلہ کی حضرت موسی کو قرار دیا جسکی نسبت فرمایا گیا ولقد اتینا موسی الکتاب لعلھم یھتدون اور چونکہ سلسلہ محمدیہ کی نسبت پیشین گوئیاں بہی کتاب توریت میں بہت کثرت سے فرمائی گئی ہیں لہذا لفظ یھتدون کا اشارہ اسطرف ہوا کہ تا اس کتاب توریت سے اہل کتاب کو سلسلہ محمدیہ کیطرف اپنے وقت میں ہدایت حاصل ہو جاوے کیونکہ سلسلہ موسوی سلسلہ محمدیہ کے لئے بطور تمہید کے قایم کیا گیا تہا لہذا آخری سلسلہ موسوی کے حد یا نشان کو حضرت عیسے اور مریم کے ساتہہ مقرر فرما دیا کہ جس طرح سلسلہ موسوی کا انتہا حضرت عیسے تک ہوا۔ سلسلہ محمدیہ کا انتہا بہی مسیح موعود تک ہی ہوگا اور پہر اوسی کے آخری زمانہ میں نفخ صور شروع ہو جاوے گا جس میں کثرت سے دنیا پر بلائیں نازل ہونے لگیں گی کیونکہ اس زمانہ آخری میں اتمام حجت اللہ کا ہو چکا ہو چکا اسلئے دیکہو اب اس زمانہ میں دنیا کا رنگ ایسا بدلا ہوا ہے کہ طاعون قحط زلازل اور آتش فشانی وغیرہ وغیرہ سے تمام عالمون پر تباہی اور ہلاکت نازل ہو رہی ہے جو پہلے زمانون میں ایسی تباہی اور ہلاکت تواریخ سے معلوم نہیں ہوتی اور تمام حکما اور فلاسفر بہی چلا اوٹہے ہیں کہ زمانہ کا رنگ ان ابتلاؤن میں بہ نسبت زمانہ سابق کے بدلا ہوا ہے اور چونکہ وہ مجدد عظیم الشان مظہر رحمۃ للعالمین جو بنام عیسے کے مبعوث ہوا ہے اوس کی تبلیغ تمام عالمون میں اور اقطار بعیدہ عالم میں بذریعہ اشتہار ورسایل وکتب کے پہونچ چکی ہے اور نیز جو شرک و بدعات حضرت عیسے یا حضرت مریم کی بابت کئے جا رہے ہیں اونکی براءت ان تمام امور غیر بدعتیہ سے اپنے نشانات اور خوارق عادات کے ساتہہ کیا اس مسیح موعود نے تمام دنیا میں شائع کر دی اس اعتبار اور لحاظ سے حضرت عیسے اور مریم کا تمام عالمون کے لئے بذریعہ مسیح موعود نشان ہونا ظاہر ہے پس اس اعتبار سے آخر زمانہ میں خاتم الخلفا کا بنام مسیح و عیسی اس امت کے [illegible] مبعوث ہونے کا سر یہ تہا جسے [illegible] وجعلناھا وابنھا آیۃ للعالمین کے مفہوم کو پورے طور مصادق کر دیا اور یہی نکتہ ہے کہ آیت زیر تفسیر میں اللہ تبارک و تعالے نے حضرت موسی اور حضرت عیسے کے درمیانی انبیاء کو مذکور نہیں فرمایا کیونکہ مقصود تو صرف حد بندی اول و آخر سلسلہ موسوی کی مقصود اعظم تہی واسطے مشابہت سلسلہ محمدیہ کے کہ وجعلنا ابن مریم وامہ آیۃ یہان سے مفسرین پر اللہ تعالے رحم فرمائے کہ باوجود یکہ ظہور حضرت عیسی کو منجملہ آیات کبریٰ قیامت کے مانتے تہے مگر اونہون نے آیت زیر تفسیر میں حضرت عیسی کو اس لحاظ سے آیت ہونا تحریر نہیں فرمایا کسی نے باعتبار ولادت بغیر پدر کے آیت قرار دیا ہے حالانکہ ایسی ولا

ہر زو حب ابتلائی اور کسی نے ظہور خوارق کے اعتبار سے اون کو آیت ٹہیرایا تہا ہے حالانکہ حضرت موسیٰ وغیرہ بھی تو اس لحاظ خوارق سے ایک بڑی آیت تہے اور ظاہر ہے کہ آیت بالشان کا مقرر کرنا بوقت واجب کے ضروری ہی ہوتا ہے۔ دیکھو گورنمنٹ ارضی بلکہ رعایا بھی جب کسی زمین یا زمانہ کی حد بندی کرنا چاہتے ہیں تو اوسکے لئے ایک نشان مقرر کر دیتے ہیں پس اسی طرح پر اللہ تعالیٰ نے سلسلہ موسوی کے آخر زمانہ کی حد بندی کے لئے حضرت عیسیٰ کو ایک نشان قرار دیا ہے تاکہ سلسلہ محمدیہ کی تشبیہ اوس سلسلہ موسوی کے ساتھہ دی جاوے آیت استخلاف اور آیات سورہ تحریم بھی اسی طرف ناظر ہیں اور نیز غور کرنے سے اس مراد الٰہی کی حقیقت بخوبی ثابت ہو جاتی ہے دیکھو سال و ماہ و ہفتہ جات و ایام و ساعات کی حد بندی بھی کی گئی ہے کما قال اللہ تعالیٰ قل ھی مواقیت للناس والحج اسیطرح میقات دورہ محمدی و احمدی کے تشبیہ کے لئے میقات دورہ موسوی قایم کیا گیا۔ نکتہ قابل یادداشت اس آیت میں حضرت عیسےٰ اور مریم دونوں کا ذکر ہے مع ہذا دونوں کے لئے بصیغہ مفرد لفظ آیت کا فرمایا گیا اور صیغہ تثنیہ یعنے آیتین ارشاد نفرمایا تاکہ جعلنا کے مفعول اول اور ثانی میں موافقت ہو جاتی سر اسمیں یہ ہی تہا کہ اصل مقصود ذکر کرنے سے پہلے عیسیٰ و مریم سے آخری سلسلہ کا عیسیٰ اور مریم ہے اور وہ تو ایک ہی شخص ہے کما مر بیانہ پس چونکہ آخری عیسےٰ و مریم ایک شخص ہی ہے یعنے وہی عیسےٰ ہے اور وہی مریم ہے اور نفخ روح کے بعد وہی مریم عیسےٰ ہو گیا ہے لہذا اسی آخری عیسیٰ اور مریم کے واحد ہونے کے لحاظ سے لفظ مفرد آیت کا اختیار فرمایا گیا اور یہہ تو سابق میں مذکور ہو چکا ہے کہ پہلے حضرت عیسےٰ اور مریم کا آیت للعالمین ہونا موقوف ہے آخری عیسیٰ و مریم کے وجود پر پس یہی مراد ہے اس شعر سے کہ ؎

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو
اوس سے بڑھ کر غلام احمد ہے

چونکہ علم الٰہی میں مسیح موعود کی بعثت ہندوستان ملک پنجاب میں ہونے والی تہی اسلئے پہلے عیسیٰ اور مریم کے قرارگاہ کے لئے بھی ہندوستان ہی سری نگر کشمیر تجویز فرمایا گیا تاکہ یہ امر مسیح موعود کے لئے بطور ایک مقدمۃ الجیش کے واقع ہو۔ مفسرین رحمہم اللہ کا اختلاف ربوہ کے تعین میں اسقدر ہے کہ ع شد پریشان خواب من از کثرت تعبیرہا کا مصداق ہے مع ہذا پہر بہی کوئی اختلافی قول ایسا نہیں جس سے کلام الٰہی کے معنے ٹہیک معلوم ہو جاوین سنئے ازالۃ الوساوس وغیرہ میں ثابت کر دیا ہے کہ مراد ربوہ سے سری نگر کشمیر ہے وہاں پر چشمہائے شیرین اور خوشگوار کا جاری ہونا تو ہر شخص جانتا ہی ہے لیکن ذات قرار اور ربوہ ہونا اوسکا بھی واضح ہے اور آوینا جسکے معنی ہیں مصائب اور تکالیف سے پناہ دینا اور بچانا سو یہ آوینا بعد واقعہ صلیب کے واقع ہوا حتٰی کہ حضرت عیسیٰ کی وفات بھی وہیں سری نگر میں ہوئی اور قبر بھی وہیں موجود ہے دیکھو ہمارے رسائل کو ربوہ کے معنوں پر اسجگہ ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ آوینا اگر واقعہ صلیب سے پیشتر ہوا ہے تو پہر نہ آوینا کا مضمون صادق آیا اور نہ اوس ربوہ کا ذات قرار ہونا حضرت عیسےٰ کی نسبت ٹھیک ہوا کیونکہ اوس کے بعد واقعہ صلیب پیش آگیا اور اگر بوقت صلیب یا بعد صلیب یہہ آوینا واقع ہوا تو آسمان پر رفع ہونا حضرت عیسےٰ کا محض غلط ہو گیا کیونکہ آسمان کو ربوہ ہرگز ہرگز نہیں کہہ سکتے فالان حصحص الحق والحق یعلو ولا یعلی تفسیر ابو السعود میں لکہا ہے۔ ذات قرار ای مستقر من ارض منبسطۃ سہلۃ یستقر علیہا ساکنوھا وقیل ذات ثمار و زروع لاجلہا یستقر فیہا ساکنوھا ومعین ای وماء معین ظاھر جار فعیل من معن الماء اذا جری واصلہ الابعاد فی المشی او من الماعون وھو النفع لانہ نفاع او مفعول من عانہ اذا ادرکہ بالعین فانہ لظہورہ یدرک بالعیون وصف ماءھا بذلک لا یذان بکونہ جامعا لفنون المنافع الیٰ آخرہ

اب فرمایا جاتا ہے کہ اے مجموعہ پیغمبران ستہری چیزین کہاؤ اور نیک عمل کرو بے شک تم جو کچہہ عمل کرو گے میں اون سب سے خبردار ہوں اور یہ گروہ تمہارا ہی گروہ ہے یعنی اصل دین کے اعتبار سے ایک ہی گروہ ہے اور میں تمہارا سبکا پروردگار ہوں تو مجہسے ہی ڈرتے رہو۔

ت چونکہ آنحضرت صلعم میں وہ تمام فضائل جو پہلے انبیاؤں میں تہے موجود تہے لہٰذا آنحضرت صلعم کے خطاب میں صیغہ جمع کا لایا گیا ولنعم ماقیل ؎

حسن یوسفؑ دم عیسےٰ ید بیضا داری
آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری

اور چونکہ اقوام عیسائیان نے رہبانیۃ کو اختیار کر کے اچہی اچہی حلال چیزوں کا کہانا ترک کر دیا تہا لہٰذا رہبانیہ عیسائیان کو یہاں پر رد فرمایا گیا اور بصیغہ امر ارشاد کیا گیا کہ عمدہ اور حلال اشیاء خوردنی لذیذ و مرغوب الطبع کہایا کرو کیونکہ تمام رسولوں کو اپنی دعوت میں ہمارا ہی امر صادر ہوا ہے اور فطرت انسانی کے ساتھہ یہہ امر نہایت درجہ مطابقت رکہتا ہے اور موجب محبت و شکر الٰہی کا بھی یہی امر ہے ہاں اس میں افراط منع ہے اس لئے اس امر کے ساتھہ ہی واسطے دور کرنے غفلت کے کہ عبادات الٰہیہ میں واقع ہو ارشاد فرمایا گیا کہ عمدہ اغذیہ حلال و طیبات کا استعمال واسطے حصول قوت کے ہے تاکہ عبادات بجالائے جاویں اس لئے ان عمدہ اغذیہ حلال کا شکریہ یہہ ہی ہے کہ اعمال صالحہ بجالاتے رہو تاکہ بحکم لئن شکرتم لازیدنکم کے ان تمہاری نعمتوں میں ہماری طرف سے زیادتی ہوتی رہے ولنعم ماقیل ؎

شکر نعمت نعمتت افزون کند
کفر نعمت نعمتت بیرون کند

اور چونکہ اللہ تعالیٰ کے علم میں یہ بات مقرر ہو چکی تہی کہ آخر زمانہ مسیح موعود میں طیبات اور اغذیہ حلال مستلذات کی ایسی کثرت ہوگی جسکی نظیر تواریخ سنین ماضیہ میں موجود نہیں اور اون مستلذات کے استعمال پر اکثر ایسے لوگ جو عیسائی رہبانیۃ کی طرف میلان طبع رکہتے ہیں معترض ہوں گے لہٰذا حضرت عیسےٰ کے قصہ کے بعد جو امت محمدیہ کے مسیح موعود کا مشبہ بہ ہے اس حکم کا صادر فرمانا نہایت مناسب ہوا تاکہ ایسے زمانہ میں اغذیہ حلال مرغوب الطبائع اور مستلذات کے استعمال کو کوئی شخص بلید الطبع حرام اور ناجائز نہ سمجہے کیونکہ اصل مقصود تو اعمال صالحہ کا بجالانا ہے اور اون اعمال کے بجالانیکی قوت ان اغذیہ مستلذات سے حاصل ہوتی ہے اور صیغہ جمع یعنی یا ایہا الرسل کا ارشاد فرمانا بھی بموجب الہام جری اللہ فی حلل الانبیاء کے نہایت مناسب ہوا واضح ہو کہ رہبانیہ کا رد دوسری جگہ پر بہی قرآن شریف میں ارشاد فرمایا گیا ہے

قل من حرم زینۃ اللہ التی اخرج لعبادہ والطیبات من الرزق قل ھی للذین امنوا فی الحیوۃ الدنیا خالصۃ یوم القیامۃ کذالک نفصل الآیات لقوم یعلمون پ ۸ ولنعم ماقیل ؎

جو کچہہ کہ جہاں میں ہے سب انسان کیلئے ہے
آراستہ یہ گہر اسی مہمان کے لئے ہے

دیکھو الہام لولاک لما خلقت الافلاک کو اور اسی کے موید ہے الہام یاتیک من کل فج عمیق وغیرہ وغیرہ آخر میں جو صفت علیم کا ذکر فرمایا گیا وہ اس لئے کہ تمہارے اون سب اعمال کا علم اور اون سب کی مجہکو خبر ہے جو موجب مزید نعمت کے میرے نزدیک ہیں اور حضرت موسیٰ سے لیکر حضرت عیسےٰ تک جسقدر انبیاء و اولیا گذرے ہیں وہ سب کے سب اے مجموعہ رسل تمہاری ہی امت ہے اور تمہاری امت کے ساتھہ بالکل متحد ہے کیونکہ امت موسوی تو بمنزلہ تمہاری امت کے بطور تمہید کے ہے۔ جن دونوں کا خاتمہ مسیح موعود پر ہوا اور اب اس زمانہ مسیح سے زمانہ نفخ اولیٰ کا شروع ہو گیا کیونکہ مسیح محمدی کو آیات کبریٰ علامات قیامت کبریٰ سے گردانا گیا تہا پس سلسلہ موسوی اگرچہ مشبہ بہ سلسلہ محمدیہ کا ہے مگر وہ بطور ظل کے تہا اور یہ بطور اصل کے قرار دیا گیا ؎

آنکس است اہل بشارت کہ اشارت داند
نکتہا ہست بسے محرم اسرار کجا است

اگر کہا جاوے کہ تشبیہ تو مقتضی ہے کہ مشبہ بہ افضل ہو اور مشبہ مفضول تو جواب اوسکا یہہ ہے کہ یہہ امر ہر جگہ پر ضروری نہیں جیساکہ صیغہ درود شریف میں وارد ہے

اللھم صلّ علیٰ محمد وعلیٰ آل محمد کما صلیت علیٰ ابراھیم وعلیٰ آل ابراھیم انک حمید مجید۔ اور ہم دریافت کرتے ہیں کہ زید کالاسد میں کیا زید سے اسد افضل ہے کلا و حاشا دیکہو فرمایا اللہ تعالیٰ نے ولقد کرمنا بنی آدم وحملناھم فی البر والبحر ورزقناھم من الطیبات وفضلناھم علیٰ کثیر ممن خلقنا تفضیلا پ ۱۵ پس اصل یہ کہ جس جگہ پر مشبہ میں صفات مشبہ بہ ہی ہوں اور اوس کے علاوہ ذاتی صفات بھی ہوں۔ اور یہ فضیلت امت محمدی کو اوپر امت موسوی کے اسواسطے دی گئی کہ میری صفت ربوبیت کی تمبر ایک خاص طور پر متجلی ہوئی ہے کما قال اللہ تعالیٰ ورحمتی وسعت کل شیء فساکتبہا للذین یتقون ویؤتون الزکوٰۃ والذین ھم بآیاتنا یؤمنون الذین یتبعون الرسول النبی الامی الذی یجدونہ مکتوبا عندھم فی التوراۃ والانجیل پ ۹ پس بلحاظ ان انعاموں کے تمکو چاہئے کہ مجہہ سے ہی ڈرو اور کامل تقوے کو اختیار کرو تاکہ باعث مزید انعامات کا ہو۔ نکتہ قابل یادداشت اسجگہ یہہ ہے کہ ان ھذہ امتکم امۃ واحدۃ قرآن مجید میں صرف دو جگہ پر آیا ہے اول تو یہی مقام ہے جسمیں ذکر مریم و عیسےٰ کا ہے۔ دوسری جگہ پ ۱۷ میں ہے وہاں پر بہی مریم اور عیسےٰ ہی کا ذکر ہے اس میں سر یہی ہے کہ آنحضرت صلعم کی امت میں بنام مریم اور عیسیٰ آنیوالا تہا اسلئے ارشاد فرمایا گیا ان ھذہ امتکم امۃ واحدۃ اسی لئے دیگر انبیاؤں کی نسبت یہہ ارشاد نہیں ہوا اگرچہ وہ سب بہی حضرت ہی کی امت میں مگر اون کے نام کے ساتھہ اس امت میں کوئی مبعوث نہیں ہوا

اور یہی مراد تھی مریم اور عیسےٰ کی آیتہ للعالمین ہونے
سے والحمد للہ پس جو شخص کہ اس عیسےٰ محمدیہ کا
منکر ہے وہ بالضرور عیسیٰ موسوی کا بھی مکذب
ہے بلکہ اس انکار سے کل سلسلہ موسوی کا انکار لازم آتا
ہے اور پھر یہہ انکار اون تمام آیات کے انکار کا
مستلزم ہے جنمیں قصہ حضرت موسیٰ اور حضرت عیسےٰ کا
بیان فرمایا گیا ہے فنعوذ باللہ منہا۔

اب اسباب ضرورت قرآن مجید اور ضرورت بعثت
خاتم النبیین سید المرسلین کو بیان فرمایا جاتا ہے
کہ پھر لوگوں نے آپسمیں پھوٹ کر کر اپنی کتابیں
جدا جدا بنالی ہیں ہر ایک فرقہ جو اوسکے پاس
رطب و یابس ہے اوس میں خوش ہو رہا ہے۔ اور تم
اے پیغمبر ایک وقت تک ان لوگوں کو اون کی غفلت
میں چھوڑ دو۔

ف یعنے یہ پھوٹ اور تفرقہ انبیا علیہم السلام
کیطرف سے نہیں تھا۔ تقطعوا چونکہ باب تفعل
سے ہے اسلئے اوسمیں ایک قسم کا مبالغہ موجود ہے کہ
لوگوں نے بڑی شدت کے ساتھ اختلاف پیدا کر لیا
حتیٰ کہ مختلف کتابیں بنالیں کیونکہ زبر جمع زبور کی
ہے جس سے مراد استعارۃً کتاب بھی ہے اور اس شدت
اختلاف کو اسطرح بیان کیا جاتا ہے کہ ہر ایک فرقہ
نے جس امر کو اپنے لئے دین قرار دے لیا ہے خواہ کیسا
ہی باطل ہو اسی کو حق سمجھ رہا ہے اور دوسرے کے طریق کو
باطل اعتقاد کرتا ہے اور حقیقت [illegible]
ایک ذرہ بھی متوجہ نہیں ہوتا۔ [illegible] آنحضرت صلعم
کی تسلی اور تشفی کیلئے اور مخالفین [illegible]
ارشاد فرمایا جاتا ہے کہ ایک وقت [illegible]
اپنی جہالت [illegible]
کہ [illegible]
جاوے گا اور مخالفین ہلاک [illegible]
چنانچہ اس اظہار کو آنحضرت صلعم نے اپنی حیات
میں ملاحظہ فرما لیا تھا۔ اس آیت میں ایک عظیم
پیشگوئی بھی مندرج ہے کہ جس طرح اس شدت
اختلاف کے وقت میں ضرورت آپ کی بعثت کو واقع
ہوئی اسیطرح آخر زمانہ میں بھی نہایت شدت کے
ساتھ یہہ اختلاف پیدا ہوگا۔ چنانچہ اس آیت
کی تفسیر میں گویا یہہ کلام نبوت بھی ارشاد فرمایا گیا
ہے تفرقت بنو اسرائیل علی احدی
وسبعین فرقة فتهلكت سبعون و
خلصت فرقة وان امتی ستفترق علی
اثنین وسبعین فرقة فتهلك احدی
وسبعون فرقة وتخلص فرقة واحدة
الحدیث۔ پس وہی اختلاف شدید اس آخری
زمانہ میں بھی موجود ہے اسلئے سخت ضرورت واقع
تھی کہ ایک مجدد عظیم الشان الحکم العدل ہوکر مبعوث

ہوئے۔ چنانچہ یہ مجدد مہدی معہود و مسیح موعود
عین اپنی وقت پر مبعوث ہوگیا والحمد للہ۔

غرضکہ جس طرح پر بوقت بعثت حضرت خاتم النبیین
کے مضمون آیت زیر تفسیر کا واقع ہو رہا تھا اس زمانہ
آخری میں بھی بعینہ وہی مضمون واقع ہو رہا ہے
اور جسطرح فذرهم فی غمرتهم حتی حین
اوسوقت میں فرمایا گیا تھا بسبب شدت عناد
مخالفین کے اس زمانہ میں بھی الہام الٰہی ہوا کہ
یا علی دعهم وانصارهم وزراعتهم اور
بالآخر حتیٰ حین کی تفسیر فعلی میں آسمانی بلائیں طاعون
زلازل آتش فشانی قحط وغیرہ وغیرہ نازل
ہونے شروع ہوگئیں اور یہانپر بھی حتیٰ حین کا ارشاد
آموجود ہوا لفظ حین میں جو تنوین تنکیر کی ہے وہ
اوس حین کے عظیم الشان ہونے پر دال ہے اور
فی الحقیقت یہہ زمانہ باعتبار مصائب اور بلاد
کے ایسا سخت زمانہ ہے جو اخبار والے بھی بلحاظ
زمانوں سابقہ کے اس کی شدت کی نسبت شہادت
دے رہے ہیں۔ اللهم احفظنا من كل بلاء
الدنيا وعذاب الآخرة

محمد احسن ۲۵ - مئی روز جمعہ ۱۹۰۶ء

درخواست دعا کی کل احباب جماعت سے

جو صاحب اس مضمون کو مطالعہ فرماویں

واضح ہو کہ خاکسار کی طبیعت جب سے کہ اعلام الناس
حصہ اول و دوم و سوم بمقام بھوپال تصنیف
کیا کچھ ایسی واقع ہوئی ہے کہ قرآن مجید کی جس آیت
کو بیان کیا جاتا ہے یا اوسکی تفسیر لکھی جاتی ہے میرا ذہن
فوراً اعصرنا تجری الله فی حلل الانبیا کیطرف ایسا
منتقل ہو جاتا ہے کہ اوس آیت سے ثبوت کامل حقیقت
اس سلسلہ احمدیہ کا جلی طور پر واضح ہو جاتا ہے۔
چنانچہ خاکسار کے رسائل و کتب مصنفہ اور خصوصاً تفسیر کے
ناظرین کو یہ امر ظاہر ہوا ہوگا اور اس انتقال ذہن
کے لئے بہت کثرت کے ساتھ دلائل بھی علوم عربیہ
سے اور نیز سیاق و سباق آیت متلوہ سے و
دیگر آیات مفسرہ سے معلوم ہو جاتے ہیں لہذا الحکم
واما بنعمة ربك فحدث کے اس امر کا اظہار
کیا جاتا ہے اور ناظرین سے دعا کی درخواست ہے
کہ وہ یہ دعا کریں کہ
خاکسار کو اللہ تعالیٰ مصداق حضرت اقدس کے
اوس مکاشفہ کا کر دیوے جو براہین کے صفحہ ۲۵۳
حاشیہ میں لکھا ہوا ہے۔ وهي هذه
"اب ایک چوتھی رؤیا بھی آپ کی تسلی کامل کے
لئے بیان کرتا ہوں تخمیناً دس برس کا عرصہ ہوا
ہے جو میں نے خواب میں حضرت مسیح علیہ السلام
کو دیکھا اور مسیح نے اور میں نے ایک جگہ ایک ہی
برتن میں کھانا کھایا اور کھانے میں ہم دونوں ایسے
بے تکلف اور با محبت تھے کہ جیسے دو حقیقی بھائی
ہوتے ہیں اور جیسے قدیم سے دو رفیق اور دلی
دوست ہوتے ہیں۔ اور بعد اوسکے اوسی مکان میں
جہاں اب یہ عاجز اس حاشیہ کو لکھ رہا ہے میں
اور مسیح اور ایک اور کامل اور مکمل سید آل رسول
دالان میں خوشدلی سے ایک عرصہ تک کھڑے رہے
اور سید صاحب کے ہاتھ میں ایک کاغذ تھا اوسمیں
بعض افراد خاصہ امت محمدیہ کے نام لکھے ہوئے
تھے اور حضرت خداوند تعالےٰ کی طرف سے اون
کی کچھ تعریفیں لکھی ہوئی تھیں چنانچہ سید صاحب
نے اوس کاغذ کو پڑھنا شروع کیا جس سے یہ معلوم
ہوتا تھا کہ وہ مسیح کو امت محمدیہ کے اون مراتب
سے اطلاع دینا چاہتے ہیں کہ جو عند اللہ اون کے
لئے مقرر ہیں اور اوس کاغذ میں عبارت تعریفی
تمام ایسی تھی کہ جو خالص خدا تعالےٰ کیطرف سے
ہے سو جب پڑھتے پڑھتے وہ کاغذ اخیر تک
پہنچ گیا اور کچھہ تھوڑا ہی باقی رہا تب اس عاجز
کا نام آیا جسمیں خدا تعالےٰ کیطرف سے یہہ عبارت
تعریفی عربی زبان میں لکھی ہوئی تھی هو منی
بمنزلة توحیدی وتفریدی فکاد ان
یعرف بین الناس یعنے وہ مجھ سے ایسا
ہے جیسی میری توحید اور تفرید سو عنقریب لوگوں
میں مشہور کیا جاویگا یہہ اخیر فقرہ فکاد ان
یعرف بین الناس اسی وقت بطور الہام بھی
القا ہوا چونکہ مجھکو اس روحانی علم کی اشاعت
کا ابتدا سے شوق ہے اسلئے یہ خواب اور یہ القا
بھی کئی مسلمانوں اور کئی ہندوؤں کو جو ابتک
قادیان میں موجود ہیں اوسیوقت بتلایا گیا۔ اب
دیکھئے کہ یہہ خواب اور یہ الہام بھی کسقدر عظیم الشان
اور انسانی طاقتوں سے باہر ہے اور گواہی تک
(یعنی جلد سوم براہین کے لکھنے تک) یہہ پیشین گوئی
کامل طور پر پوری نہیں ہوئی مگر اسکا اس وقت
پر پورا ہونا بھی انتظار کرنا چاہئیے کیونکہ خدا کے وعدوں
میں ممکن نہیں کہ تخلف ہوا تھی صفحہ ۲۵۲ براہین۔
اللهم اجعلنی مصداقاً لهذا الرجل
السید الذی اری الله للمسیح الموعود
آمین یارب العالمین۔ فآمنوا ایها
الاحباب۔

ف دیکھو تحذیر المومنین وغیرہ کو کہ اوس میں قریب
ساٹھہ اولیاء اللہ کے نام اور اون کے فضائل لکھے
ہوئے ہیں اور حضرت مسیح موعود کے فضائل بھی اس
میں موجود ہیں۔ ۱۲ منہ

مراسلت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مخدوم مکرم جناب شیخ صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ
وبرکاتہ۔ بموجب ریزولیوشن ۲ جو الاخوان
کلب لاہور منعقدہ ۶ مئی ۱۹۰۶ء میں باتفاق
رائے پاس ہوا۔ مجھے کارروائی "ٹی پارٹی" جو
الاخوان کلب کیطرف سے ڈاکٹر میرزا یعقوب بیگ
صاحب اسسٹنٹ سرجن کو بتاریخ ۲۲ - اپریل ۱۹۰۶ء
بوقت ۷ بجے شام برمکان خواجہ کمال الدین صاحب
پلیڈر چیف کورٹ لاہور دی گئی۔ اخبار الحکم میں
شائع کرنے کی غرض سے ارسال خدمت عالی کرنے
کی عزت حاصل ہوئی ہے۔ امید ہے آپ آیندہ اشاعت
میں درج فرما کر مشکور فرماوینگے۔

(۱) حسب تجویز سید غلام دستگیر احمدی جنرل سکرٹری
انجمن الاخوان وبتائید جملہ حاضرین اس جلسہ کیلئے
ڈاکٹر محمد حسین شاہ صاحب اسسٹنٹ سرجن لاہور
میر مجلس مقرر کیئے گئے۔

(۲) سب سے پہلے حسب معمول باجازت پریزیڈنٹ
صاحب چوہدری فتح محمد خان صاحب نے قرآن خوانی
سے افتتاح جلسہ کیا۔

(۳) پھر سید غلام دستگیر احمدی جنرل سکرٹری
نے ایڈریس جو اس موقعہ کیلئے اسسٹنٹ سکرٹری
نے طیار کیا تھا۔ پڑھ کر سنایا۔

(۴) اسکے بعد مولوی احمد حسین صاحب نے
فضائل اسلام پر ایک طول طویل لیکچر سنایا اور اپنی
نظم نعتیہ پڑھی۔

(۵) پھر مرزا صاحب موصوف نے صدر جلسہ
اور دیگر حاضرین کا شکریہ ادا کرنیکے بعد اچھے شستہ
خیالات اور قیمتی نصایح سے جملہ حاضرین کو
محظوظ فرمایا۔ جزاہ اللہ احسن الجزا۔

(۶) اخیر پر حاضرین کی چاء اور پان سے تواضع
کی گئی۔ اور جلسہ دعا کے بعد برخاست ہوا۔

تعداد حاضرین جلسہ کی قریباً پچاس تھی۔
ایڈریس جو صاحب موصوف کیخدمت میں کیا گیا
حسب ذیل ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

میرے معزز بزرگو۔ بھائیو۔ اور دوستو۔
السلام علیکم۔ غالباً آپ سب صاحبان کو
معلوم ہوگا کہ آج کا یہ مجمع کس غرض سے منعقد
ہوا ہے میں مختصراً اتنا عرض کر دینا ضروری

سمجھتا ہوں کہ آج ہم ایک معزز بھائی کو جو نہ صرف دنیوی لحاظ سے باوفا سلوب صاحب جاہ ہیں۔ بلکہ تعلیم اسلام کے بھی درخشندہ نمونہ ہیں دلی ارادت سے خوش آمدید کہنے کو جمع ہیں۔ اس نیک سیرت جوان صورت اور عالی ہمت سے آپ لوگوں کو انٹروڈیوس کرانیکے لئے صرف اتنا کہدینا کافی ہے۔ کہ آپ سیرت ابوبکرؓ مرحوم کے مصنف ہیں۔ اور حضرت کریم الملت مرحوم مغفور نور اللہ مرقدہٗ کے حالات قدسی آیات کے مرتب کرنیوالے ہیں۔ جو لوگ قومی جریدے مطالعہ کرتے ہیں۔ انہیں یہ امر بخوبی معلوم ہے۔ میں انہیں تمہیدی جملات میں زیادہ وقت نہیں لینا چاہتا۔ لہٰذا خود اپنی طرف اور آپ سب صاحبان کی طرف سے بالعموم اور ممبران الاخوان کلب کیطرف سے بالخصوص انکو دلی جوش سے خوش آمدید کہتا ہوا عرض حال کی جرأت کرتا ہوں۔

جناب والا۔ اول اظہار ارادت کیلئے ایک رباعی پڑھتا ہوں ؎

للہ الحمد کہ اپنا بھی نصیبہ جاگا
بعد مدت کے وہ بچھڑا ہوا یار ملا
پھرے آپکی خبر پائی تو یوں دل نے کہا
حبذا آمدنت باعث آبادی ما

امابعد میں انجمن الاخوان کیطرف سے ایک دفعہ پھر ارادتمندانہ اور جوش سے بھرے ہوئے دل کے ساتھ خوش آمدید کہتا ہوں۔ اور دعا کرتا ہوں۔ کہ خداوند کریم ہم سب کو ابتلاؤں اور جملہ آفات ارضی و سماوی سے محفوظ رکھے۔ اور ہر ایک آزمائش کے وقت ہمیں فوق العادت استقامت اور حوصلہ بخشے۔ اور اپنے مامور و مرسل کے کامل اتباع کی توفیق دے۔ آپ ایسے درخشندہ نمونے اور قابل تعظیم بزرگوں کو ہم میں دیر تک قایم رکھے۔ اور ہمیں شوق اور توفیق دے۔ کہ ہم بھی آپ کی طرح اسلام کے سچے جان نثار اور اللہ تعالےٰ کے پورے فرمانبردار بندے بنیں۔ اور جوش دل سے پکار اٹھیں۔ ؎

سر جیست تا بطاعت او برزمین نہیم
جان در رہش دریغ نباید نثار کرد

ع این دعا از من و از جملہ جہان آمین باد۔

بزرگوارا۔ جب سے آپ تشریف لائے ہیں غاریب ہمارے حوصلے اور ارادے بہت بلند ہو گئے ہیں اور ہم اس وقت سے آپ کے اور جملہ احمدی بزرگوں کی سرپرستی میں آکر کچھ فایدہ اٹھانا چاہتے ہیں۔ کیا عجب جو آپ کا بزرگانہ سایہ ہماری امیدوں کو زیادہ کرتا ہوا ہمارے دل بھی بڑھا دے۔ اور توفیق ایزدی شامل حال ہو تو ہم اپنے ارادوں میں بھی کامیاب ہوں۔ اس اجمال کی تفصیل یوں ہے۔ کہ جس چھوٹی سی جماعت کے اہتمام سے آج جناب کو خوش آمدید کہنے کے لئے جملہ احباب جمع ہیں۔ وہ احمدی طلبا کا الاخوان کلب ہے۔ اسوقت تک اسکی حالت ایک کم عمر بچے کی سی ہے جسے ذرا سی بد پرہیزی سے بیماری آچمٹتی ہے۔ اور چونکہ آپ نہ صرف جسمانی کمزوریوں کے معالج ہیں۔ بلکہ خدا کے برگزیدہ مسیح (خدا کی بے شمار نصرتیں اور تائیدیں اسکے ساتھ ہوں) کے پاک ہاتھوں سے ان کے دار الصحت میں رہ کر خود صحت یاب ہو چکے ہیں اور روحانی بیماریوں سے واقفیت بھی حاصل کر چکے ہیں۔ اسلئے استدعا ہے کہ اس مختصر سی جماعت کیطرف توجہ فرماویں۔ تاکہ اس کی کوششیں بارآور ہوں۔ اور آیندہ کے لئے ہمت زیادہ ہو۔ شاید اس قسم کی باتیں ایک مجانہ اور ارادتمندانہ ایڈریس میں زیادہ موزون نہوں لیکن اس سے بہتر موقع ملنا آسان نہیں۔ لہٰذا اس سے فائدہ اٹھانے میں تامل کرنا سخت غلطی ہے۔ پس میں بسبیل ایجاز اس انجمن کی حالت اور اسکے اغراض و مقاصد سے عرض خدمت کرنا چاہتا ہوں۔

گرامی قدرا۔ چونکہ آپ ایسے مہربان بزرگ کے آنے پر ہماری امیدیں زیادہ خوشگوار ہو گئی ہیں۔ اسلئے دلی جوش مجبور کرتا ہے۔ کہ احوال دل آپ کے سامنے عرض کر دیں۔ مگر آپ کے ملنے کی خوشی اسقدر ہے۔ کہ وہ سب مضمون اس جلسہ میں آپکی صورت دیکھکر بھول بھول جاتا ہوں۔ پھر بھی ضبط کو کام میں لاکر عرض مدعا کرتا ہوں:۔

میں اسوقت جملہ بزرگان قوم سے جو یہاں تشریف فرما ہیں۔ اور اس قسم کے کاموں سے دلچسپی رکھتے ہیں۔ استدعا کرتا ہوں۔ کہ وہ اس انجمن کی سرپرستی قبول فرماویں۔ میرا روئے سخن صرف جناب میرزا صاحب ممدوح کیطرف ہی نہیں۔ بلکہ اس موقعہ کو غنیمت سمجھکر سب کی طرف ہے۔ مدت سے آرزو تھی۔ کہ کسی تقریب پر ہمارے احمدی بزرگ جمع ہوں۔ اور ان کی خدمت میں عرض کیا جاوے۔ انکی ہمدردی سے اپیل کیا جاوے۔ کہ وہ ہمارے سرپرست بنکر ہماری حوصلہ افزائی کریں۔ یاد رکھئے گا ؎

یہ تکلف تو اک بہانہ تھا
مدعا حال دل سنانا تھا

سو الحمدللہ ہمارے مکرم مہربان میرزا یعقوب بیگ صاحب کی آمد ہمارے لئے برکت کا باعث ہوئی۔ اور کشت امید میں ابر بہاری برس گیا۔ اور جس موقعہ کی مدت سے آرزو تھی۔ نصیب ہوا۔ گویا ہمارے گلشن میں ان کی آمد آمد فصل بہار ہے ؎

للہ الحمد ہر آن چیز کہ خاطر میخواست
آخر آمد زپس پردۂ تقدیر پدید

اسوقت میں یہ ظاہر کر دینا بھی فرض سمجھتا ہوں کہ اسوقت تک اس انجمن کی سرپرستی اخلاق مجسم نیک سیرت۔ پاکیزہ باطن۔ عالیقدر ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب فرماتے رہے ہیں۔ اور میں انجمن کیطرف سے انکا نہایت جوش سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ انکی ذات سے انجمن میں نئی روح پھونکی گئی ہے۔ اور دعا ہے۔ کہ جسطرح انہوں نے ہمارے مقاصد میں کامیابی کے لئے جو فی الحقیقت قوم کے مشترکہ مقاصد ہیں۔ ہمیں مدد دی ہے۔ اور سرپرستی کی ہے۔ اللہ تعالےٰ ہمیشہ ان کا معین و ناصر ہو۔ اور ان کو تمام ارادوں میں کامیابی ہو۔ اور خدا ہمیں توفیق دے کہ ہم ان کے نیک نمونے کی پیروی کریں۔ ہمارے کلب کے مقاصد حسب ذیل ہیں:۔

(۱) اس انجمن کا مقصد جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے۔ "کل مومن اخوۃ" کے مفہوم صحیح کو پورا کرنا ہے۔ اور برادران طریقت میں ہمدردی اور اخوت کی روح پھونکنا ہے۔

(۲) ہمارے بھائی جو مختلف کالجوں میں تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ ان کے مل بیٹھنے کی سبیل نکالنا۔ اور نہ صرف تبادلہ خیالات سے فائدہ اٹھانا۔ بلکہ بعض لایق اور قابل بھائیوں کی معلومات دینیہ اور ذوق علمیہ سے فائدہ اٹھانا۔

(۳) کتب سلسلہ احمدیہ اور دیگر ضروری کتب مہیا کرکے ایک ریڈنگ روم قایم کرنا۔ جس سے توسیع معلومات میں امداد ملے۔

(۴) شائقین کتب سلسلہ عالیہ احمدیہ کیلئے سہولت بہم پہونچانا۔

بالآخر خلوص دل سے پھر آپ کو نہ صرف اپنی طرف سے بلکہ جملہ حاضرین کیطرف سے بھی خوش آمدید کہتا ہوا بارگاہ رب العزت میں دعا مانگتا ہوں۔ کہ مولا کریم ہمیں ہمیشہ اسیطرح مل بیٹھنے کی توفیق دے۔ ہم نیک ہوں۔ ہماری مرضی تیری رضا کی تابع ہو۔ تیرے پیارے اور مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اتباع ہمارا طرز عمل ہو۔ زبان پر تیرا ذکر دل میں تیرا ہی خیال ہو۔ سر میں تیرا ہی سودا ہو۔ پاؤں تیری راہ میں چلنے سے نہ تھکیں گویا ہم پکے مسلمان اور سچے فرمانبردار بنیں۔ آمین۔ مولیٰ کریم ہمیں توفیق دے کہ ہم تیرے فضل کے وارث بنیں۔ اور مرسل کے قدموں میں جان دیں۔

ربنا اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم۔ غیر المغضوب علیھم ولا الضالین۔ آمین۔

ربنا ھب لنا من ازواجنا وذریٰتنا قرۃ اعین۔ واجعلنا للمتقین اماما۔

ربنا لاتزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوھاب۔ آمین ثم آمین ؎

ملاء مطلب دل ہم سے سیکھ جاوے کوئی
انہیں سنا دیا حال اپنا داستان کیطرح

جناب میرزا صاحب نے جواباً بہت کچھ اطمینان دلایا اور انجمن کے مقاصد سے ہمدردی ظاہر کی۔ اور ریڈنگ روم کی ضرورت کو تو خود خواجہ کمال الدین صاحب نے بھی محسوس کیا۔ امید ہے۔ اسپر سب بھائی توجہ فرماوینگے۔ فقط والسلام۔

خاکسار غلام دستگیر احمدی جنرل سکرٹری الاخوان کلب لاہور

عبدالحکیم ــ اسسٹنٹ سکرٹری۔

استفسار اور انکے جواب

بخدمت مکرم معظم جناب حکیم فضلدین صاحب بعد السلام علیکم کے واضح ہو کہ...... کوئی ایسا وظیفہ یا عمل تحریر فرماویں جس سے مجھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہو۔ راقم بندہ عبدالواحد۔

الجواب

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ۔ اسمیں شک نہیں کہ زیارت حضرت سرور عالم فخر بنی آدم صلے اللہ علیہ وسلم منبع فیوض و برکات دینی و دنیوی و منجملہ انعامات الہٰی ہے۔ مگر اصل اس میں ایمان اور تقوےٰ ہے۔ اگر ایمان اور تقوےٰ نہ ہو تو کوئی فائدہ نہیں چنانچہ اس کے متعلق قرآن مجید کا یہ فیصلہ ہے۔ ینظرون الیک وھم لا یبصرون پ ۹ چنانچہ مکہ مدینہ زادھما اللہ شرفاً وعظماً میں کتنے لوگ تھے جو حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرتے تھے مگر سوائے ایمان کے انکو اس زیارت نے کیا فائدہ پہونچایا۔ بلکہ خود خدا تعالےٰ کا کلام قرآن مجید دنیا میں موجود ہے اور اسکی زیارت لوگ کرتے ہیں عبارت پڑھتے ہیں۔ ترجمہ بھی پڑھتے ہیں۔ بعض تفاسیر بھی پڑھتے ہیں مگر چونکہ

اصل ایمان اور تقوے سے دور ہیں قرآن مجید ان کے حلق سے نیچے ہی نہیں اترتا - انکو کوئی فائدہ نہیں ہوتا اور خود قرآن مجید کا بھی یہی فیصلہ ہے ذکری للمومنین سپ یعنے قرآن مجید بڑا معزز معظم مکرم بنا دینے والا ہے مگر اس سے فائدہ اسیکو ہوتا ہے جو سچا مومن ہو - دوسرا مومن جب تقویٰ سے ....

اللہ تعالےٰ کو راضی کرتا ہے تو اللہ پھر اسکو راضی کرتا ہے چنانچہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ سپ یعنی اللہ تعالےٰ ان پر راضی ہوا اور انکو اسقدر انعامات عطا فرمائے کہ یہ بھی اللہ تعالےٰ سے راضی ہو گئے گویا اللہ تعالےٰ کا راضی کرنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لئے بھی ایک عمدہ وظیفہ اور عمل ہے جیسے کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْہِمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّۃِ الَّتِیْ کُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ نَحْنُ اَوْلِیٰٓؤُکُمْ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ وَلَکُمْ فِیْہَا مَا تَدَّعُوْنَ نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِیْمٍ

یعنے جو لوگ زبان سے کہدیں اور علی الاعلان ... یہی اقرار کرکے دکھا دیں کہ ہمارا دین دنیا ... ہر قسم کی ترقیات روحانی جسمانی دینے والا صرف اللہ تعالےٰ ہی ہے جو جمیع صفات کاملہ ... یعنی دوسری صفات کی طرح اسکی ربوبیت بھی اعلےٰ و اکمل ہے - پھر اسپر وہ استقامت بھی اختیار کریں یعنے انکا یہہ قول وفعل عارضی اور غیر مستقل نہ ہو تو ان پر ملائک نازل ہو کر بشارات دیتے ہیں کہ تمکو کسی آئندہ نقصان و احتمال نقصان کا خوف نہ ہوگا اور کسی واقع شدہ نقصان کا غم نہ ہوگا ... اس بہشت میں داخل ہونیکا تمکو ایک تو یہ فائدہ ہوگا کہ ہم تمہارے والی وکارساز رہیں گے اس دنیا کے کاموں کے بھی اور آخرۃ کے کاموں کے بھی -

دوسرا یہ فائدہ ہوگا کہ جس چیز پر تمہارا جی چاہیگا وہ چیز تمکو دی جاوے گی یعنے تمہاری تمام خواہشیں پوری کردی جائینگی خواہ وہ خواہش زیارت حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم ہی ہو یا اس سے بھی بڑھ چڑھ کر ہو - تیسرا فائدہ یہہ ہوگا کہ جو کچھ تم مانگو گے وہ بھی دیا جاویگا یعنے تمہاری تمام خواہشیں پوری کی جائینگی بن مانگے اور مانگی ہوئی یہہ تو وہ مہمانی ہے کہ جب مہمان کو اسکے آتے ہی دیجاتی ہے جیسے آجکل رواج ہے چاء یا پان یا شربت وغیرہ کا - اور یہہ مہمانی ہوگی غفور کی طرف سے یعنے اگر تم سے کوئی غلطی بھی ہو جائے گی تو وہ بھی معاف کردیگا اور باوجود اسکے رحیم بھی ہے یعنے سچی محنت کو ضائع نہیں کرتا یعنی صرف دخول جنت پر ہی حصر نہیں بلکہ آیندہ اچھی رحیمیت سے ترقی غیر متناہی بھی دیتا رہیگا -

تیسرا علاج اور وظیفہ اسکا لاحول ہے - لاحول کے معنے ہیں کہ یا اللہ میں کسی بدی اور نقصان سے بچ نہیں سکتا اور نہ کوئی کسی قسم کی خوبی حاصل کرسکتا ہوں مگر محض تیرے ہی فضل سے -

چوتھا علاج اور وظیفہ اس کے لئے استغفار ہے اور استغفار کے معنے ہیں کہ آدمی اللہ تعالیٰ کے دربار میں اپنی گذشتہ غلطیوں کو یاد کرکر سچے دل سے پختہ ارادوں کے ترک کرنے کا اقرار کرے اور دعا کرے کہ اللہ تعالےٰ گذشتہ غلطیوں کے بدنتائج سے اسکی حفاظت کرے اور آیندہ ارتکاب غلطیوں سے اسکی حفاظت کرے -

پانچواں - علاج اسکا درود شریف ہے - اس طرح کہ حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے انعامات اور حضور کی تکالیف کو جو آپ کو اپنی اُمت کو عذاب دنیوی و اخروی سے بچانے اور مقرب الٰہی بنانے کے لئے پیش آئے یاد کرکر سچے دل اور جوش دل سے اللہ تعالےٰ سے ان کے لئے لا تعد ولا تحصی رحمتیں اور ترقی درجات وکامیابیاں طلب کرے -

چھٹا علاج اسکا دعا ہے - دعا بڑی عاجزی سے نمازوں میں خصوصاً سجدوں میں خصوصاً پچھلے رات کی نمازمیں رو رو کر کرے اور اس کے اول آخر بہت بہت استغفار اور درود شریف اور لاحول بطریق مذکور ہو - چونکہ دعا کے متعلق میرا ارادہ مستقل رسالہ لکھنے کا ہے - انشاء اللہ تعالےٰ - اسلئے اب آپ کے خط کو یہیں پر ختم کرتا ہوں و نیز اس لئے کہ یہ خط متحمل متعلقات دعا کی تفاصیل کا بھی نہیں - ولا حول ولا قوۃ الا باللہ وصلی اللہ تعالےٰ علےٰ سیدنا ومولانا وھادینا محمد واحمد و الہ وبارک وسلم تسلیماً کثیراً کثیرا والحمد للہ رب العالمین -

خط دوم

جناب حکیم صاحب - السلام علیکم -

براہ مہربانی مندرجہ ذیل سوالات کے جواب بذریعہ الحکم اخبار تحریر فرمائیں ...... اور قرآنی آیات واحادیث کا ترجمہ بھی کردیا جاوے -

(۱) سفر میں جو نماز قصر کرنیکا حکم ہے کیا عام سفر ہے یا دو روز پانچ روز تین روز ...... تو وہ نماز پوری پڑھے یا نصف - ایسا ہی سنتیں پڑھے کہ نہیں اور روزہ رکھے کہ نہیں -

(۲) اگر ایک لڑکی ایک لڑکے کے ساتھ جو دیندار اور صالح ہوئے اپنے عقد پر راضی ہو مگر والدین صرف اس لحاظ سے کہ وہ لڑکا یا لڑکی انکی قوم میں سے نہیں ہیں - لڑکی کو کسی جاہل اور بے شرع کے علاوہ کم سن - مگر قوم کا اور نزدیکی ہے دینا چاہتے ہیں ...

...... تو ایسی صورت میں خود بخود نکاح کرنے کی ان کے لئے کوئی سبیل ہے ...

(۳) وعید کی پیشگوئی میں خواہ شرط ہو یا نہ ہو چونکہ عذاب میں تاخیر ہوجاتی ہے یا رجوع الی الحق سے عذاب ٹل جاتا ہے اس کے ثبوت میں آیات قرآنی اور احادیث مع ترجمہ نقل کریں -

خاکسار سراج احمد

الجواب

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ - اللہ تعالےٰ نے نماز اور روزہ کے متعلق لفظ سفر عام فرمایا ہے - پس اس میں اپنی طرف سے تخصیص کرنا مومن کا کام نہیں ہر ایک ملک کے لوگ لفظ سفر کے معنے جانتے ہیں جو ان کے ملک میں سفر کے معنے ہوں وہی مراد قصر نماز اور افطار روزہ والے سفر کے ہیں - وَاِذَا ضَرَبْتُمْ فِی الْاَرْضِ فَلَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوۃِ ۵ پ
جب تم چلو (سفر کرو) کسی ملک میں تو تمپر کچھ مضایقہ نہیں کہ تم نمازیں قصر کرو اگر تم کو فتنہ کفار کا خوف ہو - عن ابن عمر قال صحبت النبی صلی اللہ علیہ وسلم وکان لا یزید فی السفر علی رکعتین وابا بکر وعمر وعثمان کذلک متفق علیہ نیل الاوطار صـ۷ جلد ۳ - ابن عمر سے روایت ہے وہ کہتا ہے میں ساتھ رہا نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے وہ نہیں پڑھا کرتے تھے سفر میں دو رکعتوں پر اور ابابکر و عمر و عثمان بھی اسیطرح - وعن یعلی بن امیۃ قال قلت لعمر بن الخطاب فَلَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوۃِ اِنْ خِفْتُمْ اَنْ یَّفْتِنَکُمُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا ۵ پ
فقد امن الناس قال عجبت مما عجبت منہ فسالت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عن ذالک فقال صدقۃ تصدق اللہ بہا علیکم فاقبلوا صدقتہ رواہ الجماعۃ الا البخاری نیل الاوطار

یعنے یعلی بن امیہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ آیۃ صلوۃ السفر میں شرط تھی خوف کی اور اب تو امن ہوگیا ہے - حضرت عمر نے فرمایا مجھے اس بات سے تیری طرح تعجب ہوا تھا تو میں نے حضور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو فرمایا یہہ صدقہ ہے جو اللہ تعالےٰ نے اپنے بندوں پر کیا ہے سو تم اس کے صدقہ کو قبول کرو - وعن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ یحب ان تؤتی رخصہ کما یکرہ ان تؤتی معصیتہ رواہ احمد نیل الاوطار صـ۸ یعنے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ پسند فرماتا ہے کہ اسکی رخصتوں پر عمل کیا جاوے جیسے ناپسند فرماتا ہے کہ اسکی نافرمانی کی جاوے - ان دونوں حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ سفر میں قصر افضل ہے بلکہ قصر نہ کرنا اللہ تعالےٰ کو ناپسند ہے بلکہ معصیت ہے - کیونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے قصر نہ کرنے کو معصیت سے ہی تشبیہ دی جو احرص الناس تھے تقویٰ اور عبادت الٰہی پر - اگر سفر میں کسی جگہ چار روز یقینی اقامت ہو تو قصر کرے اور اگر یقینی اقامت نہ ہو تو پھر ایام کی کوئی تعداد نہیں -

عن ابی ھریرۃ انہ صلی مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی مکۃ فی المسیر والمقام بمکۃ الی ان رجعوا رکعتین رکعتین رواہ ابوداؤد الطیالسی نیل الاوطار صـ۴

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی سیر میں اور مقام میں مکہ میں واپس آنے تک دو دو رکعتیں ...... ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قدم مکۃ صبیحۃ رابعۃ من ذی الحجۃ فاقام بہا الرابع والخامس والسادس والسابع وصلی الصبح فی یوم الثامن ثم خرج الی منی وخرج من مکۃ متوجہا الی المدینۃ بعد ایام التشریق ومعنی ذالک کلہ فی الصحیحین وغیرہما - نیل الاوطار صفحہ ۴ ״ ״ ״ ״

یعنے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم صبح چوتھی ذی الحج کو مکہ میں تشریف لائے اور صبح آٹھویں ذی الحجہ کو منیٰ کی طرف تشریف لے گئے - اور دوگانہ ہی پڑھتے رہے غرض اس چار روز کی یقینی اقامت میں دوگانہ ہی پڑھتے رہے -

عن جابر قال اقام النبی صلی اللہ علیہ وسلم بتبوک عشرین یوما یقصر الصلوۃ رواہ احمد

جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تبوک میں بیس روز ٹھہرے رہے اور قصر نماز فرماتے

... ہاوین لڑکی آدمی ایجا قامت صلاۃ ... رسکیر ... ورنکاح کرد بیوادنکو جوتم میں سے

... لہ تعالیٰ -

عن انس رضی اللہ عنہ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا خرج مسیرۃ ثلاثۃ امیال او فراسخ صلی رکعتین رواہ مسلم (بلوغ المرام)

حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم جب ۹ میل یا ۳ فرسخ یعنے ۹ میل کے سفر کے لئے تشریف لے جاتے تو دوگانہ پڑھتے -

لفظ فرسخ اور میل میں اختلاف بسبب شک بلوی کے ہے - احادیث متذکرہ بالا سے ثابت ہوتا ہے کہ سنتوں کی بابت اختیار ہے پڑھے یا نہ پڑھے - کیونکہ صرف دوگانہ فرائض کا ہی ذکر ہے اور کسی سنت کا ذکر نہیں - روزہ سفری کے متعلق احادیث کا حوالہ تو دی کافی ہے جنمیں اللہ تعالےٰ کے صدقہ نہ لینے اور رخصتوں پر عمل نہ کرنے کے بارہ میں گذر چکا اور قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ کی رخصتوں پر عمل نہ کرنے کی بہی صریح ممانعت ہے چنانچہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے -

فَمَنْ كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ ۲ یعنے جو کوئی مریض ہو یا سفر پہ ہو تو وہ گنتی اور دنوں سے پوری کرے - یعنے جتنے روز مریض یا سفر پر رہے اتنے روز اور روزہ رکھدے - اور اسبات کا ذکر اللہ تعالےٰ نے چہوڑ دیا کہ ایام مرض یا سفر میں اگر روزے رکھے ہوں تو وہ ضایع ہوں گے گویا جس شخص نے ایسی حالت میں روزے رکھے سکے روزے بیفائدہ جیسا نہیں ضائع گئے - جیسے چٹھی پر اگر ایک آنہ کا ٹکٹ لگانا ضروری ہو اور آدہ آنہ کا لگادے تو اسکا آدھا آنہ بہی جیرانہ میں ضائع جاتا ہے اور دوبارہ محصول پورا دینا پڑتا ہے -

(۳) نکاح بلا ولی و بلا رضائے متعاقدین جایز نہیں جیسے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے

اول - فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ ۴ یعنے نکاح کرو جو عورت تمکو پسند ہو

دوم - وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكَاتِ ۲ مشرک عورتوں کو نکاح میں نہ لاؤ -

تیسرا - وَلَا تَنْكِحُوا مَا نَكَحَ آبَاؤُكُمْ ۴ اور نہ نکاح کرو جنکو تمہارے باپوں نے نکاح کیا -

چوتھا - سوالی کی بابت فرمایا - اول - إِلَّا أَنْ يَعْفُونَ أَوْ يَعْفُوَ الَّذِي بِيَدِهِ عُقْدَةُ النِّكَاحِ ۲ وہ خود معاف کریں یا جس کے ہاتہ میں نکاح کا اختیار ہے - دوسرا - وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِينَ حَتَّىٰ يُؤْمِنُوا ۲ اور مشرکوں کو نکاح نہ کردو یہانتک کہ وہ ایمان لاویں - تیسرا - وَأَنْكِحُوا الْأَيَامَىٰ

...

لڑکی کے اختیار کے متعلق فرمایا ولهن مثل الذي عليهن ۲ یعنی عورتوں کے بہی ویسے حقوق ہیں جیسے طور تو پر مردوں کے ہیں - یعنے نکاح ... جیسے ... مردوں کا حق ہے اسیطرح عورتوں کا بہی حق ہے کہ وہ بہی پسند کریں -

پس معلوم ہوا کہ سوائے رضامندی تین آدمیوں کے نکاح جائز نہیں ایک مرد ایک عورت ایک عورت کا والی -

احادیث سے بہی اسی طرح ثابت ہوتا ہے -

اول - لا نكاح الا بولي (بلوغ المرام) سوائے والی کے نکاح جائز ہی نہیں دوم لا ينكح الايم حتى تستامر ولا تنكح البكر حتى تستاذن فقالوا يا رسول الله فكيف اذنها قال ان تسكت - بلوغ المرام -

کسی بیوہ کا بلا مشورہ اور کسی باکرہ کا بلا اذن نکاح نہ کیا جاوے - صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اذن کسطرح ہوتا ہے فرمایا وہ نکاح کے استخبارہ کو سنکر صاف خاموش ہوجاوے -

تیسرا - لا تزوج المرأة المرأة ولا تزوج المرأة نفسها - بلوغ المرام - کوئی عورت کسی عورۃ کے نکاح کی والی نہیں اور نہ اپنے نکاح کی والی ہے - کیا دیکہتے نہیں جسقدر دنیا میں رنڈی - کسبی - خانگی یا اور دوسری قسم کے زنا اور اغوا ہوتے ہیں یہہ سب عورت کی ولایت کا ہی نتیجہ ہیں -

چوتھا - ان جارية بكرا اتت النبي صلى الله عليه وسلم فذكرت ان اباها زوجها وهي كارهة فخيرها رسول الله صلى الله عليه وسلم - بلوغ المرام

ایک لڑکی باکرہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئی کہ اسکے باپ نے اسکا نکاح کردیا ہے اور وہ اسکو ناپسند ہے سو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس لڑکی کو اختیار دیدیا -

(۴) وعید کی پیشگوئی کے متعلق اللہ تعالےٰ کی شہادت قولی اور فعلی دونوں طور پر قرآن مجید میں موجود ہے -

قولی شہادت - وَمَا نُرْسِلُ بِالْآيَاتِ إِلَّا تَخْوِيفًا ۱۵ یعنے ہم نشانات انذاری صرف ڈرانے کے لئے بہیجا کرتے ہیں - تاکہ لوگ عذاب ہاں اس عذاب ادنےٰ سے ڈر کر عذاب اکبر سے بچ جاویں -

دوسرا - وَمَا أَرْسَلْنَا فِي قَرْيَةٍ مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا أَخَذْنَا أَهْلَهَا بِالْبَأْسَاءِ وَالضَّرَّاءِ لَعَلَّهُمْ يَضَّرَّعُونَ ۝ ثُمَّ بَدَّلْنَا مَكَانَ السَّيِّئَةِ الْحَسَنَةَ حَتَّىٰ عَفَوْا وَقَالُوا قَدْ مَسَّ آبَاءَنَا الضَّرَّاءُ وَالسَّرَّاءُ فَأَخَذْنَاهُمْ بَغْتَةً وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ۝ ۹ یعنی جب کبہی ہم کسی بستی میں نبی بہیجتے ہیں اس کے انکار پر پہلے عذاب خفیف تکالیف و مصائب کا بہیجتے ہیں - اور غرض اس انذاری نشان سے یہہ ہوتی ہے کہ لوگ تکالیف سے تنگ آکر رفع تکالیف کے لئے اللہ تعالےٰ کی طرف گڑگڑاویں اور عذاب اکبر سے بچ جاویں پھر ہم کمال رحمت سے ان تکالیف کو ان سے دور کردیتے ہیں تاکہ اللہ تعالےٰ کے انعامات کو دیکھکر شکر الٰہی بجا لاویں مگر وہ ایسا نہیں کرتے بلکہ نافرمانی میں بہت بڑھ جاتے ہیں بلکہ اس عذاب کو عذاب ہی نہیں سمجھتے اور کہتے ہیں کہ ہمیشہ ہی ایسا ہوا کرتا ہے کبہی قحط کبہی سختی کبہی نرمی کبہی گرمی پھر ہم انکو عذاب اکبر میں گرفتار کرلیتے ہیں اور وہ نہیں سمجھتے -

تیسرا - وَلَنُذِيقَنَّهُمْ مِنَ الْعَذَابِ الْأَدْنَىٰ دُونَ الْعَذَابِ الْأَكْبَرِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ۝ ۲۱/۱۵ ہم انکو پہلے تہوڑا عذاب دینگے اور ان کے باز نہ آنے پر عذاب اکبر چکہائینگے تاکہ وہ اللہ تعالےٰ کی طرف رجوع کرکر عذاب اکبر سے بچ جاویں -

چوتھا - قَالَ يَا قَوْمِ إِنِّي لَكُمْ نَذِيرٌ مُبِينٌ ۝ أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاتَّقُوهُ وَأَطِيعُونِ ۝ يَغْفِرْ لَكُمْ مِنْ ذُنُوبِكُمْ وَيُؤَخِّرْكُمْ إِلَىٰ أَجَلٍ مُسَمًّى إِنَّ أَجَلَ اللَّهِ إِذَا جَاءَ لَا يُؤَخَّرُ ۲۹/۹ نوح علیہ السلام نے کہا اے میری قوم میں تمکو تمہاری ہلاکت اور تباہی کی اطلاع قبل از وقت دیتا ہوں اور غرض اس انذاری پیشگوئی سے یہ ہے کہ تاتم اس آنیوالے عذاب سے الگ ہوجاؤ اور وہ جدائی اسطرح ہوسکتی ہے کہ تم اللہ تعالےٰ کے فرمانبردار ہو اور ہر ایک کام میں اسکو اپنا سپر بناؤ اور یہ بات میری چال اختیار کرنے سے حاصل ہوسکتی ہے اسلئے میری اطاعت کرو اسکا فائدہ یہ ہوگا کہ جو تم قبل اس کے غلطیاں کرچکے ہو ان کے بدنتائج سے جو عذاب ہلاکت ہے اللہ تعالےٰ تمکو بچالیگا اور تمہاری اجل اللہ (ہلاکت) جو تمہاری اصل زندگی یعنی اجل مسمی کے ختم ہونے سے پہلے آنے والی ہے وہ ٹل جاویگی اور اپنے وقتوں پر تمہاری موت آوے گی - اگر ایسا نہیں کروگے تو وہ ہلاکت کی موت آجاویگی اور جب آگئی تو پہر نہیں ٹلیگی -

پانچواں - لِكُلِّ أُمَّةٍ أَجَلٌ إِذَا جَاءَ أَجَلُهُمْ فَلَا يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً وَلَا يَسْتَقْدِمُونَ ۱۱ ہر ایک گروہ کے لئے (جو مخالف مامور من اللہ کے ہو) ایک وقت ہلاکت کا مقرر ہوتا ہے جو وہ اپنے وقت سے پہلے نہیں آتا جب آجاتا ہے تو پہر تاخیر بہی نہیں ہوتی یعنی اس کے آنے سے پہلے تاخیر یا موقوفی ہوسکتی ہے -

غرض اس قولی شہادت سے قرآن مجید بہرا پڑا ہے اور تہوڑے غور سے بکثرت آیات مل سکتی ہیں اور یہ خط متحمل انکی تفصیل کا نہیں - جسقدر انبیاء کا ذکر قرآن مجید میں آیا انکے ساتہہ یہ قانون بہی ذکر ہوتا رہا اور اس کے علاوہ بہی بکثرت ہے فعلی شہادت بہی اسیطرح بکثرت ہے مثلاً اول - فَلَوْلَا كَانَتْ قَرْيَةٌ آمَنَتْ فَنَفَعَهَا إِيمَانُهَا إِلَّا قَوْمَ يُونُسَ لَمَّا آمَنُوا كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَمَتَّعْنَاهُمْ إِلَىٰ حِينٍ ۝ یعنی کیوں نہیں اور بستیوں والے ایسا کرتے کہ وہ بہی ایمان لاویں اور انکا ایمان انکو نفع دے - جیسے قوم یونس ایمان لائی اور عذاب ذلت جو انپر آنے والا تہا ہمنے ان سے دور کردیا - اور انکو اجل مسمی تک مہلت اور فائدہ دیدیا اور یہ پیشگوئی بلا شرط ہی اور بالکل ٹل گئی -

دوسرا - وَلَمَّا وَقَعَ عَلَيْهِمُ الرِّجْزُ قَالُوا يَا مُوسَى ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ لَئِنْ كَشَفْتَ عَنَّا الرِّجْزَ لَنُؤْمِنَنَّ لَكَ وَلَنُرْسِلَنَّ مَعَكَ بَنِي إِسْرَائِيلَ ۝ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ الرِّجْزَ إِلَىٰ أَجَلٍ هُمْ بَالِغُوهُ إِذَا هُمْ يَنْكُثُونَ ۝ فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَأَغْرَقْنَاهُمْ فِي الْيَمِّ ۹ جب کبہی فرعونیوں پر عذاب آیا طوفان قمل ضفادع دم آتا تو موسیٰ علیہ السلام کو دعا کے لئے التجا کرتے - اور ایمان لانے کا بہی وعدہ کرتے مگر جب ہم اس انذاری ادنےٰ عذاب کو ان سے ٹلا دیتے تو پہر وہ عہد توڑ دیتے - پس ہمنے ان عذاب ہائے ادنےٰ کے بعد انکو عذاب اکبر میں ہلاک کیا اور انکو اس دریا میں غرق کردیا -

تیسرا - سورہ دخان میں اللہ تعالےٰ نے اہل مکہ کا عذاب قحط ٹلا دیا - اور پہر بدر میں ہلاک کردیا -

یہہ سلسلہ قرآن مجید میں بکثرت موجود ہے یعنے عذاب کی تاخیر اور عذاب کا قطعاً ٹل جانا - بلکہ منشا الٰہی انذاری پیشگوئی سے ہوتا ہی یہی ہے کہ عذاب اسکے رجوع سے ٹلجاوے جیسے تَخْوِيفًا اور لَعَلَّهُمْ يَضَّرَّعُونَ اور يَرْجِعُونَ سے ظاہر ہے جنکا ذکر اوپر مفصل ہوچکا ہے - فالحمد للہ اولاً و آخراً وصلی اللہ علی سید النبیین واٰلہ و اصحابہ الطاہرین -

حضرت مولوی نور الدین صاحب کا خط

بنام

ڈاکٹر عبد الحکیم خانصاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

یہ ایک ایسی عبارت ہے جو تصریحاً ایک جگہ قرآن کریم میں موجود نہیں۔ اور رسولاً اچھے لوگوں کی خطاب میں نہیں آیا۔ اسلئے عرض ہے۔

جناب من! آپ کا خط [illegible] صفحہ کا مجھے پہنچا۔ میں نے جواب دینے میں جلدی کی چاہی تھی مگر میں نے اپنے دل میں بہت سوچا [illegible] اس لئے متامل رہا۔ [illegible] دن گذر گئے اور یقین ہوگیا۔ کہ [illegible] نہیں۔ تو خط [illegible] اس وقت [illegible] سا نکام ہے [illegible] آپ نے [illegible] علیل پر محمول [illegible] آپ کے سارے خط کا مضمون [illegible] تقسیم کر دیا ہے۔ پہلا حصہ وہ ہے [illegible] آپ نے ایک عقیدہ بنا فرمایا ہے اور اس کی بنا [illegible] فطرت۔ اور قرآن پر رکھی ہے۔

دوسرا حصہ وہ ہے [illegible] آپ نے مرزا پر اعتراض [illegible] تیسرا حصہ۔ مرزائیوں پر [illegible] کی وہ حظ وکذا [illegible] جو آپ نے مرزا جی کی ہے۔ ہاں ایک آپ کا آخری خط مسجد میں ملا۔ جسے میں نے سرسری نظر سے دیکھا چونکہ اس اصل پر بحث مقدم ہے جس کے باعث آپ نے مرزا اور مرزائیوں پر طعن شروع کئے ہیں اس لئے میں اسی پہلے حصہ کی طرف توجہ کرتا ہوں آپ نے مجھ سے فرزندی کا دعویٰ کیا ہے اور حسن ظن کو کام میں لائے ہیں اگر یہ حسن ظن اب تک کچھ قائم ہے۔ تو یہ خط ہے ریب ایک مخلص انسان کا خط ہے جس کو فضلاً اللہ تعالیٰ نے پرایمان اور شرک سے نفرت دی اور قدرت نے اس کو ایسے سامان دیئے کہ جوں جوں وہ ترقی کرتا گیا ساتھ ہی اس کو جناب الٰہی سے محبت اور شرک سے پوری نفرت ہوئی۔ گو مجھے ڈر ہے کہ آپ نے جس جوش سے اخباری دنیا میں پیسہ اخبار سے تعلق پیدا کیا ہے وہ اس میرے مضمون کیطرف متوجہ ہونے سے سدراہ نہ ہو۔ کیونکہ ایک قانون الٰہی لا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار۔ جیسے قرآن میں نظر آتا ہے پھر اس کی تصدیق نیچر سے ان بیماریوں میں نظر آتی ہے جن میں ایک آپ کے ساتھ امتحان دینے والا مبتلا ہوا۔ اور اس کے لئے اس کی محنت ومشقت نے اپنے نتائج کو اسے محروم کر دیا اور اس طرح کے ہزارہا مصدقات نظر آتے ہیں۔ اب میں اصل بات عرض کرتا ہوں۔

آپ نے جو قاعدہ نجات کا تجویز کیا ہے وہ آپ کے ان لفظوں سے مجھے معلوم ہوا ہے۔

تمام انبیاء ہادی خلائق ہیں نہ مدار نجات۔ پھر آپ کہتے ہیں ربّ العالمین الرحمٰن الرحیم الیٰ آخرہٖ۔ اس کے علوم پر کون محیط ہوسکتا ہے پھر اس کی رحمت ومغفرت کے لاانتہا قوانین کسی ایک انسان کے ماتحت کیسے ہوسکتے ہیں اور اس سے بڑھکر اور کون سا شرک ہوسکتا ہے۔ اگرچہ آپ کے اس کلام میں مدار نجات کا لفظ گول مول ہے۔ مگر لاانتہا قوانین رحمت ومغفرت کا فقرہ اس کو حل کر دیتا ہے۔ ان آپ کے فقرات سے نجات کا دائرہ بہت بڑا وسیع ہے اور تمام الٰہی کتابیں اور تمام رسولوں کی تعلیمات آپ ہی کی تحریر سے رد ہوسکتی ہیں۔ کیونکہ تمہاری رحمت ومغفرت کی لاانتہا قوانین ان محدود کتابوں اور محدود انسانوں کے ماتحت نہیں ہوسکتے پس ان کی کارروائی بھی آپ کے نزدیک بہت بڑا شرک ہوا۔ پھر آپ نے مرزا اور مرزائیوں کو ومن اظلم ممن ذکر بایات ربہ ثم اعرض عنہا انا من المجرمین منتقمون کی آیت سے مجرم اور مجرم کے ساتھ محل انتقام تجویز فرمایا اور اپنے اس اصول کو غیظ وغضب کے باعث بھول گئے کہ رب العالمین الرحمٰن الرحیم۔ اور اس کی رحمت ومغفرت کے لاانتہا قوانین مرزا اور مرزائیوں کو نجات نہیں دے سکتے۔ اس سے بڑھکر ڈاکٹر عبد الحکیم خان کا کیا شرک ہوسکتا ہے کہ اس کے کہنے کی خلاف ورزی سے مرزا اور مرزائیوں سے [illegible] اور وہ مدار نجات نہ ہوں۔

پھر آپ نے اس وسیع دائرہ نجات کو تنگ کر دیا اور یہ کہا ہے کہ توحید۔ ایمان بالیوم الآخر اور اعمال صالحہ مدار نجات آخرت ہیں۔ رب العالمین کے لاانتہا قوانین مغفرت کو ہم ایک طرف رکھیں تو کیسا تعجب آتا ہے۔ پر معلوم ایسا ہوتا ہے کہ شاید مسلمانوں کو ملزم کرنے کے لئے آپ نے یہ لکھدیا ہے۔ پھر آپ نے آگے چلکر دائرہ نجات کو وسیع بھی کیا ہے اور تنگ بھی کر دیا ہے جہاں یہ لکھا ہے کہ ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ۔ حلیم اور خان اور پھر ڈاکٹر صاحب۔ شرک معاف نہ ہو یہ کیا بات ہے کیا اس کے لاانتہا قوانین نجات میں مشرک کی نجات کا کوئی قانون نہ ہو بلکہ ضرور ہونا چاہئے کیونکہ وہ ربّ العالمین الرحمٰن الرحیم ہے۔ ایک انسان نے اگر ایسا کہا ہے۔ تو آپ کے نزدیک اس کا کہنا چیز ہی کیا ہے اور وہ مدار نجات کب ہے جیسا کہ تم نے کہا۔

پھر خدا کا منکر تو مشرک بھی نہیں اس کے لئے تو نجات کا دروازہ آپ کے نزدیک بند ہو ہی نہیں سکتا۔

پھر آپ نے تیرہ کروڑ مسلمان پر رحم فرمایا ہے اور ذکر کیا ہے کہ تیرہ سو سال میں یہ تیرہ کروڑ مسلمان تیار ہوئے ہیں سب کو نجات حاصل کرنا چاہئے۔ حکیم و ڈاکٹر صاحب دوارب اللہ کے بندے اس وقت موجود ہیں۔ تیرہ کروڑ اگر محمد رسول اللہ ؐ کے باعث تیار ہوئے ہیں تو دوارب اللہ کی مخلوق اور ڈارون کے طریق سے لاکھوں برس اور معلوم نہیں کہ کب سے وہ تیار ہوئے ہیں ان سب نے اگر نجات نہ پائی تو تیرہ کروڑ چیز ہی کیا ہے۔ اور ایک آیت وما یؤمن اکثرھم باللہ الا وھم مشرکون ایسی عجیب آیت ہے کہ قرآن میں موجود ہے اور سر دست بظاہر آپ کو مسلم بھی ہوگی۔ تیرہ کروڑ مسلمانوں میں سے اس آیت کے بموجب اکثر مشرک ہوں گے اور مشرک نجات نہیں پاسکتا۔ پھر یہ تیرہ سو سال میں تیار ہوئے اور ان میں سے اکثر مشرک نکلے اور مشرک کو نجات نہیں پھر ان انبیاء کی خلاف ورزی کے متعلق ہم آپ کو ایک آیت سناتے ہیں۔

ولقد ارسلنا الی امم من قبلک فاخذنٰھم بالباساء والضراء لعلھم یتضرعون فلولا اذ جاءھم باسنا تضرعوا ولکن قست قلوبھم وزین لھم الشیطان ما کانوا یعملون فلما نسوا ما ذکروا بہ فتحنا علیھم ابواب کل شیء حتی اذا فرحوا بما اوتوا اخذنٰھم بغتۃ فاذا ھم مبلسون۔

اس آیت پر غور کرو۔ رسولوں کے ارسال کے وقت جہاں پکڑا جاتا ہے اور آپ کہتے ہیں کہ امریکہ اور یورپ اور جزائر کے زلازل اور طاعون اور آتش زدگیاں اور لڑائیاں مرزا کیطرف منسوب کرنے شرک ہیں۔ حکیم و ڈاکٹر و خان مرسل تو اسوقت مامور ہوتے ہیں جب دنیا علی العموم غفلت کے نیچے دب جاتی ہے اور خدا تعالےٰ سے اعراض کرکے بکلّی دنیا کی طرف لوگ جھک جاتے ہیں۔ خدا کا رحم اور فضل ان مجرموں میں سے بعض کو بچانے کیلئے مرسل مقرر فرماتا ہے کیا نوح اور موسےٰ کے آئے بغیر فرعون اور قوم نوح ہلاک ہوگئی تھی۔ کیا مکہ والوں کو یہ کہنا کہ ما کان اللہ لیعذبھم وانت فیھم کوئی مجنون کی بڑ تھی نہیں سورہ نوح کا ابتداء پڑھو جہاں لکھا ہے۔ فاتقوا اللہ واطیعون۔ اگر وہ کوئی مدار نجات نہ تھا تو اس کی اطاعت چیز ہی کیا تھی۔

پھر آپ نے ایمان بالآخرۃ کو نجات کا مدار تجویز فرمایا ہے اور یہ نہ خیال کیا کہ آپ کا دائرہ نجات تنگ ہوا جاتا ہے۔

سنیئے۔ قرآن شریف نے ایمان بالآخرۃ کے لوازمات بیان کئے ہیں اور ان لوازمات نے مدار نجات کو اور بھی بہت تنگ کر دیا ہے اور وہ آیت یہ ہے۔ والذین یؤمنون بالاخرۃ یؤمنون بہ وھم علی صلوٰتھم یحافظون۔

یہاں ایمان بالآخرت کو ملزوم بنایا ہے اور ایمان بالقرآن اور محافظت علی الصلوٰۃ کو لازم قرار دیا ہے۔

- - - - - - - - اور یہ تو آپ کی فطرت کہتی ہوگی۔ کہ لازم وملزوم جدا نہیں ہوتے ہونگے۔

آپ نے قتل عمد کی سزا کہیں قرآن شریف میں دیکھی ہوگی اگر یاد نہ ہو تو میں اسی خط میں یاد دلا دیتا ہوں۔ ومن یقتل مؤمنا متعمداً فجزاءہ جھنم خالداً فیھا وغضب اللہ علیہ ولعنہ واعدلہ عذاباً عظیما۔

پھر ایک اور آیت ہے جو چھٹے سیپارہ کے ابتداء میں ہے۔

ان الذین یکفرون باللہ ورسلہ ویریدون ان یفرقوا بین اللہ ورسلہ ویقولون نؤمن ببعض ونکفر ببعض ویریدون ان یتخذوا بین ذالک سبیلا۔ اولئک ھم الکافرون حقا واعتدنا للکافرین عذاباً مھینا۔ اسکو آپ ملاحظہ فرماویں۔

آپ تو ابھی میرے روحانی فرزند ہیں اور مسیح کو مسیح ومہدی بھی مانتے ہیں۔ اگر الٰہی وستکبر کا کوئی مادہ اللہ تعالےٰ کے فضل سے آپ میں نہ ہو تو جو قاعدہ نجات کا آپ نے لکھا ہے اسکی غلطی اتنے میرے بیان سے بھی ظاہر ہوسکتی ہے۔ اور اگر ہٹ کے اسباب بہت ہیں۔ اور اب آپ مخالفت کا اظہار کرچکے ہیں اور لا ترکنوا الی الذین الخ کی بھی پروا نہ کی۔ تو زیادہ مباحثات سے بھی کام نہیں نکلتا۔

نجات فضل سے ہے اور وہی مدار نجات ہے اور فضل کا جاذب تقویٰ ہے اور اس تقویٰ کا بیان

لیس البر میں ہے - آپ اس پر غور کریں - کیونکہ تقوے سے نجات کا ہونا تو آیتہ کریمہ و ینجی اللہ الذین اتقوا اور ثم ننجی الذین تقوا سے ظاہر ہے اور اس یقین کے بعد کہ نجات تقوی سے ہے حکم ہے کہ تقوے ان امور کی پابندی کا نام - تو آپ کا وہ قاعدہ ٹوٹ جاتا ہے -

لیس البر ان تولوا وجوھکم قبل المشرق والمغرب ولکن البر من امن باللہ و الیوم الاخر والملائکۃ والکتاب و النبین واتی المال علی حبہ ذوی القربی والیتامی والمساکین وابن السبیل و السائلین وفی الرقاب واقام الصلوۃ واتی الزکوۃ والموفون بعہدھم اذا عاھدوا والصابرین فی الباساء والضراء وحین الباس اولئک الذین صدقوا واولئک ھم المتقون -

اس آیت کریمہ کے درمیان تقوے کے چند اصول بیان ہوئے ہیں - جن میں شاید مرزا کا بھی کہیں ذکر آیا ہو اور دوسری آیت ثم ننجی الذین اتقوا ظاہر کرتی کہ مدار نجات تقوے ہے - نا اتنہا قوانین نجات کے لئے نہیں - پھر مرکز نجات کا مسئلہ تو جب صرف انبیاء کے ذریعہ ہی معلوم ہو سکتا تھا اور اس کا دوسرا کوئی راستہ نہیں اور دنیا میں نجات بخلاف آپکے منشاء کے بہت ہی کم لوگوں میں نظر آتی ہے - آپ اپنا ہی حال دیکھیں - بڑی محنتوں کے بعد تو آپ ڈاکٹر اور مصنّف کتب اور صاحب اولاد ہوئے مگر بیوی بچوں اور ریاست والوں سے نجات ملی یا نہ ملی - آپ کا دل ہی جانتا ہوگا -

میں اس پہلے حصّہ سے ایک حد تک جواب دینے سے سبکدوش ہوا ہوں اگر یہ حصّہ آپ کے لئے کچھ بھی مفید ہوا تو اس تفصیل کو بھی طیار ہوں اور باقی حصّوں کے جواب دینے کو تیار ہوں گا - اور اگر اس حصّہ کے متعلق بھی مجھے ہی سنانا ہو کہ میں دودھ مانگتا ہوں اور مجھے زہر پلایا جاتا ہے میں قریب ہوتا ہوں اور مجھے دور کیا جاتا ہے اور اپنا بنتا ہوں اور مجھے اجنبی کہا جاتا ہے تو میں مصلحت نہیں سمجھتا کہ باقی حصّوں کا جواب دوں یا اسکو اور زیادہ کروں -

اگر امام صاحب کے حضور شوخی کرنے سے پہلے مجھے براہ راست آپ خط و کتابت کرتے تو مجھے بہت پیارے الفاظ بولنے کا موقع ملتا مگر محبوب پر سخت کلامی ہمکو ایک محب فطرتاً پسند نہیں کر سکتا اور وہ معذور بھی ہے - پھر خدا کے لا انتہا قوانین مغفرت بھی موجود ہیں - اس لئے میں یقین کرتا ہوں کہ میرا کوئی لفظ بھی ایسا نہ ہوگا جو میرے لئے نجات سے محروم کرنے والا ہو - قرآن کریم سے الگ ہو کر آپ بہت قوانین ایجاد کر سکتے ہیں مگر قرآن کے ماتحت ہو کر ایسا کرنا آپ کے لئے محال ہے - قرآن ایک مفصل کتاب ہے - اگر ایک شخص کو ایک مقام پر کوئی آیت متشابہ معلوم ہو تو اس کے لئے اور بہت سے محکمات موجود ہیں - جو اُم الکتاب کا کام دیسکتے ہیں مگر کبریائی سخت مرض ہے -

برکات دولتِ برطانیہ

(مندرجہ ذیل نظم صاحبزادہ بشیر الدین محمود احمد خلف الرشید حضرت مسیح موعود دام اللہ برکاتہم نے ایک پُر درد لہجہ میں لکھی ہے - ایڈیٹر)

یاد ایام کہ تھے ہند پہ اندھیرے کے سال
ہر گلی کوچہ پہ ہر شہر پہ آیا تھا وبال
روز بروز دشمن میں تھا مرنے تھے لوگو کمال
دل میں اللہ کا تھا خوف نہ حاکم کا خیال
ہر طرف شور و فغان کی ہی صدا آتی تھی
سخت ہی سختی دلوں کو کبھی تو تڑپاتی تھی
رحم کرتا کوئی کیا ظلم جو اٹھا بیٹھا

لوگ ہو رہے تھے کہ یہ نام مرزا کا
چار سو ملک میں تھا ہر روز شور و غوغا
ملک سچ ہے کہ نمونہ وہ قیامت کا تھا
کہیں آتا نہ کوئی دوست کسی دوست کے کام
دل سے تھا محو ہوا مہر و محبت کا نام
سلطنت میں بھی تنزل کے نمایاں تھے نشان
صاف ظاہر تھا کہ ہے چند دنوں کی مہمان
قاضی و مفتی بھی کھو بیٹھے تھے اپنا ایمان
رحم و انصاف کے وہ نام سے بھی تھے انجان
ایسے لوگوں سے تھا انصاف کا پانا معلوم
خیال انصاف کا تھا جنکے دلوں سے معدوم
آخر فوج لڑائی کے فنون میں جو بیٹ
منہ سے جو بات نکل جائے پھر اس پر تھی ہٹ
رہتی آپس میں ہر وقت تھی ان کی کھٹ پٹ
تھے وہ تبلاتے ہر اک دوسرے کو ڈانٹ ڈپٹ
پھر کوئی موقع لڑائی کا جو آجاتا تھا سو
صاف ہر کوئی وہاں آنکھیں چرا جاتا تھا
سلطنت کچھ تو انہیں باتوں سے بیجان ہوئی
کچھ لٹیروں نے غضب کر دیا آفت ڈھائی
اک طرف مرہٹوں کی فوج ہے لڑنے کو کھڑی
دوسری جا پہ ہے سکھوں نے بھی شورش کر دی
چاروں اطراف میں پھیلا تھا غرض اندھیرا
لشکر یاس نے ہر سمت سے تھا آگھیرا

لڑتے بھڑتے رہیں آپس میں امیر اور وزیر
کیوں پسیں گھن کی طرح ساتھ غریب اور فقیر
مدعا انکا تو لڑنے سے ہے بس تاج و سریر
ناتھ میں یار دگر رہ جائیگی خالی کفگیر
ان غریبوں کو امیروں نے ڈبویا افسوس
بات جو بیت چکی اسپہ کریں کیا افسوس
الغرض چین کلیجے کو نہ دل کو آرام
رات کا فکر لگا رہتا تھا سب کو سر شام -
صبح کو خوف کہ ہو آجکا کیسا انجام
رات دن کا قصہ اس طرح سے تھے وہ ناکام
دل سے ان کے یہ نکلتی تھیں دعائیں دن رات
یا الٰہی تیرے فضلوں کی ہو ہم پر برسات
اپنے ڈالی ہی آخر کو سلطنت کی نظر
شل کا نور اڑا دل سے ہوا خوف و خطر
یک تلر ملک سے تو نہ ہوئے شورش و شر
نہ تو رہزن کا رہا کھٹکا نہ چوروں کا ڈر
بھاگ گئے اور وہاں مرہم کافوری کے
دشتے جلتے تھے جہاں زخم جگر کے ہوکے
قوم انگلش نے دیا آکے سہارا ہمکو
بحر ادبار سے ہے پار اتارا ہم کو
ورنہ مسندوں نے تو تھا جان سے مارا ہم کو
آگے مشکل تھا بہت کرنا گذارا ہم کو -
ہند کی ڈوبی ہوئی کشتی ترائی اس نے
ملک کی بگڑی ہوئی بات بنائی اس نے
تحفے ہم پہ کئے جنکی نہیں کچھ گنتی
جن میں سے سب سے بڑی مذہبی ہے آزادی
ساتھ لائے یہ ہزاروں نئی ایجادیں بھی
جو نہ کانوں نے تھیں سنی اور نہ آنکھوں دیکھی
عدل و انصاف میں وہ نام کیا ہے پیدا
آج ہر ملک میں جسکا کہ بجا ہے ڈنکا
شیر و بکری بھی ہیں اک گھاٹ پہ پانی پیتے
نہیں ممکن کہ کوئی ترچھی نظر سے دیکھے
ایک ہی جا پہ ہیں سب رہتے برے اور بھلے
کیا مجال ان سے کسی کو بھی جو صدمہ پہنچے
سب جو آپس میں ہیں یوں ہو رہے شیر و شکر
اسلئے ہے کہ نظر سب پہ ہے انکی یکسر
ہند میں ریل انہوں نے ہی تو جاری کی ہے
آمد و رفت میں جس سے بہت آسانی ہے
صیغہ ڈاک کو انہوں نے ترقی دی ہے
ملک میں چار طرف تار بھی پھیلائی ہے
تاکہ انصاف کے پانے میں نہ ہو کچھ دقت
منصفوں اور ججوں تک کی بھی کی ہے کثرت
علم کا نام و نشان یاں سے مٹا جاتا تھا -
شوق پڑھنے کا دلوں میں سے اٹھا جاتا تھا
کوئی عالم کبھی اس ملک میں آجاتا تھا
دیکھکر اس کا یہ حال اشک بہا جاتا تھا

یہہ وہ بیمار تھا جس کو سبھی رو بیٹھے تھے
ہاتھ سب اسکی شفایابی سے دھو بیٹھے تھے
پر وہ رب جس نے کہ سب کچھ ہی کیا ہی پیدا
نہ تو ہے باپ کسی کا نہ کسی کا بیٹا
سارے گندوں سے ہے پاک اور ہے واحد یکتا
نہ وہ تھکتا ہے نہ سوتا ہے نہ کھاتا نہ پیتا
رحم کرتا ہے ہمیشہ ہی وہ ہم بندوں پر
کرسیٔ عدل پہ بیٹھے گا جو روز محشر
ہو کرتا دُکھ جسے کچھ بھی نہیں ہے پروا
ٹھیک کر دے اسے دم میں کہ ہو جو کچھ بگڑا
دیکھکر اپنی یہ حالت اوسے جب رحم آیا
دیکھو انگلینڈ سے اس قوم کو یاں لے آیا
جسنے آتے ہی وہ نقشہ ہی بدل ڈالا ہے
جس جگہ خار تھا اب واں پہ گل لالہ ہے
سلسلہ ہر جگہ تعلیم کے جاری ہیں کئے
شہروں اور گاؤں میں اسکول بکثرت کھولے
کالجوں کے بھی ہیں شہروں میں کھلے دروازے
ہر جگہ ہوتے ہیں اب علم و ہنر کے چرچے
کام وہ کرکے دکھایا کہ جو ناممکن تھا
آئے جب ہند میں وہ کیا ہی مبارک دن تھا
قوم انگلش تری سب فرقوں پہ ہے ایک نظر
اسلئے تجھ پہ ہمیں ناز ہے سب سے بڑھکر
تھا مسیحا بھی تو پیدائش وقت قیصر
زندگی جو لے رہا سے چین سے کرتے تھے بسر
اب مگر جو ہے پھر وقت مسیحا آیا
قیصر روم کا کیوں ثانی نہ پیدا ہوتا
ابن مریم سے ہے جس طرح یہ عالی رتبہ
قیصر ہند بھی ہے قیصر روما سے بڑا
مصطفےٰ کا یہ غلام اور وہ غلام موسیٰ
دیکھلو کس کا ہے دونوں میں سے درجہ بالا
قیصر روم کے محکوم تھے اک دو صوبے
تاج انگلشیہ پہ ممکن نہیں سورج ڈوبے
حق سے محمود بس اب اتنی دعا ہے میری
جس نے ہمکو کیا خوش رکھے اسے وہ دائمی
فتح و نصرت کی انہیں روز نئی پہنچے خوشی
دور ہو دین میں ہے انکے جو یہ گمراہی
دین اسلام بس اب انکی سمجھ میں آجائے
بات یہ کچھ بھی نہیں رحم اگر وہ فرمائے

درخواست دعا

منشی محمد نصیب صاحب محمود بدر کو ۱۴ مئی سے برابر بخار چڑھا ہوا ہے کسی وقت بھی نہیں اترتا - احباب سے خاص طور دعا کی درخواست کرتے ہیں - اللہ تعالےٰ جلد صحت کامل عطا فرمائے آمین دیگر الیسا ہی میاں ثناء اللہ صاحب پھلوری کی والدہ بیمار ہے اس کے لئے بھی دعا کی ضرورت ہے ●●

ایک برنچ پوسٹماسٹر کی فریاد

نالہ اس زور سے کیوں میرا دہائی دیتا
اے فلک گر تجھے اونچا نہ سنائی دیتا

جہیال ضلع امرتسر کے برنچ پوسٹماسٹر کے متعلق ایک دردناک خبر مجھے ملی ہے جسکو میں شکراور پڑھ کر میں گناہ سمجھتا ہوں کہ اسکو مخفی رکھا جاوے۔ اس لئے کہ اس شکایت اور فریاد کی تہ میں عزت اور آبرو کا سوال ہے جس پر محکمہ ڈاکخانہ کے ایک ذمہ وار افیسر یعنے انسپکٹر صاحب کیطرف سے حملہ کیا گیا ہے۔ اس انسپکٹر کا نام **بابو کالو رام** ہے اور برنچ پوسٹماسٹر کا نام میاں **احمد علی** ہے۔

واقعات یہ ہیں کہ ۹- نومبر ۱۹۰۵ء کو دہاں کے لیٹر بکس سے ایک **بالا** کلٹی برآمد ہوا۔ جسکے متعلق برنچ پوسٹماسٹر نے اپنے فرض منصبی کے رو سے بذریعہ چٹھی ۱۱- نومبر ۱۹۰۵ء کو انسپکٹر صاحب سے حکم مناسب کے لئے درخواست کی۔ اسپر ۱۲- نومبر ۱۹۰۵ء کو **کالو رام** انسپکٹر نے مندرجہ ذیل حکم لکھکر بھیجا۔

"برنچ پوسٹماسٹر جہیال بروقت معاینہ بالا پیش کرو۔ کان میں سوراخ والی کے کام آئیگا"

یہہ وہ حیاسوز حکم ہے جو انسپکٹر صاحب نے بحیثیت انسپکٹر ڈاکخانہ اپنے ایک ماتحت کو دیا ہے۔ کیا کوئی غیور اور باحمیت انسان بھنگیر خانہ کی گفتگو کو پسند کرسکتا ہے؟ اس فقرہ کے کیا معنے ہیں؟ جو بابو کالو رام نے اپنے ماتحت کو لکھا ہے؟ کیا محض اسوجہ سے کہ ایک غریب مسلمان ان کے ماتحت ہے اس سے مذاق اور مخول کیا جاتا ہے۔ انسپکٹری کے اگر یہی فرائض ہیں اور بابو کالو رام اس تحریر کی ذرا بھی پروا نہیں کرتے تو پھر یہہ سوال قابل لحاظ ہے۔ کہ ایسا شخص عہدہ انسپکٹری کے لئے کہاں تک موزون ہوسکتا ہے؟ اسکے چال چلن اور رویہ کا اسکے ماتحتوں پر کیا اثر پڑے گا؟ پوسٹماسٹر جنرل پنجاب لاہور کو میں بڑے ادب کے ساتھ اس رویداد پر توجہ کرنے کی تکلیف دیتا ہوں۔

ہمارے مہربان ہندو اخبارات کسی مسلمان چپراسی کی ہی خواہ کوئی سی حرکت ہو تو تنکے کا پہاڑ بناکر سر پر اٹھا لیتے ہیں میں دیکھونگا کہ اس تحریر پر وہ کیا نوٹس لیتے ہیں اور کہاں تک ایسے انسان کو سزا دلانے کے لئے اپنا فرض ادا کرتے ہیں۔ مجھے بار بار حیرت ہوتی ہے کہ سرکاری خط وکتابت میں یہ شخص ایسے فقرات بڑی جرأت سے استعمال کرتا ہے چونکہ یہ راز افشا ہوگیا ہے اور مجھے اندیشہ ہے کہ اصل کاغذات گم نکر دیئے جاوین اس لئے میں امرتسر ڈویژن کے سپرنٹنڈنٹ صاحب کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ ذرا ہوشیار رہیں اور اسکے متعلق تحقیقات کرکے قابل عبرت فیصلہ کریں۔

مجھے یہ بھی معلوم ہوا کہ برنچ پوسٹماسٹر مذکور نے قریباً پانچ مہینے سے اس شرمناک تحریر کو سپرنٹنڈنٹ صاحب بہادر کے دفتر میں بھیجدیا ہے اور ابھی تک اسپر کوئی نتیجہ مترتب نہیں ہوا۔ اگر ایسا ہوا ہے تو بہت ہی قابل افسوس امر ہے سپرنٹنڈنٹ صاحب کا یہہ پہلا کام ہونا چاہئے کہ اس تحریر کی اشاعت کے بعد وہ اس خط وکتابت کو دیکھیں اور اسپر اپنے دستخط کرکے اسے محفوظ کریں۔ اور پھر باضابطہ اسکی تحقیقات کرکے **بابو کالو رام** صاحب کو ایسی تحریر کا مزا چکھائیں۔ آج وہ اس قسم کے مذاق کرتے ہیں کل وہ کچھ اور لکھیں گے۔ شاید انہیں معلوم نہیں کہ وہ سرکاری ملازم ہیں۔ اور ان کے چال چلن کا اثر دوسرے لوگوں پر پڑتا ہے۔ اور پھر محکمہ ڈاکخانہ ایک ایسا محکمہ ہے جو گویا ہر شخص کا رازدار ہے۔ جو شخص اسطرح پر بے تکلف بیہودہ تحریریں لکھنے سے دریغ نہیں کرتا اس سے بہتری کی کیا امید ہوگی اور اس کے ماتحت کیسے دلیر اور بےباک ہوجائیں گے۔

مجھے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ پی۔ ایم۔ جی کے دفتر میں بھی بابو کالو رام کے چال چلن کے متعلق کوئی شکایت ہوئی اگر یہ سچ ہے تو میں اس شکایت کو اسپر اضافہ کرکے پی۔ ایم۔ جی کے انصاف سے توقع کرتا ہوں کہ وہ اسپر نہایت متانت سے نوٹس لیں گے اور اس شخص کو قابل عبرت سزا دیں گے۔ میں اس امر کا اظہار بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ اگر اس معاملہ کو سرسری نظر سے دیکھا گیا تو بہت بُرا اثر ہوگا۔ اس صورت میں مجھے یقین ہے کہ بابو کالو رام اگر محکمہ کی سزا سے بچ گئے تو انہیں اس **شرمناک تحریر** کے لئے عدالت میں کھڑا ہونا پڑے گا +

میں سردست اس قدر نوٹ پر اکتفا کرتا ہوں۔ آئندہ کھول کر لکھونگا۔ اور بعض اور واقعات بھی دکھاؤنگا۔ تاکہ سپرنٹنڈنٹ صاحب اور پی۔ ایم۔ جی صاحب کو مدد مل سکے۔ اس نوٹ کو ختم کرتے ہوئے میں یہہ بھی ظاہر کرنا چاہتا ہوں کہ کیا سپرنٹنڈنٹ صاحب یہ معلوم کرنے کی کوشش کریں گے کہ گذشتہ چٹھی رساں نرنتارن سے جو تبدیل ہوا ہے۔ اس نے کوئی شکایت بابو کالو رام کے خلاف کی تھی اور وہ شکایت کیسی تھی؟ +

امرتسر ہیڈ آفس کا پوسٹماسٹر یورپین ہونا چاہئے

سودیشی تحریک والے تو شاید مجھے قوم اور ملک کا دشمن ہی کہیں گے کہ میں امرتسر کے ہیڈ آفس میں یوروپین پوسٹماسٹر کی تحریک کرتا ہوں۔ اور ہندو اخبارات شاید اس وجہ سے بھی خفا ہوں کہ وہاں آجکل ایک ہندو صاحب پوسٹماسٹر ہیں۔ یعنے **بابو متھراداس** صاحب۔ مگر وہ مجھے یہہ کہنے میں معذور سمجھیں گے کہ امرتسر تجارتی لحاظ سے پنجاب کا مرکز اور پنجاب کا تجارتی دارالسلطنت ہے اور تجارت کے لئے ڈاکخانہ کا وجود جیسا مفید اور بابرکت ہے وہ کوئی مخفی امر نہیں۔ اس لحاظ سے امرتسر کی جو وقعت ہوسکتی ہے وہ بھی ایک ظاہر امر ہے۔ ایسے آفس کا چارج قطع نظر اسکے کہ دیسی کے ہاتھ میں ہو یا یوروپین کے ایک مستعد اور انتظامی قابلیت میں مشہور شخص کے ہاتھ میں ہونا چاہئے۔ جسکی موجودہ حالت میں بہت ضرورت بتائی جاتی ہے اور جو واقعات میں پیش کرونگا وہ اس ضرورت کی اہمیت کو ثابت کردکھائیں گے۔

بابو متھراداس صاحب جہانتک میرا علم ہے سپرنٹنڈنٹ ہی رہ چکے ہیں پس ان کا اس عہدہ سے پوسٹماسٹری پر آنے کے جو وجوہات ہیں اگر ان میں یہ بھی ہے کہ انہیں مزید انتظامی قابلیت مطلوب ہے تو کسی خارجی واقعہ کے پیش کرنے کی حاجت نہیں لیکن اگر ان کی انتظامی قابلیت تسلیم کی گئی ہے اور سپرنٹنڈنٹی سے پوسٹماسٹر ہونے کے اور اسباب ہیں تو میں انشاءاللہ بعض واقعات اس مقصد کے لئے پیش کرونگا +

مجھے معلوم ہوا ہے کہ ان کے دفتر میں ایک غریب کلرک پیٹا گیا اور پیٹنے والے کلرکوں نے اس امر کی ذرا بھی پروا نہیں کی کہ پوسٹماسٹر صاحب کی موجودگی یا کم ازکم ان کا علم انہیں نقصان پہونچائیگا۔ اور دفتر کے اوقات میں ایسا واقعہ سخت افسوسناک ہے میرا خیال ہے کہ پوسٹماسٹر صاحب کو اسکا علم ہوچکا ہے لیکن اسپر کوئی نوٹس نہیں لیا گیا۔ کیا پوسٹماسٹر صاحب ظاہر کرسکتے ہیں کہ ایسا واقعہ دفتر میں کیوں ہوا؟۔ یا کیا اگر یہ واقعہ ہوا ہے تو ان کے انتظام پر اثر انداز ہے یا نہیں؟ اور بھی بعض وجوہ ہیں جو بتاتی ہیں کہ امرتسر کے ہیڈ آفس کا چارج یوروپین ہاتھوں میں ہونا چاہئے۔ جب تک یوروپین پوسٹماسٹر کا کوئی ایسا واقعہ نہیں ہوا۔ اس لئے کہ اس قوم کو خداداد رعب حاصل ہے۔ اور انتظام کا خاص ملکہ اور مذاق ان میں ہوتا ہے۔

آئندہ کچھ واقعات تفصیل سے بتائیں گے جنپر امید ہے افسران اعلےٰ پوری توجہ کرسکیں گے فی الحال یہ نوٹ اسلئے لکھا گیا ہے کہ تا ذمہ وار آفیسر بطور خود اس سوال پر غور کریں +

*

پیارے طالب علمو! پڑھو صنعت حرفت سیکھو

"نظم فریادِ میز"

کیا بُری حالت میں اپنی میز ہے	شور اسکا کیا ہی درد انگیز ہے
رچ گئی ہے اسکی رگ رگ میں کہن	بال بال اسکا گرفتار محن
ہاتھ رکھا اور چلانے لگی	بیٹھنے والوں کا سر کھانے لگی
جوڑ جوڑ اسکا ہوا تن سے جُدا	ریشہ ریشہ ہے جدائی میں پھنسا
قوت بازو جو تھی وہ ہٹ گئے	میخ فولادی جو تھی سب ہٹ گئے
تختہ ہائے میز سے کھدیں اگر	مردہ نہلانے کی رہجائے کسر
ضعف سے لگتی ہے تھر تھر کانپنے	تھوڑی حرکت سے ہی لگتی ہانپنے
کل کا ہے رونے اور رُلانے کے لئے	سوز غم میں جلا نیکے لئے
غم کے مارے ہوگئی ہے سبز پوش	درد سے دم بھر نہیں رہتی خموش
اسکے اندر شور و شیون ہے بپا	نالۂ غم زاری و آہ و بکا
کر رہی ہے یہ زبان حال سے	جیسے جی نجار رسا ر مر گئے
اس شکستہ دل کی اگر لیں خبر	رکھدیں درد و رنج کے مرہم پر
جوڑ دیں اگر میرے پھوٹے نصیب	سُن لیں اگر آہ و فریاد غریب
گر یہی چندے رہی حالت مری	جان لوں گی پھوڑ کے اپنی سری

پیارے بچو تم ہی نجاری کرو
درد سے درماں بیماری کرو
صنعت و حرفت کو گر سیکھو تمام
ہم غریبوں کے بہت آئیں گے کام
صنعتوں کی گرم بازاری ہے آج
وقت نجاری و سعاری ہے آج
آج نجاری اگر تم جانتے
ہمنشیں کا کچھ تو حق پہچانتے
سُن رہے ہو میری آہ و زاریاں
سیکھتے پھر بھی نہیں نجاریاں
علم میں بھی جوہر قابل بنو
صنعت و حرفت میں بھی کامل بنو
ثاقب گمنام ہیں فاضل مگر
نام کو آتا نہیں آتا نہیں کوئی ہنر

نوٹ۔ اس میز پر گندگی اور بوسیدگی چھپانے کیلئے سبز چادر ڈالی گئی تھی۔

(۱۲)
موسم گرما
خاص تحفہ
لاجواب مرکب
مفرح دلکشا
یہ اُن قدردانان ملک کی خواہش کے مطابق تیار کیا گیا ہے جنکو اپنی برباد شدہ صحت خدا تعالےٰ کے فضل و کرم سے مفرح عنبری کی طفیل واپس ملی ہے اور
جو اس موسم میں بوجہ شدت گرمی مفرح عنبری کا بدل چاہتے ہیں۔ کیونکہ مفرح عنبری کے استعمال کا موقع بسبب گرم ادویہ مثل مشک و زعفران وغیرہ کے ۱۵۔ اگست کے بعد
نصف مئی تک ہوتا ہے۔ البتہ سرد مزاج بلغمی طبیعت کے لوگ ہمیشہ استعمال کر سکتے ہیں۔ اون کے لئے کوئی حرج نہیں ہے +
(مفرح دلکشا کا نرخنامہ حسب ذیل ہے)
قیمت
ایک ڈبیہ تین روپے (سے)
قیمت
تین ڈبیہ آٹھ روپے (للعہ)
چھ ڈبیہ پندرہ روپے (ﷺ)
قیمت
ایک درجن ستائیس روپے (عہ)
وزن فی ڈبیہ ۵ تولہ۔ خوراک ۲ ماشہ۔ محصولڈاک بذمہ خریدار۔
مفرح دلکشا
حکیم محمد حسین قریشی موجد مفرح عنبری و مفرح دلکشا
کارخانہ رفیق الصحت لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷۷

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

اِنَّهٗ اٰوَى الْقَرْيَةَ

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی بچشم در قادیان بینی ❧ دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے صہ (۲) خواص و معاونین سے عہ (۳) ہندوستان سے باہر سے (۴) غیر مذاہب والوں سے ... (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے (عہ)

نمبر ۲۰ | قادیان دار الامان مورخہ ۱۰ جون ۱۹۰۶ء مطابق ۱۷ ربیع الثانی ۱۳۲۴ھ | جلد ۱۰

فہرست مضامین

تازہ الہامات و رؤیاء

۳۱ مئی ۱۹۰۶ء کو فرمایا۔ چند روز ہوئے میں نے دیکھا تھا
رؤیاء۔ بہت سے زنبور ہیں اور میں ان کو کپڑے میں پکڑ کر مار رہا ہوں۔

۴ جون ۱۹۰۶ء۔ رؤیاء دیکھا کہ میں ایک جگہ ہوں اور وہاں ایک چادر ایک اونچی جگہ پر رکھی ہوئی ہے اتنے میں ایک چیڑا آیا اور اس چادر پر بیٹھ گیا تب میں نے اسکو پکڑ لیا اور کہا کہ جس طرح بنی اسرائیل کے واسطے آسمان سے پرندے اترتے تھے اسی طرح ہمارے واسطے ہیں!

۵ جون ۱۹۰۶ء۔ الہام۔ (۱) مَا اَرْسَلَ نَبِیٌّ اِلَّا اَخْزٰی بِهٖ اللّٰهُ قَوْمًا لَا یُؤْمِنُوْنَ۔
ترجمہ۔ کوئی نبی نہیں بھیجا گیا مگر خدا نے اسکی وجہ سے ایک قوم کو رسوا کیا جو ایمان نہیں لاتے تھے۔

(۲) یُلْقِی الرُّوْحَ عَلٰی مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ
ترجمہ۔ خدا اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے نبوت کی روح اس پر ڈالتا ہے۔

(۳) الہام۔ خدا کی فیلنگ اور خدا کی مہر نے کتنا بڑا کام کیا

۷ جون ۱۹۰۶ء۔ بذریعہ الہام الٰہی معلوم ہوا کہ میاں منظور محمد صاحب کے گھر میں یعنی محمدی بیگم کا ایک لڑکا پیدا ہوگا۔ جسکے دو نام ہونگے۔

(۱) بشیر الدولہ
(۲) عالم کباب

یہہ ہر دو نام بذریعہ الہام الٰہی معلوم ہوئے اور انکی تعبیر اور تفہیم یہ ہے۔

(۱) بشیر الدولہ سے یہ مراد ہے کہ وہ ہماری دولت اور اقبال کے لئے بشارت دینے والا ہوگا۔ اسکے پیدا ہونے کے بعد یا اوسکی ہوش سنبھالنے کے بعد زلزلہ عظیمہ کی پیشگوئی اور دوسری پیشگوئیاں ظہور میں آئیں گی۔ اور گروہ کثیر مخلوقات کا ہماری طرف رجوع کرے گا۔ اور عظیم الشان فتح ظہور میں آئے گی۔

(۲) عالم کباب سے یہہ مراد ہے کہ اوس کے پیدا ہونیکے بعد چند ماہ تک یا جب تک کہ وہ اپنی برائی بھلائی شناخت کرے دنیا پر ایک سخت تباہی آئیگی۔ گویا دنیا کا خاتمہ ہو جائیگا۔ اسوجہ سے اس لڑکے کا نام عالم کباب رکھا گیا۔ غرض وہ لڑکا اس لحاظ سے کہ ہماری دولت اور اقبال کی ترقی کے لئے ایک نشان ہوگا بشیر الدولہ کہلائیگا۔ اور اس لحاظ سے کہ مخالفوں کے لئے قیامت کا نمونہ ہوگا۔ عالم کباب کے نام سے موسوم ہوگا۔

خدا تعالیٰ کے الہام سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر دنیا کے سرکش لوگوں کے لئے کچھ اور مہلت منظور ہے تب بالفعل میاں منظور محمد صاحب کے گھر میں لڑکا نہیں بلکہ لڑکی پیدا ہوگی اور لڑکا بعد میں ہوگا۔ مگر ضرور ہوگا کیونکہ وہ خدا کا نشان ہے۔ اور اگر دنیا پر جلد عذاب کا وقت آپہنچا ہے یعنی عذاب عظیم کا وقت تب ابھی لڑکا پیدا ہوگا جسکا نام بشیر الدولہ اور عالم کباب ہوگا۔ اور وہ دنیا کے لئے نیکوں کے لئے اور نیز بدوں کے لئے خدا کا نشان ہوگا۔ یہ اسی قسم کا نشان ہے جیسا کہ عزریا نبی نے خرقیاہ بادشاہ کیلئے فرمایا تھا۔ اور خدا تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ عنقریب دو نشان ظاہر ہونگے۔ پس اگر دو نشان ظاہر ہونے والے جو عنقریب ہیں وہ اور ہیں تو اس صورت میں بھی ابکی دفعہ ان کے گھر میں لڑکی پیدا ہوگی نہیں تو ابکی دفعہ ہی لڑکا پیدا ہوگا۔ اور وہ خدا کا نشان ہوگا۔ اور اوس کے ساتھ ایک دوسرا نشان ظاہر ہوگا اور وہ لڑکا نیکوں کیلئے اور اس سلسلہ کیلئے ایک سعد ستارہ کیطرح مگر بدوں کیلئے اسکے برخلاف ہوگا۔

آج تاریخ کے اور الہامات یہ ہیں ....

(۱) رَبِّ اَرِنِیْ اَنْوَارَكَ الْکُلِّیَّةَ
ترجمہ۔ اے میرے رب مجھے اپنے تمام انوار دکھا۔

(۲) اِنِّیْ اَنَرْتُكَ وَاخْتَرْتُكَ
ترجمہ۔ میں نے تجھے روشن کیا اور تجھے برگزیدہ کیا۔

(۳) وَاِنَّهٗ نَازِلٌ مِّنَ السَّمَآءِ مَا یُرْضِیْكَ
ترجمہ۔ اور آسمان سے ایک ایسا امر اترنے والا ہے جو تجھے خوش کر دیگا۔ (۴) دو نشان ظاہر ہونگے۔

(۵) اللہ تعالیٰ اوسکو سلامت رکھنا نہیں چاہتا۔ یہ کسی کیطرف اشارہ ہے

(۶) انا اخذناه بعذاب الیم۔ ہم دردناک عذاب کے ساتھ اوسکو پکڑینگے (۷) خدا تمہیں سلامت رکھے

(۸) یَنْصُرُكَ رِجَالٌ نُّوْحِیْ اِلَیْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ
ترجمہ۔ وہ لوگ تیری مدد کرینگے جنکو ہم آسمان سے وحی کرینگے

(۹) یَاْتُوْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ۔ یَاْتِیْكَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ
ترجمہ۔ ہر ایک دور کی راہ سے آئینگے۔ ہر ایک دور کی راہ سے تیرے پاس تحائف لائیں گے۔

(۱۰) سَلٰمٌ عَلَیْکُمْ طِبْتُمْ۔ تم پر سلام تم پاک ہو۔

(۱۱) وَلَا تُصَعِّرْ لِخَلْقِ اللّٰهِ وَلَا تَسْئَمْ مِّنَ النَّاسِ
اور جو لوگ تیرے پاس آئیں گے تجھے چاہئے کہ ان سے بد خلقی نکرے اور انکی کثرت کو دیکھکر تھک نجائے ✦

مراسلت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علےٰ رسولہ الکریم

اخویم شیخ یعقوب علی صاحب تراب احمدی ایڈیٹر اخبار الحکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مندرجہ ذیل نظم بجواب پیشگوئی زلزلہ حضرت اقدس علیہ السلام عبد العزیز خان عزیز شاگرد داغ دہلوی مرحوم نے پیسہ اخبار مورخہ ۲۶- مئی ۱۹۰۶ء ہفتہ وار مین بصفحہ ۹ طبع کرائی ہے اوس کا جواب الجواب راقم نے لکھا ہے براہ مہربانی اپنی اخبار گوہربار مین درج فرماکر نیازمند کو مرہون منت فرمادین۔ نظم مکذّب پہلے نقل کرکے بعد میں نظم مصدّق تحریر کرتا ہوں۔

نظم مکذّب در تردید پیشگوئی زلزلہ

ہے غلط آتے نہیں ہیں زلزلہ آنے کے دن | زلزلہ کیسا کہاں کے کوچ کرجانے کے دن

نظم مصدّق بجواب مکذّب زلزلہ

اے توانا جلد دکھلا زلزلہ آنے کے دن | اور مکذّب زلزلہ کے کوچ کرجانے کے دن
اے مکذّب کس بناپر تونے یہہ مصرع کہا؟ | ہے غلط آتے نہیں ہیں زلزلہ آنے کے دن

مکذّب

خیر اُمت جبکہ حق نے کہدیا قرآن میں | کچھہ نہیں اے اُمتِ مرحوم گھبرانے کے دن

مصدّق

کہتا ہے قہر خدا سے ہوکے کیوں بیباک تو | کچھہ نہیں اے اُمتِ مرحوم گھبرانے کے دن
اے مکذّب ہے لکھا قرآن میں یہہ جابجا | ہرگھڑی نزدیک ہیں میرے عذاب آنے کے دن
خیر اُمت کے عجب آثار ہیں ظاہر ہوئے | جسنے پائے ہیں فقط دجّال کہلانے کے دن
اُمتِ موسیٰ سے جب آئیں مسیحِ ناصری | خیر اُمت کے لئے ہیں سخت غم کہانیکے دن

مکذّب

کب غضب پھر کا ہے یاروا ہوں خدائے پاک کا | ابر رحمت فرقِ اُمت پر ہیں اب چھانیکے دن
مدعی جھوٹے نبوّت کے بہت پیدا ہوئے | آگئے بے شبہ اب لوگوں کے بہکانیکے دن

مصدّق

اک طرف کہتا ہے مرحوم اُمت غم نہ کہا | ابر رحمت فرق اُمت پر ہیں اب چھانیکے دن
دوسری جانب خلاف اس قول کے لکھتا ہے کیوں | آگئے بے شبہ اب لوگوں کے بہکانے کے دن
ابر رحمت فرقِ اُمت پر ہے جب چھایا ہوا | پھر کہان سے آگئے اُمت کے بہکانیکے دن
ہے غضب پھر کا خدا کا دیکھہ لے چارونطرف | جابجا موجود ہیں یہہ آگ برسانے کے دن
دیکھہ سبحان الذی پارہ میں ہے وعدہ ہوا | آئیں گے ہرایک بستی پر سزا پانے کے دن
اوراسی پارہ کے ہے دویم رکوع میں یہہ لکھا | ہے عذاب آتا رسولوں سے مکر جانیکے دن
زلزلہ آتش فشانی۔سیل اور طاعون کا | ہوگئے باعث غلام احمدؑ کے جھٹلانیکے دن

مکذّب

عیسیٰ مریم کے آنے کو ہے اک مدت دراز | اور ابھی ہیں بہت دجّال کے آنے کے دن
آسمان سے حضرت عیسیٰ کو ہی اب بھیجدے | دیکھیں ہم دجّال کے نابود ہوجانے کے دن

مصدّق

اک جگہ لکھتا ہے مدت بعد عیسیٰ آئیں گے | اور ابھی آئے نہیں دجّال کے آنے کے دن
پھر یہیں کہتا ہے یارب بھیجدے عیسےٰ ابھی | دیکھہ لین دجال کے نابود ہوجانے کے دن
جبکہ ہے دجّال کے آنےمیں اک مدت دراز | قبل اوسکے کیسے پھر عیسےٰ کے ہوں آنے کے دن

مکذّب

حضرت مہدی کو پیدا کردے اے خالق مرے | مصطفائی دین کے دکھلادے پھیلانیکے دن
نصِ اکملت لکم سے ختم نعمت ہوگئی | دین کامل ہوگیا اب کیسے پھیلانے کے دن

مصدّق

اک طرف کہتا ہے پیدا جلد مہدی ہو کہیں | مصطفےٰ کے دین کے تا دیکھیں پھیلانیکے دن
دوسری جانب خلاف اس کے یہہ داغی کیا۔ لکھا | دین کامل ہوگیا اب کیسے پھیلانے کے دن
جبکہ اکملت لکم سے دین کامل ہو چکا | پھر بہلا کس دین کے دیکھیگا پھیلانے کے دن

مکذّب

زلزلہ آنا قدیمی بات ہے حادثہ نہیں | کچھہ نہیں مخلوق کو ہیں اس سے غم کہانیکے دن

مصدّق

زلزلہ بیشک قدیمی سنت اللہ ہے عزیز | یہہ نہیں ہیں سنت اللہ کے بدل جانیکے دن
کافرون کا قتل کرنا ہی قدیمی بات ہے | کیوں عذاب اس کو کہا تہا قتل ہوجانیکے دن
دیکھہ لے تو سورۂ توبہ کو نادان کھول کر | قتل جانہوں سے کیا اون کو عذاب آنیکے دن
زلزلہ کو ہے خدا قرآن میں کہتا عذاب | اے مکذّب کیوں نہوں پھر اس سے غم کہانیکے دن

مکذّب

عیسےٰ مریم سوا جو غیر کو عیسےٰ کہیں | عنقریب آتے ہیں اون کے سخت پچھتانیکے دن
وہ گھڑی آئی نہیں مخلوق جو عیسےٰ کہے | اور بڑہتے جاتے ہیں دجّال کہلانے کے دن

مصدّق

عیسےٰ ابن مریم نہیں ہے ایک۔ سن اے بےخبر | کردیا ظاہر نبی نے حلیہ بتلانے کے دن
اک محمدؐ کا مسیح ہے دوسرا ہے موسوی | فرق بیّن ہوچکا معراج کو جانیکے دن
ایک کا ہے رنگ سُرخ اور دوسرے کا گندمی | ہے لکھا اسکو بخاری نے لکھے جانے کے دن
ایک کے ہیں موئے پیچیدہ دگر کے ہیں دراز | بےسمجھہ کمبخت ہیں نبرے سمجھہ جانیکے دن
سب سے عیسےٰ کہلوانے کی گھڑی نزدیک ہے | دیکھہ اب آتے ہیں اوس کے صدق کہل جانیکے دن
کس زبان سے تونے اے بدبخت ازلی یہ کہا | اور بڑہتے جاتے ہیں دجال کہلانے کے دن
ایک ظالم نے تو احمدؐ کو کہا دجّال تہا | چکھہ گیا جس کا مزا وہ اپنے مرجانیکے دن
اب غلام احمدؑ کو تو دجّال کہتا ہے شقی | آگئے تیرے عذاب النّار کے پانیکے دن

مکذّب

مصحف اقدس میں فوت حضرت عیسےٰ نہیں | ناسزا دل اوسکے ہیں اون کے زندگی پانیکے دن
چل چکے جھوٹے ہوائی مکر کے بے انتہا | گلشن دین نبی کے اب ہیں لہرانیکے دن

مصدّق

ہے لکھی قرآن میں کس جا حیاتِ عیسوی | اوس کہاں تو تھا ظاہر کیئے اوسکے گذر جانیکے دن
یہہ کہانی ہے پرانی کوئی اب سنتا نہیں | ہوگئی ظاہر وفات اوراوسکے دفنانے کے دن
اعتقاد زندگیٔ ابن مریم سے ضرور | گلشن دین نصارےٰ کے ہیں لہرانیکے دن
ابن مریم آسمان پر اور محمدؐ خاک میں | اس عقیدہ نے دکھانے دینکے مرجھانیکے دن

مکذّب

مصطفےٰ کے بعد جسنے دوسرا ڈھونڈا نبی | آگئے اوس کیلئے اب ٹھوکرین کہانیکے دن

مصدّق

کیا نبی ناصری آئینگے بعد مصطفےٰ ؟ | ہیں یہ ختم الانبیا سے تیرے پھر جانیکے دن
مصطفےٰ کے بعد جو ڈھونڈے نبی ناصری | آگئے اوس کے لئے اب ٹھوکرین کہانیکے دن

مکذّب

مدعی ہوکر نبوت کا جو کھچوائی شبیہ | آگئے اوس کے عذاب النار کے پانیکے دن

مصدّق

کیا خبر تجھہ کو شبیہ سے تہی غرض کیا اے سفیہ | آیا تہا حکم خدا تمثیل بنوانے کے دن
بے سروپا شعر تیرے اور دعوے بیدلیل | ہیں ندامت میں ترے یہ ڈوب مرجانیکے دن

مکذّب

التجا ہے داورِ محشر سے یہ میری عزیز | ابر رحمت سرپہ اوس آگ برسانے کے دن

مصدّق

واہ کیا کہتا ہے داغ دہلوی کے ناخلف | خوب جھٹلائے ہیں تونے زلزلہ آنیکے دن
ہے دعا قاسم علی کی قادر غیور سے | جلد دکھلادے مکذّب کے سزا پانیکے دن

رقیمہ نیاز عاجز قاسم علی احمدی سکرٹری انجمن احمدیہ دہلی ترا ہا بیرم خان پرانی منڈی باپھول کی۔ ۲۸- مئی ۱۹۰۶ء

ایک شریف لڑکی کا خط

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

میرے مکرم محترم محسن جناب ایڈیٹر صاحب اخبار الحکم سلمہ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

میں ذیل کی چند سطریں ارسال خدمت کرتی ہوں اگر اخبار فرحت آثار کے کسی گوشہ میں جگہ مل جاوے۔ مجھکو الحکم کی تعریف لکھنے کی تو طاقت نہیں ہاں اتنا ہی عرض کرنا کافی سمجھتی ہوں کہ الحکم میں اسکے کلمات شائع ہوتے ہیں جنکی خدا ہی تعریف کر رہا ہے۔ میں اس خداوند کریم کا کہانتک شکریہ ادا کروں جنے مجھکو اور میرے والدین کو امام الزمان کی پہچان بخشی میرے مکرم مجھے بہت سی اُردو اخبارات کے دیکھنے کا موقع ملا ہے اسواسطے کہ میں ملک مولا بخش جیسے روشن دماغ احمدی کی بیٹی ہوں جنے ایک چھوٹے سے گاؤں میں رہکر مجھے دین اسلام کا رستہ دکھایا ہے میں نے سب اخباروں کی چھان بین کرکے وکیل اور الحکم پسند کیا یہ دونوں اخبارات ایک ہی وقت میرے پاس پہنچتے ہیں اور جب یہ دونوں میرے سامنے میز پر پڑے ہوتے ہیں تو اسوقت میرے دل کی عجیب ہی کیفیت ہوتی ہے۔ کیونکہ وکیل تو یہہ کہہ رہا ہے کہ اسلام نیم مردہ ہے ہر طرف سے اسپر حملے کئے جا رہے ہیں اور سخت مصیبتوں میں مبتلا ہے اور یہ جہاز ڈوبا چاہتا ہے کسی ناخدا کی ضرورت ہے یہ مریض جان بلب ہے کسی حکیم کی ضرورت ہے اور پکار پکار کر مہدی اور عیسیٰ کی ضرورت بتا رہا ہے۔ علی گڈھ میں بھی مذہبی تعلیم خاطر خواہ نہیں ہوتی۔ انجمن حمایت اسلام کی حالت بھی تسلی بخش نہیں۔ ندوۃ العلماء کی کتابوں میں ہزارہا نقائص بھرے پڑے ہیں۔ غرض بڑے جوش اور تپاک کے ساتھ آنے والے مہدی کا منتظر ہے اور مان چکا ہے کہ نزول مہدی کا یہی زمانہ ہے۔

ادھر الحکم کو اٹھاکر دیکھئے تو وہ یوں مخاطب ہوتا ہے کہ آؤ میں تمہارے دلوں کو جو بسبب نہ ملنے صراط مستقیم کے سخت بے اطمینان ہو رہے ہیں تسلی دوں اُس رب العالمین نے اسلام کی نیم مردہ حالت کو دیکھ لیا اور اس کے جلانے کو اپنا برگزیدہ بندہ بھیجدیا مگر حسد کی آگ کے دھوئیں سے تم اندھے ہو رہے ہو دیکھ نہیں سکتے۔ اسلام کو سب حملوں سے بچانے والا دربزودقا جواب دینے والا اور مصیبتوں سے چھڑانے والا اس ڈوبتے ہوئے جہاز کا ناخدا اس جان بلب مریض بیمار روحانی طبیب مہدی مسعود مسیح موعود جسکا تیرہ سو برس سے انتظار کیا جا رہا تھا۔ میرا آقا مرزا غلام احمد صاحب قادیان میں موجود ہے آؤ ہٹ دھرمی کرنے کی پٹی آنکھوں سے کھولکر دیکھو آیا ہوا ہے یا نہیں مگر تمہارے دل سیاہ ہوگئے ہیں تم نیک بد میں تمیز نہیں کر سکتے خدا سے دعا مانگو کہ خدا تمہیں نیک راہ لاوے۔ انجمن حمایت اسلام وغیرہ یہ ایک قالب بے روح کی طرح کام کر رہے ہیں آپ خود خیال فرما سکتے ہیں کہ بے روح جسم کہاں تک کام آوے گا ضرور ایک نہ ایک دن خراب ہو جائیگا اور لوگ اسکی متعفن ہوا سے بھاگینگے۔ اب رہا علیگڈھ اگر اسمیں یونیورسٹی قایم ہو جاوے تو کیا اس سے قوم کا روحانی علاج ہو جاویگا۔ یا اس سے بہت لامذہب بی۔ اے ایم۔ اے نکل آئے اور جنہوں نے آتے ہی مذہبی پابندی کو پس پشت ڈالدیا ان سے اس مریض کا علاج ہوگا نہیں ہم لوگوں کو روحانی طبیب کی ضرورت ہے اور جو خدا نے اپنے فضل سے بھیجا ہوا ہے وہی معالج ہوگا۔ اسوقت میری خوشی کی انتہا نہیں رہتی اور الحکم کے پڑھنے سے مجھے وہ روحانی لذت ملتی ہے جسکو آجتک میں نے کسی اخبار یا رسالے میں نہیں پایا۔ چونکہ مجھکو وکیل سے ایک گونہ الفت ہے کیونکہ وہ مذہبی معاملات میں دلچسپی لینے والا پرچہ ہے اسی واسطے میں اسکو اور اخباروں کے سامنے شرمندہ کرنا نہیں چاہتی تھی میں نے اسکی غلطی اسکی طرف لکھکر بھیجدی جس کو اس نے ابھی تک شائع نہیں کیا جس کا مجھے نہایت افسوس ہے۔ کہ بننا انصاف پسند مگر کام ایسے کرنے مگر سچ ہے کہ ان لوگوں میں روحانیت نہیں۔ اگر ان لوگوں میں روحانیت ہوتی تو کب کے مسیح کو پہچان لیتے۔ امید ہے کہ آپ میرے پراگندہ خیالات کو شائع کرکے لوگوں کی غلط فہمی دور کردینگے۔

ایڈیٹر وکیل کے نام کھلا خط

لا یجرمنکم شنان قوم علی ان لا تعدلوا اعدلوا ھو اقرب للتقوی یعنی کسی قوم کی عداوت کے سبب اون سے بے انصافی نکرو کیونکہ انصاف شیوہ پرہیزگاری سے قریب تر ہے جو آپنے ریمارک میرے مضمون پر پاس کیا ہے وہ بالکل غیر منصفانہ اور تعصب سے بھرے ہوئے ہیں آپ جیسے اعلےٰ خیالات اور روشن دماغ کو اور ریفارمری کا دعوےٰ کرنے والے کو ایسی تنگ نظری سے کام نہیں لینا چاہئے۔ میں آپ سے ہرگز یہ امید نہیں کرسکتی تھی کہ آپ سلک مروارید کی تمام خوبیوں کو اسواسطے نظرانداز کردینگے کہ وہ ایک احمدی کی تالیف کردہ ہے۔ آپ کا یہ فرمانا کہ اس میں تمام باتیں مرزا صاحب کی مشن کی بھری پڑی ہیں۔ کہاں تک بجا اور درست ہے خدا آپکی آنکھوں سے تعصب کی پٹی کو کھولے تو پھر آپ دیکھیں کہ اس میں مرزا صاحب کے مشن کی بجائے عجیب پیرائے کے ساتھ اسلام کی سچائی بیان کی گئی ہے میں دعوے سے کہتی ہوں کہ جیسا محققانہ عیسائیت اور اسلام کا مقابلہ سلک مروارید میں کیا گیا ہے آپ مجھے بتلائیں کہ اور کونسی ایسی کتاب عام فہم مستورات کے واسطے شائع کی گئی ہے۔ میں آپ کو ذیل کا واقعہ سناتی ہوں جس سے آپکو پتہ لگ جائے گا کہ مس صاحبان کا مہلک اثر کہانتک نقصان پہنچا رہا ہے اور ملک کو کہاں تک ایسی عام فہم رسالوں کی ضرورت ہے۔

”کچھ دنوں سے دہلی شہر میں مسوں کا یہ کام جاری ہے کہ اکثر مسلمانوں کے گھروں میں جاکر تعلیم صنعت و حرفت کے بہانہ سے اپنی منادی کرتی رہتی ہیں جس کا مشہور شدہ نتیجہ یہ ہوا کہ چند ایک نوعمر لڑکیاں مسلمانوں کی ورغلا کر لے گئیں جس کا بہت شور و غل ہوا۔ مگر مسلمانوں کو ناکامی ہوئی۔ آخری واقعہ ماہ رمضان میں یہ پیش آیا ہے کہ ایک مسلمان معروف بہ نواب برقندہ والہ جو کوچہ میر عاشق میں رہتا تہا اس کے گھر میں مس صاحبہ اسکی نوجوان ناکتخدا لڑکی کو تعلیم تربیت سکہلانے کے واسطے نہیں عیسائی بنانے کیواسطے آیا کرتی تہیں) اوران ایام میں ان کا جادو دختر ناکتخدا پر پورا اثر کرگیا۔ والدین دختر نے اسکی شادی کی تیاری کرکے تاریخ نکاح مقرر کردی جو بہت تہوڑے دن کی تہی جس صاحبہ کو علم ہوا انہوں نے جانا کہ بعد شادی اس مسحورہ کو لیجانا دشوار ہو جائیگا کیونکہ ایک مستقل دعویدار اس کا خاوند موجود ہو جائیگا۔ مناسب ہے کہ ابھی بے نیل مرام اس کہ شوہر کے کافور بناویں۔ چنانچہ جب شادی میں چند ہی روز باقی رہے تو مسیح کی بہیڑ نے اس دختر کو برضامندی اسکی کے کسی بہانہ سے گاڑی میں سوار کرا مشن ہوس میں جا داخل کیا۔ اور نہایت محبت اور اخلاق سے اسکو رجہایا۔ دین اپنے سے وہ پہلے ہی بے خبر تھی۔ دختر والدین و برادران حقیقی نے مطلع ہوتے پر زنانہ مشن سے دختر کو واپس لینا چاہا۔ مگر مس تہاربرن صاحبہ منتظمہ مشن نے بذریعہ چٹھی انکو حوالہ پولیس کردیا جہاں سے چالان ہوکر عدالت مسٹر کرتی سنگہہ صاحب مجسٹریٹ کے آیا صاحب موصوف نے مصلحتاً انکو دلاسا تسلی دیکر بری کردیا اور کہا کہ جاؤ اگر دعوی ہے تو بذریعہ عدالت وصول دختر کا استغاثہ کرو تحریک چند علما دہلوی یعنی مولوی عبد المجید صاحب واعظ مولوی شرف الحق صاحب اور والد دختر نے استغاثہ صاحب ڈپٹی کمشنر کی عدالت میں اغوا دختر نابالغہ کا دائر کیا۔ صاحب بہادر نے وہ عرضی اسی عدالت میں جس سے پہلے چالان پولیس کا فیصلہ ہوا تہا سپرد کرائی تو عرضی قریب دو ماہ تک زیر تجویز رہی جس سے دختر مفرورہ بخوبی مس صاحبان سے مانوس ہوگئی اور قابل اطمینان مس صاحبہ وہ مذہب عیسائی میں داخل ہوچکی تو استغاثہ مذکور کسی فریق کی درخواست سے عدالت کرتی سنگہہ سے منتقل ہوکر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی عدالت میں آگیا۔ اور جہاں پر اس کا آخری فیصلہ ہوا۔ والد دختر کو کسی نامعلوم ذریعہ سے اطمینان دلائی گئی۔ کہ اگر تیری لڑکی تیرے سامنے آجاوے گی۔ تو وہ ضرور تیرے ساتھ چلی آوے گی پس تو یہ کوشش کر کہ میری لڑکی جو عرصہ دراز سے مسوں کے پاس سے ملوائی جاوے۔ اگر وہ میرے ساتھ چلنے پر رضامند ہوگئی تو مجکو مل جاوے۔ اگر وہ مس صاحب کے ساتھ رہنے پر رضامند ہوئی تو ان کے پاس رہے۔ اس دام افتادہ باپ نے یہی بیان صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کو لکہوادیا۔ اس بنا پر باطمینان صاحب بہادر روبرو دختر کو معہ مس صاحبہ عدالت میں بلوایا اور تہوڑی دیر کے لئے اجازت دی۔ کہ اپنے والد سے علیحدہ گفتگو کرے۔ اس کے بعد بیان ہوگا۔ والد بزرگوار نے نہایت ہی منت۔ خوشامد سے عرض معروض اپنی نامہربان دختر کی خدمت میں کی۔ بہمراہ مولوی شرف الحق صاحب مگر اس نامہربان دختر نے صاف جواب دیا کہ اے بڈہے باپ میں تیرے ساتھ رہنا نہیں چاہتی خواہ تو قید ہوجا خواہ مرجا یا کچھ کر۔ اس کے بعد صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر نے دختر معصومہ کا بیان لکھا جو مخلصانہ یہ ہے۔ کہ میرے باپ اور بہائی مجھ سے بازار میں پیشہ کرانا چاہتے ہیں اور حرامکاری کے ذریعہ مجھکو کہتے ہیں۔ کما کر کہلا۔ اس لئے یہ کام مجھکو منظور نہیں۔ میں برضامندی اور خوشی سے بلا تحریک غیری ایسے ماں باپ کو جو کہ مجھ سے حرامکاری کرانا چاہتے ہیں۔ چھوڑتی ہوں۔ اور اپنی مخدومہ محترمہ ہمدم غمگسار مس ولیم مس تہاربرن صاحبہ کے پاس رہنا چاہتی ہوں۔ میری عمر بائیس سال کی ہے والدین جو پندرہ سالہ بتلاتے ہیں غلط ہے۔ یہ بیان لکہا۔ دعویٰ ڈسمس۔

دختر حوالہ مس صاحبہ ماں باپ بہائی محروم نامراد بخانہ واپس۔“

اورکئی واقعات ایسے سننے میں آتے رہتے ہیں۔ مگر مستورات کے واسطے اس قسم کی کوئی سہل الفاظ میں عام فہم کتاب اس مہلک اثر سے بچانے کیواسطے نہیں بنائی۔ میرے مکرم اگر آپ نے احمدی اخلاق کا وسیع نمونہ دیکھنا تہا تو آپ میرے مضمون سے جو کہ الحکم میں چھپا تہا معلوم کرسکتے تھے۔ الحکم کے ایڈیٹر نے تو یہ نہ لکھا کہ لاثانی استانی قابل دفعت کتاب نہیں اسمیں زمین آسمان کے قلابے ملائے گئے ہیں دین مذہب کی کوئی بات نہیں۔ مگر احمدیوں کو انکے ہادی نے یہ نہیں تعلیم دی کہ وہ تعصبانہ کارروائی کریں۔ ہمیں تو بقول ایک جاپانی پروفیسر کے خوبی کے اخذ کرنے میں دریغ نہیں کرنا چاہئے خواہ وہ یورپ سے

ہو یا ایشیا سے خواہ بہشت سے ہو یا دوزخ سے جب تک عورتوں میں اسلام نہ پھیلے ہم ترقی نہیں کر سکتے یہی فرقہ ہے جو جہالت کی تاریکی کے گڑھے میں پڑا ہوا ہے اور اپنے دین سے بالکل بے خبر ہے اور جس کا اپنے دین سے برگشتہ کر لینا کوئی بڑی بات ہی نہیں۔ ایک نیک اور دیندار عورت بہ نسبت نیک اور دیندار مرد کے بہت کچھ کر سکتی ہے۔ کیونکہ اکثر دیکھنے میں آیا ہے کہ جس گھر کی مالکہ احکام الٰہی سے باخبر ہے اس کا سارا خاندان ہی صوم و صلوٰۃ کا پابند ہو گا۔ قدرت نے ننھے معصوم بچوں کی پرورش غور پرداخت اور اتالیقی ماؤں کے ذمہ دیدی ہے جو کچھ وہ ماؤں کو کرتا دیکھتے ہیں ان کے ننھے معصوم دلوں پر وہی اثر پڑتا ہے باپ کی صحبت تو شاید سارے دن میں ایک گھنٹہ ہی میسر ہوتی ہو اس سے وہ کیا سدھر سکتے ہیں اگر مائیں بیدین اور بے علم ہیں تو بچوں کا پھر خدا ہی حافظ ہے۔ میرے ناقص خیال میں یہ بہتر معلوم ہوتا ہے کہ پہلے مستورات کو اپنے پاک مذہب سے باخبر کیا جاوے اور اسلام کی خوبیاں سمجھائی جاویں۔ اور یہ کام سلسلہ تالیفات تعلیم نسواں کے چھوٹی چھوٹی کتابوں اور رسالوں سے ہو سکتا ہے۔ میرا سخت ہی دل جلتا ہے۔ جب میں دیکھتی ہوں کہ میری اکثر تعلیم یافتہ بہنوں کو اپنے پاک دین کی طرف کچھ رغبت نہیں ہے اور اسی واسطے وہ اسلام کی خوبیوں سے بے بہرہ ہیں۔ خاصکر قابل رحم حالت مشن کی تعلیم یافتہ لڑکیوں کی ہے اگرچہ وہ عیسائی نہ بھی ہوں مگر پھر بھی مس صاحبان کی پاک تعلیم اپنے برحق دین سے برگشتہ کر ہی دیتی ہے۔ کہنے کو مسلمان مگر وہ عیسائیوں سے بدتر ہو جاتی ہیں۔ مجھے اکثر مشن سکول کی تعلیم یافتہ لڑکیوں سے ملنے کا اتفاق ہوا ہے مگر انہیں دین سے بے بہرہ اور اسلام کی خوبیوں سے ناواقف پایا ہے۔ سوائے انجیل کی کہانیوں کے اور کچھ خبر نہیں۔ اے میرے بزرگو! خدا کے واسطے ان معصوم بچیوں کو اس مہلک مرض سے بچاؤ اور اسلامی گرل سکول کھلواؤ۔ میرے تعلیم یافتہ بھائیو! اگر آپ کو اپنے ملک کی بہتری منظور ہے تو سلک مروارید جیسی کتابیں شائع کرو ورنہ ایک دن سخت نقصان اٹھاؤ گے۔

اے خاصۂ خاصان رسل وقت دعا ہے
امت پہ تیری آ کے عجب وقت پڑا ہے

جناب ایڈیٹر صاحب میں یہ مضمون اپنا احمدی بھائی سمجھکر بھیجتی ہوں براہ مہربانی جو غلطی ہو اسکو درست کر کے شائع کیجئے اور جلد شائع ہو سا ز حد مشکور ہونگی۔ اس مضمون سے میرا کوئی اپنا علم جتانے کا ارادہ نہیں۔ بلکہ یہ تو میں نے اپنے دل کا ابال نکالا ہے۔ امید ہے کہ میری احمدی بھائی نکتہ چینی کی نظر سے نہیں دیکھیں گے کیونکہ میں کچھ ٹوٹا پھوٹا اردو جانتی ہوں۔

راقمہ اہلیہ ملک کرم الٰہی بھیرہ

کشف الحجاب

جناب مخدوم الملت حضرت مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ تعالے عنہ کے بعد شیعہ مذہب کی نسبت کچھ لکھنا تو گویا سورج کو چراغ دکھلانا ہے۔ یہ ادبی پاک مرد (رضی اللہ عنہ) کا کام تھا جو اس جد و جہد میں لگا تھا کہ اس غلط کار فریب خوردہ قوم کے آگے جو دھوکے کی موٹی دیوار کھینچی گئی ہے ڈھہ جائے مولوی صاحب رضی اللہ عنہ کی کتاب خلافت راشدہ اور ایک شیعہ کے نام خط جو الحکم ۲۲ جلد ۷ میں چھپا ہے۔ جسنے پڑھا ہو گا وہ اچھی طرح سمجھ سکتا ہے کہ شیعہ مذہب کہاں تک تنزل کی تنگ و تاریک گڑھے میں ہے۔ میںنے آج تک کوئی مستقل کتاب شیعہ مذہب کی دیکھی نہیں تھی۔ البتہ یا حسین اور یا علی اور یا پنجتن کے نعرے سنتے تھے۔ مگر ابھی چند روز ہوئے جو ایک کتاب بابو شمس الدین صاحب ہیڈ کمپاؤنڈر میڈیکل سٹورڈ پو میاں میر کے ذریعہ دیکھنے میں آئی جو بابو صاحب مذکور کو جناب ڈاکٹر ممتاز حسین صاحب حیرت سے (جو شیعہ مذہب کے ساتھ خاصی دلچسپی رکھتے ہیں) ملی تھی اس کتاب کے دیکھنے سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ شیعہ مذہب بڑی سخت اور منحوس جگہ پر ٹاپک ٹوئیاں مار رہا ہے یہ کتاب جناب مولوی شیخ احمد صاحب ابن جناب مولوی وجیہ الدین صاحب مرحوم عثمانی کی تصنیف ہے اور اس کا نام کشف الحجاب عن سیرت الاصحاب ہے اس کتاب کا ماحصل اور خلاصہ یہ ہے کہ اصحاب ثلاثہ خصوصاً اور دیگر اصحاب عموماً قریباً سب کے سب (نعوذ باللہ) بزدل منافق اور کافر اور اسلام کی تخریب کرنے والے تھے اور ایسا ہی جناب علی علیہ السلام باوجود بہادر اور دلیر ہونے کے (نعوذ باللہ) سخت درجہ کے کمزور طبیعت کے تھے اور ایسا ہی آنحضرت صلعم کی قوت قدسی کا دائرہ (نعوذ باللہ) حضرت علی رض تک محدود رہا مگر اون پر بھی کمال درجہ کا پرتوہ نہ ڈال سکا یا اگر ڈالا تو خود حضرت علی رض (نعوذ باللہ) اپنے کمزوری فطرت کی وجہ سے اوس بوجھ کو سنبھال نہ سکے نیز یہ کہ دنیا میں کوئی مومن مسلمان آنحضرت کے بعد نہ رہا نہ شیعہ مسلمان ہیں اور نہ سنی اور نہ خارجی نہ ناصبی اور کہ یہ موجودہ قرآن وہ قرآن نہیں جو آنحضرت صلعم پر نازل ہوا تھا۔ بلکہ یہ وہ بھی نہیں ہے جو ابوبکر کے عہد میں قلم بند ہوا تھا جو قرآن آنحضرت پر نازل ہوا تھا وہ پارچہ حریر پر لکھا جاتا تھا۔ اور ہر وقت آنحضرت کے پاس رہتا تھا اور بوقت وفات آنحضرت نے وہ قرآن حضرت علی رض کو دیا تھا اور پھر اوس قرآن کا پتہ نہ لگا کہ کدھر گم ہو گیا۔ غرض اس کتاب کا خلاصہ یہ ہے جو کشف الحجاب کے نام سے موسوم ہے میں مناسب سمجھتا ہوں کہ اوسمیں سے کچھ مشتے نمونہ از خروارے معہ ریمارکس کے درج اخبار کراؤں تا کہ ناظرین غور کر سکیں کہ جو کچھ "مسلمانوں کے لیڈر (رضی اللہ تعالے عنہا)" نے فرمایا ہے اور لکھا ہے کہاں تک صداقت سے بھرا ہے۔

کتاب کشف الحجاب عن سیرت الاصحاب کے صفحہ ۱۹ و ۲۰ پر مومن کی صفت یہ بیان کی ہے کہ "النبی اولی بالمؤمنین من انفسہم یعنی مومن وہ لوگ ہیں جو نبی کو اپنی جان سے زیادہ عزیز رکھتے ہیں۔ مثلاً نبی صلعم پر کوئی کافر حملہ کرے تو مومن کا فرض ہے کہ اوس حملہ کو اپنے اوپر روکے اور نبی کو بچاوے۔ نبی کی جان بچانے میں اپنی جان کا کچھ پاس و لحاظ نہ کرے مگر ہم خلفاء ثلثہ کی کیفیت اسکے برخلاف پاتے ہیں کہ جنگ احد میں اور حنین میں اونہوں نے اپنی جان کو نبی کی جان سے پیارا سمجھا اور نبی صلعم کو نرغۂ اعداء میں گھرا ہوا چھوڑ کر اپنی جان بچانے کے لئے بھاگ نکلے اور فقط ایک علی رض باقی رہ گئے پس ظاہر ہے کہ جو لوگ نبی کو چھوڑ بھاگے وہ ہرگز **مومن نہ تھے**"

شیعوں کے نزدیک تو **مومن کی صفت** یہی تھی جو نقل کی گئی اب اسکے لئے ہمکو اپنے پاس سے کچھ بھی لکھنے کی ضرورت نہیں اور نہ حاجت ہے بلکہ ہم ناظرین کے واسطے اسی کتاب کے صفحہ ۳۶ کی عبارت نقل کر دیتے ہیں جو اسکی تردید کے لئے کافی و وافی ہے اور وہ یہ ہے۔ "جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ **تم لوگوں نے ابوبکر کو خلیفہ کیا اور میں ابوبکر سے** مستحق تر تھا۔ لیکن اس خوف سے کہ لوگ مرتد ہو جائیں گے اور ایک دوسرے کو قتل کرینگے خاموش ہو رہا پھر ابوبکر نے عمر کو ولیعہد کیا حالانکہ میں **اولیٰ و مستحق تر تھا** عمر سے لیکن اوسی خوف سے کہ لوگ پھر کر کافر ہو جاوینگے اور ایک دوسرے کو قتل کرینگے خاموش ہو رہا۔"

اب اس سے صاف ظاہر ہے کہ شیعوں کے نزدیک جو ایمان کی صفت ہے وہ حضرت امیر علیہ السلام کے قول نے غلط کر دی کیونکہ یہ صفت جو مصنف کتاب نے لکھی ہے اگر حضرت علی کے نزدیک درست ہوتی تو پھر حضرت علی کا یہ کہنا کہ **لوگ پھر کر کافر ہو جائینگے**" لوگ مرتد ہو جاویں گے۔ علی کے نزدیک اصحاب نہ تو مرتد ہی اور نہ اون کے نزدیک مومن کی وہ صفت [illegible] کتاب نے تحریر کی ہے اور اگر تھی تو یہ کہ صحابہ کرام (رضوان اللہ علیہم اجمعین) جنگ احد و حنین وغیرہ سے بھاگے ہوں۔ پھر صفحہ ۳۴ پر مصنف صاحب یہ گل افشانی فرماتے ہیں کہ "خلفاء بلا کسی استحقاق کے مدعی خلافت ہو گئے" مگر حضرت علی رض کا قول اسکی بھی تردید کرتا ہے جیسا اوپر نقل کیا گیا یعنے یہ کہ "میں ابوبکر اور عمر سے اولیٰ اور مستحق تر تھا" اس کا صاف مطلب یہی ہے کہ اگرچہ وہ بھی مستحق تھے مگر میں اولیٰ مستحق یعنے زیادہ مستحق تھا مگر یہاں پر مصنف صاحب فرماتے ہیں کہ "بلا استحقاق مدعی خلافت ہو گئے" علاوہ بریں جناب امیر علیہ السلام کے قول سے ظاہر ہے کہ لوگوں نے ابوبکر کو خلیفہ بنایا۔ اور مصنف صاحب کہتے ہیں کہ خلفاء خود مدعی خلافت ہو گئے اب ہم حضرت علی کو سچا مانیں یا مصنف کتاب کو بہر حال جناب علی رض ہی سچے ہیں جنکی بیجا حمایت کا ٹھیکہ مصنف صاحب نے لیا ہے۔ پس وہ تو کہتے ہیں کہ خلفاء کو لوگوں نے خلیفہ بنایا وہ خود بخود خلیفہ نہیں ہو گئے پھر صفحہ ۳۳ پر یہ بھی لکھا ہے کہ خلفاء ثلثہ اپنے منفعت اور اغراض ذاتی کو مقدم رکھکر درپے تخریب اسلام کے رہے" اور کہ "حضرت علی رض نے بخوف زوال اسلام اپنے حق طلبی سے خاموشی اختیار کی" صفحہ ۳۴ اسپر ریمارکس کرنے سے پہلے مناسب ہے کہ ہم اپنے ناظرین کو صفحہ ۳۲ کی سیر کرا دیں تا کہ ناظرین معلوم کر لیں کہ حضرت علی کس اسلام کے زوال کے سبب تخریب اسلام کو جائز سمجھ کر خاموش رہے اور حق طلبی کے ولولہ کو دل سے نہ بجھایا اور وہ یہ ہے کہ

"بلکہ خود اونکو (خلفاء ثلثہ کو) پیغمبر [illegible] ہدایت کی تھی کہ میرے بعد متمسک باہل بیت ہونا اور علی کو پیشوا گردانتا ورنہ گمراہ ہو جاؤ گے جیسا کہ حدیث ثقلین اور حدیث غدیر و حدیث ولایت و منزلت و امامت وغیرہ [illegible] آشکارا ہے پس جن لوگوں نے بموجب ہدایت و وصیت رسول صلعم حضرت علی رض کو اپنا امام اور پیشوا نہیں مانا وہ خود گمراہ ہو گئے" صفحہ ۳۲

یہ سب بھی حضرت علی کے قول سے نقیض ہیں اور اگر انکا کچھ اثر بد پڑتا ہے تو وہ جناب علی رض کی ہی ذات مبارک پر پڑتا ہے پھر اگر اونکی تحسین کریں تو ہمکو کہا جاتا ہے کہ تم حضرت رض سے بغض رکھتے ہو اور اون سے عداوت رکھتے ہو اور اونکی [illegible] کرتے ہو و نعوذ باللہ من ہذا الکذب الافترا

ان حملوں کا علی رض کی ذات مبارک پر یہ اثر پڑتا ہے کہ اگر خلفاء ثلثہ تمام عمر درپے تخریب اسلام رہے اور آنحضرت کی وصیت پر نہ چلنے اور حضرت علی رض کو خلیفہ نہ بنانے سے خلفاء گمراہ ہو گئے تھے تو جناب علی نے گمراہوں کے ہاتھ پر بیعت کیوں کی کیا گمراہوں کو اون کی گمراہی میں مدد دینے کے لئے یا کچھ اور مطلب تھا؟ بینوا توجرو (اے شیعہ صاحبان) نیز اسلام کی تخریب میں ہاتھ بٹانے کے لئے؟ یا یہ ہو کہ حضرت علی رض اونکی تخریب اسلام کو تائید سمجھتے ہوں اور اب ایک عرصہ کے بعد شیعوں کو خیال آیا کہ دراصل حضرت علی سے لغزش ہوئی کہ اونہوں نے باوجود مستحق خلافت ہونیکے خاموشی اختیار کی لاؤ اسکو اس ڈھانچہ میں کھینچ دیں کہ بسبب تنزل اسلام کے حضرت علی رض خاموش رہے ورنہ مستحق تو خلافت کے وہی تھے یا یہ ہو کہ جناب علی رض سے زیادہ شیعوں کو عقل اور سوجھ آگئی ہو جو انہوں نے تخریب سمجھا اور حضرت علی رض نے تائید۔ بہر حال کچھہ ہی ہو اگر یہ سچ ہے کہ حضرت علی رض کی خلافت پر آنحضرت صلعم نے تاکید فرمائی تہی اور اوسکو نہ بجالانے سے خلفاء ثلثہ (نعوذ باللہ) گمراہ ہو گئے تو حضرت علی بہی (نعوذ باللہ بقول شیعان) گمراہ تہے جو اتنی موٹی سی بات کو نہ سمجھ سکے کہ تخریب کیا ہوتی ہے اور تائید کیا غضب کہ ایک طرف تو لکھتے ہیں کہ خلفاء ثلثہ تخریب اسلام کرتے تہے اور دوسری طرف لکھتے ہیں کہ حضرت علی بوجہہ تنزل اسلام خاموش رہے جب تخریب ہو گئی اور اسلام رہا ہی نہیں بلکہ سب کے سب گمراہ ہو گئے تو کیا ابہی اسلام کے تنزل میں کچھہ کمی رہ گئی تہی جسکو حضرت علی رض دیکہنا چاہتے تھے؟ پس اس کا اثر تو صاف حضرت علی رض کی ذات والا پر پڑتا ہے کہ اگر خلفاء ثلثہ تخریب کرتے تہے تو کیوں حضرت علی رض نے خاموشی اختیار کی اونکی خاموشی ہی کا تو یہ اثر ہے جو آج خارجی اور ناصبی اور سُنی اور شیعہ نظر آتے ہیں کوئی **مومن مسلمان** نظر نہیں آتا جیسا کہ مصنف نے خود صفحہ ۳۵ پر بیان کیا ہے جسکو ہم آگے بسط سے دکہلائینگے کہ شیعہ دراصل اپنے آپ کو ہی مومن و مسلمان نہیں سمجھتے اور یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ اگر حضرت علی رض اول ہی بموجب وصیت رسول صلعم خلیفہ ہو جاتے تو خارجی اور ناصبی اور سُنی و شیعہ کوئی نظر نہ آتا بلکہ سب کے سب مومن مسلمان ہوتے پس صاف ظاہر ہے کہ جو اپنے آپ کو مومن مسلمان نہیں سمجھتا وہ حضرت علی کا جو بموجب قول شیعان اول المومنین تھے کیونکر حمائتی ہو سکتا ہے۔ نیز یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ شیعوں کا خواہ مخواہ واویلا کرنا صرف دکہلاوا ہے۔ (باقی پہر انشاء اللہ تعالے۔) محمد حسین احمدی

مسیح کی عالمگیر اخوت

آریہ گزٹ رقمطراز ہے کہ مسیح کے شاگردوں کا گلا

پہاڑ پہاڑ کر آسمانی بادشاہت انسانی اخوت وغیرہ کی بشارت سُناتے رہنا مصلحت سے خالی نہیں ہے۔ ان کے ہاتہہ میں مذہب اوزار ہے جس سے یہ اپنی غرض پوری کر لیتے ہیں۔ اس کے سوا اور کوئی حیثیت نہیں۔ ان کا کہنا سُننا سب مطلب کا ہے۔ اس ملک کے کالے عیسائی جو بغیر سوچے سمجھے دام میں پھنس گئے ہیں۔ دیکھیں اب مسیحیت کیا رنگ وروپ دھارن کر رہی ہے۔ افریقہ کی تار کی خبریں ظاہر کرتی ہیں کہ "جانسبرگ کی پبلک کی خواہش ہے کہ گورنمنٹ مشنریوں کو منع کر دے کہ نیٹوں (کمبخت ہندوستانیوں) کے درمیان انسانی اخوت کا وعظ نہ کریں۔ کسان اپنے بچاؤ کے لئے ہتھیار مانگ رہے ہیں" بدنصیب کالے نیٹو کیسے برابر ہو سکتے ہیں ہم کو تو اون کے انسان ہونے میں ہی شک ہے! مسیح نے صرف گورے ولائتیوں کے لئے جان دی ہے تا کہ وہ اوس کی قربانی کا مزہ لوٹیں۔

ہندوستانی عیسائیو! یہ تمہارے لئے کسقدر اچھا سبق ہے۔ تم خود نہیں دیکھتے۔ مسیحی مذہب نے تمہاری خود کیسی اچھی حیثیت بنا دی ہے۔ دونوں دین سے گئے پانڈے حلوا ابلانہ مانڈے۔ ہم کو بعض وقت اپنے مسیحی دوستوں کی بیکسی کی حالت دیکھہ کر رحم آتا ہے۔ خاصکر رومن کیتھلک فرقہ کے دیسی عیسائیوں کی حالت اور بھی بدتر ہے۔ افسوس! ہم مسیحیوں کے قول وفعل کا موازنہ کس پیمانہ سے کریں کیا اس مذہب کے منادکبھی سچائی کے راستہ تک پہنچ سکتے ہیں۔

ع او خویشتن گم است کرا رہبری کند

انگلستان میں بائیبل کا اثر

عیسویت اور سائنس

دو متضاد چیزیں ہیں جو کبھی ایک ملک اور قوم میں جمع نہیں ہو سکتیں عیسویت سائنس کا پرانا دشمن ہے جس نے نہایت کامیابی سے ازمنہ مظلمہ میں یورپ کو اپنی غلامی میں گرفتار کیا مگر اٹھارویں صدی کا آغاز اسکے حریف کی ترقی کا آغاز تہا جسنے عیسویت کے تمام مقبوضات چہین لئے اور یورپ میں بائیبل کا اثر اس قدر گھٹ گیا کہ آج جرمنی اور فرانس میں بائیبل کا معتقد ہونا حمق اور جنون کی علامت سمجھی جاتی ہے۔ انگلستان میں نسبتہً مذہبی اثر پایا جاتا ہے مگر اب وہاں بہی مذہبی تعلیم سے عام مخالفت پیدا ہو گئی ہے۔ چنانچہ آجکل تعلیمی بل پارلیمنٹ میں پیش کر دیا گیا ہے جو ہفتہ عشرہ میں پاس ہو جائیگا اور مقدس جماعت کو ایک سخت شکست اٹھانی پڑیگی اس بل کا بڑا منشا یہ ہے کہ ابتدائی تعلیم ان لوگوں کے ہاتہہ میں ہونی چاہئے جو تعلیم کا ٹیکس ادا کرتے ہیں نہ کہ پادریوں کے۔ کونٹی کونسل کے قبضہ اقتدار میں پادریوں نے نہایت زور وشور سے اس بل کی مخالفت کی ہے۔

۱۴ - مئی کو لنڈن کے بشپ کی صدارت میں البرٹ ہال میں ایک عظیم الشان جلسہ ہوا اور تعلیمی بل کی دل کھول کر مخالفت کی گئی۔ بڑی وجہہ مخالفت یہ ظاہر کی کہ "۔ ابہی تو صرف اس امر پر اکتفا کیا گیا ہے کہ بائیبل کے علاوہ مذہبی عقائد کی تعلیم نہو جسکی کوئی ضرورت نظر نہیں آتی۔ مگر ممکن ہے کہ آگے چل کر ہماری خاموشی رعایا کو اس امر کا موقع دے کہ سرے سے مذہبی تعلیم ہی اُٹھا دیجائے اور بائیبل کی بابرکت تعلیم سے تمام درسگاہیں محروم ہو جائیں"

عام خیال یہ ہے کہ عنقریب بائیبل کی تعلیم بھی اختیاری کر دی جائے گی اور اسطرح جرمنی کا شریک ہو کر انگلستان بہی نہایت فخر سے اس امر کا دعوے کر سکے گا کہ اس مذہب کی غلامی سے ہم آزاد ہو گئے ہیں جسکی الہامی کتاب میں جن بھوت کے قصے اور بچوں کی منگھڑت کہانیاں بھری ہوئی ہیں۔

نجومی کیا کہتے ہیں؟

ایک فرانسیسی نجومیکل نے عجیب ہولناک

پیشینگوئیاں سال رواں کے متعلق کی ہیں۔ تمام دنیا کے لئے یہ سال منحوس بتلایا ہے کہا ہے کہ ہزارہا آدمی وباؤں کی نذر ہوں گے۔ ہولناک طوفان سے سمندروں میں سخت نقصان عاید ہونگے۔ اور سخت تکالیف اُٹھانے کے بعد دُنیا بالکل نئی صورت اختیار کرے گی اور اس میں اخلاقی ترقی پیدا ہوگی۔ گونڈگل علاقہ مدراس کے مشہور نجومی، کنڈا سوامی ببئی نے تقریباً اسی قسم کی پیشگوئی کی ہے۔ کنڈا سوامی نے ملک معظم کے جشن تاجپوشی سے پہلے بتلا دیا تہا کہ تاریخ معینہ پر جشن نہ ہو سکے گا۔ اور ہز میجسٹی کی طبیعت ناساز ہو جائیگی اس پیشینگوئی کے صحیح ہونے کی وجہ سے اسکو غیر معمولی شہرت حاصل ہوئی

چین اور مذہب اسلام

چین والوں کی آجکل جو حالت دیکھی جاتی ہے۔ اور ان دنوں جو تحریک ان میں پیدا ہوئی ہے اوسے دیکھتے ہوئے۔ نہ صرف یہی خیال ہوتا ہے کہ ان کی قومی اور سیاسی زندگی کی کایا پلٹ جائیگی۔ بلکہ امید ہے کہ یہ رفتار انکی قدیم مذہبی تقلید دن کو بھی محو کر کے اسکی جگہہ کسی سچے مذہب وعقیدہ کو ان میں رواج دیدے اہل چین کو محسوس ہونے لگا ہے کہ کنفیوشش اور "لاوتزو" کا زمانہ اب نہیں رہا جس وقت انکے خیالات وعقاید کی دنیا میں اشاعت ہوئی وہ تاریکی اور جہالت کا دور تھا۔ لیکن یہ زمانہ علم ومدنیت کی روشنی کا ہے اور اس میں وہ خیالات ہرگز باقی نہیں رہ سکتے۔ غرضکہ وہ دن جس میں اہل چین بُت پرستی چھوڑ کر خدائے واحد کی عبادت کے لئے گردنیں جھکائینگے۔ کچھہ دور نہیں کیونکہ سچے مذہب اور عقیدہ کی چمک چین کے دروازہ پر اپنا نور پھیلا رہی ہے اور جب یہ روشنی اس کے اندر داخل ہوگئی تو خرافات اور وہم پرستی کی تاریکی یقیناً کافور ہو جائیگی۔ چین میں جس مذہب کا رواج مدتوں سے چلا آتا ہے، وس کے دو حصے ہیں ایک مذہب کنفیوشش اور دوسرا مذہب "لاوتزو" کے نام سے مشہور ہے۔ اور یہ دونوں مذہب اس زمانہ کے سوسائٹی وتمدن کے حق میں سم قاتل کا اثر رکھتے ہیں "کنفیوشش" کے عقائد انسانوں کے ایک طبقہ کو تعلیم وتہذیب حاصل کرنیکے لئے خاص کر دیتے ہیں۔ اور یہی طبقہ حکومت وعزت کی مسند پر بیٹھکر (معاذ اللہ) خدائی اختیارات کے ساتھ تمام انسانوں کی قسمتوں کا مالک بن جاتا ہے۔ اور ان کو بالکل غلام بنا لیتا ہے۔ کنفیوشش نے تعلیم عام کی جو بنیاد رکھی تھی وہ محض ملک کے چیدہ اور معزز افراد کے لئے جو حکومت وامارت کی باگوں پر قابض ہوں۔ اسی واسطے جن لوگوں نے فلسفہ کنفیوشش کی تحصیل کی وہ تمام قوم وملک کی نظر میں قابل عزت سمجھے گئے۔ اور دوسرے علوم و آداب کو سیکھنے والے نفرت وحقارت کے مستحق ہوئے۔ اب بھی کانٹے چینی لوگ اپنے راستہ سے دور کرنا چاہتے ہیں تا کہ جس مدنیت ترقی اور مساوات کے وہ خواہشمند ہیں۔ اُسے حاصل کر سکیں۔

اسی انداز پر مذہب "لاوتزو" ابتدا میں تمام انسان کو اچھی عادتوں اور قابل تعریف خصلتوں کی زیور سے آراستہ بنانا چاہتا تھا مگر اس کے طرفداروں اور پھیلانے ۔۔۔ والوں نے صحیح اصول مذہب مٹا کر اسے اسقدر خلط مبحث کر دیا۔ کہ اب عقل وعلم اُسکو کسی طرح پسند ہی نہیں کر سکتے۔

بہر حال چین میں اس وقت جو حرکت پھیل رہی ہے وہ قدیم مذاہب کو مٹا دیگی۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ پہر وہ سچا مذہب کون ہے جو آیندہ چین کی وسیع مملکت کا عام مذہب ہوگا؟ ہم کہتے ہیں کہ ان پچھلے چند برسوں میں جس شخص نے اہل چین کے طرز عمل پر غور کیا ہوگا۔ اور ان کے حرکات وسکنات کو توجہ کی نظر سے دیکھا ہوگا وہ یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہے کہ یہ شریعت بلاشک وشبہ شریعت اسلامی ہوگی۔ جو مملکت آسمانی کا عام مذہب قرار پائے گی۔ کیونکہ

چین والوں کو اس بات کا احساس ہو گیا ہے۔ کہ اگر کوئی چیز ان کو پستی اور بداخلاقی سے نکالکر اخلاق و تہذیب معاشرت کی بلند سطح پر لا سکتی ہے تو وہ یہی مذہب اسلام ہے۔ جو اچھے کام کرنے کا حکم دیتا اور بری باتوں سے منع کرتا ہے اور جو سچی زندگی حاصل کرنے کے لئے دنیا میں سفر کرنے کا حکم دے رہا ہے۔ ہان ہم سے اس بات کی دلیل مانگی جائے گی کہ سرزمین چین میں مذہب اسلام ہی کی کامیابی کیوں یقینی ہے۔ بحالیکہ وہان دوسرے آسمانی مذاہب کے مشنری بھی موجود ہیں؟ اور ہم بلا تامل اس دلیل کو پیش کر دیں گے۔ کہ دوسرے مذاہب کے مشنریوں سے اہل چین کی نفرت و عداوت اور اہل اسلام سے ان کی الفت و محبت ہمارے دعوے کی موید ہے۔ چنانچہ مشنری پادریوں کا قتل کیا جانا اور اُس کا ہر جگہ سے ذلت کے ساتھ نکالا جانا ہمارے دعوے کی صحت ظاہر کرتا ہے علاوہ اس کے یہ تو تمام دنیا کو معلوم ہے کہ اسلام کی اشاعت چین میں بلا کسی مشنری جماعت کی سرگرم کوششوں اور طمع دلانے کے ہوئی۔ پھر چین کی حکومت نے مسلمانوں کو انتظامی پولٹیکل اور جنگی صفوں میں خاص طور پر بڑے بڑے اعلے عہدے دے رکھے ہیں۔ اس لئے اگر چند سال میں تمام چین اسلامی مذہب کا حلقہ بگوش بنجائے تو اسپر تعجب کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہو سکتی۔ (پیسہ)

مشاہیر اسلام

ابن ابی دواد ابو عبداللہ احمد ابن ابی دواد

عہد بنو عباس کے مشہور و ممتاز قاضی تھے۔ اُنکا علم و فضل تشریح و بیان کا محتاج نہیں اپنے زمانہ میں قبولیت عامہ اور ہر دلعزیزی جیسی انہیں نصیب ہوئی کسی کو نہ تھی۔ مامون، معتصم، واثق اور متوکل چار خلیفوں کا زمانہ پایا۔

زمانہ شباب میں ان کی جاہ و ثروت روز افزون تھی، لیکن آخر زمانہ نہایت تنگی سے بسر ہوا اوسط عمر کے ایام بمصداق خیر الامور اوسطہا بڑے مزے میں گزرے۔

بعض اعزاز انھیں ایسے حاصل تھے کہ اُنکے اقران و امثال میں کسی کو نصیب نہ تھے۔ ابن خلکان کہتے ہیں کہ "احمد کو جس زمانہ میں خلیفہ کا تقرب حاصل ہوا۔ اُس کے قبل دربار کے دستور کے موافق کوئی شخص گفتگو میں مبادرت نہیں کر سکتا تھا۔ حاضرین و مقربین مودب و خاموش منتظر رہتے تھے کہ خلیفہ گفتگو کا سلسلہ شروع کرے تو عرض معروض کیجائے۔ احمد کا یہ رسوخ ہوا۔ کہ انکو اسکی پابندی نہ رہی۔ جب چاہتے گفتگو کرتے تھے؛ ابنائے جنس میں یہ خصوصیت انھیں کو حاصل تھی۔

شہرستان قنسرین میں ۱۶۰ھ ہجری میں پیدا ہوئے جب جوان ہوئے تو اپنے باپ کے ساتھ (جو تجارت کے لئے شام جاتے تھے۔) دمشق پہنچے۔ یہاں ہیاج بن علاء سلمی جو واصل بن عطاء معتزلی کے اصحاب میں شمار کئے جاتے ہیں درس دیا کرتے تھے۔ ابن ابی دواد نے مقیم ہو کر اُنھیں کے مدرسے میں علوم و فنون کی تحصیل و تکمیل شروع کی۔ ہر فن کے حصول میں بڑی محنت کرتے تھے خصوصاً فقہ و حدیث کے اخذ میں کوشش کا پورا حق ادا کیا اور وہ کمال حاصل کیا کہ آج تک مشہور ہیں۔

کہا جاتا ہے کہ ۲۰۲ھ ہجری میں مامون الرشید نے خراسان سے یحییٰ بن اکثم کو بصرہ کا قاضی مقرر کر کے بھیجا جب وہ وہان پہنچے۔ تو اپنی کم سنی کے باعث ان کو خیال ہوا کہ کوئی ایسی بات نہ ہو کہ لوگون کو حرف گیری کا موقع ملے اہل علم و ادب کا ایک گروہ اپنی مصاحبت میں رکھا اُنھیں میں ایک ابن ابی دواد بھی تھے۔

۲۰۴ھ ہجری میں مامون رشید جب دار السلام بغداد میں آیا۔ یحییٰ بن اکثم کو فرمان بھیجا کہ تمہارے اصحاب و احباب میں جو لوگ صاحب فضل و کمال ہوں اُن کو انتخاب کر کے بھیجدو کہ جب مذاکرۂ علمیہ ہو میری مجلس میں حاضر رہا کریں۔ یحییٰ نے بیس آدمیوں کو چنا، پھر بیس میں دس کو انتخاب کیا، پھر دس میں پانچ کو مخصوص کیا، ان سب میں ابن ابی دواد شامل تھے۔

جب سے مامون کی مجلس میں داخل ہوئے ہمیشہ علماء کے ساتھ حاضر ہوا کرتے تھے اور ہر مرتبہ ظہور فضل و کمال کیوجہ سے اُن کی قدر بڑھتی جاتی تھی۔ رفتہ رفتہ سبھوں سے انکا رتبہ بڑھ گیا۔

بعض لوگوں نے ان کے رسوخ کی وجہ اور لکھی ہے، خود ابن ابی دواد سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ ایک دن فقیہوں کی ایک جماعت کے ساتھ میں یحییٰ بن اکثم کی مجلس میں حاضر تھا۔ ناگاہ ایک شاہی چوبدار آیا۔ اور اُسنے خلیفہ مامون الرشید کیجانب سے یحییٰ کو پیغام دیا کہ آپ خود اُن علماء کے ساتھ جو موجود ہیں بارگاہ خلافت میں حاضر ہون یحییٰ فوراً اُٹھے اور باوجودیکہ مجھے ساتھ لیجانے میں وہ خوش نہ تھے لیکن ہمراہ لے گئے۔ ہم لوگ مامون کے سامنے پہنچے اور بیٹھے ایک لحظ کے بعد مامون نے ایک مسئلہ چھیڑ دیا حاضرین مناظرہ و مباحثہ کرنے لگے۔ جب سب چُپ ہو گئے مینے گفتگو شروع کی۔ میری تقریر خلیفہ کو بہت پسند آئی۔ اظہار شفقت کے لئے میری طرف متوجہ ہو کر میرا نام و نسب دریافت کیا مینے بیان کیا۔ پھر خلیفہ نے پوچھا کہ ابتک اس مجلس میں شریک کیون نہیں ہوئے تھے؟ (ابن ابی دواد کہتے ہیں) اصل حال کہتے ہوئے کہ یحییٰ کو میری شرف یابی منظور نہ تھی مجھے لحاظ ہوا مینے معذرۃً کہا حبسه القدر او بلوغ الكتاب اجله (یعنی مقدر نے دیر لگائی) خلیفہ نے فرمایا کہ اب مین بطریق حکم خلافت قاعدہ مقرر کرتا ہوں کہ اب سے جہاں اور جب علماء میرے حضور مین حاضر ہون۔ تمہیں بھی آنا چاہیئے۔ مینے بسر و چشم قبول کیا۔

ابراہیم بن حسن کا بیان ہے کہ لیلۃ العقبہ مین جن انصاریوں نے رسول اللہ صلعم سے بیعت کی تھی، ایک مرتبہ اُنکا تذکرہ مامون کی مجلس میں ہو رہا تھا ہر شخص اپنی تحقیق کے موافق اُن لوگون کے نام و تعداد کی تفصیل بیان کرتا تھا اتنے میں احمد بن ابی دواد بھی پہنچگئے اور اس گفتگو کے سُنتے ہی اُن انصاریوں میں سے ایک ایک کا نام اور کنیت بے غور و فکر بیان کر دی مامون بہت خوش ہوا اور کہا کہ جو شخص دانشمندون کے فیض کا خواہان ہو وہ ابن ابی دواد کو اپنی مصاحبت مین رکھے۔

ابن ابی دواد نے کہا کہ جس دانشمند کو تقرب سلطانی کی آرزو ہو وہ حضور کی بارگاہ میں حاضر رہے کہ جو بات نہ جانتا ہو اُسکو سیکھ جائے اور جو کچھ جانتا ہو وہ اپنے سے زیادہ جاننے والے کے حضور مین عرض کرے۔

مشہور ہے کہ مامون الرشید نے اپنے ولی عہد اور بھائی معتصم کو وصیت کی تھی کہ احمد بن ابی دواد کو کبھی اپنے سے جُدا نہ کرنا انجام مہمات مین ان سے مشورہ لیا کرنا اور جو وہ کہیں اُسکو قبول کرنا اگر میری اس وصیت پر عمل کرو گے اور اُنکے مشورہ کے خلاف نہ چلو گے تو کبھی خطا نہ ہوگی اور عمر بھر کسی دوسرے امیر یا وزیر کی محتاجی نہ رہے گی۔

۲۱۸ھ ہجری مین جب مامون کا انتقال ہو گیا اور معتصم نے مسند خلافت پر جلوس فرمایا تو یحییٰ بن اکثم کو معزول کر کے ان کی جگہ احمد بن ابی دواد کو قاضی القضاۃ مقرر کیا اور محمد بن عبدالملک زیات کو صدر اعظم بنایا۔ کُل انتظامات ملکی و ملّی انھین دونوں دانشمندون کے سپرد کئے۔

ابن ابی دواد کا تقرب معتصم کی بارگاہ میں سبھون سے بڑھا ہوا تھا ابن خلکان لکھتے ہیں حتى كان لا يفعل فعلا باطنا ولا ظاهرا الا برأيه؛ یہانتک کہ خلیفہ کوئی کام باطناً و ظاہراً بغیر ان کی رائے کے نہیں کرتا تھا۔ اسی وجہ سے ابن زیات اور ان مین شکر رنجی تھی؛ خلیفہ سے دونون ایک دوسرے کی شکایت کیا کرتے تھے۔

کتابون میں مذکور ہے کہ ابن ابی دواد کی تقریر ایسی جادو بھری ہوتی تھی کہ جس بات کو وہ لوگون سے کہتے سب بطوع و رغبت قبول کر لیتے تھے۔ ابن ابی دواد کا مقولہ تھا کہ میں ابن زیات کے سامنے خلیفہ سے کبھی عرض حاجت نہیں کرتا کہ مبادا وہ میرے طریق بیان کو سیکھکر خلیفہ کے قلب کو تسخیر نہ کرے۔

ایک دفعہ حسین بن ضحاک شاعر نے ایک متکلم سے کہا کہ احمد بن ابی دواد ہم شاعرون کے نزدیک علم ادب اور لغت سے واقف نہیں، تم متکلمون کے نزدیک وہ اصول عقائد نہیں جانتا اور فقہا اوس کو فقیہون میں شمار نہیں کرتے۔ لیکن جب وہ معتصم کی مجلس میں جاتا ہے اپنے کو ایسا دکھاتا ہے کہ گویا ہر علم و فن پر محیط ہو رہا ہے۔

لازون بن اسمعیل کا بیان ہے کہ معتصم جیسا ابن ابی دواد کا معتقد تھا مینے کسی کو ایسا اعتقاد کسی سے نہیں دیکھا۔ معتصم کو ادلے ادنے چیزون کے دینے مین مضایقہ ہوتا تھا۔ مگر ابن ابی دواد جس وقت آتے۔ اپنے یگانون، متوسلون، بیت اللہ کے مجاورون، روضۂ نبوی کے خادمون اور مشرق و مغرب کے رہنے والون کے لئے سفارش کرتے اور معتصم کو ان کے کہنے کے ساتھ ہی ہزارون کے خرچ میں کبھی تامل نہ ہوتا تھا۔ ایک دن خراسان مین نہر بنانے کی سفارش کی، اسمیں دس لاکھ کا صرف تھا معتصم نے انکار کیا اور کہا کہ [illegible] دور دراز ملک میں نہر اگر نہ بنے گی تو میرا کیا نقصان ہوگا۔ ابن ابی دواد نے کہا "امیر المومنین! خداوند تعالے جیسا کہ آستان خلافت کے باشندون کے حقوق کو استفسار فرمائیگا۔ ویسا ہی تمام رعایائے ممالک محروسہ کی حاجت روائیون کے بارے میں پوچھیگا۔ خدا نے اپنی عام مخلوق کو آپکے سپرد کیا ہے؛ کالے، گورے، پاس رہنے والون، دُور افتادون کا اس مین امتیاز نہیں اگر حضور نہر بننے کا حکم دے دین تو اس ایک حکم سے کئی فائدے ہونگے۔ ابدالآباد تک صدقہ جاریہ کا ثواب پہنچا کرے گا سلک کا استحفاظ ہوگا۔ پیداوار بڑھے گی۔ خلق اللہ کا نفع ہوگا۔ اور خلائق میں نیکنامی ہوگی۔" لازون کا بیان ہے کہ احمد جب کہکر چُپ ہوئے معتصم نے فوراً حکم دیا اور اسقدر مبلغ خطیر کا صرف بے توقف منظور کر لیا۔

مسعودی نے مروج الذہب مین لکھا ہے کہ ایک دن صبح کو ایک کوشک مین معتصم نے صحبت عیش و عشرت منعقد کی اور اپنے ندیمون کو حکم دیا کہ ہر شخص اپنے گھر سے کچھ کھانا پکوا کر ساتھ لائے جسکو جو غذا مرغوب تھی خوب عمدہ پکوا کر لایا رنگ برنگ کے کھانے وہان چنے گئے۔ اس اثنا مین خلیفہ کی نظر ابن ابی دواد کے غلام سلام پر پڑی

سلہ ماخوذ از ترجمہ نامہ دانشوران مترجمہ مولوی ریاض حسن صاحب خیال ۱۲

خلیفہ نے کہا میں جانتا ہوں اسوقت قاضی القضاۃ آئینگے۔ اور سفارشوں اور دوسروں کی حاجات کی کثرت سے میری مجلس کو منغص کر دیں گے۔ فلان ہاشمی کی پریشانی، فلان قریشی کی مصیبت اور فلان انصاری کی گرفتاری کا حال مجھ سے کہینگے۔ ہم تم لوگوں کو گواہ رکھتے ہیں کہ آج ہم اُن کی ایک سفارش بھی قبول اور ایک حاجت بھی پوری نکرینگے" اتنے میں ایتاخ حاجب آیا اور ابن ابی دواد کے آنے کی اطلاع دیکر باریابی کی اجازت چاہی۔ خلیفہ نے حاضرین سے کہا "کہو میری ہنسی کیسی نکلی" سبھون نے عرض کی بہتر ہے کہ اجازت نہ دی جائے اور وہ اس وقت رخصت کر دے جائیں۔ معتصم نے کہا "افسوس ہے کہ تم لوگون کا ایسا خیال ہے۔ اگر ایک برس میں بخار میں مبتلا رہوں تو وہ مجکو زیادہ گوارا ہے۔ بہ نسبت اسکے کہ انکو واپس کر دون" الغرض ابن ابی دواد آئے اور سلام کر کے اپنی جگہہ پر بیٹھ گئے گفتگو شروع ہوئی اور مزہ دار مزہ دار حکایتیں بیان کرنے لگے اپنی شیرین زبانی اور بذلہ سنجی سے تمام مجلس کو شگفتہ کر دیا۔ خلیفہ کا بھی تکدر جاتا رہا اور بکشادہ پیشانی اون کی طرف جاکر کہا کہ قاضی صاحب! آج ان لوگون میں سے ہر شخص کچھہ کہانا پکا کر لایا ہے کہ کونسا مجھے پسند ہوتا ہے۔ لیکن میں جس طرح قضایا میں آپکی رائے کو مسلّم جانتا ہون اسی طرح کھانے میں بھی آپ کا مذاق صحیح سمجھتا ہون۔ ہر کھانے کا مزہ چکھئے اور ہر شخص کی استادی کو بتائیے قاضی صاحب نے ایک برتن نزدیک کھینچکر کھانا شروع کیا اور پوری ایک آدمی کی خوراک کھا گئے۔ خلیفہ نے کہا قاضی جی! آزمائش کا طریقہ نہیں ہے۔ ایک ہی کھانے سے آپنے اسقدر پیٹ بھر لیا کہ اور کھانون کی جگہ نہ رہی ہوگی مجبوراً پہلی ہی ہانڈی کو پاس ایچیے گا۔ قاضی صاحب نے کہا امیر المومنین! ایسا خیال نفرمائیے میں ہر کھانا اتنی ہی مقدار میں کھاؤنگا۔ معتصم ہنس پڑا اور کہا خیر اپنا کام کیجئے۔ قاضی صاحب کو جب سب کھانون سے فراغت ہو گئی تو تعریف شروع کی کہ فلان دیگ کا پکانے والا نہایت قابل ہے کہ زیرہ تھوڑا ڈالا اور گول مرچ زیادہ دی ہے اور فلان دیگ کے پکانے میں یہ استادی خرچ کی گئی کہ سرکہ زیادہ ڈالا گیا ہے اور روغن زیت کم تر ہے گویا اشتہا کی حقیقت اس دیگ میں موجود ہے غرض اسی طرح ہر کہانے کی تعریف اور پکانے والے کی توصیف جدا جدا کرتے گئے کہ جملہ حاضرین خوش ہو گئے۔ جب خلیفہ اور ندما کھانے میں مشغول ہوئے تو قاضی صاحب بھی شریک ہو گئے۔ مگر اس طرح کہ کبھی تو کھانے میں شامل ہوتے اور کبھی انکو لون اور بسیار خوارون کا قصہ بیان کرتے۔ معاویہ بن ابی سفیان عبیداللہ بن زیاد، حجاج بن یوسف، سلیمان بن عبد الملک، حاتم کیا، اسحق حاجی وغیرہ کی نقلیں سُناتے رہے۔ جب دستارخوان بڑھایا گیا تو معتصم نے پوچھا قاضی القضاۃ صاحب اگر کوئی حاجت ہو تو بیان کیجئے۔ انشاء اللہ تعالیٰ درخواست قبول ہو گی۔ قاضی صاحب نے کہا امیر المومنین! سلیمان بن عبداللہ نوفلی آپکے متوسلین میں سے ہے اُسکا زمانہ اندنون موافق نہیں رہا اگر اوس کی پریشانی بے کم و بیش عرض کرون تو کہیں دل افسردہ نہو جائے۔ خلیفہ نے کہا اوسکی پریشانی کی فکر نہ کیجئے اصلاح حال کے لئے جو کچھہ درکار ہوگا میں دونگا۔ ابن ابی دواد نے کہا پچاس ہزار ۵۰۰۰۰ درم چاہئیں۔ خلیفہ نے کہا تمہاری خاطر سے منظور کرتا ہوں۔ اب اور کیا مطلب ہے۔ اُنہون نے عرض کی کہ ہارون بن شمر کا لگان معاف کر دیا جائے۔ خلیفہ نے کہا معاف کر دیا اور جو کچھہ کہنا ہو کہئے۔ راوی کہتا ہے خدا کی قسم ابن ابی دواد اوسوقت تک اُس مجلس سے نہ اُٹھے جبتک کہ تیرہ باتون کی درخواست نہ کی اور معتصم نے سب کو قبول و منظور نہ کیا۔ پھر ابن ابی دواد نے اسطرح دعا و ثنا کی۔

یا امیر المومنین عمرك الله طویلا و لعمرك تخصب جنات رعیتك و یلین عیشهم و تنمو اموالهم ولا زلت ممتعا بالسلامة محبوا لكرامة مدفوعا عنك نوائب الایام۔

ترجمہ۔ امیر المومنین۔ خدا آپ کی عمر دراز کرے کیونکہ آپکی سلامتی کے بدولت رعایا کے باغ اُمید سرسبز ہیں اور عیش و عشرت روزی اور انکی دولت کو ترقی ہے آپ ہمیشہ سلامت باکرامت رہیں گردش زمانہ آپکے گرد پھٹکنے نہ پائیں ×

جب احمد بن ابی دواد اُٹھکر چلے گئے تو معتصم نے کہا خدا کی قسم یہ وہ شخص ہے کہ آدمی بنا دیتا ہے اسکی صحبت دل کو شگفتگی بخشی ہے کئی ہزار آدمیون کے برابر یہ اکیلا شخص ہے۔ تم لوگون نے دیکھا کیونکر آیا اور کیسی میٹھی میٹھی باتیں کیں۔ کس چرب زبانی سے کھانون کی تعریف کی اور اپنی بذلہ سنجی سے کیسا مجھ خوش کیا۔ اسکی حاجتوں کو کوئی رد نہیں کر سکتا۔ مگر وہ شخص جسکی فطرت پست واقع ہوئی ہو۔ خدا جانتا ہے کہ اگر وہ اسوقت ایک کروڑ درم کے برابر بھی مجھسے درخواست کرتا تو میں دیدیتا۔ کیونکہ میں اچھی طرح جانتا ہون۔ کہ اسکی باتون کا قبول کرنا دُنیا میں میری نیکنامی اور آخرت میں بھلائی کا باعث ہے۔

کہا جاتا ہے کہ ایک مرتبہ لوگوں نے معتصم سے محمد بن جہم برمکی کی شکایت کی در خیانت کی تہمت لگائی۔ معتصم نہایت برہم ہوا اور خفا ہوکر محمد بن جہم کی گردن مارنے کا حکم دیا۔ جلاد نے دوڑکر نطع بچھایا اور محمد بن جہم کو بٹھاکر سر پکڑا اور تلوار کھینچی۔ ابن ابی دواد موجود تھے۔ یہ بہت گھبرائے کہ فرصت کا موقع نکل گیا نہ الحاح و زاری کے لئے وقت ہے نہ شفاعت کے لئے فوراً کہا کہ امیر المومنین اگر آپ محمد کو قتل کر دینگے تو اوس کے مال سے بقایا کیونکر وصول ہوگا۔ معتصم نے طیش میں آکر کہا اس خائن نابکار کے اور میرے درمیان میں کونسی چیز حائل ہو گی؟ اُنھون نے کہا خدا کا حکم، رسول اللہ کی شریعت اور امیر المومنین کا عدل۔ کیونکہ محمد کے قتل ہوتے ہی شرع محمدی کے موافق کل متروکہ وارثون کا حق ہو جائیگا اُسکی خیانت اور دوسرون کا استحقاق ثابت کرنے کے لئے بہتر ہے کہ آپ اوس کے قتل سے درگذر فرمائیں اور اوسکو قید خانہ میں بھیجکر مقدمہ قایم کریں۔ جب گواہان کی عادلانہ شہادت سے خیانت ثابت ہو جائے تو وصول کر لیں۔ معتصم نے اس رائے کو پسند کیا اور اسکا قتل موقوف رکھا۔ آخر بسبیل مصادرہ ایک کثیر رقم اوس سے وصول ہوئی اور اوس نے ہلاکت سے نجات پائی۔

جاحظ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ معتصم جزیرۂ فرات کے کسی شخص پر خفا ہوا اور اوس کے قتل کا حکم دیا۔ احمد ابن ابی دواد نے فوراً کہا یا امیر المومنین سبق السیف العذل (امیر المومنین ملامت اور نکوہش سے تلوار سبقت لے گئی) تھوڑا صبر کیجئے۔ جلدی نہ فرمائیے یہ آدمی مظلوم ہے معتصم اون کی طرف مخاطب ہوگیا۔ احمد ابن ابی دواد نے اپنی چرب زبانی سے خلیفہ کو بالکل اپنی طرف متوجہ کر لیا۔ اور اُسکی بے جرمی کا حال شرح و بسط کے ساتھہ بیان کرنے لگے جس سے خلیفہ کا غصہ قدرے کم ہو گیا۔ احمد کا خود بیان ہے کہ اسوقت پیشاب کرنے کی مجھے ایسی سخت ضرورت تھی کہ اوسکا روکنا طاقت بشری سے باہر تھا، مگر ڈرتا تھا کہ اگر میں باہر جاتا ہون تو کہیں وہ بے گناہ قتل نہ ہو جائے۔ آخر میں نے اسی میں بہتری دیکھی کہ وہیں بیٹھا بیٹھا رفع حاجت کر لوں غرض کسی طرح میں نے کپڑون کو سمیٹ کر ضرورت رفع کر لی اور اوس مظلوم کی خلاصی کی یہانتک کوشش کی کہ خلیفہ نے جان بخشی فرمائی۔ جب رخصت ہوکر میں چلنے لگا۔ معتصم کی نظر میرے بھیگے ہوئے کپڑے پر پڑی تو پوچھا کہ جہاں تم بیٹھے ہوئے تھے کیا وہان پانی گرا ہوا تھا؟ عرض کی نہیں امیر المومنین! ضرورت مجھپر اسقدر غالب آئی کہ میں ضبط نہ کر سکا۔ مجھے خوف تھا کہ اگر میں اُٹھا تو کہیں اُس بیچارے کی گردن نہ ماری جائے۔ سے میں نے اپنے لباس کو گندگی میں آلودہ ہونے دیا معتصم ہنس پڑا اور بولا احسنت بارك الله علیك (اچھا کیا، خدا تمہیں برکت دے) پھر بیش بہا خلعت ایک لاکھہ درم کے ساتھہ مجھے عنایت فرمایا۔

ابن ابی دواد کے واقعے معتصم کے ہاں تو بھتیرے ہیں مگر واثق بن ترک اور ابو دلف عمل کا واقعہ نہایت عجیب اور دلچسپ ہے۔ ایک زادہ[*] دانشمند دبیر علوم نے اخبار متنبین میں تاریخ بیہقی سے نقل کیا ہے۔ میں بھی تتبعاً اسی کی عبارت میں لکھتا ہون احمد کا بیان ہے کہ معتصم کے زمانہ میں ایک شب آدہی رات کو میری آنکھہ خود بخود کھل گئی میں نے بہت کوشش کی کہ دوبارہ نیند آجائے مگر نہ آئی۔ جی نہایت گھبرانے لگا، عجب طرح کی دل کو پریشانی معلوم ہوتی تھی جسکا کوئی سبب نظر نہیں آتا تھا۔ سوچ میں تھا کہ کیا کرون کیا نکرون آخر سلام نامے اپنے غلام کو جو ہر وقت میرے پاس رہتا تھا پکار کر گھوڑا طیار کرنے کا حکم دیا۔ اُسنے کہا کہ جناب۔ آدھی رات کا وقت ہے اگر آپ کو خلیفہ کے حضور میں جانا ہے تو کل آپ کی باری نہیں ہے۔ خلیفہ فلان شغل میں مشغول ہوگا۔ باریابی کی اجازت نہ ملیگی۔ اور اگر کسی دوسری جگہ کا قصد ہے تو اس کا بھی وقت نہیں ہے۔ میں سمجھا کہ سچ کہتا ہے۔ اسلئے چپ ہو رہا۔ مگر کسی صورت میرے دل کو قرار نہیں آتا تھا اور جی گواہی دیتا تھا کہ ہو نہو کوئی ضروری کام درپیش ہے۔ آخر میں اُٹھا اور خدمتگارون کو بلایا۔ شمع روشن کی گئی۔ حمام میں جاکر اچھی طرح موتہہ دھویا پھر بھی تسکین نہ ہوئی پھر حمام سے باہر آکر کپڑے پہنے اور ایک گدھے پر سوار ہوکر چل نکلا۔ یہ بھی میں نہیں جانتا تھا کہ کہان جانا چاہئے۔ آخر یہ سوچکر کہ خلیفہ کی درگاہ میں جانا بہتر ہے۔ اگرچہ یہ وقت نہیں مگر کیا مضائقہ، باریابی کی اجازت ہو گئی تو فبہا ورنہ لوٹ آونگا۔ اتنا تو فائدہ ہوگا کہ یہ وسوسہ میرے دل سے نکل جائیگا۔ آستان خلافت پر پہنچا حاجب کو خبر ہوئی اُسنے فوراً آکر پوچھا "کہئے کیا کام ہے؟ اسوقت خلیفہ عیش و عشرت میں ہیں آپکا یہ وقت بھی نہیں ہے" میں نے کہا تمہارا کہنا درست ہے لیکن تم اطلاع کر دو، اگر اجازت ہوئی تو ہوئی

[*] یعنی شہزادہ علی قلی میرزا۔ ۱۲

ورنہ واپس چلا جاؤنگا۔ غرض سینہ پر ہاتھ رکھکر وہ اطلاع کو چلا گیا پھر آکر کہا بسم اللہ اجازت ہے "۔ اندر جاکر دیکھا تو خلیفہ کو نہایت انتشار میں پایا۔ میں نے سلام کیا خلیفہ نے جواب دیکر فرمایا "تمنے بہت توقف کیا، میں بڑی دیر سے تمہارا منتظر تھا۔ میں یہ سُنکر متحیر ہوگیا اور عرض کیا بہت خلاف وقت آیا۔ میں سمجھتا تھا کہ امیرالمومنین کسی شغل میں مصروف ہیں، مجھے تو باریابی کی اجازت میں بھی شبہ تھا۔ خلیفہ نے کہا "تمہیں خبر نہیں کہ کیا ہوا" ؟ عرض کی نہیں، فرمایا انا للہ وانا الیہ راجعون! بیٹھو، سنو، اس مردود نابکار ابوالحسن افشین نے ان دلوں ایک عمدہ خدمت انجام دی کہ بابک خرم دین کو جو مدت سے لڑتا تھا گرفتار کرلیا، اسلئے اسپر مینے اپنی شفقت اور عنایت مبذول کی اور اس کے درجہ میں ترقی دی۔ افشین کی ہمیشہ سے یہ استدعا تھی کہ ابودلف قاسم بن کرجی العجلی پر اوس کو اختیار دیا جائے کہ اوس کا مال و متاع چھینکر اوسکو قتل کرڈالے تم جانتے ہی ہو کہ دلوں میں کیسی عداوت ہے۔ مینے ابودلف کی وجاہت کے لحاظ سے اور اس خیال سے بھی کہ تم دونوں میں بڑی دوستی ہے کبھی افشین کی درخواست منظور نہیں کی مگر کل مجھے سہو ہوگیا۔ افشین نے چند بار استدعا کی اور میں انکار کرتا گیا جب اوس کا اصرار بہت زیادہ بڑھا تو منظور کرلیا۔ اب میں نہایت متفکر ہوں کہ ابودلف غریب کو اس واقعہ کی خبر نہیں ہے، صبح ہوتے ہی لوگ اوس کو پکڑ لیجائیں گے اور افشین جو نہایت متعجل ہو رہا ہے یقیناً قتل کرڈالے گا۔" مینے کہا افسوس!! امیرالمومنین! یہ ایسا خون ہے جسے اللہ تعالےٰ کبھی پسند نہیں کرے گا، اور حدیثیں اور آیتیں پڑھنی شروع کردیں۔ پھر کہا کہ ابودلف حضور کا غلام ہے اور شہسواران عرب سے ہے، یہ ظاہر ہے کہ اوس نے پہاڑی علاقہ میں کیا کیا اور کیونکر اپنا سکہ بٹھایا۔ حق تو یہ ہے کہ اُسنے اپنی جان لڑا دی۔ جب جاکر یہ تسلط ہوا۔ اگر یہ شخص قتل ہوجائے گا تو اس کے متوسلین اور اقربا نچلے نہ بیٹھینگے۔ اور بڑی شورش برپا ہوگی۔ خلیفہ نے فرمایا "ابا عبداللہ! تمہارا کہنا صحیح ہے اور میں سمجھتا ہوں مگر افسوس ہے کہ یہ بات اختیار میں نہ رہی۔ کل افشین کو مینے زبان دیدی اور قسمیں کھاکر عہد کیا کہ ابودلف کو اُس سے نہ چھینونگا۔ اور نہ کسی کو چھیننے کا اختیار دونگا" مینے کہا امیرالمومنین، آخر اس کا کوئی علاج بھی ہے ؟ فرمایا "اسکے سوا کوئی تدبیر نہیں، تم خود ابھی افشین کے پاس چلے جاؤ اور

اگر وہ اندر آنے کی اجازت نہ دے تو زبردستی مکان میں داخل ہوجاؤ اور الحاح و زاری کرو۔ مگر میری طرف سے کچھ نہ کہنا، وہ تمہاری عزت اور مرتبے کو جانتا ہے غالباً تمہارا کہنا رد نہ کرے گا۔ اگر اُس نے سفارش سن لی تو ابودلف کی جان بچ جائے گی ورنہ یہ سمجھنا چاہئے کہ تقدیر اپنا کام کرچکی۔"

احمد کہتے ہیں کہ خلیفہ سے یہ سُنکر میرے ہوش اُڑ گئے۔ وہاں سے فوراً اٹھا اور وزیر کے محل کی طرف چلا۔ میرے کچھ لوگ پہنچ گئے تھے۔ انھیں اپنے ساتھ لیا اور دو تین سواروں کو دوڑاکر ابودلف کے گھر بھیجا۔ مینے خود بھی گھوڑے کو تیز کیا گھوڑا نہایت تیزی سے جا رہا تھا کچھ پتا نہیں ملتا تھا کہ آسمان پر جا رہا ہوں یا زمین پر۔ طیلسان میری پشت سے گر گئی۔ مگر مجھے خبر بھی نہ ہوئی۔ صبح قریب ہوگئی تھی۔ خوف تھا۔ کہ مبادا میں دیر میں پہنچوں اور ابودلف کا کام تمام ہوجائے۔ جب میں افشین کے دروازہ پر پہنچا، حجاب اور بواب دوڑے ہوئے حسب عادت میرے پاس آئے اُنکی دلی خواہش تھی کہ کسی بہانے سے واپس کردیں کیونکہ ایسے وقت میں میرا آنا افشین کو [illegible] بہرکیف مجکو آتار کر مکان میں لیگئے اور [illegible] وہ آٹکا دیا۔ مینے اپنے ہمراہیوں سے کہہ دیا کہ دہلیز پر گوش برآواز بیٹھے رہیں۔ جب میں اندر پہونچا تو افشین کو صدر میں بیٹھا ہوا پایا اسکے سامنے شہ نشین کے نیچے نطع بچھا ہوا تھا جسپر ابودلف کو صرف پائجامہ پہنے ہوئے ننگے بدن آنکھیں بند کرکے بٹھایا گیا تھا ابودلف اور افشین میں گفتگو ہو رہی تھی اور جلاد شمشیر برہنہ لئے سر پر کھڑا ہوا تھا کہ افشین کا ارشاد پاتے ہی ابودلف کا سر اُڑا دے۔ افشین کی نظر جب مجھپر پڑی۔ آپے سے باہر ہوگیا غصہ سے اُسکی رنگت بدلنے لگی۔ گردن کی رگیں تن گئیں۔ ہمیشہ اوس کا دستور تھا کہ جب مجھے دیکھتا قریب آکر سر جھکا دیتا۔ اسقدر کہ اوس کا سر میرے سینہ کے برابر ہوجاتا تھا۔ مگر آج اپنی جگہ سے ہلا بھی نہیں۔ یہ میری بڑی توہین ہوئی۔ لیکن مینے خیال نہ کیا۔ سوچتا تھا کہ نہایت ضروری اور اہم کام کو آیا ہوں افشین کی پیشانی پر بوسہ دیکر بیٹھ گیا۔ وہ میری طرف مخاطب ہوا۔ مینے صبر کیا اور کچھ تذکرہ شروع کیا کہ وہ ادہر مشغول ہو۔ جلاد کو حکم قتل کا نہ دے لیکن اوس نے کچھ بھی توجہ نہ کی اب میں کھڑا ہوگیا اور دوسرا ذکر چھیڑا یعنی عجمیوں کی تعریف کرنے لگا کیونکہ افشین بھی عجمی ہی تھا۔ عجم کو عرب سے بڑھا دیا۔ ہرچند میں جانتا تھا کہ یہ بڑی خطا ہے۔ مگر ابودلف کی جان بچانے کے لئے ہر بات جائز تھی

اُسنے اسپر بھی کان ندیا۔ پھر مینے کہا کہ اے امیر! میری جان آپ پر فدا ہو۔ میں قاسم بن عیسیٰ کے لئے آیا ہوں۔ شان رحیمی دکھلائیے۔ میری خاطر سے اوس کو بخش دیجئے اسمیں بڑا ثواب ہوگا۔ افشین نے غصہ ہوکر حقارت کے لہجے میں کہا کہ "نہ مینے بخشا اور نہ بخشونگا کل امیرالمومنین اسپر مجھکو اختیار کُلی دیا ہے۔ اور قسمیں سخت سخت کھائی ہیں کہ اس بارے میں مجھسے کوئی تعارض نہ کریں گے۔ مدتوں سے مجھکو اسبات کی آرزو تھی اب کسی سفارش میں قبول نہیں کرسکتا۔" مینے اپنے دل میں کہا کہ احمد تمہارا حکم مشرق سے غرب تک جاری ہے اور یہاں تمہاری یہ توہین اور ذلت ہو رہی ہے۔ پھر دل کو سمجھایا کہ نہیں اسوقت سب ذلتیں اٹھالینی چاہئیں۔ ابودلف کو بچانا چاہئے۔ میں اٹھا۔ افشین کے سر کا بوسہ دیا اور بہت الحاح و زاری [illegible] کوئی اثر نہ ہوا۔ دوبارہ اوس کے بازو کا بوسہ دیا جب بھی اوس نے منظور نہ کیا۔ پھر ہاتھ چومے، انداز سے اوس نے سمجھ لیا کہ اب میں زانو بھی چومونگا خفا ہوکر بولا کہ "اسکا کیا نتیجہ؟ بخدا اگر ہزار بار زمین چومو گے تو کوئی فائدہ نہوگا،" مجھکو بھی اسقدر غصہ آیا کہ پسینے پسینے ہوگیا۔ جی میں کہا کہ یہ مردار کافر مسلمان نما میری اسقدر توہین کر رہا ہے اور میں چُپ ہوں! یہ کیوں؟ صرف اسلئے کہ ابودلف کی جان عزیز ہے تو اب جسطرح ممکن ہو اسکو بچانا ہی چاہئے۔ اگرچہ میں بھی کسی آفت میں پھنسوں یہ سوچکر مینے کہا کہ مجھکو جو لازمۂ آدمیت تھا وہ بجالایا اور تم نے میرا کوئی خیال نہیں کیا۔ حالانکہ تم جانتے ہو کہ خلیفہ اور اُسکی بارگاہ کے کُل بزرگ۔ وہ بھی جو تم سے رتبہ میں کم ہیں اور وہ بھی جو تم سے مرتبہ میں زیادہ ہیں۔ میری عزت و حرمت کرتے ہیں اور مشرق سے مغرب تک میرا سکہ بیٹھا ہوا ہے خدا کا شکر ہے کہ اُسنے تمہارے احسان کی ذلت کے بار سے میری گردن کو بچایا۔ اب میری باتیں تمام ہوگئیں۔ لو خلیفہ کا پیغام سنو۔ امیرالمومنین نے فرمایا ہے کہ قاسم عجلی کو چھوڑ دو اور کوئی تعرض نہ کرو، فوراً گھر بھیجدو۔ اب تمہارا بس اوسپر چل نہیں سکتا۔ اگر قتل کردوگے تو میں تم سے اوس کا قصاص لونگا۔" یہ سنتے ہی افشین کے ہاتھ کے طوطے اُڑ گئے۔ گھبراکر بولا کہ "کیا فی الحقیقت خلیفہ کا یہ حکم ہے"؟ مینے کہا ہاں، کبھی تم نے خلیفہ کے ارشاد کے خلاف مجھے کہتے سُنا ہے؟ یہ کہکر مینے اپنے ساتھیوں کو آواز دی فوراً تیس چالیس آدمی اندر آگئے۔ مینے کہا تم لوگ ٹھیرو، میں افشین کو امیرالمومنین معتصم کا حکم سُناتا ہوں لیکن ابودلف کو

فوراً گھر بھیجدو، خبردار قتل نہ کرو، ورنہ تم سے انتقام لیا جائے گا۔ یہ کہکر مینے قاسم کو پکارا۔ اُسنے لبیک کہا۔ مینے پوچھا صحیح و سالم ہو؟ بولا ہاں۔ کہا کوئی زخم تو نہیں آیا؟ بولا نہیں۔ مینے اپنے لوگوں سے کہا کہ اسبات کے بھی گواہ رہنا کہ ابودلف ابھی صحیح و سالم ہے۔ سبھوں نے کہا ہے "بیشک ہم لوگ شاہد ہیں" میں غصہ ہی کی حالت میں سوار ہوکر واپس چلا۔ اور گھوڑے کو سرپٹ چھوڑ کر پھینکا۔ میری کیفیت دیوانوں کی سی ہو رہی تھی۔ اور رستہ بھر یہ خیال ہوتا تھا کہ ابودلف کا قتل اب اور بھی یقینی ہوگیا۔ افشین بھی ابھی پہنچے گا اُس سے خلیفہ انکار کرے گا کہ مینے پیغام بھیجا تم جاکر قاسم کو مار ڈالو، جب آستان خلافت پر میں پہونچا، خادم نے میری حالت غیر دیکھی، بدن پسینے پسینے، سانس پھولی ہوئی تھی، فوراً مجھے اندر لے گیا خلیفہ نے ازراہ شفقت خادم کو حکم دیا کہ رومال سے چہرہ پونچھکر پسینہ اُٹھالے اور مہربانی آمیز لہجہ میں پوچھا "اے اباعبداللہ! کہو تمھیں کیا ہوا؟" مینے دعا دیکر عرض کی کہ آج جو واقعہ مجھپر گذرا ہے عمر بھر نہیں گذرا تھا۔ افسوس ہے کہ ان لوگوں کی نامسلمانی کیوجہ سے کیا کیا نوبت نہیں آتی!! فرمایا حال کہو۔ مینے ابتداء سے کہنا شروع کیا۔ جب اس ذکر تک پہونچا کہ مینے بازو کا بوسہ کیا اور ہاتھ کا بوسہ دیا، پاؤں چومنے کو جھکا۔ امیر افشین نے کہا کہ ہزار بار زمین بھی چومو تو کوئی نتیجہ ہوگا میں قاسم کو ضرور قتل کرونگا۔ اتنا ہی میں کہنے پایا تھا کہ افشین بارگاہ میں کلاہ و کمربند لگائے ہوئے آگیا۔ میں افسردہ ہوکر خاموش ہو رہا، دلمیں کہنے لگا سوء اتفاق تو دیکھو میں ابھی اصل حال امیرالمومنین سے کہنے بھی نہ پایا تھا (کہ آپ کی طرف سے جعلی پیغام دیکر قاسم کو بچایا ہے) کہ یہ کمبخت آگیا۔ افشین اسوقت پیغام کا ذکر کرے گا تو خلیفہ کے انکار سے میری رسوائی الگ ہوگی اور قاسم کی گردن الگ ماری جائے گی۔ میں تو یہ سوچتا تھا اور خدا کو کچھ اور منظور تھا، میری التجاؤں کا حال سُنکر خلیفہ کا دل بھر آیا تھا۔ افشین جب بیٹھا، امیرالمومنین سے بھرّائی ہوئی آواز میں کہنے لگا کہ کل حضور نے ابودلف پر مجھے کامل اختیار عطا فرمائے اور احمد نے جاکر حضور کا پیغام دیا کہ اوس کو قتل نکرو، کیا یہ درست ہے؟"

معتصم نے کہا۔ ہاں میرا ہی پیغام ہے۔ کبھی احمد کو تمنے مجھپر یا میرے بزرگوں پر افترا کرتے دیکھا ہے؟ بے شک تمہاری الحاح و زاری پر کل مینے اختیارات دئیے تھے مگر ابودلف میرے خاندان

کا فدی خادم ہے۔ عقل کا مقتضا یہ تہا کہ اسکو جو تم نے بلایا تو مہربانی سے پیش آتے، خلعت دیکر بہیجتے؛ نہ کہ اوس کو قتل کرتے! خاصکر ابوعبداللہ بخیدہ کرنا سب سے بُرا ہے!! مگر ہر شخص اپنی حالت کے موافق کام کرتا ہے اور عجمی عربوں کے ساتہہ بہلا کیونکر سلوک کر سکتے ہیں، عربوں کی تلوار کی آنچ انہیں بہولی نہیں ہے۔ اُسی کا بدلہ لیتے ہیں خبردار آئیندہ سے ہوشیار رہو"

افشین یہ سُنکر نہایت دل شکستہ ہوکر اُٹھا اور چلاگیا۔

اُسکے جانے کے بعد خلیفہ نے مجھسے پوچھا کہ "میری طرف سے جعلی پیغام دینا تم نے کیونکر جائز رکہا" مینے عرض کی کیا ز تا ایک بیگناہ مسلمان کا خون ناحق ہوتا مجھسے دیکھا نہ گیا۔ خدا تعالےٰ اسکا اجر دیگا، کوئی پرسش نہ فرمائے گا۔ پھر چند آیتیں اور حدیثیں پڑھیں معتصم ہنس پڑا اور کہا "سچ کہتے ہو یہی کرنا تہا۔ خدا کی قسم دیکھ لینا کہ افشین میرے ہاتہوں سے اب سلامت نہ بچے گا، وہ کمبخت مسلمان نہیں ہے" مینے بہت دعائیں دیں اور شکر یہ ادا کیا کہ قاسم کی جان بچ گئی پھر رونے لگا۔ معتصم نے ایک حاجب کو بلاکر حکم دیا کہ افشین کے گہر میری خاص سواری کا گھوڑا لیجاؤ اور ابو دلف کو اوس پر سوار کرکے ابوعبداللہ کے مکان میں لے آؤ۔ حاجب تعمیل ارشاد کے لئے چلاگیا اور میں بھی رخصت ہوا، رستے میں توقف کرتا ہوا جاتا تہا کہ حاجب اور قاسم میرے پہنچنے کے قبل پہنچ جائیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا، قاسم کو مینے اپنے دروازہ پر بیٹھا ہوا پایا، وہ مجھے دیکھکر شکر کرنے لگا۔ مینے کہا میرا کیا شکر کرتے ہو، خدا تعالےٰ اور خلیفہ کا شکر کرو کہ تمہاری جان بچی۔ پھر حاجب نے نہایت اعزاز کے ساتھ اسکو گھر پہنچا دیا۔

اس واقعہ سے ایک مدت کے بعد خلیفہ نے احمد کی کوشش سے افشین کو قتل کر دیا۔ قاضی احمد بن ابی دواد، مامون کے عقیدہ کے موافق کلام اللہ کے حدوث کے قائل تھے اور امام احمد بن حنبل قدیم مانتے تھے۔ رمضان کے مہینے ۲۲۰ ہجری میں خلیفہ کے حکم سے دونوں میں مناظرہ ہوا۔ آخر ابن ابی دواد بحث میں غالب آئے احمد بن حنبل سے اگرچہ جواب نہ بن سکا مگر انھوں نے زبان سے حدوث قرآن کا اقرار نہ کیا، اپنے عقیدہ پر قایم رہے معتصم نے تازیانے لگانے کا حکم دیا، تیس کوڑے لگائے گئے اور قیدخانے میں بھیجے گئے +

ڈاکٹر عبدالحکیم خانکے نام ایک کھلا خط

خانصاحب! مینے آپ کے رسالہ الذکر الحکیم ۴ کو جو آپنے میرے نام بہیجا ہے نہایت غور سے پڑھا ہے۔ اسکو پڑھکر مجھے ضرورت محسوس ہوئی ہے کہ میں اپنے اخبار کے ذریعہ آپ کے نام یہ خط شائع کروں۔

(۱) آپ نے اپنے پمفلٹ کے صفحہ ۱۲ پر لکھا ہے کہ سینکڑوں معاملات کی خبر مجھے قبل از وقت ملتی اور صحیح ثابت ہوتی ہے اسجگہ پر محض دو خوابات نمونتاً عرض کرتا ہوں۔

اوّل۔ ایک مولوی محمد حسن بیگ میرے خالہ زاد بہائی تہے **حضور کے سخت مخالف تھے**۔ انکی نسبت خواب مین مجھے معلوم ہوا کہ اگر وہ مسیح الزمان کی مخالفت پر اڑا رہا۔ تو پلیگ سے ہلاک ہوجائے گا۔ اسکی سکونت بہی شہر سے باہر ایک کشادہ صاف ہوادار مکان مین تہی یہہ خواب مینے اس کے حقیقی بہائی اور چچا اور دیگر عزیزوں کو سُنا دیا تہا ایک سال بعد وہ پلیگ ہی سے فوت ہوا"

یہہ خواب آپ نے درج کی ہے اور اسکو منجانب اللہ صحیح قرار دیا ہے۔ اب جواب طلب امر یہ ہے۔ کہ آپ کی اس رؤیا کے موافق مولوی محمد حسن بیگ کا پلیگ سے مرنا حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کا نشان ہے جو قبل از وقت آپ کو بتایا گیا تہا۔ اگر وہ شخص پلیگ سے فوت نہوتا تو آپ کی اس رؤیا کے موافق حضرت مسیح موعود خدا کی طرف سے نہ ٹھہرتے یا آپ کی رؤیا شیطانی خواب ہوتی۔ لیکن جبکہ اسکی تصدیق ہوگئی تو اب فرمائیے حضرت مرزا غلام احمد صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے **مسیح موعود** ہونے میں کیا کلام رہا جبار اللہ تعالےٰ نے آپ پر یہ حجت پوری کی

پھر آپ مرزا صاحب کو معاذ اللہ **دجّال** کہنا یہ کس بیان کا نتیجہ ہے۔ دیکھو دوسرا امر اس خواب کے متعلق یہہ غور طلب ہے کہ جس حال میں یہہ خواب آپ کی سچّائی کی دلیل ہے پھر کیا سنت اللہ یوں ہی واقع ہوئی ہے کہ کوئی نبی یا مامور کسی وقت کسی قوم کی طرف **مامور** ہوا ہو اور پھر اللہ تعالےٰ نے اسکو معزول کر دیا ہو؟ کیا قرآن شریف مین اسکی کوئی نظیر آپ پیش کر سکتے ہیں؟ اگر مرزا صاحب آپ کی اس خواب کے وقت اور مولوی محمد حسن بیگ کی وفات تک **فی الحقیقت** خدا تعالےٰ کی طرف سے مسیح الزمان تھے پھر وہ کونسی اسباب پیدا ہوئے جو آپ کو اس عہدہ سے معزول کر دیا جاوے؟ کیا آپ کسی ایسے مسیح کے بھی منتظر ہیں جو کچھ عرصہ تک تو مسیح رہیگا پھر آخر ڈاکٹر عبدالحکیم خان کی وجہ سے وہ اس عہدہ سے معزول ہو جاوے گا؟ ذرا ہوش کرکے جواب دیں۔

(۲) آپ نے اس رسالہ کے صفحہ ۱۳ پر اپنی تفاسیر اردو و انگریزی کے متعلق ذکر کیا ہے کہ "انپر چھہ ہزار کے قریب روپیہ صرف کرکے حضرت مسیح موعود کے متعلق تائیدی مضمون مختلف موقع پر درج کئے بجالیکہ لوگوں نے آپ کو منع کیا مگر آپ لکھتے ہیں کہ مینے توکل بخدا ان تمام باتوں کو نظر انداز کیا اور **خلاف ایمان** کوئی بات نہیں کی"

اب سوال یہ ہے کہ جس حال میں ان تفاسیر اردو و انگریزی مین آپ نے جو کچھہ لکھا ہے وہ **خلاف ایمان** نہیں لکہا بلکہ دیانتداری اور خدا ترسی سے لکّہا ہے اور محض بے ریا ہوکر لکّہا ہے تو جن آیات سے آپ نے حضرت مسیح موعود کی صداقت کا استنباط کیا ہے کیا ان آیات سے اب بہی وہی مضمون نکلتا ہے یا نہیں؟ اور وہ آیات حضرت مسیح موعود کی سچائی کی مثبت ہیں یا نہیں؟ اگر مثبت ہیں تو پھر آپ کی یہ ساری تحریر بے فائدہ اور فضول ہے۔ اور اسکی تہ میں نفس اور ہوا کی غلامی پائی جاتی ہے اور اگر اب ان آیات سے وہ صداقتیں ثابت نہیں ہوتی ہیں تو پھر جس قدر لوگوں کو آپ نے اس تفسیر کے ذریعہ گمراہ کیا ہے (کیونکہ اب یہی کہا جاویگا) اسکی تلافی کیونکر ممکن ہوگی؟ جب کہ آپ نے **ایمانی** پہلو سے لاکہوں روپیہ کی پروا نہیں کی تو کیا اب آپ ان سب خریداران کو ان کی قیمت واپس دیکر ان کتابوں کو جلا دیں گے یا نہیں؟

یہہ کہنا کہ ان مضامین کو نکالدونگا کافی نہیں ہو سکتا۔ اسلئے کہ جو لوگ ابتک خرید کر چکے ہیں ان کی تلافی کیونکر ہوگی۔ اور ابہی تک آپ پیسہ اخبار میں اشتہار دیکر ان کتابوں کو کیوں فروخت کرتے ہیں۔ کیا یہ کارروائی **خلاف ایمان** نہیں؟ جبکہ انکے مضامین کو آپ مشکوک سمجھتے ہیں تو آپ **ایمان** سے بتائیں کہ مشکوک مضامین کے متعلق اشتہار دیکر انکو صحیح اور یقین کے رنگ میں فروخت کرنا کونسی دیانت داری ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ آپ کی یہہ حرکت **قانونی نظر** سے بہی قابل مواخذہ ہے۔

فی الحال یہ دو امر قابل استفسار پیش کرتا ہوں اسکے بعد اور بہی لکھونگا +

ایڈیٹر الحکم

ملفوظات میں سے کچھہ

۱۴ مئی ۱۹۰۷ء۔ فرمایا تین چار روز ہوئے میں نے خواب میں دیکھا تہا کہ بہت سے جہوٹے زنبور ہیں اور میں ان کو مارتا ہوں اس سے مراد یہی مخالف دشمن ہیں۔ جو آتے ہیں اور غوغا مچاتے ہیں یہ بہی حکمت الٰہی ہے کہ ایک طرف تو خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ جوش دیا کہ خلقت کو ہدایت دیں اور ان کو راہ راست پر لا دیں اور دوسری طرف ابوجہل جیسوں کو جوش دیا کہ مخالفت میں شور و غوغا مچائیں۔ مذکورہ بالا رؤیا کے متعلق مخالفوں کی تباہی بذریعہ نشانات الٰہی کی ہے۔ دشمن خود بخود ہلاک ہو رہے ہیں۔ کیونکہ یہ زمانہ تلوار کا نہیں خدا آپ سامان پیدا کرتا ہے۔

حیدرآباد کے مولوی محمد سعید صاحب نے اپنے ابتلاؤں کا ذکر کیا۔ فرمایا جب تک انسان ابتلا کی برداشت نہ کرے۔ خدا کے پاس اس کو درجہ نہیں مل سکتا۔

فرمایا ہم غریب و ضعیف ہیں نہ تلوار ہمارے ہاتھ میں ہے اور نہ ہم اس امر کے واسطے مامور ہیں کہ تلوار چلائیں۔ اور نہ ہمارے پاس جنگ کے سامان ہیں لیکن ہماری تلوار آسمان پر ہے دنیا میں جس عظیم الشان انقلاب کو ہم چاہتے ہیں کہ لوگ خدا کی طرف جھکیں اور اس کی ہستی پر ایمان لاویں وہ ہمارے اختیار میں نہیں کتابوں کے لکھنے سے بھی کچھہ نہیں ہوتا۔ ایک ہرے بھرے باغ کی طرح دلائل کا مجموعہ ہم نے اکٹھا کیا ہے لیکن اس کی طرف کوئی توجہ نہیں کرتا خدا تعالےٰ اپنے فضل سے کچھہ کرے گا میرا قلب محسوس کرتا ہے کہ اس وقت دنیا ایسی سخت غفلت میں پڑی ہوئی ہے کہ بغیر الیم اور شدید عذاب کے ماننے والے نہیں۔ حدیثوں سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کبھی یہ نہیں فرمایا کہ آنے والا مسیح مردوں کو زندہ کریگا بلکہ یہ فرمایا کہ زندوں کو ماریگا (جیسا کہ طاعون وغیرہ نشانات میں ہلاکت ہو رہی ہے۔)

۲۰ مئی ۱۹۰۷ء۔ فرمایا۔ ہر ایک نبی جو دنیا میں آتا ہے الله تعالےٰ کے کسی نہ کسی اسم کا بروز ہوتا ہے مسیح موعود ہمیشہ کے غالب ہونیوالے نام کا بروز ہے یہودیوں نے بھی لکھا ہے۔ کہ آنیوالا مسیح ہمیشہ فتح پائیگا اور کبھی مغلوب نہ ہوگا۔ دشمن ہزار اسکی مخالفت کریں۔ مگر وہ ایسا وجود ہے کہ اسکو ہمیشہ فتح ہی ہوگی۔ شکست تو اوس نے کھانی ہی نہیں۔

فرمایا۔ اگر ہم افترا کرتے ہوتے تو خدا خود ہمارا دشمن ہوتا اور ہمارے بچاؤ کی کوئی صورت ہو ہی نہیں سکتی۔ لیکن اگر یہ کاروبار خدا کی طرف سے ہے اور مصائب اسلام کے واسطے الله تعالےٰ نے خود ایک سامان بنایا ہے تو اسکا مقابلہ خدا تعالےٰ کو کس طرح پسند آسکتا ہے۔ بڑا بدقسمت ہے جو اسکو توڑنا چاہتا ہے۔

فرمایا۔ یہ لوگ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا نام بے ادبی سے لیتے ہیں اور رکھتے ہیں کہ یہ خدا تعالےٰ کے جلال کے اظہار کے واسطے ہے اور نادان نہیں جانتے کہ جب تک خدا کے نبی اور اسکے رسول کا جلال نہ ہو۔ خدا کا جلال وہ کس طرح ظاہر کر سکتے ہیں۔

مراسلہ

(سلسلہ کے لئے دیکھو الحکم ۱۰ مئی ۱۹۰۷ء)

اب جوٹھے اور ساتھ کہانے کی نسبت سننئے اور اپنے سوامی جی کے گرگٹی رنگ کا تماشا دیکھیں ستیارتھ صفحہ ۲۶۳ " ایک ساتھ کہانے میں عیب ہے کیونکہ ایک کیساتھ دوسرے کی طبیعت اور مزاج نہیں ملتی الخ اپنا جوٹھا بہنے واسطے بگاڑ پیدا کرنے والا نہیں ہوتا الخ اسلئے سب انسانوں کو واجب ہے کہ کسی کا پس خوردہ یعنی جوٹھا نہ کہاویں" پھر اس کے برخلاف ستیارتھ صفحہ ۲۶۳ میں اس واجب کی ترک سے خود ہی عیب مذکور کے مرتکب ہوکر یوں تحریر فرماتے ہیں " کابل۔ قندہار۔ ایران۔ امریکہ۔ یورپ۔ وغیرہ ملکوں کے راجاؤں کی لڑکیوں۔ گاندھاری۔ مدری۔ الوپی وغیرہ کے ساتھ آریہ ورت کے ملک کے راجہ لوگ شادی وغیرہ معاملات کرتے تھے شکتی وغیرہ کورو پانڈو کے ساتھ کہاتے پیتے تھے کچھہ مخالفت نہیں کرتے تھے" جوٹھے کی نسبت دیکھو ستیارتھ صفحہ ۲۵۶ " شودر کے چھونے سے عیب لگانا یہہ اتنا ... اور جہ ثی ہے کیونکہ جنہوں نے گڑ۔ چینی۔ گھی۔ دودھ۔ آٹا۔ ساگ۔ پہل پہول کہایا انہوں نے گویا تمام جہان بہر کے ہاتھہ کا بنایا ہوا اور جوٹھا کہا لیا" پہر دیکھو ستیارتھ صفحہ ۲۵۹ یہہ اعتقاد کہنا جو کہانے پینے میں ہی دہرم رہتا ہے اور جاتا ہے جاہلوں کا اعتقاد ہے"

یہاں سوامی جی ایک طرف تو یہ کہہ کر ایک ساتھ کہانے میں عیب ہے" ہر انسان پر واجب ہے کہ کسی کا پس خوردہ نہ کہاوے۔ اپنی رکابی مذہب کے ساتھہ عام سناتنیوں کے سدابرت میں بیٹھہ گئے اور ادہر اٹھہ جہٹ لیکچر دینا شروع کر دیا۔ کہ ساتھہ کہانے میں کچھہ عیب نہیں یہہ آریہ ورت کا قدیمی دستور ہے اور نہ جوٹھا کہانے کے بغیر گذارہ ہوسکتا ہے بلکہ کہاتے پینے میں کسی کو دہارمک یا ادہرمی سمجھنا جاہلوں کا اعتقاد ہے۔ خوب۔ اپنے منہ سے اپنے آپ کو جہوٹا۔ جاہل وغیرہ ناموں سے یاد کرنا سوامی کا خاصہ ہے۔

ناچ سرود ستیارتھ صفحہ ۵۹ گانا۔ ناچنا باجہ بجانا۔ الخ وغیرہ بدافعال کو ہمیشہ چھوڑ دیں" اس تحریر کے بعد سوامی جی کو کہیں ناچ سرود کے جلسہ میں شریک ہونیکا اتفاق ہوا۔ اور حسب شعر ے

قاضی ار با ماکشید برفشاند دست را

مست ہوکر ستیارتھ صفحہ ۹۰ میں لکھتے ہیں "ساز بجانا ناچنا۔ گیت وغیرہ کو قرار واقعی سیکھنا چاہئے" اس میں سوامی جی معذور ہیں مستی میں نیک بدفعل کی تمیز نہیں رہتی۔

{سبھا سماج} ستیارتھ صفحہ ۲۱۶ دہارمک آدمی کو (جو دہرم کے مطابق زندگی بسر کرے) واجب ہے کہ سبھا میں کبھی شامل نہ ہو" اس جملہ میں لفظ **واجب** اور کبھی دہارمک آدمی کو سبھا میں جانے سے روک رہے ہیں گویا یہ منصب ادہرمیوں کا ہے پہر سبھا سماج کو قایم کرنے والے اور اس میں شامل ہونے والے مہاتما خصوصًا ہمارے مخالف سکرٹری صاحب غور کریں مگر ایسے گرو کے چیلوں کو کوئی مشکل نہیں جہٹ ستیارتھ کھول پیش کر دینگے کہ دیکھو ستیارتھ صفحہ ۱۸۶ " سبھا میں دہارمک لوگ ہی داخل ہوں" اسلئے شتر مرغ کی طرح کبھی ہارنے میں نہیں آئینگے۔

دیانندی عدل ستیارتھ صفحہ کلاس کہا ہیں سوامی جی مسلمانوں پر یہہ اعتراض کرتے ہیں کہ قرآن جزا سزا میں مہلت دیا جانا کہتا ہے حالانکہ انصاف کا مقتضی ہے کہ فورًا جزا سزا ملنی چاہئے۔ یہی اعتراض پنڈت لیکہرام نے تکذیب صفحہ ۷۵ میں درج کیا ہے۔ " خاصہ حاکم عادل کا یہی ہے کہ جسوقت مقدمہ کے وقوعہ کی خبر ملے فورًا کارروائی شروع کر دے مجرموں کو جزا سزا دیوے" مگر چیلے نے یہہ نہ سوچا کہ گرو جی کا کوئی ایک اعتقاد نہیں اور نہ یہہ کسی خاص مذہب کے پابند ہیں میں کہاں تک ان کی پیروی کروں گا مجھہ فوری انصاف کی سڑک پر چہوڑ آپ کسی اور طرف چل دینگے۔ چنانچہ سوامی جی اسی مادہ کو (جو اپنے معدہ اعتقاد سے قے اعتراض کے ساتھہ خارج کر چکے تھے) مثل شہد شیریں سمجھہ کر چاٹنے لگ گئے اور چیلوں کی تعلیم یافتہ پارٹی سے کوئی اس مکروہ فعل پر کراہت کا اظہار نہیں کرتا بلکہ ستیارتھ کو پانچواں وید سمجھہ لیا ہے لفظ فورًا کے مقابلہ کے لئے دیکھو ستیارتھ صفحہ ۱۶۰ جو آہستگی سے ملتا ہے وہ شنیشچر ہے پرمیشور کی حرکت اسکا فعل ہے چونکہ وہ متانت سے آہستہ آہستہ باقاعدہ جزا سزا دیتا ہے اسلئے بخلاف انسانوں کے جو کہ جلدباز ہیں وہ دھیمہ ہے" پھر دیکھو ستیارتھ صفحہ ۱۴۲ " لیکن جسوقت گناہ کرتا ہے اسوقت نتیجہ بھی نہیں ملتا" پھر دیکھو ستیارتھ صفحہ ۱۳۵ پاپی انسان دروغ گوئی فریب وغیرہ برے کاموں سے بیگانے مال لیکر اول بڑھتا ہے" دیکھا ماسٹر جی آپ کا شنیشچر پرماتما بجائے سزا کے مجرم کو بڑھاتا ہے اور ترقی دیتا ہے جس سے انصاف کے روشن چہرہ کو حسب قول سوامی جی کے داغ ظلم سے سیاہ کر دیا یہاں تو سوامی جی نے بنیاد تناسخ کو بھی اپنے ہاتھہ سے اکہیڑ دیا کیونکہ کسی انسان کا بڑھنا اصول آریہ کے مطابق جنم سابقہ کے نیک اعمال پر موقوف ہے لہذا پاپی انسان کی موجودہ ترقی کو پاپ کی طرف منسوب کرنا ابطال تناسخ کا صاف اقرار ہے نیز اس تحریر سے یہہ بہی ظاہر ہے کہ جس طرح پاپی انسان دروغ گوئی فریب وغیرہ سے اوّل اوّل سکہہ اور راحت کو حاصل کر لیتا ہے خواہ وہ بڑہنا اور آرام پانا چند روزہ ہو اور جنم سابقہ کے نیک اعمال اسکا باعث نہیں اسی طرح خدا کے نیک اور برگزیدہ انسان بہی صدق اور حق کے ظاہر کرنے سے ابتدا مصائب اور تکالیف میں ڈالے جاتے ہیں اور اسکا موجب برے اعمال نہیں اور جیسے پاپی دروغگو فریبی آدمی چند یوم آسائش کے بعد آخر کار ذلت اور رسوائی کے ساتھہ ہلاک کیا جاتا ہے ویسے ہی صادق اور راستباز انسان انجام کار مظفر او منصور ہوکر دنیا سے عزت کے ساتھہ اٹھایا جاتا ہے پس ثابت ہوا کہ دیانندی عدل کچھہ چیز نہیں اور انبیاء کے مصائب کو گنہ گاروں کی مصائب پر قیاس کرنا غلط خیال ہے۔

نیوگ ستیارتھ صفحہ ۱۴۷ " جیسے کنوارے اور کنواری ہی کا بیاہ ہوتا ہے۔ ویسے جسکی عورت یا مرد مر جاتا ہے انہی کا نیوگ ہوتا ہے" اس عبارت منقولہ سے دو امر ثابت ہیں اول کنوارے کنواری ہی کا بیاہ ہوسکتا ہے۔ دوم رانڈوے مرد اور بیوہ عورت ہی کا نیوگ ہوتا ہے۔ اب اگر کوئی رنڈوا مرد یا بیوہ عورت آریوں سے بیاہ کرے یا کوئی رنڈوے مرد و بیوہ عورت کے بغیر نیوگ کرے یا کرنے کا حکم دے تو حسب تحریر سوامی جی کے وہ شخص دہرم سے گرا ہوا سمجھا جاوے گا حالانکہ خود ہی سوامی جی اس حکم کے برخلاف اپنے دہرم کی حقیقت ستیارتھ صفحہ ۱۵۴ میں اسطرح ظاہر فرماتے ہیں " جب خاوند اولاد پیدا کرنیکے ناقابل ہو تب اپنی عورت کو اجازت دے کہ اے نیک بخت اولاد کی خواہش کرنے والی عورت تو مجھہ سے علاوہ دوسرے خاوند کی تلاش کر کیونکہ اب مجھہ سے تو اولاد نہیں ہوسکے گی تب عورت دوسرے کے ساتھہ نیوگ کرکے اولاد پیدا کرے" ہم اپنے لائق سکرٹری سے پوچھتے ہیں کہ جب اس جملہ کے ہوتے ہوئے " ویسے جسکی عورت یا مرد مر جاتا ہے انہی کا نیوگ ہوتا ہے" زندہ خاوند والی عورت کو نیوگ کی خوشخبری دیگئی ہے تو پہر بیوہ عورت کو بہی عقد ثانی جایز ہوا کیونکہ دیانندی قاعدہ کے مطابق ویسے کے ساتھہ جیسے کا شامل ہونا ضروری ہے اور سوامی جی کے نزدیک اگر بیوہ عورت کی رنڈوے مرد سے شادی کی جاوے تو یہ ایک عین انصاف کی بات ہے چنانچہ سرسوتی جی مہاراج ستیارتھ صفحہ ۱۵۰ میں ضرورت نیوگ پر یہہ دلیل پیش کرتے ہیں " کنوارے اور کنواری کے بیاہ ہونے میں انصاف اور بیوہ عورت کے ساتھہ کنوارے مرد اور کنواری عورت کے رنڈوے مرد کے بیاہ ہونے میں بے انصافی" اسلئے ماسٹر جی اگر آپکو سوامی جی ہی کی تقلید منظور اور آپ حق کو قبول کرنا نہیں چاہتے تو میرے نزدیک آپ کو مناسب ہے کہ اس بیحیائی اور بے غیرتی کے عوض بیوہ کا رنڈوے سے بیاہ کرنا مان لیں اسمیں بقول سوامی جی انصاف بیجا قایم رہا اور اب شرمندگی سے بہی بچ گئے آپکو معلوم ہو عقد ثانی کے عدم جواز پر سوامی جی انصاف بہی قایم رہا اور اب شرمندگی سے بہی بچ گئے آپکو معلوم ہو عقد ثانی کے عدم جواز پر سوامی جی نے کوئی معقول دلیل پیش نہیں کی بلکہ ایک دفعہ بیہودہ اعتراض ظاہر کر کے آخر مذہبی حوالہ کو اپنی جائے پناہ سمجھہ کر بیٹھہ گئے سوامی جی نے ایک جگہ تو فرمایا کہ " جب عورت اپنے خاوند کے مرنے پر یا مرد اپنی عورت کے مرنے کے پیچھے دوسرا بیاہ کرنا چاہیں تب پہلی عورت کے یا پہلے خاوند کی جائداد کو اٹھا لیجانا اور انکے کنبہ والوں کو ان سے جھگڑا کرنا" پھر ستیارتھ صفحہ ۱۴۶ میں لکھتے ہیں " جس عورت یا مرد کا الخ محض رسومات شادی ادا ہوئی ہوں اور میل نہ ہوا ہو ان کا دوسری عورت یا مرد کے ساتھہ پنر وواہ (مکرر بیاہ) ہونا چاہیئے" اب دیکھہ لو وہی نقص یہاں موجود ہے مگر بیاہ جایز مثلاً ایک سناتنی یا آریہ نے کسی نابالغہ سے شادی کی (جیساکہ ہم اپنے علاقہ اور گاؤں میں دیکھہ رہے ہیں۔ کہ شادی کرنیکے بعد کئی سال تک بعض اشخاص کو جماع میسر نہیں ہوتا) یا بالغہ عورت کے ساتھہ بیاہ کیا اور اتفاقاً وہ نابالغہ یا بالغہ قبل از جماع مرگئی تو اب ان زیورات یا پارچات کی نسبت (جو عورت خاوند کے گہر لیگئی تہی اس کے دوسری شادی کرنے پر) جھگڑا نہیں اٹھیگا اور کیا وارثان عورت کو یہ امر مانع ہوسکتا ہے کہ اس سے صحبت نہیں کی گئی ہم اپنا مال چھوڑ دیں۔ ہرگز نہیں بلکہ ایسی صورت میں وارثوں کو اور بہی رنج اور غم ہوگا کہ بچاری نے شادی کا نہ کچھہ دیکھا نہ بہالا یوں ہی اپنا مال چھوڑ مرگئی اب دوسرے اس کے مال سے کیوں چین اڑاوے۔ اسلئے اسکے کنبہ والوں کا اس سے جھگڑا کرنا ثابت ہے۔ پس ایسے شخص کو بہی حسب ہدایت سوامی جی کے مکرر بیاہ کرنا جائز نہیں مگر کیا ہوا **نیوگ** جو موجود ہے پہلے رنڈی (بیوہ) کو اجازت دی پہر سہاگن اب کنواری کو بہی اشارہ سمجھا دیا۔ پنڈت جی چاہتے ہیں کوئی اس نعمت سے

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷

ان اللّٰہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم

انہ اوی القریۃ

الحکم

چہ میم با تو گر آئی چہار قادیاں بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دارالاماں بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے ؎ (۲) خواص و معاونین سے عـــہ (۳) ہندوستان سے باہر سے (۴) غیر مذاہب والوں سے (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپے سے کم آمدنی والے لوگوں سے

نمبر ۲۱ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۷ جون ۱۹۰۶ع مطابق ۲۴ ربیع الثانی ۱۳۲۴ھ | جلد ۱۰

فہرست مضامین

تازہ الہامات و رؤیاء

۱۱ جون ۱۹۰۶ء - ۱ - رؤیاء - دیکھا کہ پندرہ سولہ نوجوان عورتیں خوبصورت اور نہایت خوشنما لباس پہنے ہوئے میرے سامنے آئی ہیں میں نے اس خیال سے کہ یہ جوان عورتیں ہیں منہ ان سے پھیر لیا اور ان سے پوچھا کہ تم کیسے آئی ہو انہوں نے کہا کہ ہم تو آپ کے پاس ہی آئی ہیں پھر انہوں نے وہیں ہمارے دالان میں ڈیرے لگا دیئے۔

فرمایا۔ رؤیا میں عورت سے مراد اقبال اور فتحمندی اور تائید الٰہی ہوتی ہے۔ اس رؤیا میں یہ بھی معلوم ہوا کہ انہیں عورتوں میں وہ بھی ایک عورت تھی جو پہلے کبھی آئی تھی۔ فرمایا اسمیں اشارہ ایک پرانے رؤیا کیطرف تھا جو حضرت والد صاحب کی وفات کے چند یوم بعد میں نے دیکھا کہ میں ایک پیڑھی پر بیٹھا ہوں تو ایک عورت نوجوان عمدہ لباس پہنے ہوئے ۲۲-۲۳ سال کی میرے سامنے آئی اور اس نے کہا کہ میرا ارادہ اب اس گھر سے چلے جانے کا تھا۔ مگر تمہارے لئے رہ گئی ہوں۔

۲ - ایک زلزلہ کا نظارہ دکھائی دیا اور ساتھ ہی اس کے الہام ہوا۔

لمن الملک الیوم - للّٰہ الواحد القہار

ترجمہ - آج ملک کس کا ہے - اللہ تعالےٰ واحد قہار کا۔

۳ - مقبولوں میں قبولیت کے نمونے اور علامتیں ہوتی ہیں اور ان کی تعظیم ملوک اور ذی الجبروت کرتے ہیں اور ان پر کوئی غالب نہیں ہو سکتا - اور سلامتی کے شہزادے کہلاتے ہیں - فرشتوں کی کھنچی ہوئی تلوار تیرے آگے ہے - انا اخذ ناک بعذاب الیم پر تو نے وقت کو نہ پہچانا نہ دیکھا نہ جانا۔

۱۴ - جون ۱۹۰۶ء - اذا قیل لھم لا تفسدوا فے الارض قالوا انما نحن مصلحون۔

۱۶ - جون ۱۹۰۶ء - زلزلہ آنے کو ہے۔

جنازہ غائب پڑھا جاوے

منشی نور الدین صاحب کلرک ڈاکخانہ امرتسر کی ہمشیرہ اور لڑکی کا۔

کون سبقت کریگا

مولوی احمد نور صاحب کابلی مہاجر کا نام احمدی جماعت میں خوب روشن ہے مہاجر صاحب موصوف حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مخلص اور جان نثار خدام میں سے ہیں اور صاحبزادہ عبد اللطیف مرحوم کے خاص احباب میں سے - یہ قابل قدر مہاجر نکاح کرنا چاہتا ہے نوجوان ہے عمر تیس سال کے اندر خوبصورت محنتی - جفاکش متقی دیندار عالم آدمی ہے اور تجارت کر کے معقول آمدنی رکھتا ہے قوم کا سید ہے - غرض ہر طرح سے لائق ہے - ایسا موقع کم ملتا ہے - درخواستیں ایڈیٹر الحکم کے نام آئیں۔

اطلاع

(۱) کتابوں کی رعایتی قیمت کے اعلان کے متعلق یاد رہے کہ ۱۷ جون ۱۹۰۶ء کے بعد تفسیر القرآن پوری قیمت ۸ پر - اور سلک مروارید ۸ روپے ملے گی - ازالہ اوہام کی صرف دوسری جلد باقی ہے۔

۲ - سال کا نصف حصہ گذر گیا ہے بقایا داران کے نام وی پی جاری ہو رہے ہیں وہ لوگ مطبع کو نقصان پہونچاتے ہیں جو وی پی واپس کرتے ہیں - **یعقوب علی** ایڈیٹر الحکم

زلزلہ

جناب شیخ صاحب - سلام علیکم - آج صبح الحکم مورخہ ۱۰ - جون ۱۹۰۶ء کا پرچہ ملا دوسرے صفحہ پر یہ شعر لکھا پایا - **نظم مکذب**

ہے غلط آنے نہیں زلزلہ آنے کے دن
زلزلہ کیسا کہاں کے کوچ کر جانیکے دن

آج ہی مورخہ ۱۴ - جون ۰۶ء کی راتکو سوا گیارہ اور ساڑھے گیارہ بجے کے درمیان یہاں منصوری پر سخت زلزلہ آیا اسوقت حضور علیہ السلام کے الہام یاد آتے تھے - یہ زلزلہ گو جلد ختم ہو گیا مگر ۴ اپریل ۰۵ء سے کم نہ تھا - مکانوں کی عجب حالت تھی - آپکو اسلئے اطلاع دیا کرتا ہوں کہ آپ دارالامان میں رہتے ہیں ہمارے لئے دعا کیا کریں اور حضور مسیح علیہ السلام کی خدمت میں ہماری طرف سے بھی دعا کیلئے عرض کر دیا کریں اور احمدی جماعت منصوری کیطرف سے سلام علیکم بھی عرض کر دیں - مشکور رہوں گا - از کوہ منصوری شاتو ہوس سردار خان احمدی

۲ - مکرمی مخدومی جناب ایڈیٹر صاحب ! السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ ۱۴ جون ۱۹۰۶ء کو یہاں پر بہت زلزلہ محسوس ہوا یہاں تک کہ سارے شہر میں ایک تہلکہ مچ گیا - اس علاقہ میں جالندھر - کریام - گڈھ شنکر - بنگہ میں معلوم ہوا ہے - اور زلزلہ ۱۱ بجے رات کو آیا - پورے طور پر ہم نے تحقیق کیا ہے سب لوگ بالاتفاق یہی گواہی دیتے ہیں کہ زلزلہ آیا - اور سخت آیا - اللہ تعالےٰ ان لوگوں کو ہدایت دے - آمین - [illegible] - برکت علی خان محرر [illegible]

(کتبہ مجید حسن مجبوری عفی عنہ)

بنی اسرائیل اور عربوں کے مابین جو تجارت ہوتی تھی اُس کا ذکر توراۃ میں کئی مقام پر آیا ہے۔ منجملہ اُن کے ایک نہایت مشہور واقعہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا حیرام کی شرکت سے براہ سمندر اوفیر[1] سے سونا منگوانا ہے۔ [2] ابتلہ

بابل والوں سے عربوں کے تجارتی تعلقات بابل[3] کو اہل عرب کاروانوں سے آیا جایا کرتے تھے۔ اُن کے کاروان وہاں عرصہ دراز تک مقیم رہا کرتے تھے۔ خالدین[4] عربوں سے عرب کی پیداوار۔ جنوبی ہندوستان چین۔ افریقہ وغیرہ ممالک کے اشیاء خریدا کرتے تھے۔ اور عرب اُن سے شمالی ہند۔ ایران۔ ترکستان وغیرہ ممالک کی پیداوار تبادلہ میں لیا کرتے تھے۔ [5] عربوں کی تجارت کالدین سے تباہی بابل تک نہایت عروج پر تھی۔

قدیم زمانہ میں اہل عرب جنوب کے ایرانیوں سے براہ بحر شہر گیرا[6] سے تجارت کیا کرتے تھے۔ تباہی

ایرانیوں سے عربوں کے تجارتی تعلقات بابل کے بعد شمالی ایران میں عربوں کی آمد و رفت کو ترقی ہوئی ہے زمانہ وسطی[7] میں جبکہ عراق عرب دولت عجم کے ماتحت ہو گیا تھا عربوں کو ایرانی تجارت میں نہایت عروج حاصل تھا۔ چنانچہ ان ایام میں شہر مداین[8] جو عراق عرب میں ہے ایران کی تجارت کا مرکز تھا۔

اہل عرب چین[1] کو بحری اور برّی دونوں راستوں سے آیا جایا کرتے تھے انکا بحری راستہ سواحل عرب

چین سے عربوں کے تجارتی تعلقات یا خلیج فارس کے سواحل سے شروع اور براہ راست چین تک منتہی ہوتا تھا جس کے اثنائے راہ سواحل ہند سیلان سیام مجمع الجزائر وغیرہ پڑتے تھے برّی راستہ ایران دشت قفچاق ترکستان۔ بلخ وغیرہ ممالک سے ہوتا ہوا جاتا تھا[2]

عرب مسیح سے صدیوں پیشتر چین میں بغرض تجارت آیا جایا کرتے تھے۔ مسٹر آرنولڈ لکھتا ہے کہ عربوں کی تجارت کو مسیح سے ایک صدی پیشتر چین میں کمال عروج تھا۔

عربوں کی تجارت چین کے اور شہروں کی نسبت زیادہ تر صین الصین میں تھی اس شہر میں اس وقت بھی قدیم عربوں کے لئے ایک آثار موجود ہیں جنکے منجملہ ایک حضرت رسول کریم کے چچا کا مرقد مبارک ہے[3]

چین میں عربوں کی تجارت جواہرات۔ مرجان فرش۔ سوتی کپڑے کی تھی اور ان اشیا کے تبادلہ میں وہاں سے اطلس کمخواب ظروف چینی چار کے ادویہ وغیرہ لیتے تھے۔ اور صین الصین سے چائے افیون سیماب شورہ۔ ٹین۔ جواہرات لیا کرتے تھے۔[1]

عرب ہندوستان کو برّی اور بحری دونوں راستوں سے آیا جایا کرتے تھے۔ برّی راستہ۔ ایران۔ سمرقند

ہندوستان اور سیلان سے عربوں کے تجارتی تعلقات کشمیر سے ہوتا ہوا ہند کو جاتا تھا۔ بحری راستہ شرف اور عدن سے تھا[2]

خشکی کے راستہ سے ان لوگوں کی تجارت کشمیر قنوج وغیرہ ممالک میں ہوتی تھی۔ بحری راستہ سے سندھ ملیبار[3] سیلان[4] وغیرہ ملکوں میں تجارت کیا کرتے تھے۔

عرب شمالی۔ ہند اور کشمیر وغیرہ سے بارود پنبہ۔ افیون۔ اون۔ حریر۔ مشک۔ ریوند چینی پشمینہ وغیرہ خرید کیا کرتے تھے[5]۔ اور جن کو ملیبار سیلان سے خرید کرتے تھے وہ طرح طرح کے گرم مصالحے۔ لونگ۔ الائچی مرچ۔ زیرہ۔ عطریات دارچینی۔ جواہرات۔ نیز دیگر معدنیات حیوانات ناریل وغیرہ اشیاء تھے[6]۔

عربوں کا تجارتی تعلق ہندوستان سے نہایت قدیم ہے بقول ڈاکٹر گستاولی بان کے جس کا آغاز ابتدا از زمانہ تاریخی سے ہوتا ہے[7]۔ عرب ہندوستان کے جن شہروں میں سب سے پہلے تجارت کی غرض سے آئے وہ سندھ ملیبار۔ سیلان تھے اور یہ ہی مقامات ان کی خاص تجارتگاہیں تھیں۔

عرب قدیم الایام سے سواحل افریقہ پر تجارت کیا کرتے تھے یہاں حبشیہ[8] اور کارتھیج[1] ان کی تجارت کے مشہور مقامات تھے۔

افریقیہ سے عربوں کے تجارتی تعلقات اہل یمن حبشہ کو عدن سے اور اہل حجاز جدہ سے آیا جایا کرتے تھے[2] کارتھیج کا بحری راستہ بحر الروم سے تھا[3]۔ مورخ[4] نے لکھا ہے کہ افریقہ میں عربوں کی آمد و رفت سے ہوتی تھی[5]

عربوں اور یونانیوں کے تجارتی تعلقات عربوں اور یونانیوں[6] کے مابین جو تجارتی تعلق تھا نہایت قدیم تھا مورخ ہیرو ڈوٹس[7] کے بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسکے زمانہ میں یونان میں عربوں کی تجارت کمال عروج پر تھی۔

---

[1] اوفیر کے جائے وقوع میں اکثر علماء اختلاف بھی کرتے ہیں لیکن عام طور پر یہ شہر حضرموت میں تسلیم کیا جاتا ہے۔ [2] دوم تواریخ باب ہشتم آیۃ ۱۷ سے ۱۹ تک۔ [3] بابل جسکو عبرانی کسریم اور یونانین خالدیا اور آسوریا کہتے ہیں وہ ملک ہے جو سواحل فرات اور دجلہ پر واقع ہے۔ بابل والوں کے تجارتی تعلقات جو ہندوستانیوں اور ایرانیوں سے تھے وہ قابل بیان ہیں۔ یہ لوگ ہندوستان کے شمالی ممالک سے براہ بحر و بر تجارت کیا کرتے تھے بحری راستہ خلیج فارس سے تھا جسکے اثنا میں شیراز پڑتا تھا۔ اس راہ سے سندھ ملتان گجرات وغیرہ ممالک میں آیا جایا کرتے تھے۔ انکا برّی راستہ ایران اور افغانستان وغیرہ سے ہوتا ہوا جاتا ہے [4] یشعیا علیہ السلام کی کتاب کے باب ۱۳ آیۃ ۲۰ کو دیکھئے [5] تاریخ قدیم صفحہ ۸۰۔ [6] مورخ استرابو کی یونانی زبان کی تاریخ کا صفحہ ۱۱۰ دیکھئے [7] زمانہ وسطی سے حضرت رسول کریم اور مسیح علیہ السلام کے مابین کا زمانہ اور بالخصوص چوتھی اور چھٹی صدی مسیحی کا درمیانی زمانہ مراد ہے۔ [8] مداین بغداد سے ایک منزل کے فاصلہ پر جانب جنوب آباد تھا زمانہ قدیم میں اسکو طیسیفون کہتے تھے۔ نوشیروان نے اسکو اپنا مستقر قرار دیا تھا۔ اسی شہر میں ایوان کسریٰ کے کھنڈرات تھے۔ صناجۃ الطرب

[1] مورخ رشید الدین لکھتا ہے کہ ملک چین کے دو حصے تھے۔ خطا و صین الصین دریائے ہوانگ ہو کے شمال میں جو ایک ملک ہے وہ خطا کہلاتا تھا۔ اور اسکا بیت السلطنت خان بالغ تھا ہوانگ کے جنوبی ملک کو صین الصین کہتے تھے اور اسکا دار السلطنت خنسا تھا۔ ختا میں جو عرب آیا کرتے تھے وہ زیادہ تر ایران۔ ترکستان۔ منگولیا وغیرہ ہوتے ہوئے خشکی کے راستہ آتے تھے۔ خان بالغ۔ ابن بطوطہ (جلد ۔۔۔) اور صاحب تقویم البلدان (صفحہ) نے اسکا نام خانقو بھی لکھا ہے۔ حال کے جغرافیہ میں اسکو پیکن کہتے ہیں صین الصین اسکو عرب صین الکبیر بھی کہتے ہیں مارکو پولو نے اسکا نام ماچین لکھا ہے حال کے جغرافیہ میں اسکا نام کینٹن لکھتے ہیں خنسا جسکو اسوقت ہوانگ جو کہتے ہیں چین کا بہت بڑا اور بارونق شہر ہے۔ پہلی صدی میں جو عربی تاجروں کے جہازات چین میں آتے تھے ان کے قیام کی جگہ یہی شہر تھا۔ [2] یہ راستہ ڈاکٹر لی بان کی کتاب اور تجلیۃ الدہر سے اخذ کیا گیا ہے۔ ملاحظہ کیجئے "ٹائمز آف انڈیا" مطبوعہ ۲ ستمبر ۱۹۳۵ء میں عماد نواز جنگ بہادر کی بیوی جمیلہ بیگم صاحبہ کا مضمون "ایک ترکی سلطانہ کی ملاقات" بیگم صاحبہ نے اس قبر کو بچشم خود دیکھا ہے۔ نیز اس شہر کے متعلق یہ

[1] ملاحظہ ہو تاریخ چین صفحہ ۱۴۔ [2] فرنچ کتاب صفحہ ۴۰۔ [3] لفظ ملیبار کے معنی "پہاڑی ملک" ہیں اسکو قدیم زمانہ میں کراک کہتے تھے۔ اس کماری سے گوا تک کا مشرقی ساحل ملیبار کہلاتا ہے۔ [4] سیلان ہندوستان کے جنوب میں ایک جزیرہ ہے اسکے اور ہندوستان کے درمیان چالیس میل کا فاصلہ ہے۔ رامچندر جی کی بیوی سیتا کو جو راون چرا کر لے گیا تھا وہ اسی جزیرہ کا بادشاہ تھا۔ ہندو لوگ اسکو لنکا کہتے ہیں۔ سراندیپ بھی اسی کا نام ہے [5] سیاحۃ المعارف صفحہ ۱ [6] تحفۃ المجاہدین۔ [7] فرنچ کتاب صفحہ ۵۰۔ [8] عرب جسکو حبش کہتے ہیں وہ ملک اسوقت ابی سینا نوبیہ کہلاتا ہے یونانیوں نے اسکا نام ایتھوپیا رکھا ہے۔ ایتھوپیا دو لفظوں سے مرکب ہے جسکے معنی ہیں۔ "جلا ہوا چہرہ" یہ نام انہوں نے اسکو اس وجہ سے دیا ہے کہ یہاں کے لوگوں کے چہرے حرارت آفتاب کی وجہ سے سیاہ ہو جایا کرتے ہیں۔ یہ حبشی اور سیاہ فام مخلوق قدیم زمانہ میں مہذب تھی اور ہندوستان اور عرب سے اسکی بہت تجارت تھی۔ زمانہ وسطی میں عربوں کو حبشیوں سے خاص تعلق تھا کیونکہ ان لوگوں کی یمن میں حکومت

[1] کارتھیج ایک قدیم شہر ہے جو افریقہ کے شمال میں واقع جہاں اب تونس آباد ہے۔ صوریین نے ۸۵۵ قبل مسیح اسکی بنا ڈالی تھی ۱۴۶ء میں رومیوں نے اسکو برباد کر دیا۔ وہ عربی تجار جو یونان کو آیا جایا کرتے تھے [2] تاریخ الاسلام صفحہ (۶) [3] استرابو کا مشہور جغرافیہ دان ہے ۶۳ قبل مسیح پیدا ہوا ۲۴ء میں مرا۔ [4] دیکھئے استرابو کی یونانی زبان میں تاریخ کا صفحہ (۱۱۰) [5] استرابو نے اس کا تلفظ گیرا لکھا ہے جرمنی کے ضمیمہ مراصد الاطلاع سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا عربی تلفظ جیرہ ہے اور یہ شہر بحرین میں خلیج فارس کے کنارے واقع تھا۔ [6] یونانی اپنے ملک کو جسے انگریز گریک بولتے ہیں ہیلس کہتے تھے (دیکھئے یونانی اور فارسی زبانوں میں اعمال الرسل باب ۲۰ آیۃ ۲) اور خود کو ہیلنیس کہا کرتے تھے۔ اور یونان اُن نو آبادیوں کا نام کہا تھا جنکو انہوں نے بحر الاسود اور بحر الروم کے مابین آباد کیا تھا اس کو وہی لوگ بنی منکیر آسیا بھی کہتے تھے عرب اسکو جو آسیا الصغریٰ کہتے ہیں وہ بعینہ آخری جملہ کا ترجمہ کیا ہے۔ عرب ہیلس کو یونان کہتے ہیں لیکن ہمارے اس مضمون میں یونان سے ہیلس اور ایطالیہ دونوں ملک مراد ہیں۔ [7] ہیرو ڈوٹس یونان کا مشہور مورخ ہے جسکو ابو المورخین کہتے ہیں ۴۲۴ قبل مسیح میں فوت ہوا۔

کلماتِ طیّبات حضرت مسیح الزمان سلّمہ الرحمان

(تتمہ ۱۴ - مئی ۱۹۰۶ء)

لوگ ابدال ہو جاتے ہیں اور وہ اس دنیا کے نہیں رہتے ان کے ہر کام میں ایک خلوص اور اہلیت ہوتی ہے لیکن دنیادار ان کا تو یہ حال ہے کہ وہ خیرات بھی کرتے ہیں تو اسکے لئے تعریف اور تحسین چاہتے ہیں اگر کسی نیک کام میں کوئی چندہ دیتا ہے تو غرض یہ ہے کہ اخبارات میں اسکی تعریف ہو۔ لوگ تعریف کریں۔ اس نیکی کو خدا تعالےٰ سے کیا تعلق بہت لوگ شادیاں کرتے ہیں اسوقت سارے گاؤں میں روٹی دیتے ہیں مگر خدا کے لئے نہیں صرف نمائش اور تعریف کے لئے۔ اگر ریا نہ ہوتی اور محض شفقت علیٰ خلق اللہ کے لحاظ سے یہ فعل ہوتا اور خالص خدا کیلئے تو ولی ہو جاتے۔ لیکن چونکہ ان کاموں کو خدا تعالےٰ سے کوئی تعلق اور غرض نہیں ہوتا اسلئے کوئی نیک اور با برکت اثر انمیں پیدا نہیں ہوتا۔ یہ خوب یاد رکھو کہ جو شخص خدا تعالےٰ کے لئے ہو جاوے خدا تعالےٰ اسکا ہو جاتا ہے اور خدا کسی کے دھوکے میں نہیں آتا۔ اگر کوئی یہ چاہے کہ ریاکاری اور فریب سے خدا کو ٹھگ لونگا تو یہ حماقت اور نادانی ہے وہ خود ہی دھوکہ کھا رہا ہے۔ دنیا کے زیب۔ دنیا کی محبت ساری خطا کاریوں کی جڑ ہے۔ اس میں اندھا ہو کر انسان انسانیت سے نکل جاتا ہے اور نہیں سمجھتا کہ میں کیا کر رہا ہوں اور مجھے کیا کرنا چاہیئے تھا۔ جس حالت میں عقلمند انسان کسی کے دھوکہ میں نہیں آسکتا تو اللہ تعالےٰ کیونکر کسی کے دھوکہ میں آسکتا ہے مگر ایسے افعال بد کی جڑ دنیا کی محبت ہے اور سب سے بڑا گناہ جس نے اسوقت مسلمانوں کو تباہ حال کر رکھا ہے اور جس میں وہ مبتلا ہیں وہ یہی دنیا کی محبت ہے۔ سوتے جاگتے اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے ہر وقت لوگ اسی غم و ہم میں پھنسے ہوئے ہیں اور اس وقت کا لحاظ اور خیال ہی نہیں کہ جب قبر میں رکھے جاوینگے۔ ایسے لوگ اگر اللہ تعالےٰ سے ڈرتے اور دین کے لئے ذرا بھی ہم و غم رکھتے تو بہت کچھ فائدہ اٹھا لیتے۔ سعدی کہتا ہے۔

ع گر وزیر از خدا ترسیدے

ملازم لوگ تھوڑی سی نوکری کے لئے اپنے کام میں کیسے چست و چالاک ہوتے ہیں لیکن جب نماز کا وقت آتا ہے تو ذرا ٹھنڈا پانی دیکھ کر ہی رہ جاتے ہیں۔ ایسی باتیں کیوں پیدا ہوتی ہیں؟ اسلئے کہ اللہ تعالےٰ کی عظمت دل میں نہیں ہوتی اگر خدا تعالیٰ کی کچھ بھی عظمت ہو اور مرنے کا خیال اور یقین ہو تو ساری سستی اور غفلت جاتی رہے اسلئے خدا کی **عظمت** کو دل میں رکھنا چاہیئے اور اس سے ہمیشہ ڈرنا چاہیئے۔ اسکی گرفت خطرناک ہوتی ہے۔ وہ چشم پوشی کرتا ہے اور درگذر فرماتا ہے لیکن جب کسی کو پکڑتا ہے تو پھر بہت سخت پکڑتا ہے یہاں تک کہ لا یخاف عقبٰہا

پھر وہ اس امر کی بھی پروا نہیں کرتا کہ اسکے پچھلوں کا کیا حال ہوگا۔ برخلاف اسکے جو لوگ اللہ تعالےٰ سے ڈرتے اور اسکی عظمت کو دل میں جگہ دیتے [illegible] انکو عزت دیتا اور خود ان کے لئے ایک [illegible] ہو جاتا ہے۔ [illegible] آیا ہے۔ من کان للہ کان اللہ لہ

یعنی جو شخص اللہ تعالےٰ کے لئے ہو جاوے اللہ تعالےٰ اسکا ہو جاتا ہے۔ مگر افسوس یہ ہے کہ جو لوگ اسطرف توجہ بھی کرتے ہیں اور خدا تعالےٰ کی طرف آنا چاہتے ہیں انمیں سے اکثر یہی چاہتے ہیں کہ

ہتیلی پر سرسوں جمادی جاوے

وہ نہیں جانتے کہ دین کے کاموں میں کسقدر صبر اور حوصلہ کی حاجت ہے اور تعجب تو یہ ہے کہ وہ دنیا جس کے لئے وہ رات دن مرتے اور ٹکریں مارتے ہیں اسکے کاموں کے لئے تو برسوں انتظار کرتے ہیں۔ کسان بیج بو کر کتنے عرصہ تک منتظر رہتا ہے لیکن دین کے کاموں میں آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ پھونک مار کر **ولی بنادو**۔ اور پہلے ہی دن چاہتے ہیں کہ عرش پر پہونچ جاویں حالانکہ نہ اس راہ میں کوئی محنت اور مشقت اٹھائی۔ اور نہ کسی ابتلا کے نیچے آیا۔ خوب یاد رکھو کہ اللہ تعالےٰ کا یہہ قانون اور آئین نہیں ہے یہاں ہر ترقی تدریجی ہوتی ہے۔ اور خدا تعالےٰ نری اتنی باتوں سے خوش نہیں ہو سکتا کہ ہم کہدیں ہم مسلمان ہیں یا مومن ہیں۔ چنانچہ اس نے فرمایا ہے۔ احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا امنا وھم لا یفتنون۔

یعنے کیا یہہ لوگ گمان کر بیٹھے ہیں کہ اللہ تعالےٰ اتنے ہی کہنے پر راضی ہو جاوے اور یہہ لوگ چھوڑ دیئے جاویں کہ وہ کہدیں۔ ہم ایمان لائے اور ان کی کوئی آزمائش نہو۔

یہاں سنت اللہ کے خلاف ہے کہ پھونک مار کر ولی بنا دیا جاوے اگر یہی سنت ہوتی تو پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ایسا ہی کرتے اور اپنے جان نثار صحابہ کو پھونک مار کر ہی ولی بنا دیتے۔ انکو امتحان میں ڈلوا کر انکے سر نہ کٹواتے۔ اور خدا تعالےٰ انکی نسبت یہ نہ فرماتا۔

منھم من قضیٰ نحبہ ومنھم من ینتظر وما بدلوا تبدیلا

پس جب دنیا بغیر مشکلات اور محنت کے ہاتھ نہیں آتی تو عجب بیوقوف ہے وہ انسان جو دین کو حلوائے بے دود سمجھتا ہے۔ یہہ تو سچ ہے کہ دین سہل ہے مگر ہر نعمت مشقت کو چاہتی ہے۔ با این اسلام نے تو ایسی مشقت بھی نہیں رکھی۔ ہندوؤں میں دیکھو کہ انکے جوگیوں اور سنیاسیوں کو کیا کیا کرنا پڑتا ہے کہیں ان کی کمریں ماری جاتی ہیں۔ کوئی ناخن بڑھاتا ہے۔ ایسا ہی عیسائیوں میں رہبانیت تھی۔ اسلام نے ان باتوں کو نہیں رکھا بلکہ اسنے یہ تعلیم دی۔

قد افلح من زکّٰھا

یعنی نجات پا گیا وہ شخص جسنے تزکیہ نفس کیا۔ یعنی جس نے ہر ایک قسم کی بدعت۔ فسق و فجور۔ نفسانی جذبات سے خدا تعالےٰ کے لئے الگ کر لیا۔ اور ہر قسم کے نفسانی لذّات کو چھوڑ کر خدا کی راہ میں تکالیف کو مقدم کر لیا۔ ایسا شخص فی الحقیقت نجات یافتہ ہے جو خدا تعالیٰ کو مقدم کرتا ہے اور دنیا اور اسکے تکلفات کو چھوڑتا ہے۔ اور پھر فرمایا۔

قد خاب من دسّٰھا۔

مٹی کے برابر ہو گیا وہ شخص جس نے نفس کو آلودہ کر لیا۔ یعنے جو زمین کی طرف جھک گیا۔ گویا یہہ ایک ہی فقرہ قرآن کریم کی ساری تعلیمات کا خلاصہ ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان کس طرح خدا تعالےٰ تک پہونچتا ہے۔ یہ بالکل سچی اور پکی بات ہے کہ جب تک انسان قوائے بشریہ کے برے طریق کو نہیں چھوڑتا اسوقت تک خدا نہیں ملتا۔ دنیا کی گندگیوں سے نکلنا چاہتے ہو اور خدا تعالےٰ کو ملنا چاہتے ہو تو ان لذّات کو ترک کرو ورنہ

ہم خدا خواہی و ہم دنیائے دوں
این خیال است و محال است و جنون

انسان کی فطرت میں دراصل بدی نہ تھی اور نہ کوئی چیز بری ہے لیکن بد استعمالی بری بنا دیتی ہے۔ مثلاً ریا ہی کو لو۔ یہ بھی دراصل بری نہیں کیونکہ اگر کوئی کام محض خدا تعالےٰ کے لئے کرتا ہے اور اس لئے کرتا ہے کہ اس نیکی کی تحریک دوسروں کو بھی ہو تو یہ ریا بھی نیکی ہے۔ ریا کی دو قسمیں ہیں ایک دنیا کے لئے مثلاً کوئی شخص نماز پڑھ رہا ہے اور پیچھے کوئی بڑا آدمی آگیا اسکے خیال اور لحاظ سے نماز کو لمبا کرنا شروع کر دیا۔ ایسے موقعہ پر بعض آدمیوں پر ایسا رعب پڑ جاتا ہے کہ وہ بھول بھول جاتے ہیں۔ یہہ بھی ایک قسم ریا کی ہے۔ جو ہر وقت ظاہر نہیں ہوتی مگر اپنے وقت پر جیسے بھوک کے وقت روٹی کھاتا ہے یا پیاس کے وقت پانی پیتا ہے۔

مگر برخلاف اس کے جو شخص محض اللہ تعالےٰ کیلئے نماز کو سنوار سنوار کر پڑھتا ہے۔ وہ ریا میں داخل نہیں بلکہ رضاء الٰہی کے حصول کا ذریعہ ہے غرض ریا کے بھی محل ہوتے ہیں۔

اور انسان ایسا جانور ہے کہ بے محل عیوب پر نظر نہیں کرتا۔ مثلاً ایک شخص اپنے آپکو بڑا عفیف اور پارسا سمجھتا ہے راستہ میں اکیلا جا رہا ہے راستہ میں وہ ایک تھیلی جواہرات کی پڑی پاتا ہے وہ اسے دیکھتا ہے اور سوچتا ہے کہ مداخلت کی کوئی بات نہیں کوئی دیکھتا نہیں اگر یہہ اسوقت اسپر گرتا نہیں اور سمجھتا ہے کہ غیر کا حق ہوگا اور روپیہ جو گرا ہوا ہے آخر کسی کا ہے۔ ان باتوں کو سوچکر اگر اسپر نہیں گرتا اور لالچ نہیں کرتا تو فی الحقیقت پوری عفت اور تقوے سے کام لیتا ہے ورنہ اگر نرا دعوے ہی دعویٰ ہے تو اسوقت اسکی حقیقت کھل جاوے گی اور وہ اسے لے لیگا۔

اسی طرح ایک شخص جس کے متعلق یہ خیال ہے کہ وہ ریا کرتا ہے جب ریا کا وقت ہو اور وہ نہ کرے تو ثابت ہوگا کہ نہیں کرتا۔ لیکن جیسا کہ ابھی میں نے ذکر کیا بعض اوقات ان عادتوں کا محل ایسا ہوتا ہے کہ وہ بدل کر نیکیاں ہو جاتی ہیں۔ چنانچہ نماز جو باجماعت پڑھتا ہے اسمیں بھی ایک ریا تو ہے لیکن انسان کی غرض اگر نمائش ہی ہو تو وہ ریا ہے اور اگر اس سے غرض اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری مقصود ہے تو یہہ ایک عجیب نعمت ہے پس مسجدوں میں بھی نمازیں پڑھو اور گھروں میں بھی۔

ایسا ہی ایک جگہ کسی کام کے لئے چندہ ہو رہا ہو ایک شخص دیکھتا ہے کہ لوگ بیدار نہیں ہوتے اور خاموش ہیں وہ محض اس خیال سے کہ لوگوں کو تحریک ہو سب سے پہلے چندہ دیتا ہے بظاہر یہ ریا ہوگی لیکن ثواب کا باعث ہوگی۔

اسیطرح خدا تعالےٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے

لا تمش فی الارض مرحا

زمین پر اکڑ کر نہ چلو

لیکن حدیث سے ثابت ہے کہ ایک جنگ میں ایک شخص اکڑ کر اور چھاتی نکال کر چلتا تھا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دیکھکر فرمایا کہ یہ فعل خدا تعالےٰ کو ناپسند ہے۔ لیکن اسوقت اللہ تعالےٰ اسکو پسند کرتا ہے۔ پس

گر حفظ مراتب نکنی زندیقی

غرض خلق کل پر مومن اور غیر محل پر کافر بنا دیتا ہے۔ میں پہلے کہہ چکا ہوں کوئی خلق برا نہیں بلکہ بد استعمالی سے برے ہو جاتے ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے غصہ کے متعلق آیا ہے کہ آپ سے کسی نے پوچھا کہ قبل از اسلام آپ بڑے غصہ ور تھے۔ حضرت عمر نے جواب دیا کہ غصہ تو وہی ہے البتہ پہلے بے ٹھکانے چلتا تھا مگر اب ٹھکانے سے چلتا ہے اسلام ہر ایک قوت کو اپنے محل پر استعمال کرنے کی ہدایت دیتا ہے۔ پس یہ کبھی کوشش مت کرو کہ تمہارے قوے جاتے رہیں، بلکہ ان قویٰ کا صحیح استعمال سیکھو۔

یہہ سب جھوٹے اور خیالی عقائد ہیں جو کہتے ہیں کہ ہماری تسلیم یہہ ہے کہ ایک گال پر طمانچہ کھا کر دوسری پھیر دو۔ ممکن ہے یہہ تعلیم اسوقت قانون مختص المکان یا مختص الزمان کی طرح ہو۔ ہمیشہ کے لئے یہہ قانون نہ کبھی ہو سکتا ہے اور نہ یہہ چل سکتا ہے۔ اسلئے کہ انسان ایک ایسے درخت کی طرح ہے جسکی شاخیں چاروں طرف پھیلی ہوئی ہیں۔ اگر اس کی ایک ہی شاخ کی پرورش کی جاوے تو باقی شاخیں تباہ اور برباد ہو جائیں گی۔

عیسائی مذہب کی اس تعلیم میں جو نقص ہے وہ بخوبی ظاہر ہے اس سے انسان کے تمام قویٰ کی نشوونما نہیں ہو سکتی ہے اگر صرف درگذر ہی ایک عمدہ چیز ہوتی تو پھر **انتقامی قوت** اسکی قوتوں میں کیوں رکھی گئی ہے؟

اور کیوں پھر اس درگذر کی تعلیم پر عمل نہیں کیا جاتا۔ مگر برخلاف اسکے کامل تعلیم وہ ہے جو اسلام نے پیش کی اور جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ ہمکو ملی ہے اور وہ یہ ہے۔

جزاء سیئة سیئة مثلها فمن عفی واصلح فاجره علی الله۔

یعنے بدی کی جزا اسیقدر بدی ہے جو کی گئی ہو لیکن جو شخص گناہ کو بخشدے اور ایسے موقعہ پر بخشدے ۔ ۔ ۔ کہ اس سے کوئی اصلاح ہوتی ہو کوئی پیدا ہوتا ہے تو اسکا اجر اللہ تعالے پر ہے۔

اس سے صاف طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ قرآن کریم کا ہرگز یہہ منشا نہیں کہ خواہ نخواہ ضرور ہر مقام پر شر کا مقابلہ نہ کیا جاوے اور انتقام نہ لیا جاوے بلکہ منشاء الٰہی یہہ ہے کہ محل اور موقعہ کو دیکھنا چاہئے کہ آیا وہ گناہ کے بخشدینے اور معاف کر دینے کا ہے یا سزا دینے کا۔ اگر اسوقت سزا دینا ہی مصلحت ہو۔ تو اسقدر سزا دیجاوے جو سزا وار ہے اور اگر عفو کا محل ہے تو سزا کا خیال چھوڑ دو۔

یہہ خوبی ہے اس تعلیم میں۔ کیونکہ وہ ہر پہلو کا لحاظ رکھتی ہے اگر انجیل پر عمل کر کے ہر شریر اور بدمعاش کو چھوڑ دیا جاوے۔ تو دنیا میں اندھیر مچ جاوے پس تم ہمیشہ یہی خیال رکھو کہ تمام قویٰ کو مردہ مت تصور کرو۔ تمہاری کوشش یہہ ہو کہ محل پر استعمال کرو۔ میں یقیناً کہتا ہوں کہ یہہ تعلیم ایسی ہے جیسے انسانی قویٰ کے نقشہ کو کھینچ کر دکھا دیا ہے مگر افسوس ہے ان لوگوں پر جو عیسائیوں کی میٹھی میٹھی باتیں سن کر فریفتہ ہو جاتے ہیں اور اسلام جیسی نعمت کو ہاتھ سے چھوڑ بیٹھتے ہیں۔ صادق ہر حالت میں دوسروں کے واسطے شیرین ظاہر نہیں ہوتا۔ جس طرح کہ ماں ہر وقت بچے کو کھانے کے واسطے شیرینی نہیں دے سکتی بلکہ وقت ضرورت کڑوی دوائی بھی دیتی ہے۔ ایسا ہی ایک صادق مصلح کا حال ہے۔ یہی تعلیم ہر پہلو پر مبارک تعلیم ہے۔ خدا ایسا ہے۔ کہ سچا خدا ہے۔ ہمارے خدا پر عیسائی بھی ایمان لاتے ہیں جو صفات ہم خدا تعالےٰ کے مانتے ہیں۔ وہ سب کو ماننے پڑتے ہیں۔ پادری فنڈر ایک جگہ اپنی کتاب میں لکھتا ہے۔ کہ اگر کوئی ایسا جزیرہ ہو جہاں عیسائیت کا وعظ نہیں پہنچا۔ تو قیامت کے دن ان لوگوں کو کیا سوال ہوگا۔ تب خود ہی جواب دیتا ہے۔ کہ ان سے یہ سوال نہ ہوگا۔ کہ تم یسوع پر اور اس کے کفارہ پر ایمان لائے تھے یا نہ لائے تھے۔ بلکہ ان سے یہی سوال ہوگا کہ کیا تم اس خدا کو مانتے ہو جو اسلام کے صفات کا واحد لاشریک ہے۔ اسلام کا خدا وہ خدا ہے کہ ایک جنگل میں رہنے والا فطرتاً مجبور ہے کہ اس پر ایمان لائے۔ ہر ایک شخص کا کانشنس اور نور قلب گواہی دیتا ہے۔ کہ وہ اسلامی خدا پر ایمان لائے۔ اس حقیقت اسلام کو اور اصل تعلیم کو جس کی تفصیل کیگئی آج کل کے مسلمان بھول گئے ہیں۔ اور اسی بات کو پھر قایم کر دینا ہمارا کام ہے۔ اور یہی ایک عظیم الشان مقصد ہے۔ جس کو لے کر ہم آئے ہیں۔

ان امور کے علاوہ جو اوپر بیان کئے گئے اور بھی علمی اعتقادی غلطیاں مسلمانوں کے درمیان پھیل رہی ہیں۔ جن کا ازالہ کرنا ہمارا کام ہے۔ مثلاً ان لوگوں کا عقیدہ ہے کہ عیسیٰ اور اس کی ماں مس شیطان سے پاک ہیں اور باقی سب نعوذ باللہ پاک نہیں ہیں یہ ایک صریح غلطی ہے۔ بلکہ کفر ہے اور اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت اہانت ہے۔ ان لوگوں میں ذرہ بھی غیرت نہیں۔ جو اس قسم کے مسائل گھڑ لیتے ہیں اور اسلام کو بے عزت کرنے کی کوشش کرتے ہیں یہ لوگ اسلام سے بہت دور ہیں۔ اصل میں یہہ مسئلہ اس طرح سے ہے۔ کہ قرآن شریف سے ثابت ہوتا ہے کہ پیدائش دو قسم کی ہوتی ہے ایک مس روح القدس سے اور ایک مس شیطان سے تمام نیک اور راست باز لوگوں کی اولاد مس روح القدس سے ہوتی ہے اور جو اولاد بدی کا نتیجہ ہوتی ہے۔ وہ مس شیطان سے ہوتی ہے تمام انبیاء مس روح القدس سے پیدا ہوئے تھے۔ مگر چونکہ حضرت عیسیٰ کے متعلق یہودیوں نے یہ اعتراض کیا تھا۔ کہ وہ نعوذ باللہ ولد الزنا ہیں اور مریم کا ایک اور سپاہی پنڈارا نام کے ساتھ تعلق ناجائز کا ذریعہ ہیں۔ اور مس شیطان کا نتیجہ ہیں۔ اس واسطے اللہ تعالےٰ نے ان کے ذمہ سے یہ الزام دور کرنے کے واسطے ان کے متعلق یہ شہادت دی تھی۔ کہ ان کی پیدائش بھی مس روح القدس سے تھی چونکہ ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیا کے متعلق کوئی اس قسم کا اعتراض نہ تھا۔ اس واسطے ان کے متعلق ایسی بات بیان کرنے کی ضرورت بھی نہ پڑی۔ ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے والدین عبداللہ اور آمنہ کو تو پہلے ہی سے ہمیشہ عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ اور ان کے متعلق ایسا خیال و گمان بھی کبھی کسی کو نہ ہوا تھا۔ ایک شخص جو مقدمہ میں گرفتار ہو جاتا ہے۔ تو اسکے واسطے صفائی کی شہادت کی ضرورت پڑتی ہے۔ لیکن جو شخص مقدمہ میں گرفتار ہی نہیں ہوا۔ اس کے واسطے صفائی شہادت کی کچھ ضرورت ہی نہیں۔

ایسا ہی ایک اور غلطی جو مسلمانوں کے درمیان پھیلی ہوئی ہے۔ وہ معراج کے متعلق ہے۔ ہمارا ایمان ہے۔ کہ آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو معراج ہوا تھا۔ مگر اس میں جو بعض لوگوں کا عقیدہ ہے کہ وہ صرف ایک معمولی خواب تھا سو یہ عقیدہ غلط ہے اور جن لوگوں کا عقیدہ ہے کہ معراج میں آنحضرت اسی جسد عنصری کے ساتھ آسمان پر چلے گئے تھے سو یہ عقیدہ بھی غلط ہے بلکہ اصل بات اور صحیح عقیدہ یہ ہے کہ معراج کشفی رنگ میں ایک نورانی وجود کے ساتھ ہوا تھا۔ وہ ایک وجود تھا۔ مگر نورانی اور ایک بیداری تھی۔ مگر کشفی اور نورانی جسکو اس دنیا کے لوگ نہیں سمجھ سکتے مگر وہی جن پر وہ کیفیت طاری ہوئی ہو۔ ورنہ ظاہری جسم اور ظاہری بیداری کے ساتھ آسمان پر جانے کے واسطے تو خود یہودیوں نے معجزہ طلب کیا تھا جس کے جواب میں قرآن شریف میں کہا گیا تھا قل سبحان ربی هل كنت الا بشرا رسولا کہدے میرا رب پاک ہے میں تو ایک انسان رسول ہوں۔ انسان اس طرح اڑ کر کبھی آسمان پر نہیں جاتے۔ یہی سنت اللہ قدیم سے جاری ہے

ایک اور غلطی اکثر مسلمانوں کے درمیان ہے کہ وہ حدیث کو قرآن شریف پر مقدم کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ غلط بات ہے قرآن شریف ایک یقینی مرتبہ رکھتا ہے۔ اور حدیث کا مرتبہ ظنی ہے۔ حدیث قاضی نہیں بلکہ قرآن اس پر قاضی ہے۔ ہاں حدیث قرآن شریف کی تشریح ہے۔ اس کو اپنے مرتبہ پر رکھنا چاہئے۔

حدیث کو اس حد تک ماننا ضروری ہے۔ کہ قرآن شریف کے مخالف نہ پڑے۔ اور اسکے مطابق ہو لیکن اگر اس کے مخالف پڑے۔ تو وہ حدیث نہیں بلکہ مردود قول ہے لیکن قرآن شریف کے سمجھنے کے واسطے حدیث ضروری ہے۔ قرآن شریف میں جو احکام الٰہی نازل ہوئے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ان کو عملی رنگ میں کر کے اور کرا کے دکھا دیا اور ایک نمونہ قایم کر دیا۔ اگر یہ نمونہ نہ ہوتا۔ تو اسلام سمجھ میں نہ آسکتا لیکن اصل قرآن ہے۔ بعض اہل کشف آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے براہ راست ایسی احادیث سنتے ہیں جو دوسروں کو معلوم نہیں ہوئیں۔ یا موجودہ احادیث کی تصدیق کر لیتے ہیں۔

غرض اس قسم کی بہت سی باتیں ہیں۔ جو کہ ان لوگوں میں پائی جاتی ہیں۔ جن سے خدا تعالےٰ ناراض ہے اور جو اسلامی رنگ سے بالکل مخالف ہیں اس واسطے اللہ تعالےٰ اب ان لوگوں کو مسلمان نہیں جانتا جب تک کہ وہ غلط عقائد کو چھوڑ کر راہ راست پر نہ آجاویں اور اس مطلب کے واسطے خدا تعالےٰ نے مجھے مامور کیا ہے کہ میں ان سب غلطیوں کو دور کر کے اصلی اسلام پھر دنیا پر قایم کروں۔

یہ فرق ہے ہمارے درمیان اور ان لوگوں کے درمیان۔ ان کی حالت وہ نہیں رہی۔ جو اسلامی حالت تھی یہ مثل ایک خراب اور نکمے باغ کے ہو گئے ان کے دل ناپاک ہیں۔ اور خدا تعالے چاہتا ہے کہ ایک نئی قوم پیدا کرے جو صدق اور راستی کو اختیار کر کے سچے اسلام کا نمونہ ہو۔ فقط۔

قرآن کریم کی ایک نئی کرامت

جسقدر علم بڑھتا ہے علمی مباحث کو ترقی ہوتی ہے اور معلومات وسیع ہوتے ہیں۔ علماء پر کھلتا جاتا ہے کہ قرآن کریم کی تعلیم فلاح دینی و دنیوی کے لئے بہترین تعلیم ہے۔ قرآن کریم نے دیکھا کہ مائیں اپنے بچوں کو خود بہت کم دودھ پلاتی ہیں لہذا انھیں ترغیب کے ساتھ ہدایت کی کہ "مائیں اپنے بچوں کو دودھ پلایا کریں" لیکن اکثر عورتوں نے یہ ہدایت قبول نہیں کی اور بچوں کو بخیال نخوت و خودداری اور لطف صحبت کی خواہش کے دودھ پلانے والیوں پر چھوڑ رکھا تاکہ دودھ کے لئے لڑکوں کے رونے سے رات کو انکی آسائش میں خلل نہ واقع ہو۔ علمای عمران اور طبیبوں نے اس مسالہ کی تحقیقات کرنا شروع کی ہے (ملاحظہ ہو الہلال نمبر) بڑی کاوش کے بعد پتہ چلتا ہے کہ جس قوم کے بچے اپنی ماؤں کے آغوش میں تربیت پاتے ہیں اور اُن کے دودھ سے پلتے ہیں وہ بہ نسبت دوسروں کے زیادہ صحیح البدن و قوی الجسم ہوتے ہیں۔ جرمنی کے ڈاکٹروں نے اپنے ملک میں اس کی اچھی طرح سے تحقیقات کی تو معلوم ہوا کہ وہ لڑکے جو اپنی ماؤں کے دودھ سے نہیں پلتے ہیں ان کی موتیں بہ نسبت اُن لڑکوں کے جو اپنی ماؤں کے دودھ سے پلتے ہیں، بیس گونہ زیادہ ہوتے ہیں نامسدے میں اسکے متعلق جو شمار ہوا ہے اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ جن خاندانوں میں کہ لڑکے اپنی ماؤں کی گود میں پلتے ہیں" مدافعہ و مقابلہ امراض کی ان میں زیادہ قوت ہوتی ہے۔ یہ قرآن کریم حکیم کی ایک نئی حکمت و کرامت ہے، جسقدر اس کے مباحث میں تدقیق سے نظر کی جائے اسکی ہر شاخ و برگ کی لطافت بڑھتی جائیگی مشرقی اقوام میں جن میں دستور ہے کہ مائیں اپنے بچوں کو خود دودھ پلاتی ہیں اس فلسفی تعلیم کا بخوبی اثر ظاہر ہوا اسلیئے کہ سال اول تمام ہونے کے قبل جسقدر بچوں کی موتیں ہوتی ہیں اُن کی اوسط فی ہزار ایک سو ہے، حال آنکہ انگلستان میں فی ہزار ۱۵۴ اور جرمنی میں فی ہزار ڈھائی سو بچے مرتے ہیں۔

درخواست جنازہ

چودھری عبدالسلام صاحب کانگڑہ کی والدہ صاحبہ چند روز ہوئے فوت ہو گئی ہیں۔ مرحومہ کا جنازہ پڑھا جاوے۔ اور پسماندگان کے لئے صبر جمیل کی دعا کی جاوے۔

وکیل اور کفر کی حمایت

(انا للہ وانا الیہ راجعون)

میں دیکھتا ہوں کہ وہی اخبار وکیل (جو اس سے پہلے مذہبی بحث سے اپنے آپ کو الگ رکھنا چاہتا تھا) اب خصوصیت سے سلسلہ عالیہ احمدیہ کی مخالفت میں اپنا وقت اور محنت صرف کرنا چاہتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے یا تو اسکے خیال میں مسلمانوں کی ترقی اور فلاح کی یہہ تدبیر باقی رہ گئی تھی اور یا اسکی اپنی ترقی کا یہہ زبردست ذریعہ ہے کہ وہ خدا تعالےٰ کے قایم کردہ سلسلہ سے ٹکر مارے۔ میں اخبار وکیل کے مالک اور خیالی ایڈیٹر منشی غلام محمد صاحب کو اس کام کے لئے مبارکباد نہیں دے سکتا۔ اسلئے کہ اس سے پہلے بہت سے ناعاقبت اندیش اس مشق کو لیکر اٹھے اور انہوں نے سلسلہ عالیہ کی مخالفت میں رات دن برابر کر دے۔ مگر آخر وہ تھک کر رہ گئے اور اس سلسلہ کے سرسبز کھیت کی کھاد بن کر بیٹھ گئے۔ اسطرح پر مجھے یقین کامل ہے کہ وکیل کی تحریرین انشاء اللہ العزیز اس سلسلہ کی مخالفت میں ہمارا کچھہ بگاڑ نہ سکیں گی۔ البتہ اسکی اگر کوئی وقعت ہے تو اسکو دور کر کے رہیں گی۔ میں وکیل کی تحریروں پر انشاء اللہ العزیز سلسلہ وار نوٹس لونگا محض اسلئے کہ وکیل عامیانہ مذاق کا اخبار نہیں ہے۔

۹-جون کے وکیل میں **وفات مسیح** کے عنوان سے ایڈیٹر صاحب نے ایک نوٹ لکھا ہے جسکو بجنسہٖ درج کرتا ہوں اور پھر اسپر مناسب ریمارک کرونگا تا کہ ایڈیٹر صاحب کو یہہ کہنے کا موقع نہ ملے کہ میری تحریر کو چھوڑ دیا گیا ہے۔ اسی طرح پر اگر وہ اسپر کچھہ لکھیں تو انکا اخلاقی اور مذہبی فرض ہے کہ وہ میری اس تحریر کو بالالتزام درج کریں + وہ نوٹ یہہ ہے :-

وفات مسیح مرزا غلام احمد قادیانی ڈاکٹر عبد الحکیم کو لکھتے ہیں کہ :-

"محض اقرار توحید نجات کے لئے کافی نہیں ہے یہ عقیدہ ایک سخت گمراہ شخص سید احمد خان کا تھا"

قطع نظر اس بحث کے کہ تمام انبیاء کی بعثت کا اصلی مقصد اشاعت توحید تھا یا اور کچھہ؟ اور یا اہل الکتاب تعالوا الیٰ کلمۃ سواء بیننا و بینکم ان لا نعبد الا اللہ جو بانی اسلام کی آواز تھی۔ اسکا کیا مفہوم ہے؟ دیکھنا یہ ہے کہ کیا واقعی مرزا صاحب (مانتے ہیں) سید احمد خان کی گمراہی اور ضلالت پر یقین کامل رکھتے ہیں کون **سید احمد خان**؟ وہ ہی سید احمد خان جو متاخرین اسلام میں پہلا شخص ہے جس نے وفات مسیح کے مبہم مسئلہ پر روشنی ڈالی۔ وہ ہی سید احمد خان۔ جو تمام دنیائے اسلام میں پہلا شخص ہے جسنے پہلے پہل یہ بتلایا کہ رفع مسیح کا خیال قرآن مجید سے ماخوذ نہیں ہے۔ ہاں! وہ ہی گمراہ سید احمد خان جسنے اوّل اوّل اسلامی دنیا کو بتلایا کہ تفسیر کشف الاسرار کا مصنف بعض اکابر معتزلہ اور قدما میں بعض محقق علماء رفع مسیح کے قائل نہیں ہیں۔ وہ ہی سید احمد خان جسکی فطری اجتہادی قوت کے نتائج سے "وضع الشیء علیٰ غیر محلہ" کے اصول پر دمشق کے مشرقی رخ کی بادنی کے مجدد نے فائدہ اٹھایا۔ اور عمرو کی وفات کو ثابت کر کے زید نے دعوے کر دیا کہ عمرو میں ہون پس کیا اپنے محسن۔ اپنے معلم۔ اپنے ہادی کی گمراہی پر یقین رکھنے کے لئے مرزا صاحب آمادہ ہیں؟ کیا انکا لشمس اجازت دیتا ہے کہ اس شخص کی ضلالت پر زور دیں جسکی تحقیق کی تقلید انکے تمام دعاوی کا سنگ بنیاد۔ اور تمام دلائل میں عروۃ الوثقیٰ ہے؟ ہاں ہم مرزا صاحب سے ایک سوال کرینگے اور ان کا فرض ہے کہ وہ اسکا جواب دیں۔ یہ سوال کمال ادب و شائستگی کیا جائے گا اور جواب کے بھی اسی طرح متوقع رہینگے۔

"۔ مرزا صاحب اپنی تحریروں میں ابنائے الزمن پر حیرت ظاہر کرتے ہیں کہ جب انکو نہ کہو کہ مسئلہ روز روشن کی طرح ہے وہ اقرار کر لیتے کہ آنحضرت نے قبل مسیح نہیں گو یا حضرت کے نزدیک وفات مسیح کا ثابت کر دینا اس امر کے لئے مستلزم ہے کہ مرزا غلام احمد مثیل مسیح ہیں۔ اور عمرو کی موت کا تحقق ہو جانا اس امر کی دلیل ہے کہ زید عمرو ہی ہے۔ لیکن جس شخص نے آپکے ظہور سے بہت پہلے اس مسئلہ پر روشنی ڈالی ہے۔ اور بالاعلان وفات مسیح کا دعوے کیا ہو کیا وہ آپ کا محسن نہیں ہے؟ کیا آپنے ایک ایسی بڑی دلیل آپ کی مہدویت کی نہیں پیش کر دی۔ جسکا ثابت ہونا آپکی مسیحیت کا اقرار کرنا ہے؟ آپ لکھتے ہیں کہ "کسر صلیب" کی پیشینگوئی پوری ہو گئی۔ کیونکہ میں نے مسیحی دنیا کے خدا کو مردہ ثابت کر دیا۔ پس اس بنا پر جس شخص نے آپ سے پہلے عیسائیوں کے خدا کی موت کا دعوے کیا ہے کیا وہ "کسر صلیب" کی پیشینگوئی کا مصداق نہیں ہو سکتا؟ "کسر صلیب" مہدی موعود کا اصلی مقصد اور عظیم الشان مشن ہے۔ پس کیا آپ سے پہلے کسی مدعی وفات مسیح نے اس غرض کو پورا نہیں کر دیا؟ اور کیا وہ "الفضل للمتقدم" کے اصول پر آپ سے زیادہ تحسین اور تعریف کا مستحق نہیں ہے؟ "

آہ! سید احمد خان! تجھہ کو گمراہ کہنے کی وہ شخص جرأت کرے جو تیرے خوان تحقیق و اجتہاد کا ایک ادنےٰ ذلہ ربا ہے۔ ایسے دعوے کے ذلہ ربا وہ ہیں جو آج یورپ اور مصر و شام میں دعوے اجتہاد کر رہے ہیں۔

ایڈیٹر صاحب کے اس نوٹ میں مندرجہ ذیل امر قابل بحث ہیں۔

اوّل - وکیل کی رائے میں بھی محض اقرار توحید نجات کے لئے کافی ہے؟

دوم - حضرت اقدس مسیح موعود (معاذ اللہ) سید احمد خان صاحب انجہانی کے ذلہ ربا ہیں کیونکہ وفات مسیح کا مسئلہ انہیں کا پیش کیا ہوا ہے؟

اور بھی کئی باتیں ہیں جنپر کافی بحث ہو سکتی ہے مگر میں اسوقت صرف ان دو ہی پر کلام کرونگا۔ ایڈیٹر صاحب نے جیسا کہ ان کے نوٹ سے ظاہر ہے صرف اسی فقرہ پر یہہ نوٹ لکھا ہے۔ "محض اقرار توحید نجات کیلئے کافی نہیں" اور ایڈیٹر صاحب نے اسکو رد کرنا چاہا ہے لیکن قابل غور یہہ امر ہے کہ کیا یہہ عقیدہ فی الحقیقت نجات کے لئے کافی ہے یا فی نفس الامر میں گمراہی ہے۔ میں نہایت افسوس سے ظاہر کرتا ہوں کہ وہ قابل قدر کو ہر حکمت جو حضرت مسیح موعود نے پیش کیا تھا اوس کو رد کرکے ہی اخبار وکیل کا ایڈیٹر اور مالک مسلمان اور مسلمانوں کی درماندہ قوم کا ناخدا اور وکیل ہے۔ کس قدر اندھیر اور ظلم ہے اور مسلمانوں کی آنکھوں پر کیسی پٹی اور پردہ ہے کہ وہ اپنے دوست اور دشمن میں تمیز نہیں کر سکتے۔

اگر یہہ عقیدہ صحیح ہے کہ نجات کے لئے **محض اقرار توحید کافی ہے** تو مسلمانو! خدا لگتی بات کہو پھر **نبوت اور رسالت کی کیا حاجت؟** یہہ عقیدہ تمہارے اندر پھیلا کر کیا تمہیں بے دین اور گمراہ نہیں بنایا جاتا؟ اور اسپر ہی اسکو ہدایت اور رشد بتایا ہے! تعصب اور عداوت کا برا ہو کہ وہ ہنر کو عیب بتا رہی ہے۔ حضرت اقدس کا یہ ارشاد تو اس قابل تھا کہ آب زر سے لکھا جاتا مگر مسلمانوں کا نادان وکیل انہیں زہر کا پیالہ پلا رہا ہے اور کہتا ہے کہ میں آب حیات دیتا ہوں۔ کوئی انصاف پسند دل لیکر سوچے کہ اگر **محض توحید کا اقرار** جس سے عملی قوت ہی نشو و نما نہیں پا سکتی نجات کے لئے کافی ہے۔ تو پھر کیوں کھلے الفاظ میں نہیں بتایا جاتا کہ ایک زانی۔ بدکار۔ فاسق۔ فاجر۔ چور۔ ڈاکو۔ غرض ہر قسم کے عیب کرنے والا انسان محض یہہ کہکر کہ **خدا ایک ہے نجات پالیگا۔** کیا اس سے عامہ بنی انسانی کو خطرناک صدمہ پہونچانے کی سعی نہیں کی۔ میں بجد اللہ دعویٰ سے کہہ سکتا ہوں کہ کوئی **مسلمان** بھی جو قرآن کریم کو خدا تعالےٰ کی کامل اور آخری کتاب یقین کرتا ہے اخبار وکیل کی اس رائے کو نہیں مان سکتا۔ بلکہ یہ صریح الحاد اور **کفر بالرسالت** ہے منکر نبوت کے استیصال کی کوشش کرکے اپنے آپکو مسلمانوں کی **حمایت** کا مدعی قرار دیا جاتا ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ **وکیل** آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان لانا ضروری نہیں سمجھتا۔ ورنہ وہ ایسی صفائی اور بے باکی کے ساتھہ ایسی بات منہ سے نہ نکالتا۔

اخبار اہلحدیث۔ جو سلسلہ عالیہ کا وکیل سے بڑھکر دشمن اور مخالف ہے۔ اس مسئلہ پر بحث کرتے ہوئے اسے بھی یہی کہنا پڑا کہ اس مسئلہ میں جمہور **کا خیال مرزا صاحب کے ساتھہ ہوگا** مگر وکیل کے **صوفی صافی ایڈیٹر صاحب نے** مسلمانوں کو نبوت و رسالت چھوڑ اعمال صالحہ سے بھی نجات دیدی۔ اور اسکے دوسرے الفاظ میں یہہ ہیں کہ جو چاہو کرو اور عیسائیوں کے کفارہ کی طرح ایک خدا کا اقرار کافی ہے۔ ایسی **کھلی گمراہی** کے پھیلانے میں جو شخص مدد دے [illegible] کہ مسلمان اس کو [illegible] سے دیکھیں۔ اسے جہہ بہا حمیت اور قرآن کریم کی حمایت کے لئے وہ اس کو [illegible] سے مکرم کہ ایڈیٹر سے توبہ کرائیں کہ ان کے گھر میں ان (ی) وکالت کا مدعی ہو کر وہ **کفر کی بولیاں بولنے** لگا ہے اور مسلمانوں کو مسلمان کہلا کر وہ تعلیم دینا چاہتا ہے جو سخت گمراہی ہے۔

اور ایڈیٹر صاحب نے چونکہ سر سید احمد خان کے عقیدہ کو گریفنڈ کیا ہے اور گویا تسلیم کر لیا کہ سید صاحب کا یہہ عقیدہ تھا اس صورت میں پھر **ایڈیٹر وکیل** سے ہی پوچھونگا کہ کیا جس شخص کا [illegible] ہو وہ **مسلمان** کہلائیگا یا گمراہ۔

وکیل کا فرض ہے کہ وہ اپنی پوزیشن کو صاف کرے اگر اس میں ذرا بھی نور اسلام اور انصاف اور حیا باقی ہے تو وہ صاف الفاظ میں اپنی [illegible] اور سخت غلطی کو تسلیم کرلے گا۔ ورنہ وہ بتائے کہ کیا اسکے نزدیک برہمو۔ آریہ اور دوسرے [illegible] جو اپنے آپ کو موحد کہتے ہیں۔ وہ بھی نجات کے حق دار ہیں؟

وکیل جب تک اپنی پوزیشن کو صاف نہ کرے **مسلمان معاصرین** کا فرض ہے کہ وہ [illegible] کو آگاہ کریں کہ وہ ایسے نادان دوست سے پرہیز کریں اور وہ لوگ جو سلسلہ کی مخالفت کے [illegible] ہیں اسوقت اپنے اخلاقی فرض اور [illegible]

ہے کہ اس بدبو دار ... کا ذکر بیان کر کہ یہ کیسا بدبودار اور خطرناک مسئلہ اخبار وکیل نے مسلمانوں میں پھیلانا چاہا ہے۔

میں اس کا جواب پڑھ لینے کے بعد قرآن کریم کی آیات بینات سے ثابت کرونگا بحولہ تعالے کہ محض اقرار توحید کچھ شے نہیں۔ جبتک کہ اقرار رسالت نہو بلکہ میں یقیناً کہتا ہون کہ اللہ تعالے کی ہستی اور اسکی توحید کا اقرار پیدا ہی نہیں ہو سکتا جب تک **رسالت** پر ایمان نہو۔

اب میں امر دوم پر کچھ نظر کرنی چاہتا ہون کہ **وفات مسیح** کا مسئلہ پر سر سید ہی نے روشنی ڈالی ہے اس مقام پر بھی میں عام مسلمانوں کی خدمت میں یہ اپیل کرنا چاہتا ہون۔ کہ وہ اخبار وکیل کے ایڈیٹر سے اسکی **پوزیشن** اور **اعتقاد** کو صاف کرائیں اور صاف الفاظ میں اپنا عقیدہ ظاہر کرے تاکہ اسکو بھی اور اس کے خریدارون کو بھی معلوم ہو کہ کفر و اسلام کی کیا حقیقت ہے۔

ایڈیٹر وکیل اپنا اعتقاد صاف طور پر لکھے کہ **کیا وہ مسیح کو مردہ یقین کرتا ہے؟** جس عہد ... علیہ السلام احمدیہ پیش کرتا ہے یا اس کے اپنے ہی مذاق پر ... یا وہ انکو زندہ بجسدہ العنصری آسمان پر ... **دوبارہ دنیا میں** آئیگا؟ ... کی بابت تو اس نے لکھدیا ہے کہ مسیح کی موت کے قایل ہیں اور ان کی دوبارہ آمد کے قایل نہیں۔

مگر لطف تب ہوگا جب ایڈیٹر وکیل بھی کھول کر لکھے گا۔ اس سے مسلمانون کو بڑا فایدہ پہونچیگا۔ اگر یہہ غلط عقیدہ ہے تو مسلمانون پر اسکی غلطی کہل جائے گی اور یا وہ ایڈیٹر صاحب وکیل کو ہوش کی دوا پلائینگے۔ اس سے وکیل کی اخلاقی جرأت کا بھی اندازہ ہو جاوے گا۔

اسکے بعد یہہ ظاہر کرنا ضروری ہے کہ سر سیّد اور جناب مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مسئلہ وفات مسیح کے بیان کرنے میں کیا فرق ہے؟ میرا خیال نہیں یقین ہے کہ **منشی غلام محمد صاحب مشتہر ایڈیٹر وکیل** نے حضرت مرزا صاحب کی تصنیفات کو نہیں پڑھا۔ اور ایسا ہی ان کی اس تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ انہون نے سید کی تصنیفات کو بھی ملاحظہ نہیں کیا یہہ صرف سُنی سُنائی بات لکھدی ہے ورنہ وہ ایسی ...... کمزور بات منہ سے نہ نکالتے اور اپنے وقیع اخبار کو ذلیل نکرتے۔

مجھے اس امر کا اعتراف ہے کہ سیّد صاحب نے مسئلہ وفات مسیح پر بحث کی ہے اور وفات مسیح کا اعتراف کیا ہے لیکن یہہ کہنا کہ حضرت مرزا صاحب نے محض

سیّد صاحب کے تتبع سے یہ بات لکھی ... بے بنیاد ہے یہ دعوے ہے۔ میں کہتا ہون کہ حضرت اقدس نے سید کی وہ ... دیکھی ہی نہوگی۔ لیکن صرف کسی شخص کے کسی حق امر کے بیان کرنے سے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ دوسرا جو اسی امر حق کو بیان کرے وہ پہلے کی نقل کرتا ہے۔

منشی فاضل صاحب! مجھے آپ کی اس تحریر پر سخت افسوس اور ہنسی آتی ہے کہ یہہ کیسی طفلانہ بات آپکے منہ سے نکلتی ہے آپ تو **صوفی** کہلاتے ہیں اور صوفی تو بہت ہی باریک بین اور فلسفی ہوتے ہیں کیا آپ نہیں جانتے کہ **صداقت آخر صداقت** ہے۔ وہ اول ہی صداقت اور آخر ہی صداقت ہر صداقت کو اسکے صدق کے لحاظ سے تسلیم کیا جاتا ہے۔ نہ اس لحاظ سے کہ زید نے اول بیان کیا اور بکر نے بعد میں۔

مجھے اندیشہ ہوتا ہے کہ اس قسم کے اعتقادات آپکو قرآن کریم کی نسبت شبہ میں نہ ڈالیں کیا آپ نے **ینابیع الاسلام** نام کتاب نہیں دیکھی جس میں ظالم طبع معترض نے قرآن کریم جیسی روشن اور بلیغ کلام کو توریت اور طالمود وغیرہ کتابون کے مضامین کا خلاصہ قرار دیا ہے۔ اور خود قرآن مجید میں **اساطیر الاولین** کہنے والون کے ... **قرآن کریم کی شان** لیکن شاید آپ کے نزدیک الفضل ... کے لغو فقرے کے موافق وہ کتابیں قرآن کریم سے افضل اور اعلےٰ ہون۔ **آہ! اے نادان وکیل! دیکھ آپ ایک راستباز پر حملہ کرتے اور اس کی طرف لپکتے ہیں مگر نہیں دیکھتے کہ وہ تیر کہان جا کر لگتا ہے!!!**

آپ خدا کے برگزیدہ مسیح پر حملہ نہیں کرتے بلکہ پہلے ساری راستبازون اور برگزیدون اور پھر برگزیدون کے برگزیدہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کی **مہیمن وحی** پر حملہ آور ہوتے ہیں اور دعویٰ **وکالت اسلام!** شرم

سُنو اور خوب کان کھول کر سُنو!

والفضل بالخیرات لا بالزمان

تقدم زمانی کی وجہ سے ہی فضیلت نہیں ہوا کرتی۔ اور یقیناً نہیں ہوا کرتی۔ اگر یہی بات ہوتی تو پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو **افضل الرسل** بھی یقین نہیں کرتے ہونگے۔

سیّد صاحب کا مسئلہ وفات پر کچھ لکھنا نہ لکھنے کے برابر ہے۔ جن لوگون نے سیّد صاحب کی تصنیفات کو پڑھا ہے۔ وہ خوب جانتے ہیں کہ سیّد صاحب کے

اس ناکافی اور ناتمام بحث وفات مسیح کو حضرت مسیح موعود کے عالی پایہ بیان وفات مسیح سے کچھ بھی نسبت نہیں۔ سید صاحب کو اگر اس وجہ سے فضیلت ہے کہ انہون نے سب سے پہلے لکھا تو شاید یہ بھی یورپ کے فلاسفرون کو انپر بھی فضیلت ... معلوم نہیں ان سے بہت عرصہ پہلے یورپ کے فلاسفرون نے بھی رائے ظاہر کی تہی۔ اور **فضلاء یورپ** کی کتابیں اس بارہ میں موجود ہیں۔ اگر آپ انکار کرینگے تو بعض مسائل کے متعلق میں ان کتابون کے حوالجات ایسے دونگا جنکا بالکل ترجمہ ہی ترجمہ ہے۔

اس مقام پر میں اپنے محسن و مخدوم حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ کی ایک تحریر سے کچھ حصہ نقل کرنا ضروری سمجھتا ہون جس مین انہون نے اس مسئلہ وفات **مسیح** پر سید اور **حضرت مسیح موعود** کے متعلق بحث کی ہے۔ اور وہ یہ ہے۔

سر سیّد نے بھی توفی کے متعلق بحث کی اور حضرت مرزا صاحب نے بھی۔ مگر اصل اصول کی طرف خیال کیا جائے۔ تو **سر سیّد** کی بحث اور مرزا صاحب کی بحث میں زمین آسمان کا فرق ہے سر سیّد کی بحث صرف اسی حد تک ہے کہ جس طرح ایک **حکیم** فلسفی مزاج بحث کرتا ہے اور عادتاً بلا جوش و اشتعال و جذبۂ مذہبی کے **قانون** بیان کر دیتا ہے ... زیادہ مسلمہ شدہ بات کو چونکہ سر سیّد اس قانون قدرت کے اصول کو اپنے نزدیک مانے ہوئے تھے جو اون کے نزدیک مشاہدہ و معائنہ تہا۔ اس لئے انہون نے ضمناً ادا وفات مسیح کے متعلق بحث کی نہ بحیثیت قرآن شریف اور اس نیت سے کہ اس اصول کی بنا پر مسیح کی **الوہیت** کے کیکپا دینے والے مسئلہ کی **بیخ کنی** کیجائے اور پھر کفارہ و صلیب کا قلع و قمع کیا جائے اور سچے **تقوے** و **طہارت** کو دنیا میں قایم کیا جائے۔ پھر سر سیّد کی وہ کتاب جس مین انہون نے اس مسئلہ کے متعلق گفتگو کی۔ ایسی شایع و ذایع بھی نہیں ہوئی۔ خود انکا اقرار موجود ہے کہ ہماری کتابیں سو آدمیون میں بھی شایع نہیں ہوئین اور ۱۰۰ آدمیون کے دائرہ سے ہی باہر نہیں گئیں۔ اصل یہ ہے کہ **سر سیّد** کے ہم خیالون کا یہہ **شایع شدہ اصول** ہے کہ مذہبی جھگڑون میں پڑنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ اس سے قومون مین بغض و کینے اور فساد پیدا ہوتے ہیں۔ چونکہ سر سیّد میں آلٰہی جوش نہ تہا اور نہ مامور من اللہ تھے اور صرف معمولی تحریکات کے پیچھے اگر مذہب

... کے متعلق بحث کیا کرتے۔ اس لئے فطرتاً ان کو ایسی ہمدردی اور ایسا جوش پیدا ... نہیں ہو سکتا تھا۔ جو ایک مامور من اللہ اور سچے **مجدّد** کے دل میں پیدا ہوتا ہے۔

اصل یہہ ہے کہ **مسیح کی وفات کا مسئلہ** ایک چھوٹا سا مسئلہ نہیں تہا۔ جس کو معمولی طور پر بیان کرکے **چشم پوشی** کیجاتی جس نے غور نہیں کی وہ اسے معمولی سمجھتا ہے۔ مگر صحیح یہہ ہے کہ صلیب کی ساری بنیاد یہی مسئلہ ہے۔ حضرت مرزا صاحب نے قطعی براہین اور حتمی دلائل کے ساتھہ یہہ ثابت کرکے کہ مسیح بھی اور رسولون کی طرح ایک **بشر رسول** تھا اور اسی طرح **مر گیا** جس طرح اور انبیاء مر گئے **صلیبی مذہب کی ٹانگ توڑ دی**۔ اور پھر کیسی توڑی؟ کہ اس مسئلہ کے متعلق کتابون پر کتابیں۔ رسالون پر رسالے لکھتے چلے گئے اور لکھتے چلے جاتے ہیں اور اونکو کوئی خوف اور کوئی دھمکی امر حق کے بیان کرنے سے روک نہیں سکتی۔ ساری دنیا اون کے پیچھے پڑ گئی **لعنت ملامت۔ کفر کے فتوے قتل کی دھمکیاں۔ اقدام قتل کے مقدمے جان و مال اور عزت پر حملے** یہہ سب کچھ کیا گیا۔ مگر وہ **مرد میدان اور شیر نر** اپنے کام سے **ذرا نہیں ہٹا** اور نہ دبا ہوا جو انکے مامور من اللہ اور منجانب اللہ ہونے کی ایک صریح دلیل ہے **الاستقامت فوق الکرامت**

سر سیّد میں ایک حد تک اہل اسلام کی ہمدردی کا جوش تو تہا مگر وہ حقانی استقلال اور آلٰہی جوش جو ماموران آلٰہی کا خاصہ ہوتا ہے اور جسکی وجہ سے خدا کے مامور **ناکامی** اور **یاس** کا لفظ تک زبان پر لانا نہیں جانتے۔ وہ ہرگز نہ تھا دیکھو ایجوکیشنل کانفرنس کی بنیاد **سر سیّد** نے رکھی۔ اس بنا پر کہ مسلمانون کے حق میں اس سے زیادہ اور کوئی مفید تدبیر نہیں۔ کہ انہیں تعلیم اعلےٰ کیطرف مائل کیا جائے اور اس مقصد کے سر انجام کیلئے انہون نے اپنی تمام **عقل اور بصیرت** ... کا نتیجہ یہہ کانفرنس تجویز کی۔ چند سال تک اسکو چلا کر آخر ۹۳ء میں بڑی یاس اور حسرت کے ساتھہ اس کا **جنازہ پڑھ دیا**۔ یہ بات یونہی سرسری نظر سے دیکھے جانے اور استخفاف سے ٹال دینے کے قابل نہیں۔ اس میں بھی ایک رمز مخفی ہے کہ سیّد صاحب میں وہ فطری اور جبلّی اور قدرتی **فاسلکی سبل ربک ذللا** والا جوش نہ تھا اور نہ کبھی سنا گیا ہے کہ خدا کا

مامور حقیقی مجدد باوجود قوم کی بے اتفاقی اور کفران نعمت کے اپنے امر مفوضہ سے دستکش ہوجاتے۔ یعقوب اپنے بیٹوں کو حکم دیتا ہے کہ لا تیئسوا من روح اللہ انہ لا ییئس من روح اللہ الا القوم الکافرون۔ یاس اور قنوط مجبولون کی سرسری اور سطحی کوششوں کا آخری نتیجہ ہوا کرتا ہے۔ اسلام اور مسلمان زندہ اسلام اور زندہ قوم مسلمانان اور اُن کی **زندہ کتاب** اور اُن کا زندہ غیر فانی **بیت الحرام** اور زندہ نمونہ مدینہ طیبہ میں **مرقد مبارک** رسول خدا کا ہے پھر جو شخص اتنی زندگیون کے ہوتے ہوئے اس **زندہ شے** پر جنازہ پڑھ دے۔ اُسکی بصارت یا بصیرت کی نسبت ہم کیا کہیں۔ اصل یہہ ہے کہ **مجاہدات** سے کبھی نہ اُکتانا اور **یاس** کے کسی محاورہ کو زبان پر نہ لانا یہہ ماموران الٰہی ہی کا خاصہ ہے جس کے کان سُننے کے ہوں سُنے اور جس میں دل ہو وہ سمجھے۔

اس کے برخلاف حضرت مرزا صاحب کے استقلال - استقامت اور عزم کا اور ہی رنگ ہے - اُن کا حقّانی جوش - سچا اشتعال - فوق العادۃ استقلال - اُنکو یاس اور قنوط کا لفظ زبان پر لانے نہیں دیتا - خدا تعالےٰ کی طرف سے جس بات کے لیئے وہ **مامور** اور **حکم** ہوکر آئے ہیں - اُس فرض کے پورا کرنے میں اُنکو کوئی مزاحمت و مخالفت انکو دھیما نہیں کر سکتی کسی طرح اُنکے عزم میں جنبش نہیں ہو سکتی **نومیدی اور یاس** کا لفظ وہ جانتے ہی نہیں - وہ اپنے دھن کے ایسے پکے ہیں کہ جس بات کے پیچھے پڑے - جس بات کا بیڑا اُٹھایا - اُس کے اظہار و تکمیل میں اُنہیں کسی لائم کی **ملامت** کسی لاعن کی **لعنت** کا ہرگز خوف نہیں - نہ کسی قسم کی نومیدی اُن کے پاس پھٹک سکتی ہے - مسئلہ **توفی** ہی کی طرف غور کرو - اس مسئلہ کے اظہار میں اپنے بیگانے چھوٹے بڑے اُن کے دشمن ہو گئے - مگر اُنہوں نے کسقدر استقلال دکھایا اور کیسی استقامت ظاہر کی - کہ نہیں ٹلے نہیں جھجکے نہیں دھیمے ہوئے جب تک کہ عیسائیوں کے **خدا (یسوع مسیح) کو موت کا مزہ چکھا کر اس دنیائے فانی سے رخصت نہیں کر دیا** -

حضرت مرزا صاحب نے عیسائیوں کی **انجیل قرآن کریم سے بڑے بیّن دلائل** کے ساتھ یہہ امر یقینی طور پر ثابت کر دیا ہے - کہ حضرت مسیح **بالکل** اور نبیوں کے ہمرنگ تھے اور دیگر نبیوں کی **طرح** وفات پا گئے - بجسد عنصری **آسمان پر اُٹھائے نہیں گئے** - نہ کسی غیور اور صادق مسلمان کا دل اس امر کو باور کر سکتا ہے - اور ایک لحظہ کے لئے بھی تسلیم کر سکتا ہے کہ جو بات حضرت رسول **کریم صلی اللہ علیہ وسلّم** کے لیئے روا نہ ہو - وہ ایک **اسرائیلی نبی** کے لئے روا ہو جائے - ایک مسلمان آدمی کا دل ایک سیکنڈ کے لئے بھی اس بات کو کس طرح گوارا کر سکتا ہے کہ تمام **نبیوں کا سرتاج - سارے رسولوں کا فخر** رحمۃ للعالمین - سیّد المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام من رب العٰلمین **تو قبر کے اندر مدفون ہو** - اور ایک اسرائیلی نبی جو محض شریعت موسوی کا **مجدّد** اور **متبع** تھا اور جس کے احکام مختص المقام - مختص القوم تھے وہ چڑھتے چڑھتے **آسمان پر چڑھ جائے اور رب العالمین کے عرش پر متمکن ہو کر خدا کے داہنے ہاتھ پر جا بیٹھے** -

ایک رسول اور رسولوں کے سردار **حضرت محمد رسول اللہ صلعم** کی نسبت جب کفار **قتل یا قید یا اخراج** کا ارادہ کریں - تو اللہ تعالےٰ اوس کو گھر کی راہ سے نکال لیجائے اور وہ **غار ثور** میں جا چھپے - اور راستہ کاٹ کاٹ کر جائے مگر اسرائیلی نبی مسیح پر جب اُسی قسم کا نازک موقع وارد ہو - تو اُسکو خداوند تعالےٰ آسمان پر چڑھا لیجائے - عرش پر جا بٹھلائے **صاحبان!** اگر آپ میں سے کوئی شخص اس امر کو روا رکھ سکتا ہے - تو اُس کو اختیار ہے - لیکن میری تو روح کانپ اُٹھتی ہے - جب اپنے **رسول** کی نسبت یہ تجویز کرون - کہ اوسکو خداوند تعالےٰ نے قبر میں **مدفون کرایا** - اور اسرائیلی نبی کو آسمان پر **چڑھایا** - خاتم النبیین کو اللہ تعالےٰ نے ایک تاریک اور پُر خوف **غار ثور** میں جگہ دی - اور مسیح کی ایسی عزت کی - کہ اوسے آسمان پر چڑھا کر اپنے داہنے ہاتھ بٹھایا - **حاشا وکلا** - کہ میں کبھی کسی اسرائیلی نبی کو اپنے نبی پر کسی امر کسی فضیلت میں ترجیح دون -

حضرت محمد رسول اللہ کو اللہ تعالےٰ نے اپنے صفات کا کامل مظہر ٹھیرایا ہے اور جہان تک میرا **اعتقاد** ہے - اللہ تعالےٰ کی ذات و صفات کا کوئی ایسا تقاضا نہیں جس کا مظہر اُس نے اپنے پاک اور مقدس محمد رسول اللہ صلعم کو نہ بنایا ہو تو کیسے افسوس کی بات ہے - کس قدر شرم کی بات ہے کہ ایسے کامل و مکمل ہادی خدا کی صفات کاملہ کے مظہر اتم کی نسبت کوئی ایسی بات روا رکھی جائے جس میں اُن کی **کسر شان** ہو - یا جس میں کسی اسرائیلی نبی کو اُن پر ترجیح ہو - **اللہ تعالےٰ** نے حضور کی زندگی و موت کو جو **خاتم النبیین** ہیں - تمام نبیوں کی زندگی و موت کے لئے **نمونہ** ٹھیرایا ہے -

پس کبھی نہیں ہو سکتا کہ کوئی ایسی **فضیلت** کسی دوسرے **نبی** میں پائی جائے - جس سے حضرت **رسول کریم** کی ذات والا صفات **محروم** رہ جائے - اگر **قبر** میں دفن ہونے سے بچا رہنا یا زندہ بجسد عنصری آسمان پر جا بیٹھنا کسی نبی کے لیئے روا ہوتا - تو حضرت **محمد رسول اللہ** کی **مقدس** ذات کے لیئے ہوتا - نہ حضرت **مسیح** کے لیئے - حضرت مسیح کو کیا خصوصیت ہے - کہ وہ **خاتم النبیین** سے اس فضیلت میں بڑھ جائے - اور اُس نے اپنی پہلی زندگی میں **کیا کر کے دکھایا** جو اُسکو اتنے عرصہ تک کے لئے آسمان پر زندہ رہنے دیا جاتا - تا پھر آسمان سے اُتر کر ویسی ہی عملی کارروائی کر کے دکھاتا پھر یہہ بھی غور کرو - کہ حضرت محمد رسول اللہ کے دین کے لیئے اور اُس محمد - احمد اور محمود کے مذہب کی خاطر ایک اسرائیلی نبی کی **عزورت ہے** - احمد کے دین کی غیرت تو کسی ایسے شخص کو ہو سکتی ہے جو **احمد** ہی کے دین پر - **احمدی** دین ہی کا غمخوار اور ہمدرد - اور احمد ہی کا غلام ہو -

سچ پوچھو - تو حضرت مسیح کو زندہ ماننا عیسائیون کے عقیدہ کی کیسی تائید ہے - اور عیسائیون کے ہاتھ میں یہہ کتنا بڑا حربہ ہے کہ مسیح کو حی قیوم خدا کی طرح حیّ و قیّوم بنایا گیا - اور خداوند کے **عرش** پر بٹھایا گیا - حقیقت میں یہہ **عقیدہ** خلقت کے تباہ اور ہلاک کرنے کے لیئے عیسائیون کے پاس ایک بڑا زبردست حربہ ہے -

حضرت رسول کریم ص کی بعثت کے وقت معبودان باطل پوجے جاتے تھے - **لات و عزےٰ** کی پرستش کیجاتی تھی - دنیا میں **رام چندر** مہا دیو وغیرہ کی پوجا ہوتی تھی - **قرآن کریم** نے کسی کی تردید کی نسبت ایسا مباحثہ ایسی **ناراضگی** ظاہر نہیں فرمائی جیسی **مسیح** کے **ابن اللہ** ہونے کی نسبت قرآن شریف میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے تکاد السمٰوٰت یتفطرن منہ وتنشق الارض و تخر الجبال ھدًّا ان دعوا للرحمٰن ولدًا - قریب ہے - کہ آسمان پھٹ جائیں - اور زمین شق اور شگافتہ ہو جائے - پہاڑ چور چور ہو جائیں - اس بات سے کہ **مسیح** کو رحمان کا بیٹا قرار دیا جاتا ہے - تو خدا تعالےٰ کو اس خفگی کی ضرورت کیا تھی؟ **قرآن شریف** جیسی **حکیمانہ** کتاب میں ایسے **خطرناک الفاظ** کیون استعمال ہوئے - اس لئے کہ خدا تعالےٰ کو **معلوم تھا** اور یہ بات اوس کے علم میں تھی - کہ اس ابنیت مسیح کے عقیدہ کی بنا پر سخت **گندگیاں - ناپاکیاں - زناکاریاں - فسق و فجور** پھیلے گا - زمین خطرناک بدکاری سے بھر جائے گی - جس سے قریب ہے - کہ **آسمان** ٹوٹ جائے - **زمین** پھٹ جائے - **پہاڑ** ریزہ ریزہ ہو جائیں - اور **قیامت** برپا ہو جائے - اور سچ ہے کہ جس نے یہ عقیدہ ظاہر کیا - وہ راستبازی - تقویٰ - طہارت سے کوسون دور جا پڑا - اُسے تمام راستبازون کو **چور ڈاکو** اور **رہزن** قرار دینا پڑا - خدا کے پاک نبیوں میں سے کسی کو **زانی** کسی کو **بدکار** کسی کو **قاتل** وغیرہ بتایا اور **کفارہ** کی ابنیت کے عقیدہ نے شریعت الٰہی کی پیروی سے محروم رکھا - راستبازون کے چال چلن سے غافل کر دیا وہ خطرناک بدکاری - زناکاری - وغیرہ اون قومون میں پھیلی کہ آج تک کسی قوم میں اُس کی نظیر پائی نہیں جاتی - شریعت باطل - توریت تقویم پارینہ ٹھیری - بلکہ شریعت کے ماننے والے - اور رکھنے والے لعنتی [illegible] کی ناپاکی گندگی پھیلائی گئی - **رنڈی بازی قمار بازی** وغیرہ کو قانوناً جاری رکھا گیا - لوگ خفیف نگاہ سے دیکھتے ہیں - کہ ہوا کیا؟ حقیقت میں ان باتون کا نتیجہ تمام اُن سوسائٹیون اور قومون پر پہونچا - جہان جہان ان لوگون کا قدم پہونچا **تقوےٰ - طہارت - خشیت اللہ** جاتا رہا سب راستبازی دور ہو گئی اور **کفارہ** کے مسئلہ نے دلون میں عجیب بے باکی اور ناپاکی مخمر کر دی -

حضرت مرزا صاحب نے اس معاملہ میں ۱۸۹۰ء سے کارروائی شروع کی - اُنہون نے اس خصوص میں وہ طریق اختیار کیا - کہ آج تک کسی سے نہیں ہو سکا - **معقولی** قوم کے سمجھانے کے لیئے مسیح کی وفات کو فلسفیانہ اسلوب اور ڈھنگ پر جدا بیان کیا - اور تمام **مسلّمات**

والفاظ قرآنی کو بحال رکھکر اور احادیث صحیحہ ثابتہ کو قایم رکھکر منقولی طرز پر جدا ثابت کیا۔ حضرت مرزا صاحب نے اس بارہ میں ایسی مبسوط بحثیں کی ہیں۔ اور ایسے پے در پے اور متواتر تحریر لکھی ہیں۔ کہ اسوقت لاکھوں اشتہارات شائع و ذائع ہو چکے ہیں۔ گھر کی کنواری لڑکیاں تک واقف ہوگئی ہیں کہ مسیح اسرائیلی نبی اور انبیا کی طرح فوت ہوگیا ہے۔

ان پڑھ دیہات ہیں۔ عالم و فاضل ہیں اور ہر ایک متنفس میں غل مچگیا۔ اور زمین سے آسمان تک شور پڑ گیا کہ عیسائیوں کا خدا یسوع مسیح مر گیا۔ مر گیا۔ اور اب کسی کے جلانے سے وہ زندہ نہیں ہوسکتا۔ یہہ ساری کارروائی کس نے کی؟ یہ سب اصلاح کس ذات سے ہوئی صرف حضرت مرزا غلام احمد صاحب مجدد قادیانی کی ذات والا صفات سے۔ جن کی فطرت میں جبلتاً اس ریفارمیشن کا مادہ خدا کی طرف سے ودیعت رکھا گیا تھا۔

یہہ ایک غور طلب بات ہے۔ بہتیرے لوگ ہیں جو شراب نہیں پیتے۔ اس لئے نہیں۔ کہ خدا کی [illegible] ہے بلکہ طبعاً۔ اور بہت لوگ ہیں جو شراب بڑی بڑی اسپیچیں دیتے۔ تحریروں اور تقریروں سے شراب کی مذمت کیا کرتے ہیں [illegible] استیصال کے لئے سچا جوش پیدا نہیں کرسکتے انکی ریفارمیشن بالکل تھوڑے ہی لوگوں تک محدود رہتی اور آخرکار خفا کر رہ بھی جاتے ہیں۔ طبعی جذبات کے اظہار کے لئے کبھی سچا جوش پیدا ہو نہیں سکتا۔ جو ازمن اللہ ہوکر ریفارمیشن کا بیڑا اٹھاتے اور ایسا فوق العادت استقلال ظاہر کرتے ہیں۔ کہ نہیں ٹلتے نہیں تھکتے اور کبھی نہیں ہارتے۔ جب تک اُس اصلاح کو دنیا میں قایم نکر جائیں۔ دنیا میں جن لوگوں نے کسی ناپاک عادت کے استیصال کا بیڑا اٹھایا ہے اور آخرکار اس ناجائز حرکت کو اڑایا ہے۔ وہ ہمیشہ اسی قسم کے راستباز تھے کہ ایک بات پر ایسے اڑے ایسا استقلال دکھایا کہ دنیا کے کسی لالچ یا رعب نے اون کے ارادے کو ذرا متزلزل نکیا۔ اور بے شک اسی ریفارمیشن سے پھر ایسے عمدہ نتیجے پاکیزہ چشمے پیدا ہوئے کہ ساری دنیا اُن کے روحانی فیضان سے سیراب ہوگئی۔ اور اہل دنیا کے سامنے ایک نئی زمین اور نیا آسمان بناکر دکھا دیا۔

میں یقیناً سمجھتا ہوں کہ وکیل کے نوٹ پر کافی بحث ہو چکی ہے اسکے بعد بھی اگر وہ وہی سبق رٹنے لگا تو اسکی حقیقت کو اور بھی طشت ازبام کیا جاویگا۔ بحولہ وبقوتہٖ تعالیٰ۔

حضرت اقدس کا پوتا علیگڈھ کالج میں

خدا جانے ہمارے ملک کے اخبار نویس اپنے فرائض کو کب سمجھنے لگیں گے اور انہیں کب تنقید کا طریق معلوم ہوگا۔ حال میں عزیزم مرزا عزیز احمد نبیرہ حضرت اقدس علیگڈھ کالج میں تعلیم پانے کے لئے گیا ہے اسپر ہی بعض اخبارات طبع آزمائیاں کرنے لگے ہیں اگر ان کی اخبار نویسی کا یہی اصول کرلی سزم ہے تو غالباً وہ دن دور نہ ہوگا جو ان کی جودت طبع کل کو حضرت اقدس یا آپ کے خدام کی نسبت یہہ اعتراض کرنے کو طیار ہو کہ فلاں شخص کیوں ٹوپی پہنتا ہے یا فلاں نے کیوں پگڑی باندھی ہے۔ افسوس ہے یہ لوگ اتنا نہیں سوچتے کہ وہ کون سے امور اور معاملات ہیں جنپر ہمیں بحث کرنے کی حاجت ہے؟ سردست صرف اسیقدر کافی سمجھ لیا ہے کہ حضرت مرزا صاحب کا نام آجاوے اور کوئی بھی فعل اسپر [illegible] کردیجاتی ہے۔

کا سوال ایسا سوال نہ تھا کہ اسپر بحث علیگڈھ کالج میں جانے کی خبروں نے اسے چھیڑا ہی چھیڑا۔ اس مسئلہ کے متعلق یہہ اعتراض کئے جاتے ہیں۔

۱- علی گڈھ میں مذہبی تعلیم کی جسکا احتیاط نہیں پھر کیوں بھیجا۔

۲- اسلامیہ کالج کو جو قریب تھا کیوں چھوڑا۔ کیا وہاں علی گڈھ کی مذہبی تعلیم کی نسبت کمی ہے۔

۳- کیا مرزا عزیز احمد ایسے متدین ہیں کہ وہاں کی جنٹلمینی انپر اثر نکرے گی۔

ان سوالات کے جواب نہایت مختصر طور پر دئے جاوینگے۔

امر اوّل کی نسبت تو میں وہی کہونگا کہ یہہ سوال محض فضول ہے۔ اگر ایسے معترضین سے کوئی پوچھے کہ میاں تم رام لال یا شاماداس کی دوکان سے کیوں سودا لیتے ہو؟ تو شاید وہ کہنے کو طیار ہوں کہ یہہ ہمارے پرائیوٹ معاملات ہیں ہم ان کے نشیب و فراز خوب سمجھتے ہیں۔ تاہم مجھے حیرت ہے کہ وہ لوگ جو سلسلہ عالیہ احمدیہ کے خلاف اس قسم کے اعتراض کرتے ہیں وہ ہر روز دیکھتے ہیں کہ ہزاروں مسلمان طالب علم مشن سکولوں اور کالجوں میں (جہاں کھلم کھلا عیسائی مذہب کی تعلیم دی جاتی ہے اور اندہی اندر اسلام سے مخالف کرایا جاتا ہے)

جاتے ہیں اور تعلیم پاتے ہیں۔ لیکن ان خیالی ریفارمروں کی رگِ حمیت کبھی جوش میں نہیں آتی۔

علی گڈھ میں مذہبی تعلیم کی احتیاط ہوتی ہے یا نہیں؟ مجھے معلوم ہوا ہے کہ علی گڈھ کالج میں دینیات کی باضابطہ تعلیم دیجاتی ہے۔ نمازوں کی پابندی کے لئے مناسب تجویزیں سوچی جاتی ہیں۔ سید صاحب کی کوئی کتاب درس میں داخل نہیں بلکہ مجھے ایک معزز عہدہ دار کی زبانی معلوم ہوا ہے کہ انہوں نے وہاں کی لائبریری میں بھی ان کتابوں کو نہیں پایا۔

علاوہ بریں ہمارے نزدیک جبکہ مذہبی تعلیم کی وہ احتیاط اور تاکید جو ہونی چاہئے کہیں بھی نہیں ہوتی۔ تو پھر یہہ ہمارا فرض ہے کہ ایسے دو کالجوں میں سے جو تعلیم اور تربیت کے لئے بہترین کالج ہو اسے منتخب کریں۔

اور میں اسکے لئے بلا خوف تردید کہہ سکتا ہوں کہ اسلامیہ کالج کو علی گڈھ کالج سے کوئی نسبت ہی نہیں۔ چونکہ وہاں کی تعلیم اعلےٰ درجہ کی ہے اسلئے ضروری سمجھا گیا کہ مرزا عزیز احمد صاحب وہاں ہی جاویں۔

امر دوم کے متعلق زیادہ کہنے کی اب حاجت نہیں اسلامیہ کالج کو پسند نکرنے کی بڑی وجہ وہاں کی تعلیم ہے۔ اور علاوہ بریں ہم نے اپنے طالب علموں کو اسلامیہ کالج اور علیگڈھ علی گڈھ کالج میں [illegible] ایک طالب علم گذشتہ سالوں میں بھیجا گیا اور چند طالب علم الف اے اور بی - اے کلاس میں اسلامیہ کالج لاہور میں بھیجے گئے۔ جو سلوک ہمارے ان طالبعلموں سے کیا گیا۔ اور جسطرح پر ان کی مذہبی آزادی چھیننے کی کوشش کی گئی وہ ابھی ہمیں بھولی نہیں برخلاف اس کے علی گڈھ میں جانے والا طالب علم نہایت خوش وہاں کے پروفیسروں کے حسن سلوک کا شکرگذار ہے۔ اسی بنا پر مناسب سمجھا گیا ہے۔ کہ اس سال اور طالب علم وہاں جاویں چنانچہ ایک بی - اے کلاس میں اور ایک الف اے کلاس میں پھر بھیجا گیا اور جو خطوط ان بچوں کے آئے ہیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان سے بڑی فراخدلی سے سلوک کیا جاتا ہے۔ حضرت اقدس کے خلاف ان سے کوئی گفتگو نہیں۔ اس سوال کا تذکرہ نہیں۔ یہانتک کہ جب انہوں نے اپنے اصول کے موافق علیحدہ نماز پڑھنے کی خواہش کی تو فوراً اجازت دیگئی۔ ایسی صورت میں اگر علی گڈھ کالج کو اسلامیہ کالج پر ترجیح ندیں تو کیا کریں؟ اور اسلامیہ کالج علی گڈھ کے مقابلہ میں چیز ہی کیا ہے؟

بقیہ موجودہ

کیا وہ دن بھول گئے۔ جو اسکی انتظامی کل کے پرزے ایک دوسرے کو کاٹنے دوڑتے تھے۔ اور جاپان و روس کی جنگ کے نقشے صحن کالج میں دکھلائے جاتے تھے؟

اس ذیل میں شاید یہہ ذکر کرنا بے جا نہ ہوگا۔ کہ کیا ایڈیٹر پنجہ فولاد صاحب بتا سکتے ہیں؟ کہ اسلامیہ کالج کے ارکین کے لڑکوں میں سے کوئی مشن کالج میں تعلیم پاتا ہے؟ اور اگر پاتا ہے تو وہ گھر میں اسلامیہ کالج چھوڑکر وہاں کیوں بھیجا گیا؟ اور پچھلے دنوں جب یہ سوال اٹھایا گیا تھا تو اسکی ضرورت کیوں پیش آئی تھی۔

امر سوم کے متعلق مجھے زیادہ نہیں کہنا۔ خداتعالےٰ کے فضل و کرم پر بھروسہ ہے اور امید یقین کے رنگ میں بدل چکی ہے کہ انشاءاللہ العزیز ہمارا عزیز بچہ اس زہریلا اثر سے متاثر نہ ہوگا۔ کیا پچھلے دنوں جو رپورٹ وہاں کے نتیجہ امتحان دینیات کی شائع ہوئی تھی اس نے نہیں بتا دیا کہ کل علیگڈھ میں اول رہنے والا طالب علم قادیان کا بھیجا ہوا طالب علم تھا۔ جس نے ایسے سوالات کے عمدہ جواب دیئے۔ جو اگر لاہور کے اسلامیہ کالج میں دیئے جاویں تو مجھے بہت کم امید ہے وہاں کے طالب علم حل کرسکیں۔ بہرحال ہدایت پانا اور ہدایت پر قایم رہنا۔ یہہ خدا کے فضل پر موقوف ہے ہزاروں لاکھوں مرتد ہونے والے عیسائی کس علیگڈھ کالج میں گئے تھے؟ آب و ہوا اور [illegible] ایک چیز ہے لیکن ہمکو خدا کے فضل پر بھروسہ ہے اور تجربہ نے بتایا ہے کہ ہمارے بچے لاہور جاویں یا علی گڈھ وہاں کی مذہبی ہوائیں انپر اثر نہیں کرتی ہیں۔ میرا خیال ہے کہ آیندہ ایسے سوالات پر اخبارات میں بحث کرنا فضول امر ہوگا۔ اور ایڈیٹر صاحبان اپنے غرض کو ثر ناخت کرنے کی سعی کرینگے۔

امرتسر کے ہیڈ ماسٹر صاحب مشن پوسٹ کو پنڈیں بھیجنا چاہیئے

الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں میں نے اس پر ایک مختصر سا نوٹ لکھا تھا۔ اور وہ پرچہ خصوصیت کے ساتھ بابو متھراداس صاحب ہیڈماسٹر امرتسر کو بھیجا گیا تھا اس خیال سے کہ اگر کوئی امر قابل تردید ہو تو وہ لکھیں میں فوراً اسے مناسب ریمارک کے ساتھ درج کر دیتا اسلئے کہ بابو متھراداس صاحب سے مجھے کوئی ذاتی تعارف اور تعلق نہیں اور نہ انکے ماتحت میرا کوئی رشتہ دار ملازم۔ ایسی صورت میں مجھے جو کچھ لکھنے کی ضرورت پیش آئی ہے وہ محض عام خیر خواہی ہے۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیان بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے للعہ (۲) خواص و معاونین سے عہ (۳) ہندوستان سے باہر سے (۴) غیر مذاہب لوگوں سے سے (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے عہ

نمبر ۲۲ | قادیان دار الامان مورخہ ۲۴ - جون ۱۹۰۶ء مطابق یکم جمادی الاول ۱۳۲۴ھ | جلد ۱۰

فہرست مضامین

تازہ الہامات

۱۹ - جون ۱۹۰۶ء

میاں منظور محمد کے اس بیٹے کے نام جو بطور نشان ہوگا - بذریعہ الہام الٰہی مفصلہ ذیل معلوم ہوئے -

(۱) کلمۃ العزیز (۲) کلمۃ اللہ خاں (۳) وارڈ - (۴) بشیر الدولہ - (۵) شادی خاں (۶) عالم کباب - (۷) ناصر الدین - (۸) فاتح الدین (۹) ھذا یوم مبارک

دار الامان کا ہفتہ

۱- گرمی کی شدت موسم میں حبس سخت ہے کسیقدر ترقات ہوا ہے -
۲- حضرت حجۃ اللہ علیہ السلام کو پاؤں پر ورم کیوجہ سے تکلیف رہی اللہ تعالٰے شفا عاجل عطا فرماوے -
۴- حقیقت الوحی حضرت اقدس کی تازہ تصنیف چھپنی شروع ہو گئی -

نیک تحریک اور اظہار خوشی کا مبارک طریق

ذیل میں مکرمی خانصاحب عبد المجید خان صاحب کا ایک خط درج کرتا ہوں - جو انہوں نے عزیز نصیر احمد صاحب کی ولادت پر حضرت اقدس کو بھیجا -

اگر ہم اسطرح خوشیاں منائیں تو قوم کے لئے مفید ہو - کیا عجب خانصاحب کی عملی تحریک بابرکت ہو - (ایڈیٹر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم - نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

جناب عالی - السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

حضرت مرزا میاں محمود احمد صاحب کے گھر میں بموجب پیشگوئی مولود مسعود کے پیدا ہونے کی حضور کو مبارکباد دیتا ہوں - الحمد للہ - چونکہ عاجز قادیان میں موجود نہیں - اسلئے بجائے مٹھائی کے صہ حضور کی خدمت میں روانہ ہیں اس مٹھائی کو منظور فرماکر عاجز کو ممنون فرما دیں - یہ خوشی معمولی خوشی نہیں - عاجز نے اسی خوشی میں یہاں پر احباب کو کھانے کی دعوت کی ہے چونکہ اس خوشی میں ایک زندہ خدا کا نشان ہے اسلئے یکم جون ۱۹۰۶ء سے آخیر مئی ۱۹۰۷ء تک کے لئے تھرڈ مڈل کے غریب و ہوشیار طالب علم کے لئے صہ ماہوار کا وظیفہ سال بھر کے لئے دوں گا - خواہ سال بھر کا وظیفہ صہ پیشگی لے لیا جاوے خواہ ماہ بماہ لینا منظور ہو تو بلا ناغہ ماہواری صہ ماہوار مدرسہ کے پریذیڈنٹ کے نام روانہ کرتا رہوں گا - بصد عرض التجا ہے کہ اس آرزو کو بھی منظور فرماکر فخر بخشا جاوے -

حضور کا عاجز غلام

بندہ عبد المجید اسسٹنٹ انچارج محلہ بیگاری کپورتھلہ

ایک اور بھی ہے

مندرجہ بالا خط جبکہ میں نے اخبار میں شائع کرنیکے لئے بھیجا تو دوسرے ہی دن میرے عزیز بھائی میاں رحمت اللہ صاحب سبزی فروش بنگہ ضلع جالندھر نے جو ایک مخلص اور سرگرم احمدی ہیں مجھے دو روپیہ اسی خوشی کی تقریب میں بھیجے ہیں انہوں نے لکھا ہے کہ نصیر احمد کی پیدائش خدا تعالٰے کا ایک نشان اور ہمارے امام کی سچائی کا ثبوت ہے - یہ دو روپیہ قبول کئے جاویں اور حضرت حجۃ اللہ کے حضور پیش کر دیئے جاویں - جزاہ اللہ احسن الجزا -

امرتسر کے ہیڈ آفس میں اندھیر

مجھے تازہ ترین خبر پہونچی ہے کہ امرتسر کے ہیڈ آفس کی وہ کتاب جس پر مہریں لگائی جاتی ہیں گم ہو گئی ہے سپرنٹنڈنٹ امرتسر ڈویژن فوری نوٹس لیں ورنہ اس کتاب کا جلد تیار کر لینا کوئی بڑی بات نہیں ہے یہ صاحب بابو متھرا داس صاحب کی احتیاط اور ہوشیاری کا ثبوت - پھر کہا جاتا ہے کہ ایسے ذمہ دار ہیڈ آفس میں انہیں ضرور رکھا جاوے (مفصل پھر)

اطلاع

۲۰ - جون ۱۹۰۶ء کا الحکم بقایا داران کے نام وی پی ہوگا - واپس کرنیکے عذرات اچھے نہیں مطبع کی ضروریات پر نظر کرنی چاہئیے +

(کتبہ محمد حسن بجنوری)

کلماتِ طیّبات حضرت امام الزمان مسیح الزمان علیہ السلام

۲۹ دسمبر ۱۹۰۵ء کی ایک تقریر

۲۹۔ دسمبر ۱۹۰۵ء کی صبح کو ۹ بجے مہمانخانہ جدید میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کی ایک عام مجلس ہوئی۔ جس قدر مہمان مختلف شہروں اور قصبوں سے آئے ہوئے تھے وہ سب کے سب موجود تھے۔ جناب خواجہ کمال الدین صاحب نے ایک لمبی تقریر فرمائی۔ اس تقریر کا مضمون اور مفہوم یہ تھا کہ چونکہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی غرض اور غایت یہ ہے کہ اسلام کی عام اشاعت اور تبلیغ ہو اور ہمارے یہاں ایک ایسی جماعت پیدا ہو جو اپنی علمی اور عملی قابلیتوں کی وجہ سے ممتاز ہو کر اس خدمت کو سرانجام دے اسلئے تین دن سے مدرسہ کے جدید انتظام کے مسئلہ پر غور کیا جاتا رہا ہے اور آخر یہ فیصلہ ہوا ہے کہ مدرسہ بصورت موجودہ ہی قایم رہے اور مبلغین اور واعظین کے لئے ایک الگ جماعت کھولی جاوے۔ اسکے لئے روپیہ کی ضرورت ہے۔

خواجہ صاحب نے نہایت شرح و بسط کیساتھ بیان کیا کہ دنیا کی کامیابیاں ہی دین ہی کی ماتحت ہیں اور دین سے الگ ہو کر دنیا کی کوئی کامیابی نہیں ہو سکتی غرض خواجہ صاحب کی تقریر کا خلاصہ سلسلہ کی ضروریات اور انکی تکمیل کے لئے قوم کے اپنے فرائض تھا اور اس میں صحابہ کرام کے زمانہ کا اس زمانہ سے مقابلہ کر کے بتایا کہ انہوں نے تو جانیں فدا کر دیں اسوقت جان کی ضرورت نہیں اسلئے کہ خدا کے مسیح نے جہاد کی حرمت کا فتوےٰ شائع کر دیا ہے اب اگر ضرورت ہے تو مال خرچ کرنے کی ضرورت ہے اسلئے کوئی مستقل فنڈ ہونا چاہیئے۔ خواجہ صاحب اسپر تقریر کر ہی رہے تھے کہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی تشریف لے آئے۔ خواجہ صاحب نے سلسلہ کی ضروریات کے روزافزوں اخراجات کا ذکر کر کے جماعت کو متوجہ کیا۔ انکے بیٹھ جانے پر خدام نے عرض کی کہ حضور کچھ ارشاد فرما دیں۔ جسپر آپنے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی

ایڈیٹر

دیکھو! جو کچھ خواجہ صاحب نے بیان کیا ہے یہ سب کچھ صحیح اور درست ہے لیکن یہ سمجھنا چاہیئے کہ یہ ایک عجیب بات ہے کہ ایک طرف اللہ تعالےٰ اس جماعت کو حکم دیتا ہے کہ اپنی اپنی عملی حالت اور قوت ایمانی کو درست کر کے دکھاویں۔ کیونکہ جب تک عملی رنگ میں ایمان ثابت نہ ہو صرف زبان سے ایمان اللہ کے نزدیک منظور نہیں اور وہ کچھ نہیں زبان میں تو ایک مخلص اور منافق یکساں معلوم ہوتے ہیں۔ ہر ایک شخص جو اپنا صدق اور ثبات قدم ثابت کرنا چاہتا ہے اسے چاہیئے کہ عملی طور پر ظاہر کرے جب تک عملی طور پر قدم آگے نہیں رکھتا آسمان پر اس کو مومن نہیں کہا جاتا۔

بعض شخصوں کے دل میں خیال پیدا ہو سکتا ہے کہ آئے دن ہم پر ٹیکس لگائے جاتے ہیں کہاں تک برداشت کریں۔ میں جانتا ہوں کہ ہر شخص ایسا دل نہیں رکھتا۔ کیونکہ ایک طبیعت کے ہی سب نہیں ہوتے بہت سے تنگدل اور کم ظرف ہوتے ہیں اور اس قسم کی باتیں کر بیٹھتے ہیں مگر وہ نہیں جانتے کہ اللہ تعالےٰ کو ان کی پروا کیا ہے۔ ایسے شبہات ہمیشہ دنیا داری کے رنگ میں پیدا ہوا کرتے ہیں اور ایسے لوگوں کو توفیق ہی نہیں ملتی۔ لیکن جو لوگ محض خدا تعالےٰ کے لئے قدم اٹھاتے ہیں اور اسکی مرضی کو ہی مقدم کرتے ہیں۔ اور اس بنا پر جو کچھ بھی خدمت دین کرتے ہیں اسکے لئے اللہ تعالےٰ خود انہیں **توفیق** دیدیتا ہے اور اعلاء کلمۃ الاسلام کے لئے جن اموال کو وہ خرچ کرتے ہیں انہیں برکت رکھدیتا ہے یہ اللہ تعالےٰ کا وعدہ ہے اور جو لوگ صدق اور اخلاص سے قدم اٹھاتے ہیں انہوں نے دیکھا ہوگا کہ کسطرح پیراندر ہی اندر انہیں توفیق دی جاتی ہے۔ وہ شخص بڑا نادان ہے جو یہ خیال کرتا ہے کہ آئے دن ہم پر بوجھ پڑتا ہے۔ اللہ تعالےٰ بار بار فرماتا ہے وللہ خزائن السمٰوات و الارض یعنے خدا کے پاس آسمان و زمین کے خزانے ہیں منافق اس کو سمجھ نہیں سکتے۔ لیکن مومن اسپر ایمان لاتا اور یقین کرتا ہے میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر سب لوگ جو اسوقت موجود ہیں اور اس سلسلہ میں داخل ہیں یہ سمجھکر کہ آئے دن ہم پر بوجھ پڑتا ہے وہ دست بردار ہو جائیں اور بخل سے یہ کہدیں کہ ہم کچھ نہیں کر سکتے۔ تو خدا تعالےٰ ایک اور قوم پیدا کر دے گا جو ان اخراجات کا بوجھ خوشی سے اٹھائے اور پھر بھی سلسلہ کا احسان مانے۔ اللہ تعالےٰ نے ارادہ کیا ہے کہ وہ اس سلسلہ کو بڑھائے پس کون ہے جو اسے روک لے؟ کیا تم نہیں جانتے کہ بادشاہ سب کچھ کر سکتے ہیں پھر وہ جو زمین و آسمان کا بادشاہ ہے کب تنگ ہو سکتا ہے۔ آج سے ۲۵ برس بلکہ اس سے بھی بہت پہلے خدا تعالےٰ نے مجھے خبر دی ایسے وقت میں کہ ایک شخص بھی میرے پاس آتا تھا اور کبھی سال بھر میں بھی کوئی خط نہ آتا تھا۔ اس گمنامی کی حالت میں جو دعوے کئے ہیں وہ براہین احمدیہ میں چھپے ہوئے موجود ہیں اور یہ کتاب مخالفوں موافقوں کے پاس موجود ہے۔ بلکہ ہندوؤں۔ عیسائیوں تک کے پاس بھی ہے۔ مکہ۔ مدینہ اور قسطنطنیہ تک بھی پہونچی۔ اسے کھولکر دیکھو کہ اسوقت خدا نے فرمایا

یاتون من کل فج عمیق و یاتیک من کل فج عمیق۔

یعنے تیرے پاس دور دراز جگہوں سے لوگ آئینگے اور جن راستوں سے آئینگے وہ راہ عمیق ہو جائینگے۔ پھر فرمایا کہ یہ لوگ جو کثرت سے آئینگے تو ان سے تھکنا نہیں اور ان سے کسی قسم کی بداخلاقی نکرنا۔ یہ قاعدہ کی بات ہے۔ کہ جب لوگوں کی کثرت ہوتی ہے تو انسان انکی ملاقات سے گھبرا جاتا ہے اور کبھی بے توجہی کرتا ہے جو ایک قسم کی بداخلاقی ہے۔ پس اس سے منع کیا اور کہا کہ ان سے تھکنا نہیں اور مہمان نوازی کے لوازم بجالانا۔

ایسی حالت میں خبر دی گئی تھی کہ کوئی بھی نہ آتا تھا اور اب تم سب دیکھ لو۔ کہ کسقدر موجود ہو۔ یہ کتنا بڑا نشان ہے اس سے اللہ تعالےٰ کا عالم الغیب ہونا ثابت ہوتا ہے ایسی خبر بغیر عالم الغیب خدا کے کون دے سکتا ہے۔ کوئی منجم نہ کوئی فراستدالا کہہ سکتا ہے؟

ان حالات پر جب ایک سعید مومن غور کرتا ہے تو اسے لذت آتی ہے وہ یقین کرتا ہے کہ ایک خدا ہے جو اعجازی خبریں دیتا ہے۔

غرض اس خبر میں اسنے کثرت کے ساتھ مہمانوں کی آمد رفت کی خبر دی پھر چونکہ انکے کھانے پینے کے لئے کافی سامان چاہیئے تھا اور ان کے فروکش ہونے کے لئے مکانوں کا انتظام ہونا چاہیئے تھا۔ پس اسکے لئے بھی ساتھ ہی خبر دی

یاتیک من کل فج عمیق

اب غور کرو کہ جس کام کو اللہ تعالےٰ نے خود کرنے کا وعدہ فرمایا ہے اور ارادہ کر لیا ہے کون ہے جو اس کی راہ میں روک ہو۔ وہ خود ساری ضرورتوں کا متکفل اور مہیا کرتا ہے۔

یہ بات انسانی طاقت سے باہر ہے کہ اسقدر عرصہ پہلے ایک واقعہ کی خبر دے کہ ایک بچہ بھی پیدا ہو کر صاحب اولاد ہو سکتا ہے یہ خدا تعالےٰ کا عظیم الشان معجزہ ہے۔ یہی وجہ ہے جو خدا تعالےٰ نے کی کتابوں میں لکھا ہے کہ صادق کی نشانی پیشگوئی ہے اور یہ بہت بڑا نشان ہے جس پر غور کرنا چاہیئے۔ قرآن شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ ایمان تدبر اور غور سے بڑھتا ہے جو لوگ اللہ تعالےٰ کے نشانوں پر غور نہیں کرتے انکا قدم پھسلنے والی جگہ پر ہوتا ہے یہ بالکل سچی بات ہے کہ انسان اپنے ایمان میں اسوقت تک ترقی نہیں کر سکتا جب تک خدا تعالےٰ کے اقوال۔ افعال اور قدرتوں کو نہ دیکھے۔

پس یہ سلسلہ اسی غرض کے لئے قایم ہوا ہے تا اللہ تعالےٰ پر ایمان بڑھے۔ یہ نشان جو میں نے ابھی پیش کیا ہے خدا تعالےٰ کی طرف سے ہے اور ایسا زبردست ہے کہ کوئی اسکو روک نہیں سکتا۔ برخلاف اسکے کسی دوسرے مذہب والے کو یہ حوصلہ اور ہمت کہاں ہے کہ وہ ایسے تازہ بتازہ نشان پیش کرے۔ جماعت کے لوگ خوب سمجھ سکتے ہیں کہ کسقدر نشانات ظاہر ہوتے رہتے ہیں یہ محض خدا کا کاروبار ہے کسی انسان کو اس میں دخل نہیں۔ یقیناً سمجھو کہ اللہ تعالےٰ ان پیشگوئیوں کے ساتھ دکھاتا ہے کہ ایمانی قوت بڑھ جاوے اور یہ قوت بغیر ایسے نشانوں کے بڑھ نہیں سکتی۔ کیونکہ انمیں خدا تعالےٰ کا زبردست ہاتھ نمایاں طور پر نظر آتا ہے۔ انسان ایسا جاندار ہے کہ جب تک خدا تعالےٰ کی طرف سے تربیت ایمانی کے لئے فیوض و برکات نہ ہوں وہ خود بخود پاک صاف نہیں ہو سکتا۔ اور حقیقت میں پاک صاف ہونا اور تقویٰ پر قدم مارنا آسان امر نہیں بلکہ خدا تعالےٰ کے فضل اور تائید سے یہ نعمت ملتی ہے۔ اور حقیقی تقوےٰ جس سے خدا تعالےٰ راضی ہو اسکے حاصل کرنے کے لئے بار بار اللہ تعالےٰ نے فرمایا

یا ایھا الذین اٰمنوا اتقوا اللّٰہ

اور پھر یہ بھی کہا

ان اللّٰہ مع الذین اتقوا والذین ھم محسنون

یعنے اللہ تعالےٰ انکی حمایت اور نصرت میں ہوتا ہے جو تقوےٰ اختیار کریں تقوےٰ کہتے ہیں بدی سے پرہیز کرنے کو۔ اور محسنون وہ ہوتے ہیں جو اتنا ہی نہیں کہ بدی سے پرہیز کریں بلکہ نیکی بھی کریں۔ اور پھر یہ بھی فرمایا والذین یحسنون الحسنیٰ یعنے ان نیکیوں کو بھی سنوار سنوار کر کرتے ہیں۔ مجھے یہ وحی بار بار ہوئی

ان اللّٰہ مع الذین اتقوا و الذین ھم محسنون۔ اور اتنی مرتبہ ہوئی ہے کہ میں گن نہیں سکتا۔ خدا جانے دو ہزار مرتبہ ہوئی ہو۔ اس سے غرض یہی ہے کہ تا جماعت کو معلوم ہو جاوے

کہ صرف اسبات پر ہی فریفتہ نہیں ہونا چاہئے کہ ہم اس جماعت میں شامل ہو گئے ہیں یا صرف خشک خیالی ایمان سے راضی ہو جاؤ - اللہ تعالےٰ کی معیت اور نصرت اُسیوقت ملے گی جب سچی تقویٰ ہو اور پھر نیکی ساتھ ہو۔

یہہ فخر کی بات نہیں کہ انسان اتنی ہی بات پر خوش ہو جاوے کہ مثلاً وہ زنا نہیں کرتا۔ یا اس نے خون نہیں کیا چوری نہیں کی۔ یہ کوئی فضیلت ہے کہ بُرے کاموں سے بچنے کا فخر حاصل کرتا ہے۔ دراصل وہ جانتا ہے کہ چوری کرے گا تو ہاتھ کاٹا جاویگا یا موجودہ قانون کے رو سے زندان میں جاوے گا - اللہ تعالےٰ کے نزدیک اسلام ایسی چیز کا نام نہیں ہے کہ بُرے کام سے ہی پرہیز کرے بلکہ جب تک بدیوں کو چھوڑ کر نیکیاں اختیار نکرے وہ اس روحانی زندگی میں زندہ نہیں رہ سکتا نیکیاں بطور غذا کے ہیں جیسے کوئی شخص بغیر غذا کے زندہ نہیں رہ سکتا - اسیطرح جب تک نیکی اختیار نکرے تو کچھ نہیں - قرآن شریف میں ایک جگہ ذکر کیا ہے کہ دو حالتیں ہوتی ہین - ایک حالت تو وہ ہوتی ہے - یشربون کان مزاجھا کافورا - یعنے ایسا شربت پی لیتے ہیں جسکو ملونی کافور ہو۔ اس سے یہ مطلب ہے کہ دنیا کی محبّت سے دل ٹھنڈا ہو جاتا ہے - کافور ٹھنڈی چیز ہے اور زہروں کو دبا لیتا ہے - ہیضہ اور وبائی امراض کیلئے مفید ہے - پس پہلا مرحلہ تقوےٰ کا وہ ہے جسکو استعارہ کے رنگ میں یشربون کاسًا مزاجھا کافورا - ایسے لوگ جو کافوری شربت پی لیتے ہیں - ان کے دل ہر قسم کی خیانت ظلم ہر نوع کی بدی اور بدخوئی سے دل ٹھنڈے ہوتے ہیں - اور یہہ بات انہیں طبعًا اور فطرتًا پیدا ہوتی ہیں نہ کہ تکلف سے وہ ہر قسم کی بدیوں سے بیزار ہو جاتے ہیں - یہہ سچ ہے کہ یہہ معمولی بات نہیں بدیوں کا چھوڑ دینا آسان نہیں - انجیل کا اکثر حصہ اسی سے پُر ہے کہ بُرے کام نکرو - مگر یہ پہلا زینہ ہے تکمیل ایمان کا - اسی پر قانع نہیں ہو جانا چاہیئے - ہاں اگر انسان اس پر عمل کرے اور بدیوں کو چھوڑ دے تو دوسرے حصّہ کے لئے اللہ تعالےٰ آپ ہی مدد دیتا ہے -

یہہ بات انسان منہ سے تو کہ سکتا ہے کہ میں بدیوں سے پرہیز کرتا ہوں - لیکن جب مختلف قسم کے بُرے کام سامنے آتے ہیں تو بدن کانپ جاتا ہے -

بعض گناہ موٹے موٹے ہوتے ہیں مثلاً جھوٹ بولنا - زنا کرنا - خیانت - جھوٹی گواہی دینا اور اتلاف حقوق - شرک کرنا وغیرہ - لیکن بعض گناہ ایسے باریک ہوتے ہیں کہ انسان ان میں مبتلا ہوتا ہے اور سمجھتا ہی نہیں - جوان سے بوڑھا ہو جاتا ہے مگر اسے پتہ نہیں لگتا کہ گناہ کرتا ہے - مثلاً گلہ کرنے کی عادت ہوتی ہے - ایسے لوگ اسکو بالکل ایک معمولی اور چھوٹی سی بات سمجھتے ہیں حالانکہ قرآن شریف نے اسکو بہت ہی بُرا قرار دیا ہے - چنانچہ فرمایا -

ایحب احدکم ان یاکل لحم اخیہ

خدا تعالےٰ اس سے ناراض ہوتا ہے کہ انسان ایسا کلمہ زبان پر لاوے جس سے اسکے بھائی کی تحقیر ہو اور ایسی کارروائی کرے جس سے اسکو حرج پہونچے۔ ایک بھائی کی نسبت ایسا بیان کرنا جس سے اس کا جاہل و نادان ہونا ثابت ہو یا اسکی عادت کے متعلق خفیہ طور پر بے غیرتی یا دشمنی پیدا ہو یہہ سب بُرے کام ہیں - ایسا ہی بخل - غضب - یہہ سب بُرے کام ہیں - پس اللہ تعالےٰ کے اس ارشاد کے موافق پہلا درجہ یہہ ہے کہ انسان ان سے پرہیز کرے اور ہر قسم کے گناہوں سے جو خواہ آنکھوں سے متعلق ہوں یا کانوں سے - ہاتھوں سے یا پاؤں سے بچتا رہے - کیونکہ فرمایا ہے -

لا تقف مالیس لک بہ علم - ان السمع والبصر والفؤاد کل کان عنہ مسئولا

یعنے جس بات کا علم نہیں خواہ مخواہ اسکی پیروی مت کرو - کیونکہ کان - آنکھ - دل اور ہر ایک عضو سے پوچھا جاویگا - بہت سی بدیاں صرف بدظنی سے ہی پیدا ہو جاتی ہیں - ایک بات کسی کی نسبت سنی اور جھٹ یقین کر لیا - یہہ بہت بُری بات ہے - جس بات کا قطعی علم اور یقین نہ ہو اسکو دل میں جگہ مت دو - یہہ اصل بدظنی کو دور کرنے کے لئے ہے - (باقی آیندہ)

ڈائری میں سے کچھہ

(از بدر)

آجکل کے ایک مشہور لیڈر قوم کا ذکر تھا کہ وہ کہتا ہے کہ ان دنوں مسلمان وعظ کی مجلس میں نہیں آتے لیکن اگر رنڈیوں کا راگ ناچ ہو تو وہاں خوب جمع ہو جاتے ہیں - حضرت نے فرمایا یہ بات درست ہے لیکن اس کا اصل باعث واعظین کیچالچلن ہے - آجکل کے وعظ کرنے والے ہی ایسے ہیں کہ وہ خود پرلے درجہ کے دنیا دار اور بے عمل اور بدکار ہیں - اور اُن کے وعظ میں نہ کوئی تاثیر ہے اور نہ کوئی لذت ہے اور نہ کوئی کشش ہے برخلاف اس کے رنڈیوں کے راگ میں خراب کاروں کے واسطے ایک لذت ہے گو وہ ظاہری ہے اور بدی کی طرف ہے - مگر لوگ ایک ظاہری لذت کیطرف کھینچے چلے جاتے ہیں - اگر واعظین کے وعظ میں کشش اور لذت ہوتی تو وہ سب کو کھینچکر اپنی طرف لے آتے - ہر ایک مصلح ریفارمر ولی نبی میں چار باتوں کا ہونا ضروری ہے - اوّل اسمیں ایک بصیرت ہو جس سے وہ علمی مسائل کو ایسے رنگ میں پیش کرے جس سے سننے والوں کو ایک لذت حاصل ہو - کیونکہ نامعقول بات سے انسان کے دل میں ایک خلش رہتی ہے اور معقول بات خواہ مخواہ پسندیدہ ہوتی ہے - اور اسمیں ایک لذت ہوتی ہے - جیساکہ شربت میں طبعًا ایک لذت محسوس ہوتی ہے - دوئم یہ کہ اسمیں ایک عملی طاقت ہو - خود عالم باعمل ہو - صدق و وفا اور شجاعت اسمیں پائی جاتی ہو کیونکہ جو شخص خود عمل کرنے والا نہیں اس کا اثر دوسروں پر ہرگز نہیں ہو سکتا - سوئم یہ کہ اس میں کشش ہو - کوئی نبی نہیں جسمیں قوت جاذبہ نہ ہو - ہر ایک مامور کو ایک قوت جاذبہ عطا کی جاتی ہے کہ وہ اپنی جگہ بیٹھا ہوا دوسروں کو اپنی طرف کھینچتا ہے اور لوگ اس کی طرف کھنچے ہوئے چلے آتے ہیں - چہارم یہ کہ وہ خوارق اور کرامات دکھائے اور نشانات کے ذریعہ لوگوں کے ایمان کو پختہ کرے - ان وعظ کرنے والے لوگوں میں ان باتوں میں سے کوئی ایک بات بھی نہیں پائی جاتی -

نادان لوگ کہتے ہیں کہ امام کی ضرورت کیا ہے سب لوگ نماز حج وغیرہ فرائض اپنی اپنی جگہ ادا کر رہے ہیں مگر یہ لوگ جھوٹ کہتے ہیں - فی زمانہ ان کے درمیان اندرونی خوبیاں اور نہ بیرونی - اللہ تعالےٰ نے جو انعمت علیھم میں ایسے لوگوں کا ذکر کیا - وہ انعامات ان کے درمیان کہاں پائے جاتے ہیں یہ لوگ تو خود ہی تاریکی میں پڑے ہوئے ہیں - اخلاق خراب ہیں - اعمال خراب ہیں - ایمان نہیں - دین صرف ایک رسم رہ گیا ہے جسمیں خالی استخوان ہے اور مغز نہیں - بیرونی حملوں کا یہ حال ہے کہ کوئی خاندان ایسا نہیں جس میں کوئی نہ کوئی مرتد نہ ہو گیا ہو - وہ جو مسلمانوں کے گھر میں پیدا ہوئے تھے اور جن کے کانوں میں لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ کا کلمہ پڑھا گیا تھا - اب گرجوں میں بیٹھکر ایک خدا کے ساتھ دوسرے اور تیسرے خدا بناتے ہیں اور مردوں کی پرستش کرتے ہیں - اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو (نعوذ باللہ) گالیاں دیتے ہیں اسلامی سلطنتوں کا یہ ہے کہ سب سے زیادہ فخر سلطان روم پر کیا جاتا ہے جو رات دن یورپ سلطنت سے خوف زدہ رہتا ہے اور بمشکل اپنی زندگی کے دن کاٹ رہا ہے وہ کونسی خوش قسمتی کی بات ہے جو اسوقت مسلمانوں کے درمیان پائی جاتی ہے - ہر پہلو سے ان کے حالات پر رونا آتا ہے ایک اہل رائے ان کے حالات سے بالکل نا امیدی ظاہر کرتا ہے -

دشمن بداندیش صرف عداوت کے سبب ہماری ہر بات اور ہر فعل پر اعتراض کرتا ہے کیونکہ اس کا دل خراب ہے اور جب کسی کا دل خراب ہوتا ہے تو پھر چاروں طرف اندھیرا ہی نظر آتا ہے - یہ نادان کہتے ہیں کہ وہ اپنی جگہ پر بیٹھے ہیں - اور کچھہ کام نہیں کرتے - مگر وہ خیال نہیں کرتے کہ مسیح موعود کے متعلق کہیں یہ نہیں لکھا کہ وہ تلوار پکڑے گا اور نہ یہ لکھا ہے کہ وہ جنگ کرے گا - بلکہ یہی لکھا ہے کہ مسیح کے دم سے کافر مریں گے یعنی وہ اپنی دعا کے ذریعہ سے تمام کام کرے گا - اگر میں جانتا کہ میرے باہر نکلنے سے اور شہروں میں پھرنے سے کچھہ فائدہ ہو سکتا ہے تو میں ایک سیکنڈ بھی یہاں نہ بیٹھتا - مگر میں جانتا ہوں کہ پھرنے میں سوائے پاؤں گھسانے کے اور کوئی فائدہ نہیں ہے - اور یہ مقاصد جو ہم حاصل کرنا چاہتے ہیں صرف دعا کے ذریعہ سے حاصل ہو سکیں گے - دعا میں بڑی قوتیں ہیں کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ایک بادشاہ ایک ملک پر چڑھائی کرنے کے واسطے نکلا - راستہ میں ایک فقیر نے اس کے گھوڑے کی باگ پکڑ لی - اور کہا کہ تم آگے مت بڑھو ورنہ میں تمہارے ساتھہ لڑائی کروں گا - بادشاہ حیران ہوا اور اس سے پوچھا - کہ تو ایک بے سروسامان فقیر ہے تو کس طرح میرے ساتھہ لڑائی کرے گا - فقیر نے جواب دیا کہ میں صبح کی دعاؤں کے ہتھیار سے تمہارے مقابلہ میں جنگ کروں گا - بادشاہ نے کہا کہ میں اسکا مقابلہ نہیں کر سکتا - یہ کہکر وہ واپس چلا گیا غرض دعا میں خدا تعالےٰ نے بڑی قوتیں رکھی ہیں خدا نے مجھے بار بار بذریعہ الہامات کے یہی فرمایا ہے کہ جو کچھہ ہوگا - دعا ہی کے ذریعہ سے ہوگا - ہمارا ہتھیار تو دعا ہی ہے - اور اس کے سوائے اور کوئی ہتھیار میرے پاس نہیں - جو کچھہ ہم پوشیدہ مانگتے ہیں - خدا اس کو ظاہر کر کے دکھا دیتا ہے - گذشتہ انبیاء کے زمانہ میں بعض مخالفین کو نبیوں کے ذریعہ سے بھی سزا دیجاتی تھی مگر خدا جانتا ہے کہ ہم ضعیف اور کمزور ہیں اسواسطے اس نے ہمارا سب کام اپنے ہاتھہ میں لے لیا ہے - اسلام کے واسطے اب یہی ایک راہ ہے - جسکو خشک ملا اور خشک فلسفی نہیں سمجھ سکتا - اگر ہمارے واسطے لڑائی کی راہ کھلی ہوتی تو اس کے لئے تمام سامان بھی مہیا ہو جاتے - جب ہماری دعائیں ایک نقطہ پر پہونچ جائینگی تو جھوٹے خود بخود تباہ ہو جائیں گے - نادان دشمن جو سیاہ دل ہے وہ کہتا ہے کہ انکو سوائے سونے اور کھانے کے اور کچھہ کام ہی نہیں - مگر ہمارے نزدیک دعا سے بڑھ کر اور کوئی تیز ہتھیار ہی نہیں - سعید وہ ہے جو اس بات کو سمجھے کہ خدا تعالےٰ اب دین کو کس راہ سے ترقی دینا چاہتا ہے -

تبلیغِ عام

[illegible] نبوی اور بعض آیات قرآنی سے ثابت [illegible] ملک اور کوئی سرزمین یا کوئی قوم اور کوئی [illegible] خداوند کریم نے ایسا نہیں چھوڑا کہ جس کی ہدایت کے واسطے کوئی ہادی نہ بھیجا ہو۔ اگرچہ اب بعض [illegible] بوجہ [illegible] کدورتوں یا کمی معلومات کے اس [illegible] رشد و ہدایت سے انکار کریں یا کسی اور تاویل سے اس سے منحرف ہوں لیکن اسلامی تعلیم اور قرآنی [illegible] سے ثابت ہے کہ خدا نے **کسی قوم اور کسی ملک** کو ہادی سے محروم نہیں رکھا۔

- - - - - - - - -

[illegible] جیسے ذات صمدی تمام قرنوں [illegible] ملکوں تمام مخلوقات کے واسطے رزاق ہے۔ اسیطرح [illegible] موجودات انسانی کے واسطے ہادی بھی ہے دینیات [illegible] جدا ہو کر بھی اگر اس بحث پر غور [illegible] تو نتیجہ نکل جاوے گا کہ ہر ایک قوم اور [illegible] کے واسطے کسی نہ کسی ہادی کا بھیجا جانا لازمی [illegible] اگر کوئی خدا ہے اور اوس سے سب مخلوق کا تعلق ہے یا وہ سب مخلوق کا خدا ہے تو ضرور ہے کہ

"وہ سب کا ہادی اور سب کا رہنما بھی ہو"

جس طرح ہم خدا کا وجود مان کر اور اسے رازق قرار دیکر اس سے انکار نہیں کر سکتے کہ

"وہ سب موجودات کا رازق ہے"

اسی طرح اس سے بھی انکار نہیں کر سکتے کہ

"وہ سب موجودات اور انسانی گروہوں کا ہادی بھی ہے"۔ اسکی وجہ کچھہ نہیں معلوم ہو سکتی کہ

"وہ شامیوں اور عربوں یا عبرانیوں اور بنی اسرائیل کے واسطے تو ہادی ہو لیکن ہندیوں اور ایرانیوں کے واسطے ہادی نہ ہو حالانکہ یہہ سب ملک اور سب قومیں اوسی کی پیدائش ہیں اگر یہہ کہا جاوے کہ جو ہادی شام میں آئے وہی دوسرے ممالک کیواسطے بھی ہادی تھے تو اس کا پورانی تاریخوں سے بمشکل پتہ چلتا ہے یا تو اون ہادیوں کا دوسرے ممالک میں آنا اور ہدایت کرنا ثابت ہونا چاہیئے اور یا یہ مان لینا ہوگا۔ کہ اون ملکوں اور اون قوموں میں یا تو کوئی ہادی دیا ہی نہیں گیا۔ اور یا دیا جاتا رہا ہے پہلی صورت نہیں مانی جاسکتی کیونکہ اوس سے خدا کی حکمت اور عام اصول پر اعتراض اور حرف آتا ہے ایک خاص ملک اور ایک خاص قوم کی تخصیص کی کوئی وجہہ ہونی چاہیئے جو اب تک پیش نہیں کی گئی جو لوگ یا جو قومیں اس تخصیص کے قایل ہیں اون کا ذمہ ہے

کہ اسکے وجوہات پر مدلل بحث کریں۔ اور اس پر روشنی ڈالیں کہ اس میں کیا کچھہ حکمت تہی۔

حضرت مسیح علیہ السلام نے اپنی پہلی وعظوں میں کہا ہے کہ میں صرف بنی اسرائیلی فرقوں کیواسطے ہی آیا ہوں اس سے بہی یہ پتہ لگتا ہے کہ اون کی یہ تخصیص صرف اس غرض سے یا ان معنوں میں تہی کہ دوسری قوموں یا دوسری جماعتوں کے واسطے کوئی اور ہادی ہوگا۔ یا اور ہادی ہونا چاہیئے دوسری بحث یہ ہے کہ

"دوسری قوموں اور دوسرے ملکوں میں ہادی دیا جاتا رہا ہے اور حجت ربانی پوری ہو چکی ہے"

اس کا ثبوت ان زندہ نظائر سے ہو سکتا ہے کہ جو قومیں اور جو ملک یا جو فرقے منکرین کے نزدیک خالی از تبلیغ عام خیال کئے جاتے ہیں اور اون کی نسبت یہہ کہا جاتا ہے کہ اون میں کوئی ہادی نہیں دیا جاتا رہا۔ اون میں بہی ایک مذہب اور ایک ملت پائی جاتی ہے۔ اور ایسی ملتوں یا ایسے مذاہب کی تعلیمات کا بہت سا حصہ اُن مذاہب اور اون ملل سے ملتا جلتا ہے کہ جن میں ہادیوں کی تبلیغ عام تسلیم کی گئی ہے اگر ہم یہہ تسلیم کریں کہ ایران یا فارس میں کوئی ہادی نہیں بہیجا گیا تہا۔ تو ہمیں زنداوستا کی تعلیم حیرانی میں ضرور ڈالے گی کیونکہ ژند کی تعلیم میں بہت سے ایسے مسائل یا ایسے شعبے پائے جاتے ہیں کہ جو سماوی مذاہب کے ساتہہ ملتے جلتے ہیں اسی طرح اور قوموں کی مذہبی تعلیمات کا حال ہے خدا نے انسانی جماعتوں کو دو طرح کی شریعتیں دی ہیں۔

(۱) ایک فطرتی شریعت۔

(۲) اور ایک ظاہری شریعت۔

ہم اس سے کبھی بہی انکار نہیں کر سکتے کہ فطرتی شریعت یا طبعی قانون ہر ایک جماعت اور ہر ایک فرقہ کو دیا گیا ہے۔ ایشیاء یورپ دونوں حصوں میں یہہ قانون دیا گیا ہے جب اس طبعی قانون میں کوئی تفریق اور کوئی کنجوسی نہیں کی گئی تو ظاہری شریعت یا ظاہری قانون کے دینے میں تفریق کی کیا ضرورت تہی۔

دونوں شرائع کا ایک ہی بانی اور ایک شارع ہے۔ کوئی وجہہ نہیں کہ دونوں کی تبلیغ میں کوئی تفریق تسلیم کی جاوے جو فرقہ اور جو مذہب اسپر زور دیتا ہے کہ خدا کی ہدایت اور رشد کا دروازہ ایک ہی جانب سے کہلا ہے۔ اور اوسکے واسطے کوئی دوسری راہ نہیں وہ درحقیقت خدا تعالے کے فیضان کو محدود کرتا ہے اور اپنے پر ہی نہیں بلکہ خود خدا پر بہی یہ بار ڈالتا ہے کہ کیوں اوس نے ایسی تفریق کی۔

اس صورت میں یہ کہنا پڑے گا کہ جو فرقہ یا جو مذہب اس تفرقہ کا مصدق یا حامی ہے وہ اپنے اندر صداقت عام نہیں رکہتا جسکی ایک مذہب حقہ کے واسطے سخت ضرورت ہے۔

بیشک یہہ کہا جاوے گا کہ سب مذاہب کا اصول امتیازی ایک ہی تہا اور اون کے موجودہ اختلافات بعد کی دست برد یا اغلاط کا اثر ہیں اور اون کی ایک مابعد کا مذہب وقت بوقت اصلاح اور ترمیم کرتا رہا ہے۔ لیکن اس سے کسی صورت میں بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ کوئی قوم اور کوئی فرقہ یا کوئی ملک خدا کی وحی اور ہدایت سے محروم نہیں رکھا گیا ہے خدا کی وحی اور ہدایت بارش کی مثال ہے جسطرح ہر ملک یا ہر طبقہ ارض میں کم و بیش بارش ہوتی ہے اسطرح ہر ملک اور ہر قوم میں وحی کا فیضان رہا ہے اور ہر قوم اوس سے اپنے اپنے وقت پر مستفید ہوتی رہی ہے حکومتوں اور بادشاہتوں کا تداول بہی خدا ہی کرتا ہے اور وحی کی حکومت بہی اوسی کے فضل سے ہوتی رہتی ہے۔

جو مذہب اپنی تعلیمات میں صادقوں کی تصدیق کرتا ہے اور خدا کی ہدایتوں کا میدان کسی خاص قوم پر تنگ نہیں کرتا ہے وہ اپنے اندر خالص سچائی رکھتا ہے اور ہر ایک مذہب گذشتہ کے مقابلہ میں ایک انصاف سے رائے زنی کرتا ہے اور جو مذہب اسکے خلاف وعظ کرتا ہے وہ دائرہ ہدایت کو تنگ بناتا اور خدا کی وحی کو محدود کرتا ہے

ایسا مذہب کس طرح اپنے آئین یا اپنے قانون اس ایک وسعت کے ساتہہ دوسروں کے سامنے پیش کر سکتا ہے کیونکہ جب وہ خدا کی وحی کا دائرہ صرف ایک دو تین چار میں ہی محدود کرتا ہے تو اوس تحدید سے اب کیونکر باہر جا سکتا ہے اسلام کی تعلیمات سے ثابت ہے کہ وہ اس بارہ میں بمقابلہ اور مذاہب کے بالکل یا پوری آزادی سے تعلیم دیتا ہے۔ وہ واجبی اصولوں کی پابندیوں سے اون تمام بزرگوں کی تصدیق اور تائید کرتا ہے جو اوس سے پہلے گذر چکے ہیں۔ خواہ سرزمین شام اور عرب میں ہوں اور خواہ یروشلم اور ہندوستان و حبش میں وہ پوری وضاحت اور جوش سے خدا کی تبلیغ عام کی تائید اور تصدیق کرتا ہے اس بارہ میں اسلام نے جس بے تعصبی اور جس آزادی سے کام لیا ہے وہ اوس کا حصہ ہے وہ سب سے مابعد آکر خالص اور صادقوں پر شہادت دیتا ہے اور اون کی دلائل و براہین سے تصدیق کرتا ہے۔ اگر سب سے پیچھے آنے والا مذہب پہلوں سے انکار کر دیتا تو کر سکتا تہا۔ لیکن اسلام نے یہ مسلک اختیار ہی نہیں کیا اوسے جہاں جہاں حق اور حق کا نظارہ صادق اصولوں کی پابندی سے ملا اوسکی اوس نے پوری تصدیق کی ہے۔ یہودیوں کے ہوتے اگر اسلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت سے انکار کرتا تو یہودیوں سے بہت کچھہ منافرت کم ہو سکتی تھی لیکن اسلام نے یہودیوں کی جو بہر بہی پروا نہیں کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت اور رسالت کا اوسی طرح اقرار اور اثبات کیا کہ جیسے خود عیسائی (سوا اسکے صورت تثلیث) کرتے تھے۔

شامی نبوتوں کی تصدیق پر ہی کفایت نہیں کی ہندی۔ ایرانی۔ اوتاروں۔ نبیوں ریفارمروں کی تائید اور تصدیق سے بہی انکار اور اعراض نہیں کیا۔

عیسائیوں کے ساتہہ صرف یہ مخالفت کی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدا کے برگزیدہ معزز رسول ہیں لیکن اکلوتے بیٹے نہیں ہیں۔ ہندی اور ایرانیوں سے بت پرستی پر مناقشہ کیا جو کہ ان میں واقعتاً پائی جاتی تہی۔ اور جس کے دور کرنے کے واسطے خود مذہب والوں نے ہی کوششیں شروع کر رکھی ہیں اور اندرونی مناقشے چہوڑ صرف یہی ایک طریق عمل بانی اسلام کی عظمت پر دلیل واثق اور برہان قاطع ہے۔ اور ایسی حجت سے اسلام ہی اس قابل ہے کہ وہ سب مذاہب کا خالص جوہر قرار پاکر تسلیم کیا جاوے اور بلا تصدیق حضرت رسول اللہ عربی کے مذہب پرستی باطل قرار دی جاوے۔

افسوس باوجود اسکے بہی بعض قومیں اس محترم رسول عربی کا نام نہایت ہی گستاخی اور بے ادبی سے لینا ایک مذہبی ڈیوٹی سمجھتی ہیں اون کا وطیرہ اونہیں سلامت رہے مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ تمام دوسری قوموں کے ہادیان کا نام احترام اور عزت سے لیں اور انہیں علیہ السلام کے جملے سے یاد کریں۔

راقم مسلمان

اطلاع

اخبار سب خریداران کے نام وقت مقررہ پر دفتر سے روانہ ہوتا ہے۔ جس صاحب کو کوئی پرچہ نہ ملے اوسکو چاہیئے کہ جو پرچہ نہیں پہونچا وہ پرچہ اخبار کی اگلی اشاعت تک طلب کرے۔ ورنہ بعد میں وہ پرچہ مطلوبہ نہیں ملے گا۔

منیجر

نظم زلزلہ کی تائید

لاہوری اخبار نے حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والصلوٰۃ کی نظم زلزلہ کی جو تردید شائع کی تہی اسکے دو جواب پہلے شائع ہو چکے ہیں مگر آج تیسرا جواب ہم پہلے سے زیادہ خوشی اور فخر سے شائع کرتے ہیں اسلئے کہ یہ میرے معزز عزیز اور مخدوم زادہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب ایدہ اللہ الاحد نے لکہا ہے۔ امید ہے ناظرین کو فائدہ دیگا۔ کاش پیسہ بہی اسے شائع کرے۔

ایڈیٹر

جہان چند آدمی ملکر بیٹھینگے ضروری ہے کہ ان میں کوئی بدروح بہی ہو کیونکہ جیسے نیکی کا اثر خدا کیطرف سے نیک روحوں پر پڑتا ہے ویسا ہی کچہ خبیث اثر بدروحوں کا بہی ہونا ضروری ہے۔ بلکہ یہ زیادہ ہوتا ہے۔ کیونکہ انسان کی فطرت کمزور ہے۔ اس لئے جب اسے کچہ سبز باغ دکہائے جائیں تو فطرت غالب ہے کہ وہ اپنے جامہ عقل و خرد کو چاک کرکے اوس آواز کی طرف جوکہ اسکو ایک تاریک گڑہے کی طرف بلاتی ہے چلا جائے۔ مگر جسکو خدا توفیق دے۔ اور مشاہدہ ایسا ہی ثابت کرتا ہے۔ کیونکہ ہمیشہ اور ہر زمانہ میں منافق اور فاسق فاجر زیادہ ہوتے ہیں اور خدا کی پرستش کرنے والے اور حق کی باتوں سے بچنے والے بہت ہی کم ہوتے ہیں۔ یہانتک کہ ہمارے نبی کریم کے زمانہ میں بہی جنکی قوت قدسیہ سب سے بڑہی ہوئی ہے صرف ایک لاکہ چوبیس ہزار آدمی ہی ایسے نکلے جنہوں نے کہ خدا کی آواز کو سنا اور قبول کیا۔ ہاں! یہ ضروری امر ہے کہ جب خدائی آواز آئے تو اسکے مقابل میں ایک شیطانی آواز بہی آئے جوکہ انسان کو اوس نیک کام کی طرف جسکو وہ اختیار کرنیوالا ہو روکنے کی کوشش کرتی ہے۔ اسوقت اوسکا تازہ نمونہ ہمارے سامنے پیش ہے کیونکہ جب حضرت مسیح موعود نے ایک عظیم الشان زلزلہ کی خبر خدائی علیم و خبیر سے پاکر دنیا میں شائع کی تاکہ پیشتر اسکے کہ عذاب آئے حجت قایم کردی جائے تاکہ کفار کا قیامت کے دن یہ عذر نہ رہے۔ کہ ہم نے وہ آوازیں نہیں سنی جس نے ہمکو نیکی کی طرف بلایا ہو اور تاکہ شاید کوئی نیک روح اس سے متاثر ہوکر اس عذاب عظیم سے بچ جائے۔ لیکن اس غمخواری و دلسوزی کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس روحانی آواز کے مقابل میں ایک شیطانی آواز بہی اٹہی جس نے کہ چاند پر غبار ڈالنے کی بہت کچہ کوشش کی لیکن کیا یہ ممکن ہے کیا کبہی اس سے پہلے ایسا ہوا۔ ہاں کیا کوئی بتا سکتا ہے کہ اس سے پہلے انبیاء کی دنیا میں کوئی نظیر ملتی ہے نہیں ہرگز نہیں۔ ورجنہوں نے ایسا کیا انہوں نے اپنی سزا پالی اور وہ جو ایسا

کرنا چاہتے ہیں یا کرینگے یا جنہوں نے اس زمانہ میں ایسا کیا ہے تنزور ضرور اپنے کئے کو پہونچ گئے۔ اور وہ خدا جس کے ہاتہہ میں سب کچہ ہے انکو سزا دئیے بغیر نہیں رہیگا۔ کیونکہ انہوں نے اسکے مامور کی مخالفت کی ہے پس وہ غیور خدا اپنے دوستوں کی ہتک گوارا نہیں کریگا۔ میرا مطلب اسوقت اس شخص سے ہے جس نے کہ پچہلے دنوں میں زلزلہ کی پیشگوئی کی مخالفت میں اسی طرح پر کہ جس پر حضرت صاحب نے شعر کہے تہے اور پہلے زلزلہ کی پیشگوئی کا اعلان کیا تہا اور لوگوں کو اس عذاب کے دن سے بچنے کیلئے نصیحت کی تہی ایک غزل زلزلہ کی مخالفت میں پیسہ اخبار میں شائع کرائی اور بڑے زور کے ساتہہ اس نے چاہا کہ یہ امت جو کہ کبہی بڑے بڑے انعاموں کی مستحق رہ چکی ہے اب اس عذاب کو بہی بہگتے اور ایسا نہ ہو کہ اس دن سے پہلے یہ بیدار ہو جائے خدا اون کے ارادے کو پورا ہونے ندے میرے چند دوستوں نے اسکا جواب لکہا ہے اور خوب لکہا ہے۔ میں نے بہی چند اشعار اوسکی غزل کی رد میں کہے ہیں اور اس لئے کہ شاید کسی کو ان سے فائدہ پہونچے۔ شائع کرتا ہوں۔ بہتر ہو کہ پیسہ اخبار بہی اسکو اپنے اخبار میں شائع کردے۔

نظم

محمود احمد

مثل ہوش اڑ جائینگے اس زلزلہ آنیکے دن
باغ احمد پر جو آئے ہیں یہ مرجہانے کے دن
یہ نہیں ہیں جہوٹی باتوں پر پہول اترانیکے دن
ہوش کر غافل کہ یہ دن تو ہیں گہبرانیکے دن
سختیوں سے جب جائیگی تو جاگے گی یہ قوم
اے غبی ہرگز نہیں یہ تلوے سہلانے کے دن
مہدی آخر زمان کا ہو چکا ہے اب ظہور
ہیں بہت جلد آنے والے دین کے پہیلانیکے دن
یہ شرارت سب ڈہنکی رہ جائیگی جب وہ خدا
ہوش میں لائیگا تم کو ہوش میں لانیکے دن
طوطے اڑ جائینگے ہاتہوں کے تمہارے غافلو
اس خدائے عزوجل کے ... دکہلانیکے دن
اک جہاں مانیگا امر ... خیر الرسل
اب ہیں تہوڑے ... گئے اس دین کے جہٹلانیکے دن
... سب عشق یار واور فکر دیں کرو
آجکل ہرگز نہیں ہیں پاؤں پہیلانیکے دن
کچہہ صلاحیت جو رکہتے ہو تو حق کو مان لو
یاد رکہو دوستو یہ پہر نہیں آنے کے دن
کبر و نخوت سے خدارا باز آؤ تم کہ اب
جلد آنے والے ہیں وہ آگ برسانیکے دن
امت مرحوم میں ہونے سے تو خوش ہے عزیز
پر میں سچ کہتا ہوں ہیں یہ خون دل کہانیکے دن
جسکے لئے یہ نام پایا تہا نہیں باقی وہ کام
اب تو اپنے حال پر ہیں خود ہی شرمانیکے دن
لوگونکو غفلت کی تو ترغیب دیتا ہے مگر
بہولجائیگا یہ سب کچہہ اس سزا پانیکے دن
کس لئے خوش ہے یہ تجکو بات ہاتہہ آئی ہے کیا
یہ نہ خوش ہونیکے دن ہیں بلکہ بہر آنیکے دن
مہدی آخر زمان کا کسطرح ہوگا ظہور
جب نہ آئینگے کبہی اس دین کے اوٹہ جانیکے دن
بات یہ وہم و گمان میں تیرے گر کچہہ بہی ٹہیک
آچکے تب تو مسیح وقت کے آنے کے دن
کچہہ بہی گر عقل و خرد سے کام تو لیتا تو یہہ
دین میں ہیں جو پڑے ہیں انکے سلجہانیکے دن
تو تو ہنستا ہے مگر رو رہا ہوں میں اس فکر میں
وہ ہیں اس دنیا سے اکدنیا کے اٹہ جانیکے دن
جلد کر توبہ کہ پچہتانا ہی پہر ہوگا فضول
ہاتہہ سے جاتے رہینگے جبکہ پچہتانیکے دن
اک قیامت کا سماں ہوگا کہ جب آئینگے وہ
مال کی ویرانی کے اور جان کے جانیکے دن
گوکہ اس دن پہیل جائیگی تباہی چار سو
جبکہ پہر آئینگے یار و زلزلہ آنیکے دن
پہر بہی مژدہ ہے انہیں جو دین کے غمخوار ہیں
کیونکہ وہ دن ہیں یقیناً دین کے پہیلانیکے دن
یا مسیح الخلق عدوانا پکار اٹہینگے لوگ
خود ہی منوالیگا سب سے یار منوانیکے دن
ہے دعا محمود کی تجہہ سے مرے پیارے خدا
ہو محافظ تو ہمارا خون دل کہانیکے دن

امرتسر کے ڈاکخانہ میں یوروپین پوسٹماسٹر ہونا چاہیے

میں گذشتہ اشاعت میں بتا چکا ہوں کہ بابو متہرا داس صاحب کو امرتسر کے ہیڈ آفس سے تبدیل کرنا ضروری ہے۔ اگرچہ میں نے افسران بالا دست کی غور کے لئے ضروری امور پیش کئے ہیں اور وہی کافی تہے۔ لیکن جب تک اس معاملہ کا کلی فیصلہ نہ ہولے میں اپنا فرض سمجہتا ہوں کہ اس معاملہ پر سلسلہ مضامین جاری رکہا جائے۔ اور اگر صاحب سپرنٹنڈنٹ امرتسر ڈویژن اس امر کو پوسٹماسٹر جنرل تک نہ پہونچائیں گے تو مجہے غالباً اسپر زیادہ زور دینا پڑے گا۔ چونکہ مسٹر رچرڈسن نئے نئے سپرنٹنڈنٹ آئے ہیں اور کچہہ تعجب نہیں کہ بابو متہرا داس صاحب انسے عرض معروض کرکے اس معاملہ کو دبانے کی سعی کریں۔ مگر میں مسٹر رچرڈسن کی انتظامی قابلیت اور معاملہ فہمی کو ایسا نہیں سمجہتا کہ وہ اس کو دبائیں بلکہ وہ امر حق کی تفتیش کرینگے۔ اور ایسا نتیجہ ظاہر کرینگے۔ جو ہر طرح سے قابل اطمینان ہو۔ بابو متہرا داس کی انتظامی قابلیت کے متعلق شاید اس امر کا ظاہر کرنا بے سود نہ ہوگا۔ کہ معمولی دفتر کی صفائی کے متعلق آپ کا یہہ حال ہے کہ خاکروب اسوقت آکر خاک اڑاتا ہے جبکہ دفتر کا وقت ہو جاتا ہے حالانکہ صفائی ایسے وقت ہو جانی چاہیے جب کہ دفتر میں کام نہ ہو رہا ہو مگر یہہ اصلاح تو تب ہو جب کوئی نگرانی کرے۔ بابو صاحب شاید اپنی باریک بین نظر کے لئے اسے مفید سمجہتے ہوں کہ گرد

دغبار اڑ کر تنفس کے ذریعہ کلرکوں کے شش میں مرض تنفس پیدا کرے اور لوگوں کو اندہا کرے۔ کپڑے تباہ کرے۔ اور بابو صاحب اسطرح پر بہلی کا تماشا دیکہا کریں یہہ تو چہوٹی چہوٹی باتیں ہیں جو معمولی آدمی بہی نظر انداز نہیں ہونے دیتا۔ مجہے یہ بہی معلوم ہوا ہے کہ بابو صاحب کو ضعف نظر کی بہی غالباً شکایت ہے (خدا کرے یہ ایسا نہو) اگر یہ سچ ہے تو پہر تو اور بہی مشکلات کا سامنا ہے۔

ان ساری باتوں کے علاوہ آپ خدا کے فضل سے **تعصب** کے بہی پتلے ہیں میں نے ایک مسلمان امیدوار کا حشر بتایا تہا کہ وہ امیدوار ہوکر کام سیکہنے گیا آپنے اسے پنکہا کشی پر لگا دیا۔ اور یوں اسکے منحوس وجود سے آپنے رہائی پائی۔

ہندو کلرکوں کے ساتہہ آپ کی شفقت اور مہربانی کا اسی سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ اگر کوئی مسلمان کلرک رخصت کی درخواست کرے خواہ اسکا کوئی عزیز بچہ بہی فوت ہو جاوے تو اسے بمشکل ایک دن کی رخصت ملے لیکن ہندو کلرک ہو تو دس دن کی بہی مل جاتی ہے۔ اب ایک اور ہندو کلرک کو دس دن کی رخصت بدوں کسی قائمقام آدمی کے دیدی گئی ہے اور پوسٹماسٹر صاحب نے خود ہی کام کرنیکا ذمہ لیا ہے۔ اگر امرتسر کے ڈاکخانہ میں ایسا ہی کم کام ہے کہ بدوں قائمقام کے کلرک رخصت لے سکتے ہیں تو پہر کیوں عملہ کو کم نہ کیا جاوے اور پوسٹماسٹر صاحب خود ذمہ لیتے ہیں تو شاید کام ان کے پاس بہی کم ہو۔

میں اس مضمون پر اگلی اشاعت میں کہولکر لکہونگا۔ اور ان کے تعصب کے کارنامے افسران بالا دست کے سامنے رکہدونگا۔ شاید اسکے جواب میں وہ یہ کہیں کہ میں ہندو مسلمانوں کو ایک نظر سے اسلئے نہیں دیکہہ سکتا کہ میں **کانا** نہیں ہوں تو بے شک میرے پاس اسکا جواب نہیں اور میں صلاح نہیں دیتا کہ وہ اپنی آنکہہ پہوڑلیں۔ بلکہ میں تو انہیں ضعف بصر کیلئے پہلے ہی سرمہ نور العین کے استعمال کی رائے دونگا تاکہ تمام امور پر وہ پوری توجہ کرسکیں۔ (باقی آیندہ)

وہی بابو کالو رام انسپکٹر

بابو کالو رام انسپکٹر کے شرمناک واقعہ کے اظہار کے بعد میں

منتظر ہوں کہ حکام بالا اسپر کیا نوٹس لیتے ہیں میں نے پی۔ ایم۔ جی۔ اور سپرنٹنڈنٹ صاحب کو اپنی چٹہیوں کی ساتہہ اخبار بہیجدیا ہے۔ اور مجہے امید ہے کہ وہ اس معاملہ کو روز روشن میں لائینگے میرے پاس ایک خطرناک شکایتوں کا طومار کالو رام انسپکٹر کے متعلق پہونچا ہے جسکو اگلی اشاعت میں درج کرونگا فی الحال بابو کالو رام صاحب سے ایک سوال پوچہنا ضروری ہے کیونکہ اس سوال کے جواب سے ایک عجیب معما حل ہونیوالا ہے۔

سوال۔ کیا بابو کالو رام صاحب بتا سکتے ہیں کہ انہوں نے رتن سنگہ چٹہی رسان انبالہ کو کبہی اور سیر نہانے کا وعدہ کیا ہوا اور ایفاء وعدہ کی شرط کیا تہی؟

کیا موضع جمیارتی میں دہو بیونکی کسی لڑکی کے متعلق کوئی معاملہ ایسا پیش آیا جس میں پولیس تک نوبت پہونچی۔ اس معاملہ بانفصیلمین

مسلمانوں کا قدیم علمی لٹریچر

اخلاق حسنہ کا فقدان قومی تنزل کا لازمی نتیجہ ہے مسلمانوں نے حکومت کھوئی عزت برباد کی - اور تنزل کو جبر باد کہا - اسمیں شک نہیں کہ یہ بڑی نعمتیں تھیں جو ہماری نااہلیت اور غفلت پر قربان ہوگئیں - مگر یہانتک بھی کچھ زیادہ افسوس کا مقام نہ تہا - حکومت کس قوم کے پاس ہمیشہ رہی ہے جو ہمارے پاس رہتی - بارہ سو برس کی پولٹیکل کمائی ہمارے لئے کچھ کم نہیں ہے - لیکن افسوس تو اسپر ہے کہ علم اور علم کے ساتھ غیرت - حمیت اور علمی ذوق و شوق کی وہ معنوی دولت بھی ہم نے ضائع کر دی جس پر تیرہ سو برس سے مسلمان تنہا قابض تھے - اس سے بھی بڑھکر بیغیرتی اور غفلت کا کوئی نمونہ ہو سکتا ہے - کہ اسلاف کی مدت العمر کی علمی کمائی اغیار کے دست تصرف میں ہے - اور ہم خالی ہاتھ اُن کا مُنہ تک رہے ہیں ؟ عربی کی وہ نادر الوجود کتابیں جن پر اسلام کو فخر و ناز ہے مستشرقین فرانس کی اکاڈیمی - اور برٹش میوزیم میں ہماری غفلت پر رو رہی ہیں - اور ہم بد قسمت اُن کے قابل عزت ناموں سے بھی بے خبر ہیں - اورینٹل کانفرنس کا قصہ کس کو سنائیں جرمنی اور فرانس کے مستشرقین کی جانفشانیوں کے فسانے کس کے آگے دُہرائیں - کون ہے جو اسلاف کے کارناموں کی یاد کو اپنے دماغوں میں جگہ دیتا ہے ؟ اور کون ہے جو اسلامی لٹریچر کی عدیم النظیر خصوصیات کا دلدادہ ہے ؟ تاریخ ادب اور فلسفہ و طبعیات کی وہ کتابیں جو بقول "موسیو سیدیو" کے اسلام کے عدیم المثال تمدنی اثر کی حیرت انگیز یادگاریں ہیں" کن کی کوششوں کی بدولت ہم تک پہنچی ہیں اطلبوا العلم کے مخاطبین کی کوشش سے یا الجمال لذة امر التقوی کے حاملین کی محنت سے آ آہ ! مسلمانوں کی سوئی ہوئی غیرت کو کیونکر جگائیں ؟ کہ زمانہ کے انقلاب سے اب آخر الذکر صورت کو تسلیم نہ کرنا محسوسات کا انکار کرنا ہے یورپ نے اسلامی لٹریچر کی جو خدمتیں کی ہیں اُنکی تفصیلی شرح کیلئے مستقل آرٹیکل کا انتظار کرو - اگر صرف جرمن کی علم پرستی کا ایک منظر دیکھنا چاہتے ہو تو آؤ ! احمد زکی بک کی زبان سُن لو !

"جرمنی کے مستشرقین کو یورپ بھر میں یہ امتیاز حاصل ہوکہ اسلامی لٹریچر کی جیسی خدمت انہوں نے کی ہے اسکی نظیر یورپ نہیں پیش کر سکتا - اگر سوال کیا جائے کہ علوم عربیہ کا بیسویں صدی میں حقیقی محسن کون ہے - تو جواب میں یہی آواز آئے گی کہ جرمنی اور جرمنی کے علم پرست علماء اسلام کا اصلی عنصر قرآن مجید ہے - اور اسلام کا اصلی خادم وہ ہی ہے جو اس مقدس کتاب کی خدمت انجام دے - تمغہ توحید پر فخر کرنیوالے ابھی خواب غفلت سے چونکے بھی نہیں تھے کہ الوہیت مسیح کا دم بھرنے والے جرمنی مستشرقین نے سب سے پہلے ۱۶۹۴ء میں لیبزگ سے قرآن مجید کا پہلا ایڈیشن شایع کیا - پھر ۱۸۳۴ء سے ۱۸۵۸ء تک پانچ مختلف ایڈیشن اور چند عشرے کے ایڈیشن جرمنی نے چھپکر شایع کئے آخری ایڈیشن علامہ فلوگل کی کوششوں اور جانفشانی کا نتیجہ ہے جسکے ساتھ منظر انڈکس نجوم الفرقان شامل ہے -

قرآن مجید کے بعد اسلامی لٹریچر میں علوم القرآن کا درجہ ہے اور علوم القرآن کی روح و روان علم التفسیر ہے - سب سے پہلے جرمنی علماء نے تفسیر بیضاوی کو مختلف تفسیروں میں سے انتخاب کیا - نو برس اسکی تصحیح اور انڈیکس کی ترتیب میں صرف کئے - اور ۱۸۴۸ء میں معہ مطول فہرست کے لیبزگ سے چھپکر شایع ہوئی - بیضاوی کی یہ فہرست ایک عدیم النظیر انڈکس ہے جس میں اصطلاحات اسماء الرجال اسماء النساء - اسمائے الکنہ - اور احادیث کے الگ الگ باب ہیں - اور پوری تفسیر کا مکمل خلاصہ ہے -

علوم القرآن کے بعد تیسرے درجہ پر علوم الحدیث ہیں اور حدیث میں اصح الکتب جامع صحیح بخاری ہے - اسکی اشاعت کا شرف بھی جرمنی کے علما نے حاصل کیا - سب سے پہلی ۱۸۶۳ء میں اس مقدس صحیفہ کا پہلا ایڈیشن جرمنی سے چھپکر دنیا تک پہونچا جسکے ساتھ مطول انڈکس - دیباچہ اور مصنف کی لائف جو مطبوعات یورپ کی خصوصیات میں مستشرقین جرمنی کے علمی جانفشانی کا ثبوت دے رہے ہیں سلہ

یہ حال تو مذہبی لٹریچر کا ہے جرمنی کے علماء نے مسلمانوں کے علمی ذخیرہ کے ساتھ جو سلوک کیا ہے اب اُسکی بھی مختصر سرگذشت سُن لو -

ایک ہزار برس کے مسلسل محنت اور جانفشانی سے مسلمانوں نے جو علمی ذخیرہ مہیّا کیا تہا یقیناً برباد ہو جاتا - اگر یورپ اور بالخصوص جرمنی کے علماء اسکی حفاظت پر آمادہ نہو جاتے - بغداد کا نامی ذخیرہ المقتدر باللہ کے منحوس زمانہ میں منتشر ہوگیا پھر تاتاری دلیو کے حملے نے بیت الحکمۃ کا خزانہ برباد کر دیا - اندلس کا علمی ذخیرہ بھی اسی طرح وحشی یورپ کی دستبرد سے نہ بچ سکا لیکن موجودہ یورپ کی ہمالہمتی نے ڈھونڈ ڈھونڈ کر ایک ایسا عظیم الشان ذخیرہ لغت جمع کر دیا ہے جسکی ان بربادیوں کے بعد دنیا کو توقع نہیں ہو سکتی تہی - تاریخ - ادب - فلسفہ طبعیات - ریاضی کی وہ بے بہا کتابیں - جن کے الگ کر دینے کے بعد اسلام کا علمی کچکول بھی خالی ہو جاتا ہے صرف یورپ اور بالخصوص جرمنی کی کوششوں سے آج دنیا میں مسلمانوں کے کارناموں کی شہادت دے رہے ہیں علوم کی کسی عربی کتاب کا نام لو - اور خاموشی کے ساتھ انتظار کرو کہ جیب کس منطقہ کا نام لیتا ہے ؟ یہی آواز کانوں میں آئیگی کہ یورپ نے ڈھونڈھ کر شایع کی جرمنی نے تلاش کر کے دنیا تک پہنچائی " جرمنی کی اورینٹل اکاڈیمی اور عام مستشرقین اسوقت تک جسقدر عربی کتابیں شایع کر چکے ہیں انکی مختصر فہرست بھی اس لیڈر میں نہیں سما سکتی -

تاریخ میں الآثار الباقیہ للبیرونی - تاریخ کبیر طبری - الطوال دینوری یعقوبی تاریخ مکہ فاکہی فتوح البلدان بلاذری - التنبیہ و الاشراف مسعودی وہ کتابیں ہیں - جنکا ضائع ہونا اسلامی تاریخ کی بڑی کمی تہی مگر جرمن علماء کی کوششوں کی بدولت آج ہمارے سامنے موجود ہیں -

جغرافیہ میں احسن التقاسیم فی معرفۃ الاقالیم مقدسی الجبال و الامکنہ و المیاہ زمخشری - مراصد الاطلاع - مسالک الممالک اصطخری معجم البلدان حموی الادریسی وہ کتابیں ہیں - جو مسلمانوں کی جغرافیہ دانی کا دنیا کو ثبوت دیتی ہیں کس کی کوشش سے شایع ہوئیں ؟ جرمنی کی کوشش سے - افسوس کہ ہم نے ان کو ضائع کر دیا تہا -

سفرناموں میں رحلہ ابن جبیر - ابن الحائک - عجایب الہند المکتبۃ الصقلیہ - ابن البطوطہ وہ سفرنامے ہیں جو اس امر کا زندہ ثبوت ہیں کہ گذشتہ زمانہ کے مسلمانوں نے کس طرح دنیا کے مختلف حصوں کی سیاحت کی - اور کس طرح علمی ذوق و شوق نے اُن کو اُن مقاموں تک پہنچایا جہاں انسان کی رسائی اُنیسویں صدی کی خصوصیات میں تسلیم کی جاتی ہے -

اسی طرح ادب میں اخبار العصر - قصیدہ ابن عبدون - الاذات اسرار العربیہ - کتاب الاضداد - شرح مفصل - الاغانی دیوان صریع الغوانی - دیوان علقمہ - النحل - طبقات الشعراء - المفضلیات اور اسی قسم کی بیسیوں کتابیں ہیں جو صرف جرمنی علماء کی کوششوں کی بدولت بربادی سے محفوظ رہ گئیں - علمائے جرمنی کی کوششوں سے اسوقت تک تقریباً ستر کتابیں عربی کی شایع ہو چکی ہیں سلہ

یورپ کے بعد اگر کسی دوسرے ملک نے عربی لٹریچر کی خدمت کی ہے تو وہ شام کا مشہور شہر بیروت ہے - بیروت کے رومن کیتھولک عیسائیوں کو عربی زبان اور عربی لٹریچر سے عجیب ذوق اور دلچسپی ہے - شعرائے جاہلیت اور مسیحی مصنفین کی کتابیں زیادہ تر بیروت ہی کے مسیحی علماء نے شایع کی ہیں جن میں لطافت طبع انڈکس - دیباچہ وغیرہ مطبوعات یورپ کی متعدد خصوصیات ایک حد تک جمع کی گئی ہیں - غرضکہ عربی لٹریچر کی اگر خدمت کی ہے تو مسیحی دنیا نے نعرہ توحید کے بلند کرنے والے غفلت کی میٹھی نیند سو رہے ہیں -

مصر نے صرف ... اور تفسیر مدارک - اور عقائد نسفی کے ساتھ فتوح البلدان اور دلائل الاعجاز بھی سرہان کبیر کے سائے میں چھپنے لگی ہیں - یورپ کی کوششوں سے ہم بیخبر ہیں لیکن مصر و شام کو تو دار الطبع ہونے کی حیثیت سے اچھی طرح پہچانتے ہیں - آہ آئی کی - بار دولت روشناس نہیں - مگر فتنا و انے ہندیہ " کے ٹائیکل ہیج نے تو مصر سے روشناس کر دیا ہے پھر مصر و شام ہی کی علمی خدمات سے فایدہ اُٹھاتے - مگر افسوس کہ علماء ... مصر کے جدید علمی ذخیرہ سے بھی غافل ہیں - فقہ و عقائد کی معدودے چند کتابیں ہیں جن پر علماء کی قوت بصارت صرف ہوتی ہے - شب و روز بے نتیجہ قیل و قال اور کفر تکفیر کا شغل رہتا ہے اور اسی مذاق کو وراثت انبیاء کے استحقاق کی کافی ضمانت سمجھتے ہیں - یہ ایک ضروری سوال ہے کہ علماء میں باریک بینی - دقیقہ سنجی - اور صحیح تصنیفی مذاق کیوں نہیں پیدا ہوتا ؟ اسکے جواب میں یہ کہنا ایک حد تک صحیح ہے کہ مغربی مذاق سے بے خبری تصنیف و تالیف کی منزل سے ہمیشہ دور رکھتی ہے - مگر ایک بڑی وجہ علمی تصنیفات سے ناواقفیت بھی ہے جو اسلاف کی دقیقہ سنجی - وسعت نظر اور علمی مذاق کا ذخیرہ ہیں مختصر المعانی اور مطول کی ورق گردانی کیونکر تام بلاغت کا صحیح مذاق پیدا کرے - جبکہ اسرار البلاغت اور دلائل الاعجاز سے ہمارے علماء کی آنکھیں نا آشنا ہیں - علماء کی تنگ خیالی بہت جلد دور ہو جائے - اگر مغربی لٹریچر نہ سہی صرف قدماء کی اون تصنیفات ہی کا مطالعہ کریں - جو خوش قسمتی سے مصر میں چھپ کر شایع ہو چکی ہیں مگر غفلت اور بیخبری کا تسلط یہانتک بڑھا ہوا ہے کہ ہمارے علماء کو اُن کتابوں کے نام بھی نہیں معلوم ..... درس نظامیہ" کی کڑی منزلوں کو طے کر لینا علمی ترقی کی انتہائی منزل ہے جس کو علماء مدت ہوئی طے کر چکے ہیں -

باریک بینی - دقیقہ سنجی اور صحیح علمی مذاق اُسی وقت پیدا ہو سکتا ہے جب تھوڑے سے مغربی مذاق کے ساتھ بہت زیادہ عربی کا صحیح مذاق ہو - ہندوستان میں اسوقت تک علمی تصنیفات پر وہی جماعت قابض ہے جو مغربی مذاق سے آشنا اور قدیم تعلیم یافتہ ہے - ہندوستان میں عربی مذاق کا چراغ چراغ سحری کی منزل طے کر چکا ہے - مگر پھر بھی اُن اشخاص کی کمی نہیں ہے جو قدیم التعلیم پر اپنی زندگی قربان کر رہے ہیں پس اگر یہ جماعت یورپ اور مصر و شام کے مطبوعہ لٹریچر کا مطالعہ کرے - اور اسلاف کے فراہم کئے ہوئے علمی ذخیرہ سے فایدہ اٹھائے تو آج عمدہ مصنفین کا جو کال نظر آرہا ہے وہ بہت کچھ دُور ہو جائے - لیکن افسوس کہ اس ذخیرہ کے حاصل کرنے کا ہندوستان میں نہ کوئی عمدہ ذریعہ ہے اور نہ قدیم تعلیم یافتہ جماعت کو ذوق ہے ممکن ہے کہ اول الذکر نقص کا علاج اس جماعت میں ذوق و شوق پیدا کر دے اور جو مُردنی عام طور پر چھائی ہوئی ہے وہ رفتہ رفتہ دُور ہو جائے -

ہم نے اسی خیال سے عربی کے مطبوعہ ذخیرہ کی ایک ایجنسی قایم کی ہے جسکا پہلا اعلان آیندہ نمبر کے ساتھ شائع ہوگا - پبلک ابھی ہمارے اصلی منصوبوں (جن کو ارادے کی جگہ اسوقت تک منصوبہ ہی کہا جائے - جب تک دائرہ علمی میں قدم نہ رکھیں) ناواقف ہے - اور ہم اسوقت تک واقف بھی نہیں کرنا چاہتے - جب تک اسباب ہمارے ارادوں سے موافقت نکریں عربی لٹریچر کی اشاعت اور ترقی ہی ہمارا ایک قدیم ارادہ تہا - جو ایک مدت کے بعد آج پورا ہوا ہے - بالفعل ہم نے اس ارادہ کو مطبوعات مصر و شام تک محدود رکہا ہے اگر قوم کی بد مذاقی نے مایوس نہیں کر دیا تو مطبوعات یورپ کی اشاعت بھی اس ایجنسی کا ایک اہم مقصد قرار دیا جائیگا - اس ایجنسی کے تفصیلی مقاصد اور خصوصیات اعلان کے ساتھ درج کی جائینگی - والسعی منّی والاتمام من اللہ تعالے - (از وکیل)

سلہ الدنیائی باریس (پیرس) ادیای الثلثۃ فی ادروبا - احمد زکی بک صفحہ ۲۵۶ - اور درس العربیہ فی اوروبانی القرن السادس عشر کا ضمیمہ ۱۲ -

تجارت العرب قبل الاسلام

بقیہ گذشتہ

یونانیوں کے ہاتھ عرب قسم قسم کے مصالحہ خوشبودار اشیا۔ ملبوسات جواہرات وغیرہ فروخت کیا کرتے تھے جنکو وہ لوگ ہندوستان۔ چین۔ اور اپنے ملک سے لاتے تھے مورخ ہیرو ڈوٹس لکھتا ہے کہ صبر اور لوبان کی تجارت یونانیوں سے صرف عرب ہی کرتے تھے اور یہ اشیا ان کو عربوں کے سوا کسی اور سے نہیں ملتے تھے[1]

اسٹرابو نے بھی یونانیوں اور عربوں کے تجارتی تعلقات کا ذکر کیا ہے۔ اور ان تمام اشیا کو جو یونان میں تجارت عرب کیا کرتے تھے عربستان کی پیداوار بتلاتا ہے۔

عربستان کی تجارت گاہیں ـ عربستان کے کئی شہر تجارت کی منڈیاں تھے جہاں اقصائے عالم سے مال و اسباب آیا جایا کرتا تھا

ملک یمن عرب میں یمن کی تجارت نہایت قدیم سے ہے[2] نیز یہاں کے سوداگر جیسے اعلیٰ درجہ کی اشیاء فروخت کرتے ویسے اقصائے عالم کے تمام سوداگروں سے بھی میسر نہیں آتے تھے۔

عدن ـ عدن یمن کا مشہور تجارت گاہ ہے ڈاکٹر گستاولی بان ادریس کے حوالہ سے لکھتا ہے کہ عدن میں سندھ ہندوستان چین سے طرح طرح کے بیش قیمت اسباب آیا کرتے تھے جوہر دار تلواروں کے پھل۔ چرم دباغت زدہ مشک زین فلفل سیاہ ناریل پوست الائچی دارچینی گلنگہ جوتری ہڑ ہیڑا آبنوس سنگ پشت کی ہڈی کافور جائے پھل لونگ کباب چینی انواع و اقسام کے نباتات کے ریشوں کا بنا ہوا کپڑا اعلیٰ درجہ کا مخمل رانگا بید مختلف اقسام کے گیاہ مسترد"

جیرہ ـ یہ شہر بحرین میں تھا اور بہت بڑی تجارت گاہ تھا۔ یہاں ایران۔ شیراز۔ سندھ ہندوستان۔ افریقہ سے سامان آیا جایا کرتا تھا۔

مخا ـ یہ شہر قہوہ کی مشہور تجارتی منڈی تھا اور یہاں سے اقصائے عالم میں قہوہ جایا کرتا تھا۔

صنعا ـ یہ شہر عرب کے مشہور بلاد سے ہے قدیم زمانہ میں شاہان یمن کا بیت السلطنت ہونے کی وجہ سے بہت بڑی تجارت گاہ تھا

احسا ـ شہر میں خرموں کی تجارت ہوتی تھی

قطیف و کاظمہ ـ ان دونوں شہروں میں موتی کی تجارت ہوتی ہے

ظفار ـ یہ شہر بھی مشہور تجارتی مقام ہے اہل یمن یہاں سے ہندوستان سے تجارت کیا کرتے تھے اسی وجہ سے اس علاقہ میں ہندوستان کے اکثر درخت مثل ناریل پان وغیرہ پائے جاتے ہیں۔

ملک حجاز ـ حجاز میں دو شہر تجارت کے لئے مشہور تھے۔ مکہ۔ جدہ

مکہ ـ شہر مکہ حجاز میں بہت بڑی تجارت گاہ تھا یہاں قریش کے بڑے بڑے تجار رہتے تھے اور نیز یمن۔ شام۔ عراق۔ مصر۔ وغیرہ ممالک سے تجارتی کارواں آیا جایا کرتے تھے

جدہ ـ اس شہر سے اہل حجاز بحری تجارت کیا کرتے تھے اور یہیں سے ان لوگوں کی تجارت حبشہ مصر۔ صور۔ افریقہ وغیرہ ممالک سے ہوتی تھی

خیبر ـ میں خرموں کی تجارت ہوا کرتی تھی[7] یہاں خرمے اس کثرت سے ہوتے تھے کہ اُن کی کثرت ضرب المثل ہوگئی تھی۔ ایک شاعر کہتا ہے ؎

فکنت واستبضاعک الشعر نحونا
لمستبضع تمراً الی ارض خیبرا

عراق عرب ـ عراق عرب کے بھی کئی ایک شہر بڑے بڑے تجارت گاہ تھے۔ حیرہ۔ ابلہ وغیرہ۔

حیرۃ ـ عراق میں تجارت کے لئے یہ شہر سب سے زیادہ مشہور مقام تھا۔ یہاں ہندوستان چین ایران وغیرہ ممالک کے مال و اسباب آیا کرتے تھے

ابلہ ـ یہ شہر فرات اور دجلہ میں چلنے والے جہازوں کا لنگر گاہ تھا۔ یہاں بھی سندھ۔ ہندوستان شیراز سے مال و اسباب آیا کرتا تھا

مدائن ـ یہ شہر خاص کر ایرانی اشیا کی تجارت کے لئے نہایت مشہور رہا ہے۔

ارض شام ـ زمانہ قدیم میں شام کی تجارت گاہ تدمور بعلبک دمشق وغیرہ تھے

تدمور و بعلبک ـ یہ دونوں شہر شام کے نہایت مشہور تجارت گاہ ہیں۔ ان کو حضرت سلیمان علیہ السلام نے تعمیر کیا تھا

ڈاکٹر لی بان لکھتا ہے کہ۔ خالدین کا ہندوستان سے خشکی کی راہ نیز خلیج فارس کیطرف سے تجارتی تعلق تھا یہ لوگ وہاں سے جو مال و اسباب لاتے تھے شام میں بھیجا کرتے تھے اور کارواں قدیم بعلبک تدمور نیز روما کے تجارت گاہوں میں آیا کرتا تھا

تدمور کو حضرت سلیمان نے اس غرض سے تعمیر کیا تھا کہ وہ تجارت گاہ کا کام دے۔ جہاں آرام۔ فرات کے سوداگر مصری تاجروں کے ساتھ اپنے تجارتی مال و اسباب بدلا کریں۔ رومیوں کے زمانہ میں ہندوستان کی پیداوار بھی اسی شہر سے روم میں جایا کرتی تھی

عربستان کے بازار ـ عرب میں کئی ایک بازار بھی تھے۔ ان میں اگرچہ باہمی تفاخر و شعر خوانی وغیرہ کا بھی بازار گرم رہا کرتا تھا۔ لیکن ان کے کھولنے کی اصلی غرض سلسلہ خرید و فروخت تھی۔

سوق دومۃ الجندل ـ ... ہونگے کہ ربیع الاول کی پہلی تاریخ کو دومۃ الجندل ہو رہی ہے

سوق ہجر ـ یہ بازار ارض حمیر کو کھولا جاتا تھا

سوق عمان ـ یہ بازار جمادی الاول کے آخر ایام میں ارض حمیر میں کھولا جاتا تھا

سوق مشقر ـ یہ بازار قلعہ مشقر میں جمادی الثانی کو ہوتا تھا

سوق صحار ـ صحار میں رجب کو کھولا جاتا اور ۱۵ یوم تک رہتا تھا۔

سوق عدن ـ یہ بازار اوائل رمضان میں کھلتا تھا

سوق صنعا ـ یہ بازار اواخر رمضان میں ہوتا تھا

سوق حضرموت ـ یہ بازار ذیقعدہ میں لگتا تھا یعقوبی نے اسکا نام الرابیۃ لکھا ہے

سوق حباشہ ـ یہ بازار دیار بارق میں دو مرتبہ ایک موسم حج میں دوسرا رجب میں ہوتا تھا۔

سوق عکاظ ـ یہ بازار عرب کے تمام بازاروں سے بڑا اور مشہور تھا۔ اس کا افتتاح طائف میں ذیقعدہ کی پہلی تاریخ سے ہوتا تھا۔ اور کامل ایک ماہ بیس روز تک کھلا رہتا تھا جس میں عرب کے تمام قبیلے جمع ہوا کرتے تھے علاوہ اس کے ہفتہ میں ایک دفعہ یکشنبہ کے روز بھی کھلتا تھا۔ جس میں قریب قریب کے لوگ آتے جاتے تھے۔ عکاظ میں سوداگروں سے ایک قسم کا ٹکس بھی لیا جاتا تھا جسکو عرب مکس کہتے تھے

علاوہ ان بازاروں کے اور دو بازار ہیں ایک سوق مجنہ دوسرا سوق الشحر ان کی تاریخ افتتاح وغیرہ معلوم نہیں لیکن بلوغ الارب سے اتنا معلوم ہوتا ہے پہلا بازار قصبہ مجنہ میں جو مکہ کے قریب ہے لگتا تھا۔ اور سوق الشحر کے دو مقام تھے ایک منح جو بحرین میں ہے دوسرا حضر...

---

(۱) لیسری کشین ڈس عربس
(۲) تاریخ ہیرو ڈوٹس کا فرنچ ترجمہ صفحہ ۲۰۰
(۳) لیسری لیشن عربس
(۴) دوم سفر الایام باب ۹ ۔ آیتہ
(۱) دیکھیے لیسری لیشن ڈس عربس ۔ صفحہ ۱۲ اور صناجۃ الطرب صفحہ ۱۲ ۔

(۱) صناجۃ الطرب صفحہ ۱۱
(۳) " " ۱۲
(۴) " " ۱۲
(۵) یہ شہر حضرموت بحر ہند پر واقع ہے
(۶) صناجۃ الطرب صفحہ ۱۳ دیکھئے ۔
(۷) خیبر نہایت قدیم شہر ہے اس کو عمالقہ نے آباد کیا تھا۔ ایام وسطیٰ میں یہاں یہودی بستی تھی
(۸) صناجۃ الطرب صفحہ ۱۰ ۔
(۱) حیرہ سواد عراق کے کنارے آباد جسکو بخت نصر کے زمانہ میں آباد کیا تھا۔ ... نے جو یمن میں عمالقہ کے بعد بادشاہ ہوا ہے ... نعمان بن منذر کی اولاد سے جتنے بادشاہ لخمیین گزرے ہیں

انکا پائے تخت رہا ہے یہاں کے بادشاہ اردشیر بابکان کے وقت سے دولت عجم کے ماتحت ہوگئے تھے
(۲) دیکھیے سید علی صاحب بلگرامی کا مضمون۔ عربوں کی تجارت پر۔
(۳) ابلہ دریائے فرات اور دجلہ کے مقام اتصال پر واقع تھا۔
(۴) دیکھیے سید علی صاحب کا عربوں کی تجارت
(۵) تدمور عبرانی لفظ ہے جس کے معنے ہیں کھجور یونانی اس شہر کو پالمیرا کہتے یونانیوں نے گویا تدمور کا ترجمہ کر دیا ہے کیونکہ پالمیرا کے معنے مدینۃ النخل ہیں۔ تدمور حضرت سلیمان علیہ السلام کے زمانہ سے ملکہ زنوبیا کے عہد تک یعنے تیسری صدی عیسوی تک آباد تھا پھر ویران ہوگیا ہے
(۶) بعلبک اسکا قدیم نام بعلت ہے یونانی اسکو ہیلیو پولس کہتے ہیں یہ شہر ویران ہوگیا ہے لیکن اسکے آثار موجود ہیں۔ ۱۲
(۱) دوم کتاب ایام باب ہشتم ۴ ۔ ۶

(۱) لیسری لیشن ڈیس عربس
(۳) دیکھیے بلاہس بائبل ہسٹری کا باب نہم فصل چہارم فقرہ ۶
(۴) قلعہ مشقر ملک بحرین کا ایک مشہور قلعہ ہے
(۵) صحار یہ شہر عمان کا قصبہ ہے اور بحرین میں واقع ہے تقویم البلدان مطبوعہ یورپ کا صفحہ ۹۹ دیکھیے ۔
(۶) تاریخ یعقوبی مطبوعہ یورپ صفحہ ۳۱۴ جلد اول
(۷) دیار بارق قنونا میں واقع ہے اور

کہ تجارت پیشہ قبائل عربوں
کا سب سے بڑا ذریعہ تجارت تھا اس
لئے کم و بیش تمام عرب تجارت پیشہ پائے
جاتے تھے۔ لیکن خصوصیت کے ساتھ حجاز۔
یمن۔ عمان۔ بحرین کے باشندوں کی تجارت
بہت بڑی ہوئی تھی[۳]

عرب بائدہ ۔ ہم نہیں بتلا سکتے کہ عرب بائدہ
کے کون کون اقوام تجارت پیشہ تھے۔ کیونکہ انکا
زمانہ ہم سے نہایت دور ہو گیا ہے جس سے
ان کا کوئی حال معلوم نہیں ہو سکتا۔ لیکن
اس میں شک نہیں کہ عمالقہ۔ عاد۔ ثمود۔ حمیر
وغیرہ جو عرب بائدہ کے مشہور متمدن۔ اقوام
ہیں ضرور تجارت کرتے ہونگے

بنی قحطان ۔ بنی قحطان (یہ لوگ تورات
میں یقطان کہلاتے ہیں) جو عرب بائدہ کے بعد
آکر نواحی یمن میں آباد ہوئے ان کے بیشتر قبائل
تجارت و زراعت پیشہ تھے ان لوگوں کی تجارت
نہایت وسیع تھی۔ اور ایسے اعلیٰ اشیاء کی تجارت
کیا کرتے تھے۔ جو اقصائے عالم میں کمیاب ہوتی
تہیں[۱][۲]

بنی اسمعیل ۔ بنی اسمعیل بھی تجارت پیشہ
تھے۔ یہ لوگ مسیح سے سترہ سو سال قبل ایک
ملک کی پیداوار کو دوسرے ملک کی پیداوار
سے تبادلہ کرتے ہوئے پائے گئے ہیں۔ چنانچہ
ایک قدیم روایت کے بموجب جس قافلہ نے
حضرت یوسف علیہ السلام کو ان کے سنگدل
بھائیوں سے خرید کر مصر میں فروخت کیا تھا وہ
اسمعیلیوں کا تھا جو جلعاد سے گرم مصالے روغن
بلسان لئے کر مصر جا رہا تھا[۳] بنی اسمعیل اپنی
تجارت کی بدولت اس قدر مالدار تھے کہ ان
دولت و حشمت ضرب المثل ہو گئی تھی[۴]

بنی ادوم ۔ بنی ادوم بھی عرب کے مشہور
سوداگر تھے۔ چنانچہ ان کا شہر دومتہ جس دومتہ الجندل
بھی کہتے ہیں زمانہ قدیم سے شمال اور جنوب کے
درمیان یعنی ایک طرف آرام۔ اور بابل
دوسری طرف ہند اور مصر کے سلسلہ تجارت
جاری رکھنے کے لئے شاہراہ کا کام دیتا رہا[۵]

افتونا کہ سے یمن کی طرف ہے
(۵) طائف نامی مکہ سے ۷۵ میل پر ایک پر فضا قصبہ ہے
(۱) صناجتہ العرب مطبوعہ بیروت صفحہ ۲۹۹
(۲) بلوغ الارب فی احوال العرب مطبوعہ بغداد
جلد اول صفحہ ۳۸۴ و ۳۸۶ ۔
(۳) بلوغ الارب جلد ثالث صفحہ ۴۰۵
(۱) سفر الایام باب ۹ آیتہ ۹ ۔

قبیلہ قریش ۔ آیام وسطیٰ میں تمام عرب میں
اسمعیلیوں کے قبیلہ قریش کی تجارت نہایت
وسیع تھی۔ جس کی وجہ سے یہ قبیلہ تمام عرب
میں نہایت دولتمند اور صاحب ثروت مانا
جاتا تھا۔

اس قبیلہ کا لقب قریش اس کے تجارت
پیشہ ہونے کی وجہ سے ہوا ہے۔ مورخ ابن
خلدون قریش کی وجہ تسمیہ میں لکھتا ہے کہ قرش
کے لغوی معنی کسب اور جمع کے ہیں چونکہ
یہ لوگ تجارت اور کسب کیا کرتے تھے اس
وجہ سے ان کا نام قریش ہوا[۵]

قریشیوں کی تجارت کے مرکز **شام**
یمن۔ حبشہ۔ فارس۔ مصر وغیرہ ممالک
تھے۔ قریش شام کو موسم گرما میں جایا کرتے
تھے۔ کیونکہ گرمی کا زمانہ شام میں کس قدر
آرام سے گزرتا تھا۔ اور وہاں اس فصل میں
آب و ہوا اچھی ہوتی تھی اور موسم سرما میں یمن
کا سفر کرتے تھے۔ کیونکہ عرب کے بہ نسبت یمن کا
ملک گرم ہے۔ اور اسی وجہ سے گرمیوں میں
وہاں کا رہنا دشوار سمجھا جاتا تھا[۱]

مورخ ابن ہشام لکھتا ہے۔ کہ رسول کریم
کے جد امجد ہاشم بن عبد المناف نے پہلے پہل
یمن و شام کے سفر مقرر کئے تھے[۲] لیکن
ابن خلدون اس قول کی تکذیب کرتا ہے۔
اس کا بیان ہے۔ کہ وہ رسم عرب میں ابتدائے
زمانہ آبادی سے چلی آتی ہے[۳]

قبیلہ قریش کے چند مشہور تجار چھٹی
صدی مسیحی کے وسطی ۔ ایام میں یا ظہور
اسلام سے تھوڑا عرصہ پیشتر قبیلہ قریش کے
بڑے بڑے تجار ۔۔۔ ان کے نام یہ ہیں

ہاشم بن عبد المناف ۔ ان کی تجارت
کا مرکز ملک شام تھا

عبد الشمس ۔ ان کی تجارت کا مرکز
حبشہ تھا۔

عبد المطلب ۔ ان کی تجارت کا مرکز
یمن تھا۔

(۲) سفر تکوین باب ۳۷ ۔ آیتہ ۔
(۳) سفر یشعیاہ علیہ السلام باب ۲۱ ۔ آیتہ ۱۴
(۴) ملاحظہ کیجئے بلیکیس بائبل ہسٹری ۔ باب
چہارم فصل سوم فقرہ چہارم
(۵) ابن خلدون مطبوعہ مصر جلد ثانی صفحہ ۳۲۴ ۔
(۱) صناجتہ العرب مطبوعہ بیروت صفحہ ۲۹۸
(۲) سیرۃ ابن ہشام جلد اول مطبوعہ یورپ صفحہ
(۳) ابن خلدون مطبوعہ مصر جلد اول صفحہ

نوفل ۔ ان کی تجارت کا مرکز فارس تھا[۴]

قبول اسلام سے پیشتر قریش کا مشہور
سپہ سالار ابو سفیان ملک شام میں اور
مصر کا نامور فاتح عمرو بن عاص مصر کو بغرض تجارت
جایا کرتے تھے[۵] حضرت رسول کریم صلعم
کو بھی اسی تجارت کی بدولت بعثت سے
پیشتر دو مرتبہ ملک شام کے سفر کا اتفاق ہوا
ہے[۶]

حضرت ابو بکر صدیق بھی بچپن سے تجارت
کا پیشہ کرتے تھے۔ آپ کی تجارت ایک طرف
یمن اور دوسری طرف شام تک پھیلی ہوئی
تھی[۱] حضرت عمر بن خطاب کا ذریعہ معاش
بھی تجارت کا پیشہ تھا۔ اور آپ نے قبول اسلام
سے پیشتر تجارت کی غرض سے دور و دراز
ممالک کے سفر بھی کئے تھے۔ مسعودی لکھتا
ہے۔ کہ آپ نے جاہلیت کے زمانہ میں عراق
اور شام کے ممالک کا سفر کیا۔ اور وہاں کے
عرب و عجم کے بادشاہوں سے بھی ملے تھے[۲]

علاوہ ازیں اور کئی ایک صحابہ کرام
ایام جاہلیت و زمانہ اسلام میں تجارت پیشہ
تھے۔ حضرت ابو بکر اور حضرت عثمانؓ بزازی
کی دوکان کرتے تھے۔ سعد بن وقاص تیر
بنا کر بیچا کرتے تھے۔ زبیر بن عوام لحم فروش
تھے[۳]

وہ اشیا جنکی تجارت اہل عرب
کیا کرتے تھے ۔ عربوں کی تجارت محض
عرب کے پیداوار تک ہی محدود نہ تھی بلکہ
وہ ان اجناس کی بھی تجارت کیا کرتے تھے جو
افریقہ ہندوستان چین وغیرہ
ممالک میں پیدا ہوتے تھے۔ اور ان کی
تجارت کے اکثر وہ اشیا ہوا کرتے تھے جو
سامان عیش و عشرت سے متعلق ہیں۔ عاج۔
مصالحات۔ خوشبویات۔ عطریات۔ جواہر
سونا۔ لونڈی۔ غلام وغیرہ

عربوں کے تجارتی اشیا کی مفصل فہرست
بیان کرنا محالات سے ہے۔ تاہم جن اشیا

(۴) بلوغ الارب جلد ثالث مطبوعہ بغداد صفحہ
(۵) سید علی صاحب کا مضمون عربوں کی تجارت
(۶) سیرہ ابن ہشام جلد اول مطبوعہ یورپ
صفحہ ۱۱۵ و ۱۱۹ ۔
(۱) الصدیق صفحہ ۶ ۔
(۲) الفاروق مصنفہ شبلی نعمانی جلد اول صفحہ
(۳) فلاح دارین مصنفہ مولوی محمد اسمعیل صاحب
صفحہ

کا ذکر اکثر کتب تواریخ میں آیا ہے۔ وہ یہ ہیں دارچینی
قفل۔ ناریل۔ گوگل۔ عنبر۔ لونگ۔ جوز بوا۔
الایچی۔ لوبان۔ کافور۔ عود۔ بید۔ ریشم
ظروف چینی۔ عاج۔ اون صوف۔ بانس۔ تمر ہندی
گھوڑے۔ گدھے۔ اونٹ اعلیٰ درجے کے قیمتی
کپڑے اور پوشاکیں معدنیات یعنی ٹین۔ سیسہ۔
سونا۔ چاندی۔ قہوہ۔ بخور مشک وغیرہ وغیرہ

تورات میں بھی عربوں کے تجارتی اشیا
کا ذکر آیا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ قدیم
زمانہ میں عرب کے مختلف اشیا کی تجارت کیا
کرتے تھے۔ آدمیوں کے تجارتی اشیا گوہر
شب چراغ قرمزی اور زردوزی کتان موتی
لعل تھے[۱]

بنو اسمعیل ۔ روغن بلسان گرم مصالحے[۲]
مر برے بکروں مینڈھوں کی تجارت کیا کرتے
تھے۔

یمن کے سوداگروں کے جو تجارتی اجناس
تھے۔ وہ یہ ہیں۔ کمخواب[۴]۔ چوغے۔ ارغوانی۔
اور منقش پوشاکیں بوقلمون نفیس کپڑے۔ اور
خوشبودار مصالحے جواہرات۔ سونا۔ چاندی[۵]
چندن کے درخت کی لکڑی[۶]

عربوں کے وہ تجارتی اجناس
جو خاص خاص ممالک کی پیداوار
ہیں ۔ عربوں کے تجارتی اجناس سے بعض
ایسے تھے۔ کہ جنہیں وہ ہر ملک سے خرید کرتے تھے
مثلاً جواہرات کپڑے وغیرہ۔ بعض اشیا کی
کی پیداوار اور ساخت مختلف ممالک سے

(۱) صحیفہ حزقیل علیہ السلام ۲۷ باب ۱۹ ۔ آیتہ
(۲) سفر تکوین ۳۷ ۔ باب ۲۵ ۔ آیتہ
(۳) صحیفہ حزقیل علیہ السلام ۲۷ باب ۔ ۲۱ ۔ آیتہ
(۴) اصل عبرانی زبان کی کتاب میں کمخواب کے
لئے گلیمم ہے۔ جس کا مادہ گلم ہے اور جسکے
معنی ہیں لپٹنا چونکہ جمع کا صیغہ ہے۔ اس
لئے اس کے معنی ہیں لپٹنے کی اشیا۔ سریانی
زبان میں اس کا ترجمہ کملات ہے۔ اور یونانی
نسخوں کے ترجمہ سپتواجنٹ میں جسکو مسیح
سے تین سو برس قبل یہودیوں کے ستر علماء
اسکندریہ میں ترجمہ کیا تھا۔ اس کا ترجمہ
ماخایسم۔ کیا گیا ہے جس کے
معنی کمخواب ہیں
(۵) صحیفہ حزقیل ۲۷ باب ۲۲ سے ۲۴ تک۔
(۶) دوم کتاب تواریخ ۹ باب ۱۳ ۔ آیتہ ۔
(۷) اول سفر الملوک ۱۰ باب ۔ ۱۱ ۔ آیتہ

غلام مولا

مخصوص ہیں

دارچینی - اس کو عربی میں قرفہ کہتے ہیں - فقط ملیبار اور سیلان میں پیدا ہوتی ہے - قدیم الایام میں بھی پیدا ہوتی تھی - مگر اب نہیں -

فلفل - اسکو مرچ کہتے ہیں - بلاد ہند بنگالہ دکن میں پیدا ہوتی ہے - ہند کے دیگر شہروں کے بہ نسبت ملیبار میں اس کی پیدائش بہت ہی زیادہ ہے - اسی وجہ سے عرب اسکی دار الفلفل کہتے ہیں مارکوپولو جو تیرہوین صدی مسیحی کا مشہور سیاح ہے - لکھتا ہے کہ چین میں بہت ہی بڑی گول سفید مرچ پیدا ہوتی ہے[۱]

ناریل صرف ملیبار اور سیلان میں پیدا ہوتا ہے - گوگل (مقل عربی - بوے جہودان فارسی) صرف جنوبی ہند میں پیدا ہوتا ہے اس کی خوشبو کو یہودی لوگ استعمال کرتے ہیں یہ رسم ان میں قدیم الایام سے ہے - اس کی وجہ سے ایرانی اس کو بوئے جہوداں کہتے ہیں اہل عرب اسکو یہودیوں کے لئے مخصوص تے جایا کرتے تھے[۳]

لوبان کی پیدائش بھی ہندوستان جنوبی سے مخصوص ہے - لوبان ایک قسم کا خوشبودار گوند ہے آگ پر رکھنے سے کافور کی طرح اڑ جاتا ہے - ابو الفضل لکھتا ہے کہ لوبان یمن میں بھی پیدا ہوتا ہے - جو کندر کہلاتا ہے - لیکن اس میں خوشبو نہیں ہوتی ہے[۴]

عنبر - جزائر الہند - اور مید غاشقار (میڈگاسکر) میں پیدا ہوتا ہے - اگرچہ یمن میں بھی اسکو پیدائش ہے - لیکن بہت ہی کم عنبر کی ماہیت میں اختلاف ہے - ابو علی سینا لکھتا ہے - کہ سمندر کی تہ میں پتھر کی تہ سے کوئی چیز مومیائی یا قیر کی طرح اُبل کر نکلتی ہے اور تلاطم امواج مد و جزر کے باعث سے اُوپر آجاتی ہے - اور بہتے بہتے خشکی پر آجاتی ہے - بعض کہتے ہیں کہ دریا میں ایک گائے ہوتی ہے اُس کے گوبر کو عنبر کہتے ہیں چنانچہ سعدی کہتا ہے -

> گر بے ہنر بمال کند کبر بر حکیم
> کون خرش شمار اگر گاؤ عنبر است

(۱) تقویم البلدان مطبوعہ پیرس صفحہ ۳۵۴ مصنفہ ابو الفدا - (۲) مارکوپولو کا سفر نامہ صفحہ -

(۳) مخزن الادویہ

(۴) آئین اکبری

لونگ - جوز - جوتری - الایچی ملیبار میں پیدا ہوتی ہیں - کافور جزائر الہند اور صین الصین میں ہوتا ہے -

عود کی پیدائش ہندوستان اور سیام سے مخصوص ہے - چونکہ عرب اسکو ہند سے لیتے تھے - اس وجہ سے اسکا نام ہی انہوں نے عود ہندی رکھدیا تھا

ریشم - چین میں ہوتا ہے - یہ چین کی قدیم اور وطنی پیداوار ہے مسیح سے اڑہائی ہزار برس قبل بھی چین میں اس کا رواج پایا گیا ہے - قدیم زمانہ میں ریشمی کپڑے صرف چین ہی میں بنتے تھے -

عاج صرف سیلان - جنوبی ہند افریقہ میں ہوتا ہے - ادن - ترکستان - تبت - مغربی چین میں ہوتا ہے - تمر ہندی - کی پیدائش جنوبی ہند سے مخصوص ہے ٹین کی کانیں قدیم زمانہ میں مشرقی چین ہندوستان میں نہیں -

سیماب چین میں ہوتا ہے

چینی کے برتنوں کی ساخت قدیم الایام سے چین سے مخصوص چلی آتی ہے - ابن بطوطہ لکھتا ہے - کہ صین الصین میں چینی کے قدیم زمانہ سے ہیں اور یہیں ظروف چینی بنتے ہیں

قدیم زمانہ میں شیشہ و آلات یونان و روم میں بنتے تھے - عرب کا بیشتر حصہ پتھریلا ہے

عربستان کے پیداوار - ویتلا ہے جنوبی اور مغربی کناروں پر کوہستان کا سلسلہ چلا گیا ہے - جس میں کہیں کہیں سر سبز نخلستان بھی ہیں - جو حصے قدرتی زرخیز ہیں وہ زیادہ وسط اور جنوب میں واقع ہیں - عرب میں زیادہ تر یہی قطعات ہیں - جو کثیر النمو نباتات کی بہتات کی وجہ سے بار آور اور سرسبز ہیں - اور یہاں انسان و حیوان کی نسل ترقی پذیر ہے

قہوہ - خرما - بلسان - عرب کی مخصوص پیداوار ہیں - علاوہ ان کے مختلف قسم

(۱) سفر نامہ ابن بطوطہ مطبوعہ لاہور صفحہ

(۲) ٹین کو عربی میں اُسرب - تنک اور سنسکرت میں رانگم کہتے ہیں یہ ایک سفید اور نرم دھات ہے

(۳) صناجۃ الطرب فی تقدمات العرب

(۴) یہ مضمون تورات کے صحیفہ دبری ایومیم کی دوسری جلد کوین بسر فی ربا سے لیا گیا ہے

کے درخت خوشبودار بوٹیاں بھی پیدا ہوتی ہیں - نیز قیمتی معدنیات کی کانیں بھی اس سرزمین میں پائی جاتی ہیں

توریت سے معلوم ہوتا ہے - کہ یمن میں جو سونا خوشبودار اشیا جواہرات پیدا ہوتے تھے نہایت عمدہ اور نایاب ہوتے تھے - ان کی مثل عمدہ اشیا اقصائے عالم میں نہیں ملتی تہیں[۴]

نباتات - مصنف صناجۃ الطرب نے عرب کے نباتاتی پیداوار کی جو فہرست دی ہے وہ یہ ہے

طرفاء	جھاؤ	دوم	گوگل
صفصاف	بید	حناء	مہندی
زنجبیل	ادرک	یاسمین	چنبیلی
فُل	نیلوفر	تمر ہندی	املی
نخل	خرما	قصب	بانس
حنطلہ	گیہوں	شعیر	جو
فوۃ	مجیٹھ	بن	قہوہ
تبغ	تمباکو	دخن	ڈبا
فلفل	مرچ	بادنجان	بینگن
صبر	ایلوا	رمان	انار
لوز	بادام	فستق	پستہ
مشمش	زرد آلو	تفاح	سیب
سفرجل	بہی	لیمون	لیموں
تین	انجیر	ورد	گلاب
شقائق	لالہ	خزام	گھاس خوشبودار
بنفسج	بنفشہ	نرجس	نرگس
نیلہ	.	خروع	ارنڈ
قثاء	کھیرا	بطیخ	ککڑی
موز	مویز	منقی	مشہور
طلح	.	نارجیل	ناریل
لبان	لوبان	ادسیر	.

(بقیہ حاشیہ) ملکہ سبا نے ایکسو بیس قنطار سونا اور بہت سے خوشبویات - قیمتی جواہرات اپنے مالک کے سلیمان کو بادشاہ کو دی - اور پھر ایسی عمدہ خوشبویا جواہرات وغیرہ سلیمان کو کہیں بھی میسر نہوئیں جیسے ملکہ سبا نے دی تہیں

(دبیر آصفی)

صادق کی مخالفت سے ضرور سلب ایمان ہو جاتا ہے

الحکم کی اسی اشاعت میں متکلم کون ہے؟ کے عنوان سے ناظرین ایک چھوٹا سا مضمون پڑھین گے اور وہ یقیناً میرے ساتھ متفق ہونگے کہ آج کل یہی حالت ہمارے مخالفوں کی ہے، مگر میں انہیں اس سے بھی عجیب تر اور خوفناک بات سناتا ہوں کہ جب انسان صادق کے مقابلہ کے لئے اٹھتا ہے تو رفتہ رفتہ اس کا ایمان بالکل سلب ہو جاتا ہے - ہمارے نئے مخالف ڈاکٹر عبد الحکیم خانصاحب نے اپنا پمفلٹ شایع کیا جس پر میں نے ایک کھلا خط ان کے نام الحکم میں چھاپا اس کا جواب ڈاکٹر صاحب اب تک نہیں دے سکے + اس پمفلٹ کی اشاعت کے بعد انہیں اپنے زعم میں توقع تہی کہ شائد وہ سب سے خطرناک دشمن سلسلہ کے ہیں اور بس ان کے رسالہ کی اشاعت کی دیر ہے اور ہزاروں احمدی اور لاکھوں غیر احمدی انہیں اپنا پیشوا اور امام سمجھ لین گے مگر جس نفرت سے ایسے دیکھا گیا ہے ایسے ڈاکٹر صاحب بھی خوب جانتے ہیں اور جیسی ناکامی اور نامرادی انہیں پیش آئی وہ اظہر من الشمس ہے اس ناکامی نے ہارے ہوئے جواری کی طرح ان کے دل میں کچھ اور جلن پیدا کی اور وہ سرا اوڑی سے چل کر لاہور پہونچے تاکہ وہاں سلسلہ عالیہ کے خلاف لیکچر بازی کرین - چنانچہ لاہور میں انہوں نے دو لیکچر دے ان لیکچروں میں انہیں جو ناکامی ہوئی وہ لاہور کی پبلک سے پوشیدہ نہیں لیکن مسٹر محبوب عالم ایڈیٹر پیسہ اخبار چونکہ صدر مجلس تھے اس لئے اگر وہ ان کے لیکچر کا کامیابی سے ہونا بیان نہ کریں تو گویا اپنی ہتک اپنے قلم سے کریں مگر پیسہ اخبار کے ایڈیٹر کی چالاکی قابل تعریف ضرور ہے - کہ آپ نہیں ظاہر کرتے اس جلسہ میں کتنے آدمی تھے - خیر مجھے اس سے بحث نہیں کہ کس قدر آدمیوں کی حاضری میں لیکچر ہوا - میں مختصر طور پر یہ ظاہر کرنا چاہتا ہوں - کہ صادق کا بدبخت مخالف اپنی مخالفت کیوجہ سے کیونکر ایمان سے دور چلا جاتا ہے

اور اس کی پروا نہیں کرتا کہ میں جھوٹ بولتا ہوں یا سچ - ڈاکٹر عبد الحکیم صاحب نے اپنے پمفلٹ میں ظاہر کیا تھا کہ محض اقرار توحید نجات کے لئے کافی ہے - تعجب کی بات ہے کہ لاہور کے جلسہ میں کسی نے اس سے نہیں پوچھا کہ بنائے مخالفت پر ہی تو آپ بحث کریں جو بنائے مخالفت ڈاکٹر صاحب نے اپنے رسالہ میں لکھی ہے - اس لیکچر میں جو کچھ بیان کیا ہے - یہ وہ بازاری اعتراضات ہیں جو بارہا حضرت مسیح موعود علیہ الصلواۃ والسلام پر ہوئے اور ڈاکٹر صاحب نے برسوں انہیں سنا اور

غلام مولا

لغو سمجھا۔ براہین یا سراج منیر کی طبع اور ان کی قیمت کے متعلق اگر کوئی اعتراض تھا (جو میری رائے میں نہایت بیہودہ اور کمزور ہے) تو کیا انہوں نے پہلے نہ سنا تھا پھر وہ اس اعتراض کو اعتراض اور مسیحیت اور مہدویت کے منصب کے خلاف سمجھتے تھے یا نہیں؟ اگر اسوقت بھی خلاف سمجھتے تھے تو پھر صاف ثابت ہو کہ وہ نفاق سے اس سلسلہ میں داخل تھے اور اگر اس وقت اس اعتراض کو بے حقیقت اور بیہودہ سمجھتے تھے تو اب اسکی اہمیت کیوں پیدا ہوئی؟ اسیطرح پر وہ سب اعتراضات ہیں جو انہوں نے بیچارے لاہوری ملہم اور دوسرے دریدہ دہن معترضین سے مانگ کر لئے اور اس جلد میں پیش کر دے۔ انکے جوابات بارہا دئے گئے ہیں اسلئے اب انپر بحث کی حاجت نہیں۔ ہاں اس سے اس تعلق کی حقیقت کھلتی ہے جو انہیں سلسلہ عالیہ سے رہا ہے۔

ان باتوں کے ضمن میں ڈاکٹر صاحب نے ایک ایسا خطرناک جھوٹ بولا ہے جسکو وہ سچ ثابت نہیں کر سکیں گے اور وہ یہ ہے کہ "انہوں نے تین ہزار روپیہ نقد نذر کیا ہے اور چھ ہزار کتابوں پر خرچ کیا ہے جو ان کی تائید میں چھپوائی ہیں۔ غرض ہمیشہ بیس روپیہ ماہوار چندہ دیتا تھا اور بہت سے مواقع پر علیحدہ چندہ دیا جسکا نتیجہ یہ نکلا کہ مجھکو جب کہ میں نے چند تجاویز انکی اصلاح عقائد وغیرہ کے متعلق پیش کیں تو مجھے جماعت سے خارج کر دیا۔"

ناظرین یہ الفاظ میں نے پیسہ اخبار سے بجنسہ نقل کئے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کہتے ہیں کہ میں نے تین ہزار نقد دیا اور اسی مضمون میں پہلے مسٹر محبوب عالم نے ڈاکٹر صاحب کو انٹروڈیوس کرتے ہوئے کہا ہے کہ وہ بیس برس تک مرزا صاحب کے مرید رہے ہیں اور ڈاکٹر صاحب کہتے ہیں کہ میں بیس روپیہ ماہوار دیتا رہا ہوں اگر ڈاکٹر کا بیان صحیح ہے تو اس حساب پر چار ہزار آٹھ سو روپیہ ہونے چاہئیں نہ تین ہزار اور چونکہ وہ بیس روپیہ ماہوار کے سوا بھی اپنے بیان کے موافق دیتے رہے ہیں بیس روپیہ ماہوار دینے والے مرید کی ایسی رقم شاید تین ہزار وہ بھی ہو تو گویا ڈاکٹر صاحب نے قریباً آٹھ ہزار روپیہ اس سلسلہ کو دیا اور چھ ہزار کتابوں پر خرچ کیا جسکی تعداد ۱۴ ہزار ہوتی ہے۔ اسکے ساتھ اگر ڈاکٹر صاحب اپنی آمدنی کا بھی ذکر کر دیتے تو یہ معاملہ ہو جاتا کہ وہ کتنے سال سے ملازم ہیں اور کیا آمدنی ہے اور کس قدر خرچ ماہوار ہے؟ بہرحال یا تو تین ہزار کی رقم کا دینا جھوٹ ہے یا بیس روپیہ ماہوار کا دینا۔ جس شخص کو اتنا حساب معلوم ہے اسکے پاس یقیناً وہ رسیدات ہونگی جو ان اقوام کے متعلق منی آرڈرز کی اسے ملی ہوئی ہونگی۔ بہتر ہے وہ ان کو شائع کریں تاکہ پبلک پر حقیقت کھل جاوے۔ ورنہ میں علے الاعلان کہتا ہوں کہ یہ ایسا جھوٹ ہے جسکی کچھ بھی اصل نہیں۔

تین ہزار کی تخمین سو کی رقم بھی ڈاکٹر صاحب ثابت نہ کر سکیں گے اور جب وہ اپنا ثبوت پیش کریں گے تو ہم خود ذاتی بیان کی بنا پر ثابت کر دیں گے کہ انہوں نے اپنی ناداری اور قرضداری کے عذرات اکثر دفعہ پیش کئے ہیں۔

اور کیا ڈاکٹر صاحب یہ بھی بتا سکیں گے کہ انہوں نے مولوی حکیم نورالدین صاحب سے بطور قرض کچھ روپیہ لئے تھے وہ انکو کب واپس کئے تھے؟

بہرحال ان کے چندہ اور روپیہ دینے کا سوال تو بخوبی حل ہو جاویگا لیکن اس کے ضمن میں وہ اصل بحث کو کیوں پیش نہیں کرتے اور مسلمانوں کی یہ کیسی نادانی ہے کہ وہ اصل سوال کہ **محض اقرار توحید نجات کے لئے کافی ہے** پہلے ہیں ان سے فیصلہ نہیں کر لیتے۔

ڈاکٹر صاحب کو الہام ہوا ہے کہ "دجالی فتنہ تیر ہاتھ سے پاش پاش کیا جاوے گا" تجربہ خود اسکی حقیقت کھولدے گا۔

اس لیکچر میں ایک عجیب بات ڈاکٹر صاحب نے بیان کی ہے جو ان کی ڈاکٹری واقفیت کا راز بھی کھولتی ہے وہ کہتے ہیں

"جناب الٰہی بخش صاحب اکونٹنٹ کی کتاب اب منگا کر دیکھی تو میری آنکھیں کھل گئیں اور معلوم کیا کہ واقعی مرزا بالکل **پاگل ہے**"

اس تشخیص کی تو داد دینی چاہئے۔ ڈاکٹر صاحب کو چاہئے کہ اپنی سٹیتھسکوپ یا اور مفید عام کو تو جلا دیں کیونکہ ان کا مصنف ہونے کی حیثیت سے تو مرزا صاحب کے (معاذ اللہ) پاگل ہونے کی حقیقت آپ پر نہ کھلی بلکہ یہ حقیقت الٰہی بخش کی کتاب نے کھولی کیا خوب! آپ مرزا صاحب کے پاس بیس سال کے عرصہ سے آتے تھے* اس اثنا میں کبھی آپ کو معلوم نہ ہوا کہ مرزا صاحب پاگل ہیں؟ آپ تو ڈاکٹر تھے مگر معلوم ہوتا ہے کہ یا تو آپ کے دماغ میں کوئی خلل رہا ہے جو آپ مرزا صاحب کو شناخت نہ کر سکے۔

یا آپ کا دماغ اور علم اسوقت تو صحیح تھا۔ اب اس میں فتور ضرور آیا ہے۔ کہ ایک شخص کو دیکھا نہیں اور اسکی نسبت فتویٰ دیدیا مگر ڈاکٹر صاحب آپکا اختیار کچھ نہیں آپ ہی کے مثیل تھے جنہوں نے کل انبیاء علیہم السلام کو انکے اپنے عہد میں **مجنون** کہا۔

دیکھو اور انتظار کرو خدا تعالےٰ کس کے حق میں فیصلہ کرتا ہے

فانتظروا انی معکم من المنتظرین

* نوٹ۔ بقول الحکم وہ قادیان میں صرف چند مرتبہ آئے ہیں۔ ایڈیٹر

ہمارے ملکی ریفارمر

الحکم کی گذشتہ اشاعت میں ہم ایک نمونہ اپنے ہاں کی اخبار نویسی کا دکھایا تھا کہ ہمارے یہہ ملکی ریفارمر کہاں تک اپنے فرائض کو سمجھتے ہیں اور اصول تنقید و تحقیق کی کہاں تک پرواہ کرتے ہیں۔

آج ذیل میں ایک لطیف مضمون جس میں معقول ظرافت سے کام لیا گیا درج کرتا ہوں اس مضمون میں لاہور کے دو اخباروں کے ایک نوٹ پر ریمارک کیا گیا ہے۔ جس میں ایڈیٹر صاحبان نے سلسلہ عالیہ احمدیہ کے لاہوری خدام کے خلاف زہر اگلا تھا۔ اور ان کی گمٹی والی مسجد کے متعلق رائے زنی کی تھی۔

اسپر ہمارے معزز اور مشہور اہل قلم نے جس قابلیت سے تنقید کی ہے وہ قابل غور ہے

تعجب کی بات ہے کہ ہمارے مخالف اخبار نویس رائے زنی کرتے ہوئے نہیں سوچتے کہ ہم کیا کہتے اور کیا کرتے ہیں وہ اپنی کوششوں کو دیکھیں اور پھر سوچیں کہ آجتک سلسلہ کی مخالفت سے انہوں نے سلسلہ کو کیا نقصان پہونچایا؟ وہ یاد رکھیں خدا تعالےٰ نے اس سلسلہ کو خود قائم کیا ہے اور وہ اسکی راہ میں کسی روک کو رہنے نہ دیگا۔

پچھلے مخالفوں نے کیا کیا جواب یہ کرینگے بہرحال وہ رائے ذیل میں درج کر دی جاتی ہے۔

امید ہے ہمارے مخالف اسکو غور سے پڑھینگے اور سوچ سمجھ کر جواب دینگے

ایڈیٹر

مسجد گمٹی بازار لاہور اور مرزائی

اخبار وفادار لاہور مورخہ ۱۵ جون ۱۹۰۶ء میں بہ ضمن اخبار نوکل بحوالہ پیسہ اخبار مورخہ جون ۱۹۰۶ء یہہ نوٹ دیا گیا ہے کہ مسجد گمٹی بازار لاہور میں مرزائی فرقہ کے مسلمان نماز ادا کرتے اور الہام خواب پر بحثتے ہیں سکرٹری انجمن اسلامیہ کو توجہ دلائی گئی ہے کہ امام مسجد کا جواب لیا جاوے اگر واقعی دونوں اخباروں کی رائے درست ہے سنیوں کی مسجدوں میں دوسرے فرقوں کے مسلمانوں کا نماز پڑھنے کرنا چہ معنی دارد مسلمانوں کے ایک خاص فرقہ کی مسجدوں میں متابعت دوسرے فرقہ کا نماز ادا کرنا اور خدا و رسول کا نام لینا دراصل عبادت الٰہی اور اسلام میں فتنہ اثر کرتا ہے اور مسجد کی تحقیر ہوتی ہے تو ہماری رائے میں بہتر ہے کہ

ان مرزائیوں یا احمدیوں کو کان پکڑ کے ہی نکلوا دیا جاوے۔ انہوں نے نماز تو چھوڑنی نہیں پڑھیں گے ضرور آخر یہہ کسی نہ کسی مسجد میں جائینگے ہی اسواسطے اگر یہ بدستور لاہور ہی میں رہے تو پھر کسی اور مسجد میں جا اکٹھے ہوں گے۔ اور اگر اپنی مسجد بنالی تو پھر بھی لاہور میں ہی رہے۔

لیکن باایں ہمہ یہہ لوگ قبلہ رو ہو بھی نہیں چھوڑیں گے اگر ان کے وجود اور نماز خوانی سے مسجدیں پلید ہو جاتی ہیں تو قبلہ کب محفوظ اور معصوم رہ سکتا ہے۔ کیونکہ مسجدوں میں تو یہ نماز پڑھتے ہیں اور قبلہ کیطرف سجدہ اور منہ کرتے ہیں ہماری رائے میں کوئی ایسی تجویز نکالی جاوے جس سے یہ لوگ قبلہ رو ہو کر نماز پڑھنا چھوڑ دیں۔ کیا گورنمنٹ اسمیں مداخلت نہیں کرتی ہے۔ مسجدیں تو مسجدیں ہمیں تو اب قبلہ کی بھی فکر پڑ گئی ہے ایک سنی اگر قبلہ رو ہو کر نماز ادا کرتا ہے تو ایک شیعہ کے قبلہ کی تکریم میں ضرور فرق آنا چاہئے اور ایک شیعہ یا احمدی دوسرے لفظوں میں مرزائی نماز گذارے تو تقدس قبلہ کہاں رہی اور اس سے زیادہ یہہ سوال اٹھیگا کہ ہر ایک فرقہ خدا اور نبی کو مانتا ہے حالانکہ کسی فرقہ کی دوسرے فرقے سے مطابقت نہیں ہے اس صورت میں کیا جس خدا اور جس نبی کو شیعہ مانتے ہیں وہ سنیوں یا مرزائیوں کا خدا یا نبی ہو سکتا ہے۔ یا جس خدا اور جس نبی کو مرزائی اور شیعہ مانتے ہیں وہ سنیوں کے ماننے کے قابل ہے مسجدوں کے ساتھ ہی قبلہ خدا نبی کا فیصلہ بھی ہونا چاہئے۔ علیحدگی اور جدائی ہو تو پوری ہو یہہ جزوی افتراق کیا۔

ہمیشہ **مسلمان** جو پورے جوش و خروش سے اسلام دوسری قوموں کو پیش کرتے ہیں۔ وہ مہربانی کر کے بتائیں تو کہ دوسری قوم والے کس اسلام کو مانیں۔ جب کوئی غیر قوم کا تلاشی مرزائی ہوتا ہے تو شیعہ اور سنی کہتے ہیں یہہ مسلمان نہیں ہوا بدستور کافر ہے۔

جب کوئی شیعہ طریق پر مسلمان کیا جاتا ہے تو سنی اوسے مرتد جانتے ہیں اور جب کوئی سنی طریق پر مسلمان ہوتا ہے۔ تو شیعہ اوس سے خوش نہیں ہوتے کیا تلاشی کے واسطے لازمی نہیں

یاقوت مروارید ۔ جان زہر مہرہ ۔ خطائی ۔ ورق نقرہ ۔ کیوڑہ و گلاب ۔ سیب ۔ صندل وغیرہ وغیرہ کا
نہیں شیوہ میرا اگر کبھی ہرزہ درائی کا
نوائے دلکش تحقیق ہر دم میں گاتا ہوں
خدایا بارور کر شاخ نخل آرزوئے دل
تیری ہی آبیاری پر یہ بیج بوتا ہوں
لاجواب مرکب
مفرح دلکشاء
موسم گرما کا
خاص تحفہ
یہ اُن قدر دانان ملک کی خواہش کے مطابق تیار کیا گیا ہے جن کو اپنی سربادشاہ صحت خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے مفرح عنبری کی طفیل واپس ملی ہے اور جو اس موسم میں بوجہ شدت گرمی مفرح عنبری کا بدل چاہتے ہیں۔ کیونکہ مفرح عنبری کے استعمال کا موقع بسبب گرم ادویہ مثل مشک و زعفران وغیرہ کے ۱۵۔ اگست کے بعد سے نصف مئی تک ہوتا ہے۔ البتہ سرد مزاج بلغمی طبیعت کے لوگ ہمیشہ استعمال کر سکتے ہیں۔ اُن کے لئے کوئی حرج نہیں ہے ۔
مفرح دلکشاء کا نرخ نامہ حسب ذیل ہے
ایک ڈبیہ تین روپے قیمت (للعہ)
تین ڈبیہ آٹھ روپے قیمت (عہ)
چھ ڈبیہ پندرہ روپے قیمت (۱۵ عہ)
ایک درجن ستائیس روپے قیمت (۲۷ عہ)
وزن فی ڈبیہ ۵ تولہ خوراک ۳ ماشہ محصولڈاک بذمہ خریدار
مفرح دلکشاء میں خدا تعالیٰ کے احسان و کرم سے وہ تمام خوبیاں ہیں جو آپ سالہا سال سے مفرح عنبری کے استعمال سے دیکھتے چلے آئے ہیں اس لئے مجھے اسکی تعریف میں صفحے سیاہ کر کے آپ کی سمع خراشی منظور نہیں اور نہ پورے صفات بیان کرنے کی اس اشتہار میں گنجائش ہے کسی قدر روا بھی عرض کے بعد میں اسکو ختم کرتا ہوں ۔ صرف آپ اتنی بات یاد رکھیں ۔ کہ مفرح عنبری تو سردیوں میں اور مفرح دلکشاء گرمیوں میں استعمال کے لائق ہے۔
مفرح دلکشاء جیسا کہ اسکے نام سے ظاہر ہے اسکا ادنیٰ خاصہ یہ ہے کہ اسکی پہلی خوراک منہ میں ڈالتے ہی دل و دماغ میں ایک سریع التاثیر تحریک ٹھنڈک ۔ سرور پیدا ہو کر حواس ظاہری و باطنی تیز و روشن ہو جاتے ہیں خیالات اعلیٰ و مفید سوجھنے لگتے ہیں دل کو وہ تقویت و تفریح پہنچتی ہے کہ گویا خدا نے خالق نے ایک نئی زندگی عطا کی ہے۔ ضعف ۔ بیچینی ۔ دل کا دھڑکنا ۔ گرمی کے باعث دل کا ڈوبتا جانا سانس کا پھولنا
مفرح دلکشاء وہ اکسیر ہے جس کے استعمال سے ضعف دماغ ۔ تبخیر معدہ ۔ تشنگی کی جلن ۔ جریان ۔ رقت و سرعت کثرت احتلام ۔ سوزش مثانہ کے باعث کثرت پیشاب ۔ تقطیر البول دیرینہ و مزمن سوزاک غرض تمام سوزشی امراض کے دفعیہ کے لئے ایک اکسیر کا کام دینے والا بے نظیر مرکب ہے۔
مفرح دلکشاء میں وہ جوہر ہے جو دماغی سوزش اور تکان کو بفضلہ منٹوں میں آرام دیتا ہے اس لئے امیروں وزیروں ۔ نوابوں ۔ رئیسوں جاگیرداروں ۔ ججوں ۔ وکیلوں تحصیلداروں منصفوں مدرسوں ۔ پولیس فوجی عہدہ داروں اور بالخصوص کالجوں کے طلباء یا جنکو صحت کی قدر ہے ۔ اس مرکب رفیق کو ہر دم اپنی جیب میں جان کے ساتھ رکھنا چاہئے جہاں طبیعت گھبرائی یا تکان محسوس ہوئی جھٹ ایک خوراک منہ میں ڈالی اور پھر تر و تازہ ہو کر اپنے کام میں لگ گئے۔
مفرح دلکشاء چونکہ اکثر نباتی اور معدنی لطیف مفرحات و سرد جواہرات کا مرکب ہے اسلئے تمام وبائی امراض یا موسموں یا ان جگہوں میں جہاں طاعون ہیضہ پھیلا ہوا ہو یا اندیشہ ہو ۔ کیسا اسکا استعمال ہر زن و مرد و خورد و کلان کے لئے واجب اور لازمی ہے حفظ ما تقدم کیطور پر اس سے بڑھکر دوسری دوائی کا ملنا قریباً محال ہے۔
مفرح دلکشاء حکماء اور ڈاکٹروں کی خدمت میں تو اس کے اظہار کی ضرورت نہیں وہ تو اچھی طرح سے ہی ان سب باتوں کو سمجھ سکتے ہیں کہ کس مرض اور موقع پر مفید ہو سکتی ہے جنرل پبلک کی اطلاع کیخاطر عرض کی جاتی ہے کہ جن مستورات کو استقرار حمل کا عارضہ ہو یعنی جنکا دوسرے تیسرے مہینے کا حمل ساقط ہو جاتا ہو اور جن مستورات کو کثرت طمث یعنی ایام ماہواری میں کثرت سے خون جانے کا مرض ہو اور زیادہ خون کے نکل جانے سے ردی حالت ہوگئی ہو انہیں بلا تردد و بلا تامل فوراً اسکو منگا کر استفادہ حاصل کرنا چاہئے۔
مفرح دلکشاء سے وہ لوگ بھی بفضلہ فائدہ اٹھا سکتے ہیں جو مبتلائے سل و دق ہوں ۔ یا جن کے دماغ بواسطہ نکسیر یا خونی بواسیر یا حلق کے ساتھ کسیوقت خون کا آنا شروع ہو گیا ہو یا کسی صدمہ چوٹ وغیرہ سے خون بکثرت نکل گیا ہو یا کسی اتفاقی ناگفتہ بہ مرض سے قوائے مضمحل ہو گئے ہوں انہیں ضرور اسکے استعمال سے صحت حاصل کرنی چاہئے۔
المشتہر
حکیم محمد حسین قریشی موجد مفرح عنبری و مفرح دلکشاء
کارخانہ رفیق الصحت لاہور

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے ۵ (۲) خواص و معاونین سے عـہ (۳) ہندوستان سے باہر سے ۶ (۴) غیر مذاہب والوں سے ۱۲ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے عـہ ۱۲

نمبر ۲۳ | قادیان دار الامان | مورخہ ۳۰ جون ۱۹۰۶ء | مطابق ۷ جمادی الاول ۱۳۲۴ھ | جلد ۱۰

فہرست مضامین

دار الامان کا ہفتہ

۱- حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طبیعت بدستور ناساز رہی - تکلیف دردپاکی ہے - نقرس کا درد بتایا جاتا ہے - اللہ تعالیٰ رحم فرمائے - اس تکلیف میں بھی آپ حقیقۃ الوحی لکھ رہے ہیں -

۲- صاحبزادہ صاحب بشیر الدین محمود احمد صاحب لاہور گئے ہیں -

۳- موسم برسات کا رنگ شروع ہو گیا ہے - ہفتہ زیر اشاعت میں اکثر ابر ہوتا رہا -

۴- ہفتہ زیر اشاعت میں خواجہ صاحب اور حکیم محمد حسین قریشی اور بابو غلام محمد صاحب لاہور سے اور مولوی مبارک علی صاحب سیالکوٹ سے تشریف لائے -

احمد نور کا مقدمہ

احمد نور کے مقدمہ کے متعلق عرصہ سے کوئی خبر نہیں دی گئی اسکی وجہ یہہ تھی کہ فریق ثانی نے مقدمہ منتقل کرا لیا تھا - جس کے متعلق چیف کورٹ میں جانا پڑا جہاں سے مقدمہ ... سردار غلام حیدر خان صاحب ہی کے پاس واپس آیا - ۲۱ - جون ۱۹۰۶ء کو بمقام گورداسپور پیش ہوا - فریق ثانی نے لالہ شہریت کے ذریعہ چونکہ منت سماجت کی اور ہر طرح معافی چاہی اسلئے حضرت اقدس نے ازراہ کرم ولطف احمد نور کو معاف کر دینے کا حکم دیا - جس نے مقدمہ میں پیروی چھوڑ دی - ۲۰ - جون کو سردار صاحب نے قادیان آکر موقعہ کا ملاحظہ کیا اور بقیہ شہادت صفائی لی - کچھ گواہ باقی ہیں جنکے لئے ۱۷ - جولائی تاریخ کی ہے -

امرتسر کے صدر ڈاکخانہ میں اندھیر

گذشتہ اشاعت میں مینے ظاہر کیا تہا کہ ہیڈ آفس کی وہ کتاب جس پر مہریں لگائی جاتی ہیں گم ہو گئی ہے مینے یہہ بھی ظاہر کیا تہا کہ اس کتاب کا جلد از سر نو طیار ہو جانا اقرین قیاس ہے - چنانچہ خوشی سے ظاہر کیا جاتا ہے کہ پوسٹماسٹر صاحب نے اپنی غیر معمولی مستعدی اس معاملہ میں دکھائی ہے مجھے بتایا گیا ہے کہ کتاب مذکور طیار ہو چکی ہے لیکن اس کی نوعیت اور ایک خاص امر جسکا مجھے علم ہے ظاہر کر دیگا کہ یہ کتاب نئی طیار ہوئی ہے - صاحب سپرنٹنڈنٹ بہادر اس پر نوٹس لیں گے تو وہ خاص نکتہ ظاہر کر دیا جاوے گا -

آج میں ایک اور خطرناک اندھیر کا ذکر کرتا ہوں جو سرکاری روپیہ کے غبن کی حد تک پہونچا ہے یہہ معاملہ ایسا نہیں کہ کہٹائی میں پڑا رہے - ۲۳ - جون ۱۹۰۶ء کو صدر دفتر سے ۵۔۴ کے ٹکٹ منشی مولا بخش سب پوسٹماسٹر گون ہال کو بہیجے گئے اسنے غلطی سے ۴۵ کی بجائے ۵۰ انکا ج کر لئے - اور کئی دن تک متواتر یہ غلطی کاغذات میں چلتی رہی + اندر ہی اندر سمجھوتہ کر لینے کی طیاریاں ہو رہی تہیں + بہرحال کاغذات اس راز کو کہول دینگے سپرنٹنڈنٹ صاحب فوری نوٹس لیں - میں اس کے بعد اور عجیب عجیب معاملات ظاہر کروں گا -

امرتسر ہیڈ آفس میں میرا ایک گھنٹہ

مجھے ۲۷ - جون ۱۹۰۶ء کو اتفاقاً امرتسر ہیڈ آفس میں جانے کا اتفاق ہوا - اور ایک گھنٹہ تک میں نے دفتر کے حالات ادہر ادہر پھر کر معلوم کئے ہیں اگلی اشاعت میں ان معلومات کو ظاہر کرونگا -

درخواست نکاح

(۱) ایک احمدی قریشی نوجوان عمر ۲۲ سال برسر روزگار تنخواہ ۲۵ ماہوار - شادی کرنے کا خواہشمند ہے - اسکی نسبت ہو چکی ہے مگر لڑکی کے والدین اس کو احمدیت سے توبہ کرنے پر مجبور کرتے ہیں وہ اس نسبت کو احمدیت پر قربان کرتا ہے - اور کسی احمدی خاندان میں نکاح کا خواہشمند ہے - مفصل حالات کے لئے ایڈیٹر الحکم سے خط و کتابت کرو -

۲ - سید احمد نور مہاجر کابلی نوجوان مخلص بہائی ہے صاحبزادہ عبد اللطیف شہید مرحوم کا وفادار خادم ہے حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود اسکی شادی ہونے پر بہت خوش ہونگے - ہر طرح سے متدین - جفاکش - محنتی اور معقول آمدنی رکھتا ہے مستقل طور پر قادیان آبسا ہے - درخواستیں ایڈیٹر الحکم کے نام آئیں -

جنازہ غائب پڑھا جاوے

(۱) منشی عبد الواحد خان صاحب احمدی سیالکوٹی کی والدہ فوت ہو گئی ہے -

(۲) بابو عبد الحکیم صاحب اسسٹنٹ سٹیشن ماسٹر کالکے کی اہلیہ ۲۴ - جون کو اس جہان سے کوچ کر گئی ہے - اس کا بھی جنازہ غائب پڑہا جاوے -

جواب الجواب منشی عبدالعزیز خان صاحب عزیز مندرجہ پیسہ اخبار بر رو اشاعت حضرت مرزا صاحب

از خلیل الدین احمد راضی تلہری

قولہ { ہے غلط آتے نہیں ہیں زلزلہ آنیکے دن
زلزلہ کیسا کہاں کے کوچ کرجانے کے دن }

اقول- کچھ ہی غلطی کا ثبوت ہے کچھ بھی دعوے پر دلیل ہے بالکل واہیات نری خرافات۔ ہاں عروضانہ حیثیت سے ایک موزوں کلام ہے اس سے زیادہ نہیں۔ کیا ایسی تک بندیوں سے کسی کی تردید ہوسکتی ہے لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ گذشتہ سال میں ایک زلزلے کی پیشگوئی جس زور شور سے پوری ہوچکی ہے ملک جانتا ہے پس جسکا زندہ نمونہ موجود ہے اسکی تردید مردود۔

ے اے سفیہو اب نہیں صادق کو جھٹلانیکے دن
ایک گذری دوسرے آنے ہیں لرزانے کے دن

قولہ { خیر امت جبکہ حق نے کہدیا قرآن میں
کچھ نہیں اے امت مرحوم گھبرانیکے دن }

اقول- خیر امت ہی بنے رہتے تو اس دن کو کیوں پہونچتے۔ رسی جل گئی اینٹھن نہ گئی نہ آپ سنبھلو نہ دوسروں کو سنبھلنے دو ہٹ دھرمی سے الٹی تقریریں الٹی تعلیمیں۔

ے خیر امت کے نہ آوازے کسو بے کسب خیر
ان خیالوں ہی نے دکھلا کے یہ گرجانیکے دن

قولہ { کیا غضب بھڑکا ہے یاروں اس خدائے پاک کا
ابر رحمت فرق امت پر ہیں اب چھانیکے دن }

اقول- یاروں سے تصدیق نہ کرائے خود ہی بغلیں بجائیے وہ کیوں جھوٹی باتوں پر مونڈی ہلانے لگے طاعون شریف کو نہ سر مبارک سے ٹپک ماریئے۔

ے کیا غضب ہے اب غضب کو بھی غضب گنتے نہیں
اس سے بڑھ کر اور کیا ہونگے غضب ڈھانیکے دن

قولہ { عیسے مریم کے آ ئیگی ہے اک مدت دراز
اور لمبے ہیں بہت دجال کے کینیکے دن }

اقول- آپ درازی مدت کی گا رہے ہیں اور ادھر سے قیامت تک صدائے الفراق ہے

ے عیسے مریم خدا کے پاس پہونچے دن ہوئے
آنیوالا مرد میدان آگیا آنے کے دن

قولہ { وہ گھڑی آئی نہیں مخلوق جو عیسے کہے
اور بڑھتے جاتے ہیں دجال کہلانیکے دن }

اقول- کچھ مضائقہ نہیں دیر آید درست آید

ے وقت پر ہونا ہے سب کچھ وقت پر کھل جائیگا
کس کے عیسے کسکے ہیں دجال کہلانیکے دن

قولہ { مدعی جھوٹی نبوت کے بہت پیدا ہوئے
آگئے بے شباب لوگوں کے بہکانیکے دن }

اقول- وہ کون ہیں اور کہاں ہیں اور کتنے ہیں۔ اگر سچوں کے دفتر میں نام لکھانا ہے تو ان جھوٹوں کی فہرست مرتب کرکے پیش کیجئے ورنہ ان سب کا مجموعہ ذات جامع الکمالات کو سمجھا جائیگا۔ اے مسلمانو بانگی دیکھتے جاؤ یہ اسلام کے سنبھالنے والے لوگ ہیں۔ افسوس صد افسوس۔

ے ہوچکی بس جھوٹی باتوں کی اشاعت ہوچکی
یاد رکھو اب چلے یہ گند پھیلانے کے دن

قولہ { زلزلہ آنا قدیمی بات ہے حادث نہیں
کچھ نہیں مخلوق کو ہے اس سے غم کھانیکے دن }

اقول- قدیمی بات تھی تو اسی حد تک رہے ہوتے آپنے تو پہلے قدم وہ پھاگ کھیلے کہ ہمیشہ کے لئے اس قدامت کا دروازہ بند کردیا اب خشک تاویلوں کا سوئی تاگا دوڑاؤ اور اس چاک کو سیا کرو۔ اے ناظرین شعر کا نتیجہ نکالئے بہت صاف بات ہے۔ اسکے یہ معنی ہوئے کہ آسمانی تدارک سے نہ ڈرو۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

دیکھئے کیسا کھلا کھلا گمراہی کا سبق ہے۔ خدائی تہدید کو خیال میں نہ لانا اور الٰہی تنبیہ سے فائدہ نہ اٹھانا آفات پر آفات آنے کا یہی تو سبب ہے۔

ناصح مشفق سلامت ہیں تو یہ بھی دیکھنا
لاتے ہیں کیا کیا غریبوں پر ستم ڈھانیکے دن

قولہ { عیسے مریم سوا جو غیر کو عیسے کہیں
عنقریب آتے ہیں انکے سخت پچھتانیکے دن }

اقول- اچھی طرح سے سمجھا دیا گیا کھول کھول کے بتا دیا گیا اگر اب بھی شرارت سے باز نہ آئیں اور زبردستی استعارہ کو حقیقت پر جبر کئے جائیں تو اب خدا کے سمجھانے کی باری ہے۔

عیسے امت جدا ہے عیسے مرسل جدا
اب سمجھوگے تو پھر سمجھوگے سمجھانے کے دن

قولہ { حضرت مہدی کو پیدا کردے اے خالق مرے
مصطفائی دین کے دکھلادے پھیلانیکے دن }

اقول- جھوٹی دعاؤں سے حضرت مہدی نہیں مل سکتے ہیں سچا دل اور سچی زبان پیدا کرو۔ ذرا اس دعا کو یاد رکھنا آگے فیصلہ ہوگا۔ انشاءاللہ تعالے۔

ے منکران حضرت مہدی کو یارب آنکھ دے
یہ بدل جائیں یقیں سے انکے شک لانیکے دن

قولہ { آسمان سے حضرت عیسے کو ہی اب بھیجدے
دیکھیں ہم دجال کے نابود ہو جانیکے دن }

اقول- اگر عیسیٰ روح اللہ کا خیال ہے تو یوم حشر پر اٹھا رکھو۔ اور اگر عیسیٰ موعود کی طلب ہے تو سچی دعاؤں میں لگ جاؤ۔

ے اللہ یارب کہ مشکل ہے مسیحا کی شناخت
اس بڑے فتنے کے دن ان تیلا آنیکے دن

قولہ { مصحف اقدس میں فوت حضرت عیسیٰ نہیں
اور تر قول آسمیں ہیں انکی زندگی پانیکے دن }

اقول- بھئی تمکو اپنی جان عزیز کی قسم کیا سچ مچ حضرت عیسیٰ کی مقدار عمری مصحف اقدس میں مذکور ہے اللہ اللہ سلف سے خلف تک کیسی کیسی قرآنی طاقتیں دکھائی گئیں مگر اس زندہ معجزے کی کسکے فرشتوں کو خبر تھی توبہ توبہ اب کس مسخرے کی مجال جو اس حی و قیوم نبی کو مردہ کہہ سکے۔

او میاں تمہارا بول بالا اور یہ چاند سامنہ ہمیشہ اوجالا کیا ہم بھی اس آیت مخزن ہدایت کی زیارت کرسکتے ہیں یا نہیں۔ نہیں نہیں شرمایئے نہیں۔ میدان میں لایئے اور سرکشوں کو نیچا دکھایئے کسی طرح یہ کفر کا جال ٹوٹے تو سہی۔ اسوقت ہم کو حضرت مرزا صاحب کا وہ الہام کہ جو تیری اہانت کرے گا ضرور میں اوسکی اہانت کردونگا یاد آیا ہے سوچ رہے ہیں کہ کبھی سچا نکلا بھی یا نہیں اس خیال میں ہم آپکو بھی شریک کرنا چاہتے ہیں فرمایئے کیا جواب ہے۔ قصور معاف مانو یا نہ مانو کہا نہ کہا پھوٹ گیا۔

ے تم کہے جاؤ مگر یہ سارے قصے ہر جگہ
دور پہونچے اب گڑے مردے کہیں ہوآنیکے دن

قولہ { مصطفا کے بعد جس نے دوسرا ڈھونڈا نبی
آگئے اوسکے لئے اب ٹھوکریں کھانیکے دن }

اقول- چہ خوش خود ایک نبی کے جویا اور دوسرے کو الزام۔ الٹے چور کوتوالے ڈانڈے۔ ختم نبوت کے بعد پھر بھی کسی نبی کو آسمان سے کھینچنا یہ ٹھوکریں کھانا نہیں تو اور کیا ہے سچ پوچھئے تو یہ ساری خرابیاں ایک خیال پرستی سے ہیں انہیں اصلاحوں کیلئے تو یہ مسیحا نفس مجدد آیا ہے

ے آنکھ کھولو پیچ و خم صدیوں کے بیاہے ہوگئے
یہ سنبھل جانیکے ہیں یا ٹھوکریں کھانیکے دن

قولہ { چل چکے جھونکے ہوائے مکر کے بے انتہا
گلشن دین نبی کے اب ہیں لہرانیکے دن }

اقول- مکاریوں کی فہرست

پہلا مکر- گذشتہ زلزلے کی ثابت شدہ پیشگوئی کا کتمان۔

دوسرا مکر- خیر خواہی کے پردے میں خیر امت کی بد خواہی۔

تیسرا مکر- بھڑکے ہوئے غضب کی نفی۔

چوتھا مکر- مدعیان نبوت کے ظہور کا فرضی اعلان۔

پانچواں مکر- زمین لرزہ کا رسمیات میں شمار۔

چھٹا مکر- امام مہدی اور اشاعت دین کیلئے نمائشی دعا۔

ساتواں مکر- جو سب مکروں کا قبلہ گاہ ہے عمر مسیحی کی اپنے ہاتھوں پیمانہ تراشی اور نام مصحف اقدس کا۔

آٹھواں مکر- ختم نبوت کے بعد خود ایک آسمانی نبی کی تلاش اور طنز دوسرے پر۔

نواں مکر- اتنے مکروں کے بعد بھی موتی کے مگر دوسرا مکروں کی آندھی۔

دسواں مکر- دعائے نبوت کا جھوٹا الزام۔ یہ آگے آئیگا۔

تلک عشرۃ کاملۃ

ے دن پھرے ہیں باغ دیں کے اڑ گئے خاشاک دیں
بس ہوا ہو اب تمہارے ہیں ہوا کھانے کے دن

قولہ { مدعی ہوکر نبوت کا جو کھنچوائی شبیہ
اسکے آتے ہیں عذاب النار کی پانیکے دن }

اقول- ذرا اوستاد جی کی تو کہئے میاں داغ کا کیا حشر ہوا جنکی شبیہ اخباروں اور جنتریوں میں گشت کررہی ہے۔ دوزخی ہوئے یا جنتی ہم تو حسن ظن سے جنتی کہیں گے۔ اس اعتراض کا جواب فاضل امروہی نے آیات الرحمٰن میں دیا ہے اسکا اعادہ کرکے دکھاؤ۔ حضرت مرزا صاحب کو حقیقی نبوت کا دعویٰ نہیں اور اب تا قیام قیامت اگر کوئی ایسا دعویٰ کرے وہ سو جھوٹوں کا جھوٹا اور اوس سے زیادہ وہ جھوٹا جو کہ جھوٹ کا بادشاہ جو کسی پر خلاف دعوے باندھے۔

ے کیا ضرورت ہے شبیہ عیسے موعود کی
اسکو سمجھو گے حسد کی آگ بجھ جانیکے دن

قولہ { نص الکملت لکم سے ختم نعمت ہوگئی
دین کامل ہوگیا اب کیسے پھیلانیکے دن }

اقول- جی ہاں اس وقت تک کہ حضرت مہدی کو یاد کیا گیا تھا دین کامل نہ تھا اب اتنی سی دیر میں کہ پانچ شعر کہے گئے دین کامل ہوگیا ابھی تو ہم نے کہا تھا کہ حضرت مہدی جھوٹی دعاؤں سے نہیں مل سکتے ہیں۔ زبان سے بلاؤ اور دل سے رد کردو یہی تو محرومی کے حجاب ہیں جو اس آفتاب عالمتاب کے باوجود وسط السما پر آجانے کے اب تک نگاہوں سے چھپائے ہوئے ہیں۔ اب ہم اپنے کامل دینداروں کی زبان حق ترجمان سے سننا چاہتے ہیں کہ اوس دعا کا کیا نام رکھنا چاہئے مومنانہ یا منافقانہ۔

ے پھیلنے کو دین کے جو دیدیا ہے یوں جواب
ان خیالوں ہی سے آئے دیں پھیلانیکے دن

قولہ { التجا ہے داور محشر سے یہ میری عزیز
ابر رحمت سر پہ ہو اس آگ برسانیکے دن }

اقول- اگر کل کو اس ابر رحمت کا سہارا ڈھونڈھنے ہو تو آج اس ابر رحمت کے سائے میں آجاؤ جسکا وعدہ صدیوں کے بعد ہمارے زمانہ میں پورا ہوا ہے۔ والحمد للہ علے ذلک۔

ے

جو مسیحا کی وہی راضی کی یارب ہے دعا
گود میں تیری ہوں ہم اس خون دل کھانیکے دن

إِنَّ الَّذِينَ يَكْفُرُونَ بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ وَيُرِيدُونَ أَنْ يُفَرِّقُوا بَيْنَ اللَّهِ وَرُسُلِهِ وَيَقُولُونَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَنَكْفُرُ بِبَعْضٍ وَيُرِيدُونَ أَنْ يَتَّخِذُوا بَيْنَ ذَٰلِكَ سَبِيلًا ۝ أُولَٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ حَقًّا ۚ وَأَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ عَذَابًا مُهِينًا ۝

جو لوگ اللہ اور اوس کے رسولوں کا کفر کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اللہ اور اوس کے رسولوں میں تفریق کردیں کہتے ہیں کہ بعض کو مانتے ہیں اور بعض کو نہیں مانتے اور چاہتے ہیں کہ اس کے اندر اندر ایک راہ بنالیں وہ یقیناً کافر ہیں۔

اللہ جل شانہ کے ماننے کے بعد رسولوں پر **ایمان لانے کا مسئلہ** درحقیقت ایک نازک مسئلہ ہے۔ اس مسئلہ کے سمجھنے میں بڑی دقتیں اور مشکلات پیش آتی ہیں اسلئے کہ یہ مسئلہ بھی ایمانیات کی قسم سے ہے اور وہی مشکلات اس کے چاروں طرف محیط ہیں جو مسئلہ الوہیت اور ملائکہ اور کتب پر ایمان لانے کی نسبت ہیں اور علاوہ براں رسولوں کا جنس انسان سے ہونا ان مشکلات کی تاریکی کو اور بھی زیادہ ترقی دینے کا موجب ہوا رسول کی جامع تعریف کیا ہے؟ اوس شناخت کی علامات کیا ہیں؟ پھر اوس پر کس درجہ کا ایمان چاہئے؟ اسکے اقوال و افعال یعنی اس کی سنت کی اتباع میں کس حد تک رنگین ہونا چاہیئے۔ غرض کیونکر اس اس میں سرتاپا کھوئے جائیں؟ یہ باتیں ہیں جنکا حل کسی زمانہ میں بہت آسانی سے نہیں ہوا اور توقع کے موافق گرد و غبار سے مطلع صاف نہیں ہوا۔ درحقیقت آفتاب صداقت یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے بعد عادتاً اس ضروری اور اہم مسئلہ کی راہ میں بیشمار روکیں پیدا ہوئیں اور فیج اعوج نے تو مکڑی کی طرح اس کے ارد گرد جالوں کے انبار تن دئے اور آخر بجز رسم اور عادت کی پیروی اور افراط تفریط کے اور کچھ نہ رہا۔ الا ماشاء اللہ۔ مگر خدا تعالےٰ کا شکر ہے کہ ہمیں ان امور کی نسبت نہ تو کوئی اضطراب ہے۔ اور نہ حیرت مذموم لاحق ہے۔ زمانہ کے سیکڑوں چکروں اور صدیوں کے انتظاروں کے بعد خدا تعالیٰ نے ہمارے زمانہ میں نبوت اور رسالت کے منہاج پر ایک سلسلہ کھڑا کیا ہے جس نے رسالت اور نبوت کو بڑی صفائی سے ہم پر منکشف کر دیا ہے اور رسالت کا چہرہ جو صدیوں کے شکوک و وساوس کے بادلوں میں چھپ گیا تھا اصلی روشنی کیساتھ ہم پر جلوہ گر کیا گیا ہے۔ اس مبارک ظل نے نہ صرف ایک اصل کو بلکہ ساری نبوتوں اور رسالتوں کو نئے سرے سے زندہ کر دیا ہے درحقیقت اللہ تعالیٰ کا بڑا احسان اور خاص فضل ہم پر ہے کہ ہمیں خیالی اور قیاسی ڈھکوسلوں سے دل بہلانے کی ضرورت نہیں پڑتی۔ ہم میں خاص اوسی رنگ اور اوسی نمونہ پر ایک فرستادہ ربانی اور مرسل یزدانی موجود ہے اس مبارک انسان کے وجود نے اپنے فعل اور قول اور علامات صدق سے وہ ساری راہیں صاف کر دی ہیں جو مدتوں سے دور رہیں اور کسی رہرو کا نقش پا ان پگڈنڈیوں پہ نہ ملتا تھا۔ اور ہم نے اسی شرح صدر اور ذوق سے اُن ہی دلائل اور حجج سے اُن ہی علامات صدق سے اسے پہچانا جن کے وسیلہ سے صحابہ (رضوان اللہ علیہم اجمعین) نے نورِ محمدی کو (علیہ افضل الصلوات والتسلیمات) پہچانا قسم اُس خدائے ذوالجلال کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے میں ہر وقت اس مصفا آئینہ میں تمام نبیوں اور رسلوں اور اہل اللہ کا صاف صاف چہرہ دیکھتا ہوں و للہ الحمد۔ الغرض اسوقت خدا کے فضل سے حضرت مرسل اللہ مسیح موعود علیہ السلام کے طفیل ہمارا بوجھ بہت ہلکا ہوگیا ہے اور ہمیں بڑی آسانی سے پتہ مل گیا ہے کہ خدا کے فرستادے کیسے ہوتے تھے اور کن علامات سے وہ شناخت کئے جاتے تھے مبارک ہو اس آنے والے کو جس نے تمام آچکے ہوؤں کی لاج رکھلی اور دین حق کو جو افسانوں کے رنگ میں سوچکا تھا پھر اپنے انفاس مسیحی سے بحال کیا اور مبارک ہو اُس قوم کو جنکو اس پرآشوب وقت میں عنایت ازلی کا بدرقہ سیدھا قادیان کے دارالامان میں لے آیا اور اُن کا ہاتھ نہ خدا کے ہاتھ میں دیدیا۔ اب بڑی بات جسپر میں اپنی جماعت کو توجہ دلانا چاہتا ہوں یہ ہے کہ کس درجہ کا ایمان ہمیں اس امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت رکھنا چاہیئے میں صاف صاف کہتا ہوں اور بصیرت اور شرح صدر سے کہتا ہوں کہ اسی قسم کا ایمان جو اس امام کے متبوع و مقتدا (صلی اللہ علیہ وسلم) کی نسبت چاہا گیا ہے۔ جبکہ یہ مرسل اللہ اسی نام اور اُسی منہاج اور اُسی قدم پر ہے۔ اسلئے کہ اُسی ایمان کو اُن ہی طاقتوں اور معجزوں کے ساتھ ثریا سے اُتارنے کے لئے آیا ہے جو قرآن کریم نے دنیا کو بخشا تھا غرض جبکہ چشمہ ایک ہی ہے اور آقا اور غلام دونوں ایک ہی مقصد کے پورا کرنے کو یکساں ہتھیار لے کر آئے ہیں تو کیا وجہ ہے کہ مرسلانِ الٰہی میں تفریق روا رکھی جاوے۔ بخدائے عظیم مجھے تو ذرا بھی تردد نہیں اس بات کے کہنے میں کہ اسوقت متفرق بھی وہی لوگ ہیں جو بعض کو ماننے اور بعض کا انکار کرتے ہیں اب اس بات کی تشریح اور صفائی کے لئے کہ وہ کیسا ایمان ہونا چاہیئے یا وہ کیسا ایمان تھا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت قوم سے طلب کیا گیا میں قرآن کریم کی ایک آیت پڑھتا ہوں اس میں ہماری جماعت کو ہمیشہ غور کرنا چاہئے اور چاہئے کہ کبھی اپنے ایمانوں پر مطمئن نہ ہوں اور نہ کید نفس سے امین ہوں۔ اور وساوس کے ورطہ میں مبتلا ہو جانے سے ہرگز نڈر نہ ہوں جب تک دامان دل میں اس جنس کے ایمان کا موتی ڈال نہ لیں جو اس آیت سے سمجھ میں آتا ہے اور وہ آیت یہ ہے۔

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا

یعنی تیرے رب کی قسم وہ مومن نہیں ہوں گے جب تک تجھے اپنے تمام جھگڑے کی باتوں میں حکم نہ بنائیں۔ پھر اس کے بعد یہ کریں کہ تیرے فیصلہ سے کوئی اٹک اپنے دلوں میں نہ پائیں اور اُس کے آگے سر تسلیم خم کر دیں مجھے یاد ہے کہ اس آیہ شریفہ پر پہلے بھی الحکم کے کسی پرچہ میں کچھ لکھ چکا ہوں۔ اب بھی کچھ تھوڑا سا بیان کرتا ہوں اس آیت میں ایمان بالرسل کے لئے یہ شرط لگادی گئی ہے کہ ہر اختلاف باہمی کے وقت رسول حکم ہو۔ اُسکا فیصلہ ناطق اور قطعی ہو۔ اُس کے فیصلہ پر زبانیں ہی نہیں دل بھی شرح و ذوق سے راضی ہو جائیں۔ اور بالآخر اوس کے موافق عمل درآمد کر کے بھی دکھائیں۔ ایک صاحب دل جو اس تلاش میں ہو کہ بڑا رہتا ہے کہ قوم بنانے اور قوم کو سنوارنے کے اصول اور قواعد پیدا کرے وہ اس حکیم آیت کی قدر کر سکتا ہے کہ اس نے قوم بنانے اور پھر اسکی اصلاح کا کیسا اچھوتا گر بتایا ہے دنیا میں ایسے افراد ہیں اور عام کاروبار کے ہر ایک شعبہ میں لازماً ہوا کرتے ہیں جنکی رائوں اور امروں کا اتباع ایک کثیر گروہ کو فوراً آنکھ بند کر کے کرنا پڑتا ہے میدان جنگ میں بیشمار جانیں اور دل کٹھ پتلی کی طرح ایک سرلشکر کے اشارہ دلبر پر کھیلتی ہیں اور کھیلنا پڑتا ہے علی ہذا القیاس اس سے اور بہت سی مثالیں پیدا کر لو اب یہ بات تو کوئی قابل نزاع نہیں رہی کہ نظام قدرت ہیئت اجتماعی کے قایم رکھنے کے لئے اس امر کو چاہتا ہے کہ ایسے متبوع اور مقتدا ہوں جنکی اطاعت اس درجہ کی ہو۔ مگر نظارۂ قدرت کا تجربہ اور اون افراد کا استقراء کشاں کشاں اسطرف لاتا ہے کہ تمام افراد اس قابل نہیں ہوتے کہ اُن کی اتباع آخرکار لازماً فلاح اور فوز اور سعادت کا نتیجہ دے اور کبھی بھی ہلاکت اوس سے پیش نہ آوے۔ مثلاً ممکن ہے اور واقعات اس کے شاہد ہیں کہ فوج نے سرلشکر کا امر اتباع کے پورے معنوں میں مانا ہے۔ اور کبھی فوج اور کبھی دونو آمر و مامور ہلاک ہوگئے ہیں یہ خوف جو اس تجربہ کا سچا نتیجہ ہے تنبیہ کرتا ہے کہ ہر ایک میں ایسا دینار دھا نہیں۔ ادہر ایک اور شخص آزادی رائے اور قوت خود مختاری کی حمایت میں آستین کس کر کھڑا ہوتا ہے کہ ایک فرد خاص کی اطاعت و اتباع اس درجہ کی جو نہایت مطلوب ہے فری وِل یعنی قوت اختیار کا خون کرنا ہے علاوہ براں عقل کیونکر تسکین پا جائے اس بات سے کہ ایک ایسے شخص کی اتباع اور تحکیم فرض قرار دیدی جائے ایسی قوموں پر جو ہر قسم کے تجربوں اور دانشوں اور فراستوں کے جامع فردوں سے مرکب ہوں۔ ان طرح کا ریانوں کی بظاہر سطحی خیال لوگوں پر ہیبت پڑسکتی تھی۔ ان تمام اعتراضوں کے کافی جواب کو مدنظر رکھکر اور بیقرار قلوب کو پوری تسکین دینے کے لئے خدا تعالیٰ حکیم نے اپنا کلام اس طرح پر شروع کیا۔

فَلَا وَرَبِّكَ ۔ وَرَبِّكَ اس راز کی کلید ہے یعنی قانون قدرت اور اصول فطرت کے موافق ہم نے اس انسان کو اپنے دبستان میں تربیت کر کے بھیجا ہے۔ اور کیا کبھی ہو سکتا ہے؟ کہ ہمارا تربیت کردہ جسے ہم نے اصلاح خلق کے مناسب حال قوٰے عنایت کئے ہیں کسی امر میں غلطی کھا جائے اور اوس کے اتباع و تحکیم کا نتیجہ کبھی ہلاکت اور تباہی ہوسکتی ہے؟ حقیقت میں انسان کی بیقرار طبیعت کے اعتراض کی حقیقت اور خدا تعالےٰ کے شافی جواب کی ماہیت ایک سلیم الفطرت کے سوا دوسرا کم سمجھ سکتا ہے۔ لاانتہا دوروں کے لاانتہا سائلوں دنیا کے دانشمند ترین فلسفیوں اور عقل و فہم پرنازاں لوگوں کو خواہ کسی ملک و ملت کے ہوں ایک ہی جواب دیا گیا ہے اور حکیم قرآن نے اسے کافی و وافی سمجھا ہے۔ اور ایک قادر مطلق قہار آواز نے حکم دیا ہے کہ ایک انسان کی جو خدا کا شاگرد ہے تحکیم اور اتباع اختیار کرو۔ **عزیزو!** کوئی ہے جو اس جواب کو نا کافی کہے اور اس دلیل کو جو اتباع کے لئے دی گئی ہے کمزور کہے۔ ہاں ممکن تو ہے کہ ناعاقبت اندیش جلد باز کسی طرف سے بول اُٹھے کہ یہ محض تحکم اور زور آوری ہے کیونکہ ممکن ہے کہ ایک ایسے شخص کے پاؤں میں تمام تجربہ کار عقلیں اپنی اپنی پگڑیاں اُتار کر رکھدیں جسنے زمانہ کے نشیب و فراز سے کچھ بھی نہیں دیکھا۔ اور عمر کا کثیر حصہ پہاڑ کے غاروں اور گھر کے تاریک گوشوں میں بسر کیا۔ اور زمانہ کی کسی شوخ اور واقف کار سوسائٹی کی دہلیز کے اندر قدم نہیں رکھا کسی ملکی اور سیاسی مدرسہ میں کبھی تعلیم نہیں پائی کسی مذہبی معلم کی شاگردی کا فخر حاصل نہیں کیا۔ اللہ اللہ ایسا شخص کے مقابل

چاہا جاتا ہے کہ صیقل یافتہ اور مہذب عقلیں اور تعلیم و تربیت کی معراج پہونچی ہوئی دانشیں اپنے اندوختوں کو خاکستر کر دیں۔ اس اعتراض کے جواب کے لئے پہلے سے ہی زیادہ صاف راہ کھلی ہوئی ہے یعنی یہ کہ جس قوم نے کامل اتباع محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا کیا اور آپ کی پیروی میں سراسر کھوئے گئے۔ اور کوئی اپنا ارادہ اور تجربہ اور علم اور فہم اوس کے امر کے آگے کچھ بھی نہ سمجھا۔ آپ کے اوامر کی پیروی تو ایک طرف آپ کے عادات اور ذاتیات کی پیروی کو بھی اپنا فخر سمجھا۔ اُس قوم کا کیا حال ہوا؟ کیا ایسے اتباع اور تحکیم نے اُنھیں کوئی نقصان پہونچایا؟ یا تاریکی کے رہنے والوں کو نور کے فرشتے بنا دیا۔ تمدن کی تباہی حالتیں یا دنیا کی اوس حالت کا نقشہ ان لفظوں میں کتاب الٰہی نے دکھایا ہے ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ یعنی یہ رسول ایسے وقت میں آیا۔ جبکہ اہل کتاب اور امی سب بگڑ چکے تھے اور اس رسول کا کام ان لفظوں میں بتایا اِعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ يُحْيِي الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا یعنی اب خدا چاہتا ہے کہ اس رسول کے واسطے سے اُن دلوں کو جو مر چکے تھے پھر زندہ کرے اور اس رسول کی پیروی کا نتیجہ بتایا فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ یعنی میری پیروی کرو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تم اللہ کے محبوب ہو جاؤ گے۔ [illegible] ہوگا قرآن کریم کی [illegible] اور بابرکت کتاب ہے۔ جسکے کہ تم انسانی ترقیات اور مدارج عالیہ کے کمال تک پہونچ جاؤ گے اور بالآخر قدرۃ اور شوکت تمہارے حصہ میں آئے گی۔ [illegible] برکات اور انجیل اور بدھ ثبوت [illegible] کہلاتی جو ابرانیوں اور آریوں کے ہاتھ میں ہیں قرآن کریم کوئی ایسا دعوے نہیں کرتا جس کا ثبوت موت کے بعد دوسرے عالم [illegible] کیونکہ اس طرح تو کوئی مذہب [illegible] اور [illegible] کے دعوے اور دل خوش کن باتیں کہتے ہیں۔

مثلاً وید کی رچائیں یعنی دعائیں جب ساری کی ساری ناکام رہیں تو کیا اُمید ہو سکتی ہے اُس کے پیرو گروہ اُس کے اتباع کے ساتھ باوجود یہاں کی نامرادی اور ناکامی کے دوسرے جہان میں کامیاب ہو جائیگا۔

اور انجیل نے جبکہ ایک سخت ناکام اور گھاٹا پانے والا آدمی پیش کیا جسکے سامنے یہاں قدم قدم پر نامرادی پیش آئی۔ بلکہ عیسائیوں کے قول کے موافق اُسکی وہ دعا بھی نہ سُنی گئی جو شدت اضطراب اور اضطرار کے وقت اُسنے مانگی تھی اور بڑی منت سماجت وزاری کے بعد بھی موت کا پیالہ اُس کے منہ سے ٹل نہ سکا تو کیا اُمید ہو سکتی ہے اور کیا ثبوت اور علمی ثبوت ہے کہ ایسے شخص کی آئندہ کی زندگی کے وعدے سچے ہو سکتے ہیں اور اُسکا پیرو دوسری زندگی میں کامیاب ہوگا۔ جہاں تک میں غور کرتا ہوں اور خدا تعالےٰ کے لئے غور کرتا ہوں مجھے کوئی وجہ نظر نہیں آتی کہ کیوں انجیل کے ناکام اور پورے معنوں میں ناکام اور ضعیف ترین پیرو اور وید کے موہوم رشیوں کو مانا جاوے۔ تمام نبیوں نے خصوصاً حضرت موسیٰ نے بڑا بھاری نشان من جانب اللہ انسان کا یہ بتایا تھا کہ اوس کے مُنہ کی باتیں پوری ہو جائیں گی۔ اور حقیقت میں ہے بھی یوں ہی۔ یہ دنیا ایک سٹیج ہے جسکا ایکٹر اسیر ہو جیسا ایکٹر کے دعوؤں اور تحدیوں کے بموجب منشاء اسکی دعوت و رسالت کے کامیابی اور مراد کے ساتھ پورا ہو گیا اسی کی نسبت دعوے کیا جا سکتا ہے یا وہ دعوےٰ کر سکتا ہے کہ وہ دوسرے جہان کا شفیع بھی ہوگا۔ اور اسکی ہدایتیں اوس عالم میں فلاح اور سعادت کے موجب ہونگی۔ ورنہ خدا کے لئے بتاؤ کہ ایک ہلکا فقیر اور درویش اپنے اس دعوے میں کیونکر کاذب کہا جائے گا۔ کہ میری پیروی کرو تم موت کے بعد بڑے آرام پاؤ گے۔ اس میں شک نہیں کہ ہر چند سے لوگ انجیل کے پیرو تھے یہ سمجھے جب اُنھوں نے دیکھا کہ اس کے دل خوش کن وعدوں پر عزت کی جگہ ذلت اور [illegible] بڑی آسان اور عقلمندی بات ہے کہ صریح نامرادیوں کے بعد یہ عذر تراش لیا جائے کہ اس ناکام انسان کی بادشاہت آسمان کی بادشاہت تھی۔ کس نشان پر اوسے خدا مانا جاتا ہے۔ کون سے علمی نمونے اُس سے سرزد ہوئے جو عام انسانوں سے بڑھ کر تھے۔ یا اقلاً انبیائے توریت کی برابر تھے مجرد دعوے محض ڈھکوسلے ہیں الفاظ سے خدائی نکلنا اگر ہو ان بھی بے ثبوت بات ہے۔ ہزاروں صوفی درویش اور وحدت وجود کے خدا کہلاتے اور کہلاتے ہیں۔ ایک نصرانی اون کی عملی تکذیب کس دلیل سے کر سکتا ہے۔ آج تک یہودیوں کے مقابل کوئی معقول دلیل اور عملی دلیل یسوع کی صداقت پر نصرانیوں سے بن نہیں پڑی۔

انصاف کرو ایک شخص جسکا سارا بدن نامرادی اور ناکامی کے گہرے زخموں سے چھلنی ہو گیا ہے اور آخری پیالہ بھی ناکامی کا پی کر دنیا سے رخصت ہوا وہ کونسا تسلی بخش نمونہ مضطرب اور اعمال ہیں اور اعمال سے نتائج کو دیکھنے والی طبیعتوں کے لئے چھوڑ گیا ہے کہ طبیعتیں خود بخود اُس کے اتباع کیطرف کھنچی چلی جائیں میں سچ سچ کہتا ہوں کہ عملی نتائج کے دکھانے کے لحاظ سے یسوع میں اور عام پتھر اور مٹی کے بتوں میں کچھ بھی فرق نہیں جسکو چاہو پوج لو آخر اوس دوسرے جہان میں حسرت اور ناکامی ہوگی اس لئے کہ خطرہ ہے کہ وہ دوسری زندگی بھی یسوع کی اس زندگی کا ہی ظل ہو۔

اے یسوع کی پرستار قوم موت کو سامنے رکھکر سوچ اور اس پاک سبق میں غور کر جو میں تجھے دیتا ہوں۔

الغرض ایک ہی انسان کامل ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم ہیں جنکے منہ کی پاک باتیں اس زندگی میں آپ کے دوستوں اور دشمنوں کے حق میں پوری ہو کر اوس دوسرے عالم کے لئے بطور نوطیہ اور تمہید کے نکلیں۔

اس راز کے سمجھانے کے لئے قرآن حکیم نے تمام وعد و وعید ملاکر بیان کئے۔ آپ کے دشمن آپکے دیکھتے دیکھتے بموجب اُن دعوؤں اور تحدیوں کے جو قبل از وقت کی گئیں تھیں ہلاک ہو گئے۔ اور اون ہی وعدوں کے بموجب آپ کے پیرو اسی عالم میں پورے کامیاب ہو گئے۔ یہاں کی نار میں آپکے دشمن جلے اور آخرت کی نار کا ثبوت ٹھہر گئے اور آپکے دوست یہاں کی جنات اور ممالک کے مالک ہو کر آخرۃ کی جنات کے وعدوں کے صدق کے نمونے صادق ہو گئے

ایک ہی انسان ہے جسنے اپنی زندگی میں اَلْيَوْمَ اَتْمَمْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ کی آواز سُن لی اور يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا کا نظارہ دیکھ لیا۔ اور حجۃ الوداع میں لاکھ سے زیادہ آدمیوں کو آخری تبلیغ فرماکر اور اُن سے اپنی تبلیغ کی گواہی لے کر کس کامیابی کے ساتھ پہاڑی سے نیچے اُترا۔ اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد۔ آپ کو ابتداء ہی میں یہ دعا سکھائی گئی تھی۔ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم تاریخ اور واقعات عالم گواہ ہیں کہ کامیابیوں کی یہی صراط مستقیم آپ کو ملی اور وہ ساری کامیابیاں اکمل طور میں آپ کو عطا ہوئیں۔ جو آپ سے پہلے منعم علیہم کو ہوئی تھیں۔ دعا اسکو کہتے ہیں اور دعا کے قبول ہونے کا یہ ثبوت ہے۔ اس دعا میں شروع ہی میں یہ پیشگوئی اور جلالی پیشگوئی تھی کہ داعی اگلے راستبازوں کی طرح انعامات الٰہی اور کامیابیوں کا مورد ہوگا اور اس کے اعدا جو اس کی مخالفت میں سیدھی راہ سے بھٹکے ہوئے ہیں خدا کے غضب کے نیچے آئیں گے۔ سو جو کس ضعف کے وقت سے یہ دعا شروع ہوئی اور کیونکر اسکے الفاظ کا مفہوم حرفاً حرفاً پورا ہوا اس کا نمونہ انجیل اور ویدوں کی دعاؤں سے کوئی نکالکر تو بتائے۔ انجیل میں کیسے خوفناک پیرایہ میں دکھایا گیا ہے کہ حضرت یسوع ساری رات دعا مانگتے رہے اور ناک رگڑ رگڑ کر چلاتے رہے کہ اگر ہو سکے تو یہ پیالہ مجھ سے ٹل جائے پر نہ ٹلا۔ عیسائیوں کے قول اور اعتقاد کے موافق یہ پہلی دعا ہے جو ایک برگزیدہ کے مُنہ سے نکلی اور نامراد رہی۔ اسلئے ہزاروں تاویلیں یہ لوگ کریں۔ مگر اسباب کے تسلیم کرنے سے تو چارہ نہیں کہ رد کا داغ تو ضرور اسکی پیشانی پر لگا ہوا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ خدا تعالےٰ کی خوفناک معصیتوں کو جائز سمجھنے کے باعث اس قوم کے دل اور دماغ کی ترکیب ہی کچھ ایسی ہو گئی ہے کہ الٰہیات کی پاک اور نازک باتوں سے ان لوگوں کو مناسبت ہی نہیں۔ ان کو کفارہ بنانے کے منصوبے نے اس طرف دھیان کرنے ہی نہیں دیا کہ یہ رد داغ جو یسوع کے ماتھے پر لگاتے تھے اور لگانے میں کہ وہ لعنتی ہوا۔ اور اوس کی دعا رد ہوئی ان کا کس قدر بامفہوم اور افسوسناک انجام ہوگا۔ کاش اب بھی کوئی سمجھے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ خدا تعالےٰ نے اتباع و تحکیم کی خوبی ثابت کرنے کے لئے اس محبوب کی [illegible] کے ساتھ یہ عملی دلائل لگا دئے ہیں۔

اور لفظ رسالت ہزار زبان سے بول رہا ہے کہ باقی تمام انسانوں سے اس تربیت آلٰہی کے سبب سے اس انسان کامل کو امتیاز خاص حاصل ہے۔ سچی بات یہ ہے کہ مامورین و مرسلین ایسے قویٰ لے کر آتے ہیں جنھیں پر علم اور پر قدرت اور پُر حکمت ہاتھ نے پیشینہا دارادوں کے لئے شروع ہی میں خصوصیت اور [illegible] دی ہوتی ہے بجز اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ کے اشتراک اور بیرونی مشابہت کے اور ان کی بات عام مخلوق سے ملتی نہیں۔ یہ ممکن ہی نہیں یا یوں کہو کہ ایسی کوئی قوت اُن میں رکھی ہی نہیں جاتی جس سے ایسی حرکات لاابالی سرزد ہوں جو قوم کی تباہی کی موجب ہوں اور عملاً بھی اس کے ثبوت دفوج میں آچکے ہیں ورنہ خدا تعالےٰ کی حکیم کتاب میں جس نے اخلاق کے علوم کو زندہ کرنے کا ذمہ اُٹھایا ہے یہ بات جو بظاہر بڑے تحکم کی بات ہے کبھی درج نہ ہوتی اور یہ درحقیقت خدا تعالےٰ کا کتنا بڑا احسان ہے کہ مخلوق کو لاانتہا سرگردانیوں اور سردردیوں سے مخلصی دلا دی اور انہیں ایک انسان کے ماتحت کر دیا۔

اس بڑے بھاری مرحلے کے طے کرنے کے بعد اب میں اصل بات کی طرف آتا ہوں۔ میری اصل غرض یہ ہے کہ ہماری جماعت کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات پاک پر بھی ویسا ہی ایمان رکھنا چاہیے جیسے قرآن کریم کی اس آیت شریف کا

مفہوم ہے جو میں بیان کر چکا ہوں۔ اگر اس ایمان میں کچھ بھی کسر رہ جائے گی اور دل کے کسی کونے میں کوئی تردد اور وسوسہ رہ جائے گا تو یاد رکھو کہ وہ اتنا ہی نفاق کے برص کا داغ ہوگا جو یا تو اسی دنیا میں پھیل کر سارے قلب کے اندام پر محیط ہو جاوے گا یا اسکا بدنتیجہ آخرۃ کی نابینائی ہوگی۔

اگر اس امر کے لئے کوئی اور ثبوت نہ بھی ہو۔ جب بھی مامور و مرسل ہونا اس کے لئے کافی دلیل ہے مگر خدا کا شکر ہے کہ یہی آیت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ایک دفعہ الہام ہوئی جس سے خدا کا منشاء ہے جو ایمان نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر مطلوب ہے۔ وہی ایمان یہی مطلوب ہے۔ میں اپنی فراست سے دیکھتا ہوں کہ خدا تعالے نے اس الہام میں بہت سی حکمتیں ودیعت کی ہیں اور خاص کر یہ اپنا کلام اپنے بندہ کے منہ میں ڈالا منجملہ اون کے ایک یہ بھی میری سمجھ میں آتی ہے کہ اوس کے علم میں تھا کہ کچھ لوگ ایسے بھی ہوں گے جن کے قلوب میں ایسے عظیم الشان انسان کی نسبت دغدغے اور وسوسے پڑ رہیں گے اور اون کے نزدیک ایسا ایمان اپنے اجتہاد اور علم اور عقل کی قربانی کرنی ہوگی دوسری بات یہ ہے کہ خدا تعالے جانتا تھا کہ مسیح موعود علیہ السلام کا کام بہت بڑا اور نازک ہوگا مسیح موعود کو ایسی قوموں سے واسطہ پڑے گا جو اپنے زعموں میں علوم و فنون کی اعلیٰ معراج پر پہنچی ہوں گی۔

بات یہی یوں ہی ہے غیر قوموں کو چھوڑ و اندرونی قوموں کے حال پر غور کرو جن کی اصلاح کے لئے حضرت مہدی موعود تشریف لائے ہیں اور جن سے چاہا گیا ہے کہ وہ ایسا ایمان آپ پر لائیں۔ اُن میں ہزاروں بڑے بڑے صوفی اور درویش جن کے پاس اُن کے مانے ہوئے بزرگوں کے انبار در انبار تالیفات اور ملفوظات بڑے بڑے ہماری علماء اور مولوی اور مجتہد جو رات دن احادیث اور تفاسیر اور علوم الٰہیہ کی درس و تدریس میں مصروف رہتے ہیں جن کے دماغ میں ان خشک لفظوں کے رات دن پڑھنے سے یہہ کیڑا پیدا ہو جاتا ہے اور ضروری ہے کہ پیدا ہو کہ وہ خود مکتب خداوندی کے یگانہ شاگرد اور مجتہد مطلق ہیں۔ وہ بات بات کے لئے اپنے زعم میں اُن الفاظ کی ایک میزان ہاتھ میں رکھتے ہیں وہ کسی کی بات مان سکتے ہی نہیں جب تک اُس موضوع میزان میں اُسے تول نہ لیں۔ حقیقت میں خوب غور کرو ہمارے امام مسیح موعود کو کن لوگوں سے پالا پڑا ہے اور کتنا بڑا نازک کام آپ کے سپرد کیا گیا ہے۔

ان امور کو مد نظر رکھکر (واللہ اعلم بمراده) وعلمه اتم واحکم) خدائے علیم حکیم نے یہ الہام اپنے بندہ پر نازل کیا کہ جب تک لوگ اپنے علم خشک کے انباروں کو راکھ کر کے اور اپنے استنباطوں اور اجتہادوں اور دانشوں اور فہموں کو خیرباد کہہ کر اُن سادہ اور پاک صحابیوں کی طرح آپ کے پیچھے نہ ہولیں گے۔ جب تک مومن ہی نہ ہوں گے اور کبھی اُن برکتوں کے وارث نہ ہوں گے جو ایسا ایمان رکھنے والے اصحاب کو ملیں۔

غور کرو

وَاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ کا مصداق جب مسیح کی جماعت کو ٹھیرایا گیا تو صحابہ کا سا ایمان اُن سے کیوں مطلوب نہ ہوگا۔

ضروری ہے کہ ہمارا ایمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اقوال و اعمال و افعال کی نسبت ویسا ہی ہو جیسا ہم پر فرض ڈالا گیا ہے کہ ہم رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر رکھیں۔ اسلئے کہ وہ برکات جو صحابہ کو ملیں وہی ہم سے وعدہ کیا گیا ہے۔ کیا ہم میں اسوقت تنازع نہیں۔ کیا عرب والی بہت سی ساری بداخلاقیاں اور بے اندامیاں ہم میں نہیں کیا وہی باہمی جنگیں اور ضد اور کینے ہم میں نہیں کیا اسوقت بات بات پر اونے ادنے اختلاف پر اُسی طرح ہم زبان کی تلوار نہیں نکالتے۔ غرض اب کونسی بات رہ گئی ہے جو اُن لوگوں میں تھی اور ہم میں نہیں۔ بدقسمتی سے جو لوگ ہم میں حدیث اور تفسیریں پڑھ چکے ہیں اور وہ جو اردو ترجموں کے ذریعہ کتابوں پر واقف ہو چکے ہیں اور کور بختی سے وہ جو دلی کے اُس خشک الفاظ یاد کرا دینے والی مکتب کو چھوکر آتے ہیں وہ اپنی رائے میں۔ فہم میں۔ اجتہاد میں۔ استنباط میں۔ عملاً مستقل شارع اور رسول بن بیٹھتے ہیں۔ اُنھیں گرج موت کی برابر ہے کہ کسی کی بات پر سر خم کریں۔ غرض اسوقت بھی اُسی قسم کے ایمان کے دواعی موجود ہیں بلکہ بدرجہا زیادہ ہیں جو عرب میں موجود تھے۔ اگر اس ایمان میں ضعف اور کمی رہ گئی تو وہ برکات کبھی ملنے کے ہی نہیں۔ مگر میں بصیرت سے ایمان رکھتا ہوں کہ خدا تعالے اپنے مسیح کے لئے بھی ایسی جماعت تیار کرے گا جنکا ایمان صحابہ کے ایمان کے ہم پلہ ہوگا اس لئے کہ ضرور ہے کہ وہ برکتیں پھر نازل ہوں اور اس لئے کہ رسالت محمدیہ (علے صاحبها الصلوٰۃ والتحیہ) پھر دنیا میں اپنی پہلی آب و تاب کے ساتھ جلوہ گر ہو۔

مینے دلی رنج اور افسوس کے ساتھ بعض خط پڑھے ہیں جن سے ایک قابل افسوس تنازع کی خبر ملی جو بعض ناواقف اور جلد باز اور ناتجربہ کار لوگوں کی طرف سے برپا ہوا۔ بعض غلط کاریوں نے تاواجب جوش کی تاب مقاومت نہ لاکر منہ سے کہدیا کہ ہم پابند نہیں کہ امام کی ساری باتوں کو مانیں۔ ہم خود دیکھیں گے اگر امام کی بات قرآن وحدیث کے موافق ہوگی تو مان لیں گے ورنہ اُس کی طرف التفات نہ کریں گے میں خوب جانتا ہوں کہ یہ مرض بعض اون لوگوں میں ہے جو بدقسمتی سے چار حرف پڑھ گئے ہیں اور وہ خدا تعالے کے مصفا آئینہ کے حضور میں اتنی دیر بیٹھنے کی توفیق نہیں پا سکے کہ اُن کے علوم و فہم کی بدصورتی اُن پر کھل جاتی۔ افسوس یہ سوء ادب ایسا ہے کہ اس کے سننے سے عرش الٰہی کانپ اُٹھتا ہے کاش وہ حقیقت بیعت میں غور کرتے اور پھر سوچتے کہ انہوں نے باوجود بیع کے پھر اپنا بچا کیا ہے۔ یہ استکبار و انانیت جو ایک ہی بربادی بخش متاع ہے جسکا بیچ ڈالنا اور گھر کے صندوق سے جلدی نکال ڈالنا ازبس ضروری تھا یہ تو انہوں نے سنبھال اور اطلس کے غلافوں میں لپیٹ کر اپنے اپنے صندوقوں میں رکھ لی پھر میں پوچھتا ہوں اونہوں نے بیعت کیا کی وہ تو آخرکار اپنے اوپر ایمان لانے والے یا یوں کہو کہ اپنے ہی اجتہاد اور حدیث دانی پر ایمان لانے والے نکلے وہ حضرت حکم اللہ پر ایمان کیا لائے وہ تو اوس حکم کے ہی حکم بن بیٹھے کیونکہ جب امام حکم کی طرف سے کوئی مسئلہ قرآن وحدیث سے استنباط ہو کر شائع ہوگا اس کے بعد ان کی ڈیوٹی ہوگی کہ وہ اپنے علوم اور اجتہاد کی قوتوں کو جو شاید کہیں کہیں چلی گئی ہوں جمع کریں اور خوب غور کریں کہ امام صاحب کا یہ استنباط صحیح ہے یا واہی ہے۔ پھر اگر اُن کی استنباط و اجتہاد کی میزان میں پورا اُترا تو قبول ورنہ مردود۔ اللہ اکبر سوچو اور خدا کے لئے غور کرو۔ یہ کتنا بڑا بول ہے کبرت کلمة تخرج من افواههم ان يقولون الا كذبا۔ خدا تعالے کا موعود حکم اسی لئے تو آیا اور ایسے وقت میں آیا کہ تمہارے مغز خدا کی باتوں کے سمجھنے کے لائق نہ رہے تھے۔ اور تمہیں ہر نیک بات کے سمجھنے میں ٹھوکریں لگنی شروع ہو گئی تھیں۔ ورنہ لفظ حکم کی اور حقیقت کیا ہے۔ جب اوس کے آنے پر بھی وہی سردردی میں رہی کہ ہمارے اجتہاد اور استنباط کی مشینیں بھی ویسی ہی دن رات چلتی رہیں بلکہ پہلے سے بھی زیادہ اسلئے کہ حضرت امام کے منہ سے آئے دن ایک نئی بات اور اچھوتی بات نکلتی ہے جو بظاہر قرآن وحدیث کے خلاف معلوم ہوتی ہے اور درحقیقت ایک نازک اور دقیق استنباط ہوتا ہے اور یہیں یہ مصیبت پڑی کہ ہم اپنی اپنی جگہ اسکو۔ پرکھتے رہیں کہ آیا امام کا یہ استنباط صحیح ہے یا نادرست اور تحریف تسویل ہے تو بتاؤ کہ ہم تو اس امام حکم کے آنے پر وبال اور نکال میں پڑ گئے۔ ہمارا کام تو اتنا بڑھ گیا کہ خدا کی پناہ۔ یہ ہمارے لئے رحمت اور فضل کیا آیا ہم پر تو زحمت کے پہاڑ ٹوٹ پڑے۔

یہی باتیں تو وہ لوگ کہتے ہیں جو اس نور سے مستفید نہ ہو سکے وہ بھی تو یہی کہتے اور اپنے تئیں اس کہنے میں حق پر سمجھتے ہیں کہ ہم اس شخص (مسیح موعود) کی باتوں کو کیونکر قبول کریں جب تک قرآن وحدیث کے موافق نہ پائیں اور درحقیقت یہ وہی شبہ ہے جو یہودیوں اور نصرانیوں نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کیا وہ بھی یہی کہتے تھے کہ توریت اور انجیل کے نصوص کے برخلاف اس شخص کا وجود اور اعمال ہیں پھر ہم اوسے کیونکر قبول کریں۔

مامور اور مرسل کی حقیقت پر ان لوگوں کو کبھی غور کرنی نصیب نہیں ہوئی۔ نادانو! اگر تمہاری عقول اور فہم اور تجربوں پر مامور و مرسل کے انتخاب کی بنا ہو تو وہ خدا کا مرسل اور موعود کیوں ہو۔ تم تو نصوص الٰہیہ کے فہم کے لحاظ سے غلطیوں میں پڑ چکے اور ناپاک اور منحرف اعتقادوں پر جمے ہوئے ہو جب وہ مامور موعود آتا ہے اور تمہاری اون ہی غلطیوں اور اصول الٰہیہ میں بیجا دست اندازیوں کا تو وہ حکم بنکر آتا ہے پھر تمہاری بات کیونکر اوسوقت چلے۔ وہ خدائے حکیم علیم کا سکھایا ہوا اسکے قوی ازل ان کاموں کے سزاوار جن کے پورا کرنے کو وہ آتا ہے۔ وہ سوز۔ وہ آسمانی نشانوں سے اپنے دعووں پر تائید یافتہ۔ وہ تبلیغ اور استنباط میں ملائکۃ الٰہی کے حفظ کے قلعہ میں جاگزیں۔ تم گرے ہوئے۔ پست ہمت۔ اور شہوت کے تاریک کنوئیں میں سرنگوں بیٹھے ہوئے۔ تنکے کی طرح جھونکوں کے ساتھ ہر طرف کو جھک جانے والے تمہاری کیا بساط اور کیا زہرہ ہے کہ تم اس کے حکم بنو اور اس کا کلام اور کام جب تک تمہارے علم اور فہم کے موافق نہ ہو درست ہی نہ ہو۔ اس سے زیادہ میں اسوقت نہیں کہتا اگر خدا نے چاہا تو کسی وقت اسپر مفصل چٹھی لکھوں گا۔ آہ اسوقت مجھے کتنا درد ہے کہ لوگ ہنوز اس خدائی نعمت سے کم واقف ہوئے ہیں۔ آہ اس فضل خداوندی کا کتنا کفران کیا گیا ہے میرا دل درد میں اور میری روح جوش میں ہے کہ میں کہاں سے وہ الفاظ لاؤں جو لوگوں کو یقین دلا سکوں کہ یہ وہی نور ہے جو شروع میں کل نبیوں کی زبان سے اور آخر میں خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان مبارک سے وعدہ دیا گیا تھا۔

یہ یقیناً وہی ہے جسپر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے سلام بہیجا۔ اے میری قوم چہوڑ مکذبین اور منکروں اور خدا اور سنن انبیاء سے جاہل لوگوں کو چہوڑ دے انہیں کہ انکا تکبر اور ان کی بدزبانی اور کفران نعمت اور ان کی کور باطنی اپنا رنگ لاوے تو اُٹھ اور اس کی قدر کر جو حق قدر کرنے کا ہے تو اپنے پاک ایمان اور قوی عرفان کے ساتھ اس کی ذات پاک کی نسبت اپنے اقوال اور افعال سے وہی نمونے دکہا جو صحابہ نے دکہائے توکہ تو ان تمام نعمتوں کی وارث ہو جو انہیں ملیں۔

نا عاقبت اندیش جلد بازوں اور شکوک کے ورطوں میں غوطہ کہانے والوں سے تیرا کیا کام تجہے وہ ایمان مبارک ہو جو خدا کی حکیم کتاب کی اس آیت سے حضور سرور عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت اور پہر خدا تعالےٰ کے الہام نے اس آیت کے واسطے سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت تقاضا فرمایا ہے میں اس وقت حضرت امام علیہ السلام کیخدمت میں عرض کرتا ہوں کہ اگر میں غلو کر رہا ہوں اور اور میری زبان حق کے بیان کرنے میں کجی اور نا انصافی کی طرف جاری ہے تو میرے بیان کی اس وقت اصلاح کر دیں اور سامعین خطبہ پر اسوقت کہول دیں کہ میں نے غلط بیان کیا ہے۔ مگر میں خدا تعالےٰ کے فضل سے بصیرۃ کے ساتھ کہتا ہوں کہ میں حق بیان کر رہا ہوں۔ میری روح امام کے علوم کے مے سے سرشار ہوکر یہ باک ندیاں بہا رہی ہے اور میں یقیناً جانتا ہوں کہ میں اسوقت خود حضرت امام علیہ السلام کی زبان ہوں۔ اور آخر میں میں حضرت امام سے جسے بیٹے اپنے والدین سے بہی زیادہ رحیم کریم پایا ہے بمنت عرض کرتا ہوں کہ وہ نماز میں رکوع وسجود کے اندر میرے لئے اور میرے مخلص احباب کے لئے خصوصاً اور ہماری جماعت کے لئے عموماً دعا کریں کہ موت تک ہماری زبان اور ہمارا دل اس ایمان پر متفق رہیں۔ اور ہماری زندگی ہمارا مرنا اور ہمارا جی اُٹھنا آپ کے ساتھ ہو۔* آمین (باقی آیندہ)

امرتسر میں علماء سوء کی حالت زار

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تہا کہ مسیح موعود کے زمانہ میں آسمان کے نیچے بدترین مخلوق اس زمانہ کے عالم ہونگے۔ وہ پیشگوئی لفظاً لفظاً پوری ہو چکی ہے آج علماء اسلام کی جو حالت ہو رہی ہے وہ کسی بیان یا تشریح کی محتاج نہیں رہی تکفیر بازی کا بازار گرم ہونے کے سوا اب یہاں تک نوبت پہونچ گئی ہے کہ ایک دوسرے کے ذاتیات اور شخصیات پر بہت ہی بیہودہ اور سفیہانہ حملے ہو رہے ہیں۔ امرتسر میں یہ معرکہ بہت جوش کے ساتھ شروع ہو رہا ہے۔ اشتہار بازی کے ذریعہ جو کچہ حالات ایک دوسرے کے شائع کئے جاتے ہیں انکو پڑھ کر حیرت اور تعجب ہوتا ہے کہ یہ وارثانِ علم الرسول اور متبعان سنت کیا کر رہے ہیں اور کیا کہہ رہے ہیں۔ ایک مولوی اُٹھتا ہے وہ دوسرے پر الزام لگاتا ہے کہ فلان نے لواطت کی اور فلان کے ساتھ کی اسکے فلاں فلاں زندہ گواہ موجود ہیں۔ دوسرا اُٹھتا ہے وہ کہتا ہے فلاں ولد الحرام ہے غرض گندی سے گندی گالیاں جو الفاظ کے ہیر پہیر میں دی جاسکتی ہیں وہ اس مقدس گروہ میں جاری وساری ہیں اور اپنی ساری منطق اور قابلیت اسی علم میں خرچ کرنے کی سعی کر رہے ہیں۔

میں نے ان تمام اشتہارات پر ایک مبسوط آرٹیکل لکہنے کا ارادہ کیا ہے اللہ تعالےٰ نے توفیق دی تو وہ ایک دلچسپ آرٹیکل ہوگا۔ جو مسلمانوں کے لئے مفید ہو سکے گا۔ (بفضلہ تعالےٰ)

جب کہ علماء اسلام کی حالت یہانتک گر گئی ہے اور انکے اخلاق انسانیت کی حد سے نکل گئے ہیں تو پہر اے امرتسر کے باشندو! تم انصاف کرو۔ اور خدا لگتی بات کہو کہ کیا ان علماء سے تم بہتری کی امید رکہتے ہو؟ اور یقین کر سکتے ہو کہ ان کا وجود اسلام کے لئے مفید ہوگا؟ کبہی نہیں بخدا یہ لایزال میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اسلام پر یہہ نہایت خطرناک وقت ہے جبکہ اسکے خواص کی یہ حالت ہو رہی ہے تو عوام کا ذکر ہی کیا یہ حالت بالطبع تقاضا کرتی ہے

مردے از غیب بروں آید و کارے بکند

خدا تعالےٰ نے ایسا ہی کیا ہے اپنے ایک امام اور مامور کو بہیجا ہے کہ وہ ہماری اصلاح کرے۔ اگر آپ ایسے علماء کے شامل حال رہکر ان سے ہی حق اور اخلاق سیکہنا چاہتے ہیں تو تمہارا اختیار ورنہ اگر ایمان اور اسلام کا فکر ہے تو ان سے الگ ہو جاؤ اور اپنے دوست دشمن میں تمیز پیدا کرو۔

اور اے مخالف الرائے علماء امرتسر! خوب یاد رکہو کہ تمہاری پردہ دری تمہارے اپنے ہی ہاتھوں ہو چکی ہے اگر تم میں سے ہر ایک ان بیانات میں جو ایک دوسرے کے خلاف بیان کرتا ہے سچا ہے تو پہر خود فیصلہ دو کہ تمہارا وجود اسلام اور مسلمانوں کے لئے کہاں تک مفید ہے؟ اور کیا یہ پیشگوئی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تہی یا نہیں جس کا میں نے اس نوٹ کے شروع میں ذکر کیا ہے؟

اور پہر کیا حضرت مسیح موعود نے یہ پیشگوئی نہ کی تہی کہ ہر ایک جو میری ذلت اور رسوائی کے درپے ہے وہ خود ذلیل اور رسوا ہو کر رہیگا۔

اور اب ان اشتہاروں کو جو تم دے رہے ہو پڑھو اور بتاؤ کہ یہہ تمہیں عزت کے کس مقام پر کہڑا کرتے ہیں آؤ! خدا سے ڈرو! اور خدا کے راستباز بندے کی مخالفت سے باز آؤ! ورنہ یہ مخالفت تمہیں اور بھی نیچے لے جائے گی۔

مرادِ ما نصیحت بود کردیم

ریمارک

کتاب لنسوان - پیر عنایات الدین احمد صاحب رئیس امروہہ نے یہہ مبسوط کتاب مستورات ہند کے لئے بطور دستور العمل لکہی ہے اور اسکو تین حصوں پر تقسیم کیا ہے حصہ اوّل لڑکپن۔ دوم جوانی۔ سوم معاملات دنیاداری۔ اور ہر حصص میں ان ضروری مضامین پر بحث کی ہے جو ایک لڑکی سے لیکر بوڑہی اماں تک کو ضرورت پڑتی ہے۔ اگرچہ اس کتاب کی چہپائی۔ لکہائی اعلےٰ درجہ کی نہیں ہے لیکن اس میں کوئی کلام نہیں کہ کتاب مفید مضامین کا مجموعہ ہے اور اس قابل ہے کہ مستورات میں عام ہو۔ مصنف کے نام درخواست کرنے پر عصہ۸ قیمت کو مل سکتی ہے۔

تنبیہہ الغافلین - اس نام کا ایک مختصر سا رسالہ ایک مباحثہ کی رویداد ہے جو مولوی عبد الصمد صاحب مہتمم مدرسہ بنیاد العلوم ڈہک بازار پٹیالہ نے شائع کی ہے۔ اس رسالہ کی قیمت ۲/ ہے مصنف سے ہی ملے گی۔ یہہ مباحثہ ایک غیر احمدی مولوی کیساتھ ہوا ہے جس میں اسکو فاش شکست ملی ہے۔

خزینۃ المعارف جلد اوّل۔ سورۃ فاتحہ کی تفسیر ہے جو حضرت مسیح موعود نے براہین احمدیہ اور کرامات الصادقین میں لکہی ہے حکیم نعمت دین صاحب نے مولوی محمد فضل چنگوی کے ذریعہ اسکو یکجا کرالیا ہے اور خزینۃ المعارف جلد اول کے نام سے شائع کیا ہے ہ قیمت پر ضیاء الاسلام پریس قادیان سے مل سکتی ہے۔

صنعت وحرفت - اس نام کا ایک ماہوار رسالہ شیخ محمد شفیع جاپانی تعلیم یافتہ نے لائل پور سے اسی مہینہ سے شائع کرنا شروع کیا ہے۔ ملک کو صنعت وحرفت کی جسقدر ضرورت ہے وہ ظاہر ہے ایسی صورتمیں یہ رسالہ بہت مفید ہوگا سودیشی تحریک کے حامی دیکہیں اس رسالہ کو کہانتک مدد دیتے ہیں۔ سالانہ قیمت (۱؎) ہے۔

مبادی الصرف والنحو - یہ حضرت حکیم الامۃ کا دوسرا رسالہ ہے۔ اس رسالہ میں صرف ونحو کے مسائل کو نہایت اختصار کے ساتھ جمع کر دیا ہے۔ ان قواعد کو سمجھ کر یاد کر لینا بہت مفید ہو سکتا ہے۔ عربی زبان کی اشاعت کے خواہشمند ایسے رسالوں کی اشاعت کثرت سے کریں قیمت ۱/ سید عبد الحیی عرب قادیان سے ملیگا۔

الذّکر - یہہ نہایت ہی مفید اور قابل قدر رسالہ ہے جو میرے محترم بہائی شیخ عبد الرحیم صاحب نومسلم نے لکہہ کر شائع کیا ہے۔ اس رسالہ میں اسماء آلہیہ کا ترجمہ اور نماز کا ترجمہ ایسے اسلوب پر دیا گیا ہے۔ جو بچوں اور عورتوں کے لئے بہت مفید ہے ایسے پاک لٹریچر کی اشاعت کی بہت بڑی ضرورت ہے کتاب نہایت خوشخط اور عمدہ کاغذ پر صفائی سے چہاپی گئی ہے اور میری اپنی رائے ہے کہ یہ کتاب ہر گہر میں ہونی چاہئے قیمت ۲/ ہے جو مصنف سے بمقام قادیان درخواست کرنے پر ملے گی۔

ستیارتہ پرکاش درپن - یہہ ۴۰ صفحہ کا رسالہ ستیارتہ پرکاش مصنفہ پنڈت دیانند صاحب کے پہلے کولاس پر تنقیدی رنگ میں لکہا گیا ہے اور لکہنے والے مشہور آریہ مناظر مولوی ابو رحمت حسن صاحب میرٹہی ہیں رسالہ نہایت مفید اور آریہ مذہب کی قلعی کہولنے والا ہے قیمت ۳/ - الندیر پریس میرٹہ سے ملیگا۔

اطلاع

جناب منشی عبد العزیز صاحب دہلوی مصنف ہیرت کی حیرانی دہلی سے آگے کلکتہ کیطرف سفر کرینگے۔ اور اس سفر میں ایک کام کو انہوں نے ابتغاءً لوجہ اللہ اختیار کیا ہے۔ یعنی یہ کہ میگزین کے متعلق جابجا اشاعت اور اعانت کی تحریک کرنا۔ سو ایسے احمدی احباب کیخدمت میں جنکے پاس منشی صاحب موصوف پہونچیں التماس ہے کہ وہ انکی ہر طرح سے مدد کریں۔ وہ ایک کافی تعداد اشتہارات کی ساتھ لے گئے ہیں جنکو وہ جابجا تقسیم کرینگے اور اسکے علاوہ اپنے دوستوں سے اعانت میگزین کا چندہ بہی وصول کرینگے۔ اس طرح سے ایک حد تک اس تجویز کی بہی تکمیل ہو جائیگی۔ جو منشی ذوالفقار علی خانصاحب کے کچہ عرصہ ہوا کی تہی۔ کہ اپنے دوستوں میں سے کوئی شخص سفر کرکے جابجا اعانت کے لئے تحریک کرکے چندہ فراہم کرے۔ امید ہے سب دوست اس کار خیر میں بہی حصہ لیں گے اور منشی صاحب موصوف کو بہی مدد دیکر ممنون فرماویں گے۔

الملتمس

محمد علی

از قادیان

سے ایک بات کے ضرور قائل ہو جانے یعنے ایک یہ کہ دروغگو را حافظہ نباشد - دوسری - ہاتھی کے دانت دکہانے کے اور کہانے کے اور - دیکھو کسطرح آپکے مہرشی سے بے ایمان مردہ کی قبر کی طرح اپنے عارضی اعتقاد والی عمارت کو ان الفاظ کے رنگ سے رنگین کر رہے ہیں (قرآن کا خدا رحیم ہوتا تو دوسروں کے مروانے کا حکم نہ دیتا ہمارا ایشور تو منزہ ہے جو سب کو محبت کرتا ہے) اور انکے ذاتی اعتقاد کا خانہ بقول انکے اس بیرحمی سے ویران پڑا ہے اور اندر سے انکے مردہ دل کی عفونت اور بدبو ان الفاظ کی ہوا سے دور دور تک پہیل رہی ہے "راجہ کو چاہئے جسطرح بگلا تاک لگاکر مچہلی پکڑنے کے دہیان میں رہتا ہے اسیطرح دولت جمع کرنیکے خیال میں رہے" دشمن کو چاروں طرف سے تکلیف پہنچا کر چارہ خوراک وغیرہ کو تلف کر دے"

الغرض میں نے آپکی خاطر سوامی جی کی اس چال کو خط ہذا میں اچھی طرح کہولکر لکھ دیا ہے کہ شاید آپکو اس امر میں غور کرنا نصیب ہو اور آپ اس دیانندی داک جہل کو سمجھ سکیں اب اپنی توحید کا حال سنئے -

[آر]ی توحید | ستیارتھ صفحہ ۲۶۳ "اے انسان جس سے یہ مختلف قسم کی **موجودات ظاہر ہوئی ہے** الخ وہ پرماتما ہے اسکو تو جان" ایضاً صفحہ ۲۶۲ "جس پرماتما کی **قدرت سے** یہ سب زمین وغیرہ مخلوقات پیدا ہوتی ہیں اور جس میں قائم رہکر آخر کو جسمیں فنا ہو جاتی ہیں وہ برہم ہے جاننے کی خواہش کر" ایضاً صفحہ

"اے انسان سورج وغیرہ نورانی پدارتھوں (موجودات) کا سہارا اور پیدا شدہ اور آئندہ کو پیدا ہونے والے جہان کا ایک **لاثانی** مالک پرماتما ہی اس عالم کی پیدایش کے پہلے موجود تہا اور جس نے زمین سے لیکر سورج تک ساری **کائنات کو پیدا کیا**" اس عبارت منقولہ میں جہاں لکیر کہینچی گئی ہے نظر کرنے سے ثابت معلوم ہوتا ہے کہ سوامی جی توحید کے مسئلہ میں اہل اسلام سے متفق ہیں ایسا ہی وہ اپنی کتاب رگوید ادی بہاشیہ بہومکا میں صاف اقرار کرتے ہیں کہ پرماتما ہی ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے چنانچہ کتاب مذکورہ کے صفحہ ۱۱۵ میں اس وید منتر (تب نا است (نیتی) تہی نا است (ہستی) نہ رج (پرمانو یعنے ذرہ) تہا) کو اسطرح فرماتے ہیں "اس وقت ست (پرکرتی) یعنے کائنات کی غیر محسوس علت جسکو ست کہتے ہیں - وہ بہی نہ تہی **اور نہ پرمانو تہے**" پہر دیکھو اردو بہومکا صفحہ ۲۷ "وہ بذاتہ غیر مولود اور سب کو پیدا کرنے والا ہے وہ ہی اس کائنات کو اپنی **قدرت** سے بناتا ہے"

پہر دیکھو بہومکا صفحہ ۸۲ "اسی طرح اگنی کے اس پانی کو پیدا کیا اور آگ کو ہوا سے اور ہوا کو اکاش سے اور اکاش کو پرکرتی سے اور **پرکرتی کو اپنی قدرت** سے پیدا کیا"

دیکھو ماسٹر جی آپکے پیشوا اس جگہ تو بڑے زور سے بآواز بلند کہہ رہے ہیں کہ پرماتما ہی اس عالم کی پیدایش کے پہلے موجود تہا اسوقت نہ پرکرتی تہی اور نہ پرمانو بلکہ اسی نے اپنی قدرت سے پرکرتی وغیرہ کو پیدا کیا یہی آواز ہے جسکو سنکر آپ لوگ بزعم خود بت پرستی سے نکل لیئے آپ کو موحدوں کے زمرہ میں شامل سمجھتے ہیں اور دل میں خیال کر لیا کہ سرسوتی جی مہاراج نے توحید کا وہ خزانہ جو وید کی پرانی عمارت کے نیچے مدفون تہا جسکا پتہ بڑے مہا رشیوں کو بہی نہیں لگا نکالکر آج ہمارے سامنے رکہدیا ہے اور اس دولت عظیمہ کی گلی کوچوں میں منادی کر دی اور بہت سے آریہ ورت کے گہروں کو جو شرک اور بت پرستی کے قحط سے ویران ہو چکے تہے آکر آباد کیا ہے -

"مہربان من آپ کا یہ خیال بالکل غلط ہے آپ لوگ سوامی جی کے اس دعوے کو "کہ سب کچھہ پرماتما نے اپنی قدرت سے پیدا کیا ہے" مٹہائی سمجھہ کر چیونٹیوں کی طرح چمٹ گئے حالانکہ اس مٹہائی میں نفس توحید کو ہلاک کرنے والی سمت سم قاتل ملائی گئی ہے جس سے لاکہوں انسان تباہ ہو رہے ہیں اور اس [illegible] ایشور کی قدرت اور اس لاثانی ازلی شکتی [illegible] کے نابود کرنے میں آپکے اس مذہب کا امیدوار رشی پنڈت نے کچھہ کسر نہیں چہوڑی اور ایک جہوٹی اور کہوٹی متاع کو راستی اور سچائی کے ملمع سے آراستہ کر کے نا واقف لوگوں کو دہوکہ دیا ہے جو سنسکرت جانتے ہیں کہ سوامی جی کے اقوال کی پڑتال کر سکیں اور نہ [illegible] ہے جو سچ جہوٹ معلوم [illegible] کی اس رمز کو (کہ اعتقاد دو قسم کا ہونا چاہئے) سمجہنے کی لیاقت ہے اسلئے میں محض اس محبت کے جوش سے جو مجہکو آپ لوگوں سے ہے یہہ تکلیف دیتا ہوں کہ اگر آپ کو سنسکرت یا عربی پڑہکر تحقیق کرنے کی فرصت نہیں تو کیا آپ سے اتنا ہی نہیں ہو سکتا کہ ستیارتہ کو ہی (جسے آپ بے نظیر کتاب سمجھے بیٹھے ہیں) غور اور تدبر سے دیکھنا شروع کریں اور سوچیں کہ یہہ کیا وجہہ ہے جو سوامی جی کا کہیں سناتنیوں اور ویدانتیوں سے اتفاق ہے کہیں ناستک مت والوں کے خیالات کا اشتیاق - الغرض ہر بات میں دورنگی و نفاق ہے - توحید کی نسبت سوامی جی کا جو عارضی اعتقاد تہا وہ تو سن چکے اب انکا ذاتی اعتقاد دیکھئے ستیارتھ صفحہ ۲۶۴

"سوال کیا مادہ پرمیشور نے پیدا نہیں کیا؟ جواب نہیں وہ انادی (ازلی) ہے - **سوال** ازلی کس کو کہتے ہیں اور کتنی چیزیں ازلی ہیں - **جواب** ایشور جیو - اور عالم کی علت (مادی) یہہ تینوں چیزیں ازلی ہیں الخ مادہ - جیو اور پرماتما تینوں غیر مخلوق ہیں یہی تین ساری کائنات کی علت ہیں - ایضاً صفحہ ۲۶۷ ہی ست روپ مادہ سارے عالم کا بنیادی مسکن اور جائے قیام ہے یہ سارا عالم پیدایش کے پہلے گویا است (نیست) ہی تہا اور جیو آتما - برہم - اور مادہ میں لس (جذب) ہوکر موجود تہا" لو صاحب آپکے پیشوا تو دنیا کے ذرہ ذرہ کو خدا بنا رہے ہیں اور کسطرح عوام کو گمراہ کرنیکے لئے واک جہل سے کام لے رہے ہیں اس سے بڑھکر کیا دہوکہ اور فریب ہوگا کہ سوامی جی زبان سے تو یہہ تعلیم دیں کہ "اے انسان جس سے یہ مختلف قسم کی موجودات ظاہر ہوئی اسکو تو جان" اور دلمیں یہہ یقین ہو کہ اس سارے عالم کے تین مظہر ہیں جیو آتما - برہم اور مادہ بلکہ برہم کو دوسرے نمبر پر رکہا ہے - بازار میں تو یہ وعظ سناویں کہ اے لوگو! اس لاثانی ازلی پرماتما کی پرستش کرو جو اس عالم کی پیدایش کے پہلے موجود تہا اور گہر میں یہ بُت دہرے ہوں کہ ہم خود ازلی ہماری صفات افعال خواص ازلی پہر ازلی وجود اپنے ہمرتبہ وجود کے کیوں تابع ہو سوامی جی کو علم مناظرہ میں اچہی مہارت تہی انہوں نے سوچ لیا کہ یہہ جو کہیں پرماتما ہم پر اپنی بڑائی ظاہر کرتا ہے "میں ایشور سب سے پہلے موجود ہوں سو یہ استدلال آپکا جناب کی فضیلت کا مثبت نہیں اور نہ اس دلیل سے آپ پرستش کے مستحق ہو سکتے ہیں کیونکہ جس طرح تو ازلی ہے اسی طرح ہم بہی ازلی ہیں جیسے تیری صفات وغیرہ انادی ہیں ویسے ہی ہماری صفات افعال خواص بہی انادی ہیں پہر آپ کس واسطے ہمارے سامنے ایسی دلیل کو پیش کرتے ہیں جسکا بجز سکوت آپکے پاس کوئی جواب نہیں ہاں ایک عذر ہے کہ آپ ہمپر حکمران ہیں لیکن یہہ عذر بہی قابل سماعت نہیں کیونکہ جب جناب ہمارے خالق نہیں ہم اور ہمارے خواص وغیرہ ازلی ہیں تو پہر ہملا پیچہا نہ چہوڑا - ایشور جی یہ آپکی زبردستی ہے - لہٰذا اے ہمارے متروا! میں آپکو آگاہ کرتا ہوں کہ مہرشی سرسوتی سوامی جی مہاراج کے ان کلمات کو (پرماتما ازلی ہے اس کے پہلے نہ پرکرتی تہی نہ پرمانو) سنکر جہٹ سنیاسی صاحب کے پیچہے ڈاڑہی مونچہہ منڈا چل پڑنا اچہا نہیں کچھہ سوچ بچار بہی کرنی چاہئے - کہ جس صفت سے پنڈت صاحب ایشور کو موصوف سمجہتے ہیں اور اقرار بہی کرتے ہیں کہ وہ ازلی اور سب کائنات کا (جسمیں جیو مادہ بہی داخل ہے) پیدا کرنے والا ہے تو پہر اسی صفت کے ساتھہ جیو مادہ کو موصوف سمجہہ کر کیوں ایشور کی اولیت میں انکو شریک ٹہیراتے ہیں اور کس منہ سے ایشور کے نام کے ساتھہ لاثانی - ازلی - الفاظ کو ملایا جاتا ہے مگر جس قوم کو نیوگ جیسی گندی اور ناپاک تعلیم سے شرم نہیں آتی انکو ایسی باتوں سے کب حیا ہے پنڈت دیانند نے جا بجا ستیارتھ میں جیو اور ایشور کو ایک جیسا مانا ہے - دیکھو ستیارتھ صفحہ ۲۵۱ "جیو اور ایشور دونوں بالذات چیتن (ذی عقل) ہیں طبیعت دونوں کی پاک غیر فانی اور دہارمک وغیرہ ہے ایضاً صفحہ ۲۷۵ پرمیشور اور جیو دونو ذی شعور اور جنہیں پرورش وغیرہ صفات **یکساں** ہے - ستیارتھ صفحہ ۲۴۲ جیو کبہی پیدا نہیں ہوا ازلی ہے" اب منصف ہوکر بتائیے مولف ستیارتھ نے ایشور اور جیو کو برابر مانا ہے یا نہیں غور کرو الفاظ - **چیتن - پاک - غیر فانی - دہارمک - یکساں - ازلی** پہر اور لفظ وغیرہ سے یہ سمجہا دیا کہ ایشور میں جو باقی صفتیں ہیں انہیں ہی جیو شریک ہے - اب جیو کے ایشور ہونے میں کچھہ فرق رہگیا اگر ہے تو اور سنئے ستیارتھ صفحہ ۲۲۵ "جیو بوجہہ چیتن ہونیکے خود بخود بمثل ہمرشتہ ہے اسلئے سانج مکتی بہی حاصل ہے" پورانک لوگ ایشور کے ساتھہ چہوٹے بہائی کیطرح بسر اوقات کرنے کو سانج مکتی کہتے ہیں - اسپر مولف ستیارتھ فرماتے ہیں کہ جیو بوجہہ چیتن ہونیکے ایشور کا چہوٹا بہائی ہے اسلئے پورا انکو مکتی خود بخود حاصل ہے صرف اتنا فرق ہے کہ جیو چہوٹا بہائی ہے اور ایشور بڑا آفریں اے توحید کے مدعیو! تمنے تو عیسائیوں اور پورانکو کے منہ پر ہاتہہ پہیر دیا عیسائی تو صرف ایک خاص مقدس جیو کی نسبت خدا سے رشتہ تسلیم کرتے ہیں (وہ بہی بیٹا ہونے کا بخلاف بہائی کے جو اپنے حقوق چہیڑا بہی لے سکتا ہے - یعنے باپ بیٹے کو اپنی وراثت سے محروم اور لاوارث ٹہیرا سکتا ہے - لیکن بہائی اپنے حصہ کو نہیں چہوڑ سکتا) اور آپنے تو تمام جیوں کو ایشور کا رشتہ دار بنا دیا - جب آپکے مذہب میں کتے گدہے سب جیو ہیں تو نعوذ باللہ حسب اعتقاد آپکے یہہ سب ایشور کے چہوٹے بہائی ہوئے پہر چوڑے چماروں سے کیوں نفرت کرتے ہو کیونکہ جس شخص سے محبت ہو

...غلام بھی پیارے لگتے ہیں پھر چھوٹے بھائیوں سے جو تقاضائے محبت ہے اسکا اندازہ ہر آدمی اپنے تجربہ محبت کی بنا پر لگا سکتا ہے۔ لہٰذا آریوں کو چاہئے کہ برہمن کھتری چوڑہ چمار وغیرہ سب سے ساتھ ایک جیسا سلوک و برتاؤ رکھیں کیونکہ یہ کل جیو بوجہ چیتن ہونے کے ایشور کے رشتہ دار ہیں اور اس رشتہ داری میں سوامی جی مہاراج کے نزدیک جیو کا نیک یا اعلیٰ خاندان سے ہونا شرط نہیں بلکہ اس امر میں ہر انسان و حیوان برابر ہے پس ایشور کے چھوٹے بھائیوں کو مناسب نہیں کہ کھانے پینے میں بے اتفاقی اور بدسلوکی پیدا کر کے اپنے بڑے بھائی کو تشویش میں ڈالیں۔ یہ ہے توحید اس قوم کی جسکی نظر میں تمام دنیا بت پرست ہے۔ تعصب بھی کیسی بری بلا ہے اس توحید کے مدعی دوسروں پر اعتراض کریں۔

(باقی آئندہ)

کرم داد از دوالمیال ضلع جہلم

سوامی جی یا منشی رام

ذیل میں ایک عجیب مضمون درج کیا جاتا ہے جسکے عنوان میں ضرب کی علامت دی گئی ہے جسکا مفہوم مضمون پڑھ لینے کے بعد معلوم ہو جاویگا۔ فی الحقیقت یہ امر [illegible] ہے کہ دونوں میں سچا کون ہے؟

(ایڈیٹر)

[illegible] منشی رام [illegible] پریذیڈنٹ [illegible] بھائی [illegible] پرچارک جالندھر شہر [illegible] بحرمی [illegible] کالم میں اس [illegible]

[illegible] سال ہوئے ایک معزز کالج [illegible] آریہ سماج [illegible] رشی دیانند [illegible] ہماری بحث ہوئی اثنائے گفتگو میں ہمارے [illegible] بھائی نے فرمایا کہ ہم کس طرح سوامی جی کی [illegible] باتوں کو صحیح تسلیم کر سکتے ہیں جبکہ انکی کئی باتیں صاف طور پر سائنس کے مسلمہ اصولوں کے برخلاف [illegible] مثال کے طور پر انہوں نے فرمایا کہ سوامی جی کا [illegible] عقیدہ ہے کہ کئی اجسام فلکی آباد ہیں لیکن سائنس [illegible] اس کی تصدیق نہیں ہوتی ہم نے جواب میں عرض کیا کہ ابھی تک اس مسئلہ پر سائنس والوں کی کوئی پختہ رائے نہیں۔ لیکن ہمیں وشواس ہے کہ جب سائنس دان اس پوزیشن میں ہونگے کہ اس [illegible] کو حل کر سکیں۔ تو ان کا فیصلہ مہرشی دیانند کے حق میں ہوگا۔ حال ہی میں جب ہم نے اخبار میں پڑھا [illegible] کی رائل انسٹی ٹیوشن میں لکچر دیتے ہوئے پروفیسر ٹرنر صاحب نے فرمایا کہ ان کا یقین ہے کہ اجسام فلکی میں آبادی ہے۔ تو رشی کی تعلیم کی بزرگی کے سامنے ہمارا سر جھک گیا اور ہمارے مکھ سے بے اختیار یہ شبد نکلے۔ کہ درنیتر درشتا رشی کا واکیہ نرا تھک نہیں ہو سکتا + پروفیسر صاحب نے اپنے لکچر میں فرمایا کہ یہ ضروری نہیں کہ جن پرانیوں کے بازو ٹانگیں دل اور پھیپھڑے نہ ہوں ان میں ذہانت نہیں ہو سکتی۔ آپنے یہ بھی فرمایا کہ ایسے پرانی بھی ہیں۔ جو وایو پانی اور گرمی کی سہایتا کے زندہ رہ سکتے ہیں آپنے تجربوں سے ثابت کر کے دکھلا دیا کہ ٹھوس کی ہوئی وایو میں بھی پرانی رہ سکتے ہیں۔ یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ رشی دیانند نے بھی یہ کہیں نہیں لکھا کہ سوریہ چندر ماہیں رہنے والے منش اسی پرکار کے ہونگے۔ جس پرکار کے منش کہ اس پرتھوی پر رہتے ہیں۔ اس وشے پر رشی واکیہ یہ ہے۔ تینتیس دیوار کھفات پرتھوی جل اگنی وایو آکاش چندر ماسوریہ اور نکشتر سب سرشٹی کا نواس تھان ہونے سے آٹھ دسو یہ بات سمرن رکھنے کے یوگیہ ہے۔ کہ سرشٹی شبد کے ارتھ رچنا کے ہیں نہ کہ کسی وشیش پرکار کی رچنا کے ”ختم شد۔

ہم نے سچائی ظاہر کرنے کی خاطر دیانندی مہاتما کا مضمون حرف بحرف نقل کر دیا ہے کیونکہ ہمارا اصل مدعا یہی ہے کہ دشمن اپنا پورا زور لگا لے تاکہ ہم ایک ہی دفعہ اس کا سر کچل کر رکھ دیں۔ ناظرین مندرجہ بالا مضمون سراسر جھوٹ ہی جھوٹ ہے۔ آپ غور سے دلائل [illegible] اور ان کو اپنی کانشنس سے پرکھئے۔ اس مضمون کی [illegible] باتیں ہمارے مفید مطلب ہیں۔

اول تو یہ کہ کالج پارٹی کے نزدیک دیانند کی کئی باتیں سائنس کے مسلمہ اصولوں کے خلاف ہیں الٹی بشارت دیانند صاحب کو اپنی تعلیم کی سچائی پہلے [illegible] پر ہی ثابت کرنی دشوار ہے بجائے اسکے کہ انکی تعلیم کو غیر مذاہب کے سامنے رکھ کر اسے سچا کہا جاوے۔ میری دانست میں کالج پارٹی اس معاملہ میں [illegible] ہے کیونکہ سوامی جی کی کئی باتیں نہ صرف سائنس کے مسلمہ اصولوں کے خلاف ہیں بلکہ اخلاق اور تہذیب کے خلاف بھی کئی موجود ہیں جیسے [illegible] وغیرہ۔ خلاف عقل تو اسکے قریباً سارے ہی مسئلے ہیں۔ مگر نمونتاً ہم ایک درج ذیل کرتے ہیں۔ پنڈت جی سنسکار ودھی مترجمہ دیوی دیال مطبوعہ سورج پرکاش کے صفحہ ۵۷ پر لکھتے ہیں کہ جن مہاشوں کو لڑکے کی اچھیا ہو وہ ۶-۸-۱۰-۱۲-۱۴-۱۶- ان چھ راتوں میں اور جنکو لڑکی کی اچھیا ہو وہ- ۵-۷-۹-۱۵- ان چار راتوں میں عورت سے جماع کریں۔ تجربہ سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ اصول از سرتا پا خلاف عقل اور بالکل لا یعنی ہے۔ ورنہ کئی مہاشے جنکو لگاتار لڑکیاں مل رہی ہیں۔ پنڈت جی کے اس نسخہ کا ضرور ہی استعمال کر کے لڑکے لے لیا کرتے اور لڑکیاں ہونے کی صورت میں نیوگ کا نسخہ استعمال کرنے کی حاجت نہ ہوتی۔

اس سے آگے مہاتما جی لکھتے ہیں کہ ہم نے اس [illegible] کو جواب دیا کہ اجسام فلکی میں آبادی کے مسئلہ پر سائنس والوں کی کوئی پختہ رائے نہیں لیکن بعد چندے وہ اس نتیجہ پر پہنچینگے جس پر سوامی جی پہونچے ہیں۔

محقق کے نزدیک ایسی صورت کی موجودگی میں دیانندیوں کو کوئی حق نہیں کہ اسلام کے ان روحانی اسرار و الٰہی باتوں پر جو عقل انسانی سے بالاتر ہوں اور جن پر ابھی انسانی تحقیقات حاوی نہ ہو سکتی ہوں اعتراضات لاطائل کریں۔ جبتک کہ سائنس کا کوئی معیار قایم نہ کر لیں۔ جب خود سائنس دانوں کے نزدیک معیار سائنس مقرر نہیں ہوا تو خواہ مخواہ اعتراض کرنا جہالت ہے ہم آگے چل کر موقع پر بتا دینگے کہ جس سائنس دان کی آڑ میں ہمارے مہاتما نے دیانند جی کے ایک اصول کو سچا بتانے کی کوشش کی ہے اسکی تحقیق دیانندی تعلیم پر کونسی پھیر رہی ہے۔

آگے مہاتما جی لکھتے ہیں کہ پروفیسر صاحب کا خیال ہے کہ یہ ضروری نہیں کہ جن پرانیوں کے بازو ٹانگیں دل اور پھیپھڑے نہ ہوں ان میں ذہانت نہیں ہو سکتی۔ محقق کے نزدیک یہ تعلیم دیانندی تعلیم کے سراسر خلاف ہے۔ اگر نہیں تو مہاتما جی کسی ویدک منتر کا حوالہ دیکر ثابت کریں کہ من اور پھیپھڑے کے بغیر ذہانت ہو سکتی ہے۔

نیز پروفیسر صاحب کا یہ خیال کہ ایسے پرانی بھی ہیں جو ہوا پانی اور گرمی کی سہایتا کے بغیر زندہ رہ سکتے ہیں۔ دیانندی تعلیم کی جڑ کاٹ رہا ہے۔ مہاتما جی کو کوئی وید منتر دے کر اپنی سچائی ظاہر کرنی چاہئے نہ کہ دوسروں کی چھاچھ پر موچھیں منڈانے والی بات کرنی چاہیئے۔

اب ہم اصل گپ لکھتے ہیں جو مہاتما جی نے چلائی ہے آپ فرماتے ہیں کہ یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ رشی دیانند نے بھی یہ کہیں نہیں لکھا کہ سوریہ چندرما میں رہنے والے منش اسی پرکار کے ہونگے جس پرکار کے منش کہ اس پرتھوی پر رہتے ہیں۔

اب میں نہیں سمجھتا یہ تحریر مہاتما جی نے دیدہ دانستہ لغو طور پر لکھی ہے کہ دیانند جی کی یہ تعلیم نہیں یا درحقیقت آپ (مہاتما جی) دیانند جی کی اصل تعلیم کو چھپا کر پروفیسر صاحب کی پیروی میں سوامی جی کی خوبئ تعلیم کی تعلی لے رہے ہیں۔ جہانتک ہمیں قرینہ سے معلوم ہوتا ہے مہاتما جی سچائی کا خون کرنے کے لئے لغو تعلیم پر ملمع چڑھانے کی کوشش میں ہیں جیسیں بڑی طرح نا کامیاب ہوئے ہیں کیا مہاتما جی کیا آپ نے ستیارتھ پرکاش کبھی کھول کر بھی نہیں دیکھی کہ اتنا جھوٹ بول دیا۔ آئیے اس بارہ میں ہم آپکو سوامی جی کی اور سماج کی جس کے آپ پرچارک رہ چکے ہیں اصل تعلیم بتائیں۔ تاکہ آپکو اور عوام کو سماج کی جھوٹی تعلیم کی حقیقت معلوم ہو جائے۔

ستیارتھ پرکاش اردو مستند ترجمہ پرتی ندھی سبھا پنجاب کے صفحہ ۲۷۰ پر یوں لکھا ہے۔

(۱) **سوال**- سورج چاند اور تارے کیا شئے ہیں اور انمیں انسان وغیرہ کی آبادی ہے یا نہیں؟

جواب- یہ سب کرۂ زمین ہیں اور ان میں انسان وغیرہ آبادی بھی رہتی ہے کیونکہ زمین پانی آگ ہوا آکاش چاند تارے اور سورج کو اسلئے دسو کہتے ہیں کہ انہیں میں تمام اشیاء اور مخلوقات بستی ہے اور یہی سبکا مسکن ہیں اور چونکہ یہ جائے سکونت ہیں اسلئے انکا نام دسو ہے جب سورج چاند اور تارے بھی زمین کی مثال دسو ہیں پھر انمیں اسی طرح آبادی ہونے میں کیا شک (ہے)؟ اور جس طرح پرمیشور کا یہ چھوٹا سا لوک (دنیا) انسان وغیرہ کی آبادی سے بھرا ہوا ہے تو کیا باقی سب لوک (کرے) خالی ہونگے؟ پرمیشور کا کوئی کام بھی بے مطلب نہیں ہوتا۔ تو کیا اتنے بیشمار لوکوں (کروں) میں انسان وغیرہ کی آبادی نہ ہونے سے ایشور کا کام کبھی سپھل (بانتیجہ) ہو سکتا ہے؟ اسلئے سب جگہ انسان وغیرہ کی آبادی ہے۔

(۲) **سوال**- جیسے اس ملک میں انسان وغیرہ مخلوقات کی صورت (اور) اعضا ہیں ویسے ہی دیگر لوکوں (کروں) میں ہونگے یا اسکے برعکس؟

جواب- کچھ کچھ صورت میں اختلاف ہونا ممکن ہے جسطرح اس کرۂ زمین پر چینی حبشی اور آریہ ورت اور یورپ والوں کے اعضاء رنگ روپ اور شکل میں تھوڑا تھوڑا فرق ہوتا ہے اسی طرح دیگر کروں میں بھی فرق ہوتا ہے لیکن جس نوع کی جیسی خلقت اس دنیا میں ہے اسی نوع کی خلقت دیگر لوکوں میں بھی ہے جس جس جسم کے حصہ میں آنکھ وغیرہ اعضاء ہیں دیگر کروں میں بھی اسی نوع کے اعضاء اسی طرح اور اسی مقام میں ہوتے ہیں۔

اب مندرجہ بالا حوالوں کو پڑھکر ناظرین ذرا سماج کے لیڈر مہاتما جی سے دریافت کریں کہ تمہارا یہ لکھنا کہ ”رشی دیانند نے بھی یہ کہیں نہیں لکھا کہ سوریہ چندرما میں رہنے والے منش اسی پرکار کے ہونگے جس پرکار کے منش کہ اس پرتھوی پر رہتے ہیں“ کہانتک سچائی پر مبنی ہے۔

اب ناظرین خود فیصلہ کر لیں کہ دونوں میں سچا کون ہے سوامی صاحب یا مہاتما جی۔

محمد منظور الٰہی

مذہبی دنیا پر سرسری نظر

مسیو ہانٹ نامی ایک فرانسیسی پروفیسر نے حال میں ایک کتاب لکھی ہے جسکا نام مشرق پر ایک نئی نگاہ ہے۔ اس میں ایک بات مشرقی مذاہب کے متعلق بھی ہے۔ اسلام کا ذکر کرتے ہوئے وہ مذکور لکھتا ہے کہ پانچسو برس کی مسلسل غفلت اور جہالت کے بعد یورپ کو اس مستحکم مذہب سے تھوڑی سی واقفیت پیدا ہوئی ہے اور وہ تعصب جو جاہلانہ اور متعصب مذہبی اشخاص کی کوششوں کا نتیجہ تھا کسی قدر کم ہوا ہے لیکن افسوس ہے کہ اب تک بھی اسلام کی اصلی صورت سے یورپ اچھی طرح روشناس نہیں ہوا۔ اسلام کو ایک ظالم اور خونخوار مذہب سمجھنا بڑے بڑے محققوں کا عام خیال ہے۔ حالانکہ اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو ظلم سے کوسوں دور اور اعلیٰ رحم کا مرجع ہے۔

مسیو ہانٹ نے جو کچھ لکھا ہے وہ بالکل درست ہے یورپ اسلام سے ہرگز روشناس نہیں اور نہ اسلام اپنی اصلی اور سچی تصویر میں یورپ کے سامنے پیش کیا گیا۔ اسلام کو پیش کرنے والے دشمنان اسلام پادری تھے جنہوں نے اسلام کو ایک بھونڈی اور خونخوار تصویر میں دکھایا مسلمانوں کو بدقسمتی سے یہ خیال پیدا ہی نہیں ہوا اور اب تک بھی کہ یورپ بیدار ہو چلا ہے اور مذہبی پیاس سے بے قرار ہونے لگا ہے مسلمان ہیں کہ توجہ ہی نہیں کرتے حقیقت میں یہ فریضہ ازل سے جس مرد خدا کے نام پڑا تھا وہی اس کام کو کر سکتا تھا چنانچہ یورپ اور امریکہ کی اس حالت کو دیکھکر اس کے دل میں درد اٹھا اور ان لوگوں ہی کی زبان میں لیکچروں کے ذریعہ اسلام کی حقیقی چہرہ نمائی کی اسی کا اثر ہے کہ یورپ کے خیالات میں انقلاب عظیم واقع ہو چکا ہے اور وہ دن دور نہیں جب یورپ اور امریکہ میں **اسلام** اپنی روحانی طاقت اور زندہ برکات کے اثر سے پھیل جاویگا۔

آریہ سماج کی گتی

اس عنوان سے لاہوری ہمعصر جیون تت رقمطراز ہے۔

پیشتر اس کے کہ ہم آریہ سماج کی کتب میں سے جہاد کی تعلیم کے بارے میں اپنے مضمون کا اگلا حصہ شائع کریں۔ ہم بعض ان تازہ آریہ اخبارات میں سے کچھ حصے ماخوذ کر کے درج کرتے ہیں۔ کہ جو ہمیں اسی ہفتہ کے اندر اندر ملے ہیں اور جن کے مطالعہ سے معلوم ہوگا کہ ہم نے آریہ سماج کی تعلیم کے اس خوفناک پہلو کو پبلک کے سامنے پیش کرنے کے لئے ایک دن بھی قبل از وقت قلم نہیں اٹھایا۔ اور کیا آریہ سماج اور کیا ملک کے اور لوگوں کی بھلائی کے لئے مناسب ہے کہ آریہ سماج اور کیا ملک کے اور لوگوں کی بھلائی کے لئے مناسب ہے کہ آریہ سماج کی تعلیم کے اس پہلو اور اس کے عملی اثروں پر جلد توجہ کی جائے۔

(۱) جالندھر شہر کے آریہ اخبار سنیہ دھرم پرچارک مطبوعہ ۲۔ ہاڑ سمت ۱۹۹۷ بکرمی کے ایڈیٹوریل کالموں میں "(آریہ) سماجوں کے ہفتہ وار جلسوں میں پرانک، محمدی یا عیسائی متوں کا کھنڈن کرنے" کا ذکر کر کے لکھا ہے "نتیجہ کیا ہوتا ہے؟ آریوں کے جیون میں کوئی بڑی درتن سماج کے دوارا نہیں ہوتا۔ وتنڈا وادمیں آریہ لوگ کمال حاصل کر لیتے ہیں۔ جھگڑا کرنے اور بیجا نکتہ چینی کی عادت ان کے اندر نشوونما پاتی رہتی ہے۔ دوسرے مذاہب کے برخلاف لیکچر سن سن کے ان کی عادتیں اتنی خراب ہو جاتی ہیں۔ کہ جب وہ دوسروں کا کھنڈن نہیں کر سکتے تو نکتہ چینی کا وار اپنوں پر ہی شروع ہو جاتا ہے..... ان تمام باتوں کا پرنیام بڑا ہی افسوسناک ہوتا ہے"

(۲) اب اس تحریر کے مقابل میں اسی جالندھر شہر سے نکلا ہوا آریہ مسافر میگزین ایک پُر جوش نظم "آریہ ویر کی چتا" کے عنوان سے شائع کرتا ہے۔ جو آج کے لاہور کے آریہ ہمعصر پرکاش کو دو کچھ [illegible] کہانی ہے کہ (نرہ) اس کے آخری بند کو اپنے ناظرین تک پہنچائے بنا نہیں رہ سکتے" چنانچہ اس [illegible] کے بعد شعر یہ ہیں۔

"آریہ ویرو! قدم آگے بڑھاؤ تم بھی
دھرم رکھشا کیلئے سیس کٹاؤ تم بھی
جسم فانی کی کرو دل میں نہ ہرگز پرواہ
شوق سے زخم کوئی سینہ پہ کھاؤ تم بھی
ہو رہے چاروں طرف سے ہیں ہزاروں حملہ
نکلو میدان میں اب خون بہاؤ تم بھی"

(۳) لاہور کا آریہ اخبار پرکاش گوجرانوالہ کی آریہ انسٹی ٹیوشن گوروکل کی بابت لکھتا ہے۔ کہ "اس میں کیا شک ہو سکتا ہے کہ آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب کی کانسٹی ٹیوشن کی پروا نہ کرتے ہوئے ان لوگوں کا خیال ایک علیحدہ سکول کھڑا کر کے گوروکل کو نقصان پہنچانے کا ہے"

اسپر امرتسر کا آریہ اخبار ہنکاری مورخہ ۱۵۔ جون لکھتا ہے۔

"یہ صرف پرکاش یا اس کے بعض ہم خیال لوگوں کی کمزور طبائع کا قصور ہے کہ وہ ایک دوسرے سکول یا گوروکل کو دیکھ نہیں سکتے۔ ایسے تنگ خیال لوگوں کی موجودگی میں کب امید ہو سکتی ہے کہ ہندوستان میں عام تعلیم ہو سکے گی۔ افسوس!

ع بریں عقل و دانش بباید گریست"

(۴) پرکاش مطبوعہ ۱۹ جون ۱۹۴۰ء خبر دیتا ہے کہ دہلی میں "آریہ سماجی پنڈت" ہری سنگھ کو زیر دفعہ ۱۰۷۔ ایک سال کے لئے سو روپیہ کا مچلکہ اور ۵۰-۵۰ کے دو قطعہ ضمانت داخل کرنے کا حکم صادر ہوا۔ جرم یہ تھا کہ وہ برسر بازار بعض مسلمانوں سے اسقدر مذہبی بحث مباحثہ کرتا تھا کہ جس سے عام امن میں خلل واقع ہونے کا اندیشہ تھا پہلے ایک مرتبہ تنبیہ کی گئی مگر کارگر نہ ہوئی +

(نوٹ) ان انتخابوں میں بعض توجہ طلب حصوں کو ہم نے جلی کر دیا ہے۔ ان سے ناظرین آریہ سماج کی کشتی کی موجودہ گتی کا کسیقدر اندازہ لگا سکتے ہیں +

[میں اسپر ایک اور تحریر کا اضافہ کرتا ہوں جو پرکاش مورخہ ۱۹۔ جون ۱۹۴۰ء میں نکلی ہے اور وہ یہ ہے۔ ایڈیٹر]

کلچرڈ سماج میں نفاق اس کلچرڈ مہاشہ کی چٹھی کا آخری حصہ ہے جس میں وہ کلچرڈ بھائیوں کی اندرونی ہلچل کا ذکر کرتے ہیں ہمارے دل پر چوٹ لگی گو ہمارے انکے خیالات میں زمین آسمان کا فرق ہے تاہم ہم یہ نہیں چاہتے کہ وہ نفاق کے نذر ہوں۔ جو مزے نفاق کے آریہ سماج لے رہا ہے وہ ہم بخوبی جانتے ہیں اسلئے برداشت نہیں کر سکتے کہ کسی بھی سوسائٹی کی وہ حالت ہو جو آریہ سماج کی ہو رہی ہے لیکن دقت یہ ہے کہ نفاق کا ہونا ضروری ہے کیونکہ ہر ایک سوسائٹی میں چند حضرات ایسے ہوتے ہیں جو خاص اغراض لیکر اس سوسائٹی میں چند حضرات ایسے ہوتے ہیں جو خاص اغراض لیکر اس سوسائٹی میں شامل ہوتے ہیں۔ انکا مطلب حل نہیں ہو سکتا تاوقتیکہ پھوٹ نہ پڑے لیکن زیادہ تمہید کی کیا ضرورت ہے۔ کلچرڈ مہاشہ کی چٹھی کا ترجمہ ذیل میں دیا جاتا ہے۔

"میں یہ چٹھی غصہ کی حالت میں نہیں بلکہ افسوس کی حالت میں لکھ رہا ہوں۔ ہمارے سماج میں دانا اور معاملہ فہم اصحاب کی رائے کی بے وقعتی ہے۔ سماج کے مشوروں میں میانہ رو آدمیوں کی کوئی سنتا ہی نہیں آریہ سماج کی لیڈری کے لئے جو کوشش ہو رہی ہے اسمیں میانہ رو آدمیوں کا کیا کام۔ نتیجہ یہ ہے کہ تمام انتظام ان اشخاص کے ہاتھ میں ہے جنکے اوصاف صرف یہ ہیں کہ انہیں دکھلاوے کی بے حد مقدار ہے اور آگے بڑھ جانے کی انہیں لا انتہا شکتی ہے۔ میرے خیال کے آدمی محسوس کرتے ہیں کہ سماج کے لئے نازک وقت (Crisis) ہے اور اب امر تنازعہ فیہ یہ ہے کہ کیا آریہ سماج کا انتظام ان آدمیوں کے ہاتھ میں ہیگا جو معاملہ فہم اور میانہ رو ہیں اور جو اپنی ذمہ واری کو محسوس کرتے ہیں یا صرف باتوں بنانے والوں کے ہاتھ میں جنکی غیر ذمہ داری اتنی ہی ہے جتنی کہ انکی خودغرضی اور خود رائی۔ سچ تو یہ ہے کہ ہم جدائی کے کنارے پر ہیں۔

میں اس بات کے خلاف ہوں کہ اپنی پارٹی کی اندرونی کمزوریوں لوگوں کے سامنے ظاہر کروں لیکن میرا جواب صرف یہ ہے کہ آریہ سماج کی حالت خطرے میں ہے اور ہم میں سے ہر ایک کا یہ فرض ہے کہ جہاں تک ہماری طاقت میں ہے اسکی حفاظت کرے"

ہمیں افسوس ہے کہ اس قسم کے حالات ہو رہے ہیں اور ہم خوش ہونگے اگر ہمارے کلچرڈ بھائی اپنے ذاتی تفرقات کو بھلا کر اپنے مشن کی تکمیل کرینگے۔ ہم جانتے ہیں کہ انکا مشن سوامی دیانند کا مشن نہیں تاہم ہم پسند نہیں کرتے کہ ان ذاتی اختلافات کیوجہ سے دیانند کالج کو کوئی نقصان پہنچے جو بلاشبہ ہندوؤں کو سستی تعلیم دے رہا ہے"

آریہ سماج کا پول

اس نام کی کتاب شیخ عبدالعزیز صاحب نومسلم آریہ اپدیشک بر ہمانے بڑی تحقیق اور محنت سے لکھکر شائع کی ہے الحکم میں اسکا ریویو بھی درج ہو چکا ہے اب شیخ صاحب نے نہایت قابلیت کے ساتھ اسکا دوسرا حصہ بھی اسیقدر ضخیم شائع کیا ہے مگر مجھے افسوس ہے کہ سرپرستان الحکم نے اس کتاب کی اشاعت میں کوئی مدد نہیں دی جسکی مجھے توقع نہیں تھی میرا خیال تھا کہ کم از کم کئی ہزار کا پیاں خریداران الحکم میں شائع ہو سکتی تھیں۔ جن میں سے ابھی چند کاپیوں ہی پر اکتفا کیا گیا ہے۔ میں امید کرتا ہوں میرے اس نوٹ کے بعد انکی تلافی ہوگی دونو حصے دفتر الحکم میں موجود ہیں۔ جنکی قیمت عہ نے جلد ہے اور اسکے علاوہ ترک دنیا زم حصہ دوم بھی دفتر الحکم سے مل سکتا ہے۔ یہ کتابیں جلد نکلنی چاہیں۔ اسلئے کہ ان کتابوں کے بعد وہ تیسرا حصہ بھی سرمایہ سے شائع کرنا چاہتے ہیں ایسے کار خیر میں انکو مدد دینا مسلمانوں کا فرض ہے بحالیکہ وہ کسی سے مفت ایک حبہ بھی نہیں لینا چاہتے یہ کتابیں دفتر الحکم قادیان سے ملیں گی۔

ایڈیٹر الحکم قادیان

یہہ اُن قدردانِ مُلک کی خواہش کے مطابق تیار کیا گیا ہے جنکو اپنی برباد شدہ صحت خدا تعالےٰ کے فضل وکرم سے مفرح عنبری کے طفیل واپس ملی ہے اور جو اس موسم میں بوجہ شدت گرمی مفرح عنبری کا بدل چاہتے ہیں۔ کیونکہ مفرح کے استعمال کا موقعہ بسبب گرم ادویہ مثل مشک و زعفران و عنبر وغیرہ کے ۱۵۔ اگست کے بجائے نصف مئی تک ہوتا ہے۔ البتہ سرد مزاج بلغمی طبیعت کے لوگ ہمیشہ استعمال کر سکتے ہیں اُن کے لئے کوئی حرج نہیں ہے +

مفرح دلکشا کا نرخنامہ حسب ذیل ہے

قیمت	قیمت	قیمت	قیمت
ایک ڈبیہ تین روپے (سے)	تین ڈبیہ آٹھ روپے (عہ)	چھ ڈبیہ پندرہ روپے (۱۵)	ایک درجن ستائیس روپے (۲۷)

وزن فی ڈبیہ ۵ تولہ۔ خوراک ۳ ماشہ۔ محصول ڈاک بذمہ خریدار۔

مفرح دلکشا میں خدا تعالےٰ کے احسان وکرم سے وہ تمام خوبیاں ہیں جو آپ سالہا سال سے مفرح عنبری کے استعمال سے دیکھتے چلے آئے ہیں اس لئے مجھے اسکی تعریف میں صفحے سیاہ کر کے آپکی سمع خراشی منظور نہیں اور نہ پورے صفات بیان کرنے کی اس اشتہار میں گنجائش ہے کسی قدر واجبی عرض کے بعد میں اسکو ختم کرتا ہوں۔ صرف آپ اتنی بات یاد رکھیں کہ مفرح عنبری تو سردیوں میں اور مفرح دلکشا گرمیوں میں استعمال کے لائق ہے۔

مفرح دلکشا جیسا کہ اسکے نام سے ظاہر ہے اس کا ادنےٰ خاصہ یہ ہے کہ اسکی پہلی خوراک منہ میں ڈالتے ہی دل و دماغ میں ایک سریع التاثیر تحریک ٹھنڈک و سرور پیدا ہو کر حواس خمسہ ظاہری و باطنی تیز و روشن ہو جاتے ہیں خیالات اعلےٰ و مفید سوجھنے لگتے ہیں دل کو وہ تقویت و تفریح پہنچتی ہے کہ گویا خدا تعالےٰ خالق نے ایک نئی زندگی عطا کی ہے۔ یہ ضعف۔ بے چینی۔ دل کا دھڑکنا۔ گرمی کے باعث دل کا ڈوبتے جانا سانس کا پھولنا۔ پراگندہ خیالی وغیرہ کیلئے ایک سچا اور قابل اعتماد تریاق ہے۔

مفرح دلکشا وہ اکسیر ہے جس کے استعمال سے ضعف دماغ۔ تبخیر معدہ۔ تلی کی جلن۔ جریان۔ رقت و سرعت و کثرت احتلام سوزش مثانہ کے باعث کثرت پیشاب۔ تقطیر البول۔ دیرینہ و مزمن سوزاک غرض تمام سوزشی امراض کے دفعیہ کے لئے ایک اکسیر کا کام دینے والا بے ضرر مرکب ہے۔

مفرح دلکشا میں وہ جوہر ہے جو دماغی سوزش اور تکان کو بفضلہ منٹوں میں آرام دیتا ہے اسلئے امیروں وزیروں۔ نوابوں۔ رئیسوں۔ جاگیرداروں۔ ججوں۔ وکیلوں۔ تحصیلداروں۔ منصفوں۔ مدرسوں۔ پولیس و فوجی عہدہ داروں اور بالخصوص کالجوں کے طلباء یا جنکو صحت کی قدر ہے۔ اس مونس رفیق کو ہر دم اپنی جیب میں جان کے ساتھ رکھنا چاہئے جہاں طبیعت گھبراتی یا تکان محسوس ہوئی جھٹ ایک خوراک منہ میں ڈالی اور پھر تر و تازہ ہو کر اپنے کام میں لگ گئے۔

مفرح دلکشا چونکہ اکثر نباتی اور معدنی تریاقات و سرد جواہرات کا مرکب ہے اسلئے تمام وبائی امراض یا موسموں یا اُن جگہوں میں جہاں طاعون ہیضہ پھیلا ہوا ہو یا اندیشہ ہو۔ خدا کریم کی عنایت سے کیسا نہ اسکا استعمال ہر زن و مرد خورد و کلاں کے لئے واجب اور لازمی ہے حفظ ماتقدم کے لئے اور پھر اس سے بڑھکر دوسری دوائی کا قریباً محال ہے۔

مفرح دلکشا حکماء اور ڈاکٹروں کی خدمت میں تو اس کے اظہار کی ضرورت نہیں وہ تو اجزا سے ہی ان سب باتوں کو سمجھ سکتے ہیں کہ یہ کس مرض اور موقع پر مفید ہو سکتی ہے جنرل پبلک کی اطلاع کی خاطر عرض کی جاتی ہے کہ جن مستورات کو اسقاط حمل کا عارضہ ہو یعنی جنکا دوسرے تیسرے مہینہ کا حمل ساقط ہو جاتا ہو اور جن مستورات کو کثرت طمث یعنی ایام ماہواری میں کثرت سے خون جانے کا مرض ہو اور زیادہ خون کے نکل جانے سے ردی حالت ہو گئی ہو انہیں بلا تردد و بلا تامل فوراً اس کو منگا کر استفادہ حاصل کرنا چاہئے۔

مفرح دلکشا سے وہ لوگ بھی بفضلہ فائدہ اُٹھا سکتے ہیں جو مبتلائے سل و دق ہوں۔ یا جن کے دماغ بعارضہ نکسیر یا خونی بواسیر یا تھوک کے ساتھ کسیوقت خون کا آنا شروع ہو گیا ہو یا کسی دوسرے صدمے چوٹ وغیرہ سے خون بکثرت نکل گیا ہو یا کسی اندرونی ناگفتہ بہ مرض سے قوائے مضمحل ہو گئے ہوں انہیں ضرور اسکے استعمال سے صحت حاصل کرنی چاہئے۔

المشتہر

حکیم محمد حسین قریشی موجد مفرح عنبری و مفرح دلکشا
کارخانہ رفیق الصحت لاہور

(کتبہ محمد حسن نجیبوری)

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

فہرست مضامین

ایل نمبر ۷۷
صاحب اسسٹنٹ سرجن پنڈی گھیب
ضلع راولپنڈی

نمبر ۲۶ | قادیان دار الامان مورخہ ۱۰ جولائی ۱۹۰۶ء مطابق ۱۷ جمادی الاول ۱۳۲۴ھ یوم سہ شنبہ | جلد ۱۰

تازہ الہامات

(۱) ادعونی استجب لکم۔ ترجمہ مجھ سے دعا مانگ میں قبول کرونگا

(۲) اِنِّیْ مَعَ الْاَفْوَاجِ اٰتِیْکَ بَغْتَۃً۔ ترجمہ میں فوجوں سمیت تیرے پاس اچانک آؤنگا۔ شب ماقبل ۸ جون ۱۹۰۶ء میرا لڑکا مبارک احمد خسرہ کی شدت عوارض کیوجہ سے سخت تکلیف میں تھا اور شدت خارش میں اپنے بدن کی بوٹیاں توڑتا تھا اور نیند نہیں آتی تھی اور سخت اضطراب اور گھبراہٹ تھی۔ اسوقت میں نے اسکے لئے دعا کی۔ ابھی میں دعا میں مشغول تھا کہ کشفی حالت مجھ پر طاری ہوگئی اور دیکھا کہ مبارک احمد کے بستر پر چھوٹے چوہوں کی شکل پر بہت سے جانور ہیں اور اسکو کاٹ رہے ہیں تب ایک شخص نے وہ سب جانور بستر پر سے اُٹھا کر ایک چادر میں باندھ دئے اور کہا کہ ان کو پھینک دو۔ پھر کشفی حالت جاتی رہی اور میں نے دیکھا کہ لڑکا آرام میں آگیا اور تکلیف کا نام و نشان نہ رہا اور آرام سے سو گیا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

اطلاع

جناب منشی عبد العزیز صاحب دہلوی مصنف حیرت کی حیرانی دہلی سے آگے کلکتہ کیطرف سفر کرینگے اور اس سفر میں ایک کام کو انہوں نے ابتغاء لوجہ اللہ اختیار کیا ہے یعنی یہ کہ میگزین کے متعلق جابجا اشاعت اور اعانت کی تحریک کرنا سو ایسے احمدی احباب کیخدمت میں جنکے پاس منشی صاحب موصوف پہنچیں التماس ہے کہ وہ انکی ہر طرح سے مدد کریں۔ وہ ایک کافی تعداد اشتہارات کی ساتھ لے گئے ہیں جنکو وہ جابجا تقسیم کرینگے اور اس کے علاوہ اپنے دوستوں سے اعانت میگزین کا چندہ بھی وصول کرینگے۔ اس طرح سے ایک حد تک اس تجویز کی بھی تکمیل ہو جائیگی۔ جو منشی ذو الفقار علی خانصاحب نے کچھ عرصہ ہوا کی تھی کہ اپنے دوستوں میں سے کوئی شخص سفر کر کے جابجا اعانت کے لئے تحریک کر کے چندہ فراہم کرے۔ امید ہے سب دوست اس کار خیر میں بھی حصہ لیں گے اور منشی صاحب موصوف کو بھی مدد دیکر ممنون فرمائینگے۔

الملتمس۔ محمد علی

دار الامان کا ہفتہ

(۱) حضرت اقدس کی طبیعت اب بفضلہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے تین چار روز سے نماز ظہر و عصر کے وقت مسجد مبارک میں تشریف لاتے ہیں آپ کی خدمت میں ایک پادری صاحب کا خط آیا ہے جو ظاہر کرتے ہیں کہ محض حضور کی تعلیم کے ذریعہ انپر عیسوی مذہب کا بطلان ثابت ہوگیا ہے۔

(۲) الحمد للہ - اب حقیقۃ الوحی قریب الختم ہے۔

(۳) حضرت مولوی نور الدین صاحب کا درس قرآن شریف حسب معمول مسجد اقصیٰ میں روزانہ ہوتا ہے۔

(۴) مدرسہ تعلیم الاسلام بتقریب موسمی تعطیلات ۱۱ جولائی کو اکیس یوم کیواسطے بند کیا جاوے گا۔

گذارش

اکثر دیکھا جاتا ہے کہ خریداران حکم خط و کتابت میں نمبر خریداری نہیں دیتے ہیں جس سے بہت فضول ضائع ہو جاتا ہے۔ لہذا گذارش ہے کہ جملہ خریداران خط و کتابت میں نمبر خریداری جو پتہ کی چٹ پر مطبوعہ یادستی ہوتا ہے۔ ضرور دیا کریں۔

احباب کی ایک تھوڑی سی توجہ سے کلرک کو بہت سہولت ہو سکتی ہے۔ امید ہے کہ ہمارے احباب آئندہ خط و کتابت میں نمبر خریداری کو یاد کر کے دیا کریں۔ فقط والسلام

منیجر

کلمات طیبات حضرت امام الزمان علیہ السلام

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

یہہ بدظنی دور کرنے کے لئے ہے کہ جب تک مشاہدہ اور فیہ لم صحیح نکرے نہ دل میں جگہ دے اور نہ ایسی بات زبان پر لائے - یہہ کیسی محکم اور مضبوط بات ہے بہت سے انسان ہیں جو زبان کے ذریعہ پکڑے جاوینگے یہاں دنیا میں ہی دیکھا جاتا ہے کہ بہت سے آدمی محض زبان کیوجہہ سے پکڑے جاتے ہیں اور انہیں بہت کچھہ ندامت اور نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔

دل میں جو خطرات اور سرسری خیال گذر جاتے ہیں انکے لئے کوئی مواخذہ نہیں مثلاً کسی کے دل میں گذرے کہ فلاں مال مجھے مل جاوے تو اچھا ہے یہہ ایک قسم کا لالچ تو ہے لیکن محض اتنے ہی خیال پر جو طبعی طور پر دل میں آتا اور گذر جاوے کوئی مواخذہ نہیں لیکن جب ایسی خیال کو دل میں جگہ دیتا ہے اور پھر عزم کرتا ہے کہ کسی نہ کسی حیلے سے وہ مال ضرور لینا چاہیئے تو پھر یہ گناہ قابل مواخذہ ہے - غرض جب دل عزم کر لیتا ہے اور اسکے لئے شرارتیں اور فریب کرتا ہے تو یہہ گناہ قابل مواخذہ لکھا جاتا ہے - پس یہہ اس قسم کے گناہ ہیں جو بہت ہی کم توجہی کے ساتھہ دیکھے جاتے ہیں اور یہ انسان کی ہلاکت کا موجب ہوجاتے ہیں - بڑے بڑے اور کھلے کھلے گناہوں سے تو اکثر پرہیز کرتے ہیں - بہت سی آدمی ایسے ہونگے جنہوں نے کبھی خون نہیں کیا یا نقب زنی نہیں کی - یا اور اسی قسم کے بڑے بڑے گناہ نہیں کئے لیکن سوال یہہ ہے کہ وہ لوگ کتنے ہیں؟ جنہوں نے کسی کا گلہ نہیں کیا یا کسی اپنے بھائی کی ہتک کر کے اسکو رنج نہیں پہونچایا - یا جھوٹ بول کر خطا نہیں کی - یا کم از کم دل کے خطرات پر استقلال نہیں کیا؟

میں یقیناً کہہ سکتا ہوں کہ ایسے لوگ بہت ہی کم ہونگے جو ان باتوں کی رعایت رکھتے ہوں اور خدا تعالیٰ سے ڈرتے ہوں - ورنہ کثرت سے ایسے لوگ ملیں گے جو تفریحاً جھوٹ بولتے ہیں اور ہر وقت ان کی مجلسوں میں دوسروں کا شکوہ و شکایت ہوتا رہتا ہی اور وہ طرح طرح سے اپنے کمزور اور ضعیف بھائیوں کو دکھہ دیتے ہیں -

اس لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ پہلا مرحلہ یہ ہے کہ **انسان تقویٰ اختیار کرے** - میں سوقت بُرے کاموں کی تفصیل بیان نہیں کر سکتا - قرآن شریف میں اول سے آخر تک اوامر و نواہی اور احکام الٰہی کی تفصیل موجود ہے اور کئی سو شاخیں مختلف قسم کے احکام کی بیان کی ہیں - خلاصۃً یہہ کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کو ہرگز منظور نہیں کہ زمین پر فساد کریں - اللہ تعالیٰ دنیا پر وحدت پھیلانا چاہتا ہے - لیکن جو شخص اپنے بھائی کو رنج پہونچاتا ہے - ظلم اور خیانت کرتا ہے وہ **وحدت** کا دشمن ہے - جب تک یہ بدخیال دل سے دور نہ ہوں کبھی ممکن نہیں کہ سچی وحدت پھیلے - اسلئے اس مرحلہ کو سب سے اول رکھا - تقویٰ کیا ہے؟ ہر قسم کی بدی سے اپنے آپ کو بچانا - پس خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ابرار کے لئے پہلا انعام **شربت کافوری** ہے - اس شربت کے پینے سے دل بُرے کاموں سے ٹھنڈے ہوجاتے ہیں - اسکے بعد انکے دلوں میں برائیوں اور بدیوں کے لئے تحریک اور جوش پیدا نہیں ہوتا -

ایک شخص کے دل میں یہ خیال تو آجاتا ہے کہ یہ کام اچھا نہیں بہا تک کہ چور کے دل میں بھی یہ خیال آ ہی جاتا ہے مگر جذبۂ دل سے وہ چوری بھی کر ہی لیتا ہے - لیکن جن لوگوں کو شربت کافوری پلا دیا جاتا ہے انکی یہہ حالت ہوجاتی ہے کہ انکے دل میں بدی کی تحریک ہی پیدا نہیں ہوتی بلکہ دل بُرے کاموں سے بیزار اور متنفر ہوجاتا ہے - گناہ کی تمام تحریکوں کے مواد دبا دیئے جاتے ہیں - یہ بات خدا تعالیٰ کے فضل کے سوا میسّر نہیں آتی - جب انسان دعا اور عقد ہمت سے خدا تعالیٰ کے فضل کو تلاش کرتا ہے اور اپنے نفس کو جذبات پر غالب آنے کی سعی کرتا ہے تو پھر یہ سب باتیں فضل الٰہی کو کھینچ لیتی ہیں اور اسے **کافوری جام** پلایا جاتا ہے جو لوگ اس قسم کی تبدیلی کرتے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں **زمرۂ ابدال** میں داخل فرماتا ہے - اور یہی تبدیلی ہے جو ابدال کی حقیقت کو ظاہر کرتی ہے -

یہہ بھی عموماً دیکھا گیا ہے کہ اکثر لوگ ایک مجلس میں بیٹھے ہوئے جب اس قسم کی باتوں کو سنتے ہیں تو ان کے دل متاثر ہوجاتے ہیں اور وہ اچھا ہی سمجھتے ہیں لیکن جب اس مجلس سے الگ ہوتے ہیں اور اپنے احباب اور دوستوں سے ملتے ہیں تو پھر وہی رنگ ان میں آجاتا ہے اور ان سنی ہوئی باتوں کو یکدم بھول جاتے ہیں - اور وہی پہلا طرز عمل اختیار کرتے ہیں - اس سے بچنا چاہیئے جن صحبتوں اور مجلسوں میں ایسی باتیں پیدا ہوں ان سے الگ ہوجانا ضروری ہے اور ساتھہ ہی یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیئے کہ ان تمام بُری باتوں کے اجزا کا علم ہو کیونکہ طلب شے کے لئے علم کا ہونا سب سے اول ضروری ہے - جب تک کسی چیز کا علم نہ ہو اسے حاصل کیونکر کر سکتے ہیں؟ قرآن شریف نے بار بار تفصیل دی ہے - پس

بار بار قرآن شریف کو پڑھو

اور تمہیں چاہیئے کہ بُرے کاموں کی تفصیل لکھتے جاؤ - اور پھر خدا تعالیٰ کے فضل اور تائید سے کوشش کرو کہ ان بدیوں سے بچتے رہو - یہہ تقویٰ کا پہلا مرحلہ ہوگا - جب تم ایسی سعی کروگے تو اللہ تعالیٰ پھر تمہیں توفیق دیگا اور وہ کافوری شربت تمہیں دیا جاویگا جس سے تمہارے گناہ کے جذبات بالکل سرد ہوجائیں گے - اسکے بعد نیکیاں ہی سرزد ہونگی - جب تک انسان **متقی** نہیں بنتا یہ جام اسے نہیں دیا جاتا - اور نہ اسکی عبادات اور دعاؤں میں **قبولیت** کا رنگ پیدا ہوتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے -

انما یتقبل اللہ من المتقین

یعنے بے شک اللہ تعالیٰ متقیوں ہی کی عبادات کو قبول فرماتا ہے - یہ بالکل سچی بات ہے کہ نماز روزہ بھی متقیوں ہی کا قبول ہوتا ہے - ان عبادات کی **قبولیت** کیا ہے اور اس سے کیا مراد ہے؟ سو یاد رکھنا چاہیئے کہ جب ہم یہہ کہتے ہیں کہ نماز قبول ہوگئی ہے تو اس سے یہ مراد ہوتی ہے - کہ نماز کے اثر اور برکات نماز پڑھنے والے میں پیدا ہوگئے ہیں جب تک وہ برکات اور اثرات پیدا نہوں اس وقت تک نری ٹکریں ہی ہیں -

اس نماز یا روزہ سے کیا فائدہ ہوگا؟ جبکہ اسی مسجد میں نماز پڑھی اور وہیں کسی دوسرے کی شکایت اور گلہ کر دیا - یا رات کو چوری کر دی - کسی کے مال یا امانت میں خیانت کر لی کسی کی شان پر جو خدا تعالیٰ نے اسے عطا کی ہے بخل اور حسد کیوجہہ سے حملہ کر دیا کسی کی آبرو پر حملہ کر دیا غرض اس قسم کے عیبوں اور برائیوں میں اگر مبتلا کا مبتلا رہا تو تم ہی بتاؤ اس **نماز** نے اسکو کیا فائدہ پہونچایا؟ چاہیئے تو یہ تھا کہ نماز کے ساتھہ اسکی بدیاں اور وہ برائیاں جن میں وہ مبتلا تھا کم ہوجاتیں + اور **نماز** اسکے لئے ایک عمدہ ذریعہ ہے - پس پہلی منزل اور مشکل اس انسان کے لئے جو **مومن** بننا چاہتا ہے یہی ہے کہ بُرے کاموں سے پرہیز کرے اسی کا نام **تقویٰ** ہے اور یہ بھی یاد رکھو کہ تقویٰ اسکا نام نہیں کہ موٹی موٹی بدیوں سے پرہیز کرے بلکہ باریک در باریک بدیوں سے بچتا رہے مثلاً ٹھٹھے اور ہنسی کی مجلسوں میں بیٹھنا یا ایسی مجلسوں میں بیٹھنا جہاں اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول کی ہتک ہو یا اسکے بھائی کی شان پر حملہ ہو رہا ہو - اگرچہ ان کی ہاں میں ہاں بھی نہ ملائی ہو - مگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہہ بھی بُرا ہے کہ ایسی باتیں کیوں سنیں؟ یہہ ان لوگوں کا کام ہے جنکے دلوں میں مرض ہے کیونکہ اگر ان کے دل میں بدی کی پوری حس ہوتی تو وہ کیوں ایسا کرتے اور کیوں ان مجلسوں میں جاکر ایسی باتیں سنتے؟ یہہ بھی یاد رکھو کہ ایسی باتیں سننے والا بھی کرنے والا ہی ہوتا ہے - جو لوگ زبان سے ایسی باتیں کرتے ہیں وہ تو صریح مواخذہ کے نیچے ہیں کیونکہ انہوں نے ارتکاب گناہ کا کیا ہے لیکن جو چپکے ہوکر بیٹھے رہے ہیں وہ بھی اس گناہ کے خمیازہ کا شکار ہونگے - **اس حصّہ کو بڑی توجہ سے یاد رکھو اور قرآن شریف کو بار بار پڑھکر سوچو** -

یہہ تو وہ پہلا حصّہ ہے نیکی کا - مگر نیکی اسی پر ختم نہیں بعض لوگ ہندؤوں - عیسائیوں اور دوسری قوموں میں بھی پائے جاتے ہیں جو بعض گناہ نہیں کرتے مثلاً بعض جھوٹ نہیں بولتے کسی کا مال ناحق نہیں کھاتے - قرضہ دبا نہیں لیتے - بلکہ واپس کرتے ہیں - معاملات معاشرت میں بھی پکّے ہوتے ہیں - مگر خدا نے فرمایا ہے کہ اتنی ہی بات نہیں جس سے وہ راضی ہوجاوے - بدیوں سے بچنا چاہیئے - اور اس کے بالمقابل نیکی کرنی چاہیئے - اسکے بغیر مخلصی نہیں جو اسی پر مغرور ہے کہ وہ بدی نہیں کرتا وہ نادان ہے اسلام انسان کو اسی حد تک نہیں پہونچاتا اور چھوڑتا - بلکہ وہ دونو شقیں پوری کرانی چاہتا ہے یعنے بدیوں کو تمام و کمال چھوڑ دو - اور نیکیوں کو پورے اخلاص سے کرو - جبتک یہ دونوں باتیں نہوں نجات نہیں ہوسکتی - مجھے ایک مثال کسی نے بتائی تھی اور وہ صحیح ہے -

کہتے ہیں ایک شخص نے کسی کی دعوت کی اور بڑے تکلف سے اسکی تواضع کی جب وہ کھانے سے فراغت پا چکا تو اس سے نہایت عجز اور انکسار سے میزبان نے کہا کہ میں آپکی شان کے موافق حق دعوت ادا نہیں کر سکا - آپ مجھے معاف فرمائیں - مہمان نے سمجھا کہ گویا اسطرح یہ احسان جتاتا ہے - اسے کہا کہ میں نے بھی آپ کے ساتھہ بڑی نیکی کی ہے - اسے تم یاد نہیں رکھتے - اس نے کہا وہ کونسی نیکی ہے تو کہا کہ جب تم مہمان داری میں مصروف تھے تو میں تمہارے گھر کو آگ لگا سکتا تھا مگر میں نے کسقدر احسان کیا ہے کہ آگ نہیں لگائی - یہ بدی کی مثال ہے گویا آگ لگا کر خطرناک نقصان نہیں کیا - بہت سی لوگ ایسے ہوتے ہیں جو بدی نکرنے کا احسان جتاتے ہیں ایسے لوگ حیوانات کی طرح ہیں اللہ تعالیٰ کے نزدیک قابل قدر وہی لوگ ہیں جو بدی سے پرہیز کرکے ناز نہیں کرتے بلکہ نیکی کرکے بھی کچھہ نہیں سمجھتے - غرض پہلی حالت تو وہ **کافوری شربت** کی تھی اور دوسرا مرحلہ **زنجبیلی شربت** کا ہے چنانچہ فرمایا

یُسقون فیہا کاسًا کان مزاجہا زنجبیلا

اور ایسے جام انہیں پلائے جاتے ہیں جو زنجبیلی شربت کے ہوتے ہیں -

انسان کو یہہ کبھی خیال نہیں کرنا چاہیئے - کہ ایسا مرتبہ حاصل ہونا ناممکن ہے - یہہ سب کچھہ مل سکتا ہے - اور ملتا ہے جن لوگوں نے یہہ مراتب اور مدارج حاصل کئے وہ بھی تو آخر انسان ہی تھے؟

اصل بات یہ ہے کہ جب انسان کے سامنے اس کے جرایم کی ایک لمبی فہرست ہوتی ہے تو وہ اسے دیکھکر گھبرا جاتا ہے اور سمجھتا ہے کہ ان سے بچنا مشکل ہے - مگر یہ اسکی انسانی کمزوری کا نتیجہ ہے - بہت سے لوگ یورپ میں بھی اس خیال کے موجود ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام کی تعلیم کا فقط اتنا ہی

نشاء ہے کہ انسان سے یہ اقرار کرایا جاوے کہ وہ انکی تعلیم پر عمل کرنے کے ناقابل ہے یا اس پر قادر نہیں ایسے لوگ اللہ تعالے کی قدرت اور طاقت سے محض ناواقف ہیں۔

اور انہوں نے خدا تعالے کی قدرتوں پر غور نہیں کیا اگر وہ خود انسان کی اپنی حالت اور ان انقلابات پر ہی غور کرتے جن کے اندر سے وہ گذرا ہے تو اس قسم کا کلمہ منہ سے نہ نکالتے مگر ان کے علم اور معرفت کی کمزوری نے انہیں ایسا خیال کرنے کا موقع دیا۔

دیکھو انسان پر کسقدر انقلاب آئے ہیں ایک زمانہ انسان پر وہ گذرا ہے کہ وہ صرف نطفہ کی حالت میں تھا۔ اور وہ وہ حالت تھی کہ کچھ بھی چیز نہ تھا اگر زمین یا کپڑے پر گرتا تو چند منٹ کے اندر خشک ہو جاتا پھر علقہ بنا۔ اس میں ذرا بستگی پیدا ہوئی اسوقت بھی اسکی کچھ ہستی نہ تھی۔ پھر مضغہ ہوا۔ پھر ایک اور زمانہ آیا کہ جنین کی صورت میں اس میں جان آئی۔ بعد اس کے پیدا ہوا۔ پھر شیر خوار رہے۔ بلوغ تک پہونچا۔ وغیرہ وغیرہ۔

اب غور کرو کہ جس قادر خدا نے انسان کو ایسے ایسے انقلابات میں سے گذار کر انسان بنا دیا ہے اور اب ایسا انسان ہے کہ گویا عقل حیران ہے کہ کیا سے کیا بن گیا۔ ناک منہ اور دوسرے اعضا پر غور کرو۔ کہ خدا تعالے نے اسے کیا بنایا ہے پھر اندرونی قوائے خمسہ دیئے۔ اور دوسرے قوائے اور طاقتیں اسکو عطا کیں پس جس خدائے قادر نے اس زمانہ سے جو یہ نطفہ تھا عجیب تصرفات سے انسان بنا دیا کیا اس کے لئے مشکل ہے کہ اسکو ایک حالت میں لے جاوے اور جذبات سے الگ کر دے جو شخص ان باتوں پر غور کرے گا وہ بے اختیار ہو کر کہہ اٹھیگا

اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ

اللہ تعالے نے قرآن شریف میں فرمایا ہے کہ جب گنہگار لوگ جہنم میں ڈالے جاویں گے تو اللہ تعالے فرمائیگا کہ تمہارا ایک ہی گناہ بہت بڑا ہے کہ تم نے خدا پر بدظنی کی۔ اگر بدظنی نہ کرتے تو کامل اور مومن بن کر آتے حقیقت میں یہ بہت بڑا گناہ ہے جو انسان اللہ تعالے پر بدظن ہو جاوے۔ باقی جسقدر گناہ ہیں وہ اسی سے پیدا ہوتے ہیں اگر اللہ تعالے کو حقیقی رازق یقین کرے تو پھر چوری۔ بددیانتی اور فریب سے لوگوں کا مال کیوں مارے؟ افسوس نادان انسان سمجھتا ہے۔

ع ۔ جہاں میٹھا اگلا کس نے دیکھا

یہ بھی خدا تعالے پر بدظنی ہے اگر اسے صادق یقین کرتے تو یہ نہ کہتے بلکہ یہ کہتے کہ

دنیا روزے چند آخر کار با خداوند

دنیا کو چند روزہ یقین کر کے اسکی عمارتوں اور آسائشوں اور ہر قسم کی دولتوں سے دل نہ لگاتے بلکہ ہر وقت موت کے فکر میں لرزاں ترساں رہ کر عاقبت کا خیال کرتے۔ اور اسکا بندوبست کرتے کہ آخر مر کر اللہ تعالے کے حضور جانا ہے مگر اب تو یہ حالت ہے کہ عام طور پر ایک غفلت چھائی ہوئی ہے اور لوگ اس طرح پر مصروف اور دلدادہ دنیا ہیں گویا انہوں نے کبھی یہاں سے جانا ہی نہیں اور موت کوئی چیز ہی نہیں یا کم از کم اسکا اثر ان پر کچھ بھی ہونیوالا نہیں یہ بدخیالی یہ غفلت اور خود رفتگی کیوں پیدا ہوئی ہے؟ اسکی جڑ بھی وہی خدا پر بدظنی ہے اسکو صادق یقین نہیں کیا۔ انسان کی عادت ہے کہ جس کام پر اسکی آنکھ کھل جاوے اور کسی امر کو یہ اپنے لئے مفید سمجھ لے وہی کرتا ہے۔ ایک تاجر کو معلوم ہو جاوے کہ فلاں ملک میں اگر اس کا مال جاوے تو اسے اسقدر فائدہ ہوگا تو ضرور اپنا مال وہیں لے جائیگا ایسا ہی ایک زمیندار اور دوسرے اہل حرفہ کرتے ہیں۔

اسیطرح پر اگر انسان کی آنکھ کھل جاوے اور عاقبت کا فکر اسے دامنگیر ہو۔ اور وہ ایک یقین اپنے اندر پیدا کرے کہ خدا تعالے کے حضور جوابدہ ہونا ہے تو اسکی اصلاح ہو سکتی ہے اللہ تعالے نے قرآن شریف میں ظاہر فرمایا ہے کہ اگر مجھ پر نیک ظن ہوتا تو مشکل کیا تھا کیا پانچ وقت نماز پڑھنا مشکل تھا؟ ہرگز نہیں۔ خدا تعالے کا خوف جب غالب ہو تو آدمی کیسا ہی مصروف ہو اسے پھر کر بھی ادا کر سکتا ہے اسوقت ہم سب یہاں بیٹھے ہیں اور ایک کام میں مصروف ہیں لیکن اگر خدانخواستہ اسوقت زلزلہ آجاوے تو کیا ہم سے کوئی یہاں رہ سکتا ہے؟ سب کے سب بھاگ جاویں۔ یہاں تک کہ مریض اور ضعیف بھی دوڑ پڑیں۔ اصل بات یہ ہے کہ خوف کے ساتھ ایک قوت آتی ہے اگر خدا تعالے پر بدظنی نہ ہوتی تو طاقت آجاتی اور اسکے احکام کی تعمیل کے لئے ایک جوش اور اضطراب پیدا ہو جاتا۔

غرض

بدظنی تمام برائیوں کی جڑ ہے جو نیک ظنی سے خدا تعالے کی کتاب پر ایمان لاویں تو سب کچھ ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالے کی قدرتوں پر ایمان ہو تو پھر کیا ہے جو نہیں ہو سکتا۔ بہت سے لوگ کہتے ہیں کہ فلاں گناہ کیونکر چھوٹ سکتا ہے یہ باتیں اسی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں جو اللہ تعالے کی قدرتوں اور طاقتوں پر کامل ایمان نہیں ہوتا۔ چونکہ اس کوچہ سے نامحرم ہوتے ہیں اسلئے ایسے اوہام طبیعت میں پیدا ہوتے ہیں مگر میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ وہ خدا جسنے نطفہ سے انسان کو بنا دیا ہے وہ اس انسان کو ہر قسم کے پاک تغیرات کی توفیق عطا کر سکتا ہے اور کرتا ہے ہاں ضرورت ہے۔

طلبگار دل کی

میں پھر اصل مطلب کیطرف رجوع کر کے کہتا ہوں کہ انسان کا اتنا ہی کمال نہیں ہے کہ بدیاں چھوڑ دے۔ کیونکہ اس میں اور بھی شریک ہیں یہانتک کہ حیوانات بھی بعض امور میں شریک ہو سکتے ہیں۔ بلکہ انسان کامل نیک تب ہی ہوتا ہے کہ نہ صرف بدیوں کو ترک کرے بلکہ اس کے ساتھ نیکیوں کو بھی کامل درجہ تک پہونچاوے پس جب ترک شر کرتا ہے تو اللہ تعالے اسے

کافوری شربت

پلاتا ہے جس سے یہ مراد ہے کہ وہ جوش اور تحریکیں جو بدی کے لئے پیدا ہوتی تھیں سرد ہو جاتی ہیں اور بدی کے مواد دب جاتے ہیں۔ اسکے بعد اسکو دوسرا شربت پلایا جاتا ہے جو قرآن کریم کی اصطلاح میں شربت زنجبیلی ہے۔ جیسا کہ فرمایا۔

یُسْقَوْنَ فِیْهَا كَاْسًا كَانَ مِزَاجُهَا زَنْجَبِیْلًا

زنجبیل مرکب ہے زنا اور جبل سے زنا الجبل کے یہ معنے ہیں کہ ایسی حرارت اور گرمی پیدا ہو جاوے کہ پہاڑ پر چڑھ جاوے۔ زنجبیل میں حرارت غریزی رکھی گئی ہے اور اسکے ساتھ انسان کی حرارت غریزی کو فائدہ پہونچتا ہے۔ اللہ تعالے فرماتا ہے کہ بڑے بڑے کام جو میری راہ میں کئے جاتے ہیں جیسے صحابہ نے کئے یہانتک کہ انہوں نے اپنی جانوں سے دریغ نہیں کیا۔ خدا کی راہ میں سر کٹوا دینا آسان امر نہیں ہے جسکے بچے چھوٹے چھوٹے اور بیوی جوان ہو۔ جب تک کوئی خاص گرمی اسکی روح میں پیدا نہ ہو کبھی نہیں انہیں یتیم اور بیوہ چھوڑ کر سر کٹوا لے۔ میں صحابہ سے بڑھکر کوئی نمونہ پیش نہیں کر سکتا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا نمونہ اعلے درجہ کی قوت قدسی اور تزکیہ نفس کی طاقت کا ہے اور صحابہ کا نمونہ اعلے درجہ کی تبدیلی اور فرمانبرداری کا ہے پس ایسی طاقت اور یہ قوت ایسی زنجبیلی شربت کی تاثیر سے پیدا ہوتی ہے۔ اور حقیقت میں کافوری شربت کے بعد طاقت کو نشوونما دینے کے لئے اس زنجبیلی شربت کی ضرورت ہی تھی۔ اولیاء اور ابدال۔ جو خدا تعالے کی راہ میں سرگرمی اور جوش دکھاتے ہیں اسکی وجہ یہی ہوتی ہے کہ وہ زنجبیلی جام پیتے رہتے ہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جب دعوے کیا تو غور کرو کس قدر مخالفت کا بازار گرم تھا ایک طرف مشرک تھے دوسری طرف عیسائی بے حد جوش دکھا رہے تھے جنہوں نے ایک عاجز انسان کو خدا بنا رکھا تھا۔ اور ایک طرف یہودی سیاہ دل تھے یہ بھی اندر ہی اندر ریشہ دوانیاں کرتے اور مخالفوں کو اکساتے اور ابھارتے تھے۔ غرض جس طرف دیکھو مخالف ہی مخالف نظر آتے تھے۔ قوم دشمن۔ پرائے دشمن جدھر نظر اٹھاؤ دشمن ہی دشمن تھے۔ ایسی حالت اور صورت میں وہ زنجبیلی شربت ہی تھا

جو آپ کو اپنے پیغام رسالت کی تبلیغ کے لئے آگے ہی آگے لئے جاتا تھا کسی قسم کی مخالفت کا ڈر آپ کو باقی نہ رہا تھا۔ اس راہ میں مرنا سہل اور آسان معلوم ہوتا تھا۔ چنانچہ صحابہ اگر موت کو اس راہ میں آسان اور آرام دہ چیز سمجھ لیتے تو کیوں جانیں دیتے؟ میں سچ کہتا ہوں کہ جب تک یہ شربت نہیں پیتا ایمان کا ٹھکانا نہیں۔ قصور میں ایک شخص قادر بخش تھا بڑا موحد کہلاتا تھا۔ گورنمنٹ کی اسوقت اس فرقہ پر ذرا نظر تھی۔ ڈپٹی کمشنر نے اسکو ذرا دھمکایا۔ اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ گھر آکر اسنے رنڈیوں کا ناچ کرا دیا اور اپنے تمام طریق بدل دیئے۔ اس غرض سے کہ تا ظاہر ہو جاوے کہ میں اس فرقہ سے الگ ہوں اب بتاؤ کہ ایسا ایمان کیا کام دے سکتا ہے؟ وہ انسان بھی کچھ انسان ہوتا ہے جو خدا سے انسان کو مقدم کر لیتا ہے۔ میں یقیناً کہتا ہوں کہ اسکا ایمان ایک کوڑی قیمت نہیں رکھتا۔ یہی وجہ ہے جو ایمان کے برکات اور ثمرات نہیں ملتے بعض لوگ کہتے ہیں کہ نماز روزہ کیوجہ سے برکات حاصل نہیں ہوتے۔ وہ غلط کہتے ہیں۔ نماز روزہ کے برکات اور ثمرات ملتے ہیں۔ اور اسی دنیا میں ملتے ہیں۔ لیکن نماز روزہ اور دوسری عبادات کو اس مقام اور جگہ تک پہونچانا چاہئے جہاں وہ برکات دیتے ہیں۔ صحابہ کا سا رنگ پیدا کرو۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی کامل اور سچی اتباع کرو۔ پھر معلوم ہوگا کہ کیا کیا برکات ملتے ہیں۔ میں صاف صاف کہتا ہوں کہ صحابہ میں ایسا ایمان تھا جو تم میں نہیں۔ انہوں نے خدا کے لئے اپنا فیصلہ کر لیا تھا۔ ایسے لوگ قبل از موت مر جاتے ہیں۔ اور قبل اسکے کہ قربانی دیں وہ سمجھتے ہیں کہ دے چکے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ کیا ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کا درجہ نماز۔ روزہ صدقات اور خیرات کیوجہ سے ہے؟ نہیں بلکہ اس چیز کے ساتھ اسکا درجہ بڑا ہے جو اس کے دل میں ہے۔ حقیقت میں وہی بات ہے جو ان اعمال کا بھی موجب اور باعث ہوتی ہے جسقدر لوگ اہل اللہ گذرے ہیں انکے مدارج تر ان اعمال کیوجہ سے نہیں ہیں۔ ان اعمال میں تو شریک ہیں مسجد میں بھری پڑی ہیں۔ (باقی آئندہ)

خط

بخدمت ایڈیٹر صاحب الحکم۔ السلام علیکم

براہ مہربانی مضمون ذیل درج اخبار فرما کر ممنون فرماویں ۔۔ ۵ ربیع الثانی ۱۳۲۴ھ شب شنبہ یہاں ایک عجیب واقعہ گذرا جسکو یہاں ایک مقام پر چند لوگوں نے دیکھکر ایک مولوی صاحب کو بھی بتلایا ماسوا ریلوے سٹیشن کے کچھ ہندو کانسٹبل وغیرہ کے باہر ایک ہندو رئیس اور اطراف کے چند لوگوں نے بھی اسکو دیکھا جسکے لئے گواہ گذر چکے ہیں۔ ہوا یہ تھا شب کو قریب گیارہ بجے کے تخمیناً سوا دس کے قریب جب چاند بھی غروب کے قریب تھا یکایک چاند دو ٹکڑے ہوا اور ایک ٹکڑا زیادہ چمکیلا تھا شمشیر کے سرا

روزگار اور سلسلہ عالیہ احمدیہ

ناخن نہ دے خدا تجھے اے پنجۂ جنوں
دیگا تمام عقل کے بخیئے ادھیڑ تو

منشی سراج الدین احمد صاحب کو یہہ مرض ہے کہ وہ اخبار جاری کرکے بند کیا کرتے ہیں اور یہہ نئے قالب اور نئے نام سے ہمیشہ جاری کرتے رہتے ہیں اور ایسے اخبار کے ہر دوسرے جنم میں انکی غرض و غایت اشاعت اسلام ہی ہوا کرتی ہے - جسکا مفہوم دوسرے الفاظ میں یہہ ہوا کرتا ہے کہ وہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی مخالفت کریں چنانچہ ہمدرد گزٹ کے بعد سیالکوٹ سے انہوں نے محمڈن نیشنل میگزین جاری کیا اسوقت بھی یہی وطیرہ اختیار کیا تھا اور اب چودھویں صدی کے بعد جب **روزگار** شروع کیا تو پھر وہی رنگ پکڑا -

اگر روزگار کی غرض روزگار نہیں تو منشی سراج الدین صاحب کو اشاعت اسلام کا نام لینے سے پہلے **اسلام اور اسکی حقیقت** سے پوری آگاہی حاصل کر لینی چاہئے تہی مجھے افسوس سے ظاہر کرنا پڑتا ہے کہ وہ اشاعت اسلام کے مدعی ہوکر جو کام کر رہے ہیں وہ اشاعت اسلام کا کام نہیں -

ہاں اشاعت اسلام کا مفہوم انکی سمجھ میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کے پیشوا اور امام کی بے حیا مخالفت کرنا ہے تو میں تسلیم کرتا ہوں کہ وہ اسے پورا کر رہے ہیں - چنانچہ ۲۴ - جون ۱۹۰۶ء کی اشاعت میں انہوں نے صاحبزادہ بشیر احمد صاحب کی شادی پر اعتراض کیا ہے - اعتراض کی نوعیت اور اہمیت سے آگاہ کرنے کے لئے میں انکے نوٹ کو بجنسہ درج کرتا ہوں - اور مجھے ایسی ہی امید منشی سراج الدین صاحب سے رکھنی چاہئے کہ وہ میرے جواب کے ساتھ بھی ایسا ہی سلوک کرینگے - (وہ یہہ ہے)

ڈاکٹر عبد الحکیم خان صاحب نے مرزا غلام احمد صاحب کی جماعت سے علیحدہ ہونیکی وجوہات پر جو تقریر لاہور میں کی ہے اسکی بہت ہی مختصر رپورٹ پیسہ اخبار کے رپورٹر نے لکھی ہے - ہم کو امید ہے کہ ڈاکٹر صاحب موصوف اس مضمون کو بہت تفصیل سے بیان کرنے کی تکلیف گوارا کریں گے اور ان کی ننگی تلواروں سے جو ان پر کھینچی گئی ہیں ڈر نہیں جائیں گے - ڈاکٹر صاحب نے اپنی تقریر میں اس امر کا بھی ذکر کیا ہے کہ قادیان میں جو چندہ **مریدان مرزا صاحب نے مختلف مدات میں بھیجا ہے اس کا کوئی حساب نہیں رکھا گیا** - ہم اس کے متعلق ایک واقعہ کا ذکر کرنا چاہتے ہیں - کچھہ عرصہ ہوا مرزا صاحب کے ایک فرزند کا نکاح پشاور کے ایک معزز مسلمان کی لڑکی سے ہوا [illegible] بیت [illegible] بیوہ [illegible] ہی - [illegible] (انہوں) [illegible] کے شرفا [illegible] سے بہت قیمتی [illegible] جو یار جہاں [illegible] کو دہلی میں نئے بنے [illegible] مرزا صاحب [illegible] سے بیش قیمت اور [illegible] کئے گئے وہ [illegible] اور شادی و شکرانہ [illegible] مرصع زیور اور [illegible] جوڑے وولائتی جامہ [illegible] کئے گئے چاندی کی جوتی جس میں [illegible] اعتراض ہوا اگر [illegible] نہیں ہے - [illegible] گرد موتیوں کی جہالریں لگی ہوئی تہیں اور دوسرے پارچات [illegible] اور قیمت بھی اسی حیثیت کی تہی اور کل سامان [illegible] پانچ چھہ ہزار سے کم کا نہ ہوگا - اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مرزا صاحب اپنی جماعت میں صرف پیشوائے دین ہی نہیں ہیں - بلکہ اپنی **جماعت کے درمیان امور اور رسوم دنیوی** میں بھی ایک عمدہ تمثیل قایم کرنے کی کوشش کرتے ہیں - برات کے **ممبروں نے ریزرو گاڑیوں میں سفر کیا اور جو کچھہ صرف ہوا ایک بڑے امیرانہ ٹھاٹھ کے ساتھہ ہوا** - یہ تمام روپیہ جو زیورات وغیرہ میں صرف کیا گیا یہہ کہاں سے آیا اسکا جواب ڈاکٹر عبد الحکیم خان صاحب دینگے کیونکہ ضرور ہے کہ وہ مرزا صاحب کے وسائل آمدنی سے واقف ہوں -

مرزا صاحب سید احمد خاں کو دنیا دار اور کافر و مرتد بتاتے ہیں لیکن وہ دنیا دار کافر اس قسم کا تہا کہ باوجود اس کے کہ مستقل ذاتی آمدنی ڈیڑھ ہزار روپیہ ماہوار کی رکہتا تہا مرنے کے بعد ایک دوست نے اپنی گرہ سے کفن خرید کر اس کے برہنہ جسم کو ڈہانکا - اس کے مقابلہ میں یہ ایک دیندار مسلمان نبی ہے - جو سونے اور چاندی کے ساتھہ کہیل رہا ہے جسکی مستورات سونے چاندی سے اس حد تک لدی ہوئی ہیں کہ ان کے پاؤں میں بھی سونے کی پازیبیں ہیں - جن وسائل سے یہ روپیہ پیدا ہوتا ہے - ان کے قیاس اور دریافت کرنے کی نسبت بھی کوئی غلطی نہیں کر سکتا - مرزا صاحب نے جو گر سیکھا اور سمجھا ہے - اور جس پر ان کا عمل ہے وہ وہی ہے - جو جناب حالی نے موزوں کر دیا ہوا ہے -

انساں کو چاہئے کہ وہ ابلہ فریب ہو
دنیا پہ جب تلک کہ مسلط ہے ابلہی

اس نوٹ میں منشی صاحب نے اس امر کو نہایت کراہت کی نظر سے دیکھا ہے کہ اس تقریب پر کیوں حضرت مسیح موعود یا مولوی غلام حسن صاحب نے قیمتی زیورات یا پارچات دیئے -

اگرچہ اس میں بہت کچھہ مبالغہ سے کام لیا گیا ہے لیکن [illegible] امر واقعی تسلیم کر لینے کے بعد یہہ کہنا چاہتا ہوں کہ [illegible] قابل بحث یہہ امر ٹہیرتا ہے - کہ

کیا امارت نبوت یا خداشناسی کے منافی ہے

یا دوسرے الفاظ میں یوں کہ کیا یہہ ضروری ہے کہ ایک شخص جو خدا تعالیٰ سے ایسا تعلق رکھتا ہو کہ وہ اس کے پاک کلام سے مشرف ہو اور نوع انسان کی روحانی بحالی کے لئے مبعوث اور مامور ہو **ایسے ٹکڑوں** کی تلاش میں رہے - منشی سراج الدین صاحب کا نوٹ انکا یہی مذہب ظاہر کرتا ہے کہ اگر کوئی شخص نبی کہلائے تو اسکے لئے لازمی امر ہے کہ وہ خانہ بدوش ہو اسکے گھر کا یہہ حال ہو کہ اس کے گھڑے میں پانی ہو نہ چولہے میں آگ - اور پوری ذلت و نکبت کا نمونہ ہو (معاذ اللہ) تکڑے ٹکڑے کا محتاج ہو اور دلق مرقعہ سے ملبوس ہو - مختصر یہہ کہ تمام نحوستیں معاذ اللہ اس میں جمع ہوں -

پس اگر روزگار کے ایڈیٹر صاحب کی رائے میں ایسا آدمی صاحب الہام و وحی ہونا چاہئے اور ریفارمر اور مصلح قوم کی حالت دنیوی حیثیت سے بہت ہی گری ہوئی ہو تو بے شک میں مان لینے کو طیار ہوں کہ حضرت مسیح موعود میں یہہ نشانات نہیں - خدا تعالیٰ نے کبھی پسند نہیں فرمایا کہ اس کے محبوب اور دلدادہ بندے دنیا میں ذلیل ہوں بلکہ وہ دنیا میں خدا تعالیٰ کے ساتھہ تعلقات صافیہ کے نتائج اور ثمرات کا ایک نمونہ ہوتے ہیں - ایک مامور من اللہ جو لوگوں کو اس امر کی دعوت کرتا ہے کہ خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کرو - اور ان تعلقات میں اخلاص ہونا چاہئے تو تم پر فضل کیا جاوے گا اور تمہیں ایسے برکات اور فضل ملیں گے اگر یہہ باتیں خود اسکی ذات پر وارد نہیں وہ اللہ تعالیٰ کے انعامات اور برکات کا کوئی نمونہ نہیں دکھا سکتا تو وہ کونسی بات ہے جو دوسرے لوگوں کے لئے کشش کا موجب ہوگی ؟

مجھے افسوس اور سخت افسوس ہے کہ یہہ لوگ جو بجائے خود ریفارمر بنتے ہیں اور اسلام اور مسلمانوں کی حمایت کے بڑے بڑے دعوے کرتے ہیں یہہ ایسی باتیں کیوں کہتے ہیں جن سے اسلام کی ہتک ہو - اور قرآن کریم کی مخالفت !!!

میں نے قرآن مجید اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پاک سیرۃ میں اس معاملہ پر غور کیا ہے - اور دوسرے انبیاء علیہم السلام کے حالات پر نظر کی ہے -

اور میں دیکھتا ہوں کہ روزگار کے ایڈیٹر کا اعتراض ایسا بودا اور بیہودہ ہے جو منہاج نبوت کے معیار پر پورا نہیں اتر سکتا -

قرآن مجید عام طور پر متقیوں کے لئے فرماتا ہے **و یرزقہ من حیث لا یحتسب** - یعنی متقی کو ایسے طور پر رزق دیا جاتا ہے اور ایسی جگہ سے دیا جاتا ہے کہ اسکو وہم و گمان بھی نہیں ہو سکتا پس جبکہ عام متقی کے لئے اللہ تعالیٰ کی یہہ خصوصیت اور سنت ہے تو وہ لوگ جو مظہر اللہ ہوتے ہیں اور جن کے حالات میں شمائل الٰہیہ کے تقاضاؤں کو ہم مطالعہ کرتے ہیں کیا انکے حسب حال یہی امر ہو سکتا ہے کہ وہ بہوکے مریں اور ٹکڑے مانگیں ؟

اے ناخدا ترس انسان ! خدا تعالیٰ کی تجھے اسی قدر معرفت اور اسکے صفات کا اسی قدر علم ہے ؟

کیا تیرے پیمانہ اور ناپ سے وہ خدا کے راستباز بندے جو مرزا غلام احمد (ایدہ اللہ بنصرہ) سے پہلے ہو گذرے ہیں پورے راستباز ثابت ہو سکتے ہیں ؟ کیا یہہ ثابت ہو جائیگا کہ وہ دربدر بھیک مانگا کرتے تہے یا وہ سلاطین عہد سے بھی بڑھ کر آسائش اور راحت اور عزت رکھتے تہے ؟

پھر قرآن کریم کے ایک دوسرے مقام پر فرمایا گیا ہے - **ان الذین اٰمنوا و عملوا الصالحات لھم مغفرۃ و رزق کریم** - بے شک جو لوگ اللہ تعالیٰ کو مانتے ہیں اور عمل صالح کرتے ہیں ان کیواسطے **مغفرۃ اور معزز رزق** ہے -

مغفرۃ کا لفظ قرآن کریم میں جن اعلیٰ درجہ کے مفہوم اور معنوں میں آیا ہے اسکی تشریح کے لئے ایک مستقل رسالہ کی ضرورت ہو سکتی ہے - لیکن یہاں جس لفظ پر میں اپنے ناظرین کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں وہ **رزق کریم** ہے - ایڈیٹر صاحب **روزگار** اس لفظ کی تفسیر تو کریں کہ اس سے کیا مراد ہے ؟ اور کیا وہ لوگ جو خدا کی طرف سے مامور ہو کر آتے ہیں اور اصلاح خلق کے لئے آتے ہیں بدرجہ اولیٰ اس امر کے مستحق نہیں ہیں کہ انہیں **رزق کریم** عطا ہو ؟

میں یقیناً کہہ سکتا ہوں کہ کوئی دانشمند مسلمان اس سے انکار نہ کریگا - کہ سب سے اول رزق کریم کے وارث اور حقدار خدا کے مرسلین و مامورین ہیں -

اور پھر قرآن مجید فرماتا ہے **اللہ ولی الذین اٰمنوا یخرجھم من الظلمات الی النور** اللہ تعالیٰ مومنوں کا **ولی** ہے انکو ہر قسم کی تاریکیوں سے نور کی طرف لے جاتا ہے - اگر ہر قسم کی ذلت اور رسوائی - تیرہ حالی کا نام ایڈیٹر **روزگار** کی اصطلاح میں **نور** ہے تو امر دیگر ہے ورنہ **نور** اگر متمیز کرتا ہے تو کچھہ شک نہیں خدا تعالیٰ کے برگزیدہ بندے ہر پہلو سے متمیز ہوتے ہیں -

پھر اگر اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ اپنے کسی اتقیٰ بندے کو مامور کرے اور اسپر ہر قسم کے فضل کرے تو اسے اعتراض کی نظر سے دیکھا جاتا ہے شاید اسلئے کہ کہیں قرآن کریم کی سچائی کا زندہ ثبوت ظاہر نہ ہو جاوے ؟

افسوس !

... نظر بازی اور اس کے اخراجات پر نظر کرنی کا ہے - کاش نا واقفیت اور بغض معترض اسکے محاسن پر غور کرتا -

شادی بالکل آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اسوہ پر کی گئی تہی - اور قادیان میں جسقدر شادیاں ہوتی ہیں اسی طرز پر ہوتی ہیں جسقدر فضول روپیہ بے جا رسم و رواج اور خلاف شرع امور کی تکمیل میں صرف ہوتا ہے اس سے اگر قاضی صاحب واقف نہیں تو وہ عصر جدید کے ایڈیٹر کو لکہہ کر پوچھ لیں - مگر یہاں وہ ساری رسمیں الغط ہیں - یہانتک کہ خود حضرت اقدس نے بہی باوجودیکہ انکے اپنے صاحبزادہ کی شادی تہی - برات میں نہیں گئے صرف تین آدمی گئے تہے اور یا دو چار بچے ساتہہ تہے - زیورات یا قیمتی پارچات کا پیش کرنا کوئی معیوب امر نہیں اور نہ اسکو رسم سے تعلق - بلکہ یہ تو عورت کی گم شدہ عزت کو پہر قایم کرنا ہے عورت کے ساتہہ جسقدر سلوک کرنا چاہیئے حضرت اقدس اسکو زندہ کرنا چاہتے ہیں -

پس اگر قیمتی زیورات یا پارچات دیئے گئے یا لڑکی کے والد صاحب نے دیئے تو کیا بُرا کیا ؟

معلوم نہیں قاضی صاحب ان نکاحوں پر تبال رنڈیوں کا ناچ - اور آتشبازی - امرسے نوشی اور فضول رسومات میں ہزاروں روپیہ مسلمانوں کا صرف ہوتا ہے کیوں نہیں چڑتے اور کیوں اعتراض نہیں کرتے ؟ یہہ صورت تو ایسی نہی کہ اسپر اعتراض کا کوئی محل ہی نہ تہا - مگر بات یہ ہے -

بہ چشم عداوت بزرگتر عیب است

اگر قیمتی زیورات یا پارچات کوئی گناہ کی بات ہے تو قیصر و کسریٰ کے اسباب جب صحابہ کے قبضہ میں آئے اور انہوں نے استعمال کئے تو غالباً روزگار کے ایڈیٹر کے نزدیک بہت بُرا ہوا ہوگا -

اور شاید ہمارے قاضی صاحب قبلہ خود بہی اور اپنے گہر میں بہی ہدایت کرتے ہونگے کہ پہٹے سے پہٹے کپڑے پہنو جن میں جوئیں چلتی پہرتی نظر آئیں - اور بدبو سے دماغ ٹکڑے ٹکڑے ہو جاوے - وہ اپنے گریبان میں ذرا منہ ڈالکر دیکہیں ؟ اور پہر اپنے اعتراض کا وزن کریں - آخر وہ بہی تو مسلمان ہیں ! کچہہ اگر یہ ایسا ہی کبیرہ گناہ ہے تو وہی نمونہ دکہائیں ورنہ اس سے ڈریں -

کبر مقتاً عند اللہ ان تقولو ؟ ما لا تفعلون

آخر میں انہوں نے دنیا دار کافر سید مرحوم کا ذکر خیر کیا ہے اور دراصل گڑہے مردے اکہاڑ کر مرحوم سید کو رسوا کیا ہے - اگر وہ ڈیڑہ ہزار کی ماہوار ذاتی آمدنی رکہتے ہوئے بہی آخر کفن سے بے سبب نکلے تو پہر ان کی آمدنی کا مصرف بتانا آپکا فرض ہے -

کیا ان کو رنج نہ گہر سے کفن نہ ملنا ناداری کی وجہ سے تہا یا اسکا باعث بخیل ہونا تہا ؟ ذرا سیچکر جواب دینا -

اور اگر بہرحال ناداری اور قلاشی ہی اسکا موجب تہا جو ہمارے خیال اور واقعات کی بنا پر نہیں تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ خدا کے ماموروں اور مرسلین کے ساتہہ اللہ تعالے کی یہ سنت نہیں -

سید کا اسوہ آپ کو مُبارک ہو - آپ دعا کریں کہ آپکا کوئی بیٹا آخیر عمر میں شراب کے نشہ میں سرشار رہکر آپ کو گہر سے نکالدے اور آخر آپ بہی کسی دوست کے گہر پر وفات پائیں - اور گہر سے کفن نصیب نہو -

ہمارے لئے تو ہمارے سید و مولیٰ آقا خاتم الرسل علیہ الصلوٰۃ والسلام کا **اسوہ حسنہ** کافی ہے - خدا کے مامور و مرسل ایسی حالت میں نہیں مرا کرتے اور مرنے کے بعد بہی انکے مدفن عزت کی نظر سے دیکہے جاتے ہیں - اگر شبہ ہو تو مدینہ طیبہ جاکر دیکہو کہ مسجد نبوی کی کیا شان ہے ؟ پہر آپ کے نزدیک تو یہ بہی فضول خرچی اور اسراف ہوگا ؟

ایڈیٹر

احمدی خواتین کے مضامین

اکثر بہنوں نے باصرار التجا کی ہے کہ الحکم میں انکے مضامین چہاپنے کیلئے گنجائش نکالی جاوے - الحکم کی غرض و غایت اپنی قوم کو نفع پہنچانا ہے اور قوم کے مفہوم میں بہرحال مستورات بہی داخل ہیں - اگرچہ اس سے پہلے بہی الحکم نے کبہی بخل نہیں کیا کہ وہ اپنی محترم بہنوں کے مضامین کو درج نکرے لیکن آئیندہ خصوصیت سے اسکا التزام رہیگا - اور اگر یہہ سلسلہ الحکم میں پورے طور پر نبہہ نہ سکا - تو اس لئے کوئی اور صورت سوچی جاوے گی بہرحال میں ہروقت اپنی احمدی بہنوں کے مضامین چہاپنے کو آمادہ ہوں - ایڈیٹر -

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں عورتوں کی بیعت

جناب محترم ایڈیٹر صاحب الحکم زاد عنایتہٗ -

السلام علیکم

مضمون ذیل جلدی درج اخبار فرماکے ممنون فرماویں

والسلام

نبی کریم صلعم کے ہاتہہ پر جو عورتیں بیعت کرتی تہیں وہ ان باتوں کے نکرنے کا خدا تعالے سے پکا عہد باندہتیں کہ (۱) اللہ کے ساتہہ کوئی شریک نہ ملائیگی نہ چوری کریگی نہ زنا ! نہ اپنی اولاد کو ہلاک کریگی نہ اپنے ہاتہہ پاؤں کے آگے کوئی بہتان بنائیگی - نہ نیک کاموں میں رسول اللہ صلعم کی حکم عدولی کریگی

اب چونکہ ہمارا پیشوا احمدی شان میں تخت رسالت پر جلوہ افروز ہوا ہے - اور ہم بعض خوش نصیب عورتیں انکی بیعت سے مشرف ہوئی ہیں اس لئے نہایت ضروری ہے کہ ان معاہدو نپر قایم رہنے کی دل میں جان سے کوشش کرتی رہیں اور خداوند کریم سے توفیق مانگیں - سب سے پہلے یہ سمجہنا چاہئے کہ اللہ کا شریک بنانا کئی قسم سے ہے -

ایک تو اس کی ذات صفات میں کسی کو شریک سمجہنا مثلاً یہ کہ کوئی اور بہی خدا ہے جس کے قبضہ قدرت میں اس عالم کا کچہہ انتظام ہے - بعض **نادان** لوگوں نے ایسا ہی سمجہا ہے جبہی تو بتوں کے آگے سجدہ کرتے ہیں اور قبروں پر منہ ماتہا رگڑتے ہیں + فرقان حمید میں اللہ تعالے فرماتا ہے کہ اللہ وہ ذات پاک ہے جس نے تمہیں پیدا کیا پہر تمہیں رزق دیتا ہے - پہر تمہیں مارتا ہے اور پہر زندہ کرے گا ! کیا تمہارے بنائے ہوئے شریکوں میں سے کوئی ہے جو یہ کام کرسکے پاک ہے اور بلند اس سے جو تم شرک کرتے ہو سورۃ روم رکوع چہارم - گویا یہ چار کام محض اللہ تعالے سے ہی خاص ہیں کسی چیز کا **پیدا کرنا - مارنا - جلانا** اب اگر کوئی یہ عقیدہ رکہے کہ عیسیٰ علیہ السلام سچ مچ ایسے جانور بناتے تہے جو خدا کے بنائے جانوروں کی طرح اڑتے یا اپنی نسل بڑہاتے تہے یا یہ **اعتقاد** رکہے کہ اس ذات برحق کے سوا کوئی اور بہی رزق دینے یا مارنے کا اختیار رکہتا ہے یا مردہ زندہ کرسکتا ہے - جیسا کہ حضرت مسیح کی نسبت مشہور ہے تو وہ سخت غلطی پر ہے - اور اس گناہ میں گرفتار ہے جس کی نسبت اللہ تعالے فرماتا ہے اللہ تعالے نہیں بخشتا یہ گناہ اکہ شرک کیا جائے ساتہہ اسکے - آریہ کہتے ہیں کہ **روح اور مادہ** خدا تعالیٰ کا پیدا کیا ہوا نہیں" اور وہ ازلی ابدی ہے تو یہ بہی ایک طرح سے خدا کے شریک ٹہراتے ہیں کہتے ہیں کہ یہ نہ ہوتے تو خدا جہان پیدا نہ کرسکتا مگر مجہے سمجہہ نہیں آتی کہ جب خدا تعالے بغیر آنکہوں کے دیکہتا ہے کانوں کے سنتا بے زبان کے بولتا ہے تو بغیر مادے کے وہ پیدا کیوں نہیں کرسکتا - ایک کمہار جو مٹی اور پانی سے برتن بنا لیتا ہے اور خدا میں فرق ہی کچہہ ہونا چاہئے یا نہیں ! اور جن چیزوں کو اس نے پیدا نہیں کیا انکی خاصیتوں کا اسے علم کیا ہوگا - اور ان سے عبادت کرنے کا کیا حق ہے ؟ عیسائی کہتے ہیں کہ **باپ - بیٹا - روح القدس** تین سے خدا پہر تینوں مل کر ایک کے تین کچہہ ایسی دور از عقل ہے کہ تعجب آتا ہے اسے مانتے کیونکر ہیں

قرآن شریف میں بہی رب العالمین آیا ہے اور عیسیٰ کو کلمۃ اللہ کہا گیا ہے اور روح القدس کا بہی ذکر ہے مگر سب کو اپنے اپنے درجہ پر رکہا ہے پہر دیکہ کہ انجیل میں صاف لکہا ہے کہ تمہارا ایک ہی باپ ہے جو آسمان پر ہے - باوجود یہ ایسی آیتوں کے پولوسی خیالات کے تابع ہیں اگر **مسیح خدا** تہے تو صلیب پر کیوں پکارے کہ **اے میرے خدا اے میرے خدا تو نے مجہے کیوں چہوڑ دیا ؟**

ایک شرک عبادات میں ہے ہم روز خدا سے دعا مانگتے ہیں **ایاک نعبد و ایاک نستعین** تیری ہی فرمانبرداری کرتے ہیں اور تجہہ سے ہی مدد مانگتے ہیں اب اس کے خلاف اگر کسی اور کا حکم بہی سمجہیں تو مشرک ٹہیریں یہی خیال یہودیوں کا تہا کہ خدا کے کلام کو چہوڑ کر اپنے ملاؤں اور پیروں جنہیں (احبار و رہبان کہتے تہے) کے ہاتہوں پر بک چکے تہے جو وہ کہتے وہی بجا لاتے خواہ فرمودہ الٰہی کے خلاف ہی کیوں نہ ہو چنانچہ ایک آیت ہے کہ " پکڑ لیا انہوں نے اپنے مولویوں اور پیروں کو اپنے رب اللہ کے سوا چنانچہ آجکل بہی دیکہا جاتا ہے کہ ہزار آیتیں قرآن مجید کی سناؤ احادیث نبوی گوش گذار کرو مگر وہ اپنی بات نہ چہوڑیں گے یہ کہتے ہوئے کہ ہمارے بڑوں کو بہی یہ آیتیں معلوم ہی ہونگی - ایسا ہی جب کوئی مصیبت پڑے تو پہر خدا کو پکارنے کی بجائے یا پیر دستگیر پکارنے لگتے ہیں اور مثال دیتے ہیں کہ بادشاہ کے دربار میں کسی وسیلہ سے ہی پہنچتے ہیں حالانکہ خدا نے ہی فرما دیا ہے کہ نہ بناؤ اللہ کے لئے مثالیں ؟ ہمارا خدا وہ زندہ خدا ہے جو فرماتا ہے میں ہر کسی کے بہی نزدیک ہوں اور جب کوئی مجہہ سے مانگے تو میں اسکی سنتا ہوں اور قبول کرتا ہوں - پس کیا ضرورت ہے بلانے کی اتنی دور رہنے والے کو جو زندہ بہی نہیں بلکہ قبر میں ہے بجائیکہ ہماری آواز ایک میل تک بہی نہیں پہنچ سکتی - اور پہر اسکو جسکو اختیار میں کچہہ بہی نہیں جب ہمارے سرور کائنات فخر موجودات علیہ الصلوٰۃ کو یہ حکم ہوتا ہے کہ ان لوگوں کو کہدے میں تمہارے نفع نقصان کا اختیار نہیں رکہتا تو پہر اور کسی کو کیا حق پہنچتا ہے قرآن مجید میں آگیا ہے کہ نہ پکار سوا اللہ کے کسی کو کہ نہ نفع دے نہ ضرر - اگر تو پکارے تو بڑے ظالموں سے ہے یہی طرح بعض لوگ خدا کے بغیر کسی اور کی **نذر** بہی مان لیتی ہیں انکی نسبت قرآن مجید کا حکم ہے کہ جو غیر اللہ سے نامزد کیا جاوے وہ بہی حرام ہے - ان باتوں میں ہماری بہنیں بہت ہی گرفتار ہیں اور وہی زیادہ تر منتیں مانتی ہیں کہ فلاں پیر کی دمڑی دو دن گی جو یہ کام ہوگیا یا فلاں کا توشہ پکاؤنگی - اگر چیز خدا کے نام پر دیں اور ثواب مردہ کی روح کو تو جائز ہے - غرض ان سب باتوں کا خیال رکہنا چاہئے - پہر چوری کی نسبت فرمایا کہ اس سے بچیں جو گہر کی تمام اشیاء ذاتی ملک نہیں بلا اجازت مالک کے خرچ نکریں خواہ کچہہ ہی کیوں نہو اور اپنی عصمت کو ایسا نگاہ رکہے کہ غیر کا خیال تک دل میں آنے پاوے اور اپنی **اولاد** کو اچہی طرح پرورش کریں چہ جائیکہ بیٹی ہو تو اس سے نفرت کریں یا اسے مارنے کا خیال دل میں لائیں کسی پر بہتان نہ باندہنا چاہیئے بعض بہنوں میں

یہہ چند مقامات جو قرآن کریم کے مینے پیش کئے ہیں معصومیت کا رنگ ہے - اب ضروری معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء و رسل اور ماموریں سے جو اللہ تعالیٰ کے وعدے ہیں - اور ان پر جو جو فضل ہوتے ہیں انکا بہی ذکر کیا جاوے -

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

یا ایہا الرسل کلوا من الطیبات واعملوا صالحًا انی بما تعملون علیم

یعنی اے رسولو! پاکیزہ چیزیں کہاؤ - اور نیک کام کرو جو کچھ تم کرتے ہو میں جانتا ہوں

یہہ آیت جو قرآن مجید کی سورہ مومنوں کے تیسرے رکوع کے شروع میں واقع ہے انبیاء و رسل کی حالت کا آئینہ ہے - اس میں خصوصیت کے ساتھ گروہ مرسلین کو اللہ کریم نے خطاب کرکے حکم دیا ہے کہ پاکیزہ چیزیں کہاؤ - یہاں حلالًا طیبًا نہیں فرمایا اس میں سّر یہ ہے کہ یہہ مقدس گروہ حرام کہا سکتا ہی نہیں یہہ احتمال ہی ان کی نسبت نہیں ہوسکتا - اور اگر کوئی شخص حرام خوری کا الزام لگائے تو وہ گویا اللہ تعالیٰ کی تکذیب کرتا ہے اور طیبات کا کہانا انکو حکم آلہی ہے - پس ایسی صورت میں ایک نادان معترض جو قرآن کریم سے محض ناواقف اور نابلد ہو - وہ ایک ماموں کے خورد و نوش پر بہی اعتراض کرتا ہے جیسا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خورد و نوش پر اعتراض کیا جاتا ہے - اور ہمارا نیا مرتد مخالف ڈاکٹر عبد الحکیم خان باوجود مفسر قرآن کریم کا مدعی ہونے کے اس آیت سے ناواقف ہے - اسی آیت میں ایک اور حصہ انی بما تعملون علیم بہی نہایت ہی قابل غور ہے -

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان لوگوں کی طرز زندگی ایسی واقع ہوسکتی ہے جو دوسرے لوگ ایسے اعتراض یا مخالفت کی نظر سے دیکہیں - لیکن اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا انی بما تعملون علیم بتاتا ہے کہ ان کے اعمال افعال انکے حرکات و سکنات اسی اشارہ و اذن آلہی کے ماتحت ہیں جو اعملوا صالحًا میں ہے -

اسلئے یہہ گویا تسلّی اور اطمینان ہے اس پاک گروہ کو کہ مخالفین کی مخالفت اور اعتراض سے گہبرانا نہیں چاہئے - میں جو علیم ہوں تمہارے اعمال کا - اس سارے رکوع کو ناظرین پڑہیں اور اسپر غور کریں تو انہیں عجیب عجیب نکات معلوم ہونگے -

پہر میں انبیاء علیہم السلام میں سے مثال کے طور پر حضرت سلیمان علیہ السلام کی ایک دعا جو قرآن کریم میں مرقوم ہے درج کرتا ہوں جو پارہ ۲۳ سورہ ص رکوع میں یوں آئی ہے

قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِي وَهَبْ لِي مُلْكًا لَّا يَنبَغِي لِأَحَدٍ مِّن بَعْدِي إِنَّكَ أَنتَ الْوَهَّابُ ۝

یعنے اس نے کہا کہ اے میرے رب مجہے بخش اور مجہے ایسی وسیع سلطنت عطا فرما کہ میرے پیچہے کسی اور کو سزاوار نہو بے شک تو بڑا فیاض ہے - اس دعا کے بعد اسکی قبولیت کا ذکر اللہ تعالےٰ نے کیا ہے اور آخر فرمایا

ھٰذا عطاؤنا فامنن او امسک بغیر حساب

یعنی یہ ہماری عطا ہے پس تم جس پر چاہو احسان کر دیا اس بے حساب مال و دولت کو روک رکہو -

اب غور کی جا ہے کہ حضرت سلیمان نے اس قدر مال و دولت پایا اور اسکے جمع رکہنے کا بہی اختیار اللہ تعالےٰ نے انہیں دیا - کیا وہ مال و دولت اور وہ ملک و سلطنت انکی نبوت اور رسالت میں کسی قسم کی حارج اور روک تہی؟ اور پہر لطف یہ کہ بے حساب -

اس کا جواب خود قرآن مجید ہی نے دیا ہے

وان لہ عندنا لزلفی وحسن مآب

اور بے شک یقینًا ہمارے ہاں حضرت سلیمان کے لئے قرب اور عمدہ جگہ ہے - اگر نفس مال و دولت برا ہوتا تو پہر سلیمان کو یہہ مال و متاع کیوں دیا جاتا -

اور توریت کے مطالعہ سے تو اور بہی انکی تفصیل معلوم ہوتی ہے - پہر کل قرآن مجید کو پڑہ جاؤ کسی نبی یا رسول کے ذکر میں یہ نہیں آئیگا کہ [illegible] یا اور دنیوی مشکلات [illegible] ان کی مخالفت کی اور انہیں سخت مشکلات میں ڈالا لیکن آخر اللہ تعالےٰ نے انہیں ان مشکلات سے صحیح سلامت نکال کر دکہا دیا کہ [illegible] کے ساتہہ کام کرتا ہوا دکہائی دے - پہر قرآن مجید کا ایک اور مقام قابل غور ہے -

[illegible] وللہ العزۃ ولرسولہ وللمؤمنین ولکن المنافقین [illegible]

کہدو بے شک ہر قسم کی عزتیں اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول اور مومنین ہی کے لئے ہیں جب اس قسم کی صریح آیات قرآن مجید میں موجود ہیں تو پہر اسپر اعتراض کرنا میری سمجہہ میں نہیں آتا کن لوگوں کا کام ہے -

غرض

سب سے اوّل یہ مسئلہ قابل غور ہے کہ دولت و ثروت کا ہونا نبوت یا رسالت کے لئے منافی نہیں - اور میں نے اسکو قرآن مجید کے مختلف مقامات سے ثابت کیا ہے اسکے بعد اس سوال کا ایک اور پہلو بہی قابل غور ہے اور وہ یہہ ہے -

کہ کیا عام طور پر مریدین و متبعین اپنے امام اور مرشد کو نذرانے دیتے ہیں یا نہیں ؟

میرا خیال نہیں یقین ہے کہ کوئی شخص بہی اس امر کا انکار نہیں کر سکتا کہ یہ طریق چلا آتا ہے ہر قوم اور ہر فرقہ میں یہ دستور موجود ہے کہ ارادتمند مرید اپنے مرشد و آقا کو نذرانے دیتے ہیں اور اولیا اور صلحا میں یہ طریق ہمیشہ مروّج رہا ہے -

اگر کسی کو شبہ ہو تو موجودہ زمانہ میں ہی دیکہہ لو کہ جسقدر گدیاں اور گدی نشین اور سجادہ نشین ہیں کیا وہ اپنے عقیدتمندوں سے نذرانے نہیں لیتے بلکہ میں جانتا ہوں کہ راولپنڈی کے متصل ہی گولڑہ کی ایک گدی ہے اسکا حال تو ایڈیٹر روزگار کو بہی معلوم ہوگا اور پچہلے دنوں جو وہاں کوئی چوری ہوئی تہی اس مال و زر کی تفصیل بہی قاضی سراج الدین صاحب کو معلوم ہونی چاہئے پہر وہ انصاف سے بتائیں کہ کیا کبہی انہوں نے پیر صاحب سے پوچہا کہ اس روپیہ کا باقاعدہ حساب کتاب دو - یا انپر کبہی اعتراض کیا کہ وہ اس قدر قیمتی کپڑے خود یا اپنے گہر میں نہ پہننے دیں؟ اگر نہیں تو پہر میری سمجہہ میں نہیں آتا - قادیان کے لئے انہیں کیوں اعتراض کی ضرورت محسوس ہوئی؟ محض عداوت اور تعصب!

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خدا تعالےٰ کے اذن اور ارشاد سے بیعت لیتے ہیں اور آپ کے خدّام کا ایک وسیع سلسلہ ہے وہ بہی اسی دستور کے موافق جو انبیاء علیہم السلام اور تمام صلحا کی سنت چلا آتا ہے - اپنے مریدین سے نذرانے قبول کرتے ہیں - اور انکا اختیار ہے جہاں چاہیں [illegible] تو وہ شخص جسنے ایک حبہ بہی نہیں دیا کیا حق رکہتا ہے کہ اسپر اعتراض کرے؟

کاش! سلسلہ عالیہ کا یہ شتاب کار مخالف قرآن کریم اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اسوہ حسنہ کو دیکہتا - وہاں سورۃ توبہ کے ۱۳ رکوع میں ایک آیت ہے -

خذ من اموالہم صدقۃ تطہرہم و تزکیہم بہا وصل علیہم ان صلوتک سکن لہم واللہ سمیع علیم

یعنی اے نبی ان لوگوں کے مالوں سے صدقہ لو جس کے ذریعہ ان کو پاک صاف کرو - اور انکا تزکیہ نفس کرو - اور ان کے لئے دعائے خیر کرو - بے شک تمہارا ان کے لئے دعا مانگنا انکے لئے تسکین کا موجب ہے -

اس آیت میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اموال مومنین سے لینے کا صاف حکم ہے اب بتاؤ یہاں کیا کہوگے؟

ان سب امور پر یکجائی نظر کرنے کے بعد یہہ سوال بالکل حل ہوجاتا ہے کہ اپنے مریدوں سے چندہ لینا اور اسکو خرچ کرنا کوئی معیوب امر نہیں - اور انبیاء و رسل و صلحا اور اولیا ہمیشہ ایسا کرتے آئے ہیں اور اب بہی کرتے ہیں - پہر مرزا صاحب نے اگر چندہ لیا تو انہوں نے کوئی نئی بات نہیں کی -

اب میں ایک اور امر ظاہر کرنا چاہتا ہوں جسکا ہمارے کم فہم مخالفوں کو کچہہ بہی علم نہیں اور وہ یہہ ہے کہ قادیان میں دو قسم کے چندے آتے ہیں ایک وہ جنکا تعلق براہ راست حضرت اقدس کی ذات خاص سے ہے یعنے مریدین محض اپنے اخلاص سے بطور نذرانہ پیش کرتے ہیں اور اس نذرانہ میں ہر قسم کی چیز آپ کو خدا تعالےٰ کے وعدے کے موافق آتی ہیں خورد نی اشیاء - پارچات ہر قسم - برتن - سونا چاندی نقد و جنس غرض ہر قسم کی اشیاء آتی ہیں اور پیش کرنے والے کا منشاء ہوتا ہے کہ حضرت اقدس جسطرح پر چاہیں اسے ذاتی استعمال میں لائیں -

دوسری قسم کے وہ چندے ہیں جو قومی ضروریات اور اشاعت اسلام کے لئے آتے ہیں - میں قادیان میں ۹ سال سے رہتا ہوں اور قریبًا اوسی وقت سے یہاں مختلف سلسلے اور مدّات قایم ہوئے ہیں - منجملہ ان کے ایک مدرسہ ہے جسکا انتظام ایک کمیٹی کے سپرد ہے اور جب سے کمیٹی اور مدرسہ قایم ہوا ہے مجہہ اس کے انتظام میں دخل رہا ہے اور ذاتی واقفیت اور علم اسکے فنڈز کے متعلق ہے میں یقینًا اور دعوے سے کہتا ہوں کہ حضرت اقدس کو مدرسہ - اسکی ضروریات اسکی آمدنی اسکے اخراجات کا کچہہ بہی علم نہیں آپ نے اس میں کوئی دخل اسکے فنڈز کے متعلق نہیں دیا - پہر میگزین ہے - جو قومی سرمایہ اور قومی روپیہ سے اشاعت اسلام کا کام کر رہا ہے - اسکے روپیہ آمد و خرچ کا بہی حضرت کی ذات سے تعلق اور واسطہ نہیں اور نہ آپکو اس کا علم اور نہ کبہی آپنے اس کا حساب پوچہا - ان مدّات کے باقاعدہ حساب کتاب کے رجسٹر موجود ہیں - اور ہر چندہ دہندہ کو ہر وقت انکی پڑتال کی اجازت ہے -

اور اب کچہہ عرصہ سے ایک صدر انجمن احمدیہ قایم کی گئی ہے - جو حضرت ہی کے حکم اور ارشاد سے ہوئی ہے لیکن خود اعلےٰ حضرت اس میں نہ خزانچی ہیں نہ سکرٹری ہیں نہ کوئی اور عہدہ دار وہ آپ کے خدّام کے سپرد ہے اور اس کے رجسٹرڈ کرانے کا فیصلہ ہوچکا ہے -

قبرستان کا حساب کتاب اسی طرح باقاعدہ اور باضابطہ رکہا گیا ہے - حضرت اقدس کو بجز اس کے کہ کئی ہزار روپیہ کی زمین بطور چندہ دیدی اس کمیٹی کے ساتہہ بہی تعلق نہیں اور نہ اس کے روپیہ کے ساتہہ پہر میں نہیں سمجہتا جب کہ ایسی حالت ہے تو اس روپیہ پر کیوں اعتراض کیا جاتا ہے؟

یہہ اعتراض سراسر ناواقفی کی بنا پر ہے -

ان سب امور کے بیان کے بعد ایک اور پہلو بہی

جن لوگوں نے اس شادی اور اس کے اخراجات پر نظر کی ہے کاش نافہمت اندیش معترض اسکے مکان پر غور کرتا۔

شادی بالکل آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اسوہ پر کی گئی تھی۔ اور قادیان میں جسقدر شادیاں ہوتی ہیں اسی طرز پر ہوتی ہیں۔ جسقدر فضول روپیہ بے جا رسم ورواج اور خلاف شرع امور کی تکمیل میں صرف ہوتا ہے اس سے اگر قاضی صاحب واقف نہیں تو وہ عصر جدید کے ایڈیٹر کو لکھ کر پوچھ لیں۔ مگر یہاں وہ ساری رسمیں الفط ہیں۔ یہاں تک کہ خود حضرت اقدس نے بھی باوجودیکہ انکے اپنے صاحبزادہ کی شادی تھی۔ برات میں نہیں گئے صرف تین آدمی گئے تھے اور یا دو چار بچے ساتھ تھے۔ زیورات یا قیمتی پارچات کا پیش کرنا کوئی معیوب امر نہیں اور نہ اسکو رسم سے تعلق۔ بلکہ یہ تو عورت کی گم شدہ عزت کو پھر قایم کرنا ہے عورت کے ساتھ جسقدر سلوک کرنا چاہیئے حضرت اقدس اسکو زندہ کرنا چاہتے ہیں۔

پس اگر قیمتی زیورات یا پارچات دیئے گئے یا لڑکی کے والد صاحب نے دیئے تو کیا بُرا کیا؟

معلوم نہیں قاضی صاحب ان نکاحوں پر جہاں رنڈیوں کا ناچ۔ اور آتشبازی اور بے نوشی اور فضول رسومات میں ہزاروں روپیہ مسلمانوں کا صرف ہوتا ہے کیوں نہیں چڑتے اور کیوں اعتراض نہیں کرتے؟ یہ صورت تو ایسی تھی کہ اسپر اعتراض کا کوئی محل ہی نہ تہا۔ مگر بات یہ ہے۔

ہنر بچشم عداوت بزرگ‌تر عیب است

اگر قیمتی زیورات یا پارچات کوئی گناہ کی بات ہے تو قیصر وکسریٰ کے اسباب جب صحابہ کے قبضہ میں آئے اور انہوں نے استعمال کئے تو غالباً روزگار کے ایڈیٹر کے نزدیک بہت بُرا ہوا ہوگا۔

اور شاید ہمارے قاضی صاحب قبلہ خود بھی اور اپنے گھر میں بھی ہدایت کرتے ہونگے کہ پھٹے سے پھٹے کپڑے پہنو جن میں جوئیں چلتی پھرتی نظر آئیں۔ اور بدبو سے دماغ ٹکڑے ٹکڑے ہو جاوے۔ وہ اپنے گریبان میں ذرا منہ ڈالکر دیکھیں؟ اور پھر اپنے اعتراض کا وزن کریں۔ آخر وہ بھی تو مسلمان ہیں! کچھ اگر یہ ایسا ہی کبیرہ گناہ ہے تو وہی نمونہ دکھائیں ورنہ اس سے ڈریں۔

کبر مقتاً عند اللہ ان تقولوا ما لا تفعلون

آخر میں انہوں نے دنیادار کافر سید مرحوم کا ذکر خیر کیا ہے اور دراصل گڑے مردے اکھاڑ کر مرحوم سید کو رسوا کیا ہے۔ اگر وہ ڈیڑھ ہزار کی ماہوار ذاتی آمدنی رکھتے ہوئے بھی آخر کفن سے بیدست نکلے تو پھر ان کی آمدنی کا مصرف بتانا آپکا فرض ہے۔

کیا ان کو اپنے گھر سے کفن نصیب نہ ہونا ناداری کیوجہ سے تہا یا اسکا باعث بخیل اور رہنا؟ ذرا سوچکر جواب دینا۔

اور اگر بہرحال ناداری اور قلاشی ہی اسکا موجب تہا جو ہمارے خیال اور واقعات کی بنا پر نہیں تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ خدا کے ماموروں اور مرسلین کے ساتھ اللہ تعالےٰ کی یہ سنت نہیں۔

سید کا اسوہ آپ کو مبارک ہو۔ آپ دعا کریں کہ آپکا کوئی بیٹا آخیر عمر میں شراب کے نشہ میں سرشار ہوکر آپ کو گھر سے نکالدے اور آخر آپ بھی کسی دوست کے گھر پر وفات پائیں۔ اور گھر سے کفن نصیب نہو۔

ہمارے لئے تو ہمارے سید و مولےٰ آقا خاتم الرسل علیہ الصلوٰۃ والسلام کا **اسوہ حسنہ** کافی ہے۔ خدا کے مامور و مرسل ایسی حالت میں نہیں مرا کرتے اور مرنے کے بعد بھی انکے مدفن عزت کی نظر سے دیکھے جاتے ہیں۔ اگر شبہ ہو تو مدینہ طیبہ جاکر دیکھو کہ **مسجد نبوی** کی کیا شان ہے؟ پھر آپ کے نزدیک تو یہ بھی فضول خرچی اور اسراف ہوگا؟

ایڈیٹر

احمدی خواتین کے مضامین

اکثر بہنوں نے باصرار التجا کی ہے کہ الحکم میں انکے مضامین چھاپے جاویں یا کچھ صفحے الگ نکالی جاتے۔ الحکم کی غرض وغایت اپنی قوم کو نفع پہنچانا ہے اور قوم کے مفہوم میں بہرحال مستورات بھی داخل ہیں۔ اگرچہ اس سے پہلے بھی الحکم نے کبھی بخل نہیں کیا کہ وہ اپنی محترم بہنوں کے مضامین کو درج نکرے لیکن آئندہ خصوصیت سے اسکا التزام رہیگا۔ اور اگر یہ سلسلہ الحکم میں پورے طور پر نبہہ نہ سکا۔ تو اس لئے کوئی اور صورت سوچی جاسے گی بہرحال میں ہر وقت اپنی احمدی بہنوں کے مضامین چھاپنے کو آمادہ ہوں۔ ایڈیٹر۔

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں عورتوں کی بیعت

جناب محترم ایڈیٹر صاحب الحکم زاد عنایتہ۔

السلام علیکم

مضمون ذیل جلدی درج اخبار فرما کے ممنون فرمایئے

والسلام

نبی کریم صلعم کے ہاتھ پر جو عورتیں بیعت کرتی تہیں وہ ان باتوں کے نکرنے کا خدا سے تعالےٰ سے عہد باندھتیں کہ (۱) اللہ کے ساتھ کوئی شریک نہ ملائنگی نہ چوری کرینگی نہ زنا! نہ اپنی اولاد کو ہلاک کرینگی نہ اپنے ہاتھ پاؤں کے آگے کوئی بہتان بنائینگی۔ ہر نیک کام میں رسول اللہ صلعم کی حکم عدولی کرینگی۔ اب چونکہ ہمارا پیشوا احمدی شان میں تخت رسالت پر جلوہ افروز ہوا ہے۔ اور ہم بعض خوش نصیب عورتیں اسکی بیعت سے مشرف ہوئیں ہیں اس لئے نہایت ضروری ہے کہ ان معاہدونپر قایم رہنے کی دل میں جان سے کوشش کرتی رہیں اور خداوند کریم سے توفیق مانگیں۔ سب سے پہلے یہ سمجھنا چاہیئے کہ اللہ کا شریک بنانا کئی قسم سے ہے۔

ایک تو اس کی ذات صفات میں کسی کو شریک سمجھنا مثلاً یہ کہ کوئی اور بھی خدا ہے جس کے قبضہ قدرت میں اس عالم کا کچھ انتظام ہے۔ بعض نادان لوگوں نے ایسا ہی سمجھا ہے جبھی تو بتوں کے آگے سجدہ کرتے ہیں اور قبروں پر منہ ماتھا رگڑتے ہیں۔ فرقان حمید میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ اللہ وہ ذات پاک ہے جس نے تمہیں پیدا کیا پھر تمہیں رزق دیتا ہے۔ پھر تمہیں مارتا ہے اور پھر زندہ کرے گا! کیا تمہارے بنائے ہوئے شریکوں میں سے کوئی ہے جو یہ کام کرسکے پاک ہے اور بلند اس سے جو تم شرک کرتے ہو سورۃ روم رکوع چہارم۔ گویا یہ چار کام محض اللہ تعالےٰ سے ہی خاص ہیں کسی چیز کا پیدا کرنا۔ مارنا جلانا اب اگر کوئی یہ عقیدہ رکھے کہ عیسیٰ علیہ السلام سچ مچ ایسے جانور بناتے تھے جو خدا کے بنائے جانوروں کی طرح اڑتے یا اپنی نسل بڑھاتے تھے یا یہ اعتقاد رکھے کہ اس ذات برحق کے سوا کوئی اور بھی رزق دینے یا مارنے کا اختیار رکھتا ہے یا مردہ زندہ کرسکتا ہے۔ جیسا کہ حضرت مسیح کی نسبت مشہور ہے تو وہ سخت غلطی پر ہے۔ اور اس گناہ میں گرفتار ہے جس کی نسبت اللہ تعالےٰ فرماتا ہے اللہ تعالےٰ نہیں بخشتا یہ گناہ! کہ شرک کیا جائے ساتھ اسکے۔ آریہ کہتے ہیں کہ روح اور مادہ خداتعالیٰ کا پیدا کیا ہوا نہیں" اور وہ ازلی ابدی ہے تو یہ بھی ایک طرح سے خدا کے شریک ٹھہراتے ہیں کہتے ہیں کہ یہ نہ ہوتے تو خدا جہان پیدا نہ کرسکتا مگر مجھے سمجھ نہیں آتی کہ جب خداتعالےٰ بغیر آنکھوں کے دیکھتا ہے کانوں کے سنتا ہے زبان کے بولتا ہے تو بغیر مادے کے وہ پیدا کیوں نہیں کرسکتا۔ ایک کمہار جو مٹی اور پانی سے برتن بنالیتا ہے اور خدا میں فرق بھی کچھ ہونا چاہیئے یا نہیں! اور جن چیزوں کو اس نے پیدا نہیں کیا انکی خاصیتوں کا اسے علم کیا ہوگا۔ اور ان سے عبادت کرنے کا کیا حق ہے! عیسائی کہتے ہیں کہ باپ۔ بیٹا۔ روح القدس۔ تین سے خدا پھر تینوں مل کر ایک کے تین کچھ ایسی دور از عقل ہے کہ تعجب آتا ہے اسے مانتے کیونکر ہیں قرآن شریف میں بھی ربّ العالمین آیا ہے اور عیسیٰ کو کلمۃ اللہ کہا گیا ہے اور روح القدس کا بھی ذکر ہے مگر سب کو اپنے اپنے درجہ پر رکھا ہے پھر دیکھ کہ انجیل میں صاف لکھا ہے کہ تمہارا ایک ہی باپ ہے جو آسمان پر ہے۔ باوجود یہ ایسی آیتوں کے پولوسی خیالات کے تابع ہیں اگر مسیح خدا تھے تو صلیب پر کیوں پکارے کہ اے میرے خدا اے میرے خدا **تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا**۔

ایک شرک عبادات میں ہے ہم روز خدا سے دعا مانگتی ہیں ایاک نعبد و ایاک نستعین تیری ہی فرمانبرداری کرتے ہیں اور تجھ سے ہی مدد مانگتے ہیں اب اس کے خلاف اگر کسی اور کا حکم بھی سمجھیں تو مشرک ٹھیریں یہی خیال یہودیوں کا تہا کہ خدا کے کلام کو چھوڑ کر اپنے ملاؤں اور پیروں جنہیں (احبار ورہبان کہتے تھے) کے ہاتھوں پر بک چکے تہے جو وہ کہتے وہی بجالاتے خواہ فرمودۂ الٰہی کے خلاف ہی کیوں نہ ہو چنانچہ ایک آیت ہے کہ "پکڑ لیا انہوں نے اپنے مولویوں اور پیروں کو اپنے رب اللہ کے سوا چنانچہ آجکل بھی دیکھا جاتا ہے کہ ہزار آیتیں قرآن مجید کی سنائیں احادیث نبوی گوش گذار کرو مگر وہ اپنی بات نہ چھوڑیں گے یہ کہتے ہوئے کہ ہمارے بڑوں کو کبھی یہ آیتیں معلوم ہی ہونگی۔ ایسا ہی جب کوئی مصیبت پڑے تو پھر خدا کو پکارنے کی بجائے یا پیر دستگیر پکارنے لگتے ہیں اور مثال دیتے ہیں کہ بادشاہ کے دربار میں کسی وسیلہ ہی سے پہنچتے ہیں حالانکہ خدا نے ہی فرما دیا ہے کہ نہ بناؤ اللہ کیلئے مثالیں؟ ہمارا خدا وہ زندہ خدا ہے جو فرماتا ہے میں ہر کسی سے بھی نزدیک ہوں اور جب کوئی مجھ سے مانگے تو میں اسکی سنتا ہوں اور قبول کرتا ہوں۔ پس کیا ضرورت ہے بلانے کی اتنی دور رہنے والے کو جو زندہ بھی نہیں بلکہ قبر میں ہے بجالیکہ ہماری آواز ایک میل تک بھی نہیں پہنچ سکتی۔ اور پھر اسکو جبکہ اختیار میں کچھ بھی نہیں جب ہمارے سرور کائنات فخر موجودات علیہ الصلوٰۃ کو یہ حکم ہوتا ہے کہاں لوگوں کو کہدے میں تمہارے نفع نقصان کا اختیار نہیں رکھتا تو پھر اور کسی کو کیا حق پہنچتا ہے قرآن مجید میں آگیا ہے کہ نہ پکار سوا اللہ کے کسی کو کہ نہ نفع دے نہ ضرر۔ اگر تو پکارے تو بڑے ظالموں سے ہے۔ اسی طرح بعض لوگ خدا کے بغیر کسی اور کی نذر بھی مان لیتی ہیں اسکی نسبت قرآن مجید کا حکم ہے جو غیر اللہ سے نامزد کیا جاوے وہ بھی حرام ہے۔ ان باتوں میں ہماری بہنیں بہت ہی گرفتار ہیں اور وہی زیادہ تر منتیں مانتی ہیں کہ فلاں پیر کی دمڑی دونگی جو یہ کام ہوگیا یا فلاں کا توشہ پکاؤنگی۔ اگرچہ خدا کے نام پر دیں اور ثواب مردہ کی روح کو تو جائز ہے۔ غرض ان سب باتوں کا خیال رکھنا چاہیئے۔ پھر چوری کی نسبت فرمایا کہ اس سے بچیں جو گھر کی تمام اشیاء ذاتی ملک نہیں بلا اجازت مالک کے خرچ نکریں خواہ کبھی ہی کیوں نہو اور اپنی عصمت کو ایسا نگاہ رکھے کہ غیر کا خیال تک دل میں آنے پاوے اور اپنی اولاد کو اچھی طرح پرورش کریں چہ جائیکہ بیٹی ہو تو اس سے نفرت کریں یا اسے مارنے کا خیال دل میں لائیں کسی پر بہتان نہ باندھنا چاہیئے بعض بہنوں میں

متفرق اور مختصر نوٹ

کانگو کی غلامی

اس عنوان سے ۵۔ جولائی کے آریہ گزٹ نے ایک نوٹ شائع کیا ہے جس میں اسلام پر اعتراض کیا ہے۔ اس نوٹ پر کسی مزید ریمارک کی حاجت نہیں مسئلہ غلامی پر سیر کن اور فیصلہ کن بحث میرے محترم مخدوم ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز نے کردی ہے۔ اور اسپر کسی اندرونی یا بیرونی مخالف کو قلم اٹھانے کی توفیق نہیں مل سکتی اسکے بعد اسلام پر ایسا الزام لگانا پرلے درجہ کی بے حیائی ہے۔ خیر یہاں میں ایک عجیب لطیفہ پیش کرنا چاہتا ہوں کہ اسی اشاعت کے آریہ گزٹ میں **ہماری مائیں** کے عنوان سے راجہ ہرشیچندر کی استری کی داستان شائع کی ہے۔ جس میں نہایت جوش سے دکھایا گیا ہے کہ آخر خود راجہ اسکی استری دونو کاشی کے بازار میں فروخت ہوئے۔ اگر آریہ ورت میں غلامی کا رواج نہ تھا تو پھر تعجب ہے کہ رانی اور راجہ فروخت کیونکر ہوئے؟ اگر رواج تھا اور ضرور تھا تو پھر سلک قوموں پر اس کا اعتراض کیوں؟ اے ریاکار پہلے اپنی آنکھ کا شہتیر دیکھ!

زلزلہ آیا

ناخداترس خدا تعالےٰ کی باتوں کو ہنسی میں اڑانے کے ہمیشہ سے عادی ہیں اور دنیا کی تاریخ بتارہی ہے کہ ایسے شتاب کار منکر اپنی کرتوتوں کی سزا پاکر رہے ہیں زلزلہ کی پیشگوئی پر ہنسی کی جاتی ہے۔ مگر وقت آتا ہے کہ خدا تعالےٰ منوا کر چھوڑیگا۔ اقطاع عالم میں خطرناک زلزلوں کا آنا ایسی بات نہیں جسکی طرف ہم توجہ نکریں اور دور کی بلاؤں سے کوئی سبق نہ لیں ۲۷۔ جون کو جزیرہ دیلز میں ایک شدید زلزلہ آیا موتیں بھی ہوئیں اور جایدادوں کو بھی نقصان پہونچا۔ یہہ سب کچھہ ہو رہا ہے لیکن ہم ہیں کہ بدستور غافل ہیں۔ ربنا ارحم! ربنا ارحم!

وجود ہی بدل دو

۸۔ جولائی ۱۹۰۶ء کی صبح ایک مبارک صبح تھی ہمارے سید و مولے امام علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے خدام کے حلقہ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ مینے ایک دوست کال معزز اور محترم دوست کی صحت کے لئے دعا اور دوا کے واسطے عرض کیا۔ اسپر آپ نے ایک عجیب تقریر فرمائی جو بعد میں انشاءاللہ درج ہوگی۔ اس میں کا ایک فقرہ اسی ساری تقریر کی جان ہے۔ جو بطور خلاصہ میرے اپنے لفظوں میں درج ذیل ہے۔

فرمایا خدا تعالےٰ کا عذاب جب آتا ہے تو انسان کو اس سے پہلے کہ وہ عذاب نازل ہو ڈرنا چاہئے اور سچی تبدیلی کرنی چاہیئے۔ اسی لئے قرآن مجید میں فرمایا۔

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ۔ حقیقت میں جب تک انسان سچی تبدیلی نہیں کرتا خدا تعالےٰ اسکی پروا نہیں کرتا لیکن جب انسان نزول عذاب سے پہلے تبدیلی کرلیتا ہے تو خدا تعالےٰ اسکو محفوظ کرلیتا ہے۔ اور وہ تبدیلی ایسی ہو کہ **گویا پہلا وجود ہی نہیں رہا** جب تک ایسی تبدیلی نہو بچ ہی نہیں سکتا۔ لیکن جب ایسی تبدیلی ہو تو پھر اسپر عذاب نازل نہیں ہوسکتا اسلئے کہ وہ وجود جس پر بلا آنے کو تھی نہ رہا تو بلا کس پر آئے؟"

یہہ خلاصہ ہے اس ارشاد کا۔ ہم سب سخت تبدیلی کے محتاج ہیں اور میں جو حضرت امام کی باتیں آپ تک پہونچاتا ہوں سب سے زیادہ محتاج اور ذمہ وار ہوں کیا ہوسکتا ہے کہ آپ اپنے ایک کمزور بھائی کی دعا سے مدد کریں؟

اللہ رے پاکیزہ فطرت

ہم میں بدظنی کا مرض عمومًا پھیلا ہوا ہے خدا کرے ہم سب اس سے بچ جاویں (آمین) حضرت امام کی ایک پاکیزہ فطرت کی ایک مثال سناتا ہوں ایک بھائی نے اپنے کاروبار کے متعلق ایک اور بھائی کی کسی چالاکی کا ذکر کیا اور اس کے ثبوت کے لئے انہوں نے ایک شخص کو جو اس کارستانی میں شریک تھا بطور شہادت پیش کیا حضرت نے سارے قصہ کو سنکر فرمایا کہ مجھے تو اس شہادت پر یقین نہیں جب کہ یہ شخص خود ملزم اور پہلے ہی اس قسم کے جرائم کا عادی ہے اصل میں یہہ پاکیزہ فطرتی کی دلیل ہے۔ آپ میں بدظنی کا مادہ فطرتًا مفقود ہے۔ میں اس سے بھی بڑھکر ایک اور واقعہ سناتا ہوں۔ حضرت اقدس سے ایک مرتبہ ایک شخص نے حضرت یوسفؑ کے متعلق سوال کیا کہ ما ابریٔ نفسی سے کیا پایا جاتا ہے آپ نے فرمایا کہ "ہم تو کوئی وجہ نہیں پاتے کسی شخص کی نیت پر حملہ کریں!"

اللہ! اللہ! کس بلند مقام پر ہمارا امام کھڑا ہوا ہے۔ اور ایک ہم ہیں کہ ذرا ذرا سی بات پر بدظنی کا شکار ہوتے ہیں۔ مولیٰ کریم تو ہی رحم فرما اور ہماری کمزوریوں کو دور کر۔ (آمین)

زلزلہ آنیکے دن

ذیل میں ایک اور نظم درج کیجاتی ہے میری غرض ان نظموں کے اندراج سے صرف یہہ ہے کہ تا کسی نہ کسی نوع سے ہم اس خطرناک دن کو یاد رکھ سکیں اور تبدیلی کے لئے سعی کریں۔ (ایڈیٹر)

نظم

آئے دن اسلام والوں کو ہیں شرمانیکے دن
تھے مقدر ان کے بھی حق سے تو پھر جانیکے دن
حق کو ناحق اور ناحق کو حق اب کہنے لگے
فضل حق سے آئے حق پھر ان کو سمجھانیکے دن
مہدیٔ موعود کا ہے یہ زمانہ دوستو!
گر نہ پاؤ اسکو پچتاؤ گے پچتانے کے دن
باز ہٹ دہرمی سے آؤ جستجوئے حق کرو
ورنہ تم پر آہی جائیں گے بلا آنیکے دن
تم نے گر دیکھا نہیں لیکن سنا تو ہے ضرور
سرکشوں نے پائے دنیا میں سزا پانیکے دن
بہر انذار خلایق آگئے ہیں اللہ نے
زلزلے دکھلادیئے اور زلزلے آنیکے دن
خیر اُمت کی بشارت پر تم اترا ؤ نہیں
بے عمل بیکار ہو جائینگے اترانے کے دن
صرف اقرار زبانی کا نہیں اسلام نام
کام بھی ایسے کرو کام آئیں کام آنے کے دن
مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَ الْاِنْسَ کی آیت کو پڑھو
طاعت حق کو بجالاؤ بجا لانے کے دن
دیکھتے ہو تم زمانہ کا یہ سارا انقلاب
سچ بتاؤ کیا نہیں ہیں آج گھبرانیکے دن
شرک و بدعت میں مسلمان پھنس گئے ہیں آجکل
آئے ہیں دیکھ اپنی حالت آپ شرمانیکے دن
بال کی پوجا کہیں ہے شدے جھنڈے کہیں
ہیں سراسر دین وایمان ہاتھ سے جانیکے دن
بندے بندوں کے نظر آتے ہیں ہر یکجا مگر
کھو گئے اللہ والے تھے جو کہلانیکے دن
حملے غیر اقوام کے اسلام پر ہوتے ہیں آج
کیا ابھی آئے نہیں مہدی کے آنے کے دن
اے عزیز اب مرثیہ کچھ دین کا گایا کرو
یہ نہیں دنیا کے دھندوں کی غزل گانیکے دن
کافر و دجال کہتے ہو تم اہل اللہ کو
آگئے شاید تمہارے ٹھوکریں کھانیکے دن
یوں تو اچھوں کو برا کہتے ہی آئے ہیں برے
رنج اٹھائے اہل حق نے حق کو دکھلانیکے دن
خواب غفلت سے اٹھو آؤ چلو تم قادیاں
ہیں مسیح و مہدیٔ موعود کے پانیکے دن
دیکھنے کا وقت ہے تحقیق سے دیکھو ابھی
ورنہ ان آنکھوں سے تم دیکھو گے پچتانیکے دن
عیسیٔ مریم کے آنے کا عبث ہے انتظار
آچکا آگیا ہے۔ ہیں یہی آنے کے دن
بس اسی اُمت میں ہی مبعوث ہوگا وہ مسیح
جو نبی بھی اُمتی بھی پائے کہلانے کے دن
ہے اگر ختم نبوت پر تمہارا اعتقاد
سمجھئے پھر کیونکر عیسیٰ مریم کے ٹھہرانیکے دن
خالدین تک ما جعلنٰہم کی آیت کو پڑھو
تاکہ ہو معلوم عیسےٰ کے بھی مرجانے کے دن
آیت بَلْ رَّفَعَہُ اللّٰہُ اِلَیْہِ سے کبھی
ہوں نہ ثابت آسماں پر جانے اور آنیکے دن
بلکہ اوس سے موت ہی ہوتی ہے ثابت اے عزیز
جیسے ثابت ہوتے ہیں اگلوں کے مرجانیکے دن
یَاْتِیْ مِنْ بَعْدِی اسْمُہٗ اَحْمَدُ سے عیسیٰ فوت ہو
ورنہ احمدؐ کے نہوں یہ جلوہ فرمانے کے دن
مرگ عیسےٰ ہے دلیل آمد احمد نبی
آئے ان کی موت کے بعد آپکے آنیکے دن
لفظ بَعْدِی صاف بتلاتا ہے معنی موت کا
اس سے ثابت کس طرح ہوں چرخ پر جانیکے دن
واہ ری عقل! آسماں پر کیوں رہے کوئی بشر
کیوں گئے ارے اپنے جینے پینے اور کھانیکے دن
مستقر فی الارض ہو مخلوق ارضی موت تک
کیوں ہوں حاصل آسمانی اسکو کہلانے کے دن
فِیْہَا تَحْیَوْنَ وَ فِیْہَا تَمُوْتُوْنَ وَ مِنْہَا تُخْرَجُوْنَ
حق نے ارضی خلق کو فرمایا فرمانے کے دن
موت نے خیر الرسل ہی کو نہ چھوڑا زندہ پھر
پائے کیوں عیسےٰ نے اتنی زندگی پانے کے دن
آکے عیسیٰ حنفی اس امت میں کہلائیں اگر
آگئے بے شبہ اُنپر درد و غم کھانے کے دن
وہ نبی اور امتی ہوں کسطرح بر عکس نقص
گر یہ سچ ہو تو وہ آئیں اُنپہ پھر آنیکے دن
خوب سمجھو یہ سمجھ رکھنے کے قابل بات ہے
گر نہ سمجھو تو خدا سمجھائے سمجھانے کے دن
کیا ہوا گر دور کوئی اس جماعت سے ہوا
تھے منافق بھی بہت اسلام پھیلانے کے دن
گر کوئی ہوجائے مرتد اس امام الوقت سے
آگئے اوس پر عذاب النار کے پانے کے دن
اُنسے کیا بگڑا احباب ان سے بگڑنے کا نہ خوف
اہل باطل دیکھہ لیں گے خود بگڑ جانے کے دن
لکھتے تھے تکفیر کے فتوے جنہوں نے زور کر
ہمنے خود دیکھے ہیں اُنکے توبہ کروانے کے دن
ایک مرتا ہے بگڑ ایک تین لاکھ انسان کے
آپ نے دیکھے ہیں اپنے دین پر آنیکے دن
اہل حق کو فتح و نصرت حق سے ملتی ہے ضرور
اہل باطل پر ضرور آتے ہیں مٹ جانیکے دن
مٹ گئے اور مٹتے جاتے ہیں بہت ناحق پرست
آئے جب گلزار مہدیت کے لہرانے کے دن
حکم حق سے اہل حق پر **عبد حق** یہ حق رہا
انکو سلجھائے کہ جنکے دیکھے الجھانے کے دن

یکم جولائی ۱۹۰۶ء

راقم ابو الخیر محمد عبد الحق احمدی ترچناپلوی
مقیم شکر بنگلور کمبار اسٹریٹ A نمبر۔

مسلمانوں میں پردہ سسٹم نمبر ۱

چند روز گذرے کہ آپ کے اخبار میں ایک نوٹ دیکھا کہ مارننگ پوسٹ بحوالہ اخبار سٹینڈرڈ ایک مضمون پردہ کی مخالفت میں شائع کرتا ہے اور جس کے کچھ مختصر خلاصہ کے بعد لکھا ہے کہ ہماری رائے میں کسی مسلمان صاحب کو اسپر طبع آزمائی کرنا چاہیئے اس لئے میں نہایت ہی مختصر طور پر اسکی بابت لکھنا چاہتا ہوں امید ہے کہ آپ اپنے اخبار میں درج کر کے مشکور فرماوینگے اور ضرور کسی کونہ میں اس کو جگہ دینگے۔

راقم محمود احمد ایڈیٹر رسالہ تشحیذ الاذہان۔

اخبار مارننگ پوسٹ اپنے پرچہ میں پردہ کی مخالفت کے بعد جو ہم مسلمانوں کو اس بات کی ترغیب دیتا ہے کہ پردہ ایک روک ہے جس نے ترقی میں نہایت دشوار گذار دقتیں پیدا کر دی ہیں بیشک ہم اس نصیحت کی بہت قدر کرتے ہیں۔ کیونکہ یہ کیسی ہی کیوں نہو ہماری خیر خواہی کے لئے لکھی گئی ہے لیکن ہم بعض وجوہات سے اسکو ماننے کے لئے طیار نہیں۔ کیونکہ ہر ایک بات کے قبول کرنے یا اوسپر عمل کرنے سے پیشتر ضروری ہوتا ہے کہ اوس کے حسن و قبح کو دیکھا جاوے اگر اوس بات کا پہلے تجربہ کیا گیا ہے تو وہ نتائج جو کہ خاص اوس بات سے پیدا ہوئے۔ مشاہدہ کرنے چاہئیں۔ اور یہ دیکھنا چاہیئے کہ اس کا اثر اس ملک یا قوم کہ جس ... یا ایک خاص شخص کی ذات پر جس پر اسکا تجربہ ... کیا گیا ہو کیا ہوا آیا یہ بالکل غلطیوں سے ... پاک نقصانوں سے مبرّا پایا گیا ہے۔ یا اوس میں کوئی صریح نقص یا ضرر ایسا ہے جس سے کہ خطرہ ہے کہ ہم بھی آفتوں اور مصیبتوں کے شکار نہو جائیں یا یہ کہ اوس میں کچھ نقص ہیں اور کچھ فوائد اس صورت میں تو یہ ہے کہ دونوں بات کا وزن کر کے جو بات زیادہ مستحکم معلوم ہو اوس کے مطابق عمل کریں اگر زیادتی نفع کی ہے تو کوئی حرج نہیں کہ ہم اوسکو اپنی ذات کیلئے بھی قبول کریں اور اگر نقصان کا پلہ بھاری ہے تو اس سے ہر صورت میں بچنا لازم ہے اور پہلی دو صورتوں میں تو صاف ہی بات ہے کہ ہم کو کونسا راستہ اختیار کرنا چاہیئے لیکن نفع نقصان بھی کئی قسم کے ہیں کوئی روحانی ہے کوئی جسمانی ہے اور کوئی اخلاقی ہے اور اس صورت میں ہم کو لازمی ہے کہ ہم اپنا برا بھلا خوب سوچ سمجھکر اس معاملہ میں جو کہ ہمارے سامنے برخلاف ہماری رسم و آئین کے پیش کیا جاتا ہے۔

قدم رکھیں۔ تاکہ ایسا نہ ہو کہ ہم اپنی پہلی عادت کو یا اپنے خیال کو چھوڑیں لیکن بعد اس کے کہ ہم ایک دوسرا پہلو اختیار کریں ہم پر یہ ثابت ہو کہ ہم نے غلطی کھائی اور پیچھے اس بات کا افسوس ہو۔ اور بے فائدہ ندامت ہمکو گھیر لے اور یہ مثال ہم پر صادق آئے کہ کوا ہنس کی چال چلا تھا نہ وہ رہی نہ وہ۔ اب ہمارے سامنے یہ پردہ کا معاملہ پیش ہے۔ ہم کو دیکھنا چاہیئے کہ اس کا تجربہ پہلے بھی کیا گیا ہے یا نہیں اگر کیا تو کس کس نے کیا۔ اور اوس کا نتیجہ کیا نکلا۔ سو ہم دیکھتے ہیں کہ یورپ امریکا میں اس کا تجربہ خوب کیا گیا ہے انکی دیکھا دیکھی۔ اور انکی شہ پر بعض ہندوستانیوں نے بھی کچھ کچھ قدم مارنا شروع کیا ہے۔ اب ہم پہلے یورپ امریکا کو لیتے ہیں کہ انپر اس عمدہ اور قابل تقلید مسئلہ کا جسکی تعلیم دینا اونہوں نے ہمارے لئے بھی ضروری سمجھا۔ کیا ہوا۔ سو ایک ہی نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نسخہ کے استعمال سے جو ان کی حالت ہوئی وہ ناگفتہ بہ ہے۔ میں خیال کرتا ہوں کہ اگر اون سے پوچھا جائے کہ یہ باتیں کیسی آپ کی نسبت بتائی جاتی ہیں تو شاید بعض جو حیا رکھتے ہیں جن کو کچھ بھی شرم کا پاس ہو عرق عرق ہو جائیں یہ شراب خواری اور زنا کاری جو یورپ میں اسقدر رائج ہو رہی ہے کیوں اور کس لئے۔ صرف اسی پردہ کی مخالفت کی وجہ سے آج جو یورپ اور امریکہ میں شراب پی جاتی ہے اس کا خود وہیں کے امر شناس لوگوں نے اندازہ لگایا ہے کہ قریباً ان تمام ممالک کی ایک چوتہائی آمدنی شراب خواری میں ضائع ہوتی ہے یا دوسرے لفظوں میں یوں کہو کہ اس نہایت ہی عمدہ اور ترقی کے راہ صاف کرنے والے مسئلہ کی تدریج خرچ ہوتی ہے۔ یہ بات کہ شراب خوری کا بے پردگی سے کیا تعلق اس طرح ہے کہ ہندوستان میں بھی کئی لوگ اپنی گاڑھی کمائی کا روپیہ اوس میں خرچ کرتے ہیں لیکن چونکہ اُن کی عورتیں پردہ دار ہوتی ہیں یہ مرض اون میں نہیں پھیل سکتی جسکا نتیجہ یہ ہے کہ ایک تو ملک اُس تباہی سے بچ رہتا ہے جو کہ شراب کی کثرت سے پیدا ہونی ضروری ہے اور دوسرے خود وہ شخص زیادہ تباہی سے بچ جاتا ہے کیونکہ اوسے خیال ہوتا ہے کہ اب بیٹے گھر جاتا ہے اوسوقت میری بھیدی مجھ سے پوچھیں گے کہ تم یوں بدمست کیوں ہو۔ اسلئے وہ بچتا ہے کہ ایسا نہو کہ میں حد سے زیادہ بڑھ جاؤں اور پھر اگر بیوی بھی شریک ہو گی تو اُسکا لازمی نتیجہ ہو گا کہ وہ گل کھلیں گے اور ہر طرح سے اپنی جائداد اور اندوختہ کو تباہ کرینگے اور جو کچھ نقصان اون کی اولاد کو یا ان کے اخلاق کو صحت کو دولت کو ہو گا وہ گھاتے میں رہا۔

یہ یقینی بات ہے کہ یورپ میں یہ شراب کی کثرت صرف بے پردگی کی وجہ سے ہے اگر ایک سوسائٹی میں کسی عورت نے دوسری کا جام صحت تجویز کیا تو نہایت ہی ہتک کی بات ہے اگر کوئی صاحب اُس میں شریک نہوں۔ بیشک ان لوگوں کا عمل تو اس مصرع پر ہے کہ "

ع گر یار سے پلائے تو پھر کیوں نہ پیجئے "

خیر یہ تو شراب کا رواج تھا جو کہ بے پردگی کی وجہ سے پھیلا۔ اب میں اُس بدکاری اور زنا شوی کا ذکر کرتا ہوں جو کہ اسی وجہ سے پھیلی۔ اسی بے پردگی کی وجہ سے ہے کہ آج انگلستان ہی کے لوگ چلا چلا کر کہہ رہے ہیں کہ انگلستان میں ولد الحرام اس کثرت سے پھیلتے جاتے ہیں کہ اندیشہ ہے کہ اس کا نتیجہ نہایت ہی خوفناک نہ نکلے۔ رینالڈس کہتا ہے کہ مجھکو جو ایسے ناول لکھنے کی ضرورت پڑی تو صرف اسی لئے کہ شاید ان کو پڑھکر ملک میں کچھ جوش پیدا ہو اور وہ اُس تاریک گڑھے سے بچنے کی کوشش کرے جسمیں کہ عنقریب وہ گرنے والا ہے۔ وہ لکھتا ہے اور اُس نے پوسٹ ماسٹر ہونے کی حالت میں لوگوں کے خطوں سے خوب اندازہ لگا کر یہ نتیجہ نکالا ہے کہ انگلستان میں پچھتر فی صدی ولد الحرام ہیں۔ مانا کہ اس میں مبالغہ ہونے کا احتمال ہے لیکن کہانتک آخر کوئی حد بھی۔ تمام مصنّف جس بات کی یک زبان ہو کر گواہی دیتے ہیں۔ تاریخ جسکا ثبوت دیتی ہے اُسکا انکار کرنا کوئی آسان امر نہیں۔ ابھی چند ہی سال ہوئے کہ ایک چرچ کی زمین کھودنے پر معلوم ہوا کہ سینکڑوں حرامی بچے اسکے نیچے زندہ دبائے گئے۔ اور اس بات پر تمام انگلستان میں ایک شور مچ گیا تھا۔ اب ایسی صریح باتوں سے انکار ہو تو کیونکر ہو۔ سیدھی بات ہے کہ جب ایک خوبصورت عورت کے ساتھ جسوقت چاہو خلوت کا موقعہ ملسکتا ہے تو شیطان کے اثر سے وہ کسطرح سے بچ سکتے ہیں خصوصاً جس مذہب میں کفارہ ہے یعنے جب ہم نے مسیح کو مان لیا تو تمام گناہوں سے پاک ہو گئے اور وہ ہمارے تمام گناہوں کو اپنے سر پر لے کر سولی پر چڑھ گیا۔ اب اُس شخص کو جسکا یہ عقیدہ ہو گناہ کا کیا خیال ہو سکتا ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ مجھکو گناہ کا تو بدلہ ملنا ہی نہیں پھر کیوں نہ عشق اُڑاؤں اور خواہ مخواہ اپنے آپکو کسی قید میں رکھوں۔ کیونکہ وہ شخص پھر خوب دل کھولکر تمام بدیوں کا مرتکب نہ ہو گا۔ ہاں اُسکے لئے کل اسباب موجود ہے پردہ کے نہ ہونے نے اُسکی تمام روکیں اُٹھا دیں۔ اب اُسکے لئے

کسی اتنی بڑی کوشش کی ضرورت نہیں۔ صرف ایک دل پر قبضہ پانا ہے جو خود ایسے ہی خیالات کے پہلے سے ہی مستعد تھا۔ اُس کے تو گویا کہ وہ بھوں کے بھاویں چھینکا ٹوٹا۔" اگر یہ مسئلہ مذہب میں نہ بھی ہوتا تو بھی یہ بے پردگی ہی انسان کو مذہب سے دور پھینکدیتی۔ کیونکہ جو شخص کہ بغیر کسی روک کے ہر ایک عورت سے ملسکتا ہے وہ اُنکی دعوتوں میں شریک ہونا بے تکلف اون کے ساتھ سیر کو جا سکتا بغیر کسی محرم کے جو ایک عورت کے ساتھ اکیلا سفر کر سکتا ہے اُسکی وہی مثال ہے کہ ایک شخص جنگل میں رہتا ہے جسمیں شیروں۔ چیتوں۔ بھیڑیوں اور ریچھوں کے رہنے کی جگہ ہے۔ تو خواہ وہ کتنا ہی اپنا بچاؤ کرے۔ آخر کار کسی دن کسی نہ کسی کا شکار ہو جائیگا۔ اسیطرح اس انسان کا بھی ضروری ہے کہ وہ کسی پھندہ میں پھنس جائے۔ حُسن ایک جادو ہے۔ اور سب جادوؤں سے زبردست جادو بڑے بڑے سخت دلوں والے اسکی زد سے نہیں نہیں بچ سکے مگر جنکو خدا نے توفیق دی۔ پس جبکہ ایک شخص پر ہر وقت یہی جادو چلتا ہو وہ کہانتک خیر منائیگا۔ وہی معاملہ ہے کہ

" بکرے کی ماں کبتک خیر منائیگی "

آخر رفتہ رفتہ انسان کا دل سرد ہو جائیگا اور وہ تمام مذہب کا جوا اپنی گردن پر سے اوتار دے گا۔ اور اس کا لازمی نتیجہ وہ کثرت بدکاری ہو گی کہ جسکا کوئی ٹھکانا یورپ میں نہیں گناہوں کی کثرت اور مذہب سے بیزاری کا اثر یہ ہوتا ہے کہ انسان دہریہ ہو جاتا ہے اور یہ ثابت شدہ بات ہے کہ یورپ میں باوجود اسقدر مذہب کے زور کے اور باوجود اس کے کہ غریب اپنی جاڑ کا ایک وقت کا میٹھا چھوڑ کر لاکھوں روپیہ بچاتے ہیں کہ تا اُس سے غیر مذاہب والوں کو اُن کے مذہب سے برگشتہ کر کے عیسائیت میں داخل کیا جائے۔ پھر بھی بہت کی وہ کثرت ہے کہ اگر پادری ہی جو کہ مذہبی امام ہوتے ہیں اپنے عہدہ سے ریٹائر ہونے کے بعد کتابیں شائع کرتے ہیں کہ مذہب کچھ بھی نہیں اور سب ڈھکوسلہ ہے۔ یہ سب جیسا کہ میں پیچھے کہہ چکا ہوں اس پردہ کی مخالفت کا اثر ہے۔

پچھلے دنوں میں فرانس کے دار الخلافہ کی عورتوں نے گورنمنٹ کو عرضی دی تھی کہ نکاح بیفائدہ ہے اور اس لغو رسم کو اُڑا دینا چاہیئے۔ کیونکہ یہ نیچر کے برخلاف ہے۔ نیچر نے تو یہ اصول نہیں باندھا کیونکہ تمام جانوروں میں یہ کہیں نہیں پایا جاتا۔ سوائے انسان کے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ نیچر کا اصول نہیں ہے معلوم نہیں کہ گورنمنٹ فرانس نے اس عرضداشت کا قبول کرنا کیوں برا سمجھا۔ کیونکہ یہ پردہ پر ایک نمبر ترقی کا بڑھا ہوا تھا۔ پھر جو امریکہ میں آجکل

یہ گھبراہٹ پھیلی ہوئی ہے کہ لوگ نکاح نہیں کرتے اور یہ تجویز کر رہے ہیں کہ ایسے لوگوں پر جو شادی نہ کرتے ٹیکس لگایا جائے یہ کس وجہ سے ہے۔ سو وجہ یہ ہے کہ پردہ کے نہ ہونے سے لوگوں کو اپنی ہوس پرستی میں کوئی دقّت پیش نہ آوے اونہوں نے کہا کہ چلو خواہ مخواہ نکاح کا جُوا اپنی گردن پر کیوں رکھیں۔ پچھلے ہی دنوں میں جو وزیر اعظم کا گھر انگلستان کی عورتوں نے گھیر لیا تھا۔ اور کچھ آزادیاں چاہتی تہیں وہ اسیکا نتیجہ نہیں تہا تو اور کیا تہا۔ جسوقت پولیس نے اُنکو ڈنڈی مار کر منتشر کیا۔ اُسوقت اون کے خاوند تو بہت خوش ہوتے ہونگے۔ کہ واہ وا پردہ کے نہ ہونے سے جو قوم نے ترقی کی ہے یہ اس کا ثمرہ مل رہا ہے پھر ابھی دو مہینے بھی نہ گذرے ہونگے جو غور و منشا و عورتوں نے پارلیمنٹ میں مچایا تھا اور جو عمدہ سلوک اُنکے ساتھ کیا گیا تھا وہ بھی شاید مارننگ پوسٹ کے خیال میں ایک بیّن دلیل اسکی ہوگی کہ قوم نے اس رسم کے اُڑا دینے کی بدولت کسقدر ترقی کی ہے۔ پھر یہ اسی کی بدولت ہوا۔ کہ گورنمنٹ روس کو یہ قاعدہ جاری کرنا پڑا تھا کہ جو عورت راہ چلتے انسان کا بازار میں یا گلی میں بوسہ لے لے اُسکو یہ سزا دی جائے (شاید قریبًا ایک گنی کے برابر جُرمانہ دینا پڑتا ہے) اور یہ اس لئے کرنا پڑا کہ راہ چلتے انسانوں کو راستہ چلنا مشکل ہو گیا تہا جہاں کسی عورت نے کسی حسین مرد کو دیکھا اور وہیں بڑھ کر اُسکا بوسہ لیا۔ پھر اس تھذیب کا ایک تازہ کرشمہ فرانس کا ایک مشہور واقعہ ہے جہانکہ ایک پولیس انسپکٹر کو بیس پچیس عورتوں نے پکڑ لیا اور کسی نے اوس کی ٹوپی اوتار دی کسی نے کوٹ کسی نے طمانچہ مارا ایک نے بڑھکر اوس کا بوسہ لیا بڑی مشکل سے وہ وہاں سے جان چھوڑا کر بھاگا۔ یہ ہیں نتائج اُس تجربہ کے۔ جو یُورپ نے پردہ کے ترک کرنے سے کیا۔ کیا عورتیں جب پردہ ترک کرینگی تو کہاں وہ ایسی باتیں کر سکتی ہیں۔ شرم و حیا اُنمیں پائی جائیگی۔ جس عورت نے سوائے اپنے چند قریبی رشتہ داروں کے اور خاوند کے اور مرد کو دیکھا تک نہیں یا کلام تک نہیں کیا اُس سے وہ بدکاریوں اور شراب خواریوں کے جُرم کہاں سرزد ہو سکتے ہیں۔ جو اُس عورت سے جو مردوں میں بلا محابا پھرتی ہے۔ وہ محبت اُس عورت کو خاوند سے کہاں ہو سکتی ہے جو کہ ایک پردہ دار عورت کو اپنے خاوند سے ہوتی ہے کیونکہ اسپر تو اپنے خاوند کے بیکراں احسان ہیں لیکن یہ سینکڑوں دوسرے ایسے شخص پاتی ہے جو کہ اسکو قسم قسم کے تحفے دیتے اور ہر طرح سے اسکی ناز برداری کرتے ہیں۔ اور مارننگ پوسٹ کا یہ لکھنا کہ یہ عورتوں کے لئے قید ہے بالکل غلط ہے۔ تجربہ ہم کو ثابت کرتا۔ اور ہمکو یقین ہے کہ اگر عورتوں کو جو عفیفہ اور پاکدامن ہیں اون بازاری عورتوں کا ذکر نہیں جو پیشہ کرتی ہیں اور پہلے ہی اپنی عصمت کو کھو چکی ہوئی ہیں کہا جائے کہ وہ باہر مردوں میں بے پردہ چلی جائیں تو ان میں سے بہت ہوں کہ آخر نا امید ہو کر خودکشی کر لیں اسجگہ تھوڑا سا ذکر لوگوں کا ہونا ہی لازمی ہے کیونکہ ہم اون کا پہلے نام لے آئے ہیں اُن کے لئے تو ہمیں زیادہ ثبوت کی بہی ضرورت نہیں۔ کیونکہ اُس نے پردہ کو اُڑاتے ہی برخلاف اپنے جدی خدمت کے نیوگ کا مسئلہ جاری کر دیا کیونکہ نئے نئے جوش اُنکو اس بات پر مجبور کرتے تھے۔ کہ صاحب بہادر کے بگھیوں میں معہ اپنی عورتوں کے ہوا خوری کو جایا کریں لیکن یہ دیکھکر کہ اس سے تو پھر وہی یُورپ والا حال ہوتا ہے۔ کیا چال چلیں کہ مذہب کا رنگ چڑھا کر ایک سلسلہ نیوگ کا نکال دیا جس سے عورتیں بھی خوش ہو گئیں کیونکہ مذہب کے پردہ میں عیش پرستی کی آزادی ملگئی۔ اور چاہئے کیا تہا۔ سچ ہے کہ نیک نیکوں کے لئے ہیں اور بد بدوں کے لئے۔ یہ مصرعہ اُنپر صادق آتا ہے

ع گر گئے ہم سے چال پردہ میں"

بات یہ ہے کہ بغیر پردہ کے شرافت عفت اور عصمت رہ ہی نہیں سکتی۔ مارننگ پوسٹ ایک خاندان کی عورتوں کی نسبت کہتا ہے کہ وہ پردہ ترک کر بیٹھی ہیں اور وہ اسبات پر خوش ہوتا ہے۔ لیکن کسی شاعر نے سچ کہا ہے

بے پردہ کل جو آئیں نظر چند بیبیاں
اکبر زمیں میں غیرتِ قومی سے گڑ گیا
پوچھا جو اُن سے آپکا پردہ کدھر گیا
کہنے لگیں کہ عقل پہ مردوں کی پڑ گیا

شاید کسی شخص کی عقل پر پردہ پڑ گیا ہو اور کوئی ایسا کر بیٹھا ہو اور شاید کوئی فاحشہ عورت اُس نے گھر میں ڈال رکھی ہو جس سے مارننگ پوسٹ کو دھوکا لگا تھا پچھلے دنوں میں ایک اخبار کی تحریک پر کہ پردہ کو خیرباد کرو۔ ایک عورت نے نہایت ہی تیز ہو کر ایک اخبار میں مضمون دیا تہا کہ پہلے اپنی ماں بہن کو باہر نکالو اور بیوی اور لڑکی کو۔ تب دوسرے کو کہنا اور اسیطرح اور کئی عورتوں نے اُس ایڈیٹر کی خوب خبر لی اس سے بہی ظاہر ہوتا ہے کہ ہمارے ملک کی عورتیں اور ہمارے مذہب کی عورتیں کس زور سے پردہ کی حامی ہیں اور جو شخص اسکے برخلاف انکو کچھ کہے وہ سخت ناپسند کرتی ہیں۔ میرے خیال میں یہ مثل وہی ہے کہ مدعی سست اور گواہ چست۔ یورپ امریکا ہی کو یہ تہذیب مُبارک ہو۔ یہ ترقی اُنہیں کے ہی مناسب حال ہے۔ اور یہ دہریت جو اسکا نتیجہ اُن کے ہی لئے ہو۔ ہمکو ہماری شرافت۔ عفت۔ عصمت ہی پسند ہے نہیں بلکہ ہم اُسپر فخر کرتے ہیں۔ بات یہ ہے۔ کہ اسکو یورپ والوں نے تریاق سمجھکر استعمال کیا تھا۔ لیکن اب ان کو معلوم ہو رہا ہے کہ وہ ایک زہر تھا۔ اُنھوں نے اُس کو مچھلی سمجھکر کھانا چاہا۔ لیکن وہ ایک کانٹا نکلا جو کہ حلق میں پھنس رہا ہے۔ اُنہوں نے رسّی سمجھکر اسکو پکڑا۔ لیکن وہ سانپ نکلکر چمٹ گئی۔ اب وہ کُبڑی عورت کی طرح جس نے کہا تہا کہ بجائے اس کے کہ میں اچھّی ہو جاؤں" چاہتے ہیں کہ دوسروں کو بہی اس آزار میں مبتلا کریں۔ لیکن نہیں ایسا ہونا ناممکن ہے +

راقم محمود احمد ایڈیٹر رسالہ تشحیذ الاذہان قادیان ضلع گورداسپور

آریہ سماج کا پول

اس نام کی کتاب شیخ عبدالعزیز صاحب نومسلم سابق آریہ اُپدیشک برہمانے بڑی تحقیق اور محنت سے لکھکر شائع کی ہے الحکم میں اس کا ریویو بھی درج ہو چکا ہے اب شیخ صاحب نے نہایت قابلیت کے ساتھ اسکا دوسرا حصّہ بھی اسیقدر ضخیم شائع کیا ہے مگر مجھے افسوس ہے کہ سرپرستانِ الحکم نے اس کتاب کی اشاعت میں کوئی مدد نہیں دی جسکی مجھے توقع نہیں تہی میرا خیال تہا کہ کم از کم کئی ہزار کاپیاں خریداران الحکم میں شائع ہو سکتی تھیں جن میں سے ابھی چند کاپیوں ہی پر اکتفا کیا گیا ہے میں امید کرتا ہوں۔ میرے اس نوٹ کے بعد اسکی تلافی ہوگی دونو حصّے دفتر الحکم میں موجود ہیں جنکی قیمت ۸ آنہ فی جلد ہے اور اسکے علاوہ ترک دید از م حصّہ دوم بہی دفتر الحکم سے ملسکتا ہے۔ یہ کتابیں جلد نکلنی چاہئیں۔ اسلئے کہ ان کتابوں کے بعد وہ تیسرا حصّہ اسی سرمایہ سے شائع کرنا چاہتے ہیں ایسے کار خیر میں انکو مدد دینا مسلمانوں کا فرض ہے بحالیکہ وہ کسی کی مفت ایک حبّہ بھی نہیں لینا چاہتے یہ کتابیں دفتر الحکم قادیان سے ملیں گی۔

ایڈیٹر الحکم قادیان

استفسار کا جواب

عمومًا مجھسے سوال کیا جاتا ہے کہ ہر احمدی مرزا صاحب کی تصویر رکھتا ہے اور اوس سے غرض اوسکی پرستش کی ہوتی ہے۔

میں بآواز بلند پکار کر کہتا ہوں کہ جو کوئی شخص مرزا صاحب کی تصویر پوجتا ہے وہ یقینًا مشرک ہے۔ اور شرک کرتا ہے۔ اور تصویروں کے بنانیکو مرزا صاحب سخت اور گندی بدعت سمجھتے ہیں چنانچہ یہاں کچھ ایسے کارڈ آئے تہے جنپر آپ کی تصویر تہی تو آپ نے فرمایا کہ ان سب کو جلا دو۔

نیز یہ بات بہی بالکل جھوٹ ہے کہ ہر ایک مرزائی کے پاس مرزا صاحب کی تصویر ہوتی ہے۔ میرے پاس ہی کوئی نہیں۔ جو احمدی تصویر رکھتا ہے وہ مرزا صاحب کے بالکل خلاف کرتا ہے۔

مرزا تصویر کی پرستش کرانیکو دنیا میں نہیں آیا۔ فقط

نورالدین

حق بر زبان جاری

مجھے عمومًا شکایت ہے کہ ہمارے مخالف مخالفت اور عداوت کے تاریک غار سے کچھ ایسے شوریدہ سر ہو جاتے ہیں کہ وہ سلسلہ عالیہ کی خوبیوں کا اظہار کرنا گناہ سمجھتے ہیں اور جہانتک ان سے ہو سکتا ہے وہ اسے غلط معنوں میں پیش کرتے ہیں۔ تاہم خوشی کی بات ہے کہ دنیا حق گو لوگوں سے خالی نہیں۔ المصباح کا ایک عمدہ علمی رسالہ ہے جو ریاست جاوہ ملک مالوہ سے شائع ہوتا ہے۔ اسکے ناظرین میں سے کوئی ایک ایڈیٹر رسالہ مذکور سے سوال کرتا ہے کہ

کیا آپ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے مرید ہیں

اس کے جواب میں ایڈیٹر صاحب نے نہایت صاف گوئی سے کام لیا ہے یعنے جو کچھ انکا عقیدہ تہا اسکے ظاہر کرنے میں کسی ملامت کی پروا نہیں کی چنانچہ آپ لکھتے ہیں۔

" نہ صرف اسوجہ سے کہ میں مسلمان والدین کے یہاں پیدا ہوا بلکہ اس وجہ سے بھی کہ مجھے اپنے مذہب سے محبت بہت ہے میں مسلمان ہوں مگر میں مذہب کو ایک بحر ذخار سمجھتا ہوں جس میں غلاظت بھی پڑ کر پاک ہو جاتی ہے جس اسلام کا میں پیرو ہوں وہ ایک تنگ اور پایاب پانی کا گڑھا نہیں۔ جو نہ طاہر نہ مطہر ہر شخص خود کو راستی پر سمجھتا ہے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی بھی خود کو راستی پر سمجھتے ہیں۔ اس لحاظ سے کہ وہ خود اور ان کے بہت سے مریدین اسلام پر جو حملے ہوتے ہیں انکا بہت کامیابی سے مقابلہ کرتے ہیں۔ میں ان سب کو عزت کی نگاہ سے دیکھتا ہوں۔ مگر نہ ان کی جماعت میں شامل ہوں نہ انکے دعاوی پر ایمان لایا ہوں"

اس رائے پر مزید ریمارک کی حاجت نہیں میری غرض اس اقتباس سے صرف اتنی ہے کہ وہ لوگ جو اس سلسلہ میں شامل نہیں لیکن انصاف پسند طبیعت رکھتے ہیں صاف طور پر اقرار کرتے ہیں کہ یہ سلسلہ کیا کر رہا ہے۔ یا ان سے تنگ نے لا مخالف ہیں کہتے ہیں کہ ہم اسلام کو بدنام کر رہے ہیں؟

اگر خدمت اسلام کا نام مخالفت اسلام اور کفر ہے تو ہر شخص رکھو۔
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

مولوی اشرفعلی صاحب تھانوی اور محال عقلی

رسالہ خطاب الملیح میں مولوی اشرفعلی تھانوی نے لکھا ہے کہ جسم عنصری کا آسمان پر جانا محال عقلی نہیں ۔ محال عادی کو تو اونھوں نے خود تسلیم کیا ہے۔ محال شرعی اور محال عقلی کے لئے فرماتے ہیں کہ دلیل لانا چاہئے۔ ایسا لکھنا اونکی قلت تدبر اور ناواقفیت پر دال ہے۔ اگر اونہوں نے ہمارے سلسلہ کی کتابیں اور حضرت اقدس علیہ السلام کی تصانیف کا اکثر حصہ دیکھا ہوتا تو شاید دلیل نہ مانگتے ۔میں ناظرین الحکم سے وعدہ کر چکا ہوں کہ خطاب الملیح پر ایک مفصل ریویو لکھکر پیش کرونگا چنانچہ **لفظ قمر** کی بحث ۳۰۔ اپریل کے الحکم میں ملاحظہ فرما چکے ہیں ۔ اسیطرح اسوقت محال عقلی کی نسبت کچھ ہدیہ ناظرین کرتا ہوں اور ایسے ہی انشاء اللہ تعالےٰ ایک ایک کر کے مولوی اشرفعلی صاحب کے مغالطوں کی تمام حقیقت کھول دی جائے گی وہ فرماتے ہیں ” کونسی دلیل عقلی نے اسکی نفی کی ہے ؟ کونسی دلیل شرعی اس کا انکار کر رہی ہے ۔ انشاء اللہ تعالےٰ قیامت تک کوئی دلیل اسپر قایم نہ ہوسکیگی “ افسوس ہے کہ آجکل ایسے ایسے محدود قابلیت کے شخصوں کو بھی ہمارے ہموطن بھائیوں نے اپنا مقتدا و پیشوا اور عالم متبحر سمجھ رکھا ہے ۔ اگر قرآن پاک کی صرف ایک آیت **قل سبحان ربی ھل کنت الا بشرا رسولا** کے معنی اور شان نزول سے واقفیت ہوتی تو ایسی دلیری کے ساتھ دلیل شرعی کا مطالبہ نہ کیا جاتا ہماری جماعت کے بچے بھی اس جسم خاکی کے رفع الی السماء کا شرعاً محال ہونا ثابت کر سکتے ہیں اسوقت یہی جی چاہتا ہے کہ محال عقلی کے متعلق کچھ عرض کیا جائے کیونکہ مولویصاحب نے کسی تیز چیز مثل آگ کے اندر سے بار بار انگلی نکالنے اور صدمہ نہ پہونچنے کی قابل مضحکہ دلیل بڑے ناز کے ساتھ تصنیف فرما کر تحریر کی ہے اور لکھا ہے کہ ” فلسفہ میں یہ طے ہو چکا ہے کہ سرعت حرکت کی کوئی حد نہیں “ مجھکو مولوی اشرفعلی صاحب کی قابلیت پر رحم آتا ہے کہ وہ خود تو فلسفہ سے قطعی ناآشنا معلوم ہوتے ہیں اور دیدہ دلیری کے ساتھ لکھتے ہیں کہ فلسفہ میں سرعت حرکت کی کوئی حد نہیں جس سے وہ نتیجہ نکالنا چاہتے ہیں کہ محسوسات کی حرکت کے لئے زمانہ کی ضرورت نہیں اگر حرکت محسوسات کے لئے زمانہ کا لزوم مانا جائے تو مولویصاحب کے استدلال کا شیرازہ پریشان ہوا جاتا ہے ۔ خیر یہ تو نہایت سطحی خیال لوگوں کی سی باتیں ہیں اور جو لوگ علم حرکت سے واقفیت رکھتے ہیں وہ سمجھ سکتے ہیں کہ یہ کس قسم کی بات ہے ۔ کیونکہ کسی جسم کی حرکت خالی فضا میں فرض نہیں کی جا سکتی جبکہ خالی فضا کا ہی وجود نہیں بلکہ حرکت کے معنے (بحیثیت وقوع نہ بحیثیت فرض) ہیں ایک جسم کا دوسرے جسم کو ہٹا کر اوسکی جگہ لینا نہ یہ کہ ایک جسم کا دوسری خالی جگہ لینا اور اسکے لئے وقت کا لزوم ثابت کرنا آسان بلکہ ظاہر ہے ۔ علاوہ ازیں بفرض محال مولوی صاحب کے اس استدلال کو تسلیم بھی کر لیا جائے تو اون کا کام تب بھی نہیں چلتا اور عیسیٰ علیہ السلام کا جسم عنصری پھر بھی آسمان پر نہیں جا سکتا۔ اب کسیقدر ضروری تفصیل کے ساتھ جسم عنصری کے آسمان پر جانے کا محال عقلی ہونا بیان کیا جاتا ہے مولوی اشرفعلی صاحب کے لئے بڑا اچھا موقع ہے کہ وہ اس مضمون کی تردید اور اپنے **خطاب الملیح** کے فقرات کی تائید میں اپنی فلسفہ دانی کا اظہار فرمائیں ۔ اے مغرور مخالفو ! ادھر دیکھو !! ۔ خدا تعالےٰ فرماتا ہے **ولکم فی الارض مستقر ومتاع الی حین** ۔ اس آیت سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ خدا تعالےٰ نے زمین میں ایک ایسی کشش رکھدی ہے کہ وہ محسوسات کو اپنی ہی طرف کھینچتی ہے ۔ کشش زمین جسکے تحقیق و معلوم کرنے کا فخر علماء یورپ نیوٹن کو دے رہے ہیں میں کہتا ہوں قرآن شریف میں نہایت کامل اور جامع طریقہ سے مذکور ہے مگر اسوقت میرا منشاء صرف اسی قدر ہے کہ مسئلہ زیر بحث کے متعلق مخالفین کی فلسفہ دانی کا اندازہ کیا جائے قرآن فہمی و تفسیر دانی دوسرے وقت دیکھی جائے گی ۔ (اور ان حاملان اسفار کی قرآن فہمی تو عرصہ سے ہماری جماعت دیکھ رہی ہے) ۔ کشش زمین جس سے زمین اشیاء کو اپنی طرف کھینچتی ہے اوس کے مرکز پر منتہی ہوتی ہے مکانوں اور دیواروں کا قایم رہنا ۔ پانی کا نشیب کی طرف بہنا لوہے کا پانی میں ڈوب جانا اور لکڑی کا پانی پر تیرنا ۔ ہوا میں طبقات کا ہونا اور ہر زیرین طبقہ کا بالائی طبقہ سے زیادہ کثیف ہونا ۔ بیلون میں بیٹھکر آدمی کا ہوا میں اڑنا اور پھر اترآنا (اس موقع پر جاہل اور جامد طبع لوگ کہینگے اسیطرح حضرت عیسیٰ کا آسمان پر جانا ممکن ہے مگر ایسے سخت جاہل کو میں اپنا مخاطب نہیں بناتا) زلزلہ سے مکانات کا گرنا وغیرہ وغیرہ یہ سب کشش زمین کے کرشمے ہیں فرض کرو مثلاً میرے جسم کا وزن ڈیڑھ من اور مولوی اشرفعلی کے جسم کا وزن دو من ہے ۔ یہ بھی کشش زمین ہی کا نتیجہ ہے ۔ کشش زمین نہ ہوتی تو میرے اور مولویصاحب کے وزن میں فرق نہ ہوتا ۔ کشش زمین ہی کے باعث ہوا میں طبقات پیدا ہوئے ہیں اور انسان ہوا کے زیرین طبقہ میں (جو سطح زمین سے متصل ہے) پیدا ہوا ہے اور زندگی بسر کرنے کے لئے ہے اسواسطے ہوا کے لطیف طبقہ میں پہونچکر (جہاں ہوا کا دباؤ بہت کم ہو جاتا ہے) وہ زندہ نہیں رہ سکتا ۔ ہوا کا دباؤ کم ہو جانیکے باعث صرف چند ہزار فٹ بلندی پر جانیسے ہی پھیپھڑہ پر مضر اثر پڑتا ہے چنانچہ جسقدر عرصہ میں ہم سطح زمین پر ایکمرتبہ سانس لیتے ہیں اٹھارہ ہزار (۱۸۰۰۰) فٹ بلندی پر پہونچکر اوتنی دیر میں دو بار سانس لینا پڑتا ہے اسکے سوا اسیطرح دماغ پھر دل بیکار ہو جاتا ہے نہ عقل قایم رہ سکتی ہے نہ ہوش ۔ اسوقت تک پہاڑوں پر کوئی شخص چوبیس ہزار (۲۴۰۰۰) فٹ سے زیادہ بلندی پر نہیں چڑھ سکا اور بیلون میں بیٹھکر سینتیس ہزار (۳۷۰۰۰) فٹ سے زیادہ بلندی پر کوئی نہیں جا سکا حرارت آفتاب بوجہ ہوا کی کثافت کے قایم رہتی ہے جسقدر ہوا میں اجزائے کثیفہ کم ہونگے حرارت کم ظاہر ہوگی ۔ ہوا کے اجزائے کثیفہ طبقات زیرین میں بتدریج زیادہ اور بالائی طبقات میں اسیطرح کم ہوتے گئے ہیں ۔ چنانچہ زمین کے [illegible] خط استوا پر بھی صرف پندرہ ہزار (۱۵۰۰۰) فٹ بلندی پر پانی برف بن جاتا ہے جسکو [illegible] زمہریر کہا جاتا ہے اور اس طبقہ کی سردی اوپر کو بتدریج زیادہ ہوتی گئی ہے ۔ اسی طبقہ یعنی طبقہ زمہریر کے سب سے زیرین خط (اسجگہ خط سے مراد سطح ہے) یا سب سے گرم خط کو خط دائم الثلج کہتے ہیں ۔ اجزائے مائیہ یعنی بخارات کا اس خط سے اوپر پہونچنا غیر ممکن ہے ۔ اگر کوئی شخص زیادہ تیزی سے طبقہ زمہریر کو طے کرنا چاہے گا تو اتنی قدر زیادہ عجلت اور سختی سے اوسپر ہلاکت کا اثر ہوگا ۔ اگر کوئی جسم مثلاً لکڑی یا پتھر وغیرہ زمین سے جدا ہو کر آسمان کیطرف جانا چاہے یا یوں سمجھئے کہ بیلون میں صرف ایک پتھر باندھکر یا خالی بیلون کو آسمان کیطرف جانے کے لئے چھوڑ دیا جائے تو جب تک اوس کے اندر کی ہوا گرم اور بیرونی ہوا سے ہلکی ہے اوسوقت تک بیلون اونچا ہوتا جائیگا مگر پھر ایک خاص بلندی تک پہونچکر ہوا کا وہ طبقہ آئیگا کہ جہاں کی ہوا خود اسقدر ہلکی ہے کہ اوس سے زیادہ ہوا کا ہلکا کرنا یا کوئی ایسا ہی ہلکا جسم (جو زمین پر دستیاب ہو سکے) فرض کرنا غیر ممکن ہے ۔ اوس طبقہ تک نہ بیلون جا سکتا ہے نہ لکڑی نہ اور کچھ بلکہ لکڑی کرچ وغیرہ اجسام ریزہ ریزہ ہو کر غبار کی شکل میں زمین کیطرف آئینگے ۔ اب اگر لکڑی پتھر وغیرہ کو چھوڑ کر حضرت انسان کے صعود کو دیکھیں تو یہ بیچارے اٹھائیس ہزار (۲۸۰۰۰) فٹ بلندی تک بھی نہیں جا سکتے اول تو تنفس ہی دشوار ہوگا ۔ آگے چلکر دماغ بیکار ۔ اوس سے آگے چلکر جسم کی کھال شق ہونی شروع ہوگی اور جسم مشک یا کپے کیطرح پھول کر پاش پاش ہو جائیگا ۔ پھر گوشت ۔ پوست اور ہڈی وغیرہ سب غبار ہو کر اڑ جائینگے یا کم سے کم کوئی چیز بھی حالت اصلی پر تو ہرگز نہ رہیگی اور یہ سارے مراحل زمین سے ہزار دو ہزار کوس بلند ہونے پر نہیں بلکہ زیادہ سے زیادہ دس پندرہ کوس یا اسی کے قریب کسیقدر کم یا زیادہ بلندی پر طے ہو جائینگے اور ان سب واقعات کے لئے وقت یا زمانہ کی بس اوسی قدر ضرورت ہے جسقدر کہ جس طرح مولوی اشرفعلی صاحب اجسام کی حرکت کے لئے زمانہ کی ضرورت تسلیم کریں ۔ ابھی یہ سوال بھی باقی ہے کہ کشش زمین کا مضبوط رسّا جو ہر جسم کی گردن میں پڑا ہے یا ٹانگ سے بندھا ہے وہ کسطرح کسی جسم یا کسی انسان یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر جانے دیگا ۔ اور پھر کشش زمین ہی نہیں نیر اعظم کی کشش (جسنے زمین جیسے بڑے سیارے کو بھی اپنی طرف کھینچ رکھا ہے) کا بھی مقابلہ کرنا پڑیگا کیونکہ اس نظام شمسی کا مرکز آفتاب ہے ۔ حضرت عیسیٰ اگر کشش زمین کی حد و رسے باہر چلے بھی گئے تو راستہ میں اگر کوئی دوسرا سیارہ قریب ہوا تو وہ فوراً کھینچ لے گا ورنہ آفتاب اپنی طرف کشش کریگا اور ظاہر ہے کہ آفتاب پر روئے زمین کا کوئی ذی روح زندہ نہیں رہ سکتا ۔ آفتاب تو آفتاب ہے زہرہ اور عطارد میں بھی بوجہ قرب آفتاب اسقدر حرارت ہے کہ یہاں کے ذی روح کا ان سیاروں میں زندہ رہنا غیر ممکن ہے ۔ علاوہ ازیں زمین گول ہے اور اسکا متحرک بہ حرکت محوری و دولابی ہونا خود اسکے نام **ارض** سے ثابت ہے (کیونکہ زبان عرب میں **ارض** اوس کیڑے کو کہتے ہیں جسکا نام گھن ہے اور جو لکڑی کے کاٹنے کی حرکت سے ایک دم کے لئے بھی ساکن نہیں ہوتا اسیطرح زمین کی حرکت میں بھی کبھی سکون نہیں) پس جبکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین کو اپنے جانب تحت چھوڑ کر آسمان کی طرف یعنی اپنے جانب فوق صعود فرما ہوئے ہونگے تو بارہ گھنٹے کے بعد ملک شام (جہاں سے اونکا آسمان پر اٹھایا جانا ہے) کے آدمیوں کے جانب تحت یعنی نیچے ہونگے ۔ سر کے جانب کی سمت فوق اور قدم کے جانب کا تحت کہلاتی ہے اور زمین مدور و متحرک ہی اسلئے زمین والے فوق و تحت کی کوئی حقیقی سمت قایم ہی نہیں کر سکتے اور آسمان کے کسی مقام یا کسی سیارے وغیرہ کو اوپر یا نیچے کہہ ہی نہیں سکتے ۔ اگر فلسفہ قدیم کی موافق آسمان کو متحرک اور زمین کو ساکن مانا جاوے تب بھی بجنسہ یہی اعتراض وارد ہوتا ہے اس موقع پر یہ بیان کر دینا بھی ضروری ہے کہ بحث جسم ہی ہے اور جسم کے لئے ہی اس قسم کی فوق و تحت وغیرہ جوانب کی ضرورت ہے باقی امور روحانیات یعنی رفع روحانی وغیرہ کے لئے فوق و تحت وغیرہ جوانب کا تعلق

اور قرآن کریم کے تمام اس قسم نے الفاظ بالکل ثابت شدہ تحقیقیں ہیں اسجگہ چونکہ صرف زمینی جسم سے بحث ہے - اسلئے زمینی جوانب کا تذکرہ کیا گیا نہ کہ فوق وتحت سے قطعی انکار - جواب الجواب میں اگر ضرورت پڑی تو تشریح کردیجائیگی - پھر میں کہتا ہوں کہ اگر حضرت عیسیٰ کا آسمان پر پہونچ جانا بھی مان لیں (حالانکہ محال ثابت ہوچکا ہے) تو ساتھ ہی یہ بھی ماننا پڑیگا کہ وہاں کاربن - ہائیڈروجن نائیٹروجن اور آکسیجن سے مرکب جسم کی پرورش کے لئے ضروری غذائیں اون کو پہونچائی جاتی ہوں اور پیشاب پاخانہ وغیرہ کی ضرورتیں وہ رفع کرتے ہوں اور بڑھاپے کی روک کے لئے فاسفورس البسٹر محلل یا اسی قسم کی دوائیاں استعمال کرتے ہوں بلکہ پھر بھی بڑھاپا ضرور آ بھی گیا ہوا اور عرصہ دراز سے وہ الی ارذل العمر لکیلا یعلم بعد علم شیئا کے درجہ میں پہونچے ہوئے ہوں وغیرہ وغیرہ اور اگر اون کے اُس جسم کو ان باتوں سے کوئی تعلق نہیں ہے تو ضرور کوئی دوسری قسم کا دوسرا جسم ہے جسکو عنصری خاکی جسم کیطرح نہیں کہا جاسکتا اور جب عنصری خاکی جسم ہیں تو مقصود اصلی جسکو ثابت کرنا تھا حاصل ہوگیا -

علاوہ ازیں اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جسد عنصری کے ساتھ آسمان پر پہونچا ہوا خیال کرلیں تو بوجہ توجیہ مولوی اشرف علی صاحب یہ ماننا پڑے گا - کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے جسم کو طبقہ زمہریر وغیرہ میں سے اسقدر سرعت کے ساتھ لیگئے ہیں کہ جس سرعت کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا کیونکہ اسقدر عظیم الشان فاصلہ چشم زدن میں طے ہوا ہے تب ہی تو بقول مولوی اشرف علی تاثیرات طبقہ زمہریر وغیرہ سے محفوظ رہ سکتے ہیں لیکن یہاں بھی اعتراضات پیدا ہوتے ہیں - مثلاً یہ کہ یکایک تغیر ٹمپریچر موجب امراض شدیدہ ہوتا ہے چنانچہ حمام کے گرم درجہ سے یکلخت سردی میں آنا باعث بیماری اور موجب ہلاکت ہوجاتا ہے - حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو یکلخت اسقدر عظیم الشان تغیر ٹمپریچر نے کیسے زندہ رہنے دیا - پھر یہ کہ جن لوگوں کو برسات میں جھولا جھولنے اور پینگ بڑھانے کا اتفاق ہوا ہے وہ باسانی اس بات کو سمجھ سکتے ہیں کہ نیچے سے اوپر کو جانا اسقدر ناگوار نہیں معلوم ہوتا مگر اوپر سے نیچے کی جانب آنے میں دوران خون میں ایک عجیب انقلاب عظیم پیدا ہوتا ہے اور اوس تنزل کی رفتار ذرا تیز ہونے سے آدمی اسطرح مرجاتا ہے جسطرح برقی قوت سے امریکہ میں اکثر واجب القتل مجرم ہلاک کئے جاتے ہیں - چنانچہ ایسی مثالیں بکثرت دستیاب ہوسکتی ہیں کہ بلند مکانوں اور درختوں پر سے گرنے والے آدمی بعض اوقات زمین تک پہونچنے سے پہلے راستہ ہی میں مرجاتے ہیں اور زمین پر مردہ گرتے ہیں - (اسکا تفصیلی بیان اور ایسا ہونے کے وجوہات آیندہ ظاہر کردیئے جائینگے - انشاء اللہ تعالےٰ) حضرت عیسیٰ جو آسمان سے زمین تک اسقدر دور دراز فاصلہ اوپر سے نیچے کیجانب آنے میں نہایت سرعت کیساتھ طے کرینگے تو اون کا کیا حال ہوگا؟ میں نہایت خوش ہونگا کہ مولوی اشرف علی صاحب کے طرفداروں میں سے کوئی صاحب (جو ہئیت و طبقات وعلم الہوا وعلم الحرارت وغیرہ سے واقف اور قدیم وجدید فلسفہ کے اختلافات سے آگاہ ہوں) اس محال عقلی کے متعلق کوئی مضمون لکھیں اور بیچارے مولوی اشرف علی صاحب کی بات رکھ لیں جنہوں نے یہہ تحدی کی ہے کہ قیامت تک اس کے خلاف دلیل قایم نہ ہوسکیگی اور پھر مجھکو بھی موقع دیں (یعنی جس اخبار میں اونکا مضمون شائع ہو وہ اخبار میرے پاس بھی بھجوا دیں) کہ میں ان علوم عقلی سے اوس محال عقلی کو جانچوں - مگر شرط یہی ہے کہ اس جسم عنصری خاکی سے بحث ہو اور خلط مبحث نہ کیا جائے -

والسلام

راقم

خاکسار اکبر شاہ خان اکبر احمدی نجیب آبادی

جناب مرزا غلام احمد صاحب اور ڈاکٹر عبدالحکیم خانصاحب

جن لوگوں نے ذکر الحکیم ۳ کو پڑھا ہے - وہ ضرور ان تین نتایج پر پہنچ گئے ہوں گے کہ ڈاکٹر عبدالحکیم خانصاحب نجات اُخروی کو نبوت محمدی کی اتباع میں محدود نہیں سمجھتے وہ اپنے آپکو اپنے چند تازہ الہامات کے رو سے مصلح وامام وقت خیال کرتے ہیں - اور ہر دو امور متذکرہ بالا کی بناپر اون کے دل میں حضرت مرزا صاحب کی مخالفت بھی پیدا ہوگئی ہے -

امر اوّل سے اون کی مراد یہ ہے کہ نجات کے لئے اتباع اسلام میں کوئی خصوصیت نہیں - بلکہ دنیا کے ہر ایک مذہب کا پیرو اپنی نیکیوں کے ذریعہ سے اوسی طرح نجات پاسکتا ہے جس طرح اہل اسلام یعنے کسی نبی کی اطاعت پر نجات منحصر نہیں ڈاکٹر صاحب کا یہ خیال علاوہ صریح مخالفت قرآن کے عقلی دلائل کے رو سے جیسا بیہودہ اور کمزور ہے - اوس کے بیان کی ضرورت نہیں میں نہیں سمجھ سکتا کہ مرزا صاحب کا کوئی سخت مخالف مسلمان بھی اس لغو عقیدہ میں ڈاکٹر صاحب کے ساتھ اتفاق کرے گا - مرزا صاحب کے ایک سخت مخالف مولوی ثناء اللہ امرتسری نے تو صاف لکھدیا ہے کہ اس مسئلہ میں مرزا صاحب ہی حق پر ہیں -

امر دوم کے متعلق بھی ڈاکٹر صاحب کو سخت ٹھوکر لگی ہے کیونکہ جب ان کی امامت کے علامات موجود نہیں تو ایسا عقلمند کون ہے کہ انہیں مصلح اسلام تسلیم کرلے - اس امر میں ڈاکٹر صاحب کی عبرت کے لئے چراغ الدین ساکن جموں اور اسکے بیٹوں کی ہلاکت کا تازہ واقعہ کچھہ کم نہ تھا - جس نے ڈاکٹر صاحب کی طرح اپنے خوابوں یا الہاموں سے دھوکہ کھا کر اسی قسم کی رسالت کا دعوےٰ کیا اور مسلمانوں اور عیسائیوں کے باہم مذہبی مصالحت اور اتحاد کی کوشش کی - اور اسی ضمن میں حضرت مرزا صاحب کی نسبت اپنی تصانیف میں نہایت مکروہ اور ہتک آمیز کلمات درج کئے اور پھر خود بخود اپنی صداقت پر بھروسہ کرکے مرزا صاحب کے خلاف مباہلہ کے رنگ میں دعا بھی کی جس کا نتیجہ ۴ - اپریل ۱۹۰۶ء تک جو کچھہ ہوا وہ ناظرین اخبارات سے مخفی نہ ہوگا - اور اس واقعہ کا ظہور بعینہٖ اوسی طرح ہوا - جسطرح حضرت مرزا صاحب نے خدا تعالےٰ سے اطلاع پاکر بہت عرصہ پہلے دافع البلاء میں مشتہر کیا تھا -

امر سوم جو ہر دو پہلے عقائد کی تبعیت سے پیدا ہوا ہے - یہ ہے کہ جب حضرت مرزا صاحب کو معلوم ہوا کہ ڈاکٹر صاحب نجات کے لئے نبوت محمدی کی اطاعت ضروری نہیں سمجھتے - اور اپنے آپ کو خدا کی طرف سے بشیر ونذیر خیال کرتے ہیں - اور اسی کے ضمن میں مجھے بھی (مرزا صاحب کو) کاذب خیال کرنے پر مجبور ہیں - تو انہوں نے ڈاکٹر صاحب کو بذریعہ ایک اعلان مندرجہ الحکم دیدیکے اپنی جماعت سے خارج کردیا جس کے چند فقرات حسب ذیل ہیں -

" اگر یہ باتیں سچ ہیں (یعنے جس طرح ڈاکٹر صاحب نے خیال کیا ہے) تو میں اوس کیڑے سے بھی بدتر ہوں - جو نجاست سے پیدا ہوتا ہے اور نجاست میں ہی مرجاتا ہے - لیکن اگر یہ باتیں خلاف واقعہ ہیں تو میں امید نہیں کرتا کہ خدا ایسے شخص کو اس دنیا میں بغیر مواخذہ کے چھوڑے گا ..... اب میں ان باتوں کو زیادہ طول دینا نہیں چاہتا - اور خدا کی شہادت کا منتظر ہوں - اور اس کے ہاتھہ کو دیکھہ رہا ہوں - اھ "

ہاں اگر کوئی ناواقف ڈاکٹر صاحب کے ارتداد سے کذب سلسلہ احمدیہ کا استدلال کرے تو یہ اس کی عدم واقفیت کا قصور ہے - کیونکہ قرآن شریف اور کتب حدیث وغیرہ سے صاف عیاں ہے کہ ایک قدیم سنت اللہ ہے جس سے کوئی سلسلہ حقہ مستثنیٰ نہیں ہوسکتا اور نہ ایسے واقعات سے کسی مذہب کا کذب لازم آتا ہے قرآن مجید کی کئی آیات میں سے ایک یہ غور کے لائق ہے یا ایہا الذین آمنوا من یرتد منکم عن دینہ اھ " کئی بدقسمت لوگ آنحضرت پر ایمان لاکر مرتد ہوگئے تھے حضرت ابوبکر کا پہلا مقابلہ مرتدین اسلام کے ساتھہ ہوا تھا مسیلمہ وغیرہ بھی ایمان لاکر دست بردار ہوئے تھے کئی لاکھ مسلمان آجتک مرتد ہوکر عیسائیت قبول کرچکے ہیں - آجکل دہرم پال اور اسکے کئی امثال نے خلعت ارتداد پہنا پطرس وغیرہ نے حضرت مسیح کے مقابلہ میں کیا کیا تھا - بلعم نے حضرت موسیٰ کے ساتھہ کیا سلوک کیا تھا غرض جب ایسے لوگوں کے ہونیسے نہ تو اسلام جھوٹا ٹھیرا - اور نہ اسکا کچھہ بگڑا تو اب ایک ڈاکٹر صاحب کے ایک دن میں بگڑ جانے سے اسلام عموماً یا سلسلہ احمدیہ خصوصاً کس طرح تباہ ہوسکتا ہے -

لیکن اگر کوئی شخص یہ کہے کہ ڈاکٹر صاحب کے تغیر خیالات کے پہلے یا بعد ایک دو اور شخص بھی سلسلۂ احمدیہ سے دست کش ہوئے ہیں سو واضح ہو کہ ایسے لوگ عوام کالانعام میں داخل ہیں - جن کا مرید یا مرتد ہونا برابر ہے - مثلاً ان میں سے ایک شخص قادر بخش جسکے نام کے ساتھہ دانستہ یا نادانستہ مولوی کا لقب بڑھایا گیا تھا - چنانچہ ان کی مولویت ان کے بیان مندرجہ پیسہ اخبار سے آشکارا ہے جس میں وہ لکھتے ہیں کہ میں نے فلاں احمدی کی ترغیب سے مرزا صاحب کی بیعت کی تھی اگو یا انہیں باوجود مولوی ہونے کے خود حق وباطل کی شناخت نہ تھی - ورنہ آخر کار وہ ایک غیر احمدی کی تحریک سے فسخ بیعت نکرتے) بعینہٖ اسی رنگ کا واقعہ جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں ہوا تھا - یعنی ایک شخص نے جو آنحضرت پر ایمان لاچکا تھا - بعض نادان دوستوں کی تحریک سے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت ہتک کرکے اپنی بیعت واپس لی تھی - لیکن اصل بات یہ ہے کہ عوام تو درکنار خواص کا ارتداد بھی کسی سلسلہ حقہ کو نقصان نہیں پہونچا سکتا علاوہ بریں ڈاکٹر صاحب کی تحریرات کے متعلق چند باتیں دریافت طلب بھی ہیں - جنہیں امید ہے وہ حل کردیں گے -

ا - ڈاکٹر صاحب نے اپنی تحریر میں کسی جگہ تو مرزا صاحب کو مسیح اور مہدی کہا ہے اور کہیں سخت مخالفانہ رنگ میں ذکر کیا ہے - اس تناقض سے کیا مراد ہے -

ب - جن غیر احمدی لوگوں نے ڈاکٹر صاحب کی سابقہ معقول اور مدلل تحریروں کو تسلیم نہیں کیا تھا - ڈاکٹر صاحب اپنے موجودہ الٹے عقائد کی صداقت کا انہیں کیونکر یقین دلاسکتے ہیں کیونکہ ایسے لوگوں کو یہ کہنے کا حق حاصل ہے کہ شاید ڈاکٹر صاحب کل ان خیالات پر بھی قایم نہ رہیں -

ج - مرزا صاحب کی تائید میں قبل ازیں جو کچھہ ڈاکٹر صاحب نے لکھا ہے - قرآنی عقلی اور الہامی دلائل کی بناپر لکھا ہے - اب مرزا صاحب کی مخالفت میں بھی وہ آیات یا الہامات سے ہی استدلال کرتے ہیں - اب سوال یہ ہے کہ آجکل ان آیات کے معانی کیونکر بدل گئے ہیں یا ان کا پہلا الہام کرنیوالا خدا کوئی اور تھا - اور اسوقت کوئی اور ہے اور اگر ڈاکٹر صاحب فرمادیں کہ پہلے ہم غلطی پر تھے تو اب انکو حق پر ہونیکا کیا ثبوت ہے -

د - اسی رسالہ میں ڈاکٹر صاحب نے اپنا ایک پرانا خواب درج کیا ہے جسکا ماحصل یہ ہے کہ انہیں بتلایا گیا کہ اگر فلاں شخص حضرت مرزا صاحب پر ایمان نہ لائیگا - تو وہ طاعون سے ہلاک ہوجائیگا - پھر ڈاکٹر صاحب کہتے ہیں کہ انہوں نے وہ خواب شخص مذکور کے کسی رشتہ دار کو بھی سنادیا - اور آخر کار وہ شخص جسکی ہلاکت کے متعلق انہیں خبر دیگئی تھی کچھہ عرصہ کے بعد طاعون سے مرگیا - باوجودیکہ وہ ایک کشادہ ہوادار

نمبر ۲۵ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۷ جولائی ۱۹۰۶ء مطابق ۲۴ جمادی الاول | جلد ۱۰

قابل توجہ گورنمنٹ ممالک متحدہ آگرہ و اودھ (و) قابل توجہ صاحب مجسٹریٹ بہادر ضلع بجنور

نجیب آباد والوں نے ہم مٹھی بھر احمدیوں کی مخالفت میں جو جو زیادتیاں کی ہیں اسوقت تک ہم صبر و سکون کے ساتھ برداشت کر رہے ہیں مگر تعجب ہے کہ گورنمنٹ کے ہندوستانی منتظم اہلکار بھی جنکو اپنی وجاہت و عزت پر ناز ہے ہم ضعیف احمدیوں کی نقصان رسانی اور تکلیف دہی میں عجیب عجیب قابل شرم چھچھورپن ظاہر کر رہے ہیں اور دو تین سلیم الطبع نادار ۔ بے یار و مددگار ۔ عیالدار شخصوں کو نقصان پہونچا پہونچا کر اپنی ہمتی اور بہادری پر نازاں ہیں حالانکہ کسی مجبور اور کمزور کے سامنے لاف مردانگی جتانا سراسر بزدلی اور نامردی ہے ۔ وہ اہلکار جنسے کہ ہمکو مدد اور انصاف کی توقع تھی ۔ اور جنکا فرض تھا کہ ہماری حفاظت کرتے بجائے کار منصبی کے اپنے رعب اہلکاری کو کام میں لاکر مذہبی مخالفوں کو نقصان پہونچانے کی کوششیں کرتے ہیں اور خود علانیہ فرماتے ہیں کہ فلاں احمدی کو قادیان سے اسقدر رقم ماہوار ملتی ہے اسلئے وہ فلاں نقصان برداشت کر سکیگا وغیرہ وغیرہ اور اسطرح شہر والوں کو چند غریب احمدیوں کی مخالفت میں قابل شرم طریقہ سے آمادہ کرتے ہیں اور مطلق اپنی شان اور منصب کے خلاف نہیں سمجھتے ۔ ہمنے مانا کہ جماعت احمدیہ عیسائیوں کی مذہبی غلطیاں ظاہر کرنے والی اور مذہب عیسائی کی مسلمانوں میں سب سے زیادہ مخالف جماعت ہے مگر اہل اسلام کی تمام فرقوں میں سب سے زیادہ گورنمنٹ کی خیر خواہ ہمدرد مطیع و فرمانبردار صرف ایک ہماری ہی جماعت یعنی جماعت احمدیہ ہے ۔ خونی مہدی کے منتظر اور عیسائیوں کے مال و اسباب کو بجبر لوٹکر بلا استحقاق اپنے گھروں میں بھر لینے کے آرزومند گویا گورنمنٹ کو دھوکہ دیتے ہیں کہ اپنے آپکو گورنمنٹ کا خیر خواہ ظاہر کرتے ہیں ۔ یہ بڑے بڑے عالیجناب اہلکار تو مہدی کے متعلق اپنے عقائد گورنمنٹ کے سامنے پیش بھی نہیں کر سکتے ۔ کیا اچھا ہو کہ گورنمنٹ ان کے عقائد معلوم کرنے کے لئے ہم لوگوں میں سے کسی احمدی سے سوالات لکھا کر اون سوالات کے جوابات ان اہلکاروں سے لکھوائے اور پھر اونکو شائع کر دے یقیناً یہ لوگ گورنمنٹ سے ڈر کر اپنے اصلی عقائد کے خلاف وہ وہ باتیں بیان کرینگے کہ جنکو دیکھکر انکے جبہ پوش مولوی ضرور انپر کفر کے فتوے لگا دینگے ۔ اخیر میں نہایت ادب کیساتھ گذارش ہے کہ نجیب آباد کے چند احمدی اسقدر ضعیف و کمزور ہیں کہ اپنی فریاد گورنمنٹ تک بآسانی نہیں پہنچا سکتے تمام باخفتہ ہیں اسلئے ہم کو نہ کوئی گواہ دستیاب ہو سکتا ہے نہ اون مظالم کا جو ہمپر کئے گئے ہیں ہم دعوے پیش کر سکتے ہیں ہم لوگوں کی ایذا رسانی کے جو منصوبے رؤسا اور اعلےٰ حکام میں ہو رہے ہیں اونکا بھی ہم کوئی انسداد نہیں کر سکتے ۔

راقم مظلوم نجیب آبادی احمدی

نوٹ از ایڈیٹر ۔ میں بجنور کے کلکٹر صاحب کو خصوصیت سے توجہ دلانا اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ وہ ان غریبوں کی حالت زار پر توجہ فرما کر مناسب انتظام کریں ۔ احمدی جماعت جس غربت اور مسکینی سے گذارہ کر رہی ہے اس کا ثبوت اس سے ہو سکتا ہے کہ پنجاب میں جہاں یہہ فرقہ نہایت زور سے ترقی کر رہا ہے ہر ضلع میں نہایت سکینت سے یہہ لوگ آباد ہیں ۔ اور حکام انکی دیانت داری اور حق گوئی اور وفاداری کے شاہد ہیں ۔

پچھلے دنوں بریلی کے ظالم طبع مخالفوں نے وہاں کے غریب احمدیوں کو دکھ دیا تھا تو میں نے الحکم کے ذریعہ ایک نوٹ لکھکر وہاں کے کلکٹر صاحب کو بھیجدیا تھا ۔ جسپر انہوں نے نہایت فرزانگی اور شفقت سے توجہ فرمائی ۔ اور بیچارے مظلوموں کو امن ملا ۔ اگر انگریزی گورنمنٹ نہ ہوتی تو یہ لوگ بیکس احمدیوں کے خون کی نہر چلا دیتے مگر شاہی سطوت اور جبروت ان بد ارادوں سے انہیں باز رکھتی ہے اور صرف تہہ تیغ ہتھیاروں سے دکھ دیتے ہیں دیسی مسلمان مقامی حکام (پنجاب میں نہیں) چونکہ ان مولویوں کے فتووں سے ڈرتے ہیں اسلئے وہ لوگ بھی ایذا رسانی میں فرق نہیں کرتے ورنہ کافر قرار دیئے جاویں اسلئے بجنور کے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ صاحب خود توجہ فرمائیں ۔ اور اپنے مظلوم وفادار رعایا کے افراد کے جان و مال کی حفاظت اپنے ہاتھ میں لیں اور انہیں تسلی دیں ۔

مجھے امید ہے کہ میری یہ تحریر بے اثر نہ رہے گی اور ضرور بجنور کے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ صاحب بنفس نفیس نجیب آباد کے غریب احمدیوں کی فریاد کو سنیں گے اور وہاں کی مخالف پارٹی کو مناسب تنبیہ فرمائیں گے ۔ اگر ضرورت ہوئی تو اس معاملہ پر میں مزید قلم اٹھانے کو بھی طیار ہوں ۔ صاحب ضلع بجنور یہہ بھی خیال فرما سکتے ہیں کہ نجیب آباد کی احمدیوں کی جماعت بہت ہی کم ہے جو چند آدمیوں سے زیادہ نہیں اور وہاں کے مخالف مسلمان کثیر التعداد ہیں جو انہیں ہر طرح تکلیف و دکھ پہونچا سکتے ہیں پس اسکے لئے صاحب ضلع مقامی حکام کو مناسب ہدایات دیں گے تو اصلاح ہو سکتی ہے ۔ اور وہ طوفان بے تمیزی جو غریب احمدیوں کے خلاف برپا کیا گیا ہے دب سکتا ہے ۔

نجیب آباد کے مخالف مسلمانو! یاد رکھو تمہاری سختیاں اور دکھ اس جماعت کو پست ہمت نہ بنا سکیں گی ۔ وہ مومن ہیں ان باتوں سے گھبرائیں گے نہیں ۔ آخر تمہیں خود نہک کردہ جانا چاہیئے کیا تمہارے پاس دلائل کی کمی ہو گئی ہے اب ایذا رسانی ہی رہ گئی ہے ۔

مضطر صاحب کا قصیدہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شان میں

جناب منشی نعمت اللہ خان صاحب مضطر بدایوانی احمدی کو اخبار بدر کا کوئی گذشتہ نمبر جماعت احمدیہ سے انٹروڈیوس کرا چکا ہے - اونہوں نے نہایت عجلت اور پریشانی کی حالت میں آجکل ایک نظم لکھی وہ میری نظر سے بھی گذری میرا جی چاہا کہ دوسرے احمدی بھائی بھی اس سے لطف اُٹھائیں جو لوگ فن سخن سے مذاق رکھتے ہیں دیکھیں کہ شاعری کے کمالات گل و بلبل اور وصل و ہجر ہی کی داستانوں تک محدود نہیں ہیں بلکہ کوئی شخص جو فن شعر میں کچھ دستگاہ رکھتا ہو ضرور اخلاقی و مذہبی مضامین لکھ سکتا ہے اور دینی خدمات بآسانی بجا لا سکتا ہے باقی مضطر صاحب کی قادر الکلامی - خوبی بیان - سلاست زبان کی تعریف کی ضرورت نہیں ذیل کی نظم سب کچھ بتا دے گی -

ع حاجت مشاطہ نیست روئے دلارام را

ہم لوگوں کو جہال کی یورشوں اور یہاں کے طوفان بے تمیزی نے اس قابل بھی نہیں رکھا - کہ اطمینان سے بیٹھکر کچھ لکھ ہی سکیں - مگر تا کجے! انشاء اللہ تعالےٰ کامیابی و کامرانی ہمارا حصہ ہے - سب بھائی ہمارے لئے دعا کریں خدا ہمارا مددگار ہو اور ہمکو احمدیت کا کامل نمونہ بنائے - آمین - مضطر کی وہ نظم یعنی قصیدہ ذیل میں درج ہے -

راقم
عبد العلیم خاں احمدی از نجیب آباد

قصیدہ

[illegible] ہے مجھکو اوس شہ والا سے بیعت کا
[illegible] افلاک پر پڑھتے ہیں خطبہ جس کی نصرت کا
[illegible] زمانہ ہے زمانہ اس کا شاہد ہے
[illegible] آیا نہیں بعد نبی اس شان و شوکت کا
[illegible] مہدی برحق ہے مثیل ابن مریم ہے
رسول اللہ سے مژدہ سنا تھا جسکی بعثت کا
یہ وہ ہے رہبر کامل یہ وہ ہے ہادی مطلق
کہ اس سے راستہ ملتا ہے بھولوں کو ہدایت کا
جسے ہو جستجو حق کی اوسے مژدہ وہاں آئے
تماشا دیکھے آکر ظہور حق کی قدرت کا
بیاں ہیں خوبیاں اسلام کی اوس ذات اقدس سے
کوئی دن میں جہاں سے کوچ ہے اب شرک و بدعت کا
مٹاتا ہے دلوں سے کفر و ظلمت کی سیاہی کو
چکھاتا ہے مزا لوگوں کو ایمانی حلاوت کا

شریعت کا نبی پاک کی وہ ہی مجدد ہے
خدا نے سر پہ اُسکے تاج رکھا ہے امامت کا
نشاں تائید میں دکھلاتے ہیں ارض و سما کیا کیا
کلام پاک سے اثبات ہے اوسکی صداقت کا
اوسے بھیجا ہے خالق نے کہ تا مخلوق کو اوس کی
چلن سکھلائے وحدت کا طریقہ اوسکی طاعت کا
وہ طاعت میں خدا کی رات دن معروف رہتا ہے
مجھے ہے ناز دم بھرتا ہوں میں اوسکی اطاعت کا
مگر حیران ہوں جہال کی ایذا رسانی سے
کچھ حد سے بڑھ گیا ہے شور و شر اِنکی بغاوت کا

کوئی کافر سمجھتا ہے کوئی گمراہ کہتا ہے
سُنا ہے حال جب سے منکروں نے میری بیعت کا
سُنائیں گالیاں صدہا لگائیں تہمتیں کیا کیا
اُٹھا رکھا نہ کوئی بھی دقیقہ میری ذلت کا
بُرا کہنے میں مفسد رات دن مصروف رہتے ہیں
انھیں ہاتھ آگیا ہے مشغلہ میری مذمت کا
مجھے دیں گالیاں مجھکو کہیں تحقیر کے کلمے
مجھے منظور جو ہو مقتضا اون کی شرافت کا
بُرا کمبخت کیوں یہ حضرت اقدس کو کہتے ہیں
نہیں پہچانتے کیوں مرتبہ اون کی فضیلت کا
یہ ہو دینت میں حد سے بڑھ گئے ہیں - ایک دن آخر
خدا کے سامنے پھل پائینگے اپنی شرارت کا
خدا کے نیک بندوں کو بُرا کہتے ہیں یہ ظالم
نہ انکو خوف محشر کا نہ ہے خطرہ قیامت کا
جسے بھیجا گیا انپر انہوں نے اوسکو جھٹلایا
ہمیشہ سے یہی ہے خاصہ انکی طبیعت کا
بروز احمد مرسل ہے گویا خود ہی احمد ہے
مثیل مصطفےٰ کو ہے لقب زیبا نبوت کا
اگر احمد کو جھٹلایا تو جھٹلایا محمد کو
جو ہے منکر امامت کا وہ ہے منکر رسالت کا
سمجھ لیں [illegible] موذی یا در کھیں بچ نہیں سکتے
جواب ان سے خدا لے گا ضرور ان کی حماقت کا
مجھے رہ رہ کے انکے حال پر افسوس آتا ہے
بھریں دم مولویت کا عقیدہ رکھیں بدعت کا
مزا اک ایک کو اس بدزبانی کا چکھا دیتا
اگر ہوتا نہ مجھکو پاس حضرت کی نصیحت کا
وگرنہ یہ مخالف چیز کیا ان کی حقیقت کیا
ابھی شیرازہ انکی توڑ دیتا مولویت کا
مجھے سردار لشکر دین کا حق نے بنایا ہے
میں اک مرد بہادر فرد ہوں اوسکی جماعت کا
مری ہمت کے آگے زال و رستم چیز ہی کیا ہیں
فزوں تر مرتبہ ان سے کہیں ہے میری طاقت کا
ٹھہر جائے مرے آگے کہاں یہ تاب دشمن کو
نمونہ کوئی دکھلا دے ساجو دیکھے میری جرأت کا

مری دہشت سے تھر تھر کانپتے ہیں مدعی میرے
یہ اونپر رعب چھایا ہے مری تیغ شجاعت کا
ہے دیکھا بدر میں چیلنج سب نے بھائی اکبر کا
نہ آیا جوش میں کیوں مادہ کچھ انکی غیرت کا
جھجکتے کیوں ہیں منکر مرد بنکر سامنے آئیں
اگر کچھ حوصلہ رکھتے ہوں دل میں قابلیت کا
کسی کو پیٹھ پیچھے یوں بُرا کہنا جہالت ہے
نہیں شیوہ شرافت کا طریقہ ہے رزالت کا
خدایا تجھکو روشن ہے جو کچھ مجھپر گذرتی ہے
سُناؤں حال کیا جہال کے بغض و عداوت کا
خدایا تو نگہباں ہے خدایا تو محافظ ہے
خدایا آسرا ہے ہمکو بس تیری حمایت کا
خدایا باز یہ آتے نہیں بیہودہ گوئی سے
لحاظ انکو شرافت کا نہ انکو پاس عزت کا
خداوندا کہاں تک سختیاں جھیلوں مصائب کی
دکھا دے منتظر ہوں فیصلہ اپنی عدالت کا
امام پاک کے در پر نواب مضطر کو پہونچا دے
خداوندا بہت مشتاق ہوں اسکی زیارت کا

سوال کیا ابن مریم مراد مثیل ابن مریم ہے اور یہ کس طرح -

جواب ہاں ابن مریم سے مراد مثیل ابن مریم ہی ہے اسطرح کہ احادیث میں جیسے ابن مریم کی نسبت پیشگوئی کی ہے ایسے ہی مہدی کی نسبت بھی - اور جیسا ابن مریم حضرت عیسےٰ علیہ السلام کا نام ہے ایسا ہی مہدی حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وبارک وسلم کا اب مہدی کی آمد کی نسبت تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ مہدی سے مراد مثیل مہدی ہے نہ اصل مہدی جو بروز محمدؐ اور مظہر احمدؐ ہونے کیوجہ سے مہدی ہوگا اب تعجب ہے کہ مہدی سے تو خود بخود مثیل مہدی سمجھ لیا ہے مگر ابن مریم سے مراد مثیل ابن مریم کا مسئلہ سمجھ میں نہیں آتا -

اگر در خانہ کس است ہمیں نکتہ بس است

غلام رسول احمدی ساہیکے ضلع گوجرانوالہ

پیسہ اخبار کی اخبار نویسی کا معراج

پیسہ اخبار جھوٹی اور نمائشی شیخی میں بہت بڑھا ہوا ہے - اور اپنے ایڈیٹوریل سٹاف کی تعریفیں کرتے ہوئے اسے سانس چڑھ آیا کرتا ہے اسنے کئی مرتبہ اسکے ایڈیٹوریل سٹاف کی قابل شرم غلطیوں کو ظاہر کیا ہے - آج ایک اور مکرر غلطی دکھاتا ہوں جس سے یہ بھی معلوم ہو جاویگا کہ پیسہ اخبار کے دفتر میں خبریں کس محنت اور قابلیت سے لکھی جاتی ہیں - ۱۶ - جولائی سنہ ۱۹۰۶ء کے پ - ا - کے دوسرے کالم کی آخری خبر یہ ہے -

"مرزا صاحب قادیانی کے دوفرزند بشیر الدین محمود احمد آجکل لاہور آئے ہوئے ہیں مرزا صاحب کی بڑی بہو کے ہاں ہسپتال میں ایک بچہ پیدا ہوا تھا جسکی دہنی وہ علیل اور زیر علاج ہے مرزا جی کے دو نو لڑکے خوب چست و چالاک ہیں بڑا لڑکا باوجودیکہ صاحب اولاد ہے مگر معلوم ہوتا ہے کہ مڈل میں فیل ہو چکا ہے اگر مرزا جی کے بعد یہی لڑکے ان کے گدی کے وارث بنے تو خوب مذہب چلائیں گے "

ناظرین ذرا منشی محبوب عالم صاحب کی صحت معلومات اور قابلیت کی بھی داد دیں - وہ لاہور میں موجود ہیں انکے دفتر میں حضرت اقدس کا ایک خادم موجود ہے - پاس خواجہ صاحب کا دفتر ہے - الحکم اور بدر انکے دفتر میں جاتے ہیں لیکن وہ ایک معمولی واقعہ کو صحت سے نہیں لکھ سکتے - اور اسپر ولایت کے اخباروں پر جو ہندوستان یا انڈیا کے متعلق غلطی کریں ہنسی اڑایا کرتے ہیں - حالانکہ خاص لاہور کا واقعہ ہے معلوم ہوتا ہے کہ یہ خبر خود ایڈیٹر پیسہ اخبار کے گھر میں تراشی گئی ہے اور پیسہ اخبار آئندہ ریوٹر کی سی ایجنسی بھی قایم کرلے -

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بڑی بہو کے ہاں ہسپتال میں کوئی بچہ پیدا نہیں ہوا - بچہ قادیان میں پیدا ہوا تھا - اور بشیر الدین محمود احمد حضرت کے بڑے صاحبزادے کا پورا نام ہے - جسکو پیسہ اخبار اپنی معمولی قابلیت سے دو نام جداگانہ سمجھتا ہے - اور پھر لطف یہ کہ یہ ظاہر کرتا ہے کہ "دونو لڑکے خوب چست و چالاک ہیں" بتاتا ہے کہ اسنے گویا دونو کو دیکھا بھی ہے جو اصل میں ہوتے۔

میں نہیں سمجھتا کہ ایسی جھوٹی خبریں تراشنے سے مسٹر محبوب عالم کو فائدہ کیا ہے؟ آخر میں جو ریمارک صاحبزادہ صاحب کی قابلیت پر دیا ہے وہ اور بھی بیہودہ ہے - اگر ملک و قوم کی اصلاح کے لئے مڈل پاس کی شرط ہے تو پیسہ ایڈیٹر پیسہ اخبار کے نزدیک انبیاء و رسل کا سلسلہ محض ناقابل اطمینان ہوگا - کیونکہ انہوں نے پیسہ اخبار کی مجوزہ یونیورسٹی کا سارٹیفکیٹ حاصل نہیں کیا تھا - اور اگر اس سے یہ مراد ہے کہ پیسہ اخبار کے ایڈیٹر نے مڈل پاس کیا ہوا ہے تو بہت خوب میں انہیں مبارکباد دیتا ہوں - مگر وہ اپنی اولاد کی فکر کریں کیونکہ انکے قایم کردہ کارخانہ کے لئے شاید بہت بڑی قابلیت کی حاجت ہے +

صاحبزادہ صاحب یا حضرت اقدس کا کوئی اور بچہ جو موعود ہوگا اسکے لئے خدا تعالےٰ نے مڈل پاس کی شرط نہیں رکھی اور نہ انہیں ایسی ڈگریاں ہوتی ہیں - وہاں تو ایمان اور اعمال صالحہ اور معرفت حقہ کی حاجت ہے وہ خدا کے فضل سے صاحبزادہ صاحب کو پیسہ اخبار کے ایڈیٹر سے اتنی بڑھ کر ہے کہ وہ سکید چالکتے ہیں ورنہ تجربہ کرکے دیکھ لو - خدا تعالےٰ کی ہستی مسئلہ نبوت تقدیر - دوزخ بہشت پر پیسہ اخبار کا ایڈیٹر بھی مضمون لکھے اور صاحبزادہ صاحب بھی لکھیں پبلک اندازہ کرلے گی؟ اور اگر مڈل یا انٹرینس ہی کا مقابلہ ہے تو میں مان لیتا ہوں کہ وہ تو مسٹر محبوب عالم جتنا ہی نہیں پڑھے - اور نہ انکو اسکی ضرورت - بہرحال آئندہ مسٹر محبوب عالم ایسے بیہودہ ملوطے لکھکر اپنے اخبار کی وقعت کم نہ کیا کریں گے؟

ہشیار باش

کلمات طیبات حضرت امام الزمان سلمہ الرحمان

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

ان لوگوں کی زندگی سفلی ہوتی ہے یہہ دنیا اور اسکی گندگیوں کو چھوڑ کر الگ نہیں ہوتے انکے اعمال میں زندگی کی روح نہیں ہوتی۔ لیکن جب انسان اس سفلی زندگی سے نکل آتا ہے تو اس کے اعمال میں اخلاص ہوتا ہے وہ ہر قسم کی ناپاکیوں سے الگ ہو جاتا ہے۔ پھر اسے وہ قوت اور طاقت ملتی ہے کہ وہ شے اور امانت اللہ جسکو اٹھانا مشکل ہے وہ اٹھا لیتا ہے جسکی اطلاع فرشتوں کو بھی نہیں ہوتی۔ وہ بھی یہی نماز روزہ کرتے ہیں اور دنیا بھی بھی کرتی ہے مگر انکی نماز اور دنیا داروں کی نماز میں زمین اور آسمان کا فرق ہے۔ حضرت سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ بڑے مخلص اور شان کے لایق تھے۔ کیا ان کے عہد میں لوگ نماز روزہ نکرتے تھے؟ پھر ان کو سب پر سبقت اور فضیلت کیوں ہے؟ اس لئے کہ دوسروں میں وہ بات نہ تھی جو انمیں تھی یہہ ایک روح ہوتی ہے جب پیدا ہو جاتی ہے تو ایسے شخص کو اللہ تعالٰے اپنے برگزیدوں میں شامل کر لیتا ہے لیکن وہ ملعونی زندگی خدا کو منظور نہیں جو نماز روزہ کی حالت اور صورت میں ریاکاری اور تصنع سے آدمی بنا لیتا ہے۔ ایسے لوگوں میں زبان کی چالاکیاں اور نطق بڑہ جاتا ہے۔ خدا تعالٰے کو لاف گزاف پسند نہیں وہ ناراض ہو جاتا ہے اللہ تعالٰے کے نزدیک وہ نماز۔ روزہ اور زکوٰۃ وصدقات کسی وقعت اور قدر کے لایق نہیں جن میں اخلاص نہو بلکہ وہ لعنت ہیں یہہ اسی وقت بابرکت ہوتے ہیں جب دل اور زبان میں پوری صلح ہو۔

خوب یاد رکہو کہ اللہ تعالٰے کو کوئی دہوکا نہیں دے سکتا۔ وہ دل کے نہاں درنہاں اسرار سے واقف ہے۔ انسان جو محدود العلم ہے اور جس کی نظر وسیع نہیں ہے دہوکا کہا سکتا ہے۔ ہمارے دوست سیٹھ عبد الرحمان صاحب جو بڑے مخلص اور نیک آدمی ہیں۔ انہوں نے ایک مرتبہ ایک ہیرے کے متعلق ذکر کیا یا سیٹھ صاحب یہاں قادیان ہی میں میرے پاس موجود تھے ایک شخص کابل کی طرف کا رہنے والا چند ٹکڑے پتھر کے یہاں لایا اور ظاہر کیا کہ وہ ہیرے کے ٹکڑے ہیں۔ وہ پتھر بہت چمکیلے اور آبدار تھے سیٹھ صاحب کو وہ پسند آگئے اور وہ ان کی قیمت میں پانسو روپیہ دینے کو طیار ہو گئے اور پچیس روپیہ یا کچھہ کم وبیش ان کو دے بھی دیئے۔ پھر اتفاقاً مجہہ سے مشورہ کیا کہ میں نے یہہ سودا کیا ہے آپ کی کیا رائے ہے میں اگرچہ ان ہیروں کی اور اصلیت سے ناواقف تھا۔ لیکن روحانی ہیرے دنیا میں کمیاب ہوتے ہیں یعنے پاک حالت کے لوگ جن کے نام پر کئی جہوٹے پتھر یعنی مزور لوگ چمک دمک دکہا کر لوگوں کو تباہ کرتے ہیں۔ اس ہیر شناسی میں مجہے دخل تہا اسلئے میں نے اس جگہ پڑنا اور سیٹھ صاحب کو کہا کہ جو کچھہ آپنے دیا وہ تو واپس لینا مشکل ہے لیکن میری رائے ہے کہ پانسو روپیہ دینے سے پہلے کسی اچھے اور ذی ہوش جوہری کو یہہ پتھر دکہلا لینے چاہئیں۔ اگر درحقیقت ہیرے ہوئے تو روپیہ دیدینا چنانچہ وہ پتھر مدراس ایک جوہری کے شناخت کرنے کے لئے بھیجے گئے اور دریافت کیا گیا کہ ان کی کیا قیمت ہے وہاں سے جواب آیا کہ یہ نرے پتھر ہیں ہیرے نہیں ہیں اور اسطرح پر اس دہوکہ سے سیٹھ صاحب بچ گئے۔

غرض

بات یہہ ہے کہ جس طرح دنیوی امور میں دہوکے لگ جاتے ہیں اسی طرح پیران گدی نشینوں اور علماء کے دہوکے ہیں جو اس سلسلہ کی مخالفت میں مختلف قسم کی روکیں پیدا کرتے ہیں۔ بہت سے لوگ جو سادہ دل ہوتے ہیں اور ان کو پوری واقفیت اس سلسلہ کی نہیں ہوتی انکو دہوکہ لگ جاتا ہے اور وہ ناراستی کے دوست ہو جاتے ہیں۔ یہہ خدا تعالٰے کا فضل ہے تو انسان روحانی طور پر جوہر شناس ہو جائیں۔ بہت ہی کم ہیں جو اس سے حصہ لیتے ہیں یہ جوہر شناسی بڑی نعمت ہے

بہر حال

میرا مقصد اس سے یہہ ہے کہ نرا بدیوں سے بچنا کوئی کمال نہیں ہماری جماعت کو چاہئے کہ اسی پر بس نکریں نہیں بلکہ انہیں دونوں کمال حاصل کرنے کی سعی کرنی چاہئے جسکے لئے مجاہدہ اور دعا سے کام لیں یعنے بدیوں سے بچیں اور نیکیاں کریں۔ ہماری جماعت کو چاہئے کہ وہ خدا کو سادہ نہ سمجہ لے کہ وہ مکر وفریب میں آجائے گا۔ جو شخص سفلہ طبع ہو کر خدا تعالٰے کو دہوکہ دینا چاہتا ہے اور نیکی اور راستبازی کی چادر کے نیچے فریب کرتا ہے وہ یاد رکہے کہ خدا تعالٰے اسے اور بھی رسوا کرے گا۔

فی قلوبھم مرض فزادھم اللہ مرضا

ایسے ہی لوگوں کے لئے فرمایا ہے نفاق اور ریاکاری کی زندگی لعنتی زندگی ہے یہہ چھپ نہیں سکتی۔ آخر ظاہر ہو کر رہتی ہے اور پہر سخت ذلیل کرتی ہے۔

خدا تعالٰے کسی چیز کو چھپاتا نہیں نہ نیکی کو نہ بدی کو۔ سچے نکوکار اپنی نیکیوں کو چھپاتے ہیں۔ مگر خدا تعالٰے انہیں ظاہر کر دیتا ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جب حکم ہوا کہ تو پیغمبر ہو کر فرعون کے پاس جا تو انہوں نے عذر ہی کیا اس میں سر یہ تہا کہ جو لوگ خدا کے لئے پورا اخلاص رکہتے ہیں وہ نمود اور ریا سے بالکل پاک ہوتے ہیں سچے اخلاص کی یہی نشانی ہے کہ کبھی خیال نہ آوے کہ دنیا میں کیا کہتی ہے۔ جو شخص اپنے دل میں اس امر کا ذرا بھی شائبہ رکہتا ہے وہ بھی شرک کرتا ہے سچا مخلص اس امر کی پرواہی نہیں کرتا کہ دنیا اسے نیک کہتی ہے یا بد۔

میں نے تذکرۃ الاولیاء میں دیکہا ہے کہ ایک نیک آدمی جب چھپ کر مناجات کرتا ہے تو اسکی عجیب حالت ہوتی ہے وہ اپنے ان تعلقات کو جو خدا تعالٰے سے رکہتا ہے کبھی ظاہر کرنا نہیں چاہتا۔ اگر اس مناجات کے وقت اتفاق سے کوئی آدمی آجاوے تو وہ ایسا شرمندہ ہوتا ہے جیسے کوئی زناکار عین حالت زنا میں پکڑا جاوے۔ یہہ بالکل سچی بات ہے کہ ہر نیک آدمی جسکے دل میں اخلاص بھرا ہوا ہے وہ طبعاً اپنے آپ کو پردہ میں رکہنا چاہتا ہے ایسا کہ کوئی پاکدامن عورت بھی ایسا نہیں رکہتی یہہ امر ان کی فطرت ہی میں ہوتا ہے۔

یہہ مت سمجہو کہ انبیاء ورسل اپنے مبعوث ہونے کے لئے درخواست کرتے ہیں ہرگز نہیں وہ تو ایسی زندگی بسر کرنا چاہتے ہیں کہ بالکل گمنام رہیں اور کوئی ان کو نہ جانے مگر خدا تعالٰے زور سے انکو انکے حجروں سے باہر نکالتا ہے۔ ہر ایک نبی کی زندگی ایسی ہی تہی۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تو دنیا سے پوشیدہ رہنا چاہتے تہے یہی وجہ تہی جو وہ غار حرا میں چہپکر رہتے اور عبادت کرتے رہتے + انکو کبھی وہم بھی نہ آتا تہا۔ کہ وہ وہاں سے نکل کر کہیں

یایہا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا

آپ کا منشاء یہی تہا کہ پوشیدہ زندگی بسر کریں۔ مگر اللہ تعالٰے نے یہ نہ چاہا اور آپ کو مبعوث فرما کر باہر نکالا۔ اور یہ عادت اللہ ہے کہ جو کچھہ بننے کی آرزو کرتے ہیں وہ محروم رہتے ہیں اور جو چھپنا چاہتے ہیں انکو باہر نکالتا اور سب کچھہ بنا دیتا ہے۔

پس

یقیناً سمجہو کہ میں بھی تنہائی کی زندگی کو پسند کرتا ہوں وہ زمانہ جو مجہہ پر گذرا ہے اسکا خیال کرکے مجہے اب بھی لذت آتی ہے میں طبعاً خلوت پسند تہا۔ مگر خدا تعالٰے نے مجہے باہر نکالا۔ پہر اس حکم کو میں کیونکر رد کر سکتا تہا؟ میں اس نمود اور نمایش کا ہمیشہ دشمن رہا لیکن کیا کروں۔ جب اللہ تعالٰے نے یہی پسند کیا تو میں اس میں راضی ہوں۔ اور اسکے حکم سے منحرف ہونا کبھی پسند نہیں کر سکتا اسپر دنیا کے جوجی میں آئے کہے میں اسکی پروا نہیں کرتا۔

یہہ خوب سمجہ رکہو کہ سچے موحد وہی ہیں جو ندرہ بہر نیکی ظاہر نہیں کرتے اور نہ سچائی کے قبول کرنے میں دنیا سے ڈرتے ہیں اگر دنیا ان کے کسی فعل سے بدکتی ہے تو انہیں پروا نہیں ہوتی بعض کہتے ہیں کہ صحابہ منقدر مجاہدے کرتے تھے یا روزہ رکہتے تھے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے ایسا ثابت نہیں صحابہ میں سے بعض بعض قریب قریب رہبانیت کی زندگی کو پہونچ جاتے تھے اس سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے زیادہ (معاذ اللہ) بڑہے ہوئے تہے بلکہ اصل بات یہہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تو اللہ تعالٰے نے جبراً اور قہراً باہر نکالا تہا۔ آپ کی وہ عادت جو اخفا کی تہی دور نہ ہوئی تہی کسی کو کیا معلوم ہو کہ آپ پوشیدہ طور پر کس قدر مجاہدات اور عبادات میں مصروف رہتے تھے ایک مرتبہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی میرے گہر میں باری تہی رات کو جب میری آنکہ کہلی تو میں نے دیکہا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نہیں ہیں میں بہت حیران ہوئی اور آپ کو تلاش کیا جب کہیں پتہ نہ لگا تو آپ کو ایک قبرستان میں پایا کہ نہایت الحاح کیساتھ مناجات کر رہے تہے کہ اے میرے خدا میری روح میری جان میری ہڈیاں میرے بال بال نے تجہے سجدہ کیا۔

اب اگر عائشہ رضی اللہ عنہا کو اس معاملہ کی خبر نہ ہوتی تو کسکو معلوم ہوتا کہ آپ اپنے رب کے ساتہہ کیا معاملہ کر رہے ہیں۔ اسی طرح آپکے مجاہدات اور عبادات کا حال تہا۔ چونکہ اللہ تعالٰے ان لوگوں کی عادت میں رکہہ دیتا ہے کہ وہ اخفا کرتے ہیں اسلئے دنیا کو پورے حالات کی خبر بھی نہیں ہوتی وہ دنیا کے لئے تو کچہہ کرتے ہی نہیں جس سے معاملہ اور تعلق ہوتا ہے وہ ہر جگہ جانتا ہے۔ اور دیکہتا ہے۔ پس مومنوں کو بھی دو ہی قسم کی زندگی بسر کرنے کا حکم ہے سراً وعلانیۃً بعض نیکیاں ایسی ہیں کہ وہ علانیہ کیجاویں اور اس سے غرض یہ ہے کہ تاکہ اس کی وجہ سے دوسروں کو بھی تحریک ہو اور وہ بھی کریں۔ جماعت نماز علانیہ ہی ہے اور اس سے غرض یہی ہے کہ تا دوسروں کو بھی تحریک ہو اور وہ بھی پڑہیں۔ اور سراً اسلئے کہ مخلصین کی نشانی ہے جیسے تہجد کی نماز ہے۔ یہاں تک بھی سراً نیکی کرنے والے ہوتے ہیں کہ ایک ہاتہہ سے خیرات کرے۔ اور دوسرے کو علم نہ ہو۔ اس سے بڑہ کر اخلاص مند ملنا مشکل ہے۔ انسان میں یہ بھی ایک مرض ہے کہ وہ جو کچھہ خرچ کرتا ہے وہ چاہتا ہے کہ لوگ بھی اسے سمجہیں مگر میں خدا تعالٰے کا شکر کرتا ہوں کہ میری جماعت میں ایسے بھی لوگ ہیں جو بہت کچہہ خرچ کرتے ہیں۔ مگر اپنا نام تک ظاہر نہیں کرتے بعض آدمیوں نے مجہے کئی مرتبہ پارسل بہیجا ہے اور جب اسے کہولا ہے تو اندر سے سونے کا ٹکڑا نکلا ہے یا کوئی انگشتری نکلی ہے اور بہیجنے والے کا کوئی پتہ ہی نہیں۔ کسی انسان کے اندر اس مرتبہ اور مقام کا پیدا ہونا چہوٹی سی بات نہیں اور نہ ہر شخص کو یہہ مقام میسر آتا ہے یہ حالت اسوقت پیدا ہوتی ہے جب انسان کامل طور پر اللہ تعالٰے کے وجود اور اس کی صفات پر ایمان لاتا ہے اور اسکے ساتہہ اسے ایک صافی تعلق پیدا ہوتا ہے دنیا اور اسکی چیزیں اسکی نظر میں فنا ہو جاتی ہیں اور اہل دنیا کی تعریف یا مذمت کا اسے کوئی خیال ہی پیدا نہیں ہوتا اس مقام پر جب انسان پہونچتا ہے تو وہ خفا کو زیادہ پسند کرتا ہے اور تنہائی اور تخلیہ کو عزیز رکہتا ہے +

باقی آئندہ

اور جہاں پرشاد ہمارے سایہ سے بھی بھرشٹ اور ناقابل کہانیکے ہو جاتا ہے ہم اُنکے منھ کا نوالہ بھی نہیں چھوڑتے اور وہ غیرت مند ہمارا سایہ بھی پڑجاوے تو موتیوں کا کھانا بھی نہیں کہاتے۔

غیروں میں سے کوئی بھی ہماری شہادت اور گواہی بھی دینا حتی الامکان پسند نہیں کرتا لیکن ہم ہیں کہ قرآن اُٹھا اُٹھا کلمہ رٹ رٹ رات دن عدالتوں میں جا جا کر بہر بہر گواہیاں دے رہے ہیں۔ ہماری ایسی حالت کیوں ہوگئی ہے ہم ایسے کمزور اور ایسے بے غیرت کیوں ہوگئے ہیں۔ صرف اس واسطے کہ

لے یہ بات تذکرۃً آگئی ہے اس سے دوسرے فریق کی دل آزاری جاشا وکلا مراد نہیں جسطرح ہم نہیں کہہ سکتے کہ کیوں دوسرا فریق ہم سے اسقدر پرہیز کرتا ہے اسی طرح دوسرا فریق بھی یہ نہیں کہہ سکتا کہ ہم کیوں اپنے تئیں ایسا کرنے سے باز نہیں رکھتے ہیں مذہبی خیالات جُدا رکھکر اگر مساوات معاشرتی کے اعتبار سے دیکھا جاوے تو جب ایک فریق ہم سے اسقدر پرہیز کرتا ہے کہ ہمارا سایہ بھی اونکی ادنےٰ سی غذا کو خراب اور ناپاک کر دیتا ہے تو کیوں ہم اوس پر افسوس نکریں کہ ہم ان کے منہ کا نوالہ اور جہوٹا لقمہ بھی نہیں چھوڑتے اونکی وہ حمیت اور ہماری یہ غیرت اونکا وہ حوصلہ اور ہمارا یہ لالچ۔ اونکی وہ [illegible] بزدلانہ آزادی۔ انکی وہ سیر چشمی اور ہماری یہ کمینہ [illegible] [illegible] — [illegible] — [illegible] سے نقصان ایک مسلمان فقیر بھی غیر قوموں کا دروازہ خالی نہیں چھوڑتا مسکین فقیروں میں بھی دیگر قوموں کے گداگر غیرت کے مارے مسلمانوں کے گھروں پر نہیں آتے۔ اس سال کے ابتدائی فروری کا ذکر ہے کہ میرے مکان پر ایک ہندو لڑکا آیا اور یہ سوال کیا کہ پرمیشور کے نام کا کچھ بھوجن دلاؤ۔ میں نے اپنے نوکر سے کہا کہ اسے کچھ پیسے دو واقعی اسے کچھ ضرورت ہوگی کیونکہ اس قوم کے فقیر ہمارے گھروں پر بہت ہی کم آتے ہیں۔

واہ رے ہندو گداگر تیری غیرت۔ نوکر سے پوچھا کہ یہ کس کا گھر ہے ہندو کا ہے یا مسلمان کا۔ یہ دریافت کرکے کہ یہ ایک مسلمان کا گھر ہے ہندو سادہو نے کہا کہ میں یہ خیرات نہیں لینے کا میرے دہرم کو بٹہ لگتا ہے۔ جس قوم کے فقیروں اور گداگروں میں اتنی غیرت آگئی ہو وہ کیوں ترقی نکرے۔ عیب کردن لازم ہنرے باید۔ انکے یہاں مانگنا اور سوال کرنا بھی غیرت اور حمیت کے ساتھ ہے اور ہمارے یہاں مانگنا بھی بے حمیتی اور بے غیرتی سی ہے۔ ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا۔ ۱۲

سے اخلاقی جرأت اخلاقی قوت جاتی رہی ہے اخلاق کی تعلیم ہی نہیں دی جاتی اور نہ ہی اوس برکت سے آگاہ کیا جاتا ہے۔

قیامت کے دن سب سے پہلے علما کا وقت یہ سوال ہوگا اور واعظین مذہب سے پوچھا جاوےگا کہ ان بندگان خدا کے اخلاق کی اصلاح کیوں نہ کی انہیں کیوں اسقدر بے غیرت اور بے حمیت بنے دیا انہیں کیوں وہ باتیں ہونے دیں جن سے دین و دنیا کے کاموں سے گئے گذرے انہیں کیوں نیکی راہیں نہ دکہائیں اور کیوں انکی اخلاقی اصلاح نہ ہوئی ہماری اُمت کے علماء یاد رکھیں ان سوالات کا اب اون سے کوئی ہی نہ ہوسکے گا یہ سب بوجہ اونکی گردن پر ہے اوسدن یہ نہیں پوچھا جاویگا کہ کتنے مسلمانوں کیلئے کافر بنایا اور کتنوں کے کفر پر مہر ثبت کی یا کفر کے فتوے لکھے اور کتنوں کے واسطے بہشت دوزخ کی کنجیاں دیں کتنوں کو خارج از اسلام کیا۔

اے حامیان اسلام اور اے علماء امت خیرالانام وقت آگیا ہے کہ آپ کے طریق وعظ بدل دیئے جاویں اختلافی مسائل پر جو بحث ہو اُسکی ضرورت ہے نماز روزہ کے وعظ کرو بہشت کی امید اور دوزخ کا خوف دلاؤ لیکن مسلمانوں کے اخلاق بھی درست کرو۔

خواہ باہم اختلاف رکھو اور ایک فرقہ دوسرے پر بیشک فضیلت کا اظہار کرے لیکن ان مشترکہ مواعظ میں ایک دوسرے کی اعانت کرو۔ یاد رکھو اختلاف اُمم کبھی نہیں دور ہونیکا ایک فرقہ کی کوشش سے دوسرا فرقہ نہ ہی معدوم نہیں ہوسکتا نہ تو شیعہ سُنی کا استیصال کرسکتا ہے اور نہ سُنی شیعہ پر کامیاب ہوسکتا ہے جس فرقہ میں ذرا بھی صداقت ہے وہ ضرور قایم رہیگا۔

جس فرقہ میں قرآن۔ رسولؐ۔ خدا کی عزت کی جاتی ہے اور ان ارکان ثلاثہ پر دیگر مذہبیات کا مدار رکھا جاتا ہے وہ میں نہیں جانتا کیونکر معدوم ہوسکتا ہے اور کسطرح اسلام اسے اپنے دائرہ میں سے باہر نکال سکتا ہے۔

اب وقت آگیا ہے کہ مشترکہ خلوص اور مشترکہ اعتبار اور عقیدہ کی جہت سے ایک فرقہ دوسرے فرقہ کی مشترکہ اصول کیوجہ اصول کی وجہ سے عزت اور احترام کرے۔ تہذیب اور اخلاص سے ہر فرقہ اپنے بڑہنے کی کوشش کرسکتا ہے اور ہر مشرب کا فرض ہے کہ اپنے مشرب کا اعلان عام کرے۔

برودت حرارت کو نہیں سہ سکتی اور نہ حرارت برودت پر ایسا زور ڈال سکتی ہے ایک ہی جسم کے اندر اربعہ اخلاط صفرا۔ سودا۔ بلغم اور خون تولید پاتے ہیں۔ ایک خلط سے دوسرے خلط کی نفی نہیں ہوتی۔

مساوات سے چلو اور مساوات سے کام لو دنیا ایک میدان ہے اوس میں ہر قوت چلنے اور مشق کرنے کا حق رکھتی ہے۔

تعجب ہے کہ لوگ اربعہ اخلاط سے اپنا جسم تو قایم رکھتے ہیں لیکن چند فرقوں سے مذہبی جسم قایم نہیں رکھ سکتے۔ مسلمانوں میں تفریقی مادوں کی ترقی ہوتی جاتی ہے خواہ مخواہ کا بغض و حسد ترقی کر رہا ہے۔

حالانکہ ہم خوب جانتے ہیں جسکی قسمت میں بڑھنا اور ترقی پانا ہے وہ ہماری کوششوں سے رک نہیں سکتا اور اگر وہ سے ضائع ہوجانا ہے تو اوس کے حق میں کوئی کوشش مفید نہیں ہوسکتی۔

جب ہمیں دوسرے اور غیر فرقوں کے مقابلہ میں یہ تعلیم دی گئی ہے۔ کہ اون سے بہ نرمی مباحثہ اور مکالمہ کرو تو کیا باہمی مباحثت اور مکالمت کی نسبت الٰہی منشا یہ ہوسکتا ہے۔

کہ ہم پورے عناد اور بغض سے کام لیں ہرگز نہیں۔ ع این خیال است ومحال است وجنوں۔

مباحثہ بُرا نہیں مکابرہ اور مجادلہ بُرا ہے۔

ہر فرقہ کے بزرگ کا نام ادب اور تہذیب سے لو اور اوسکی عزت کرو صرف اسوجہ سے نہیں کہ وہ ایک فرقہ کا لیڈر ہے بلکہ اسوجہ سے بھی کہ اوسکی ذات میں کچھ نہ کچھ امتیاز اور خصوصیت ہے اور ایک گروہ اوسکی عزت اور اوس کا احترام کرتا ہے۔

اختلاف یہ بُرا نہیں ہوسکتا لیکن نفاق بُرا ہے حسن ظنی ایک عجیب نعمت ہے اس عمل سے اکثر خرخشے اور تنازعات خود بخود اُٹھ جاتے ہیں۔

(مرزا سلطان احمد)

شکر للہ میں زندہ ہوگیا

موت ایک ایسی شاہراہ ہے کہ امیر و اسیر و فقیر عالم و جاہل جوان بڈہے بچے سبکو گذرنا ضروری ہے اور فی الحقیقت اگر دنیا میں موت نہ ہوتی تو بھی موت کی ضرورت محسوس کیجاتی کیونکہ دنیا میں ہر ایک عمر کی بجائے خود جینا چاہتی ہے۔ اور دوسروں کو معدوم کرنا چاہتی ہے اسلئے اس نظام کو قایم کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ نے اپنی کامل حکمت سے موت کا نظام قایم فرمایا۔ پھر اگر موت نہ ہوتی تو شاید دینداروں اور خداپرستوں کی اُمیدیں پیاسی رہ جاتیں وہ روحانی ترقیاں جو انسان مرنے کے بعد کرتا ہے اسکے لئے وہ مشکلات میں پڑ جاتا بہرحال موت ایک خوفناک اور ڈراونی چیز نہیں جیسی کہ وہ سمجھی گئی ہے بلکہ کیلئے موت ایک خوشکن چیز ہے وہ ایک مرکب ہے جو یار کو یار کے پاس پہنچا دیتا ہے۔

میں اپنی بعض غلطیوں کی وجہ سے ۱۰۔ جولائی ۱۹۰۶ء کو سخت بیمار ہوگیا اور تپ محرقہ کی شکل میں مجھ پر حملہ آور ہوا۔ حد درجہ کا اضطراب کرب اور بے کلی مجھے دکھ دینے لگی۔ میرے متعلقین اور احباب کو تشویش پیدا ہوئی میں تحدیث بالنعمۃ کے طور پر عرض کرتا ہوں کہ اس حالت کرب و قلق میں مجھے مرنے کا کوئی بھی غم نہ تھا اور اس یقین پر کہ آخر ایک دن اس شاہراہ سے گذرنا ضروری ہے میں اپنے اندر آمادگی پاتا تھا۔ میری بیماری پھر اسکی صحت کی خبر و مطلقاً ہر چند معمولی بات ہے لیکن میں ... میں چونکہ خدا تعالیٰ کی قدرت کا ایک کرشمہ دیکھا ہے اسی کے اظہار کیلئے میرے دل میں ایک جوش ہے۔ دن کے ۱۲۔ بجے کے قریب میرے ایک مخلص بھائی میاں احمد نور کابلی میرے پاس آئے اور مجھے بیمار اور بیکل دیکھکر انہیں صدمہ ہوا۔ میں نے ان سے کہا کہ آپ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت حکیم الامۃ سے فقط دعا کیلئے عرض کردیں اور صرف یہ دعا کہ اگر میری موت اس وقت مقدر ہے تو وہ اسلام پر ہو اور حضرتؑ کے قدموں میں ہو اور قیامت کو آپ کی زمرہ میں حشر ہو۔ اور اگر ابھی میری زندگی مقدر ہے تو پھر کچھ خاص تبدیلی کی توفیق ملے اور خدمت اسلام کا خاص جوش دیا جاوے بس اس کے سوا اب کوئی آرزو نہیں۔ میں نہیں جانتا کہ وہ کیا تحریک تھی جسنے میرے محسن اور شفیق مخدوم حضرت حکیم الامۃ کو اُٹھایا وہ سخت دھوپ میں تنہا میرے پاس آئے اسوقت مجھے سخت کرب تھا اور بخار بہت شدید تھا میں نے زبانی بھی انسے یہی کہا۔ حکیم الامۃ دیگر دن جہکا کر بیٹھے اور پھر دیکھا کہ نہ مجھے بخار تہا نہ کرب۔ بخت در دسر۔ میں فرق نہیں کرسکتا کہ میرے اپنی حالت کے بیان کرنے اور اس حالت کے جاتے رہنے میں کسقدر وقفہ لگا۔ میرا دل حمد الٰہی سے بھر گیا اور مجھ پر شفاعت کا مسئلہ کھل گیا۔ مسیح تو مردے زندہ کرتا ہے تو اب اس کے ایک غلام کی توجہ اور اثر نظر نے مجھے زندہ کر دیا۔ اسوقت میرا بدن بالکل سرد تھا۔ اس حالت کو دیکھکر میرے دل میں عجیب عجیب خیالات پیدا ہوئے اور کچھ ایسا سرور آیا کہ میں بے اختیار ہوکر حمد الٰہی کرنے لگا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور آپکے بروز پر درود پڑہتا تھا جو لوگ گرد و پیش تھے وہ میری حالت کا اندازہ کر سکتے تھے یہانتک کہ شہر میں میرے مرجانے کی خبر ہی مشہور ہوچکی تھی اور مختلف طبقوں میں میری موت کے تذکرے ہونے لگے۔ لیکن خدا کا فضل ہے کہ میں گرکر زندہ ہوگیا جسکی آنکھیں تھیں انہوں نے دیکھے اور جسکے سننے کے کان ہوں وہ سنتے۔ شہر کے وہ لوگ جنہوں نے میری بیماری کی کیفیت سنی وہ شہادت دے سکتے ہیں کہ انہوں نے کیا سنا عجیب بات ہے کہ مجھے کبھی جلاب نہیں آیا حضرت حکیم الامۃ نے دو دن کی واقعہ شدہ قبض کیلئے ذرہ سالٹ شام کو تجویز کیا جسکی بہت ہی تہوڑی مقدار میں نے پی اور میرے دوستوں نے عرض کیا کہ اسکو جلاب نہیں آیا کرتا۔ حکیم الامۃ نے فرمایا تم دے تو دو۔ بہرحال مجھے فروٹ سالٹ دیا گیا اور عشا سے پہلے پہلے مجھے پانچ چھ اجابتیں اکٹھی ہوئیں اور ساری رات میں آرام سے سویا اور آج پہلی صبح کو میں تحدیث بالنعمۃ کے طور پر یہ چند سطریں لکھ رہا ہوں۔ آخر میں اپنے ان تمام بھائیوں کا شکر گذار ہوں اللہ تعالیٰ انہیں بہت بہت جزا دے جنہوں نے دعا سے میری مدد کی میں یقیناً سمجھتا ہوں کہ جیسے یہ بیماری میرے لئے ایمانی حالت کے بڑہنے کا موجب ہوئی ہے اور میں نے خدا تعالیٰ کی عجیب قدرتوں کا معائنہ کیا ویسے ہی ان لوگوں نے جنہوں نے دعا سے میری مدد کی انہوں نے اس موقع پر دیکھا کہ دعائیں کسطرح قبول ہوتی ہیں وہ بیمار جسکے لئے حاذق طبیب کی حالت کے لحاظ کر یہ رائے ہو کہ وہ رات نہیں نکال سکتا سو وہ صبح کو محض خدا ہی کے فضل سے ان دعاؤں کے طفیل جو اسکے لئے اسکے محسن آقا امام اور آپکے خدام نے کیں

خاکسار ... ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء - والحمد للہ علیٰ ذالک - (ایڈیٹر)

ایک نو مسلم کا لیکچر

[۹ جون ۱۹۱۵ء کو بعد عصر شیخ محمد یوسف صاحب نو مسلم نے مندرجہ ذیل لیکچر بڑے زور سے پڑھا۔ ایڈیٹر]

معزز حاضرین آپ میں کوئی کلام نہیں کہ انسان کو خداوند کریم نے اشرف المخلوقات پیدا کیا ہے مگر جو فطرتی کمزوری انسان کے گلے کا ہار ہو گئی ہے وہ ذرا بھی آگے نہیں بڑھنے دیتی۔ انسان تو چاہتا ہے کہ میں آگے بڑھوں یہاں تک کہ الٰہی قرب حاصل کر سکوں۔ اسلئے انسان کو ہمیشہ محتاط رہنا چاہئے کہ ایسی کمزوریوں سے ہر وقت بچتا رہے۔ جب سے میں نے ہوش سنبھالا ہے اور انسانیت کا جامہ پہنا ہے۔ مجھے یہی دھن رہی ہے کہ کسی طرح سے ست مارگ یعنی صراط مستقیم کا پتہ ملے۔ چنانچہ میری اس جستجو کا یہ نتیجہ ہوا کہ بہت گڑھوں سے نکل کر باہر آیا۔ اور گڑھے بھی اسقدر عمیق تھے کہ جن سے نکلنا محال تھا مگر فضل الٰہی میرے شامل حال تھا۔ مجھکو ان گڑھوں سے ایسا نکالا جیسے چاہ سے یوسفؑ۔ خدا کی قدرت شاید اسی وجہ سے میرا نام بھی یوسف ہی رکھا گیا۔ پہلا گڑھا آریوں کا تھا اور خوب غور و خوض کیا گیا۔ لیکن انکی تعلیم اسقدر پایہ تہذیب سے گری ہوئی تھی جسے میں کہہ سکتا ہوں کہ کوئی خاندانی اور مہذب آدمی اسے ہرگز ہرگز قبول نہیں کرے گا۔ بلکہ نفرت کی نگاہ سے دیکھکر کوسوں دور رہا کریگا۔ اول ان کی ویدک تعلیم میں سے ایک مسئلہ نیوگ کا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس کے بانی نے آریوں کو [illegible] بے ننگی کا سبق دیا۔ اور پانڈوا اور کوروں کی شاخ مہاتموں اور رشیوں کیلئے ایک ایسی سڑک بنا دی جس سے انکی خواہش تھی کہ کوئی شخص بھی اس دنیا سے پاک اور بے ارث نہ جاوے مختصر یہ کہ ایک چھلکے کی بنا ڈالدی سارے ہی تعلیم تھی جس نے کھیوں اور برہمنوں اور اردڑوں وغیرہ کی خانگی زندگی پر اپنا اثر ڈالا۔ اور ایسی بے شرم زندگی کو پاک اور [illegible] سمجھا گیا۔ مگر باقاعدہ شادی یا دواہ کی ضرورت نہیں اور آپس میں یہ بھی کوئی قید نہیں کہ مرد کا بیاہا عورت اور عورت کا بیاہا مرد ہونا ضروری ہے۔ بلکہ جب کبھی عشق جوش مارے اور قوت شہوانی غالب ہو۔ تو مرد با عورت اور عورت با مرد بلا تمیز ہم بستر ہو سکتے ہیں۔ واہ رے دیانند تیرا برہم چریہ ؎

جستجو سے تیری وحشت کا چلن ثابت ہوا
بیہودہ باتوں سے تیرا دیوانہ پن ثابت ہوا
آجتک وید سے پہ جسکے تھا مدارِ زندگی
دل نے محرومی وہی پیماں شکن ثابت ہوا
نیوگ کا دلدادہ نکلا زاہد صورت پرست
شیخ جسکو سمجھے ہوئے تھے برہمن ثابت ہوا

انشاء اللہ صاحبان ویدک کی حقیقت کیطرف توجہ مبذول فرماویں۔ سری گنیش ایتہ [illegible] منتر سام وید [illegible]

منتروں میں پہلی آواز [illegible] شروع ہوتا ہے۔ [illegible] کے ہر ایک بید [illegible] شروع میں آتا ہے۔ [illegible] گنیش دیوتا کو سلام گویا بسم اللہ [illegible] یہی ہے۔ لیے مسٹر جی تو اگر آریہ دھرم سچا ہوتا۔ اور وید ایشور کا کلام ہوتا۔ تو یہ پرمیشور کے نام سے شروع کرتا نہ گنیش دیوتا کے نام سے۔ اگر وہ پرمیشور کا نام ہے تو وہ کس نے رکھا ہے۔ اور معلوم ہوا کہ اس سے نشانی ان سے دیوتا افضل ہے۔ کہ وہ اسکے نام سے ویدوں کو شروع کرتا ہے۔ اور خلقت بھی پرمیشور کے نام و نشان کو ابتدا میں اسکو یاد کرتی ہے۔ دوئم۔ اوم پرماتما اینہ یعنے پرماتما کو سلام۔ اگر پرماتما ایشور کا نام ہے۔ اور تمام آتما اسی سے نکلی ہیں تو معلوم ہوا کہ پرمیشور روحوں کا چشمہ ہے۔ اسی وجہ سے اسکو جگت آتما کہتے ہیں۔ پھر کہاں رہی ایشور کی فضیلت اور پرماتما سے اگر کوئی بڑی ارواح مراد ہے تو ایشور ہے (۳) یہہ سام وید کا پہلا منتر ہے سوامی دیانند نے ترجمہ کیا ہے کہ ہے اگنی تم گیان سروپ ہو میں تمہاری تعریف کرتا ہوں۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ وید کا کرتا کوئی سر دہت ہے پرمیشور نہیں۔ کیونکہ یہ اگر خدا کا کلام ہوتا کہ میں اگنی کی تعریف کرتا ہوں ایسا نہ ہوتا۔ بلکہ اگنی وغیرہ پرمیشور کے لئے سب تعریفیں ہیں ایسا ہوتا۔ پہر رگ وید کی پہلی منڈلی ہو مکا ستائیس تیرہواں منتر ہے۔ دہرم مہاوانوں نے اس کا ترجمہ کیا ہے کہ بڑے دیوتاؤں کو سلام چھوٹے دیوتاؤں کو سلام بڈھے دیوتوں کو سلام۔ [illegible] پرمیشور کا کلام نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ وہ بھول چوک سے پاک ہے۔ اور اس کی ذات کے سوا کوئی پوجا جانیکے لائق نہیں وہ خود معبود ہے دیوتاؤں وغیرہ کا پجاری نہیں ہو سکتا۔ یہ وید کے کرتا کی لیاقت کا سراسر نقصان ہے کہ وہ بڑے اور چھوٹے اور سب کو سلام ہی کر گذرا۔ مگر یہ نہ بتلایا کہ جسکو میں سلام کرتا ہوں۔ کہ وہ دیوتا ہیں یا پرمیشور یا حیوان یا بندے ہیں اور حسب منشاء سوامی دیانند سرستی۔ اسکے معنے یہ ہوئے۔ بڑے پرمیشوروں کو سلام چھوٹے پرمیشوروں کو سلام نوجوان پرمیشوروں کو سلام اور ہم سب پرمیشوروں کو حتی المقدور سلام کرتے ہیں واہ رے دیانند تیری پہرتی رن اندھیر نگری سے تنگ ہو کر جب میں نے پہر حق کے لئے جستجو کی تو سکہوں کے گڑھے میں پھنس گیا۔ اور آدگرنتھ صاحب کو اول تا آخر خوب غور اور خوض کے ساتھ پڑھا۔ تو اسکو اسلامی تعلیم سے بھرپور پایا سو چند شلوک باوا نانک صاحب کے بطور نمونہ کے ہدیہ ناظرین کرتا ہوں شلوک ۲۶۴ صفحہ آدگرنتھ ؎

اول اللہ نور اپایا قدرت کے سب بندے
اک نور تھیں سب جگ اپجیا کون بھلے کون مندے

پہلے خدا تعالٰی نے ایک نور پیدا کر کے اس نور سے تمام کائنات کو پیدا کیا پس پیدائش کی رو سے تمام اعلیٰ

دوری ہیں جس سے صاف ظاہر ہو تا باوا صاحب آواگون (تناسخ) کے ہرگز ہرگز قائل تھے۔ دوئم صفحہ ۶۷۵ آدگرنتھ وید پڑھت ہوئے چاروں وید کہانی۔ سادھو کی مہما وید نہ جانیں برہما بھی وید پڑھ کر مر گیا اور حیات جاودانی نہ کر سکا۔ چاروں وید سراسر کہانی اور باوا نہیں۔ پہر باوا نانک صاحب فرماتے ہیں۔ "تلنگ صفحہ ۷۲۵ کے ہندو ولیہان اور مسلمان کانا دو بیہوں جگی سیانا" اس سے یہ مقصود نہیں کہ مسلمان درحقیقت شناخت سے کالے تھے نہیں نہیں ہرگز ہرگز نہیں جس زمانہ میں باوا صاحب پیدا ہوئے تھے وہ فیج اعوج کا زمانہ تھا اس سے مقصود یہ ہے کہ اس گئے گذرے وقت میں بھی جبکہ مسلمان رسم عادت کے طور پر مسلمان تھے۔ اور اسلام کی حقیقت ان میں پائی جاتی تھی تاہم اس گئے گذرے وقت میں بھی مسلمانوں کیطرح خدا کی شناخت سے بالکل اندھے نہ تھے۔ اور یہاں لاگی سے مسلمان صوفی فقیر مراد ہیں۔ آہا۔ اس جگہ باوا صاحب کیسے صاف لفظوں میں اسلام کی شہادت دیتے ہیں۔ فرماتے ہیں ؎

اک کلمہ یاد کر اور دنیا کہیں بات + نفس ہوائی رکو دین تس سے ہوئیں مات
(لام) لعنت بر سر تنہاں جو ترک نماز کریں + تھوڑا بہت کھٹا ہتھوں ہتھ گویں

یعنی ان لوگوں پر لعنت ہے جو نماز کو ترک کریں جنہوں نے تھوڑا بہت عمل کیا ہے اسکو دست بدست ضائع کیا ہائے افسوس مگر معلوم نہیں کہ سکھ صاحبان باوجود سمجھنے کے نہیں سمجھتے اور باوجود دیکھنے کی نہیں دیکھتے اور باوجود سننے کے نہیں سنتے مگر اس میں بیچارے بہولے بہالے کہوں کیسے [illegible] گلیں اوسی نال اٹھ چلے" سو ہمارے سکھ بھائیوں کا حال ہے کیونکہ بعد میں باوا گوبند سنگھ صاحب نے اس تعلیم کو دوسرے پہلو میں بدل دیا۔ اور میں ایک شلوک باوا نانک جی کا اور ایک باوا گوبند سنگھ جی کا بر سے مقابلہ بطور نمونہ کے ہدیہ ناظرین کرتا ہوں۔ اور آدگرنتھ میں صفحہ ۴۵ باوا نانک جی توحید کی کیا خوشبو دیتے ہیں۔ شلوک۔ "دوہ کا ہے سمرے جمے نے مرجائے سمبر دنا نکا جو جل تھل رہے سما + مگر ساتھ ہی آدگرنتھ میں اسی صفحہ پہ گورو گوبند سنگھ صاحب کس دشمنی سے باوا نانک جی کی توحید کی مخالفت کرتے ہیں سو فرماتے ہیں۔ شلوک اکال پرکہ کی حکم سے تبھی چلاؤ سے پنتھ + سب سکھوں کو حکم ہے گرو مانیو گرنتھ۔ اور پہر باوا نانک جی آدگرنتھ صفحہ ۹۷۲ میں فرماتے ہیں۔ ایک بہگت بہگوان جہیں پرانی کی نا ہیں من جیسے سو کر سوان نانک جانو تاہیں تن + یعنے جس انسان کے دل میں خدا کی محبت نہیں وہ انسان سور اور کتے سے بھی بدتر ہے مگر ہائے تعصب تیرا ستیاناس ہو۔ یہ اس گورو کا حکم ہے جسکے چیلوں کا یہ من بہاتا کہا جا ہے جسکو باوا صاحب نے تمام روئے زمین کی چیزوں سے نکمّا شمار کیا ہے۔ ابھی سکھ صاحبان انصاف اپنے ہی اوپر چھوڑتے ہیں اور صرف دس منٹ کیلئے تعصب ہو کر اور خدا کو حاضر ناظر جانکر پیر و انصاف خود ہی نتیجہ نکالیں کہ جو باوا گوبند سنگھ جی نے آپ لوگوں کے دلوں میں ایک تنا فساد اور منافقانہ جوش پیدا کر دیا ہے وہ کہانتک تمہاری نجات پاکی کا موجب ہو سکتا ہے ؎

سو جگیے خوب باب اے میرے عزیزو جاگو + قافلے والے گئے دور ذرا تو جاگو
ہکا افسوس نہیں چلتا جو تھک کر رہ جاؤ + حیف اے نیر زدہ راحیل جو اٹکا پہر پر
تاک پھر تاب تواں تم میں نہیں کیا باقی + ہائے کیا سے ڈالکے ڈیرے کو
اٹھ کے بیٹھو کہ تمہیں دور بہت جانا ہے + رات تھوڑی ہے

پس اس سے صاف ظاہر ہے کہ جسوقت باوا نانک جی نے اسلام کی شہادت دی تو اس میں کوئی کلام نہیں۔ کہ اگر کوئی سچا مذہب دنیا میں ہے تو اسلام ہی ہے پس جس نے خدا کو دھرم کو بھی سلام کیا۔ آج فقط اسلام ہی صفحہ ہستی پر اندرونی اور بیرونی خوبیوں کے ایک ایسا مستقل اور زندہ مذہب ہے جو اپنے صادق من اللہ ہونے پر بڑے بڑے واضح اور قاطع دلائل پیش کر کے متلاشی حق کو معقول طور پر تسلی اور اطمینان کرا سکتا ہے۔ اور ذات باری تعالیٰ کو واجب الوجود اور واجب العبادت ثابت کر کے اس قرابت پیدا کرنیکے ڈھنگ اور اسکے نتائج سے طالب صادق کو پورے طور پر تسلی دیتا ہے۔ بالخصوص ہن حالات میں جبکہ نادان آریہ کا ویدی ایشور جو بزعم انکے نہ خالق نہ مخلوق (نعوذ باللہ) انکے درمیان کو تخت پرمیشور ہے میں امید کرتا ہوں۔ کہ اگر یہ مسیح سے زندگی مانگنے والے اور ہمارے ہوم کی بجائے جو صبح و شام مردہ انسانوں سے سہارا تا چاہنے والے صرف دس منٹ کیلئے یکسو پاتی (بے تعصب ہو کر) اور خدا کو حاضر ناظر جانکر اسلامی نماز کے ساتھ ہی جو اللہ کے نام سے شروع ہو کر اللہ کے نام پر ہی ختم ہوتی ہے۔ اور موحد کو کم از کم فی یوم پانچ وقت دربار باری تعالیٰ میں حاضر کرکے عرض معروض پیش کرنیکا موقع دیتی ہے۔ اپنی عبادت کا مقابلہ کریں تو میں گمان نہیں کر سکتا کہ وہ حقائق پسند اور انصاف پرست دل جسمیں روز ازل سے توحید کا تخم بویا گیا ہے بعد کبھی بھی قرآنی تعلیم سے استغنا اختیار کر سکیں۔

معزز ناظرین! ہر ایک سمجھدار دل اس کا اندازہ لگا سکتا ہے کہ مذہب کا تبدیل کرنا کچھ آسانات نہیں۔ اسکے ثبوت میں یہ کہہ دینا ہی کافی ہوگا کہ اپنے پیارے مہربان والدین بھائیوں اور بہنوں اور دیگر رشتہ داروں سے کس چیز نے چھڑایا گھر سے نکالکر غیروں کے دربدر کس چیز نے پھرایا والدین کی ناز و نعمت کو ترک کرایا اور غیروں کے جور و ستم کس نے سکھائے۔ وہ کونسے بے بہا جواہرات تھے جسکی طمع میں والدین کی دردانگیز آہوں کی کچھ پرواہ نہ کی گئی۔ وہ کونسا پیارا خزانہ تھا جسکے عوض غیروں کی گالیاں اور طعن و تشنیع بسر و چشم منظور کئے گئے۔ وہ کونسا اسے کا رتن تھا جسکی خاطر جو نہایت پیارے تھے وہ نہایت خطرناک دشمن بن گئے صرف صراط مستقیم۔ یعنی (کیول ست مارگ کی خاطر) مگر معلوم اسکو ہوتا ہے جسکے دل میں گزرتی ہے اوروں کے لئے تو کہانی ہوتی ہے۔ نیز ہم نے پہلے تمام نفع نقصان کا تخمینہ لگا لیا تھا اور بعد میں حلقہ اسلام میں پاؤں رکھا تھا۔ اب تو یہ حالت ہے ؎

بیٹھے ہیں تیرے در پہ تو کچھ کر کے اٹھینگے
یا وصل ہی ہو جائیگا یا مر کے اٹھینگے

آخر الذکر میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ ویسے تو باوا صاحب کی تعلیم سے میری پوری پوری تسلی ہو گئی تھی مگر ماسٹر عبد الرحمٰن صاحب نو مسلم کی کتاب ختیار الاسلام نے ٹھیک میرے لئے سونے پر سہاگے کا کام دیا۔ اور بہت سے نازک وقتوں میں جو کہ گاہے گاہے سکھوں اور آریوں کی کیا مشکل تر رہے میرے لئے ایک پورے پورے رہبر کا کام دیا۔ کیونکہ ماسٹر صاحب نے اس کتاب میں انکے تانے بانے کو ادھیڑ کر ایک ایسی آگ لگا دی ہے

متفرق نوٹ

معذرت

ناظرین الحکم کسی دوسری جگہ میری بیماری اور اس سے بفضل الہٰی بچ جانے کا ذکر پڑھیں گے اسکے بعد مجھے حاجت نہیں کہ اس امر کا ذکر کروں کہ کیوں اس ہفتہ کا اخبار ۸ صفحہ کا شائع ہوتا ہے۔

بیماری کا سبق

انسان جہاں اپنی بیماری سے اپنی کمزوری اور بیکسی کو محسوس کرتا ہے وہاں اسے اللہ تعالےٰ کی حی لا یموت ہستی پر بھی ایک لذیذ اور جدید ایمان پیدا ہو سکتا ہے بشرطیکہ سعید ہو وہ دیکھتا ہے کہ کس طرح پر ایک تندرست چست و چالاک تنومند انسان ایسی آب و ہوا میں رہتا ہوا جہاں وہ ہر روز رہتا ہے اور انہیں خوردنی و نوشیدنی اشیاء کو استعمال کرتا ہوا جو ہر روز کھاتا پیتا رہتا ہے یکدم گر جاتا ہے اور وہی اشیاء اسکے لئے زہر کا کام دینے لگتی ہیں۔ جن چیزوں کو لذیذ سمجھتا تھا وہ اسے ایسا نفور ہوتا ہے کہ نام تک لینا نہیں چاہتا۔

اللہ اللہ!! عجیب انقلاب ہے۔ پھر خدا کا فضل دستگیری کرتا ہے تو گم شدہ صحت کو واپس پا لیتا ہے۔ یہ ضروری ہے کہ بیمار کو اگر اسے یہاں صحت جانے دیا جاوے اور وقت دیا جاوے جہاں تک ممکن ہو تعلقات عامہ کا سلسلہ کم ہو تا کہ ہر وقت کے مختلف حزنوں کا شکار رہنا پڑے سب سے ضروری اور اہم یہ ہے کہ خدا تعالےٰ کے ساتھ معاملات صافی ہوں وہی ہر وقت کام آ سکتا ہے وہی ہے جس کا حکم آسمانوں اور زمینوں میں ہے۔ میں اس نتیجہ پہ پہونچا ہوں۔ ناظرین سے التماس ہے کہ وہ میرے لئے دعا کریں کہ میں اس نتیجہ کو دل میں جگہ دیکر عمل کی توفیق پانے والا ٹھیروں۔

ناظرین الحکم کی مجھ سے ہمدردی

باوجودیکہ میں نے کسی دوست کو اطلاع نہیں دی اور نہ گذشتہ اخبار میں اس کا ذکر ہوا۔ بعض احباب کو میری بیماری کی اطلاع ہو گئی۔ جنہوں نے خطوط سے گذر کر تار سے کام لیا۔ اللہ تعالےٰ انہیں جزائے خیر دے۔ سب کا جواب یہی ہے میں الحمد للہ اب اچھا ہوں گو طبیعت پوری صاف نہیں ہوئی۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

اسی بیماری کے اثناء میں مجھے اپنے ایک محترم اور مکرم دوست کی اہلیہ محترمہ کے انتقال کی خبر پہونچی ہے۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

یہ واجب الاحترام دوست خلیفہ فضل حسین صاحب سپرنٹنڈنٹ ڈاکخانجات گجرات ڈویژن ہیں جو عرصہ تک امرتسر میں سپرنٹنڈنٹ رہ چکے ہیں اور جن کے عہد میں امرتسر ڈویژن کا نہایت ہی بگڑا ہوا انتظام درست ہوا۔ اور جنکی مہربانیوں کے لئے قادیانی پبلک خصوصیت سے شکرگذار ہے اگرچہ ڈویژن بھر میں انکی قابل قدر اصلاحوں کا شور پڑا ہوا تھا۔ مگر چشم حسد نے انہیں امرتسر سے لائل پور اور وہاں سے گجرات لا ڈالا۔ گجرات والے خوش نصیب ہیں۔

خلیفہ فضل حسین صاحب احمدی نہیں مگر میں بڑی خوشی سے ظاہر کرتا ہوں کہ کبھی ایک لفظ بھی سلسلہ عالیہ کے خلاف میں نے ان کے منہ سے نہیں سنا۔ وہ ہمارے واجب الاحترام بزرگوں کا ادب کرتے ہیں۔ اسلام کی حمیت اور حمایت کا انہیں بہ حیثیت مسلمان ہونے کے جوش ہے اور اسی وجہ سے حمایت اسلام کے کالج میں معقول چندہ دیتے رہے ہیں اشاعت اسلام کا بھی جوش ہے۔ قرآن مجید کے انگریزی ترجمہ کے لئے معقول رقم دینے کا وعدہ کیا ہوا ہے۔ ہمارا انگریزی رسالہ ہمیشہ شوق سے پڑھتے ہیں۔ بہرحال ایک نیک دل اور سلیم مزاج مسلمان ہیں ان کی اہلیہ عرصہ سے بیمار رہتی تھیں [illegible] آخر وہ محترم خاتون اس دنیا سے رخصت ہوئی۔ میں تنہا ہی خلیفہ صاحب کے اس غم میں انکا شریک نہیں بلکہ خلیفہ صاحب کی ذاتی خوبیوں اور حسن اخلاق کی وجہ سے ایک کثیر التعداد مخلوق انکے ساتھ شریک درد ہے اللہ تعالےٰ انہیں صبر عطا فرمائے اور مرحومہ کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ آمین۔

اِذَا لَمْ تَسْتَحْیِ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ

جب انسان حیا و شرم کا جامہ چاک کر لیتا ہے تو پھر اسے کچھ محسوس نہیں ہوتا کہ میں کیا کہتا ہوں اور کیا کرتا ہوں۔ یہی حال ہمارے مخالف آریہ اخبار پرکاش کا ہے وہ ۱۰ جولائی کے پرچہ میں لکھتا ہے:۔ "کہ ۳۰ جون کے الحکم سے پتہ لگتا ہے کہ مرزا صاحب کو اس ہفتہ میں کوئی الہام نہیں ہوا۔ جسکی وجہ یہ ہے کہ وہ بیمار رہے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ مرزا صاحب کی بیماری میں مرزا صاحب کا اللہ میاں بھی ان کی تیمارداری میں ہی مصروف رہتا ہے۔"

یہ ہنسی اور مذاق خدا تعالےٰ سے مہجوری کے سبب سے ہے۔ ایک آریہ جو ساری عمر گتے کے بننے سے [illegible] ہی نہیں پا سکتا خدا تعالےٰ اور اسکی تیمارداری کی حقیقت کو کیونکر سمجھ سکتا ہے وہ تو ہنسی سے یہ بات کہتا ہے لیکن ہم ایمان رکھتے ہیں کہ خدا تعالےٰ کا جو تعلق اپنے مرسلین سے ہوتا ہے وہ کسی حالت میں انہیں نہیں چھوڑتا۔ وہ شخص جو معرفت کے اس کوچہ سے نابلد اور ابدی محروم ہیں اس راز کو سمجھ ہی نہیں سکتے۔ اسلئے خدا کا برگزیدہ کہتا ہے ؎

راز محبت من اد فاش گر شد کر
ہر عالم و فقیہہ شدے ہم چو چاکرم

جاپان میں اشاعت اسلام

حضرت اقدسؑ کو جب سے ایک مشرقی طاقت والا الہام ہوا ہے جاپان پر ہماری نظر ہے جاپان میں اشاعت اسلام کا سوال اسلامی دنیا میں بڑی دلچسپی حاصل کر چکا ہے اس صورت میں مندرجہ ذیل چٹھی جو ایک فاضل جاپانی صاموکورا ایڈیٹر "جے جو بان" اور انجمن مباحث دینیہ کے میر منشی کی ہے نہایت دلچسپی سے پڑھی جاوے گی جو اسنے پروفیسر اسماعیل بک غصپرنسکی نامور روسی اسلامی اخبار "ترجمان" کے ایڈیٹر و مہتمم کو ایک خط بھیجا ہے۔ جس میں دو روسی عالموں کو اس جاپانی مذہبی کانفرنس میں شرکت کی دعوت دی ہے۔ جو ان دنوں ٹوکیو میں [illegible]

از دفتر اخبار جے جو بان۔ ٹوکیو ۲۴۔ اپریل ۱۹۰۶ء

میرے محترم ہمعصر اور معظم دوست مہتمم اخبار ترجمان سلمہٗ میں رسالہ مطبوعات الزمان فرانسیسی میں اس بات کو دیکھا ہے کہ آپ چوبیس سال سے شہر باغچہ سرائے میں ایک دینی اسلامی اخبار نکال رہے ہیں۔ اس لئے مجھکو خیال ہوا کہ یہ نیاز نامہ آپ کی خدمت عالی میں پیش کروں۔ اور میں آپ کی تضیع اوقات کی معافی مانگتا ہوں۔

والعذر عند کرام الناس مقبول

میں آپ کو یہ خط اسلئے لکھتا ہوں کہ آپ کو جاپانی قوم کا موجودہ اقوام عالم میں بحیثیت مدنیت۔ حضارت اور ترقی کے پسماندہ ہونا معلوم ہوگا۔ اور اسی لئے ہم اپنے ملک کی ہر ایک خرابی دور کرنے اور اوس میں زندگی کی روح پھونکنے کی ہر طرح کوشش کر رہے ہیں آپ پر یہ بھی مخفی نہ رہے کہ اس غرض سے جو کوششیں کی گئیں۔ انہوں نے قوم کو ترقی کی شاہراہ پر ڈال دیا ہے۔ لیکن ابھی اس کو انتظام ملک کے اصول۔ اشاعت تجارت و دستکاری کی ترقی اور ترتیب فوج وغیرہ سے بہت کم حصہ ملا ہے۔ اور ہم اس مادی ترقی ہی پہ بس کرنا نہیں چاہتے۔ جو ہم کو حاصل ہو چکی ہے۔ اگرچہ وہ بھی کم ہے۔ بلکہ ہم چاہتے ہیں کہ اوس پہ ایک روحانی ترقی کا بھی اضافہ کریں۔ اور یہ بات بجز اس کے کسی اور طریق سے حاصل نہیں ہو سکتی کہ حقیقی معلم اخلاق یعنی مذہب کی تعلیم پر عمل کیا جائے جو عمدہ عادتوں کا سرچشمہ اور فلسفہ عقلی کی خرابیاں دور کرنیکا ذریعہ ہے چنانچہ اسی وجہ سے ہماری جاپانی قوم اس مسئلہ پر بہت توجہ رکھتی ہے۔ ہم نے ٹوکیو میں ایک عظیم الشان مجلس تحقیق مذاہب اور اُن کی جانچ اور تفتیش کے لئے کئی سال ہوئے قایم کی تھی۔ اب وہ انجمن نشو و نما پاکر بڑی ہو گئی ہے اور اوس کے ممبروں میں ہمارے بڑے بڑے فاضل علماء اور اہل الرائے اشخاص شامل ہو گئے ہیں۔ اور قوم نے اس انجمن کو ذمہ دار بنایا ہے کہ وہ فلسفہ عقلی کے ذریعہ سے تمام دنیا کے مذاہب کی جانچ پڑتال کر کے انکا ایک علمی طریقے پر قوم کے روبرو پیش کرے۔

ہم نے اس کانفرنس میں رومن کیتھولک۔ پروٹسٹنٹ اور یہودیوں کے نامور علماء کو دعوت شرکت دی ہے اور دنیا کے تمام ملکوں سے مذاہب کے قایم مقام ہمارے یہاں آ رہے ہیں +

اور چونکہ دین اسلام روئے زمین کا ایک بڑا دین ہے اور اوس کی تاریخ ترقی کے حالات سے بھری پڑی ہے۔ اس لئے ہمارا مقصد ہے کہ مسلمان علماء بھی اس کانفرنس میں شریک ہوکر اُسے حقایق و فلسفہ قرآن کریم سے مطلع کریں اور وطنی زبان سے اپنے مذہب کو [illegible] اعلان اپنے اخبار میں مسلمان علماء کی دعوت کے لئے [illegible] فرماویں گے۔

"ہمیں امید ہے کہ روس کے معزز عالموں میں سے ایک یا دو فاضل شخص جاپانی کانفرنس مذاہب منعقدہ ٹوکیو دار السلطنت جاپان کو اپنی شرکت سے عزت بخشیں گے۔ تاکہ وہ کانفرنس کے سامنے اسلام کی حقیقت ظاہر کریں۔ انجمن اُن عالموں کو درجہ اول کے مصارف سفر دیگی۔ اور پندرہ روبل (تقریباً ۴۰ روپے) روزانہ مصارف خوراک وغیرہ کے لئے۔ البتہ یہ شرط کی جاتی ہے کہ ادھر آنے والے علماء حسب ذیل علوم میں مہارت رکھتے ہوں:۔

علوم دینیہ۔ عربی زبان دانی۔ فلسفہ قدیم و جدید کے ماہر ہونے کے علاوہ اُن کو نصاریٰ یہود اور دیگر مذاہب کے علماء سے بحث و مناظرہ کرنے پر پوری قدرت ہونی چاہئے اور فرانسیسی یا انگریزی زبانوں سے کوئی ایک زبان بھی اُن کو آتی ہو۔ اگر علمائے کرام ہماری دعوت قبول کریں۔ تو اُن کو لازم ہے کہ پہلے اخبار ترجمان کے دفتر سے خط و کتابت کریں جس کے بعد بذریعہ جاپانی سفیر مقیم سینٹ پیٹرزبرگ اُن کے ساتھ معاملات طے ہونگے۔ صاموکورا۔"

موسم گرما کا
خاص تحفہ
لاجواب مرکب
وغیرہ وغیرہ کا
مفرح دلکشا
حسب ذیل ہے
قیمت
مفرح دلکشا
المشتہر
حکیم محمد حسین قریشی
مفرح عنبری و مفرح دلکشا
کارخانہ رفیق الصحت
لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۷

فہرست مضامین

چہ گویم بانو گرآئی چہا در قادیان بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے عہ (۲) خواص و معاونین سے عللہ (۳) ہندوستان کو باہر سے لئے (۴) غیر مذاہب والوں سے عہ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپے سے کم آمدنی والے لوگوں سے عہ

نمبر ۲۶ | قادیان دار الامان سہ شنبہ ۲۴ جولائی ۱۹۰۶ء مطابق یکم جمادی الثانی ۱۳۲۴ھ | جلد (۱۰)

کچھ اپنی نسبت

یہ ہے کہ سر پرستان الحکم کو یہ عادت ہوگئی ہے کہ جب تک میں انہیں اخبار کی بہتری اور توسیع اشاعت کیطرف توجہ نہ دلاؤں وہ متوجہ نہیں ہوتے اور سال میں ایک دو مرتبہ اس فریاد و پکار کی ہی ضرورت پڑتی ہے اخبار کی عمدگی اسکی بر وقت اشاعت اسکی کتابت - چھپوائی کاغذ اور دوسرے مراتب کا انحصار ہے - کارخانہ کی مالی حالت کے اطمینان بخش ہونے پر - اور یہ منحصر ہے اخبار کی کثرت اشاعت اور اس کے خریداروں کے بر وقت چندہ ادا کرنے پر - جب تک یہ باتیں نہ ہوں اسوقت تک ... مہتمم اخبار کے ضروری اخراجات کی فکر میں سرگرداں رہے یا اسکی خوبیوں کے بڑھانے کی فکر میں۔

مذہبی اور قومی اخباروں کے لئے اور بھی مشکلات ہوتے ہیں اسلئے کہ وہ ایک خاص دائرہ اور حلقہ کے اندر محدود ہوتے ہیں انکا موضوع خاص اور انکا مقصد مقرر - ایسی حالت میں اگر وہ قوم یا فرقہ جسکا کہ وہ اخبار ہے اس کی طرف پوری توجہ نہ کرے تو اس کی زندگی اور ... کا سوال پیش آجاتا ہے۔

خدمت قوم کی اس سے ہو سکتی ہے کرتا آیا ہے اور جب تک اللہ تعالےٰ چاہے گا کرتا رہیگا - مگر میں یہ افسوس سے ظاہر کرتا ہوں کہ کوئی سال الحکم پر ایسا نہیں گذرا کہ اسکے بقایا داروں کی فہرست میں ایک معقول رقم درج نہ ہو - اگر بقایا داران کی شکایت کی جاوے تو پھر یہ الزام قایم کیا جاتا ہے کہ قوم کو بدنام کرتا ہے - اور اگر اپنے آپ کو بقایا داران کے رحم پر چھوڑ دوں تو وہ پروا نہیں کرتے زبانی اگر پوچھا جاوے تو اخبار اور اس کے ایڈیٹر کی اسقدر تعریفیں کریں گے کہ حد نہیں لیکن جب ادائے قیمت کا سوال آتا ہے تو ...

سخن درین است

سمجھکر خاموش ہو رہتے ہیں اسوقت تک ابتدائے اخبار کی تاریخ سے لیکر کوئی تین ہزار روپیہ سے زاید کارخانہ کا بقایا ہے - اس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ کن مشکلات میں سے مجھے گذرنا پڑتا ہے - اگر خدا تعالےٰ کا فضل دستگیری اور پردہ پوشی نہ کرے تو کئی مرتبہ اخبار بند ہو گیا ہوتا۔

اس لمبے عرصہ کے تجربہ نے مجھے اس نتیجہ پر پہونچایا ہے کہ آیندہ بلا وجہ معقول کبھی کسی کے نام اخبار بدون وصول قیمت پیشگی جاری نہ کیا جاوے اسلئے سر پرستان الحکم ... مشکلات سر پرستان الحکم کی توجہ کو خصوصیت سے مبذول کرانا چاہتے ہیں - وہ الحکم کے لئے جدید خریدار بہم پہونچائیں کارخانہ الحکم کی کتابوں کے نکلوانے کی سعی کریں - اپنی واجب الادا قیمت بھیجیں - اور دوسروں سے بھجوائیں سودیشی تحریک کی وجہ سے کاغذ گراں ہو گیا ہے اور گراں ہی نہیں کمیاب ہو گیا ہے میں نے پچھلے دنوں چند احباب کو خاص طور پر متوجہ کیا تھا کہ اگر وہ اس وقت مدد دیں تو ایک معقول ذخیرہ کاغذ کا کسی ولایتی کارخانہ سے خرید لیا جاوے مگر چند کے سوا متوجہ ہی نہ ہوئے اسوقت ۲۲×۲۹ کا سفید کاغذ بہت ہی کمیاب ہے اسلئے جس طرح سے ہوگا کام چلایا جائیگا - اور اگر کسی قسم کا کاغذ بھی اس سائیز کا نہ ملا - تو میں تبدیل تقطیع پر مجبور ہوں گا - بہر حال میری اس سرگذشت کے بیان کرنے کی غرض یہ ہے کہ

وہ احباب اپنے فرض کو سوچیں جنکے ذمہ مطبع کا بقایا چلا آتا ہے اور پھر وہ اسپر مزید ظلم یہ کرتے ہیں کہ قیمت طلب پیکٹ واپس کرکے دوہرا نقصان پہونچاتے ہیں وہ

سہے - ۳۱ جولائی ۱۹۰۶ء کا پرچہ ایسے **بقایا داران کے نام وی پی کیا جاویگا - اگر اس مرتبہ بھی واپس کیا تو پھر پرچہ بند کرکے بزرگان ملت کیماسطے بقایا وصول کر لیا جاویگا۔**

والسلام
خاکسار یعقوب علی ایڈیٹر و مالک الحکم قادیان

اطلاع

اکثر بھائی ایڈیٹر الحکم کو خرید مکانات کے متعلق لکھتے ہیں انہیں واضح رہے کہ حضرت اقدس علیہ السلام کے مکان کے ارد گرد کوئی مکان سر دست فروختنی موجود نہیں - البتہ یہ تجویز ہے کہ باہر زمین کا ایک وسیع قطعہ خرید کر مکانات بنائے جاویں - پس جو بھائی ایسا کرنا چاہیں وہ اطلاع دیں۔

ڈاکٹر عبد الحکیم خان کے نام کھلا خط

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ

جناب ڈاکٹر عبد الحکیم خان صاحب

السلام علینا وعلیٰ عباد اللہ الصالحین

آپ کی عجیب در عجیب تصنیفات سے آپ کی تلون مزاجی ظاہر ہے آپ کبھی کچھ کہتے ہیں اور کبھی کچھ۔ ذکر الحکیم علٰے دعوے اور تفسیر القرآن میں کچھ لکھا ہے۔ اور ذکر الحکیم ۲ آجکل کے اخبارات میں کچھ لکھ رہے ہیں۔

ایک طرف حضرت مرزا صاحب کی تصدیق میں آپ نے وہ وہ زور لگایا ہے کہ قرآن شریف اور حدیث شریف اور اقوال اولیاء کرام سے آپ کے مسیح موعود اور مہدی مسعود ہونے کا پورا پورا ثبوت دیدیا۔ اور اپنے تفسیر القرآن بالقرآن کو جناب ممدوح کے انفاس مبارکہ کا طفیل قرار دیا۔ اسوقت دین محمدی کا قیام اور تمام دینوں پر اسلام کے فتح اسی امام آخر الزمان علیہ السلام کے ہاتھ سے ہونا قبول کیا۔ اور آپنے سچے دل اور پورے اطمینان سے قبول کیا کہ یہہ ہی مسیح موعود اور مہدی مسعود ہے۔ آپ نے حضرت مرزا صاحب کے مریدوں کو نیک اور مثیل صحابہ اور لما یلحقوا بہم کا مصداق قرار دیا اور یہہ بھی لکھا کہ مرزا صاحب کے مرید کثرت سے صاحب الہام ہیں اور مسیح موعود کا حلیہ جو حدیث شریف میں ہے۔ آپ نے مان لیا کہ یہی حلیہ حضرت مرزا صاحب کا ہے ضمیمہ انجام آتھم میں جو فہرست مریدان حضرت مرزا صاحب ہے حدیث شریف ایک زبردست پیشینگوئی کا پورا ہونا تسلیم کیا۔ مہمانوں کی دعوت، دینی خدمات اور خیرات میں ہزاروں روپیہ کا صرف ہونا اور اسکا کوئی حساب کتاب نہ ہونا مطابق حدیث مان کر آپنے تصدیق کی اس صدی کے مجدد اور امام آخر الزمان کو آپنے گذشتہ تیرہ صدیوں کے مجددوں اور اولیاء کرام سے فضیلت دی اور اس فضیلت کو آپ نے قرآن اور حدیث سے ثابت کردیا۔ اس امام آخر الزماں کی تدابیر اشاعت اسلام کو تدابیر حسنہ لکھا اور پھر آپ نے لکھا کہ (مرزا صاحب کو دعوی الہام کرتے ہوئے پچیس سال سے زیادہ عرصہ ہو چکا جو زمانہ نبوت محمدی سے زیادہ ہے آیات قرآنی و توراتی کے مطابق چاہئے تھا کہ اگر آپ جھوٹے ہوتے تو ابتک آپ اور آپکے مرید برباد ہو جاتے آپکی کوئی پیشین گوئی سچی ثابت نہ ہوتی آپ پر ذلت اور مصیبت روز بروز زیادہ ہوتی اور انسان آپ کو بچا نہ سکتا مگر ایسا نہیں ہوا بلکہ آپکی عزت اور قبولیت روز بروز زیادہ ہے آپکے مخالف برباد ہو رہے ہیں اور ہو رہے ہیں اور اونکے مخالف ذلت و مصیبت اٹھاتے ہیں قریب ہے کہ عالم کا عالم آپکی طرف جھک جائے چاندگرہن اور سورج گرہن مطابق پیش گوئی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم رمضان شریف میں ہونے دیکھ لیا اور مان لیا کہ یہ آسمانی شہادت حضرت ... آپکی سچائی کی ہے۔ قادیان کو جائے نزول مسیح موعود آپنے مانا اور حدیث شریف سے اسکا ثبوت پیش کیا۔ ایک جگہ آپنے لکھا کہ چنانچہ اس زمانہ میں ایسا ہی ہوا کہ مسیح و مہدی موعود عین اپنے وقت پر حضرت ختم المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم کے ثبوت کے مطابق ظہور پذیر ہوا جسنے اسلام کے ہزار ہا روایتی اور رواجی غلطیوں کی اصلاح کی جسکی ساتھ ایک نور ہدایت ہے جس سے ہزار ہا قابل لوگ شب و روز فیضان حاصل کر رہے ہیں اوسکی مدد پر اللہ تعالے ہے الٰہی انعامات بارش کیطرح اوسپر برستے رہتے ہیں رویائے صادقہ مکاشفات۔ الہامات قبولیت دعا اور بہشتی زندگی کے آثار اپنے ساتھ رکھتا ہے جو روز روشن کیطرح نمایاں ہیں..... وہ کون ہے؟ مرزا غلام احمد قادیانی اللہ کا سلام اور اوسکے فرشتوں کا سلام اوسپر ہو یہہ اپنے وقت کا عیسیٰ اور مہدی ہے وہی عیسےٰ اور مہدی جسکی نسبت خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم نے پیشین گوئی فرمائی تھی جسقدر شریروں کی طرف سے مخالفت زیادہ ہوتی گئی اوسیقدر اوسکی عزت زیادہ ہوتی گئی اور قریب ہے کہ ایک عالم کا عالم بڑی زور اور خلوص کے ساتھ اوسکی طرف جھک جائے کیونکہ اللہ تعالے اوسکا والی اور حامی ہے ہر وقت غیبی تائیدات اور بشارات اوسکے شامل حال ہیں)

دوسری طرف آپ اس زمانہ کے مولویوں کو بدکار۔ بے دین اور بے راہ محض اسواسطے قرار دیتے ہیں کہ اونہوں نے حضرت مرزا صاحب مسیح موعود علیہ السلام کی تکذیب اور تکفیر کی اور جناب مسیح کے نہ ماننے والوں کو اور آپ کے تکذیب کرنیوالوں کو مغضوب علیہم اور الضالین قرار دیا۔ کہیں اون کو ... کہیں جگہ لے ایمان۔ کہیں یہودی۔ کہیں متکبر اور ایک جگہ آپنے لکھا ہے (مولویو کاش تم میں کوئی ذرہ ایمان یا عمل کا ہوتا جسکی وجہ سے اللہ کی محبت رحمت اور ہدایت تمہاری شامل حال ہوتی تمکو وہ نور باطنی مل جاتا جسکا مومن کے واسطے وعدہ دیا گیا ہے تمہیں وہ کان اور آنکھ مل جاتی جو اہل اللہ کے واسطے مخصوص اور جن سے شریر و بدکار لوگ محروم ہیں۔ تب تم اس مہدی اور مسیح کو پہچان کر اوسکی غلامی کو غنیمت سمجھتے) کہیں آپ نے اس زمانہ کے مولویوں کو قیاسات کے بندے اور شیطان کے ہم قرین تحریر کیا ہے ایک جگہ آپنے لکھا ہے (اگر کسی برگزیدہ بندہ کو مورد انعامات دیکھیں مثلاً صاحب الہامات مکاشفات رویائے صادقہ۔ تائید غیبی وغیرہ تو اوسپر تمسخر کرتے یا اوسکی تکذیب و تکفیر کرتے ہیں یا اون انعامات کو ہی ایک تصنع یا جھوٹ سمجھتے ہیں اور وہ لوگ پورثابت شدہ خیالات اور اعتقادات کے خلاف حضرت مرزا صاحب مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپکے خادمان کی نسبت ایسے ایسے الفاظ لکھتے ہیں کہ نقل سے بھی دل ڈرتا ہے۔ اوس امام آخر الزمان علیہ السلام کو جسکی صداقت کو آپ ... ثابت کرچکے ہیں آج آپ کے خیال میں اوس میں اسقدر عیب ہیں کہ شاید کسی انسان میں مجموعی طور پر اسقدر عیب ہوں گے۔ اون لوگوں نے جنہوں نے حضرت مرزا صاحب سے وحدانیت کا سبق سیکھا اور جو آپکے سابقہ خیال اور اعتقادات کے مطابق صاحب الہام تھے اور پیشین گوئیاں اونسے ظہور میں آتی تھیں اب آپ کے موجودہ خیال کے مطابق اونسے بڑھکر کوئی مشرک نہیں۔ یہ مظلوم فرقہ جسپر اندرونی اور بیرونی حملے ہوتے ہیں اور طرح طرح سے اونکو تکلیف دی جاتی ہے اونکی تکفیر و تکذیب کیجاتی ہے طرح طرح کے ناموں سے اون کو بدنام کیا جاتا ہے۔ بڑی سے بڑی تہمت اونپر لگانا ثواب سمجھا جاتا ہے۔ اون کی مخالفت میں جھوٹ بولنا جائز رکھا گیا ہے اون کے مالوں کو لوٹنا شیر مادر سمجھا گیا ہے اور اون کو واجب القتل ٹھہرایا گیا ہے۔ اور کوشش کی جاتی ہے کہ اون کو اس دنیا سے معدوم کردیں مگر یہ نہیں سمجھتے کہ انسان کی طاقت سے بڑھکر ایک اور طاقت ہے جو اون کو ہر ایک مصیبت اور ذلت سے بچاتی ہے۔ اور عزت دیتی ہے اور مخالفوں کو ذلیل اور رسوا کرتی ہے خدا تعالے اون کا حامی اور مددگار رہے۔

حضرت مرزا صاحب کے مرید مرزا صاحب کی کیوں تعظیم اور عزت کرتے ہیں اور کیوں ہر وقت آپکا ذکر خیر رکھتے ہیں؟ اسواسطے کہ وہ خدا تعالے کے مرسل اور مامور ہیں اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق اور آپکے جانشین اور آپ کی پیشین گوئی کے مطابق اون کا نزول۔ آپنے یہہ سب کچھ پہلے ہی کہا اور مان لیا ہے مگر اب آپ حضرت مرزا صاحب سے وہ منوانا چاہتے ہیں جسکا اسلام میں نام نہیں اور یہہ ہی باعث مخالفت ہوا اور پھر اسقدر مخالفت کہ کوئی تہمت جو انسان کے خیال میں بھی آسکتی ہے اوسکا متہم مرزا صاحب کو قرار دیا اور بدگوئی اور بدنامی سے ذرا پرواہ نکی۔ اسپر ہم اپنی طرف سے کچھ کہنا پسند نہیں کرتے بلکہ آپ کا فتوےٰ جو آپ نے حضرت مرزا صاحب کے مخالفین اور مکفرین پر دیا ہے آپ کے روبرو پیش کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ خدا تعالے آپکو آنکھیں دے اور راہ ہدایت بخشے اور اوس حجاب کو دور کرے جو اس زمانہ میں آپ کے آنکھوں کے سامنے آگیا ہے۔

مرزا صاحب مامور اور مرسل من اللہ ہیں اور اس زمانہ کے مجدد اور امام ہیں خدا تعالےٰ کی طرف سے اشاعت اسلام کے واسطے مقرر ہیں جسکو خدا تعالےٰ سے اشاعت اسلام کرتا ہے اس زمانہ کے لوگ چاہتے ہیں کہ ہماری رائے اور مشورہ بھی لیا جاوے اور جو کچھ ہم رائے دیں اوسکی تعمیل ہو۔ وہ انسان جو خدا تعالے کے ساتھ ہم کلامی کا فخر رکھتا ہے جسکو خدا تعالے مشورہ دیتا ہے وہ اس دنیا کے لوگوں کے مشورہ اور رائے کی کیا پرواہ کرسکتا ہے۔ گورنمنٹ کے ججوں کو کوئی کسی مقدمہ میں مشورہ نہیں دے سکتا۔ فریقین اثبات دعوے اور جواب دعوے میں ہر طرح کوشش کرتے ہیں۔ اور دلائل پیش کرتے ہیں قانون اور فیصلہ جات پیش کرتے ہیں مگر جج جب فیصلہ کرتا ہے کوئی چون نہیں کرسکتا۔ قانون کا جو مطلب جج نے سمجھا وہ فریقین کو قبول اور منظور کرنا پڑتا ہے۔ پھر خدا تعالے کے مقرر کردہ حکم کو کون مشورہ دے سکتا ہے۔ وہ خدا تعالےٰ کی طرف سے اس زمانہ کے لوگوں کے درمیان حکم ہے۔ پس اب جو حکم وہ دیتا ہے وہ قابل تسلیم ہے یہہ بات صاف ہے۔ کہ اوسکا حکم خدا تعالے کے قرآن کے مخالف نہیں ہوسکتا کہ وہ اوسکی طرف سے مامور ہے وہ ہرگز خدا تعالے کے قانون سے باہر نہیں جاسکتا۔

ایسی حالت میں میں آپ کی تصنیفات اپنے پاس رکھنا نہیں چاہتا اسلئے کتب ذیل جو اسوقت میرے پاس موجود ہیں اور جو وقتاً فوقتاً آپسے خریدی ہیں بذریعہ پارسل واپس کرتا ہوں۔ **تفسیر القرآن مجلد عہ/ ذکر الحکیم ۲ رسالہ اعضاء مخصوصہ ۸/**

کل قیمت ان کتابوں کی للعہ ہے اگر آپ قیمت واپس کرنا نہ چاہیں اور واپس نکرنا دیانتداری سمجھیں تو آپکو اختیار ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر آپ براہین احمدیہ کے متعلق اعتراض کرتے ہیں۔ حالانکہ جناب موصوف نے بذریعہ اشتہار شائع کردیا تھا کہ جو شخص براہین احمدیہ نہ رکھنا چاہے یا اوسکو کسی قسم کا اعتراض ہو تو قیمت واپس لے سکتا ہے چنانچہ میں نے اور میرے کپورتھلہ کے کئی دوستوں نے بہت سے نسخے براہین احمدیہ کے ایسے لوگوں سے آن کی قیمت دیکر واپس لئے اگرچہ یہ اعتراض آپ کا نہیں ہے اور نہ مخالفین اسوقت یہ اعتراض کرتے ہیں۔ بلکہ یہ اعتراض اوسوقت سے بھی پہلے کا ہے جبکہ آپ نے تفسیر لکھی اور حضرت مرزا صاحب کے دعوے کی تصدیق کی اور مخالفین اور معترضین کو گمراہ اور بے دین قرار دیا۔ فقط

عاجز حبیب الرحمان از موضع حاجی پور ڈاکخانہ پھگواڑہ

۱۴۔ جولائی ۱۹۰۶ء

انی مھین من اراد اھانتک

خدا تعالےٰ کے وعدے سچے اور اسکی باتیں ہمیشہ پوری ہوکر رہتی ہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو جب یہ الہام ہوا ہے اسکی سچائی اور صداقت کو بیسیوں مرتبہ ہم نے دیکھا ہے اور ہماری آنکھوں کے سامنے وہ لوگ اسی رنگ میں ذلیل ہوئے ہیں جس رنگ میں انہوں نے حضرت مسیح موعودؑ کی اہانت اور ذلت کا ارادہ کیا ہے۔

الحکم نے اپنی کسی گذشتہ اشاعت میں ڈاکٹر عبد الحکیم خان مرتد کے متعلق بعض تحریریں شائع کی تھیں جن میں کسی ایک کا جواب بھی ڈاکٹر صاحب یا انکے مخلص دوست نہیں دے سکے۔

پہلے دورہ میں جو ڈاکٹر صاحب نے لاہور اور امرتسر کا کیا انہیں جو کامیابی ہوئی ہے وہ خود اور انکا دل جانتا ہے۔ دوبارہ پھر اسی مہینہ میں انہوں نے لاہور اور امرتسر کا دورہ کیا اور اس غرض سے **المسیح الدجال** نام ایک رسالہ بھی چھاپ کر فروخت کیا اور لاہور اور امرتسر میں لیکچر بھی دئیے۔ لیکچر کا مضمون کیا تھا؟ وہی جو انکے پیش رو اور امام عرصہ سے سناتے چلے آئے ہیں اور جن اعتراضوں پر الحکم کی گذشتہ اشاعت میں ایک اعتراض بھی کیا تھا۔ کوئی نئی بات اور نیا اعتراض وہ پبلک کے سامنے پیش نہیں کرسکے البتہ امرتسر کے جلسہ کی تقریب پر انکے پیر و مرشد مولوی ثناء اللہ صاحب نے جو تقریر کی وہ اس قابل ہے کہ اسپر رائے زنی کی جاوے۔ اس تقریر کو پڑھ کر مولوی ثناء اللہ صاحب کی **قابلیت اور حدیث** دانی کا راز بالکل فاش ہوجاتا ہے اور انکی مولویت کی شفیقت طشت از بام۔

مولوی ثناء اللہ صاحب کی تقریر کا خلاصہ کہو یا لب لباب انکے ایڈیکانگ منشی محمد دین صاحب سکرٹری انجمن نامہ [illegible] نے یوں بیان کیا ہے۔

آپ کے لیکچر کے بعد مولوی ثناء اللہ صاحب نے بیان کیا کہ مرزا صاحب کہا کرتے ہیں کہ میری نبوت کی منہاج نبوۃ پر جانچو۔ لیجئے ہم جانچتے ہیں۔ بخاری کی حدیث ہے کہ ہرقل شاہ روم نے کفار مکہ سے سوال کیا تہا کہ

ھل یرتد احد منھم سخطۃ لدینہ

یعنی کوئی شخص (اس نبی علیہ السلام) پر ایمان لاکر اسکے دین کو ناپسند سمجھ کر مرتد بھی ہوتا ہے؟ جواب ملا کہ نہیں بادشاہ نے کہا کہ یہی سنت نبیوں کی تھی کہ انکے اصحاب میں سے ان پر ایمان لانے کے بعد انکے دین کو ناپسند سمجھ کر مرتد کوئی نہیں ہوتا تہا۔ پس جب ڈاکٹر صاحب مرزائی نبوت پر ایمان لاکر الگ ہوئے تو اس سے صاف نتیجہ نکلتا ہے الخ۔

اس تقریر پر ناظرین غور کریں مولوی ثناء اللہ صاحب فضیلت کی دم کا اظہار کرتے کے جسقدر حریص ہیں اسکے اظہار کی تو حاجت نہیں اہل حدیث تو وہ خود اور انکا اخبار اسی نام سے موسوم ہے لیکن جو کچھ انہوں نے بیان کیا ہے اور جو نتیجہ انہوں نے نکالا ہے کیا وہ صحیح ہے؟

اگر مولوی ثناء اللہ صاحب کا مذہب صحیح ہے کہ کبھی کوئی مرتد نہیں ہوا اور نبیوں کے سلسلہ میں ایسا نہیں ہوا تو پھر مولوی ثناء اللہ صاحب کے بیان کے موافق ماننا پڑیگا کہ معاذ اللہ کوئی نبی **راستباز** نہیں تھا اور سب کے سب جھوٹے تھے (العیاذ باللہ) کیونکہ کوئی نبی ایسا نہیں گذرا جسکے متبعین اور مریدین میں سے کوئی مرتد نہ ہوا ہو۔ ہاں اگر تاریخ صحیح کو مولوی ثناء اللہ دنیا سے گم کردے۔ تو شاید اسے یہ کہنے کا موقع مل سکے مگر میں یقیناً جانتا ہوں کہ اس صورت میں بھی وہ **ارتداد** کے سلسلے کی صحت کو نابود نہیں کرسکتا!

کیا آج جو لوگ **مرتد** ہوتے ہیں اور جن کو خود ثناء اللہ اپنی تحریر میں مرتد ٹھہرا چکا ہے جن میں بعض مولوی بھی اپنے آپ کو کہلاتے ہیں انکا ارتداد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا مبطل ہے؟ دہرم پال۔ عماد الدین۔ صفدر علی وغیرہ کے ارتداد کا کوئی اثر اسلام پر پڑ سکتا ہے؟ اگر نہیں پڑ سکتا اور یقیناً نہیں پڑ سکتا تو پھر یہ کیسی جہالت اور سفاہت ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ایک شخص کے قطع تعلق کرنے پر جسکو خود اعلیٰ حضرت نے خارج **از جماعت** کیا ہے اعتراض ہو۔ کیا ڈاکٹر الحکیم بھائی بار بار اسے رونا نہیں رویا کہ مجھے خارج کیا جاتا ہے میں قریب آنا چاہتا ہوں مجھے دور پھینکا جاتا ہے۔ اس سے حضرت مسیح موعود کی سچائی پر اور بھی زبردست دلیل ظاہر ہوتی ہے۔ اور آپکا بالکل صاف اور دنیا کے مال و منال سے بے پرواہ ہونا ثابت ہوتا ہے۔ اور خود ڈاکٹر عبد الحکیم خان کا بیان اسکی تکذیب کر رہا ہے

ایک طرف وہ اور اس کے حامی حضرت اقدس کو لالچی اور مال مردم خور بتلاتے ہیں اور ڈاکٹر صاحب کو تین سو روپیہ سالانہ چندہ دینے والا ظاہر کرتے ہیں دوسری طرف ڈاکٹر صاحب نالاں ہیں کہ مجھے **جماعت سے خارج کیا جاتا ہے** اس لالچ کا کیا کہنا ہے؟ اگر مرزا صاحب ایسے ہی لالچی اور حب دنیا میں گرفتار تھے تو انہیں تو ڈاکٹر صاحب کی منتیں کرکے منوا لینا چاہئے تہا نہ کہ انہیں عضو ماؤف کیطرح کاٹ دینا۔ یہ ہے وہ سچائی کا زور جو مخالفوں کے منہ سے ہی کلمات حق کہلوا رہا ہے۔ اور ثابت کررہا ہے کہ ایک آن اور لحظہ کے لئے بھی انہیں اسبات کی پروا نہیں ہوسکتی کہ دنیا اور اسکی دولت کیا ہستی رکھتی ہے۔ امر صاف اور روشن دلیل کا جواب ڈاکٹر اور اسکے حمایتوں کے پاس کچھ نہیں۔ **بہر حال**

مولوی ثناء اللہ صاحب نے یہہ عجیب دعوی بیان کیا ہے جسکی دلیل بھی وہ کبھی پیش نہیں کرسکے گا۔ اور یا یہ ہوگا کہ وہ **اسلام ہی سے دست بردار ہوجائے**۔ اسلئے کہ **ارتداد** کا سلسلہ کبھی کسی نبی کے زمانہ میں بند نہیں ہوا۔ اور نہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہوا۔ کیا مولوی ثناء اللہ کو اتنا بھی معلوم نہیں کہ عبد اللہ بن ابی سرح جو کاتب الوحی تہا آخر مرتد ہوگیا تہا اور اس خبیث نے یہ خیال کیا تہا کہ وحی الٰہی کچھ چیز ہی نہیں معاذ اللہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنے خیالات ہیں ایسا ہی ابن خطل۔ عبد اللہ بن جحش وغیرہ کیا مرتد نہ ہوئے تھے؟

اور موسیٰ علیہ السلام اور حضرت مسیح علیہ السلام کے خدام میں سے بعض کا مرتد ہونا تو ایک ثابت شدہ بات ہے۔ پھر میں نہیں سمجھتا اس امرتسری فاضل نے یہہ فضول بات کہاں سے بنائی کہ سنت انبیاء ہی ہے کہ انکے اتباع میں سے کوئی مرتد نہوا اگر ارتداد کا کبھی کوئی سلسلہ نہیں ہوا تو پھر امرتسری فاضل کا فرض ہے کہ مندرجہ بالا لوگوں کے متعلق ظاہر کرے آیا وہ مرتد ہوئے یا نہیں؟ اور کیا یہودا اسکریوطی نے مسیح کو گرفتار کرایا نہیں اور پطرس نے لعنت بھیجی یا نہیں اور ایسا ہی حضرت موسیٰ کی جماعت میں ارتداد ہوا یا نہیں؟

اور پھر وہ یہ بھی بتائے کہ قرآن مجید میں **مرتدین** کے متعلق احکام کیوں آئے ہیں؟ ذرا اسکی بھی کوئی وجہ موجہ بیان فرمائے۔ ثناء اللہ نے یہ ایسی بات کہی ہے جس سے ایک لاکھ چوبیس ہزار نبیوں کی **نبوت** پر اعتراض وارد ہوتا ہے اور پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت بھی ہاتھ سے جاتی ہے کیونکہ اگر یہ قضیہ صحیح ہے کہ مرتد ہونے سے نبوت باطل ہوجاتی ہے تو پھر یہہ سلسلہ ارتداد تو آجتک بھی قایم ہے آئے دن کوئی نہ کوئی عیسائی اور آریہ ہوجاتا ہے ابھی پچھلے دنوں دہرم پال مرتد آریہ نے بعض جبہ پوش مولویوں کے ارتداد کا اعلان دیا تہا۔

رہی ہرقل والی **حدیث** معلوم ہوتا ہے کہ مولوی ثناء اللہ کو حدیث دانی سے بالکل مس ہی نہیں اور وہ حدیث کے مفہوم اور صحیح معنوں سے محض ناواقف ہے اگر وہ اس حدیث کے اصل معنوں سے واقف ہوتا تو ایسی حماقت کا اعتراض نہ کرتا جس سے معاذ اللہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر اعتراض ہوتا میں اس مقام پر پہونچا تہا کہ میں نے ریویو آف ریلیجنز کا تازہ نمبر جولائی سنہ ۱۹۰۶ء کا پڑہا اسکے صفحہ ۲۷ پر فاضل اور واجب الاحترام ایڈیٹر نے اسی حدیث پر بحث کی ہے میں اس سے بہتر بحث نہیں کرسکتا اسلئے اس مقام پر وہ حصہ نقل [illegible]

"ہرقل والی حدیث پر بھی اگر [illegible] تو ہمارے علماء یہ ٹھوکر نہ کھاتے کہ ایک شخص کے ارتداد کو سلسلہ کے باطل ہونیکی دلیل بیان کرتے جس کو اگر دلیل مان لیا جائے تو نعوذ باللہ کل انبیاء علیہم السلام کا بطلان لازم آتا ہے۔ اس حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔ فال فھل یرتد احد منھم سخطۃ لدینہ بعد ان یدخل فیہ قلت لا۔ یعنی ہرقل نے ابو سفیان سے پوچھا کہ کیا نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیرووں میں سے کوئی پورے طور پر دین میں داخل ہوکر پھر اس دین سے بیزار ہوکر پھر بھی جاتا ہے تو ابو سفیان نے جواب دیا کہ نہیں۔ اب قابل غور امر یہ ہے کہ سوال صرف یہ نہیں کہ کوئی مرتد ہوتا ہے کہ نہیں۔ کیونکہ اہل کتاب میں سے ہوکر ہرقل خوب جانتا تہا کہ ارتداد بھی ہر ایک الٰہی سلسلہ میں ہوتا ہے۔ چنانچہ یہ ممکن نہیں کہ باوجود اس علم کے جو اسی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسے حال تہا اس بات کی وہ خبر نہ رکھتا ہو کہ حضرت موسیٰ اور حضرت عیسےٰ کے پیرووں میں سے ہی بہت لوگ مرتد ہو گئے تھے پس ایسے علم کے ہوتے ہوئے ایسا سوال لغو تہا کہ وہ صرف یہ پوچھتا کہ کوئی شخص مرتد بھی ہوتا ہے کہ نہیں۔ اور حدیث کے الفاظ پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے اتنا سوال کیا ہی نہیں بلکہ اسکا سوال یہ تھا۔ **ھل یرتد احد منھم سخطۃ لدینہ بعد ان یدخل فیہ**۔ یعنی کوئی شخص کامل طور پر اس دین میں داخل ہوکر اس کے بعد پھر اس دین سے بیزار ہوکر مرتد ہوتا ہے یا نہیں۔ جسکا جواب ابو سفیان نے دیا کہ ایسا نہیں ہوتا۔ اب اس سوال میں دو باتیں غور طلب ہیں۔ اوّل یہ کہ ایک شخص پورے طور پر دین اسلام میں داخل ہوچکا ہو جس کے لئے الفاظ **بعد ان یدخل فیہ** آئے ہیں۔ اس کے معنے صرف داخل ہونے کے نہیں اور اگر ہمارے مولوی صاحبان نہ مانیں تو میں ہرقل کے الفاظ ہی جن میں اس نے ان الفاظ کی تشریح کی ہے پیش کروں گا۔ کیونکہ سوال وجواب کے بعد جب ہرقل نے استدلال شروع کیا تو اس سوال کے موقع پر پہنچکر وہ کہتا ہے۔

وسالتک ایرتد احد سخطۃ لدینہ بعد ان یدخل فیہ فذکرت ان لا وکذلک الایمان حین یخالط بشاشتہ القلوب۔ اب یہاں بعد ان یدخل فیہ کی ہرقل نے یہ تشریح کی ہے کہ کذلک الایمان حین یخالط بشاشتہ القلوب۔ یعنی ایمان جب بشاشت قلب کے ساتھ اختلاط پیدا کرے یا بالفاظ دیگر انسان کو شرح صدر عطا ہوجاوے۔ اور ایمان دل میں داخل ہوجائے تو پھر ارتداد نہیں ہوتا۔ اب خالی مان لینا تو ایسا ہی ہوتا ہے جیسا کہ قرآن شریف نے فرمایا۔ قالت الاعراب امنا قل لم تؤمنوا ولکن قولوا اسلمنا [illegible] یعنی اعراب کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے ہیں لاکے ہاں یوں کہو کہ ہم نے اطاعت اختیار کرلی ہے اور ایمان ابھی تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا پس ایمان جب تک دل میں داخل نہ ہوا اور شرح صدر عطا نہ ہو وہ کسی کام نہیں۔ اسی واسطے قرآن شریف یہ بھی فرماتا ہے یاایھا الذین امنوا اٰمنوا باللہ ورسولہ پس اس حدیث کا یہ مفہوم نہیں کہ کوئی شخص بھی مرتد نہیں ہوتا بلکہ ایسا شخص جس کے دل میں نور ایمان داخل ہوچکا ہے اور دل سے تمام تاریکیوں کو دور کرچکا ہے اور اسے نبی کے متعلق انشراح صدر عطا ہوچکا ہے۔ وہ مرتد نہیں ہوتا"۔

یہہ اس حدیث کا صحیح مفہوم ہے لیکن اسپر غور کرنے کی تکلیف کون برداشت کرے۔ مولوی ثناء اللہ صاحب تو اعتراض کرنا جانتے ہیں انہیں اس سے بحث نہیں کہ وہ زد پڑتی کہاں ہے؟

اب ناظرین خود انصاف کریں کہ مولوی ثناء اللہ کی یہ تقریر کیسی لغو اور بیہودہ ہے اور مولوی کہلا کر اس شخص کو شرم نہیں آتی کہ میں کہتا ہوں میں دیکھونگا ان واقعات کی تردید امرتسری کیونکر کرتا ہے؟ اور پھر اگر مرتد بڑی تو اسپر دوبارہ بھی کہولکر لکھا جاوے گا۔ انشاء اللہ العزیز۔ راقم

فرضیت جمعہ اور مولوی مچھیانوی

دونوں سرکار - تمام جہان کے لوگوں اور نبیوں کے سردار حضرت پیغمبر بلکہ پیغمبر گر جس کے غلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے افضل و برگزیدہ ہیں) کی پیشگوئی لتتبعن سنن من قبلکم اور ستفترق امتی علی ثلاث و سبعین ملۃ کی بابت میں جو کسر رہ گئی تھی۔ اسے پورا کرنے کے تو اب ہمارے خاندان کے فیض یافتہ - نمک خوار - دست پروردہ فاضل اجل مولوی مچھیانوی نے (جس نے بدقسمتی سے اس خاندان کو مرتد - ابن الاستاد کو منافق - اسکے پوتے کو نکشتہ کہکر سعادت دارین حاصل کی) ابھی بہت کچھ حصہ لیا ہے - چنانچہ اس صدی کے چڑھنے میں ابھی ایک سال باقی تھا کہ مجدد اعظم کی ضرورت کے اثبات کے لئے آپ نے یہ فتویٰ دیا۔

"شخصے کہ حنفی بود و جمعہ در دیہات صغیرہ و کبیرہ - بدون سلطان مسلم فرض گوید مخالفت کتاب مجید و حدیث حمید و اجماع مرید کند بعید از رحمت رب شقی و سعید خواہد شد"

اس فتوے پر کہاں تک عمل کیا گیا اور یہ کتاب کس نظر اور کس وقعت سے دیکھی گئی - اس کا جواب خود امت محمدیہ بلکہ امت حنفیہ کا اکثر عمل ہی تبلا رہا ہے کہ وہ جمعہ پڑھتے ہیں - مگر لطف یہ کہ مولوی مرحوم کے فتوے کے برخلاف احتیاطی بھی نہیں چھوڑتے پس مجھکو کوئی ضرورت نہ تھی کہ میں اس رسالہ کی تنقید کرتا جسپر مولف کو بڑا ناز ہے گو یا عمر بھر کا اندوختہ اسی میں جمع کر دیا لیکن پھر بھی میرا فرض ہے کہ میں اپنی سمجھ کے موافق اپنے خاندان کے تلمیذ کو اسکی غلطی پر بتاہر کر دوں - ورنہ تو حنفی - اور نیز پبلک لوالت آمیز تقاریر کو لا جواب نہ سمجھیں - کیونکہ غیر متعلق امر کی نسبت باتیں کرنا کسی علمیت کی دلیل نہیں - رسالہ ہو جمعہ کا اور شانے لگ جائیں صرف و نحو کے مسئلے اور ان حروف کی بحث جن کا اس سے کچھ بھی تعلق نہیں - اہل علم کے نزدیک تو ایسی بے اصول تحریریں قابل جواب ہی نہیں ہوتیں - مگر العلم الحجاب الاکبر کے مضمون کو واضح کرنے کے لئے نہایت نیک نیتی اور دلی خلوص کیساتھ ایک مضمون لکھتے ہیں - جو اس رسالہ کے مضمون سے قطع نظر کر کے بھی مفید عام ہو سکتا ہے - ہاں ہم یہ مضمون شروع کرنے سے پہلے مولوی مذکور کو ڈنکے کی چوٹ کہتے ہیں کہ وہ بے شک بلا تامل اپنا پورا زور علمی دکھا کر اس کا جواب لکھے - مگر انشاء اللہ میں محض خدا تعالیٰ کے فضل پر امید رکھکر کہہ سکتا ہوں کہ جیسے کھلی چٹھی کی دندان شکن تحریر کا جواب تا حال اس سے

سوائے دو چار سطر دشنام آمیز کے (جو الحکم کے کالموں میں چھپ چکی ہیں) نہیں ہو سکا - ایسا ہی اسکا جواب بھی نہیں ہوگا - اور کیونکر ہو سکے -

"اِنَّ الْبَاطِلَ کَانَ زَھُوْقًا"

دیہات کے جہال کو اکسا کر مفسدہ انگیزی اور تکلیف پہنچانا ایک دوسری حکایت ہے اور علم کے رو سے جواب دینا دوسری شان دیکھئے مولوی مچھیانوی کونسی شق کو اختیار کرتا ہے - ان ارید الا الاصلاح وما توفیقی الا باللہ۔

علماء حنفیہ نے وجوب جمعہ اور روزے جمعہ کی بارہ شرطیں لکھائی ہیں جو یہ ہیں۔

شرائط برائے وجوب جمعہ - حریت - اقامت ذکورت صحت - قدرت - بینائی۔

اذن عام - خطبہ - حاکم - مصر - ظہر - جماعت

فرمایا اللہ تعالےٰ نے اپنے کلام مجید میں

یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوۃِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَۃِ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ وَ ذَرُوا الْبَیْعَ - ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۔ فَاِذَا قُضِیَتِ الصَّلٰوۃُ فَانْتَشِرُوْا فِی الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰہِ وَاذْکُرُوا اللّٰہَ کَثِیْرًا لَّعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ۔

(۱) یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا - اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو ایک عام خطاب ہے - دیہاتی مصری سب مسلمان شامل ہیں۔

(۲) نُوْدِیَ سے اذن عام - باشارۃ نص ثابت ہے - اذان کا سننا ضروری نہیں - کیونکہ دن ڈھلنے پر یوں ہی ندائے ربانی ہو جاتی ہے - کہ جمعہ کا وقت ہو گیا۔

(۳) فَاسْعَوْا سے "بعبارۃ نص - جماعت کی شرط نکلتی ہے - اور اسمیں امر بالسعی دلالت کرتا ہے کو سعی کی قدرت ہو ... جمعہ پڑھنے جائے مصری ہو یا قروی سلطنت اسلامی ہو یا غیر اسلامی - ہاں عورت - غلام - مسافر - لڑکا - مجنون سعی سے مستثنیٰ ہو سکتے ہیں - پس عقل نے اس سے وہی مخصوص کئے جو بہ عذر ستر - رق - صغر - جنون - مرض - سفر سعی الی الجمعہ بخطبہ نہیں کر سکتے - دیہاتی کو معذور جاننا اور مصری ہی کو مخصوص بہ خطاب کرنا بے عقلی ہے نہ کہ عقل - یہ آیت مجمل نہیں بن سکتی یا نیز جبکہ مجمل وہ ہے جس کی مراد مخفی ہو بسبب غرابت و عدم علم معنے مراد "بدون معنی لغوی" و اشتراک لفظ در معانی چند - یہاں سعی کے معنے میں جانا نہ کہ دوڑنا جو حدیث سے ثابت ہے اور ماموربہ سعی بھی الذین آمنوا مذکور ہیں جب کی تخصیص بحکم لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا ہو چکی ہے یعنی مریض - عورت - مسافر - غلام - پر سعی واجب نہیں جا ضرورت نہ ہوتی نہ یہی جمعہ فرض ہے نیز آیات قرآن کوتین کے حق میں "کتاباً مفصلاً" - فصلت آیاتہ - آچکا ہے - مجمل کہنا خلاف قرآن ہے - ثُمَّ اِنَّ عَلَیْنَا بَیَانَہٗ - کتاب مبین تبیانا لکل شیء - اجمال سے خالی ہونے پر نص ہیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر جب وحی نازل ہوتی - تو ساتھ ہی ایک مشاہدہ بھی ہوتا جس سے ما اوحی کے معنی خوب کھل جاتے ثُمَّ اِنَّ عَلَیْنَا بَیَانَہٗ کے یہی معنے ہیں پھر حضور انور صلعم اس کیفیت کو صحابہ کے سامنے بذریعہ عمل واضح کر دیتے تھے چنانچہ وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ کے معنے بذریعہ تعامل آج تک متواتر چلے آتے ہیں ان میں کوئی خفا نہیں رہا جمعہ کی کیفیت ادا بھی حضور صلعم سے بذریعہ تعامل آج تک تواتر سے واضح اور مبین ہے اجمال کیسا ؟ بس بحکم اِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ جیسے قرآن کریم الی یوم القیامۃ محفوظ ہے ایسے ہی قرآن کا بیان سنت سول بھی الی یوم الآخر قایم دایم ہے یعنی بذریعہ تعامل خیر الامم سنت النبی ظاہر و باہر ہے - حتےٰ کہ کتب الحدیث بھی صرف معین لسنۃ ہیں نہ کہ عین السنۃ جس زمانے میں یہ کتابیں تصنیف نہ ہوئی تھیں - تبھی بھی احکام قرآنی پر عمل ہوا کرتا تھا - یعنی روایات قولی مرویات کے اصول ثابت اور معتمد علیہا بھی وہی ہیں - تعامل الخلفاء والناس کے برخلاف ... روایات کا کوئی اعتبار نہیں۔

غرض شرائط جمعہ وہی معتبر ہیں جنپر تعامل ہے - اگر مصر اور سلطان کی شرط کا تعامل ہوتا - تو عیدین و جمعہ کی اقامت کفار کے ملکوں میں جائز نہ ہوتی - حالانکہ آج تک مسلمان پڑھتے ہیں اور دیہات کے اہل اسلام گو جاہل و غافل ہیں پھر بھی عیدین تو ضرور پڑھتے ہیں اور جمعہ کا پڑھنا بھی افضل عمل جانتے ہیں شرائط کا ذکر صرف زبانی اور ملاؤں کی کتابوں میں ہے۔

(۴) ذکر اللہ سے مراد نماز ہے (ولذکر اللہ اکبر) اور خطبہ کی شرط بدلالت نص ثابت ہے اور ذکر اللہ سے ذاکر گویا تقاضائے سمجھا جاتا ہے لیکن ذاکر کی تخصیص بولایت عامہ اور سلطنت سے ہرگز اقتضاءً نہیں سمجھی جاتی - کیونکہ اگر جماعت کے لئے ولایت عامہ شرط ہوتی تو وارکعوا مع الراکعین کے ساتھ بھی سلطان کا ہونا لازم ہوتا - فالذکر لا یفتقر الی الذاکر السلطان او النائب لا شرعاً ولا عقلاً ولا عرفاً +

غایت مافی الباب خوف تو اس فتنہ و فساد جہاں غالب ہو وہاں عذر ترک سعی بن سکتا ہے اگر یہ خوف بفضلہ تعالےٰ اس ملک میں کہیں نہیں جیسی مشاہدہ و تجربہ شاہد ہے - نیز یہ آیت مطلق وجوب جمعہ کی مقتضی ہے اور ذکر اللہ سے اقتضاءً قید سلطان مسلم ثابت ہونا مان لیں تو ہم سلطان مسلم کی عدم موجودگی کی صورت میں "موجب عبارۃ نص" پر عمل کرینگے کیونکہ علم الاصول میں مقرر ہے کہ معارضہ کے وقت عبارۃ نص - اقتضاء نص سے اقوی ہے اور اسمیں نسخ نہیں بلکہ حسب اقتضاء وقت ایسی کاروائی کرنے کی اجازت ہے پھر اس حدیث پر غور کرنا چاہئے جو ابن ماجہ نے روایت کی حدثنا محمد بن عبداللہ ... ان اللہ افترض علیکم الجمعۃ فی مقامی ھذا فی یومی ھذا فی شھری ھذا من عامی ھذا - فمن ترکھا فی حیاتی او بعد مماتی ولہ امام عادل او جائر استخفافا او جحودا لھا فلا جمع اللہ شملہ ولا بارک فی امرہ الا ولا صلوۃ لہ ولا زکوۃ لہ -

اللہ اکبر کتنے پرزور الفاظ میں نبی کریم صلعم نے جمعہ کی تاکید فرمائی کہ جس شخص نے جمعہ ترک کیا اسکے کاروبار میں کبھی برکت نہ ہوگی - اور اس کی نماز و زکوٰۃ بھی منظور نہیں استغفر اللہ امت مرحومہ کا کیا حال ہوگا ؟ - صرف ولہ امام عادل کا حکم عذر رہ گیا تھا - وہ بھی جاتا رہا کیونکہ اب تو امام الحکم العادل بھی نزول فرما چکا اچھی طرح سوچو اس حدیث سے صرف یہی معلوم ہوتا ہے کہ اگر امام عادل یا منتظم یا رافع فساد ہے - نہ ہو اور خوف فساد ہو تو عذر ترک جمعہ بن سکتا ہے ہاں اگر کوئی خوف نہ ہو تو جمعہ کے چھوڑنے پر وعید لازم ہے - اور اگر امام سے مراد پیش نماز ہو (اور ہے بھی یہی) تو مطلب صاف ہے یعنی اگر کوئی جمعہ کو باوجود ہونے کسی امام کے نیک یا بد (صرف مومن اور پیشوائی نماز کا مستحق ہو) ترک کرے تو وہ بھی سزا کا مستحق ہے اور باوجود ماننے اس شرط کے اکثر فقہاء نے لکھا ہے کہ جس ملک میں کفار کی حکومت ہو اسمیں لوگوں کا اجتماع ایک شخص پر واسطے امامت جمعہ کے جائز ہے چنانچہ عالمگیریہ میں ہے -

بلاد علیھا ولاۃ کفار یجوز للمسلمین اقامۃ الجمعۃ الخ

اور ان روایات میں جعلی قیدیں بڑھانا صرف خود غرضی ہے نہ کہ مسئلہ فقہ - اور روایت ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے لوگوں کو جمعہ پڑھایا بحالیکہ عثمان علیہ السلام محصور تھے - اس سے بھی ثابت ہے کہ سلطان کی شرط کوئی نہیں ورنہ بلا حضور یا بغیر اذن عثمانی کے جمعہ جائز نہ ہوتا - اور یہ جو لکھتے ہیں کہ اذن سے لیا ہو گا - یہ جملہ شکیہ ایک خیالی بات ہے - اور حدیث ابن عباس مرفوعاً اربع الی الولاۃ وذکر منھا الجمعۃ والحدود کا جواب سنئے -

ع۱ یعنی ہر ذکر کے لئے ذاکر کی ضرورت ہے ۱۲

ع۲ اس کا جواب دیتے ہیں خوف فساد نہیں تو جب سے نہیں سب خوف فساد کیا بھی تو جمعہ پر عام جماعت سے ... جمعہ ... اگر ... زمانہ ... ہوتا تو ... کیا ... مدت ... جمعہ ... چھوڑ دو گے ؟ ۱۲

شرح وقایہ اور درمیں ابن عباس ابن زبیر ابن مسعود سے مروی ہے کہ حدود۔ صدقات۔ جمعات غنیمت حاکموں کے سپرد ہیں اسکی غرض یہی ہے کہ ان چاروں کو حاکم کرے یہ نہیں کہ بغیر والی شہر ادا کرنے ممکن ہوں تو غیر مشروع ہیں بھلا یہ درست ہے تو صدقات یعنی زکوٰۃ۔ عشر۔ صدقہ نظر وغیرہ بھی نامشروع ہوجاتے پس والی کوئی نہ ہو تو لوگ جمع ہوکر بطور اجماع عید۔ جمعہ قایم کریں اسمیں کیا حرج ہے اس حدیث کی غرض صرف یہ ہے کہ یہ چاروں امر ولاۃ پر فرض ہیں یہ نہیں کہ بدون ان کے ناجائز ہیں ہاں چونکہ حدود قایم کرنے اور غنیمت کرنے سے بغیر بادشاہ مسلم کے فساد ہوتا ہے بلکہ ایسا کرنا ناممکن ہے اس لئے واللہ لا یحب الفساد کے واسطے منع ہیں نہ کہ اس حدیث کے واسطے۔

(۵) اور ذروا البیع[علہ] کے لفظ سے جبکہ مطلق شور و غل مراد ہیں۔ تو پھر اس سے "مصر" اشارۃً کیسے سمجھا جاتا ہے فرض کیا کہ بیع جو منہی عنہ ہے وہ امصار ہی میں پائی جاتی ہے۔۔۔ یہ سمجھا گیا کہ مصر کے ساکنین بیع کو ضرور چھوڑکر حاضر جمعہ ہوں۔ مگر تمام لوگ فاسعوا کے امر سے کس طرح باہر نکل سکتے ہیں۔ یعنی امر بذر و منع جب بیع سے مختص ہوا اور وہ مصر کی مقتضی ہو۔ تو امر فاسعوا الی ذکر اللہ اور جمعہ کا ادا کرنا صرف مصریوں سے کس طرح خاص ہوگیا!

چونکہ یہ حکم جمعہ کا عام ہے اور سب لوگوں کو اسپر عمل کرنا ضروری ہے مگر عورت غلام۔ مریض مسافر کے مستثنےٰ ہونے سے احتمال تھا کہ بازار کے لوگ بھی شاید بیع وشرا کے ضروری کام کو عذر نہ بنا بیٹھیں۔ اسلئے فرمایا گیا کہ بیع کو چھوڑ دو۔ اول تو اقتضاء صرف محل بیع کا ثابت ہوتا ہے جو اکثر بعض ایسے قریات میں ہی ہوتا ہے جہاں کسی خاص شئے کی تجارت مستمر ہو جیسے نیل۔ اشجار۔ صابون۔ چونہ وغیرہ (اور یوں بھی کونسا گاؤں بیع وشرا سے خالی ہے) اور محل بیع قید ہے ذروا کی۔ پس یہ معنے ہوئے کہ جب جمعہ کا وقت آجائے تو محل بیع کو چھوڑ دو۔ اور طاعنت کے واسطے ثابت ہوا کہ بیع چھوڑنے کا امر صرف محال بیع سے مختص ہے نہ یہ کہ جمعہ کا ادا مشروط بمقامات بیع ہے۔ الغرض مصر قید اقتضائی وذر بیع ہے۔ نہ کہ ادا جمعہ کی۔ ورنہ لازم آئیگا کہ مصر میں بھی وہی جمعہ پڑھیں جو بیع کر رہے ہوں اور حدیث لا جمعۃ ولا تشریق ولا فطر ولا اضحی الا فی مصر جامع کی نسبت امام نووی رحمہ نے فرمایا ہے۔ متفق علیہ ضعفہ (اسکے ضعف پر سب کا اتفاق ہے) بیہقی نے کہا اس مضمون کی کوئی بھی حدیث صحیح نہیں آئی۔ اور ابن حزم نے محلی میں اس حدیث کو صحیح کیا مگر موقوف مرویًّا عن علی نہ مسنداً مرفوعاً جو مسند مرفوع بتائی گئی ہے وہ ضعیف ہے۔ پس اگر یہ قول علی یقیناً ثابت ہوجائے تو بھی مخل مقصود نہیں۔ کیونکہ اجتہادیات میں قول صحابی حجت نہیں ہوتا خصوصًا جبکہ اور صحابہ اسکے خلاف ہوں بیہقی نے۔ لیث بن سعد سے روایت کیا کہ حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کے حکم کے مطابق علاقہ مصر میں وہ لوگ جو دریائے نیل کے کنارے چھوٹے چھوٹے قریات میں سکونت رکھتے تھے جمعہ پڑھتے۔ اور عبدالرزاق نے حضرت ابن عمر سے روایت کی ہے۔ کہ وہ حرمین شریفین کے درمیان لوگوں کو دیکھتے کہ اپنے اپنے پانی کے جوہڑوں پر جمعہ پڑھتے ہیں تو وہ منع نکرتے تھے۔ ابن ابی شیبہ نے حضرت عمر سے روایت کی ہے کہ بحرین والوں کو آپ نے حکم بھیجا تھا کہ تم جہاں ہو جمع پڑھ لیا کرو۔ پس قول علی رضی اللہ عنہ کی یہ تاویل ہے کہ جمعہ و عید کامل نہیں ہوتے جب تک مصر جامع نہ ہو۔ اور یہ ظاہر ہے کہ وہاں جماعت کثیر ہوتی ہے جس کا ثواب اور اشاعت احکام مبینہ فی الخطبہ زیادہ ہوتی ہے۔ اور اگر بالفرض یہی حدیث مسند مرفوع ہے۔ جب بھی تاویل ہوسکتی ہے جیسے لا ایمان لمن لا امانۃ لہ حالانکہ امانت رکن ایمان نہیں۔ ایسے الفاظ فضائل میں ہی آئے ہیں۔ اور اگر اس شرط مصر جامع کا استنباط آیت سے حضرت علی نے کیا تو اور بھی بہتر ہے بالخصوص جبکہ بعض علماء نے بھی یہی کہا ہے کہ مصر کی شرط وذروا البیع سے مستفاد ہوتی ہے پس یہ مسئلہ اجتہادی ہوا۔ ابن عباس سے مروی ہے کہ پہلا جمعہ جو بعد اس جمعہ کے جو مسجد ۔۔۔ گیا۔ وکیع کہتا ہے کہ جواثا گاؤں ہے چنانچہ قسطلانی کا قول ہے کہ پہلے گاؤں تھا بعد اس کے مصر بنا اور یہی حق ہے۔ اور ابن ماجہ میں ہے کہ عبدالرحمٰن بن کعب سے روایت ہے کہ اس کے باپ کعب بن مالک نے کہا کہ حرہ بنی بیاضہ میں سعد بن زرارہ نے پہلا جمعہ پڑھایا۔ اس سے سلطان مسلم اور مصر کی شرطیں غیر واجب معلوم ہوتی ہیں کیونکہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے اول یہ جمعہ قایم ہوا تھا۔ نہ وہاں سلطنت اسلامی تھی نہ حرہ بنی بیاضہ مصر تھا۔ وہاں صرف چالیس آدمی تھے جو جمعہ میں حاضر ہوئے اور قسطلانی بخاری میں قول عطاء تابعی اذا کنت فی قریۃ جامعۃ الخ شرطیت مصر کو ثابت نہیں کرتا۔ کیونکہ اول تو یہ قول ہے حدیث نہیں بلکہ تفسیر اجتہادی ہو تو ہو۔ دوم اس سے تو صرف یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اگر آدمی جمعہ والی بستی میں حاضر ہو تو جمعہ ادا کرنا واجب ہے یہ نہیں کہ قریہ جامعہ نہ ہو تو نہیں فرض۔ یہ مفہوم دلیل ما تا حنفیہ کے اصول کے خلاف ہے اور نیز قریہ جامعہ سے اصل مطلب یہی ہے کہ جسمیں جماعت مشروطہ موجود ہو۔ چنانچہ سب تعاریف مصر پر یکجائی نظر کرنے سے یہی ثابت ہوتا ہے اور نیز قسطلانی میں حدیث آئی ہے کہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ لوگ عوالی سے نوبت بنوبت جمعہ مدینہ میں پڑھنے آتے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جمعہ کو فرض جانتے تھے مگر مدینہ میں زیارت شریفہ رسالت پناہ صلعم کو باری باری آتے تھے کسی اور دن بھی تو زیارت ہوسکتی تھی۔ یوں اس لئے کرتے کہ فرض جمعہ بھی ادا ہوجائے اور ثواب زیارت بھی پالیں۔ جو نہ آتے تھے ان کا وہاں جمعہ نہ پڑھنا ثابت نہیں۔ بلکہ بوجود جماعت مفروضہ پڑھ لیتے تھے۔ اور انس کا کبھی جمعہ پڑھنا کبھی نہ پڑھنا (جب وہ اپنے قصر میں بصرہ سے دور رہتے تھے) اسلئے تھا کہ جماعت مل گئی تو پڑھ لیا ورنہ نہ پڑھتے۔ کیونکہ اکیلے پر تو جمعہ واجب نہیں اور موطا محمد میں جو روایت ہے کہ ابی عبید نے کہا کہ میں عثمان بن عفان کے ساتھ عید میں حاضر ہوا انہوں نے نماز عید پڑھ کر خطبہ پڑھا اور کہا کہ اس دن دو عیدیں (عید و جمعہ) ہیں پس اہل عالیہ میں سے جو چاہے انتظار کرے اور جو چاہے لوٹ جائے اس سے جمعہ کا فرض نہونا (گاؤں والوں پر) ثابت نہیں ہوتا۔ صرف جانے کی اجازت ہے کہ خواہ گھر جاکر پڑھیں خواہ یہاں ہی پڑھ لیں اور اس رخصت سے یہ سمجھنا کہ ان پر جمعہ فرض نہیں تھا شخصی رائے ہے۔ نیز جمعہ عید والے دن جمعہ تو سب پر (مصری ہوں یا دیہاتی) فرض نہیں رہتا۔ جیساکہ حدیث صحیح سے ثابت ہے۔ اور صحیح بخاری باب القری والمدینہ ۔۔۔[علہ] ۔۔۔ ہیں اسکے ساتھ تھا۔ ۔۔۔[علہ] وادی القری (مدینہ کے اعمال میں ایک گاؤں) میں کیا آپ جائز سمجھتے ہیں کہ میں جمعہ پڑھ لیا کروں۔ اور یہ رزیق اس زمین پر زراعت کرتا تھا جسمیں ایک جماعت سوڈان وغیرہ کی تھی۔ اس کا جواب ابن شہاب نے لکھا۔ اور اسکے پڑھنے سے میں سن رہا تھا۔ کہ وہ اس رقیمہ میں ایسے فرمان کرتا ہے کہ جمعہ پڑھ لیا کرے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ شہر سے باہر جمعہ جائز ہے کیونکہ وہ زمین زراعت ایلہ سے باہر تھی جسمیں صرف حبشی زمیندار رہتے تھے۔ یعنی وہ گاؤں تھا۔ اگر فقہاء حنفیہ کی یہ شرط مصر مان لی جائے۔ تو بڑ ۔۔۔ ہے جمہور فقہاء کا فتویٰ ہے۔ کہ مالا ۔۔۔ مساجدہ اکبر اهل المکلفین بها ۔۔۔ یعنی جس موضع کی ایسی حیثیت ہو کہ اسکی بڑے سے بڑی مسجد میں اسکے وہ باشندے نہ سما سکیں جن پر جمعہ فرض ہے۔ شامی میں ہے کہ ابوشجاع نے اسے احسن فرمایا اور الولوالجیہ میں ہے کہ یہ صحیح ہے اور بحر۔ دقایہ۔ متن درمختار اور اسکی شرح میں اسے دوسرے قول پر مقدم کیا گیا ہے جس سے اسکی ترجیح ظاہر ہے۔ اور صدرالشریعۃ[علہ] نے دوسری تعریف کے صحت کی دلیل یہ فرمائی ہے کہ احکام شرع خصوصًا اقامت حدود میں سستی پڑ گئی ہے اور طحطاوی میں ہے کہ یہ احسن ہے اور اسپر برہان الشریعہ نے اعتماد کیا اور رازی نے فرمایا ہے کہ مراد اکبر مساجد سے یہ ہے کہ جو مسجدیں صلوات خمسہ کے لئے بنائی جاتی ہیں۔ ان سے وہ بڑی ہو اور عادت وہ ایسی مسجد ہو نہ کہ عیدگاہ اور مسجدیں پانچ۔ دس۔ گیارہ ہوں۔ اور وہ ان سے بڑی ہو۔ غرض حیثیت قریہ ہے ورنہ یوں تو قریٰ صغیرہ ایسی مسجد کے بنانے سے مصر بن جاتے ہیں اور بلاد عظیمہ ایسی مسجد کے نہ ہونے سے قریٰ نہ ہو کئے جاسکتے ہیں۔ اور مالا یسع اکبر مساجدہ میں سنگ اور اسواق کی قید بڑائی جتلی ہے اس پر کسی نے تصریح نہیں کی اور جامع الرموز میں قہستانی نے فرمایا ہے "مالا یسع من موضع" اور صدر شریعت نے دوسری تعریف کی تزییف کردی ہے کہ یہ جامع نہیں ان امصار کو جو باتفاق فقہا مصر ہیں اسلئے یہی تعریف (مالا ۔۔۔) حرفی تعریفوں ۔۔۔ کے لئے جاہیے اور فصلیں مختلف گھر بازار و تجارت والے موضع کو جنس ٹھہرانا ان کا من گھڑت مسئلہ ہے اسکی تصریح کسی مجتہد یا محقق نے نہیں فرمائی ایسے لوگوں کی غرض صرف یہی ہے کہ جمعہ دیہات میں قایم نکیا جائے کبھی مانتے ہیں کہ قریہ کا لفظ بڑے بڑے شہروں پر بھی بولا گیا ہے۔ چنانچہ اصحاب القریۃ سے انطاکیہ اور من القریتین عظیم سے مکہ و طائف مراد ہیں اور کبھی فرماتے ہیں کہ مصر کی تعریف میں قریہ کیونکر آسکتا ہے اور ساتھ ہی یہ بھی اقرار ہے کہ یہ تعریفیں لفظی ہیں بھلا صاحب! جب تعریفیں لفظی ہیں تو ہر فقیہ کا اپنا اپنا معرف کیوں جدا ہے پس ثابت ہوا کہ مصر یعنی قریہ جامعہ کی تعریفیں حنفیہ بحسب الاسم میں پھر امور اصطلاحیہ ہیں ۔۔۔

علہ بیع کا لفظ صرف ۔۔۔ اختیار کیا گیا ہے کہ دنیا میں جو کام انسان کرتا ہے ان میں کچھ نہ کچھ بیع ہوا کرتا ہے اور اسی کا نام بیع ہے۔۱۲

علہ حاکم ایلہ منجانب عمر بن عبدالعزیز۔۱۲ علہ امام زہری۔

علہ ظاہر ہے کہ امیر رزیق حضرت ابن شہاب سے زمین زراعت میں جمعہ قایم کرنے کی بابت مسئلہ پوچھتا تھا ایلہ کی بابت سوال کی ضرورت نہ تھی کیونکہ وہ بلدہ تھا۔۱۲

علہ جس میں امیر۔ قاضی۔ اور تنفیذ احکام و اقامت حدود کی شرط ہے۔۱۲

نو ہزار نو سو روپیہ کا انعام

ممبران آریہ سماج کو خاصکر اور دیگر حق کے طالبوں کو عموماً اطلاع دیجاتی ہے کہ شیخ عبد العزیز صاحب نومسلم سابق جگد مہا پرشاد آریہ اوپدیشک ملک برما کی کتاب تحفہ آریہ سماج دو جلدوں میں طیار ہے۔ قیمت ہر ایک جلد کی ۱۲ عہ ہے جو کہ مصنف سے مل سکتی ہے۔ اس کتاب پر آریوں کا ہر ایک جواب باحوالہ وید و اپنشد وغیرہ انکی کتب مسلمہ کے دینے پر ایک ایک انعام مقرر کیا ہے کہ جس انعام کی کل تعداد نو ہزار نو سو روپیہ ہے اور اس انعام کی ادائیگی کا ایک لکھپتی آدمی ذمہ وار ہے۔ باوجود اس کے آریہ مہاشوں سے اس کا جواب نہیں ہو سکا اور نہ آگے کو جواب ہو سکنے کی اُمید ہے اور مصنّف کا یہہ دعوےٰ ہے کہ جو شخص اس کتاب کو سمجھکر اوّل سے آخر تک نیک نیتی سے بنظر تحقیق دیکھہ لے گا وہ ہرگز ہرگز آریہ سماج میں داخل نہیں ہو سکتا ہر ایسے شخص کو جنکو اپنی قوم اور اپنی پیاری اولاد کو آریہ ہونے سے بچانے کا خیال ہو وہ اس کتاب کو ضرور اپنے پاس رکھے خصوصاً مسلمانوں کو اس کتاب کا خریدنا ایک ضروری بات ہے جس کے جواب سے آریہ سماج یقیناً عاجز ہے اور جس کو اسکے مضامین کے سننے کا شوق ہو وہ شیخ صاحب کا لکچر ضرور سنیں۔ اور ہر مذہب کے عالموں نے اس کتاب پر جو ریویو کئے ہیں ان سے اس کتاب کی بے انتہا خوبی معلوم ہوتی ہے۔ اس کتاب کو دیکھو اور سرور دیکھو۔

المشتہر

عبد المجید سیکرٹری انجمن اشاعت الاسلام

دہلی زینت محل

مُتفرق نوٹ

میں ان تمام احباب اور کرمفرماؤں کا شکر گذار ہوں جنہوں نے میری علالت پر دلی ہمدردی کا اظہار کیا۔ چونکہ فرداً فرداً ہر شخص کے خط کا جواب دینا مشکل ہے میں مختصراً ایسے تمام خطوط کے جواب میں جو میری صحت و مرض کے متعلق ابتک آ رہے ہیں اتنا ہی کہنا چاہتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ کے محض فضل و کرم سے میں اب تندرست ہوں بہت ہی کم نقاہت لیہا ہی کی باقی ہے۔

اس موقع پر جو ہمدردی احباب نے میرے ساتھ کی ہے اس نے مجھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایک جدید اور لذیذ ایمان بخشا ہے۔ میرے جیسے ایک کس مپرس اور ناکارہ انسان کے لئے بڑی گرم جوشی کے ساتھہ دعائیں کی گئیں۔ اور میری ہیچمرزی خدمات کا اعتراف کیا گیا یہہ باتیں کسی قوم میں پیدا نہیں ہو سکتیں جب تک اس کا تزکیہ نہو اور شکر گذاری کی روح اس میں نفخ نہ ہو۔ پس میں اپنے ان احباب سے جنہوں نے دعاؤں سے میری مدد کی پھر دعا کی درخواست کرتا ہوں کہ وہ میری ذمہ واریوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے میرے لئے **خاص طور پر دعا کریں۔**

نکاحوں کے متعلق میں دیکھتا ہوں کہ احمدی قوم میں یہہ تحریک اب عام ہو رہی ہے کہ وہ اس ضرورت کو محسوس کر رہے ہیں کہ رشتے اور ناطے احمدیوں ہی میں ہوں۔ میں ان خطوط کی بنا پر جو وقتاً فوقتاً دفتر الحکم میں آتے ہیں۔ پڑھکر اس نتیجہ پر پہونچا ہوں۔ پہلے تو صرف مردوں کی درخواستیں آتی تھیں۔ اور اب بعض لڑکیوں کے متعلق بھی مجھے لکھا گیا ہے کہ انکے لئے لائق بَر تلاش کیا جاوے۔ مجھے ان خطوط کو پڑھ کر خوشی بھی ہوئی اور افسوس بھی۔ خوشی تو اس لحاظ سے کہ آخر جماعت میں اس ضرورت کو محسوس کیا گیا اور افسوس اس وجہ سے کہ جبکہ خود اعلےٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس مُبارک کام کو اپنے ہاتھہ میں لینا چاہا تھا اوسوقت عدم توجہی میں یہہ موقع کہو دیا گیا۔ اب بجز اس کے چارہ نہیں کہ جو لوگ ایسی درخواستیں کرتے ہیں وہ کلیۃً اس امر کو بزرگانِ ملت کے ہاتھہ میں دیں اور ان کے وسیع تجربہ اور ایمانی نور فراست سے فائدہ اُٹھائیں ورنہ نرے اشتہاروں سے بعض اوقات مغالطہ کا پیدا ہو جانا بھی ممکن ہے اسلئے میری [illegible] ہوں اور پوری طور پر بزرگان ملت کو اس کام میں امین یقین کر کے مختار کریں وہی ایڈیٹر الحکم کو اطلاع دیا کریں۔ میں دیانت اور امانت کے موافق حضرت حکیم الامتہ اور جناب مولوی محمد علیصاحب کے مشورہ کے بعد انکو اطلاع دیا کروں گا۔

بہتر اور مبارک تو یہ امر تھا کہ خود حضرت حجۃ اللہ تجویز فرماتے مگر آپ دخل نہیں دیتے تو بزرگان ملت کے مشورہ سے [illegible] ہو۔

رہے اشتہارات جو الحکم میں شائع ہوتے ہیں جس شخص کے متعلق ایڈیٹر کو ذاتی علم اور واقفیت ہوگی اسکے متعلق لکھدیا جاویگا۔ کہ ایڈیٹر فلاں حد تک اس سے واقف ہے۔

[illegible]

گذشتہ اشتہارات کے متعلق جو میاں احمد نور کابلی مہاجر اور ایک قریشی نوجوان کے متعلق دئے گئے ہیں یہ ظاہر کر دینا ضروری ہے کہ میاں احمد نور کے متعلق ایک دو جگہ خط و کتابت ہو رہی ہے۔ **قریشی نوجوان** کے متعلق ایڈیٹر کو ذاتی کوئی علم نہیں بجز اس کے کہ ایک احمدی نے وہ اشتہار دینے کو کہا اور دیدیا گیا ہے ایسی خط و کتابت کیلئے مشتہرین اخراجات خط و کتابت کے ذمہ وار ہونگے۔

ضرورت نکاح

ایک مخلص احمدی بھائی میاں محمد حسن نام جو دفتر میگزین میں دفتری ہے اور زمیندار ارائین ہے اسکی اپنی زمین بھی ہے لیکن قادیان رہنے کی خواہش اور میگزین کی خدمت کیوجہ سے آٹھہ روپیہ ماہوار پر ملازم ہے پہلی بیوی سے جو فوت ہو چکی ہے ایک بچہ بھی ہے وہ شادی کرنی چاہتا ہے۔ جہانتک میرا علم ہے وہ ایک نہایت مخلص اور دیندار بھائی ہے۔ جہانتک جلد ممکن ہو احباب اس کے لئے سعی کریں۔

دو شریف لڑکیوں کے لئے متّقی احمدی لڑکوں کی تلاش ہے ایک راجپوت خاندان سے ہے۔ اسکا باپ اسبات کی پرواہ نہیں کرتا کہ لڑکا ضرور راجپوت ہو ہاں راجپوت ہو تو اچھا ہے۔ **احمدی** ہو۔ نوجوان ہو۔ صحت اچّھی ہو۔ تعلیم یافتہ ہو یا برسرکار ہو۔

دوسری لڑکی مغل برلاس خاندان کی ہے لڑکی کا باپ احمدی نہیں البتہ بھائی احمدی ہے۔ اور وہی محرک ہے کہ احمدی سلسلہ میں اسکا نکاح ہو۔ کوئی مغل برلاس احمدی درخواست کرے۔

درخواستیں ایڈیٹر الحکم کے پاس بھیجی جاویں وہ لڑکیوں کے ورثا کے پاس بھیجدیگا۔ ٹکٹ خط و کتابت کے [illegible]

نسبت ہو گئی

ماسٹر عبد الرحیم صاحب کے متعلق ایک دو جگہ خط و کتابت ہو رہی تھی آخر منشی عزیز الرحمٰن صاحب احمدی ملازم مہاراجہ کپورتھلہ نے انکے ساتھہ اپنی دختر نیک اختر کو منسوب کر دیا ہے اسلئے انکے متعلق اور کوئی خط و کتابت نکرے۔

دار الامان کا ہفتہ (۱) حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحت الحمد للہ پہلے کی نسبت اچھی ہے حقیقت الوحی آپ لکھہ رہے ہیں جو آٹھہ جزو تک پریس میں جا چکی ہے۔

۲۔ بزرگان ملت کی صحت [illegible] کا باعث ہے۔

۳۔ حضرت [illegible]

ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب کی شادی خانہ آبادی کی تقریب ہمارے لئے مسرت کا موجب ہے اللہ تعالےٰ خیر و برکت کا موجب بنادے۔ آمین۔

۴۔ موسم میں حبس ہے۔ کبھی کبھی ٹھنڈی ہوائیں چلتی ہیں بادل آتے ہیں اور اُڑ جاتے ہیں۔ ۱۲۔ جولائی کی شب کو ڈیڑہ بجے زلزلہ کا سخت دھکا لگا۔ پہلا دھکا بہت سخت اور دوسرا زیادہ دیر تک رہا گو ہلکا تھا۔ ہفتہ زیر اشاعت میں خطرناک سیاہ و سرخ آندھیاں آئیں بہت سے درخت اکھڑ گئے۔ اللہ رحم کرے۔

تحصیلدار صاحب بٹالہ کی توجہ طلب

میں نہایت ادب سے ملک بسنت لال صاحب تحصیلدار بٹالہ کو انکے فرض منصبی کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ قادیان کی آبادی اور اس کی ضرورتیں یوماً فیوماً بڑھ رہی ہیں لالہ موتی لال صاحب ہمیشہ قادیان کی صفائی کی طرف توجہ کیا کرتے تھے۔ بلکہ انہوں نے اس ضرورت کو محسوس کر کے قادیان کے **نوٹیفائیڈ ایریا** قرار دئے جانے پر زور دیا۔ ملک صاحب کو بھی غالباً اس امر کی طرف توجہ ہوگی۔ اسوقت موسم کی حالت اچھی نہیں وبائی امراض کے دن ہیں اور قادیان کے گرداگرد سخت متعفن **روڑیوں** کے ڈھیر لگے ہوئے ہیں جن کی وجہ سے مجھے اندیشہ ہے کہ قصبہ کی صحت پر بُرا اثر پڑے اسلئے میں انہیں متوجہ کرتا ہوں کہ وہ بہت جلد ان روڑیوں کے اٹھوائے جانے کے متعلق سالہائے گذشتہ کی طرح احکام صادر کریں۔ میرا خیال ہے کہ وہ اس نوٹ پر بہت جلد توجہ کر کے پبلک کو شکر گذاری کا موقع دیں گے۔

[illegible] آمین؟ کا کیا کہنا

مابوستان [illegible] نرالی اور جوادا ہے انوکھی حضرت مرزا صاحب کی مخالفت میں کچھہ ایسی اندھے بہرے ہو گئے ہیں کہ اب انہیں کچھہ سوجھائی نہیں دیتا کوئی شخص مرزا صاحب کو دو چار گالیاں دیدے پھر انکی اپنی ڈاڑہی کا خواہ صفایا ہی کر دے۔

ڈاکٹر عبد الحکیم خان نے اپنے تازہ الہامات میں یہہ بھی ظاہر کیا ہے کہ مجھے الہام ہوا ہے

انّك لمن المرسلين

اب علماء اسلام جو سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مخالف اور ڈاکٹر عبد الحکیم خاں کے موافق ہیں خصوصاً ثناء اللہ امرتسری وغیرہ دعویٰ کہ کیا اس الہام کے رو سے عبد الحکیم نے **دعوی رسالت** کیا ہے؟ یا نہیں؟ اور کیا وہ تمہارے مسلمات کے رو سے **کافر ہوا یا ابھی** دائرہ اسلام میں داخل ہے؟ بینوا توجروا۔

اس فتویٰ کا جواب ملنے پر انشاء اللہ ان علماء کے عجائبات [illegible]

مشاہیر اسلام

قاضی ابو یوسف

ہر ایک ملک کی تاریخ میں دو ایک ایسی مثالیں ضرور ملیں گی جن سے یہ ثابت ہو رہے گا کہ فلاں شخص جو اسوقت اپنے ملک کا فخر۔ اپنے وطن کا سرتاج۔ اپنی برادری میں واجب الاحترام سمجھا جاتا ہے۔ اُس کی پیدائش اس کے والدین کے لئے قیامت تھی بلکہ بعض وقت تو اوس کے باپ نے اس افلاس کیوجہ سے اس جگر گوشہ کو نورجہاں کی طرح سینہ پر پتھر رکھ کر بن و دق جنگل میں پھینکنا ہی غنیمت سمجھا ہوگا اور جسوقت وہ اُسے چھوڑتے ہونگے تقدیر ہنستی ہوگی کہ جس چیز کو تم مادۂ فساد سمجھ کے الگ کرتے ہو۔ وہی مایۂ ناز ہے۔ اسی زمرہ میں امام ابو یوسف رح یعقوب بن ابرہیم بھی تھے۔ جو ایک حسرت نصیب کے گھر کے چراغ تھے مگر قسمت نے اونھیں ہارون رشید کا قاضی القضاۃ بنا دیا۔ اور اجتہاد کے باعث فقہ اسلام میں یہ رتبہ دیا کہ جہاں کہیں صاحبین کا ذکر ہوتا ہے اُن میں سے ایک یہی ابو یوسف رح اور دوسرے امام محمد رح مراد ہوتی ہیں اور جہاں شیخین کا لفظ ہوتا ہے اُس سے یہ اور اُن کے اُستاد سمجھے جاتے ہیں۔

ابو یوسف رح کی پیدائش ۱۱۳ھ ہجری میں ہوئی۔ ابھی بچے ہی تھے کہ باپ نے آنکھیں بند کر لیں۔ غریب ماں نے چرخہ کات کے پیٹ پالنا [illegible] دھوبی [illegible] نے ذرا ہوش سنبھالا تو ایک [illegible] مگر اس کام میں دل نہ لگتا تھا [illegible] جانے لگے ہوئی کہ امام اعظم رح کی درسگاہ میں پہونچے۔ وعظ و نصائح نے کچھ ایسا اثر کیا کہ دوسرے دن پھر سورج چڑھتے کے ساتھ وہاں ہی پہونچے۔ دہوبی نے اُن کی والدہ سے عدم حاضری کی شکائیت کی۔ وہ سُننے کے ساتھ آگ بگولا ہوگئی اور عین اسوقت جب یہ امام صاحب سے سبق لے رہا تھا۔ جلی بھنی آکر کہنے لگی "کیوں میں نے اس ناشدنی کو اسلئے چرخہ کات کات کے پالا تہا کہ تمہارے حوالہ کرتی دائے ہے! تم تو اسے دو پیسے کما کے لانے کی بھی قابل نہ رکھوگے"۔ اُنہوں نے کہا "بڑھیا! جا اپنا کام کر! سُن! یوں تو یہ سبق پڑھتا ہے۔ مگر اصل میں روغن پستہ اور فالودہ جلا جلا کے کھا رہا ہے"۔ اس وقت وہ بڑبڑاتی چلی گئی۔ مگر اس دن سے اُنہوں نے اپنے سبق میں ناغہ نہ کیا۔ اس طالبعلمی کے زمانہ میں اُنہیں دو دو دن اکثر فاقہ بھی کرنا پڑا بلکہ

افلاس کا یہ عالم تہا کہ ایک پیسہ کا کاغذ املا کو نہ ملتا تہا۔ بکریوں کی چپٹی چپٹی ہڈیاں کہیں سے لاکے جمع کرتا اور اُنہیں پر کچھ ضروری نوٹ کر لیتا۔ مصیبت پر مصیبت یہ ہوئی کہ بڑھیا نے اپنی خوشی کے لئے اُن کو بیاہ بھی دیا جو غریب ان کے لڑکی اُسے بھی فاقہ کشی کرنی پڑی۔ ایک دن مدرسے سے بھوکے بھوکے گھر پہونچے وہاں بھی روزہ ہی تہا اُس نے جو کچھ کھانے کے واسطے لانے کو کہا تو اُس نے وہی ہڈیوں کا ڈھیر سامنے رکھ کے کہا "کھائیے! شوق سے کھائیے۔ میرے پاس تو آپ کی کمائی سے یہی کچھ موجود ہے"۔ یہ بات سُنکر اون کو معاش کی فکر ہوئی۔ امام اعظم صاحب نے دوسرے شاگردوں سے اُن کا حال سُنکر افسوس کیا۔ اور پھر اپنے پاس سے کچھ وظیفہ مقرر کر دیا۔ پھر کتب تاریخ اور حدیث کے شوق نے کوفے پہونچایا جہاں مغازی بھی پڑھی۔ پھر شیبانی۔ سلیمان تیمی۔ یحیٰی انصاری۔ اعمش ہشام۔ عطا۔ محمد بن اسحٰق کی شاگردی کا فخر حاصل کیا۔ اب قسمت رنگ دکھانے لگی۔ ہارون رشید زبیدہ کی ایک خوش جمال لونڈی کو دیکھکر فریفتہ ہوگئے پھر دفعتہً خیال آیا کہ یہ تو میری بیوی کی لونڈی ہے۔ دل میں کٹے۔ اتنے میں زبیدہ کو بھی خبر ہوئی غصہ میں بھری ہوئی آئی۔ اور کہنے لگی "جہنمی! میرے سامنے سے دور ہو۔ ہارون بولا "میں جہنمی ہوں تو مجھے تمہارے بہشتی چہرے سے کیا واسطہ! چلو طلاق ہے"۔ کہنے کو تو غصے میں دونوں کہہ گئے پھر جب سنبھلے تو افسوس کرنے لگے کہ یہ طلاق کی بہت بُری ہوئی۔ علماء وقت سے پوچھا کسی نے مناسب جواب نہ دیا۔ آخر ہارون نے کہا کہ امام ابو حنیفہ رح کے شاگردوں میں سے اگر کوئی ہو تو اُسے لاؤ۔ لوگوں نے ابو یوسف رح کا نام لیا۔ فوراً طلبی ہوئی۔ یہ جوتیوں میں بیٹھ گئے۔ حاضر ہوئے۔ سب کو سلام کر کے ہارون [illegible] "مسئلے کی کیفیت آپ نے سُنی ہوگی۔ کہو! اس بلا سے نجات بھی ممکن ہے۔ یا نہیں"۔ یہ بولے جواب تو کافی ہے۔ مگر اس ذلت کے مقام سے میں عرض کرنا نہیں چاہتا۔ مجھے اسکا کچھ خیال نہیں۔ یہاں بیٹھے کیا اور وہاں بیٹھے کیا۔ مگر علم خدا کی نعمت ہے۔ اس کی قدر ضروری ہے"۔ یہ سُنکے ہارون نے صدر پر بٹھلا کے کہا "اب کہئے"۔ اونہوں نے کہا۔ ہاں! آپ صورت مسئلہ بیان فرمائیے"۔ خلیفہ کے دوبارہ بیان کرنے پر کہا۔ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے۔ جب آپ نے کسی ممنوع بات کا قصد کیا آپ کے دل میں خدا کا خوف طاری ہوگیا۔ رشید نے کہا "بیشک! بلکہ واقعات بھی اس کی تائید کرتے ہیں"۔ یہ بولے "مجھے یقین آگیا نہ آپ جہنمی ہیں نہ طلاق ہوئی۔ کیونکہ

طلاق کی جہنمی ہونے کے ساتھ شرط ہے"۔ علماء نے مخالفت کی اور کہا "آپ ایسا قطعی حکم نہیں لگا سکتے"۔ یہ بولے "یہ میری کوئی گھڑنت نہیں بلکہ خود قرآن شریف میں ہے۔

وَ اَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَ نَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ۙ فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِىَ الْمَاْوٰى ؕ

(جس نے خدا کے خوف سے اپنے نفس کو خواہش نفسانی سے بچایا در حقیقت جنتی ہوگیا)

یہ فتوےٰ سب نے پسند کیا اور ہارون نے اُسی دن سے ابو یوسف رح کو امام ابو حنیفہ رح کا قایم مقام کر دیا۔ پھر اونہوں نے بہت نازک مسئلے اکثر حل کئے مثلاً۔

بغداد میں کسی امیر نے ایک امر نہ کرنے کی قسم کھائی اتفاق سے وہی بات اُس سے سرزد ہوئی جس سے شک ہوا کہ قسم ٹوٹ گئی ہے۔ جب ابو یوسف رح سے کل کیفیت بیان کی تو اُنہوں نے کہا "شک میں قسم نہیں ٹوٹتی"۔

ایک دفعہ ہارون نے پوچھا۔ اگر امام وقت کسیکو خود زنا کی حالت میں دیکھے تو کیا صرف روئیت کیوجہ سے امام پر فرض ہے کہ اُس پر حد شرع قایم کرے؟" اُنہوں نے کہا۔ نہیں"۔ وجہ پوچھی تو کہا "مانا! کہ اوس نے خود دیکھا ہے مگر یہ صرف ذاتی علم پر مبنی ہے۔ اور حدود الٰہی ذاتی علم پر محدود نہیں۔ بلکہ شہادت بھی چاہئے۔

ایک لونڈی پر ہارون فریفتہ ہوئے اُس نے یہ کہہ کر انکار کیا کہ "مجھے تمہارے ...... سے ملنے کا فخر حاصل ہو چکا ہے"۔ ہارون نے ابو یوسف رح سے ذکر کیا یہ بولے "نہ عورت کی شہادت مستند ہے نہ کوئی گواہ ہے۔ [illegible] وہ آپ پر [illegible]"۔

عیسےٰ بن جعفر کے پاس ایک لونڈی تھی۔ جس نے اوس سے وعدہ لے رکھا تھا۔ کہ اگر اُسے فروخت کریں یا ہبہ کریں تو اوس کی سب بیویوں پر طلاق۔ سب لونڈیاں آزاد۔ کل جائداد وقف غربا۔ ہارون اُس لونڈی پر بھی ریجھے اور عیسےٰ سے بضد ہوئے۔ وہ غریب سٹ پٹائے کہ کریں تو کیا کریں۔ نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن۔ اتنے میں ہارون نے ابو یوسف رح کو بلانے کے واسطے ہرثمہ بن اعین کو بھیجکر تاکید کی کہ جس حالت میں بیٹھے ہوں فوراً لے آؤ۔ یہ قریباً سو رہے تھے جب دروازے پر دستک ہوئی۔ ان کے غلام نے دروازہ کھولا اور ہرثمہ سے خلیفہ کا تاکیدی حکم سُنکر فوراً قاضی القضات سے کہا۔ وہ گھبرائے ہوئے اُٹھے کپڑے پہنکر ساتھ ہو لئے۔ ڈیوڑھی

پر مسرور ملا۔ اُس سے پوچھا کہ بھئی یہ ایسی کیا بات ہے جو اسوقت بلوایا گیا۔ وہ خود لاعلم تہا کیا کہتا۔ خیر! خلیفہ کی حضوری میں پہونچے عیسےٰ سر جھکائے بیٹھا تھا۔ ابو یوسف رح نے کہا۔ "مجھے اسوقت حضور نے کیوں یاد کیا ہے"۔ خلیفہ نے کل واقعہ بیان کر کے کہا "اب آپ ان سے پوچھئے"۔ عیسےٰ نے بھی وہی وجہ بیان کی۔ یہ سُنکے قاضی صاحب نے ہارون نے کہا "اب معاملہ آپ کے ہاتھ ہے"۔ فرمائیے کیا کیا جائے۔ سچ تو یہ ہے۔ میرا دل اوس لونڈی پر آچکا ہے"۔ ابو یوسف رح نے کہا "کوئی بات نہیں ابھی لیجئے۔ (عیسےٰ سے) آپ آدھی لونڈی تو ہبہ کریں اور آدھی کریں فروخت۔ اس مصالحت میں نہ قسم ٹوٹیگی۔ نہ بات بگڑے گی"۔ یہ سُنکر عیسےٰ نے اسی وقت وہ لونڈی ہارون کی نذر کی۔

ایک دفعہ زبیدہ نے بہت سی چیزیں بھیجیں۔ قاضی صاحب ایک عام مجمع میں تشریف رکھتے تھے۔ حاضرین میں سے کسی نے کہا "بندہ نواز! حدیث شریف کا مضمون یاد ہے۔

من اهدیت له هدیة فجلسائه شرکائه فیها۔ (جب کوئی شخص ایک مجلس میں بیٹھا ہوا ور اُسوقت اُس کے پاس کوئی ہدیہ یا تحفہ آئے تو جو لوگ شریک صحبت ہوں اُن کا بھی اس میں حصہ ہے)

قاضی صاحب بات کو تاڑ گئے اور فوراً بولے "تم اوسوقت کی باتیں کہتے ہو۔ جب تحفے میں چھوہارے۔ دودھ اور کھجوریں آیا کرتی تھیں۔ [illegible] چاندی [illegible] چیزیں آنے لگی ہیں تو اس [illegible] حدیث پر [illegible] نہیں ہوسکتا"۔

ایک دفعہ خلیفہ اور اس کی بیوی میں یہ تکرار ہوئی "فالودہ اچھا ہے یا لوزینہ"۔ فیصلہ کے لئے [illegible] جب بلایا [illegible] دونوں [illegible] ایک کو ایک پر ترجیح دینا نہ چاہتے تھے کہا۔ جب تک دونوں سامنے نہ ہوں کیا کہا جائے"۔ فوراً لوزینہ اور فالودہ سامنے رکھے گئے۔ اُنھوں نے کبھی اسکو کھانا شروع کیا اور کبھی اسکو جب ساری کی ساری اُڑا گئے تو بولے "دونوں کی صورتیں کچھ ایسی بھلی معلوم دیتی ہیں کہ ایک کو ایک پر ترجیح نہیں دیجاسکتی"۔

اس کے دوسرے دن ہارون نے دربار سے جاتے وقت قاضی صاحب کو ٹھہرا کے کہا "آج آپ یہاں ہی ٹھیریں اور یہاں ہی کہانا کھائیں"۔ بولے "یوں بھی آپ کا ہی کھاتے ہیں۔ مگر یہ ایسی کیا بات ہے۔ جسپر ضد ہو رہی ہے"۔ خلیفہ نے کہا "ہے ہی ایسی چیز۔ فالودہ جو روغن پستہ سے ملا کر کھایا جائیگا"۔ یہ سنتے ہی ہنس پڑے۔ خلیفہ نے ہنسی کی وجہ پوچھی۔ تو اُنہوں نے وہ طالب علمی کا سارا واقعہ بیان کیا جسکو

سنکر سب کہنے لگے "واقعی امام ابوحنیفہ کی دل کی آنکھیں کھلی تھیں۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابو یوسف رح ان میں نہ تھے جو شرع کے بے انتہا شاخچوں میں دنیا کو کسنا چاہتے تھے۔ بلکہ کسی نہ کسی طرح شرعی حجت سے آزادی کا دروازہ کھولدیا کرتے تھے۔ اُن کے نزدیک اہل دنیا کی تین قسمیں تھیں۔

(۱) جو بدکاری میں مشہور ہیں۔

(۲) جو اعلےٰ درجہ کے پاکباز ہیں۔

(۳) بدمعاش ہیں مگر ظاہری صورت نیکوں کی سی رکھتے ہیں۔ پہلے دو اپنی شہرت اور دنیا داروں سے پرہیز کرنے کے باعث الگ رہتے ہیں۔ مگر تیسری قسم کے لوگ چاہیے قرآن کا جامہ ہی کیوں نہ پہن کے آئیں۔ اپنی دغابازی سے نہ چوکیں گے۔ یہی لوگ اکثر فساد کی جڑھ ہوتے ہیں۔

حسن بن سماعہ کہتے ہیں ۱۸۲ھ ہجری کے ربیع الثانی کے شروع ہوتے ہی آپ علیل ہو گئے۔ اور جس روز انتقال کرتا تھا۔ بار بار یہی کہتے تھے اے پاک پروردگار! تجھ سے کوئی بات چھپی نہیں۔ میں نے کبھی تیرے دو بندوں میں جان بوجھ کے ناجائز فیصلہ نہیں دیا۔ میرے ہر ایک فیصلہ کی بنا قرآن مجید اور حدیث شریف پر ہوتی تھی) اور جو امر بھی کوئی دقت آ پڑی تو ابوحنیفہ رح صاحب کیطرف توجہ کی کیونکہ یہ وہ پاک بندے تھے جو تیرے احکام خوب سمجھتے تھے۔ اور دیدہ و دانستہ راہ حق سے تجاوز نہ کرتے تھے۔ کہتے ہیں ربیع الثانی کے پہلے پنجشنبہ کے دن آپکا انتقال ہوا۔ ابو یوسف رح کے ... زدے آپ کی حیات ہی میں غربی بغداد کے قاضی ہو گئے تھے اور اُسی عہدے پر باپ کے بعد دس سال تک رہ کے دنیا سے کوچ کیا۔

ابو یوسف رح کی تصانیف میں امالی والنوادر فقہ حنفیہ میں ایک مستند کتاب ہے قاضی القضاۃ اور علما کی خاص پوشاک ہارون رشید نے ان کی تفریق سے رواج دی ان کے مقولے یہ تھے۔

(۱) اگر علو عزت چاہتے ہو تو علم حاصل کرو۔

(۲) صحت کے بغیر زندگی بدمزہ ہے۔

(۳) روپیہ پیسہ خرچ کرنے سے کم ہوتا۔ مگر علم بڑھتا ہے۔

(۴) جس کے دل میں خدا کا خوف نہیں وہ آدمی نہیں۔

زہرالربیع میں ہے کہ ابتداء میں ابو یوسف رح کا کوئی پتہ نہ تھا۔ سلیمان صفوی کے زمانے میں کاظمین میں کسی ضرورت سے جو زمین کھودی گئی تو ایک پتھر پر "قاضی ابو یوسف" کا نشان کندہ تھا بادشاہ کے حکم سے اُسپر ایک عمارت بنادیگئی جو اب تک موجود ہے۔ میر کرامت اللہ۔

(از روزنگار)

سچے مذہب کی پہچان

ایک ہندو نے حضرت اقدس کی خدمت میں عرض کی کہ سچے مذہب کی کیا شناخت ہے۔ دنیا میں اسقدر مذاہب پھیلے ہوئے ہیں انہیں سے کسطرح شناخت کریں کہ سب سے افضل اور اعلےٰ مذہب قابل قبول کون سا مذہب ہے۔ حضرت نے فرمایا۔

جس مذہب میں سب سے زیادہ تعظیم الٰہی اور سب سے زیادہ اللہ تعالےٰ کی معرفت کا سامان ہو وہی سب سے اعلےٰ مذہب ہے۔

انسان اسی چیز کی قدر زیادہ کرتا ہے جسکا علم اسکو زیادہ حاصل ہوتا ہے مثلاً ایک شخص کو معلوم ہو کہ فلاں مکان میں ایک سانپ پھرتا ہے اور وہ آدمیوں کو کاٹتا ہے تو وہ شخص کبھی جرأت نہ کریگا۔ کہ رات کو ایسے مکان میں جا کر سوئے اگر کسی کو معلوم ہو جائے کہ اس کھانے میں جو میرے آگے رکھا ہے زہر ہے تو وہ ہرگز کبھی ایک لقمہ بھی اس کھانے میں سے نہ اُٹھائیگا۔ اگر کسی گاؤں میں طاعون ہو اور لوگ مر رہے ہوں تو کوئی شخص اس گاؤں میں جانے کا حوصلہ نہیں کرتا جسکو معلوم ہو کہ جنگل میں شیر رہتا ہے وہ اس جنگل میں ہرگز داخل نہیں ہوتا ان سب کا اصل علم اور معرفت ہے جس چیز کا علم انسان کو بخوبی ہو جاتا ہے اور اس کے متعلق معرفت تام پیدا ہو جاوے انسان اسکے برخلاف بالکل نہیں کر سکتا پھر کیا وجہ ہے کہ لوگ گناہ کو ترک نہیں کرتے۔ اسکا سبب یہی ہے کہ خدا کی ہستی کا کامل علم اور معرفت تام ان کو حاصل نہیں۔ یہ جو کہا جاتا ہے اور اقرار کیا جاتا ہے کہ ہم خدا پر ایمان رکھتے ہیں یہ صرف ایک رسمی ایمان ہے۔ ورنہ دراصل گناہ سوز معرفت حاصل نہیں ہے۔ اگر وہ حاصل ہو تو ممکن ہی نہیں کہ انسان پھر گناہ کرے۔ ہر شے کی قدر اسکی پہچان اور معرفت سے ہوتی ہے۔ دیکھو ایک جاہل گنوار کو ایک قیمتی پتھر لعل یا موتی مل جاوے۔ تو وہ صد درجہ اسکو دو چار پیسہ میں فروخت کر دیگا۔ یہی مثال ان نادانوں کی ہے۔ جنہوں نے خدا کو نہیں پہچانا وہ اُس کے احکام کے بالمقابل دو چار پیسوں کی زیادہ قدر ... وہاں اپنا ایمان فروخت کر دیتے ہیں۔ جھوٹی گواہیاں عدالتوں میں جا کر دو آنہ یا چار آنہ کے بدلے دیتے ہیں۔ ان کے نزدیک خدا تعالےٰ کے اس پاک حکم کی قدر کہ جھوٹ نہ بولو اور سچی گواہی دو اس سے بڑھ کر نہیں کہ دو چار آنہ کی خاطر اس کو چھوڑ دیں اور بیچ ڈالیں۔ خدا کی آیتوں کو تھوڑے مول پر بیچنے کے یہی معنے ہیں کہ انسان تھوڑے سے ظاہری فائدے کی خاطر احکام الٰہی کی بے قدری کرتا ہے۔ آج کل جو مذاہب لوگوں میں رائج ہیں وہ سب قومی مذاہب ہیں۔ یعنی ایک قومیت کی پیچ کی جاتی ہے۔ ورنہ سچا مذہب وہ ہے جو خدا کے خوف سے شروع ہوتا ہے۔ اور خوف اور محبت کی جڑھ معرفت ہے پس مذہب وہ اختیار کرنا چاہیے جس سے خدا کی معرفت اور گیان بڑھ جائے۔ اور خدا تعالےٰ کی تعظیم دلوں میں بیٹھ جائے جس مذہب میں صرف پرانے قصے ہوں وہ ایک مردہ مذہب ہے دیکھو خدا وہی ہے جو پہلے تھا۔ اسکی عبادت سے جو پھل پہلے لوگ پا سکتے تھے وہی پھل اب بھی پا سکتے ہیں خدا تعالےٰ نے اپنے اخلاق بدل نہیں ڈالے پھر کیا وجہ ہے کہ یہ لوگ صرف ایک خشک لکڑی کی طرح ہیں جس کے ساتھ کوئی پھل نہیں وجہ یہ ہے کہ ان لوگوں نے خدا کو پہچانا ہی نہیں اگر پہچانتے تو ان پر ضرور برکات نازل ہوتے مگر اس راہ میں بہت مشکلات ہیں۔ اور یہ بڑی قوت والوں کا کام ہے اور خدا کے اختیار میں ہے جسکو چاہے قوت عطا فرماوے اگر انسان تلاش میں لگا رہے تو ہو سکتا ہے کہ کسی وقت اسکو قوت عطا ہو جائے۔ استقامت شرط ہے۔ ہمت کے ساتھ خدا کو تلاش کرو۔ تو اُسے پا لوگے۔

حضرت مسیح موعود کا ایک تازہ خط بنام قاضی نذر حسین صاحب ایڈیٹر اخبار قلقل

(بجنور - روہیلکھنڈ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مجی ایڈیٹر صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

آپ کے پرچہ اخبار قلقل میں میرے دعوے کی نسبت جو مضمون شائع ہوا ہے میں افسوس کرتا ہوں کہ اس کے جواب میں مجھے مفصل تحریر کی فرصت نہیں ہے چند ماہ سے بیمار ہوں اور ابھی بہت کمزور ہوں یہ سچ ہے کہ میرا دعویٰ مسیح موعود اور مہدی معہود ہونیکا ہے میں اپنی کتابوں میں ثابت کر چکا ہوں کہ یہ خیال صحیح نہیں ہے کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام انیس سو برس سے آسمان پر زندہ بیٹھے ہیں اور کسی زمانہ میں واپس آکر دنیا کی عدالت کرینگے بلکہ قرآن شریف تصریح سے فرماتا ہے کہ وہ فوت ہو چکے ہیں۔ جیسا کہ آیت فلما توفیتنی سے ظاہر ہے یہ تو خدا تعالےٰ کا قول ہے اور اسکی تائید میں ... آنجناب نے حضرت عیسیٰ کو معراج کی رات ... میں دیکھا ہے جو ان ... پا چکے تھے اور پھر قرآن شریف میں سورہ نور میں فرماتا ہے کہ کل خلیفے اس اُمت کے اسی اُمت میں پیدا ہونگے اس صورت میں ظاہر ہے کہ حضرت عیسےٰ دوبارہ دنیا میں نہیں آ سکتے اور وہ زندہ نہیں ہیں بلکہ مر گئے ہیں اور انکی آمد ثانی کا خیال سراسر باطل اور طمع خام ہے اور میری طرف سے یہ صرف دعوے نہیں بلکہ صدہا نشانوں سے جو خدا کی طرف سے ظہور میں آ چکے ہیں میری سچائی ثابت ہے اگر میں خدا کی گواہی کے بغیر دعویٰ کرتا ہوں۔ تو جھوٹا ہوں اور اگر خدا کے کلام سے حضرت عیسےٰ کا زندہ ہونا ثابت ہے تو میں جھوٹا ہوں اور اگر میں ضرورت کے وقت نہیں آیا تو میں جھوٹا ہوں۔ لیکن یہ سب میری سچائی کی علامتیں ثابت ہو چکی ہیں اسلام ایک نہایت تنزل کی حالت میں ہے کیا باعتبار ظاہر اور کیا باعتبار باطن اور خدا نہیں چاہتا کہ اسکو اسی حالت میں چھوڑ دے۔ اسلئے اُسنے ارادہ فرمایا ہے کہ دوبارہ اسلام میں زندگی کی روح پھونکے جو لوگ خدا تعالےٰ کیطرف سے آتے ہیں۔ اُن کی سچائی پر صدہا علامتیں ہوتی ہیں۔ ان کی تعلیم ایک کامل بصیرت پر مبنی ہوتی ہے۔ وہ اپنی طاقت عملی کیوجہ سے لوگوں کے لئے ایک نمونہ ہوتے ہیں ان میں ایک خارق عادت کشش پائی جاتی ہے اس لئے ان کی قوت جاذبہ ہزارہا سعیدوں کو اپنی طرف کھینچتی ہے اور ان کے لئے خدا تعالےٰ آسمانی نشانوں کو ظاہر کرتا ہے تا ان کی سچائی پر گواہ ہوں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ وہ اپنے مبعوث ہونیکی علت غائی کو پا لیتے ہیں۔ اور نہیں مرتے جب تک ان کی بعثت کی غرض ظہور میں نہ آ جائے۔ پس اگرچہ پہلی چار علامتیں میرے دعوے کے متعلق ثابت ہو چکی ہیں۔ لہٰذا میری تعلیم علی وجہ البصیرت ہے اور اسلام کا پاک اور خوبصورت چہرہ ظاہر کرتی ہے اور میری طاقت عملی میری استقامت سے ظاہر ہے کہ میں پچیس برس سے لعن طعن مخالفوں کا نشانہ ہو رہا ہوں۔ میرے پر خون کے مقدمات بنائے گئے اور گورنمنٹ کو اُکسایا گیا اور کفر کا فتویٰ دیا گیا اور مجھے سخت ڈرایا گیا۔ پھر وہ کون سی چیز تھی جس نے میری استقامت کو بحال رکھا کیا وہ خدا کے ساتھ پاک تعلق نہ تھا؟

اور جو مجھ میں قوت کشش وغیرہ بھی ہے وہ اس سے ظاہر ہے کہ جب میں نے خدا کی طرف دعوت شروع کی تو میں اکیلا تھا اور اب تین لاکھ سے زیادہ میرے ساتھ جماعت ہے اور جو میرے لئے نشان ظاہر ہوئے وہ تین لاکھ سے بھی زیادہ ہیں اور کوئی مہینہ بغیر نشانوں کے نہیں گذرتا مگر باوجود ان تمام علامتوں کے طالب حق کے لئے میں یہ بات پیش کرتا ہوں کہ ... جس کے لئے میں اس ... ہوں۔ اور بجائے ہے کہ میں توحید کو پھیلاؤں اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی جلالت اور عظمت اور شان دنیا پر ظاہر کروں۔ پس اگر مجھ سے کروڑ نشان بھی ظاہر ہوں اور یہ علت غائی ظہور میں نہ آوے تو میں جھوٹا ہوں پس دنیا مجھ سے کیوں دشمنی کرتی ہے۔ وہ میرے انجام کو کیوں نہیں دیکھتی۔ اگر میں نے اسلام کی حمایت میں وہ کام کر دکھایا۔ جو مسیح موعود و مہدی معہود کو کرنا چاہیئے تھا۔ تو پھر سچا ہوں۔ اور اگر کچھ نہ ہوا اور میں مر گیا تو پھر سب گواہ رہیں کہ میں جھوٹا ہوں۔

والسلام

فقط

غلام احمد

سیہ بختی گر کبھی ہرزہ درائی کا
نوائے دلکش تحقیق حق ہر دم سنا تا ہوں
خدایا بار ور کر شاخ نخل آرزوئے دل
تیری ہی آبیاری سے یہ پودا لگاتا ہوں
یاقوت ـ مروارید (مرجان ـ زہر مہرہ ـ خطائی ـ یشب ـ کہربا ـ ورق نقرہ ـ کیوڑہ و گلاب سیب و صندل وغیرہ کا) لاجواب مرکب
موسم گرما کا
مفرح دلکشا
خاص تحفہ
یہ ادویہ قدردانان ملک کی خواہش کے مطابق تیار کیا گیا ہے جنکو اپنی برباد شدہ صحت خدا تعالے کے فضل و کرم سے مفرح عنبری کے طفیل واپس ملی ہے اور جو اس موسم میں بوجہ شدت گرمی مفرح عنبری کا بدل چاہتے ہیں۔ کیونکہ مفرح کے استعمال کا موقع بسبب گرم ادویہ مثل مشک و زعفران وغیرہ کے اگست کے بعد سے نصف مئی تک ہوتا ہے۔ البتہ سرد مزاج بلغمی طبیعت کے لوگ ہمیشہ استعمال کر سکتے ہیں اُن کے لئے کوئی حرج نہیں ہے۔
مفرح دلکشا کا نرخنامہ حسب ذیل ہے
قیمت ایک ڈبیہ تین روپے (للعہ)
قیمت تین ڈبیہ آٹھ روپے (ملعہ)
قیمت چھ ڈبیہ پندرہ روپے (ﷲ)
ایک درجن ستائیس روپے (ﷲ)
وزن فی ڈبیہ ۵ تولہ خوراک ۳ ماشہ ـ محصولڈاک بذمہ خریدار ـ
مفرح دلکشا
میں خدا تعالے کے احسان و کرم سے وہ تمام خوبیاں ہیں جو آپ سالہا سال سے مفرح عنبری کے استعمال سے دیکھتے چلے آئے ہیں اس لئے مجھے اس کی تعریف میں صفحے سیاہ کرنے کی مجھ خراشی منظور نہیں اور نہ پورے صفات بیان کرنے کی اس اشتہار میں گنجائش ہے کسی قدر واجبی عرض کے بعد میں اسکو ختم کرتا ہوں ـ صرف آپ اتنی بات یاد رکھیں کہ مفرح عنبری تو سردیوں میں اور مفرح دلکشا گرمیوں میں استعمال کے لائق ہے ـ
مفرح دلکشا
جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے اس کا ذاتی خاصہ یہ ہے کہ اسکی پہلی خوراک منہ میں ڈالتے ہی دل و دماغ میں ایک سریع التاثیر تحریک ٹھنڈک ـ سرور پیدا ہو کر حواس خمسہ ظاہری خیالات اعلے و مفید سوجھنے لگتے ہیں دل کو وہ تقویت و تفریح پہنچتی ہے کہ گویا خدائی پراگندہ خیالی وغیرہ کے لئے ایک سچا اور جان جنرہ ـ دل کا دھڑکنا گرمی کے باعث دل کا ڈوبتے جانا سانس کا پھولنا
مفرح دلکشا
وہ اکسیر ہے جس کے استعمال سے ضعف دماغ
احتلام ـ سوزش مثانہ کے باعث کثرت پیشاب ـ تقطیر البول ـ دیرینہ ورم
تمام سوزشی امراض کے دفعیہ کے لئے ایک اکسیر کا کام دینے والا بے نظیر مرکب ہے ـ
مفرح دلکشا
میں وہ جوہر ہے جو دماغی سوزش اور تکان کو بفضلہ منٹوں میں آرام دیتا ہے اسلئے امیروں وزیروں ـ نوابوں ـ رئیسوں ـ جاگیرداروں ـ ججوں ـ وکیلوں ـ تحصیلداروں ـ منصفوں ـ مدرسوں ـ پولیس و فوجی عہدہ داروں اور بالخصوص کالجوں کے طلباء یا جن کو صحت کی قدر ہے ـ اس مونس و رفیق کو ہر وقت اپنی جیب میں جان کے ساتھ رکھنا چاہیے جہاں طبیعت گھبرائی یا تکان محسوس ہوئی جھٹ ایک خوراک منہ میں ڈالی اور پھر تر و تازہ ہو کر اپنے کام میں لگ گئے
مفرح دلکشا
چونکہ اکثر نباتی اور معدنی تریاقات و سرد جواہرات کا مرکب ہے اسلئے تمام وبائی امراض یا موسموں یا ان جگہوں میں جہاں طاعون ہیضہ پھیلا ہوا ہو یا اندیشہ ہو ـ خدائے کریم کی فرمانبرداری کے ساتھ اس کا استعمال ہر زن و مرد خورد و کلاں کے لئے واجب اور لازمی ہے ـ حفظ ماتقدم کے طور پر اس سے بڑھکر دوسری دوائی کا ملنا قریباً محال ہے ـ
مفرح دلکشا
باتوں کو سمجھ سکتے ہیں ـ کہ یہ کس مرض و موقعہ پر مفید ہو سکتی ہے ـ جنرل پبلک کی اطلاع کی خاطر عرض کیجاتی ہے کہ جن مستورات کو اسقاط حمل کا عارضہ ہو یعنی جن کا دوسرے تیسرے مہینہ کا حمل ساقط ہو جاتا ہو اور جن مستورات کو کثرت طمث یعنی ایام ماہواری میں کثرت سے خون جاری کا مرض ہو اور زیادہ خون کو نکل جانے سے ردی حالت ہوگئی ہو انہیں بلا تردد و بلا تامل فوراً اسکو منگا کر استفادہ حاصل کرنا چاہیے
مفرح دلکشا
سے وہ لوگ بھی فائدہ اٹھا سکتے ہیں جو مبتلائے سل و دق ہوں یا جن کے دماغ بعارضہ نکسیر یا خونی بواسیر یا تھوک کے ساتھ کسی وقت خون کا آنا شروع ہو گیا ہو یا کسی دوسرے صدمے چوٹ وغیرہ سے خون بکثرت نکل گیا ہو یا کسی اندرونی ناگفتہ بہ مرض سے قوائے مضمحل ہو گئے ہوں انہیں ضرور اسکے استعمال سے صحت حاصل کرنی چاہیے ـ
المشتہر
حکیم محمد حسین قریشی موجد مفرح عنبری مفرح دلکشا لاہور
کارخانہ رفیق الصحت

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

انہ اوی القریہ

الحکم

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے ... (۲) خواص و معاونین سے ... (۳) ہندوستان سے باہر ... (۴) غیر مذاہب والوں سے ... (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے ...

نمبر — قادیان دارالامان مورخہ ۳۱ جولائی سنہ ۱۹۰۶ء مطابق جمادی الثانی ۱۳۲۴ ہجری — جلد ۱۰

فہرست مضامین

تازہ الہامات و رؤیا

۳۰ جولائی ۱۹۰۶ء فرمایا آج مجھے ایک الہام ہوا۔ اس کے پورے الفاظ یاد نہیں رہے اور جس قدر یاد رہا وہ یقینی ہے مگر معلوم نہیں کس کے حق میں ہے لیکن خطرناک ہے اور وہ یہ ہے

ایک دم میں دم رخصت ہوا

یہ الہام ایک موزون عبارت میں ہے ایک لفظ درمیان میں سے بھول گیا ہے۔

گورداسپور میں ایک لڑکا آنریری مجسٹریٹ

گورداسپور میں آجکل ایک سردار سنت سنگھ صاحب نام آنریری مجسٹریٹ ہیں جنکی عمر بیس سال سے بمشکل متجاوز ہوگی۔ انکی عدالت میں بعض ضمانت دینے والوں کو جو مشکلات پیش آئے ہیں انکے متعلق ایک خطرناک شکایت میرے پاس پہونچی ہے

میں نہیں سمجھتا کہ ایک نوآموز اور ناتجربہ کار نوجوان کے ہاتھ میں رعایا کی عزت و آبرو کا اختیار دینا کہاں تک مناسب ہوسکتا ہے یہ عہدہ نہایت ذمہ داری کا عہدہ ہے۔ اس لئے ایسے عہدوں کے لئے صرف خاندانی ہونا ہی ضروری نہیں ہونا چاہئے بلکہ اس کے لئے قابلیت اور تجربہ کاری کے علاوہ معاملہ فہمی اور دقیقہ رسی بھی ضروری ہے سردار صاحب موصوف کی علمی قابلیت ان کی شکلوں سے معلوم ہوسکے گی اور میں نہیں کہہ سکتا کہ انکا تجربہ کہانتک وسیع ہے جب کہ ابھی انکی عمر بیس سال سے بمشکل متجاوز ہے۔ میں سردار صاحب کی نیک نیتی ملحوظ رکھیں اور اپنے اختیارات کو زیر نظر۔

سنا ہے گورداسپور کے ایک نانبائی کے ساتھ انکی عدالت میں دفعہ ۳۲۳ کا مقدمہ دائر ہے جس میں مجھے مستغیث ایک اور آنریری مجسٹریٹ کا اردلی ہے اس مقدمہ پر لوگوں کی خاص نظر ہے اور وہ بے صبری سے نتیجہ کا انتظار کر رہے ہیں امید ہے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر ... خصوصیت سے آنریری مجسٹریٹوں کے کام کی نگرانی رکھیں گے بلکہ ان نوآموز مجسٹریٹوں کو تجربہ کار مجسٹریٹوں کے ماتحت کم از کم دو تین سال کام کرنا چاہئے یا قبل سنانے فیصلہ کوئی مجسٹریٹ صاحب بہادر کے حکم سے اسے دیکھ لیا کرے اگر ایسے نوجوانوں کا آنریری مجسٹریٹ بنایا جانا ضروری ہی ہو تا کہ انصاف کے لئے غریب اور مظلوم رعایا کو مشکلات میں نہ پڑنا پڑے۔

میں مفصل اس مضمون پر لکھنا چاہتا ہوں۔

ایڈیٹر

دارالامان کا ہفتہ

حضرت حجۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے اہل بیت الحمد للہ اچھے ہیں۔

۱۔ حضرت اقدس حقیقۃ الوحی لکھ رہے ہیں ۱۰ جزو تک کاتب لکھ چکا ہے۔ یہ کتاب فی الحقیقت ایک عجیب کتاب ہوگی۔

۲۔ موسم برسات شروع ہوگیا ہے۔

۳۔ مدرسہ تعلیم الاسلام گرمی کی تعطیلات کے بعد ۴۔ اگست کو کھل جائے گا۔

درخواست دعا

منشی محمد اکرام صاحب احمدی ... ضلع سیالکوٹ سے لکھتے ہیں۔ کہ میرا ... عرصہ دو یوم سے بخار میں مبتلا ہے۔ اسکی صحت کے لئے ناظرین الحکم دعا کریں۔

مختصر نوٹ

لیکچر بند جن لوگوں نے ساد ہو گیند رپال دینا نگری کی تقریریں سنی ہیں۔ وہ خوب جانتے ہیں۔ کہ اس کی تقریریں عموماً خلاف تہذیب دلآزار و اور فتنہ انگیز ہوتی ہیں۔ حکام ضلع گورداسپور نے نہایت نیک نیتی اور دور اندیشی کی بنا پر ضلع گورداسپور میں اس کے لیکچر آیندہ کے لئے بند کر دئے ہیں۔ ۱۷ جولائی کو بٹالہ میں عملی طور پر اس حکم کی پابندی کی گئی۔ اس پر لاہور کا آریہ اخبار پرکاش بہت جھنجلایا ہے۔ اور سب انسپکٹر پولیس بٹالہ پر نالش کا مشورہ دیتا ہے۔ سادہو مذکور کو جبراً لیکچر دینے کی تحریک کرتا ہے۔ تا وہ گرفتار ہو کر مقدمہ چلے۔ یہ کیسی بیہودہ اور الٹی راہ ہے۔ میں سمجھتا ہوں۔ آریہ سماج کے لیڈر ایسے بے وقوف نہیں۔ جو اپنے نادان دوست کے مشورہ پر جلد کاربند ہوں۔ ہاں اگر کوئی ہیپرٹ جو آریہ سماج میں کام کر رہی ہے۔ اسکے ظاہر ہونے کا ہی وقت ہے۔ تو دیکھا جاویگا۔ میں سادہو گیند رپال کو انکے وہ الفاظ یاد دلانا چاہتا [illegible] کوئی کرامت دکھا سکتا ہے۔ تو میری زبان بند کروے۔ کیا سادہو مذکور تھوڑی دیر کے لئے اپنے چوتھے اصول کو مد نظر رکھکر کہہ سکتا ہے۔ کہ یہ کرامت ظاہر ہو گئی۔ ہمارے سماجی غلامغہ نہیں کریں گے۔ مگر وہ یاد رکھیں۔

اَللّٰہُ یَسْتَہْزِئُ بِہِمْ وَیَمُدُّہُمْ فِیْ طُغْیَانِہِمْ یَعْمَہُوْنَ ؕ

چکڑالوی استفتا چکڑالوی کے مرید خاص میاں شیخ محمد چٹو صاحب نے ایک استفتا علماء کرام کی خدمت میں بھیجا ہے۔ جسکا خلاصہ یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ جو نماز عام مسلمان پڑھتے ہیں۔ در حقیقت وہی نماز کی موجودہ صورت ہے۔ اس میں چونکہ چکڑالوی نے تبدیلی کر دی ہے۔ اور اسوہ حسنہ کو چھوڑ کر خود اپنا جدید طریق اختراع کیا ہے۔ اسلئے اس کی حمایت کی جاوے۔ استفتا کا جواب تو عالم اور مفتی دیں گے۔ میں اپنی سمجھ اور فکر کے متعلق چکڑالوی اور اس کے خدام و مریدین سے فقط اتنا پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا انہوں نے قرآن مجید میں وَیَتَّبِعْ غَیْرَ سَبِیْلِ الْمُؤْمِنِیْنَ الٰی آخرہٖ نہیں پڑھا۔ اور جب عملی طور پر انکا مروجہ طریق نماز سَبِیْلِ الْمُؤْمِنِیْنَ کے خلاف ہے۔ تو اس کے متعلق قرآن کریم کا فتویٰ خود قرآن مجید میں پڑھ لیں۔ زیادہ استفساروں کی حاجت کیا ہے +

لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ حضرت جنت اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس الہام پر آج کل خوب اعتراض کئے جاتے ہیں۔ ایک عزیز بھائی نے اپنے خط میں جو حضرت حکیم الامۃ کے نام تھا۔ اس پر کچھ لکھا ہے میں فائدہ عام کے لئے اسے ذیل میں درج کرنا ضروری سمجھتا ہوں +

۱۔ خدا تعالیٰ کی پاک کتاب قرآن مجید میں اس امر کے متعلق کھلی کھلی شہادتیں جا بجا موجود ہیں۔ کہ موجودات عالم میں انسان کو اوس نے مخدوم بنایا ہے۔ اور سارے کائنات کو اس کا خادم قرار دیا ہے۔ اور یہ حقیقت عقل اور نقل دونوں سے ثابت شدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ہستی کے منکر اس سلسلہ کائنات کو چونکہ کسی حکیم علیم قادر مطلق کا فعل نہیں جانتے اسواسطے وہ اس راز کے انکشاف سے محروم ہیں۔ کہ ایسا کیوں ہے۔ اور ممکن ہے۔ کہ انکو اس سوال کی ضرورت ہی نہ آتی ہو۔ کیونکہ وہ اس عالم کو ایک طبعی سلسلہ سمجھتے ہیں۔ مگر جو لوگ [illegible] کہ ہستی کے قائل ہیں۔ اور اس سے تعلق کرتے ہیں۔ انکو یہ کیوں کا سوال ہی پیدا ہوتا ہے۔ اور اس کے جواب کے بھی ذمہ دار ہیں۔ اس گروہ نے جو یہ کہنا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کی ہستی کا پتہ ہم نے خود لگایا ہے اپنے طور پر اسی قسم کا کوئی جواب دیا ہو۔ مگر ہمیں۔ بیت قدوس رحمٰن خدا کی کتاب میں یہ جواب ملتا ہے۔ کہ اس مخلوق کے پیدا ہونے کے متعلق جو الٰہی ارادہ ہوا اس میں سب سے پہلے انسان کے متعلق اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ کا فرض مقدر ہو چکا ہے انسان کے بقا اور مفوضہ خدمت کی تکمیل کے واسطے اس نے اس سلسلہ کائنات کو ارادہ ازلی کے مطابق خلق کیا ہے۔ ایجاد اور تکوین کونات کا حقیقی باعث یہی منشاء ایزدی ہے۔ جس وقت تک اس کا بقا اور وجود عالم میں پایا جائیگا۔ اس وقت تک یہ سلسلہ باقی رہیگا۔ اس حق کی اشاعت جو اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ میں ہے۔ جس مقدس گروہ کے پاک وجود کے ذریعہ ہوئی یا ہوتی رہیگی وہ لا محالہ اس تمام مربوط نظام کائنات کے قیوم ہیں۔ جو لوگ اس جادہ مستقیم سے منحرف ہیں وہ صرف طفیلی طور پر فائدہ اوٹھاتے ہیں۔ بنی آدم کی مراوات بلکہ زندگی کا مدار وہی مقبول ہیں۔ بنی آدم کیا ہر ایک مخلوق کے ثبات اور قیام کا مدار اور مناط وہی ہیں۔ ان کے وجود نوعی کے خاتمہ کے ساتھ ہی دنیا کا خاتمہ ہو جائیگا تمام امور مقبولوں کے ہی اثر وجود سے ہوتے ہیں۔ اور ان کے انفاس پاک اور ان کی برکات سے یہ جہان آباد ہو رہا ہے انہیں کی برکت سے بارشیں ہوتی ہیں۔ اور انہیں کی برکت سے دنیا میں امن قائم ہوتا ہے اور وبائیں دور ہوتی ہیں۔ انہیں کی برکت سے چاند نکلتا ہے۔ اور سورج چمکتا ہے۔ وہ دنیا کے نور ہیں۔ اور جب تک وہ دنیا میں اپنی وجود نوعی کے لحاظ سے دنیا میں ہیں۔ دنیا منور ہے۔ یہی رمز الہام لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ میں معلوم ہوتی ہے۔ البتہ کُ کو زعیت کے معنی میں استعمال کرنا ہوگا۔ اس فعل میں اگر یہ خاصہ پایا جاتا ہے۔ تو لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ تخلوق کے معنی بھی ہو سکتے ہیں۔ جسکا مفہوم یہ ہوگا کہ اگر اس زمانہ میں مامور نہ ہوتا تو خدا تعالیٰ اس دنیا کو تباہ کر دیتا۔ اور یہ مخلوق معدوم ہو جاتی +

۲۔ یہ حضور علیہ السلام سے پہلے ابھی تک کے متعلق ہے۔ الہامات میں نقل کا بھی امکان ہے۔

۳۔ اَلْاَفْلَاک سے مراد ممکن ہے۔ کہ ظاہری افلاک نہ ہوں۔ بلکہ اون افلاک کی خلق مراد ہو۔ جو اللہ تعالیٰ نے آپ کے وجو دباجود کی برکت سے طیار فرمائے۔ یا آیندہ فرمائیگا۔ لغت عرب میں مدار النجوم کا نام فلک ہے۔ حدیث میں بھی اصحابی کالنجوم آیا ہے۔ ان معنی میں یہ الہام ایک عظیم الشان بشارت ہے +

۴۔ لولا کے بعد چونکہ ضمیر متصل کا استعمال غیر فصیح ہے۔ اسواسطے ک کا مضاف مثل اگر مقدر مانا جاوے۔ تو لَوْلَاکَ بمنزلہ لَوْلَا مِثْلُکَ ہو سکتا ہے +

۵۔ اَلْاَفْلَاک سے مراد وہ روحانی تبدیلی ہے۔ جسکی طرف حضور علیہ السلام کا ایک کشف اشارہ کرتا ہے۔ اوس کشف میں آپنے ایک نئی زمین اور ایک نیا آسمان بنایا ہے +

وَالسَّلَام

شیخ عبد الرحمٰن نو مسلم کا دورہ

ہمارے مکرم بھائی شیخ عبد الرحمٰن صاحب نو مسلم مؤلف اختیار الاسلام نے امسال [illegible] موسم گرما میں ضلع جالندھر کے بعض مقامات نکودر۔ گرایام نواں شہر۔ راہوں اور پھلوڑ میں اپنے قبول اسلام پر لیکچر دئیے۔ جو۔ [illegible] سے کامیابی سے ہوئے۔ نکودر [illegible] صاحب سب انسپکٹر پولیس نے [illegible] و انتظام میں قابل تعریف کام کیا۔ باوجود وہ خود مسلمان نہیں۔ مگر نہایت بے تعصبی سے سارا لیکچر سنا۔ ایسے افسر جہاں کہیں بھی ہوں ملک اور اہل ملک کے لئے ایک برکت ہوتے ہیں۔ اور حقیقت میں گورنمنٹ کے لئے موجب فخر ہیں باد احباب موصوف کی اس مہربانی کا خصوصاً شکر گذار ہوں۔ اگرچہ انہوں نے اپنا فرض منصبی ادا کیا ہے لیکن جس عالی ظرفی اور بے تعصبی کا ثبوت انہوں نے دیا۔ وہ بہت قابل قدر ہے۔ لودھیانہ کے جلسہ کی رپورٹ منشی محمد شفیع صاحب نے بھیجی ہے۔ جو پھر درج ہوگی +

تعلیم الاسلام رسالہ تعلیم الاسلام جاری ہو گیا۔ اور جولائی کا نمبر شایع ہو چکا۔ اس رسالہ میں سورۃ [illegible] قابلیت اور محنت سے لکھی گئی ہے۔ اور ابھی باقی چندہ دہندگان کے چندہ کی رسید زر بھی درج ہے۔ رسالہ کی خاص تعریف کر کے قوم کو ابھارنا بے سود ہے۔ اس لئے کہ قوم کو اپنے قومی اخبارات اور رسالوں کی قدر قومی پہلو سے کرنی چاہئے۔ **الذکر** میں اس مفید رسالہ کے متعلق پہلے بھی لکھ چکا ہوں۔ مجھے یہ سن کر افسوس ہوا۔ کہ ایسے قابل قدر رسالہ کی ابھی تک دو سو کاپیاں ہی نہیں نکل سکیں۔ نکالنیکو ۵۰۰ کاپیاں نو سو آدمی ہی خرید سکتے تھے۔ توجہ ہونی چاہئے +

انکار ارادات ایک معزز اور مشہور اہل قلم نے ثالث بالخیر کے نام سے اس عنوان پر ایک نوٹ لکھا ہے۔ جو الحکم کی اسی اشاعت میں درج ہے۔ امید ہے کہ وہ لوگ جو اس سلسلہ میں ابھی داخل نہیں۔ خاص توجہ سے پڑھیں گے +

معذرت۔ کاتب کی غلطی سے صفحہ ۳-۲ اور صفحہ ۷-۱۰ الٹے چھپے ہیں۔ ناظرین احتیاط سے پڑھیں

ڈائری

(مرقومہ ایڈیٹر صاحب بدر)

گناہ کی فلاسفی ایک شخص نے حضرت صاحب کی خدمت میں عرض کی کہ دنیا میں لوگ بہت گنہگار ہوں گے۔ مگر میرے جیسا گنہگار تو کوئی نہ ہوگا۔ میں نے بڑے بڑے سخت گناہ کئے ہیں۔ میری بخشش کس طرح ہوگی حضرت نے فرمایا۔ دیکھو خدا جیسا غفور رحیم کوئی نہیں۔ اللہ تعالے پر یقین کامل رکھو۔ کہ وہ تمام گناہوں کو بخش دیتا ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ اگر دنیا بھر میں کوئی گنہگار نہ رہے۔ تو میں ایک اور امت پیدا کرونگا۔ جو گناہ کرے اور میں اس کے گناہ بخش دوں۔ اللہ تعالیٰ کے ناموں سے ایک نام غفور ہے اور ایک رحیم یاد رکھو کہ گناہ ایک زہر ہے اور ہلاکت ہے۔ مگر توبہ اور استغفار ایک تریاق ہے۔ قرآن شریف میں آیا ہے۔

ان اللہ یحب التوابین و یحب المتطہرین

اللہ تعالے ان لوگوں سے پیار کرتا ہے۔ جو توبہ کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ پاک ہوجاویں خدا تعالے نے ہر ایک شے میں ایک حکمت رکھی ہے۔ اگر آدم گناہ کرکے توبہ نہ کرتا اور خدا کی طرف نہ جھکتا۔ تو صفی اللہ کا لقب کہاں سے پاتا۔ اگر کوئی انسان ایسا اپنے آپ کو دیکھتا۔ کہ جیسا ماں کے پیٹ سے نکلا ہے اور اپنے اندر کوئی گناہ نہ دیکھتا۔ تو اس کے دل میں تکبر پیدا ہوتا۔ جو تمام گناہوں سے بڑا گناہ ہے۔ اور شیطان کا گناہ ہے۔ شیطان نے گھمنڈ کیا کہ میں نے کوئی گناہ نہیں کیا۔ اسی واسطے وہ شیطان بن گیا۔ گناہ جو انسان سے صادر ہوتا ہے وہ نفس کو توڑنے کے واسطے ہے۔ جب انسان سے گناہ ہوتا ہے۔ تو وہ اپنی بدی کا اقرار کرتا ہے۔ اور اپنے عجز کو یقین کرکے خدا تعالے کی طرف جھکتا ہے۔ جس طرح مکھی کے دو پر ہیں۔ کہ ایک میں زہر ہے۔ اور دوسرے میں تریاق ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے۔ کہ اگر تمہارے کھانے پینے کی چیز میں مکھی پڑے تو وہ اپنا صرف ایک پر اس کے اندر ڈبوتی ہے جس میں زہر ہے۔ پر تم اس کو نکالنے سے پہلے اس کا دوسرا پر بھی ڈبو لو۔ کہ وہ اس کے بالمقابل تریاق ہے۔ یہ مثال انسان کے گناہ اور توبہ کی ہے۔ اگر گناہ صادر ہوجاوے۔ تو توبہ کرو کہ وہ اسکے واسطے تریاق ہے۔ اور گناہ کے زہر کو دور کردیتی ہے۔ عاجزی اور تضرع سے خدا تعالے کے حضور میں جھکو۔ تاکہ تم پر رحم کیا جاوے۔ اگر گناہ نہ ہوتا۔ تو ترقی بھی نہ ہوتی۔ جو شخص جانتا ہے۔ کہ میں نے گناہ کیا ہے۔ اور اپنے آپ کو ملزم دیکھتا ہے۔ وہ خدا کی طرف جھکتا ہے۔ تب اس پر رحم کیا جاتا ہے۔ اور وہ ترقی کرتا ہے۔ لکھا ہے۔

التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ

گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہے۔ کہ گویا اس نے کبھی گناہ کیا ہی نہیں۔ لیکن توبہ سچے دل کے ساتھ ہونی چاہئے۔ اور نیت صادق کے ساتھ چاہئے۔ کہ انسان پھر کبھی اس گناہ کا مرتکب نہ ہوگا۔ گو بعد میں بہ سبب کمزوری کے ہوجاوے۔ لیکن توبہ کرنے کے وقت اپنی طرف سے پختہ ارادہ اور سچی نیت رکھتا ہو کہ آئندہ یہ گناہ نہ کرے گا۔ نیت میں کسی قسم کا فساد نہ ہو۔ بلکہ پختہ ارادہ ہو۔ کہ قبر میں داخل ہونے تک اس بدی کے قریب نہ آئے گا تب توبہ قبول ہوجاتی ہے۔ لیکن خدا تعالے اپنے بندوں کو امتحان میں ڈالتا ہے۔ تاکہ ان کو انعام دیوے۔ انعام حاصل کرنے کے واسطے امتحانوں کا پاس کرنا ضروری ہے۔

نماز کے اندر دعا فرمایا۔ نماز کے اندر ہی اپنی زبان میں خدا تعالے کے حضور دعا کرو۔ سجدہ میں بیٹھ کر رکوع میں کھڑے ہوکر ہر مقام پر اللہ تعالیٰ کے حضور میں دعائیں کرو۔ بے شک پنجابی زبان میں دعائیں کرو۔ جن لوگوں کی زبان عربی نہیں اور عربی سمجھ نہیں سکتے ان کے واسطے ضروری ہے۔ کہ نماز کے اندر ہی قرآن شریف پڑھنے اور مسنون دعائیں عربی میں پڑھنے کے بعد اپنی زبان میں بھی خدا تعالے سے دعائیں مانگیں اور عربی دعاؤں کا اور قرآن شریف کا بھی ترجمہ سیکھ لینا چاہئے۔ نماز کو صرف جنتر منتر کی طرح نہ پڑھو۔ بلکہ اس کے معانی اور حقیقت سے معرفت حاصل کرو۔ خدا تعالے سے دعا کرو کہ ہم تیرے گنہگار بندے ہیں۔ اور نفس غالب ہے۔ تو ہم کو معاف کر اور دنیا اور آخرت کی آفتوں سے ہم کو بچا۔ آج کل لوگ جلدی جلدی نماز کو ختم کرتے ہیں اور پیچھے لمبی دعائیں مانگنے بیٹھتے ہیں۔ یہ بدعت ہے۔ جس نماز میں تضرع نہیں۔ خدا تعالیٰ کی طرف رجوع نہیں خدا تعالے سے رقت کے ساتھ دعا نہیں۔ وہ نماز تو خود ہی ٹوٹی ہوئی نماز ہے۔ نماز وہ ہے۔ جس میں دعا کا مزا آجاوے۔ خدا کے حضور میں ایسی توجہ سے کھڑے ہوجاؤ کہ رقت طاری ہوجائے۔ جیسے کہ کوئی شخص کسی خوفناک مقدمہ میں گرفتار ہوتا ہے۔ اور اس کے واسطے قید یا پھانسی کا فتوٰے لگنے والا ہوتا ہے۔ اس کی حالت حاکم کے سامنے کیا ہوتی ہے۔ ایسے ہی خوف زدہ دل کے ساتھ اللہ تعالے کے سامنے کھڑا ہونا چاہئے جس نماز میں دل کہیں ہے۔ اور خیال کسی طرف ہے۔ اور منہہ سے کچھ نکلتا ہے۔ وہ ایک لعنت ہے۔ جو آدمی کے منہہ پر واپس ماری جاتی ہے۔ اور قبول نہیں ہوتی۔ خدا تعالے فرماتا ہے۔

ویل للمصلین الذین ہم عن صلوٰتہم ساہون

لعنت ہے۔ ان پر جو اپنی نماز کی حقیقت سے ناواقف ہیں۔ نماز وہی اصل ہے۔ جس میں مزہ آجاوے۔ ایسی ہی نماز کے ذریعہ سے گناہ سے نفرت پیدا ہوتی ہے اور یہی وہ نماز ہے جس کی تعریف میں کہا گیا ہے۔ کہ نماز مومن کا معراج ہے۔ نماز مومن کے واسطے ترقی کا ذریعہ ہے۔

ان الحسنات یذہبن السیئات

نیکیاں بدیوں کو دور کردیتی ہے۔ دیکھو۔ بخیل مانگتا رہتا ہے۔ تو وہ بھی کسی نہ کسی وقت کچھ دیدیتا ہے۔ اور رحم کھاتا ہے خدا تعالے تو خود حکم دیتا ہے۔ کہ مجھ سے مانگو اور میں تمہیں دونگا۔ جب کبھی کسی امر کے واسطے دعا کی ضرورت ہوتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی طریق تھا۔ کہ آپ وضو کرکے نماز میں کھڑے ہوجاتے اور نماز کے اندر دعا کرتے۔

دعا کے معاملہ میں حضرت عیسےٰ نے خوب مثال بیان کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک قاضی تھا۔ جو کسی کا انصاف نہ کرتا تھا۔ اور رات دن اپنی عیش میں معروف رہتا تھا ایک عورت جس کا ایک مقدمہ تھا وہ ہر وقت اس کے دروازے پر آتی اور اس سے انصاف چاہتی وہ برابر ایسا کرتی رہتی یہاں تک کہ قاضی تنگ آگیا اور اس نے بالآخر اس کا مقدمہ فیصلہ کیا اور اس کا انصاف اُسے دیا دیکھو کیا تمہارا خدا قاضی جیسا بھی نہیں۔ کہ وہ تمہاری دعا سنے اور تمہیں تمہاری مراد عطا کرے۔ ثابت قدمی کے ساتھ دعا میں مصروف رہنا چاہئے۔ قبولیت کا وقت بھی ضرور آہی جائیگا استقامت شرط ہے۔

۱۶ جولائی ۱۹۰۶ء۔ ڈاکٹر عبد الحکیم کا ذکر تھا فرمایا۔ وہ ہم سے ہی کیا پھرا ہے۔ وہ تو خود اسلام سے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی پھر گیا ہے۔ جو اسلام کا دعوےٰ کرکے ایک ایسے آدمی کی حمایت کرتے ہیں۔ اور اس کا ساتھ دیتے ہیں۔ جو خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کو بھی ضروری نہیں جانتا۔ اور اسکے نزدیک گویا آنحضرت کے وجود کا ہونا نہ ہونا برابر ہے۔ افسوس ہے۔ کہ ہمارے بغض کے سبب یہ لوگ ایسے کام کرتے ہیں کہ خود ہی اسلام کی مخالفت کرنے لگے ہیں

فرمایا۔ چراغ الدین مسیح بنتا تھا۔ عیسائیوں نے اسکی امداد کی۔ مگر خدا کے مسیح کے بالمقابل وہ ناکام رہا۔ ہمارا دعوےٰ بھی مسیح ہونے کا ہے لیکن ہمارے ساتھ عیسائی لوگ سخت عداوت رکھتے ہیں۔ اور چراغ دین کا دعوےٰ بھی مسیح ہونے کا تھا۔ مگر اسکی امداد اور نصرت میں کھڑے ہوگئے وجہ یہ ہے کہ وہ جھوٹا تھا اور یہ بھی جھوٹے ہیں جو انسان کو خدا بناتے ہیں۔ جھوٹا جھوٹے کا حامی اور ناصر بن جاتا ہے۔ لیکن صادق کا ساتھ صرف وہی لوگ دے سکتے ہیں۔ جو راستباز ہوں اور ایسے لوگ ہمیشہ تھوڑے ہوتے ہیں

ضروری اطلاع

خریداران الحکم کو کئی بار توجہ دلائی گئی ہے۔ کہ وہ خط و کتابت میں نمبر خریداری ضرور دیا کریں۔ لیکن نہ معلوم اس طرف کیوں توجہ نہیں کی جاتی۔ بعض احباب نمبر خریداری تو ایک طرف بلکہ اپنا پتہ بھی نہیں لکھتے۔ اور صرف اپنے دستخط کرتے ہیں۔ جن کو پڑھنا مشکل ہوتا ہے۔ اور بعض خطوط کی تعمیل نہیں ہوسکتی ہے۔ عام اطلاع دی جاتی ہے۔ کہ خریدار خط و کتابت میں نمبر خریداری درج کیا کریں۔ ورنہ تعمیل کی شکایت معاف۔

محرر دفتر الحکم

دشمن، بداندیش اور مریض قلب والون کے لئے بہت سی باتین ہوتی ہیں اور انبیاء و رسل کی تو قسمت ہی میں اعتراض ہوتے ہیں دیکھو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر جسقدر اعتراض ہوئے اور نا بتنگ کئے جاتے ہین کیا کسی معمولی زندگی کے انسان پر بھی کئے جاتے ہیں؟ کبھی نہیں صدہا انسان ایسے ہونگے جو معمولی زندگی کے انسان کی تعریف کرین گے مگر جب انبیاء و رسل کا ذکر آئیگا تو وہان اعتراض کے لئے زبان کھولین گے۔ باعث کیا ہے کہ انبیاء و رسل پر اسقدر اعتراض ہوئے ہیں؟ اصل یہہ ہے کہ جیسے دولت پر سانپ ہوتا ہے تاکہ نامحرم پاس نہ جاوے اسی طرح پر انبیاء و رسل بھی ایک بے نظیر دولت ہوتے ہیں خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ سعید اور رشید ہی ان تک پہونچین اس لئے ان پر قسم قسم کے اعتراض ہوتے ہیں تاکہ وہ لوگ جو اہل نہین ہیں دور رہیں ورنہ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو وہ نہ جہاد کرتے نہ سوبان کرتے۔ نہ اعتراض ہوتے۔ مگر وہ نبی جس کی تعلیم اتم اور اکمل تھی اس کے لئے خدا نے نہ چاہا کہ ایسے نااہل قبول کرین اسلئے چند باتین ایسی رکھدین جو نظر بد دور کا کام دیتی ہین اور اسلئے پر اعتراض ہوا اور نااہل لوگ رہے مگر جو لوگ اہل تھے انہون نے حقیقت کو پالیا۔

دو قسم کے لوگ ہوتے ہیں ایک نکتہ چین اور معترض یہہ ہمیشہ محروم رہتے ہین۔ دوسری قسم کے وہ لوگ ہوتے ہیں جو خدا تعالیٰ کی تائید اور نصرت اور نبی کے صدق و وفا کو دیکھتے ہیں وہ اس کے ساتھ ہوتے ہیں اور پھر خدا تعالیٰ کی قدرت نمائی کے عجائبات مشاہدہ کرتے ہیں وہ اسکے حالات ... تمہیں اور انہیں حاجت نہین ہوتی کہ کچھ اور دیکھین۔ بدبخت نااہل وہ باتین دیکھتے ہیں جن سے شقاوت بڑھے جیسے تذکرۃ الاولیاء مین ایک لطیفہ دیکھا کہ ایک شخص ایک بزرگ کی نسبت بدگمانی رکھتا تھا کہ یہہ مکار ہے اور فاسق ہے ایک دن انکے پاس آیا اور کہا کہ حضرت کوئی کرامت تو دکھاؤ۔ فرمایا میری کرامت تو ظاہر ہے باوجودیکہ تم تمام دنیا کے معاصی مجھہ مین بتاتے ہو مگر پھر دیکھتے ہو کہ خدا تعالیٰ مجھے غرق نہین کرتا۔ لوط کی بستی تباہ ہوئی عاد و ثمود وغیرہ تباہ ہوئے۔ مگر مجھہ پر غضب نہین آتا کیا یہ تیرے لئے کرامت نہین ہے؟

بات بڑی لطیف ہے، یعنی عیوب پیدا کرنیوالے لوگون کو یہہ بھی تو چاہئے کہ وہ دیکھین کہ وہ شخص جو منجانب اللہ ہونے کا دعوےٰ کرتا ہے اور جس پر اسقدر اعتراض اور نکتہ چینیان کی جاتی ہیں وہ جو ہلاک نہین ہوتا کیا خدا ہی اس سے دہوکہ میں ہی رہا۔ عیسائیون نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی یہی حقیقت سمجھی کہ معاذ اللہ آپ افترا کرتے تھے مگر خدا تعالیٰ نے آپ کو وہ نصرت دی اور وہ فضیلت دی کہ آدم سے آخر تک کسی کو وہ کامیابی کبھی نصیب نہیں ہوئی بلکہ آپ کے متعلق ایک ایسا نکتہ ہے جو آپ کی عظمت کو اور بھی بڑہا دیتا ہے اور وہ یہہ ہے کہ آپ ایسے وقت تشریف لائے جب کہ

ظہر الفساد فی البر والبحر کا وقت تھا۔

یعنے اہل کتاب بھی بگڑ چکے تھے اور غیر اہل کتاب بھی بگڑے ہوئے تھے اور یہہ بات مخالفون کی تصدیق سے بھی ثابت ہے پنڈت دیانند صاحب کہتے ہین کہ آریہ ورت مین بت پرستی ہو رہی تھی اور اسطرف عرب میں بھی تاریکی پھیلی ہوئی تھی۔ عیسائیون کے مذہب کا خلاصہ یہہ رہ گیا تھا کہ ایک عاجز انسان کو خدا بنایا گیا تھا۔ غرض جس طرف دیکھو ایک تاریکی چھائی ہوئی تھی اور خدا تعالیٰ سے بالکل غفلت اور لاپروائی ہو چکی تھی۔ اور وہ وقت پکار پکار کر کہہ رہا تھا کہ ایک عظیم الشان مصلح کی ضرورت ہے اور یہ مسلم بات ہے کہ ضرورت علوم کی مان ہوتی ہے۔ ہر قسم کا علم ضرورت سے پیدا ہوا ہے طب، طبعی ہیئت جغرافیہ وغیرہ تمام علوم کی مان ضرورت ہی ہے۔ پس اگر سمجھدار ہو تو سمجھ لے کہ اس **دقیقہ معرفت** (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ایڈیٹر) کی مان بھی کوئی عظیم الشان ضرورت ہے بہت سے صحابہ آپ پر ایمان لائے یہہ دیکھہ کر کہ آپ ایسے وقت آئے ہیں جو سخت ضرورت کا وقت ہے، اگر آپ نہ آتے تو شاید نوح کی طرح ایک طوفان آکر دنیا کو ہلاک کر دیتا۔ میں یقیناً جانتا ہون اور دعوے سے کہتا ہون کہ آپکے لئے ایسا اجلیٰ اور اصفیٰ نظارہ ضرورتون کا ہے کہ کسی دوسرے کے لئے وہ میسر نہین اور حضرت عیسےٰ کے لئے تو کچھ بھی نظر نہین آتا۔ فقیہ اور فریسی موجود تھے جو موسیٰ علیہ السلام کی گدی پر بیٹھتے تھے اس لئے انہون نے کسی نئی شریعت کا دعوےٰ ہی نہیں کیا۔ اور پھر جبکہ یہودیون کے اسقدر اگروہ موجود تھے تو نہین کہہ سکتے کہ سب منحرف تھے بعض عامل بھی تھے اور وحی اور الہام کا بھی دعوےٰ کرتے تھے کیا ان میں کوئی ایسا تھا جو انسان کو خدا بناتا ہو۔ وہ تو موجودہ عیسائی مذہب سے بھی اچھے تھے موحد تھے جیسے زین الدین ابراہیم کی معرفت بمبئی میں ایک یہودی عالم سے دریافت کیا کہ کیا تمہارے کہیں یہہ بھی لکھا ہے کہ انسان خدا ہوگا اس نے قسماً کہا کہ ہرگز نہیں ہم تو اسی خدا کو مانتے ہیں جو قرآن میں بیان ہوا ہے ہم انسان کو خدا کہنا کفر سمجھتے ہین جو تمام لوازم ضعف ناتوانی بیماری کے رکھتا ہے یہہ **لعنتی مذہب ہے** جو انسان کو خدا بناتا ہے۔

غرض

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی ضرورت ایسی واضح اور روشن ہے کہ کسی دوسرے نبی کا زمانہ ایسی نظیر نہین رکھتا۔ اب دوسرا حصہ دیکھو کہ آپ فوت نہین ہوئے جب تک **الیوم اکملت لکم دینکم** کی آواز نہین سُن لی اور اذا جاء نصر اللہ والفتح ورایت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا کا نظارہ آپ نے نہین دیکھہ لیا یہہ آیت نہ توریت مین نہ انجیل ہیں۔ توریت کا تو یہ حال ہے کہ موسیٰ علیہ السلام راستہ ہی میں فوت ہو گئے اور قوم کو وعدہ کی سرزمین مین داخل نہ کر سکے۔ حضرت عیسےٰ علیہ السلام خود کہتے ہیں کہ بہت ہی باتین بیان کرنے کی تہین کیا قرآن شریف میں بھی ایسا لکھا ہے؟ وہان تو اکملت لکم ہے۔ رہی انکی تکمیل صحابہ کی جو تکمیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کی وہ اس سے ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ خود ان کی نسبت فرماتا ہے۔

منہم من قضےٰ نحبہ الآیۃ

اور پھر ان کی نسبت رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ فرمایا۔ لیکن انجیل میں مسیح کے حواریون کی جو تعریف کی گئی ہے وہ سب کو معلوم ہے کہ جا بجا انکو لالچی اور کم ایمان کہا گیا ہے اور عملی رنگ ان کا یہہ ہے کہ ان مین سے ایک نے تیس روپیہ لیکر پکڑوا دیا اور پھر اس نے سامنے لعنت کی۔ انصاف کرکے کہو کہ یہہ کیسی تکمیل ہے۔ اسکے بالمقابل قرآن شریف صحابہ کی تعریف سے بھرا پڑا ہے۔ اور ان کی ایسی تکمیل ہوئی کہ دوسری کوئی قوم ان کی نظیر نہین رکھتی پھر انکے لئے اللہ تعالےٰ نے جزا بھی بڑی دی یہانتک کہ اگر باہم کوئی رنجش بھی ہو گئی تو اسکے لئے فرمایا ونزعنا فی صدورہم من غل الآیۃ۔

حضرت عیسےٰ نے بھی حواریون کو تختون کا وعدہ دیا تھا مگر وہ ٹوٹ گیا کیونکہ بارہ تختون کا وعدہ تھا۔ مگر یہودا اسکریوطی کا ٹوٹ گیا جب وہ قائم نہ رہا تو اور ون کا کیا بھروسہ کرین۔ مگر صحابہ کے تخت قائم رہے دنیا میں بھی رہے اور آخرت میں بھی۔

غرض

یہہ آیت الیوم اکملت لکم مسلمانون کے لئے کیسے فخر کی بات ہے۔ اب ان باتون کو ملا کر غور کرو کہ آپ ایسے وقت، جب کہ بالکل تاریکی چھائی ہوئی تھی۔ جیسا کہ فرمایا انا انزلناہ فی لیلۃ القدر ایک لیلۃ القدر تو وہ ہے جو پچھلے حصہ رات مین ہوتی ہے جب کہ اللہ تعالےٰ تجلی فرماتا ہے اور ہاتھ پھیلاتا ہے کہ کوئی دعا کرنے والا اور استغفار کرنیوالا ہے جو مین اسکو قبول کرون لیکن ایک معنے اس کے اور ہیں جس سے بدقسمتی سے علماء مخالف اور منکر ہین اور وہ یہہ ہیں کہ ہم نے قرآن کو ایسی رات مین اتارا ہے کہ تاریک و تار تھی اور وہ ایک مستعد مصلح کی خواہان تھی خدا تعالےٰ نے انسان کو عبادت کے لئے پیدا کیا ہے جب کہ اسنے فرمایا۔

ماخلقت الجن والانس الا لیعبدون

پھر جب انسان کو عبادت کے لئے پیدا کیا ہے یہہ نہین ہو سکتا کہ وہ تاریکی ہی میں پڑا رہے ایسے زمانے میں بالطبع اس کی ذات جوش مارتی ہے کہ کوئی مصلح پیدا ہو۔ پس انا انزلناہ فی لیلۃ القدر اس زمانہ ضرورت بعثت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک اور دلیل ہے اور انجام الیوم اکملت لکم میں فرما دیا۔ گویا یہہ باب نبوت کی دوسری فصل ہے۔ اکمال سے یہی مطلب نہین کہ سورتین اتار دین بلکہ تکمیل نفس اور تطہیر قلب کی وحشیون سے انسان پھر اسکے بعد عقلمند اور با اخلاق انسان اور پھر باخدا انسان بنا دیا۔ اور تطہیر نفس تکمیل اور تہذیب نفس کے مدارج طے کرا دئے۔ اسی طرح پر کتاب اللہ کو بھی پورا اور کامل کر دیا یہانتک کہ کوئی سچائی اور صداقت نہین جو قرآن شریف مین نہو۔ مینے اگنی ہوتری کو بارہا کہا کہ کوئی ایسی

ان بتاؤ جو قرآن شریف میں نہو مگر وہ نہ بتاسکا۔ مجھ پر ہی ایک زمانہ مجھ پر گذرا ہے کہ میں نے بائبل کو سامنے رکھ کر دیکھا جن باتوں پر عیسائی ناز کرتے ہیں وہ تمام سچائیاں مستقل طور پر اور نہایت ہی اکمل طور پر قرآن مجید میں موجود ہیں۔ مگر افسوس ہے کہ مسلمانوں کو اسطرف توجہ نہیں وہ قرآن شریف پر تدبّر ہی نہیں کرتے اور نہ انکے دل میں کچھ عظمت ہے ورنہ یہ تو ایسا فخر کا مقام ہے کہ اسکی نظیر دوسرے دین میں ہی نہیں۔

غرض

الیوم اکملت لکم کی آیت دو پہلو رکہتی ہے ایک یہ کہ تمہاری تطہیر کرچکا دوم کتاب مکمل کرچکا کہتے ہیں جب یہہ آیت اتری وہ جمعہ کا دن تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کسی یہودی نے کہا کہ اس آیت کے نزول کے دن عید کر لیتے حضرت عمرؓ نے کہا کہ جمعہ عید ہی ہے۔

مگر بہت سے لوگ اس عید سے بے خبر ہیں دوسری عیدوں کو کپڑے بدلتے ہیں لیکن اس عید کی پرواہ نہیں کرتے اور میلے کچیلے کپڑوں کے ساتھ آتے ہیں میرے نزدیک یہہ عید دوسری عیدوں سے افضل ہے اسی عید کے لئے سورہ جمعہ ہے اور اسی کے لئے قصر نماز ہے اور جمعہ وہ ہے جس میں عصر کے وقت آدم پیدا ہوئے اور یہہ عید اس زمانہ پر بھی دلالت کرتی ہے کہ پہلا انسان اس عید کو پیدا ہوا۔ قرآن شریف کا خاتمہ اس پر ہوا۔ کہتے ہیں جب یہہ آیت اتری تو ابوبکر رضی اللہ عنہ رو پڑے کسی نے کہا اے بڈھے کیوں روتا ہے؟ آپؓ نے جواب دیا کہ اس آیت سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کی بو آتی ہے کیونکہ یہہ مقرر شدہ بات ہے کہ جب کام ہو چکتا ہے تو اس کا پورا ہونا ہی وفات پر دلالت کرتا ہے جیسے دنیا میں بندوبست ہوتے ہیں اور جب وہ ختم ہو جاتا ہے تو عملہ وہاں سے رخصت ہوتا ہے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر والا قصہ سنا تو فرمایا سب سے زیادہ سمجھدار ابوبکر ہے اور یہہ فرمایا کہ اگر دنیا میں کسی کو دوست رکھتا تو ابوبکر کو رکھتا اور فرمایا ابوبکر کی کھڑکی مسجد میں کھلی رہے باقی سب بند کر دو کوئی پوچھے کہ اس میں مناسبت کیا ہوئی۔ تو یاد رکھو کہ مسجد خانہ خدا ہے جو سرچشمہ ہے تمام حقائق معارف کا۔ اسلئے فرمایا کہ ابوبکر کی اندرونی کھڑکی اسطرف ہے تو اسکے لئے یہہ بھی کھڑکی رکھی جاوے یہ بات نہیں کہ اور صحابہ محروم تھے نہیں بلکہ ابوبکر کی فضیلت وہ خاص فراست تھی۔ جس نے ابتدا میں بھی اپنا نمونہ دکھایا اور انتہا میں بھی۔

گویا حضرت ابوبکر کا وجود مجموعۃ القرانیین تھا۔

اب میں پھر یہہ ذکر کرکے اسکو ختم کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے جہاں میری وفات کی خبر دی ہے یہہ بھی فرمایا ہے لا نبقی لک من المخزیات ذکرا جو مامور ہو کر آتا ہے بڑا اعتراض عقلمندوں کا یہہ ہوتا ہے کہ وہ مر گیا کام کیا کیا! یہ مہذب لوگ کہتے ہیں کہ اتنا بڑا دعوی کیا تھا کہ کسر صلیب ہوگا اور یہہ ہوگا اور وہ ہوگا مگر اب خامی کی حالت میں چلے گئے اس میں اللہ تعالیٰ پیشگوئی فرماتا ہے لا نبقی لک من المخزیات ذکرا۔ اور سچے آدمی کو غم بھی یہی ہوتا ہے۔ جیسے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو فرمایا کہ تیرے بوجھ کو جس نے تیری پیٹھ توڑ دی تھی اٹھا دیا۔ وہ یہی علت غائی کا بوجھ ہے۔ غرض اللہ تعالیٰ نے اس وحی میں بشارت دی ہے گویا اسکو اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے۔ اب سنو! جب کہ خدا تعالیٰ کا یہہ وعدہ ہے تو یہہ ہو کر رہیگا تمہیں مفت کا ثواب ہے۔ پس تم اس وصیت کی تکمیل میں میرا ہاتھ بٹاؤ۔ وہ قادر خدا جس نے پیدا کیا ہے دنیا اور آخرت کی مرادیں دے دیگا۔

مراسلات

الموت والحیات

یہ دونوں الفاظ اگرچہ روزمرہ سننے میں آتے ہیں اور خیال ہوتا ہے کہ ایک بچہ بھی ان کے معنوں سے واقف ہوگا۔ مگر حقیقت میں انکے معنے ایسے آسان اور عام فہم نہیں۔ دنیا میں یہی موت اور حیات کا مسئلہ سب مسائل سے زیادہ پیچیدہ اور پُر اسرار ہے۔ جتنے مذاہب دنیا میں موجود ہیں۔ یا ہو گذرے ہیں۔ سب اسی مسئلہ کے حل کرنیکی کوشش کرتے رہے اور جہانتک ہو سکا اس کو آسان اور عام فہم بنانے میں نہ صرف کسی واحد شخص کی عقل اور سمجھ بلکہ الہام الٰہی اور وحی آسمانی سے بھی مدد لیتے یا مدد پانے کا دعوی کرتے رہے سب نیک اور برگزیدہ اولیاء اللہ حیات ابدی کے متمنی اور فنا کے شائق رہے اور خیال ہوتا ہے کہ موت سے عام انسان اسطرح بھاگیں۔ اور جو شخص جتنا بزرگ اور نیک ہو اتنا ہی فنا کا طالب اور موت کا خواہشمند ہو ایں چہ بوالعجبی است! — کوئی بھید ہے۔ اور موت اور حیات کے وہی عام معنے مراد نہیں ہیں۔ بلکہ ضرور یہہ ہر دو الفاظ کسی خاص معنی میں استعمال ہوتے ہونگے یعنے انکی اصطلاح میں انکے اور معانی ہونگے۔ اس بات کے معلوم کرنیکے لئے ہمیں ان بزرگوں کے اقوال پر غور کرنا چاہیئے۔

اناجیل مروجہ میں حضرت مسیح علیہ السلام کی نسبت مرقوم ہے۔ کہ انھوں نے فرمایا میرے پاس آؤ۔ تم ابدی زندگی پاؤگے۔ کیونکہ زندگی میں ہوں جو میرے پاس نہ آئیگا ابدی ہلاکت کا مستوجب ہوگا۔ اسی دستاویز کو سند گردان کر زمانہ حال کے پادری خواہ مرد ہوں یا عورت۔ نجات نجات پکارتے پھرتے ہیں اور صاف الفاظ میں کہتے ہیں کہ جو کوئی مسیح کو قبول کر چکا وہ کبھی نہیں مریگا۔ لیکن جب انسے پوچھا جائے کہ اسکا ذرا مطلب تو سمجھا دیجئے۔ سبق تو واقعی بڑا روحانی ہے۔ لیکن آپ اس سے کیا مطلب سمجھے ہیں تو جواب ندارد۔ اگر اس سے جسمانی موت یا حیات مراد لیجائے جیسا کہ عام لوگوں کا خیال ہے تو یہ صریح باطل ہے۔ بُرے اچھے سبھی قسم کے لوگ مرتے رہے ہیں اور مرتے رہینگے۔ اور اگر بقول بعض ہوشیار پادری صاحبان کے یہ کہا جائے کہ گنہ گار۔ ویقول الکفر یلیتنی کنت ترابا اور کافر کہے گا کہ اے کاش میں مٹی ہوتا۔ پس ابدی زندگی یا ابدی ہلاکت سے نہ ظاہری حیات اور موت اور نہ روحانی حیات اور موت مراد ہے۔ کیونکہ یہ مسلم ہے کہ اس جسم کو فنا ہے اور یہ بھی متفق علیہ ہے کہ اس مرنیکے بعد جینا ہے جسمیں نیک اور بد سب شریک ہیں پس ابدی زندگی کو نیک اشخاص یا بقول پادری صاحبان یا انکے مبلغ علم اناجیل مروجہ سے امید لگانا عبث ہے۔ ان باتوں کو اہل دل جانیں۔ نہ کاہل دل۔ اسی غلط فہمی کو رفع کرنے کیلئے کلام ربانی میں ارشاد ہوتا ہے ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا۔ بل احیاء عند ربھم یرزقون۔ اور اے محمد نہ خیال کرنا انکو جو مارے گئے۔ اللہ کی راہ میں مرا ہوا۔ بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس انکو روزی ملتی ہے۔ اگر موت سے صرف جسم اور روح کی جدائی متصور ہوتی تو اُن شہدائے احد کیلئے جنکو اصحاب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھوں زمین میں گاڑا کیونکہ ارشاد ہوتا کہ انکو مردہ مت سمجھو۔ اگر حیات سے صرف زندہ ہونا یعنے کسی قسم کے جسم اور روح کا تعلق مراد ہوتا تو انکی نسبت حیات کا لفظ بھی عجیب المعنے ہوتا۔ کیونکہ اس دنیاوی جسم کو تو وہ سب کے مشاہدے میں چھوڑ چکے۔ اور جسم آخروی اگر کوئی واقعی جسم ہوتا تو انکو قیامت کے دن عطا ہونا چاہیئے تہا۔ پہر اس حیات سے کیا مراد ہے یقیناً کوئی ایسی حیات جسمیں اس جسم کو کوئی تعلق نہیں۔ اور روح تو بدعمل کے سرتاج فرعون اور قارون وغیرہ کی بھی زندہ ہے۔ اور زندہ رہیگی۔ پھر حیات شہدائے احد میں کیا خصوصیت ہے۔ اس آیت شریف سے معلوم ہوا کہ موت سے مراد خداوند تعالیٰ سے قطع تعلق ہے جس شخص کے دل میں نور ایمان نہیں وہ شخص مردہ ہے۔ اگرچہ دیکھنے میں کیسا ہی توانا اور تندرست چلتا پھرتا اور کہاتا پیتا ہو خداوند تعالیٰ سے دوری اور جدائی ہی اصلی موت ہے اور اسی لحاظ سے ہم کہہ سکتے ہیں کہ بدکار لوگ اس دنیا میں بھی مردہ ہیں اور عاقبت میں بھی بعد حشر کیا مردہ ہی رہینگے۔ موت احساس ظاہری کے باطل ہونے کا نام نہیں بلکہ معرفت الٰہی اور لقائے الٰہی کے فقدان کا نام موت ہے۔ اسی طرح حیات سے یہ ظاہری زندگی یا آخرت کی زندگی ہی مراد نہیں۔ بلکہ بقا باللہ اور وصل الی اللہ یا دوسرے الفاظ میں رضائے الٰہی اور اسکی حضوری کا نام حیات ہے۔ چنانچہ رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ اسکا موید ہے۔ اس ظاہری موت کو قرب الی اللہ اور اسکی حضوری میں ممد اور معاون سمجھنا چاہیئے۔ کیونکہ روحانی تعلق اور خلع جسم زیادہ قوی ہو جاتا ہے اور اسی بارے میں جناب سرور کائنات فخر موجودات صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ الموت جسر یوصل الحبیب الی الحبیب لیکن اولیائے کرام جنہیں عشاق خدا کہنا زیادہ موزون ہوگا ہمیشہ اسی دھن میں لگے رہتے ہیں کہ کسی طرح اس جسمانی تعلق میں بھی وہی لطف حاصل کریں جو بوجہ موت ظاہری میسر آسکتا۔ اسلئے وہ اپنے جسم ظاہری کو فی الحقیقت ایسا ہی سمجھنے لگ جاتے ہیں کہ گویا وہ ہے ہی نہیں۔ دنیا اور اسکے تعلقات جو جسم کے ساتھ وابستہ ہیں انکی نظروں میں ہیچ ہو جاتے ہیں اور وہاں ظاہری تعلقات میں بھی اسی ہستی واحد کا ید قدرت مشاہدہ کرتے ہیں۔ رضائے الٰہی انکی حرکات وسکنات پر غالب آجاتی ہے گویا ظاہری موت سے پہلے اپنے جسم اور اسکی خواہشات کو نظرانداز کر دیتے ہیں۔ موتوا قبل ان تموتوا کا مشہور مقولہ اسی حالت کا ارشاد کرتا۔ وہ چلتے ہیں۔ پھرتے ہیں۔ کھاتے ہیں۔ پیتے ہیں۔ کسب حلال کرتے ہیں سوتے ہیں جاگتے ہیں۔ لیکن اپنے لئے نہیں بلکہ خداوند تعالیٰ کیلئے اور اسکی اس رضا کیلئے۔ مخلوق خدا کی بہتری کیلئے وہ اپنے کو کھو دیتے ہیں اور انفسانیت کو وداع کرتے یا یوں کہو کہ اس بحر زندگی میں فنا ہو جاتے ہیں۔ تب انکو خلعت بقا حاصل ہوتا ہے پھر وہ قطرہ نہیں بلکہ دریا کہاتے ہیں۔ انکی روانی۔ دریا کی روانی انکا وجود دریا کا وجود اور انکے افعال مظہر اسمائے الٰہی ہوتے ہیں وہ حقیقی معنوں میں منشائے خلقت کو پورا کرتے ہیں۔ قولہ تعالیٰ۔ انی

کلمات طیبات حضرت امام الزمان سلمہ الرحمان

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

غرض بدیوں کے ترک پر اسقدر ناز نکرو جب تک نیکیوں کو پورے طور پر ادا نکروگے اور نیکیاں بھی ایسی نیکیاں جن میں ریا کی ملونی نہو۔ اسوقت تک سلوک کی منزل طے نہیں ہوتی۔ یہ بات یاد رکھو کہ ریا حسنات کو ایسے جلا دیتی ہے جیسے آگ خس و خاشاک کو میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ اس مرد سے بڑھ کر **مرد خدا** نہ پاؤگے جو نیکی کرتا ہے اور چاہتا ہے کہ کسی پر یہ ظاہر نہو۔

ایک بزرگ کی حکایت لکھی ہے کہ اسے کچھ ضرورت تھی اسنے وعظ کہا اور دوران وعظ میں یہہ بھی کہا کہ مجھے ایک دینی ضرورت پیش آگئی ہے مگر اسکے واسطے روپیہ نہیں ہے ایک بندہ خدا نے یہ سن کر دس ہزار روپیہ رکھدیا۔ اس بزرگ نے اٹھکر اسکی بڑی تعریف کی اور کہا کہ یہ شخص بڑا ثواب پائیگا جب اس شخص نے ان باتوں کو سنا تو وہ اٹھکر چلا گیا۔ اور تھوڑی دیر کے بعد واپس آیا اور کہا کہ یا حضرت مجھسے اس روپیہ کے دینے میں بڑی غلطی ہوئی وہ میرا مال نہ تھا بلکہ میری ماں کا مال ہے اسلئے وہ واپس دیدو۔ اس بزرگ نے تو اسے روپیہ دیدیا مگر لوگوں نے بڑی لعن طعن کی اور کہا کہ یہہ اسکی اپنی بدنیتی ہے معلوم ہوتا ہے پہلے وعظ سن کر جوش میں آگیا اور روپیہ دیدیا اور اب اس روپیہ کی محبت نے مجبور کیا تو یہہ عذر بنا لیا ہے۔ غرض وہ روپیہ لیکر چلا گیا اور لوگ اسے برا بھلا کہتے رہے اور وہ مجلس برخاست ہوئی۔ جب آدھی رات گذری تو وہی شخص روپیہ لیکر اس بزرگ کے گھر پہونچا اور آکر انہیں آواز دی وہ سوتے ہوئے تھے انہیں جگایا اور وہی دس ہزار روپیہ رکھدیا۔ اور کہا حضرت میں نے یہہ روپیہ اسوقت اسلئے نہیں دیا تھا کہ آپ میری تعریف کریں میری نیت تو اور تھی اب میں آپ کو قسم دیتا ہوں کہ مرتے تک اس کا ذکر نکریں۔ یہ سن کر وہ بزرگ رو پڑے اس نے پوچھا کہ آپ روتے کیوں ہیں تو انہوں جواب دیا کہ مجھے رونا اسلئے آیا کہ تو نے ایسا اخفا کیا ہے کہ جب تک یہ لوگ رہینگے تجھے لعن طعن کرینگے۔ غرض وہ چلا گیا اور آخر خدا تعالیٰ نے اس امر کو ظاہر کردیا۔ جو شخص خدا تعالیٰ سے پوشیدہ طور پر صلح کر لیتا ہے خدا تعالیٰ اسے عزت دیتا ہے یہہ مت خیال کرو کہ جو کام تم چھپ کر خدا کے لئے کروگے وہ مخفی رہیگا ریا سے بڑھکر نیکیوں کا دشمن کوئی نہیں ریا کار کے دل میں کبھی ٹھنڈ نہیں پڑتی ہے۔ جب تک کہ پورا حصہ نہ لے لے۔ مگر ریا سب مال کو جلا دیتی ہے اور کچھ بھی باقی نہیں رہتا۔

خوش قسمت وہ ہے انسان جو ریا سے بچے اور جو کام کرے وہ خدا کے لئے کرے۔ ریا کار کی حالت عجیب ہوتی ہے خدا کے لئے جب خرچ کرنا ہو تو وہ کفایت شعاری سے کام لیتا ہے لیکن جب ریا کا موقعہ ہو تو پھر ایک کی بجائے سو دیتا ہے۔ اور دوسرے طور پر اسی مقصد کے لئے دو کا دینا کافی سمجھتا ہے۔ اسلئے اس مرض سے بچنے کی دعا کرتے رہو۔

جو لوگ اس بات پر ایمان لاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سمیع اور **بصیر** ہے وہ ان باتوں کی پرواہ نہیں کرتے۔ انہیں اس بات کی غرض ہی نہیں ہوتی کہ کوئی انکے دئے ہوئے مال کا ذکر بھی کرے دنیا **مزرعۂ آخرت** ہے یعنے آخرت کی کھیتی ہے جو کچھ بنانا ہے اسی دنیا میں بناؤ۔ جو شخص سعادتی مال و دولت اور جائیداد یہاں جمع کرے گا وہ خوشحال ہوگا ورنہ یہاں سے خالی ہاتھ جانا ہوگا اور بڑے عذاب میں مبتلا ہونا پڑیگا۔ اُسوقت نہ مال کام آئیگا نہ اولاد اور نہ دوسرے عزیز جنکے لئے دین کے پہلو کو چھوڑا تھا۔ اب یاد رکھو وہی خدا جسنے **تیرہ سو برس پہلے اس زمانہ کی خبر دی تھی** وہی خبر دیتا ہے کہ **زمانہ قریب** آگیا ہے اور بڑے بڑے حوادث ظاہر ہونگے اگر ان نشانوں کا انتظار ہے اور انکے بعد جوش پیدا ہوا تو اس کا ثواب ایسا نہوگا جیسا آج ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے یہہ بھی فرمایا ہے کہ اسوقت اگر کوئی ایمان پیش کریگا تو ذرہ برابر اسکی قدر نہوگی کیونکہ اُسوقت تو کافر بھی کافر ہی سمجھ لیگا کہ دنیا **فانی** ہے میں نے سنا ہے کہ طاعون کے زور کے دنوں میں ایک جگہ ایک بڑا متمول ہندو مرگیا مرتے وقت اس نے اپنے مال و دولت کی کنجیاں اپنے بھائی کو دیں وہ بھی مرگیا اور اسطرح پر ان کا سارا خاندان تباہ ہوگیا اور آخری شخص نے مرتے وقت وہاں کے ایک زمیندار کو کنجیاں پیش کیں اُس نے انکار کردیا کہ میں کیا کرونگا۔ بالآخر وہ مال داخل خزانہ سرکار ہوا۔ یہہ سچی بات ہے کہ جب خوف کے دن آتے ہیں تو بڑے بڑے پاجی اور خبیث لوگ بھی صدقات اور خیرات کی طرف مایل ہو جاتے ہیں اُسوقت یہہ باتیں کام نہیں آتی ہیں کیونکہ خدا تعالیٰ کا غضب بھڑک چکا ہوتا ہے لیکن جو شخص عذاب کے آنیسے پہلے خدا تعالیٰ سے ڈرتا اور اس سے صلح کرتا ہے وہ بچا لیا جاتا ہے۔

پس

خدا تعالیٰ کو راضی کرنیکے یہی دن ہیں۔ میں بلا مبالغہ کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے جسقدر اپنی ہستی کا ثبوت مجھے دیا ہے میرے پاس الفاظ نہیں جنمیں میں اسے ظاہر کرسکوں۔ وہی خدا ہے جسنے براہین کے زمانہ میں ان تمام امور کی جو آج تم دیکھ رہے ہو خبر دی۔ ان ہندوؤں سے جو ہمارے جدی دشمن ہیں پوچھ لو کہ اس زمانہ میں اس جلوۂ قدرت کا کہاں نشان تھا۔ پھر جب وہ ساری باتیں پوری ہو چکی ہیں پھر جو باتیں آج وہ بتاتا ہے وہ کیونکر پوری نہونگی؟ اس خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ عنقریب خطرناک وقت آنے والا ہے زلازل آئینگے اور موتوں کے دروازے کھل جاوینگے۔ پس اس سے پہلے کہ وہ خطرناک گھڑی آجاوے اور موت اپنا منہ کھول کر حملہ شروع کردے تم نیکی کرو اور خدا تعالیٰ کو خوش کرلو۔ میں یہہ بھی تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ اس زمانہ کی تمام **نبیوں** نے خبر دی ہے یہہ آخری ہزار کا زمانہ آگیا ہے اور دیکھو یہہ وہ وقت ہے جسکے لئے گیارہ سو برس پہلے کی کتابوں میں لکھا تھا کہ مہدی کے وقت رمضان میں کسوف خسوف ہوگا اور آدم سے لیکر اسوقت تک کبھی یہ نشان ظاہر نہیں ہوا۔ وہ نشان تم نے دیکھ لیا پھر یہ کیسی قابل غور بات ہے۔ بعض جاہل اعتراض کرتے اور بہانہ بناتے ہیں کہ یہہ حدیث ضعیف ہے احمق اتنا نہیں جانتے کہ جس حدیث نے اپنے آپ کو سچا کردیا ہے وہ کیسے جھوٹ ہوسکتی ہے۔ محدثین کے اصول پر سچی اور صحیح حدیث تو وہی ہے جو اپنی سچائی آپ ظاہر کردے۔ اگر یہہ حدیث ضعیف ہوتی تو پھر پوری کیوں ہوتی؟ دو مرتبہ کسوف خسوف ہوا۔ اس ملک میں بھی اور امریکہ میں بھی۔ اگر یہہ حدیث ضعیف ہے تو پھر اس کی مثال پیش کریں کہ کسی اور کے زمانہ میں بھی ہوا ہو؟ یہہ حدیث اہل سنت اور شیعہ دونوں کے ہاں کتابوں میں موجود ہے پھر اس سے انکار کیوں کر کیا جاسکتا ہے؟ یہہ آسمان کا نشان تھا اور زمین کا نشان وہ ہے جو **طاعون** کی صورت میں نمودار ہوا قرآن شریف میں آیا ہے وَاِنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اِلَّا نَحْنُ مُهْلِكُوْهَا قَبْلَ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ اَوْ مُعَذِّبُوْهَا عَذَابًا شَدِيْدًا كَانَ ذٰلِكَ فِى الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا (سورۂ بنی اسرائیل)

اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جب قیامت قریب آجائیگی تو عام طور پر **موت** کا دروازہ کھولا جاویگا اور یہہ حدیث کسوف خسوف کی قرآن شریف سے بھی صحیح ثابت ہو چکی ہے۔ طاعون کے متعلق شیعہ کی کتابوں میں تو یہاں تک لکھا ہے کہ ایسی طاعون ہوگی کہ جہاں دس آدمی ہونگے انمیں سے سات مرجاوینگے اور حقیقت میں یہ ایسی بلا ہے کہ خاندانوں کے خاندان اس سے مٹ گئے اور بے نام و نشان ہوگئے۔ کون جانتا ہے کل کیا ہوگا اسقدر سردی کی شدت میں طاعون ترقی کررہی ہے (دسمبر کا ذکر ہے ایڈیٹر) امرتسر میں زور شور ہے ایسی حالت میں کوئی کیا امید کرسکتا ہے۔

جبکہ موت کا بازار گرم ہے تو کیا **املاک اور جائیداد** اپنی سر پر اٹھا کرلے جاؤگے؟ ہرگز نہیں پھر اگر ان نشانات کو دیکھکر بھی تبدیلی نہیں کرتے تو کیونکر کہہ سکتے ہو کہ خدا پر **ایمان** ہے

ہم اپنے نفس کیلئے کچھ نہیں چاہتے بارہا یہہ خیال کیا ہے کہ اپنے گذارہ کے لئے تو پانچ سات روپیہ ماہوار کافی ہیں اور جائیداد اس سے زیادہ ہے

پھر میں جو بار بار تاکید کرتا ہوں کہ خدا کی راہ میں **خرچ** کرو یہہ خدا کے حکم سے ہے کیونکہ اسلام اسوقت تنزل کی حالت میں ہے بیرونی اور اندرونی کمزوریوں کو دیکھکر طبیعت بیقرار ہوجاتی ہے اور اسلام دوسرے مخالف مذاہب کا شکار بن رہا ہے پہلے تو صرف عیسائیوں ہی کا شکار ہو رہا تھا مگر اب آریوں نے اپنے دانت تیز کئے ہیں اور وہ بھی چاہتے ہیں کہ اسلام کا نام و نشان مٹا دیں۔ جب یہہ حالت ہوگئی ہے تو کیا اب اسلام کی ترقی کے لئے ہم قدم نہ اٹھائیں خدا تعالیٰ نے اسی غرض کے لئے تو اس سلسلہ کو قائم کیا ہے پس اسکی ترقی کے لئے سعی کرنا یہہ اللہ تعالیٰ کے حکم اور منشاء کی تعمیل ہے اس لئے اس راہ میں جو کچھ بھی خرچ کروگے وہ **سمیع و بصیر** ہے۔ یہہ وعدے بھی اس اللہ کی طرف سے ہیں کہ جو شخص خدا کیلئے دیگا میں اس کو چند گنا برکت دونگا۔ دنیا ہی میں اسکو بہت کچھ ملیگا۔ اور مرنے کے بعد آخرت کی جزا بھی دیکھ لے گا کہ کسقدر آرام میسر آتا ہے۔

غرض اسوقت میں اس امر کی طرف تم سب کو توجہ دلاتا ہوں کہ اسلام کی ترقی کی لئے اپنے مالوں کو خرچ کرو اسی مطلب کیلئے یہہ گفتگو ہے۔

اسوقت جیسا کہ میں شائع کرچکا ہوں اللہ تعالیٰ نے مجھے خبر دی ہے کہ تیری وفات کا وقت قریب ہے جیسا کہ اسنے فرمایا قرب اجلک المقدر ولا نبقی لک من المخزیات ذکرا۔

اس وحی سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کوئی ایسا ذکر باقی نرہنے دیگا جو کسی قسم کی نکتہ چینی اور مخزی کا باعث ہو۔

حضرت مسیح موعودؑ کا ایک پرانا خط

مخدومی اخویم چودہری اللہ داد صاحب مرحوم جب شاہ پور امیں رہتے تھے۔ تو انہوں نے اپنے بعض ابتلاؤں کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ السلام کی خدمت میں ایک عریضہ لکھا تھا جس کے جواب میں حضرت اقدس نے مفصلہ ذیل جواب دیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

مجی اخویم منشی اللہ داد صاحب کلرک سلمہ اللہ تعالےٰ السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ آپکا عنایت نامہ پہنچا۔ یاد رہے کہ ہر ایک مومن کے لئے کسی حد تک تکالیف اور ابتلا کا ہونا ضروری ہے اسکو صدق دل سے برداشت کرنا چاہئے اور خدا تعالیٰ کی رحمت کا انتظار کرنا چاہئے۔ جو شخص اس بات پر یقین لاتا ہے۔ کہ میرا خدا ہے۔ جو قادر اور کریم و رحیم اور علیم ہے۔ اسکو اپنے ایمان کے موافق استقامت اور استقلال دکھلانا چاہئے خدا تو قادر ہے۔ کہ ایک دم میں مشکلات آمدہ حل کر دے مگر بندہ کی ترتیب کے لئے جو دوسرے مصالح کسی بنا پر کسی حد تک اس کا ابتلا چاہتے ہیں۔ ان مصالح کو ترک کرنا حقیقی رحمت کے برخلاف ہے۔ سو یقین رکھو کہ وہ خدا موجود ہے۔ جو ہر ایک مصیبت کو ایک دم میں دور کر سکتا ہے اور وہ اس سے بیخبر نہیں ہے۔ مگر اس کی مصلحت اور حقیقی رحمت یہ کام کر رہی ہے۔ اپنی ہی نمازوں میں ایسے مشکلات کے لئے دعا کرتے رہو۔ قیام میں رکوع سجود میں التحیات میں ہر ایک موقع دعا کرو۔ کوئی نیا طرز نہیں ہے جس مومن سے خدا پیار کرتا ہے۔ اس کو کسیقدر ابتلا کا مزا چکھاتا ہے۔ تا اس کی آنکھ کھلے اور وہ سمجھے کہ دنیا کیا چیز ہے اور کس قدر تلخیوں کی جگہ ہے۔ سو ضرور ہے کہ کسی قدر یہ دکھ پہونچیں اور درحقیقت کوئی دکھ دکھ نہیں صرف ایمان کا تصور دکھ ہے صدق دل سے اپنے تئیں خدا کے حوالہ کرو اور یقین سے سمجھو کہ وہ ان لوگوں ضائع نہیں کرتا۔ جو اس کے ہو جاتے ہیں۔ سچی توبہ کرو اور گناہوں سے اپنی ہی زبان میں خدا سے معافی چاہو تا وہ رحم کرے یہ کوئی نئی بات نہیں کوئی اس دروازے کے راہ سے نہیں آتا جس کو یہ سب کچھ دیکھنا نہیں پڑتا بلکہ اس سے زیادہ خدا طاقت بخشے۔ چند روز دنیا کے مخلوق طاعون سے مر رہی ہے۔ ہمت میں اپنا صدق دکھلاؤ۔ امتحان کے وقت اس بات میں خوبی نہیں کہ بہت جزع فزع کر کے مخلصی چاہیں بلکہ اس میں خوبی ہے کہ ایسے موقعہ پر استقلال دکھلانا چاہئے والسلام

خاکسار میرزا غلام احمدؐ از قادیان

۲۰۔ جنوری ۱۹۰۰ء

انکار ارادت

ارادت ہر شخص سے ہو سکتی ہے چاہئے پیر دینی ہو یا دنیاوی۔ اگر ہم بعض دنیوی امور میں کسی کی ارادت کرتے ہیں تو وہ بھی ایک ارادت ہے۔ جیسے کہ دینی امور کی ارادت آج کل یہ بحث ہے۔ کہ ایک یا چند مریدوں کے انکار سے پیر کے دعوای یا رشد میں فرق آجاتا ہے یہ درست نہیں اگر ایک شخص رعایا میں سے گورنمنٹ کا باغی ہو جاوے۔ یا ایک شخص بعض وجود سے دوسرے شخص کا ارادت مند نہ رہے تو گورنمنٹ یا اس دوسرے شخص کی وقت میں کیا فرق آجائیگا؟ ہرگز نہیں۔

بقول استاد ؎

نہوے وقر ترک سجدہ ابلیس سے آدم
عدو کی سرکشی سے ذوق کب رتبہ ہو کم میرا

پیری اور مریدی کی فہرستیں ہمیں بتاتی ہیں کہ بہت سے مریدوں نے انکی زندگی یا وفات پر اپنے مشہور پیروں کی پیری سے انکار کیا لیکن اسکا نتیجہ نہیں ہو سکتا کہ خدانخواستہ ان پیروں کی وقعت اور بزرگی میں کوئی کمی آگئی۔ کتنے اہل حدیث ایسے ہیں جنہوں نے امام عظیم الشان حضرت ابوحنیفہ کی تقلید سے منہہ پھیر رہے ہیں؟ تو کیا انکے ایسے عمل سے نعوذ باللہ حضرت ابوحنیفہ کی وقعت اور عظمت میں کوئی نقص لا سکتا ہے۔ ہزاروں اہل شیعہ صحابہ کبار سے رد گرداں ہیں۔ تو کیا اونکا انکار صحابہ کبار کے منافی ہے۔ ہرگز نہیں۔ صدہا کیا ہزاروں مسلمان عیسائی ہو گئے۔ تو کیا اس سے یہ سمجھا جائیگا۔ کہ نعوذ باللہ اسلام سچا نہیں ہے۔ صدہا خارجی العیاذ باللہ حضرت علی اور دیگر ائمہ مطہرین سے بصد انکاری ہیں۔ کیا اُن کا انکار ان بزرگان اسلام کی عظمت و احترام میں کوئی فرق لا سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔

لوگ قادیانی مسئلہ کی عداوت میں اس کلیہ کو بھول جاتے ہیں۔ اور وہ اعتراض کر بیٹھتے ہیں۔ جو الٹے اور مسلم سلسلوں کو بھی لے بیٹھتے ہیں۔ یہہ اصول بہت ہی بُرا ہے کہ جو بات قادیان سے نکلے۔ اس کی ضرور ممانعت کی جاوے۔ قادیان والے ہمیشہ قبلہ رو نماز پڑھتے ہیں۔ اب قبلہ چھوٹے بغیر کس طرح درگذر ہو سکتی ہے۔

ہم اس بحث پر ایک قول فیصل رسالہ منتہلی علی گذٹ سے نقل کرتے ہیں۔ یہہ بحث میانہ غورث کے سلسلے میں اس لئے کی ہے۔ مگر اس موجودہ سوال سے بھی اسکو وہی نسبت ہے۔ جو اپنے اصل سے ہے۔

(منقول از رسالہ منتہلی بابت ماہ جولائی ۱۹۰۶ء)

بڑے بڑے لوگوں کے سوانحات عمری پر غور کرنیسے یہہ بات ایک معمولی سی معلوم ہوتی ہے۔ کہ جہاں کسی اہل کمال کے سینکڑوں ہزاروں معتقد ہوتے ہیں۔ دو ایک اس کے منکر بھی ضرور ہوتے ہیں۔ اور انکا اس کے ساتھہ صرف انکار ہی نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ اسکے جانی دشمن ہوتے ہیں۔ منکرین میں اکثر دنیاوی جاہ و ثروت کے دلدادہ ہی لوگ ہوتے ہیں۔ جنکو شرافت روحانی اور محامد روحانی سے مطلق مس نہیں ہوتا اور وجہ ان کی خباثت اور نفسانیت کی صرف بغض و حسد ہوتا ہے۔ جو انکے تنگ اور کم ظرف دلوں میں اسی صاحب کمال کی عظمت و عزت کے سبب سے پیدا ہو جاتا ہے۔ کیونکہ صاحبان کمال اپنی روحانی قوتوں سے ایک مقناطیسی اثر جمہور خلائق کی طبیعتوں پر ڈالتے ہیں۔ جس سے ایک عام رجحان خاص و عام کا انکی طرف ہوتا ہے۔ اس قبولیت عام کو وہ جاہ طلب لوگ تنگ دلی اور کم ظرفی سے اپنی کساد بازاری کا باعث سمجھتے ہیں۔ اور الٹا بدکرداری پر کمر بستہ ہو جاتے ہیں۔ میانہ غورث بھی اس کلیہ سے مستثنے نہ تھا اس کے ساتھہ بھی ویسا ہی معاملہ پیش آیا۔ جیسا اس کے پیشرو معاصرین اور متاخرین کے ساتھہ پیش آیا تھا۔ اور آیا کرتا ہے۔ (مولوی محمد اسلم جراج پوری) وہ لوگ جو شخص ڈاکٹر عبد الحکیم صاحب کے پھر جانے سے سلسلہ قادیانی کی تکذیب کرتے ہیں۔ اور انکے ہاتھہ میں آجکل سب سے اعلیٰ دلیل یہی ہے۔ وہ اس کلیہ کی بابت انصاف سے کیا کہتے ہیں۔

راقم ثالث بالخیر

حضرت سلیمان علیہ السلام کے

ایک فرزند نے انتقال کیا۔ آپ نہایت مغموم ہوئے۔ دو فرشتے متخاصمین کی صورت پر ان کے پاس آئے۔ ایک نے اظہار کیا۔ کہ میں نے زمین میں بیج بویا تھا۔ اس دوسرے نے کہا۔ اس نے شاہراہ میں بیج بویا تھا۔ چونکہ دہنے بائیں راہ نہ تھی۔ میں نے روندڈالا حضرت سلیمان علیہ السلام نے مدعی سے فرمایا۔ کہ تو نے نہ جانا۔ کہ راہ چلنے والوں سے راہ خالی نہیں رہتی۔ شاہراہ میں کیوں بیج بویا تھا۔ اس نے جواب دیا۔ آپ نہ سمجھے۔ کہ آدمی موت کی شاہراہ پر ہے اپنے بیٹے کے مرنے سے آپ نے لباس غم ماتمی کیوں پہنا ہے۔ خدا تعالیٰ کو آپ کے صبر کا یاد دلانا مقصود تھا۔ یہہ سنکر حضرت سلیمان علیہ السلام نے توبہ کی۔ اور استغفار کیا۔ اور لباس ماتمی اوتار ڈالا اور صبر و شکر بجا لائے پس ہر آدمی کو لازم ہے۔ کہ ہر حال میں شکر الٰہی کرتا رہے اور خوف و رجا کو ہاتھہ سے نہ دے۔

بقایا دار توجہ کریں

نصف سال سے زاید سال رواں گذر چکا ہے۔ لیکن تا حال بہت سے ایسے خریدار ہیں۔ جن کی طرف سے سال رواں کا چندہ وصول نہیں ہوا ہے۔ مطبع کی طرف سے ان کے نام کئی دفعہ وی۔ پی روانہ کئے گئے ہیں۔ لیکن انہوں نے وی۔ پی۔ واپس کئے ہیں۔ وہ احباب ذرا تھوڑی دیر کے لئے غور کریں۔ کہ انکی واپسی وی۔ پی کا ہرجانہ کس پر پڑا۔ حالانکہ ان کو وی۔ پی کے ارسال کرنے سے قبل بذریعہ کارڈ کے اطلاع دی گئی تھی۔ وی۔ پی۔ فلاں پرچہ آتا ہے۔ لیکن انہوں نے اسپر کوئی توجہ نہیں کی۔ انکو چاہئے۔ کہ بقایا ارسال کر کے کارخانہ کو مشکور فرماویں۔ مہتمم الحکم

سحنون کے نسخہ سے مقابلہ کرو۔ اگر کہیں اختلاف پاؤ تو سحنون کے نسخے کو اصح سمجھ کر اس کے مطابق اپنا نسخہ صحیح کرلو،،

اسدالدین شیخ کا خط دیکھ کر مقابلہ کے لئے آمادہ ہوا۔ مگر چند دوستوں نے اس کام سے باز رکھنا چاہا۔ انہوں نے سمجھایا۔ کہ ایسا کرنے سے تمہارا نسخہ غلط ثابت ہوگا! ور سحنون کے نسخے پر لوگ عمل کرینگے۔ ساتھ ہی یہ بھی مشہور ہوجائے گا۔ کہ اسدالدین نے مدونہ سحنون سے حاصل کی ہے،،

امام ابن قاسم کو جب یہ معلوم ہوا۔ تو بہت افروختہ ہوئے! ور بے اختیار پکار اٹھے کہ ،،خدایا اسدالدین کی ذات سے کسی کو فائدہ نہ پہنچے! ور اسکی کتاب سے لوگ مستفیض ہوں،،

قاضی ابن خلکان لکھتے ہیں کہ یہ دعا کچھ اسطرح قبول ہوئی کہ واقعی اسدالدین کا نسخہ شرف قبولیت سے محروم رہا یہاں تک کہ آج اسکو کوئی جانتا بھی نہیں! ور اہل قیرواں سحنون کے ہی نسخے پر عمل کرتے ہیں [1]

امام سحنون کا پورا نام یہ ہے۔ **ابو سعید عبدالسلام بن سعید التنوخی الملقب بہ سحنون**

امام ابن قاسم کے علاوہ اشہب اور ابن وہب سے بھی انہوں نے فقہ مالکی اور حدیث کی تحصیل کی ابھی تحصیل سے فارغ ہی ہوئے تھے۔ کہ قیروان کے قاضی مقرر ہوگئے مسلم ہے۔ کہ ان کا فضل و کمال۔ اور سلسلہ درس و تدریس مذہب مالکی کی اشاعت کا ایک قوی باعث ہوا

سال ولادت ۱۶۰ھ اور سال وفات ۲۴۰ھ ہے۔ اسدالدین ابن فرات کے بخل نے جب انکو مصر پہنچایا۔ تو وہ ۱۸۸ھ کا زمانہ تھا۔ چار سال تک امام **ابن قاسم** کی خدمت میں رہے! ور المدونہ کا صحیح نسخہ لیکر ۱۹۱ھ میں **قیروان** واپس آئے

قیروان پہنچ کر انہوں نے المدونہ کی ترتیب و تہذیب شروع کی۔ مسودہ متفرق اور بے ترتیب مسایل کا ایک پریشان مجموعہ تھا انہوں نے نظم و ترتیب کے ساتھ تمام مسایل کو ابواب و فصول میں مرتب کیا۔ ارکان اسلام کی ترتیب فقہی ترتیب پر قایم کی! ور بڑا کام یہ کیا کہ بعض مسایل کے ساتھ ساتھ قرآن مجید کی آیات اور موطا کی احادیث بھی درج کر دیں۔ تاکہ مستخرج مسایل کا ماخذ بھی پیش نظر رہے [2]

❖

المدونہ پچھلے دو سو سالوں میں گمنامی کا ایسا پردہ پڑگیا۔ کہ چند ناقص اور غلط نسخوں کے سوا مکمل اور صحیح نسخے سے خالی نظر آنے لگی **جرمنی** کی اوریئنٹل لائبریری اور مصر کے **کتبخانہ خدیوی** میں دو نسخے موجود ہیں۔ مگر اول الذکر نسخہ میں صرف دو حصے اور آخری نسخہ میں دو حصے اور تیسرے حصہ کا کچھ ٹکڑا ہے۔ ساتھ ہی بیشمار غلط اور باہم مختلف ہیں۔

پچھلے دنوں مصر کے مشہور پبلشر اور کتب فروش حاجی **محمد ساسی تونسی** کو اس کتاب کی اشاعت کا خیال ہوا۔ یہ معلوم تھا۔ کہ یورپ کے کتب خانے اس انمول موتی سے خالی ہیں اور جرمنی اور مصر کے نسخے قابل اعتبار نہیں ہیں۔ اسلئے حاجی موصوف نے پرائیویٹ کتبخانوں اور غیر مشہور مخازن کا سراغ لگانا شروع کیا۔ کیونکہ بسا اوقات بعض نادرالوجود کتابیں جنسے مغرب کے مشہور مخازن کتب خالی ہیں تیونس اور دمشق کے کہنہ مدرسوں اور خانقاہوں سے دستیاب ہوئی ہیں۔

۱۹۰۴ء میں محمد ساسی کی سعی بارآور ہوئی اور المدونہ کا صحیح مکمل اور خوشخط نسخہ ہاتھ آگیا . . .

(۱) نہایت قدیم زمانے کا لکھا ہوا ہے یعنے آٹھویں صدی ہجری کے طرز تحریر طریق کتابت اور فن خطاطی کا نمونہ ہے

(۲) نہایت قیمتی ہرن کے چمڑے پر لکھا ہوا ہے۔ جو آٹھ سو برس گذر جانے پر بھی اب تک محفوظ ہے۔

(۳) کتاب کے حواشی پر جابجا تشریح و ترمیم اور مختلف عنوانوں کی عبارتیں مختلف قلموں سے لکھی ہوئی ہیں۔ اصل کتاب کے متعلق بھی بہت سی قیمتی معلومات بطور فٹ نوٹ کے جابجا درج ہیں! ور تحریر کے نیچے محرر کا نام بھی ثبت ہے۔ ان ناموں سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ نسخہ بڑے بڑے آیمہ مذاہب اور اکابر علماء کے مطالعہ میں رہ چکا ہے جنمیں **قاضی عیاض صاحب شفا** کا نام خاص طور پر قابل ذکر ہے

ظاہر ہے۔ کہ جب اتنے بزرگوں کی نقاد نظریں اسپر پڑ چکی ہیں۔ تو اسکی صحت میں پھر کس کو شک ہوسکتا ہے ۱۹۰۵ء کے اوائل میں محمد ساسی نے یہ نسخہ اکابر علمائے مصر کے سپرد کیا۔ جنمیں علامہ شیخ محمد عبدہ قدس اللہ سرہ بھی شامل تھے۔ نسخہ خدیوی سے بھی مقابلہ کیا گیا۔ مگر معلوم ہوا۔ کہ اس نسخہ کو صحیح کرنے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ اسلئے بجنسہ پریس میں دے دیا گیا۔

قاہرہ کے اول درجہ کے پریسوں میں **السعادۃ** ایک مشہور پریس ہے اسلئے یہ کام اسی کے سپرد ہوا۔

المدونہ پر ایک اجمالی نظر،،

قلمی نسخہ کے ان حواشی اور نوٹوں سے جو اکثر اکابر علماء کے قلموں سے نکلے ہیں نفس کتاب کے متعلق مندرجہ ذیل معلومات حاصل ہوتی ہیں

(۱) پوری کتاب میں ۳۶ ہزار مسئلے ہیں۔ (۲) چار ہزار حدیثیں ہیں۔ (۳) آثار صحابہ و تابعین ۲۶ ہزار ہیں

❖ ❖

اس کتاب کی ترتیب میں اور ان فقہی تصنیفات کی ترتیب میں جو اسلامی تمدن کے عروج کے زمانہ میں لکھی گئیں کچھ زیادہ فرق نہیں معلوم ہوتا۔ **کتاب۔ باب۔** اور فصل کی ترتیب اسمیں موجود ہے۔ مگر فصل کی جگہ صرف مسائل کا عنوان لکھدیا گیا ہے۔ مسایل کے بیان اور ترتیب کے مختلف طریقے ہیں

(۱) امام سحنون امام ابن قاسم سے خاص مسائل کے متعلق سوال کرتے ہیں اور جو جواب ملتا ہے درج کردیتے ہیں اس صورت میں مسئلے کے بیان کو **قلت لعبدالرحمٰن بن القاسم** کے جملے شروع کرتے ہیں۔ اور **قال** کا اشارہ بتلا دیتا ہے۔ کہ **ابن قاسم** کا جواب ہے۔ سوال کا عام انداز یہ ہے کہ صرف امام مالک کا قول یا طرز عمل نفس مسئلہ کے متعلق دریافت کرتے ہیں۔ اور **قال** جواب میں امام صاحب کا قول پیش کر دیتے ہیں یا واقعہ بیان کر دیتے ہیں۔

(۲) اکثر موقعوں پر مسایل کو صرف **قال** کے لفظ سے شروع کرتے ہیں۔ یعنے سوال جواب کی صورت نہیں ہوتی۔ صرف ابن قاسم کے اقوال درج کردیتے ہیں۔

(۳) کہیں کہیں امام ابن قاسم کا واسطہ بھی حذف کردیتے ہیں اور یوں بیان کرتے ہیں **سئل امام مالک**

اکثر ابواب میں مسایل کے بیان کردینے کے بعد احادیث اور آثار بھی پیش کر دیئے ہیں اور بتلا دیا ہے۔ کہ یہ مسئلہ فلان حدیث سے ماخوذ ہے۔

❖

المدونہ کے چار حصے چھپ کر آچکے ہیں جنمیں کتاب الوضو سے لیکر کتاب النکاح تک کے ابواب مکمل موجود ہیں۔ کاغذ نہایت عمدہ لگایا گیا ہے۔ اور اصلاح یافتہ ٹائیپ پر چھپی ہے۔ ہر حصہ کے ساتھ **تفصیلی فہرست** بھی موجود ہے۔ پانچواں حصہ پریس سے نکل چکا ہے۔ اور عنقریب پہنچ جائیگا۔ چھٹا حصہ پریس میں جاچکا ہے۔ ہم نے دو دو حصوں کو ایک ایک جلد میں مجلد کرالیا ہے۔ جلد عمدہ پایدار بنی ہے پشتہ پر کتاب اور مصنف کا نام کندہ کرا دیا گیا ہے (**کتاب کی مجموعی قیمت** ۲۵ روپیہ ہے) خواہ آنے پر تیار شدہ حصص پوری قیمت پر روانہ کئے جائینگے اور جسقدر حصے آتے رہینگے خریدار ونکی خدمتمیں روانہ ہوتی رہنگی

مدد دعا

(۱) چودہری برکت علے خان احمدی ساکن شروعہ ضلع ہوشیارپور مدت سے بیمار ہے ناظرین الحکم سے صحت کے لئے دعا کی درخواست کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ صحت کامل عطا فرماوے۔ آمین ثم آمین

(۲) شیخ برکت علی صاحب عرضی نویس گرہ شنکر کا بڑا لڑکا بھی عرصہ سے بیمار چلا آتا ہے۔ بہت علاج کیا گیا ہے۔ لیکن پوری صحت نہیں ہوئی ہے اسکیلئے بھی دعا کی جاوے اللہ تعالیٰ ہر دو کو صحت کامل عطا فرماوے (آمین ثم آمین)

---

(۱) وفیات الاعیان جلد اول صفحہ ۵۲۳
عہ وفیات الاعیان جلد اول ،، ۵۲۲

اسلامی دنیا کی خبریں

امریکہ میں مسجد

امریکہ کے شہر بوسٹن میں ۵۰۰ کے قریب مسلمانوں کی آبادی پائی جاتی ہے اس لئے عبدالحکیم آفندی عربی نے جو ایک نامور تاجر ہیں وہاں ایک مسجد بنوانی شروع کر دی ہے تاکہ مسلمانوں کو ادائے عبادت میں آسانی ہو (العالم الاسلامی)

تبت میں اسلامی تمدن کی اشاعت

ترکستان روسی اور دوسرے روسی علاقوں سے بکثرت مسلمان تاجر تبت میں کاروبار کرنے کو جانے لگے ہیں جن کے ذریعہ سے وہاں کے باشندوں میں اسلامی تمدن کو ہر دلعزیزی حاصل ہو رہی ہے اور ایسی حالت میں تھوڑی سی مزید کوشش بھی وہاں اشاعت اسلام کا دائرہ وسیع کر دے گی (")

امان خیوا - اپنے وزیروں سے صلاح لے رہے ہیں کہ اپنی قلمرو میں اسلامی مدارس قائم کریں اور لائق مدرسین قسطنطنیہ سے بلائیں (")

ایک نو مسلم

ممباسہ سے ایک بھائی لکھتے ہیں کہ تھوڑا عرصہ گذرا کہ ایک یوروپین صاحب جو بریڈ فورڈ یارک شائر کے ایک معزز عیسائی خاندان میں پیدا ہوئے تھے یہاں ممباسہ آئے اور گورنمنٹ سروس اختیار کی عرصہ تک آپ جنوبی اور وسطی افریقہ کی سیاحت کرتے رہے دوران سفر میں دین اسلام کی خوبیوں نے انکے دل میں گھر کر لیا اور بعد تحقیقات کامل اس مذہب سے انکی محبت ایسی بڑھی کہ علانیہ مشرف باسلام ہو گئے۔ اور اپنی معزز معقول مشاہرہ والی سرکاری ملازمت سے جانے کا بھی انہوں نے کچھ خیال نہیں کیا بلکہ دین کے ایسے شیدائی نے کہ بقیہ زندگی خدمت دین میں گذارنے کا عہد کر لیا۔ صاحب موصوف تحصیل دینیات و علوم عربی کے لئے بمبئی آتے ہیں ممباسہ سے روانہ ہونے سے پہلے انہوں نے اس سفر میں حضرت مسیح موعود سے ملنے کا بھی عزم کیا ہے اور انہوں نے آپکے متعلق یادداشت لکھ لی ہے انکا نام شیخ محمدین کر رکھا ہے۔ خدا تعالیٰ انہیں انکے پاک ارادوں میں کامیاب کرے

ایک عظیم الشان قرآن مجید

بھوپال کے بالا قلعہ میں ایک قرآن شریف جواہرات روزگار ہے جس کی نظیر دنیا میں شاید ہی ملے۔ ہر منزل کی علیحدہ علیحدہ سات جلدیں ہیں ہر جلد کا حجم ۲ انچ طول ۔ ۵ فیٹ ۲ انچ۔ وزن ایک من ۱۲ سیر ہے ساتوں جلدوں کی ضخامت ۲۸ انچ اور وزن ۹ من ۲۴ سیر ہوا ایک ہی جلد دیکھکر محفل دنگ ہوتی ہے۔ پورا قرآن خدا جانے کیونکر اور کتنی مدت میں لکھا گیا ہوگا۔ جلی قلم سے بہت ہی خوشخط لکھا گیا ہے سب سے بڑھکر قابل تعریف بات یہ ہے کہ شروع سے آخر تک ایک ہی خط اور ایک ہی قلم کا لکھا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ ذرہ برابر بھی کہیں سے فرق محسوس نہیں ہوتا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں فن کاغذ سازی نے بہت ترقی کی تھی۔ یہ قرآن مجید جس کاغذ پر لکھا گیا ہے باوجودیکہ عہد جہانگیر محمد خان میں لکھا گیا ہے جسکو تقریباً ایک سو پچاس برس کا عرصہ گذر گیا۔ لیکن کاغذ میں آثار کہنگی مطلق پیدا نہیں ہوئے نہ کہیں سے بوسیدگی ہوا ہے۔ افسوس ہے کہ کاتب نے اپنا نام نہیں لکھا۔ ہمنے بہت کوشش کی مگر دریافت نہ ہو سکا نام معلوم ہو یا نہ ہو قرآن دیکھتے ہی ہر شخص کی زبان سے کاتب کے حیرت انگیز کام کی تعریف میں چند کلمات بے اختیار نکل جاتے ہیں۔ اس قرآن مجید کی مناسبت سے رحل بھی ایسی ہی عظیم الشان بنائی گئی ہے۔ اسکی ضخامت دو انچ طول ۸ فیٹ ۲ انچ عرض ۵ فیٹ ۵ انچ ہے۔ (پیسہ اخبار)

نوٹ از ایڈیٹر - اس قرآن مجید کی تحریر کی جدت میں کوئی کلام نہیں یہ بھی ایک ذریعہ حفاظت کلام مجید کا ہے۔

نہر زبیدہ کی اصلاح

پیسہ اخبار لکھتا ہے کہ تازہ ڈاک کے مصری و ترکی اخبارات سے یہ دریافت کر کے ہمیں کچھ مسرت انگیز ہے کہ ممالک حجاز و عرب کی فلاح و بہبود اور حاجیان حج و زیارت کی راحت و آسائش کا جو مقصد مستغرق ایک عرصہ سے اعلیٰ حضرت سلطان المعظم کے پیش نہاد خاطر چلا آتا ہے اس کی تکمیل میں حضور ممدوح برابر کوشش فرما رہے ہیں اور صرف حجاز ریلوے لائن کے اجراء پر اکتفا نہ کرکے حال میں آپ نے ایک اور مفید و راحت رسان کام پر خیال رجوع فرمایا ہے۔ جو نہر زبیدہ کی درستی کے متعلق ہے۔ یہ نہر جس کے نام سے زائرین بیت اللہ یقیناً اور دوسرے مسلمان غالباً گوش آشنا ہوں گے۔ تیسری صدی ہجری میں زبیدہ خاتون مشہور و محترم زوجہ خلیفہ ہارون رشید عباسی نے اہل عرب خصوصاً زائرین بیت اللہ کے آرام کی خاطر بنوائی تھی۔ بعد میں گو وقتاً فوقتاً اس کی مرمت ہوتی رہی لیکن چونکہ امتداد زمانہ کے اثر سے اس کی پوری حفاظت نہ ہونے پائی اس لئے اب اسکی مجاری میں جا بجا سے گر گئی ہیں اور یہاں پانی کی آمد کا سلسلہ بخوبی قائم نہیں رہا ہے جس سے حاجیوں کو سخت تکلیف پہنچتی ہے اسی کا خیال کر کے سلطان المعظم نے براہ عطوفت خسروانہ ایک کمیٹی اس نہر کی درستی کے لئے بنائی ہے اور بہ نفس نفیس اسکی ممبری قبول فرما کر دو ہزار ترکی پونڈ اس کے چندہ میں مرحمت کئے ہیں اور حجاز ریلوے کی طرح اس مرتبہ پھر جملہ مسلمانان عالم کو اس کا موقع دیا ہے کہ وہ اس کار خیر میں دامے درمے۔ قلمے۔ قدمے شریک ہو کر ثواب دارین حاصل کریں جس کا سلسلہ صدیوں تک اس نہر کی روانی کے ساتھ جاری رہیگا۔ اور تمام دنیا کے حاجیوں کی دعا لیگا۔ اہل اسلام اس مبارک موقع کو ہاتھ سے نہ دیں اور فراہمی چندہ میں سعی موفور سے کام لیں تاکہ تکمیل حجاز ریلوے کے ساتھ ہی حجاز سے قلت آب کی شکایت بھی رفع ہو سکے +

مکرمی اخویم ایڈیٹر صاحب الحکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ آپکی صحت وری سے خوشی ہوئی۔ خدا آپکو طاقت و قوت عنایت فرمائے۔ یہ اشعار ایک [illegible] نے لکھے ہیں جو پوسٹ آفس مالیر کوٹلہ کے ملازم ہیں حضرت اقدس سے حسن ظن رکھتے ہیں ریویو آف ریلیجنز کے خریدار ہیں۔ پیسہ اخبار نظم تردید زلزلہ دیکھکر انہیں جوش پیدا ہوا لہٰذا نظم ارسال ہے کہ اسے چھاپ دیں اور ممنون و مشکور فرمائیں۔ خاکسار محمد نواب خان ثاقب مالیر کوٹلہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آرہے ہیں آرہے وہ زلزلہ آئینگے دن
خوف چھا جائینگے دن دل کے دہل جائینگے دن
بوجھ دیگی ڈال سب جتنے کہ اسمیں ہیں بھرے
زلزلے سے جب زمین پھٹ جائیگی دہل جائینگے دن
ہو کے حیران جب کہے انسان کیا اسکو ہوا
ہوش اڑ جائینگے دن حیران ہو جائینگے دن
زمین کو حکم دیگا وہ خداوند کریم
سب سنادیگی وہ باتیں منہ کے کھل جائینگے دن
دیکھ لینگے سب بشر جو کچھ کیا ہے خیر و شر
آج ہیں ذرہ برابر وزن تل جائینگے دن
جو کوئی لائیگا روز حشر کو قلب سلیم
فائدہ بس وہ اٹھائے منفعت پائینگے دن
خلد میں داخل ہوں جبکہ متقی و پارسا
جل مریں گمراہ دوزخ میں سزا پائینگے دن
سر کٹے جائینگے نیچے جسکہ پا اوپر کو ہوں
لشکر ابلیس کے الٹے کئے جائینگے دن
پھر کہا جائے تمہارے ہیں کہاں معبود وہ
کہ رہتے تھے جنکی عبادت دل کو جھٹلائینگے دن
استطاعت نصر کی ان میں کہاں لاؤ فوراً
اب مددگاروں کو یاں بدلا دکھ جائینگے دن
کچھ مدد کر سکیں معبود ان کے زینہار
ڈر گئے دن وحشت کے دن حال کے شکر ہو جائینگے دن
ڈال کر زنجیر پاؤں میں وہ لے جائیں گھسیٹ
آئینگے جب کوچ کا نقارہ بج جائیگے دن
گر ذرا پڑتی ہے گرمی چیخ اٹھتے ہیں سبھی
ہو سوا نیزے پہ سورج سخت گھبرائیگے دن
سوچ لو پھر دی خبر تمکو خدا نے اس لئے
حال کیا ہوگا تمہارا آگ برسائیگے دن
چھوڑ دو بدکاریاں نیکی کرو نیکی کرو
ڈر غضب سے ہیں دعا کو ہاتھ پھیلائیگے دن
نیکیوں کے اجر میں جنت تمہیں دیگا خدا
اس سے بڑھکر اور بھی کچھ ہیں جزا پائینگے دن
ساتھ حوروں کے پھرو تم باغ میں سیر کو
بیٹھکر فردوس میں ہیں آج اترائیگے دن
گیسوئے پر خم سیاہ چشمیں ہیں جنکی سرمگیں
جنکے آگے ہیں غزالوں کے بھی شرمائیگے دن
دن نہیں سونے کا اب بیدار ہو بیدار ہو
ہیں یہی ہر شہر میں توحید پھیلائیگے دن
ہیں یہ ہر جا غل تو حیف سب چاروں طرف
آگئے بس کفر کے کافور ہو جانے کے دن
ہے سبھی مرسل حق وہ بس تمہارے ہی لئے
آشفا پاؤ مریضو ہیں شفا پائینگے دن
داغ ہی تو دے گیا ہے داغ دلکو ای دریغ
مر گیا تو آگئے اب داغ لگ جائینگے دن
زندہ وہ ہوتا اگر دیتا تجھے کچھ مشورہ
آ سمجھ تیرے عزیزا ہیں سمجھ جائینگے دن
داغ کا تلمیذ تو مجھ کو نظر آتا نہیں
ہے اگر تو ہیں تیرے بس ڈوب مرجائینگے دن
کر رہا استاد کو بدنام کیوں اے ناخلف
آگئے ہیں کیا تیرے اب عاق ہو جائینگے دن
شاعروں کی چشم میں رسوا ہوا ہے سو عزیز
دیکھکر حالت تیری ہیں سخت غم کھائینگے دن
لے رہا ہے ڈبکیاں چاہ ضلالت میں پڑا
آ سنبھل تیرے ابھی تک ہیں ابھر آئینگے دن
کاتب اٹھتے ہیں سبھی سن زلزلہ کا نام ہی
مثل لاوا ہیں عزیزو اب پگھل جائینگے دن
ہے خدا خود جانتا یا جو اسے پہنچا ہوا
کیا ہمیں معلوم ہیں کب حشر کے آئینگے دن
کل مذاہب ہیں مگر اس بات کے تو معتقد
آئینگے پر آئینگے اک دن جزا پائینگے دن
روز محشر تو نہیں آئیگا کیا اک زلزلہ
ہیں (لکھا قرآن میں) جسکے عنقریب آئینگے دن
آرہے ہیں آرہے بس انتظاری میں رہو
تیدئے دن تعمر دوزخ میں وہ گہ جائینگے دن
رائگاں کیونکر ہو کیوں ہو دوستو عمر عزیز
دن جوانی کے گئے نہیں ہیں وہ کبھی ہاتھ آئینگے دن

المدونۃ الکبریٰ للامام مالک

فروع فقہ مالکی کی مستند کتاب ہے۔ جو نو سو برس تک امام مالک کے پیروؤں میں معمول بہا رہی۔ استناد کا اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے۔ کہ اس کی تصنیف کا سلسلہ خود امام مالک تک پہنچکر منتہی ہوتا ہے۔

بقول علامہ ابو طاہر مغربی: دنیا کی خوش قسمتی ہے۔ کہ دوسری صدی ہجری کی ایک مستند تصنیف پردۂ خفا سے باہر نکل آئی۔

اجتہاد اور حدیث لازم و ملزوم ہیں اس لئے یہ کہنا صحیح نہیں کہ آئمہ اربعہ میں فلان امام مجتہد تھا۔ مگر محدث نہیں تھا۔ لیکن یہ ایک تاریخی واقعہ ہے۔ کہ ائمہ اربعہ میں امام مالک اخوالذکر حیثیت میں سب سے زیادہ بلند پایہ رکھتے ہیں۔ انکی **موطا** اسلاف کے ایک بڑے حصے کے نزدیک **صحاح ستہ** میں داخل ہے بیسیوں مورخ **موطا** کو اسلام میں پہلا منتظم مجموعہ حدیث تسلیم کرتے ہیں عبدالرحمن مہدی جیسے محتاط محدث کا قول ہے کہ

ما بقی علی وجہ الارض اصح علی حدیث رسول اللہ صلعم من مالک بن انس ولا اقدم علیہ فی صحۃ الحدیث احد

روے زمین پر امام مالک بن انس سے بڑھکر درس حدیث [illegible] ہے اور نہ حدیث کی تنقید میں ان سے اونچا [illegible] ہے۔ یحییٰ بن معین کا قول تھا کہ

مالک امیر المومنین فی الحدیث

امام مالک فن حدیث کے بادشاہ ہیں۔ **کتب رجال** نے صرف فن حدیث کے متعلق اس قسم کے سینکڑوں اقوال محدثین اور اکابرین کے نقل کئے ہیں ظاہر ہے۔ کہ اس پایہ کا محدث اور مجتہد فقہ کی تدوین میں کہاں تک کامیاب ہو سکتا ہے؟

ہندوستان کی اسلامی آبادی کا بڑا حصہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا پیرو ہے۔ اس لئے عوام ایک طرف خواص کا طبقہ بھی فقہ حنفی کے علاوہ دیگر ائمہ کی تحقیقات و اجتہادات سے آنکھیں بند کئے ہوئے ہے۔ ضرورت ہے کہ ہمارے جہلا یہ تو ایسی کتابوں کا کشادہ دلی سے مطالعہ کریں۔

یہ کتاب امام مالک کے شاگرد رشید اور فقہ مالکی کے مشہور ہیرو امام **عبدالرحمن ابن القاسم** نے امام صاحب کی صحبت میں ایک عرصہ دراز تک رہکر مدون کی تھی۔ امام عبدالرحمن سے ان کے دو شاگردوں نے اس کا مسودہ لیا۔ اور کچھ عرصہ تک دو مختلف روایتوں سے یہ کتاب مشہور رہی

(۱) روایت امام سحنون

(۲) روایت اسد الدین بن الفرات۔

یہ مسلم ہے۔ کہ اول الذکر روایت زیادہ صحیح مستند اور مرجح ہے۔ اسلئے اسی کو زیادہ شہرت ہوئی اور روایت ابن فرات ایک خاص جماعت تک محدود رہکر مفقود ہو گئی۔

مصر میں جو ایڈیشن شایع ہوا ہے وہ امام سحنون ہی کی روایت ہے

تاریخ تدوین و ترتیب

اس کتاب کا اصلی منشاء ان استفتون بالمشافہ سوالات کے جوابات اور قلمبند املاء (لیکچرز) کا مجموعہ تھا۔ جو امام صاحب کی زندگی ہی میں جمع ہو گیا تھا پہلی صدی میں مسلمان اگرچہ تصنیفی عالم سے روشناس ہو چکے تھے۔ مگر قلم پر قابض نہیں ہوئے تھے۔ محدثین اور فقہا کا عام طریقہ یہ تھا۔ کہ درس دیتے ہوئے۔ جو لیکچرز دیا کرتے تھے۔ بعض موقعہ پر ایسا بھی ہوتا تھا۔ کہ شیخ سے کسی خاص مسئلے کے متعلق سوال کیا گیا اور جواب طلبا نے لکھ لیا۔ دور دراز مقامات سے مختلف مسایل کے متعلق استفتاء بھی آتے تھے اور ان کے جوابات لکھکر روانہ کئے جاتے تھے قلمبند لیکچرز اور استفتاء کے جوابات طلباء اور مستفسرین کو بہت عزیز ہوتے تھے۔ اسلئے ان کو بیحد حفاظت سے رکھتے تھے بعض اوقات کوئی خاص تحریک پیدا ہو جاتی تھی۔ تو یہ ذخیرہ جمع بھی کر دیا جاتا تھا۔ المدونۃ الکبریٰ کا بیشتر اسی قسم کے متفرق سوالات کے جوابات اور استفتے ہیں

امام مالک نہ صرف مدینہ منورہ میں ہی مرجع خاص و عام تھے۔ بلکہ انکی زندگی ہی میں ان کی شہرت دور دور تک پہنچ چکی تھی اسلئے شاگردوں کی ایک بڑی جماعت کے علاوہ مختلف شہروں سے سوالات بھی آتے رہتے تھے [۱] المدونۃ کا بڑا حصہ اس قسم کے جوابات ہی ہیں

مصنف کے مختصر حالات

مصنف کا پورا نام یہ ہے ابو عبداللہ عبدالرحمن **بن قاسم بن خالد بن جنادۃ العتقی** فقہ مالکی کے مسلم فقیہ اور مالک کے اشہر تلامذہ میں شمار کئے جاتے ہیں۔

سال ولادت میں اختلاف ہے۔ مگر عام قول یہ ہے کہ ۱۳۲ھ ہجری میں پیدا ہوئے اور ماہ صفر ۱۹۱ھ کو مصر میں وفات پائی [۲] عتقی بضم العین و فتح التاء عتقاء سے منسوب ہے عتقی کسی قبیلے کا نام نہیں ہے۔ بلکہ مختلف قبیلوں کی ایک جماعت تھی جسکا پیشہ ایام جاہلیت میں رہزنی اور لوٹ مار تھا۔ انحضرت کا جب ظہور ہوا تو اس جماعت کی طرف آپ متوجہ ہوئے چونکہ یہ جماعت قید کی گئی اور غلام بنا لی گئی اسلئے لوگ انہیں عتقاء کہنے لگے۔ رفتہ رفتہ یہی نام مشہور ہو گیا اور اسی لقب سے پکارے جانے لگے۔ [۳]

امام ابن قاسم بھی عتقی تھے۔

امام مالک کی صحبت میں سینکڑوں شائقین علم رہے۔ اور موطا کی سند حاصل کی مگر جس ذوق اور فطرۃ کی بخشی ہوئی مناسبت سے ابن قاسم نے علم حدیث و فقہ کی تحصیل کی اور امام صاحب کی صحبت سے فائدہ اٹھایا اسکی نظیر تمام شاگردوں میں نہیں ملتی۔ کامل بیس برس تک مدینہ منورہ کی گلیوں میں نظر آتے رہے! اور دیکھنے والے سمجھتے رہے۔ کہ فن حدیث کے تاجدار کی بخشش سے مالامال ہو رہے ہیں۔ بیس برس کا زمانہ کوئی معمولی زمانہ نہیں ہے سینکڑوں مسائل درس و تدریس اور سوال و جواب میں آکر چھن گئے۔ ہزاروں مسئلوں کے متعلق خود سوال کیا اور دوسرے لوگوں نے سوال کئے تو خود نوٹ کر لیا عام نگاہیں اس صحبت کو محض تحصیل فقہ و حدیث کے ذوق کا نتیجہ سمجھتی ہیں مگر حقیقتاً یہ ہے۔ کہ اس ذوق کے ساتھ مدونۃ الکبریٰ کی تدوین کا خیال بھی دماغ میں پوشیدہ تھا۔

حدیث اور فقہ میں امام ابن قاسم کا پایہ اسقدر بلند تھا کہ امام نسائی جیسا محدث اور صحاح کے ارکان ستہ کا ایک رکن ان کے متعلق ان لفظوں میں اپنی رائے ظاہر کرتا ہے

ابن القاسم رجل صالح ثقۃ سبحان اللہ ما احسن حدیثہ وصحتہ عن مالک لیس یختلف فی کلمۃ ولم یرو واحد الموطا عن مالک اثبت من ابن القاسم ولیس احد من اصحاب مالک عندی مثلہ

ابن قاسم [illegible] ثقہ [illegible] ہے سبحان اللہ اسکی احادیث کس قدر مستحق تحسین اور اصح ہوتی ہیں مالک سے وہ جس قدر روایت کرتا ہے۔ اس کی صحت کا یہ حال ہے۔ کہ ایک کلمہ میں بھی کہیں فرق یا اختلاف نہیں ہوتا امام مالک سے موطا کو بہتوں نے روایت کیا ہے۔ مگر ابن قاسم کی جو روایت سب سے زیادہ مضبوط اور صحیح ہے۔ شاگردان امام مالک میں اسکی نظیر نہیں ملسکتی چنانچہ انہی کمالات کا نتیجہ ہے۔ کہ امام مالک کی وفات کے بعد اگرچہ امام اشہب جیسے فقیہ اور شاگرد رشید موجود تھے۔ مگر جو شہرت اور رجوع خلق ان کو نصیب ہوا اس سے تمام شاگرد محروم رہے۔

امام سحنون ان دونوں شاگردوں نے الگ الگ مدونہ کی نسخے لئے۔ دوسرے قول کو ابن خلکان نے ذکر **بعض الفقہا** کے لفظ سے لکھا ہے۔ مگر تحقیقات سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ دوسرا قول ہی صحیح ہے۔ [۷]

اسد الدین اور امام سحنون امام ابن **قاسم** کے شاگرد ہیں۔ اسدالدین مغرب سے مصر پہنچکر ابن **قاسم** کی خدمت میں حاضر ہوا اور المدونہ کا مسودہ لیکر اپنے وطن میں واپس آیا۔ امام سحنون کو خبر ہوئی تو انہوں نے اسدالدین سے درخواست کی کہ مجھکو نقل کرنے کی اجازت دیجئے۔ مگر اسدالدین نے بخالت سے کام لیا اور مسودہ دینے سے انکار کر دیا امام سحنون یہ حال دیکھکر مصر پہنچے اور ابن قاسم سے سرگذشت کہی۔ امام صاحب نے مدونہ کا دوسرا نسخہ تحریر کر کے سحنون کو عطا فرمایا۔ اور ساتھ ہی اسدالدین کے نام اس مضمون کا ایک خط بھی لکھکر دیا کہ مدونہ کا جو نسخہ تمہارے پاس ہے۔ اس کا

(۲) بستان المحدثین شاہ عبدالعزیز
(۳) وفیات الاعیان ابن خلکان جلد اول صفحہ ۴۹۰
(۴) وفیات الاعیان جلد اول صفحہ ۴۹۰
(۵) وفیات الاعیان جلد اول
(۱) تذکرۃ الحفاظ مطبوعہ دائرۃ المعارف جلد اول
(۷) مدونہ کی ترتیب کے متعلق دو قول مشہور ہیں
(۱) ابن فرات نے ابن قاسم سے اور سحنون نے ابن فرات سے

[۵] ویلۃ العاصت

[۱] تذکرۃ الحفاظ جلد اول مطبوعہ [illegible]

اسلامی دنیا کی خبریں

امریکہ میں مسجد

امریکا کے شہر بوسٹن میں ۵۰۰ کے قریب مسلمانوں کی آبادی پائی جاتی ہے اس لئے عبد الحکیم آفندی عربی نے جو ایک نامور تاجر ہیں وہاں ایک مسجد بنوانی شروع کر دی ہے تاکہ مسلمانوں کو ادائے عبادت میں آسانی ہو (العالم الاسلامی)

تبت میں اسلامی تمدن کی اشاعت

ترکستان روسی اور دوسرے سرحدی علاقوں سے بکثرت مسلمان تاجر تبت میں کاروبار کرنے کو جانے لگے ہیں جن کے ذریعے سے وہاں کے باشندوں میں اسلامی تمدن کو سرعت سے ترقی حاصل ہو رہی ہے اور ایسی حالت میں تھوڑی سی مزید کوشش بھی وہاں اشاعت اسلام کا دائرہ وسیع کر دے گی (〃)

خان خیوا اپنے وزیروں سے صلاح لے رہے ہیں کہ اپنی قلمرو میں اسلامی مدارس قائم کریں اور لائق مدرسین قسطنطنیہ سے بلائیں (〃)

ایک نو مسلم

ممباسہ سے ایک بھائی لکھتے ہیں کہ تھوڑا عرصہ گذرا کہ ایک یوروپین صاحب جو برٹش فورڈ پارک شائر کے ایک معزز عیسائی خاندان میں پیدا ہوئے تھے یہاں ممباسہ آئے اور گورنمنٹ سروس اختیار کی عرصہ تک آپ جنوبی اور وسطی افریقہ کی سیاحت کرتے رہے دوران سفر میں دین اسلام کی خوبیوں نے انکے دل میں گھر کر لیا اور بعد تحقیقات کامل اس مذہب سے انکی محبت ایسی بڑھی کہ علانیہ مشرف باسلام ہو گئے۔ اور اپنی معزز معقول مشاہرہ والی سرکاری ملازمت کے جانے کا بھی انہوں نے کچھ خیال نہیں کیا بلکہ دین کے ایسے شیدائی نبے کہ بقیہ زندگی خدمت دین میں گذارنے کا عہد کر لیا۔ صاحب موصوف تحصیل دینیات و علم عربی کے لئے بمبئی آتے ہیں ممباسہ سے روانہ ہونے سے پہلے انہوں نے اس سفر میں حضرت مسیح موعودؑ سے ملنے کا بھی عزم کیا ہے اور انہوں نے آپ کے متعلق یادداشت لکھ لی ہے انکا نام شیخ محمد دین کرسپٹری ہے۔ خدا تعالیٰ انہیں انکے پاک ارادوں میں کامیاب کرے

ایک عظیم الشان قرآن مجید

بھوپال کے بالا قلعہ میں ایک قرآن شریف عجائبات روزگار ہے جس کی نظیر دنیا میں شاید ہی ملے۔ ہر منزل کی علیحدہ علیحدہ سات جلدیں ہیں ہر جلد کا حجم ۳ انچ طول ۵ فیٹ ۲ انچ۔ وزن ایک من ۱۲ سیر ہے ساتوں جلدوں کی ضخامت ۲۸ انچ اور وزن ۹ من ۲۴ سیر ہوا ایک ہی جلد دیکھکر عقل دنگ ہوتی ہے! پورا قرآن خدا جانے کیونکر اور کتنی مدت میں لکھا گیا ہوگا۔

جلی قلم سے بہت ہی خوشخط لکھا گیا ہے سب سے بڑھکر قابل تعریف بات یہ ہے کہ شروع سے آخر تک ایک ہی خط اور ایک ہی قلم کا لکھا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ ذرہ برابر بھی کہیں سے فرق محسوس نہیں ہوتا۔

معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں فن کاغذ سازی نے بہت ترقی کی تھی۔ یہ قرآن مجید جس کاغذ پہ لکھا گیا ہے باوجودیکہ عہد جہانگیر محمد خان میں لکھا گیا ہے جسکو تقریباً ایک سو پچاس برس کا عرصہ گذر گیا۔ لیکن کاغذ میں آثار کہنگی مطلق پیدا نہیں ہوئے نہ کہیں سے بوسیدگی ہویدا ہے۔ افسوس ہے کہ کاتب نے اپنا نام نہیں لکھا میں نے بہت کوشش کی۔ مگر دریافت نہ ہو سکا نام معلوم ہو یا نہ ہو قرآن شریف دیکھتے ہی ہر شخص کی زبان سے کاتب کے حیرت انگیز کام کی تعریف میں چند کلمات بے اختیار نکل جاتے ہیں۔

اس قرآن مجید کی مشابہت سے رحل بھی ایسی ہی عظیم الشان بنائی گئی ہے۔ اسکی جسامت دو انچ طول ۷ فیٹ ۶ انچ عرض ۵ فیٹ ۵ انچ ہے۔ (پیسہ اخبار)

نوٹ از ایڈیٹر۔ اس قرآن مجید کی تحریر کی جدت میں کوئی کلام نہیں یہ بھی ایک ذریعہ حفاظت کلام مجید کا ہے۔

نہر زبیدہ کی اصلاح

پیسہ اخبار لکھتا ہے کہ تازہ ڈاک کے مصری و ترکی اخبارات سے یہ دریافت کرنا بہت کچھ مسرت انگیز ہے کہ ممالک حجاز و عرب کی فلاح و بہبود اور زائران حج و زیارت کی راحت و آسایش کا جو مقصد سترگ ایک عرصہ سے اعلیٰ حضرت سلطان المعظم کے پیش نہاد خاطر چلا آتا ہے اُس کی تکمیل میں حضور ممدوح برابر کوشش فرما رہے ہیں اور صرف حجاز ریلوے لائن کے اجرا پر اکتفا نہ کرکے حال میں آپ نے ایک اور مفید و راحت رسان کام پر خیال رجوع فرمایا ہے۔ جو نہر زبیدہ کی درستی کے متعلق ہے۔ یہ نہر جس کے نام سے زائرین بیت اللہ یقیناً اور دوسرے مسلمان غالباً گوش آشنا ہوں گے تیسری صدی ہجری میں زبیدہ خاتون مشہور و محترم زوجہ خلیفہ ہارون رشید عباسی نے اہل عرب خصوصاً زائرین بیت اللہ کے آرام کی خاطر بنوائی تھی۔ بعد میں گو وقتاً فوقتاً اس کی مرمت ہوتی رہی لیکن چونکہ امتداد زمانہ کے اثر سے اس کی پوری حفاظت نہ ہونے پائی اس لئے اب اسکی محرابیں جابجا سے گر گئی ہیں اور پانی کی آمد کا سلسلہ بخوبی قائم نہیں رہا ہے جس سے حاجیوں کو سخت تکلیف پہنچتی ہے اس کا خیال کرکے سلطان المعظم نے براہ عطوفت خسروانہ ایک کمیٹی اس نہر کی درستی کے لئے بنائی ہے اور بہ نفس نفیس اسکی ممبری قبول فرما کر دو ہزار نرکی پونڈ اس کے چندہ میں مرحمت کئے ہیں اور حجاز ریلوے کی طرح اس مرتبہ پھر جملہ مسلمانان عالم کو اس کا موقع دیا ہے کہ وہ اس کار خیر میں دامے درمے قلمے قدمے شریک ہو کر ثواب دارین حاصل کریں جسکا سلسلہ صدیوں تک اس نہر کی روانی کے ساتھ جاری رہیگا۔ اور تمام دنیا کے حاجیوں کی دعائیں لیگا۔ اہل اسلام اس مبارک موقع کو ہاتھ سے نہ دیں اور فراہمی چندہ میں سعی موفور سے کام لیں تاکہ تکمیل حجاز ریلوے کے ساتھ ہی حجاز سے قلت آب کی شکایت بھی رفع ہو سکے +

مکرمی اخویم ایڈیٹر صاحب الحکم السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ آپکی صحت وری سے خوشی ہوئی۔ خدا آپکو طاقت و قوت عنایت فرمائے۔ یہ اشعار ایک تازہ بولنے لکھی ہیں جو پوسٹ آفس مالیر کوٹلہ کے ملازم ہیں۔ حضرت اقدس سے حسن ظن رکھتی ہیں ریویو ریلجنز کے خریدار ہیں۔ پیسہ اخبار نظم تردید زلزلہ دیکھکر انہیں جوش پیدا ہوا الہذا نظم ارسال ہے کہ اسے چھاپ دیں اور مجھے مشکور فرمائیں۔ خاکسار محمد نواب خان ناقص بلدہ مالیر کوٹلہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آرہے ہیں آرہے وہ زلزلہ آنیکے دن
خوف چھا جانیکے دن دل کے دہل جانیکے دن
بوجھ دیگی ڈال سب جتنے کہ اسمیں ہیں بھرے
زلزلہ سے جب زمین پھٹ جائے ہل جانیکے دن
ہو کے حیران جب کہے انسان کیا اسکو ہوا
ہوش اڑ جانیکے دن حیران ہو جانیکے دن
زمین کو تب حکم دیگا وہ خداوند کریم
سب سنا دیگی وہ باتیں منہ کے کھل جانیکے دن
دیکھ لینگے سب بشر جو کچھ کیا ہے خیر و شر
آج ہیں ذرہ برابر وزن تل جانیکے دن
جو کوئی لائیگا روز حشر کو قلب سلیم
فائدہ بس وہ اٹھائے منفعت پانیکے دن
خلد میں داخل ہوں جبکہ متقی و پارسا
جل مریں گمراہ دوزخ میں سزا پانیکے دن
سر کٹے جائینگے نیچے جسکہ پاؤں پر کو ہوں
لشکر ابلیس کے الٹے کے جانیکے دن
پھر کہلوائے تمہارے ہیں کہاں معبود وہ
کہہ رہے تھے جنکی عبادت دل کو جھٹلانیکے دن
استطاعت نصر کی ان میں کہاں لاؤ ذرا
اب مددگاروں کو ہاں بدلا دکھلانیکے دن
کچھ بھی کر سکیں معبودان کے زینہار
ڈر کے دن وحشت کے دن دل کے سکڑ جانیکے دن
ڈالکر زنجیر پاؤں میں وہ لے جائیں گھسیٹ
آئینگے جب کوچ کا نقارہ بج جانیکے دن
گر ذرا پڑتی ہے گرمی چیخ اٹھتے ہیں سبھی
ہو سوا نیزے پہ سورج سخت گھبرانیکے دن
سوچ لو پھر دی خبر تمکو خدا نے اس لئے
حال کیا ہوگا تمہارا آگ برسانیکے دن
چھوڑ دو بدکاریاں نیکی کرو نیکی کرو
ڈر غضب سے ہیں دعا کو ہاتھ پھیلانیکے دن
نیکیوں کے اجر میں جنت تمہیں دیگا خدا
اس سے بڑھکر اور بھی کچھ ہیں جزا پانیکے دن
ساتھ حوروں کے پھرو تم باغ میں سیر کو
بیٹھکر فردوس میں ہیں آج اترانیکے دن
گیسوئے پر خم سیاہ چشمیں ہیں جنکی سرمگیں
جنکے آگے ہیں غزالوں کے بھی شرمانیکے دن
دن نہیں سونیکے اب بیدار ہو بیدار ہو
ہیں یہی ہر شہر میں توحید پھیلانیکے دن
ہے یہ ہر جا شور توحید سب چاروں طرف
آگئے بس کفر کے کافور ہو جانے کے دن
ہے مسیحا رسل حق وہ بس تمہارے ہی لئے
آٹھا پاؤ مریضو ہیں شفا پانیکے دن
داغ بھی تو دے گیا ہے داغ دلکو ای دریغ
مر گیا تو آگئے اب داغ لگ جانیکے دن
زندہ وہ ہوتا اگر دیتا تجھے کچھ مشورہ
آسمجھ تیرے عزیزا ہیں سمجھ جانیکے دن
داغ کا تلمیذ تو مجھکو نظر آتا نہیں
ہے اگر تو ہیں تیرے بس ڈوب مر جانیکے دن
کر رہا استاد کو بدنام کیوں انکے خلف
آگئے ہیں کیا تیرے اب عاق ہو جانیکے دن
شاعروں کی چشم میں رسوا ہوا ہے سو عزیز
دیکھکر حالت تیری ہیں سخت غم کھانیکے دن
لے رہا ہے ڈبکیاں چاہ ضلالت میں پڑا
آسنبھل تیرے ابھی تک ہیں ابھر آنیکے دن
کانپ اٹھتے ہیں سبھی سن زلزلہ کا نام ہی
مثل لاوا ہیں عزیزو اب پگھل جانیکے دن
ہے خدا خود جانتا یا جو اسے بھیجا ہوا
کیا ہمیں معلوم ہیں کب حشر کے آنیکے دن
کل مذاہب ہیں مگر اس بات کے تو معتقد
آئینگے پر آئینگے اک دن جزا پانیکے دن
روز محشر کو نہیں آئیگا کیا اک زلزلہ
ہیں (لکھا قرآن میں) جسکے عنقریب آنیکے دن
آرہے ہیں آرہے بس انتظاری میں رہو
قید کے دن تعفن دوزخ میں وہ گھر جانیکے دن
رائیگاں کھوتی ہو کیوں ای دوستو عمر عزیز
دن جوانی کے کہ نہیں ہیں دل کے بہلانیکے دن

المدونۃ الکبریٰ للامام مالک

فروع فقہ مالکی کی مستند کتاب ہے۔ جو نو سو برس تک امام مالک کے پیروون میں معمول بہا رہی۔ استناد کا اس سے بڑھکر اور کیا ثبوت ہوسکتا ہے۔ کہ اس کی تصنیف کا سلسلہ خود امام مالک تک پہنچکر منتہی ہوتا ہے۔

بقول علامہ ابوطاہر مغربی:۔ دنیا کی خوش قسمتی ہے۔ کہ دوسری صدی ہجری کی ایک مستند تصنیف پردۂ خفا سے باہر نکل آئی۔

اجتہاد اور حدیث لازم و ملزوم ہیں اس لئے یہ کہنا صحیح نہیں کہ آیمۂ اربعہ میں فلان امام مجتہد تھا۔ مگر محدث نہیں تھا۔ لیکن یہ ایک تاریخی واقعہ ہے۔ کہ ائمۂ اربعہ میں امام مالک آخرالذکر حیثیت میں سب سے زیادہ بلند پایہ رکھتے ہیں۔ انکی **موطا** اسلام کے ایک بڑے حصے کے نزدیک **صحاح ستہ** میں داخل ہے بیسیون مورخ **موطا** کو اسلام میں پہلا منتظم مجموعہ حدیث تسلیم کرتے ہیں عبدالرحمٰن مہدی جیسے محتاط محدث کا قول ہے کہ

ما بقی علی وجہ الارض امن علی حدیث رسول اللہ صلعم من مالک بن انس ولا اقدم علیہ فی صحۃ الحدیث احد	روے زمین پر امام مالک بن انس سے بڑھکر فن حدیث کا کوئی ماہر نہیں

ہے اور نہ حدیث کی تنقید میں ان سے آگے کوئی ہوا ہے۔ یحییٰ بن معین کا قول تھا۔ کہ

مالک امیرالمومنین فی الحدیث

امام مالک فن حدیث کے بادشاہ ہیں۔

کتب رجال نے صرف فن حدیث کے متعلق اس قسم کے سیکڑوں اقوال محدثین اور اکابر فن کے نقل کئے ہیں ظاہر ہے۔ کہ اس پایہ کا محدث اور مجتہد فقہ کی تدوین میں کہان تک کامیاب ہوسکتا ہے؟

ہندوستان کی اسلامی آبادی کا بڑا حصہ امام ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کا پیرو ہے۔ اس لئے عوام ایک طرف خواص کا طبقہ بھی فقہ حنفی کے علاوہ دیگر آئمہ کی تحقیقات واجتہاد سے آنکھیں بند کئے ہوئے ہے۔ ضرورت ہے کہ ہمارے علما اہل تدوین جیسی کتابون کا کشادہ دلی سے مطالعہ کریں۔

یہ کتاب امام مالک کے شاگرد رشید اور فقہ مالکی کے مشہور ہیرو امام عبدالرحمٰن ابن القاسم نے امام صاحب کی صحبت میں ایک عرصہ دراز تک رہکر مدون کی تھی۔ امام عبدالرحمٰن سے ان کے دو شاگردوں نے اس کا مسودہ لیا۔ اور کچھ عرصہ تک دو مختلف روایتوں سے یہ کتاب مشہور رہی

(۱) روایت امام سحنون

(۲) روایت اسدالدین بن الفرات۔

یہ مسلم ہے۔ کہ اول الذکر روایت زیادہ صحیح مستند اور مرجح ہے۔ اسلئے اسی کو زیادہ شہرت ہوئی اور روایت ابن فراۃ ایک خاص جماعت تک محدود رہکر مفقود ہوگئی۔

مصر میں جو ایڈیشن شایع ہوا ہے وہ امام سحنون ہی کی روایت ہے

تاریخ تدوین و ترتیب

اس کتاب کا اصلی منبع ان استفتون بالمشافہ سوالات کے جوابات اور قلمبند املاء (لیکچرز) کا مجموعہ تھا۔ جو امام صاحب کی زندگی ہی میں جمع ہوگیا تھا پہلی صدی میں مسلمان اگرچہ تصنیفی عالم سے روشناس ہوچکے تھے۔ مگر قلم پر قابض نہیں ہوئے تھے۔ محدثین اور فقہا کا عام طریقہ یہ تھا۔ کہ درس دیتے ہوئے۔ جو لیکچرز دیا کرتے تھے۔ بعض موقعہ پر ایسا بھی ہوتا تھا۔ کہ شیخ سے کسی خاص مسئلے کے متعلق کوئی سوال کیا گیا اور جواب طلبا نے قلمبند کرلیا۔ دور دراز مقامات سے مختلف مسایل کے متعلق استفتاء بھی آتے تھے اور ان کے جوابات لکھکر روانہ کئے جاتے تھے قلمبند لیکچر اور استفتاء کے جوابات طلبا اور مستفسرین کو بہت عزیز ہوتے تھے۔ اسلئے ان کو بیحد حفاظت سے رکھتے تھے بعض اوقات کوئی اس تحریک پیدا ہوجاتی تھی۔ تو یہ ذخیرہ جمع ہی کردیا جاتا تھا۔[1] المدونۃ الکبریٰ کا بیشتر اسی قسم کے متفرق سوالات کے جوابات اور استفتے ہیں

امام مالک نہ صرف مدینہ منورہ میں ہی مرجع خاص و عام تھے۔ بلکہ انکی زندگی ہی میں ان کی شہرت دور دور تک پہنچ چکی تھی اسلئے شاگردون کی ایک بڑی جماعت کے علاوہ مختلف شہرون سے سوالات بھی آتے رہتے تھے[2] المدونہ کا بڑا حصہ اسی قسم کے جوابات ہی ہیں

مصنف کے مختصر حالات

مصنف کا پورا نام یہ ہے ابوعبداللہ عبدالرحمٰن بن قاسم بن خالد بن جنادۃ العتقی فقہ مالکی کے مسلم فقیہہ اور مالک کے اشہر تلامذہ میں شمار کئے جاتے ہیں۔

سال ولادت میں اختلاف ہے۔ مگر عام قول یہ ہے کہ ۱۳۲ ہجری میں پیدا ہوئے اور ماہ صفر ۱۹۱ھ کو مصر میں وفات پائی[3] عتقی بضم العین وفتح التاء عتقاء سے منسوب ہے عتقی کسی قبیلے کا نام نہیں ہے۔ بلکہ مختلف قبیلون کی ایک جماعت تھی جسکا پیشہ ایام جاہلیت میں رہزنی اور لوٹ مار تھا۔ آنحضرت کا جب ظہور ہوا تو اس جماعت کی طرف آپ متوجہ ہوئے۔ چونکہ یہ جماعت قید کی گئی اور غلام بنائی گئی اسلئے لوگ انہیں عتقاء کہنے لگے۔ رفتہ رفتہ یہی نام مشہور ہوگیا۔ اور اسی لقب سے پکارے جانے لگے۔[4]

امام ابن قاسم بھی عتقی تھے۔

امام مالک کی صحبت میں سیکڑون شایقین علم رہے۔ اور موطا کی سند حاصل کی مگر جس ذوق اور فطرۃ کی بخشی ہوئی مناسبت سے ابن قاسم نے علم حدیث وفقہ کی تحصیل کی اور امام صاحب کی صحبت سے فائدہ اٹھایا اسکی نظیر تمام شاگردون میں نہیں ملتی۔ کامل بیس برس تک مدینہ منورہ کی گلیون میں نظر آتے رہے اور دیکھنے والے سمجھتے رہے۔ کہ فن حدیث کے تاجدار کی بخشش سے مالا مال ہورہے ہیں۔ بیس برس کا زمانہ کوئی معمولی زمانہ نہیں ہے سیکڑوں مسائل درس و تدریس اور سوال وجواب میں الجھ گئے۔ ہزارون مسئلوں کے متعلق خود سوال کیا اور دوسرے لوگوں نے سوال کیا تو خود نوٹ کرلیا تمام نگاہیں اس صحبت کو محض تحصیل فقہ و حدیث کے ذوق کا نتیجہ سمجھتی ہیں مگر حقیقتاً یہ ہے۔ کہ اس ذوق کے ساتھ مدونۃ الکبرے کی تدوین کا خیال بھی دماغ میں پوشیدہ تھا۔

حدیث اور فقہ میں امام ابن قاسم کا پایہ اسقدر بلند تھا کہ امام نسائی جیسا محدث اور صحاح کے ارکان ستہ کا ایک رکن ان کے متعلق ان لفظون میں اپنی رائے ظاہر کرتا ہے

ابن القاسم رجل صالح ثقۃ سبحان اللہ ما احسن حدیثہ وصحتہ عن مالک لیس یختلف فی کلمۃ ولم یرو احد الموطا عن مالک اثبت من ابن القاسم ولیس احد من اصحاب مالک عندی مثلہ	ابن قاسم ... ثقہ ... سبحان اللہ اسکی

احادیث کس قدر مستحق تحسین اور واضح ہوتی ہیں مالک سے وہ جس قدر روایت کرتا ہے۔ اس کی صحت کا یہ حال ہے۔ کہ ایک کلمہ میں بھی کہیں فرق یا اختلاف نہیں ہوتا امام مالک سے موطا کو بہتون نے روایت کیا ہے۔ مگر ابن قاسم کی روایت سب سے زیادہ مضبوط اور صحیح ہے۔ شاگردان امام مالک میں اسکی نظیر نہیں ملسکتی چنانچہ انہی کمالات کا نتیجہ ہے۔ کہ امام مالک کی وفات کے بعد اگرچہ امام اشہب جیسے فقیہہ اور شاگرد رشید موجود تھے۔ مگر جو شہرت اور رجوع خلق ان کو نصیب ہوا اس سے تمام شاگرد محروم رہے۔

امام سحنون نے ان دونوں شاگردوں سے الگ الگ مدونہ کے نسخے لئے۔ دوسرے قول کو ابن خلکان نے ذکر بعض الفقہا کے لفظ سے لکھا ہے۔ مگر تحقیقات سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ دوسرا قول ہی صحیح ہے۔[6]

اسدالدین اور امام **سحنون** امام ابن قاسم کے شاگرد ہیں۔ اسدالدین مغرب سے مصر پہنچکر ابن قاسم کی خدمت میں حاضر ہوا اور المدونہ کا مسودہ لیکر اپنے وطن مین واپس آیا۔ امام سحنون کو خبر ہوئی تو انہوں نے اسدالدین سے درخواست کی کہ مجھکو نقل کرنے کی اجازت دیجئے۔ مگر اسدالدین نے بخالت سے کام لیا اور مسودہ دینے سے انکار کردیا امام سحنون یہ حال دیکھکر مصر پہنچے اور ابن قاسم سے سرگذشت کہی۔ امام صاحب نے مدونہ کا دوسرا نسخہ تحریر کرکے سحنون کو عطا فرمایا۔ اور ساتھ ہی اسدالدین کے نام اس مضمون کا ایک خط بھی لکھکر دیا کہ مدونہ کا جو نسخہ تمہارے پاس ہے۔ اس کا

---

[1] تذکرۃ الحفاظ جلد ... مطبوعہ ...

[2] دیباچۃ المعارف

(۲) بستان المحدثین شاہ عبدالعزیز
(۳) وفیات الاعیان ابن خلکان جلد اول صفحہ ۲۹۰
(۴) وفیات الاعیان جلد اول صفحہ ۲۹۰
(۵) وفیات الاعیان جلد اول
(۱) تذکرۃ الحفاظ مطبوعہ دایرۃ المعارف جلد اول
(۶) مدونہ کی ترتیب کے متعلق دو قول مشہور ہیں (۱) ابن فرات نے ابن قاسم سے اور سحنون ابن فرات سے ...

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِاَنْفُسِهِمْ

انه اوى القريه

الحکم

دوا بیبنی شفا بینی عرض دارالامان دی | جو گویم بالو گرا آلی چہار قادیان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے صہ (۲) خواص معاونین سے عنہ (۳) ہندوستان سے باہر سے (۴) غیر مذاہب والوں سے ... (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس پرچے لینے والے لوگوں سے

نمبر ۲۸ — قادیان دارالامان مورخہ ۱۰ اگست سنہ ۱۹۰۶ء مطابق ۱۸ جمادی الثانی سنہ ۱۳۲۴ ہجری — جلد

تازہ الہامات و رویا

یکم اگست سنہ ۱۹۰۶ء۔ دیکھا کہ زلزلہ آیا ہے پھر الہام ہوا۔

(۱) اِنِّی اُحَافِظُ کُلَّ مَنْ فِی الدَّارِ

ترجمہ۔ میں حفاظت کرنے والا ہوں۔ ان سب کی جو دار میں ہیں۔

(۲) اَرَدْتُ اَنْ اَسْتَخْلِفَ فَخَلَقْتُ اٰدَمَ

ترجمہ۔ میں نے چاہا کہ خلیفہ بناؤں۔ پس میں نے آدم کو خلیفہ بنایا۔

۵۔ اگست سنہ ۱۹۰۶ء۔ دن کے وقت یکدفعہ نصف حصہ اسفل بدن کا حرکت سے معطل ہو گیا۔ اور ایک قدم اٹھانا مشکل تھا۔ اور سخت درد ہوتی تھی۔ خیال گذرا کہ یہ فالج کی قسم نہ ہو۔ تب دعا کی گئی تو الہام ہوا۔

(۱) اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ

(۲) اِنَّ اللّٰهَ لَا یُخْزِی الْمُؤْمِنِیْنَ

ترجمہ۔ خدا ہر ایک چیز پر قادر ہے۔ اور خدا مومنوں کو رسوا نہیں کرتا۔ اور ابھی صبح نہیں ہوئی تھی۔ کہ خارق عادت طور پر صحت کلی ہو گئی۔

فالحمد للہ علٰی ذٰلک۔

آریوں کی زبان درازی روک دیجائیگی

پرکاش ۲ اگست سنہ ۱۹۰۶ء کی اشاعت میں لکھتا ہے۔ کہ کیا آریوں کی آزادی روک دیجائے گی؟ اور اس ضمن میں دینانگر آریہ سماج کے جلسہ کے نگرکیرتن کے متعلق پولیس و صاحب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ گورداسپور کی موزون اور اقرب الامن کارروائی کا ذکر کر کے لکھتا ہے۔ کہ "اس حکم کے برخلاف صاحب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ گورداسپور کی عدالت میں اپیل کی گئی۔ باوجودیکہ بڑے مضبوط دلائل پیش کئے گئے۔ مگر شنوائی نہ ہوئی ہمارا یقین ہے کہ اس سلوک بد کی تہ میں کوئی متعصب مسلمان پولیس انسپکٹر ہوگا"

اس نوٹ میں نہ صرف ضلع گورداسپور کے قابل قدر اور لائق انسپکٹر پولیس بابو غلام محمد صاحب کی ذات پر ... کیا گیا ہے۔ بلکہ صاحب ضلع کی انتظامی کارروائی پر بھی سخت نکتہ چینی کی گئی ہے۔ اس جملہ کے جو پرکاش نے لکھا ہے۔ دوسرے الفاظ میں یہ معنی ہیں۔ کہ صاحب ضلع کو کوئی خیال انصاف اور معقولیت کا نہیں۔ بلکہ وہ جو کچھ انسپکٹر صاحب لکھدیں کرتے ہیں۔ یہ لیکن بیہودگی ہے۔ پرکاش اپنے قلم اور زبان کو سنبھالے آریوں کی جائز آزادی روکنا کسی کا منشاء نہیں۔ البتہ یہ زباندرازی روکنی ضروری ہے اور اس معاملہ میں صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر گورداسپور نے جو مناسب کارروائی کی ہے وہ بہت ہی درست اور مبنی بر انصاف ہے پرکاش کے ایڈیٹر کو معلوم نہیں کہ دینانگر کے آریہ سماج کے ایک پہلے جلسہ پر کسی پہلے صاحب ضلع نے بھی نوٹس لیا تھا۔ اگر وہ چاہیگا تو میں پورا پتہ بتادونگا۔ بجائے اسکے کہ حکام کی مناسب احکام پر بے جا نکتہ چینی کی جاوے کیوں پرکاش آریہ سماج کے لیکچراروں کو اعتدال کی تعلیم اور ہدایت نہیں دیتا۔ بابو غلام محمد صاحب کی قابلیت اور بے تعصبی ایسی مشہور ہے۔ کہ میں آریوں کی تحریروں سے پرکاش کے اس مضمون کو عمداً غلط ثابت کر سکتا ہوں۔ اور انہوں نے ضلع گورداسپور میں آکر جو قابل قدر کام کئے ہیں انہوں نے ہی انہیں ایک کورٹ انسپکٹر کی حیثیت سے اسی ضلع میں انسپکٹر پولیس بنا دیا ہے آئندہ اگر پرکاش فضول نکتہ چینی سے باز نہ آیا۔ تو میں تفصیل سے لکھونگا۔

انشاء اللہ

دارالامان کا ہفتہ

حضرت اقدس کی طبیعت اس ہفتہ میں علیل رہی۔ مگر اب اللہ تعالےٰ کے فضل سے بہت آرام ہے۔ اس ہفتہ میں ڈاکٹر یعقوب بیگ صاحب لاہور محبوب عالم صاحب۔ حکیم محمد حسین صاحب قریشی و میر حامد شاہ صاحب سیالکوٹ سے اور بعض دیگر احباب مختلف مقامات سے حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

میر حامد شاہ صاحب کتبہ سیالکوٹ سے لائے۔ جو حضرت مولوی عبد الکریم صاحب کی قبر پر نصب کیا جائیگا۔ اس پر حضرت مسیح موعود کی تصنیف کردہ نظم درج ہے۔

مدرسہ تعلیم الاسلام ۱۶ اگست سنہ ۱۹۰۶ء بروز جمعہ کھل گیا مولوی شیر علی صاحب ہیڈ ماسٹر۔ ماسٹر عبد الرحیم صاحب وغیرہ دیگر استاد صاحبان و اکثر طلباء جو ایام رخصت میں باہر گئے ہوئے تھے۔ واپس آگئے۔ بعض طلبہ تا حال اپس نہیں آئے ان کے والدین کو چاہئے کہ بہت جلد ان کو قادیان روانہ کریں۔

جب [illegible] برچہاڑ [illegible] حقائق [illegible] سکے۔ جواب الجواب میں [illegible] اٹھائی پڑتی ہے۔ اور [illegible] و پڑتی ہے۔ روزگار [illegible] اض کیا تھا:

"مرزا صاحب قادیانی [illegible] لڑکے کی شادی پر جو ہزاروں روپیہ [illegible] یا گیا ہے۔ یہہ کہاں سے کیا گیا۔ اور وہ کہاں سے آیا۔ الحکم قادیان نے اس کا [illegible] ایک مفصل اور تحقیقی جواب دیا۔ یہہ [illegible] صحیح صحیح واقعات اور عملی امور [illegible] تھا روزگار نے ہندی اس کے جواب [illegible] میں ۲۱ جولائی سنہ ۱۹۱۶ء کے پرچہ میں رقم طراز ہے:"

"الحکم نے ہمارے مضمون [illegible] جواب میں ایک لمبی تحریر شایع کی [illegible] جس کا خلاصہ یہہ ہے۔ کہ دولت اور [illegible] کا ہونا نبوت یا رسالت کے منافی نہیں [illegible] اور یہہ کہ عام طور پر مرید اپنے پیرزادوں [illegible] کو نذرانے دیتے ہیں پھر روزگار اپنی جا[illegible] یہہ حاشیہ چڑھاتے ہیں۔"

"ہماری اس جواب سے بالکل تشفی ہو گئی ہے۔ ہمارا یہہ خیال تھا کہ مرزا صاحب اپنے آپ کو دوسری گدیوں کے گدی نشینوں سے ایک مختلف چیز ثابت یا پیش کرتے ہیں۔ لیکن اگر یہہ بھی [illegible] دوکانداروں کی طرح ایک دوکان ہے۔ تو ہم اپنے اعتراض کو واپس لیتے ہیں۔ اگر یہہ جواب الجواب ان آنکھوں دیکھا۔ اور ان کانوں سنا جاوے۔ کہ یہہ قادیانی مشن کے خلاف دیا گیا ہے۔ تو زیادہ بحث کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ آج کل کے فن مناظرہ کے مطابق فریق مخالف کے موہنہ سے اگر کوئی صادق بات بھی نکلے تب بھی اوس کی تکذیب لازم ہے۔ اور اگر حقیقتاً دیکھا جاوے۔ تو روزگار سے جواب الجواب نہیں ہو سکا۔ [illegible] رائے ہے۔ اس سے تو بہتر

ہی اختیار کی جاتی۔

"ہمارے پاس اس وقت بڑے بڑے صوفیائے کرام اور انبیائے عظام کے اقوال اور عمل کا اس بحث کے متعلق ایک قیمتی ذخیرہ موجود ہے۔ نہ گذشتہ اور دیرینہ بلکہ موجود بھی ہم اوس ذخیرہ سے انشاء اللہ باقوال چیدہ اور اعمال بزرگان سلف ثابت کر دیں گے کہ استدلال الحکم کا درست تھا۔ قبل اسکے کہ ہم اس بحث پر مزید روشنی ڈالیں۔ روزگار کی خدمت میں چند امور ابتدائے کا اظہار ضروری خیال کرتے ہیں۔ اون کے جواب آنے پر انشاء اللہ موید باند اور بھی کچھ عرض کرنے کی جرأت کی جاوے گی۔

"منددجہ ذیل سلسلے مسلمانوں میں مقدس شمار ہوتے ہیں۔ یا نہیں۔

(۱) چشتی۔

(۲) نقشبندی۔

(۳) سہروردی۔

(۴) صابری۔

ان سلاسل مقدسہ کے بزرگان سلف امت اور جمہور اسلام کے نزدیک متقدا اور پاک باطن اور اہل اللہ تھے۔ یا نہیں

(۱) حضرت شاہ قطب الدین بختیار کاکی

(۲) حضرت معین الدین چشتی علیہ الرحمتہ

(۳) حضرت نظام الدین اولیاء "

(۴) حضرت مجدد الدین نقش بندی "

(۵) بابا فرید صاحب شکر گنج وغیرہم

نے سلسلہ بیعت جاری کیا ہے۔ یا نہیں

ہر ایک سلسلہ کے مرید اپنے اپنے سلسلہ کی خدمت کرتے رہے ہیں۔ یا نہیں۔

کس کس اولیائے کرام نے فتوحات مریدیہ سے صاف الفاظ میں انکار کیا ہے۔ اور کس کس نے فتوحات مریدیہ کا استعمال اپنے حوائج ذاتی میں نہیں کیا۔

موجودہ گدیوں میں سے کون کون سی گدی ہندوستان اور صوبہ پنجاب میں روزگار کے خیال میں دوکانداری ہے۔

(۱) کیا حضرت تونسہ شریف۔

(۲) چاچڑان شریف۔

(۳) گولڑہ شریف۔

(۴) مہاران شریف۔ کی پنجابی گدیاں دوکانداری میں یہہ بھی تشریح کر دیں۔ کہ کیا [illegible] گدیوں میں مریدی فتوحات سے انکار ہے تو کیا جو کچھ اُن کی عمارات

گذشتہ کی کمائی [illegible] املاک موجود ہیں۔ وہ کیا

"کیا مریدانہ فتوحات سے [illegible] میں انکار کیا جاتا ہے۔ اور وہ انکے نزدیک مال حرام یا مال مشتبہ ہے۔

"کیا ان گدیوں میں جو کچھ اون کے مریدان صادق دیتے اور نذر کرتے ہیں اوسپر گدی نشینوں کو کوئی اختیار نہیں ہے اور کیا اونکے ارادات مند جو کچھ دیتے ہیں وہ صرف اس واسطے دیا کرتے ہیں۔ کہ پیر اونہیں زمین میں دبائے رکھے۔ کسی اپنے کام پر خرچ نہ کرے۔ کیا ان گدیوں کے گہر دن [illegible] فتوحات مریدیہ کا بہت سا حصہ بصورت ہزاروں روپیہ کے زیورات کی نہیں ہے۔

"جب روزگار انصاف سے ان سوالوں کا جواب دے گا۔ تو ہم بڑے بڑے بزرگان قوم کے فرامین اور اقوال کی نقل پیش کرینگے جن سے یہہ ثابت ہو کر رہیگا۔ کہ

"مریدی فتوحات پیر کے واسطے مباح ہیں۔

"جو نذرانہ پیر کو دیا جاتا ہے۔ وہ خالص اوس کا ہوتا ہے۔

"مرید کا فرض ہے۔ کہ ہر ایک طرح سے پیر کی خدمت کرے۔

"مرشد ہدایت کے واسطے لازمی نہیں۔ کہ پیر کے بدن پر چیتھڑا ہی ہو۔

"اعمال انبیا بھی اسکے مخالف نہیں ہیں۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ روزگار کی کسی بزرگ سے بیعت نہیں اگر کسی صاحب حال سے بیعت ہو۔ تب وہ ایسی نکتہ چینی نکرتے اب بھی اگر وہ کسی صاحب حال سے اس کی بابت دریافت کریں گے۔ تو میدان الحکم کے ہاتھ میں رہے گا۔ مگر قادیان کا نام لیکر سوال نہ اٹھا دیں۔ کیونکہ اس صورت میں خواہ نخواہ ہی مخالفت ہو گی۔

بقول شخصیکہ قادیان میں جا کر کسی ہندو یا مسلمان کا مسلمان ہونا آریہ اور عیسائی ہونے سے بھی بدتر ہے۔ یہہ ایک مسلمان کا قول ہے۔ افسوس کہ ضد کہاں تک بڑھتی جاتی ہے۔ اور حق کی تلاش میں کیا کچھ صعوبتیں حائل ہو رہی ہیں۔

راقم

ایک مجسٹریٹ

نوٹ از ایڈیٹر مندرجہ بالا تحریر ایک معزز اور محترم شخص کے دماغ اور قلم کا نتیجہ ہے۔ اور یہہ بزرگ ایڈیٹر کے خریدار بھی ہیں۔ میں نے روزگار کے اس نوٹ پر کچھ لکھنے کی ضرورت نہیں سمجھی تھی۔ مگر میرے محترم دوست نے جس طریق پر بحث اٹھائی ہے۔ اگر روزگار میں کچھ بھی محبت اور تعلق حق ہوگا۔ تو وہ ان تحریرات کا جواب دیگا یا اپنے اعتراض کی غلطی اور کمزوری کو تسلیم کریگا۔

میں یہہ بھی افسوس سے ظاہر کرتا ہوں۔ کہ میں نے روزگار کا جواب دیتے وقت اس کی ساری تحریر اور پورا اعتراض نقل کر دیا تھا۔ اور خواہش کی تھی۔ کہ اگر وہ اس پر کچھ لکھیں تو میرا سارا مضمون درج کریں۔ مگر ایڈیٹر روزگار کی بے انصافی اسی سے ظاہر ہے۔ کہ میرے جواب کو اپنے اخبار میں شایع نہیں کیا۔ اور میں یقیناً جانتا ہوں۔ کہ انکے حوصلے نہیں جو شایع کریں۔ ورنہ اس کے ناظرین پر حقیقت کھل جاوے۔ کم از کم وہ اس تحریر کو شایع کرے۔ اور اس کا فرض ہے۔ کہ جواب دینے سے پہلے پورا اعتراض نقل کرے۔

افسوس بیجا مخالفت نے باوجود دعویٰ تہذیب و شایستگی و ادعائے عدم تعصبی ان کو از خود رفتہ بنا دیا ہے۔ ورنہ وہ ایسے اعتراض سلسلہ عالیہ احمدیہ پر ہرگز نہ کرتے جو پہلے اکابران امت اور انبیاء علیہم السلام پر عاید ہو سکتے ہیں۔ معاذ دعوٰے ہے کہ حضرت اقدس مرزا صاحب کی ذات پر یا آپ کے سلسلے پر کوئی ایسا اعتراض کرے جو پہلے کسی راستباز پر نہ کیا گیا ہو یا اس پر زد نہ پڑتی ہو۔ بہرحال امید ہے کہ ہمارے واجب الاحترام مضمون نگار اس مضمون کو مکمل کر دینگے۔ اور ناظرین اس سے فائدہ اٹھائیں گے۔

ایڈیٹر الحکم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

حکیم مرزا محمود بابی کی دہلی میں ناکامیابی

ناظرین ذیل میں آپ کے ملاحظہ کے لئے وہ خط و کتابت درج کی جاتی ہے۔ جو مابین احقر العباد عاجز قاسم علی احمدی و مرزا محمود ایرانی بابی دربارہ مباحثہ عقاید بہائیہ ہوکر ۲۶ جولائی ۱۹۰۶ء کو ختم ہوئی۔ قبل از تحریر نقل خطوط مرزا محمود ایرانی سے ناظرین کو انٹروڈیوس کرانا ضروری ہے۔ یہہ شخص ایران سے بغرض تبلیغ عقاید بابیہ و بہائیہ عرصہ دو سال سے ہندوستان میں آیا ہوا ہے۔ لاہور۔ کلکتہ بمبئی۔ رنگون۔ راولپنڈی سیالکوٹ وغیرہ شہروں میں کئی کئی ماہ تک مقیم رہکر اپنی مقاصد کو بذریعہ تقریر بعض بعض لوگوں سے اظہار کرتا رہا ہے۔ سال گذشتہ میں قریباً دو ماہ تک دہلی میں بہی رہا۔ مگر بے نیل مرام یہاں سے لاہور کو روانہ ہوگیا دہلی میں کوئی عام جلسہ کرکے اس شخص نے اپنے عقاید کا اظہار نہیں کیا۔ البتہ ایک قلمی اشتہار ایک روز جامع مسجد میں بدیں مضمون تقسیم کرایا۔ کہ آفتاب صداقت جو سرزمین ایران میں طلوع ہوا تہا۔ اس کی روشنی ظاہر کرنے کو مرزا محمود ایرانی وارد دہلی ہیں۔ جو شخص اس کے متعلق کچھ سننا چاہیں۔ حکیم صاحب کے مکان پر محلہ بلی ماران میں تشریف لاکر سُن لیں،، اتفاق سے یہ اشتہار میری نظر سے بہی گذرا۔ اور یہہ عاجز آپ کے در دولت پر اوس آفتاب کی روشنی اور شعاعیں دیکھنے گیا۔ متواتر تین روز تک غیر مسلسل فضول ولغو تمہیدات سنتا سنتا اوکتا گیا۔ تو عرض کی۔ کہ حضرت بلطف مہربانی ان غیر منتہی تقریروں کو ختم کر دیجئے۔ اور نفس مطلب پر آیئے۔ یعنی اپنے عقاید و دعاوی معہ چند نصوص دلائل کے فرمایئے۔ آپ نے باوجود بار بار کے عرض معروضات کے ہرگز جرأت سے اپنے عقاید کا اظہار نہ کیا۔ مجبور ہوکر میں نے آپ کو ایک روز اپنے غریب خانہ پر بذریعہ عریضہ تشریف لانے کی تکلیف دی۔ آپ تشریف لے آئے۔ تہوڑی سی گفتگو کے بعد عاجز راقم نے آپ سے صرف دعوے ہی و عنہ بہاء اللہ صاحب کا دریافت کیا۔ تو آپ نے دبی زبان سے فرمایا۔ کہ وہ مسیح موعود تہا۔ اس پر میں نے حضرت اقدس علیہ السلام کے دعوے سے معارضہ کرکے عرض کی۔ کہ جن دلائل سے آپ بہاء اللہ کا مسیح ہونا ثابت کرینگے اونہیں دلائل سے بلکہ اون سے بڑھکر عقلی ونقلی ثبوت سے میں حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کا مسیح موعود ہونا ثابت کر دکہاؤنگا۔ پہر ایسی صورت میں ہم کو کیا ضرورت پڑی۔ کہ حضرت مسیح موعود کو چہوڑ کر جس کی اندرونی بیرونی حالات سے شبانہ روزی ہمکو اطلاع ہے جسکی تقریریں اور تحریریں ہم نے اپنے کانوں سے سنیں۔ آنکہوں سے دیکہی ہیں۔ جس کی زیارت سے ہم مشرف ہیں۔ کسی مردہ مسیح موعود کو جس کا نہ دعویٰ معلوم نہ دلائل نہ تقریر سنی نہ تحریر دیکہی۔ نہ زیارت سے باریاب ہوئے یہہ سنکر حکیم صاحب سب حکمت بہول گئے اور فرمانے لگے۔ کہ میں اب لاہور جاؤنگا۔ وہاں پہنچ کر شاید مرزا صاحب قادیانی سے بہی ضرور ملونگا۔ اور خود انکی مجلس میں گفتگو کرونگا۔ پس آپ لاہور کو چلا چلیئے۔ اتفاق حسنہ سے اونہیں ایام میں حضور مسیح الزمان علیہ السلام بہی گورداسپور سے حسب درخواست مخلصین بغرض تبلیغ لاہور تشریف لے گئے۔ ایرانی صاحب کو یاروں نے اُکسایا۔ کہ مرزا صاحب سے گفتگو بحث مباحثہ کیجئے۔ مگر آپ ایسے کاہیکو تہے۔ کہ سامنے آتے۔ یا تحقیق حق مدِ نظر رکھتے۔ تاب مقابلہ۔ لاکر پیسہ اخبار کے قالب میں نمودار ہوئے۔ اور ایسے وقت میں آپ نے درخواست مباحثہ پیش کی جبکہ حضرت اقدس نے واپس براہ پٹری ۔قدمہ گورداسپور جانا تہا۔ اس لئے بوجہ عدیم الفرصتی کے یہہ موقعہ ایرانی صاحب کو خوش قسمتی سے نہ ملا۔ پہر بذریعہ اُوسی پیسہ اخبار کے سورہ کہف میں جو ذوالقرنین کا قصہ ہے۔ اوس کی تفسیر چاہی۔ حضرت اقدس علیہ السلام نے اوسکی تفسیر باعلام الٰہی ملکہ کر لیکچر لاہور کے صفحہ ۴۰ میں درج کردی۔ امید ہے۔ کہ ناظرین ایرانی کے حالات سے معلوم کر گئے ہونگے۔ کہ یہہ صاحب کون ہیں۔ اب پہر آپ آوارہ ممالک بعید ہوئے ہوتے دہلی میں پہونچے۔ اور ... کرکے پادری احمد مسیح نابینا واعظ۔ ایس۔ پی جی مشن دہلی کے رفیق بنے۔ احمد مسیح مذکور کے مکان واقعہ مشن میں دوبار آپ کو قریباً بیس پچیس آدمیوں میں جو حسب دعوت احمد مسیح جمع ہوئے تہے۔ مسلمانوں کو خطاب کا موقعہ ملا۔ بار اوّل کی مجلس میں راقم حاضر نہ تہا۔ مگر بار دوم حسب درخواست احمد مسیح یہہ نیازمند بہی شامل جلسہ ہوا۔ اس مجلس کی بنائے انعقاد یہہ ہے۔ کہ احمد مسیح نے چند مسلمانان دہلی کو یہہ اطلاع دی۔ کہ مرزا محمود صاحب ایرانی بابی وارد دہلی ۱۲ جولائی ۱۹۰۶ء یوم شنبہ میرے مکان پر آکر اپنے عقاید و دعاوی و دلائل بیان کرینگے۔ اور بشرط اجازت سامعین میں سے مولوی عبد المجید صاحب واعظ دہلی یا قاسم علی احمدی یا جہانگیر خان سار سٹر ڈاک خانہ سقری اُن سے کوئی گفتگو کرینگے۔ اور یہی پیغام احمد مسیح نے بغرض شمولیت جلسہ مجھکو دیا۔ میں صبح سات بجے کے بعد احمد مسیح کے مکان واقعہ مشن مذکور میں جا پہونچا۔ وہاں جا کر دیکہا۔ کہ دس بیس آدمی اور مولوی محمد عبد المجید صاحب تشریف رکہتے ہیں۔ مگر بابی صاحب کا انتظار ہے۔ متواتر دو تین آدمی بابی صاحب کو جو سرائے احمد پائی متصل مشن مذکور میں مقیم تہے۔ بلانے گئے۔ تو ساڑھے آٹھ بجے خود بدولت نازل ہوئے۔ اور آتے ہی کرسی نشین ہوکر احمد مسیح سے ہم کلام ہوئے در کہ میرا ارادہ ہے بقیہ مجلس کے گفتگو جو میری اور مولوی عبد المجید صاحب کی ناتمام رہی تہی۔ اسکو آج پورا کردوں،، مولوی عبد المجید صاحب نے فرمایا۔ کہ میں تین روز سے علیل ہوں۔ کہانا بہی بوجہ علالت نہ کہا سکا اس لئے ضعف زیادہ ہے۔ میں گفتگو کرنے کے واسطے اسوقت طیار نہیں ہوں،، نیز مجھکو احمد مسیح کی جانب سے آج اس کام کے لئے مدعو کیا گیا ہے۔ کہ مرزا محمود صاحب ایرانی اپنے دعوے و دلائل بیان کرینگے۔ اور قاسم علی اس پر جرح قدح کرینگے،، پس میں مثل دیگر سامعین کے آپ ہر دو صاحبوں کی گفتگو سننے کیواسطے آیا ہوں۔ ناظرین یہہ احمد مسیح نابینا اور اس کی کمپنی کی چال تہی۔ کہ ایرانی اور احمدی سے گفتگو ہوجاویگی۔ ایرانی ایک بڑا فاضل جید ہے۔ قاسم علی کو شکست دیگا۔ میرا بدلا اتر جاویگا۔ مگر افسوس کہ احمد مسیح اپنے اس ارادہ میں بہی ناکام ہوا۔ ؎

اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

ایرانی نے میرے ساتھ گفتگو کرنا منظور نہ کیا۔ اور کہا۔ کہ مولوی عبد المجید سے گفتگو کرونگا۔ آخر بہت سے قیل و قال کے بعد یہہ فیصلہ ہوا کہ ایرانی بقیہ گفتگو ہی کرے۔ مگر اوس کے ضمن میں اپنے مقصد و دعاوی کا اظہار کرتا جاوے۔ کیونکہ مرزا غلام احمد صاحب کے تمام دعاوی اور دلائل علی الاعلان بذریعہ کتب و اشتہارات و اخبارات و تقریریات ہر جگہ شایع و مشتہر ہو چکے ہیں۔ مگر بہاء اللہ کا نام ہم نے آج ہی سنا ہے۔ ہم چاہتے ہیں۔ کہ بہاء اللہ کے دعاوی و عقاید کو معلوم کرکے پہر غور کریں۔ کہ ہر دو مدعیان مسیحیت میں کس کا دعوے اس قابل ہے۔ جس پر غور کی جاوے،، یہہ تقریر مولوی عبد المجید صاحب نے فرمائی۔ تو ایرانی نے اپنی تقریر لا یعنی ... یعنی ایسی شروع کردی۔ کہ جس کا نہ سر نہ پیر اور ساڑھے دس بج گئے۔ مولوی عبد المجید صاحب نے فرمایا۔ کہ تمام تقریر آپ کی بے سود رہی۔ اور قابل جواب دستور کوئی امر آپ نے نہیں فرمایا۔ نہ اپنے دعوہ عقاید و دلائل و دعاوی کا کچھ ذکر کیا،، اس کے بعد عاجز نے عرض کی کہ ایرانی صاحب وقت ضائع کرتے ہیں۔ نتیجہ اس گفتگو اور مجلس کا کچھ نہیں ہوگا۔ پس آپ براہ مہربانی واضح الفاظ میں اس کا جواب دیں۔ کہ بہاء اللہ کا دعوے کیا تہا۔ جو خود اس نے اپنی زبان یا قلم سے بیان کیا ہے۔

ایرانی۔ بہاء اللہ کا دعوے نہ نبوت کا نہ رسالت کا نہ خلافت کا بلکہ ولایت کا ہے،،

احمدی۔ ولایت کا دعوے ماننے کے لئے کوئی تکلیف نہیں ہے۔ آپ نے ناحق اوائل ممالک بعیدہ کی ... اختیار فرمائی،

ایرانی۔ وہ صاحب وحی تہا۔ نہ نبی۔ کیونکہ خلفائے محمدیہ کے لئے نبوت لازمی نہیں ہے۔ صرف وعدہ خلافت ہے،،

احمدی۔ اس کو آپ موعود سمجھتے ہیں یا نہیں

ایرانی۔ بیشک وہ موعود تہا۔

احمدی۔ کونسا وعدہ ہے۔ جس کا مصداق بہاء اللہ ہے۔ مسلمانوں کو احادیث صحیحہ میں مسیح ابن مریم کے نزول کا وعدہ ہے۔ نہ کسی دیگر کا

ایرانی۔ وہ اسی وعدہ مسیح ابن مریم کا مصداق ہے۔ اور مسیح موعود ہے۔ مگر مرزا صاحب کا دعوے غلط ہے۔ یہانتک سلسلہ کلام پہنچا تہا۔ کہ سامعین میں سے بابو شیخ کرامت علی

صاحب محمد علی نقشبندی امرتسری نے کہا۔ کہ مرزا محمود صاحب یہہ گفتگو فریقین کی بے سود ہے۔ ہماری خواہش یہہ ہے۔ کہ آپ باہمی تحریری گفتگو کریں۔ اور اس تحریری مباحثہ کی اشاعت کا ذمہ وار میں ہوں۔

احمدی۔ مجھکو بسروچشم تحریری گفتگو منظور ہے۔ ایرانی صاحب اپنی دعاوی پیش کریں سنونگا اور تردید کرونگا۔ کیونکہ مجھکو علم الیقین اور عین الیقین ہے۔ کہ مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود ہیں۔ اس لئے اس امر کی یاد رکھنے میں مجھے کوئی اندیشہ نہیں۔ کہ ہر ایک دیگر مدعی مسیحیت باطل ہے۔ وما ذا بعد الحق الا الضلال۔

ایرانی۔ مجھے بھی مباحثہ منظور ہے۔ اگر آپ کو منظور ہے۔ اور میں بھی ایسا ہی خیال کرتا ہوں۔ کہ ادعائے بہاء اللہ کے سوا دیگر مدعیان مسیحیت کے دعوے باطل ہیں۔

مولوی محمد عبدالمجید صاحب۔ میں اس گفتگو کے واسطے مکان زینت محل دیتا ہوں۔ اور فریقین کی حفظ آبرو و امن جلسہ قائم رکھنے کا ذمہ وار ہوتا ہوں۔ لیکن شرائط مباحثہ باہمی فریقین میں طے ہو جانی ضروری ہیں۔ جن کی پابندی ہر دو مناظروں کو ضروری ہو۔ بعد تصفیہ شرائط مناظرہ آپ مجھکو اطلاع دیں۔ میں بذریعہ اشتہار مطبوعہ اس جلسہ کا اعلان اپنی جانب سے کرونگا۔

ایرانی۔ تعیین یوم و مکان میری رائے پر منحصر ہے۔ باقی شرائط مناظرہ لکھکر مجھکو دکھلائی جاویں۔ میں اپنی مرضی سے ان کو منظور یا نامنظور کرونگا۔

احمدی۔ آپ کو اول تو کوئی حق نہیں کہ تعیین یوم و مکان کے آپ مختار ہوں۔ اور نہ شرائط کے متعلق آپ یہہ اختیار رکھتے ہیں۔ کہ اپنی پسندیدہ شرائط سے گفتگو کریں۔ فریقین کو اسمیں مساوی حقوق حاصل ہیں نیز آپ غریب الوطن مسافر سرائے میں مسافرانہ آپ کا قیام ہے۔ دہلی میں آپ ایسا محفوظ مکان جس میں یہہ جلسہ ہو سکے۔ نیز مالک مکان یا بانئے جلسہ حفظ امن کا بھی ذمہ وار ہے۔ کیسی تجویز کر سکتے ہیں۔ آپ زینت محل کو بذمہ داری مولوی عبدالمجید صاحب منظور کریں۔ آپ کے واسطے زینت محل اور کوئی دیگر مکان دہلی کا سب برابر ہیں۔ مگر ایرانی صاحب نے اس کو منظور نہیں کیا جس میں ایک چال اور منصوبہ انشائی تھا۔ جو کہ بعد میں مجھے معلوم ہوا۔ اور انشاء اللہ موقعہ پر اسکا اظہار کرونگا۔ اس لئے یہہ عاجز رضامند ہو گیا۔ کہ ایرانی صاحب کو ہی اختیار تعیین مکان و یوم دیا جاوے۔

قریب بارہ بجے دوپہر کے یہہ جلسہ برخاست ہوا۔ سب لوگ رخصت۔ فریقین اپنے اپنے مکان پر چلے گئے۔ اور ۲۲ جولائی ۱۹۱۲ء کو حسب قرار داد باہمی راقم الحروف احمدی نے مندرجہ ذیل رقعہ متضمن شرائط مباحثہ لکھکر بعد مغرب سرائے میں ایرانی کے پاس بھیجا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

از عاجز امیدوار مغفرت گناہاں حنفی دہلی۔ قاسم علی احمدی بخدمت جناب والا مرزا محمود صاحب ایرانی بابی واضح باد۔ کہ کل تاریخ ۲۱ جولائی ۱۹۱۲ء یوم شنبہ قبل دوپہر بمکان پادری احمد مسیح صاحب واعظ امریکن پی۔ مشن جو مجلس بغرض اظہار دعوٰی وعقاید و دلائل حضرت بہاء اللہ صاحب منعقد ہوئے تھے۔ آپ نے باوجود درخواست بار بار حضار مجلس کے اون عقاید و دعاوی کا کچھہ اظہار نہ فرمایا۔ اور سامعین کا وقت عزیز ضائع کرایا۔ بالآخر جناب بابو شیخ کرامت علی صاحب مجددی نقشبندی نے یہہ التجا کی۔ کہ آنجناب اس عاجز راقم الحروف احمدی سے اپنی دعاوی و دلائل میں تحریری گفتگو ایک جلسہ میں کریں۔ اور اس مباحثہ کی اشاعت کا ذمہ بھی بابو صاحب موصوف نے خود اٹھایا تھا۔ اس پر جناب مولوی محمد عبدالمجید صاحب نے یہہ فرمایا۔ کہ اس گفتگو کے واسطے مکان زینت محل بذمہ داری خود یعنی فریقین کی حفظ آبرو کا ذمہ وار ہو کر میں دیتا ہوں مگر قبل از انعقاد جلسہ شرائط و ضوابط مناظرہ باہمی فریقین میں طے ہو جاویں۔ تا کہ گفتگو کے وقت کوئی دقت واقع نہ ہو۔ آنجناب نے جواباً فرمایا تھا۔ کہ گفتگو کرنی منظور ہے۔ الا تعیین مکان و یوم میری مرضی پر منحصر ہوگا۔ باقی شرائط مناظرہ کو دیکھکر اونکا تسلیم یا انکار کرونگا۔ چونکہ درخواست شیخ کرامت علی صاحب آپ نے منظور فرمائی کہ اس لئے شرائط و قواعد مناظرہ بذریعہ عریضہ ہذا بغرض ملاحظہ و منظوری ارسال ہیں۔

(۱) فریقین ہر ایک سوال و جواب تحریری پیش کرینگے زبانی تقریر قابل جواب نہ سمجھی جاویگی۔

(۲) ان تحریروں کو خواہ اپنی قلم سے لکھیں خواہ آپ دوسرے سے لکھوالیں۔ مگر میں خود اپنے ہاتھہ سے لکھوں گا۔ ہر ایک تحریر پر فریقین کے دستخط معہ دو دیگر شہادتوں کے جو بطور تصدیق ہونگی۔

(۳) ہر ایک فریق اپنی تحریر سوالی ہو۔ یا جوابی۔ بعد ثبت دستخط خود حاضرین جلسہ کو سنا دیگا۔ اور بعد سنانے کے تصدیقی دستخط ہو کر حوالہ فریق مقابل بغرض تحریر جواب کیجاویگی۔

(۴) ہر ایک تحریر کے واسطے زیادہ سے زیادہ نصف گھنٹہ ہوگا۔ اگر کوئی فریق اپنی تحریر سے نصف گھنٹہ کے اندر فارغ ہو جاوے۔ تو باقیماندہ وقت اس کو دوسری تحریر کے وقت اگر ضرورت ہوگی۔ تو جواب دیا جاویگا۔ یعنے جب چاہے اپنا باقیماندہ وقت تحریر کرنیکے لئے نہ کسی زبانی تقریر کے لئے لے سکیگا۔

(۵) دو میر مجلس اور ایک صدر جلسہ ہوگا۔ فریقین اپنی اپنی جانب سے میر مجلس نامزد کرینگے۔ اور صدر جلسہ اوس کو ماننا ہوگا۔ جو بانئے جلسہ ہو۔ مثلاً اگر زینت محل میں یہہ جلسہ قرار پاوے۔ تو اوس کے بانی مولوی عبدالمجید صاحب سمجھے جاکر صدر قرار دئے جاوینگے۔ اگر کوئی مکان آپ تجویز کریں۔ تو اوس مکان کے متولی یا مالک بانی جلسہ اور صدر ہونگے۔ میر مجلس صاحبان اور صدر جلسہ کے فرائض مندرجہ ذیل ہیں۔ اس سے زیادہ ان کو کوئی حق حاصل نہ ہوگا۔

الف۔ صرف انتظام جلسہ قائم رکھنا اون کا فرض ہوگا۔ فریقین کی گفتگو میں دخل دینے کا کسی کو حق نہ ہوگا۔ اور حفظ امن کی ذمہ داری۔

ب۔ جو شخص باوجود صریح جملہ شرائط مناظرہ کے گفتگو کو درمیان میں چھوڑ کر چلا جاوے۔ اس کو گریز یافتہ قرار دیکر فیصلہ تحریری بوجوہات گریز لکھدینگے۔

ج۔ جو فریق کسی شرط کی خلاف ورزی کریگا۔ بصورت عدم طلب معافی اس کو گریز یافتہ قرار دینگے۔

د۔ ہر ایک تحریر پر میر مجلس صاحبان و صدر جلسہ کو دستخط بطور تصدیق کرنے ہونگے۔ اور بعد اختتام مباحثہ فریقین کی تحریریں جمع کرکے بصورت کتاب نقل کرا کر اپنی شہادت سے معہ چند دیگر حضار جلسہ کے دستخط سے مزین کرکے ایک ایک نقل فریقین کو دینگے۔ اور اصل تحریر اپنے پاس رکھینگے۔

ھ۔ فقرہ حرف الف کی پابندی صرف صدر جلسہ کے ذمہ ہے۔ اور باقی سب فقرہ جات کے پابند سب صاحبان یعنی میر مجلس و صدر ہونگے۔

و۔ قبل از انعقاد جلسہ بذریعہ ایک اشتہار مطبوعہ صدر جلسہ کی جانب سے یہہ مشتہر ہوگا۔ کہ مباحثہ تحریری فلان مقام میں فلان یوم و وقت مابین مرزا محمود صاحب ایرانی بابی و قاسم علی احمدی ہوگا۔

(۶) جب تک ایک مسئلہ طے نہ ہو جاوے۔ کوئی دوسرا مسئلہ بطریق خلط مبحث شروع کیا جائیگا۔

(۷) سوائے فریقین کے کسی شخص کو خواہ میر مجلس ہوں۔ یا صدر جلسہ یا دیگر حضار مجلس بغیر اجازت فریقین مسائل متنازعہ میں دخل دینے کا بذریعہ تقریر یا تحریر کوئی حق نہ ہوگا۔

(۸) اولاً دعاوی حضرت بہاء اللہ صاحب کے آپ کو واضح الفاظ میں پیش کرنے ہونگے۔ تعیین دعوے کے بعد دلائل نقلی و عقلی سے ثبوت دینا ہوگا۔

(۹) میرا حق ہوگا۔ کہ جو چاہوں حضرت بہاء اللہ صاحب کے دعاوی وغیرہ کے متعلق تحریری سوال کے ذریعہ دریافت کروں۔ اور تحریری جواب پاؤں۔

(۱۰) دلائل کتب مندرجہ ذیل سے حسب مراتب پیش ہونگے اولاً قرآن کریم سے استدلال کرنا ثانیاً احادیث صحیحہ سے ثالثاً آثار صحابہ سے۔ ان استدلالوں میں امورات ذیل کا لحاظ رکھنا ہوگا کہ قرآن کریم کے اگر کسی لفظ میں معانی میں اختلاف ہو۔ تو اسکے رفع کے واسطے۔

اول۔ قرآن کریم سے ہی شواہدات پیش کئے جاویں۔ دوم محاورات عرب سے۔ سوم لغت عرب سے۔ جب کوئی تفسیر پیش کی جاوے۔ تو وہ آنحضرت صلعم کی حدیث صحیح مرفوع سے ہووے۔

ثانیاً کسی معتبر صحابی سے بسند صحیح کوئی روایت جو خلاف قرآن ہو ہرگز قبول نہ کی جاویگی۔ خواہ کسی کتاب میں ہو۔ خلاف و معارض کسی آیت قرآن ۔ ہرگز ہرگز قبول نہ ہو گی۔
اثر صحابی۔ اگر صحیح احادیث یا آیات ن کے خلاف و معارض ہو۔ تو قابل قبول نہ۔
ی تفسیر کا قول۔ اگر پیش کیا جاوے۔ تو بصورت عدم معارضہ کتاب و سنت و حدیث و اثر صحابی و محاورات عرب قابل قبول ہوگا ورنہ نہیں۔
اوّل مرتبہ۔ کتب احادیث میں بخاری و مسلم کا ہوگا۔ اس کے بعد سنن اربعہ کا اسکے بعد دیگر کتب احادیث کا۔

(۱۱) کوئی فریق اشارۃً یا کنایۃً یا صراحتاً کوئی کلمہ دل آزار خلاف تہذیب بغرض توہین فریق ثانی زبان یا قلم سے نہ نکالے

(۱۲) توریت و انجیل سے اگر کوئی استدلال کیا جاوے۔ تو بشرط مطابقت قرآن کریم قابل قبول و بصورت مخالفت مردود ہوگا۔ اور اگر نہ مخالف ہو۔ نہ مطابق تو اس میں روایتاً و درایتاً گفتگو ہوکر قبول یا عدم قبول ہوگا۔

(۱۳) آپ جو دعوے حضرت بہاء اللہ صاحب کا پیش کریں۔ یعنی رسالت کا یا نبوت کا یا محدثیت کا یا ولایت کا اوس کی معیار تصدیق و تکذیب بھی قرآن و حدیث سے پیش کریں۔

(۱۴) بعد دلائل نقلی کے دلائل عقلی و مشاہدات و نظائر بھی پیش کرنے ہونگے۔

(۱۵) ہر ایک دعوے کا بار ثبوت آپ کے ذمہ ہوگا۔ کیونکہ مدعی آپ ہونگے۔ اس لئے کہ حضرت بہاء اللہ صاحب کا دعوے مقدم ہے۔ دعوے حضرت مرزا غلام احمد صاحب علیہ السلام سے۔

(۱۶) اگر آپ کا دعوے ثابت ہوگیا۔ تو میں بغیر مزید گفتگو کے مرزا صاحب کے دعوے سے منکر ہوکر حضرت بہاء اللہ صاحب کے دعوے کو تسلیم کر لونگا۔ بصورت ثانی آپ کو اعتقاد بہائیہ سے دست بردار ہونا ہوگا۔

(۱۷) جو دعوے آپ حضرت بہاء اللہ صاحب کی طرف سے پیش کریں۔ اوس کے ادعا کا ثبوت حضرت بہاء اللہ صاحب کی زبان یا قلم سے بیان کریں۔ نہ کہ اپنی جانب سے ورنہ دلائل بھی وہی ہوں جو خود حضرت بہاء اللہ صاحب نے اپنے دعاوی پر پیش کئے ہیں۔

(۸) اگر آپ اردو میں تحریر نہ کر سکیں۔ تو فارسی میں خود تحریر کریں۔ یا کسی دوسرے سے کرا دیں۔ لیکن اوس کا ترجمہ حضار کو سنا دینا آپ کے ذمہ ہوگا۔

(۹) بعد اختتام مباحثہ فریقین کی تحریرات کی نقل جو مصدقہ میر مجلس صاحبان و صدر جلسہ ہوگی۔ طبع کرا کر شایع کی جاویگی۔ اور کوئی حکم بغرض فیصلہ مسائل متنازعہ نہیں قرار دیا جاویگا۔ خود تحریرات فریقین سے ہر شخص نتیجہ نکال لیگا۔

(۱۰) تعین مکان و یوم و وقت آپ کی مرضی پر منحصر رکھا گیا ہے جس کی اطلاع آپ بہت جلد بعد قبولیت شرائط مندرجہ صدر اس عاجز کو دینگے۔

یہ شرائط ہیں۔ جو میں نے حتی الوسع نہایت انصاف کی نظر سے لکھی ہیں۔ اور فریقین پر اس کا اثر مساوی ہوگا۔ اگر کسی شرط میں ترمیم یا تنسیخ یا ایزادی آپ فرماویں۔ تو بعد غور کے میں بشرطیکہ وہ معقول ہووے۔ بلا عذر قبول کرونگا۔ والسلام علی من اتبع الھدیٰ

مرقومہ عاجز قاسم علی احمدی سکرٹری انجمن احمدیہ دہلی
معروضہ ۲۲ جولائی یوم یکشنبہ

اس کے جواب میں ایک پر تعلّی مضمون کا مندرجہ ذیل رقعہ ایرانی صاحب کا موصول ہوا۔ جو بڑے مشورہ کے ساتھ ایک کمیٹی نے شخص خاص سے مسودہ لکھوا کر ایرانی زبان میں ادا کرایا جس میں ہر امر بیدلیل کا تحکمانہ اظہار ہے۔ اور ایرانی تہذیب کا بھی نمونہ معیار هو الله تعالیٰ

مخدومی ! خط شما رسید۔ درخصوص تعیین مجلس آنچہ نوشتہ بود۔ باعث طول و ہمہ مکررات بود۔ من از برائے ہمین مجالس و گفتگو از وطن مالوف آوارۂ ممالک بعید شدہ ام۔ اگر واقعاً شما ہم برائے ثبوت مقاصد و مدعاے خویش حاضر ید من ہم حاضرم و خیلے خوشحال۔ فردا بعد از مغرب در منزل جناب مولوی عبد الحق صاحب مفسر حقانی در محلہ بلی ماران مجلس برقرار خواہد شد۔ وہر کسے را من بتوانم خبر میدہم۔ و شما ہم امروز و فردا بذریعہ اشتہار یا قسم دیگر ہر کو بخواہید مردم را اطلاع دہید۔ فرضاً ہمہ دہلی را ہم بخواہید جمع کنید۔ مختارید۔ ولے برائے من اگر دو نفر ہشیار عالم ہم کہ باشد کافی است۔ مضایقہ ندارد۔ آنچہ از شرائط لازم است۔ این است کہ اوّل

(۱) میر مجلس و صدر جلسہ معین باید شد۔ کہ آنہا برائے تصدیق و شہادت و انتظام جلسہ و منع عموم از مداخلہ در صحبت و گفتگو و منع طرفین از گریز و غلط مبحث مختار مطلق باشند۔

(۲) تقریر و سوال و جواب طرفین تحریر شود۔

(۳) طرفین ہر یک بخط خود تحریر خود را میر مجلس و صدر جلسہ دادہ نقل نزد خود بدارد۔ و دستخط از ایشان بگیرند۔ دیگر اگرچہ شما شرائط دیگر ہم دارید در شروع جلسہ پیش کنید۔ ہر گاہ میر مجلس و صدر انجمن منظور نمودند۔ البتہ من ہم قبول خواہم نمود۔ الاہذا خط گذشتہ شما دوم شب بوقت ہشت رسید تا دو روز من منتظر ماندہ بودم۔ دیگر این جواب را تا خیر نیندازید۔ اگر حاضرید خبر تا امشب برسانید۔ والا من معذور خواہم بود۔ کہ زیادہ برین اوقات خود را معطل نکنم +

حررہ حکیم میرزا محمود بہائی ایرانی

یہ ہے۔ ناظرین حضرت بہاء اللہ صاحب کے وکیل اور فرقہ بہائیہ کے فاضل بیدلیل اور پیسہ اخبار کے عالم جلیل کا مضطربانہ جواب اور آپ کے پر تعلّی فقرات دو کہ من از برائے ہمین مجالس و گفتگو از وطن مالوف آوارہ ممالک بعیدہ شدہ ام۔ و فرضاً ہمہ دہلی را ہم بخواہید جمع کنید۔ مختارید" ولے برائے من دو نفر ہشیار عالم ہم کہ باشد۔ کافی است" اور آپ کی ایرانی تہذیب کا نمونہ کہ "خط شما رسید... آنچہ نوشتہ بودید۔ باعث طول و ہمہ مکررات بود" جو محض دعوے بے دلیل ہے۔ کوئی ثبوت طوالت و مکررات کا نہیں دیا۔ اور آپ کا تحکم کہ "اگر واقعاً شما ہم برائے ثبوت مقاصد و مدعائے خویش حاضرید من ہم حاضرم۔ خیلے خوشحال" یعنی اگر یہ عاجز احمدی اپنے مقاصد و مدعاے کے اثبات کے لئے حاضر ہے۔ تو آپ بھی حاضر ہیں۔ ورنہ نہیں۔ اگرچہ ایسی مجالس و گفتگو کے واسطے آوارگی منظور فرمائی ہے۔ تمام دہلی کو بھی جمع کر لو۔ تو آپ کی طرف سے اجازت عام ہے۔ گو منزل مولوی عبد الحق صاحب دو صد نفر سے بھی زاید کے لئے کافی نہیں ہے۔ اور نہ اسقدر وقت کہ اشتہار لکھکر طبع بھی ہو جاوے۔ اور قبل از وقت "ہمہ دہلی را" اطلاع بھی ہو سکے۔ اور شرائط کا فیصلہ میر مجلس و صدر جلسہ فرما دینگے۔ گویا جن شرائط کو صدر جلسہ و میر مجلس آپ کے لئے مناسب سمجھیں۔ اُن کو منظور فرما کر آپ گفتگو کرینگے۔ ورنہ نہیں۔ آوارہ ممالک بعیدہ ہونے اپنے علم و فضل کے زعم پر اب آسرا تلاش کرتے

ہیں۔ صدر جلسہ و میر مجلس کا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ سنا گیا۔ کہ بحث تو ہو۔ زید و عمرو کے باہمی ۔ ۔ ۔ شرائط بحث مقرر کریں۔ خالد و بکر۔ یہ آپ کی قابلیت و مناظرہ دانی ہے۔ مگر خیر میں نے... تا بخانہ باید رسانید کے وجہ سے آپ کے ہی خط کو منظور کر کے مندرجہ ذیل جواب الجواب عرض کیا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

از جانب عاجز قاسم علی احمدی بخدمت جناب مرزا محمود صاحب بابی۔ گذارش ہووے۔ کہ آپ کا نوازشنامہ ملا۔ بلا تاریخ و یوم بجواب عریضہ نیاز مورخہ ۲۲ جولائی ۱۹۰۶ء۔ آج بعد بارہ بجے دوپہر کے پہنچا۔ کیفیت مندرجہ سے آگاہی ہوئی۔ میرے عریضہ کو آپ نے باعث طول و مکررات ۔ ۔ کر مجکو ممنون فرمایا۔ اس کا فیصلہ اذہان سامعین پر رہیگا۔ وطن مالوف سے ایسی ہی جلسوں کے واسطے جناب کا آوارہ ممالک بعیدہ ہونا بغیر فرمانے آنجناب کے ہی اون مجلس کا انصار و دبار مختلف سے ظاہر ہے۔ جو آنجناب نے بڑے بڑے شہروں میں ہندوستان کے کی ہیں جن کا ادنیٰ ثبوت مقام دہلی کی مجالس ہیں۔ کیا جو شخص کسی خاص کام کے واسطے آوارۂ ممالک بعیدہ ہوا کرتا ہے۔ وہ اس اہم ضرورت کے حاصل کرنے میں اپنے فرائض اسی طور سے ادا کرتا ہوگا۔ جیسا کہ آنجناب عرصہ دو سال سے ہندوستان کے مختلف بڑے بڑے شہروں میں ادا کر رہے ہیں۔ لاہور۔ راولپنڈی کلکتہ۔ سیالکوٹ وغیرہ میں آپ نے کس قدر جلسے کر کے کتنی لاکھ مخلوق خدا کو اس آفتاب صداقت کی شعاعیں پہنچائیں۔ جو سرزمین ایران پر طلوع ہوا تھا۔ اور جسکی خاطر آپ نے آوارگی ممالک بعیدہ کی قبول کی۔ قبل ازیں دہلی میں قریباً دو ماہ بلی ماراں میں آپ نے قیام فرمایا۔ اس عرصہ میں کتنی بار حصول مقصد کے لئے اس آوارگی کے کام کو بذریعہ مجالس انجام دیا۔ میں نہیں سمجھتا۔ کہ اس دو سالہ آوارگی کا سوائے سیر و سیاحت بلاد یہ سیاحی کے کونسا کارنامہ آپ کے پاس بطور ثبوت و مشاہدہ کے موجود ہے۔ کیا کوئی نظیر آپ مخالف کے سامنے ایسی پیش کر سکتے ہیں جس سے ادعا رسامی کہ ۔ ۔ من از برائے ہمین مجالس و گفتگو از وطن مالوف آوارۂ ممالک۔

...ہو جاوے ہرگز نہیں
...رمایا ہے۔ کہ "خو گذشتہ
...ب وقت ہشت رسید تا دو روز من
...مادہ بودم" اسکا جواب یہہ ہے۔ کہ روز
شنبہ بارہ بجے کے قریب یہہ عاجز اس مجلس
سے جو پادری احمد مسیح صاحب کے مکان پر
منعقد ہوئی تھی۔ واپس آیا یکشنبہ کو آپ
کی خدمت میں بوقت ۸ بجے شب کے عریضہ
ارسال کر دیا۔ یہہ اس قدر وقت نہیں گذرا
جسمیں آپ کو انتظار کی تکلیف گوارا کرنی
پڑتی۔ اور اگر واقعی آپ نے زحمت انتظار
اٹھائی ہے۔ تو اس کی معافی چاہتا ہوں۔
بعد ازین سر مطلب آکر عرض کرتا ہوں۔ کہ
آپ نے جناب مولوی عبدالحق صاحب
کا مکان اور یوم فردا بعد مغرب گفتگو
تعیین فرما کر تعیین دیگر امور رقم فرمائے ہیں جن
کو لازمی سمجھا ہے۔

(۱) میر مجلس و صدر جلسہ معین ہونا چاہیئے۔
بہ تصدیق و شہادت و انتظام جلسہ و اخلت
[illegible] گفتگو تمیع طرفین انگریزی و غلط [illegible]
میں مختار مطلق ہوں۔

(۲) تقریر و سوال و جواب طرفین تحریری ہوں
و فریقین خود تحریر کر کے نقل اپنی پاس مصدقہ
میر مجلس صاحبان رکھکر اصل انکو دیدیں۔
سو جواب التماس ہے۔ کہ مکان مولوی
عبدالحق صاحب میں انعقاد جلسہ مجھکو منظور
ہے۔ مگر اس شرط سے جو دہلی کے واسطے از
روئے قانون و انصاف و مصلحت نہایت
ضروری ہے۔ کہ مولوی عبدالحق صاحب اپنا
دستخطی رقعہ اس مضمون کا میرے نام کل ہی
بلکہ قبل دوپہر تک بھیجدین۔ کہ "حسب درخواست
مرزا محمود صاحب بابی میں اپنا مکان اس
جلسہ بحث کے واسطے جو درمیان مرزا صاحب
مروج و قاسم علی ہوگا۔ خاص کرتا ہوں۔ اور
انتظام جلسہ و حفظ امن فریقین (یا آپ کو
اگر اطمینان ہے تو) صرف حفظ آبرو قاسم علی
معہ اُن کے ہمراہیان کا ذمہ وار ہوں۔ قاسم
علی معہ احباب خود وقت مقررہ منجانب مرزا
محمود صاحب پر آجاوین" بعد آنے اس تحریکی
دستخطی رقعہ مولوی صاحب کے بعد مغرب میں
حاضر ہو جاؤنگا۔

شرط اوّل کی بابت میں اپنی جانب سے
جو میر مجلس مقرر کرتا ہوں۔ اُن کا نام ڈاکٹر
محمد اسمٰعیل خان صاحب ہے۔ آپ اپنی جانب
[illegible]

بجے تک مطلع فرما دین۔ اور صدر جلسہ مولوی
عبدالحق صاحب ہونگے۔ جو بانی مجلس و صاحب
مکان ہیں۔ میر مجلس صاحبان و صدر جلسہ
کے اختیارات کا فیصلہ بھی حسب تحریر سابق
شروع جلسہ میں ہو جاویگا۔

شرط دوئم۔ تو میری پیش کردہ ہی ہے۔ جو
مسلم ہے۔

شرط سوئم۔ کی بابت بھی مناسب تجویز حسب
قرارداد باہمی اوس وقت ہو جاویگی۔

رہے دیگر شرائط کا فیصلہ بشرط منظوری صدر
انجمن و میر مجلس آپ کو قبول ہوگا۔ ورنہ نہین
اس کا بھی تصفیہ حسب الارشاد آپ کے
شروع جلسہ میں ہو جاویگا۔ آیندہ جو تحریر بھیجیں
بہ ثبت تاریخ و یوم لکھا کرین۔ والسلام
علی من اتبع الہدیٰ

عاجز قاسم علی احمدی سکرٹری انجمن احمدیہ دہلی
۲۳ جولائی ۱۹۱۰ء دوشنبہ

حضرات۔ ناظرین دیکھیے۔ عاجز نے
کس قدر ایرانی صاحب کی مہمان نوازی و
مسافر پروری کی ہے۔ کہ جہاں تک ممکن تہا
اُن کی رضامندی ہر امر کے متعلق ملحوظ رکھی
ہے۔ کہ کسی طرح وہ اپنی میزبان سے ناراض
ہو کر ایران کو نہ سدھارین۔ مگر ولئے برحال ایرانی
کہ کسی بات پر بھی قایم نہ ہوا۔ اور بجواب اس
عریضہ کے مندرجہ ذیل رقعہ میرے نام بھیجا۔

ھو اللہ۔ دوست من نامہ شما کہ بدایتاً
شرحی از سفر دہلی و مسافرت دو سالہ پنجاب
فانی داشت رسید۔ جناب اسفر دہلی من کمتر
از مسافرت شما منتج و مؤثر بود۔ کہ آنقدر
عربدہا در شہر انداختید۔ و از پنجاب تا ہندوستان
کوس نحن الموعود کوبیدید۔ آخر الامر خروج و دخول
دہلی نتیجہ ہیبا بود۔ مردمان مشہور و معلوم نگردید
دیگر از سفر دہلی من چہ توقع دارید۔ عنقریب
نتیجہ و اثر این سفر دو سالہ پنجاب من چون ثعبان
مبین شود۔ و خیال اوہام بیست سالہ شما را
بیامر۔ ھذا وعد غیر مکذوب۔

دیگر در خصوص شرائط مجلس ہمانست۔ کہ
یوم دوشنبہ مجملاً و مختصراً نگاشتم۔ لدی الحضور
میر مجلس و صدر جلسہ انتخاب خواہد شد و شرائط
غیر از آنچہ قبلاً نوشتم۔ معلق بقبول میر مجلس و صدر
جلسہ است۔ باقی مطالبے کہ قابل تحریر باشد
نبود۔ والسلام علی من اتبع الہدیٰ۔ در
خصوص اجازہ زمان و مکان جناب مولوی
عبدالحق صاحب در صفحہ آخری ملاحظہ نمائید۔ تو
تا [illegible] مانع عذر شما شود [illegible]

بعد مغرب حاضر شود۔ حررہ حکیم میرزا محمود
ایرانی یہاں ہے۔ ۲ شنبہ ۲۴ جولائی ۱۹۱۰ء

نقل تحریر مولوی عبدالحق صاحب دہلوی مفسر تفسیر
حقانی ظہری رقعہ میرزا محمود ایرانی

جناب من۔ میں بخوشی خاطر اجازت دیتا
ہوں۔ کہ بعد نماز مغرب روز چہار شنبہ
۲۵ جولائی کو غریب خانے پر مناظرہ کے لیے
تشریف رکھیں۔ مگر وہ اشخاص جن سے احتمال
فساد ہوگا۔ اوٹھا دیے جائینگے۔ آج شب
کو انجمن ہدایۃ الاسلام کا جلسہ ہے اس
لئے کل پر محمول کیا گیا۔ ابو محمد عبدالحق ۲۴۔
جولائی سہ شنبہ۔

اَیُّھَا النَّاظِرِین۔ آپ نے ایرانی تحریر
معہ اجازت نامہ مولوی صاحب کے ملاحظہ
فرمائے۔ آپ فرما دین تو سہی۔ کہ کیا یہہ میرے
خط کا باصواب جواب ہے۔ اور اجازت نامہ
میری منشاء کے مطابق تحریر فرمایا ہے؟ ہرگز
نہیں۔

ایرانی صاحب سے میں عملی ثبوت اس
دعوے بیدلیل کا کہ "من از برائے آئین
مجالس و گفتگو از وطن مالوف آوارہ ممالک
بعیدہ شدہ ام" مانگتا ہوں۔ آپ اوس کے
جواب میں فرماتے ہیں "عنقریب نتیجہ و
اثر این سفر دو سالہ پنجاب من چون ثعبان
مبین شود" سبحان اللہ کیا بدیہی ثبوت
آپ نے پیش کیا ہے۔ جیسا کہ بعض علماء
اہل حدیث مسیح علیہ السلام کے آسمان سے
آنیکے ثبوت میں لکھتے ہیں۔ وَاِنَّہٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَۃِ
یعنی قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مسیح
کا نزول قیامت کی نشانی ہے۔ اور یہہ جواب
خدا تعالیٰ کا منکرین قیامت موجودہ زمانہ
محمد صلعم کو دیا گیا ہے۔ کہ تم جو انکار قیامت
کرتے ہو۔ اوس کے آنیکی دلیل کو مسیح ابن مریم
ہے کیا تقریب نامہ ہے۔ کہ منکرین قیامت
تو آج انکار کر رہے ہیں۔ اور دلیل اون کو
وجود قیامت کی ایسی دیکھاتی ہے۔ کہ جو خود
ہنوز محض دعویٰ ہی دعویٰ ہے۔ اور بالفرض
اگر صحیح بھی ہو۔ تو اوس دلیل کا وجود خدا جانے
کس زمانہ میں ہوگا۔ مگر منکر آج ہی مان لیوے
کہ بیشک وجود قیامت کی یہہ زبردست دلیل ہے۔
کہ مسیح ابن مریم آسمان سے اتریگا۔ خواہ
کسے زمانہ میں ہو۔ ایسا ہی ایرانی صاحب
کا جواب ہے۔ کہ عنقریب میرے دو سالہ
سفر کا نتیجہ "چون ثعبان مبین شود" میں آپ
سے اون جلسوں اور مناظروں کی تفصیل پوچھتا

ہوں۔ جو آپ نے پنجاب کے بڑے بڑے شہروں
میں اس دو سال میں کئے ہیں جس سے آپکا
یہہ دعوے عملاً ثابت ہوتا کہ بیشک آپ ایسے
جلسوں اور گفتگوؤں کے واسطے آوارہ پہرے
ہیں۔ آپ اثر و نتائج سفر کا بیان کرتے ہیں۔
اور وہ بھی محض خیالی جس کا وعدہ آئندہ
پورا ہو کر دلیل کہلانے کا مستحق ہوگا۔ یہیں تک
آپ کی سخن فہمی ختم نہیں ہوئی۔ بلکہ آپ ہمارے
سفروں کو جو غالباً حضرت اقدس مسیح موعود
علیہ السلام کے سفر دہلی سے مراد ہے۔
ورنہ ہم نے تو کوئی سفر اس غرض کے واسطے
جس کے آپ مدعی ہیں۔ آجتک کیا نہیں پیش
کر کے فرماتے ہیں "سفر دہلی من کمتر از مسافرت
شما منتج و مؤثر نبود" مسافرت مسیح الزمان کے
نتائج آپ کو سرائے احمدیاں میں اور مشن عیسائی
میں کیسے معلوم ہوتے۔ لاہور کا سفر تو آپنے
خود ملاحظہ فرمایا تہا۔ کہ کس قدر منتج و مؤثر رہا۔
کس قدر لوگ بیعت امام الزمان میں داخل
ہوئے۔ پھر سیالکوٹ و جہلم کے سفر آپ [illegible]
میں پڑے ہیں۔ صدہا لوگوں نے آپ کو مسیح موعود
تسلیم کر کے بیعت کر لی۔ اس کے مقابلہ میں متواتر
دو سالہ آوارگی میں جن لوگوں نے بہاء اللہ جناب
کو مسیح یا مہدی یا جو کچھ بھی آپ ان کو کہتے ہیں
مان کر اظہار کیا ہو۔ انکا کچھہ پتہ دیا ہوتا۔ رہا
حضرت اقدس کا سفر دہلی وہ دو بار ہوا ہے۔
اوّل اس زمانہ میں جب کہ آپ نے ہند میں جنم
نہیں لیا تہا۔ اوس کی حالات محض نابینا اینڈ
کمپنی کے زبانی سنکر آپ نے صحیح جان لئے۔
تو اپنے نفس پر ظلم کیا۔ اور اگر آپ نے پوری
تحقیق کے بعد معلوم کر کے لکھا ہے۔ تو سراسر
کذب ہے۔ جو لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الْکَاذِبِیْنَ سے
ڈرنا چاہیئے تہا۔ سفر دوم دہلی کا بغرض تبلیغ
نہ تہا۔ اور نہ کوئی جلسہ دہلی میں ہوا۔ مگر تاہم اس
سفر میں جو قریباً دس بارہ یوم کا تہا۔ چالیس
آدمیوں تک بیعت میں داخل ہوئے۔ اور اب
ہمیشہ ہوتے رہتے ہیں۔ [illegible] مہربانی آپ
نے بہاء اللہ صاحب کے سفروں کا کچھہ تذکرہ
فرمایا تہا۔ کہ کیسے منتج و مؤثر ہوئے۔ الغرض میں
پوچھتا کچھہ ہوں۔ اور آپ جواب کچھہ دیتے
ہیں۔ بقول مشہور "من چہ میگویم و طنبورہ
من چہ می سراید"۔ پھر میں نے جو رقعہ مولوی
عبدالحق کا طلب کیا تہا۔ اوس کی عبارت
لکھدی تھی۔ چاہیئے تہا۔ کہ وہ عبارت اگر نہ
لکھتے۔ تو اوس کا تمام مفہوم اپنے الفاظ میں ادا
کر دیتے۔ مگر ایسا نہیں کیا نہ اوس میں خلاف

کا ذِمہ نہ یہہ کہ کسی کی درخواست پر آپ نے مکان مناظرہ کے واسطے دیا ہے نہ اُس میں کسی کا نام لکھا ہے۔ کہ کس کو آپ مناظرہ کے لیئے آنیکی اجازت دیتے ہیں۔ الغرض باوجود ان تمام بے عنوانیوں کے اس عاجز نے طول نہیں دیا۔ اور وہاں جانا منظور کر کے ذیل کا اطلاعی اور آخری رقعہ ان کے جواب مین بہجدیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

از احقر العباد قاسم علی احمدی بخدمت جناب مرزا محمود صاحب بابی بہائی۔ والسّلام علیٰ عباد اللہ الصالحین۔ نوازشنامہ سامی معہ اجازت نامہ مولوی عبدالحق صاحب بتقرر یوم مباحثہ ۲۵۔ جولائی سنہ ۱۹۰۶ء بوقت شب بعد مغرب۔ آج موصول ہُوا۔ انشاء اللہ یہہ عاجز وقت مقررہ پر حاضر ہوجاویگا۔ شرائط مباحثہ جو کچھہ عریضہ اوّل مورخہ ۲۲۔ جولائی سنہ ۱۹۰۶ء میں تحریر کرچکا ہوں۔ اوّل اُون میں گفتگو ہوگی۔ بعد تصفیہ شرائط مباحثہ شروع کیا جائیگا۔ باقی امور مندرجہ خط سامی کا فیصلہ بھی قبل از مباحثہ ہورہیگا۔ میر مجلس لا محالہ فریقین کے اپنے اپنے انتخاب سے ہونگے اور صدر جلسہ بانی جلسہ و مالک مکان سمجھے جاوینگے۔ میری جانب سے ڈاکٹر محمد اسمٰعیل خاں صاحب میر مجلس ہیں۔ آپ اپنے میر مجلس صاحب کو سر جلسہ منتخب کرسکتے ہیں۔ آپنے شرائط کا از سرِ نو تجویز کرنا چاہا اس کی بابت بھی برسر موقعہ مباحثہ عرض کرونگا۔ والسّلام

عاجز قاسم علی احمدی سکریٹری انجمن احمدیہ دہلی۔
۲۴۔ جولائی سنہ ۱۹۰۶ء یوم سہ شنبہ

بعد اس قرار داد باہمی کے یہہ عاجز معہ اخویم ڈاکٹر محمد اسمٰعیل خان صاحب و مستری قادر بخش صاحب و چوہدری فتح محمد خان صاحب کنٹرکٹر و مستری عظیم بخش صاحب و عبداللہ خان صاحب بعد مغرب مولوی عبدالحق صاحب کے مکان پر پہونچا۔ وہاں تخمیناً تیس چالیس آدمیوں کے جمع تہے۔ اور مسٹر محمود ایرانی مع مسٹر احمد مسیح پادری اپنے رفیق و نابینا اینڈ کمپنی کے بھی اوس میں موجود تہے۔ تہوڑی دیر بعد مولوی عبدالحق صاحب کہانا تناول فرما کر تشریف لائے۔ اور ذیل کی گفتگو فرمائی۔

مولوی عبدالحق صاحب۔ سب آگئے ہیں۔

حاضرین۔ جناب سب موجود ہیں۔

مولوی صاحب۔ کون کون صاحب مناظر ہیں۔

ایک شخص۔ مرزا محمود صاحب ایرانی۔ اور قاسم علی صاحب قادیانی۔ (گویا مولوی صاحب کو اس سے پہلے مطلق اس کا علم نہیں تھا۔ حالانکہ پورا علم تہا)

مولوی صاحب۔ قبل از گفتگو میں یہہ معلوم کرنا چاہتا ہوں۔ کہ کس مسئلہ میں نزاع ہے جس میں مناظرہ ہوگا۔

عاجز احمدی۔ تمام گذشتہ بیان جس کی بنا پر یہہ جلسہ قرار پایا تہا۔ ظاہر کر کے احمد مسیح کی شہادت دلواکر کہ ہاں یہہ واقعات صحیح ہیں۔ عرض کیا۔ کہ مرزا محمود ایرانی اپنے عقاید و دعاوی معہ دلائل بیان کرینگے۔ اُن میں جرح قدح میں کرونگا۔ کیونکہ آپ مدعی ہیں۔ ماموریت بہاءاللہ صاحب کے

ایرانی۔ میں مدعی نہیں ہوں۔ بلکہ یہہ خود مدعی مسیحیت مرزا صاحب قادیانی کے ہیں یہہ اپنا دعوے بیان کرینگے۔ میں جرح کرونگا۔ کیونکہ یہہ بر مکان احمد مسیح کہہ چکے ہیں کہ میں تمہارا مد مقابل ہوں۔ مجہہ سے گفتگو کرو۔ اور بڑے جوش سے۔ انہوں نے اس کا اقرار کیا تہا۔

احمدی۔ مد مقابل ہونا شے دیگر ہے۔ اور مدعی بننا کچھہ۔ اور مد مقابل ہونے سے مجھ اب بھی انکار نہیں۔ مد مقابل اُوس کو کہتے ہیں۔ جو فریق ثانی مناظرہ و مباحثہ کرتا ہے مقابلہ کرتا ہے۔ نہ کہ مدعی کو خصوصیت کے ساتہہ۔

مولوی صاحب۔ فریقین گریز کرتے ہیں اور مدعی بننے سے انکار فیصلہ کیونکر ہو۔

احمدی۔ واقعات گذشتہ جس کی بنا پر یہہ جلسہ قرار پایا۔ بشہادت پادری احمد مسیح آپ سُن چکے۔ کہ محض بغرض سماعت دعوے ایرانی یہہ نوبت آپ تک پہنچی۔ اور فریقین کا گریز محض عدم تدبر واقعات سے آپنے سمجھا۔ اس کا فیصلہ آسان اور باقاعدہ اصلح ہوگا۔ کہ اوّل آپ میرا وہ خط پڑہیں۔ جو بابت شرائط باہمی لکھکر بہیجا گیا ہے۔ بعد فیصلہ شرائط اور کوئی گفتگو ہوگی۔ اور یہہ جملہ امور شرائط میں اول لکھہ چکا ہوں۔ اس پر خط مورخہ ۲۲۔ جولائی جو متضمن بشرائط مناظرہ تہا۔ پڑہکر سنایا گیا۔ جس وقت فرائض صدر جلسہ و میر مجلس صاحبان کے

پڑہے گئے۔ تو مولوی صاحب نے اعتراض ذیل کیا۔

مولوی صاحب۔ کیا صدر انجمن بعض لوگوں کو شور و غل سے منع کرتا رہیگا۔ اور اُس کا کچھہ اختیار نہیں۔ جیسے دیگر عوام الناس ہونگے ویسا ہے۔ وہ بھی ایک عامی سامعین میں سے ہوگا۔ تو بحث فضول نتیجہ ہیچ تضیع اوقات ہے۔

ایرانی۔ مجہکو منظور نہیں ہے۔ کہ صدر انجمن صرف اتنے ہی اختیار کا ہو۔ کہ انتظام جلسہ رکہے۔ بلکہ ہر ایک منازعت کا فیصلہ کرے خلط بحث نہ ہونے دے۔ غرض میری جانب سے بجمیع امور آپ یعنی صدر جلسہ مختار مطلق ہیں۔ جیسا کہ مین اپنے جوابی خط میں لکھہ چکا ہوں۔ اب جوابی خط پڑہا گیا۔ جو بلا تاریخ و یوم ایرانی نے بہیجا تہا۔

مولوی صاحب۔ خط ایرانی سن کر بہت خوش ہوئے۔ اور فرمانے لگے۔ بیشک یہہ جملہ اختیارات خلط بحث و فیصلہ معانی مختلفہ و بحث حقیقت و مجاز و استعارہ میں صدر جلسہ کو پورا اختیار حاصل ہو۔ کہ جس فریق کو مطابق کتب مسلمہ کے پادے ڈگری دے۔

احمد مسیح نابینا۔ بیشک ایسا ہونا ضروری ہے۔ بغیر کلی اختیارات صدر جلسہ کے بے نتیجہ بحث ہوگی۔

احمدی۔ (مولوی صاحب سے مخاطب ہوکر) یہہ ظاہر ہے۔ کہ فریقین اپنے دلائل نقلی مسلمات خصم سے دینگے۔ اور جو لفظ از روئے معانی مشترکہ ہوگا۔ یا مجاز و استعارہ بتلایا جاویگا محض اپنی تخیل سے یہہ بیان نہ ہوگا۔ بلکہ شواہدات و نظائر و لغت و محاورات عرب سے ہی ثبوت دیا جاویگا۔ جس کا ثبوت اس کے خلاف ہوگا۔ وہ مردود ہوگا۔ ایسی صورت میں اختلاف معانی کا فیصلہ صدر جلسہ کیا بذریعہ الہام کے کرینگے۔ یا انہیں ذرائع سے؟ ظاہر ہے۔ کہ صدر جلسہ آپ ہوں۔ یا کوئی دیگر صاحب۔ وہ بھی ایسے ثبوت بتلا کر فیصلہ دینگے۔ پھر کسواسطے صدر جلسہ اختلاف معانی کا فیصلہ کرنے میں مختار مطلق کیا جاوے۔

مولوی صاحب۔ بیشک یہہ درست ہے کہ صدر جلسہ جو فیصلہ خلط بحث و اختلاف معانی کا دیگا۔ بدلائل سمجھا کر کتب مسلمہ سے دکھلا کر کہدیگا۔ کہ فلاں کا دعوے

معانی الفاظ میں صحیح ہے۔ نہ کہ وہ محض تحکما بے دلیل فیصلہ کرے۔ غرضیکہ بڑی لمبی بحث کے بعد یہہ ہی منظور کر لیا گیا۔ کہ خلط بحث و اختلاف معانی کا فیصلہ بدلائل لکھکر دینے کا اختیار بھی۔ صدر جلسہ کو دیدیا جاوے۔

احمدی۔ خیر اگرچہ اس اختیار کی ضرورت نہ تہی۔ مگر قطع بحث کے واسطے میں منظور کر لیتا ہوں۔ کہ جو فیصلہ آپ یا کوئی صدر جلسہ خلط بحث و اختلاف معانی میں بدلائل دینگے۔ منظور کر لیا جاویگا۔ الا مسائل متنازعہ فیہ میں کوئی فیصلہ دینے کا اونکو اختیار نہ ہوگا۔

۲۵۔ جولائی سنہ ۱۹۰۶ء کو بعد مغرب

یہاں تک گفتگو ہو کر جس میں دس بجے سے زاید وقت شب گذر چکا تہا۔ دوسرا مسئلہ تعین میر مجلس کا قرار پایا۔ چونکہ قبل ازیں۔ ناظرین ملاحظہ کرچکے ہیں۔ کہ اخویم ڈاکٹر محمد اسماعیل خان صاحب میری جانب سے میر مجلس تھے۔ اب میر مجلس کا تعین فقط فریق ثانی کی جانب سے ہونا چاہئے تہا۔ پہر یہہ مسئلہ کیوں پیش ہُوا۔ یہہ اسلئے کہ اختیارات صدر جلسہ زاید ہوگئے۔ کچھہ مداخلت بحث میں بھی انکو کرنے کا اختیار دیا گیا۔ اس لئے ضرورت سمجھی گئی۔ کہ میر مجلس بہی عربی دان ہوں۔ اور ہر سہ میر مجلس و صدر جلسہ کا متفقہ فیصلہ ایسے منازعت میں جو خلط بحث و اختلاف معانی کے باعث ہُوا۔ واجب القبول ہوگا۔ پس جلسہ امروزہ اس پر قایم ہُوا۔ کہ فریقین صدر جلسہ بھی جسکو چاہیں مقرر کریں۔ اور میر مجلس بھی سوچ بچار کر نامزد کر کے کل آکر بتلا دین۔ اور شرائط مباحثہ بھی بمواجہ میر مجلس صاحبان و صدر جلسہ طے ہونگے۔

جلسہ دوم ۲۶ جولائی سنہ ۱۹۰۶ء

بعد مغرب نیازمند بھی بہمراہی اخویم مستری عظیم بخش صاحب و چوہدری فتح محمد خان صاحب مکان جلسہ میں پہنچے۔ تو وہاں مرزا صاحب ایرانی کو مع چند دیگر صاحبان کے موجود پایا۔ جو تقادیر بہائی ساخت ولایت دکہلا رہے تہے۔ بعد انفراغ از تماشا ے تقادیر مولوی عبدالحق صاحب نے فرمایا۔ کہ کون صاحب کون میر مجلس تجویز کئے۔

احمدی۔ میری جانب سے میر مجلس مرزا... سے آدینگے۔ اور بوجہ علالت وہ اتوار سے قبل نہیں آسکتے

مولوی صاحب - ابھی بات کچھ حرج نہیں۔ ایرانی سے مخاطب ہوکر۔ دوروز بعد ان کے میر مجلس آوینگے - آپ کو دوروز انتظار کرنا پڑیگا

ایرانی - خیر میں تو اس کام کے واسطے ماہ و سال ٹھیر سکتا ہوں۔ مگر میرا ہمراہی بیمار ہے۔ اوس کو دہلی کی آب و ہوا موافق نہیں ہے۔ اس لئے تعجیل کر و۔ میری جانب سے میر مجلس مولوی کفایت اللہ صاحب ہیں۔

احمدی - میر مجلس جو میرٹھ سے آوینگے - وہ بوجہ ملازمت بار بار نہیں آسکتے۔ اون کو اوس جلسہ پر آنا ضروری ہوگا۔ جس میں اصل گفتگو شروع ہو جاوے - میں مناسب سمجھتا ہوں۔ کہ شرائط کا فیصلہ تو اسے پہلے ہو کر صرف جلسہ بحث ہی باقی رہے۔ ورنہ اتوار کا جلسہ بھی اگر طے شرائط میں گذر گیا۔ تو پھر اتوار آیندہ تک ملتوی رہیگا۔

آج کے جلسہ میں اتفاق سے جناب حکیم رضی الدین خان صاحب خلف الرشید جناب حکیم ظہیر الدین خان صاحب آنریری مجسٹریٹ دہلی بھی رونق افروز تھے۔ انہوں نے باجازت مولوی صاحب و فریقین اپنی رائے کا اظہار مندرجہ ذیل کیا۔

حکیم رضی الدین خان صاحب - میری رائے میں جو بے غرض اور آزادی کے ساتھ ہے۔ کیونکہ میں فریقین سے اسوقت تک ناآشنا ہوں۔ یہہ مناسب ہے۔ کہ شرائط مناظرہ اسی وقت اسی جلسہ میں جسمیں حضرت مولوی عبد الحق صاحب اور مولوی کفایت اللہ صاحب و دیگر چند مولوی صاحبان [illegible] وغیرہ موجود ہیں طے ہو جاویں۔ تاکہ آسانی بلئے جلسہ ثانی ہو جاوے اور فیصلہ معانی کے واسطے ضرور صدر جلسہ کو اختیارات ہونے مناسب ہیں۔

احمدی - بیشک اسیوقت طے فرمالئے جاویں مسائل شرائط لکھکر اول ہی دے چکا ہوں۔ اس کو ملاحظہ فرماکر تصفیہ شرائط ہو جاوے۔ اور پہلے اس شرط کا فیصلہ ہو کر مرزا صاحب ایرانی اپنا دعوے پیش کرینگے یا نہیں۔

ایرانی - میں اپنا دعوے نہیں پیش کرونگا کیونکہ اول تحریر برائے مباحثہ احمدی کی جانب سے آئی ہے۔ میں نے کوئی تحریر بحث کرنے کو نہیں بھیجی

احمدی - میری تحریر بعد منظوری مباحثہ جو بر مکان احمد مسیح صاحب ہو چکی تھی متضمن شرائط مباحثہ پہونچے تھے۔ اس تحریر سے یہہ لازم نہیں آگیا۔ کہ آپ دعوے نہ پیش کریں۔ آپ ہی ایران سے" از بہر ہمین مجالس و گفتگو آورد مالک بعیدہ شدہ آیدہ" نہ کہ ہم - آپ کا دعوے مقدم ہے دعوے مرزا صاحب علیہ السلام سے - آپکے پاس کوئی کتاب جامع ایسی نہیں جس سے ہر شخص آپ کے مذہب سے واقفیت پیدا کرے - آپ ہر شہر میں ایسی ترویج عقاید خود کے واسطے پھرتے ہیں - یہہ جلسہ محض آپ کی دعاوی کی بیان کرنیکے واسطے بطور مباحثہ قرار پایا ہے۔ پس اب یا تو انکار کریں۔ کہ میں اس جلسہ میں اول اپنا دعوے نہیں پیش کرسکتا یا یہ کہ میرا کوئی دعوے نہیں۔ اوس کے بعد ہم دوسرا جلسہ کرکے اپنا دعویٰ پیش کرینگے - اور آپ کو جرح کرنیکا اختیار دیا جاویگا۔

حکیم رضی الدین خانصاحب - میری رائے میں مرزا محمود صاحب ایرانی - چونکہ ایران سے محض اسی غرض کے واسطے ہندوستان میں تشریف لائے ہیں۔ کہ اہل ہند کو اپنے مذہب کو سنا کر منوائیں - تو بغیر کسی ایسی شرط کے کہ مثلاً زید اگر اپنے عقاید بیان کرے - تو میں بھی کرونگا - ورنہ نہیں - انکو علی الاعلان اپنی دعاوی و دلائل کا بیان کرنا ضروری ہے - اور ہر شخص کو اس پر جرح کرنے کا حق دینا انصاف پر مبنی ہے - لہذا مرزا صاحب ایرانی اس جلسہ آیندہ میں جو اتوار کو ہوگا - اپنے دعاوی و عقاید بیان فرماویں۔ ہم سب اہل دہلی سنینگے - اور ہماری جانب سے قاسم علی صاحب احمدی وکیل ہوکر آپ کے عقاید پر جرح کرینگے - . . . . اور مولوی عبد الحق صاحب اور میر مجلس صاحب صرف اس امر کا فیصلہ دینگے - کہ آپ نے جو دعوے بیان کیا - اوس کے مطابق دلیل بھی دیدی - اور احمدی صاحب نے جو جرح کی وہ معقول ہے یا نامعقول - اور اس جرح کو آپ نے اوٹھا دیا۔ باقی مسائل و عقاید کے متعلق کوئی حق یا ناحق ہونے کا فیصلہ نہیں ہوگا۔

مولوی صاحب - جاؤ صاحب - فیصلہ ہو گیا - اب آپ میر مجلس یہاں سے ہی کسی کو مقرر کرو - کیونکہ اس وقت تم مدعی نہیں ہو - بلکہ جارح اس کی ضرورت نہیں - کہ ضرور ہم عقیدہ آپکا ہی میر مجلس ہو - جب تم مدعی بنوگے - تو اسوقت دوسرا میر مجلس جو اپنا ہم عقیدہ ہو مقرر کرلینا۔

احمدی - میر مجلس کی ضرورت ہمکو بیشک اسی وقت ہوگی - جب کہ ہم اپنا دعوے پیش کرینگے اور آپ کو ایرانی صاحب نے اپنی طرف سے بہمہ وجوہ مختار مطلق کر دیا ہوا ہے - اس لئے آپ ہی سردست کافی ہیں - میر مجلس اور صدر آپ ہی ہیں - اور اگر ایسا نہیں - تو اس جلسہ کے واسطے میرے میر مجلس تو ڈاکٹر صاحب ہی ہیں - ایرانی کے مولوی کفایت اللہ - صدر جلسہ آپ مناظرہ شروع کرنے کو وقت و دن مقرر ہو جاوے۔

ایرانی - مجھے حکیم صاحب کا فیصلہ منظور نہیں کیونکہ آپ نہ صدر ہیں نہ میر مجلس آپ کو کوئی حق فیصلہ نہیں - اور نہ مجھے آپ کی رائے کا ماننا واجب - میں مدعی نہیں ہوں - اور اپنا دعویٰ اول نہیں پیش کرونگا - خط اول جس نے لکھا ہے - وہ ہی - اپنا دعوے پیش کرے ناظرین حالانکہ مولوی عبد الحق صاحب نے جنکو ایرانی نے مختار مطلق کر رکھا تھا - یہی مان لیا - کہ ایرانی اپنا دعوے حسب فیصلہ حکیم صاحب پیش کرے - اور قاسم علی جرح کرے - جب بھی تو مولوی صاحب نے فرمایا - کہ اس وقت ہم عقیدہ میر مجلس کی کوئی ضرورت نہیں کیسیکو مقرر کرلو - جب تم مدعی بنوگے - کوئی ہم عقیدہ میر مجلس کرلینا - مگر ایرانی صاحب نے گریز کیا۔

مولوی صاحب - میں مختصر فیصلہ کردوں - سنئے - (راقم ہذا سے خطاب کرکے) آپ حضرت آرام سے گھر بیٹھئے - جب برسات گذر جاوے - اور ایرانی صاحب پھر آوینگے - پھر دیکھ لینا - اسوقت تو وہ مریض کو لیجاینگے مدعی نہیں بنتے (ایرانی سے مخاطب ہوکر) آپ کل اپنے مریض ہمراہی کو لے کر سدھار جائیے - جب آرام ہو جاوے پھر آجانا چلو فیصلہ شد۔

حکیم رضی الدین صاحب - بس یہہ فیصلہ دو حرفہ سنکر اور یہہ سمجھکر کہ ایرانی واقعی گریز کرتا ہے اٹھ کھڑے ہوئے - اور چلو جلسہ برخاست

صبح کو اگلے دن ایرانی بیچارہ پھر مولوی صاحب عبد الحق کے پاس گیا - کہ آپ نے یہہ دو حرفہ فیصلہ لئے حکیم صاحب سنکر دیا ہے جس سے مجھے گریز یافتہ احمدی قرار دیتے ہیں - آپ از سر نو اس مناظرہ کا بعد شرائط طے کئے کی انعقاد کا حکم دیں - مگر افسوس کہ مولوی صاحب نے نہ مانا - کہا کہ تم کسی اور کو صدر وغیرہ مان کر گفتگو کرتے رہو - مجھے معاف کرو

اس کے بعد بروز جمعہ یہہ عاجز ڈاکٹر محمد اسماعیل خان صاحب ایرانی کے پاس بر مکان احمد مسیح اللہ گئے - اور کہا کہ آپ اگر گفتگو کرنے سے ڈرتے ہیں - تو بلا کسی مداخلت غیری کے ایک جلسہ میں اپنی دعاوی و دلائل و عقائد تو بیان کرو جس سے عوام و خواص مطلع ہو جاویں - اگر یہہ بھی نہیں کرتے - تو کوئی کتاب عقاید بہائیہ کے جن میں دعوے و دلائل آپ کے مذہب کے درج ہوں دیجئے - قیمت ہم سے لیجئے - اگر آپ کے پاس کتاب ہی نہیں - تو ہمکو پتہ اپنی قلم سے لکھدیجئے ہم وہ کتابیں قیمت طلب پارسل کے ذریعے منگالیں - مگر ایرانی صاحب نے سو کا ایک ہی جواب دیا - کہ جلسہ دہلی میں ہونا مشکل ہے ٹون ہال میں اجازت جلسہ ملنی مشکل دوسری جگہ جلسہ کرنا کرانا منظور نہیں ہے - کتب بھی نہ میرے پاس ہیں - نہ کوئی ایسی جامع کتاب ہے جس میں دلائل و دعویٰ و عقاید جمع ہوں نہ قیمتاً کسی جگہ سے مل سکتی ہے - چلو فیصلہ شد

اب آخر میں ہم احمد مسیح رفیق ایرانی کو اور نابینا اینڈ کمپنی کے ممبران کو چیلنج دیتے ہیں کہ وہ اپنے رفیق کو پبلک کے سامنے ہمارے ساتھ مباحثہ کرنے کے لئے پیش کریں - کہ وہ اپنی دعاوی و دلائل ذرا سنا کر ثبوت عقاید خود کرکے دکھلاوے - اگر وہ ایسا نہ کرے - تو تحریر کردے - کہ میں کوئی دعوے منجانب بہاء اللہ نہیں رکھتا - اور نہ پیش کرسکتا ہوں - اس کے بعد ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام مرزا غلام احمد صاحب مہدی دوران کا دعوے بعد شرائط ضروری مسلمہ فریقین ثابت کردینگے - ایسے دعویٰ اغیر ممکن دیں - ورنہ یاد رکھیں - کہ اون کے تمام مکر خدا نے برباد کردیئے - اور اپنے اس منصوبے میں بھی جہانگیر خان والے منصوبے کی طرح نامراد اور ناکام رہے - اور خدا نے ہمکو مظفر و منصور فرمایا - ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ

راقم الحروف عاجز قاسم علی

احمدی سکرٹری انجمن احمدیہ دہلی

تراہا بیرم خان و ایرانی منڈی

پھول کی

۳۰ جولائی ۱۹۱۰ء

ط یہہ مولوی کفایت اللہ صاحب وہ حضرت ہیں جنہوں نے ایک ماہوار رسالہ البرہان شاہجہانپور سے سلسلہ عالیہ احمدیہ کے خلاف نکالنا شروع کیا تھا جو چہ سات نمبر نکل کر خسر الدنیا والآخرۃ کا مصداق ہو گیا کہ کسیقدر مالی نقصان ایڈیٹر صاحب موصوف کا ہوا - اور قوم نے کچھ امداد نہ فرمائی یہ حسرت ملی شامل حال نہ ہوئی - کیونکہ اگر یہ رسالہ بغرض تائید دین الٰہی تھا اور الٰہی فعل کے ساتھ نصرت اللہ وہ فرحت ترقی پکڑتا اور کامیاب ہوتا - مگر بر خلاف اسکے چند ماہ میں ہی بند ہوا - تو ضرور کچھ نہ کچھ ایزدی ادعائے حق کے مقابل میں ظہور ہوا - [illegible] احمدی میں گیا - اس کا جواب مولوی سید محمد احسن صاحب نے الفرقان

ڈائری

فرمایا۔ میرے ساتھ عادت اللہ یہ ہے۔ کہ جب میں کسی امر کے واسطے توجہ کرتا ہوں۔ اور دعا کرتا ہوں تو اگر وہ توجہ اپنے کمال کو پہنچ جاوے اور دعا اپنے انتہائی نقطے کو حاصل کرے تب ضرور اس کے متعلق کچھ اطلاع دیجاتی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ جب انسان خدا تعالیٰ سے دعا کرتا ہے۔ تو اکثر خدا تعالیٰ اپنے بندے کی دعا قبول کرتا ہے۔ لیکن بعض دفعہ خدا تعالیٰ اپنی بات منواتا ہے۔ دو دوستوں کی آپس میں دوستی کے قایم رہنے کی یہی نشانی ہوتی ہے۔ کہ کبھی اس نے اُس کی بات مان لی۔ اور کبھی اُس نے اِس کی بات مان لی۔ ایسا نہیں ہوسکتا۔ کہ ہمیشہ ایک ہی دوسرے کی بات مانتا رہے۔ اور وہ اپنی بات کبھی نہ منوائے جو شخص یہ خیال کرتا ہے۔ کہ ہمیشہ اس کی دعا قبول ہوتی رہے۔ اور اسی کی خواہش پوری ہوتی رہے۔ وہ بڑی غلطی کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت کاملہ سے قرآن شریف میں دو آیتیں نازل فرمائی ہیں۔ ایک میں فرمایا ہے۔ اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ تم دعا مانگو میں تمہیں جواب دوں گا۔ دوسری آیت میں فرمایا ہے۔ وَلَنَبْلُوَنَّکُمْ بِشَیْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ۔ الخ یعنی ضرور ہے تمہیں ہر قسم کے ابتلا پیش آویں۔ اور امتحان آویں۔ اور آزمائشیں کی جاویں۔ تاکہ تم انعام حاصل کرنے کے مستحق ٹھہرو۔ خدا تعالیٰ اپنے بندوں کی آزمایش کرتا ہے لیکن جو لوگ استقامت اختیار کرتے ہیں۔ خدا ان کو ضائع نہیں ہونے دیتا۔ دعا کے بعد کامیابی اپنی خواہش کے مطابق ہو یا مصلحت الٰہی کوئی دوسری صورت پیدا کرے ہر حال میں دعا کا جواب ضرور خدا تعالیٰ کی طرف سے مل جاتا ہے۔ ہم نے کبھی نہیں دیکھا۔ کہ دعا کے واسطے اس کی حد تک جو ضروری ہے۔ تضرع کی جاوے۔ اور پھر جواب نہ ملے۔

گناہوں سے بچنے کا ایک ہی طریقہ ہے۔ کہ خوف الٰہی دل میں پیدا ہو۔ بغیر اس کے انسان گناہوں سے بچ نہیں سکتا۔ اور خوف بغیر معرفت کے پیدا نہیں ہوسکتا۔ جب کسی کے سر پر ننگی تلوار لٹک رہی ہو۔ اور اس کو یقین ہو۔ کہ اگر فلاں کام میں کروں گا تو یہ تلوار میرے سر میں لگیگی۔ پھر وہ کس طرح وہ کام کرسکتا ہے۔ اس کو یقین ہے کہ وہ ضرور اس کو دکھ دے گی۔ اس قسم کا یقین اگر خدا تعالیٰ پر ہو۔ اور اس کی عظمت اور اس کا جلال اس کے دل میں گھر کر جائے تو کسی طرح ممکن نہیں کہ وہ بدی کا ارتکاب کرے۔ خدا تعالیٰ کی یہ سنت نہیں۔ کہ وہ انسان کی طرح کسی کو اپنا چہرہ دکھائے۔ بلکہ وہ زبردست نشانات کے ساتھ اپنی ہستی کا ثبوت دیتا ہے۔ جب ۴۔ اپریل کا زلزلہ آیا۔ تو ہمارے عزیز محمد اسماعیل۔ میڈیکل کالج میں پڑھتے تھے۔ وہ ذکر کرتے ہیں۔ کہ ان کے کالج میں ایک لڑکا دہریہ تھا۔ جب زلزلہ آیا۔ تو وہ بھی رام رام پکارنے لگا۔ لیکن جب زلزلہ گذر گیا۔ اور ہوش ٹھکانے لگے۔ تو پھر کہنے لگا۔ کہ مجھ سے غلطی ہوئی ہے۔ کہ میں نے رام رام کہا۔ خدا تعالیٰ کے اقتداری نشانات اس کی ہستی کا ثبوت دے دیتے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے ہم کو خبر دی ہے کہ ایک سخت زلزلہ آنے والا ہے۔ وہ دن دنیا کے واسطے ایک غیر معمولی دن ہوگا جس سے لوگ جان لیں گے۔ کہ خدا موجود ہے۔ لوگ شیطانی خیالات میں ایسے پڑے ہوئے ہیں۔ کہ ایک قدم پیچھے نہیں ہٹانا چاہتے۔ مگر خدا تعالیٰ جب چاہتا ہے۔ تو وہ ایسی ہیبت ڈالدیتا ہے۔ کہ لوگ تمام بدیوں کو چھوڑ دیتے ہیں۔ جب تک خدا کسی کو نہ کھینچے۔ وہ کس طرح کھینچا جا سکتا ہے۔ ہمارا بھروسہ تو صرف خدا پر ہے۔ وہ قوم جو ہم کو کافر کہتی ہے۔ اس سے ہم امید ہی کیا کرسکتے ہیں۔ خدا ہی سچا بادشاہ اور سچا حکمران ہے۔ جبتک کہ آسمان پر کچھ نہیں ہوتا۔ زمین پر کچھ نہیں ہوسکتا۔

فرمایا۔ طبیب کے واسطے بھی مناسب ہے کہ اپنے بیمار کے واسطے دعا کیا کرے۔ کیونکہ سب ذرہ ذرہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے خدا تعالیٰ نے اُس کو حرام نہیں کیا۔ کہ تم حیلہ کرو۔ اس واسطے علاج کرنا اور اپنے ضروری کاموں میں تدابیر کرنا ضروری امر ہے لیکن یاد رکھو۔ کہ موثر حقیقی خدا تعالیٰ ہی ہے۔ اسی کے فضل سے سب کچھ ہوسکتا ہے۔ بیماری کیوقت چاہئے۔ کہ انسان دوا بھی کرے اور دعا بھی کرے بعض وقت اللہ تعالیٰ مناسب حال دوائی بھی بذریعہ الہام یا خواب تبلا دیتا ہے۔ اور اس طرح دعا کرنیوالا طبیب علم طب پر ایک بڑا احسان کرتا ہے۔ کئی دفعہ اللہ تعالیٰ ہم کو بعض بیماریوں کے متعلق بذریعہ الہام کے علاج تبلا دیتا ہے۔ یہ اس کا فضل ہے۔

یکم اگست ۱۹۰۶ء۔ حافظ محمد ابراہیم صاحب جن کی بیوی کل شام کو فوت ہوچکی ہے حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حافظ صاحب کو مخاطب کرکے حضرت نے فرمایا۔ کہ آپ پر اپنی بیوی کے مرنے کا بہت صدمہ ہوا ہے۔ اب آپ صبر کریں۔ تاکہ آپ کے واسطے ثواب ہو۔ آپ نے اپنی بیوی کی خدمت بہت کی ہے باوجود اس معذوری کے کہ آپ نابینا ہیں آپ نے خدمت کا حق ادا کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے پاس اس کا اجر ہے۔ مرنا تو سب کیواسطے مقدر ہے۔ آخر ایک نہ ایک دن سب کے ساتھ یہی حال ہونیوالا ہے۔ مگر غربت کے ساتھ۔ بے شر ہوکر مسکینی اور عاجزی میں جو لوگ مرتے ہیں۔ ان کی پیشوائی کیواسطے گویا بہشت آگے آتا ہے۔ جیسا کہ حضرت عیسیٰ نے لعزر کے متعلق بیان کیا ہے۔

لعزر والا واقعہ ہم اس جگہ انجیل میں سے نقل کردیتے ہیں۔ اور وہ اس طرح سے ہے ایک دولتمند تھا جو لال اور مہین کپڑے پہنتا۔ اور روز بروز شان و شوکت سے عیش کرتا تھا۔ اور لعزر نام ایک غریب آدمی جو ناسوروں سے بھرا تھا جسے اس کی ڈیوڑھی پر ڈال جاتے تھے۔ اور وہ آرزو رکھتا تھا کہ ان ٹکڑوں سے جو دولتمند کی میز سے گرتے تھے اپنا پیٹ بھرے بلکہ کتے آکے اس کے گھاؤ چاٹتے تھے۔ اور یہ ایسا ہوا۔ کہ وہ غریب مرگیا۔ اور فرشتوں نے اسے لے جاکر ابرہام کی گود میں رکھا۔ اور دولتمند بھی موا اور گاڑا گیا۔ اس نے دوزخ کے درمیان عذاب میں ہوکے اپنی آنکھیں اٹھائیں۔ اور ابرہام کو دور سے دیکھا۔ اور اسکی گود میں لعزر کو اور اس نے پکار کے کہا۔ کہ اے باپ ابرہام مجھ پر رحم کر۔ اور لعزر کو بھیج کہ اپنی انگلی کا سرا پانی میں بھگو کے میری زبان ٹھنڈی کرے۔ کیونکہ میں اس لَو میں تڑپتا ہوں۔ تب ابرہام نے کہا کہ اے بیٹے یاد رکھ۔ کہ تو اپنی زندگی میں اچھی چیزیں لے چکا۔ اور لعزر بُری چیزیں۔ سو اب وہ تسلی پاتا ہے۔ اور تو تڑپتا ہے۔ اور ان سب کے سوا ہمارے تمہارے درمیان ایک بڑا گڑھا دھرا گیا ہے۔ ایسا کہ جو یہاں سے تمہارے پاس جایا چاہیں نہ جاسکیں اور نہ وے لوگ جو وہاں ہیں۔ اس پار ہمارے پاس آسکتے تب اس نے کہا پس اے باپ تیری منت کرتا ہوں کہ تو اسے میرے باپ کے گھر بھیج۔ کیونکہ میرے پانچ بھائی ہیں۔ تاکہ ان پر گواہی دیں۔ ایسا نہ ہو کہ وے بھی اس عذاب کی جگہ میں آویں۔ ابرہام نے اُسے کہا کہ ان کے پاس موسیٰ اور انبیا ہیں چاہیے کہ وے ان کی سنیں۔ اس نے کہا نہیں اے باپ ابرہام اگر کوئی مردوں میں سے ان کے پاس جاوے تو وے توبہ کریں گے۔ اس نے اسے کہا۔ کہ جب وے موسےٰ اور نبیوں کی نہ سنتے۔ تو اگر مردوں میں سے کوئی اٹھے۔ تو اس کی نہ مانیں گے۔

نماز میں دعا نماز کے اندر اپنی زبان میں دعا مانگنی چاہیئے کیونکہ اپنی زبان میں دعا مانگنے سے پورا جوش پیدا ہوتا ہے۔ سورۃ فاتحہ خدا تعالیٰ کا کلام ہے۔ وہ اسی طرح عربی زبان میں پڑھنا چاہیئے۔ اور قرآن شریف کا حصہ اس کے بعد پڑھا جاتا ہے۔ وہ بھی عربی زبان میں ہی پڑھنا چاہیئے۔ اور اس کے بعد مقررہ دعائیں اور تسبیح بھی اسی طرح عربی زبان میں پڑھنی چاہئیں۔ لیکن ان سب کا ترجمہ سیکھ لینا چاہیئے۔ اور ان کے علاوہ پھر اپنی زبان میں دعائیں مانگنی چاہئیں تاکہ حضور دل پیدا ہو جاوے۔ کیونکہ جس نماز میں حضور دل نہیں وہ نماز نہیں۔ آج کل لوگوں کی عادت ہے۔ کہ نماز تو ٹھونگے دار پڑھ لیتے ہیں جلدی جلدی نماز کو ادا کر لیتے ہیں۔ جیسا کہ کوئی بیگار ہوتی ہے۔ پھر پیچھے سے لمبی لمبی دعائیں مانگنا شروع کرتے ہیں۔ یہ بدعت ہے۔ حدیث شریف میں کسی جگہ اسکا ذکر نہیں آیا۔ کہ نماز سے سلام پھیرنے کے بعد پھر دعا کی جاوے نادان لوگ نماز کو ٹیکس جانتے ہیں اور دعا کو اس سے علیحدہ کرتے ہیں۔ نماز خود دعا ہے۔ دین و دنیا کے مشکلات کیواسطے اور ہر ایک مصیبت کے وقت انسان کو نماز کے اندر دعائیں مانگنی چاہئیں۔ نماز کے اندر ہر موقعہ پر دعا کی جاسکتی ہے۔ رکوع میں بعد تسبیح۔ سجدہ میں بعد تسبیح۔ التحیات کے بعد۔ کھڑے ہوکر۔ رکوع کے بعد بہت دعائیں کرو۔ تاکہ مالا مال ہو جاؤ۔ چاہیئے کہ دعا کے وقت روح پانی کی طرح بہ جاوے۔ ایسی دعا دل کو پاک و صاف کر دیتی ہے یہ دعا میسر آوے تو پھر خواہ انسان چار پہر تک دعا میں کھڑا رہے۔ گناہوں کی گرفتاری سے بچنے کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور میں دعائیں مانگنی چاہئیں۔ دعا ایک علاج ہے جس سے گناہ کی زہر دور ہو جاتی ہے۔ بعض نادان لوگ خیال کرتے ہیں۔ کہ اپنی زبان میں دعا مانگنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ یہ غلط ہے۔ ایسے لوگوں کی نماز تو خود ہی ٹوٹی ہوئی ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی

رپورٹ جلسہ احمدیہ گجرات

بمقام رجوعہ

رجوعہ کی سرزمین تجھ پر خدا کی رحمت۔ میں تجھ سے محبت رکھتا ہوں۔ تیری طرف بارہ بجے کی کڑکڑاتی دھوپ میں بائیس کوس سفر کرکے جانا ہمارے لئے عین راحت ہے۔ کیوں؟ تجھ میں بسنے والے احمدی میرے سید ومولیٰ امام الائمہ (خدا کا درود اُس پر اور اُس کی طاہر مطہر آل پر) کی قوت قدسیہ کا ظاہر ثبوت ہیں۔ ہاں میں اعلان کرتا ہوں۔ کہ جس نے ... الکتب والحکمۃ کا نظارہ دیکھنا ہو۔ اور اس کی خاص جذب وتزکیہ کا مولنہ کرنا ہو جو مامور من اللہ میں ہوتا ہے۔ وہ وہاں کے مرحوم احمدیوں کے حالات سنے۔ ایک وقت تھا کہ وہ جاتے سوار کو گرا کر گھوڑے کو غائب کردیں۔ تو کوئی تعجب کی بات نہیں۔ سارے جہان کے عیوب تمام دنیا کی خرابیاں ان کے فخر کا موجب۔ ایک وقت کہ یمشون علی الارض ھونا زمین پر سلامت روی اور نرمی سے چلتے ہیں۔ اور یبیتون لربھم سجدا وقیاما۔ اپنی رات سجود وقیام میں گذارتے ہیں۔ کوئی نیکی نہیں جس کی طرف وہ نہ لپکے۔ اور کوئی بھلائی نہیں جس کے حصول کا انہیں ارمان نہ ہو۔ ان کے مرنے کے بعد جماعت کچھ سست سی پڑ گئی تھی۔ مگر الحمد للہ کہ حضور مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعاؤں کی برکات سے رنمل وھیلاں والے جلسہ کے ذریعے بیدار ہوئے۔ اور انہوں نے بڑی محبت سے چاہا۔ کہ یہاں قریب جوار کے سب بھائی جمع ہوں۔ چنانچہ ۳۰ اگست کو گورالی۔ وزیرآباد۔ گوئیکے۔ لنگہ۔ سعد اللہ پور۔ نگیال۔ مونگ رسول۔ سیلا۔ رنمل کے بھائی تشریف لاکر شامل جلسہ ہوئے۔ ڈنگہ کی جماعت نے اپنے غریب بھائیوں کو شمولیت کا اعزاز نہیں دیا۔ وجوہات نامعلوم؟

جمعہ کا خطبہ۔ میرے پیارے مہربان حافظ غلام رسول صاحب نے پڑھا۔ کا خلاصہ یہ تھا۔ (۱) تقوے کی تعریف (۲) شرک وبدعت سے بچنے کی تاکید۔ کسی گناہ کو اختیار کرنا بھی شرک ہے (۳) غلبہ تقوے سے ہے۔ نہ کہ کثرت تعداد پر (۴) یکسو ہوکر خدا کا دین اختیار کرنا (۵) رسم ورسوم کے ادا کرنے کو عزت نہیں۔ بلکہ حقیقی عزت وہ ہے جو خدا کی طرف سے ہو۔ (۶) اپنی عورتوں سے حسن معاشرت (۷) عملی نمونہ درست کرنے کی تاکید۔ بعد از نماز جمعہ ناچیز اکمل کا وقت تھا۔ ایک ڈیڑھ پہر کی تقریر تھی۔ مخالفین کی بھی ایک خاصی تعداد آگئی۔ مستورات بھی برعایت پردہ شامل تھیں تقریباً تین گھنٹے تک نفع خراشی ہوتی رہی مگر تاہم بہت سا بیان باقی رہ گیا۔ اس تقریر کا ایک حصہ تو بدر میں ملاحظہ فرمائیے جس کا خلاصہ یہہ ہے۔ کہ خدا تعالیٰ نے قرآن مجید میں یہہ جو فرمایا۔ کہ نوح علیہ السلام قریباً ہزار برس قوم میں رہا۔ اور پھر طوفان آیا۔ کشتی والوں کو نجات دی۔ باقی سب غرق ہوئے۔ اور یہہ سفینہ تمام جہان کے لوگوں کے لئے ایک آیۃ تھا۔ اس میں کئی پیشگوئیاں ہیں۔ ایک یہہ کہ نبی کریم صلعم کو گھبرانا نہیں چاہیے۔ ایک وقت آتا ہے۔ کہ خون کے طوفان میں یہہ سب غرق ہونگے۔ اور وہ صحابہ کرام جو حبشہ میں دریا کا سفر کرکے ہجرت کر گئے تھے بخیریت واپس آئینگے۔ پھر خیراتوں کی تین صدیوں کے بعد ہزار برس گذرنے پر ظلم (حقوق اللہ وحقوق العباد میں نقصان) کے سبب طوفان آئیگا۔ ہر چہار عنصر انسان کے خلاف ہو جائینگے۔ اس وقت بھی ایک کشتی نوح ہوگی جس پر سوار ہونے والے بچائے جائینگے۔ چونکہ اس نوح علیہ السلام کی دعوت تمام جہان کے لئے ہوگی۔ اس لئے عذاب بھی سارے جہان پر متفرق طور سے آئینگے۔ صرف یہی کشتی امن کی جگہ بنیگی۔ اور اس لحاظ سے ایۃ للعلمین وہ ہے۔ اس کشتی پر سوار ہونے کے لئے ضروری ہے۔ کہ جیسے تم سفر میں جانے کیلئے وضو وغسل کرتے ہو۔ ایسے ہی یہاں بھی وضو ہے۔ ہاتھ دھو لو۔ دنیا کی بیہودہ خواہشوں اور شیطانی تحریکوں پر عمل درآمد کرنے سے ہاتھ دھو ڈالو۔ کلی کرو۔ یعنی اپنے مونہہ کو گندی باتوں سے اور خدا کی مرضی کے خلاف بولنے سے بچاؤ۔ ناک صاف کرو۔ یعنی دنیاوی خلاف شریعت رسم ورواج نکرو۔ اگر ناک کٹتی ہے۔ تو کٹ جانے دو۔ آنکھیں غیر محرم اور بیگانے مال کی طرف نہ دیکھیں پیشانی ایک ہی در دولت پر پڑی رہے۔ سر کا مسح یعنی سر تسلیم ایک ہی کے حضور خم رہے۔ بازو خدا کے احکام کے خلاف کوئی کام نہ کریں۔ قدم راہ حق میں ثابت قدم رہیں۔ تقوے کا لباس پہن لو۔ ولباس التقوی ذلک خیر (تقوی کا لباس سب سے اچھا ہے) ساتھ ہی یہ خیال بھی رہے۔ لا یفتننکم الشیطان کما اخرج ابویکم من الجنۃ ینزع عنھما لباسھما (کہ شیطان کہیں یہہ لباس اتار نہ لے) اپنے ساتھ زاد بھی لے۔ مگر کا ہیکا۔ وتزودوا فان خیر الزاد التقوی (سب سے اچھا زاد تقویٰ ہے) سستی نہ کرو بلکہ سارعوا الی مغفرۃ من ربکم۔ جوش وخروش سے اس راہ کو طے کرو۔ کونسی راہ؟ وان ھذا صراطی مستقیما فاتبعوہ ولا تتبعوا السبل فتفرق بکم عن سبیلہ یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ کی راہ دیکھنا اور ادھر کسی اور رستے نہ پڑ جانا۔ ولا تتبعوا خطوات الشیطن ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے یہہ کل صراط کی صورت میں متمثل ہوگا۔ اب تم کشتی تک پہنچ چکے* محصول بھی ضرور دینا چاہیئے۔ یعنی چندہ اس میں تمہارا اپنا ہی فائدہ ہے۔ ورنہ واللہ الغنی وانتم الفقراء وان تتولوا یستبدل قوما غیرکم ثم لا یکونوا امثالکم۔ اللہ کو ضرورت نہیں۔ بلکہ تم ہی اس کی رحمتوں اور نصرتوں کے محتاج ہو۔ اگر تم نے مونہہ پھیرا۔ تو خدا ایک اور قوم پیدا کرلیگا۔ جو تم جیسے نہ ہونگے۔ اور اس کے مامور کے پورے پورے دل وجان سے معاون ہونگے۔ پھر بیان کیا۔ کہ جیسے کشتی پر چڑھکر مخلصین لہ الدین کی حالت طوفان کے وقت طاری ہوتی ہے۔ فاذا رکبوا فی الفلک دعوا اللہ مخلصین لہ الدین ایسا ہی ہر کام میں ہمیں ہر وقت خدا تعالیٰ سے اخلاص ہونا چاہیئے۔ اور ہر قسم کے شرک سے محترز۔ یہاں امت رسول اکرم صلعم کے بعض عقاید کا ذکر کیا گیا۔ کہ مینہ نہیں برستا۔ تو چھوٹے بچے گلیوں میں گھومتے ہوئے کہتے ہیں۔ (ڈیبے ڈیبے مینہ وسا) لا حول ولا قوۃ کیا مسلمانوں کا خدا مینہ برسانے والا ڈوئی ہے یہہ مخالف علما سنتے ہیں۔ اور منع تک نہیں کرتے کسی نے شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی مدح میں کہا ہے۔ د دولتاں نعمتاں بخشش میراں ننگ بھکھے وس کیوں پاؤ ناہیں۔ تیرے فضلاں دا کجھ شمار ناہیں بیڑیاں بدیاں توں ہی لاؤ ناہیں حضرت معین الدین اجمیری کے لئے زمین تیری فلک تیرا۔ ملک تیرے عرش تیرا تک کہدیا۔ استغفر

لحقوق اللہ میں جو ظلم ہو رہا ہے۔ اس کی نسبت سنئے۔ کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ لیس کمثلہ شیء مگر بعض مسلمانوں کا عقیدہ ہے۔ کہ حضرت عیسٰے میں بھی بعض ایسے اوصاف ہیں جو کسی دوسرے نبی میں نہیں۔ (۱) جبرائیل علیہ السلام کا ہر وقت آپ کے ساتھ رہنا۔ حالانکہ وما منا الا لہ مقام معلوم سے ظاہر ہے۔ کہ فرشتے نیچے بذاتہ نہیں آتے۔ اور روح القدس کی معیت تو ہر مومن سے ہے۔ ایدھم بروح منہ (۲) خالق الطیور ہونا۔ مگر خدا فرماتا خلقوا کخلقہ فتشابہ الخلق علیھم قل اللہ خالق کل شیء (۳) مردوں کا زندہ کرنا برخلاف انا نحن نحی الموتی ربی الذی یحیی ویمیت اور انھم لا یرجعون فیمسک التی قضی علیھا الموت کے (۴) اس کے ہاتھ پر تمام لوگ مسلمان ہو جائینگے حالانکہ قرآن مجید میں ہے۔ ولا یزالون مختلفین ہمیشہ اختلاف کرتے رہینگے۔ والقینا بینھم العداوۃ والبغضاء الی یوم القیمۃ (۵) زمانے کے اثر سے محفوظ۔ ۳۳ برس کا آسمان پر گیا۔ یہی عمر ہوگی۔ جب اتریگا۔ خدا فرماتا ہے۔ ومن نعمرہ ننکسہ فی الخلق وما جعلنا لبشر من قبلک الخلد ۔ دو ہزار برس سے آسمان پر موجود۔ بلا طعام خدا نے بالخصوص فرمایا۔ کانا یاکلان الطعام۔ وما جعلناھم جسدا لا یاکلون الطعام فیھا تحیون وفیھا تموتون اور ترقی فی السماء کے جواب میں سبحان ربی ھل کنت الا بشرا رسولا نازل ہوا۔ (۶) غیب کا جاننے والا۔ حالانکہ خدا ہی غیب کو جانتا ہے۔ وعندہ مفاتح الغیب لا یعلمھا الا ھو۔ پھر خدا کے بغیر دوسروں کو استعانت اور ان کی ندا بھی شرک ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ قل ادعوا الذین زعمتم من دونہ فلا یملکون کشف الضر عنکم ولا تحویلا اور فرمایا۔ انہیں خود اپنی پڑی ہوئی ہے یبتغون الی ربھم الوسیلۃ ایھم اقرب ویرجون رحمتہ ویخافون عذابہ اور اس کی رحمت کے امیدوار اور عقاب سے خائف وترساں ہیں۔ اس بیان سے کوئی ناراض ہوتا ہے۔ تو ہو۔ واذا ذکر اللہ وحدہ اشمازت قلوب الذین لا یؤمنون بالاخرۃ۔ توحید کے بیان سے کافروں کے دل ہی تنگی پکڑتے ہیں اور وہی چیں بہ جبیں ہوتے ہیں۔ تعرف فی وجوہ الذین کفروا المنکر۔ نامکمل

* اس کشتی کی نوح کا حلیہ خدا اور کریم نے اپنی نبی کریم صلعم کی معرفت بتا دیا۔ سیدھے بال گندم گوں رنگ اونچی ناک روشن پیشانی (عیسٰے ابن مریم کا یہ حلیہ نہیں بتایا) اور آسمان نے ماہ رمضان میں خسوف کسوف کے اجتماع سے اور زمین نے دابۃ الارض (طاعون) اور زلازل سے اسکی صداقت پر گواہی دیا پس اس کے پہچاننے میں کوئی دقت باقی نہیں*

...ورمکے بھائیوں کا آپس میں تعارف ہوگیا۔ باہم محبت وعیل میجول بڑھ گیا۔ صرف یہی ایک طریق ہے جس سے احمدیوں کے رشتہ ناطے آپس میں ہو سکتے ہیں جنکا باقاعدہ انتظام کر دیا گیا۔ کئی ایسے بھائی دیہات کے ...

وصیتیں

جب اشتہار الوصیت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے ۲۴۔ دسمبر ۱۹۰۵ء کو شائع ہوا تو انہیں دنوں میں مریدان با اخلاص کی وصیتیں حضرت اقدس کے پاس آنی شروع ہوگئیں۔ لیکن وہ انجمن جس کے متعلق حضرت اقدس نے اپنا یہ منشا شائع کیا تھا کہ یہ کل کاروبار اس کے سپرد ہو کچھ دن بعد بنی۔ چنانچہ اس انجمن یعنے صدر انجمن احمدیہ کے قواعد ۲۹ جنوری ۱۹۰۶ء کو حضرت اقدس کی اجازت اور منظوری کے بعد شائع ہوئے۔ ان قواعد کی رو سے مقبرہ کا اہتمام اور وصیتوں کا لینا یا انکی وصول کا انتظام کرنا مجلس کارپرداز مصالح قبرستان کے سپرد کیا گیا جو صدر انجمن احمدیہ کے ماتحت کام کرتی ہے۔ چنانچہ جب کچھ وصیتیں سکرٹری مجلس کارپرداز کے پاس جمع ہوگئیں تو انکو مجلس میں پیش کیا گیا۔ مگر معلوم ہوا کہ بہت سی وصیتیں بعض نقصوں کے سبب دوبارہ لکھوانے کے قابل ہیں۔ اور یہ فیصلہ ہوا کہ ہر ایک وصیت دفتر سکرٹری میں موصول ہونیکے بعد انجمن کے مشیر قانونی جناب خواجہ کمال الدین صاحب وکیل چیف کورٹ پنجاب لاہور کے پاس بھیجی جایا کرے تاکہ اگر کوئی نقص اس میں ہو وہ رفع ہو سکے۔ چنانچہ وہ تمام وصیتیں خواجہ صاحب کے پاس بھیجی گئیں۔ اور بہت سی انمیں سے مکمل ہو کر واپس پہنچ گئی ہیں اور اس لئے اب حسب منشائے حضرت مسیح موعود علیہ السلام انکو ہر دو اخباروں یعنے الحکم اور بدر میں چھپوانا شروع کیا جاتا ہے گنجائش کے مطابق یہ وصیتیں ہر ہفتہ شائع ہوتی رہیں گی۔ اسی توقف کی وجہ سے مجھے وصیتوں کے شائع کرنے میں ہوا۔ بعض لوگوں نے جلد بازی کرکے یہ لکھدیا تھا کہ چند وصیتیں آکر اب یہ سلسلہ بند ہوگیا ہے۔ امید ہے کہ ان وصیتوں کے چھپنے سے ایسے جلد باز خود بخود نادم ہونگے۔ یہ سلسلہ وصیتوں کا ایسا ہی جو انشاء اللہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ بلکہ الٰہی سلسلہ کی ترقی کے ساتھ ترقی کرکے بد زبان مخالفوں کا منہ کالا کرے گا۔ اور وہ دیکھیں گے کہ ان سے اشاعت اسلام کی توفیق چھینی جا کر اللہ تعالے کس طرح اس خدمت کے لئے اسی سلسلہ کو جسے وہ اپنی ہی بے ایمانی کی وجہ سے مفتریوں اور کذابوں کا سلسلہ ٹھہراتے ہیں۔ ممتاز کرتا ہے۔ بحمد اللہ اسی سلسلہ کے امام و رہبر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے پیروؤں کے لئے اشاعت اسلام کا ایک پہلی راہ کھولی ہے جو دن بدن ترقی کر رہی ہے۔ ان احباب کی خدمت میں جنہوں نے ابتک وصیتیں لکھ کر نہیں بھیجیں یہ التماس کرتا ہوں کہ اس معاملہ میں تساہل سے کام نہ لیں زندگی کا کچھ اعتبار نہیں۔ ایسا نہ ہو سکے اجل کا پیام آجاوے اور ہم اسی ادھیڑ کی تعمیل سے قاصر ہوں جو دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عملی ثبوت ہے۔ وصیتیں حتی الوسع چھپے ہوئے فارم کے مطابق ہوں لیکن جن احباب کی کوئی جائداد غیر منقولہ نہیں ہے انہیں تفصیل جائداد دینے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ وہ وصیت میں صرف اسقدر لکھدیں کہ جسقدر جائداد ان کی موت کے وقت ثابت ہو۔ اس کا دسواں یا جونسا حصہ وہ دینا چاہیں۔ صدر انجمن احمدیہ کو دیا جاوے۔ جو احباب ہبہ کرنا چاہیں۔ یا اپنی جائداد موجودہ کا حساب کرکے اس کا حصہ اپنی زندگی میں ہی دینا چاہیں تو یہ سب سے آسان راہ ہے۔ کیونکہ اس سے انجمن بہت سی زیر بار ہونے سے بچی رہیگی۔ وصیتوں کے شائع کرتے وقت میں اس بات کا ظاہر کردینا بھی ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ ڈاکٹر غلام غوث صاحب وثیقہ نویس اسسٹنٹ نے اپنے مکانات قیمتی ایک ہزار روپیہ جو قادیان میں واقع تھے۔ سب سے پہلے صدر انجمن احمدیہ کے نام زبانی ہبہ کرکے قبضہ مجلس کارپرداز کو دیدیا ہوا ہے۔ یہہ ذکر میں نے اس لئے کیا ہے۔ کہ وصیتوں میں اس کا ذکر نہیں آئیگا۔ اس کے علاوہ بعض اور دوستوں نے بھی مکانات و زمین ہبہ کی ہیں۔ اس کی تفصیل انشاء اللہ پھر کسی وقت دی جاویگی۔ یہہ بھی ظاہر کردینا ضروری ہے۔ کہ ہبہ اور وقف کے متعلق ہر شخص کو اختیار رہے۔ کہ وہ کل جائداد یا جسقدر حصہ اس کا چاہے کرے۔ لیکن وصیت تیسرے حصے سے زیادہ کی نہ ہونا چاہئے۔ باقی حق ورخم ہے۔

خاکسار
محمد علی سیکرٹری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(۱) میں مسمی محمد حسن ولد کرم الدین قوم آرائیں ساکن اوجلہ تحصیل و ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس خمسہ بلا جبر و اکراہ اپنی خوشی و رضامندی سے آج بتاریخ ۵ ماہ مارچ ۱۹۰۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ اور لکھدیتا ہوں۔ کہ آج ہی میری زندگی میں اس وصیت پر عمل ہو۔

(۲) میں اقرار کرتا ہوں کہ میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود علیہ السلام رئیس قادیان ضلع

(۳) میں امر ...

الوصیت کو جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے بتاریخ ۲۴ دسمبر ۱۹۰۵ء شائع ہوئے تمام و کمال پڑھ لیا ہے۔ میں ان ہدایات کا پابند ہوں جو اس میں درج ہیں۔ اور ایسا ہی میں ان تمام ہدایات و ضوابط اور قواعد کا بھی پابند ہونگا جو رسالہ الوصیت کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے یا ان کی مقرر کردہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کی طرف بہشتی مقبرہ واقع قادیان کے متعلق یا دیگر اغراض انجمن مذکورہ کے متعلق . . . . شائع ہوئے ہیں۔ یا آیندہ شائع ہونگے۔ میں ان تمام کا اور ایسا ہی میرے بعد میری ورثا ان تمام ہدایات و ضوابط و قواعد و نیز فیصلہ انجمن مذکور کی معاملہ وصیت و مقبرہ ہذا میں پابند رہینگے۔

(۱) میری جائداد جو اسوقت حسب ذیل ہے۔

(الف) مکان جس کا حدود اربعہ یہہ ہے۔ کہ شمال مکان امیر بیگ مشرق ڈھاب جنوب مکان شاہ دی کشمیری مغرب شارع۔ یہ مکان قادیان دار الامان تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور میں واقع ہے۔ جو میں نے دو ماہ ہوئے کہ ہبہ زبانی بحق مجلس معتمدین صدر انجمن احمدیہ قادیان کرکے قبضہ مکان کو ہوئے دو ماہ ہوئے کہ سکرٹری صدر انجمن احمدیہ پنجاب انجمن مذکور کو دیدیا ہے۔ شرط یہہ ہے کہ جب تک میں زندہ رہوں۔ اس مکان میں میں اور موازی چار آنہ ماہوار بطور کرایہ دینا رہونگا۔

(ب) میری زمین تقریباً پانچ گھماؤں موضع اوجلہ تحصیل و ضلع گورداسپور میں واقع ہے۔ اور جس پر اسوقت میرا مالکانہ قبضہ ہے۔ اور اس جائداد میں میرا کوئی شریک نہیں۔ میں آج کی تاریخ سے اس زمین کے پانچواں حصہ کو جو نہری ہے بحق مجلس مذکور ہبہ کرتا ہوں۔ اگر اس کے متعلق انجمن مذکور کوئی الگ کاغذ لکھوانا چاہے۔ تو سب لکھنے کو طیار رہوں۔

(ج) میری تنخواہ مبلغ ۵ روپیہ ہے۔ اس میں ہی ایک روپیہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیتا رہونگا۔ انجمن کو اختیار ہوگا۔ کہ اس جائداد کو میرے بقیہ جائداد سے الگ کرلے۔ یا اس میں شامل رہنے دے۔ وہ اسکو فروخت کرکے اس کی قیمت وصول [illegible] یا فروخت ہوکر تو اس موہوبہ جائداد سے مفادات [illegible] انجمن کو پورا کرے۔ غرضیکہ انجمن مذکور ہر طرح سے اس وصیت کردہ جائداد کی مالک متصور ہو۔ میرے کسی وارث کو خواہ وہ احمدی ہو یا غیر احمدی۔ میری اس وصیت کردہ جائداد سے کوئی تعلق نہیں۔ اگر جائداد وصیت کردہ کی قیمت آئندہ بڑھ جاوے تو اوسکی مالک بھی انجمن ہے۔

(۵) میں اقرار کرتا ہوں۔ کہ اگر آج کی تاریخ کے بعد میں اور کوئی مذکورہ بالا جائداد کے علاوہ پیدا کروں یا میرے مرنے کے بعد کوئی اور جائداد ماسوائے جائداد مذکورہ میری متروکہ ثابت ہو۔ تو ایسی جائداد کے متعلق بھی میری یہی وصیت ہے۔ جس کا مفصل ذکر میں نے فقرہ ماسبق نمبر ا وصیت میں کیا ہے۔ میں اپنے جائداد کی وقتاً فوقتاً انجمن مذکور کو اطلاع دیتا رہونگا۔

(۶) میں یہہ بھی وصیت کرتا ہوں۔ کہ میرے مرنے کے بعد میرا جنازہ احمدی جماعت پڑھے۔ اگر میں قادیان میں فوت نہ ہوں۔ تو احمدی جماعت میری نعش ایک صندوق میں بند کرکے حسب ہدایات انجمن مذکور جو اب شائع ہو چکے ہیں یا آیندہ شائع ہونگے۔ دار الامان قادیان پہنچا دے اور وہاں مجلس کارپرداز مصالح قبرستان [illegible]

(۷) میری یہہ بھی وصیت ہے۔ کہ میری تجہیز و تکفین اور میری نعش کو قادیان شریف پہنچانے اور وہاں دفن کرنے کے متعلق جسقدر خرچ اخراجات ہوں۔ ان اخراجات سے متکفل میری یہ جائداد وصیت کردہ جس کا ذکر میں نے فقرہ چہارم و پنجم میں کیا ہے۔ ہرگز نہیں۔ ان اخراجات کا حسب مشورہ مجلس کارپرداز مصالح قبرستان بندوبست کرکے میں تم اخراجات کو مجلس مذکور کے حوالے کردوں گا جس کا اعلان مجلس مذکور کی طرف سے میں کرادونگا۔ اور اگر میں ان اخراجات کے لینے یا کوئی رقم اپنی زندگی میں الگ نہ کرسکا۔ اور ایسا ہی اگر وہ رقم ادا کردہ اصل اخراجات سے کم ہوئے تو میری کل متروکہ جائداد جس میں وصیت کردہ جائداد شامل نہ ہوگی ان اخراجات کی متکفل ہوگی۔ اور میرے وارثان اخراجات کے ادا کرنیکے ذمہ دار ہونگے۔ جو میری روح کی نجات کا باعث ہونگے۔ اور میرے پس ماندگان ان اخراجات کو ہم در جائز ضرورت شرعی سمجھینگے۔

(۸) یہ بھی اقرار کرتا ہوں۔ کہ میں نے یہ وصیت صرف ابتغاءً لوجہ اللہ کی ہے۔ اور اگر حالات آئندہ کی بابت جنکا مجھے اسوقت علم نہیں۔ میری نعش مقبرہ بہشتی میں دفن نہ ہوسکے تو اس صورت میں بھی میری یہ وصیت جو میں اپنی جائداد کے متعلق کی ہے۔ جس کا ذکر فقرہ نمبر ۴ و ۵ میں کیا گیا ہے۔ وہ بدستور قائم رہیگی۔ لیکن یہ ضروری ہوگا۔ کہ میری نعش کو مقبرہ بہشتی پہنچانے کی کوشش کی جاوے اور جب تک مجلس کارپرداز قبرستان اجازت نہ دے میری نعش کو کہیں دفن نہ کیا جاوے۔ البتہ امانتاً [illegible] جا سکتی ہے۔ (۹) اگر حسب نمبر ۸ میری نعش مقبرہ بہشتی میں دفن نہ ہو سکے۔ تو اخراجات متعلق انتقال [illegible]

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

إِنَّهُ آوَى الْقَرْيَةَ

الحکم

چہ گویم باتو از آں چہار قادیان بینی | دو لیبنی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

نمبر ۲۹ | قادیان دار الامان مورخہ ۱۷ اگست ۱۹۰۶ء مطابق ۲۵ جمادی الثانی ۱۳۲۴ھ | جلد ۱۰

تازہ الہامات و رؤیا

۱۳- اگست ۱۹۰۶ء۔ اور اس سے ماقبل دو چار روز کے الہامات یہ ہیں۔

(۱) دیکھ میں آسمان سے تیرے لئے برساؤں گا۔ اور زمین سے نکالونگا۔ پر وہ جو تیرے مخالف ہیں پکڑے جائینگے۔

(۲) صحن میں ندیاں چلیں گی۔ اور سخت زلزلے آئیں گے

(۳) وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ
ترجمہ۔ ہر ایک چغل خور عیب گیر پر سخت لعنت ہے۔

(۴) سَأُكْرِمُكَ اِكْرَامًا عَجَبًا۔ وَاُلْقِيْ بِهِ الرُّعْبَ الْعَظِيْمَ۔
ترجمہ۔ میں تجھے ایک عجیب طور پر عزت دونگا۔ اور اس کے ساتھ دنیا پر بڑا رعب ڈالوں گا۔

(۵) يَأْتُوْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ ۔ يَأْتِيْكَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ۔
ترجمہ۔ لوگ دور دراز سے تیرے پاس آئینگے اور دور دور سے ہدیے آئیں گے۔

ڈاکٹر عبد الحکیم خان کے نام خط۔

حضرت حکیم الامۃ نے ڈاکٹر موصوف کے نام ایک خط حال میں لکھا ہے جسے پبلک کی آگاہی کیلئے درج کرتا ہوں۔ اڈیٹر

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم وآلہ واصحابہ مع التسلیم

اما بعد میں نے اپنے وطن کو چھوڑا۔ اور قادیان میں اقامت کی اور لوگوں کا بھی ڈر ہوتا۔ تو ایسا کام کیوں کرتا آپ خود گواہ ہیں۔ کہ آپ امیر ہو گئے۔ مگر میں نے آپ سے کیا نفع اٹھایا آپ میرے سامنے طالب العلم تھے۔ اور میرے سامنے۔ ایم۔ بی۔ اور کیا کیا بن گئے۔ مگر اشارۃً کنایۃً کوئی دنیوی خواہش ایسی نہیں کی۔ اور چند اوراق و رسائل و کتابیں آپ کی اگر میرے کتب خانہ میں تھیں۔ تو میں نے باحتیاط آپ کو واپس کر دیں۔

آپ نے مجھے اندھا بہرا کہنے میں دریغ نہیں فرمایا۔ اور مسیح الدجال سے آگے آپکے پاس لفظ ہی کیا ہے۔ جس سے آپ مرزا جی کو یاد کرتے اس سے زیادہ جسارت کیا ہو سکتی ہے۔ ایکطرف آپ نے بیس برس مرزا جی کی تائید کی۔ اور وہ بھی بہت سلجھے خوابوں کہا تھا جس نے آپ کو یقین دلایا تھا۔ پھر کلمہ فضل رحمانی اور عصائے موسیٰ نے آپ کو بظاہر ہدایت کی۔ پیدا الملوک جو ہادی ہے۔ اس کو آپ جانتے ہیں۔ اب یہ امر ذاتی خطوط کی حد سے نکل گیا ہے۔ آپ نے تین سال میعاد کر دی ہے۔ چراغ الدین کا معاملہ ہم دیکھ چکے ہیں۔ اور محمد حسین بیگ کا معاملہ آپ لکھ چکے ہیں۔ اور یہ تو بالکل ظاہر ہے کہ جن الفاظ اور تمسخر سے آپ نے لاہور کے لیکچروں میں کام لیا۔ وہ تہذیب سے کس قدر دور ہیں۔ اب ہم تو ابھی ہدایت کی دعا کریں گے۔ اور ضرور کریں گے۔ لیکن تین سالہ فیصلہ کی پیشگوئی اب ضرور ضرور مشہور اخبار اور وطن و وکیل و چودھویں صدی میں نقد اور نفع خلق کے لئے شائع فرما دیں۔ میں اس تحریر تک تو موجود ہوں۔ اور لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ کے علاوہ تمام رسولوں کا قائل ہوں۔ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین رحمۃ للعالمین یقین کرتا ہوں۔ بقدر وسع و طاقت میں نے تمام اسلامی علوم کو پڑھا ہے سنی شیعہ۔ خوارج۔ صوفیوں اہل حدیث اور مقلدوں کو ملا ہوں۔ ان کی اصلی کتابوں کو پڑھا۔ اور خود خرید کر بار بار مطالعہ کیا جس کی نور الدین میں تصریح کر دی ہے۔ آپ بہی حال تنے عالم علوم عربی کے نہیں۔ جتنا میں ہوں۔ ہاں خوابیں آپ کو نور الدین سے بہت زیادہ آتی ہیں۔ اور الہام سے میں بھی محروم نہیں آپ کے قاعدہ نجات کے مطابق ہی مجھے انشاء اللہ تعالیٰ نجات ملیگی۔ کیونکہ بے انت وعدے نجات کے آپ کے خیال میں ہیں۔ میں نے مرزا جی کے معاملات میں بحمد اللہ ہرگز شرک نہیں لیا۔ میری تمام تحریرات کو آپ پڑھیں اگر آپ چاہیں آپ کے اضطراب اور عدم استقلال اور شدت لسان اور سبک مزاجی کو دیکھ کر۔ میں کس وجہ سے آپ کو مرزا پر ترجیح دوں۔ تِلْكَ إِذًا قِسْمَةٌ ضِيزَىٰ۔ میں اور تم سالہا سال سے مرزا کے مرید رہے۔ آپ نے بے علمی۔ جلد بازی۔ غیظ و غضب سے ہماری نظر میں کام لیا۔ اگر الہامات اور رؤیا ہیں تو وہ آپ جانتے ہونگے۔ بہر حال تین سال میعاد آپنے لگائی۔ وطن۔ پیسہ اور وکیل میں مہربانی کرکے شائع کر دیں۔

نور الدین۔ ۱۵- اگست ۱۹۰۶ء

جنازہ غائب پڑھا جاوے

چوہدری عبد المجید خان صاحب شوراری احمدی ساکن کاٹھ گڑھ کی بیوی ۱۵ اگست ۱۹۰۶ء کو فوت ہو گئی ہے۔ جماعت احمدی مرحومہ کا جنازہ پڑھے۔

نوٹ۔ آپکے پہلے خواب گر حب کا نتیجہ تھے۔ اور من اللہ نہ تھے۔ تو ... اس لئے میں نے مناسب سمجھا کہ ... کر لیا نہ ہو۔ کوئی معیار شائع کرو۔ انکی پہلی خوابیں واقعات صحیح درحال کی؛ انکی سہ سالہ پیشگوئی کو چونکہ آپ نے شائع ...

الٰہی سلسلے اور ارتداد

مذکورہ بالا عنوان کے نیچے جو کچھہ میرے پیارے اور محترم بھائی مولوی محمد علی صاحب نے ریویو میں لکھا ہے وہ فی الحقیقت اپنے آپ ہی نظیر ہے اور ایک حقیقت شناس کیلئے کافی سے زیادہ ہے اگرچہ اوس کے بعد کسی مزید تحریر کی ضرورت نہ تھی مگر بدین لحاظ کہ میاں ثناءالله صاحب مولوی فاضل نے اپنے اخبار اہلحدیث کے اغراض و مقاصد میں یہ دکہلایا ہے کہ اہلحدیث کا کام دین اسلام و سنت نبی علیہ السلام کی حمایت و اشاعت کرنا ہے اور کہ مسلمانوں کی عموماً اور اہلحدیث کی خصوصاً دینی اور دنیوی خدمت کرنا ہے اور اسمیں جو کچھہ مضمون ہوتی ہیں وہ قرآن اور حدیث سے استنباط کر کے لکھے جاتے ہیں جسکے لئے سرورق پر یہ شعر لکہوا جاتا ہے کہ؎

اصل دین آمد کلام الله معظم داشتن
پس حدیث مصطفےٰ بر جان مسلم داشتن

مگر جہانتک نظر غور سے اخبار اہلحدیث کو دیکھا جاتا ہے تو یہی ثابت ہوتا ہے کہ آپ کو اغراض و مقاصد کے درج اخبار کر دینے سے ہی صرف مطلب ہے یہ کوئی ضروری نہیں خیال کرتے کہ اونکو مد نظر رکھکر مضامین درج اخبار ہوں کیونکہ اگر اغراض و مقاصد کا خیال ہوتا تو کبھی ایسے امور پر کبھی سہواً بھی اعتراض نہ کیا جاتا جس کا قرآن و حدیث حامی ہے یا جس فعل کے کرنے کی قرآن و حدیث نے بڑے زور و شور سے تاکید کی ہے شاید ناظرین یہ بات پڑھکر چونک پڑیں کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اصل دین آمد کلام الله معظم داشتن کا معتقد ایسی بات کرے جو اوسکے اصول کے سراسر خلاف ہو تو ہم ناظرین کی خاطر ایک نمونہ پیش کرتے ہیں تاکہ وہ اس بات پر پورے غور و خوض سے کام لے سکیں کہ دراصل دینی و دنیوی خدمت کرنے میں اہلحدیث کمال رکھتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ ایکدفعہ کچھہ عرصہ ہوا ہے کہ فاضل ایڈیٹر اصل دین آمد کلام الله معظم داشتن کے مدعی نے شدادی بہشت کے عنوان سے ایک مضمون شائع کیا جسمیں اس بات پر بڑا زور دیا کہ دس روپیہ کی تنخواہ والے سے ایک روپیہ ماہوار سلسلہ کی امداد و اشاعت کیلئے لینا صریح ظلم ہے اور ایسے شخص شدادی بہشت کے خواہاں ہیں قطع نظر اس کے کہ یہ کلمات کن ... کے زبان سے نکلا کرتے ہیں ہمارے ایک دوست نے جب قرآن کی آیات بینات سے ثابت کیا اور بتلایا کہ آپ تو ایکروپیہ کو روتے ہیں اور شدادی بہشت کا لالچ ٹھہراتے قرآن تو فرماتا ہے کہ لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون اور یا ایہا الذین امنوا ھل ادلکم علی تجارۃ تنجیکم من عذاب الیم ۝ تؤمنون بالله و رسولہ و تجاھدون فی سبیل الله باموالکم و انفسکم ذالکم خیر لکم ان کنتم تعلمون ۝ یغفر لکم ذنوبکم و یدخلکم جنت تجری من تحتھا الانھر و مسکن طیبۃ فی جنت عدن ذالک الفوز العظیم ۝ اور حضرات صحابہ کرام کے حوالے دئے کہ کس طرح پر وہ اپنی جانیں اور مال اپنے اس حکم بجا آوری میں دئے تو کیا یہ اسباب کے قائل ہو جاویں کہ آیا فی الحقیقت یہ تمام بزرگ شدادی بہشت کے لالچی تھے۔ اور کہ کیا ابوبکر صدیق نعوذ بالله سب سے بڑھکر اپنا مال راہ خدا میں سلسلہ کی امداد و اشاعت کے لئے دیدیا اور صرف ایک کمبل رکھہ لیا تو اسکا جواب میاں ثناءالله صاحب مولوی فاضل سے کچھہ بن نہ آیا اور ادھر ادھر بغلیں جھانکنے لگے۔ ہاں اونکے ایک مدح خوان نے البتہ ایک جواب لکھا تھا جو سوال دیگر و جواب دیگر کے علاوہ ... دوست کے مضمون کی تائید ہی کرتا تھا اور جس سے ثابت ہوتا تھا کہ گویا نعوذ بالله صحابہ کرام اور خصوصاً صدیق اکبر نے بالکل قرآن پر عمل نہیں کیا چنانچہ اونکے جواب کا خلاصہ یہ تھا کہ لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون کی تشریح دوسرے جگہ موجود ہے یعنی اس آیت میں کہ یسئلونک ماذا ینفقون قل العفو یعنی دریافت کرتے ہیں تجھسے کہ کیا خرچ کریں تو جواب دیدے کہ اپنی ضروریات اور خرچ سے جو کچھہ بچے وہ خرچ کرو تو گویا اس سے ثابت ہوا کہ نعوذ بالله صحابہ کرام نے جو جانیں اور مال نثار کیا وہ اس حکم کی خلاف ورزی کا نتیجہ تھا اور خاصکر جناب صدیق کی روائی تو بالکل درست نہ تھی۔ بلکہ ترک اسلام کے دیکھنے سے ثابت ہوتا ہے کہ نعوذ بالله آنحضرت صلی الله علیہ وسلم نے بھی اسی اصول پر عمل نہیں کیا۔

الغرض یہ تو وہ دین اسلام کی اور سنت نبی علیہ علیہ السلام کی اشاعت و حمایت ہے جو اہلحدیث کے کالموں میں پہلے ہوتی رہی۔ مگر حال کی خدمت پہلے سے کسیقدر زیادہ ہی ہے کیونکہ پہلے محدث کا منشاء اور مقصد تو صرف یہ تھا کہ آنحضرت صلعم کی قوت قدسی اور تعلیم کا اثر نعوذ بالله جیساکہ صحابہ پر پڑنا چاہئے تھا نہیں پڑا جو اس طرح پھر کہ جب لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون کے یہی معنے ہیں کہ اپنی ضروریات اور خرچ سے جو کچھہ بچے وہ سلسلہ کی امداد و اشاعت میں خرچ کرنا چاہئے تو نعوذ بالله اس پر نہ تو صحابہ ہی نے عمل کیا اور نہ خود جناب سرور کائنات صلی الله علیہ وسلم نے اس حکم خداوندی پر عمل کیا جیساکہ ترک اسلام میں اس کا ثبوت اس طرح پر ہے کہ ایکدن آنحضرت صلعم عصر کی نماز پڑھکر فوراً مکان پر چلے گئے اور پھر تہوڑی دیر کے بعد واپس آئے اور بیان کیا کہ میرے گھر میں چاندی کا ایک ٹکڑا تھا نبی کی شان نہیں کہ اوسکے گھر میں ایسی چیزیں رہیں تو اب غور طلب تو یہ امر ہے کہ جب خداوند کریم امر کرتا ہے کہ جو کچھہ تمہارے خرچ سے بچے وہ الله تعالےٰ کی راہ و سلسلہ کی خدمت و اشاعت کے لئے دو تو ایک چاندی کا ٹکڑا جو جناب کے لئے کافی ہی بہ سبب اسکے نہ تھا کہ آپکی چند حرم محترم تھے کیوں اوسکا رکھنا ہی درست نہ خیال کیا گیا۔ خلاصہ کلام یہ کہ یہ بھی ایک گونہ دینی خدمت اور حمایت و اشاعت اسلام تھی جو اہلحدیث نے کی اور کسی کو مجال نہیں جو اسکے اس خدمت و حمایت ہونے سے انکار کرے۔ چونکہ ہمارے منشاء اہلحدیث کی ساری لائف پر ریویو کرنے کی اسوقت نہیں ہے اسلئے ہم اصل مقصد کیطرف رجوع کرتے ہیں۔

ہمارے سامنے اسوقت اہلحدیث ... جلد ... ہے جسمیں فاضل ایڈیٹر نے حسب بیان حکیم محمد الدین صاحب یہ در فشانی کی ہے کہ "مرزا صاحب کہا کرتے ہیں کہ میرے دعوی کو منہاج نبوت پر جانچو لیجئے ہم جانچتے ہیں بخاری کی حدیث میں ہے کہ ہرقل شاہ روم نے کفار مکہ سے سوال کیا کہ ھل یرتد احد منھم سخطۃ لدینہ یعنے کوئی اس نبی (علیہ السلام) پر ایمان لاکر اسکے دین کو ناپسند سمجھکر مرتد بھی ہوتا ہے؟ جواب ملا کہ نہیں بادشاہ نے کہا کہ یہی سنت نبیوں کی تہی کہ اونکے اصحاب میں اون پر ایمان لانے کے بعد اونکے دین کو ناپسند سمجھکر مرتد کوئی نہیں ہوتا تھا پس جب ڈاکٹر صاحب (عبد الحکیم) مرزائی نبوت پر ایمان لاکر الگ ہو گئے تو اس سے صاف نتیجہ نکلتا ہے"

فاضل ایڈیٹر کے نتیجہ پر پہونچنے سے پہلے لازم ہے کہ عبدالله بن ابی سرح کاتب الوحی اور ابن خطل عبدالله بن جحش و پادری عمادالدین مرحوم اور پادری رجب علی اور پادری احسان الله و پادری عبدالله آتہم وغیرہ کی کتابیں ہدایت المسلمین و اندرونہ بائبل وغیرہ ملاحظہ کی جاویں اور ان ایام کے مرتد بطلے دھرم پال کی کتاب ترک اسلام اور پھر نخل حقانی سے دریافت کیا جاوے کہ آیا ان مرتد لوگوں نے بزعم خود اسلام کو ناپسند کرکے چھوڑا ہے جیساکہ عبدالله بن ابی سرح اور ابن خطل اور عبدالله بن جحش اور مسیلمہ وغیرہ نے یا اسلام کی خوبی کے ... خیر یہ تو اس زمانہ کے مرتد لوگ ہیں جنکا نمبر ۱ و ۲ و ۳ و ۴ و ۵ میں ذکر ہوا مگر ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ فاضل صاحب کی علمی لیاقت اور حدیث و قرآن و سنت الله کی واقفیت کے نیز دین اسلام کی حمایت و اشاعت کے قائل ہوکر فاضل صاحب کا پچھلے زمانہ کے مرتد لوگوں سے ٹاکرا کرا دیں تاکہ ناظرین کے دلیں یہ وسوسہ نہ پڑے فاضل صاحب کی خدمت دینی اور حمایت و اشاعت اسلام قابل قدر نہیں۔ کیونکہ خیر سے فاضل صاحب حمایت و اشاعت اسلام میں ایسے سرگرم ہیں کہ وہ وہ دلائل پیش کر دیتے ہیں کہ جس سے نہ تو اسلام ہی رہے اور نہ مسلمان تاکہ آئے دن کی عرق ریزی اور تکلیف سے خلاصی ہو اور نت آریوں سے بحث مباحثہ کیلئے دولت خانہ کے جدائی کا ناگوار پیالہ نہ پینا پڑے اور اسمیں شک نہیں کہ یہ بھی ایک گونہ خدمت ہے۔

میرے سامنے اسوقت ایک کتاب تاریخ کی ہے جسکا نام "تاریخ تمدن اسلام" ہے جسکے مصنف مصر کے فاضل علامہ جارجی زیدان صاحب بہادر ایڈیٹر الہلال ہیں اور جو مطبع روز بازار امرتسر میں فاضل صاحب کی قرب و جوار میں طبع ہوئی ہے میں نے مناسب سمجھا کہ فاضل صاحب کی اس تحقیق کہ "سنت نبیوں کی یہی ہے کہ اونکے دین سے اونپر ایمان لاکر کوئی مرتد نہیں ہوتا ہے" مقابلہ کرکے فاضل صاحب کی دینی اور دنیوی خدمت اور حمایت و اشاعت اسلام کی داد دوں۔ چنانچہ صاحب موصوف کی کتاب تاریخ تمدن اسلام کے مطالعہ سے میں اس نتیجہ پر پہونچا ہوں کہ آنحضرت صلعم پر ایمان لاکر اور اونکے دین کو قبول کر کے نہ ایک نہ دو بلکہ قبیلے کے قبیلے مرتد ہوئے اور اس ردہ کا معاملہ ایسا سخت ہو گیا کہ آخر کار اون مرتد لوگوں نے مسلمانوں پر حملہ کرکے اونکے مٹا دینے اسلام کو اور بیخ دین سے اوکھیڑ دینے تک ٹھان لی۔ مگر قبل اسکے کہ میں صاحب بہادر کی عبارتیں نقل کروں مناسب خیال کرتا ہوں کہ یہ بیان کردوں کہ علامہ مذکور نے یہ باتیں کہاں سے لیکر اپنے کتاب میں درج کیں تاکہ فاضل ایڈیٹر اون کتابوں سے ان باتوں کا ثبوت لے سکے اگر اوسکو شک ہووے اور اس ثبوت کیلئے صاحب علامہ نے پہلے کتاب کے مقدمہ میں اون کتابوں کی فہرست دی ہے جن سے اونہوں نے یہ باتیں نیز دوسری

باتیں درج کی ہیں۔ اور وہ فہرست خلاصتاً یہ ہے۔

ابن اثیر۔ ابن خلدون۔ ابن خلکان مقریزی۔ بلاذری۔ ابی الفدا۔ تاریخ خمیس مسعودی۔ مقری۔ فخری۔ سیوطی۔ ابن جبیر۔ یاقوت اور اصطخری وغیرہ لوگوں کی کتابیں اغانی۔ عقد الفرید۔ ابن عبدربہ۔ کشکول۔ مستطرف۔ سراج الملوک وغیرہ۔ تفسیر رازی تفسیر زمخشری۔ صحیح بخاری مشکوٰۃ۔ الفقہ ہدایہ۔ کتاب الخراج۔ قدامہ۔ ابن جعفر کی کتاب۔ الخراج وصنعۃ الکتابۃ۔ ماوردی کے احکام السلطانیہ۔ ملک سعید کی عقد الفرید حیاۃ الحیوان۔ کشاف۔ اصطلاحات الفنون کشف الظنون۔ کلیات ابی البقا وغیرہ۔ وغیرہ" ان تمام امور کے بعد علامہ مذکور نے تاریخ تمدن اسلام "کے صفحہ ۹۵ پر خلفائے راشدین "کے عنوان کے نیچے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کا ذکر کرتے ہوئے یوں بیان کیا ہے۔ کہ" ابوبکر نے زمام خلافت ایسے وقت ہاتھ میں لی تھی۔ جبکہ اسلام نہایت۔ بے چینی اور خطرہ کی حالت میں مبتلا تھا۔ اس اضطراب کی وجہ ردّۃ تھی جس کا ہم اوپر ذکر کر چکے ہیں" پھر لکھتے ہیں۔ کہ "کئی آدمیوں نے (جو اسلام کے مطیع ہو چکے تھے) نبوت کا باطل دعوے کر دیا۔ جن میں خاندان بنی اسد سے طلیحہ بن خویلد الاسدی۔ بنی تمیم میں سے سجاح اور یمامہ کے باشندوں میں۔ بنی حنیفہ میں مسیلمہ وغیرہ کئی شخص تھے اور ہر شخص نے اپنے قبیلہ اور مددگاروں سے امداد حاصل کی تھی۔ اس وجہ سے عرب کے تمام قبائل میں کچھ ایسی کھلبلی پڑ گئی تھی۔ کہ تو یہ بھی نہ تھی بعض تو ان میں سے ان دعویداروں کے پیرو بن گئے اور کچھ ایسے تھے۔ جو صرف زکوٰۃ دینے سے باز رہے۔ حالانکہ زکوٰۃ اسلام کے ابتدائی ارکان میں شامل اس کی حالت بعینہ ایسی تھی۔ جیسے سلطنت میں مال کا صیغہ اور یہ ہر شخص سمجھ سکتا ہے۔ کہ ہر وقت ہر جگہ سلطنتوں کے قیام کے لئے مال کا ہونا ضروری ہوتا ہے اور بعض عرب بدیں خیال زکوٰۃ کے ادا کرنے سے رک گئے۔ کہ انہوں نے اُسے "اتاوہ" کی قسم سے سمجھا۔ جو وہ جاہلیت کے زمانہ میں ادا کیا کرتے تھے" صفحہ ۹۵ پھر صاحب

موصوف لکھتے ہیں۔ کہ "ردّۃ کا معاملہ اس قدر سخت ہو گیا۔ اور مرتد لوگوں نے اتنا زور پکڑا۔ کہ ان میں سے بعضوں نے خود مدینہ پر چڑھائی کرنیکا قصد کر کے اس پر حملہ کر ہی دیا۔ ان دنوں مدینہ مسلمانوں کا پایہ تخت تھا۔ اور قریب تھا کہ یہ حملہ آور اُسے فتح کر لیں۔ لیکن ابوبکرؓ نے نہایت عمدگی کے ساتھ انکی مدافعت کی۔ اور انہوں نے مرتد لوگوں سے جنگ کرنے میں ایک تجربہ کار عقلمند دوراندیش شخص کی طرح کام کیا"

اب ناظرین غور کر سکتے ہیں۔ کہ مولوی فاضل صاحب کا یہ فضول دعوے کرنا کہ سنت انبیاء یہی ہے۔ کہ ان کے اتباع میں سے کوئی مرتد نہیں ہوتا۔ اور ڈاکٹر عبدالحکیم کے مرتد ہونے سے مرزا صاحب کے جھوٹا ہونے کا نتیجہ نکالنا کیا کچھ حیثیت رکھتا ہے کیونکہ اگر یہ سچ ہے۔ کہ ایک نبی کا مرید اس کو مان کر مرتد نہیں ہوتا۔ اگر مرتد ہووے۔ تو وہ نبوت کا مدعی کاذب ہوتا ہے۔ تو پھر کسی نبی کی نبوت ثابت نہیں ہو سکتی ہے کیونکہ ہر نبی کے وقت میں لوگ مرتد ہوتے رہے ہیں۔ جیسے کہ پہلے الحکم اور ریویو کے ذریعہ ثابت کیا گیا ہے۔ کہ آنحضرت صلعم سے کسقدر لوگ مرتد ہوئے اور اب تک ہوتے جاتے ہیں۔ کیا یہ صداقت کی دلیل ہے؟ مگر مولوی فاضل صاحب بھی مجبور ہیں۔ شاید ان کے علم میں یہی اسلام کی حمایت اشاعت اور مسلمانوں کی دینی خدمت ہو۔ اور اسمیں شک بھی نہیں ہے کہ یہ بھی ایک گونہ خدمت ہے۔ خواہ تردید کی ہو۔

فقط ایک عاجز محمد حسین از ... چھاؤنی

ایک ضرورت محسوس ہو رہی ہے۔

قومی یا سلسلہ کے اخبار کا یہاں یہ فرض ہے۔ کہ وہ قوم کو کونوا مع الصادقین کے مقاصد اغراض کی تکمیل کیلئے تازہ حالات حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام اور بزرگان ملت کے نصائح اور ہدایات سے مستفید کرتے رہیں۔ وہاں میرا خیال ہے۔ کہ انکا یہ بھی ایک کام ہے۔ کہ قوم کی تمدنی مجلسی علمی ضروریات اور ان کی تکمیل کے طریقوں سے ... فہم اور سمجھ کے موافق آگاہ کرتے رہیں۔ اور ... کے ذریعے قوم میں قومی ضروریات کا احساس ... کرتے رہیں۔ اسی بنا پر میں وقتاً فوقتاً بعض ضرورتوں سے قوم کو آگاہ کرتا رہا ہوں۔ اور میں نہایت مسرت سے ظاہر کرتا ہوں۔ کہ وہ تحریکیں کسی نہ کسی حد تک مفید اور موثر ثابت ہوتی ہیں۔

یہ بھی ایک مسلم بات ہے۔ کہ جو سلسلہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی وقت پر قائم کیا جاتا ہے۔ اسکی ابتدا کی رفتار پانی کے اس سوتے کی طرح ہوتی ہے جو پہاڑ کے کسی مقام سے نکلتا ہے۔ اور راستہ میں مختلف چٹانوں اور راستوں میں ٹکراتا ہوا اور رکتا ہوا ایک سست اور دھیمی رفتار سے چلتا ہے۔ اسکی قوت کم اور اس کے بالمقابل مشکلات اور روکیں زیادہ ہوتی ہیں۔ لیکن جوں جوں آگے چلتا ہے۔ اس کی رو تیز اور طاقتور ہوتی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ وہ ہر قسم کے کراڑوں سے گرتا ہوا اور ہر قسم کے خس و خاشاک کو لیتا ہوا بڑی شدت کے ساتھ بہ نکلتا ہے اسی طرح یہ ایسے سلسلوں کا ابتدا نہایت کمزوری سے ہوتا ہے۔ اور ہر طرف سے اس کے تباہ و ہلاک کرنے کی سعی کی جاتی ہے۔ لیکن وہ ہر قسم کی مشکلات اور مانعتوں پر غالب آتا ہے اور عالمگیر ہو جاتا ہے۔ اس کی یہ رفتار اور حالت ایک آیت اللہ ہوتی ہے۔ صاف نظر آتا ہے۔ کہ خدائی ہاتھ کام کر رہا ہے۔ پس اس ابتدائی زمانے میں جبکہ جماعت قلیل اور وہ بھی ضعفا اور غربا کی ہوتی ہے۔ اسکی ضرورتیں کسی حالت میں کم نہیں ہوا کرتیں۔ اپنے مخالفوں سے تدافع کا انتظام بھی اسے کرنا پڑتا ہے۔ اپنی اغراض و مقاصد کی اشاعت کے لئے بھی خرچ کرنے کی حاجت ہوتی ہے۔ اپنی ذاتی تعلیم اور ترقی کے لئے بھی مصارف پیش آتے ہیں۔ مگر پھر ایک زمانہ اس پر آجاتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ ہر قسم کے فضل اور برکات نازل کرتا ہے۔ پھر قومی ضروریات کا تہیہ خارق عادت طور پر ہونے لگتا ہے۔ اس کلیہ اور قاعدہ سے یہ سلسلہ جو اس زمانہ میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کے نام سے اللہ نے قایم کیا ہے۔ تا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم اور اسلام کا احیاء کرے۔ اور اس کے برکات اور فیوض کا عملی ثبوت دے یہی مستثنیٰ نہیں ہو سکتا۔ آئے دن اسکی ضرورتوں کا اعلان ہوتا رہتا ہے۔ اور قوم کی جیبوں کو ٹٹولنا پڑتا ہے۔ اور خدا کا شکر ہے۔ کہ قوم گھبراتی نہیں۔ اکتاتی نہیں۔ بلکہ ہمت اور حوصلے کے ساتھ آگے قدم بڑھاتی ہے۔ اس لئے مجھ کو اس تحریک کو کرتے ہوئے یہ وہم بھی نہیں آ سکتا۔ کہ کس طرح یہ اسکو لبیک کہنے کے لئے قوم طیار ہو گی۔ میں جانتا ہوں۔ کہ جلد یا بدیر اس تحریک کی ضرورت اور اہمیت کو محسوس کیا جائیگا۔ اور اس کی تکمیل کے لئے ہاتھ بڑھایا جاویگا۔

قوم کا کوئی فرد غالباً اس سے ہی ناواقف نہیں۔ کہ حضرت حجۃ اللہ کو بعثت سے بھی پہلے یہ الہام ہوا تھا۔ وسع مکانک یاتون من کل فج عمیق۔ تو اپنے مکان کو وسیع کر تیرے پاس دور دراز سے لوگ آئینگے۔ اور اس کثرت سے آئینگے۔ کہ راہ گہرے ہو جائینگے۔ یہ پیشگوئی جس جلال اور شان کے پوری ہوئی ہے۔ اسکے اظہار کی اس وقت حاجت نہیں۔ حضرت اقدس اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی تعمیل میں جہاں تک ممکن وسعت مکانات کے سوال کو مدنظر رکھتے ہیں۔ لیکن عجیب بات ہے۔ کہ جسقدر کوئی حصہ مکانات کا وسیع ہوتا جاتا ہے مہمانوں کی کثرت اسے اور بھی تنگ کر دیتی ہے۔ اور وہ ضرورت پہلے سے زیادہ محسوس کی جاتی ہے۔ اب کثرت سے ایسے مہمان آتے ہیں۔ جو اپنے اہل و عیال کو بھی ساتھ لاتے ہیں۔ ایسی صورتوں میں مکانات کی دقت اور بھی بڑھ جاتی ہے۔ شہر میں مکانات ملتے نہیں۔ حضرت کے مکانات پہلے ہی پر ہوئے ہیں۔ اور سخت مشکلات پیش آتی ہیں جو لوگ یہاں آتے ہیں اور یہاں رہتے ہیں۔ وہ ان ضروریات اور مشکلات کا خوب اندازہ کر سکتے ہیں۔ اسلئے ان دقتوں اور مشکلات کو علے قدر مراتب دور کرنیکے لئے میری رائے میں یہ تجویز مناسب معلوم ہوتی ہے کہ ہر ضلع کی جماعت اپنے مصرف اور خرچ سے یہاں ایک حصہ ایسے مکانات کا طیار کرائے۔ جن میں متعدد زنانہ مکان بھی ہوں۔ اور جب اس ضلع کا کوئی بھائی یہاں آئے تو وہ ان مکانات سے فائدہ اٹھا دے۔ اور چونکہ ان مکانات کی مرمت اور شکست ریخت کے مصارف جاریہ ہونگے۔ اسلئے جن ایام میں وہ مکانات خالی رہیں تو ایسے لوگوں کو کوئی حصہ ان کا کرایہ کے طور پر دیا جاتا رہے۔ جو یہاں آتے رہتے ہیں۔ مثلاً بعض طالب علم ہیں۔ یا ایسے لوگ جنکا یہاں اپنا کوئی مکان نہ ہو اور وہ اہل و عیال ساتھ لائے ہوں یعنے کسی ایسے ضلع کے ہوں۔ جہاں کی جماعت اپنا کوئی مکان نہ بنا سکی ہو بہرحال ایسے مکانات کی عارضی آمدنی ایسی ہو سکتی ہے جو اسکے اخراجات مرمت وغیرہ کیلئے کافی ہو۔ مہمانخانہ تو کافی ہو سکتے ہیں۔ اور مردوں کو ایسے مشکلات پیش نہیں آ سکتے لیکن جب زنانے ساتھ ہوں تو تکالیف پیش آتی ہیں۔ اسلئے ہر ضلع کی جماعت اس تجویز پر غور کرے اور اگر وہ اسکو پسند کرے۔ تو اس تجویز پر عمل درآمد کرنے کی سعی کرے۔ قادیان کی انجمن احمدیہ انشاء اللہ اس تجویز پر عملدرآمد کیلئے انکو مناسب مدد دے سکیگی یعنی مناسب موقعہ زمینوں کا خرید کر لینا۔ اور وہاں مکانات کی تعمیر کا انتظام کرنا۔ بہرحال یہ تجویز ایسی نہیں جو سرسری نظر سے ٹالدی جاوے۔ اب ہم میں سے ہر ایک کا فرض یہ ہونا چاہیئے۔ کہ جہانتک ہم سے ہو سکے حضرت کے گرامی قدر اوقات کو ایسے معاملات میں الگ رکھیں اور قومی ضروریات پر ہم خود نظر کریں۔ میرا خیال نہیں ... کہ سیالکوٹ یا ... کی جماعتوں ... کی ایک ایک امر ... کیلئے طیار ہو جائیگی ... اور دونوں میں برکت ... جاری ...

عورتوں کی حالت کی اصلاح

اسلام ایسے وقت آیا۔ کہ عورتوں کی حالت مختل تھی۔ لڑکیوں کو زندہ دفن کردیتے تھے حقوق معدوم تھے، ذلت و اعتقاد کی کوئی حد نہ تھی، حتیٰ کہ بعض لوگ جو ایک طرح سے پیغمبر کے مبعوث ہونے کے اعتقاد میں تھے۔ اُن کا بھی خیال تھا کہ عورتوں کا کوئی حق نہیں، ادنیٰ سبب پر طلاق دینا، بغض اور اوپرے دل سے گھر میں رکھنا، تعدد زوجات ہے، کہ اس کی حد نہیں۔ یا ایک ہی پربس کرتے ہیں۔ تو دوسری غریب عورتیں فقرد ہوا و ہوس کی شکار ہو رہی ہیں۔ اسلام نے اس خلل پذیر حالت میں کیا کیا اور کیونکر یہ علت زائل کی؟ اُس نے لڑکیوں کا زندہ دفن کرنا قطعاً حرام قرار دیا۔ اور نہ ترک کرنیکی صورت میں لوگوں کو روز قیامت کے دردناک عذاب سے ڈرایا۔ کہ "جب زندہ دفن کی ہوئی لڑکی پوچھی جائیگی۔ کہ کس گناہ پر قتل ہوئی" عورتوں کی شان، بلندی، حقوق کی حفاظت کی، اور جیسے حقوق اسپر ہیں، ویسے ہی اُسکے لئے بھی حقوق قرار دئے۔ بھلائی کے ساتھ عورتوں کے حقوق بھی ویسے ہی ہیں جیسے اُنپر ہیں۔ اور مردوں کا اُنپر درجہ ہے۔ یہ درجہ طاقت اور خرچ دینے کا ہے۔ جیسا کہ دوسری آیت میں مذکور ہے۔ تمام مذہبی احکام اور ممانعتوں میں عورتوں اور مردوں کو برابر قرار دیا۔ "مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں، ایماندار مرد اور ایماندار عورتیں، فرمانبردار مرد اور فرمانبردار عورتیں، سچے مرد اور سچی عورتیں، صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں، فروتنی کرنے والے مرد اور فروتنی کرنے والی عورتیں، صدقہ دینے والے مرد اور صدقہ دینے والی عورتیں، روزہ دار مرد اور روزہ دار عورتیں، عفت مآب مرد اور عفت مآب عورتیں، خدا کے بہت ذکر کرنے والے مرد اور بہت ذکر کرنیوالی عورتیں، خدا نے ان سب کے لئے مغفرت و ثواب عظیم جمع کر رکھا ہے" دوسری آیت میں ہے "میں تم میں سے کسی کام کرنیوالے مرد و عورت کا عمل ضایع نہیں کرتا" مرد نے اس سے جان لیا کہ دنیا کی طرح آخرت کی رفیق بھی اُسکی عورت ہے۔ اور ما سبارہ میں کوئی امتیاز دونوں میں نہیں۔ احسان اور اچھے برتاؤ کرنیکا حکم کئی مقام پر دیا ہے۔ اور تکلیف کے ساتھ رکھنے سے انہیں منع کیا ہے اور مرد کے دل میں کچھ کراہت آئے۔ جبھی اُنکی دلدہی کی ہے "کہ عورتوں سے اچھی طرز معاشرت رکھو۔ اور اگر تمکو اُن سے کراہت پیدا ہو۔ تو ایسا بھی ہے کہ کسی چیز کو تم مکروہ سمجھو۔ اور خدا اُسی میں بہت سی بھلائی دے" یہ اسلئے دلدہی کی کہ ادنیٰ سبب پر طلاق دینے میں جلدی نکرے۔ مرد کو سوچ سمجھ لینے اور قبل اسکے کہ طلاق دے طرفین سے ایک ایک حکم مقرر کرنیکا حکم دیا ہے "اگر تم کو باہم ناموافقت کا خوف ہو تو ایک حکم مرد کی طرف سے اور ایک عورت کی طرف سے بھیجو" یہ اسلئے کہ طلاق گو مباح ہے لیکن خدا کی نزدیک یہ بہت بُرا کام ہے۔ جیسا کہ حدیث میں وارد ہے۔ لیکن اگر کسی سبب سے باہم موافقت نہ ہوسکتی ہو۔ تو عدم طلاق میں بڑا حرج ہے۔ اور خاندان انتظام کیلئے اسقدر مخل ہے کہ اسکا نتیجہ اچھا نہیں ہوا۔ اسی وجہ سے جن لوگوں کے مذہب میں طلاق حرام ہے۔ جس وسیلہ سے ہوسکتا ہے۔ اُس حرمت سے رہائی حاصل کرتے ہیں۔

جن لوگوں کا مزاج وہمی ہے۔ کہتے ہیں۔ کہ طلاق مباح ہوتی ہے۔ میاں بیوی میں محبت کم ہوتی ہے کیونکہ عورت ہر وقت طلاق سے خوف زدہ رہتی ہے لیکن ہم کہتے ہیں۔ کہ جو عورت یہ جانتی ہو۔ کہ شوہر کے ساتھ اُسکا تعلق مجبوری سے ہے۔ شوہر کی محبت کا اُسکو کیا۔ اس عورت سے زیادہ خیال ہوگا۔ جو یہ سمجھتی ہو۔ کہ محبت نہ ہوتی۔ تو جدائی آسان تھی۔ یہ واقعات کو اُلٹے پہلو پر لانا کیسا۔

عرب میں بھی اور عجم میں بھی بیویوں کے تعداد کی کوئی حد نہ تھی۔ اسلام نے اُسکے لئے ایک حد مقرر کردی۔ اور قید لگا دی۔ کہ اگر بیویوں کے ساتھ ناانصافی کرنیکا خوف نہ ہو۔ تو چار نکاح تک مباح ہے۔ اس اباحت کے بہت سے فائدے ہیں مثلاً:

(۱) فرض کرو۔ عورت ایک مزمن مرض میں مبتلا ہے۔ مرد کو ضرور اُس سے نفرت ہوگی۔ اب یا تو اُسے رہنے دے۔ اور یا۔ طلاق دیدے۔ طلاق دینا ایسی حالت میں خلاف مروت انسانیت ہے کیونکہ وہ عورت دوسرے کے ساتھ شادی بھی نہیں کرسکتی۔ اور ہوسکتا ہے کہ دوسرا اُسکے لئے کفیل بھی نہ ہو۔ اگر رہنے دیتے ہیں۔ اور دوسری شادی نہیں کرتے۔ تو نسل منقطع ہوتی ہے۔ اور وہ خود بہت سے امراض میں تجرد کی وجہ سے مبتلا ہوتا ہے یا مثلاً خواہش نفسانی اُسکو بدکاری کی طرف مجبور کرتی ہے۔ اگر وہ خود کسی مرض مزمن میں مبتلا ہوا۔ تو اُسوقت طلاق دینا عین دانشمندی ہے۔ کیونکہ مرض اگر بشرکت معدہ ہے۔ تو بیوی اسکے متعدی اثر سے محفوظ رہے۔ دوسرے سے شادی کرسکے۔ اپنے فرض منصبی پر کاربند ہو یا کچھ کمانے کھانے کا شغل کرے یہ سب فوائد طلاق سے حاصل ہوتے ہیں۔ اب ہم پوچھتے ہیں کہ طلاق دینے اور کئی شادیاں کرنے میں عورتوں کے لئے اصلاح ہے یا ضرر رسانی؟ عورتوں کا عقیم ہونا بھی مزمن مرض ہے۔ ایسی صورت میں دوسری شادی کرنے سے یہ مسئلہ اچھی طرح حل ہوجاتا ہے۔ خصوصاً اس شخص کے لئے جو وارث ملک و مال کا طلبگار ہو۔

(۲) عورتوں کی تعداد مردوں کی تعداد سے زائد ہے۔ اگر کئی شادیوں کا حکم نہ ہوتا۔ تو بہت سی عورتوں کے لئے سوائے اسکے اور کوئی حیلہ نہ تھا۔ کہ ایز ننگ و ناموس کی تجارت کریں، جیسا کہ یورپ کے اکثر شہروں میں رائج ہے اس طرح پر عورتیں مبتذل ہونے کے علاوہ اکثر امراض میں مبتلا ہوجاتی ہیں" اور جب محتاج ہوئیں یا سن زیادہ ہوا، یا کوئی عضو جاتی رہی۔ تو بدقسمتی سے بجز خودکشی کے اور کوئی چارہ کار اُن کے واسطے نہیں۔ لہٰذا کئی شادیوں میں اصلاح ہے یا ضرر رسانی؟ ساتھ ہی جب یہ بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ مردوں کی خواہش نفسانی عورتوں سے بہت زیادہ[1] ہے۔ اور مردوں کو عورتوں کے تعدد ازدواج کی زیادہ خواہش ہوتی ہے۔ جیسا کہ اس فن کے علوم سے واضح ہے" تو ہم کو یقین ہو جاتا ہے۔ کہ تعدد ازدواج کی اباحت بہر صورت نوع انسان کے موافق ہے اس سے ہمکو انکار نہیں۔ کہ بعض اوقات اس سے نقصان بھی پہنچتا ہے۔ لیکن عقل و دور اندیشی سے نقصان سے زیادہ فائدہ ہوتا ہے۔

عقلمند مرد اور اُس کی عورت میں، جو محبت خدا نے پیدا کی ہے۔ وہ تعدد ازدواج کی وجہ سے زائل نہیں ہوجاتی جیسا کہ بعض لوگوں کا گمان ہے؛ اس لئے کہ مرد کا دل ایک سے زیادہ کے لئے وسیع ہے۔ جسطرح کہ ماں کو اپنے سب لڑکوں۔ اور اُستاد کو اپنے سب ہوشیار شاگردوں کی محبت ہوتی ہے تعدد سے نہ محبت جاتی رہتی ہے۔ اور نہ یہ اس کی منافی ہے، ہاں عشق کے ضرور منافی ہے۔ جو محبت کی ایک قسم کی بیماری کا نام ہے۔ عشق سے ہماری مراد ایک شخص کی پرستش کرنا، اس کے لئے فنا ہوجانا، اور اس پر مر مٹنا ہے۔ جو کسی دانشمند کے مناسب حال نہیں۔ اور یہ دوامی بھی نہیں۔ بلکہ سریع الزوال ہے۔ جس محبت کا وجود مقصود ہے۔ وہ عبارت ہے اس آیت سے "خدا نے تم لوگوں میں باہم مودت و رحم کو پیدا کیا" یعنی شفقت و اخلاقی محبت نہ ذاتی محبت اور تعدد اس کے منافی نہیں۔ کیونکہ ایک آدمی بہت سے لوگوں کے ساتھ مہربانی و شفقت اخلاقی محبت کرسکتا ہے۔ اس حیثیت سے جب مرد پر عورت کی نظر پڑیگی۔ اور جانے گی۔ کہ مرد اُس کا سرپرست اور کفیل ہے۔ تو ناچار اُسکے دل میں محبت پیدا ہوگی۔ خواہ اپنی سوکنوں سے کتنی ہی کراہت کیوں نہ ہو۔ یہ کراہت خودغرضی کی خواہش سے پیدا ہوتی ہے۔ اور مرد کو جائز نہیں۔ کہ جب ضرورت اسکے خلاف مقتضی ہو۔ تو اُس کی اطاعت کرے۔ عورت اگر یہ سمجھ لے کہ اُسی کی طرح مرد بھی چاہتے ہیں کہ دوسرے لوگ ہماری کفالت کریں۔ اور یہ نسبت عورتوں کے مردوں کی کمی مجبور کر رہی ہے۔ کہ ایک مرد کئی عورتوں کی نگرانی کرے، تو عام فائدہ پر اپنے ذاتی نفع کے ترجیح دینے کو شاید نامناسب خیال کریں، جس سے ہمارا مذہب بھی بیزار ہے۔ خلاصہ یہ کہ شریعت اسلام نے عورتوں کے مسئلہ کو اچھی طرح حل کردیا ہے۔ اور اُن کی حالت کی ایسی اصلاح کی ہے۔ کہ کسی شریعت میں اس کا ایک شمہ بھی نہیں[2]۔ یورپ نے پہلے ایک زمانہ تک تو اسلام سے سخت عداوت کی۔ لیکن اب رائیں اسلامی تعلیمات کے قریب آتی جاتی ہیں۔ البیان

[1] پہلے اطبا کی رائے تھی۔ کہ عورتیں نسبتہً قوی الشہوۃ ہوتی ہیں۔ لیکن اصول جدیدہ سے یہ مسئلہ غلط ثابت ہوا ہے

[2] اسلام نے عورتوں کی جو قدر کی ہے۔ اور تیرہ سو برس سے جو حقوق عورتوں کے مسلم ہیں۔ انکے مقابلے میں مسیحیت کا یہ برتاؤ یاد رکھنے کے قابل ہے۔ کہ ۱۸۱۸ء تک انگلستان میں دستور تھا۔ کہ عورتیں مرد کی جائداد ہیں۔ لہٰذا شوہر اپنی بیویوں کو خاطر خواہ قیمت لیکر بیچ ڈالتے تھے۔ ۱۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

وصیت نامہ

(۱) میں مسمّی غلام نبی ولد جان شاہ قوم شیخ ساکن مائل پور تحصیل گڈھ شنکر ضلع ہوشیار پور بقائمی ہوش و حواس خمسہ بلا جبر و اکراہ اپنی خوشی اور رضامندی سے آج بتاریخ ۲۶ ماہ فروری ۱۹۰۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں اور لکھدیتا ہوں۔ کہ میرے مرنے کے بعد اس وصیت پر عمل ہو۔

(۲) میں اقرار کرتا ہوں۔ کہ میں نے رسالہ الوصیۃ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے بتاریخ ۲۴ دسمبر ۱۹۰۵ء شایع ہوا ہے تمام و کمال پڑھ لیا ہے۔ میں ان ہدایات کا جو اس میں درج ہیں۔ پابند ہوں۔ اور ایسا ہی میں ان تمام ہدایات اور ضوابط اور قواعد کا بھی پابند رہوں گا۔ جو الوصیۃ کے بعد حضرت مسیح موعود کی طرف سے یا ان کی مقرر کردہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کی طرف سے بہشتی مقبرہ واقع قادیان کے متعلق یا دیگر اغراض انجمن مذکور کے متعلق شایع ہوئے۔ یا آیندہ ہونگے میں ان تمام کا اور ایسا ہی میرے ورثا میرے بعد ان تمام ہدایات و ضوابط و قواعد شرائط مشتہرہ انجمن مذکور کے وصیت ہذا میں پابند رہیں گے۔

(۳) میں اقرار کرتا ہوں۔ کہ میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود رئیس قادیان ضلع گورداسپور کے کل دعاوی پر صدق دل سے ایمان رکھتا ہوں۔ اور ان کا مرید اور پیرو ہوں۔

(۴) میری اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ لیکن مبلغ دس روپیہ ماہوار کا سررشتہ تعلیم میں مدرس ہوں۔ اپنی آمدنی کا ۱/۱۰ حصہ یعنی مبلغ ایک روپیہ ماہوار چندہ سلسلہ احمدیہ کی امداد میں یعنی ۱۲ ماہوار لنگر خانہ میں اور ۴ ماہوار چندہ سکول جیسا کہ پہلے کمترین دیتا تھا۔ دیتا رہوں گا۔ اور میری مرنے کے بعد میرے ورثہ کی ۱/۱۰ حصہ کی انجمن مذکور مالک ہوگی۔

(۵) میں اقرار کرتا ہوں۔ کہ اگر آج کی تاریخ کے بعد میں اور کوئی جائداد پیدا کروں۔ یا میرے مرنے کے بعد کوئی اور جائداد میری متروکہ ثابت ہو۔ تو ایسی جائداد فاضلہ کے متعلق بھی میری یہی وصیت ہے۔ جس کا مفصل ذکر میں نے فقرہ ماسبق نمبر ۴ وصیت میں کیا ہے۔ میں ایسے جائداد کی وقتاً فوقتاً انجمن مذکور کو اطلاع دیتا رہوں گا۔

(۶) میں یہ بھی وصیت کرتا ہوں۔ کہ میرے مرنے کے بعد میرا جنازہ احمدی جماعت پڑھے۔ اور اگر میں قادیان میں فوت ہوں۔ اور اگر میں قادیان میں فوت نہ ہوں۔ تو احمدی جماعت میری لاش ایک صندوق میں بند کر کے حسب ہدایات انجمن مذکور جو اب شایع ہو چکی ہیں۔ یا آیندہ شایع ہونگی۔ دار الامان قادیان میں پہنچائی جائے۔ اور وہاں مجلس کارپرداز مصالح قبرستان کے سپرد کی جائے۔

(۷) میری یہ بھی وصیت ہے۔ کہ میری تجہیز و تکفین اور میری نعش کو قادیان شریف پہنچانے اور وہاں دفن کرنے کے متعلق جس قدر اخراجات ہوں۔ ان اخراجات کی متکفل میری یہ جائداد وصیت کردہ جس کا ذکر میں نے فقرہ چہارم و پنجم میں کیا ہے۔ ہرگز نہیں۔ ان اخراجات کا حسب مشورہ مجلس کارپرداز مصالح قبرستان اندازہ کر کے میں رقم اخراجات کو مجلس مذکور کے حوالے کروں گا جسکا اعلان مجلس مذکور کی طرف سے میں کرا دونگا۔ اور اگر ان اخراجات کیلئے میں کوئی رقم اپنی زندگی میں الگ نہ کرسکا۔ اور ایسا ہی اگر وہ رقم ادا کردہ اصلی اخراجات سے کم ہوئے۔ تو میری دیگر متروکہ جائداد جس میں یہ وصیت کردہ شامل نہ ہوگی۔ ان اخراجات کی متکفل ہوگی اور میرے ورثا ان اخراجات کے ادا کرنے کے ذمہ وار ہونگے۔ جو میری روح کی نجات کا باعث ہونگے۔ اور میرے پس ماندگان ان اخراجات کو اہم اور جائز ضرورت شرعی سمجھینگے۔

(۸) یہ بھی وصیت اقرار کرتا ہوں۔ کہ میں نے یہ وصیت ابتغاءً لوجہ اللہ کی ہے۔ اور اگر حالات آیندہ کے ماتحت جن کا مجھے اس وقت علم نہیں۔ میری نعش مقبرہ بہشتی میں دفن نہ ہوسکی۔ تو اس صورت میں بھی میری یہ وصیت جو میں نے اپنی جائداد کے متعلق کی ہے۔ اور جس کا ذکر فقرہ نمبر ۴ و ۵ میں کیا ہے۔ درست اور قائم رہیگی لیکن یہ ضروری ہوگا۔ کہ میری نعش کو مقبرہ بہشتی میں پہنچانے کی کوشش کی جاوے اور جب تک مجلس کارپرداز مصالح قبرستان اجازت نہ دے۔ میری نعش اور کہیں دفن نہ کی جاوے۔ البتہ امانت کے طور پر کسی اور جگہ دفن کی جاسکتی ہے۔

(۹) یہ کہ اگر حسب فقرہ نمبر ۸ میری نعش مقبرہ بہشتی میں دفن نہ ہوسکی۔ تو جو اخراجات متعلق انتقال نعش میں جمع کرا چکا ہوں گا یا میری جائداد متروکہ سے وصول ہونی تھی اس کو بھی وصول کرنے اور خرچ کرنے کا اختیار میرے ورثا کو نہ ہوگا۔ بلکہ مجلس کو ہوگا

گواہ شد
عزت علی ولد سبحان علی نمبردار قوم آوان ساکن بہبو وال بقلم خود نشان انگوٹھا

العبد
غلام نبی مذکور مائل پوری حال مدرس بہبو وال تحصیل دسوہا ضلع ہوشیار پور بقلم خود
نشان انگوٹھا

گواہ شد
علی احمد ولد امام الدین قوم آوان ساکن بہبو وال بقلم خود نشان انگوٹھا

نکاح کے متعلق خط و کتابت کرنیوالے

احباب یاد رکھیں۔ کہ الحکم اس معاملہ میں ان کے اشتہارات تو مفت چھاپ سکتا ہے۔ اور چھاپتا رہتا ہے۔ لیکن یہ عنایت وہ اسکے حال پر نہ کریں کہ وہ اس خط و کتابت کیلئے وقت کے علاوہ روپیہ بھی خرچ کرے۔ وہ اس بوجھ کو اٹھانے سے معذور ہے۔ آیندہ کسی خط کا اس معاملہ میں ہرگز جواب نہ دیا جاویگا جسکے ساتھ ٹکٹ نہ ہوں گے۔

شادی ہوگئی

سید احمد نور صاحب مہاجر کی شادی مولوی عبد اللہ خاں صاحب لیٹ سکرٹری پنڈ دادنخاں کی دختر نیک اختر سے بمقام جہلم ہوچکی ہے۔ اس تحریک کے محرک ڈاکٹر یعقوب خاں صاحب ڈیر بنری اسسٹنٹ مونہ ہیں جنکی وہ ہمشیرہ زادی ہے۔ جس ارادات اور حوصلہ کے ساتھ اس معاملہ میں ڈاکٹر صاحب اور انکے بہنوئی مولوی عبد اللہ خاں صاحب نے سبقت کی ہے وہ ایک قابل قدر نمونہ ہے۔ کوئی لمبی بات نہیں ہوئی۔ کوئی شرط زیور وغیرہ پیش نہیں ہوئی۔ محض خدا کیلئے انہوں نے اس امر کو پیش کیا۔ اور میں یقیناً جانتا ہوں۔ کہ ... اللہ تعالےٰ انکے اخلاص کو ضایع نہ کریگا۔

دار الامان کا ہفتہ

۱۔ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپکے اہل بیت کی صحت الحمد للہ اچھی ہے۔ حضرت بدستور حقیقۃ الوحی لکھ رہے ہیں تیرہواں جزو لکھا جارہا ہے۔ اوائل میں حضرت اقدس کا خیال تھا۔ کہ یہ رسالہ چار پانچ جزو کا ہوگا۔ مگر اب تو تیرہ جزو تک لکھا گیا۔ اور ابھی مضمون آرہا ہے۔ نہایت ہی عجیب اور بے نظیر کتاب ہوگی۔

۲۔ موسم میں برسات کا پورا رنگ آگیا ہے خوب بارشیں ہوچکی ہیں۔ اور ہو رہی ہیں۔

مقامی احکام کو توجہ کرنی چاہیئے

الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں مینے تحصیلدار صاحب بٹالہ کو متوجہ کیا تھا۔ کہ قادیان کی حیثیت دن بدن بڑھ رہی ہے۔ اور یہ موسم وبائی امراض کا موسم ہے۔ اسکے گرداگرد روڑیوں کے ڈھیر متعفن ہوکر ہوا کو خراب کر رہے ہیں۔ اگر جلد تدارک نہ کیا گیا۔ تو اندیشہ ہے۔ کہ وہ صحت پر برا اثر ڈالیں۔ اور ہیضہ اور ملیریا فیور پھیل جاوے۔ مگر میں حیران ہوں کہ وہ خدا جانے۔ اپنے فرائض منصبی میں ایسے منہمک ہیں۔ کہ اسطرف توجہ ہی نہیں کرسکتے۔ یا انہیں اس امر کی پرواہ نہیں۔

میں ایکبار پھر ملک بسنت لال صاحب کو متوجہ کرتا ہوں۔ کہ وہ اپنے فرائض منصبی کو ملحوظ رکھیں اور جسقدر جلد ممکن ہو۔

قادیان کے ارد گرد کی ان روڑیوں کو اٹھانے کے لئے مناسب انتظام کریں۔ بصورت دیگر میں عام فائدہ کیلئے مجبور ہونگا۔ کہ اس معاملہ کو افسران بالادست تک لے جاؤں۔ اس صورت میں انہیں چاروناچار اس معاملہ پر توجہ کرنی پڑیگی۔ اسلئے بہتر یہی ہے کہ اس سے پیشتر کہ ایک خفیف معاملہ دور تک پہنچے۔ وہ رعایا کی دعائیں لیں۔ ملک صاحب یہ بھی جانتے ہیں۔ کہ تحصیل بٹالہ کی پبلک بھری بیٹھی ہے۔ اور اس پھوڑے کو معمولی نشتر کی ضرورت ہے۔ وہ چھوٹی چھوٹی باتوں میں گلہ و شکایت کا موقع نہ دیں۔

میں انہیں پھر اس امر پر متوجہ کرتا ہوں۔ کہ وہ قادیان کے ارد گرد کی روڑیاں اٹھوانے کی فکر کریں۔ انہیں انکا کیا ہی اچھا ہے اگر وہ اپنے منصبی فرض کو پورا کر کے ہمیں شکر گذار ہونے کا موقعہ دیں۔ عدم توجہی سے انکی عزت یا وقار پبلک کے دل میں پیدا نہیں ہوسکتا۔ اور نہ یہ خشک مزاجی انکا رعب دلوں میں قایم کرسکتی ہے۔ لالہ موتی لال صاحب جس عزت اور عظمت سے دیکھے جاتے تھے۔ میں دیکھتا ہوں وہ بات لوگوں کے دلوں سے اٹھتی جاتی ہے۔ اور اگر [illegible] تو م

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آریوں کی مکتی

(سلسلہ کیلئے دیکھو الحکم ۳۰ جون)

سوامی جی مہاراج نے کسی مذہب کی مکتی کو پسند نہیں کیا۔ مسلمان۔ عیسائی جینی۔ بام مارگی۔ پورانک سب پر اعتراض کئے ہیں۔ صرف اپنی ہی مکتی کو افضل اور اعلیٰ اور ہر قسم کے اعتراض سے پاک مانا ہے۔ لیکن ہمیں تو آریہ کی مکتی میں کوئی ایسی خوبی نظر نہیں آئی۔ جس سے ان کے گرو جی مہاراج کے دعوی کو سچ مانا جاوے۔ بلکہ یہاں بھی وہی گڑ بڑ موجود ہے۔ سنئے سوامی جی فرماتے ہیں۔ "دو مکتی میں مادی جسم یا آلات احساس جیو آتما کے ساتھ نہیں رہتے۔" سوامی جی کا عارضی اعتقاد ہے۔ اس کے ثبوت میں وہ مخالفین کے سامنے یہہ دلیل پیش کرتے ہیں "جسکی پیدائش ہوتی ہے اسکی فناہ ضرور ہوتی ہے۔ ایسی صورت میں جیو مکتی پاکر بھی فناہ ہوجاوینگے" "جو جسم مانتے ہیں۔ وہ دنیوی تکالیف سے آزاد نہیں ہوسکتے" پھر خود ہی سوامی جی اپنی اعتقاد میں اپنے بزرگوں کی امداد سے اس پیش کردہ دلیل کا یوں بخیہ ادھیڑتے ہیں "دوبیاس جی کا باپ بادری مکتی میں جیو کی اور اس کے ساتھ من کی ہستی مانتا ہے" دیکھو ستیارتھ ص۲۳۱ "جینی اچاریہ بھی مانتے ہیں کہ مکت آدمی کے من کی مانند لطیف جسم حواس اور پران وغیرہ بھی موجود رہتے ہیں۔ یعنی نیست نہیں ہوتے۔ بیاس منی مکتی میں ہستی اور نیستی دونو مانتے ہیں۔ یعنے جیو کی مکتی میں پاک طاقت موجود رہتی ہے۔ اور اسکی ناپاکی۔ گنہگاری۔ دکھ (عذاب) جہالت وغیرہ نیست و نابود ہو جاتی ہیں" اب ہم گرو جی مہاراج کے چیلوں سے پوچھتے ہیں۔ کہ جب آپ کے پیشوا بیاس جی کے والد اور جینی اچاریہ کے قول کو تسلیم کرکے ان اقوال سے ان لوگوں کو ملزم ٹھہرا رہے ہیں۔ جو جیو کے نیست و نابود ہونیکو مکتی قرار دیتے ہیں تو پھر آپ کیوں ان کے برخلاف مکتی میں جیو آتما کے ساتھ مادی جسم یا آلات احساس کے ہونے کو نہیں مانتے دیکھو ستیارتھ ص۲۳۱ "دو مکتی میں مادی جسم یا آلات احساس جیو آتما کے ساتھ نہیں رہتے۔ مگر اس کے طبعی پاکیزہ صفات رہتے ہیں۔ جب سننا چاہتا ہے۔ تو کان چھونا چاہتا ہے۔ تو جلد دیکھنے کے ارادہ سے آنکھہ ذایقہ کے لئے زبان سونگھنے کیلئے ناک سنکلپ و کلپ کرنے کرنیکے واسطے من یقین کرنے کے لئے عقل یاد کرنیکے حافظ پندار خودی کے لئے اہنیت اپنی ذاتی طاقت سے جیو آتما بن جاتا ہے" حالانکہ پنڈت جی کے نزدیک زبان کے بغیر بولنا یا من کے بغیر رنج و راحت کو محسوس کرنا محض گپوڑے اور دیوانوں کی بڑبڑ ہے۔ جب سوامی جی مہاراج سے پوچھا گیا۔ کہ جیو بغیر جسم کے خوشی راحت کو کیسے محسوس کرتا ہے۔ تو سراسیمہ ہوکر بقول خود گپوڑے ہانکنے شروع کردئے۔ اور دیوانوں کی طرح نہیں معلوم کہ پہلے کیا کہہ چکا۔ اور اب کیا بول رہا ہوں۔ ستیارتھ ص۲۹۷ کو دیکھو "دو ویسے پران بھی جڑ ہیں۔ نہ انکو بھوک ہے۔ نہ پیاس لیکن پران والے جیو کو بھوک پیاس لگتی ہے۔ ویسے ہی من جڑ ہے نہ اسکو شادی ہوسکتی ہے اور نہ غمی لیکن من کے ذریعے شادی غمی رنج و راحت کو جیو محسوس کرتا ہے" یہاں تو سرسوتی جی اقراری ہیں۔ کہ من ہی کے ذریعہ سے جیو راحت محسوس کرتا ہے پھر آلات احساس سے کیوں انکاری ہیں۔ بتاؤ سوامی جی کی کس بات پر اعتبار کیا جاوے۔ کان کے بغیر سننا زبان کے بغیر چکھنا آنکھہ کے بغیر دیکھنا جلد کے بغیر چھونا وغیرہ اس قانون کی پیروی کریں۔ یا من کو راحت کا ذریعہ مانکر سنیاسی صاحب کے حافظہ کے ثنا خواں ہوں ہمارے مترو ستیارتھ کی مدح سرائی سے آپ لوگوں کو اگنی کی پرستش کی طرح کچھہ فائدہ نہیں آپ کتنا ہی اسکے آگے سر اطاعت جھکادیں پھر بھی سوامی جی کی دورنگی عدالت سے آپ کا چھٹکارا نہیں ہوسکتا اگر گرو جی مہاراج کی پہلی بات کو مانوگے یعنے مکتی میں جیو کے ساتھ مادی جسم نہیں رہتا تو یہہ مخالف ہے اول خود انہیں کے اس قول کے کہ "دو من کے ذریعہ رنج و راحت جیو محسوس کرتا ہے" دوم مخالف ہے اس قول کے جو ص۲۲۲ میں ہے "دیہہ دوسرا اور یہونک شریر (جسم عنصری) مکتی میں نہیں رہتا ہے اور اس سے جیو مکتی میں سکہہ بھوگتا ہے" بزعم مولف ستیارتھ کا یہہ دعوی کہ مکتی میں جیو کے ساتھ مادی جسم نہیں رہتا خود اسی کے قول سے کہ "دو جسم عنصری مکتی میں بھی رہتا ہے" رد ہوگیا اگر دوسری اور تیسری بات کو سچ مانوگے (یعنے مکتی میں من۔ لطیف جسم۔ حواس۔ پران وغیرہ کا موجود رہنا) اور یہہ آپ کو ماننی بھی ضرور پڑیگی۔ کیونکہ گرو جی مہاراج کا حوالہ ہے۔ جو سائل کی تردید اور اپنی تائید کے لئے کتب قدیمہ سے نکالا ہے۔ تو اس صورت میں آپ لوگوں کے واسطے پہلی مشکل یہ ہے کہ پھر آپ کے پیشوا صاحب کیوں نہیں مانتے اور کیوں آپ کو ورطہ حیرانی اور گرداب پریشانی میں غوطے دے رہے ہیں۔ دوسری مشکل یہ ہے۔ کہ جیو کے ساتھہ جو لطیف جسم اور من پران وغیرہ مکتی میں موجود ہونگے یہ مخلوق اور مرکب ہیں۔ دیکھو ستیارتھ ص۲۲۲ "سوکشم شریر (جسم لطیف کہلاتا ہے۔ اور یہ جسم سترہ چیزوں کا مجموعہ ہے۔ یہ موت جسم میں جیو کے ساتھ رہتا ہے" پھر دیکھو ص۲۹۳ "دوگیارہواں من (دل) کچھہ کثیف پیدا ہوتا ہے" لہذا حسب قول سوامی جی کے مکتی میں جسم ہونیکی وجہہ سے مرنا ہی ضرور لازم آئیگا۔ کیونکہ آپ کا دعوے ہے۔ جو چیز مرکب اور مخلوق ہے۔ اسکو موت ضروری ہے۔ اگر چوتھا قول صحیح ہے۔ (یعنے مکتی کے اندر جیو پاک طاقتوں والا بنا رہتا ہے) تو جیو کا مکتی سے واپس آکر جنم لینے کا اعتقاد غلط ہوگیا۔ جب جیو میں علت موجب نجات اور مکتی موجود ہے۔ تو پھر باوجود موجودیت علت تامہ کے معلول تخلف یعنی مکتی کا کون عقلمند روا رکھتا ہے۔ بھلا یہہ بھی کوئی انصاف ہے کہ ایشور اپنے عاشقان دیدار اور خاصان دربار کو جن میں طاقت وصال اور قوت جمال بیچ زن ہو۔ نہایت ذلت کے ساتھہ مکتی خانہ سے دھکے دیکر نکالدے۔ پس اگر یہی گرو جی مہاراج ہیں۔ تو ان کی اطاعت ایک امر محال ہے اس لئے اے مترو چھوڑو اس مکتی کو جو محض وہم اور خیال ہے۔ جس کا ثبوت نہ عقل سے ملتا ہے۔ نہ نقل سے نہ سنیاسی صاحب کی شکل سے یعنی مادی جسم اور آلات احساس کے بغیر سکہہ راحت کے محسوس کرنے میں نہ عقل اجازت دیتی ہے۔ نہ نقل اور نہ سنیاسی جی کی اتباع سے کوئی اس مکتی خانہ تک پہنچ سکتا ہے۔ کیونکہ خود ہی گرو جی مہاراج مکتی کے وسائل میں فرماتے ہیں۔ فرماتے ہیں "شروع ہا یعنے وید وغیرہ شاستروں ان سے واقف کامل راستباز عالموں سچا اپدیش دینے والے بزرگوں کی کلام پر یقین کرنا" دیکھو ص۲۳۱ پھر آپ ہی جملہ ویدکے عالموں اور شاستروں کے جاننے والوں کو بیوقوف بناکر انکی کلام کو لغو اور بیہودہ قرار دیتے ہیں۔ بھلا کسی وید شاستر کے عالم کا نام تو بتائیں جو اس دیانندی مکتی کا قائل ہو۔ ہمارے آریہ دوستوں ان وجوہات کو تو ظاہر فرمایئے جن سے آپ اپنی مکتی کو اعلیٰ اور افضل سمجھے بیٹھے ہیں۔ آپ کے گرو مہاراج نے جو باتیں مکتی کے بارے میں بیان کیں۔ انمیں سے کوئی ایسی بات نہیں۔ جو معقول ہونے کی وجہ سے عقلمند آدمی کی طبیعت کو اپنی طرف کھینچ سکے۔ مثلاً سوامی جی اپنی مکتی کی بڑی خوبی یہہ تحریر فرماتے ہیں "دو کہ مکت جیو برہم میں رہتا ہے" حالانکہ اس خوبی میں حسب قول سوامی جی کے تمام جیو شریک ہیں۔ کیونکہ پنڈت جی مہاراج پورا انکی سایوجیہ مکتی کی تردید الفاظ ذیل کے ساتھہ فرماتے ہیں "دو سب جیو سرب بیاپک پرماتما میں بیاپیہ ہونے سے (اس کے ساتھہ) ملے ہوئے ہیں۔ اس لئے سایوجیہ مکتی بھی خود بخود حاصل ہے" اب ایک ثالث آدمی دیانندیوں اور پرانیوں کی مکتی میں کوئی فرق نہیں پائیگا۔ اور منصف کا اس میں یہی فیصلہ ہے۔ کہ سب جیو سرب بیاپک پرماتما میں بیاپیہ ہونے سے اسی میں رہتے ہیں۔ اس لئے دیانندی مکتی بھی خود بخود حاصل ہے۔ ہمیں تو دیانندی مکتی میں بڑی خوبی یہی نظر آتی ہے۔ کہ پنڈت جی نے آدمی کے پیٹ کی طرح ایشور کا بھی ایک جوف مانا ہے جس میں انتڑیوں کی ہوا کی طرح مکت جیو انند کے ساتھہ ادہر ادہر گھومتے رہتے ہیں۔ اور وہ جوف یا مکتی خانہ ایک محدود جگہ ہے جس میں محدود جیو سما سکتے ہیں۔ اور دیانندی ایشور نہیں چاہتا کہ سب جیو وسائل مکتی کو تلاش کرکے اس میں ہمیشہ کے لئے داخل ہوں۔ ایسا چاہنے میں حسب اعتقاد سوامی جی کے جیوں اور ایشور دونوں کا نقصان ہے۔ بلکہ ایشور کا تو کچھہ بھی نہیں بنتا جیوں کا نقصان یہہ ہے۔ کہ مکتی میں جگہ بہت تنگ ہوجاویگی۔ اور سیر سیاحت میں وہ مزہ نہیں رہیگا۔ چنانچہ ستیارتھ ص۲۳۰ میں ہے "دو اور مکتی کی جگہ بہت سی بھیڑ بھاڑ ہو جاویگی کیونکہ وہاں آمد زیادہ اور خرچ کچھہ بھی نہ ہونیکی وجہ سے زیادتی کا حد و حساب نہ رہیگا۔ اور

بجائے سکھ کے دکھ محسوس کرنا پڑیگا۔" اب آریوں کے برہم کی جس میں مکت جیو سکونت رکھتے ہیں حقیقت کھل گئی۔ وہ محدود ہے اگر غیر محدود ہوتا۔ تو سوامی جی کو بھیڑ بھاڑ کی فکر کیوں پڑ گئی۔ ایشور کا نقصان یہہ ہے۔ کہ ایشور اگر ناکردہ گنہ مکتی خانہ سے اپنے پیاروں اور سچے پرستاروں کو باہر نہ نکالے اور ہمیشہ کے لئے نجات دیدے۔ تو پھر سلسلہ تناسخ کے بند ہونے سے ایشور جی کو بیکار بیٹھنا پڑتا ہے۔ جس جیو نے نجات ابدی حاصل کرلی۔ وہ تو ہاتھ سے گیا۔ نئی روح پیدا کرنے کی طاقت نہیں۔ آخر ایک دن تمام روحیں نجات پا جاوینگی۔ اور آریوں کے ایشور بیچارے کو اپنی بے روزگاری پر افسوس کرنا پڑتا ہے۔ اسلئے آریوں کا ایشور اپنی عملداری کے محفوظ رکھنے کے لئے کسی جیو کو ہمیشہ کیلئے مکتی خانہ میں ٹھہرنے نہیں دیتا۔ اور اپنے راستباز بندوں کو عزت و تکریم کے بعد بے عزتی کے ساتھ واپس کرتا رہتا ہے۔ الغرض دیانندی مکتی میں بڑی خوبی یہی ہے۔ کہ مکت جیو برہم میں بے روک و ٹوک حرکت کرتا رہتا ہے۔ گو سب جیو سرب بیاپک پرماتما میں بیاپیہ ہو کر جیسے اس کے ساتھ ملے ہوئے ہیں۔ لیکن سوامی جی نے مکت جیو اور دوسرے جیو میں ایک فرق رکھا ہے یعنی مکت جیو برہم کے اندر رہتا ہے بخلاف دوسرے جیو کے کہ وہ برہم کو اپنے اندر لئے پھرتا ہے۔ چنانچہ ستیارتھ صفحہ ۳۴۸ میں پنڈت جی مہاراج ویدانتی کے سوال کا جسکا ثبوت کھلم کھلا وید شرتیوں میں موجود ہے۔ یوں جواب دیتے ہیں "اس جگہ ایسا سمجھنا چاہئے۔ ایک پرویش (داخل ہونا) ہے۔ اور دوسرا انوپرویش (بعد ازاں داخل ہونا) ہے۔ پرمیشور جسم میں داخل شدہ جیوؤں کے ساتھ گویا بعدہٗ داخل ہوکر وید کے ذریعے سب نام اور شکل وغیرہ کے علوم کو ظاہر کرتا ہے اور جسم میں جیو کو داخل کرکے آپ جیو کے اندر داخل ہو رہا ہے" الے ہمارے دوستان و ثواں اگر آپ میں کوئی صاحب حق اور راستی کے خواہشمند ہیں۔ تو ان چند کلمات مندرجہ بالا پر غور فرماویں۔ جن سے صاف ظاہر ہے۔ کہ آریوں کے محدود و مجسم برہم کا ایک جوف ہے جسکو مکتی خانہ کہتے ہیں۔ اس میں جو جیو رہتے ہیں ان کے ایک بدن ہے جسکو مکتی خانہ کہتے ہیں۔ اس میں جو جیو رہتے ہیں۔ ان کے اندر برہم نہیں رہتا۔ اگر برہم کا ان کے اندر موجود ہونا مانا جاوے۔ تو پھر مکت جیو کی نسبت پنڈت جی کا فرمانا کہ وہ برہم میں رہتا ہے۔ کچھ معنے نہیں رکھتا۔ برہم تو دوسرے جیو میں ہی رہتا ہے۔ کچھ معنی نہیں رکھتا۔ برہم تو دوسرے جیو میں بھی رہتا ہے۔ پھر مکت جیو کی اسمیں کیا خصوصیت ہے۔ نہیں منظوریات وہی ہے۔ جو اوپر بیان ہوئی یعنے برہم جسم کے جوف میں جیو سیر کرتے رہتے ہیں۔ اس عبارت منقولہ میں یہ جملہ "پرمیشور جسم میں داخل شدہ جیوؤں کے ساتھ گویا بعدہٗ داخل ہوکر" عجب جملہ ہے۔ جو ویدانتیوں کی تردید اور ویدوں کی تائید میں پیش کیا گیا ہے جسمیں معتقدان وید بتاتے ہیں۔ کہ پرمیشور جسم میں جیو کے ساتھ داخل ہوتا ہے۔ یا بعدہٗ اگر ساتھ ہوتا ہے۔ تو بعدہٗ کہنا غلط ہے۔ اگر جیو کے بعد ہوتا ہے۔ تو لفظ ساتھ کہنا درست نہیں۔ ایک بات مانی جاسکتی ہے۔ پرمیشور جیو دونوں کا اکٹھا داخل ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ مگر آفرین آریہ کے پیشوا کو کسطرح ساتھ اور بعدہٗ کے درمیان گویا بڑھا کر ویدوں کے فیصلے سے ویدانت کے مسئلے کو ناحق پیکنا چاہتے ہیں۔ یہ ہے آریوں کی مکتی جسپر فخر کیا جاتا ہے جسطرح باقی امور میں آریہ سماج جیو برہم کو مساوی مانتا ہے وہی برابری اس جگہ بھی موجود ہے۔ یعنے مکتی میں جیو برہم کے اندر رہتا ہے۔ اور یہاں برہم جیو کے اندر ہے کہیں جیو مظروف اور برہم ظرف اور کہیں برہم مظروف اور جیو ظرف ہے۔ اگر مکتی میں برہم جیو کو اپنے اندر رکھتا ہے۔ تو اسمیں برہم کا کوئی احسان نہیں۔ جیو بھی برہم کو اپنے اندر رکھ چکا ہے۔ ستیارتھ صفحہ ۲۰۲ "ویسے ہی پرماتما کے غیر محدود اور ہر جگہ حاضر ہونیکے سبب اسکا آنا ہی ثابت نہیں ہوسکتا۔ جانا یا آنا ہوسکتا ہے۔ جہاں وہ نہ ہو" الخ ایسا کہنا الٹا نتیجہ بلوں کے سوا اور کون کہہ سکیگا۔ اس سے معلوم ہوا۔ بانی وید اور ستیارتھ دونوں بے علم ہیں۔ کیا پرمیشور جیو جسم میں پہلے موجود نہ تھا۔ جو بعدہٗ داخل ہوا۔ ستیارتھ صفحہ ۲۵۸ "اس کی آنکھ نہیں لیکن سب کچھ بخوبی دیکھتا ہے۔ اس کے کان نہیں۔ تاہم سب کی باتیں سنتا ہے۔ الخ وہ اندریوں دراتہ کرکے کام اپنی طاقت سے کرتا ہے جب یہی صفتیں مکت جیو میں موجود ہیں۔ یعنے وہ اندریوں کے کام اپنی طاقت سے کرتا ہے۔ آنکھ کے بغیر دیکھتا ہے۔ کان کے بغیر سنتا ہے۔ تو پھر مکت جیو اور برہم میں آپ لوگ کیا فرق بتلاتے ہیں۔ کہ سوامی جی کی تشریح کردہ مکتی پر غور کریں اور سوچیں۔ کہ یہہ چوبیس طاقتیں سوا طاقت کشش۔ ترغیب۔ حرکت۔ خوف۔ غور۔ فعل۔ حوصلہ۔ یقین۔ خواہش۔ رغبت۔ نفرت۔ ملاوٹ تقسیم۔ ملانیوالی طاقت تقسیم کرنیوالی طاقت قوت سامعہ۔ قوت لامسہ۔ قوت باصرہ۔ قوت ذائقہ۔ قوت شامہ۔ علم۔ جیو مکتی میں رکھتا ہے۔ مادی جسم کے بغیر کس کام کی ہیں۔ اس سے تو تمہارے وید خود تمہارے ہی پیشوا کے قول سے غلط ثابت ہوتے ہیں۔ کیونکہ پنڈت جی مہاراج ستیارتھ صفحہ ۲۵۵ میں کلام الہی کی نسبت لکھتے ہیں۔ "جس کتاب میں قانون قدرت کے برعکس ادی پرمان راستباز اور پوتر آتما کے لوگوں کے برخلاف باتیں نہ ہوں۔ وہی کلام الہی ہے" چونکہ آنکھ کے بغیر دیکھنا کان کے بغیر سننا زبان کے بغیر بولنا وغیرہ یہہ باتیں قانون قدرت کے برخلاف ہیں۔ لہذا ثابت ہوا۔ کہ وید کلام الہی نہیں۔ ماسٹر جی آپ سوامی جی کے دو قول تو سن چکے پہلا قول "مکت جیو آکاش کے اندر پرمیشور میں بستے ہیں" دوسرا قول "پرمیشور جسم میں جیو داخل کرکے آپ جیو کے اندر داخل ہو رہا ہے" اب ان کا تیسرا قول سنئے۔ جو ان دونوں کے برخلاف ہے یعنے مکت جیو نہ پرمیشور کے اندر اور نہ پرمیشور اسکے اندر بلکہ دونوں اکٹھے رہتے ہیں۔ دیکھو ستیارتھ صفحہ ۱۹۲ "اور بے جسم آتما مکتی (کی حالت) میں پرمیشور کے ساتھ پاک ہوکر رہتا ہے" اچھا اس ذکر کو جانے دو۔ اب یہہ بتلایئے۔ کہ آپ کے پنڈت جی ہمیشہ کے لئے مکتی خانہ میں رہنا کیوں پسند نہیں فرماتے۔ ہم کو تو ان کی پیش کی ہوئی دلیلوں میں سے کوئی دلیل ایسی نظر نہیں آتی جس سے ان کا یہہ نیا دعوٰے قابل قبول سمجھا جاوے۔ بلکہ مکتی سے واپس آنے میں جس قدر خرابیاں ہیں۔ وہ ادنے لیاقت کے انسان پر بھی مخفی نہیں میں مختصر طور پر ان دلائل کو لکھہ دیتا ہوں۔ انصاف کرنا آپ کے اختیار ہے۔

(۱) اگر ایشور محدود کاموں کا غیر محدود پھل دے۔ تو اس کا انصاف قائم نہ رہے سوامی جی کی یہہ دلیل خود ان کے قول کو رد ہو جاتی ہے۔ جو انہوں نے جیو کے محدود ہونے کے قائلین کے مقابلہ میں کیا ہے۔ یعنے "مکتی میں جیو ہمیشہ بے طاقت والا بنا رہتا ہے" اور یہہ بھی سوامی جی مانتے ہیں۔ کہ نیکی کا ثمرہ سکھ اور انند ہے۔ پس معلوم ہوا۔ کہ مکت جیو ہمیشہ ہی سکھ میں رہیگا۔ بھلا یہ کونسا انصاف ہے۔ کہ نیکوکار کو بدکار بنا کر دنیا میں واپس کیا جاوے۔

(۲) اگر مکتی سے کوئی جیو واپس اس دنیا میں نہ آوے تو دنیا کا سلسلہ منقطع ہونا چاہئے۔ آپ کے گرو جی کو اسی خوف نے کہ مبادا دنیا کا خاتمہ ہو جاوے اس اعتقاد پر مجبور کیا ہے۔ لیکن ان کے چیلوں میں سے کوئی ہمت کرتا تو اس خطرہ سے اپنے پیشوا کو چھڑا سکتا تھا۔ کہ گرو جی مہاراج آپ کو دنیا کے خاتمہ کی کیوں فکر پڑ گئی۔ جناب نے تو خود اس مسائل کو جس نے پیدا کیا تھا "جب سنیاس آشرم ہی افضل ہے۔ اور سب انسان کریں۔ تو انسان کی نسل قطع ہو جاویگی" اس طرح پر دیکر تسلی دیدی "کہ سب انسان تو سنیاس حاصل کر ہی نہیں سکتے کیونکہ سب کی نفس پرستی کبھی نہیں چھوٹ سکیگی" پھر کچھ لو سب کی مکتی بھی کبھی نہیں ہو سکیگی۔ پس آپ کو محض اس وہم سے پاک اور راستباز انسانوں کو کتا بلا بنانا مناسب نہیں۔ یہہ تو آپ کا اعتقاد ہی ہے۔ کہ نفس پرستی کا وجود کبھی بھی دنیا سے نہیں اٹھے گا اور نہ گناہ کے بغیر دنیا آباد رہ سکتی ہے۔ اگر گناہ میں کچھ بھی کمی ہو جاوے۔ تو پرمیشور کو مقروض آدمی کی طرح فکر پڑ جاتی ہے۔ کہ اب نیکوکار بہت ہو گئے ہیں۔ میں ان کو انکی مزدوری گھوڑے بچھڑے وغیرہ کہاں سے دونگا۔ اس لئے تمام جیو حسب اعتقاد آپ کے مکتی حاصل نہیں کر سکتے۔ آپ بے فکر رہیں۔ تو شاید سوامی جی اپنے چیلے کی اس تقریر سے سمجھ جاتے۔ مگر وہ تو گذر گئے اور چیلوں کو ڈھول بجانا پڑا۔

(۳) اگر ایسا ہو۔ جتنے جیو آتمے ہوتے ہیں اتنے ایشور نے پیدا کرکے دنیا میں رکھدیا ہو۔ تو جیو غیر فانی ہو باد ہیں۔ کیونکہ جسکی پیدائش ہوتی ہے۔ اس کی فنا ضرور ہوتی ہے"۔ سوامی جی کی یہہ دلیل بھی ٹھیک نہیں۔ کیونکہ خالق اگر کسی مخلوق چیز کو خارج میں بالکل معدوم نہ کرے۔ تو ممکن اور محتمل ہے کہ اس میں تغیر بھی راہ نہ پاوے چنانچہ سوامی جی خود اس امر کی کتنی جگہ تصدیق کرچکے ہیں۔ اوّل دیکھو ستیارتھ صفحہ ۲۹۳ "گیانی کا من (دل) کچھ کثیف پیدا ہوتا ہے"۔ پھر اسی مخلوق من کی نسبت بحوالہ یجر وید ستیارتھ صفحہ ۲۰۴ میں یہہ عبارت درج ہے "جو اعلےٰ علم کا ذریعہ اور دوسری چیزوں کو خیال میں جلوہ گر کرنیوالا اور یقین کرنے والا ہے اور جو مخلوقات کے اندر منور غیر فانی ہے۔ جسکے بغیر کوئی شخص کوئی کام ہی نہیں کرسکتا۔ وہ میرا من بری صفتوں سے الگ رہے"۔ دیکھو یہاں ایک کثیف اور پیدا شدہ جسم کو غیر فانی کہا گیا ہے۔ پھر دیکھو ستیارتھ صفحہ ۲۹۰ "جب مہاپرے ہوتا ہے۔ تب اسکے بعد اکاش وغیرہ کی ترتیب سے الخ دنیا ہوتی ہے"۔ سوامی جی نے یہ ایک سوال کا جواب دیا ہے۔ مضمون سوال یہہ ہے۔ "جو پیدائش کے بارے میں وید وغیرہ شاستر متفق نہیں تیری آپ نشد کا قول ہے۔ کہ اس پرمیشور اور پرکرتی سے اکاش۔ اکاش کے بعد وایو۔ وایو کے بعد اگنی۔ اگنی کے بعد جل۔ جل کے بعد پرتھوی پرتھوی سے نباتات۔ نباتات سے اناج۔ اناج سے نطفہ۔ نطفہ سے انسان یعنے جسم پیدا ہوتا ہے۔ چھاندوگیہ میں اگنی وغیرہ اتریہ میں جل وغیرہ کی ترتیب سے دنیا کی پیدائش بتائی ہے۔ اب کس کو سچا اور کسکو جھوٹا مانیں"۔ ان مختلف اقوال کی تطبیق میں سوامی جی فرماتے ہیں "اس میں سب سچ ہیں۔ کوئی جھوٹا نہیں۔ جھوٹا وہی ہے۔ جو ان کے برعکس سمجھتا ہے۔ جب مہاپرے ہوتا ہے۔ اس کے بعد اکاش وغیرہ کی ترتیب سے دنیا پیدا ہوتی ہے۔ یعنے ایشور مہاپرے کے بعد پہلے اکاش کو پیدا کرتا ہے۔ اور یہہ قول بالکل سچا ہے جو اس کو جھوٹا سمجھے۔ وہ خود جھوٹا ہے" پھر آپ بھی گرو جی اسکے ہی قائل ہیں مگر اکاش کا پرے نہیں ہوتا۔ پس ماسٹر جی آپ کے پیشوا کی یہہ دلیل کہ جو پیدا ہوا۔ وہ ضرور مریگا باطل ہوگئی۔ یہاں آپ کے گرو جی کی راستبازی کا نمونہ بھی دیکھنے والوں کے لئے ظاہر ہے۔ وید شاستروں کے اختلافات نے آپ کو کچھ ایسا سراسیمہ اور مخبوط الحواس کردیا۔ کہ اپنی زبان سے اپنے آپ کو جھوٹا بناتے ہیں۔ ایک جگہ لکھتے ہیں کہ "تین ہی چیزیں ازلی ہیں۔ ایشور۔ جیو۔ عالم کی علت مادی" دیکھو صفحہ ۲۴۲ پھر آگے چل کر صفحہ ۲۶۳ میں پانچ چیزیں ازلی مانتے ہیں۔ پرمیشور۔ مادہ۔ وقت۔ اکاش۔ جیو۔ پھر اس سے ذرہ آگے چل کر صفحہ ۲۹۰ میں اس قول کو جو اوپر بیان ہوا تسلیم کرتے ہیں۔ یعنے اس برہم اور پرکرتی سے اکاش پیدا ہوا۔ وہی اکاش جسکو ازلی کہا تھا۔ اس تطبیق کی خاطر حادث اور مخلوق ماننا پڑا۔ اب آپ کو سوچنا چاہئے۔ کہ اگر اکاش ازلی ہے۔ تو پھر یہہ قول کہ اس برہم اور پرکرتی سے اکاش پیدا ہوا۔ جھوٹا ہے اور پنڈت جی کا دھرم ہے۔ کہ جو اس قول کو جھوٹا سمجھے۔ وہ آپ جھوٹا ہے۔ لہذا سوامی جی اکاش کو ازلی کہتے ہیں جھوٹے ہیں بیشک آپ لوگوں کے واسطے ایسی مشکلات کو بجز اس کے چھٹکارا نہیں۔ کہ آپ لوگ بھی اپنے گرو جی مہاراج کی طرح دوہرا اعتقاد رکھیں۔ ایک ذاتی دوسرا عارضی یہاں پنڈت جی کا ذاتی اعتقاد یہہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ اکاش ازلی ہے۔ اس کی پیدائش نہیں۔ جب کسی نے سوال کیا۔ کہ پیدائش عالم کی نسبت وید شاستروں میں اختلاف ہے۔ تو وہاں عارضی اعتقاد سے کام لیا گیا۔ کہ کوئی اختلاف نہیں۔ مہاپرے کے بعد پہلے اکاش پیدا ہوتا ہے۔ غرض اس قسم کے حملوں سے بچنے کے لئے یہہ دو رنگی اور نفاق کا قلعہ آریہ کو خوب کام آتا ہے۔

(۴) دکھ کے احساس کے بغیر سکھ کچھ بھی نہیں ہوسکتا۔ جیسے کڑوا نہ ہو۔ تو میٹھا کیا۔ اور میٹھا نہ ہو۔ تو کڑوا کس کو کہیں"۔ منصف مزاج آدمی کے واسطے اس دلیل سے دیانندی مذہب کا راز بخوبی معلوم ہوسکتا ہے کہ پیشوائے آریہ پاپ اور گناہ کی بنیاد قائم کرنے اور پرمیشور کو خطاکار ٹھہرانے میں کسقدر دلیر ہیں۔ کیونکہ جب دکھ گناہ یا پاپ کا نتیجہ ہے۔ تو آریوں کا ایشور ان کو گنہگار بنائے بغیر کیونکر سکھ دے سکتا ہے۔ جب تک یہہ لوگ۔ چوری زنا قتل وغیرہ طرح طرح کے جرائم کے ارتکاب سے دکھی نہ ہوں۔ ان کو سکھ کچھ بھی نہیں ہوسکتا۔ اس لئے آریہ کا ایشور نہیں چاہتا۔ کہ آریہ لوگ ہمیشہ نیکوکار بنے رہیں۔ اور نہ نیک ہونا ان کے حق میں مفید ہے۔ بلکہ ان کا سکھ ان کے گنہگار ہونے میں ہے۔ پرمیشور کے پیٹ یعنی مکتی خانہ میں بباعث عدم وقوع گناہ کے میٹھا ہی میٹھا ہے۔ مکت جیو تنگ آکر چاہتا ہے۔ کہ اس میٹھا س (نیکی) کو تلخی (گناہ) سے بدلوں۔ بیچارا بڑی مشکل سے مکتی خانہ نہیں۔ قید خانے میں دن کاٹتا ہے۔ چنانچہ سرسوتی جی مہاراج کا صاف اقرار ہے۔ کہ مکتی اور قید میں کچھ فرق نہیں دیکھو ستیارتھ صفحہ ۲۰۸ "کیا تھوڑی سی قید کی نسبت عمر بھر کی قید یا پھانسی کو کوئی اچھا سمجھتا ہے۔ مکتی سے واپس نہ ہونے اور عمر بھر کی قید میں صرف اسی قدر اختلاف ہے۔ کہ وہاں (اس زندگی کی طرح) مشقت نہیں اٹھانی پڑتی"۔ مطلب اس کا یہہ ہے۔ کہ مکتی خانہ جیلخانہ ہے۔ اس میں ہمیشہ رہنا عمر بھر کی سزا ہے۔ تھوڑا رہنا تھوڑی قید ہے پھر اس قید کے لئے آریہ لوگوں کو کوشش کرنا مناسب نہیں۔ بھلا قید خانے میں جانے کے وسائل اور سادھن تلاش کرنا عقلمند کا کام ہے۔ بلکہ انکی پرارتھنا یوں ہونی چاہئے۔ اے اگنی پرمیشور مکتی خانہ سے ہم کو بچائیو۔ وہاں تو ہمیشہ سکھ ہی سکھ ہے اور ہمیشہ کا سکھ حقیقت میں دکھ ہے تو ہمیں مختلف قالبوں کے ذریعے سے دنیا کا سیر کراتا رہ۔ جہاں کڑوا میٹھا ملا جلا ہے۔

ہم کو پنڈت جی کی بعض باتوں پر بڑا تعجب آتا ہے۔ کہ باوجود دعوائے تحقیق اور انصاف کے سوامی جی کی طرح بے انصافی سے کام لیتے ہیں۔ دیکھو آپ کا دعوے ہے۔ کہ "مکت جیو سب لوگوں (نظام دنیا) اور خواہشوں کو حاصل کرتا ہے"۔ تمام جیو طبعاً سکھ ملنے کی خواہش کرتے ہیں۔ اور دکھ سے دور رہنا چاہتے ہیں" دیکھو صفحہ ۳۲۶ پر ہم نہیں سمجھتے۔ کہ کیوں مکت جیو تمام خواہشات کے ملنے پر بھی مکتی میں تنگ آکر واپسی کا مشتاق رہتا ہے۔ خواہش کے مطابق چیز ملنے سے کوئی تنگ یا ناراض نہیں ہوتا۔ ایسا ہی جب سکھ سے محبت دکھ سے نفرت جیو کا طبعی خاصہ ہے۔ تو پھر اس طبعی تقاضے اور فطرتی منشا کے پورا ہونے سے جیو ہمیشہ ہی انند میں رہیگا۔ اور کبھی دکھ کی جو اس کی طبیعت کے خلاف ہے۔ خواہش نہ کریگا۔ اب کون منصف ہے۔ جو مکتی کے دائمی ہونے میں جیو پر ظلم سمجھتا ہو۔ دوستو! سوامی جی کی یہہ کوئی دلیلیں نہیں۔ صرف بہانے ہیں۔ کڑوے میٹھے یا پھانسی قید کی مثالیں ڈوبتے کو تنکے کا سہارا ہے۔ ستیارتھ صفحہ ۲۵۸ میں مکتی کی میعاد کا شمار اس طرح پر ہے۔ کہ "تینتالیس لاکھ بیس ہزار سال کی چترجگی دو ہزار چترجگیوں کا ایک (برہما کا) راتدن ایسے تیس رات دن کا ایک مہینہ ایسے بارہ مہینوں کا ایک سال ایسے سو سال کا پرانت کال (مہاکلپ) اتنا عرصہ مکتی میں سکھ بھوگنے کا ہے"۔ اب حساب کرکے سمجھ لیجئے کہ جب اتنا عرصہ کڑوی چیز کے بغیر مکت جیو سکھ اور انند کے ساتھ بھوگ سکتا ہے تو پھر کیا وجہ ہے۔ کہ اس میعاد کے گذرنے کے بعد مکت جیو کا معدہ میٹھی چیزیں ہضم کرنے کے قابل نہیں رہتا۔ ہم کیونکر مان لیں۔ اور اس کی کیا دلیل ہے۔ کہ اس عرصہ سے زیادہ ایک گھنٹہ بھی مکتی خانہ میں ٹھیرنا ایشور کے انصاف کے برخلاف ہے۔ اور کس طرح سوامی جی کے اس فرمودہ پر کہ مکت جیو سب خواہشوں کو حاصل کرتا ہے۔ اور جیو طبعاً سکھ ملنے کا خواہشمند ہے۔ اعتبار ہوسکتا ہے۔ کیا مکتی سے واپسی کیوقت جب یہہ میعاد ختم ہوجاتی ہے۔ تو مکت جیو میں خواہشیں نہیں رہتیں۔ کیا جیو کا وہ طبعی خاصہ بدل جاتا ہے۔ جو بجائے سکھ کے دکھ سے محبت اور پیار کرنے لگتا ہے۔ نہیں ہرگز نہیں۔ مکت جیو تو چاہتا ہے۔ کہ میں ہمیشہ سکھ میں رہوں پادشاہی چھوڑکر جو بڑا اچھا سکھ ہے۔ کس کو شوق ہے کون ہے۔ جو حکومت سے بیزار اور نوکری اٹھانے کو طیار ہو۔ بات یہہ ہے۔ کہ آریوں کا ایشور نہیں چاہتا۔ کہ جیو مکتی میں ہمیشہ رہیں۔ چند روحیں جو اتفاق سے قابو میں آگئیں۔ مکتی کے دائمی ہونے میں وہ ہاتھ سے جاتی ہیں۔ اور یہہ دنیا کا سلسلہ جسمیں نیوگ جیسی نعمتیں آریہ کو نصیب ہیں۔ منقطع ہوجائیگا۔ نئی روح پیدا کرنیکی طاقت نہیں۔ جو دنیا کو آباد رکھ سکے (پہلے سوامی

سوال مع جواب

قرآن کریم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے ہی کیوں شروع ہُوا۔ اور اسماء الحسنیٰ سے بسم اللہ کے لئے صرف ان تین اسموں کو ہی کیوں منتخب کیا اس میں کوئی خاص حکمت ہے۔

جواب

ایک سوال ہے۔ جو اعتراض کی صورت میں ... ہوا۔ میں حیران تھا۔ کہ قرآن کریم ... کا ہر ایک فقرہ پر حکمت خوبیاں اپنے ... رکھتا ہے۔ اس پر ایسے اعتراض کیوں ... جاتے ہیں۔ جن سے اس کا دامن بکلی منزہ ہے۔ لیکن جب سوچا۔ تو معلوم ... قرآن کریم کی خوبیاں ظاہر ... کمال عجائب کی بہار کا ... لئے ممکن تہا۔ کہ وہ دقیق ... مخفی خوبیاں جو صرف اعتراضات ... ہی سوجہتی ہیں۔ بغیر اعتراض ... نہ آتیں۔ اور وہ عجائبات ... ظہور کا ذریعہ محض اعتراضات ... وجود ہے۔ وہ بغیر اس کے کہ اعتراض کئے جاتے ظاہر نہ ہوتے۔ سو اس خیال کر ہم معترضین کے وجود کو بہی اچھا ہی خیال کرتے ہیں۔

کیا خوبی کی بات ہے۔ کہ معترض جب کبھی کسی آیت پر اعتراض کرتے ہیں۔ تو ... میں سے یعنی اسی اعتراض کے نیچے سے ایک نہایت دلربا اور دلکش حکمت اور خوبی کا نور چمک اٹھتا ہے۔ جس ... وہ اعتراض کا سیاہ دھبہ جو نہایت ... اور بری صورت میں ظاہر ہوا تہا۔ ... آن میں کافور ہو جاتا ہے۔ جسکا بین ثبوت بعونہٖ وقوتہٖ تعالیٰ ہم اس اعتراض کے جواب ... میں دیتے ہیں اور دکھاتے ہیں۔ کہ وہ مسئلہ جو مخالفین کی طرف سے بطور اعتراض پیش ہوا۔ دراصل ایک مخفی علم و حکمت اور پوشیدہ نور تہا۔ جو کوتہ نظروں نے ... کے ظلمت خیال کیا۔

سو واضح ہو۔ کہ بسم اللہ شریف ایک ... اعجازی متن ہے۔ جو نہایت ہی اجمالی صورت میں واقع ہُوا ہے۔ جس کی شرح سورہ فاتحہ اور شرح الشرح قرآن کریم ہے۔ بلکہ بعض نے تو اسطرح بیان کیا ہے کہ قرآن کریم تفسیر الحمد کی اور الحمد تفسیر بسم اللہ کی اور بسم اللہ تفسیر حرف با کی جو بسم اللہ کا پہلا حرف ہے۔ اور با تفسیر نقطہ کی جو اس کے نیچے ہے۔ اور یہ سب صحیح اور سچ ہے۔ اور اسمیں ذرہ بہی خلاف نہیں۔ چنانچہ ہم اس اجمال کی کچھ مختصراً تفصیل بتلا بہی دیتے ہیں۔ وہو ہذا۔

جاننا چاہیئے۔ کہ خدا تعالیٰ کی دو کتابیں ہیں۔ ایک فعلی اور ایک قولی۔ فعلی سے مراد صفحۂ عالم اور تمام کائنات ہے۔ اور قولی سے مراد قرآن مجید۔ ان دونوں کتابوں کی آپس میں اس قدر مطابقت اور موافقت ہے۔ کہ دیکھنے سے انکی ہیئت کذائی سے خدا تعالیٰ کی توحید پر ایک کامل دلیل اور بین ثبوت ملتا ہے۔ اور گو کتب سماویہ اور صحف مقدسہ قرآن کریم کے علاوہ اور بہی ہیں۔ مگر جیسا کہ فعلی کتاب کا پورا نقشہ اور کامل تصویر اور پورا اتفاق اور کامل اتحاد قرآن کریم نے دکھایا ہے۔ یہ فخر اور یہ کمال اور کسی کتاب کو نصیب نہیں آیا اور ہرگز نہیں آیا۔

قرآن کریم بسم اللہ سے شروع ہُوا۔ اور اس پر سوال ہُوا۔ کہ اسکی وجہ کیا ہے سو جاننا چاہیئے۔ کہ اس کی چند ایک وجوہ ہیں جو کئی مقامات سے مخصوص ہیں۔ جن میں سے بطور نمونہ کچھ عرض کرتا ہوں۔ اول یہ کہ بسم اللہ کا ابتداء جیسا کہ قولی کتاب میں پایا جاتا ہے۔ ایسا ہی فعلی کتاب کا آغاز بہی بسم اللہ ہی ہے۔ اور جیسے بسم اللہ کا آغاز حرف (ب) سے ہوا ہے۔ ایسا ہی فعلی کتاب کی بسم اللہ بہی حرف (ب) سے ہی شروع ہوتی ہے۔

اور جیسے حرف (ب) نقطہ کے مرتبہ سے ترقی کر کے الف تک۔ اور الف سے پہر (ب) ہی ہے۔ اسی طرح فعلی کتاب کی (ب) کی حقیقت سمجھ لو۔ کیونکہ فعلی کتاب جو خدا تعالیٰ کے افعال کے لئے جلوہ گاہ ہے یہ اس ذات سے بمرتبہ افعال تیسرے درجے پر ہے۔ جیسے نقطہ سے (ب) تیسرے مرتبہ پر ہے۔ اور خدا تعالیٰ کی ذات بحیثیت ازلیت کے پہلے مرتبہ میں نقطہ کے مشابہ ہے۔ اور یہ وہ مرتبہ ہے جسکی طرف حدیث قدسی کا اشارہ پایا جاتا ہے۔ و ھو ھذا۔ کُنْتُ کَنْزًا مَّخْفِیًّا فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ۔ یعنی میں ایک مخفی خزانہ تہا۔ مجہے شوق ہُوا۔ کہ اپنا آپ دکھلاؤں۔ تب یہ خلق پیدا کی۔ اور ذات کے بعد صفات کا مرتبہ ہے۔ اور ازلیت میں ذات سے یہ دوسرے درجے پر ہے۔ اور ذات بمعہ صفات کے وہ مرتبہ ہے۔ جو الف سے مشابہ ہے۔ اور یہ اسلئے کہ جس قدر حروف ہیں۔ ان میں سے ہر ایک کی ابتدا نقطہ سے شروع ہوتی ہے۔ اور جس حرف کے لکہنے کیلئے قلم کاغذ پر رکھوگے۔ پہلے نقطہ کی صورت بنے گی۔ پہر نقطہ سے حرف کی صورت اور کوئی ایسا حرف نہیں۔ جو نقطہ سے نہ بنا ہو۔ اور نقطہ جس کے ساتھ نہ ہو۔ جیسے کہ ہر چیز آلہی ذات سے ظہور میں آئی۔ اور کوئی چیز نہیں۔ جسکی وہ قیوم نہ ہو۔ اور جو اسکی معیت سے خالی ہو۔ اور (الف) جو حروف سے پہلا حرف ہے۔ یہ بہی نقطہ سے خالی نہیں۔ اور نقطہ سے یہ دوسرے مرتبہ پر ہے۔ جیسے صفات ذات سے دوسری مرتبہ پر اور ہمارے اس بیان کی تصدیق اسطرح سے بہی ہوتی ہے۔ کہ الف عربی میں اُس کو کہتے ہیں۔ جس پر زبر زیر و پیش نہ پڑھا جاوے۔ اور جب پڑھا جاوے۔ اور وہ بصورت الف ہی ہو۔ تو اُس کو ہمزہ کہتے ہیں۔ نہ الف چنانچہ نحو کی کتابوں میں یہ ثابت مسئلہ ہے۔ زرادی میں ہی دیکہو۔ وہاں بہی یہہ مسئلہ موجود ہے۔ اور الف حرف اشباع کا کام دیتا ہے۔ اور اس کا اشباع ... اور کنایہ چونکہ ذات جامع صفات کی طرف ہے۔ اور الہی ذات حالتوں سے پاک ہے۔ اور حرکات یعنی زیر زبر پیش تین حالتوں کا ہی نام ہے۔ زبر کر افراط زیر سے تفریط پیش سے اعتدال اس لئے وہ حرف جس کا اشارہ خدا تعالیٰ کی طرف ہے۔ وہ بہی تین حرکات کے اثر سے منزہ ٹھہرا۔ اور دوسرا اس حرف یعنی الف کی مناسبت اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس طرح سے بہی ہے۔ کہ الف کو آنکہیں تو دیکہتی ہیں۔ مگر زبان ادا نہیں کرسکتی۔ کیونکہ زبان تب ادا کرسکے۔ جب حرکات سے کوئی حرکت بہی ساتھ پڑہی جائے۔ بلا حرکت کس طرح ادا کرسکے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کی نسبت بہی حدیث شریف میں آیا ہے کہ مَنْ عَرَفَ رَبَّہٗ فَقَدْ کَلَّ لِسَانُہٗ یعنی جس نے اس بے کیف ذات کو بے کیف بصیرت روحانیہ سے دیکہکر پہچان لیا۔ پہر اس کیفیت کو اگر بزبان قال بیان کرنا چاہے۔ تو اس کی زبان بیان کرنیسے عاجز رہتی۔ گویا گونگی ہے۔ سبحان اللہ اس بے کیف مسئلہ کی کیفیت بیان کرنے کے لئے الف کی کیسی مثال ہے۔ جو اس مسئلے کو خوب حل کردیتی ہے۔

یہہ تو دوسرے مرتبہ یعنی مرتبہ صفات کا بیان ہے۔ جسکی طرف الف اشارہ کر رہا ہے۔ اب رہا حرف با جو نقطہ سے تیسرے مرتبہ ... پر ہے۔ جیسے افعال آلہیہ جنکا مرتبہ ذات سے تیسرے درجہ پر ہے۔ اور (ب) الف کی طرح نہیں جو الف کی طرح حرکات سے خالی ہو۔ یہہ اس لئے کہ افعال کا مرتبہ ... جس کی طرف (ب) کا اشارہ ہے۔ یہہ بہی حالات سے خالی نہیں۔ اور کوئی فعل نہیں۔ جس کا کسی زمانہ کے ساتھ تعلق اور لگاؤ نہ ہو۔ ماضی ہو۔ حال ہو۔ خواہ استقبال اور صورت فعل زمانہ سے خالی نہیں۔ اسی لئے مرتبہ افعال کے مقابل حرف (ب) کو رکہا۔ پہر ان ہی تین حروف کی الفاظ سے تفسیر کے نقطہ کی تفسیر جس سے مراد ذات ہے۔ اللہ کے لفظ سے بیان فرمائی اور مرتبہ صفات کے مقابل حرف کی تفسیر لفظ الرحمان سے اور مرتبہ افعال کے مقابل حرف کی لفظ الرحیم سے پہر اللہ کی تفسیر الحمد للہ اور الرحمان کی رب العلمین اور الرحیم کی مالک یوم الدین پہر اسی طرح آگے کو یہہ سلسلہ لمبا چلا جاتا ہے۔ جسکا مفصل ذکر قرآن کریم میں ہے۔ پس ایک تو یہ وجہ تہی جو خدا تعالیٰ نے فعلی کتاب کے آغاز کے مسئلہ کو قولی کتاب کے آغاز سے کہولدیا۔ اور اس ترتیب کو جو ان دونوں کے درمیان لازم ملزوم کی طرح تہی۔ صاف طور پر دکہلا دیا۔ اور بسم اللہ شریف کا وہ مطلب جو اوپر بیان ہوا۔ یہ بطور آیات توحید یعنی توحید کے نیچے بیان ہوا ہے۔ اس کے بعد بسم اللہ شریف آیات نبوت کے نیچے بیان ہوگی۔ اس طرح کہ خدا تعالیٰ کا قانون ہے۔ کہ جیسے وہ رات کے بعد دن اور

ن کے بعد رات لاتا ہے۔ اسیطرح وہ روحانی
سلسلہ میں بھی ایک دن اور ایک رات
ی باری سے دورہ میں لاتا رہتا ہے۔
سلہ کی رات کا وہ زمانہ ہوتا
ح سے لوگ اصل حقیقت
پڑتے ہیں۔ اور بجائے خالق
ستی کے خلق اور اسباب پرستی میں
جاتے ہیں۔ اور روحانی سلسلہ کا
روشن وہ زمانہ ہوتا ہے جس میں لوگ
پرستی کی ظلمت سے نکل کر فضائے توحید
مالق پرستی کی طرف آتے ہیں۔ اور
ب جسمانی سلسلہ کی پُرظلمت رات
ے [illegible] کے لئے ایک سورج کا ہونا ضروری
ہے۔ اسیطرح روحانی سلسلہ کی رات کے
یل کرنے کیلئے ایک سورج کی ضرورت
ی ہے جسکو دوسرے لفظوں میں رسول اللہ
ہر چونکہ ہر ایک رسول ایک نئی تبدیلی کے
ے کیلئے اپنے دور میں آتا ہے۔ اور اوّل
وہ اللہ تعالیٰ کے صفات نورانیہ سے
فتاب کی طرح منور ہو جاتا ہے۔ تب
کو اللہ تعالیٰ اصلاح خلق کیلئے محض
ی ر[illegible] کے تقاضا سے روحانی
سلسلہ کی رات کے پُرظلمت زمانہ کو
ب روشن دن کے ساتھ تبدیل کرنے
ے دنیا میں مبعوث فرماتا ہے اس
کہ تا لوگ وہ نعمتیں جو ان کو بطور
رحمت کے دی گئی ہیں۔ اور بلاعوض
در بلا درخواست دی گئی ہیں۔ انکو استعمال
ق کی راہ سے رحیمیت کا فیض پائیں۔ اور
ن فانی نعمتوں سے غیر فانی نعمتیں حاصل
یں۔ اس مقصد کی بنا پر شریعت حقہ کی
قدس اور کامل کتاب کا عنوان بسم اللہ
الرحمٰن الرحیم۔ سے ہوتا ہے جس کے یہ معنی
ہے۔ کہ اس زمانہ کی اصلاح اور پاک اور
روشن تبدیلی اللہ تعالیٰ کے اس رسول کے
ذریعے سے ہوگی۔ جسکو اللہ تعالیٰ نے اپنے
صفات کے رنگ سے رنگین کر کے اور اپنا
مظہر بنا کر محض رحمانیت کے تقاضا سے
س نے بھیجا۔ تا لوگ رحمانی نعمتوں کے
استعمال سے رحیمی نعمتیں اور فیض حاصل
یں۔ اور اسم کے معنے ہم نے مظہر اور
ل کے کئے ہیں۔ کیونکہ اسم اپنے مسمّٰی پر
ی ہیئت پر واقع ہوتا ہے۔ جیسے ظل
ت اصل ہے۔ اور یہ ہیں بسم اللہ
شریف کے جو ہم نے ابھی بیان کئے ہیں۔

یہ بطور آیات نبوت کے دکھائے ہیں۔ اس
میں نبوت کا مسئلہ عنوانی صورت میں
بھی دکھلایا گیا۔ اس کے بعد بسم اللہ شریف
کے معنے بطور تفاعل کے ہونگے۔ جو نبوت اور
رسالت کا اصلی منشا ہے۔ اس طرح ہر
ہر ایک مومن کو لازم ہے۔ کہ وہ اپنے تمام
حرکات سکنات کو بسم اللہ شریف کے
موافق بجالائے۔ کیا مطلب یعنی ہر ایک
حرکت سکون کے وقت خدا تعالیٰ کی رضا
کو مدّنظر رکھے۔ اس خیال پر اور اس ارادہ
کے ساتھ کہ میں اپنی تمام طاقتوں کو خواہ
وہ کس قسم کی ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کو
مدّنظر رکھکر اس کے پاک مظہر رسول کے
پاک نمونہ کی میزان کے ساتھ وزن کرنے
سے استعمال کرتا ہوں۔ تا ان رحمانی نعمتوں
کو رسول کے نمونہ کی میزان کے مطابق۔
استعمال کرنے سے رحیمی نعمتوں کو حاصل
کروں۔ یہ معنے آیات نبوت سے اتر کر تقابل
نبوی کے مرتبہ پر کے معنے ہیں۔ جو نبوت
کے بعد کا مرتبہ ہے۔

اس کے بعد بسم اللہ شریف استمدادی
معنوں کا بھی ایک مرتبہ رکھتی ہے۔ اس
طرح پر کہ جب تلاوت قرآن یا اور کوئی
کار خیر شروع کرے۔ تو بسم اللہ پڑھکر
شروع کرے۔ اور اس سے بطور دعا کے
کامیابی فائدہ اٹھائے۔ اس طرح پر کہ میں
ذات بابرکات حضرت جامع صفات کاملہ
کے مبارک نام سے برکت چاہتا ہوں۔ تا
ان نعمتوں سے جو مجھے بطور رحمانیت کے
عطا ہوئی ہیں۔ ان کو جائز اور صحیح استعمال
کرنے سے مجھے وہ کامیابی نصیب ہو۔ جو
رحمانی نعمتوں کے صحیح استعمال سے رحیمی
نعمتوں کی مبارک صورت میں ظاہر ہوتی
ہیں۔ بسم اللہ شریف میں علاوہ اس کے
اجتہاد اور غور و تدبر کو استعمال میں لانے
کا بھی اشارہ پایا جاتا ہے۔ جو لفظ الرحمان اور
الرحیم سے استنباط ہوتا ہے۔ کیونکہ الرحمان
کا فیض تو بلا کسی محنت اور عوض کے ہوتا ہے۔
جس کو انسان مدبرانہ طرز سے استعمال کر کے
اس فیض پر ایک اور فیض حاصل کرے جو
پہلے فیض سے بقدر محنت اور کوشش اور
استعمال صحیح کے کئی گنا زیادہ ہوتا ہے۔
جیسے دانہ کہ جب اسکو محنت کے بازوں کے
ساتھ کامل سعی اور کوشش اور صحیح تدبیر سے
استعمال کیا جاتا ہے۔ اور اپنے وقت پر

بویا جاتا ہے۔ تو گو وہ اپنی رحمانی فیض کی
صورت میں تن واحد ہوتا ہے۔ مگر
محنت اور صحیح تدبیر اور استعمال کی صورت
میں جب وہ اپنے کمال کو پہنچتا ہے۔ تو رحیمی
فیض کی صورت میں وہ ایک نہیں رہتا
بلکہ بجائے ایک کے وہ کئی دانوں کی صورت
میں ہو جاتا ہے۔ اسی طرح قرآن کریم کی
ہر ایک آیت گو بصورت ظاہر ایک انداز
سے دانہ کی طرح ہے۔ مگر جب کوئی پاک
دل اور کامل خوض اور فکر کے ساتھ صحیح
طریق سے اس میں تدبیر کرتا ہے۔ تو اس
کی وہ طرز جو دانہ کی طرح معنے واحد کی
صورت میں ظاہر تھی۔ کامل تدبیر کرنے
سے ایک سی وہی آیت کئی کمالات اور
کئی معارف اور حقایق کا سرچشمہ بن جاتی
ہے۔ اس لئے اس آیت یعنی بسم اللہ شریف
سے اس ہدایت کو بھی پیش کیا۔ کہ قرآن کریم
کو تدبیر سے اور غور سے پڑھو۔ چنانچہ اسی
ہدایت کیلئے قرآن کریم میں مفصل طور پر
بھی بیان فرمانا جہاں لکھا ہے۔ اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰی قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا
یعنی قرآن کریم کو تدبیر سے پڑھو۔ اور ان
تالوں کو جو عدم تدبیر کی وجہ سے دلوں پر
لگے ہیں تدبیر کی کلید اور چابی سے کھولو۔
بسم اللہ شریف کے متعلق نہایت دقیق
اسرار کا ذخیرہ علاوہ مذکورشدہ اسرار کے
اور بھی ہے۔ مگر افسوس کہ بوجہ خوف طوالت
اسی پر کفایت کرنا پڑا۔ اب غور سے دیکھنا
چاہئے۔ کہ بسم اللہ شریف سے خدا تعالیٰ
کی قولی کتاب یعنی قرآن کا آغاز ہونا کیسا
محل مناسب اور پرحکمت مقام پر ہے۔
کہ اس کے پہلے مرتبہ نے فعلی کتاب کے
پہلے مرتبہ کو پوری ترتیب اور مناسبت سے
بیان کیا۔ اور اس کے معانی کے دوسری
مرتبہ نے توحید کے بعد کے مرتبہ یعنی دور
رسالت اور مرتبہ نبوت سے پوری مناسبت
دکھا لی۔ اسی طرح تعامل اور استمداد وغیرہ
تمام مراتب جنکا انسان کو قبل از وقت
کسی امر کے لئے محتاج ہونا پڑتا ہے۔ سب
کو علےٰ قدر مراتب بیان کیا۔ اور فعلی کتاب
موافقت اور اتحاد کو ایسا دکھایا۔ کہ بس
کمال ہی کر دیا۔

افسوس کہ کیسی کوتہ نظر ہیں اور بے انصاف طبیعتیں
ہیں۔ کہ ایسی پاک کلام پر اعتراض کیں۔ دیکھا کیسا
نور چمکا۔ اور کیسی حد ابیان اور پرحکمت
بیان ظاہر ہوئے۔ اور اعتراض کرو۔ اور
پھر دیکھو۔ جمیع العلم فی القرآن لکن
تقاصر عنہ افہام الرجال۔

عاجز غلام رسول احمدی ۔۔۔
ضلع گجرات

معمولی مصیبت یا عذاب الٰہی

جب کوئی رسول یا نبی خدا تعالیٰ کی طرف
سے بندوں کی ہدایت کیواسطے آتا ہے۔ تو
اس قوم پر بلائیں بھی نازل ہوتی ہیں۔
کیونکہ وَ اَخَذْنَا اَهْلَهَا بِالْبَاْسَآءِ وَ
الضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمْ یَتَضَرَّعُوْنَ تا کہ وہ خدا
کی طرف جھک جائیں۔ ہر ایک نبی کے منکر کہتے
ہیں۔ کہ ایسی مصیبتیں تو ہمارے باپ دادا
کو بھی پہنچتی رہی ہیں۔ قَدْ مَسَّ اٰبَآءَنَا الضَّرَّآءُ
وَ السَّرَّآءُ اس لئے معمولی مصیبت اور
عذاب میں فرق یہ ہے۔ کہ مصیبت تو علاج
معالجہ سے یا کسی تدبیر انسانی سے دور
ہو سکتی ہے۔ اور اتنا نقصان نہیں کرتی۔ مگر
عذاب اسوقت تک نہیں جاتا جب تک وہ قوم وہ اپنی
حالت آپ نہ تبدیل کر لے مثلاً (۲) ایمان نہ لائے
اور تقویٰ اختیار کرے (۳) استغفار
یعنی خدا سے گناہوں کی معافی و حفاظت نہ
مانگے۔ (۴) بالکل ہلاک نہ کر لے۔ اس زمانہ میں بھی
خدا کا ایک نبی آیا ہے۔ اور سنت اللہ کے
مطابق دو عذاب لایا ہے۔ طاعون اور زلزلہ
زلزلے نے جیسی بربادی کی۔ وہ محتاج بیان نہیں۔
پچیس ہزار انسان کانگڑہ میں ہلاک ہوئے۔ اور بڑے
بوڑھے کہتے ہیں۔ کہ ایسا زلزلہ اس ملک میں سولہ سو برس
سے کبھی نہیں آیا تھا۔ پھر اس کا سلسلہ ختم نہیں ہوا
ابھی ۱۲۔ جولائی کو آدھی رات کے بعد سخت بھونچال آیا۔
گویا ۴۔ اپریل کے بعد زمین کانپنے والی ہو گئی۔ اور
اسوقت سے ٹھیری نہیں (تَرْجُفُ الرَّاجِفَةُ)
اور طاعون نو برس سے برابر تباہ کر رہی ہے۔ کوئی
انسانی تدبیر کارگر نہیں ہوئی۔ چنانچہ ہندوستان اخبار
میں نوٹ چھپا ہے جسے مذہب سے تعلق نہیں اور
ہے بھی ایک ہندو کا پرچہ۔ طاعون کو ہندوستان
میں آئے ہوئے عرصہ بارہ سال ہو چکا لیکن اب
تک اس نامراد مرض کا کوئی ایسا علاج نہ نکلا
جس پر اعتبار کیا جا سکے پہلے ٹیکا لگانے اور چوہے
مارنے پر زور دیا جاتا تھا۔ لیکن ان تجربات کا حسب

مفرح عنبری
قیمت
فی ڈبیہ پانچ روپیہ
جملہ ڈاکٹر صاحبان و حکمائے ہندوستان توجہ فرماویں
وزن پانچ تولہ
خوراک دو ماشہ
محصول بذمہ خریدار
ہنر شناس کو دکھلا ہنر کہ خوبئے زر ✤ اگر کھلے ہے تو صرّاف کی نظر چڑھ کر
خدائے کریم و رحیم کی بے اندازہ فیاضی ہے کہ مجھ جیسا ہیچمرز ملک کے لائق اطبا کی نظر میں اس عزت سے دیکھا جائے۔ جس کی مثال ہندوستان جیسے ملک میں ہوگا اگر ممکن نہیں تو قریباً محال ضرور ہے۔ اور یہ محض خدا تعالےٰ کا فضل ہے۔ ورنہ من آنم کہ من دانم۔
مفرح عنبری کو تیار کر کے جب اس بزرگ جماعت ڈاکٹران حکمائے ہند کو توجہ دلائی گئی۔ کہ یہ ایک بے نظیر و لاجواب دوائی آپ کے ملک میں تیار ہوتی ہے۔ جس کا مقابلہ یورپ کی
آچکی ہیں نہیں کرسکیں اور نہیں کرسکتیں۔ تو اول اول جیسا کہ قاعدہ ہے میری عرض پر کچھ زیادہ توجہ نہ کی گئی۔ لیکن رفتہ رفتہ جب ملک میں چاروں طرف مفرح عنبری کی شہرت ہوئی
اور اُس کے استعمال کرنے والے خود مجسّم اشتہار بنکر اُس کے مُوجد کی حوصلہ افزائی کے لئے کمربستہ ہوگئے۔ پبلک جلسوں میں لیکچروں کے ذریعہ اس کا چرچہ ہونے لگا۔ توالحمدللہ کہ اس بزرگ جماعت نے بھی توجہ مبذول فرمائی۔ رفتہ رفتہ یہاں تک نوبت پہنچی کہ ہندوستان بھر میں جو شہرت کا دقیقہ باقی رہ گیا تھا وہ اس قابل فخر جماعت کی طفیل اللہ کے فضل سے پورا ہوگیا۔
اس بات کے کہنے کی تو میں جرأت نہیں کرتا۔ اور نہ
بنانا آتا نہیں یا آپ جانتے نہیں۔ جس حالت میں کہ خداوند کریم کی عنایت سے آپ ہر طرح لائق تعلیم یافتہ سند یافتہ ڈاکٹری جماعت میں داخل ہیں اور اپنے فرائض کی انجام دہی پر ممتاز
ہیں۔ ہاں ساتھ ہی اس کے میں یہ بھی نہیں مان سکتا کہ آپ کو اسکی ضرورت نہ ہو۔ کیونکہ ہر ایک دانا معالج کو جس کا کام ہر وقت مریضوں کا علاج کرنا ہے۔ خواہ وہ اپنے وقت کا ارسطاطالیس۔ جالینوس۔ بوعلی سینا ہی کیوں نہو ہمیشہ ہر ایک عمدہ چیز کی ضرورت ہے اور ہر ایک تعصب سے پاک طبیب کو اسکی تلاش بھی رہتی ہے چنانچہ بزرگان فن کا نہایت شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے اپنا فرض منصبی ادا کیا جنہوں نے بڑی توجہ سے کام لیکر میری عرض کو جگہ دی۔ خود فائدہ اٹھایا مجھے فائدہ ہوا اور مریضوں پر احسان کیا آیندہ کیلئے ایک اتحاد قائم ہوگیا اور جو ذاتی فائدہ ہیں وہ علیحدہ۔ میرے پاس کافی الفاظ نہیں کہ اس مختصر میں ان کا شکریہ ادا کرسکوں البتہ مکمل رپورٹ میں انشاءاللہ مفصل ذکر خیر کرونگا یہاں فقط اسماء گرامی ان کے دلی شکریہ کیساتھ عرض کرتا ہوں جو یہ ہیں
جناب ڈاکٹر رام پرشاد صاحب انچارج مین ڈسپنسری نرسنگھ پور
جناب ڈاکٹر محمد رحمٰن صاحب پاپون ضلع مولمین
جناب ڈاکٹر خانصاحب عبدالمجید خان صاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ اڈنٹیک اسائم ناگپور
جناب ڈاکٹر غلام مصطفےٰ صاحب کمپنی ناگپور
جناب ڈاکٹر شیخ محمد حسین صاحب ایلور ضلع گوداوری
جناب ڈاکٹر مول چند صاحب پنشنر دھمتاری ضلع رائے پور
جناب ڈاکٹر محمد حیدر حسین صاحب حیدر صدر ڈسپنسری کھنڈوہ
جناب درگاہی بخش صاحب خاص ریاست ریوان
جناب ڈاکٹر سریرام صاحب ہنڈیہ ضلع الہ آباد
جناب ڈاکٹر عبداللہ خاں صاحب پورنیہ بنگال
جناب ڈاکٹر عبدالمجید خاں صاحب ضلع رانچی
جناب ڈاکٹر اناداچرن سرکار چیریٹیبل ڈسپنسری راؤزن بنگال
جناب ڈاکٹر ایس امین الدین صاحب قریشی سی۔ ایم۔ ایس سمگا ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب مین ڈسپنسری دموہ ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر خلیل الرحمٰن صاحب ایچ ایس منڈلہ ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر عبدالفتاح خان صاحب ایچ۔ ایس ناگپور
جناب ڈاکٹر چھچول صاحب ہاسپٹل اسسٹنٹ آردی ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر کریم بخش صاحب ہزاریباغ بنگال
جناب ڈاکٹر پنڈت ہریرام صاحب ویٹرنری اسسٹنٹ ضلع ناگپور
جناب ڈاکٹر سید محمد ہادی صاحب امام باڑہ ڈسپنسری دہوگلی
جناب ڈاکٹر محمد عبدالقاہر صاحب وکٹوریہ میڈیکل ہال سعد پور بنگال
جناب ڈاکٹر بہادر علی صاحب جام گاؤں ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر شیخ شبراتی صاحب ریاست کھیراگڈھ ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر غلام احمد خاں صاحب ایچ۔ ایس نواجی پور
جناب ڈاکٹر آغا حسین علی صاحب نیو میڈیکل ہال مانڈلے
جناب ڈاکٹر سید احمد علی صاحب ایچ۔ ایس سیونی مالوہ ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر محمد امام خاں صاحب سینئر ہاسپٹل اسسٹنٹ جیل جاندہ
جناب ڈاکٹر اے۔ ٹی۔ بوس صاحب ایچ ایس دھنو بیو برہما
جناب ڈاکٹر رحمت علی صاحب احمدی کنگ افریقین رائفلز سمالی لینڈ
جناب ڈاکٹر چمن خاں صاحب فسٹ بریگیڈ سمالی لینڈ
جناب ڈاکٹر سراج الدین صاحب ریاست بستر ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر مہیش چندرا صاحب رانی ہاٹ ضلع چاٹگام
جناب حکیم محمود حسین خاں صاحب ضلع ساگر
جناب حکیم سید سلطان حسین صاحب رضوی لکھنوی ریاست کوٹہ
جناب حکیم سید احمد علی صاحب دہلوی بنگلور
جناب حکیم خیرالدین صاحب جویاں ریاست پٹیالہ
جناب حکیم محمد علی صاحب ریاست خاص پالن پور
جناب حکیم محمد سلطان صاحب چھنڈول ضلع کٹنا
جناب حکیم محمد صدیق حسین صاحب جیلانی نجیب آباد
جناب حکیم محمد عزیزالرحمٰن صاحب ضلع باریسال
جناب حکیم عبداللطیف صاحب نانڈگاؤں ضلع ناسک
جناب حکیم حافظ سید عبدالکریم صاحب ضلع دیناجپور
جناب حکیم عبدالرزاق صاحب ضلع دیناجپور
جناب حکیم کرامت علی صاحب دھاپی ضلع پورنیہ
جناب حکیم سید عبدالرحیم صاحب بلہاری۔ مدراس
جناب حکیم عبدالجلیل صاحب۔ لاہرپور ضلع سیتاپور
جناب حکیم امیرالحسن صاحب گلواڑہ ضلع پورنیہ
جناب حکیم کرامت حسین صاحب ضلع پورنیہ
جناب حکیم محمد سالار صاحب قاضی سرکار تورنگل
جناب حکیم رحیم بخش ڈولہ پورنیہ
جناب حکیم محمد عبدالمجید صاحب چھنگاؤں ضلع پورنیہ
جناب حکیم عشرت علی خاں صاحب عمرکھیہ ضلع باسم بنگال
جناب حکیم حافظ نعمت علی صاحب رنگون
جناب حکیم سید عبدالقیوم صاحب سکندر نگر میمن سنگھ
جناب حکیم ناظم حسین صاحب مانڈلے برہما
جناب حکیم محمد مہدی حسین صاحب دل سنگھ سرائے دربھنگہ۔
جناب حکیم سید لیاقت حسین صاحب نواجی پور
آمدم برسر مطلب
مفرح عنبری میں سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس میں کوئی POISON چیز از قسم کشتہ وغیرہ ہرگز نہیں ملایا جاتا اسلئے میں زور سے کہتا ہوں کہ آجکل کی قریباً کل مشتہرہ پیٹنٹ مقوی ادویات سے خواہ وہ یورپ کے کسی کونے سے آئی ہوں یا ہندوستان کے کسی فرضی جنگل سے نکلی ہوں اس کے مقابلہ میں آدھے چوتھائی نمبر بھی حاصل نہیں کرسکتیں
اب میں اسے ختم کرکے بڑے شوق سے آپ کے آرڈر کا منتظر ہوں
بھائیوں کا خادم۔ حکیم محمد حسین قریشی موجد مفرح عنبری مفرح دلکشا کارخانہ رفیق الصحت لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

فہرست مضامین

نمبر ۳۲ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۴ ر اگست ۱۹۰۶ء مطابق ۳ - رجب ۱۳۲۴ھ ہجری | جلد ۱۰

تازہ الہامات و رویا

۲۱-اگست ۱۹۰۶ء۔ ا۔ شب گذشتہ کو میں نے خواب میں دیکھا۔ کہ اس قدر زنبور ہیں۔ (جن سے مراد کمینہ دشمن ہیں) اور ٹڈی دل سے زیادہ ان کی کثرت ہے۔ اسقدر ہیں۔ کہ زمین کو قریباً ڈھانک دیا ہے اور تھوڑے ان میں سے پرواز بھی کر رہی ہیں۔ جو نیش زنی کا ارادہ رکھتے ہیں مگر نامراد رہے۔ اور میں اپنے لڑکوں شریف اور بشیر کو کہتا ہوں۔ کہ قرآن شریف کی یہ آیت پڑھو۔ اور بدن پر پھونک لو۔ کچھ نقصان نہیں کرینگے۔ اور وہ یہ آیت ہے

وَاِذَا بَطَشْتُمْ بَطَشْتُمْ جَبَّارِیْنَ

پھر بعد اس کے آنکھ کھل گئی۔

(۲) الہام ہوا۔

نُصِرْتَ بِالرُّعْبِ قَالُوا لَاتَ حِیْنَ مَنَاصٍ۔

ترجمہ۔ رعب کے ساتھ تیری نصرت کیگئی اور مخالفوں نے کہا۔ اب کوئی جائے پناہ نہیں

(۳) قریباً نصف رات کے بعد الہام ہوا

صبر کر خدا تیرے دشمن کو ہلاک کریگا"

نشانات مرزا

عرصہ ہوا۔ میں نے الہامات مرزا کا ایک مختصر سا جواب شایع کرنے کا ارادہ کیا تھا۔ مگر میری مصروفیت اور کتاب مذکور کی عدم اہمیت نے ابتک مجھے توجہ کرنے نہ دی۔ اب بعض احباب کی یاد دہانی سے میں نے اس رسالہ پر مکرر نظر کی ہے۔ اور انشاء اللہ العزیز عنقریب میں ایک رسالہ شایع کرسکوں گا۔

زکواۃ فنڈ

کچھ عرصہ گذرتا ہے۔ کہ مخدومی مکرمی جناب مولوی محمد علی صاحب نے مد زکواۃ کے متعلق احباب طریقت کو توجہ دلائی تھی۔ اور ایک چٹھی انہوں نے شایع کی تھی۔ اسکا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ تھوڑے ہی عرصہ میں ایک معقول رقم امین زکواۃ فنڈ کے پاس جمع ہو گئی جس نے مصارف زکواۃ میں بہت مزید مدد دی اس مد زکواۃ میں سے مساکین کی ایک خاص مقدار کو ۶۵ ماہوار کے قریب وظایف دئے جاتے ہیں یہ وہ مساکین ہیں۔ جو مدرسہ تعلیم الاسلام کی مختلف جماعتوں میں اور شاخ دینیات میں تعلیم پاتے ہیں۔ لیکن ایک فوری جوش کے بعد یہ تحریک سرد ہو گئی۔ اور مد زکواۃ کی آمدنی اس قدر کم ہو گئی کہ جولائی ۱۹۰۶ء کے وظایف کا بل ادا کرنے میں امین زکواۃ فنڈ کو مشکل پیش آئی۔ اسلئے ضروری سمجھا گیا ہے۔ کہ بار بار اس تحریک کو پیش کیا جاتا رہے۔

میں امید کرتا ہوں۔ کہ تمام احباب اس مد میں بڑی احتیاط سے کام لینگے۔ اور یہ ایسی مد ہے۔ کہ اس سے بڑے بڑے دینی کام سرانجام پا سکتے ہیں۔ قادیان جو امام الزمان کے نزول کا مقام ہے۔ زکواۃ کے جمع ہونے کا اصل مرکز ہے۔ اس لئے اپنے طور پر زکواۃ کا روپیہ صرف کرنیکی دلیری نہیں کرنی چاہئیے۔ بلکہ احباب کو مناسب ہے کہ وہ اپنے ہاں کی زکواۃ جمع کرکے امین زکواۃ فنڈ قادیان کے نام بھیجدیا کریں۔ اس کے ساتھ ہی غالباً اس امر کی یاد دہانی بھی ضروری معلوم ہوتی ہے۔ کہ مختلف مدات کا روپیہ ایک شخص کے نام بھیجنے سے بارہا منع کیا گیا ہے لیکن اس کی پرواہ نہین کی جاتی۔ ہمیشہ یاد رکھو۔ کہ میگزین کا روپیہ مینجر میگزین کے نام لنگر کا روپیہ حضرت اقدس کے نام الحکم کا روپیہ مینجر الحکم کے نام۔ مدرسہ کا روپیہ امین مدرسہ کے نام۔ مقبرہ بہشتی کا روپیہ فنانشل سکرٹری مجلس کارپرداز ان مصالح قبرستان کے نام آنا چاہئیے۔

جنازہ

ڈاکٹر ممتاز علی خان صاحب

سمالی لینڈ بربرہ کی بیوی فوت ہو گئی ہے انا للہ و انا الیہ راجعون۔ ڈاکٹر صاحب جماعت احمدیہ سے اپنی بیوی کے لئے جنازہ غائب کی درخواست کرتے ہیں۔ اللہ تعالی مرحومہ کو بخشے آمین

ضرورت دعا

منشی محمد ابراہیم صاحب تحریری اسسٹنٹ کراچی کا یکم اکتوبر ۱۹۰۶ء کو امتحان ہے جسمیں بعد کامیابی ترقی کی امید ظاہر کرتے ہیں ناظرین الحکم انکے لئے کامیابی دعا کریں۔ کہ اللہ تعالی ان کو امتحان میں کامیابی عطا کرے۔ آمین

واللہ اعلم کس مصلحت سے آپ بروف خانہ میں تشریف لے آئے۔ میں بھی خلاف معمول روزانہ وہاں جا پہنچا۔ چونکہ آجتک مجھے آپ کی صورت شناسائی نہ تھی اور نہ آپ مجھی پہچانتے تھے اخویم مستری قادر بخش صاحب نے مجھے انٹروڈیوس کرایا مصافحہ کرکے میں بیٹھ گیا اور مندرجہ ذیل گفتگو شروع کی۔

عاجز۔ مولویصاحب سُنا ہے کہ کوئی مقدمہ آپ کی خلاف ہو رہا ہے۔ اوس کی کیا کیفیت ہے؟

مولویصاحب۔ واللہ اعلم۔ میں بھی سُنتا ہی ہوں۔ پورا حال نہیں جانتا۔

یہ سُنکر میں وہاں سے اوٹھ کر مستری صاحب کی نشست میں لمپ کی روشنی میں اخبار اہلحدیث جو آج ہی آیا تھا دیکھنے چلا گیا تو منشی محمد یعقوب صاحب نے جو وہاں موجود تھے اور مرزا صاحب علیہ السلام کے سخت مخالف ہیں مولویصاحب سے اونکا عقیدہ دتحقیق بابت حیات ممات مسیح ونزول جسمانی دریافت کیا

مولویصاحب۔ قرآن وحدیث میں حیات دوفات مسیح ابن مریم کی بابت کوئی نص صریح موجود نہیں ہے اسلئے اس میں گفتگو کرنا خلاف منشاء خدا و رسُول ہے

منشی صاحب۔ تو پھر نزول کی بابت آپ کا کیا عقیدہ ہے؟

مولویصاحب۔ بیشک مسیح اسرائیلی رسُول اللہ نازل ہونگے خواہ مر گئے ہوں خواہ زندہ ہوں۔

یہانتک کلام ہوئی تھی کہ میں بھی اخبار چھوڑ کر آگیا اور مولویصاحب سے پوچھا۔

عاجز۔ مولنا جب کہ قرآن وحدیث میں حیات وممات کا کوئی ذکر نہیں تو اس عقیدہ حیات مسیح وصعود ونزول بجسد عنصری کی بنیاد کیا ہے؟

مولویصاحب۔ (بعد بہت سی بے معنی اور لایعنی [illegible] دلائل کے) اچھا یہ عقیدہ غلط ہی تم اسکے تردید کی دلائل بیان کرو جس سے اسکی غلطی ظاہر ہو جاوے۔

عاجز۔ حضرت عقیدہ آپکا ہے میں تو اس کا منکر ہوں آپ منکر سے دلائل انکار طلب فرماتے ہیں آپ جب تک اثبات عقیدہ خود سے فارغ ہو جاویں اور اس کی دلائل نہ بیان کریں میں تردید یا تسلیم کس امر کی کروں۔ میرا قولاً تسلیم ہی کافی ہے۔ میرے ذمہ تردید کی دلائل کا پیش کرنا ابھی واجب نہیں۔ افسوس ہے آپ مدعی اور منکر کا منصب نہیں جانتے۔ مولویصاحب [illegible] اور [illegible] اللہ ایسے اور [illegible] جسم کا نام مسیح ابن مریم ہے [illegible] جسم کو قتل کرنا چاہتے تھے [illegible] وغیرہ [illegible] وہ قتل کرنا چاہتے تھے [illegible] خدا [illegible] اوٹھا لیا تھا اور خدا آسمان [illegible] بیٹھا ہے۔

عاجز۔ مولویصاحب آپ کی تقریر سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہودی مسیح ابن مریم کو نہیں قتل کرنا چاہتے تھے بلکہ اوس جسم کو قتل کرتے تھے اور اوسی کے قتل کی نفی خدا نے فرماکر اوس کے آسمان پر اوٹھانے کا ذکر کر دیا ہے یعنے یہودی جسم کو قتل کرنیکے مدعی ہیں خدا جسم کے قتل ہونیسے انکار فرماتا ہے اور جسم ہی اوٹھانے کو بیان کرتا ہے پس معلوم ہوا کہ متنازعہ فیہ امر قتل جسم واقع جسم تھا نہ مسیح ابن مریم حالانکہ قرآن مجید میں روح کا ذکر ہے نہ قتل جسم کا تذکرہ یہ ایجاد بندہ جو سراسر گندہ ہے آپکی اصلاح قرآنی یا اجتہاد سامی ہی افسوس ہے کہ آپ کو اصل غرض قاتلوں کی معلوم نہیں کہ وہ اس قتل مسیح سے نتیجہ کیا نکالتے تھے۔

سلسلہ کلام یہانتک پہونچا تھا کہ مولویصاحب کا برادر اصغر مضطربانہ آپہونچے اور علیحدہ لیجا کر مولویصاحب سے کچھ باتیں کیں مباحثہ تو سب حضرت کو بھول گیا چھپکے سے اپنے بھائی کے ساتھہ ہمراہی منشی محمد یعقوب صاحب چلدیے۔ بعد میں معلوم ہوا کہ بمقدمہ فوجداری وارنٹ گرفتاری برائے [illegible] پولیس لیکر دولت خانہ آنجناب پر موجود ہے۔ آپ دو شب تک روپوش رہے پیر کو ۱۶ جولائی ۱۹۰۶ء کے دن ضمانت دو صد روپیہ عدالت میں نقد داخل کرکے باہر نکلنے کے قابل بنے۔

ناظرین شاید یہہ خیال کریں کہ کسی دینی معاملہ میں یا تبلیغ حق کی وجہ سے جناب والا پر یہ ابتلا آیا ہے تو مومن لیں کہ ہرگز نہیں۔ کیا کبھی کسی مولوی کو بھی دینی ابتلا آسکتی ہے؟ جنکا مذہب اپنے اپنے فریق کو خوش رکھنا ہوتا ہے۔ مولوی اور دینی ابتلاء

ایں خیال است ومحال است وجنون

یہ ابتلا نہیں ہے بلکہ شامت اعمال ہے۔

جس مقدمہ میں وارنٹ گرفتاری جاری ہوا ہے وہ حمل ناجائز کا مقدمہ ہے جسمیں مولوی صاحب اور ایک دوسرا شخص [illegible] ہے مولوی صاحب [illegible] اور دوسرا اصل مرتکب امر فعل حرام کا بتایا گیا ہے۔ ۳۰ جولائی ۱۹۰۶ء عدالت میں پیشی مقدمہ کی مقرر ہے دیکھئے انجام کیا ہوتا ہے۔ مفصل حالات مقدمہ سے پھر اطلاع دی جاوے گی۔ فقط

عاجز قاسم علی احمدی سکرٹری انجمن احمدیہ دہلی

۲۰ جولائی ۱۹۰۶ء

جنازہ [illegible]

حضرت مسیح موعود کا ایک تازہ خط

(منقول از روانہ پیسہ اخبار)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلے علےٰ رسولہ الکریم

مجی اخویم ڈاکٹر سید محمد حسین صاحب سلمہ۔

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔

اور جو خط مولوی محمد علی صاحب کے نام آیا تھا۔ میں نے اس کو سُنا ہے۔ مجھے تعجب ہے کہ کیوں کر مخالف لوگ ہم پر تہمتیں لگاتے ہیں تکفیر کے معاملہ میں اصل بات یہ ہے کہ پہلے میں ان تمام لوگوں کو کلمہ گو خیال کرتا تھا اور کبھی میرے دل میں نہیں آیا کہ ان کو کافر قرار دُوں پھر ایسا اتفاق ہوا کہ مولوی محمد حسین بٹالوی نے میری نسبت ایک استفتاء تیار کیا اور وہ استفتاء مولوی نذیر حسین دہلوی کے سامنے پیش کیا اور اونہوں نے فتوے دیا کہ یہ شخص اور اس کی جماعت کافر ہیں۔ اگر مر جاویں تو مسلمانوں کی قبروں میں ان کو دفن نہیں کرنا چاہئے۔ پھر بعد اس کے دو سو مہر تکفیر کی اس فتوے پر مولویوں کی لگائی گئیں۔ یعنی تمام پنجاب اور ہندوستان کے مولویوں نے اس پر مہریں لگا دیں کہ درحقیقت یہ شخص کافر ہے۔ بلکہ یہود ونصاریٰ سے بھی زیادہ کافر ہیں۔ اور اگر یہ مسلمان ہیں تو پھر ہم کافر ہیں کیونکر حدیث صحیح میں آیا ہے کہ اگر کوئی مسلمان کو کافر کہے۔ تو کفر اُلٹ کر اسی پر پڑتا ہے پس اس بناء پر ہمیں ان لوگوں کو کافر ٹھہرانا پڑا۔ ورنہ ہماری طرف سے ہرگز اس بات کی سبقت نہیں ہوئی۔ کہ یہ لوگ کافر ہیں ان لوگوں نے خود سبقت کی۔ اس کا فتوے پہلے ان لوگوں کی طرف سے شائع ہوا۔ ہم نے کوئی کاغذ اُن لوگوں کی تکفیر کا شائع نہیں کیا۔ اب جس شخص کو یہ امر گراں گذرتا ہو کہ اس کو کیوں کافر کہا جاتا ہے تو اس کے لئے یہ سہل امر ہے کہ وہ اس بات کا اقرار شائع کردے۔ کہ میں اُن لوگوں کو کافر نہیں جانتا۔ بلکہ وہ لوگ کافر ہیں جنہوں نے ان کو کافر ٹھہرایا۔ اسی بات کا ہمارے مکفرین مولوی محمد حسین وغیرہ کو اقرار ہے کہ بموجب اصول اسلام کے مسلمان کو کافر کہنے والا خود کافر ہو جاتا ہے۔ پس جبکہ پنجاب ہندوستان کے تمام مولویوں نے مجھے اور میری جماعت کو کافر ٹھہرایا [illegible] بھی لکھا دیا کہ یہ کافر اور دین اسلام سے خارج ہیں۔ تو پھر اس میں ہمارا کیا گناہ ہے [illegible] جاوے خود کہتے ہیں کہ مسلمان کو کافر [illegible] خود کافر ہو جاتا ہے اور اگر ہمنے اس فتوے کفر کے پہلے ان کو کافر ٹھہرایا تو وہ کاغذ پیش کرنا چاہیے پھر جو شخص مولوی محمد حسین اور نذیر حسین وغیرہ کو باوجود اس فتوے کے مسلمان جانتا ہے۔ تو یہ کہہ سکتا ہے اور اگر ہمیں مسلمان جانتا ہے تو گویا ہم کو مسلمان قرار دیتا ہے پس یہ ہے اصلیت اس امر کی کہ ہم ان لوگوں کو کافر کہنے کیلئے مجبور ہوئے۔

والسلام۔ نقل دستخط میرزا غلام احمد صاحب
خاکسار میرزا غلام احمد

دارالامان کا ہفتہ

(۱) اعلیٰ حضرت حجتہ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحت الحمدللہ ہر طرح سے مسرت افزا ہے آپ کے اہل بیت اور خدام بھی .. عافیت کے ساتھ حمد الٰہی کرتے ہیں۔

(۲) بزرگان ملت بدستور خدمت دین میں مصروف ہیں مولوی سید محمد احسن صاحب فاضل امروہی ابھی تک اپنے وطن میں ہی ہیں اور قادیان آنے کے لئے تیار۔

(۳) حقیقت الوحی ایک مختصر رسالہ کی صورت سے نکل کر مبسوط کتاب کی شکل اختیار کرچکی ہے اور بڑی خوشی کی بات یہ ہے .... کہ یہ کتاب عجیب وغریب مضامین کا مجموعہ اور حضرت حجتہ اللہ کے دعاوی کے متعلق دلائل کا کافی ذخیرہ اور تائیدی نشانات کی ایک مفید تعداد اس میں دی گئی ہے۔ اب ہر طرح سے یہ کتاب ایک مکمل کتاب ہوگی۔ کاتب لکھہ رہا ہے اور پریس چھاپ رہا ہے

(۴) بارش خوب ہوچکی ہے۔ فصلیں لہلہا رہی ہیں

(۵) آج منشی نذر محمد صاحب بی۔اے اسسٹنٹ انسپکٹر مدارس امرتسر سرکل تعلیم الاسلام سکول قادیان کے معائنہ کے لئے تشریف لائے ہیں ۶ اگست ۱۹۰۶ء تک قیام کریں گے۔

اعتذار

مجھے نہایت افسوس اور رنج سے ظاہر کرنا پڑتا ہے کہ کچھ دنوں سے مطبع کے بعض [illegible] کی وجہ سے ۱۷ اگست ۱۹۰۶ء کا الحکم شائع نہیں ہو سکے گا۔ سرپرستان الحکم کو اس سے جو رنج اور صدمہ ہوگا اس سے زیادہ میں اسے محسوس کرتا ہوں اور میں اس فکر میں ہوں اللہ تعالیٰ کے فضل سے اُمید ہے کہ ستمبر کا پہلا پرچہ اپنے ٹھیک وقت پر شائع ہو سکے گا۔ (انشاء اللہ العزیز) میں بفضل خدا اس کمی کو پورا کرنے کی کوشش کروں گا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مشاہیر اسلام

شیخ شہاب الدین سہروردی

اسلامی دنیا میں فلسفہ اور منطق کا عام رواج خلفائے عباسیہ کے زمانہ میں ہوا، اس زمانے میں چونکہ فلسفۂ ارسطو کے تمام اجزاء ایک خاص ترتیب کے ساتھ موجود تھے۔ اسلئے ان کے تراجم کے ذریعے سے تمام ملک میں یہ ہنگامہ خیز صدا بلند کی گئی، یہ صدا اگرچہ سلطنت کی طرف سے بلند کیگئی تھی، تاہم مذہبی جوش کو نہ دبا سکی، فقہا اور [illegible] نے مخالفانہ مخالفتیں کرنی شروع کیں اور رفتہ رفتہ اسکا یہ اثر ہوا، کہ عام طور پر فلسفہ کے جاندادہ مذہبی گروہ، بلکہ دائرہ اسلام سے خارج سمجھے جانے لگے۔ لیکن صرف فقہاء کی ترشروئی سے فلسفہ کا نشہ نہیں اتر سکتا تھا، اس لئے اسکے مقابلہ میں علم کلام کی بنا ڈالی گئی۔ اور اس ذریعے سے مذہب کو فلسفہ کی غارتگری سے بچایا گیا، علم کلام نے اگرچہ اخیر میں چلکر خود فلسفیانہ قالب اختیار کرلیا جسکو اب فلسفۂ اسلام کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ تاہم اس میں وہ نفس ناطقہ نہ پیدا ہو سکے، جو دفعتہ فلسفۂ ارسطو کی بنیاد کو متزلزل کر دیتی۔ اور درحقیقت ایسا ہو بھی نہیں سکتا تھا، کیونکہ موجودہ حالت کے لحاظ سے فلسفۂ ارسطو حریف مقابل خیال کیا گیا تھا۔ اس لئے بنیاد استدلال جو کچھ کیا گیا فلسفۂ ارسطو کو پیش نظر رکھکے کیا گیا۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا۔ کہ باوجود اختلاف مسائل کے مقدمات، دلیل، طرز بیان اور عام اصطلاحات میں تمام تر ارسطو کے [illegible] کا اثر باقی رہا۔ اور اب تک ہے۔ اس بنا سے درحقیقت اسلام سے ارسطو کی تقلید کا الزام، علم کلام کے چند مختلف فیہ مسائل کے پیش کردینے سے نہیں اٹھ سکتا۔ ہاں شیخ الاشراق کا فلسفہ اس اعتراض کے جواب میں نہایت دلیری سے پیش کیا جا سکتا ہے۔

شیخ الاشراق نے جس طرح فلسفۂ ارسطو کے عام مسائل پر، طرز استدلال پر، مقدمات مسلمہ پر خردہ گیریاں اور نکتہ چینیاں کی ہیں۔ اسی طرح اپنے خاص مسائل کو ایسے جدید پیرایہ میں بیان کیا ہے کہ فلسفۂ ارسطو کی مطلق آمیزش نہیں پائی جاتی۔ اور درحقیقت یہی خصوصیت اُن کے فلسفہ کو علم کلام اور فلسفۂ ارسطو دونوں سے ممتاز کرتی ہے۔ اس لحاظ سے اگرچہ شیخ الاشراق کے زمانے سے فلسفہ کا ایک نیا دور شروع ہوا، اور اس فن کی بالکل حیثیت بدل گئی۔ تاہم اس زمانے میں مسلمانوں کی قوت منفعلہ فلسفۂ ارسطو کے اثر سے اسقدر متاثر ہو چکی تھی، کہ اس غیر معمولی انقلاب کا مطلق احساس نہیں ہوا اسلئے شیخ الاشراق کے فلسفہ کا جلوہ عام طور پر زمانے کی نظر سے اوجھل رہا۔ اور ہمارے علماء کا گروہ تو اب تک اس دلفریب نظارہ سے محروم ہے، صرف یہی افسوس نہیں کہ مسلمانوں کی تقلید پرستی کے شیخ الاشراق کا اصلی کارنامہ منظر عام پر نہ آ سکا۔ بلکہ اس کے ساتھ اس کا بھی رونا ہے۔ کہ مسلمانوں کی بے اعتنائی سے انکی علمی زندگی کی تمام خصوصیات پر گمنامی کا پردہ پڑ گیا، متاخرین نے حکمائے اسلام کے حالات میں متعدد کتابیں لکھیں۔ اور انہیں کے ضمن میں شیخ الاشراق کا بھی نام آیا، لیکن اُن کے تذکرہ میں وہ تفصیل نہیں پائی جاتی۔ جو اُن کے شایان شان تھی۔ تاہم اس کم مایگی کے ساتھ ہم اس مضمون میں ان کی اجمالی حالت کا مختصر سا خاکہ ناظرین الندوہ کے سامنے پیش کرتے ہیں۔

تاہم [illegible] اور ابتدائی حالات[1] ابوالفتوح کنیت، شہاب الدین لقب یحییٰ نام ہے۔ انکے باپ کا نام حبش۔ اور دادا کا امیرک تھا۔ [illegible] دادا امیرک کے نام سے اتنا ضرور [illegible] ہوتا ہے۔ کہ وہ فارسی النسل تھے۔ لیکن [illegible] تذکرہ نویسوں نے، ان [illegible] کے [illegible] سے بالکل اعتنا نہیں کی، اس لئے شیخ الاشراق کے خاندانی فضل و کمال، نشوونما، اور ابتدائی تعلیم و تربیت کے دلچسپ حالات بالکل معلوم نہ ہو سکے تاہم اتنا صحیح طور پر معلوم ہے۔ کہ ان کو بچپن ہی میں تحصیل علوم کا شوق پیدا ہوا اس زمانے میں مراغہ عموماً علوم و فنون کا مرکز سمجھا جاتا تھا، اور شیخ مجدالدین جیلی کے فضل و کمال نے اسکے دائرہ علم کو اور بھی وسیع کر دیا تھا۔ اس لئے جو شخص شوق علم میں گھر سے باہر قدم نکالتا تھا۔ اُسکی نگاہ سب سے پہلے مراغہ ہی کے سواد پر پڑتی تھی۔ اس لحاظ سے شیخ الاشراق نے بھی پہلے پہل مراغہ کا سفر کیا، اور وہاں جاکر شیخ مجدالدین جیلی کی درگاہ میں داخل ہوئے۔ شیخ مجدالدین جیلی کے حالات اگرچہ عام طور پر نہیں معلوم ہو سکتے، تاہم امارات و قرائن سے اتنا ضرور ثابت ہوتا ہے۔ کہ وہ خود فلسفۂ ارسطو کے سخت مخالف تھے کیونکہ اُنکے تلامذہ میں، امام رازی، اور شیخ الاشراق نہایت نامور نکلے۔ اور دونوں فلسفۂ ارسطو کے سخت دشمن نکلے۔ اس سے قیاس ہوتا ہے۔ کہ انکی درگاہ میں فلسفۂ ارسطو کا کلمہ نہیں پڑھا جاتا تھا۔ بہرحال شیخ الاشراق نے انکی خدمت میں علوم عقلیہ اور اصول فقہ کی تحصیل کی لیکن شیخ الاشراق کی علمی خوشہ چینی صرف ایک خرمن تک محدود نہیں رہ سکتی تھی، اسلئے اس کے بعد انہوں نے اصفہان کا رخ کیا۔ اور وہاں پہنچکر ظہیر فارسی سے کتاب البصائر پڑھی شیخ الاشراق کو اس کتاب کے ساتھ اس قدر دلچسپی تھی۔ کہ درس و تدریس کے علاوہ، اکثر بجائے خود اس کا مطالعہ کیا کرتے تھے۔ چنانچہ علامہ شہرزوری تاریخ الحکماء میں لکھتے ہیں۔

وَ اتیٰ اصفہان و بلغنی انہ قرأ ھناک البصائر

یعنی وہ اصفہان میں آئے اور معلوم ہوتا ہے کہ وہاں [illegible] [illegible] علی الظہیر الفارسی [illegible] کتبہ [illegible] ظہیر فارسی سے پڑھی۔ لیکن انکی کتابوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ انہوں نے علی اتم فکر فی البصائر کثیرا

(یعنی خود بصائر کو نہایت غور و فکر سے دیکھا ہے)

شیخ الاشراق نے ان بزرگوں کی خدمت میں اگرچہ رفتار زمانہ کے موافق تمام علوم و فنون کی تکمیل کرلی۔ تاہم انکا اصلی ذوق اس بیہودہ گری سے نہیں پورا ہو سکتا تھا۔ اس لئے انہوں نے عام شاہراہ سے الگ ہوکر وہ طرز اختیار کی۔ جس نے افلاطون کے سامنے اسرار کائنات کے انکشاف کا دروازہ کھول دیا تھا۔ حکمائے اشراقین کی تعلیم و تعلم کا دار و مدار بالکل صفائے قلب اور ریاضت پر تھا۔ اس لئے اگر مذہبی حیثیت سے قطع نظر کرلی جائے۔ تو درحقیقت حکمۃ اشراقیہ ہی کو کشف و تصوف کا اصلی سرچشمہ کہا جا سکتا ہے۔ شیخ الاشراق بھی ابتدا ہی کو ارسطو کے دائرہ تقلید سے نکل کر حکمائے اشراقین کی پناہ میں آگئے تھے۔ اس لحاظ سے صفائے قلب اور ریاضت کی طرف توجہ کی۔ اور دور دور جاکر صوفیوں سے استفادہ حاصل کیا۔ اور مدتوں ان کی صحبت میں رہ کر آخر کار خود اس قابل ہو گئے۔ کہ زمانہ نے مؤید بالملکوت کا لقب دیا۔ اور حکمت اشراق کے حقیقی جلوہ گاہ قرار پائے۔

شیخ الاشراق پر فلسفہ کا اثر اور اس

شیخ الاشراق نے اس ذریعہ سے افلاطون کے عظام رمیم میں ایک غیر معمولی جنبش پیدا کردی، اور دفعتہً زمانے کو حکمۃ اشراقیہ کا جلوہ نظر آگیا۔ اور اسی کے ساتھ خود انکی نظر میں حکمۃ اشراقیہ کے جلوے اس طرح سما گئے کہ انکو تمام دنیا عالم، نور نظر آنے لگی۔ اس وجہ سے حکمائے متقدمین کے ساتھ اس قدر خوش اعتقادی پیدا کرلی۔ کہ ان کے تمام مسائل کو واجب الیقین، اور انکی ذات کو شمع ہدایت قرار دینے لگے۔ چنانچہ حکمۃ الاشراق میں خود اپنے ذوق و کشف کی توثیق و استحکام کی متعلق لکھتے ہیں۔

وھو ذوق امام الحکمۃ و رئیسنا افلاطون صاحب الاید و النور وکذا من قبلہ من زمان والد الحکماء ھرمس الی زمانہ ای الی زمان افلاطون من عظماء الحکماء و اساطین الحکمۃ مثل انباذقلس و فیثاغورث و غیرھما۔ اس عبارت میں شیخ الاشراق کی خوش اعتقادی کا رنگ جن الفاظ کے قالب میں جھلکتا ہے، انکے ترجمہ میں وہ شان نہیں باقی رہتی۔ اس لئے ہم اس عبارت کو بلا ترجمہ کے چھوڑتے ہیں

شیخ الاشراق کی یہ خوش اعتقادی یہیں تک محدود نہ تھی، بلکہ وہ اس نشہ میں اسقدر چور تھے کہ حکمائے فارس مثلاً زردشت، وجاماسپ فرشادشیر، بزرجمہر وغیرہ کو جنکی تکفیر بظاہر اسلام کا ایک لازمی جزو ہے، نبی برحق یا کم از کم قطب الاقطاب سمجھتے تھے، چنانچہ انکے ذکر کے بعد حکمائے متالہین کی ضرورت ثابت کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

وھو خلیفۃ اللہ فی الارض ما دام [illegible]

یعنے ایسا شخص خدا کا خلیفہ ہوتا ہے۔ اور یہ [illegible] ما دامت السموات والارض

قیامت تک باقی رہے گا۔

اہل اسلام کے نزدیک زردشت وغیرہ کی تکفیر کا پہلا زینہ یہ ہے۔ کہ وہ نور و ظلمۃ، دو خدا کے قائل ہیں۔ اور مذہبی حیثیت سے قطع نظر کرکے یہ خیال خود حکماء کی رائے کے مخالف ہے۔ لیکن شیخ الاشراق خوش اعتقادی کے

ابن خلکان و تاریخ الحکماء ۱۲

---

[1] تذکرہ نویسوں نے شیخ الاشراق کے نام میں سخت اختلاف کیا ہے۔ طبقات الاطباء کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا نام عمر اور ابوحفص کنیت تھی۔ حکمۃ الاشراق کے دیباچے سے بھی اسکی تائید ہوتی ہے لیکن ابن خلکان نے [illegible] تاریخ الحکماء [illegible] تذکرہ اسی نام کے ساتھ شروع کیا ہے۔ اسکے علاوہ کشف الفنون میں [illegible] ضمنی موقع پر [illegible] نام لیا گیا ہے ان وجوہات سے

جوش میں اُن پر یہ الزام بھی گوارہ نہیں کر سکتے چنانچہ اس کے جواب میں فرماتے ہیں کہ

کلمات الاولین مرموزة وما رد علیہم وان کان

یعنے حکماء متقدمین کی تمام باتیں رمز و کنایہ پر مبنی ہیں، اسلئے

متوجہا علی ظاہر اقاویلہم، لم یتوجہ علی

اگرچہ انکے ظاہری اقوال پر نکتہ چینیاں کیگئی ہیں، تاہم انکو اصل

مقاصدہم، فلا رد علی الرمز وعلی ہذا یبتنی

مقصد سے کوئی تعلق نہیں کیونکہ رمز پر رد وقدح نہیں ہو سکتی اور

قاعدة الاشراق فی النور والظلمة التی کانت

حکمائے فارس مثلاً جاماسپ اور فرشادشور، اور بزرجمہر

طریقة حکماء الفرس مثل جاماسف

وغیرہ نے جو اصول نور و ظلمت کے متعلق قائم کیا ہے

وفرشادشور وبوزرجمہر ومن قبلہم وہی

اسکو رمز و کنایہ ہی کی بنا پر قائم کیا ہے اسلئے یہ نہ سمجھنا چاہیے

لیست قاعدة کفرة المجوس والحاد ماني

کہ وہ مجوس کے ہم خیال اور مانی کی طرح ملحد تھے یا یہ کہ

وما یفضی الی الشرک باللّٰہ تعالی وتنزہ

انکا یہ قاعدہ مفضی الی الشرک تھا،

ان عجیب و غریب خیالات کے ساتھ شیخ الاشراق کی زبان میں آزادی اور صاف گوئی کا ایسا جوہر پیدا ہو گیا تھا۔ کہ وہ ان خیالات کو ذہنی دنیا میں محدود ہی نہیں رکھ سکتے تھے، اس لئے اکثر لوگوں سے اسکے متعلق بحث و مباحثہ کیا کرتے تھے۔ اور اپنی حسن تقریر اور علم و فضل کی بدولت غالب آتے تھے۔ چنانچہ اس کا یہ انجام ہوا۔ کہ تمام دنیا اس غیر مانوس صدا سے گونج اُٹھی۔ اور ان کے خیالات عام طور پر مشہور ہو گئے۔ چنانچہ علامہ ابن خلقان لکھتے ہیں۔

وکان یتہم بانحلال العقیدة والتعطیل

یعنے اُن پر ضعیف الاعتقادی اور خدا کو معطل الوجود

وبعضہ من مذہب الحکماء المتقدمین

ہونیکی تہمت لگائی جاتی تھی۔ اور وہ حکماء متقدمین کے مذہب

واشتہر ذالک عنہ

کی تائید کرتے تھے۔ اور انکی یہ باتیں عام طور پر مشہور ہوگئیں تھیں

حلب کا سفر اور شیخ الاشراق کی شہادت

شیخ الاشراق کے ان اعتقادات سے اگرچہ عام بدگمانی پیدا ہو گئی تھی۔ تاہم وہ ان باتوں کو مطلق خاطر میں نہ لاتے تھے، اور نہایت آزادی کے ساتھ سیر و سیاحت کیا کرتے تھے، سیر و سیاحت اگرچہ اس قسم کے آزاد خیالوں کا عام شیوہ ہے لیکن انکو زیادہ تر اپنے ہم مذاق کی جستجو رہتی تھی۔ چنانچہ علامہ شہرزوری تاریخ الحکماء میں لکھتے ہیں کہ

وکان قدس اللّٰہ روحہ کثیر الجولان والطوفان فی

یعنے وہ اپنے ہم مذاق کی جستجو میں اکثر شہروں میں گردش

البلدان شدید الشوق علی تحصیل مشارک لہ فی

کیا کرتے تھے۔ لیکن انکو کوئی شخص ہاتھ نہ آتا تھا، چنانچہ

علومہ لم یحصل لہ قال فی آخر المطارحات ہو اقد

خود مطارحات میں لکھا ہے۔ کہ میری عمر تقریباً تیس سال کی ہوگی

سنی الی قریب من ثلاثین سنة واکثر عمری فی الاسفار

اور میری عمر کا زیادہ تر حصہ سفر اور اپنے ہم خیال کی جستجو میں

والاستخبار والتفحص عن مشارک مطلع علی العلوم و

صرف ہوا لیکن مجھکو کوئی شخص ایسا نہ ملا جو علوم شریفہ

عندہ خبر من العلوم الشریفة ولا من یومن بہا

کا حقیقی راز دار، اور معتقد ہو،

چنانچہ انہوں نے اسی کس مپرسی کے زمانے میں عادت مستمرہ کی بنا پر ایک مرتبہ روم سے نکلکر شام اور حلب کی طرف رخ کیا۔ اس زمانے میں حلب اور شام کی عنان حکومت، سلطان صلاح الدین کے بیٹے ظاہر کے ہاتھ میں تھی، اسوجہ سے حلب عموماً فقہاء اور علماء کا مرکز بن گیا تھا۔ اسلئے شیخ الاشراق جب حلب میں داخل ہوئے۔ تو پہلے پہل فقہاء سے مٹھ بھیڑ ہوئی۔ شیخ الاشراق ان کے سامنے علانیہ حکماء کے فضائل بیان کرتے تھے۔ اور جو شخص انکی مخالفت کرتا تھا۔ اسکو احمق اور بیوقوف بناتے تھے شیخ الاشراق کے ان خیالات اور زبان درازیوں سے فقہاء کے گروہ میں آگ سی لگ گئی۔ اور ان کی تشنیع و تکفیر کا عام غلغلہ بلند کیا گیا۔ یہاں تک کہ یہ خبر بارگاہ سلطانی تک پہنچی۔ اور سلطان ظاہر نے ان کو اپنے دربار میں طلب کیا۔ اور فقہاء کے ساتھ مناظرہ کرایا۔ شیخ الاشراق نے بھرے دربار اپنی تقریر اور فضل و کمال کے وہ جوہر دکھائے

کہ ظاہر اُن کا دل سے معتقد ہو گیا لیکن بدقسمتی سے یہ شاہانہ عنایت شیخ الاشراق کے لئے بجائے اسکے کہ مفید ہوتی وبال جان ہو گئی۔ اُدھر تو فقہاء کا دل خود اُن کے مذہبی خیالات سے جلا ہوا تھا۔ اِدھر بارگاہ سلطانی کے تقرب نے انکو اور بھی آگ بگولا کر دیا۔ اسلئے تمام فقہاء کے اتفاق سے شیخ الاشراق کی تکفیر کا ایک محضر مرتب کر کے سلطان صلاح الدین کی خدمت میں روانہ کیا گیا، محضر میں علاوہ تمام باتوں کے اس بات پر نہایت زور دیا گیا تھا۔ کہ اگر ان کی زندگی کا قطعی فیصلہ نہ کر دیا گیا۔ تو عام حیثیت سے قطع نظر کر کے انکے عقائد کا نہایت برا اثر خود شاہزادہ کی ذات پر پڑیگا،[1]

اس زمانے میں چونکہ سلطنت کی بنیاد مذہبی سطح پر قائم ہوئی تھی۔ اس لئے کسی شخص کی بربادی کیلئے فقہاء کا معمولی اشارہ بھی کافی ہو سکتا تھا، لیکن شیخ الاشراق کے واجب القتل ہونیکے متعلق بعض خارجی اسباب ایسے پیدا ہو گئے تھے، جس سے آئین سلطنت نے بھی فقہاء کی تائید کی، حقیقت یہ ہے کہ ان اعتقادات کے علاوہ، شیخ الاشراق کی زبان سے کبھی کبھی ایسے جملے بھی نکل جاتے تھے، جن سے نہایت خوفناک پولٹیکل خدشہ پیدا ہو جاتے تھے، چنانچہ جب شیخ سیف الدین آمدی نے اُن سے حلب میں ملاقات کی، تو انہوں نے اس قسم کی باتیں کی، جس سے صاف ثابت ہوتا ہے۔ کہ انکے سر میں سلطنت اور ملک گیری کا سودا سما گیا تھا، ہم اس موقع پر اس گفتگو کو ایک مکالمے کی صورت میں نقل کرتے ہیں،

شیخ الاشراق، میں یقیناً روے زمین کا بادشاہ ہو جاؤنگا،

سیف الدین آمدی - کیونکر ؟

شیخ اشراق - میں نے خواب میں دیکھا ہے۔ کہ میں دریا کا تمام پانی پی گیا،

سیف الدین آمدی - غالباً اس کی تعبیر یہ ہے کہ آپ کے علم کو نہایت شہرت اور وسعت حاصل ہوگی،

شیخ سیف الدین آمدی کا بیان ہے کہ یہ سب کچھ ہوا لیکن اُن کے دل سے یہ بات نہ نکلی اسکے علاوہ شیخ الاشراق سے خرق عادت کے طور پر بہت سے عجیب و غریب افعال سرزد ہوتے تھے۔ اس لئے عوام کا ایک بہت بڑا گروہ ان کا معتقد ہو گیا تھا چنانچہ علامہ ابن خلکان لکھتے ہیں۔

فدا بینا اہلہا مختلفین فی امرہ فمنہم من ینسبہ

یعنے میں نے حلب کے لوگوں کو انکے معاملے میں مختلف

الی الزندقة والالحاد ومنہم من یعتقد

پایا، بعض لوگ انکو زندیق اور ملحد سمجھتے تھے اور بعض لوگ

فیہ الصلاح وانہ من اہل الکرامات

انکو صاحب کرامت اور صالح خیال کرتے تھے۔

بہرحال عوام کی اس اعتقادی سے یہ خیال اور بھی قوی ہو جاتا تھا۔ غرضیکہ اس شرعی اور قانونی جرم کی بنا پر سلطنت کی طرف سے شیخ الاشراق کی شہادت کا قطعی حکم صادر ہوا۔ لیکن ظاہر چونکہ ان کا دل سے شیدائی تھا۔ اسلئے پہلی مرتبہ یہ بیرحمی نہ گوارا کر سکا، مگر سلطنت کو چونکہ اس کا خاص خیال دلایا گیا تھا۔ دوبارہ نہایت سخت حکم نافذ ہوا اور اس میں ظاہر کو معزولی کی دھمکی دیگئی تھی[2] اس لئے اس کو جبراً اسکی تعمیل کرنی پڑی،

شیخ الاشراق کی شہادت کے متعلق متعدد روایتیں مذکور ہیں۔ لیکن صحیح یہ ہے کہ شیخ الاشراق کی قسمت کا فیصلہ خود ان کی مرضی کے مطابق کیا گیا۔ اور در حقیقت شیخ الاشراق نے جس انداز اور جس استقلال کے ساتھ جان دی۔ وہی انکی شایان شان تھا۔

شیخ الاشراق چونکہ انتہا درجہ کے مرتاض اور عزلت گزین شخص تھے۔ اسلئے انہوں نے خواہش کی۔ کہ مجھکو ایک گھر میں بند کیا جائے۔ تاکہ آخر دم تک شان تصوف قائم رہے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور اسی صوفیانہ استقلال کے ساتھ انہوں نے جان دی۔

(باقی آئندہ)

ا مانی بابلی مذہباً نصرانی تھا، فرقہ ثنویہ اسی کی طرف منسوب ہے۔ یہ نور و ظلمت دو خدا کا قائل تھا، کیونکہ اسکے نزدیک خیر و شر کا وجود ایک ذات سے نہیں ہو سکتا۔ اس بنا پر نور کو خیر کا اور ظلمت کو شر کا خالق سمجھتا تھا۔ اور مجوس کا بھی بعینہ یہی خیال ہے۔ زردشت وغیرہ کے متعلق بھی یہی مشہور ہے لیکن شیخ الاشراق کی رائے کے موافق، نور سے واجب الوجود، اور ظلمت سے ماہیات ممکنہ کی طرف اشارہ ہے۔ اس بنا پر یہ کہنا صحیح ہے۔ کہ واجب الوجود تمام خوبیوں کا منظہر اور ممکنات تمام برائیوں کا سرچشمہ ہیں۔ اس تاویل کے لحاظ سے توحید پر جیسا کہ عام خیال ہے۔ حرف نہیں آتا۔ ۱۲ شرح حکمة الاشراق صفحہ ۱۸ و ۱۹

[1] تاریخ الحکماء ۱۲

[2] ابن خلکان نے جہاں شیخ الاشراق کے قتل کا ذکر کیا ہے۔ وہیں اس واقعے کو بھی نقل کیا ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ خود ابن خلکان کے نزدیک اس قسم کے خیالات کو انکی شہادت میں بہت کچھ دخل ہے، اگرچہ خود انہوں نے تصریح نہیں کی ہے ۱۲

ا تاریخ الحکماء

۲ علامہ شہرزوری نے تاریخ الحکماء میں انکی شہادت کے متعلق سرسری طور پر مختلف روایتوں کا ذکر کیا ہے اسکے بعد ایک خاص حیثیت سے اسکو لکھا ہے۔ اور ابن خلکان نے بہاء الدین ابن شداد سے جو روایت سبط ابن جوزی کے حوالے سے نقل کی ہے اس سے بھی اسکی تائید ہوتی ہے۔ بلکہ یہ زیادہ قرین قیاس ہے۔ کیونکہ بہاء الدین ابن شداد خود سلطان صلاح الدین کے دربار کا ملازم تھا۔ و

---

۱ اصل اسلام کی آزادی کا تقاضا یہی ہے۔ البتہ اہل خلفاء کی دعا یہ نہیں ثابت ہوا کہ یہ طریقہ خاص شیخ کی رائے سے اختیار کیا گیا۔ ۱۲

دردِ دل

اے ایمان اور انصاف کے پیارو کچھ ہماری بھی سنوگے ۔ یا نہیں ۔ سنئے جب سے میں نے اس مہدی معہود مسیح موعود حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو اس چودہویں صدی کا مجدد مان لیا ہے عزیزوں کی دار و گیر سے فرصت ہی نہیں ملتی ۔ باوجودیکہ ان کی صحبت چھوٹ ہی ۔ سنگت چھوڑی میل ملاپ ترک ۔ بول چال بند ۔ اب بھی یہ بھلے مانس صبر ہی نہیں بیٹھتے ۔ خدا جانے کس مٹی کے انسان ہیں ۔ دنیا کا عام خواص ہے ۔ کہ جب دو لڑاکوں میں سے ایک طرح دے جاتا ہے ۔ تو دوسرا بھی ٹھنڈا ہو جاتا ہے ۔ مگر انہوں نے خیر سے یہ سبق پڑھا ہی نہیں ۔ میں غیر کی کس منہ سے شکایت کروں ۔ جب میرے رفیق ماںجائے بھائی ہی مجھکو گد سے پرچڑھانے والے ہوں ۔ ایسے وقت میں کہ ساری بستی ایک سڑک پر چلنے والی ہے ۔ میرے درد کا نیک کون ہے ۔ جب کوئی زخم کھاتا ہوں ۔ کونے میں بیٹھکر آپ ہی آپ رو لیتا ہوں ۔ مگر یہ سنگدل ناخدا ترس اسکے بھی روادار نہیں میں نے حال میں ایک تازہ چوٹ کھاکر یہ چند شعر آنسو پونچھنے کے لئے لکھے ہیں ۔

از من نہ پذیرفتہ یک حرف مسلمانی
لیا دز جنگ این غولان بیابانی
نے غیرت ایمانی نے خشیت ربانی
دہانہ قرآنی فرعونی و ہامانی
با این ہمہ قارونی آوازہ ہارونی
با ایں کی و دونی دعوائے فراوانی
از دین ہمہ بے توشہ نادردہ بکف خوشہ
گرم است بہر گوشہ بازاری دوکانی
یک سیرت و صد کینہ صد رنگ یک آئینہ
ایں سیرت گر گینہ این صورت انسانی
اے جاہل ناراں اے مرکب بوجہلی
اے سفلہ بایں سہلی تکفیر مسلمانی
در ہیکل سجاں دارم سوزی کہ نہاں از رم
جلنے کر تیاں ویلم کو عارف پیشانی
از مادر مہر آور آسودہ بخاک اندر
برخیز و ومی بنگر ایں رحمت اخوانی
راضی بچہ سخن رانم زیں قصہ پریشانم
من مردانم و من دانم ایسے کے پریشانی

ظاہر ہے ۔ کہ اس کلام کا مخاطب ہر شخص نہیں ہو سکتا ہے ۔ بلکہ روئے سخن انہیں لوگوں کی طرف ہے ۔ جو مطلع کے مصداق ہیں ۔ یعنی جن سے میرا مکالمہ چلا آتا ہے ۔ دیکھو اور خدا کے واسطے دیکھو میں نے اس نظم میں کیسے پیشوا کو نہیں سمیٹا ہے ۔ کسی کے مقتدا کو نہیں ۔ لپیٹا ہے ۔ . . . .

پھر یہ کیسی تعدی ہے ۔ کہ اس کی پاداش میں مجھ چھوڑ ۔ میرے مخدوم و ہادی کی اعلےٰ شان میں ایسے خسیس کلمات برتے جائیں جن کا نہ وہ سزاوار نہ یہ ظالم منصبدار ۔ خطا وار تھا تو میں تھا ۔ گنہگار تھا ۔ تو میں تھا ۔ اور اللہ تو میں نہ گنہگار تھا ۔ نہ خطاوار تھا بلکہ ایک فریادی سینہ فگار تھا ۔ فرعونی و ہامانی یہ الفاظ مجادلہ بلکہ انہیں کی کمان کے تیر ہیں جو پہلے میں انکے ہاتھوں سے کھا چکا ہوں ۔ واللہ یہ باتیں بے سند نہیں ان کا ثبوت کامل میرے پاس موجود ہے ۔ میں ہر شخص کو اپنے کلیجے کے داغ دکھا سکتا ہوں ۔ ؎

گرد ہم شرح ستمہائے عزیزان غالب
رسم امید ہماناں زجہاں برخیزد

الغرض جب یہ چوٹ کھائے ہوئے دل کر نکلے ۔ ان اسلام کے برخورداروں نے اپنی حرکات پر نظر کر کے ذرا انصاف کو دخل نہ دیا ۔ ایک چلتے ہوئے نوجوان کو نہیں نہیں . . . .

ایک نادان کو (جو بقول خود جناب داغ کی چار برس تک صحبت اٹھا کر حیدرآباد دکن سے شاعری سیکھ کر آیا ہے ۔ اپنا پیر مغان بنا کر میرے شکست دلانے کے لئے میدان میں کھڑا کر دیا ۔ آہ اس پیارے عزیز کے نیاز مندانہ اخلاق سے یہ کسکو بھول کر بھی گمان ہو سکتا تھا ۔ کہ ان عامیوں کی خاطر اپنے خاص بزرگ سے ٹوٹ کر باغی ہو جائیگا ۔ اور غیر حقدار دل کا وکیل بنکر اس نالایق خالو صاحب سے انتقام کی ٹھہرائیگا ۔ جب تک سادہ . . . . . دکھاتا رہا ۔ میں اسکو اسی نظر سے دیکھا کیا اب جو تمام حدود کو توڑ کر اور تیر و خنجر سے مسلح مجھپر سیدھا ہو لیا ہے ۔ میرا زخم خوردہ دل سے فریاد اٹھتی ہے ۔ اور میری روح مجروح زار و نالاں ہے ۔ ای بدا حال سے ناواقف لوگو میں سچ کہتا ہوں ۔ کہ یہ حملے اگر میری ذات تک محدود رہتے میں کبھی اف نہ کرتا لیکن جان سکتا ہے ۔ کہ میرے سید و مولا کی تحقیر نے میرے دل کے ساتھ کیا کام کیا ۔

اے محزونوں کے یاور مظلوموں کے دستگیر میں تیرے نام پر قلم اٹھاتا ہوں ۔ تو موذی سرکش کا سر نیچا کر ۔

یا معین بر حمتک نستعین

ہمارے لایق شاعر منشی سجاد حسین صاحب نے اپنے دل آزار حملوں کے بعد یوں مشہور کیا ہے ۔ کہ ہم کو حضرت مرزا صاحب سے کچھ بحث نہ تھی ۔ یہ شاعرانہ لڑائی ہے ۔ جب ادھر سے چوٹ ہوئی ۔ ادھر سے بھی چوٹ کیگئی ۔ سبحان اللہ بہت اچھا مقابلہ ہے ۔ ایک ایران ہیں ۔ تو دوسرا توران میں ذرا اپنی شاعری سے اتنا تو پوچھئے ۔ کہ وہ تین بحوں کی رعایت (جو راضی کے مطلع کو چھوڑ کر ہر شعر میں التزام رکھی گئی ہے) کدہر گھس گئی ۔ اے صاحبزادے آپ کو کس مسخرے نے شاعر بنایا ہے ۔ کیوں داغ کی روح کو لرزاتے ہو ۔ ہنوز دلی دور است ۔ فن والا ہو ۔ تو فن کی بات پہچانے بیچارہ اناڑی کیا جانے ۔ لیجئے آپ کی قابلیت تو یہیں سے معلوم ہو گئی ۔ آگے دیکھئے کیا کیا گل کھلتے ہیں ۔ ہم کو آپ کی شاعری سے کوئی بحث نہ تھی ۔ نہ اس خرافات میں پڑنے کی ضرورت تھی ۔ مگر جب آپ نے اس ٹٹی کی آڑ میں پناہ لی ہے ۔ تو اب ہم کو آپکے کلام معجز نظام کی بھی جانچ پڑتال کرنی پڑی ۔ خیر ۔ اب ہم آپ کے سبز باغ کی سیر کرتے ہیں ۔ دیکھیں کیسے رنگ ڈھنگ ہیں ۔

قولہ ؎

دعوئے نبوت بیہودہ سخن رانی
انکار ز تو آید زنہار نمی تانی

اقول مرا یاد و ترا فراموش ۔ یاد کرو صاحبزادے یہ وہی دعوے ہے ۔ جسکو میں نے احادیث صحیحہ سے ثابت کر کے آپ سے تسلیم کرا چھوڑا ہے کہ یہ دعوے مجازاً ہے حقیقتاً نہیں ہے کیا کسی گواہ کی ضرورت تو نہیں ہے ۔ اگر گواہ کی ضرورت ہے ۔ تو مولوی سخاوت حسین سے (جو آپکے مولوی ہیں) اس سبق کو دوہرالو ۔ اور سبق یاد ہو نیکے بعد اقرار صحیح سے پھر جانے کا مسئلہ بھی پوچھ لو ۔ اور مسئلہ پوچھنے کے وقت ذہن میں کسی ایسے شخص کو جو نیا مرید ہو مسلو وہ لا بنا لو ۔ اور ہماری دانست میں اتنا جھگڑا کیوں کرو ۔ سیدھی سی بات ہے ۔ صاف کہہ کر دو کوئی اور سجاد حسین ہونگے ۔ میں نہ تھا ۔ شرم شرم شرم ! حیا حیا حیا ! غیرت غیرت غیرت !!

اور ہاں صاحب ہاں ۔ معنی کیا ہوئے ۔ اگر کسی لفظ کا تو یا ملتبس ہے ۔ تو بہر حال سند کا محتاج ہے یہ کہہ دینا کافی نہوگا ۔ کہ کسی اہل زبان سے سنا ہے ۔ تا وقتیکہ تسلی کے اسباب کامل نہ پیدا ہوں ۔ بندہ ایجاد بندہ کا قائل نہیں ہم لوگ مقلد ہیں ۔ موجد نہیں ہیں ۔

قولہ ؎ این رفعت ایوانی این عیش و تن آسانی
این بندہ شہوانی واللہ چہ شیطانی

اقول ہمکو حضرت اقدس مرزا صاحب کا مالدار ہونا تسلیم ہے ۔ کیونکہ حدیث یفیض المال کی رو سے یونہیں ہونا چاہئے تھا مگر جس عیش و تن آسانی کو آپ بتا رہے ہیں ۔ اسکا یہاں ذکر نہیں نہ وہ ہمکو مسلم ہے ۔ کیونکہ وہ صفت دنیا داروں کی ہے اسوقت مجھکو ایک قصہ یاد آیا ہے ۔ ہماری بستی میں ایک جوان صالح ایک بزرگ کے مرید ہوئے ۔ نیا ذوق شوق تھا ۔ تعریفوں کے انبار لگا دئے ۔ مگر خدا کی شان دو ہی ہفتے کے اندر چٹک گئی ۔ مجھکو اس کی خبر نہ تھی ۔ مگر انہیں کی زبان سے معلوم ہوا ۔ میں نے دکھڑا سنکر سمجھایا کہ اب یہ ذکر کسی دوسرے کے آگے نہ کرنا ۔ ابھی کے روز کے مرید ہو ۔ لوگ کیا کہینگے ۔ خیر پیر و مرید کی تو صفائی ہو گئی ۔ جو برائیاں پیر جی کی بے اگے کی گئی تھیں منجملہ ان کے پیر جی کی عیش و تن آسانی کا بھی ذکر تھا ۔ اب میں سوچ رہا ہوں ۔ کہ یہ کس شخص کا قصہ ہے کیوں میاں سجاد حسین کہیں وہ نو مرید آپ ہی تو نہ تھے دیکھو بھئی اگر میں بھولتا ہوں ۔ تو میری یاد درشت کی اصلاح کر دینی چاہئے ۔ مگر اتنا تو ضرور بتا دینا چاہئے کہ وہ عیش و تن آسانی کا لگاؤ اب بھی ہے یا سوخت کر دیا گیا ۔ مجھکو تو یہی حیرت ہے کہ آپ کس برتے پر اعتراض کرنے بیٹھے ہیں ۔ ؎

حملہ بر خود میکنی اے سادہ مرد
ہمچو آن شیری کہ بر خود حملہ کرد

ادھر رفعت ایوانی ادھر عیش و تن آسانی
ماشاءاللہ بہت اچھا سیاق ہے

قولہ ؎ ہمپایہ بوجہلی ہمپلہ دجالی
تو بودم بے دالی داغوں شیطانی

اقول ۔ ساری کتاب پڑھ گئے ۔ زلیخا رن بودیا مرد ابھی تک شاعر غرا کو یہ بھی معلوم نہیں ۔ کہ بودم دال سے ہے ۔ یا تے سے ہم کو جو ملتے ہیں ۔ ایسے ہی بو تم ملتے ہیں ۔

داعول ۔ یعنی ایک مہذب شخص نے آپ سے دریافت کئے جواب یہ ملا۔ کہ یہہ نول کا بابا ہے۔ خیر تالی کے تحت ہم اس کو بھی سکتے ہیں۔

قولہ ؎ لاحول ہست گویم زین پوران باشد
کافیست پئے شیطان این آیت قرآنی

اقول ۔ اے حضرت وہ کون سی آیت قرآنی ہے۔ آپ نے کچھ اسکا پتہ نہ دیا۔ لیکن کہیں لاحول کو تو نہیں آیت قرآنی بنا ڈالا۔ تو بلا توقف آپ پر لاحول پڑہنی چاہئے۔ اور اگر آپ لاحول کو قبول نہ کریں۔ تو پھر لاحول کے ساتھ اعوذ باللہ بھی ملانی چاہئے۔ کیا کہوں۔ اتباع احمدیت مانع ہے۔ ورنہ سچا جواب تم اس تبرہ بازی کے جواب میں میرے قلم کے فرانے دیکھ لیتے۔ اتنا ضرور کہونگا کہ جس روز سے تم مرید کیا ہوئے۔ پورے شیطان ہوگئے ہو۔ کیا اس سے پہلے بھی یہی مراعات مادرانہ تھی۔ ونعوذ باللہ من سوء اداب الامھات۔

قولہ گہ کشن کنھائی گہہ لاف مسیحائی
حربائی و مکاری کا فرنہ مسلمانی

اقول ۔ کشن کنھائی میں ترکیب عطفی تو ہو نہین سکتی۔ کیونکہ دونوں اسموں کا مسمیٰ واحد ہے۔ رہی ترکیب اضافی وہ ہم کو سمجھادی جائے۔ سیماق مصرع بھی بہت ٹھیک ہے۔ رہی یہ بات کہ سری کرشن کی نسبت کیسا خیال رکھنا چاہئے۔ ہماری بات تو قابل پذیرائی نہیں ؎

تو اگر نوا سے چکاوک [illegible] چو دشمن زند تیز باد کی بعد
طلب صادق اور ارشاد رحمانی اور فتادی عزیزی کا مطالعہ کرو۔

قولہ ؎ دیگر تو مبتدائی جز فارسی و اردو
بے بہرہ ز عربی کے شارح قرآنی

اقول ۔ عربی کی ے کیوں ساکن ہو گئی اگر شفقت وعظمت کا اسکا مقیاس بنا کر پیش کیا جائے۔ تو مقیاس کی طرح کلام ثقات سے اسکی بھی سند دیکھاوے اور علم وفن سے بے بہرہ اسکو اپنی شان میں یوں پڑھ۔ بے بہرہ از تازی دیکھ دہ دوسرا عیب تقابلت کا بھی اُٹھ گیا۔

قولہ ؎ طوفان گے خبر دگہ زلزلہ مے آید
تحرف چہ بیگیری بر قدرت ربانی

اقول جی ہاں آپ کا فرمانا بہت بجا ہے۔ حضرت اقدس مرزا صاحب تو زلزلے کی خبر دیکر قدرت ربانی پر حرف گیر ٹھہرے اور حضرت پیر و مرشد گھر بیٹھے سینکڑوں کوس کی خبر دیکر (کہ اسوقت گجرات میں خیب برف باری ہو رہی ہے) قدرت ربانی پر حرف گیر نہ ٹھہریں۔ میٹھا میٹھا ہپ کڑوا کڑوا تھو۔ اب کوئی شاعر بیعدیل تو حرف گیری کے معنے سمجھا دے۔ اور یہ طوفان کے نون کا اعلان بلا عطف واضافت فارسی میں شعرا کے یہاں کب سے جائز ہو گیا۔

قولہ ؎ کفار ز تو شادان تو ذلیل تو فرزان
بے مثلی از شانی در مجمع شیطانی

اقول ناظرین میں آپ کے تصور میں دو انسانوں کو بھیجکر کچھ رائے طلب کرنا چاہتا ہوں۔ ایک تو وہ ہے۔ کہ سنت نبوی کے موافق داڑھی بڑہی ہوئی اور لبیں کتری ہوئیں اور دوسرا ایسا ہے۔ کہ لبیں لمبی لمبی چھوٹی ہوئیں اور ڈاڑھی کا صفایا۔ اب مجھکو بتاؤ۔ کہ ان دونوں میں سے کسکو شیطان سمجھنا چاہئے ؎

گر خدا خواہد کہ پردہ کس درد
میلش اندر طعنۂ پاکاں برد

قولہ ؎ علت ہمہ ناظر غفلت ہمہ با مہر
نادانی و نادانی نادانی و نادانی

اقول ناظرین۔ صاحبزادے کے مبلغ علم سے تو آپ سرے سے لطف اٹھاتے چلے آرہے ہیں۔ اب ذرا آپ کے ملکہ عقل سے بھی حظ اٹھانا چاہئے۔ اوائل میں جب حیدر آباد سے تشریف آئی ہے۔ کیا کیا معقول تعریفیں اُستاد داغ کی سنائی ہیں کہ بس میری روح پھڑک گئی۔ کبھی یوں کہا۔ کہ تکلفات شعریہ پر قادر نہ تھے۔ کبھی یوں کہا۔ کہ ذرا کسی نے بحث کی۔ اور گھبرا گئے کبھی یوں کہا۔ کہ خود اپنے بعض کلام کی تشریح میں عاجز تھے۔ کبھی یوں کہا۔ کہ اپنا کلام اشاعت سے پہلے ہم جلسہ تلامذہ کو مشورۃً سنا لیا کرتے تھے۔ کبھی یوں کہا۔ کہ ہم نے محبوب کے لفظ پر پکڑا اور غلط معنی کی اصلاح کرائی۔ کیوں؟ میاں سجاد حسین یہ باتیں کسکے مونہ کی ہیں۔ یہ تھتے کس کی زبان کے ہیں۔ یہ نمونہ کسکی دانائی کا ہے یہ پیمانہ کس کی [illegible] کا ہے۔ آپ تو کاہیکو مانیں گے۔ خیر میری ہی حماقت کے سر تھوپ دیجئے ؎

آں سیہ جامہ خویش [illegible]
آں بے ادب کہ خندہ بر استاد میزند
جیجی تو فیض استاد سے محروم ہو۔

قولہ ؎ شد ختم نبوت بر مکی مدنی احمد
کذابی و بطالی گر ملہم قرآنی

اقول اجی کدھر بھٹک گئے۔ یوں فرمائے
ع این سلسلہ بر ابن مریم پسری باشد

ناظرین۔ یہ اشعار میرے مواجہہ میں نقل کرائے گئے ہیں۔ میں حق عزوجل کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ اور کاتب اشعار بھی اسی قسم کا شاہد ہے۔ کہ جسوقت کاتب نے ملہم کے لفظ پر پوچھا۔ چلتے چلتے ٹھہر کر پوچھا۔ [illegible] آپ سے کچھ پوچھا۔ پھر بھی جواب ملا۔ آخر کل اشعار میں ملہم [illegible] لکھا گیا [illegible] آپ کی لیاقت علمی کا حال [illegible] علاوہ ازیں آپ کی تمام [illegible] میں گذر رہی ہے۔ [illegible] حال ہے۔ الحفیظ اللہ [illegible] غلطی پر آپ کا عذر گناہ بدتر از گناہ سننے کے قابل ہے۔ ثقہ راوی کا بیان ہے۔ کہ اتفاق سے اس غلطی کا چرچا گوش مبارک تک پہنچ گیا۔ خود مجھے [illegible] ہوکے فرمایا۔ کہ اشعار لکھانے کے وقت میں شطرنج میں مشغول تہا۔ شاید یونہی لکھا گیا ہوگا۔ پھر یہ بھی فرمایا۔ کہ [illegible] گرفت ہی کیا ہے۔ املا اور چیز ہے [illegible] اور چیز۔ اچھا جناب سادی صاحب آپ کی شہادت گذرگئی خاموش [illegible] ہماری اور میاں سجاد حسین صاحب کی دو دو باتیں ہو [illegible] سجاد حسین صاحب۔ کیا سچ مچ آپ شطرنج کھیلتے تھے۔ ذرا [illegible] کون شخص تھا جس سے آپ نے [illegible] شطرنج کی درخواست کی۔ اور پھر [illegible] کے ساتھ یہی جواب ملا۔ کہ آج [illegible] اور حرارت سے معذور ہوں۔ پھر کیا آپ نشست کی چوکی سے کھیلتے تھے۔ یا سامنے کے پلنگ سے یا بائیں جانب کی کرسی سے یا دیوار کے مہروں سے۔ اچھا ہم نے مانا جھوٹ سے بھی در گذر کی۔ یونہی سہی۔ آپ شطرنج ہی کھیلتے تھے۔ ہمارے سوال کا جواب دیجئے۔ اس وقت اس جلسے میں گنتی کے تین شخص تھے۔ ایک صاحب خانہ جو کاتب اشعار تھا۔ دوسرا میں تیسرے آپ۔ میری آپ کی بول چال ترک۔ آپ اور صاحبخانہ شطرنج بازی میں مشغول اب چوتھے کاتب کا نام آپ بتائیے کون شخص تھا۔ آہا۔ ہاں بھولا شطرنج میں شاہ و وزیر بھی ہوتے ہیں۔ شاید یہ بیگار انہیں سے لی گئی ہوگی۔ اے بندہ خدا تازہ مرید ہو۔ کچھ روزوں تو اس مردود شطرنج اور ملعون جھوٹ کو چھٹکارا تالی ہوتی نیا مرید ابتدا اگر کچھ دنوں تک اپنے کو ضرور بتکلف سنبھالے رہتا ہے۔ آخر میں خواہ گوہ ہی کھانے لگے۔ شاید آپ نے بیعت کے وقت اس طرح سے استغفار پڑھی تھی استغفر اللہ ربی من کل ذنب الا من الشطرنج و الکذب و اتوب الیہ۔ لے اب کہو تبا کذاب وبطال کون نکلا۔ دیکھا ایک صادق کی تکذیب کا نتیجہ۔ اے ملہم ربانی تیرا ہی بیٹنگ تو سچا ہے۔ اور تیرا الہام سچا جس نے تیری توہین پر کمر باندھی۔ غیب سے اس کی توہین ہوئی۔

قولہ ؎ کار تہمہ بدعت لعنت بسر لعنت
اندر سنت آتش اے غول بیابانی

اقول ۔ کارت فارسی۔ ہمہ فارسی۔ بدعت عربی۔ لعنت عربی۔ بسرت بر ترکیب۔ بوے خالق باری سے آید۔ لعنت ہے۔ ایسی بوچگولی پر۔ غول بیابانی اسی خرد ماغ کو کہنا چاہئے۔ جو بھرتی کے الفاظ استعمال کرے۔

قولہ ؎ سجاد با این فکر سست گوید کہ بحیلہ
در شیشہ تو گیرم گر جنی و الجانی

اقول ۔ او شیشہ گر سنبھل شیشہ نشکن اچھا دیکھ اسی تیرے شیشے پر لات پڑتی ہے اپنے شیشہ کی تو حفاظت لازم دیکھو پھر تو کوئی ایسے دامن پر نہین ناظرین۔ [illegible] کا تماشا دیکھئے۔ جنی والجانی [illegible] کو اگر جنی سے ملائے تو ادھر الجانی [illegible]۔ اور الجان فارسیوں کا محاورہ نہین اور اگر الجانی سے ملائیے۔ تو ادھر جنی رہ گیا۔ جنی خاصی جناتی زبان۔ اور اگر ادہر ادہر دونوں سے ملاکر پہلے ساکن پھر تحریک پڑھئے۔ تو آدہا تیتر آدہا بٹیر۔ کیوں لائق شاعر کیا آپ اسکو اسی طرح باندھیں گے۔ استغفر اللہ نہین نہیں۔ آپکی بندش یوں ہوگی۔ (گر جنی و گر جانی)۔ لیجئے۔ حضرات یہ ہمارے شاعر غرا کی پھکی ہے ؎

تکبر عزازیل را خوار کرد
بزندان لعنت گرفتار کرد

گذشتہ صحبت

بھلا میاں سجاد حسین صاحب کچھ ایام صلح کی بھی باتیں یاد ہیں۔ یا نہیں۔ وہ خواب کس نے دیکھا تھا۔ کہ حضرت اقدس مرزا صاحب ایسے ارفع و اعلیٰ مقام پر مقیم ہیں جسکے بیان سے زبان قاصر ہے۔ وہ دیوان حافظ میں کس نے حضرت اقدس کی نسبت فال دیکھکر میر قبائل کا لفظ نکالا تھا۔ وہ حقا کے لفظ پر کون زور دیتا تھا جس کا مقام یہ مطلع ہے۔

؎ آں کس کہ ندار د بجہان مہر تو در دل۔
حقا کہ بود طاعت او ضائع و باطل۔

بیشک امام وقت سے منحرف ہو کر کسی کی طاعت قبول نہیں۔ وہ آخر میں غزل کے مقطع نے ان عالمگیر جھگڑوں کے وقت کس کے حق میں کب فیصلہ کیا تھا۔ پڑھو اس مقطع کو ؎

حافظ تو بر و بندگی پیر مغان کن
بر دامن او دست زن و از ہمہ بگسل

جب مناد امن کسے نزار پا گیا تھا۔ اس مسیح موعود کو یا کسی اور کو از ہمہ بگسل کا مصداق کون ٹھہرایا گیا تھا علمائے مخالفین یا کوئی اور۔ غرض مطلع سے مقطع تک ساری غزل سے فال نکلی تھی جس کا لفظ لفظ اس مامور من اللہ کی تصدیق سے پر تھا۔ میں سب اشعار نقل کر تا اگر باثبوت دیوان حافظ موجود نہیں۔ جو قلم یاد آئے ہیں قلمبند کرتے ہیں۔ ہائے سجاد یہ تیری آنکھیں کیسی کھل کے بند ہو گئیں یہ تجھکو رحمانیت کے بعد کیا شیطانیت لگ گئی وہ تیری انسانیت کیا ہو گئی۔ وہ تیری معقولیت کدھر گئی۔ یہ تیرے منہ میں تیر و نشتر کہاں سے بھر گئے۔ یہ تیری زبان قینچی کیوں ہو گئی کیا میں نے یہ سب دور اندیشیاں تجھکو پہلے نہ سمجھا دیں۔ تھیں۔ کیا صحبت مخالفین کے بد نتائج اول ہی دن سمجھا دئے تھے۔ خیر اب میں آپ سے اور کچھ نہیں چاہتا۔ فقط اتنا کہدیجئے۔ کہ خواجہ حافظ جھوٹے ہیں ان کی فال کا کچھ اعتبار نہیں۔ مگر ساتھ ہی اسکے آئندہ کو انکی کتاب سے فال بینی کی قسم کھائی ہو گی اور اگر یہ نہ ہو سکے تو قسم کھا کر اتنا کہدیجئے۔ کہ یہ باتیں واقعی نہیں ہیں بلکہ میرے دل کی بناوٹ ہے اب ہم دیکھتے ہیں۔ کہ آپ کونسا پہلو اختیار کرتے ہیں اگر دونوں باتوں کو نگل گئے۔ تو پھر خدا کے گھر تک آپ کی وہ مس اور اس لسان الغیب حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کا فیصلہ بحال۔ آپ سے تو ہم کو سب امیدیں منقطع ہو چکیں ہاں توفیق یافتہ دل ... ان باتوں سے متاثر ہونگے۔ سجاد حسین خوب یاد رکھو جب تک تم میں یہ حرکات ہیں۔ خواہ ساری رات مصلے پر بیٹھکر جھوما کرو۔ بندہ اس سجادہ تسبیح کا قائل نہیں۔ و آخر دعونا ان الحمد للہ رب العلمین۔

خلیل الدین احمد راضی صیقل تلہر

عالی جناب خواجہ غلام فرید مرحوم چاچڑاں شریف کے

مریدوں پر اتمام حجت

خواجہ غلام فرید صاحب مرحوم سجادہ نشین۔ چاچڑاں شریف کی جو خط و کتابت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہوئی تھی وہ سراج منیر میں چھپ چکی ہے۔ حال میں معزز ہم عصر ریویو آف ریلیجنز نے آپ کی کتاب اشارات فریدی جلد سوم میں سے کچھ اقتباس شایع کیا ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صدق دعوے پر بطور شہادت ہے۔ چونکہ الحکم بحمد اللہ خواجہ صاحب مرحوم کے بعض مخلص مریدوں کے ہاں پڑھا جاتا ہے۔ اسلئے یہ شہادت اس غرض سے شایع کی جاتی ہے۔ تا کہ خواجہ صاحب کے مخلص مرید اس سے فائدہ اٹھائیں۔ فقط

وھو ہذا۔ (اشارات فریدی جلد سوم صفحہ ۶۹ و ۷۰)

دو سخن در ذکر مرزا غلام احمد قادیانی و در بیان کے دو قدح و ذم منکرین افتادہ بود۔ دانشمندی حاضر بود سے صفت و ثنا مرزا صاحب کرد حضور خواجہ ابقاہ اللہ تعالیٰ بثنائہ بدرجہ غایت مسرور شدند۔ بعد ازاں فرمودند۔ کہ ہمہ اوقات مرزا صاحب بعبادت خدا عز و جل میگذرانند یا نماز میخوانند یا تلاوت قرآن شریف میکنند۔ یا دیگر شغل اشتغال بینمایند۔ و بر حمایت اسلام و دین چنان کمر ہمت بستہ کہ ملکہ زمان لنڈن را نیز دعوت محمدی کردہ است۔ و بادشاہ روس و فرانس وغیرہا ہمہ را دعوت اسلام نمودہ است۔ و ہمہ سعی و کوشش او برانیست کہ عقیدہ تثلیث و صلیب را کہ سراسر کفر است۔ بگذارند۔ و بتوحید خداوند تعالیٰ بگروند۔ و علمائے وقت را ببینید۔ کہ دیگر گروہ مذاہب باطلہ را گذاشتہ صرف در پے این چنین نیک مرد کہ از اہل سنت والجماعت است۔ بر صراط مستقیم است و راہ ہدایت مے نماید افتادہ اند۔ و بروے حکم تکفیر مے سازند۔ و کلام عربی او را ببینید کہ از طاقت بشریہ خارج است۔ و تمام کلام او مملو از معارف و حقایق و ہدایت است و از عقاید اہل سنت و جماعت و ضروریات دین ہرگز منکر نیست۔ بعد ازاں فرمودند۔ کہ مرزا صاحب بر مہدویت خود بسیار علامات بیان کردہ مگر ازاں میان دو علامات کہ در کتاب خود درج ساختہ بیان نمودہ است۔ بر تردید بدرجہ غایت بر دعویٰ مہدویت او گواہ اند۔ یکے اینکہ او گفتہ۔ کہ در حدیث شریف آمدہ است۔ کہ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم یخرج المھدی من قریۃ یقال لھا کدعۃ و یصدقہ اللہ تعالیٰ و یجمع اصحابہ من اقصی البلاد علی عدۃ اھل بدر بثلاث مائۃ و ثلاثۃ عشر رجلا و معہ صحیفۃ مختومۃ (ای مطبوعۃ) فیھا عدد اصحابہ باسمائھم و بلادھم و خلالھم۔ یعنی فرمودند نبی صلی اللہ علیہ وسلم بیروں آید۔ مہدی از دہے کہ گفتہ شد او را کدعہ کہ کدعہ در اصل معرب کادیان است و دوم اینست۔ کہ او میگوید کہ در دارقطنی این حدیث از امام محمد باقر رضی اللہ عنہ روایت کردہ است کہ ان لمھدینا آیتین لم تکونا منذ خلق اللہ السموات والارض ینکسف القمر لاول لیلۃ من رمضان و تنکسف الشمس فی النصف منہ ہرگاہ خسوف قمر و کسوف شمس بتاریخ ششم از ماہ اپریل ۱۸۹۴ء ہژدہ صد و نود و چہار واقع شد۔ پس مرزا صاحب برائے اتمام حجت خود در اطراف و اکناف عالم اشتہار این معنی ارسال کرد۔ کہ این پیشین گوئی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برائے ظہور مہدی موعود فرمودہ بودند۔ اکنوں تمام شدہ است۔ ہمہ واجب کہ بمہدویت من اعتراف کنید۔ و انکار نماید۔ پس مولویان وقت طفلانہ سوال کردند کہ از حدیث شریف این معنی برمے آید۔ کہ از اول شب رمضان خسوف قمر شود۔ و در نیم رمضان کسوف شمس گردد۔ و این خسوف بتاریخ سیزدہم رمضان واقع گشتہ و کسوف بتاریخ بست و ہشتم رمضان بوقوع آمدہ۔ این خلاف منطوق حدیث است۔ آں خسوف و کسوف دیگر خواہد بود۔ کہ در زمان مہدی بر حق وقوع یابد۔ بعد ازاں حضور خواجہ ابقاہ اللہ تعالیٰ ببقائہ فرمودند۔ سبحان اللہ بشنوید آنچہ مرزا صاحب معنی حدیث شریف مذکور بیان نمودہ۔ و مولویان منکران را جواب دادہ است۔ مرزا صاحب گفتہ کہ معنی حدیث شریف این است۔ کہ برائے تائید و تصدیق مہدی ما دو نشان مقرر اند۔ از آں مدت کہ آسمانہا و زمینہا پیدا شدہ اند۔ آن دو نشان در وقت کسے مدعی بظہور نیامدہ۔ و آں دو نشان اینست۔ کہ در وقت ادعای مہدی موعود خسوف قمر در آن اول شب خواہد بود کہ آن شب از سہ شب خسوف اول است یعنی شب سیزدہم از رمضان۔ و کسوف شمس در آں روز خواہد بود۔ کہ از درمیانہ روز است۔ یعنی بست و ہشتم۔

بعد ازاں حضور فرمودند۔ کہ بیشک معنی حدیث شریف این است۔ کہ مرزا صاحب بیان کردہ۔ چہ خسوف قمر ہمیشہ بتاریخ سیزدہم یا چہاردہم یا پانزدہم واقع میشود۔ و کسوف شمس ہمیشہ در تاریخ بست و ہفتم یا بست و ہشتم یا بست و نہم ماہ بوقوع مے آید۔ پس خسوف قمر کہ بتاریخ ششم از ماہ اپریل ۱۸۹۴ء ہژدہ صد و نود و چہار ۴ واقع شدہ است۔ و آں بتاریخ سیزدہم رمضان کہ اول شب از شبہائے خسوف است۔ بوقوع آمدہ و کسوف در میانہ روز از روزہائے کسوف شمس واقع گشتہ است۔“ اور صفحہ ۱۲۳ پر لکھا ہے۔

” اندرین اثنا حافظ گون سکنہ حدود دھوڑی احتیار خان بہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی سقط و ناسزا گفتن آغاز کرد۔ ہمیکہ چہرہ انور حضور خواجہ ابقاہ اللہ تعالیٰ ببقائہ متغیر گردید۔ و بر آں حافظ بانگ زدند و زجر نمودند۔ مے عرض کرد۔ قبلہ چون حالات و صفات حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام و اوصاف مہدی محمود در مرزا صاحب یافتہ نمیشوند چگونہ اعتبار کنیم او مسیح عیسیٰ و مہدی است۔ حضور خواجہ ابقاہ تعالیٰ فرمودند۔ کہ اوصاف مہدی پوشیدہ و پنہان ہستند آنچہ نیستند۔ کہ در دلہائے مردم نشستہ است۔ چہ عجب کہ ہمیں مرزا غلام احمد قادیانی مہدی باشد۔ چہ در حدیث شریف آمدہ۔ کہ دوازدہ دجال اند۔ پس چنداں مہدی اند۔ و در حدیث وارد شدہ است۔ کہ عیسیٰ و مہدی یکے است بعد ازاں فرمودند۔ کہ شرط نیست۔ کہ ہمہ علامات مہدی موافق خیال و فہم مردم کہ در دلہا خود بستہ اند ظاہر شوند۔ بلکہ حافظا امر دیگر گون است۔ اگر چنین بودے کہ مردم خیال کنند پس او را ہمہ خلق مہدی برحق دانستہ باو ایمان آوردے۔ چنانچہ پیغمبران کرامت بر بنی چند گروہ شدے بعضے کساں ہر گز حال آن پیغمبر مکشوف نے گشت ازین سبب ہمیں گروہ انکار آوردند کافر شدہ اگر تمام امت بر پیغمبر حال آن پیغمبر مکشوف شدے۔ ہمہ مسلمانان میشدے چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ اوصاف و علامات آنحضرت صلعم در کتب سابقہ مکتوب مرقوم بودند و چوں آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ظاہر شدند و مبعوث گردیدند۔ بعض علماء را مطابق پندار و فہم و وہم خود ہا نیافتند۔ پس براں کساں کہ امر آنحضرت مکشوف شد۔ او شاں ایمان آوردند۔ و برآں گروہ کہ مکشوف نشد۔ انکار کردند ہم چنیں است حال مہدی پس اگر مرزا صاحب مہدی باشد کدام امر مانع است ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نصلی علی رسولہ الکریم

وصیت نامہ

(۱) میں مسمی خداداد ولد پہلوان خان قوم بلوچ ساکن گھوگھیات تحصیل بھیرہ ضلع شاہپور حال رسالپور اور مسماۃ کرم بی بی بنت نواب خان قوم بلوچ ساکن گھوگھیات تحصیل بھیرہ ضلع شاہپور حال [illegible] زوجہ خداداد [illegible] ہم دونوں [illegible] اپنی خوشی [illegible] بتاریخ ۱۹- فروری ۱۹۲۵ء وصیت کرتے ہیں- اور لکھ دیتے ہیں کہ اسکے مطابق عمل کیا جاوے-

(۲) اقرار کرتے ہیں کہ ہم حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود رئیس قادیان کے کل دعاوی [illegible] ایمان رکھتے ہیں- اور [illegible]

(۳) اقرار کرتے ہیں- کہ رسالہ الوصیت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے تاریخ ۲۴ دسمبر ۱۹۰۵ء شایع ہوا ہے- تمام و کمال پڑھا اور سن لیا ہے- اور ہم ان ہدایات کے جو اس میں درج ہیں- پابند رہینگے- اور ایسا ہی ہم ان ہدایات و ضوابط اور قواعد کے بھی پابند رہینگے- جو رسالہ الوصیت کے بعد حضرت اقدس مسیح موعود کی طرف سے یا ان کے مقرر کردہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کی طرف سے شایع ہونگے- اور ایسا ہی ہمارے ورثا ان کے پابند رہینگے-

(۴) ہماری جائداد دونوں کی حسب ذیل ہے
مکان سکونتی قیمت [illegible]
گھر اینٹ عمدہ گھرسان [illegible]
ملحانہ مقبوضہ وملکیت زیور [illegible]
کل [illegible] روپیہ کا ہے جس پر ہم دونوں کا مالکانہ قبضہ ہے-
آج کی تاریخ اس جائداد کا دسواں حصہ [illegible] روپیہ ہوتا ہے- جو ابھی ادا کرتے ہیں- اور جسکی نسبت حضرت اقدس سے اجازت لی گئی ہے (حسب ذیل ہے)
نقدی [illegible] زیور نقرہ وزن [illegible]
نقدی قیمتی مالیتی [illegible] روپیہ اور علاوہ ازیں

بموجب اشتہار الوصیت کے شرط اول کے مبلغ [illegible] روپیہ چندہ خداداد [illegible] روپیہ اہل خانہ کا [illegible] روپیہ دیتی ہیں-

(۵) الف - میں اقرار کرتا ہوں - کہ میری آمدنی صرف میری تنخواہ ہے - جو [illegible] روپیہ ماہوار ہے - اور آیندہ جو کچھ میں بچت وغیرہ کرونگا- اس میں شامل ہے- اسلئے اس کا ماہ بماہ بعد وضع خرچ ماہواری ۱/۱۰ حصہ سلسلہ عالیہ کے اغراض کے لئے دیتا رہونگا- اور میری خرچ کی تعداد [illegible] روپیہ سے زائد کسی حالت میں نہ ہوگی- اس لئے [illegible] روپیہ ماہوار ضرور ادا کرتا رہونگا [illegible] کرکے کا [illegible] ماہوار میں ایک [illegible] بھیجتا ہوں- اسکے جوان ہونے پر وہ بھی سلسلہ احمدیہ کے واسطے دونگا- گویا جسقدر میری جائداد بڑھیگی- اسکا ۱/۱۰ حصہ ساتھ ساتھ ادا ہوتا رہیگا-

(ب) سوائے اس تنخواہ - کے بچت سے اگر کسی سوداگری یا انعام زر سرکار یا دیگر سفر خرچ وغیرہ سے کوئی آمدنی ہوگی- تو اس کا دسواں حصہ بھی انجمن کے پاس اسی وقت بھیج دیا کرونگا- اور ایسے امور کی مفصل اطلاع انجمن کو دیتا رہونگا- اور اگر میری موت پر کچھ بقایا رہ جاوے گا- تو میرے وارثان کا فرض ہوگا- کہ میری جائداد سے ادا کریں-

(۶) ہم دونوں یہ بھی وصیت کرتے ہیں کہ مرنے کے بعد جنازہ ہمارا احمدی جماعت پڑھے - اور اگر قادیان میں فوت نہ ہوویں تو احمدی جماعت میری لاش صندوق میں بند کرکے حسب ہدایات انجمن مذکور جو شایع ہو چکے ہیں- یا آیندہ شایع ہونگے دارالامان قادیان پہنچائی جاوے - اور وہاں کارپردازان مقبرہ کے سپرد کی جاوے

(۷) میری یہ بھی وصیت ہے- کہ میری تجہیز و تکفین اور میری لاش کو قادیان پہنچانے اور دفن کرنے کے متعلق جسقدر اخراجات ہوں- اسکی متکفل میری وہ جائداد نہ ہوگی- جو حسب موجب اشتہار وصیت حوالہ انجمن کردی ہے - بلکہ میرے وارثان کی مقبوضہ جائداد سے ہوگا- بشرطیکہ میں نے اپنی زندگی میں حسب مشورت کارپردازان مقبرہ بہشتی اندازہ کرکے روپیہ اخراجات وصیت سے الگ انجمن مذکور کے حوالے نہ کیا ہو- اور انجمن نے اس کا اعلان باقاعدہ نہ کر دیا ہو- ایسی حالت میں اگر زاید رقم خرچ ہوگی- تو وہ بھی میری جائداد مقبوضہ ورثاں سے دیجائیگی- اور میرے وارث ذمہ دار ہونگے کہ ان اخراجات کو اہم اور شرعی ضروری سمجھیں گے-

(۸) یہ بھی اقرار کرتے ہیں- کہ یہ وصیت ابتغاً لوجہ اللہ ہے- اور اگر حالات آیندہ کی ماتحت جنکا مجھے اسوقت علم نہیں میری لاش بہشتی مقبرہ میں دفن نہ ہوسکی تو اس حالت میں بھی میری وصیت قائم رہیگی- یعنی اس کام کے متعلق جو کچھ میں [illegible] مطابق فقرہ (۵) میرا کوئی وارث اس کی [illegible] کا مستحق نہ ہوگا- اور میری لاش قادیان پہنچانے کی کوشش کی جاوے- اور جب تک کارپردازان مقبرہ اجازت نہ دیں- میری لاش کسی اور جگہ دفن نہ کی جاوے - البتہ بطور امانت دفن کی جاسکتی ہے-

(۹) اگر کسی وجہ سے میری لاش حسب فقرہ نمبر ۹ مقبرہ بہشتی میں دفن نہ ہوسکی تو کوئی اخراجات وغیرہ کا روپیہ میں جو انجمن کو دے چکا ہوں- یا میری جائداد کے متعلق دے گئے - میرے ورثا کو واپس کرنے یا خرچ کرنے کا اختیار نہ ہوگا- بلکہ انجمن ہر طرح کا ذمہ وار ہے جسطرح سے چاہے- کرے - میرے وارثان مکرر مطلع رہیں- کہ میں نے یہ سب وصیت کا روپیہ صرف خداوند کریم اور حضرت اقدس کے حکم سے تعمیل کیواسطے دیا ہے- مرنہ میرا اس مقبرے میں دفن ہونا یا نہ ہونا بالکل انجمن کی راے پر ہے - اور خدا جانتا ہے- کہ کیا ہوگا- اور یہ وصیت نامہ ہم دونوں کی طرف سے ہے- اسلئے بعض جگہ جو سہواً لفظ واحد کا درج ہے- جمع سمجھا جاوے فقط

(۱۰) چندہ [illegible] نقد کل [illegible] بھیجدیا گیا ہے- اور زیور کی فروخت کا بندوبست حسب تحریر اخوی ام مولوی محمد علی صاحب کر رہا ہوں- اور زیور یا اس کی قیمت حوالہ انجمن ہونے سے پہلے مرجاؤں- تو وہ میرے ذمہ قرضہ شرعی ہو جو بقایا جائداد سے وصول ہوگا-

مورخہ ۱۹- فروری ۱۹۲۵ء

گواہ شد
عالم شیر سارجنٹ پولیس [illegible] بقلم خود

العبد
خداداد ولد پہلوان خان بقلم خود

العبد
مسماۃ کرم بی بی اہلخانہ خداداد مذکور
نشان انگوٹھا

گواہ شد
سید محمد ولد نظام الدین بلوچ [illegible]
نشان مہر

گواہ شد
محمد ولد نواب بلوچ ملازم [illegible]
نشان مہر

ضرورت

میرا ارادہ یہاں پر دوکان نکالنے اور تجارت کرنیکا ہے - انشاءاللہ تعالے

دوکان میں سوڈا واٹر مشین بھی ہوگی اور سب ملازموں کا تو بندوبست ہوگیا ہے- اب صرف ایک ایسے شخص کی ضرورت ہے- جو سوڈا واٹر مشین کے کام سے بخوبی واقف ہو- اس کے پرزوں کو درست اور ان کی معمولی مرمت خود کرسکتا ہو- ہر ایک قسم کا پانی تیار کرسکتا ہو- دیانت دار ہو- الغرض اپنے کام میں بخوبی ماہر اور ہوشیار ہو- اگر خواندہ (حساب کتاب رکھنے کے قابل) ہو- اور احمدی بھائی ہو تو زہے قسمت - تنخواہ - [illegible] روپیہ ماہوار علاوہ خوراک کے - وطن سے یہاں تک آنیکا کرایہ ریل و جہاز بھی دیا جاویگا- ہم نے سب بندوبست کرلیا ہے- اور انشاءاللہ ماہ ستمبر کے اخیر تک کام شروع کردیا جاویگا- اسلئے گذارش ہے- کہ مہربانی فرماکر اس ضرورت کو اپنی اخبار گوہربار کے ذریعہ بہت جلد مشتہر کر دیوین- درخواستیں مع سندات لیاقت خاکسار کے نام آوین اور اگر مذکورہ بالا اوصاف والا کوئی احمدی بھائی آپ کا واقف ہو- اور اسکی لیاقت کی آپ تصدیق کریں - اور ذمہ وار ہوں تو سب سے بہتر ہے- لیکن ہر صورت میں اخبار میں یہ ضرور مشتہر کردیں [illegible]

[illegible] Mumtaz Ali Khan
[illegible] Assistant
[illegible]
[illegible] Somaliland Protectorate
[illegible]

مفرح عنبری
قیمت ڈیڈھ بیہ پانچ روپیہ

جملہ ڈاکٹر صاحبان و حکمائے ہندوستان توجہ فرماوین

وزن پانچ تولہ
خوراک ۲ و ماشہ
محصول بذمہ خریدار

ہنر شناس کو دکھلا ہنر - کہ خوبیٔ زر + اگر کھلے ہے تو صراف کی نظر چڑھ کر :-

خدائے کریم و رحیم کی بے اندازہ فیاضی ہے کہ مجھ جیسا ہیچمیرز ملک کے لائق اطبا کی نظر مین اس عزت سے دیکھا جائے جس کی مثال ہندوستان جیسے ملک میں ملنا اگر ممکن نہین تو قریباً محال ضرور ہے اور یہ محض خدائے کا فضل ہے۔ ورنہ من آنم کہ من دانم + **مفرح عنبری** کو تیار کر کے جب اس بزرگ جماعت ڈاکٹران و حکمائے ہند کو توجہ دلائی گئی - کہ یہ ایک بے نظیر ولاجواب دوائی آپ کے ملک میں تیار ہوتی ہے - جس کا مقابلہ یورپ کی کوئی پیٹنٹ دوائی بھی جو تا حال اس غرض سے اس ملک میں آچکی ہیں نہین کر سکین اور نہین کر سکتین - تو اول اول جیسا کہ قاعدہ ہے میری عرض پر کچھ زیادہ توجہ نہ کی گئی - لیکن رفتہ رفتہ جب ملک میں چار دن طرف مفرح عنبری کی شہرت ہوئی اور اُس کے استعمال کرنے والے خود مجسم اشتہار بنکر اُس کے موجد کی حوصلہ افزائی کے لئے کمر بستہ ہو گئے پبلک جلسون مین لیکچرون کے ذریعہ اس کا چرچہ ہونے لگا - تو الحمد للہ کہ اس بزرگ جماعت نے بھی توجہ مبذول فرمائی - رفتہ رفتہ یہان تک نوبت پہنچی کہ ہندوستان بھر مین جو شہرت کا دقیقہ باقی رہ گیا تھا وہ اس قابل فخر جماعت کی طفیل اللہ کے فضل سے پورا ہو گیا +

اس بات کے کہنے کی تو میں جرأت نہین کرتا - اور نہ کر سکتا ہون کہ خدانخواستہ آپ میں سے کسی کو ایسی عمدہ دوائی بنانا آتا نہین یا آپ جانتے نہین - جس حالت مین کہ خداوند کریم کی عنایت سے آپ ہر طرح لائق تعلیم یافتہ ڈاکٹری جماعت میں داخل ہیں اور اپنے نیز اللطف کی انجام دہی پر ممتاز ہیں - ہان ساتھ ہی اس - کہ میں یہ بھی نہین مان سکتا - کہ آپ کو اسکی ضرورت نہ ہو - کیونکہ ہر ایک دانا معالج کو جس کا کام ہر وقت مریضوں کا علاج کرنا ہے - خواہ وہ اپنے وقت کا ارسطا طالیس - جالینوس - بوعلی سینا ہی کیون نہو ہمیشہ ہر ایک عمدہ چیز کی ضرورت ہے اور ہر ایک لتعصب سے پاک دل طبیب کو اس کی تلاش ہی رہتی ہے چنانچہ بزرگان ذیل کا نہایت ادب سے شکریہ ادا کرتا ہون جنہون نے اپنا فرض منصبی ادا کیا اور جنہوں نے بڑی توجہ سے کام لیکر میری عرض کو جگہ دی - خود فائدہ اٹھایا مجھے فائدہ ہوا - اور مریضوں پر احسان کیا آیندہ کیلئے ایک اتحاد قائم ہو گیا اور جو ذاتی فائدے ہیں وہ علیحدہ - میرے پاس کافی الفاظ نہیں کہ اس مختصر میں اُن کا شکریہ ادا کر سکوں - البتہ مکمل رپورٹ میں انشاء اللہ مفصل ذکر خیر کرونگا یہان صرف اسمائے گرامی اُن پاک دل ہمعصرون کے شکریہ کے ساتھ عرض کرتا ہوں جو یہ ہیں :-

جناب ڈاکٹر رام پرشاد صاحب انچارج میں ڈسپنسری نرسنگہ پور
جناب ڈاکٹر محمد رحمن پاپون ضلع مولمین
جناب ڈاکٹر احمد علی صاحب - لکھنڈرا (نیواز)
جناب ڈاکٹر خان صاحب عبد المجید خان صاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ ونمک اسائم ناگپور
جناب ڈاکٹر غلام مصطفےٰ صاحب کمپنی ناگپور
جناب ڈاکٹر شیخ محمد حسین صاحب ایلور ضلع گوداوری
جناب ڈاکٹر مول چند صاحب نلشنر دھمتاری ضلع رائے پور
جناب ڈاکٹر محمد حیدر حسین صاحب حیدر صدر ڈسپنسری کھنڈوہ
جناب درگاہی بخش صاحب خاص ریاست ریوان
جناب ڈاکٹر سریرام صاحب ہنڈیہ ضلع الہ آباد
جناب ڈاکٹر عبد اللہ خان صاحب پورنیہ بنگال
جناب ڈاکٹر عبد المجید خان صاحب ضلع رانچی
جناب ڈاکٹر اماداچرن سرکار چیریٹیل ڈسپنسری راؤزنا بنگال
جناب ڈاکٹر ایس امین الدین صاحب قریشی سی - ایم ایس سرگا ممالک ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر عبد العزیز صاحب میں ڈسپنسری دمدہ ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر خلیل الرحمن صاحب ایچ ایس منڈلہ ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر عبد الفتاح خان صاحب ایچ - ایس ناگپور
جناب ڈاکٹر چھجول صاحب ہاسپٹل اسسٹنٹ آردی ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر کریم بخش صاحب ہزار یباغ بنگال
جناب ڈاکٹر پنڈت ہر یرام صاحب وٹیرنیری اسسٹنٹ ضلع ناگپور
جناب ڈاکٹر سید محمد ہادی صاحب امام باڑہ ڈسپنسری (ہوگلی)
جناب ڈاکٹر محمد عبد القادر صاحب وکٹوریہ مڈیکل ہال سلطانپور بنگال
جناب ڈاکٹر بہادر علی صاحب جام گادمن ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر شیخ نبرانی صاحب ریاست کھیراگڈھ ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر غلام احمد خان صاحب ایچ - ایس نواجی پور
جناب ڈاکٹر آغا حسین علی صاحب نیو مڈیکل ہال مانڈلے
جناب ڈاکٹر سید احمد علی صاحب ایچ - ایس سیونی مالوہ ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر محمد امام خان صاحب سینئر ہاسپٹل اسسٹنٹ جیل چاندہ
جناب ڈاکٹر اے - ٹی - بوس صاحب ایچ ایس دھنو سیو برہما
جناب ڈاکٹر رحمت علی صاحب احمدی کنگ افریقین رائفلز سمالی لینڈ
جناب ڈاکٹر چمن خان صاحب فسٹ برگیڈ سمالی لینڈ
جناب ڈاکٹر سراج الدین صاحب ریاست بستر ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر مہیش چندرا صاحب رانی ہاٹ ضلع چاٹگام
جناب حکیم محمود حسین خان صاحب ضلع ساگر
جناب حکیم سید سلطان حسین صاحب رضوی لکھنوی ریاست کوٹہ
جناب حکیم سید احمد علی صاحب دہلوی بنگلور
جناب حکیم ضیاء الدین صاحب جویان ریاست پٹیالہ
جناب حکیم محمد علی صاحب ریاست خاص پالن پور
جناب حکیم محمد سلطان صاحب چندول ضلع کٹنا
جناب حکیم محمد صدیق حسین صاحب جیلانی نجیب آباد
جناب حکیم محمد عزیز الرحمن صاحب ضلع باریسال
جناب حکیم عبد اللطیف صاحب نانگاؤں ضلع ناسک
جناب حکیم حافظ سید عبد الکریم صاحب ضلع دیناجپور
جناب حکیم عبد الرزاق صاحب ضلع دیناجپور
جناب حکیم کرامت علی صاحب دھاپی ضلع پورنیہ
جناب حکیم سید عبد الرحیم صاحب بلہاری - مدراس
جناب حکیم عبد الجلیل صاحب - لاسر پور ضلع سیتاپور
جناب حکیم امیر الحسن صاحب گواڑہ ضلع پورنیہ
جناب حکیم کرامت حسین صاحب ضلع پورنیہ
جناب حکیم محمد سالار صاحب قاضی سرکار توبرگل
جناب حکیم رحیم بخش پانک ٹولہ پورنیہ
جناب حکیم محمد عبد المجید صاحب جھنگاؤں ضلع پورنیہ
جناب حکیم عشرت علی خان صاحب عمرکہیہ ضلع باسم بنگال
جناب حکیم حافظ نعمت علی صاحب رنگون
جناب حکیم سید عبد القیوم صاحب سکندر نگر میمن سنگھ
جناب حکیم ناظم حسین صاحب مانڈلے برہما
جناب حکیم محمد مہدی حسین صاحب دل سنگھ سرائے - دربھنگہ -
جناب حکیم سید لیاقت حسین صاحب نواجی پور

آمدم بر سر مطلب

مفرح عنبری میں سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس میں کوئی زہر POISON چیز از قسم کشتہ دغیرہ ہرگز نہین ملایا جاتا اسلئے میں زور سے کہتا ہون کہ آجکل کی قریباً کل مشتہرہ پیٹنٹ مقوی ادویات - خواہ وہ یورپ کے کسی کونہ سے آئی ہون یا ہندوستان کے کسی فرضی جنگل سے نکلی ہوں اس کے مقابلہ میں آدھے چوتھائی نمبر بھی حاصل نہین کر سکتین - اب میں اسے ختم کر کے بڑے شوق سے آپ کے آرڈر کا منتظر ہون :-

بھائیون کا خادم حکیم محمد حسین قریشی موجد مفرح عنبری مفرح دلکشاء کارخانہ رفیق الصحت لاہور

(مطبع المصور مجوزی)

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

چہ گویم باتو گر آئی بہ پیاد قادیان بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت للعہ سالانہ

(۱) عوام سے صہ (۲) خواص و معاونین سے عہ (۳) ہندوستان سے باہر کے (۴) غیر مذاہب والوں سے پیٹے (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے عہ

نمبر ۳۱ | قادیان دار الامان مورخہ ۱۰ ستمبر ۱۹۰۶ء مطابق ۲۰ رجب ۱۳۲۴ ہجری

تازہ الہامات ورؤیا

۲۳۔ اگست ۱۹۰۶ء "آج کل کوئی نشان ظاہر ہوگا" یعنی عنقریب کوئی نشان ظاہر ہونے والا ہے۔

۲۵۔ اگست ۱۹۰۶ء۔ شفیع اللہ فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی کے یہ میرا نام رکھا ہے اور اس کے معنے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندوں کا شفیع۔

۴ ستمبر ۱۹۰۶ء۔ انی مع الروح اتیک بغتۃ
ترجمہ۔ میں روح کے ساتھ اچانک تیرے پاس آونگا۔ رؤیا۔ فرمایا آج ہی ایک خواب میں دیکھا کہ ایک چوغہ زرین جس پر بہت سنہری کام کیا ہوا ہے مجھے غیب سے دیا گیا ہے۔ ایک چور اس چوغہ کو لیکر بھاگا۔ اوس چور کے پیچھے کوئی آدمی بھاگا جس نے چور کو پکڑ لیا اور چوغہ واپس لے لیا بعد اس کے وہ چوغہ ایک کتاب کی شکل میں ہو گیا جس کو تفسیر کبیر کہتے ہیں۔ اور معلوم ہوا کہ چور اوس کو اس غرض سے لے کر بھاگا تھا کہ اس تفسیر کو نابود کر دے۔

فرمایا اس کشف کی تعبیر یہ ہے کہ چور سے مراد شیطان ہے۔ شیطان چاہتا ہے کہ ہمارے ملفوظات لوگوں کی نظر سے غائب کر دے۔ مگر ایسا نہیں ہوگا۔ اور تفسیر کبیر جو چوغہ کے رنگ میں دکھائی گئی اس کی یہ تعبیر ہے کہ وہ ہمارے لئے موجب عزت اور زینت ہوگی۔ واللہ اعلم

۸ ستمبر ۱۹۰۶ء۔ پیٹ پھٹ گیا۔
دشمن نہایت اضطراب میں ہے
امین الملک
جے سنگھ بہادر

ایڈیٹوریل بریف نوٹس

شیم! لنڈن ایسٹ انڈیا ایسوسی ایشن کے مئی کے اجلاس میں ہندوستانیوں اور انگلو انڈین جماعتوں کی کشیدگی کے دور کرنے اور انجمن قیام اتحاد کے مضمون پر طبع آزمائی کی گئی۔ ایک پارسی لیڈی نے دوران تقریر میں کہا کہ

پردہ سسٹم موجودہ کشیدگی کا بڑا باعث ہے ست دہرم پرچارک اس رائے کی برجستگی کی تعریف کرتا ہے۔ میں نہایت افسوس سے ظاہر کرتا ہوں کہ بلا سوچے سمجھے اور مزید غور کے رائے دینے سے کیا فائدہ! کیا ست دہرم پرچارک ان نتائج پر غور کر سکتا ہے جو اس رائے پر عمل کرنے سے پیدا ہو سکتے؟ کیا آئے دن کے عصمت دری کے مقدمات اسے کچھ سبق نہیں دیتے ایسی رائے پر بجائے تعریف کے نفرین کرنی چاہئے۔

آریہ سماج اسلام کے قریب آرہا ہے

آریہ اخباروں میں آج کل ذات پات کی بندشوں کو توڑنے اور غیر مذاہب کے ساتھ خورد و نوش کا سوال چھڑ گیا ہے اور امید کی جاتی ہے کہ اسکا کوئی مفید نتیجہ نکلے گا۔ اس سوال کا محرک دراصل دہرم پال ہے شاید اس لئے کہ اسے شودر سمجھا گیا اور اس اعلیٰ سوسائٹی میں اسے جگہ نہ ملی جو وہ سمجھ بیٹھا ہوگا۔ بہرحال اب اس امر پر زور دیا جا رہا ہے کہ اعمال و افعال کا لحاظ کر کے ذات بندی ہو اور یہ ہر کی طرح لفظی بحث تک ہی امر محدود نہ ہو بلکہ اسے عملی لباس پہنایا جاوے میں ایسی تحریک کو پسند کرتا ہوں اسلئے کہ قرآن کریم کی عظمت اس سے ثابت ہوگی جس نے فرمایا ہے "ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم" اور اسطرح پر آریہ سماج لوہا نہوہا اسلام کے قریب آرہے گا۔ اور اسلام کی فتح ہوگی۔

سخن فہمی عالم بالا معلوم شد

کہ جب انسان حق کو چھوڑتا ہے تو [illegible] ہی معدوم نہیں ہو جاتی بلکہ اسکی عقلی [illegible] طاقتیں بھی مشکوک ہو جاتی ہیں۔ ایک خوش فہم آریہ حضرت مسیح موعود کے خط اسمی ڈاکٹر عبد الحکیم خان کے اس فقرہ کہ
"گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی غلطی کی کہ دین اسلام کی دعوت کیلئے زمیں میں خون کی نہریں چلا دیں"
سے یہ ثابت کرتے ہیں کہ اسلام بزور شمشیر پھیلایا گیا ہے اس خوش فہمی پر آریوں کو چاہئے کہ ایسے ذی علم مہاتما کے لئے ایک کانفرنس کر کے شکریہ کا ووٹ پاس کریں اور رشی کی پدوی اسے عطا کریں ورنہ ایسا بوجھ بجھکڑ مشکل سے ملیگا۔؟
بریں عقل و دانش بباید گریست

طہارت اور اسلام

بت فطرت انسان کی آنکھوں پر ہی پٹی نہیں باندھ دیتا۔ بلکہ اسکے دل و دماغ کو بھی تاریک اور مکدر کر دیتا ہے۔ مختون آہم چاری دہرم پال امسال گرمی سے پکھلا گئے ہیں۔ اور سیر گرما کیلئے تشریف لیگئے ہیں۔ اس سیر یا سفر کے حالات لاہور کے اخبار پرکاش میں شایع کرنے شروع کئے ہیں چنانچہ ۳ میں جو حالات شایع کئے ہیں۔ انہیں بجائے مقدمین اسلام کے ایک پاک اصول پر محض شرارت اور بیحیائی سے نکتہ چینی کی ہے۔

اگرچہ دہرم پال نے اپنی تحریروں سے ثابت کر دیا ہے۔ کہ وہ کس دل و دماغ کا انسان ہے۔ اور اس کی تحریروں کا اسلوب اس کی قلبی کیفیت اور دماغی خیالات کی تصویر سامنے رکھتے دیتا ہے۔ مگر میں تھوڑی دیر کیلئے اس بحث کو چھوڑ کر اس کے ان ریمارکس پر نظر کرنی چاہتا ہوں جو اس سیر گرما کے نمبر ۳ میں انہوں نے اسلام کے متعلق کئے ہیں۔ ایک فقرہ پر آپ فرماتے ہیں۔

"کاش اسلام نے لوگوں کو صفائی کی تعلیم دی ہوتی"

اس فقرہ کو پڑھکر مجھے سخت رنج ہوا کہ ایک طرف تو یہ شخص ظاہر کرتا ہے۔ کہ میں نے قرآن شریف کو پڑھا ہے اور اس پر غور کیا ہے۔ دوسری طرف وہ ایک ایسی محکم اور مشہور اصل سے انکار کر رہا ہے۔ جو ایک مسلمان بچے کو بھی معلوم ہے۔ یا تو یہ شخص ایسا کودن اور کوڑ مغز ہے کہ وہ قرآن شریف کی موٹی سی موٹی تعلیم بھی سمجھ نہیں سکتا۔ اور یا عداوت اور شرارت نے اسے ایسا اندھا بہرہ بنا دیا ہے کہ وہ نہ دیکھ سکتا ہے اور نہ سن سکتا ہے۔ ورنہ طہارت اسلام کا مسئلہ تو ایسا واضح اور ظاہر ہے۔ کہ جسقدر تاکید طہارت کی اسلام نے کی ہے اور جسقدر التزام اس کا اسلام نے بتایا ہے کوئی دوسرا مذہب اس کی نظیر پیش نہیں کر سکتا۔

یہ الگ امر ہے کہ ایک مسلمان اپنی سستی یا غفلت سے احکام الٰہی کی پابندی نہ کرے اس سے نفس شریعت پر اعتراض وارد نہیں ہوتا اگر ایسا اعتراض کسی مذہب و ملت پر ہو سکتا ہے یعنے حاملین ملت کے طرز عمل سے اس شریعت و ملت پر اعتراض آیا کرتا ہے۔ تو پھر آریہ سماج کے مذہب سے بڑا مذہب کوئی نہیں ہوگا۔ اس لئے کہ اسکے متبعین کو ہم

وہ دہرم پال نے وقتاً فوقتاً اپنی تحریروں کے ذریعہ ظاہر کر دی ہے۔ مگر نہیں، دنیا ایسی بیوقوف نہیں جو شخصی حالت سے مذہب کی تعلیم اور شریعت کی ہدایتوں پر نکتہ چینی کرے اگر ایک آریہ زانی اور بدکار ہے تو کیا اسی سے یہ نتیجہ نکالیگا۔ کہ وید نے ایسی آگیا دی ہے۔ اسیطرح پر کسی مسلمان کے عدم التزام صفائی سے یہ نتیجہ نکالنا کہ اسلام طہارت کی تعلیم نہیں دیتا سراسر نادانی اور حماقت ہے اور اسی حماقت کا ارتکاب برہم چاری دہرم پال نے کیا ہے۔

میں قرآن شریف سے صفائی اور طہارت کی تعلیم کے متعلق بہت ہی اختصار کے ساتھ استدلال کروں گا اور میں دیکھونگا کہ راستی کا ہمسر کا پیاسا قبول راستی کو اپنا اصول قرار دینے والا مختون برہم چاری کہاں تک اس سے فائدہ اٹھاتا ہے۔ اسلام نے بڑی تاکید کے ساتھ ہر قسم کی صفائی کا تقید کیا ہے۔ چنانچہ فرمایا وثیابک فطہر والرجز فاھجر ہے اور اپنے لباس کو صاف اور ستھرا رکھو۔ اور ہر قسم کی نجاست اور پلیدی سے الگ رہو۔ یہ حکم کیسا صاف اور واضح ہے۔ والرجز فاھجر ہے ایک ایسا جامع ارشاد ہے کہ اس میں ہر قسم کی صفائی اور طہارت کو جمع کر دیا ہے۔ اور ہر قسم کی پلیدی اور نجاست سے الگ رہنے کا حکم دیا ہے۔ مگر دل کا اندھا اسکو کیونکر دیکھ سکے۔ کاش اس بے باک معترض کو اسلام کی غرض و غایت پر اطلاع ہوتی۔ اور وہ اس راز کو سمجھنے کی سعی کرتا۔ کہ اسلام دنیا میں کیوں آیا ہے؟ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا پاک منشا کیا تھا۔ اسلام انسان کو درجہ بدرجہ ہر قسم کی ناپاکی سے نجات دینا چاہتا ہے۔ اور ہر قسم کے خطرہ سے بچانا چاہتا ہے اس کی تعلیم جسمانیات سے شروع ہو کر روحانیت پر ختم ہوتی ہے اس لئے انسان کو چونکہ باخدا انسان بنانا تھا۔ اور اس کا ابتدائی درجہ یہ تھا۔ کہ اسکو وحشیانہ حالت سے نجات دے اور باہر نکالے اسلئے پہلے طہارت کا حکم دیا کیونکہ وہ ناپاکی جو انسان کو وحشیانہ حالت میں ڈالتی ہے۔ وہ جسمانی ناپاکی ہے اور اسی سے خطرناک امراض اور مہلک بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔ اور جب تک بدن میں صلاحیت اور صحت نہو۔ نہ اس کی اخلاقی حالت درست ہو سکتی ہے نہ روحانی اسلئے ضرور تھا کہ خدا تعالیٰ کی کامل

کتاب اور کامل شریعت اپنا ابتدا اسی سے کرتی اور ایسا ہی کیا گیا۔ چنانچہ اوپر کی آیت بتاتی ہے۔ کہ وہ اس میں جسمانی ناپاکیوں اور دوسری وحشیانہ حالتوں سے بچانے کی کیسی تعلیم موجود ہے۔ تاکہ وحشیوں کو انسان بنایا جاوے۔ اس کے بعد درجہ بدرجہ اخلاق فاضلہ اور طہارت باطنی کے قواعد اور ہدایات بتا کر انسانوں کو مہذب انسان بنایا اور پھر محبت الٰہی اور فنا فی اللہ کے باریک دقایق سے مطلع کر کے مہذب انسانوں کو باخدا انسان بنایا۔ قرآن شریف کی یہ صداقت ایسی زبردست ہے کہ اس سے بجز کسی خبیث فطرت انسان کے کوئی انکار نہیں کر سکتا۔

پھر ایک اور آیت میں یوں فرمایا
ان اللہ یحب التوابین ویحب المتطھرین
یعنے خدا توبہ کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے اور ان کو بھی دوست رکھتا ہے جو جسمانی طہارت کے پابند رہتے ہیں۔ توابین کے لفظ سے خدا تعالیٰ نے باطنی طہارت اور پاکیزگی کی طرف توجہ دلائی ہے اور متطہرین کے لفظ سے ظاہری طہارت اور جسمانی پاکیزگی کا حکم دیا ہے بلکہ امعان نظر سے اس آیت پر غور کرنیسے معلوم ہوتا ہے کہ جو لوگ متطہرین ہوتے ہیں یعنی جو پاکیزگی اور طہارت کے قوانین کی پابندی کرنے والے ہیں وہ اصول توبہ کو بھی سمجھ لیتے ہیں۔ اور اپنی اندرونی نفاست اور پاکیزگی کیلئے جد و جہد کرتے ہیں۔ اور اسی وجہ سے انگریزی میں یہ ضرب المثل ہے جسکا مفہوم یہ ہے۔ کہ صفائی خدا پرستی کے دوسرے درجے پر ہے۔ ایسا ہی ایک مقام پر فرمایا گیا۔ کلوا من الطیبات واعملوا صالحاً یعنے پاکیزہ چیزیں کھاؤ۔ اور نیک عمل کرو۔ اس آیت میں بھی اللہ تعالیٰ نے دو سرا ہی قسم کی طہارت اور پاکیزگی کے اصول بتائے ہیں۔ پہلا حکم جسمانی صلاحیت کے لئے ہے یعنی واعملوا صالحاً۔ یہی آیت اس امر کی بھی دلیل ہے کہ بدکاروں کو ضرور عالم آخرت میں سزا ملیگی۔ کیونکہ جس حال میں ہم جسمانی پاکیزگی کے اصول کو چھوڑ کر مبتلائے امراض ہو جاتے ہیں اور اس سے سخت دکھ پاتے ہیں تو کیا وجہ ہے کہ روحانی پاکیزگی کے آداب و ہدایات کی پابندی ترک کر کے اسکے خمیازہ سے بچے رہیں۔

ایسا ہی اس آیت سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ اعمال صالحہ کو طیبات کے اکل سے بہت بڑا تعلق ہے۔ اب غور کرنیکا مقام

ہے کہ کیا اس تعلیم کی موجودگی میں کوئی دانشمند اور سلیم الفطرت انسان یہ کہہ سکتا ہے۔ کہ اسلام نے طہارت کی تعلیم نہیں دی ہے یہ بڑے ہٹ دہرم یا کوڑ مغز انسان کا کام ہے جو انکار کرے۔ میں اس مضمون پر بڑی لمبی بحث کر سکتا ہوں۔ مگر خدا ترس دل کے لئے اسیقدر کافی ہے ورنہ جسقدر تعلیم صفائی اور طہارت کی اسلام نے دی ہے اور جو قاعدے اسکے لئے مدون کئے ہیں۔ وہ دوسری قوموں کو نصیب بھی نہیں ہوئے وضو اور غسل کے فلسفہ اور مساجد کی نظافت اور نظافت کے مسئلہ پر اگر بحث کی جاوے تو اسکے لئے ایک دفتر کی حاجت ہے لیکن "عاقلے را اشارہ بس است" اور اگر "در خانہ کس است حرفے بس است" اس پر بھی اگر دہرم پال یا اسکے کسی اور بھائی نے اعتراض کیا۔ تو میں آرین اور نظافت کی حقیقت کھولنے پر مجبور ہوں گا"

جنازہ غائب پڑھا جاوے

چوہدری رحمت خان احمدی سکن کاٹھگڑھ ضلع ہوشیارپور کی بیوی فوت ہو گئی ہے اس لئے وہ جماعت احمدیہ سے دعا جنازہ کی درخواست کرتے ہیں نیز ..... حکیم ابو عبد الغنی محمد صالح چک ۱۲۷ اپنی بیوی کے نماز جنازہ کیلئے درخواست کرتے ہیں۔

مشاہیر اسلام

گذشتہ اشاعت سے آگے

ذوالحجہ ۵۸۷ھ میں یہ افسوس ناک حادثہ وقوع میں آیا۔ نماز جمعہ کے بعد قید خانے سے لاش نکال کر حلب کے باہر دفن کی گئی۔ اور حکمت اشراقیہ کا یہ آخری جلوہ زمانے کی نظر سے چھپ گیا۔

بعض اہل کا بیان ہے۔ کہ انکے دفن کے بعد ان کی قبر پر یہ شعر کندہ پائے گئے۔

قد کان صاحب ھذا القبر جوھرۃ
مکنونۃ قد براھا اللّٰہ من شرف
فلم تکن تعرف الایام قیمتہ
فردھا غیرۃ منہ الی الصدف

شیخ الاشراق نے صرف ۳۸ برس کی عمر پائی، اس لئے اگر سال شہادت سے حساب لگایا جاوے، تو انکی ولادت ۵۴۹ھ کے اوائل میں ہوئی، شیخ الاشراق کا حلیہ یہ تھا۔ رنگ سرخ میانہ قد۔ متوسط الجثہ،

عام حالات و عادات۔ شیخ الاشراق پر صوفیانہ رنگ اسقدر غالب آگیا تھا۔ کہ انکی ادا ادا سے یہ شان نکلتی تھی۔ زہد و ریاضت کا یہ حال تھا، کہ ہفتے میں صرف ایک مرتبہ روزہ افطار کرتے تھے۔ اور خوراک کی مقدار کبھی سد رمق سے زیادہ نہ ہوتی تھی۔ ان کا زہد و تقدس کوئی عامیانہ زہد و تقدس نہ تھا۔ بلکہ وہ فلسفیانہ دل و دماغ کے ساتھ ہمیشہ عالم مجردات کے متعلق غور و فکر کیا کرتے تھے۔ اسی وجہ سے اکثر خاموش رہتے تھے۔ خود انکا قول تھا۔ لا تتکلم قبل الفکر فان کنت بنطقک صابرا من الصالحین فیوشک ان تصیر بالصمت ملکا من المقربین

یعنی غور و فکر کے پہلے ہرگز منہ نہ کھولو۔ کیونکہ اگر تم نطق کر صالح بن سکتے ہو۔ تو خاموشی سے بہت جلد فرشتہ ہو جاؤ گے۔

قرآن مجید کے اس قدر حقیقت شناس تھے۔ کہ اکثر فرمایا کرتے تھے۔ علیک بقراءۃ القرآن کانما انزل الا فی شانک

یعنی قرآن مجید کو یہ سمجھکر پڑھو۔ کہ خاص ہماری شان میں نازل ہوا ہے۔

لیکن اسی کے ساتھ جیسا کہ صوفیہ کا عام انداز ہے، ساز و نغمہ کا بھی ذوق رکھتے تھے[1]

شیخ الاشراق کی وضع بالکل صوفیانہ تھی لیکن وہ عام صوفیہ کی طرح کسی خاص رنگ کے پابند نہ تھے، بعض وقت بدن پر کمل اور سر پر سرخ رنگ کی لمبی ٹوپی ہوتی تھی۔ اور بعض وقت بدن میں گدڑی، اور سر پر ایک رومال بندھا ہوتا تھا۔ اور کبھی کبھی صوفیہ کی خاص وضع میں بھی نظر آتے تھے، غرضیکہ دنیوی آرائش سے مستغنی ہو کر آزادی کی مجسم تصویر بن گئے تھے۔

شیخ الاشراق کی اس عجیب و غریب وضع سے اکثر لوگ دھوکا کھا جاتے تھے چنانچہ سدید الدین بن قتیبہ کا بیان ہے۔ کہ میں ایک مرتبہ انکے ساتھ جامع میا فارقین میں ٹہل رہا تھا، اس وقت وہ ایک عجیب وضع میں تھے، بدن میں ایک چھوٹا سا آسمانی رنگ کا بخیہ کردہ جبہ، سر پر پٹی، پاؤں میں کھڑاؤں[2] تھی۔ چنانچہ میرے ایک دوست یہ رنگ دیکھکر میری طرف بڑھے۔ اور انہوں نے کہنے لگے "کیا تم اس سائیس کے ساتھ ٹہلتے ہو۔ میں نے کہا اللہ اکبر یہ شیخ شہاب الدین سہروردی ہیں جن پر آج زمانے کو ناز ہے۔ وہ یہ مقدس نام سنتے ہی ششدر ہو گئے[3]

شیخ الاشراق اپنی وضع کے اسقدر پابند تھے، کہ انکو کوئی چیز اس کی تبدیلی پر مجبور نہیں کر سکتی تھی، یہاں تک کہ اسی انداز کے ساتھ فقہا اور علماء کی بڑی بڑی مجلسوں اور درس گاہوں میں آزادانہ چلے جاتے تھے، اور سب کو اپنی حسن تقریر اور فضل و کمال کا گرویدہ بنا لیتے تھے، چنانچہ جب انہوں نے ۵۷۹ھ میں حلب کا سفر کیا، تو مدرسہ حلاویہ میں بھی جانے کا اتفاق ہوا اسوقت اُسکے مدرسی کا فخر شیخ افتخار الدین رح کو جو مذہباً حنفی تھے، حاصل تھا، شیخ الاشراق اپنی عام عادت کے موافق درسگاہ میں تشریف لائے، اور بحث و مباحثہ کرنا شروع کیا، اسوقت اگرچہ حسن تقریر اور وسعت بیان سے۔ انکے فضل و کمال کا راز کھل گیا، تاہم وہ ایسی معمولی وضع میں تھے۔ کہ ان کے نام کی طرف کسی کا ذہن منتقل نہو سکا، اس وقت انکے بدن میں ایک گدڑی۔ اور ہاتھ میں ایک لوٹا اور عصا تھا، اور درحقیقت اس وضع کو شیخ الاشراق کے نام سے کیا مناسبت تھی۔ لیکن افتخار الدین کے دل میں چونکہ شیخ الاشراق کا سکہ بیٹھ چکا تھا، اس لئے خاص اپنے صاحبزادے کے ہاتھ انکے پاس خلعت فاخرہ بھیجی۔ اور یہ بھی تاکید کی۔ کہ اب اگر فقہا کی مجلس میں تشریف لائیں۔ تو اسی لباس میں لائیں، جب وہ لڑکا شیخ الاشراق کی خدمت میں پہنچا۔ تو وہ اگرچہ صراحتہً انکی خواہش کو رد نہ کر سکے لیکن ایک ایسے لطیف پیرائے میں اپنی استغنا اور قناعت کا اظہار کیا۔ جسکا ان کی نسبت وہم و گمان بھی نہ ہو سکتا تھا،

شیخ الاشراق نے ایک نگینہ جو تقریباً انڈے کے برابر تھا۔ نکالکر اس لڑکے کو دیا۔ اور فرمایا۔ کہ اسے بازار میں بیچ لاؤ۔ اور جب کوئی شخص اس کی خریداری کے لئے مستعد ہو۔ تو مجھے خبر کرنا۔ وہ فوراً دلال کے پاس پہنچا۔ دلال نے پچیس درہم قیمت تجویز کی اور نگینہ کو لیکر شاہزادہ ظاہر کی خدمت میں پہنچا۔ ظاہر نے اسکی شکل و صورت دیکھکر پانچ ہزار درہم کا اور بھی اضافہ کیا۔ لیکن چونکہ یہ معاہدہ تھا۔ کہ بغیر شیخ الاشراق کی رائے کے اس کی بیع نہو سکیگی، دلال نے نگینہ لڑکے کو نگینہ واپس دیا، اس نے شیخ الاشراق سے حقیقت حال ظاہر کی، شیخ الاشراق کو چونکہ اس پیرایہ میں اپنی استغنا اور بے پروائی کا نمایاں ثبوت دینا تھا، فوراً نگینہ کو ایک پتھر سے دو ٹکڑے کر کے فرمایا۔ کہ جاؤ اپنے باپ سے کہو۔ کہ مجھکو اگر لباس اور ظاہری آرائش کا شوق ہوتا۔ تو کیا کمی تھی، چنانچہ جب افتخار الدین کو یہ واقعہ معلوم ہوا۔ تو وہ حیرت کی تصویر بن گئے،

اُدھر ظاہر کی نگاہ پر بھی یہ نگینہ چڑھ چکا تھا، اس نے دلال سے جستجو کی۔ دلال نے اپنے خیال کے مطابق افتخار الدین کا پتا دیا، ظاہر فرط شوق میں ان کے پاس پہنچا، وہاں جا کر معلوم ہوا۔ کہ یہ نگینہ ایک فقیر کے پاس سے برآمد ہوا تھا۔ جو یہاں آیا تھا۔ ظاہر یہ سنکر بیساختہ پکار اٹھا۔ کہ واللہ یہ سب شیخ شہاب الدین صاحب کے کرشمے ہیں[4]

شیخ الاشراق کو اس بے نیازی نے اسقدر خود دار اور مغرور بنا دیا تھا کہ وہ مطلق کسی کو خاطر میں نہ لاتے تھے۔ چنانچہ ایک دفعہ ان سے پوچھا گیا "کہ آپ میں اور بو علی سینا میں علمی حیثیت سے کیا نسبت ہے"۔ اور فرمایا۔ حکمۃ بحثیہ کے لحاظ سے میں شیخ کا ہمسر یا کسی قدر افضل ہوں۔ لیکن اس کو حکمۃ ذوقیہ میں میرے ساتھ کوئی نسبت نہیں، اسی طرح ایک مرتبہ امام رازی کے متعلق سوال کیا گیا، بولے کہ انکی ذہانت قابل تعریف نہیں حالانکہ امام رازی کو ان کی ذکاوت اور فطانت کا شدت کے ساتھ اعتراف تھا۔

شیخ الاشراق کی آزاد خیالی، اور صاف گوئی کا یہ عالم تھا۔ کہ جو بات دل میں گذرتی تھی، اسکے ظاہر کرنے میں ذرا بھی تامل کرتے تھے، تم انکے واقعات زندگی کے پہلے حصے میں پڑھ آئے ہو۔ کہ حلب میں اگرچہ فقہاء کا تمام گروہ اُن کا مخالف اور سخت مخالف تھا، اور انہیں مخالفوں نے انکی زندگی کا فیصلہ بھی کر دیا۔ لیکن وہ ان کے سامنے اپنے خیالات کس بیباکی کے ساتھ ظاہر کرتے تھے، وہ خود آزادی کے نشے میں کسی چیز کی پرواہ نہ کرتے تھے۔ لیکن انکے بعض احباب اُن کی بیباکیوں سے ہمیشہ ڈرتے رہتے تھے، چنانچہ شیخ فخر الدین ماردینی جو شیخ الاشراق کے یار غار تھے، نہایت افسوس کے ساتھ اپنے تلامذہ سے فرمایا کرتے تھے،

ما اذکی ھذا الشاب وافصحہ ولم اجد احدا مثلہ فی زمانی الا انی اخشی علیہ لکثرۃ تھورہ واستھتارہ ان یکون ذالک سببا لتلافہ

یعنی یہ جوان کس قدر ذہین اور فصیح ہے میں اس زمانے میں کسی کو اسکا ہمسر نہیں پاتا لیکن مجھے جوش اسکی بیباکی اور اسکی احتیاطی سے مجھکو سخت ڈر ہے کہ یہ باتیں اسکی بربادی کا سبب نہ بن جائیں،

چنانچہ جب انکو ان کی شہادت کی خبر معلوم ہوئی۔ تو نہایت افسوس ناک لہجے میں اپنے تلامذہ سے فرمایا،

الیس کنت قلت لکم عن ھذا من قبل،

یعنے میں تو پہلے ہی سے پیشین گوئی کر چکا تھا،

وکنت اخشی علیہ منہ

اور مجھکو ہمیشہ اسکا ڈر رہتا۔

تصنیفات و تالیفات۔ شیخ الاشراق کو بچپن ہی میں تصنیف و تالیفات کا شوق

سلہ مورخین نے ان کا سال ولادت تک نہیں لکھا۔ لیکن عمر اور سنہ وفات میں قریب قریب سب متفق ہیں۔ اسی بنا پر ہم نے سنہ ولادت کو عمر اور سال وفات کے حساب سے لکھا ہے۔ حالانکہ

[1] تاریخ الحکماء ۱۲

[2] تاریخ الحکماء میں موقع پر زربون کا لفظ آیا تھا۔ چونکہ اسکے معنے مجھکو معلوم نہیں اسلئے میں نے قیاساً اس کا ترجمہ کھڑاؤں کیا ہے ۱۲

[3] تاریخ الحکماء اور طبقات الاطباء دونوں کتابوں ... [illegible]

سلہ اس موقع پر بھی بہت سے لباسوں کا نام آیا ہے جنکے معنے مجھکو معلوم نہیں۔ اسی لئے میں نے ایک عام لفظ لکھدیا ہو جو تمام لباسوں کو شامل ہے،

[4] یہ پورا واقعہ طبقات الاطباء میں لکھا ہے۔

ہوا۔ چنانچہ الالواح العمادیہ اور ہیاکل النور یہ کم سنی ہی کے زمانے مین لکھی اور یہ سلسلہ باوجود نامساعدت زمانہ ہمیشہ جاری رہا۔ شیخ الاشراق کی تصنیفات پر چھوٹے چھوٹے رسالے کثرت سے نظر آتے مین۔ تاہم انہوں نے چند کتابیں اس جامعیت اور تفصیل سے کے ساتھ لکھی ہیں۔ جن کی آج نظیر نہین۔ اسلئے ہم ان کتابوں کا خاص طور پر ذکر کرتے ہین!

مطارحات[۱] یہ کتاب خاص ارسطو کے رد مین ہے۔ اور ہر مسئلہ پر اپنے لبغراو اعتراضات سے مناقشہ کیا ہے۔ اور ارسطو کے تمام اصول کو توڑ دیا ہے۔ متاخرین رد و قدح کے موقع پر اکثر اس سے مضامین نقل کرتے ہین۔

مشارع[۲] یہ بھی نہایت مشہور کتاب ہے اور بالکل مطارحات کے طرز پر لکھی گئی ہے۔

"تلویحات" یہ کتاب بھی مشہور اور متاخرین کا ماخذ ہے۔

النفحات فی الاصول، اس کتاب کا ذکر ابن خلکان نے بھی کیا ہے۔ اس سے قیاس ہوتا ہے۔ کہ یہ بھی نہایت مشہور کتاب ہے۔ اس سے شیخ الاشراق کی مذہبی معلومات کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ شرح اشارات کتاب فارسی زبان میں ہے۔ اور ان کی تمام کتابوں کی طرح نادر الوجود ہے۔ ورنہ اس کے ذریعے سے فلسفہ ارسطو اور حکمت اشراقیہ کے مسائل مین نہایت صحیح اندازہ ہو سکتا تھا۔

حکمۃ الاشراق، شیخ الاشراق کی تصانیف مین سب سے زیادہ مشہور اور جامع کتاب ہے اور غالباً یہی انکی آخری تصنیف ہے چنانچہ اسکے دیباچہ مین خود انہوں نے اس کی نہایت تعریف کی ہے۔ اور اس کو اپنے کشف اور تجلیات کا آئینہ قرار دیا ہے۔ اور درحقیقت حکمۃ اشراقیہ کی اصل حقیقت جس تفصیل کے ساتھ اس کتاب سے ظاہر ہو سکتی ہے۔ اس سے تمام تر اسلامی تصانیف خالی ہین، اس کتاب کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے۔ کہ ارسطو اور حکمائے اشراقیین کے معرکۃ الارا اور مختلف فیہ مسائل ہیں۔ نہایت دقت نظر کے ساتھ محاکمہ کیا ہے۔ اور حکمائے اشراقیین کی رائے کو ترجیح دی ہے۔ اس کتاب میں سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس کا عنوان فلسفہ کی عام کتابوں سے بالکل مختلف ہے۔ الہیات اور طبعیات کے مسائل کے علاوہ وحی، الہام، عالم مثال، عالم اشباح، لوازمات، نبوت حشر و نشر وجود جن و شیاطین غرضیکہ شریعت کے اس قسم کے معرکۃ الارا اور مسائل کو لیکر نہایت تفصیل سے بحث کی ہے اور ان کو عقلی طور پر ثابت کیا ہے اس لحاظ سے اگر کوئی شخص مذہب کو عقلی معیار پر پرکھنا چاہیے۔ تو اسکے لئے یہ کتاب نہایت مفید ہو سکتی ہے۔

اس کتاب کی تشریح و توضیح مین بڑے بڑے ائمہ فن کے طبع آزمایاں کین۔ انمین علامہ قطب الدین شیرازی کی شرح نہایت مشہور ہے۔ اور اب چھپ گئی ہے۔ اور اس کے ساتھ علامہ صدرالدین شیرازی کا حاشیہ بھی ہے۔ کشف الظنون سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ سید شریف جرجانی نے بھی اسکی شرح لکھی ہے۔ لیکن افسوس کہ وہ بالکل ناپید ہے۔ خود صاحب کشف الظنون کو اسکا دیکھنا نصیب نہ ہوا۔ ان کتابوں کے علاوہ خاص موضوع پر فارسی اور عربی زبان میں بہت سی کتابیں اور رسالے ہین جنکی فہرست یہ ہے۔

اللمحات۔ الہیاکل۔ الواح العمادیہ۔ الہیاکل النوریہ المقاومات۔ الرمز الموحی۔ الرقیم القدسی المبدا والمعاد بالفارسیۃ کتاب التصویف یا کلمہ التصوف۔ البارقات الالہیہ بستان القلوب۔ طوارق الانوار کتاب البصیر۔ کتاب النفحات الالہیہ السماویۃ لوامع الانوار۔ اعتقاد الحکماء و رسالۃ العشق رسالۃ فی حالۃ الطفولیۃ رسالۃ المعراج روز با جماعت صوفیان رسالہ عقل رسالہ آواز پر جبرئیل رسالۃ پرتو نامہ رسالۃ الطیر۔ رسالہ لغت موران۔ رسالہ غربت الغربیہ رسالہ یزدان شناخت رسالہ صفیر سیمرغ رسالہ تفسیر آیات من کتاب اللہ وخبر عن رسول اللہ۔ رسالہ غایۃ المبتدی۔ الرشحات و دعوات الکواکب النفحات مکاتبات الی الملوک والمشائخ۔ کتب فی السیمیا ای للسیمیا یوم الواح الفارسیۃ مکاتبات فی الحکماء تسبیحات العقول والنفوس والعناصر ادعیہ متفرقہ الدعوات الشمسیہ۔ المعراج المنہاج الہیاکل اسلمی الواردات الالہیہ عما کل فارسیہ

شعر و شاعری تصنیفات و تالیفات کے سلسلہ مین شیخ الاشراق کی شاعری خاص لحاظ کے قابل ہے۔ اس زمانے میں ادب اور عربیت چونکہ نصاب تعلیم کا لازمی جزو تھی اس لئے اس دور کے تمام اہل کمال شعر و سخن کا روکھا پھیکا مذاق رکھتے تھے، لیکن اس کے ساتھ ہی فلسفہ و منطق کے دقیق اور فرضی مسائل نے، فطرت کے تمام جذبات کو حرف باطل کی طرح مٹا دیا تھا، اس وجہ سے ان بزرگوں کے قالب میں اس شاعرانہ روح کا پتا نہین چلتا، جس کے اثر سے ریگستان عرب کا ذرہ ذرہ چمک اٹھتا تھا۔ لیکن یہ عجیب بات ہے کہ باوجود فلسفیانہ مشاغل کے شیخ الاشراق کے کلام میں شاعری کی تمام خصوصیتین پائی جاتی ہین، چنانچہ علاوہ عام خیالات کے فلسفہ و منطق کے نہایت دقیق مسائل کو تشبیہات اور استعارے کے سانچے میں اس خوبصورتی سے ڈھالدیتے ہین، کہ فلسفہ و منطق کا وہم و گمان بھی نہین ہوتا۔ اور اسی کے ساتھ زبان کی صفائی اور ترکیب کی چستی الفاظ کی شستگی میں بال برابر فرق نہین آنے پاتا۔ اس موقع پر ہم اپنے دعوے کے ثبوت مین اسکے چند اشعار کا نمونہ پیش کرتے ہین۔

واحسرتا للعاشقین تحملوا

ان عاشقوں پر افسوس ہے

ستر المحبۃ والہوی فضاح

جو راز محبت چھپانا چاہتے ہین اور عشق انکو رسوا کر رہا ہے

بالسر ان باحوا تباح دماءھم

اگر وہ راز فاش کرتے ہین تو ان کا خون مباح سمجھا جاتا ہے

وکذا دماء العاشقین تباح

ہاں ہمیشہ سے عاشقوں کا خون یونہین مباح ہوتا آیا ہے

واذا ھم کتموا تحدث عنھم

بیچارے راز چھپاتے ہین

عند الوشاۃ المدمع الفضاح

تو کمبخت آنسو چغلخوروں سے کہہ آتے ہین

یہ مضمون اگرچہ اسقدر پامال مضمون ہے۔ کہ معمولی شاعر کا کلام بھی اس سے خالی نہین ہو سکتا، لیکن شیخ الاشراق نے جس بلیغ پیرائے میں اس مضمون کو ادا کیا ہے، وہ خاص انہین کا حصہ ہے۔ عام شعرا کو افشائے راز کیلئے خود آنسوؤں کی غمازی کا رونا تھا۔ لیکن شیخ الاشراق نے نئی بات یہ پیدا کی ہے۔ کہ آنسوؤں کو چغلخوروں کا جاسوس قرار دیا ہے۔ اسوجہ سے افشائے راز مین نہایت مبالغہ پیدا ہو گیا ہے۔

لا نما اجسامھم وقلوبھم

عاشقوں کے جسم اور انکے دل

من ضوءہ المشکوۃ والمصباح

انکے نور سے گویا طاق اور چراغ بن گئے ہین

اس شعر میں یہ ظاہر کرنا تھا۔ کہ معشوق کے جلوہ نمائیوں سے دل کے ساتھ جسم بھی منور ہو جاتا ہے۔ اس لئے ترتیب لف و نشر کو پیش نظر رکھتے جسم کو طاق اور دل کو چراغ کے ساتھ تشبیہ دیکر اس دعوے کو نہایت خوبی سے ثابت کیا۔ کیونکہ چراغ کی روشنی سے طاق بھی روشن ہو جاتا ہے۔ اور چونکہ چراغ طاق کے وسط میں رکھا جاتا ہے۔ اس لئے جسم کی طاق اور دل کی چراغ کے ساتھ تشبیہ تام ہے۔

رکبوا علی سفن الوفا فدموعھم

وہ لوگ آنسوؤں کے دریا مین وفا کی کشتیوں پر سوار ہین

بحر وشدۃ شوقھم ملاح

اور ناخدائے شوق انکو لئے جا رہا ہے۔

اس شعر میں عشاق کی محویت اور خود فراموشی کو نہایت خوبی سے ظاہر کیا ہے۔

بعض وقت فلسفہ و منطق کے مسائل کو استعارات اور تشبیہات کے ذریعے سے ایسے لطیف پیرائے میں ادا کر دیتے ہین۔ کہ فلسفہ و منطق کا ایک لفظ بھی نہین آتا اور اصل مسئلے کی پوری تصویر دل میں اتر جاتی ہے۔ چنانچہ فلسفہ الٰہی کا نہایت دقیق اور معرکۃ الارا مسئلہ یہ ہے کہ نفس ایک جوہری چیز ہے۔ اس لئے فساد بدن کے بعد بھی اسکا وجود باقی رہتا ہے۔ اس مسئلے کو شیخ الاشراق نے اس اختصار کے ساتھ نظم کیا ہے۔

قل لاصحاب راونی میتا

ان دوستوں سے کہو

فبکونی اذ راونی حزنا

جو مجھے مردہ دیکھ دیکھ کر رو رہے ہین

لا تظنونی بانی میت

کہ یہ ہرگز خیال کرو کہ مین مردہ ہوں

لیس ذا المیت واللہ انا

خدا کی قسم میں یہ مردہ نہیں

اس خیال کو کہ نفس کا اصلی مصداق درحقیقت بدن نہیں، بلکہ یہ ایک عارضی چیز ہے۔ اسلئے فنائے بدن فنائے نفس کو مستلزم نہیں۔ کس برجستگی سے ادا کیا ہے۔

---

[۱] شرح حکمۃ الاشراق۔

[۲] مشارع اور مطارحات کا ذکر شہرزوری نے تاریخ الحکما میں خصوصیت کے ساتھ کیا ہے۔

اور اس ذریعے سے شعر ایک استدلالی قالب میں ڈھل گیا ہے۔

انا عصفور و ھذا قفصی

میں ایک چڑیا تھا اور جسم میرا قفس تھا

طرت عنہ و رھنت رھنا

اس لئے اس سے اڑ گیا کیونکہ بدقسمتی سے آ پھنسا تھا

اس تشبیہ کے ذریعے سے نہایت خوبی کیساتھ اس خیال کو ظاہر فرمایا ہے۔ کہ بدن کے ساتھ نفس کا تعلق بعینہ ایسا ہے جس طرح کوئی چڑیا قفس میں پھنس جاتی ہو اور قفس کے ٹوٹنے سے اسکا بال بھی بیکا نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ اور بھی آزاد ہو جاتی ہے، اسیطرح فنائے بدن کے بعد جوہر نفس اور بھی کامل اور آزاد ہو جاتا ہو بعض اشعار میں شیخ الاشراق نے اپنی اصلی حالت کی تصویر اس خوبصورتی کے ساتھ کھینچی ہے جس سے نہایت صحیح طور پر معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ تصوف میں انکا کیا پایہ تھا؟ وہ دنیا کو کس نگاہ سے دیکھتے تھے۔ عالم قدس کے اتصال کا کسقدر شوق تھا۔ اہل زمانہ ان کے خیالات کے کیونکر مخالف تھے؟

اقول لجارتی و الدمع جار

میں اپنے ہمسایہ سے کہہ رہا ہوں

ولی عزم الرحیل من الدیار

اور آنکھ سے آنسو ٹپک رہے ہیں درحالیکہ میں عازم سفر ہوں

ذرینی ان اسیر ولا تنوحی

مجھ کو چھوڑ جانے دے۔ ہرگز نہ رو کہ

فان الشہب سیرتھا السواری

کیونکہ ستاروں میں بھی ستارے سیارے ہیں جو گردش کرتے ہیں

خبو السائرین الی نجاح

چلنا چلنے والوں کو منزل مقصد تک پہنچا دیتا ہے

وحال المترفین الی البوار

اور گھر میں چین سے بیٹھنے والے ہلاک ہو جاتے ہیں

و انی فی الظلام رأیت ضوءاً

میں نے اندھیری میں وہ روشنی دیکھی

کان اللیل زین بالنھار

کہ رات میں دن نظر آ گیا

وکیف اکون للدیدان طعما

میں کیڑوں کی غذا کیونکر ہو سکتا ہوں

وفوق الفرقدین رأیت داری

میرا مکان تو ستاروں سے بھی بلند ہے

الا انی بالاقامۃ فی فلاۃ

کیا میں اس بیابان میں رہنا پسند کرونگا

و اربعۃ العناصر فی جواری

جس صورت کہ اربعہ عناصر میرے ہمسایہ ہیں

الی کم اغمس الیدین تحتی

میں کب تک ساپنوں کو دوست بناؤں

الی کم اجعل التنین جاری

اور کب تک اژدہا کی ہمسائگی اختیار کروں

ولی سر عظیم انکروہ

مجھ میں ایک بہت بڑا بھید چھپا ہوا ہے جسکا لوگ انکار کرتے ہیں

یدقون الرؤس علی الجدار

گویا اپنے سروں کو دیوار سے پھوڑتے ہیں

مسمریزم — ان باتوں کے علاوہ شیخ الاشراق کی صوفیانہ زندگی میں بعض ایسی خصوصیتیں پائی جاتی ہیں۔ جو اس زمانے میں نہایت تعجب سے سنی جائینگی۔ یورپ نے مسمریزم کو آج اسقدر ترقی دی ہے کہ عام رائے کے موافق یہ فن ان کی اولیات میں داخل ہو گیا ہے، لیکن درحقیقت یہ یورپ کے دل و دماغ کا نتیجہ نہیں [illegible] اصل یہ ہے کہ مسمریزم ایک خاص کیفیت کا نام ہے۔ جو مجاہدات اور ریاضت سے پیدا ہوتی ہے۔ اس لئے [illegible] کسی قوم کی تخصیص نہیں بلکہ جو [illegible] ریاضت کریگا اس میں یہ [illegible] ہوگا۔ اسی [illegible] اس میں یہ کیفیت پیدا ہوگی [illegible] تعلیم و ترتیب [illegible] قلب [illegible] اس لئے ان کے جوہر نفس میں [illegible] پیدا ہو جاتی تھی اور اس ذریعہ سے ان پر کائنات کے تمام اسرار منکشف ہو جاتے تھے۔ مسلمانوں کو چونکہ ابتدا ہی سے حکمت اشراقیہ کے ساتھ بے اعتنائی رہی۔ اس لئے عام طور پر مسلمان اس کمال سے محروم رہے۔ صرف مسلمانوں میں شیخ الاشراق ایک ایسے شخص پیدا ہوئے جنہوں نے عام مذاق سے بیگانہ ہو کر حکمۃ اشراقیہ کی طرف خاص توجہ کی اور اس میں کمال پیدا کر کے اسکے تمام طریقے نہایت مستعدی کے ساتھ برتے اس لحاظ سے ان میں یہ کیفیت نہایت شدت کے ساتھ پیدا ہو گئی تھی۔ چنانچہ اسکے متعلق طبقات الاطباء میں نہایت عجیب و غریب روایتیں مذکور ہیں۔

حکیم ابراہیم بن ابی الفضل کی زبانی منقول ہے۔ کہ ایک دن شیخ الاشراق تلامذہ کے جمرسٹ میں ایک میدان کی طرف تشریف لیجاتے تھے۔ اُسوقت میں بھی مشایعت میں تھا۔ راستہ میں اس فن کا ذکر چھڑ گیا۔ کہ شیخ الاشراق کو اس میں کس قدر دخل ہے۔ شیخ الاشراق اس گفتگو کو چپ چاپ سنتے جاتے تھے۔ تھوڑی دور جا کر انہوں نے فرمایا۔ دمشق کیا اچھی جگہ ہے۔ یہ کہنا تھا۔ کہ دمشق کے در و دیوار، درخت، نہر، مکانات، غرضیکہ تمام چیزوں کی تصویر آنکھوں کے سامنے پھر گئی۔ اور یہ حالت کچھ خواب و خیال کے مشابہ نہ تھی۔ بلکہ بالکل مشاہدہ معلوم ہوتا تھا۔ انکا یہ بھی بیان ہے کہ اس وقت مجھپر خفیف سی غشی بھی طاری ہو گئی تھی۔ جو مسمریزم کا خلاصہ لازمی ہے۔

اسی طرح ایک مرتبہ بعض فقہاء کے ہمراہ سفر میں تھے۔ اثنا راہ میں جب قریہ قابون کے پاس گذر ہوا۔ تو فقہاء نے ایک ترکمانی (قوم کا نام) کے پاس بکریوں کا ایک گلہ دیکھا۔ اور شیخ الاشراق سے ایک بکری کی خواہش ظاہر کی۔ شیخ الاشراق نے انکو دس درہم عطا کئے۔ اور انہوں نے اپنی خواہش پوری کی۔ لیکن ترکمانی نے غلطی سے جو بکری انکو دی تھی وہ قیمت سے زیادہ تھی۔ اس لئے تھوڑی دور کے بعد اس نے ان لوگوں سے واپس لینا چاہی۔ اور اس بات پر دیر تک بحث و تکرار ہوتی رہی۔ شیخ الاشراق نے [illegible] دیکھکر ان لوگوں کو ہٹا دیا۔ اور خود اسکی طرف متوجہ ہوئے۔ اور تھوڑی دیر تک منت اور لجاجت کی لیکن اخیر میں اسکے بیجا اصرار سے گھبرا کر خود بھی چلتے پھرتے نظر آئے۔ ترکمانی نے شیخ الاشراق کی یہ چال دیکھکر شور مچایا اور انکا بایاں ہاتھ پکڑ کر کھینچا۔ ہاتھ پکڑنے کے ساتھ ہی تمام لوگوں کو یہ نظر آیا۔ کہ انکا ہاتھ شانے سے جدا ہو گیا، خود ترکمانی اس واقعہ سے خوف زدہ ہو کر بھاگا۔ اور شیخ الاشراق اس ہاتھ کو اپنے داہنے میں اٹھا کر احباب کی طرف پلٹے۔ یہاں آ کر معلوم ہوا۔ کہ بجز رومال کے ان کے ہاتھ میں کوئی چیز نہ تھی۔

انہیں کرشموں کو دیکھکر فقہاء حلب کو یہ خیال پیدا ہو گیا تھا۔ کہ یہ شخص نبوت کا دعویٰ کرتا ہے۔ علامہ شہرزوری نے تاریخ الحکماء میں ان باتوں کو کرامت اور معجزہ کی طرف منسوب کیا ہے۔ بہرحال واقعہ جو کچھ ہوا۔ مگر اس سے انکار نہیں ہو سکتا۔ کہ وہ کشف و ریاضت کی معراج الکمال پر پہنچ گئے تھے، لیکن ان شعبدہ بازیوں سے شیخ الاشراق کا اصلی جوہر نہیں کھل سکتا، کیونکہ انکا حقیقی کارنامہ جس سے انکی تجرد اور کشف و تجلیات کا پتہ چلتا ہے۔ انکا خاص فلسفہ ہے اسلئے ہم اسپر انشاء اللہ ایک مستقل عنوان سے نظر ڈالینگے۔

الندوہ

ویل لکل ھمزۃ لمزۃ

ایک مولوی امام مسجد نے ایک دوسرے مولوی کے آگے بمقام چنگا مورخہ ۱۲۔ اگست ۱۹۰۶ء ایک بڑی مجلس میں میری شکایت کی کہ یہ نہ خود میرے پیچھے نماز پڑھتا ہے۔ اور نہ دوسرے احمدیوں کو میرے پیچھے نماز پڑھنے دیتا ہے۔ دوسرے مولوی نے پوچھا۔ کہ اس کا کیا باعث ہے میں نے کہا۔ خدا تعالیٰ کے مرسل حضرت امام الزمان مسیح موعود حضرت مرزا غلام احمد قادیان علیہ السلام کا یہی فتویٰ ہے کہ جو احمدی نہیں۔ اوسکے پیچھے احمدی نماز نہ پڑھیں اوس نے کہا مرزا صاحب کا یہ فتویٰ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے بر خلاف ہے۔ کیونکہ حدیث میں لکھا ہے۔ صلوا خلف کل بر و فاجر یعنی ہر نیک و بد کے پیچھے نماز پڑھو۔ میں نے کہا حضرت مرزا صاحب خدا تعالیٰ کے رسول ہیں۔ اونکا عیب گیر رسوا ہوتا ہے۔ صلوا خلف کل بر و فاجر پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث نہیں کیونکہ خدا تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے اِنَّمَا یَتَقَبَّلُ اللّٰہُ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ یعنے خدا تعالیٰ متقیوں ہی سے نماز و صدقہ خیرات قبول کرتا ہے۔ پس جن لوگوں نے خدا کے مسیح موعود کا انکار کیا۔ وہ متقی نہیں اور ایسے لوگوں کی نماز خدا کو منظور نہیں پس جس کی اپنی ہی نماز منظور نہیں۔ اوس کے پیچھے ہم کیوں اپنی نمازیں ضایع کریں۔ اور صلوا خلف کل بر و فاجر اگر پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہوتی تو دعا قنوت میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نخلع و نترک من یفجرک کی تعلیم نہ فرماتے جسکے معنے ہیں اے خداوند ہم کنارہ کش ہوتے اور چھوڑتے ہیں اس شخص کو جو تیرا فجور کرے یعنے نافرمانی کرے اور بدکار ہو۔ پس جبکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر فاجر کو چھوڑنے اور اس سے کنارہ کش ہونے کی تعلیم فرمائی ہے۔ تو پھر آنحضرت صلی اللہ

فاجر کے پیچھے نماز پڑھنے کی تعلیم کس طرح کرسکتے تھے اور ایک مقام قرآن کریم مین خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِیْ نَعِیْمٍ وَّاِنَّ الْفُجَّارَ لَفِیْ جَحِیْمٍ یعنی ابرار (نیک) بہشت مین جائینگے اور (فاجر) (بدکار) دوزخ مین جائینگے۔ پس جب تک کوئی شخص فجور کی صفت اپنے اندر رکھتا ہے وہ دوزخی ہے اور دوزخی کے پیچھے نماز نہین ہوسکتی کیا تم ابرار اتقیاء کو فجار کے برابر ٹھیراتے ہو۔ حالانکہ قرآن کریم مین خدا تعالیٰ فرماتا ہے اَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِیْنَ … کَالْفُجَّارِ ﴿۳۲﴾ یعنے کیا ہم پرہیز گارون کو بدکارون کے برابر ٹھیرا لینگے۔

اب خوب سوچ لو کہ درحقیقت صَلُّوْا خَلْفَ کُلِّ بَرٍّ وَّ فَاجِرٍ۔ آنحضرت صلی اللہ کی حدیث ہین۔ کیونکہ قرآن کریم کا نص صریح اور دعا قنوت والی حدیث نَخْلَعُ وَنَتْرُکُ مَنْ یَّفْجُرُکَ اس کو رد کرتے ہین ہر دو مولوی متفق ہوکر بولے کہ نَخْلَعُ وَنَتْرُکُ مَنْ یَّفْجُرُکَ سے مراد یہ ہے کہ ہم کافر کو چھوڑتے اور اس سے کنارہ کش ہوتے ہین۔ فاجر کے معنے کافر کے ہین

مین نے کہا۔ سوچ کرلو ہر دو نے کہا کہ ہم نے خوب سوچ لیا کہ فاجر کے معنے کافر کے ہین۔ اور آیت فجورہا و تقویٰہا نکالی اور کہا کہ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ فجور کے معنے کفر کے ہین مین نے کہا فجور بالمقابل تقوےٰ کے ہے دیکھو۔ اس قرآن مین شاہ ولی اللہ کا فارسی ترجمہ۔ فجور کے معنے مطلق معصیت کے لکھے ہین اور کفر بالمقابل اسلام کے ہین۔

بہرحال ہر دو نے اصرار کیا۔ کہ فاجر کے معنی کافر کے ہین مین نے کہا اسپر دستخط کردو۔ کہ فاجر کے معنے کافر کے ہین چنانچہ اول معترض نے یہ کلمات لکھکر اپنے دستخط کردیے وہو ہذا فاجر کے معنے کافر کے ہین۔ دستخط محمد عالم قلم خود دوسرے سے پوچھا گیا کہ کیا تمہارا بھی یہی خیال ہے۔ اس نے کہا۔ ہان۔ مین نے کہا اس پر اپنے دستخط کردو چنانچہ اس نے یہ عبارت لکھ کر دستخط کردیے۔ فقط فاجر کے معنے کافر کے ہین اور یہی معنے صحیح ہین (دستخط [illegible])

اب مین نے ان سب حاضرین [illegible] کو کھول کر سنا دیا کہ دیکھو حضرت مسیح موعود کا معجزہ ظاہر کرنے کے لئے خدا تعالیٰ نے ان علماء کے دلوں پر کیسا پردہ ڈالا ہے۔ ان کو رسوا کیا۔ یہ لوگ کہتے ہین۔ کہ فاجر کے پیچھے نماز [illegible] پوچھا گیا۔ کہ فاجر کے معنے [illegible]

تو کہتے ہین کہ فاجر کے معنے کافر کے ہین چنانچہ دیکھو ان کے دستخط موجود ہین۔ پس جب کہ فاجر کے معنے کافر کے ہین۔ تو ان نادانوں سے پوچھو۔ کہ کیا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کافرون کے پیچھے نماز پڑھنے کی تعلیم فرما گئے ہین۔ اب اس موقعہ پر مخالف مولویوں کا فبہت الذی کفر کا حال تھا۔ اگر یہ لوگ مسیح موعود کی نکتہ چینی نہ کرتے تو خدا ان کے دلوں پر پردہ ڈالکر ان کو رسوا نہ کرتا۔ مسیح موعود کے نکتہ چین عبرت پکڑین۔

راقم
محمد فضل چنگا گوجرخان۔ ۲۲۔ اگست ۱۹۰۶ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

برادرم کرم جناب ایڈیٹر صاحب الحکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہ برائے مہربانی اس مضمون کو جتنی جلدی ممکن ہوسکے۔ شایع فرماکر مشکور کیجئے اگرچہ مضمون لمبا ہے مگر آپ پر امید ہے۔ کہ انشاء اللہ مایوس نہین کرینگے

میرا قادیان کا سفر

صد الحمد آن چیز کہ خاطر میخواست آخر آمد زپس پردہ تقدیر پدید۔ میری وہ مبارک آرزو جسکو مین اپنے دل مین عرصہ چھ سال سے رکھتی تھی اور بارہا نماز مین جسکے واسطے نہایت عاجزی سے دعائین مانگتی تھی۔ اگست کی پندرہ تاریخ کو پوری ہوئی تیسری اگست کو میرے والد صاحب بھیرہ تشریف لائے۔ اور فرمایا۔ کہ ہم سب دارالامان کو جانے والے ہین۔ تمہین بھی جلد طیار ہونا چاہئے۔ مین نے اسی وقت سے اپنے دل مین مصمم ارادہ کرلیا۔ کہ اگر خداوند عزوجل مجھے اس سرزمین مین لے گیا۔ تو مین خداوند تعالیٰ کی یہ نذر دونگی کہ اپنے سفر کا صحیح صحیح حال لکھکر شایع کرادونگی تاکہ پبلک کو پتہ لگ جاوے کہ مسیح کے گھر مین دینداری کا کیا حال ہے اور جاہل متعصب لوگون کے من گھڑت قصے جو کہ انھون نے لوگوں کے [illegible] مشہور کر رکھے ہین کہاں تک درست [illegible] آٹھ تاریخ مین [illegible] میرے والد صاحب [illegible] قادیان [illegible] نصیحت کی اور خوش قسمتی سے حکیم فضل الٰہی صاحب بھی [illegible] لاہور [illegible] [illegible] میرے [illegible]

جو کہ حضرت مرزا صاحب کو نہین مانتا کہنے تھو قادیان جانے کو طیار ہوگئے۔ ہم سات تاریخ کو گورالی پہنچے۔ مگر افسوس کہ کچھ ایسے اسباب پیدا ہوگئے۔ کہ میرے سسرال والے ہمارے ساتھ نہ جاسکے۔ گورالی جاکر تیرہ اگست تاریخ روانگی قرار پائی۔ خدا خدا کرکے مقررہ دن یعنی ۱۳ تاریخ آئی۔ ہم سب شام کے آٹھ بجے کی گاڑی مین کھٹالہ جاکر سوار ہوگئے تقریباً ۱۲ بجے رات کے لاہور پہنچ گئے اور ایسی جگہ ٹھیرے جہاں کافی چارپائیوں کا انتظام نہین ہوسکتا تھا۔ اسی واسطے بعض آدمیون کو ساری رات زمین پر ہی لیٹنا پڑا۔ مگر وہ شوق اور محبت تھی جس نے فرش زمین کو اطلس اور مخمل سے زیادہ نرم اور ملائم کردیا۔ ۱۴۔ اگست کو لاہور ہی رہے صبح کو حکیم محمد حسین قریشی کے ہان جارہے تھے۔ کہ راستہ میں تانگا آتا ہوا دکھائی دیا۔ جو ہمارے پاس آکر ٹھہر گیا۔ اسمیں سے جھٹ میرے خسر صاحب اتر آئے اور میرے والد صاحب سے مصافحہ کیا غرض میرا سارا خاندان آگیا ہم سب مل ملاکر ۱۵ تاریخ کو دن کے سات بجے کی گاڑی لاہور سے بٹالہ کو روانہ ہوئے اسوقت میری خوشی کی کوئی انتہا نہ تھی۔ اور ایک ایک اسٹیشن کے گذرنے پر پروردگار عالم کا لاکھ لاکھ شکریہ ادا کرتی جاتی تھی بارہ بجے دن کے بٹالہ پہنچے۔ وہاں سے تین یکہ کرایہ کئے ان مین سوار ہو بیٹھے۔ بٹالہ سے قادیان دو گھنٹہ کا رستہ ہے اس مبارک سفر مین سب لوگ ہشاش بشاش نظر آتے تھے۔ اور ان کی طبیعتوں میں غیر معمولی فرحت تھی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ گویا انہین روحانی خوشی عطا ہو رہی تھی۔ دن کے دو بجے دارالامان پہنچے اور حضرت اقدس کے باغ مین اتر پڑے باغ کے سرسبز پھلوں کے بھرے ہوئے درختوں پر نور الٰہی نظر آتا تھا۔ (اس سے پیشتر میرے والد صاحب نے حضرت اقدس سے باغ والا مکان لگا ہوا استعمال) وہاں جاکر پتہ لگا کہ اس مکان مین تو نواب محمد علی خان صاحب فروکش ہین کیونکہ ان کی بیگم صاحبہ کی طبیعت علیل ہے (شافی مطلق شفا بخشے) کوئی پانچ منٹ کا عرصہ وہاں ٹھیرے کیونکہ سب کے دلوں کو " آتش شوق تیز تر گردد " والا معاملہ پیش آیا ہوا تھا سبھوں نے اجازت طلب کی اجازت کا ملنا تھا۔ کہ چار قدم کا ایک قدم کیا اور ذوق خوشی سے بار بار یہی زبان پر آتا تھا۔

"اینکہ من مینم الٰہی بیداری است یارب بخواب" سب کے دل مین یہی خواہش تھی۔ کہ جلد مسیح موعود کی زیارت سے مشرف ہوجاوین مگر مین نے راستہ مین یہ تجویز کی کہ سب کو اٹھتے ہی آشیانہ حلیہ مین داخل ہونا چاہئے جس وقت ہم اندر گئے۔ ام المومنین دروازہ پر تشریف رکھتی تھین جاتے ہی ہم نے سلام علیکم کہا جس کا انہوں نے بڑا خندہ پیشانی سے جواب دیا۔ ان کے چہرہ سے بشاشت اور رعب تدبر برستا تھا۔ ہمارے پاس آکر بیٹھ گئین۔ مین نے زمین پر بیٹھنا چاہا۔ مگر انہوں نے میرا ہاتھ پکڑ کر اپنے پاس بٹھا لیا۔ ہم نے حضرت صاحب کو پوچھا۔ انہون نے فرمایا اگلے کمرے مین تشریف رکھتے ہین۔ ہم اس کمرے کی طرف گئے جہاں نور کا شعلہ دکھائی دیا۔ میں کیا بتاؤن کہ مین نے قادیان مین جاکر کیا دیکھا تجلی الٰہی دیکھا۔ نور خدا دیکھا وہی کچھ جانتے ہین جنھوں نے اس مظہر نور خدا کی زیارت کی ہو ہم سب نے سلام علیکم کہا حضرت صاحب نے جواب دیا۔ حالانکہ تین بج چکے تھے۔ مگر پھر بھی آپ نے فرمایا روٹی کھائی ہے۔ مین نے کہا نہین حضرت ہم نے امرتسر کے اسٹیشن پر کھائی تھی جو سیر ہو ہم لوگوں کو زیارت مبارک سے حاصل ہوا حیطہ بیان سے باہر ہے مینے عرض کیا کہ ہمارے آدمی ملنا چاہتے ہین انہوں نے ارشاد کیا کہ بلائیے اسی وقت ایک آدمی بلانے کو بھیجا اور ہم کو فرمایا کہ آپ جاکر باہر بیٹھے میں اسوقت سخت مشغول ہون۔ مین نے اچھی طرح دھیان کیا۔ تو آپ کے ہاتھ میں ایک زرد پرچہ دکھائی دیا۔ جس پر [illegible] حروف مین لکھی ہوئی تھی کہ [illegible] اور ڈاکٹر عبدالحکیم کی بابت پیشگوئی تھی جسکو حضرت بار بار پڑھکر ٹہل رہے تھے۔ جب میرے والد صاحب بمعہ اپنے دوسرے رفقا کے آئے تو انہوں نے ہمین بھی اطلاع کردی ہم بھی حضرت صاحب کے پاس جا بیٹھین میرے خسر صاحب ایک سخت موذی مرض مین مبتلا تھے۔ جسکے واسطے لاکھون دوائین ہزاروں دعائین کئی گنڈے تعویذ کرائے۔ مگر ذرہ بھی افاقہ نہ ہوتا تھا۔ میرے والد صاحب نے انکا ذکر حضرت صاحب سے کیا انہون نے فرمایا۔ کہ خدا سے رو رو کر دعائین مانگو۔ انشاء اللہ رفع ہوجائیگی آپ نے ایک سرسری مؤثر تقریر بنا زیر فرمائی۔ اور ارشاد کیا کہ اگر

تم سچے دل سے نمازیں پڑھو تو تم سے کوئی بھی گناہ نہ ہو سکے۔ بخدا دل اسوقت موم ہو کر پگلا جاتا تھا اور وہ باتیں دل نقش ہوتی جاتی تھیں۔ واقعی اے مسیح تونے مردوں کو زندہ کر دیا ہے۔ جب تقریر کر چکے تو ہم نے مکان کی بابت عرض کیا۔ انہوں نے فرمایا۔ کہ نواب صاحب نے آپکا مکان لے لیا ہے آپ انکا لے لو۔ اور فرمایا۔ کہ مولوی صاحب سے چابیاں منگا لو۔ یہاں ضروری معلوم ہوتا ہے کہ مین حضرت صاحب کا لباس بھی بتلاؤں۔ جو کہ اسوقت ان کے زیب تن تھا گبرزی کپڑے کا تنگ سا پاجامہ اور معمولی موٹی ململ کا کرتہ پاؤں مین پورانی جوتی پہنے ہوئے تھے مگر جلالت اور عظمت والا ماتھا خود بخود بتا رہا تھا۔ کہ یہی مسیح موعود ہے۔

۱۵ تاریخ کا آدھا دن ام المومنین کی خدمت مین گذرا اور خوش خلقی اور حلیمی کا مجسم نمونہ مسیح کی بیوی کو پایا۔ شام کو نواب صاحب والے مکان مین گئے۔ جہان ہر طرح کا سامان ہائش حضرت اقدس نے اپنی طرف سے کروا دیا تھا۔ کھانا لنگر سے آگیا جسمین تھوڑی سی دال اور بہت سا گوشت تھا۔ مگر دونوں چیزیں بڑی لطیف پکی ہوئین۔ مین سچ کہتی ہوں۔ کہ جو لذت مجھے اس دال گوشت نے دی۔ کبھی ہزارہا کھانوں سے نصیب نہین ہوئی۔ بخدا وہاں جاکر انسان اپنے وطن مالوف کو فراموش کر دیتا ہے وہاں سے جدا ہونے کو جی چاہتا ہی نہین۔

۱۶ تاریخ کو اٹھکر مفتی محمد صاحب کے گھر کا رستہ لیا۔ مفتی صاحب کی فہمیدہ نیک متین بیوی سے مل کر بڑی خوش ہوئی۔ انھوں نے بہت کچھ تواضع کی۔ جس کا مین تہ دل سے شکریہ ادا کرتی ہون ان کے ہمسایہ مین ہی شیخ یعقوب علی صاحب کا گھر تھا ان کے ہاں جانے کا بھی موقع مل گیا شیخ صاحب کی بیوی بڑے تپاک سے ملی۔ جو کہ بڑی خندہ پیشانی والی نیک عورت ہے۔ حتی المقدور انہوں نے کوئی دقیقہ خاطر تواضع مین اٹھا نہ رکھا۔ کوئی پانچ منٹ کا عرصہ گذرا تھا۔ کہ شیخ صاحب نے ایک اعلیٰ ترین تحفہ مجھہ ناچیز کو بھیجا وہ تحفہ کیا تھا۔ سورہ بقر کی تفسیر تھی۔ جسکو مین نے بڑی خوشی سے قبول کیا اور جس کا شکریہ ادا کرنیسے زبان قاصر ہے اور ایک خط بھی تفسیر کے ساتھ تھا جس کا یہی جواب ہے۔ کہ یہ محض آپ کا حسن ظن ہے۔ ورنہ من آنم کہ من دانم۔

(باقی آئندہ)

لیکچر لودہانہ

حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ کے سفرنامہ دہلی کی تکمیل نہیں ہوئی۔ یا بعض حضرات نے نہ ہونے دی بہرحال اس ضمن مین لودہانہ کا لیکچر درج ہونا چاہئے تھا۔ چونکہ وہ تفصیل سلسلہ بند ہو گیا۔ لہذا ہم نے مناسب سمجھا کہ ان تقریروں کو جو وقتاً فوقتاً اس سفر و قیام مین ہوتی رہی ہین۔ شائع کر دیا جاوے۔ جو لوگ (ان کی تعداد بہت ہی کم ہے) ... یہ سمجھ لیتے ہیں۔ کہ یہ پرانی باتیں ہین۔ اور دیر کے بعد ان کی اشاعت کا اثر کم ہو جاتا ہے وہ اپنی غلط رائے کی اصلاح کریں حقایق و معارف مستقل اثر رکھا کرتے ہین۔ ان پر زمانہ کا اثر نہیں ہوا کرتا۔ راستی ہمیشہ راستی ہے اور اس کی تاثیرین ہمیشہ زندہ ہین۔ بہرحال اس لیکچر کا اب شایع ہونا اس کی قوت اور تاثیر کو کم نہیں کر سکتا۔ البتہ اس کے لئے جوہر قابل کی ضرورت ہے یہ لیکچر ۴ نومبر ۱۹۰۵ء کو صبح کو لودہانہ مین مکان ارت میان نہال خیالات کے متصل ایک کوٹھی مین ہوا۔ حضرت اقدس ابھی دہلی ہی مین تھے۔ کہ جماعت لودہانہ نے نہایت اصرار اور الحاح سے چاہا۔ کہ واپسی پر حضور لودہانہ قیام فرماوین۔ چنانچہ اس سفارت پر مولوی عبدالقادر صاحب لودہانہ سے دہلی پہنچے اور بالآخر حضرت نے منظور کر لیا۔ ۳ نومبر کی صبح کو حضور لودہانہ پہنچے تھے لودہانہ کے سٹیشن پر جسقدر ہجوم مخلوقات کا تھا اسکی تعداد مین نہیں بتا سکتا بجز اسکے کہ ہزاروں انسان ہر طبقہ اور ہر عمر اور ہر مذاق کے موجود تھے۔ جماعت لودہانہ نے حضور اور آپکے خدام کا نہایت جوش سے استقبال کیا اور ایک بڑی کوٹھی مین آپ کو اتارا گیا۔ جو لب سڑک واقع تھی۔ لوگوں کا ہجوم ہر وقت رہتا اور حضرت اقدس کی زیارت کیلئے آمدرفت کا تانتا لگا ہوا تھا گرد و نواح کے اضلاع سے بہت سے احمدی بھی جمع ہو گئے تھے جماعت لودہانہ نے حتی الوسع نہایت قابلیت سے مہمان نوازی کی۔ مگر آخر لوگوں کی کثرت نے اسے بے بس سا کر دیا تاہم انہوں نے جو کچھ کیا اپنی ہمت اور طاقت سے بڑھ کر کیا جزاھم اللہ احسن الجزا۔ میری رائے مین آئندہ اگر کوئی جماعت کسی وقت حضرت اقدس کو اپنے ہاں بلائے تو اسکا فرض ہے کہ ان امور پر پہلے ہی غور کر لیا کرے بہرحال تجویز ہوئی۔ کہ کل حضرت اقدس کا ایک لیکچر عام ہو۔ راتوں رات جماعت احمدیہ لودہانہ نے پوری مستعدی اور ہوشیاری کے ساتھ اشتہار چھپوا کر چسپان کر دیا۔ اور علی الصباح تقسیم بھی کر دیا۔ وقت مقررہ پر ہزاروں مرد اس احاطہ مین جمع ہو گئے۔ پولیس کا انتظام نہایت ہی قابل تعریف تھا۔ آخر حضرت اقدس کھڑے ہوئے اور آپ نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی۔ ایڈیٹر

اوّل مین اللہ تعالیٰ کا شکر کرتا ہون جس نے مجھے یہ موقع دیا۔ کہ مین پھر اس شہر مین تبلیغ کرنے کیلئے آؤں مین اسی شہر مین ۱۴ برس کے بعد آیا ہون۔ اور مین ایسے وقت اس شہر سے گیا تھا جبکہ میرے ساتھ چند آدمی تھے۔ اور تکفیر تکذیب اور دجال کہنے کا بازار گرم تھا۔ اور مین لوگوں کی نظر مین اس انسان کی طرح تھا جو مطرود اور مخذول ہوتا ہے۔ اور ان لوگوں کے خیال مین تھا۔ کہ تھوڑے ہی دنوں مین یہ جماعت مردود ہو کر منتشر ہو جائیگی اور اس سلسلہ کا نام و نشان مٹ جائیگا چنانچہ اس غرض کیلئے بڑی بڑی کوششین اور منصوبے کئے گئے اور وہ بات جو ہماری کوشش میرے خلاف یہ کی گئی۔ کہ مجھ اور میری جماعت پر کفر کا فتویٰ لکھا گیا اور سارے ہندوستان مین اس فتوے کو پھرایا گیا۔ مین افسوس سے ظاہر کرتا ہوں۔ کہ سب سے اول مجھ پر کفر کا فتویٰ اسی شہر کے چند مولویوں نے دیا۔ مگر مین دیکھتا ہوں اور آپ دیکھتے ہین کہ وہ کافر کہنے والے موجود نہین اور خدا تعالیٰ نے مجھے ابتک زندہ رکھا اور میری جماعت کو بڑھایا۔ میرا خیال ہے کہ وہ فتویٰ کفر جو دوبارہ میرے خلاف تجویز ہوا اسے ہندوستان کے تمام بڑے شہروں مین پھرایا گیا اور دو سو کے قریب مولویوں اور مشایخوں کی گواہیاں اور مہرین اس پر کرائی گئیں اسمین ظاہر کیا گیا کہ یہ شخص بے ایمان ہے کافر ہے دجال ہے مفتری ہے کافر ہی نہیں بلکہ اکفر ہے غرض جو جو کچھ کسی کی نسبت کہا جا سکتا ہے میری نسبت لکھا اور ان لوگوں نے اپنے خیال مین یہ سمجھ لیا۔ کہ بس یہ ہتھیار اب اس سلسلہ کو ختم کر دیگا اور فی الحقیقت اگر یہ سلسلہ انسانی منصوبہ اور افترا ہوتا تو اسکے ہلاک کرنیکے لئے یہ فتوے کا ہتھیار بہت ہی زبردست تھا لیکن اسکو خدا نے قائم کیا تھا پھر وہ مخالفوں کی مخالفت اور عداوت سے کیونکر مر سکتا تھا جسقدر مخالفت مین شدت ہوتی گئی اسی قدر اس سلسلہ کی عظمت اور عزت دلوں مین جڑ پکڑتی گئی اور آج مین خدا تعالیٰ کا شکر کرتا ہوں کہ یا تو وہ زمانہ تھا۔ کہ جب مین اس شہر مین آیا اور یہاں سے گیا تو صرف چند آدمی میرے ساتھ تھے۔ اور میری جماعت کی تعداد نہایت ہی قلیل تھی۔ اور یا اب وہ وقت ہے کہ تم دیکھتے ہو۔ کہ ایک کثیر جماعت میرے ساتھ ہے۔ اور جماعت کی تعداد تین لاکھ تک پہنچ چکی ہے اور دن بدن ترقی ہو رہی ہے اور یقیناً کروڑوں تک پہنچے گی۔

پس اس انقلاب عظیم کو دیکھو کہ کیا یہ انسانی ہاتھ کا کام ہو سکتا ہے۔ دنیا کے لوگوں نے تو چاہا کہ اس سلسلہ کا نام و نشان مٹا دین اور اگر ان کے اختیار مین ہوتا۔ تو وہ کبھی کا اسکو مٹا چکے ہوتے مگر یہ اللہ تعالیٰ کا کام ہے وہ جن باتوں کا ارادہ فرماتا ہے دنیا انکو روک نہیں سکتی اور جن باتوں کا دنیا ارادہ کرے مگر خدا تعالیٰ ان کا ارادہ نہ کرے وہ کبھی ہو نہیں سکتی ہین۔

غور کرو! میرے معاملہ مین کل علماء زاویے اور گدی نشین مخالف ہوئے۔ اور دوسرے مذہب کے لوگوں کو بھی میری مخالفت کیلئے اپنے ساتھ ملایا۔ پھر میری نسبت ہر طرح کی کوشش کی مسلمانوں کو بدظن کرنے کے لئے مجھ پر کفر کا فتویٰ دیا۔ اور پھر جب اس تجویز مین بھی کامیابی نہ ہوئی تو پھر مقدمات شروع کئے۔ خون کے مقدمے مین مجھے پھنسایا اور ہر طرح کی کوششین کین۔ کہ مین سزا پاجاؤں۔ ایک پادری کے قتل کا الزام مجھ پر لگایا گیا اس مقدمہ مین مولوی محمد حسین نے بھی میرے خلاف بڑی کوشش کی اور خود شہادت دینے کیواسطے گیا وہ چاہتا تھا کہ مین پھنس جاؤں اور مجھ سزا ملے مولوی محمد حسین کی یہ کوشش ظاہر کرتی تھی۔ کہ وہ دلائل اور براہین عاجز ہے اسلئے کہ یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جب دشمن دلائل سے عاجز ہو جاتا ہے اور براہین سے ملزم نہیں کر سکتا۔ تو ایذا اور قتل کی تجویزین کرتا ہے۔ اور وطن سے نکالدینے کا ارادہ کرتا ہے۔ اور اسکے خلاف مختلف قسم کے منصوبے اور سازشین کرتا ہے۔ جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ مین جب کفار مکہ عاجز آگئے اور ہر طرح سے ساکت ہو گئے تو آخر انہوں نے بھی اس قسم کے حیلے سوچے۔ کہ آپ کو قتل کر دین یا قید کرین یا آپ کو وطن سے نکالدیا جاوے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو ایذا دیں مگر آخر وہ سب کے سب اپنے ارادوں اور منصوبوں مین نامراد اور ناکام رہے اب وہی سنت اور طریق میرے ساتھ ہو رہا ہے مگر یہ دنیا بغیر خالق اور رب العالمین کے ہستی نہین رہتی وہی ہے جو جھوٹے اور سچے مین امتیاز کرتا ہے۔ اور آخر سچے کی حمایت کرتا اور اسے غالب کرکے دکھا دیتا ہے اب اس زمانہ مین جب خدا تعالیٰ نے پھر اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا ہے۔ مین اوس کی تائیدوں کا ایک زندہ نشان ہوں۔ اور اس وقت تم سب کے سب دیکھتے ہو۔ کہ مین وہی ہوں۔ جسکو قوم نے رد کیا اور مین مقبولوں کی طرح کھڑا ہون۔ تم قیاس کرو۔ کہ اس وقت آج سے چودہ برس پیشتر جب مین یہاں آیا تھا تو کون چاہتا تھا ...

کہ ایک آدمی بہی میرے ساتہہ ہو۔ علماء۔ فقرا۔ اور ہر قسم کے معظم مکرم لوگ یہہ چاہتے تہے کہ میں ہلاک ہوجاؤں اور اس سلسلہ کا نام ونشان مٹ جاوے کبہی گوارا نہیں کرتے تہے کہ ترقیات نصیب ہوں مگر وہ خدا جو ہمیشہ اپنے بندوں کی حمایت کرتا ہے اور جسنے راستبازوں کو غالب کرکے دکہایا ہے۔ اسنے میری حمایت کی۔ اور میرے مخالفوں کے خلاف انکی امیدوں اور منصوبوں کے بالکل برعکس اسنے مجہے وہ قبولیت بخشی کہ ایک خلق کو میری طرف متوجہ کیا جو ان مخالفتوں اور مشکلات کے پردوں اور روکوں کو چیرتی ہوئی میری طرف آئی اور آرہی ہے اب غور کا مقام ہے کہ کیا انسانی تجویزوں اور منصوبوں سے یہ کامیابی ہوسکتی ہے۔ کہ دنیا کے بارسوخ لوگ ایک شخص کی ہلاکت کی فکر میں ہوں اور اس کے خلاف ہر قسم کے منصوبے کئے جاویں اسکے لئے خطرناک آگ جلائی جاوے مگر وہ ان سب آفتوں سے صاف نکل جاوے؟ ہرگز نہیں یہہ خدا کے کام ہیں جو ہمیشہ اس نے دکہائے ہیں۔ پھر اسی امر پر زبردست دلیل یہہ ہے کہ آج سے ۲۵ برس پیشتر جب کہ کوئی بہی میرے نام سے واقف نہ تہا۔ اور نہ کوئی شخص قادیان میں میرے پاس آتا تھا۔ یا خط وکتابت رکہتا تھا۔ اس گمنامی کی حالت میں ان کس مپرسی کے ایام میں اللہ تعالے نے مجہے مخاطب کرکے فرمایا

یاتون من کل فج عمیق۔ یاتیک من کل فج عمیق۔
لا تصعر لخلق اللہ ولا تسئم من الناس۔
رب لا تذرنی فردًا وانت خیر الوارثین۔

یہہ وہ زبردست پیشگوئی ہے جو ان ایام میں کی گئی اور چہپ کر شائع ہوگئی اور ہر مذہب وملت کے لوگوں نے اسے پڑہا۔ ایسی حالت اور ایسے وقت میں کہ میں گمنامی کے گوشہ میں پڑا ہوا تھا اور کوئی شخص مجہے نہ جانتا تہا خدا تعالے نے فرمایا کہ تیرے پاس دور دراز ملکوں سے لوگ آئیں گے اور کثرت سے آئیں گے اور ان کے لئے مہمانداری کے ہر قسم کے سامان اور لوازمات بہی آئیں گے۔ چونکہ ایک شخص ہزاروں لاکہوں انسانوں کو مہمانداری کے جمیع لوازمات مہیا نہیں کرسکتا اور نہ اسقدر اخراجات کو برداشت کرسکتا ہے اسلئے خودہی فرمایا

یاتیک من کل فج عمیق

انکے سامان بہی ساتہہ ہی آئیں گے۔ اور پھر انسان کثرت مخلوقات سے گہبرا جاتا ہے اور ان سے کج خلقی کر بیٹہتا ہے۔ اسلئے اس سے منع کیا کہ ان سے کج خلقی نہ کرنا۔ اور پھر یہہ بہی فرمایا کہ لوگوں کی کثرت کو دیکہکر تہک نہ جانا۔

اب آپ غور کریں کہ کیا یہہ امر انسانی طاقت کے اندر ہے کہ پچیس تیس برس پہلے ایک واقعہ کی اطلاع دے۔ اور وہ بھی اسی کے متعلق اور پھر اسی طرح پر وقوع بہی ہوجاوے انسانی ہستی اور زندگی کا تو ایک منٹ کا بھی اعتبار نہیں اور نہیں کہہ سکتے کہ دوسرا سانس آئیگا یا نہیں پھر ایسی خبر دینا یہہ کیونکر اسکی طاقت اور قیاس میں آسکتا ہے۔ میں سچ کہتا ہوں کہ یہ وہ زمانہ تہا جبکہ میں بالکل اکیلا تہا اور لوگوں سے ملنے سے بھی مجہے نفرت تھی۔ اور چونکہ ایک وقت آنے والا تھا کہ لاکہوں انسان میری طرف رجوع کریں اس لئے اس نصیحت کی ضرورت پڑی

لا تصعر لخلق اللہ ولا تسئم من الناس

اور پھر انہیں دنوں میں یہ بھی فرمایا

انت منی بمنزلۃ توحیدی۔ فحان ان تعان وتعرف بین الناس۔ یعنے وہ وقت آتا ہے کہ تیری مدد کی جاویگی اور تو لوگوں کے درمیان شناخت کیا جاوے گا۔ اسی طرح پر **فارسی۔ عربی** اور انگریزی میں کثرت سے ایسے الہامات ہیں جو اس مضمون کو ظاہر کرتے ہیں۔

اب سوچنے کا مقام ہے ان لوگوں کے لئے جو خدا کا خوف رکہتے ہیں کہ اسقدر عرصہ دراز پیشتر ایک پیشگوئی کی گئی اور وہ کتاب میں چہپ کر شائع ہوئی۔ براہین احمدیہ ایسی کتاب ہے جسکو دوست دشمن سب نے پڑہا۔ گورنمنٹ میں بھی اسکی کاپی بہیجی گئی۔ عیسائیوں ہندوؤں نے اسے پڑہا۔ اس شہر میں ہی بہتوں کے پاس یہ کتاب ہوگی وہ دیکہیں کہ اس میں درج ہے یا نہیں۔ پھر وہ مولوی (جو محض عداوت کی راہ سے مجہے دجال اور کذاب کہتے ہیں اور یہ بیان کرتے ہیں کہ کوئی پیشگوئی پوری نہیں ہوئی) شرم کریں اور بتائیں کہ اگر یہ پیشگوئی نہیں تو پہر اور پیشگوئی کسکو کہتے ہیں یہہ وہ کتاب ہے جسکا ریویو مولوی ابو سعید محمد حسین بٹالوی نے کیا ہے۔ چونکہ وہ میرے ہم سبق تھے اسلئے اکثر قادیان آیا کرتے تہے وہ خوب جانتے ہیں اور ایسا ہی قادیان۔ بٹالہ۔ امرتسر اور گرد نواح کے لوگوں کو خوب معلوم ہے۔ کہ اسوقت میں بالکل اکیلا تہا۔ اور کوئی مجہے جانتا نہ تھا۔ اور اسوقت کی حالت سے عند العقل دور از قیاس معلوم ہوتا تھا کہ میرے جیسے ایک گمنام آدمی پر ایسا زمانہ آئیگا کہ لاکہوں آدمی اسکے ساتہہ ہوجائیں گے میں سچ کہتا ہوں کہ میں اسوقت کچہہ بھی نہ تھا۔ تنہا وبیکس تھا۔ خود اللہ تعالے نے اس زمانہ میں مجہے یہ دعا سکہاتا ہے۔ رب لا تذرنی فردًا وانت خیر الوارثین۔ یہہ دعا اس لئے سکہائی کہ وہ پیار رکہتا ہے ان

لوگوں سے جو دعا کرتے ہیں۔ کیونکہ دعا عبادت ہے اور اس نے فرمایا ہے۔

ادعونی استجب لکم

دعا کرو میں قبول کروں گا۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ **معز** اور **مخ عبادت کا دعاہی ہے**۔ اور دوسرا اشارہ اس میں یہ ہے کہ اللہ تعالے نے دعا کے پیرایہ میں سکہانا چاہتا ہے کہ تو اکیلا ہے اور ایک وقت آئیگا کہ تو اکیلا نہ رہیگا۔ اور میں پکار کر کہتا ہوں کہ جیسا یہ دن روشن ہے (اسوقت آفتاب نکلا ہوا تہا۔ ایڈیٹر) اسی طرح یہ پیشگوئی روشن ہے اور یہ امر واقعی ہے کہ میں اسوقت اکیلا تھا

کون کہڑا ہو کر کہہ سکتا ہے کہ تیری ساتہہ جماعت تھی

مگر اب دیکہو کہ اللہ تعالے کے ان وعدوں کے موافق اور اس پیشگوئی کے موافق جو اس نے ایک زمانہ پہلے خبر دی ایک کثیر جماعت میرے ساتہہ کردی۔

(باقی آئندہ)

ضروری اطلاع

یہہ اطلاع ایک اشد ضرورت کے موقع پر دیجاتی ہے اور وہ یہہ ہے کہ زکوٰۃ کا روپیہ کچہہ مدت سے الگ جمع کیا جاتا ہے جسمیں سے اس سلسلہ کے بعض غریب طلباء کی جو کالجوں میں اور اس سکول میں تعلیم پاتے ہیں امداد کیجاتی ہے اور جسمیں سے بعض ابن السبیل کے راہ کا خرچ اور غرباء بیکس کا کفن دفن کیا جاتا ہے۔ یہ تمام اخراجات اس فنڈ سے کئے جاتے تہے لیکن فنڈ میں اسوقت روپیہ ختم ہوگیا ہے جس سے اون غریب طلباء اور متذکرہ بالا ضروری اخراجات کے لئے سخت مشکل پڑگئی ہے جو صرف اسی طرح دور ہوسکتی ہے کہ ہر ایک صاحب ذی ثروت اس کام کو اہم سمجہہ کر اسکی طرف خاص توجہ کرے اور جو زکوٰۃ اوس کے ذمہ ہے وہ امین زکوٰۃ فنڈ کے نام جلد ارسال کردے۔ کیونکہ دیر سے بہت اخراجات بند پڑے ہیں ان کا تدارک کیا جاوے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ اگر **ہر ایک صاحب** ذی ثروت نے کچہہ بھی توجہ اسطرف کی تو ان اخراجات کے لئے اتنا کافی سٹاک جمع ہوجائیگا جو کئی مہینوں تک کافی ہوگا

نور الدین امین زکوٰۃ

اطلاع

مکرمی شیخ صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عکس مکتوب مبارک آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جو اگست کے مہینہ میں میگزین میں چہپا ہے۔ اسکے متعلق بعض دوست خطوط لکہتے ہیں کہ آیا شیشہ میں لگوانیکے لئے یہ مکتوب الگ مل سکتا ہے یا نہیں۔ ان خطوط کا الگ الگ جواب دینا مشکل ہے۔ اور میگزین کے نکلنے میں دیر ہے۔ اسلئے آپ اپنے اخبار کے ذریعہ سے یہ شائع کردیں کہ اس عکس کی چند کاپیاں رسالہ سے بڑہی ہوئی دفتر میں موجود ہیں جو ایک آنہ (۱ر) فی کاپی کے حساب سے ہم دے سکیں گے اگر کوئی دوست لینا چاہتے ہوں تو فی الفور اطلاع دیں۔ اور دیگر یہ کہ بہتر ہو کہ چار چار پانچ پانچ دوست ملکر منگوائیں تا محصول وغیرہ کی کفایت ہو۔ آسانی کے لئے اس عکس کی دوسری طرف موجودہ رسم الخط میں مکتوب کی عبارت سطر بسطر دیدی گئی ہے۔

مینجر ریویو آف ریلیجنز قادیان

ضروری گذارش

بیکورہید کی تفاسیر کا اردو ترجمہ تیار کرنے کا میں نے انتظام کرلیا ہے پس جو صاحب اسے چہپوانے کا انتظام فرما سکتے ہوں مطلع کریں۔ میں اس ضخیم کتاب کو خود نہیں چہپوا سکتا۔

(۲) تحفہ آریہ سماج یعنے آریہ سماج کی پول اب بہت تہوڑی رہ گئی ہے پس اسے بھی دوبارہ چہپوانے کا جو صاحب انتظام کرسکتے ہوں مجہہ سے خط وکتابت کریں۔

خاکسار عبد العزیز۔ (جگد مبا پرشاد ورما)
معرفت مطبع قاسمی شہر لدہیانہ پنجاب۔

ضرورت

سلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مجہے ایک معلمہ کے واسطے زنانہ مدرسہ گوڑالی تحصیل وضلع گجرات کے ضرورت ہے۔ ایک احمدی معلمہ کو ترجیح دیجاوے گی۔ معلمہ قرآن کریم۔ اردو۔ حساب۔ سینا اور پرونا اور کاڑہنا جانتی ہو۔ تنخواہ مبلغ عنا روپیہ ماہوار اور مکان مفت دیا جاوے گا۔ اپنے گوہر بار اخبار کے کسی گوشہ میں اسکو چہاپ کر ممنون فرماویں ہو۔

نیاز مند ملک مولا بخش مینجر زنانہ مدرسہ گوڑالی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

وصیت نامہ

(۱) میں مسمّی نور احمد ولد غلام غوث قوم شیخ ساکنہ شہر جالندھر محلہ راستہ پھگواڑہ دروازہ بقائمی ہوش وحواس خمسہ بلاجبر واکراہ اپنی خوشی ورضامندی سے آج بتاریخ ۳۔ فروری ۱۹۰۶ء مطابق ۸۔ ذی الحج ۱۳۲۳ھ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ اور لکھدیتا ہوں۔ کہ میرے مرنیکے بعد کارآمد ہووے۔

(۲) میں اقرار کرتا ہوں۔ کہ میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب سلمہ الرحمن مسیح موعود رئیس قادیان ضلع گورداسپور کے کل دعاوی پر صدق دل سے ایمان رکھتا ہوں۔ اور ان کا مرید اور پیرو حسب ہدایت حضرت رب العالمین ہوں۔ تاریخ بیعت مجھ عاجز کی ۳۔ فروری ۱۸۹۲ء ہے۔

(۳) میں اقرار کرتا ہوں۔ کہ رسالہ الوصیت جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے بتاریخ ۲۴ دسمبر ۱۹۰۵ء شایع ہوا ہے تمام وکمال پڑھ لیا ہے۔ سن لیا ہے میں ان ہدایات کا جو اس میں درج ہیں۔ پابند ہوں۔ اور ایسا ہی میں ان تمام ہدایات کا اور ضوابط وقواعد کا پابند رہونگا۔ جو رسالہ الوصیت کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے یا ان کی مقرر کردہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کی طرف سے مقبرہ بہشتی واقع قادیان کے متعلق یا دیگر اغراض انجمن مذکورہ کے متعلق شایع ہوئے یا آیندہ شائع ہونگے۔ میں ان تمام کا اور ایسا ہی میرے ورثا میرے بعد ان تمام ہدایات وضوابط وقواعد شرائط مشتہرہ انجمن مذکورہ کے معاملہ وصیت ہذا میں پابند رہینگے۔

(۴) میری جائداد جو اسوقت حسب ذیل ہیں ایک مکان سکونتی شہر جالندھر پھگواڑہ دروازہ جس میں میرا حصہ چہارم ہے۔ میری حصہ مکان کی قیمت بمشکل یکصد ہوگی۔ اور اراضی چاہی واقعہ شہر جالندھر ہے۔ جو اسوقت عزیزی محمد سعید خلف منشی عزیز الدین صاحب۔ مرحوم ساکن لاہور ٹکسالی دروازہ کے [illegible]

[illegible]

میرے مرنیکے بعد اس جائداد میں سے پانچوان حصہ انجمن احمدیہ قادیان یا اس انجمن کے کسی مقرر کردہ ماتحت مجلس قادیان کے سپرد کی جاوے۔ انجمن ہذا کا اختیار ہوگا کہ میرے مرنیکے بعد اس جائداد کو میری بقیہ جائداد سے الگ کرے یا اس میں شامل رہنے دے اسکو فروخت کرکے اس کی قیمت وصول کرے یا فروخت نہ کرے۔ تو اس وصیت کردہ جائداد سے مفاد اٹھا کر اغراض انجمن کو پورا کرے۔ غرضیکہ انجمن مذکور ہر طرح سے اس وصیت کردہ جائداد کی مالک تصور ہو۔ میرے کسی وارث کو خواہ احمدی ہو۔ خواہ غیر احمدی ہو۔ میری اس وصیت کردہ جائداد کوئی تعلق نہیں۔ اگر میری جائداد وصیت کردہ کی قیمت آیندہ بڑھ جاوے۔ اور گروسے بری ہوجاوے تو وہ کل زیر وصیت سمجھی جاوے گی۔ اور یہ اسکے پانچوان حصہ کی مالک انجمن مذکور ہوگی۔

(۵) میں اقرار کرتا ہوں۔ کہ آج کی تاریخ کے بعد میں اگر کوئی اور جائداد اسکے علاوہ پیدا کروں۔ یا مرنے کے بعد کوئی اور جائداد سوائے جائداد مذکورہ میری متروکہ ثابت ہو تو اس فاضلہ کے متعلق بھی میری یہی وصیت ہے۔ جسکا مفصل ذکر میں نے فقرہ نمبر ۴ وصیت ہذا میں کیا ہے میں ایسے جائداد کی وقتاً فوقتاً انجمن مذکورہ کو اطلاع دیتا رہونگا۔

(۶) میں یہ بھی وصیت کرتا ہوں۔ کہ میرے مرنیکے بعد میرا جنازہ احمدی جماعت پڑھے۔ اور اگر میں قادیان میں فوت نہوں۔ تو احمدی جماعت میری لاش ایک صندوق میں بند کرکے حسب ہدایات انجمن مذکور جو اب شایع ہوچکے ہیں۔ یا آیندہ شایع ہونگے دارالامان قادیان میں پہنچائی جاوے۔ اور وہاں کارپردازان مقبرہ بہشتی کے سپرد کی جاوے

(۷) میری یہ بھی وصیت ہے۔ کہ میری تجہیز وتکفین اور میری لاش کو قادیان شریف پہنچانے اور وہاں دفن کرنے کے متعلق جسقدر خرچ اور اخراجات ہوں۔ ان اخراجات کی مکفل میری یہ جائداد وصیت کردہ جسکا ذکر میں نے۔ فقرہ نمبر ۴ و ۵ میں کیا ہے۔ ہرگز نہیں ہے ان اخراجات کا حسب مشورہ کارپردازان مقبرہ بہشتی اندازہ کرکے میں رقم اخراجات کو انجمن مذکورہ کے حوالے کر دونگا جس کا اعلان انجمن مذکورہ کی [illegible] کرادونگا۔ اور اگر [illegible]

[illegible]

میں الگ نہ کرسکا۔ اور ایسا ہی اگر وہ رقم ادا کردہ اصلی اخراجات سے کم ہوئے۔ تو پھر میری دیگر متروکہ جائداد جس میں یہ وصیت کردہ جائداد شامل نہ ہوگی۔ ان اخراجات کو کفیل ہوگی۔ اور میری ورثا ان اخراجات کے ادا کرنیکے ذمہ دار ہونگے۔ جو میری روح کی نجات کا باعث ہونگے۔ اور پس ماندگان ان اخراجات کو اہم اور جائز ضرورت شرعی سمجھینگے۔

(۸) یہ بھی اقرار کرتا ہوں۔ کہ میں نے یہ وصیت صرف ابتغاء لوجہ اللہ کی ہے اور اگر حالات آیندہ کے ماتحت جن کا مجھے اسوقت علم نہیں ہے۔ میری لاش مقبرہ بہشتی میں دفن نہ ہوسکے۔ یا قادیان ہی میں نہ پہنچ سکے۔ یا کارپردازان مقبرہ بہشتی کے مصالح اجازت نہ دیں۔ کہ میری لاش مقبرہ بہشتی میں دفن نہ ہوسکے۔ تو اس صورت میں بھی میری یہ وصیت جو میں نے اپنی جائداد کے متعلق کی ہے جسکا ذکر فقرہ ۴ و ۵ میں کیا گیا ہے۔ درست اور قائم رہیگی۔ لیکن یہ ضروری ہوگا۔ کہ میری لاش کو مقبرہ بہشتی میں پہنچانے کی کوشش کی جاوے اور جب تک کارپردازان مقبرہ بہشتی اجازت نہ دیں۔ میری لاش کہیں اور دفن نہ کی جائے۔ البتہ امانت کے طور پر کہیں اور جگہ دفن کی جاسکتی ہے۔

(۹) یہ کہ اگر حسب فقرہ ۸ میری لاش مقبرہ بہشتی میں دفن نہ ہوسکی۔ تو جو اخراجات متعلق انتقال لاش میں جمع کراچکا ہونگا۔ یا میری جائداد متروکہ سے وصول ہوئے تھے۔ اس کو بھی وصول کرنے اور خرچ کرنے کا اختیار میرے ورثا کو نہ ہوگا۔ بلکہ انجمن کو ہوگا۔

گواہ شد

شبیر محمد مدرس مدرسہ سید مٹھا میونسپل بورڈ لاہور

العبد

نور احمد ولد غلام غوث شیخ احمدی ساکن جالندھر پھگواڑہ دروازہ۔ حال وارد لاہور ٹکسالی دروازہ۔ مکان شیخ عزیز الدین

۳۔ فروری ۱۹۰۶ء نور احمد بقلم خود

گواہ شد

منصب علی ولد مراد علی شاہ ساکن پھلور حال وارد لاہور

خاک ڈالنے سے چاند نہیں چھپتا

میرے خیال میں ایک صادق مامور من اللہ کی صداقت کا یہ نشان بھی ہے کہ ہر ایک شریر اس سے سخت مخالفت رکھتا ہے اور اس کا نام سنتے ہی تن بدن میں مرچیں لگ جاتی ہیں۔ غالباً اسی لئے مسیح نے کہا ہے بہتیرے میرے نام سے دشمنی رکھیں گے۔ میں حیران ہوں کہ دنیا میں ہزاروں بدکار لاکھوں شریر بے دین ہیں مگر ہے کوئی جو ان سے عداوت رکھے یا ان کا نام تک لینے کا روادار ہو۔ میرے دوستو! ایسے ایماندار بہت ہی کم ہیں۔ مگر آؤ میں تمہیں اس الٹی دنیا کی سیر کراؤں جہاں ایک صادق سے محض اس کے صدق کے سبب عداوت رکھی جاتی ہے ہر طرح سے اُسے ستایا جاتا ہے۔ اور جہانتک ممکن ہو اسکی خوبیوں پر پردہ ڈالکر عیب شماری کیجاتی ہے مگر پھر بھی جو "امر حق" ہے وہ خود بخود منہ سے نکل ہی جاتا ہے یا کم از کم انہیں اپنی کتابوں میں لکھنا پڑتا ہے۔ دیکھئے انجیل میں صاف طور سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی مندرج ہے۔ اس لفظ فارقلیط کے ترجمے میں آئے دن تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں کبھی روح حق لکھتے ہیں کبھی روح قدس کبھی کچھ۔ مگر پھر بھی اس بات سے انصاف کے ساتھ انکار نہیں کر سکتے کہ ایک نبی کے آنیکا وعدہ ہے [illegible] یہ پادری صاحبان خوب جانتے ہیں اور دبی زبان سے اتنے بھی ہیں کہ مسیح کی آمد ثانی کا وقت آچکا۔ مگر یہی شے ہے جو انہیں اقرار کرنے نہیں دیتی۔ لیکن آخر کب تک آخر کسی نہ کسی رنگ میں اقرار ہو ہی جاتا ہے "تجلی" میں برناباس کی مشہور انجیل کو غیر معتبر قرار دیکر (اسلئے کہ نبی کریم صلعم کی پیشگوئی اسمیں صریحاً موجود ہے) مقدس برناباس کے خط کے نام سے ایک انجیل چھپی ہے جسکی نسبت ہمیں یقین دلایا جاتا ہے کہ یہ اعتبار کے قابل ہے۔ اسکے پندرہویں باب میں مندرجہ ذیل عبارت ہے جسکی نسبت میں معزز ناظرین الحکم سے استدعا کرتا ہوں کہ وہ اسے توجہ سے پڑھیں۔

"علاوہ اس کے ان حکموں میں جو (خداوند نے) موسیٰ کو روبرو کوہ سینا پر دیئے سبت کے بارے میں بھی لکھا "صاف ہاتھوں اور پاک دل سے خداوند کے سبت کی تقدیس کرو" اور پھر وہ دوسرے مقام میں یہ کہتا ہے "اگر میرے بیٹے سبت کی حفاظت کریں تب میری رحمت ان پر قائم رہیگی" خلقت کے شروع میں [illegible] سبت کا ذکر یوں [illegible] بنانے [illegible] اور اسے مقدس ٹھہرایا [illegible]

اس سے یہ مراد ہے کہ خداوند ساری چیزیں چھ ہزار سال میں پوری کریگا۔ کیونکہ اسکے نزدیک ایک دن ہزار سال ہے اور وہ خود اسکی تصدیق کرتا ہے یہ کہکر "دیکھو آج کا دن ہزار سالوں کے برابر ہوگا۔ اسلئے اے میرے بچو چھ دن میں یعنی چھ ہزار سالوں میں ساری چیزیں پوری ہونگی" اور اس نے ساتویں دن آرام کیا اس سے یہ مراد ہے جب اسکا بیٹا پھر آنکر شریر انسان کا وقت نیست کریگا اور بے دینوں کی عدالت کریگا"

اب ہم مقدس برناباس کے پیارے بچوں سے پوچھتے ہیں کیوں صاحبان ابھی چھٹا ہزار ختم ہوکر ساتواں ہزار شروع ہوا یا نہیں۔ وہ سبت جبکہ مسیح کو پھر نازل ہونا تھا آیا یا نہیں۔ اگر نہیں تو کیوں۔ اگر آگیا تو کہاں ہے آؤ میں تمہیں بتاؤں کہ وہ سبت کا شہزادہ جاہ و جلال سے قادیاں میں نازل ہوچکا مبارک وے جو اسکی آواز سنتے اور اس کے پیچھے چلتے ہیں۔

راقم اکمل آف گولیکی ضلع گجرات

ذاب کما یذوب الملح

قرآن مجید نے ایک تمثیلی پیرایہ میں ہمیں سمجھایا ہے کہ جب کوئی خلیفۃ اللہ زمین پر مبعوث ہوتا ہے اور روح صدق اسمیں پھونکی جاتی ہے تو ملائکہ اسکی نصرت کو بھیجے جاتے ہیں۔ انمیں سے بعض تو سعید لوگوں کے دلوں میں الہام کرکے خلیفۃ الحق کے حضور انہیں کھینچ لاتے ہیں۔ اور بعض جنہیں مدبرات امر کہتے ہیں۔ دنیا کی سلطنت کا انتظام اس نہج پر لے آتے ہیں کہ سب حالات صادق کی مرضی کے مطابق ہو جاتے ہیں ہمارے نبی کریم صلعم جب مبعوث ہوکر خلیفۃ اللہ ہوئے تو [illegible] جماعت کو روم و ایران کی سلطنت [illegible] بادشاہ کرنا تھا۔ اسلئے پہلے [illegible] اتفاقی و ضعف و انحطاط دائم ہو گیا [illegible]

ہم مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ کے زمانہ کو دیکھتے ہیں اور جب اس کے فرض منصبی کسر صلیب (جس سے مراد صرف صلیبی عقائد کی اصلاح ہے نہ کہ ظاہری بادشاہی وغیرہ) کیطرف خیال کرتے ہوئے ساتھ ہی ان واقعات کو دیکھتے ہیں جو خود بخود ارادہ الٰہی سے ہو رہے ہیں تو بے اختیار تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ یہ سب ملائکہ کی کارروائی ہے۔ دیکھئے مسیح کی الوہیت اور زندہ آسمان پر اٹھائے جانیکا خیال اب بہت سے یورپی دانشمندوں کے خیال سے جاتا رہا ہے۔ وہ بائبل کو بھی بایں معنے الہامی نہیں سمجھتے کہ اول سے آخر تک جو کچھ اسمیں لکھا ہے ٹھیک ہے بلکہ تسلیم کرتے ہیں کہ ایک انسانی کلام کیطرح غلطیوں کی آمیزش رکھتی ہے + اب پادریوں کا زور گھٹانے کیلئے ایک اور سبب قدرت کیطرف سے پیدا ہو گیا ہے جسے ہم "ہندوستان" سے انتخاب کرکے لکھتے ہیں۔

"[illegible] سے پہلے ابتدائی تعلیم کے سرکاری سکول نہ تھے مختلف [illegible] نے ابتدائی سکول قائم کئے ہوئے تھے جنہیں سرکار سے گرانٹ ملتا تھا انہیں والنٹری سکول کہتے تھے [illegible] ایک تحریک پیدا ہوئی جس سے بورڈ سکول بھی قائم ہو گئے جنمیں مذہبی پابندی نہ تھی۔ اور نہ کسی خاص فرقہ عیسائی کی تعلیم دیجاتی۔ ان سکولوں کے قیام سے والنٹری سکولوں کو نقصان پہنچا جس سے مذہبی جماعت (پادریوں) کو سخت صدمہ ہوا اتنے میں کنسرویٹو پارٹی برسر حکومت ہوئی جو مذہبی جماعت کی پشت پناہ بلکہ انہیں کا مجموعہ ہے انہوں نے والنٹری سکولوں کو مقامی محاصل سے بہت سا حصہ دلانا چاہا۔ اس پر بہت سے ٹیکس دہندے جو اسے راضی نہ تھے بایں دلیل کہ جو لوگ مذہب کے دہریے ہیں یا عیسائی ہیں یا بالکل لامذہب ہیں یا چرچ آف انگلینڈ کے معتقد نہیں ان سے ایسے سکولوں کی امداد کے لئے محصول لیا جاتا ہے [illegible] جو ان کے خلاف مذہبی تعلیم دیتے ہیں۔ مگر انکی پیش نہ گئی اور ایک قانون پاس ہو گیا جس سے والنٹری سکولوں کا خرچ مقامی محصولات پر پڑ گیا۔ اس محصول دینے سے لبرل فریق کے کئی ممبروں نے انکار کردیا اور اس جرم عدم ادائگی محصول میں بعض قید ہوئے اور بعض کا مال واسباب نیلام ہوا۔ جس سے عام ناراضی پھیلی اور کنسرویٹو فریق کو اس کا خمیازہ عام انتخاب میں اٹھانا پڑا یعنی نتیجہ یہ ہوا کہ لبرل فریق حاکم ہوا اس فریق کے حکمران ہوتے ہوئے وزیر تعلیم نے یہ مسودہ پیش کیا۔ جو ہم لالہ لاجپت رائے جی کے الفاظ میں بیان کرتے ہیں (۱) ہر قسم کے والنٹری سکول مذہبی جماعتوں کے قبضہ و دخل سے نکال لئے جائیں اور ایجوکیشن بورڈ کے ماتحت کر دیئے جائیں۔ سکول کی عمارتوں کی قیمت ان مذہبی جماعتوں کو ادا کر دیجائے۔ جنہوں نے وہ عمارتیں تعمیر کی تھیں غرض کل سکول سرکاری ہو جائیں والنٹری سکول بالکل [illegible] تمام انتظام مقامی کمیٹیوں کے سپرد کیا جائے۔ اور کسی مذہبی جماعت کو کسی سکول کے انتظام میں کچھ دخل نہ رہے (۲) عام طور پر ان سکولوں میں مذہبی تعلیم صرف انجیل کی پڑھائی پر محدود ہو اور اس سے بڑھکر کسی قسم کی مذہبی تعلیم کا انتظام نہ ہو (۳) کسی صاحب اولاد کو مجبور نہ کیا جائے کہ وہ اپنے بچے کو کسی سکول میں ضرور ہی اسوقت سے قبل بھیجے جبکہ انجیل کا سبق ختم ہوکر دنیاوی تعلیم شروع ہونیکا وقت ہو گویا کسی صاحب اولاد کو مجبور نہ کیا جائے کہ وہ خاص انجیل کی پڑھائی کیوقت یا اس کے دوران میں اپنے بچہ کو سکول میں بھیجے (۵) دیگر سرکاری سکولوں میں اس قسم کا کوئی موقعہ نہ دیا جائے (۶) استادوں سے کسی قسم کی مذہبی پابندی نہ ہو اور نہ استادوں کو یہ اجازت ہو کہ وہ کوئی خاص مذہبی تعلیم دے سکیں [illegible]

اس مسودہ کے دیکھنے سے معزز ناظرین الحکم معلوم کر سکتے ہیں۔ کہ پادریوں کو مذہبی خیالات پھیلانے میں کسقدر کمزوری ہو گئی ہے۔ یہ سب کچھ اس متصرف بالارادہ ہستی کے تصرف سے ہو رہا ہے جس نے کسر صلیب کے لئے مسیح موعود کو نازل کیا۔ مسودہ پر بہت بحث و مباحثہ ہو رہا ہے اور کچھ ترمیم بھی ہو گئی۔ مگر تاہم اگلی سی آزادی نہیں رہی۔

راقم اکمل آف گولیکی ضلع گجرات

ہماری جماعت میں علمی مذاق

خدا تعالیٰ کے فضل سے احمدی جماعت کا ہر ایک فرد اپنے اپنے رنگ میں فرد ہے۔ مضمون نویسی کا ایک طرز تو وہ ہے جو ہمارے سید و مولیٰ۔ مرشد و مطاع امام الحکم العدل علیہ السلام کا ہے یہ نبوی رنگ ہے جس سے اعلیٰ ادنیٰ طبقے کا ہر ایک شخص عالم ہو یا جاہل اپنے اپنے مذاق کے موافق لطف حاصل کرتا ہے جیسے قرآن مجید سے ایک عالم نبیل فاضل جلیل لطف اٹھاتا ہے ایسے ہی ایک امی محض بھی ایک خاص ذوق حاصل کرتا ہے یہی اس کے کلام اللہ ہونیکا نشان ہے۔ ہمارے امام کے کلام میں بھی اسی قسم کا اعجاز ہے۔ آپ حضور کی ایک کتاب لیکر ان پڑھ لوگوں کے مجمع میں پڑھتے جاؤ برابر سمجھتے جائیں گے اور انکی طبائع پر خاص اثر ہوگا۔ مگر ایک عالم فاضل کو بھی مطالعہ سے خاص تاثیر ہوگی۔ دوسرا طرز حکیم الامۃ کا ہے یعنی فلسفیانہ رنگ ہر ایک مطلب و مقصود و مشکل مسئلہ کو محض قرآن مجید ہی سے حل کیا جاتا ہے۔ تیسرا طرز احسن المتکلمین اعنی مولانا محمد احسن امروہی (اللہ تعالیٰ اس فاضل جلیل کو دیر تک ہمارے سر و نیر سلامت رکھے) کا ہے۔ آپ علوم الٰہیہ کے ذریعے مخالفین کے اصول مان کر [illegible] مضامین لکھتے ہیں جن کے سمجھنے کے لئے ضرور ہے کہ ہماری جماعت ان علوم کی تحصیل میں خاص کوشش کرے۔ اور اسوقت کو غنیمت سمجھے کیونکہ ایسا بزرگ ہم میں موجود ہے جسکی کتابیں ناچیز اکمل نقد جان دیکر خریدے تو بھی کہے نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز۔ یہ طرز اسلئے زیادہ تر قابل قدر ہے کہ ملاں لوگ جبتک علوم الٰہیہ کے ذریعے بحث نہ کیجائے سمجھتے ہیں احمدی سب جاہل ہیں اور وہ اپنے ہی منطقی گھمنڈ میں پڑے رہتے ہیں گویا انکی آنکھوں پر منطق و اصول وغیرہ کا پردہ پڑا ہے جسکو ہٹانے کے لئے یہ طرز کارگر ہے۔ میں نے یہ نوٹ صرف اس لئے لکھا ہے کہ احسن المتکلمین کے مضامین کو سرسری نظر سے نہ دیکھا جایا کرے بلکہ انہیں بیش بہا بلکہ انمول موتی تصور کریں جیسا کہ علما خیال کرتے ہیں اگر خود ہی مطالعہ سے سمجھ نہ آئے تو کسی علم والے سے سمجھنے کی کوشش کریں کسی گذشتہ اشاعت میں پیر مہر علیشاہ [illegible] کے دعویٰ میں ایک رسالہ کا ذکر چھپا تھا مگر وہ [illegible] شائع ہو [illegible]

مفرح عنبری قیمت فی شیشہ پانچ روپیہ

جملہ ڈاکٹر صاحبان و حکمائے ہندوستان توجہ فرماویں

ہنر شناس کو دکھلا ہنر کہ خوبیٔ زر اگر کھلے ہے تو صراف کی نظر چڑھ کر

خدائے کریم و رحیم کی بے اندازہ مہربانی ہے کہ مجھ جیسے ہیچمدان کے لائق اطبا کی نظروں میں اس عزت سے دیکھا جائے جس کی مثال ہندوستان جیسے ملک میں ہرگز ممکن نہیں تو قریبًا محال ضرور ہے۔ اور یہ محض خدا تعالیٰ کا فضل ہے۔

ورنہ من آنم کہ من دانم

مفرح عنبری کو تیار کر کے جب اس بزرگ جماعت ڈاکٹران و حکمائے ہند کو توجہ دلائی گئی۔ کہ یہ ایک بے نظیر و لاجواب دوائی آپ کے ملک میں تیار ہوتی ہے جس کا مقابلہ یورپ کی کوئی پیٹنٹ دوائی بھی جو آجکل اپنی غرض سے اس ملک میں آ رہی ہیں نہیں کر سکتیں اور نہیں کر سکتیں۔ تو اول اول جیسا کہ قاعدہ ہے میری عرض پر کچھ زیادہ توجہ نہ کی گئی۔ لیکن رفتہ رفتہ جب ملک میں چاروں طرف مفرح عنبری کی شہرت ہوئی اور اس کے استعمال کرنے والے خود بخود مشتہر بنکر اس کے موجد کی حوصلہ افزائی کے لئے کمربستہ ہو گئے۔ پبلک جلسوں میں لیکچروں کے ذریعہ اس کا چرچا ہونے لگا۔ تو الحمد للہ کہ اس بزرگ جماعت نے بھی توجہ مبذول فرمائی۔ رفتہ رفتہ یہاں تک نوبت پہنچی کہ ہندوستان بھر میں جو شہرت کا دقیقہ باقی رہ گیا تھا وہ اس قابل فخر جماعت کی طفیل اللہ کے فضل سے پورا ہو گیا۔

اس بات کے کہنے کی تو میں جرأت نہیں کرتا۔ اور نہ کر سکتا ہوں کہ خدانخواستہ آپ میں سے کسی کو ایسی عمدہ دوائی بنانا آتا نہیں یا آپ جانتے نہیں جس حالت میں کہ خداوند کریم کی عنایت سے آپ ہر طرح لائق تعلیم یافتہ سند یافتہ ڈاکٹری جماعت میں داخل ہیں اور اپنے فرائض کی انجام دہی پر ممتاز ہیں۔ اس ساتھ ہی اس کے میں یہ بھی نہیں مان سکتا کہ آپ کو اس کی ضرورت نہ ہو۔ کیونکہ ہر ایک معالج کو جس کا کام ہر وقت مریضوں کا علاج کرنا ہے خواہ وہ اپنے وقت کا ارسطاطالیس۔ جالینوس۔ بو علی سینا ہی کیوں نہ ہو ہمیشہ ایک عمدہ چیز کی ہے اور ہر ایک تعصب سے پاک دل طبیب کو اس کی تلاش بھی رہتی ہے۔ چنانچہ بزرگان ذیل کا نہایت ادب سے شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے اپنا فرض منصبی ادا کیا۔ اور جنہوں نے بڑی توجہ سے کام لے کر میری عرض کو جلد دی۔ خود فائدہ اٹھایا مجھے فائدہ پہنچایا۔ اور مریضوں پر احسان کیا آئندہ کیلئے ایک اتحاد قائم ہو گیا اور جو ذاتی فائدے ہیں وہ علیحدہ۔ میرے پاس کافی الفاظ نہیں کہ اس مختصر میں ان کا شکریہ ادا کر سکوں۔ البتہ مکمل رپورٹ میں انشاء اللہ مفصل ذکر خیر کروں گا۔ یہاں صرف اسمائے گرامی ان پاک دل ہمعصروں کے شکریہ کے ساتھ عرض کرتا ہوں۔

جناب ڈاکٹر رام پرشاد صاحب انچارج میں ڈسپنسری نرسنگھ پور
جناب ڈاکٹر محمد رحمن صاحب پالون ضلع مولمین
جناب ڈاکٹر محمد علی صاحب کھنڈوا (نیماڑ)
جناب ڈاکٹر خانصاحب عبد المجید خانصاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پبلک اسائلم ناگپور
جناب ڈاکٹر غلام مصطفےٰ صاحب کمپٹی ناگپور
جناب ڈاکٹر شیخ محمد حسین صاحب ایلور ضلع گوداوری
جناب ڈاکٹر سول چند صاحب پنشنر دھمتری ضلع رائے پور
جناب ڈاکٹر محمد حید حسین صاحب حیدر صدر ڈسپنسری کھنڈوہ
جناب درگاہی بخش صاحب خاص ریاست ریوان
جناب ڈاکٹر سریرام صاحب ہنڈیہ ضلع الہ آباد
جناب ڈاکٹر عبد اللہ خان صاحب پورنیہ بنگال
جناب ڈاکٹر عبد المجید خانصاحب ضلع رانچی
جناب ڈاکٹر اناداچرن سرکار چیریٹیبل ڈسپنسری راؤدن بنگال
جناب ڈاکٹر الیس امین الدین صاحب قریشی سی۔ ایم۔ ایس سمگا ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر عبد العزیز خانصاحب ڈسپنسری دموہ ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر عنایت الرحمن صاحب ایچ ایس منڈلہ ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر عبد الفتاح خان صاحب ایچ۔ ایس ناگپور
جناب ڈاکٹر چھجول صاحب اسسٹنٹ سرجن آروی ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر کریم بخش صاحب ہزاری باغ بنگال
جناب ڈاکٹر پنڈت سریرام صاحب سیکرٹری اسسٹنٹ ضلع ناگپور
جناب ڈاکٹر سید محمد ہادی صاحب امام باڑہ ڈسپنسری (ہوگلی)
جناب ڈاکٹر محمد عبد القادر صاحب وکٹوریہ میڈیکل ہال سٹانپور بنگال
جناب ڈاکٹر بہادر علی صاحب جام گاؤں ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر شیخ شبراتی صاحب ریاست کھیرا گڑھ ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر غلام احمد خانصاحب ایچ۔ ایس لواجی پور
جناب ڈاکٹر آغا محسن علی صاحب نیو میڈیکل ہال انڈنے
جناب ڈاکٹر سید احمد علی صاحب ایچ۔ ایس عثمانی ماڑہ ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر محمد امام خانصاحب سینئر ہاسپٹل اسسٹنٹ جیل چاندہ
جناب ڈاکٹر اے۔ لی۔ بوس صاحب ایچ ایس دھنو پوریا
جناب ڈاکٹر رحمت علی صاحب احمدی کنگ افریقن رائفلز سمالی لینڈ
جناب ڈاکٹر محسن خان صاحب فرسٹ بریگیڈ سمالی لینڈ
جناب ڈاکٹر سراج الدین صاحب ریاست بستر ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر مہیش چندرا صاحب بانی ہاٹ ضلع چاٹگام
جناب حکیم محمود حسین خان صاحب ضلع ساگر
جناب حکیم سید سلطان حسین صاحب رضوی لکھنوی ریاست کوشہ
جناب حکیم سید احمد علی صاحب بلاری بنگلور
جناب حکیم خیر الدین صاحب جربان ریاست پٹیالہ
جناب حکیم محمد تکی صاحب ریاست خاص پالن پور
جناب حکیم محمد سلطان صاحب چنڈول ضلع گنتور
جناب حکیم محمد صدیق حسین صاحب جیلانی مجیب آباد
جناب حکیم محمد عزیز الرحمن صاحب ضلع باریسال
جناب حکیم عبد اللطیف صاحب ناندگاؤں ضلع ناسک
جناب حکیم حافظ سید عبد الکریم صاحب ضلع دیناجپور
جناب حکیم عبد الرزاق صاحب ضلع دیناجپور
جناب حکیم کرامت علی صاحب دھابی ضلع پورنیہ
جناب حکیم سید عبد الرحیم صاحب بلہاری۔ مدراس
جناب حکیم عبد الجلیل صاحب۔ لامبرا ضلع سیتاپور
جناب حکیم امیر الحسن صاحب کوا ٹولہ ضلع پورنیہ
جناب حکیم کرامت حسین صاحب ضلع پورنیہ
جناب حکیم محمد سالار صاحب قاضی سرکار قمر گل
جناب حکیم رحیم بخش صاحب ہاٹ ٹولہ پورنیہ
جناب حکیم محمد عبد المجید صاحب چھنگاؤں ضلع پورنیہ
جناب حکیم عشرت علی خان صاحب عمر گنج ضلع یاسم سنگھ
جناب حکیم حافظ نعمت علی صاحب رنگون
جناب حکیم سید عبد القیوم صاحب سکندر نگر ضلع سنگھ
جناب حکیم ناظم حسین صاحب مانڈلے برما
جناب حکیم محمد مہدی حسین صاحب دل سنگھ سرائے ضلع دربھنگہ
جناب حکیم سید لیاقت حسین صاحب لواجی پور

آرام بر مطلب

مفرح عنبری میں سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس میں کوئی POISON یعنی زہر یا قسم کشتہ وغیرہ ہرگز نہیں ملایا جاتا۔ اسلئے میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ آجکل کی قریبًا کل مشہور پیٹنٹ مقوی ادویات سے خواہ وہ یورپ سے آئی ہوں یا ہندوستان کے کسی فرضی جنگل کی نکلی ہوں اس کی مقابلہ میں آدھے چوتھائی نمبر بھی حاصل نہیں کر سکتیں۔ اب میں اسے ختم کر کے بڑے شوق سے آپ کے آرڈر کا منتظر ہوں :

بھائیوں کا خادم حکیم محمد حسین قریشی موجد مفرح عنبری مفرح دلکشا کارخانہ رفیق الصحت لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۔

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِھِمْ

اِنَّہٗ اٰوَی الْقَرْیَۃَ

الحکم

چہ گویم باتو گر آئی چہا در قادیان بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے ۵ (۲) خواص و معاونین سے ۱۰ (۳) ہندوستان سے باہر ۶ (۴) غیر مذاہب والوں سے ۱۲ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے (۴)

فہرست مضامین

نمبر ۳۲ | قادیان دار الامان مورخہ ۱۷ ستمبر ۱۹۰۶ء مطابق ۲۷ رجب المرجب ۱۳۲۴ھ یوم دوشنبہ | جلد ۱۰

تازہ الہامات و رؤیا

ناظرین نے ۲۴ اگست ۱۹۰۶ء کا الہام ۔ ستمبر ۱۹۰۶ء کے اخبار الحکم میں پڑھا ہوگا ۔ اور وہ اس طرح سے تھا ۔ آجکل کوئی نشان ظاہر ہوگا ۔ یعنی عنقریب کوئی نشان ظاہر ہونے والا ہے ۔

۶ ستمبر ۱۹۰۶ء کو یہ نشان خدا تعالیٰ نے ظاہر فرمایا اور اسکے ظاہر ہونے سے پہلے پھر زیادہ تفصیل کے ساتھ اس کے متعلق ایک خواب میں خبر دی گئی ۔ جو کہ وقوعہ سے ایک دن پہلے حضرت مسیح موعود نے گھر میں بہت اشخاص کے سامنے ذکر فرمائی تھی ۔ اور وہ اس طرح سے ہے ۔ دو میں نے دیکھا کہ ڈاکٹر عبد الحکیم خان (مرتد دشمن) ہمارے مکان کے پاس کھڑا ہے اور والدہ محمد اسحٰق (زوجہ میر ناصر نواب صاحب) اس کو اپنے گھر میں بلاتی ہیں مگر میں نے اسے اندر نہیں آنے دیا ۔ اور میں نے کہا کہ میں نہیں آنے دیتا اس میں ہماری بے عزتی ہے ۔ دشمن کے گھر میں داخل ہونے سے مراد کوئی مصیبت یا موت ہوتی ہے اور وہ اندر نہیں آسکا یعنی خدا نے اس بلا کو ٹالدیا ۔ پھر الہام ہوا ۔ اِنِّیْ اُحَافِظُ

کُلَّ مَنْ فِی الدَّارِ ترجمہ ۔ میں اُن سب کی حفاظت کرونگا ۔ جو اس گھر میں ہیں ۔ علاوہ اس کے ایک گوشت کا ٹکڑا خواب میں دکھایا گیا ۔ جو کسی غم کی طرف دلالت کرتا تھا ۔ اور یہ بھی دیکھا کہ ایک انڈا میرے ہاتھ میں ہے ۔ جو کہ ٹوٹ گیا ہے یہ بھی کسی کی موت کی طرف اشارہ تھا ۔ لیکن خواب کے تمام امور معلق ہوتے ہیں دعا سے ۔۔۔ ٹل سکتے ہیں قطعی حکم نہیں ہوتا ۔ ان خوابوں کے بعد حضرت نے میر صاحب کو جو لاہور جانے کو طیار تھے ۔ روک دیا کہ ابھی نہ جاویں ۔ اور ان کو کہدیا کہ میں نے دیکھا ہے کہ آپ کے اہل و عیال کے متعلق ایک بلا آنے والی ہے میں ڈرتا ہوں کہ وہ بلا سفر میں نازل ہو اور موجب شماتت اعدا ہو جائے اس کے گواہ خود میر صاحب اور گھر کے لوگ ہیں چنانچہ یہ بات سنکر میر صاحب نے مع اہل و عیال لاہور میں جانا ملتوی کر دیا اور جب صبح ہوئی تو پیشگوئی کے مطابق عزیز محمد اسحاق کو سخت بخار ہو گیا اور اس بخار کے ساتھ رانوں میں دو گلٹیاں نکل آئیں جس سے قطعی طور پر یہ معلوم ہو گیا کہ طاعون ہے اور ایک نہایت خوفناک امر پیش آگیا اور گھر میں سب پر دہشت طاری ہوئی اور حضرت مولوی حکیم نور الدین صاحب معالج تھے مگر سر دو بن ران میں دو

گلٹیوں کے نکلنے سے وہ بھی دہشت زدہ ہو گئے ۔ تب حضرت مسیح موعود نے دعا کرنی شروع کی اور نہایت اضطراب سے توجہ کی تب خدا کے فضل سے اس دعا کا یہ نتیجہ ہوا کہ ابھی دو یا تین گھنٹہ سے زیادہ نہیں گذرا ہوگا کہ بخار بالکل ٹوٹ گیا اور پھر گلٹیاں بھی گم ہو گئیں ۔ گویا مرض کا نام و نشان نہ تھا ۔ اور تمام آثار طاعون کے جاتے رہے اور اب میاں محمد اسحاق بخیر و عافیت باہر پھرتے ہیں ۔ فالحمد للّٰہ علیٰ ذالک ۔

فرمایا ۔ ان دنوں کتاب حقیقۃ الوحی میں نشانات جمع کر رہا ہوں ۔ تو میرے دل میں خیال آیا کہ پچھلے نشانات کے ساتھ کوئی تازہ نشان بھی ہونا چاہئے خدا تعالیٰ نے اس خیال کو بھی جلد پورا کر دیا ۔

فرمایا ۔ عبد الحکیم خان چونکہ ایک دشمن ہے اس واسطے وہ دکھایا گیا دشمن کی خواب میں گھر کے اندر داخل ہو جانیکی تعبیر کسی دکھ اور موت کی ہوتی ہے سو میں نے خواب میں کہا کہ میں اسکو نہیں آنے دونگا یعنی میری دعا نے اس مصیبت کو ٹالدیا ۔

فرمایا ۔ اِنِّیْ اُحَافِظُ والا الہام جو اس خواب کے ساتھ تھا ظاہر کرتا تھا کہ کوئی واقع طاعون کا ہونیوالا ہے

فرمایا ۔ ۲۴ ستمبر ۱۹۰۶ء والا رؤیاء (جو ۱۰ ستمبر کے اخبار میں شائع ہو چکا تھا) جس میں دیکھا گیا تھا

کہ ایک چور ہمارے چوغہ کو لیکر بھاگ گیا مگر اس کے پیچھے کوئی آدمی بھاگا جس نے چور کو پکڑ لیا اور چوغہ واپس لیا ۔ اس رؤیاء میں بھی اس واقعہ کی خبر دیگئی ہے کیونکہ طاعون کا حملہ ہماری اس پیشگوئی پر حملہ تھا کہ خدا اس گھر کے رہنے والوں کی حفاظت کریگا اور دعا نے اس حملہ کو دور کیا اور ہماری عزت قائم رہی ۔ ۸ ستمبر ۱۹۰۶ء وحی الٰہی بوقت فجر

(۱) لوگ آئے اور دعویٰ کر بیٹھے شیر خدا نے فتح پائی ۔

(۲) رَبِّ لَا تُبْقِ لِیْ مِنَ الْمُخْزِیَاتِ ترجمہ اے میرے رب ۔ رسوا کرنے والی چیزوں میں سے کوئی بھی باقی نہ رکھ ۔

(۳) رؤیاء ۔ دیکھا کہ حضرت مولوی نور الدین صاحب نے ایک کاغذ بھیجا ہے جو پروف کی طرح ہے جو لڑکا لیکر آیا ہے وہ کہتا ہے کہ اس کے حاشیہ پر سطر ہے ذرہ پڑھ لینا اس کاغذ کے دائیں طرف کے حاشیہ پر لکھا ہے ۔

دشمن نہایت اضطراب میں ہے

گو نہیں انکی ذرا بھی پروا نہیں کی سنا اور کافر کہدیا۔ میں نہایت تعجب سے ان کی اس حرکت کو دیکھتا ہوں کیونکہ اول تو یہ وفات مسیح کا مسئلہ کوئی ایسا مسئلہ نہیں جو اسلام میں داخل ہونے کے لئے ضرور ہو یہاں بھی ہندو یا عیسائی مسلمان ہوتے ہیں مگر تا ؤ کہ کیا اس سے یہ اقرار بھی لیتے ہو؟ بجز اس کے کہ امنت بالله وملائکته وکتبه ورسله والقدر خیره وشره من الله تعالیٰ والبعث بعد الموت۔ جبکہ یہ مسئلہ اسلام کی جز و نہیں پھر مجھ پر وفات مسیح کے اعلان سے اسقدر تشدد کیوں کیا گیا کہ یہ کافر ہیں دجال ہیں انکو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہ کیا جاوے۔ ان کے مال لوٹ لینے جائز ہیں اور انکی عورتوں کو بغیر نکاح گھر میں رکھ لینا درست ہے۔ ان کو قتل کر دینا ثواب کا کام ہے وغیرہ وغیرہ ایک وہ زمانہ تھا کہ یہی مولوی شور مچاتے تھے کہ اگر ۹۹ وجوہ کفر کے ہوں اور ایک وجہ اسلام کی ہو تب بھی کفر کا فتویٰ نہ دینا چاہیے۔ اسکو مسلمان ہی کہو مگر اب کیا ہو گیا کیا میں اس سے بھی گیا گذرا ہو گیا ہوں کیا میں اور میری جماعت اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمدا عبده ورسوله نہیں پڑھتی؟ کیا میں نماز نہیں پڑھتا یا میرے مرید نہیں پڑھتے کیا ہم رمضان کے روزے نہیں رکھتے؟ اور کیا ہم ان تمام عقائد کے پابند نہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کی صورت میں تلقین کئے ہیں۔ میں سچ کہتا ہوں اور خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں اور میری جماعت مسلمان ہے اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر اسیطرح ایمان لاتی ہے جسطرح ایک سچے مسلمان کو لانا چاہیئے۔ میں ایک ذرہ بھی اسلام سے باہر قدم رکھنا ہلاکت کا موجب یقین کرتا ہوں اور میرا یہی مذہب ہے کہ جسقدر فیوض اور برکات کوئی شخص حاصل کر سکتا ہے اور جسقدر تقرب الی اللہ پا سکتا ہے وہ صرف صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی اطاعت اور کامل محبت سے پا سکتا ہے ورنہ نہیں آپ کے سوا اب کوئی راہ نیکی کی نہیں۔ ہاں یہ بھی سچ ہے کہ میں ہرگز یقین نہیں کرتا کہ مسیح علیہ السلام اسی جسم کے ساتھ زندہ آسمان پر گئے ہوں اور اب تک زندہ قائم ہوں۔ اس لئے کہ اس مسئلہ کو ماننے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت توہین اور بے حرمتی ہوتی ہے میں ایک لحظہ کے لئے اس ہجو کو گوارا نہیں کر سکتا۔ سب کو معلوم ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ۶۳ سال کی عمر میں وفات پائی اور مدینہ طیبہ میں آپ کا روضہ موجود ہے۔ ہر سال وہاں ہزاروں لاکھوں حاجی بھی جاتے ہیں اب اگر مسیح علیہ السلام کی نسبت موت کا یقین کرنا یا موت کو انکی طرف منسوب کرنا بے ادبی ہے تو پھر میں کہتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت یہ گستاخی اور بے ادبی کیوں یقین کر لیجاتی ہے مگر تم بڑی خوشی سے کہدیتے ہو کہ آپ نے وفات پائی۔ مولود خواں بڑے خوش الحانی سے واقعات وفات کو ذکر کرتے ہیں اور کفار کے مقابلہ میں بھی تم بڑی کشادہ پیشانی سے تسلیم کر لیتے ہو کہ آپ نے وفات پائی پھر میں نہیں سمجھتا کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی وفات پر کیا پتھر پڑتا ہے کہ نیلی پیلی آنکھیں کر لیتے ہو؟ ہمیں بھی رنج نہ ہوتا کہ اگر تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت بھی وفات کا لفظ سنکر ایسے آنسو بہاتے مگر افسوس تو یہ ہے کہ خاتم النبیین اور سرور عالم کی نسبت تو تم بڑی خوشی سے موت تسلیم کر لو۔ اور اس شخص کی نسبت جو اپنے آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جوتی کا تسمہ کہولنے کے بھی قابل نہیں بتاتا۔ زندہ یقین کرتے ہو اور اسکی نسبت موت کا لفظ منہ سے نکالا اور تمہیں غضب آجاتا ہے۔ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اب تک زندہ رہتے تو پھر حرج نہ تھا اسلئے کہ آپ وہ عظیم الشان ہدایت لیکر آئے تھے جس کی نظیر دنیا میں پائی نہیں جاتی۔ اور آپ نے وہ عملی حالتیں دکھائی ہیں کہ آدم سے لیکر اسوقت تک کوئی انکا نمونہ اور نظیر پیش نہیں کر سکتا۔ میں تم کو سچ سچ کہتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود کی ضرورت دنیا اور مسلمانوں کو تھی اسقدر ضرورت مسیح کے وجود کی ہرگز نہ تھی۔ پھر آپ کا وجود باجود وہ مبارک وجود ہے کہ جب آپ نے وفات پائی تو صحابہ کی یہ حالت تھی کہ وہ دیوانے ہو گئے یہانتک کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تلوار میان سے نکال لی۔ اور کہا کہ اگر کوئی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو مردہ کہیگا تو میں اسکا سر جدا کر دونگا اس جوش کی حالت میں اللہ تعالےٰ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ایک خاص نور اور فراست عطا کی انہوں نے سب کو اکٹھا کیا اور خطبہ پڑھا

ما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک رسول ہیں اور آپ سے پیشتر جسقدر رسول آئے وہ سب وفات پا چکے۔ اب آپ غور کریں اور سوچکر بتائیں کہ حضرت ابوبکر صدیق نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر یہ آیت کیوں پڑھی تھی اور اس سے آپ کا کیا مقصد اور منشا تھا۔ اور پھر ایسی حالت میں کہ کل صحابہ موجود تھے۔ میں یقیناً کہتا ہوں اور آپ انکار نہیں کر سکتے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کی وجہ سے صحابہ کے دل پر سخت صدمہ تھا اور اسکو بے وقت اور قبل از وقت سمجھتے تھے وہ پسند نہیں کر سکتے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی خبر سنیں ایسی حالت اور صورت میں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جیسا جلیل القدر صحابی اس جوش کی حالت میں ہو انکا غصہ فرو نہیں ہو سکتا کہ یہ آیت انکی تسلی کا موجب ہوتی۔ اگر انہیں یہ معلوم ہوتا یا یہ یقین ہوتا کہ حضرت عیسے علیہ السلام زندہ ہیں تو وہ تو زندہ ہی مر جاتے وہ تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے عشاق تھے اور آپ کی حیات کے سوا کسی اور کی حیات کو گوارا ہی نہ کر سکتے تھے پھر کیونکر اپنی آنکھوں کے سامنے آپ کو وفات یافتہ دیکھتے اور مسیح کو زندہ یقین کرتے۔ یعنی جب حضرت ابوبکر نے خطبہ پڑھا تو ان کا جوش فرو ہو گیا اسوقت صحابہ مدینہ کی گلیوں میں یہ آیت پڑھتے پھرتے تھے اور وہ سمجھتے تھے کہ گویا یہ آیت آج ہی اتری ہے۔ اسوقت حسان بن ثابت نے ایک مرثیہ لکھا جسمیں انہوں نے کہا

کنت السواد لناظری۔ فعمی علیک الناظر
من شاء بعدک فلیمت۔ فعلیک کنت احاذر

چونکہ مذکورہ بالا آیت نے بتا دیا تھا کہ سب مر گئے اسلئے حسان نے بھی کہدیا کہ اب کسی کی موت کی پروا نہیں یہ یقیناً سمجھو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں کسی کی زندگی صحابہ پر سخت شاق تھی۔ اور وہ ان کو گوارا نہیں کر سکتے تھے۔ [illegible] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر یہ پہلا اجماع تھا جو دنیا میں ہوا اور اسمیں حضرت مسیح کی وفات کا بھی کلی فیصلہ ہو چکا تھا۔ میں بار بار اس امر پر اسلئے زور دیتا ہوں کہ یہ دلیل بڑی ہی زبردست دلیل ہے جس سے مسیح کی وفات ثابت ہوتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کوئی معمولی اور چھوٹا امر نہ تھا جسکا صدمہ صحابہ کو نہ ہوا ہو۔ ایک گاؤں کا نمبر دار یا محلہ دار یا گھر کا کوئی عمدہ آدمی مر جاوے تو گھر والوں، محلہ والوں یا دیہات والوں کو صدمہ ہوتا ہے پھر وہ نبی جو کل دنیا کے لئے آیا تھا اور رحمۃ للعالمین ہوکر آیا تھا۔ جیسا کہ قرآن مجید میں فرمایا ہے

وما ارسلناک الا رحمة للعلمین

اور پھر دوسری جگہ فرمایا۔ قل یا ایها الناس انی رسول الله الیکم جمیعا پھر وہ نبی جس نے صدق اور وفا کا نمونہ دکھایا اور وہ کمالات دکھائے کہ جنکی نظیر نظر نہیں آتی۔ وہ فوت ہو جاوے اس کے جان نثار متبعین پر اثر پڑے جنہوں نے اسکی خاطر جانیں دیدینے سے دریغ نہ کیا۔ جنہوں نے وطن چھوڑا خویش واقارب چھوڑے اور اسکے لئے ہر قسم کی تکلیفوں اور مشکلات کو اپنے لئے راحت جان سمجھا ایک ذرا سے فکر اور توجہ سے یہ بات سمجھ میں آجاتی کہ جسقدر بھی دکھ اور تکلیف انہیں اس خیال کے

کر..
عیسے
جانتا کرا۔
مولوی کہلائے
ہیں وہ نہیں
ہے جو حضرت
نے تو کوئی امر قابل عجب
کے معنے خود ہی کر دے افاف۔

اگر کوئی تیسری شق بھی اس کے سوا ہوتی نہ کہدیتا اور فع بجسده العنصری الی السماء کیا خدا تعالیٰ اس کو بھول گیا تھا جو یہ یاد دلاتے ہیں۔ نعوذ باللہ من ذالک۔ اگر صرف یہی آیت ہوتی تب بھی کافی تھی مگر میں کہتا ہوں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی تو انہیں ایسی محبوب اور پیاری تھی کہ اب تک آپ کی وفات کا ذکر کر کے یہ لوگ بھی رو تے ہیں پھر صحابہ کے لئے تو اور بھی درد اور رقت اسوقت پیدا ہو گئی تھی میرے نزدیک مومن وہی ہوتا ہے جو آپ کی اتباع کرتا ہے اور وہی کسی مقام پر پہونچتا ہے۔ جیسا کہ خود اللہ تعالےٰ نے فرما دیا ہے۔

قل ان کنتم تحبون الله فاتبعونی یحببکم الله

یعنے کہدو کہ اگر تم اللہ تعالیٰ کو محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو تاکہ اللہ تمہیں اپنا محبوب بنالے۔ اب محبت کا تقاضا تو یہ ہے کہ محبوب کے فعل کے ساتھ خاص موانست ہو۔ اور مرنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے آپ نے مر کر دکھا دیا پھر کون ہے جو زندہ رہے یا زندہ رہنے کی آرزو رکھے یا کسی اور کے لئے تجویز کرے کہ وہ زندہ ہے۔ محبت کا تقاضا تو یہی ہے کہ آپ کی اتباع ایسا کام ہو کہ اپنے جذبات نفس کو تھام لے۔ اور یہ سوچ لے کہ میں کسی کی امت ہوں ایسی صورت میں جو عقیدہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی نسبت یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ وہ اب زندہ ہیں وہ کیونکر آپ کی محبت اور اتباع کا دعویٰ کر سکتا ہے؟ [illegible] آپ کی نسبت وہ گوارا کرتا ہے کہ مسیح کو افضل قرار دیا جاوے اور آپ کو مردہ کہا جاوے مگر انکے لئے وہ پسند کرتا ہے کہ زندہ یقین کیا جاوے۔

(باقی آئندہ)

...نے ہم
...بات مشکل کام
...اندرونی طور پر قوم کو
...رت کا گم شدہ
...پھر چلانا۔ اور دوسرا
...ما اور کسر صلیب کرنا ہے وہ
...مشکل ہیں کہ بغیر اللہ تعالیٰ کے خاص
معجزہ نما کاموں کے معمولی انسانی کوششوں
سے یہ کام پورا نہیں ہو سکتا۔ ہمارے بیوقوف
مخالف نادانی کے ساتھ مسیح کو آسمان پر بٹھا
بیٹھے ہیں اور خیال نہیں کرتے کہ اتنے عرصہ
اس نامعقول عقیدہ نے کیا فساد ڈالا ہے
جو آئندہ اس عقیدہ فاسدہ کی پیروی سے
ان کو کچھ حاصل ہو جائیگا۔ خدا تعالیٰ حکیم اور
علیم اور عمیق اور دقیق باتوں کا واقف کار ہے
اسکی حکمت نے جو راہ اختیار کی ہے اُسی پر
چلنے سے اسلام کا بول بالا ہو سکتا ہے۔

یسوع تو خود داعی ہو چکا کہ ان کی تمام عمر
شرک میں گذرتا ہے۔ اب انکی آمد میں اسلام کیواسطے
کوئی فائدہ کی صورت نہیں بن سکتی

اسلام کیواسطے بیرونی اور اندرونی فساد اس حد
تک پہنچ چکے ہیں کہ ظاہری عقل کے مطابق تو اب
یاس اور نومیدی کے سوائے اور کچھ باقی نہیں ہے
دین کی اشاعت کے سوائے جو سامان اور
طاقتیں عیسائیوں کے پاس ہیں کہ ایک ایک کتاب
کو کئی کئی لاکھ چھاپتے ہیں اور مفت تقسیم کرتے ہیں
وہ بات مسلمانوں کو کہاں حاصل ہے۔ یہاں تو
ایک معمولی رسالہ چھاپنا ہو تو اس کے واسطے بھی
سامان مشکل حاصل ہوتا ہے۔ غرض ظاہری دولت
اور طاقت اور سعی کے ذریعہ سے ہم فتح نہیں پا سکتے
بلکہ ہمارا ہتھیار صرف دعا اور توجہ الی اللہ ہے ہماری
مہم صرف دعا کے عظیم الشان ذریعہ سے سر ہوگی
ڈاکٹر عبدالحکیم بلدانی بے اعتراض کرتا ہے کہ
ایک جگہ بیٹھے ہوئے ہیں۔ کیوں ایسا نہیں کرتے
کہ شہر بشہر گشت کریں۔ یہ اسکی غلطی ہے۔ اگر میں
جانتا کہ لوگوں میں پھرنے سے فائدہ حاصل ہو سکتا ہے
تو میں ضرور ہی ایسا کرتا۔ حدیث شریف میں
دجال کے متعلق آیا ہے۔ کہ لا یدان

لاحد بقتالہما۔ اُس کے ساتھ جنگ
کرنے کے طاقت کسی کے پاس نہ ہوں گے
زمینی اسباب کے ساتھ ہم اس دجال کا مقابلہ
نہیں کر سکتے۔ کیونکہ زمینی اسباب خود اس کے
پاس بہت ہیں۔ ہمارے پاس کوئی اعلیٰ ہتھیار
ہونا چاہئیے۔ جو اس کے پاس نہ ہو تب تو ہم
فتح پا سکتے ہیں۔ آجکل مخلوق پر دنیا کی محبت
حد سے زیادہ غالب ہے۔ اس کو ہم نکالنا
چاہتے ہیں اور اسی کو نکالنا سب سے زیادہ مشکل
کام ہے۔ لکھا ہے کہ سب سے آخر جو چیز نفس سے
نکلتی ہے وہ دنیا کی محبت ہے بجز ایک آسمانی
طاقت کے ہمارے واسطے کوئی کامیابی
کی راہ نہیں۔
خدا تعالیٰ نے ہم کو سورۂ فاتحہ میں یہ
دعا سکھائی ہے کہ اے خدا ہم کو نہ مغضوب علیہم
میں سے بنا اور نہ ضالین میں سے۔ اب
سوچنے کا مقام ہے کہ ان ہر دو کا مرجع حضرت
عیسیٰ ہی ہیں۔ مغضوب علیہ وہ قوم ہے جس نے
حضرت کے ساتھ عداوت کی اور انکو طرح
طرح کے دکھ دینے میں غلو کیا اور ضالین وہ لوگ
ہیں جنہوں نے ان کے ساتھ محبت کرنے میں غلو
کیا اور خدائی صفات ان کو دے دیئے۔ صرف
ان دو فتنوں کی حالت سے بچنے کے واسطے
ہم کو دعا سکھلائی گئی ہے۔ اگر دجال ان کے
علاوہ کوئی اور ہوتا۔ تو یہ دعا اسطرح ہوتی
کہ غیر المغضوب علیہم ولا الدجال۔ یہ ایک پیشگوئی
ہے جو اس زمانہ کے ہر دو فتنوں سے آگاہ
کرنے کیواسطے مسلمانوں کو پہلے سے خبردار کرتی
ہے۔ یہ عیسائیوں کے فتن ہی ہیں جو کہ اس زمانہ
میں ناخنوں تک زور لگا رہے ہیں۔ کہ اسلام کو
سطح دنیا سے نابود کر دیں۔ اسلام کیواسطے سخت
مضر ہو رہے ہیں اور باوجود ایسے سخت صدمات
کے دیکھنے کے پھر خیالی اور وہمی باتوں کے
پیچھے پڑنا اور دجال کو کسی اور جگہ تلاش کرنا غلطی
میں داخل ہے۔ ہمارے سامنے تو ایک ایسا
خطرناک دجال موجود ہے کہ اسکی نظیر پہلی
امتوں میں موجود نہیں۔ کوئی انسانی طاقت
اور ہاتھ اس کو زیر نہیں کر سکتا۔ ہاں خدا کے
ہاتھوں سے یہ کام ہوگا یہ کام جو ہمارے درپیش
ہے۔ اور جس کام نے دعوے کیا ہے کہ ہم
کسر صلیب کے واسطے آئے ہیں یہ ہمارے
واسطے کوئی تھوڑا سا غم نہیں۔ کیونکہ ہمارا
اصل کام یہی ہے اگر یہ نہ ہو تو یہ معجزات اور کرامات ہی
کچھ شے نہیں ایک طبیب اگر بیمار کا علاج نہیں
کر سکتا اور بار تپ بھی نکال لیتا ہے۔ تو یہ
ہم اسکی لیاقت کو ... کو مفید نہیں ہو سکتا

پس ہم کو بڑا غم جو دامنگیر ہے۔ وہ یہی ہے
کہ کسر صلیب کا کام پورا ہو جائے۔ دوسرا
پہلو غم کا اندرونی قوم کے متعلق ہے جو بڑی
بات کو الٹا سمجھتے ہیں۔ اور دوست کو دشمن
خیال کرتے ہیں۔ افسوس تو یہ ہے کہ
ہماری دشمنی کی خاطر آنحضرت کے ساتھ
بھی کرتے ہیں اور جو بات آنحضرت کے
حق میں تائید نبوت ہو وہ اگر ہم میں پائی جائے
تو اس ثبوت سے بھی انکار کر جاتے ہیں۔ مثلاً
قرآن شریف کی یہ آیت کہ اگر رسول خدا تعالیٰ
پر اپنی طرف سے کوئی بات بناتا تو فوراً
ہلاک کیا جاتا ہے۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی صداقت پر ایک بڑی دلیل ہے کہ دعوے
نبوت کے ساتھ آپ ۲۳ سال تک کامیاب
ہی ہوتے چلے آئے بہت سے اکابر نے
اس دلیل کو کفار کے سامنے پیش کیا ہے۔
مگر اب چونکہ یہ دلیل ہمارے سلسلہ کی تائید
کرتی ہے۔ اسواسطے اس سے قطعاً انکار
کر بیٹھے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ یہ کوئی دلیل ہی
نہیں مفتری بڑی بڑی مہلت پا سکتا ہے۔ بعض
کہتے ہیں یہ دلیل تو ہے۔ مگر آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے واسطے خاص ہے۔ دوسرے
انبیاء کے ساتھ اس کا کوئی تعلق نہیں۔ نادان
نہیں جانتے کہ کیا دلیل بھی خاص اور مخصوص
ہوا کرتی ہے۔ جو دلیل خاص ہے وہ تو بجائے
خود ایک دعوے ہے نہ کہ دلیل۔ ایسی ہی
غلطی عیسائی لوگ کیا کرتے ہیں کہ جب کوئی
بات یسوع کے متعلق پیش کیجاتی ہے کہ اس نے
فلاں کام کیوں کیا تو کہدیتے ہیں کہ وہ تو خدا
تھا اور اس کے واسطے جائز تھا جو چاہتا
کرتا۔ بیوقوف نہیں جانتے کہ دعوی خدائی تو
بجائے خود ایک دعوی ہے نہ کہ دلیل۔
دعوے بطور دلیل کے کسطرح پیش ہو سکتا
ہے۔ سو جھوٹے دعوے والا کبھی سرسبز
نہیں ہوا۔ کبھی کسی کاذب کو اتنی مہلت نہیں
ملی۔ جتنی کہ آنحضرت کو ملی۔ افسوس آتا ہے
کہ ہماری عداوت کے سبب آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے ساتھ بھی دشمنی کیجاتی ہے۔ جو
تبدیلی ہم اسوقت قوم کے درمیان چاہتے ہیں
وہ کسی آسمانی طاقت کے ذریعہ سے ہو سکتی
ہے ورنہ زمینی لوگوں کی اختیار میں نہیں کہ وہ
عظیم الشان کام کر دکھائیں۔ ابتدائے اسلام
میں بھی جو کچھ ہوا وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی دعا کا نتیجہ تھا۔ جو کہ مکہ کی گلیوں میں خدا تعالیٰ
کے آگے رو رو کر آپ نے مانگی جسقدر
عظیم الشان فتوحات ہوئے کہ تمام دنیا کے

رنگ ڈھنگ کو بدل دیا وہ سب آنحضرت کی
دعا ہی کا اثر تھا ورنہ صحابہ کی قوت کا تو یہ حال
تھا۔ کہ جنگ بدر میں صحابہ کے پاس صرف تین
تلواریں تھیں اور وہ بھی لکڑی کی بنی ہوئی تھیں۔ ہمیں
قوم کو چاہئیے کہ جہانتک ہو سکے تقویٰ اور
طہارت کو اختیار کرے اور خدا تعالیٰ کیطرف
رجوع کرے۔ تب ہی کچھ بن سکیگا۔ (بدر)

قابل قدر فیاضی

سنی پور کی جماعت نے دس روپیہ کا منی آرڈر
بھیجا ہے اور اسے ابو خادم یعنی ایڈیٹر
کی ذات خاص کے مصارف کے لئے مخصوص
کیا ہے میں سنی پور کی جماعت کے حسن ارادت
اور محبت کا شکرگزار ہوں جو وہ اپنے خادم سے
رکھتی ہے۔ فی الحقیقت یہ امر بھی ہمارے سید
و مولا امام کی سچائی کی دلیل ہے کہ اس نے ایک
قوم کے اندر کسطرح احسان شناسی کا مادہ
پیدا کر دیا۔ ہر چند یہ دس روپیہ کی رقم میری
اپنی ذات کے لئے بھیجی گئی ہے مگر میں نے
اس کو زیادہ کارآمد اور مفید بنانا چاہا ہے
اور وہ یہ ہے کہ اس سے دس نادار اور کم وسعت
والے احباب کے نام اخبار جاری کیا جائے
جو دونی شرح ع۲ پر بھی نہیں خرید سکتے ہیں
وہ عہ بھیجکر الحکم اپنے نام جاری کرالیں
دس پرچے یعنی دس روپیہ کی یہ رقم پوری کردیگی
اور اسطرح یہ دس روپیہ قریباً ایک سو
آدمیوں کو روحانی دعوت اور تربیت کا سامان
بہم پہنچا سکیں گے۔ اور فریقین کے
مقصد کو بہترین طریق پر ادا کریں گے۔ جزاہم
اللہ احسن الجزاء۔ اگر ذی ہمت اصحاب اپنے
نادار بھائیوں کے لئے علمی خیرات کا
سلسلہ اسی رنگ میں بہم پہنچائیں تو کیا
خوب ہو۔ میں نے ایک مرتبہ ایک ہزار الحکم
مفت شائع کرنے کی تجویز پیش کی تھی اسمیں
صرف چار پرچے جاری ہوئے۔ وقت ہے
کہ اسپر توجہ کیجائے۔

ایڈیٹوریل بریف نوٹس

ڈاکٹر عبدالحکیم خاں کو نیا ڈیلیا | ڈاکٹر عبدالحکیم خاں کے متعلق لاہور کے دہریہ اخبار نے ایک نوٹ لکھا ہے جو اس قابل ہے کہ الحکم کے ناظرین اسے ضرور پڑھیں دہریہ اخبار کے ایڈیٹر صاحب کو چونکہ خدا تعالیٰ کی ہستی سے انکار ہے اسلئے اس نے ایک موقع پر اس الہام پر اعتراض کیا ہے اسوقت میں اس اعتراض [illegible] کی ضرورت نہیں سمجھتا۔ اسلئے کہ وہ [illegible] پرل کو اپنا لیڈر اور رہنما سمجھتا ہے [illegible] وقت میں نہ صرف خدا تعالیٰ کی ہستی [illegible] الہام کا مدعی تھا۔ اور اسوقت اس نے [illegible] کو خوب حل کر لیا ہوگا تاہم ڈاکٹر صاحب کے [illegible] اسکی رائے قابل غور ضرور ہے۔ اور وہ یہ ہے [illegible] غلام احمد صاحب کا ایک باغی شاگرد ہمارے پاس قادیان سے ایک اشتہار بغرض اشاعت آیا ہے کہ جس میں مرزا صاحب نے اپنے ایک باغی شاگرد ڈاکٹر عبدالحکیم خاں کا ذکر کرکے۔ الہام میں سے جو تیر الزامات لکھے ہیں [illegible] استعارہ و کنایہ میں فرمایا ہے کہ خدا کیطرف سے مرزا صاحب کو الہام ہوا ہے۔ کہ اس شخص کو جلد اپنی اس نالائق حرکت کے [illegible] خوار ہونا پڑیگا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شاگرد مذکور نے بھی مرزا صاحب کی نسبت ایک اسی قسم کا الہام مشتہر کیا ہے [illegible] لیکن ہمیں اس الہامی مقابلہ سے تو کچھ غرض نہیں ہے کیونکہ [illegible] الہام کوئی شئے ہے۔ اور اگر لوگوں کی رہبری کیلئے کچھ بتانا مقصود ہے تو اکثر ہمیں بنیادی منشا بتانا [illegible] ہونی چاہئے لیکن ہمیں اس بات پر ضرور تعجب ہے کہ جب ڈاکٹر عبدالحکیم خاں کا بیان ہے۔ کہ وہ مرزا صاحب کے قریباً بیس سال تک شاگرد رہے۔ اور اس عرصہ میں ہمیشہ وہ انہیں نیک [illegible] سا آدمی تصور کرتے رہے تو اب انکا یہ بیان کسطرح [illegible] کی نگاہ سے دیکھے جانے کے لائق ہو سکتا ہے کہ مرزا صاحب موصوف نہ صرف اب خراب آدمی نکلے ہیں۔ بلکہ قریباً اس [illegible] عرصہ میں وہ ایک دھوکہ باز شخص رہے ہیں۔ کیا ڈاکٹر عبدالحکیم کا یہ بیان ظاہر نہیں کرتا کہ یا تو اس کے اخلاقی حواس [illegible] کمزور ہیں۔ کہ وہ اتنے عرصہ میں مرزا صاحب سے [illegible] واقفیت رکھکر بھی جان نہ سکا کہ یا وہ راستباز [illegible] تھا یا اس کو برخلاف [illegible] اب ایسے شخص کی بات کا کیوں اعتبار کرنا چاہئے [illegible] پہلے بھی نہیں [illegible] سمجھا جاتا تھا۔ [illegible] سال تک اسکا ساتھ دیتا رہا۔ اور اب کسی [illegible] حالات بتانے کیلئے [illegible] تب بھی وہ خود [illegible] نہیں ہوتا۔ یہ تو ہم سمجھ سکتے ہیں [illegible] کی کسی نئی کارروائی یا بات کو اسکا کوئی [illegible] ناپسند کرکے اس سے [illegible] ہو کر جاوے۔ لیکن جو باغی شاگرد یہ بتانے آتا ہے کہ [illegible] خدا [illegible] [illegible] کسلئے [illegible] کرے کہ میں بھی ویسا ہی مکار اور دھوکہ باز تھا۔ اور میں نے اسکا ساتھ دیتا رہا مگر اب میں دیانتدار ہو گیا ہوں اور اسلئے اسکی دھوکہ بازی کو ظاہر کرتا ہوں۔ تب تک اپنی باتیں اس قابل ظاہر نہیں کرتا کہ انہیں کچھ توجہ دینے کے لائق بھی تصور کیا جاوے گو تب بھی ہمیں یہ دیکھنا ہوگا کہ آیا جس شخص نے اتنے برس تک بقول خود دھوکہ باز کا ساتھ دیا ہے۔ وہ اب بھی کہاں تک راستباز بن گیا ہے۔

شیطانی الہام ہونے لگے

۲۴ جولائی ۱۹۰۶ء کی الحکم میں ہم نے ڈاکٹر عبدالحکیم خاں کے الہام انک لمن المرسلین پر ایک تنقیدی نوٹ لکھا تھا۔ جسکا جواب ڈاکٹر مذکور نے روزگار میں چھپوایا ہے اور اس کے چند فقرے یہ ہیں۔

کیا ہی سچ ہے کہ دجّال کانا ہوگا خدا کا نا نہیں بیحیائی اور دھوکہ دہی بھی ان دجالیوں پر ختم ہے خود فضیحت دیگراں را نصیحت بھی انہیں پر ختم ہے۔

یہ تمہید ہے اس جواب کی جو میرے اعتراض کا دیا گیا ہے اور یہ لکھی ہے اس شخص نے جو کہتا ہے مجھے الہام ہوا انک لمن المرسلین یہ جواب ہے اس شخص کیطرف سے جو صاحب خلق عظیم علیہ التحیۃ والتسلیم کے خلق کا نمونہ دکھانا چاہتا ہے یہ جواب ہے اس شخص کیطرف سے جو حضرت مسیح موعود اور آپ کے خدام پر فحش گوئی کا الزام لگاتا ہے۔ یہ جواب ہے اس شخص کیطرف سے جو قرآن کریم کی عملی روح مسلمانوں میں پھونکنے کا مدعی ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

بلا سے کوئی ادا ان کی بدنما ہو جائے
کسیطرح سے تو مٹ جائے حوصلہ دل کا

ڈاکٹر صاحب! میں نہایت ادب سے بفحوائے عطائے تو بلقائے تو آپ ہی کا ہمزبان ہو کر کہتا ہوں

کیا ہی سچ ہے دجّال کانا ہوگا خدا کا نا نہیں بیحیائی اور دھوکہ دہی بھی ان دجالیوں پر ختم ہے خود فضیحت دیگراں را نصیحت بھی انہیں پر ختم ہے۔

غور سے ملاحظہ فرمایئے یہ کس کے حالات کا آئینہ ہے یہ تو آپ [illegible] سمجھ ہی سکے کہ یہ صفات شیطان کی ہیں۔ [illegible] غور کریں کہ آپ نے اس جواب میں صاف تسلیم کر لیا ہے کہ

میرا ہرگز خیال نہیں کہ میں نبی یا رسول ہوں یا میرے خواب و الہام نفسانی اور شیطانی آمیزشوں سے پاک ہیں۔

اگر میرے کسی خواب یا الہام یا اپنے الفاظ سے [illegible] قرآن یا حدیث کا اشتباہ ہو تو ہر مسلمان کا حق ہے کہ [illegible] تاویل کرے اور اگر [illegible] شیطانی سمجھے۔

جبکہ آپ اپنے الہامات اور خوابات کو شیطانی آمیزش سے پاک قرار نہیں دیتے۔ تو کیا آپ ہی کے الفاظ آپ پر چسپاں ہیں یا نہیں کہ

کچھ عرصہ کے لئے شیطان آپ پر مسلط ہو گیا ہے کیونکہ ہر الہام جو قرآن کے خلاف ہو شیطانی ہے اور قرآنی ارشاد ہے ومن یعش عن ذکر الرحمٰن نقیض لہ شیطانا فھو لہ قرین۔

اس صورت میں وہ تمام گالیاں جو ہمیں دی ہیں آپ کے بجا حق دار اور موضوع صحیح آپ ہوئے یا کوئی اور میں آپ کی گالیوں کا جواب دینا نہیں چاہتا اسلئے کہ یہ بکی اور صحیح بات ہے اگر کتا کسی کو کاٹے تو کوئی سلیم الفطرت انسان کتے کو دانت نہیں ماریگا لیکن میں یہ ظاہر کرنے کی ضرورت سمجھتا ہوں کہ آپ نے صاف الفاظ میں تسلیم کر لیا ہے کہ آپ کو **شیطانی الہام بھی ہوتے ہیں**۔ اب پبلک خود اندازہ کریگی کہ جن الہامات کی بنا پر آپ نے خدا کے برگزیدہ رسول کا خلاف کیا ہے انپر خود آپ کو کامل یقین نہیں چہ جائیکہ وہ اوروں کے لئے حجت ہوں۔ یہ ہے وہ ترقی جو آپ نے صادق کی مخالفت کیوجہ سے حاصل کی کہ **شیطانی الہام ہونے لگے**۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

دیدۂ عبرت کشا و قدرت حق را ببیں

ڈوئی کا انجام بد | ڈاکٹر ڈوئی کا نام الحکم کے ناظرین کو ابھی تک بھولا نہیں وہ اس یوم الفرقان کے منتظر ہیں جبکہ صادق کی صداقت اور کاذب کا کذب ظاہر ہو کر دنیا میں ایک نئی تحریک پیدا کریگا ڈوئی کے متعلق پیشگوئی کے بعد ڈوئی جن زبون حالتوں سے گذر رہا ہے وہ وقتاً فوقتاً ظاہر کیجاتی رہی ہیں لیکن سب سے [illegible] حلہ پر ڈوئی پہنچ گیا ہے جو ان خبروں سے دجو حال میں امریکہ کے اخباروں کے ذریعہ پہونچی ہیں) معلوم ہو جائیگا چنانچہ تازہ ڈاک امریکہ میں خبر آئی ہے کہ ڈوئی کا مقدمہ والی وا وکیسا کے سنونہ چل رہا ہے۔ ڈوئی کے مرتد مریدنے یہ بات ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ ڈوئی مجنون ہے مگر وہ جنون ایک خاص امر ہے جسکو انگریزی میں مانومینیا کہتے ہیں۔ ایک مشہور ڈاکٹر جو دماغی تحقیقات کے علم کا فاضل ہے اس شہادت کے واسطے عدالت میں طلب کیا گیا تھا۔ اس ڈاکٹر [illegible] شہادت دی ہے کہ ڈوئی کا دماغ درست نہیں رہا اور وہ مرض مانومینیا میں گرفتار ہے۔ ڈاکٹر نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ چونکہ یہ جنون ایک خاص بات میں ہے۔ اسواسطے ممکن ہے کہ ایسے جنون کا گرفتار کوئی بڑا کام بھی کرے اور کسی بڑے محکمہ کے انتظام کو پورا کر دکھائے

لیکن باوجود اس کے ہر وقت یہی خطرہ رہتا ہے کہ وہ کسی وقت کوئی کام ایسا کرے جس سے یہ سارا کاروبار سخت نقصان اٹھائے اور خطرے میں پڑ جائے۔ جج نے اس شہادت کے سننے کے بعد کہا کہ کم از کم یہ بات فیصلہ شدہ ہے کہ ڈوئی اس قابل نہیں کہ اتنے بڑے شہر اور اس کے کارخانوں کا انتظام اس کے ماتحت رکھا جائے۔ لیکن برخلاف اس کے والی واہ بھی اس امر کا جائز حقدار نہیں کہ تمام کاروبار اس کے سپرد کر دیا جائے اس واسطے جب تک آخری فیصلہ نہ ہو جائے یہ جائداد ایک ثالث کے قبضہ میں رہے دینی چاہئے جو کہ سرکار کی طرف سے مقرر کیا جائے چنانچہ ایک آدمی فوراً مقرر کیا گیا۔ اور مقدمہ کی تاریخ ڈالی گئی لیکن ڈوئی کی درخواست پر کہ میں اتنی مدت سے اس کارخانہ کے کام پر مصروف رہا ہوں اس کا معاوضہ مجھے ملنا چاہئے عدالت نے فیصلہ کیا کہ بیشک وہ حقدار ہے کہ اُسے کچھ ملے لیکن تا حال یہ فیصلہ نہیں ہوا کہ کیا ملے۔

اس کے بعد ۶ اگست ۱۹۰۶ء کے اخباروں میں یہ بات شائع ہوئی کہ ڈوئی زینہ سے گر کر نیچے آ پڑا ہے اور اس کی حالت بہت نازک ہے۔ جب سے اسپر فالج گرا ہے وہ خود اپنے زور سے چل پھر نہیں سکتا اسواسطے ایک آرام کرسی پر لٹا کر اس کو نوکر اٹھا کر ادھر اُدھر لیجایا کرتے ہیں۔ اس نے ایک بڑا وعظ کرنیکا ارادہ کیا تھا۔ اور اس وعظ کے واسطے ملازم اسے آرام کرسی پر اٹھا کر نیچے لا رہے تھے کہ ایک ملازم کا پاؤں زینہ پر سے پھسل گیا اور وہ مع کرسی گر پڑا اور ڈوئی کرسی سے گر کر لڑکتا ہوا نیچے فرش پر جا پڑا اور بالکل بیہوش ہو گیا۔ وہ لیکچر موقوف کیا گیا۔ اور اس خبر کو ہر طرح سے چھپانے کی سعی کی گئی۔ سنا گیا ہے کہ ڈوئی کی بیوی ان حادثوں سے صدمہ زدہ ہو کر مفقود الحواس ہو گئی ہے اور اس نے واہی تباہی بکنا شروع کیا ہے۔

دیکھو کاذب کا انجام کیسا برا ہے۔ ڈوئی کا دعویٰ تھا کہ میں خداوند یسوع کا فرستادہ رسول ہوں اور تھوڑے دنوں میں اسکا سلسلہ چمک اٹھا تھا لیکن اب رسول کی رسالت اور اس کے خداوند کی خدائی کی حقیقت خوب کھل رہی ہے۔

وصیت

نقل ذیل وصیت سکرٹری صاحب انجمن اشاعۃ اسلام نے برائے اشاعت بھیجی ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

۱- میں مسمی فیاض علی ولد رسول بخش قوم قریشی ساکن سروار تحصیل ہاپوڑ ضلع میرٹھ کا ہوں۔ بقائمی ہوش و حواس خمسہ بلاجبر و اکراہ اپنی خوشی اور رضامندی سے آج بتاریخ ۱۴ مئی ۱۹۰۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں اور اپنے قلم سے لکھدیتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد اس وصیت پر عمل ہو

۲- میں اقرار کرتا ہوں۔ کہ میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب سلمہ مسیح موعود رئیس قادیان ضلع گورداسپور کے کل دعاوی پر صدق دل سے ایمان رکھتا ہوں اور انکا مرید اور پیرو ہوں

۳- میں اقرار کرتا ہوں کہ میں نے رسالہ الوصیت جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ و السلام کی طرف سے بتاریخ ۲۴- دسمبر ۱۹۰۵ء کو شائع ہوا ہے۔ تمام و کمال پڑھ لیا ہے میں اُن ہدایات کو جو اس میں درج ہیں پابند ہوں اور ایسا ہی میں اُن تمام ہدایات اور ضوابط کا بھی پابند رہوں گا۔ جو رسالہ الوصیت کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کیطرف سے یا انکی مقرر کردہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کی طرف سے مقبرہ بہشتی واقعہ قادیان کے متعلق یا دیگر اغراض انجمن مذکور کے متعلق شائع ہوئی۔ یا آیندہ شائع ہوں گی میں ان تمام کا اور ایسا ہی میرے ورثا میرے مرنے کے بعد اُن تمام ہدایات ضابطہ قواعد شرائط مشتہرہ انجمن مذکورہ کے معاملہ وصیت ہذا میں پابند رہیں گے

۴- میری جائداد جو کھیوٹ نمبر ۲ ۶ ۱ العدے بیگہ اراضی نہری جمعی مسمہ واقع موضع سروار تحصیل ہاپوڑ ضلع میرٹھ میں نصف سی قدرے زاید ہے۔ جس پر وقت تک میرا مالکانہ قبضہ ہے اور میرے اور میرے حصہ میں سے دوسرے کو مداخلت نہیں اور اس وقت تک سب طرح کی بار کفالت سے بری ہے میں آج کی تاریخ اس جائداد کے جملہ جگہوں اور حصہ اپنی کو معہ جملہ حقوق کے یہ وصیت کرتا ہوں کہ میری یہ جائداد اس وقت جسکی قیمت عام فروخت کے شرح سے مبلغ دو ہزار روپیہ کی ہے اور میری جو دوسری جائداد ہو یہ وصیت کردہ جائداد ان کا دسواں حصہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی احکاموں کو قبول کرکے یہ وصیت کرتا ہوں کہ میری مرنے کے بعد انجمن احمدیہ قادیان یا اس انجمن کے مقرر کردہ ماتحت مجلس قادیان کے سپرد کی جاوئے۔ انجمن مذکور کو اختیار ہوگا کہ میرے مرنے کے بعد میری اس جائداد کو فروخت کرکے اس کی قیمت وصول کرلیں یا فروخت نہ کرے۔ تو اس وصیت کردہ جائداد سے مفاد اٹھاکر اغراض انجمن کو پورا کرے۔ غرضیکہ انجمن مذکور ہر طرح سے اس وصیت کردہ جائداد کی مالک متصور ہوگی۔ میرے کسی وارث کو خواہ احمدی ہو۔ یا غیر احمدی۔ میری وصیت کردہ جائداد سے کوئی تعلق نہیں ہوگا۔ اگر میری وصیت کردہ کی قیمت بڑھ جاوے۔ تو اس کی مالک بھی انجمن ہوگی

۵- میں اقرار کرتا ہوں کہ اگر آج کی تاریخ کے بعد میں اگر کوئی اور جائداد مذکورہ بالا جائداد کے علاوہ پیدا کروں۔ تو اس میں بھی بقدر دسواں حصہ کے صدر انجمن مقبرہ بہشتی کے نام وصیت سمجھی جاوے گی اور اس وقت دو مکان پختہ و خام رہائشی جو قصبہ سروار ضلع میرٹھ میں واقع ہیں کرایہ پر آباد کرائے جاویں گے۔ دیہات میں رسم نہیں کرایہ پر کوئی آباد نہیں۔ اور کسی معقول قیمت کو فروخت ہوتا ہے۔ اس اپنی پسماندگان کر جو حسب ذیل ہیں ان کی رہائش کے واسطے مستثنے کرتا ہوں ان ہر دو مکان کا کوئی حصہ اس وصیت ہذا میں درج نہیں ہے۔ فرزند۔ دختر۔ زوجہ۔ اس کے سوا جو اور جائداد میں پیدا کروں۔ جس کا مفصل ذکر میں نے فقرہ مابین نمبر ۵ وصیت ہذا میں کیا ہے۔ ایسی جائداد کی وقتاً فوقتاً انجمن مذکور کو اطلاع دیتا رہونگا

۶- میں یہ بھی وصیت کرتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد میرا جنازہ احمدی جماعت پڑھے اور اگر میں قادیان میں فوت نہ ہوں۔ تو احمدی جماعت میری لاش ایک صندوق میں بند کرکے حسب ہدایات انجمن مذکور جو اب شائع ہوچکے ہیں۔ یا آیندہ شائع ہوں دارالامان قادیان میں پہنچائی جاوے اور وہاں کارپردازان مقبرہ بہشتی کے سپرد کی جاوے

۷- میری یہ بھی وصیت ہے کہ میری تجہیز اور تکفین اور میری لاش کو قادیان شریف پہنچانے اور وہاں دفن کرنیکے متعلق جس قدر خرچ اخراجات ہوں انکی متکفل میری یہ جائداد وصیت کردہ جس کا ذکر میں نے فقرہ نمبر ۴ و ۵ کیا ہے۔ ہرگز نہیں ان اخراجات کا حسب مشورہ کارپردازان مقبرہ بہشتی اندازہ کرکے میں رقم اخراجات کو انجمن مذکور کے حوالہ کروں گا جس کا اعلان انجمن مذکور کی طرف سے میں کرادونگا۔ اگر ان اخراجات کی لئے میں کوئی رقم اپنی آمدنی سے الگ نہ کرسکوں اور ایسا ہی اگر وہ رقم ادا کردہ اصلی اخراجات سے کم ہوگی تو میری دیگر متروکہ جائداد جس میں یہ وصیت کردہ جائداد شامل نہ ہوگی۔ ان اخراجات کے ادا کرنے کے ذمہ وار ہوں گے جو میری روح کی نجات کا باعث ہوں گی اور میرے پسماندگان ان اخراجات کو اہم اور خاص ضرورت شرعی سمجھیں گے

۸- یہ بھی اقرار کرتا ہوں کہ میں نے یہ وصیت صرف ابتغاء لوجہ اللہ کی ہے۔ اور اگر حالات آیندہ کے باعث جس کا مجھکو اس وقت علم نہیں ہے۔ میری لاش مقبرہ بہشتی میں دفن نہ ہوسکے تو اس صورت میں بھی میری یہ وصیت جو میں نے اپنی جائداد کے متعلق کی ہے جسکا ذکر فقرہ نمبر ۴ و ۵ میں کیا گیا ہے درست اور قائم رہیگی لیکن یہ ضروری ہوگا کہ میری لاش کو مقبرہ بہشتی میں پہنچانے کی کوشش کی جاوے اور جب تک کارپردازان مقبرہ بہشتی اجازت نہ دیں۔ میری لاش کہیں اور دفن نہ کی جاوے۔ البتہ امانت کے طور پر کہیں اور دفن کی جاسکتی ہے۔

(۹) - یہ کہ اگر جب فقرہ نمبر ۸ میری لاش مقبرہ بہشتی میں دفن نہ ہوسکے تو جو اخراجات متعلق انتقال لاش جمع کراچکا ہوں گا۔ یا میری جائداد متروکہ وصول ہوئے ہیں۔ اس کو بھی وصول کرنے [illegible] میرے وارثان کو نہ ہوگا بلکہ انجمن کا ہوگا

العبد

فیاض علی ولد رسول بخش قوم قریشی ساکن قصبہ سروار ضلع میرٹھ بقلم خود نشان انگوٹھا

گواہ شد گواہ شد

عبدالرحمن ولد شیخ [illegible] قوم شیخ ساکن سروار ضلع میرٹھ حال کپورتھلہ

عبدالسمیع ولد عبدالرحمن شیخ ساکن سروار ضلع میرٹھ حال کپورتھلہ

حکیم غلام نبی صاحب جواب دین؟

وہرم پرچارک میں مندرجہ عنوان کے اشتہار کا طبیب نے ایک اشتہار دیا ہے کہ وہ کوئی باورچی تلاش کرنا چاہتے ہیں جو صرف سبزی پکا سکے مت وہرم پرچارک میں انکا اشتہار دینا دوسرے الفاظ میں یہ معنی رکھتا ہے کہ وہ کسی مہاتما رسوئی کی تلاش میں ہیں میں نے انکا اشتہار پڑھ کر یہی نتیجہ نکالا تھا کہ یہ بھی ایک اشتہاری لٹکا ہی اور اسطرح وہ ہندو کمیونٹی اور خصوصاً گاس خوروں میں کوئی فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں لیکن جب آریہ اخبارات میں یہ سوال مذہبی پہلو سے چھیڑا گیا ہے تو میرا اور دوسرے مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ حکیم غلام نبی صاحب کو اپنی پوزیشن صاف کرنے پر مجبور کریں یہاں نامناسب نہ ہوگا اگر اخبار پرکاش کا وہ نوٹ درج کردیا جاوے جو اسنے ۱۱ ستمبر ۱۹۰۶ء کی اشاعت میں لکھا ہے اور وہ یہ ہے

گوشت خوری کے دلدادہ یہ سنکر بحر حیرت میں غرق ہوجائینگے کہ لاہور کے مشہور حکیم و ڈاکٹر غلام نبی نسبتاً لکھا نے گوشت خوری ترک کردینے کا مصمم ارادہ کرلیا ہے ڈاکٹر صاحب ایک مشہور مسلمان ہیں اور ان کا گوشت ترک کرنا کچھ یہ معنی ہیں کہ انکا مذہب ان کو ایسا کرنے سے منع نہیں کرتا اور مگر کرتا ہے جیسا کہ عام مسلمانوں کا رویہ ظاہر کرہا ہی تو ایک اعلیٰ اصول کی پیروی کرنے میں اس کی پرواہ کرنا وہ مناسب نہیں سمجھتے لیکن حکیم صاحب کا گوشت ترک کرنا صرف اسی وجہ سے قابل ذکر نہیں کہ وہ مسلمان ہیں بلکہ زیادہ تر اس لئے کہ وہ حکیم اور ڈاکٹر ہیں حکیم صاحب کو ترک گوشت کے لئے کس چیز نے آمادہ کیا ہے۔ تو وہ محض علم طب ہی ہے کہاں ہیں وہ لوگ جو کہ محض طبی ڈھکوسلا جواز گوشت خوری کے پیش کیا کرتے ہیں اور اپنے زبان کے چسکے کو پاپ آلودہ فعل کو ان الفاظ کی پردہ میں چھپانے کی فضول کوشش کرتے ہیں کہ ڈاکٹر صاحب نے گوشت کھانے کا حکم دے رکھا ہے

اس نوٹ میں نہ صرف حکیم غلام نبی صاحب کی مذہبی حالت پر بلکہ انکی طبی قابلیت پر بھی حملہ کیا گیا ہے وہ حکیم جو آجتک مار اللحم کے اشتہار دیتا۔ ہی اور دیتا رہا۔ اور انکی اب بھی ۱۹۰۶ء کی تقویم میں یہ اشتہار موجود ہے۔ وہ کیونکر گوشت خوری کو مذہبی حیثیت یا طبی پہلو سے ترک کرسکتے ہیں وہ کیا آج تک وہ بہ سال سے جو اسے طیار کرنا بتاتے ہیں اور ہر سال ایک لاکھ بوتل کی بکری ظاہر کرتے ہیں۔ لوگوں کی صحت اور مال و دولت کو لوٹتے رہے

ایڈیٹران اخبار کے نام کھلی چٹھی

[illegible] کی اشاعتِ کفر

مسلمانو! خبردار رہو

اخبار نویس اس زمانہ میں قوم اور ملک کی اصلاح کا بہت بڑا ذریعہ سمجھے گئے ہیں [illegible] اگر یہ لوگ [illegible] اور اصلاح قوم و ملک کو اپنا مقصد قرار دیکر کام کریں۔ تو افراد انسانی میں ایک واجب العزت فرقہ ہو سکتا [illegible] ایسے بہت ہی تھوڑے ہیں یا یہ کہو کہ قریباً نہیں ہیں۔

آئے دن بعض اخبار نویسوں کے شرمناک حالات پبلک کے سامنے آتے ہیں مگر پبلک کا مذاق کچھ ایسا بگڑ گیا ہے کہ وہ ان حالات [illegible] اظہار نہیں کرتی اور میری اپنی رائے میں دوسرے اخبار نویس بھی اس کام میں پبلک کو مدد نہیں دیتے بلکہ یکے دزد باشد دگر پردہ دار

اگر اخبار نویس خود اپنی اصلاح اور فلاح کا بھی خیال رکھیں اور اُس شخص کو جو اس پیشہ کو کسی پہلو سے بدنام کر نیوالا ہو حقارت کی نظر سے دیکھیں۔ تو پبلک خود بخود ان مضر توں سے بچ سکتی ہے جو اس کے خیالات یا طرز عمل سے پیدا ہو سکتی ہیں۔ میں اس وقت خصوصیت سے مسلمان اخبار نویسوں کو ایک اہم اور ضروری امر پر متوجہ کرنا چاہتا ہوں اگر انہوں نے اس معاملہ میں میرا ساتھ دیا اور محض اس وجہ سے کہ احمدی اخبار نویس ایک بات پیش کرتا ہے۔ اس کو رد نہ کر دیا۔ تو میں یقین کرتا ہوں کہ وہ اسلام اور مسلمانوں کو ایک خطرناک صدمہ سے بچا لیں گے جو ان کی عدم توجہی کی صورت میں پیدا ہوگا اس لئے یہ خطرہ ایک شخص کی طرف سے ہے جس کو وہ اپنا خیر خواہ سمجھے بیٹھے ہیں اور جس نے یہ خیال بعض نیک تحریکوں کی بنا پر پیدا کرنا چاہا ہے لیکن میں بڑے زور سے کہتا ہوں کہ اگر اس سیلاب کفر کا بھی انسداد نہ کیا گیا۔ تو اس کا نتیجہ خطرناک اور مہلک ہوگا۔

میں اس معمہ کو اب حل کر دینا چاہتا ہوں اور زیادہ دیر تک اپنے ناظرین کو اضطراب میں رکھنا پسند نہیں کرتا۔ یہ قومی غدار اور اسلامی دشمن [illegible] خادم صاحب ایڈیٹر وطن ہیں اور چونکہ وہ مولوی مشہور ہے اور اب تو مفتی بھی بن رہا ہے۔ اس لئے اس کے حرکات اور افعال کا اثر مسلمان پبلک پر پڑتا ہے۔ وہ مخفی نہیں۔ میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مولوی انشاء اللہ خان کی مخالفت محض اس وجہ سے شروع نہیں کی جاتی کہ وہ احمدی نہیں ہے۔ بلکہ محض خدا کے لئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کی عزت و جلال کے لئے اور مسلمانوں کو اس صدمہ سے بچانے کے لئے جو اس شخص کے ذریعہ پہنچنے کو ہے اور آپ سب میرے ساتھ متفق ہوں گے۔ جب اس کی کرتوت پر آپ کو اطلاع ملیگی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک نام پر فدا ہو جانیوالا اور سرور عالم کو صاحب خلق عظیم اور انسان کامل یقین کرنیوالو! کیا تم جانتے ہو کہ میور صاحب ایک سخت متعصب پادری مشن مصنف تھے۔ اور اس نے لائف آف محمد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک و مطہر سیرۃ پر گندے سے گندے اور ناپاک سے ناپاک اعتراض کئے ہیں۔ میں نہیں جانتا ہوں مسلمانوں کا تعلیم یافتہ گروہ اور یا دریوں سے مذہبی مناظرہ کا واقفکار طبقہ علماء اس سے خوب واقف ہے کہ اسلام کے خلاف جیسی خطرناک اور زہریلی تحریر میور کی ہے فنڈر اور خورمن کی بھی نہیں ہے میں یقین نہیں کرتا۔ کہ کوئی مسلمان جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دلی عقیدت اور محبت رکھتا ہے اس کتاب کو دیکھنا بھی گوارا کرے ایسا ہی اُس نے ایک کتاب عیسائیوں کے لئے بطور رہنما اور رہبر کے لکھی ہے جس میں اس نے مسلمانوں کے ساتھ مباحثہ کرنے کے اصول اور ڈھنگ سکھائے [illegible] اور اعتراض بتائے ہیں۔

غرض اُس نے جسقدر تالیفات اسلام یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر لکھی ہیں ان کی غرض اور غایت اسلام کی مخالفت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]

اسی طرح پر ایک پادری ٹسڈل ہیں جنہوں نے ینابیع الاسلام جیسی زہریلی اور کفر سے بھری ہوئی کتاب فارسی میں لکھی ہے۔ اور [illegible] کتابیں جو اسلام کی شان میں گستاخ و دشمن ہیں اور جن کو پادری لوگ مفت تقسیم کرتے اور نہایت سستے اڈیشن طبع کر کے فروخت کرتے ہیں۔ اب مولوی انشاء اللہ خان صاحب [illegible] مسلمانوں [illegible] ان کتابوں کی اشاعت اور فروخت کا اہتمام اپنے ہاتھ میں لیا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

آہ! اسلام کے لئے کیسا دردناک منظر سامنے ہے۔ کہ ایک شخص جو مسلمان کہلاتا اسلام کا حامی بنتا ہے [illegible] مسلمانوں کی غیرت اور حمیت کا کیا یہی تقاضا ہے کہ وہ اس کے اخبار کے ہزاروں پرچہ مفت تقسیم کریں اور علماء و طلباء میں اس کی اشاعت کر کے [illegible] مسلمانوں کا بے حمیتی اور عدم واقفیت کا کیا ثبوت ہوگا اگر انہیں معلوم ہو تا کہ ان کتابوں نہیں کیا لکھا ہے۔ تو میں یقین نہیں کرتا کہ وہ ایسی کتابوں کے بیچنے والے کو نفرت کی نگاہ سے نہ دیکھتے اور اس کے لئے متفقہ حقارت کا ووٹ پاس نہ کرتا مگر یہ کام تھا مسلمان اخبار نویسوں کا جن کے معلومات وسیع ہونے چاہئیں۔ [illegible] اس طرف سے چشم پوشی [illegible] ایک انتظار کے بعد میں نے مناسب سمجھا کہ اس طلسم کو پاش پاش کرنے کے لئے قلم اٹھایا جاوے۔ اور اب مسلمان اخبار نویسوں کو اس طرف متوجہ کیا جاوے کہ وہ [illegible] کے بد اثرات سے محفوظ کرنے کے لئے سعی کریں۔

میں یہ بھی ظاہر کرنا چاہتا ہوں کہ مولوی انشاء اللہ خان صاحب [illegible] کتابوں کے بیچنے سے پادریوں اور کفر کو [illegible] گاڑھے پسینہ کی کمائی [illegible] ان کی جیبوں سے [illegible] کی اشاعت [illegible] مگر مولوی انشاء اللہ خان صاحب [illegible] احسان کرتے ہیں۔ ینابیع الاسلام [illegible] لیکن مولوی انشاء اللہ خان صاحب [illegible] کہ ان کتابوں کو پڑھکر اسلام سے بدظن ہوں [illegible] دیکھنا بھی نہیں چاہتا مگر وہ فروخت کرتے ہیں [illegible] مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ اس سے اجتناب کریں اور اس کے اخبار کو نفرت کی نگاہ سے دیکھیں [illegible]

سان فرانسسکو کی تباہی اور قرآنی صداقت کی گواہی

جب سے نبوت اور رسالت کا اللہ تعالیٰ نے سلسلہ شروع کیا ہے کبھی بھی ایسا نہیں ہوا کہ نبوت و رسالت کے مدعی کو بلاچون وچرا قبول کر لیا گیا ہو۔ بلکہ ہمیشہ یہ دستور رہا ہے کہ جب نبوت و رسالت کے مدعی ضرورت حقہ زمانہ کے لحاظ سے مبعوث ہوتے رہے تب مخالفین اور منکرین نے طرح طرح کے پہلو اونکے جھٹلانے اور تکذیب کرنے کے اختیار کرکے جہانتک بنا اونکے تردید اور تکذیب میں ناخونوں تک زور لگا کر دکھلا دیا کہ وہ پہلے انبیاء کے منکروں اور مکذبوں سے کسی طرح بھی کم نہیں بلکہ اگر کسی بات میں مثلاً اونکا نمبر رہا ہے تو انہوں نے اوس بات میں اپنا نمبر پورا دُگنا کرکے دکھلا دیا اور ثابت کر دیا کہ مخالفت اور انکا کرنا یوں ہوتا ہے۔ مگر سنت اللہ ہمیشہ سے یوں چلی آئی ہے کہ خدا تعالیٰ کے کام اور ارادہ کو کوئی نقاش سے نقاش اور خفاش سے خفاش بھی رد نہیں کر سکتا اگرچہ دنیوی دانش کے لحاظ سے یا زبانی چالاکی کے سبب یا فخر کے طور پر اپنے نام کے آگے بعض لوگ دُم چھلا لگا کر اوسی سے پردہ زنگاری میں بیٹھکر کام لینا چاہتے ہیں اور لیتے ہیں مگر خدا تعالیٰ کی نظر سے کوئی کب چھپ سکتا جس وقت میں کہ وہ جہر اور خفا کا جاننے والا عالم الغیب ہوتے کے سبب سے ہے کچھ دن ہوئے کہ اخبار دنیا میں ایک نقاش صاحب (جنکو خفاش کہنا بیجا نہ ہوگا بلکہ حق بحق دار رسانید کا مصداق ہے) نے اخبار دنیا میں جنم لیا ہے جنہوں نے اپنے دوسرے بھائیوں کی طرح اپنے نقاشی کا ثبوت دینا یا اپنے نقاش ہونے کا سکہ یوں جمانا چاہا ہے کہ خدا تعالیٰ کے پاک سلسلہ کے ساتھ ٹکر لگا دیں مگر ہم میاں نقاش صاحب سے نصیحتاً گذارش کرتے ہیں کہ اول تو وہ میرزا کے معاملہ میں قلم اوٹھانے کی لاحاصل کوشش کرکے اپنے مایۂ علمی اور نقاشی کو داغ نہ لگاویں اور اگر ایسا ہی اونکے دل میں شوق ہے یا اسی میں اپنی نقاشی کا ثبوت دنیا کو دے سکتے ہیں تو اونکو چاہیئے کہ جو اعتراض کیا کریں یا جس بات پر نظر ڈالنے اور بحث کرنا انہے منظور ہوا کرے قرآن کو مد نظر رکھ کر [illegible] قرآنی اسناد بالا سے ہر ایک امر پر بحث کیا کریں تاکہ ہم لوگوں پر آپ کی نقاشی کا ثبوت کامل طور پر ہو جاوے نیز یہ معلوم ہو سکے کہ دوسرے انبیاء کے ماننے میں آپ نے وہ کیا نہیں کھلایا کیونکہ اس صورت میں مثلاً آپ نے ایک اعتراض کیا اور وہی اعتراض تیون پر آپ جیسے دل و دماغ والے پہلے سے کر چکے ہوں تو بتلائیے کہ آپ کے خوبی دماغ اور نقاشی کا ثبوت ہم پر کیا پڑ سکتا ہے؟

غور فرما دیں کہ جناب اقدس مآب حضرت اقدس میرزا صاحب قبلہ کے مریدوں کو کہیں تو آپ نے شیران بیشہ کہنہ جھتی بیان کیا ہے اور کہیں بھولی بھالی میرزائی جماعت بیان کرکے اپنے پردہ دری کرائی ہے اور کہیں پر لکھا ہے کہ میرزائی غیر میرزائی دنیا کی آنکھوں میں خاک جھونکنے چاہتے ہیں اب جس قدر یہ باتیں بیان کیگئی ہیں علاوہ چھوٹا منہ بڑی ہونے کے ایک دوسرے سے ایسا متضاد ہیں کہ پڑھنے والے کو بے اختیار ہنسی آتی ہے کہ میاں نقاش کے نقاشی خزانہ سے کیا نکل رہا ہے۔ ہر ایک معمولی عقل و سمجھ کا آدمی بھی غور کرے بغیر نہیں رہ سکتا کہ اگر فی الواقع میرزائی بھولی بھالی جماعت ہے تو یہ کیونکر ممکن ہے کہ بھولی بھالی جماعت چالاکوں عیاروں دل کے اندھوں اور گانٹھ کے پوروں کو تاڑ کر کے اونکی چالاکی کا بخیہ اودھیڑ سکے اور درحقیقت میرزائی شیران بیشہ کہنہ جھتی ہیں تو آپ کا قلم ہاتھ میں لیکر اپنے نقاشی کے جوہر دکھلانا چہ معنے دارد؟ اجی کیا آپ نے کبھی دیکھا ہے کہ دو شیروں کے سامنے بھیڑ ٹھہر سکے؟ پس جس صورت میں آپ قائل ہیں کہ میرزائی کہنہ جھتی میں شیران بیشہ ہیں اور آپ قائل ہیں کہ جحت تراشی میں قادیانی دماغ کی ہمسری آپکا دماغ نہیں کر سکتا تو یہ تو وہی بات ہوئی کہ نہ آؤ دیکھا جاوے نہ تاؤ اور پہاڑ کے ساتھ ٹکر مار کر اپنا خون خراب کرکے خسران میں مبتلا ہو کر خلق خدا کو ہنسایا جاوے۔ پس سخت گناہ کیا اور سخت گمراہی میں مبتلا ہوئے جو قادیانی گروہ کے خلاف قلم اوٹھانے کو بیٹھ گئے واہ رے نقاش شاباش! شاباش!! شاباش!!

کیوں نہ ہو نقاشوں کو درحقیقت ایسا ہی ہونا چاہیئے۔ کیونکہ سنت اللہ سے یہ ثابت ہے کہ انبیاء سابقین کے مبارک وقتوں میں بھی ایسے ایسے وجود موجود تھے جنکا بروز یا اوتار میاں نقاش نے لیا ہے اور وہ بھی اسی طرح شور وشر مچا کر تبلیغ کا کام کرتے رہے ہیں اور [illegible]

ہے کہ جنکو موافقت کے ذریعہ خدا کے سلسلہ کی خبر نہ لگی ہو وہ ان مخالفوں کے ذریعہ خبر پا جاویں علاوہ بریں جسطرح میاں نقاش نے خدا کے مسیح موعود کی جماعت کو جیسے الفاظ میں بھولی بھالی جماعت کہا ہے ایسے ہی انبیاء سابقین کے پاک گروہ کو جناب نقاش جیسے دل و دماغ والے بھلے مانس کہتے رہے ہیں۔

بھلا کوئی ایسا دل گردہ والا ہے جو انؤمن کما امن السفہاء کہنے والوں اور میاں نقاش صاحب میں کچھ فرق ثابت کر سکے ہمارے خیال میں انؤمن کما امن السفہاء کہنے والوں اور نقاش کے دل و دماغ میں فرق کرنے کی کوشش کرنا اسبات کا مصداق ہونا ہے۔

کہ ایں خیال است و محال است و جنون

اور کہ کیا نوح علیہ السلام کے وقت کے اور موسیٰ علیہ السلام کے وقت کے اور عیسیٰ علیہ السلام کے وقت اور سید نا خاتم الرسل کے وقت کے مخالفین و معاندین کی طرح میاں نقاش کی فطرت سے کوئی عجیب فطرت رکھتے تھے ہرگز نہیں۔

اجی جب یہ فیصلہ شدہ امر ہے کہ سنت اللہ التی قد خلت من قبل ولن تجد لسنت اللہ تبدیلا تو پھر کیسے یہ ہو سکتا ہے کہ میرزا صاحب اپنے دعوے میں تو سچے ہوں اور مخالفین و معاندین آپ پر اور آپ کی پاک جماعت پر ویسے ہی بیہودہ اعتراض نہ کریں جیسے کہ انبیاء سابقین کے مخالفین کرتے رہے ہیں۔

سان فرانسسکو پر جو آفت آئی گو وسو ویس کی آتش فشانی نے جو کچھ آفت ڈھائی اٹلی کی قسمت نے جو کچھ دیکھا کانگڑہ پر خدا کے غضب کی جو لاٹھی اچانک ٹوٹی اس میں کوئی بھی خدا کے گرفت سے ڈرنے والا شک نہیں کر سکتا کہ یہ تمام حادثات عذاب الٰہی اور غضب خداوندی تھے اور کہ یہ سب خدا تعالیٰ کی نافرمانی اور خلاف ورزی کے نتیجے تھے جو ان بدبختوں کو بھگتنے پڑے جنہوں نے دنیا پرستی کو ہی اپنی زندگی کا دار و مدار سمجھکر اوباشیوں اور فسق و فجور میں مبتلا رہنا زندگی کا مدعا خیال کیا تھا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کا یہ قانون قدرت ہے کہ جب مادی دنیا کے فرزند مادی دنیا کی محبت میں منہمک ہو جاتے ہیں اور نہ صرف خدا تعالیٰ کی فرمانبرداری اور حکموں پر چلنے سے دل چراتے ہیں بلکہ طرح طرح کی اوباشیاں اور فسق و فجور میں مبتلا ہوکر فساد مچاتے ہیں تو ایسی حالت میں قرآنی تعلیم کے بموجب اللہ تعالیٰ کا یہ قانون ہے کہ اللہ تعالیٰ کوئی اپنا رسول اور نبی مامور و مبعوث کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے اوسکے ذریعہ اپنی رحمت اور قہار نشان دکھلا کر بچا لیتا ہے ورنہ دیت اکثر لوگ تو اس لائق ہوتے ہیں کہ اونکو پیس دیا جاوے اور چکنا چور کر دیا جاوے کیونکہ نافرمانوں اور دنیا کے گند میں مبتلا رہنے والوں کا دنیا سے اوٹھ جانا اور ہلاک ہو کر تباہ ہو جانا ہی بہتر ہے۔ اور ایسا کبھی نہیں ہوا کہ نیکوں اور پارساؤں کو ہلاک و تباہ کیا گیا ہو اور بدمعاشوں اور شوریدہ پشتوں اور ظالموں و سفاکوں کو بچایا گیا ہو نیز ایسا بھی کبھی نہیں ہوا تو جب تک دنیا میں کمال طور پر اندھیر اور ظلم اور سیاہکاریاں نہ پھیل گئی ہوں اور خدا کا رسول و نذیر نہ موجود اور مبعوث کر دیا گیا ہو۔ اور عذاب الٰہی آ جاوے چنانچہ قرآن شریف نے صاف طور پر ارشاد فرمایا ہے کہ ایسا کبھی نہیں ہوتا کہ بغیر بعثت رسول کے عذاب الٰہی آوے جیسا کہ ذیل کی آیت سے یہ مدعا ثابت ہوتا ہے یعنی ماکنا معذبین حتی نبعث رسولا جس کا مفہوم اور مطلب صاف یہی ہے کہ عذاب الٰہی کے آنے سے پہلے رسول اور نذیر خدا تعالیٰ مبعوث فرماتا ہے۔ اور یہ بات بھی ظاہر ہے کہ رسول کی ضرورت بھی ایسے وقت ہوتی ہے کہ جب دنیا خدا تعالیٰ سے بالکل اپنا قطع تعلق کر چکے ہوتے ہے اور اکثروں کے ایمان اور ایقان اوس مالک حقیقی سے اوٹھ جاتے ہیں اگر بعض نبی ہوتا ہے تو وہ صرف صرف رسمی طور پر نہ کہ بصیرت اور معرفت کے طور پر۔ اور اکثروں میں دنیا کی محبت اور اور دنیا پرستی کا جذام لگا ہوتا ہے اور فسق و فجور کا بازار خوب گرم ہوتا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا کہ وما کان ربک مہلک القریٰ حتی یبعث فی امہا رسولا یعنی جب تک اللہ تعالیٰ کسی ام القریٰ میں (قصبہ میں) رسول نہ مبعوث کرلے عذاب نہیں نازل کیا کرتا اور کہ ماکنا مہلکی القریٰ الا واہلہا ظالمون یعنی اللہ تعالیٰ بستیوں کو ہلاک تو تب ہی کیا کرتا ہے جبکہ وہ یعنی بستیوں کے رہنے والے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرکے ظالم قرار پا جاتے ہیں۔ پس اس سے نتیجہ جو نکلتا ہے وہ ایسا صاف اور بدیہی ہے کہ ہر ایک معمولی عقل والا سمجھ سکتا ہے۔

یعنی یہی کہ عذاب آلہی کے نزول کا باعث خدا تعالیٰ کی نافرمانی اور اوسکے حدود کا توڑنا اور فساد مچانا اور گناہوں کے سیلاب کا زور پکڑنا ہے اور ایسے ہی وقت میں انبیاء کے مبعوث ہونے کی ضرورت بھی ہوتی ہے اسلئے فرمایا کہ پہلے رسول مبعوث کیا جاتا ہے اوسکے بعد عذاب آلہی نازل ہوتا ہے ہاں اتنا تفضل ہوجاتا ہے کہ رسول کے فرمانبرداروں عذاب کی بھٹی سے بچا لیا جاتا ہے یعنی ظالمین تباہ و ہلاک ہونیکے بعد داخل ہوتے ہیں۔

علاوہ ازیں قرآن سے یہ بھی ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ دور دور پہلے عذاب اسواسطے نازل فرماتا ہے کہ لوگ عبرت پکڑکر اپنے حالت کی اصلاح کرلیں اور نیز جنکو پکڑا جاتا ہے وہ بے فائدہ یا بے گناہ بھی نہیں پکڑا جاتا بلکہ دراصل وہ بڑے خبیث اور شریر ہوتے ہیں۔ پھر آخر جب لوگ دور دور کے عذاب کا ذکر سنکر اور واقعات پڑھکر بھی عبرت نہیں پکڑتے اور راہ راست کی جانب مائل نہیں ہوتے تو پھر انپر عذاب کا دروازہ کھولا جاتا ہے جو عذاب الٰہی پر ٹھٹھا اور ہنسی اور مذاق اوڑاتے ہیں ہاں یہ سنت اللہ ضرور ہے کہ ایسا ٹھٹھا اور ہنسی کرنیوالوں کو اول اول کچھ مہلت بھی دیجاتی ہے جیسے کہ آیت ذیل سے ثابت ہوتا ہے کہ ولقد استھزی برسل من قبلک فاملیت للذین کفروا ثم اخذتھم فکیف کان عقاب یعنی اللہ تعالیٰ اس آیت میں آنحضرت صلعم سے فرماتا ہے کہ اے پیغمبر جسطرح کہ تمہارے عذاب کے وعدہ دینے پر یہ لوگ ہنسی کرتے ہیں ایسے ہی تم سے پہلے بھی مخالف انبیاء کے ساتھ کرتے رہے ہیں تو اون ہنسنے والوں کو ہمنے کچھ مہلت دی تاکہ جو کچھ کرسکتے ہیں کرلیں پھر آخر کو دھر پکڑا تو تم نے دیکھ لیا کہ ہمارے پکڑ کس غضب کی تھی کہ اونکا ستیاناس ہوگیا۔ اور قرآن سے یہ ثابت ہے کہ زلزلے اور طاعون عذاب الٰہی اور غضب خداوندی ہیں۔ اسلئے یہ ماننا ضروری ہے کہ اسوقت کوئی رسول اور نبی ہو کیونکہ قرآن سے ہمنے اوپر ثابت کردیا کہ بغیر بعثت رسول کے عذاب نہیں آیا کرتے۔ کہ قوم ثمود اور قوم شعیب پر زلزلے کے ہی عذاب آئے تھے اسلئے اس سے خدا تعالیٰ نے ثابت کردیا کہ زلزلے بیشک عذاب الٰہی ہیں اگر کوئی انکار کرے تو ثابت ہوگا کہ جس جس عذاب کا صالح اور شعیب کے ذریعہ خدا تعالیٰ نے وعدہ دیا تھا وہ نہیں آیا کیونکہ یہ بتلایا ہی نہیں گیا تھا کہ عذاب اس قسم کا ہوگا اور ایسا ہی یہودیوں پر رجزمن السماء سے خدا تعالیٰ نے طاعون کا عذاب آلہی ہونا ثابت کیا ہے۔ اب میاں نقائش صاحب (جوکہ دراصل خفائش ہیں) کو چاہئے کہ قرآن سے کوئی ثبوت تلاش کرکے پیش کریں کہ یہ جو حوادث آئے دن آتے ہیں اور ملک کے ملک تباہ کرتے ہیں عذاب آلہی اور غضب خداوندی نہیں بلکہ اتفاقی حوادث ہیں تاکہ ہمکو اندازہ کرنیکا موقع ملجاوے کہ فی الحقیقت نقائش صاحب یورپ کے فلاسفروں اور مادی دنیا کے فرزندوں مٹیر لسٹوں سے بڑھکر ہی نہیں بلکہ انبیاء کے منکرین سے بھی بڑھکر ہونیکے علاوہ اعلےٰ دماغ رکھتے ہیں۔

قرآن کی صداقت اور راستی سے مملو ہے اور ہر ایک بات کیسی خوبی اور حکمت سے بیان کیگئی ہے جوکہ وقتاً فوقتاً پوری ہوتی ہے کیا عمدہ فیصلہ کیا ہے اور ایک طریقہ بیان کیا ہے کہ جب دنیا پر بدکاری اور گناہگاری اور ظلم و سفاکی زور نہیں پکڑتی اور خدا کا کوئی رسول مبعوث نہیں ہوجاتا عذاب آلہی نازل نہیں ہوتا اجتک تو یہ بات اس زمانہ کیلئے قولی تھی مگر اس وقت اللہ تعالیٰ نے فعل سے اسکو پورا کرکے فعلی شہادت سے اسکے سچا ہونے پر مہر لگا دی چنانچہ اسی قدیمہ سنت کی مطابق اللہ تعالیٰ نے حضرت میرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود علیہ السلام کو اس طوفان بے تمیزی کے وقت مبعوث فرماکر یعنی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رنگ میں رنگین کرکے حسب وعدہ ان کنتم تحبون اللّٰہ فاتبعونی یحببکم اللّٰہ اور علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل کے رسول بنایا اور پھر گناہ گاروں اور سیاہ کاروں کو طرح طرح کے عذاب میں مبتلا کرنا شروع کردیا اور جیسے کہ اس زمانہ میں سب طرحکی بدیاں جمع ہوگئیں ہیں اسیطرح عذاب بھی طرح طرح کے دئیے جاتے ہیں چنانچہ کہیں تو زلزلے سے تباہ کیا جاتا ہے اور کہیں آگ سے جلاکر خاکستر کیا جاتا ہے اور کہیں سیلاب سے بیڑا غرق کیا جاتا ہے اور کہیں طاعون سے بے خانمان کیا جاتا ہے اور یوں خدا تعالیٰ کی بات اور اوسکے کلام اور رسول و خاتم الرسل اور افضل الرسول کی صداقت کا ثبوت دیا جاتا ہے مگر دیکھنے کیلئے آنکھ چاہئے صدق اللّٰہ صدق اللّٰہ العظیم وصدق رسولہ الکریم ونحن علی ذالک من الشاھدین والشاکرین والحمد للّٰہ رب العالمین وصلی اللّٰہ تعالیٰ علےٰ خیر خلقہ محمد والہ الطیبین الطاھرین واصحابہ الکاملین المکملین فقط

راقم خاکسار محمد حسین از لاہور چھاونی

وصیتوں کے متعلق یادداشت

بعض احباب کے استفسار پر یہ امر عام اطلاع کے لئے شائع کیا جاتا ہے کہ دسواں حصہ آمدن جو اشتہار الوصیت کے ماتحت دیا جاوے گا۔ یہ صورت ہوگی کہ جو احباب چاہیں۔ اس دسویں حصہ میں سے لنگرخانہ۔ مدرسہ اور اعانت میگزین کا چندہ وضع کرنے کے بعد بقیہ مجلس کارپرداز کو دیں لیکن ان مدات کے سوا جن کا حساب دفتر میں رہے گا اور کسی مد میں یا کسی رسالہ یا اخبار کی قیمت کا جو روپیہ دیا جاوے گا۔ وہ محسوب نہیں ہوگا مثلاً ایک شخص کی آمد کا دسواں حصہ سات روپیہ ہے تو اسے اختیار ہے کہ ایمین سے مثلاً عالنگرخانہ میں اور عہ مدرسہ میں عہ اعانت میگزین میں دے اور باقی تین روپے مجلس کارپرداز کو دے ایسے احباب کے ناموں کا ایک رجسٹر الگ رہیگا۔ جسمیں اُن کے متعلق کل حساب وکتاب رہیگا اور قبرستان میں دفن ہونیکے متعلق انکے وہی حقوق ہونگے۔ جو وصیت کرنیوالوں کے حقوق ہونگے۔ ایسے تمام احباب کو سرٹیفکیٹ بھی دئے جاوینگے۔ مگر شرط یہ ہوگی کہ باقاعدہ ماہوار یا ششماہی جیسی صورت ہو وہ اپنی آمد کا دسواں حصہ بھیجتے رہیں۔ (خاکسار محمد علی)

ضرورت

چونکہ شیخ ضیاء اللہ صاحب جو چھ ماہ کی رخصت لیکر آئے ہوئے تھے۔ واپس جانیوالے ہیں اس لئے مدرسہ میں ایک گریجوایٹ یا سینیر سرٹیفکیٹ اُستاد کی ضرورت ہے۔ تنخواہ حسب لیاقت ہوگی۔ درخواستیں بنام سیکرٹری مجلس ناظم التعلیم آنی چاہئیں شیر علی۔ ہیڈماسٹر مدرسہ تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان ۸۔ستمبر ۱۹۰۶ء

ضروری گذارش

۔یجور وید کی تفاسیر کا اردو ترجمہ تیار کرنے کا میں نے انتظام کرلیا ہے پس جو صاحب اسے چھپوانے کا انتظام فرماسکتے ہوں مطلع کریں۔ میں اس ضخیم کتاب کو خود نہیں چھپوا سکتا۔

(۲) تحفہ آریہ سماج یعنے آریہ سماج کی پول اب بہت تھوڑی رہ گئی ہے پس اسے بھی دوبارہ چھپوانے کا جو صاحب انتظام کرسکتے ہوں مجھ سے خط وکتابت کریں۔ خاکسار عبد العزیز (جگدمبا پرشاد ورما) معرفت مطبع قاسمی شہر لدھیانہ پنجاب

ضرورت

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مجھے ایک معلمہ کے واسطے زنانہ مدرسہ گورالی تحصیل و ضلع گجرات کے ضرورت ہے۔ ایک احمدی معلمہ کو ترجیح دیجاویگی معلمہ قرآن کریم۔ اُردو۔ حساب سینا اور پرونا اور کاڑھنا جانتی ہو۔ تنخواہ مبلغ عہ روپیہ ماہوار اور مکان مفت دیا جاویگا۔ اپنے گرہبار اخبار کے کسی گوشہ میں اسکو چھاپ کر ممنون فرماویں۔ نیازمند ملک مولابخش مینیجر زنانہ مدرسہ گورالی

ضروری اطلاع

مطبع میں روپیہ کی بہت ضرورت اور حساب کا صاف ہونا بھی ازبس ضروری ہے اسلئے یہ تجویز کی گئی ہے کہ ۲۴ ستمبر ۱۹۰۶ء کا الحکم کل بقایا داران کے نام یکدم وی پی کردیا جاوے۔ یہ ہوسکتا ہے کہ بعض احباب امزنت قیمت دینے کیلئے طیار نہوں لیکن اگر وہ مطبع کی ضروریات اور مشکلات کو مقدم سمجھ لیں تو کوئی بڑی بات نہیں ہے۔ اسلئے جسطرح ممکن ہو وہ ۲۴۔ستمبر کا وی پی شدہ الحکم وصول کرلیں۔ اور مجھے شکرگزاری کا موقع دیں قومی کاموں میں ذرا سا تساہل بہت کچھ روکیں پیدا کردیتا ہے اگر اس نوٹس کے بعد بھی کوئی صاحب اشد مجبوری کی وجہ سے ۲۴۔ستمبر ۱۹۰۶ء کا الحکم وی پی نہ لے سکیں تو وہ اس سے پہلے اطلاع دیں۔

خاکسار یعقوب علی ایڈیٹر

مفرح عنبری
قیمت فی ڈبیہ پانچ روپیہ

وزن پانچ تولہ خوراک دو ماشہ محصول بذمہ خریدار

جملہ ڈاکٹر صاحبان و حکماء ہندوستان کی قدردانی کا ثبوت

ہنر شناس کو دکھلا ہنر کہ خوبیٔ زر ٭ اگر کھلے ہے تو صراف کی نظر چڑھ کر

خدائے کریم و رحیم کی بے اندازہ فیاضی ہو کہ مجھے سمجھ ملک کی لائق اطباء کی نظر میں اس سنرت سے دیکھا جائے۔ جس کی مثال ہندوستان جیسے ملک میں ہوگا اگر ممکن نہیں تو قریباً محال ضرور ہے۔ اور یہ محض خدائے تعالیٰ کا فضل ہے۔

ورنہ من آنم کہ من دانم ٭

مفرح عنبری کو تیار کر کے جب اس بزرگ جماعت ڈاکٹران و حکمائے ہند کو توجہ دلائی گئی۔ کہ یہ ایک بے نظیر و لاجواب دوائی آپ کے ملک میں تیار ہوئی ہے جس کا مقابلہ یورپ کی کوئی پیٹنٹ دوائی بھی تا حال اس غرض سے اس ملک میں آچکی ہیں نہیں کر سکتیں اور نہیں کر سکتیں۔ تو اول اول جیسا کہ قاعدہ ہی میری عرض پر کچھ زیادہ توجہ نہ کی گئی۔ لیکن رفتہ رفتہ جب ملک میں چاروں طرف مفرح عنبری کی شہرت ہوئی اور اس کے استعمال کرنے والے خود مجسم اشتہار بنکر اس کے موجد کی حوصلہ افزائی کے لئے کمر بستہ ہو گئے۔ پبلک جلسوں میں لکچروں کے ذریعہ اس کا چرچہ ہونے لگا۔ تو الحمد للہ کہ اس بزرگ جماعت نے بھی توجہ مبذول فرمائی۔ رفتہ رفتہ یہاں تک نوبت پہنچی کہ ہندوستان بھر میں جو شہرت کا دقیقہ باقی رہ گیا تھا وہ اس قابل فخر جماعت کی طفیل اللہ کے فضل سے پورا ہو گیا ٭

اس بات کے کہنے کی تو میں جرأت نہیں کرتا اور نہ کر سکتا ہوں کہ خدانخواستہ آپ میں سے کسی کو ایسی عمدہ دوائی بنانا آتا نہیں یا آپ جانتے نہیں جس حالت میں کہ خداوند کریم کی عنایت آپ ہر طرح لائق تعلیم یافتہ تعلیم یافتہ ڈاکٹری جماعت میں داخل ہیں اور اپنے فرائض کی انجام دہی پر ممتاز ہیں ہاں ساتھ ہی اس کے میں یہ بھی نہیں مان سکتا کہ آپ کو اس کی ضرورت نہ ہو۔ کیونکہ ہر ایک دانا معالج کو جس کا کام ہر وقت مریضوں کا علاج کرنا ہے خواہ وہ اپنے وقت کا ارسطاطالیس۔ جالینوس۔ بو علی سینا ہی کیوں نہ ہو ہمیشہ ہر ایک عمدہ چیز کی ہے اور ہر ایک منکسر المزاج دل طبیعت کو اس کی تلاش بھی رہتی ہے۔ چنانچہ بزرگان نہایت ادب سے شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے اپنا فرض منصبی ادا کیا اور جنہوں نے بڑی توجہ سے کام لے کر میری عرض کو جگہ دی۔ خود فائدہ اٹھایا مجھے فائدہ ہوا اور مریضوں پر احسان کیا آئندہ کے لئے ایک اتحاد قائم ہو گیا۔ اور جو ذاتی فائدے ہیں وہ علیحدہ۔ میرے پاس کافی الفاظ نہیں کہ اس مختصر میں ان کا شکریہ ادا کر سکوں۔ البتہ مکمل رپورٹ میں انشاء اللہ مفصل ذکر خیر کرونگا یہاں صرف اسمائے گرامی ان پاک دل معصروں کے شکریہ کے ساتھ عرض کرتا ہوں جو یہ ہیں

جناب ڈاکٹر رام پرشاد صاحب انچارج پٹنہ ڈسپنسری نرسنگھ پور
جناب ڈاکٹر محمد رحمت صاحب پاپون ضلع مولمین
جناب ڈاکٹر محمد علی صاحب لکھنڈرا (نیوان)
جناب ڈاکٹر خانصاحب عبد المجید خانصاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ او بیلیک اسائلم ناگپور
جناب ڈاکٹر غلام مصطفےٰ صاحب کہپنی ناگپور
جناب ڈاکٹر شیخ محمد حسین صاحب دیپور ضلع گوداوری
جناب ڈاکٹر مول چند صاحب پنشنر دہمتاری ضلع رائے پور
جناب ڈاکٹر محمد حید حسین صاحب حید ر صدر ڈسپنسری کہنڈوہ
جناب ڈاکٹر الہٰی بخش صاحب خاص ریاست ریوان
جناب ڈاکٹر سریرام صاحب ہنڈیہ ضلع الہ آباد
جناب ڈاکٹر عبد اللہ خان صاحب پورینہ بنگال
جناب ڈاکٹر عبد المجید خانصاحب ضلع رانچی
جناب ڈاکٹر ناداچرن سرکار چیریٹیبل ڈسپنسری راؤزن بنگال
جناب ڈاکٹر ایس امین الدین صاحب قریشی سی۔ ایم۔ ایس ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر عبد العزیز صاحب مین ڈسپنسری دموہ ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر خلیل الرحمٰن صاحب ایچ ایس منڈلہ ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر عبد الفتاح خان صاحب ایچ ایس ناگپور
جناب ڈاکٹر چھوٹو لال صاحب ہاسپٹل اسسٹنٹ آر دمی ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر کریم بخش صاحب ہزاری باغ بنگال
جناب ڈاکٹر پنڈت شیورام صاحب ویٹرنری اسسٹنٹ ضلع ناگپور
جناب ڈاکٹر سید محمد ہادی صاحب امام باڑہ ڈسپنسری (ہوگلی)
جناب ڈاکٹر محمد عبد القادر صاحب وکٹوریہ میڈیکل ہال سلطانپور بنگال
جناب ڈاکٹر بہادر علی صاحب جام گاؤں ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر شیخ شبراتی صاحب ریاست کہیر آگڑھ ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر غلام احمد خانصاحب ایچ۔ ایس نواچی پور
جناب ڈاکٹر آغا حسین علی صاحب میڈیکل ہال مانڈلے
جناب ڈاکٹر سید احمد علی صاحب ایچ۔ ایس سیونی مالوہ ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر محمد امام خانصاحب ہیڈ ہاسپٹل اسسٹنٹ جیل چاندہ
جناب ڈاکٹر اے۔ ٹی۔ یوسف صاحب ایچ ایس دہنو سیوہ بریلی
جناب ڈاکٹر رحمت علی صاحب احمدی کنگ افریقن رائفلز سمالی لینڈ
جناب ڈاکٹر رحمٰن خانصاحب فسٹ بریگیڈ سمالی لینڈ
جناب ڈاکٹر سراج الدین صاحب ریاست بستر ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر مہیش چندر صاحب رانی ہاٹ ضلع چاٹگام
جناب حکیم محمود حسین خانصاحب ضلع ساگر
جناب حکیم سید سلطان حسین رضوی لکھنوی ریاست کوٹہ
جناب حکیم سید احمد علی صاحب دہلوی بنگلور
جناب حکیم خیر الدین صاحب جوبان ریاست پٹیالہ
جناب حکیم محمد علی صاحب ریاست خاص پالن پور
جناب حکیم محمد سلطان صاحب چنڈول ضلع گنتنا
جناب حکیم محمد صدیق حسین صاحب جیلانی نجیب آباد
جناب حکیم محمد عبد الرحمٰن صاحب ضلع باریسال
جناب حکیم عبد اللطیف صاحب مانڈ گاؤں ضلع ناسک
جناب حکیم حافظ سید عبد الکریم صاحب ضلع دیناجپور
جناب حکیم عبد الرزاق صاحب ضلع دیناجپور
جناب حکیم کرامت علی صاحب دھاپی ضلع پورنیہ
جناب حکیم سید عبد الرحیم صاحب بلہاری۔ مدراس
جناب حکیم عبد الجلیل صاحب۔ لاہرپور ضلع سیتاپور
جناب حکیم اکبر الحسن صاحب لکھواڑہ ضلع پورنیہ
جناب حکیم کرامت حسین صاحب ضلع پورنیہ
جناب حکیم محمد سالار صاحب قاضی سرکار لوہرگل
جناب حکیم رحیم بخش پاٹک ٹولہ پورنیہ
جناب حکیم محمد عبد المجید صاحب جھنگاؤں ضلع پورنیہ
جناب حکیم عشرت علی خان صاحب عمر کھیہ ضلع باسم بنگال
جناب حکیم حافظ لعمت علی صاحب رنگون
جناب حکیم سید عبد القیوم صاحب سکندر نگر مھمن سنگھ
جناب حکیم ناظم حسین صاحب مانڈلے برما
جناب حکیم محمد مہدی حسین صاحب دل سنگھ سرائے دربھنگہ
جناب حکیم سید لیاقت حسین صاحب نواچی پور

آمدم بر سر مطلب مفرح عنبری میں سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس میں کوئی Poison چیز از قسم کشتہ وغیرہ ہرگز نہیں ملایا جاتا اسلئے میں زور سے کہتا ہوں کہ آجکل کی قریباً کل مشتہر پیٹنٹ مقوی ادویات سے خواہ وہ یورپ کے کسی کونہ سے آئی ہوں یا ہندوستان کی کسی کے کسی نامعلوم جنگل سے نکلی ہوں اس کی مقابلہ میں آدھے چوتھائی نمبر بھی حاصل نہیں کر سکتیں اب ہم میں اسے ختم کر کے بڑے شوق سے آپ کی آرڈر کا منتظر ہوں

بھائیوں کا خادم حکیم محمد حسین قریشی موجد مفرح دلکشا مفرح عنبری کارخانہ رفیق الصحت لاہور

لیکچر لودہانہ

گذشتہ اشاعت سے آگے

میں سچ سچ کہتا ہوں اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم زندہ رہتے تو ایک فرد بھی کافر نہ رہتا۔ حضرت عیسے علیہ السلام کی زندگی نے کیا نتیجہ دکھایا؟ بجز اسکے کہ چالیس کروڑ عیسائی ہیں۔ غور کرکے دیکھو کہ کیا تم نے اس زندگی کے اعتقاد کو آزما نہیں لیا؟ اور نتیجہ خطرناک نہیں ہوا؟ مسلمانوں کی کسی ایک قوم کا نام لو جس میں سے کوئی عیسائی نہ ہوا ہو مگر میں یقیناً کہہ سکتا ہوں اور یہہ بالکل صحیح بات ہے کہ ہر طبقہ کے مسلمان عیسائی ہو چکے ہیں۔ اور ایک لاکھ سے بھی انکی تعداد زیادہ ہو گی + عیسائیوں کے ہاتھ میں مسلمانوں کو عیسائی بنانے کیواسطے ایک ہی ہتھیار ہے اور وہ

یہی زندگی کا مسئلہ ہے

وہ کہتے ہیں کہ یہ خصوصیت کسی دوسرے میں ثابت کرو۔ اگر وہ خدا نہیں تو پھر کیوں اسے یہ خصوصیت دی گئی۔ وہ حیّ و قیوّم ہے (نعوذ باللہ من ذالک) اس حیات کے مسئلہ نے ان کو دلیر کردیا اور انہوں نے مسلمانوں پر وہ حملہ کیا جسکا نتیجہ میں تمہیں بتا چکا ہوں اب اس کے مقابل پر اگر تم پادریوں پر یہ ثابت کردو۔ کہ **مسیح مر گیا ہے** تو اس کا نتیجہ کیا ہوگا؟ میں نے بڑے بڑے پادریوں سے پوچھا ہے انہوں نے کہا ہے کہ اگر یہ ثابت ہو جاوے کہ مسیح مر گیا ہے تو ہمارا مذہب زندہ نہیں رہ سکتا۔

ایک اور غور طلب بات ہے کہ مسیح کی زندگی کے اعتقاد کا تو آپ لوگوں نے تجربہ کیا اب ذرا اس کی موت کا بھی تجربہ کرو۔ اور دیکھو کہ **عیسائی مذہب** پر اس اعتقاد سے کیا زد پڑتی ہے جہاں کوئی پیرامرید عیسائیوں سے اس مضمون پر گفتگو کرنے کو کھڑا ہوتا ہے وہ فوراً انکار کردیتے ہیں۔ اسلئے کہ وہ جانتے ہیں کہ اس راہ سے ان کی ہلاکت قریب ہے + موت کے مسئلہ سے نہ الکا کفارہ ثابت ہو سکتا ہے اور نہ ان کی الوہیت اور ابنیت۔ بس اس حملہ کا نتیجہ تھوڑے دنوں تک تجربہ کرو۔ پھر خود حقیقت کھل جاوے گی۔ سنو! قرآن شریف اور احادیث میں یہہ وعدہ تہا کہ اسلام پھیل جاویگا۔ اور وہ دوسرے ادیان پر غالب آجائیگا! اور کسر صلیب ہوگا۔ اب غور طلب امر یہہ ہے کہ دنیا تو عالم اسباب ہے ایک شخص جب بیمار ہو تو اس میں تو شک نہیں کہ شفا اللہ تعالےٰ ہی دیتا ہے لیکن اس کے لئے ادویات میں بھی اسی نے رکھدی ہیں جب کوئی دوا دی جاتی ہے تو وہ فائدہ کرتی ہے۔ پیاس لگتی ہے تو اسکے بجھانے والا تو خدا ہے مگر اس کے لئے پانی بھی اسی نے مقرر کیا ہے اسیطرح پر بھوک لگتی ہے تو اسکو دور کرنے والا تو وہی ہے مگر غذا بھی اسی نے مقرر کی ہے۔ اسی طرح یہہ غلبہ اسلام اور کسر صلیب تو ہوگا۔ جو اس نے مقدر کیا ہے لیکن اس کے لئے اسنے اسباب مقرر کئے ہیں اور ایک قانون مقرر کیا ہے۔ چنانچہ بالاتفاق یہہ امر قرآن مجید اور احادیث کی بنا پر تسلیم کرلیا گیا ہے کہ آخری زمانہ میں جب عیسائیت کا غلبہ ہوگا اسوقت مسیح موعود کے ہاتھ پر اسلام کا غلبہ ہوگا اور وہ کل ادیان اور ملتوں پر اسلام کو غالب کرکے دکھادیگا۔ اور دجّال کو قتل کرے گا۔ اور صلیب کو توڑدے گا۔ اور وہ زمانہ آخری زمانہ ہوگا۔ نواب صدیق حسن خان اور دوسرے بزرگوں نے جنہوں نے آخری زمانہ کے متعلق کتابیں لکھی ہیں انہوں نے بھی اس امر کو تسلیم کیا ہے۔ اب اس پیشگوئی کے پورا ہونے کے لئے بھی تو کوئی سبب اور ذریعہ ہوگا؟ کیونکہ اللہ تعالےٰ کی یہہ عادت ہے کہ وہ اسباب سے کام لیتا ہے دواؤں سے شفا دیتا ہے اور اغذیہ اور پانی سے بھوک پیاس کو دور کرتا ہے اسیطرح پر اب جبکہ عیسائی مذہب کا غلبہ ہو گیا ہے اور ہر طبقہ کے مسلمان اس گروہ میں داخل ہو چکے ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ اسلام کو اپنے وعدہ کے . . . . موافق غالب کرے اسکے لئے بہر حال کوئی ذریعہ اور سبب ہوگا اور وہ یہی

موت مسیح کا حربہ ہے

اس حربہ سے صلیبی مذہب پر موت وارد ہوگی اور ان کی کمریں ٹوٹ جاویں گی۔ میں سچ کہتا ہوں

. . . .

کہ اب عیسائی غلطیوں کے دور کرنے کے لئے اس سے بڑھ کر کیا سبب ہو سکتا ہے کہ مسیح کی وفات ثابت کی جاوے۔ اپنے گھروں میں اس امر پر غور کریں اور تنہائی میں بستروں پر لیٹ کر سوچیں۔ مخالفت کی حالت میں تو جوش آتا ہے سعید الفطرت آدمی پھر سوچ لیتا ہے۔ دہلی میں جب میں نے تقریر کی تھی تو سعید الفطرت انسانوں نے تسلیم کرلیا اور وہیں بول اٹھے کہ بے شک حضرت عیسے کی پرستش کا ستون انکی زندگی ہے جب تک یہہ نہ ٹوٹے اسلام کے لئے دروازہ نہیں کھلتا بلکہ عیسائیت کو اس سے مدد ملتی ہے۔ جو انکی زندگی پر اصرار کرتے ہیں انہیں سوچنا چاہیئے کہ دو گواہوں کے ذریعہ سے پھانسی مل جاتی ہے مگر یہاں اسقدر شواہد موجود ہیں اور وہ بدستور انکار کرتے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے

یاعیسیٰ انی متوفیک ورافعک الیّ

اور پھر حضرت مسیح کا اپنا اقرار اسی قرآن مجید میں موجود ہے **فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم** اور توفی کے معنے موت بھی قرآن شریف ہی سے ثابت ہے کیونکہ یہی لفظ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر بھی آیا ہے جیساکہ فرمایا

واما نرینک بعض الذی نعدھم او نتوفینک اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے **فلما توفیتنی** کہا ہے جس کے معنی موت ہی ہیں اور ایسا ہی حضرت یوسف اور دوسرے لوگوں کے لئے بھی یہی لفظ آیا ہے پھر ایسی صورت میں اسکے کوئی اور معنے کیونکر ہو سکتے ہیں؟ یہہ بڑی زبردست شہادت مسیح کی وفات پر ہے اسکے علاوہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے معراج کی رات میں حضرت عیسیٰ کو مردوں میں دیکھا۔ حدیث معراج کا تو کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ اسے کھول کر دیکھ لو کہ کیا اس میں حضرت عیسےٰ کا ذکر مردوں کے ساتھ آیا ہے یا کسی اور رنگ میں جیسے آپ نے حضرت ابراہیم اور موسیٰ اور دوسرے انبیاء علیہم السلام کو دیکھا اس طرح حضرت عیسےٰ کو دیکھا۔ ان میں کوئی خصوصیت اور امتیاز نہ تھا۔ اس بات سے تو کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ حضرت موسیٰ اور ابراہیم اور دوسرے انبیاء علیہم السلام وفات پاچکے ہیں (اور قابض الارواح نے انکو دوسرے عالم میں پہونچا دیا ہے۔ پھر انہیں ایک شخص زندہ بجسدہ العنصری کیسے چلا گیا؟ یہہ شہادتیں تھوڑی نہیں ہیں ایک سچے مسلمان کے لئے کافی ہیں پھر دوسری احادیث میں حضرت عیسیٰ کی عمر ۱۲۰ یا ۱۲۵ برس کی قرار دی ہے ان سب امور پر ایک جائی نظر کرنے کے بعد یہہ امر تقوی کے خلاف تہا کہ جھٹ پٹ یہہ فیصلہ کردیا جاتا کہ مسیح زندہ آسمان پر چلا گیا ہے۔ اور پھر اسکی کوئی نظیر بھی نہیں۔ عقل بھی یہی تجویز کرتی تہی مگر افسوس ان لوگوں نے ذرا بھی خیال نہ کیا اور خداترسی سے کام نہ لے کر فوراً مجھے

دجّال کہدیا

خیال کرنے کی بات ہے کہ کیا یہ تہوڑی سی بات تھی؟ افسوس!

پھر جب کوئی عذر نہیں بن سکتا تو کہتے ہیں۔ درمیانی زمانہ میں اجماع ہو چکا۔ میں کہتا ہوں کب؟ اصل اجماع تو صحابہ کا اجماع تہا اگر اسکے بعد اجماع ہوا ہے۔ تو اب ان مختلف فرقوں کو توا کٹھا کرکے دکھاؤ۔ میں سچ کہتا ہوں کہ یہہ بالکل غلط بات ہے مسیح کی زندگی پر کبھی اجماع نہیں ہوا۔ انہوں نے کتابوں کو نہیں پڑھا ورنہ انہیں معلوم ہو جاتا کہ صوفی موت کے قایل ہیں اور وہ انکی دوبارہ آمد بروزی رنگ میں مانتے ہیں

مشن رسول

جیسے میں نے اللہ تعالے کی حمد کی ہے ویسے ہی میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتا ہوں کہ آپ ہی کے لئے اللہ تعالیٰ نے اس سلسلہ کو قائم کیا ہے اور آپ ہی کے فیضان اور برکات کا نتیجہ ہے جو یہہ نصرتیں ہو رہی ہیں میں کھول کر کہتا ہوں اور یہی میرا عقیدہ اور مذہب ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے **اتباع اور نقش قدم پر چلنے کے** بغیر انسان کوئی روحانی فیض اور فضل حاصل نہیں کر سکتا

پھر اسکے ساتھ ہی ایک اور امر قابل ذکر ہے اگر میں اسکا بیان نہ کروں تو ناشکری ہوگی اور وہ یہہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے ہمکو ایسی سلطنت اور حکومت میں پیدا کیا ہے جو ہر طرح سے امن دیتی ہے اور جس نے ہم کو اپنے مذہب کی تبلیغ اور اشاعت کے لئے پوری آزادی دی ہے۔ اور ہر قسم کے سامان اس مبارک عہد میں ہمیں میسر ہیں۔ اس سے بڑھکر اور کیا آزادی ہوگی

فرشتہ لو نہیں سکتے ایک مرتبہ وفات مسیح کے مسئلہ پر گفتگو کی۔ سان ایام میں خان یار (کشمیر) کی قبر یوز آسف کی تحقیقات ہو رہی تہی۔ میں نے پادری فتح مسیح صاحب سے سوال کیا کہ اگر یوز آسف کی قبر مسیح ہی کی قبر ثابت ہو (جو ہمارے علم و یقین میں واقعی ہے) تو آپ بتائیں کہ پھر عیسائی مذہب میں کچھ جان رہ سکتی ہے۔ پادری فتح مسیح نے اسکا جواب یا کہ یہ خیالی بات ہے اور غلط میں نے پھر باصرار کہا کہ فرض کرلو کہ یہہ قبر وہی ہے تو پھر بتاؤ کہ کیا باقی رہا۔ اسنے کہا کہ ہاں اگر یہہ ثابت ہو جاوے تو اس میں کچھ بھی شک نہیں پھر عیسائی مذہب کا کچھ بھی باقی نہیں رہ سکتا اور وہ محض باطل ثابت ہوگا۔ ایسا ہی ایک مرتبہ میں نے ڈاکٹر نصیرالدین صاحب سے جواب خدا کے فضل سے مسلمان ہیں جب وہ عیسائی تھے یہی سوال کیا تو انہوں نے بڑے رنگ سے پیچ کے بعد یہی اقرار کیا اور اصل تو یہ ہے کہ حق ترکے بغیر چارہ ہی نہیں رہتا۔

کہ ہم عیسائی مذاہب کی تردید زور شور سے کرتے ہیں اور کوئی نہیں پوچھتا مگر اس سے پہلے ایک زمانہ تھا۔ اس زمانہ کے دیکھنے والے بھی اب موجود ہیں اس وقت یہہ حالت تھی کہ کوئی مسلمان اپنی مسجدوں میں اذان تک نہیں کہہ سکتا تھا اور باتوں کا تو ذکر ہی کیا ہے۔ اور حلال چیزوں کے کھانے سے روکا جاتا تھا۔ کوئی باقاعدہ تحقیقات نہوتی تھی + مگر یہہ اللہ تعالیٰ کا فضل اور احسان ہے کہ ہم ایک ایسی سلطنت کے نیچے ہیں جو ان تمام عیوب سے پاک ہے یعنے سلطنت انگریزی جو امن پسند ہے جسکو مذاہب کے اختلاف سے کوئی اعتراض نہیں جسکا قانون ہے کہ ہر اہل مذہب آزادی سے اپنے مذہبی فرض ادا کرے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ ہماری تبلیغ ہر جگہ پہونچ جاوے اسلئے اس نے ہمکو اس سلطنت میں پیدا کیا جسطرح پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نوشیرواں کے عہد سلطنت پر فخر کرتے تھے اسیطرح ہمکو اسی سلطنت پر فخر ہے [illegible] بات [illegible] مور چونکہ عدل اور راستی لاتا ہے اسلئے اس سے پہلے کہ وہ مامور ہوکر آئے عدل اور راستی کا ظہور ہونے لگتا ہے۔ میں یہیں رکھتا ہوں کہ اس رومی سلطنت سے جو مسیح علیہ السلام کے زمانہ میں تھی یہہ سلطنت ہزار درجہ اولیٰ اور افضل ہے اگرچہ اس کا اور اس کا قانون ملتا جلتا ہے لیکن انصاف یہی ہے کہ اس سلطنت کے قوانین کسی سے دبے ہوئے نہیں ہیں اور مقابلہ سے دیکھا جاوے تو معلوم ہوگا کہ رومی سلطنت میں وحشیانہ حصہ ضرور پایا جاویگا یہہ [illegible] تھی کہ یہودیوں کے خوف سے خدا کے پاک اور برگزیدہ بندے مسیح کو حوالات میں دیا گیا اس قسم کا مقدمہ مجھہ پر بھی ہوا تھا مسیح علیہ السلام کے خلاف تو یہودیوں نے مقدمہ کیا تھا۔ مگر اس سلطنت میں میرے خلاف جسنے مقدمہ کیا وہ [illegible] اور ڈاکٹر [illegible] مارٹن کلارک [illegible] بنایا اور اس سلئے [illegible] یہانتک کہ مولوی ابو سعید محمد حسین [illegible] بھی جو اس سلسلہ کا سخت دشمن ہے شہادت دینے کیواسطے عدالت میں آیا اور جہانتک اس سے ہوسکا اسنے میرے خلاف شہادت دی۔ اور پورے طور پر مقدمہ میرے خلاف ثابت کرنے کی کوشش کی یہہ مقدمہ کپتان ڈگلس ڈپٹی کمشنر گورداسپور کے اجلاس میں تھا جو شاید اب شملہ [illegible]۔

خلیفہ رشید الدین صاحب کا نصیحت نامہ

بنام

مُرتد ڈاکٹر

ڈاکٹر عبد الحکیم خاں نے ایک کارڈ اپنے پرانے واقفکار رفیق ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب کے نام لکہا ہے جو کہ بمعہ جواب کے ذیل میں شائع کیا جاتا ہے :-

میرے عزیز اور محترم دوست خلیفہ صاحب السلام علیکم و رحمتہ اللہ و برکاتہ۔ اغلباً الذکر الحکیم اور المسیح الدجال آپ نے ملاحظہ فرما لئے ہوں گے۔ رات میں نے خواب میں دیکھا کہ آپ مرزا صاحب سے تائب ہوگئے ہیں۔ اس پر مَیں آپ سے بغلگیر ہوا اور الحمد للہ چند بار پڑہی اور دعا کی۔

مَیں نہیں جانتا۔ کہ اس خواب کا وقت ابہی آگیا ہے یا نہیں۔ براہ مہربانی مجھے اطلاع دیں کہ مرزا صاحب کی نسبت اور دیگر مسلمانوں کے قطع سلام و نماز و رشتہ داری کی بابت اور تمام مسلمانوں کو غیر ناجی سمجھنے کی بابت آپکا اب کیا خیال ہے۔ امید کہ اپنے ایک پرانے ہمراز اور یکرنگ دوست کو مفصل جواب سے مشکور فرماوینگے۔

مجھے مرزا صاحب کے خلاف خوابات بڑی [illegible] عنقریب شائع ہوں گے۔ والسلام

خاکسار عبد الحکیم خان۔ ایم۔ بی۔ اسسٹنٹ سرجن از مقام بسی۔ ریاست پٹیالہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

از خاکسار رشید الدین آگرہ ۱۲ ستمبر ۱۹۰۶ء

بنام ڈاکٹر عبد الحکیم خان صاحب

السلام علیٰ من اتبع الہدےٰ۔ امّا بعد واضح ہوکہ کارڈ آپ کا پہنچا۔ شائد آپ کے خواب کی یہ تعبیر ہے کہ آپ ہی راہ راست پر آجاویں اور پھر توبہ کرکے حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی مسعود اور قبلہ و کعبہ مرزا صاحب سلمہ کی خادمی میں داخل ہوکر اس قابل ہوجاویں کہ آپ اور ہم پھر بغلگیر ہوسکیں۔ یہ تعبیر اس واسطے کی گئی کہ [illegible] تو یہ ایک مسلّم مسئلہ ہے کہ خواب جیسے رات کو دیکھے جاتے ہیں۔ ویسے ہی ہو بہو واقع نہیں ہوجاتے اور دوم آپ کے خواب تو خصوصاً ہی تعبیر طلب ہیں۔

آپ کو یاد ہوگا کہ زمانۂ طالب علمی میں جب ہم اور آپ میڈیکل کالج لاہور میں پڑہا کرتے تھے شاید آپ کو یاد ہو کہ نہ ہو۔ آپ نے رویا دیکھی تہی۔ کہ امتحان آخری ڈاکٹری میں آپ اوّل رہے اور یہ عاجز رشید الدین دوم رہا۔ جب نتیجہ امتحان نکلا تو آپ بحساب تعداد نمبر مضامین اول نہ رہے اور یہ عاجز تو آٹھواں ہی پاس ہوا تھا۔ پھر اس کی تعبیر کی گئی۔ جو آپ کو یاد ہوگی۔ اور یہ بھی آپ کو یاد ہوگا۔ کہ آپ کے خواب یا پیشگوئیاں کبھی بالکل واقع نہیں ہوئیں۔ مثلاً جب آپ نے متواتر رویا دیکھکر مجھہ کو انہیں دنوں میں اطلاع دی تھی۔ کہ آپ کا نکاح میری ہمشیرہ [illegible] ابھی کہیں منسوب نہیں ہوئی تھیں۔ اور بعد میں آپ نے اس بارہ میں بہت کوشش کی تہی۔ بلکہ اپنے لڑکے کے واسطے بھی آپ نے ہمارے خاندان میں رشتے ڈہونڈے۔ لیکن آپ کو کامیابی نہ ہوئی اور اب پندرہ سال گذرنے کو آتے ہیں۔ اور آپ کی یہ پیشگوئی پوری ہوتی نظر نہیں آئی۔ بلکہ محال ہے۔ تو فرمایئے کہ اس کی [illegible] تعبیر یا تاویل ہے جب آپ [illegible] طالب علمی کے دنوں کے خوابوں کی یہ حالت ہو۔ تو اب تو ان کا کچھ اعتبار ہی نہیں۔ اُن دنوں میں تو آپ متقی مسلمان تھے۔ خدا کا خوف آپ میں زیادہ تہا۔ اور اپنے آپ کو اور اپنی رائے کو کچھہ زیادہ نہ سمجھتے تھے۔ کم گو تھے۔ صالحین کو گالیاں نہیں دیا کرتے تھے۔ محنت و ریاضت کیا کرتے تھے آپ کے پاس روپیہ نہ تھا۔ کوئی مطبع نہ تھا۔ خدا وند تعالیٰ پر توکل زیادہ تھا۔ کوئی تجارت نہ تھی اور نہ آپ کی کوئی کتابیں چھپی تھیں۔ اور نہ آپ مصنف کہلاتے تھے۔ اور نہ آپ کو چنداں علم تھا۔ معمولی فارسی دان منشی تھے اور عربی سے تو آپ بالکل بے بہرہ ہی تھے ہاں قرآن شریف کے ساتھ آپ کو بہت محبت تھی۔ اور اس کے تراجم اُردو یا انگریزی آپ ضرور دیکہا کرتے تھے۔ کوئی آپکی اپنی تفسیر نہ تھی اور پہران دنوں میں آپ ڈاکٹر بھی نہ کہلاتے تھے * نہ امراء و دنیاداروں کی مجلسوں میں آپ بیٹھا کرتے تھے۔ کھانا بھی رزق حلال ہوا کرتا تھا۔ تب آپ صفائی دیکھنے کا دَوروں میں دورہ بھی نہ کیا کرتے تھے اور نہ غریب رعایا پر تشدد کیا کرتے بلکہ برعکس اس کے آپ میں حلم۔ انکساری اور خاکساری اور کم گوئی زیادہ تھی۔ میں پہر کہتا ہوں۔ کہ جب اُن دنوں میں آپ کے خوابوں کی وہ حالت تہی۔ جو میں نے اوپر بیان کی ہے۔ تو اب کیا اعتبار ہے؟ اور کیوں ساری محنت کو ایسی جلدی برباد کر دیا۔ آپ تو قرآن کریم میں پڑہا کرتے تھے۔ کہ ولا تکونوا کالتی نقضت غزلها من بعد قوة انكاثا۔ ولا تكونوا كالذين آذوا موسى فبراه الله مما قالوا وكان عند الله وجيها۔

اگر فرض کیا کہ آپ کو کوئی معاملہ ناگوار گذرا تھا۔ یا بظاہر آپ کی کسی نے توہین کی تھی۔ تو صبر کیا ہوتا اور صالحین کی استغنائے ذاتی پر ہی اس کو محمول کیا ہوتا اور اپنے آپ کو ہیچ سمجھا ہوتا اور یہ خیال کیا ہوتا کہ دنیا میں مجھہ سے اچھے ڈاکٹر اور حکیم اور روپیہ والے اور کتابوں والے اور مطبع والے اور جاہ و حشمت والے موجود ہیں۔ جو حضرت اقدس سلمہ کے حلقہ بگوش رہتے ہیں۔ اُن سے ہی مشورہ کر لیا ہوتا۔ اور اپنی رائے کی ایسی پیچ نہ کی ہوتی۔ جب حضرت اقدس نے آپ کو توبہ کے لئے کہا تھا۔ تو اپنے خیال سے توبہ و رجوع کر لیا ہوتا اور در حقیقت آپ کا خیال کہ بغیر وسائل رُسل علیہم السلام کے نجات اور عرفان اور کامل توحید اور حقیقی توحید حاصل ہو سکتی ہے۔ بالکل غلط ہے۔ خصوصاً بغیر ذریعہ افضل الرسل و سید المرسلین و النبیین حضرت محمد مصطفےٰ و احمد مجتبےٰ صلی اللہ علیہ وسلم فداہ امّی و نفسی و ابی۔ یہ سخت ہی کفران نعمت و صریح شرک ہے۔ آپ کو معلوم رہے۔ کہ صرف "خدا ایک ہے" "خدا ایک ہے" کہنے سے نجات نہیں ہوتی جب تک کہ عملی اور حقیقی طور سے اُس کو اپنی ذات پر وارد کرکے نہ دکھلایا جاوے۔ اور اپنے نفس اور رائے کو [illegible] نہ سمجھا جاوے۔ [illegible] کو دور نہ کیا جاوے اور [illegible] طور سے یہہ ہرگز حاصل نہیں ہوسکتا۔ مگر غور کرنے پر اور متابعت کرنے پر اعمال و طریق زندگی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر۔ کیونکہ جب تک اسوۂ حسنہ نہ ہو اور کوئی نمونہ بن کر نہ دکھلاوے۔ آپ کیسے معلوم کر سکتے ہیں کہ حقیقی توحید جس سے نجات ہوتی ہے [illegible] جس کے آپ کاربند ہیں۔

یا غیر؟ کیا الفاظ "توحید" لا الٰہ الا اللہ زمانہ جاہلیت کی کتابوں میں موجود نہ تھے۔ یا عرب لوگ اُن کا استعمال نہ کیا کرتے تھے بیشک سب الفاظ کا استعمال ہوتا تھا۔ مگر باوجود اس کے پھر وہ مشرک ہی تھے۔ کیونکہ ان کے گرد و پیش میں ان کے اعتقادات میں ان کے اعمال و رسوم میں شرک بسا ہوا تھا۔ اور نہ ان کے پاس کوئی نمونہ تھا۔ جو کہ اُن کو توحید سکہلاتا۔

* نوٹ۔ ہاں یہ بات تو ضرور تہی۔ کہ آپ "حکیم جی" تو ضرور تب بھی کہلاتے تھے۔

لیکن جب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دہان مبارک سے یہ نکلا قال لا الہ الا اللہ دخل الجنۃ جس کے معنے یہ ہوئے ۔ کہ جسطرح میں نے لا الہ الا اللہ کہا ہے ۔ اور کر کے دکھلا دیا ہے اسی طرح اگر کوئی کہے اور پھر کر کے دکھلا دے اس کو نجات ہے ۔ تب ہی عرب کی نجات ہوئی یعنے محمدی توحید سے نجات ہے ۔ ابراد غیراد تقدخیرا کی خیالی توحید سے نجات نہیں ہو سکتی ۔ اور نہ عبدالحکیمی توحید سے ۔ جب تک انسان آدم توحید حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کامل تعلق نہ پیدا کرے اور انکی ذات میں محو ہو کر کامل متبع نہ بن جاوے اور انہیں کو ساری اپنی دین و ایمان کا ذریعہ نہ سمجھے اور شکر گزار بن جاوے ۔ ایسے شخص کو نہ عرفان ذات الٰہی ہو سکتا ہے اور نہ کامل توحید ہی حاصل ہو سکتی ہے قرآن شریف حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے زبان مبارک سے ہی ہم کو معلوم ہوا ہے اور جتنے الفاظ و آیات وغیرہ [illegible] ان میں سے ہر ایک کا تعلق ذات مبارک آنحضرت سے ہے ۔ اگر اس میں یہ لکھا ہے کہ کوئی ہو یہودی ہو ۔ نصاریٰ ہو وغیرہ اگر وہ خدا پر ایمان لاوے گا ۔ ۔ وہ نجات پاویگا ۔ تو اس کے یہ معنے ہوں گے ۔ کہ اس خدا پر اس طریق سے ایمان لاوے گا ۔ اور عملاً کر کے دکھلا دیگا ۔ جس کو جس طرح حضرت محمد رسول اللہ نے پیش کیا ہے ایسے آنحضرت کے واسطے سے ایمان لاوے اور ایمان لا کر عملاً دکہا دیا ہے ۔ یعنے جب تک کہ کامل متبع سنت محمدی کا نہ ہوگا ۔ نجات نہ ہوگی افسوس ہے ۔ کہ جس توحید اور نجات پر آپ کو غرہ ہے اور آپ اس پر فخر کرتے ہیں ۔ وہ سوائے **نفس پرستی اور شرک** اور جہنم کے میری رائے میں اور کچھ نہیں ۔ سو آپ کو چاہئے کہ توبہ کریں ۔ اور حق کی طرف رجوع کریں ۔ پیشتر اس کے کہ لیست التوبۃ علی الذین الی [illegible] کا وقت آجاوے ۔ یاد رہے کہ ساری توحید ایک جانے میں ہے ۔ جب آپ نے انبیاء و رسل و اولیا کو خدا سے الگ سمجھا جن کی نسبت ہے کہ ہم دلیائی تحت قبائی اور ماؤمیت دلکن اللہ رمی اور ان کی تعریف آپ نے غیر خدا کی تعریف سمجھی اور پھر آپ منہ سے الحمد اللہ ہی کہتے رہے تو نہ ہائے ؎

برین عقل و دانش بباید گریست

آپ نے پڑھا ہوگا ۔ کہ ان الذین یریدون ان یفرقوا بین اللہ و رسلہ ۔ اولٰئک ھم الکافرون ۔ یہی آپ کی توحید اور نجات ہے ۔ سو لازم ہے ۔ کہ آپ ایسی توحید سے توبہ کریں اور محمدی توحید کی طرف آجاویں تاکہ آپ کی نجات ہو ۔

اس زمانہ میں حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اقدس مرزا صاحب سلمہ میں بروز کیا ہے ۔ تو اس وقت مرزائی توحید ہی محمدی توحید ہے اور اسی سے نجات ہے ۔ باقی رہے جزوی مسائل سو وہ توحید کے سمجھنے سے پیچھے انشاء اللہ سب کے سب حل ہو جاویں گے ۔

جب آپ نجات کے لائق بنیں گے اور یہی [illegible] دنیا میں جنت مل جاوے گی ۔ یہ تہوا ہے آیت و لمن خاف مقام ربہ جنتان تو پھر کہا ہے کہ آپ ان لوگوں سے تعلقات بڑہاویں گے ۔ [illegible] نہیں ۔ قرآن حمید [illegible]

انما ولیکم اللہ و رسولہ والذین امنوا انما یہلکم اللہ الی آخرہ ؟ اذا جاءک المنافقون الخ " انا برآؤ منکم و مما تعبدون من دون اللہ " و کونوا مع الصادقین "

آپ غور فرماویں کہ دیگر مسلمان ۔ جن کا آپ اپنے [illegible] ذکر کرتے ہیں ۔ ان کی حالت کیا ہے ؟ کیا وہ **مقربان الٰہی** سے ہیں ۔ یا راندۂ **درگاہ الٰہی ؟** بظاہر ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اگر آپ کو وہ **صالحین** نظر آتے ہیں تو ان سے تعلق و ربط بڑھائیے نہیں تو الگ رہیئے ۔ خاکسار رشید الدین

واخر دعونا ان الحمد للہ رب العالمین

دارالامان کا ہفتہ

(۱) حضرت حجۃ الاسلام امام علیہ السلام خدا کے فضل اور تائید سے خدمت دین میں مصروف اور **حقیقۃ الوحی** کو زور شور سے لکھ رہے ہیں اور آپکا خادم کارخانہ الحکم اسے چھاپ رہا ہے

. . . .

۲ ۔ دسہرہ کی تعطیلات کیوجہ سے بہت سے احباب مختلف مقامات سے آئے ہوئے ہیں وسط ستمبر کے وسط میں تین روز شدید بارش ہوئی جسکی وجہ سے ڈھاپ خوب بھر گئی ہے ۔ اسی شدت بارش کیوجہ سے آپکے ہیکم زر خلام کے ایک حصہ مکان کو سخت صدمہ پہونچا ۔

لال کپڑے والی قبر کا نشان پورا ہو گیا

دیر ہوئی الحکم میں یہ رؤیا حضرت حجۃ اللہ کا شائع ہو چکا ہوا ہے کہ آپ نے بہشتی مقبرے میں میری قبر پہ **لال کپڑا** دیکھا جس سے مراد یہ تھی کہ میری قبر حضرت مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ کی قبر کے علاوہ عورت کی ہوگی چنانچہ میاں سردخان ملازم نواب محمد علیخان صاحب کی اہلیہ نے اس رؤیا کو پورا کر دیا جو ۲۲ ستمبر ۱۹۰۶ء کو فوت ہوئی اور بہشتی مقبرہ میں جگہ پائی خدا مغفرت کرے ۔

خواہشمند اطلاع دیں

دو معزز عہدہ دار جنکی تنخواہ چار سو روپیہ ماہوار اور معقول ترقی کی بہترین امیدیں ہیں شادی کے خواہشمند ہیں اور کسی شریف مسلمان خاندان میں قطع نظر احمدی یا غیر احمدی ۔ اور بلا امتیاز کسی فرقہ کے نکاح کرینگے ۔ ہاں یہ ضروری ہے کہ یہ تعلق سید ۔ شیخ ۔ مغل ۔ پٹھان ۔ اعوان یا معزز جاٹوں کے خاندان سے ہو ۔ عہدہ دار مذکور کی ذاتی حیثیت اور انکی خواہش نکاح کے لحاظ سے ضروری ہے کہ لڑکیاں ان صفات سے متصف ہوں جنکی توقع کی جاسکتی ہے ہر قسم کے امور کے متعلق ایڈیٹر الحکم سے خط و کتابت کی جاوے ۔

قابل تقلید نمونہ

منشی حبیب الرحمان صاحب احمدی رئیس حاجی پور ڈاکخانہ پھگواڑہ کی صاحبزادی فوت ہوگئی ہے انا للہ وانا الیہ راجعون ۔ اس موقع پہ منشی صاحب موصوف نے مرحومہ کو ثواب پہونچانے کی نیت سے ایک نیک نمونہ اور قابل تقلید ذریعہ خیرات کا تجویز کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ انہوں نے ایک پرچہ اردو اور ایک پرچہ انگریزی میگزین کا ۔ ایسا ہی الحکم ۔ اور بدر اور تشحیذ الاذہان اور تعلیم الاسلام وغیرہ کل رسایل اور اخبارات سلسلہ کو ہمیشہ کیلئے کسی غریب مگر شوقین احمدی کے نام جاری کرانے ہیں ۔ اسلئے ایسی امیدوار مندرجہ بالا اخبارات یا رسائل کے منیجروں کے نام درخواست بھیجدیں ۔

منشی حبیب الرحمان صاحب نے ایک ایسی نیک کام کی ابتدا کی ہے جو مرحومہ کیلئے الدال علی الخیر کفاعلہ کی موافق بہت بڑی نیکی اور ثواب کا موجب ہوگا ۔ اگر ہمارے احباب ہر قسم کی تقریبوں پر ان ذرایع اشاعت ملت کا لحاظ رکھیں تو وہ بہت امداد کر سکتے ہیں ۔ آخر میں دعا ہے کہ خدا مرحومہ کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور اسکے مخدوم والدین اور برادران کو صبر جمیل ۔ آمین ۔

احمدی جماعتیں مرحومہ کا جنازہ پڑھیں

لندن میں لکچر بازی

عورتوں کو مردوں کیطرح ووٹ کا حق ملنے پر لکچر دیتا ہے کبھی کبھی ایک اور شخص آکر پرچار کرتا ہے انکا مضمون یہ ہوتا ہے ۔ کہ پارلیمنٹ کو چاہئے کہ شراب نوشی انگلینڈ میں حکماً بند کرے کیونکہ انگلینڈ کی غریبی اور بیکاری کی اصلی وجہ یہی ہے ۔ کہ لوگ شراب پیتے ہیں ۔ اس شخص کا بیان ہے کہ یہ اسنے اسباب کا بڑا اظہار کیا ہے ۔ کہ شراب [illegible] بند کرادونگا ۔ لوگ اسکی تقریر سنتے ہیں [illegible] کچھ اثر ہوتا دکھائی نہیں دیتا مگر اسکا جوش اور ہمت قابل تعریف ہے کیونکہ شراب کے برخلاف بولنا انگلینڈ میں ہر شخص کے برخلاف بولنا ہے اس کے ساتھ ایک دو اور شخص ہوتے ہیں ۔ اسکے زوردار الفاظ ہوا کرتے ہیں ۔ بس آج رات سے شراب کی تجارت انگلینڈ سے اکھڑ گئی "۔ اس شخص کے بائیں طرف ایک کثیر مجمع چار پانچ سو مرد و عورتوں کا ہوتا ہے ۔ جو مسٹر پریڈ لا اور اسکے ساتھی کہے جاتے ہیں ۔ انکا نام انجیل اور عیسائی مذہب کے خلاف پرچار کرتا ہے ۔ انکا خیال ہے کہ انگلینڈ انجیل کی اشاعت پر فضول لاکھوں روپیہ ہر سال خرچ کرتا ہے ۔ بہتر ہے ۔ کہ ان روپیوں کو دوسرے کاموں میں لگایا جائے ۔ مزدور پیشہ لوگ ان تقریروں کو بہت پسند کرتے ہیں جس سے ظاہر ہے کہ ان لوگوں کے دلوں سے عیسائی مذہب کی بنیاد اکھڑتی جاتی ہے ۔ کسی روز بڑا تماشہ یہ ہوتا ہے کہ اس گروہ کے پاس آکر ایک عیسائی واعظ بھی شروع کر دیتا ہے تاکہ لوگ دوسرے گروہ کی تقریر نہ سن سکیں ۔ اور دونوں ایک دوسرے سے بڑھ کر اونچا بولنے کی کوشش کرتے ہیں ۔ اسی جگہ ایک بوڑھا عیسائی واعظ آتا ہے جو انجیل ہاتھ میں لے کر پڑھنا شروع کر دیتا ہے ۔ اسکا مضمون ہر روز مسیح کی قبر سے نکل کر آسمان کیطرف جانے کے متعلق ہوتا ہے ۔ عموماً اسکے پاس کوئی سننے والا نہیں ہوتا ۔ مگر وہ اکیلا بولتا رہتا ہے ۔ میں کئی دفعہ اسکے پاس کھڑا ہو جاتا ہوں ۔ جب کبھی کوئی عورت یا مرد پاس سے گذرے تو وہ بیچارہ لیڈیز و جنٹلمین کہہ دیتا ہے کسی کے دل میں رحم آئے ۔ تو سننے کیلئے اسکے

بابو سالگرام صاحب کی چٹھی کا جواب

رسالہ آریہ مسافر جالندھر جلد ۸ نمبر ۱۰ بابت ماہ جولائی ۱۹۰۶ء میں الہ آباد کے بابو سالگرام صاحب نے خاکسار کے نام ایک طول طویل کھلی چٹھی شایع کرائی ہے۔ اور اخبار پرکاش لاہور مورخہ ۷ اگست ۱۹۰۶ء میں ایک مضمون بہ عنوان مذہب اسلام اور لالہ جگد با پرشاد شایع ہوا ہے۔ اور آریہ گزٹ مورخہ ۹ اگست ۱۹۰۶ء میں بھی کچھ شایع ہوا ہے۔ ان سب کا بہت مختصر جواب لکھا جاتا ہے۔

میں بابو سالگرام صاحب کا بہت مشکور ہوں۔ کہ کم از کم انہوں نے سٹر دھرم پال صاحب کی مانند مجھے احمق بیوقوف پاگل چھچھی گندگی پر منہ مارنیوالا وغیرہ وغیرہ جیسے دل دکھانے والے الفاظ سے مخاطب نہیں کیا۔ اگرچہ آریہ سماج کے نئے برہم چاری جی مہاراج کے طرز کلام کو مدنظر رکھکر میں نے یہ سمجھ لیا تھا۔ کہ جبکہ نئے آریہ صاحب کو اس قدر مشاق گالیاں دینے میں حاصل ہو گئی تو پرانے آریوں کی تو بات ہی کیا کہنی ہے لیکن شاید بابو سالگرام صاحب نے میری نزدیک کی رشتہ داری کا خیال کیا ہے۔ خیر آمدم برسر مطلب بابو صاحب کی لمبی چوڑی تمہید کا لب لباب یہ ہے۔ کہ اگر مجھے اسلامی تعلیم پسند تھی تو میں مسلمان ہو جاتا۔ مگر رسالہ ترک ویدیزم وغیرہ شایع کرنا فضول تھا۔ بلکہ ایسا کرنا یہ ظاہر کرتا ہے۔ کہ میں نے بلاوجہ اس قدر شور وغل آریہ سماج کے خلاف غلط فہمی پھیلانے کے لئے مچا رکھا ہے۔ کیونکہ ان کے خیال میں دنیا کا کوئی مذہب کسی حالت میں ٹوٹ نہیں سکتا۔

اب سوال یہ ہے کہ اگر بابو سالگرام صاحب کی یہ بات ان کی شخصی رائے نہ سمجھی جاوے۔ بلکہ آریہ سماج کی مجموعی تعلیم کا ایک جزو سمجھ لیا جاوے۔ تو معلوم ہو کہ خود آریہ صاحبان اس اصول کے خلاف عمل کر رہے ہیں جبکہ دنیا کا کوئی مذہب (حسب قول بابو سالگرام صاحب کسی) حالت میں نیست و نابود ہو ہی نہیں سکتا تو پھر آریہ سماج عیسائیت، اسلام اور ... وغیرہ کی [illegible] کیوں ... شایع کرتی رہتی ہے اور کیوں آریہ اوپدیشک صاحبان [illegible] لیکچر دیا کرتے ہیں۔

آگے چلکر بابو صاحب نے لکھا ہے۔ کہ میں آریہ سماج کا کوئی بڑا آدمی نہ تھا۔ جس کے نکل جانے سے سماج کا نقصان ہوا ہو۔ وغیرہ۔ اس کا جواب یہ ہے کہ میں نے آج تک کبھی یہ بات خواب میں بھی نہیں کہی کہ میں آریہ سماج کا کوئی بڑا آدمی تھا یا یہ کہ میرے نکل جانے سے سماج کا نقصان ہوا پھر جب میرا یہ دعویٰ ہی نہیں اعتراض فضول ہے۔ لہذا اس کی تردید کرنی مجھے لازم نہیں اور اگر کسی اسلامی اخبار نے ایسا لکھا ہو۔ تو مجھ پر کوئی اعتراض عاید نہیں ہو سکتا۔

بابو سالگرام جی! جس سیالکوٹ کے اخبار کا آپ اس قدر زور کے ساتھ حوالہ دیتے ہیں وہ آج تک میں نے نہیں دیکھا (اور مضامین ایک اخبار سے دوسرے میں نقل بھی ہو جاتے ہیں) میں نے کبھی یہ ثابت کرنے کی کوشش نہیں کی کہ میں آریہ سماج کا کوئی لیڈر یا رکن رہا ہوں۔ البتہ یہ میں نے سچ لکھا ہے۔ کہ میں آریہ سماج کا ایک ترمی (محبتی) ہوں۔ اور اب بھی میں آریہ سماج کا پریمی ہوں کام خواہ ڈائرکٹ لی کیا جاوے یا *Indirectly* انڈائرکٹ لی (یعنے باواسطہ یا بلاواسطہ) ہاں ٹھیک ہے میں آریہ سماج کی خدمات کرتا رہا ہوں تنخواہ لیکر۔ لیکن افسوس کہ آپ کو یہ بات معلوم نہیں ہے۔ کہ خاکسار نے سرکاری و دیگر ملازمتیں کئی مرتبہ ترک کر کر کے آریہ سماج کی ملازمت کم تنخواہ پر منظور کر لی تھی۔ آپ کا یہ کہنا غلط ہے کہ سرکاری نوکری نہ ملنے سے (چونکہ ۲۵ سال سے عمر زیادہ ہے) میں سماج کا کام کرنا چاہتا تھا۔ جناب عالی! آپ سے شاید کبھی والد صاحب مرحوم نے ذکر کیا ہوگا کہ میں نے سرکاری محکمہ ڈاکخانہ جات کی ملازمت ۴۰ روپیہ ماہواری کی ترک کر کے آریہ سماج سے صرف ۱۵ روپیہ ماہواری گزران کے لینے پر کام شروع کیا تھا۔ اور افریقہ سے آنے پر الہ آباد میں ریلوے کی معقول ملازمت ملتی تھی (جن دنوں میں آپ سے بھی ملا تھا اور آپکے لڑکی کی شادی کی متعلق گفتگو ہوئی تھی) مگر میں نے آریہ ... [illegible] ... ایڈیٹری پر ... سمجھا تھا اور آخری واقعہ یوں ہے۔ کہ میں ... میں آریہ سماج کی اوپدیشکی چھوڑنے کے بعد وہاں ہی سرکاری محکمہ سروے آف انڈیا میں للعہ روپیہ ماہواری پر ملازم ہو گیا تھا جہاں سے ... کر آیا تھا اور کانپور میں جن دنوں آپکے ... دا دھر پر

شیوبرت تارائن کلرک ریلوے (جو کہ میرا حقیقی بھائی ہے) کے پاس مقیم تھا۔ انہیں دنوں چونکہ برہما کو واپس جانا مجھے پسند نہ تھا۔ اس وجہ سے کئی جگہ ملازمتوں کی درخواستیں روانہ کی تھیں (جنہیں میں مراد آباد کے رہبر ہند والی درخواست بھی شامل ہے) اور کمپنی کے ایک کپنی نے مجھے ۱۳۰ روپیہ ماہواری پر مقرر کر لیا تھا۔ (اس کی تصدیق آپ اپنے داماد صاحب سے کرلیں) مگر وہاں نہ جاکر گوروکل سکندر آباد جا پہونچا۔ اور ارادہ کیا کہ پھر بھی آریہ سماج کے ایسے کاموں میں اپنے تئیں مشغول کروں۔ جو ہند و قوم کے بھلائی کے لئے ہیں۔ مثلاً گوروکل کی تنگی کے لئے مفصلات سے چندہ ایکٹھا کرنا وغیرہ پس آپ کو معلوم ہو۔ کہ للعہ اور ۱۳۰ روپیہ کی ملازمتوں کی پرواہ نہ کرکے میں آریہ سماج سے صرف ۲۰ روپیہ لیکر کام کرنا فخر سمجھتا تھا (جو کہ دراصل میرا خبط تھا) اس شہادت پرکاش والے مضمون نگار صاحب کے الفاظ میں درج ہے۔ ...

... ورنہ جگد مبا پرشاد کی خواہش اول یہ تھی کہ دیگر مذاہب کے لوگوں سے جو کچھ مجھے حاصل ہو سکتا ہے۔ اس سے نہایت قلیل گزران پر آریہ سماج کی سیوا کرے۔ مگر افسوس آریہ سماج کی موجودہ حالت پر۔ کہ کیا جگد مبا پرشاد اس قابل بھی نہیں۔ کہ اس کو دس روپیہ ماہواری دے کر آریہ کام لے سکتے۔ ...

کہیے بابو سالگرام جی! کیا آپ اب بھی یہی کہتے چلے جاینگے کہ میں بوجہ بیکاری اور بوجہ نہ ملنے دیگر ملازمت کے آریہ سماج کی خدمات کرتا رہا۔ یا یہ کہ للعہ اور ۱۳۰ کے بجائے سماج سے ۲۰ مانگتا رہا (اور تو بھلا اور تو جد سا تیسا۔ آپ کو یہ کہتے ہوئے کہ جگد مبا پرشاد کو کہیں نوکری نہیں مل سکتی شرم بھی نہ آئی۔ کیوں صاحب! آپ تو صرف اردو دان ہو کر اور کبھی گھر سے باہر نہ نکلنے پر بھی ۲۵ روپیہ ماہواری حاصل کر ... اور مجھ جیسا ... انگریزی ... سنسکرت جاننے کے علاوہ کئی ممالک ... ڈگریاں حاصل کر لینے ... ممالک میں گھومنے کے بعد سوا آریہ سماج کے اور کوئی سہارا نہ رکھے۔ ... ! ایسی عقلمندی پر آریہ سماجی صاحبان تمام دنیا سے

بھر ... ہاں ... یہ میں کہتا۔ کہ میں آریہ سماج کیلئے باعث فخر تھا نہیں بلکہ میں مانتا ہوں۔ کہ مجھ جیسے بیوقوف لوگوں کا ودیا نند کی سماج میں کچھ کام نہیں ہے۔ پس ایسوں کو فوراً سے قبل باہر نکل جانا چاہئے۔

آریہ گزٹ والی درخواست کا حال یوں ہے۔ کہ سکندر آباد سے میں دہلی چلا گیا تھا۔ (بمبئی کی ملازمت پر بوجہ دیر ہو جانے کے نہ جا سکا۔) اور جسٹال دہلی نامی کارخانہ میں کام مل گیا تھا۔ انہیں دنوں مذہبی تحقیقات عیسائیت اور اسلام کی کرتا رہا۔ اور اسلام میں ... ہو کر وہ ملازمت چھوڑ دی۔ مگر جیسا کہ میں نے رسالہ ترک ویدیزم حصہ دوم میں بیان کر دیا ہے۔ جب شدہی کی گئی تو اسی اثناء میں آریہ گزٹ سب ایڈیٹری کی نوٹس دیکھکر وہاں درخواست روانہ کر دیا۔

لیکن اسکا جواب نہ آنے پایا تھا۔ کہ میں پھر اشدہ بن گیا (یعنے اسلام میں واپس چلا آیا) تاریخ ملاکر آپ معلوم کر سکتے ہیں۔ لیکن اسلام میں داخل ہونے اور ملازمت کرنے سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

بابو سالگرام جی۔! آپنے بڑا بھاری ایک اعتراض دربارہ الہام کیا ہے ماہ دربارہ سن لیجئے کہ ۳ ستمبر ۱۹۰۶ء کو ہی کتاب آریہ سماج کے پول کا لکھا جانا شروع ہوا ہے۔ نہ صرف یہ بلکہ اسکا بہت سا حصہ لکھکر میں نے برہما سے بذریعہ رجسٹرڈ پیکٹ بنام پنڈت دوارکا پرشاد صاحب جو بے جنرل سیکرٹری سناتن ہند دھرم سبھا پریاگ الہ آباد واسطے ملاحظہ روانہ کیا تھا (تاکہ بعد نیاری کے وہ اس کی چھپائی کا انتظام اپنی سبھا کی جانب سے کریں) آپ ان صاحب سے مل کر اس بارہ میں تحقیقات کر سکتے ہیں۔ بیشک اسوقت میرا خیال اسلام میں داخل ہونے کا نہ تھا لیکن یہ قطعی فیصلہ تھا۔ کہ جلد یا دیر سے کتاب آریہ سماج کی پول شایع ہو گی چنانچہ جب میں اسلام میں داخل ہوا۔ تو اب یہ کتاب تحفہ آریہ سماج کی شکل میں تبدیل ہو گئی۔ ہاں آپکا یہ اعتراض ہے۔ کہ جب ملک برہما میں میرے خیالات آریہ سماج سے منحرف ہو گئے تھے تو پھر آریوں کے یہاں ملازمت کی درخواستیں کیوں کرتا رہا۔ پس آپکو معلوم ہو کہ آریہ سماج میں اس وقت نصف سے زیادہ ایسے لوگ ملازم ہیں۔ جو دل سے آریہ نہیں۔ بلکہ سناتنی یا دہریہ ہیں چنانچہ

اخبار کی ایڈیٹری یا چندہ وصول کرنے کے لئے اوپدیش کی کا کام مجھے بہ نسبت کلرکی وغیرہ کے اس قدر افضل معلوم ہوتے تھے۔ کہ میں خیالات تبدیل ہو جانے پر بھی ذریعہ معاش ان ہی کاموں کو بنانا چاہتا تھا اور کسی محکمہ کا کام کر کے اجرت حاصل کر لینا کوئی گناہ نہیں ہے۔ بیشک ان آرین خدمات کو کرتا ہوا بھی میں کتاب آریہ سماج کی پول تیار کرتا رہ سکتا تھا۔ اور کل ہو جانے پر کوئی نہ کوئی مطبع ضرور اسے چھاپ دیتا۔

آگے چل کر بابو ساگرام صاحب نے لکھا ہے کہ سب سے بڑھ کر وہ بات جس کے لئے قلم اٹھائی گئی یہ ہے۔ کہ میں نے اپنے باپ داداؤں کی جائداد کے بقیہ موجودہ حصہ کا تخمینہ پانچ ہزار لکھا ہے۔ مگر بابو [illegible] ... ۱۲ کا کھینچتا ہے بابو ساگرام جی! آپ کے آنکھوں پر دیا بندی گمراہ کنندہ تعلیم کی پٹی بندھی ہوئی ہے۔ پس یہ تو آپ سے کبھی خواب میں بھی نہیں امید کی جا سکتی۔ کہ آپ ایسے معاملات میں انصاف سے کام لیوینگے۔ اس امر کا آسان فیصلہ تو تب ہو۔ کہ کوئی غیر شخص جو مسلمان اور آریہ نہ ہو۔ وہ تحقیقات کر کے اپنی بے تعصبانہ رائے ظاہر کرے اسبارہ میں اگرچہ کسی قسم کی کوئی بحث بالکل فضول ہے۔ لیکن چونکہ آپ نہایت شوق سے سننے کے منتظر ہیں اسلئے سن لیجئے:-

مکان کا کرایہ اپنے سے روپیہ لکھا ہے جو کہ آپ کی تعصبانہ فرضی بکواس ہے آپ بابو دیبی پرشاد صاحب سے جو میرے چچا صاحب کے مکان میں رہتے ہیں۔ جا کر دریافت کر لیویں۔ کہ سنہ ۱۹۰۰ء میں اس مکان کا کرایہ معہ ساڑھے سات روپیہ ملتا تھا یا نہیں (البتہ اب عرصہ دراز سے کرایہ پر دیا ہی نہیں گیا) پس الہ آباد شہر میں اور خاص اس محلہ اتر سوہا میں جہاں میرا مکان واقع ہے۔ مکانوں کی گرانی کے لحاظ سے ایک مکان جس کا کرایہ معہ روپیہ ماہواری ہو۔ یقیناً دو ہزار روپیہ سے زائد قیمت سمجھا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ مکان کے سامنے اس قدر زمین موجود ہے۔ کہ ایک مکان اور بنایا جا سکتا ہے۔ پس ایسی جگہ پر خالی زمین کی لاگت بھی [illegible] چنانچہ کم

از کم اس زمین کی قیمت پانچ سو روپیہ سمجھنی چاہئے۔

اجی حضرت! آپ دیہات کے رہنے والے شہروں کے مکانوں کی قدر کیا جانیں مکان کے بعد زمینداری کے حساب کتاب میں بھی اپنے فضول تعصبانہ بکواس کی ہے۔ موضع پچوریں میں بھی اب تک کچھ حصہ موجود ہے۔ موضع سلو کھرا کے علاوہ اور کئی مواضعات میں جناب والد صاحب مرحوم کے نام حصہ جات موجود ہیں۔ جن کا مفصل احوال آپ بابو دیبی پرشاد صاحب سے دریافت کر سکتے ہیں۔ شروع سے وہ ہی بطور منیجر کام کیا کرتے ہیں۔ پس ان سب حصہ جات کو ایک جا کرنے سے یقیناً کم از کم ڈھائی ہزار کی مالیت ہو سکتی ہے۔ اور یہ تو آپ کی نہایت عجیب و غریب قانون دانی ہے کہ میرے بھتیجے لکشمی شنکر کی موجودگی کے باعث آپ مجھے وراثت سے خارج کرنا چاہتے ہیں۔ آپ کو معلوم ہو کہ باپ چچا کی حین حیات میں لڑکے بھتیجوں کا کوئی حق وراثت کی جائداد پر نہیں رہا کرتا اور جب کہ عزیز لکشمی شنکر کو میں نے خود اپنا وارث بنایا ہے (دیکھو سرٹیفکیٹ موجودہ فنڈ نمبر ۱) اور اسکی پرورش و تعلیم وغیرہ کا انتظام اب بھی (و آئندہ بھی) مجھ ہی کو کرنا پڑتا ہے۔ اور اسکی والدہ یعنی جنابہ بھاوج صاحبہ مجھے تمام حساب کتاب خانگی ایک ایک پیسے کا اپنے خطوط ہندی میں لکھ کر یہاں برابر بلا ناغہ بھیجا کرتی ہیں (واضح ہو کہ اسلام یہ نہیں کہتا کہ کوئی ذاتی خیالات تبدیل ہونے کی باعث یا مذہب تبدیل کر لینے پر پچھلے تعلقات توڑ دیوے اگرچہ الہ آباد کے کایستھ صاحبان اب میرے ساتھ کھانا پانی بھی نہ پیوینگے۔ لیکن میں ان سب کو خون سے جو رشتہ ہے برابر ویسا ہی برتاؤ کرتا ہوں جسکی تحقیقات آپ اپنے داماد وغیرہ سے کر سکتے ہیں) تو آپ کا یہ کہنا کہ میری موجودگی میں وہ شخص کا مالک ہے یا اس غلطی نہیں۔ بلکہ یہ ظاہر کرتا ہے۔ کہ آپ کو تعصب نے اسقدر گمراہ کر دیا ہے کہ معمولی باتیں بھی ہندو لا کی آپ بھول گئے ہیں افسوس۔ صد افسوس؟

آگے اپنی میرے چچا صاحب کی جائداد کے حقیقت کے بارہ میں اعتراض کیا ہے۔ پس یہ بھی آپکی عدم واقفیت، ہندو قانونی یا تعصب کے خندق میں گرنے کا ہی اظہار کرتا ہے جناب عالی! ہندو لا کے مطابق موروثی جائداد نانی کو نہیں پہونچا کرتی ہے۔ اگر بابو کیلاش شنکر صاحب مرحوم کی ذاتی پیدا کی ہوئی جائداد ہوتی تو انکی نانی کو پہونچتی مگر موروثی جائداد خاندان والوں کا ہی

حق رہا کرتا ہے لیکن نہ لینا نہ دینا مفت کی ٹہائیں ٹہائیں سے کیا حاصل میں کوئی ایسا ذی تو کرتے ہی لگا تھا پھر ایسے معاملات پر بحث کرنے کی کیا ضرورت ہے کیا آپ کو معلوم نہیں کہ آئے دن عدالتوں میں ایسے ہزاروں مقدمہ جات ہوا کرتے ہیں۔ دو فریق اس قسم کے مقدموں کو دائر کیا کرتے ہیں ہر ایک اپنا اپنا حق ظاہر کیا کرتا ہے لیکن چونکہ مجھے ایسی کوئی کارروائی کرنی نہیں ہے اس وجہ سے اسبارہ میں کچھ کہنا سننا فضول ہے۔ ان باتوں کا پتہ ان لوگوں کو رہا کرتا ہے جن کے یہاں پشت ہا پشت سے جائدادیں کم و بیش رہا کرتی ہیں۔ لیکن جناب من! آپکو ان معاملات کا کیا پتہ آپ کی بلا جانے آپ نے اس کوچہ کی ہوا بھی نہیں کھائی۔ آپ تو صرف دفتر کی بستوں کو الماریوں میں بند کرنے رہا کریں۔

ایک بڑا اعتراض آپ کا دربارہ ماس کے ہے لیکن افسوس کہ میں آپکی ایسی باتوں کو اس وقت تک سننے کیلئے بھی تیار نہیں۔ جب تک کہ آپ عالمان اسلام کے ایسے فتوے لیکر میرے پاس نہ روانہ کریں۔ کہ جو شخص گوشت نہیں کھاتا وہ مسلمان نہیں رہ سکتا۔ البتہ جب آپ ایسے فتوی میرے پاس پہونچا دیوینگے۔ تو تب میں اسلام کو آخری سلام کہہ دونگا اور جو کہ آپنے سناتن ہندو دہرم کے باتوں سے اسلام کی باتوں کا مقابلہ کر کے یہ ثابت کرنا چاہا ہے۔ کہ جس شخص کو ہندو دہرم کی باتیں غلط معلوم ہونگی اسکو اسلام کی ایسی ہی باتیں کیونکر صحیح معلوم ہو سکتی ہیں پس اسکا جواب یہ ہے کہ علاوہ ان سب باتوں کے جن کا آپنے ذکر کیا ہے۔ (بلا لحاظ اس کے کہ وہ قابل تسلیم ہیں یا نہیں) ہندو ازم کا اصل اصول یہ ہی کہ ویدان میں دیوتا پرستی موجود ہے جبکہ اسلام سوا ایک وحدہ لاشریک پرمیشور کے سوا اور کسی کو سجدہ کرنے نہیں دیتا اس کے علاوہ ہندو دہرم میں شیو شنبو برہما وغیرہ کے [illegible] جھگڑوں اور لنگ پوجا وغیرہ کو کوئی سمجھدار صحیح نہیں مان سکتا۔

آگے آپنے لکھا ہے کہ جب کہ سنسکرت [illegible] اس کی حمد و ثنائیں میں کہتا ہوں کہ خدا ہر ایک زبان کو سمجھ سکتا تو نام میں نے کیوں تبدیل کیا۔ اسکا جواب یہ ہے۔ کہ ایڈیٹر پرکاش وغیرہ سے آپ کو معلوم ہوگا کہ میں اپنا دستخط جگدمبا پرشاد ورما ہی کیا کرتا ہوں۔ میرا نام عبد العزیز ان مولانا صاحب نے رکھا ہے جنہوں نے مجھے اسلام میں داخل کیا ہے اور آپکو معلوم ہو کہ میں ستے وغیرہ الفاظ حسب سابق بدستور استعمال کرتا ہوں۔ اس کے علاوہ بھگوت گیتا اور اپنشدوں کا پاٹھ بھی میں سابق بدستور کیا کرتا ہوں۔ اگر سب کام اسلامی اصولوں کے خلاف ہیں تو آپ ضرور علماء اسلام سے فتوی دلائیے۔

میں دوبارہ کہتا۔ کہ مجھے سنسکرت شلوک اور منتر پڑھنے میں اسلئے آنند آتا ہے کہ ان کے معنے مطلب کو پڑھنے وقت خوب سمجھ لیتا ہوں اس معمہ کو تب سمجھئے کہ آپ کچھ سنسکرت جانتے ہوتے مگر افسوس کہ اپنے اسقدر عرصہ سے آریہ سماج بن کر اسلامی کتب بینی میں تو وقت ضائع کیا۔ مگر اپنی مذہب کی اصلی زبان سنسکرت کو باوجود سوامی جی مہاراج کی خاص ہدایت ہونے کا کبھی نہ سیکھا۔ اجی جناب!

اجی جناب! اردو زبان کے الفاظ میں وہ لطف نہیں آسکتا جو ایک عربی دان کو عربی میں یا ایک سنسکرت دان کو سنسکرت میں آسکتا ہے۔ اس ہی چٹھی میں ایک نوٹ دیکر آریہ مسافر کو ایڈیٹر صاحب نے بھی یہ ظاہر کرنا چاہا ہے کہ نوشہرہ کی بیوہ کو میں نے اسلئے چھوڑ دیا تھا۔ کہ میں ایک خاص قسم کے مرض میں مبتلا تھا۔ پس حقیقت یہ ہے کہ یہ آرسماجیوں کی خوش انتظامی ہے کہ وہ مجھ جیسے سیدھے سادے لوگوں کو تباہ و برباد کیا کرتے ہیں وہ بیوہ اول درجہ کی فاحشہ عورت تھی چنانچہ اس نے اثنا گفتگو میں یہ ظاہر کیا کہ دراصل وہ بیوہ نہ تھی۔ بلکہ اس کا پہلا خاوند بریلی میں موجود تھا۔ اور ایسی وجہ سے وہ میرے ہمراہ مقام رانچی بھار کو بریلی کے راستہ سے چلنے کیلئے تیار نہیں تھی تو یہ حال سنکر اس خوف سے کہ اس کا پہلا خاوند جو زندہ تھا (اور یہ آوارہ عورت اس سے لڑائی ہو جانے پر بھاگ آئی اور سماج والوں سے اپنے تئیں بیوہ ظاہر کر دیا) کہیں کوئی دعوی نہ کر دیوے میں نے اس کا ساتھ چھوڑنا مناسب سمجھا۔ آگے بابو ساگرام صاحب تحریر فرماتے ہیں "... ... مگر ایسی قابلیت آپ میں کبھی نہیں ہوئی کہ آریہ سماج کے معمولی علماء میں بھی آپکا شمار ہوا ہو اور نہ اصولاً ایسا ہو سکتا تھا۔ ... آپ کسے نئے ہوا خواہ آپ کی پوزیشن کے متعلق خواہ مخواہ دیدہ و دانستہ غلط بیانی کر کے ناواقفوں کو مغالطہ میں ڈالنے کی کوشش کر رہے ہیں ... اور آپ ہیں کہ ان جھوٹے تعریفی کلمات کو شربت کے گھونٹ کی طرح پئے جاتے ہیں"۔

اچھا مہاراج! لیجئے آپ کی اس نصیحت کو میں بسر و چشم قبول کر کے اسی وقت حسب ذیل اعلان جاری کرتا ہوں۔

باقی آئندہ

میرا قادیان کا سفر

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

میر دیان سے گھر آئی دوپہر کا کھانا کھایا کچھ دیر آرام کیا ظہر کی نماز پڑھکر خدمت بابرکت میں جا حاضر ہوئی حضرت اقدس نماز سے فارغ ہو کر حقیقۃ الوحی کتاب لکھ رہے تھے۔ کوئی [illegible] سا وقت ام المومنین کی خدمت [illegible] کہیں سے آئی ہوئی تہیں [illegible] ام المومنین کے اعلٰے اخلاق نے ثابت کر دیا کہ [illegible] نیک بختی خوش خلقی [illegible] دینداری کی کمی نہیں [illegible] مرزا صاحب کے ہاں دینداری کا کیا حال ہے۔ نماز کے اوقات [illegible] بچہ سے لیکر بوڑھے [illegible] کیا مرد کیا عورت بڑے خشوع خضوع سے [illegible] نظر آتے تھے۔ قادیان میں سوا قرآن کریم اور نماز پڑھنے کے کوئی دوسرا کام ہی نہیں [illegible] اذان اوّل وقت [illegible] ہے اللہ اکبر کی صدا [illegible] گونج اٹھتا ہے [illegible] مرزا صاحب [illegible] دینداری بے نظیر ہے [illegible] میں ام المومنین کی نماز کا [illegible] واقعہ بیان کرتی ہوں [illegible] نماز پڑھ [illegible] اور میری چھوٹی [illegible] کے پاس [illegible] میں نے دیکھا کہ آپ نماز [illegible] رہی ہیں [illegible] دیکھ [illegible] ہو گیا کہ [illegible] گار ہ بیلہ [illegible] اور [illegible] اداکی [illegible] [illegible] یہاں [illegible] ان کے [illegible] ایک طرح [illegible] بیوی صاحبہ [illegible] کرایا ہیں پیسیا اور پتلون [illegible] جاتی ہیں (ناظر [illegible] جواب دیا [illegible] دنیا کے یاد [illegible] سونے کی [illegible] چھوڑ [illegible] تو [illegible] ہے جیسا ان کا دل چاہے لباس [illegible] انگریزی [illegible] اور [illegible] تعلیم [illegible] مگر میرا مشاہدہ [illegible] کے پاس [illegible] نہیں میرا [illegible] علم اور حلم کی [illegible] خیال [illegible]

[illegible] مولوی صاحب [illegible] مولوی [illegible] کی بیوی صاحبہ [illegible] صاحب بھی گھر [illegible] تشریف [illegible] سے پیش آئے بہت دیر تک ادھر ادھر کی باتیں ہوتی رہیں۔ اسی دن ہمارے سب آدمیوں نے بیعت کی۔ تاہم [illegible] حکیم صاحب کے ہاں سے اٹھکر حضرت صاحب کے پاس [illegible] بیعت کے واسطے عرض کیا۔ آپ نے فرمایا ٹھہر کے بیعت لیجاوے گی عصر کے بعد حاضر خدمت ہوئے ایک قصیدہ جو کہ بھائی [illegible] صاحب نے تحفۃً حضرت صاحب کیواسطے منگایا ہوا خدمت بابرکت میں پیش کیا اور عرض کی کہ اگر ارشاد ہو تو پڑھکر سناؤں۔ آپ نے فرمایا پڑھو میں کھڑی ہو کر پڑھنے لگی آپ نے مجھ اپنے برابر بیٹھنے کا ارشاد کیا۔ جونہی قصیدہ پڑھنا شروع کیا تھا کہ حضرت صاحب کی رعب سے بدن پسینہ پسینہ ہو گیا۔ جب پڑھ چکی تو حضرت صاحب نے نظم خود پڑھی اور ارشاد فرمایا کہ اسکو مفتی محمد صادق صاحب کو دیدینا وہ بدر میں چھاپ دینگے۔ بیعت کیواسطے عرض کی تو آپ نے فرمایا کہ صبح کو بیعت لیجاوے گی۔

گھر آئے تو مفتی صاحب ہمارے ہاں ہی بیٹھے ہوئے تھے انکو [illegible] دیدی جو کہ بدر میں چھپ بھی گئی ہے۔ ۱۸ [illegible] صبح کو خدمت شریف میں حاضر ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ تم میں سے کس نے بیعت کرنی ہے جنہے کہا [illegible] سب نے آپ چارپائی پر بیٹھے ہوئے تھے [illegible] زمین پر غالیچہ بچھا دیا گیا ہم اس پر بیٹھ گئیں (واضح ہو کہ مردوں کی بیعت تو ہاتھ پر ہاتھ رکھکر لیجاتی ہے مگر عورتوں کی صرف آپکے کہنے پر ہوجاتی ہے) حضرت صاحب نے کہا کہ [illegible] میں کہوں وہی تم بھی میرے پیچھے کہتے آنا پہلے اشہد ان لا الٰہ الا اللہ والا سارا کلمہ پڑھایا پھر کہا کہ آج میں احمد کے ہاتھ پر تمام گناہوں کا اقرار کرتی جن میں میں گرفتار تھی اور سچے دل سے اقرار کرتی ہوں کہ جہانتک میری طاقت اور سمجھ ہے تمام گناہوں سے بچتی رہونگی اور دین کو دنیا پر مقدم رکھونگی (اسوقت میری آنکھیں تر ہو گئیں اور دعا کی الٰہی تو ہی ثابت قدم رکھیو) پھر استغفر اللہ تین دفعہ رب انی ظلمت نفسی والی ساری دعا پڑھائی بعد اسکے دعائے خیر کی۔

اس وقت ہماری خوشی حد سے بڑھی ہوئی تھی اور دل گواہی دے رہا تھا کہ ضرور ہم صراط مستقیم پر آ گئے۔ میرے سسرال والے جانے کو تیار ہو گئے۔ ہیئے جانے کا نام سنا آنکھوں سے [illegible] ام المومنین کے پاس

[illegible] اونہوں نے مجھے [illegible] متفکر ہوئے کہا شاید [illegible] جس سے بیوی صاحبہ [illegible] آخر دن نے میری والدہ کی [illegible] کا حال [illegible] کیا میں نے اپنی والدہ کی ناگہانی موت کا حال کہہ سنایا جس سے بیوی صاحبہ کی چشم مبارک پرنم ہو گئیں اور فرمانے لگی لڑکی تو نے میرے دلکو دو صدمے دئے ہیں پہلا تو تمہارے جانے کا تھا دوسرا تمہاری والدہ کی موت کا۔ یہ لکھنا ضروری ہے کہ بیوی صاحبہ بڑی ہمدرد اور رفیق القلب ہیں دوسرے کے غم کو اپنا ہی غم تصور کرتی ہیں۔ ہر ایک کے ساتھ ہمدردی کرنا ان کا شیوہ ہے یہاں مجھے ایک بات یاد آگئی جس کا لکھنا خالی از مصلحت نہیں ہوگا۔

میرا گیارہ سالہ بھائی جو کہ عرصہ ۹ ماہ سے قادیان میں تعلیم پاتا ہے دو ماہ ہوئے [illegible] کے پاؤں اتفاقاً گڈے کے نیچے آگئے جسمیں کہ ۶ بوریا گندم کی [illegible] ہوئی تھیں سخت زخمی ہو گیا تھا قریباً ٹوٹ چکا تھا اس کے سیدھا ہونے کی بالکل امید نہ تھی۔ جو ہمدردی اس بچہ کے ساتھ فرقہ احمدیہ نے کی ہے وہ قابل تعریف ہے حکیم الامت مولوی نورالدین صاحب نے بمعہ اہلبیت مفتی محمد صادق نے بمعہ اہلبیت مولوی محمد علی صاحب نے بمعہ اہلبیت حضرت اقدس اور ام المومنین نے رو رو کر نیم شب کو دعائیں مانگیں خداوند دو عالم نے ان بزرگوں کی دعاؤں کو سنا تھوڑے ہی دنوں میں بچہ کو صحت ہو گئی اب وہ صحیح سالم چلتا پھرتا ہے۔ اگر کسی نے اخلاق رسولی دیکھنا ہو تو احمدیہ جماعت میں دیکھے ان میں وہی ہمدردی عود کر آئی ہے جو حضرت صلعم کے مبارک زمانہ میں صحابہ کبار میں تھی۔ ۱۸ تاریخ کی شب [illegible] لے چلی [illegible] کاٹی ۱۹ کو علی الصباح [illegible] حکیم الامت مولوی صاحب [illegible] ہاں گئی وہ اس وقت عورتوں کو قرآن مجید پڑھا [illegible] ان سے اپنے جانے کا ذکر کیا [illegible] قادیان ٹھہر کر حضرت اقدس [illegible] اجازت طلب کرنے کیواسطے [illegible] ساس صاحبہ [illegible] ساتھ تھیں حضرت صاحب [illegible] سے چھوڑ دیا اور ہماری طرف مخاطب ہو کر [illegible] نصیحت کی جو کہ ہمیشہ کیواسطے یاد رکھنے کے قابل [illegible] زرین حروف سے [illegible] سامنے رکھنے والی ہے آپ نے فرمایا تمام چیزیں حرام کھانی گناہ ہیں مگر غیبت جو کہ حرام ہے اس کا کھانا ثواب میں داخل ہے۔ ہمارے مخالف نہیں [illegible] کہ [illegible] ہیں حالانکہ ہم ٹھہرکر یہی دعا دیتے ہیں کہ خدا انہیں ہدایت دے۔ جب لڑکی بیاہی جاتی ہے تو اس کے ہاتھ میں دو چابیاں ہوتی ہیں

ایک صلح کی دروازہ کی اور دوسری لڑائی کی جس دروازہ کو چاہے کھول رکھے [illegible] خوش [illegible] وہ عورتیں جنہوں نے صلح کا دروازہ کھولا۔ لڑکیوں کو اپنے خسر ساس کی نہایت تابعداری کرنی چاہئے کیونکہ بعد از شادی لڑکی کا تعلق اپنے والدین سے بڑھکر خسر ساس سے ہو جاتا ہے اسی واسطے انکے ادب و عزت کو ملحوظ خاطر رکھنا چاہئے انکے حکموں کو بڑا کہہ کر [illegible] قبول کر لینا چاہئے تعلیم کا یہی فائدہ [illegible] لڑکی اپنے آپکو پہلے درجہ کا تابعدار ثابت کرے [illegible] ہی بدبخت ہیں وہ عورتیں جو اپنے شوہروں کو انکے والدینوں سے برگشتہ کرنے کی تجویزیں کرتی ہیں ان کو کبھی فلاح دارین نصیب نہیں ہوگی"

حضرت جی کی اس موثر اور پر زور تقریر سے سارا جسم کانپ گیا اوسی وقت سے اپنے دلمیں عہد کر لیا کہ جہانتک ممکن ہو سکے گا ان کی فرمانبرداری سے گریز نہیں کرونگی حضرت اقدس سے رخصت ہو کر گھر آئے ہمیں ملنے کیواسطے حکیم الامت بھی تشریف لے آئے ابتکبار توڑنے پر بڑی علمی پر از تاثیر وعظ کہی جس کا لب لباب یہ تھا "فراخی کے وقت انسان کو متکبر نہیں ہو جانا چاہئے کیونکہ میں نے کئی خاندان دیکھے جو کہ بڑے ذی جاہ تھے مگر اب کوڑی کے محتاج ہیں ان کی آن میں مٹ گئے۔ اور فرمایا کہ میں اپنی اولاد کیواسطے یہی دعا مانگتا ہوں۔ کہ الٰہی انہیں اتنا دیجو جتنے میں کہ وہ گذارہ کر سکیں جمع کرنے کیواسطے نہ دینا۔ مبادا ان میں تکبر آجاوے۔ [illegible] کچھ [illegible] حکیم صاحب [illegible] ایک گھنٹہ بیٹھے رہے [illegible] مفتی صاحب [illegible] کی بیوی [illegible] کا اتفاق ہوا جو کہ نہایت ہی خلیق اور ملنسار ہیں سچ تو ایک ایک کے اعلٰے اخلاق کی تعریف [illegible] ایک دفتر چاہئے۔ میرے دینی بہنو بھائیو اگر آپنے سرور کائنات رسول کے وقت کی مہمان نوازی دیکھنی ہے تو آؤ اس کا زندہ نمونہ قادیان میں پاؤگے

ہم جتنے دن وہاں رہے ہیں موسم نہایت ہی خوشگوار رہا ہے ہر روز بارش ہوتی رہی۔

اب دن کے دس بج چکے میرے چلنے کا وقت قریب آگیا مجھپر اسوقت جانا نہایت ہی شاق گذرا کیونکہ میں اپنے بھائی سے جسکو میں قریباً [illegible] کے بعد ملی تھی اس سے جدا ہونے کو جی نہیں چاہتا تھا اور میرے والدین بھی ناخوش تھے مگر میں حضرت جی کی نصیحت کو بھولا نہیں سکتی تھی۔ ان کے ساتھ چل پڑی۔ ایک دار الامان سے جدا ہونے کو دل نہیں چاہتا دوسرے والدین

چہ گویم با تو گر آئی چہادر قادیاں بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے ؏ (۲) خواص و معاونین سے ؏ (۳) ہندوستان سے باہر ؏ (۴) غیر مذاہب والوں سے ؏ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والوں سے ؏

نمبر (۳۴) قادیان دار الامان مورخہ ۳۰ ستمبر ۱۹۰۶ء مطابق ۱۱ شعبان ۱۳۲۴ ہجری جلد (۱۰)

فہرست مضامین

الحکم اور ایڈیٹر الحکم

باز عاشق شدم و خطر رفاقت دادم
ہمت را گو کہ اید بہ مبارکبادم

یہہ ایک مسلم امر ہے کہ کسی وجود کی جوہر و خوبی اور اسکی قدر و قیمت بعد میں ہوا کرتی ہے یہانتک کہ اس زمانہ کے عظیم الشان مصلح اور مقدس انسان کو کہنا پڑا

جیتے جی قدر بشر کی نہیں ہوتی پیارو
یاد آئیں گے تمہیں میرے سخن میرے بعد

پھر اس کلیہ سے الحکم اور اسکا ایڈیٹر کیونکر باہر رہ سکتا ہے ہرچند (کسر نفسی کے طور پر نہیں بلکہ فی الحقیقت) وہ کوئی ایسی خوبی اور قابلیت نہیں رکھتا جو اسکے بعد اسکی یاد کا موجب ہوتا ہم یہہ سچی بات ہے کہ خدا تعالیٰ نے کسی وجود کو بے سود اور باطل پیدا نہیں کیا اور محض اپنے ہی فضل سے ایڈیٹر الحکم کو ایک ایسے عظیم الشان کام کی توفیق اور طاقت بخشی جو اسکی ہمت اور استعداد سے بدرجہا بڑھکر تھا۔ ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء اور وہ الحکم کا اجرا اور اسکا نشو و نما تھا جو اس کے ہاتھ سے ہوا اور پھر خدا نے اس کے قلم میں وہ طاقت اور زور بخشا کہ تھوڑے ہی عرصہ میں وہ اپنے ناظرین کے دلوں میں محبوب اور مقبول ہو گیا۔ اس کا ثبوت پیش کرنیکی مجھے ضرورت نہیں لیکن پچھلے دو تین مہینوں میں اسکی کتابت اور چھپوائی اور بے وقت اشاعت نے بزرگان ملت کو اور اس کے ناظرین کو بگڑو وزر دکھا دیا۔ اس عرصہ میں اگر کوئی اور اخبار ہوتا تو میں یقیناً کہہ سکتا ہوں کہ وہ سخت صدمہ اٹھاتا مگر خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے اسے ہر طرح محفوظ رکھا اور اسی کے فضل سے رہیگا۔ مجھے اعتراف ہے کہ اسمیں یہ نقص پیدا ہوئے لیکن اگر ناظرین اسکی وجہ سے واقف ہوتے تو میں کہہ سکتا ہوں کہ وہ مجھے معذور سمجھتے۔ بعض نے شکایت کے خطوط بھیجے اور اکثروں نے الحکم کی دیرینہ خدمات کی قدر دانی کے جوش میں اسکی اس بے اعتنائی اور بے پروائی کو بھی شوق اور قدر کی نظر سے دیکھا اور دیکھ رہے ہیں۔ اور حقیقت میں ہونا بھی یہی چاہیے تھا۔ ضرورت نہیں تھی کہ اس نقص کے وجوہات میں پیش کرتا لیکن محض رفع وہم کے لئے میں نے مناسب سمجھا کہ ذکر کر دوں۔ چونکہ کارخانہ میں . . . . . ہیڈ پریسمین ایک خاص کام پر لگایا گیا تھا اور نو آموز مبتدیوں کو الحکم دیا گیا اور اس سلسلہ میں الحکم کا پہلا کاتب بھی بیمار ہو گیا۔ اور کاغذ کی کمیابی کی شکایت تو عام اب تک ہی ان امور نے مل ملا کر وہ نقص پیدا کر دیا۔ ایسی صورت میں قادیاں جیسے مقام پر میں جو کر سکتا تھا میں نے کیا اور اب جبکہ لاہور اور امرتسر میں مشینیں جاری ہو چکی ہیں پریس کے سٹاف کا بہم پہونچانا سہل امر نہیں رہا۔ باوجود ان سب حذرات اور وجوہات کے میں تسلیم کر لیتا ہوں کہ میری لاپروائی اور سستی ہے مگر اس عرصہ میں ناظرین الحکم کو اور ایڈیٹر الحکم کو موقع ملگیا کہ وہ اپنے اخبار کی حقیقی قیمت سے واقف ہو جائیں۔ اور وہ ہو چکے۔ پس ایسی صورت اور حالت میں جب وہ الحکم کے لئے اپنے دلمیں ایسی وقعت اور قدر رکھتے ہیں۔ کیوں سعی نہیں کرتے کہ بقایا داران اپنا حساب بیباق کریں اور جدید خریداران کے دائرہ کو وسیع کیا جاوے۔ چونکہ اسقدر بڑی تقطیع پر اخبار کا چھپنا بھی سہل نہیں ہے اسلئے یہ فیصلہ ہو گیا ہے کہ آیندہ اگر میں زندہ رہا تو جنوری ۱۹۰۷ء سے الحکم اپنی پہلی سائز ہی پر شائع ہوگا۔ کتابت اور چھپائی کے نقائص کے دور کرنے کیطرف توجہ کیگئی ہے اور مزید توجہ کی جائے گی مجھے بیدار کرنیوالے اپنے فرض کیطرف بھی متوجہ ہوں اور بیدار ہوں۔ یہ سچ ہے الحکم قومی آرگن ہے اور سب سے پہلا اخبار ہے اسکی حیثیت اور وقعت کو قائم رکھنا جہاں میرا فرض ہے وہاں ہر ایک کا فرض ہے۔ بہرحال اس شور و پکار نے مجھے حد مسرت بخشی ہے اسلئے کہ مجھے یقینی طور پر معلوم ہو گیا کہ الحکم کیلئے اسکی قوم کے دلمیں کیسی تڑپ اور پیاس ہے اگر وہ کوئی قابل قدر چیز نہ ہوتی یا دوسرے معمولی اخبارات کیطرح ہوتا تو یہ جوش و تحریک نہ ہوتی میں اب کچھ نہیں کہونگا اور آپ کو اس وقعت اور قدر کا واسطہ دیتا ہوں جو آپ کے دلمیں الحکم کے لئے ہے کہ آپ اپنا فرض سمجھ لیں کہ کم از کم دو دو خریدار اس کے لئے اور بہم پہونچائیں۔ اور یہ میرا فرض ہوگا کہ آپ کو شکایت کا موقع نہ دوں۔ ایڈیٹر الحکم

تازہ الہامات اور رویا

۲۷ ستمبر ۱۹۰۶ء۔ بلجت آیاتی وبشر الذین آمنوا ان لہم الفتح۔

ترجمہ۔ ظاہر ہو گئیں میری نشانیاں اور خوشخبری دے ان لوگوں کو جو ایمان لائے۔ بیشک ان کے واسطے فتح ہے۔

٭ ۲۔ اکتوبر ۱۹۰۶ء۔ لنبلونکم

ترجمہ۔ البتہ ہم تم کو آزمائیں گے۔

میں نے دیکھا کہ ایک کتاب ہے گویا وہ میری کتاب ہے اس کا نام نہج المصلیٰ ہے۔ پھر الہام ہوا فوق حمید۔ یہ وہ جو زب کا خدا دشمن ہے۔ وہ اس کو جہنم میں پہنچائیگا۔

٭ چونکہ الحکم دیر سے شائع ہوا ہے اسلئے ۲ اکتوبر کا الہام درج کیا گیا۔ ایڈیٹر

مذہبی دنیا پر سرسری نظر

الحق مُرٌّ

سچائی میں ایک مرارت ضرور ہوتی ہے جو ناراستی کے حامیوں کو تلخ کام بنا دیتی ہے۔ الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں مہاتما منشی رام کی ایک رائے پر تنقیدی نوٹ لکھا گیا تھا۔ میرا خیال تھا کہ ست دھرم کا ایڈیٹر اس سچی اور بے لاگ رائے کی قدر کریگا مگر معلوم ہوا کہ ست کو گرہن کرنیکا اصول آریہ سماج کے اصولوں میں فقط ایک نمائشی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسے پڑھکر مہاتما جی آپے سے باہر ہو کر مجھ پر پھکڑ بازی کا الزام لگاتے ہیں۔

میں حیران ہوں کہ میں نے تو کوئی پھکڑ بازی ان سے نہیں کی مہاتما جی نے کہا کہ ناچنا اچھا ہنر ہے۔ اسپر میں نے انہیں کہا کہ اگر یہ عمدہ ہنر ہے تو آپ اسکی تعلیم اپنے گھر سے شروع کریں۔ اپنی بیٹی اور بیٹری(?) کو سکھا کر انہیں پبلک میں اپنے تجربے پیش کرنے کے قابل بنائیے۔

مہاتما صاحب اسے [illegible] پھکڑ بازی کا الزام دیتے ہیں۔ حالانکہ اسمیں پھکڑ بازی کی کوئی بات نہیں [illegible] اچھا ہنر [illegible] کرتے ہیں تو پھر اس [illegible] ظاہر کرتے ہیں [illegible] ایک بات کی [illegible] کا آپ [illegible] آپ اسپر عمل [illegible] گرد [illegible] میں رہ کر سیکھی ہوگی۔ حیرت کی بات ہے کہ ستیارتھ پرکاش میں نیوگ کا ذکر آوے تو وہ فحش نہ ہو۔ مہاتما منشی رام اپنے لیکچروں میں اسے بیان کریں تو فحش نہ ہو اور کنیا مہاودیالہ جالندھر میں ستیارتھ پرکاش پڑھائی جاوے تو لڑکیوں کو صدمہ نہ پہنچے لیکن الحکم جب نیوگ کا نام لے تو مہاتما منشی رام جی شرمندہ ہو کر چپ چاپ جاویں۔ [illegible] تو مہاتما جی آپ اس [illegible] کا طرز عمل اور [illegible] کو [illegible] لڑکی کو بھی [illegible] تو میں [illegible] کی سعی کرونگا [illegible] لڑکی کی شادی کیوقت جس [illegible]

کام لیا تھا اسے اب کیوں دباتے ہو؟

آخر میں ایک عرض اور کرتا ہوں کہ اگر میرے اس کہنے سے کہ اپنی بیٹری(?) اور بیٹی کو یہ ہنر سکھاؤ تو آپ کو برا معلوم ہوا اور اسے آپ نے پھکڑ بازی سمجھا ہے تو مہربانی کر کے اس شخص کی بابت اپنی رائے ظاہر کریں جس نے مندرجہ ذیل فقرہ اپنی پستک میں لکھا ہے جسکا نام ستیارتھ پرکاش ہے۔

"گاندھرو وید جس کو علم موسیقی کہتے ہیں۔ آہنگ سر۔ راگ۔ راگنی۔ سم۔ تال۔ گرام۔ تان۔ ساز بجانا۔ ناچنا۔ گیت وغیرہ کو قرار واقعی سیکھنا چاہیئے۔"

کیوں مہاتما جی اس ارشاد کی تعمیل کرنے کیلئے اگر آپ کو کہا گیا تو یہ پھکڑ بازی ہوئی۔ میں تو کچھ نہیں کہتا آپ ہی اس بڑھے کے لئے کوئی خطاب تجویز کر لیں جو اس ہنر کے سیکھنے کی آپ کو ہدایت کرتا ہے۔ یا تو اسے اور ستیارتھ پرکاش کو نکال ڈالو یا اپنی غلطی مان لو!

[illegible]

[illegible] آریہ اخباروں کا مذہبی جنون اور [illegible] یہاں تک ترقی پکڑ گئی ہے کہ ان سے [illegible] ہندو اخبارات بھی نالاں ہیں چنانچہ اخبار ہندوستانی لکھتا ہے کہ

ہم دیکھتے ہیں کہ [illegible] سے آریہ سماجی اخبارات اہل اسلام اور ان کے مذہب کا ذکر کرتے ہوئے بعض اوقات [illegible] سے باہر ہو جاتے ہیں [illegible] مذہب یا دین کی [illegible] لیکن اس کے ساتھ [illegible] کو یاد رکھنا چاہیئے [illegible] پھیلایا جاتا [illegible] الفاظ کا استعمال کرتے ہیں تو آپ اپنی کمزوری ثابت کرتے ہیں جس وقت ہم آریہ سماجی اخبارات کی تحریروں کو پولیٹیکل نظر سے دیکھتے ہیں تو سخت افسوس ہوتا ہے کہ ہمیں اس کے کہنے میں ذرا بھی تامل نہیں ہے کہ یہ ناعاقبت اندیش حضرات ہندوستان کے دو گروہوں میں نفاق پھیلا کر ملکی ترقی کو روک رہے ہیں۔ واقعی بدگفتار آریوں کو اپنی رفتار بدلنی چاہیئے ان کی مخالفت سے سوائے اس کے اور کوئی نتیجہ نہیں ہے کہ اسلامی اخبارات جو قوم کے لئے مفید کام کر رہے ہیں بحث و مباحثہ کے لئے وقف ہو جائیں اور دونوں قوموں میں مخالفت بڑھے۔ ملک پر خراب اثر پڑے۔ اگر وہ اپنے رویہ کو نہ چھوڑیں گے تو وہ زمانہ بہت جلد آنیوالا ہے کہ گورنمنٹ اس طرف اپنی توجہ کو مبذول کرے۔ گو مسلمان ان کے مقابلہ میں ہر طرح کمزور ہیں مگر انہیں گورنمنٹ کی طاقت پر اعتبار ہے۔

یادگار کریمی

مخدوم الملت رضی اللہ عنہ کو ہجری سال کے حساب سے ۱۰ر شعبان المعظم کو پورا سال ہو لیا۔ مگر دلوں میں ابھی ان عظیم الشان خدمات دین کا ذوق باقی ہے جو اپنی زندگی کے ایام میں انہوں نے کیں۔ مخدوم الملت کی یادگار قائم کرنے کے لئے تجویزیں پیش ہوئیں کسی حد تک ان پر عمل بھی ہوا۔ اور کچھ تعجب نہیں کہ وہ مکمل ہو کر قوم کے دل پر خاص اثر پیدا کرے۔ مولوی عبدالکریم رضی اللہ عنہ بظاہر مر گیا لیکن اس کے کارنامے قیامت تک [illegible] زندہ رہیں گے۔ میں نے مرحوم کی [illegible] بہم پہونچایا ہے اسے ترتیب دیا جا رہا ہے خدا تعالیٰ نے توفیق دی تو اپنے محسن و مخدوم کے حالات احباب کے سامنے پیش کر دونگا۔ ورنہ وہ شخص اس خدمت کو سر انجام دیگا جس کے لئے مقدر ہے۔

عیسوی سال کے لحاظ سے مخدوم الملت کا پہلا سال وصال ۱۰ر اکتوبر ۱۹۰۶ء کو پورا ہوگا الحکم کے ساتھ مخدوم الملت کو اور الحکم کو مخدوم الملت سے جو محبت اور تعلق تھا وہ ظاہر امر ہے اسلئے وہ اس تاریخ کو صرف اپنے مخدوم ہی کے مضامین سے مرتب ہو کر شائع ہوگا۔ اور اس لحاظ سے ۱۰ر اکتوبر کا الحکم خاص پرچہ ہوگا جس میں بجز تازہ الہامات اور ہفتہ قادیان کے باقی کل مضامین یا تو مرحوم کے اپنے ہوں گے جو کبھی آج تک شائع نہیں ہوئے اور یا مرحوم سے متعلق ہوں گے مجھے امید ہے کہ یہ پرچہ خاص توجہ سے پڑھا جاویگا اور شائد بعض احباب جو مرحوم کے ساتھ خاص تعلق ارادت و محبت رکھتے تھے اسکی زائد کاپیوں کی خواہش کریں۔ اس لئے یہ پرچہ [illegible] چھاپا جاوے گا۔ ہر زائد کاپی ۲ر فی پرچہ کے حساب سے ملے گی۔ ان مضامین کو کوئی شخص میری اجازت کے بدوں کسی رنگ میں چھاپنے کا مجاز نہ ہوگا۔

آریہ سماج کی موت پر مہاتما منشی رام

الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں آریہ سماج کی موت پر پنڈت رام بھجدت صاحب کی رائے سے استدلال کیا گیا تھا جس سے آریہ سماج کا بوان(?) اٹھانے والے مہاتما منشی رام جی کو سخت صدمہ ہوا ہے۔ اور وہ پنڈت رام بھجدت صاحب کو پیغمبر ہونیکا خطاب دیتے ہیں۔ اور یوں اس عظیم الشان نشان کو اپنے زعم میں ملیامیٹ کرنے کی سعی کرتے ہیں مگر خاک ڈالنے سے چاند چھپ نہیں سکتا۔ اگر پنڈت رام بھجدت اس پیشگوئی کی تصدیق سے پیغمبر ہو گیا ہے تو آریہ سماج کو مبارک ہو کہ اس قسم کا پیغمبر مہاتما جی کا عزیز دھرمپال بھی ہے جس نے آریہ سماج کی موت کا نقشہ ہی کھینچا ہے ہم تو دیسے چاہتے ہیں کہ آریہ سماج میں ایسے پیغمبر پیدا ہوں جو سماج کا ترنک سنسکار کر دیں۔ مہاتما جی آریہ سماج میں زندگی کی روح پیدا نہیں پیدا ہو سکتی اس لئے کہ جو مذہب اسمیں عملی طاقت ہی نہیں وہ زندہ نہیں رہا کرتا۔ اور یہ تو خود آپنے ہی اقرار کر لیا ہوا ہے اب شائد لالہ رلا رام کی چٹھیات کے جواب کیوجہ سے آپ کو یاد نہ رہا ہو۔ خیر

مرا یاد دہ ترا فراموش

لیکچر لودہانہ

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

انکے روبرو وہ مقدمہ پورے طور پر مرتب ہوگیا اور تمام شہادتیں میرے خلاف بڑے زور شور سے دی گئیں ایسی حالت اور صورت میں کوئی قانون دان اہل الرائے بھی نہیں کہہ سکتا تہا کہ میں بری ہو سکتا ہوں۔ تقاضائے وقت اور صورتیں ایسی واقع ہو چکی تھیں کہ مجھے سیشن سپرد کر دیا جاتا اور وہاں سے پہانسی کا حکم ملتا۔ یا عمر بدر یا کے شور کی سزا دیجاتی۔ مگر خدا تعالے نے پہلے سے مقدمہ سے پہلے مجھے اطلاع دی ہوئی تھی اسی طرح پہلے بھی قبل از وقت ظاہر کر دیا تھا کہ میں اس میں بری ہونگا چنانچہ یہ پیشگوئی میری جماعت کے ایک گروہ کثیر کو معلوم تھی۔ غرض جب مقدمہ اس مرحلہ پر پہنچا اور دشمنوں اور مخالفوں کا یہ خیال ہوگیا کہ اب مجھے مجسٹریٹ سیشن سپرد کریگا اس موقعہ پر اس نے کپتان پولیس سے کہا کہ میرے دل میں یہ بات آتی ہے کہ یہہ مقدمہ بناوٹی ہے میرا دل اسکو نہیں مانتا کہ فی الواقعہ ایسی کوشش کی گئی ہو اور انہوں نے ڈاکٹر کلارک کے قتل کے۔ لئے آدمی بہیجا ہو۔ آپ اس کی پہر تفتیش کریں۔ یہہ وہ وقت تہا کہ میرے مخالف میرے خلاف ہر قسم کے منصوبوں ہی میں لگے ہوئے تھے بلکہ وہ لوگ جنکو قبولیت دعا کے دعوے تھے وہ دعاؤں میں لگے ہوئے تہے اور رو رو کر دعائیں کرتے تھے کہ میں سزایاب ہو جاؤں مگر خدا تعالیٰ کا مقابلہ کون کر سکتا ہے مجھے معلوم ہے کہ کپتان ڈگلس صاحب کے پاس بعض سپارشیں بہی آئیں مگر وہ ایک انصاف پسند مجسٹریٹ تہا اس نے کہا کہ ہم سے ایسی **بدذاتی** نہیں ہو سکتی۔ غرض جب مقدمہ دوبارہ تفتیش کے لئے کپتان لیمارچنڈ کے سپرد کیا گیا تو کپتان صاحب نے عبد الحمید کو بلایا اور اسکو کہا کہ تو سچ سچ بیان کر۔ عبد الحمید نے اسپر بھی وہی قصہ جو اسنے صاحب ڈپٹی کمشنر کے روبرو بیان کیا تھا دوہرایا۔ اسکو پہلے سے یہ کہا گیا تہا کہ اگر ذرا بھی خلاف بیانی ہوگی تو تو پکڑا جاویگا۔ اسلئے وہ وہی کہتا گیا مگر کپتان صاحب نے اسکو کہا کہ تو نے پہلے بھی بیان کر چکا ہے صاحب اس سے تسلی نہیں پاتے۔ کیونکہ تو سچ سچ بیان نہیں کرتا۔ جب دوبارہ کپتان لیمارچنڈ نے اسکو کہا تو وہ روتا ہوا انکے پاؤں پر گر پڑا اور کہنے لگا کہ مجھے بچا لو۔ کپتان صاحب نے اسکو تسلی دی اور کہا کہ ہاں بیان کرو۔ اسپر اس نے اصلیت کہہ لدی اور صاف اقرار کیا کہ مجھے دہمکا کر یہہ بیان کرایا گیا تھا۔ مجھے ہرگز ہرگز مرزا صاحب نے قتل کے لئے نہیں بہیجا۔ کپتان اس بیان کو سنکر بہت خوش ہوا اور اس نے ڈپٹی کمشنر کو تار دیا کہ ہم نے مقدمہ نکال لیا ہے۔ چنانچہ پہر گورداسپور کے مقام پر یہہ مقدمہ پیش ہوا۔ اور وہاں کپتان لیمارچنڈ کو حلف دیا گیا اور اسنے اپنا حلفی بیان لکھوایا۔ میں دیکھتا تہا کہ ڈپٹی کمشنر اصلیت کے کہل جانے سے بڑا خوش تہا اور ان عیسائیوں پر اسے سخت غصہ تھا جنہوں نے میرے خلاف جھوٹی گواہیاں دی تھیں اسنے مجھے کہا کہ آپ ان عیسائیوں پر مقدمہ کر سکتے ہیں مگر چونکہ میں مقدمہ بازی سے متنفر ہوں میں نے یہی کہا کہ میں مقدمہ نہیں کرنا چاہتا میرا مقدمہ آسمان پر دائر ہے۔

اسپر اسی وقت ڈگلس صاحب نے فیصلہ لکھا۔ ایک مجمع کثیر اس دن جمع ہو گیا ہوا تھا۔ اس نے فیصلہ سنانے وقت **مجھے کہا کہ آپ کو مبارک ہو آپ بری ہوئے**۔ اب بتاؤ کہ یہہ کیسی خوبی اس سلطنت کی ہے کہ عدل اور انصاف کے لئے نہ اپنے مذہب کے ایک سرگروہ کی پروا کی اور نہ کسی اور بات کی۔

میں دیکھتا تھا کہ اسوقت میری دشمن تو ایک دنیا تھی اور ایسا ہی ہوتا ہے جب دنیا دکھہ دینے پر آتی ہے تو در و دیوار نیش زنی کرتے ہیں خدا ہی ہوتا ہے جو اپنے صادق بندوں کو بچا لیتا ہے۔ پھر مسٹر ڈوئی کے سامنے ایک مقدمہ ہوا۔ پھر ٹیکس کا مقدمہ مجھہ پر بنایا گیا مگر ان تمام مقدمات میں خدا نے مجھے بری ٹھہرایا۔ پھر آخر **کرم دین** کا مقدمہ ہوا۔ اس مقدمہ میں میری مخالفت میں سارا زور لگایا گیا اور یہ سمجھہ لیا گیا تھا کہ بس اب اس سلسلہ کا خاتمہ ہے۔ اور حقیقت میں اگر خدا تعالےٰ کی طرف سے یہ سلسلہ نہ ہوتا اور وہی اسکی تائید اور نصرت کے لئے کہڑا نہ ہوتا تو اسکے مٹنے میں کوئی شک و شبہ ہی نہ رہا تہا۔ ملک کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک کرم دین کی حمایت کی گئی اور ہر طرح سے اسکو مدد دیگئی۔ یہانتک کہ اس مقدمہ میں بعض نے مولوی کہلا کر میرے خلاف وہ گواہیاں دیں جو سراسر خلاف تہیں اور یہاں تک بیان کیا کہ زانی ہو۔ فاسق ہو۔ فاجر ہو پہر وہ متقی ہوتا ہے۔ یہہ مقدمہ ایک لمبے عرصہ تک ہوتا رہا۔ اس انتا میں بہت سے نشانات ظاہر ہوئے۔

آخر مجسٹریٹ نے جو ہندو تھا مجھہ پر صما (پانچسو) روپیہ جرمانہ کر دیا۔ مگر خدا تعالےٰ نے پہلے سے یہہ اطلاع دی ہوئی تھی۔

عدالت عالیہ نے اسکو بری کردیا

اسلئے جب وہ اپیل ڈویژنل جج کے سامنے پیش ہوا۔ خدا داد فراست سے انہوں نے فوراً ہی مقدمہ کی حقیقت کو سمجھہ لیا۔ اور قرار دیا کہ کرم دین کے حق میں میں نے جو کچھہ لکھا تھا وہ بالکل درست تہا یعنے مجھے اسکے لکھنے کا حق حاصل تہا چنانچہ اسنے جو فیصلہ لکھا ہے وہ شائع ہو چکا ہے۔ آخر اسنے مجھے **بری** ٹھہرایا اور جرمانہ واپس کیا اور ابتدائی عدالت کو بہی مناسب تنبیہ کی کہ کیوں اتنی دیر تک یہہ مقدمہ رکھا گیا۔

غرض

جب کوئی موقع میرے مخالفوں کو ملا ہے۔ انہوں نے میرے کچل دینے اور ہلاک کر دینے میں کوئی دقیقہ باقی نہیں رکہا اور کوئی کسر نہیں چہوڑی مگر خدا تعالےٰ نے محض اپنے فضل سے مجھے ہر آگ سے بچایا اسی طرح جسطرح پر وہ اپنے رسولوں کو بچاتا آیا ہے۔ میں ان واقعات کو مد نظر رکھہ کر بڑے زور سے کہتا ہوں کہ

یہہ گورنمنٹ بمراتب اس رومی گورنمنٹ سے بہتر ہے جسکے زمانہ میں مسیح کو دکہہ دیا گیا **پیلاطوس گورنر** جسکے روبرو پہلے مقدمہ پیش ہوا۔ وہ دراصل مسیح کا مرید تہا اور اس کی بیوی بہی مرید تھی۔ اسیوجہ سے اسنے مسیح کے خون سے ہاتھ دہوئے مگر باوجود اسکے کہ وہ مرید تہا اور گورنر تہا اس نے اس جرأت سے کام نہیں لیا جو کپتان ڈگلس نے دکھائی۔ وہاں بھی مسیح بے گناہ تھا اور یہاں بہی میں **بے گناہ** تہا۔ میں سچ کہتا ہوں اور تجربہ سے کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے اس قوم کو حق کے لئے ایک جرأت دی ہے۔ پس میں اسجگہ پر تمام مسلمانوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ انپر فرض ہے کہ وہ

سچے دلسے گورنمنٹ کی اطاعت کریں

یہہ بخوبی یاد رکھو کہ جو شخص اپنے محسن انسان کا شکر گذار نہیں ہوتا وہ خدا تعالےٰ کا شکر بھی نہیں کر سکتا۔ جس قدر آسائش اور آرام اس زمانہ میں حاصل ہے اسکی نظیر نہیں ملتی۔ ریل۔ تار۔ ڈاکخانہ۔ پولیس وغیرہ کے انتظام دیکھہ کہ کسقدر فوائد ان سے پہنچتے ہیں آج سے ساٹھہ ستر برس پہلے بتاؤ کیا ایسا آرام اور آسانی تھی؟ پہر خود ہی انصاف کرو جب ہم پر ہزاروں احسان ہیں تو ہم کیونکر شکر نہ کریں۔ اکثر مسلمان مجھہ پر حملہ کرتے ہیں کہ تمہارے سلسلہ میں یہ عیب ہے کہ تم **جہاد کو موقوف کرتے ہو**۔ مجھے افسوس ہے۔ کہ وہ نادان اس کی حقیقت سے محض ناواقف ہیں وہ اسلام اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو بدنام کرتے ہیں۔ آپ نے کبھی اشاعت مذہب کے لئے تلوار نہیں اٹھائی جب آپ پر اور آپ کی جماعت پر مخالفوں کے ظلم انتہا تک پہونچ گئے اور آپ کے مخلص خدام میں سے مردوں اور عورتوں کو شہید کر دیا گیا اور پھر مدینہ تک آپ کا تعاقب کیا گیا۔ اس وقت مقابلہ کا حکم ملا۔ آپ نے تلوار نہیں اٹھائی۔ مگر دشمنوں نے تلوار اٹھائی۔ بعض اوقات آپ کو ظالم طبع کفار نے سر سے پاؤں تک خون آلود کر دیا تہا مگر آپ نے مقابلہ نہیں کیا۔ خوب یاد رکھو کہ اگر تلوار اسلام کا فرض ہوتا تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مکہ میں اٹھاتے مگر نہیں وہ تلوار جس کا ذکر ہے وہ اس وقت اٹھی جب موذی کفار نے مدینہ تک تعاقب کیا۔

اس وقت مخالفین کے ہاتھ میں تلوار تھی مگر اب تلوار نہیں اور میرے خلاف جہوٹی مخبریوں اور فتووں سے کام لیا جاتا ہے۔ اور اسلام کے خلاف صرف **قلم** سے کام لیا جاتا ہے۔ پھر قلم کا جواب تلوار سے دینے والا احمق اور ظالم ہوگا یا کچھہ اور۔

اس بات کو کبھی مت بھولو کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کفار کے حد سے گذرے ہوئے ظلم و ستم پر تلوار اٹھائی۔ اور وہ حفاظت خود اختیاری تھی۔ جو ہر مہذب گورنمنٹ کے قانون میں بھی جرم نہیں تعزیرات ہند میں بہی حفاظت خود اختیاری کو جائز رکھا ہے۔ اگر ایک چور گھر میں گھس آوے اور وہ حملہ کر کے مار ڈالنا چاہے اس وقت اس چور کو اپنے بچاؤ کے لئے مار ڈالنا جرم نہیں ہے

باقی آئندہ

اسلامی بنک کی تجویز

اسلام کے پاک اصول اور احکام کو [illegible] نیست و نابود کرنے کی کوششیں کی جا رہی ہیں۔ کہیں بڑے نام مسلمان نماز روزوں کے [illegible] ہیں کہیں حج زکوٰۃ اور قربانیوں کو موقوف کرنا چاہتے ہیں۔ تھوڑا عرصہ ہوا ایک مسلمان اخبار میں یہ تجویز پیش کی گئی تھی کہ پانچ نمازوں کے بجائے دو نمازیں کر دی جائیں تو بڑی آسانی ہو جائیگی اور بہت سے لوگ جو پانچ نمازیں پڑھنے سے گھبرا کر بالکل نماز کو خیرباد کہہ بیٹھتے ہیں دو ہی نمازیں پڑھ لیا کریں گے۔ قاضی سرفراز حسین صاحب نے یہ تجویز کی تھی کہ پتلون کوٹ نکٹائی پہنے پہنے کرسیوں پر بیٹھکر نماز ہو جایا کرے۔ اور روزوں میں کچھ ریفرشمنٹ ہو جایا کرے تو کوئی حرج نہیں۔ بلکہ جنٹلمین بھی شریک ہو جائیں گے۔ اسی قسم کی تجویز بعینہٖ انہی دلائل کو استعمال کر کے مولوی انشاء اللہ صاحب اور ڈپٹی سردار احمد صاحب نے پیش کی ہے۔ یہ تجویز ایک اسلامی سودی بنک کے قائم کرنے سے متعلق ہے۔ چنانچہ ۷ ستمبر ۱۹۲۶ء کے وطن میں ذیل کا لیڈر نکلا ہے جسے میں پورا نیچے نقل کرتا ہوں تاکہ ناظرین خود بھی مولوی انشاء اللہ صاحب کی منطق کو دیکھ لیں۔

”ڈپٹی سردار احمد صاحب نے بنک کے قیام کی ضرورت ثابت کرتے ہوئے ضمناً سلطانی بنکوں کا بھی ذکر کیا تھا۔ اس پر ایک مولوی صاحب لکھتے ہیں کہ ”حضرت سلطان بینک ہمارے سرتاج ہیں۔ لیکن ان کی سلطنت میں اور کونسا شرعی قانون نافذ ہے کہ انکا یہ فعل ہمارے لئے سند ہو سکے سلطان پر کیا موقوف ہے اسوقت کسی اور اسلامی ملک میں بھی شرعی حدود جاری نہیں تو کیا اس سے یہ لازم آئیگا کہ مسلمان شرع کو چھوڑ دیں“؟ وطن اس موقع پر فاضل معترض سے کوئی لمبی بحث نہیں کرنا چاہتا بلکہ الزاماً یہ لکھتا ہے کہ جب دیگر شرعی حدود کو نظر انداز کر دینے کے باوصف محکوم و آزاد ممالک کے مسلمان برابر مسلمان رہ سکتے ہیں تو بنکوں کے متعلق نئے اجتہاد پر عمل پیرا ہونے سے بھی انکی مسلمانی میں فرق نہیں پڑنا چاہیئے اصل بات یہ ہے کہ مسلمانوں [illegible] قرآن کریم میں غور و تدبر کرنا چھوڑ دیا ہے اور صرف چند الفاظ کو [illegible] نظر رکھ کر کلام الٰہی کے [illegible] اور تعلیم اسلام کی اصل روح کو بھلا دیا

ہے۔ سود کے مسئلہ کو لو۔ اول تو ربا کے [illegible] میں ہی اختلاف ہے۔ ایک فریق اس کے [illegible] بیاج کے کرتا ہے۔ اور تجارتی شرح کے سود کو اس سے خارج سمجھتا ہے۔ اور مخالف اس کے اس استدلال کا کوئی [illegible] جواب نہیں دے سکے۔ دوم وہ یہ نہیں سمجھتے کہ کئی علمائے سلف و حال خود ربا کا بھی چند صورتوں میں غیر ممنوع ہو جانا تسلیم کر چکے ہیں۔ مگر اسکے معنے خواہ کچھ ہوں اسکی ممانعت کی اصل وجہ ہمدردی پر مبنی ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ ایک مسلمان کو روپیہ کی ضرورت ہے۔ اور اسے بازار سے کسی طرح ایک روپیہ سیکڑہ سے کم سود پر قرض نہیں مل سکتا۔ اور ادھر کوئی مسلمان بطور قرض حسنہ روپیہ دینے پر تیار نہیں۔ تو اگر کوئی مسلمان اوسے محض بخیال ہمدردی و تعلق اسلامی ۸ر سیکڑہ سود پر روپیہ دے۔ تو کیا اُس نے منشاء الٰہی کے خلاف کیا؟ یا ۴ر سیکڑہ کم لینے سے منشاء الٰہی کو قدرے پورا کیا؟ حالات زمانہ اور نکبت قومی کے اثر سے جس سے اسوقت شاید ہی کوئی بشر بچا رہا ہو۔ اگر وہ اسقدر ہمدردی نہیں کر سکا کہ بالکل بلا منافع دے۔ تو کیا اوس کے اسقدر احسان کرنے کا یہ صلہ ملنا چاہیئے۔ کہ اُسے اُلٹا مطعون کیا جائے۔ جسکا بدیہی نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ آیندہ وہ کسی کو قرض نہ دیگا۔ اور مسلمان ضرورت مند کو پوری شرح پر غیر اقوام سے قرض لینا پڑیگا۔ اسلام تو یہ کہے کہ لاضرر ولاضرار فی الاسلام اور ہمارے مولوی دو مسلمانوں کے صریح نقصان کو عین مقتضائے اسلام قرار دیں؟ ربا بیشک حرام مطلق ہے لیکن مسلمانوں کیلئے۔ پہلے مسلمان تو بنو۔ جب مسلمانوں میں پھر نور ایمان ایسا مضبوط ہو گیا کہ وہ اپنی ضرورت پر اپنے ہمسایہ بھائی کی آسائش کو مقدم رکھنے لگیں۔ تو ربا خود بخود حرام ہو جائیگا۔ مگر اس زمانہ میں جبکہ اپنی آسائش کو کوئی بھی مسلمان اپنے بھائی کی اشد ضرورت کے لئے چھوڑنے پر تیار نہیں ہو سکتا۔ ربا (سنگین سود در سود) نہیں معمولی تجارتی شرح سود کے جواز پر مُصر رہنا دماغی جمود۔ قومی نکبت و ذلت فضول پرخاش جوئی اور موشگافی کی عادت بد کی انہی بیشمار نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے جو ہم مسلمانوں کی بات بات میں چند صدیوں سے ہویدا ہو رہی ہیں بہرحال یہ ایک اجتہادی امر ہے۔ جو اس میں قباحت نہ دیکھیں شامل ہوں۔ اور جنکو کوئی شرعی یا عقلی حجت و عذر ہو۔ وہ الگ رہیں سردار صاحب کی رائے ذاتی نہیں کئی جلیل القدر علماء بھی یہی

خیال ظاہر کر چکے ہیں“

اس مضمون کے [illegible] [illegible] پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے [illegible] کہ شرعی حدود کو نظر انداز کر دینے [illegible] مسلمان برابر مسلمان رہ سکتے ہیں۔ [illegible] شاید مولوی انشاء اللہ صاحب کا عمل اس شعر پر ہے۔

زاہد شراب پینے سے کافر ہوا میں کیوں
کیا ڈیڑھ چلو پانی میں ایمان بہہ گیا

سچ ہے مسلمانی ایسی کچی چیز تو نہیں کہ قرآن شریف پر عمل کرنا چھوڑ دینے سے اس میں فرق آجاوے پھر لکھا ہے کہ اصل میں قرآن کریم پر غور و تدبر سے یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ اس زمانہ میں شرعی حدود پر عمل کرنیکی ضرورت باقی نہیں رہی پھر ربٰو کے معنے سود در سود کئے ہیں اور تجارتی شرح سود کو اس سے خارج کیا ہے پھر حرمت ربٰو کی علت ہمدردی بتا کر یہ ظاہر کیا ہے کہ جتنا کم سود کوئی لیگا اسیقدر زیادہ اسکی ہمدردی اپنے بھائیوں سے پائی جائیگی پس یہ اختیاری امر ہو گیا یعنی ایک روپیہ سود لینے والے کی ہمدردی سے چودہ آنے والے کی ہمدردی زیادہ ہوئی اور بارہ آنے والے سے ۱۰ آنے والے کی۔ جس سے یہ نتیجہ نکلا کہ پوری ہمدردی بغیر سود چھوڑنے کے نہیں ہو سکتی۔ اور حرمت ربٰو سے مطلق سود کی حرمت لازم آئی۔ پھر لکھا ہے کہ ربا بیشک حرام مطلق ہے لیکن مسلمانوں کے لئے پہلے مسلمان بنو۔ جس معلوم ہوا کہ ربا کے جائز ٹھہرانے والے مسلمان نہیں اور سب سے آخر لکھا ہے کہ معمولی تجارتی شرح سود کے جواز عدم جواز پر مُصر رہنا دماغی جمود قومی نکبت و ذلت وغیرہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے معلوم نہیں جس صورت میں آپ خود جواز پر مُصر ہیں اس کیلئے کیا معنے ہونگے اب ذرا اور غور کی نظر سے ان بیانات کو دیکھنا چاہئے کیا یہ سچ ہے کہ سلطان روم کا کوئی فعل ہمارے لئے قابل عمل ہے؟ یا جو شخص مسلمانوں میں سے بادشاہ ہو جائے اسکے افعال قابل پیروی ہو جاتے ہیں؟ جو شخص قرآن کریم کے کسی حکم کو توڑتا ہے اللہ تعالیٰ کی نظر میں وہ ویسا ہی قابل مواخذہ ہے خواہ بادشاہ ہو یا فقیر۔ ہاں بادشاہ فقیر سے زیادہ قابل مواخذہ ہے کیونکہ وہ اپنے ساتھ اوروں کو ہلاکت کے گڑھے میں گراتا ہے مسلمان رہنے یا نہ رہنے کو آپ سمجھیں مگر ہم تو یہ صاف صاف دیکھ رہے ہیں کہ جب سے اسلامی بادشاہوں نے قرآن شریف کے احکام پر چلنا چھوڑ دیا ہے اسی وقت سے ادبار اور نحوست ان کے سر پر آتے ہیں اگر وہ اسلام کے احکام پر چلنے والے ہوتے تو ادبار کا منہ کیوں دیکھتے سلطان نے اگر بنک جاری کئے ہیں تو محض عیسائیوں کی پیروی کر کے [illegible]

[illegible] ہوں بہرحال انکا فعل ہمارے لئے [illegible] قابل نہیں۔ ہاں اگر مولوی انشاء اللہ صاحب یا ڈپٹی سردار احمد صاحب یہ دکھلاتے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یا کم از کم حضرت ابوبکرؓ یا حضرت عمرؓ یا حضرت عثمانؓ یا حضرت علیؓ نے کوئی سودی بنک جاری کیا ہو گو تھے تو یہ مسلمانوں کیلئے ایک دلیل بھی تھی۔ افسوس ہے کہ قرآن شریف کے صریح احکام کے خلاف سلطان روم کا عمل پیش کیا جاتا ہے سلطان پرستوں کیلئے اگر یہ کوئی دلیل ہو تو ہو مگر خدا پرست مسلمانوں کیلئے یہ جواز سود کی کوئی دلیل نہیں۔ اب ہم وطن کی ”اصل بات“ کو دیکھتے ہیں جس میں یہ الہام دیا گیا ہے کہ مسلمانوں نے احکام قرآنی کے ظاہری الفاظ کو مدنظر رکھکر تعلیم اسلام کی اصل روح کو بھلا دیا ہے۔ اور اسکی مثال مسئلہ سود سے دی ہے۔ افسوس ہے کہ تیرہ سو سال تک یہ اصل روح مسلمانوں کو معلوم نہ ہوئی۔ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم بھی (نقل کفر کفر نباشد) اس اصل روح سے بے خبر رہے۔ کیونکہ وہ بھی قرآن کریم کے ظاہری الفاظ کو دیکھکر ہر قسم کے سود کو حرام سمجھتے رہے ورنہ نئے ایماندار کسی حدیث سے ثابت کر کے دکھاویں کہ تجارتی سود لے لیا کرتے تھے۔ اور صرف سود در سود کو حرام سمجھتے تھے۔ وطن کا یہ لکھنا کہ ربا کے معنے ظالمانہ بیاج ہیں یعنی دو روپیہ سیکڑہ یا اس سے زیادہ۔ اور تجارتی شرح سود اس سے خارج ہے اور کہ جو لوگ یہ معنے ثابت کرتے ہیں فریق مخالف انکا شافی جواب نہیں دے سکتا ایک سیاہ جھوٹ ہے۔ اور اگر وطن میں اپنی بات کا ذرہ بھی پاس ہے اور محض نیک نیتی سے وہ اسلام کے فائدہ کے لئے یہ کام کر رہا ہے تو وہ دکھاوے کہ وہ کونسے دلائل ہیں جنکی بنا پر یہ معنے کئے جاتے ہیں۔ کیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی کسی حدیث سے اس لفظ کے یہ معنے ثابت ہیں یا کسی صحابی یا تابعی یا تبع تابعی کے قول سے یا چاروں اماموں میں سے کسی امام کے اجتہاد سے یا کسی محدث کی رائے سے یا کسی لغت کی کتاب سے اگر ان میں سے کوئی ایک گواہ بھی مولوی انشاء اللہ صاحب پیش کر دیں تو پھر فریق مخالف سے تشفی بخش جواب بھی پا دیں لیکن جب تک ایسے معنے کرنے کے لئے سوائے سر سید احمد خان کی غلط رائے کے اور کوئی دلیل نہیں جسکی غلطی کو میں سود کے مضمون میں بڑے بسط سے ظاہر کر چکا ہوں تو یہ کہنا کہ ربا کے معنوں میں تجارتی شرح سود داخل نہیں پبلک کو دھوکہ دینا ہے۔ ہاں اور یہ معنے ثابت کرتے وقت یہ بھی دکھاویں کہ لغت عرب میں تجارتی شرح سود کے لئے اور کونسا لفظ ہے۔ اور قرآن کریم اور حدیث میں اس ناپاک تجارتی شرح کے لئے کہاں کہاں حکم آیا ہے اور یہ بھی ثابت کریں کہ صحابہ رضی اللہ عنہم یا تابعین

میں سے کون کون سی تبلیل القدر السنان تجارتی شرح سُود لیا کرتے تھے۔ اور اگر وہ ان باتوں میں سے کوئی بھی ثابت نہ کر سکیں تو ایک حق پسند آدمی کو یہ کہنا پڑیگا کہ وہ مسلمانوں کو بے ایمان بنانے کی کوشش کر رہے ہیں اور یہ کوشش انکی اس سے بھی ثابت ہے کہ ہمارے رسالہ کو جو اسلام پیش کرتا ہے غیر مسلموں میں پھیلانا گناہ سمجھتے ہیں اور اس کے خلاف آرٹیکل لکھتے ہیں۔ لیکن خود ولیم میور کی کتابوں کو جن میں اسلام کو ایک جھوٹا مذہب اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نعوذ باللہ ایک مفتری اور قرآن شریف کو انسان کا کلام بتایا گیا ہے۔ مسلمانوں میں پھیلانے کی کوشش کر رہے ہیں بلکہ ان سے بھی بڑھکر ینابیع الاسلام جیسی گندی کتاب کو اشتہار دے دیکر پھیلا رہے ہیں اور اپنی ایجنسی میں ان کتابوں کو فروخت کرتے اور دن رات ان کے اشتہار شائع کرتے ہیں اور اسطرح پر دجال کا ہاتھ بٹا رہے ہیں۔ اور ان ذرائع سے وہ صرف مسلمانوں کو بے ایمان بنانے کی کوشش ہی نہیں کرتے بلکہ اسلئے ان کتابوں کی دوگنی تگنی قیمتیں بھی وصول کر رہے ہیں یعنی ینابیع الاسلام انگریزی جو ہر ایک عیسائی کتب خانہ سے ۱۲ کو آتی ہے آپ چار روپیہ کو بیچتے ہیں اور اس کی اصلی قیمت ۲ روپیہ بتاتے ہیں اور میور کی خلافت جو چھ روپے کو ملتی ہے۔ دس روپے کو بیچتے اور اس کی اصلی قیمت اس سے بھی زیادہ بتاتے ہیں۔ ایسا ہی دوسری کتابوں کا بھی حال ہے۔ شاید یہ وہ اس لئے کرتے ہیں کہ جس طرح سود کے ناجائز طریق سے مال حرام کھانا انہوں نے جائز کر دیا ہے اسی طرح دوسرے ناجائز طریقوں کو جن سے مال حاصل کر سکیں وہ جائز سمجھتے ہیں غالباً چند دنوں میں قمار بازی کے جواز پر اور حصول مال کے دوسرے ناجائز طریقوں کے جواز پر بھی فتویٰ دیں گے۔ یا شاید زیادہ قیمت اس لئے وصول کرتے ہیں کہ مسلمان سود کے ذریعہ روپیہ کمائیں اور یہ مال "مال حرام بود بجائے حرام رفت" کا مصداق ہو اور یا ممکن ہے کہ اسکی وجہ یہ ہو کہ انہوں نے چونکہ سود کے ذریعہ روپیہ کمانے کی ایک مفید تجویز مسلمانوں کو بتائی ہے اسلئے اسکا صلہ اس رنگ میں چاہتے ہیں۔ بہرحال کچھ ہی ہو ہمیں ڈر تو یہ ہے کہ وہ مسلمانوں کو غرق کرنے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں خدا انکو انکے اس اراد سے میں ناکام رکھے!

ایک اور معقول وجہ جو جواز سود کی مولوی انشاء اللہ صاحب نے پیش کی ہے وہ بھی سن لیجئے۔ کہتے ہیں کہ ممانعت ربا کی علت تو ہمدردی ہے۔ پس اگر کوئی پوری ہمدردی نہیں کر سکتا تو تھوڑی ہی کر لے۔ بہت خوب وہ تو جتنے کیا وہ آپ بھگتے گا مگر کیا اس سے جواز سود کے لئے فتویٰ دینے کی دلیل پیدا ہوتی ہے مولوی صاحب اور ڈپٹی صاحب ذرا غور فرمائیں۔ ایک شخص پانچ نمازیں نہیں پڑھ سکتا ایک یا دو ہی پڑھ لیتا ہے وہ تارک نماز سے اچھا ہے یا برا ایسا ہی اس سے تو ہمیں بحث نہیں مگر کیا اس بنا پر یہ فتویٰ درست ہوگا کہ مسلمان دو ہی نمازیں پڑھ لیا کریں پانچ کی ضرورت نہیں ایک شخص رمضان میں دو تین روزے رکھتا ہے اس نے اچھا برا جو کچھ کیا اپنے نفس کے لئے کیا مگر کیا یہ فتویٰ درست ہوگا کہ سارے رمضان کے روزوں کی ضرورت نہیں تین چار بھی کافی ہیں اور ان سے مسلمانی میں کچھ فرق نہیں آتا۔ اور لیجئے حرمت خمر کی دلیل دی ہے انما یرید الشیطٰن ان یوقع بینکم العداوۃ والبغضاء فی الخمر والمیسر ویصدکم عن ذکر اللہ فھل انتم منتھون۔ پس آپ کی دلیل کی رو سے جو شخص تھوڑی شراب پیکر مدہوش اور بغض سے رکا رہے اور ذکر اللہ سے بھی تھوڑا ہی ہٹا رہے تو وہ زیادہ شراب پینے والے سے اچھا ہوا اور اس لئے اب یہ فتویٰ دیدو کہ تھوڑی شراب پی لینے میں یا تھوڑا جوا کھیلنے میں کوئی حرج نہیں۔ بلکہ آپ اپنے اسلامی سودی بنک کی تجویز کو ساتھ ایک اسلامی شرابخانہ اور اسلامی قمارخانہ کا اشتہار بھی دیجئے اور اپنے بنک کیطرح جسمیں ۲ سیکڑہ سود لیا جاویگا ان ہر دو کے متعلق یہ اشتہار دیدیں کہ اس شرابخانہ میں کسی مسلمان کو ایک پاؤ بھر شراب سے (ریا آدھ پاؤ سی جیسا کہ مزاج میں آئے کریں یا وطن کے ناظرین سے مشورہ کر لیں) زیادہ شراب نہیں دیجاویگی اسطرح پر جو مسلمان ہندوؤں کے شرابخانہ میں جاکر بدمست ہو کر شراب پی لیتے ہیں اور بہت روپیہ ضائع کرتے ہیں انکا فائدہ ہو جائیگا۔ اور اسلامی قمار خانہ کے متعلق یہ قاعدہ مقرر کر دیں کہ اسمیں کسی شخص کو اپنی آمدنی کے دسویں حصّہ سے زیادہ جوا کھیلنے کی اجازت نہ ہوگی اسطرح آپ ان مسلمانوں کو بچا لیں گے جو ساری جائداد ہی قمار بازی میں کھو بیٹھتے ہیں ہمارے نزدیک تو اسلامی سودی بنک کے ساتھ اسلامی شرابخانہ اور اسلامی قمار خانہ کا ہونا نہایت ہی ضروری ہے آپ وطن میں اشتہار دیں تو بہت سے حصّہ دار بھی پیدا ہو جائینگے۔ کم از کم وہ روپیہ جو آپکی پہلی تجویز کے مطابق اشاعت اسلام میں صرف ہونا تھا وہ اسی اسلامی امداد میں صرف کر دیں۔ حج بھی ہو گیا اور بیوپار بھی۔ اور مزید براں مرزا صاحب کی مخالفت بھی اس طرح ہو جائیگی اور ان باتوں میں کوئی شخص آپ پر مطعون کرنے کا حق بھی نہیں رکھتا کیونکہ اگر آپ کسی کو شراب خوری و قمار بازی سے بالکل نہیں بچا سکتے تو آپ کا اسطرح پر تھوڑا بچا لینا ہی قوم پر بڑا بھاری احسان ہے۔ اس طرح پر آپ اسلام میں ایک یگانہ مصلح ہو جائیں گے۔

ایک اور دلیل جواز سود کی مولوی انشاء اللہ صاحب نے یہ دی ہے کہ ربا تو حرام مطلق ہے مگر ابھی مسلمان مسلمان ہی نہیں۔ اسلئے ابھی اسکے جواز میں کیا حرج ہے جب پورے مسلمان بنجائیں گے تو ربا بھی حرام ہو جائیگا۔ یہ بات البتہ معقول معلوم ہوتی ہے مگر اس میں کچھ نقص ہیں انکو بھی رفع کر دیجئے مثلاً چونکہ مسلمان مسلمان تو ہیں نہیں اسلئے ابھی انہیں نمازوں کی بھی معاف رکھا جائے اور رمضان کے روزے بھی ابھی ان پر ایک بوجھ ہے جب مسلمان بنجائینگے تو خود ان احکام کی بھی پابندی کرنے لگ جائیں گے۔ ایسا ہی اوامر و نواہی جسقدر ہیں ابھی ان پر عمل کرنیکی مسلمانوں کو ضرورت نہیں کیونکہ وہ مسلمان ہی نہیں جب مسلمان بنیں گے تو خود قرآن شریف کے احکام کو مان لیں گے پس سب مسلمان اخبار نویسوں کا جنکو آپ کے نزدیک غیر مسلمان مسلمان کہنا چاہیئے یہ فرض ہے کہ وہ عام طور پر اخبار میں اعلان کر دیں کہ اسلام کے کسی حکم کو ماننا ضروری نہیں کیونکہ ابھی مسلمان مسلمان ہی نہیں ہیں جب مسلمان ہو جائیں گے تو خود احکام قرآنی کی بھی پیروی کرنے لگیں گے یہ مسلمان بنانے کی نہایت عمدہ تجویز ہے اور شاید اسی لئے آپ میور کی کتابوں کی اشاعت کرتے ہیں کہ ابھی مسلمانوں کیلئے یہ بھی ضروری نہیں کہ وہ قرآن شریف کو خدا کا کلام مانیں یا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے منجانب اللہ ہونے پر ایمان رکھیں۔ بیشک یہ اسلامی سودی بنک کا جزو لازم ہے اور یہ نتیجہ ہے آپکے قرآن کریم پر غور و تدبر کا۔ خیر بہرحال آپ مسلمانوں کے ہمدرد ضرور ہیں مگر ہماری یہ دعا ہے کہ خدا آپ جیسا کوئی اور ہمدرد پیدا نہ کرے۔ آمین۔

ڈپٹی سردار احمد صاحب نے جو جواب مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کو لکھا تھا اسکی بہت سی باتوں کا جواب تو اس میں آگیا۔ ہاں ڈپٹی صاحب کا ایک سوال ہے جو وہ لاجواب سمجھتے ہیں یعنی یہ کہ اسوقت مسلمان تاجروں میں کثرت سود خواروں کی ہے پس بہتر ہے کہ جواز سود کا فتویٰ دیا جائے ورنہ رہی سہی تجارت بھی مسلمانوں کے ہاتھ سے جاتی رہے گی اسی طرح سے ایک نئی روشنی کا دلدادہ کہہ سکتا ہے کہ اس زمانہ میں جنٹلمینوں میں کثرت بے نمازوں کی ہے۔ پس بہتر ہے کہ یہ فتویٰ دیدیا جائے جیسا کہ اکثر مغربی تہذیب کے شیدائی ذریہی ہیں کہ نماز ایک پرانے زمانہ کی جہالت کی رسم ہے اور نئی روشنی کے ساتھ نماز نہیں چل سکتی اور دلیل اسکی یہی کہ اکثر جنٹلمین تارک صوم و صلوٰۃ ہیں۔ اور جس طرح سود کے مجوز یہ دلیل دیتے ہیں کہ مسلمانوں کا اسمیں نفع ہے اسی طرح ترک صلوٰۃ کے مجوز یہ کہتے ہیں کہ نمازوں میں وقت یونہی ضائع ہوتا ہے اور یہی وقت کسی مفید دنیاوی کام پر لگایا جا سکتا ہے۔ انکے نزدیک تو نمازوں پر منحصر رہنا ہی دماغی جمود و قومی نکبت وغیرہ کی نشانی ہے جیسے مجوزین سود کے نزدیک عدم جواز سود پر منحصر رہنا۔ پس ڈپٹی صاحب ایک ہی اصلاح کیلئے کیوں درپے ہیں انہیں دلائل کو استعمال کرکے وہ ایک سرے سے ہی مذہب اسلام پر ہاتھ کیوں نہیں پھیرتے۔ تا ہر روز انکو لکھنے اور فریق مخالف کو جواب دینے کی ضرورت نہ رہے

ڈپٹی صاحب کا یہ دعویٰ کہ تجارت بلا سود ہو ہی نہیں سکتی بالکل غلط ہے آخر صحابہ بھی حرمت سود کے حکم کے بعد تجارت کرتے رہے مگر کیا ثابت ہے کہ کبھی کسی نے سود لیا دیا وہ تو سود کو سؤر کی برابر سمجھتے تھے کیونکہ سود لینے والوں کے لئے یہ حکم تھا فاذنوا بحرب من اللہ و رسولہ۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ اگر بہت سے مسلمان کسی حکم قرآنی کی خلاف ورزی کریں تو کیا اس سے وہ حکم منسوخ ہو جاتا ہے؟ یا اسکے خلاف کوئی دلیل قائم ہو جاتی ہے؟۔ اگر ایسی صورت ہے تو بتائیں کہ کتنے فی صدی نماز پڑھتے ہیں کیا پھر یہ کہنا چاہیئے کہ مسلمان نماز نہ پڑھا کریں؟ بڑا از ور مجوزان سود کا اسبات پر ہے کہ مسلمان سود دیتے ہیں تو لیں کیوں نہ؟ کیا ایک گناہ سود دینے کا کافی نہیں جو ایک دوسرے کی ضرورت بھی انکے لئے سمجھی جاتی ہے اور پھر جس صورت میں بنک تجویز کیا جاتا ہے وہ علی الاعلان قرآن کریم کی ایک حکم کی خلاف ورزی ہے حالانکہ جو شخص سود دیتا ہے وہ غالباً کسی مجبوری کیحالت میں ارتکاب کرتا ہے جسے وہ چھپاتا ہے فرق دونوں صورتوں میں ایسا ہی ہے جیسا ایک شخص نماز نہ پڑھے اور دوسرا علی الاعلان یہ اشتہار دے کہ مسلمانوں کو نماز نہ پڑھنی چاہیئے ایک شخص شراب پیئے اور چھپائے اور دوسرا یہ اعلان کرے کہ مسلمانوں کے لئے شراب کا پینا جائز ہے اور ایک دوکان کھولکر لوگوں کو شراب پینے کیلئے بلائے۔ عموماً سود دینے والے ایک اضطرار کی حالت میں سود دیتے ہیں اور اللہ غفور رحیم ہے اگر چاہے تو انکو معاف کرے۔ مگر کھلم کھلا قرآن کریم کی خلاف ورزی کرنیوالا کبیرہ گناہ کا مجرم ہے۔ ہم اسے ایک اجتہاد دیکھنے کیلئے تیار ہیں۔ مگر آپ پہلے یہ دکھائیں کہ کونسی لغت میں یا حدیث میں ربا کے معنے سود در سود لکھے ہیں اور تجارتی شرح سود کو اس سے خارج سمجھا ہے اور اگر یہ نہیں دکھا سکتے تو قرآن کریم نے حرام ربا مطلق کیا ہے اور کوئی تخصیص حکم قرآنی میں نہیں پائی جاتی اور احادیث میں بھی ربا مطلق کو حرام کیا ہے اور صحابہ کا عمل بھی یہی تھا کہ انہوں نے نہ تجارتی شرح پر سود لینا نہ سود دینا۔ آخر اجتہاد کے لئے کوئی دلائل بھی تو چاہئیں اور وہ باتیں جنکو ڈپٹی صاحب نے فخر کرکے مولوی محمد حسین کے جواب میں لکھا ہے وہ دلائل نہیں بلکہ ایسی بودی باتیں ہیں

روئے زمین کے مسلمانوں کی انجمن

میں نے گذشتہ نمبر میں اس تحریک کا کسی قدر رچرچہ پیش کیا ہے جو آجکل اخبارات میں مسلمانوں کے اجتماع اور اتحاد کے متعلق گشت کر رہی ہے۔ اس ضمن میں لنڈن کی پین اسلامک سوسایٹی کا اجمالی ذکر بھی غالباً بے سود نہ ہوگا۔ یہ سوسایٹی بھی کئی سالوں سے اسی غرض اتحاد کو لے کر قائم ہوئی ہے لیکن اگر اس کے کام کی تفصیل پوچھی جاوے تو جواب ہوگا ... ! اسی طرح پر آج کل ہندوستان و پنجاب کے بعض اخبارات میں شیعہ سنیوں کے اتحاد پر آرٹکل لکھے گئے اور ان مصلحان قوم نے اپنی تجاویز میں ایک جدید ... کر پیش کردی جو اگر دونو فریق ... کرلیں تو ان میں ... باقی نہ رہے ... یہہ ... کہ اسلامی عالم میں مسلمانوں کے ایک مرکز پر جمع کرنے کا خیال عام ہو رہا ہے اور کم و بیش اس کے متعلق مساعی بھی ہو رہی ہیں۔ نفس تجویز کے مفید ہونے میں کسی کو کلام نہیں ہوسکتا اور نہ ہونا چاہئے۔ لیکن وہ امر جو قابل غور ہے وہ یہہ ہے کہ آیا یہہ اتفاق اور اتحاد بین المسلمین ہو بھی سکتا ہے یا نہیں؟ اگر ہوسکتا ہے تو اسکی راہ کیا ہے؟ میں اپنے آرٹکل میں اس مضمون پر اپنی سمجھ اور ایمان کے موافق روشنی ڈالونگا۔ اس سے فایدہ اٹھانا یا نہ اٹھانا یہہ جدا بات ہے ہاں میں یہ ضرور کہونگا کہ اگر مسلمان آج اس پر توجہ نہیں کریں گے تو وہ تھوڑے دنوں کے بعد دیکھ لیں گے کہ چار و ناچار انہیں اسی راہ پر آنا پڑے گا۔

میں نے یہ بھی کہا تھا کہ یہ جوش اور یہہ تحریک کیوں شروع ہوئی ہے؟ اسلئے پہلے اسکا جواب دینا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کوئی سلسلہ قائم کرتا ہے۔ تو اس کے جو مقاصد اور اغراض ہوتے ہیں اسکے سامان بھی ساتھ ہی پیدا کرتا ہے اور اس کے لئے دلوں میں ایک جوش اور تحریک بھی ساتھ ہی شروع کردیتا ہے وہ بطور ارہاص اور تمہید کے ہوتا ہے۔ چونکہ اسوقت اللہ تعالیٰ نے ایک سلسلہ کو قائم کیا ہے۔ اور اسکی غرض وہ مقصد وحدت کو قائم کرنا ہے وہ **وحدت** خواہ اللہ تعالیٰ کی یکتائی یگانگت کی ہو اور خواہ نوع انسان کے اتحاد و موافقت کی اس لئے اللہ تعالیٰ نے جہاں علمی حقایق کے انکشاف سے دلوں میں بت پرستی وغیرہ سے نفرت پیدا کردی ہے وہاں دلوں میں اتحاد اور اتفاق کے لئے بھی زوردار تحریک پیدا کردی ہے۔ یہ تحریک تو ہو رہی ہے مگر لوگ اس راہ سے ناواقف ہیں جس راہ سے اس کا عمل درآمد ہوسکتا ہے میں دوسرے تمام خیالوں اور نفاقوں کو چھوڑ کر مسلمانوں کی قوم کے تفرقہ اور اختلاف پر نظر کرنی چاہتا ہوں وہ اس امر سے واقف ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ظہور کے وقت کس قدر اختلاف اور تفرقہ قوم میں تھا۔ یہانتک اس اختلاف اور تفرقہ کے مٹا دینے کو قرآن کریم نے بطور تحدیث نعمت بیان کیا ہے اسی طرح آج ایک آگ اسلام اور مسلمانوں کے خرمن میں لگی ہوئی ہے اور مسلمان ہیں کہ منہ کی پھونکوں سے یا ... سے اس آگ کو بجھانا چاہتے ہیں۔ اس ... کامیابی معلوم! اگر یہ اتحاد جو آپ قائم کرنا چاہتے ہیں مداہنہ اور نفاق کے رنگ میں ہو تو اسکا انجام بجز نہیں ہوسکتا۔ ایک شیعہ شیعہ رہ کر خدا تعالیٰ کے قدوسیوں کا بغض اور عداوت اور جوش تبرا کر کیونکر اس شخص سے مل سکتا ہے جو انکی محبت سے سرشار اور اسکے دشمنوں سے بیزار ہے بس یہ بڑی غور کی ہے اس سوال پر کہ مسلمانوں کو جب متحد کرنے کی کوشش کی جاتی ہے تو کیوں اس راہ کا ذکر نہیں کیا جاتا جس سے جزوی اور فروعی اختلافات کو مٹا یا جاوے گا یا صرف لفظی طور پر ایسی تجاویز پاس کر دینے سے کوئی فائدہ ہو سکے گا۔ میں یقیناً کہہ سکتا ہوں کہ ایسی سعی و کوششوں سے خدا تعالیٰ کا غضب بھڑکے گا کیونکہ اس سے شعایر اللہ کی بے حرمتی ہوگی اگر مداہنہ اور پولیسی کی تجویز کبھی کارگر ہوسکتی تو یہ میلان اس شخص میں پیدا ہونا چاہئے تھا جو دنیا کی اصلاح کے عظیم الشان منصب پر سرفراز ہو کر آیا تھا مگر اسے تو غیور خدا نے کہا ودوا لو تدھن فیدھنون پھر تم کیا اور تمہاری اصلاح کی طاقت کیا؟ یہہ یاد رکھو کہ اگر اسوقت مسلمانوں میں عرب جاہلیت نے دوبارہ سر نکالا ہے اور وہ آگ شقاق اور نفاق کی انہیں بھڑک اٹھی ہے اور قبیلہ قبیلہ کا بت جدا بن گیا ہے اور یہہ بالکل سچ ہے کہ ایسا ہی ہوا ہے مسجدوں اور خانقاہوں میں عجائب خانوں کی طرح انسانوں کے ڈھیر اور پنجر پڑے ہوئے ہیں انمیں راستی اور صداقت کی روح نہیں۔ ان میں تقوےٰ اور طہارت کی پابندی نہیں شریعت حقہ کا پاس نہیں۔ بے باکی۔ اباحت۔ دہریت اور فسق و فجور کا مرض عالمگیر ہو رہا ہے پھر میری سمجھ میں نہیں آتا کہ اس مرض اور وباء کو تسلیم کرنے کے باوجود وہ علاج کیوں کیا جاتا ہے جو اس کا مخالف ہے۔

اے **اسلام** اور اہل اسلام کے لئے درد مند دل رکھنے والو! غور کرو۔ کہ ان امراض کے علاج کے لئے اور ان مصیبتوں کے تدارک کے لئے کوئی راہ اور کوئی نہیں بجز اس اسوہ کے جو ہمیشہ سے اللہ تعالیٰ نے ایسے وقتوں کیلئے مقرر کیا ہے؟ سب سے کامل اصلاح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کی جنہوں نے قوم کے خطرناک جھگڑوں میں پر شوکت آواز سے کہا

آ الی الجاهلیة وانا فیکم

یعنے کیا تم اب تک جاہلیت کی سی باتیں کرتے ہو اور میں تم میں ہوں اور اسی پر شوکت اور جلالی صدا پر سب نے سر تسلیم خم کر لیا۔ اس وقت ضرورت ہے ایسے ہی **وجود** کی وہی ہوگا جو فروعی اور جزوی اختلافات مٹا کر ایک سطح پر ہم سب کو لے آئیگا اور جس کی آواز پر ہمارے جوش سرد پڑ جائیں گے اور تلواریں میان میں ہو جائیں گی۔ اور باہمی عداوت اور مفارقت محبت اور موافقت سے بدل جائے گی۔

سنت اللہ نے ہمیشہ یہی دکھایا ہے کہ ایک وجود مفترض الطاعتہ اور مطاع باذن اللہ کے سوا کبھی اس آگ پر پانی نہیں پڑا کیونکہ اسے فطرۃً ہی خدا تعالیٰ نے **آتش کش** بنائی ہوتی ہے۔ جب تک یہہ پانی اس آگ پر نہ پڑے وہ اختلاف اور شقاق دور نہیں ہوسکتا ... اسکے بعد یہ صدا گنبد عالم میں گونجتی ہے

کنتم علی شفا حفرة من النار فانقذکم منها فاصبحتم بنعمته اخوانا۔

پس اگر آج بھی وہی زہر اور مواد ردیہ قوم کے وجود میں سرایت کر گئے ہیں۔ جنہوں نے آج سے تیرہ صدیاں پیشتر اپنا ظہور کیا تھا اور یہہ سچ ہے کہ وہی مواد اور فساد پھیلا ہوا ہے تو یہ بالکل یقینی امر ہے کہ اس کی اصلاح کے لئے بھی پھر اسی وجود کے بروز اور ظہور کی ضرورت ہے۔ جو اس وقت اصلاح قوم کے لئے آیا تھا۔ اور میں یہ بشارت دیتا ہوں کہ وہ وجود مفترض الطاعتہ آگیا ہے

جسکی دیکھنے کی آنکھیں ہوں دیکھے اور جسکے سننے کے کان ہوں سنے

اور وہ وحدت پھیلانے پر مامور ہو چکا ہے اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ وحی ہو چکی ہے کہ

روئے زمین کے مسلمانوں کو جمع کرو علیٰ دین واحدٍ۔ اور پھر یہ بھی اسی مدت سے وحی ہو چکی ہے

یاتون من کل فج عمیق

ان وحیوں پر یک یکجائی نظر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ پھر مسلمانوں میں وحدت پیدا ہو اور وہ وحدت اسی امام کے ذریعہ سے ہوگی۔ پس جب تک مسلمان اس امر کو شناخت نہیں کرتے ناممکن ہے کہ ان میں اتحاد اور اتفاق پیدا ہو۔ اسلئے ایسی انجمن بجائے اسکے کہ وہ مسلمانوں کے لئے کوئی مفید امر پیدا کرسکیں ضرر کا باعث ہونگی۔ ... تجربہ موجود ہے جن انجمنوں نے اس قسم کے مقاصد کو لیکر ظہور پکڑا بتاؤ انکا انجام کیا ہوا۔ یہہ مضمون سرسری نظر سے چھوڑ دینے کا نہیں ہے بلکہ اسپر ضرورت ہے کافی بحث اور پورے غور کی وحدت کی روح جس طریق سے کسی قوم میں پیدا ہوسکتی ہے اس کی وہی راہ ہے جسکا اسوہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہم پاتے ہیں اسے چھوڑ کر کوئی اور راہ اختیار کرنا خسران مبین ہے۔

تشحیذ الاذہان

اس رسالہ کے اجرا سے پہلے میں نے ایک مختصر نوٹ کے ذریعہ ناظرین الحکم کو باخبر کیا تھا۔ اب تک تین رسالے شائع ہو چکے ہیں اور میں اس قابل ہوں کہ اسپر اپنی رائے کا اظہار کرسکوں۔ یہ رسالہ ہماری جماعت کے نوجوانوں کے جوش ہمت اور استقلال کا نتیجہ ہے۔ اور خوش قسمتی سے اس کا ایڈیٹر وہ **نوجوان** ہے جو حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا صاحبزادہ ہے۔ جس قابلیت اور محنت سے اسکو مرتب کیا جاتا ہے وہ قابل قدر امر ہے لیکن سہ ماہی وار رسالہ کا اجرا حق کی اشاعت کا جوش رکھنے والی قوم کے خاص توجہ طلب ہے۔ رسالہ مذکور کے نوجوان اور جوان ہمت مدیروں نے اسکے ماہوار کرنیکا عزم کرلیا ہے اور جنوری ۱۹۰۷ء سے انشاء اللہ وہ ماہوار ہو جاویگا انکی ہمت بڑھانا اور اس کار خیر میں مدد دینا قوم کا فرض ہے۔ یہہ مت سمجھو کہ مختلف رسایل یا اخبارات سے قوم پر بوجھ پڑتا ہے میں سمجھتا ہوں جسقدر رسایل اور اخبارات نکلیں گے اسی قدر قوم کی طاقت بڑھے ...

بابو سالگرام صاحب کی کھلی چٹھی کا جواب

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

اعلان ضروری

اے اسلامی اخبارات کے ایڈیٹر و مضمون نگار صاحبان! آپ نوٹ کرلیجیئے کہ میں ایک کم ترین ناتراش۔ جاہل مطلق۔ خبطی۔ دیوانہ ہوں نیز اور مجھے خلل دماغ بھی ہوگیا ہے پس آپ صاحبان کو قسم ہے کہ میرے بارہ میں ایسے کلمات نہ لکھا کریں جن سے میرے آریہ دوست صاحبان کا دل ناراض ہو جیسے وہ جو کہ سخت سخت الفاظ سے مخاطب کیا کرتے ہیں (دیکھو ٹریکٹ از جانب نئے برہم چاری جی مہاراج) اسکا تو کی بہ ترکی جواب میں خود اپنی جانب سے تو دیا ہی نہیں کرتا۔ لیکن آپ صاحبان سے بھی درخواست ہے کہ آپ بھی ایسا ہی خیال رکھا کریں۔

بابو سالگرام جی! آپنے رسالہ ترک ویدزم کے نام پر فضول اعتراض کیا ہے۔ ترک اسلام میں جا ہی جو ہو مجھے اس سے کیا بحث۔ میں نے کوئی نقل تھوڑے ہی کیا ہے۔ یہ اعتراض ہی ایسا نہیں ہے کہ اسکی تردید کیجائے۔ میں نے جو نام ٹھیک سمجھا وہ رکھدیا۔ اور جس بات پر آپ نے لکھا ہے کہ کیا ہے کو نومسلم نیا ہوگا۔ کاہے راد ملا نلسچے گی۔ پس یہ ایسی بات نہیں ہے۔ آپ نوٹ کرلیویں۔ کہ آجسے دو سال بعد آپکے جملہ اسلامی اعتراضات کا جواب یقینا دیا جاویگا بشرط زندگی

آپ فرماتے ہیں "........ تو اس نام اس کے شائع کرنیکی ایسی جلدی کیا تھی" اس کا جواب یہ ہے۔ کہ وہ رسالہ میرے اسلام میں داخل ہونے کی ایک رپورٹ ہے۔ اور کتاب آریہ سماج کی پول تو ہر حالت میں شائع ہوتی۔ خواہ میں اسلام میں داخل ہوتا یا نہ ہوتا۔

آگے آپ فرماتے ہیں کہ .... جس سے لوگ سمجھیں کہ اگر دوسرا ایک عربی دان گریجوایٹ تارک اسلام موجود ہے تو ادہر بھی بالمقابل اس کے ایک سنسکرت میں برا رتھنا پڑھنے والا بھی ختم ٹھوک کے کھڑا ہے۔

اس کا جواب آپ مجھ سے کیا مانگتے ہیں مجھے ایسی باتوں کے جواب دینے کی نہ تو ضرورت ہی اور نہ لازم ہے۔ میں آریہ سماج کے نئے برہم چاری مہاراج کے بارہ میں خود کچھ نہیں کہنا چاہتا (برہم چاری کی حقیقت دیکھنا ہو تو۔ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کی کتاب تغلیب الاسلام حصہ سوئم دیکھو) اگرچہ وہ مجھے بیطرح ستا رہے ہیں لیکن آپ کو مسلمان علماء بتلائیں گے۔ کہ وہ عربی دان گریجوایٹ صاحب کسقدر عربی جانتے ہیں۔ باقی رہا میری سنسکرت دانی کے بارہ میں پس میں نے حقیقت سے بڑھا کر اپنے تئیں کبھی ظاہر نہیں کیا۔ آپ پھر سن لیویں کہ میں نے انٹرنس تک دوسری زبان سنسکرت رکھی ہے۔ اور سوامی جی مہاراج کی سنسکرت عبارت کو خوب سمجھ لیتا ہوں۔ باقی آپکا تعصبانہ بکواس ہے۔

اور یہ آپ کو کس نے کہدیا۔ کہ آپ اس قسم کا مقابلہ کرنے لگیں ایک برہم چاری کا مجھ پاپی کے ساتھ کیا مقابلہ۔ چہ نسبت خاک را با عالم پاک

(نوٹ! اسلمانوں کو معلوم ہو کہ برہم چاری علاوہ اور باتوں کے اس پاک زندگی والے کو کہا جا سکتا ہے جس کے جسم سے کسی حالت میں حتی کہ خواب میں بھی منی خارج نہ ہوئی ہو پس جو ایسے پاک بزرگ ہوں ان کے پاؤں کی خاک کے برابر بھی خاکسار اپنے تئیں نہیں سمجھتا)

آگے آپ نے لکھا ہے کہ رسالہ میں شدھی کا ذکر کیوں نہیں کیا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ رسالہ شدھی سے قبل لکھا گیا تھا اور شدھی کے متعلق اعتراض کا جواب ترک ویدیزم حصہ دوئم میں دیا گیا ہے وہ کافی ہے۔ آگے آپ نے لکھا ہے کہ آپ کے اس تذبذب سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ پرچارک ہیں جو آپکی شدھی کے مفصل حالات شائع ہوئے ہیں وہ تمام و کمال صحیح ہیں" اس کا جواب یہ ہے کہ اگرچہ اسی روپیہ کا جعلی رقعہ بنانا وغیرہ ایسے شرر انگیز واقعات ہیں۔ کہ انکی سزا عدالت سے دلائی جانی چاہیئے تھی۔ مگر تاہم میں بے پرواہ تھا لیکن اب مرض بڑھتا جاتا ہے بجائے اس کے کہ آریہ مہاشے متانت ہو جائیں۔ اور دن بدن ناحق کی چھیڑ چھاڑ کرتے ہی رہتے ہیں اسلیئے جب کچھ گل کھلیگا۔ تو تب آپ بھی سن لیجیگا۔ گھبرائیے مت اب پیالہ لبریز ہو رہا ہے۔

اور آرین کمپنی لاہور کے بارہ میں جو لکھا ہے پس واضح ہو کہ آریوں نے اسمیں صرف تجارتی اصول کو مدنظر رکھکر حصہ نہیں لیا بلکہ ویدک دہرمی کتب کی اشاعت کا خاص خیال رکھا ہے (دیکھو اس کمپنی کے متعلقہ ابتدائی اپیل از جانب مسٹر روشن لال صاحب بیرسٹر لاہور اخبار سیتہ دہرم پرچارک میں جسے میں نے افریقہ میں پڑھا تھا) آرین لیڈروں کی یہ ایمانی دغابازی اور دلیرانہ ڈکیتی کی مثال ہے۔ کہ مہاتما منشی رام جی مہاراج کا فرض ادا کرنے کی غرض سے ہزارہا غریب آریہ ساجیوں کا گلا کاٹا گیا (دیکھو مفصل اخبار ہتکاری امرتسر کے فائل سال گذشتہ)

بابو سالگرام جی! آرین کمپنی کا نام لیتے ہوئے آپ کو اور دیگر ویاندیوں کو شرم آنی چاہیئے تعجب ہے کہ اس کمپنی کے ایسے رازہا افشاں ہونے پر بھی آریہ صاحبان پبلک میں سرفراز رہنا چاہتے ہیں اسے بڑا بھائی ستیارتھ پرکاش ہو۔

ہاں موجودہ آریہ لیڈران کی جانب سے مجھے بیشک نفرت اور سخت نفرت ہوجانے کے وجوہات میں سے ایک یہ بھی ہے۔ لیکن مذہب تبدیل کرنیکی وجوہات آپ اصولی بحث میں پائیں گے۔

بابو سالگرام جی! میں نے سوامی دیانند سرسوتی مہاراج کو دغاباز نہیں لکھا ہے اور اگر ایسا ہو تو صفحہ سطر بتلایئے۔ باقی الفاظ کے لفظی معنے میں نے گھٹا کر لکھے ہیں۔

آپ نے جو یہ لکھا ہے کہ "جہاں تک مجھے علم ہے۔ میں نے آپ کے چال چلن کی بابت عمدہ شہادت دینے کو تیار ہوں" اس کے لئے میں آنجناب کا نہایت مشکور ہوں۔ غنیمت ہے کہ آرین دائرہ میں ایک آپ جیسے میرے دوست ابھی موجود ہیں۔

آگے آپ لکھتے ہیں "...... محض آریہ سماج کے دل دکھانے اور اسکی توہین کرنے اور مذمت کے بغض و عناد نکالنے کے لئے اسلام قبول کیا ہے۔ اس کا جواب صرف یہ ہے۔ کہ جنہوں نے کتاب تحفہ آریہ سماج دیکھی ہے وہ کہسکتے ہیں کہ آیا اصولوں کی چھان بین مدنظر رکھی گئی ہے یا کچھ اور۔ اور اہل اسلام کی خاطر داری وغیرہ کے بارہ میں جو آپ نے لکھا ہے۔ پس آپ کو معلوم ہو کہ درحقیقت یہ بات نہیں ہے حاجی محمد صدیق صاحب سوداگر یا دیگر اصحاب میرے ساتھ ویسا برتاؤ نہیں کرتے۔ جیسا کہ آپ خیال کرتے ہیں (اسکی آپ خوب تحقیقات کرلیویں) بلکہ میں نے اب دہلی کا قیام بھی چھوڑ دیا ہے۔ حاجی صاحب موصوف کا میں اس لئے البتہ مشکور ہوں کہ وہ انعامات کی ذمہ وار بنا گئے ہیں اور انہوں نے خاصکر و چند دیگر اصحاب نے کتاب چھپوانے کے لئے کچھ روپیہ قرضی دیدیا ہے۔

بابو سالگرام جی! آپ کی چٹھی ۲۸ صفحوں کی اسقدر طول ہے کہ کہانتک جواب دیا جائے۔ تاہم جو بہت ضروری امور تھے ان کا جواب دیدیا گیا۔ اور آخر میں آپ سے خاصکر۔ دیگر آریوں سے بھی یہ عرض ہے۔ کہ اگر مجھے مخاطب کر کے کوئی مضمون کسی اخبار میں شائع کریں یا میرے متعلق کوئی بات لکھیں جسکا جواب وہ چاہتے ہوں تو وہ اخبار جسمیں ایسے مضامین شائع ہوں میرے نام پر معرفت مطبع قاسمی شہر لودہیانہ پنجاب وی پی کراکر روانہ کرادیا کریں۔ کیسے افسوس (اور آریوں کے لئے شرم) کی بات ہے کہ آپ کا خط میرے نام اخبار آریہ مسافر میں جولائی میں شائع ہوا اور ۱۵ اگست سے قبل وہ دیکھنے کو بھی نہ ملے۔ (واہ ساری دنیا پڑھ لیوے۔ مگر جس کے نام کا خط ہو اسے دکھلایا ہی نہ جاوے۔ یہ نہ معلوم کس آرین شاستر کا اصول ہے)

آخر میں آپ سے ایک بات دریافت کرنی رہ گئی اور وہ یہ ہے کہ کیا آپ نے میری کتاب میں پیش کردہ کسی اصولی بحث پر بھی کچھ دماغ خرچ کیا ہے۔ کیا کسی سنسکرت دان پنڈت سے ملکر یہ دریافت کیا کہ میں نے جن منتروں کے جو لفظی معنے درج کئے ہیں وہ صحیح ہیں یا غلط۔ مجھے واقعی آپ جیسے آریہ سماجیوں پر بڑا افسوس آتا ہے جو نہ تو سوامی جی مہاراج کے اسقدر زور دینے پر سنسکرت پڑھتے ہیں اور نہ مجھ جیسے معترضوں کے کھٹکھٹانے پر سنتے ہیں۔ اجی حضرت! آپ ۲۸ نہیں بلکہ ۵۶ صفحوں میں بھی ذاتی حملے کرتے رہیں۔ تو یہاں بال بھی بیکا نہیں ہو سکتا۔ ہاں البتہ پیش کردہ اعتراضات کو اگر رد کردیا جائے۔ اور انعامات (میں سے سب نہیں تو تھوڑے ہی) حاصل کرلئے جاویں تو البتہ خاکسار پھر بھی آریہ سماج میں واپس جانیکو طیار رہے۔ اسلامی اصولوں پر کسی قسم کی کوئی بات مجھے سنانا بالکل فضول ہے۔ جیسا کہ میں اعلان کرچکا ہوں آریوں کو صرف پیش کردہ اعتراضات کی تردید کرنی چاہیئے۔

اور پرکاش والے مضمون نگار صاحب (ایک واقف حال) سے صرف اسقدر عرض ہے کہ آپنے لال بھبکڑ ہی تو بہت کی ہے۔ مگر ہنوز دہلی دور است۔ ہاں گوروکل سکندرآباد کے ادہشٹھاتا (مہتمم) صاحب کی شائستگی اور خوش اخلاقی کا حال آپ نے صحیح درج اخبار کیا ہے لیکن اسکا نتیجہ یہ نکالنا کہ اسی وجہ سے میں اسلام میں داخل ہوا۔ ایک لال بھبکڑ ہی سے زیادہ نہیں۔ البتہ اس واقعہ نے آریہ لیڈران

[illegible]
[illegible]
[illegible] کہ جگدسیا پرشاد و دہیا سیدا
آدمی آریہ سماج میں نہیں رہا۔ پس اگرچہ میں آپکے
اس آزادانہ خیال کے لئے مشکور ہوں۔ لیکن حقیقت
یہ سچ ہے کہ ایسے سیدھے لوگ فی زمانہ اول درجے
بیوقوف سمجھے جایا کرتے ہیں (درحقیقت وہ بیوقوف
ہیں کیونکہ وہ زمانہ سازی نہیں جانتے) اور آریہ
سماج بیوقوفوں کی سماج نہیں ہے۔ بلکہ وہ جیسے
لوگوں کا ثابت ہونا چاہتا ہے۔ ویسے لوگ تمام دنیا کے
مذاہب میں سے نکلکر اسمیں داخل ہوتے چلے جاتے ہیں
خاصکر جنہیں دوسروں کو گالیاں دینا خوب آتا ہو
اور جو اپنی عزت بڑہانے کی ہتھکنڈوں سے خوب واقف ہوں
انکی ہی سماج میں چاندی ہے) پس ایسی کامیابی آریہ سماج
کو مبارک رہے اور خدا مجھ جیسے بیوقوفوں کو آریہ سماج کی دائرہ سے
باہر رکھے۔ اور آریہ گزٹ نے جو لکھا ہے کہ میں نے انکی خدمت میں لکھا تھا
کہ چند شرائط پر میں آریہ سماج میں داخل ہونے کیلئے تیار ہوں
پس ناظرین اس سے درخواست کریں کہ وہ ان شرائط کو
بھی کیوں نہیں شائع کر دیتا۔ دراصل آریہ سماج کی ممبران
کو اب سوائے شرارت کے اور کچھ سوجھتا ہی نہیں۔ عوام کو
عموماً اور آریوں کو خصوصاً نوٹ کر لینا چاہئے کہ میں اب بھی
اور آئندہ بھی چند شرائط پر آریہ سماج میں داخل ہونے کو
تیار ہوں۔ اور وہ شرائط میری کتاب تحفۂ آریہ سماج میں
بیسیوں جگہ دوہرائے گئے ہیں۔ الّی آدم نشانہ۔

خاکسار جگدسیا پرشاد درما۔

عذرِ گناہ بدتر از گناہ

اکنوں ہزار عذر بیاری گناہ را
مرشوئے کردہ را نبود زیب دختری

۱۷ ستمبر ۱۹۰۶ء کے الحکم میں ایڈیٹر اخبار وطن کے
نام ایک کہلی چٹہی شائع کی تہی جسمیں ایڈیٹر وطن
کی اس تجارت کا راز افشا کیا گیا تہا جو اسلام
اور مسلمانوں کو نقصان پہنچا رہی ہے۔ میں نے
ظاہر کیا تہا کہ مولوی انشاء اللہ خاں عیسائی مذہب
کی تائید اور اسلام کی تردید کی کتابیں ہی نہیں
بیچتے بلکہ وہ گراں قیمت پر بیچکر غریب مسلمانوں پر
اپنا احسان بہی جتاتے ہیں۔ اس چٹہی کو پڑہکر
ایڈیٹر صاحب وطن بہت تلملائے ہیں اور انہوں
نے اپنے اس فعل کو جائز قرار دینے کے لئے
ایک حیلہ تراشنے کی کوشش بے سود کی ہے
اور بجائے اس کے کہ اس کا جواب کہلے الفاظ
میں شائع کرتے ایک کارڈ کے ذریعہ اپنا جواب

[illegible]
بہر حال اس کے ساتھ ذیل میں چہاپ دیتا ہوں
لیکن اگر ایڈیٹر وطن کا دل کمزور نہ ہو اور [illegible]
وہ اپنے اس فعل کو [illegible] پر محمول کرتا ہو
تو اسے چاہئے میری کہلی چٹہی۔ اپنے کارڈ اور
میرے اس جواب کو **وطن** میں چہاپ دے۔
اور اپنے ناظرین کو اسپر رائے زنی کا موقع دے
مگر مجھے امید نہیں کہ وہ ایسا کرے کیونکہ اس سے
پیشتر بعض اخبار نویسوں پر تجربہ ہوا ہے روزگار
کے مضامین کا جواب دیا گیا اور وکیل کے ایک غیر
معقول اعتراض پر لکہا گیا اور ان سے چاہا گیا
کہ وہ اسے چہاپیں مگر انہیں حوصلہ نہیں ہوا۔ یہ
کہدینا شائد ان لوگوں کے نزدیک سہل ہوگا کہ
ہم ایسے مضامین کو اس قابل نہیں سمجھتے مگر ان کے
جواب کے لئے دوسری راہیں اختیار کرنا صاف
بتاتا ہے کہ وہ اس قابل ہی نہیں کہ ان کا جواب
ہو سکے۔ وطن پر جو اعتراض کیا گیا ہے وطن اسکا
جواب نہیں دیسکتا اور نہیں دے سکیگا۔
بہر حال میں اس کا خط درج کرتا ہوں اور اسپر
اپنی رائے کا اظہار۔ مجھے امید ہے کہ ناظرین
الحکم اسے دلچسپی سے پڑہیں گے اور وطن کو اپنی
پوزیشن صاف کرنے پر مجبور کریں گے۔

ایڈیٹر وطن کا خط ایڈیٹر الحکم کے نام

الحکم مورخہ ۱۷ ستمبر میں کہلی چٹہی پڑہی۔
خوب ہنسا اور قوم کی حالت پر رویا بہی۔ کہ خدا
معلوم یہ طفلانہ سفاہتیں اور عناد اہی اور
کسقدر نقصان ملت کو پہونچا کر ختم ہوں گے میاں
یعقوب علی صاحب۔ آپ کی یہ تحریر ضرور بڑے
بڑے مشوروں اور مباحثات کے بعد آپکی جماعت
ہیڈ آفس کے سرگروہ اعیان کی منظوری و معائنہ
کے بعد شایع ہوئی ہوگی۔ لیکن اگر اس کے پاس کرنے
والوں میں سے کسی ایک کا بہی دماغ جوش کے
معاندت سے خالی ہوتا۔ تو وہ یقیناً اپنی جماعت
ایک حصہ کی بیہودہ کینہ توزی اور مضحکہ خیز منطق
کے ایک اور ثبوت کو ایسے ایسے کہلے کہلے پیرایہ میں
دنیا پر ظاہر نہ ہونے دیتا۔ اور دوسروں کو بہی
اس سے باز رہنے کا مشورہ دیتا۔ مرزا صاحب
عیسائیوں اور آریوں کی کئی تالیفات کا پہلے زمانہ
میں رد لکھ چکے ہیں۔ کیا وہ ان کتابوں کو بلا دیکھے
لکہا گیا تہا۔ اگر نہیں تو آپ کے اصول کے مطابق
کفار اور مخالفین اسلام کی تالیفات خریدنے سے
وہ پہلے مجرم اشاعت کفر کے بنتے ہیں۔ بندہ خدا۔
ہم مخالفوں کی تحریروں کو جب تک پڑہیں گے نہیں ان کے
خیالات سے کیسے آگاہ ہوں اور ان کے تدارک و رد کے
لئے کیسے تیار ہو سکتے ہیں اسی غرض سے میں نے

[illegible] کی کتابیں [illegible] اور چاہتا ہوں کہ
روشن خیال مسلمان ان کو پڑہیں۔ اگر ایسی [illegible]
[illegible]
[illegible]
سب سے اول ان کتب کے متعلق انہیں کیطرف سے
خواہش خریداری موصول ہوئی گو یہ راز اب کہلا
کہ جو خط و کتابت ہوئی تہی۔ وہ بہی ایک اعتراض
گہڑنیکا مصالح حاصل کرنے کی غرض سے ہے۔
لیکن افسوس آپ کو یہ بہی معلوم نہیں کہ انگریزی
کتب کا ایک ہی اڈیشن عموماً مختلف حیثیتوں کا ہوتا ہے
مثلاً لارڈ ڈفرا برلس کی کتاب ہند حالانکہ مضمون
یکساں ہے ع سے لیکر عـہ تک قیمت گہٹتی
ہے۔ اگر آپ کو وطن کی مشتہرہ کتب کی اصلی قیمت کے
متعلق کچھ شبہ ہو تو جب کبھی لاہور آئیں ولایتی کارخانہ
کی پرائس لسٹ دیکھ لیجئے گا
افسوس کہ احمدی رسالہ کی اشاعت میں مدد کرنیکے
عزم کا خمیازہ مجھے بری طرح بھگتنا پڑا۔ نامعلوم
اگر میں آپکی استدعا کو منظور کر کے آپ کو سفر مصر کے
کے لئے چندہ کرا دیتا تو مرزائی معاصرین سے کیا
صلہ ملتا۔ میں امید کرتا ہوں کہ آپ اس خط کو
آئندہ پرچہ میں چہاپ دیں گے مگر ٹریکٹ وغیرہ کے
متعلق میں صرف یہ کہنے پر اکتفا کرتا ہوں کہ المرء
یقیس علی نفسہ - زمانہ بہترین جج
ہے۔ اور خدا کی آنکھ سب پر ہے۔ میں خوش ہونگا
اگر اور اخبارین آپکی چٹہی کو چہاپ دیں تا کہ
پبلک کو آپکی جماعت کے چیدہ افراد اور اخبارات
کی شائستگی، حمیت، اور معقولیت کا ایک اور
نشان ملجائے۔ محمد انشاء اللہ

یہ ہے جواب میری کہلی چٹہی کا جو ایڈیٹر صاحب
وطن نے بڑے غور اور فکر اور شائد بڑے مشوروں
اور کمیٹیوں کے بعد دیا ہو۔ اس جواب کا جو اسلوب
اور طرز ہے اسے میں اپنے ناظرین ہی کی توجہ کیلئے نہیں
چھوڑتا بلکہ میں اسپر بہی معزز اخبار نویسوں کو ان کے
فرض کا واسطہ دیکر متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ وہ
دیکھیں کہ یہ ٹون کس قسم کی ہے؟ کیا وہ مولوی
انشاء اللہ خاں جو اخبار وطن کے ذریعہ اپنے
آپ کو پبلک کے سامنے پیش کرتا ہے اس کا طرز
بیان اس قسم کا ہی ہونا چاہئے؟ مسلمانوں کی حالت
پر نوحہ کرنیوالا اور بلا وجہ ہنسنے والے مولوی محمد انشاء اللہ
خانصاحب کی قلبی حالت غیظ و غضب کے مارے اسقدر
بدل گئی ہے کہ وہ اپنے خط کو سلام مسنون سے بہی
شروع نہیں کر سکتا۔ اور اسطرح [illegible]
ہی ٹہراتا ہے بلکہ مسلمانوں کی جس اختلافی حالت پر
نوحہ خوانی کا اظہار کرتا ہے خود اس اختلاف کو
پیدا کرتا ہے۔

میری سمجھ میں نہیں آتا کہ میری اس کہلی چٹہی میں ہنسی
کی کیا بات تہی؟ اور یونہی اگر بلا وجہ ہنسی مولویصاحب کو
آئی تو میں افسوس کرتا ہوں۔ انہوں نے ایک لغو
فعل کا ارتکاب کیوں کیا؟ انہیں تو چاہئے تہا کہ وہ
اس ارشاد عالی کو مدنظر رکہتے

کہ بہت روؤ اور تہوڑا ہنسو

مگر مولویصاحب برخلاف اس کے خوب ہنسے
اور روئے بہی۔ اگرچہ میں جانتا ہوں کہ یہ
صرف لفظ ہی لفظ ہیں نہ وہ ہنسے اور نہ روئے
بلکہ مضمون پڑہتے ہی انہیں یہ فکر دامنگیر ہوئی
کہ اس کا جواب تراشا جاوے۔
ہاں اسمیں کلام نہیں کہ رونے کا مقام ضرور تہا
کہ ایک شخص مسلمان کہلا کر مسلمانوں اور اسلام
کی حمایت کا مدعی ہو کر (گو اس نے کام نہ کیا ہو) اس
قسم کی تجارت کرے جو مسلمانوں کے مال اور
ان کے ایمان پر زہریلا اثر پیدا کرنیوالی ہو۔ اس سے
بڑہکر اور رونیکا مقام کیا ہوگا۔ مجھے اس امر پر بہی
حیرت اور تعجب ہے کہ مولوی انشاء اللہ خاں صاحب
جیسے ایڈیٹر اور وقائع نگار نے یہ کیونکر لکہدیا کہ
"آپکی یہ تحریر ضرور بڑے بڑے مشوروں اور
مباحثات کے بعد آپکی جماعت کے ہیڈ آفس
کے سرگروہ اعیان کی منظوری و معائنہ کے
بعد شایع ہوئی ہوگی۔"
کیا آپ وطن میں جو مضامین شایع کیا کرتے
ہیں ان کے متعلق پہلے وطن کے کسی ہوس آف کامنز
اور ہوس آف لارڈز میں منظوری لیا کرتے ہیں؟
[illegible] مباحثے ہوا کرتے ہیں؟ اور تمام اخبار نویس
جو رائیں ظاہر کرتے ہیں ان کے لئے [illegible]
ایڈیٹوریل روموں کے ساتھ کوئی خاص دار الندوہ
بہی ہوا کرتا ہے۔ اگر نہیں تو میں نہیں سمجھتا اس
فقرہ کو کہنے کی جرأت آپ کو کیونکر ہوگئی؟ معلوم
ہوتا ہے کہ کہلی چٹہی پڑہکر آپ کے حواس قائم نہیں رہے
اور جو جی میں آیا لکہدیا۔ قطع نظر اس کے کہ وہ معقول
ہے یا غیر معقول مولوی انشاء اللہ خانصاحب!
یہ تو سوال ایسا نہ تہا کہ میں اسپر اعیان سلسلہ سے
مشورہ کرتا اور رائے لیتا۔ آپ نے تو ایسے ایسے
نازک مسائل قوم میں پیش کئے ہیں جنپر پبلک میں آنے سے
پیشتر بڑے مباحثہ اور غور کی حاجت تہی مگر آپ نے
بلا سمجھے سوچے ان کو پیش کیا اور نہ صرف پیش بلکہ ان پر
عمل بہی کرنیکو آمادہ ہو گئے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے
کہ آپ کو اسلام کے ساتھ اور مسلمانوں کے
ساتھ کوئی خاص عداوت ہے۔ ایمان سے کہو اور
اپنے ناظرین سے پوچھ کر بتاؤ کہ ہاں اس کمیٹی سے
مشورہ کر کے بتاؤ کہ جس کے فیصلہ کے بعد آپ
آرٹیکل شائع کرتے ہوں گے کہ یہ مسئلہ جو آپ نے

گذشتہ اشاعت سے آگے — امرت سری منکر کو دعوت

کس ماتھنے بن مانگے پائی تھی کرسی
کس کی خواہش میں خدا نے کی پوری
کون کہتا ہے آسمان پر ہے
کون کہتا ہے مس شیطان سے
اور محمد سے مدتوں تھا الگ
غور کر اسمیں مولوی فاضل
ہو گی میرے بیان کی تصدیق

کس کی ذلت ہوئی سر دربار
نامرادی کا کس نے پہنا ہار؟
ہو گا نازل زمین پر پھر اک بار؟
اک مبرا ہے عیسے وہ دار؟
یعنی روح القدس وحی بردار؟
جز نصاری ہے کس کی یہ گفتار؟
جبکہ دیکھے گا اپنا تو اخبار؟

آرزو کس نے کی تھی رک جائے
کون کہتا ہے عیسے ہے زندہ
کون کہتا ہے ہاں وہ ہے خالق
کون کہتا ہے یہ کہ روح قدس
کون کہتا ہے آ کے دنیا میں
کچھ عقائد بیاں کروں تیرے
لو تقول قضیہ شخصی ہے

یہ جو بنتا ہے احمدی بیمار؟
فوت ہو نیکا کس کا ہے اقرار؟
عیب وان سے وہ قائم و جبار؟
ساتھ رہتا تھا اس کے لیل و نہار؟
سب کو کر دے گا وہ غنی زردار؟
جن سے ظاہر ہو تیری حالت زار؟
اسمیں داخل نہیں کوئی اغیار؟

مال ڈاکٹر کلارک کے مقدمہ میں جبکہ مرزا صاحب بحیثیت ملزم حاضر ہوئے تو آپ کو بلا درخواست عزت کے ساتھ عدالت میں کرسی دیگئی اور محمد حسین نے جب آپ کو سر اجلاس کرسی پر ممتاز دیکھا تو جل بھن کر مسٹر ڈگلس صاحب بہادر سے اپنے لئے کرسی مانگی صاحب موصوف نے نہایت ذلت کے ساتھ جھڑک کر نکلوا دیا۔ اس کو ہم کتاب البریہ سے پیش کرتے ہیں۔ حضرت مرزا صاحب نے اس واقعہ کو اسطرح بیان فرمایا ہے۔

"شیخ محمد حسین اس خیال پر کہ عنقریب یہ عاجز صاحب ضلع کی کچہری میں گرفتار ہو کر آئیگا بڑے ناز سے کچہری میں تشریف لائے اور صیاد کیطرح ادہر ادہر دیکھتے تھے کہ تا میری گرفتاری (جوان کے زعم میں وارنٹ گرفتاری جاری ہوا تھا اس کے ذریعہ سے ہوتی تھی) اور ہتھکڑی کا نظارہ دیکھیں اور اپنے یاروں کو دکھائیں۔ اتنے میں میں قریب نو بجے کو بٹالہ میں جہاں صاحب ڈپٹی کمشنر بہ تقریب دورہ فروکش تھے پہنچ گیا۔ اور جب میں صاحب ڈپٹی کمشنر کی کچہری میں گیا تو پہلے سے میرے لئے کرسی بچھائی گئی تھی۔ جب میں حاضر ہوا تو صاحب ضلع نے بڑے لطف اور مہربانی سے اشارہ کیا کہ تا میں کرسی پر بیٹھ جاؤں۔ تب محمد حسین بٹالوی اور کئی سو آدمی جو میری گرفتاری اور ذلت کو دیکھنے کیلئے آئے تھے ایک حیرت کیحالت میں رہ گئے کیونکہ دل تو اس شخص کی ذلت اور بے عزتی کا سمجھا گیا تھا مگر یہ تو بڑی شفقت اور مہربانی کے ساتھ کرسی پر بٹھایا گیا۔

بعد اس کے (محمد حسین) نے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کے روبرو مجھے کرسی پر بیٹھے ہوئے دیکھکر بے اختیاری کی حالت میں اپنی طمع خام کو ظاہر کیا اور چاہا کہ میرا دشمن کرسی پر ہو اور میں زمین پر بیٹھوں اسلئے بڑے جوش سے کچہری کے اندر داخل ہوتے ہی کرسی کی درخواست کی چونکہ ... [illegible]

اور نہ اس کے باپ کو کرسی ملتی تھی اس لئے وہ درخواست زجر (ایک بک مت کر پیچھے ہٹ۔ سیدھا کھڑا ہو جا) اور توبیخ کے ساتھ رد کیگئی۔ انتہی عن موضع الحاجۃ۔ اشتہار مورخہ ۷ مارچ ۱۸۹۸ء

۴ قادیاں کی جامع مسجد میں ایک پیشگوئی کی تکمیل کے لئے حضرت اقدس نے بموجب اشتہار مورخہ ۲۸ مئی ۱۹۰۰ء منارۃ المسیح تعمیر کرانیکا حکم دیا اور وہ بنا شروع ہو گیا سنت اللہ کے موافق مخالفین نے کوشش کی کہ یہ تعمیر روک دیجاوے اور بدر رئیسان قادیان اسکی کارروائی اس طریق پر کی گئی کہ بحضور صاحب ضلع بدیں مضمون درخواست دی کہ تعمیر منارہ سے پردہ دری ہو کر حفظ امن میں نقص کا احتمال ہے۔ اور سر توڑ کوشش اسکے روکنے کیواسطے ہوئی مگر حسب وعدہ الہی مندرجہ براہین و دیگر کتب مخالفین کو داغ ناکامی اور منصور کو نصرت ملی جسکا ثبوت فیصلہ اخیر بر درخواست مذکور صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر گورداسپور سے ہم ذیل میں نقل کرتے ہیں اور وہ فیصلہ یہ ہے۔ دیکھو الحکم ۱۰ جون ۱۹۰۳ء

"کاغذ دربارہ تیاری منارۃ المسیح قادیان و عذرات برخلاف چند اہالیان قادیان پیش ہو کر حکم صادر ہوا۔ فی الحال کوئی ایسا امر نہیں ہے کہ جس سے نقض امن کا احتمال ہو جن لوگوں کو عذر ہے وہ بذریعہ عدالت دیوانی اپنی دادرسی کر سکتے ہیں اسلئے فی الحال دست اندازی نہیں کرتے۔ کاغذات داخل دفتر۔ مورخہ ۱۳ مئی ۱۹۰۳ء۔

دستخط۔ ایم۔ ڈالس صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر بہادر

۵۔ ترقی نام ایک رسالہ ماہواری مذہبی سوسائٹی یادریان کیطرف سے الہ آباد سے نکلتا ہے اس سے ہم اس امر کا ثبوت دیتے ہیں کہ یہودی ایسے مسیح کے منتظر ہیں جو انکو آ کر مالا مال کر دے۔ ... [illegible] ... نقل بالفعل پیش کرتے ہیں ... [illegible] ... رسالہ ترقی نمبر ۱۰ جلد ۳ ... [illegible] ... ۱۹۰۶ء

ہم مدت تک یہی حال درج ہے جنہیں سے چند جملے ہم یہاں نقل کرتے ہیں مفصل اصل رسالہ دیکھو

"اور اس کا سبب (یعنی عام طور پر اسکی مسیحائی نہ ماننا) یہ تھا کہ جو تصور مسیح کا وہ (یہودی) باندھے بیٹھے تھے وہ دنیاوی شان و شوکت پر مبنی تھا اور یسوع کی ظاہری حیثیت اس تصور کو بالکل برخلاف تھی" صفحہ ۵۷۹

"چونکہ مسیح کی مسیحائی کا ایک ہی تصور ان کے دل میں جما ہوا تھا یہ مطابق اس کے انہوں (یہودیوں) نے اسے جبراً اپنا بادشاہ بنانا چاہا یعنی وہ (یہودی) چاہتے تھے کہ وہ ایک بغاوت کا جو مسیح کے نام پر برپا کیجائے سرغنہ بنے اور قیصر روم سے اور ان شہزادوں کے ہاتھ سے تاج و تخت چھین لے جنہیں قیصر نے مختلف صوبجات پر حکمران بنا دیا تھا۔ اس نے ان کو بتایا کہ تم میری نسبت سخت غلط فہمی میں مبتلا ہو تم روٹیوں کے بادشاہ کی تلاش کرتے ہو تا کہ وہ تم کو بیکاری کے ساتھ مال کی فراوانی عطا کرے۔ روٹیوں کے انبار اور دودھ کے انہار تمہارے لئے جاری کرے اور تم بے مشقت زندگی کا مزہ لوٹو۔ پر میں وہ بادشاہ نہیں ہوں۔ جو برکت میں عطا کرتا ہوں وہ ہمیشہ کی زندگی ہے۔ اس پر اس کے شاگردوں میں سے بہت سے پھر گئے اور اس کے بعد اس کے ساتھ نہ رہے" صفحہ ۵۸۰

"(باقی ماندہ شاگرد) بھی دنیاوی حشمت اور شوکت والے مسیح کی انتظاری کر رہے تھے۔ وہ بھی یہی مانتے تھے کہ مسیح آتے ہی داؤد کے تخت پر متمکن ہو گا۔ اور جب وہ (شاگرد حواری) گلیل سے یروشلم کیطرف روانہ ہوئے تو اسی خیال سے روانہ ہوئے کہ اب خدا کی بادشاہت نمودار ہو گی اور یسوع دار الخلافہ میں پہنچکر اس پستی کے لباس کو جو ابتک پہنے تھا اتار پھینکیگا اور ہر قسم کی مخالفت کو اپنی قدرت کے جلال سے ملیامیٹ کر کے اپنے باپ دادوں کے تخت پر بیٹھ جائیگا۔ انتہی بلفظہا" صفحہ ۵۸۱

اس کے ساتھ یہود و امت محمدیہ کے عقائد ملانیکے کے واسطے حجج الکرامہ نواب صدیق حسن خاں اور اقتراب الساعہ نور الحسن خاں کی ملاحظہ فرماؤ بالشت بہ بالشت مطابقت پاؤ گے۔

۶۔ مولوی فاضل سے ایک شخص نے یہ سوال کیا کہ لو تقول علینا بعض الاقاویل مرزا قادیانی پر صادق آتی ہے یا نہیں اس کا جواب امرتسری نے اپنے اخبار اہلحدیث مورخہ ... کے صفحہ ۹ میں مندرجہ ذیل دیا ہے "جواب (۱) یہ آیت مرزا قادیانی پر نہیں آسکتی کیونکہ اس آیت میں کوئی عام قاعدہ نہیں بلکہ ایک قضیہ شخصیہ ہے یعنی بالخصوص آنحضرت کی شان میں یہ شرطیہ کلام ہے تمام مفتریان کے لئے کوئی قاعدہ مقرر نہیں بلکہ عام مفتریوں کے لئے یہ قاعدہ ہے ان الذین یفترون علی اللہ الکذب لا یفلحون۔ یعنی اللہ پر افترا کرنیوالے فلاح نہ پائیں گے۔ انتہی کلامہ۔

اقول۔ اس جواب میں مجیب سے تین غلطیاں ہوئی ہیں اول غلطی عمداً یا نادانستہ یہ ہے کہ اس کو قضیہ شخصیہ قرار دیکر دلیل سے خارج کر دیا۔ دوسری غلطی ناواقفیت کلام الہی سے یہ سرزد ہوئی کہ مفتریوں کے لئے لکھدیا کوئی قاعدہ مقررہ منجانب اللہ نہیں۔ تیسری غلطی حافظہ نباشد کی ہے کہ آگے ہی یہ بھی لکھدیا کہ مفتریوں کے لئے یہ قاعدہ ہے ان الذین یفترون الایہ۔ یہ تعارض آپکی تحریر دو سطری میں ہے کہ ایک ہی امر کی نفی بھی ہے اور اثبات بھی۔

اب ہم آپ کے اغلاط کو رفع کرتے ہیں کہ قضیہ شخصیہ کو عام قاعدہ اور عام مفتریوں کے لئے اور خاص مفتریوں کے واسطے قواعد مقررہ قرآن مجید سے ہی انشاء اللہ پیش کرتے ہیں۔ سے

ہر بات ہے فاضل کی مری عقل سے باہر
لے جلد تو فیصلہ سکی اسے فصاد کدہر ہے

(باقی آئندہ)

ایجاد کیا اور ایک بدعت کی بنیاد رکھی کہ قربانی کی بجائے قربانی کا روپیہ حجاز ریلوے میں دیا جاوے اور قربانی نہ کیجاوے یہ آپ نے کس سے مشورہ کرکے لکھا تھا کیا علماء نے یہ فتویٰ دیا تھا کہ قربانی نکرو۔ اور وہ روپیہ حجاز ریلوے میں دو۔

کیا آپ کہ سکتے ہیں کہ آپکا اسپر علدرآمد نہیں؟ انکار کرو پھر میں آپکی چھپی ہوئی تحریریں دکھاؤنگا اور اسکے ساتھ ہی علماء اسلام کا فتویٰ بھی آپ کو پوچھ دونگا آپنے تو مشورہ نہیں کیا ہوگا مگر مجھے اب علماء سے استصواب کرنا پڑا۔

یہ دوسرا ثبوت ہے کہ آپ مسلمانوں کی عملی حالت کو کہانتک کمزور کرنا چاہتے ہیں آپ کو شرم نہیں آتی کہ ایسی بدعتیں آپ پھیلاتے ہیں اور جو شخص اسکا راز کھولتا ہے اور آپ کی ان حرکات سے مسلمانوں کو متنبہ کرنا چاہتا ہے اس کے اس فعل کو آپ طفلانہ سفاہت قرار دیتے ہیں۔ یہ مقام تو آپکے لئے ڈوب مرنیکا تھا کہ فاش ضلالت پھیلانا چاہتے ہو کیا یہ اسلئے طفلانہ سفاہت ہے کہ آپ کو توقع نہیں دیا جاتا کہ آپ کھلے دل سے مسلمانوں کے ایمان اور مال چھینیں۔ آپ کا جوجی چاہے اور جو کالیاں آپ چاہیں مجھے دیں اور میری مخالفت کے لئے جس قدر آپ چاہیں اہیں مگر میرے قلم کو آپ روک نہیں سکتے جب تک آپ توبہ نہ کریں۔

[illegible] آپ کے وہ مضامین پڑھے ہوئے ہیں جو پیسہ اخبار [illegible] کی مخالفت میں آپ کی قلم سے دکیل [illegible] آپ کو یقین دلاتا [illegible] اور ہمت کو پست نہ [illegible] اسلام کی خدمت [illegible] اور مسلمانوں کی [illegible] خدمت [illegible] اٹھانا پڑے تو اسکی پرواہ نہیں کرونگا۔ ہاں پھر آپ بتائیں کہ اب جو سود خوری کی ترغیب مسلمانوں کو آپ دے رہے ہیں اس کے لئے بھی مشورہ کر لیا گیا ہے۔ اگر کر لیا گیا ہے تو انجمن حمایت اسلام کو بھی ساتھ ملالو۔ اسکے بنک کھلواؤ۔ پتہ لگ جائیگا۔ اس کے علاوہ بسلسلہ وار ان امور کو بیان کرونگا جو آپ کی ذات والاصفات کے متعلق ہیں۔ اور اب انشاءاللہ مشورہ کرکے لکھونگا اور مشورہ بھی آپکی احباب علماء اسلام سے کرکے۔

فانتظروا انی معکم من المنتظرین۔

ان مخرب اسلام کتابوں کی فروخت اور تجارت کا جو عذر آپ نے تراشا ہے اگر وہ مضحکہ خیز منطق نہیں تو پھر میں نہیں سمجھتا کہ اور کونسی ہوگی۔

اس عذر کا معقول ہونا آپ کبھی ثابت نہیں کرسکتے خواہ اس کے لئے اپنے معاونین کو بھی ساتھ ملالو اگر آپ ان کتابوں کو محض اس لئے بیچتے ہیں کہ روشن خیال مسلمان پڑھکر جواب لکھیں۔ تو آپ کا فرض ہوگا کہ یہ ثابت کریں کہ اشتہار دیتے وقت اس امر کی بھی تصریح آپ نے کردی تھی اور یہ لکھا تھا کہ یہ کتابیں اسلام کے خلاف ہیں اور اس غرض سے بیچی جاتی ہیں کہ روشن خیال مسلمان پڑھکر جواب دیں اور وہی لوگ خریدیں جو جواب دینا چاہیں۔

میں اپنے اعتراض کو واپس لے لونگا اگر آپ اپنے اشتہار میں اس مضمون کی صراحت پیش کریں۔ اور اگر اشتہار میں بجائے اس کے یہ لکھا ہو کہ سونا اور سفید انگریزی کتب کی عام قیمت کی نسبت بہت کم تو پھر میں نہیں سمجھتا آپ اس کا کیا جواب دیں گے ہاں شاید اس کا یہ مفہوم ہو کہ آپ کے لئے تو بہر حال مفید ہیں یعنے اچھے پیسے ملجاتے ہیں۔ شرم! ہاں اگر آپ ان کتابوں کے خریداروں سے مسمریزم کے رضاب کی طرح کوئی قسم لے لیتے ہیں تو مجھے اسکا علم نہیں تعجب ہے کہ مسمریزم کی بیہودہ کتابیں بیچنے کے لئے تو آپ رازداری اور کتاب کسی کو نہ دکھانے کا حلف لیں مگر اسلام اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خطرناک دشمن تالیفات کے بیچنے پر آپ اتنی بھی صراحت نہ کریں کہ یہ کتابیں اسلام کے خلاف ہیں۔ اس سے آپ کے غرض اور مقصد کا پتہ صاف طور پر ملجاتا ہے۔ وہ حلف جو مسمریزم کی کتاب کیلئے آپ لیتے ہیں اس سے بھی غرض وہی ٹکہ کمانا ہے نہ کوئی اور یہاں اگر آپ یہ ظاہر کرتے کہ یہ کتابیں اس قسم کی ہیں تو انکو کوئی خریدتا ہی نہ اس لئے مجبوراً آپ کو مفید اور نادر کہنا پڑا۔

مولوی صاحب! [illegible] داغ کو آپ کب چھپائیں گے آپ کے لئے [illegible] کہ آپ ان کتابوں کی فروخت [illegible] نکالدیں۔ ورنہ میں آپ کو یاد دلائے دیتا ہوں کہ خدا تعالیٰ بڑا غیور ہے اسلام کی ذلت وہ گوارا نہیں کرتا۔ بلکہ اسلام کی ذلت چاہنے والے خود ذلیل ہو جاتے ہیں۔ اس نامناسب غدر سے آپ باز آئیں مسلمانوں پر یہ راز کھلکر آپ کو شرمندہ کرائیگا۔

آپ میری تحریر کو مضحکہ خیز منطق کہتے ہیں مگر آپ خود غور نہیں کرتے کہ کیا کر رہے ہیں۔ حضرت اقدس علیہ السلام کا یہ فعل کہ انہوں نے مخالفین مذاہب کی کتب کو پڑھا اور جواب دیا آپ کے اس فعل کے مطابق کیونکر ہوسکتا ہے انہوں نے پڑھا اور جواب دیا آپ نے ان کتابوں کو بیچا اور گراں قیمت پہ بیچا۔ اب خود ہی بتائیے کہ دونوں میں سے بدترین اور قابل تعزیر فعل کونسا ہے؟ حضرت اقدس نے سیکڑوں اعتراضات کے جواب دیئے آپ نے ان اعتراضات کی اشاعت کی حضرت نے ینابیع الاسلام کا رد لکھا اور [illegible]

تقسیم کیا۔ آپنے اس کتاب کو اس طبقہ میں گراں قیمت پہ بیچا جو مذہب اور اس کے اصولوں سے ناواقف اور زمانہ کی زہریلی ہوا سے متاثر ہے۔ خدا کے لئے ذرا انصاف کرکے بتاؤ کہ مضحکہ خیز آپکی منطق ہے یا میری میں نے اس نیت سے کفار کی کتابوں کو پڑھنا یا خریدنا نہ کفر قرار دیا نہ دیتا ہوں ہاں جو شخص کفار کی کتابوں کو مسلمانوں کے ہاتھ گراں قیمت پہ بیچتا ہے اس کے متعلق علماء جو فیصلہ دیں گے وہ عنقریب آپ کو معلوم ہو جائیگا۔

محترم ایڈیٹر ریویو کا ذکر آپنے فضول کیا آپکو اس بلند ہمت نوجوان سے کیا نسبت۔ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ وہ ایک قابل قدر ایم۔ اے اور ایل ایل بی ہے جو اکسٹرا اسسٹنٹی کے امتحان میں شامل ہوسکتا تھا۔ اور اگر وہ آپ کیطرح پریس اور پتھر خرید کر اخبار جاری نہ کرتا اور عیسائیوں کی کتابیں بھی فروخت کرکے روپیہ نہ کماتا تب بھی آپ سے بہر حال زیادہ کما سکتا تھا مگر اس نے اپنی ساری خواہشوں پر پانی پھیر دیا اور اسلمت لرب العالمین کہکر اسلام کی خدمت کے لئے کمربستہ ہوکر کھڑا ہوگیا اور محض قوت لایموت پر وہ کام کر رہا ہے جسکی تعریف آپ نے بھی کی ہے۔ وہ اسلام کا سچا فدائی اور سچا خادم ہے اس نے جن کتابوں کو پڑھا اپر تنقیدی آرٹکل لکھے آپ ذرا وطن کے فائل میں سے نکال کر بتائیں تو کہ آپنے اسلام پر معترضین اسلام کے جواب کتنی مرتبہ دیئے۔ برخلاف اس کے [illegible] آپ اور امریکہ کی مذہبی دنیا میں شور مچا دیا ہے کیا ایڈیٹر ریویو نے کبھی روپیہ کیلئے اپنے ایمان اور ضمیر کا خون کرنا چاہا ہے؟ اس نے آپکے چند روپیوں کی پروا نہیں کی مگر اپنے ایمان اور مذہب کے خلاف قلم اٹھانے پہ موت کو ترجیح دی ایسے حنیف اور جلیل القدر بزرگ کا کیا مقابلہ کرسکتے ہیں؟

آخر میں آپ نے لکھا ہے کہ

"احمدی رسالہ کی اشاعت میں مدد کرنیکے عزم کا خمیازہ مجھے بری طرح بھگتنا پڑا"۔

آپ سے کس نے مدد مانگی؟ خود آپ نے ایک تحریک کی ہم نے سمجھا کہ آپ کی نیت بخیر ہے لیکن جب اصل راز کھل گیا تو ہم کو اس سے الگ ہونا پڑا۔ اور یہ سچ ہے کہ اس کا خمیازہ آپ کو بری طرح بھگتنا پڑا اس سے بڑھکر اور کیا ہوگا کہ آپ ریویو کی مدد کا عزم کرکے اسمیں فیل ہوئے اور بجائے اشاعت اسلام کے

جو ریویو کا مقصد تھا اشاعت کفر کا ذریعہ ریویو عیسائیت کی تردید کرنیکا تھا۔ آپنے اسکی مدد چھوڑ کر عیسائیوں کی کتابیں خرید یں دشمنان اسلام کی تالیفات کی اشاعت کا اعلان کیا اگر خدا نے آپ کو چشم بصیرت دی ہے تو اپنے اس عبرتناک انجام پر نظر کرو۔ اور دیکھو کہ کس سے قطع کیا اور کس سے پیوند کیا۔

پھر آپ نے میرے سفر مصر کا ذکر کیا ہے۔ یہ مضمون لمبا ہوگیا ہے میں اس تذکرہ کو سردست نہیں چھیڑتا۔ اسلئے کہ عام معاملہ میں ایک ذاتی بحث کا تذکرہ شاید آپ کی مخترع اصول اخبار نویسی میں ہوگا۔

آپ پر اعتراض تو یہ ہے کہ آپ وہ کتابیں بیچتے ہیں اور گراں بیچتے ہیں جو اسلام کے خلاف ہیں تو آپ اس کا یہ جواب دیتے ہیں کہ میں نے سفر مصر کے لئے آپ کو چندہ نہیں کرا دیا۔ کیا خوب! امر تنقیح طلب ان کتابوں کی اشاعت کا جواز یا عدم جواز اور انکی گرانی ہے یا میرا سفر مصر

میرا خیال ہے کہ سفر مصر کے متعلق آپ سے جو خط و کتابت ہوئی آپ اس کو ضرور شائع کر دیں اس سے حقیقت معاملہ کھل جائے گی۔ اور پبلک کو معلوم ہو جائیگا کہ میری تحریک کس بنا پر تھی اس سفر کے اغراض کیا تھے؟ اور اسمیں علک ہوئی تو کیونکر ہوئی۔ کیا آپ نے دیکھ نہیں لیا کہ خدا کے فضل و کرم سے احمدی جماعت اشاعت اسلام کے لئے کسقدر جوش اپنے دلمیں رکھتی ہے اگر انکا خادم ایڈیٹر الحکم عربی اخبار نویسی کے فن کو سیکھنے اور اشاعت سلسلہ کے خیال سے مصر یا کسی اور جگہ جاوے یا جاتا تو وہ اس کے مصارف کے ذمہ وار نہ ہوتے؟ ضرور ہوتے۔ مگر آپ سے جو گفتگو ہوئی آپ اس خط و کتابت کو شائع کریں گے تو اصل حال کھل جائیگا اور اسمیں انشاءاللہ آپ کو شرمندہ ہونا پڑیگا۔ اور معلوم ہو جائیگا۔ کہ اسمیں بھی ریویو والا معاملہ ہی پیش آیا ہے۔ بہر حال آپ اسطرح پر اس اعتراض سے بچ نہیں سکتے۔ اور پبلک ایسی اندھی نہیں جو آپکے اس جواب کو کافی سمجھے۔ میں آپ کے اس خط پر کرزن گزٹ۔ وکیل۔ روزگار۔ پیسہ اخبار اور البشیر کو فیصلہ کرنے کی تحریک کرتا ہوں اگر وہ لکھدیں کہ وطن کا جواب معقول ہے تو میں اپنی غلطی تسلیم کرلونگا۔ آپ ان سے لکھوا لیجئے وہ بہر حال ہمارے سلسلہ کے تو مخالف اور آپ کے دوست ہیں۔

(۱) وصیّت

(۱) میں مسماۃ بیگم بیوی بنت محمد راجہ ساکن بدر۔ تحصیل بھیرہ۔ ضلع شاہپور۔ زوجہ شبیر علی ہیڈماسٹر مدرسہ تعلیم الاسلام۔ بقائمی ہوش وحواس خمسہ بلاجبر واکراہ اپنی خوشی اور رضامندی سے آج بتاریخ ۲۲۔ مارچ ۱۹۱۱ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ اور لکھدیتی ہوں۔ کہ میرے مرنے کے بعد اس وصیت پر عمل ہو۔

(۲) میں اقرار کرتی ہوں۔ کہ میں حضرت مرزا غلام احمد ساکن رئیس قادیان۔ ضلع گورداسپور۔ مسیح موعود کے کل دعاوی پر بصدق دل ایمان رکھتی ہوں اور ان کی مرید اور پیرو ہوں۔

(۳) میں اقرار کرتی ہوں۔ کہ میں نے رسالہ الوصیت جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کیطرف سے بتاریخ ۲۴۔ دسمبر ۱۹۰۵ء کو شائع ہوا ہے۔ تمام وکمال سن لیا ہے۔ میں ان ہدایات کی جو اس میں درج ہیں۔ پابند ہوں۔ اور ایسا ہی میں ان تمام ہدایات اور ضوابط اور قواعد کی پابند رہوں گی۔ جو رسالہ الوصیت کے بعد حضرت مسیح موعود کی طرف سے یا ان کی مقرر کردہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کی طرف سے بہشتی مقبرہ واقع قادیان کے متعلق یا دیگر اغراض انجمن مذکور کے متعلق شائع ہوئے یا آیندہ شائع ہوں گے۔ میں ان تمام کے اور ایسا ہی میرے ورثا میرے بعد ان تمام ہدایات وضوابط وقواعد وشرائط مشتہرہ انجمن مذکور کے معاملہ الوصیت ہذا میں پابند رہینگے۔

(۴) میری جائداد جو اسوقت حسب ذیل ہے۔ زیورات مالیتی ۳۳۵ روپے۔ اثاثۃ البیت ۸۰ روپے۔ نصف حصہ گھوڑی ۱۰ روپے۔ مویشی ۳۰ روپے۔ کل ۴۴۵ روپے۔ اور جس پر اس وقت میرا مالکانہ قبضہ ہے۔ اور اس جائداد میں میرا کوئی شریک نہیں۔ میں آجکی تاریخ اس جائداد کے ۱/۳ حصہ کے متعلق یہ وصیت کرتی ہوں۔ کہ میری جائداد جس کی قیمت اسوقت ۱۴۸ روپے ہے میرے مرنے کے بعد اس جائداد کو میری بقیہ جائداد سے الگ کر لے۔ یا اسمیں شامل رہنے دے۔ یا اسکو فروخت کرکے اس کی قیمت وصول کرے یا فروخت نہ کرے۔ تو اس وصیت کردہ جائداد سے مفاد اٹھا کر اغراض انجمن پورا کرے۔ غرضیکہ انجمن مذکور ہر طرح سے اس وصیت کردہ جائداد کے مالک متصور ہو۔ میرے کسی وارث کو خواہ وہ احمدی ہو۔ یا غیر احمدی میری اس موصیت کردہ جائداد سے کوئی تعلق نہیں۔ اگر میری جائداد وصیت کردہ کی قیمت آیندہ بڑھ جاوے۔ تو اسکی مالک بھی انجمن مذکور ہے۔

(۵) میں اقرار کرتی ہوں۔ کہ اگر آج کی تاریخ کے بعد میں اور کوئی جائداد مذکورہ بالا جائداد کے علاوہ پیدا کروں۔ یا میرے مرنے کے بعد کوئی اور جائداد ماسوائے جائداد مذکورہ میری متروکہ ثابت ہو۔ تو ایسی جائداد کے متعلق بھی میری یہی وصیت ہے۔ جس کا مفصل ذکر میں نے فقرہ ماسبق ۴ وصیت میں کیا ہے۔ میں ایسی جائداد کی وقتاً فوقتاً انجمن مذکور کو اطلاع دیتی رہونگی۔

(۶) میں یہ وصیت کرتی ہوں۔ کہ میرے مرنے کے بعد میرا جنازہ احمدی جماعت پڑھے۔ اور اگر میں قادیان میں فوت نہ ہوں۔ تو احمدیہ جماعت میری نعش ایک صندوق میں بند کرکے حسب ہدایات انجمن مذکور جو اب شائع ہو چکی ہیں۔ یا آیندہ شائع ہونگی۔ دارالامان قادیان میں پہنچائی جاوے۔ اور وہاں مجلس کارپرداز مصالح قبرستان کے سپرد کیجاوے۔

(۷) میری یہ وصیت ہے۔ کہ میری تجہیز وتکفین اور میری نعش کو قادیان شریف پہنچانے اور وہاں دفن کرنیکے متعلق جسقدر اخراجات ہوں۔ ان کی متکفل میری جائداد وصیت کردہ جس کا ذکر میں نے فقرہ ۴ و ۵ میں کیا ہے۔ ہرگز نہیں۔ اور ان اخراجات کا حسب مشورہ مجلس کارپردازان مصالح قبرستان اندازہ کرکے میں رقم اخراجات کو مجلس مذکور کے حوالہ کر دوں گی جس کا اعلان مجلس مذکور کیطرف سے میں کرا دوں گی۔ اور اگر ان اخراجات کیلئے میں کوئی رقم اپنی زندگی میں الگ نہ کر سکی۔ اور ایسا ہی اگر وہ رقم از کردہ اصلی اخراجات سے کم ہوئی۔ تو میری دیگر متروکہ جائداد جس میں یہ وصیت کردہ جائداد شامل نہ ہو گی۔ ان اخراجات کے متکفل ہو گی۔ اور میرے ورثا ان اخراجات کیلئے ادا کرنے کے ذمہ دار ہونگی۔ جو میری روح کی نجات کا باعث ہونگی۔ اور میری پس ماندگان ان اخراجات کو اہم اور جائز ضرورت شرعی سمجھینگے۔

(۸) میں یہ بھی اقرار کرتی ہوں۔ کہ میں نے یہ وصیت صرف ابتغاء لوجہ اللہ کے ہے۔ اور اگر حالات آیندہ کے ماتحت جنکا مجھے اسوقت علم نہیں میری نعش مقبرہ مذکورہ میں دفن نہ ہو سکی۔ تو اسصورت میں بھی میری یہ وصیت جو میں نے اپنی جائداد کے متعلق کی ہے۔ اور جس کا ذکر فقرہ ۴ و ۵ میں کیا گیا ہے۔ درست اور اور قائم رہے۔ لیکن یہ ضروری ہوگا۔ کہ میری نعش کو مقبرہ بہشتی پہنچانے کی کوشش کیجاوے۔ اور جب تک مجلس کارپردازان مصالح قبرستان اجازت نہ دے۔ میری نعش اور کہیں دفن نہ کیجاوے۔ البتہ امانت کے طور پر کسی اور جگہ پر دفن کیجا سکتی ہے (۹) یہ کہ اگر جسم، فقرہ ۸ میری نعش فقرہ مذکور میں دفن نہ ہو سکی۔ تو جو اخراجات متعلق انتقال نعش میں کرایا ہوگا۔ یا میری جائداد متروکہ سے وصول ہوئے ہے۔ انکو بھی وصول کرنے اور خرچ کرنے کا اور خرچ کرنے کا میرے ورثا کو اختیار نہ ہو گا۔ بلکہ انجمن کو ہو گا۔

العبد

بیگم بیوی بنت محمد راجہ زوجہ شبیر علی ہیڈماسٹر تعلیم الاسلام

گواہ شد

شبیر علی ہیڈماسٹر مدرسہ تعلیم الاسلام

(۲) وصیّت

بِسمِ اللہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

وکان یامر اھلہ بالصلوٰۃ والزکوٰۃ وکان عند ربہ مرضیا یا ابت افعل ما تؤمر ستجدنی ان شاء اللہ من الصابرین

منکہ اسمٰعیل ولد غلام احمد قوم احمدی ساکن موضع بھڈال تحصیل وضلع سیالکوٹ۔

(۱) بقائمی ہوش وحواس خمسہ بلاجبر واکراہ اپنی خوشی اور رضامندی سے آج بتاریخ ۱۲ اپریل ۱۹۰۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد اس وصیت پر عمل ہو۔

(۲) میں اقرار کرتا ہوں۔ کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب سلمہ مسیح موعود رئیس قادیان ضلع گورداسپور کے کل دعاوی پر صدق دل سے ایمان رکھتا ہوں۔ اور ان کا مرید اور پیرو ہوں۔

(۳) میں اقرار کرتا ہوں۔ کہ میں نے رسالہ الوصیت جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کیطرف سے بتاریخ ۲۴ دسمبر ۱۹۰۵ء کو شائع ہوا ہے۔ تمام وکمال پڑھ لیا وسن لیا ہے۔ میں ان ہدایات کا جو اس میں درج ہیں۔ پابند ہوں۔ اور ایسا ہی میں ان تمام ہدایات اور ضوابط اور قواعد کا بھی پابند ہوں۔ جو رسالہ الوصیت کے بعد حضرت مسیح موعود کی طرف سے یا انکے مقرر کردہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کیطرف سے بہشتی مقبرہ واقعہ قادیان کے متعلق یا دیگر اغراض انجمن مذکور کے متعلق شائع ہوئی ہیں۔ یا آیندہ شائع ہونگے۔ میں ان تمام کا اور ایسا ہی میرے ورثاء میری ان تمام ہدایات وضوابط قواعد وشرائط مشتہرہ انجمن مذکور کے معاملہ وصیت ہذا میں پابند رہینگے۔

(۴) میری جائداد حسب ذیل ہے۔ اول میرا مکان سکونتی بحدود اربعہ ذیل شمال گلی شارع عام غرب مکان رہائشی رزاق کشمیری ودتا کشمیری و مکان رہائشی منشی محمد رمضان احمدی جنوب مکان رہائشی رحیم بخش ولد مہتاب شاہ فقیر مشرق مکان رہائشی دت ولد لوٹا تائی واقع موضع بھڈال قیمتی ۔ دوم کتابیں سلسلہ احمدیہ ۔ سوم اشیاء خانگی ملے جلے روپیہ جن پر میرا مالکانہ قبضہ ہے۔ اور اس جائداد میں میرا کوئی شریک نہیں۔ میں آجکی تاریخ سے اس جائداد کے نصف حصہ کی متعلق یہ وصیت کرتا ہوں۔ کہ میرے بعد یہ نصف حصہ جائداد کا صدر انجمن احمدیہ قادیان کے سپرد کیا جاوے۔ انجمن مذکور کا اختیار ہے میرے مرنے کے بعد میری بقیہ جائداد سے الگ کرکے اسکو فروخت کرکے اسکی قیمت وصول کرلے۔ یا فروخت نہ کرے۔ یا اس جائداد سے مفاد اٹھا کر اغراض انجمن کو پورا کرے۔ غرضیکہ انجمن مذکور ہر طرح سے اسمیں نصف جائداد کی مالک ہے۔ میرے کسی وارث کو خواہ احمدی ہو۔ یا غیر احمدی ہو۔ میری اس نقل جائداد سے کچھ تعلق نہیں۔ اگر میری جائداد کی قیمت بڑھ جاوے گی تو اسکی مالک بھی انجمن مذکور ہی ہے۔

(۵) میں اقرار کرتا ہوں کہ اگر آجکی تاریخ کے بعد میں کوئی اور جائداد میں پیدا کروں۔ اس جائداد کی علاوہ یا میرے مرنے کے بعد میری اور کوئی جائداد متروکہ ثابت ہو تو ایسی جائداد کے متعلق بھی میری یہی وصیت ہے۔ جسکا مفصل ذکر میں نے فقرہ ماسبق نمبر ۴ وصیت میں کیا ہے۔ میں ایسی جائداد کی وقتاً فوقتاً انجمن مذکور کو اطلاع دیتا رہوں گا۔

(۶) میں یہ بھی وصیت کرتا ہوں۔ کہ میرے مرنے بعد میرا جنازہ احمدی جماعت ہی پڑھے۔ اگر میں قادیان بہشتی مقبرہ میں دفن ہوں یا کسی اور جگہ دفن ہوں ہر چند میری یہ وصیت قائم رہیگی۔

بقلم محمد سلطان احمدی ہوندی حلقہ ہوندل تحصیل سیالکوٹ

گواہ شد

کریم داد نمبردار موضع بھڈال تحصیل سیالکوٹ۔

گواہ شد

غلام محمد احمدی ساکن گھٹلی ہرنیاں تحصیل سیالکوٹ

مفرح عنبری قیمت فی تولہ پانچ روپے

جملہ ڈاکٹر صاحبان و حکمائے ہندوستان توجہ فرماویں

وزن پانچ تولہ خوراک ... ماشہ محصول بذمہ خریدار

ہنرشناس کو دکھلا ہنر کہ خوب بٹے زر ؎ اگر کھلے ہے تو صرّاف کی نظر چڑھ کر

خدائے کریم ورحیم کی بے اندازہ فیاضی ہے کہ مجھ ناچیز ملک کے لائق اطباء کی نظر میں اس عزت سے دیکھا جائے جس کی مثال ہندوستان جیسے ملک میں ہو گا اگر ممکن نہیں تو قریباً محال ضرور ہے اور یہ محض خدا تعالےٰ کا فضل ہے ✣ ورنہ من آنم کہ من دانم۔

مفرح عنبری کو تیار کر کے جب اس بزرگ جماعت ڈاکٹران وحکمائے ہند کو توجہ دلائی گئی۔ کہ یہ ایک بے نظیر ولاجواب دوائی آپ کے ملک میں تیار ہوئی ہے جس کا مقابلہ یورپ کی کوئی پیٹنٹ دوائی بھی جو تا حال اس غرض سے اس ملک میں آچکی ہیں نہیں کر سکتیں اور نہیں کر سکیں۔ تو اول اول جیسا کہ قاعدہ ہے میری عرض پر کچھ زیادہ توجہ نہ کی گئی۔ لیکن رفتہ رفتہ جب ملک میں چاروں طرف مفرح عنبری کی شہرت ہوئی اور اسکے استعمال کرنے والے خود مجسم اشتہار بنکر اس کے موجد کی افزائی کے لئے کمربستہ ہوگئے۔ پبلک جلسوں میں لکچروں کے ذریعہ اس کا چرچہ ہونے لگا۔ تو الحمدللہ کہ اس بزرگ جماعت نے بھی توجہ مبذول فرمائی رفتہ رفتہ یہاں تک نوبت پہنچی کہ ہندوستان بھر میں جو شہرت کا دقیقہ باقی رہ گیا تھا وہ اس قابل فخر جماعت کی طفیل اللہ کے فضل سے پورا ہوگا۔ اس بات کے کہنے کی تو میں جرات نہیں کرتا اور نہ کر سکتا ہوں کہ خدانخواستہ آپ میں سے کسی کو ایسی عمدہ دوائی بنانا آتا نہیں یا آپ جانتے نہیں جس حالت میں کہ خداوند کریم کی عنایت آپ ہر طرح لائق تعلیم یافتہ سند یافتہ ڈاکٹری جماعت میں داخل ہیں اور اپنے فرائض کی انجام دہی پر ممتاز ہیں ہاں تھا ہی اس کے میں یہ بھی نہیں مان سکتا کہ آپ کو اس کی ضرورت نہ ہو۔ کیونکہ ہر ایک دانا معالج جس کا کام ہر وقت مریضوں کا علاج کرنا ہے۔ خواہ وہ اپنے وقت کا ارسطا طالیس۔ جالینوس بوعلی سینا ہی کیوں نہ ہو ہمیشہ ہر ایک عمدہ چیز کی سے اور ہر ایک سے متعصّب سے پاک دل طبیب کو اسکی تلاش بھی رہتی ہے۔ چنانچہ بزرگان ذیل کا نہایت ادب سے شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے اپنا فرض منصبی ادا کیا اور جنہوں نے بڑی توجہ سے کام کو میری عرض کو جگہ دی۔ خود فائدہ اٹھایا مجھے فائدہ ہوا اور مریضوں پر احسان کیا آپس کیلئے ایک اتحاد قائم ہوگیا۔ اور جو ذاتی فائدے ہیں۔ وہ علیحدہ میرے پاس کافی الفاظ نہیں کہ اس مختصر میں ان کا شکریہ ادا کر سکوں۔ البتہ مکمل رپورٹ میں انشاءاللہ مفصل ذکر خیر کرونگا۔ یہاں صرف اسمائے گرامی ان پاکدل ہمعصروں کے شکریہ کے ساتھ عرض کرتا ہوں جو

جناب ڈاکٹر رام پرشاد صاحب انچارج میں ڈسپنسری نرسنگھ پور
جناب ڈاکٹر محمد رحمن صاحب پاپون ضلع مولین۔
جناب ڈاکٹر محمد علی صاحب کھنڈرا (نیواڑ)
جناب ڈاکٹر عبدالمجید خانصاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ اوتیبک اسلم ناگپور
جناب ڈاکٹر غلام مصطفےٰ صاحب کینپی ناگپور
جناب ڈاکٹر شیخ محمد حسین صاحب ایلور ضلع گوردادری۔
جناب ڈاکٹر مول چند صاحب پنشنر دہمناری ضلع لٹے پور
جناب ڈاکٹر محمد حیدر حسین صاحب حیدر صدر ڈسپنسری کھنڈوہ
جناب درگاہی بخش صاحب خاص ریاست ریوان۔
جناب ڈاکٹر سریرام صاحب ہنڈیہ ضلع الہ آباد۔
جناب ڈاکٹر عبداللہ خان صاحب پورنیہ بنگال
جناب ڈاکٹر عبدالمجید خانصاحب ضلع رانچی
جناب ڈاکٹر ناداچرن سرکار چیر ٹیبل ڈسپنسری راؤزن بنگال
جناب ڈاکٹر الیس امین الدین صاحب قریشی سی۔ ایم۔ الیس ہمگا ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب میں ڈسپنسری دموسہ ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر خلیل الرحمن صاحب ایچ الیس منڈلہ ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر عبدالفتاح خانصاحب ایچ الیس ناگپور
جناب ڈاکٹر چھیجو مل صاحب ہاسپٹل اسسٹنٹ آردی ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر کریم بخش صاحب ہزار یباغ بنگال

جناب ڈاکٹر پنڈت ہر پیرام صاحب ویٹرنیری اسسٹنٹ ضلع گورکھپور
جناب ڈاکٹر سید محمد ہادی صاحب امام باڑہ ڈسپنسری (ہوگلی)
جناب ڈاکٹر محمد عبدالقادر صاحب وکٹوریہ میڈیکل ہال سلطانپور بنگال
جناب ڈاکٹر بہادر علی صاحب جام گاؤں ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر شیخ شبراتی صاحب ریاست کھیراگڈھ ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر غلام احمد خانصاحب ایچ۔ الیس نواجی پور
جناب ڈاکٹر آغا حسین علی صاحب نیومیڈیکل ہال مانڈے
جناب ڈاکٹر سید احمد علی صاحب ایچ۔ الیس سیونی مالوہ ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر محمد امام خانصاحب سینئر ہاسپٹل اسسٹنٹ جیل چاندہ
جناب ڈاکٹر اے۔ ٹی۔ یوس صاحب ایچ الیس دہنو میو برہما
جناب ڈاکٹر رحمت علی صاحب احمدی کنگ افریقین رائفلز سمالی لینڈ
جناب ڈاکٹر جمن صاحب فسٹ بریگیڈ سمالی کینڈ
جناب ڈاکٹر سراج الدین صاحب ریاست بستر ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر مہیش چندر صاحب رانی ہاٹ ضلع چاٹگام
جناب حکیم محمود حسین خانصاحب ضلع ساگر
جناب حکیم سید سلطان حسین رضوی لکھنوی ریاست کوٹہ
جناب حکیم سید احمد علی صاحب دہلوی بنگلور
جناب حکیم خیر دین صاحب جوہان ریاست پٹیالہ
جناب حکیم محمد علی صاحب ریاست خاص پالن پور
جناب حکیم محمد سلطان صاحب پنڈول ضلع کٹنا

جناب حکیم محمد صدیق حسین صاحب جیلانی نجیب آباد
جناب حکیم محمد عزیز الرحمن صاحب ضلع باریسال
جناب حکیم عبداللطیف صاحب ماندگاؤں ضلع ناسک
جناب حکیم حافظ سید عبدالکریم صاحب ضلع دیناجپور
جناب حکیم عبدالرزاق صاحب ضلع دیناجپور
جناب حکیم کرامت علی صاحب دھابی ضلع پورنیہ
جناب حکیم سید عبدالرحیم صاحب بلہاری۔ مدراس
جناب حکیم عبدالجلیل صاحب۔ لاہرپور ضلع سیتاپور
جناب حکیم امیرالحسن صاحب لگواڑہ ضلع پورنیہ
جناب حکیم کرامت حسین صاحب ضلع پورنیہ
جناب حکیم محمد سالار صاحب قاضی سرکار لوبرگل
جناب حکیم رحیم بخش پاٹک ٹولہ پورنیہ
جناب حکیم محمد عبدالمجید صاحب چھنگاؤں ضلع پورنیہ
جناب حکیم عشرت علی خان صاحب عمرکیبہ ضلع باسم بنگال
جناب حکیم حافظ نعمت علی صاحب رنگون
جناب حکیم سید عبدالقیوم صاحب سکندر نگر مہن سنگھ
جناب حکیم ناظم حسین صاحب مانڈلے برہما
جناب حکیم محمد مہدی حسین صاحب دل سنگھ سرائے دربھنگہ
جناب حکیم سید لیاقت حسین صاحب نواجی پور

آمدم برسر مطلب

مفرح عنبری میں سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس میں کوئی POISON زہر از قسم کشتہ وغیرہ ہرگز نہیں ملایا جاتا اسلئے میں زور سے کہتا ہوں کہ آج کل کی قریباً کل مشہورہ پیٹنٹ مقوی ادویات اسے خواہ وہ یورپ کے کسی کونہ سے آئی ہوں یا ہندوستان کے کسی فرضی جنگل سے نکلی ہوں اسکے مقابلہ میں آدھے چوتھائی نمبر بھی حاصل نہیں کر سکتیں۔ اب میں اسے ختم کر کے بڑے شوق سے آپ کے آرڈر کا منتظر ہوں:

بھائیوں کا خادم حکیم محمد حسین قریشی موجد مفرح عنبری مفرح دلکشا کارخانہ رفیق الصحت لاہور

(کتبہ ظہور الحسن بجنوری عفی عنہ)

الحکم

چہ گویم بالو گر کی چھپا در قادیان بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

قادیان دار الامان مورخہ ۱۰ اکتوبر ۱۹۰۶ء مطابق ۲۱ شعبان ۱۳۲۴ ہجری | جلد ۱۰ | نمبر ۳۵

فہرست مضامین

تازہ الہامات اور رؤیا

۹ اکتوبر ۱۹۰۶ء - میں نے آج رات خواب میں دیکھا کہ میرا بھائی مرزا غلام قادر مرحوم ایک مضبوط گھوڑے پر سوار ہے اور میں نے خیال کیا کہ یہ فرشتہ ہے اور لفظ قادر کی مناسبت سے اس شکل پر ظاہر ہوا ہے اور میں اس کے آگے اس قدر دوڑتا ہوں کہ گویا وہ پیچھے رہ جاتا ہے اس کے بعد ہم شہر میں داخل ہو گئے اور وہ فرشتہ بصورت میرے بھائی کی شکل پر تھا گھوڑے پر سے اتر آیا اس کے ہاتھ میں ایک تازیانہ ہے اور ایک مضبوط سپاہی قوی ہیکل شکل میں ہے اور ہم شہر میں ایک طرف جانے کا ارادہ کیا گویا کوئی کام ہے یا کوئی خدمت ہے جو اس فرشتہ نے بجا لانی ہے ... الہام ہوا ... عبدالحکیم خدا تعالیٰ تجھے ... ایک ... اور مفلوج ہوتے اور مجذوم ہوتے ... الحکیم ... الہام رکھا گیا ہے خلاصہ مطلب یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی ... کوئی بیماری ... لاحق حال ...

دار الامان کا ہفتہ

۱- اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام **حقیقۃ الوحی** کی تصنیف سے خدا کے فضل سے فارغ ہو چکے کتاب مکمل ہو کر لکھی گئی اور پریس میں آخری کاپیاں جا چکی ہیں۔ بہت ہی جلد اب کتاب مذکور شائع ہو جائیگی۔ حقیقۃ الوحی ۲۵ جزو کی کتاب ہوگی اور صرف ایک روپیہ قیمت پر ملے گی یہ قیمت محصول ڈاک کے سوا ہوگی۔ اس کتاب کا پڑھ لینا ہر احمدی کا فرض ہونا چاہیئے۔ اسلئے کہ اس کتاب میں حضرت حجۃ اللہ نے تمام اعتراضوں کے شافی اور کافی جواب دیئے ہیں اپنی دعاوی کے دلائل اس قوت سے بیان کئے ہیں اور ایسے غیر مسبوق نکات معرفت کے لکھے ہیں کہ نہ آنکھ نے دیکھے نہ کانوں نے سنے۔

اس کتاب کے تمام و کمال چھاپنے کا فخر کارخانہ الحکم کے **انوار احمدیہ پریس** کو حاصل رہا کچھ کاپیاں ضرورتاً یہاں کے موجودہ مطابع نے بھی چھاپی ہیں تاکہ کتاب جلد شائع ہو جاوے۔ بہر حال خدا تعالیٰ کا احسان اور اسکا خاص فضل ہے۔ کہ ہمارا آقا و مولا۔ اپنے مقصد اور ارادہ میں **کامیاب** ہو گیا۔ اس کتاب کو پڑھنے کے بغیر اگر کوئی شخص کسی قسم کا اعتراض کرے تو وہ **حق** کا خون کرنے والا ہوگا۔

۲- مدرسہ تعلیم الاسلام کا سالانہ امتحان عنقریب ہونے والا ہے یعنی اسی اکتوبر کی آخری تاریخوں میں۔ مدرسہ کیلئے **سیکنڈ ماسٹر کی سخت ضرورت ہے گریجویٹ اور ٹرینڈ ہو تنخواہ** حسب لیاقت دی جاویگی۔ درخواستیں سکرٹری مجلس ناظم التعلیم کے نام آنی چاہئیں۔ احمدی گریجویٹوں کو خدمت قوم کے لئے ایک عمدہ موقع ہے اگر کوئی عالی ہمت بھائی ایثار نفس کرکے چلا آوے۔ تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے حصہ لینے والا ہوگا +

لطیف یادداشتیں

الحکم کے ناظرین خوبی جانتے ہیں کہ حضرت مخدوم الملۃ کو روافض سے سخت بیزاری تھی۔ اور شیعیت کے ہلاک کرنے کے لئے آپ کو خدا تعالےٰ نے خاص جوش اور طریق عطا کیا تھا۔ اسلئے آپ ہمیشہ شیعوں کی تالیفات کو جو انکے ہاتھ میں [illegible] جاتی ہیں پڑھا کرتے تھے۔ اور اس پر نوٹ بھی کر لیا کرتے۔ اثارۃ البصائر شیعوں کی ایک زبردست کتاب ہے اسکے بعض مقامات پر آپ نے یادداشتیں لکھی ہیں اگر آپ کی زندگی وفا کرتی اور [illegible] تو ایک [illegible] ایسا ہی آپ کی یادداشتوں [illegible] ایک یادداشت آپ نے لکھی ہے جو قرآن کریم کی شان [illegible] ظاہر [illegible] کہ قرآن کریم کی عظمت اور محبت کس قدر آپ کے دل میں تھی اسکے لئے کیسی غیرت اور حمیت انہیں دلگئی تھی۔

ایڈیٹر

کتاب الحجۃ | قلت الیس تعلمون ان رسول اللہ کان هو الحجۃ من اللہ علی خلقه قالوا بلی قلت فلما مضی رسول اللہ من کان الحجۃ علی خلقه فقالوا القرآن فنظرت فی القرآن فاذا هو یخاصم به المرجی والقدری والزندیق الذی لا یؤمن به حتی یغلب الرجال بخصومته فعرفت ان القرآن لا یکون حجة الا بقیم۔ (اقول والقرآن هو القیم بنفسه کما قال قیما لینذر الآیۃ کریمہ) فما قال فیه من شیء کان حقا فقلت لهم من قیم القرآن فقالوا ابن مسعود قد کان یعلم وعمر یعلم قلت کله قالوا لا فلم اجد احدا یقال انه یعرف ذلک کله الا علیا۔ واشهد ان علیا کان قیم القرآن وکانت طاعته مفترضة وکان الحجة علی الناس بعد رسول اللہ —

یہ عقیدہ اور مذہب اہل شیعہ کا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ قرآن کریم حجت اللہ نہیں ہے۔ اور وہ غیر کافی ہے اور وہ قیم نہیں بلکہ علی رضی اللہ عنہ **قیم القرآن** ہے اسپر مولانا مرحوم لکھتے ہیں۔

افسوس ان احمقوں نے قرآن کریم کی کوئی قدر نہ کی قرآن حق ہے اور ایک نظام رکھتا ہے اور خدا سے ہے اور ایک ہی غرض کے لئے آیا ہے اور وہ ھادیا مستقیما ہے ضرور ہے کہ ایک ہی راہ اس سے ثابت ہو۔

وان هذا صراطی مستقیما فاتبعوه ولا تتبعوا السبل فتفرق بکم عن سبیله۔

جسطرح خدا فرماتا ہے وماخلقنا السموات والارض وما بینهما الا بالحق یعنی آسمان اور زمین کی پیدائش ساری الحق کیطرف اشارہ کرتی ہے اور کوئی بھی ذرہ ذرات کائنات [illegible] دلالت کرتا ہو خدا تعالیٰ کے غیر مقصود ہو اسلئے کہ خدا [illegible] ہے اب چاہئے کہ خدا کے کلام اور اسکے کلام میں تطابق ہو اگر قرآن سے اور راہیں پیدا ہو سکتی ہیں تو وہ خدا کے فعل کے مخالف ہوگا اور اسلئے (نعوذ باللہ) خدا کا کلام نہ ہوگا۔ یہ محض غلط بات ہے کہ کوئی باطل فرقہ قرآن سے استدلال کر سکتا ہے اسکے استدلال بعینہ ایسے ہیں جیسے شیعوں نے خواہ نخواہ ساری آیتیں حضرت امیر اور آئمہ پر منطبق کر لیں اور جیسے نصرانی ... توریت کو یسوع پر جماتے ہیں مگر یہ کوئی قوت اور غلبہ کی بات نہیں اور خصام پر غالب آنا نہیں یہ بعینہ ایسا ہی ہے جیسے ایک ہندو نے الم سے رام چندر اور لچھمن نکال لیا تھا اور جیسے ایک مسلمان نے فضول کوشش کی کہ پورانوں اور جوگ وشسٹ اور دساتیر سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیاں نکالے یہ باتیں دانشمندوں کو ظلمت اور اضطراب میں ڈال نہیں سکتیں اسلئے کہ حق وحقیقت ان فضولیوں سے ثابت نہیں ہو سکتی۔ قرآن کریم نے ہر دعوے کے ساتھ دلائل بیان کئے ہیں جو شخص دعوے کرے کہ میں مفلح مومن اور غالب مصلح ہوں اور میں خلیفۃ اللہ اور حجۃ اللہ فی الارض ہوں قرآن نے اس کے صفات وعلامات بھی واضح کئے ہیں انکے اعمال اور نتائج اعمال مقرر کئے ہیں اور والعاقبۃ للمتقین سے ثابت کر دیا ہے کہ دعوی میں وہ صادق ہے یا کاذب اور کافروں منافقوں اور ظالموں کے بھی علامات مقرر کئے ہیں۔

میں کہتا ہوں قرآن کریم ایک ہی راہ کی طرف دلالت کرتا ہے مثلاً الا تنصروه فقد نصره اللہ اذ اخرجه الذین کفروا ثانی اثنین اذ هما فی الغار اذ یقول لصاحبه لا تحزن **ان اللہ معنا**۔

خدا تعالےٰ لوگوں کو اسوقت بھی اور قیامت تک عظیم الشان ترغیب دیتا ہے کہ خدا کی راہ میں جہاد کرنے کے لئے ہمت باندھو اور اپنے منافع عاجلہ اور آراموں اور شہوات دنیا اور حب جاہ وغیرہ کو جو سفر فی سبیل اللہ سے روکتا ہے یوں ترک کردو جیسے اس شخص نے ترک کر دیا جو ایک خطرناک گھڑی میں رسول الٰہی کا ناصر تھا فقد نصره اللہ میں عظیم الشان اشارہ ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا وجود حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی اسوقت نصرت [illegible] تھا اسلئے کہ [illegible] مصائب سے تسلی وتسکین کا موجب ہوا۔ اور [illegible] آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے ان اللہ معنا سے یہ اشارہ کر دیا ہے کہ الوہیت الٰہی کا حقیقی مقتضا ہے کہ تم دونوں کفار کے شر سے بچ رہیں اسلئے کہ الوہیت الٰہی کی خدمت اور اعلا میرے اور تیرے وجود پر منحصر ہے اب یہ خدا تعالےٰ کے کلام کی ایک صداقت ہے اور خدا تعالےٰ کے کام نے عملاً اس کی صداقت ظاہر کر دی اور دکھا دیا کہ کیونکر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضی اللہ عنہ اس غار سے بچ کر نکلے اور کس طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضی اللہ عنہ اسلام کے لئے آدم اول اور آدم ثانی ہوئے۔ میرا دعوے ہے کہ قرآن کریم ایک ہی راہ اور اقوم راہ کی طرف دلالت کرتا ہے اب یہ ایک واقعہ ہے اور قرآن کریم کے منطوق کی ایک شہادت ہے اور ایک ہی وجود باجود ابوبکر کی ذات پاک کے لئے ہے ہماری یہ حجت نہیں خدا تعالےٰ کی یہ حجت قیامت تک منکرین خلافت صدیق وعزت ووجاہت صدیقی پر ہے۔ شیعہ بزرگوں کا خیال ہے کہ قرآن رولا ڈالنے والی کتاب ہے (نعوذ باللہ) اور اس سے ہر ایک اپنے اپنے مقصد کی بات سیدھی کر لیتا ہے اب میں شیعوں کو کہتا ہوں کہ اس سے اپنے فرضی اور ناکام سلسلہ کی کامیابی نکال دیجئے۔ اور ان ناکاموں میں سے کسی ایک کو اس کا مصداق تو بتا دیجئے۔ ردونه خرط القتاد۔

اور پھر قرآن کہتا ہے یرثها عبادی الصالحون توریت کی پیشگوئی متعلق تھی یہود کے مذہب کی ذلت اور انسے خروج نبوت اور حضور علیہ الصلوۃ والسلام ہیں اور آپکے آل یعنی **اتباع** آنے کی یہ قطعی نشانی تھی اور ضرور تھا کہ وہ ارض مقدسہ اسلامیں آجاوے۔ اسلئے کہ خدا تعالےٰ نے نبوتوں کا مدار اسی طرح کے وعدوں کے تحقق پر رکھا ہے اس خدا تعالےٰ کی عظیم الشان پیشگوئی کو جو یہود کے مذہب کی برکتیں اور اسلام کے بابرکت ہونے میں قول فیصل تھی اور اسلام کی ابدی زندگی اسپر موقوف تھی تاکہ ثابت ہو جاوے کہ جس طرح [illegible] انبیاء اسرائیل کی تعلیمات [illegible] ہو گیا ہے اسی طرح ظاہری طور پر بھی انبیاء اسرائیل اور بنی اسرائیل کی جائے [illegible] ارض مقدس پر [illegible] قبضہ پالیا ہے۔

اور [illegible] کہتا ہے کہ سلطنتیں اور بادشاہیاں [illegible] حقانیت کی دلیل نہیں یہ بات خدا تعالیٰ کی سنتوں کی ناسمجھی سے پیدا ہوئی ہے۔ [illegible] اور [illegible] اور عذاب [illegible] اور النار کا مفہوم ہی کیا ہے اور الفرقان [illegible] کو کیوں کہا گیا ہے اور اسپر فخر کیا گیا ہے [illegible] اور دعووں میں تو سب راستی پر ہونے کا فخر کر سکتے ہیں خدا تعالےٰ نے اپنے صادق اور موعود [illegible] اور ولیوں اور [illegible] کے ساتھ مستمرہ سنت یہی رکھی ہے۔ کہ وہ اعدا اسکے نشوونما کے وقت طرف مقابل کی جسمانیت اور روحانیت پر معنًا وظاہرًا غالب اور قابض ہو جایا کرتے ہیں۔

اب میں کہتا ہوں کہ یہ لازوال فخر قرآن کریم کی عزت رکھنے کا رسول قرآن کی عزت رکھنے کا خدائے قرآن کی عزت رکھنے کا فاتح بیت المقدس **عمر فاروق** رضی اللہ عنہ کو ملا اور اسی کو ملا من دون غیرہ اور قسم بخدائے عزوجل یہ ایسا فخر ہے کہ قیامت تک اسکے سوا کسی کو نصیب نہ ہوگا۔ ممکن نہیں کہ کوئی شخص کسی نامراد اور ناکام کو یہی فخر دے سکے [illegible] ناکام اسکے [illegible] تمغہ لگائے؟

میری **روح** گواہی دیتی اور **روح القدس** سے بھر کر گواہی دیتی ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام کی روحوں نے اسوقت **عمر فاروق** پر صلوات وسلام پڑھا۔ اسلئے کہ وہ گواہی دے چکے تھے اور خدا تعالےٰ کو موثق میثاق کے دے چکے تھے۔ قالوا اقررنا کہ وہ رسول عربی کے دین کی نصرت کریں گے اور وہ منتظر تھے

کہ کب بیت المقدس کی آبرو مکّہ کی طرف منتقل ہوتی ہے اور الحق کو پورا استحقاق ملتا ہے میں علیٰ وجہ البصیرۃ اس بات کو کہتا ہوں کہ بیت المقدس کے فاتح میں تمام ارواح انبیاء کی بروزی طور پر داخل تھیں اور اسکے لب نے فاروق کو مبارکباد دی۔

اور سبحان الذی اسریٰ بعبدہٖ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ الذی بارکنا حولہ میں صاف اشارہ تھا کہ مسجد حرام کا ذیل مسجد اقصیٰ تک پہنچ جائیگا۔ یعنے اسپر حاوی ہوجائے گا۔ اور اقصیٰ کے لفظ سے یہہ اشارہ بھی ہے کہ اس تمام عالم میں یہ دین پھیل جائیگا۔ جہاں جہاں خدا نے ارادہ فرمایا ہے کہ ازلی سعید روح خدا کی عبادت کرے۔ اب خوب غور کرو۔ اور اللہ تعالےٰ کے لئے غور کرو کہ وہ روحانی سیر رسول کریمؐ کی کس بات کی مقتضی یا پیشگوئی تھی اس میں قطعی اشارہ تھا کہ بیت المقدس اسلام کے قبضہ میں آجائیگا۔ اسلئے اس سورۃ شریفہ کا نام بنی اسرائیل ہے اور بنی اسرائیل کو مخاطب کر کے کہا ہے

ان ہٰذا القرآن یہدی للتی ھی اقوم ویبشر المومنین الذین یعملون الصالحٰت ان لھم اجرًا کبیرًا وان الذین لا یومنون بالاٰخرۃ اعتدنا لھم عذابًا الیمًا ۝

یعنے یہ قرآن ایسی بات بتاتا ہے جو بڑی پختہ ہے یعنے جسپر قوم کے قیام و قوام کا مدار ہے اور اس دعوے کا ثبوت یہ ہے کہ مومن یعنی قرآن کے پیرو اجر کبیر یعنی عزّت اور وجاہت اور خلافت کے وارث ہوجائیں گے اور بنی اسرائیل کی نبیوں کی نبوت کے مذاق پر اور ان کی پیشگوئیوں کی تصدیق و تکمیل کے لئے مسجد اقصیٰ کے وارث ہوجائیں گے۔ جو تمہارے باپ دادوں کو وعدہ دیا گیا تھا پر تم اپنی بے ایمانی اور بدعملی کے سبب سے اسکے وارث نہ ہوئے اور یوں اسلام کی حجّت توریت کے دین وملّت پر غالب اور پوری ہوجائیگی۔

غرض

قرآن کی سچائی کیلئے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے معراج کی تصدیق کے لئے بیت المقدس کا ظاہری طور پر فتح ہونا ازلبس ضروری تھا اور یہہ فخر عمر فاروقؓ کو ملا۔

مبارک ہو تجھے اے عمرؓ کہ تو نے خدا کی باتیں پوری کیں۔

اب میں کہتا ہوں کہ اگر قرآن سے کوئی اور قرینہ سند لے سکتا ہے یا تم اس راست باز کے دشمن ہو اسکے خلاف اس میں سے نکال کر تو دکھلاؤ۔ اور ان نامرادوں کے گروہ میں سے کسی ایک کو پیش کرو جسنے یہ عملی فخر لیا ہو۔

ایک ناتمام مضمون

خدا تعالیٰ نے مخدوم الملۃ کے دل میں اسلام اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم اور انکی گم شدہ عزّت کے بحال کرنے والے موعودؑ کے لئے ایسی غیرت اور جوش دیا تھا کہ وہ جہاں کوئی اعتراض حق پر پاتا سب سے اوّل اسکی روح اسکے جواب دینے کے لئے اچھل پڑتی۔

اور جہانتک ممکن ہوتا وہ پورے زور اور جوش کے ساتھہ باطل کا مقابلہ کرتے اور جن جن سوراخوں اور پہلوؤں سے منحوس باطل در آسکتا یا اسکا اندیشہ کیا جاتا انہیں راہوں کو اسپر حملہ کرتے اور اسکا سر کچل دیتے۔ یہہ بھی تجربہ شدہ بات تھی کہ جب انکا کوئی آرٹیکل نکلتا تو مخالف دنیا میں ایک شور مچ جاتا اسکی وجہ یہہ تھی کہ وہ دب کر کبھی باطل سے صلح نہیں کرنا چاہتے تھے بلکہ اسے ایسے طور پر کچلنے کی سعی کرتے تھے جو وہ پھر سر اٹھانے کے قابل ہی نہ رہے

ذیل میں جو ایک نہایت ہی مختصر ناتمام مضمون میں درج کرتا ہوں یہہ ثبوت ہے اس جوش اور غیرت کا جو حق کے لئے آپ کو بخشا گیا تھا۔ اس مضمون پر اگر آپ کو بحث کا موقع ملتا تو سیر کن بحث ہوتی مشیت ایزدی یہی تھی کہ اسکو ناتمام چھوڑ کر عمل جاریہ کے رنگ میں چلدیں! تاہم اس میں بھی جو کچھہ لکھدیا ہے اس میں ایک ہی نکتہ ایسا قابل قدر ہے جو آئندہ کیلئے اس بحث کا خاتمہ کردیتا ہے۔ ایڈیٹر۔

عصمت - استغفار - اور ذنب کی حقیقۃ

جب سے لاہور کے لیکچر نبی معصوم پر لیکچر دیا ہے عام طبیعتیں جوش اور شوق سے اسطرف مائل ہوگئی ہیں کہ مسئلہ عصمت انبیاءؑ کی حقیقت سے واقفیت پیدا کریں بعضوں نے اسپر کسی قدر لکھا بھی ہے مگر مجھے خوف ہے کہ انکی تائید جو نادانی سے پیدا ہوئی ہو اور بھی اس مسئلہ کو دھندلا بنا دینے کی موجب نہ ہوگئی ہو۔ کلکتہ کے ایک مشنری پرچہ میں جسکا نام اپیپھنی ہے اور جو کثیر التعداد اور مفت شائع ہوتا ہے بہت دنوں سے اس رنگ میں ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر حملے کئے جاتے ہیں اور سر توڑ کوشش کیجاتی تھی کہ کل نبیوں کو جنمیں ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم شامل ہیں غیر معصوم ثابت کیا جائے مگر میں کلام کو درازی سے بچانے اور فہم کے ساتھہ زیادہ قریب کرنے کے لئے ان اعتراضوں کے جواب کی حد سے باہر نہ جاؤنگا جو ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی پاک ذات پر کئے جاتے ہیں اور میں اپنی تئیں اس بھاری بوجھہ سے اسوقت سبکدوش سمجھونگا جبکہ ان الفاظ کی حقیقت کو خدا تعالےٰ کے کلام سے اسکے سیاق وسباق اور اس کے اپنے سچے منشا سے واضح طور پر بیان کروں گا اسلئے کہ دشمن نے انہیں الفاظ کو نیچہ مار کر وہ نتیجہ نکالا ہے جس سے نادانوں کی نگاہ میں نور کے فرشتوں کو تاریکی کے فرزند ثابت کیا ہے۔

متمدن اور مذہبی دنیا میں دو قوموں نے ان باتوں پر سخت توجہ کی ہے اور جہانتک انکی زبان اور قلم میں زور تھا خدا کے کل راست بازوں کو آدم سے لیکر آخر تک تباہ کار اور بدچلن ثابت کرنے کی کوشش کی ہے جسطرح ایک زیرک اور ذکی موجد رات دن دماغی طاقتوں کو جلا دینے میں لگا رہتا ہے اور مصنوعات قدرت کے میدان میں ایک ابتک سرگردان کیطرح ادہر اُدھر دوڑتا پھرتا ہے کہ کوئی نئی بات پیدا کرے جو ابنائے جنس کو مفید ہو اسی طرح بلکہ اس سے بھی زیادہ دو قوموں نے قدسیوں کے عیب برآری اور عیب شماری میں ابتک کوشش کی ہے بلکہ میں کہہ سکتا ہوں کہ جس طرح ایک شیدائی جناب ایزدی خداوند کریم کے نام کے ورد میں نہ رات کی سنسان گھڑیوں میں تھکتا و اکتاتا ہے اور نہ دن کے مشغلوں سے بھری ہوئی گرمی ہنگامہ اُسے خدا کی طرف سے اپنی طرف کھینچ سکتی ہے۔ اسی طرح بلکہ اس سے بھی زیادہ دو قومیں خدا کے برگزیدوں اور مسیحوں کی بدگوئی اور خوردہ گیری میں خوشوقت ہوتی ہیں۔ اس مقام پر ایک اہل دل گھبرا جاتا اور دل کو پکڑ لیتا اور اس مشکل کے حل کرنے سے اُسکے ناخن دانش عاجز ہوجاتے ہیں کہ انسانی فطرۃ کو یہ کیسا زنگ اور دلغ لگ گیا ہے جسنے اسے غایت آفرینش پر پہنچنے اور کمال انسانی کو حاصل کرنے سے محروم کردیا ہے۔ نکتہ چینی اور عیب شماری سخت تلخ کام ہے اور فطرۃ انسانی اصلاً ایسی نہیں بنائی گئی کہ اس ناگوار شغل کو محبوب بالذات سمجھے اور اس مشغلہ سے معمولاً وفا نا پسند کرے۔ پھر یہ کیسا قابل نفرت جذام ہے جو انسے لگ گیا ہے۔ حقیقت میں کسقدر حیرانی اور افسوس کی بات ہے کہ عیسائیوں اور شیعوں کی کس راہ پر قدم اٹھایا اور کس بات کو مذہب حق اور ایمان سمجھا ہے۔ ان دونوں قوموں کے ایمان کی جان اور ان کے مذہب کی زندگی اور ان کے کل کاروبار کا دارومدار اس پر ہے کہ خدا تعالیٰ کے قدوسیوں کو گناہ گار اور حرام کار ثابت کیا جاوے۔ سبحان اللہ ان مذہبوں کا شہتیر کیا ہی خوب ہے اور ان کی دیوار کی چٹان کیا ہی عجیب ہے کہ اگر خدا تعالےٰ کے بزرگ اور راست باز نبی اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ثقیل الانبیا قدوس اصحاب بدکار اور ناہنجار ثابت ہوں تو یہ مذہب سچے اور بصورت میں انکا قیام وقوام ہے اور اگر وہ برگزیدے پاک باز اور بے عیب ثابت ہوں تو ان مذہبوں کا شہتیر ٹوٹ گیا !!!

{یہہ مضمون اسی قدر لکھا گیا تھا لیکن اس کے ساتھ ملتا ہوا ایک ٹکڑا میں انکی آخری ناتمام تصنیف سے اسجگہ دینا ضروری سمجھتا ہوں جو مناسب موقعہ ہے۔ (ایڈیٹر)}

شیعان پاک کے عقائد اور ان کے پاک دلونکی پاک باتیں۔ انکے حالات اور عقائد اور اقوال کو دیکھکر ایک محقق کو سخت مشکل پیش آتی ہے کہ ان کو زیادہ عقلمند معقول پسند تسلیم کرے۔ یا نصاریٰ کو۔ نصاریٰ کل نبیوں کو بدکار گنہگار نا شدنی سے ناشدنی افعال کے مرتکب ہی مانتے ہیں۔ اور یا یہہ یہ نہیں دکھاتے یا دکھا نہیں سکتے کہ خدا تعالیٰ کی نافرمانی کی سزا انہیں کیا ملی۔ گناہ تو ایک زہر ہے جسکا کھانا انسان کے صحیح جسم میں روحانی جذام کے خواص پیدا کر دیتا ہے جس طرح ظاہری جذام سے اعضا سڑنے اور الگ ہونے شروع ہو جاتے ہیں اسی طرح گناہ کے جذام سے خدا تعالیٰ سے تمام تعلقات انسان کے کٹ جاتے ہیں۔ دنیا میں یہ نظارہ ہم ہمیشہ دیکھتے ہیں کہ ہر ایک قسم کی بدکاری۔ بدچلنی اپنے ساتھہ ایک لعنتی داغ رکھتی ہے جو انسان کی سچی صحیح راستبازی کی حالت کی خلاف ایک الگ اور نئی منحوس حالت پیدا کردیتی ہے۔ انسانی معصیت اور اطاعت اپنے بزرگوں اور مطاعوں کی نسبت دو جدا حالتیں پیدا کرتی ہے یہ عجیب تعریف گناہ کی ہے کہ خدا تعالیٰ کی نظر میں ایک شخص گنہگار بھی ہو اور وہ تمام انعام اور فضل بارش کیطرح اسپر برسیں جو ضرور تھا کہ اعلیٰ سے اعلیٰ اطاعت کا ثمرہ ہوتے۔ خدا تعالیٰ نے اپنے کلام میں اپنے برگزیدہ بندوں کی جو صفات اور علامات اور آیات بیان فرمائی ہیں اور اپنے کام کے واسطے جو نصرت اور بزرگی اور بڑائی کسی شخص کو دی ہے ان سب امور کا مجموعہ ہم انبیا کی پاک ذات کو پاتے ہیں نصاریٰ کا یہ فرض تھا کہ اول گناہ کی تعریف اور اسکے اقسام کی تحدید کرتے پھر ان ثمرات اور نتائج

(اس سے آگے پڑھو صفحہ ۶ کالم ۳)

لیکن اسوقت اس عقیدہ کی ایسی خرابیاں اور اس کے متعلق ایسا تعصّب تھا۔ ایسا غضب آئی پیدا ہوتا جس طرح یہ دوسرے بُت پرست بُت خانوں میں لنگ اور گنیش کی پوجا کرتے ہیں اسی طرح پر کیتھولک قوم کی حالت تھی۔ پھر اس قدر غضب کا جو خطرہ بیان کیا ہے کہ آسمان پھٹ جاویں۔ اور پہاڑ چور چور ہو جائیں۔ اس سے صاف طور پر پایا جاتا ہے کہ خدا کے کلام میں اس مذہب کے حقیقی فتنہ کی ایک پیشگوئی ہے۔ جس وقت وہ پھیل جاوے گا تو اسوقت غضب الٰہی اسی طرح پر بھڑکے گا۔ کیونکہ اس کے ضرر عام ہو جائیں گے۔ اور خدا تعالےٰ کے راستبازوں اور قدوسوں کی سخت توہین اور تذلیل کیجاوے گی۔ اور ہر قسم کی بدیاں اور بدکاریاں شیر مادر کی طرح حلال سمجھ لی جاویں گی پس یہ بالکل سچی بات ہے کہ اس آیت میں اس زمانہ اور وقت کی پیشگوئی ہے جب اس خطرناک عقیدہ کی طرف عام میلان اور رجوع ہوگا اور اس کے مضر نتائج پیدا ہونے لگینگے میں سچ کہتا ہوں اور تاریخ اس امر کی شہادت دیتی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت میں اس دشمن اسلام عقیدہ کو سر اٹھانے کی طاقت اور توفیق نہ تھی آپ کی پُر شوکت نفی طاقت کے آگے یہ بالکل دب گیا ہوا تھا۔ اور کوئی غیر مذہب اسلام کے بالمقابل اس دریدہ دہنی سے حملہ نہ کر سکتا تھا۔ جیسے آج حالت ہو رہی ہے اسوقت نہ عیسائیوں کو یہ حوصلہ اور ہمّت تھی اور نہ یہود کو اور نہ دوسرے مشرکین اور کفار کو۔ اسلام کی قوت اسکی شوکت اور طاقت کے سبب مغلوب تھے یہانتک کہ قیصر کی سلطنت کو بھی مٹا دیا اور کسریٰ کے عہد حکومت کا خاتمہ کر دیا اور یہودیوں کی شریر قوموں بنو نضیر اور بنو قینقاع کو بھی نیست و نابود کر دیا اور

اسلام عام طور پر پھیل گیا تھا۔ پھر **فاروق اعظم** رضی اللہ عنہ کے عہد میں تو اور بھی شوکت کا ظہور ہوا اور شام کی سرزمین میں بھی اسلام کا جھنڈا گاڑا گیا۔ پھر بنو امیہ بنو عباس کی سلطنت کے دن آئے اور بھی سکہ اسلام کا بیٹھ گیا بلکہ اب تک بھی ان جگہوں میں اسلام ہی کی سلطنت ہے۔ لیکن وہ وقت ہرگز نہ تھا کہ اسلام۔ رسول کریم اور اللہ جلشانہ کی بے ادبی کریں۔ اور اسلام کی تردید میں وہ کوشش اور سعی کریں جو آج کر رہے ہیں تاریخ بتلاتی ہے کہ شروع اسلام سے لیکر گیارہ ساڑھے گیارہ سو برس تک بھی اس قسم کی باتیں ہنوز پیدا نہیں ہوئی تھیں کہ ایسی غضبناک آتشیں الفاظ کے ظہور کیوقت آتا۔

اب یہ امر بالکل صاف ہے کہ یہ ایسے وقت کے لئے پیشگوئی ہے جبکہ مسیح ابن اللہ کے متعلق بڑا غلو ہوگا اور اسکی ابنیت کے لئے ہر قسم کے حیل اور تجاویز کو عمل میں لایا جاوے گا۔

اور اس عقیدہ کی اشاعت اور ترویج کے لئے خاتم النبیین اور کتاب اللہ۔ اور اللہ کی ذات کو اور تمام نبیوں کی بے عزتی کی جاویگی جس سے ہر قسم کی خرابیاں اور فسق و فجور کی ایک رَو بہہ نکلے گی اور اسی سیلاب میں بڑے بڑے درخت اکھڑ جائیں گے۔ اور وہ زمانہ جسکی نسبت یہ پیشگوئی ہے ذرا سے غور سے ہم شناخت کر سکتے ہیں کہ وہ یہی زمانہ ہے کیونکہ اس پر کوئی حجاب اور پردہ نہیں وہ یہی دن ہیں۔ دیکھ لو کہ اس اعتقاد کے لئے کہ مسیح ابن اللہ ہے کس قدر زور دیا جاتا ہے سمندر کے پانی کی طرح زر کو بہایا جاتا ہے۔ کوئی منصوبہ اور تجویز انسانی خیال اور طاقت میں نہیں آسکتی جو اختیار نہیں کی جاتی۔ دنیا کے دوسرے حصّوں کو چھوڑ دو۔ اس ہندوستان اور خصوصاً پنجاب میں جو جو کارروائیاں مشنری کر رہے ہیں وہ کسی کی چھپی ہوئی نہیں ہیں۔ اور میں یہ بھی دعوے سے کہتا ہوں کہ سب سے زیادہ اثر اس عقیدہ کا اسی ملک پر پڑا ہے۔ ورنہ ولایت میں تو خود عیسائی اس عقیدہ سے بیزار ہوتے جاتے ہیں۔ لیکن اس ملک میں بڑے غور سے دیکھو اس عقیدہ کا کیا اثر پڑا ہے خدا تعالےٰ کی صفات کا جیا اس سے تعلق شدید خدا کے رسولوں کی عزت اور حرمت ان سے محبت اور وداد انکی اتباع کا شوق۔ پاک دامنی۔ عفت۔ خویش معاملگی کس طرح اٹھ گئی ہے۔ وہ لوگ جو لا الٰہ الا اللہ کہنے والوں کے گھروں میں پیدا ہوئے تھے انمیں سے کتنے ہی مرتد ہو گئے۔ پھر کتنے ہی سادات کے فرزند۔ حسنین سے نسبت رکھنے والے مغلوں کے فرزند اور فاروقی اور صدیقی خون کے نام لیوا جنہوں نے اسلامی غیرت اور حمیت اور **محمد رسول اللہ** کو وراثت میں لیا تھا وہ اب کھلے بندوں بڑی بے باکی اور بے حیائی کے ساتھ کوئی کیکپا دینے والا لفظ نہیں جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شان میں نہیں بولتے۔!!

اہ! ایک وہ وقت تھا کہ اگر ایک بھی مرتد ہو جاوے تو قیامت کا واقعہ ہو جاتا تھا لیکن اب لاکھوں تک تعداد پہنچ گئی اور ہم ہیں کہ اس سے محض بے خبر اور اگر بے خبر نہیں تو بے پرواہ ہو رہے ہیں۔ پھر ان مرتد ہونے والوں نے کثرت کے ساتھ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ہتک اور توہین میں کتابیں لکھی ہیں۔ ان کے وعظ کا مضمون ان کی تحریروں کا موضوع خاتم الانبیا صلے اللہ علیہ وسلم ہی کی ذات پاک ہے۔ جسکی وجہ سے ملائکہ کو دکھ پہنچا اور زمین نجاست اور لعنت سے بھر گئی۔ پھر اس عقیدہ کا یہ اثر بد ہوا کہ اباحت پھیل گئی۔ اور زنا۔ شراب۔ بے حیائی۔ بے باکی اور ہر قسم کے فسق و فجور کی وہ کثرت ہوئی کہ کسی زمانہ میں اسکا نشان نہیں ملتا۔

غرض

یاد رکھو کہ خدا تعالیٰ کے نزدیک یہ کوئی ایسی بدی ہے کہ جسپر اللہ تعالےٰ کے کلام میں ایسی غضبناک آیتیں بولی گئیں اور یہ ایسی بدی کیوں ہے؟ اسکی جڑ یہی ہے کہ مسیح کو خدا کا بیٹا بنا کر جو نتیجہ نکالا گیا ہے اور اس سے جو نتائج حاصل کیا گیا ہے وہ نہایت ہی خطرناک اور زہرہ گداز امر ہے۔ یعنی اس مسئلہ کی بنا پر کفارہ کا لغو اور جھوٹا مسئلہ تراشا گیا ہے۔ اور یہ وہ مسئلہ یا عقیدہ ہے جس میں تقویٰ۔ طہارت۔ نیکی کرنے اور بدی سے بچنے کی کوئی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ اور جس کے ماننے سے اگر انسان بالکل حیوانوں کی زندگی بسر کرے تو کوئی خوف اسکو روک نہیں سکتا۔ میں سچ کہتا ہوں کہ یہ مسئلہ تمام بدیوں کا منبع اور تمام فسق و فجور کا چشمہ ہے۔ اعمال صالحہ کی جڑ اس سے کٹ جاتی ہے کیونکہ اگر اعمال صالحہ کی ضرورت ہے تو پھر کفارہ کی کوئی حاجت نہیں اور اگر کفارہ درست ہے اور پھر اعمال صالحہ۔ تقویٰ اور طہارت بیکار اور بے سود ٹھہرتے ہیں بہرحال اس میں کوئی کلام اور شبہ نہیں کہ اس مسئلہ کے ماننے سے بڑی بے باکی۔ دلیری اور جرأت گناہوں پر ہوتی ہے یہ جڑ ہے اس امر کی جو خدا کی مجید اور حمید کتاب میں اس عقیدہ کی نسبت یہ لفظ بولے گئے کہ

تکاد السموات یتفطرن منه وتنشق الارض وتخر الجبال هدا ان دعوا للرحمن ولدا ○

یعنے قریب ہے کہ آسمان پھٹ جاویں اور زمین شق اور شگاف ہو جاوے۔ پہاڑ چور چور ہو جائیں اس بات سے کہ مسیح کو رحمان کا بیٹا قرار دیا ہے۔

مینے پہلے بھی کہا ہے اور اب بھی کہتا ہوں کہ اس امر کو خوب یاد رکھو کہ قرآن شریف جیسی حکیمانہ کتاب میں ایسے خطرناک الفاظ اسی لئے استعمال ہوئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جانتا تھا۔ اور یہ بات اسکے علم میں تھی کہ اس ابنیت مسیح کے عقیدہ کی بنا پر سخت گندگیاں۔ ناپاکیاں زناکاریاں۔ اور فسق و فجور پھیلے گا۔ زمین خطرناک بدکاری سے بھر جائے گی جس سے قریب ہے کہ آسمان ٹوٹ پڑے۔ اہ! اسی عقیدہ کی بدولت تمام راستبازوں کو چور ڈاکو اور رہزن قرار دینا پڑا۔ یہانتک کہ خدا تعالےٰ کے پاک نبیوں میں سے کسی کو معاذ اللہ۔ زانی کسی کو بدکار اور کسی کو قاتل ٹھہرایا۔ لیکن یہ فتنہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت نہ تھا بلکہ اسکا وقت اب آیا ہے جب کہ اس ناپاک عقیدہ کا غلبہ ہو گیا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر جب یہ وحی اتری ہوگی تو آپ کو اس کے تصور اور خیال سے کسقدر صدمہ ہوا ہوگا لیکن اس کے ساتھ ہی اللہ تعالےٰ نے بشارت دی کہ تیری ہی امت اور تیری روحانی ذریت اور تیرے غلاموں میں سے ایک شخص کو کھڑا کروں گا جو

یکسر الصلیب اور **یقتل الخنزیر** کا مصداق ہوگا۔

صلیب کو توڑیگا یہ لفظ بھی بتاتا ہے کہ اسوقت صلیب کا بڑا غلبہ ہوگا اور اسی کا اشارہ اس آیت میں ہے جو مینے پڑھی ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ پہاڑوں۔ سمندروں۔ ٹیلوں۔ نشیبوں پر اور ہر محسوس چیز پر غلبہ ہوگا۔ اور اسکی وجہ سے زمین نجاست سے بھر جائے گی۔ یہانتک کہ کرد بیوں تک یہ شور پہنچیگا۔ ایسی حالت اور وقت میں اللہ تعالےٰ ایک **عزیز نفس** کو بھیجے گا۔ اور وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے رنگ میں رنگین ہو کر آئیگا۔ اور وہ نفس اور شہوت کی طرف جھکنے والوں کو جنکا قبلہ پیٹ اور فرج ہوگا ان کو قاطع براہین سے سمجھا دیگا کہ بدیوں کی جڑ یہی مسئلہ ہے۔

اب اس ترتیب کو خیال کر کے سمجھ میں آسکتا ہے کہ اسکی قدر کیا ہوگی؟ یہ سچی بات ہے کہ ہر شخص کی قدر و منزلت اسکی خدمت کے لحاظ سے

ہوتی ہے۔ عیسویت کی بدی تو اس آیت پر غور کرنے سے سمجھ میں آسکتی ہے اور پھر جب انسان اس امر پر سوچے کہ تمام نبی دجال سے اپنی امتوں کو ڈراتے آئے ہیں تو اور بھی صفائی ہو جاتی ہے اور وہ وہ لوگ ہیں جو سچ کو جھوٹ سے ملاتے ہیں۔ اب سوچو کہ وہ کیا فتنہ ان نبیوں کو دکھایا جاتا ہوگا جو اسے دیکھ کر ان کا رنگ زرد ہو جاتا ہوگا وہ کیا بات تھی کہ فرداً فرداً ڈرانا آیا۔ پھر یہ دیکھو کہ ہر ایک نبی نے کہا کہ آخری دنوں میں ایک شخص ہوگا **جو خدا کے کھوئے ہوئے جلال کو بحال کریگا اور قدوسیوں کا انتقام لے گا۔**

اس عیسائی قوم نے خدا کا بیٹا تجویز کر کے کفارہ کی بنیاد رکھی اور پھر آدم سے لیکر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تک تمام قدوسیوں کو (معاذ اللہ) حرامکار ثابت کیا کوئی نبی اور راستباز انکی زد سے نہیں بچا جسکو چور بدکار ڈاکو نہ کہا ہو۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین

ان حالات کو دیکھ کر اور ان باتوں کو سنکر زمین کانپ اٹھتی ہے کیا کبھی کسی حرامکار اور بدکار کو تائید الٰہی اور نصرت نبوت مل سکتی ہے؟ کبھی نہیں۔ اس قسم کے ظلم اور زور سے جب زمین چلا اٹھی تو اللہ تعالےٰ نے اپنے وعدہ کے موافق ایک شخص کو منتخب کیا جو ایک لاکھ چوبیس ہزار نبیوں کا انتقام لینے والا تھا۔ جسکے لئے مقدر تھا کہ وہ اس شرک عظیم کے بت کو پاش پاش کرے اور جو نبیوں کی زبانوں پر اپنے کام اور منصب کے لحاظ سے **میکائیل** کہلایا۔ اور **کان اللہ نزل من السماء** کا مصداق ٹھہرا۔

اور پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یہانتک فرمایا کہ وہ آنے والا ایسا ہوگا کہ اس کا نام میرا نام ہوگا گویا وہ محمدؐ و احمدؐ ہوگا۔ یہ شدت تعلق کیطرف اشارہ تھا۔ اور اس کے معنے یہہ تھے کہ آنے والا اپنے محبوب مقتدا و مولا کی اطاعت اور محبت میں ایسا فنا اور گم شدہ ہوگا کہ کوئی مغایرت باقی نہوگی مگر افسوس کم سمجھوں نے اس سے ٹھوکر کھائی اور غلط راہ پر چل پڑے۔ یہی راز ہے جو مہدی کی حدیثوں کے متعلق آئی ہیں اسکی تمہید اسکے کام کے لحاظ سے کی گئی تھی مگر سمجھنے والے کم نکلے۔

میں تمہیں توجہ دلاتا ہوں کہ ان سب باتوں کو جمع کرو اور پھر انپر غور کرو۔ تو تمہیں معلوم ہوگا کہ آنے والا کس شان کا بزرگ ہے۔

پھر ایک بات اور قابل غور ہے یہہ بھی اللہ تعالےٰ نے فرمایا ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ یعنے اللہ تعالےٰ نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تھا کہ وہ اسے کل ادیان پر غالب کردے۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے شریعت کی تکمیل کردی اور اب ایک نکتہ یا شعشہ اس سے کم یا زیادہ نہیں ہوسکتا۔ لیکن تکمیل اشاعت ہدایت اور اسکا اظہار علے الملل مقدر کیا گیا تھا مسیح موعود کے وقت میں اب دیکھو کہ اس وقت کل مذاہب جمع ہوگئے ہیں اور تمام عقیدے باہر نکل آئے ہیں اور راستوں کی سہولت اور آمدرفت کے ذرائع کی آسانی اور اشاعت کے سامانوں کا بہم ہو جانا اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ اب وہ آنے والا آئے جو اسلام کو غالب کرے۔ کیونکہ ان مذاہب کا نکل آنا بالطبع تقاضا کرتا ہے کہ آنیوالا آجاوے۔

ان سب امور کو مدنظر رکھکر جب میں دیکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے ایک سلسلہ قایم کیا ہے تو میرا دل خوشی سے بھر جاتا ہے اور بال بال ذوق سے سرشار ہو جاتا ہے کہ خدا نے ہمیں موقع دیا کہ ہم نے اس سلسلہ کو پالیا۔

عزیز! دوستو! یہی وہ مبارک سلسلہ ہے جو تم نے پایا۔ اور یہی وہ **مبارک وجود** ہے جو تم میں **موجود** ہے جسکے ہاتھ پر تم نے بیعت توبہ کی ہے۔ دیکھو! تم نے عظیم الشان نعمت کو پایا اور تمہیں وہ چیز دی گئی ہے۔ جس سے تمہارے باپ دادا محروم گئے۔ اور وہ انتظار کرتے رہے خدا کا شکر کرو اور اس **نعمت** کی قدر کرو۔

غور کر کے دیکھ لو کہ اسلام کی حجت اس نے ادیان باطلہ پر کس طرح قایم کی ہے۔ برہموؤں۔ آریوں۔ سکھوں اور دوسرے تمام مذاہب کو کس طرح اپنے آسمانی حربوں سے کچل ڈالا ہے اور اس فتنہ کو جس کیلئے وہ خصوصیت سے مبعوث ہوا ہے۔ پاش پاش کرنے کے لئے جو حربے اس نے چلائے ہیں اسکی نظیر کوئی پیش ہی نہیں کرسکتا۔

یورپ اور امریکہ میں جہاں اسکے مخدوم اور متبوع سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی خبر اور تبلیغ نہ پہونچی تھی اسنے ان بستیوں اور بلاد میں اسکی منادی پہونچادی۔ میں سچ کہتا ہوں کہ یہ وہ شخص ہے کہ زبان اسکی تعریف سے لال ہے اور فہم اسکے مرتبہ اور مقام کے سمجھنے سے عاجز ہے۔

اللہ ہی ہے جو اسکے مقام اور رتبہ کو خوب جانتا ہے۔

آدم سے لیکر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تک اور پھر آجتک کے اہل کشف اور الہام کو اسکے مرتبہ اور عظمت پر اسنے مطلع کیا پھر کون ہے جو اسکے رتبہ کی تحدید کرسکے کوئی زبان اور قلم نہیں جو اسکا رتبہ بیان کرسکے یا لکھ سکے اس میں اگر شک ہو تو عدم معرفت کی دلیل ہوگی۔

میرے دوستو! خدا کا شکر کرو کہ ایسے وقت میں اسنے تمہیں پیدا کیا اور توفیق شناخت عطا کی۔ میں سچ کہتا ہوں کہ ہم میں سے **جو زندہ رہا** وہ دیکھ لیگا کہ خدا تعالےٰ اسکے مقام کو کس طرح پر ظاہر کرتا ہے۔ میں خدا کی قسم کھا کر بیان کرتا ہوں کہ اسکے رتبہ اور مقام کی معرفت آسان امر نہیں اور میں یہہ مبالغہ نہیں کرتا۔ میرا ایمان یہی ہے کہ اس کی تعریف میں مبالغہ ہوسکتا ہی نہیں جسقدر بھی ہم بیان کریں وہ کم ہے۔ میری روح بولتی ہے کہ جسقدر تحمید میں کروں یا اور کریں وہ اسکے بیان کرنے میں شرمندہ ہیں۔ اس نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو زندہ کیا قرآن کریم کو اس نے زندہ کیا اور اسلام کو زندہ کیا۔ تقویٰ اور طہارت کو اسنے زندہ کیا۔ قرآن کریم کی ہتک اور نبیوں کی ہتک کا اسنے انتقام لیا۔ کروڑوں اور اربوں انسانوں میں ایسا وجود پیدا نہیں ہوا جسنے ایسا انتقام لیا ہو۔ پھر تمہیں بتاؤ کہ اسکا درجہ کیسے شمار کرسکتے ہو۔

افسوس انپر جنہوں نے اسے نہیں شناخت کیا اور مبارکی ہو انکو جنہوں نے اسکو شناخت کرلیا۔ یہہ اللہ کا فضل ہے جو ہمیں ملا ہے۔ دعا کرو کہ ہماری معرفت زیادہ ہو اور ہم اسکی اتباع میں کھوئے جاویں۔ آمین۔

(پڑھو بقیہ صفحہ ۱۲)

کو بیان کرتے جو گناہ پر مترتب ہوتے ہیں اور اس تعریف و تحدید اور بیان نتائج میں خدا کے کلام کی تعریف و تحدید اور اسکے کام کی نصرت و تائید پر حصر رکھتی گناہ کی تعریف کرنا خدا کے کلام کا حصہ ہے اور گناہ ہے جسب مراد کلام الٰہی یعنی نتائج کا مترتب کرنا خدا کے کام کا خاصہ ہے۔ یہ حق بات ہے کہ گناہ تو حقیقی شے ہے یعنی شر بعنک آلہیہ کی تعریف پر موقوف ہے انسان کا کام اور حق نہیں کہ اپنی رائے اور انتخاب کی بنا پر بعض افعال کو گناہ اور بعض کو نیکی کو موجب ثواب قرار دے۔ اسلئے کہ نہ اسکا علم وسیع و محیط ہے اور نہ وہ جزاد سزا پر قادر ہے۔ اسکے بعد نصاریٰ کا بڑا بھاری فرض تھا کہ کوئی ایسا وجود پیش کرتے جو ان گناہوں سے پاک ہوا۔ اور انکی گناہوں سے بریت یا عصمت کے ثبوت میں اپنے باطل اوہام اور دلوں کی تراشی ہوئی باتونکو سامنے نہ لاتے بلکہ اسکے وجود میں خدا تعالیٰ کے انعاموں اور نصرتوں کو تمام انبیاء سے بڑھکر دکھاتے اور ثابت کرتے کہ آدم سے لیکر جناب موسیٰ (صلواۃ اللہ علیہم اجمعین) تک جو نصرت اور فضل اور انعام خدا تعالیٰ کے وعدوں اور پیشگوئیوں کے موافق کسی پر ہوا اس سے بڑھکر اس شخص پر ہوا۔ اور فضل و انعام کی فوق العادۃ زیادتی کا استحقاق اس شخص کو محض اسکی عصمت نے دلایا ہے اور دیگر انبیاء میں جو کسر رہ گئی ہے۔ اسکا سبب بجز اسکے اور کچھ نہیں کہ وہ خدا کی نظر میں گنہگار رہتے۔

افسوس نصاریٰ بجائے ایسی بینات اور حجج کے ایک انسانکو پیش کرتے ہیں جو توریت کے تمام ذی وجاہت اور ذی عزم نبیوں کے مقابل لاشئے محض اور ناقابل ذکر ہے۔ گلا پھاڑ پھاڑ کر چلاتے چلے جاتے ہیں کہ یسوع معصوم ہے اور باقی سب گنہگار ہیں اور کبھی نہیں دکھاتے کہ اسکی عصمت کا یہ ثبوت ہے عصمت تو ایک خوبصورت پوشاک ہے جسکا شعار و دثار دونوں پاکیزہ اور خوشنما ہوتے ہیں۔ ایک شخص کی نسبت دعویٰ کرنا کہ اسکی باطنی حالت گناہ اور معصیت سے پاک ہے محض فرضی بات ہوگی جبتک بیرونی اور مرئی عصمت اس کیساتھ شامل نہوگی۔ توریت میں خدا تعالیٰ کی اطاعت کی جو ثمرات اور برکات مذکور ہوئی تھیں یعنی خدا تعالیٰ کی نصرت اور تائید دوسرے نبیوں میں تو بوجہ اکمل وہ نشان موجود ہے اور یسوع اس سے بکلی بے نصیب اور بے ایمانی اور افترا اور گناہ کی سزا جو خدا کی کتاب میں مذکور ہوئی تھی کہ جھوٹا صلیب پر لٹکایا جائیگا۔ حضرت یسوع کو اس نشان سے وہ کافی و افی حصہ ملا کہ کوئی کسر بھی کسی اور ہم جنس کیلئے باقی نہیں چھوڑی۔ نادان تا عاقبت اندیش پرستاران انسان یسوع کو اپنے اغراض کا ملعون بناتے ہیں خدا کی کتاب کے سچے قرار دادہ نشان کے موافق اسے ابدی ملعون اور راندۂ درگاہ الٰہی ثابت کرجاتے ہیں اور بجز اس لعنتی نامرادموت کے اس ناشاد انسان کا کوئی کارنامہ نہیں دکھاتے کہ جس میں کی بیٹھ پر دوسرے نبیوں سے بڑھکر یہ نصرت اور ظفر اور تائید الٰہی ہوئی ہو۔ بیرونی عصمت تو نتیجہ اور اثر ہوتا ہے روحانی عصمت یا تعلق باللہ کا۔ ایک شخص کا ناکام نامراد رہا ہو جانا۔ دشمنوں کا اسیر فتح پانا اور دوستوں کا اسکی زندگی میں ہی مخذول و مطرود ہونا ثابت کرتا ہے کہ اسکی نسبت عصمت باطن کا دعویٰ جھوٹے سے جھوٹا دعویٰ ہے۔

اپنے حالات پر مخدوم الملۃ کا بیان

اگرچہ کوئی باقاعدہ سوانح عمری آپ نے اپنے ہاتھ سے نہیں لکھی لیکن محض اظہار امر حقہ کے لئے آپنے اپنے لیکچر (موسومہ حضرت مسیح موعودؑ نے کیا تجدید کی) کے دیباچہ میں کچھ ذکر کیا ہے۔ اسکا بہت تھوڑا حصہ آپ کی سوانح سے متعلق ہے۔ لیکن اگر اتنا ہی اقتباس ہو تو بے لطف ہوگا اسلئے وہ دیباچہ ہی یہاں دیدیا جاتا ہے۔" ایڈیٹر

حضرت امام زمان مسیح موعود علیہ السلام کی اصلاح و تجدید کوئی چھوٹا سا مضمون نہیں۔ کہ سو یا دو سو صفحہ میں سما جائے۔ پھر ان سو صفحوں میں جو جلی قلم سے لکھے گئے ہیں۔ کسقدر حقایق کی توقع ہو سکتی ہے۔ اصل میں میرا ارادہ مسلسل چند لکچروں کا تھا اور یوں بتدریج بعض ضروری اور نازک پہلوؤں پر تجدید کے بحث کرتا۔ مگر مشیّت ایزدی سے بات کسی دوسرے وقت پر جا پڑی۔ یہ بھی جتنا کچھ ہو خدا کی قدرت کا ظہور اور ہمارے مسیح علیہ السلام کی برکت ودعا کا نتیجہ ہے۔ میرے اسوقت کے حاضرین احباب جانتے ہیں۔ کہ میں سخت نزلہ میں مبتلا تھا۔ پوری طاقت سے میرے اعضاء مفاصل سے دست و گریبان ہو رہا تھا۔ سر صعود ابخرات سے مثل انگیٹھی کے تپ رہا تھا ایسی حالت میں پورے اڑھائی گھنٹہ بولتا رہا اور یہ لیکچر بالکم و بیش اسی طرف زمان کا مصروف ہے۔ معمولاً اس لیکچر کے میدان تحریر میں بھی ہمارے مشہور سباق مولوی محمد فیروز الدین صاحب فیروز ڈسکوی کا اشہب قلم ہی اکیلا جولان دکھاتا رہا۔ اگر خدا نے اسے قبول فرمایا۔ اور سعید روحیں اس سے مستفید ہوئیں تو بڑا حصّہ ثواب کا انشاء اللہ مولوی صاحب موصوف کے نامہ اعمال میں ثبت ہوگا۔ پھر میں تو اس کے بعد ہی قادیان شریف چلا آیا۔ اسکی کتر بیونت ترکیب اہتمام مولوی صاحب ہی کے ذمہ پڑا۔ خدا کا شکر ہے کہ مولوی صاحب حسب وعدہ اسکی ترتیب و طبع سے عہدہ برآمد ہوئے اور خوب ہوئے۔ مجھے اسکی نسبت اتنا کہنا پڑی بڑی نظر اور تقریظوں کے قائم مقام معلوم ہوتا ہے کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اسے پڑھا اور ۲۹ - فروری کو مسجد مبارک میں احباب سے فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ ہمارے سب دوست اسے ضرور پڑھیں۔ اسلئے کہ اس میں بہت سے نکات لطیفہ ہیں۔ اور یہ نمونہ ہے ایک شخص کی قوت تقریر کا اور اسی منوال پر مخصوصاً ہماری جماعت کو مقرر بننے کوشش کرنی چاہیئے۔

بہرحال خدائے شاکر علیم کے مظہر کی شناکر فطرت کا یہ جوش ہے اور یہ خاصہ اس برگزیدہ قوم کا ہے کہ یہ لوگ نکتہ نواز ہوتے ہیں اور خفیف سی کسی کی سعی کو بھی ہلکی نگاہ سے نہیں دیکھتے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ڈاہ۔ کپٹ۔ چڑ سے انکے دل پاک صاف ہوتے ہیں جو تپ دق کی طرح اکثر ابنائے دنیا کے شامل حال ہے۔ ورنہ اعتراف کرتا ہوں کہ دعوت اصلاحی کا ایک پہلو بھی پورے طور پر میں بیان نہیں کر سکا۔ بہت بڑے شقوق تھے دعا۔ وحی والہام۔ رؤیا وجود ملائکہ۔ قرآن کریم کی لفظی و معنوی بے نظیری اور منجانب اللہ ہونے کے دلائل۔ دہریوں۔ برہموؤں نصرانیوں۔ آریوں۔ سکھوں۔ جینیوں کے ابطال کے لئے کارگر حربے شیعوں کے رد میں عجیب غیر مسبوق اصول۔ اہل اللہ اور اغیار کی شناخت کے لئے مضبوط معیار ان امور کے متعلق بڑی بھاری اصلاحیں اور تجدیدیں حضرت امام الزمان (علیہ الصلوات الرحمان) نے کیں اور زمانہ کو ان خطرناک غلطیوں پر تنبیہ کیا جن میں وہ مبتلا تھے میرا ارادہ اور فرض تھا کہ ان مضامین پر پوری بحث کرتا۔ جب اپنے آپکو اس فرض سے سبکدوش سمجھتا۔ مگر نہ ہو سکا۔ اب میرا ارادہ ہے اور اگر خدا نے چاہا تو مصمم ارادہ ہے کہ **سورۂ یوسف** کی تفسیر میں انہیں سے بعض امور پر جیسے وحی والہام۔ و رؤیا اور دعا اور قرآن کریم کا لفظاً و معنیً بے نظیر معجزہ ہونا بحث کروں۔ مذہب حق اور آسمانی سلسلے اور کتاب حق کے لئے مخصوص زیور اور مایۂ نازیہی امور ہیں اور یہی خصوصیات ہیں جنکی وجہ سے اسلام کو اور مسلمانوں کو دوسرے مذاہب اور دوسری قوموں پر تقابلہً ملک شرف و فضیلت حاصل ہے اور اگر یہی نہوں تو دوسرے خشک اور بیجان مذہبوں میں اور اسمیں کوئی مابہ الامتیاز نہیں۔

سید احمد خان صاحب نے (خدا تعالےٰ انکو اپنی جوار رحمت میں جگہ دی) جو کچھ دعا اور وحی و الہام و رؤیا اور حقیقت کتاب اللہ کے متعلق لکھا ہے بالکل سطحی اور یورپ کے خشک فلسفیوں کے نقش قدم کی پیروی یا انہی کی تالیفات باللفظ ترجمے ہیں انہوں نے ان متہ زور مٹیریلسٹوں اور فلسفیوں کے بتر[...]ن سے ڈر کر اپنی ان پھونس کی ٹٹیوں میں پناہ تو لے لی۔ مگر ان کی ان تحقیقات کا نتیجہ سخت قابل افسوس ہوا۔ ان انکاروں یا تحریفوں یا تسویلوں کی وجہ سے ان کے اور ان کے انفاس کی قدر کرنیوالوں کے پاک تعلقات خدا تعالےٰ سے نہ رہے اور اتباع سنت کی توفیق اس گروہ سے چھن گئی میرا خیال ہے کہ نیک نیتی نے ناواقفیت علم نبوت کی تاریکی میں ان سے یہ حرکات سرزد کرائیں۔ وہ اپنے زعم میں سچے مذہب کی طرف سے دفاع کرتے تھے اور میرا خیال ہے کہ خدا تعالیٰ نے دل میں ٹھانی ہوئی حسنات کے انکے سیئات کو دامن غفران سے ڈھانک دیا ہوگا **سورۂ یوسف** کی تفسیر کی تحریک مجھے اس سے ہوئی کہ گجرات کے ایک شخص نے میرے ایک دوست کے خط کے جواب میں لکھا کہ زہد و تقویٰ **سید احمد بریلوی** رضی پر ختم ہوا اور معارف و حقایق عقلیہ **سید احمد خان**۔ علیگڈھی مرحوم پر ختم ہو گئے۔ میں اسمیں یہ دکھانا چاہتا ہوں اور محض خدا تعالےٰ کے دین کے اعلا اور رسل اللہ کے ابراء کے لئے کہ معارف و حقایق قرآنیہ ... خدا تعالےٰ نے مخصوصاً ہمارے مسیح موعود علیہ السلام اور آپکے اتباع کو عطا کئے ہیں اور اغیار انمیں قطعاً شریک نہیں اور سید صاحب مرحوم کی تفسیر نے ایک خشک عقلی کتاب یا ایک سطحی دینی کتاب کے سوا اللہ تعالےٰ کی بے نظیر کتاب **قرآن کریم** کا کوئی ثبوت نہیں دیا۔ اس مقابلہ کے لئے میں نے مخصوصاً اس سورۂ شریفہ کو اس وجہ سے اختیار کیا کہ اسمیں رؤیا۔ وحی والہام دعا اور قبول دعا اور قرآن کریم کا لفظاً و معنیً معجزہ ہونا وہ سارے امور ہیں جو مابہ الامتیاز ہیں۔ اسلام میں اور دیگر مذاہب میں اور انہی امور کی تحقیق میں سید صاحب نے ٹھوکر کھائی ہے۔

کہ جو محض سطحی اور الٰہیات میں مطلقاً دسترس نہ رکھنے والے شخص نہ سمجھے اور آخر کار مرسل اللہ مسیح موعود علیہ السلام نے ہی اسلام کو دانا دشمنوں اور نادان دوستوں کی تردیدوں اور تائیدوں سے پاک اور مستغنی دکھایا اور آپکے اعمال واقوال نے ایک زمانہ پر آشکارا کر دیا کہ حقیقۃً یہ وہی شخص ہے جسکے لئے جناب محمد رسول اللہ صلعم نے اپنا اسلام امانت رکھا تھا۔ میرے دل میں ہر وقت یہ تڑپ رہتی ہے کہ وہ ذوق اور بصیرت امور دین میں جو اس برگزیدہ خدا کے فیضان صحبت سے مجھے حاصل ہوئی ہے خشک فلسفہ یا نیچریت کے دلدادہ اور نہ مذہبی اور تقشف عادی کے خوگردہ بھی اسطرف توجہ کریں اور محظوظ ہوں میں نے تیئیس برس تک سید صاحب کی تصانیف کو پڑھا اور شوق سے پڑھا اور خدا تعالیٰ خوب جانتا ہے۔ کہ سید صاحب کے ہم آواز ہونے کے ایام میں میں منافق یا مقلد نہ تھا میرے احباب خوب جانتے ہیں کہ اخلاص و سرگرمی سے ان خیالات کی تائید کرتا۔ اور علام السر و الاعلان گواہ ہے کہ اسوقت بھی نیّت نیک اور رضائے حق مطلوب تھی۔ مارچ ۱۸۸۹ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے شرف بیعت حاصل کیا ۱۸۹۱ء میں آپکی پاک صحبت میں مستقل طور پر رہنے کی توفیق ملی۔ اور ۱۸۹۳ء کے آغاز میں آپکے وہ علوم و حقایق مجھ پر منکشف ہوئے کہ میرے سینہ کو لوث اغیار سے صاف دھو ڈالا میں اپنے ذاتی تجربہ اور بصیرت سے کہتا ہوں کہ سید صاحب مرحوم کے مذہبی خیالات خدائے ذوالعجائب کے پانے کی راہ میں خطرناک روک ہیں۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الامین و آلہ الطیبین۔

عبدالکریم سیالکوٹی از دارالامان قادیان
۲۸ - فروری ۱۸۹۹ء

ناظرین سے التماس

آج کا اخبار جس قسم کی خصوصیت اپنے اندر رکھتا ہے۔ وہ اسکے پڑھنے سے معلوم ہو جائیگی جیسا پہلے بھی ظاہر کیا گیا ہے۔ یہ پرچہ دو سو زائد چھپوا لیا گیا ہے تاکہ مخدوم الملۃ کے حالات اور مضامین کے عاشق زائد کاپیاں [...] لیں تو تکلیف نہ ہو جسقدر کاپیاں چاہیں

مکتوبات کریمیہ

مخدوم الملۃ کے بہت سے خطوط الحکم میں انکی زندگی میں چھپے اور شائع ہوئے اور ابھی بہت سے ہیں جو کہیں طبع نہیں ہوئے - یہ ذخیرہ بہت محنت اور سعی سے میں نے جمع کیا ہے - اور جو ان کی لائف کا ایک حصہ ہے آج کے اخبار میں جو ان کی یادگار کا پرچہ ہے میں چند خطوط درج کرتا ہوں - ان خطوط کا طرز تحریر اور مضمون صاف بتاتا ہے کہ وہ معمولی خط ہیں جو اپنے احباب کو لکھا کرتے تھے اسلئے انہیں ہر قسم کی باتیں ہیں - لیکن یہ امر ان کو پڑھ کر کھل جاویگا - کہ ان خطوط کا لکھنے والا کس قسم کا ایمان اور دل رکھتا ہے - اسکی زندگی کی غرض وغایت کیا ہے ؟

پرائیویٹ خطوط سے کسی شخص کی اصل سیرۃ اور لائف کا پتہ خوب ملا کرتا ہے یہی وجہ ہے کہ میں نے ایک لفظ بھی ان خطوط سے کم نہیں کیا اور بجنسہٖ انکو درج کرنا مناسب سمجھا - پس میں اپنے ناظرین کو خاص توجہ دلاتا ہوں کہ وہ ان خطوط کو کئی کئی بار پڑھیں اور ان سے وہ مفید سبق لیں جو انکے اندر مرکوز ہیں - ایڈیٹر -

پہلا خط سید حامد شاہ صاحب کے نام

جناب پیر صاحب - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ ہماری جماعت کا جوش دین کے ماتحت ہے - اس سے زیادہ میرے لئے کیا خوشی ہو سکتی ہے کہ میں ان میں ایمان کا وہ نشان دیکھتا ہوں جسکے لئے خدا کے بندے ہاتھ پاؤں مارتے ہیں اور مشکل [illegible] - وہ کیا ہے - حدود اللہ کے پاس ٹھہر جانا - برادر عزیز ماسٹر غلام محمد کا خط بڑا ہی لذیذ خط تھا - ان کے خط نے بہت سی [illegible] امیدوں کیلئے میرا دل خالی کر دیا ہے میں امید کرتا ہوں کہ یہ شاخ اگر مبارک تنہ سے پیوستہ رہی (خدا تعالیٰ امتحان سے محفوظ رکھے) تو ایک عرصہ کے بعد جو حقیقی پختگی کا موسم ہوتا ہے خوشنما برگ وبار لائے گی - [illegible] اپنا دل کھول کر بتا سکتا تو اس سے بہتر یقین دلا سکتا جتنا مجرد تحریر دلا سکتی ہے کہ میں سوائے تاسف کے کسی بھائی پر ناراض نہیں ہوا - مجھے غم اور غصہ اس بات کا تھا کہ کوئی عند اللہ گنہ گار نہ ہو جائے اسلئے کہ میں اپنی صفائی کی نسبت علی وجہ البصیرۃ اعتقاد رکھتا ہوں - میں محض تشکراً لکھتا ہوں کہ میرا سینہ ہوطن بھائیوں کی محبت سے لبالب ہے اسلئے اضطراراً ہر ایک ایسی بات سے جو میری زعم میں ان کے حق میں مضر ہو مجھے غیظ لاحق ہوتا ہے - قصہ کوتاہ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ وہ فوری حرارۃ ٹھنڈی ہو گئی اور مطلع گرد وغبار سے صاف ہو گیا - چاہیئے کہ بھائیوں کا ہر ایک کام اور بات رفق اور تانی سے پیدا ہو خلوۃ میں جلوۃ میں کسی بھائی سے زجر اور درشتی کا برتاؤ نہ ہو - کوئی محسوس نہ کرے کہ وہ شخص اپنے تئیں بڑا بناتا اور سمجھتا ہے - حضرت حجۃ اللہ مرسل یزدانی کو دیکھو وہ باوجود اس بلند پائگی کے خاکساری کی بہت نیچی سطح پر خدام سے برابر بیٹھتے ہیں اور اپنی تقریر وتحریر میں خلوۃ وجلوۃ میں کس ادب سے اپنے خدام کو یاد فرماتے ہیں - کاش اس خلق سے ہمیں کافی حصہ ملے تو ہم پھر زمین کی سطح پر فرشتے کہلانے والے ہیں مگر میں مایوس نہیں ہوا سونگھ رہا ہوں کہ وہ وقت قریب ہے دور نہیں کہ خدا تعالیٰ کے ایام بہتوں کو اپنی رونق کے لئے منتخب کریں گے - خدا کرے کہ اس زمرہ میں ہم سب کا نام سب سے اوّل نکلے -

گوکراں کے متعلق فریب اور تزویر نے عجب گل کھلایا ہے - آج لاہور میں اس سے زیادہ شور ہے جو بطلان کی تصویر آتھم کی اس تاریخ پر برپا ہوا تھا - جمعہ کے دن سٹیشن پر سب مختلف المشارب لوگ جو ہماری بعض میں ایک گھاٹ پانی پینے لگ گئے ہیں یوں جمع ہو گئے اور گاڑیوں کے وہ پیرے باندھے جیسے والیسرائے کے استقبال کو کھڑے ہوتے ہیں - پھر اسے سوار کرا کر شہر کے اندر سے اس طرح پرنبرا کرتے گذرے جیسے روافض سینہ پیٹتے اور قدوسیوں کو کوستے جاتے ہیں غرض بطلان نے چند روز کے لئے اسی طرح رونق پیدا کر لی ہے جیسے اس دن جبکہ دو جہان کا سردار مکہ سے نکالا گیا تھا اور کفار قریش نے چند روز کے لئے چراغاں کر کے جھوٹی خوشی منائی تھی - آج حق کو جھوٹا کہا جا رہا ہے اور راستی پاؤں تلے کچلی جا رہی ہے اور بہت سے شقی چاروں طرف سے اٹھے ہیں کہ ناقۃ اللہ کے کوچیں کاٹ ڈالیں - آج وہ الہام پورا ہوا جو کچھ مدت ہوئی شائع کیا تھا - کہ " وہ بیت الصدق کو بیت التزویر بنانا چاہتے ہیں - رات حضرت مرسل اللہ علیہ السلام اس امر پر دیر تک گفتگو کرتے رہے - فرمایا ان شوروں سے ہمیں کیا رعب پڑ سکتا ہے - ہمیں تو یہ سارے شور ایک تمہید معلوم ہوتی ہیں خدا تعالیٰ کی اس نصرت کی آمد کے لئے جو دیر سے معرض التواء میں ہے - عادت اللہ ہمیشہ یوں ہی ہے کہ جب تکذیب شدت سے ہوتی ہے تو غیرت الٰہی بھی اسی قدر نصرت کے لئے جوش مارتی ہے - آتھم کے شور پر جو ہماری تکذیب اور اہانت ہوئی خدا تعالیٰ کی غیرت نے بہت جلد لیکھرام کا نشان ظاہر کیا - اسی طرح ہم قوی امید رکھتے ہیں کہ یہ شور تکذیب پیش خیمہ ہے کسی زبردست نشان کا ممکن ہے کہ کوئی بد قسمت اس شور کے رعب میں آ کر کٹ جائے اسکا علاج ہم کیا کر سکتے ہیں اسلئے کہ سنّت اللہ یہی ہے - اللہ اللہ کسقدر نشان اور یگانہ نشان حضرت اقدس کے من جانب اللہ ہونے کا ہے کہ یہ سب خبیث آندھیاں اس جبل اللہ کو ذرا بھی جنبش نہیں دے سکتیں - ہم ذرا سی مخالف ہوا کے جھونکے سے ایک تنکے کی طرح ادھر ادھر اڑنے لگ جاتے ہیں - اگر خدا نے قادر کے قہار وعدوں نے اسکی پیٹھ پر ہاتھ نہیں دھرا ہوا ہے تو یہ استقامت کہاں سے پیدا ہو گئی - اللّٰھم صلّ علیٰ محمّد وعلیٰ آل محمّد -

تحفۂ گولڑویہ میں بڑے بڑے عجیب مضامین لکھے گئے ہیں حضرت اقدس کو خود ناز ہے کہ اس میں غیر مسبوق نکتے تحریر ہوئے ہیں اور حقیقت میں ایسا ہی ہے - قرآن کے نصوص صریحہ سے روز روشن کیطرح دکھا دیا ہے - کہ مسیح موعود ضرور ہے کہ اسی امت سے ہو - یہ تحفہ انشاء اللہ تعالیٰ ایک ہفتہ تک قابل اشاعت ہو جائے گا - ہمارے لاہوری بھائیوں نے اپنی استطاعت کے موافق باطل کا مقابلہ خوب کیا اور دھڑتے کے اشتہار پے در پے نکالے ہیں شکر اللہ سعیہم - بد قسمت شہر ہیں جن کی چھتوں کے نیچے امام وقت کو وہ گالیاں دی جاتی ہیں - جو ایک چوہڑے چمار کے منہ سے بھی قابل شرم ہوتی ہیں - وزیرآباد بھی اس بدقسمتی میں بہت بڑا حصہ دار ہے مگر امرتسر کے بعد لاہور نے بہت [illegible] نمونہ دکھایا - آتھم کے وقت ایک آنکھ قوم کی دکھنے آئی تھی - اب لاہور میں دوسری آنکھ میں ٹیس پیدا ہو گئی - فانا للہ وانا الیہ راجعون -

میں پیارے بچی گرکا ماتم اور ضعیف خدا بخش اس کے باپ کا پیچھے رہ جانا بڑی حسرۃ کا ماتم ہے خصوصاً دنیا دار لوگوں کے لئے جنکی آنکھوں کے آگے دوسرے جہان کا مطلع صاف نہیں اور فانی [illegible] سخت تسلی کی بہیہ اکر رکھی ہے - [illegible] کی ننھی چراغ بی بی کی تصویر میری آنکھوں میں پھر رہی ہے - کیا ہی چلبلی خوشنما کشادہ دل لڑکی تھی - خدا تعالیٰ اسکے متعلقوں کو صبر دے - اگر یہ لوگ دنیا دار نہ ہوتے تو میں اس لڑکی کے ماتم پر چند خاص باتیں انہیں ایسی سناتا اور ایسی تسلی دیتا کہ ان کا غم معاً خوشی سے بدل جاتا - غفر اللہ لھم -

ایسے دنوں میں میرا دل چاہتا ہے کہ آپ ہفتہ میں کم سے کم چار کارڈ ضرور لکھیں - میرا درد دل آگے سے بھی بڑھ گیا ہے میری ساری نماز ان ہی دعاؤں سے ادا ہوتی ہے - اگرچہ اپنی زندگی سے [illegible] ناقابل اعتبار ہے مگر دل اس دکھ کو گوارا نہیں کرتا کہ کوئی عزیز اور دوست آنکھوں کے سامنے سے رخصت ہو جائے میں پھر امید کرتا ہوں کہ آپ از راہ کرم ہفتہ میں چار دفعہ ضرور خط لکھا کریں - سب دوستوں اور متعلقوں کو یہ خط سنا دیں میرے والد صاحب کو بھی ضرور سنا دیں - برادر عزیز غلام محمد کے خط سے معلوم ہوا کہ ماموں صاحب کی طبیعت کچھ ناساز ہو گئی - ہمارا بھی ان سے پوچھ کر ان کا حال تحریر کریں - ماسٹر صاحب سے ضرور کہہ دیں کہ یہ ایام یہاں رہنے کے ہیں موت کا بازار گرم ہے - اگر یہ رخصتیں ختم ہو گئیں تو پھر ایسا موقعہ بہت دور جا پڑیگا اور زندگی کا اعتبار نہیں - جسطرح ممکن ہو کم سے کم پندرہ روز یہاں ضرور قیام کریں یہ مکان بہت اچھا ہے -

ایک خط ارسال کرتا ہوں - **مولوی فیروز دین** ڈسکوی - اور میاں کریم بخش مالک مطبع کو بلوا کر ان کے رو برو پڑھیں اور ان کو سمجھائیں کہ موت کو یاد کریں کیوں اس بدعملی پر کمر باندھی ہے اس سے پہلے بھی میرے پاس اس قسم کی شکایتیں آئی ہیں - مولوی صاحب بھی تو نئے مبائع ہیں اور کریم بخش نے تو صاف بیعت کی ہوئی ہے کیسی شرم آتی ہے اس خط کے پڑھنے سے - اتقوا اللہ ثم اتقوا اللہ -

سب دوستوں کو سلام - بزرگوں کو سلام -

شیخ مولا بخش صاحب کو بعد سلام کے کہیں کہ برادر عزیز مولوی محمد علی صاحب کی گرگابی کی کیا قیمت ہے -

والسلام **عبد الکریم** - ۲۶ - اگست [illegible]

(۲) میر صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بشپ کی چٹھی کے جواب میں حضرت اقدس علیہ السلام نے سچا ارادہ رسالہ لکھنے کا کیا ہے پھر کیا ضرور ہے کہ اسکی نقل ہو اور درحقیقت وقت بھی ہے۔

تنخواہ دینے والے آدمیوں کی فہرست میں نام ہے۔ ماسٹر غلام محمد صاحب کا۔ منشی اللہ دتا صاحب کا۔ شیخ مولی بخش صاحب کا۔ شیخ غلام حیدر صاحب ڈپٹی انسپکٹر کا۔

اشتہار ان لوگوں کے نام بڑا موثر اور زبردست نکلا ہے۔ درحقیقت ان لوگوں کو خدا کا شکر کرنا چاہیئے کہ خدا تعالیٰ نے ان کو اپنے کاموں کی نصرت کے لئے انتخاب کیا۔

میں یقین کرتا ہوں کہ کوئی آجکل یہاں بہت تحریکات کو دیکھ کر سارا گھر کا گھر دیکھ کر بیراضی ہو جائے۔ وہی سبب ہیں جن سے سرد مہری اور تشنج پیدا ہوتی ہے۔ عنایت الٰہی یعنی امور اخروی پر کمزوریاں اور عدم صحبت سماعت۔ ایک بڑا نقص جو ہمارے بہت سے دوستوں کی سیرۃ میں ہے یہ ہے کہ وہ حضرت غیرۃ اللہ اور نور حق کی ملاقات بہت کم کرتے ہیں اور اپنی تراشی ہوئی تاویلوں پر تقلیل ارسال خطوط کے بارہ میں قناعت کر بیٹھتے ہیں۔ بہت سے ذی وسعت بھی ہیں اور اپنی اندرونی زینت میں اور گھر کے تعلقات کے اخبار کے وقت بڑے فراخ دل سے کام لیتے ہیں۔ مگر نا سمجھی ہے اسطرف آنے کو ضروری نہیں سمجھتے۔ خدا تعالیٰ ان پر رحم کرے کہ وقت کے رخ کو سمجھیں اور دین کو دنیا پر مقدم کریں۔ میرے دل میں سخت تڑپ اور رنج ہے میں ہر دم سوچتا ہوں کہ کیا کروں کونسا پیرایہ اختیار کروں کہ ان غافلوں کو یقین دلا سکوں کہ یہاں دھونی رما کر بیٹھنا ازبس ضروری ہے۔ اور وہ جو نوکر ہیں ایسا التزام کر لیں کہ زمانہ کے ہاتھ سے فرصتیں چھین چھین کر جنوں وار اسطرف دوڑی آئیں۔ میرے دوستو۔ بڑی دولت جسے حاصل کرنے کو ہم اس عالم میں بھیجے گئے ہیں علوم صحیحہ اور عقائد صحیحہ ہیں۔ میں اس لذت کو محسوس کرتا ہوں۔ اور خداوند علیم جانتا ہے کہ بسا اوقات تنہائی کی گھڑیوں میں فخر کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے مجھے اس پاک نعمت سے بہرہ مند فرمایا۔

میں اپنے تجربہ کی بنا پر کہتا ہوں کہ بہت تھوڑی اور بہت ہی تھوڑے ہیں جنہیں اس مائدہ سے کچھ بخشا گیا ہے۔ اسلئے کہ تھوڑے سے ہیں جو یہاں اکثر آ بیٹھے ہیں اور قلیل ہیں جن کے پاؤں اس راہ میں اکثر گرد آلود ہوتے ہیں اور یہ قطعی بات ہے کہ بجز حضرت اقدس کی صحبت کے یہ دولت مل نہیں سکتی۔

جب میں یہ خیال کرتا ہوں کہ یہ زمانہ لامحالہ گذر ہی جائیگا۔ اور میں مثلاً پوچھتا ہوں کہ صحابہ پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات پر کیا صدمہ پڑا۔ اور ایک نے چلا کر کہا اب فسوس تو اسبات کا ہے کہ اب وحی کا سلسلہ منقطع ہوگیا اور آسمان کا تعلق زمین سے مسدود ہوگیا۔ غرض جب میں ان امور پر غور کرتا ہوں تو مجھے سخت رنج آتا ہے کہ کیوں ہمارے دوست ان ایام کو غنیمت اور خدا کا فضل نہیں سمجھتے۔ میرے دوستو کفران دو قسم پر ہے۔ کفران جلی اور کفران خفی۔ پہلی قسم صادقوں سے جو بد قسمت جہری منکروں کے حصے میں آئی ہے۔ کفران خفی یہ ہے کہ اس نعمت کا اعتراف کر کے پھر اسکے اعتراف کے لوازم اور نوالح کا عملاً اظہار نہ کیا جائے میں آہ مار کر کہتا ہوں بہت ہیں جو اس بلا میں گرفتار ہیں پر وہ سمجھتے نہیں۔ خدا تعالیٰ کی اصل غرض اس سلسلہ عالیہ کی اقامت سے یہ ہے کہ اسپر منعم علیہم کا سا ایمان دلوں میں پیدا ہو جائے۔ اور یہ بات کیونکر حاصل ہو سکے۔ جب تک مہاجرین اولین کا رنگ روپ اختیار نہ کیا جائے اون میں سے کس نے کبھی عذر کیا کہ اس کے پاس خرچ نہیں یا اسکی آمدن قلیل ہے محبت اور عشق کی لغت میں یہ پست الفاظ واقع ہی نہیں ہوئے۔ یہ ان لوگوں کے خرفی الفاظ ہیں جنہوں نے اپنے بہت سے غدر رات کے ساتھ ان بہونا تعوذ بھی کہا۔ مسیح موعود آجائے۔ وہی مسیح موعود جسکا انتظار تھا۔ الحمد للہ مسیح موعود آ جائے اور مشتاق عشاق صبر سے اپنے بال بچوں اور زمینوں میں بیٹھے رہیں۔

ایک ذلیل عورت کا عاشق ہمنے کبھی نہیں سنا کہ کبھی صبر کرکے بیٹھا ہو۔ اور کسی تک نے اسکے آگے کبھی اعتذار کیا ہو کہ اب وقت نہیں تو اس کوچہ میں مت جا۔ تو مسیح موعود اور صدیوں کے منتظر مہدی مسعود کا عاشق کیونکر صبر سے بیٹھ سکتا ہے۔ اے میرے عزیز بھائیو خدا کے لئے تفکر کرو اور تلافی مافات کرو۔ میں سچ سچ کہتا ہوں غلطی میں مبتلا ہو سخت خطا کرتے ہو۔

میں کب تک آپکو یہ یاد دلاتا رہوں گا۔ اور میں یقیناً جانتا ہوں کہ ایک میں ہی ہوں جو اسطرح ملامت کرکے بعضوں سے سخت ملامت بلکہ دشنام بھی سن لیتا ہوں۔ یا محبت اور نصح دم لینے نہیں دیتی۔

میری چٹھی جو اس الحکم میں چھپی ہے وہ خدا کے فضل سے لکھی گئی ہے مگر نہے بڑی غور کی قابل آپسے مجمع میں ضرور سنائو شاید کسی کو لطف آجائے اور میرے حق میں دعا کرو۔ میں بعض ابتلاؤں میں مبتلا ہوں اور کوئی ذریعہ شفاعت الی اللہ کا نہیں دیکھتا بجز صادقین کی طرف سے ذب و دفاع کرنے کے میں اعتقاد کرتا ہوں کہ اس چٹھی میں الباطل (رفضیت) پر گردن زن حربہ چلایا گیا ہے اور خدا تعالیٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ کسر صلیب کے ساتھ کسر رفض بھی ہو جائے۔ درد اسکی وہ شدت ہے کہ الاماں۔ کئی دفعہ مجھے شبہ ہوتا ہے کہ اب دل کی حرکت بند ہو جائے گی موت کے قریب پہنچ پہنچ جاتا ہوں۔ دعا کا محتاج ہوں۔ برادران و بزرگان را سلام برسانند۔

عاجز عبدالکریم از قادیان

یوم جمعہ ۲۹ جون ۱۹۰۶ء

منشی تاج الدین صاحب پڑھکر میر حامد شاہ صاحب کو خط ارسال کر دیں۔

(۳) قادیان ۳ ستمبر

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

خدا تعالیٰ کے فضل کریم سے گذشتہ مہینہ آرام اور عافیت سے گذرا۔ یہاں رات کو سردی خاصی ہوتی ہے۔ بادل اکثر گھرے رہتے ہیں آس پاس ہیضہ کی بہت شکایت ہے یہاں مرسل اللہ کے وجود پاک کی برکت سے عافیت ہے۔ پرسوں جناب مسیح علیہ السلام نے خدا تعالیٰ کے غنائے ذاتی پر بہت موثر اور ڈرانے والی تقریر فرمائی۔ فرمایا اگرچہ خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے انہ اوی القریۃ مگر خدا تعالیٰ کسی کا محکوم رہنا نہیں چاہتا۔ اسکی صفت غنا ہر دم تقاضا کرتی ہے کہ انسان کبھی ایمن اور مطمئن ہو کر نہ بیٹھ رہے۔ اسکا منشا ہے کہ انسان خوف و ہراس میں اوقات بسر کرے تو کہ ذل عبودیت کی حالت قایم رہے۔ فرمایا ہیضہ خدا تعالیٰ کی تلوار ہے بہت بہت دعائیں مانگو کہ اللہ تعالیٰ اس سے اس گاؤں کو محفوظ رکھے۔ اسلئے کہ مخالفوں کے نزدیک اور جگہوں کے لوگ تو شہید ہوتے نہیں مگر خدا نہ کرے جو یہاں پڑے تو یہی کہیں گے کہ ان پر غضب الٰہی پڑا۔

تحفہ گولڑویہ میں بڑے بڑے دقایق معارف بیان فرمائے ہیں۔ آج فرماتے تھے۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک الہام ہوا ہے۔ جسکے یہ معنے ہیں کہ یہ رسالہ بڑا بابرکت ہوگا۔ اسے پورا کر دیا اور پھر الہام ہوا۔ قل رب زدنی علماً۔

کل بڑا دلچسپ مضمون لکھا ہے یوشع بن نون علیہ السلام سے جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی پوری مشابہت بیان کرکے شیعوں پر یہی ایسی حجت قایم کی ہے کہ اس باطل کے تار و پود ادھیڑ ڈالے ہیں۔

غرض اپنی ضرورت اور ثبوت کو اب قرآن ہی سے ثابت کرنے کی طرف بہت توجہ مبذول فرمائی ہے۔ اور کما استخلف الذین من قبلہم سے خوب روشن طرح دکھا دیا ہے کہ مسیح موعود ضروری تھا کہ غیر قریش سے ہوتا اور وہ میں ہی ہوں۔ قرآن کریم سے نیچریوں اور دیگر ان منکران حدیث کے جو حدیث کی بنا پر اس سلسلہ کو ترکیب یافتہ اور اسلئے بے وقعت سمجھتے ہیں خوب ہی تسلی کی ہے۔

فرماتے تھے چونکہ مضامین کی آمد بہت ہے اور وہ چاہتی ہے کہ درمیانی سلسلہ ٹوٹنے نہ پائے اسلئے کہ ٹوٹنے میں بسا اوقات پیش آمد مضمون فوت ہو جاتا ہے۔ مناسب ہے کہ جمعرات تک یہ نمازیں ظہر اور عصر کی جمع کرکے پڑھی جائیں۔ چنانچہ آج ایسا ہی ہوا۔ پچھلے ہفتہ میں بھی ایسا ہی ہوا تھا۔ یوں ثابت اور صحیح ہو گئی وہ پیشگوئی رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی کہ

تجمع لہ الصلوٰۃ

تمت۔ السلام علیکم وعلیٰ من لدیکم من الاخوان والخلان۔

عاجز عبدالکریم

برادر منشی تاج الدین صاحب خط پڑھکر اور ممکن ہو تو نقل کر کے برادر منشی محمد شادی خان صاحب چوب فروش متصل طبیب ساد بیہاں۔ سیالکوٹ روانہ کر دیں۔

میں کچھ علیل ہو گیا تھا خط ڈاک میں ڈال نہ سکا
آج آپ کا خط - مہر شاہ بے مہر کی انکاری
رجسٹریاں اور تین ناپاک اشتہار نکلے۔
حضرت اقدس علیہ السلام آج ظہر و عصر میں
بوجہ درد سر تشریف نہیں لائے - چونکہ تحریک
بہت ہے یہ درد سر بتاتا ہے کہ خدا کا کلام
آج نازل ہو گا - ان اشتہاروں خصوصاً ملّی
کے اشتہار سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ
کی غیرت کا جوش بہت دور نہیں - میری بہت
سعادت ہے کہ میں بھی اب ان لوگوں کی تحریروں
میں بُرائی کے ساتھ تحریر ہوتا ہوں۔
وذٰلک فضل اللّٰہ یؤتیہ من یشاء
حضرت نے ایک دن فرمایا اب تو آپ بھی ہمارے
ساتھ گالیوں میں شامل ہو گئے - بڑا ثواب ہے
آج مفتی صاحب کے خط سے معلوم ہوا کہ شہر
لاہور میں پھر ہیضہ شدت سے شروع ہو گیا ہے
اللہ تعالیٰ ہماری جماعت پر فضل کرے -
بھائیوں کو تاکید کر دیں کہ وقتوں کو ضائع نہ کریں
اشتہار بہت بڑے ہیں - واللّٰہ معکم -
عاجز عبدالکریم - بعد از نماز عصر ۸ تاریخ ستمبر

بحکم قادیان ۹ ستمبر ۳ بجے بعد ظہر
برادرم مفتی صاحب - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
آپ کا خط پڑھ کر حضرت اقدس علیہ السلام
نے قبل از نماز ظہر بڑی لطیف تقریر کی -
اور مجھے ارشاد فرمایا کہ جو کچھ ہو رہا ہے وہ آثار
کے موافق ہو رہا ہے - حضور نے کہا کہ یہ لوگ
اپنے ہاتھوں سے ان آثار کی صداقت پر
مہر لگا دیتے جن میں لکھا ہے کہ مہدی موعود
کے وقت بڑا شور برپا ہو گا اور اسکو سلف
وخلف کے عقائد کے خلاف باتیں بنانے والا
کہکر کافر ٹھیرایا جائے گا - اسوقت ہمارے احباب
کو ایسا ہی صبر کرنا چاہئے جیسا کہ ہمارے نبی کریم
صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب نے
مکہ معظمہ میں کیا - کوئی حرکت ان سے ایسی سرزد
نہ ہوئی جو انہیں حکام تک پہنچاتی - اسوقت
کسی بھروسہ مت کرو کہ فلاں شخص ہماری
مدد کریگا یاد رکھیں اسوقت خداوند جل جلالہ
کے سوا کوئی ولی و نصیر نہیں -
غرض اس امر کی یعنی صبر کی از بس تاکید فرمائی -
بعد المباحثہ ایک اشتہار کسی شیخ عبدالرحمن
کشمیری بازار لاہور کا شائع کیا ہوا ملا -
حضرت اقدس نے اسپر فرمایا - اب ہماری باتیں
ان لوگوں کی سمجھ میں نہیں آتیں اور نہ حقیقت

جب تک آسمان سے نور نازل ہو کر قلوب کو
فہیم نہ بنائے کوئی نہ سمجھا سکتا ہے اور نہ کوئی
سمجھ ہی سکتا ہے - یہ ایام ابتلا کے ایام ہیں
پھر فرمایا کیا ہی سچ ہے کہ خدا تعالیٰ کے اولیا
سے جنگ کرنے کے سبب سے نہ صرف ایمان
ہی سلب ہو جاتا ہے بلکہ عقلیں بھی سلب ہو
جاتی ہیں - اسوقت جو بولتا ہے بہکی بولتا ہے
اور بیسیوں خط اطراف سے اس مضمون کے
آتے ہیں کہ مہر شاہ نے مرزا صاحب کی ساری
شرطیں منظور کر لیں پھر وہ مقابلہ کے لئے
کیوں نہ آئے - اللہ اللہ ایک طوفان بے تمیزی
برپا ہے - کوئی غور کرتا ہی نہیں کہ اصل بات
کیا ہے -
الحاصل خلاصہ اور اہم اور لب لباب امر ساری
تقریر کا یہ ہے کہ صبر کرو اور زبان اور ہاتھ سے
صدق اور صبر کے خلاف کوئی بات اور حرکت
ظاہر نہ کرو۔
برادر مفتی صاحب یہ خط پڑھ کر اور سنا کر
از راہ کرم میر حامد شاہ صاحب کے نام سیالکوٹ
روانہ فرما دیں - اور میرے مکتوب الیہ اور میرے
سارے احباب کی خدمت میں میرا سلام عرض
کر دیں - اور میرے لئے مخصوصاً خلوص قلب
سے دعا کریں کہ مجھے اعلائے کلمۃ اللہ کی توفیق
بیش از بیش عطا ہو۔

عاجز عبدالکریم

بحکم قادیان ۸ ستمبر ۱۹۰۰ء ۱۲ بجے دن کے
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - آپ کے خط
کے جواب میں حضرت اقدس علیہ السلام نے
فرمایا "میں اس ابتلا میں ان کے لئے بہت
دعا کرتا ہوں - اس سے مجھے بہت خوشی ہوئی -
درحقیقت ابتلا بڑی رحمت کا موجب ہوتی
ہیں کہ ایک طرف عبودیت مضطر ہو کر اور
چاروں طرف سے کٹ کر اسی اکیلے سبب ساز کی
طرف توجہ ہو جاتی ہے اور ادھر سے الوہیت
اپنے فضلوں کے لشکر لیکر اسکی تسلی کے لئے قدم
بڑھاتی ہے - میں ہمیشہ یہ سنت انبیاء علیہم السلام
اور سنت اللہ میں دیکھتا ہوں کہ جس قدر اس
گرامی جماعت کی رافت اور رحمت ابتلا کے
وقت اپنے خدام کی نسبت جوش مارتی ہے
آرام و عافیت کے وقت وہ حالت نہیں ہوتی -
حضرت کو کل درد سر کے وقت بار بار
یہ الہام ہوا - انی مع الافواج اتیک بغتۃ

یعنی میں امیروں کیساتھ تیری طرف اچانک آؤنگا
اس الہام سے بشارت ملتی ہے کہ اللہ تعالیٰ
اب امیروں کو اس آسمانی سلسلہ کیطرف توجہ
دلانی چاہتا ہے -
تحفہ گولڑویہ میں بہت سے اچھوتے اسرار
لکھے ہیں امید ہے کہ بہت سی سعید اس سے
مستفید ہونگے -
رات مولوی نور الدین صاحب نے اس آیت کے
معنے پوچھے وماکان لبشر ان یکلمہ اللّٰہ
الا وحیًا او من وراء حجاب - او یرسل
رسولًا - الآیہ - مولوی صاحب نے کہا کہ
بہت ساجھگڑا ہوا - حضرت نے فرمایا قبل
اس کے کہ اس آیت کے حل کی طرف ہم متوجہ
ہوں ہم عملاً دیکھتے ہیں کہ تین ہی طریق ہیں
خدا تعالیٰ کے کلام کرنے کے چوتھا کوئی
نہیں (۱) رؤیا (۲) مکاشفہ (۳) وحی
پھر بہت غور کے بعد ہاں نماز عشاء سے
سلام پھیرنے کے بعد فرمایا مولوی صاحب!
اس آیت کے معنے خوب کھل گئے ہیں -
من وراء حجاب سے مراد رؤیا
کا ذریعہ ہے من وراء حجاب کے معنے یہ
ہیں کہ اسپر استعارے غالب رہتے ہیں -
جو حجاب کا رنگ رکھتے ہیں اور یہی رؤیا کی
ہیئت ہے یرسل رسولًا سے مراد مکاشفہ
ہے - رسول کا تمثل بھی مکاشفہ میں ہی ہوتا ہے
اور مکاشفہ کی حقیقت یہی ہے کہ وہ تمثلات
ہی کا سلسلہ ہوتا ہے - اسکے بعد بڑے جوش
اور خوشی سے فرمایا کہ قرآن کریم کیسے کیسے
حقیقی اور عظیم علوم بیان فرماتا ہے - اس آیت
کے ہمرنگ انجیل و توریت میں تو کوئی ڈھونڈ کر دکھائے
مولوی صاحب نے پوچھا تھا اس تفسیر سے پہلے کہ
من وراء حجاب سے یہ مطلب ہو کہ خدا
تعالیٰ کا نظر آنا کوئی ضروری نہیں - فرمایا یہ
مطلب ہی نہیں - یہ معنی ہی رؤیا کے ہیں -
اور لفظ من وراء حجاب نے تو حقیقت رؤیا
کے فلسفہ کی بیان کی ہے -
غرض جس بات نے عجب لطف دیا اور ہمارا
سینہ اس صدق کے خیال سے بھر گیا کہ لاریب
یہ انسان من جانب اللہ ہے وہ یہ ہے کہ پہلے
اپنا ذاتی تجربہ بتایا - اور پھر آخر کار کتاب اللہ
سے بھی اسی کی صداقت ثابت ہوئی - اور ثابت
ہوا کہ ہم لوگوں کے علم خواہ ہم میں بڑے بڑے
ہیں ان حقیقت ہی کیا رکھتے ہیں -
اسوقت ابر محیط ہے - ہوا جاڑے کی طرح خنک
چل رہی ہے - خدا تعالیٰ کا بڑا فضل ہے - قادیان

میں اگست کے گذرے مہینہ کا کوئی رنگ اللہ تعالیٰ
نے ہمیں نہیں دکھایا - اپریل کی طرح گزر رہا ہے
خفیف سا تو شروع ہی صبح ہوا -
* یہ خط آپ منشی تاج الدین صاحب کو ارسال
کر دیں اور وہ پڑھ کر جلدی میر حامد شاہ صاحب
کو ارسال کر دیں اور میر حامد شاہ صاحب از راہ کرم
میرا پہلا خط منشی محمد شادی خاں سے لیکر جو ابھی
منشی تاج الدین صاحب کے توسط سے سیالکوٹ پہنچا
ہے - مع اس خط کے برادر خلیفہ نور الدین صاحب
کو جموں ارسال فرما دیں -
سب بھائیوں کو سلام

عاجز عبدالکریم

مخدوم الملۃ پر حضرت خلیفۃ اللہ

مخدوم الملۃ رضی اللہ عنہ کے متعلق حضرت مسیح موعود
علیہ الصلوۃ کی کیا رائے تھی؟ اگرچہ غالباً اس کے چھپنے میں
اسکا کسی قدر تحقیق بھی ضروری معلوم ہوتا ہے تاہم مفصل بحث
بھی آپکی لائف میں ہی ہو تاہم خلاصۃً ذکر ضروری ہے

(۲) حبی فی اللہ مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی
مولوی صاحب اس عاجز کے یک رنگ دوست ہیں
اور مجھ سے ایک سچی اور زندہ محبت رکھتے ہیں انکا یہ
اوقات عزیز کا اکثر حصہ انہوں نے تائید دین کے
لئے وقف کر رکھا ہے ان کے بیان میں ایک اثر ڈالنے
والا جوش ہے اخلاص کی برکت اور نورانیت انکے
چہرہ سے ظاہر ہے - میری تعلیم کی اکثر باتوں
سے وہ متفق الرائے ہیں مگر بعض خیال میں ہم کو شاید
بعض باتیں نہیں لیکن اخویم مولوی نور الدین صاحب کے
انوار صحبت نے بہت سا نورانی اثر انکے دل پر ڈالا ہے
اور نیچریت کی اکثر خشک باتوں سے وہ بیزار ہوتے
جاتے ہیں اور درحقیقت میں بھی اسی کو پسند نہیں
کرتا کہ الٰہی کتاب کے واقعی اور سچے منشاء کی مخالفت
نیچر کے ایسے تابع ہو جائیں کہ گویا کامل ہادی ہمارا
وہی ہے میں ایسے حصہ نیچریت کو قبول کرتا ہوں۔
جسکو میں دیکھتا ہوں کہ میرے مولیٰ اور ہادی ذاتی
کتاب قرآن کریم میں اسکو قبول کر لیا ہے اور سنت اللہ
کے نام سے اسکو یاد کیا ہے میں اپنے خداوند کو کامل طور پر
قادر مطلق سمجھتا ہوں اور اسی بات پر ایمان لا چکا
ہوں کہ وہ جو چاہتا ہے کر دکھاتا ہے اور اسی ایمان کی
برکت سے میری معرفت زیادت میں ہے اور محبت
ترقی میں مجھے بچوں کا ایمان پسند آتا ہے اور فلسفیوں
کے ریشے ایمان سے میں متنفر ہوں - مجھ کو یقین ہے کہ مولوی
صاحب اپنی محبت کے پاک جذبات کی وجہ سے اور بھی
بہرہ میں ترقی کریں گے اور اپنے بعض معلومات
میں نظر ثانی فرمائیں گے +

یہ تو وہ ابتدائی حالت تھی جب کہ مخدوم الملتہ نئے نئے اس سلسلہ میں داخل ہوئے۔
اس تحریر میں جہاں اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صاف گوئی آپ کی صداقت کی دلیل ہے وہاں خود حضرت مخدوم الملتہ کی راستی پسند طبیعت کا پتہ لگتا ہے اور خصوصاً آخری حصہ کہ

"مجھے یقین ہے کہ مولوی صاحب اپنی محبت کے پاک جذبات کی وجہ سے اور بھی ہم رنگی میں ترقی کریں گے"

ایک پیشگوئی ہے جو مولوی صاحب موصوف کے روحانی مدارج کی ترقی کے متعلق ہے۔ چنانچہ اس پیشگوئی کے موافق مخدوم الملتہ نے جو ترقی کی وہ اس امر سے ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کا نام

مسلمانوں کا لیڈر

رکھا۔ اور حضرت حجۃ اللہ علیہ السلام نے بھی بارہا اپنی تحریروں اور تقریروں میں آپ کا ذکر نہایت ہی قابل قدر الفاظ میں فرمایا۔ ایک مقام پر لکھا

"اور حضرت ممدوح سے دوسرے درجہ پر حبی فی اللہ مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی ہیں اور انکو تو پہلے سے ہی خدا تعالیٰ نے دنیا کے مناصب و رجاہ طلبی کی مناسبت نہیں دی مگر اب وہ بالکل دنیوی خیالات کو بھی استعفا دیکر اس دروازہ پر بیٹھے ہیں اور دن رات اپنے دماغ سے فوق الطاقت کام لیکر خدمت دین کر رہے ہیں اور جمعہ کی نماز میں بہت سے حقائق و معارف قرآن شریف بیان کرتے ہیں اور مسلمانوں کو فائدہ پہونچاتے ہیں"

اس سے بڑھکر مولوی صاحب ممدوح کے لئے کیا قابل ناز اور واجب الفخر امر ہوگا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے انہیں نمازوں کا امام مقرر فرمایا۔

بہرحال حضرت حجۃ اللہ علیہ السلام نے آخری تحریر جو آج تک مولوی صاحب ممدوح کے [illegible] جو بطور سنگ مزار مولانا ممدوح کی قبر پر لگایا جاوے گا۔ اس سے اس تعلق اور محبت کا پتہ خوب لگتا ہے جو حضرت ممدوح کو مرحوم سے اور مرحوم کو حضرت خلیفۃ اللہ سے تھا۔ اگرچہ وہ پہلے چھپ چکا ہے مگر یہاں اس کا اندراج بھی ضروری ہے [illegible]

کے توان کردن شمار خوبیٔ عبدالکریم
آنکہ جان داد از شجاعت بر صراطِ مستقیم
حامیٔ دین آنکہ یزدان نام او لیڈر نہاد
عارفِ اسرارِ حق گنجینۂ دین قویم
صدق ورزید و بصدق کامل اخلاص خویش
مورد رحمت شد اندر درگہ ربّ علیم
گرچہ جنس نیکواں این چرخ بسیار آورد
کم بزاید مادرے با این صفا درّ یتیم
مدتے در آتش تیز فرو افتادہ بود
این کرامت بین کہ از آتش برون آمد سلیم
زین عجب تر آنکہ او در صحتش در چند روز
مظہر اسرار حق شد عارف راز قدیم
گوہرش چون آب و نالے دست از فہم رسا
ہرچہ ما گفتیم داخل شد دران طبع فہیم
دل بدرد آمد ز ہجران چنین یکرنگ دوست
لیک خوشنودیم بر فعل خداوند کریم
آہ۔ روز چار شنبہ بود بر ما سخت تر
ز آتش سوزان ہجوار ما شد جدا یار صمیم
داغ ہجران داد و ہفتم از ہجل از مہر خویش
ماہ شعبان بود چون پیش آمد این فرخ الیم
این صدی کو بدر را ماند باد صاحب کمال
بود زو لیست و سوم در وقت این حبر عظیم
منتشر چون بود اخلاص و وفا و اتقا
شد وصالش ہمدرین تاریخ از فضل حکیم
اے خدا بر تربت او بارش رحمت ببار
داخلش کن از کمال فضل در بیت النعیم
نیز مارا از بلاہائے زمان محفوظ دار
تکیہ گاہ ما توئی اے قادر رب رحیم

مرحوم کی وفات پر عام رائے

> مخدوم الملتہ کی لائف کا ایک حصہ مندرجہ بالا عنوان بھی ہوگا اسکے لئے بطور نمونہ میں لاہور کے ایک معزز اخبار پنجہ فولاد کا ایک مراسلہ درج کرتا ہوں
> ایڈیٹر

مولوی عبدالکریم صاحب کی قادیان میں وفات

ہر آنکہ زاد بناچار بایدش نوشید
ز جام دہر مئے کل من علیہا فان

افسوس کہ مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی نے ۱۱۔ اکتوبر ۱۹۰۵ء کو قادیان میں داعی اجل کو لبیک کہا۔ اور اُن کے عاشر روحسنے ناپائیدار دنیا کو یہ شعر عرفی مرحوم کا سُنا کر بعالم آخرت پرواز کیا ع

مشتاب اے غم دنیا کہ مگر دم برسی
بکن از دور دو داعم کہ شتابان رفتم

مولوی صاحب جوان عمر تھے۔ اور سیالکوٹ کشمیری محلہ میں آپ کا مکان بالمقابل مکان راقم کے تھا۔ عہد طفولیت میں ہی عجیب قسم کر ذہین تھے۔ محلہ کے لڑکوں میں کبھی کھیل و کود میں شامل نہیں ہوتے۔ پہلے مرحوم سر سید کی تہذیب الاخلاق کے گرویدہ بنے رہے۔ پھر مرزا صاحب کی بیعت میں داخل ہوکر ایسے منہمک اور فنافی البیعت ہوئے کہ وطن سے ہجرت کرکے وہاں ہی سکونت اختیار کر لی اور آخر مرزا صاحب کے قدموں میں ہی جان قربان کردی۔ ان کی زندگی لہو و لعب سے برکنار رہی علمی مجلس کے مشتاق تھے۔ ابتدا میں شعر و سخن کا شوق رہا۔ جب آپ نے پہلے پہل لاہور کو دیکھا تو لاہور کی تعریف میں ایک دلکش نظم فارسی کی لکھی جس میں علاوہ اور صفتوں کے یہ بھی ثابت کیا گیا کہ لاہور کا نام دو زبان سے مرکب ہے لا بزبان عربی۔ ہور بزبان پنجابی۔ یعنی ایسا اور نہیں ہے اس نظم کا اسوقت صرف ایک شعر راقم کو یاد ہے۔

ماہ رویان بلدۂ لاہور
دل صافی ربودہ اند بجور

صافی آپ کا تخلص تھا۔ آپ کی ایک غزل فارسی کی راقم کے پاس ہے جو کسی آئندہ پرچہ میں شائع ہوگی۔ ایکدفعہ سیالکوٹ میں چند احباب کا مجمع تھا۔ اور اس شعر کا تذکرہ ہورہا تھا + بھلا کیونکر کوئی تجربہ سے کرسکے + کدو کی دوستی اک پل میں توڑ دی + کریلے۔ کدو۔ توری سبزیات کا نام لے کر شاعر نے مضمون باندھا ہے۔ مولوی صاحب مرحوم نے بھی ایک شعر سُنایا (یہ معلوم نہیں کہ ان کا اپنا شعر ہے یا کسی اور شاعر کا)

صاف سینا دیکھ کر درزن کو میں سینا گیا
کچھ تو سینے وہ لگی اور کچھ تو میں سینے لگا

راقم کو بھی ایک شعر مولوی سراج الدین احمد ایڈیٹر اخبار زمیندار کا (اونکے والد مرحوم کی زبان سے جو راقم کے مہربان تھے سنا تھا) یاد تھا جسکو سُن کر مولوی صاحب بہت ہی محظوظ ہوئے اور بار بار پڑھتے تھے اور داد دیتے تھے۔ شعر مذکور یہ ہے

ہے کم خواب ہونا اپنا خاصہ
فراق یار [illegible] کو ململ

کمخواب۔ خاصہ۔ نینوں۔ ململ کو کس طرح جدائی کے پیرایہ میں ادا کیا گیا ہے۔
اکثر موسم گرما میں پچھلے پہر رات کے وقت جب آپ اپنی کوٹھی پر اس مشہور قصیدہ کو (مرحبا سید مکی مدنی العربی) اپنے شوق میں پڑھتے تھے۔ تو محلہ والے لوگ تاثیر آواز سے جو جادو سے کم نہ تھی۔ چونک پڑتے تھے۔ ایک دفعہ اس شعر پر شب معراج عروج تو ز افلاک گذشت۔
بمقامیکہ رسیدی نرسد ہیچ نبی میرا ایک مہمان وجد کی حالت میں بیخود ہوگیا آپ کی خوش الحانی و جادو بیانی یاد کر کے بے اختیار دل سے یہ شعر نکل جاتا ہے

آنانکہ بصد زبان سخن گفتندے
آیا چہ شنیدند کہ خاموش شدند

مولوی صاحب جس وقت سیالکوٹ کے مہاراجہ والے بازار کے چونک میں باواز بلند قرآن شریف پڑھ کر وعظ کرتے تھے۔ عام ہندو مسلمان عیسائی جمع ہو جاتے اور شوق سے سُنتے تھے۔
قرآن شریف کے عاشق دالدہ تھے۔ افسوس کہ ضعیف العمر والدین کے اکلوتے فرزند تھے۔ اور جہاں تک راقم کو معلوم ہے (اگرچہ قادیان چلے جانے کے بعد پھر ملاقات کا اتفاق نہیں ہوا) مرحوم لاولد تھے۔ مرزا صاحب اور جماعت احمدی کو اون کی دائمی جدائی کا سخت صدمہ پہونچا ہے اور اُن کے دوستوں اور عام مسلمانوں کو عموماً سخت قلق ہے۔ مرزا صاحب کی طرف سے ہر چند دوا اور دعا کی گئی۔ مگر مقدر مبدل نہیں ہوسکتا۔ چون مبدل شد اعتدال مزاج نہ عزیمت اثر کند نہ علاج۔ زمانہ کئی انقلاب دیکھنے کے بعد کبھی جاکے اس دل و دماغ کا دوسرا پیدا کریگا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

یہ چمن یوں ہی رہیگا اور ہزاروں جانور
اپنی بولیاں سب بول کر اُڑ جائیں گے

خداوند تعالےٰ مرحوم کو مغفرت کرے اور اُس کے متعلقین کو صبر جمیل بخشے۔

راقم لدھا خاں از گھرتل ضلع سیالکوٹ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

چہ گویم باتو گر آئی بہادر قادیاں بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دارالاماں بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے ۵ر (۲) خواص و معاونین سے عنلہ (۳) ہندوستان سے باہر سے (۴) غیر مذاہب والوں سے ۱۲ر (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے عگ ۱۲ر

نمبر ۳۶ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۷-اکتوبر سنہ ۱۹۰۶ء مطابق ۲۸ شعبان سنہ ۱۳۲۴ھ | جلد (۱۰)

فہرست مضامین

تازہ الہامات و رؤیا

(۱۵) اکتوبر سنہ ۱۹۰۶ء خواب میں دیکھا کہ میں کچھہ لکھ رہا ہون اور لکھتے لکھتے یہ الفاظ دیکھے۔

عِلْمُ الدَّرمان ۲۲۳

علم عربی لفظ ہے اور درمان فارسی ہے۔ اس کے آگے ۲۲۳ کا ہندسہ ہی معلوم نہین کہ اس سی کیا مراد ہے

(۱۶) اکتوبر سنہ ۱۹۰۶ء میں نے دیکھا کہ کسی کی موت قریب ہے یہ متعین نہ ہوا کہ کس کی موت آئی ہے۔ تب اس کشفی حالت میں ہی مین نے دعا کی۔

الہام ہوا

اِنَّ المنایا لاتطیش سہامہا

یعنی موتون کے تیر خطا نہین جاتے۔ تب مین نے اسی کشفی حالت مین ہی پہر دعا کی کہ اے خدا تو ہر چیز پر قادر ہے۔

تب الہام ہوا

اِنَّ المنایا قدنطیش سہامہا

اس کے بعد یہ بہی الہام تھا۔

"رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت"

مین نہین کہہ سکتا کہ ہم سب مین سے یہ کس کے حق میں ہے۔

واللہ اعلم بالصواب

دارالامان کا ہفتہ

(۱) حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحت الحمد للہ بہر حال اچھی ہے۔ جیسا کہ گذشتہ اشاعت میں لکھا جا چکا ہے حقیقۃ الوحی ختم ہو گئی۔ اس کی قیمت ... ایک روپیہ نہین بلکہ سوا روپیہ محصول ڈاک کے علاوہ مقرر ہوئی ہے۔ یہ ایک مفید اور جامع کتاب ہے۔ اور ہر ایک احمدی کے پاس اسکا ہونا ضروریات سے ہے۔

(۲) مولانا سید محمد احسن صاحب فاضل امروہی دارالامان تشریف لے آئے ہیں اور خدمت دین میں مصروف ہین۔

(۳) مسجد مبارک کی توسیع کی ضرورت حضرت حجۃ اللہ علیہ السلام نے محسوس کی ہے اور سعی فرما رہے ہین کہ جس طرح ممکن ہو مسجد بڑھ جاوے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ارادون کو پورا کرنے والا ہے۔

الحکم کے پچھلے فایل

الحکم کے پچھلے فایل جو نایاب اور نادر مضامین سے لبریز ہیں اسوقت دفتر الحکم سے مل سکتے ہیں چونکہ بہت تہوڑی جلدیں باقی ہیں اور سر دست انکا دوبارہ چہپنا مشکل ہے اسلئے جو صاحب چاہیں منگوالیں۔ پہر یہ فایل سینکڑوں روپیہ کے صرف سے بہی نہیں ملیں گے۔

سال	قیمت
سنہ ۱۸۹۷ء	عصہ
سنہ ۱۸۹۸ء	ے
سنہ ۱۸۹۹ء	ے
سنہ ۱۹۰۰ء	معہ
سنہ ۱۹۰۱ء	عہ
سنہ ۱۹۰۲ء	عہ
سنہ ۱۹۰۳ء	عہ
سنہ ۱۹۰۴ء	عہ
سنہ ۱۹۰۵ء	عہ

کل فایل یکدم خریدنے والے کو ۵۰ پر دیئے جاویں گے۔

ایڈیٹر الحکم قادیان

درود شریف پڑھنے کی کیوں ضرورت ہے؟

لاہور کے وطن اخبار نے جسکو نے اسلام کی تردید میں عیسائیوں کی کتابیں بیچنے سے منع کیا ہے کسی شخص نے درود شریف کے متعلق اعتراض کیا ہے۔ چاہئے تو یہ تھا کہ مفسر قرآن مولوی انشاء اللہ خان صاحب اسی پرچہ میں اسکا جواب بھی ساتھ ہی شائع کر دیتے مگر خدا تعالیٰ نے انسے یہ توفیق چھین لی۔ اور نہیں ہمت نہیں ہوئی کہ خود کوئی جواب اس اعتراض کا دیں۔ اس شیخی پر لوگوں کو میور کی تصانیف پڑھنے کی ترغیب دیتے ہیں۔

انا للّٰہ وانا الیہ راجعون

وطن کے اس اعتراض کو پڑھ کر ایک خادم اسلام کے دل میں درد اٹھا اور اسنے جب تک اسکا جواب نہ لکھ لیا۔ دوسرا کام نہیں کیا میں اُس جواب کو کسی حاشیہ اور اضافہ کے بدون چھاپ دیتا ہوں **وطن** کا فرض ہے کہ اپنے اخبار میں بھی اسے شائع کرے اور معترض کو اجازت ہے اگر اس کے بعد بھی کچھ کہنا چاہتا ہے تو ضرور لکھے اسکا جواب دیا جاویگا۔ میں اس پر اپنی طرف سے فی الحال کوئی اضافہ نہیں کرنا چاہتا بجز ایک بات کے اور وہ یہ ہے کہ انسانی فطرت میں یہ امر ودیعت کیا گیا ہے کہ وہ اپنے محسن کے ساتھ محبت کرتا ہے۔ اور اسکا عملی درآمد عام طور پر ہم دیکھتے ہیں اسی فطرتی اصول پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ مبارک اور محکم تعلیم دی مَن لَّم یَشکُرِ النَّاسَ لَم یَشکُرِ اللّٰہ یعنی جسنے انسان کا شکر نہیں کیا وہ اللہ تعالیٰ کا بھی شکر گزار نہیں ہو سکتا۔ پھر وہ انسان عظیم صاحب خلق عظیم جسنے دنیا کی کایا پلٹ دی اور خطرناک تاریکی سے اسے نکال کر روشنی کے ایک بلند مینار پر لا کھڑا کیا۔ ہر قسم کی فسق و فجور اور وحشیانہ زندگی سے مہذب اور باخدا انسان بنا دیں اس سے محبت نہ کی جاوے اور اسکی شکر گذاری ہم میں ہو۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اصلاحی پہلو پر غور کر کے بتاؤ کہ انہوں نے کیا کیا ہے؟ پھر یہ امر تمام مہذب ممالک مہذب افراد اور شائستہ اقوام کا دستور العمل ہے کہ وہ اپنے محسن کے لئے شکر گذاری کا ووٹ پاس کرتے ہیں اور اس نہیں تو بات بات پر تھینک یو ہوتا ہے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عنایات پر آپ کی کامیابیوں اور ترقی مدارج کے لئے شکریہ کے ووٹ (درود شریف) کے ذریعہ پاس ہوں تو اعتراض ہو۔ تعجب!

پھر یہ بھی نظام مملکت ہمارے سامنے ہے کہ اعلیٰ درجہ کے کارکنوں کے لئے سلاطین عالم خطاب تجویز کرتے ہیں انکے مناصب میں ترقیاں کرتے ہیں پھر احکم الحاکمین اپنے ایک عظیم الشان رسول کی مدارج میں ترقی کرے تو وہ قابل اعتراض ٹھیرے! افسوس!!

سخن شناس نہ دلبرا خطا اینجاست

بہر حال وہ مضمون درج ذیل ہے۔ امید ہے وطن اسے چھاپ دیگا۔ اور معترض صاحب کو اگر شک رہا تو وہ پوچھنے کی جرأت کریگا اور اسے جواب بحولہٖ تعالیٰ دیا جاویگا۔ ایڈیٹر

اخبار وطن مطبوعہ ۵ ستمبر ۱۹۰۶ء نمبر ۳۶ جلد ۱۰ صفحہ ۱ میں ایک اعتراض درود شریف پر کسی شخص نے کیا ہے لہٰذا اس کا جواب دیا جاتا ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّونَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِینَ اٰمَنُوا صَلُّوا عَلَیہِ وَسَلِّمُوا تَسلِیمًا ۵

ترجمہ بیشک اللہ اور اسکے فرشتے درود بھیجتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر۔ اے وہ لوگوں جو ایمان لائے ہو خدا اور رسول پر درود بھیجو اور سلام بھیجو سلام بھیجنا۔ سورہ احزاب رکوع ۷۔

اعتراض معلوم ہوتا ہے کہ خدا نے نبی کریم پر درود بھیجا جو کافی نہ ہوا۔ پھر فرشتوں کو بھی حمایت کے لئے ساتھ لیا پھر بھی شاید کام نہ بنا۔ پھر مومنوں کی بھی ضرورت پڑی عجب نبی ہے جس کو خدا اور فرشتوں کا درود کفایت نہیں کرتا اور بالآخر خدا کو مومنوں تک کو بھی حکم دینا پڑا تم بھی درود پڑھا کرو۔ پھر بھی معلوم نہیں کہ کافی ہو سکے یا نہ ہو۔

جواب خدا کا فضل وکرم ہر وقت اسکے بندوں پر ہوتا ہے کیونکہ خدا کی ذات پاک رحمان ورحیم ہے مگر نزول فضل خداوندی کا اس عالم میں جسکا سلسلہ سبب اور مسبب سے وابستہ ہے کوئی نہ کوئی باعث یا ذریعہ بھی ضرور ہوتا ہے۔ چنانچہ ایک ذریعہ نزول رحمت باری تعالیٰ کا ایمان اور اعمال صالح ہے دیکھو سورہ النسا رکوع ۲۴ میں بیان ہوا ہے۔ فَاَمَّا الَّذِینَ اٰمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَیُوَفِّیھِم وَیَزِیدُھُم مِّن فَضلِہٖ۔

پس جو لوگ ایمان لائے ہیں اور ایمان کے ساتھ اعمال حسنہ بھی کئے ہیں پورا دیگا اللہ انکے اجر جو اُن سے وعدے کئے ہیں اور اُس پر زیادہ دے گا اپنے فضل سے۔

اس آیت شریف سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے نیک کاموں کے اجر کے علاوہ اپنے فضل پر زیادہ بھی عطا فرمایا ہے چونکہ درود بھیجنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر خداوند تعالیٰ جل شانہ کا از راہ فضل وکرم ہے اور فضل خداوندی جسقدر ہو وہ کافی ہے۔

معترض کا یہ کہنا کہ فرشتوں کو بھی اللہ تعالیٰ نے حمایت کے لئے ساتھ لیا پھر بھی شاید کام نہ بنا۔ اے معترض کسی کی حمایت کا محتاج ہونا کمزور اور ناتوان انسان کا کام ہے خداوند تعالیٰ کی ذات پاک القادر القوی العزیز ہے اور عدیم اس ذات مقدس کو کسی کی حمایت کا حاجت مند خیال کرنا صریح کفر ہے۔ رہا فرشتوں کا اور مومنوں کا آنحضرت کی ذات مبارک پر درود بھیجنا وہ خدا کی حمایت کرنا نہیں ہے بلکہ اپنی بہتری اور بہبودی چاہنا ہے اس امر پر دلیل یہ ہے چنانچہ سورہ انعام رکوع ۲۰ میں ارشاد خداوندی یوں ہوا ہے مَن جَآءَ بِالحَسَنَۃِ فَلَہٗ عَشرُ اَمثَالِھَا یعنی جو کوئی لایا نیکی اسکو ہے اسکے دس برابر۔ سورۂ النسا در کوع ۲۴ میں اجر پر زیادتی بیان فرمائی اور سورہ انعام میں اصل اجر کے سوا دس گنا زیادہ ثواب دینا ارشاد فرمایا ہے۔ اور سورہ حم السجدہ رکوع اول میں فضل بے بہا جوش زن ہو رہا ہے یہاں حکم ہوتا ہے اِنَّ الَّذِینَ اٰمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَھُم اَجرٌ غَیرُ مَمنُونٍ یعنے البتہ جو لوگ یقین لائے اور کئے نیک کام انکو اجر ملتا ہے جو بس نہ ہو۔

آیات مذکورہ بالا سے صریح معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نیک کام کا اجر دیکر اسکے علاوہ بطور بخشش کے دس گنا ثواب کیا بلکہ لا انتہا مہربان فرماتا ہے۔ اب یہ بھی جاننا ضروری امر ہے کہ نیکی اور نیک کام کیا ہے جسکے ذریعہ سے برکات آلہی عطاء فرمائے جاتے ہیں۔ حضرات نیک کام یا پاکیزہ عمل اپنے مالک الملک خدا کے تعدیہ کے حکموں کا بجالانا ہے۔

اور فرشتوں کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا بحکم آلہی ہے کیونکہ فرشتوں کا کوئی فعل بدون مرضی خدا کے نہیں ہوتا۔ دیکھو سورہ تحریم رکوع اول میں اس امر کا فیصلہ موجود ہے ویفعلون ما یؤمرون یعنے فرشتے وہی کام کرتے ہیں جو ان کو حکم آلہی ہوتا ہے۔

فرشتوں اور انسانوں کو جو اپنے پیارے رسول پر درود بھیجنے کا حکم ربانی ہوا ہے اسکی یہ غرض نہیں تھی کہ جو رحمت اللہ تعالیٰ اپنے نبی کریم پر بذریعہ درود نازل فرچکا ہے وہ کافی نہیں تھی اور خدا کی رحمت کا خزانہ تمام ہو چکا تھا اور نہ خدا کا یہ فرمانا ہے کہ اے فرشتو اور انسانوں تم میری حمایت کرو اور میرے نبی پاک پر درود بھیجو تاکہ وہ نقص اور کمی جو میرے درود بھیجنے میں رہ گئی ہے شاید پوری ہو جاوے اور میرے رسول کا کام چلے۔ حاشا للہ یہ گمان کرنا خدا کی ذات پاک پر سراسر کفر ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ جل شانہ سورہ السباء رکوع ۳ میں فرماتا ہے وَمَا لَھُم فِیھِمَا مِن شِرکٍ وَّمَا لَہٗ مِنھُم مِّن ظَھِیرٍ یعنے اور نہیں واسطے انکے بیچ ان دونوں کے کچھ ساجھا اور نہ ان میں سے کوئی خدا کا مددگار ہے۔

اے نادان معترض خدا کی رحمت کے خزانے بے بہا ہیں دیکھ۔ لا انتہا خزانوں کا مالک اپنی کلام پاک یعنے سورہ ابراہیم رکوع ۵ میں فرماتا ہے وَاِن تَعُدُّوا نِعمَتَ اللّٰہِ لَا تُحصُوھَا۔ یعنے نعمائے الٰہی کا کوئی شمار نہیں کر سکتا اسکے خزانے لا محدود ہیں۔

اور ہم قرآن کریم کی آیات سے بخوبی ثابت کر چکے ہیں کہ نیک عمل پر اجر کے علاوہ خدا اپنے فضل وکرم سے دس گنا ثواب عطا فرماتا ہے اور دس گنے سے بھی بڑھ کر بے شمار بخشش کرتا ہے اور یہ بھی ثابت ہو چکا ہے کہ حکم الٰہی کی بجا آوری کا نام ہی نیک اعمال ہے منجملہ نیک اعمال کے بحکم خداوندی درود کا بھیجنا پیغمبر علیہ السلام پر یہ بھی ایک اعلےٰ درجہ کا نیک کام ہے اور یہ نیک عمل خواہ فرشتے بجالاویں یا انسان ہر ایک کو نیک کام پر اجر دینا الٰہی وعدہ ہو چکا ہے۔ اور اعمال کے اجر کے علاوہ عطاء فرمانا خواہ اس گنا ثواب یا بیشمار

بخشش کرنا یہہ خدا کے فضل و کرم کا ثبوت ہے۔ الغرض درود کا بھیجنا پیغمبر علیہ السلام پر بھیجنے والوں کے لئے رحمت الٰہی کا ایک ذریعہ ہے پیغمبر علیہ السلام کی کسی کمی کی تلافی نہیں۔ اور نہ خدا کے اڑے وقت کسی فرشتہ کا کام آنا جیسے کہ معترض نے اپنی جہالت سے خیال کیا ہے پس درود شریف کا پڑھنا واجب ہے اور اس ادائے واجب سے فرشتوں اور انسانوں پر جو اپنے پیارے رسول پاک پر درود بھیجتے ہیں اس اعمال صالح کیوجہ سے خدا کی رحمت نازل ہوتی ہے۔ اور نیز اللہ تعالےٰ جل شانہٗ نے حضرت داؤد علیہ السلام کی زبان مبارک سے آنحضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر بکثرت درود پہونچانا بندگان خدا کا جو بطور پیشگوئی زبور ۲۷ آیت ۱۵ میں یوں فرمایا ہے۔ اسکے حق میں یعنے جناب محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے۔ سدا دعا ہوگی ہر روز اس کی مبارک بادی کہی جائے گی۔

خدا تعالےٰ کو حضرت داؤد علیہ السلام کی اس پیش گوئی کا پورا کرنا زبور پاک کی صداقت کا اظہار مقصود تھا اور فرشتوں اور انسانوں کو بذریعہ درود شریف بھیجنے پیغمبر علیہ السلام پر اجر عظیم کا عطا کرنا اور اپنے حبیب پاک کو اس اجر عظیم کا ذریعہ ٹھہرانا تھا۔ اگر کسی عیسائی کے دل میں یہہ خیال گزرے کہ زبور ۲۷ کی پیشگوئی ہمارے یسوع کے حق میں ہے تو اسکے جواب میں کہا جاتا ہے کہ پیشگوئی مذکورہ بالا میں صاف لکھا ہے کہ اسکے لئے سدا دعا یعنے برکت ہوگی۔ اے عیسائیو تم بجائے برکت کے معاذ اللہ یسوع کے نام پر لعنت کرتے ہو۔ دیکھو خط گلیتون باب ۳ آیت ۱۳ میں لکھا ہے۔ مسیح نے ہمیں مول لیکر شریعت کی لعنت سے چھڑایا کہ وہ ہمارے بدلے میں لعنتی ہوا کیونکہ لکھا ہے کہ جو کوئی لکڑی پر لٹکایا گیا سو لعنتی ہے +

جائے انصاف ہے کہ اگر یہہ پیشگوئی مندرجہ زبور ۲۷ بحق یسوع کے ہوتی تو بجائے لعنت کے عیسائی صاحبان اپنے فرضی خدا یسوع پر برکت بھیجتے نا کہ لعنت +

بہ بیں تفاوت رہ از کجا است تا بہ کجا

کمترین شیخ الہ دین لودھانوی واعظ انجمن حمایت اسلام لاہور

نقشہ اوقات سحری و افطار رمضان المبارک

سنہ ۱۳۲۴ھ بابت افق شہر لاہور عرض بلد شمالی ۳۱ درجے ۳۵ دقیقے۔ طول شرقی یعنی وقت نصف النہار شاہی عیدگاہ گرینچ سے ۴ گھنٹے ۵۷ منٹ ۲۸ سکنڈ پہلے۔ مرتبہ قاضی محمد عبد الرحمٰن صاحب وکیل ریاست مقام نرولتہ

رمضان المبارک ۱۳۲۴ھ	اکتوبر و نومبر ۱۹۰۶ء	وقت طلوع صبح صادق ۵ بجکر منٹ	سیکنڈ	وقت نصف النہار ۱۲ بجکر منٹ	سیکنڈ	وقت نماز مغرب ۵ بجکر منٹ	سیکنڈ
یکم	۲۰	۱۷	۱۴	۱۷	۱۸	۵۹	۲۹
۲	۲۱	۱۷	۵۴	۱۷	۲۷	۵۸	۲۴
۳	۲۲	۱۸	۳۴	۱۷	۱۷	۵۷	۱۹
۴	۲۳	۱۹	۱۵	۱۷	۸	۵۶	۱۶
۵	۲۴	۱۹	۵۶	۱۷	۰۰	۵۵	۱۴
۶	۲۵	۲۱	۳۷	۱۶	۵۲	۵۴	۱۲
۷	۲۶	۲۲	۱۸	۱۶	۴۵	۵۳	۱۳
۸	۲۷	۲۲	۵۹	۱۶	۳۹	۵۲	۱۴
۹	۲۸	۲۳	۴۱	۱۶	۳۳	۵۱	۱۵
۱۰	۲۹	۲۴	۲۳	۱۶	۲۸	۵۰	۱۸
۱۱	۳۰	۲۵	۵	۱۶	۲۴	۴۹	۲۲
۱۲	۳۱	۲۵	۲۷	۱۶	۲۱	۴۸	۲۸
۱۳	یکم نومبر	۲۵	۲۹	۱۶	۱۸	۴۷	۳۵
۱۴	۲	۲۶	۱۱	۱۶	۱۷	۴۶	۴۳
۱۵	۳	۲۶	۵۴	۱۶	۱۶	۴۵	۵۲
۱۶	۴	۲۷	۳۷	۱۶	۱۶	۴۵	۲
۱۷	۵	۲۸	۲۰	۱۶	۱۷	۴۴	۱۴
۱۸	۶	۲۹	۳	۱۶	۱۸	۴۳	۲۶
۱۹	۷	۲۹	۴۷	۱۶	۲۱	۴۲	۴۱
۲۰	۸	۳۰	۳۱	۱۶	۲۴	۴۱	۵۷
۲۱	۹	۳۱	۱۵	۱۶	۲۸	۴۱	۱۴
۲۲	۱۰	۳۱	۵۹	۱۶	۳۲	۴۰	۳۲
۲۳	۱۱	۳۲	۴۳	۱۶	۳۸	۳۹	۵۲
۲۴	۱۲	۳۳	۲۷	۱۶	۴۴	۳۹	۱۴
۲۵	۱۳	۳۴	۱۱	۱۶	۵۱	۳۸	۳۷
۲۶	۱۴	۳۴	۵۶	۱۷	۰۰	۳۸	۱
۲۷	۱۵	۳۵	۴۱	۱۷	۹	۳۷	۲۷
۲۸	۱۶	۳۶	۲۶	۱۷	۱۹	۳۶	۵۵
۲۹	۱۷	۳۷	۱۱	۱۷	۲۹	۳۶	۲۴

(۱) اوقات مندرجہ نقشہ انڈین سٹینڈرڈ ٹایم۔ (ہندوستان کا مستند وقت) کے مطابق ہیں۔

جسے ریلوے ٹایم بھی کہتے ہیں۔

(۲) کسی تاریخ کو جب لاہور کی دہوپ گھڑی میں ۱۲ بجے کا وقت ہو تو جیب گھڑی کا وقت اس تاریخ کے وقت نصف النہار مندرجہ نقشہ کے برابر کر لینا چاہئے۔ اس طرح پر جیب گھڑی کا وقت ریلوے ٹایم کے مطابق ہو جائیگا۔ اسی طرح دیگر مقامات پر بھی دہوپ گھڑی کے وقت سے جیب گھڑی کا وقت ریلوے ٹایم کے مطابق اس قدر منٹ اور سکنڈوں کی کمی یا بیشی کرنے سے بنا سکتے ہیں کہ لاہور سے جس قدر عرصہ پہلے یا پیچھے ان مقامات پر نصف النہار کا وقت ہوتا ہے۔

(۳) وقت مغرب احتیاطاً غروب آفتاب سے ٹھیک ۳ منٹ بعد لکھا گیا ہے۔

(۴) جن مقامات کا عرض بلد لاہور کے مطابق یا قریب قریب ہے ان میں یہ نقشہ بخوبی کام دے گا۔

مقامات ذیل میں صبح صادق و نصف النہار و مغرب کا وقت مندرجہ ذیل تفاوت سے ہوگا۔

امب ضلع ہوشیارپور ۷ منٹ ۱۲ سکنڈ پہلے۔ اٹاری ضلع امرت سر۔ ایک منٹ ۸ سکنڈ پہلے۔ امرت سر ۲ منٹ ۱۲ سکنڈ پہلے۔ بیاس شرقی سٹیشن کپورتھلہ ۴ منٹ ۵۶ سکنڈ پہلے۔ بیاس مغربی سٹیشن امرت سر ۴ منٹ ۵۲ سکنڈ۔ باغبانپورہ ۱۲ سکنڈ پہلے۔ بجواڑہ ضلع ہوشیارپور ۶ منٹ ۲۸ سکنڈ پہلے۔ بٹالہ ضلع گورداسپور ۴ منٹ ۴۸ سکنڈ پہلے۔ ریاست لوکیت ۱۰ منٹ پہلے۔ بوٹاری ضلع امرتسر ۳ منٹ ۲۸ سکنڈ پہلے۔ جنڈیالہ ۲ منٹ ۸۴ سکنڈ پہلے۔ چنیوٹ ضلع جہنگ ۵ منٹ ۲۰ سکنڈ بعد۔ بھکر ضلع میانوالی ۱۳ منٹ ۴ سکنڈ بعد۔ بستی میاں خان ضلع ڈیرہ اسمعیلخان ۱۲ منٹ ۴۰ سکنڈ بعد۔ سہکی ضلع گوجرانوالہ ۱ منٹ ۴۰ سکنڈ بعد۔ بخاری ضلع جہنگ ۵ منٹ ۵۲ سکنڈ بعد۔ ہوشیارپور ۲ منٹ ۸ سکنڈ پہلے۔ جلو لاہور ۴۴ سکنڈ پہلے۔ چھرلا ضلع لاہور ۲ منٹ ۱۲ سکنڈ۔ ساہنوالہ ضلع گوجرانوالہ ۱ منٹ ۴۴ سکنڈ بعد۔ شاہ حسین ضلع شاہپور ۹ منٹ ۲۵ سکنڈ بعد۔

جن مقامات کا عرض بلد لاہور سے مطابق نہیں انمیں سے چند مقامات کا فرق یکم رمضان اور ۲۹ رمضان کا دیا جاتا ہے۔ جس سے باقی ایام کا فرق تقریباً معلوم ہو سکتا ہے۔

یکم رمضان مطابق ۲۰ اکتوبر ۱۹۰۶ء ۱۷ نومبر مطابق ۲۹ رمضان المبارک

نام مقام	فرق لاہور کے وقت سے بوقت صبح صادق منٹ	سیکنڈ	پہلے/بعد	فرق لاہور کے وقت سے بوقت مغرب منٹ	سیکنڈ	پہلے/بعد	فرق لاہور کے وقت سے بوقت صبح صادق منٹ	سیکنڈ	پہلے/بعد	فرق لاہور کے وقت سے بوقت مغرب منٹ	سیکنڈ	پہلے/بعد
راولپنڈی	۱۰	۴۰	بعد	۱۲	۳۶	بعد	۸	۲۷	بعد	۱۴	۳۳	بعد
الور	۹	۳۹	پہلے	۵	۴۴	قبل	۱۳	۳۰	قبل	۲	-	قبل
ناڈول	۹	۴۳	قبل	۲	۸	〃	۱۲	۴۵	〃	۲	۵۷	〃
دہلی	۹	۵	〃	۹	۲۴	〃	۱۵	۱	〃	۶	۴۹	〃
ریاست رامپور	۱۹	۱۰	〃	۱۶	۱۵	〃	۲۲	۹	〃	۴	۵۷	〃
مراد آباد	۱۸	۱۴	〃	۱۵	۱۹	〃	۲۱	۴	〃	۴	۱	〃
پیلی بہیت	۲۲	۱۸	〃	۱۹	۲۳	〃	۲۵	۱۷	〃	۱۷	۵	〃
کانپور	۲۵	۷	〃	۱۹	۴۲	〃	۲۹	۶	〃	۱۵	۲	〃
دیوبند	۳	۴۲	〃	۱۱	۴۷	〃	۱۵	۲۱	〃	۱۰	۴	〃
علیگڈھ	۱۵	۴۴	〃	۱۱	۴۱	〃	۱۸	۴۰	〃	۸	۲۷	〃
ریاست مالیر کوٹلہ	۶	۲۷	〃	۵	۴۱	〃	۱۲	۴۰	〃	۲	۲۷	〃

منجملہ ان کے قوم نے اس ضرورت کو محسوس کر لیا ہے کہ احمدیوں ہی میں ناطے رشتہ ہونے چاہئیں۔ اسلئے اس تحریک کو قایم رکھنے کے لئے ہمیشہ ایسی درخواستیں شایع ہوتی رہیں گی۔ انشاء اللہ العزیز۔ مگر کسی ایسے خط کا جواب نہ ملیگا جسکے ساتھ ٹکٹ نہو۔ ایڈیٹر۔

منشی نبی بخش صاحب نائب کورٹ انسپکٹر ایک صالح اور متقی احمدی ہے۔ یہانتک کہ انہیں مکالمات الٰہیہ بھی ہوتے ہیں۔ وہ نکاح کے خواہشمند ہیں مزید حالات خط و کتابت سے معلوم ہو سکتے ہیں۔ حضرت حکیم الامۃ سے خط و کتابت ہو۔

مولوی عبد اللہ خاں صاحب احمدی مدرس ہندو کالج پٹیالہ کے صاحبزادہ غلام مصطفےٰ طالب علم ایف۔ اے کلاس کے لئے رشتہ کی ضرورت ہے۔ مولوی صاحب موصوف ایک معزز خاندان کے ممبر ہیں۔ لڑکا اس سال ایف۔ اے میں شریک ہوگا۔ آیندہ اللہ تعالےٰ چاہے تو بی۔ اے پاس کرنے کا ارادہ ہے احمدیوں میں شادی کرنے کی ضرورت ہے۔

چودہری قاسم علی قوم راجپوت فلنگ جمعدار ریلوے احمدی بہائی ہے اور نکاح کا خواہشمند ہے بابو عبد الرزاق سٹیشن ماسٹر لودہانہ ان کی دینداری اور نیک چلنی کی خاص تعریف کرتے ہیں۔ خط و کتابت دفتر الحکم سے ہو۔

ضرورت نکاح

الحکم میں ایک عرصہ سے ایسے اشتہار چھاپے جاتی ہیں ان اشتہارات کے ذریعہ قوم میں کئی تعلق قایم ہوئے ہیں اور جس سے مفید نتایج پیدا ہونے کی امید

لیکچر لودہانہ

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

پس جب حالت یہانتک پہونچی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جان نثار خدام شہید کر دیئے گئے اور مسلمان ضعیف عورتوں تک کو نہایت سنگدلی اور بیحیائی کے ساتھہ شہید کیا گیا تو کیا حق نہ تھا کہ انکو سزا دیجاتی۔ اسوقت اگر اللہ تعالی کا یہ منشار ہوتا کہ اسلام کا نام ونشان نہ رہے تو البتہ یہ ہوسکتا تہا کہ تلوار کا نام نہ آتا مگر وہ چاہتا تہا کہ اسلام دنیا میں پہیلے اور دنیا کی نجات کا ذریعہ ہو اسلئے اسوقت محض مدافعت کے لئے تلوار اٹہائی گئی۔ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ اسلام کا اسوقت تلوار اٹہانا کسی قانون۔ مذہب اور اخلاق کے رو سے قابل اعتراض نہیں ٹہیرتا وہ لوگ جو ایک گال پر طمانچہ کہا کر دوسری پہیر دینے کی تعلیم دیتے ہیں وہ بہی صبر نہیں کرسکتے۔ اور جن کے ہاں کیڑے کا مارنا بہی گناہ سمجہا جاتا ہے وہ بہی نہیں کرسکتے پہر اسلام پر اعتراض کیوں کیا جاتا ہے؟ میں یہ بہی کہولکر کہتا ہوں کہ جو جاہل مسلمان کہتے ہیں کہ اسلام تلوار کے ذریعہ پہیلا ہے وہ نبی معصوم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر افترا کرتے ہیں اور اسلام کی ہتک کرتے ہیں۔ خوب یاد رکہو کہ اسلام ہمیشہ اپنی پاک تعلیم اور ہدایت اور اس کے ثمرات انوار وبرکات اور معجزات سے پہیلا ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے عظیم الشان نشانات آپ کے اخلاق کی پاک تاثیرات نے اسے پہیلایا ہے اور وہ نشانات اور تاثیرات ختم نہیں ہوگئی ہیں بلکہ ہمیشہ اور ہر زمانہ میں تازہ بتازہ موجود رہتی ہیں اور یہی وجہ ہے جو میں کہتا ہوں کہ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم

زندہ نبی ہیں

اسلئے کہ آپ کی تعلیمات اور ہدایات ہمیشہ اپنے ثمرات دیتی رہتی ہیں۔ اور آیندہ جب اسلام ترقی کریگا تو اسکی یہی راہ ہوگی نہ کوئی اور۔ پس جب اسلام کی اشاعت کے لئے کبہی تلوار نہیں اٹہائی گئی تو اسوقت ایسا خیال ہی کرنا گناہ ہے۔ کیونکہ اب تو سب کے سب امن سے بیٹہے ہوئے ہیں اور اپنے مذہب کی اشاعت کے لئے کافی ذریعے اور سامان موجود ہیں۔

مجھے بڑے ہی افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ عیسائیوں اور دوسرے معترضین نے اسلام پر حملہ کرتے وقت ہرگز ہرگز اصلیت پر غور نہیں کیا۔ وہ دیکہتے کہ اس وقت تمام مخالف اسلام اور مسلمانوں کے استیصال کے درپے تہے اور سب کے سب ملکر اس کے خلاف منصوبے کرتے اور مسلمانوں کو دکھ دیتے تہے۔ ان دکہوں اور تکلیفوں کے مقابلہ میں اگر وہ اپنی جان نہ بچاتے تو کیا کرتے قرآن شریف میں یہ آیت موجود ہے۔

اذن للذین یقاتلون بانهم ظلموا

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حکم اسوقت دیا گیا جب مسلمانوں پر ظلم کی حد ہوگئی تو انہیں مقابلہ کا حکم دیا گیا اوس وقت کی یہ اجازت تہی۔ دوسرے وقت کے لئے یہ حکم نہ تہا۔ چنانچہ مسیح موعود کے لئے یہ نشان قرار دیا گیا۔

یضع الحرب

اب یہ تو اسکی سچائی کا نشان ہے۔ کہ وہ لڑائی نہ کرے گا۔ اسکی وجہ یہی ہے کہ اس زمانہ میں مخالفوں نے بہی مذہبی لڑائیاں چہوڑ دیں ہاں اس مقابلہ نے ایک اور صورت اور رنگ اختیار کرلیا ہے اور وہ یہ ہے کہ قلم سے کام لے کر اسلام پر اعتراض کر رہے ہیں عیسائی ہیں کہ انکا ایک ایک پرچہ پچاس پچاس ہزار نکلتا ہے اور ہر طرح کوشش کرتے ہیں کہ لوگ اسلام سے بیزار ہو جائیں۔ پس اس کے مقابلہ کے لئے ہمیں قلم سے کام لینا چاہیئے یا تیر چلانے چاہئیں اس وقت تو اگر کوئی ایسا خیال کرے تو اس سے بڑھ کر احمق اور اسلام کا دشمن کون ہوگا؟ اس قسم کا نام لینا اسلام کو بدنام کرنا ہے یا کچھ اور جب ہمارے مخالف اس قسم کی سعی نہیں کرتے حالانکہ وہ حق پر نہیں اور پہر کیسا تعجب اور افسوس ہوگا اگر ہم حق پر ہوکر تلوار کا نام لیں۔ اسوقت تم کسی کو تلوار دکہا کر کہو کہ مسلمان ہو جا ورنہ قتل کردونگا۔ پہر دیکہو نتیجہ کیا ہوگا وہ پولیس میں گرفتار کراکے تلوار کا مزا چکہا دے گا۔

یہ خیالات سراسر بیہودہ ہیں ان کو سروں سے نکال دینا چاہیئے۔ اب وقت آیا ہے کہ اسلام کا روشن اور درخشاں چہرہ دکہایا جاوے یہ وہ زمانہ ہے کہ تمام اعتراضوں کو دور کردیا جاوے اور جو اسلام کے نورانی چہرہ پر داغ لگایا گیا ہے اسے دور کرکے دکہایا جاوے۔ میں یہ بہی افسوس سے ظاہر کرتا ہوں کہ مسلمانوں کے لئے جو موقع خدا تعالے نے دیا ہے اور عیسائی مذہب کے اسلام میں داخل کرنے کے لئے جو راستہ کہولا گیا تہا اسے بری نظر سے دیکہا اور اس کا کفر کیا

میں نے اپنی تحریروں کے ذریعہ پورے طور پر اس طریق کو پیش کیا ہے جو اسلام کو کامیاب اور دوسرے مذاہب پر غالب کرنیوالا ہے۔ میرے رسائل امریکا اور یورپ میں جاتے ہیں خدا تعالی نے اس قوم کو جو فراست دی ہے۔ انہوں نے اس خدا داد فراست سے اس امر کو سمجہہ لیا ہے۔ لیکن جب ایک مسلمان کے سامنے میں اسے پیش کرتا ہوں تو اس کے منہ میں جہاگ جاتی ہے گویا وہ دیوانہ ہے یا قتل کرنا چاہتا ہے حالانکہ قرآن شریف کی تعلیم تو یہی تہی

ادفع بالتی ھی احسن

یہ تعلیم اس لئے تہی کہ اگر دشمن بہی ہو تو وہ اس نرمی اور حسن سلوک سے دوست بن جاوے اور ان باتوں کو آرام اور سکون کے ساتھ سن لے۔ میں اللہ جل شانہ کی قسم کہا کر کہتا ہوں کہ میں اس کیطرف سے ہوں وہ خوب جانتا ہے کہ میں مفتری نہیں۔ کذاب نہیں۔ اگر تم مجہے خدا تعالی کی قسم پر بہی اور ان نشانات کو بہی جو اس نے میری تائید میں ظاہر ہوئے۔ دیکہکر مجہے کذاب اور مفتری کہتے ہو تو پہر میں تمہیں خدا تعالی کی قسم دیتا ہوں کہ کسی ایسے مفتری کی نظیر پیش کرو۔ کہ باوجود اس کے ہر روز افترا اور کذب کے جو وہ اللہ تعالی پر کرے پہر اللہ تعالی اسکی تائید اور نصرت کرتا جاوے۔ چاہیئے تو یہ تہا کہ اسے ہلاک کرے مگر یہاں اسکی برخلاف معاملہ ہے۔ میں خدا کی قسم کہا کر کہتا ہوں کہ میں صادق ہوں اسکی طرف سے آیا ہوں مگر مجہے کذاب اور مفتری کہا جاتا ہے، اور پہر اللہ تعالی ہر مقدمہ اور بلا میں جو قوم میرے خلاف پیدا کرتی ہے مجہے نصرت دیتا ہے اور اس سے مجہے بچاتا ہے۔ اور پہر ایسی نصرت کی کہ لاکہوں انسانوں کے دل میں میری محبت ڈالدی۔ میں اسپر اپنی سچائی کو حصر کرتا ہوں اگر تم کسی ایسے مفتری کا نشان دیدو کہ وہ کذاب ہوا اور اللہ پر اس نے افترا کیا ہو۔ اور پہر خدا تعالی نے اسکی ایسی نصرتیں کی ہوں اور اسقدر عرصہ تک اسے زندہ رکہا ہو اور اسکی مرادوں کو پورا کیا ہو۔ دکہاؤ۔ یقیناً سمجہو کہ خدا کے مرسل ان نشانات اور تائیدات سے شناخت کئے جاتے ہیں جو خدا تعالی ان کے لئے دکہاتا اور انکی تائید کرتا ہے۔ میں اپنے قول میں سچا ہوں اور خدا تعالی جو دلوں کو دیکہتا ہے وہ میرے دل کے حالات سے واقف اور خبردار ہے۔ کیا تم اتنا بہی نہیں کہ سکتے جو اس فرعون کے ایک آدمی نے کہا تہا

ان یک کاذبا فعلیه کذبه وان یک صادقا یصبکم بعض الذی یعدکم

کیا تم یہ یقین نہیں کرتے کہ اللہ تعالی جہوٹوں کا سب سے زیادہ دشمن ہے۔ تم سب ملکر جو مجہہ پر حملہ کرو۔ خدا کا غضب اس سے کہیں بڑہکر ہوتا ہے پہر اس کے غضب سے کون بچا سکتا ہے۔ یہ آیت جو میں نے پڑی ہے اس میں یہ نکتہ بہی یاد رکہنے کے قابل ہے کہ وعید کی پیشگوئیاں بعض پوری کردیگا۔ کل نہیں کہا اسمیں حکمت کیا ہے؟ حکمت یہی ہے کہ وعید کی پیشگوئیاں مشروط ہوتی ہیں وہ توبہ۔ استغفار اور رجوع الی الحق سے ٹل بہی جایا کرتی ہیں۔ پیشگوئی دو قسم کی ہوتی ہے ایک وعدہ کی جیسے فرمایا

وعد الله الذین امنوا منکم اہل سنت مانتے ہیں کہ اس قسم کی پیشگوئیوں میں تخلف نہیں ہوتا کیونکہ خدا تعالے کریم ہے۔ لیکن وعید کی پیشگوئیوں میں وہ ڈراکر بخش بہی دیتا ہے اسلئے کہ وہ رحیم ہے۔

بڑا نادان اور اسلام سے دور پڑا ہوا وہ شخص جو کہتا ہے وعید کی سب پیشگوئیاں پوری ہوتی ہیں وہ قرآن کریم کو چہوڑتا ہے اسلئے کہ قرآن شریف تو کہتا ہے یصبکم بعض الذی یعدکم۔

افسوس ہے بہت سے لوگ مولوی کہلاتے ہیں مگر انہیں نہ قرآن کی خبر ہے نہ حدیث کی نہ سنت انبیاء کی صرف بغض کی جہاگ ہوتی ہے اسلئے وہ دہوکہ دیتے ہیں۔ یاد رکہو الکریم اذا وعد وفی رحیم کا تقاضا یہی ہے کہ قابل سزا ٹہیرا کر معاف کردیتا ہے اور یہ تو انسان کی بہی فطرت میں ہے کہ وہ معاف کردیتا ہے ایک مرتبہ میرے سامنے ایک شخص نے بناوٹی شہادت دی اسپر جرم ثابت تہا وہ مقدمہ ایک انگریز کے پاس تہا۔ اسے اتفاقاً چٹہی آگئی کہ کسی دور دراز جگہ پر اسکی تبدیلی ہوگئی ہے وہ غمگین ہوا۔ جو مجرم تہا وہ بوڑہا آدمی تہا منشی سے کہا کہ یہ تو قید خانہ ہی میں مرجاویگا۔ اس نے بہی کہا کہ حضور بال بچہ دار ہے اسپر وہ انگریز بولا کہ اب مثل مرتب ہوچکی ہے اب ہو کیا سکتا ہے پہر کہا کہ اچہا اس مثل کو چاک کردو۔ اب غور کرو کہ انگریز کو تو رحم آسکتا ہے خدا کو نہیں آتا؟

پہر اس بات پر بہی غور کرو کہ صدقہ اور خیرات کیوں جاری ہے اور ہر قوم میں اسکا رواج ہے۔

فطرتاً انسان مصیبت اور بلا کے وقت صدقہ دینا چاہتا ہے۔ اور خیرات کرتا ہے اور کہتے ہیں کہ بکرے دو۔ کپڑے دو۔ یہ دو وہ دو۔ اگر اس کے ذریعہ سے رد بلا نہیں ہوتا تو پھر اضطراراً انسان کیوں ایسا کرتا ہے؟ نہیں رد بلا ہوتا ہے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر کے اتفاق سے یہ بات ثابت ہے اور میں یقیناً جانتا ہوں کہ یہ صرف مسلمانوں ہی کا مذہب نہیں بلکہ یہودیوں۔ عیسائیوں اور ہندوؤں کا بھی مذہب ہے اور میری سمجھ میں روئے زمین پر کوئی اس امر کا منکر ہی نہیں جب کہ یہ بات ہے تو صاف کھل گیا کہ وہ ارادہ الٰہی ٹل جاتا ہے۔

پیشگوئی اور ارادہ الٰہی میں صرف یہ فرق ہوتا ہے کہ پیشگوئی کی اطلاع نبی کو دیجاتی ہے اور ارادہ الٰہی پر کسی کو اطلاع نہیں ہوتی۔ اور وہ مخفی رہتا ہے۔ اگر وہی ارادہ الٰہی نبی کی معرفت ظاہر کر دیا جاتا تو وہ پیشگوئی ہوتی اگر پیشگوئی نہیں ٹل سکتی تو پھر ارادہ الٰہی بھی صدقہ خیرات سے نہیں ٹل سکتا۔ لیکن یہ بالکل غلط ہے چونکہ وعید کی پیشگوئیاں ٹل جاتی ہیں۔ اسلئے فرمایا۔

ان یک صادقا فانہ یصبکم بعض الذی یعدکم

پس اللہ تعالیٰ خود گواہی دیتا ہے کہ بعض پیشگوئیاں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی ٹل گئیں اگر میری کسی پیشگوئی پر ایسا اعتراض کیا جاتا ہے تو مجھے اس کا جواب دو۔ اگر اس امر میں میری تکذیب کرو گے تو میری ہی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی تکذیب کرنیوالے ٹھہروگے۔ میں بڑے وثوق سے کہتا ہوں کہ یہ کل اہل سنت جماعت اور کل دنیا کا مسلم مسئلہ ہے کہ تضرع سے عذاب کا وعدہ ٹل جایا کرتا ہے کیا حضرت یونس علیہ السلام کی نظیر بھی تمہیں بھول گئی ہے؟ حضرت یونس کی قوم سے جو عذاب ٹل گیا تھا اسکی وجہ کیا تھی؟ درمنثور وغیرہ کو دیکھو اور بائبل میں یونہ نبی کی کتاب موجود ہے۔ اس عذاب کا قطعی وعدہ تھا مگر حضرت یونس کی قوم نے عذاب کے آثار دیکھکر توبہ کی اور اسکی طرف رجوع کیا خدا تعالیٰ نے اس کو بخشدیا۔ اور عذاب ٹل گیا ادھر حضرت یونس یوم مقررہ پر عذاب کے منتظر تھے لوگوں سے خبریں پوچھتے تھے۔ ایک زمیندار سے پوچھا کہ نینوہ کا کیا حال ہے؟ اس نے کہا کہ اچھا حال ہے تو حضرت یونس پر بہت غم طاری ہوا۔ اور انہوں نے کہا

لن ارجع الی قومہ کذابا

یعنے میں اپنی قوم کیطرف کذاب کہلاکر نہیں جاؤں گا۔ اب اس نظیر کے ہوتے ہوئے اور قرآن شریف کی زبردست شہادت کی موجودگی میں میری کسی ایسی پیشگوئی پر جو پہلے ہی سے شرطی تھی اعتراض کرنا تقوے کے خلاف ہے۔ متقی کی یہ شان نہیں کہ بغیر سوچے سمجھے منہ سے بات نکال دے اور تکذیب کو آمادہ ہو جاوے۔

حضرت یونس کا قصہ نہایت .... دردناک اور عبرت بخش ہے اور وہ کتابوں میں لکھا ہوا ہے اسے غور سے پڑھو۔ یہاں تک کہ وہ دریا میں گرائے گئے اور مچھلی کے پیٹ میں گئے۔ تب تو یہ منظور ہوئی یہ سزا اور عتاب حضرت یونس پر کیوں ہوا؟ اس لئے کہ انہوں نے خدا کو قادر نہ سمجھا کہ وہ وعید کو ٹال دیتا ہے۔ پھر تم لوگ کیوں میرے متعلق جلدی کرتے ہو؟ اور میری تکذیب کے لئے ساری نبوتوں کو جھٹلاتے ہو؟

یاد رکھو خدا اسکا نام غفور ہے پھر کیوں وہ رجوع کرنیوالوں کو معاف نہ کرے؟

اس قسم کی غلطیاں ہیں جو قوم میں واقع ہو گئی ہیں انہیں غلطیوں سے جہاد کی غلطی بھی ہے مجھے تعجب ... کہ جب میں کہتا ہوں کہ جہاد حرام ہے تو کالی پیلی آنکھیں نکال لیتے ہیں۔ حالانکہ خود بھی مانتے ہیں کہ جو حدیثیں خونی مہدی کی ہیں وہ مخدوش ہیں مولوی محمد حسین بٹالوی نے اس باب میں رسالے لکھے ہیں اور یہی مذہب میاں نذیر حسین دہلوی کا تھا وہ ان کو قطعی صحیح نہیں سمجھتے۔ پھر مجھے کیوں کاذب کہا جاتا ہے؟

سچی بات یہی ہے کہ مسیح موعود اور مہدی کا کام یہی ہے کہ وہ لڑائیوں کے سلسلہ کو بند کریگا اور قلم دعا۔ توجہ سے اسلام کا بول بالا کریگا۔ اور افسوس ہے لوگوں کو یہ بات سمجھ نہیں آتی اس لئے کہ جسقدر توجہ دنیا کیطرف ہے دین کیطرف نہیں دنیا کی آلودگیوں اور ناپاکیوں میں مبتلا ہو کر یہ امید کیونکر کر سکتے ہیں کہ ان پر قرآن کریم کے معارف کھلیں وہاں تو صاف لکھا ہے

لا یمسہ الا المطھرون

اس بات کو بھی دل سے سنو کہ میرے مبعوث ہونے کی علت غائی کیا ہے؟ میرے آنیکی غرض اور مقصود صرف اسلام کی تجدید اور تائید ہے اس سے یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ میں اس لئے آیا ہوں کہ کوئی نئی شریعت سکھاؤں یا نئے احکام دوں یا کوئی نئی کتاب نازل ہوگی ہرگز نہیں اگر کوئی شخص یہ خیال کرتا ہے تو میرے نزدیک وہ سخت گمراہ اور بیدین ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر شریعت اور نبوت کا خاتمہ ہو چکا ہے۔ اب کوئی شریعت نہیں آسکتی۔ قرآن مجید خاتم الکتب ہے۔ اس میں اب ایک شعشہ یا نقطہ کی کمی بیشی کی گنجایش نہیں ہے۔ ہاں یہ سچ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے برکات اور فیوضات اور قرآن شریف کی تعلیم اور ہدایت کے ثمرات کا خاتمہ نہیں ہو گیا وہ ہر زمانہ میں تازہ بتازہ موجود ہیں۔ اور انہیں فیوضات اور برکات کی ثبوت کے لئے خدا تعالیٰ نے مجھے کھڑا کیا ہے۔ اسلام کی حالت جو اسوقت ہے وہ پوشیدہ نہیں بالاتفاق مان لیا گیا ہے کہ ہر قسم کی کمزوریوں اور تنزل کا نشانہ مسلمان ہو رہے ہیں۔ ہر پہلو سے وہ گر رہے ہیں انکی زبان ساتھ ہے تو دل نہیں ہے اور اسلام یتیم ہو گیا ہے۔ ایسی حالت میں خدا تعالیٰ نے مجھے بھیجا ہے کہ میں اسکی حمایت اور سرپرستی کروں اور اپنے وعدہ کے موافق بھیجا ہے کیونکہ اس نے فرمایا تھا۔

انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون

اگر اسوقت حمایت اور نصرت اور حفاظت نہ کیجاتی تو وہ اور کونسا وقت آئیگا۔ اب اس چودھویں صدی میں وہی حالت ہو رہی ہے جو بدر کے موقع پر ہو گئی تھی جس کے لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

ولقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ

اس آیت میں بھی دراصل ایک پیشگوئی مرکوز تھی یعنی جب چودھویں صدی میں اسلام ضعیف اور ناتوان ہو جائیگا۔ اسوقت اللہ تعالیٰ اس وعدہ حفاظت کے موافق اسکی نصرت کریگا۔ پھر تم کیوں تعجب کرتے ہو کہ اس نے اسلام کی نصرت کی؟ مجھے اس بات کا افسوس نہیں کہ میرا نام دجال اور کذاب رکھا جاتا ہے اور مجھ پر تہمتیں لگائی جاتی ہیں اسلئے کہ یہ ضرور تھا کہ میرے ساتھ وہی سلوک ہوتا جو مجھ سے پہلے فرستادوں کے ساتھ ہوا تا میں بھی اس قدیم سنت سے حصہ پاتا۔

میں نے تو ان مصائب اور شدائد کا کچھ بھی حصہ نہیں پایا لیکن جو مصیبتیں اور مشکلات ہمارے سید و مولا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ میں آئیں اسکی نظیر انبیاء علیہم السلام کے سلسلے میں کسی کے لئے نہیں پائی جاتی۔ آپنے اسلام کیخاطر وہ دکھ اٹھائے کہ قلم ان کے لکھنے اور زبان ان کے بیان سے عاجز ہے اور اسی سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کیسے جلیل الشان اور اولوالعزم نبی تھے اگر خدا تعالیٰ کی تائید اور نصرت آپ کے ساتھ نہ ہوتی تو ان مشکلات کے پہاڑ کو اٹھانا ناممکن ہو جاتا۔ اور اگر کوئی اور نبی ہوتا تو وہ بھی رہ جاتا۔ مگر جس اسلام کو ایسی مصیبتوں اور دکھوں کے ساتھ آپ نے پھیلایا تھا آج اسکا جو حال ہو گیا ہے وہ میں کیونکر کہوں

اسلام کے معنے تو یہ تھے کہ انسان خدا کی محبت اور اطاعت میں فنا ہو جاوے اور جسطرح ایک بکری کی گردن قصاب کے آگے ہوتی ہے اسطرح مسلمان کی گردن خدا تعالیٰ کی اطاعت کیلئے رکھدی جاوے اور اس کا مقصد یہ تھا کہ خدا تعالیٰ ہی کو وحدہ لاشریک سمجھے جیسے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے اسوقت یہ توحید گم ہو گئی تھی۔ اور یہ ملک آریہ ورت بھی بتوں سے بھرا ہوا تھا۔ جیسا کہ پنڈت دیانند سرستی نے بھی اسکو تسلیم کیا ہے۔ ایسی حالت اور ایسے وقت میں ضرور تھا کہ آپ مبعوث ہوتے۔ اسی کا ہمرنگ یہ زمانہ بھی ہے جسمیں بت پرستی کے ساتھ انسان پرستی اور دہریت بھی پھیل گئی ہے اور اسلام کا اصل مقصد اور روح باقی نہیں رہا۔ اسکا مغز تو یہ تھا کہ خدا ہی کی محبت میں فنا ہو جانا اور اسکے سوا کسی کو معبود نہ سمجھنا اور مقصد یہ ہے کہ انسان رو بخدا ہو جاوے رو بدنیا نہ رہے اور اس مقصد کیلئے اسلام نے اپنی تعلیم کو دو حصے کئے ہیں اول حقوق اللہ دوم حقوق العباد۔ حق اللہ یہ ہے کہ اسکو واجب الاطاعت سمجھے اور حقوق العباد یہ ہے کہ خدا کی مخلوق سے ہمدردی کریں۔ یہ طریق اچھا نہیں کہ صرف مخالفت مذہب کیوجہ سے کسی کو دکھ دیں۔ ہمدردی اور سلوک الگ چیز ہے اور مخالفت مذہب دوسری شے۔ مسلمانوں کا وہ گروہ جو جہاد کی غلطی اور غلط فہمی میں مبتلا ہیں انہوں نے یہ بھی جایز رکھا ہے کہ کفار کا مال ناجائز طور پر لینا بھی درست ہے خود میری نسبت بھی ان لوگوں نے فتویٰ دیا کہ انکا مال لوٹ لو بلکہ یہاں تک بھی کہ انکی بیویاں نکال لو حالانکہ اسلام میں اس قسم کی ناپاک تعلیمیں نہ تھیں وہ تو ایک صاف اور مصفا مذہب تھا۔ اسلام کی مثال ہم یوں دیکھتے ہیں کہ جیسے باپ اپنے حقوق ابوت کو چاہتا ہے اسیطرح وہ چاہتا ہے کہ اولاد میں ایکدوسرے کیساتھ ہمدردی ہو وہ نہیں

اخبار وطن اور اشاعتِ کفر

مولوی انشاء اللہ خان صاحب ایڈیٹر وطن کی حرکت مذبوحی ناظرین دیکھ چکے ہیں ہم نے گذشتہ سے پیوستہ اشاعت میں ان کی چٹھی کو مع اپنے ریمارکس کے چھاپ دیا تھا مگر مولوی انشاء اللہ خان صاحب کو اب شاید سانپ سونگھ گیا ہے کہ وہ اس کے جواب میں کچھ بھی نہیں بولتے لیکن یہ خیال ان کا غلط ہے کہ وہ اسطرح پر اس اشاعت کفر کے داغ کو چھپا لیں گے۔ وہ یاد رکھیں کہ انہیں ننگا کر کے پبلک کے سامنے کھڑا کر دیا جاویگا اگر وہ اس سے توبہ نکریں گے اور اس خطرناک گناہ کا کفارہ ندیں گے۔

کھلی چٹھی شائع کرنے کے بعد مجھے مسلمان معاصرین پر افسوس ہوا تھا کہ انھوں نے اظہار حق سے محض اس بنا پر بے پروائی کی کہ ایڈیٹر وطن کی مخالفت کرنی پڑتی تھی۔ ایسے یار فروش مسلمان اخبار نویسوں کو خدا سے ڈرنا چاہئے کہ کتمان حق کے لئے وہ بھی عتاب آلہی کے نیچے نہ آجاویں۔ خصوصیت سے روزگار۔ وکیل۔ اور کرزن گزٹ۔ اہل فقہ۔ النجم وغیرہ اسلامی اخبارات پر سخت افسوس ہے کہ انہوں نے ابتک اس معاملہ پر کچھ نہیں لکھا۔ اور اسکی وجہ بجز اسکے کچھ نہیں کہ وطن کا ایڈیٹر انشاء اللہ خان ہے

میں عنقریب وہ فتوی شایع کرون گا جو انشاء اللہ خان صاحب کی اس کارروائی کے متعلق علماء دین گے۔ فی الحال میری کھلی چٹھی پر معاصرین نے جو کچھ لکھا ہے اسے شایع کیا جاتا ہے۔

(روزانہ پیسہ اخبار مورخہ ۱۵ اکتوبر ۱۹۰۶ء)

ایڈیٹر وطن کی اشاعتِ کفر

عنوان بالا سے ایک طویل کھلی چٹھی چھاپ کر ایڈیٹر الحکم نے ایڈیٹر وطن پر الزام لگایا کہ وہ سر ولیم میور مشہور مخالف اسلام اور دوسرے متعصب پادریون کی تصانیف محض منافع کے لالچ سے مسلمانون میں پھیلاتا ہے اور اس طرہ یہ کہ باوجود اعلان رعایت اُن کی قیمت معمولی کتب فروشون سے بہت زیادہ چارج کرتا ہے۔ چاہیے تھا کہ ایڈیٹر وطن اپنے اخبار میں اس کا جواب دے کر اپنی پوزیشن صاف کرتا۔ مگر عام توقع اور فرض منصبی کے خلاف اُس نے ایڈیٹر الحکم کو ایک کارڈ لکھ کر اُس کی ذات پر بعض رکیک و ناگوار حملے کرنے کے بعد فروخت کتب مذکورہ کے متعلق یہ عذر پیش کیا کہ اُس میں مخالفین کے خیالات سے اہل اسلام کو واقف بنانے اور اُن سے اعتراضات کے جواب لکھوانے کی غرض مدنظر رکھی گئی ہے چ ایڈیٹر الحکم نے ایک تازہ مضمون میں اس عذر لنگ کے خوب بخئے اُدھیڑے ہے اور اشتہار کی عبارت سے ثابت کیا کہ اُس میں کتابوں کے از سر تا پا دین اسلام کی مخالفت اور جناب رسالتمآب کی اہانت سے معمور ہونے کا کہیں ذکر تک نہیں بلکہ عنوان اشتہار سے اُلٹا تعریف کا مفہوم نکلتا ہے۔ علاوہ ازین منصف مزاجوں کے نزدیک جوابات لکھوانے کا عذر اس لئے بھی مقبول نہیں ہو سکتا کہ اُن کتب کی کافی تردید پہلے کی جا چکی ہے اور لایق عیسائی علماء تک مصنفین کو اُن کی لغویت و بیہودگی پر ملامت کر چکے ہیں۔ نظر برین جلد تعلیم یافتوں کو اُن کے مطالعہ سے بجز ملال و بد عقیدگی کے رتی بھر بھی مفاد متصور نہیں۔ نیز اگر یہ فروخت اسلامی خدمت میں داخل ہو تو بائبل سوسائیٹی اس سے بہتر طریق پر اسے ادا کر رہی ہے۔ بہرقیمت کی زیادتی کا الزام بدستور قایم رہتا ہے جو ایک ہمدردی قوم و خدمت دین کا دعوا چکنے چپڑے لفظوں میں کرتے رہنے والے کیلئے سخت نازیبا ہے۔

معزز ہمعصر زمیندار کی رائے

معزز ہمعصر زمیندار نے یکم اکتوبر ۱۹۰۶ء کی اشاعت میں ایک مختصر نوٹ لکھا تھا جسکو میں ذیل میں درج کروں گا۔ اسکے بعد انہوں نے ۱۶ اکتوبر ۱۹۰۶ء کے زمیندار میں اپنی رائے کا اظہار کیا ہے۔ لیکن میں صاف طور پر کہوں گا کہ مولوی انشاء اللہ خان صاحب کے تعلقات کا کسی حد تک انہوں نے لحاظ ضرور کیا ہے۔ میں نے مولوی انشاء اللہ خان صاحب پر کفر کا فتوی نہیں دیا ہاں میں انکی اس فعل کو اشاعت کفر ضرور قرار دیتا ہوں اور زور سے کہتا ہوں کہ انکی یہ تجارت

فما ربحت تجارتھم

کی مصداق ہے۔ فتویٰ دینا میرا کام نہیں اور میرے فتوے کو عام مسلمان شاید ایک احمدی کا فتویٰ قرار دیکر مانیں بھی نہیں۔ اسلئے میں نے ایک استفتا طیار کیا ہے جو علماء اسلام خصوصًا انجمن مستشار العلماء لاہور کے سامنے پیش کیا جاوے گا۔ جس کے مولویصاحب غالبًا ممبر ہیں۔

پھر اس فتوی کو دوسرے علماء کے سامنے پیش کر کے شایع کر دیا جاویگا۔ میں معزز ہمعصر زمیندار کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اپنے ان تعلقات دیرینہ کی بنا پر جو انہیں مولوی انشاء اللہ خانصاحب کے ساتھ ہیں انہیں مجبور کریں کہ وہ ان کتابوں کو اپنے سٹاک سے نکالدیں اور جسقدر جلدیں انہوں نے فروخت کی ہیں انکی قیمت لوٹا دیں۔ اور اپنے اس فعل پر ندامت کا اظہار کریں۔ ازاں بعد میں ان کی دوسری حرکت بے جا اور دخل در شریعت کو پیش کرونگا جس سے مسلمانوں کو معلوم ہو جائیگا کہ مولوی انشاء اللہ خان **اسلام** کے ساتھ کیا کرنا چاہتے ہیں۔

اب میں وہ دونوں مضمون نقل کر دیتا ہوں۔

کیا مولوی محمد انشاء اللہ خانصاحب بھی کافر ہو گئے

ایڈیٹر "الحکم" قادیان نے ۱۷ ستمبر کے پرچہ میں ایڈیٹران اخبار کے نام ایک کھلی چٹھی شائع کی ہے جسمیں مسلمانوں کو خبردار کیا گیا ہے۔ کہ مولوی انشاء اللہ خانصاحب ایڈیٹر وطن لاہور اسلامی دشمن اور قومی غدار ہیں۔ کیونکہ انہوں نے سر ولیم میور کی اُن تصانیف کی اشاعت و فروخت کا اہتمام اپنے ہاتھ میں لیکر قومی ٹریٹر کا کام کیا ہے جو سر ولیم نے اسلام کی مخالفت میں لکھی تھیں اور جنھیں اسلام اور بانئے اسلام کی ذات پاک کے خلاف دل کھول کر زہر اوگلا ہوا ہے۔ الحکم یہ بھی لکھتا ہے کہ پادری لوگ یہ کتابیں بعض اوقات مفت اور بعض اوقات سستے داموں بیچتے ہیں۔ مگر مولوی صاحب ان کتابوں کو دوگنی قیمت پر مسلمانوں کے ہاتھ فروخت کر رہے ہیں۔

امید ہے کہ ایڈیٹر صاحب وطن بہت جلد اسکا جواب شائع کر کے معاملہ کی اصلیت کو پبلک پر ظاہر کر دینگے ہمیں مشکل سے یقین آسکتا ہے کہ وطن سے جیسے جوشیلے اسلامی اخبار کے ایڈیٹر سے ایسا فعل سرزد ہو۔ ہم نے وطن میں ان کتابوں کا اشتہار بھی کبھی نہیں دیکھا۔ (زمیندار یکم اکتوبر)

ایڈیٹر وطن پر الحکم کا اعتراض

یکم اکتوبر کی اشاعت میں ہم نے مولوی انشاء اللہ خانصاحب ایڈیٹر وطن پر ایڈیٹر الحکم قادیان کا کفر کا فتویٰ ملخصاً درج کر کے لکھا تھا کہ ہمیں مشکل ہی یقین آسکتا ہے کہ وطن جیسے جوشیلے اسلامی اخبار کے ایڈیٹر سے ایسا فعل سرزد ہو ہم نے وطن میں ان کتابوں کا اشتہار بھی کبھی نہیں دیکھا اس کے متعلق مولوی محمد انشاء اللہ خانصاحب ہمیں مندرجہ ذیل مراسلت بھیجتے ہیں جسے ہم حسب منشاء مولوی صاحب درج اخبار کرتے ہیں۔

مولوی محمد انشاء اللہ خان صاحب کے ہمارے بڑے قدیمی تعلقات ہیں آنکے والد بزرگوار مولوی الحاج اللہ دیتا صاحب مرحوم گوجرانوالہ اور کرنال کی ڈسٹرکٹ انسپکٹری کے زمانہ میں ہمارے خاص اور بے تکلف مہربان بلکہ بھائی تھے اسوجہ سے ہمیں اُن کے خلف الرشید مولوی محمد انشاء اللہ خانصاحب سے خاص محبت ہے۔ اور ہم اُن کی دل سے عزت کرتے ہیں۔ منشی یعقوب علی صاحب ایڈیٹر الحکم سے ہمیں ذاتی نیاز کی عزت حاصل نہیں اور نہ ہم اُن کے اعتقادات کے قایل ہیں لیکن اول الذکر کی محبت اور آخر الذکر کی مغائرت ہمیں ایک مذہبی معاملہ میں سچ کہنے سے روک نہیں سکتی اور ہم دونوں صاحبوں سے معافی کے خواستگار ہو کر اپنی رائے دیانت داری سے ظاہر کرنا فرض سمجھتے ہیں:

ہم اہل قبلہ کی تکفیر کو گناہ کبیرہ خیال کرتے ہیں اور اس لئے منشی یعقوب علی صاحب نے جو کفر کا فتویٰ مولوی انشاء اللہ خانصاحب پر جڑا ہے اسے نہایت نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ جب تک مولوی انشاء اللہ صاحب صدق دل سے لا الہ الا اللہ کے قائل ہیں کسی مسلمان کا حق نہیں کہ انہیں کافر کہہ سکے۔

لیکن ہمیں مولوی انشاء اللہ صاحب کے اس طرز عمل پر بھی اعتراض ہے کہ سر ولیم میور کی کتابیں مسلمانوں میں رواج پائیں ہر ایک مسلمان مولوی انشاء اللہ خان نہیں اور ممکن ہے کہ ان تحریرات کو دیکھکر کوئی مسلمان لغزش کھا جائے۔ حضرت عمرؓ ایک دفعہ انجیل پڑھ رہے تھے کہ رسول کریم نے دیکھ لیا اور غضب آلود ہو کر فرمایا کہ کیا انہیں قرآن مجید کافی نہیں۔ پس حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت فاروق اعظم جیسی بزرگوں کی لغزش کا احتمال ہوا تو بما و شما چہ رسد حالانکہ توریت و انجیل سے اسلام کی تائید ہوتی ہے اور میور صاحب کی تصنیفات میں اسلام کے خلاف زہر اگلا ہوا ہے حضرت اقدس مرزا صاحب اور ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز کی میور کی کتابیں منگانے اور پڑھنے اور عام لوگوں کی ان کتابوں کو دیکھنے یا سننے میں زمین و آسمان کا فرق ہے انکا منشاء تردید یا ازالہ اعتراض ہے۔ مگر عام لوگوں کو اور بالخصوص اکثر انگریزی خوانوں میں ان اعتراضوں کی تردید کی استطاعت نہیں اور اسلئے خطرہ ہے کہ وہ ان کتابوں کو دیکھکر بھٹک جائیں ہاں اگر مولوی انشاء اللہ صاحب ان کتابوں کے ساتھ انکی تردید بھی شائع کر دیا کریں تو میور کی کتابوں کی اشاعت نہ صرف ایک جائز امر بلکہ ثواب ہے۔ صرف ڈگری بحق منشی یعقوب علی۔ مگر خرچہ (یعنی فتویٰ کفر) کا دعویٰ خارج۔ گو منشی یعقوب علی صاحب ڈگری تو لیلیں مگر خرچہ کی نسبت ہمارا فیصلہ نہ مانیں کیونکہ جب ہم اُن کے اعتقادات سے متفق نہیں تو انکی دانست میں ہم بھی کافر ہیں۔ (زمیندار ۱۶ اکتوبر)

(باقی آیندہ)

کیا عورتیں کم عقل ہیں؟

یوں تو آریہ سماج کی وہ ہدایتیں جو آریہ پرشوں و پرشانیوں کے لئے تجویز کیگئی ہیں ایسے نرالی اور ایک دوسرے سے نکر کہانیوالی ہیں کہ انکی نظیر دوسری جگہ تلاش کرنا عبث ہے مگر بعض ہدایتیں اس قسم کی بھی ہیں کہ انپر عمل درآمد نہایت ہی مشکل ورکٹھن ہے۔ مگر چونکہ وہ ہدایتیں بقول سوامی جی مہاراج فائدہ سے مملو ہیں اسلئے ممکن ہے کہ انپر عمل درآمد کرنے کے لئے ہر ایک پُرش و پرشانی کے مُنہ سے رال ٹپک پڑے۔ لیکن مشکل تو یہ ہے کہ بعض امور اور احکام سوامی جی نے اس قسم کے پیش کئے ہیں کہ مرد توجبراً وقہراً اسپر عمل کر بھی سکتاہے مگر عورت کا اسپر عمل کرنا ایسا ہی مشکل ہے جیسا کہ ایک اونٹ کا سوئی کے ناکے سے نکلنا۔ وجہ یہ کہ عورتیں ہوش سنبھالتے ہی یعنی جوانی کے عالم میں قدم رکھتے ہی ایسی تعلیم وتربیت کے ڈھنگے میں ہیں کہ وہ انپر کسی طرح بھی عمل نہیں کرسکتیں اور اگر بفرض محال کریں بھی تو وہ اپنی نشست و برخاست یعنے سہیلیوں اور ہمسایوں میں کمال بے وقری کا نشانہ بنیں گی اور کہ انپر اکثر انکی ہمنشین مذاق اوڑانے سے بھی فرق نہیں کریں گے تو اب اس صورت میں کمال مشکل ہوگی کہ آیا وید آگیا پالن کیجاوے یا ہمسایوں اور ہمنشینوں کا مذاق اور ٹھٹھا سنا جاوے ہماری رائے میں آریہ سماج میں جو بڑے ہونے اور بڑائی کا دم مارنے والے ہیں وہ اسپر کچھہ خامہ فرسائی کرکے اس کے حسن و قبح پر لکھتے تو بہتر تہا کیونکہ ایسے ایسے امور کا جو مشکلات میں سے ہیں قلع قمع ہونا نہ صرف سوسایٹی کے لحاظ سے ہی واجب ہے بلکہ اخلاق اور تمدن کیلئے بھی ضروری اور لابدی ہے۔ کیا اچھا ہوتا اگر ان امور پر توجہ کرکے ان مشکلات کے پہاڑ کو پاش پاش کیا جاتا تاکہ آئے دن بیچارہ وہرمپال آریہ سماج کی موت اور زندگی کا راگ نہ گاتا آریہ سماج چونکہ عملی حالت میں دوسری تمام قوموں سے پیچھے ہے اس لئے اس بیچارہ کو رونا رونا پڑا اور اقرار کرنا پڑا کہ آریہ سماج عملی حالت میں بالکل ناکام اور نامراد ہے اگرچہ یہ ایک الگ سوال ہے کہ آریہ سماج کن کن حکموں پر چل سکتی ہے؟ اگرچہ حکموں کا تو تو تار باندہا گیا ہے مگر انپر چلنا بہت مشکل ہے جسکا ہم نے مفصل ذکر انوارالاسلام سیالکوٹ نمبر ۹ جلد ۸ مورخہ یکم مئی کے اس مضمون میں کیا ہے جس کا عنوان "ویدک تعلیم کا فطرتی ضروریات کے لئے ناکافی ہونا" ہے چنانچہ ہم نے اس مضمون میں ثابت کیا ہے کہ آریہ سماجی ویدک احکام پر ہرگز ہرگز نہیں چل سکتے ہیں خیر وہ ثبوت تو ناظرین کو رسالہ انوارالاسلام کو دیکھنے کر معلوم ہو سکتا ہے مگر اس مضمون میں ہم ناظرین کو یہ دکھانا چاہتے ہیں کہ سوامی جی کے دوسرے احکام کیا کچھہ خوبی رکھتے ہیں۔ اور انپر کہاں تک عمل درآمد ہو سکتاہے۔

سوامی جی مہاراج چونکہ داڑہی اور مونچھا ور سر کے بال ہمیشہ صاف رکہا کرتے تہے اس لئے انکو اسبات کی خاص ضرورت تہی کہ اپنے اس فعل کے واسطے کوئی ویدک سند بھی حاصل کریں نیز یہ کہ دوسروں کو بھی اس قبیح رسم کیطرف متوجہ کرکے اپنا جیسا بناکر سنسار کی رونق کو دوبالا کریں بنابریں سوامی جی مہاراج نے ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۱۴۳ سملاس ۱۰ میں یوں نصیحت فرمائی ہے کہ "گرم ملک میں داڑہی مونچھہ سر کے بال ہمیشہ منڈوانے رہنا چاہئے، **اس سے عقل کم ہو جاتی ہے** داڑہی مونچھہ رکھنے سے کہانا اچھا نہیں ہوتا اور جوٹھہ بھی بالوں میں رہجاتا ہے"

اس حکم اور نصیحت سے صاف عیاں ہوتا ہے کہ سر کے بال معہ چوٹی کے منڈوانے والے کے بغیر جسقدر آریہ مہاشے اس برٹش انڈیا میں سکونت پذیر ہیں کہانتک وے عقل سے حصہ رکھتے ہیں؟ کیونکہ سوامی جی مہاراج پر اس امر میں تو ہم کسیطرح بھی بدظنی کرسکتے ہی نہیں کہ انہوں یوں ہی گپ ہانک دی کہ" اس سے عقل کم ہو جاتی ہے "آخر تجربہ نے اسبات کو انپر واضح کیا ہوگا کہ دراصل یہ داڑہی اور مونچھیں وبال جان ہونے کے علاوہ کم عقلی کا بھی پورا پورا سامان ہیں اسلئے یہ حکم دیا گیا کہ گرم ملک میں داڑہی اور مونچھہ اور سر کے بال معہ چوٹی کے صفاچٹ کراکر عقل کے مادے کو وسیع کیا جاوے*۔ ہماری رائے میں بار بار منڈانے سے بہتر یہ ترکیب تہی کہ کوئی ایسی دوائی استعمال کی جاوے کہ جس سے بال پہر لوٹ کر پیدا ہی نہ ہوں تاکہ آئے دن کے منڈوانے سے خلاصی ہو بلکہ یہ بات ممکن بلکہ قرین قیاس بھی ہے کہ کسی وقت سر کے بال منڈوانے میں دیر لگ جاوے اور اس دیری سے انکی عقل کو داغ نہ لگجاوے۔ غرضیکہ یہ ایک ویدک حکم تہا جسکو سوامی جی مہاراج نے نصیحتاً آریہ پرش و پرشانیوں کے لئے پیش کیا مگر آریہ سماجیوں کو جیسے اسطرف توجہ کرنیکی ضرورت تہی وہ ہرگز نہیں کی اس لئے ہم کو کمال تعجب ہوتا ہے کہ جب یہ غلط کار فریب خوردہ قوم موٹی موٹی بالوں پر عمل نہیں کرسکتی تو باریک باتوں پر کیسے عمل کرسکے گی؟ اور یہ ظاہر ہے کہ برٹش انڈیا کا علاقہ باستثنا پہاڑوں کے گرم ملک میں داخل ہے اسلئے یہاں کے تمام کے تمام آریہ پرشوں کو یہ فعل کرنا ضروری اور اشد ضروری تہا مگر آریہ سماجی اس چہوٹے سے حکم اور نصیحت پر بھی عملدرآمد نہیں کرسکتے ہیں اور ناحق ناروا اپنی سوسایٹی کے مخالفوں و معاندوں کو یہ موقع دیتے ہیں کہ وے انکی ہر ایک اعتراض کے وقت جو وہ دوسرے مذاہب پر کرتے ہیں صرف دو لفظ کا جواب دیکر آریہ سماجیوں کا قافیہ تنگ کیا کریں وہ اسطرح پر کہ چونکہ عقل بجز اس کی آسکتی ہی نہیں کہ جبتک سر کے بال معہ چوٹی کے گرم ملک میں صفا نہ کئے جاویں مگر آریہ سماجیوں کی کثرت اسطرف ہے کہ نہ تو مونچھیں منڈواتے ہیں اور نہ سر کے بال معہ چوٹی کے اور بہت سے ایسے بھی ہیں جو داڑہی اور مونچھیں بھی رکہا کرتے ہیں لہذا یہ تمام کے تمام حسب تجویز اور فرمان شری سوامی جی مہاراج کم عقل ہیں یا یہ کہ ان لوگوں کی عقل بہ سبب نہ منڈوانے سر کے بال معہ چوٹی کے کم ہوگئی ہے پس ہر ایک ایسا شخص جو آریوں کے سوالوں کا جواب دینے کو مستعد ہو اس کا اول فرض یہ ہے کہ آیا اعتراض کرنیوالا آریہ مہاشہ سر کے بال معہ چوٹی کے صفاچٹ کرائی ہے کہ نہیں اگر صفاچٹ کرائے نہ ہووے تو اس کے اعتراض غور کے قابل نہیں کیونکہ وہ سوامی جی کے فرمودہ کے بموجب کم عقل ہو چکا ہے اسلئے اسکا اعتراض محض فضول اور بچوں جیسی گپ ہے۔ اسلئے چاہئے کہ ایسے معترض صاحب سے کہدیا جاوے کہ چونکہ سوامی جی کے فرمودہ کے بموجب آپ عقل سے محض کورے معلوم ہوتے ہیں لہذا آپ پہلے اپنی عقل کا بندوبست کریں بعد کو اگر اعتراض کرلینا۔ لیکن مشکل تو یہ ہے کہ اگر سر کے بال معہ چوٹی کے نہ منڈوانے سے عقل کم ہو جاتی ہے تو علاوہ اس بات کے کہ آریہ سماج میں بہت سے ایسے وجود موجود ہیں جنکی عقلیں کم ہوگئی ہیں بہ سبب نہ منڈوانے سر کے بال معہ چوٹی کے عورتیں تو بالکل بے عقل ہونگی کیونکہ انکی عقل کی صفائی یا انکی عقل میں کمی تو اسدن سے واقع ہوگئی جسدن سے انہوں نے سر کے بال رکھوانا شروع کردیئے بقول سوامی جی مہاراج۔ مرد ونمیں تو فیصدی بیشک ایسی فرد نکل آویگی جو سر کو بال صفا کرتے رہتے ہیں اور وہ بھی اکثر مسلمانوں میں چنانچہ لاہور میں یہ نظارہ دیکھنے میں آتا ہے۔ مگر عورتیں تو تمام کی تمام سر کے بال رکھانیوالی ہیں یعنی عورتوں میں کوئی بھی ایسی نہیں ملیگی کہ سر کی بال کا عقل کیخاطر صفایا کراتی ہوں پس سوامی جی کے اصول کے بموجب یہ ثابت ہونا مشکل ہوگیا کہ عورتیں عقل والی ہیں پہر جبکہ سوامی کی حکم سے یہ امر ثابت ہوتا ہے کہ عورتیں بوجہ اسکی کہ سر کے بال نہیں منڈواتیں کم عقل ہوگئی ہیں تو ان کو مردوں کے برابر بیان کرنا کیسا کچھہ خطا کہانا ہے + ہم ایک عرصہ سے آریہ پرشوں کی اسچال کا ملاحظہ کررہے ہیں کہ وہ اسبات پر بڑا زور دیتے ہیں کہ مرد اور عورتوں کی حقوق و مدارج برابر ہونی چاہئیں مگر سوامی دیانند نے جو عقلمند اور ودوان ہونیکا علاج بتلایا ہے جسکے عدم سے محض بے عقلی ثابت ہوتی ہے اسکیطرف مطلق توجہ نہیں کیجاتی جبس صورت میں کہ عورتیں بسبب منڈوانے سر کے بالوں کی اپنی اپنی عقل کو کم کرچکی ہیں تو انکی برابر ایک ایسے شخص کو جو اگرچہ سارے سارے سر کے بال معہ چوٹی کے نہ منڈواتا ہے تو کترواتا تو ضرور ہے کہنا اگر سخت ظلم اور بے انصافی ہے۔ کیا کوئی اسقدر موٹی سی بات پر بھی غور نہیں کرسکتا کہ عقل مند کے ساتھ بے عقل یا کم عقل کی کیا دال گل سکتی ہے؟ پس کون ایسا ہے جو سوامی جی کی گول منطق کا تو قایل ہو اور عورتوں کو مردوں کی برابر خیال کرے۔ علاوہ ازیں ایک یہ بھی بات قابل غور ہے کہ اکثر مرد سر کے بال سارے نہیں منڈواتے تو کترواتے تو ضرور ہیں اسوجہ سے بھی (اگر یہ وجہ معقول ہو) کسیقدر عقل کا حصہ مرد حاصل کرسکتے ہیں۔ اگرچہ پورے عاقل بننے کے لئے تو بموجب اصول سوامی جی مہاراج سارے کے سارے سر کے بال معہ چوٹی کے صفاچٹ کرانے بہی ضروری ہیں) مگر عورتیں تو یہ فعل کرنے سے کوسوں بہاگتی ہیں پس بموجب اصول سوامی جی مہاراج عورتیں بالکل عقل سے کوری ہیں اسلئے وہ اس قابل ہرگز ہرگز نہیں کہ انکو مردوں کے برابر حقوق و مدارج عنایت کئے جاویں۔

تعجب تو یہ ہے کہ پنڈت دیانند ایک عجیب قسم کا انسان گذرا ہے کہ اسکے دل سے ہر ایک بات نرالی ہی نکلتی رہی ہے اولاد اور شہوت فرد کرانیکے لئے ایسا ناپاک نسخہ تجویز کیا کہ جس سے اخلاق اور غیرت کا ستیاناس ہو اور مردوں اور عورتوں کو خوبصورت بنانے اور ان کے حسن کو دوبالا کرنیکی یہ تجویز اس کے خیال میں آئی کہ داڑہی اور مونچھہ اور سر کے بال معہ چوٹی کے صفاچٹ کرائی جاویں اور جیسا کہ نیوگ کے مسئلہ میں اولاد کا دہکوسلا لگاکر لوگوں کو گمراہ کرنیمیں دلیر کیا ایسا ہی اسمیں کم عقلی اور عقلمندی کا ڈہکوسلا لگاکر اور جہلک گمراہ ہونے اور خوبصورت بننے کی ترغیب دی۔ شاباش! شاباش!! شاباش!!!

خیر ایسے ایسے نسخے سوامی جی کے چیلوں کو مبارک رہیں کیونکہ آریہ سماجی بڑے فخر سے ان کو قبول کرکے انکی وقعت اپنے دلمیں رکھتے ہیں مگر اسپر ہمارا بڑے سی بڑا سوال یہ ہے کہ اگر سر کے بال منڈوانے کی بغیر کم عقلی دور نہیں ہوتی تو کیا عورتیں بھی سر کے بال منڈواکر عقلمند بننے کی سعی کریں یا کم عقل رہکر مردوں کے برابر حقوق لینے اور حاصل کرنے سے محروم رہکر نامرادی اور ناکامی کا سیاہ ٹاٹ اوڑہیں؟ کیا اس کا کوئی معقول جواب دیسکتا ہے یا محض گپوڑے ہانک کر ٹالتاہے؟

خاکسار محمد حسین از لاہور چاونی۔

* آریہ مہاشے کاشی رام وید کا بال اڑانے کا پوڈر استعمال کریں (ایڈیٹر)

سلسلے کیلئے دیباچہ

امرتسری منکر کو دعوت

مورخہ ۳۰ ستمبر ۱۹۰۶ء

تیرا محمد ہے کس کو فرمایا
کوئی جھوٹا بھی اگر بن جائے
جھوٹے الہام وہ بنایا کرے
ساری دنیا میں گو کرے شایع
پیشگوئی کرے تحدی سے
تجھکو غالب کروں گا میں سب پر
گو وہ اس بات سے نہ باز آئے
ایسے لوگوں سے سُن لو دیوانو
ہاں محمدؐ کے جھوٹ کہنے پر
کوئی پوچھے حق سے بیگانو
جھوٹے نبیوں سے یہ رعایت ہے
ہے اگر یہ قضیہ شخصی
ہاں فضیلت کی بات کیا گڑھی

کہ خدا اس کو جلد دے گا مار
اور رسالت کو اپنی دے وہ پکار
ہو ویں گمراہ جس سے لوگ ہزار
ہوں نبوت کا میں ہی بس حقدار
کہ خدا مجھ سے کہتا ہے ہر بار
ہوں گے دشمن ترے ذلیل اور خوار
وحی حق کا رہے وہ ٹھیکیدار
کچھ خدا کو نہیں ہے غیرت و عار
ہے وہ قطع الوتین پر طیار
یہ خدا نے کہاں کیا اقرار؟
اور محمدؐ سے ایسا دلمیں غبار؟
اس پہ کیونکر دلیل کا ہے مدار؟
کیجئے اس کے کچھ بیاں اسرار

سے لیے حجت تمام کرتا ہوں
کھول اپنا مقدمہ تفسیر
نام تفسیر کا ثنائی ہے
قاعدہ یہ خدا کا ہے جاری
قتل ہوتا ہے مدعی کاذب
اپنے دعوی کی اور کی تائید
پھر مقابل میں آکے مرزا کے
چھوڑ بیٹھا تو قول کو اپنے
مان کر اس کو قاعدہ کلی
پھر اثبات صدق پیغمبر
چونکہ مرزا بروز احمد ہے
ہیں نصاریٰ یہود کے بھائی
میں بھی اس قاعدہ کو اب لیکر

ایسی چڑھ جائے جس سے تجھکو بخار
جلد اول کی پڑھ ⊕ دلیل چہار
جسمیں تیرا ہے صاف اقرار
تجربہ ہو چکا ہے جو ہر بار
جناب رب سے پاچکا یہ قرار
و نظیروں ① کو اسمیں لکھکر یار
بھڑ گئی کیا تجھے یہ اب پھٹکار
کیوں کیا پہلی بات سے انکار
بمقابل یہود اور کفار
صدق کا رکھا اسپہ دارومدار
اور منکر ہے اس کے ناہنجار
حسب فرمان سید الابرار
پوچھتا تجھ سے ہوں کہ اے بدکار

(بقیہ حاشیہ نمبر ۳۴ صفحہ ۱) اتنا تو آپ کو بھی مسلم ہے کہ یہ کلام آنحضرت صلعم کے حق میں ہے۔ یعنی خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر رسول صلعم ہمارے اوپر کچھ جھوٹ بنا کر لاوے تو ہم اسکی رگ حیات کاٹ دیں اور تم میں سے کوئی اس کو ہم سے نہ بچا سکے۔

اب سوال یہ ہے کہ اس کلام شرطیہ مخصوص برسول صلعم سے نتیجہ اور فائدہ کیا مترتب ہوتا ہے جبکہ ایک مفتری علی اللہ جھوٹا مدعی نبوت بھی افتراء علی اللہ کر کے قطع الوتین سے بچکر اپنی طبعی موت سے مرتا ہے تو پھر آنحضرت صلعم کی یہ دلیل کیا ہوئی جسمیں اسکا غیر بھی اسیطرح شریک رہا۔ اسکی مثال ایسی ہے کہ مثلاً کوئی یوں کہے کہ اگر مولوی ثناء اللہ جھوٹ بولے تو ضرور اسکی رگ حیات کاٹ ڈالی جاویگی اور وہ ہرگز نہیں بچایا جاسکتا مگر غزنوی یا بوپڑی یا بٹالوی اگر جھوٹ بولیں تو ان کے لئے یہ حکم نہیں ہے۔ پس اس کے مطابق ثناء اللہ کا زندہ رہنا اور رگ حیات نہ کاٹے جانا تو اس بات کی دلیل ہوجاوے کہ اس نے جھوٹ نہیں بولا اور طبعی موت سے اس کا مرنا اس کے صدق کی دلیل ہو اور غزنوی بوپڑی بٹالوی کا رگ حیات نہ کاٹا جانا اور طبعی موت سے انکا مرنا ان کے کذب کی دلیل ہوجاوے۔ یہ ترجیح بلا مرجح فاضلانہ تبر اور مولویانہ تخیل دماغ کا نتیجہ نہیں تو اور کیا ہے۔ یہ ایک صاف اور سیدھی بات ہے کہ جبکہ ایک جھوٹا مدعی نبوت و وحی و رسالت بھی باوجود افتراء علی اللہ کرنیکے زندہ رہکر طبعی موت سے مرتا ہے اور ایک صادق مدعی نبوت و رسالت بھی زندہ رہکر طبعی موت ہی مرے تو پھر صادق اور کاذب بین مابہ الامتیاز کیا امر ہوا اور صادق کو کاذب پر ترجیح کیا ہوئی اور اسمیں صادق کی خصوصیت کسطرح ہوگئی تعرف الاشیاء باضدادہا ایک قاعدہ مسلمہ و مشہورہ ہے یعنی ہر شئے اپنی ضد سے پہچانی جاتی ہے اور صداقت کی ضد کذب ہے۔ انہیں جب ہی تمیز ممکن ہے جبکہ کوئی امتیازی نشان ایسا جسکو خواندہ ناخواندہ ہر شخص سمجھ سکے دونوں میں قائم ہو وے جبکہ کاذب بھی زندہ و سلامت اسیطرح کام کرتا رہتا ہے جسطرح صادق زندہ رہکر کرتا ہے تو کوئی فرق دونوں میں نہیں ہے۔ مثلاً ایک جھوٹا مدعی تحصیلداری کا بھی برابر مقدمات کرتا کسی کو سزا دیتا کسی کو جرمانہ کرتا کسی کو معاف کرتا رہتا ہے اور اس کے سزا یافتہ برابر جیل میں داخل کرائے جاتے ہیں اور اہل جرمانہ سے جرمانہ بھی وصول ہوتا رہتا ہے اور ایک سچا تحصیلدار بھی اسیطرح اپنا کام انجام دیتا ہے تو بھلا سچے کو سچا اور جھوٹے کو جھوٹا سمجھنے کی دلیل کیا ہے اور ایسا کہنے کو کسی حق کیا حاصل ہے۔ اور ایسی گورنمنٹ جسمیں سچا اور جھوٹا ایک ہی لائن پر سوار ہوکر برابر بلا روک ٹوک چل رہے ہوں اندھی گورنمنٹ یا اندھا راجہ اور بیداد نگری کی مصداق نہیں ہے تو کیا ہے؟

خدا اتنا ادستمگر درازی نہ کرے
ستم کے تو رہے قابل خدا وہ دن نہ کرے

نوٹ ⊕ مولوی ثناء اللہ فاضل امرتسری نے تفسیر ثنائی جلد اول مطبوعہ بار دوم کے صفحہ ۱۶ میں آنحضرت صلعم کی نبوت کی دلیل چہارم بمقابلہ منکرین نبوت محمدیہ یہود و نصاریٰ حسب ذیل بیان کی ہے جو بلاکم و کاست ہم ذیل میں نقل کرکے فاضل پر اتمام حجت کرتے ہیں کیونکہ اس دلیل میں نامبردہ نے کاذب مدعی نبوت کا قتل کیا جانا اور ہلاک ہونا اٹل قانون الٰہی قرار دیا ہے۔ دروغگورا حافظہ نباشد کا مصداق بن کے اگرچہ اخبار اہلحدیث مورخہ ۷ اکتوبر ۱۹۰۶ء کے صفحہ ۱۰ پر حضرت اقدس علیہ السلام کے بارہ میں جواب دیتے وقت لکھ مارا ہے کہ "عام مفتریاں کے لئے کوئی قاعدہ مقررہ نہیں" مگر اخبار میں دکھانے کے دانت اَور ہیں اور تفسیر میں کھانے کے۔ یہ خدا تعالیٰ کا خاص فضل ہے جو غیبی طور سے ہم کو یہ مضمون تفسیر کا مل گیا۔

نقل دلیل چہارم بہ تصدیق نبوت آنحضرت صلعم از مقدمہ تفسیر ثنائی جلد اول صفحہ ۱۶ مطبوعہ بار دوم

"توریت کی پانچویں کتاب استثناء کے ۱۸ باب ۱۹-آیت میں لکھا ہے۔ اور ایسا ہوگا کہ جو کوئی میری باتوں کو جنہیں وہ (نبی) میرا نام لیکے کہے گا نہ سنے گا تو میں اس کا اس سے حساب لونگا۔ لیکن وہ نبی جو ایسی گستاخی کرے کہ کوئی بات میرے نام سے کہے جس کے کہنے کا میں نے حکم نہیں دیا۔ یا اور معبودوں کے نام سے کہے تو وہ نبی قتل کیا جاوے۔"

یہ عبارت زیر خط طور پر ہمیں ایک قانون الٰہی سے آگاہ کرتی ہے اور بتلاتی ہے کہ نظام عالم میں جہاں اور قوانین الٰہی ہیں یہ بھی ہے کہ کاذب مدعی کی نبوت کی ترقی نہیں ہوتی۔ بلکہ وہ جان سے مارا جاتا ہے۔

(اس سے یہ نہ کوئی سمجھے کہ جو نبی قتل ہوا وہ جھوٹا ہے بلکہ انہیں عموم و خصوص مطلق ہے۔ یعنی یہ ایسا مطلب ہے جیسا کوئی کہے کہ جو شخص زہر کھاتا ہے مرجاتا ہے اس کے یہ معنی ہرگز نہیں کہ ہر مرنیوالے نے زہر ہی کھائی ہو بلکہ یہ مطلب ہے کہ جو کوئی زہر کھاویگا وہ ضرور مریگا اور اگر اس کے سوا بھی کوئی مرے تو ہوسکتا ہے گو اس نے زہر نہ کھائی ہو یہی مثال ہے کہ دعوی نبوت کاذبہ مثل زہر کے ہے جو کوئی زہر کھاویگا ہلاک ہوگا اگر اس کے سوا بھی کوئی ہلاک ہو تو ممکن ہے ہاں یہ نہ ہوگا کہ زہر کھانیوالا بچ رہے)

① واقعات گذشتہ سے بھی اس امر کا ثبوت پہونچتا ہے کہ خدا نے کبھی کسی جھوٹے نبی کو سرسبزی نہیں دکھائی۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا میں باوجود غیر متناہی مذاہب ہونے کے جھوٹے نبی کی امت کا ثبوت مخالف بھی نہیں بتلاسکتے (اسلامی ثبوت تو متنازعہ فیہ ہے اسلئے بتلانے وقت اسکا ذکر صحیح نہیں ہوگا) مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی کے واقعات تاریخ دانوں سے پوشیدہ نہیں کہ کسطرح ان دونوں نے اپنے اپنے زمانہ میں حضور اقدس فداہ روحی کا جاہ و جلال دیکھکر دعوی نبوت کئے اور کیسے کیسے خدا پر جھوٹ باندھے۔ لیکن آخرکار خدا کے زبردست قانون کے نیچے آکر کچلے گئے اور کس ذلت اور

① حاشیہ صفحہ ۱۶ کالم اول بلفظہ از تفسیر مذکور

سچا اگر مرزا مدعی کاذب
ہوتا گرو مسیلمہ ثانی
کرتا اسباب قتل خود پیدا
ڈالتا ولیں اپنے بندوں کے

واسطے اس کے یہ نہیں معیار
قتل ہو جاتا اب تلک سو بار
وہ خداوند قادر و جبار
مار ڈالیں وہ اس کو از تلوار

یعصمک جو وعدہ تھا اس سے
زائد از بست سال مرزا نے۔
کیوں نہ پھر سمجھیں ہم اسے صادق
لو تقول کی کر گیا تصدیق

پورا وہ ہو رہا ہے لیل و نہار
اب تلک خیر سے دیئے ہیں گذار
عالم اس کا ہے تھا ور ستار
وہ عرب کا مسیلمہ غدار

اور رسوائی سے مارے گئے کہ کسی کو گمان بھی نہ تھا حالانکہ تھوڑے دنوں میں بہت کچھ ترقی کر چکے تھے گرتا ہے کے

اب سوال یہ ہے کہ

کیا وجہ ہے کہ عبارت مذکورہ سے بانئے اسلام مستثنے رہے حالانکہ بقول اہل کتاب (علیہم ما یستحقونہ) پیغمبر اسلام کاذب تھے معاذ اللہ۔ پھر میں پوچھتا ہوں کیا وجہ کہ توریت کی عبارت مذکورہ کے موافق آپ کے گلے پر کیوں نہ تلوار پھری۔ حالانکہ آپ لوگوں کی ہمشیرہ[ا] نے جناب والا کو دعوت میں زہر بھی دیا مگر وہاں بھی واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون بالکل سچا معلوم ہوا اور واللہ یعصمک من الناس نے پورا جلوہ دکھایا۔ انتہی بلفظہ

ا خیبر میں ایک یہودیہ عورت نے آنحضرت کی دعوت کر کے زہر ملا دیا۔ آپ نے اس کا کھانا چھوڑ دیا اور فرمایا کہ مجھے اس گوشت نے بتلایا ہے کہ اسمیں زہر ہے پھر ان سے پوچھا کہ تم نے یہ کام کیوں کیا۔ انہوں نے کہا ہم نے اس غرض سے کیا تھا کہ اگر آپ جھوٹے ہوں گے تو ہم آپ سے چھوٹ جائیں گے اور اگر سچے ہوں گے تو آپ بچ رہیں گے۔ اس لفظ ہمشیرہ میں اس واقعہ کیطرف اشارہ ہے۔ اس قصہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہودیوں کا بھی یہی عقیدہ تھا کہ جھوٹا نبی زندہ نہیں رہ سکتا بلکہ جان سے مارا جاتا ہے۔ منہ

اب ہمارا سوال مولوی ثناء اللہ ہی کے الفاظ میں کیا وجہ ہے کہ اس قانون الٰہی سے بانی فرقہ احمدیہ مستثنے رہے حالانکہ بقول اہل حدیث و امثالہا (علیہم ما یستحقونہ) بانئے فرقہ احمدیہ کاذب ہے۔ معاذ اللہ۔ پھر میں پوچھتا ہوں کیا وجہ کہ اس قانون الٰہی مسلمہ فی تفسیر ثنائی کے موافق آپ کے گلے پر کیوں تلوار نہ پھری؟ حالانکہ آپ لوگوں نے تکفیر کے فتوے بھی دیئے اور آپ کے بھائی آریوں عیسائیوں نے منصوبے اور مقدمہ قتل کے بھی کیئے بغاوت کے الزام بھی آپ کے ہم خیالوں نے لگائے تمام انسانی مکر اور حیلے عمل میں لائے مگر پھر بھی وعدہ الٰہی مندرجہ براہین صفحہ ۵۶۰ "ویخوفونک من دونہ۔ ائمۃ الکفر۔ لا تخف انک انت الاعلے۔ ینصرک اللہ فی مواطن" بالکل سچا معلوم ہوا۔ اور بشارت "انک من المنصورین۔ براہین صفحہ ۵۰۴۔ الیس اللہ بکاف عبدہ۔ صفحہ ۵۱۹" پوری ہو رہی ہے۔

اور "یعصمک اللہ من عندہ و ان لم یعصمک الناس" براہین صفحہ ۵۱۰ نے پورا جلوہ دکھایا۔

کیا یہ قاعدہ قانون الٰہی نہیں؟ کیا یہ منسوخ اور متبدل ہو گیا؟ کیا کسی احمدی نے اسپر دم کر دیا!؟ کیا قرآن شریف نے اسکی تصدیق نہیں کی؟ آخر ہوا تو کیا جو اس کے مطابق حضور مسیح موعود مرزا صاحب نہ مارے گئے۔ پس اگر یہ قانون الٰہی سچ ہے تو آپ کا دعوی بھی بلا کلام حق ہے ورنہ اہل حدیث کو کم سے کم اتنا تو ضرور ہے کہ جبتک اس مسلمہ خود دلیل مندرجہ تفسیر ثنائی کی کوئی توجیہہ اس کے سمجھ میں نہ آئے امام الزمان مسیح دوران خاتم الاولیاء حضرت مرزا غلام احمد صاحب علیہ السلام کے دعوے کو تسلیم کرے ورنہ انکی تکذیب سے توریت کی بھی اور قرآن کی بھی اور اپنے اس قول مندرجہ تفسیر کی بھی اور ایک زبردست قانون الٰہی کی بھی تکذیب لازم آئیگی۔ اور علاوہ تکذیب کے یہ ایک یہودیانہ اور عیسائیانہ مماثلت بھی ہوگی کہ جیسے وہ باوجود اعتقاد سچائی اس قانون الٰہی کے جو مسلمات فریقین سے ہے آنحضرت صلعم کی تصدیق سے بے نصیب ہیں ایسے ہی تم باوجود تسلیم اس قاعدہ مصدقہ قرآن کے حضرت مسیح موعود کی تصدیق سے بے بہرہ ہو۔ گویا بالشت بہ بالشت انکی موافقت کر کے پیشگوئی مخبر صادق صلواۃ اللہ علیہ مندرجہ بخاری و مسلم متذکرہ بالا کی تصدیق کر رہے ہو۔ فافہم وفقک اللہ ولا تکن من الجاہلین

میرے اظہار حق کو اے الوفا دیکھ!!! جواب باصواب اسکا مرا دیکھ ؎

ذرا تو دیدۂ دل کر کے وا دیکھ
عدو گفتار حق کو دیکھ آ دیکھ

دوسری غلطی آپکے اخباری جواب میں یہ ہے کہ عام مفتریوں کے لئے کوئی قاعدہ مقررہ نہیں۔ علاوہ اس کے کہ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ خاص مفتریوں کے لئے قاعدہ مقرر ہے ورنہ عام کا لفظ بے ضرورت ہو جائیگا) اسکی تغلیط جملہ مابعد میں خود ہی کر دی ہے کہ عام مفتریوں کے لئے بھی قاعدہ ہے۔ آپ کی قرآن دانی پر سیاہ داغ اور حدیث خوانی پر الزام عائد ہوتا ہے۔ افسوس نام خود مفسر قرآن نہادہ یک و نیم تفسیر تالیف کردی مگر ہنوز خواندن قرآن نمیدانی۔ فاضل صاحب توریت اور انجیل جو ناقص کتابیں ہیں انمیں تو یہ ضروری بلکہ نہایت ضروری قانون الٰہی درج ہو جو معیار ہیں صادق اور کاذب کی مگر خاتم الکتب جسکی تعریف ہی فیہا کتب قیمۃ اور لا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین۔ اور تبیانا لکل شیء۔ اسمیں ایسی زبردست ضرورت کی ضرورت جا نکر چھوڑ دیجاوے۔ جسپر آپ جیسے مفسر ربانی منہ بھر کر کہیں کہ قرآن میں عام مفتریوں کے لئے کوئی قاعدہ مقررہ نہیں۔ ایسے بد نبیت خاک مکمل کتاب کو ناقص قرار دینے والے مفسر یہ کلمہ زبان سے کہتے اور قلم سے لکھتے تجھے کچھ غیرت خدا اور رسول خدا سے نہ آئی۔ اسی تفسیر نویسی پر نازاں ہو کر ایک پرانا شعر تفسیر کے اوپر لکھتا ہے ؎

روز قیامت ہر کسے در دست گیرد نامہ
من نیز حاضر مے شوم تفسیر قرآن در بغل

حضرات ایسے قول کالبول سے پناہ مانگیں اور قایل کے حق میں یہ شعر پڑھیں ؎

باعث ذلت دو عالم ہے
تیری تحریر اے ثناء اللہ

اور پھر مندرجہ ذیل عمل کر کے جواب سنیں ؎

شیطان کا وسوسہ ہے یہ لازم ہے اہل دین
لاحول پڑھ کے تھوک لیں بائیں طرف شتاب
بر گوش سعادت سے سنیں اب میرا سخن
تائید ایزدی سے رقم کرتا ہوں جواب

قرآن مجید میں ایسی کمی ہرگز نہیں کہ کاذبوں مفتریوں کے لئے خواہ عام ہوں خواہ مثل ثناء اللہ خاص کوئی قاعدہ مقررہ نہ ہو اس لئے ہم قرآن شریف سے چار آیات لکھکر ثابت کرتے ہیں کہ عام اور خاص مفتریوں کے لئے کیا قانون الٰہی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فقل تعالوا ندع ابناءنا و ابناءکم و نساءنا و نساءکم و انفسنا و انفسکم ثم نبتہل فنجعل لعنۃ اللہ علے الکاذبین۔ کہدے کہ آؤ ایک آخری فیصلہ ہے سنو ہم اپنے بیٹے اور تمہارے بیٹے اپنی بیٹیاں اور تمہاری بیٹیاں اپنے بھائی بند نزدیکی اور تمہارے بھائی بند نزدیکی بلائیں پھر عاجزی سے جھوٹوں پر خدا کی لعنت کریں خدا خود فیصلہ دنیا میں ہی کر دیگا جو فریق اس کے نزدیک جھوٹا ہوگا وہ دنیا میں ہی برباد اور مورد غضب ہوگا۔" تفسیر ثنائی جلد دوم صفحہ ۴۰۔

کیوں جی قرآن کو ناقص بتانے والے مفسر صاحب!!! یہ عام و خاص مفتریوں کے واسطے عام قانون الٰہی ہے یا نہیں۔ سچ کہا ہے ؎

کیا خوب ہے یہ مصرعہ دلکش اسے بیوفا
فاضل بنے ہیں دشمن قرآن نئے غضب

دوم۔ "ان الذین اتخذوا العجل سینالہم غضب من ربہم و ذلۃ فی الحیوۃ الدنیا و کذالک نجزی المفترین" یعنی جن لوگوں نے بچھڑا بنایا تھا انکی ہاں سے غضب اور ذلت کی مار دنیا میں پہنچی گی افترا کرنیوالوں اور جھوٹ باندھنے کو ہم اسیطرح سزا دیا کرتے ہیں اسمیں سرمو فرق نہیں۔" انتہی بلفظہ تفسیر ثنائی جلد سیوم صفحہ ۱۶۵

کہیئے قرآن کو نا مکمل ٹھہرانے والے فاضل!!! یہ خاص و عام مفتریوں کے لئے اٹل قانون الٰہی ہے یا نہیں۔ جس کا خود تم کو اقرار ہے ؎

مشو نازاں براں انکار پر مکر
نگر بالا چہ ثابت کرد ایں جا

سوم "قال لہم موسیٰ ویلکم لا تفتروا علے اللہ کذبا فیسحتکم بعذاب۔ وقد خاب من افتری" یعنی موسےٰ نے فرعونیوں سے کہا تمہاری کیوں شامت آئی ہے کہ تم خدا پر افترا کرتے ہو جس سے تمکو کسی عذاب میں نیست و نابود کر دے کیونکہ جس نے افترا کیا وہ برباد ہوا ہے۔ چونکہ نیم تفسیر ثنائی ختم ہو چکی ہے سورہ نحل تک باقی طبع نہیں ہوئی اس لئے اس کا ترجمہ ہم ثنائی پیش کرنے سے معذور ہیں۔ اس ترجمہ میں اگر فاضل امرتسری کو کچھ کلام ہوگا تو ہم اس کے سننے کو تیار ہیں۔

(باقی آئندہ)

ـلہ حاشیہ صفحہ ۱۶۱ کالم ثانی بلفظہٖ از تفسیر مذکور

گورالی (ضلع گجرات) میں

احمدیوں کے ایک عظیم الشان جلسے کی رپورٹ

اس جلسے کی تیاری اعلیٰ پیمانے پر کیگئی تھی تقریباً روپے کے دعوتی کارڈ مختلف دیہات ضلع گجرات میں اشیو کیے گئے تھے۔ ۲۷ ستمبر شام سے مہمان آنے شروع ہوگئے مہمان کیا خود ہی مہمان خود ہی میزبان تھے۔ تقریباً ستر گاؤں کے تین سو کے قریب احمدی بھائی تھے جن کا اسوقت جبکہ کاشتکاری کے کام کی کثرت اور فصلی نگہداشت کی ضرورت تھی۔ تشریف لانا ان کے ایمانی جوش کا ایک بین ثبوت تھا۔ جو لوگ کہا کرتے ہیں کہ مرزا صاحب کو بہت کم آدمی مانتے ہیں۔ وہ اگر گورالی میں دیکھتے کہ ایک مامور من اللہ کی قوت قدسیہ نے ان لوگوں کو کیا سے کیا بنا دیا۔ وہ نمازوں میں خشوع و خضوع اور بغیر کسی تصنع و بناوٹ کے خشیۃ اللہ سے رونا۔ اول وقت نمازوں کا ادا کرنا اور دو بجے سے تہجد کے لئے سب کا اٹھ کھڑے ہونا خاص طور سے نظر انداز تھا۔ صبح سے کہی کھانا کھلانا شروع کرنے کے لئے جسمانی غذا سے بہرہ ور ہوتے رہے جس کے تمام اخراجات کا بار مرحوم ملک ولیل جان ملک مولا بخش صاحب مخلص احمدی پر تھا بار تو میں نے غلطی سے لکھدیا کیونکہ مجھے ذاتی طور سے علم ہے کہ اس مہمانی سے ایک روحانی لذت حاصل کر رہے تھے۔ فخر و ریا ان کے پاس تک پھٹکنے نہیں پایا۔ قومی جوش اور ایمانی جوش کا یہ حال تھا کہ مخالفین کی ذرہ بھر امداد کو بھی گوارہ نہیں کیا۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔

جو شخص یہ چاہیں کہ حضرت خلیفۃ اللہ مہدی موعود نے اثر کیا پایا تو میں انہیں یہی جواب دونگا کہ مجھ جیسے سیہ کار و نکو ملک مولا بخش بنا دیا کیا یہ معجزہ سے کم ہے۔ میرے دوست ہوا پر اڑنا پانی پر چلنا آسان ہے کیونکہ یہ تو ایک مکھی اور کتا بھی کر سکتا ہے۔ بہرے کو قوت سامعہ دینا اندھے کو سوجاکھا بنا لینا بھی آسان یہ ایک معمولی ڈاکٹر کا کام ہے مگر روحانی آنکھوں کا درست کرنا اور روحانی مردے کو زندہ کرنا ایک ایسا مشکل کام ہے کہ سوائے مامور من اللہ کے اور کسی کو بجز توفیق الٰہی نہیں ہو سکتا۔ گورالی سے مغربی طرف ایک باغ میں گلشن احمدیہ کے نونہال دیکھ دیکھکر دل باغ باغ ہوا جاتا تھا۔ اگرچہ پنڈال نہیں کوئی شامیانہ نہیں کوئی ظرف پارہ رہا ستیہ نہیں کوئی خطا کار غفلت شعار تھا تو بس

ایک ہی تھا۔ بیت دوستو تم خود ہی سمجھ گئے ہو کہ وہ کون تھا؟ سراپا النقص اکمل۔ بڑے بڑے واعظین اور فخر قوم علماء شامل جلسہ تھے جنمیں مولانا ابو یوسف مبارک علی صاحب سیالکوٹی۔ حافظ غلام رسول صاحب وزیر آبادی۔ حافظ محمد حسین ڈنگوی۔ مولوی ابراہیم۔ مولوی فضل الدین صاحب کھاریاں۔ خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔ بجے کے قریب شیخ مہرالدین صاحب خانساماں لالہ موسیٰ نے اپنے وعظ سے حاضرین کو مسرور کیا۔ آپکی تقریر نہایت ٹھیٹھ پنجابی میں تھی جس کا مضمون لم تقولون ما لا تفعلون تھا۔ آپ نے بیان کیا کہ جب تم آخرین منھم لما یلحقوا بھم کے مطابق صحابہ کرام کی جماعت ہو تو چاہئے اعمال بھی ویسے ہی دکھاؤ اور اسی جوش و خروش سے دینی خدمات میں لگ جاؤ۔ اور دوسروں کے لئے نمونہ ہو۔ اس زمانہ کے فسادات پر تفکر کرنے سے خود ایک مصلح کی ضرورت ثابت ہوتی ہے۔ مخالفین کی مخالفت کی کچھ پروا نہیں۔ وہ ہمیں جاہل کہتے ہیں۔ ایسا ہی یہودیوں نے عبد اللہ بن سلام کو پہلے بڑا عالم تسلیم کر لیا مگر جب معلوم ہوا کہ مسلمان ہو چکا ہے تو اسے جاہل بتلایا۔ اس کے بعد مولوی ابراہیم نے تقریر شروع کی۔ ایمان تین قسم ہے۔ زبانی اقرار متقین کا ایمان۔ خاشعین کا ایمان۔ صحابہ کرام کی ابتدائی حالت۔ قالت الاعراب آمنا الآیۃ والی تھی مگر اخیر میں مومنوں کا خطاب پایا قد افلح المومنون الذین ھم فی صلوٰتھم خاشعون۔ بحث میں اصول کی پابندی ضروری ہے اور جبتک طالب حق نہ ہو کسی سے مناظرہ کرنا لغو ہے۔ آپنے ایک دو صرف و نحو کے مسئلے بھی بیان کئے جن سے ثبوت عصمت ملتا ہے۔ بعد ازاں حافظ محمد حسین صاحب ڈنگوی نے انگریزی حکومت پر فصاحت سے تقریر شروع کی اور اس زمانہ کو نوشیروانی زمانہ بلکہ اس سے بڑھکر ثابت کیا۔ مولوی عبد اللہ مرحوم کی انواع کتاب فقہ کا قصہ بیان کیا کہ اورنگ زیب کے عہد میں جو ایک اسلامی حکومت تھی اسکی اشاعت روک دیگئی مگر اس عہد میں شائع ہوئی علاوہ ازیں ہر مذہب کو آزادی حاصل ہے۔ پھر اسی فوائد میں سے ایک اس انجمن احمدیہ کا انعقاد بھی ہے۔ الاعراب (دیہاتی آدمی) اشد کفرا و نفاقا و اجدر الا یعلموا حدود ما انزل اللہ کی ضرورت کے لحاظ سے بہت ضروری تھی اس کے بعد آدھ گھنٹے کے وقفہ سے مولانا مبارک علی صاحب نے خطبہ جمعہ شروع کیا جسکا مضمون تقویٰ تھا۔ آپنے من لم یعرف امام زمانہ فقد مات میتۃ الجاھلیۃ کا وعید سنا کر مبارکباد دی کہ تم امام الزمان کو تسلیم کر چکے ہو۔ اور اس امر کا ثمرہ اخوت کی روح بتایا جسکا ثبوت یہی قومی اجتماع تھا۔ مامور من اللہ کے آنے سے یہی فائدہ ہوتا ہے کہ کنتم اعداء فالف بین قلوبھم۔ فاصبحتم بنعمتہ اخوانا

اصبحتم میں نکتہ بیان فرمایا کہ ... اخوت چمک اٹھی۔ اور یہی اس امام کی صداقت کا نشان ہے پھر الناس یا ظہار اس کیطرف توجہ دلاتے ہوئے بتلایا کہ اللہ کے دربار میں حاضر ہونے کے لئے لباس التقویٰ کی ضرورت ہے۔ پھر تقویٰ کی تعریف لیس البر ان تولوا وجوھکم الآیۃ پڑھکر سنائی اور اسکی تفسیر کی۔ اور متنبہ کیا کہ دیکھو شیطان اس لباس کے اتارنے کے درپے ہے ہوشیار رہو کہیں وہ تمہیں اس سے ننگا نہ کر دے۔ اسی ضمن میں وفات مسیح کا ذکر کیا اور خلفاء محمدیہ کے تا قیامت ہوتے رہنے کی دلیل دی اور شرم دلائی کہ جب موسیٰ علیہ السلام کی توریت (جسکی حفاظت کا وعدہ نہیں تھا) کی تعلیم کے لئے خلفاء تھے تو قرآن مجید کے لئے کیوں نہ ہوں جس کے لئے انا لہ لحافظون بھی فرمایا۔ بعد از نماز جمعہ نیاز مند اکمل کو ملک صاحب نے اغراض جلسہ کے لئے پیش کیا۔ میرا گلا ریزش و زکام کے باعث بالکل بیٹھ گیا تھا۔ چنانچہ دو چار آدمیوں تک بھی آواز نہیں پہنچ سکتی تھی مگر جب خدا تعالیٰ اپنے بندے سے کوئی خدمت لینی چاہے تو خود ہی توفیق بھی دیدیتا ہے تین سو آدمی سے زیادہ اس بات کا گواہ ہے کہ جب میں نے حسب حال آیت یضیق صدری و لا ینطلق لسانی پڑھی تو بہت کم لوگوں نے سنی مگر رب اشرح لی صدری و یسر لی امری و احلل عقدۃ من لسانی الآیۃ پڑھنے کے بعد آواز تقریباً بالکل درست ہوگئی جو خدا تعالیٰ کی ہستی اور مسیح امام الزمان کی صداقت کا ایک نشان ہے لطف یہ کہ بعد از تقریر پھر آواز اسیطرح بیٹھ گئی۔ تقریر اس تمہید سے شروع کی گئی کہ انسان جب سادہ اور قدرتی غذا کھاتا تھا تو اس کے جسمانی قویٰ مضبوط اور عمر لمبی تھی مگر جب تک مرچ کے پر تکلف چسکے پڑے تو عمر گھٹتے گھٹتے چالیس برس رہگئی ایسا ہی روحانی غذا کو بھی قصص اسرائیلی روایات کا محتاج بنا دیا۔ چنانچہ عوام الناس محض قرآن اور قرآنی استدلال و مضامین سے کوئی دلچسپی نہیں رکھتے جبتک دو چار قصے نہ ہوں۔ مگر شکر ہے کہ ہماری جماعت اس کوئلے کھانے کے مرض سے صحت یاب ہو چکی ہے اور سادہ و قدرتی غذا سے لذت حاصل کرتی ہے۔ اس کے بعد بیان کیا کہ دنیا میں آنیکی ضرور کوئی غرض کوئی مقصد ہے پس اسے پورا کرنے اور فطرتی قویٰ کو کمال تک پہنچانے کے لئے جو ہدایت نامہ دیا گیا ہے اسکا

نام مذہب ہے۔ مذہب دنیا و ما فیہا سے متمتع ہونیکا طرز عمل بتاتا ہے۔ اور دنیا پرستی سے بچاتا ہے۔ دنیا کیا ہے۔ لعب۔ ولہو۔ زینت۔ وتفاخر و تکاثر فی الاموال والاولاد۔ سونے چاندی کے ڈھیر عمدہ عمدہ گھوڑے مویشی کھیتی مگر جب تک یہ سب کچھ دین کے لئے نہ ہو۔ اسی دنیا کو پانی سے تشبیہ دیگئی۔ ... اٹھارہ تشبیہیں معلوم ہوتی ہیں جو بیان کیگئی ہیں از انجملہ ایک یہ کہ جیسے پانی سے نشیب و فراز یکساں ہو جاتا ہے ایسا ہی دولت سے عیوب ڈھکے جاتے ہیں۔ پانی اکثر مغرب کیطرف بہتا ہے دولت مغرب کیطرف جاری ہے پانی سے نجاست دور۔ اسی طرح مال کے صدقے سے گناہ کی نجاست دور۔ غرض جسوقت دنیا پرستی بڑھے تو خدا تعالیٰ ایک مامور بھیجتا ہے۔ جس کے صدق و کذب کے امتحان کے لئے **سات اصول** بیان کئے گئے۔ یہ اصول ایسے ہیں کہ جب تک انہیں تسلیم نہ کیا جائے کبھی کسی مامور کو نہیں مان سکتے اگر یہ اصول یاد ہوں تو کبھی کوئی اعتراض قلب میں خلجان نہیں کرتا ہر ایک اصل کو قرآن مجید سے بیان کیا اور پھر ہر ایک کی اگلے انبیاء بالخصوص نبی کریم صلعم کے حالات سے مثالیں دی گئیں۔ چونکہ یہ مضمون حاضرین کو بہت پسند ہوا اور سب نے استدعا کی کہ سب کچھ قلمبند کر کے چھپوا دینا چاہئے اس لئے میں اسے عنقریب علیحدہ مضمون کی صورت میں پیش کر دونگا۔ اس کے بعد کامیاب زندگی حاصل کرنے کے طریقے بیان کرنے تھے چونکہ "مفلحون" اور کامیاب زندگی والوں کے ایک ہی معنے ہیں اور غرض جلسہ بھی یہی تھی۔ اس لئے قرآن مجید کی تمام آیات جنمیں مفلحون کا ذکر ہے پڑھی گئیں اور سمجھا گیا کہ بس اگر ہم مفلحون ہونا چاہتے ہیں تو چاہئے کہ یہ اوصاف اپنے آپ میں پیدا کریں مقیم الصلوٰۃ ہونا جسمیں چار باتوں کا لحاظ ضروری ہے (۱) وقت کی نگہداشت (۲) وسوسوں پر غالب آنا (۳) یہ دیکھنا کہ نماز کا نتیجہ (تنھیٰ عن الفحشاء والمنکر) ہم پر مرتب ہو رہا ہے یا نہیں (۴) لذت نہ آئے تو روحانی بیماری کا سبب دور کرائیں۔ دوم چندہ دینا (زکوٰۃ) ما تنفقوا من خیر یوفّ الیکم پر ایمان ہو تو بیدریغ مالی امداد کریں۔ چنانچہ جب نہر پر مربع ملنے کا وعدہ ہوا تو زمینداروں نے اپنے زیور اور کوٹھے فروخت کر دیئے۔ بخل سے بچو کہ من یوق شح نفسہ فاولئک ھم المفلحون پھر ذوی القربیٰ۔ مساکین۔ ابن السبیل کا حق پہنچانا بھی مفلحون کے اوصاف میں داخل ہے

اس نے ساتھ ہی آیت وما آتیتم من ربًا کی تفسیر میں عرفی بہاجیوں اور تمنبولوں کی مخالفت کی۔ میں نے شادی وموت کے موقع پر جو بدعتیں کیجاتی ہیں ان کے اسباب پر غور کی تو یہی معلوم ہوا کہ کچھ تو جھوٹی ناموری کا خیال ہے اور زیادہ تر "تمنبول" ان سب کی جڑھ ہے جب کسی کو میں منع کرتا ہوں کہ یہ خلاف سنت بہاجیاں اور لغو حرکات کیوں ہو رہی ہیں تو وہ کہتے ہیں ہم نے اپنے روپے تمنبول وصول کرنا ہے وہ کسی طرح کر لینے دیجئے۔ اور سب بہاجیاں اسی برادری کی خوشنودی مزاج کے لئے ہوتی ہیں جس سے تمنبول لینا ہوتا ہے۔ پس ضرور ہے کہ اس طریق ہی کو خیرباد کہہ دیں۔ جو روپیہ نہ ہوگا تو بدعات بھی نہ ہونگی۔ ہاں ضرورت شرعی کے لئے اپنے بہائی کو قرض حسنہ دینا ایک علیحدہ بات ہے مگر یہ ہرگز نہ ہو کہ آج دس روپیہ دیکر کل پندرہ روپیہ کے امیدوار رہیں۔ یہ تو ایک قسم ربا ہے۔ اس کے بعد وہ آیت پڑہی جسمیں مفلحون کی صفت اللہ اور اس کے رسول کے فیصلے کا سننا اور پھر اس پر عمل کرنا۔ حضور پر ایمان لانا۔ اور اسکی حمایت اور ہر طرح نصرت کرنا بیان کیگئی ہے۔ یہاں نہایت دردِ دلی کے ساتھ حنفیوں کی ہر ایک اصولی غلطی کا ذکر کیا گیا کہ ایمان صرف اقرار باللسان وتصدیق بالقلب کا نام رکہا ہے اور عمل بالارکان کو شامل نہ کیا جس سے یہ فسق وفجور پہیلا اور بے نماز جو ہر گاؤں میں فیصدی نوے بلکہ پچانوے موجود ہیں۔ اپنے تئیں برابر کامل مسلمان خیال کر رہے ہیں کہ لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ صرف زبان سے پڑھ لینا موجب نجات سمجھ لیا گیا حالانکہ اس کے معنے تھے خدا کی خدائی محمد کی بادشاہی یعنی ہم آج سے خدا کے احکام پر چلیں گے اور محمدی شریعت کا جوا اپنے کندہوں پر رکھ لیں گے یعنی اس کے بعد دنیادی رسوم شادی موت۔ ولادت میں ہماری اپنی خواہشات کا دخل نہ ہوگا بلکہ جیسا کہ خدا نے اپنے رسول کی معرفت حکم دیا ویسا ہی کریں گے مگر زبانی کلمہ پڑہنا اور اعمال میں کفار سے مشابہت پیدا کر لینا ان پر کالا مہر۔ ٹھکر۔ چاول۔ مرنے پر سیاپا۔ چھ ماہی۔ برسی۔ شادی پہ تماشے اور دیگر بدعات یہ کونسی مسلمانی ہے۔ دیکھو مشرکین کی نسبت فرمایا گیا ان اقاموا الصلوٰۃ واٰتوا الزکاۃ فاخوانکم فی الدین اگر نماز پڑہیں اور چندہ دیں تو تمہارے بہائی۔ تب ان لوگوں کا یہ حال ہے تو پھر رشتے ناطے کیسے ہوں۔ اور مفلحون کی ایک صفت یہی ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کے مخالف سے کوئی رشتہ نہیں رکھتے خواہ ان کے بہائی بیٹے اور قبیلے کے لوگ ہوں خدا کے رسول (امام الوقت) کی مخالفت اور اسکی دشمنی تم دیکھتے ہو پس خدا سے ڈرو کہ احمدی کے رشتے احمدیوں میں ہوں۔ پھر مفلحون کی یہ صفت بیان کیگئی کہ ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینھون عن المنکر واولٰئک ھم المفلحون یعنی چاہیے کہ تم میں ایک انجمن ہو جو دین حق کیطرف بلائے وعظ ونصائح کرے۔ چنانچہ یہ انجمن قایم ہوئی کہ جس کے مقاصد الٰہی آیات کی ماتحت یہ ہیں (۱) آپسمیں اتحاد ومحبت وباہمی تعارف (۲) وعظ ونصائح (۳) مخالفین پر اتمام حجت (۴) رشتہ داریاں آپسمیں (۵) بہتری کی تجاویز۔ (۶) چندہ باقاعدہ دیں۔ مخالفین کے لئے عملی نمونہ بننا اور جمعہ اکٹھا پڑہنا۔ اخیر میں عرض کیا گیا کہ خدا نے تمہیں دوسروں کے لئے ایک نمونہ بنایا مگر خدا سے کسی قوم کا رشتہ نہیں وہ تقویٰ وطہارت کو دیکھتا ہے۔ ایک قوم کو فضلتکم علی العٰلمین فرمایا پھر وہ ضربت علیہم الذلۃ والمسکنۃ کی مصداق ہوئی۔ ایسا نہ ہو کہ ہم بھی ایسے ہو جائیں پس جہاں تک ہو سکے اسلام کے عملی نمونے بنیں اور لوگوں کو دکہائیں کہ مومن ایسے ہوتے ہیں۔ تقریر بہت لمبی تہی سواد وگھنٹے میں جسقدر ہو سکا بیان کیا۔ میں اپنے تمام احباب کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے تحسین کے کلمات سے ناچیز کی عزت بڑہائی۔ نیازمند میں کوئی طاقت نہیں۔ یہ سب فضل الٰہی ہے۔ رات کو حافظ غلام رسول صاحب وزیرآبادی کا عام وعظ تہا جس سے ہمارا مقصود گاؤں کو تبلیغ کرنا ہی تہا آپ نے پہلے تو جماعت کو بدعات کو جماعت کو چھوڑنے کیطرف توجہ دلائی خصوصًا ان بہائیوں کو خطاب کیا جو حنفی سے احمدی ہوئے ہیں پھر دجال اور خر دجال کی کیفیت اصلیہ بیان کی اور امام مہدی کے بعض نشانات کا تذکرہ کرتے ہوئے جہاد کی ممانعت اور سچے مسلمان ہو جانے کی تردید کی۔ پھر حضرت صاحب کی قرآنی خدمات کا تذکرہ کیا کہ یہ علم کے مدعی اب تک ولا ضالّین کے معنے نہ سمجھے اور محمد کو گمراہ پایا کرتے آتے تھے اور مطلق نہ شرماتے تب یہ قرآن مجید کیا سمجھیں گے حافظ محمد حسین صاحب نے بھی ایک مختصر تقریر صداقت امام علیہ السلام پر کی۔ اور جلسہ کی کاروائی مولوی فضل الدین صاحب کے وعظ اور حافظ غلام محمد صاحب کے خوش الحانی کے ساتھ قرآن کریم پڑھنے پر بند ہوئے آئندہ جلسہ انشاء اللہ تعالیٰ ہونگ رسول میں بتاریخ ۲۴ ستمبر ۱۹۰۶ء ہوا قرار پایا۔ خدا تعالیٰ ہماری سعی مشکور کرے۔ واللہ المستعان وانعد الکلمات
محمد ظہور الدین۔ اکمل گولیکی ضلع گجرات

---

(۱) وصیت

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

منکہ بشارت احمد ولد بشیر محمد قوم شیخ ساکن امرتسر محلہ کٹڑہ منڈی کٹڑہ مہان سنگھ حال اسسٹنٹ سرجن شفاخانہ پنڈی گھیپ ضلع اٹک ہوں بن بقائمی حواس وثبات عقل بلا اکراہ واجبار غیری یہ وصیت کرتا ہوں۔ کہ میری وفات کے بعد میری تمام ترکہ منقولہ وغیر منقولہ کا جو اس وقت موجود ہو دسواں حصہ برائے اشاعت اسلام وتبلیغ احکام قرآن وسنت مطابق سلسلہ عالیہ احمدیہ وقف ہوگا۔ اور اس میں میرے پس ماندگان اور ورثا کا کوئی حصہ یا دخل نہیں ہوگا۔ اور ترکہ انجمن احمدیہ قادیان کی تحویل میں رہے گا۔ جو حسب موقعہ برائے اعلاء کلمۃ الاسلام خرچ کرنی کی مجاز ہوگی۔ اپنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔
اللّٰہم ایدالاسلام والمسلمین بالامام الحکم العادل
تحریر ۲۲ جنوری ۱۹۰۶ء مطابق ۲۶ ذیقعد ۱۳۲۳ھ ہجری المقدس

گواہ شد
ملک محمد امیر خان رئیس

العبد
بشارت احمد ولد بشیر احمد بقلم خود

گواہ شد
سردار نواب خان رئیس

خریداران الحکم توجہ کریں

سال رواں کا آخیر ہے۔ جن خریدارن کے ذمہ الحکم کا بقایا ہے۔ وہ ارسال کر کے مشکور کریں اور اپنا حساب بیباق کریں مطبع کی طرف سے جن کے ذمہ بقایا ہے۔ دی پی جاری ہو رہے ہیں۔ وصول کر کے علاوہ حساب بیباق کرنیکے کارخانہ کو شکریہ کا موقع دیں۔ ہم ان احباب کا شکریہ کرتے ہیں۔ جنہوں نے دی پی مطبع کے وصول کئے ہیں۔ مینیجر

ضرورت دعا

(۱) خدا تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر اور احسان ہے۔ کہ اس نے محض اپنے فضل وکرم سے اس عاجز کو ۲۷ ستمبر ۱۹۰۶ء کو فرزند عطا فرمایا ہے۔ چونکہ اس سے قبل عاجز کے کئی بچے فوت ہو چکے ہیں۔ اسلئے خاکسار بذریعہ الحکم برادران سلسلہ حقہ سے دعا کے لئے عرض کرتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ مولود کو اپنے فضل وکرم سے زندگی عطا فرماوے۔ نیز اسے سلسلہ عالیہ احمدیہ کا خادم بنا دے۔
خاکسار محمد منظور الٰہی احمدی سگنیلر انچارج ٹھسہ ٹہ

(۲) میاں عبد المجید طالب علم شاہدرہ لکھتا ہے۔ کہ مجھے ایک سخت مشکل درپیش ہے۔ احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے اسکو حل کر دے۔

نکاح کی ضرورت ہے

(۱) میاں اکبر علی صاحب احمدی تاجر کتب ہوشیارپور اپنی جماعت میں نکاح کرنے کے خواہشمند ہیں خط وکتابت مندرجہ بالا پتہ پر ہو۔

(۲) میاں محمد عبد المجید ولد مولوی خدا یار صاحب مرحوم ساکن بھینی تحصیل شرقپور ضلع لاہور لکھتا ہے کہ میری برادری کے کل لوگ بوجہ احمدی ہو جانے کے سخت مخالف ہیں۔ میں اپنی جماعت میں خواہ کسی قوم شریف سے ہو۔ نکاح کرنا چاہتا ہوں۔ میری عمر بائیس ۲۲ سال ہے اور کچھ اراضی کا مالک ہوں نیز یہاں امام مسجد بھی ہوں۔ خط وکتابت متعلق نکاح مندرجہ بالا پتہ سے ہو۔

جنازہ غائب پڑھا جاوے

(۱) ملک کریم الٰہی صاحب بھیرہ تحریر کرتے ہیں کہ بی بی عائشہ مورخہ ۲ اکتوبر ۱۹۰۶ء کو ۲ بجے دن کے فوت ہو گئی ہیں مرحومہ جماعت احمدیہ میں داخل تھی۔ لہٰذا جماعت احمدیہ مرحومہ کا جنازہ غائب پڑھے۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرماوے۔

(۲) شیخ نور احمد صاحب وکیل ایبٹ آباد ناظرین الحکم سے درخواست کرتے ہیں کہ میری والدہ صاحبہ جو حضرت اقدس کی بیعت میں تھیں انتقال ہو گیا ہے انکا جنازہ غائب پڑھا جاوے۔

مفرح عنبری
قیمت فی ڈبیہ
پانچ روپے

جملہ ڈاکٹر صاحبان و حکمائے ہندوستان توجہ فرماویں

وزن پانچ تولہ
خوراک ۲ ماشہ
محصول بذمہ خریدار

ہنر شناس کو دکھلا ہنر کہ خوبیٔ زر ❊ اگر کھلے ہے تو صراف کی نظر چڑھ کر

خدائے کریم و رحیم کی بے اندازہ فیاضی ہے کہ مجھ سا ہیچمرز ملک کے لائق اطبا کی نظر میں اس عزت سے دیکھا جائے جسکی مثال ہندوستان جیسے ملک میں ہو اگر ممکن ہو تو قریباً محال ضرور ہے اور یہ محض خدا تعالےٰ کا فضل ہے * ورنہ من آنم کہ من دانم ۔ مفرح عنبری کو تیار کرکے جب اس بزرگ جماعت ڈاکٹران و حکمائے ہند کو توجہ دلائی گئی کہ یہ ایک بے نظیر لاجواب دوائی ہے کے ملک میں طیار ہوئی ہے جس کا مقابلہ یورپ کی کوئی پیٹنٹ دوائی بھی جو تا حال اس غرض سے اس ملک میں آچکی ہیں نہیں کر سکتیں اور نہیں کر سکتیں ۔ تو اوّل اوّل جیسا کہ قاعدہ ہے میری عرض پر کچھ زیادہ توجہ نہ کی گئی ۔ لیکن رفتہ رفتہ جب ملک میں چاروں طرف مفرح عنبری کی شہرت ہوئی اور اسکے استعمال کرنے والے خود مجسم اشتہار بنکر اسکے موجد کی افزائی کیلئے کمربستہ ہوگئے ۔ پبلک جلسوں میں گھر گھر کے ذریعہ اس کا چرچا ہونے لگا ۔ تو الحمد للہ کہ اس بزرگ جماعت نے بھی توجہ مبذول فرمائی رفتہ رفتہ یہانتک نوبت پہنچی کہ ہندوستان بھر میں جو شہرت کا دقیقہ باقی رہ گیا تھا وہ اس قابل فخر جماعت کی طفیل اللہ کے فضل سے پورا ہوگا اس بات کے کہنے کی تو میں جرأت نہیں کرتا اور نہ کر سکتا ہوں کہ خدانخواستہ آپ میں سے کسی کو ایسی عمدہ دوائی بنانا آتا نہیں یا آپ جانتے نہیں جس حالت میں کہ خداوند کریم کی عنایت سے آپ ہر طرح لائق تعلیم یافتہ سند یافتہ ڈاکٹری جماعت میں داخل ہیں اور اپنے فرائض کی انجام دہی پر ممتاز ہیں ۔ ہاں ساتھ ہی میں یہ بھی کہہ سکتا کہ آپ کو اس کی ضرورت نہ ہو ۔ کیونکہ ہر ایک دانا معالج کو جس کا کام ہر وقت مریضوں کا علاج کرنا ہے ۔ خواہ وہ اپنے وقت کا ارسطاطالیس ۔ جالینوس بو علی سینا ہی کیوں نہ ہو ہر ایک عمدہ چیز کی ضرورت ہے اور ہر ایک متعصب سے پاک دل طبیب کو اس کی تلاش بھی رہتی ہے چنانچہ بزرگان ذیل کا نہایت ادب سے شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے اپنا فرض منصبی ادا کیا اور جنہوں نے بڑی توجہ سے کام کئے اور میری عرض کو جگہ دی ۔ خود فائدہ اٹھایا مجھے فائدہ ہوا اور مریضوں پر احسان کیا آئندہ کے لئے ایک اتحاد قائم ہو گیا ۔ اور جو ذاتی فائدے ہیں ۔ وہ علیحدہ میرے پاس کافی الفاظ نہیں کہ اس مختصر میں ان کا شکریہ ادا کر سکوں ۔ البتہ مکمل رپورٹ میں انشاء اللہ مفصل ذکر خیر کروں گا یہاں صرف **اسمائے گرامی** ان پاک دل ہمدردوں کے شکریہ کے ساتھ عرض کرتا ہوں جو یہ ہیں

جناب ڈاکٹر رام پرشاد صاحب انچارج میڈیسنری نرسنگھ پور
جناب ڈاکٹر محمد رحمٰن صاحب پالون ضلع ملین ۔
جناب ڈاکٹر محمد علی صاحب کھنڈرا (نیواز)
جناب ڈاکٹر عبد المجید خانصاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ وتیک اسلم ناگپور
جناب ڈاکٹر غلام مصطفےٰ صاحب کمپنی ناگپور ۔
جناب ڈاکٹر شیخ محمد حسین صاحب ایلور ضلع گوداوری ۔
جناب ڈاکٹر مول چند صاحب پنشنر دھمتاری ضلع رائے پور
جناب ڈاکٹر محمد حیدر حسین صاحب حیدر صدر ڈسپنسری کھنڈوہ ۔
جناب درگاہی بخش صاحب خاص ریاست ریوان ۔
جناب ڈاکٹر سر برام صاحب ہنڈیہ ضلع الہ آباد ۔
جناب ڈاکٹر عبد اللہ خاں صاحب پورنیہ بنگال ۔
جناب ڈاکٹر عبد المجید خانصاحب ضلع رانچی ۔
جناب ڈاکٹر نا داچرن سرکار چیریٹیبل ڈسپنسری راؤزن بنگال ۔
جناب ڈاکٹر ایس امین الدین صاحب قریشی سی ۔ ایم ۔ ایس بیمگا ممالک متوسط ۔
جناب ڈاکٹر عبد العزیز صاحب میں ڈسپنسری وموسہ ممالک متوسط ۔
جناب ڈاکٹر خلیل الرحمٰن صاحب ایچ ایس منڈلہ ممالک متوسط ۔
جناب ڈاکٹر عبد الفتاح خانصاحب ایچ ایس ناگپور ۔
جناب ڈاکٹر چھوجو مل صاحب ہاسپٹل اسسٹنٹ آردی ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر کریم بخش صاحب ہزاری باغ بنگال ۔

جناب ڈاکٹر پنڈت ہری رام صاحب ویٹرنری اسسٹنٹ ضلع ناگپور ۔
جناب ڈاکٹر سید محمد ہادی صاحب امام باڑہ ڈسپنسری ۔ (ہوگلی)
جناب ڈاکٹر محمد عبد القادر صاحب وکٹوریہ میڈیکل ہال سلطانپور بنگال ۔
جناب ڈاکٹر بہادر علی صاحب جام گاؤں ممالک متوسط ۔
جناب ڈاکٹر شیخ شبرانی صاحب ریاست کھیراگڈھ ممالک متوسط ۔
جناب ڈاکٹر غلام احمد صاحب ایچ ۔ ایس ۔ نواجی پور
جناب ڈاکٹر آغا حسین علی صاحب ہنو میڈیکل ہال مانڈے ۔
جناب ڈاکٹر سید احمد علی صاحب ایچ ایس سیونی مالوہ ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر محمد امام خانصاحب سینئر ہاسپٹل اسسٹنٹ جیل چاندہ
جناب ڈاکٹر اے ۔ ٹی ۔ یوس صاحب ایچ ایس دھنو بیو بربہا ۔
جناب ڈاکٹر رحمت علی صاحب احمدی کنگ افریقین رائفلز سمالی لینڈ
جناب ڈاکٹر جمن صاحب فسٹ بریگیڈ سمالی لینڈ ۔
جناب ڈاکٹر سراج الدین صاحب ریاست بستر ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر مہیش چندر صاحب رانی ہاٹ ضلع چاٹگام ۔
جناب حکیم محمود حسین خانصاحب ضلع ساگر ۔
جناب حکیم سید سلطان حسین رضوی لکھنوی ریاست کوٹہ ۔
جناب حکیم سید احمد علی صاحب دہلوی بنگلور ۔
جناب حکیم خیر دین صاحب جویاں ریاست پٹیالہ ۔
جناب حکیم محمد علی صاحب ریاست خاص بالن پور ۔
جناب حکیم محمد سلطان صاحب چنڈول ضلع کستنا ۔

جناب حکیم محمد صدیق حسین صاحب جیلانی نجیب آباد ۔
جناب حکیم محمد عزیز الرحمٰن صاحب ضلع باریسال ۔
جناب حکیم عبد اللطیف صاحب ماندگاؤں ضلع ناسک
جناب حکیم حافظ سید عبد الکریم صاحب ضلع دیناپور
جناب حکیم عبد الرزاق صاحب ضلع دیناجپور ۔
جناب حکیم کرامت علی صاحب دھاپی ضلع پورنیہ ۔
جناب حکیم سید عبد الرحیم صاحب بلہاری ۔ مدراس ۔
جناب حکیم عبد الجلیل صاحب ۔ لاہرپور ضلع سیتاپور ۔
جناب حکیم امیر الحسن صاحب لکواڑہ ضلع پورنیہ ۔
جناب حکیم کرامت حسین صاحب ضلع پورنیہ ۔
جناب حکیم محمد سالار صاحب قاضی سرکار لوہرگا ۔
جناب حکیم رحیم بخش صاحب ہاٹک ڈلہ پورنیہ ۔
جناب حکیم محمد عبد المجید صاحب چھنگاؤں ضلع پورنیہ ۔
جناب حکیم عشرت علی خان صاحب عمرکھیہ ضلع باسم بنگال ۔
جناب حکیم حافظ نعمت علی صاحب رنگون ۔
جناب حکیم سید عبد القیوم صاحب سکندر رنگر مہن سنگھ
جناب حکیم ناظم حسین صاحب مانڈے برہما ۔
جناب حکیم محمد مہدی حسین صاحب دل سنگھ سرائے ۔ دربھنگہ
جناب حکیم سید لیاقت حسین صاحب نواجی پور ۔

مطلب امام بر سر

مفرح عنبری میں سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس میں کوئی زہریلی چیز از قسم کشتہ وغیرہ ہرگز نہیں ملایا جاتا اسلئے میں زور سے کہتا ہوں کہ آجکل کی قریباً کل مشتہرہ پیٹنٹ مقوی ادویات سے خواہ وہ یورپ کے کسی کونہ سے آئی ہوں یا ہندوستان کی کسی فرضی جنگل سے نکلی ہوں اسکے مقابلہ میں آدھے چوتھائی نمبر بھی حاصل نہیں کر سکتیں ۔ اب میں اسے ختم کرکے بڑے شوق سے آپ کے آرڈر کا منتظر ہوں ۔

بھائیوں کا خادم ۔ حکیم محمد حسین قریشی موجد مفرح عنبری مفرح دلکشا کارخانہ رفیق الصحت لاہور

إن الله لا يغير ما بقوم حتى يغيروا ما بأنفسهم — إنه آوى القرية

الحکم

چہ گویم باتو کر آئی چہا در قادیان بینی — دوا بینی شفا بینی بغرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے ۵ (۲) خواص و معاونین سے عہ (۳) ہندوستان سے باہر سے ۶ (۴) غیر مذاہب والوں سے ۱۲ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے ۱۲

فہرست مضامین

نمبر ۳۷ | قادیان دار الامان مورخہ ۲۴ اکتوبر ۱۹۰۶ء مطابق ۵ رمضان المبارک ۱۳۲۴ھ | جلد ۱۰

تازہ الہامات و رؤیا

۲۴ اکتوبر ۱۹۰۶ء

إنا نرينك بعض الذي نعدهم نزيد عمرك

ترجمہ ۔ ہم تجھے بعض وہ امور دکھلاویں گے جو مخالفوں کی نسبت ہمارا وعدہ ہے اور تیری عمر زیادہ کرینگے

۱۳ اکتوبر ۱۹۰۶ء ۔ یاتیك من كل فج عميق ۔ یاتون من كل فج عميق
یاتیك رجال نوحی الیهم من السماء ۔

ایک پورانا الہام قریباً پچیس سال کا

شخصے پائے من بوسید من گفتم کہ سنگ اسود منم

دار الامان کا ہفتہ

(چونکہ اخبار دیر سے شائع ہوا ہے اسلئے بعض واقعات ۲۴ ۔ اکتوبر کے بعد کے درج ہیں ۔ ایڈیٹر)

حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طبیعت نصیب اعدا ناساز رہی اور خدا تعالیٰ نے اس فکر کو آپ کی **زیادت عمر** کی بشارت سے مبدل بہ راحت کر دیا ۔

اللّٰهم ايد الاسلام والمسلمين بالامام الحكم العادل ۔

حضور کے اہل بیت خدا تعالےٰ کے فضل و کرم سے اچھے ہیں صاحبزادہ محمود احمد صاحب لاہور گئے ہوئے ہیں ۔

۲ ۔ بزرگان ملت کی خیر قوم کے لئے فرحت افزا خبر ہے ۔ والحمد للہ علیٰ ذالك ۔

۳ ۔ مختلف مقامات سے احباب سعادت اندوز دار الامان ہوئے ۔ منجملہ اون کے منشی وزیر خاں صاحب بلب گڑھ سے ۔ منشی عبد القادر و شیخ نور احمد صاحب لاہور سے (۲۷ ۔ کی صبح کو حسب معمول خواجہ صاحب آخیر ہفتہ اور اتوار کی تقریب پر مع منشی محمد اشرف صاحب ہی حاضر ہوئے) منشی نذر محمد خان صاحب ڈیرہ غازیخان سے آئے ۔ چودہری غلام احمد صاحب کانجگرہ سے آئے اور واپس چلے گئے ۔

۴ ۔ **حقیقۃ الوحی** چھپ چکی لیکن ابھی تک شائع نہیں ہوئی دفتری کے پاس جزو بندی کے لئے جا رہی ہے ۔ حضرت حجۃ اللہ علیہ السلام نے خصوصیت سے دو ننھو جلدوں کو مجلد کرا کر شائع فرمانیکا اہتمام کیا ہے اور یہ خدمت میاں الہ دین صاحب لودہانوی کے سپرد ہوئی ہے ۔

حقیقۃ الوحی کے لئے تاکیدی خطوط روانگی کے آرہے ہیں اور اشتیاق اسقدر بڑھ رہا ہے کہ اگر چند روز تک کتاب شائع نہ ہوئی تو تاریں آنے لگیں گی ۔ مجھے حیدر آباد دکن سے میر مردان علی صاحب نے ایسا ہی تاکیدی خط لکھا ہے جس میں وہ ظاہر کرتے ہیں کہ تار دینے والے تھے ۔ ایسے مشتاق حضرات کو یاد رہے کہ جس دن کتاب شائع ہوئی پہلی ڈاک میں انہیں بھیجدی جاویگی ۔

۵ ۔ ہفتہ زیر اشاعت میں **مسٹر رچرڈسن** سپرنٹنڈنٹ ڈاکخانجات امرتسر ڈویژن نے قادیان کے سب آفس کا معائنہ کیا ۔ صاحب موصوف ایک شریف اور خوش اخلاق نوجوان ہیں ۔ ایڈیٹر الحکم نے بعض مفید پبلک امور پر صاحب موصوف کو

متوجہ کیا۔ جن میں سے اہم ترین یہ ہے کہ قادیان میں دو مرتبہ ڈاک تقسیم ہوا کرے اور دو دفعہ جایا کرے صاحب موصوف نے وعدہ فرمایا کہ وہ جسقدر جلد ممکن ہوگا اس امر کا انتظام کریں گے۔ قادیان کے ڈاکخانہ کی یہ ترقی صاحب موصوف کے ہاتھوں پبلک کی خاص شکرگذاری کا موجب ہوگی۔

مدرسہ تعلیم الاسلام کا معائنہ سالانہ

مقررہ تاریخ پر یعنے ۱۷۔ اکتوبر کو جناب انسپکٹر صاحب نے اپنے اسسٹنٹ اور انکے دو نائبوں کے ساتھ تعلیم الاسلام ہائی سکول کا معائنہ کیا۔ صاحب موصوف مع اپنے ماتحتوں کے مدرسہ کی عام حالت۔ اور ترقی کو دیکھ کر ازبس محظوظ ہوئے۔ جس پہلو سے دیکھتے تھے خوشی کا اظہار کرتے تھے۔ صاحب ممدوح کی مفصل رائے آئندہ شائع کی جائیگی۔ انسپکٹر صاحب کو مدرسہ کی جدید عمارت کا نقشہ بھی دکھایا گیا جسے دیکھکر انہیں بہت مسرت ہوئی۔

افریقہ سے ایک طالب علم آتا ہے

برادرم منشی رحمت اللہ صاحب وٹرینری اسسٹنٹ برٹش ایسٹ افریقہ سے اپنے بچہ کو تعلیم الاسلام سکول میں داخل کرنے کے لئے بھیجتے ہیں انہوں نے ایڈیٹر الحکم سے چاہا ہے کہ وہ انکے بچہ کو بمبئی سے قادیاں پہونچائے۔ منشی صاحب موصوف کا یہ نیک ارادہ ہر طرح قابل قدر اور واجب العمل ہے اسلئے میں اس پہلو سے انکو مدد دینا اپنا قومی فرض سمجھتا ہوں اور بڑی خوشی کے ساتھ اس عزیز بچہ کو انشاء اللہ قادیان پہنچانے کی سعی کرونگا جسے وہ بزرگان ملت کی نگرانی میں رکھنے کو اپنی نگرانی سے ہزار درجہ بہتر اور مبارک سمجھتے ہیں اللہ تعالےٰ انکے پاک ارادوں میں انہیں کامیاب کرے۔ آمین۔

خوشی اور غم کا توام ہفتہ

یہ ہفتہ ہمارے لئے خوشی اور غم کا توام ہفتہ کہنا چاہئے۔ اسلئے کہ جہاں حضرت حجۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ناسازی طبع نے خدام کو فکر سے پریشان کیا وہاں اللہ تعالےٰ نے آپ کی **درازیٔ عمر** کی بشارت سنائی۔ اس لحاظ سے غم اور خوشی کا توام ہفتہ ہوا۔ پھر اس ہفتہ میں جہاں ایک نہایت ہی **مخلص** وفادار اور ارادتمند مہاجر میاں صاحب **نور** برادر بزرگ میاں احمد نور کابلی ۱۹۔ اکتوبر ۱۹۰۶ء مطابق ۳۰۔ شعبان ۱۳۲۴ ہجری کو ۱۱ بجے کے قریب یکایک انتقال کرنے کا صدمہ ہوا۔ اور یہ خیال کرکے کہ مرحوم ابھی ایک **نوجوان** تھا اور اور ایک لڑکی اور ایک لڑکا اسکے انتقال سے یتیم اور اسکی نوجوان بیوی بیوہ ہو گئی دل پر صدمہ ہوتا تھا۔ وہاں اللہ تعالےٰ کے نشان تازے عجیب اور اس کی فوق الفوق قدرتوں کو دیکھ کر خوشی بھی ہوئی کہ خدا تعالیٰ نے میاں صاحب نور کو آیات اللہ کے ضمن میں داخل کر دیا کیونکہ انکی وفات الہامی پیشگوئیوں کے موافق وقوع میں آئی۔ ایک انہیں میں یہ ہے **ایک دم میں دم رخصت ہوا**۔ اور ایک الہام یہ تھا **پیٹ پھٹ گیا**۔ ایک اور پیشگوئی **موت تیرا ماہ حال کو** کے متعلق عزیز ہم عصر بدر بیان کرتا ہے کہ حضرت نے فرمایا تھا کہ سرعت الہام کے سبب بعض دفعہ ٹھیک الفاظ یاد نہیں رہتے اسواسطے تیراں کا لفظ تھا یا تیئس کا یا تیس کا۔ اور صاحب نور کی وفات کے دن ۳۰۔ شعبان تھی۔ اسطرح یہ تین پیشگوئیاں صاحب نور کی وفات سے پوری ہوئیں موت سے تو چارہ ہے ہی نہیں **انّک میّت وانّہم میّتون** آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے موجود ہے تو پھر اور کون ہے جو زندہ رہ سکتا ہے۔ لیکن خدا تعالےٰ کا نشان جس موت سے ظاہر ہوا وہ **موت** رحمت اور برکات کا موجب متوفی کیلئے ہو وہ بہر حال مبارک ہے میاں صاحب نور کو اسی **بہشتی مقبرہ** میں دفن کیا گیا۔ اور اس طرح پر یہ واقعہ بھی رنج اور خوشی کا توام واقعہ ہے۔ مرحوم **قرآن شریف کا بڑا عاشق** تھا۔ اب حفظ کر رہا تھا پانچ سپارے حفظ کر چکا تھا بڑے صدق دل سے ہجرت کر کے چار سال ہوئے اپنے کنبہ سمیت قادیان آ گیا تھا۔ موت کے دن صبح کو بھلا چنگا تھا کہ یکایک دردشکم ہوا۔ اور پیٹ کے اندر جو رسولی تھی (اسکا علاج کرتا رہتا تھا فائدہ نہیں ہوا تھا) دفعۃً پھٹ گئی اسنے پکارا کہ پیٹ پھٹ گیا اور دم میں دم رخصت ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اسکے بعد ۲۰۔ اکتوبر کی صبح کو ایک اور حادثہ پیش آیا۔ جو اپنی اہمیت کے لحاظ سے **دردناک حادثہ** ہے اور اپنے وقوع کی حیثیت سے خدا تعالےٰ کا ایک نشان ہے۔ یہ دردناک حادثہ ہمارے محترم مخدوم جناب نواب محمد علیخان صاحب رئیس مالیرکوٹلہ مقیم قادیان کی بیگم صاحبہ **غفر اللہ لہا** کی وفات کا واقعہ ہے۔ بیگم صاحبہ کچھ عرصہ سے بیمار چلی آتی تھیں۔ نواب صاحب نے انکے علاج میں جہانتک ممکن تھا سعی کی مگر وعدہ الٰہی۔

لا تطیش سھام المنایا

(موت کے تیر نہیں رکتے)

کیونکر ٹل سکتا تھا۔ ابھی بیگم صاحبہ بیمار نہ ہوئی تھیں کہ حضرت اقدس نے ایک رؤیاء دیکھی تھی اور اسکے ساتھ ایک الہام بھی تھا۔ جو الحکم مورخہ ۲۴۔ فروری ۱۹۰۶ء میں یوں درج ہے۔

دردناک دکھ اور دردناک واقعہ۔ پھر رؤیا میں دیکھا کوئی خادمہ عورت جو ہمارے تعلق والوں میں سے کسی گھر کی ہے کہتی ہے کہ میری بیوی یکایک مر گئی یہ سنکر میں اٹھا ہوں کہ اپنے گھر میں جاکر اس الہام کے پورا ہونے کی خبر دوں کہ بیدار ہو گیا۔

اسوقت حضرت حجۃ اللہ نے بعض کو اسکے مصداق سے اطلاع بھی دیدی تھی۔ خدا کی قدرت اور شان عجیب ہے کہ آخر بیگم صاحبہ بیمار ہوئیں اور انکی حالت دن بدن بگڑتی گئی اور کبھی سنبھلتی رہی اور ۲۰۔ اکتوبر کی صبح کو وہ وقت آ گیا جسکی خبر قبل از وقت دی جا چکی تھی۔ حضرت حجۃ اللہ نے مرحومہ کا جنازہ پڑھا۔ اور دیر تک دعا فرماتے رہے نواب صاحب کو مناسب موقع تلقین فرماتے رہے اور پھر جب تک مرحومہ کو دفن نہ کر دیا گیا آپ باغ میں تشریف فرما رہے۔ مرحومہ کے متعلق مجھے کچھ کہنے کی حاجت نہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خود فرمایا کہ وہ بڑی **عفیفہ پارسا اور اپنے شوہر کی پوری اطاعت کرنے والی تھیں** یہی خوبیاں ہیں جو ایک عورت کے لئے باعث نیکنامی ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ کے فعل اور فضل نے شہادت دیدی کہ مرحومہ کا جنازہ اسکے مرسل نے پڑھا اور اسے اس قبرستان میں جگہ ملی جسکے لئے خدا کا وعدہ ہے انزل فیہا کل رحمۃ مرحومہ نے کوئی اولاد نہیں چھوڑی مگر اس کی نیکیاں باقیات الصالحات کا کام دینگی۔ اور کیا عجب انکے واجب الاحترام شوہر نواب صاحب مرحومہ کو ثواب پہونچانے کے لئے کوئی کام صدقہ جاریہ کے طور پر کر دیں۔ جو مرحومہ کی یادگار کی یادگار ہو اور ثواب کا ثواب۔ بہر حال اللہ تعالےٰ مرحومہ پر بے انتہا فضل کرے اور اسے اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ اور اپنی رضا کے مقام پر اٹھائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل۔ آمین۔

پس مرحومہ کے مرنے سے بھی چونکہ ایک پیشگوئی پوری ہوئی۔ اور مرحومہ کا انجام نیک ہوا۔ اسلئے یہ واقعہ بھی خوشی و غم کا توام واقعہ ہے۔

حقیقۃ الوحی کے خریداروں کو اطلاع

اگرچہ حقیقت الوحی چھپ چکی ہے جیسا کہ دوسری جگہ لکھا گیا ہے۔ اس کی جزو بندی وغیرہ بھی ہو رہی ہے لیکن ابھی اسکے متعلق چھپوائی کا کام کچھ باقی رہ گیا ہے جسکے لئے بڑی عسرت سے انتظام کیا جا رہا ہے اور اس وجہ سے اسکی اشاعت میں ابھی توقف اور تعویق ہو رہی ہے۔ چونکہ فرداً فرداً تمام احباب کو جواب دینا مشکل ہے اسلئے عام طور پر بذریعہ اخبار اعلان کیا جاتا ہے کہ ابھی کتاب شائع نہیں ہوئی۔ جسوقت شائع ہوگی۔ سلسلہ وار خریداران کو بھیجدی جاویگی۔ یہ بھی ممکن ہے کہ مزید اخراجات کیوجہ سے قیمت میں بھی اضافہ ہو جاوے۔ یہ امر ظاہر کرنا بھی ضروری ہے کہ چونکہ درخواستیں کثرت سے آ رہی ہیں اور کتاب صرف ایک ہزار طبع ہوئی ہے اسلئے درخواستیں بھیجنے میں جلدی کرنی چاہئے۔ تاکہ جسوقت کتاب شائع ہووے فوراً روانہ ہو سکے۔ ورنہ اگر تعداد مطلوبہ پوری ہو گئی تو پھر مشتاق ناظرین کو کسی اور اڈیشن کا انتظار کرنا پڑیگا۔ درخواستیں درج رجسٹر ہو رہی ہیں۔ جو مہتمم کتب خانہ حضرت اقدس کے نام آنی چاہئیں۔

ایڈیٹر الحکم

لیکچر لودھانہ

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

نماز میں جو جماعت کا زیادہ ثواب رکھا ہے اس میں یہی غرض ہے کہ وحدت پیدا ہوتی ہے اور پھر اس وحدت کو عملی رنگ میں لانے کی یہانتک ہدایت اور تاکید ہے - کہ باہم پاؤں بھی مساوی ہوں اور صف سیدھی ہو - اور ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہوں - اس سے مطلب یہ ہے کہ گویا ایک ہی انسان کا حکم رکھیں اور ایک کے انوار دوسرے میں سرایت کر سکیں وہ تمیز جس سے خودی اور خودغرضی پیدا ہوتی ہے نہ رہے - یہہ خوب یاد رکھو کہ انسان میں یہ قوت ہے کہ وہ دوسرے کے انوار کو جذب کرتا ہے - پھر اسی وحدت کے لئے حکم ہے کہ روزانہ نمازیں محلہ کی مسجد میں اور ہفتہ کے بعد شہر کی مسجد میں اور پھر سال کے بعد عیدگاہ میں جمع ہوں - اور کل زمین کے مسلمان سال میں ایک مرتبہ **بیت اللہ** میں اکھٹے ہوں - ان تمام احکام کی غرض وہی **وحدت** ہے -

اللہ تعالیٰ نے حقوق کے دو ہی حصے رکھے ہیں ایک **حقوق اللہ** دوسرے **حقوق العباد** - اس پر بہت کچھہ قرآن کریم میں بیان کیا گیا ہے - ایک مقام پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فاذکروا اللہ کذکرکم اٰباءکم او اشد ذکرا - یعنے اللہ تعالیٰ کو یاد کرو جسطرح تم اپنے باپ دادا کو یاد کرتے ہو - بلکہ اس سے بھی بڑھکر - اسجگہ دو رمز ہیں ایک تو ذکر اللہ کو ذکر اباء سے مشابہت دی ہے اسمیں یہ سر ہے کہ اباء کی محبت ذاتی اور فطرتی محبت ہوتی ہے - دیکھو بچہ کو جب ماں مارتی ہے وہ اسوقت بھی ماں ماں ہی پکارتا ہے گویا اس آیت میں اللہ تعالیٰ انسان کو ایسی تعلیم دیتا ہے کہ وہ خدا تعالیٰ سے **فطری محبت** کا تعلق پیدا کرے اس محبت کے بعد اطاعت امر اللہ کی خودبخود پیدا ہوتی ہے یہی وہ اعلیٰ مقام معرفت کا ہے جہاں انسان کو پہونچنا چاہیئے یعنے اس میں اللہ تعالیٰ کے لئے فطری اور ذاتی محبت پیدا ہو جاوے ایک اور مقام پر یوں فرمایا ہے

انّ اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربٰی -

اس آیت میں ان تین مدارج کا ذکر کیا ہے جو انسان کو حاصل کرنے چاہئیں - پہلا مرتبہ عدل کا ہے - اور عدل یہ ہے کہ انسان کسی سے کوئی نیکی کرے بشرط معاوضہ - اور یہہ ظاہر بات ہے کہ ایسی نیکی کوئی اعلےٰ درجہ کی بات نہیں - بلکہ سب سے ادنےٰ درجہ یہہ ہے - کہ **عدل** کرو - اور اگر اس پر ترقی کرو تو پھر وہ **احسان کا درجہ** ہے یعنے بلاعوض سلوک کرو - لیکن یہ امر کہ جو بدی کرتا ہے اس سے نیکی کی جاوے کوئی ایک گال پر طمانچہ مارے دوسری پھیر دی جاوے یہہ صحیح نہیں یا یہ کہو کہ عام طور پر یہہ تعلیم عمل در آمد میں نہیں آ سکتی چنانچہ سعدی کہتا ہے -

نکوئی با بداں کردن چنان است
کہ بد کردن بجائے نیک مرداں

اسلئے اسلام میں انتقامی حدود میں جو اعلیٰ درجہ کی تعلیم دی ہے کوئی دوسرا مذہب اسکا مقابلہ نہیں کر سکتا اور وہ یہ ہے -

جزاء سیئۃ سیئۃ مثلہا و من عفٰی و اصلح الاٰیۃ

یعنے بدی کی سزا اسیقدر بدی ہے اور جو کوئی معاف کر دے مگر ایسے محل اور مقام پر کہ وہ عفو اصلاح کا موجب ہو - اسلام نے عفو خطا کی تعلیم دی لیکن یہہ نہیں کہ [illegible] سے شر بڑھے -

غرض

عدل کے بعد دوسرا درجہ احسان کا ہے یعنی بغیر کسی معاوضہ کے سلوک کیا جاوے - لیکن اس سلوک میں بھی ایک قسم کی خودغرضی ہوتی ہے کسی نہ کسی وقت انسان اس احسان یا نیکی کو جتا دیتا ہے اسلئے اس سے بھی بڑھکر ایک تعلیم دی اور وہ

ایتاء ذی القربٰی

کا درجہ ہے - ماں جو اپنے بچہ کے ساتھہ سلوک کرتی ہے وہ اس سے کسی معاوضہ اور انعام واکرام کی خواہشمند نہیں ہوتی - وہ اس کے ساتھہ جو نیکی کرتی ہے محض طبعی محبت سے کرتی ہے - اگر بادشاہ اس کو حکم دے کہ تو اسکو دودہ مت دے اور اگر یہ تیری غفلت سے مر بھی جاوے تو تجھے کوئی سزا نہیں دیجاویگی بلکہ انعام دیا جاویگا - اس صورت میں وہ بادشاہ کا حکم ماننے کو طیار نہ ہوگی - بلکہ اسکو گالیاں دیگی کہ یہ میری اولاد کا [illegible] اسکی وجہ یہ ہے کہ وہ ذاتی محبت [illegible]

اسکی کوئی غرض درمیان نہیں یہہ اعلیٰ درجہ کی تعلیم ہے جو اسلام پیش کرتا ہے - اور یہ آیت حقوق اللہ اور حقوق العباد دونوں پر حاوی ہے - حقوق اللہ کے پہلے کے لحاظ سے اس آیت کا مفہوم یہ ہے کہ انصاف کی رعایت سے اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور عبادت کرو - جسنے تمہیں پیدا کیا ہے اور تمہاری پرورش کرتا ہے - اور جو اطاعت الٰہی میں اس مقام پر ترقی کرے تو احسان کی پابندی سے اطاعت کر - کیونکہ وہ محسن ہے اور اسکے احسانات کو کوئی شمار نہیں کر سکتا - اور چونکہ محسن کے شمایل اور خصایل کو مدنظر رکھنے سے اسکے احسان تازہ رہتے ہیں اسلئے **احسان کا مفہوم** آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ بتایا ہے - کہ ایسے طور پر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے گویا دیکھہ رہا ہے یا کم از کم یہہ کہ اللہ تعالیٰ اسے دیکھہ رہا ہے - اس مقام تک انسان میں ایک حجاب رہتا ہے لیکن اسکے بعد جو تیسرا درجہ ہے **ایتاء ذی القربٰی** کا یعنے اللہ تعالیٰ سے اسے ذاتی محبت پیدا ہو جاتی ہے اور **حقوق العباد** کے پہلے سے میں اسکے معنی پہلے بیان کر چکا ہوں - اور یہہ بھی میں نے بیان کیا ہے - کہ یہہ تعلیم جو قرآن شریف نے دی ہے کسی اور کتاب نے نہیں دی - اور ایسی کامل ہے کہ کوئی نظیر اسکی پیش نہیں کر سکتا - یعنے

جزاء سیئۃ سیئۃ مثلہا الاٰیۃ

اس میں **عفو** کے لئے یہہ شرط رکھی ہے کہ اس میں **اصلاح** ہو یہودیوں کے مذہب میں تو یہہ کیا تہا کہ آنکھہ کے بدلے آنکھہ اور دانت کے بدلے دانت الاٰخرہ - انمیں انتقامی قوت [illegible] بڑھ گئی تھی اور یہاں تک [illegible] عادت انکی پختہ ہو گئی تھی کہ اگر باپ نے بدلہ نہیں لیا تو بیٹے اور اسکے پوتے تک کے فرائض میں یہہ امر ہوتا تہا کہ وہ بدلہ لے - اسوجہ سے انمیں کینہ توزی کی عادت بڑھ گئی تھی - اور وہ بہت سنگدل اور بیدرد ہو چکے تھے - عیسائیوں نے اس تعلیم کے مقابل یہہ تعلیم دی - کہ ایک گال پر کوئی طمانچہ مارے تو دوسری بھی پھیر دو ایک کوس بیگار لے جاوے تو دو کوس [illegible] وغیرہ - اس تعلیم میں جو نقص ہے وہ ظاہر ہے [illegible]

[illegible]

کہاں اب دوسرا دانت بھی نکال دو - وہ خبیث تو اور بھی دلیر ہو جاویگا - اور اس سے امن عامہ میں خلل واقع ہوگا - پھر کیونکر ہم تسلیم کریں کہ یہہ تعلیم عمدہ ہے - یا خدا تعالیٰ کی مرضی کے موافق ہو سکتی ہے ؟ اگر اسپر عمل ہو تو کسی ملک کا بھی انتظام نہ ہو سکے ایک ملک ایک دشمن چھین لے تو دوسرا خود حوالہ کرنا پڑے - ایک افسر گرفتار ہو جاوے تو دوسر اور دیدیئے جاویں - یہہ نقص ہیں جو ان تعلیم میں ہیں - اور یہ صحیح نہیں -

ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ یہہ احکام بطور قانون **مختص الزمان** تھے - جب وہ زمانہ گذر گیا دوسرے لوگوں کے حسب حال وہ تعلیم نہ رہی - یہودیوں کا وہ زمانہ تہا کہ وہ چارسو برس تک غلامی میں رہے اور اس غلامی کی زندگی کی وجہ سے انمیں قساوت قلبی بڑھ گئی اور وہ کینہ کش ہو گئے - اور یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جس بادشاہ کے زمانہ میں کوئی ہوتا ہے اسکے اخلاق بھی اسی قسم کے ہو جاتے ہیں - سکھوں کے زمانہ میں اکثر لوگ ڈاکو ہو گئے تھے انگریزوں کے زمانہ میں تہذیب اور تعلیم پھیلتی جاتی ہے اور ہر شخص اسکی [illegible] کر رہا ہے - غرض بنی اسرائیل [illegible] ماتحتی کی تھی اسی وجہ سے انہیں [illegible] اسلئے توریت کے زمانہ میں عدل [illegible] مقدم تھی کیونکہ وہ لوگ اس [illegible] تھے اور جابرانہ عادت رکھتے تھے [illegible] نے یقین کر لیا تہا کہ دانت کے بدلے دانت کا توڑنا ضروری ہے - اور یہ ہمارا فرض ہے اسوجہ سے اللہ تعالیٰ نے انکو سکھایا کہ عدل تک ہی بات نہیں رہتی بلکہ احسان بھی ضروری ہے - اس سبب سے مسیح کے ذریعہ انہیں تعلیم دی گئی کہ ایک گال پر طمانچہ کھا کر دوسری پھیر دو اور جب اسی پر سارا زور دیا گیا تو آخر اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ اس تعلیم کو اصل نقطہ پر پہونچا دیا - اور وہ یہی تعلیم تھی کہ بدی کا بدلہ اسی قدر بدی ہے لیکن جو شخص معاف کر دے اور معاف کرنے سے اصلاح ہوتی ہو اسکے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور اجر ہے عفو کی تعلیم دی ہے مگر ساتھہ قید لگائی کہ اصلاح ہو بے محل عفو نقصان پہونچاتا ہے - پس اس مقام پر غور کرنا چاہیئے کہ جب توقع اصلاح کی ہو تو عفو ہی کرنا چاہیئے جیسے وہ خدمتگار جسنے ایک شوربا شریعت الاصلی اور فرمانبردار اور خیرخوا

لیکن اتفاقاً اس سے کوئی غلطی ہوجاوے اس موقع پر اسکو معاف کرنا ہی مناسب ہے۔ اگر سزا دی جاوے۔ تو ٹھیک نہیں۔ لیکن ایک بدمعاش اور شریر ہے ہر روز نقصان کرتا ہے اور شرارتوں سے باز نہیں آتا اگر اسے چھوڑ دیا جاوے تو وہ اور بھی بیباک ہوجاویگا۔ اسکو سزا ہی دینی چاہئیے۔ **غرض** اسطرح پر محل اور موقع شناسی سے کام لو۔ یہہ تعلیم ہے جو اسلام نے دی ہے اور جو کامل تعلیم ہے اسکے بعد اور کوئی نئی تعلیم یا شریعت نہیں آسکتی۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور قرآن شریف خاتم الکتب۔ اب کوئی اور کلمہ یا کوئی اور نماز نہیں ہوسکتی جو کچھہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا کرکے دکہایا اور جو کچھہ قرآن شریف میں ہے اسکو چھوڑکر نجات نہیں مل سکتی۔ جو اسکو چھوڑیگا وہ جہنم میں جاویگا۔ یہہ ہمارا مذہب اور عقیدہ ہے۔ مگر اسکے ساتھہ یہہ بھی یاد رکہنا چاہئیے کہ اس امت کے لئے مخاطبات اور مکالمات کا دروازہ کہلا ہے۔ اور یہ دروازہ گویا قرآن مجید کی سچائی اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سچائی پر ہر وقت تازہ شہادت ہے۔ اور اسی کے لئے خدا تعالیٰ نے سورہ فاتحہ ہی میں یہہ دعا سکہائی ہے۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ

انعمت علیہم کی راہ کے لئے جو دعا سکہائی تو ان میں انبیاء علیہم السلام کے کمالات کے حصول کا اشارہ ہے اور یہہ ظاہر ہے کہ انبیاء علیہم السلام کو جو کمال دیا گیا وہ معرفت الٰہی ہی کا کمال تہا۔ اور یہہ نعمت انکو مکالمات اور مخاطبات سے ملی تھی اسی کے تم بھی خواہاں رہو۔ پس اس نعمت کے لئے یہہ خیال کرو کہ قرآن شریف اس دعا کی تو ہدایت کرتا ہے مگر اسکا ثمرہ کچھہ بھی نہیں یا اس امت کے کسی فرد کو بھی یہہ شرف نہیں مل سکتا۔ اور قیامت تک یہ دروازہ بند ہوگیا ہے۔ بتاؤ اس سے اسلام اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ہتک ثابت ہوگی یا کوئی خوبی ثابت ہوگی؟ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ جو شخص یہ اعتقاد رکہتا ہے وہ اسلام کو بدنام کرتا ہے اور اسنے مغز شریعت کو سمجہا ہی نہیں۔ اسلام کے مقاصد میں سے تو یہہ امر تہا کہ انسان صرف زبان ہی سے وحدہ لا شریک نہ کہے بلکہ درحقیقت سمجہ لے اور بہشت دوزخ پر خیالی ایمان نہ ہو بلکہ فی الحقیقت اسی زندگی میں وہ بہشتی کیفیات پر اطلاع پالے اور ان گناہوں سے جن میں وحشی انسان مبتلا ہیں نجات پالے۔ یہہ عظیم الشان مقصد اسلام کا تہا اور ہے۔ اور یہہ ایسا پاک مطہر مقصد ہے کہ کوئی دوسری قوم اسکی نظیر اپنے مذہب میں پیش نہیں کرسکتی اور نہ اس کا نمونہ دکہا سکتی ہے۔ کہنے کو تو ہر ایک کہ سکتا ہے مگر وہ کون ہے جو دکہا سکتا ہو؟

میں نے آریوں سے عیسائیوں سے پوچہا ہے کہ وہ خدا جو تم مانتے ہو اسکا کوئی ثبوت پیش کرو۔ نری زبانی لاف گزاف سے بڑھ کر وہ کچھہ بھی نہیں دکہا سکتے۔ وہ سچا خدا جو قرآن شریف نے پیش کیا ہے اس سے یہ لوگ ناواقف ہیں۔ اسپر اطلاع پانے کیلئے یہی ایک ذریعہ مکالمات کا تہا جس کے سبب سے اسلام دوسرے مذاہب سے ممتاز تہا۔ مگر افسوس ان مسلمانوں نے میری مخالفت کی وجہ سے اس سے بھی انکار کردیا۔

یقیناً یاد رکہو کہ گناہوں سے بچنے کی توفیق اسوقت مل سکتی ہے جب انسان پورے طور پر اللہ تعالیٰ پر ایمان لاوے۔ یہی بڑا مقصد انسانی زندگی کا ہے کہ گناہ کے پنجہ سے نجات پالے۔ دیکہو ایک سانپ جو خوشنما معلوم ہوتا ہے بچہ تو اسکو ہاتہہ میں پکڑنے کی خواہش کرسکتا ہے اور ہاتھ بہی ڈال سکتا ہے لیکن ایک عقلمند جو جانتا ہے کہ سانپ کاٹ کہائیگا اور ہلاک کردیگا وہ کبہی جرأت نہیں کریگا کہ اسکی طرف لپکے بلکہ اگر معلوم ہوجاوے کہ کسی مکان میں سانپ ہے تو اس میں بہی داخل نہیں ہوگا۔ ایسا ہی زہر کو جو ہلاک کرنے والی چیز سمجہتا ہے تو اسکے کہانے پر وہ دلیر نہیں ہوگا پس اسی طرح پر جب تک گناہ کو خطرناک زہر یقین نکرے اس سے بچ نہیں سکتا۔ یہہ یقین معرفت کے بدون پیدا نہیں ہوسکتا۔ پہر وہ کیا بات ہے کہ انسان گناہوں پر اسقدر دلیر ہوجاتا ہے باوجودیکہ وہ خدا تعالیٰ پر ایمان لاتا ہے اور گناہ کو گناہ بھی سمجہتا ہے۔ اسکی وجہ بجز اس کے اور کوئی نہیں کہ وہ **معرفت** اور **بصیرت** نہیں رکہتا جو گناہ سوز فطرت پیدا کرتی ہے۔ اگر یہ بات پیدا نہیں ہوتی تو پہر اقرار کرنا پڑیگا کہ معاذ اللہ **اسلام** اپنے اصلی مقصد سے خالی ہے لیکن میں کہتا ہوں کہ ایسا نہیں یہہ مقصد اسلام ہی کامل طور پر پورا کرتا ہے اور اسکا ایک ہی ذریعہ ہے

مکالمات ومخاطبات الٰہیہ

کیونکہ اسی سے اللہ تعالیٰ کی ہستی پر کامل یقین پیدا ہوتا ہے اور اسی سے معلوم ہوتا ہے کہ فی الحقیقت اللہ تعالیٰ گناہ سے بیزار ہے اور وہ سزا دیتا ہے۔ گناہ ایک زہر ہے۔ جو اول صغیرہ سے شروع ہوتا ہے اور پہر کبیرہ ہوجاتا ہے اور انجام کار **کفر** تک پہونچا دیتا ہے۔

میں جملہ معترضہ کے طور کہتا ہوں کہ اپنی اپنی جگہ ہر قوم کو یہہ فکر لگا ہوا ہے کہ ہم گناہ سے پاک ہوجاویں۔ مثلاً آریہ صاحبان نے تو یہ بات رکہی ہوئی ہے کہ بجز گناہ کی سزا کے اور کوئی صورت پاک ہونے کی ہے ہی نہیں ایک گناہ کے بدلے کئی لاکہہ جونیں ہیں جب تک انسان ان جونوں کو نہ بہگت لے وہ پاک ہی نہیں ہوسکتا۔ مگر اس میں بڑے مشکلات ہیں سب سے بڑھکر یہ کہ جب کہ تمام مخلوقات گنہگار ہی ہے تو اس سے نجات کب ہوگی؟ اور اس سے بہی عجیب بات یہ ہے کہ انکے ہاں یہہ امر مسلمہ ہے کہ نجات یافتہ بہی ایک عرصہ کے بعد مکتی خانہ سے نکال دیئے جاویں گے تو پہر اس نجات سے فائدہ ہی کیا ہوا؟ جب یہ سوال کیا جاوے کہ نجات پانے کے بعد کیوں نکالتے ہو تو بعض کہتے ہیں کہ نکالنے کے لئے ایک گناہ باقی رکہہ لیا جاتا ہے۔ اب غور کرکے بتاؤ کہ کیا یہ قادر خدا کا کام ہوسکتا ہے؟ اور پہر جب کہ ہر نفس اپنے نفس کا خود خالق ہے خدا تعالیٰ اس کا خالق ہی نہیں (معاذ اللہ) تو اسے حاجت ہی کیا ہے کہ وہ اس کا ماتحت رہے۔

دوسرا پہلو عیسائیوں کا ہے انہوں نے گناہ سے پاک ہونے کا ایک پہلو سوچا ہے اور وہ یہہ ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کو خدا اور خدا کا بیٹا مان لو۔ اور پھر یقین کرلو کہ اسنے ہمارے گناہ اٹہا لئے اور وہ صلیب کے ذریعہ **لعنتی** ہوا۔ نعوذ باللہ من ذالک۔ اب غور کرو کہ حصول نجات کو اس طریق سے کیا تعلق؟

گناہوں سے بچانے کے لئے ایک اور بڑا گناہ تجویز کیا؟ کہ انسان کو خدا بنایا گیا کیا اس سے بڑہ کر کوئی اور گناہ ہوسکتا ہے؟ پہر خدا بنا کر اسے معاً ملعون بہی قرار دیا اس سے بڑہ کر گستاخی اور بے ادبی اللہ تعالیٰ کی کیا ہوگی؟

ایک کہاتا پیتا حوائج کا محتاج خدا بنایا گیا حالانکہ توریت میں لکہا تہا کہ دوسرا خدا نہ ہو نہ آسمان پہ نہ زمین پر۔ پہر دروازوں اور چوکہٹوں پر یہہ تعلیم لکھی گئی تہی۔ اسکو چہوڑ کر یہ نیا خدا تراشا گیا۔ جسکا کچہہ بہی پتہ توریت میں نہیں ملتا۔ میں نے فاضل یہودی سے پوچہا ہے کہ کیا تمہارے ہاں ایسے خدا کا پتہ ہے جو مریم کے پیٹ سے نکلے اور وہ یہودیوں کے ہاتھوں سے ماریں کہاتا پہرے۔ اسپر یہودی علماء نے مجہے یہی جواب دیا کہ یہہ محض افترا ہے توریت میں کسی ایسے خدا کا پتہ نہیں ملتا۔ ہمارا وہ خدا ہی جو قرآن شریف کا خدا ہے یعنی جس طرح پر قرآن مجید نے خدا تعالیٰ کی وحدت کی اطلاع دی ہے اسی طرح ہم بہی توریت کے رو سے خدا تعالیٰ کو وحدہ لاشریک مانتے ہیں اور کسی انسان کو خدا نہیں مان سکتے۔ اور یہ تو موٹی بات ہے اگر یہودیوں کے ہاں کسی ایسے خدا کی خبر دیگئی ہوتی جو عورت کے پیٹ سے ہی پیدا ہونیوالا تہا تو وہ حضرت مسیح کی ایسی سخت مخالفت ہی کیوں کرتے یہانتک کہ انہوں نے اسکو صلیب پر چڑہوا دیا۔ اور اسپر کفر کہنے کا الزام لگاتے تہے۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس امر کو ماننے کیلئے قطعاً طیار نہ تہے۔

غرض

عیسائیوں نے گناہ کے دور کرنے کا جو علاج تجویز کیا ہے وہ ایسا علاج ہے جو بجائے خود گناہ کو پیدا کرتا ہے اور اسکو گناہ سے نجات پانے کے ساتھہ کوئی تعلق ہی نہیں۔

(باقی آئندہ)

سرپرستان الحکم یہہ سنکر بہت ہی خوش ہونگے کہ انکی اپنے اخبار کے چھاپنے کیلئے فی الحال ایک مشین کے منگوانے کا بفضلہ تعالیٰ مصمم ارادہ کرلیا گیا ہے۔ والحمد للہ علیٰ ذالک (مفصل پہر)

بیعت ثابت ہے از اسل

خدا کا شکر ہے کہ میں کسی وقت اور کسی حال میں امام ہمام مسیح موعود علیہ السلام سے ایک سکنڈ کے لئے بھی بدظن نہوا گو بیچ بیچ آپ کے بعض اقوال سے میری طبیعت کو بہت سی اُتار چڑھاؤ پیش آتے گئے مگر چونکہ حسن ظن اول روز سے میرے ساتھ تھا آج وہی میرا رفیق طریق میرے کام آیا جس نے مجکو تمام مشکلات سے صحیح و سالم نکالکر اس منزل تک پہونچا دیا جسکا یقین کامل ہے ورنہ کیا معلوم ردّ و انکار کے ہاتھوں میں پڑکر پھر مجکو توفیق رجوع ملتی یا نہ ملتی۔ الحمد ثبت قدمی علیہ یہ محض احسان الٰہی تھا ورنہ میں کیا اور میری بساط کیا جہاں اپنے اچھے چلتے پرزوں کے قدم امام وقت کی شناخت میں ٹھوکر کہا جائیں تو میں بیچارہ کس شمار و قطار میں ہوں ؎

این سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

میرے حسن ظن کی ابتداء آپکی ایک پُرزور تحریر سے ہوئی جس میں منکران اسلام کو قبول اسلام کی شرط پر آسمانی نشانات دکھلانے کا بڑی شد و مد سے دعویٰ کیا گیا تھا چونکہ یہ ایک عظیم الشان دعویٰ تھا اب میں نہیں کہہ سکتا کہ اس بلند آواز پر کہاں تک آپکی عظمت میرے دلمیں بیٹھ گئی اور کس حد تک میری نگاہوں نے اس مرد میدان کو چُن لیا ابھی سمجھا و آپکے منصب سے آگاہی نہ تھی کہ آپکے مسیح موعود ہونے کی شہرت پھیلی اب کسی جوشیلے کی رگ تکفیر پھڑکی ہو تو پھڑکی ہو یہاں تو حسن ظن کا دخل تھا دل ہی دل میں یوں فیصلہ کر لیا کہ سُنی سُنائی کا کیا اعتبار اور پھر ایسی خلاف قیاس بات ہو نہو یہ کسی مفسد کا شگوفہ چھوڑا ہوا ہے جب خود حضور اقدس کے قلم سے اسکی تصدیق ہو گئی پوری کیفیت تو معلوم نہیں تھی نہیں بڑی تشویش ہوئی کہ اب کیا کیا جائے۔ ہرچند طبیعت قبول نکرتی تھی کیونکہ دماغ میں تو آسمانی عیسیٰ کے خیالات گھر کئے بیٹھے تھے مگر آپ کا اقتدار کچھ کچھ امید دلاتا تھا کہ نہیں محض بے وجہ بات نہیں کچھ نہ کچھ وجہ ضرور رکھتی ہے گو کسی معنی سے ہو ورنہ ایسے خدا رسیدہ ہوں اور ایسا وحشتناک خیال۔ نہیں نہیں کچھ بھید ہے۔ نہیں ضرور ہے کیوں بزرگوار و پہلے تو اس بات پر کچھ التفات نہ کیا گیا کیونکہ بے سند تھی ابتو بلکی سند ملگئی فرمائے بادی النظر میں قیاس کیا کہتا ہے کہ دعویٰ نبوت کی بُو آتی ہے یا نہیں ضرور آتی ہے تو کیا اب بھی لب کشائی کا موقع نہ تھا پھر آخر خیالات فاسدہ نے مجھکو کس نے بازر کھا یہ حسن ظن کی ہی خوبی تھی یا کسی اور کی مگر ضدی لوگ اسکو کیوں ماننے لگے آخر وہ بھی تو منہ میں زبان رکھتے ہیں کہہ دینگے کہ مرزا صاحب کی محبت نے اندھا کر دیا اچھا یونہیں سہی ہٹ دھرمی کا تو کچھ علاج ہی نہیں خیر اب دل کو ٹٹول لگی کہ ذرا تفتیش تو کیجئے۔ معاملہ کیا ہے اس سے پہلے کہ مولویانہ صدائیں کان میں آئیں خوش قسمتی سے دو کتابیں ہاتھ آگئیں ایک انوار الاسلام حضور علیہ السلام دوسری تحذیر المومنین حضرت مولانا محمد احسن صاحب فاضل امروہی اللہ اللہ کتابیں کیا گویا ایک انقلاب عظیم کا نقشہ سامنے آگیا جتنا پرانا ذخیرہ دماغ میں جمع تھا اُلٹا نظر آنے لگا اور خیالات میں ایسی گڑبڑ مچی کہ میں کبھی زمین پر کبھی آسمان پر بالکل مبہوت سا ہو گیا مہینوں انہیں خیالات کی اُدھیڑبن میں ڈوبا رہا آخر غور و فکر کے بعد عقل نے تو اُن باتوں کو مان لیا مگر آبائی تقلید کی روک سی طبیعت جھجکتی رہی جس سے میرے رجوع کامل میں تاخیر پڑگئی۔ آخر رفتہ رفتہ وہ مبارک گھڑی آگئی جو اس خیر و برکت سے حصہ ملنے کے لئے مقدر تھی۔ اتفاق ایسا ہوا کہ میں ایک بڑے جنگی پیر کے جال میں گرفتار ہو کر دفعتہً قادیانی مشہور ہو گیا اگرچہ قبلہ حاجات اپنی ذات سے حضور اقدس کے سخت مکفر ہیں اور جلال کیوقت بڑے اصرار سے فرمایا کرتے ہیں "ہم اسکو کافر کہتا ہے ہم اوسکو کافر کہتا ہے" مگر خدا خوش رکھے اور اُن کی آنکھیں کھولے میرے حق میں درحقیقت خضر طریقت ہی نکلے نہ آپ میری فضیحت کا اشتہار دیتے نہ یہ سعادت مجکو نصیب ہوتی ع

عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد

پہلے ہی آپ کی دو ایک چوٹیں مجھپر ہو چکیں تھی اب میری قادیانیت کی خبر اُڑتی تھی کہ ساری لنٹی آپ ہی بگڑ گئی جو جسکے منہ میں آتا تھا واہی تباہی بکتا تھا اور پُرانے مدلحوں کی تو خوب بن آئی گویا ایک شکار ہاتھ لگا۔ خیر مخدوم مکرم تو اپنی قسمت کے جتنے بارے تھے سمیٹ بٹورکے الگ ہوئے اور اب میری باری آئی اور آسمان سے میری حصہ کی رسوائیوں کا جسمانی نزول شروع ہوا۔ ہونے والی بات۔ باوجودیکہ ایک موقعہ پر مجھسے بے تعلقی کی سچی قسم بھی کھلوائی گئی تھی اسپر بھی مصلحتاً میری زبان سے تو بہ توبہ اس امام المسلمین کو برملا کافر کہلا لینے کی خیر خواہوں نے تجویز نکالی کاش اگر وہ مجھکو پھر قسم پر آمادہ کرتے تو قسم کہا لینے سے پھر بھی مجکو کچھ دریغ نہ ہوتا کیونکہ اسوقت تک حضور اقدس سے میرا کچھ تعلق نہ تھا۔ اور اب سنگ آمد و سخت آمد کا مضمون پیش آیا جب میں نے دیکھا کہ اب ہوا بگڑ گئی اور یہ بھولے مومن مجکو بغیر جہنم رسید کئے نہ مانیں گے پس میں انکی خدمت کی گٹھڑی سر سے پھینک پھانک چپکا اپنے گھر میں بیٹھ رہا ؎

کیا ملیگا حجت و تکرار سے	خیر خواہ ہو فائدہ اصرار سے
اک فرشتے کی گردن تکو پکڑ	اے معاذ اللہ اس ہنجار کر
کل خدا کو اسکا کیا دونگا جواب	کیا کہونگا سید ابرار سے
بیٹے چھوڑا منبر و محراب کو	باز آیا جبہ و دستار سے
اب نہیں رہنے کا اس گلشن میں کام	لیجئے بلبل چلی گلزار سے
ہمت ابدال آگئی سر پر بلا	مجھکو شرمندہ نہ کرنا بار بار

ٹھان لی ہے جی میں راضی اب یہی
لو لگائینگے بڑی سرکار سے

نام تو نکل ہی چکا تھا اب کیونکر انگلیاں نہ اٹھتیں پیرجی کے پنجے سے تو نکل گیا عزیزوں کے شکنجے سے کیونکر نکل سکتا تھا پٹھان بھائی تو تھے نہیں کہ خاک ڈال کے بیٹھ رہتے بھلا شیخصاحبان عفرت یا فتگان دربار شاہی کی غیرت گدھے پر چڑھائے بغیر کب مان سکتی تھی تھوڑی سے قیل و قال پر غوغائیاں اُڑنے لگیں اور ایک شور قیامت مچگیا۔ یا اللہ کیا آفت آگئی۔ کسی کا طوطی چہکا "ارے میاں وہ نو دس برس کا چھپا قادیانی نکلا"۔ کسی کی بلبل بولی "اجی قبلہ ایک خط بھی اُسکا پکڑا گیا"۔ کوئی یوں طنبورہ چھیڑ بیٹھا "جس کا نام ناتس کا کام ظاہر قادیان سے تنخواہ پاتا ہے"۔ کسی بیچارے مصیبت کے مارے نے یوں الٹی ڈھلکا کے تانے ہاے علما کی تکفیر کرتا ہے۔ کوئی سیدھا مکے مدینے پہونچا "ارے لوگو غضب ہو گیا رسول اللہ کو گالیاں دیتا ہے"۔ کسی کھلاڑی نے یوں ترپ کے پینترا دکھایا "اجی انتو نماز کا ہی گینڈا بدل دیا"۔ کسی غازی بہادر نے یوں جہادی پھریرا لہرایا۔ "اجی کہاں کا جھگڑا خاتمہ ہی کر ڈالو"۔ کسی دیندار نے یوں خانہ خدا کی آبرو بچائی "بس بس اب مسجد میں اس کا کام نہیں"۔ کسی نے حلف پر حلف اُٹھایا "واللہ کیا سچی قسم کہائی ہے"۔ کسی پر عرش سے گرما گرم وحی اتر آئی "چھیڑو چھیڑ و نماز ین پھیرو"۔ کسی کے کان میں ابو حنیفہ کی روح آکر پھونک گئی "ارے نادانو بی بی کو چھوڑا لو"۔ ایک جو سب اکنگ تھے اس رنگ میں بھی اکنگ رہے "او میاں جانے والے مسافر اپنے گاؤں بند عیسائی ہو گیا" الغرض جتنے منہ اتنی باتیں خوب خوب میری خوش پوشیں اُڑیں اور جہاں تک ہو سکا ان دھوبیوں نے مجھکو خوب دھو دھو کے پاک کیا۔ اور یہیں تک بس نہ کی بلکہ دو ایک ان ہی ہوشیں غیروں کو بھی ملایا گیا پردہ نشینوں کو بھی بھڑکایا گیا و شفتی ہو تو آس مردک کا ناتا رشتہ توڑو حصہ بخرا چھوڑو آج سے اسکا حقہ پانی بند وہ کھنگی اور سب بھائی بند" آفرین آفرین اے شریفوں کے خاندان۔ اے صدیق اکبر کی اولاد۔ اے محراب و منبر کے وارثو۔ یہ فقرے تمہیں کس نے سکھائے یہ ترارے تمہیں کس نے بتائے یہ شوخیاں تم کہاں سے لائے یہ انداز تم نے کس کے اڑائے کیا تمہیں فضیلت نے بھی نہ روکا کچھ بھائی روش نے بھی نہ سمجھایا غیور طبیعت نے بھی کچھ نہ کہا طبیب روح بھی کچھ نہ بولی کیا سب راہیں بند ہو گئیں چاروں طرف سے پتھر پڑ گئے افسوس علم تو تمہارے ہاتھوں سے جا چکا اب اس آخری وقت میں حیا نے بھی جواب دیدیا۔

انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ایکہ بودم از فضولیہا نفور	بود در آئین من بس بی قصور
رو نیاوردم جو سوئے مہلکات	فتنہ آمد رفت از دستم نجات
وائے در راہ سلامت انتقاد	ہر سر من ارہ و تیغ و تبر
یا رب از محرابیان ریں خیرگی	روشنی دلوم حسرید ہم تیرگی
چون مجتہا سیر اند آختند	ملحدی را قادیانی ساختند
اے سر سر نخوت جول رزکیں	قادیانی را بخشم من ببیں
کار دیں را کرر سمت اہتمام	السلام اے خطبہ خوانان السلام

از جماعت بر تنہ معاوم شد
پا یگاہ منبری معلوم شد

ابہی مجکو کچھ ہنسی سی آتی ہو کہ ابھی ان باتوں کو بہت دن نہ گذر نے تھے کہ خود مجکو میرے منہ پانی سے توبہ کی رسی لوٹ آئی اور میں اسی طرح قادیانی کا قادیانی بنا رہا اور یہ خدا کی شان کہ بسم اللہ انہیں سے ہوئی جو گروہ بھر میں سب سے زیادہ لکھو تھا ع

خدا کی شان ہے ایسوں کی حالت ایسی ہوتی ہے

ان سے پہلے مانسوبہ جمتے کیا غضب کیا نہ توبہ کرائی نہ سنتفا پڑھائی یونہیں مجکو مسلمان کر لیا۔ کہدو بھولے باہمن گلے کہانی اُنکی کہا ئیں آورام دوہائی الغرض جوں جوں عزیزوں کے جہاں پلے پڑتے گئے میری معلومات ترقی پکڑتی گئی یہ تو خدا ہی جانتا ہے کہ میں نے دوران تحقیقات میں کس اسلوب سے کام لیا ہے میں دونوں فریق کا طرفدار بنا اسکی بھی وکالت کی اسکی بھی وکالت کی ادھر سے بھی جرح اُدھر سے بھی جرح دونوں کا معترض دونوں کا مجیب خود ہی مدعی خود ہی مدعا علیہ کبھی طرفین کی کتابوں کا مقابلہ کبھی تصنیفات کا مطالعہ کبھی نامعلوم بات کو دوسروں کی [illegible]

کبھی ہوا [illegible] زمانے میں [illegible] کی [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] لگے
لگی جہاں اول بادل تھا [illegible] گیا اور
چودھویں کا چاند [illegible] خدا سے
فرستادہ [illegible] خدا کی [illegible] صدق
دل سے قبول کرکے [illegible] پکار دیا
کہ میں احمدی ہوں - احمدی [illegible] احمدی ہوں
اور یہ [illegible] سب منہ دیکھتے رہ گئے
خدا انکو توفیق دے [illegible] سب میرے
حسن ظن کا نتیجہ تھا جو [illegible] میرے [illegible]
اس [illegible] کہ مولویانہ فتنے سے بال بال
بچ لیا الحمد للہ ثم الحمد للہ -

کیا اب بھی میرے اطمینان میں کچھہ کسر رہ گئی کیا
اب بھی میری تسلی میں کچھہ خامی ہے ہر شخص
کہہ سکتا ہے کہ [illegible] کہوں گا کہ البتہ نہیں
بلکہ ابھی کچھہ [illegible] کی کمزوری باقی ہے -
اچھا یہ [illegible] باوجود ایسی پاک صاف
تحقیقات کے کہ [illegible] ذرہ بھر کدورت نہیں
پھر بھی کبھی کبھی مولوی صاحبان کے ہولناک
فتوے میرے [illegible] دل کو مضمحل کر جاتے
تھے جن سے میرے ذوق شوق میں کچھہ کچھہ
افسردگی آجاتی تھی گو میری معلومات ان
فتووں کو قبول نہ کرتی تھی مگر پھر بھی کچھہ نہ
دھڑکا ضرور لگا تھا اور میں کمبخت طبیعت
کے علاج پر قادر نہ تھا ایک روز کا ذکر ہے
کہ ایک لمبے چوڑے فتوے نے مجھکو ایسا گھبرا
دیا کہ مجھپر آرام حرام ہوگیا بس ایک تدبیر خیال
میں آئی میں حضرت مرزا صاحب اور ان مولوی
صاحبان دونوں کو اپنی اپنی جگہہ پر چھوڑ کر محض
خدا کا ہوکر خدا کے آگے جھک گیا اور اپنی بنی
بگڑی کو بس اسی کے ہاتھہ میں دیدیا کہ اے
دانائے راز تو سینوں کا حال خوب جانتا ہے
میں تجھسے دنیا مانگنے نہیں آیا بلکہ تیری رضامندی
کا طالب ہوں اسوقت جو حق و باطل کا جھگڑا
درپیش ہے اے قادر توانا میری سب طاقتیں
صرف ہوچکیں اور اب میں اندھا ہوگیا - میری
نظر کام نہیں کرتی کسکو چھوڑوں کسکو پکڑوں
دور اہے پر آکر بھٹکا ہوں مجھکو راستہ بتا کدھر کو
جاؤں اے دستگیر دستگیری کر ورنہ میں ہلاک
ہوا میں نفس کی خواہش سے کسی کی پیروی
کرکے جہنمی بننا نہیں چاہتا آج میں اصلاح
نفس پر قدرت رکھتا ہوں جب مرگیا اور احکام
آخرت مجھپر جاری ہوگئے تو اے کریم و رحیم پھر

میں [illegible] انھوں نے کہا اس نقصان کی تلافی کر
[illegible] اولیا انبیا کا میری نگاہوں سے
[illegible] اور جو فریق تیرے نزدیک سچا
[illegible] دلہا دے میری طولانی دعا میں یہ شعر
بھی داخل تھا ؎ سپردم بتو مایۂ خویش را
تو دانی حساب کم و بیش را
وہ [illegible] خالی گئی اور کچھہ اجابت کے آثار ظاہر ہوئے
جب دوسری شام آئی تو پھر وہی ورد مستانہ دعائیں تھیں
اور میں تنہا میں اس کا بسار بندہ نواز کا کس بان ہی شکر ادا
کروں [illegible] اس [illegible] مجیب نے میرے درد بھرے
دل کی [illegible] سن لی اور حق و باطل میں قطعی فیصلہ کردیا
سنئے مجھکو ایسی طرز کا خواب آیا جس میں حضرت
رسول [illegible] اللہ علیہ وسلم کے ایک خواب کی تھوڑی
سی جھلک تھی بھلا ایسی طرز کے خواب دکھائے جانے
میں کیا حکمت تھی اسکا اصلی سبب تو خواب دکھانے
والا ہی جانے مگر میرے خیال میں یوں آتا ہے کہ تا میرے دل کو
تذبذب کی گنجایش نہ رہے اور اسبات کا پورا اطمینان
ہو جائے کہ میرا خواب دخل شیطانی سے بالکل پاک ہے
اور دوسرا فائدہ یہ کہ اس کی تعبیر بھی آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم ہی کی زبان سے ملجائے خواب نبوی صلی اللہ علیہ
وسلم ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایکروز
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ حشر برپا ہے
اور آدمی لباس عمدہ اور نیا پہنے ہیں بعضوں کی آستین بازو تک
ہے بعضوں کی پہنچوں تک بعضوں کی کم ہے اصحاب رضی اللہ عنہم
نے پوچھا اسکی تعبیر کیا ہے ارشاد ہوا کہ پیراہن ایمان ہے
جسکی آستین دراز ہے اسکا ایمان زیادہ ہے" یہ تو معلوم
ہوچکا کہ لباس عمدہ دراز کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا
تعبیر فرمائی ہے تو اب میرا خواب سنئے اگر میں نے یہ خواب
یا اسکے مقدمات جی سے بنائے ہوں تو خدا مجھکو لعنتوں
کی موت مارے میرا خواب میں اپنی بستی کے اندر تین
چار شخصوں کے ہمراہ جنمیں میرے ایک خاندانی عزیز
مسمی علیم الدین بھی ہیں ایک کشادہ راستہ پر جارہا ہوں
اور علیم الدین کے بدن پر ایک نفیس نو بافتہ - ریشمی یا
اونی دوہرے کی چادر ہے میں نے باکنی اور رنے
اُس خوشنما چادر کو پسند کرکے علیم الدین سے اسکا حال دریافت
کیا وہ بولے یہ چادر میں نے قادیان سے منگائی ہے قادیان
کا نام آنا تھا کہ میرا ذوق تازہ ہوگیا اور میں دل ہی دل میں
خوش ہو ہو کہتا ہوں کہ لوگ قادیان سے سودا کرنے لگے
اب قادیان کے نام سے نفرت نہ رہیگی پھر یہ بھی خیال کرتا
ہوں کہ قادیان چھوٹی سی بستی ہے وہاں بھی یہ کارخانہ جاری
ہوگیا اسی کے ضمن میں یعنی کارخانہ کی خوبی میں کچھہ اور بھی
خیالات تھے جنکو میں صفائی سے بیان نہیں کرسکتا تاکہ
عند اللہ مجرم نہ ٹھہروں - عمدہ کپڑے کی تعبیر تو معلوم ہوچکی
کہ ایمان ہے بس دوہری چادر سے میں قوت ایمانی مراد
لیتا ہوں اور علیم الدین سے میرے نزدیک علم دین کی طرف اشارہ

ہے کیونکہ الفاظ سے بھی تعبیر نکالنے کا ایک طریقہ ہے خود حضرت
مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص عقبہ بن نافع
کو خواب میں دیکھکر عقبہ کی تعبیر عاقبت اور نافع کی
تعبیر رفعت کی ہے - یہ حضرت مرزا صاحب کے حقمیں میرا خواب
ہے اب اے ایمان و انصاف کو دوست رکھنے والو تمکو
خدا کا واسطہ اور رسول کا واسطہ اور جسکو تم عزیز رکھتے
ہو اسکا واسطہ مردانہ گواہی دو اگر یہ خدائی فیصلہ مولوی
صاحبان کے حق میں ہوتا تو کیا مجکو حضرت مرزا صاحب کا دامن
چھوڑ دینا نہ پڑتا اور اب جو یہ ڈگری حضور اقدس کو ملی ہے
تو تمکو رب العرش کی قسم ہے سچ بتاؤ اب میں ان مولوی صاحبان
کا کسطرح مقلد رہ سکتا ہوں - انصاف! انصاف!! خدارا
انصاف!!! ناظرین ظاہر تو یہہ ہلکا سا خواب ہے
مگر میری کامیابی پر نظر کرکے میرے دل سے اس کا لطف
پوچھئے میری عجیب حالت ہوگئی طبیعت بار بار وجد
کرتی تھی اور روح سجدہ کرتی ہوئی خدا کے آگے گرتی
تھی دل بھر بھر آتا تھا اور اندر ہی اندر ایک ستھرائی سی
محسوس ہوتی تھی اور خیالوں میں خود بخود کچھہ ایسا سما گیا
کہ آج مجکو اس خدا سے مادر مہربان کی طرح کچھہ خصوصیت سی
ہوگئی ہے اور میرا دل بالکل یقین سے بھر گیا کہ خدا ہے
اب جن مہربانوں نے میرا نام دیوانہ رکھا ہے میری ترقی
دیوانگی کی دعا کریں میں آمین کہونگا ؎
گرائے زاہد دعائے خیر میگوئی مرا ایں گو
کہ ایں آوارۂ کوئے بتاں آوارہ تر بادا
ناظرین سمجھے ہونگے کہ یہہ قصہ ختم ہوچکا نہیں نہیں ابھی
میرے دل کو چین کہاں جب مولوی صاحبان کا قدم درمیان
سے نکلا تو صوفیوں نے میرے حال پر کرمفرمائی کی
اب تازہ خلش یہ پیدا ہوئی کہ اگر اہل قال نے امام وقت
کی معرفت میں ٹھوکر کھائی تو کھائی بیچارے معذور تھے
بھلا ان اہل حال کی نظر نے کشف حقیقت میں کیوں
کوتاہی کی حالانکہ مجھہ ایسے ہیچ و پوچ انسان کو ایک
سچا خواب آکر امام وقت کی شناخت کراجائے اور یہ
صافی مشرب روشن ضمیر نورانی دماغ روحانی آنکھوں
والے جو آسمانی برکات کے اول حقدار ہیں اتنی جھلک
سے بھی محروم رہ جائیں یہ کیسی بو العجبی ہے - یہ خیال یونہی تو
کھٹکتا ہی تھا مگر ایسے وقت میں زیادہ پریشان کرتا تھا
جب کسی پیر جی کے لمبے لمبے مقامات سننے میں آتے
تھے کہ بڑے صاحب نسبت ہیں بڑے صاحب
کشف ہیں ایسے ہیں ویسے ہیں یہانتک سینہ کھلا ہوا
ہے (دروغ برگردن راوی) کہ مریدوں کی قضا و قدر
کے حالات کلیۃً بتا سکتے ہیں - الحمد للہ کہ یہ مشکل بھی حل ہوئی
یعنی ایک روز امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی
کتاب مبدا و معاد کی سیر کرتا تھا ناگاہ ایک مقام پر نگاہ
جا پڑی بس پوری پوری مجکو تسکین ہوگئی بس میں اس
عبارت کو بنظر افادہ عام نقل کئے دیتا ہوں اور خاصکر
اس ضرورت سے کہ شاید کوئی میرا احمدی بھائی میری

طرح صوفیوں کے حال میں متردد ہو تو اسے نجات پا جائے
نقل عبارت مبدا و معاد صفحہ ۵ و ۶ مطبوعہ ۱۳۱۱ھ
مطبع مجتبائی دہلی - قطب ارشاد کہ جامع کمالات
فردیت نیز باشد بسیار عزیز الوجود ست و بعد از
قرون بسیار و ازمنۂ بیشمار ایں قسم گوہرے بظہور
مے آید و عالم ظلمانی از نور ظہور او نورانی میگردد و نور ارشاد
و ہدایت او شامل تمام عالم است از محیط عرش تا مرکز
فرش ہر کسے را کہ رشد و ہدایت و ایمان و معرفت حاصل
میشود از راہ او می آید و از و مستفاد میگردد و بے
توسط او ہیچکس بایں دولت نمی رسد مثلاً نور ہدایت
او در رنگ دریائے محیط تمام عالم را فرو گرفته ست
و آں دریا گویا منجمد ست کہ اصلا حرکت ندارد و شخصیکہ
متوجہ آں بزرگ ست و با اخلاص دارد یا آنکہ آں
بزرگ متوجہ حال طالبی شدہ در وقت توجہ گویا
روزنے در دل طالب کشادہ می شود از ان راہ
بقدر توجہ و اخلاص ازاں دریا سیراب میگردد
و ہمچنیں شخصے کہ متوجہ ذکر الٰہی ست جل
شانہ و بآں عزیز اصلا متوجہ نیست نہ
از انکار بلکہ از نا شناسد ہمیں قسم افادہ
آنجا ہم حاصل میشود لیکن در صورت اولیٰ
بیشتر از صورت ثانیہ است اما شخصے
کہ منکر آں بزرگ است یا آں
بزرگ ازو در بار ست (یہ فقرہ کچھہ سمجھہ میں
نہ آیا شاید چھاپے کی غلطی ہوگی) ہر چند بذکر
الٰہی تعالیٰ و تقدس مشغول ست اما از حقیقت
رشد و ہدایت محروم است ہماں انکار
او سد راہ فیض او میگردد بے آنکہ آں عزیز
متوجہ عدم افادۂ او شود و قصد ضرر او نماید حقیقت
ہدایت از وے مفقود است - صورت
رشد ست صورت بے معنی قلیل النفع ست
و جماعت کہ اخلاص و محبت بآں عزیز دارند
ہر چند از توجہ مذکور و ذکر الٰہی تعالیٰ شانہ خالی باشند نیز
ایشاں را بواسطہ مجرد محبت نور رشد و ہدایت
او میرسد - والسلام علیٰ من تبع الہدیٰ - انتہی
اے مولا کریم میں تیرے اس فضل و رحمت پر نظر کرکے تیرے
آگے ادب سے سر جھکاتا ہوں اور تیرے رسول پاک پر
درود بھیجتا ہوں اے بندہ نواز تا ب تو نے جو ہماری
آنکھیں کھولیں اور امام وقت کی کامل شناخت کرائی
تو اے رحمٰن و رحیم ہم کو اس راہ میں مستقیم رکھہ اور ابتلاؤں
سے بچا اور مصیبتوں میں صبر دے اور ہمارا انجام
بخیر کر اور دنیا و آخرت میں ہمارا کفیل ہو آمین آمین
ثم آمین - وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد و آلہ و
اصحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین +

خلیل الدین احمد راضی صدیقی تلہری

تزکیہ نفس کی سبیل

ذیل میں میں اپنے محترم بھائی میر حامد شاہ صاحب سیالکوٹی کی ایک ضروری اور ازبس ضروری چٹھی چھاپتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ احمدی احباب اسکو پوری توجہ سے پڑھیں گے۔ میں نے ہر سال الحکم کے ذریعہ عام طور پر اور زبانی خاص احباب سے ذکر کیا ہے کہ سالانہ جلسہ کی تقریب پر ریلوی اشتہار ٹیئر سے ضرور رعایتی ٹکٹ حاصل کرنے چاہئیں جس حال میں محکمہ ریلوی ہر قوم اور مذہب کے سالانہ جلسوں کی تقریب پر رعایتی ٹکٹ دیتا ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ قادیان کے سالانہ جلسہ پر رعایتی ٹکٹ نہ مل سکیں۔ خدا کا شکر ہے کہ میری یہ تجویز بار آور ہونے لگی ہے اور سیالکوٹ سے ایک آواز اس کی تائید میں اٹھی ہے۔ امید ہے کہ ہر مقام کے احمدی اس غرض کی تکمیل کی فکر کریں گے۔ اور ابھی سے اسکی کارروائی شروع ہو جانی چاہئیے۔

(ایڈیٹر)

دار الامان میں لنگر کے مصارف میں ترقی اور اسکے بالمقابل آمدنی کی کمی کا سوال اور احمدی جماعت کی توجہ کی محتاجی

میرے عزیز برادران۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ دار الامان کے بزرگوں میں لنگر کے مصارف کے متعلق کمی آمدنی کا سوال گو بہت عرصہ سے دائر ہے۔ اور بارہا حضرت امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے اس بارہ میں برادران سلسلہ کو توجہ دلائی گئی ہے۔ مگر جہاں تک میرا خیال ہے۔ برادران سلسلہ نے اس طرف اب تک وہ توجہ نہیں فرمائی۔ جو ان کو فرمانی چاہئیے تھی۔ ہر ایک موقعہ پر جب کبھی اس کے متعلق ذکر آیا ہے۔ تو حضرت امام صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس مد کی آمدنی کی طرف سے کافی اطمینان ظاہر نہیں فرمایا۔ اس سے پیشتر وقتاً فوقتاً ایک زبردست تحریک کی خدمت ہم میں سے ایک ایسے وجود نے اپنے ذمہ لی ہوئی تھی۔ کہ جس کے اخلاص اور محبت کی قوت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جناب میں اس درجہ تک بڑھی ہوئی تھی کہ جس کا اندازہ کرنا اسی قلب کا کام ہے جو خود اخلاص و محبت اور صدق و وفا میں اس درجہ تک پہونچا ہوا ہو۔ حضرت امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور میں جو قرب اس دلسوز محب کو حاصل تھا۔ وہ اس کی ان عاشقانہ کارروائیوں سے ظاہر ہے۔ جو اپنی زندگی میں اس وفادار خادم نے کیں۔ اس کا روشن دماغ اور پاکیزہ فہم سلسلہ احمدیہ کی ضروریات کے متعلق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قلب مبارک کے ایسا قریب پہنچا تھا۔ کہ ہر ایک ضرورت پیش آمدہ کے لئے عین وقت پر قوم کو اور قوم کے مخلص افراد کو اس ضرورت کا احساس کروانا تھا۔ اس کی زبردست تحریریں اور پر اثر خطوط آئے دن احباب سلسلہ کے دلوں میں جنبش پیدا کرتے رہتے تھے۔ اور اس طرح وقتاً فوقتاً تلافی مافات ہوتی رہتی تھی۔ اور حضور امام پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توجہ اپنے تفکرات سے مکدر نہ ہونے پاتی تھی۔ ہم اس لیڈر قوم مرحوم مولوی عبد الکریم کو کس کس موقعہ پر یاد کریں۔ اے قدیم احمدی کے مخلص خادم! اگرچہ آج وہ ہم کو ہمارے سلسلہ کی ضروریات کی یاد دلانے والا ہمارا پیارا دوست ہم میں نہیں رہا۔ مگر کیا اس پیارے اور مہربان دوست کی یاد کو بھی ہم فراموش کر سکتے ہیں۔ اور اس کی مخلصانہ اور وفادارانہ کارروائیاں ہم کو بھول سکتی ہیں۔ اس لیڈر قوم کی روح ہم میں اپنے بروز کی طالب ہے۔ اور مجھے امید ہے کہ اس مرحوم کے جذبہ محبت سے حصہ لینے والی روحیں تیار ہیں کہ جونہی ان کے کان میں کسی ضروری تحریک کی آواز پہنچے۔ تو وہ اس آواز کو قبول کر کے اس طرح اپنے امام صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خوشنودی حاصل کریں جس طرح ان کے با وفا اور مخلص دوست مولوی عبد الکریم نے حاصل کی۔ وہ کامل جوش جو اپنے مرحوم بھائی کی مخلصانہ کارروائیوں کی یاد سے وہ اپنے دلوں کے اندر پاتے ہیں۔ اس کا معنی خیز اور بھائی کی روح کو خوش کرنے والا نتیجہ یہ ہی ہو سکتا ہے کہ وہ اس کی طرح دل و جان سے حضور امام صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رضا میں محو ہو جائیں اور ان دقتوں کے رفع کرنے میں اسی طرح دل و جان سے کوشاں رہیں جس طرح وہ باہمت دوست درد دل سے کوشاں رہتا تھا۔ اگر اس دل بستگی سے مخلص احباب جہاں کہیں ہوں کمربستہ ہو جائیں تو پھر میں نہیں سمجھتا کہ لنگر کی قلت آمدنی کے متعلق جو شکایت بزرگان دار الامان کے اوقات گرامی کو مکدر کرتی ہے۔ باقی رہ جائے۔ اور حضور امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس مد کی ناقابل اطمینان حالت کے ذکر کی ضرورت ہو۔ برادران سلسلہ! بیشک یہ سچ ہے۔ کہ اس آسمانی سلسلہ کے متعلق مختلف شاخوں سے آپ کے مالوں کا تعلق ہے۔ اور آپ جانتے ہیں۔ کہ لنگر کی مد کے ساتھ شاخوں کا ایسا ہی تعلق ہے جیسا ایک درخت کی شاخوں کو اس کی اصل کے ساتھ تعلق ہوتا ہے۔ باقی شاخیں تو اپنے اپنے کارکن منتظموں کے زیر انتظام ہیں۔ ان شاخوں کی سرسبزی کی فکر تو انہی کارپردازوں کو ہے جن کے زیر انتظام وہ شاخیں رکھی گئی ہیں۔ جو کچھ تشویش انکے متعلق پیدا ہو۔ اسکا رفع کرنا یا کرانا قوم کو متوجہ کرنا انہی منتظمان کے ذمہ ہے اور قوم ان شاخوں سے ایک ایسا فائدہ حاصل کر رہی ہے کہ جس کا قریب ہے تر تعلق قوم کی ترقی اور بہبودی کے لئے نہایت ضروری ہے اور اس طرف سے قوم مطمئن بھی ہے مگر لنگر کی مد ایک ایسی مد ہے۔ جس کا تعلق صرف خاندان نبوت سے ہی ہے۔ اور جس کا انتظام صرف حضور امام پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس ہے۔ اس مد کے متعلق آمدنی کی کمی کا بار حضور مقدس کی ذات پاک پر ہے۔ اطراف واکناف عالم سے جو واردین اور صادرین دار الامان کی پاک سرزمین میں حاضر ہوتے ہیں وہ اسی مائدہ آسمانی پر آکر بیٹھتے ہیں اور حسب مراتب ہر ایک کی خاطر و مدارات اس مائدہ سے ہوتی ہے۔ کون جانتا ہے۔ کہ یہ مہمانداری جو اس صاحب رسالت میزبان کے سپرد ہے۔ کہاں تک پہنچتی ہے۔ اور ہر ایک مہمان کی فکر کس کو ہے خدا کے بھیجے ہوئے مہمانوں کی آمد و رفت کسی وقت کی پابند نہیں سیکڑوں آتے اور سیکڑوں جاتے ہیں۔ خدا کا مرسل اور اس کا عیال کہ اللہ تعالےٰ روزافزوں اس عیال کو ترقی بخشے۔ اس الٰہی سلسلہ میں لازم ملزوم کا حکم رکھتے ہیں برادران آپ غور کریں۔ کہ اس مائدہ آسمانی کی فراخی میں جو درخت کی جڑ ہے۔ کوئی نقص واقعہ ہو جاوے۔ تو باقی شاخیں اپنی سرسبزی اور رونق کو کس طرح قایم رکھ سکتی ہیں۔ اصل کے نقصان پذیر ہونے سے شاخوں کی رونق میں ضرور فرق آسکتا ہے۔ پس سب سے زیادہ فکر اس اصل کے لئے ضروری ہے تاکہ اصل کے قایم رہنے سے درخت کی شاخیں بھی قایم رہ سکیں۔ لنگر کی مد ہی ایک ایسی مد ہے۔ جو حضور مقدس امام زمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خاص سرداری میں کسی مخلص کو شریک ہونے کا خالص ثواب بخش سکتی ہے۔ اور نہایت ہی قریب حضور امام کی خوشنودی حاصل کرنے اور تقرب پانے کا ذریعہ ہے۔ ہم سے جلدی جدا ہو جانے والے مرحوم وفادار خادم مولوی **عبد الکریم** صاحب کی نہایت ہی قبول ہونے والی اس مد کے متعلق خاص تحریک تھی اور اس مد کے متعلق حضور رسالتمآب کا ہاتھ بٹانے سے مرحوم نے ایک کامل اخلاص پیدا کر کے امام کے پاک دل میں اپنا گھر کر لیا تھا۔ اس مد کے اخراجات روز افزوں کو ہر وقت وہ خاص نظر سے مشاہدہ کرتے رہتے۔ اور اس فکر میں لگے رہتے تھے کہ اس تشویش کو حضور مقدس کے قلب نبوت کے نزدیک نہ آنے دیں۔ خود تحریک کرتے اور خود ہی ضروریات پر آئے دن قلم کو حرکت دیتے رہتے تھے۔ کیوں نہ ہو۔ جب خود قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ یہ فرماتا ہے۔ **خذ من اموالھم صدقۃ تطھرھم وتزکیھم بہا** تو عبد الکریم کیوں اس حکم کے اجراء میں کہ جب سچا حقدار اور مصداق اس آیت کا موجود ہو۔ نہ دل سے کوشش کرنے والا نہ ہوتا۔ برادران قوم سچ پوچھو۔ تو اس مرحوم نے آپ پر بڑا احسان کیا کہ آپ کے تطہیر و تزکیہ میں جو بذریعہ مال ہونا ضروری ہے۔ امداد دی۔ اللہ تعالےٰ اس کو جزا خیر دے۔ اور بہشت بریں میں اس کی ترقی درجات کرے۔ اب وقت ہے کہ ہم لوگ اس کی مخلصانہ خدمت کا نمونہ سامنے رکھ کر ایسی قوت میں کہ حضور امام کو اس مد لنگر کے لئے فکر مند ہونا پڑتا ہے اور اس کی کفالت خاندان رسالت کا خاصہ ہے۔ ہر روز کی تشویش کے دور کرنے میں مصروف ہو جائیں اور جماعت احمدیہ کے ہر حلقہ میں ایک خاص انتظام لنگر کی آمدنی کے بڑہانے کا کیا جاوے۔ اور ایسی تجاویز سوچی جاویں۔ کہ جن سے آئندہ حضور امام صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس بار فکر سے سبکدوش کیا جاوے۔ اور جب تک حضور اس کے متعلق کامل اطمینان ظاہر نہ فرماویں اس کی امداد میں کوئی پہلو نہ اٹھا رکھا جاوے اے احمدی قوم کے فہیم اور زیرک لوگو دیکھو آپ

نے بیعت کرتے وقت کیا اقرار کیا ہے - اپنی پہلی عزت وآبرو اور وجاہت کو آپنے قربان کیا - سب وہ دنیا جو دین کے کام کی نہ ہو آپ لوگوں نے اس سے علیحدہ ہو جانے کا عہد باندھا ہے۔ اب آپ ان العهد کان مسئولا کے نیچے [illegible] - بھائیو! عزیزو! دوستو! اس اپنی ذمہ داری کا خیال کرو - دیکھو کس مقام سے کس [illegible] پہنچنے کا ارادہ ہے - جس راستہ پر قدم [illegible] ہوئے ہو اس کا زاد راہ کیا ہے - [illegible] مالوں کا خرچ کرنا اور خدا کی راہ میں پانی کی طرح بہانا بڑی ہی فراخ دلی کو چاہتا ہے [illegible] آپ خوب سمجھتے ہیں کہ یہ کٹھن منزل اور یہ گھاٹی اس خون جگر کہانے کے بغیر طے ہی نہیں ہوتی - فلا اقتحم العقبة ٥ وما ادرٰک ما العقبة ٥ فک رقبة ٥ او اطعٰم فی یوم ذی مسغبة ٥ یتیما ذا مقربة ٥ او مسکینا ذا متربة ٥ اس مائدہ آسمانی پر بیٹھنے والے مجموعہ میں یتیمی - مساکین اور مسافرین [illegible] جن کا میزبان خدا کا مرسل ہمارا امام [illegible] والوں کے بھیجنے میں کیا دریغ ہے [illegible] ایسے مامور کی تابعداری میں پورے [illegible] - قرآن کریم کی اطاعت ہر ایک پہلو [illegible] کی اطاعت میں ہے - [illegible] کان من الذین آمنوا وتواصوا بالصبر وتواصوا بالمرحمة اولٰئک اصحٰب [illegible] احمدی خاندانوں کی پاک دامن بی بیو [illegible] کی نسبت [illegible] نازک نظاروں [illegible] زیادہ متاثر ہونے والی ہو - اس [illegible] پر نظر ڈالو - جو حضور امام صادق [illegible] میں حاضر ہوتی ہے - تمہاری خیرات [illegible] اس سفرۂ عام میں شامل ہونا چاہئے [illegible] تمہارے درد بھرے دل کیوں پہلو میں بے قرار نہیں ہوتے - جب تم دیکھتی ہو کہ لنگر کی قلت آمدنی اس مائدہ پر بیٹھنے والوں کی دلشکنی اور ان کے مسیح موعود میزبان کی تشویش کا باعث ہوتی ہے - اے شریف گھرانوں کی پاک دامن خاتونو! در بھرے گھروں کی زینتو! اٹھو اور اسی فطرتی درد محبت اور ترس کو لیکر اٹھو اور اپنے دسترخوانوں کا حصہ اس سفرۂ عام پر رکھو جو مسیح موعود نے خدا کے حکم سے تمہاری اور تمہاری قوم کے حاجتمندوں اور محتاجوں کی بہتری کے واسطے اسلام کی عزت کے لئے بچھایا ہے - اس روحانی مائدہ کی قدر دانی کا یہ تقاضا ہے - کہ حضور امام پاک کے دسترخوان

پر حاضر ہونے والے سب کے سب خواہ ابن السبیل ہوں - یتامیٰ ہوں - مساکین ہوں کوئی ہو - سب ملکر اس سفرۂ عام سے حصہ پاویں - چونکہ قلت آمدنی کی شکایت باوجود اس کے کہ احمدی جماعتیں کم و بیش رقومات مدلنگر میں داخل کرتی ہیں برابر رہتی ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے - کہ کافی امداد اس مد میں نہیں پہنچتی - اس کمی کے رفع کرنے کے علاوہ ان مقررہ رقومات کے جو قدر قلیل ارسال کی جاتی ہیں - ایک خاص تجویز کی ضرورت ہے اور وہ تجویز دار الامان کے بعض بزرگوں اور دیگر اہل الرائے خادموں کے مشورے سے یہ قرار دی گئی ہے - کہ جب ماہ دسمبر میں بڑے دن کی تعطیلوں میں احمدی برادران کا اجتماع ہوا کرے تو سالانہ چندے کی فہرست اس مجمع میں بغرض امداد اخراجات لنگر کھولی جائے - اور یہ روپیہ دست بدست اسی وقت نقد وصول کر کے اس مد میں جمع کر دیا جاوے تاکہ اس قلت کا جو مقررہ چندوں کے ارسال میں قدرتاً رہتی ہے - معاوضہ ہو سکے اگر جملہ احباب اس وقت کم و بیش رقم اپنے زاد راہ پر ایزاد کر لیں - یا کسی اور تدبیر سے مثلاً واپسی ٹکٹ بنصف قیمت پہ لینے سے کچھ روپیہ پس انداز کر سکیں - تو وہ اس سالانہ چندے میں داخل کر دیں - چونکہ ان ایام میں عموماً جلسوں پہ جانے والے بزرگوں کو اپنی فیاضی اور دریا دلی سے سرکار بھی رعایت کرتی ہے اگر ایسی رعایت دار الامان کے سفر کا جلسہ کو حاصل ہو سکے - تو وہ اس سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں - اور اس رعایت سے پس انداز کی ہوئی رقم کسی کار خیر میں داخل کر دی جائے - اس سے امید ہے کہ اس مد کے متعلق قلت آمدنی کی شکایت ضرور کچھ رفع ہو جائیگی - اور مجموعی طور پر کل جماعت کے ہر حالت کے افراد کے لئے آسانی ہو گی اور حضور امام کی سچی اور عام خوشنودی حاصل کرنے کا فخر ہر ایک کو حاصل ہوگا یہ خط بذریعہ اخبار شائع کیا جاتا ہے - کہ سب احباب ملکر اس پر غور کریں اور آیندہ اگر اسی تجویز پر عمل درآمد ہونے کی ضرورت ہو - تو اس کی منظوری سے اطلاع دیجائے - اور پھر ہر ایک اہل الرائے بزرگ کا حق ہے جو حسن تدبیر وہ کر سکے - تاکہ اسی سال کے سالانہ جلسہ ماہ دسمبر میں مجموعی اتفاق سے اسی پر عمل درآمد شروع ہو جائے - مجھے امید ہے

کہ بزرگ ایڈیٹران اخبار الحکم و بدر اس کو اپنے قابل قدر اخباروں کے کالموں میں جگہ دے کر جملہ برادران سلسلہ کی رائے حاصل کرینگے تاکہ جلسہ ماہ دسمبر سال حال سے پیشتر ہی فیصلہ ہو جائے - اور پھر جلسہ پر کارروائی وصولی چندہ سالانہ شروع کر دی جائے - فقط -

حضور مسیح موعودؑ کا عاجز خادم اور احمدی برادران کا دعاگو خاکسار **میر حامد شاہ** از سیالکوٹ - یکم اکتوبر ۱۹۰۶ء

وصیّت

(۱) میں مسمی الٰہی بخش ولد فضلدین قوم حجام ساکن سمبڑیال ضلع سیالکوٹ تحصیل ڈسکہ حال اسسٹنٹ اسٹیشن ہیڈ گروٹ ٹریفک ڈسٹرکٹ بٹھنڈہ - نارتھ ویسٹرن ریلوی -
بقائمی ہوش و حواس خمسہ بلا جبر و اکراہ اپنی خوشی اور رضامندی سے آج بتاریخ ۸ مارچ ۱۹۰۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں اور لکھے دیتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد اس وصیت پر عمل ہو -
(۲) میں اقرار کرتا ہوں کہ میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب سلمہ مسیح موعود رئیس قادیان ضلع گورداسپور کے کل دعاوی پر صدق دل سے ایمان رکھتا ہوں - اور ان کا مرید اور پیرو ہوں۔
(۳) میں اقرار کرتا ہوں - کہ میں نے رسالہ الوصیت جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کیطرف سے بتاریخ ۲۴ دسمبر ۱۹۰۵ء شائع ہوا ہے تمام و کمال پڑھ لیا ہے - میں ان ہدایات کا جو اس میں درج ہیں - پابند ہوں - اور ایسا ہی ان تمام ہدایات قواعد و ضوابط کا پابند ہونگا جو رسالہ الوصیت کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے یا ان کی مقرر کردہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کی طرف سے بہشتی مقبرہ واقع قادیان کے متعلق یا دیگر اغراض انجمن مذکور کے متعلق شائع ہوئی ہیں - یا آئندہ شائع ہونگی - میں ان تمام کا اور ایسا ہی میرے ورثاء میرے بعد ان تمام ہدایات اور ضوابط اور قواعد و شرائط مشتہرہ انجمن مذکور کے معاملہ وصیت ہذا میں پابند رہینگے -
(۴) میرا اس وقت جو ریلوی پراویڈنٹ فنڈ میں پانچسو روپیہ ہے جس میں میرا کوئی شریک نہیں - میں آجکی تاریخ اسکی ۱/۳ حصہ کے متعلق یہ وصیت کرتا ہوں - کہ کل رقم کا ۱/۳ حصہ یعنے مبلغ ۱۶۶ روپیہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کے سپرد کیا جاوے - میرے کسی وارث کو خواہ وہ احمدی ہو خواہ غیر احمدی میری اس وصیت کردہ جائداد سے کوئی تعلق نہیں - اور چونکہ اس فنڈ میں میری تنخواہ سے کاٹ کر جمع کیا جاتا ہے - سو میری حیات کیساتھ جتنی رقم اس فنڈ میں بڑھتی جاوے گی - اسکی مالک بھی انجمن مذکور ہے - یعنے خواہ یہ کتنی رقم ہو سبکا ۱/۳ حصہ صدر انجمن احمدیہ کے سپرد کیا جاوے -
(۵) میں اقرار کرتا ہوں - کہ اگر آجکی تاریخ کے بعد میں اور کوئی جائداد مذکورہ بالا جائداد کے علاوہ فاضلہ کے متعلق کی بھی میری یہی وصیت ہے - جسکا ذکر میں نے فقرہ ماسبق (نمبر ۴) وصیت میں کیا ہے - میں ایسی جائداد کی وقتاً فوقتاً انجمن مذکور کو اطلاع دیتا رہونگا -
(۶) میں یہ بھی وصیت کرتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد میرا جنازہ احمدی جماعت پڑھے اگر میں قادیان میں فوت نہ ہوں - تو احمدی جماعت میری نعش کو ایک صندوق میں بند کر کے حسب ہدایات انجمن مذکور جو شائع ہو چکی ہیں یا آیندہ شائع ہونگی - دار الامان قادیان میں پہنچاوے - اور وہاں مجلس کارپرداز مصالح قبرستان کے سپرد کی جاوے
(۷) میری یہ بھی وصیت ہے - کہ میری تجہیز و تکفین اور میری نعش کو قادیان شریف پہنچانے اور وہاں دفن کرنے کے متعلق جسقدر خرچ اخراجات ہوں ان اخراجات کی متکفل میری یہ جائداد وصیت کردہ جسکا میں نے فقرہ چہارم و پنجم میں ذکر کیا ہے - ہرگز نہیں - ان اخراجات کا حسب مشورہ مجلس کارپرداز مصالح قبرستان اندازہ کر کے میں رقم اخراجات کو مجلس مذکور کے حوالہ کر دوں گا جسکا اعلان میں مجلس کیطرف سے کرا دونگا - اور اگر ان اخراجات کے لئے میں کوئی رقم اپنی زندگی میں الگ نہ کر سکا ایسا ہی اگر وہ رقم ادا کردہ اصلی اخراجات سے کم ہوئی - تو میری دیگر متروکہ جائداد جس میں یہ وصیت کردہ شامل نہ ہو گی - ان اخراجات کے ادا کرنے کی ذمہ دار ہو گی - جو میری روح کے نجات کا باعث ہونگی اور میرے ورثاء ان اخراجات کو اہم اور جائز ضرورت سمجھینگے -
(۸) میں یہ بھی اقرار کرتا ہوں - کہ میں نے یہ وصیت صرف ابتغاء لوجہ اللّٰہ کی ہے - اگر حالات آیندہ کے ماتحت جنکا مجھے اس وقت علم نہیں - میری نعش مقبرہ بہشتی میں دفن نہ ہو سکی - تو اس صورت میں بھی میری یہ ہی وصیت جو اپنی جائداد کے متعلق کی ہے اور جس کا ذکر فقرہ نمبر ۴ و ۵ میں کیا گیا ہے درست اور قائم رہیگی - لیکن یہ ضروری ہوگا کہ میری نعش کو مقبرہ بہشتی میں پہنچانے کی کوشش کی جاوے - البتہ امانت کے طور پر کسی اور جگہ دفن کیجا سکتی ہے -
(۹) یہ کہ اگر حسب فقرہ ۸ میری نعش مقبرہ بہشتی میں دفن نہ ہو سکی تو جو اخراجات متعلق انتقال نعش میں جمع کرا چکا ہونگا یا میری جائداد متروکہ سے وصول ہونے تھے ان کو بھی وصول کرنے اور خرچ کرنے کا اختیار میرے ورثاء کو نہ ہوگا - بلکہ مجلس کو ہوگا - فقط

الراقم **الٰہی بخش** ولد فضلدین سمبڑیالی حال اسٹیشن ماسٹر ڈگرو - ریلوے بٹھنڈہ -

گواہ شد
بیلی رام ولد لالہ [illegible] مل کہتری نور محل ضلع جالندھر

ایڈیٹر وطن کی اشاعت کفر پر فتویٰ

میںنے مولوی انشاء اللہ خان صاحب **ایڈیٹر وطن** کی اس مذموم اور قابل نفرت تجارت کا راز افشاء کر دیا ہے جو انہوں نے **کفریات** کے بیچنے کے رنگ میں شروع کی تھی۔ اپنی کھلی چٹھی میں میںنے مسلمان **اخبار نویسوں** کو اسلام کی حمیت اور حمایت کا واسطہ دیا تھا کہ وہ اپنے اخبارات کے ذریعہ مولوی انشاء اللہ خاں صاحب کی اس خطرناک کارروائی سے مسلمانوں کو آگاہ کریں مگر میں افسوس سے ظاہر کرتا ہوں کہ بجز چار اخباروں کے کسی نے اسپر نوٹس نہیں لیا۔ جس سے ان **اسلامی اخبارات** کے مقاصد کی حقیقت بھی کھلتی ہے۔ خصوصاً **اخبار وکیل**۔ روزگار اور رسالہ انجمن حمایت اسلام وغیرہ نے جس خاموشی سے کام لیا ہے وہ ان کے اس عمل کو مولوی انشاء اللہ خاں صاحب کی تائید میں دکھاتی ہے۔ اور مولوی انشاء اللہ خانصاحب نے جو جواب اس کھلی چٹھی کا دیا ہے وہ پبلک میں آچکا ہے۔ اور روزانہ پیسہ اخبار نے جس انصاف پژوہی سے اسپر ریمارک کیا ہے وہ قابل قدر ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ مسلمان اخبار نویس کب تک **یار پروری** سے کام لیں گے۔ اور مولوی انشاء اللہ خاں کو اس حرکت نامناسب سے نہ روکیں گے۔ اب وقت آگیا ہے کہ ان قومی اور مذہبی حمایت کے دعوے داروں کو اصلی رنگ میں پبلک کے سامنے کھڑا کر دیا جاوے۔ میں پھر ایک بار **وکیل**۔ روزگار اور دوسرے معزز مسلمان اخبار نویسوں کو خدا تعالیٰ کی قسم اور انکے فرض کا واسطہ دیتا ہوں کہ وہ اس شرمناک کارروائی سے مسلمان پبلک کو آگاہ کریں۔ اور اگر انہوں نے پہلے یار فروشی کی ہے تو اب اسکی تلافی کریں۔ حق کہنے سے ان کی زبان اور قلم **رکتا** ہے اگر سلسلہ عالیہ احمدیہ کے خلاف ذرا سا بھی مضمون مل جائے تو اسے پہاڑ بنا کر دکھاتے ہیں اور مولوی انشاء اللہ خانصاحب کی اس حرکت بے جا پر پردہ ڈالنا چاہتے ہیں۔ میںنے کسی گذشتہ اشاعت میں یہ بھی ظاہر کیا تھا کہ میں عنقریب مولوی انشاء اللہ خانصاحب کے اس فعل پر ایک فتویٰ شائع کروں گا۔

میں ابھی اس فتوے کو مرتب کر کے علماء کے پاس بھیجنے ہی کو تھا کہ **الہ آباد** سے ایک فتویٰ طیار ہو کر چھپنے کے لئے آگیا۔ میں ان **علماء اسلام** کی صاف گوئی کا شکر گذار ہوں۔ کہ انہوں نے دیانت داری سے کام لیا۔ استفتا میں کوئی امر ایسا پیش نہیں کیا گیا جس میں اصل عبارت اشتہار مولوی انشاء اللہ خاں اور میری کھلی چٹھی کی درج نہو۔ فتوے دینے والے علماء ان مسلمانوں کے مسلمہ عالم ہیں جو سلسلہ عالیہ کے مخالف ہیں اسلئے یہ فتویٰ عام مسلمانوں کے نزدیک نہایت ہی قابل قدر ہے۔ میں اس کے بعد علمائے پنجاب کا فتویٰ بھی انشاء اللہ العزیز شائع کرونگا۔ اور اسوقت تک اس سلسلہ کو نہیں بند کرونگا جبتک مولوی انشاء اللہ خانصاحب علانیہ اپنا توبہ نامہ وطن میں نہ شائع کریں اور اپنی غلطی کا اعتراف نکریں۔

مولوی انشاء اللہ خاں کو میں پھر نیک نیتی سے کہتا ہوں کہ وہ اپنی دین اور دنیا کی اصلاح کے لئے ان کفر آمیز کتابوں کو اپنے سٹاک سے نکال ڈالیں اور آئندہ انکی فروخت بند کریں + انکے دوست احباب بھی انہیں سمجہائیں کہ وہ اس بے جا ضد سے توبہ کریں۔ میں اب اصل **فتویٰ** شائع کرتا ہوں اور معزز معاصرین **پیسہ اخبار** (روزانہ و ہفتہ وار) - وکیل - ایڈنگو ورتہ بھلہ - زمیندار - اہلحدیث - روزگار - اہل فقہ - کرزن گزٹ - النجم - رسالہ حمایت اسلام - انوار الاسلام - وغیرہ سے امید ہے کہ وہ اس فتویٰ کو شائع کر دیں گے۔ [illegible] فتوے سے [illegible]

فتویٰ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

زید ایک مسلمان ہے اور مولوی کہلاتا ہے۔ اوس نے ایک اشتہار بغرض تجارت کتب انگریزی کی فروخت کا دیا جسمیں سر ولیم میور صاحب عیسائی مصنف کی وہ کتابیں بھی ہیں جو بانی اسلام اور اسلام کے خلاف میور صاحب نے لکھیں اور **زید** اون کتابوں کو اصلی قیمت سے بھی زیادہ قیمت پر فروخت کرتا ہے اور اپنی مقررہ قیمت کو رعایتی بتلاتا ہے۔ چنانچہ اوس کے اشتہار کے یہ الفاظ ہیں:-

"کئی سو **نادر** اور **مفید** انگریزی کتب کی رعایتی قیمت کی مفصل فہرست "
" ½ کا ٹکٹ بھیجکر منگوائیے۔ ان میں سے چند کے نام حسب ذیل ہیں۔ "
"(۲) سر ولیم **میور صاحب** سابق لفٹنٹ گورنر صوبجات متحدہ کی اعلیٰ "
" دیگر تالیفات بہ تفصیل ذیل ہیں۔ (**الف**) سوانحعمری رسول مقبول اصلی "
" قیمت عـہ رعایتی ـہ (**ب**) خلافت اسلامی۔ اصلی قیمت [illegible] "
" رعایتی قیمت عـہ۔ (**ج**) سورسز آف اسلام۔ اصلی قیمت [illegible] رعایتی "
" للعہ۔ (**د**) محمڈن کنٹرا ورسی۔ اصلی قیمت لعہ رعایتی ـے۔ (ھ) [illegible] "
" اصلی لعہ رعایتی ـے۔ (**و**) غدر ہند۔ اصلی قیمت [illegible] رعایتی ـہ "
" انتہیٰ بلفظہٖ بقدر الحاجۃ "

زید کے اس اشتہار کو دیکھکر عمرو ایک دوسرے مسلمان نے مندرجہ ذیل مضمون شائع کیا

مسلمانو! خبردار رہو۔ آنحضرت صلعم پر فدا ہو جانے والو! اور سرور عالم کو صاحب خلق عظیم اور انسانِ کامل یقین کرنے والو! کیا تم جانتے ہو کہ **میور صاحب ایک سخت متعصب پادری ہلنش مصنف تھے** اور اونسے لائف آف محمد (سوانح عمری) میں آنحضرت صلعم کی پاک اور مطہر سیرۃ پر گندے اور ناپاک سے ناپاک اعتراض کئے ہیں میں جانتا ہوں مسلمانوں کا تعلیم یافتہ گروہ اور پادریوں سے مذہبی مناظرہ کا واقفکار طبقہ علماء اس سے خوب واقف ہے کہ اسلام کے خلاف جیسی خطرناک اور زہریلی تحریر میور کی ہے **فنڈر اور فورمن کی بھی نہیں ہے**۔ میں یقین نہیں کرتا کہ کوئی مسلمان جو آنحضرت صلعم کے ساتھ دلی عقیدت اور **محبت** رکھتا ہے اس کتاب کو دیکھنا بھی گوارا کرے۔ ایسا ہی اوس نے ایک کتاب عیسائیوں کیلئے بطور رہنما اور رہبر کے لکھی ہے جسمیں اوس نے مسلمانوں کے ساتھ مباحثہ کرنے کا اصول اور ڈھنگ سکھایا ہے اور اعتراض بتائے ہیں غرض اوسنے جسقدر تالیفات **اسلام یا آنحضرت صلعم** پر لکھی ہیں اون کی غرض اور غایت **اسلام کی مخالفت اور آنحضرت صلعم پر حملے کرنا ہے**۔ اسی طرح پر ایک ہندستانی ہیں۔ جنہوں نے ینابیع الاسلام جیسی زہریلی اور **کفر سے بھری ہوئی کتاب فارسی میں** لکھی ہے۔ اور اسکا انگریزی ترجمہ (سورسز آف اسلام) میور نے کیا ہے۔ یہہ کتابیں جو **اسلام کی جانستان دشمن ہیں** اور جبکہ پادری لوگ مفت تقسیم کرتے اور نہایت سستے داموں فروخت کرتے ہیں۔ اب مولوی **زید** صاحب نے مسلمان کہلا کر اور مسلمانوں کا خیرخواہ بنکر ان کتابوں کی **اشاعت اور فروخت کا اہتمام اپنے ہاتھ میں لیا ہے**۔

آہ! اسلام کیلئے کیسا دردناک منظر سامنے ہے کہ ایک شخص جو مسلمان [illegible] مسلمانوں کے [illegible] کا شا جاتا ہے

اور اسلام کو تختہ دنیا سے مٹانا چاہتا ہے - میں یہہ بھی ظاہر کرنا چاہتا ہوں کہ زید نے یہی نہیں کہ ان کتابوں کے بیچنے سے پادریوں اور کفر کو مدد دی اور اسلام کی تذلیل اور تخریب کی سعی کی ہے بلکہ مسلمانوں کے گاڑھے پسینے کی کمائی کو بھی ہڑپ کرنا چاہتا ہے اور اون کے ایمان اور مال دونوں پر ناحق ضایع کرنیکی ٹھان لی ہے۔ میور صاحب کی لایف آف محمد (سوانحعمری رسول مقبول) کی اصل قیمت جسپر پادری بیچتے ہیں اور خود لاہور میں راما کرشنا صاحب تاجر کتب اسے فروخت کرتے ہیں صرف آٹھ روپیہ ہے مگر زید اسے رعایتی قیمت عہ پر بیچتا ہے اور اوسکی اصلی قیمت عہ روپیہ بتاتا ہے میور کی خلافت کی قیمت چھہ روپیہ ہے اور زید اسکی قیمت عہ ظاہر کرکے عہ پر بیچکر مسلمانوں پر احسان کرتا ہے ینابیع الاسلام (سورسز آف اسلام) کی اصلی قیمت عہ ہے لیکن زید اصلی قیمت چھہ روپیہ ظاہر کرکے للعہ پر بیچتا ہے پس مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ زید سے اجتناب کریں اور اوس کی تحریروں کو نفرت کی نگاہ سے دیکھیں جب تک وہ توبہ نہ کرے اور اسکا خاص کفارہ ندے ۔ انتہے بلفظہ بقدر الضرورت۔

زید یہہ بھی کہتا ہے کہ قربانی کی بجائے قربانی کا روپیہ حجاز ریلوی میں دیا جاوے اور قربانی نہ کیجاوے - اور اسکا یہہ بھی عقیدہ ہے کہ مسلمان مسلمانوں سے سود لے لیں تو خلاف منشاء الٰہی نہیں چنانچہ زید کے الفاظ یہہ ہیں " سود کی ممانعت کی اصل [illegible] ہے - ایک مسلمان کو روپیہ کی ضرورت ہے اور اوسے بازار سے کسی طرح [illegible] کم سود پر قرض نہیں مل سکتا اور اور کوئی مسلمان بطور قرض حسنہ روپیہ [illegible] تو اگر مسلمان اوسے محض بخیال ہمدردی و تعلق اسلامی [illegible] سے تو کیا اوس نے منشاء الٰہی کے خلاف کیا ؟ یا امر [illegible] [illegible] سے پورا کیا ؟ حالات زمانہ اور کمبخت قومی [illegible] [illegible] اگر وہ استفادہ [illegible] کہ بالکل بلا منافع دے تو کیا اس [illegible] کو [illegible] جاتے جب کا یہی نتیجہ [illegible] اور مسلمان [illegible] بغیر انعام سے [illegible] [illegible] اسلام [illegible] ہیں [illegible] مسلمانوں کے صریح نقصان عین مقتضاء اسلام قرار [illegible] انتہی بلفظہ۔

پس

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین زید کے حق میں - جو مخرب اسلام و مکذب خیر الانام صلعم کی کتابیں جنکو محض اسلام اور بانی اسلام فداہ ابی و امی کی توہین و تذلیل کی غرض سے عیسائیوں نے تصنیف کیا ہو مسلمانوں کے ہاتھہ بازاری قیمت سے زیادہ قیمت پر فروخت کرے اور پھر اوسکو رعایتی قیمت کہہ کر مسلمانوں پر احسان بھی رکھے اور ذاتی نفع کے واسطے اپنے اشتہار میں اس امر کا اشارہ تک بھی نکرے کہ یہ کتابیں مخالف اسلام لکھی گئی ہیں انکو صرف ایسے مسلمان خریدیں جو اہل علم روشن خیال ہوں اور جواب لکھنے کا ارادہ رکھیں دوسرے مسلمان نہ خریدیں تاکہ ہر مسلمان زید کی نیک نیتی سے واقف ہوکر ایسی زہریلی کتابوں پر روپیہ ضایع کرکے بربادی ایمان کے اسباب نہ خریدے - بلکہ برخلاف ایسی تصریح کے جو متقی مسلمان کا فرض ہونا چاہئے تہا - ان کتابوں کو نادر - اور مفید اور اسلامی کتب ظاہر کرے - حالانکہ عیسائی کبھی وہ کتابیں جو ان کے مذہب کے خلاف مسلمان شائع کرتے ہیں جیسے کہ اعجاز عیسوی و ازالہ اوہام مولوی رحمۃ اللہ مہاجر مرحوم و استفسار و پیغام محمدی وغیرہ ہیں - فروخت نہیں کرتے - مگر زید میں عیسائیوں جیسی غیرت و حمیت بھی نرہی کہ ایسی کتب کی تجارت شروع کردی نیز زید کا یہہ بھی عقیدہ ہے کہ مسلمان اگر غیر اقوام سے کم سود پر مسلمانوں کو قرضہ دیں تو خلاف منشاء الٰہی نہیں بلکہ کسیقدر منشاء الٰہی اس سے پورا ہوتا ہے - نیز زید یہہ بھی کہتا ہے کہ قربانی نہ کیجاوے اوسکا روپیہ حجاز ریلوی میں دیدیا جاوے اور خود اوس کا عمل بھی یہی ہے - آیا ان عقاید و اعمال کیساتھ زید متبع رسول صلعم اور مومن حامی اسلام مسلمان ہے یا کافر ضال مضل دشمن اسلام -

اور زید و عمرو ہر دو میں سے کون تابع قرآن و اسلام ہے اور کون مخالف - جواب دلائل شرعیہ سے بہ ثبت مہر و دستخط تحریر فرماکر عند اللہ ماجور اور عند الناس مشکور ہوں۔
والسلام معروضہ ۱۰ - شعبان المعظم ۱۳۲۴ ہجری مطابق ۷ - اکتوبر ۱۹۰۶ء

السائل

عاجز محمد عثمان ہیڈ ڈرافسمین الہ آباد ریلوی۔

الجواب و اللہ الموفق للصواب

زید کے بعض عقائد و اعمال موجب کفر ہیں اور بعض موجب فسق بہرحال زید کافر ضال و مضل دشمن اسلام ہے - اور عمرو متبع قرآن و اسلام واللہ اعلم و علمہ اللہ اتم ۔ ... ...

محمد بشیر عفی عنہ

الجواب حق

۱۳ اعزلہ السلام محمد عبد ۱۲۹۹

الجواب صحیح

ابو الحسن محمد ۱۳۰۵

الجواب صحیح

عبد الاحمد عفی عنہ

الجواب

اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ

جیسے یہہ کتب فروخت کرنے پر وعید شدید ہو اسی طرح ہو بلکہ اس سے بھی زیادہ سخت وعید کے مستحق ہیں وہ کتب فروش اور وہ مدرسین جو مقابلہ میں کتاب و سنت مطہرہ کے دواوین مثل صحیح بخاری و مسلم وغیرہ صحاح کے کتب رائے و قیاس و تقلید کے اثبات کے فروخت کرتے ہیں اور سنت نبوی کو رد کرتے اور کراتے ہیں اور پڑھتے اور پڑھاتے ہیں اور توحید الوہیت اور سنت محمدیہ کی تذلیل و تحقیر کرتے اور کراتے ہیں زاد المعاد فی ہدی خیر العباد میں لکھا ہے بت فروش اور کتب رائے و قیاس و منطق و فلاسفہ وغیرہ خلاف اسلام فروش اثم حق ہیں اور سود لینا اور دینا زیادہ خواہ کم بہرحال حرام ہے وحرم الربوا - الآیہ - غرضکہ زید ہو خواہ غیر ہو خلاف کتاب و سنت کے معاونت کرتا ہے اوسکو جلد توبہ کرنی چاہئے ورنہ قیامت کے دن سوا حسرۃ اور افسوس کے کچھہ نہ ہوگا - قال اللہ تعالے ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان واللہ اعلم بالصواب حررہ العاجز ابو محمد عبد الوہاب الملتانی نزیل الدہلی تجاوز اللہ عن ذنبہ الخفی والجلی ۱۳۲۴ ہجریہ علی صاحبہا افضل صلوٰۃ وازکی تحیہ - ....

ابو محمد عبد الوہاب [illegible]

الجواب

زید کی یہ حالت شرمناک ہے انکے گناہگار و مضرت رساں اسلام ہونے میں کوئی بھی شبہ نہیں جنے یہہ کتابیں دیکھی ہیں سوائے اسکے کہ جو ان کا رد لکھنا چاہئے دوسرے شخص کو ان کا دیکھنا ہی حرام مطلق ہے ہائے مسلمانوں کی غیرت و حمیت کیا ہوئی اگر زید کا یہ فعل مشنریوں کی سازش سے ہے اور وہ ایسا کرتے ہیں تو زید اور ابو جہل میں شاید کچھہ تھوڑا ہی سا فرق باقی ہو جسکی بازپرس اب دنیا میں تو کون ہے جو کریگی کسلئے کہ نہ اسلامی حقوق کا کوئی نگران ہے نہ سزا دینے والا - ہاں قیامت کے روز اس روپیہ کمائی کا اور ایسے فتنے دیگر مسلمانوں کو گمراہ کرنے کا مزہ معلوم ہوگا مگر دنیا میں بھی خدا ایسے لوگوں کو ذلیل و حقیر کرتا ہے خدا تعالیٰ زید کو توبہ کی توفیق دے کہ وقت باقی ہے - والسلام

ابو محمد عبد الحق

زید ظالمین سے ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظالمین۔

قالہ الراقم تلطف حسین عفی عنہ

تلطف حسین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین

ربّ کا لفظ سورہ فاتحہ میں دو امروں کے ثبوت کے واسطے اللہ تبارک وتعالےٰ نے فرمایا ہے۔ ایک ربوبیت جسمانی اور دوسرے ربوبیت روحانی۔ ربوبیت جسمانی کہ جسقدر اسباب ہیں وہ سب اللہ تعالےٰ نے اپنی مخلوق کے واسطے مہیا کئے ہوئے جنسے کسی کو انکار نہیں اور ربوبیت روحانی آسمانی کتاب سے فرمائی ہے۔ یعنی کل جن والنس درستی روح و اخلاق انہیں قوانین سے کریں کہ جو اللہ تعالےٰ ربّ العلمین نے بذریعہ وحی اپنے رسول خاتم النبین صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمائے ہیں۔ بجز اون قوانین کے اگر کوئی ذی روح مثل کسی اور قانون مقرر کردہ مخلوق سے کرنا چاہے یا وہ بھی ربّ العلمین کے خطاب کا مدعی ہے جو اونکی شان کے شایاں نہیں۔ اسیواسطے اللہ تبارک تعالیٰ نے اپنی کلام پاک میں ایک جگہ فرمایا ہے **اتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابًا من دون اللّٰہ**۔ یعنی ان لوگوں نے اللہ تعالےٰ کی ربوبیت روحانی کو ترک کرکے اپنے مولویوں اور فقیروں کو اپنا ربّ اللہ تبارک وتعالےٰ کے سوا مقرر کر لیا ہے۔ چنانچہ اہل کتاب نے جب اس آیت کو خاتم النبین محمد صلے اللہ وسلام علیہ سے سُنا تو پوچھنے لگے کہ ہمنے تو اپنے مولویوں اور درویشوں کو رب سوائے اللہ تعالےٰ کے کب بنایا ہے جو ہمیں تمہارا قرآن الزام دیتا ہے جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکے جواب میں فرمایا الزام نہیں اللہ تعالیٰ کسی قوم پر کبھی الزام بہتان نہیں لگایا کرتا اوسکی شان کے یہ بات برخلاف ہے وہ تو ہمیشہ واقعی امر کا اظہار فرمایا کرتا ہے۔ کیا تم لوگ جس چیز کو تمہارے مولوی اور درویش حرام کہدیتے ہیں اوسکو حرام نہیں جانتے اور جس چیز کو وہ حلال کہدیتے ہیں اوسکو حلال نہیں جانتے اور اوس چیز کی حلت وحرمت پر کتاب اللہ سے کبھی کوئی اونسے دلیل طلب نہیں کرتے۔ اہل کتاب نے کہا ہاں فی الواقع یہہ بات تو ہم میں ضرور ہے۔ آپ نے فرمایا کہ بس یہی معنے ہیں اس آیت کے تم لوگوں نے ربوبیت روحانی جو خدا تعالےٰ نے اپنے ذمہ کل ذوی العقول کی مقرر کی تہی وہ ربوبیت تم اوسکی مخلوق سے تلاش کرنی لگے اسواسطے اللہ تعالےٰ نے واقعی امر جو تم لوگوں میں تہا اظہار فرمادیا۔ یہہ حالت تو مقلدین کی بیان فرمائی۔ اور دوسری جگہ اون اماموں اور مولویوں اور درویشوں کا حلیہ ظاہر فرمایا جو اپنی مقلدین کی درستی روحانیت کے قوانین اپنی طرف سے گہڑ کردیتے تہے۔ **ان کثیرًا من الاحبار والرھبان لیأکلون اموال الناس بالباطل ویصدون عن سبیل اللّٰہ**۔ ایسے لوگ مدعی الوہیت ہوا کرتے ہیں جو خلاف کتاب اللہ وسنت کوئی کام جاری کریں منجملہ ایسے لوگوں کے **مولوی زید** بھی مدعی الوہیت ہے کیونکہ وہ کہتا ہے کہ سود کی ممانعت کی اصل وجہ ہمدردی پر مبنی ہے۔ یہہ فقرہ **مولوی** زید کا اپنی من گہڑت ہے کسی جگہ اللہ تعالےٰ نے اور اوسکے رسول نے یہہ وجہ تحریر نہیں فرمائی بلکہ مطلقًا فرما دیا ہے۔ **احل اللّٰہ البیع وحرم الربٰوا**۔ الربوا کا الف لام جنسی ہے جو قلیل وکثیر سود پر حاوی ہے۔ اور اضعافًا مضاعفہ مثالًا ظاہر فرمایا ہے جو الربوا میں پہلے ہی حل تہا۔ اور قربانی کے عوض مجاز ریلوی کو چندہ دینا۔ اس آیۃ کے برخلاف ہے۔ **ولکل امۃ جعلنا منسکًا لیذکروا اسم اللّٰہ علیٰ ما رزقھم من بھیمۃ الانعام** پ ۱۷ ع ۱۔ اور عیسائیوں کی کتابوں کا اہل اسلام میں رواج دینا اور اونکو نادر ومفید اسلامی تالیفات تبلانا اور اس امر کا اظہار نہ کرنا کہ اوس دشمن اسلام نے قرآن شریف اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر بیجا حملے کئے ہیں مسلمانوں کا مال اور ربوبیت روحانی کا تباہ کرنا ہے لہذا حسب آیات صدر مولوی زید کو اس الوہیت اور سب ...نے سے توبہ لازم وفرض ہے ورنہ جو کچھ سزا لئے مدعی الوہیت کی ہے وہ اوسکو عنقریب بھگتنی ہوگی۔ **وما علینا الا البلاغ**۔ واٰخر دعوٰنا ان الحمد للّٰہ ربّ العلمین۔ حررہ ابو محمد یحیٰی فقیر حشمت العلی السلیمانی عفی اللہ عنہ واعظ دہلوی مؤلف رسالہ ہو معلم المسلمین

الجواب صحیح — محمد خداداد سند یافتہ مدرسہ مولوی عبد الرب صاحب مرحوم

زید کو اس بات سے تائب ہونا چاہئے ورنہ چند دن باقی ہیں۔ خاکسار محمد یحیٰی عفی عنہ سند یافتہ

(مہر) ابو محمد یحیٰی فقیر حشمت العلی ۱۳۱۸

وصیت

(۱) میں مسمی محمد الدین ولد عزیز الدین قوم قریشی سکنہ گجو چک ضلع تحصیل گوجرانوالہ۔ پنجاب۔ حال وارد موضع چہور مکلا تحصیل خانقاہ ڈوگران صاحبان ضلع گوجرانوالہ بقائمی ہوش وحواس خمسہ بلاجبر واکراہ اپنی خوشی اور رضامندی سے آج بتاریخ دوم ماہ اپریل سنہ ۱۹۰۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ اور لکھدیتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد اس وصیت پر عمل ہو۔

(۲) میں اقرار کرتا ہوں اور انکا مرید اور پیرو ہوں اور میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود رئیس قادیان کے کل دعاوی پر صدق دل سے ایمان رکھتا ہوں۔

(۳) میں اقرار کرتا ہوں۔ کہ میں نے رسالہ الوصیت کو جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے بتاریخ ۲۴ دسمبر سنہ ۱۹۰۵ء شائع ہوا ہے۔ میں ان ہدایات کا جو اسمیں درج ہیں۔ پابند ہوں۔ اور ایسا ہی میں ان تمام ہدایات اور ضوابط اور قواعد کا بھی پابند رہونگا۔ جو رسالہ الوصیت کے بعد حضرت مسیح موعود کی طرف سے یا آپکی مقرر کردہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کیطرف سے بہشتی مقبرہ واقع قادیان کے متعلق شائع ہوئی۔ یا آئندہ شائع ہونگی۔ یا ان تمام کا اور ایسا ہی میرے ورثاء میرے بعد ان تمام ہدایات ضوابط۔ قواعد مشتہرہ انجمن مذکور کے متعلق وصیت ہذا میں پابند رہیں گے۔ (۴) میری جائداد مشترکہ میں سے میرا حصّہ مبلغ ... روپیہ ہے۔ اور اسپر میرا مالکانہ قبضہ ہے اور یہ جائداد زیور مولیشی وغیرہ ہے میری ملکیت میں زمین نہیں ہے۔ میں آجکی تاریخ سے اس جائداد کے ۱/۸ حصّہ کے متعلق یہ وصیت کرتا ہوں۔ اور لکھدیتا ہوں۔ کہ میری یہ جائداد جو اسوقت قیمتی مبلغ ... روپیہ ہے۔ اور ۱/۸ حصّہ میں نے آٹھواں حصہ مبلغ ... ہوتا ہے۔ اس حصّہ مذکورہ کے متعلق میرا یہ اقرار ہے کہ اسکی میں اپنی زندگی میں ... چار ماہ تک ہی صدر انجمن احمدیہ قادیان یا اسکی مقرر کردہ ماتحت مجلس قادیان کے سپرد کردونگا۔ انجمن مذکور کا اختیار ہوگا کہ اشاعت اسلام میں جہاں مناسب سمجھیں۔ اسکو خرچ کریں۔ اب میری آمدنی جو اسوقت مبلغ ... ہے۔ اور اسکا ۱/۸ حصہ جو کہ ... ہوتا ہے وہ بھی دو آنہ چندہ مدرسہ اور لنگر خانہ کا علیحدہ کرکے باقی چار آنہ انجمن مذکورہ کی خدمت میں ماہوار بہیجتا رہونگا اسکو بھی انجمن اپنے اغراض میں صرف کرے اور آئندہ اگر جائداد وصیت کردہ کی قیمت بڑھ گئی تو اسکی مالک بھی انجمن ہے اور اگر میری آمدنی آئندہ موجودہ آمدنی سے بڑھ جاویگی۔ تو اسکا وصیت کردہ حصہ بھی میں اسطرح بڑہاتا جاؤنگا۔

(۵) میں اقرار کرتا ہوں کہ اگر آجکی تاریخ کے بعد میں اور کوئی جائداد مذکورہ بالا جائداد کے علاوہ پیدا کروں یا میرے مرنے کے بعد کوئی اور جائداد ماسوائے جائداد مذکورہ متروکہ ثابت ہووے۔ تو ایسی جائداد کے فاضلہ کے متعلق بھی میری یہی وصیت ہے جیسا کہ میں ذکر میں تحریر کیا ہے یعنی آمدنی کی طرح اسکے بیتے متروکہ کے متعلق ۱/۸ حصے کی میری وصیت ہے۔ ۱/۸ حصہ کی نہ ہوگی۔ میں میری جائداد کی وقتًا فوقتًا انجمن مذکور کو اطلاع دیتا رہونگا۔

(۶) میں یہ بھی وصیت کرتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد میرا جنازہ احمدی جماعت پڑھے۔ اور اگر میں قادیان میں فوت نہ ہوں۔ تو احمدی جماعت میری لاش کو ایک صندوق میں بند کرکے حسب ہدایات انجمن مذکورہ جو اب شائع ہوچکی ہیں۔ یا آئندہ شائع ہونگی۔ دار الامان میں پہنچاوے اور وہاں کارپردازان مقبرہ بہشتی کے سپرد کی جاوے۔

(۷) میری یہ بھی وصیت ہے۔ کہ میری تجہیز اور تکفین اور میری لاش کو قادیان شریف پہنچانے اور وہاں دفن کرنیکے متعلق جسقدر خرچ اخراجات ہوں ان اخراجات کی متکفل میری یہ جائداد وصیت کردہ جس کا ذکر میں نے فقرہ چہارم وپنجم میں کیا ہے۔ ہرگز نہیں ہے۔ ان اخراجات کا حسب مشورہ کارپردازان مقبرہ بہشتی اندازہ کرکے میں رقم اخراجات کو انجمن مذکور کے حوالہ کردونگا جسکا اعلان انجمن مذکور کی طرف سے کرادونگا۔ اور اگر ان اخراجات کیلئے میں کوئی رقم اپنی زندگی میں علیحدہ نہ کرسکا اور ایسا ہی اگر وہ رقم ادا کردہ اصل اخراجات سے کم ہوئی تو میری دیگر متروکہ جائداد جسمیں یہ وصیت کردہ جائداد شامل نہ ہوگی ان اخراجات کی متکفل ہوگی۔ اور میرے ورثاء ان اخراجات کے ادا کرنے کے ذمہ وار ہونگے۔ جو میری روح کی نجات کا باعث ہونگے۔ اور میرے پس ماندگان ان اخراجات کو اہم اور جائز ضرورت شرعی سمجھیں گے۔

(۸) یہ بھی اقرار کرتا ہوں۔ کہ میں نے یہ وصیت صرف ابتغاء لوجہ اللہ کی ہے۔ اگر حالات آئندہ کے تحت جنکا مجھے اسوقت علم نہیں میری لاش مقبرہ بہشتی میں دفن نہ ہوسکی تو اسصورت میں بھی میری یہ وصیت ہے۔ جو میں نے اپنی جائداد کے متعلق کی ہے جسکا ذکر فقرہ ۴ و ۵ میں کیا گیا ہے۔ درست اور قائم رہیگی۔ لیکن یہ ضروری ہوگا کہ میری لاش کو مقبرہ بہشتی میں پہنچانیکی کوشش کیجاوے اور جب تک کارپردازان مقبرہ بہشتی اجازت دیں۔ میری لاش کہیں اور جگہ دفن نکی جاوے۔ البتہ امانت کے طور پر کسی اور جگہ دفن کی جاسکتی ہے۔ (۹) یہ کہ اگر فقرہ ۶ میری لاش مقبرہ بہشتی میں دفن نہ ہوسکی تو جو اخراجات متعلق انتقال لاش میں جمع کراچکا ہوں گا۔ یا میری جائداد متروکہ سے وصول ہوگئے ہوں اونکو بھی وصول کرنے اور خرچ کرنے کا حق میرے ورثاء کو نہ ہوگا۔ بلکہ انجمن کو ہوگا۔ فقط۔

العبد محمد الدین ولد عزیز الدین قریشی سکنہ چہور مکلا تحصیل خانقاہ ڈوگران

گواہ شد سید محمد جٹ ... نشان انگوٹھا

گواہ شد بہاگ ولد حکم جٹ ... سکنہ ... نشان انگوٹھا

گواہ شد ابراہیم ولد ... جٹ سکنہ ... نشان انگوٹھا

چودہری گل محمد ولد ... جٹ ... سکنہ ... نشان انگوٹھا

رمضان شریف اور مفرح عنبری

رمضان شریف کے تشریف لانے سے قدرتاً یہہ سوال پیدا ہو گیا ہے
کہ روزہ دار مفرح عنبری کس طرح اور کسوقت استعمال فرماوینگے۔
لہذا عام اطلاع کی غرض سی شایع کیا جاتا ہے۔
کہ روزہ دار لوگ اگر کسی اور چیز کے بجا مفرح عنبری سے ہی روزہ
افطار کرین۔ اور اوپر پاؤ بھر دودہ پی لیا کرین۔ تو بہ نسبت اور دنون کے
انہین بفضلہ بہت زیادہ مفید ہوگی بہر حال روزہ دار لوگ افطاری
اور سحری کے وقت شوق سے استعمال فرما سکتے ہین۔
ان دنون مین خصوصاً اس لئے اور بھی زیادہ مفید ہے
کہ عام پرہیز کا موقع ان مین خصوصیت کے ساتھہ میسّر
آسکتا ہے۔

حکیم محمد حسین قریشی موجد مفرح عنبری کارخانہ رفیق الصحت لاہور

انوار احمدیہ پریس قادیان مین چھپکر شایع ہوا

فہرست مضامین

نمبر ۳۸ | قادیان دار الامان مورخہ ۱۰۔ نومبر ۱۹۰۶ء مطابق ۲۲ رمضان المبارک ۱۳۲۴ھ | جلد ۱۰

تازہ الہامات اور رویا

۱۲۔ اکتوبر ۱۹۰۶ء ینصرکم اللّٰہ فی دینہ۔ ترجمہ۔ خدا اپنے دین میں تمہاری مدد کریگا۔

۲۔ نومبر ۱۹۰۶ء مین نے دیکھا کہ رات کے وقت میں ایک جگہ بیٹھا ہون۔ اور ایک اور شخص میرے پاس ہے تب مینے آسمان کی طرف دیکھا۔ تو مجھے نظر آیا۔ کہ بہت سے ستارے آسمان پر ایک جگہ جمع ہین۔ تب مین نے ان ستارون کو دیکھ کر اور انہین کی طرف اشارہ کر کے کہا آسمانی بادشاہت پھر معلوم ہوا۔ کہ کوئی شخص دروازہ پر ہے۔ اور کھٹکھٹاتا ہے۔ جب مین نے دروازہ کہولا تو معلوم ہوا کہ ایک سوداگر ہے جسکا نام میران بخش ہے اس نے مجھ سے مصافحہ کیا۔ اور اندر آگیا۔ اس کے ساتھ بھی ایک شخص ہے۔ مگر اسنے مصافحہ نہین کیا اور نہ وہ اندر آیا اسکی تعبیر مین نے یہ کی کہ آسمانی بادشاہت سے مراد ہمارے سلسلہ کے برگزیدہ لوگ ہین۔ جنکو خدا زمین پر پھیلاوے گا۔ اور اس دیوانہ سے مراد کوئی متکبر مغرور متمول یا تعصب کیوجہ سے کوئی دیوانہ ہے خدا اسکو توفیق بیعت دیگا اور پھر الہام ہوا۔ لا تخف ان اللّٰہ معنا۔ گویا مین کسی دوسرے کو تسلی دیتا ہون کہ تم مت ڈر بیشک خدا ہمارے ساتھ ہے۔

۷۔ نومبر ۱۹۰۶ء آج رات لنگر خانہ کے اخراجات کی نسبت میں قریباً ۱۲ بجرات کے اپنے گھر کے لوگوں سے بات کر رہا تھا کہ اب خرچ ماہواری لنگر خانہ کا پندرہ سو سے بھی بڑھ گیا ہے کیا قرضہ لے لیں۔ پھر خیال آیا کہ قرضہ لینے سے کیا فائدہ۔ کیونکہ دو ہزار روپیہ بھی لے لین۔ تو ایک ماہ مین خرچ ہو جائیں گے۔ اس کے بعد میں سو گیا۔ صبح نماز کے بعد الہام ہوا۔

اَلَقْنَطُ مِنْ رَحْمَۃِ اللّٰہِ۔ الَّذِیْ یُرَبِّیْکَ فِی الْاَرْحَامِ
ترجمہ۔ کیا تو خدا کی رحمت سے نا امید ہوتا ہے۔ وہ خدا جو تمہین رحمون میں پرورش کرتا ہے۔

خریداران الحکم کو ضروری اطلاع

اخبار کی موجودہ سایز کا کاغذ چونکہ پنجاب میں بہت کم خرچ ہوتا ہے اسی نسبت سے آتا بھی ہے اور سودیشی تحریک کیوجہ سے کاغذ کی جس قدر کمیابی ہوئی ہے وہ کوئی مخفی اور پوشیدہ امر نہین اس اثر سے آپ کا ناچیز خادم الحکم بہی خالی نہین رہا۔ کاغذ کا ذخیرہ جو الحکم کے دفتر میں موجود تھا اسکے ختم ہونیسے تین ہفتہ پہلے سے خط و کتابت مزید کاغذ کی طلبی کے لئے ہو رہی تھی۔ اور امید تھی کہ کاغذ جلد آ جائے گا مگر افسوس سے ظاہر کیا جاتا ہے کہ ابھی تک کاغذ نہین ملا مجبوراً دوسری تقطیع کے کاغذات کاٹ کر کام چلایا گیا ہے اور دو گنے سے بھی زیادہ خرچ کرنا پڑا۔ پہلے بھی مین ناظرین کو اطلاع دے چکا ہون کہ الحکم کے بعض سرپرستون کے مشورہ سے یہہ فیصلہ ہو چکا ہے کہ شروع سال سے الحکم کی تقطیع وہی خوبصورت اصلی تقطیع ہو گی جس پر برابر کئی سال تک چھپتا رہا ہے چھپوائی اور کتابت کا نقص ہی پہلے کی نسبت رفع ہو چکا ہے اور خدا کے فضل سے اور بہی اصلاح کی امید ہے۔ جیسا کہ ناظرین معلوم کر چکے ہیں پتے چھپوائی کی عمدگی اور بروقت اشاعت کی خاطر یہہ تجویز کر لی ہے کہ جسطرح بھی ممکن ہو مشین منگوالی جاوے اور خدا تعالی نے چاہا تو یہہ دقت رفع ہو جائیگی۔ مجھے امید ہے کہ الحکم کے وہ سرپرست اور مربی جنہین الحکم کے ساتھ ہمیشہ خاص محبت رہی ہے اس موقع پر اس امر کی طرف خاص توجہ کرین گے کہ اسکی توسیع اشاعت کیلئے سعی کرین اور ناظرین کو یہہ بہی معلوم ہے کہ الحکم کا مالی سال ہمیشہ دسمبر سے شروع ہوا کرتا ہے اور ۱۔ دسمبر کا الحکم خریداران کے نام عموماً وصولی قیمت کیلئے وی پی کیا جاتا ہے اور آیندہ کیلئے بقایا کی تقاضاؤن سے نجات پانے اور الحکم کی راہ مین اسطرح پر آ جانے والی مشکلات سے مخلصی کیلئے یہہ ضروری امر ہے کہ بدون وصول قیمت کسی کے نام الحکم جاری نہ کیا جاوے اسلئے جو صاحب کسی وجہ سے اس قاعدہ کی پابندی نہ کر سکیں وہ اطلاع

استفسار اور انکے جواب

(زکوٰۃ کے متعلق)

سوال۔ صاحبِ نصاب ہونے کی مقدار کیا ہے مقروض بھی ہو اور صاحبِ جایداد بھی تو زکوٰۃ کا کیا حکم ہے؟

جواب۔ مقروض پہلے قرض ادا کرے۔ نصاب کیلئے چاندی ۵۲ تولہ اور سونا ساڑھے سات تولہ گائیں ۳۰ یا ۳۰ سے زیادہ اونٹوں میں پانچ ہوں تو۔ اور غلہ جو باہر سے آوے اس کی ۱/۲ یا ۱/۴ کاٹ کر باقی ۲۲ من غلہ انگریزی ہو۔

سوال۔ زکوٰۃ کی شرح کیا ہے؟ نقد پر۔ زیورات پر جو نقری یا طلائی ہوں۔ زیورات زیر استعمال اور زیورات داشتہ بغیر استعمال پر۔ پارچات داشتہ یا زیر استعمال پر۔ اراضی کی آمدنی پر جو چاہی ہو۔ نہری ہو بارانی ہو اور سیلاب ہو۔ پیداوار اراضی پر جو معافی ہو یا جسکا سرکاری لگان ادا کرنا ہو۔

جواب نقد پر ۲۔ فیصدی۔ چاندی میں ۱/۴۰ حصہ عام استعمال کے زیورات پر زکوٰۃ نہیں جو زیورات حاشتنی نہیں ان پر زکوٰۃ ہے۔

ساڑھے سات تولہ سونے میں ۱/۴۰ ماسہ سونا زکوٰۃ ہے پارچات پر کوئی زکوٰۃ نہیں اراضی آمدنی پر چاہی تو ۱/۲۰ نہری میں ایسا نہ دیتا ہو تو ۱/۲۰ بارانے میں ۱/۱۰ سیلاب میں ۱/۱۰ جو معافی ہے اس کی زکوٰۃ چاہئے۔ پیداوار اراضی جس کا لگان دیا جاوے۔

اگر لگان زیادہ ہے تو نہیں اگر شرح مقررہ سے کم ہے تو جس قدر کم ہے اتنی زکوٰۃ دے

سوال۔ اس مال پر جو کسی شخص کو تو جایز وسیلہ وارث سے حاصل ہوا ہو مگر جانتا ہو کہ مورث نے ناجایز طور حاصل کیا ہے زکوٰۃ کا حکم کیا ہے۔

جواب۔ مورث کا ذمہ دار نہیں خود زکوٰۃ دے۔

سوال۔ اس مال پر جو مثلاً بازاری عورت کو بدکاری سے راشی کو رشوت سے بددیانت کو فریب سے چور کو چوری سے خائن کو خیانت سے حاصل ہوا ہو زکوٰۃ کا کیا حکم ہے؟

جواب۔ ایسے اموال کا رکھنا مومن کا کام نہیں کسی دینی کام میں لگا دے۔

سوال۔ مصرف زکوٰۃ کیا ہیں اور انکے دینے کسطرح

جواب۔ قرآن کریم کہتا ہے۔ محتاج ہو۔ پیشہ جانتا ہو بے سامان ہو۔ محصل زکوٰۃ۔ مولفۃ القلوب دینی جہادوں میں۔ غلام کے آزاد کرنے میں۔ جس پر چٹی پڑ گئی ہو۔

(نوٹ از ایڈیٹر۔ زکوٰۃ ہمیشہ امام کے حضور جمع ہونی چاہئے۔ اسلئے احمدیوں کو امین زکوٰۃ فنڈ کے نام بھیجنی چاہئے)

سوال مصرف زکوٰۃ میں ذوالقربیٰ میں کون لوگ داخل نہیں اور ان میں سے مستحق زکوٰۃ کیسے آدمی ہونے چاہئیں۔

جواب۔ جو محتاج ہیں۔

استفتاء

ایک بالغہ عورت کا جسکے والدین مر چکے ہیں۔ ایک نابالغ لڑکے کے ساتھ نکاح ہو گیا۔ بروقت نکاح عورت نے کوئی عذر یا انکار لفظاً یا معناً نہیں کیا۔ چند ماہ کے بعد وہ عورت اپنے نابالغ خاوند کے بڑے بھائی سے نکاح کر سکتی ہے؟ خواہ اسمیں اس کے والدین کی رضامندی شامل ہو

جواب بموجب حکم کتاب اللہ وسنت رسول اللہ کے ہو۔

(**جواب**) نابالغ کی منکوحہ بلکہ بالغ منکوحہ بھی کسی دوسرے سے بدون قطع تعلق خاوند کے ہرگز نکاح نہیں کر سکتی۔ صرف ملک یمین مستثنے ہے قرآن کریم والمحصنات من النساء کو حرام فرماتا ہے۔

نورالدین

الجواب موافق للکتاب والسنۃ۔ محمد احسن عفی عنہ

کھلی چٹھی

چکوڑی والے حضرت صاحب کے نام

اس میں کچھ شک نہیں کہ ہمیں امام ہمام علیہ السلام نے ایسے مقام پر پہنچا دیا ہے کہ منافقین کا شور و غل ہمارے استغراقی اوقات میں خلل انداز نہیں ہو سکتا۔ مگر تاہم جب کوئی آواز کسی گدی سے نکلے۔ تو خواہ مخواہ توجہ کرنی پڑتی ہے خصوصاً اس لئے کہ اس فرقے کو صلح کل ہونے کا دعوےٰ ہے اور برخلاف دیگر دنیاداروں کے مرنجان و مرنج کی پالیسی پر چلنے والے کہلاتے ہیں۔ اور حتے الوسع صاف دلی سے نیک نیتی کے ساتھ تقویٰ کے لوازم کو ملحوظ رکھ کر کسی شخص یا کسی مسئلہ کی نسبت رائے دینے کے مدعی ہیں نیازمند اکمل آپ کو بھی اسی گروہ سے سمجھتا اور بہت کچھ حسن وظن رکھتا تھا۔ کیونکہ کبھی سیدنا سیدنا الموعود کے خلاف آپ کی جانب سے کوئی روایت متعبر ذریعہ سے نہ سنی تھی۔ بلکہ سنا تو یہی سنا کہ آپ ان کا معاملہ حوالہ بخدا کرتے ہیں چاہئے بھی یونہی تھا کیونکہ ذطائف وغیرہ کی مصروفیت سے آپ کو اتنی فرصت ہی کہاں تھی کہ فریقین کی کتابوں کا بالاستیعاب مطالعہ کر کے کچھ فیصلہ کرتے۔ گو ایسے مسئلے کی تحقیق فرض ہے جسپر ایمان کامل کا دار و مدار ہو۔ مگر کچھ دن ہوئے ایک فتوےٰ جسکے نیچے آپ کے دستخط ہیں۔ دیکھ کر مجھے سخت حیرت ہوئی۔ کیونکہ اسمیں ایسی باتیں سلسلہ عالیہ سے منسوب کی گئی ہیں جو انمیں ہرگز نہیں پائی جاتیں۔ چونکہ کسی پر بے جا اور جھوٹ الزام لگا دینا ایمانداری و تقویٰ سے نہایت بعید ہے اسلئے میں نے بالکل تسلیم نہیں کیا کہ وہ آپ کیطرف سے ہے۔ لہذا بغرض لکھنے کی جرأت کی گئی کہ مفصلہ ذیل باتیں جو آپ کی طرف منسوب تحریر میں درج ہیں۔

(۱) آنحضرت رسول خدا صلعم سورۂ زلزال کے معنے نہیں سمجھے (۲) قرآن خدا کی کتاب اور میرے یعنے مرزا صاحب کے منہ کی باتیں ہیں۔

(۳) جو کچھ ہوتا ہے ستاروں کی تاثیر سے ہوتا ہے۔

(۴) انبیاء علیہ السلام جھوٹے ہوتے ہیں۔

(۵) حضرت محمد صلعم کی وحی غلط نکلی۔ (۶) حضرت مسیح یوسف نجار کے بیٹے تھے (۷) براہین احمدیہ خدا کا کلام ہے (۸) قرآن میں جو معجزے ہیں وہ مسمریزم ہیں۔ (۹) حضرت صلعم خاتم النبیین نہیں (۱۰) قیامت نہیں ہوگی (۱۱) تقدیر کوئی چیز نہیں (۱۲) عذاب قبر نہ ہوگا۔ (۱۳) تناسخ صحیح ہے (۱۴) قرآن میں گالیاں بھری ہوئی ہیں (۱۵) میں (مرزا صاحب) خود خدا ہوں اور یقیناً نبی ہوں

یا تو حضرت مرزا صاحب کی کتابوں سے آپ حوالہ دیں کہ فلاں کتاب صفحہ و سطر پر یہ عقیدہ لکھا ہوا ہے۔ اور حوالجات لکھوا کر میرے پاس بھیجدیں یا کسی اخبار میں چھپوا کر مجھے بھی وہ پرچہ بھجوا دیں۔ یا (۲) علے الاعلان اس بات کو تسلیم کر لیں کہ یہ فتویٰ میری طرف سے نہیں ہے۔ اور کسی چالاک نے جعلی طور پر میرے نام لگا دیا ہے یا (۳) اس بات کا ثبوت کتاب وسنت سے ہم پہنچا دیا جائے کہ کسی پر جھوٹ بہتان باندھنا شریعت اسلام میں جائز ہے اگر ان تین باتوں میں سے ایک ماہ تک کوئی بات بھی نہ ہوئی۔ تو ہمیں یہ کہنے کا حق حاصل ہوگا اور ہم مخالفین سے یہ سوال کرنے کے مجاز ہونگے کہ دیکھو تمہاری اور تمہارے پیشواؤں کی حالت کس قدر بگڑ گئی ہے جب جائز طریقوں سے ہمارے مقابل میں فتحیاب نہیں ہو سکتے تو اب جھوٹے الزام لگا کر لوگوں میں بدظنی پھیلانی شروع کر دی ہے۔ اور اسوقت جناب کے مریدوں سے بھی اگر پوچھا جائے تو بجا ہوگا کہ جس شخص کے ہاتھ پر بیعت کی جائے۔ کیا اسے ایسا کرنا جائز تھا کہ سنی سنائی باتوں پر بلا تحقیق فتویٰ لگا دے۔

آخیر میں۔ یہ ظاہر کر دینا بھی ضروری ہے کہ میں نے ابھی تک تسلیم نہیں کیا کہ وہ فتویٰ آپ ہی کی طرف سے لکھا گیا ہے کیونکہ یہ سخت کمینہ پن ہے کہ کسی فریق کی طرف ایسے عقائد منسوب کر دئے جائیں جن کے وہ قائل نہیں۔ اور کسی مصنف کی عبارت کے وہ معنے کئے جائیں اور اس سے وہ مفہوم لیا جائے۔ جسے وہ نہیں مانتا۔ اور آپ کی ذات ایسی باتوں سے اعلیٰ وارفع پس ضرور یہ جعل ہے اور کسی مار آستین نے آپ کو بدنام کرنے کے لئے ایسا کیا ہے آپ بہت جلد اس سے اپنا دامن پاک کریں۔ ورنہ بصورت دیگر حوالہ جات کتب سے ممنون فرماویں۔ یہ کہا جا سکتا ہے کہ فتویٰ میں کسی کا نام نہیں مگر براہین احمدیہ اور مرزا صاحب کا نام ثابت کر رہا ہے۔ کہ فرقہ احمدیہ کے بارے میں ہے۔ اس قضیہ کے لئے جہال کے شور و فساد سے امداد لینے کی ضرورت نہیں صرف ایک خط لکھ دینا کافی ہے۔

محمد ظہور الدین۔ اکمل گولیکی ضلع گجرات پنجاب

پتہ بتا دو

ایک نوجوان لڑکا عبداللہ نام عمر ۱۷ یا ۱۸ سال لمبا قد گندم گون چہرہ صاف ہے سر پر رومی ٹوپی ہے اور لٹھہ کی قمیص اور پتلون اور پوٹھوہاری جوتا پہنے ہوئے ہے۔ مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان میں پڑھتا تھا مڈل تک تعلیم یافتہ ہے گھر سے ناراض ہو کر کہیں چلا گیا ہے۔ اس لڑکے کے والدین غریب ہیں اور باپ ضعیف ہے۔ قادیان ہی کا رہنے والا ہے۔ جس بھائی کو پتہ ملے اسے اپنے ہاں ٹھہرا کر دفتر الحکم میں اطلاع دے۔ لڑکا بھلا مانس اور نیک چلن ہے۔

ایڈیٹر الحکم قادیان

۔۔ فع ہوجاویں تو البتہ تلیج صدر ان آیات کے تفقہ میں حاصل ہو سکتا ہے اب اس جلسہ خطبہ میں صرف ایک توجیہ بیان کیجاتی ہے اگر اہل علم حاضرین جلسہ کے نزدیک پسند آجاوے تو زہے عزو شرف ورنہ وہ خود بعد خطبہ کے بیان فرماویں اور اگر بعد خطبہ کے کسی صاحب نے اہل علم میں سے کوئی تطبیق اور توجیہ دیگر بیان نفرمائی تو یہی ثابت ہوگا کہ یہی تطبیق اون کو پسند ہے اور وہ تطبیق یہ ہے کہ اسلام میں دو قسم کے روزے ہیں۔ جو کتاب و سنت سے ثابت ہیں ایک لازم اور دوسرے غیر لازم چونکہ روزہ بہ نسبت دیگر عبادات کے ایک عمدہ عبادت ہے۔ جس سے مومن تبیع انوار الٰہی کو حاصل کر سکتا ہے اور مکالمات الٰہی کا تجلی گاہ ہو سکتا ہے جیسا کہ کلام نبوت میں وارد ہوا ہے کہ الصوم لی وانا اجزی بہ یعنے بصیغہ مجہول ترجمہ روزہ مومن کا خاص میرے ہی لئے ہوتا ہے جس میں ریا وغیرہ کو کچھ دخل نہیں اور اسکی جزا میں خود ہوجاتا ہوں یا انا اجزی بہ بصیغہ معروف کہ میں بلا وساطت غیرے خود اوس کی جزا دیتا ہوں وغیرہ وغیرہ من الاحادیث الصحیحہ یہہ احادیث اس امر پر صریح دال ہیں اور سر اسمیں یہی ہے کہ انسان روزے میں فجر سے لیکر شام تک تینوں خواہشوں کھانے پینے جماع سے رکا رہتا ہے اور پھر اوس کیساتھ ۔۔۔ ذکر الٰہی ۔۔۔ نماز درود شریف کے پڑھنے میں مشغول رہتا ہے تو پھر اوسکی روح ۔۔۔ انوار کی تجلی اور ملأ اعلیٰ تک اس ۔۔۔ کیونکر نہ ہوگی اور یہ جو حادیث میں وارد ہوا ہے کہ رمضان شریف میں شیطان زنجیروں میں بند کیے جاتے ہیں اور جنت کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور ملہم غیبی آواز دیتا ہے کہ اے طالب نیکی کے اسطرف کو آ اور اے بدی کے کرنے والے کوتاہی کر یہہ سب ایسی احادیث اسی امر لطیف کی طرف اشارہ کر رہی ہیں۔ پس کوئی شبہ نہیں کہ ظلمات جسمانیہ کے دور کرنیکے لئے روزہ سے بہتر اور افضل کوئی عبادت نہیں اور انوار و مکالمات الٰہیہ کی تحصیل کے لئے روزہ سے بڑھ کر اور کوئی چیز نہیں۔ اور حضرت موسیٰ نے جب کوہ طور پر تیس بلکہ چالیس روزے رکھے تب ہی آپ کو تورات ملی اور خود آنحضرت صلعم سے غار حرا کے اعتکاف میں روزے رکھنا ثابت ہے جس کے برکات سے نزول قرآن کا شروع ہوا اور خود قرآن مجید اسیطرف نظر کر کے شہر رمضان

الذی انزل فیہ القرآن اور مسیح موعود نے بھی چھ ماہ یا زیادہ مدت تک روزے رکھے ہیں جسکی برکات سے ہزاروں الہامات کے وہ مورد ہو رہے ہیں۔ بدیں وجوہ موجہ قرآن اور اسلام نے جو جامع تمام صداقتوں اور معارف کا ہے دونوں قسم کے روزوں کو واسطے حاصل ہونے مزید تصفیہ قلب کے ثابت و برقرار رکھا ہاں دونوں قسموں کے حکم جداگانہ فرما دیئے گئے صیام غیر لازم کا حکم تو یوں فرمایا کہ وعلی الذین یطیقونہ الآیہ اور صیام لازم کا حکم یوں ارشاد ہوا کہ فلیصمہ اور ولتکملوا العدۃ الآیہ۔ آگے رہا لفظ کتب جسکے معنے مفسرین فرض لکھتے ہیں اوسکی نسبت یہہ گذارش ہے کہ کچھ ضروری نہیں کہ اوس کے معنی فرضیت ہی کے لئے جاویں بلکہ جو حکم شرعی لازم یا غیر لازم ہو اسکو کہہ سکتے ہیں کہ یہ شرع اسلام میں مکتوب یا لکھا ہوا ہے خواہ وہ حکم لازم ہو یا غیر لازم یہہ اصطلاح کہ کتب بمعنی فرض کے ہی لیا جاوے اصطلاح علمائے کی ہے نہ قرآن مجید کی اصطلاح کیونکہ لفظ کتاب ۔۔۔ یا اسکی مشتقات قرآن مجید میں صدہا جگہ آئے ہیں تاہم وہاں پر مراد الٰہی فرضیت نہیں ہے کما قال تعالیٰ ولیکتب بینکم کاتب بالعدل ایضاً یکتبون الکتاب بایدیہم وغیر ذالک من الآیات الکثیرہ آگے رہا حکم شیخ فانی۔ مرضعہ۔ پیر ضعیف یا جوان نہایت لاغر نحیف وغیرہم کا جنپر روزہ رکھنا نہایت درجہ پر شاق معلوم ہوتا ہے سو یہ سب لوگ بایں شرط مشقت حکم مریض میں داخل ہیں کیونکہ تعریف مریض کی اُن پر صادق آتی ہے کہ اون کے جملہ قویٰ کے افعال اپنی حالت اصلی پر باقی نہیں رہے اگر یہہ لوگ فدیہ بھی دیویں تو من تطوع خیرا فہو خیر لہ پر قیاس کئے جاسکتے ہیں مگر فدیہ بھی اوسی شخص پر ہے جو فدیہ دینے کی طاقت رکھتا ہو ورنہ احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ رمضان کے روزہ افطار کرنے والے نے خود اُلٹا ساٹھ مسکینوں کا طعام فدیہ لیا ہے کما فی المشکوٰۃ۔

اور خود قرآن مجید بھی فرماتا ہے کہ یرید اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر اور لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا وغیرہ وغیرہ من الآیات۔

اس توجیہ سے وہ تکلفات جو مذکور ہوئے نہیں لازم آتے واللہ اعلم بالصواب۔

اب واضح ہو کہ جسقدر احکام شرع اسلام میں مقرر ہیں اونمیں اسرار عجیبہ اور لطائف غریبہ غور کرنے سے معلوم ہو سکتے ہیں مثلاً یہاں پر جو شہر رمضان واسطے صیام کے اللہ تعالیٰ کے کلام میں مخصوص فرمایا گیا اوسمیں ایک عجیب سر یہ ہے کہ یہ مہینہ آغاز سنہ ہجری سے نواں مہینا ہے یعنی محرم۔ صفر۔ ربیع الاول۔ ربیع الثانی۔ جمادی الاولیٰ۔ جمادی الثانیہ۔ رجب۔ شعبان۔ رمضان اور ظاہر ہے کہ انسان کی تکمیل جسمانی شکم مادر میں نو ۹ ماہ میں ہی ہوتی ہے اور عدد نو کا فی نفسہ بھی ایک ایسا کامل عدد ہے کہ باقی اعداد اوسی کے احاد سے مرکب ہوتے چلے جاتے ہیں لا غیر۔ پس اسمیں اشارہ اس امر کیطرف ہوا کہ انسان کی روحانی تکمیل بھی اسی نویں مہینے رمضان ہی میں ہونی چاہئے اور وہ بھی اس تدریج کے ساتھ کہ آغاز شہور ہجری سے ہر ایک ماہ میں ایام بیض وغیرہ کے روزے رکھنے سے بتدریج تصفیہ قلب حاصل ہوتا رہا۔ جیسا کہ شیخ نے کہا ہے کہ؎

صفائی بتدریج حاصل کنی
تامل در آئینۂ دل کنی

حتیٰ کہ نواں مہینا رمضان شریف کا آگیا تو اوس کے لئے یہہ حکم ہوا کہ فمن شہد منکم الشہر فلیصمہ یہانتک کہ مومن نے کو روزے رکھتے رکھتے آخر عشرہ رمضان شریف کا بھی آگیا پس اب تو ظلمات جسمانیہ تکدرات ہیولانیہ سے پاک و صاف ہوگیا تو عالم ملکوت کی تجلیات بھی اوسکو ہونے لگیں اور تاریخوں طاق میں مکالمات الٰہیہ کا مورد ہوگیا اور یہی حقیقت ہے لیلۃ القدر کی جو آخر عشرہ میں ہوتی ہے۔ اور اسلئے شارع اسلام نے تعیین لیلۃ القدر کی ۲۷ شب مقرر فرمادی کیونکہ در صورت ۲۹ دن ہونے شہر رمضان کے وہی ۲۷ شب اخری طاق شب ہوجاتی ہے جسمیں تکمیل روحانی انسان قلع کے حاصل ہو سکتی ہے اسلئے یہ شب ۲۷ کی ایک عجیب مبارک شب ہے جسمیں قرآن مجید بھی نازل ہوا کما قال اللہ تعالیٰ انا انزلناہ فی لیلۃ القدر خیر من الف شہر۔ ایضاً۔ قال تعالیٰ انا انزلناہ فی لیلۃ مبارکۃ اور چونکہ یہ شب مبارک اور لیلۃ القدر دونو رمضان شریف ہی میں ہوتی ہیں لہذا ان تینوں آیتوں میں کوئی اختلاف بھی باقی نہیں رہا۔ اور انا انزلناہ فی لیلۃ القدر میں ضمیر مذکر غائب کا مرجع اسلئے مذکور نہیں ہوا ہے کہ جملہ اہل یہود و نصاریٰ حضرت خاتم النبیین صلعم کے بشدت درجہ منتظر تھے کیونکہ تمام کتب بائبل میں آپکی بشارات اور صفات حمیدہ موجود تھیں اور اتبک موجود ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کا کلام آپکے منہ میں ڈالا جانا بھی بائبل میں اتبک پایا جاتا ہے اسلئے اوس کلام الٰہی کے نزول کا بھی اونکو سخت انتظار تھا اور نیز مشرکین عرب اپنے باپ دادوں سے سنتے چلے آتے تھے کہ حضرت ابراہیم کی اولاد میں سے بنی اسمٰعیل میں ایک نبی عظیم الشان مبعوث ہونے والا ہے۔ لہذا جملہ اہل مذاہب اور اہل کتاب کو اس نبی آخر الزمان اور نزول کلام الٰہی کا انتظار تھا۔ اور اونمیں آپ کی بعثت کا ذکر خیر رہتا تھا جیسا کہ سورہ بینہ کی ہماری تفسیر سے واضح ہے اسلئے انزلناہ کے مرجع کے ذکر کرنے کی کوئی ضرورت نہ تھی بلکہ مرجع کے ذکر کرنے میں وہ نکتہ حاصل نہ ہوتا تھا جو اوس کے عدم ذکر کرنے میں۔ ایک لطیفہ حاصل ہوا اسلئے ضمیر انزلناہ کا ذکر سابق میں نہیں کیا گیا۔ کیونکہ اوس کا ذکر تو کل اہل کتاب اور مشرکین عرب میں موجود ہے۔ اسیطرح پر الہام

انا انزلناہ قریباً من القادیان

میں بھی مرجع کا ذکر نہیں فرمایا گیا کیونکہ اب بھی کوئی فرقہ مذہبی اس قرن میں ایسا موجود نہیں ہے جو ایک مصلح کامل کا منتظر نہو اہل کتاب یہود و نصاریٰ بھی مسیح اور الیاس کے نزول کے منتظر ہیں اور اہل اسلام بھی مہدی مسعود اور مسیح موعود کے نزول کا انتظار کر رہے ہیں اور ہنود بھی کلنکی اوتار کرشن علیہ السلام کی آمد کے لئے منتظر بیٹھے ہوئے ہیں اور تمام عقلا اور علماء کی انجمنیں ایک مصلح کامل کو بلا رہی ہیں۔ اسلئے مرجع کے ذکر کرنے کی یہاں پر بھی ضرورت نہیں بلکہ ذکر کرنے مرجع میں کلام الٰہی مقام اعلیٰ بلاغت سے نیچے اوتر جاتا ہے۔ واضح ہو کہ یہ پیشین گوئی براہین احمدیہ میں مندرج ہے جسکو مدت ۲۵ یا ۲۶ سال کی منقضی ہو گئی ہے اور اس الہام کا منجانب اللہ ہونا ایسا ثابت ہوگیا جسمیں سخت معاند بھی کوئی اعتراض پیدا نہیں کر سکتا کیونکہ جسوقت میں یہ الہام ہوا ہے اوسوقت میں کوئی کتاب متضمن معارف اور حقایق قرآن مجید کی قادیان سے دنیا میں شائع نہیں ہوئی تھی لیکن

اگر اسوقت سے لیکر اسوقت تک نظر کیجاوے تو ہر ایک اہل بصیرت پر مشاہدہ ہوگا کہ ہزاروں معارف قرآن مجید کے من ابتدائی اشاعت براہین احمدیہ لغایت اشاعت حقیقت الوحی قادیان سے تمام دنیا میں شائع ہو چکے ہیں اور حقیقت قرآن مجید اور نبوت محمدیہ کی حجت جملہ اہل مذاہب پر خواہ یہود ہوں یا نصاریٰ آریہ ہوں یا سناتن دہرم سکھ ہوں یا نیچری کلّ پر پوری کردی گئی ہے - اور کیجاتی ہے اور کیجاویگی - انشاء اللہ تعالےٰ - اگر اس پچیس ۲۵ چہبیس برس کی کتابوں کو جمع کیا جاوے - تو ایک بڑے مکان میں بھی وہ نہ سما[illegible]گی پس اگر یہ الہام منجانب اللہ نہیں تھا تو کیوں پورا ہوا - قادیان کوئی بڑی بستی نہیں تھی جس سے مانند مصر و یونان کی چشمے علم و حکمت کے جاری ہوجاتے اور علم و حکمت بھی وہ جو مصداق ہو

یعلمہم الکتاب والحکمۃ ویزکیہم

کا کیا اچھا کہا ہے حالی نے جو قادیان کے ہی حسب حال ہے ؎ اب حالی صاحب کو بھی حال قادیان

نہ واں مصر کی روشنی جلوہ گر تھی
نہ یونان کے علم و فن کی خبر تھی
وہی اپنی فطرت پہ طبع بشر تھی
خدا کی زمیں بن جتی سے بسر تھی

معہٰذا اگر یہ الہام من جانب اللہ نہ ہوتا تو پھر ایسی چھوٹی سی بستی سے یہہ چشمے معارف قرآنی اور حقایق اسلامی کے تمام دنیا میں کیونکر جاری ہوسکتے ہیں کہ جنکی نہریں تمام دنیا امریکہ - یورپ یعنے جرمن فرانس - روس - جاپان وغیرہا میں جاری ہوچلی ہیں - دیکھو کارخانہ ریویو آف ریلیجنز - الحکم بدر تعلیم الاسلام اور تشحیذ الاذہان وغیرہا کو اور قریباً من القادیان اسلئے فرمایا گیا ہے کہ وہ معارف اور حقایق قرآنی جو مصداق ہدًی للناس اور بینات من الھدیٰ والفرقان کے ہیں اون میں اور قادیان کے لوگوں میں ایک پردہ غلیظ واقع ہو رہا ہے جسکی وجہ سے فی القادیان نفرمایا گیا اور فی الحقیقت عموماً حال یہ ہے کہ جو شخص مامور من اللہ ہوکر دنیا میں آتا ہے اوسمیں اور دوسرے لوگوں میں کسی نہ کسی قدر پردہ ضرور ہی ہوا کرتا ہے اور اوس پردہ اور حجاب کے رفع کرنے میں سخت دشواریاں پیش آتی ہیں کما قال اللہ تعالیٰ وجعلنا من بین ایدیھم سدًا ومن خلفھم سدًّا فاغشیناھم فھم لا یبصرون - ہاں اگر کوئی طالب صادق ہوتا ہے اور ظلمات عناد اور تعصب سے دور ہوجاتا ہے تو پھر اون انوار معارف سے ایسا شخص منور اور بہرہ ور بھی ہوجاتا ہے لہٰذا بلحاظ اس پردہ وحجاب کے قریباً من القادیان فرمایا گیا نہ فی القادیان اور یہ امر تو ظاہر ہے کہ بستی سے مراد بستی والے بھی ہوا کرتے ہیں - کیونکہ یہ ایک محاورہ ہے جو ہر ایک زبان میں جاری ہے - اور یہہ بھی واضح ہو کہ شریعت اسلام میں تمام اوقات عبادات اور ازمنہ روحانیات کو ایک دور کے ساتھ قایم کیا ہے جسطرح جسمانیات اور زمانیات میں بھی یہہ دور مشاہدہ ہورہا ہے دیکھو فصل بہار کو کہ ہر ایک سال دورہ کرتی رہتی ہے اور نظر کرو تمام ثمار اور غلجات وغیرہ کو کہ اپنے اپنے وقت پیداوار دورہ کرتے رہتے ہیں - اور غذائے انسان وحیوانات ہوتی ہیں اسی طرح پر نظام روحانی کا انتظام منجانب اللہ فرمایا گیا ہے - دیکھو ایک ہفتہ ہی کو کہ یوم جمعہ ہمیشہ دورہ کرتا رہتا ہے جسکی برکات سے مومنین کا ایمان تازہ ہوتا ہے اور ہفتہ بھر کی خطئیات کا کفارہ ہوجاتا ہے پھر دیکھو رمضان شریف اور موسم حج کو اور لیلۃ القدر وغیرہ کو کہ ہر سال ایک مرتبہ اونکا دورہ ہوجاتا ہے یہہ کیوں - اسی لئے کہ مومنین کا ایمان اونکی برکات سے تازہ ہوتا رہے اور تجلیات الٰہیہ کا ورود جن میں مکالمات الٰہیہ سے مومن متمتع ہوتا رہے اسیطرح پر ہر ایک صدی پر واسطے تجدید دین اسلام کے مجددین کا دورہ ہوتا رہتا ہے کما فی الحدیث الصحیح - چنانچہ اس چودھویں صدی میں دورہ مسیح موعود کا ہورہا ہے یہہ مسیح موعود عنداللہ قمر بھی ہے اور ایک لحاظ سے شمس بھی ہے کما ثبت فی محلہ یہہ شمس وقمر کا دورہ رمضان شریف کے ساتھ بڑی مناسبتیں رکھتا ہے یعنے جس طرح پر رمضان شریف میں ایک قسم کی نفس کشی بسبب امساک کے اکل و شرب سے اور جماع سے کیجاتی ہے اسیطرح پر اس دور قمر میں مومنین متبعین کو کسیقدر صعوبتیں اللہ تعالیٰ کی راہ میں برداشت کرنی پڑی ہیں بلکہ بعض متبعین کو ترک اکل و شرب جماع کا بھی تائید اسلام اور تبلیغ دین حق کے لئے کرنا پڑا ہی - کہ اکثر جگہ پر ازواج میں باہم تفریق واقع ہوگئی اور مخالفین اکثر مخلصین کے اکل و شرب میں بھی حارج ہوئے - دوسرے مناسبت رمضان کو اس دور قمر کے ساتھ یہہ ہے کہ جو معارف قرآنی بذریعہ اس شمس و قمر کے دنیا پر منکشف ہوئے وہ پچھلے صدیوں میں نازل نہیں ہوئے تہے اور رمضان کی خصوصیات سے ضروری ہے کہ ھدًی للناس اور بینات من الھدیٰ والفرقان کا نزول ضرور ہو یہہ تینوں امر نزول قرآن مجید کیلئے ایسے ضروری ہیں کہ جیسا تو یا بینہ تام ہوتی ہے تمام آدمیوں کیلئے دوسرے اس ہدایت کی دلایل قطعیہ اور شواہد یقینیہ کا ہونا بھی ضروری ہے مثلاً ایک کسوف وخسوف ماہ رمضان ۱۳۱۱ھ اور دیگر بینات معلومہ ہیں - تیسرے اس ہدایت عامہ کے لئے الفرقان ہونا چاہیے جیسا کہ واقعہ لیکھرام اور جراغدین کے اوسکے شواہد ہیں وغیرہ وغیرہ جو اس خطبہ میں مفصل بیان نہیں ہوسکتے پس جب ان ہر سہ امور کا نزول اس دور شمس قمر میں ہمکو مشاہد ہو رہا ہے تو پھر ہم کیونکر تسلیم نکریں کہ زمانہ بعثت اس مسیح موعود کو ساتھ شہر رمضان کے بالضرور ایک مناسبت قوی ہے کما قال اللہ تعالیٰ شھر رمضان الذی انزل فیہ القرآن ھدًی للناس وبینات من الھدیٰ والفرقان - پس اگر یہ زمانہ مسیح موعود کا شہر رمضان کے ساتھ کچھ مناسبت نہیں رکھتا تو پھر یہہ نزول قرآن یعنی رد شبہات تمام فرق باطلہ کا قرآن مجید سے کیوں ہورہا ہے ہر ایک اہل بصیرت سمجھ سکتا ہے کہ علت کے وجود سے معلول کا وجود سمجھا جاتا ہے اور معلول کے وجود سے علت کا وجود سمجھ میں آجاتا ہے اور جسطرح پر آنحضرت صلعم کا زمانہ بعثت کا ایک عظیم الشان لیلۃ القدر تہا کما قال اللہ تعالیٰ وما ادرٰک ما لیلۃ القدر اسی طرح پر یہ آخری زمانہ یعنی دور شمس و قمر کا زمانہ ایک قسم کی لیلۃ القدر ہے کہ جسمیں بھی اس مسیح موعود علیہ السلام پر نزول ملائکہ اور روح یعنی جبرائیل کا ہورہا ہے جسکو کوئی مخالف نہیں ٹال سکتا کیونکہ باذن ربھم ہے اور اسی لئے یہ مسیح موعود سلامتی کا شہزادہ ہے کما فی الہام وکما قال اللہ تعالیٰ سلام ھی حتی مطلع الفجر چونکہ معارف الہامات مسیح موعود کے بے نہایت ہیں اسلئے میں اب اس خطبہ کو یہیں ختم کرتا ہوں - بارک اللہ لنا ولکم فی القرآن العظیم ونفعنا وایاکم بالآیات والذکر الحکیم انہ تعالیٰ جواد قدیم کریم ملک برّ رؤف رحیم - یہانپر ایک رؤیا کا درج کرنا جو بتاریخ ۲۰ اکتوبر ۱۹۰۵ء کو بمقام امروہہ خاکسار کو ہوئی تہی بحکم تحدیث بالنعمت کے ضروری ہے ۲۰ تاریخ کی شب کو مینے دیکھا کہ میں کسی شہر میں ہوں اور ایک مکان میں ایک تخت پر بیٹھا ہوا ہوں کچھ لوگ تخت سے نیچے بیٹھے ہیں اور کچھ لوگ تخت کے اوپر بھی ہیں اور میں بڑے زور وشور سے صرف ایاک نعبد و ایاک نستعین کی تفسیر سے مسلک احمدیہ اور دعاوی حضرت مسیح موعود کو ثابت کررہا ہوں تمام مضمون کلام تفسیری مجھکو یاد نہیں رہا مگر ماحصل اس مضمون کا حسب ذیل ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو یہ آیت تعلیم فرمائی ہے اسسے مقصود الٰہی یہہ ہے کہ نماز پنجگانہ کی ہر ایک رکعت میں ہم بصدق دل اس آیت کا اقرار بجناب باری ادا کرتے رہیں - اور خارج نماز سے مدام اس اقرار پر ہمارا عمل درآمد بھی رہے تب عبادت مقبول ہوا اور ہماری استعانت پر اللہ تعالیٰ کی اعانت بھی ہمکو پہونچے اب یہ تو ظاہر ہے کہ جو شخص مامور من اللہ ہوکر دنیا میں مبعوث ہوتا ہے اوسکے لئے بعد نماز ہائے پنجگانہ کے سب عبادات سے اعظم ترین عبادت تبلیغ ما انزل الیہ من ربہ کما قال تعالیٰ - بلغ ما انزل الیک فان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس اب اس چودھویں صدی میں ہم دیکھنا چاہتے ہیں کہ حسب وعدہ الٰہی مندرجہ قرآن مجید وبموجب حدیث صحیح کے کوئی مجدد اس سر صدی پر بھی پیدا ہوا ہے یا نہیں تو مانند شمس نصف النہار کی بڑی شہرت کے ساتھ اس دعوی اور مدعی کو موجود پاتے ہیں کہ ایک شخص معظم یعنی حضرت اقدس مرزا **غلام احمد** اس عبادت تبلیغ کو بعد نماز ہائے پنجگانہ کے ایسی جانتوڑ کوشش کیساتھ ادا کررہے ہیں کہ تمام اقطار ارض میں اونکی تبلیغ پہنچ گئی ہے اور اونکی تبلیغ سے نہ یورپ محروم رہا اور نہ امریکہ نہ روس - اور نہ جاپان پھر ملاحظہ ثانی کرتے ہیں کہ اونکی استعانت پر جناب باری سے ایسی اعانت بھی پہونچ رہی ہے کہ اوس کی نظیر بصیغہ قلمی اور دعا کے ذریعہ اس مدت اسلامی تیرہ سو سال میں ہمکو نہیں ملتی پس جبکہ یہ عبادت تبلیغ اور اعانت الٰہی کی اس شخص میں ہم مشاہد پاتے ہیں تو ثابت ہوا کہ یہہ شخص بالضرور مامور من اللہ ہے اور جو اس کے دعاوی ہیں وہ سب صادق اور مصدوق الٰہی ہیں ورنہ پھر مضمون ایاک نعبد وایاک نستعین کا صادق نرہیگا و نعوذ باللہ منہ کیونکہ اس آیت کا مضمون جو اسطرف صریح اشارہ کررہا ہے کہ جو شخص مدعی ماموریت کا عبادت تبلیغ کی بجالا رہا ہے اور وہ جناب باری میں مقبول بھی ہوگئی ہے کیونکہ اوس کی استعانت پر اعانت الٰہی برابر پہونچ رہی ہے تو وہ مدعی بالضرور صادق و مصدوق ہے خواہ اس دلیل کو دلیل لمی کے طور پر مانو یا بطور دلیل انی کے اسکو سمجھو مدعا ہر حال میں ثابت ہے یعنی خواہ آفتاب کے وجود سے دن کا موجود ہونا سمجھو یا دن کے موجود ہونے سے آفتاب کا وجود تسلیم کرو مطلب ہر حال حاصل ہے - ھٰذا اما الھمنی ربی والحمد للہ الذی ھدانا لھٰذا وما کنا لنھتدی لولا ان ھدانا اللہ

خاکسار محمد احسن امروہوی۔

جواب سوالات منشی بابن بخش صاحب گجراتی
از قاضی اکمل آف گولیکی ضلع گجرات

ایک عاشقانہ طالب حق عنایت فرما نے مجھ سے درخواست کی ہے کہ میں اسکے مفصلہ ذیل سوالوں کا جواب دوں اور جلد جواب دوں۔

یہ سوالات کوئی نئے سوالات نہیں مگر تاہم ایک نئی عبارت میں پیش کئے گئے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ ان کا مختصر جواب عرض کردوں۔ کیونکہ جو شخص سچے دل سے حق کی تڑپ رکھتا ہے اسکے لئے ایک نکتہ بھی کافی ہے۔ اگر در خانہ کس است ہمیں حرف بس است۔ اور جسے صرف ایک مشغلہ مطلوب ہے یا بات کا اظہار کہ ہم بھی کچھ ہیں اسکے لئے جلدوں کی حکمت تقویم پارینہ ہیں۔

سب سے پہلا سوال اس تمہید سے اٹھایا گیا ہے کہ سیدنا ابراہیم سے وعدہ تھا دنیا کے سارے گھرانے تجھ سے برکت پائیں گے۔ پیدائش باب ۱۲۔ یہ پیشگوئی نہ حضرت ابراہیم پر صادق آئی نہ حضرت عیسےٰ پر بلکہ حضرت محمد صلعم پر۔ اس سے آگے لکھا ہے کہ جن کا گمان ہے وہ (عیسےٰ) ابھی تک زندہ کسی **بلندی** پر **موجود** ہیں آہ کہ جس سے صاف ظاہر ہے کہ آپ وفات عیسےٰ کے قائل ہیں فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ مگر آپ کو اعتراض یہ ہے کہ نبی کریم صلعم کے بعد ضرورت کیا ہے کسی موعود کی۔ اور پھر جو موعود مسیح آیا۔ اس نے کتنے ہندو۔ عیسائی۔ یہودی۔ مسلمان کئے۔ اسکے جواب میں عرض ہے کہ حضرت کے دو کام تھے۔ ایک تکمیل ہدایت اور ایک **تکمیل اشاعت** ہدایت۔ تکمیل ہدایت تو حضرت خاتم النبیّین صلعم کے دست مبارک پر ہو چکی جیسا کہ فرمایا **اکملت لکم دینکم** (تمہارا دین کامل کر دیا)۔ اب دوسرا کام ہے اشاعت۔ یعنی اسلام کا پیغام روئے زمین کی تمام قوموں کو پہنچا دینا اور ان پر از روئے حجج قاطعہ و براہین ساطعہ اتمام حجت اور یعنے اپنے دین کو کل ادیان پر دلائل سے غالب کر دینا۔ چنانچہ فرمایا **ھُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْھُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ**۔ یہ ایک پیشگوئی کے رنگ میں ہے جسکی نسبت تمام مفسرین بھی لکھتے ہیں کہ مسیح موعود کے متعلق ہے۔ اسکے پورا ہونے کے لئے ایک ایسے زمانہ کا [illegible] اسباب پیدا ہو جائیں کہ روئے زمین کی قومیں بمنزلہ خانہ واحد کے ہوں۔ اور ایک شخص گھر بیٹھے بڑی سرعت و اطمینان سے سارا اپنا پیغام پہنچا سکے سو واقعات خود شہادت دے رہے ہیں کہ یہ زمانہ نہ تو نبی کریم صاحب کے مبارک عہد میں آیا (یعنی ایسے اسباب مثل تار۔ ڈاک۔ ریل۔ جہاز دودخانی۔ فونوگراف۔ فوٹوگرافی۔ کثرت کتب۔ امن۔ دینی معاملات کے فیصلہ کے لئے تلوار سے کام نہ لیا جانا وغیر ذالک۔) اور نہ انکے بعد دوسرے خلفاء کے عہد میں۔ بلکہ یہ موقعہ یہ وقت اسی صدی میں **حاصل ہوا**۔ اور قرآن مجید کی وہ پیشگوئی پوری ہوئی جو ان الفاظ میں تھی (۱) **واذا النفوس زوّجت** (۲) **واذا الصحف نشرت** (۳) **واذا العشار عطّلت** (۴) **وخلقنا لهم من مثله ما يركبون** یعنی (ریل) (۵) **وله الجوار المنشآت** یعنی نئی طرز کے سٹیمر جہاز (۶) **فالملقيات ذكرا**۔ (تار)

اب تمام اسباب پیدا ہو چکے تو ضرور ہے کہ وہ رجل بھی موجود ہو جسکے ذریعے **لیظہرہ علی الدین کلہ** کی پیشگوئی پوری ہونی ہے۔ اے میرے بھائی میں تمہیں بشارت دیتا ہوں کہ وہ مرد خدا پیدا ہو چکا اور اپنا کام کر رہا ہے۔ اس نے اپنے متواتر [illegible] اور کتابوں اور تقریروں سے تمام جہان کے مذاہب پر حجت قایم کر دی کہ ماسوائے اسلام اگر کوئی مذہب صادق ہے اور بغیر احمدی جماعت کے کوئی فرقہ **ما انا علیہ واصحابی** کا مصداق ہے۔ تو وہ میرے سامنے آئے۔ نشان دیکھے اور دکھائے۔ الغرض امتیازی نشان جس سے منجانب اللہ ہونا ثابت ہو بتلائے۔ مگر تم خود ہی شہادت دو۔ کہ کبھی کوئی سامنے آیا۔ کبھی کسی نے جرأت کی۔ تو منہ کی نہیں کھائی۔ بس یہی معنے تھے۔ کل ادیان پر دین حق کو غالب کرنے کے۔ باقی رہا یہ سوال کہ کتنے یہود و عیسائی مسلمان ہوئے۔ سو سب سے پہلے تو آپ کو یہ سمجھنا چاہئیے کہ رسول (فرستادہ حق) کا فرض کیا ہے؟ یہ کہ بہت سے لوگوں کو مسلمان کر جائے یا یہ کہ بہتوں پر اتمام حجت کر کے انہیں پیغام پہنچا جائے۔ ماننا نہ ماننا انکا اپنا اختیار۔ آؤ میں تمام نبیوں کے سردار احمد مختار (صلعم) کی نسبت جو ارشاد ہے آپ کو بتاؤں۔ فرماتا ہے کون؟ قادر مطلق اپنے نبیوں کو بھیجنے والا۔ **وان تطیعوہ تھتدوا وما علی الرسول الا البلاغ المبین**۔ پھر فرمایا **ان علیک الا البلاغ** پھر فرمایا **افانت تکرہ الناس حتی یکونوا مؤمنین**۔ پھر فرمایا **انما انت مذکر لست علیھم بمصیطر** خلاصہ سب کا یہی ہے کہ تمہارا فرض صرف پیغام کا پہنچا دینا ہے نہ کہ خواہ مخواہ مسلمان کرنا۔ **صرف یاد کرانا** وہی فطرتی اخلاق تمہارے ذمے ہے۔ کوئی تم داروغہ نہیں ہو۔ وکیل نہیں ہو۔ **فمن شاء فلیؤمن ومن شاء فلیکفر** (جس کا جی چاہے مومن ہو جس کا جی چاہے کافر رہے) سن لیا آپ نے۔ اب فرمائیے حضرت مسیح موعود پر کیا اعتراض رہا۔ اگر دو آدمی بھی کسی رسول کو نہ مانتے ہوں تو بھی یہ بات اس کی نبوت میں قادح نہیں ذرا فرمائیے حضرت نوح علیہ السلام پر نوسو پچاس میں کتنے آدمی ایمان لائے۔ ہاں ضرور بتانا۔ اور پھر اپنے اس اعتراض پر غور کرنا کہ تئیس برس میں کتنے کافر مسلمان ہوئے۔ جب ہزار برس میں اسّی سے بھی کم زن و مرد مسلمان ہوں۔ تو بیس بائیس سالوں میں کتنے ہونے چاہئیں۔ ضرور اوسط لگا کر حساب فرمائیے گا۔ تا کہ اطمینان قلبی ہو جائے۔ اور ساتھ ہی **ما آمن معہ الا قلیل** اور **ما وجدنا فیھا غیر بیت من المسلمین** پڑھے جائیے تا کہ پھر کبھی یہ اعتراض خلجان نہ کرے۔ باوجود اس کے آپ کو اس بات سے بھی انکار نہیں کرنا چاہئیے کہ کئی عیسائی مسلمان ہوئے۔ اور کئی ہندو۔ کیا قادیان ہی میں نومسلم نہیں کیا آپ ان کے ناموں کی فہرست چاہتے ہیں ماسٹر عبد الحق۔ عبد الرحمن۔ سردار فضل حق۔ صاحبان کے اسمائے گرامی بھول گئے۔ امریکہ کے حسن اینڈرسن کی چٹھی آپنے نہیں پڑھی۔ پھر موجودہ تحریک سے عیسائیوں خصوصاً ولایت والوں نے جو اپنے عقائد تبدیل کئے ہیں۔ بائبل کو از سر تا پا الہٰی نہیں مانتے۔ نہ یہ کہتے ہیں کہ اس میں غلطیاں نہیں۔ نہ مسیح کے جی اٹھنے کے قائل ہیں اور نہ اسکی الوہیت کے۔ یہ کس کے انفاس طیبہ کی برکت ہے آپ کا انصاف پسند دل بول اٹھیگا حضرت مسیح موعود کی (صلی علیہ وآلہ) پھر یہ بھی خیال رہے کہ نبی کریم صلعم کی پیشگوئی تھی کہ انہی مسلمانوں میں سے یہود و نصاریٰ ہو جائینگے یہود کون؟ جو اپنے اسلاف کے بے سر و پا روایات و رسمیات پر جمے بیٹھے ہیں۔ اور اپنے مزعومہ بزرگوں کے اقوال پر ایسے کاربند ہیں کہ کتاب اللہ کو **وراء ظھورھم** پھینک دیا۔ اور نصاریٰ کون وہی جن کی شان میں ایک شاعر نے کہدیا (دیکھو تو گورستان جو پوچھو تو مسلمان) انہیں ہی یہ دو تین لاکھ جماعت بنی ہے۔ پس یہ سب یہود و نصاریٰ ہی مسلمان ہوئے ہیں اس بات کو خوب سمجھئے:۔ اور ساتھ ہی یہ بھی کہ جب مسلمانوں میں سے یہود و نصاریٰ ہو گئے تو ضرور تھا کہ انہی میں سے عیسےٰ اور اس کی جماعت بھی ہوتی۔ کیونکہ دونوں فریق کا مسیح کے بارے میں افراط و تفریط سے یہ نام پڑا۔ آپ کی طرز تحریر سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ آپ مسیح موعود کی عدم ضرورت کے قائل ہیں یعنی نیچریوں کی طرح آپ کا خیال ہے۔ کہ بس حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کے آنے کی ضرورت نہیں۔ یہ ان لوگوں کی خوفناک غلطی ہے کیونکہ خود ان کے اپنے اقوال بھی اس کے خلاف ہیں اور زمانہ کی حالت بھی ان کے برخلاف فتوے دے رہی ہے اگر صرف قرآن مجید ہی کافی تھا اور کسی مزکی نفوس کی ضرورت نہیں تھی۔ جو لوگوں کے لئے قرآن مجید کا عملی نمونہ ہو اور اپنی صحبت کے اثر سے **کونوا مع الصادقین** کے ارشاد قرآنی کی تعمیل میں سہولت پیدا کرے۔ تو پھر یہ مفاسد زمانہ کیوں اور اسلام کی حالت کیوں دگرگوں ہے قومی انحطاط کیوں ہے اور کہنے والا تو یہ بھی کہ سکتا ہے کہ محمد رسول اللہ صلعم کی کیا ضرورت تھی صرف **قرآن مجید** یا **ہوتا**۔ میرے دوست اچھی طرح اس ضرورت کو سمجھا اور ضرورۃ الامام تصنیف امام الائمہ کا مطالعہ کرنا کہ یہ حجاب اٹھے۔ اگر کسی مرشد ہادی کی ضرورت نہ ہوتی تو لوگ کیوں جگہ بہ جگہ مارے مارے پھرتے ہیں۔ ضرور تھا کہ اسوۂ حسنہ کے قیام کے لئے ایک شخص ہو جو تمام نبوی اوصاف اپنے اندر رکھے اور اسکے اتباع کی برکت سے ظل النبی یا بالفاظ دیگر خلیفہ نبوی ہو۔ یہ بہت کہنے کہ اور جو **علماء** و مشائخ ہیں۔ ان کے جو اصلی اور اندرونی حالات ہیں وہ آپ سے پوشیدہ نہیں کہ میں بیان کروں۔ نہیں وہ کون ہے جو تمام مذاہب کے مقابل ہو کر اسلام کی حقیقت ثابت کرتا ہوا کہ رہا ہے ؎

کرامت گرچہ بے نام و نشان است
بیا بنگر ز غلمان محمد

دیکھنا کوئی آپ سے یہ نہ کہدے کہ کئی گدی نشین صاحب کرامت ہیں۔ کرامت یہ نہیں کہ اپنے مریدوں کے بعض کام ہو جائیں کیونکہ یہ تو ایک معمولی بات ہے۔ اور آخر کئی کام تو قانون قدرت کے مطابق خود ہی ہو جاتے ہیں۔ دیکھو جو بتوں کے آگے سر جھکاتے ہیں وہ بھی تو کئی مرادیں پاتے ہیں اپنے ہندو سناتن دھرمی بھائیوں سے پوچھیے

وہ کئی روایتیں سنا دینگے تو کیا یہ کہیئے کہ وہ مُبتہ بھی صاحب کرامت ہیں ہرگز نہیں۔ کرامت وہ ہے جو غیر مذہب کے سامنے چیلنج کرکے بتائی جائے۔ اور اعلان کر دیا جائے کہ تم اپنی پوری قوت اسکے روکنے میں لگا لو مگر یہ ہو کر رہے گی۔ پھر اس سے مقصود خدا تعالیٰ کی ہستی اور اسکے جلال کا اظہار ہونا یہ کہ سکے ہٹورنا اور اپنی مفرز نیاز لینا۔ ان تو اصل بات سے دور نکل گیا۔ خلاصہ یہ ہے کہ اگر نبی صلعم کے بعد کسی ان کے خلیفے کی ضرورت نہ تھی تو لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ سورۃ نور میں نہ آتا اس پیشگوئی کو صرف چار خلفا میں محدود کرنا کلام الٰہی کی ہتک کرنا ہے آپ مضارع کے استمرار کو دیکھیں کہ قیامت تک اس سلسلہ کا بقا ضروری ہے۔ پھر کما اشارہ کر رہا ہے کہ موسیٰ کے خلفاء کیطرح یہاں بھی خلفاء ہونگے۔ اور تشبیہ کو پورا کرنے کے لئے پہلا قبیل یوشع اور دوسرا مثیل مسیح موسوی ضرور ہوگا۔ ورنہ کما فرمانے کی کیا ضرورت تھی۔ اور وہ عیسیٰ بھی نہیں آسکتا۔ اسکی نبوت کی حاجت نہیں کیونکہ آپ خود تھے۔ ان نہیں پھر هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ سے بھی ظاہر ہے کہ ایک گروہ یا طلبہ آخری زمانے کی جماعت مسلمانان میں بھی پیدا ہونے والا ہے۔ تعجب کہ آپ اس سے برعکس نتیجہ نکالتے ہیں۔ حالانکہ ضرور ہے کہ آخرین میں بھی رسول آیات پڑھ کر سنانے والا۔ نشان دکھانے والا تزکیہ نفوس کرنے والے کتاب اور حکمت (معارف و حقایق) سکھانے والا موجود ہو اسکے علاوہ اور کئی آیات میں بھی اس موعود کی طرف اشارہ ہے جو حضور کی کتب دیکھنے والے سے مخفی نہیں۔ اور خود قانون قدرت بھی اسکا موید ہے۔ کہ يُحْيِي الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا جب زمین میں فسق و فجور پھیلے تو وحی کے پانی سے از سر نو مردہ دل زندہ ہوتے ہیں پھر عذابوں کا پے در پے آنا اس بات کا شاہد ہے کہ رسول آچکا۔ کہ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّى نَبْعَثَ رَسُولًا آپکے چار سوالوں کا جواب ہو چکا تسلی نہ ہوئی ہو تو مکرر دریافت فرمالیجئے۔ ہاں ایک دو جزوی باتیں رہ گئیں۔ ان کا جواب بھی سن لیجئے ایک تو آپ الہام انّی مع الافواج آتیک پر معترض ہیں کہ اللہ غالب امرہٖ کو فوجوں کی کیا ضرورت۔ حضرت! چونکہ آپ نبوت محمدیہ اور آیات قرآنیہ کے مقر ہیں اسلئے آپ کے لئے یہی جواب کافی ہے کہ وہ ضرورت جو ایک چھوٹے سے ملک عرب کے کفار کے ساتھ لڑنے کے لئے پانچ ہزار فرشتوں کو بھیجنے کی ضرورت تھی کیوں آیا خیال شریف میں! یا میں آیت ہی پڑھ کر سناؤں يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ آلَافٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ مُسَوِّمِينَ۔ اب یہاں بھی وہی اعتراض ہو سکتا ہے کیا اکیلا خدا کافی تھا اور پھر فرشتوں میں ہر ایک فرشتہ لوط کی بستی الٹ سکتا ہے مگر کفار عرب ایسے توانا کہ پانچ ہزار کی ضرورت پڑی۔ میرے پیارے بھائی سن! ذرہ ذرہ خدا تعالیٰ کی فوج ہے اور چونکہ اللہ تعالیٰ عالم اسباب میں جو کام کرتا ہے کسی نہ کسی علت کی معرفت کرتا ہے اسلئے یہی ذرے یہی عناصر خدا کی فوجیں ہیں وہ اسکے مامور کے دشمنوں کی مخالف ہو جاتی ہیں۔ طاعون اجرام بھی خدائی فوجیں ہیں۔ دیکھا مخالفوں کو کیسا سراپا۔ چوٹی سے ایڑی تک زور لگا چکے مگر کوئی تدبیر کارگر نہ ہوئی۔ پھر دیکھو ہوا ہے تو آجکل مخالف آتش ہے تو مخالف پانی ہے تو مخالف زمین ہے تو مخالف کیا میں آپ کو تمام واقعات کی فہرست سناؤں۔ جو جہان میں ہو رہے ہیں۔

دوم دوسری بات وہی کارگذاری والی ہے کہ رسول کریم صلعم کیسے کامیاب ہوئے اور اس امن کے زمانہ میں مسیح کامیاب نہیں ہوا۔ ابھی تو حضور علیہ السلام زندہ ہیں ابھی سے آپ کیوں گھبرا گئے۔ آپ دیکھیں کیا بنتا ہے تمام اصلاحوں کی بنیادیں پختہ ہو چکی ہیں اب صرف ایک حکم کی دیر ہے اور يَدْخُلُونَ فِي دِينِ اللَّهِ أَفْوَاجًا۔ کا زمانہ آجائیگا۔ آپ ذرا اس واقعہ کو پیش نظر کیجئے جب رسول کریم صلعم وفات پا گئے مگر حضرت عمرؓ فرما رہے تھے نہیں ابھی زندہ ہیں۔ وہ نہیں وفات پائینگے جب تک منافقین مشرکین کو جزیرہ عرب سے نہ نکال لیں۔ فارس روم کے خزانوں کی کنجیاں بھی آپ کے ہاتھوں پر نہیں رکھی گئی تھیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جیسا لوگوں کا خیال تھا۔ اسکے موافق کارروائی نہیں ہوئی تھی مگر چونکہ ہر بات کی بنیاد بندھ چکی تھی اسلئے آپ کو دنیا سے اٹھا لیا گیا اور کامیابی کا اعلان دیدیا گیا۔ کیونکہ خلیفہ کے ہاتھ جو کچھ کام ہو وہ بھی اسکے مطاع کا سمجھا جاتا ہے۔ ہر نبی کا زمانہ وہ ہوتا ہے جب تک دوسرا عہد قایم ہو۔ مسیح موعود کے لئے ایک ہزار برس ہے جیسا کہ کتابوں میں لکھا ہے۔ پس اسی ہزار سال میں سب کچھ ہو جائیگا۔ خدا کی کام بڑے آہستہ آہستہ ہوتے ہیں۔ تعجیل پر سرسوں نہیں جمتی۔ باوجود کُنْ فَيَكُونُ کہنے کے پھر بھی آپ دیکھتے ہیں کہ بچہ نوماہ ہی میں پیدا ہوتا ہے پس جلدی مت کیجئے اگر مجبوری ہے۔ خُلِقَ الْإِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ۔

تیسرے تیسری بات کہ نصیحت نامہ عالمین کے لئے ہے بے شک ٹھیک ہے۔ مگر اس ذکر کی اشاعت اسکی تعلیم کے ثمرات کا عملی نمونہ دکھانے کے لئے بھی کوئی ہونا چاہئے یا نہیں۔ ضرور چاہیئے بے شک خاتمہ تک محمدی شریعت ہے مگر اس شریعت کو قایم کرنے اسمیں جو غلطیاں لوگوں کی دستبرد سے پڑ گئی ہیں۔ ان کو نکالنے اور مختلف فرقوں میں فیصلہ کرنے کے لئے کسی الحکم العدل کا آنا بھی ضروری ہے یا نہیں۔ آپ اگر سوچینگے تو یہ کہنے میں میرے ساتھ ہم نوا ہونگے کہ ضرور۔

پانچویں سوال میں آپ پوچھتے ہیں مسیح موعود کو عربی زبان میں کیوں الہام ہوتے ہیں کیوں صاحب آپ کو اپنی دینی زبان کیوں بری لگتی ہے؟ جبکہ ہماری مذہبی الہامی کتاب اسی میں ہے تو یہ ایک فطرتی بات ہے کہ مسلمانوں کو عربی زبان سے ایک خاص تعلق ہو جس سے نفرت گویا دین اپنے سے نفرت ہے۔ (۲) یہ عربی زبان میں الہام ہمیں سکھاتا ہے کہ مسلمانو عربی زبان سیکھنا واجب سمجھو۔ (۳) حضرت بارہا فرما چکے ہیں جو کچھ لیتا ہوں یعنی جو فیوض مجھ پر وارد ہیں اسی محمد عربی کی برکت سے اسی کے چشمے سے پانی پیتا ہوں لیکن جب ان کی زبان عربی تو خادم کی کیوں نہ ہو۔ کیا شاخ اپنی جڑ (اصل) سے جدا ہو سکتی ہے۔ (۴) عربی ام الالسنہ ہے چونکہ تمام زبانوں کی اصل ہے اور کل قوموں کی طرف رسالت ہے اسلئے سب کی رعایت سے ایک ایسی زبان میں الہام ہوتا ہے۔ جو سب کی مشترکہ لسان ہے (۵) شاستری انگریزی وغیرہ میں کاہے کا ہے اسلئے کہ تمام قوموں کی رسالت جو ہوئی ہر قوم کی زبان میں الہام ہوتا ہے۔ تا کسی کو شکایت باقی نہ رہے (۶) نیز غیر زبان میں الہام ہونا اسکے منجانب اللہ ہونے کی دلیل ہے کیونکہ جو زبانیں نہیں آتیں ان کے فقرات سنانا اور پھر ایسے جنمیں پیشگوئی ہو کسی بشر کا کام نہیں براہین احمدیہ میں مثلاً گوڈ یوئے لارج پارٹی اسلام کئی ایسے الہام ہیں جن کی تصدیق اب اس زمانہ میں ہو رہی ہے آپ اس شخص کے حکم ہونے پر معترض ہیں بایں الفاظ جو عربی کے سوا دوسری زبان نہیں جانتا خدا ایسے حاکم یک زبان دان کی عزت رکھے۔ اپنے اس فقرہ کو اچھی طرح پڑھیں کہ یہ کس پر اعتراض ہے مرزا صاحب کرم پر یا حضرت محمد عربی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر۔ مامور من اللہ کی مخالفت بعض اوقات ایسے الفاظ مُنہ سے نکلوا دیتی ہے دعا

چھٹے سوال میں۔ آپ ۱۱ مئی کے الہام پر معترض ہیں کہ یہ خبر تو قرآن میں ہے حضرت المسیح موعود بھی تو قرآن مجید ہی کی تصدیق و تائید کے لئے آیا ہے اور اسی چشمے سے فیض یاب ہے آپ کا الہام بتا رہا ہے کہ قرآنی پیشگوئی کے پورا ہونے کا وقت آگیا۔ ساتویں سوال میں تَرُدُّ عَلَيْكَ أَنْوَارُ الشَّبَابِ اور پھر اس کے آگے فَأْتُوا بِشِفَاءٍ مِنْ مِثْلِهِ پر اعتراض ہے کہ شفا خانجات میں کئی مریض و کمزور شفا پاتے ہیں۔ میرے دوست۔ ! مِنْ مِثْلِهِ کے لفظ پر غور کرو بغیر کسی شفاخانہ میں جانے کے کوئی شخص ان موجودہ حالات کے باعث جنمیں خدا کا مسیح ہے یہ شفاء بغیر اسباب ظاہری اتنی جلدی نہیں پاسکتا۔ پس اسکی مثل تھا۔ اور انوار الشباب کا پھر آنا خلاف سنت اللہ ہے۔ یہ کیوں؟ کوئی دلیل پھر شباب کا لوٹ آنا تو نہیں فرمایا بلکہ انوار شباب مطلب صرف ایسی طاقت کا حصول جس سے منصبی کام ہو سکے۔ جب یہ بات واقع ہو گئی اور واقعات نے اس الہام کی تصدیق کر دی تو پھر آپ کیسے تکذیب کر سکینگے۔ بہتر تھا کہ آپ اعتراض کرنے سے پہلے اپنے دوسرے مسلمان بھائیوں سے پوچھ لیتے

اور اب بھی پوچھ لینے میں کچھ مضایقہ نہیں کہ زلیخا کیونکر جوان ہو گئی تھی۔ حالانکہ اہل تحقیق کے نزدیک تو یوسف و زلیخا میں نکاح ہی از روئے قرآن ثابت نہیں کیا جا سکتا۔

اٹھویں سوال میں آپ کو اس بات پر اعتراض ہے کہ قرآنی آیات کیوں الہام ہوتی ہیں معلوم نہیں میرے بھائی کو قرآنی آیات کیوں بری لگتی ہیں۔ احمد مختار آقا۔ اور مرزا غلام خادم و مخدوم میں کچھ تعلق بھی ہوتا ہے یا نہیں جب وہ آیات حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئیں تو ان کے اور معنے اور مصداق تھے اور اب حضرت احمد علیہ السلام پر نازل ہو کر اور معنے و مصداق رکھتی ہیں سمجھ لیا آپ نے اور

...متحد ہونے کے پھر بھی معانی جدا جدا ہوں یہ الہامی اعجاز اور قرآن مجید و کلام اللہ کے عجائبات بے نظیر ہے۔

نویں سوال میں آپ کو یہ فکر پڑ گئی ہے:۔ کہ جب الہامات مسیح اور قرآنی آیات ملی جلتی ہیں اور دونو کی تلاوت ہوا کرے گی تو حافظوں کو تشابہ پڑینگے۔

قبل از مرگ واویلا۔ شاید اسی موقعہ پر بولا جاتا ہو جناب من! آپ مطمئن رہئے احمدی قرآن مجید اور ان الہامات میں فرق پہچانتے ہیں اور وہ ان الہامات کو بطور وظیفہ تلاوت نہیں کیا کرینگے جیسے آجکل کے مسلمان کتاب اللہ کو چھوڑ کر دلائل الخیرات وغیرہ وظائف پڑھتے رہتے ہیں۔

دسویں سوال میں آپ چندہ کا نام انکم ٹکس رکھ کر اسکی دلیل پوچھتے ہیں۔ یہ مسئلہ تو بالکل صاف ہے تعجب کہ آپ جیسا دانشمند آدمی اس بات پر اعتراض کرے۔ جب کوئی نبی اللہ آتا ہی تو اسے اشاعت دین اور ان لوگوں کے لئے جو دین سیکھنے کے لئے اسکے پاس آئیں روپے کی ضرورت ہوتی ہے اب اس حاجت کے پورا کرنے کے لئے آسمان سے کبھی روپیہ نہیں گرتا بلکہ نیک دل مرید اور معتقد ہی چندہ دیا کرتے ہیں۔ کیا صحابہ کرام حضرت نبی کریم صلعم کو چندہ نہیں دیا کرتے تھے۔ اور کیا صرف انہی چندے سے ان کے مراتب نہیں بڑھے کیا حضرت ابوبکرؓ کا تمام مال دیدینا یاد نہیں رہا۔ اور کیا قرآن مجید میں خذ من اموالھم صدقۃً آپ کے ملاحظہ سے نہیں گذرا اور جاھدوا باموالکم وانفسکم نہیں پڑھا۔ نبی کریم صلعم کے وقت تو چندہ کی ایسی سختی تھی کہ بات کرنے سے پہلے ہی کچھ نذر رکھنی پڑتی ایک نادان پادری تو اس فعل پر ہی اعتراض کرتا ہوگا۔ مگر دانشمند خوب جانتے ہیں کہ مخلص و منافق میں ایسی باتوں ہی سے تمیز ہوتی ہے۔ زبانی جمع خرچ تو ہر ایک کر سکتا ہے۔ مگر جب کچھ گرہ سے کھولنا پڑے تو اصلیت معلوم ہوتی ہے۔ دیکھنا تو یہ ہے کہ تمام روپیہ کہاں خرچ ہوتا ہے کیا اپنے نفس (ذات) کے لئے طلب کیا جاتا ہے ہرگز نہیں تو پھر اس فی سبیل اللہ خرچ میں حسب توفیق شامل ہونے پر آپ کو کیا تامل ہے۔ کیا کوئی ایسی حدیث یا آیت پیش کی جا سکتی ہے کہ مسیح موعود پر آسمان سے خزانہ گریگا۔ میرے بھائی حبیب سردار انبیاء پر نہ گرا تو دوسرے کس گنتی میں ہیں دیکھو کفار اعتراض کرتے تھے کنز...

مگر انہیں جواب دیا گیا۔ کہ یہ خلاف سنت اللہ ہے۔ ہاں اگر مسیح موعود یہ حکم دیتا کہ ضرور ہر ایک اتنا اتنا دے تو پھر اعتراض ہو سکتا تھا مگر ایسا حکم آپ کہیں نہیں دکھا سکینگے بلکہ میرے آقا تو بارہا ارشاد فرماتے رہتے ہیں جس قدر توفیق ہو اُس قدر دو۔ مگر باقاعدہ۔ اور طاقت سے زیادہ کا مت اقرار کرو۔ بعض لوگوں نے اس فرمان سے (کہ جو کسی طرح بھی اس سلسلہ کی مدد نہیں کرتا وہ میری جماعت سے نہیں) دھوکہ کھایا ہو حالانکہ یہ صحیح بات ہے کہ جو جماعت میں ہو کر پھر کچھ بھی امداد نہیں کرتا۔ وہ کیسے اس جماعت میں محسوب ہو سکتا ہے امداد سے مراد صرف روپیہ پیسہ نہیں بلکہ قلمی۔ بدنی۔ لسانی امداد بھی غربا کے لئے ہو سکتی ہے۔ اور وہ جو حدیث میں آیا ہے یقسم المال فلا یقبلہ احد۔ اس سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ اپنے مریدوں سے چندہ نہ لیگا۔ پھر آپ دیکھتے ہی ہیں کہ آئے دن کس قدر انعام مقرر ہوئے رہتے ہیں مگر ہے کوئی ان کعبہ کے خزانہ پر تاک لگانے والوں میں سے لینے والا؟ ساتھ ہی یہ خیال بھی رہے کہ مامور من اللہ معارف وحقایق کلام اللہ کا خزانہ لٹانے آتے ہیں نہ کہ فانی مال۔ وہ تقاوی بانٹنے والے نہیں اور نہ کسی بینک کے منیجر۔ مسئلہ جہاد کو رد کرنے کی دلیل پوچھتے ہیں۔ اگر جہاد کے یہ معنی ہیں کہ دین کی اشاعت میں مناسب طریق پر کوشش کرنا تو اسکو کوئی رد نہیں کرتا۔ اور یہ جہاد تو برابر ہو رہا ہے اور الی یوم القیامۃ رہیگا۔ اور اگر اس سے مراد یہ ہے کہ جو نہ مانے اسے تلوار سے منائیں اور قتل کر دیں جیسا کہ عام ملانوں کا خیال ہے تو حضرت اسکی اجازت تو اسلام میں کبھی دی ہی نہیں گئی۔ لا اکراہ فی الدین اور من شاء فلیؤمن ومن شاء فلیکفر اسپر شاہد ہیں۔ نبی کریم صلعم کے وقت کی بعض لڑائیاں اندفاعی ہیں یعنی صرف اپنے تئیں ایذاء کفار سے محفوظ رکھنا اور بس۔ پس جس چیز کا اسلام میں وجود ہی نہیں اسکے رد کا ثبوت کیا دوں۔ نیز یضع الحرب بخاری میں صاف آچکا ہے کہ مسیح جنگوں کو موقوف کر دے گا۔

گیارھویں سوال میں آپ کوئی نظیر پوچھتے ہیں کہ نبی الہام بھول گیا ہو قرآن مجید سے اتنی ناواقفیت حضرت ما ننسخ من آیۃ او ننسھا الآیۃ پھر پڑھئے سنقرئک فلا تنسیٰ الا ما شاء اللہ اس الا ما شاء اللہ پر غور کیجئے۔ اس میں ایک خاص حکمت ہوتی ہے اور نغلطت سے

نہیں ہوتا بلکہ اللہ تعالیٰ خود اپنے تصرف سے ایسا کرتا ہے۔ گویا کسی واقعہ کو کسی قدر ظاہر اور کسی قدر چھپا دیتا ہے مثلاً ایک دم میں دم رخصت ہوا کے درمیان جو بھلا دیا گیا ہے تو اسی لئے کہ جسکی نسبت الہام ہے وہ فتنے میں نہ پڑ جائے اگر کوئی دوست ہے اور ایسا ہی دشمن ہے تو بھی اسے بتانا ضرور نہیں بلکہ اخفاء میں بہت سی حکمتیں ہیں۔ جو بعد پورا ہونے کے کھل جائیں گی آپ انتظار کیجئے۔

بارھویں سوال میں لولاک لما خلقت الافلاک۔ پر اعتراض ہے۔ اس کا جواب الحکم میں ایک بھائی نے دیا تھا وہی پڑھ لیجئے طالب حق کے لئے کافی ہے۔ اس کے اخیر میں آپ نے لکھا ہے کہ اس کا (مسیح موعود) ذکر نہ توراۃ میں نہ انجیل میں نہ قرآن میں نہ حدیث میں نہ گرنتھ میں۔ مگر یہ آپ کی عدم آگاہی کی دلیل ہے۔ ورنہ توراۃ میں اس کا ذکر ہے۔ دیکھو دانیال جہاں وہ ۱۲۹۰ سے ۱۳۳۵ تک سن ہی بتاتا ہے۔ یاد رہے کہ دن خدا کا ہمارے سال کے برابر ہے۔ دانیال کی تمام پیشگوئی آخری زمانہ کے متعلق ہے جو کہ مسیح موعود میں پوری ہوئی انجیل میں کئی جگہ آپ کی آمد کا ذکر ہے۔ بلکہ مسیح نے آمد ثانی کا نشان ہی بتا دیا۔ زلزلے کال۔ مری۔ تینوں باتیں پوری ہوئیں اور وہ اسی رنگ میں آئیں کہ جیسا کہ فرمایا تھا۔ بجلی کی مانند۔ شپرہ چشموں کی آنکھیں چندھیا گئیں۔ چور کی مانند بھیس بدل کر یعنی دوسرے شخص کے بدن میں (تناسخ نہیں بروز ہے) اپنے فیصلہ کے مطابق۔ ایلیا کے نزول کو یوحنا سے تعبیر کیا۔ آپ انجیل کے پچھلے باب پڑھیں مسیح کی آمد ثانی کا ذکر۔ الہامی کتابوں کے استعاروں کا خیال رکھیں۔ تاکہ آسمان کی بدلیوں پر جلال آنے کا مطلب سمجھنے میں دھوکہ نہ ہو اور قرآن میں کئی جگہ ذکر ہے میں سوال اوّل کے جواب میں عرض کر چکا اور حدیث میں تو صاف لکھا ہے۔ کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم و امامکم منکم۔ ابن مریم سے جو وہم اصل مسیح ناصری کے آنے کا پڑتا تھا امامکم کی تشریح اور منکم کی تصریح نے اڑا دیا۔ گرنتھ وغیرہ کتب ہنود میں بھی ہے۔ وہ پڑھ لیجئے جسکے اخیر میں "جگت کے عیسیٰ" آتا ہے۔

تیرھویں سوال میں آپ لکھتے ہیں چکڑالوی کی نماز غیر سبیل المؤمنین کی مصداق ہے۔ تو احمدیوں کی بھی ایسی ہی ہے۔

یہ سوال پڑھ کر مجھے بڑا تعجب ہے معلوم ہوتا ہو آپ نے کبھی کتب احادیث کو نہیں دیکھا چکڑالوی کی نماز تو صرف چکڑالوی ہی کی ایجاد ہے۔ ہرگز ہرگز کسی تاریخ بلکہ کسی روایت سچی تو درکنار جھوٹی سے بھی ثابت نہیں ہوتا کہ کبھی آج تک کسی نے یہ نماز پڑھی ہو۔ مگر احمدیوں کی نماز تو نبی کریم صلعم نے پڑھی پھر ان کے صحابہ کرام نے پھر ائمہ عظام نے پھر ہر صدی میں اہل سنت کی جماعت کا یہی معمول رہا ہے۔ آپ کو احمدیوں کا کونسا فعل یا ذکر ایک نئی بات معلوم ہوا۔ کیا سینے پہ ہاتھ باندھنا۔ یا قنوت پڑھنا۔ آپ کسی حاجی سے ملکر پوچھئے کہ خانہ کعبہ کے گرد کتنے مصلے ہیں دو امام (شافعی۔ حنبلی) کے متبعین کہاں ہاتھ باندھتے ہیں؟ ہاں اگر آپ حنفیوں کی نماز کی نسبت یہ لفظ کہتے تو پھر کچھ بات بھی تھی کیونکہ کسی امام نے ائمہ اربعہ میں سے نہیں کہا کہ ناف کے نیچے ہی ہاتھ باندھنے چاہئیں گویا سبیل المؤمنین کے خلاف ہوا جناب۔ پھر دیکھئے امام ابوحنیفہؒ کے ہر دو شاگرد (؟) کی روایت بھی یہی ہے کہ ظہر پہلی مثل تک رہتی ہے بلکہ خود امام ہمام کی بھی ایک روایت یہی ہے باوجود اسکے سب حنفی دوسری مثل تک ظہر رہنے کے قائل ہیں حالانکہ کسی حدیث سے کسی آیت سے یہ بات ثابت نہیں کر سکتے۔ اور اکثر دوسری مثل میں پڑھتے ہیں آپ خود ہی انصاف کریں کہ غیر سبیل المؤمنین کا اتباع کون کرتا ہے۔ اسی طرح کی کئی باتیں ہیں مثلاً قہقہے سے وضو کا ٹوٹنا کسی اور امام کا بھی یہ مذہب دکھائیے مگر باایں ہمہ ہم نہیں کہتے کہ ان کی نماز نہیں بلکہ ہمارے امام علیہ السلام نے تو فرمایا کہ تم حنفی کو دیکھو ایسی معمولی باتوں کے پیچھے پڑ کر وقت ضائع نہ کرو۔

لیجئے میرے مہربان میں آپ کے سوالات کے جواب سے فارغ ہو چکا اب آپ کا کام ہے۔ تدبر کرنا۔ انصاف سے کام لیں۔ خدا میری محنت کو ثمرور کرے۔ آمین۔

ان ارید الا الاصلاح وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب

محمد ظہور الدین۔ اکمل آف گولیکی ضلع گجرات

امرت سری منکر کو دعوت

مورخہ ۱۷ اکتوبر ۱۹۰۶ء

سلسلہ کے لئے دیکھو الحکم نمبر ۳۵

اسود عیسے وہ کاذب ثانی
اور محمد سے علی وہ ایرانی
باب فرقہ کا تھا وہی بانی
ہیں یہ تیری مصدقہ باتیں
ان دونوں میں بھی کر گیا تصدیق
دشمن حضرت مسیح زمان
ہو گیا گل چراغ ہے اس کا
مدعی وہ بنا رسالت کا
ہے عیسیٰ وقت کو ہوا الہام
ہوگا نازل خدا کا اس پہ غضب
کر دیا اس کو شائع عیسے نے
نام ہے دافع البلا جس کا
جب گذر گئے چار سال پورے گذر

دست فیروز سے ہوا فی النار
مہدویت کا تھا جو دعویدار
قتل کر اس کو پھینکا پھر فی النار
دیکھ لے اپنا کھول کر اخبار
شہر جموں کا ایک بدکردار
نام جس کا چراغ الدین تھا یار
آ پڑی اس پہ تھی خدا کی مار
تھا مرید مسیح ظاہر دار
وہ فنا ہوگا دیکھ آخر کار
جس سے غارت وہ ہوگا انجامکار
اس رسالہ میں تھا جو پنج ہزار (یعنی پانچ ہزار شائع ہوا تھا)
برگزیدوں کا جو کہ ہے معیار
اس پہ نازل ہوا غضب یکبار

تھے جوان مرگ دو پسر اس کے
ماہ مارچ کی بست و دو تاریخ
بعد دوم بست و چارم کو
ایک کو دفن کر کے جب آئے
بعد دس دن کے خود چراغ الدین
ہو گیا بے چراغ اس کا گھر
اس نشانِ چراغ الدین میں دیکھ
دیکھ لے جھوٹے مدعی کا حال
لو تقول کا وعدہ سچا ہے
دعوے مرزا کا ہوتا گر جھوٹا
جبکہ وہ زندہ و سلامت ہے
بند کر لو زبان کو اپنے
اسکی بیعت کرو بنو مومن

موت طاعون کے ہوئے وہ شکار
دونوں اک دن ہی ہوگئے بیمار
ایک ہی دن میں مرگئے تا دار
دوسرے کا جنازہ تھا طیار
مرکے پہونچا وہ فی عذاب النار
ایک بیوہ رہی فقط بے یار
کون سے باقی رہ گئے تکرار
جان لے جو کہ ہے دیانتدار
شخصی قصہ نہیں ہے یہ زنہار
کیوں خدا چھوڑتا او سے ہر بار
اور دعوے میں ہیچ ہے سرشار
چھوڑ دو گالیوں کی یہ بھرمار
تا نہ مغضوب قوم میں ہو شمار

(بقیہ نوٹ صہ جلد ۱۰ نمبر) فرمائیے کتاب اللہ کو اوہوری سمجھنے والی مولوی یہ خاص و عام کاذبوں اور مفتریوں کا قانون ہے یا نہیں جسکی تصدیق اولو العزم رسول فرماتا ہے ؎

ہے ثناء اللہ ترا دعوے سراسر بے دلیل
لا بنی تسلیم کیونکر ہے تری یہ قال و قیل

چہارم - ولو تقول علینا بعض الاقاویل - لاخذنا منہ بالیمین - ثم لقطعنا منہ الوتین - فما منکم من احد عنہ حاجزین " یعنی اگر یہ رسول صلعم ہمارے اوپر افترا کرکے کوئی بات اپنی طرف سے کہدے تو ہم اسکا داہنا ہاتھ پکڑ کر اسکی گردن اوڑا دیتے اور کوئی تم میں سے ہم کو روکنا نہیں - یہ آیت تصدیق ہے استثناء $\frac{13}{1-5}$ و $\frac{18}{20-22}$ کی جسمیں لکھا ہے کہ جھوٹا نبی قتل کیا جائیگا اور مصدق ہے انجیل متی $\frac{7}{15-19}$ اور اعمال $\frac{5}{33-39}$ اور فاضل مفسر بھی استثناء کے ۱۸ باب ۱۹ - آیت کو عام قانون الٰہی اپنی مان چکا ہے مگر بدقسمتی سے قرآن میں اسکو یہ مطابقت نہ ملی حالانکہ آپ تقابل ثلاثہ بھی تصنیف کرچکے ہیں جسمیں توریت - انجیل - قرآن کا مقابلہ کیا ہے ؎

ثناء اللہ بھی کیا ہے خاص پتلا ہے حماقت کا
بیاں کیا کیا کروں اسکی فضیلت اور لیاقت کا

تیسری غلطی آپکی فاضلانہ غلطی ہے جسپر اعتراض کرنا فضول ہے - مگر ہاں ناظرین کو سمجھانے کی خاطر اس کا بیان ضروری ہے آپ نے پہلے تو یہ حکم لگایا ہے کہ عام مفتریوں کے لئے کوئی قاعدہ مقررہ نہیں - ساتھ ہی دوسرا حکم جاری کردیا کہ عام مفتریوں کے لئے یہ قاعدہ ہے - اور کلمہ (بلکہ) نے آپ کے علم پر اور بھی روشنی ڈالدی جسکی مثال یہ ہے کہ میں نے زید کو مارا، انہیں بلکہ زید کو مارا ہے - یا میں نے کوئی تفسیر نہیں لکھی بلکہ میں نے تفسیر لکھی ہے، جو یہ ہے جسکا اوپر حوالہ دیا گیا بعینہ آپکا یہ کلام مجنونانہ ہے کہ " عام مفتریوں کے لئے کوئی قاعدہ مقررہ نہیں بلکہ عام مفتریوں کے لئے یہ قاعدہ ہے " ؎

نازم بریں و ستار فضیلت - سے

اسے ثناء اللہ سمجھ لے اپنے دل میں یہ کہ ہم
لاکھ نادان ہوں مگر تجھ جیسے تو جاہل نہیں

نوٹ ؎ دیکھو اخبار اہلحدیث مورخہ ۱۰ ستمبر ۱۹۰۶ء صفحہ ۱۰ و ۵ کالم ۲ " مگر اب کا وقت آپہونچا تھا وہ اپنے تیرہ و تاریک قیدخانہ کے پاس ملا پکڑا گیا اور پھر اسی رسّی کے سرے سے باندھکر لٹکایا گیا - اور پھر گویا پھانسی کی ایک بار چلائی گئی - وہ ہوئیں نے ہٹ کر شہید مقتول کی صورت دکھائی) اور معلوم ہوا کہ وہ روح جو آلام و مصائب میں مبتلا تھی رخصت ہوگئی نعش خندق میں پھینکدی گئی " انتہی ملخصاً

(چراغ الدین کا دعوی رسالت)

☐☐ میں کامل یقین سے کہتا ہوں کہ جبتک وہ خدمت جو اس عاجز کے حصہ میں مقرر ہے (یعنی وہ مینار جسپر مسیح نازل ہوگا اس عاجز کے ہاتھ سے بنایا جائیگا دوم کشفی حالت میں خدا نے مجھے مسیح کے جلالی نزول کی منادی کرنے اور قوموں کو اسکی بادشاہت میں شامل ہونیکی خوشخبری دینے کیلئے مامور فرمایا - سوم خدا تعالیٰ نے اپنے الہام کے ذریعہ سے مجھے قوموں کو طاعون سے نجات کیطرف بلانے کے لئے حکم دیا) پوری نہ ہو اس دنیا سے اٹھایا نہ جاؤنگا - کیونکہ خدا تعالیٰ کے وعدے کی تنسیخ ہوجائے اور اس کا ارادہ رک نہیں سکتا اس لئے میں دعوی سے کہتا ہوں کہ میں حضرت مسیح موعود کے جلالی نزول کا رسول ہوں اور اسی امر کی منادی کیلئے میں مامور ہوں - انتہی عن موضع، لجاتہ اشتہار چراغ الدین مورخہ ۹ فروری صفحہ ۷ حاشیہ -

☐ حاشیہ نمبر ۲ " رات کو عین خسوف قمر کے وقت میں چراغ الدین کی نسبت مجھے یہ الہام ہوا - انی اذیب ... میں فنا کردونگا - میں غارت کرونگا - میں غضب نازل کرونگا - اگر اس نے شک کیا اور اس پر ایمان نہ لایا اور رسالت اور ماموریت سے توبہ نہ کی " ملخصاً دافع البلاء و معیار اہل الاصطفاء مطبوعہ اپریل ۱۹۰۲ء صفحہ ۲۳ حاشیہ نمبر ۲ -

۵ رسالہ تجلی عیسائیوں کا ایک ماہوار رسالہ مذہبی ہے اس رسالہ میں جو لاہور سے بابت ماہ مئی ۱۹۰۶ء جلد ۱ نمبر ۵ شائع ہوا ہے بصفحہ ۱۷۹ لغایت ۱۸۴ - چراغ الدین کا حال درج کیا ہے جنہیں سے ہم چند فقرات اختصاراً تحریر کرکے دکھلاتے ہیں کہ مرنیوالا کیونکر مرا اور عیسائیوں کو اس سے کسقدر ہمدردی اور تعلق بنا - عیسائیوں نے تجلی کا ایک حصہ چراغ الدین کے نام وقف کردیا ہے جیسا کہ وہ اسی رسالہ کے صفحہ ۱۶۳ میں بقلم جلی کالم اول پر لکھتے ہیں کہ آج سے ہم تجلی کا ایک حصہ وقف کرتے ہیں جسکا عنوان چراغ الدین ہوگا " یہ بھی ایک خدا تعالیٰ کا نشان ہے کہ جسطرح مقتول آریہ کی یادگار جو پیشگوئی الہامی کو ہمیشہ تازہ کرنے کے لئے آریہ مسافر میگزین یا سالانہ ماتم وغیرہ کرنے کے ذریعہ قائم کی گئی ہے اسیطرح اس نشانِ مغضوب کی یادگار اسکی قوم نے بذریعہ اخبار قائم کرکے مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی کو تازہ کرتے رہنے کا سامان کردیا ہے - ذالک فضل اللہ

" انکی (یعنی چراغ الدین کی) آخری تحریر ۲۴ مارچ کی مجھکو اس مضمون کی وصول ہوئی " صفحہ ۸ کالم ۲ " میں نے جناب کو لکھا تھا کہ میرا ایک لڑکا ۱۸ سالہ عمر میں فوت ہوگیا اور اب یہ مژدہ سناتا ہوں کہ اب اس کا چھوٹا بھائی جو ۱۶ سالہ عمر تھا وہ بھی فوت ہوگیا - دونو بھائی ایک ہی دن بیمار ہوئے اور ایک ہی دن ۲۲ مارچ کو بعارضہ طاعون مبتلا ہوئے اور ۲۴ مارچ کو بڑا صبح کو چھوٹا شام کو فوت ہوگیا - جسوقت میں نے پہلا عریضہ لکھا تھا اسوقت دوسرا بچہ زندہ تھا اور امید تھی کہ بچ جائیگا - اچھا خدا کی مرضی "

" ایک مرتبہ مولوی صاحب کو لکھا گیا کہ مرزا قادیانی نے اپنے رسالہ دافع البلاء میں آپ کو خوب کوسا ہے اسکی نسبت آپ کا کیا خیال ہے - جواب دیا یہ سب سے بڑا سرٹیفکٹ ہے جو مرزا اپنے کسی مخالف کو دیسکتا ہے "

" مرزا جی نے مجھکو پیٹ بھر کے کوس لیا اور خوب کیا مگر اس کا حاصل کچھ نہیں - میری روح غیر فانی ہے میں کیونکر فنا ہونگا - میں نے کوئی مال زمین پر جمع نہیں کیا پس مجھکو غارتگری کا کیا ڈر - اللہ تعالیٰ کا فضل میرے شامل ہے وہ ناحق مجھکو غضب کی خبر سناتے ہیں مگر شاید ان کے دل کی آرزو یہ ہو کہ میں مرجاؤں تو اس کا بھی مجھکو غم نہیں " " پس اگر میں مر بھی جاؤں تو بھی مرزا کی شکست ہے " (دیکھو نہ ہو ناقل) صفحہ ۱۸۴

وقت ہے اب بھی باز آجاؤ
غیر صالح کی رفع کا حضرت
کرکے تکلیف اب بتا دیجے
غیر صالح بھی ہوتا ہے مرفوع
آیتیں گر نہوں حدیثیں ہوں
گر حدیثیں نہوں تو ہا قید و
گر صحابہ کے بھی اثر نہ ملیں
قول بھی گر نہوں بزرگوں کے
ہو کے تائب پھر اس عقیدہ سے
امتی بن کے آئیں گے عیسےٰ
امتی کیوں بنایا عیسےٰ کو
کس خطا پر کیا اوسے معزول

ورنہ پہنو گے لعنتوں کا ہار
کرو یا جاری آپ نے اخبار
ہے دلیل اسکی ہمیں درکار
کس جگہ ہے قرآن میں اذکار
جن سے ثابت ہو دعویٰ سرکار
چند اصحاب ہی کے ہوں آثار
ہوں بزرگوں کے قول ہی دوچار
پھر ہے لازم او تار کر دستار
اس خطا فاش کا کرو اقرار
اور رسالت سے ہونگے وہ بیزار
ہے فضیلت کی کیا یہی دستار
کیوں نبوت سے ہو گیا بیکار

امتی سے نبی تو بنتے تھے
ہو کے مرفوع کیوں گرا نیچے
کیا فضیلت رہیگی پھر اونہیں
کس جگہ ہے قرآن میں آیا
خوب سمجھا تو اسے ثناء اللہ
گر مسیح آ گیا مدینہ میں
اور بالفرض وہ دمشق میں بھی
تب بھی انکار اس کا جائز ہے
وہ نبی اور رسول صادق ہے
ہے یہ منہاج اک نبوت کی
اس ہی منہاج پر محمدؐ کو
ایک کاتب تھا وحی قرآں کا

اس کے برعکس ہے خدا کی مار
کیوں وہ خادم جو تھا سردار
جبکہ ہوگا وہ ملتی لاچار
وہ رسالت سے ہو گیا نادار
ہیں نبوت کے جسقدر اسرار
ہست جائز ترا از و انکار
ہوگا نازل اگر سر مینار
اوس کا منکر نہ ہوگا از کفار
جس کا مرتد نہ ہووے کوئی یار
کر دیا بجا و ہر قل ید کار
دے پرکھ ہے اگر دیانتدار
ہوکے مرتد وہ مر گیا عیار

(بقیہ نوٹ صفحہ) مرزائی اور مرزا تو بہت خوش ہوں گے۔ مگر کیا ہوا جو ایک چراغ الدین چلدیا خدا تعالیٰ کئی چراغ الدین قائم کریگا جو اے مرزا تیری قلعی کے کھنڈر کو توڑ ڈالیں گے۔ اے مرزا تیرے لئے یہ گھڑی جو تجھ پر ہے باعث ہیبت ہوگی کیونکہ تو کلام الٰہی میں تفاوت کرتا رہا اور انجیل جلیل کا سخت دشمن تھا" یہ آخری کلمات ہیں منسوب علیہ یا علیہ کو ؎

کبھی نصرت نہیں ملتی در مولیٰ سے گندوں کو
کبھی ضائع نہیں کرتا وہ اپنے پاک بندوں کو

۱؎ اخبار اہل حدیث مورخہ ۱۲ جنوری ۱۹۰۶ء کے صفحہ ۱۰ کالم ۲ میں بجواب سوال نمبر ۴۴ مولوی ثناء اللہ نے یہ لکھا ہے "مسیح کا اگر رفع بالموت ہوتا تو کیا یہ مستبعد تھا یہ تو عموماً ہر ایک صالح اور غیر صالح انسان کو پیش آتا ہے"

سوال نمبر ۴۴ کا جواب الجواب مفصل ہم نے بذریعہ رسالہ المنصور دہلی بابت جنوری و فروری ۱۹۰۶ء پورے ۲۰ صفحہ پر لکھکر بغرض حصول جواب امرتسری کے پاس بھیجدیا تھا مگر اس کے جواب سے فرار بصورت انکار اخبار مورخہ ۴ ۲ مئی ۱۹۰۶ء میں لکھا "مرزائیوں سے وفات مسیح کے متعلق مباحثہ کرنا بالکل بے سود اور تضیع اوقات ہے اس لئے جواب نہیں دیا" انتہیٰ بلفظہ صفحہ ۱ کالم ۲ کا حاشیہ۔

فاضل صاحب نے باوجود ذیل مفسر قرآن ہونے کے لفظ رفع عموماً اور رفع الی اللہ کے خصوصاً معنے معلوم نہیں کئے جبھی تو غیر صالح کا رفع الی اللہ مانتے ہیں۔ شاید کیا بلکہ ضرور پسر نوح علیہ السلام کو جس کے حق میں خدا تعالیٰ فرمایا ہے کہ "انہ عمل غیر صالح" مرفوع مانتے ہوں گے۔ اور "عمل الصالح یرفعہ" کے ساتھ وعمل غیر صالح یرفعہ کا بھی عقیدہ ہے اور غیر صالحین کے واسطے جو "لاتفتح لھم ابواب السماء" آیا ہے اُس کی بجائے آپ یہ پڑھتے ہوں گے۔ تفتح لھم ابواب السماء۔ ؎

تیرا یہ وسوسہ وسواس شیطان کے مقابل ہے
تیری تقریر باطل ہے تیری تحریر باطل ہے

۲؎ اسی جواب نمبر ۴۴ میں آپ نے دوسری بات یہ ارقام فرمائی ہے کہ "حضرت عیسےٰ ابھی نبوت سابقہ کے اعتبار سے نبی ہیں مگر بوقت نزول امتی ہوں گے اور قیامت کو بھی نبی ہوں گے اور امت محمدیہ کا فخر بھی ان کو حاصل ہوگا"

براہ مہربانی فاضل مفسر مندرجہ ذیل سوالات کا صحیح جواب قرآن و احادیث سے عطا فرماکر ماجور ہوویں۔ اپنا اجتہاد و قیاس نہ کام میں لاویں۔

(۱) نبوت سابقہ مسیح ابن مریم کی افضل ہے اس درجہ سے جو امتی ہونے کا ہے یا مفضول؟

(۲) اگر افضل ہے تو افضل سے اسفل کیطرف آنا منافی شان نبوت اور تنزل ہے یا نہیں؟

(۳) اگر مفضول ہے تو جمیع امت محمدیہ جمیع انبیاء بنی اسرائیل سے افضل ہونگے یا نہیں؟

(۴) ہر انسان کا حشر اس کے خاتمہ پر ہوگا یعنی جس حالت میں وہ فوت ہوا ہے اسپر یا کسی اور حالت پر؟

(۵) قال انی عبد اللہ اتانی الکتٰب وجعلنی نبیًا وجعلنی مبارکًا این ماکنت" سے کیا مراد ہے۔ ؎

ذرا چشم دل سے دیکھئے اپنا جواب آپ
کیجے بحال ہوش کہاں ہیں جناب آپ

نوٹ ۳؎ اخبار اہل حدیث مورخہ ۱۳ اپریل ۱۹۰۶ء کے شروع میں زیر سرخی "کیا مسیح موعود کے منکر کافر ہیں۔ امرتسری دُرافشانی کرتے ہیں "اگر مسیح موعود کسی ایسی جگہ میں نہ آئے گا جو جگہ اس کے نزول کی حدیثوں میں آئی ہے (اس سے یہ تو ترشح ہو گیا کہ کوئی خاص ایک ہی جگہ نزول مسیح کی حدیثوں میں نہیں آئی۔ راقم) مثلاً دمشق کی بجائے مکہ معظمہ یا مدینہ منورہ میں نازل ہوگا.... تو ایسی صورت میں وہ مسیح خواہ تمام کار مفوضہ بھی کر دکھائیگا تاہم اس کا منکر کافر نہ ہوگا" (شاباش کیوں نہ ہو آخر یہود کی مماثلت کا ثبوت بھی آپ ہی کے اقوال و افعال سے حاصل ہوتا ہے۔ بلا سے کافر بننا منظور مگر مسیح موعود کو نہیں ماننا)

"مجھ سے پوچھئے تو میں اس شخص کو بھی کافر نہ کہونگا۔ جو مسیح کے دمشق میں نازل ہونے کی صورت میں بھی اس سے انکاری ہو۔ مگر کسی شرعی وجہ اور تاویل سے نہ کہ انکار و استکبار سے" (مولانا وہ شرعی وجہ جو دماغ ثنائی میں گونج رہی ہے اور وہ تاویل جو تحریر سہسوانی کی سی ہو ؎

این کار از تو آید و مرداں چنیں کنند ؎

اسمیں نہیں شک تو ہی نصاریٰ کا برادر
بیشک ہیں ترے کام یہودوں کے برابر

۴؎ - اخبار اہل حدیث مورخہ یکم جون ۱۹۰۶ء کے صفحہ اول میں زیر سرخی۔ "کیا مرزا قادیانی اور رسولوں کی طرح ہیں"

ہرقل بادشاہ نے کہا کہ ہمیشہ سے سچے نبیوں کا یہی دستور چلا آیا ہے کہ ان کے اصحاب میں سے دین کو غلط جان کر کوئی نہیں پھرا کرتا۔ اب یہ ایک منہاج نبوت ہے کہ نبی کے اصحاب میں سے کوئی مرتد نہیں ہوتا۔ جس نے دین نبی کو خالص دل سے قبول کیا ہو۔ اب ہم اسی اصول پر مرزا جی کی نبوت جانچتے ہیں"

ہم بھی فاضل حدیث دان سے پوچھتے ہیں کہ - کاتب وحی کا بروایت بخاری مرتد ہونا آپ کو معلوم ہے یا نہیں؟ زیر آیت ارتداد پارہ ۶ - رکوع ۱۲ - مرتدین کے حالات تفسیروں میں درج ہیں یا نہیں؟ آنحضرت صلعم پر ایمان لاکر تصدیق کرکے کوئی مرتد ہوا یا نہیں؟ - ؎

کب لائق تسلیم یہ تحریر تری ہے
دعویٰ ثنائی بھی گیا حجت سی بری ہے

باقی آئندہ

عید کی تقریب آتی ہے

اللہ تعالیٰ کے محض فضل وکرم سے پھر موقع ملا ہے کہ احباب کو تقریب عید پر توجہ دلاؤں۔ سلسلہ کی ادبیات کی تاریخ میں سیالکوٹ کی جماعت احمدیہ کے نام اس مبارک کام کی ابتدائی تحریک ہمیشہ یادگار کے طور پر رہ جائیگی جو اسنے مدرسہ تعلیم الاسلام کی نصرت اور اعانت کے لئے کئی سال گذرے عملی رنگ میں قوم کے سامنے پیش کی۔ اور وہ تحریک اب ایسی تحریک نہیں رہی کہ جماعت اس سے باخبر نہو۔ البتہ یہہ سچ ہے کہ ابھی تک پورے اہتمام اور سعی بلیغ سے اس تحریک پر عملی درآمد نہیں ہوتا ورنہ صرف ایک عید فنڈ ہی مدرسہ کے سالانہ تمام کے اخراجات کو کافی ہو جاوے۔ کیونکہ جس حال میں جماعت کی تعداد تین لاکھ سے متجاوز ہے اور اگر بچوں اور ناداروں کو مستثنیٰ کر دیا جاوے۔ اور پچیس ہزار ہی ایسے احباب تجویز کئے جاویں جو اس تقریب پر ایک ایک روپیہ دیدیں تو میں یقین رکھتا ہوں کہ عیدین کی تقریبوں پر پچاس ہزار روپیہ جمع ہو۔ اور یہ جو ہائی سکول کے سال تمام کے اخراجات کے لئے کافی ہوکر دوسرے سال کے اندر مدرسہ کی ایک شاندار عمارت کے بنا دینے کے لئے بھی کافی ہو۔ اور اسکے لئے کسی مزید چندہ کی حاجت ہرگز نہ پڑے اور جہانتک میں خیال کرتا ہوں چندہ دینے والے موجود ہیں بشرطیکہ پورے طور پر تحریک اور ترغیب ہو اور ہر سال اس موقع پر اسی قسم کے فقرات لکھے جاتے ہیں اسمیں کچھ شک نہیں کہ ہر سال اس تحریک کو اپنے ماسبق سال کی نسبت زیادہ کامیابی ہوتی ہے لیکن آرزو یہہ ہے کہ پورے طور پر کامیاب کرنے کی عام اور متفق کوشش شروع کی جاوے تاکہ اس اہم قومی ضرورت کی راہ میں کوئی روک پیدا نہو۔ جدید مدرسہ کے لئے ایک بڑی وسیع عمارت کا سوال مجلس ناظم التعلیم کے سامنے ہے اور اسے فکر ہے کہ جسقدر جلد ممکن ہو اسکے لئے انتظام کیا جاوے۔ مدرسہ میں جدید استادوں کی الگ ضرورت ہے جنکی وجہ سے اگر کچھ نہیں تو دو سو روپیہ ماہوار کا زاید خرچ بڑھ جائیگا اور یہہ مستقل خرچ ہوگا۔ بورڈنگ کے لئے عمارت کا وسیع کرنا لازمی ہوگیا ہے اسلئے کہ لڑکے آرہے ہیں۔ ان تمام امور کو مدنظر رکھ کر یہہ سمجھ لینا کچھ بھی مشکل نہیں کہ آیندہ سال کا مدرسہ کا بجٹ نئی عمارت کے سوال کا چھوڑ کر بھی شاید بیس بائیس ہزار سالانہ تک پہنچے۔ پس ضرورت ہے اس امر کی کہ اس کا انتظام ابھی سے شروع ہو۔ اور اسکے لئے سردست یہہ عید کی تقریب آئی ہے اگر اس پر مدرسہ کی ناظم التعلیم کمیٹی کے پاس کم از کم دس بارہ ہزار روپیہ بھی آجاوے تو امید ہو سکتی ہے کہ اگلی عید پر پھر کبھی ہی رقم آجاوے۔ بہرحال میرا منشاء اس تحریک سے یہ ہے کہ عید فنڈ کو پوری مستعدی سے وصول کیا جاوے اور ایسا ہی مساکین کے لئے عید الفطر کا صدقہ بھی بھیجا جاسکتا ہے۔ اسی تحریک کے ضمن میں میں یہہ بھی یاد دلانا اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ جاڑے کے موسم کیوجہ سے مساکین۔ یتامیٰ اور ان طالب علموں کے لئے جو حضرت حکیم الامتہ کے پاس صرف دینیات کی تحصیل کر رہے ہیں گرم کپڑوں کی بہت بڑی ضرورت ہے۔ اسلئے کپڑے یا نقد جیسا کچھ کسی سے بن سکے وہ بھی اس موقع پر ضرور بھیجا جاوے۔ اور کل روپیہ مدرسہ کے متعلق امین مدرسہ تعلیم الاسلام کے نام آنا چاہیئے عید فنڈ کو کامیاب بنانے کے لئے میرے خیال میں یہ بھی ایک سہل تجویز ہے کہ اگر ایکہزار آدمی اپنا یہ عہد کرلیں کہ وہ اس موقع پر دس روپیہ جمع کر کے مدرسہ تعلیم الاسلام کے لئے بھیدیں گے تو تقسیم کام کیوجہ سے اصل مطلب آسانی سے پورا ہوجاوے

بہرحال قومی ضرورتوں کے پیش کر دینا اور انکے پورا کرنے کی تجویز اپنی سمجھ کے موافق بتا دینا الحکم کا فرض ہے اس میں قبولیت کا اثر ڈالدینا اب مولا کریم کے فضل پر موقوف ہے۔

خدا کرے کہ قوم اس ضرورت کو محسوس کرے اور اسکے لئے مستعد طبعیتیں ابھی سے کام کرنا شروع کردیں۔ (آمین)

وصیت

الحمد للّٰہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین۔ اما بعد۔

(۱) میں مسمی شاہ دین ولد میاں شیخ احمد صاحب مرحوم قوم علما اصل وطن موضع ساروال تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ حال اسٹیشن ماسٹر نارتھ ویسٹرن ریلوے متعینہ اسٹیشن لارنس پور ضلع اٹک بقائمی ہوش و حواس خمسہ بلا جبر واکراہ اپنی خوشی اور رضامندی سے آج بتاریخ ۱۲ مئی ۱۹۰۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں اور لکھہ دیتا ہوں۔ کہ میرے مرنے کے بعد اس وصیت پر عمل ہو۔ (۲) میں اقرار کرتا ہوں۔ کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ مسیح موعود علیہ السلام رئیس قادیان ضلع گورداسپور کے کل دعاوی پر صدق دل سے ایمان رکھتا ہوں اور ان کا مرید اور پیرو ہوں۔ (۳) میں اقرار کرتا ہوں کہ میں نے رسالہ الوصیت جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کیطرف سے ۲۴ دسمبر ۱۹۰۵ء شائع ہوا ہے۔ تمام وکمال پڑھ لیا ہے۔ میں تمام ہدایات کا جو اسمیں درج ہیں۔ بحولہ وقوت تعالیٰ پابند ہوں۔ اور ایسا ہی میں اون تمام ہدایات اور ضوابط اور قواعد کا بھی پابند ہونگا۔ جو رسالہ الوصیت کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کیطرف سے یا انکی مقرر کردہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کیطرف سے بہشتی مقبرہ واقع قادیان کے متعلق یا دیگر اغراض انجمن مذکور کے متعلق شائع ہوئے یا آیندہ شائع ہوں گی۔ میں ان تمام کا اور ایسا ہی میری ورثاء میرے بعد ان تمام ہدایات وضوابط وقواعد وشرائط مشتہرہ انجمن مذکور کے معاملہ وصیت ہذا میں پابند رہینگے۔ (۴) میری جائداد اسوقت وہ روپیہ نقد ہے۔ جو نارتھ ویسٹرن ریلوے کے پراویڈنٹ انسٹی ٹیوشن میں میرے نام کا زیر ڈیپازٹ اکونٹ نمبر ۱۵۲۸ جمع ہے۔ جسکی تعداد ۳۱ مارچ ۱۹۰۵ء کو بموجب اطلاع ڈیپازٹ اکونٹ ۱۲۶۶ روپیہ ۶ آنہ ۴ پائی تھی۔ اور جو ملازمت کے ساتھ ساتھ بڑھ رہی ہے۔ اس جائداد میں میرا کوئی شریک نہیں۔ میں آجکی تاریخ اس جائداد کے متعلق یہ وصیت کرتا ہوں۔ کہ میرے مرنے کے بعد اس جائداد کا ثلث یعنی ⅓ حصہ اغراض ومقاصد صدر انجمن احمدیہ قادیان میں صرف کیا جاوے۔ اور باقی دو تہائی بعد ادائی قرضہ جو میرے ذمہ ثابت ہو۔ ورثاء پر بموجب احکام شریعت اسلام تقسیم کیا جاوے۔ مگر چونکہ میرا مدعا یہ ہے۔ کہ میرے تمام وصیت کا عملدرآمد صدر انجمن احمدیہ قادیان کی ہی معرفت اور نگرانی میں ہو۔ لہذا میں نے فارم آف ڈیکلیریشن سیکریٹری انجمن مذکور کے نام مرتب کرکے ریلوے پراویڈنٹ انسٹی ٹیوشن میں داخل کر دیا ہے۔ اور اسکی ایک نقل یہ دستخط خود شامل وصیت ہذا کردی ہے۔ تا اسکے مطابق یہ روپیہ جائداد انجمن مذکورہ بالا خود ہی ریلوے سے وصول کرے۔ اور خود ہی حسب وصیت تقسیم کرے۔ میرا کوئی وارث خواہ وہ احمدی ہو۔ یا غیر احمدی کا میری اس وصیت میں مداخلت کرنے کا مجاز نہیں (۵) میں اقرار کرتا ہوں۔ کہ اگر آج کی تاریخ کے بعد میں اور کوئی جائداد مذکورہ بالا جائداد کے علاوہ پیدا کروں۔ یا میرے مرنے کے بعد کوئی اور جائداد ماسوائے جائداد مذکورہ میری متروکہ ثابت ہو۔ تو ایسی جائداد فاضلہ کے متعلق بھی میری یہی وصیت ہے جسکا مفصل ذکر میں نے فقرہ ماسبق ۴ وصیت میں کیا ہے۔ میں ایسی جائداد کی وقتاً فوقتاً انجمن مذکور کو اطلاع دیتا رہونگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ البتہ میرے مرنے پر جو زیورات وغیرہ میرے ہر دو زوجہ کے قبضہ میں ہوں۔ وہ میری جائداد متروکہ میں متصور نہوں۔ کیونکہ انکی وہ ہر دو مالک ہونگی۔ (۶) میں یہ بھی وصیت کرتا ہوں۔ کہ میرے مرنے کے بعد میرا جنازہ احمدی جماعت پڑھے۔ اور اگر میں قادیان میں فوت نہوں تو احمدی جماعت میری نعش ایک صندوق میں بند کرکے حسب ہدایات انجمن مذکورہ جواب شائع ہوچکی ہیں۔ یا آیندہ شائع ہونگی۔ قادیان دارالامان میں پہنچا دے۔ اور وہاں مجلس کارپرداز مصالح قبرستان کے سپرد کی جاوے۔ (۷) میری یہ وصیت ہے۔ کہ میری تجہیز اور تکفین اور میری نعش کو قادیان شریف پہنچانے اور وہاں دفن کرنے کے متعلق جسقدر اخراجات ہوں۔ ان اخراجات کا حسب مشورہ مجلس کارپرداز مصالح قبرستان اندازہ کرکے میں رقم اخراجات کو علیحدہ مجلس مذکور کے حوالہ کردونگا۔ جسکا اعلان میں مجلس مذکور کیطرف سے کرادونگا۔ اور اگر اخراجات کیلئے میں کوئی رقم اپنی زندگی میں الگ نہ کرسکا۔ اور ایسا ہی اگر وہ رقم ادا کردہ اصلی اخراجات سے کم ہوئی۔ تو صدر انجمن احمدیہ قادیان ان اخراجات کو اس باقی ماندہ ⅔ حصہ جائداد سے جو فقرہ ۴ میں وصیت شدہ ہی۔ پورا کرے۔ (۸) میں یہ بھی اقرار کرتا ہوں۔ کہ میں نے یہ وصیت صرف ابتغاء لوجہ اللہ کی ہے۔ اور اگر حالات آیندہ کے ماتحت جنکا مجھے اسوقت علم نہیں میری نعش مقبرہ بہشتی میں دفن نہ ہوسکی۔ تو اس صورت میں بھی میری یہ وصیت جو میں نے اپنی جائداد کے متعلق کی ہے۔ اور جسکا ذکر فقرہ ۴ و ۵ میں کیا گیا ہے۔ درست اور قائم رہیگی۔ لیکن یہ ضروری ہوگا۔ کہ میری نعش کو مقبرہ بہشتی میں پہنچانے کی کوشش کیجاوے۔ اور جب تک مجلس کارپرداز مصالح قبرستان اجازت نہ دی۔ میری نعش اور کہیں دفن نہ کیجاوے البتہ امانت کے طور پر کسی اور جگہ پر دفن کی جاسکتی ہے۔ (۹) یہ کہ اگر حسب فقرہ نمبر ۸ میری نعش مقبرہ بہشتی میں دفن نہو سکی۔ تو جو اخراجات متعلق انتقال نعش میں جمع کراچکا ہونگا۔ انکی بابت صدر انجمن احمدیہ قادیان کو بکلی اختیار ہوگا۔ کہ جسطرح مناسب سمجھے انہیں خرچ کرے۔ اب میں اللہ تعالیٰ کی بہروسہ پر اس وصیت کو ختم کرتا ہوں۔ اور دعا کرتا ہوں۔ کہ میری یہ وصیت رضاء الٰہی کا موجب ہو۔ آمین۔ ربنا اغفر لنا ذنوبنا وکفر عنا سیئاتنا وتوفنا مع الابرار۔ آمین یارب العالمین۔

۱۲ مئی ۱۹۰۶ء

گواہ شد

عبدالرحمن ولد محمد ساکن موضع بہنوہ تحصیل گڑھشنکر ضلع ہوشیارپور حال سٹیشن ماسٹر لارنس پور بقلم خود

گواہ شد

محمد عالم ولد میاں شاہ محمد مرحوم سکنہ جوڑیاں خود ضلع سیالکوٹ

ایک بے نظیر خط جو آپکے پڑھنے کے قابل ہے

اس سے پہلے آپ مفرح عنبری کی نسبت بارہا ہندوستان بھر کے معزز ترین طبقہ کی رائے ملاحظہ فرما چکے ہیں جنمیں بڑے بڑے جلیل القدر حکام معزز عہدہ داران۔ جاگیرداران۔ تاجران۔ حکمائے یونانی و ڈاکٹران شامل ہیں۔ جنسے بہتر شہادت کسی چیز کے حسن و قبح کی دریافت کے لئے تلاش کرنا لاحاصل ہے لیکن ذیل کا عجیب خط جسمیں آٹھ شہادت موجود ہے۔ اپنی نوع کا نرالا اور شاید دنیا میں پہلا خط اور کسی کی دوائی کی نسبت پہلی شہادت ہے جو میرے مولا کریم کے رحم و فضل سے مجھ ناچیز کو حاصل ہوئی ہے اور وہ یہ ہے از جناب بابو غلام رسول صاحب احمدی سٹیشن ماسٹر (جو سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ایک مخلص بھائی ہیں) برادرم حکیم محمد حسین صاحب قریشی سلمہ اللہ تعالے اسلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ میں ایک مدت سے آپکا اشتہار اخبار الحکم میں دیکھ رہا ہوں مگر چونکہ اشتہاری دوائیوں سے مجھے سخت نفرت ہے اسواسطے میں ہمیشہ اسکو بھی بنظر حقارت دیکھتا رہا۔ لیکن آج بوقت دوپہر جبکہ میں قیلولہ کر رہا تھا۔ مجھے اسکے خریدنے کیطرف اپنے مولا کریم کی طرف سے اشارہ ہوا۔ کہ یہ دوائی قوت باہ اور قوت جسم کیلئے مفید ہے۔ اس سے پہلے تو میں اسکی قیمت سے بھی ڈرتا تھا مگر اب جبکہ مولا کریم نے اسکی نسبت اشارہ فرمایا تو ضرور اسکا استعمال کرنا چاہئے۔ لہذا عرض ہے کہ بدیں کارڈ ہذا آپ تین ڈبیہ بذریعہ وی۔پی پارسل ارسال فرماویں۔

دوسرا خط جو بعد میں آیا برادرم حکیم صاحب السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ مینے آپکے اشتہارات مفرح عنبری کی اشاعت جتنے الوسع کی۔ یہانتک کہ تحصیلدار صاحب کو وہ اشتہار دکھایا گیا۔ اور آپکی دوائی کی تعریف بھی کیگئی اور یہ بھی کہا گیا کہ اس دوائی کے متعلق مجھے اللہ تعالی کیطرف سے اشارات ہو چکے ہیں اور تب سے مجھے کامل یقین ہو گیا ہے وغیرہ وغیرہ لہذا آپ تین ڈبیہ مفرح عنبری بذریعہ وی۔پی پارسل بھیجدیں۔ آپکا تابعدار غلام رسول

المشتہر

حکیم محمد حسین قریشی موجد مفرح عنبری مفرح دلکشا حویلی کابلی مل لاہور

مطبع انوار احمدیہ پریس قادیان میں چھپکر شائع ہوا

فہرست مضامین

نمبر ۳۹ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۷ نومبر ۱۹۰۶ء مطابق ۲۹ رمضان المبارک ۱۳۲۴ھ | جلد ۱۰

جدید الہامات اور رؤیا

الہام ۱۰ نومبر ۱۹۰۶ء رؤیا۔ دیکھا کہ میں ایک گھوڑے پر سوار ہوں۔ اور کسی طرف جا رہا ہوں۔ جاتے ہوئے آگے بالکل تاریکی۔ تو میں واپس آگیا اور میرے ساتھ عورتیں بھی ہیں۔ واپس آتے ہوئے پیچھے میں گرد و غبار کے سبب بہت سی تاریکی ہو گئی۔ اور گھوڑے کی باگ کو نے ٹٹول کر ہاتھ میں پکڑا ہوا ہے۔ چند قدم چل کر روشنی ہو گئی۔ آگے دیکھا ایک بڑا چبوترہ ہے اس پر اتر پڑا۔ وہاں چند ایک لڑکے ہیں۔ انہوں نے شور مچایا کہ مولوی عبد الکریم آگئے۔ پھر میں نے دیکھا کہ مولوی عبد الکریم صاحب مرحوم آ رہے ہیں۔ مصافحہ کیا۔ اور السلام علیکم کہا۔ مولوی صاحب مرحوم نے ایک چیز نکال کر مجھے دی۔ اور کہا کہ یہ شب جو پادریوں کا افسر ہے۔ وہ بھی اس سے کام چلاتا ہے۔ وہ چیز اسطرح جیسا خرگوش ہوتا ہے بادامی رنگ۔ اس کے آگے ایک بڑی نالی لگی ہوئی ہے نالی کے آگے ایک قلم لگا ہوا ہے جس سے وہ قلم بغیر محنت کے بآسانی چلنے لگتا ہے۔ میں نے کہا کہ قلم نہیں منگوایا۔ مولوی صاحب نے فرمایا۔ کہ مولوی محمد علی صاحب نے منگوایا ہو گا میں مولوی صاحب کو دیدوں گا۔ اس کے بعد بیداری ہو گئی۔

تعبیر۔ عورتوں سے مراد کمزور لوگ ہو سکتے ہیں۔ اور خدا نے قرآن شریف میں اس امت کے نیک بندوں کو بھی فرعون کی عورت اور مریم کی تشبیہ دی ہے۔ اور قلم سے یہ مراد معلوم ہوتی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ مولوی محمد علی صاحب کے دل میں ایسی طاقت پیدا کرے کہ وہ مخالفوں کے رد میں اعلیٰ مضامین لکھیں۔ واللہ اعلم۔

الہام ۱۳ نومبر ۱۹۰۶ء۔ مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَا اَوْ مِثْلِهَا اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔

ترجمہ۔ کسی نشان کو ہم منسوخ نہیں کرتے یا فراموش نہیں کرتے۔ مگر اس سے بہتر نشان عطا کرتے ہیں۔ تو نہیں جانتا کہ خدا ہر چیز پر قادر ہے۔

اور گویا میں کسی کو کہتا ہوں لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا۔

اور کشفی نظر میں ایک نواب میرے سامنے آیا۔ اور ساتھ ہی یہ الہام ہوا۔

اے سیف اپنا رخ پھیر لے۔ جسکی نسبت یہ تفہیم ہوئی۔ کہ اس کے بعض شرکاء خاندان جو اس سے تنازع کرتے ہیں کسی وقت اس پر غالب آ جائینگے۔ اور سیف سے مراد غلبہ ہے۔

چند روز کا الہام

رب لا تذر علی الارض من الکافرین دیارًا۔

عید کی تقریب آگئی ہے

اللہ تعالےٰ کے محض فضل وکرم سے پھر موقع ملا ہے کہ احباب کو تقریب عید پر توجہ دلاؤں۔ سلسلہ کی ابتدائیات کی تاریخ میں سیالکوٹ کی جماعت احمدیہ کا نام اس مبارک کام کی ابتدائی تحریک ہمیشہ یادگار کے طور پر رہ جائے گی جو اس نے مدرسہ تعلیم الاسلام کی نصرت اور اعانت کے لیے کئی سال ہوئے عملی رنگ میں قوم کے سامنے پیش کی۔ اور وہ تحریک اب ایسی تحریک نہیں رہی کہ جماعت اس سے باخبر نہ ہو۔ البتہ یہ سچ ہے کہ ابھی تک پورے اہتمام اور سعی بلیغ سے اس تحریک پر عملی درآمد نہیں ہوتا۔ ورنہ صرف ایک عید فنڈ ہی مدرسہ کے سال تمام کے اخراجات کو کافی ہو جاوے۔ کیونکہ جس حال میں جماعت کی تعداد تین لاکھ سے متجاوز ہے اور اگر بچوں اور نادار لوگوں کو مستثنیٰ کر دیا جاوے۔ اور پچیس ہزار ہی ایسے احباب تجویز کئے جاویں۔ جو اس تقریب پر کم از کم ایک روپیہ دے دیں تو میں یقین رکھتا ہوں۔ کہ [illegible] کی تقریب پر پچاس ہزار روپیہ جمع ہو جاوے جو [illegible] کے سال تمام کے اخراجات کیلئے کافی ہو کر وہی سال کے اندر مدرسہ کی ایک [illegible] عمارت کے بنا دینے کیلئے کافی ہو۔ اور اس کیلئے [illegible] صاحب ہر گزشتہ پیشرے اور جہاں تک [illegible] خیال کرتا ہوں چندہ دینے والے [illegible] پورے طور پر تحریک اور [illegible] کے [illegible] اس تحریک میں کے اس تحریک کو اپنے سابق سال کی نسبت زیادہ کامیابی ہوتی ہے لیکن آرزو یہ ہے کہ پورے طور پر کامیاب کرنے کی عام اور متفق کوشش شروع کی جاوے تاکہ اس اہم قومی ضرورت کی راہ میں کوئی روک پیدا نہ ہو۔ جدید مدرسہ کیلئے ایک بڑی وسیع عمارت کا سوال مجلس ناظم التعلیم کے سامنے ہے اور اسے فکر ہے کہ جس قدر جلد ممکن ہو اس کیلئے انتظام کیا جاوے۔ مدرسہ میں جدید استادوں کی الگ ضرورت ہے جن کی وجہ سے اگر کچھ نہیں تو دو سو روپیہ ماہوار کا زاید خرچ بڑھ جائے گا اور یہ مستقل خرچ ہوگا۔ بورڈنگ کیلئے عمارت کا وسیع کرنا لازمی ہو گیا ہے اس لئے کہ لڑکے آ رہے ہیں۔

ان تمام امور کو مدنظر رکھکر یہ سمجھ لینا کچھ بھی مشکل نہیں کہ آئندہ سال کا مدرسہ کا بجٹ نئی عمارت کے سوال کا چھوڑ کر بھی شاید بیس یا پچیس ہزار سالانہ تک پہونچے۔ پس ضرورت ہے اس امر کی کہ اسکا انتظام ابھی سے شروع ہو۔ اور اس کیلئے سردست یہ عید کی تقریب آئی ہے اگر اس پر مدرسہ کی ناظم التعلیم کمیٹی کے پاس کم از کم دس بارہ ہزار روپیہ بھی آجاوے تو امید ہو سکتی ہے کہ اگلی عید پر پھر ایسی ہی رقم آجاوے۔ بہرحال میرا منشاء اس تحریک سے یہ ہے کہ عید فنڈ کو پوری مستعدی سے وصول کیا جاوے اور ایسا ہی مساکین کے لئے عید الفطر کا صدقہ بھی بھیجا جا سکتا ہے۔ اسی تحریک کے ضمن میں میں یہ بھی یاد دلانا اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ جاڑے کے موسم کی وجہ سے مساکین۔ یتامی اور ان طالب علموں کیلئے جو حضرت حکیم الامتہ کے پاس صرف دینیات کی تحصیل کر رہے ہیں گرم کپڑوں کی بہت بڑی ضرورت ہے۔ اس لئے کپڑے یا نقد جیسا کچھ کسی سے بن سکے وہ بھی اس موقع پر ضرور بھیجا جاوے۔

اور کل روپیہ مدرسہ کے متعلق **امین مدرسہ تعلیم الاسلام کے نام آنا چاہئے۔**

عید فنڈ کو کامیاب بنانے کیلئے میرے خیال میں یہ بھی ایک سہل تجویز ہے کہ اگر ایک ہزار آدمی اپنا یہ عہد کر لیں کہ وہ اس موقع پر دس روپیہ جمع کر کے مدرسہ تعلیم الاسلام کے لئے بھیجیں گے تو تقسیم کام کی وجہ سے اصل مطلب آسانی سے پورا ہو جاوے بہرحال قومی ضرورتوں کے پیش کر دینا اور ان کے پورا کرنے کی تجویز اپنی سمجھ کے موافق بتا دینا الحکم کا فرض ہے اس میں قبولیت کا اثر ڈالدینا اب مولا کریم کے فضل پر موقوف ہے خدا کرے کہ قوم اس ضرورت کو محسوس کرے اور اس کیلئے مستعد طبیعتیں ابھی سے کام کرنا شروع کر دیں۔ (آمین)

خریداران الحکم کو اطلاع

اخبار کی موجودہ سایز کا کاغذ چونکہ پنجاب میں بہت کم خرچ ہوتا ہے اسی نسبت سے آتا بھی ہے اور سودیشی تحریک کی وجہ سے کاغذ کی جس قدر کمیابی ہوئی ہے وہ کوئی مخفی اور پوشیدہ امر نہیں۔ اس اثر سے آپ کا تاچیز خادم الحکم بھی خالی نہیں۔ پہلے بھی میں ناظرین کو اطلاع دے چکا ہوں کہ الحکم کے بعض سرپرستوں کے مشورہ سے یہ فیصلہ ہو چکا ہے کہ شروع سال سے الحکم کی تقطیع وہی خوب صورت اصلی تقطیع ہوگی جس پر برابر کئی سال تک چھپتا رہا ہے۔ چھپوائی اور کتابت کا نقص بھی پہلے کی نسبت رفع ہو چکا ہے۔ اور خدا کے فضل سے اور بھی اصلاح کی امید ہے۔ جیسا کہ ناظرین معلوم کر چکے ہیں۔ میں نے چھپوائی کی عمدگی اور بروقت اشاعت کی خاطر یہ تجویز کر لی ہے کہ جس طرح بھی ممکن ہو مشین منگوا لی جاوے اور خدا تعالیٰ نے چاہا تو یہ وقت رفع ہو جائیگی۔

میں خدا تعالےٰ کے فضل پر بھروسہ کر کے کہتا ہوں۔ جہاں تک ہو سکے گا۔ **الحکم اگلے سال سے عین اپنے وقت پر شائع ہوا کرے گا۔** میں نے اس کا انشاء اللہ پورا انتظام کر لیا ہے۔ مجھے امید ہے کہ الحکم کے وہ سرپرست اور مربی جنہیں الحکم کے ساتھ ہمیشہ خاص محبت رہی ہے اس موقع پر اس امر کی طرف خاص توجہ کریں گے کہ اس کی توسیع اشاعت کے لئے سعی کریں اور ناظرین کو یہ بھی معلوم ہے کہ الحکم کا مالی سال ہمیشہ دسمبر سے شروع ہوا کرتا ہے۔

اور ۴۔ دسمبر کا الحکم خریداران کے نام **عموماً وصولی قیمت کے لئے وی پی کیا جاتا ہے اور آیندہ کیلئے بقایا کے تقاضاؤں سے نجات پانے اور الحکم کی راہ میں اس طرح پر آجانی والی مشکلات سے مخلصی کے لئے ضروری امر ہے کہ بدون چھ ماہ کے** قیمت کسی کے نام الحکم جاری **نہ کیا جاوے۔ اس لئے** جو صاحب **کسی وجہ سے اس قاعدہ کی پابندی نہ کر سکیں وہ اطلاع دیدیں۔**

ہاں جو احباب ہمیشہ سے خریدار ہیں اور وقت مقررہ پر قیمت ادا کرتے وہ مستثنےٰ ہیں جن احباب کے نام کا پرچہ ہر سال وی پی جاتا ہے مطلع رہیں کوئی الگ اطلاع اب انہیں دی جائے گی۔

والسلام یعقوب علی ملم

اعلان

کاغذ کے نہ آنے کی اور ایسی ہی وجوہات کی بنا پر ۔ نومبر ۱۹۰۶ء کا الحکم نہیں شائع [illegible] ۔ مینجر

تازہ الہامات

۱۵۔ نومبر ۱۹۰۶ء بوقت سیر فرمایا رات چونکہ ستائیسویں تھی۔ اور اس [illegible] قدر کا بھی ظن ہوتا ہے میں نے سمجھا کہ زندگی کا کوئی اعتبار نہیں شاید پھر یہ رات نصیب ہو یا نہ ہو میں اٹھا اور نماز پڑھکر دعا کی۔ تو یہ الہام ہوئے۔

(۱) قادر ہے وہ بارگاہ جو ٹوٹا کام بنا دے بنا بنایا توڑ دے کوئی اس کا بھید نہ پاوے

(۲) کمترین کا بیڑا غرق ہو گیا۔

(۳) تیری دعا قبول کی گئی۔

فرمایا۔ کمترین سے مراد کوئی شریر یا مخالف ہوگا۔ مگر ہمارے لئے تو تیسرا الہام لعدہ مقولہ ہے۔ اصل مدعا یہ تینوں پیشگوئیاں ہیں۔ خواہ ایک شخص کیلئے ہوں یا تین شخصوں کیلئے

نہایت ضروری اور قابل توجہ اطلاع

جو رقمیں مجھکو بھیجی جاتی ہیں یا میرے نام ارسال کیجاتی ہیں انکی باقاعدہ رسیدیں رسالہ تعلیم الاسلام میں شائع کی جاتی ہیں اگر کسی رقم کی رسید رسالہ میں شائع نہ ہو تو وہ جلد دفتر سکرٹری کو [illegible] کو اطلاع دے۔ پہلے اس [illegible] کہ دفعہ ایسا ہو [illegible] سے ایک صاحب نے دس روپیہ جو مجھ کو [illegible] رسید نہ پہنچنے پر اطلاع نہیں دی اور [illegible] ماہ کے بعد اس رقم کی رسید مجھ سے طلب کی [illegible] ایک شخص نے مجھ سے قرضہ لیا اور وہ رقم قرضہ لینے والے نے اسی طرح بھیجی کہ مدرسہ میں جمع ہو اور جب میں نے روپیہ طلب کیا تو اس کو سخت ابتلا پیش آیا کیونکہ اس نے خیال کیا کہ میں نے دوبارہ روپیہ طلب کیا ہے اس لئے ضروری ہے کہ جو صاحب کوئی رقم مجھے دیا بھیجے اول تو اس کی پوری تفصیل دے دوسرے اس کی رسید رسالہ تعلیم الاسلام میں دیکھ لیا کیجئے۔ نورالدین

بقایا دار

توجہ کریں

پیسہ اخبار اور ڈاکٹر عبد الحکیم خاں مرتد

اتفاقاً پیسہ اخبار مورخہ ۲۷ اکتوبر میری نظر سے گذرا اسمیں ڈاکٹر عبدالحکیم خاں صاحب کا یہ مضمون درج تہا جسمیں حضرت امامنا ومرشدنا جناب مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود علیہ السلام کو اور آپ کے خادماں کو گالیاں دیکر انہوں نے اپنا دل خوش کیا ہوا تہا۔ اگرچہ اس مضمون میں کوئی ایسی بات نہیں جو قابل التفات ہو اور ضروری نہ تہا کہ اس مضمون پر جو پراز گندگی ہے توجہ کیجاوے کیونکہ جب سے اس نے ایک مامور من اللہ کی مخالفت پر کمر باندھی ہے یہی شیوہ اختیار کیا ہوا ہے کہ تحریرات اور تقریرات میں سوائے جناب مرزا صاحب کی مخالفت اور دشنام دہی کے اور کچھ اسکو کام نہیں۔ ہمارے لئے یہ خدا کا حکم ایسے شخص کے واسطے کافی ہے۔ واعرض عن الجاھلین۔ چونکہ ڈاکٹر صاحب کا بڑا دعوی ہے کہ میرے رسالہ جات الذکر الحکیم اور المسیح الدجال کا جواب کسی احمدی سے بن نہ پڑا نہ جواب ہو سکیگا جو ایک عجیب دعوے ہے اور اپنے موں میاں مٹھو بننا ہے معلوم ہوتا ہے کہ ڈاکٹر صاحب یا تو اس طرف سے جو جواب ہوتا ہے دیکھتے ہی نہیں یا دوسری آنکھ ہی نہیں رکھتے کہ جس سے ان کو سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مضامین نظر آ سکیں۔ حالانکہ ڈاکٹر صاحب کے رسالہ جات الذکر الحکیم اور المسیح الدجال فضول گوئی سے پر ہیں اور ذرا معقولیت اپنے اندر نہیں رکھتے۔ اسلئے ضرورت نہ تہی کہ ان کا جواب دیا جاتا پھر بھی کئی احمدی برادران نے ڈاکٹر صاحب کی فضول تحریرات کا جواب دیا جو ایک عاقل کے لئے کافی تہا اور اب [illegible] مکرمی منشی ظفر احمد صاحب نے ایک دندان [illegible] جواب دیا ہے جو اخبار بدر میں چھپ رہا ہے۔ اس سے ڈاکٹر صاحب کی قرآن دانی بھی ظاہر ہو جاوے گی اب اس مضمون کو پڑھکر بھی اگر وہ نہ سمجھیں تو پھر اس کو خدا سمجھے باوجود ان جوابوں کے ڈاکٹر صاحب وہی مرغی کی ایک ٹانگ اور اڑائے جاتے ہیں۔

حضرت مرزا صاحب کی امیرانہ حالت پر ڈاکٹر صاحب کو [illegible] ہے۔ مرزا صاحب [illegible] ابا واجداد سے امیر ہیں امیرانہ [illegible] امیر

آپ کے چندہ دینے کے متعلق جناب ایڈیٹر صاحب اخبار بدر نے ہی فیصلہ کر دیا جو نیاگی آپ نے قیمت اخبار بدر کے چکا دینے ہیں کہ یہ فیاضی چندہ لنگر خانہ اور چندہ مدرسہ میں کی ہوگی۔

اسلام کی خدمت جو حضرت مرزا صاحب نے کی اور کر رہے ہیں اسکو کیا موافقین اور کیا مخالفین سب ہی مانتے ہیں دماغ کی صحت کے ساتھ ہر ایک کو ماننا ہی پڑتا ہے۔ یورپ اور امریکہ والے بھی بول اٹھے اور ہر طرف سے آمنا کی صدا بلند ہوئی مگر جس کا دماغ صحیح نہ ہو اگر وہ نہ مانے تو نہ مانے پاگل کی بڑ کون سنتا ہے۔ براہین احمدیہ پر آپنے بہت کچھ زہر اگلا ہے۔ پہلے تو آپ نے یہ بتلایا ہوتا کہ آپ نے براہین احمدیہ کی قیمت پر کتنے ٹکے خرچ کئے یا اخبار بدر کے پانچ روپیہ کیطرح یہ بھی گپ ہی گپ ہے میرے خیال میں تو براہین احمدیہ آپنے بھی مفت اڑائی کیونکہ براہین احمدیہ کا بہت سا حصہ مفت ہی تقسیم ہوا ہے اور بعید نہیں کہ آپ نے اپنی پہلی حالت ظاہر کر کے مفت لینے کی درخواست کی ہو جو منظور ہوئی ہو اگر کوئی ٹکہ خرچ کیا ہے تو لکھ بھیجیں کتاب واپس کریں اور قیمت لے لیویں حضرت مرزا صاحب نے بذریعہ اشتہار شائع کر دیا تہا کہ جو شخص براہین احمدیہ نہ رکھنا چاہے یا اس کو کوئی اعتراض ہو تو وہ کتاب واپس کر کے قیمت لے سکتا ہے۔ سو جس کے پاس براہین احمدیہ تہی اور اس نے قیمت واپس لینی چاہی اس کو قیمت دی گئی اب اگر کوئی باقی ہوتا تو قیمت کا مطالبہ کرتا مگر مجانفو نکی وہی مجنونانہ بڑ برابر چلی جاتی ہے۔ مدعی سست گواہ چست۔ آپ چار پانچ فیصدی کی تعداد گہر بیٹھے نہیں ہسپتال میں بیٹھ کر بنا لی کچھ ثبوت ہی دیا ہوتا یا کسی کا نام ہی لکھا ہوتا ورنہ ایسی بے ثبوت بڑ کون سنتا ہے۔ براہین احمدیہ کے اکثر خریدار تو اس قسم کے تہے کہ چند لوگوں کے پاس پہلی جلد پہنچی گئی جنہوں نے نہ قیمت دی اور نہ کتاب واپس کی تم کو خود اس سے اقبال ہے کسی احمدی کو اپنی کتابوں کی قیمت واپس دیکر ہی یہ گپ اڑائی ہوتی ایک نے قیمت مانگی تو آپکے ہوش اڑ گئے اور گالیوں پر اتر آئے۔ بازاری لوگ ماں باپ اور مرشد کی گالیاں دیا کرتے ہیں اب جو کوئی حضرت مرزا صاحب کا مرید بولے تو آپ جناب مرزا صاحب کو گالیاں دینی شروع کر دیتے ہیں یہ عجیب طریقہ ہے۔ آپ رہ رہ کر حضرت مرزا صاحب کو گالیاں دینی شروع کر دیتے ہیں حضرت ممدوح کا تو یہ جواب ہے۔

گالیاں سنکے دعا دیتا ہوں ان لوگونکو
رحم ہے جوش میں اور غیظ گہٹایا ہم نے

مگر آپ کی وہی بات ہے کھسیانی کتیا کہمب میں بیاہی ٹکڑا کھایا دوڑ دوڑ آئی۔ جواب تو آپ سے کچھ بنتا نہیں گالیوں پر اتر آتے ہیں۔

آپ اور ہزاروں روپیہ اشاعت اسلام کے واسطے خرچ کرتے ہنوز دلی دور است۔ تم کو اسلام سے کیا غرض جبکہ تم کو مسلمانوں کے پیشوا اور ہادی برحق جناب رسالتمآب حضرت محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم سے ہی کچھ سروکار نہیں پھر تم میں اور اسلام میں دوزخ اور بہشت کا فرق ہے۔

میرے چچا صاحب منشی حبیب الرحمان صاحب رئیس حاجی پور نے اس کو باطن کو ایک خط لکھا تہا جو الحکم ۲۴ جولائی میں بھی شائع ہو چکا ہے اور نہایت نرمی اور تہذیب کے ساتھ اس ناپاک طبع انسان کو بتلایا تہا کہ تم کبھی کچھ لکھتے ہو اور کبھی کچھ یہ تلون مزاجی اچھی نہیں پہلے مولویوں پر گالیوں کی بھرمار تھی۔ تو اب احمدیوں پر گالیوں کی بوچھاڑ ہے اس کو کسیقدر کہولکر لیکن نہایت اختصار کے ساتھ انکی تالیفات سے ہی ثابت کر دیا تہا اور اخیر میں لکھا تہا کہ (ایسی حالت میں میں آپ کی تالیفات اپنے پاس رکھنا نہیں چاہتا اس لئے کتب ذیل جو اس وقت میرے پاس موجود ہیں اور جو وقتاً فوقتاً آپ سے خریدی ہیں بذریعہ پارسل واپس کرتا ہوں تفسیر الذکر الحکیم نمبر ۴۔ رسالہ اعصا مخصوص کل قیمت ان کتابونکی للعہ ہے اگر آپ قیمت واپس کرنا نہ چاہیں اور واپس نہ کرنا دیانت داری سمجہیں تو آپ کو اختیار ہے)

چنانچہ کتابیں بذریعہ ریلوے پارسل واپس کر دیگئی تہیں اب ڈاکٹر صاحب پوسٹے بھی تو ایسے بوڑے جس کا سر نہ پیر بھلے آدمی جہوٹ بولا تو اسقدر کہ جسقدر نمک میں آٹا۔ آپ لکھتے ہیں کہ گویا کتابیں بذریعہ قیمت طلب پارسل روانہ ہوئیں۔ بہلا انہوں نے کب لکھا تہا کہ بذریعہ قیمت طلب پارسل روانہ کرتا ہوں۔ کیا اس تحریر کا جو اوپر لکھی گئی ہے اور الحکم میں چھپ بھی چکی ہے یہی معنے ہیں۔ اسی پر آپ نے اعتراض کرتے ہوئے گالیاں بھی دینی شروع کر دی ہیں۔ آپ کی سمجھ پر قربان ہونا چاہیے اسی پر ملہم ہونے کا دعوے ہے کہئے تو بتلائیں کہ ایسا جہوٹ بولنا کس کی سفلگی اور بے حیائی ہے۔

بیشک حضرت مرزا صاحب صحابہ کرام رضہ کی مثال اپنے مریدوں میں پیش کرتے ہیں اور آپ اس کو پسند نہیں کرتے۔ اور کیوں پسند کرتے جبکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا بھی آپ کے نزدیک ضروری نہیں تو اب صحابہ رضہ کی مثال آپ کو کیوں پسند ہوگی۔ اب آپ ہندوؤں اور ڈاکوؤں۔ اور رشوت ستان لوگونکی مثال پیش کریں۔ طاعون کے دنوں میں آپکا دورہ آپ کو یاد ہوگا جس نے دیا ای کا بہلا ہوگیا۔ صحابہ رضہ بیشک ہمارے لئے مثال ہیں اور ان کے قدم بقدم چلنا ہم اپنے لئے باعث فلاح سمجھتے ہیں۔ فقط

راقم حافظ محبوب الرحمن احمدی از حاجی پور ڈاکخانہ پھگواڑہ

پتہ بتادو

ایک نوجوان لڑکا عبید اللہ نام عمر ۱۷ یا ۱۸ سال لمبا قد گندم گون چہرہ صاف ہے سر پر رومی ٹوپی ہے اور لٹھہ کی قمیص اور پتلون اور پمپ شو بارنش جوتا پہنے ہوئے ہے مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان میں پڑھتا ہے مڈل تک تعلیم یافتہ ہے گہر سے ناراض ہو کر کہیں چلا گیا ہے اس لڑکے کے والدین غریب ہیں اور باپ ضعیف ہے۔ قادیان ہی کا رہنے والا ہے جس بھائی کو پتہ ملے اپنے پاس ٹھیرا اور دفتر الحکم میں اطلاع دے لڑکا بھلا مانس اور نیک چلن ہے۔

ایڈیٹر الحکم قادیان

شہادت غیر

کبھی بھولکر کسی سے نہ کرو کلام ایسا
کہ جو کوئی تمسے کرتا تمھیں ناگوار ہوتا

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی نام سے مذہبی و علمی دنیا بخوبی واقف ہو چکی ہے اور آپکا شہرہ ہندوستان کی چار دیواری سے نکلکر چار دانگ عالم میں پھیل چکا ہے۔ عام خیال تو یہ ہے کہ حضرت مسیح معہ جسم زندہ آسمان پر چلے گئے اور آخر زمانے میں وہی آسمان سے اونترینگا اور وہی مسیح موعود ہیں لیکن مرزا صاحب اسکے خلاف یہ فرماتے ہیں کہ وہ مسیح علیہ السلام جو بنی اسرائیل میں نبی ہو کر تشریف لائے تھے فوت ہو گئے اور آنیوالا مسیح اسی امت کا ایک فرد ہے جسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیح ابن مریم کا خطاب عطا فرمایا ہے اور وہ مسیح موعود میں ہوں۔ اس دعوے میں دو امر بحث طلب معلوم ہوتی ہیں۔ اول یہ کہ آیا حضرت مسیح زندہ آسمان پر چلے گئے ہیں یا فی الحقیقت فوت ہو گئے دوسرے یہ کہ آیا مسیح موعود ہونے کی قابلیت مرزا صاحب میں پائی جاتی ہے یا نہیں ترتیب کے لحاظ سے پہلے بحث امر اول یعنی حیات و وفات حضرت مسیح میں ضروری معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ اگر حیات مسیح ثابت ہو جائے تو پھر مرزا صاحب کے مسیح موعود ہونے میں بحث کرنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی لیکن اگر حیات ثابت نہو بلکہ وفات بپایہ ثبوت پہونچ جائے تو پھر مرزا صاحب کے مسیح موعود ہونے میں بحث کرنے کی ضرورت پیدا ہوتی ہے۔ یوں تو ہمارے علمانے اس مسئلہ میں بڑی تو تو میں میں کی بہت سے رسالہ اور کتابیں لکھیں لیکن نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اس سیدہی اور صاف طریقہ کو چھوڑ کر اس معاملہ میں ایسی عجیب عجیب کارروائیوں سے کام لیا ہے جنھوں نے طالبان تحقیق کو حیرت میں ڈالدیا۔ ایک مولویصاحب فرماتے ہیں مرزا کو معجزات انبیاء سے انکار ہے دوسرے لکھتے ہیں وہ تو وجود ملائکہ [illegible] منکر ہے تیسرے منظہر ہیں ذ تو حشر و نشر دوزخ [illegible] وغیرہ کو بھی نہیں مانتا چوتھے رقمطراز ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا خاتم الانبیا ہونا بھی تو اسے تسلیم نہیں بلکہ وہ تو آنحضرت اور اہلبیت آنحضرت کو گالیاں دیتا اور تمام انبیاء کی سخت توہین

کرتا ہے۔ خدا کی فرزند ہونیکا مدعی ہے بلکہ اپنی آپ کو خدا کا باپ بتاتا ہے نعوذ باللہ من ہذہ الهفوات۔ لیکن جب مرزا صاحب کی وہ کتابیں دیکھی جائیں جنکا مولوی صاحبان کی حالت پر رحم بھی آتا ہے اور غیظ بھی۔ ایک مولویصاحب اپنے اشتہار میں لکھتے ہیں کہ مرزانے حضرت عیسے کی نبوت سے قطعی انکار کیا ہے وہ کہتا ہے کہ عیسے کی نبوت پر کوئی دلیل قائم نہیں ہوتی بلکہ ابطال نبوت پر کئی دلائل قائم ہیں لیکن جب اعجاز احمدی کا صفحہ ۱۳ جسکا حوالہ مولویصاحب نے دیا تھا دیکھا گیا تو اسکی عبارت کا مفہوم یہ معلوم ہوا کہ مرزا صاحب نے نبوت حضرت عیسے کا کہیں بھی انکار نہیں کیا بلکہ جا بجا اقرار کیا ہے۔ ہاں یہہ البتہ لکھا ہے کہ قرآن شریف کو اگر علیحدہ کر لیا جائے تو پھر حضرت مسیح کی نبوت پر کوئی دلیل قائم نہیں ہوتی جس کا بہت کہلا ہوا مطلب یہ ہے کہ قرآن شریف سے تو حضرت مسیح کی نبوت ثابت ہے۔ ہاں کسی اور ذریعہ سے ثابت نہیں پھر مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ مرزا قرآن شریف کو ایک باطل کتاب بتاتا اور کہتا ہے کہ قرآن ایک جھوٹی کتاب ہے جسمیں تو اسمیں مسیح کا نبی ہونا تسلیم کیا گیا ہے لیکن جب مرزا صاحب کی کتاب اعجاز احمدی کا صفحہ ۱۳ دیکھا جاوے تو یہہ مضمون ملتا ہے کہ یہ قرآن شریف کا احسان ہے کہ حضرت مسیح کے نبی ہونیکا اقرار کر دیا اور اسی وجہ سے ہم انپر ایمان لائے کہ وہ سچے نبی ہیں اور برگزیدہ ہیں اور اُن تمام تہمتوں سے معصوم ہیں جو اُن پر اور اونکی ماں پر لگائی گئی ہیں۔ العجب ثم العجب مرزا صاحب تو یہہ لکھیں کہ ہم حضرت مسیح پر ایمان لائے وہ سچے نبی تھے اور ہم اُن کو ان تمام تہمتوں سے جو انپر اور ان کی ماں پر لگائی گئی ہیں معصوم سمجھتے ہیں مگر مولوی صاحب فرمائیں کہ مرزا تو حضرت عیسے کی نبوت کا قطعی منکر ہے وہ تو ان کو ماں بہن کی گالیاں دیتا ہے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

پھر مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ مرزا نے اعجاز احمدی کے صفحہ ۲۴ میں لکھا ہے کہ عیسے کو شیطانی الہام ہوا کرتے تھے لیکن جب کتاب دیکھی جائے تو یہہ مضمون ملیگا کہ انجیل میں تو یہہ لکھا ہے کہ کبھی کبھی آپ کو شیطانی الہام بھی ہوا کرتے تھے مگر اسلام کی حدیثوں میں آپ کی یہ صفات لکھی ہیں کہ خدا تعالیٰ نے شیطان سے آپ کو محفوظ رکھا کبھی آپنے شیطان کی پیروی نہیں کی ایک یہودی اپنی کتاب میں لکھتا ہے کہ ایک مرتبہ آپ کسی بیگانہ عورت پر عاشق ہو گئے تھے لیکن جو بات دشمن کے منہ سے نکلے وہ قابل اعتنا نہیں آپ خدا کے مقبول اور پیارے تھے خبیث ہیں وہ

لوگ جو آپ پر یہ تہمتیں لگاتے ہیں۔

اب مولویصاحبان کا تو وہ ارشاد ہے اور مرزا صاحب یہ فرماتے ہیں ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

اسی قسم کی تہ ایک دو بلکہ صدہا ہزارہا اعتراض ہیں جو مولوی صاحبان کی طرف سے کئے جاتے ہیں کاش ایسے اعتراضوں سے تو خاموشی ہی اختیار کی جاتی تاکہ حضرات مولویصاحبان اتہام سازی کی گناہ سے محفوظ رہتے اگرچہ ہمکو مرزا صاحب سے کسی قسم کا تعلق و واسطہ نہیں ہے۔

تاہم مولویصاحبان کی ان خلاف دیانت و امانت کارروائیوں کو ہمنے ہمیشہ نفرت کی نظر سے دیکھا ہے کہ ہمارے خیال میں ہر منصف مزاج و اعتدال پسند انسان خواہ وہ مرزا صاحب کے دعوی کا کیسا ہی مخالف کیوں نہو اس قسم کی بیہودہ اور نامعقول حرکتوں کو تو کبھی پسند نہ کرے گا۔

یہ حرکتیں جسقدر لایق نفرت و قابل کراہیت ہیں ظاہر ہی ہے لیکن ابھی حال میں پرائے شگون کے لئے اپنی ناک کاٹنے کی جو تازہ مثال قایم کی گئی ہے وہ تو روہی دینے کے قابل ہے۔

ناظرین اسے ملاحظہ فرمائیں اور پھر سوچیں کہ جوش نفسانیت و تعصب نے ہمارے علماء کو کہاں سے کہاں پہنچا دیا ہے۔ مرزا صاحب کے ایک مرید تھے ڈاکٹر عبد الحکیم خان ابھی کچھہ تھوڑا ہی عرصہ ہوا کہ وہ مرزا صاحب سے پھر گئے ظاہر ہے کہ یہ کوئی ایسی بات نہیں تھی جسکو حیرت کی نظر سے دیکھا جاتا نہ یہ کوئی ایسا امر تھا جس سے مرزا صاحب کے سچے یا جھوٹے ہونیکا نتیجہ نکالا جائے مگر مولویصاحبان کو اس سے کیا غرض۔ انہوں نے بلا تامل کہنا شروع کر دیا کہ چونکہ مرید کا پھر جانا مرشد کے کاذب ہونیکی قطعی دلیل ہے اسلئے اب مرزا کے کاذب ہونے میں کچھہ بھی شک نہیں رہا اگر مرزا کاذب نہوتا تو عبد الحکیم خان اس سے کیوں پھر جاتے اور چونکہ وہ پھر گئے لہذا مرزا کاذب ہے۔ یہہ خلاصہ ہے مولوی صاحبان کے اُن خیالات کا جو اس معاملہ میں انہوں نے ظاہر کئے لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ مولوی صاحبان نے مرزا صاحب کے جھٹلانیکے واسطے یہ قاعدہ تو گھڑ لیا کہ مرید کا پھر جانا مرشد کے کاذب ہونیکی قطعی دلیل ہے لیکن یہ نہ دیکھا کہ یہ قاعدہ مرزا صاحب کو لوگوں کی نظر میں جھوٹا بنا سکے یا نہ بنا سکے مگر اسلام کا قلع قمع ضرور کئے دیتا ہے اسلئے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بہت سے مریدان سے پھر حضرت عیسے علیہ السلام کے اکثر حواری مرتد ہوئے۔ اور سب سے بڑھکر یہ کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بعض بدبختوں اور بدقسمتوں نے روگردانی کی اب اگر مولویصاحب کے فرمانیکے مطابق مرید

کے مرتد ہو جانیکو پیر کے کاذب ہونیکی دلیل مانا جائے تو پھر ساتھہ ہی سارے انبیا کو بھی جھوٹا ماننا پڑیگا معاذ اللہ من ذالک۔ مولویصاحبان نے بظاہر تو صرف مرزا صاحب کے جھٹلانیکے واسطے یہہ قاعدہ گھڑا لیکن فی الحقیقت مخالفین اسلام کے ہاتھہ میں ایک تیز حربہ دیدیا ہے کہ جب جی چاہے اسلام پر چلائیں اور مسلمانوں کو ناقابل برداشت نقصان پہونچائیں مثلاً اگر کوئی شخص مخالفین اسلام میں سے مولوی صاحبان کے قاعدہ کا حوالہ دیکر یہہ کہے کہ موسیٰ علیہ السلام سچے نبی نہیں کیونکہ اونکے اکثر مرید انسے منحرف ہو گئے تھے پھر وہ یہ کہے کہ مسلمان حضرت عیسے کو نبی مانتے ہیں حالانکہ وہ ہرگز ہرگز نبی نہیں تھے کیونکہ ان کے حواری ہی اکثر مرتد ہوئے تھے۔ پھر وہ مولوی صاحب کا وہی قاعدہ باواز بلند لوگوں کو سنا کر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے نبی ہونے کا بھی انکار کرے اور کہے کہ وہ سچے نبی کیونکر ہو سکتے ہیں جب کہ مسلمانوں کے مولوی صاحبان صاف اقرار کر چکے ہیں کہ مرید کا پھر جانا مرشد کے کاذب ہونے کی قطعی دلیل ہے اور مسلمانوں ہی کی کتابوں سے یہ بھی ثابت ہے کہ ان کے نبی سے بھی بہت سے لوگ مرتد ہوئے ہیں اور اسی پر اکتفا نہ کرے وہ زمانہ گذشتہ کے ساتھہ زمانہ حال کے مرتدین کی ایک لمبی فہرست بھی مولوی صاحب کے آگے رکھے اور مولوی صاحب سے کہے کہ حضرت مولوی صاحب مسیلمہ کو تو آپ جانتے ہی ہونگے اور عبد اللہ سے بھی آپ بخوبی واقف ہونگے اور اگر کہیں بھول گئے ہوں تو پادری عماد الدین پادری صفدر علی پادری حسام الدین پادری احسان اللہ کو تو غالباً نہ بھولے ہونگے اور اگر ان کو بھی فراموش کر گئے ہوں تو ڈاکٹر احمد شاہ شائق حافظ احمد مسیح ماسٹر عبد الغفور کو تو نہ بھولے ہونگے پھر وہ خوب جتا کر بلکہ مولوی صاحب کا شانہ ہلا کر کہے کہ حضرت مولوی صاحب اول الذکر وہ شخص ان لوگوں میں سے ہیں جو آپکے نبی کے زمانے میں مرتد ہوئے تھے مسیلمہ وہ جسنے نہ صرف یہ کہ اسلام سے روگردانی کی بلکہ نبوت کا دعوی بھی کیا تھا اور عبد اللہ وہ جو نبی عربی کی وحی لکھنے کی معزز عہدے پر مامور تھا باقی لوگ آپکے ہمعصر ہیں جو اسی زمانہ میں وقتاً فوقتاً مرتد ہوئے آخر الذکر تین آدمی تو بہت ہی تھوڑا زمانہ ہوا کہ اسلام سے روکش ہوئے ہیں۔ ڈاکٹر سید احمد شاہ نے مذہب عیسوی اختیار کر لیا اور اسلام کی رد میں کتاب امہات مومنین لکھی۔ حافظ احمد مسیح بھی عیسائی ہوا الکی انسے بھی کئی کتابیں تصنیف کیں اور علاوہ ولی کو جبا

مباہلہ کے لئے بھی بار بار للکارا عبدالغفور اسلام چھوڑ کر آریہ بنا اور دھرمپال کے نام سے مشہور ہو کر ترک اسلام اور تہذیب الاسلام دو کتابیں تصنیف کیں۔ پس اے حضرت مولوی صاحب جب آپ کے نبی کے پیرو اونکی وفات کے بعد بھی مرتد ہوئے اور خاص اونکے زمانہ حیات میں بھی تو پھر آپ کو اونکی نبوت سے انکار کر دینے اور اسلام کو خیرباد کہکر کسی اور گھر کی راہ لینے میں کیا پس وپیش بس ہو چکی نماز مصلےٰ اوٹھا لیجئے۔ اسلئے کہ آپ خود ہی تو یہ تسلیم فرما چکے ہیں بلکہ آپ ہی اس قاعدہ کے موجد ہیں۔ کہ مرید کا پھر جانا مرشد کے کاذب ہونیکی دلیل ہے اور آپ تو ایک ہی مرید کے مرتد ہو جانے پر پیر کے کاذب ہونیکا نتیجہ نکالتے تھے مگر آپ کے نبی کے تو بہت سے مرید مرتد ہوئے پھر تامل کیسا مسجد کو سلام کیجئے اور گرجے یا مندر کی راہ لیجئے۔

اب سوچنا چاہئے کہ مولوی صاحب کیطرف کو جواب ہونے نہونے کا تو چنداں خیال نہیں اسلئے کہ اونکو تو اپنی زبان سے ملزم بنے اور پھر دہٹائی سے توتو میں میں کرنیکی عادت ہو گئی ہے وہ تو موقع بموقع جو چاہینگے فرماتے چلے جائینگے لیکن خیال جو کچھہ ہے وہ ان عوام اہل اسلام کا جو بیعلمی و ناسمجھی کیوجہ سے مولوی صاحب کے اس قاعدہ کو صحیح تسلیم کر چکے ہوں انپر اس تقریر کا کیا اثر ہوگا اور جب وہ ایک طرف یہ دیکھینگے کہ ہمارے جبہ پوش و عمامہ بند مولوی صاحبان یہ بیان فرما چکے ہیں کہ مرید کا پھر جانا مرشد کے کاذب ہونیکا ثبوت ہے اور دوسری طرف اونکو یہ معلوم ہوگا کہ انبیا علیہم السلام اور پھر خاص نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے بھی بلاشبہ و شک لوگ مرتد ہوئے ہیں تو وہ کس نتیجہ پر پہونچینگے اور اونکے دل پر کیا گزرے گی مولوی صاحبان مرزا صاحب کے جہٹلانے اور کاذب ٹھیرانے کو تائید اسلام قرار دیتے ہیں لیکن یہ تو خوب ہی تائید اسلام ہے جو اسلام کی جڑھ ہی کاٹے دیتی ہے خدا ان مولویوں کی حالت پر رحم فرمائے اور ان کو ہوش دے یہ تو حد سے گزر گئے جوش تعصب میں جا و بیجا کچھہ نہیں دیکھتے بس کفر کا فتویٰ دینا جانتے ہیں ان کو ذرا سی بات پر مخالف کیلئے تل جانے سے غرض خواہ اس مخالفت سے اسلام کو ضرر ہی کیوں نہ پہونچتا ہو ان کو اپنے مخالف پر اعتراض جڑ دینے سے سروکار۔ خواہ وہ اعتراض کیسا ہی لچر اور پوچ کیوں نہو ان کو نکتہ چینی سے مطلب خواہ اس نکتہ چینی کی زد ان کے کسی مسلم بزرگ پر ہی کیوں نہ پڑتی ہو ان کو اپنی مخالف کی قول کی تردید سے کام خواہ وہ قول کیسا ہی مطابق قرآن و حدیث کیوں نہو وہ کچھہ نہیں دیکھتے کہ ہمارے قول کا نتیجہ کیا ہوگا وہ ذرا بھی نہیں سوچتے کہ جو کچھہ ہم کہہ رہے ہیں اس سے کہیں ہمارے مسلمات پر پانی تو نہیں پڑا جاتا اسلام کو نفع پہونچے یا نقصان ان کا مدعا تو یہ ہے کہ کس طرح ہمارے مخالف سے لوگ بہڑک جائیں کسی ولی یا نبی کی تکذیب لازم آجائے تو بلا سے آجائے مگر وہ چاہتے ہیں کہ ہمارا مخالف اعتراضوں کی بہرمار سے نہ بچنے پائے۔ انہوں نے اس قسم کی کارروائیوں کو اپنی کامیابی کا ذریعہ سمجھہ رکھا ہے وہ جانتے ہیں کہ جہوٹے الزام لگا کر ہم اپنے کسی مخالف پر فتح پا جائینگے حالانکہ ان نامعقول حرکتوں سے کسی کو بھی کامیابی حاصل ہوئی اور نہ ہو سکتی ہے ہمیشہ ایسی حرکتوں کا انجام ذلت و رسوائی ہوا ہے الیصاحب کون کہتا ہے کہ مرزا صاحب کے دعوے کی تردید نہ کی جائے جو علماء مرزا صاحب کو حق پر نہیں سمجھتے ان کا تو باعتبار علماء دین و پیشوائے ملت ہونے کے فرض منصبی ہی یہی ہے کہ وہ مرزا صاحب کے دعوےٰ کی تردید کریں اور عوام اہل اسلام کو مرزا صاحب کا دعویٰ قبول کرنے سے باز رکھنے میں مساعی ہوں لیکن یہ فرض عقلی و نقلی دلائل پیش کرکے اور پندونصیحت کے ذریعہ ادا ہونا چاہئے نہ کہ لغو الزامات لگا کر اور تہمتیں باندھکر یا بیہودہ قاعدے گھڑ کر اس میں شک نہیں کہ اس قسم کی کارروائیوں سے ابتدا میں عوام کو مرزا صاحب کی طرف سے نفرت و بیزاری پیدا ہو جاتی ہے اور جب وہ مولوی صاحبان کا یہ بیان پڑھتے ہیں کہ مرزا صاحب نے پیغمبروں کو گالیاں دی ہیں آنحضرت اور اہل بیت آنحضرت صلعم کی سخت توہین کی ہے اپنے آپ کو خدا کا بیٹا اور پھر خدا کا باپ لکھا ہے تو جوش کا ایک دریا ان کے دلوں میں موجیں مارنے لگتا ہے لیکن جیسے جیسے لوگوں کو یہ معلوم ہوتا جاتا ہے کہ یہ سراسر اتہام ہیں جو تعصب اور جوش نفسانیت کیوجہ سے لگائے گئے ویسے ویسے لوگ بجائے مرزا صاحب سے متنفر ہونے کے حضرات مولوی صاحبان سے بیزار ہوتے جاتے ہیں۔ کیسی افسوس کی بات ہے کہ اتہام لگانے کیوجہ سے گنہگار اور خدا کے مجرم بھی بنتے ہیں اور پھر جس غرض سے یہ حرکت گوارا کرتے ہیں وہ غرض بھی حاصل نہیں ہوتی جس شخص سے ہم کو اختلاف ہو اس کی تردید کرنیکا حق تو ہم کو ضرور حاصل ہے لیکن کیا ہم اسپر جہوٹے الزام لگانے اور اسکی عبارتوں کا اسکے منشا کے خلاف مطلب بیان کرنیکے بھی مجاز ہیں اور کیا ہمکو یہ بھی لازم ہے کہ اسکی تردید کی غرض سے ہم ایسے کلمات زبان سے نکالیں جنسے ہمارے پیارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی تکذیب لازم آتی ہو استغفر اللہ استغفر اللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اگر ہم خدانخواستہ ایسا کریں تو ہم سے زیادہ بدقسمت و بدبخت اور کون ہو سکتا ہے کاش حد سے متجاوز ہو کر افراط و تفریط کی راہ اختیار کر لینے والی ایک سنجیدہ اور حق پسند دل لیکر ہماری اس تحریر پر غور فرمائیں ہمنے جو کچھہ لکھا ہے وہ کسیکی تائید و تردید کے خیال سے ہرگز نہیں لکھا بلکہ محض اسوجہ سے لکھا ہے کہ ہمارے نزدیک جہوٹے الزام لگانا سخت نامعقول حرکت ہے اور پھر کوئی ایسا کلمہ زبان سے نکالنا جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک کی توہین لازم آتی ہو اس سے بھی زیادہ نامعقول و باعث روسیاہی ہر دو عالم مولوی صاحبان کی تو تو میں میں اور اونکی خلاف انصاف کارروائیاں تو ہم مدت سے دیکھہ رہے ہیں مگر ہمنے کبھی دخل نہیں دیا لیکن یہ پچھلی کارروائی دیکھکر ہم سے ضبط نہو سکا اور ضبط ہوتا کیونکر مولوی صاحب کے اس قاعدہ کی رو سے تو مسلمانوں پر وہ الزام قایم ہوتا ہے جسکا کوئی جواب نہیں ہو سکتا۔ اگر مولوی صاحب کا یہ قاعدہ صحیح ہے کہ مرید کا پھر جانا مرشد کے کاذب ہونیکی دلیل ہے تو پھر مسلمانوں کیواسطے اس سے زیادہ ماتم کی اور کونسی بات ہو سکتی ہے کہ انکے نبی کے پیرو بھی مرتد ہوئے لیکن ہم پکار کر کہتے ہیں کہ یہ مولوی صاحب کی صریح غلطی ہے جسکی تحقیقات میں کوئی اصلیت نہیں ہے اور مرید کا پھر جانا ہرگز ہرگز مرشد کے کاذب ہونیکی دلیل نہیں۔ نہ عقلاً اور نہ نقلاً بدبخت و بدسرشت مرید ہمیشہ اپنے مقدس و راستباز مرشدوں سے مرتد ہوتے رہے ہیں اگر انکے ارتداد کو کسی مقدس کے کاذب ہونیکا ثبوت سمجھا جائے تو پھر کسی ایک نبی کا صادق ثابت کرنا بھی محال قطعی ہو جائیگا چونکہ مولوی صاحب کا یہ قاعدہ عقل و نقل کے بالکل ہی خلاف ہے اور اس سے تمام نبیوں اور سردار انبیا کا (نعوذ باللہ) جہوٹا ہونا لازم آتا ہے اسلئے ہم اس سے بہ تمام تر صفائی نفرت و بیزاری ظاہر کرتے ہیں اور چونکہ ہمکو ایسے الفاظ نہیں ملتے جنکے ذریعہ سے ہم اپنی نفرت و بیزاری کا جیسا کہ چاہئے اظہار کر سکیں اسلئے ہم اپنے اخبار کے ناظرین سے ملتجی ہیں کہ جو الفاظ اونکی نظر میں اظہار نفرت کیلئے زیادہ سے زیادہ مناسب معلوم ہوں وہ ہی ہماری طرف سے بھی تصور فرمائیں۔ ایسے قاعدہ سے جسکا عقل و نقل دونوں سے کوئی ثبوت نہو۔ نفرت! نفرت!! نفرت!!!

ایسے قاعدہ پر جس سے آنحضرت صلے اللہ علیہ کی ذات بابرکات پر زد پڑتی ہو لعنت! لعنت!! لعنت!!!

ہم ظاہر کر چکے ہیں کہ ہمکو نہ جناب مرزا صاحب سے . . . کچھہ مطلب ہے نہ اونکے دعوے، سے کچھہ سروکار ہمنے جو کچھہ لکھا ہے اظہار حقیقت الامر کی غرض سے اور مخلوق خدا کو مغالطہ سے بچانے کیواسطے لکھا ہے لیکن اگر کوئی صاحب اس سچے اور بلا رو رعایت بیان سے جہلا کر ہمکو بھی کوئی خطاب عطا فرما دیں یعنے قادیانی کافر یا مرزائی ملحد کہنا شروع کر دیں یا یہ فتویٰ صادر فرما دیں کہ ایڈیٹر یونین گزٹ سے تماشہ کے طور پر بھی بات کرنا اپنی ماں کے ساتھ ستر ہزار بار زنا کرنے سے زیادہ سخت ہے تو ہمکو اس کی بھی مطلق پروا نہیں کیونکہ ہمنے جو کچھہ لکھا ہے وہ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حمایت کی خیال سے لکھا ہے اسپر اگر ہم کو کافر کہا جائیگا تو ہم اپنے آپ کو خوش قسمت سمجھینگے۔ سب سے آخر ہم بہ ادب اس مضمون کو ختم کرتے ہیں کہ ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب جنکی ... آجکل بڑی تعریف کر رہے ہیں اور ہمارے بعض معاصرین نے جنکے مضامین کو بڑی خوشی سے شایع کیا ہے ایک نہایت ہی خطرناک آدمی ہیں ہمنے ان کی عجیب و غریب تحریروں کو پڑہا ہے اور انکے رسالہ کا ذکر بہت ہی غور سے دیکھا ہے جسمیں انہوں نے یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا مدار نجات نہیں ہے بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کرنیوالے بھی اگر اعمال صالحہ بجالائیں اور خدا کی وحدانیت کے قائل ہوں تو ضرور نجات پائیں گے۔ تعجب ہے ڈاکٹر عبدالحکیم خان جو نجات کیلئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا ضروری نہ سمجھیں وہ تو آجکل ہمارے علماء اور بعض اڈیٹران اخبار کے نزدیک مسلمان اور بہت بڑے مسلمان لیکن مرزا صاحب جنہوں نے اسی وجہ سے ڈاکٹر عبدالحکیم خان کو عاق کر دیا اور جو یہ کہتے ہیں کہ نجات پانا آنحضرت کو نبی مان لینے اور آپ پر ایمان لانے پر منحصر ہے وہ کافر اور کٹر کافر۔ ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا افسوس کہ مرزا صاحب سے بغض کیوجہ سے لوگوں نے یہ بھی نہ سوچا کہ ڈاکٹر عبدالحکیم خانصاحب فرماتے کیا ہیں بس صرف اتنا دیکھکر کہ وہ مرزا صاحب سے مخالف ہو گئے ہیں انکی ہاں میں ہاں ملانی شروع کر دی ہمکو اس کار روائی پر بھی سخت اختلاف ہے اور ہم اس معاملہ میں مرزا صاحب کو بالکل حق پر سمجھتے ہیں اور اونکے اس قول کو کہ نجات کیواسطے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا ضروری ہے بالکل راست و صحیح قرار دیتے اور نہایت وقعت سے دیکھتے ہیں ہمکو عبدالحکیم خانصاحب مسلمان کے قول سے مرزا غلام احمد کافر کا یہ قول کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

ڈپٹی سر ڈپٹی نذیر احمد کے مجوزہ اسلامی بنک پر اسلامی رائے

اور

اُن کے مغالطات پر اسلامیون کو اطلاع

مندرجہ ذیل مضمون کے چھاپ دینے کے لئے مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب بٹالوی نے خواہش کی ہے۔ اس لئے اس کو چھاپ دیا جاتا ہے۔ اڈیٹر الحکم

ڈپٹی صاحب کا انٹروڈیوس (تعریف و شناسائی کا بیان) جو ایڈیٹر وطن نے اپنے پرچہ نمبر ۲ جلد ۶ مورخہ ۲۵ مئی ۱۹۰۶ء مین کیا ہے۔ اس مین جو اُن کا دنیاوی رتبہ بیان کیا ہے کہ وہ بڑے دولتمند مالدار زمیندار ہین۔ سرکاری عہدہ دار رہ چکے ہین۔ وغیرہ وغیرہ۔ اس سے ہم کو بحث نہین مگر جو اُن کا دینی منصب بیان کیا ہے اور کہا ہے کہ شاید ہی اسلامی ضروریات کا کوئی مسئلہ جس سے انسان کو سابقہ پڑ سکتا ہے۔ ایسا ہو گا جو ان کے غور و فکر سے بچا رہا ہو (جس سے ایڈیٹر وطن نے مسلمانون کو یہ جتایا ہے۔ کہ ڈپٹی صاحب اسلام مین بھی رائے زنی کا حق رکھتے ہین اور اُن کا فیصلہ یا اسلامی مسئلہ [illegible] ہو سکتا ہے) اس پر بحث کرنا ہمارا منصبی فرض ہے۔ ایڈیٹر وطن کا یہ بیان غلط اور بالکل غلط ہے ڈپٹی صاحب مذہب چھوڑ کر مسلمان تو ہو گئے مگر اصول و فروع اسلام مین ان کو بہت ہی کم دخل ہے۔ دخل ہوتا کیونکر نہ انہون نے بعد اسلام اسلامی علوم حاصل کئے نہ علمائے دین کی صحبت مین رہے مسلمان ہوتے ہی سرکاری ملازمات ضلعداری نہر پھر ڈپٹی کلکٹری مین لگ گئے۔ پس جس عقل اور معلومات سے وہ نہر کے مقدمات آبپاشی وغیرہ کا ججمنٹ (فیصلہ) کرتے تھے۔ اسی عقل و معلومات سے اپنے خیال مین مسئلہ دینی [illegible] کرتے ہے۔ [illegible] مین ان کے غور و فکر کا وہی نتیجہ [illegible] جو ایک نومسلم اور ناواقف اسلام کا ہوتا ہے۔ ایڈیٹر وطن نے اس بارہ مین خود دہوکہ کہا یا اور مسلمانون کو دہوکہ مین ڈالا ہے۔ وطن نمبر ۵ جلد ۶ مورخہ ۱۹ - مئی ۱۹۰۶ء مین آپ کا من گھڑت فیصلہ بابت جواز سود شایع ہوا تو خاکسار نے (جو ڈپٹی صاحب کا ان کے زمانہ سکونت شاہی اور ابتداء اسلام اور ابتدا اور اختتام ملازمت سے آشنا اور ان کے علم و معلومات سے بخوبی واقف تھا) اس فیصلہ کو نہایت تعجب و افسوس سے پڑہا اور اس پر ۲۹ مئی ۱۹۰۶ء کو ڈپٹی صاحب کے نام اس مضمون کا خط (جو وطن ۱۷ اگست مین شائع ہوا ہے۔) لکھا کہ فتوے جواز سود آپ ہی کے دل و دماغ سے نکلا ہے (جیساکہ خاکسار کا گمان تھا۔ جو اُوپر ظاہر کیا گیا ہے) تو اس کو میرے سامنے پیش کرین اور اگر کسی مولوی مُلّان نے آپ کو یہ فتویٰ لکھدیا ہے۔ تو اس کی نقل ارسال کرین۔ اس کا صحیح اور بے حیلہ جواب تو یہ تھا کہ آپ لکھہ دیتے کہ یہ فتوے میرے ہی خیال کا نتیجہ ہے۔ یا یہ فلان مولوی صاحب نے فتویٰ لکھدیا ہے۔ جسکی نقل ارسال ہے۔ مگر چونکہ ڈپٹی صاحب کے پاس کوئی فتوے جو کسی دلیل شرعی سے مستند ہو۔ موجود نہ تہا اس لئے انہون نے میرے خط کے جواب مین کوئی فتوے اپنا یا بیگانہ پیش نہ کیا۔ بلکہ میرے سوال کو ٹلانے کے لئے ایک یہ حیلہ نکالا کہ بجائے جواب سوال پر سوال کر دیا اور اُلٹا مجھے اپنے پندرہ سوالات کا جواب طلب کیا اور لکہا کہ پہلے اس کے کہ مین آپکے خط کا جواب عرض کرون۔ امورات ذیل دریافت کرتا ہون۔ پھر اُن سوالات کو گن سنایا اور اس سے پہلے تمہید کے ضمن مین کہا کہ جو مشکلات اور وقتین دین مین عائد ہوئی ہین وہ علماء کی تنگ نظری سے عاید ہوئی ہین اسلام [illegible] ہے۔ جو بحکم الاسلام ہو الفطرۃ فطرتی ہو۔ تمدنی احکام دائمی نہین ہو سکتے وہ زمانہ کی رفتار سے بدلتے رہتے ہین۔ لہذا وہ احکام اسلام مین داخل نہین ہو سکتے۔ وہ زمانہ کی رفتار سے بدلتے رہتے ہین۔ لہذا وہ احکام اسلام مین داخل نہین ہو سکتے۔ پہلی سلطنتون مین اور علمائے اسلام کے خیالات مین غلطی و مغالطے سے وہ احکام اسلام سمجھے گئے تھے۔ مگر آخر زمانہ نے ان کو سیدہا کر دیا اور اس مغالطے کو نکالدیا۔ پھر اس کی تمثیل مین آپ نے پہلے چار مسائل (۱) مسئلہ جہاد (۲) ملازمت سرکاری (۳) تعلیم انگریزی (۴) لباس و صورت مین مشابہت اقوام غیر کو ذکر کرکے یہ جتایا ہے۔ کہ پہلے علماء اسلام جہاد کو فرض اور ملازمت سرکاری اور تعلیم انگریزی و مشابہت اقوام غیر کو بحکم حدیث من تشبہ بقوم فہو منہم۔ جس نے مدت تک ستایا ہے۔ باپ بیٹون مین عناد ڈلوایا ناجائز جانتے تھے۔ اب جہاد کو ناجائز اور ملازمت اور تعلیم و مشابہت کو جائز جانتے ہین۔ زمانہ نے ان کو بتا دیا ہے۔ کہ ان کے پہلے خیالات مغالطات تھے۔ اور اب مولوی صاحبون کے فرزند کوٹ پتلون سے ڈٹے ہوئے اور داڑہیون کا صفایا کراتے ہین انہیں (مسئلہ) مین پانچوین مثال حرمت سود کو بیان کرکے یہ جتایا ہے۔ کہ یہ بھی ویسا ہی ایک مغالطہ تھا۔ اب عام تاجر مسلمان سود لیتے دیتے ہین اور جو آدمی جہالت سے اس کی مخالفت کرتا ہے۔ وہ تباہی کے بھنور مین گرتا ہے مسلمانون کا کاروبار تجارت سود کے بغیر نہین چل سکتا۔ اب سود کے لین دین کو آیتہ فمن اضطر غیر باغ ولا عاد فلا اثم علیہ نے جایز کر دیا ہے۔

اس پانچوین مثال کے متعلق آپکا دعوے متناقض اور بیان مشوش ہے۔ شروع مین تو آپنے حرمت سود کو بھی پہلی چار مثالون کی طرح مغالطہ قرار دیا اور یہ جتایا ہے کہ یہ صرف مغالطہ تھا۔ جو اب اُٹھ گیا ہے۔ حکم حرمت سود اسلامی حکم نہ تھا۔ علماء نے تنگ نظری اور جہالت سے اس کو حکم شرعی سمجھہ رکھا تہا اور اخیر میں اس کو آیت فمن اضطر الخ کا محل اور مصداق ٹھہرا کر برخلاف دعوی سابق یہ کہا ہے۔ کہ سود لینا حرام تو ہے مگر اب مجبوری اور لاچاری سے جایز ہو گیا ہے۔ جیسے مردار یا سُور کا گوشت کہانا ہے تو حرام مگر بھوکھے مرتے کو کہا لینا جایز ہے۔ اس تمہید کے بعد آپنے وہ پندرہ سوال کئے۔ جن سے آپ کی غرض و مقصود یہ ہے۔ کہ حکم حرمت سود کے آگے ایک آڑ تنکے کو پہاڑ بنا کر کھڑی کر دی جاوے۔ تاکہ مسلمان دہوکہ مین آ کر ان مشکلات کی نظر سے سود کو حرام کہنے مین تامل کرین۔

خاکسار پہلے اس تمہید کا جواب دیتا ہے اور پھر ان سوالات پانزدہ گانہ کا جواب ایسا دے گا۔ جن سے سامعین کا پہاڑ ایک تنکا جو ذراسی پہونک سے اڑا جاتا ہے۔ نظر آوے گا۔ انشاء اللہ تعالےٰ

تمہید کا جواب

تمثیلات اربعہ کے بیان سے ڈپٹی صاحب کی نسبت میرا خیال کہ وہ اصول و مسائل اسلام مین بہت ہی کم رکھتے ہین۔ سچا اور صحیح ثابت ہوتا ہے۔ اس کے سوا ان کے دعوے کا اس سے کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ ان چارون مثالون مین ایک بھی ایسی نہین۔ جس مین پہلے مسلمانون نے غلطی کہائی ہو اور اب وہ غلطی ظاہر ہو کر نکل گئی ہو۔ بلکہ وہ سب مثالین اسوقت تک یکسان مسلم چلی آتی ہین۔ زمانہ کے تغیر و تبدل سے ان مین کوئی تبدیلی واقع نہین ہوئی۔

(۱) جہاد جیساکہ پہلے اسلام کا ایک رکن اعظم سمجہا جاتا تہا۔ اب بھی ویسا ہی تسلیم کیا جاتا ہے۔ کسی مسلمان نے اس کے فرض اور واجب العمل ہونے کا انکار نہین۔ ہان اس کے واسطے شروط ہین۔ جن کے بغیر نہ وہ پہلے زمانہ اسلام مین جائیز یا واجب سمجہا گیا تھا نہ اب سمجہا جاتا ہے۔ (خاکسار کا رسالہ الاقتصاد فی مسایل جہاد ملاحظہ ہو۔ جو اردو فارسی انگریزی مین شائع ہو چکا ہے۔)

(۲) سرکاری ملازمت یا اور اقوام غیر کی ملازمت جیساکہ اب جائیز مانی جاتی ہے ویسا ہی قدیم سے مسلم چلی آتی ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کا شاہ مصر کی ملازمت کرنا قرآن مین مذکور ہے اور حضرت علی کا ایک یہودی کی ملازمت کرنا حدیث مین مذکور ہے۔ ہاں اس مین بہی یہ شرط ہے کہ جس کام کے واسطے ملازمت اقوام غیر کوئی کرے وہ کام فی نفسہ جایز ہو۔ اس کا معصیت ہونا متعین نہ ہو اور منصفی وغیرہ سول لائن کی ملازمتین ایسی ہی ہین۔ (ہمارے مضامین ثلاثہ کفار کی نوکری اقسام ملازمت پر اشاعت جلد پنجم و دہم و یازدہم مین ملاحظہ ہوں۔)

(۳) تعلیم انگریزی یا اور اقوام غیر کی زبان

کبہا اسلام مین کبھی ممنوع نہین سمجھا گیا۔ قرآن نے
آیۃ اختلاف السنتکم
بلا اس کو جایز کیا ہے اور آنحضرت
صلعم نے زید بن ثابت رضہ کو
عبرانی سیکھنے کی اجازت دی کہ اس کو جایز
کیا ہے۔ پہر کسی مسلمان عالم نے عدم جواز کا
فتوے نہین دیا (اشاعۃ السنہ جلد ۵ نمبر
ملاحظہ ہو) معلوم نہین ڈپٹی صاحب کو کسی
زمانہ مین جواز کا فتوے دینا علماء اسلام کا
کہان سے معلوم ہوا۔

(۴) اقوام غیر سے جن امور مین مشابہت ابتداء اسلام سے ممنوع مسلم چلی آئی ہے نہین امور مین اب بہی ممنوع مانی جاتی ہے نہ پہلے مطلقاً منع ہوئی تہی نہ اب مطلقاً جایز ہے۔ حدیث۔ من تشبہ بقوم فہو منہم نے کبھی نہین ستایا اور نہ باپ بیٹے مین عناد ڈلوایا اور نہ کسی امر جایز کو حرام کیا۔ جو امور اس کا پہلے سمجھا جاتا تہا وہی اب بہی تسلیم کیا جاتا ہے۔ (اس کی تفصیل جلد ۲ اشاعۃ السنہ مین ملاحظہ ہو) آپ نے حدیث کی نسبت ستانے اور عناد ڈلوانے کے الفاظ کہہ کر تمام مسلمانون کا دل دکہایا اور چکڑالوی اور نیچریون اور عیسائیون کو خوش کیا۔ آپ کا تو مسلم ہونا ایسا ہی حکایتاً ہے تو یہ اسلام کے لئے موجب ننگ و عار ہے۔ اس حدیث کی رو سے پہلے زمانہ مین ڈاڑہیان منڈوانا حرام اور مونچہین بڑہانا حرام سمجھا جاتا تہا۔ تو وہ اب بہی حرام ہے اور اس پر اتفاق جملہ مذاہب اسلام ہے ڈپٹی صاحب سے تعجب ہے کہ وہ اس حکم اسلام کو منجملہ مغالطات شمار کرتے ہین اور داڑہی کا صفایا کرانے کو رفع مغالطہ فرما دیتے ہین پہر زیادہ تعجب یہ کہ وہ اب تک خود ہی اس مغالطہ مین مبتلا ہین۔ اور عملاً اس غلطی و مغالطہ کو دور کرنے کی کوشش نہین کرتے۔ جیسا کہ رفع مغالطہ حرمت سود مین عملاً کوشان ہین۔

(۵) پانچوین مثال کے متعلق چونکہ آپکا دعوے متناقض اور بیان مشوش ہے لہذا اس کا جواب بہی دو مختلف وجوہ پر دیا جاتا ہے۔ اگر آپ کے نزدیک ابتداء اسلام سے حرمت مطلق سود مسلم چلی آئی ہے اور اب صرف بوجہ مجبوری و ضرورت وقت بحکم آیت "فمن اضطر" وہ ممانعت اٹھ گئی ہے اور جواز کی صورت پیدا ہو گئی ہے۔ تو پہر اس کو مغالطات قدیمہ اہل اسلام سے شمار کرنا کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔ اس صورت مین آپ پر یہ اعتراض بہی وارد ہوتا ہے۔ کہ آیت مین حالت اضطرار سے وہ حالت مراد ہے۔ کہ انسان مخمصہ یا ابتلاء کفار مین مبتلا ہو۔ اگر حرام نہ کہاوے تو اس کی جان جاتی رہے یا ایمان جائے اور جو اضطرار آپ نے سود لینے دینے کی صورت مین فرض کر لیا ہے اس کا اثر جان جانے تک نہین پہنچتا وہ اثر صرف دولت کی کمی یا تجارت مین عدم ترقی ہے لہذا اس آیت نے (جو جان جانے کے خوف کے وقت سور یا مردار کہا لینے کو جایز کرتی ہے) سود لینے کو (جس کے نہ لینے بقول آپ کے صرف مالی نقصان ہوتا ہے) کیونکر جایز قرار دیا ہے کیا سود نہ لینے سے آدمی کی جان جاتی ہے اور اگر آپ کے نزدیک حرمت مطلق مسلم نہین بلکہ وہ اس قید سے مقید ہے کہ سود زیادہ لیا جائے جس کو آپ یوزری کہتے ہین تو پہر اس کو حالت ضرورت و مجبوری و اضطرار سے مخصوص کرنا اور آیت "فمن اضطر" کا مورد اور مصداق کوئی وجہ نہین رکہتا تہوڑا سود لینا جس کو آپ بینکنگ انٹرسٹ کہتے ہین) جایز ہے تو بہرحال جایز ہونا چاہیئے۔ پہر اس کو حالت اضطرار مین جایز کہنا اور آیت فمن اضطر کا مورد اور مصداق بنانا کیا معنے رکہتا ہے۔

اس تمثیل سے معلوم ہوتا ہے کہ ڈپٹی صاحب ہنوز سود کی جایز و ناجایز صورت کو خود ہی نہین سمجہتے۔ کبہی جواز سود کو حالت اضطرار سے مخصوص کرتے ہین۔ کبہی جواز مین تہوڑا ہونے کی قید لگا کر ہر حالت مین اس کو جایز بتاتے ہین اور اس پریشانی اور مختلف بیانی مین اپنی کلام کو خود نہین سمجہتے اور خیال مین نہین لا سکتے۔ اور معہذا حلت و جواز سود کے مفتی اور سود لینے کی ہدایت مین مسلمانون کے لیڈر بن بیٹہے ہین۔ لیڈر ہون تو ایسے ہی ہون۔ جو اپنی بات کو ہی نہ سمجہین یہ تو ان تمثیلات خمسہ جزئیہ کا جواب ہے اب اس اصول کلی ڈپٹی صاحب کا کہ "احکام تمدنی۔ دائمی نہین ہو سکتے۔ زمانہ کی رفتار کے ساتہ بدلتے رہتے ہین۔ لہذا وہ احکام اسلام مین جو نظرتی ہے مداخل نہین ہو سکتے۔" جواب دیا جاتا ہے ناظرین توجہ سے سنین۔ یہ اصول ڈپٹی صاحب نے اُن نیچریون سے لیا ہے جو مسلمان کہلاتے ہین اور پہر یہ کہتے ہین کہ مذہب صرف روحانی اور اعتقادی امور سے تعلق رکہتا ہے۔ جسمانی امور اور دنیاوی اعمال سے اس کا تعلق نہ ہونا چاہیئے۔ انہیں کا یہ مقولہ ہے۔ کہ دنیاوی اور جسمانی امور سے ہم جو چاہیں۔ پسند کرین۔ جو چاہین کہائیں جو چاہین۔ پہنین۔ مذہب کا اس مین کوئی تعلق نہین ہے۔ اس مین ہم کو زمانہ کی رفتار کے موافق چلنا چاہیئے نہ مذہب کی ہدایت پر انہین کا یہ مقولہ ہے۔ زمانہ بدلے تو تم ہی بدل جاؤ ان کے ایک ہم خیال مگر بظاہر ہندو سے ہم نے بگوش خود یہ سنا کہ یہ کیا مذہب سالا (خربوزہ) کہانے پینے سے جاتا رہتا ہے۔ نیچریون نے یہ اصول ان عیسائیون سے سیکہا ہے۔ جو شریعت توریت کو طاق مین رکہہ کر صرف عقیدہ تثلیث اور مسیح کی محبت و عقیدت اور الوہیت کو مذہب قرار دے چکے ہین اس اصول نیچریہ و عیسائیہ کے دو جواب ہین ایک تحقیقی (جس مین کسی مذہب پر کوئی الزام نہین ہوتا صرف تحقیق و اظہار حق بدلیل عمل مین آتا ہے۔ دوسرا الزامی جس میں انہیں لوگون کے عمل و اعتقاد سے ان کے اصول کا رد کیا جاتا ہے چونکہ آج کل تحقیق و انصاف و دلیل کی بات آزاد طبیعتون پر وہ اثر نہین کرتی جو الزامی بات اثر کر لیتی ہے۔ لہذا پہلے ہم الزامی جواب کو پیش کرتے ہین۔ عیسائیون کے خطاب میں ہم کہتے ہین کہ اگرچہ کہانے پینے اور قوانین تمدن اور آئین حکومت و سلطنت مین آپ لوگون نے شریعت توریت کو پس پشت ڈالدیا ہے۔ جن چیزون کو توریت نے ہم حرام کیا ہے ان کو آپ شوق سے نوش جان فرماتے ہین۔ جن احکام کو قانون سیاست بنایا ہے ان کو آپ لوگ لغو جانتے ہین مگر ہنوز بعض احکام معاشرت شریعت توریت کے آپ لوگ پابند ہی ہین مثلاً محرمات ابدیہ (جیسے ماں یا حقیقی بہن یا بیٹی یا پوتی) سے نکاح نہین کرتے اور اس کو جایز نہین رکہتے۔ کچہہ عرصہ ہوا کہ امریکہ مین ایک نام کے عیسائی شخص نے اپنی بیٹی سے شادی کر لی تو اس پر ملک کے تمام عیسائیون نے لے دے کی یہان تک کہ اس کو وطن سے ہجرت کرنی پڑی اس قسم کے تبعات شریعت آپ لوگون مین پائے جاتے ہین تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ لوگون کا یہ کہنا کہ مذہب صرف روحانی امور عقیدہ تثلیث و محبت مسیح سے تعلق رکہتا ہے زبانی حساب و کتاب ہے دل سے آپ ایسے امور کو بہی داخل مذہب سمجہتے ہین۔ جن کو تمدن اور معاشرت سے بہی تعلق ہے۔ نیچریون کے خطاب مین ہم کہتے ہین کہ اگرچہ آپ لوگون نے بہت سے امور متعلق معاشرت مین مذہب کو چہوڑ دیا ہے۔ مرد ہو کر سونا ریشم پہنتے ہین اور اس کو جایز جانتے ہین داڑہی کا صفایا کراتے ہین اور اس کو جایز سمجہتے اور پسند کرتے ہین اور منہ پر داڑہی رکہنے کو حماقت اور جہالت کا اثر سمجہتے ہین مگر بہت سی چیزین خورد و نوش کی عیسائیون کی طرح آپ لوگ جایز نہین سمجہتے۔ سور کو حلال نہین کہتے جیسا کہ سود کو حلال کہتے ہین حالانکہ سود اور سور بجز لفظی فرق دال اور رے کے کوئی فرق سر مو نہین۔ نکاح کے احکام مین بالکل شریعت ظاہری جسمانی کے تابع ہین۔ پہر آپ لوگ کیونکر کہہ سکتے ہین کہ مذہب صرف روحانی امور سے تعلق رکہتا ہے۔ جس روز عیسائیون سے بڑہ کر اپنا عمل دکہائین گے۔ سور، بکری زوجہ ہمشیرہ کو یکسان احکام مین لانے کو جایز کہین گے اس دن آپ کو یہ کہنا زیبا ہوگا کہ مذہب کو معاشرت و تمدن سے کوئی تعلق نہین ہے۔ اس جواب کی مزید تحقیق و تشریح ہمارے مضمون جو زنا مین کرنا ز پڑہنے کے متعلق حکم شریعت میں اشاعۃ السنہ جلد ۱۲ ہو چکی ہے ناظرین ملاحظہ فرمائینگے تو کمال حظ و لطف اٹہائینگے۔

تحقیقی جواب اگر آپ خدا تعالٰی کو عالم الغیب الحکیم القادر مانتے ہین اور اس کے رسولون کو تبلیغ احکام شریعت مین صادق القول اور خطاء بشری سے معصوم اور محفوظ جانتے ہین۔ تو اس کو لازم ہے اور مومن ہونے کی عین شرط ہے۔ کہ شریعت کے جملہ احکام کو متعلق مذہب ہون۔ خواہ متعلق معاشرت (یا یون سمجہو کہ متعلق معاد ہون یا متعلق معاش) اور وہ شارع کی طرف سے بعد ان تغیر و تبدل مناسب وقت شریعت قرار پا چکے ہون۔

ناقابل تبدیل و ترمیم سمجھیں اور ان احکام پر یہ ایمان رکھیں کہ خواہ زمانہ میں ہزار انقلاب ہو اور دنیا کے مختلف اقالیم میں مختلف طبائع کے ہزار اشخاص پیدا ہوں روئے زمین میں آئے دن نئی حکومت اور نئی رعیت پیدا ہو - لوگوں میں مختلف صورتیں کسب معاش پیدا ہوں - احکام اسلام ہر زمانہ میں ہر اقلیم میں ہر شخص کے لئے ہر زمانہ ہر صورت ہر حکومت میں ہر نوع کے کسب تجارت کے لئے یکساں ہدایت اور فواید بخش ہیں اور خدا تعالے نے حکیم علیم قادر نے ان سب زمانوں اقالیم اشخاص و اسباب معاش کا علم رکھ کر ان احکام کو صادر فرمایا - اس میں خدا تعالے سے غلطی و بھول و ناعاقبت اندیشی سے غفلت نہیں ہوئی - قرآن میں ارشاد ہے - وما کان ربک نسیا - اور اس کے رسول مقبول سے ان احکام کی تبلیغ میں غلطی اور خدا تعالے کی نافرمانبرداری نہیں ہوئی قرآن میں فرماتا ہے - یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک ان علیک الا البلاغ - وما علینا الا البلاغ المبین - انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون - وما ینطق عن الہوی ان ھو الا وحی یوحی - [illegible] ہر زمانہ [illegible] ہر حکومت اور ہر حالت [illegible] کی تفصیل اگر ہم نماز روزہ حج - زکوۃ - نکاح - طلاق - وراثت وغیرہ کے فواید و ضرورت کے بیان سے کریں تو یہ مضمون ایک دفتر بن جائے - لہذا یہاں اس تفصیل سے ایک نظیر کے بیان پر اکتفا کرتے ہیں کہ کسی حکیم حاذق اور ڈاکٹر ماہر نے کوئین ایک ایسی دوا تجویز کر دی ہے جو اس وقت تمام ملکوں یورپ و ایشیا (ہندوستان و پنجاب وغیرہ) کے مختلف طبائع کے تمام اشخاص کے لئے (بجز بعض شاذ و نادر اشخاص کے جن کی طبیعت [illegible] اس دوا کے فایدہ اٹھانے سے کوئی عارضی مانع موجود ہو) مفید ثابت ہوئی ہے [illegible] کیا عموماً آسمانی مذاہب کو اور خصوصاً اسلام کو برحق قرآن کو کتاب آسمانی ماننے والوں کے نزدیک خدا تعالے عالم الغیب قادر مطلق اور حکیم برحق اس ڈاکٹر کے برابر بھی نہیں کہ اس نے مختلف زمانوں کو مختلف اقوام کے لئے ایک ایسا قانون بنا دیا - جو ان سب کے لئے یکساں مفید نہ پڑا - اور اخیر زمانہ کے لوگوں کو اس قانون کا بدلنا پڑا - کیا اس امر کی تجویز میں خدا تعالے پر لاعلمی کوتاہ اندیشی جہالت و حماقت کا الزام قائم نہیں ہوتا - اور اس صورت میں خدا تعالے کی نسبت ایسا گمان و الزام قائم کیا نہیں ہوتا اور اس صورت میں خدا تعالی کی نسبت ایسا گمان و الزام قائم کرنیوالا مسلمان کہلا سکتا ہے ؟ - حاشا و کلا - تعالی اللہ عما یقول الظالمون علوا کبیرا

تمہیدی باتوں کا جواب ادا ہوا اب آپکے سوالات کا جواب دیا جاتا ہے -

سوال اول و پنجم - اسوقت ہندوستان میں کسقدر مسلمان ہوں گے - جو سود کی داد و ستد سے بچیں گے

جواب سوال اول و پنجم - [illegible] کے پاس جیسے کہ گورنمنٹ کے پاس کوئی رجسٹر ہوتا - تو میں اس رجسٹر کو دیکھ کر ان کی تعداد بتاتا - آپکے پاس رجسٹر ہے - تو آپ سود لینے دینے والوں کی تعداد بتاویں اور اس سوال کو [illegible]

جواب سوال (۲)

(۲) سلطان روم [illegible] کیوں اسلامی بنک جاری [illegible] جو اسلامی سلطنت [illegible]

[illegible] بتا دیں کہ حضرت سلطان [illegible] سے خلیفۃ المسلمین [illegible] اگر تمام روئے زمین کے [illegible] اس کا شرعی ثبوت [illegible] کے خاص مسلمانوں [illegible] مگر تھوڑی تفصیل [illegible] اور نیز مظہر مراد آباد و مشیر ہند کی کتاب [illegible] مترجم مولفہ سید اکبر حسین صاحب [illegible] اور اشاعۃ السنہ جلد ۹ صفحہ ۲۷۴ ملاحظہ فرمایئے [illegible] اور اگر خاکسار اپنی [illegible] سلطنت [illegible] المسلمین میں تو پھر شاہ ایران کو کیوں آپنے خلیفۃ المسلمین نہیں کہا کیا وہ اپنی حدود سلطنت کے خلیفۃ المسلمین نہیں ہیں اس کے بعد آپکا یہ دوسرا سوال ہے - آپکے پاس اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ عز الاسلام فخر المسلمین حضرت سلطان المعظم نے ایسے بنک جاری کر رکھے ہیں جس میں مسلمانوں سے سود لیا اور ان کو دیا جاتا ہے - کیا کوئی فرمان حضرت سلطان المعظم کا یا ان کے نائب [illegible] کی تحریر آپکے پاس ہے - اگر ہے تو پیش کریں یا صرف اخباری گپ ہے یہی سوال سلطنت ایران میں مسلمانوں کے سود لینے دینے کی نسبت ہے -

تیسرا سوال کیا حضرت سلطان المعظم یا شاہ ایران نے ایسے بنک کے جایز ہونے کی نسبت اپنے اپنے مذہب کے علماء و مشائخ سے عموماً اور شیخ الاسلام سے خصوصاً فتویٰ جواز سود لے کر شائع کئے ہیں ؟ اور ان کی نقل آپکے پاس ہے ؟ یا صرف اپنی رائے اور ان کے دنیاوی مشیروں کی رائے سے یہ بنک اور مسلمانوں سے سود کا لین دین جاری کیا ہے اگر فتوی شرعی علماء وقت سے مسلمانوں میں سود کا لین دین اور بنک جاری کئے ہیں تو انکی نقل آپ پیش کریں اور اگر ان کی اپنی رائے سے بنک جاری ہوئے ہیں - تو آپ سے یہ چوتھا سوال ہے کہ کیا کسی سنی (حنفی یا شافعی وغیرہ) یا شیعہ مذہب میں کسی اسلامی بادشاہ کو وہ فعل جس کی نسبت شریعت اور علماء شریعت سے فتوے نہ لیا گیا ہو بلکہ صرف دنیاوی مصالح اور ملکی اغراض کی نظر سے بلا اجازت شریعت کیا گیا ہو - مسلمانوں کے لئے دستاویز ہے ؟ اور اس کی سند قرآن یا حدیث یا کتب فقہ میں کہاں پائی گئی ہے - اور اگر آپ لوگوں کا خیال اور اعتبار ہو کہ اسلامی سلطنت کا ہر ایک عمل رواج اتفاقی دستاویز ہے گو اس کے جواز پر کوئی فتوے یا مذہب کی شہادت نہ ہو پھر آپ لوگوں سے یہ پانچواں سوال ہے کہ بعض اسلامی سلطنتوں میں شراب خوری - قمار بازی ([illegible] وغیرہ) زناکاری بھی جاری و مروج ہے - پھر کیا آپ صاحبان ان کی دستاویز سے کوئی اسلامی زنا خانہ (چکلا) اسلامی شراب خانہ - اسلامی قمار خانہ بھی جاری کرنا تجویز کریں گے - جیسے کہ اسلامی بنک جاری کرنا چاہتے ہیں - ایسا کرینگے - تو آپ یقیناً مسلمانوں کو دولت سے مالا مال کر دیں گے اور بہت لوگ آپکے معاون ہو جائینگے آپکے ایک دوست و ہمخیال و قوت بازو اور آپکے مضامین کی اشاعت کے لئے بڑے حامی انجمن [illegible] جن کا ہم ابھی نام نہیں بتاتے امید ہے کہ [illegible] نام خود بتا دیں گے - میں نے بمقام لاہور پوچھا تھا اگر آپ بلا لحاظ جواز شرعی و فتوے شریعت مسلمانوں کو مالدار بنانا چاہتے ہیں تو کیوں آج [illegible] (حصہ) ڈالکر رنڈیوں کو جو حسن و جمال میں پری پیکر ہوں - نوکر رکھ کر تجارۃ شروع نہ کر دیتے جس پر آپ فرمانے لگے کہ میں تو مسلمانوں کی ترقی دولت کے لئے اس امر کو بھی جایز رکھتا ہوں - بشرطیکہ وہ رنڈیاں مسلمان نہ ہوں - پارسی ہوں یا یہود [illegible] لیجئے مبارکباد - یہ صورت ترقی دولت اس بنک سے بھی آسان ہے - اور اس سے ترقی دولت کے علاوہ جسمانی و نفسانی اغراض بھی آسانی سے حاصل ہو سکتی ہیں میرے ان پانچوں سوالوں کا آپ جواب دینگے - تو اس سے آپکے سوال دوم کا جواب خود بخود نکل آئیگا -

(سوال ۳ و ۴) سود کے بغیر تجارت کا کام چل سکتا ہے تو اس کی مثالیں بتائیں نہیں چل سکتا تو کیا مسلمان تجارت کرنا چھوڑ دیں

جواب ۳ و ۴ سود کے بغیر تجارت کا کام بخوبی چل سکتا ہے مسلمانوں کو تجارت سے کوئی مانع نہیں ہے - اس کی مثالیں بہت ہیں - مگر مثالوں میں جھگڑا پڑتا ہے - لا مناقشۃ فی المثال - لہذا میں مثال ایک بھی دینا پسند نہیں کرتا - آپ بطور اصول کام نہ چلنے کی صورتیں بیان کریں میں ان کے مقابلے میں کام چلنے کی صورتیں بیان کروں گا - آپ مشکل سے مشکل صورت پیش کریں گے تو میں اس کو آسان کر دوں گا -

(سوال ۵) ہندوستان کے بادشاہوں نے کبھی سود سے روکا ؟ نہیں تو کیوں نہیں ؟ روکتے تو اس کا کیا اثر ہوتا

جواب ۵ - اگر آپ بیان کر دیں گے کہ ہندوستان کے دیندار بادشاہوں نے لین دین سود کو جایز رکھا - تو میں اس کے مقابلہ میں روکنے کی بابت تفصیل کروں گا - تفسیر بہ [illegible] حقیقۃً دیندار ہونا آپ ثابت نہ کریں گے -

(سوال ۶) جس قوم میں سود کا رواج ہوا ہے ان میں کوئی قوم بلا سود لئے دئے زندہ رہ سکتی ہے ؟

(جواب ۶) قوم اگر افراد و اشخاص کا نام ہے اور سلب قومیت اسیوقت متصور ہے کہ اکثر افراد نہ رہیں تو میں بڑے زور سے کہہ سکتا ہوں کہ لاکھوں مسلمان ہیں جو سود نہیں لیتے اور ہزاروں ہیں جو سود نہیں دیتے اور پھر وہ زندہ ہیں -

(سوال ۷) کتب فقہ میں کسی صورت میں سود کا لینا دینا جایز بھی لکھا ہے

(جواب ۷) کتب فقہ میں سود لینا کسی صورت میں بھی جایز نہیں رکھا اور جن صورتوں کا حکم ربوا سے فقہ میں مستثنے لکھا ہے - جیسے حنفی اور مسلم میں دار الحرب میں ربوا اس لئے یہ [illegible] نہیں ہیں -

کہ وہ ربوا تو ہے ۔ مگر جایز رکہا ہے بلکہ اس کے یہ معنی ہین کہ وہ حقیقتاً ربوا ہی نہین ہے اور وہان قضیہ سالبہ بسبب موضوع ہے نہ موضوع کے وجود سے سلب محمول کے ساتھ ۔ جو لوگ فقہ پڑہکر ان صورتون کو ربوا محرم سے مستثنےٰ سمجہتے ہین انہون نے فقہ پڑہکر اس کو ڈبو دیا ۔ اور اپنے علم وفہم کو کہو لدیا ہے ۔ ہان سود دینے کو فقہ مین بحالت اضطرار جایز رکہا ہے مگر اضطرار کے جو معنے ہین ۔ وہ ہم اوپر بیان کر چکے ہین کہ جان یا ایمان جانیکا خوف ہو تو صورت اضطرار پیدا ہوئی روپیہ بڑہانے اور وضع [illegible] امیرانہ قایم رکہنے کے لئے سود لینا [illegible] مین داخل نہین ہے ۔

(سوال ۹ و ۱۰) سود مروجہ عرب اور حال کے مروج بنکون مین کبہی مقابلہ کیا ہے اور ہنڈوی وغیرہ کے مفہوم کو سوچا ہے (جوابات ۹ و ۱۰) مین نے نہ صرف ان صورتون کو سوچا اور ان کا مقابلہ کیا بلکہ ان کے مفہومات اور مراتب کا فیصلہ کر کے شایع کر دیا ۔ اشاعۃ السنہ کی جلد ۱۲ و ۱۸ و ۱۹ ملاحظہ ہون ۔ آپ لوگ میرے رسالہ کو ملاحظہ نہین کرتے یا تجاہل عارفانہ عمل مین لاتے ہین ۔

(سوال ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴) وکیل بیرسٹر عرضی نویس منصف جج سودی تحریرین لکہنے اور سودی ڈگریان دینے سے گنہگار رہتے ہین ؟ کیا آپ یا کوئی اور منصف اس سے بچ سکتا ہے (جواب) مین کیا کہون خدا تعالےٰ فرماتا ہے تعاونوا علی البر والتقویٰ ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان ۔ اور اس کا رسول فرماتا ہے ۔ مقدمات سود کے لکہنے والے بہی ملعون اور اگر کوئی بچنا چاہے تو بچ سکتا ہے وکیل عرضی نویس تو آزاد ومختار ہین منصف وجج بہی اگر چاہین تو وعدہ دار کو فہمایش کر کے سود چہوڑ دینے پر راضی کر سکتے ہین ۔ جو قانوناً بہی جایز ہے ۔

(سوال ۱۵) آپ بادشاہ ہو جاوین تو سود رہنے کے لئے کیا حکم جاری کرین (جواب ۱۵) یہ سوال قبل از وقت ہے ۔ لہذا مستحق جواب نہین ہے مگر چونکہ مجہے آپ کی خاطر عزیز ہے لہذا جواب دئے بغیر نہین رہ سکتا ۔ سب سے پہلے مین ان فتاویٰ و تحریرات کو جو اس وقت کے بعض علماء سو نے جواز سود مین تحریر کی ہین ۔ دریا برد یا آگ کے سپرد کرون پہر ان علماء کو معقول وظیفہ دیکر [illegible] نہین کہ معطلہ بیٹہے رہین اور کہون لا تشتروا بآیاتی ثمناً قلیلا پر عمل کر کے [illegible] دینے سے تائب ہو کر [illegible] اور عیش کرو اور حرام کو حلال [illegible]

نہ کہوئے اور وہان کے لوگون کو حکم دون کہ کوئی شخص ایسے شکم پرست اور دین فروش علماء سے کسی مسئلہ مین فتوی نہ لے پہر ان ایڈیٹران اخبارات کو جو ان کے جہوٹے اور غلط اقوال ملک مین شایع کرتے ہین اخبار نویسی سے علیحدہ کر کے بہت سا روپیہ دیکر تجارت کے کام مین لگاؤن اور کہون کہ انصاف سے کہو کہ روپیہ کا فایدہ سود سے زیادہ ہوتا ہے یا تجارت سے ۔ ایسا ہی ان لوگون کو جو سود سے روپیہ لیتے دیتے ہین تجارت پر لگاؤن [illegible] ان کو اور عام لوگون کو جو سود کا لین دین کرتے ہین آیات قرآن واحادیث نبویہ وروایات فقہیہ کا وعظ سنا کر سود کے لین دین سے ہٹاؤن

یہ آپ کے مغالطات کا اظہار ہے اسی مین آپ کے اسلامی بنک پر اظہار رائے ہو گیا ہے کہ آپ کا اسلامی بنک تجویز کرنا ایسا ہے جیسے آپ یا کوئی دولت مند خواہ قوم کا اسلامی چکلا یا اسلامی شرابخانہ جاری کرے اس مین اس مین سر موئے تفاوت نہین ہے ۔

ڈپٹی صاحب نے اخبار وطن ۲۴ اگست ۱۹۰۶ء مین اور پیسہ اخبار ۲۵ اگست ۱۹۰۶ء مین جو [illegible] دیا ہے ۔ (۱) اول یہ کہ سود ایک طے شدہ امر ہے ۔ علماء نے قرآن اور حدیث اور فقہ پر نظر غائر کر کے فتویٰ دیدیا ہے کہ ہندوستان کا لینا دینا دونون جایز ہین ۔ اسلامی سلطنتون مین بہی مدت کا فیصلہ ہو چکا ہے اب تحقیقات عدم جواز کے انتظار کرنے کا کوئی موقعہ نہین پس اب مالدار لوگ روپیہ لگائین اور [illegible] بنک جاری کرین (۲) ہندوستان کے مسلمانون کا اسوقت کئی ارب روپیہ بیکار پڑا ہے جس کا کم سے کم چہ کروڑ روپیہ منافع کا ضایع ہوتا ہے اور چہ کروڑ روپیہ ان کا غیر قومون کے ہاتہ سود مین جاتا ہے (۳) اس منافع کے حاصل کرنے اور اس نقصان سے بچنے کا علاج بجز اس کے اور کوئی نہین ہے کہ مسلمان کم سے کم [illegible] سودی بنک دو دو لاکہ کے ہندوستان مین جاری کین اور خاص لاہور مین پانچ لاکہ روپیہ کے سرمایہ کا بنک جاری کرین ۔ جس مین سو سو کے پانچہزار حصے ہون اور اس مین سے [illegible] دو سو حصے کے خریدار ڈپٹی صاحب [illegible] اور اس سے پیشتر مضمون مشتہرہ وطن نمبر ۹ جلد ۸ مین آپ نے یہی [illegible] مذکور لکہا کر ایک [illegible] نمبر ۴ کہا ہے کہ مسلمان اسی [illegible] روپیہ بیکار پڑا ہے [illegible] سودی بنک [illegible] ان کی [illegible]

یہی محض آپ کی مغالطات مین جن سے آپ نے مسلمانون کو دہوکا دیا ہے یا خود دہوکا کہایا ہے پہلی بات اس لئے محض غلط اور خلاف واقعہ ہے کہ اب تک کوئی اتفاقی فتوی علماء ہندوستان وعربستان وغیرہ بلاد میں شائع نہین ہوا ۔ اگر کسی ایک نیچری یا نیم ملا حنفی نے دار الحرب مین حربی اور مسلمان کے باہین سود کو جایز کیا ہے تو اس کے مقابلہ کے دس علماء حنفی اور اہل حدیث اس کے عدم جواز کے مدعی بن گئے ہین انہون نے انکار کیا ہے جس کا جواب اس سے بن نہین پڑا الغرض میجارٹی (جمہوریت) کا اس پر اتفاق نہین ہوا ۔ ایک مدت سے لاہور مین ایک مخفی کمیٹی چند علماء کی تحقیق مسئلہ سود کے واسطے قایم ہوئی ہے مگر اس کی تحقیقات کا نتیجہ اب تک پبلک مین شایع نہین ہوا ۔ مین نے بہت کوشش کی کہ اس کمیٹی کے ممبرون کے نام معلوم ہو جاوین تو ان سے مین بہی خط وکتابت کرون اور ان کو عدم جواز کے دلایل جو مین اپنے رسالہ اشاعۃ السنہ کی تین جلدون (۱۲ - ۱۸ - ۱۹) مین شایع کر چکا ہون ارسال کرون ۔ اس مضمون کا خط بہی اس کمیٹی سے تعلق رکہنے والے اپنے عزیز دوست میان فضل حسین صاحب بٹالوی بیرسٹر ایٹ لا لاہور کے نام لکہا اور ان کے پاس ان تین جلدون کے متعدد نمبر بہی بہیجدئے ۔ وہ خط صدر کمیٹی کے پاس پہنچا اور پڑہا گیا اور غالباً وہ نمبر تین جلدون کے بہی اس کے پاس پہنچے ہون گے مگر اس کمیٹی مین بہی رائے پاس ہوئی کہ اس خط کا کوئی جواب دیا نہ جاوے اور اس شخص کو اس کمیٹی کی کارروائیون اور ممبرون سے اطلاع دی نہ جاوے ایسی چور کمیٹی اور اس کی چوری کارروائی سے کیا امید ہو سکتی ہے کہ وہ سود جواز ثابت کر چکے ہون یا کرین ۔ مین [illegible] کے دین اور اس کے حامی دین ہونے کے بہروسہ پر نہ اپنی ذاتی علم ولیاقت کے گہمنڈ پر کہتا ہون کہ اس کمیٹی کا فتویٰ جواز سود پبلک مین مشتہر ہوا تو مین اس کو ایک [illegible] مین اور ایک جلسہ مین رد کرون گا انشاء اللہ تعالیٰ بحولہ وقوتہ ۔ مگر کہتا نہین ہے کہ کوئی شخص ہندوستان یا عربستان وغیرہ بلاد [illegible] جواز سود [illegible] مسلمانون مین سے دلیل کتاب [illegible] اقوال فقہا سے ثابت کر دے اور کسی [illegible] کہ اکثر مسلمان

ساہوکاری [illegible] اسلامیہ [illegible] شبینہ کے خلاف مین ان [illegible] کسان سے آگے بار لکہیز لا کر چہیوڑ [illegible] اور چہ کروڑ نقصان کا قیاس کر سکتے ہین ڈپٹی صاحب کا ساتہ حساب نہین ہے تو وہ سود دینے والون کی تعداد کی سند کسی جسٹر ڈ کتاب سے بتا کر ہر سال ان کے چہ کروڑ روپیہ کا سود مین جانا ثابت کرین یہ ہم مانتے ہین کہ ڈپٹی صاحب اور ان کے دونون بہائیون شیخ محمد عمر نومسلم اور ڈپٹی عبد الرحمن نومسلم کے پاس بہت روپیہ ہے جس میں حقوق اللہ اور حقوق العباد بہی شامل ہونے کی وجہ سے ان کی تعداد لاکہون تک پہنچ گئی ہے ایسے ہی اور کئی ایک مسلمان ہین مگر کئی ارب روپیہ کہان اور اسقدر روپیہ پاس ہو بہی تو اس قدر نقصان پر سود دینے کی طاقت کہان ۔

تیسری بات بہی اس سے محض مغالطہ ہے کہ سود سے بڑہکر تجارت مین نفع ہے [illegible] ڈپٹی صاحب نے خود اپنے خط مندرجہ وطن ۲۴ اگست ۱۹۰۶ء کے صفحہ ۴ کالم سطر [illegible] صاف اقبال کیا اور کہا ہے کہ جو [illegible] تجارت مین تجربہ اور روپیہ دو نو کا منافع ہے [illegible] وہ سود کی نسبت زیادہ ہے ۔

اس پر ڈپٹی صاحب اور ان کے ہمخیال اعتراض کرین گے کہ تجارت کیواسطے معاملات نا آزمائی کی تجربہ کاری اور دیانتداری درکار ہے اور مالدار ایسے لوگ تجربہ کار دیانتدار کہان سے لائین اس کا جواب یہ ہے کہ جہان سے بنک کیواسطے اور بہت سے ڈائرکٹر تین سو منیجر اور ان کے ماتحت صدہا کارگذار لائین گے کیا ہندوستان بہر مین بنک کے واسطے تین سو منیجر دیانتدار صدہا کارگذار مل سکین گے ۔ اور تجارت کے واسطے نہ ملینگے ۔ ہے تجربہ کار تجار سودی کافی ہون گے ۔ جو بنک سے سودی روپیہ لیکر خود تجارت کرین گے ۔ یہ بات قابل تسلیم نہین ہے اور کوئی منصف مزاج نہ مانیگا کہ بنک کیواسطے دیانتدار منیجر اور بنک سے روپیہ لیکر تجارت کرنے والے تجربہ کار تاجر تو بہت ملین گے مگر جس صورت اور حالت مین کہ مسلمان مالدار اپنا روپیہ تجارت کے واسطے ایک کمیٹی یا چند کمیٹیون کے حوالہ بطور شرکت یا مضاربت کر دین تو اس صورت مین کمیٹی کو کوئی دیانتدار اور تجربہ کار آدمی نہ ملے گا ۔

باقی آیندہ

اہلحدیث کی ایک اور دینی خدمت

اس سے پہلے ناظرین الحکم نے اخبار اہلحدیث کی ادنیٰ خدمات کا تو اعتراف کر ہی لیا ہوگا جو کہ ہم نے الحکم ۲۹ جلد ۱۰ مورخہ ۱۷ - اگست ۱۹۰۶ء میں ذکر کرکے توجہ دلائی تھی اور ثابت کیا تھا کہ اخبار اہلحدیث کے ایڈیٹر میاں ثناء اللہ صاحب امرتسری کسی طرح بھی اپنے ان مقاصد و اغراض میں کچے اور بودے نہیں ہیں کہ دین اسلام وسنت نبی علیہ السلام کی حمایت واشاعت کرنا۔ اور کہ مسلمانوں کی عموماً اور اہلحدیث کی خصوصاً دینی و دنیوی خدمت کرنا"۔ اگرچہ ان خدمات کے اعتراف کرنے کا تو بارہا ہمکو موقع ملا ہے مگر بعض بعض موقعے نہایت ہی قابل قدر میسر آجاتے ہیں۔ اسلئے ہم نے مناسب سمجھا کہ اس موقع کو جو میسر آیا ہے عزت کی نظر سے دیکھکر اسکی قدر کرکے مولوی صاحب کی داد دیں اور دیکھلا دیں کہ دینی حمایت واشاعت کا مدعی فاضل کہانتک کوشش ومحنت سے سرگرمی دکھاتا ہے۔

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ کچھ عرصہ سے فاضل مذکور کے دماغ میں ڈاکٹر عبدالحکیم کے مرتد ہونے سے یہ سمایا ہے کہ دراصل جس نبوت کے مدعی کے پیروؤں میں سے مرتد ہو جاویں وہ جھوٹا نبی ہوتا ہے چونکہ دل پر آئی ہوئی بات اور یقین میں جگہ پکڑا ہوا اعتقاد چھپ نہیں سکتا اسلئے جناب مولوی صاحب نے بلاخوف وخطر در میدان بن کر ایک مجلس میں ظاہر بھی کر دیا جسکا ذکر اونکے ایک مداح نے اخبار اہلحدیث ۳۶ جلد ۳ میں چھپوا کر مولوی فاضل کے اعتقاد کی قلعی کھولدی۔

اس بیان کو پڑھکر سیرت انبیاء اور قرآن وحدیث وتاریخ کے واقفوں کو سخت تعجب وافسوس ہوا اور فاضل کی لیاقت اور قرآن وحدیث دانی پر آٹھ آٹھ آنسو نکل آئے کہ یہ کسطرح کا مولوی ہے جو نہ صرف قرآن وحدیث سے ہی انکار و فرار کرتا ہے بلکہ تواتر کا بھی منکر ہے چنانچہ اس کی تردید میں کئی ایک مضمون نکلے جس میں بڑی زور وشور سے ثابت کیا گیا کہ سنت اللہ انبیاء کے ساتھ یہی ہے کہ بعض دل کے کچے اور مکار دنیا سے مست رکھنے والے ضرور بضرور مرتد ہو جاتے ہیں نیز اون لوگون کے نام بتلائے گئے جو مرتد ہوئے ہیں اور تاریخ سے ہی ثبوت دیکر دکھلایا گیا کہ آنحضرت صلعم کے وقت کس قدر مسلمان مرتد ہوئے تھے یہانتک کہ مدینہ پر حضرت اقدس سیدنا ابوبکر علیہ السلام کے مبارک وقت میں حملہ کرکے مسلمانوں کو مٹا دینے کی ٹھان لی تھی۔ اور یہ ایک ایسا معقول ثبوت اور تسلی جواب تھا کہ مولوی فاضل کا قافیہ تنگ ہوگیا اور کچھ جواب نہ بن آیا۔ ارے میاں! جواب بن ہی کیسے آتا وہ تو پہلے اس بات کا قائل ہی ہے کہ ایسے نبی جنکے پیرو مرتد ہوں جھوٹے ہوتے ہیں پھر وہ جواب کیا خاک دیتا!! ہاں یہ بات ضرور تھی کہ علانیہ اقرار کرنا درست نہ تھا کیونکہ ایسا کرنا مصلحت کے خلاف تھا اور کہ مبادا پھر نہ کفر کا فتویٰ ٹھوکا جاوے جس کے محو کرنے کے لئے اون سے ناخون تک زور لگایا مگر پھر بھی ناکام اور نامراد رہا یعنے مولوی ابوسعید محمد حسین بٹالوی صاحب نے ہم کو ایک کارڈ کے ذریعہ اطلاع دی کہ میں اپنے اربعین والے فتوے پر قائم ہوں۔ جس سے ہمارے نزدیک مولوی جی کا اتنی کوشش کرنا اور کلام المنین کی تالیف وتصنیف کا ناگوار بوجھ برداشت کرکے شائع کرنا کرانا رائیگان گیا۔ خیر یہ تو ایک جملہ معترضہ تھا۔

اس کے بعد ہمارے دوست جناب سید قاسم علی صاحب دہلوی نے (جو حال میں اندھے پادری کو شکست فاش دے چکے ہیں) مولوی جی کی خدمت کرنی شروع کردی اس سب کا نتیجہ یہ ہوا کہ بیچارہ مولوی گھبرا گیا اور بقول اس کے کہ ڈوبتے کو تنکے کا سہارا یہی مناسب سمجھا (اپنے مافی ضمیر پر قیاس کرکے) کہ ان تمام باتوں کا جواب بطور نمود کے یوں ہونا چاہئے کہ ثابت کیا جاوے کہ گویا نعوذ باللہ (نقل کفر کفر نباشد) جناب مولانا شیخ یعقوب علی صاحب ایڈیٹر الحکم حضرت اقدس علیہ السلام سے دلی عقیدت نہیں رکھتے۔ کیوں نہ ایسا ہوتا ہے بقول آنکہ ساون کے اندھے کو سب کچھ ہرا ہی نظر آتا ہے۔ چونکہ آپکا اعتقاد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر صرف نمائش ہے جس کا ثبوت آپنے ایک ہی مجلس میں دیا تھا جسکا ذکر اخبار اہلحدیث ۳۶ جلد ۳ میں ہے بنا برین آپ نے یقین کر لیا کہ شاید جسطرح کہ میں ایڈیٹر ہونے کی حیثیت سے ایسا اعتقاد رکھتا ہوں کہ جس سے آنحضرت صلعم کی صداقت پر زد پڑتی ہے اس لئے شاید ایڈیٹر الحکم بھی ایسا ہی ہو۔ علاوہ ازین فاضل نے اپنے آپ کو نیز اپنے ہم مشربوں اور مداحوں کے یہودی ہونے کا بھی ثبوت دیدیا ہے جو کہ اخبار اہلحدیث ۳۶ جلد ۳ صفحہ ۱۲ کالم ۲ میں بایں الفاظ موجود ہے کہ جو آیت یہودیوں کے حق میں تھی تحسبہم جمیعا وقلوبہم شتی وہی ہمارے حق میں ہے واہ خوب ایکیوں نہ ہو؟ سے جادو وہ ہے جو سر چڑھکے بولے اجی حضور ہم تو آپ پہلے اور آپکے ہم مشربوں اور مداحوں اور طرفداروں پہلی روز سے یہ ایمان لاکر حق الیقین تک پہنچ چکے ہیں جس دن سے آپ نے خدا کے صادق رسول حضرت اقدس سیدنا میرزا صاحب علیہ السلام سے انکار وفرار کرکے یہود کے علماء کی طرح اونپر جرح وقدح کرنا شروع کیا ہے لیکن یہ بات ضرور تھی کہ آپ اقرار باللسان ہمارے ہاتھ میں موجود نہ تھا سو آپنے نہایت مہربانی کی کہ جو اسکا بدرستی ہوش وحواس اعلان کردیا کہ جو آیت یہودیوں کی حق میں تھی وہی آپ کے حق میں ہے مگر تعجب ہے تو صرف یہ ہے کہ آپ یہودی تو بنگئے اور اوسکا اقرار تحریری بھی کردیا مگر مسیح کیلئے کسی اور زمانہ کا انتظار کر رہے ہیں حالانکہ یہودیت نے آپ پر اور آپکے ساتھیوں پر اسوقت اسقدر گہرا اثر کیا ہے کہ حق بات بھی نظر نہیں آتی جو کچھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وقت یہود کے فریسیوں اور فقیہوں کا حال تھا وہیں کر نہ تو آپ کسی قدر کم ہیں اور نہ وہ آپسے کیقدر زیادہ تھے پھر کیف اس طرح اعلان کردینا ہی مفید ہے کیونکہ اس سے نتیجہ نکالنے والا آخر کار نتیجہ ضرور نکال ہی لیگا کہ جب آپ یہودی ہوگئے باوجود امت محمدیہ صلعم کے پیرو کہلانیکے تو مسیح کیوں اسرائیلی آوے؟ اسلئے ثابت ہوا کہ مسیح ہی دراصل اسی امت میں سے آنا تھا جو آگیا اور وہ ہی اوسوقت کہ جسوقت یہ امت یہود کی مانند ہو جاویگی اور اسکی علماء بالکل یہودیوں کی فریسیوں اور فقیہوں کا سا لباس پہنکر جلوہ گر ہونگے اور یہی آنحضرت صلعم نے پیشگوئی بھی کی تھی جسکا اس حدیث میں ہی ذکر ہے کہ عن ابی سعیدؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لتتبعن سنن من قبلکم شبرا بشبر وذراعا بذراع حتی لو دخلوا جحر ضب لتبعتموھم قیل یا رسول اللہ الیھود والنصاری قال فمن متفق علیہ یعنی آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ تم چلو گے راہ پر اگلوں کی بالشت بالشت اور گز بہ گز یہانتک کہ اگر وہ کسی سوسمار کے سوراخ میں گھسے تو تم بھی انہیں کی پیروی کروگے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا مراد اگلوں سے یہود اور نصاریٰ ہیں فرمایا حضرت اور کون ہیں روایت کی اسکو بخاری اور مسلم نے متفق اللفظ۔

غرض یہ ایک بڑی مفید بات ہوئی کہ خود ہی اپنے اخبار کے ذریعہ اپنے اور اپنے ساتھیوں کا حال بیان کر دیا ہمیں یہی بات ہے کہ سچی بات آخر کار منہ سے نکلے بدون نہیں رہ سکتی مدعیہ تو اب اقرار صالح ایک مجلس میں کرچکے ہیں کہ جو نبی کی سب سے بڑی نشانی یہی ہے کہ اونپر ایمان لاکر کوئی ایک بھی مرتد نہیں ہوتا اور اسلئے ممکن ہے کہ ہمیں بھی جو حمایت واشاعت دین اسلام وسنت نبی علیہ السلام کے دلیں جبکہ قرآن وحدیث وتواریخ سے دکھلایا گیا اور ثابت کیا گیا کہ آنحضرت صلعم کے بیسیوں قبیلے مرتد ہو چکے ہیں اور اب بھی بعض عقل کے اندھے ہو رہے ہیں آنحضرت صلعم کی صداقت کی نسبت یقینی طور پر شک پڑ گیا ہوگا اور اسکا ثبوت اسطرح بھی ملتا ہے کہ اونہوں نے ان امور کی نسبت اپنے اخبار میں کچھ بھی لکھنے کی جرات نہ کی اور اس عدم توجہ سے صاف عیاں ہوتا ہے کہ دراصل اونکے دلمیں آنحضرت صلعم کیوقت قبیلے کے قبیلے مرتد ہونے سے ضرور بضرور شک پڑ گئے ہونگے کیونکہ اگر شک نہ پڑے ہوتے تو کم سے کم کچھ تو وہ اپنے زبان اور قلم سے اپنے مافی الضمیر کا حال لکھتا مگر اوس سے کچھ بھی نہ ہو سکا اسلئے ثابت ہوا کہ اونکا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ یہی ایمان ہے جو اونسے ایک کھری مجلس میں ظاہر کیا اور اسطرح آنحضرت صلعم پر اس کا ایمان صرف نمائشی ہے اور اس نمائشی ایمان کا اظہار شیخ یعقوب علی صاحب کے پیرایہ میں لوگوں کے آگے پیش کرنا مناسب خیال کیا کیونکہ یہ تو ممکن ہے کہ اگر اعلانیہ طور پر وہ ظاہر کرتا کہ میرا یہ ایمان ہے کہ نبی کے ماننے والوں میں مرتد ہوتا وہ جھوٹا نبی ہوتا ہے اور اسلئے آنحضرت صلعم کی صداقت میں مجھکو شک ہوگیا تو دھڑم پال مرتد کیطرح اسکی بھی گت بنتی اور ایسی تو دھرم پال مرتد کی کتابوں کے اسلئے سیدھے جواب دیکر ٹیکے سیدھے ہو رہے ہیں پھر کوئی تردید میں لوگ ٹیکے سیدھے کرنے اسلئے بقول اسکے کہ سانپ بھی مر جاوے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے یہ تدبیر کی کہ اپنے مافی الضمیر کا حال اس پیرایہ میں بیان کیا جاوے اور اسکا بڑا ثبوت یہ ہے کہ یعقوب علی صاحب سے کوئی ایسی بات اعلانیہ یا غیر علانیہ طور پر بھی نہیں آئی جیسے کہ میاں ثناء اللہ صاحب سے کہ علانیہ طور پر ایک بھری مجلس میں بیان کیا

ذکر سے شاباش! شاباش!! شاباش!!! اے این کار از تو آید و مردان چنین کنند۔ خاکسار محمد حسین از لاہور چھاؤنی

کہ وہ ربوا تو ہے ۔ مگر جایز ربوا ہے بلکہ اس کے یہ معنی ہین کہ وہ حقیقتہً ربوا ہی نہیں ہے اور وہان قضیہ سالبہ بہ سبب موضوع ہے نہ موضوع کے وجود سے سلب محمول کے ساتھ ۔ جو لوگ فقہ پڑہکر ان صورتون کو ربوا محرم سے مستثنیٰ سمجھتے ہین انہون نے فقہ پڑہکر اس کو ڈبو دیا ۔ اور اپنے علم وفہم کو کہو دیا ہے ۔ ہان سود دینے کو فقہ مین بحالت اضطرار جایز رکہا ہے مگر اضطرار کے جو معنے ہین ۔ وہ ہم اوپر بیان کر چکے ہین کہ جان یا ایمان جانیکا خوف ہو تو صورت اضطرار پیدا ہو روپیہ بڑہانے اور وضع امیرانہ قایم رکہنے کے لئے سود لینا [illegible] داخل نہین ہے ۔

(سوال ۹ و ۱۰) سود مروجہ عرب اور حال کے مروج بنکون مین کبہی مقابلہ کیا ہے اور ہنڈوی وغیرہ کے مفہوم کو سوچا ہے

(جوابات ۹ و ۱۰) مین نے صرف ان صورتون کو سوچا اور ان کا مقابلہ کیا بلکہ ان کے مفہومات اور مراتب کا فیصلہ کر کے شائع کر دیا ۔ اشاعۃ السنہ کی جلد ۱۲ و ۱۸ و ۱۹ ملاحظہ ہون ۔ آپ لوگ میرے رسالہ کو ملاحظہ نہین کرتے یا تجاہل عارفانہ عمل مین لاتے ہین ۔

(سوال ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴) وکیل بیرسٹر عرضی نویس منصف جج سودی تحریرین لکہنے اور سودی ڈگریان دینے سے گنہگار ہوتے ہین ؟ کیا آپ یا کوئی اور منصف اس سے بچ سکتا ہے

جواب مین کیا کہون خدا تعالےٰ فرماتا ہے تعاونوا علی البر والتقوی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان ۔ اور اس کا رسول فرماتا ہے ۔ مقدمات سود کے لکھنے والے بھی ملعون اور اگر کوئی بچنا چاہے تو بچ سکتا ہے وکیل عرضی نویس تو آزاد مختار ہین منصف وجج بھی اگر چاہین تو دستبردار کو فہمایش کر کے سود چھوڑ دینے پر راضی کر سکتے ہین ۔ جو قانوناً بھی جایز ہے ۔

(سوال ۱۵) آپ بادشاہ ہو جاوین تو سود رکہنے کے لئے کیا حکم جاری کرین

(جواب ۱۵) یہ سوال قبل از وقت ہے ۔ لہذا مستحق جواب نہین ہے مگر چونکہ مجھے آپ کی خاطر عزیز ہے لہذا جواب دئے بغیر نہین رہ سکتا ۔ سب سے پہلے مین ان فتاویٰ و تحریرات کو جو اس وقت کے بعض علماء سو نے جواز سود مین تحریر کی ہین ۔ دریا برد یا آگ کے سپرد کرون پھر ان علماء کو معقول وظیفہ دیکر تا زندگی یا سا [illegible] نہین تا معطلہ بھیجدون اور کہون لا تشتروا بآیاتی ثمنا قلیلا پر عمل کر کے جہوٹے فتوے دینے سے تائب ہو کر عصبیہ [illegible] مزہ لو اور عیش کرو اور حرام کو حلال بنا کر لوگون کو [illegible]

نہ کھوؤ اور وہان کے لوگون کو حکم دون کہ کوئی شخص ایسے شکم پرست اور دین فروش علماء سے کسی مسئلہ مین فتوی نہ لے ۔ پھر ان ایڈیٹران اخبارات کو جو ان کے جہوٹے اور غلط اقوال ملک مین شائع کرتے ہین اخبار نویسی سے علیحدہ کر کے بہت سا روپیہ دیکر تجارت کے کام مین لگا دون اور کہون کہ انصاف سے کہو کہ روپیہ کا فائدہ سود سے زیادہ ہوتا ہے یا تجارت سے ۔ ایسا ہی ان لوگون کو جو سود سے روپیہ لیتے دینے مین تجارت پر لگا دون [illegible] ان کو اور عام لوگون کو جو سود کا لین دین کرتے ہین آیات قرآن واحادیث نبویہ و روایات فقیہہ کا وعظ سنا کر سود کے لین دین سے ہٹا دون

یہ آپ کے مغالطات کا اظہار ہے اسی مین آپ کے اسلامی بنک پر اظہار رائے ہو گیا ہے کہ آپ کا اسلامی بنک تجویز کرنا ایسا ہے جیسے آپ یا کوئی دولت مند خواہ قوم کا اسلامی چکلا یا اسلامی شرابخانہ جاری کرے اس مین اس مین سر موئے تفاوت نہین ہے ۔

ڈپٹی صاحب نے اخبار وطن ۲۴ اگست ۱۹۰۶ء مین اور پیسہ اخبار ۲۵ اگست ۱۹۰۶ء مین [illegible] دیدیا ہے ۔ (۱) اول یہ کہ سود ایک طے شدہ امر ہے ۔ علماء نے قرآن اور حدیث اور فقہ پر نظر غائر کر کے فتویٰ دیدیا ہے کہ ہندوستان کا لینا دینا دونون جایز ہین ۔ اسلامی سلطنتون مین بھی مدت کا فیصلہ ہو چکا ہے اب تحقیقات عدم جواز کے انتظار کرنے کا کوئی موقعہ نہین پس اب مالدار لوگ روپیہ نکالین اور [illegible] بنک جاری کرین (۲) ہندوستان کے مسلمانون کا اس وقت کئی ارب روپیہ بیکار پڑا ہے جس کا کم سے کم چھ کروڑ روپیہ منافع کا ضائع ہوتا ہے اور چھ کروڑ روپیہ ان کا غیر قومون کے ہاتھ سود مین جاتا ہے (۳) اس منافع کے حاصل کرنے اور اس نقصان سے بچنے کا علاج بجز اس کے اور کوئی نہین ہے کہ مسلمان کم سے کم تین سو سودی بنک دو دو لاکھ کے ہندوستان مین جاری کرین اور خاص لاہور مین پانچ لاکھ روپیہ کے سرمایہ کا بنک جاری کرین ۔ جس مین سو سو کے پانچ ہزار حصے ہون اور اس مین سے دو سو حصے کے خریدار ڈپٹی صاحب ہونگے

اور اس سے پیشتر مضمون مشتہرہ وطن نمبر ۹ جلد ۶ مین آپ نے یہی نفع نقصان کا حساب مذکور کر کے ایک بات نمبر ۴ کہی ہے کہ مسلمان اسی [illegible] سے [illegible] ہے [illegible] کا روپیہ بیکار پڑا ہوا ہے [illegible] سودی بنک کریں تو ان کا [illegible]

بھی محض آپ کی مغالطات ہین جن سے آپ نے مسلمانون کو دہوکا دیا ہے یا خود دہوکا کہایا ہے پہلی بات اس لئے محض غلط اور خلاف واقعہ ہے کہ اب تک کوئی اتفاقی فتوی علماء ہندوستان وعربستان وغیرہ بلاد مین شائع نہین ہوا ۔ اگر کسی ایک نیچری یا نیم ملا حنفی نے دار الحرب مین حربی اور مسلمان کے مابین سود کو جایز کیا ہے تو اس کے مقابلہ کے دس علماء حنفی اور اہل حدیث اس کے عدم جواز کے مدعی بن گئے ہین انہون نے انکار کیا ہے جس کا جواب اس سے بن نہین پڑا الغرض میجارٹی (جمہوریت) کا اس پر اتفاق نہین ہوا ۔ ایک مدت سے لاہور مین ایک مخفی کمیٹی چند علماء کی تحقیق مسئلہ سود کے واسطے قایم ہوئی ہے مگر اس کی تحقیقات کا نتیجہ اب تک پبلک مین شائع نہین ہوا ۔ مین نے بہت کوشش کی کہ اس کمیٹی کے ممبرون کے نام معلوم ہو جاوین تو ان سے مین بھی خط وکتابت کرون اور ان کو عدم جواز کے دلایل جو مین اپنے رسالہ اشاعۃ السنہ کی تین جلدون (۱۲ - ۸ - ۱۹) مین شائع کر چکا ہون ارسال کرون ۔ اس مضمون کا خط بھی اس کمیٹی سے تعلق رکہنے والے ایک عزیز دوست میان فضل حسین صاحب بٹالوی بیرسٹر ایٹ لا لاہور کے نام لکھا اور ان کے پاس ان تین جلدون کے متعدد نمبر بھی بھیجدئے ۔ وہ خط صدر کمیٹی کے پاس پہنچا اور پڑہا گیا اور غالباً وہ نمبر تین جلدون کے بھی اس کے پاس پہنچے ہون گے مگر اس کمیٹی مین بھی رائے پاس ہوئی کہ اس خط کا کوئی جواب دیا نہ جاوے اور اس شخص کو اس کمیٹی کی کارروائیون اور ممبرون سے اطلاع نہ دی جاوے ایسی چور کمیٹی اور اس کی چوری کارروائی سے کیا امید ہو سکتی ہے کہ وہ سود جواز ثابت کر چکے ہون یا کرین ۔ مین خدا تعالےٰ کے دین اور اس کے حامی دین ہونے کے بھروسہ پر نہ اپنی ذاتی علم ولیاقت کے گھمنڈ پر کہتا ہون کہ اس کمیٹی کا فتویٰ جواز سود پبلک مین مشتہر ہوا تو مین اس کو [illegible] مین [illegible] رد کرون گا انشاء اللہ تعالےٰ بحولہ وقوتہ ۔ ممکن نہین ہے کہ کوئی شخص ہندوستان یا عربستان وغیرہ بلاد مین جواز سود باہم مسلمانون مین سے دلیل کتاب سنت و اقوال فقہا اوت سے ثابت کر دے دوسری [illegible] اس [illegible] ہے کہ اگر مسلمان

[illegible] شبیہ کے [illegible] ان [illegible] کسان سے آگے [illegible] اور چھ کروڑ نقصان کا قیاس کر سکتے ہین ڈپٹی صاحب کا حساب نہین ہے تو یہ سود دینے والون کی تعداد کی سند کسی رجسٹر دکتاب سے بتا کر ہر سال ان کے چھ کروڑ روپیہ کا سود مین جانا ثابت کرین یہ ہم مانتے ہین کہ ڈپٹی صاحب اور ان کے دو نو بھائیون شیخ محمد عمر نومسلم اور ڈپٹی عبد الرحمن نومسلم کے پاس بہت روپیہ ہے جس مین غصب اور حقوق العباد بھی شامل ہونے کی وجہ سے ان کی تعداد لاکہون تک پہنچ گئی ہے ایسے ہی اور [illegible] مسلمان ہین مگر کئی ارب روپیہ کہان اور اسقدر روپیہ پاس ہو بھی تو اس قدر نقصان پر سود دینے کی طاقت کہان ۔

تیسری بات بھی اس لئے محض مغالطہ ہے کہ سود سے بڑھکر تجارت مین نفع ہے چنانچہ ڈپٹی صاحب نے خود اپنے خط مندرجہ وطن ۲۴ اگست ۱۹۰۶ء کے صفحہ ۴ کالم ۱ سطر ۱۴ مین صاف اقبال کیا اور کہا ہے کہ جو لوگ تجارت مین تجربہ اور روپیہ دونو کا منافع ہے وہ سود کی نسبت زیادہ ہے ۔

اس پر ڈپٹی صاحب اور ان کے ہمخیال اعتراض کرین گے کہ تجارت کے واسطے معاملات [illegible] کی تجربہ کاری اور دیانتداری درکار ہے [illegible] مالدار ایسے لوگ تجربہ کار دیانتدار کہان سے لاوین اس کا جواب یہ ہے کہ جہان سے بنک کے واسطے اور بہت سے ڈائرکٹر تین سو منیجر اور ان کے ماتحت صدہا کارگذار لاوین گے کیا ہندوستان بھر مین بنک کے واسطے تین سو منیجر دیانتدار و صدہا کارگذار مل سکین گے ۔ اور تجارت کے واسطے نہ ملینگے ۔ [illegible] تجربہ کار تجار سودی کافی ہون گے جو بنک سے سودی روپیہ لیکر خود تجارت کرین گے ۔ یہ بات قابل تسلیم نہین ہے اور کوئی منصف مزاج نہ مانیگا کہ بنک کیواسطے دیانتدار منیجر اور بنک سے روپیہ لیکر تجارت کرنے والے تجربہ کار تاجر تو بہت ملین گے مگر جس صورت اور حالت مین کہ مسلمان مالدار اپنا روپیہ تجارت کے واسطے ایک کمیٹی یا چند کمیٹیون کے حوالہ بطور شرکت یا مضاربت کرین تو اس صورت مین کمیٹی کو کوئی دیانتدار اور تجربہ کار آدمی نہ ملے گا ۔

باقی آیندہ

ایک بے نظیر خط جو آپ کے پڑھنے کے قابل ہے

اس سے پہلے آپ مفرح عنبری کی نسبت بارہا ہندوستان بھر کے معزز ترین طبقہ کی رائے ملاحظہ فرما چکے ہیں جنمیں بڑے بڑے جلیل القدر حکام معزز عہدہ داران جاگیرداران۔ تاجران۔ حکمائے یونانی و ڈاکٹران شامل ہیں۔

جتنے بہتر شہادت کسی چیز کے حسن و قبح کی دریافت کے لئے تلاش کرنا لاحاصل ہے لیکن ذیل کا عجیب خط جسمیں آلہی شہادت موجود ہے

اپنی نوع کا نرالا اور شائد دنیا میں پہلا خط اور کسی کی دوائی کی نسبت پہلی شہادت ہے جو میرے مولا کریم کے رحم و فضل سے مجھ ناچیز کو حاصل ہوئی ہے اور وہ یہ ہے

از جناب بابو غلام رسول صاحب احمدی سٹیشن ماسٹر (جو سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ایک ملہم بھائی ہیں) برادرم حکیم محمد حسین صاحب قریشی سلمہ اللہ تعالےٰ السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔ میں ایک مدت سے آپ کا اشتہار اخبار الحکم میں دیکھ رہا ہوں۔ مگر چونکہ اشتہاری دوائیوں سے مجھے سخت نفرت ہے اسواسطے میں ہمیشہ اسکو بھی بنظر حقارت دیکھتا رہا۔ لیکن آج بوقت دوپہر جبکہ میں قیلولہ کر رہا تھا مجھے اس کے خریدنے کیطرف اپنے مولا کریم کیطرف سے اشارہ ہوا۔ کہ یہ دوائی قوت باہ اور قوت جسم کے لئے مفید ہے۔ اس سے پہلے تو میں اسکی قیمت سے بھی ڈرتا تھا۔ مگر اب جبکہ مولا کریم نے اسکی نسبت اشارہ فرمایا تو ضرور اسکا استعمال کرنا چاہیئے۔ لہٰذا عرض یہ ہے کہ بدیدن کارڈ ہذا آپ تین ڈبیہ بذریعہ وی پی۔ پارسل ارسال فرمائیں۔

دوسرا خط جو بعد میں آیا برادرم حکیم صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔ میں نے آپکے اشتہارات (**مفرح عنبری**) کی اشاعت جتنی اسوقت کی یہانتک کہ تحصیلدار صاحب کو وہ اشتہار دکھایا گیا۔ اور آپ کی دوائی کی تعریف بھی کی گئی۔ اور یہ بھی کہا گیا کہ اس دوائی کے متعلق مجھے اللہ تعالےٰ کیطرف سے اشارات ہو چکے ہیں۔ اور تب سے مجھے کامل یقین ہو گیا ہے وغیرہ وغیرہ۔ لہٰذا آپ تین ڈبیہ مفرح عنبری بذریعہ وی پی پارسل بھیجدیں۔ آپ کا تابعدار غلام رسول

المشتہر

حکیم محمد حسین قریشی موجد مفرح عنبری مفرح دلکشا **حویلی کابلی مل لاہور**

مطبوعہ ... سیخ یعقوب علی تراب احمدی کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا۔

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

الحکم

چگویم باتو گر آئی بہاور قادیان بینی | دو بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے ۵؎ (۲) خواص و معاونین سے ۱۰؎ (۳) ہندوستان سے باہر لئے (۴) غیر مذاہب والوں سے ۶؎ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والی لوگوں سے ۳؎

نمبر ۴۳ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۴-نومبر سنہ ۱۹۰۶ء مطابق ۷-شوال سنہ ۱۳۲۴ھ | جلد ۱۰

فہرست مضامین

تازہ الہامات

۱۸-نومبر ۱۹۰۶ء - رؤیا - (۱) دیکھا کہ ہمارے باغ میں چند آدمی جڑھ لگا رہے ہیں۔ پھر غیب سے آواز آئی - **مبارک**

(۲) پھر ایک نظارہ آنکھوں کے سامنے پھر گیا اور اس کے بعد الہام ہوا -

ما وقفتُ موقفاً اغیظ من ھذا

ان بطش ربک لشدید

ترجمہ - اس سے زیادہ غضب ناک کسی موقعہ پر میں کھڑا نہیں ہوا - تحقیق پکڑ تیرے رب کی سخت ہے -

۲۲-نومبر - **رب احفظنی ان القوم یتخذونی سخرۃ**

ترجمہ - اے میرے رب میری حفاظت کر - تحقیق قوم مجھ پر ہنسی کرتی ہے -

۲۳-نومبر ۱۹۰۶ء

(۱) ان اللہ منّ علیکم و اعطیک ما اعطیک ان الذین لا یلتفتون الیک لا یلتفتون الی اللہ

ترجمہ - جو لوگ تیری طرف التفات نہیں کرتے - یعنے نظر انکار سے دیکھتے ہیں - وہ خدا تعالیٰ کی طرف التفات نہیں کرتے - پھر بعد اس کے الہام ہوا - اولیاء اللہ سے مخالفت رکھنا اس کا نتیجہ اچھا نہیں -

ترجمہ (۱) خدا نے تیرے پر احسان کیا - اور میں تجھے دونگا جو چیز دونگا

دارالامان کا ہفتہ

۱- الحمد للہ والمنۃ کہ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحت اچھی ہے - آپ علی العموم سیر کو نکلتے ہیں - آپ کے اہلبیت بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت اچھے طرح ہیں -

۲- بزرگان ملت کی صحت قوم کے لئے راحت افزا خبر ہے - حضرت حکیم الامۃ کے ترجمہ قرآن مجید کا ایک پارہ نمونۃً چھاپنے کی میرٹھ تجویز ہوئی ہے - اس کی کاپیاں یہاں لکھی جا چکی ہیں -

۳- ہلال عید کی رویت یہاں شنبہ کی شام کو ۱۷ نومبر سنہ ۱۹۰۶ء کو ہوئی اور اتوار کی صبح کو تتبع عید نمودار ہوئی - مسجد اقصیٰ میں حسب معمول نماز ادا کی گئی اور معمول کے موافق حضرت حکیم الامۃ نے نماز پڑھائی اور ایک علمی خطبہ پڑھا مسجد کا صحن اور اندر بھرا ہوا تھا - دیہات ملحقہ کے علاوہ امرتسر - لاہور - کپورتھلہ - چک پنیار وغیرہ سے احباب نماز عید کے لئے حاضر ہوئے تھے - ناظرین کو عید مبارک ہو -

۴- مدرسہ تعلیم الاسلام کی جماعت بندی ہو چکی ہے اور پڑھائی شروع ہو گئی ہے اس لئے جو احباب اپنے بچوں کو مدرسہ میں بھیجنا چاہتے ہیں اُن کے لئے ابتدائے سال مدرسہ کی وجہ سے یہ عمدہ موقع ہے -

۵- عید فنڈ کے لئے گذشتہ اشاعتوں میں تحریک شایع ہوتی رہی ہے - امید کی جاتی ہے کہ ناظرین الحکم نے اسپر عمل کر کے مفید ملت مدرسہ کی اعانت کا ثواب حاصل کیا ہوگا -

۶- ہفتہ زیر اشاعت میں ۱۹ نومبر سنہ ۱۹۰۶ء کو بعد از نماز عصر مسجد مبارک میں منشی عزیز الرحمن صاحب احمدی بریلوی کی دختر نیک اختر کا نکاح ماسٹر عبد الرحیم صاحب سے ہوا - سید عزیز الرحمن صاحب کی لڑکی کی طرف سے مولوی محمد علی صاحب وکیل تھے - ماسٹر عبد الرحیم صاحب بمعیت سید سرور شاہ صاحب بریلی رخصتانہ کے لئے گئے اور مع الخیر واپس آئے -

منشی عزیز الرحمن صاحب نے نہایت مروت اور ایثار سے کام لیکر ایک اعلیٰ درجہ کا نمونہ قائم کیا ہے - اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے - اور اس تعلق کو مبارک کرے آمین -

کی تحصیل کھاریاں میں تبدیل ہو گئے۔ اور اپنا
کام نیک نامی کے ساتھ بے غل و غش کرتے
رہے۔ مگر قریباً ایک سال کے بعد بدقسمتی سے
وہ پھر ضلع جہلم میں تبدیل ہو آئے اور بجائے
حضور تحصیل کے تحصیل پنڈ دادن خان
میں تعینات کئے گئے۔ اس وقت تک مسٹر
اگنیو صاحب ہی ڈپٹی کمشنر تھے۔ پنڈ دادن خان
میں تعینات ہونے کے چند روز بیشتر مہتہ بھیم سین
صاحب نے صاحب ممدوح کی خدمت میں حاضر
ہو کر منشی صاحب کے برخلاف وہ زہر اگلا کہ
صاحب موصوف حیران ہو گئے۔ اُس نے صاحب
بہادر سے کہا کہ منشی غلام حیدر خان بڑا بد
چلن مرتشی اور متعصب مسلمان ہے لیکن
چونکہ صاحب بہادر منشی صاحب کو خوب جانتے
تھے اور جس حسن انتظام سے اُنھوں نے صاحب
موصوف کے ماتحت دو سال تک تحصیل جہلم
میں تحصیلداری کی۔ اُس کا حال اُن پر
آئینہ تھا۔ اس لئے مسٹر اگنیو کے دل پر مہتہ
بھیم سین کی شکایت کا کچھ اثر نہ ہوا۔ مگر
مہتہ صاحب آتش عداوت میں بھُن رہے تھے
اور انتقام کی موقع تاک رہے تھے۔ جب
جب صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر پر اُن کی چالاکی
کا جادو نہ چلا تو اُنھوں نے تحصیل پنڈ دادن
خان کے سب ڈویژنل افسر مسٹر بانڈ صاحب
وحال ڈپٹی کمشنر کانگڑہ سے رجوع کی ۔
اس موقع پر مہتہ بھیم سین صاحب کی نسبت
یہ ظاہر کرنا ضروری ہے کہ وہ تحصیل پنڈ
دادن خان کے باشندے ہیں اور تحصیل مذکور
میں املاک و جائیداد رکھتے ہیں۔ اُن کی
[illegible]داریاں سارے ضلع جہلم میں ہیں اور
[illegible]حصیل پنڈ دادن خان میں مہتہ صاحب
[illegible]قوم آبادی کا ایک جزو اعظم ہیں۔ ان
[illegible] پر طرہ یہ کہ مہتہ صاحب اپنی ۲۲ سالہ
[illegible]ت میں سے ۲۴ سال ضلع جہلم ہی میں
[illegible]ے ہیں اور منشی غلام حیدر صاحب کی شناخت
[illegible]اُن دنوں وہ پنڈ دادنخان ہی میں انسپکٹر
جس سے [illegible] روز روشن کی طرح ظاہر
[illegible]ن کا رسوخ تحصیل پنڈ دادن خان
[illegible] حد تک ہوگا۔ پس غلام حیدر خان
[illegible] کا پنڈ دادن خان میں تبدیل ہو کر
[illegible]ن کے مجسم رشوت ستان ظاہر
[illegible]ے کے لئے کافی تھا۔
[illegible] صاحب نے منشی صاحب کے تشریف
[illegible] بیشتر ہی مسٹر بانڈ صاحب کے کان
[illegible]ب سے بھرنے شروع کر دیئے اور
اُنہیں یہ کہکر منشی صاحب سے بدظن کر دیا کہ
غلام حیدر بڑا بدچلن۔ رشوت ستان اور
متعصب مسلمان ہے۔ مسٹر بانڈ منشی صاحب
کو پہلے سے نہ جانتے تھے۔ ورنہ وہ بھی اگنیو
صاحب کی طرح مہتہ صاحب کے بیان کو ہرزہ سرائی
سے زیادہ وقعت نہ دیتے لیکن منشی صاحب
سے ناواقف ہونے کا یہ نتیجہ ہوا کہ بانڈ صاحب
نے مہتہ صاحب کی رام کہانی کو سچا باور کر کے
صاحب کمشنر بہادر راولپنڈی سے زبانی
شکایت کی۔ اُس موقع پر کمشنر صاحب نے
اس شکایت پر کوئی نوٹس نہ لیا۔ لیکن چونکہ
خدا کو یہ منظور تھا کہ منشی غلام حیدر خان
ایک سال معطل رہکر ناحق بھر میں رسوا ہوں
اور بجائے اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنری پر ترقی
پانے کے معرض تعطل میں رہیں اور وہ
اُن کے احباب و متعلقین اتنے عرصہ تک
لخت دل کھائیں اور خون جگر پئیں۔ پس اسکے
اسباب ظاہر یہ پیش آئے کہ اُنہی دنوں مسٹر
اگنیو صاحب رخصت پر تشریف لے گئے اور
مسٹر کانلے صاحب ضلع جہلم کے ڈپٹی کمشنر
مقرر ہو کر آئے۔ قریباً ۴ ماہ تک منشی صاحب
مسٹر کانلے صاحب کے زمانہ میں بھی پنڈ دادن
خان کے تحصیلدار رہے۔ اس عرصہ میں صاحب
موصوف منشی صاحب کے کام اور انتظام سے
بہت خوش رہے۔ چنانچہ ۱۵ مارچ ۱۹۰۵ء کو
صاحب موصوف نے منشی صاحب کے اعمالنامہ
میں نہایت تعریفی الفاظ درج فرمائے اور ساتھ
ہی یہ بھی لکھا کہ مہتہ بھیم سین اکسٹرا منشی
غلام حیدر خان سے سخت دشمنی رکھتا ہے۔
۱۵ مارچ ۱۹۰۵ء کو مسٹر کانلے صاحب نے
ایسا اعلیٰ سرٹیفکیٹ دیا اور ۲۰ مارچ ۱۹۰۵ء
کو منشی غلام حیدر پنڈ دادن خان سے تبدیل
تحصیل پھالیہ ضلع گجرات میں چلے گئے۔ انکی
تبدیل ہونے کے بعد مسٹر بانڈ صاحب بھی ضلع
جہلم سے تبدیل ہو گئے اور اُن کی بجائے مسٹر
رڈکن صاحب اسسٹنٹ کمشنر سب ڈویژنل
افسر ہو کر پنڈدادنخان میں تشریف لائے۔
مہتہ بھیم سین صاحب متعصبانہ [illegible] اور
منشی صاحب کی تخریب کے [illegible]
اُن کے سالے [illegible] کی موقوفی کے علاوہ
منشی صاحب [illegible]
دادن خان میں [illegible]
سال میں مہتہ صاحب کے [illegible]
تھا۔ علاوہ بریں [illegible]
کرایا تھا کہ [illegible]
سرکاری [illegible] راجہ یا سردار [illegible]
نہ کیا جائے۔ [illegible] کہ [illegible] گورنمنٹ گزیٹیڈ
سے خطاب راجگی یا سرداری نہ ملے منشی صاحب
کی اس کارروائی نے تحصیل پنڈ دادن خان
کے علاقہ کے کل ہندو مسلمانوں کو منشی صاحب
کے برخلاف کر دیا تھا۔ اُس تحصیل میں ہر شخص ناکس
اپنے آپ کو راجہ یا سردار کہلواتا تھا اور اہلکاران
تحصیل ان دونوں خطابات کو ہر اہل و نا
اہل کے نام کے ساتھ لگا دیتے تھے۔ ہری سنگھ
ساہوکار [illegible] تحصیل پنڈ دادن خان کا ایک
نہایت دولتمند شخص ہے منشی صاحب کی
نوازش سے اُس کا فرضی خطاب سرداری جاتا
رہا۔ علاوہ بریں منشی صاحب نے ساہوکار مذکور
پر بجائے ۲۲۰ کے ۵۲۰ روپے ٹیکس لگا دیئے۔
مہتہ بھیم سین صاحب تو پہلے ہی سے منشی صاحب
کے برخلاف اُدھار کھائے ہوئے تھے۔ اب
ہری سنگھ صاحب بھی اُن کے طرفدار ہو گئے۔
ہری سنگھ کی ملکیت قریباً ستر دیہات تحصیل
پنڈ دادن خان میں ہیں اور مختلف مقامات
میں اُس کے بندرہ کارخانے ہیں اُس کا مہتہ
بھیم سین سے ہمخیال ہونا گویا سمند ناز کو
تازیانہ لگنا تھا۔
منشی غلام حیدر خان صاحب نے میونسپل
کمیٹی پنڈ دادنخان کے متعلق چند ایسی باضابطہ
کارروائیاں کیں اور قانونی احکام جاری
کئے کہ باشندگان خاص پنڈ دادن خان بھی اُن کے
برخلاف ہو گئے مہتہ صاحب اور ہری سنگھ
کی عنایت سے دیگر تمام اہلکاران و وکلائے
تحصیل بھی۔ جو بالعموم ہندو تھے۔ منشی صاحب سے
بگڑ گئے۔ قصہ کوتاہ یہ کہ پنڈ دادن خان کا ہر ایک
متنفس منشی صاحب سے ناراض اور آزردہ
خاطر ہو گیا۔ مہتہ صاحب اور ہری سنگھ ساہوکار
کے ذاتی رسوخ کے ساتھ جب دیگر اشخاص
کی آزردگی اور رنجش جمع ہو گئی۔ تو گویا منشی
صاحب پر آسمان ٹوٹ پڑا۔ مسٹر رڈکن صاحب
ایک تیز طبع نوجوان سب ڈویژنل افسر تھے منشی
صاحب دو تین ماہ پہلے سے تبدیل ہو کر پھالیہ
ضلع گجرات میں جا چکے تھے۔ اہل غرض اشخاص
اُن کے خلاف آسمان و زمین کے قلابے ملانے
پر تلے بیٹھے تھے۔ اس سے بہتر موقع ملنا محال
بلکہ ناممکن تھا۔ پہلے مسٹر رڈکن صاحب کے دل
کو زہر آلود کیا گیا اور پھر صاحب موصوف کی
معرفت مسٹر [illegible] صاحب ڈپٹی کمشنر کے [illegible]
[illegible]
[illegible]
سفارش کردی اور صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر
نے بھی اتفاق فرمایا۔ صاحب کمشنر بہادر بھی
مسٹر بانڈ صاحب سابق ڈویژنل افسر سے منشی
[illegible] منشی صاحب کے برخلاف زبانی شکایت
سُن چکے تھے۔ اُنھوں نے بھی ہاں میں ہاں
ملا دی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ منشی صاحب
رشوت ستانی کے الزامات میں بحکم جناب
آنریبل مسٹر گارڈن واکر صاحب فنانشل کمشنر
پنجاب ۴ دسمبر ۱۹۰۵ء سے معطل کئے گئے۔ اور
الزامات کی تحقیقات و ثبوت کے لئے دو
یورپین سویلین افسر گورنمنٹ کی جانب سے
مامور ہوئے ۔
معطلی کے بعد پہلے کچھ عرصہ مسٹر رڈکن صاحب
اسسٹنٹ کمشنر اور بعد میں مسٹر برڈ صاحب
(حال ڈسٹرکٹ جج امرتسر) سپیشل ڈیوٹی پر
رہے۔ مہتہ بھیم سین کی عنایت سے صاحب
ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس مسٹر بنیڈ صاحب
بھی منشی غلام حیدر خان صاحب کو پرلے درجہ
کا رشوت ستان خیال کرتے تھے۔ پولیس نے وہ
بدہ بلکہ کو بلکو اور گھر گھر پھر کر لوگوں کو اُکسایا۔
صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر نے بمقام کندھال
علاقہ داران کے روبرو رکھنے بطور پر اعلان دیا
کہ جو لوگ منشی غلام حیدر کے برخلاف گورنمنٹ
کو امداد دیں گے گورنمنٹ اُن سے خوش ہوگی۔
صاحب بہادر کے اس اعلان کی تعبیر عام
پبلک کو یوں سُنائی گئی۔ کہ جو شخص چاہے منشی
غلام حیدر خان پر الزامات رشوت لگائے
کسی کو گرفت نہ ہو گی۔ بعض لوگوں کو یہ
بھی سمجھایا گیا کہ جس قدر رشوت کوئی شخص
منشی صاحب کو دینا بیان کریگا۔ اسی قدر
روپیہ اُس کو گورنمنٹ سے دیا جاویگا۔ مسٹر
رڈکن صاحب اور اُن کے بعد مسٹر برڈ صاحب
بھی پولیس کے نقش پا پر چلے۔ جس قدر
مقدمات منشی غلام حیدر خان نے پنڈ
دادن خان کی تحصیلداری کے زمانہ میں فیصل
کئے تھے۔ اُن کی فہرست طیار کی گئی۔ فریقین
سے اُن کے دیہات میں جا کر رشوت دینے نہ
دینے کی بابت پوچھا گیا۔ غرض کہ اس طرح بہت
سے مقدمات منشی صاحب کے برخلاف کھڑے
کئے گئے۔

بقیہ دیکھو صفحہ ۶
کالم ۲

شاگرد کا خط استاد کے نام *

جناب اوستاد صاحب بابو عمر دراز خان صاحب کلرک سی۔ آر۔ ای۔ آفس ڈیرہ اسمٰعیلخان

...... آپ کا کارڈ مسٹر ثناء اللہ کے نام کا آیا ہوا میرے دیکھنے میں بھی آیا۔ جس میں آپ نے میرا بھی حال دریافت فرمایا ہے جس پر میں آپ کی اس عنایت اور یادآوری کا مشکور ہوں۔ گو جناب نے مجھکو ایک عرصہ سے بالکل فراموش کر دیا ہے۔ یا مجھ کو اس قابل نہیں سمجھا کہ مجھ سے سلسلہ خط و کتابت کا رکھا جاوے۔ اگرچہ میں کیسا ہی ہوں۔ اور کسی خیال کا پابند ہوں۔ مگر میرا مذہب اور عقیدہ مجھ کو آپ کے خط کا جواب دینے سے ہرگز ہرگز مانع نہیں ہے۔ آپ نے جو مجھ کو پڑھانے میں مدد دی ہے۔ اس کا اعتراف اور شکریہ ہر وقت میں کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں اور ایسا ہی میں دل سے اس بات کا بھی خواہان و جویاں ہوں کہ جس طرح آپ نے میرے ساتھ نیکی کی ہے۔ اسی طرح اللہ تعالےٰ آپ کے ساتھ نیکی کر کے اپنے صادق اور راستباز بندہ کی پہچان عطا کرے۔ آمین۔

مسٹر ثناء اللہ کے نام جو خط آپ نے لکھا ہے اس میں مرتد ڈاکٹر عبدالحکیم خان کے مرتد ہونے اور خدا کے مسیح صادق سے ہی نہیں بلکہ افضل الرسل سیدنا و مولانا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین کرنے والے پر بہت خوشی کا اظہار کیا ہے اور خود بھی اس کی کتابیں خریدنے اور پڑھنے کا تذکرہ کیا ہے حالانکہ مرتد ڈاکٹر نے حضرت خدا کے مسیح صادق علیہ السلام سے ہی مخالفت اختیار کر کے گمراہی اختیار کی ہے بلکہ اس نے صاف طور پر لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ اور اور راستے بھی نجات پانے اور خدا تعالےٰ کے ملنے کے موجود ہیں اور یہ کہ کوئی ضروری نہیں۔ کہ ایک شخص پر ایمان نہ لانا نجات سے مانع ہو کیا خدا کی خدائی میں ایک آدمی ہی نجات کا ذریعہ ہے اور کوئی راہ نہیں ہے ایسا خیال کرنا مرتد مذکور کے نزدیک خدا کی خدائی کی توہین کرنا ہے چنانچہ جن الفاظ سے یہ مفہوم ہوتا ہے وہ اس کی کتاب ذکر الحکیم نمبر ۴ میں اس طرح ہیں کہ اتباع محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نجات کا سیدھا اور آسان راستہ ہے۔ مگر یہ نہیں کہ اس ہی ایک ذات کے تمام قوانین رحمت و مغفرت ایک ہی انسان کے تابع ہو گئے۔ خداوند عالم کی توہین اس سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتی ہے کہ اس کا ماننا اور اس کی عطا کردہ عقل اور فطرت کے مطابق اعمال صالح کرنا اور بدی سے بچنا موجب نجات نہیں تاوقتیکہ ایک انسان کو ساتھ نہ مانا جاوے۔

پھر ذکر الحکیم نمبر ۴ حاشیہ میں لکھتا ہے کہ اللہ تعالےٰ توحید و تزکیہ نفس کو ہی مدار نجات قرار دیتا ہے۔ نہ کہ محمد پر ایمان لانے کو یا مسیح پر اگر کہیں کہا ہو تو وہ آیت* بتلانی [illegible]

اب ان تمام عبارتوں کا نتیجہ یہ مطلب ہے بالکل ... کہ نہ تو قرآن کی ضرورت نہ کسی نبی کی ضرورت۔ نہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لا کر اعمال صالح بجا لانا موجب نجات ہے۔ کیونکہ مرتد ڈاکٹر نے صاف طور پر کہدیا ہے کہ ایسا کہنے میں خدا کی توہین ہے۔ کہ اس کی عطا کردہ عقل اور فطرت کے مطابق اعمال صالح کرنا اور بدی سے بچنا موجب نجات نہیں تاوقتیکہ ایک انسان کو ساتھ نہ مانا جاوے اور اسی پر بس نہیں کیا بلکہ یہ بھی کہدیا کہ توحید اور تزکیہ نفس ہی محض کافی ہے نہ کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور مسیح پر ایمان لانا۔ اب ایک موٹی سی عقل والا بھی غور کے بدون نتیجہ نکال سکتا ہے کہ یہ مرتد نہ صرف مرزا صاحب سے مرتد و منحرف ہوا ہے بلکہ دراصل یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور تمام انبیاء سے باغی ہے کیونکہ مرتد کو وہ باتیں سوجھیں جو کہ دھرم پال مرتد اور عماد الدین کو بھی نہ سوجھیں تھیں۔

مجھ کو اگر کچھ تعجب ہے۔ تو صرف یہ ہے کہ اس مرتد کی کتابیں دیکھنے سے تو آپ اس نتیجہ پر پہنچے۔ کہ گویا نعوذ باللہ حضرت اقدس جری اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام دھوکے باز ہیں۔ مگر یہ خیال نہ آیا کہ یہ مرتد کہتا کیا ہے۔ آیا اسلامی عقیدہ کے خلاف تو نہیں بتاتا۔ افسوس کہ آپ نے محض مرزا صاحب کے عناد کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور تمام انبیاء کی توہین آمیز کتابوں کو بڑے شوق و ذوق سے خریدا اور پڑھا اور لطف یہ کہ آپ مدعی تو اس بات کے ہیں کہ لا الٰہ الا اللہ اور رسول کافی ہے۔ عشق رسول کے دیوانوں کو بجز دیدار اور گفتار ان کے دوسرے کو کب خاطر میں لاتے ہیں۔ اور پھر ایسی تحریر خریدتے اور پڑھتے ہیں جس میں عشق رسول کے دیوانوں کو یہ راگ سنایا جاتا ہے کہ "خداوند عالم کی توہین اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگی۔ کہ اس کا ماننا اور اس کی عطا کردہ عقل اور فطرت کے مطابق اعمال صالح کرنا اور بدی سے بچنا موجب نجات نہیں۔ تاوقتیکہ ایک انسان کو ساتھ نہ مانا جاوے" اور ... ہیں کہ اللہ تعالےٰ محض توحید و تزکیہ نفس کو ہی مدار نجات قرار دیتا ہے نہ کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر ایمان لانے کو یا مسیح پر۔ آپ خود ہی اپنا منہ گریبان میں ڈال کر غور کریں اور سوچیں کہ اس مرتد کے عقیدہ کے موجب آپ گمراہی کے اندھے کنوئیں میں پڑے ڈبکیاں لے رہے ہیں کہ نہیں؟ اور کیا خدا کی توہین کر رہے ہیں کہ نہیں؟

آپ یقیناً آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اتباع کے بغیر نجات محال خیال فرماتے ہوں گے۔ جیسا کہ آپ کی تحریروں اور تقریروں سے ظاہر ہوتا رہا ہے۔ مگر عبدالحکیم صاحب کا عقیدہ آپ کے عقیدہ کے سراسر خلاف ہے۔ پھر جس صورت میں آپ کا اور اس کا عقیدہ بہت کچھ اختلاف رکھتا ہے تو اس کی تحریر پر آپ کا خوشی منانا سخت درجہ پر خسران میں مبتلا ہونا نہیں ہے۔ تو اور کیا ہے۔ اور اگر فی الحقیقت مرزا صاحب کے عناد کی وجہ سے آپ کی ایسی ہی حالت ہوگئی ہے۔ کہ آپ بھی مثل مرتد مذکور کے عقل پرست ہو گئے ہیں تو اگرچہ یہ ممکن ہے کہ کسی دن ہی آپ بھی اعلانیہ یہ اشتہار دیں گے کہ محض تزکیہ نفس کافی ہے۔ اور تمام انبیاء محض بے سود آتے رہے۔ کیونکہ جس صورت میں بقول مرتد ڈاکٹر کے خدا کی عطا کردہ عقل اور فطرت نجات کے لئے کافی ہے۔ تو انبیاء کا وجود اور کتب سماوی کا ماننا نہ ماننا برابر ہے اور ایسا عقیدہ آپ کے دوست برہمو ہی رکھتے ہیں جن کے ساتھ کچھ عرصہ تک آپ کی ہاں سے ہاں ملتی رہی ہے۔ اور ان دنوں میں یہ شعر جناب کے وردزبان رہا کرتا تھا۔ کہ

مباش در پے آزار و ہرچہ خواہی کن ✦ کہ در طریقت ما جز این گناہے نیست۔

رہا۔ مرزا صاحب کو آپ کا دھوکے باز بیان کرنا۔ تو یہ کوئی تعجب کی بات نہیں۔ ایسا ہوتا رہا ہے۔ کیا آپ ثابت کر سکتے ہیں۔ کہ موسیٰ کے وقت کے۔ داؤد کے وقت کے۔ یونس کے وقت۔ نوح کے وقت۔ شعیب کے وقت کے اور لوط کے وقت۔ اور حضرت مسیح کے وقت اور بالآخر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت کے انسان اور آج کل کے انسان ساخت کے لحاظ سے ان کی بناوٹ اور ان کی بناوٹ میں جو مرزا صاحب کو دھوکے باز کہتے ہیں کچھ فرق ہے اور تھا؟ یا ایک نسل کے یہ تمام بیٹے تھے اور ہیں۔ غرض کہ مرزا صاحب کو آپ کا یا کسی اور دنیا کے پرستار کا دھوکے باز کہنا کوئی نئی بات نہیں۔ ایسا ہوتا آیا ہے اور مخالف اور مرتد کہتے آئے ہیں۔ جس کی وجہ صرف یہ ہے کہ

کہ چشم حق شناس و نور عرفانش نہ بخشیدند
نہادی نام کافر لاجرم عشاق ملت را

ہر ایک مسلمان معمولی طور پر بھی ڈاکٹر مرتد کی کتابیں دیکھ کر اس کی حالت کا اندازہ کر سکتا ہے اور اس پر یہ بات بخوبی روشن ہو سکتی ہے۔ کہ دراصل یہ شخص صرف مرزا صاحب سے ہی باغی نہیں بلکہ جملہ انبیاء علیہم السلام اس کے عقیدہ کے بموجب لوگوں کو گمراہی میں ڈالنے کے لئے تشریف لائے۔ مجھ کو یہ جرأت نہیں ہو سکتی کہ آپ سے کہوں کہ ایسے بدعقیدہ والے شخص کی کتابیں خرید کر اور پڑھ کر کیوں

---

* ڈیرہ اسمٰعیلخان میں جو صاحب الحکم کے خریدار ہیں ان سے یہ التماس ہے کہ وہ نمبر ضرور اس خط والے اخبار کو بابو عمر دراز خان صاحب کلرک دفتر بارک ماسٹری جو غالباً بازار میں رہتے ہیں دکھلا دیں نہایت مہربانی ہوگی۔ منہ۔

* یا ایّھا الذین آمنوا ھل ادلکم علیٰ تجارۃ تنجیکم من عذاب الیم تؤمنون باللہ و رسولہ کے کیا معنے ہیں تعجب کہ باوجود مفسر ہونے کے قرآن سے اسقدر بے علمی۔ منہ

آپ ... دقت مجبوراً ... کیونکہ جہاں ... معاملہ ہو۔ مگر ... مصلحت سمجھتا ہوں۔ کہ آپ نے اس مرتد ڈاکٹر کی کتابیں تو خرید اور پڑھ کر یہ نتیجہ نکالا کہ میرزا نعوذ باللہ دہوکے باز ہیں۔ کیا اچھا ہوتا۔ کہ آپ دہرمپال مرتد اور پادری عماد الدین کی کتابیں ترک اسلام اور تہذیب الاسلام نیز ہدایت المسلمین وغیرہ۔ بہی خرید کر پڑھتے تاکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت بھی آپ کو رائے پاس کرنے کا موقعہ مل جاتا اگر آپ کے ذہن سے یہ بات پہلے اوتر گئی ہو۔ تو اب ایسا ضرور کریں۔ تاکہ کہیں گمراہی میں نہ رہیں۔

۴۔ اس کے بعد آپ نے اس کارڈ میں میرزا صاحب قبلہ کے بعض الہام کا ذکر کر کے فرمایا ہے۔ کہ آپ کو ہنسی آتی ہے۔ کیوں نہ ہو اگر آپ جیسے بزرگ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں ہوتے۔ تو کیا وہ اس وقت کم ہنستے جس وقت کہ عبد اللہ ابن ابی سرح کاتب الوحی مرتد ہوا تھا میرے خیال میں تو آپ اسوقت بے اختیار ہو کر قہقہ لگا کر وہاں سے بہاگتے اور کبھی بھول کر اسلام کا نام نہ لیتے۔ ایسے مسیح یا کسی اور نبی کے وقت ہوتے تو ایسے مرتد ہونے والے لوگوں نامرادوں کو دیکھ کر ہنستے ہنستے بُرا حال کر لیتے یا جناب کے پیٹ میں درد ہونے لگتا اور بل پڑ جاتے۔

۵۔ پھر آپ نے میرزا صاحب کی نسبت محض غلط اور قطعاً بے بنیاد یہ افترا کیا ہے کہ نعوذ باللہ گویا حضرت تقدس مآب میرزا صاحب نے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مساوات کا دم مارا ہے حالانکہ میرزا صاحب نے نہ تو کبھی ایسا دعوے کیا اور نہ آپ نے اُن کی کوئی ایسی تحریر پڑہی ہوگی۔ کہ جس کا مفہوم اور منشا یہ ہو۔ ؎

کہ۔ پنجہ با پنجہ خدا دارم
من چہ پروائے مصطفےٰ دارم

یہاں کہیں ذکر کیا تو یہی ذکر کیا۔ کہ مجھکو جو کچھہ ملا ہے وہ محض باطاعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ملا اور اس کا بڑا ثبوت یہ دیا ہے۔ کہ میرزا صاحب کو بارہا یہ الہام ہوا ہے۔ کہ صل علی محمد و آل محمد جس کا منشا یہی ظاہر کیا ہے کہ جو کچھہ الہام کالا ... مہدی و مسیح موعود وغیرہ کے مراتب ملے وہ محض باطاعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ اس لئے لازم ہے۔ کہ اس حقیقی سرچشمہ کے جلال کی ترقی کے لئے بہی ہر وقت دُعا گو رہنا چاہیئے۔ اب ایک موٹی عقل والا بہی سمجھہ سکتا ہے۔ کہ کیا ایسا شخص جس کا مذہب یہ ہے۔ وہ مساوات کا مدعی ہے۔ ہرگز ہرگز نہیں خوب غور کریں کہ وہ شخص ہرگز ہرگز مساوات کا مدعی نہیں ہو سکتا۔ جو کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عشق میں ایسا محو ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے یوں کہتا ہے۔ ؎

یا نبی اللہ توئی خورشید رہ ہائے ہُدا
بے تو نارد رو براہی عارف پرہیزگار
یا نبی اللہ لب تو چشمہ جان پرور است
یا نبی اللہ توئی در راہ حق آموزگار
زندہ آن شخصیکہ نوشد جرعہ از چشمہ ات
زیرک آں مرد یکہ کرد است اتباع ات اختیار
عارفان را منتہائی علم و رخت
صادقان را منتہائے صدق بر شفقت قرار
بے تو ہرگز دولت عرفان نمی یابد کسے
گرچہ میرد در ریاضت ہائے تجہد بیشمار
کمیہ باعمال خود بے عشق رویت ابلہ ست
غافل از رویت نہ بیند روئے نیکی زینہار
دردمی پیدا شود نورے ز عشق روئے تو
کان نہ باشد سالکان را حاصل اندر روزگار
یا نبی اللہ فدائے ہر سر مُوئے توام
وقف راہے توکنم گر جان دہندم صد ہزار
ہر کسے اندر نماز خود دعائے مے کند
من دُعا ہائے بر و بار ے تو ای باغ بہار

اور پہر ایک جگہ فرماتے ہیں۔ ؎

ما از و یابیم ہر نور و کمال
وصل دلدار ازل بے او محال

یعنے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تابعداری ہی کے ذریعہ ہر ایک نور اور کمال میسر آسکتا ہے۔ اور اصل بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بہی بغیر آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کے اور غلامی کے اپنا چہرہ نہیں دکہلاتا۔ چنانچہ میرزا صاحب کا ایک یہ بہی الہام ہے۔ ؎

برتر گمان و وہم سے احمد کی شان ہے
جس کا غلام دیکھو مسیح الزمان ہے

۶۔ پہر آپ نے تحریر فرمایا ہے۔ کہ ... میرا ... ہی کافی ہے۔ ایسے ایسے بہت سے آئے اور چلے گئے۔ عشق رسول کے دیوانوں کو بجز دیدار اور محبت ان کی دوسرے کو کب خاطر میں لاتے ہیں۔ میاں حاکم بالا سے جو کچھہ ہے اس کو چپراسیوں سے کیا سروکار۔ پس اللہ اور رسول کافی ہے۔ جو ذرا بھی تجاوز کیا پہر اس کا عشق کامل نہیں۔ خوب! بہت اچہا بے ادبی معاف! استاد کو شاگرد سکہے تو کیا لکہے۔ بقول شخصیکہ۔ ؎

چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی

اب سوال ہے تو یہ ہے۔ کہ کیا آپ نے صرف صرف اللہ و رسول پر ہی اکتفا کیا ہے یا اللہ و رسول کی رضا مندی کی خاطر ان کے جان نثاروں کی محبت کا بھی دم مارا ہے؟ کیونکہ ہمنے آپ کی سیرت اور لائف میں ایک دہ بھی وقت ملاحظہ کیا ہے۔ جبکہ ہر وقت جناب کے ورد زبان خواجہ خواجہ ہی رہا کرتا تہا یعنے ہر وقت جناب تقدس مآب خواجہ معین الدین چشتی علیہ الرحمتہ کے ذکر خیر سے رطب اللسان رہا کرتے تھے۔ ایسا ہی جناب پیران پیر شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے ذکر اذکار سے بھی کافی دلچسپی رکہا کرتے تھے۔ ایسے ہی جناب مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی علیہ الرحمتہ سے بھی کافی محبت کا اظہار فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ مجہہ کو ایک دفعہ ان کی سوانحعمری بھی پڑھنے کے لئے عنایت کر کے اس کے مطالعہ کے لئے سخت تاکید کی تہی۔ ایسا ہی ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ پر تو ایسے فدا تھے۔ کہ ہر وقت یہ زبان زد رہا کرتا تہا۔ کہ

بندہ پروردگارم اُمت احمد نبیؐ
دوستدار چار یارم تابع اولاد علی
مذہب حنیفہ دارم ملت حضرت خلیل
خاک پائے غوث الاعظم زیر سایہ ہر ولی

گو یہ ممکن ہے۔ کہ اب آپ کو زیر سایہ ہر ولی والے فقرہ سے انکار و فرار ہو گیا ہو اس لئے مذکورہ بالا بزرگوں کی محبت کو عشق کامل رسول کے منافی خیال کیا ہوگا اور ایسا ہونا بھی چاہیئے تہا۔ کیونکہ اولیاء اللہ لڑی کے موتیوں کی طرح ہوتے ہیں۔ جب ایک کا انکار ہوا تو دوسرے سے لازماً وحتماً انکار و فرار ہونا کچھہ بہی مشکل نہیں۔ پس جس صورت میں میرزا صاحب باوجودیکہ ان کی صداقت کے نشان شمس النہار کی طرح چمک رہے ہیں۔ مگر آپ ہیں کہ ایک مرتد کے ارتداد سے ایسا نالائق نتیجہ نکالتے ہیں کہ گویا نعوذ باللہ اس مرتد کا ارتداد میرزا صاحب کے جہوٹے اور دہوکے باز ہونے کی دلیل ہے۔ اس لئے تو آپ نے یہ فقرہ تحریر فرمایا جس کا خود پہلے اقرار تہا۔ ہم آپ سے دریافت کرتے ہیں کہ اگر مذکورہ بالا بزرگوں پر اور حضرت مسیح موعود پر ایمان عشق کامل خدا و رسول کے منافی ہے۔ تو آپ نے پہلے جو اُن پر یعنے حضرت مسیح موعود کے علاوہ مذکورہ بالا بزرگوں پر ایمان لاکر اپنا وقت ان کے ذکر اذکار میں برباد کیا ہے۔ اس کی تلافی کیسے ہوگی؟ کیونکہ آپ کا اقرار ہے۔ کہ پس اللہ و رسول کافی ہے۔ جو ذرا بہی تجاوز کیا پہر اس کا عشق کامل نہیں۔ الخ

جو کچھہ مطلب ہے بالکل صاف ہے لیکن مشکل تو یہ ہے۔ کہ ایک جگہ تو آپ نے کچھہ لکہا اور دوسری جگہ کچھہ۔ اس پر غور فرماوین کہ مسٹر ثناء اللہ کو یہاں پہ تو یہی وصیت کی ہے۔ پس اللہ و رسول کافی ہے۔ جو ذرا بھی تجاوز کیا۔ تو پہر اس کا عشق کامل نہیں عشق رسول کے دیوانوں کو بجز دیدار اور محبت ان کے لئے دوسروں کو کب خاطر میں لاتے ہیں اور دوسری جگہ ہدایت فرماتے ہیں۔ کہ خوب تصوف کی کتابیں مطالعہ میں رکھو۔ دل میں حرارت پیدا کرو اور کسی کامل بزرگ کے دست بیعت ہو جاؤ حالانکہ اس سے پہلے فرما چکے ہو کہ یہ میرزا صاحب اور اس کے مرید تم اس کے مرید بنو یا نہ بنو۔ نجات نصیب نہیں۔ جب تک اپنی حقیقت تام سے خبر نہیں۔ مولانا کوچۂ جاناں کی سیر کرو۔ اس کے علاوہ میرزا صاحب کی تردید بیعت میں یہ بہی فرمایا کہ ایسے ایسے بہت سے آئے اور چلے گئے میں ان متضاد باتوں کو پڑھ کر سخت حیران ہوں اور مجہہ کو عبرت حاصل ہوتی ہے۔ کہ اولیاء الرحمان کی عداوت کی کا یہ پہل ہے کہ ایک ننہے سے کارڈ میں اس قدر ایک دوسرے سے اختلاف کہانے والی باتوں کا ذکر کیا ہے۔ میں اپنے طور پر عرض کرتا ہوں۔ کہ جب آپ کا مشرب یہ ہے۔ کہ اللہ و رسول کافی ہے۔ جو ذرا بہی تجاوز کیا تو پہر اس کا عشق کامل نہیں۔ تو پہر ثناء اللہ بیچارہ کو کیوں کسی کامل یا ناقص بزرگ کی بیعت کرنے کے لئے مجبور کرتے ہو کیونکہ یہ بات تو بدیہی ہے۔ کہ ثناء اللہ بہی عشق رسول کا دیوانہ ہے۔ اس لئے

مختصر نوٹ

معزز ہمعصر ہندوستان رقمطراز ہے کہ سرحدی واقعات قتل مٹانے کے لئے ایک لائق اخبار نے تجویز پیش کی ہے کہ پشاور میں خالص اسلامی کالج کھولا جاوے اور وہاں کے پٹھانوں کو بذریعہ صحیح تعلیم اسلام راہ راست پر لایا جاوے کہ انگریزوں پر جہاد کرنا اور ان کو موقع پاکر قتل کرنا بہشت میں داخلہ کا پروانہ نہیں ہے۔

اس تجویز پر ہمعصر مذکور کی ذاتی رائے یہ ہے کہ تدبیر تو معقول ہے مگر سوال یہ ہے کہ ! لوگ رضامند ہونگے کہ وہ پشاور میں تعلیم حاصل کرنے کی اجازت اپنے حلقہ اثر میں آئے ہوئے پٹھانوں کو دیں "

اصل بات یہ ہے کہ فی الحقیقت اس امر کی بہت بڑی ضرورت ہے کہ ان جاہل ملاؤں کے سر سے جہادی سپرٹ کا فضول خیال دور کیا جاوے۔ اور یہ خیال دہشتناک واقعات بتاتے ہیں اس وقت تک دور نہیں ہو سکتا جب تک سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تعلیم عام طور پر نہ پہیلے۔ کیونکہ ایک احمدی کیلئے یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ کوئی خونی مہدی آنے والا نہیں اور اب جہاد کا فتویٰ فضول ہے۔ کیونکہ آنے والا امام آچکا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے جو رسالہ جہاد پر لکہا تھا اسکی بہت سی کاپیاں سرحد پر تقسیم کی گئی تھیں جس میں جہاد کی حرمت پر بہت بڑی بحث کی ہے اور ایسا ہی جہاد کی مخالفت کا فتویٰ بھی شائع کیا تہا۔ گورنمنٹ کو جو سکول کھولنے کی رائے دی جاتی ہے اس سے بہت ہی کم خرچ میں یہ کتابیں شائع ہو سکتی ہیں اگر گورنمنٹ انکا پشتو میں ترجمہ کراکر اپنے خرچ پر شائع کرے تو یقیناً بہت بڑا فائدہ ان لوگوں کو پہونچ سکتا ہے اسمیں شک نہیں کہ وہ لوگ سنگدل ہیں لیکن انمیں سلیم الفطرت بہی ہیں اور جب ایک امر حق ان کی سمجھ میں آجاوے پھر وہ اس پر پورا عمل کرتے ہیں۔ پس اس تجویز سے فائدہ اٹھانا چاہئے۔ میرا خیال ہے کہ اس رنگ میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کی صداقت اور بہی کہلے گی۔

ضرورت دعا

ہمارے سلسلہ کے مشہور و معروف اور مخلص ڈاکٹر محمد اسمٰعیل خان صاحب دہلی اور انکے اہل و عیال موسمی بخار میں مبتلا ہیں۔ ناظرین انکیلئے دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ اپنے فضل و کرم سے ڈاکٹر صاحب اور انکے متعلقین کو صحت کامل عطا فرمائے۔

اخبار وطن کی تنگ ظرفی

نادان آدمی جب حجت کے نیچے آجاتا ہے اور اسے کوئی مفر نہیں ملتا تو وہ اپنے فریق مخالف کو گالیاں دینے پر اتر آتا ہے اور کہسیانی بلی کہمبا نوچے کا مصداق ہو جاتا ہے۔

وطن کے ایڈیٹر مولوی انشاء اللہ خان کو جب کفر فروشی کے الزام کا جواب نہ آیا اور انسانیت نے اسے توبہ کرنے سے روک رکہا تو اور تو کچھ بن نہیں پڑا گالیاں دینے پر اتر آیا۔ میں نے اس سلسلہ مضامین کو شروع کرتے ہی کہدیا تھا کہ پیسہ اخبار اور کرزن گزٹ کے مقابلہ میں عاجز آکر جو گالیاں اسنے دی تہیں وہ میں پڑہ چکا ہوں اور یقیناً یہی سلوک میرے ساتھ بہی ہونے والا تہا تاہم حق گوئی کے مقابلہ میں میں ان گالیوں کی قطعاً پروا نہیں کرونگا اسلئے انشاء اللہ خان کی گالیاں میرے قلم کو روک نہ سکیں گی اور میں یہ دعوی سے کہتا ہوں کہ میرے لگائے ہوئے الزامات کا جواب انشاء اللہ خان کے پاس نہیں ہے اور آیندہ اس سلسلہ میں جو امور میں پیش کرونگا ان کا جواب بہی اس سے بن نہ آئیگا۔

ایڈیٹر وطن نے اب اپنی مخلصی اس امر میں دیکھی کہ وہ قادیان کے اخباروں سے تبادلہ بند کردے۔ ایک موقع پر جب اخبار وکیل کے ساتھ انشاء اللہ خان کی بحث چہڑی تہی۔ اور وکیل نے تبادلہ بند کیا تہا اسوقت خود بدولت نے بڑی تعلی کٹی سنائی تہیں۔ میں ان فقرات کو کسی آیندہ اشاعت میں یاد دلاؤنگا۔ وطن کا پڑہ لینا یا مل جانا کوئی ایسی بات تو نہیں ہے جو کسی صورت میں میسر نہ ہو سکتی۔ لیکن اس کارروائی سے وطن کے عالی ہمت ایڈیٹر نے ثابت کردیا کہ وہ کس خیال اور پایہ کا انسان ہے۔ وطن کی اسی حرکت کو میں ایڈیٹران اخبار کے نوٹس کے لئے پیش کرتا ہوں۔ اور انہیں ایک تازہ سرٹیفکٹ سنانا چاہتا ہوں جو معزز و مقتدر ہمعصر پیسہ اخبار نے دیا ہے۔ وطن کی ۲۶ اکتوبر کی اشاعت میں جو لیڈر نکلا ہے اس کے ایک حصہ کا جواب تو وہ میگزین کے نومبر کے نمبر میں پڑہیگا۔ اور ایک حصہ کا جواب الحکم کی اگلی اشاعت میں ملیگا [illegible] وطن مطمئن رہے کہ اسکی قوم کی بہاری [illegible] کا راز مخفی اب کہل کر رہے گا۔ والتقیاء العزائم [illegible]

میں یہ بہی جانتا ہوں اور وطن کے ایڈیٹر کی اس فطرت [illegible] [illegible]

[illegible]

لیکن وطن کو اپنی حمیت اور غیرت کا لفت نظر آجائے گا اور اسی دفتر میں نظر آئے گا جہاں وہ ایڈیٹر الحکم کی گفتگو کا اشارہ کرتا ہے۔ اسے معلوم ہو جائیگا کہ وہ کس غیرت اور منہ سے اس دفتر گیا اور کیوں گیا؟ اور اسکے ساتھ اسکے تعلقات کیسے تہے؟ ان امور پر اگلی اشاعت میں پوری روشنی ڈالونگا۔ انشاء اللہ خان اسکے پڑہنے کے لئے اپنی حمیت کو لے کر طیار رہیں۔

عرفانی

[illegible]

ایمان کہیں گیا ایمان تو سب کچھ ہے

ہم دیکھ رہے ہیں کہ ہمعصر وطن لاہور اور الحکم قادیان میں ایک بحث کا سلسلہ چہڑا ہوا ہے۔ ہمنے اسپر اسوقت تک کوئی نوٹ اسوجہ سے نہیں لیا کہ یہ آپس ہی میں نپٹ جائے تو بہتر ہے۔ اب ہم دیکھتے ہیں کہ زیادہ طول کہنچا جاتا ہے۔ اسواسطے ہمارا فرض ہے کہ اسپر اپنی رائے دونوں معزز ہمعصروں کے سامنے پیش کر کے آیندہ اس سلسلہ کو بند کردینے کی درخواست کریں۔

وطن اسلامی دنیا میں نامور اخبار ہے۔ اسی طرح الحکم احمدیہ فرقہ میں آپ ہی اپنا نظیر ہے۔ ۲۴۔ اکتوبر کے الحکم نے سرولیم میور کی تصانیف کے متعلق جو وطن کے ہاں فروخت ہو رہی ہیں تنقیدی نظر ڈالی ہے۔ اور چند علماء کی مواہیر کے ساتھ ایک فتویٰ شائع کیا ہے وہ ضرور ہمیں یہ کہنے پر مجبور کرتا ہے کہ اب وطن کے لائق ایڈیٹر مولوی انشاء اللہ خان صاحب کو مان لینا چاہئے۔ کیونکہ اوّل تو میور صاحب کی وہ تصانیف جو اسلام پر حملہ کرنے والی ہیں شائع کرنا ٹھیک نتہا۔ دوسرے جس کتاب کی اصل قیمت ؎ ہو اور اسکی ۳؎ ظاہر کر کے رعایتی ؎ مقرر کرنا یہ بھی وطن جیسے مقتدر اخبار کی شان کے خلاف تہا۔ سر ولیم میور کی "لائف آف محمدؐ" وہ کتاب ہے کہ جسکا جواب سرسید احمد خانصاحب نے بھی خطبات احمدیہ کے نام سے اردو و انگریزی میں لکہا تہا۔ رسالہ شمس العلوم مرادآباد کے ٹائیٹل پیج پر اے۔ ایم زمان برادرس کیطرف سے مذکورہ بالا کتاب کا اشتہار چہپتا رہا ہے جسکی قیمت بلا رعایت مع نفع کے ؏ درج ہے۔ پہر دفتر وطن کی رعایتی قیمت ؏ کسطرح ٹہیک ہو سکتی ہے ہمیں اس سے مسرت ہوئی کہ دیندار منیجر اے۔ ایم زمان برادرس نے ہماری زبانی تحریک پر اسبات کا وعدہ کر لیا ہے کہ آیندہ نمبر سے ایسی کتب کے اشتہارات قطعی نکال دینگے [illegible] جو ہر دلعزیزی حاصل کی ہے اب وہ اس بحث کو زیادہ پہیلانے سے ضرور کم ہو جائیگی [illegible] ایک بار فتح اسلامی [illegible] ما علینا الا البلاغ

ایک بے نظیر خط جو آپکے پڑھنے کے قابل ہے

اس سے پہلے آپ مفرح عنبری کی نسبت بارہا ہندوستان بھر کے معزز ین طبقہ کی رائے ملاحظہ فرما چکے ہیں
جن میں بڑے بڑے جلیل القدر حکام معزز عہدہ داران جاگیرداران تاجران حکمائے یونانی و ڈاکٹران
شامل ہیں جن سے بہتر شہادت کسی چیز کے حسن و قبح کی دریافت کیلئے تلاش کرنا لاحاصل ہے

لیکن ذیل کا عجیب خط جس میں الٰہی شہادت موجود ہے اپنی نوع کا نرالا اور شاید دنیا میں پہلا خط
اور کسی کی دوائی کی نسبت پہلی شہادت ہے جو میرے مولا کریم کے رحم و فضل سے مجھ ناچیز کو حاصل ہوئی ہے

اور وہ یہ ہے

مخدومی جناب بابو غلام رسول صاحب احمدی اسٹیشن ماسٹر (جو سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ایک ملہم بھائی ہیں) برادرم حکیم محمد حسین صاحب قریشی سلمہ اللہ تعالیٰ - السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ - میں ایک مدت سے آپ کے اشتہار اخبار الحکم میں دیکھ رہا ہوں - مگر چونکہ اشتہاری دوائیوں سے مجھے نفرت ہے اس واسطے میں ہمیشہ اس کو بھی بنظر حقارت دیکھتا رہا - لیکن آج بوقت دوپہر جبکہ میں قیلولہ کر رہا تھا مجھے اس کے خریدنے کے لئے اپنے مولا کریم کی طرف سے اشارہ ہوا - کہ یہ دوائی قوت باہ اور قوت جسم کے لئے مفید ہے - اس سے پہلے تو میں اس کی قیمت سے بھی ڈرتا تھا - مگر اب جبکہ مولا کریم نے اس کی نسبت اشارہ فرمایا تو ضرور اس کا استعمال کرنا چاہیئے - لہٰذا عرض ہے کہ ... آپ تین ڈبیہ بذریعہ وی پی پارسل ارسال فرماویں ٭

دوسرا خط جو بعد میں آیا

مخدومی حکیم صاحب - السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ - میں نے آپکے اشتہارات (مفرح عنبری) کی اشاعت حتی الوسع کی - یہاں تک کہ تحصیلدار صاحب ہنگو کو بھی وہ اشتہار دکھایا ... آپکی دوائی کی تعریف بھی کی گئی - اور یہ بھی کہا گیا کہ اس دوائی کے متعلق مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اشارات ہو چکے ہیں اور تب سے مجھے یقین کامل ہو گیا ہے وغیرہ وغیرہ لہٰذا ... ڈبیہ مفرح عنبری بذریعہ وی پی پارسل بھیج دیں - آپ کا تابعدار غلام رسول

المشتہر

حکیم محمد حسین قریشی موجد مفرح عنبری مفرح دوا کا شا جوبلی کابلی مل لاہور

... کے اہتمام سے چھپ کر شائع ہوا

کی تحصیل کھاریاں میں تبدیل ہو گئے۔ اور اپنا کام نیک نامی کے ساتھ بے غل وغش کرتے رہے۔ مگر قریباً ایک سال کے بعد بدقسمتی سے وہ پھر ضلع جہلم میں تبدیل ہو آئے اور بجائے حضور تحصیل کے تحصیل پنڈ دادن خان میں تعینات کئے گئے۔ اس وقت تک مسٹر ایگنیو صاحب ہی ڈپٹی کمشنر تھے۔ پنڈ دادن خان میں تعینات ہونے سے چند روز پیشتر مہتہ بھیم سین صاحب نے صاحب ممدوح کی خدمت میں حاضر ہو کر منشی صاحب کے برخلاف وہ زہر اُگلا کہ صاحب موصوف حیران ہو گئے۔ اس نے صاحب بہادر سے کہا کہ منشی غلام حیدر خان بڑا بدچلن مرتشی اور متعصب مسلمان ہے لیکن چونکہ صاحب بہادر منشی صاحب کو خوب جانتے تھے اور جس حسن انتظام سے اُنھوں نے صاحب موصوف کے ماتحت دو سال تک تحصیل جہلم میں تحصیلداری کی تھی۔ اس کا حال اُن پر آئینہ تھا۔ اس لئے مسٹر ایگنیو کے دل پر مہتہ بھیم سین کی شکایت کا کچھ اثر نہ ہوا۔ مگر مہتہ صاحب آتش عداوت میں بھُن رہے تھے اور انتقام کا کوئی موقع تاک رہے تھے۔ پس جب صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر پر اُن کی چالاکی کا جادو نہ چلا۔ تو اُنھوں نے تحصیل پنڈ دادن خان کے سب ڈویژنل افسر مسٹر بانڈ صاحب وحال ڈپٹی کمشنر کانگڑہ سے رجوع کی۔

اس موقع پر مہتہ بھیم سین صاحب کی نسبت یہ ظاہر کر دینا ضروری ہے کہ وہ تحصیل پنڈ دادن خان کے باشندے ہیں اور تحصیل مذکور میں بڑی املاک وجایداد رکھتے ہیں۔ اُن کی رشتہ داریاں سارے ضلع جہلم میں ہیں اور خاص تحصیل پنڈ دادن خان میں مہتہ صاحب کی ہمقوم آبادی کا ایک جزو اعظم ہیں۔ ان سب پر طرہ یہ کہ مہتہ صاحب اپنی ۳۲ سالہ ملازمت میں سے ۲۶ سال ضلع جہلم ہی میں رہے ہیں اور منشی غلام حیدر صاحب کی تعیناتی سے اُن دنوں وہ پنڈ دادنخان ہی میں انسپکٹر تھے۔ جس سے روز روشن کی طرح ظاہر ہے کہ اُن کا رسوخ تحصیل پنڈ دادن خان میں کس حد تک ہو گا۔ پس غلام حیدر خان صاحب کا پنڈ دادن خان میں تبدیل ہو کر آنا ہی اُن کے مجسم رشوت ستاں ظاہر کئے جانے کے لئے کافی تھا۔

مہتہ صاحب نے منشی صاحب کے تشریف لانے سے پیشتر ہی مسٹر بانڈ صاحب کے کان اُن کی طرف سے بھرنے شروع کر دیئے اور اُنہیں یہ کہکر منشی صاحب سے بدظن کر دیا کہ غلام حیدر بڑا بدچلن رشوت ستاں اور متعصب مسلمان ہے۔ مسٹر بانڈ منشی صاحب کو پہلے سے نہ جانتے تھے۔ ورنہ وہ بھی ایگنیو صاحب کی طرح مہتہ صاحب کے بیان کو سرزہ سرائی سے زیادہ وقعت نہ دیتے۔ لیکن منشی صاحب سے ناواقف ہونے کا یہ نتیجہ ہوا کہ بانڈ صاحب نے مہتہ صاحب کی رام کہانی کو سچا باور کر کے صاحب کمشنر بہادر راولپنڈی سے زبانی شکایت کی۔ اُس موقع پر کمشنر صاحب نے اس شکایت پر کوئی نوٹس نہ لیا۔ لیکن چونکہ خدا کو یہ منظور تھا کہ منشی غلام حیدر خان ایک سال معطل رہکر ملک بھر میں رسوا ہوں اور بجائے اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنری پر ترقی پانے کے معرض تعطل میں رہیں اور وہ اُن کے احباب و متعلقین اتنے عرصہ تک لخت دل کھائیں اور خون جگر پئیں۔ پس اسکے اسباب ظاہر یہ پیش آئے کہ اُنہی دنوں مسٹر ایگنیو صاحب رخصت پر تشریف لیگئے اور مسٹر کانلے صاحب ضلع جہلم کے ڈپٹی کمشنر مقرر ہو کر آئے۔ قریباً ۸ ماہ تک منشی صاحب مسٹر کانلے صاحب کے زمانہ میں بھی پنڈ دادن خان کے تحصیلدار رہے۔ اس عرصہ میں صاحب موصوف منشی صاحب کے کام اور انتظام سے بہت خوش رہے۔ چنانچہ ۱۵ مارچ ۱۹۰۵ء کو صاحب موصوف نے منشی صاحب کے اعمالنامہ میں نہایت تعریفی الفاظ درج فرمائے اور ساتھ ہی یہ بھی لکھا کہ مہتہ بھیم سین انسپکٹر منشی غلام حیدر خان سے سخت دشمنی رکھتا ہے۔

۱۵ مارچ ۱۹۰۵ء کو مسٹر کانلے صاحب نے ایسا اعلیٰ سرٹیفکیٹ دیا اور ۲۰ مارچ ۱۹۰۵ء کو منشی غلام حیدر پنڈ دادن خان سے تبدیل تحصیل پھالیہ ضلع گجرات میں چلے گئے۔ انکے تبدیل ہونے کے بعد مسٹر بانڈ صاحب بھی ضلع جہلم سے تبدیل ہو گئے اور اُن کی بجائے مسٹر رڈکن صاحب اسسٹنٹ کمشنر سب ڈویژنل افسر ہو کر پنڈ دادنخان میں تشریف لائے۔ مہتہ بھیم سین صاحب منصوبہ بازی اور منشی صاحب کی تخریب کے برابر درپے رہے۔ اُن کے سلسلے بوجہ راج کی موقوفی کے علاوہ منشی صاحب نے دوران تحصیلداری پنڈ دادن خاں میں مہتہ صاحب کے ایک ذاتی مقدمہ مال میں مہتہ صاحب کے برخلاف فیصلہ دیا تھا۔ علاوہ بریں اُنھوں نے یہ حکم جاری کرا دیا تھا کہ [illegible] سرکار میں راجہ یا سردار [illegible] نہ کیا جائے۔ جب تک کہ اُسے گورنمنٹ کیطرف سے خطاب راجگی یا سرداری نہ ملے۔ منشی صاحب کی اس کارروائی نے تحصیل پنڈ دادن خان کے علاقہ کے کل ہندو مسلمانوں کو منشی صاحب کے برخلاف کر دیا تھا۔ اُس تحصیل میں ہر شخص اپنے آپ کو راجہ یا سردار کہلواتا تھا اور اہلکاران تحصیل اِن دونوں خطابات کو ہر اہل و نا اہل کے نام کے ساتھ لگا دیتے تھے۔ ہری سنگھ ساہوکار ساکن تحصیل پنڈ دادن خان کا ایک نہایت دولتمند شخص ہے۔ منشی صاحب کی نوازش سے اُس کا فرضی خطاب سرداری جاتا رہا۔ علاوہ بریں منشی صاحب نے ساہوکار مذکور پر بجائے ۲۲۰ کے ۵۲۰ روپیہ ٹیکس لگا دیا۔ مہتہ بھیم سین صاحب تو پہلے ہی سے منشی صاحب کے برخلاف اُدھار کھائے ہوئے تھے۔ اب ہری سنگھ صاحب بھی اُن کے طرفدار ہو گئے۔ ہری سنگھ کی ملکیت قریباً ستر دیہات تحصیل پنڈ دادن خان میں ہیں اور مختلف مقامات میں اُس کے بندرہ کارخانے ہیں۔ اُس کا مہتہ بھیم سین سے ہمخیال ہونا گویا تسمند ناز کو تازیانہ لگنا تھا۔

منشی غلام حیدر خاں صاحب نے میونسپل کمیٹی پنڈ دادنخان کے متعلق چند ایسی باضابطہ کارروائیاں کیں اور قانونی احکام جاری کئے کہ باشندگان خاص پنڈ دادن خان بھی انکے برخلاف ہو گئے۔ مہتہ صاحب اور ہری سنگھ کی عنایت سے دیگر تمام اہلکاران و وکلائے تحصیل بھی جو بالعموم ہندو تھے۔ منشی صاحب سے بگڑ گئے۔ قصہ کوتاہ یہ کہ پنڈ دادن خان کا ہر ایک متنفس منشی صاحب سے ناراض اور آزردہ خاطر ہو گیا۔ مہتہ صاحب اور ہری سنگھ ساہوکار کے ذاتی رسوخ کے ساتھ جب دیگر اشخاص کی آزردگی اور رنجش جمع ہو گئی۔ تو گویا منشی صاحب پر آسمان ٹوٹ پڑا۔ مسٹر رڈکن صاحب ایک تیز طبع نوجوان سب ڈویژنل افسر تھے منشی صاحب دو تین ماہ پہلے سے تبدیل ہو کر پھالیہ ضلع گجرات میں جا چکے تھے۔ اہل غرض اشخاص اُن کے خلاف آسمان و زمین کے قلابے ملانے پر تلے بیٹھے تھے۔ اس سے بہتر موقع ملنا محال بلکہ ناممکن تھا۔ پہلے مسٹر رڈکن صاحب کے دل کو زہر آلود کیا گیا اور پھر صاحب موصوف کی معرفت مسٹر کانلے صاحب ڈپٹی کمشنر کے نیک خیالات کو بھی بدل دیا گیا۔ غرضیکہ مسٹر رڈکن صاحب نے منشی صاحب کی معطلی کی سفارش کی اور صاحب ڈپٹی کمشنر صاحب نے بھی اتفاق فرمایا۔ صاحب کمشنر بہادر مسٹر بانڈ صاحب سابق ڈویژنل افسر سے دفعۃً منشی صاحب کے خلاف زبانی شکایت سن چکے تھے۔ اُنھوں نے [illegible] میں ہاں ملا دی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ منشی صاحب رشوت ستانی کے الزامات میں بحکم جناب آنریبل مسٹر گارڈن واکر صاحب فنانشل کمشنر پنجاب ۴ نومبر ۱۹۰۵ء سے معطل کئے گئے اور الزامات کی تحقیقات و ثبوت کے لئے دو یورپین سولین افسر گورنمنٹ کی جانب سے مامور ہوئے۔

معطلی کے بعد پہلے کچھ عرصہ مسٹر رڈکن صاحب اسسٹنٹ کمشنر اور بعد میں مسٹر برڈ صاحب (حال ڈسٹرکٹ جج امرتسر) سپیشل ڈیوٹی پر رہے۔ مہتہ بھیم سین کی عنایت سے صاحب ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس مسٹر بیڈ صاحب بھی منشی غلام حیدر خان صاحب کو پرلے درجے کا رشوت ستاں خیال کرتے تھے۔ پولیس [illegible] بلکہ کو بکو اور گھر گھر پھر کر لوگوں کو کہا یا۔ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر نے بمقام کندوال علاقہ داران کے روبرو کھلے طور پر اعلان دیا کہ جو لوگ منشی غلام حیدر کے برخلاف گورنمنٹ کو امداد دیں گے گورنمنٹ اُن سے خوش ہو گی۔ صاحب بہادر کے اس اعلان کی تعبیر عام پبلک کو یوں سنائی گئی۔ کہ جو شخص چاہے منشی غلام حیدر خان پر الزامات رشوت لگائے کسی کو گرفت نہ ہو گی۔ بعض لوگوں کو یہ بھی سمجھایا گیا کہ جس قدر رشوت کوئی شخص منشی صاحب کو دینا بیان کریگا۔ اسی قدر روپیہ اُس کو گورنمنٹ سے دیا جاویگا۔ مسٹر رڈکن صاحب اور اُن کے بعد مسٹر برڈ صاحب بھی پولیس کے نقش پا پر چلے۔ جس قدر مقدمات منشی غلام حیدر خان نے پنڈ دادن خان کی تحصیلداری کے زمانہ میں فیصل کئے تھے۔ اُن کی فہرست طیار کی گئی۔ فریقین سے اُن کے دیہات میں جا کر رشوت دینے نہ دینے کی بابت پوچھا گیا۔ غرض کہ اس طریق سے مقدمات منشی صاحب کے برخلاف تیار کئے گئے۔

بقیہ دیکھو صفحہ ۶ کالم ۲

شاگرد کا خط اُستاد کے نام*

جناب اوستاد صاحب بابو عمر دراز خان صاحب منشی آر۔ ای۔ آفس ڈیرہ اسمٰعیلخان

آپ کا کارڈ مسٹر ثنا ر اللہ کے نام کا آیا تھا جسے دیکھنے میں بھی آیا۔ جس میں آپ نے میرا بھی حال دریافت فرمایا ہے جس پر میں آپ کی اس عنایت اور یادآوری کا شکرگزار ہوں۔ گو جناب نے مجھکو ایک عرصہ سے بالکل فراموش کر دیا ہے۔ یعنی مجھکو اس قابل نہیں سمجھا کہ مجھ سے سلسلہ خط و کتابت کا کیا جاوے اگرچہ میں [illegible] ہوں [illegible] خیال کا پابند ہوں۔ [illegible] مجھکو آپ [illegible] خط کا جواب [illegible] ہرگز مانع نہیں ہے۔ آپ جو مجھکو [illegible] میں مرغوبی ہے اس کا اعتراف [illegible] ہر گھنٹہ میں کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں اور ایسے [illegible] اس بات کا ہی خواہان و جویان ہوں کہ جس طرح آپ نے میرے ساتھ نیکی کی ہے اسی طرح اللہ تعالےٰ آپکے ساتھ نیکی کرے۔ اپنے صادق اور راست باز بندہ کی پہچان عطا کرے۔ آمین۔

مسٹر ثنا ر اللہ کے نام جو خط آپنے لکہا ہے اس میں مرتد ڈاکٹر عبد الحکیم خان کے مرتد ہونے اور خدا کے مسیح صادق سے ہی نہیں بلکہ افضل الرسل سیدنا و مولانا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین کرنے والے پر بہت خوشی کا اظہار کیا ہے اور خود بھی اس کی کتابیں خریدنے اور پڑھنے کا تذکرہ کیا ہے حالانکہ مرتد ڈاکٹر نے نہ صرف خدا کے مسیح صادق علیہ السلام سے ہی بغاوت اختیار کر کے گمراہی اختیار کی ہے۔ بلکہ اُس نے صاف طور پر لکھا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ اور راستے بھی نجات پانے اور خدا تعالےٰ کے ملنے کے موجود ہیں اور یہ کہ کوئی ضروری نہیں۔ کہ ایک شخص پر ایمان نہ لانا نجات سے مانع ہو گیا خدا کی خدائی میں ایک آدمی ہی نجات کا ذریعہ ہے اور کوئی راہ نہیں؟ ایسا خیال کرنا مرتد مذکور کے نزدیک خدا کی خدائی کی توہین کرنا ہے۔ چنانچہ جن الفاظ سے یہ مفہوم ہوتا ہے وہ اس کی کتاب ذکر الحکیم [illegible] میں اس طرح ہیں کہ اتباع محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم [illegible] کا سیدھا اور آسان [illegible] ہے۔ مگر [illegible] کہ اس پر ایمان [illegible] کے تمام [illegible] رحمت و مغفرت [illegible] انسان [illegible] ہو گئے۔ خدا [illegible] کی [illegible] اس سے بڑھکر [illegible] ہو سکتی ہے کہ اس کی ماننا اور اس کی عطا کردہ عقل اور فطرت کے مطابق اعمال صالح کرنا اور بدی سے بچنا موجب نجات نہیں ہو سکتے تاوقتیکہ ایک انسان کو ساتھ نہ مانا جاوے۔"

پھر ذکر الحکیم [illegible] میں لکھتا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے توحید و تزکیہ نفس کو ہی مدار نجات قرار دیا ہے۔ نہ کہ محمد پر ایمان لانے کو یا مسیح پر [illegible] تو وہ آیت بتلائی ہوتی۔

اب ان تمام عبارتوں کا [illegible] ہے بالکل صاف ہے کہ نہ تو قرآن کی [illegible] نہ کسی نبی کی [illegible] نہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا [illegible] صالح [illegible] موجب [illegible] ہے۔ [illegible] اللہ نے صاف طور پر کہدیا ہے کہ اس [illegible] کی توہین ہے۔ کہ اس کی عطا کردہ عقل اور فطرت کے مطابق اعمال صالح کرنا اور بدی سے بچنا موجب نجات نہیں "تاوقتیکہ ایک انسان کو ساتھ نہ مانا جاوے اور اسی پر بس نہیں کیا بلکہ یہ بھی کہدیا کہ توحید اور تزکیہ نفس ہی محض کافی ہے نہ کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور مسیح پر ایمان لانا۔ اب ایک موٹی سی عقل والا بھی غور کئے بدون نتیجہ نکال سکتا ہے کہ یہ مرتد نہ صرف مرزا صاحب سے مرتد و منحرف ہوا ہے بلکہ دراصل یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور تمام انبیاء سے باغی ہے کیونکہ مرتد کو وہ باتیں سوجھیں۔ جو کہ دہرم پال مرتد اور عماد الدین کو بھی نہ سوجھیں تھیں۔

مجھکو اگر کچھ تعجب ہے۔ تو صرف یہ ہے کہ اس مرتد کی کتابیں دیکھنے سے تو آپ اس نتیجہ پر پہونچے۔ کہ گویا نعوذ باللہ حضرت اقدس جری اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام دہوکے باز ہیں۔ مگر یہ خیال نہ آیا کہ یہ مرتد کہتا کیا ہے۔ آیا اسلامی عقیدہ کے خلاف تو نہیں چلتا۔ افسوس کہ آپنے محض مرزا صاحب کے عناد کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور تمام انبیاء کی توہین آمیز کتابوں کو بڑے شوق و ذوق سے خریدا اور پڑھا اور لطف یہ کہ آپ مدعی تو اس بات کے ہیں کہ [illegible] اللہ اور رسول کافی ہے۔ عشق رسول کے دیوانوں کو مجذوب دیوانہ اور مجنون اُن کے [illegible] کا کیا خطاب ہیں لاتے ہیں۔ اور پھر ایسی تحریر خریدتے اور پڑھتے ہیں۔ جس میں عشق رسول کے دیوانوں کو یہ راگ سنایا جاتا ہے۔ کہ یہ خداوند عالم کی توہین اس سے بڑھکر اور کیا ہوگی۔ کہ اس کا ماننا اور اس کی عطا کردہ عقل اور فطرت کے مطابق اعمال صالح کرنا اور بدی سے بچنا موجب نجات نہیں۔ "تاوقتیکہ ایک انسان کو ساتھ مانا جاوے" اور پھر بتلاتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے محض توحید و تزکیہ نفس کو ہی مدار نجات قرار دیا ہے نہ کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر ایمان لانے کو یا مسیح پر"۔ اب خود ہی اپنا منہ گریبان میں ڈال کر غور کریں اور سوچیں کہ اس مرتد کے عقیدہ کے بموجب آپ گمراہی کے اتھاہ گڈھے میں پڑے دبکیاں کہا رہے کہ نہیں؟ اور کہ خدا کی توہین کر رہے ہیں کہ نہیں؟

آپ یقیناً آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اتباع کے بغیر نجات محال خیال فرماتے ہوں گے۔ جیسا کہ آپ کی تحریروں اور تقریروں سے ظاہر ہوتا رہا ہے۔ مگر عبد الحکیم صاحب کا عقیدہ آپ کے عقیدہ کے سراسر خلاف ہے۔ پھر جس صورت میں آپ کا اور اس کا عقیدہ بہت کچھ اختلاف رکھتا ہے تو اس کی تحریر پر آپ کا خوشی منانا سخت درجہ پر خسران میں مبتلا ہونا نہیں ہے تو اور کیا ہے۔ اور اگر نے الحقیقت مرزا صاحب کے عناد کی وجہ سے آپ کی ایسی ہی حالت ہوگئی ہے۔ کہ آپ بھی مثل مرتد مذکور کے عقل پرست ہو گئے ہیں تو اگرچہ ممکن ہے۔ کہ کسی دن ہی آپ بھی اعلانیہ یہ اشتہار دیں گے کہ محض تزکیہ نفس کافی ہے۔ اور تمام انبیاء محض بے سود آتے رہے۔ کیونکہ جس صورت میں بقول مرتد ڈاکٹر خدا کی عطا کردہ عقل اور فطرت نجات کے لئے کافی ہے۔ تو انبیاء کا وجود اور کتب سماوی کا ماننا نہ ماننا برابر ہے اور ایسا عقیدہ آپ کے دوست برہمون ہی رکھتے ہیں جن کے ساتھ کچھ عرصہ تک آپ کی ہاں سے ہاں ملتی ہے۔ اور ان دنوں میں یہ شعر بھی جناب کے وردِ زبان رہا کرتا تھا۔ کہ

مباش در پے آزار و ہر چہ خواہی کن ✦ کہ در طریقت ما جز این گناہے نیست۔

رہا۔ میرزا صاحب کو آپکا دہوکے باز بیان کرنا۔ تو یہ کوئی تعجب کی بات نہیں۔ ایسا ہوتا رہا ہے۔ کیا آپ ثابت کر سکتے ہیں۔ کہ موسےٰ کے وقت کے۔ داؤد کے وقت کے۔ یونس کے وقت۔ نوح کے وقت۔ شعیب کے وقت کے اور لوط کے وقت اور حضرت مسیح کے وقت اور بالآخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت کے انسان اور آج کل کے انسان ساخت کے لحاظ سے یعنے ان کی بناوٹ اور ان کی بناوٹ میں جو میرزا صاحب کو دہوکے باز کہتے ہیں کچھ فرق ہے اور تھا؟ یا ایک تھیلی کے یہ تمام چٹے بٹے تھے اور ہیں۔ غرض کہ میرزا صاحب کو آپ کا یا کسی اور دنیا کے پرستار کا دہوکے باز کہنا کوئی نئی بات نہیں۔ ایسا ہوتا آیا ہے اور مخالف اور مرتد کہتے آئے ہیں۔ جس کی وجہ صرف یہ ہے۔ کہ

کہ چو چشم حق شناس و نور عرفانش نہ بخشیدند
نہادی نام کافر لاجرم عشاق ملت را

ہر ایک مسلمان معمولی طور پر بھی ڈاکٹر مرتد کی کتابیں دیکھکر اس کی حالت کا اندازہ کر سکتا ہے اور اُس پر یہ بات بخوبی روشن ہو سکتی ہے۔ کہ دراصل یہ شخص صرف مرزا صاحب سے ہی باغی نہیں بلکہ جملہ انبیاء علیہم السلام اس کے عقیدہ کے بموجب لوگوں کو گمراہی میں ڈالنے کے لئے تشریف لائے۔ مجھکو یہ جرأت نہیں ہو سکتی کہ آپ سے کہوں کہ ایسے بدعقیدہ والے شخص کی کتابیں خرید کر اور پڑھ کر کیوں

* یا ایھا الذین اٰمنوا ھل ادلکم علیٰ تجارۃ تنجیکم من عذاب الیم تؤمنون باللہ و رسولہ کے کیا معنے ہیں تعجب کے باوجود مفسر ہونے کے قرآن سے از قدر بے علمی۔ منہ

* ڈیرہ اسمٰعیلخان میں جو صاحب الحکم کے خریدار ہیں اُن سے یہ التماس ہے کہ وہ ضرور بہ ضرور اس خط والے اخبار کو بابو عمر دراز خان صاحب کلرک دفتر بارگ ماسٹری جو [illegible] بازار میں رہتے ہیں دکھلا دیں نہایت مہربانی ہوگی۔ منہ

رفیع محمد [illegible]

آپ نے اپنے چٹھی ...
کیونکہ ممکن ہے کہ ...
... معاملہ ہو۔ مگر ہاں یہ ضرور دریافت کرلینا مصلحت سمجھتا ہوں۔ کہ آپ نے اس مرتد ڈاکٹر کی کتابیں تو خرید اور پڑھ کر یہ نتیجہ نکالا کہ میرزا نعوذ باللہ دھوکے باز ہیں۔ کیا اچھا ہوتا۔ کہ آپ زہر میاں مرتد اور پادری عمادالدین کی کتابیں ترک اسلام اور تہذیب الاسلام نیز ہدایت المسلمین وغیرہ۔ بھی خرید کر پڑھتے تاکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت بھی آپ کو رائے پاس کرنے کا موقعہ مل جاتا اگر آپ کے ذہن سے یہ بات پہلے اُتر گئی ہو۔ تو اب ایسا ضرور لضرور کریں۔ تاکہ کہیں گمراہی میں نہ رہیں۔

۲۔ اس کے بعد آپنے اس کارڈ میں میرزا صاحب قبلہ کے بعض الہام کا ذکر کرکے فرمایا ہے۔ کہ آپ کو ہنسی آتی ہے۔ کیوں نہ ہو اگر آپ جیسے بزرگ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں ہوتے۔ تو کیا وہ اس وقت کم ہنستے جس وقت کہ عبداللہ ابن ابی سرح کاتب الوحی مرتد ہوا تھا میرے خیال میں تو آپ اسوقت بے اختیار ہو کر قہقہے لگاکر وہاں سے بھاگتے اور کبھی بھی مسلمان اور اسلام کا نام نہ لیتے۔ ایسے ہی مسیح یا کسی اور نبی کے وقت ہوتے تو ان سے مرتد ہونے والے لوگوں نامرادوں کو دیکھ کر ہنستے ہنستے بُرا حال کر لیتے یا جناب کے پیٹ میں درد ہونے لگتا اور بل پڑ جاتے۔

۳۔ پھر آپ نے میرزا صاحب کی نسبت محض غلط اور قطعاً بے بنیاد یہ افترا کیا ہے کہ نعوذ باللہ گویا حضرت تقدس مآب میرزا صاحب نے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مساوات کا دم مارا ہے حالانکہ میرزا صاحب نے نہ تو کبھی ایسا دعوے کیا اور نہ آپ نے اُن کی کوئی ایسی تحریر پڑھی ہوگی۔ کہ جس کا مفہوم اور منشا ء یہ ہو۔ ؎

کہ۔ پنجہ با پنجہ خدا دارم
من چہ پروا ز مصطفیٰ دارم

جہاں کہیں ذکر کیا تو یہی ذکر کیا۔ کہ مجھکو جو کچھ ملا ہے وہ محض باطاعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ملا اور اس کا بڑا ثبوت یہ دیا ہے۔ کہ میرزا صاحب کو بارہا یہ الہام ہوا ہے۔ کہ صل علیٰ محمد وآل محمد جس کا منشا یہی ظاہر کیا ہے کہ جو کچھ الہام کلام ... مہدی و مسیح موعود وغیرہ کے مراتب ... ہے وہ محض باطاعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ اس لئے لازم ہے۔ کہ اُس حقیقی سرچشمہ کے جلال کی ترقی کے لئے بھی ہر وقت دُعا رگو رہنا چاہیئے۔ اب ایک موٹی عقل والا بھی سمجھ سکتا ہے۔ کہ کیا ایسا شخص جس کا مذہب یہ ہے۔ وہ مساوات کا مدعی ہے۔ ہرگز ہرگز نہیں خوب غور کریں کہ وہ شخص ہرگز ہرگز مساوات کا مدعی نہیں ہوسکتا۔ جو کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عشق میں ایسا محو ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرکے یوں کہتا ہے۔ ؎

یا نبی اللہ توئی خورشید رہ ہائے ہُدا
بے تو نارد رو براہی عارف پرہیزگار
یانبی اللہ لب تو چشمہ جان پرور است
یانبی اللہ توئی در راہ حق آموزگار
زندہ آن شخصیکہ نوشد جرعہ از چشمہ ات
زیرک آں مرد یکہ گرداست اتباع ات اختیار
عارفان را منتہائی علم ورخت
صادقان را منتہائے صدق بر عشقت قرار
بے تو ہرگز دولت عرفان منو یابد کسے
گرچہ میرد در ریاضت ہائے جہد بیشمار
تکیہ بر اعمال خود بے عشق رویت ابلہی ست
غافل از رویت نہ بیند روئے نیکی زینہار
دردمی پیدا شود نورے زعشق روئے تو
کان نہ باشد سالکان را حاصل اندر روزگار
یانبی اللہ فدائے ہر سر موئے توام
وقف راہے تو کنم گر جان دہندم صد ہزار
ہر کسے اندر نماز خود دعائے می کند
من دعا ہائے بروبارے تو ای باغ بہار

اور پھر ایک جگہ فرماتے ہیں۔ ؎

ما از دیا بیم ہر نور و کمال
وصل دلدار ازل بے او محال

یعنے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تابعداری ہی کے ذریعہ ہر ایک نور اور کمال میسر آسکتا ہے۔ اور اصل بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بھی بغیر آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کے اور غلامی کے اپنا چہرہ نہیں دکھلاتا۔ چنانچہ میرزا صاحب کا ایک یہ بھی الہام ہے۔ ؎

برتر گمان و وہم سے احمد کی شان ہے
جس کا غلام دیکھو مسیح الزمان ہے

۴۔ پھر آپ نے تحریر فرمایا ہے۔ کہ خدا مجھے میرا اُمّتی نبی ہی کافی ہے۔ ایسے ایسے بہت سے آئے اور چلے گئے۔ عشق رسول کے دیوانوں کو بجز دیدار اور محبت ان کی دوسرے کو کب خاطر میں لاتے ہیں۔ میاں حاکم باللہ سے جو کچھ پایا ہے اس کو چپراسیوں سے کیا سروکار۔ بس اللہ اور رسول کافی ہے۔ جو ذرا بھی تجاوز کیا پھر اس کا عشق کامل نہیں۔ خوب بہت اچھا بے ادبی معاف! استاد کو شاگرد لکھے تو کیا لکھے۔ بقول شخصیکہ ؎

چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی

اب سوال ہے تو یہ ہے۔ کہ کیا آپ نے صرف صرف اللہ و رسول پر ہی اکتفا کیا ہے یا اللہ و رسول کی رضا مندی کی خاطر ان کے جان نثاروں کی محبت کا بھی دم مارا ہے؟ کیونکہ ہمنے آپ کی سیرت اور لائف میں ایک دہ بھی وقت ملاحظہ کیا ہے۔ جبکہ ہر وقت جناب کے ورد زبان خواجہ خواجہ ہی رہا کرتا تھا یعنے ہر وقت جناب تقدس مآب خواجہ معین الدین چشتی علیہ الرحمۃ کے ذکر خیر سے رطب اللسان رہا کرتے تھے۔ ایسا ہی جناب پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے ذکر اذکار سے بھی کافی دلچسپی رکھا کرتے تھے۔ ایسے ہی جناب مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی علیہ الرحمۃ سے بھی کافی محبت کا اظہار فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ مجھ کو ایک دفعہ ان کی سوانحعمری بھی پڑھنے کے لئے عنایت کرکے اس کے مطالعہ کے لئے سخت تاکید کی تھی۔ ایسا ہی ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر تو ایسے فدا تھے۔ کہ ہر وقت یہ زبان زد رہا کرتا تھا۔ کہ

بندہ پروردگارم اُمت احمد نبیؐ
دوستدار چار یارم تابع اولاد علی
مذہب حنیفہ دارم ملت حضرت خلیل
خاک پائے غوث الاعظم زیر سایہ ہر ولی

گو یہ ممکن ہے۔ کہ اب آپ کو زیر سایہ ہر ولی والے فقرہ سے انکار و فرار ہوگیا ہو اس لئے مذکورہ بالا بزرگوں کی محبت کو عشق کامل رسول کے منافی خیال کیا ہوگا اور ایسا ہونا بھی چاہیئے تھا۔ کیونکہ اولیاء اللہ لڑی کے موتیوں کی طرح ہوتے ہیں۔ جب ایک کا انکار ہوا تو دوسرے سے لازماً و حتماً انکار و فرار ہونا کچھ ہی مشکل نہیں۔ بس جس صورت میں میرزا صاحب باوجودیکہ ان کی صداقت کے نشان شمس النہار کی طرح چمک رہے ہیں۔ مگر آپ ہیں کہ ایک مرتد کے ارتداد سے ایسا نالائق نتیجہ نکالتے ہیں کہ گویا نعوذ باللہ اس مرتد کا ارتداد میرزا صاحب کے جھوٹے اور دھوکے باز ہونے کی دلیل ہے۔ اس لئے تو آپنے یہ فقرہ تحریر فرمایا۔ جس کا خود پہلے اقرار تھا ہم آپ سے دریافت کرتے ہیں کہ اگر مذکور بالا بزرگوں پر اور حضرت مسیح موعود پر ایمان عشق کامل خدا و رسول کے منافی ہے۔ تو آپنے پہلے جو اُن پر یعنے حضرت مسیح موعود کے علاوہ مذکورہ بالا بزرگوں پر ایمان لاکر اپنا وقت ان کے ذکر اذکار میں برباد کیا ہے۔ اس کی تلافی کیسے ہوگی؟ کیونکہ آپ کا اقرار ہے۔ کہ بس اللہ و رسول کافی ہے۔ جو ذرا بھی تجاوز کیا پھر اس کا عشق کامل نہیں۔ اس کا جو کچھ مطلب ہے بالکل صاف ہے لیکن مشکل تو یہ ہے۔ کہ ایک جگہ تو آپنے کچھ لکھا اور دوسری جگہ کچھ۔ اس پر غور فرماویں کہ مسٹر ثناء اللہ کو یہاں پہ تو یہی وصیت کی ہے۔ بس اللہ و رسول کافی ہے۔ جو ذرا بھی تجاوز کیا۔ تو پھر اس کا عشق کامل نہیں عشق رسول کے دیوانوں کو بجز دیدار اور محبت ان کے لئے دوسروں کو کب خاطر میں لاتے ہیں اور دوسری جگہ ہدایت فرماتے ہیں۔ کہ "خوب تصوف کی کتابیں مطالعہ میں رکھو۔ دل میں حرارت پیدا کرو اور کسی کامل بزرگ کے دست بیع ہو جاؤ حالانکہ اس سے پہلے فرما چکے ہو کہ "میرزا صاحب اور اس کے مرید تم اس کے مرید ہو یا نہ ہو۔ نجات نصیب نہیں۔ جب تک اپنی حقیقت تام سے خبر نہیں۔ مولنا کوچہ جاناں کی سیر کرو۔ اس کے علاوہ میرزا صاحب کی تردید بیعت میں یہ بھی فرمایا کہ ایسے ایسے بہت سے آئے اور چلے گئے میں ان متضاد باتوں کو پڑھ کر سخت حیران ہوں اور مجھ کو عبرت حاصل ہوتی ہے۔ کہ اولیاء الرحمان کی عداوت کی کا یہ پھل ہے کہ ایک ننھے سے کارڈ میں اس قدر ایک دوسرے سے اختلاف کھانے والی باتوں کا ذکر کیا ہے۔ میں اپنے طور پر عرض کرتا ہوں۔ کہ جب آپ کا مشرب یہ ہے۔ کہ اللہ و رسول کافی ہے۔ جو ذرا بھی تجاوز کیا تو پھر اس کا عشق کامل نہیں۔ تو پھر ثناء اللہ بیچارہ کو کیوں کسی کامل یا ناقص بزرگ کی بیعت کرنے کے لئے مجبور کرتے ہو کیونکہ یہ بات تو بدیہی ہے۔ کہ ثناء اللہ بھی عشق رسول کا دیوانہ ہے اس لئے

اس لئے وہ آپ کو صاف صاف سنا کر آپ کا قافیہ تنگ کر سکتا ہے کہ عشق رسول کے دیوانون کو بجز دیدار اور محبت اونکے کے دوسرے کو کب خاطر مین لاتے ہین اور کہ اللہ و رسول کافی ہے جو ذرا بھی تجاوز کیا تو پھر اوسکا عشق کامل نہین "اور یہ ایسا دندان شکن جواب ہے کہ بعد اس جواب کے آپ سے ممکن نہین کہ کوئی کلمہ زبان سے نکل سکے وجہہ یہ کہ آپ کی زبان سے ہی آپ پر اتمام حجت ہو جاویگی رہا بزرگ کامل و ناقص کا جھگڑا او سپر بھی آپ کا اتفاق ہونا مشکل ہے کیونکہ اگر بفرض محال مسٹر ثناء اللہ نے آپ کے سب سے آخیری حکم (کسی کامل بزرگ کے دست بیع ہو جاؤ) پر عامل ہونیکے لئے بمشکل کسی بزرگ کو تلاش کر کے اوس کی بیعت کر لی۔ اور آپ یہ کورا اور روکھا پھیکا جواب سنا دین کہ میان! ایسے ایسے بہتیرے آئے اور چلے گئے تو بتلائے کہ اوسکے محنت برباد ہوئی کہ نہین؟ پس بہتر تھا کہ اوسکو ایسی نصیحت [illegible] جس کا اولٹا اثر ہو۔ [illegible] آپ فرماتے ہین کہ بخدا مجکو میرا [illegible] کافی ہے "اور یون ان ڈائرکٹ سمجھاتے ہین کہ کسی کی بیعت نہین کر لی چاہئے اور پھر [illegible] ہین کہ کسی کامل بزرگ کے دست بیع ہو جاؤ [illegible] کامل بزرگ [illegible] ذرا تفسیر بیچ تو کر دی [illegible] کہ کامل ہین [illegible] [illegible] کی جاوے۔

[illegible] پس کرتا ہون باقی پھر اگر ضرورت پڑے تو عرض کرونگا اور آپ یہ یاد رکھین کہ یہ ایک تنقیدی نوٹ ہے جو آپ کے کارڈ پر عرض کیا گیا ہے اور مین امید کرتا ہون کہ آپ اس کو غور سے پڑھکر ضرور بالضرور جواب باصواب سے مشکور فرما دینگے۔ کیونکہ جس طرح اوستاد ہونے کی حیثیت سے آپ کا مجھپر حق ہے ایسا شاگرد ہونے کی حیثیت مین میرا آپ پر حق ہے کہ کوشش کرون کہ جو دھوکے کی موٹی دیوار آپکے سامنے کھنچی گئی ہے وہ اٹھ جاوے اور خدا کے راستباز بندہ کا چہرہ آپکو نظر آوے باقی خیریت ہے والسلام

راقم

خاکسار دیسی محمد حسین احمدی

از لاہور [illegible]

دیکھو بقیہ صفحہ تین پر آگے

مسٹر ڈکن صاحب کی تحقیقات شروع کرنے سے پیشتر پولیس نے منشی صاحب کے خلاف بعض لوگون کے بیانات لکھے پھر ان بیانات کو صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کے ہاتھ سے قلمبند کرایا۔ بعد ازان مسٹر ڈکن صاحب نے انہین اشخاص کے بیانات لکھے اور آخر الامر مسٹر برڈ صاحب کے روبرو منشی غلام حیدر خان کی غیر حاضری مین چوتھی دفعہ بیانات لکھے گئے۔ جس کا بیان ایک دفعہ لکھا گیا اُس کو پولیس نے یہ کہدیا کہ اگر اس بیان سے بدلا تو حلف دروغی کے جرم کا مرتکب ہوا۔ جہان مخالفت کا یہ عالم ہو اور کارروائی ایسے بیقاعدہ طریق سے کی گئی ہو وہان رشوت ستانی کے الزامات کا ثابت ہونا کیا بڑی بات تھی۔ سینکڑون اشخاص گواہ بنائے گئے۔ جعلی بہیات بنائی گئین۔ بیانات کو تین تین چار چار مرتبہ پختہ کیا گیا۔ غرضیکہ کوئی ممکن دقیقہ الزامات کے متعلق ثبوت [illegible] نہین اٹھا رکھا گیا۔ منشی غلام حیدر صاحب کی خوش قسمتی سے مسٹر برڈ صاحب جیسا ایک [illegible] اور [illegible] [illegible] تحقیقات پر [illegible] تمام [illegible] [illegible] جملہ اشخاص کے بیانات چوتھی مرتبہ [illegible] کے بعد [illegible] مقدمات ایسے منتخب کئے [illegible] سرکاری وکیل لالہ [illegible] اس [illegible] [illegible] ثبوت [illegible] [illegible] منشی غلام حیدر خان صاحب [illegible] [illegible] [illegible] انتخاب کردہ مقدمات [illegible] الزامات [illegible] مین [illegible] چودھری شہاب الدین صاحب [illegible] اے ۔ ایل ایل ۔ بی وکیل چیف کورٹ پنجاب کے سپرد کی گئی۔ استغاثہ کیطرف سے مسٹر الکوینڈر صاحب اور منشی صاحب کیطرف سے چودھری صاحب پیرو کار تھے۔ قریباً ڈیڑھ ماہ تک ان سماعت مقدمات کے متعلق شہادت ہوتی رہی۔ وکیل ملزم نے گواہان استغاثہ پر ایسی باریک اور منطقی جرح کی کہ ہر ایک بیان بناوٹی اور جھوٹا نظر آنے لگا لیکن وکیل صاحب موصوف نے اس پر ہی اکتفا نہ کی بلکہ انہون نے مہتہ بھیم سین صاحب انسپکٹر۔ مسٹر بائڈ صاحب۔ مسٹر ڈکن صاحب مسٹر برڈ صاحب کپتان پولیس اور مسٹر کانے صاحب ڈپٹی کمشنر اور دیگر مخالفین کو گواہان صفائی کے طور پر طلب کیا اور اون سے لمبی جرح مین یہ ثابت کرادیا کہ مقدمات تمام جھوٹے اور بناوٹی ہین اور کہ مہتہ بھیم سین صاحب انسپکٹر اور اونکے ہم خیال احباب اور صاحب غرض اشخاص اونکے بانی مبانی ہین۔ ملزم کی خوش قسمتی

سے سرکاری وکیل نے مسٹر اگنیو صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر راولپنڈی کا بیان استغاثہ کی طرف سے بطور گواہ کر دیا۔ صاحب موصوف کا بیان بذریعہ مسٹر میکن صاحب ڈسٹرکٹ جج راولپنڈی ملزم اور اس کے وکیل کے مواجہہ مین کیا گیا۔ صاحب موصوف نے انجیل کے حلف پر مہتہ بھیم سین صاحب کی شکایت اور عداوت اور منشی غلام حیدر خان صاحب کی مظلوم پروری اور رعایا کی حمایت کے کارنامے ایسی وضاحت سے بیان کئے اُس کے بیان کے ملاحظہ کے بعد کسی امر کا شک نہین رہ سکتا۔ کہ صاحب ممدوح نے بڑے زور سے بیان فرمایا کہ غلام حیدر ہمیشہ غریب رعایا کا حامی اور ظالم اور جابر اہلکاران اور دیگر اشخاص کا ایسا مخالف رہا ہے کہ اوسپر ایسے ہزارون مقدمات کا کھڑا ہونا ذرا بھی تعجب کے قابل نہین۔

شہادت ختم ہونے کے بعد منشی صاحب کے قابل وکیل یعنے چودھری شہاب الدین صاحب نے مطول اور بسیط تقریر قریباً دو سو صفحہ حجم کی لکھکر مسٹر برڈ صاحب بہادر کی خدمت مین پیش کی۔ صاحب موصوف نے بعد ملاحظہ تقریر منشی صاحب کو بری الذمہ قرار دے کر اپنی رپورٹ او پر بھیجدی۔ جب وہ رپورٹ صاحب ڈپٹی کمشنر اور کمشنر بہادر کے ہاتھون سے گذر کر آنریبل مسٹر گارڈن واکر صاحب فنانشل کمشنر پنجاب کے پاس پہنچی۔ تو صاحب ممدوح نے [illegible] انصاف سے منشی صاحب کی بحالی کا حکم صادر فرمایا اور ساتھ ہی یہ حکم دیا کہ منشی صاحب کی معطلی کا زمانہ ملازمت سرکاری مین شمار ہو اور اوس زمانہ معطلی کی پوری تنخواہ بھی دی جائے۔ اور وہ فیروزپور مین تعینات کئے جاوین۔

مین اس بے نظیر کامیابی پر منشی غلام حیدر خان صاحب اور اُن کے فاضل وکیل چوہدری شہاب الدین صاحب کو ہر طرح سے مبارکباد کا مستحق سمجھتا ہون ع۔ کام اچھا ہے وہی جسکا مآل اچھا ہے "

لیکن مین اسقدر جتلا دینا ضروری خیال کرتا ہون۔ کہ جس مقدمہ پر خود گورنمنٹ کا کئی ہزار روپیہ صرف ہوا ہے۔ اور جسنے منشی صاحب اور اون کے متعلقین اور احباب کو ایک سال سے زیادہ عرصہ تک اسقدر غم رنج اور ذلت مین مبتلا رکھا ہے۔ نیز جسنے منشی صاحب کو اکسٹرا اسسٹنٹ ہونے سے اس قدر عرصہ تک محروم رکھا ہے۔ اور جسکی پیروی مین منشی صاحب کے ہزارون روپئے وکیل اور گواہون پر صرف ہو گئے ہیں اس مقدمہ کا انجام صرف منشی صاحب کی بحالی پر نہین ہونا چاہئے۔ جن اشخاص نے یہ طوفان بے تمیزی [illegible] کیوجہ سے کھڑا کیا تھا۔ ان پر گورنمنٹ نہمالی اور ان کو اپنے کئے کی پاداش نہ ملنی انگریزی انصاف

پر ایک دھبہ ہے ۔ امید ہے کہ گورنمنٹ زیر دفعہ ۱۸۱ تعزیرات ہند [illegible] طور پر مقدمہ کے بانیون اور جھوٹے گواہون کا تدارک فرما کر اپنے افسران کو آیندہ کے لئے ایسے بزدلانہ حملون سے محفوظ کریگی نیز اپنے بیجا مصارف کو آیندہ کے لئے بچائیگی۔ تو بالکل حق بجانب ہوگی۔ اگر اسوقعہ پر گورنمنٹ نے ایسی صریح اور صاف معاملہ میں کوئی نوٹس نہ لیا تو آیندہ ہر کہ دمہ کا حوصلہ بہت بڑھ جائیگا یہ امر نہایت قابل غور ہے کہ اگر منشی غلام حیدر صاحب مجرم ثابت ہوتے تو وہ علاوہ اپنی ۲۲ سالہ ملازمت کھونے اور موقوف ہونیکے شاید قانون فوجداری کے شکنجہ میں بھی کھینچے جاتے۔ پس جب ایک فریق کیواسطے نتائج ایسے سنگین ہونے ممکن تھے تو اسکی بریت کی صورت میں یہ بالکل قرین انصاف ہے کہ دوسرا فریق بھی اپنے کئے کی سزا پائے۔

الحکم اور وطن

قصہ مشہور ہے کہ ایک کبڑی سے کسی نے پوچھا کہ تو اپنی کمر سیدھی چاہتی ہے یا اورون کو کبڑا دیکھنا پسند کرتی ہے؟ کبڑی نے کہا میری دلی آرزو یہی ہے کہ سب کبڑی ہون۔ میں بھی انکو اپنی طرح دیکھون۔ یہی حال قادیانی جماعت کا ہے۔ انکی دلی خواہش رہتی ہے کہ جس طرح ہم پر نبی رسالت کے جرم سے فتوی کفر لگا ہے۔ اورون پر بھی لگتا رہے چنانچہ آجکل ایڈیٹر وطن پر انہون نے فتوی لیکر شایع کیا ہے کہ یہ عیسائیون کی کتابین اسلام کے خلاف بیچتا ہے ایسی فتوی بازیون کے تو ہم مخالف ہین البتہ اسمین شک نہین کہ ایڈیٹر وطن کا یہ فعل کسی طرح کسی دیندار دانا کی نظر مین مستحسن تو کیا جائز بھی نہین ہوگا۔ اس پر بڑھکر حیرانی ہے کہ جن ہمعصرون نے ایڈیٹر وطن کے اس کام کو ناپسند کیا ہے انکی بابت لکھا ہے کہ وطن کی ترقی پر انکو حسد آتا ہے (معاذ اللہ) اورونکی بابت تو ہم کہہ نہین سکتے۔ خاکسار ایڈیٹر اہلحدیث سچی دلسے کہتا ہے کہ وطن کی ترقی پر ہمکو حسد نہین بلکہ خوشی اور فخر ہے (وکفی باللہ شہیدا) حالانکہ اسی مضمون کے شروع مین ایڈیٹر وطن خود ہی لکھتا ہے کہ اعتراض کرنا تو اقتضاء دوستی ہے مگر کسی کی نیت پر حملہ کرنے سے بچنا چاہئے سبحان اللہ اکبر ایک ہی پرچہ مین بلکہ ایک ہی مضمون مین اپنے ہی کہے کے خلاف کہدینا جتلا رہا ہے کہ ایڈیٹر وطن کو اپنی بات بھی یاد نہین رہتی یا جو کہتے ہین وہ دوسرون کیلئے ہوتا ہے۔ اپنے عمل کیلئے نہین اسی طرح یہ بھی تعجب سے خالی نہین کہ آپ لکھتے ہین کہ گو قرآن شریف مین عزیز و اقارب بلکہ خود اپنے نفس کے خلاف بھی حق کہنے کی تاکید ہے مگر مخالفین کے مقابلہ پر تو عصبیت اور حمایت رکھنے کا موکد حکم ہے۔ افسوس ہم نہین تمام قرآن شریف میں یہ موکد حکم کہین نہین ملتا۔ البتہ اسکے برخلاف ملتا ہے۔ کہ صحابہ نے غلطی سے ماہ

قِرانُ السَّعدین

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان سے حمد رب العالمین

تجھے حمد و ثنا زیبا ہے پیارے
کہ تو نے کام سب میرے سنوارے
ترے احسان میرے سر پر ہیں بھارے
چمکتے ہیں وہ سب جیسے ستارے

ہمارے کر دیئے اونچے منارے
مقابل میں مرے یہ لوگ ہارے
کہاں مرتے تھے پر تو نے ہی مارے
شریروں پر پڑے ان کے شرارے

نہ ان سے رک سکے مقصد ہمارے
پڑے ہیں تو نے سب دشمن اتارے

انہیں ماتم ہمارے گھر میں شادی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

اما بعد

نہایت مسرت اور دلی انبساط کے ساتھ یہ خبر فرحت افزا شائع کی جاتی ہے کہ ۲۰ ماہ رمضان المبارک ۱۳۲۴ھ ہجری المقدس کو بعد نماز عصر پنجشنبہ کے دن حضرت صاحبزادہ شریف احمد سلمہ اللہ الاحد کے نکاح کی مبارک تقریب عمل میں آئی۔ یہ مبارک رشتہ میرے محسن و مخدوم جناب خان صاحب نواب محمد علی خان صاحب رئیس اعظم مالیر کوٹلہ کی دختر نیک اختر صاحبزادی زینب بیگم سے ہوا۔ اور ایک ہزار روپیہ مہر مقرر ہوا۔ نکاح کی مسنون تقریب ادا کرنے کے لئے دار البرکات کا صحن تجویز ہوا تھا۔ جہاں دار الامان کی موجودہ جماعت حاضر ہوئی۔ اور حضرت حجۃ الاسلام امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی موجودگی میں حضرت حکیم الامت نے خطبہ نکاح پڑھا اور اس طرح یہ مبارک تقریب ادا ہوئی۔ اس تقریب سے سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ہر فرد کو جو مسرت ہو سکتی ہے وہ ایک ظاہر امر ہے میں بحیثیت خادم قوم حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت ام المومنین علیہا السلام کے حضور نہایت ادب سے

مبارکباد

عرض کرتا ہوں اور ایسا ہی صاحبزادہ کے واجب الاحترام نانا جان حضرت میر ناصر نواب صاحب سلمہ اللہ الوہاب اور اس معززہ محترمہ خاتون جسے اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے یہ شرف عطا فرمایا کہ وہ حضرت ام المومنین کی واجب الاحترام والدہ بنی اور حضرت مسیح موعود جیسا جلیل الشان انسان رشتہ میں اس کا بیٹا قرار پایا کو صدق دل سے مبارکباد دیتا ہوں۔ اس تعلق اور رشتہ میں میرے مخدوم نواب صاحب سب سے زیادہ مبارکباد کے قابل ہیں کہ جنہوں نے عملی طور پر اپنی وفاداری اور ارادت و اخلاص کا وہ کامل نمونہ دکھایا جو انکی حیثیت کے لوگوں کو بہت کم ملتا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے ابھی وہ کچھ دیکھا ہے جس کو ایک زمانہ کچھ عرصہ کے بعد دیکھنے والا ہے۔ حقیقت میں نواب صاحب پر یہ خدا کا خاص فضل ہے کہ ان کی لخت جگر کے لئے وہ شوہر تجویز ہوا جو جری اللہ فی حلل الانبیا کا لخت جگر ہے اور جس کی رگوں میں فاطمی خون گردش کر رہا ہے اور اسی وجہ سے میں اس تعلق کو

قران السعدین

کہتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ اس تعلق کو ہر طرح اور ہر پہلو سے نہایت ہی مبارک اور مسعود بنا دے۔ آمین۔ دنیا میں نکاح ہوتے ہیں امرا اور روساء کے بھی ہوتے ہیں بادشاہوں اور غربا کے بھی ہوتے ہیں مگر اس نکاح میں مجھے بہت سی خصوصیتیں نظر آتی ہیں۔ اول یہ کہ صاحبزادہ شریف احمد صاحب کا وجود ایک آیت اللہ ہے ان کی پیدائش کی خبر قبل از وقت اللہ تعالیٰ نے دی اور ایسے وقت دی جب کہ عبدالحق غزنوی سے مباہلہ ہو چکا تھا اور اس نے بھی اپنے ہاں اولاد پیدا ہونے کی پیشگوئی کی تھی چنانچہ ۵ ستمبر ۱۸۹۴ء کو انوار الاسلام کے صفحہ ۳۹ کے حاشیہ پر حضرت اقدس نے یہ الہام شائع کیا انا نبشرک بغلام یعنی ہم تجھکو ایک لڑکا پیدا ہونے کی خوش خبری دیتے ہیں۔ اور یہ رسالہ پانچ ہزار کے قریب شائع ہوا۔ اور جب خوب اشاعت ہو چکی تو ۲۴ مئی ۱۸۹۵ء مطابق ۲۷ ذی قعدہ ۱۳۱۲ ہجری کو یہ پیشگوئی پوری ہوئی اور صاحبزادہ صاحب کی ولادت باسعادت ہوئی اور شریف احمد نام رکھا گیا۔ اور ضیاء الحق کے سرورق پر اسے شائع کر دیا گیا۔

پھر ایک خصوصیت اور ہے نواب صاحب کے مورث اعلیٰ ایک با خدا بزرگ تھے جن کا نام حضرت شیخ صدر جہان (رحمتہ اللہ علیہ) تھا۔ جو بہلول لودھی کے دوران سلطنت میں اسی ملک میں آئے اور بادشاہ وقت نے ان کے زہد و اتقا کو دیکھ کر اپنے حسن اعتقاد کی وجہ سے انہیں اپنی لڑکی دیدی اسطرح پر نواب صاحب نے محض خدا تعالیٰ کی رضا کو اس موقع پر مقدم کیا اور اسی طرح پر شیخ صدر جہان ایسے با خدا بزرگ کی پوتی مسیح موعود علیہ السلام کے بیٹے کے نکاح میں آئی جو میرا یقین ہے کہ بزرگ موصوف کی روحانیت کا خاص انقضا اور ان کے اپنے زمانہ کی دعاؤں کا اثر ہوگا جو حضرت مسیح موعود کے کمالات کشفی رنگ میں دیکھ کر ایسے پیوند کے لئے کرتے ہونگے۔ اور پھر جب صاحبزادہ شریف احمد صاحب کے ننہال کی طرف نظر کرتے ہیں تو وہ حضرت خواجہ میر درد صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا با خدا خاندان ہے اس طرح پر یہ تعلق جس پہلو سے دیکھا جاوے مقدسوں اور راستبازوں کے خون کا اجتماع ہے اس لئے خدا تعالیٰ کے فضل سے اس تعلق کے مبارک اور مثمر بہ ثمرات ہونے کی بڑی بڑی امیدیں ہیں۔ یہ امیدیں یقین کے رنگ میں ہو جاتی ہیں جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں کے اس سلسلہ کو دیکھتے ہیں جو حضور نے آمین میں اولاد کے لئے کی ہیں۔ بنظر یہ حالات تمام میں ایک بار پھر نواب صاحب قبلہ کو صدق دل سے مبارکباد دیتا ہوں کہ ان کی خوش قسمت اور بیدار بخت صاحبزادی کو قابل ناز شوہر ملا ہے اور یہ خدا کا فضل ہے۔ وہ عطا کرتا ہے جسے چاہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو بہت ہی مبارک کرے (آمین)

ایڈیٹر الحکم قادیان دار الامان

ڈپٹی سر احمد کے مجوزہ اسلامی بنک پر اسلامی رائے اور ان کے مغالطات پر اسلامیون کو اطلاع

گذشتہ سے پیوستہ

ڈپٹی صاحب کہتے ہیں کہ مشترک کارخانہ مین بعض لوگ بری طرح فیل ہوئے ہیں جن میں شرارت و بے ایمانی ہوتی ہے۔ خاکسار کہتا ہے کہ ایسی شرارت و بے ایمانی بنکون مین بھی ہوسکتی ہے۔

ڈپٹی صاحب کہتے ہین کہ بنکون اور لمٹیڈ کمپنیون کی رجسٹری کرائی جاوے تو سرکار ان کی نگران ہوتی ہے کوئی بے ایمانی کرے تو فوراً گرفتار ہوتا ہے خاکسار کہتا ہے۔ وہ رجسٹری بنکون سے مخصوص نہین۔ تجارتی کمپنیاں شرکت و مضاربت کی بھی لمٹیڈ اور رجسٹرڈ ہوسکتی غرض جو احتیاط اور صورت طمانیت بنکون میں روپیہ ضائع نہ ہونے کے لئے ہوسکتی ہے۔ وہی تجارتی کمپنیوں اور کمپنیون میں بھی ہوسکتی ہے۔ پھر کیون ڈپٹی صاحب اور ان کے دوست مددگار مسلمانو کے ایمان کا خون کرتے ہین اور ان کو اتفاقی حرام میں مبتلا کرتے ہیں اور بجائے بنک سودی تجارت کے واسطے سرمایہ جمع کر کے شرکت و مضاربت کی صورت مین تجارت کیون جاری نہین کرتے جس مین سود کی نسبت فائدہ زیادہ ہے اور ایمان کا نقصان ذرہ بھی نہین ہے ڈپٹی صاحب پر یہ بات بھی مخفی نہ ہوگی کہ بڑے بڑے مشہور اور نامی بنک دوالہ بھی نکالدیا کرتے ہین جس پر گورنمنٹ بھی کچھ نہین کرسکتی۔ اس صورت مین بنکون کو نیشنل شاکس دینے وہ روپیہ جو قوم اکٹھا کر کے تجارت یا کسی کارخانہ مین لگانا چاہئے) پر کوئی ترجیح نہین کارکنوں کی دیانت اور تجربہ کاری دونوں صورتون مین مساوی نقصان پہنچاتی ہے اور ان کی دیانت اور تجربہ کاری دونون مین یکسان فائدہ۔

چوتھی بات بھی محض اس لئے غلط ہے کہ جو لوگ سودی مال کہاتے ہین وہ مفت خوری کی عادت سے محض نکمے ہو جاتے ہین جب ان کو صرف ایک بنک سے (جس کا سرمایہ بقول آپ کے (صفحہ ۳ کالم ۲ سطر ۲ و ۳ اخبار وطن) دو لاکھ روپیہ ہوگا اور ۲۰ لاکھ روپیہ لوگون کا امانت اس مین رہے گا۔ بحسب وعدہ آپ کے (بصفحہ مذکور سطر ۳ و ۳) بائیس ہزار سے زیادہ حصہ دارون کو اور دو لاکھ ۴۲ ہزار روپیہ امانت والون کو منافع ملیگا تو پھر وہ لوگ کا ہیکو کوئی اور دنیاوی کام و شغل کرین گے اور کیون ساہوکار مہاجنون کی طرح بیٹھے بیٹھے پیٹ اور توندین نہ بڑھائین گے اور اس مفت خوری سے آرام تن (جس کو پنجابی زبان مین ہڈحرام کہتے ہین) نہ ہو جائین گے۔ اس بات کا اعتراف آپ کے پیر و مرشد اور اسلام مین مجوزین سود کے باوا آدم سرسید نے بھی تہذیب الاخلاق جلد اول صفحہ ۳۰ مین کیا اور کہا ہے۔ کہ ربا درحقیقت ایک بہت بُری چیز ہے اور انسانی اخلاق اور تمدن کے لئے بعض حالتون مین نہایت ہی مضر ہے۔ ربا جب کہ ایک پیشہ کر لیا جاتا ہے (جیسے کہ سود خوار ربٰی اور مہاجن بطور پیشہ کے اس کو برتتے ہین (ڈپٹی صاحب اس کو بھی غور سے پڑہین۔ حصہ دار و امانت رکہنے والے بنک کے مہاجن نہین تو اور کون بنین گے) تو تمدن کے لئے نہایت ہی مضر ہوتا ہے۔ ذی مقدور شخص روپیہ کو ملک کی ترقی اور تجارت کی افزونی مین صرف نہین کرتا (ڈپٹی صاحب اس کو بھی غور سے پڑہین ملک کی ترقی اور تجارت کی افزونی مین روپیہ خرچ کرنے کی وہی صورت ہے جو خاکسار نے عرض کی کہ اس روپیہ کو تجارت پر لگا دین یا اس سے کوئی کارخانہ صنعت جاری کرین۔ صرف سود پر روپیہ چلانا مہاجنی کام ہے بلکہ صرف اپنے ہی ملک کے لوگون سے ان کا مال لینے مین صرف کرتا ہے یہ بھی ڈپٹی صاحب کے غور و توجہ کے لائق ہے۔ اسی غرض سے حصے دار اور امانت رکہنے والے روپیہ بنک مین کرلاتے ہین کہ سود ہم کو آوے جو روپیہ وہ سود پر دیتے ہین اس کو خواہ سود پر لینے والے رنڈی بازی مین لگا دیں یا حصول مصارف شادی مین صرف کرین یا تجارۃ مین لگادیں۔ مردہ دوزخ کو جائے خواہ بہشت کو ان کو حلوے مانڈے سے کام ہوتا ہے وہ اپنی محنت اور مشقت سے معیشت پیدا کرنے مین بالکل سست ہو جاتا ہے اور لوگوں نے جو محنت اور مشقت سے کمایا ہے اس کے لے لینے پر راغب ہوتا ہے (یہ فقرہ ہماری بیان کا صاف اور صریح طور پر مصدق ہے۔ جس کو مفت مال ملے وہ کب کسی کام کے لئے مشقت اٹھاتا ہے اس کا کام صرف بیٹھے رہنا یا لیٹ رہنا اور توند بڑہانا ہوتا ہے۔ جیسے کہ ساہوکارون مہاجنوں کا حال مشاہدہ میں آتا ہے۔ ڈپٹی صاحب کا بنک جاری ہوا تو اس کے حصہ دارول اور امانت رکھنے والوں میں سے اپنے دوستون کو پہلے وزن کر لین گے۔ پھر ایک سال کے بعد ان کو وزن کر کے بتادین گے کہ اس مفت خوری نے ان کی توندون کو کس قدر بڑہایا ہے اس کے مال و دولت سے کوئی صنعت یا کوئی ایسا کارخانہ جس سے لوگوں کو معیشت میں مدد پہنچے اور ملک کی دولت کو ترقی ہو نہین قائم ہوتا (اس فقرہ کے سمجھنے مین شاید ڈپٹی صاحب وہو کا کہائیں اور یہ کہین کہ لوگ بنک سے سودی روپیہ لے کر اس سے کوئی صنعت یا کارخانہ قائم کرین گے۔ تو گویا انہین بنکرون کا روپیہ ترقی صنعت میں کام آئے گا۔ کہ وہ اس کا سود لے کر اپنا روپیہ اور توندین بڑہائین گے۔ جو روپیہ ترقی صنعت کے کام مین آئے گا۔ وہ ان کا نہ ہوگا بلکہ ان کے مظلوم قرضدارون کا ہوگا۔ جو سود بھر کر صنعت مین لگائین گے ان کے روپیہ کا صنعت مین کام آنا تب متصور ہو۔ جب کہ اس روپیہ کو وہ خود صنعت کے کارخانون مین لگا دین اور اس کا سود نہ لین) بجز اس کے کہ غریبون سے ان کی محنت و مشقت کے حاصلات چھین لینے کا ان کو قابو ملتا ہے اور کچھ شبہ نہین کہ ایسا ربوا تمدن و اخلاق کے برخلاف ہے۔

لیجئے ڈپٹی صاحب آپکے ہادی و پیشوا کے قرآن (تہذیب الاخلاق) کو اس کی تفسیر اپنی طرف سے کر کے آپ کے سامنے پیش کر دیا ہے جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ سودی بنک ہونے سے حصہ دار و امانت رکہنے والے بہت نکمے اور سست ہو جائیں گے۔ اب آپ خدا سے نہیں تو سرسید ہی کی رُوح سے ڈرین اور سودی بنک جاری کرنے کے خیال کو دل سے نکالکر اپنے روپیہ اور دولت مند دوستوں کے لاکھوں روپیہ یا بقول آپ کے اربوں روپیہ کو تجارت مین لگا دیں۔ جمہوری تجارت کہولین اور اس میں مالدارون کا روپیہ بطور شرکت یا مضاربت جمع کراوین یا صنعتی کارخانے جاری کریں اور اس کے منافعے سے مشترک حصے مسلمانون کو دلاوین۔ اگر آپ اپنی بیالی حالت کی کشمش سے اپنے ہندو بھائیون ہی کی تقلید پسند کرتے تو فیکٹریاں کارخانے کہولنے مین کیون ہندوؤن کی تقلید نہین کرتے۔ آپ اپنے اس خیال کو بھی دماغ سے نکالدین۔ کہ سودی بنک کے بغیر تجارت کا کام نہین چلتا۔ یہ خیال ایسا ہی غلط ہے۔ جیسے کہ لوگ کہا کرتے ہین کہ جہوٹھ کے سوا تجارت اور دوکان کا کام نہین چلتا اگر اس مقولہ اور خیال کی تقلید سے آپ سود کو جایز کرتے ہین تو پھر کیا اس دوسرے مقولہ کی تقلید سے جہوٹھ کو جایز کرین گے۔ ہم نے بحق دوستی قدیم آپ کو حق کہدیا اور پورا ابلاغ کر دیا۔ اب آپ کو اختیار ہے۔ مانین خواہ نہ مانین۔

من آنچہ شرط بلاغ است با تو نوشتم
تو خواہ از سخنم پند گیر خواہ ملال

(نمقہ ابو سعید محمد حسین ایڈیٹر اشاعۃ السنہ)

جنازہ غائب

منشی اکبر شاہ خان نجیب آبادی کی ہمشیرہ صاحبہ کا انتقال ہو گیا ہے۔ ناظرین الحکم جنازہ غائب پڑھ دین۔ اللہ تعالےٰ مرحومہ کو بہشت مین داخل فرماوے۔ آمین ثم آمین۔

وصیت

میں مسمی عبدالرحیم ولد خیرالدین قوم ارائیں ساکن ... سمت ... بحالت صحت و ہوش و حواس خمسہ بلا جبر و اکراہ اپنی خوشی اور رضا مندی سے آج بتاریخ ... مارچ ۱۹۰۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں اور لکھ دیتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد اس وصیت پر عمل ہو۔

(۱) میں اقرار کرتا ہوں کہ میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود رئیس قادیان ضلع گورداسپور کے کل دعاوی پر صدق دل سے ایمان رکھتا ہوں اور ان کا مرید اور پیرو ہوں۔

(۲) میں اقرار کرتا ہوں کہ میں نے رسالہ الوصیت جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے بتاریخ ۲۴ دسمبر ۱۹۰۵ء شایع ہوا ہے تمام و کمال پڑھ لیا ہے۔ میں ان ہدایات کا جو اس میں درج ہیں۔ پابند ہوں اور ایسا ہی میں ان تمام ہدایات اور ضوابط اور قواعد کا پابند رہوں گا۔ جو رسالہ الوصیت کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے یا ان کی مقرر کردہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کی طرف سے بہشتی مقبرہ واقع قادیان دارالامان کے متعلق یا دیگر اغراض انجمن مذکور کے متعلق شایع ہوئے ہیں۔ یا آیندہ شایع ہوں گے میں ان تمام کا اور ایسا ہی میرے جانشین میرے بعد ان تمام ہدایات اور ضوابط و قواعد و شرائط مشتہرہ انجمن مذکور کے معاملہ وصیت ہذا میں پابند رہیں گے۔

(۴) میرے پاس اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے جس پر میرا مالکانہ قبضہ ہو ہاں میری تنخواہ مبلغ ... روپیہ ماہوار ہے میں انشاء اللہ تعالیٰ اس کا دسواں حصہ یعنے مبلغ ... ماہوار مجلس کارپردازان مصالح قبرستان کے سپرد کرتا رہوں گا۔

(۵) میں اقرار کرتا ہوں۔ کہ اگر آج کی تاریخ کے بعد کوئی جائداد میری متروکہ ثابت ہو۔ تو ایسی جائداد کے متعلق میری یہ وصیت ہے کہ اس کا آٹھواں حصہ میرے مرنے کے بعد صدر انجمن احمدیہ قادیان کے سپرد کیا جاوے انجمن مذکور کو اختیار ہوگا کہ میرے مرنے کے بعد اس جائداد کو میری باقی جائداد سے الگ کرنے سے مفاد اٹھا کر اغراض انجمن کو پورا کرے۔ یا اسمیں شامل رہنے دے یا وہ اس کو فروخت کر کے اسکی قیمت وصول کرے۔ یا فروخت نکرے تو اس وصیت ... جائداد سے منافع اٹھا کر انجمن مذکور کو ... انجمن مذکور ... اس وصیت ... جائداد کی مالک متصور ہو گی ... تو وہ ...

کوئی تعلق نہیں اگر میری وصیت کردہ جائداد کی قیمت بڑھ جاوے تو اس کی مالک بھی انجمن مذکور رہے۔

(۶) میں یہ بھی وصیت کرتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد میرا جنازہ احمدی جماعت پڑھے اگر میں قادیان میں فوت نہ ہوں تو احمدی جماعت میری نعش ایک صندوق میں بند کر کے حسب ہدایات انجمن مذکور جو اب شایع ہو چکے ہیں یا آیندہ شایع ہوں گے دارالامان قادیان میں پہنچا دے اور وہاں مجلس کارپرداز مصالح قبرستان کے سپرد کی جاوے۔

(۷) میری یہ بھی وصیت ہے۔ کہ میری تجہیز اور تکفین اور میری نعش کو قادیان شریف پہنچانے اور وہاں دفن کرنے کے متعلق جس قدر خرچ اخراجات ہوں ان اخراجات کی میری جائداد وصیت کردہ جس کا ذکر میں نے فقرہ چہارم اور پنجم میں کیا ہے۔ ہرگز نہیں۔ ان اخراجات کا حسب مشورہ مجلس کارپرداز مصالح قبرستان اندازہ کر کے میں رقم اخراجات کو مجلس مذکور کے حوالہ کر دوں گا۔ جس کا اعلان میں مجلس مذکور کی طرف سے کرا دوں گا۔ اور اگر ان اخراجات کے لئے میں کوئی رقم اپنی زندگی میں الگ نہ کر سکا۔ اور ایسا ہی اگر وہ رقم داکردہ اصل خرچ سے کم ہو تو میری دیگر متروکہ جائداد جس میں یہ وصیت کردہ جائداد شامل نہ ہوگی ان اخراجات کی متکفل ہوگی اور میرے ورثا ان اخراجات کو اہم اور جائز ضرورت شرعی سمجھیں گے

(۸) میں یہ بھی اقرار کرتا ہوں کہ میں نے یہ وصیت صرف ابتغاء لوجہ اللہ کی ہے اور اگر حالات آیندہ کے ماتحت جنکا مجھے اس وقت علم نہیں میری نعش مقبرہ بہشتی میں دفن نہ ہو سکے۔ تو اس صورت میں بھی میری وصیت جو میں نے اپنی جائداد کے متعلق کی ہے اور جس کا ذکر میں نے فقرہ نمبر ۴ و ۵ میں کیا ہے۔ درست اور قائم رہیگی لیکن یہ ضروری ہوگا کہ میری نعش کو مقبرہ بہشتی میں پہنچانے کی کوشش کی جاوے اور جب تک مجلس کارپرداز مصالح قبرستان اجازت نہ دیوے۔ میری نعش اور کہیں دفن نہ کی جاوے البتہ امانت کے طور پر کسی دوسری جگہ دفن کی جاسکتی ہے۔

(۹) یہ کہ اگر حسب فقرہ ۶ و ۸ میری نعش مقبرہ بہشتی میں دفن نہ ہو سکے تو جو اخراجات متعلق انتقال نعش میں ... جمع کرا چکا ہوں۔ یا میری جائداد متروکہ سے وصول ہو چکے ہوں ان کو بھی وصول کرنے اور خرچ کرنیکا اختیار میرے ورثہ کو نہ ہوگا بلکہ مجلس کو ہوگا۔

... ...

قادیان دارالامان ۔ ۲۷ ۔ مارچ ۱۹۰۶ء

گواہ شد

نمبر علی عفی اللہ عنہ ہیڈ ماسٹر مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان ۲۷ ۔ مارچ ۱۹۰۶ء

گواہ شد

محمد سرور شاہ مدرس عربی تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان و سپرنٹنڈنٹ بورڈنگ ہوس قادیان

اعانت الحکم

پچھلے دنوں منی پور کی جماعت نے دس روپیہ ایڈیٹر الحکم کے لئے بھیجے تھے اور یہ دس روپیہ کی نہایت ہی کم شرح پر چند اخبار جاری کر دینے تجویز کر دئے تھے۔ اب الحکم کے دو اور مربیوں نے دس روپیہ بھیجے ہیں ایک انہیں سے چودھری عبدالعزیز صاحب نائب تحصیلدار ہیں اور دوسرے بابو زین الدین ابراہیم انجینیر بمبئے ہیں جنہوں نے علے التواتر پانچ پانچ روپیہ لیطور اعانت ارسال کئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہر دو صاحبان کو اس نیک تحریک کی جزائے خیر دے آمین۔ میں ان کی اعانت کو بھی زیادہ مفید اور موثر بنانے کے لئے یہ تجویز کرتا ہوں کہ جو کہ جو بھائی ادنیٰ ترین شرح پر بھی الحکم نہیں خرید سکتے انہیں صرف عـه روپیہ منی آرڈر بھیجنے پر ایک سال تک الحکم دیا جاوے گا۔ اور اس طرح پر دس بھائی فائدہ اٹھا سکیں گے۔ اور اگر یہ سلسلہ اس طرح پر جاری رہا تو اور بھائی مستفید ہوتے رہیں گے۔

میرا سفر بمبئی

میں اللہ تعالیٰ کا شکر کرتا ہوں کہ اس نے مجھے کچھ ایسی فطرت عطا فرمائی ہے کہ میں کسی چیز کو دیکھ کر اسے رہیں چھوڑ دینے کا عادی نہیں بلکہ میں اس کے مختلف پہلوؤں پر غور کرنے کا عادی ہوں اور اس طرح پر خدا داد بصارت کو میں دماغی سلسلہ میں لے جا کر ... کرتا ہوں یہی وجہ ہے کہ ایسے واقعات کو میں ایک سلسلہ خیالات میں ... سمجھ گیا ہوں۔ اسلئے میں اپنے سفر ... لکھنا نہیں چاہتا مختصر لکھوں تو میری ... نہیں ہوتی طویل لکھوں تو تفصیل چاہئے

اکتفا جاتے ہیں۔ میرے سفر کی غرض افریقہ سے آنے والے خانصاحب کو لانا تھا اس لئے ۱۱ نومبر کو اس سکے والے کے خط پر بمبئی پہنچنے کو بیٹھے میل میں روانہ ہوا۔ اور راستہ باغوں اور پہاڑوں کو چیرتا ہوا اور ہندوستان کے بہت بڑے حصے کے قدرتی نظاروں کو دیکھتا ہوا ۱۴ نومبر کو ایک بجے بمبئی پہونچا۔ اور اپنے محترم بھائی سیٹھ اسماعیل آدم کے ہاں قیام کیا۔ سیٹھ صاحب نے جس اخلاص اور محبت سے میری مہمانداری کی اللہ تعالیٰ اس کی جزا انہیں دے۔ بمبئی جیسے شہر میں جو ازبس مصروفیت کا شہر ہے چند منٹ بھی نہایت ہی قیمتی سمجھے گئے ہیں اور فی الواقع قیمتی ہیں مگر انہوں نے محض خدا کے لئے میرے ساتھ اپنے تین دن خرچ کئے۔ ایسا ہی میں بابو زین الدین صاحب سے مل کر بہت خوش ہوا۔ وہ باوجود ایک معزز عہدہ دار ہونے کے نہایت سادہ زندگی بسر کرتے ہیں۔ پھر سیٹھ صاحب کی مدد سے بمبئی میں ایک مخفی جماعت احمدیہ کا پتہ مل گیا جو دس پندرہ آدمیوں کا ایک مجمع ہے۔ میرا خیال ہے کہ اگر کوئی مستعد آدمی سعی کرے تو بمبئی میں شاید بہت لوگ اس سلک کے ملیں گے مگر یہ چیز اپنے وقت پر موقوف ہے سیٹھ اسماعیل آدم اسی ٹوہ میں لگے رہتے ہیں۔

غرض بمبئی میں کیا دیکھا لمبی داستان ہے۔ خلاصہ یہ کہ بمبئی میں اپنے سید و مولا امام کے عاشق زار غلاموں کو دیکھا جنہوں نے باوجود ازبس مصروفیت کے مجھے ہر طرح شکر گزاری کا موقع دیا اس قدر دور دراز اور مصروف شہر میں اپنے بھائیوں کے لئے محبت کا ایسا جوش ایک صادق کے خادم کو سوا کہاں مل سکتا ہے۔ وہ شکار جس کے لئے میں گیا تھا افسوس ہے بمبئی نہیں پہونچ سکا۔ اس لئے مجھے واپس آنا پڑا۔ اور میں عید سے ایک دن پہلے قادیان پہونچ گیا۔ محمد علی جٹ

ضروری اطلاع

میں برابر دو تین ہفتہ سے شائع کر رہا ہوں کہ الحکم کا مالی سال دسمبر سے شروع ہوتا ہے اسلئے خریداران الحکم مطلع رہیں کہ حسب معمول ۱۰ دسمبر ۱۹۰۶ء کا الحکم سالانہ قیمتوں وصول کرنے کیلئے وی پی ارسال ہوگا۔ جو خریدار اس وقت وی پی کسی وجہ سے وصول نہیں کرسکتے ہیں۔ انکو چاہئے کہ وہ دفتر میں اطلاع دیں۔ کہ انکے نام وی پی کیا جاوے تاکہ مطبع وائپسی وی پی کی زیر باری سے محفوظ رہے۔ جو خریدار اطلاع نہیں دینگے۔ ان سے مطبع کو ہر وقت اختیار

فتح محمد ...

انبیائے ہنود

حیدرآباد دکن سے ایک سالہ صحیفہ نام جواس سے قبل کچھ عرصہ نکلکر بند ہو گیا تہا۔ اب پہردوبارہ اس کا اجرا ہوا ہے اس کے سلسلہ جدیدکے پہلے ہی نمبر مین ایک مضمون مندرجہ بالا عنوان سے لکہا گیا ہے۔ جسے مین ذیل مین درج کرتا ہوں امید ہے کہ یہ مضمون ناظرین غور سے ملاحظہ فرمائینگے۔ ایڈیٹر الحکم۔

فلسفہ الٰہیہ کا مسلم مسئلہ ہے کہ واجب تعالیٰ تنزہ۔ تجرد اور صفائی کے اُن مراتب عالیہ مین ہے۔ جن کا ادراک کرنے سے عقل انسانی بالکل عاجز و قاصر ہے اور ہم ممکنات سراپا غواشی ظلمات و حجاب ہیولی مین مستور و مغشی ہین نیز یہ امر ثابت و متحقق ہے کہ واجب تعالیٰ مرید اشیاء اور مدبر اور موثر عالم ہے۔ کافۂ بلاد و جمیع عباد کی تدبیر و انتظام اور نظم و نسق اسی کے ارادہ و مشیت سے ہے اور تمام بندون کی بھلائی برائی ہدایت و ضلالت اسی کے دست اختیار۔ اس کو تمام عالم اور تمام عالم کو اس کے ساتھ ایک قسم کا خاص علاقہ و ربط و ارتباط ہے جو موثر و متاثر مین شرط ہے چونکہ وہ نہایت لطافت اور عالم نہایت کثافت مین ہے لہذا ضرورت ہی کہ جاعل اور مجعول یا خالق اور مخلوق کے درمیان ایک ایسا واسطہ و ربط یا برزخ ہو جو ایک طرف تو تنزہ اور صفائی کے لحاظ سے مبدء عالیہ سے اتصال رکھتا ہے اور دوسری طرف ظلمت و مادیت کے اعتبار ملحق بہ مادیات ہو۔ اس برزخ اور اسی واسطہ و رابطہ کا نام اصطلاح شرع "نبی یا رسول" رکھا گیا ہے

جب یہ امر مسلم ہو چکا ہو تو اب جو بات معرض بحث مین آسکتی ہے وہ یہ ہے کہ تبلیغ کے بدون بھی کوئی امت قابل تعذیب ہو سکتی ہے یا نہین تو یعنی [illegible] ملک و کسی قوم مین جب خدا کی جانب سے کوئی بنی اور کوئی رسول ہی نہین بھیجا گیا تو آیا وہ قوم مستوجب عذاب الٰہی و غضاب ایزدی قرار دی جا سکتی ہے۔ یا نہین یہ بات بالکل خلاف عقل ہے۔ نیز نامناسب عدل و

ملائم انصاف بھی نہین کہ تبلیغ رسالت اور اتمام حجت کے بغیر کسی گروہ کو مستوجب عذاب مستحق عقاب سمجھ لیا جاوے۔ عادل حقیقی کی نسبت یہ گمان کرنا کہ وہ تبلیغ رسالت کے بغیر اپنے بندون کو جہنم مین جھونک دیگا سراسر مسلمانون کے ایمان و عقاید سے منافی ہے۔ کیونکہ خدائے تعالیٰ نے صریحاً ارشاد فرمایا ہے۔ ان اللہ لیس بظلام للعبید۔ یعنے خدائے تعالیٰ اپنے بندون پہ ہرگز ظلم کرنے والا نہین ہے۔ اسی لئے علم کلام مین یہ مسئلہ مسلم و محقق ہے کہ قبل دعوت کوئی امت معذب نہین ہوتی اسی واسطے پہاڑوں کے دامن اور غارون مین رہنے والے جن کو دعوت نہ پہنچی۔ وہ معذب نہ ہونگے۔

جب یہ مقدمہ بھی ثابت ہو گیا تو اب دیکھنا یہ ہے کہ کوئی قوم اور کوئی ملک بغیر نبی اور پیغمبر رسول کے خالی رہ سکتا ہے یا ہر قوم اور ہر ملک کے لئے کسی نہ کسی رہنما اور ہادی کی ضرورت ہے؟ قرآن مجید خود اس سوال کا نہایت واضح طور پہ جواب دیتا ہے۔

وَلِكُلِّ أُمَّةٍ رَسُولٌ
ہر ہر قوم کے لئے رسول ہے
وما من قریۃ الا خلا فیہا نذیر
کوئی گاؤں ایسا نہین ہے جس مین کوئی نذیر یعنے نبی نہ گیا ہو۔

ظاہر ہے کہ جب کوئی قوم اور کوئی قریہ بے رسول اور نذیر سے خالی نہ چہوڑا تو ہنود کی کثیر التعداد قوم اور ہندوستان کی سی وسیع قلمرو کیونکر نذیر سے خالی رہ سکتی ہے۔ قرآن مجید مین ایک موقعہ پر ارشاد ہوا ہے۔

منہم من قصصنا علیک و منہم من لم نقصص علیک۔ انبیاء مین سے بعض ایسے ہین جن کا قصہ ہمنے تجھ سے بیان کیا اور بعض ایسے ہین جن کا قصہ ہم نے تجھ سے بیان نہین کیا۔

اس آیت سے ظاہر ہے کہ بہت سے نبی ایسے ہین جن کا حال ہم کو معلوم نہین۔ خدائے تعالے ہی بخوبی جانتا ہے۔ لہذا

ان بزرگوں کی نسبت جن کے ارشاد اللہ اور جن کی تعلیم و ہدایت ایک خاص حد تک مفید قوم اور مصلح ملک ثابت ہوئی ہو یہ خیال کرنا کہ وہ خدا کی جانب سے بھیجے گئے ہین اور نبی یا پیغمبر کہے جا سکتے ہین۔ کوئی نامناسب بات نہ ہوگی دیگر ممالک مین بعض ایسے بزرگوار باخدا پائے جاتے ہین۔ جن کی نبوت یا رسالت کے متعلق کتاب آلٰہی تو ساکت و صامت ہے لیکن ان کی تلقین ان کا رفارم و تبلیغات۔ اور ان کے سوانح زندگی بتلاتے ہین کہ انہین نبی یا پیغمبر کہنا نازیبا نہ ہوگا۔

ہندوستان مین رامچندر جی۔ لچھمن جی کرشن جی۔ وغیرہ اوتار ہنود ایسے بزرگوار ہین۔ جن کی تلقین و رہنمائی اور فلسفیانہ و خداپرستانہ زندگی ان کو نبی اور رسول کہلانے مین پس و پیش نہین کرتی ہے۔ اسی طرح ایران مین جناب زردشت کو بھی پیغمبر کہا جا سکتا ہے۔ کہ انہون نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے تعلیم نفس و نور حاصل کی تہی۔ علی ہذا القیاس چین اور دیگر ممالک بعیدہ مین انبیاء کے وجود سے انکار نہین کیا جا سکتا۔ کیونکہ اسکا انکار ایک ایسی سخت اور فحش غلطی ہوگی جس پر آیات قرآنی شاہد ہین

علمائے عظام اسلام اور صوفیہ کرام عالی مقام مثلاً مرزا مظہر جانجانان حضرت قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب۔ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب کی تحریرات مین یہ امر نہایت مدللانہ طور پہ مسطور و مذکور ہے کہ رامچندر جی۔ لچھمن جی۔ کرشن جی وغیرہ اوتار ہنود۔ غالباً انبیائے مبعوثین مین سے ہین۔ مرور دہور سے لوگوں نے ان کے حالات و روایات مین خلط ملط کر دیا ہے ان حضرات کا ملخص استدلال وہی وہ قرآنی آیتین ہین۔ جن کو ہمنے اوپر نقل کیا ہے۔ اور اب دوبارہ درج کرنے کی حاجت نہین۔

علاوہ اس کے بعض اہل کشف و شہود۔ مثل حضرت سید عبد الرزاق بانسوی مجدد الف ثانی وغیرہ کے اس بات کے قائل ہین۔ کہ سرزمین ہند مین انوار نبوت نظر آتے ہین۔ جیساکہ مشہور ہے۔ کہ اجودھیا مین حضرت شیث کی قبر ہے۔ جس کو ہندو رام جی کا ستارہ بتاتے ہین۔ اور یہ تو مسلم ہے کہ ورود آدم علیہ السلام لنکا مین ہوا ہے۔ جو مہبط و قدمگاہ حضرت ابوالبشر ہونے کی وجہ سے آج تک زیارتگاہ مسلمین و ہنود ہے اور ہمیشہ رہے گا اور چونکہ روایتون مین یہ وارد و ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نور مبارک حضرت آدم علیہ السلام کی جبین مبارک مین ودیعت تھا۔ اس لئے ظہور نور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی اولاً ہند ہی مین ہوا ہے۔

غرض مذکورہ بالا اوتار ہنود منجملہ ارباب نفوس زاکیہ و عقول عالیہ و محسوبین فی الانبیاء ہین۔ اور اس بنا پر مسلمانون کو ضروری ہے کہ انہین وقعت اور عظمت کی نظر سے دیکھین اور ان کا نام بے ادبی سے نہ لین کہ قرآنی ہدایت و تعلیم ہم کو یہ ادب سکہاتی ہے کہ ہم مشرکین کے بتون کو بھی برا نہ کہین کہ وہ اس وجہ سے خدا کو برا بھلا کہین گے اور ہم بالعرض و بالواسطہ اس برائی و خرابی کے باعث و موجب ہونگے

حضرت مرزا مظہر جانجانان ہنود کی بابت اہل شرک ہونے کے قائل نہین ہین۔ بلکہ ان کو اہل توحید بتاتے ہین اور بتون کی پرستش کو۔ مثل تصور شیخ اہل تصوف کے خیال کرتے ہین۔

محمد عبدالقیوم

اطلاع متعلق آمدنی مجلس کارپرداز مصالح قبرستان

ازدفتر جنرل سکرٹری مجلس مذکور

متعلق آمدنی مجلس کارپرداز بہت لوگ اس طرح سے روپیہ بھیجتے ہین جیساکہ ملازمت [illegible] مین بھیجتے ہین یعنی ان کی طرف سے کوئی تفصیل نہین ہوتی کہ آیا یہ روپیہ چندہ تعمیر مقبرہ بہشتی ہی یا وصیت کے مطابق حصہ جایداد ہے یا عطیہ ہے بلکہ بعض جگہ کی جماعتین کچھ روپیہ بھیجدیتی ہین اور صرف رقم مقبرہ بہشتی لکھدیتی ہین اور کوئی تفصیل نہین لکھتے ہین کہ یہ کس قسم کا ہے بعض لوگوں کی وصیتین ہوتی ہین مگر روپیہ بھیجتے وقت یہ نہین لکھتے کہ یہ وصیت کا روپیہ ہے یا چندہ وغیرہ اسواسطے تمام جماعت کو مطلع کیا جاتا ہے کہ آیندہ جو رقوم بہشتی مقبرہ کے متعلق بھیجین اسمین ضروری طور پر تشریح کوپن منی آرڈر یا علیحدہ مندرج ہو کہ یہ روپیہ چندہ تعمیر مقبرہ ہے یا کوئی شخص وصیت کا روپیہ بھیجتا ہے یا کسی کا عطیہ ہے جس سے یہ معلوم ہو جاوے

اس سے پہلے آپ مفرح عنبری کی نسبت بلاد ہندوستان بھر کے معزز ترین طبقہ کی رائے ملاحظہ فرما چکے ہیں جن میں بڑے بڑے جلیل القدر حکام معزز عہدہ داران جاگیرداران تاجران حکمائے یونانی و ڈاکٹران شامل ہیں اور جن سے بہتر شہادت کسی چیز کے حسن و قبح کی دریافت کیلئے تلاش کرنا لاحاصل ہے

لیکن ذیل کا عجیب خط جس میں ایسی شہادت موجود ہے اپنی نوع کا نرالا اور شاید دنیا میں پہلا خط ہو کہ کسی دوائی کی نسبت ایسی شہادت ہو جو میرے مولا کریم کے رحم و فضل سے مجھ ناچیز کو حاصل ہوئی ہے

اور وہ یہ ہے

مخدوم جناب ابو غلام رسول صاحب احمدی سٹیشن ماسٹر جو سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ایک عالم بھائی ہیں۔ برادرم حکیم محمد حسین صاحب قریشی سلمہ اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ میں ایک مدت سے آپ کے اشتہار اخبار الحکم میں دیکھ رہا ہوں۔ مگر چونکہ اشتہاری دوائیوں سے مجھے نفرت ہے اس واسطے میں ہمیشہ اس کو بھی بنظر حقارت دیکھتا رہا۔ لیکن آج بوقت دوپہر جبکہ میں قیلولہ کر رہا تھا۔ مجھے اس کے خریدنے کی طرف اپنے مولا کریم کی طرف سے اشارہ ہوا۔ کہ یہ دوائی قوت باہ اور قوت جسم کے لئے مفید ہے۔ اس سے پہلے تو میں اس کی قیمت سے بھی ڈرتا تھا۔ مگر اب جبکہ مولا کریم نے اس کی نسبت اشارہ فرمایا تو ضرور میں استعمال کرنا چاہتا ہوں۔ لہذا عرض ہے کہ بدیں کارڈ ہذا آپ تین ڈبیہ بذریعہ وی۔ پی پارسل ارسال فرماویں۔

دوسرا خط جو بعد میں آیا

مکرمی حکیم صاحب۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ میں نے آپکے اشتہارات (مفرح عنبری) کی اشاعت حتی الوسع کی۔ جہاں تک کہ تحصیلدار صاحب ہنگو کو بھی وہ اشتہار دکھایا اور آپ کی دوائی کی تعریف بھی کی گئی۔ اور یہ بھی کہا گیا کہ اس دوائی کے متعلق مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اشارات ہو چکے ہیں اور تب سے مجھے یقین کامل ہو گیا ہے وغیرہ وغیرہ لہذا ایک ڈبیہ مفرح عنبری بذریعہ وی۔ پی پارسل بھیج دیں۔ آپ کا تابعدار غلام رسول

المشتہر

حکیم محمد حسین قریشی موجد مفرح عنبری مفرح دلکشا **حویلی کابلی مل لاہور**

... قادیان ... یعقوب علی تراب احمدی کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

انہ اوی القریہ

الحکم

چہ گویم بالوگر آئی چہ در قادیاں بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دارالاماں بینی

اڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے صہ (۲) خواص رؤسا والیوں سے عہ (۳) ہندوستان سے باہر سے (۴) غیر مذاہب والوں سے للعہ (۵) اپنی جماعت کے غریب ... کم آمدنی والے لوگوں سے عہ

نمبر ۴۱ قادیان دارالامان مورخہ ۳۰ نومبر ۱۹۰۶ء مطابق ۱۳ شوال ۱۳۲۴ھ جلد ۱۰

فہرست مضامین

گذشتہ ہفتہ کے تازہ الہامات جو مکرر چھپائے جاتے ہیں

۱۸- نومبر سنہ ۱۹۰۶ء - رؤیا - (۱) دیکھا کہ ہمارے باغ میں چند آدمی جبر ... لگا رہے ہیں - پھر غیب سے آواز آئی - عُمَّار ...

(۲) پھر ایک نظارہ آنکھوں کے سامنے پھر گیا اور اس کے بعد الہام ہوا -

مَا وَقَفَتْ مَوْقِفًا اَغْیَظَ مِنْ ھٰذَا

اِنَّ بَطْشَ رَبِّکَ لَشَدِیْد

ترجمہ - اس سے زیادہ غضب ناک کسی موقعہ پر کھڑا نہیں ہوا - تحقیق پکڑ تیرے رب کی سخت ہے -

۲۲- نومبر - رَبِّ احْفَظْنِیْ اِنَّ الْقَوْمَ یَتَّخِذُوْنَنِیْ سُخْرَۃً

ترجمہ - اے میرے رب میری حفاظت کر - تحقیق قوم مجھ پر ہنسی کرتی ہے -

۲۳- نومبر سنہ ۱۹۰۶ء

اِنَّ اللّٰہَ مَنَّ عَلَیْکُمْ وَاَعْطِیْکَ

مَا اُعْطِیْکَ اِنَّ الَّذِیْنَ لَا یَلْتَفِتُوْنَ اِلَیْکَ لَا یَلْتَفِتُوْنَ اِلَی اللّٰہ

ترجمہ - خدا نے تیرے پر احسان کیا - اور میں تجھے دونگا جو چیز دونگا - جو لوگ تیری طرف التفات نہیں کرتے - یعنے نظر انکار سے دیکھتے ہیں - وہ خدا تعالیٰ کی طرف التفات نہیں کرتے -

پھر ... کے الہام ہوا - اولیاء اللہ سے مخالفت رکھنا اس کا نتیجہ اچھا نہیں -

... ہفتہ کا تازہ الہام - ایک امر کے متعلق مزید تحقیقات کی حاجت تھی اس پر الہام ہوا -

لَوْ اَقْسَمَ عَلَی اللّٰہِ لَاَبَرَّہٗ

آخری اطلاع

گذشتہ اشاعتوں میں متواتر اعلان کیا جا چکا ہے کہ ۱۰ دسمبر کا الحکم سنہ ۱۹۰۶ء تک کے بقایا داروں اور سنہ ۱۹۰۷ء کی قیمتوں کے لیے حسب معمول ... وی پی کیا جاویگا ۔

متواتر اعلان کی ضرورت اس لئے سمجھی گئی تھی کہ جو صاحب اس تاریخ کا اخبار وی پی لینے کو آمادہ نہ ہوں وہ اطلاع دیدیں تاکہ ضائع نہ ہو - جن احباب نے اطلاع دی ہے انکے نام وی پی بھیجا نہیں جائیگا - لیکن جنھوں نے ابھی تک اطلاع نہیں دی ان کا فرض ہے کہ وہ وی پی وصول کرکے کارخانہ کو شکر گذار ہونے کا موقع دیں وقت پر قیمتوں کا وصول ہونا اور وی پی پیکٹ کی واپسی ایسا نقصان پہنچاتی ہے جو سلسلہ کی گاڑی میں روڑا اٹکا جاتا ہے - اور پھر مجھ کو ہدف ملامت بنا دیا جاتا ہے جبتک بقایا داروں کا جھگڑا نہیں چکتا ... خطرہ کا اندیشہ ... اسباب باقی ہیں ... ناظرین الحکم کیساتھ خاص محبت ہے اور جنکو دلوں میں ... کیلئے خاص تعلق ہے اس امر میں خصوصیت سے مدد دیں اور وی پی پیکٹ وصول کرکے کارخانہ کو اس قابل بنا دیں کہ وہ شروع سال میں ہی اپنی گذشتہ تنگی کی تلافی کر سکے - یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ ہی کے فضل پر موقوف ہے اور اسی پر بھروسہ اور توکل ہے نعم المولیٰ و نعم النصیر

دارالامان کا ہفتہ

۱- حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے اہل بیت کی صحت کی خبر ... باعث مسرت ہے -

۲- بزرگان ملت بھی خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے ... فی الدین میں لگے ہوئے ہیں -

۳- ہفتہ زیر اشاعت میں جناب مولوی محمد علی صاحب کے گھر میں دختر نیک اختر پیدا ہوئی اللہ تعالیٰ اپنی رضا میں اسکی عمر دراز کرے اور والدین کیلئے وہ قرۃ العین ہو - آمین

۴- اسی ہفتہ میں ایک دیوانہ کتے نے دو لڑکوں کو زخمی کیا جنکو فی الفور کسولی کے سگ گزیدگان کے ہسپتال میں علاج کیلئے بھیجا گیا - جہاں وہ عافیت سے پہنچ گئے اور علاج ہو رہا ہے - کتوں کی کثرت ہو گئی تھی انکی کمتی کو مروا دیا گیا ۔

کرایہ ریلوے کی رعایتی شرح کا آخری فیصلہ

ٹریفک سپرنٹنڈنٹ ریلوے نے بالآخر دسمبر کی تعطیلات کے لئے مشتہر کردہ رعایتی شرحوں کیساتھ مزید رعایتی شرح کی منظوری سے انکار کر دیا - اسلئے یہ انتظام نہیں ہو سکتا - تاہم ٹریفک سپرنٹنڈنٹ کی اس عدم منظوری سے رعایتی شرح کا سوال چھوڑا نہیں دیا جائیگا بلکہ صدر انجمن احمدیہ اسکو ہمیشہ کیلئے مستقل طور پر فیصلہ کرنیکی سعی کریگی اور اللہ تعالیٰ چاہیگا وہ ہو رہیگا ۔

وطن کا عذر نامعقول

نمبر ا

ہمہ کارم زخود کامی بہ بدنامی کشید آخر
نہاں کے ماند آں رازے کزو سازند محفلہا

چند روز ہوئے کہ اخبار وطن کا وہ مضمون جس میں میاں انشاء اللہ خان ایڈیٹر وطن نے الحکم کے اُس اعتراض کا جواب دیا ہے جو الحکم کی طرف سے میاں صاحب موصوف پر اُن کی کفر فروشی و اشاعت کفر پر کیا گیا تھا اور کہ جس پر مولویوں کا فتویٰ بھی شائع ہو چکا ہے۔ ہمارے نزدیک الحکم کا اعتراض چونکہ نہایت معقول اور وزندار تھا [illegible] ہم نے اس مضمون کو جو "رہا ننو یک من کل ھمزۃ لمزۃ" کے عنوان سے الحکم کا جواب تھا بڑے غور و خوض سے پڑھا اور اسکے پڑھنے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچے کہ میاں انشاء اللہ خان بسبب اسکے کہ الحکم نے [illegible] افشا کر دینے سے [illegible] کا بہت سا مالی نقصان ہوا [illegible] ہو گئے اور [illegible] اور [illegible] بے تکے [illegible] خیال ہرگز [illegible] ان نالائق باتوں سے الحکم [illegible] معقول اعتراض اُوٹ نہیں [illegible] اس [illegible] کے [illegible] پڑھنے سے ہم اسی [illegible] پر پہنچے [illegible] ایڈیٹر وطن کو اس اعتراض کا جواب [illegible] سے ناکامی اور نامرادی نصیب [illegible]

ایڈیٹر وطن نے پہلے ایک نقشہ [illegible] محض [illegible] اس کے ضمن میں میاں نقاش [illegible] مضمون کا ایک حصہ درج کیا ہے جو کہ اُنھوں نے [illegible] اسی واقعہ [illegible] نظر رکھا تھا کہ جب میرزائی [illegible] قابل شرم سوداگری [illegible] صاحب کی تالیفات [illegible] اعتراض کرینگے تو اس کو درج کر کے [illegible] کہ ہماری سوداگری [illegible] قابل [illegible] بلکہ میرزائی صاحبان محض [illegible] مضمون نگاری سے برافروختہ ہو گئے ہیں اور اس لئے اس قابل شرم نہیں بلکہ قابل تعریف سوداگری کو ناحق ناروا برا سمجھتے ہیں۔

الحکم نے جب پہلے پہل اس اعتراض کو اٹھایا [illegible] ایڈیٹر وطن نے خیال کیا کہ نقار خانہ میں طوطی کی کون آواز سنتا ہے اس لئے وطن میں اس کا

[illegible] صاحب کی نقاشی کا قافیہ ایک مضمون کے [illegible] پہلے ہم تنگ کر چکے ہیں جو الحکم [illegible] میں چھپ چکا ہے اور جس کا [illegible] اُس سے [illegible]

کچھ بھی ذکر نہ کیا اور [illegible] سے ایک کارڈ [illegible] کے ایڈیٹر کو لکھا [illegible] نیت بخیر ہے [illegible] سوال یہ ہے کہ اگر آپ کی نیت بخیر ہے [illegible] صاحبان کی نیت کیوں بخیر نہیں جس حالت میں کہ وہ ایسی کتابیں بہت ارزاں قیمت پر فروخت کرتے ہیں اور آپ کی طرح اُن کو اسلامی کتابیں بھی ظاہر کر کے دھوکا نہیں دیتے؟ کارڈ روانہ کرنے کے بعد سوچتے رہے کہ کیا تدبیر کرنی چاہئے کہ جس سے اس قابل شرم کارروائی کا اثر نہ پڑے آخر کار جب الحکم نے کئی ایک پرچوں میں اس کا ذکر کیا تو یہ تدبیر سوچ سمجھ کر خیال میں آئی کہ کوئی ایسا حیلہ تراشا جاوے کہ جس سے عام لوگوں پر اچھا اور خاصہ اثر پڑے۔ بنابریں سمجھ جیسنک آریہ اخبار سے اول اُن الفاظ کو درج کیا جو سلطان المعظم کی نسبت حضرت اقدس نے بیان کئے تھے اور جن کو بدر سے اخبار مذکور نے نقل کر کے رائے زنی کی تھی اور ان الفاظ کے ذریعہ اچھا خاصہ خلق خدا کو ورغلانے کا سامان مہیا کیا۔ حالانکہ میرزا صاحب قبلہ نے جو کچھ الفاظ سلطان المعظم کی نسبت فرمائے ہیں وہ بالکل صحیح اور درست اور واقعی بات ہے مگر یہ لوگ جن کو سلطان پرستی کا مرض لگا ہے اُن کے نزدیک صحیح الفاظ بھی توہین میں داخل ہیں یہ لوگ اپنی طرف سے تو سلطان کے خیر خواہ اور ہوا خواہ بنتے ہیں مگر یہ نہیں غور کرتے کہ اس بے جا ہوا خواہی سے فائدہ ہی کیا ہے کیا وہ خرابیاں سلطان کے علاقہ میں ہیں اس ہوا خواہی سے چھپ سکتی ہیں یا ان پر [illegible] پردہ ڈالنے سے پردہ پڑ سکتا ہے؟ ہرگز نہیں ہرگز نہیں!! کیا یہ سچ نہیں کہ آج تک (جو نہایت ضروری کام ہے کہ حج کے دنوں میں بدؤوں سے [illegible] کا خاص طور پر انتظام کیا جاوے) بدؤوں کا انتظام سلطان المعظم نہیں کر سکے [illegible] کیا یہ غلط ہے کہ ہر سال غریب حاجی بدؤوں کے ہاتھوں سے قتل نہیں ہوتے؟ [illegible] کیا یہ غلط ہے کہ سلطان المعظم دوسری سلطنتوں کے پنجوں میں دبا ہوا ہے اور اپنی سلطنت سنبھالنا بھی مشکل ہو رہا ہے؟ اگر نہیں تو یہ بتلاؤ وطن کا اور ایسے دوسرے ہوا خواہوں کا فرض ہے کہ ثابت کریں کہ سلطان کے بہت سے صوبے کیوں اُس سے باغی ہو کر خود مختار ہو بیٹھے ہیں؟ میرزا صاحب قبلہ نے جو یہ الفاظ بیان فرمائے تھے کہ [*] اللہ تعالیٰ کا بنا ہے خدا تعالیٰ نے [illegible]

---

[*] [illegible]

[illegible] سب پر غالب کر دیا ہے بالکل صحیح اور درست ہیں اور اس [illegible] نظیر کے لئے جناب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اور حضرت سلطان محمود غزنوی کے کارنامے کافی ہیں یعنے حضرت اقدس سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قیصر روم و کسریٰ ایران کو شکست فاش دیکر اُن کے ممالک پر قابض ہونا اور حضرت سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کا تمام راجوں مہاراجوں کے لشکروں کے بیچ میں گھر کر خدا تعالیٰ سے مدد طلب کرنا اور فتح پاکر کامیاب ہونا۔ اور یہ ظاہر ہے کہ ظاہری حیثیت میں سلطان محمود غزنوی اُن راجوں مہاراجوں سے کمتر تھا۔ ایسا ہی حضرت اقدس سیدنا عمر فاروق علیہ السلام کی جمعیت اور طاقت قیصر روم اور کسریٰ ایران کے بالمقابل کچھ بھی حیثیت نہ رکھتی تھی یہ تمام روحانیت اور خدا تعالیٰ سے تعلق کے ثمرات تھے اور یہ بزرگ روحانیت اپنے اندر رکھتے تھے اور در اصل خدا تعالیٰ کے بن گئے تھے اس لئے اللہ تعالیٰ نے اُن کو سب پر غالب کر کے دکھلا دیا یعنے اُن کو کامیاب اور بامراد کیا اور اس طرح پر اُن بزرگوں نے من کان للہ کان اللہ لہٗ کو بالکل اپنے وجودوں سے سچا ثابت کر دیا۔

تعجب ہے تو صرف اس بات پر ہے کہ کیا وطن کے مطالعہ کرنے والے صرف اسی بات پر خوش ہو سکتے ہیں کہ جو کچھ وطن کا لائق ایڈیٹر کہدے وہی کا الوحی من السماء ہے اور حقیقت کچھ بھی نہیں اور کہ کیا یہ بات قابل غور ہے جو وطن نے کی ہے کہ فلاں نے جو اعتراض کیا یا معترض کی بات کی تصدیق کی اُسکی فلاں وجہ ہے اور اعتراض محض بہانہ و حیلہ ہے ہمارے خیال میں وطن کے مطالعہ کرنے والے صرف اسی فہمائش کے ہی نہیں کہ وطن کے عذر نامعقول ہی اُن کے نزدیک قابل غور ہیں اور حقیقت پر نظر نہیں کرتے۔

یہ ظاہر ہے کہ الحکم نے نہ تو اپنی جانب سے وطن کے ایڈیٹر پر کفر کا فتوےٰ لگایا اور نہ الحکم کسی پر فتوےٰ لگانے کا مجاز رکھتا ہے فتوےٰ لگانے والے ہی حضرات ہیں جنھوں نے اس سے پہلے حضرت میرزا صاحب پر فتوےٰ کفر اس وجہ سے لگایا کہ کیوں میرزا صاحب نے مسیح ابن مریم اسرائیلی نبی کی موت کو ثابت کیا اور کیوں بیان کیا کہ وہ اب لوٹ کر اس دُنیا میں نہیں آ سکتا۔ کیونکہ جس طرح وطن کی

اشاعت کفر پر کفر فروشی پر الحکم کے اعتراض کرنے سے وطن کی کثیر التعداد آمدنی کا نقصان ہوا اور جس کی خاطر وطن کو سلطان المعظم کے قدموں پر گر کر بے محل اور بے موقع سلطان کے نام کے واسطے سے [illegible] داغ کو چھپانا پڑا جس کا پردہ [illegible] قائم کیا تھا۔ اسی طرح ان مولوی [illegible] لوگوں کا اس میں بہت ہرج و نقصان اُن کو نظر آتا ہے اگر بموجب فیصلہ میرزا صاحب کے اُن کا فرضی اور من گھڑت خونی مہدی اور مسیح نہ آوے جس کا وہ [illegible] راہ تک رہے ہیں اور سوچ رہے [illegible] اُس کے آنے پر بہت کچھ نقدی وغیرہ ہاتھ آئیگی اور مالا مال ہو جاویں گے یعنے خونی مہدی اور مسیح کی لوٹ اور غارت گری سے اُن کو بھی بہت کچھ سیم و زر ہاتھ آئیگا۔

تعجب کہ وطن کے نزدیک ایسی کتابیں جن میں فخر موجودات سید الاولین والآخرین کو نعوذ باللہ مفتری و کذاب ثابت کیا گیا قرآن شریف کو سرقہ ثابت کیا گیا نہ صرف بازاری قیمت پر ہی بلکہ بازار سے دوگنی تگنی قیمت پر فروخت کرنا بھی مسلمانی میں داخل ہے اور یہ ایک اسلامی خدمت ہے اور ہرگز آنحضرت صلعم و قرآن شریف کی توہین نہیں ہے۔ مگر سلطان المعظم کی نسبت اگر سچے واقعات بیان کئے جاویں اور سچ اور حقیقت کی بات بیان کی جاوے کہ جو کوئی اللہ تعالیٰ کا بنتا ہے اللہ تعالیٰ اُس کو سب پر غالب کر دیتا ہے اور کسی کا محتاج نہیں رکھتا سلطان المعظم کی توہین میں داخل ہے ؎ ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

اے آنحضرت صلعم کی محبت کے دم مارنے والو! اور اسلام اور قرآن شریف کے فدائیو! کیا آپ لوگوں میں کوئی بھی ایسا دل و گردہ والا نہیں کیا تم میں کوئی بھی ایسا نہیں جو اس بات پر غور کرے اور سوچے کہ وطن کا ایڈیٹر کس مقام پر کھڑا ہے اُس کے نزدیک سلطان کی نسبت صحیح الفاظ بیان کرنے سلطان کی توہین میں داخل ہے اور آنحضرت صلعم کی توہین آمیز کتابوں کا فروخت کرنا قومی خدمت اور اسلامی خدمت ہے۔ ہائے! کیا کوئی بھی ایسا نہیں رہا ہے کہ اس بات پر غور کرے کہ وطن کے نزدیک آنحضرت صلعم کی قدر اور حیثیت سلطان کے برابر بھی نہیں!!!

(باقی آئندہ)

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ اس سے سند لیتے رہتے اور اکثر اکابر نے تحریف معنوی مراد لی ہے۔ بخاری نے بھی یہی کہا ہے علاوہ اس کے موسویوں اور عیسائیوں کی جانی دشمنی ہے کتابیں جدا جدا ہیں وہ اب تک ملتے ہیں کہ الیاس دوبارہ آئیگا اگر یہ سوال نہ ہوتا تو حضرت مسیح کو وہ تلف نہ لیتے۔ ایک فاضل یہودی کی کتب میرے پاس ہے وہ بڑے زور سے لکھتا ہے اور اپیل کرتا ہے کہ اگر مجھ سے یہ سوال ہوگا تو میں ملاکی نبی کی کتاب سامنے رکھ دونگا کہ اس میں الیاس کے دوبارہ آنیکا وعدہ کیا گیا تھا۔

اب غور کرو جبکہ باوجود ان عذرات کے لاکھوں یہودی جہنمی ہوئے اور سور بندر بنے تو کیا میرے مقابلہ میں یہ عذر صحیح ہوگا کہ وہاں مسیح ابن مریم کا ذکر ہے یہودی تو معذور ہو سکتے تھے ان میں نظیر نہ تھی مگر اب تو کوئی عذر باقی نہیں مسیح کی موت قرآن شریف سے ثابت ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رویت اس کی تصدیق کرتی ہے اور پھر قرآن شریف اور حدیث میں منکم آیا ہے پھر خدا تعالیٰ نے مجھے خالی ہاتھ نہیں بھیجا ہزاروں لاکھوں نشان میری تصدیق میں ظاہر ہوئے اور اب بھی اگر کوئی چالیس دن میرے پاس رہے تو وہ نشان دیکھ لیگا۔ لیکھرام کا نشان عظیم الشان نشان ہے احمق کہتے ہیں کہ میں نے قتل کرا دیا اگر یہ اعتراض صحیح ہے تو پھر ایسے نشانات کا امان ہی اٹھ جائیگا کل کو کہا جائیگا کہ خسرو پرویز کو معاذ اللہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے قتل کرا دیا ہوگا۔ ایسے اعتراض حق بین اور حق شناس لوگوں کا کام نہیں ہے بس آخر میں پھر کہتا ہوں کہ میرے نشانات تھوڑے نہیں ایک لاکھ سے زیادہ انسان میرے نشانوں پر گواہ ہیں اور زندہ ہیں۔ میرے انکار میں جلدی نکرو۔ ورنہ مرنے کے بعد کیا جواب دوگے؟ یقیناً یاد رکھو کہ خدا سر پر ہے اور وہ صادق کو صادق ٹھیرانا اور کاذب کو کاذب ٭

حضرت حجۃ اللہ کے لیکچر کے ختم ہونے کے بعد مولوی عبد الصمد صاحب پٹیالوی نے ایک نظم حضرت کی تصدیق میں پڑھی ازاں بعد سعدی شاہ صاحب ساکن نوشہرہ ضلع جالندھر نے اپنا ایک رویا خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر بیان کیا جس کے رو سے انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دہن مبارک سے حضرت مسیح موعود کے مدح کو سنا اور تصدیق کی۔ ایڈیٹر

آریہ سماج کی موت

الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں پنڈت رام بھج دت چودھری کی ایک تقریر کے حوالہ سے اس پیشگوئی کی صداقت کو ظاہر کیا گیا تھا جو فروری ۱۹۰۳ء میں حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آریہ سماج کے متعلق کی تھی۔ اس پر پرچارک کے ایڈیٹر صاحب بہت کچھ جھنجلائے تھے اور اُن کے جھنجلانے کی وجہ بجز اسکے اور کچھ نہ تھی کہ چودھری رام بھجدت صاحب سے انھیں ایک خاص کد ہے بہرحال میرے نوٹ اور پرچارک کے ریمارک پر ایک غیر احمدی نے اخبار وکیل میں مختصر نوٹ محاکمہ کے طور پر لکھا ہے۔ جس کو ذیل میں درج کیا جاتا ہے اسی نوٹ پر میں اتنا اضافہ کرنا چاہتا ہوں کہ منشی غلام حسین صاحب کا یہ خیال درست نہیں کہ حضرت اقدس نے ان جراثیم کو دیکھکر پیشگوئی کی تھی جو آریہ سماج کی جڑ کو کھوکھلا کر رہے ہیں ایسی پیشگوئیاں تفرس اور قیافہ سے نہیں ہوا کرتیں بلکہ یہ ایسے وقت ہوا کرتی ہیں جبکہ کوئی مدبر اور پولیٹیشن رائے زنی نہیں کر سکتا ورنہ انبیاء علیہم السلام اور مدبرین مملکت کی پیشگوئیوں میں کوئی فرق نہ رہے اور امان اٹھ جاوے۔ آریہ سماج کے متعلق جب پیشگوئی کی گئی تھی اُس وقت انھیں تفرقہ نہ تھا۔ پنڈت رام بھجدت اور منشی رام ایک پلیٹ فارم پر کام کر رہے تھے۔ دھرم پال نے اپنی کھچڑی الگ پکانے کا سامان تو کہاں ابھی وہ دھرم پال ہی نہ ہوئے تھے وغیرہ وغیرہ مگر پیشگوئی کے بعد ایسے سامان شروع ہوئے کہ اب تین تین اور بارہ باٹ ہو رہے ہیں۔ یہ خدا کے کام ہیں ہو کر رہتے ہیں۔ بہرحال وہ محاکمہ یہ ہے۔

موت وحیات کا سوال

فروری ۱۹۰۳ء مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے آریہ مت کے متعلق بطور پیشین گوئی یہ فرمایا تھا کہ:۔ "ایک صدی نہ گذریگی جو اس مذہب پر موت وارد ہوگی"۔

پنڈت رام بھج دت نے اُسی وقت قادیانی آریہ سماج کے جلسہ میں اُس کی تردید نہایت شد ومد سے کردی تھی۔ مگر یہ انقلاب قابل غور ہے کہ اب خود پنڈت صاحب باوجود ایک پُرجوش آریہ ہونے کے سو سال کے اندر آریہ سماج کے نیست ونابود ہو جانے کے معترف اور مقر ہیں۔

قادیانی جراید اس کو مرزا صاحب کا معجزہ کہیں یا کرامت وکشف مگر اس میں شک نہیں کہ حضرۃ اقدس کی دُوربین نگاہ نے ان جراثیم کو بہت جلد دیکھ لیا جو آریہ سماج کو اندر ہی اندر کھوکھلا کر رہے تھے اور ان کی موجودگی کو دیکھ کر وہ بڑی آسانی سے کہہ سکتے تھے کہ یہ سماج کسی دن اپنی موت کا باعث ہوگی ہے۔

اخبار الحکم نے اس بارہ میں کسی قدر لکھا تھا کہ ست دھرم پرچارک جالندھر اس طرح دوا ہی کو تیار ہوگیا کہ "اس کو قادیانی چیلا اپنے گورو کی فتح بتلاتا ہے مگر یہ نہیں سمجھتا کہ اس سے اُسکے گورو کی فتح نہیں ہوتی۔ بلکہ اُس کا رقیب دوسرا ویسا ہی بغیر پیدا ہو جاتا ہے"۔

پنڈت رام بھج دت صاحب نے نہ ادعائے الہام ونبوت کیا ہے نہ وہ کسی مافوق طاقت بشری کے مدعی ہیں۔ بس اس پیشین گوئی سے اُن کی نبوت تو شاید ہی ثابت ہو۔ تاہم یہ امر صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ تین چار سال کے اندر ہی اندر وہ اپنے حریف کے ہم آہنگ وہم خیال بنگئے۔ کچھ انہی پر موقوف نہیں ہر شخص جس کو خدا نے کچھ بھی عقل دی ہے۔ صاف سمجھ سکتا ہے کہ جس مذہب میں سوائے جوش اور تعصب کے روحانیت کا شمہ بھی نہ ہو۔ وہ زیادہ دیر تک زندہ نہیں رہ سکتا۔ ست دھرم پرچارک کا خیال ہے کہ:۔ "جب صدی گذریگی اور آریہ سماج واقعی ترقی کی منزل پر پہنچیگا۔ تو نہ اس وقت مرزا صاحب ہی زندہ ہوں گے۔ اور نہ ہی پنڈت رام بھج دت۔ پھر آریہ سماج والے کیسے شرمندہ کرینگے؟"

یہ خیال تو درست ہے۔ لیکن اسی کے ساتھ یہ پہلو بھی نکلتا ہے کہ اگر پنڈت صاحب اور مرزا صاحب بالقابہ کا قیاس درست نکلا اور آریہ سماج اپنے جوش تعصب کی نذر ہو کر دنیا سے نیست ونابود ہوگیا تو اُس وقت نہ لالہ منشی رام صاحب ہونگے نہ ایڈیٹر صاحب پرکاش وغیرہ۔ پھر قادیانی چیلے اور رام بھجدت صاحب کے مداح کیسے شرمندہ کرینگے؟ مگر ہمارے نزدیک یہ کسی کو محجوب وشرمندہ کرنیکا سوال نہیں۔ بلکہ بعض سمجھدار لوگوں کا ایک خیال ہے جو آریہ سماج کے غیر ضروری جوش کو دیکھکر پیدا ہوا۔ اور انھوں نے سماج کے عمر طبعی تک نہ پہنچنے کا فیصلہ کیا۔ وہاں جس طرح علاج وپرہیز سے اکثر ناتواں مریض بھلے چنگے ہو جاتے ہیں۔ اگر سماج اپنے تعصب کو کم کردے اور متانت وملائمت اختیار کرے تو ممکن ہے کہ وہ اور کچھ دن دنیا کی ہوا کھا سکے۔ مگر جو مذہب تعصب کو ایک ضروری رکن سمجھ رہا ہو اُس سے لطف ومدارا کی توقع عبث ہے۔ پرکاش کے اس خیال پر کہ "مذہب کے لئے کچھ نہ کچھ تعصب ہونا ضروری ہے" الشیر اٹاوہ نے ایک دلچسپ ریمارک کیا ہے۔ اور پرکاش کو اُس کی غلط فہمی وغلط کاری پر مطلع کرنا چاہا ہے لیکن ع نرود میخ آہنی در سنگ۔

بہرحال سو برس بعد نہ ہم ہونگے نہ مرزا صاحب۔ اور نہ آریہ سماج کے موجودہ مداح وثنا خواں۔ مگر تاریخ آنیوالی نسلوں کو بتلا دیگی کہ پنڈت رام بھج دت اور مہاتما لالہ منشی رام صاحبان دونوں میں سے آریہ سماج کی موت وحیات کی بابت کس کا اندازہ صحیح تھا؟ اور ایک ایسا مذہب جس نے تعصب۔ جوش۔ نکتہ چینی تنگ نظری کے سایہ میں پرورش پائی تھی۔ "ترقی کی منزل" پر پہنچنے میں ست دھرم پرچارک کے خیال کے مطابق کامیاب ہوا۔ یا پنڈت صاحب و مرزا صاحب کی متحدہ پیشین گوئی کے مطابق نیست ونابود ہو کر دنیا میں صرف اپنا افسانہ چھوڑ گیا۔

راقم غلام حسین ٭

راجہ جہانداد خان صاحب بالقابہ کا انتقال

ہر کہ آمد بجہاں اہل فنا خواہد بود
وانکہ پاینده و باقیست خدا خواہد بود

راجہ جہانداد خان صاحب چیف آف گکھڑ ۱۸ نومبر عید کے دن رات کو دس بجے اِس جہانِ فانی سے رخصت ہوئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ کہا جاتا ہے کہ راجہ صاحب کی موت عارضہ قلب کے باعث یکایک واقع ہوئی۔ کچھ شک نہیں کہ راجہ صاحب کی وفات ہند وپنجاب کے مسلمانوں کی مادی حیثیت سے مسلمانوں کے لئے ایک سخت صدمہ ہے۔ اور ان کی اس جوانا مرگی پر واقعی قلق ہوتا ہے ٭ راجہ صاحب وہی بزرگ ہیں جو سلسلہ عالیہ کے لئے ایک **نشان** تھے جو "چودھویں صدی والا بزرگ" کے نام سے ہماری جماعت میں مشہور ہیں۔

انھوں نے براہ راست حضرت حجۃ اللہ علیہ السلام کی قبولیت دعا کی اطلاع پاکر اپنے جرم کا اقرار کر کے حضرت اقدس کے حضور نہایت تذلل اور انکسار کے ساتھ عفو تقصیر چاہی اور حضرت نے نہایت فراخدلی سے معاف کر دیا۔ اسکے بعد افسوس سے ظاہر کیا جاتا ہے کہ بعض گرد وپیش کی صحبتوں نے انھیں خدا کے راستباز برگزیدہ کی صحبت سے فایدہ اُٹھانے کا موقع نہ دیا۔ لیکن وہ **الحکم** ہمیشہ پڑھتے رہے جس سے اتنا معلوم ہوتا ہے کہ دلچسپی رکھتے تھے۔ مگر دُنیا کے تعلقات کے لمبے سلسلے نے انھیں پورے طور پر مستفیض ہونے کا موقع نہ دیا۔ بہرحال اب جبکہ وہ اس غدار دُنیا سے رخصت ہو چکے ہیں اُن کا معاملہ اللہ تعالیٰ سے ہے۔ اللہ تعالیٰ اُن پر اپنا فضل کرے اور اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے اور اُن کے پسماندگان کو صبر جمیل دے۔ آمین ٭

آنے والی نسلیں ہیں۔

ب۔ صیغہ مضارع کا ہے جو آئندہ زمانہ کے متعلق ہوتا ہے۔

ج۔ اگر گذشتہ زمانہ مراد لیا جاوے۔ تو من اتقی و اصلح اور والذین کذبوا کا کہنا فضول ہے کیونکہ جو کچھ ہونا تھا ہو چکا۔ ب تصدیق تکذیب کے متعلق امر و نہی کیا فایدہ۔

اصل بات یہ ہے کہ [illegible] ننگے طواف کرتے تھے کیونکہ ان کپڑوں میں گناہ کئے گئے ہیں ابن کثیر صفحہ ۲۰۷ جلد ۳ و تفسیر کبیر۔ ان لوگوں کے روکنے کے لئے یہ احکام لباس وارد ہوئے اور انہیں کی تفہیم کے لئے حضرت آدم کا قصہ اس موقعہ پر بیان کیا گیا اور یہی وجہ ہے کہ ان کو بار بار یا بنی آدم کہکر پکارا جاتا ہے۔ یعنے تم بس آدم کی اولاد ہو وہ تو لباس کا ایسا پابند تھا کہ ایک مجبوری کے سبب جب اس کا لباس اتر گیا تو اس نے اپنے آپ کو درختوں کے پتوں سے ڈھانک لیا تو تم اس کی اولاد ہو کر ننگے طواف کرتے ہو [illegible] اپنے آباواجداد کی پیروی کا دعوے بھی کرتے ہو۔ اور ایسے الفاظ قرآن مجید میں خاص ضرورتوں کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں جیسے ہارون نے موسیٰ علیہ السلام کو کہا یا ابن ام ۱۶/۸ اے میری ماں کے بیٹے ماں کی نسبت باپ کے [illegible] موسیٰ کا غضب فرو [illegible]

[illegible] ماں کا بیٹا کہا باپ کا نہ کہا۔

ینزل الملائکۃ بالروح من امرہ علی من یشاء من عبادہ ان انذروا انہ لا الٰہ الا انا [illegible] ملائک وحی کو کلام الٰہی پہچانے کی خدمت سپرد ہے اپنے کلام کے ساتھ۔ یعنے [illegible] جس پر چاہیگا اپنے بندوں سے کہ لوگوں کو ڈراؤ کہ سوائے اللہ تعالے کے اور کوئی معبود نہیں۔

ساتواں۔ انا لننصر رسلنا والذین آمنوا فی الحیوۃ الدنیا ۲۴/۱۱ ہم ضرور ضرور مدد دیتے رہینگے اپنے رسولوں کو اور مومنوں کو اس دنیا میں بھی۔

آٹھواں۔ کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی ۲۸ اللہ تعالے نے مقرر کیا ہے کہ میں اور میرے رسول ہمیشہ غالب رہینگے۔

نواں۔ قیامت کے روز اللہ تعالے اور ملائک [illegible] ہی دلیل پیش کرینگے کہ کیا تمہارے پاس [illegible] نذیر نہیں آیا تھا۔

الف۔ کلما القی فیہا فوج سألہم خزنتہا الم یاتکم نذیر ۲۹ یعنے جب کبھی دوزخ میں کوئی گروہ داخل کیا جاویگا خازن دوزخ انکو بطور ملامت پوچھینگے کہ کیا تمہارے پاس اس دوزخ کے عذاب سے ڈرانے والا کوئی نہیں آیا تھا۔

ب۔ یا معشر الجن والانس الم یاتکم رسل منکم یقصون علیکم آیاتی وینذرونکم لقاء یومکم ہذا ۸/۳ اے گروہ جن و انس کیا تمہارے پاس کوئی رسول نہیں آئے تھے جو تمہیں میں سے ہوتے اور میرے احکام تمہیں بیان کرتے اور قیامت کے دن کے آنے سے تمکو ڈراتے۔

اس آیت شریف سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ کوئی مامور غیر قوم سے نہیں آسکتا بلکہ منکم کا آنا ضروری ہے ورنہ الزام قائم نہیں ہوسکتا کیونکہ وہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ اجنبی غیر معروف آدمی [illegible] اسکے حالات سے ہم واقف نہ تھے یا اس کا آسمان سے اترنا ہم نے خود نہیں دیکھا ممکن ہے کہ کسی نے خود بخود نزول من السما کا جھوٹا دعوے کر دیا ہو کیونکہ یہ تو ممکن ہی نہیں کہ عند نزول المسیح ساری دنیا کے لوگ وہاں موجود ہوں یا موجود ہوسکیں اور اگر کچھ [illegible] تو سب اس کو اترتے دیکھ سکیں۔

ج۔ وہم یصطرخون فیہا ربنا اخرجنا نعمل صالحا غیر الذی کنا نعمل اولم نعمرکم ما یتذکر فیہ من تذکر وجاءکم النذیر فذوقوا فما للظالمین من نصیر ۲۲ یعنے دوزخی لوگ دوزخ میں چلا کر عاجزی کیا کرینگے کہ اے ہمارے پروردگار [illegible] ہمکو اس سے نکال تا ہم سنوار کے کام کریں برخلاف ان بد کاموں کے جو پہلے کیا کرتے تھے۔ اللہ تعالے جواب میں فرمائیگا کیا ہم نے تمکو اتنی عمر نہیں دی تھی جس میں جو عمل کرنا چاہتے عمل کر لیتے اور کیا تمہارے پاس نذیر کوئی نہیں آیا تھا پس اب الزام تمہیں قائم ہوگیا اور تمہارا جرم ثابت ہو گیا۔ اس لئے چکھو [illegible] مزہ اور ایسے ظالموں کے لئے جو امور کے انذار کی پرواہ نہ کریں اور فرصت کو غنیمت نہ سمجھیں کوئی مددگار نہیں۔

دسواں۔ یا اہل الکتاب قد جاءکم رسولنا یبین لکم علی فترۃ من الرسل ان تقولوا ما جاءنا من بشیر ولا نذیر فقد جاءکم بشیر ونذیر یعنے اے کتاب والو تمہارے پاس ہمارا بھیجا ہوا آ گیا جبکہ [illegible] رسولوں کی آمد [illegible] بڑی دیر ہوگئی تا کہ ایسا نہ ہو کہ تم کہو کہ ہمارے پاس کوئی بشیر نذیر نہیں آیا اب تو تمہارے پاس بشیر و نذیر آ چکا۔ فتلک عشرۃ کاملۃ اس جگہ یہ سوال نہیں ہوسکتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آ چکے تھے اور یہی مراد ہے الزام اہل النار و اہل المحشر و اہل کتاب سے۔ اس لئے کہ

الف۔ اللہ تعالے آیت استخلاف میں وعدہ فرماتا ہے کہ خلفا آئینگے۔

ب۔ آیات مندرجہ اول تا ۵ میں بھی وعدے ہیں کہ انبیاء و رسل آئینگے۔

ج۔ آیت ۱۰ میں اہلکتاب کو فرمایا کہ اس تواتر ارسال رسل میں اب فتور آ گیا اب ایسا نہ ہو کہ تم عدم ارسال رسل کا عذر پیش کرو۔

حالانکہ زمانہ فترت کا چھ سو سال ہے اور اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تیرہ سو سال ہو گیا اور زمانہ فترۃ اس زمانہ سے دوچند سے بھی بڑھکر ہے جسکو عدم ارسال رسل سے تعبیر کیا گیا۔

د۔ اہدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم کی دعا سکھانے میں ضمناً وعدہ ہے کہ ہم انبیا بھیجا کرینگے۔

ہ۔ غیر المغضوب علیہم کی دعا سکھانے میں ضمناً وعید ہے کہ جو مامور آوے اس کے انکار سے تم بھی مغضوب علیہ ہو جاؤگے اگر کسی نے آنا ہی نہیں تو کیا یہ وعید اور انعمت علیہم کا وعدہ فضول ہیں جو شان ربوبیت رحمانیت رحیمیت کے خلاف ہیں۔

و۔ اس طرح تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد انبیا کا سلسلہ باطل ماننا پڑیگا کیونکہ حضرت موسیٰ آ چکے باقی کی ضرورت نہیں۔

ز۔ اسی طرح تو سلسلہ موسوی کی طرح آخری خلیفہ مسیح موعود و مہدی مسعود سے بھی انکار لازم آویگا کیونکہ رسول اللہ جب آ چکے کسی کی اب ضرورت نہیں حجت قائم ہو گئی۔

ح۔ ولما بلغ اشدہ آتیناہ حکما وعلما وکذلک نجزی المحسنین ۱۲/۱۲ یعنے جب یوسف علیہ السلام اپنی مضبوطی کی عمر کو پہنچ گیا ہم نے اس کو نبوت اور علم لدنی عطا کیا اس لئے کہ وہ محسن تھا اور یہ ہمارا قانون [illegible] ہے کہ آئندہ بھی یہی بدلہ ہم المحسنین کو دیا کرینگے اب یہ قانون الٰہی بھی منسوخ و بدل ماننا پڑیگا کیونکہ اسنے باوجود وعدہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو یہ عہدہ نہیں دیا گیا اس امت میں کوئی بھی المحسن نہیں گذرا نعوذ باللہ۔

ط۔ ولما بلغ اشدہ واستوی آتیناہ حکما وعلما وکذلک نجزی المحسنین ۲۰/۵ جب موسیٰ علیہ السلام اپنی مضبوطی کو پہنچ گئے۔ اور ٹھیک ٹھاک ہو گئے ہم نے ان کو نبوت اور علم لدنی دیدیا اور آئندہ بھی ہم بھی بدلہ المحسنین کو دیا کریں گے۔

ی۔ الا ان اولیاء اللہ لاخوف علیہم ولا ہم یحزنون الذین آمنوا وکانوا یتقون لہم البشری فی الحیوۃ الدنیا وفی الآخرۃ لا تبدیل لکلمات اللہ ۱۱/۱۲ ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیہم الملائکۃ ان لا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنۃ التی کنتم توعدون ۲۴/۱۸ یعنے خبردار ہو کر سنو کہ یہ بات بڑی یقینی ہے کہ خدا تعالے کے دوستوں پر نہ خوف ہوتا ہے نہ غم اولیاء اللہ وہ ہوتے ہیں کہ باوجود ایمان لانے کے متقی بھی ہوں۔ بلکہ ان کو البشری ملا رہتا ہے اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی اور یہ سنت اللہ اور قانون الٰہی ہے جو اٹل اور لاتبدیل ہے اس لئے کہ جو ربنا اللہ کو سمجھکر اسپر قایم رہیں انپر ملائک نازل ہوا کرتے ہیں کہ اب تم کو کوئی خوف و غم نہیں بلکہ تم کو البشری ہے اس جنت کا جس کا تمہارے ساتھ وعدہ تھا۔ اب یہ بھی وعدہ الٰہی ہے جو لاتبدیل اور [illegible] ساتھ موکد کیا گیا ہے فتلک عشرۃ کاملۃ۔

س۔ اور نیا سوال اس ترجمہ میں یہ ہے کہ اس امت میں بھی کوئی ایک گروہ کا ہونا مانا جاوے۔

ج۔ پیارے سجادل مجھے آپ کے اس سوال سے بہت تعجب آتا ہے اگرچہ پہلا سوال بھی [illegible] آپ کی لیاقت و اخلاص کے نتیجہ خیز نہ تھا۔ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک بڑا رسول نبی مامور مانتے ہیں جس کے [illegible] کا دامن زمانا قیامت تک [illegible] روئے زمین تک پھیلا ہوا ہے [illegible] کی کثرت پر کیوں تعجب ہے

(باقی)

میں جب آپ کے پاس آپ کے اوستاد کی حیثیت سے رہتا تھا اور آپ کو ڈپٹی کلکٹری کے امتحان کے لئے طیار کر رہا تھا۔ اور آپ کہا کرتے تھے کہ بڈھے طوطوں کو پڑھنا ہے۔ انہیں ایام میں آپ حضرت اقدس کو خدا کا صادق مسیح موعود تسلیم کرتے تھے چنانچہ آپ کو یاد ہوگی کہ آپ نے عبد الحق غزنوی سے مباہلہ بھی اسی بنا پر کیا تھا اور غلام دستگیر قصوری سے مباحثات بھی ہوتے رہتے تھے۔

آپ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بہت سے فضایل بیان کیا کرتے تھے آپ کی راستبازی آپ کا تقویٰ و طہارت آپ کا کلیم و محدث اور مستجاب الدعوۃ ہونا۔ جسکے متعلق نواب صدیق حسن صاحب مرحوم ... آپ زور شور سے بیان کیا کرتے تھے اور بالآخر مولوی عبد اللہ غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کے کشف کے موافق حضرت اقدس کا امور ہونا بھی آپ ظاہر کیا کرتے تھے۔ اور ان واقعات کو آپ کی زبان سے سننے والے ابھی صدہا انسان زندہ موجود ہیں اور میں امید نہیں کرتا کہ آپ خدا تعالیٰ سے ذرا بھی نہ ڈر کر ان امور کا انکار کریں۔ اور جھوٹ بولیں انہیں ایام میں آپ نے ایک کشف بیان کیا تھا۔ کہ خدا تعالیٰ سے میں بہت ہی قریب ہوا تو میں نے حضرت مرزا صاحب کے متعلق سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ سچا ہے اور ہماری طرف سے ہے اور ایک دوسرے موقع پر آپ نے فرمایا تھا کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے مجھے بھی الہام ہوا کہ جو لوگ اس کا انکار کرینگے اُنپر عذاب ہوگا" اس کشف اور الہام کا یہی مفہوم اور مطلب تھا۔ چنانچہ میں نے آپ کے اس کشف کو چھاپکر پھر ایک مرتبہ اتمام حجت ہی کیا تھا۔ اور آج تک کہ اسپر چھ سال کا عرصہ گذرتا ہے آپ نے تکذیب نہیں کی بلکہ لاہور میں ایک خاص جلسہ کرکے آپ کو اس کے لئے قسم دینی چاہی تو آپ نے قسم سے انکار کیا اور اس کشف کو صحیح تسلیم کیا یہ واقعہ مولوی رحیم اللہ مرحوم کی مسجد میں ہوا تھا۔ اب خدا تعالیٰ سے ڈر کر ہاں اس خدائے قادر قیوم سے ڈر کر جس نے پیرانہ سالی میں آپ کو نہیں معلوم کس گناہ کی شامت میں یہ سزا دی کہ اکلوتے بیٹے کو ہلاک کر دیا۔

اپنے اس کشف پر غور کریں اور ٹھٹھے اور استہزا سے باز آجائیں۔ اور خدا کے برگزیدہ موعود کی شان میں اس قسم کی شوخیوں سے پرہیز کریں۔ کیونکہ ٹھٹھے باز کا انجام اچھا نہیں ہوا کرتا۔

اللہ یستہزئ بہم ویمدہم فی طغیانہم یعمہون کے وعید سے ڈریں۔ یہ نہایت ہمدردی اور خیر خواہی سے آپ کو تبلیغ کی ہے اسپر غور کریں۔ —

من از ہمدردی ات گفتم تو خود ہم فکر کن بارے
خرد از بہر این روز است اے دانا و ہشیارے

ٹریفک سپرنٹنڈنٹ صاحب نارتھ ویسٹرن ریلوے توجہ کریں

سلسلہ عالیہ احمدیہ قادیان کا سالانہ جلسہ ہمیشہ ایام تعطیلات کرسمس ہوا کرتا ہے اس مرتبہ صدر انجمن احمدیہ نے ضروری سمجھا ہے کہ جبکہ دوسری تمام سوسائٹیاں اور مجلسیں آجکل ریلوے کے اشتہار سے رعایتی شرح حاصل کرتی ہیں تو کیوں سلسلہ عالیہ احمدیہ کے سالانہ جلسہ پر کرایہ کی رعایتی شرح حاصل نہ کی جاوے اس مقصد کے لئے سکرٹری صاحب صدر انجمن احمدیہ قادیان نے ٹریفک سپرنٹنڈنٹ صاحب سے خط وکتابت کی ہے مگر افسوس سے کہا جاتا ہے کہ ابھی تک اس کے متعلق تسلی بخش جواب نہیں ملا۔ میں مانتا ہوں کہ ان کے اردگرد براوران یوسف ہیں لیکن جس حال میں اور رعایتی شرح سے تمام سوسائٹیاں فایدہ اٹھا رہی ہیں تو کوئی وجہ نہیں ہو سکتی کہ ہمیں اس سے محروم رکھا جاوے۔

میں امید کرتا ہوں کہ صاحب ٹریفک سپرنٹنڈنٹ صاحب چار لاکھ کی ایک مقتدر جماعت کو اس موقع پر شکر گذاری کا موقع دیں گے اور اس امر میں اسے زیادہ خط وکتابت کا موقع نہ دیں گے۔ ایسا ہی دوسری ریلوے لائنوں کے افسروں سے ہمیں امید ہے کہ وہ رعایتی شرح منظور کر لیں گے۔

سالانہ جلسہ پر آنیوالے احباب غور سے پڑھیں

سالانہ جلسہ کی تقریب قریب آرہی ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ ابھی سے ہم طیاری کریں قادیان کی مقامی جماعت اپنے باہر سے آنیوالے بھائیوں کی خدمت اور ان کے لئے ممکن اور ضروری آسائش کا سامان بہم پہنچانے کی فکر کر رہی ہے صدر انجمن احمدیہ کے گرامی قدر سکرٹری مولوی محمد علی صاحب سلمہ ربہ افسران ریلوے سے کرایہ کی رعایتی شرح کے لئے خط وکتابت کر رہے ہیں۔ نتیجہ سے اطلاع دیجاویگی۔ اس وقت چند ضروری امور میں بہ حیثیت سکرٹری انجمن احمدیہ قادیان اپنے بیرونی احباب کی خدمت میں پیش کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں۔

۱۔ تمام شہروں کی جماعتیں اس امر کا التزام کریں کہ حتی الوسع ہر شہر کی جماعت کے آنیوالے احباب کی تعداد سے مجھے اطلاع دیں۔ اور اگر آنے والے احباب کیساتھ مستورات بھی ہوں تو اس امر کی صراحت کیجاوے کہ اسقدر احباب اپنے بال بچوں سمیت آئیں گے تاکہ اُن کے اُترنے کے لئے مناسب انتظام کیا جاوے۔ (نوٹ) چونکہ آنیوالوں کی کثرت ہوگی اس لئے بہتر ہے کہ مستورات ساتھ نہ آویں کیونکہ ایسے موقعہ پر مکانوں کا ملنا مشکل ہوگا۔

۲۔ چونکہ سردی کا موسم ہے اور یہاں ہم اسقدر انتظام نہیں کر سکتے کہ رضائیاں اور بستر بہم پہنچائیں۔ اس لئے ہر بھائی اپنا بستر اور رضائی اپنے ساتھ لاوے اور اس امر کو ضروری سمجھ لے۔

۳۔ جہاں کوئی باقاعدہ جماعت نہیں ہے وہاں سے جو لوگ آنے والے ہوں وہ بھی بذریعہ خط اطلاع دیدیں۔ ایسی اطلاع سے مہمانوں کی تعداد اور اُن کے حسب حال قیام کی جگہ کا انتظام کرنے میں سہولت ہوگی۔

۴۔ جس جگہ سے کثیر تعداد احباب کی آنے والی ہو۔ وہ ایک ایک معتبر آدمی اپنے آنے سے دو روز پہلے قادیان بھیجدے جو اپنی مقامی جماعت کے متعلق انتظام میں ہمیں مدد دے۔

۵۔ سالانہ جلسہ کے اخراجات کے لئے ایک کثیر رقم مطلوب ہوگی جو کم از کم ڈیڑھ ہزار سمجھنی چاہئے۔ اس کا انتظام بہت جلد ہونا چاہئے۔ یعقوب علی

ضرورت نکاح

(۱) ایک شخص نوجوان عمر ستائیس ۲۷ سال جو پچاس روپیہ ماہوار پر سرکاری ملازم ہے۔ اور جس کی پہلی بیوی موجود ہے مگر اولاد نہ ہونے کی وجہ سے اپنی جماعت میں دوسری شادی کرنیکا خواہشمند ہے لڑکی خواندہ اور لکھی پڑھی ہو۔ خط وکتابت اڈیٹر الحکم سے کرو۔

(۲) ایک احمدی دوست جو محکمہ بندوبست میں نائب تحصیلداری کے عہدہ پر مامور ہیں۔ اولاد نہ ہونے کی وجہ سے اپنی جماعت میں دوسری شادی کرنا چاہتے ہیں۔

خط وکتابت دفتر الحکم سے ہو۔ جو محفوظ رہے گی ؏

ریلوے کے کرایہ کی رعایتی شرح

میں کسی دوسری جگہ لکھ چکا ہوں کہ ابھی تک رعایتی شرح کی منظوری نہیں آئی۔ اور جناب مولوی محمد علی صاحب ایم اے اس کے متعلق خط وکتابت کر رہے ہیں۔ تاہم دسمبر کے ایام میں ایک عام رعایتی شرح بھی ہوتی ہے اس کے متعلق حال میں محکمہ ریلوے کی طرف سے جو اشتہار شایع ہوا ہے اسے میں عام لوگوں کے فایدے کے لئے ذیل میں چھاپ دیتا ہوں اگرچہ اس سے زیادہ تر اول اور دوم درجہ کے مسافر فایدہ اٹھا سکتے ہیں لیکن پھر بھی درجہ سوم کے مسافر دونوں طرف کا کرایہ ادا کرکے درمیانہ درجہ میں سفر کر سکیں گے۔ وہ اشتہار یہ ہے۔

نارتھ ویسٹرن ریلوے پر رعایت کرایہ بہ تقریب تعطیلات کرسمس و نوروز از ۷ دسمبر ۱۹۰۶ء تا ۲۶ دسمبر ۱۹۰۶ء جس میں ہر دو تاریخ شامل ہونگی واپسی ٹکٹ مفصلہ ذیل رعایتی شرحوں پر جاری کئے جاوینگے۔

۱۔ (الف) درجہ اول اور دوم کے لئے ایک طرف کا کرایہ مع ... آنے جانے کا ٹکٹ بشرطیکہ ... سفر ... میل سے زیادہ سفر ایک جانب سے ہو۔

(ب) درمیانہ درجہ کیلئے درجہ سوم کا دو چند یکطرفہ کرایہ بشرطیکہ ایک جانب سے سفر ... میل سے زاید کا ہو۔

(ج) گھوڑے وغیرہ کا کرایہ کسی حالت میں بھی زیادہ فاصلہ سے نہ بڑھے۔ ۲۔ یہ ٹکٹیں واپسی سفر کے لئے ۱۲ جنوری ۱۹۰۷ء تک کارآمد ہونگی جس میں ۱۲ جنوری شامل ہوگی۔ اس تاریخ تک سفر ختم ہو جانا چاہئے۔

۳۔ اول دوم اور درمیانہ درجہ کے لئے ریزرو کمرہ بھی ملسکیگا بشرطیکہ گنجایش ہو جسکی شرایط مفصلہ ذیل ہیں۔ درجہ اول و درجہ دوم ہر ایک نشست کیلئے ایک کرایہ لیا جاویگا۔ درجہ درمیانہ کمرہ یا گاڑی نشان وہی کے لحاظ سے

۲۰ نومبر ۱۹۰۶ء
ایک بے نظیر خط جو آج چھپنے کے قابل ہے
اس سے پہلے آپ مفرح عنبری کی نسبت بارہا ہندوستان بھر کے معززین طبقہ کی رائے ملاحظہ فرما چکے ہیں جن میں بڑے بڑے جلیل القدر حکام معزز عہدہ داران - جاگیرداران - تاجران - حکمائے یونانی و ڈاکٹران شامل ہیں جن سے بہتر شہادت کسی چیز کے حسن و قبح کی دریافت کے لئے تلاش کرنا لاحاصل ہے
لیکن ذیل کا عجیب خط جس میں الٰہی شہادت موجود ہے اپنی نوع کا نرالا اور شاید دنیا میں پہلا خط
اور کسی کی دوائی کی نسبت پہلی شہادت ہے جو میرے مولا کریم کے رحم و فضل سے مجھ ناچیز کو حاصل ہوتی ہے
اور وہ یہ ہے
از جناب ماسٹر غلام رسول صاحب احمدی سٹیشن ماسٹر (جو سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ایک ملہم بھائی ہیں) برادرم حکیم محمد حسین قریشی سلمہ اللہ تعالیٰ - السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ - میں ایک مدت سے آپکے اشتہار اخبار الحکم میں دیکھ رہا ہوں - مگر چونکہ اشتہاری دوائیوں سے مجھے نفرت ہے - اس واسطے میں ہمیشہ اس کو بھی بنظر حقارت دیکھتا رہا - لیکن آج بوقت دوپہر میں قیلولہ کر رہا تھا - مجھے اس کے خریدنے کی طرف اپنے مولا کریم کی طرف سے اشارہ ہوا - کہ یہ دوائی قوت باہ اور قوت جسم کے لئے مفید ہے - اس سے پہلے تو میں اس کی قیمت سے بھی ڈرتا تھا - مگر اب جبکہ مولا کریم نے اس کی نسبت اشارہ فرمایا تو ضرور اس کا استعمال کرنا چاہیئے - لہٰذا عرض ہے کہ بدیدن کارڈ ہذا آپ تین ڈبیہ بذریعہ وی - پی پارسل ارسال فرماویں :
دوسرا خط جو بعد میں آیا
برادرم حکیم صاحب - السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ - میں نے آپکے اشتہارات (مفرح عنبری) کی اشاعت حتی الوسع کی - یہاں تک کہ بالخصوص ... صاحب ... کو بھی وہ اشتہار دکھایا گیا - اور آپ کی دوائی کی تعریف بھی کی گئی - اور یہ بھی کہا گیا کہ اس دوائی کے متعلق مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اشارات ہو چکے ہیں اور تب سے مجھے یقین کامل ہو گیا ہے وغیرہ وغیرہ لہٰذا آپ تین ڈبیہ مفرح عنبری بذریعہ وی - پی پارسل بھیج دیں - آپ کا تابعدار غلام رسول -
المشتہر
حکیم محمد حسین قریشی
موجد مفرح عنبری
مفرح دلکشا
حویلی کابلی مل لاہور
انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمد ... کے اہتمام سے چھپکر شایع ہوا

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

انه اوی القریه

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی بہ دار قادیاں بینی | دو بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے ۵؎ (۲) خواص و معاونین سے ۱۰؎ (۳) ہندوستان سے باہر ۶؎ (۴) غیر مذاہب والوں سے ۱۲؎ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے ۲؎

نمبر ۴۲ | قادیان دار الامان مورخہ ۱۰ دسمبر ۱۹۰۶ء مطابق ۲۳ شوال ۱۳۲۴ھ | جلد ۱۰

فہرست مضامین

تازہ الہامات و رؤیا

۳ دسمبر ۱۹۰۶ء ۔ یکی مانک اللّٰہ آکہا امرًا عجیبًا ۔

ترجمہ ۔ خدا عجیب طور پر تیری بزرگی ظاہر کرے گا ۔

پھر مجھے ایک مہر دی گئی جو میری ہے اُس میں لکھا ہے ۔

الیس اللّٰہ بکاف عبدہ

ترجمہ ۔ کیا اللہ اپنے بندے کے واسطے کافی نہیں ۔

پھر الہام ہوا

الیس اللّٰہ بکاف عبدہ

ترجمہ ۔ کیا اللہ اپنے بندے کے واسطے کافی نہیں ۔

پھر الہام ہوا ۔

مُبارکباد

اطلاع

اس وقت کو محسوس کرکے جو ہمارے بھائیوں کو مختلف مدات کا چندہ مختلف اشخاص کے نام بھیجنے میں پیش آتی ہے ۔ صدر انجمن احمدیہ نے یہ فیصلہ کیا ہے ۔ کہ یکم جنوری ۱۹۰۷ء سے ہر ایک قسم کا چندہ بنام محاسب صدر انجمن احمدیہ قادیان آنا چاہئیے ۔ خواہ وہ چندہ مدرسہ کا ہو ۔ یا زکوٰۃ کا روپیہ یا مقبرہ بہشتی کا چندہ یا وصیت کا روپیہ یا آمدنی کا دسواں حصہ یا عید فنڈ یا مسکین فنڈ یا یتیم فنڈ کا روپیہ یا میگزین کا روپیہ غرضکہ سوائے لنگر خانہ کے روپیہ کے جو حضرت اقدس کے نام براہ راست آنا چاہئیے ہر قسم کا چندہ جو قادیان میں بھیجا جاتا ہے محاسب صدر انجمن احمدیہ کے نام آنا چاہئیے ۔ لنگر کا چندہ اگر کسی اور چندے کیساتھ شامل کرکے بھیجا ہو تو ضروری ہوگا کہ وہ بھی محاسب صدر انجمن احمدیہ قادیان کے نام ہی بھیجدیں اور محاسب اسے حضرت اقدس کی خدمت میں پیش کر دیگا ۔ مگر اس بات کو مد نظر رکھنا چاہئیے کہ کوپن میں فرستندہ کا پورا پتہ خوشخط لکھا ہوا ہو اور نیز مفصل ہدایت ہو کہ کتنا کتنا روپیہ کس کس کیطرف سے کس کس مد کا ہے میگزین کی قیمت ہے یا اعانت میگزین یعنے اشاعت اسلام کا روپیہ ہے مدرسہ کا روپیہ ہے یا عید فنڈ کا روپیہ ہے یا مسکین فنڈ یا یتیم فنڈ کا ہے یا بہشتی مقبرہ کا چندہ ہے یا وصیت کا روپیہ ہے یا آمد کا دسواں حصہ ہے یا زکوٰۃ کا روپیہ ہے یا کسی جائیداد کی قیمت ہے جو رسالہ الوصیۃ کے ماتحت انجمن کو دی گئی ہے یا کسی مکان کا کرایہ ہے یا زمین کا محاصل ہے جو صدر انجمن احمدیہ کی ملکیت میں ہے ۔

غرضکہ کوپن کیساتھ کوپن میں اس امر کو واضح کرنا چاہیئے جس سے محاسب کو کسی قسم کی غلطی نہ لگے ۔

تمام رقوم کی رسیدیں باضابطہ دیجاویں گی اور ماہ بماہ رقوم آمدنی کسی رسالہ یا اخبار میں شایع ہوتی رہینگی جس شخص کو باضابطہ رسید دفتر محاسب سے پہنچ اُسے ضروری ہوگا کہ فی الفور اپنی مرسلہ رقم کی تحقیق کرے ایسا ہی اگر مطبوعہ رسید و فہرست میں کسی قسم کی غلطی ہو یا کسی نام کا اندراج نہ ہو تو بھیجنے والے کا فرض ہوگا کہ فی الفور خط و کتابت کرے ۔

المشتہر خاکسار محمد علی سکرٹری صدر انجمن احمدیہ قادیان ۔

نوٹ ۔ اس امر کا یاد رکھنا ازبس ضروری ہے کہ رسالہ الوصیت کی ماتحت کئی قسم کا چندہ ہے ۔ شرط اوّل مقبرہ بہشتی کی یہ ہے کہ کچھ چندہ حسب حیثیت مقبرہ بہشتی کی زمین اور باغ اور دیگر لوازم کی طیاری کیلئے دینا ہوگا ۔ سو یہ چندہ چندہ مقبرہ بہشتی کہلاتا ہے ۔ دوسری شرط وصیت کی یہ ہے کہ وصیت کرے یا جائیداد کی قیمت کرکے روپیہ داخل کرے یا آمد کا دسواں حصہ دے سو اسکو الگ سمجھنا چاہئیے کیونکہ ان دونوں شرطوں کا الگ الگ پورا ہونا ضروری ہے ۔

سالانہ جلسہ پر آنیوالے احباب غور سے پڑھیں

سالانہ جلسہ کی تقریب آرہی ہے اسکے لئے ضروری ہے کہ ابھی سے ہم طیاری کریں ۔ قادیان کی مقامی جماعت اپنے باہر سے آنیوالے بھائیوں کی خدمت احسان کیلئے ممکن اور ضروری آسایش کا سامان بہم پہنچانے کی فکر کر رہی ہے ۔

اس وقت چند ضروری امور میں بحیثیت سکرٹری انجمن احمدیہ قادیان اپنے بیرونی احباب کی خدمت میں پیش کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں ۔ (۱) تمام شہروں کی جماعتیں اس امر کا التزام کریں کہ حتی الوسع ہر شہر کی جماعت کے آنیوالے احباب کی تعداد سے مجھے اطلاع دیں اور اگر آنیوالے احباب کیساتھ مستورات بھی ہوں تو اس امر کی صراحت کیجاوے کہ اسقدر احباب اپنی بال بچوں سمیت آئینگے تاکہ اُن کے اترنے کیلئے مناسب انتظام کیا جاوے ۔ (نوٹ) چونکہ آنیوالوں کی کثرت ہوگی اس لئے بہتر ہے کہ مستورات ساتھ نہ آویں کیونکہ ایسے موقعہ پر مکانوں کا ملنا مشکل ہوگا ۔ (۲) چونکہ سردی کا موسم ہے اور یہاں ہم اسقدر انتظام نہیں کر سکتے کہ رضائیاں اور بستر بہم پہنچائیں ۔ اس لئے ہر بھائی اپنا بستر اور رضائی اپنے ساتھ لائے اور اس امر کو ضروری سمجھ لے ۔ (۳) جہاں کوئی باقاعدہ جماعت نہیں ہے وہاں سے جو لوگ آنیوالے ہوں وہ بھی بذریعہ خط اطلاع دیدیں ۔ ایسی اطلاعوں سے مہمانوں کی تعداد اور ان کے حسب حال قیام کی جگہ کا انتظام کرنے میں سہولت ہوگی ۔ (۴) جس جگہ سے کثیر تعداد احباب کی آنیوالی ہو ۔ وہ ایک ایک معتبر آدمی اپنے آنے سے دو روز پہلے قادیان بھیجدیں جو اپنی مقامی جماعت کے متعلق انتظام میں ہمیں مدد دے ۔ (۵) سالانہ جلسہ کے اخراجات

شاہ آباد ضلع ہردوئی کی دو مراسلتیں

ذیل میں مولوی حکیم انوار حسین خان صاحب رئیس شاہ آباد ضلع ہردوئی کی دو مراسلتیں درج کی جاتی ہیں ان میں سے پہلی وہاں کی انجمن اسلامیہ کے نام ایک یادداشت ہے اور دوسرا ایک خط ہے جو انہوں نے ایڈیٹر [illegible] کے نام خاص طور پر اس کے اس مضمون پر لکھا ہے جو اس نے اپنے بھائی ایڈیٹر وطن کی حمایت کو [illegible] میں لکھا تھا۔

انجمن اسلامیہ کے نام جو یادداشت ہے وہ [illegible] قابل غور ہے اور صوبجات متحدہ کی گورنمنٹ کو اس پر خصوصاً توجہ کر لینا چاہیئے کہ جو لوگ ایسے شخص پر جو حرمت جہاد کا قایل ہو کفر کا فتویٰ حاصل کرنے کی سعی کرتے ہیں ان کے اپنے خیالات کس قسم کے ہیں اور وہ گورنمنٹ انگلشیہ سے متعلق کیسے جذبات رکھتے ہونگے — ایڈیٹر

یادداشت بنام انجمن اسلامیہ شاہ آباد

چونکہ میں نے متعدد یادداشتیں اس سے قبل انجمن کو بابت عدم انتظامی مدرسہ رفاہ المسلمین مختلف اوقات میں دی ہیں۔ اگرچہ ان کا جواب مجھکو نہیں دیا گیا مگر ان پر خیال کیا گیا اور اب فی الجملہ حالت مدرسہ کی قابل اطمینان ہو گئی ہے اس وجہ سے میں تسلیم کرتا ہوں کہ میں نے عملی جواب پا لیا۔ جو میری علت غائی تھی مگر افسوس کہ ایک استفتاء میں نے جو بابت دریافت اعتقاد جہاد تیغی کے پیش کیا تھا کہ آیا قرآن شریف یا حدیث میں اس کا پتہ ہے۔ اور آیا انجمن اسلامیہ شاہ آباد کے ممبران مجھکو بتلا سکتے ہیں کہ کیا اس کا جواز قرآن شریف و حدیث سے ہے کہ بغیر ثبوت کے کسی کو دین کے واسطے مجبور کیا جاوے اور قتل کیا جاوے پیش کیا اس عبارت کا ماحصل اگر کوئی شخص انصاف پسند ہوتا تو یہ نکال سکتا تھا کہ اولاً خود غور کرتا اور اگر خود اس قدر لیاقت نہ تھی تو علماء سے اس کی بابت جواب لیتا کہ قرآن و حدیث سے اس کا ثبوت دیں اگر قرآن سے اس کا ثبوت نہ ہوتا تو ایسے عقاید فاسدہ سے جو منافقانہ اور باغیانہ ہیں اور مؤدی الی الفساد ہیں اور عملداری اور حکومت کے بھی خلاف ہے اور قرآن و حدیث میں بھی پتہ نہیں ہے۔ ایسی حالت میں ایسے خیالات مفسدانہ کو نکال کر عملداری انگریزی سلطنت برطانیہ کو غنیمت جاننا چاہیئے کہ کسی مذہب میں در اندازی نہیں۔ اپنا کام اسلامی ادا مرد نواہی بےخوف و خطر سرگرمی سے کرتے۔ میری علت غائی تو صرف یہی تھی اور اسی وجہ سے میں نے صرف انجمن اسلامیہ شاہ آباد کو مخاطب کیا تھا اور اس کو عام نہیں کیا۔ اور یہ ٹھہرایا یہ منشا رتھا صرف تنبیہ کرنا مقصود تھا۔ مگر افسوس کہ نتیجہ اس کے برعکس بوجہ میرے عناد کے نکالا گیا۔ اور سکرٹری صاحب انجمن کی دانائی نے اس کو ایک عقدہ لاینحل بنا دیا۔ چنانچہ میں نے سنا ہے اور ایک کاغذ مطبوعہ دیکھا بھی تھا جو سکرٹری انجمن اسلامیہ شاہ آباد کی طرف سے جن کا نام نامی شیخ فیاض علی صاحب ہے۔ اور انتقاب کے نام سے چھپایا گیا ہے اور اصل رائے میں اراکین انجمن کی بھی شراکت نہیں۔ اور نہ کسی کمیٹی سے یہ بات قرار پائی تھی ہردوئی میں پیش کیا۔ اور اس میں بجائے جواب طلب کرنے کے اور ایک استفتاء قائم کیا گیا جس کا ماحصل یہ تھا۔ کہ جو مخالفت جہاد کا اقراری ہو کہ لڑائی دین کے پھیلانے کے واسطے اجازت قرآن و حدیث سے نہیں۔ تو ایسے شخص کے متعلق کام جامع مسجد کا رکھا جاتا ہے یا نہیں۔ جسکا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ جو جہاد کو بمقابلہ نصاریٰ کے فرض جانتا ہے اور باغیانہ خیالات دل میں پوشیدہ رکھتا ہو وہ اگر نماز نہ پڑھے اور سب کچھ ناجائز کام کرے مگر وہ مومن اور بہت بڑا مسلمان ہے اور وہی اس قابل کہ اس کے متعلق کام جامع مسجد کا سپرد کیا جاوے اور جو ناجائز جانتا ہے وہ کافر ہے اگرچہ نماز پڑھے روزہ رکھے تمام ایمانی احکامات کا اقرار کرے وغیرہ وغیرہ مگر اس کا جامع مسجد میں آنا یا کام کرنیکا تعلق ہونا سخت گناہ ہے۔ اور بموجب احکامات شرعیہ علماء موجودہ مخالفین کے واجب القتل ہے کیا خوب۔ بھلا مستفتی صاحب یہ تو فرماویں کہ اس استفتاء سے اور میرے استفتاء سے کیا مناسبت اور مصداق سوال از زمین و جواب از آسمان ہے یا نہیں۔ چنانچہ بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی جگہ بھی قرآن شریف میں اس طرح خونی بننے کا حکم نہیں دیا۔ بلکہ حکم یہ ہے کہ تم پیشقدمی مت کرو اگر کوئی دوسرا تمہارے قتل کیواسطے کھڑا ہو تو اس سے لڑو۔ [illegible] المعتدین الخ سے یہ صاف ظاہر ہے۔ پس اس حالت میں جہاد کو کیوں بدنام کیا جاتا ہے عقلاً و قانوناً بھی حفاظت خود اختیاری اور دفاعی جائز نہیں بلکہ ضرور ہے میری اس تحریر پر سکرٹری صاحب نے ایک بہت بڑا طومار پیدا کر دیا اور میں نے سنا ہے کہ فتویٰ بھی کفر کا بھی حاصل کیا ہے جس کے یہ معنے ہیں کہ یہ شخص واجب القتل ہے میں گمان کرتا ہوں کہ سکرٹری صاحب میاں شیخ فیاض علی صاحب ایسے چند کافروں کو قتل کر کے بہت بڑا ثواب حاصل کرینگے اور انجمن اسلامیہ شاہ آباد کو بھی بہت نیکنام فرماوینگے چونکہ انجمن میں سکرٹری صاحب اور نیز بعض دیگر ممبر صاحبان ایسے ہیں جو میرے نقصان جانی و مالی کے خواہاں ہیں۔ اور میں نہ پہلے شریک انجمن ہوتا تھا اور نہ اب ہو سکتا ہوں۔ اور میرا نام ممبری انجمن میں ہے۔ لہذا میرا نام فہرست ممبری سے نکالدیا جاوے تاکہ ان تمام بے اعتدالیوں کی ذمہ واری جو بغیر میرے نام کے ہوگی ذمہ وار انجمن ہے میں ایسے باغیانہ خیالات میں شریک نہیں ہو سکتا فقط۔ العارض انوار حسین خان احمدی

میں نے اخبار مورخہ ۸ اکتوبر سنہ ۱۹۰۶ء جو اسی وقت مجھکو ملا ہے دیکھا۔ خصوصاً ابتدائی سطر کو جس کی پیشانی۔ ایک بیجا الزام تھی بنظر غور ملاحظہ کیا۔ اور الحکم کو بھی بنظر امعان معائنہ کرنا پڑا۔ میرے نزدیک ایڈیٹر وطن کسی طرح اس الزام سے جس کو الحکم نے لگایا ہے بری نہیں۔ خواہ اس کے ہمخیال معاند الحکم کتنے ہی حیلہ حوالے پیدا کریں اور کیسے ہی ایڈیٹر الحکم پر الٹا الزام سخت متعصب و تنگ خیال مسلمان کا لگاویں۔ اگر ایڈیٹر مذکور سے مسامحت ہوئی تو کوئی مضائقہ نہیں۔ اور اگر دیدہ دانستہ یا کسی غرض مشترک کی وجہ سے ایسا کیا ہے تو ضرور وہ اس الزام کو اٹھا نہیں سکتا مجھکو خیال پڑتا ہے کہ میری نظر سے بھی اخبار وطن کے کسی کالم میں جبکہ میں اخبار وطن کا خریدار تھا۔ دو ایک مرتبہ اشتہار بابت کسی کتاب انگریزی کے نظر سے گذرا ہے۔ تفصیلی حالت یاد نہیں رہی جہانتک میرا حافظہ کام دے سکتا ہے۔ میں گمان کرتا ہوں کہ اس کتاب انگریزی کا اشتہار اسی پیرایہ میں تھا۔ یا اس کی عبارت سے ہی مترشح ہوتا تھا کہ وہ کتاب یا کتب اسلام کے واسطے نہایت مفید ہیں جس کے معنے میں بھی یہ سمجھا کہ وہ کتاب یا کتابیں مصداق **والفضل ما شہدت بہ الاعداء** کی ہیں۔ یعنی اس میں تصدیق اسلام یا خوبیاں اسلام کی بیان کی گئی ہیں اگر لائق ایڈیٹر وطن یہ تحریر کر دیتا یا اس قسم کی عبارت ہوتی جس سے یہ استنباط ہوتا کہ ان کتابوں میں اسلام کی مخالفت کی گئی ہے اور ان میں بہت سے تیغ و بیخ واقعات سے عمارت اسلام کے واسطے سرنگیں لگائی گئی ہیں تو بے شک ایڈیٹر وطن مستحق حسن ظن کا اور لائق خطاب لیڈر قوم کے ہونے کا تھا۔ ورنہ اس کی عبارت اغلوطات سے خالی نہیں۔ میں نے پہلے ہی ان اشتہاروں کو سرسری نظر سے دیکھا تھا۔ اور میں خود بھی اس اشتہار کے اس [illegible] سازی کی وجہ سے ایک کتاب انگریزی منگوانے کو بھی تھا مگر صرف اس خیال سے کہ کیا ضرورت ہے کہ خواہ مخواہ کو زیادہ قیمت کی کتاب منگوائی جاوے اور نیز اشتہاروں کی بے اعتباری بھی اس کا سدباب ہوئی جس کی وجہ سے میں اس نقصان سے خدا کے فضل سے محفوظ رہا۔ ہاں البتہ اس میں شک نہیں کہ ان کتابوں کی زہریلی حالت سے ہمکو ریویو نے ضرور آگاہ کیا ہے جس کی بابت ہمکو ریویو کا شکرگذار ہونا چاہیئے۔ چنانچہ پہلے میں بھی بوجہ اثر تعلیم مولویوں کے ایسے خیالات کا تھا کہ کوئی کتاب مذہب غیر کی نہ دیکھی جاوے مگر اب میں مخالف کتاب کو بھی ضرور دیکھتا ہوں اور اس سے فایدہ بھی اٹھاتا ہوں مگر یہ سب اسی حالت میں ہوا جبکہ ہمکو ریویو ایسے مخبر نے انگریزی کتب کی بابت یہ خبر دیدی۔ کہ اس میں سرنگیں ہیں اور یہ سرنگ ہے۔ جب ہم اس کی تہ کو پہنچ گئے تو ہم کو اس نقصان سے محفوظ و معصوم ہونے کی وجہ سے ایکی رہنما کا شکرگذار ہونا چاہیئے اور اب ہم خود آپ بھی متنبہ ہو جاوینگے ان سرنگوں کی ٹٹول اور جانچ اپنی عقل خداداد سے بھی کر لیتے ہیں۔ اگر اسی طرح پر لائق ایڈیٹر وطن نے بھی کہا ہوتا تو ہم کو اس کی بھی شکرگذاری کرنا پڑتی مگر اس حالت میں تو بجائے شکرگذاری کے نفرت کرنا چاہیئے کہ ہمکو سخت مہلک زہریلی چیز کی تعریف ایسے لہجہ میں کی یا ایک زہریلے مادہ کو ایسے پیرایہ میں بتلایا کہ ہم شہد سمجھیں اور تباہ اگر نہوے تو احتمال تباہی ضرور تھا۔ میں بھی اس سے پہلے ایڈیٹر وطن کو بھی خواہ اسلام خیال کرتا تھا مگر اب وہ خیال ہباءً منثورا ہو گیا۔ میں ہیں تحریر سے البتہ موافق ہوں کہ جو [illegible] پہلے انگلو ورنیکلر [illegible] اب چونکہ یہ معاملہ تمام ہو گیا ہے لہذا [illegible] میں عرصہ تک سلسلہ جنبانی رہی [illegible]

ملفوظات میں سے کچھ

الصلح خیر

۲۸؍اکتوبر ۱۹۰۶ء کو قبل دوپہر حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور دو بھائیوں کے کسی باہمی نزاع کا ذکر خواجہ صاحب نے کیا۔ یہ امر انسانی فطرت کے خلاف نہیں کہ باہم نزاع نہ ہو حقیقی بھائیوں میں بھی ہو جاتا ہے اور انسانی امزجہ کا اختلاف جو خدا تعالیٰ کی ہستی کا ثبوت اور واضح ثبوت ہے اس امر کا مقتضی ہے کہ اختلاف رائے اور اختلاف خیال سے کبھی نزاع بھی پیدا ہو مگر وہ نزاع قابل ذکر یا قابل لحاظ نہیں ہوا کرتا جہاں خدا تعالیٰ کی رضا کو مقدم کر کے اپنے نزاع کو چھوڑ دیا جاوے۔

بہرحال دو بھائیوں کے نزاع کا ذکر تھا اور خواہش یہ کی گئی کہ حضور ارشاد فرماویں کہ ان میں سے کسی کو بھی کوئی شکایت باقی نہ رہے گی۔ اسپر حضور نے عام طور پر فرمایا

میں صلح کو پسند کرتا ہوں۔ اور جب صلح ہو جاوے پھر اس امر کا ذکر بھی نہیں کرنا چاہیئے کہ اس نے کیا کہا یا کیا کیا تھا۔ میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر کوئی شخص جس نے مجھے ہزاروں مرتبہ دجال اور کذاب کہا ہو اور میری مخالفت میں ہر طرح کوشش کی ہو اور وہ صلح کا طالب ہو۔ تو میرے دل میں خیال بھی نہیں آتا اور نہیں آسکتا کہ اس نے مجھے کیا کہا تھا اور میرے ساتھ کیا سلوک کیا تھا ہاں خدا تعالیٰ کی عزت کو ہاتھ سے نہ دے۔

سچی بات ہے کہ جو شخص چاہتا ہے کہ اس کی وجہ سے دوسروں کو فائدہ پہنچے اس کو کینہ ور نہیں ہونا چاہیئے۔ اگر وہ کینہ ور ہو تو دوسروں کو اس کے وجود سے کیا فائدہ پہنچیگا۔ جہاں ذرا اس کے نفس اور خیال کے خلاف ایک امر واقع ہوا وہ انتقام لینے کو آمادہ ہو گیا۔ ایسے کو ایسا ہونا چاہیئے کہ اگر ہزاروں نشتروں سے بھی مارا جاوے پھر بھی پروا نہ کرے۔

میری نصیحت یہی ہے کہ دو باتوں کو یاد رکھو ایک خدا تعالیٰ سے ڈرو دوسرے اپنے بھائیوں سے ایسی ہمدردی کرو جیسی اپنے نفس سے کرتے ہو۔ اگر کسی سے کوئی قصور اور غلطی سرزد ہو جاوے تو اسے معاف کرنا چاہیئے۔ نہ یہ کہ اسپر زیادہ زور دیا جاوے اور کینہ کشی کی عادت بنالی جاوے۔

نفس انسان کو مجبور کرتا ہے کہ اس کے خلاف کوئی امر نہ ہو اور اس طرح پر وہ چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے تخت پر بیٹھ جاوے اس لئے اس سے بچتے رہو۔

میں سچ کہتا ہوں کہ بندوں سے پورا تعلق کرنا بھی ایک موت ہے۔ میں اس کو ناپسند کرتا ہوں کہ اگر کوئی ذرا بھی کسی کو توں تاں کرے تو وہ اُس کے پیچھے پڑ جاوے بلکہ میں تو اس کو پسند کرتا ہوں اگر کوئی سامنے بھی گالی دیدے تو صبر کر کے خاموش ہو رہے۔

بعض لوگ اپنی نادانی سے یہ سمجھ لیتے ہیں کہ نبی بعض اوقات سختی کرتے ہیں۔ وہ اس امر کو نہیں سمجھ سکتے ان کی سختی کا رنگ اور ہے اس میں کینہ ملا ہوا نہیں ہوتا۔ وہ اپنے نفس کے لئے نہیں کرتے۔ اس میں کوئی ذاتی غرض ان کی مد نظر نہیں ہوتی بلکہ اللہ تعالیٰ کی عزت کے لئے اور اس کی اپنی اصلاح کے لئے۔

دیکھو ماں بچے کو بعض وقت مارتی بھی ہے اور سخت مارتی ہے دوسرا دیکھنے والا کہہ سکتا ہے کہ کیسی بے دردی سے مار رہی ہے مگر وہ اس سے ناواقف ہے کہ اس کی شفقت کا اندازہ کر سکے۔ اگر ماں کی محبت اور ہمدردی کی اسے خبر ہوتی تو وہ ایسا وہم نہ کرتا۔ کیا یہ سچ نہیں کہ اگر بچے کو ذرا بھی درد ہو تو ماں ساری ساری رات بے قرار رہتی اور اس کی خدمت گذاری میں گذار دیتی ہے دوسرا کون ہے جو اس شفقت اور ہمدردی کا مقابلہ کر سکے۔ اسی طرح پر نبی کی سختی ہوتی ہے اس کے دل میں ایک درد اور کوفت ہوتی ہے خدا کی مخلوق کی اصلاح کے لئے وہ چاہتا ہے کہ خدا کے عذاب سے بچ جاوے۔ اگر استاد اپنے خادم پر سختی کرتا ہے تو شفیق ماں کی طرح راتوں کو اٹھ اٹھ کر دعائیں بھی تو اسی کے لئے کرتا ہے۔ غرض ماں باپ اور شفیق استاد کی سختی سختی نہیں وہ تو عین رحمت اور شفقت ہے۔

ایسا ہی عادل بادشاہ کی سختی بھی سختی نہیں نادانی سے لوگ اعتراض کر اٹھتے ہیں اور شور مچاتے ہیں۔ عادل بادشاہ ہمیشہ اپنی رعایا کی بھلائی اور خیر خواہی چاہتا ہے۔

میں بار بار یہی کہوں گا کہ نفس پرستی کی سختی خدا تعالیٰ کو ہرگز پسند نہیں ہے اس لئے اس قسم کے نزاعوں کو یکدم چھوڑنا چاہیئے۔

اس مقام پر حضرت حجۃ اللہ پہنچے تھے ایک بھائی نے فوراً ہی اپنے دوسرے بھائی سے السلام علیکم کہکر ہاتھ ملا لیا اور صلح کر لی جزاہم اللہ احسن الجزا
ایڈیٹر

یاد رکھو اگر ایک بھی راستباز ہوگا۔ وہ ہزاروں کو اپنی طرف کھینچ لائیگا اور راستباز وہ ہے جو اُس کے اور اس کے نفس کے درمیان ہزاروں کوس کا فاصلہ ہو۔

مذہب کی جڑ یہی ہے **تقوی اور خدا ترسی** اور مذہب یہی ہے۔

دوکانداری کا نام دین نہیں ہے

حقیقی مسلمان کا یہ مقصد نہیں ہوا کرتا کہ اس کو خوابیں آتی رہیں بلکہ اس کا مقصد تو ہمیشہ یہ ہونا چاہیئے کہ

اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہو جاوے

اور جہاں تک اس کی طاقت اور ہمت ہے اس کو راضی کرنے کی سعی کرے اگرچہ یہ سچ ہے کہ یہ بات نرے مجاہدہ اور سعی سے نہیں ملتی بلکہ یہ بھی خدا تعالیٰ کے فضل اور توفیق پر موقوف ہے مگر اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ وہ رحیم کریم ایسا ہے اگر کوئی اس کی طرف بالشت بھر آتا ہے تو وہ ہاتھ بھر آتا ہے اور اگر کوئی معمولی رفتار سے اسکی طرف قدم اٹھاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف دوڑ کر آتا ہے۔ غرض مومن کبھی ان باتوں کو اپنی زندگی کا آخری مقصد تجویز نہیں کرتا کہ اسے خواب آنے لگیں یا کشوف ہوں یا الہام ہوتے ہوں۔ وہ تو ہمیشہ یہی چاہتا ہے کہ خدا تعالیٰ اس سے راضی ہو جاوے اور اس کے ساتھ موافقت تامہ ایسی ہو کہ یہ خدا سے راضی ہو جاوے۔ اللہ تعالیٰ کی مقادیر اور قضا سے راضی ہو جانا بھی سہل امر نہیں یہ ایک مشکل اور تنگ راہ ہے اس سے ہر کوئی گذر نہیں سکتا۔ پس جب انسان ان اغراض کو مدنظر رکھیگا کہ خدا تعالیٰ اس سے راضی ہو جاوے اور وہ خدا تعالیٰ سے راضی ہو جاوے۔ اور متقی اور مخلص مومن ہو کر اعمال صالحہ بجا لاوے تو ایسے لوگوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے جو معاملات ہوا کرتے ہیں اور جو سنت اللہ اسکی جاری ہے وہ اس کے ساتھ بھی ضرور ہی ہوگی اس کی خواہش کی حاجت ہی کیا۔ خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے

ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیہم الملائکۃ۔

یعنے جن لوگوں نے کہا کہ اللہ ہمارا رب ہے اور پھر اُنھوں نے سچی استقامت دکھائی یعنی ہر قسم کے مصائب اور مشکلات عسر یسر میں اُنھوں نے قدم آگے ہی بڑھایا اور ہر قسم کے امتحانوں میں وہ پاس ہو گئے تو پھر اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ انپر ملائکہ کا نزول ہوتا ہے جو ان کو خوشخبریاں دیتے ہیں کہ ہم تمہارے ولی ہیں اس حیات دنیا میں تمہیں کوئی غم اور حزن نہ ہوگا۔

یا دوسری جگہ فرمایا اللہ ولی الذین آمنوا یخرجہم من الظلمات الی النور۔

یعنے اللہ تعالیٰ مومنوں کا ولی ہوتا ہے اور انہیں ہر قسم کی تاریکیوں سے نکالکر روشنی کی طرف لاتا ہے۔

میں نے ایسے لوگ دیکھے ہیں کہ جن کو اس بات کا دھڑک ہوتا ہے کہ انہیں کشف ہو اور بعض کشف قبور تسخیر وغیرہ بیہودہ باتوں کی طرف توجہ کرتے ہیں مگر اپنے تجربہ سے کہتا ہوں کہ یہ چیزیں کچھ بھی نہیں اصل بات یہی ہے کہ انسان کا دل خدا تعالیٰ کی خالص محبت سے اس طرح پر لبریز ہو جاوے جیسے کہ عطر کا شیشہ بھرا ہوا ہو اور خدا تعالیٰ اس سے خوش ہو جاوے یہ مراد اگر مل جاوے تو اس سے بڑھکر اور کوئی مراد نہیں ہے۔ جب خدا تعالیٰ سے ایسا قرب اور تعلق ہو کہ اس کا دل اللہ تعالیٰ کا تخت گاہ ہو تو یہ ناممکن ہے کہ یہ اس کے انوار و برکات سے متفیض نہ ہو اور اس کا کلام نہ سنے اگر چاہتے ہو کہ اس کا کلام سنو تو اس کا قرب حاصل کرو۔ مگر یہ یاد رکھو کہ اصل مقصود تمہارا یہ نہ ہو ورنہ میرا اپنا یہی مذہب ہے کہ یہ بھی ایک قسم کا شرک ہوگا (اللہ اکبر! اللہ تعالیٰ سے کیسی محبت اور اخلاص حضور کا ہے اور توحید کے کس اعلیٰ مقام پر آپ کا قدم ہے ایڈیٹر)

کیونکہ خدا کی رضا جوئی اور اسکی محبت کی غرض اصل تو یہ ہوئی کہ الہام ہو یا کشوف ہوں اور پھر باریک طور پر اس کے ساتھ نفسانی غرض یہ ملی ہوئی ہوتی ہے کہ اس سے ہماری شہرت ہو لوگوں میں ہم ممتاز ہوں حالا

طرف رجوع ہو۔ یہ باتیں صافی تعلقات میں ایک روک ہو جاتی ہیں اور اکثر اوقات شیطان ایسے وقت پر قابو پا لیتا ہے وہ باریک نفسانی غرض کو پا لیتا ہے پھر نفسانی خواہشیں بھی آنے لگتی ہیں۔ اور اس طرح پر آخر موقع پا کر شیطان ہلاک کر دیتا ہے۔

اس لئے نہایت **امن** کی راہ یہی ہے کہ انسان اپنی غرض کو صاف کرے اور خالصۃً وجہ اللہ ہو۔ اس کے ساتھ اپنے **تعلقات** کو صاف کرے اور بڑھائے اور **وجہ اللہ** کی طرف دوڑے وہی اس کا **مقصود اور محبوب** ہو اور تقویٰ پر قدم رکھ کر اعمال صالحہ بجا لاوے۔ پھر سنت اللہ اپنا کام آپ کرے گی۔ اس کی نظر نتائج پر نہ ہو بلکہ نظر تو اسی ایک نقطہ پر ہو۔ اس حد تک پہنچنے کے لئے اگر یہ شرط ہو کہ وہاں پہنچ کر سب سے زیادہ سزا ملے گی تب بھی اسی کی طرف جاوے۔ یعنی کوئی ثواب یا عذاب اس کی طرف جانے کا اصل مقصد نہ ہو۔ محض خدا تعالیٰ ہی اصل مقصد ہو۔ جب **وفاداری** اور اخلاص کے ساتھ اس کی طرف آئیگا اور اس کا قرب حاصل ہوگا تو یہ وہ کچھ دیکھے گا جو اس کے وہم و گماں میں بھی کبھی نہ گذرا ہوگا۔ اور کشوف اور **خواب** تو کچھ چیز ہی نہ ہوں گے۔ پس میں تو اس راہ پر چلانا چاہتا ہوں اور یہی اصل غرض ہے۔ اسی کو قرآن شریف میں **فلاح** کہا ہے۔ قد افلح من زکٰہا۔
(پرانی یادداشت سے)

آریہ سماج کے پنڈال سے ایک آواز

یعنی

ضرورت امام

ضرورت امام کے مضمون پر اخبار الحکم میں ایک مرتبہ ایک لمبا سلسلہ مضامین کا شائع کیا گیا تھا۔ اور اس کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی گئی تھی۔ لیکن آج مجھے اس مضمون پر کچھ لکھنے کی ضرورت محض اس وجہ سے محسوس ہوئی کہ میں لاہور آریہ سماج کی انندونی سماج کے حالات سالانہ جلسہ پڑھتا ہوا لالہ منشی رام صاحب کے لیکچر کا خلاصہ پڑھ رہا تھا جو **پرکاش** نے ۲۷ نومبر کے اخبار میں چھاپا ہے اور وہ یوں شروع ہوتا ہے۔

اس وقت بھارت درشن میں عجیب ہل چل مچی ہوئی ہے دوسروں کو جانے دیجئے۔ بھارت نواسیوں ہی کی طرف دیکھئے تو معلوم ہوگا کہ ان میں کتنے فرقے اور پارٹیاں بن رہی ہیں یہ پارٹی سپرٹ کیوں ہے؟ ذرا سے وچار سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سارا جھگڑا صرف لیڈری کا ہے ہر شخص لیڈر بننے کی دھن میں سرمست ہے لیکن کیا یہ حالت صرف بھارت ورش تک ہی محدود ہے نہیں بلکہ سارے سنسار میں یہی حالت دیکھی جاتی ہے اس کا علاج کیا ہے؟ اس کا علاج انھوں نے برہمن گرنتھ کی ایک کتھا سنا کر یہ بتایا کہ جب تک سب لوگ ایک ورن مقرر نہیں کرتے جس کے پاس وہ اپنا سروسو جمع کر دیں اور اپنا ایک اندر مقرر نہیں کرتے جس کی لیڈری میں آپ اپنا سو بلکار کریں تب تک یہ جھگڑے دور نہیں ہونگے۔

یہ آواز ہے جو اس سال لاہور آریہ سماج کے پنڈال سے نکلی ہے۔ اور اسی آواز نے مجھے اپنے سید و مولا **امام** کی صداقت پر ایک نیا ایمان پیدا کرنے کا موقع دیا ہے۔ ... مختلف مذاہب کے لیڈروں کے درمیان جو خوفناک جنگ گو بے حقیقت لیڈری کی آجکل چھڑی ہوئی ہے کچھ شک نہیں کہ اسنے انڈیا کی سکون و امن کی زندگی میں ایک آگ لگا دی ہے جس سے ہر متنفس نعل در آتش ہو کر بے قرار ہو رہا ہے۔ نہ صرف مذہبی عالم میں یہ کشمکش اور خود روی ہے بلکہ سیاسی میدان میں بھی یہی گھوڑ دوڑ جاری ہے۔ بنگال کے دو پولیٹکل لیڈروں بال بابو اور سریندر بابو کے درمیان معاملہ جس حد تک پہنچا وہ کوئی چھپی ہوئی بات نہیں پنجاب کے اسی میدان میں سیاسی پلیٹ فارم پر کام کرنے والوں کی جو حالت ہے وہ بھی ایک اظہر من الشمس ہے۔

میں بہ حیثیت ایڈیٹر الحکم سیاسی امور میں چونکہ دلچسپی لینے کی کبھی ضرورت نہیں سمجھتا اور نہ ہمارے سلسلہ کے اغراض ایسے امور سے وابستہ ہیں بلکہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی غرض تو انسانی نفوس کا تزکیہ اور طہارت ہے اور انھیں خود غرضی اور خود نمائی کے خاردار جنگلوں سے نکال کر اخوت اور انکساری کے خوشنما میدانوں میں لے جانا ہے اور اسے ان منزلوں کو طے کرنا ہے جو اس کو انسانیت کے حقیقی اور واقعی شرف کے قابل بنا دیں۔ عبودیت اور الوہیت کے درمیان جو سچا رشتہ ہے اسے قائم کیا جاوے اس لئے ملکی معاملات پر رائے زنی کرنی کی مجھے اخبار الحکم کے ایڈیٹر کی حیثیت سے کبھی ضرورت ہی محسوس نہیں کی۔

اس وقت اس سیاسی طبقہ کے لیڈروں کا ذکر بھی ضمناً کرنا پڑا۔

فی الحقیقت یہ بات بالکل سچ ہے کہ اس جنگ و جدال کی اصلی وجہ اور غایت یہی ہے کہ ہر شخص اپنے اپنے خیال اور مذاق کے موافق ایک قوم اور گروہ کا لیڈر بننا چاہتا ہے۔ اور جب تک یہ خیال بصورت موجودہ قائم رہیگا **صلح اور آشتی** کا پھریرا لہراتا ہوا نظر نہیں آسکتا۔ دنیا کی تاریخ ہمیں اسی نتیجہ پر پہنچاتی ہے کہ ان جھگڑوں کا قلع قمع ہمیشہ اسی صورت میں ہوا کرتا ہے کہ ایک زبردست طاقت انسان کا حکمران ہو یہاں زبردست طاقت اور حکمرانی سے میری مراد روحانی طاقت اور روحانی حکومت ہے اس لئے کہ میں ابھی لکھ چکا ہوں کہ سیاسی معاملات میں ہمیں دخل دینے کی نہ کوئی حاجت اور نہ ضرورت ہے سب سے پہلا کام جو ہمیں کرنا چاہئے اور جس کی ازبس ضرورت محسوس ہو رہی ہے وہ ہماری **ذاتی اصلاح اور تکمیل** ہے جب تک ہم اس مقصد کو پورا نہیں کر لیتے سیاسی امور میں دخل دینا کمال نادانی اور غلطی ہے۔

اور اسی انسان کے حکم کے آگے ہمارے اپنے ارادے اور خواہشیں ہیچ اور بے حقیقت ہوں۔ وہی شخص جس کو لالہ منشی رام اندر کے نام سے پکارتے ہیں وہ ہماری اصطلاح میں

امام کہلاتا ہے

لالہ منشی رام صاحب ضرورت امام کو تسلیم کرنے میں اور ان کی اس تقریر کے موافق جو بالکل درست ہے یہ روگ جو افراد انسانی میں آجکل لگ رہا ہے اور جس نے ہندوستان کی اخلاقی اور روحانی حالت کو بہت ہی کمزور کر دیا ہے اس وقت تک دور نہیں ہو سکتا جب تک کہ ایک **امام** کے آگے ہم سر تسلیم خم نہ کریں۔

لیکن

میں اس امر میں ان سے متفق نہیں ہو سکتا کہ ایسا **امام** ہم کو خود مقرر کرنا چاہئے۔ ممکن ہے اس جملہ سے لالہ منشی رام صاحب اپنے ہم خیال زمرہ میں اپنی **امامت اور لیڈری** سب کو منوانا چاہتے ہوں۔ مگر میں عام اصول پر گفتگو کر رہا ہوں۔ وہ شخص جو لوگوں کے مشورہ اور تائید سے **امام** یا خلیفہ مقرر ہو وہ آخر انسانی انتخاب اور انسانی تجویز کا نتیجہ ہے۔ اور مختلف انسانی طبائع اور خیالات اسے **امن و سلامتی** کا شہزادہ قرار دینے کی بجائے آگ اور جنگ کا ذریعہ قرار دیں اور وہ امن اور سکون نہ پھیل سکے جس کے لئے اسے اس منصب جلیل پر منتخب کیا گیا ہے۔ اس لئے کسی صورت اور حالت میں ایسا شخص انسانی تجاویز اور تدابیر کا نتیجہ نہیں ہو سکتا۔ بلکہ ایسے وجود کا انتخاب **اللہ تعالیٰ ہی کرے تو مبارک ہو**

یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم نے جہاں **خلفاء** کے تقرر کا ذکر فرمایا وہاں یہی فرمایا

وعد اللہ الذین اٰمنوا منکم و عملوا الصالحات لیستخلفنہم الآیۃ

یعنی اللہ تعالیٰ نے وعدہ کر لیا ہے کہ تم میں سے جو لوگ مومن ہوئے اور انھوں نے اعمال صالحہ کئے ان کو ضرور ضرور **خلیفہ** بنائے گا۔

اور ایسا ہی منصب رسالت کے لئے منتخب کرنے کا کام خود اللہ تعالیٰ نے اپنے ہی اختیار میں رکھا۔ اور فرمایا **اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ**

یعنی اللہ تعالیٰ ہی خوب جانتا ہے کہ وہ کون **وجود پاک** ہے جو **منصب رسالت** کے بوجھ کو برداشت کر سکتا ہے۔

چنانچہ **انبیاء علیہم السلام اور خلفاء** راشدین المہدیین کی سیرۃ پر جن لوگوں نے نظر سے نظر کی ہے وہ خوب سمجھ سکتے ہیں کہ انھوں نے کیسے کیسے مشکلات کو کس ہمت اور استقلال سے برداشت کیا۔ جن کو برداشت کرنا انسانی طاقت سے بالاتر اور فوق العادۃ تھا انھوں نے محض تائید الٰہی اور نصرت ایزدی سے ان مصائب کے پہاڑوں کو چکنا چور کر دیا۔

آیت استخلاف کے مختلف پہلوؤں پر نظر کرنے سے جہاں خلیفۃ اللہ کے **صفات** اور کمالات کا پتہ لگتا ہے وہاں ان آثار اور ثمرات کی بھی حقیقت معلوم ہوتی ہے جو اس کی خلافت پر مترتب ہوتے ہیں۔

...توں کو بھی تاریک پہلو سے دیکھتی ہے اور پھر اپنے حسد و حقد سے مکدر دماغ سے ان کا بھونڈا فوٹو اتار کر زبان اور قلم کے ذریعہ دنیا کے سامنے پیش کرتی ہے۔ آریہ سماج جو کہ مذہبی نہیں بلکہ زیادہ تر پولیٹیکل فرقہ ہے حضرت عالمگیر اورنگ زیب سے بلا وجہ عداوت رکھتا ہے۔ اور ہمیشہ خواہ مخواہ جب سے موقع ملتا ہے ان کی شخصیت پر حملہ کرنا اپنا فرض سمجھتا ہے۔ حال میں جالندھری پرچارک نے ایک نوٹ میں اورنگ زیب مغفور کے خطوط کے بعض فقرات کو لیکر اعتراض کیا ہے جو نہایت ہی شرمناک فعل ہے کسی ایسے شخص پر حملہ کرنا جو اس عالم سے کوچ کر چکا ہو بڑی تنگ ظرفی ہے اس لئے کہ اسے جواب دینے کا موقع نہیں۔ پھر افسوس تو یہ ہے کہ جو امور باعث اعتراض ٹھہرائے گئے ہیں وہ اعلیٰ درجہ کے ہنر ہیں۔ ان فقروں سے جو پرچارک نے بڑی محنت سے کاٹ چھانٹ کر لکھے ہیں حضرت عالمگیر کی انکساری اور فروتنی کا پتہ لگتا ہے جو شخص اپنی ذات کی نسبت ایسی بردباری کے خیالات رکھتا ہو کیا ممکن ہے کہ وہ ان الزامات کا مورد صحیح ہو جو اسپر شوخی سے پرچارک لگاتا ہے۔ مثلاً پرچارک ایک فقرہ لکھتا ہے۔

"دو میں سنسار میں اپنے ساتھ کچھ نہیں لایا تھا اور سوائے انسانی کمزوریوں کے اپنے ساتھ کچھ نہیں لیجاتا ہوں"

یہ فقرہ جس انسان کے قلم سے نکلا ہے صحیح الدماغ انسان اسے بڑا ہی قابل قدر اور واجب الاحترام تسلیم کریگا کیونکہ اس میں بشریت کے لوازمات کا اعتراف پایا جاتا ہے اور نخوت اور تکبر کو پس پشت ڈالدیا گیا ہے اور اس سے خدا تعالیٰ کے فضل اور کرم کے لئے روح میں ایک جوش اور اضطراب کا رنگ پایا جاتا ہے۔

پھر ایک فقرہ لکھا ہے "اگرچہ مجھے پرماتما کی دیا اور رحمت پر وشواس ہے تاہم جب میں اپنے کرموں کا خیال کرتا ہوں تو مجھے خوف دامنگیر ہو جاتا ہے"۔

یہ فقرہ آب زر سے لکھنے کے قابل ہے مگر انسانی فضایل سے ناواقف اور ایمان کی حقیقت اور صفات اللہ کی معرفت سے محض ناآشنا انسان کو اس سے کیا مزا آسکتا ہے۔ ہاں وہ شخص جو خدا تعالیٰ کے رحم اور فضل کی صفات ہی سے منکر ہو وہ اس کی دیا اور رحمت پر وشواس کیسے لا سکتا ہے؟ ...تے وہ اس کو کیوں قابل اعتراض قرار نہ دے — انسانیت کا معراج ہی یہی ہے جو اس فقرہ میں حضرت عالمگیر نے بیان کیا ہے اور خدا کے فضل کا یقین اور اس کے صفات کا حیا یہی دو امر ہیں جو انسان کو خدا کی طرف کشاں کشاں لئے جاتے ہیں اور بدیوں سے بچاتے ہیں مگر خدا تعالیٰ کو عضو معطل کی طرح ماننے والا احمق کب اس نکتہ معرفت سے سرشار ہو سکتا ہے۔ ان باتوں پر نظر کر کے یہ کہنا بالکل صحیح ہے۔

ہنر بچشم عداوت بزرگتر عیبے ست

حضرت مسیح موعود ایک ہندو رسالہ میں

سرستی نام ایک معزز رسالہ ہندی زبان میں انڈین پریس الہ آباد سے نکلتا ہے اسکے اکتوبر ۱۹۰۶ء کے نمبر میں اعلیٰ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایک آرٹیکل مہندر لال کے قلم سے چھپا ہے جسکا ترجمہ خصوصیت سے الحکم کے ناظرین کے لئے چھاپنا مناسب سمجھتا ہوں۔ سرستی نے فی الحقیقت بڑی عالی ظرفی اور فراخدلی سے کام لیا ہے کہ اس نے حضرت اقدس کے متعلق مضمون کو چھاپدیا اور اسکے لکھنے والے نے جو ہندو ہے نہایت بے تعصبی سے اصل واقعات کو پیش کیا ہے جسکے لئے میں حق پسندوں کی طرف سے ان کا شکر گذار ہوں میرا خیال ہے کہ سرستی کا یہ آرٹیکل بہت لوگوں کے لئے مفید اور مؤثر ہوگا خدا کرے ایسا ہی ہو —— ایڈیٹر

مرزا غلام احمد قادیانی

ہندو دھرم پر چلنے والوں کا وشواش (یقین) ہے کہ انتحت کل یگ (فیج اعوج) کے آنے پر بشن بھگوان کلگی اوتار لیکر سنسار (دنیا) کو سیدھے رستہ پر چلانے کے واسطے آئینگے۔

پنجاب میں ضلع گورداسپور کی تحصیل بٹالہ کے قادیان نام گاؤں کے رہنے والے حضرت مرزا غلام احمد صاحب یقین دلاتے ہیں کہ دھرم پستکوں (مذہبی کتابوں) میں جیسا کہ اوتار کے آنے کی پیشگوئی کی گئی ہے اس کے انوسار (موافق) وہ اس دنیا میں پرگٹ ہوئے ہیں جو لوگ ان کی سکشا (تعلیم) پر چلیں گے وہ ابدی بہشت حاصل کریں گے اسی طرح مسلمانوں کا جو اعتقاد ہے کہ حضرت مسیح پھر آویں گے ان کو چاہئے کہ اب کسی اور مسیح کے آنے کی باٹ (راہ) نہ دیکھیں حضرت ہی کو مسیح سمجھکر ان پر وشواس (یقین) لاویں۔

سب سے زیادہ زور ان کا مسلمانوں پر ہے مرزا صاحب یقین دلاتے ہیں کہ جو کوئی قرآن پر ایمان رکھتے ہیں ان کو ماننا چاہئے کہ جس مہدی کی سنسار میں آنے کی پیشگوئی قرآن میں کی گئی ہے اور جو شرطیں کی گئی ہیں ان سب باتوں کو انھوں نے پورا کیا ہے ایک وقت تھا کہ انکو کوئی بھی نہیں جانتا تھا ۱۸۸۰ء میں ان کو پرمیشر نے اپنا اچھیا (منشاء) ظاہر کرنے کے لئے چنا۔ ابتدا میں ان کو خبر دیگئی کہ ان کے پاس اچھے لوگ چاروں طرف سے آویں گے (یاتون من کل فج عمیق کی پیشگوئی کی طرف اشارہ ہے ایڈیٹر) مرزا صاحب ان کے لئے سامان کریں ان کی بہتایت سے گھبراویں نہیں (لاتصعر لخلق اللہ ولا تسئم من الناس والی پیشگوئی کا اشارہ ہے ایڈیٹر) ۱۸۸۹ء میں مرید بنانے کی ریت چلی اور احمدی جماعت کا سلسلہ آرنبھ (شروع) ہوا ۱۸۹۱ء میں عیسیٰ ہونے کا وگیاپن (اعلان) دیا گیا۔ اس کا بڑا اختلاف ہوا۔ ان کی دیکھا دیکھی سیالکوٹ کے چراغدین نامی ایک مسلمان نے بھی عیسیٰ ہونے کا دعویٰ کیا جسکے لئے مرزا صاحب نے یہ پیشگوئی کی کہ وہ بہت بری طرح مارا جاویگا جسکے موافق اس کی موت پلیگ سے ہوگی۔

یہ واقعہ تو بالکل صحیح ہے لیکن بخیال اصلاح و توضیح اسپر اتنا مستزاد کرنا ضروری ہے کہ چراغدین جموں کا رہنے والا تھا اور اس کے لئے حضرت اقدس نے پیشگوئی میں صاف طور پر لکھدیا تھا کہ وہ طاعون سے ہلاک ہوگا چنانچہ جب اس نے مخالفت کا علم بلند کیا اور حضرت حجۃ اللہ کی مخالفت میں بیباکی سے قلم اٹھایا بلکہ حضرت اقدس کی ہلاکت کے لئے دعا مانگی اور مباہلہ کیا کہ کاذب کو خدا طاعون سے ہلاک کرے وہ اپنے خیال اور یقین سے حضرت اقدس کو معاذ اللہ کاذب سمجھتا تھا خدا تعالیٰ نے اپنے جلال کے لئے یہ کرشمہ دکھایا کہ خود اسی کو ہلاک کیا جس سے ثابت ہو گیا کہ وہ کاذب تھا اور حضرت اقدس کو صحیح سلامت رکھا چنانچہ ابھی وہ کتاب کو تمام و کمال چھپکر دیکھنے بھی نہ پایا تھا کہ نہایت سختی سے پلیگ سے ہلاک ہوا۔ اور حضرت کی سچائی پر مہر کر گیا۔ اس مباہلہ کا عکس کتاب حقیقت الوحی میں چھاپنے کی تجویز ہے — ایڈیٹر)

یہ بھی قرآن میں لکھا ہے کہ جب مہدی ہونگا تب چاند اور سورج کو رمضان کے مہینے میں گرہن ہوگا (مہدی موعود کا یہ نشان قرآن کریم میں اشارۃ النص کے طور پر آیا ہے اور حدیث صحیح میں کھلے طور پر بیان کیا گیا ہے ایڈیٹر)

چنانچہ ۱۸۹۴ء کے رمضان میں ۱۳ تاریخ کو چاند گرہن اور ۲۸ کو سورج گرہن ہوکر یہ پیشگوئی پوری ہوئی۔

امرتسر کے ایک پادری نے حضرت کی نندیا کی (حضرت سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ایڈیٹر) ۱۵ مہینے کے اندر اس کے مرجانے کی پیشگوئی کی گئی مگر پادری نے اپنے کرتویہ (فعل) پر اپنے ہردے میں بڑی پچھتاپ (توبہ) کی اس سبب سے وہ موت کے پنجہ سے بچ گیا مگر جب عیسائیوں نے قسم کھلا کر اس سے یہ بات پوچھی تو اس نے پچھتاپ کرنے سے انکار کیا۔ (اصل بات یہ ہے کہ آتھم عیسائی نے پندرہ مہینے کے اندر پیشگوئی کے موافق رجوع الی الحق کی شرط سے فائدہ اٹھایا لیکن جب اس حق کو اسنے چھپایا اور باوجودیکہ اس کو قسم کھانے کے لئے حضرت اقدس نے بلایا اور چار ہزار روپیہ انعام بھی دینا چاہا کہ اگر وہ یہ قسم کھائے کہ میں نے اس پیشگوئی سے ڈر کر رجوع نہیں کیا تو وہ ضرور ایک سال کے اندر فوت ہو جائے گا۔ اور اگر فوت نہ ہو تو چار ہزار روپیہ انعام لے مگر وہ قسم کے لئے نہ آیا اور یوں حق پوشی کے جرم کا مرتکب ہوا تب خدا تعالیٰ کی غیرت نے اسے ہلاک کر دیا ایڈیٹر) اور جلدی ہی مر گیا۔

پلیگ (طاعون) کا اس ملک میں آنا سب سے پہلے مرزا صاحب نے اپنی کتاب براہین احمدیہ میں ظاہر کیا۔ یہ ۱۸۹۷ء کی بات ہے اور اس کا (طاعون کا) عالمگیر ہونا ان کو ۱۸۹۸ء میں معلوم ہوا۔ پنجاب آریہ سماج کے پنڈت لیکھرام کا مارا جانا کسی سے چھپا ہوا نہیں۔ پنڈت جی مرزا صاحب سے بات چیت (مباحثہ) کرنے کے لئے خود قادیان گئے تھے وہیں ان کی موت کا وقت ان کو بتایا گیا (اصل یہ ہے کہ قادیان میں آکر انھوں نے حضرت اقدس سے نشان مانگا تھا۔ جسپر حضرت اقدس نے اس کی تحریری اجازت لیکر اسکے متعلق وہ پیشگوئی شایع

امرتسری منکر ثناء اللہ کو دعوت

(پہلے سلسلے میں)

مستثنیٰ بن کے آئیں گے عیسےٰ
کس غلط پر کیا ہے معمول
ہوگئے مرفوع کیوں گر اُس کی
کس جگہ ہے قرآن میں آیا
گر مسیح آ گیا مدینہ میں
تب بھی انکار اُسکا جائز ہے
ہے یہ منہاج اک نبوت کی
ایک کاتب تھا وحی قرآن کا
ان عقاید سے مولوی فاضل
سرہندی کے سر پہ اُمت میں
سر صدی کا نو آ گیا سارا
ہے پہاڑوں میں یا بیاباں میں
سُن نصیحت میری ذرا غافل
آج دارین میں ملیگا نیک
نقل کیا کہ میرزا صاحب
جیسی خبط کیا سمجھا ہے
ہے کرامات اور قتل الٰہی بات
آ گئے ہیں یار ہے
رسول اسرائیل
ہے خدا اُسکا حافظ و ناصر
نو بڑی ولا ہو رہی
جز ندامت نہ ہاتھ آئیگا

اور رسالت سے ہونگے وہ بیزار
کیوں نبوت سے ہوگیا بیکار
کیوں وہ خادم بنا جو تھا سردار
وہ رسالت سے ہو گیا نادار
ہست جائز ترا از و انکار
اُسکا منکر نہ ہوگا از کفار
کرد ایجاد ہر فعل بدکار
ہوکے مرتد وہ مر گیا عیار
تمکو لازم ہے کرنا استغفار
اک مجدد آئیگا بر سرکار
سال گذری ہیں آج بست و چہار
ہم نے اُسکا سنا نہ شور و پکار
ہوگئے خالی زکین و استکبار
جو کہ ہونگے مسیح کے انصار
بنینگے اسلام کے سپہ سالار
کیوں یہود بنکا تو ہے رشتہ دار
فرق دونوں میں کچھ نہیں زنہار
مان لے میرا کہنا برخوردار
ہے عبث اور فضول اور بیکار
باغ میں اُسکے آرہی ہے بہار
مُنہ کی سب کھاکے ہو گئی مسمار
کچھ تیرے اے ایڈیٹر اخبار

اُمتی کیوں بنایا عیسےٰ کو
امتی سے نبی تو بنتے تھے
کیا فضیلت رہیگی پھر اُس میں
خوب سمجھا تو اے ثناء اللہ
اور بالفرض وہ دمشق میں بھی
وہ نبی اور رسول صادق ہے
اس ہی منہاج پر محمد کو
آیت ارتداد کی تفسیر
اک حدیث اور مجھکو یاد آئی
ہے مجدد صدی چہار دہم
ابتلک کچھ پتہ مجدد کا
یا پتہ ہم کو دو مجدد کا؟
چھوڑدے ضد کو اپنی بہر خدا
آسمان و زمین نے مل کر
اُسکے دشمن رہینگے سب ناکام
ظاہر آنکھ کان کے ہوتے
کیا نہیں تیرے سینے میں وہ دل
مشفقانہ میری نصیحت ہے
آنیوالا تو آچکا ناداں
دشمن اُس کے ہوئے سبھی عاجز
تو بھلا اب مخالفت کرکے
میں ہوں وہ تیرا مشفق ناصح

ہے فضیلت کی یہی دستار
اسکے برعکس ہے خدا کی مار
جبکہ ہوگا وہ امتی لاچار
ہیں نبوت کے جسقدر اسرار
ہوگا نازل اگر سر مینار
جس کا مرتد نہ ہووے کوئی یار
دے پرکھ ہے اگر دیانت دار
دیکھ اور مرتدوں کی سب اخبار
ہے جواز قول احمد مختار
روم و کابل میں یا کہ در قندہار
کب ہوا ہے کسی کے گوش گذار
یا کرو اس حدیث سے انکار
بن مسیحا کا دل سے خدمتگار
دی گواہی مسیح کی صد بار
میرزا سے خدا کا ہے اقرار
کیوں نصاریٰ کی چل پڑا رفتار
جس سے سمجھے تو مجھکو اپنا دلدار
ہوں تہِ دل سے میں ترا غمخوار
کھل گیا صدق اُسکا صد بار
تھک گئے مرتے ہوئی فی النار
کون سی بات دیگا اُسکی بگاڑ
جس نے دہلی میں تھا کہا یہ پکار

نوٹ سلہ اخبار اہل حدیث مورخہ ۱۲ جنوری ۱۹۰۶ء کے صفحہ ۱۰ کالم ۲ میں بجواب سوال نمبر ۲۴ مولوی ثناء اللہ نے لکھا ہے کہ مسیح کا اگر رفع بالموت ہوتا تو کیا مستبعد تھا ہر ایک صالح اور غیر صالح انسان کو پیش آتا ہے"۔ سوال نمبر ۲۴ کا جواب الجواب مفصل ہم نے بذریعہ ... بابت جنوری و فروری ۱۹۰۶ء پہلے ... بغرض حصول جواب امرتسری کے پاس ... مگر اُس کے جواب سے فرار بصورت انکار اخبار ... ۱۹۰۶ء میں لکھا ہے "مرزا صاحب سے وفات مسیح کے متعلق بحث کرنا بالکل بیہودہ اور تضیع اوقات ہے" ... جواب نہیں دیا۔ لہٰذا ... کالم ... پیش ہے۔

فاضل صاحب نے باوجود ذیل مفسر قرآن ہونیکے لفظ رفع ... اور رفع الی اللہ کے خصوصاً معنے معلوم نہیں کئے ... بھی تو غیر صالح کا رفع الی اللہ مانتے ہیں۔ شاید کیا بلکہ ضرور پسر نوح علیہ السلام کو جسکے حق میں خدا نے فرمایا ہے کہ "انہ عمل غیر صالح" مرفوع مانتے ہونگے۔ اور "العمل الصالح یرفعہ" کے ساتھ وعمل غیر صالح کا بھی "یرفعہ"؟ ... غیر صالحین کیونکر ہو سکتے ہیں "لا تفتح لهم ابواب السماء" آیت کی بجائے آپ یہ پڑھتے ہوں گے۔ تفتح لہم

ابواب السمار سہ تیرا یہ وسوسہ وسواس شیطان کے مقابل ہے
تیری تقریر باطل ہے تیری تحریر لاطائل ہے

سلہ اسی جواب نمبر ۲۴ میں آپنے دوسری بات یہ ارقام فرمائی ہے کہ "حضرت عیسیٰ اپنی نبوت سابقہ کے اعتبار سے نبی تھے گو بوقت نزول اُمتی ہونگے اور قیامت کو بھی نبی ہونگے اور اُمت محمدیہ کا فخر بھی اُن کو حاصل ہوگا" براہ مہربانی فاضل مفسر صاحب ذیل سوالات کا صحیح جواب قرآن و احادیث سے عطا فرمایا کر ممنون ہوویں۔ اپنا اجتہاد و قیاس نہ لکھویں لاویں۔

(۱) نبوت سابقہ میں مسیح ابن مریم کیا افضل ہے اس درجہ سے ... امتی ہونیکا ہے یا مفضول ہے؟

(۲) اگر افضل ہے تو افضل سے اسفل کی طرف آنا منافی شان نبوت اور تنزل ہے یا نہیں؟

(۳) اگر مفضول ہے تو جمیع امت محمدیہ جمیع انبیاء بنی اسرائیل سے افضل ہوئی یا نہیں؟

(۴) ہر انسان کا حشر اُسکے ... پر ہوگا یعنی جس حالت میں وہ فوت ہوا ہے اُسی پر یا کسی اور حالت پر؟

(۵) قال انی عبداللہ اتانی الکتب وجعلنی نبیا وجعلنی مبارکا این ما کنت سے کیا مراد ہے؟

سہ ... چشم ملے دیکھئے اپنا جواب آپ
کیجے بحال ہوش کہاں ہیں جناب آپ

نوٹ سلہ اخبار اہل حدیث مورخہ ۱۳ اپریل ۱۹۰۶ء کے شروع میں زیر سرخی "کیا مسیح موعود کے منکر کافر ہیں" امرتسری درافشانی فرماتے ہیں "اگر مسیح موعود کسی ایسی جگہ میں نہ آئیگا جو جگہ اُس کے نزول کی حدیثوں میں آئی ہے (اس سے یہ تو شرح ہوگیا کہ کوئی خاص ایک ہی جگہ نزول مسیح کی حدیثوں میں نہیں آئی۔ راقم) مثلاً دمشق کی بجائے مکہ معظمہ یا مدینہ منورہ میں نازل ہوگا ..... تو ایسی صورت میں وہ مسیح خواہ تمام کار معوضہ بھی کر دکھائیگا تاہم اُس کا منکر کافر نہ ہوگا" کرشنا باش کیوں نہ ہو آخر یہود کی مماثلت کا ثبوت بھی آپ ہی کے اقوال و افعال سے حاصل ہوتا ہے۔ بلا سے کاذبیا منظور مگر مسیح موعود کو نہیں مانتا)

"مجھ سے پوچھئے تو میں اُس شخص کو بھی کافر نہ کہوں گا۔ جو مسیح کے دمشق میں نازل ہونے کی صورت میں بھی اُس سے انکاری ہو۔ مگر کسی شرعی وجہ اور تاویل سے نہ کہ انکار و استکبار سے" (مولنا وہ شرعی وجہ جو دماغ ثنائی میں گونج رہی ہے اور وہ تاویل جو تحریر سہسوانی کی سی ہو سہ این کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

اس میں نہیں شک تو ہے نصاریٰ کا برادر
بے شک ہیں تیرے کام یہودوں کے برابر

سلہ اخبار اہل حدیث مورخہ یکم جون ۱۹۰۶ء کے صفحہ اول میں زیر سرخی "کیا مرزا قادیانی اور رسولوں کی طرح ہیں" ہرقل بادشاہ نے کہا کہ ہمیشہ سے سچے نبیوں کا یہی دستور چلا آیا ہے کہ اُن کے اصحاب میں سے دین کو غلط جانکر کوئی نہیں پھرا کرتا۔ اب یہ ایک منہاج نبوت ہے کہ نبی کے اصحاب میں سے کوئی مرتد نہیں ہوتا۔ جس نے دین نبی کو خالص دل سے قبول کیا ہوئے اب ہم اسی اصول پر مرزا جی کی نبوت جانچتے ہیں۔

ہم بھی فاضل حدیث دان سے پوچھتے ہیں کہ کاتب وحی کا بروایت بخاری مرتد ہونا آپ کو معلوم ہے یا نہیں؟ ۔ نیز آیت ارتداد پارہ ۶ رکوع ۱۲ ۔ مرتدین کے حالات تفسیروں میں درج ہیں یا نہیں؟ آنحضرت صلعم پر ایمان لاکر تصدیق کرکے کوئی مرتد ہوا یا نہیں؟ سہ

کب لائق تسلیم یہ تحریر تری ہے
دعوےٰ ثنائی بھی کیا حجت سری ہے

موسمی بیماریاں اور زمینداران ڈسٹرکٹ بورڈ

مندرجہ بالا عنوان سے ایک ہمارے زمیندار نے معزز اخبار زمیندار میں ایک مضمون لکھا ہے۔ چونکہ یہ مضمون عام لوگوں کے فایدہ کے لئے لکھا گیا ہے اس لئے اسے ذیل میں بلا کم و کاست درج کیا جاتا ہے۔ خاص قادیان کی ضروریات کے متعلق گورداسپور کے ضلع کے ڈسٹرکٹ بورڈ کو میں کئی مرتبہ توجہ دلا چکا ہوں بعض ممبران اور معزز صدر معزز ممبران بورڈ سے جب کبھی مجھے ملنے کا اتفاق ہوا ہے تو انھوں نے زبانی وعدہ بھی کیا اور الحکم کی تحریرات پر پوری توجہ کرنے کا عزم ظاہر کیا مگر وہی سے آگے پھر نخاست کا معاملہ ہو جاتا ہے۔ ورنہ کوئی وجہ نہ تھی کہ اب تک قادیان کی صفائی کے متعلق جو امور پیش کئے جاتے ہیں ان پر توجہ نہ ہوتی۔ قادیان سے بٹالہ تک کی سڑک کا معاملہ اسی طرح کھٹائی میں پڑا رہتا۔ اور مشکل تو یہ ہے کہ اگر ہمارے صاحب ضلع ایک مرتبہ قادیان تشریف لے آئیں تو وہ یہاں کی مقامی حالت سے آگاہ ہو جائیں اور مقامی ضروریات پر توجہ کر سکیں بہرحال ہمارے زمیندار نے جو کچھ لکھا ہے میں اس سے پورا اتفاق رکھتا ہوں۔ ایڈیٹر

سال ۱۹۰۶ء میں چونکہ بارشیں بہ کثرت ہوتی رہی ہیں اس واسطے ہر ایک ضلع میں عموماً اور دیہات لب دریا میں خصوصاً موسمی بخار کی نہایت شکایت رہی ہے اور اب تک بدستور ہے جن لوگوں نے دیہاتی مخلوق کا یہ خوف ناک نظارہ دیکھا ہے وہ سمجھ سکتے ہیں یہ خدائی مخلوق بوجہ افلاس عدم دسترس عدم دست یابی ادویہ اور عدم موجودگی طبیب کے کس حالت میں گذارہ کرتی ہے سخت سے سخت انسان بھی یہ خوفناک حالت دیکھ کر توبہ کر اٹھتا ہے یہ قابل رحم مخلوق ایسی کس مپرسی کی حالت میں پائی جاتی ہے کہ طوعاً و کرہاً یہ کہنا ہی پڑتا ہے کہ ان کا کوئی پرسان حال اور ہمدرد نہیں ہے۔ بوڑھے جوان بچے مچھر ملوں کی طرح اپنی اپنی جھونپڑی میں پڑے سسکتے ہیں اور انھیں کوئی نہیں پوچھتا۔ نہ سرما میں کپڑا اور نہ بیماری میں دوا اور غذا اگر فاقہ کی خاطر کشت کاری کی نوبت ساتھ ہی چھوٹی ہے اگر گھر میں دس ہیں تو دس کے دس ہی بیمار اور رنجور ہیں مرنے کے بلا سے لرزتے اور کانپ رہتے ہیں مگر کریں تو کیا کریں نہ تو کوئی طبیب ہے اور نہ ہی کوئی ڈاکٹر اور شفاخانہ کوسوں دور کس سے علاج کرائیں اور کس سے دوا پوچھیں۔ دیہاتی نیم حکیم خطرۂ جان۔ دوکانداروں سے خدا کی پناہ ان کے واسطے فصل کا موسم آگیا ہے گوڑ کا شربت دیکر ۲ کھرے کر لئے اور اسپر سود کی رقم جدا رہی کوئی گھر ایسا نہیں جس میں سے ہائے ہو کی دردناک آواز نہ آتی ہو اور پوچھو تو یہ ایک زمیندار یا ایک کاشتکار کا حال زار ہے یہ وہ مخلوق ہے جو آئے سال اور دنیا کے واسطے دانہ اناج اپنے پسینے کی کمائی سے مہیا کرتی ہے یہ وہ جماعت ہے جس کے ٹکڑوں سے گورنمنٹ کے خزانے لبالب رہتے ہیں۔ یہ وہ بدقسمت حیوان ہے جس کے لہو سے اہلکار اور وکیل پرورش پاتے ہیں یہ وہ کمبخت فرقہ ہے جس کی کمائی سے مدرسے جاری اور شفاخانے بارونق ہیں جس کی ہمت کا ادنے نمونہ ڈسٹرکٹ بورڈ ہیں یہ وہ منحوس گروہ ہے جس کی کمائی سے لوگ تعلیم یافتہ اور مہذب بن کر دنیا میں نام پیدا کرتے ہیں یہ سب کچھ ہیں مگر ان کم بختوں کی حالت ہمیشہ ہی ذلیل رہتی ہے کس برے وقت میں کسی نے کہا تھا کہ او تم کھیتی ہے خاک ادتم ہے اب تو کھد سے بھی سو درجہ خراب اور ذلیل ہے یونانی اطبار کی دن بدن کمی ہوتی جاتی ہے شفاخانے چند سے محدود اور دور دور سرکلوں میں غریب زمینداروں کو ان سے کیا فایدہ ہو سکتا ہے جس غریب کاشتکار کا سارا کنبہ ہی علیل ہو وہ شفاخانہ جانے کے لئے دس بیس میل کا سفر کیونکر کرا سکے اور اس کا علاج کیا ہو سکے افسوس آئے سال ڈسٹرکٹ بورڈ اپنی جیبیں تو پُر کر لیتا ہے مگر ان کی بھی کوئی خبر ہے جو اس کا سرچشمہ ہیں۔ کونین تک تقسیم نہیں کی جاتی۔ بعض ضلعوں میں دستور ہے کہ ایک ایک دو دو یونانی طبیب بھی نوکر رکھے ہوتے ہیں وہ دورہ میں لوگوں کی تیمارداری کرتے ہیں اور کچھ نہ کچھ ان کے ہونے سے لوگوں کو فایدہ بھی ہوتا ہے یہ دستور بھی رفتہ رفتہ بند ہوتا جاتا ہے ہماری رائے میں گورنمنٹ کا فرض ہے کہ اپنی بے کس رعایا کے واسطے بالخصوص موسمی بیماریوں کی حالت میں تو خاص انتظام کر دیا کرے ایک بڑے سکیل پر ہر ایک تحصیل میں کونین اور کونین کی گولیاں تقسیم ہونی چاہئے جس کا کفیل ہر ایک ڈسٹرکٹ بورڈ ہونا چاہئے کہ وہ دورہ کریں اور لوگوں کو دیکھیں بلکہ ان ایام میں خاص طور پر فی تحصیل دو دو ٹریولنگ ہاسپٹل اسسٹنٹ مقرر ہونے چاہئیں۔ گورنمنٹ بیرونی داخل خارجوں کی تصدیق کے واسطے تو اکسٹرا نائب تحصیلداران مقرر کرتی رہتی ہے اس کام کے واسطے کیوں نہ زائد ڈاکٹر موسم میں مقرر کئے جاویں اور ہر ایک ڈسٹرکٹ بورڈ میں ہمیشہ کے واسطے فی تحصیل دو دو دیسی طبیب بھی مقرر ہونے چاہئے اگر اور کچھ نہیں تو فوراً کسی ضلع یا تحصیل میں موسمی عوارض شروع ہونے پر ڈسٹرکٹ بورڈ کی جانب سے یونانی طبیب مقرر ہونے چاہئے اگر ڈسٹرکٹ بورڈ اس وقت کام نہ آیا تو وہ کس مرض کی دوا ہے ہائے افسوس اڈسٹرکٹ بورڈ کے ممبر کچھ بھی کام نہیں کرتے ہیں انھیں مخلوق خدا کا کچھ بھی خیال نہیں غریب زمینداروں کی جانب سے یہ لوگ قائم مقام بن کر جاتے ہیں اور کرتے کراتے کچھ بھی نہیں۔

ہم نہایت ادب سے گورنمنٹ کی توجہ اس جانب منعطف کرتے ہیں اور زور دیتے ہیں کہ اس موسم کے موسمی بخار نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ اس توجہ کی اس وقت کس قدر ضرورت ہے ابھی افاقہ نہیں ہوا ہے گورنمنٹ فوراً نوٹس لے اور صاحبان ڈپٹی کمشنر کو اس طرف توجہ دلائے۔

وصیّت

(۱) میں مسماۃ سردار بیگم اہلیہ محمد حسین قوم جٹ ساکن تلونڈی عنائت خاں تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ۔ بقائمی ہوش و حواس خمسہ بلا جبر و اکراہ اپنی خوشی اور رضامندی سے آج بتاریخ ۳ مارچ ۱۹۰۶ء حسب ذیل وصیّت کرتی ہوں۔ اور لکھدیتی ہوں۔ کہ میرے مرنے کے بعد اس وصیّت پر عمل ہو۔

(۲) میں اقرار کرتی ہوں۔ کہ میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب سلمہ مسیح موعود رئیس قادیان ضلع گورداسپور کے کل دعاوی پر صدق دل سے ایمان رکھتی ہوں۔ اور ان کی مرید اور پیرو ہوں۔

(۳) میں اقرار کرتی ہوں کہ میں نے رسالہ الوصیّت جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے بتاریخ ۲۴ دسمبر ۱۹۰۵ء کو شائع ہوا ہے تمام و کمال سن لیا ہے میں ان ہدایات کی جو اس میں درج ہیں پابند [illegible] اور ضوابط اور قواعد کی بھی پابند رہونگی جو رسالہ الوصیّت کے بعد حضرت مسیح موعود کی طرف سے یا ان کی منظور کردہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کی طرف سے بہشتی مقبرہ قادیان کے متعلق یا دیگر اغراض انجمن مذکورہ کے شائع ہوئے۔ یا آئندہ شائع ہوں گے۔ میں ان تمام کی اور ایسا ہی میرے ورثاء میرے بعد ان تمام ہدایات۔ ضوابط قواعد۔ شرائط مشتہرہ انجمن مذکورہ کے مطابق وصیّت ہذا میں پابند رہیں گے۔

(۴) میری جایداد جو اس وقت حسب ذیل ہے اور جس پر اسوقت میرا مالکانہ قبضہ ہے
* تفصیل جایداد اخیر پر شامل کی گئی ہے۔
اور اس جایداد میں میرا کوئی شریک نہیں۔ میں آج کی تاریخ اس جایداد کے ⅓ حصہ کے متعلق یہ وصیّت کرتی ہوں کہ میری یہ جایداد جو اس وقت جس کی قیمت مبلغ ۸۱۰ روپیہ ہے میرے مرنے کے بعد صدر انجمن احمدیہ قادیان یا اس انجمن کے کسی مقرر کردہ ماتحت مجلس قادیان کے سپرد کی جاوے۔ انجمن ہذا کا اختیار ہوگا کہ میرے مرنے کے بعد اس جایداد کو میری بقیہ جایداد سے الگ کرے۔ یا اسی میں شامل رہنے دے۔ اس کو فروخت کر کے اس کی قیمت وصول کرے۔ یا فروخت نہ کرے۔ تو اس وصیّت کردہ جایداد سے منافع اٹھا کر اغراض انجمن کو پورا کرے۔ اور اس کی ملک منصور ہو۔ میرے کسی وارث کو خواہ وہ احمدی ہو۔ یا غیر احمدی۔ میری اس وصیّت کردہ جائداد سے کوئی تعلق نہیں۔ اگر میری جایداد وصیّت کردہ کی قیمت آئندہ بڑھ جاوے۔ تو اس کی مالک بھی انجمن ہوگی۔

(۵) میں اقرار کرتی ہوں۔ کہ اگر آج کی تاریخ کے بعد میں اور کوئی جایداد (مذکورہ بالا جایداد) کے علاوہ پیدا کروں یا میرے مرنے کے بعد کوئی اور جائداد ماسوائے مذکورہ میری متروکہ ثابت ہو۔ تو ایسی جایداد فاضلہ کے متعلق بھی میری یہی وصیت ہے۔ جس کا مفصل ذکر میں نے فقرہ ماسبق نمبر ۴ وصیّت میں کیا ہے۔ میں ایسی جایداد کی وقتاً فوقتاً انجمن مذکور کو اطلاع دیتی رہوں گی

(۶) میں یہ بھی وصیّت کرتی ہوں کہ [illegible] مرنے کے بعد میرا جنازہ احمدی [illegible]

پڑھے۔ اور اگر میں قادیان میں فوت نہ ہوں تو احمدی جماعت میری نعش ایک صندوق میں بند کر کے حسب ہدایات انجمن مذکور جو اب شائع ہو چکے ہیں۔ یا آئندہ شائع ہونگی دار الامان قادیان میں پہنچاوے اور وہاں مجلس کارپرداز مصالح قبرستان کے سپرد کی جاوے۔

(۷) میری یہ بھی وصیت ہے کہ میری تجہیز اور تکفین اور میری نعش کو قادیان شریف پہنچانے اور وہاں دفن کرنے کے متعلق جس قدر خرچ اخراجات ہوں ان اخراجات کی متکفل میری یہ جایداد وصیت کردہ جس کا ذکر میں نے فقرہ چہارم اور پنجم میں کیا ہے ہرگز نہیں۔ ان اخراجات کا حسب مشورہ مجلس کارپرداز مصالح قبرستان اندازہ کر کے میں رقم اخراجات کو مجلس مذکور کے حوالہ کر دوں گی۔ جس کا اعلان مجلس مذکور کیطرف سے کرا دوں گی۔ اور اگر ان اخراجات کے لئے میں کوئی رقم اپنی زندگی میں الگ نہ کر سکی اور ایسا ہی اگر وہ رقم ادا کردہ اصلی اخراجات سے کم ہوئی تو میری دیگر متروکہ جایداد جس میں یہ وصیت کردہ جایداد شامل نہ ہوگی۔ ان اخراجات کی کفیل ہوگی۔ اور میرے ورثا ان اخراجات کے ادا کرنے کے ذمہ وار ہونگے جو میری روح کی نجات کا باعث ہونگے۔ . . . .

اور میرے پس ماندگان ان اخراجات کو اہم اور جائز ضرورت شرعی سمجھیں گے۔

(۸) میں یہ بھی اقرار کرتی ہوں کہ میں نے یہ وصیت صرف ابتغاء لوجہ اللہ کی ہے۔ اور اگر حالات آئندہ کے ماتحت جن کا مجھے اس وقت علم نہیں۔ میری نعش مقبرہ بہشتی میں دفن نہ ہو سکی۔ تو اس صورت میں بھی میری وصیت جو میں نے اپنی جایداد کے متعلق کی ہے اور جس کا ذکر فقرہ ۴ و ۵ میں کیا گیا ہے۔ درست اور قائم رہے گی۔ لیکن یہ ضروری ہوگا۔ کہ میری نعش کو مقبرہ بہشتی میں پہنچانے کی کوشش کی جاوے اور جب تک مجلس کارپرداز مصالح قبرستان حکم نہ دے۔ میری نعش اور کہیں دفن نہ کی جاوے۔ البتہ امانت کے طور پر کسی اور جگہ دفن کیجا سکتی ہے۔

(۹) یہ کہ اگر حسب فقرہ ۸ میری نعش مقبرہ بہشتی میں دفن نہ ہو سکے۔ تو جو اخراجات متعلق انتقال نعش میں جمع کرا چکی ہونگی۔ یا میری جایداد متروکہ سے وصول ہوئی تھی۔ اس کو بھی وصول کرنے اور خرچ کرنے کا اختیار میرے ورثاء کو نہ ہوگا۔ بلکہ مجلس کو ہوگا۔

گواہ شد

[illegible]

العبد

[illegible]

گواہ شد

محمد امام الدین ولد منشی نظام الدین ... تحصیل ظفروال

تفصیل جایداد

زیور حسب ذیل۔ ڈنڈیاں طلائی۔ ڈنڈیاں ریل۔ گھاٹ طلائی۔ توبڑیاں طلائی۔ داؤنی طلائی۔ ٹیکا طلائی۔ پھول طلائی۔ بلور طلائی۔ کنٹھہ طلائی۔ گوکھرو نقری۔ جھمکے طلائی۔ بالکاں نقری۔ تو نگ۔ متفرق کپڑے وغیرہ۔

میزان کل ۸۱۰ آٹھ سو دس

وصیت

از محبوب عالم احمدی لاہور

۱۔ میں کہ محبوب عالم ولد میاں غلام قادر سکنہ موضع علاء الدین کے۔ تحصیل حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ حال وارد لاہور۔ بقائمی ہوش و حواس خمسہ بلا جبر و اکراہ اپنی خوشی اور رضامندی سے آج بتاریخ ۲۰۔ اپریل ۱۹۰۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں اور لکھ دیتا ہوں۔ کہ میرے مرنے کے بعد اس وصیت پر عمل ہو۔

۲۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ میں حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب سلمہ مسیح موعود رئیس قادیان ضلع گورداسپور کے کل دعاوی پر صدق دل سے ایمان رکھتا ہوں۔ اور ان کا مرید اور پیرو ہوں۔

۳۔ میں اقرار کرتا ہوں۔ کہ میں نے رسالہ الوصیۃ جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے بتاریخ ۲۴ دسمبر ۱۹۰۵ء کو شائع ہوا ہے۔ تمام و کمال پڑھ لیا ہے۔ میں ان ہدایات کا جو اس میں درج ہیں۔ پابند ہوں اور ایسا ہی میں ان تمام ہدایات۔ اور ضوابط اور قواعد کا بھی پابند ہونگا۔ جو رسالہ الوصیۃ کے بعد حضرت اقدس مسیح موعود کی طرف سے یا ان کی مقرر کردہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کی طرف سے مقبرہ بہشتی کے متعلق یا دیگر اغراض انجمن احمدیہ مذکورہ کے متعلق شائع ہوئے یا آئندہ ہونگے۔ میں ان تمام کا اور ایسا ہی میرے ورثاء میرے بعد ان تمام ہدایات و ضوابط قواعد و شرائط مشتہرہ انجمن احمدیہ مذکور کے معاملہ وصیت ہذا میں پابند رہینگے۔

۴۔ میں یہ وصیت کرتا ہوں کہ جسقدر میری جایداد میری مرنے کے بعد ثابت ہو۔ اس کا ۱/۱۰ حصہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کے سپرد کیا جاوے۔ انجمن ہذا کا اختیار ہوگا۔ کہ میرے مرنے کے بعد اس جایداد کو میری بقیہ جایداد سے الگ کرے یا اس میں شامل رہنے دے۔ یا اس کو فروخت کر کے اسکی قیمت وصول کرے۔

۵۔ چونکہ اس وقت میرے پاس کوئی جایداد نہیں ہے۔ اس لئے میں اپنی زندگی میں اپنی آمدنی کا ۱/۱۰ حصہ ماہوار اپنے اس شہر کے امین کے پاس ماہ بماہ ادا کرتا رہوں گا۔ جو میں پہلے سے بھی دیا کرتا ہوں۔ انشاء اللہ العزیز۔

۶۔ میں یہ بھی وصیت کرتا ہوں۔ کہ میرے مرنے کے بعد میرا جنازہ احمدی جماعت پڑھے اور اگر میں قادیان میں فوت ہوں تو بھی۔ اگر میں غیر مقام قادیان میں فوت ہوں تو بھی بہر صورت احمدی جماعت میری نعش ایک صندوق میں بند کر کے حسب ہدایات انجمن مذکور جو اب شائع ہو چکی ہیں۔ یا آئندہ شائع ہونگی دار الامان قادیان میں جو خدا کے رسول اور مسیح موعود کا تخت گاہ ہے پہنچاوے اور وہاں کارپردازان مقبرہ بہشتی کے سپرد کیجاوے۔

۷۔ میری یہ بھی وصیت ہے۔ کہ میری تجہیز اور تکفین اور میری نعش کو قادیان شریف پہنچانے اور وہاں دفن کرنے کے متعلق جس قدر اخراجات ہوں ان اخراجات کی متکفل میری یہ جایداد جو وصیت فنڈ میں آچکی ہوگی۔ ہرگز نہیں ہوگی۔ بلکہ وہ اخراجات اس وصیت کردہ حصہ سے الگ ہونگے۔ یا میں ان اخراجات کے واسطے اپنی زندگی میں رقم جمع کرا دونگا اگر میں ان اخراجات کے واسطے کوئی رقم ادا نہ کر سکا۔ تو میری دوسری بقیہ جایداد سے یہ اخراجات پورے کئے جاویں۔ اگر میری کل جایداد کوئی نہ ہوئی۔ تو پھر جس طرح مولا کریم چاہیگا۔ ہو کر رہیگا۔

۸۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ یہ وصیت محض رضاء الٰہی کے واسطے لکھی گئی ہے اور حالات آئندہ کے ماتحت جن کا مجھے اس وقت علم نہیں۔ اگر میری نعش مقبرہ بہشتی میں دفن نہ ہو سکی تو بھی میری وصیت قائم رہیگی اور میں دل میں خواہش رکھتا ہوں کہ میری نعش کو مقبرہ بہشتی میں دفن کرنے کی کوشش کی جاوے بلکہ جب تک کارپردازان مقبرہ بہشتی اجازت نہ دیں میری نعش کہیں دفن نہ کیجاوے۔ البتہ امانت کے طور پر دفن ہو سکتی ہے۔

۹۔ اگر میری نعش مقبرہ بہشتی میں دفن نہ ہو سکے۔ تو جو رقم میں اس انجمن کے پاس جمع کرا چکا ہوں گا۔ وہ انجمن سے واپس نہیں لیجا سکتی۔ اور نہ ہی میرے کسی رشتہ دار وغیرہ کو حق ہوگا۔ کہ وہ اس کے لینے کی کوشش کریں۔ اور اگر جایداد ہو۔ تو بھی انجمن کو حق ہوگا کہ وصیت کردہ حصہ اپنے قبضہ میں رکھے اور خواہ اسکو خرچ کرے۔

نوٹ۔ چونکہ میرے پاس جایداد نہیں ہے۔ اور میں غریب آدمی ہوں۔ اس واسطے ماہوار آمدنی کا ۱/۱۰ حصہ میں انجمن احمدیہ کے امین کے پاس یا جس جگہ انجمن احمدیہ قادیان حکم دے میں اپنی آمدنی کا ۱/۱۰ حصہ جمع کراتا رہوں گا۔ فقط

وصیت کنندہ

عاجز محبوب عالم احمدی موضع علاء الدین کے۔ تحصیل حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ حال وارد لاہور احمدی

گواہ شد

حمید بخش احمدی ولد حشمت خان قوم سید سکنہ لاہور

گواہ شد

محمد موسیٰ سوداگر بائیسکل لاہور

ایڈوکیٹ بمبئی میں سے نقل

(آپ خود انصاف کریں)

کہ کونسی بات بہتر ہے تجربہ کرنا یا بمبئی کے ایک مشہور طبیب کے تجربہ سے فایدہ حاصل کرنا تجربہ کسی قسم کی نئی بات کو کہتے ہیں اور اسکو جیسا ظاہر کیا گیا ہے ثابت کرنا چاہئے۔ اگر گھر میں بھی وہ کامیاب ہونا چاہئے ورنہ آپ کی نظروں میں وہ مشکوک ہوگا۔ کسی اجنبی شخص کی تعریف کچھ تسلی بخش ثبوت نہیں ہے۔ اب فرض کیجئے کہ آپ کی پشت کمزور اور درد کرتی ہو تو کیا آپ تجربہ کرینگے؟ بہت عجیب علاجوں کے بارے میں آپ نے پڑھا ہوگا لیکن وہ ہزاروں میل دور کے واقعات بیان کر رہے ہیں لیکن جبکہ بمبئی کے ہی اس قسم کی شہادت آپکے روبرو پیش کیجائے تو یقیناً وہ قابل اعتبار ہوگی۔ یہ بات صحیح ہے اور اسکا ثابت کرنا آسان ہے۔ شہر کے لوگوں کی پسند بدرجہا یہی ڈون کی پیٹھ کے درد اور گردہ کی گولیوں کی ہر ایک بوتل کیلئے بڑی سفارش ہے۔ یہ بیان پڑھئے ڈاکٹر بی۔ ایس۔ گانولا۔ ایم۔ ڈی۔ امریکن طریقہ سے علاج کرنے والے جن کا دواخانہ گرگام روڈ کی دسویں گلی میں واقع ہے فرماتے ہیں۔ میں کمال خوشی سے یہ سند دیتا ہوں کہ میں نے ڈون کی پیٹھ کے درد اور گردہ کی گولیاں ... کی بیماریوں اور پیشاب کی شکایات میں استعمال کیں اور مجھ کو یہ بات جاننے سے خوشی ہوئی کہ یہ گولیاں اس غرض کیلئے واقعی عجیب کار آمد ہیں اور مجھ کو یقین ہے کہ ایسے امراض کیلئے جو دوائیاں دیجاتی ہیں ان سب سے بدرجہا بہتر ہیں۔ ڈون کی پیٹھ کے درد اور گردہ کی گولیاں ... گردوں کو ... فضلہ سے جو کہ بیماری پیدا کرتے ہیں پاک کرتی ہیں۔ پشت کے درد۔ مثانہ کے ورم اور پیشاب کی تمام شکایتوں کو دفع کرتی ہیں ... بمبئی کی ... باشندوں کے ڈون کی ...

(کے بارے میں بیانات شائع کرتے ہیں اس کالم پر نظر رکھیں ... کسی لفافی کا نام دیکھینگے یہ گولیاں تمام دوا فروشوں کی دوکانوں یا بااعتماد ... پیٹھ کی درد اور گردہ کی گولیاں)

انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا

استفسار اور اُن کے جواب

جناب حکیم صاحب۔ السلام علیکم۔ ذیل کے سوالات کا جواب بذریعہ الحکم عطا فرما کر مشکور فرماویں۔

(۱) حضرت عیسٰیؑ کا صاحب شریعت ہونے کا قرآن سے ثبوت آیات مع ترجمہ کے تحریر کریں تمام سوالات کے اور ایسا حدیث بھی ترجمہ کیساتھ ہو۔

(۲) اگر حضرت عیسٰیؑ صاحب شریعت نہیں تھے تو ولاحل لکم بعض الذی حرم علیکم کے کیا معنے ہوئے۔

(۳) اگر صاحب شریعت نہیں تھے اور انجیل کتاب نہیں تھی بلکہ خوشخبری تھی تو آتانی الکتاب وجعلنی نبیا کے کیا معنے ہوئے۔

(۴) حضرت عیسٰےؑ کو بچہ ہونے کی حالت میں نبی بنایا گیا تھا اور کتاب ملی تھی یا بڑے ہوکر اگر بڑے ہوکر تو فاشارت الیہ قالوا کیف نکلم من کان فی المھد صبیا سے تا آتانی الکتاب وجعلنی نبیا کا کیا مطلب ہے۔

(۵) مرزا صاحب کے مسیح موعود ہونے کا ثبوت کیا قرآن میں بھی ہے کہ صرف احادیث کی بنا پر ہے اگر قرآن میں ہے تو مفصل آیات درج کریں۔

(۶) کیا مرزا صاحب نے صرف سر سید احمد خان سے مسئلہ وفات مسیح معلوم کرکے فایدہ اُٹھایا ہے کہ اور کسی اکابر اُمت نے بھی وفات مسیح کا ثبوت دیا اگر دیا ہے تو مفصل تحریر فرماویں معہ ترجمہ کے اُن کے کتب سے۔

(۷) آجکل نیچری اخباروں نے بہت زور اُٹھایا ہے کہ وفات مسیح کا مسئلہ سر سید احمد خان سے سُنکر مسیحیت فایدہ اُٹھاکر سر سید کو گمراہ بنایا ہے اس کا مفصل جواب تحریر کریں کیا سر سید احمد نے فی الواقعہ وہ کلمہ کہیں لکھے ہیں۔

(۸) حضرت مسیح کو خدا بنانے والے بخشے جاسکتے ہیں نقل درکار ہے۔ خاکسار سراج احمد از لاہور۔

الجواب

وعلیکم السلام۔ س۱ حضرت عیسٰےؑ کے صاحب شریعت نہ ہونے کا کیا ثبوت ہے۔

ج۔ ثبوت اثبات کا ہوتا ہے نہ نفی کا۔

دوسرا وہ کتاب جو اُن پر نازل ہوئی جس میں شریعت کے احکام ہیں کہاں ہے۔

تیسرا یہودی لوگ جنہوں نے مسیح کو خدا بنا رکھا ہے اگر کوئی کتاب مشتمل شریعت ہوتی تو کس قدر مغرور ہو اُٹھتے وہ تو اب بھی بڑا فخر کرتے ہیں کہ وہ خود خدا تھا اس کو شریعت کی کیا ضرورت اور شریعت لعنت ہے وہ تو ہمیں اس لعنت سے چھڑانے کے لئے آیا ہے۔

چوتھا جو موجودہ اناجیل ہیں اور متی اور مرقس اور لوق اور یوحنا کی تصنیف ہیں ان میں بھی احکام شریعت کوئی نہیں۔

پانچواں مسیحؑ شریعت موسوی کے آخری مجدد تھے اور شریعت محمدی کے مبشر چنانچہ موجودہ اناجیل میں لکھا ہے یہ خیال مت کرو کہ میں تورات یا نبیوں کی کتاب منسوخ کرنے کو آیا میں منسوخ کرنے کو نہیں بلکہ پوری کرنے کو آیا ہوں کیونکہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب تک آسمان و زمین ٹل جاویں ایک نقطہ یا ایک شعشہ توریت کا ہرگز نہ ٹلیگا جبتک سب کچھ پورا نہ ہو (جسکا ذکر اعمال $\frac{۳۲}{۱۹}$ اور استثنا $\frac{۱۸}{۱۸}$ میں ہے) متی $\frac{۵}{۱۷}$

تب یسوع لوگوں اور اپنے شاگردوں سے کہنے لگا کہ فقیہ اور فریسی موسیٰ کی گدی پر بیٹھے ہیں اس لئے جو کچھ وے تمہیں ماننے کو کہیں مانو اور عمل میں لاؤ لیکن ان کے سے کام نہ کرو متی $\frac{۲۳}{}$

یسوع نے جلیل میں آکے خدا کی بادشاہت کی خوشخبری کی منادی کی مرقس $\frac{۱}{۱۴}$ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے بھی حضرت مسیح کا نام مبشر رکھا ہے ومبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد $\frac{۲۸}{۹}$ میں (عیسٰی) بشارت دینے والا ہوں ایک رسول کی جو بعد میرے آئیگا جسکا نام (مبارک) احمد ہے

چھٹا موجودہ اناجیل مسیح کے بعد لوگوں نے بطور تواریخ تصنیف کیں چنانچہ لوق کہتا ہے چونکہ بہتوں نے کمر باندھی کہ ان کاموں کا جو فی الواقع ہمارے درمیان انجام ہوئے بیان کریں۔ میں نے بھی مناسب جانا کہ سب کو سرے سے صحیح طور پر دریافت کرکے تیرے لئے اے بزرگ تھیوفلس بہ ترتیب لکھوں لوق $\frac{۱}{۱-۳}$ شریعت موسیٰ کی معرفت دی گئی اور فضل یسوع مسیح سے یوحنا $\frac{۱}{۱}$ پس صاحب شریعت ہونا تو بجای خود صاحب کتاب ہونا بھی ان اناجیل سے ثابت نہیں ہوتا۔

ساتواں قرآن مجید سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی کتاب جس میں شریعت جدید ہو بعد موسیٰؑ سوائے قرآن مجید کے نازل نہیں ہوئی جیسے قالوا یا قومنا انا سمعنا کتابا انزل من بعد موسیٰ $\frac{۲۶}{۱۸}$ کہا ان (جنوں) نے اے ہماری قوم ہم نے ایک کتاب سُنی ہے جو بعد موسیٰؑ کے نازل ہوئی۔

س۲ اگر صاحب شریعت نہ تھے تو ولاحل لکم کے کیا معنے ج۲ اس کے معنے اللہ تعالیٰ نے خود کردیئے جیسے فرمایا اتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابا من دون اللہ $\frac{۱۰}{}$ یعنے یہود و نصارے نے اپنے علما اور مشایخ کو رب بنالیا تھا سوائے اللہ تعالیٰ کے یعنے حلال کو حرام کہیں تو وہ حرام سمجھتے و بالعکس تفسیر کبیر صفحہ ۲۷۶ جلد ۲ دوسرا بعض حرمتیں ان میں قومی تھیں جیسے اونٹ اور رگ کا گوشت جس کو حضرت یعقوبؑ نے بسبب بیماری عرق النسا کے بطور پرہیز ترک کیا بعدہٗ بطور قومی یادگار حرام سمجھے گئے جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کل الطعام کان حلاً لبنی اسرائیل الا ما حرم اسرائیل علے نفسہ من قبل ان تنزل التوراۃ $\frac{۴}{}$ یعنے تمام اشیاء خوردنی جو اب اہل اسلام پر حلال ہیں بنی اسرائیل پر بھی حلال تھیں ہاں جو حضرت یعقوب نے اپنی جان پر قبل نزول توراۃ خود حرام کیں مگر یہاں یہ نہیں فرمایا کہ ہم نے بھی ان اشیا کو ان پر حرام کیا تھا۔ تیسرے وہ حرمتیں تھیں جو بسبب بعض اُن کی شرارتوں کے وقتی اور مقامی طور پر چند روز کے لئے مصلحتاً انکی استعمال سے وہ محروم کی گئی جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے من البقر والغنم حرمنا علیھم شحومھما .... ذلک جزینٰھم ببغیھم $\frac{۶}{}$ یعنے گائے اور غنم کی چربی ہم نے ان (بنی اسرائیل) پر حرام کردی تھی ان کی بغاوت کے سبب۔ جب انھوں نے موسیٰؑ کو کہا کہ ارض مقدس میں جبار ہیں تو اور تیرا رب جاکر لڑو اسپر ان کو چالیس سال جنگل میں رہنے کا حکم ہوا۔ خیمہ زین وغیرہ اشیاء چرمی کو چرب کرنیکے لئے اس چربی کا کہانا منع فرمایا ورنہ اصل میں یہ اشیا حلال تھیں چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فبظلم من الذین ھادوا حرمنا علیھم طیبٰت احلت لھم $\frac{۶}{۲}$ یعنے یہود کے شرارتوں کے سبب ان کو عمدہ عمدہ حلال اشیا کے کہانے سے ہم نے محروم کردیا۔ ایسے زمانی احکام اسلام میں بھی ہیں جیسے ابتدا میں صبر کا حکم تھا جب کفار کا ظلم حد سے بڑھ گیا مدافعت کے لئے اور امن قائم رکھنے کے لئے جنگ کے اجازت ہوگئے چونکہ یہی سلطنت یہودان کے بیفرمانیوں کے سبب زایل ہوچکی تھی تو فرمایا میری فرمانبرداری سے وہ پھر حلال ہوجائینگی چنانچہ یہ پیشگوئی پوری ہوگئی اور عیسائی سلطنت آجتک موجود ہے۔ فی الواقع کوئی چیز ایسی قطعی توراۃ میں حرام ہو اور مسیح نے حلال کردی ہو یہ فسخ ہے اور متی $\frac{۵}{۱۷}$ میں فسخ سے انکار ہے جسکا حوالہ سوال ۵ میں گذرا۔ خلاصہ یہ کہ جو اشیا تمہارے مولویوں مشایخ نے حرام کئے یا بطور قومی یادگار تم نے ان کو حرام بنا رکھا ہے یا بسبب تمہاری شرارت کے مصلحتاً چند روز کے لئے تم ان کے استعمال سے محروم کئے گئے یا بسبب بیفرمانیوں کے تمہاری وہ اب تم سلطنت زایل ہوگی حلال کردوں گا۔ س۳ اگر صاحب شریعت نہ تھے اور انجیل کتاب نہ تھی تو آتانی الکتاب وجعلنی نبیا کے کیا معنے ج۳ آتانی الکتاب کے یہی معنے تو ضرور نہیں کہ میرے پر کتاب نازل ہوئی بلکہ اسکے معنے یہ بھی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے فہم کتاب عطا کیا جیسے الذین اٰتینٰھم الکتاب یتلونہ حق تلاوتہ $\frac{۱}{۱۴}$ یعنے جن کو ہم نے فہم کتاب عطا کیا وہی اسکے پڑھنے کا حق ادا کرتے ہیں بلکہ اوتوا الکتاب کا لفظ یہود پر قرآن مجید میں بکثرت بولا گیا اور ان میں خواندہ و ناخواندہ شامل ہیں بلکہ آتینٰھم الکتاب بھی موجود ہے جس میں سب شامل ہیں۔

چوتھا کتاب کے ملنے سے شریعت کا ملنا لازمی نہیں دیکھو عہد عتیق میں چالیس نبیوں کی کتابیں ہیں کیا وہ سارے صاحب شریعت تھے۔

پانچواں وجعلنی نبیا سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ صاحب شریعت بھی ضرور ہو کہ نبی کے معنے ہیں پیشگوئی کرنے والا سو اسکا صاحب شریعت ہونا ضروری نہیں پس اس آیت شریف کے معنے ہوئے اللہ تعالیٰ نے مجھے علم توراۃ عطا فرمایا اور مجھے پیشگوئی کرنے والا نبی بنایا چنانچہ آسمان کی بادشاہت (اسلام) کی خوشخبری اور مسیح موعود کی خوشخبری جیسے اعمال $\frac{۳۲}{۱۹}$ بیان کرتے رہے جو موجودہ اناجیل کا خلاصہ ہے ہاں کچھ زمانی اور مقامی اخلاق بھی ہیں جن پر بعد اس کے نہ کبھی کوئی عمل کرسکا نہ کرسکتا ہے جیسے ایک گال پر طمانچہ کھاکر دوسری آگے رکھنا۔

س۴ حضرت عیسےؑ کو بچہ ہونے کی حالت میں نبی بنایا گیا تھا اور کتاب ملی تھی یا بڑے ہوکر اگر بڑے ہوکر ملی تھی تو فاشارت الیہ سے وجعلنی نبیا تک کا کیا مطلب ہے۔

ج۔ پوری آیت اس طرح ہے فاتت بہ قومھا تحملہ قالوا یا مریم لقد جئت شیئا فریا یا اخت ھارون ما کان ابوک امرء سوء وما کانت امک بغیا فاشارت الیہ قالوا کیف نکلم من کان فی المھد صبیا قال انی عبد اللہ اٰتانی الکتاب وجعلنی نبیا $\frac{۱۶}{۵}$ یعنے حضرت مریم حضرت مسیح کو اپنی قوم میں لائے سوار کرکر وہ بولے اے مریم تو ایک بہتان لائی۔ اے ہارون کی بہن تیرا باپ برا آدمی نہ تھا اور نہ تیری ماں بدکار تھی سو حضرت مریم نے حضرت مسیح کی طرف اشارہ کیا یعنے اس سے پوچھو وہ بولے

... جو جھولے میں جھولتا تھا ... ہماری عظمت اور شان ... ہے کہ اس سے گفتگو کریں۔ مسیح بولا میں بے شک اللہ تعالیٰ کا بندہ ہوں اللہ تعالیٰ نے مجھے اس کتاب توراۃ کا علم عطا کیا ہے بلکہ مجھے نبی بھی بنا دیا ہے غرض مدار اعتراض ہے لفظ تحملہ پر اور اس کے معنے کئے گئے ہیں گود میں اٹھائے ہوئے لائی۔ اور کان فی المھد صبیا پر اسکے معنے کئے گئے ہیں جو مہد میں بچہ ہے مگر تحملہ کے معنے سوار کر کے لانے کے بھی ہیں جیسے ولا علی الذین اذا ما اتوک لتحملھم قلت لا اجد ما احملکم علیہ ۱۰/۱۸ یعنے نہ ان لوگوں پر الزام ہے جو تیرے پاس آتے ہیں تاکہ تو ان کو سوار کرے مگر تو نے کہا کہ میرے پاس تو سواری کوئی نہیں جس پر میں تم کو سوار کروں۔ اب دونوں معنوں میں جو معنے سنت اللہ کے خلاف نہ ہوں اور قرآن و تواریخ اُس کی تائید کریں وہ راجح ہونگے۔ پس بچپن میں کسی کو نبوت ملنا سنت اللہ کے خلاف ہے جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ولما بلغ اشدہ اتیناہ حکما وعلما وکذالک نجزی المحسنین ۱۲/۱۳ جب یوسف علیہ السلام اپنی مضبوطی کو پہنچ گئے تو ہم نے ان کو دیدی نبوت اور اعلیٰ درجہ کا علم یعنے علم الکتاب اور ہم تمام نبیوں کو اسی طرح بدلہ دیا کرتے ہیں۔ دوسرا ولما بلغ اشدہ واستوی اتیناہ حکما وعلما وکذالک نجزی المحسنین ۲۰/۵ یہ موسیٰ علیہ السلام کی نسبت فرمایا اور وہی سنت اللہ یہاں بھی ذکر فرمائی۔ اور اشدہ کے معنے قرآن مجید نے یہ بھی بیان فرمائے ہیں۔ ولما بلغ اشدہ وبلغ اربعین سنۃ ۲۶/۲ جب وہ مضبوطی کی عمر یعنے چالیس سال کو پہنچا۔ ان آیات سے ثابت ہوا کہ نبوت ملنے کی عمر چالیس سال ہی ہے۔ لوقا نے بھی اپنا ... لکھا ہے وہ لکھتا ہے۔ یسوع آپ برس تیس ... ہوا جب شروع کیا ۲۳/۳ سو لوقا اول تو تخمینا بیان کرتا ہے جو کمزور ہے۔ دوئم یہ سُنی سنائی بات بیان کرتا ہے جس سے اور بھی کمزوری پائی جاتی ہے اس سے قرآن کریم ... جو سنت اللہ بیان ہوئی اُسی کی تائید ہوتی ہے اگر اشدہ کے معنے بلوغت بھی فرض کئے جاویں تاہم مہد کا زمانہ بہر حال نہیں رہتا۔ دوسرے بچپن میں نبوت اور کتاب کا ملنا ایک فضیلت ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں ملی جو افضل الانبیا ہیں۔ تیسرا اگر ان کو بچپن میں نبوت ملتی

تو یہ ایک عظیم الشان اعجوبہ تھا اس زمانہ کے تمام مورخین ورقوں کے ورق سیاہ کر دیتے خصوصاً خدا بنانے والے تو خدا جانے کیا کیا اندھیر ڈھاتے اور مہد میں تبلیغ کرنا نماز زکوٰۃ ادا کرنا خدائی کا کرشمہ بناتے کیونکہ اوصانی بالصلوٰۃ والزکوٰۃ سے تو معلوم ہوتا ہے کہ نماز و زکوٰۃ اُسی وقت فرض ہو گئی تھی۔ چوتھا ایسے اعجوبہ دیکھنے کے لئے جو اپنی نظیر آپ ہی تھا دور دور سے لوگ آتے اور بچپن میں ہی ہزاروں کیا لاکھوں یہود مرید بن جاتے خصوصاً اس ملک میں تو کوئی بھی دشمن نہ رہتا۔ مہد کا بچہ نماز زکوٰۃ ادا کرے تبلیغ کرے کیا یہ کم تعجب انگیز امر ہے کہ پوشیدہ رہ سکتا بلکہ قوم تو اس کو دیکھ کر شیئا فریا کہ اُٹھے اور اس کی والدہ کو کہا کہ تو کسی رنڈی کے بیٹے تو نہ تھے جو ایسا کام کیا۔ پانچواں قوم میں لانا تواریخ کے بھی خلاف ہے اور عقل کے بھی۔ الف خود یہی آیت شریف بتلاتی ہے کہ فاتت بہ قومھا وہ اس کو اپنی قوم کے پاس لائے اس سے صاف پتہ لگتا ہے کہ وہ بیت المقدس میں نہ تھی کسی اور جگہ میں تھی ورنہ اس کا لانا اپنی قوم کے پاس چہ معنے دارد کیونکہ حضرت مریم مسجد میں ہی رہتی تھیں جیسے قرآن مجید سے ثابت ہے فلما دخل علیھا زکریا المحراب ۳/۱۲ یعنے جب کبھی زکریا اس (مریم) پاس محراب میں جاتے۔ اور قوم وہاں وقت موجود تھی خصوصاً خدام مسجد۔ ب۔ اس کا بیٹا پیدا ہونا بظاہر کوئی خوشی کی بات نہ تھی کہ تولد ہوتے ہی قوم کے پاس لاتے بلکہ یہ تو وہی بیٹا ہے جس کی ولادت کے وقت کہا تھا ہائے ... مرکر بھولی بسری ہو جاتی جس قوم نے اسکو شیئا فریا کہا ہے کیا اس قوم کے نزدیک یہ بچہ کوئی تحفہ یا عمدہ چیز تھی کہ تولد ہوتے ہی قوم کے پاس لائے۔ ج۔ فاتت بہ قومھا سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ بعد ولادت بچہ کو کچھ عرصہ بعد لائے کیونکہ حرف فا عموماً تعقیب کے لئے ہوتا ہے۔ فحملتہ فانتبذت بہ مکانا قصیا ۱۶/۲ یعنے بعد حمل وہ کسی دور مکان میں چلی گئی۔ اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ بعد حمل وہ بیت المقدس میں نہیں رہیں اور یہ جانا وضع حمل کے لئے نہ تھا کیونکہ فاجاءھا المخاض میں بھی حرف فا ہے جو تعقیب کے لئے ہے یعنے دور چلے جانے کے بعد کچھ عرصہ گذار کر اس کو درد زہ ہوا و نیز اگر وہ

بیت المقدس میں تھے تو اس کو کیا ضرورت تھی کہ اپنا مکان چھوڑ کر جو پردہ دار ہوتا ہے درخت کھجور کے نیچے جو عموماً بے پردہ ہوتا ہے تولد کے لئے جاتے۔ حال آنکہ بیت المقدس کی مسجد وہ مسجد تھی جسکے بنانے کے لئے ڈیڑھ لاکھ سے زاید آدمیوں نے تیرہ سال کام کیا کیا اس میں کوئی حجرہ نہ تھا۔ و نیز وہ تمام بنی اسرائیل کا قبلہ تھا جہاں ہزارہا تجاریوں کی ہر روز آمد و رفت تھی کیا وہاں کوئی مکان علیحدہ نہ تھا و نیز خود یہ مریم مسجد کی خادمہ تھی اور اسکے رہنے کا مکان علیحدہ تھا جیسا قرآن مجید سے ثابت ہے لفظ المحراب کے ساتھ۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ درخت کھجور کسی اور جگہ کا ہے۔ اس کو الہام ہوا کہ کھجور کو ہلا کر کھجوریں کرنگی پانی سے ملا کر کھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ تنہائی ہے اور سفر ہے کیونکہ وہاں کوئی اتنا آدمی بھی نہیں کہ اُس کو درخت سے کھجوریں اُتار کر پانی میں بھگو کر کھلائے۔ مسجد میں تو کئی آدمی خدمت کے لئے موجود ہوتے ہیں۔ ۶۔ جب وہ مسجد میں ۹ ماہ رہی تو ۹ ماہ تک حمل کیونکر چھپ سکتا ہے تاکہ وقت وضع اس کو پردہ میں چھپانے کی ضرورت پڑتی۔ ۷۔ جب الہام الٰہی نے اُس کو بتلا دیا تھا تو پھر اس کو وضع حمل تک چھپانے کی کیا ضرورت ۸۔ جب کہ حمل ۹ ماہ تک مسجد میں موجود رہا اور مشہور ہو گیا تو اب اس کو کس بات کی شرمندگی تھی کہ اُس نے کہا ہائے میں مر جاتی ... ہو جاتی۔ ۹۔ شیئا فریا بھی وقت شہرت حمل کہنا تھا اگر وہ وہاں موجود تھی بعد تولد کیوں کہا گیا کیونکہ وقت حمل ہی علم ہو جانا چاہئے تھا۔ ۱۰۔ فاما ترین من البشر ۱۶/۵ یعنے اگر تو کسی آدمی کو دیکھے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وضع حمل کسی ایسی جگہ ہو جہاں آدمی بکثرت موجود نہ تھے۔ ۱۱۔ قد جعل ربک تحتک سریا ۱۶/۲ تیرے رب نے تیرے ... پہلے سے ہی چشمہ جاری کر رکھا ہے اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ کوئی شہر یا مکان نہیں کوئی ایسی جگہ ہے جہاں درخت کھجور ہیں اور نہریں جاری ہیں۔ ۱۲۔ اگر روز ولادت جیسے عموماً مشہور ہے وہ قوم کے پاس لے جاتے تو مسیح علیہ السلام والسلام علی یوم ولدت ۱۶/۲ کے بجائے والسلام علی الیوم عند الولادۃ کہتے بلکہ ولدت ماضی کا زمانہ بتلا رہا ہے ۱۶/۲۔ والسلام علی سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ولادت کا وقت اس بچہ کیلئے

زیادہ خطرناک تھا اور وہ سفر ... بیکسی اور بے بسی اور تنہائی تھی جو لازم سفر ہے۔ ۱۳۔ اس زمانہ کے تواریخ بالاتفاق ولادت مسیح بیت لحم میں بیان کرتی ہے متی ۲/۱ لوقا ۲/۴ ہیرودوس کے مرنے تک مصر میں رہے متی ۲/۱۵ پھر ناصرت میں متی ۲/۲۳۔ ناصرت (جلیل) سے آکر یوحنا سے بپتسمہ پایا مرقس ۱/۹ جلیل (ناصرت) میں حاملہ ہوئیں لوقا ۱/۲۷ یوسف مع مریم اسم نویسی کے لئے بیت لحم کو گیا لوقا ۲/۴ وہاں اپنا پلوٹھا بیٹا ... کہ سرائے میں جگہ نہ ملے لوقا ۲/۷ اسے (یسوع کو) اُستادوں کے بیچ بیٹھے ہوئے اُن کی سنتے اور اُن سے سوال کرتے پایا لوقا ۲/۴۶ یسوع آپ برس تیس ایک کا ہوا جب شروع کیا لوقا ۳/۲۳ تب یسوع جلیل سے یردن کے کنارہ یوحنا کے پاس آیا اور بپتسمہ لیا اور چالیس روز شیطان سے آزمایا گیا اور یوحنا کی گرفتاری کے بعد منادی شروع کی متی ۱۲/۳۔ پس قرآن مجید اور تواریخ سے ثابت ہے کہ حضرت مریم صدیقہ حضرت مسیح کو روز ولادت یا بچپن میں بیت المقدس نہیں لے گئیں بلکہ اُن کی ولادت بیت لحم میں کسی سرائے کے خارج درخت کھجور کے نیچے (بسبب جگہ نہ ملنے کے سرائے میں)۔ جہاں نہر جاری اور کھجور کے درخت لگے ہوئے تھے اور گو ربز بیت المقدس کے خوف سے جنتک زندہ رہا حضرت مسیح کو بیت المقدس نہیں لیگئے۔

دوسرا مدار اعتراض ہے کان فی المھد صبیا پر سو کان ماضی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وقت گفتگو بچپن کا زمانہ گذر چکا ہے اگر وہ اس وقت بچہ ہوتا تو بجائے لفظ من کان کے من ھو فی المھد صبیا کہتے حال آنکہ ایسا نہیں کہا اُس کے معنے ہیں جو مہد میں بچہ تھا دوئم مفردات راغب جلد اول ص ۵۳ میں ہے صبا فلان نزع (عن شئی) واشتاق (الیٰ شئی) ... وفعل فعل الصبیان یعنے صبا کے معنے ہیں جو ایک کام کو چھوڑ کر دوسرے کام کا شوق کرے۔ اور بچوں کا سا کام کرے مسیح نے بھی ان کا مروجہ طریق اور مسایل ناجائز کو ترک کیا اور تجدید مذہب کی (جو اُن کے نزدیک بچوں کا کھیل اور ہنسی کی بات تھی) اور یہ ہنسی کُل انبیا کے ساتھ ہوتی رہی انما نحن مستھزءون ہی کہتے رہے تب ہی اس کا نتیجہ حاق بھم ما کانوا بہ یستھزءون ہوتا رہا۔

یہاں یہ سوال پیدا نہیں ہو سکتا کہ حضرت

کردیا ہے ... کلمات اللہ کبھی نہیں بدلا کرتے خواہ کسی زمانہ ہی میں نازل ہوئے ہوں کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے سنت اللہ التی قد خلت من قبل ولن تجد لسنت اللہ تبدیلا ۲/۲۲ لا تبدیل لکلمات اللہ ۱/۱۱ یعنے سنت اللہ کبھی نہیں بدلتی اور یہی قانون دائمی اللہ تعالیٰ کا ہے کیونکہ سنت اللہ یعنے احکام الٰہی کلمات اللہ ہیں اور کلمات اللہ نہیں بدلا کرتے۔

دوسرا حصہ سوال کا یہ ہے کہ اکابران اُمت سے بھی کسی نے وفات مسیح کا ثبوت دیا ہے یہ سوال پہلے حصہ سے بھی زیادہ بودا ہے ایسا سوال کرنا مومن کا کام نہیں کہ کفار کہتے تھے ما سمعنا بھذا فی اٰبائنا الاولین ۱۸/۲ یعنے یہ بات اباؤاجداد سے کبھی نہیں سُنی۔ کیا جو بات پہلے کسی سے نہ سُنی ہو۔ یا کسی نے نہ لکھی ہو وہ قابل پذیرائی نہیں ہوتی اس طرح عیسائی یہود ہندو وغیرہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ اسلام کی سچائی نہ ہمارے کسی بزرگ نے لکھی ہے نہ کسی پنڈت پادری نے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت یہود کا یقین تھا کہ بنی اسرائیل سے آئینگے اور عیسائیوں کا یقین تھا کہ مسیح خود خدا آچکا اب کوئی رسول نہیں آئیگا تو کیا یہود و عیسائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نہ ماننے میں حق پر تھے یا کم سے کم معذور تھے کیونکہ ان کے نزدیک ان کے اکابر امت میں سے کسی نے کسی رسول کا ہونا یا بنی اسماعیل سے ہونا نہیں لکھا تھا اب میں آپ کو کسی قدر ثبوت وفات مسیح بھی لکھتا ہوں اور اس کا استیفا حضرت امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تحریراً وتقریراً اس قدر کیا ہے کہ میری یہ مختصر تحریر اس کے عشر عشیر کی بھی متحمل نہیں ہو سکتی۔ سب سے اول اللہ اکبر کبیر نے وفات مسیح کا ثبوت دیا ہے۔

(۱) یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الیّ ومطہرک من الذین کفروا وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الیٰ یوم القیامۃ ۳/۱۴ اے عیسیٰ میں تجھے وفات دونگا پھر وفات بھی وہ وفات ہوگی جس سے رفع ارواح علیین کی طرف ہوتی ہے یعنی صلیب سے تجھے بچا لونگا اور جو اعتراض تیرے پر یہود کرتے ہیں یا کرینگے اس سے بھی میں تیری تطہیر کرونگا اور علامت ان وعدوں کے ایفا کی یہ ہوگی کہ تیرے منکرین (یہود) پر تیرے تابع مسلمان اور عیسائی قیامت تک سلطنت کرینگے چنانچہ تیسری صدی عیسوی میں زمانہ [illegible] سے سلطنت عیسوی اور زمانہ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے سلطنت اسلام شروع ہوگئے جو آجتک دونوں موجود ہیں اور یہود ان کے ماتحت ہیں اس لئے ثابت ہوا کہ وفات مسیح جس سے ان کا روح آسمان پر اٹھایا گیا تیسری صدی عیسوی سے پہلے ہوچکی ہے توفی کے لفظ کی تحقیقات کے لئے دیکھو ازالہ اوہام ۲۴ دفعہ لفظ توفی قرآن مجید میں قبض روح کے لئے آیا ہے اور سوائے اسکے کسی اور معنے میں نہیں آیا۔

. . . .

. . . . . ۲ وجیہا فی الدنیا والاخرۃ ۳/۱۴ یعنے دنیا اور آخرۃ میں بڑا وجاہت والا ہوگا جس زندگی کا ذکر اناجیل میں ہے اور جس کا خاتمہ بظاہر صلیب پر ہوا اُس کی وجاہت تو یہی تھی کہ لوگ سنگسار کرنے لگتے یا گرفتار کرنے لگتے تو وہ بھاگ جاتے اور کہتے تھے کہ ابن آدم کے لئے سر رکھنے کی بھی جگہ نہیں۔ اگر صلیب سے اُتر کر کسی دوسری جگہ عزت نہیں پائی تو وہ وجاہت کب ملیگی اگر کہیں کہ پھر آکر عزت پائینگے تو موجودہ لوگوں کو اس وجاہت کے دعوے کا کیا ثبوت دیا جاویگا اور بعد اس کے ہے ومن المقربین یعنے باوجود وجاہت مقربین سے ہوگا اب یہود کو مثلاً کس طرح مقرب ہونے کا ثبوت دیا جاوے اگر زندہ آسمان پر چڑھنا مانا جاوے کہ اُن کا دعوے ہے استثنا ۱۸ کے مطابق وہ جھوٹا نبی تھا استثنا ۲۱ کے مطابق ملعون تھا کہ [illegible] ہوا۔ پس سچی بات یہی ہے کہ بموجب یونس والی پیشگوئی کے مسیح زندہ صلیب سے اُترا زندہ قبر میں رہا۔ زندہ قبر سے نکلکر کھوئی ہوئی بھیڑوں کی کابل وکشمیر میں ہدایت کرتا کشمیر میں فوت ہوا اور بسبب اس بڑے لمبے سفر کے مسیح یعنے بڑا سیاح بھی، چنانچہ سرحد پشاور پر عیسیٰ خیل و عیسیٰ زئی اقوام اسی کی اولاد سے معلوم ہوتے ہیں

(۳) ولکم فی الارض مستقر ومتاع الیٰ حین ۱/۳ یعنے تمہارے لئے اس زمین میں رہنے کی جگہ ہے اور فایدہ ہے وقت مقررہ تک الیٰ حین الموت ابوسعود جلد اول صفحہ ۲۸۹ یعنے موت کے وقت تک حین الحیات والممات تفسیر [illegible] ۳۲۵ زندگی میں بھی اور مرکر [illegible] وقت الفتنا والحاکم جلالین وجمل جلد ۲ صفحہ ۱۵۵ یعنے تمہاری زندگی گذرنے تک۔

(۴) وما ارسلنا قبلک من المرسلین الا انہم لیاکلون الطعام ۱۸/۲ ہم نے تجھ سے پہلے کسی رسول کو بھی نہیں بھیجا مگر وہ کھانا کھایا کرتے تھے جمیع الرسول محتاجون الی الغذاء ابن کثیر جلد ۷ صفحہ ۱۳ ان اکلہ کل الطعام عادۃ مستمرۃ من اللہ فی کل رسلہ تفسیر کبیر جلد ۶ صفحہ ۳۶۳ والوسعود جلد ۳ صفحہ ۲۱۳ یعنے سارے رسول غذا کے محتاج تھے اور یہ اللہ تعالیٰ کی عادت قدیمی ہے کُل رسولوں میں اور کانا یاکلان الطعام ۱/۶ سے ثابت ہے کہ اب وہ کھانا نہیں کھاتے اس لئے اس سے بھی وفات ثابت ہوتی ہے۔ والذین یدعون من دون اللہ لا یخلقون شیاً وہم یخلقون اموات غیر احیاء ۱۴/۸ یعنے جن لوگوں کو خدا تعالیٰ کے سوا مشرک لوگ پکارا کرتے ہیں (جیسے عیسائی وغیرہ) وہ کسی چیز کو بھی پیدا نہیں کرسکتے (نہ چڑیوں کو نہ کسی اور چیز کو) بلکہ وہ تو خود پیدا شدہ ہیں وہ تو مرچکے ہرگز زندہ نہیں۔

(۵) وجعلنی مبارکا اینما کنت ۱۶/۱ اور مجھ اللہ تعالیٰ نے مبارک بنایا ہے جہاں میں ہوں معلماً للخیر ابوسعود جلد ۶ صفحہ ۱۱ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مبارکا نفاعا للناس [illegible] موسر یا و ھادیا و مہدیا ابن الجہت درمنثور جلد ۲ صفحہ ۲۷۱ و اجمع الفقہاء علیہ بقول اللہ تعالیٰ عزوجل وجعلنی مبارکا الامر بالمعروف والنہی عن المنکر اینما کان ابن کثیر جلد ۲ صفحہ ۱۹۵ یعنے میں جس جگہ ہوں گا عمدہ باتوں کی تعلیم ہی کرتا رہوں گا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگوں کو نفع پہنچاتا رہیگا اور تعلیم اور تادیب اور ہدایت کرتا رہیگا جہاں ہوگا اور فقہا نے اجماع کیا ہے اگر اب مسیح زندہ ہیں تو کہاں اور کس کو نفع اور ہدایت اور امر معروف کیا کرتے ہیں۔ (۶)

۴ الف دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے واذ اخذ اللہ میثاق النبیین لما اتیتکم من کتاب وحکمۃ ثم جاءکم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن بہ ولتنصرنہ ۳/۱۷ اللہ تعالیٰ نے پختہ وعدہ لیا نبیوں سے تم میں کتاب وحکمت دیتا ہوں پھر ایک عظیم الشان رسول آویگا جو مصدق ہوگا اُن [illegible] کا جو تمہارے پاس ہیں ضرور ضرور ایمان لاؤ اس کے ساتھ اور اس کی مدد کرو. . . . . جو اس سے مڑجاویگا وہ فاسق ہوگا۔ اب اگر مسیح نازل ہوئے تو وہ نماز وزکوٰۃ کس مذہب کے ادا کریں گے اگر مذہب موسوی کی ادا کریں تو اس آیت کے خلاف ہے بلکہ فاسق کا وعید ساتھ ہے اور اگر اسلامی طور پر ادا کریں تو اوصانی بالصلوٰۃ کے خلاف ہے۔

ب اب اگر زندہ ہیں تو زکوٰۃ کس کو دیتے ہیں کیونکہ زکوٰۃ کی شرط صرف زندگی ہے نہ زمین پر ہونا نہ مالدار ہونا۔

کقولہ تعالیٰ واعبد ربک حتی یاتیک الیقین اخیرہ بما ہو کاین من امرہ الیٰ ان یموت ابن کثیر جلد ۶ صفحہ ۱۹۵ یعنے یہ آیت شریف ایسی ہے جیسی واعبد ربک والی یعنے اللہ تعالیٰ کی ہر قسم کی عبادت جانی ومالی کرتا رہ جب تک تجھے موت آجاوے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح کو جو کچھ اُنھوں نے اپنی زندگی میں کام کرنے تھے سب کی خبر کردی۔

ان ہو الا عبد انعمنا علیہ وجعلناہ مثلاً لبنی اسرائیل ولو نشاء لجعلنا منکم ملائکۃ فی الارض یخلفون وانہ لعلم للساعۃ ۲۵/۱۴ یعنے مسیح میں سوائے بشریت کے اور کوئی بات زیادہ نہ تھی ہاں ہم نے اس پر نبوت کا انعام کیا تھا۔ اور علمی حصہ میں بنی اسرائیل کو بطور مثال سمجھا دیا تھا کہ اب سلسلہ نبوت تم میں ختم ہوگیا کیونکہ یہ آخری نبی باپ کی طرف سے بنی اسرائیل نہیں اور آیندہ ارادہ الٰہی یہ ہوچکا ہے کہ بنی اسرائیل سے خلافت موقوف ہوکر ملایک میں سلسلہ خلافت شروع ہو جو وہ بھی تم میں سے ہی ہونگے یعنے انسان ہی ہوں گے اور وہ زمین کے ہی باشندے ہوں گے یعنے آسمان سے کوئی نازل نہ ہوگا۔ اور سلسلہ خلافت اسی طرح چودھویں صدی تک جاری رہے گا یعنے چار یار کبار سے چل کر مسیح موعود تک کیونکہ یہ مسیح اس گھڑی کا علم ہے یعنے اس کے زمانہ سے مسیح موعود کے زمانہ کا پتہ لگتا ہے جو چودھویں صدی ہجری ہے ونیز اُس نے تم کو بار بار مسیح موعود کی علامات بیان کردی ہیں۔ چنانچہ کہا۔ خبردار کوئی تمہیں گمراہ نہ کریں کیونکہ بہتیرے میرے نام پر آویں گے اور کہینگے کہ میں مسیح ہوں (دیکھو متی ۲۴ باب) اور بہتوں کو گمراہ کریں گے اور تم لڑائیوں اور لڑائیوں کی افواہوں کی خبر سنو گے خبردار مت گھبرائیو کہ ان سب باتوں کا ہونا ضرور ہے پر ابتک آخر نہیں ہے کہ قوم قوم پر اور بادشاہت بادشاہت پر چڑھ آویگی (دیکھو جنگ ٹرانسوال وجاپان وروم وروس وغیرہ) اور کال اور مری پڑیگی اور جگہ جگہ بھونچال آوینگے (دیکھو زلزلہ کانگڑہ

(۶) واوصانی بالصلوٰۃ والزکوٰۃ ما دمت حیاً ۱۶/۵ یعنے اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ نماز زکوٰۃ موسوی ہی ادا کرتا ہوں جبتک [illegible] زندہ رہوں ۔

نیلو اسٹریا وغیرہ اور دیکھو اذا زلزلت الارض زلزالہا اور زلزلۃ الساعۃ جن کی پیشگوئی الحکم بدر میگزین میں درج ہے) اور کال اور مری پڑیگی۔ (دیکھو طاعون سیفہ آتش دیگر سیلاب زلازل یہ سب کچھ مصیبتوں کا شروع ہے متی ۲۴ ... پر جو آخر تک سہیگا وہی نجات پائیگا اور بادشاہت کی اس خوشخبری کی منادی تمام دنیا میں ہوگی تاکہ سب قوموں پر گواہی ہو تب آخر ہوگا۔ پس جب تم اس ویران کرنے والے مکروہ چیز (شرک) کو جس کی خبر دانیل نبی نے دی۔ اور جس وقت سے دائمی قربانی موقوف کی جائیگی اور وہ مکروہ چیز جو خراب کرتی ہے قائم کی جائیگی ایک ہزار دو سو نوے دن (سنہ ۱۲۹۰) ہونگے مبارک وہ جو انتظار کرتا ہے اور ایک ہزار تین سو پینتیس روز تک آتا ہے دانیل ۱۲ ... مقام مقدس میں کھڑے دیکھو یعنے مسلمان مرتد ہونے لگ جاویں (جو پڑھے سو سمجھ لے) تب جو یہودیہ میں ہوں پہاڑوں پر بھاگ جاویں متی ۲۴ تک ... لوقا ۱۳ و ۲۱

غرض اسی آیت شریف میں فرمایا کہ مسیح میں بشریت سے بڑھکر اور کوئی بات نہ تھی ہاں نبوت تھی مگر جس طرح کوئی نبی ہمیشہ کے لئے زندہ نہیں رہا اور نہ زندہ مع بشری جسم کے ساتھ آسمان پر گیا اسی طرح مسیح بھی نہ زندہ ہے نہ آسمان پر۔ اور نہ آسمان سے اُترے گا بلکہ جو مسیح آنے والا ہے وہ (منکم) تم ہی میں سے ہی ہوگا۔

(۸) قولوا آمنا باللہ وما انزل الینا وما انزل الی ابراہیم واسماعیل واسحاق ویعقوب والاسباط وما اوتی موسیٰ وعیسیٰ وما اوتی النبیون من ربہم لانفرق بین احد منہم ۱۶ اقرار کرو کہ ہم ایمان لائے اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور اُس چیز کے ساتھ جو اُتاری گئی ہماری طرف اور حضرت ابراہیم اسماعیل اسحاق یعقوب اور انبیاء بنی اسرائیل پر اور اس چیز پر جو دی گئی موسیٰ و عیسیٰ اور سب انبیا جو اُن کے مابین تھے ہم ان میں کسی میں بھی فرق نہیں کرتے اور نہ کرینگے۔ اب ان انبیا کے مدارج میں تو فرق ہے جیسے تلک الرسل فضلنا بعضہم علیٰ بعض ۳ یعنے ان رسولوں میں ہم نے بعض کو بعض پر فضیلت دی تھی چنانچہ بعض صاحب شریعت تھے جیسے موسیٰ اور بعض تابع شریعت کے نبی

تھے جیسے حضرت مسیح۔ اب معلوم ہوتا ہے کہ یہ کوئی اور تفرقہ ہے جب میں نے مشکوٰۃ کو دیکھا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس تفرقہ کا بیان فرمادیا وعن ابن عباس رضی قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقرء فی رکعتی الفجر قولوا آمنا باللہ وما انزل الینا والتی فی آل عمران قل یا اہل الکتاب تعالوا الیٰ کلمۃ سواء بیننا وبینکم وعن عبد اللہ بن مسعود قال ما احصی ما سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقرء فی الرکعتین بعد المغرب وفی الرکعتین قبل صلوٰۃ الفجر بقل یا ایہا الکافرون وقل ہو اللہ احد مشکوٰۃ باب القراءۃ یعنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی سنتوں میں قولوا آمنا باللہ اور قل یا اہل الکتاب تعالوا الیٰ کلمۃ سواء بیننا وبینکم ان لا نعبد الا اللہ ولا نشرک بہ شیئا ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ فان تولوا فقولوا اشہدوا بانا مسلمون ۳ اور کبھی دونوں قل پڑھا کرتے تھے سو قل ہو اللہ احد اور قل یا اہل الکتاب میں صریحاً تردید نصاریٰ ہے اور قل یا ایہا الکافرون میں مشرکین کی تردید جن کی ایک قسم نصاریٰ بھی ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قولوا آمنا باللہ والی قراءت کو بھی کوئی تعلق تردید عقاید نصاریٰ کے ساتھ ہے اور جب آیت شریف میں غور کیا گیا تو معلوم ہوا کہ سوائے لانفرق بین احد منہم کے اور کوئی فقرہ ایسا اس آیت میں نہیں جس سے کوئی شرک کی بات ثابت ہوسکے پس اس سے معلوم ہوا کہ یہاں کوئی ایسا فرق کرنا مراد ہے جس سے شرک لازم آتا ہو اور جسکو نصاریٰ کے ساتھ تعلق ہی ہو سو وہ عقاید نصاریٰ ہیں جو وہ بعض ایسی صفات میں حضرت مسیح کو مخصوص کرتی ہیں جو دوسرے انبیا میں نہیں اور جو موجب شرک ہیں جیسے مسیح کا ہمیشہ زندہ رہنا۔ آسمان پر زندہ جانا بلا کھانے پینے کے اللہ تعالیٰ کی طرح زندہ رہنا مردے زندہ کرنا بعض جانوروں کو پیدا کرنا وغیرہ پس اس آیت سے ثابت ہوا کہ مسیح دوسرے انبیا کے ساتھ مرنے زمین پر مدفون ہونے وغیرہ صفات میں ہمرنگ ہے کوئی فرق نہیں۔ نیز بعد ان آیات کے ہے تلک امۃ قد خلت یعنے یہ گروہ مر گیا اس لئے اس آیت سے وفات مسیح ثابت ہے

اور جس موقع پر یہ آیت شریف ہے وہاں ذکر یہود و نصاریٰ ہے چنانچہ رکوع ۱۴ میں قالوا اتخذ اللہ ولدا۔ پھر اسی رکوع میں آیت زیر بحث سے پہلے ہے قالوا کونوا ہوداً او نصاریٰ تہتدوا یعنے یہود کہتے ہیں یہود بننے میں اور نصاریٰ کہتے ہیں نصاریٰ بننے میں ہدایت ہے اور آیت زیر بحث ان کا جواب ہے ان سے صاف پتہ لگتا ہے کہ مسیح کی حیات وغیرہ امور جن کے ساتھ مسیح کو خاص کیا جاتا ہے ضرور ... لانفرق میں مراد ... پھر اس آیت کے بعد صبغۃ اللہ یعنے خدائی رنگ ہے لے لو بپتسمہ کا رنگ نہ لو پہلے زعفران پانی میں بھگو کر وقت بپتسمہ عیسائی ہونے والے کے سر پر چھڑکا جاتا تھا اس لئے صبغۃ اللہ فرمایا ...

۹۔ وعندہ علم الساعۃ والیہ ترجعون ۲۵ یعنے علم الساعۃ اللہ تعالیٰ کے پاس ہے اور جیسے وہ مر کر اللہ تعالیٰ کے پاس پہنچ گیا ہے اسی طرح تم بھی اللہ تعالیٰ کے پاس مر کر اس دنیا سے واپس ہو جاؤ گے۔ رکوع ۱۲ میں مسیح کو فرمایا وانہ لعلم للساعۃ یعنے مسیح علم الساعۃ ہے اور یہاں فرمایا علم الساعۃ تو مر کر اللہ تعالیٰ کے پاس پہنچ گیا جیسے تم بھی مر کر اس کے پاس پہنچ جاؤ گے۔ اس سے بھی مسیح کی وفات ثابت ہے۔

(۱۰)۔ وبرّا بوالدتی ۱۶ یعنے اپنی والدہ کے ساتھ احسان کرتا رہے۔ اگر آسمان پر چلا گیا تو والدہ کے ساتھ کیا احسان کیا کیونکہ انجیل سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی والدہ واقعہ صلیب کے وقت زندہ تھے۔

(۱۱)۔ ان الذین یکفرون باللہ ورسلہ ویریدون ان یفرقوا بین اللہ ورسلہ ویقولون نؤمن ببعض ونکفر ببعض ویریدون ان یتخذوا بین ذٰلک سبیلا اولٰئک ہم الکافرون ۲۵ ۔ یعنے بے شک جو لوگ منکر ہوں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں کی اور چاہیں کہ ان میں فرق ڈالیں یعنے اللہ تعالیٰ کو نہ مانیں یا رسولوں کی رسالت کو نہ مانیں یا بعض رسل کو مانیں بعض کو نہ مانیں یا بعض رسل میں بعض صفات بشریت سے بڑھکر مانیں غرض کسی قسم کا تفرقہ ڈالیں اور کہیں کہ کسی رسول کی رسالت مانتے ہیں کہ اُس کا عہدہ رسالت اُس سے گناہ کے

چھینا گیا اور کسی زمانہ میں وہ بلا عہدہ نبوت صرف اُمتی بن کر آویگا وہ چاہتے ہیں کہ وہ ایک علیحدہ راستہ بین الایمان والکفر (یعنے اس کے ابتدائی نبوت کا ایمان بھی رکھتے ہیں اور آخری زمانہ میں اس کی نبوت سے انکار بھی کرتے ہیں) نکال لیں وہ سچ مچ کے کافر ہیں اس آیت شریف میں اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کو جو حضرت مسیح کے اُمتی بن کر آنے کے قایل ہیں یا خلاف ... سدا زندہ رہنے بلا کھانے پینے کے قایل ہیں کافر فرمایا اور حقیقی کافر فرمایا اس لئے کہ اس میں صرف حضرت مسیح کی اہانت ہی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے ایفائے وعدہ اور سنت قدیمہ پر بھی زد ہے اللہ تعالیٰ کا وعدہ اور سنۃ قدیمہ ہے کہ ان اللہ لم یک مغیراً نعمۃ انعمہا علیٰ قوم حتیٰ یغیروا ما بانفسہم ۱۰ ان الذین آمنوا وعملوا الصالحات لہم اجر غیر ممنون ۱۵ یعنے اللہ تعالیٰ ہرگز نہیں بدلتا اپنی کوئی نعمت بھی جو کسی قوم پر کی ہو جبتک وہ قوم اپنی حالت کو خود نہ بدلے کیونکہ سنت اللہ یہ ہے کہ جو مومن سنوار کے کام کریں ان کو جو اجر دیا جاتا ہے وہ کبھی منقطع نہیں ہوتا حالانکہ ... مدعیان حیات مسیح باوجود دعوے اسلام بجائے تغیر ادنیٰ منصب کے بالکل منصب نبوت سے ... حضرت مسیح کو جواب دے بیٹھے ہیں۔ بہرحال جبکہ اُمتی بن کر مسیح کے آنیکا انتظار کفر ہے جو فرع ہے ان کی حیات کے تو ان کی حیات کا ماننا جو اصل ہے آنے کے بطریق اولیٰ کفر ہوا۔ اور اس میں ایک قسم کا تفرقہ بین الرسل بھی ہے۔ نیز اس آیت شریف کے مابعد پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ آیت ضرور حضرت عیسیٰ کے متعلق ہے کیونکہ اس کے بعد ذکر رفع روحانی عیسیٰ و نفی قتل وصلیب حضرت مسیح کا ... آتا ہے۔

(۱۲) اللہ الذی خلقکم من ضعف ثم جعل من بعد ضعف قوۃ ثم جعل من بعد قوۃ ضعفا وشیبۃ ۱۲ یعنے اللہ تعالیٰ نے تمہاری خلقت کی ابتدا ضعف سے ... پھر بعد ضعف کے قوۃ دی پھر بعد قوۃ کے ضعف اور بوڑھاپا دیا یہاں اللہ تعالیٰ نے انسانی عمر کی تقسیم کر دی تو کوئی انسان اس سنت الٰہیہ سے باہر نہیں رہ سکتا کہ باوجود مرور زمانہ ارذل عمر کو نہ پہنچے۔ اب اکبر الخلق کی شہادت سنو۔

(۱۳) حضرت ابن عباس رضی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو یہ

وعلیکم السلام - ورحمۃ اللہ -

س۱ شیعہ مذہب کا بانی مبانی کون ہے اور اس مذہب کا شروع کیسے ہوا -

ج یہ قاعدہ ہے کہ ہر ایک مذہب بلکہ ہر ایک چیز بیج کی طرح ابتداءً شروع ہوتی ہے اور آہستہ آہستہ بڑھتے بڑھتے بڑا درخت بن جاتی ہے - اسی طرح مذہب شیعہ کا بھی حال ہے جن لوگوں نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل کا منصوبہ کیا تھا وہی خارجی رافضی دونوں مذہب کے بانی ہیں - اور ان میں عبد اللہ بن سبا نام تشیع کا بانی مشہور ہے - بعد شہادت حضرت عثمان رضی جب ان کو اپنی فکر پڑی تو کوئی ملک شام میں پناہ گیر ہوا اور کوئی حضرت مرتضیٰ رضی کے جھنڈے کے نیچے - پھر انھوں نے سوچا کہ اپنے اپنے ملکوں میں آرام کا موقعہ زیادہ ملیگا لہذا جس قدر ان سے ہوسکا انھوں نے خلافت کو مدینہ منورہ سے منتقل کرنے کی کوشش کی اور اس میں کامیاب ہوئے جب کوفہ و بصرہ میں پہنچ گئے تو وہاں اپنے رعب کا اظہار بھی کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا - کہ جو بڑی قوم تھی اُن کے مقابلہ میں حضرت مولےٰ مرتضیٰ نے بہت تلوار چلائی چنانچہ مؤرخین کہتے ہیں کہ نہروان میں قریب پندرہ ہزار کے قتل ہوا - اور کچھ حضرت مرتضیٰ کے جھنڈے کے نیچے مستقل رہے - جب بنو امیہ نے کامیابی حاصل کی تو پھر بنو امیہ کی مخالفت میں جنبہ داران حضرت مرتضیٰ کی طرف سے مخفی مخفی کوششیں ہوتی رہیں - اور ان کوششوں کا لازمی و ضروری نتیجہ یہ تھا کہ مطاعن و معایب بنو امیہ دنیا میں پھیلائے جائیں - یہ تشیع کی پہلی سیڑھی تھی یا ابتدائی بیج - مگر اس وقت عباسی اور فاطمی بلکہ کل بنو ہاشم بمقابلہ بنو امیہ ایک تھے - جب مجموعی کوششوں سے انھوں نے سلطنت بنو اُمیہ کو استیصال سے برباد کیا تو بازی عباسیوں کے ہاتھ آئی - اب جو قوم فاطمیوں کو زیادہ پسند کرتی تھی انھوں نے پھر وہی چال اختیار کی جس سے حضرت عثمان رضی کی شہادت اور سلطنت بنو اُمیہ کی بربادی کا کام لیا تھا - کیا یعنے مخفی کمیٹی اور مطاعن کا دائرہ اور بھی وسیع کر دیا - مگر چونکہ اس توسیع میں صحابہ کی طرف سے بھی کچھ فضایل کی روایتیں تھیں - بمجبوری ان رادیوں کے مطاعن کے لئے بھی کوشش کی گئی - پھر یہ دائرہ مطاعن وسیع ہوتے ہوتے جہاں تک پہنچا کہ حضرت خلیفہ اول و ثانی رضی کے مطاعن کو بھی اپنے اندر لے لیا - آخر پھر علقمی جیسے ہلاکو کا وزیر ہوا اور موید علقمی خلفائے عباسیہ کا دستیار اعظم بنا - ان دونوں شیعہ وزیروں کے منصوبے سے عباسیوں کی سلطنت تباہ و برباد کی گئی مگر پھر بھی تشیع کو نامرادی ہی ہوئی اور بازی مغل جیت کر لے گئے - اصل جڑ تشیع کی پولیٹیکل مصلحتیں ہیں اور اس زمانہ کے مناسب حال سمجھکر جفر اور مطاعن کو اپنا ہتھیار بنا لیا گیا -

س۲ عرب میں بھی یہ مذہب ہے یا نہیں -

ج عرب میں شیعہ کا ایک فرقہ ہے جس کو زیدی کہتے ہیں وہ تبرا کو برا سمجھتے ہیں اور متعہ کو جائز - یہ لوگ علاقہ یمن میں زیادہ اور نواح مدینہ میں بھی ہیں -

س۳ یہ مذہب ایران ہندوستان میں کیسے آیا اور کہاں سے آیا -

ج جب ہمایوں کو شیر شاہ سے شکست ہوئی تو وہ ایران کو چلا گیا جب شاہ ایران کی مدد سے ہند کو فتح کیا - لہذا اُس لئے اپنے مددگار کو بڑے بڑے عہدے دیئے چنانچہ نورجہاں بیگم کے واقعات مشہور عالم ہیں - ایران چونکہ بغداد کے قریب تھا جہاں سلطنت سنیوں کی تھی اور اس سلطنت کا اُڑانا شیعہ کو منظور تھا اس لئے اس مذہب کے داعی بھی ایران میں بہت ہوئے اور وہاں ہی ان کا ہونا بلحاظ . . . . پولیٹیکل مصلحتوں کے ضروری تھا -

س۴ کس صدی میں اس کی بنیاد پڑی -

ج تشیع کی بنیاد تو پہلی ہی صدی میں پڑی البتہ رفض کی بنیاد دوسری صدی کے آخر میں پڑی اور بعد ازاں رفض تیسری صدی کے آخر میں ہوا - (فضل دین حکیم از قادیان)

تیسرا خط

عالی جناب مولانا صاحب دام شفقاتہٗ - السلام علیکم ورحمۃ اللہ - مفصلہ ذیل اعتراضات چھاؤنی میانمیر میں عام اشخاص کی زبان پر ہیں امید واثق ہے کہ جناب بذریعہ الحکم جواب عنایت فرماکر اپنی اہم ذمہ واری سے سبکدوش ہونگے - خاکسار قاضی ثناء اللہ عفی عنہ کلرک میڈیکل سٹور ڈیپارٹمنٹ میانمیر چھاؤنی -

الجواب

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ - آپ کا خط بغرض جواب مولوی صاحب نے مجھکو دیا لہذا جواباً عرض ہے -

س ڈاکٹر عبد الحکیم خان کا جواب دیتے ہوئے مرزا صاحب ارشاد فرماتے ہیں کہ اکیلی فطرت لعنت ہے اب قرآن شریف میں خدا تعالیٰ فطرت کو دین قیم کے مبارک نام سے یاد فرماتا ہے اور اسلامی شریعت میں بھی جن لوگوں کو خبر نہیں ہوئی ان سے صرف فطرت کی بابت سوال کیا جانا قیامت میں لکھا ہے تو پھر فطرت لعنت کس طرح ہو سکتی ہے -

ج یہ سوال عدم تدبر قرآن مجید کا نتیجہ ہے اللہ تعالیٰ نے صرف فطرت کا ذکر کہیں نہیں فرمایا اور نہ صرف فطرت کو کسی جگہ دین قیم فرمایا آپ کا فرض تھا کہ خالص فطرت والی آیت لکھتے - دوسرا قرآن مجید میں فطرت اللہ کو دین قیم فرمایا جسکے معنے خود قرآن مجید نے توحید اور حنیفیت راہ مستقیم پر چلنا اسی جگہ فرما دیئے -

تیسرا اگر فطرت بمعنے پیدائش اُس جگہ مراد ہوتی تو شریعت میں لبوں کے اور زیر بغل کے بال لینے ختنہ کرنے کا حکم شریعت میں نہ ہوتا -

چوتھا جب قرآن مجید جو ہدایت نور رحمت اور شفا ہے بعض کے لئے یضل بہ کثیرا ہو جاتا ہے تو صرف فطرت اگر بعض کے لئے لعنت ہو جاوے تو کیا تعجب کی بات ہے -

پانچواں قیامت کے روز فطرت والوں سے سوال کا نہ ہونا کہاں لکھا ہے آپ کا فرض تھا کہ آپ آیت حدیث کا حوالہ لکھتے بلکہ بخلاف اس کے ثابت ہے - رواہ الامام احمد نے مسندہ والبزار باسناد صحیح فقال الامام احمد . . . ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال اربعۃ یحتجون یوم القیامۃ رجل اصم لا یسمع ورجل ہرم ورجل احمق ورجل مات فی الفترۃ اما الاصم فیقول رب قد جاء الاسلام وانا ما اسمع شیئاً واما الاحمق فیقول رب قد جاء الاسلام والصبیان یحذفونی بالبعر واما الہرم فیقول لقد جاء الاسلام وما اعقل واما الذی فی الفترۃ فیقول رب ما آتانی رسول فیاخذ مواثیقہم لیطیعن فیرسل الیہم رسولا . . . طریق الہجرتین ابن قیم ورق ۲۲۸ و ۲۲۹ یعنے امام احمد حنبل سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن چار قسم کے آدمی اللہ تعالیٰ سے حجت کریں گے بہرا بوڑھا احمق اور جو فترۃ کے زمانہ میں ہی مر گیا بہرا کہیگا یارب اسلام آیا مگر میں تو کچھ بھی نہیں سن سکتا تھا احمق کہیگا جب اسلام آیا مجھے تو بچے مینگنیوں سے مارا کرتے تھے اور بوڑھا کہیگا کہ جب اسلام آیا میری عقل قایم نہیں رہی تھی اور فترۃ والا کہیگا میرے تو رسول ہی کوئی نہیں آیا پھر اللہ تعالیٰ اُن سے پختہ وعدہ لیگا کہ اگر اب رسول بھیجا جاوے تو تم فرمانبرداری کروگے پھر اُن کے پاس رسول بھیجیگا -

س۲ رسالہ نور الدین میں قرآن مجید کی ایک پیشگوئی کا پتہ چلتا ہے کہ بیت المقدس مکہ معظمہ مدینہ منورہ ہمیشہ اہل اسلام کے قبضہ میں رہیں گے اور مشرکوں کا دخل نہیں ہوسکیگا اب باوجودیکہ محافظ ان پاک مقامات کے مرزا صاحب کے دعاوی سے واقف ہیں مگر پھر بھی ایمان نہیں لاتے تو کیسے مسلمان کہلا سکتے ہیں اور جب وہ مسلمان نہیں تو کیسے محافظ ہو سکتے ہیں -

ج یہ سچ ہے کہ مشرکوں کا دخل حرمین شریفین پر نہ ہوگا - کیا اب کسی مشرک کا قبضہ ہے آپ نے ثبوت نہیں دیا - دوسرا سلطان روم کا لقب خادم الحرمین ہے نہ شاہ حرمین - تیسرا - حضرت کے دعاوی کا انکار تو اُس وقت سمجھا جاوے جبکہ پہلے اُس کو تبلیغ پورے طور پر کی جاوے کیا آپ کے پاس اس تبلیغ کا کوئی ثبوت ہے بے خبر کو اللہ تعالیٰ عذاب نہیں دیتا - جیسا فرمایا - لم یکن ربک مہلک القرے بظلم واہلہا غافلون - وما ربک بظلام للعبید - اللہ تعالیٰ کسی بستی کو ہلاک نہیں کرتا باوجودیکہ وہ مشرک شریر ظالم بھی ہوں جبکہ وہ لوگ انذار منذر سے بے خبر ہوں اور ایسا کرنا ظلم ہے اور تیرا رب بندوں پر ظلم نہیں کرتا - حالانکہ سلطان ظالم مشرک شریر نہیں - بیت المقدس کے متعلق کوئی پیشگوئی نہیں بلکہ یروشلم پر تسلط عیسائیوں کا ۸۰ برس سے بھی زائد رہا آخر سلطان صلاح الدین نے بذریعہ جنگ اُن کو وہاں سے نکال دیا -

س۳ - قریباً تین چار سال سے احمدی جماعت کو غیر احمدی مسلمانوں سے الگ نماز پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے مگر کافروں کا لقب جب سے مخالفین نے دعوے مسیح کو جھٹلایا عاید ہو چکا ہے اور کافر کے پیچھے نماز جائز ہو نہیں سکتی تو ان پہلے نمازوں کا کیا حال

وصیت ۹۴

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(۱) الحمد للہ رب العالمین الرحمٰن الرحیم۔ مالک یوم الدین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ محمد والہ واصحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

اما بعد خاکسار عبدہ جمال الدین ابن محمد صدیق ذات دائیں عرف کشمیری ساکن سیکھواں جو قادیان دار الامان سے جانب گوشہ غرب و شمال میں فاصلہ ایک فرسنگ کے واقع ہیں تحصیل و ضلع گورداسپور کا ہوں۔ آج میں بقائمی ہوش و حواس خمسہ بلا جبر و اکراہ اپنی خوشی اور رضامندی سے یکم مارچ ۱۹۰۶ء بوقت صبح حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ اور لکھ دیتا ہوں کہ میری وفات کے بعد میری اس وصیت پر جس کو میں لکھ رہا ہوں عمل کیا جاوے۔

(۲) میں اقرار کرتا ہوں۔ کہ میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود علیہ السلام رئیس قادیان ضلع گورداسپور کے کل دعاوی پر صدق دل سے ایمان رکھتا ہوں اور ان کا مرید اور پیرو ہوں۔

(۳) میں اقرار کرتا ہوں کہ میں رسالہ الوصیت جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے [illegible] ۔۔۔ [illegible] رسالہ الوصیت کے [illegible] ۔۔۔ اس کے متعلق شائع ہوئی ہیں [illegible] ان کا علم کا اور ایسا ہی میں ۔۔۔ ان تمام ہدایات ضوابط و قواعد و شرائط انجمن مذکور کے معاملہ وصیت ہذا میں پابند رہیں گے۔

(۴) میری جایداد جو اس وقت ۔۔۔ وہ یہ ہے (الف) ہم تین بھائیوں یعنی امام الدین خیر الدین و خاکسار کی مبلغ [illegible] روپیہ کی اراضی رہن بالقبضہ ہوئی ہے جس میں سے میں سوم حصہ کے مبلغات کا مالک ہوں۔ (ب) بعض اشیاء تجارتی گھر میں مبلغ ایک سو روپیہ [illegible] ہیں (ج) قادیان دار الامان شریف کے مشرقی کنارہ پر ایک مکان عمارت خام جس میں چار کوٹھڑیاں مسقف اور قدرے سفید زمین جس کے حدود اربعہ یہ ہیں کہ شرق قصاب۔ و غروب شارع عام شمال مکان بہادر کشمیری۔ و جنوب مکان منشی عبد العزیز صاحب پٹواری حلقہ سیکھواں کا ہے۔ اور یہ مکان ہم تینوں بھائیوں مذکور کا مشترکہ ہے۔ اس میں سے

جایداد میری بلا شرکت [illegible] آج کی تاریخ سے اس جایداد میں سے حسب الارشاد سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام محض رضامندی خدا تعالیٰ کے لئے پانچواں حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ کہ میرے مرنے کے بعد صدر انجمن احمدیہ کے سپرد کیجائے۔ انجمن مذکور کا اختیار ہوگا کہ میرے مرنے کے بعد میری وصیت کردہ جایداد (پانچواں حصہ) پر مالک اور قابض ہووے جو قابل فروخت انجمن مذکور ہو۔ اس کو فروخت کرکے قیمت وصول کرکے اغراض انجمن کو پورا کرے غرضیکہ انجمن مذکور ہر طرح سے اس وصیت شدہ جایداد کی مالک متصور ہو۔ اس میری وصیت کرنے میں میرے حقداروں میں کوئی مانع نہیں ہے کیونکہ میرے سب وارث اور حقدار تمام احمدی ہیں۔ اور تمام رضامند ہیں۔

(۵) میں اقرار کرتا ہوں۔ کہ اگر آج کی تاریخ کے بعد میں اور کوئی جایداد مذکورہ بالا جایداد کے علاوہ پیدا کروں۔ یا میرے مرنے کے بعد کوئی اور جایداد یا [illegible] جایداد مذکور کے متروکہ ثابت ہو تو ایسی جایداد [illegible] کے متعلق بھی میری یہی وصیت ہے۔ جس کا مفصل ذکر فقرہ ما سبق نمبر (۴) وصیت میں کیا ہے۔ میں اس جایداد کی [illegible] انجمن مذکور کو اطلاع دیتا رہوں گا۔

(۶) میں یہ بھی وصیت کرتا ہوں کہ [illegible] میرا جنازہ حضرت سیدنا [illegible] یا احمدی جماعت پڑھے اور [illegible] اس موضع کی احمدی جماعت کی خدمت میں [illegible] بطور وصیت کے [illegible] کی نہایت مہربانی [illegible] کے وقت زندہ ہوں گے۔ [illegible] حصول اجازت [illegible] قبرستان مقبرہ [illegible] کیونکہ ہمارا گاؤں [illegible] بہت کے ساتھ [illegible] خدا تعالیٰ آپ لوگوں کو اجر [illegible] یہ بھی وصیت ہے کہ [illegible] اور میری نعش کو قادیان شریف پہنچانے اور وہاں دفن کرنے کے متعلق [illegible] خرچ اخراجات ہوں۔ ان اخراجات کے متعلق متکفل میری جایداد وصیت کردہ نہ ٹھہرائی جاوے۔ بلکہ میری بقیہ جایداد سے کیا جاوے۔

(۸) [illegible] اقرار کرتا ہوں۔ کہ میں نے یہ وصیت صرف [illegible] کی ہے۔ کیونکہ حالت آئندہ [illegible] کا مجھ کو اس وقت کچھ علم نہیں کہ میری نعش [illegible] مقبرہ بہشتی میں دفن ہو سکے تو اس صورت [illegible] میری یہ وصیت جو میں نے اپنی جایداد کے متعلق کی ہے جس کا ذکر فقرہ ۴ و ۵ میں کیا گیا ہے۔ درست اور قایم رہے گی۔ لیکن یہ ضروری ہوگا کہ میری نعش کو مقبرہ بہشتی میں دفن کرنے اور پہنچانے کی کوشش کی جاوے۔ البتہ امانت کے طور پر کسی اور جگہ دفن کی جاسکتی ہے۔

(۹) یہ کہ کوئی ایسی ضرورت پیش آجاوے کہ مقبرہ بہشتی میں میری نعش دفن نہ ہو سکے تو پھر اس موضع کے جس قبرستان میں میرے باپ کی قبر ہے۔ اس کے پاس دفن کیا جائے لیکن یہ اشد ضروری ہے کہ جہاں تک ممکن ہووے کوشش کی جاوے کہ مقبرہ بہشتی میں دفن کیا جاؤں۔ یہ تو میری دلی خواہش اور مراد ہے ورنہ بحالت مجبوری شق ثانی کو اختیار کریں۔ آگے خدا تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔ اس کی ذات پاک کیا کرنیوالی ہے۔ علاوہ اس کے مجالس مذکورہ کی خدمت میں یہ عرض کر دینا بھی ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ میرے پیچھے جو میری اولاد ہو۔ ان کے لئے کوشش کی جاوے۔ کہ علم دین حاصل کریں اور نیک اور متقی اور خادم دین بنے رہیں۔ تا میرے لئے باقیات صالحات ہوں۔ ان ربی سمیع الدعا۔ رب اجعلنی مقیم الصلوٰۃ ومن ذریتی ربنا اغفرلی ولوالدی وللمومنین یوم یقوم الحساب۔ آمین۔

العبد الموصی

خاکسار جمال الدین ولد محمد صدیق ذات دائیں ساکن سیکھواں تحصیل و ضلع گورداسپور بقلم خود

گواہ شد

فضل محمد احمدی سکنہ موضع ہرسیاں تحصیل بٹالہ

گواہ شد

امام الدین احمدی ولد محمد صدیق قوم دائیں برادر حقیقی موصی بقلم خود

گواہ شد

عبد العزیز احمدی پٹواری موضع سیکھواں

گواہ شد

محمد اسمٰعیل ولد جمال الدین قوم دائیں بقلم خود

ان محمداً عبدہ ورسولہ (۱) اشہد ان جمیع انبیاء و رسلہ حق من عند اللہ و ملئکتہ حق و جمیع کتبہ حق و اشہد ان سیدنا ومولانا محمد رسول اللہ صلعم خاتم الانبیاء و کتابہ القرآن نور ہدی خاتم جمیع الکتب۔

اس کے بعد میں اپنے تمام ورثاء کو عموماً اور والد صاحب کو خصوصاً یہ وصیت کرتا ہوں کہ جب میں اس دنیا سے اللہ تعالیٰ کی طرف بلایا جاؤں تو میرے بعد میرے اوپر کوئی بلند آواز سے جزع و فزع نہ کرے اور نہ خیال کریں کہ میرے اوپر گھر کا یا گھر والوں کے رزق کا دار و مدار تھا اللہ تعالیٰ رازق مطلق ہے میری زندگی میں اور میرے بعد کوئی میری ایسی خوبی ذکر نہ کریں جو مجھ میں نہ ہو میں حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود اور مہدی مسعود و رئیس قادیان کا مرید بیعتی اور با اخلاص ہوں اور مسیح ناصری کو فوت شدہ اور ان کو مسیح موعود یقین کرتا ہوں اس لئے میرے انتقال کے بعد فوراً حضرت کو جنازہ کیواسطے لکھ دیں اور اس خط میں لکھیں کہ یہ خط اخبار میں چھپ جاوے اور حضرت اور سب میرا جنازہ پڑھیں اور سب کو السلام علیکم دیں اور اس جگہ تجہیز تکفین یوں ہو کہ احمدی میرے جنازہ کا پیش امام ہو دوسرا ہرگز ہرگز نہ ہو اور غسل بھی حتی المقدور احمدی دیں مگر جنازہ کا پیش امام ہرگز کوئی غیر احمدی نہ ہو دوسروں کا اختیار ہے کہ احمدیوں کے پیچھے جنازہ پڑھیں اہل والد صاحب کا حق ہے کہ وہ جنازہ پڑھاویں تیسری تکبیر کے بعد یا پاگھنٹہ تک میرے واسطے استغفار کریں اور مغفرت مانگتے رہیں اور دفن کرکے جب چلنے لگیں تو سب دعا حساب کی آسانی اور آسانی ضغطۃ القبر کے دیر تک توجہ سے کریں یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا میرا اہل و عیال خدا کو بہت یاد کرو نماز کا ترک چھوڑ دیو اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت کا سکھ دیگا۔ تم الوصیۃ۔ یہ وصیت نامہ اس کی جیب میں پایا اور لکھکر ارسال کیا۔

وصیت

مولوی حافظ محمد اکرم صاحب احمدی مرحوم

مرسلہ محمد افضل صاحب سکنہ کملہ

(الوصیت) اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد

وصیت

(۱) میں گلاب خان ولد نواب خان قوم پٹھان ساکن قصبہ کراولی ضلع مین پوری۔ بقائمی ہوش و حواس خمسہ بلا جبر و اکراہ اپنی خوشی اور رضامندی سے آج بتاریخ ۲۶ فروری ۱۹۰۶ء

(ف)

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی بہ دارالامان ببینی | دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے … (۲) خواص و معاونین سے … (۳) ہندوستان سے باہر سے … (۴) غیر مذاہب والوں سے … (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے …

نمبر ۴۷ قادیان دارالامان مورخہ ۲۴ دسمبر ۱۹۰۶ء مطابق ۷ ذیقعد ۱۳۲۴ھ جلد ۱۰

فہرست مضامین

دارالامان کا ہفتہ

۱- اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طبیعت نصیب اعداء ناساز رہی اس کی وجہ اور باعث اپنی تبلیغ اور اس کے اثر کا حد سے زیادہ فکر تھا۔ اس طرح پر آپ کی اس دردمندانہ فکر نے ان لوگوں کو جنہیں دارالامان کی مبارک صحبت میسر ہے اپنے اس زمانہ کا موقع دیا۔ اور ایک بار آنکھوں کے سامنے اس حالت کو پیش کر دیا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اس فکر کے غلبہ کے باعث گذری تھی اور جس کو قرآن کریم نے ان الفاظ میں ادا کیا ہے

لَعَلَّکَ بَاخِعٌ نَّفْسَکَ اَلَّا یَکُوْنُوْا مُؤْمِنِیْنَ

فی الحقیقت یہ قوم ہدایت پانے والے گروہ کے لئے ازبس حریص ہوتی ہے اور اس کی وجہ ان کی وہ شفقت ہوتی ہے جو خارق عادت طور پر انہیں دیجاتی ہے۔ بہرحال حضور کی طبیعت اب خدا کے فضل سے اچھی ہے۔ ۲۲ کی صبح کو آپ سیر کے لئے نکلے اور بازاروں میں تشریف لائے۔ اسی حالت بیماری میں تصنیف کا کام بھی جاری رہا۔

۲- حضرت ام المومنین علیہا السلام چند روز کے لئے ضرورتاً اپنے عزیز اور معزز بھائی میر محمد اسماعیل صاحب اسسٹنٹ سرجن کے پاس لاہور تشریف لے گئی تھیں۔ ۲۱ دسمبر کی شام کو مع الخیر دارالامان واپس تشریف لے آئیں۔

۳- مہمانوں کی آمد کا سلسلہ شروع ہو گیا ہے۔

۴- ہفتہ زیر اشاعت میں اچھی بارش ہوئی ہے جس کی وجہ سے سردی خاص طور پر چمک اٹھی ہے۔

۵- وہ دو لڑکے جن کو دیوانہ کتے نے کاٹا تھا۔ کسولی کے پاسچر انسٹیٹیوٹ میں علاج کرا کر واپس آ پہنچے۔ خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ وہ خیریت سے پہنچ گئے اور واپس آئے۔

اطلاع

اس دقت کو محسوس کر کے جو ہمارے بھائیوں کو مختلف مدات کا چندہ مختلف اشخاص کے نام بھیجنے میں پیش آتی ہے۔ صدر انجمن احمدیہ نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ یکم جنوری ۱۹۰۷ء سے ہر ایک قسم کا چندہ بنام محاسب صدر انجمن احمدیہ قادیان آنا چاہئے خواہ وہ چندہ مدرسہ کا ہو۔ یا زکوٰۃ کا روپیہ یا مقبرہ بہشتی کا چندہ یا وصیت کا روپیہ یا آمدنی کا دسواں حصہ یا عید فنڈ یا مسکین فنڈ یا یتیم فنڈ کا روپیہ یا میگزین کا روپیہ۔ غرضکہ سوائے لنگرخانہ کے روپے کے جو حضرت اقدس کے نام براہ راست آنا چاہئے ہر قسم کا چندہ جو قادیان میں بھیجا جاتا ہے محاسب صدر انجمن احمدیہ کے نام آنا چاہئے۔ لنگر کا چندہ اگر کسی اور چندہ کے ساتھ شامل کر کے بھیجنا ہو تو اختیار ہوگا کہ وہ بھی محاسب صدر انجمن احمدیہ قادیان کے نام ہی بھیجدیں اور محاسب اسے حضرت اقدس کی خدمت میں پیش کر دیگا۔ مگر اس بات کو مدنظر رکھنا چاہئے کہ کوپن میں فرستندہ کا پورا پتہ خوشخط لکھا ہوا ہو اور نیز مفصل ہدایت ہو کہ کتنا کتنا روپیہ کس کس کی طرف سے کس کس مد کا ہے۔ میگزین کی قیمت ہے یا اعانت میگزین یا بغرض اشاعت اسلام کا روپیہ ہے مدرسہ کا روپیہ ہے یا عید فنڈ کا روپیہ ہے یا مسکین فنڈ یا یتیم فنڈ کا ہے یا بہشتی مقبرہ کا چندہ ہے یا وصیت کا روپیہ ہے یا آمد کا دسواں حصہ ہے یا زکوٰۃ کا روپیہ ہے یا کسی جائداد کی قیمت ہے جو رسالہ الوصیت کے ماتحت انجمن کو دی گئی ہے یا کسی مکان کا کرایہ ہے یا زمین کا محاصل ہے جو صدر انجمن احمدیہ کی ملکیت میں ہے۔ غرضکہ پورے بسط کے ساتھ کوپن میں اس امر کو واضح کرنا چاہئے جس سے محاسب کو کسی قسم کی غلطی نہ لگے۔ تمام رقوم کی رسیدیں باضابطہ دی جاویں گی اور ماہ بماہ رقوم آمدنی کسی رسالہ یا اخبار میں شایع ہوتی رہینگی جس شخص کو باضابطہ رسید دفتر محاسب سے نہ پہنچے اسے ضروری ہوگا کہ فی الفور اپنی مرسلہ رقم کی تحقیق کرے ایسا ہی اگر مطبوعہ رسیدوں میں کسی قسم کی غلطی ہو یا کسی نام کا اندراج نہ ہو تو بھیجنے والے کا فرض ہوگا کہ فی الفور دفتر کو اطلاع دے کر درست کرے۔

المشتہر

خاکسار محمد علی سکرٹری صدر انجمن احمدیہ قادیان

نوٹ۔ اس امر کا یاد رکھنا ازبس ضروری ہے کہ رسالہ الوصیت کے ماتحت کئی قسم کا چندہ ہے۔ شرط اوّل مقبرہ بہشتی کی یہ ہے کہ کچھ چندہ حسب حیثیت مقبرہ بہشتی کی زمین اور باغ اور دیگر لوازم کی طیاری کے لئے دینا ہوگا۔ سو یہ چندہ چندہ مقبرہ بہشتی کہلاتا ہے۔ دوسری شرط وصیت کی یہ ہے کہ وصیت کرے یا جائداد کی قیمت کر کے روپیہ داخل کرے یا آمد کا دسواں حصہ دے سو اسکو الگ سمجھنا چاہئے کیونکہ ان دونوں شرطوں کا

ایڈیٹر صاحب سرستی کے نام ایک خط

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی اور اُن کے مخالف

پریہ ور مہاشئے ایڈیٹر صاحب سرستی

مَیں نے آپ کے معزز رسالہ سرستی کا اکتوبر ۱۹۰۶ء کا نمبر پڑھا۔ جس میں کسی مہندر لال صاحب نے نہایت نیک نیتی اور صفائی کے ساتھ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے متعلق ایک مضمون لکھا ہے اور جس کو آپ نے اپنے معزز رسالہ میں درج کر کے اپنی فراخدلی اور بے تعصبی کا ثبوت دیا ہے۔ خاتمہ مضمون پر آپ نے رسالہ میں ایک فٹ نوٹ لکھا ہے کہ کیا ہی اچھا ہوتا اگر مرزا صاحب کے دعوے کی تردید میں جو کچھ لکھا گیا یا کیا گیا ہے اُس کا بھی کچھ ذکر ہو جاتا۔

کیونکہ آجکل اوتاروں کا بڑا زور ہے چنانچہ سمع کانپور کے پنڈت سیتانند اگنی ہوتری لاہور میں دیو گورو بھگوان کے نام سے ظاہر ہوئے ہیں وغیرہ۔

خلاصۃً

آپ کے اس نوٹ کو پڑھ کر میں نے ضروری سمجھا کہ ایک مختصر مضمون آپ کے پاس بھیجدوں۔ جس سے آپ کو معلوم ہو جائیگا کہ مرزا صاحب کی مخالفت میں کیا کیا گیا اور اس کا انجام کیا ہوا۔

شریمان ایڈیٹر صاحب! یہ امر تو آپ کو بخوبی معلوم ہوگا کہ جب سے سرشٹی اتپن ہوئی ہے تب سے ہی **بھلوں** اور **بروں** کے درمیان ایک یدھ جاری ہے۔ لیکن صرف **یدھ** ہی سے یہ نتیجہ نہیں نکل سکتا کہ چونکہ باہم مخالفت ہوئی اس لئے بھلے اور بُرے میں کوئی تمیز ہی نہیں ہو سکتی؟ نہیں یہی جنگ اور یہی مخالفت ایک چیز ہے جس سے آخرکار **راستباز** اور **صادق** کی سچائی پر مُہر ہو جاتی ہے۔ اور وہ اس کا اس مخالفانہ جنگ میں باوجود پوری بے کسی اور بے بسی کے کامیاب ہو جانا ہوتا ہے۔

ہمارا وشواس ہے کہ اس ملک ہندوستان میں بھی **ششٹی مُنی** پرمیشر کی طرف سے خلق اللہ کو مُکت مارگ پر چلانے کی ہدایت کے واسطے آتے رہے چنانچہ ان میں سے مثلاً [illegible] گوپال میری کرشن جی اور سری مہاراج رامچندر جی جیسے بزرگ جب اصلاح خلق کے لئے آئے تو انکو بھی دکھ دیا گیا اور انکی مخالفت کی گئی مگر آخر وہ [illegible] ہوئے اور انکے دشمن ذلیل اور نامراد ہو کر ان کے سامنے ہلاک ہو گئے۔

اسی طرح پر دوسرے ملکوں میں جہاں جہاں ایسے لوگ خدا کی طرف سے آئے ان کی ہر طرح مخالفت کی گئی مگر ان کی مخالفت کا نتیجہ دشمنوں کی **ہلاکت۔ تباہی** اور ذلت تھا اور انکی **فتح مندی۔ اقبال** اور **کامیابی** ہوا۔ اسکے لئے دنیا کا مذہبی اتہاس گواہی شہادت دے سکتا ہے اور آپ اور آپ کے پاٹھک اس امر میں میرے ساتھ ضرور متفق ہونگے کہ نری مخالفت کوئی چیز نہیں ہوتی بلکہ مخالفت کا ہونا ضرور ہے کیونکہ مخالفت ہی ان کی سچائی کے ثابت کرنے کا ایک گُر ہے۔

سونا اور پیتل تھوڑی دیر کے لئے اپنی چمک دمک میں برابری کا دم ماریں مگر جب انھیں زرگر آگ میں ڈالتا ہے تو لچر کھل جاتے ہیں بلکہ اسی پرکار جب کوئی شخص خدا کی طرف سے آتا ہے تو ایک طرف اس کی مخالفت میں ہر قسم کی تدابیر کی جاتی ہیں دوسری طرف وہ ان مخالفتوں میں صحیح وسلامت نکل جانے کی پیشگوئیاں کرتا ہے۔ اور انجام **صادق** کے حق میں فیصلہ دیتا ہے۔

پس جبکہ یہ اصولی بات ہے اور جسکا کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا تو یہ امر بہت صاف ہے کہ ضرور تھا کہ مرزا صاحب کی بھی مخالفت ہوتی۔ اور وہ **مخالفت** ہی ثابت کرتی کہ **وہ خدا تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے۔**

مرزا صاحب کی جس کتاب **براہین احمدیہ** کا آپ کے رسالہ میں ذکر ہے اس کتاب ہی میں صفحہ **۲۳۹ و ۲۴۰ و ۲۴۱** میں عظیم الشان پیشگوئیاں کی گئی تھیں جن کا خلاصہ یہ ہے کہ لوگ ٹھٹھا ہنسی کریں گے ان کے لئے اللہ کافی ہوگا۔ اور مخالفوں کو چیلنج کیا گیا ہے کہ تم اپنی اپنی جگہ میرے خلاف جو تدابیر چاہو کرو پھر تم دیکھ لوگے کہ خدا کس کے ساتھ ہے اور یہ بھی ظاہر کیا گیا تھا کہ یہ لوگ گورنمنٹ میں جھوٹی مخبریاں کر کے ڈرائینگے اور قوم کو قتل پر آمادہ کرینگے۔ مگر تو ہماری آنکھوں کے سامنے ہے تیرا کچھ بھی بگاڑ نہ سکینگے۔ اور تیرا کچھ بھی نقصان نہ ہوگا۔ اور ایسا ہی آزمایا گیا تھا کہ دنیا میں نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دیگا۔ اور پھر یہ پیشگوئی بھی کی گئی تھی کہ اللہ تعالیٰ تجھے لوگوں کی ہر قسم کی شرارتوں اور ان کے قتل کے منصوبوں سے بھی محفوظ رکھیگا۔

غرض اسی قسم کی اور ایک نہ دو بلکہ صدہا پیشگوئیاں براہین احمدیہ میں موجود ہیں جن میں خطرناک مخالفت کی تصریح کی گئی تھی۔ پس مرزا صاحب کی مخالفت کا ہونا اس اصول کی رو سے کہ **صادق** کی مخالفت ضرور ہوتی ہے تو ضروری تھا ہی لیکن ان پیشگوئیوں کے موافق بھی جو خدا کی طرف سے تھیں مخالفت ہونا لازمی امر تھا۔

چنانچہ مرزا صاحب کی مخالفت شروع ہوئی اور بڑے شدومد سے ہوئی۔ سارے یہ مخالفت منتشر اور اجتماعی قوت سے ہونے لگی ابتدا میں جب مرزا صاحب نے مسیح ہونے کا دعویٰ کیا تو وہ مسلمان جو اس پیشگوئی کی حقیقت سے ناواقف تھے بگڑ بیٹھے اور بڑے زور شور سے مخالفت شروع کی ان کی مخالفت کا زبردست پہلو یہ تھا کہ مرزا صاحب پر **کفر** کا فتوے لگوایا جاوے کیونکہ اُنھوں نے اپنے خیال میں یہ سوچا کہ جب کفر کا فتویٰ لگ جائے گا تو عام مسلمانوں کا رجوع بند ہو جائیگا اور کافر سمجھ کر لوگ اُن کے پاس نہ جائینگے اور یہ سلسلہ ختم ہو جائے گا۔

بے شک ایک دنیادار اور مادہ پرست کے نزدیک یہ تجویز کاری حربہ تھی اس سلسلہ کو ختم کرنے کے لئے مگر **صادق** کے لئے تو اسکی ترقی کا ایک نشان تھا اس **فتنہ کفر** کی خبر پہلے سے براہین میں شایع ہو چکی تھی۔ جونہی کفر کا فتویٰ لگا خدا تعالیٰ کی بات پوری ہوئی۔ اگرچہ مشرق سے مغرب اور شمال سے جنوب تک کافر کافر کا شور مچایا گیا لیکن اس شور میں کوئی ایسی تاثیر مخفی تھی کہ لوگ کھچے ہوئے چلے آنے لگے چاہیئے تو یہ تھا کہ اس شور سے نفرت بڑھ جاتی مگر بجائے نفرت کے **قبولیت** بڑھی اگر مفصل اس فتنہ کا ذکر کیا جاوے تو یہ مضمون طویل ہو جاوے اس لئے مختصر ہی کافی ہے۔

مسلمان تو اس طرح پر بدظن کئے گئے۔ اور ان کو دشمن بنایا گیا۔ کفر کے فتووں کیساتھ قتل کا فتویٰ بھی دیا گیا جبکہ دنیا میں ہم دیکھتے ہیں کہ آئے دن ہزاروں قتل کے وقوعے ہو جاتے ہیں اور ایسے لوگ قتل ہو جاتے ہیں جن کی حفاظت کا بڑا سامان ہوتا ہے تو **مرزا صاحب** کا قتل کر دینا کسی دیوانہ کے لئے مشکل نہ تھا خصوصاً ایسی حالت میں کہ ان کا قتل ثواب کا موجب قرار دیا گیا ہو لیکن خدا تعالیٰ کے فضل اور تائید کو دیکھو کہ کسی کو اسپر قابو نہ ملا اور جیسا کہ خدا تعالیٰ نے قبل از وقت کہا گیا تھا ویسا ہی ہوا کہ قتل پر کسی کو قابو نہ ملیگا اور خدا تعالیٰ حفاظت کرے گا۔

جب ان صورتوں سے بھی کامیابی فریق مخالف کو نہ ہوئی۔ تو گورنمنٹ کے ہاں مخبریاں کرنی شروع کیں اور مختلف اور بیہودہ اور محض جھوٹی باتیں بنا کر گورنمنٹ کو بدظن کرنا چاہا۔ مگر خدا تعالیٰ نے جب کہ دشمنوں کو اس موقع پر بھی نامراد رکھنے کی پیشگوئی کی تھی وہ نامراد رہے اور گورنمنٹ کو کوئی وجہ بدظنی کی نہ ملی۔ اور یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ ہم ایسی عادل اور نکتہ رس گورنمنٹ کے عہد میں ہیں۔

جب اس منصوبے میں بھی ناکامی ہوئی تو پھر مخالفت کا ایک اور پہلو اختیار کیا گیا وہ **مقدمات** میں پھنسانا اور سزا دلانا تھا۔ مقدمات کی آفت معمولی آفت نہیں ہوتی ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ یہ کیسی مصیبت ہے مخالفوں نے یہ سوچا کہ مقدمہ بازی سے جہاں مالی **نقصان** ہوگا وہاں یہ اپنے کام سے بھی رکیں گے اور سزا ہوگی تو ہمیشہ کے لئے چھٹی ہوئی مگر خدا تعالیٰ نے اپنی چمکار دکھلائی جیسا کہ وعدہ کیا تھا ہر مقدمہ سے پہلے خبر دی گئی اور اس کے نتیجہ سے اطلاع۔ بتاؤ کیا یہ امر انسانی طاقت میں ہے کہ ایسے وقت کسی امر کی خبر دے کہ اُن کا کوئی وجود اور باعث بھی نہ ہو۔ اور پھر اُس کے انجام سے خبردار کر دے **پہلا مقدمہ** ایک خطرناک مقدمہ کی صورت میں اُٹھایا گیا۔ یہ مقدمہ قتل کا مقدمہ تھا اور اس میں مستغیث ایک پادری ڈاکٹر کلارک تھا جو اپنی جماعت میں سرگروہ اور مشنری تھا اُس نے بیان کیا کہ مرزا صاحب نے ایک شخص کو میرے قتل کے لئے بھیجا ہے چنانچہ جس شخص کا نام انھوں نے لیا اُس نے شہادت دی کہ بے شک مجھے بھیجا ہے یہ مقدمہ نہایت زور شور سے اُٹھایا اور اس میں **آریہ** اور مخالف **مسلمان** بھی پادری کے ساتھ ہو گئے۔ اور مقدمہ روئداد کی بنا پر ثابت بھی ہو گیا مگر خدا تعالیٰ نے پہلے سے خبر دی تھی کہ میں بری کر دونگا اس لئے حضرت اقدس کو ذرا بھی پروا نہ تھی

آخری مرحلہ پر جہاں مقدمہ سشن سپرد ہو تا خدا تعالیٰ نے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے دل پر اپنا تصرف دکھایا اور اس نے کپتان پولیس کو جو انگریز تھا سرنو تفتیش کے لئے کہا اور کہا کہ میرا دل تسلی نہیں پکڑتا چنانچہ جب اس نے پھر تفتیش کی تو قاتل ہی نے آخر اقرار کر دیا کہ مجھے سکھایا گیا تھا۔ مجھے نہ مرزا صاحب نے قتل کے لئے بھیجا اور نہ میں قتل کے لئے آیا۔ آخر وہ سب کے سب نامراد ہوئے۔ اور عزت و احترام کے ساتھ حضرت اقدس بری ہوئے۔

پھر [illegible] مالی نقصان پہنچانے کے لئے **ٹیکس** کا کیا گیا کہ ان کی آمدنی بہت ہے ٹیکس لگانا چاہئے چنانچہ [illegible] ٹیکس تجویز ہوا۔ گرچہ [illegible] اور [illegible] ڈپٹی کمشنر صاحب کے پاس گئی تو اس نے نہایت دیانت اور صفائی سے حضرت اقدس کے بیان کو صحیح قرار دیکر مقدمہ خارج کر دیا اور [illegible] سے بری کیا۔

پھر [illegible] مقدمہ [illegible] ایک خطرناک [illegible] اٹھایا [illegible] اس سلسلہ کے مخالف [illegible] کی تدبیر [illegible] لوگوں کو منع کیا کفر کا فتویٰ [illegible] اور جو تجویز اس سے [illegible] کی گواہی دی۔

لیکن جب کوئی صورت نہ رہی تو آخر حفظ امن کی ضمانت کی درخواست کی کہ مرزا صاحب سے اندیشہ ہے اس لئے زیر دفعہ ۷ ضابطہ فوجداری ان کی ضمانت لی جاوے۔ اس مقدمہ میں پولیس بھی مولوی محمد حسین کی مددگار تھی۔ لیکن آخر خدا تعالیٰ نے جیسا خبر دی تھی ویسا ہی ہوا اور مرزا صاحب بری ہو کر آئے۔

اس کے بعد پھر مقدمات کا ایک عام طوفان اٹھا۔ اس میں مرزا صاحب اور ان کے مریدوں پر مقدمات کا ایک سلسلہ شروع کیا گیا۔ اور **مسلمان۔ آریہ۔ عیسائی** سب ملکر شریک ہوئے۔ اور یہ مقدمات ایک غیر ضلع جہلم میں شروع ہوئے۔ ان مقدمات کی تہ میں یہ بات بھی تھی کہ چونکہ غیر ضلع میں ہیں ان کے آمد و رفت میں سرا[illegible] روپیہ کا نقصان ہوگا۔ مگر وہ خدا جس نے ان [illegible] اور [illegible] کی ہمیشہ سے مدد کرنا چاہتے ان مقدمات کے وجود سے بھی دو سال پہلے خبر دے چکا تھا

اور بریت کی خبر بھی دے چکا تھی چنانچہ ۱۸ جنوری ۱۹۰۳ء کو یہ مقدمات جہلم میں ہونے والے تھے کہ ۱۴ جنوری کو ایک کتاب مواہب الرحمان میں شائع کر دیا گیا کہ **میں بری ہوں گا** اور اکو یہ کتاب جہلم میں بھی شائع ہو گئی اور نتیجہ یہ ہوا کہ پہلی ہی پیشی پر وہ **مقدمات خارج** ہو گئے پھر اس کتاب کی بنا پر ایک مقدمہ حضرت اقدس کے خلاف شروع ہوا۔ اور بعض مقدمات آپ کے [illegible] کی طرف سے اظہار حق کے لئے دائر ہوئے تو ان کے انجام کی خبر آپ نے شائع کر دی اور انجام کار خدا تعالیٰ نے آپ کو **بامراد** کیا اور دشمن اس منصوبے میں نامراد رہے۔ اب قابل غور امر ہے کہ کیا یہ انسانی طاقت میں ہے کہ ایسے وقت میں جب کسی بات کے وجود کے آثار نہ ہوں اس کی خبر دے اور پھر خود تمام دنیا کا نشانہ ہو اور اپنی ہی **کامیابی** کی پیشگوئی کرے اور دشمن باوجودیکہ انکی طاقت بہت بڑی ہو وہ ناکام ہوں۔

یہ **صادق** کا نشان ہوتا ہے اور یہی نصرت اس کی سچائی کی دلیل اور گواہ ٹھیرتی ہے۔

غرض مقدمات کے اس لمبے سلسلے میں ہر جگہ خدا تعالیٰ نے نصرت دی۔ ایسا ہی ایک موقعہ پر خاص قادیان میں ایک دیوار کے ذریعہ آپ کا اور آپ کے خدام کا رستہ بند کیا گیا اور گویا محاصرہ کر دیا۔ اس ابتلا کی خبر دی گئی اور جیسا کہا گیا تھا آخر جن لوگوں نے دیوار بنائی تھی انھیں اپنے ہی ہاتھوں سے اسے گرانا پڑا۔ اور خرچ الگ دینا پڑا مگر اس کی فیاضی دیکھو کہ دشمن کو وہ خرچ معاف کر دیا۔

یہ تو مخالفت کا ایک پہلو ہے جس میں سب کے سب نامراد اور یہی **بامراد** ہوا۔ کوئی دقیقہ مخالفت کا باقی نہیں رکھا گیا مگر کسی بھی مخالف کو کامیابی نہیں ہوئی۔

اب مخالفت کا ایک اور پہلو ہے اور وہ یہ ہے کہ آپ کے دعوے کو مشتبہ اور مشکوک کرنے کے لئے کئی جھوٹے دعویدار اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور انھوں نے بھی کہا کہ ہمیں خدا تعالیٰ سے الہام ہوتا ہے انھوں نے اپنے الہامات کے ذریعہ یہ ظاہر کیا کہ یہ شخص **کاذب** (معاذ اللہ) ہے اور جلد ہلاک ہو جائے گا۔ مگر انکی دعاؤں اور ان کے الہامات کا اثر انھیں پہ پڑا اور ہر شخص جو مقابلہ میں آیا ہلاک ہوا۔

فیروزپور کے ضلع میں ایک **صوفی** اہل اللہ سمجھا جاتا تھا۔ اور اکثر لوگ ان سے ارادت اور عقیدت رکھتے تھے اس نے مرزا صاحب کے ہلاک ہونے کی پیشگوئی کی۔ اور آپ حج کو چلا گیا رستہ ہی میں فوت ہو گیا۔

علی گڈھ میں مولوی اسمٰعیل نام ایک دشمن اٹھا اور اس نے حضرت اقدس سے مباہلہ کیا جسکا مفہوم ہوتا ہے کہ **صادق اور کاذب** میں خدا تعالیٰ فیصلہ کر [illegible] **صادق** کی عزت ظاہر ہوتی ہے اس کی تائید اور نصرت کی جاتی ہے اور کاذب اسکے سامنے ہلاک ہوتا ہے۔ چنانچہ وہ بھی مر گیا۔

پھر **قصور** ضلع لاہور کا ایک مخالف مولوی غلام دستگیر نام تھا اس نے حضرت کی مخالفت میں مکہ مدینہ سے کفر کا فتویٰ منگوایا اور اس کی زندگی کا یہی مقصد ہو گیا تھا کہ جہاں جاوے مخالفت کرے۔ اس نے اپنی کتاب میں مباہلہ کیا اور ابھی کتاب کو چھپے ہوئے ایک مہینہ بھی نہ گذرا تھا کہ مر گیا۔

چراغدین جموں والے کا ذکر خود پہلے مضمون میں ہو چکا ہے اس شخص نے بھی مباہلہ کیا اور ابھی کتاب شائع بھی نہیں ہوئی تھی کہ طاعون سے جیسا کہ حضرت اقدس نے شائع کیا تھا ہلاک ہو گیا۔

ایسا ہی ایک دو نہیں بلکہ بہت سے آدمی مقابلہ میں آئے اور انھوں نے موت کا مزا چکھا۔

یہ تو انڈیا کا حال ہے ہندوستان سے باہر بھی بعض مدعی پیدا ہوئے۔ انگلستان میں **پگٹ** ایک شخص تھا اس نے مسیح ہونے کا دعوے کیا۔ حضرت اقدس نے توجہ کر کے اسکے متعلق ایک پیشگوئی شائع کی کہ اسے عذاب ہوگا۔

چنانچہ تھوڑے ہی دنوں بعد وہ ایک شرمناک الزام زناکاری میں متہم ثابت ہوا۔ اور اس زنا کا ایک بچہ پیدا ہو گیا اور اب اسے کوئی جانتا بھی نہیں۔

امریکہ میں ڈاکٹر ڈوئی ایک شخص اٹھا اور اس نے یسوع مسیح کا رسول ہونے کا دعوے کیا۔ حضرت اقدس نے اسکے اس جھوٹے دعوے پر اسے مقابلہ دعا کے لئے چیلنج دیا جس کو امریکہ کے اخباروں نے چھاپا اور شائع کیا اور ایسی غیرت دلائی مگر وہ مقابلہ کے واسطے نہ آیا اور بدزبانی سے کام لیا۔ اس کا جو انجام ہوا وہ خطرناک اور عبرت بخش ہے۔ **سب سے** اول ولد الزنا [illegible] ثابت ہوا اور خود اس نے تسلیم کیا پھر اس کی **بیوی** کا چال چلن خراب ثابت ہوا۔

اور آخر خود اس کے اپنے ہی مریدوں میں اس کے خلاف خطرناک شور مخالفت اٹھا اور اسے اپنے شہر کو چھوڑنا پڑا۔ اور ہر قسم کی نامرادیوں میں مبتلا ہو گیا۔ اور خود اسکے اپنے وجود پر خطرناک امراض کے حملے ہو رہے ہیں۔ اور وہ **مایوسی۔ حسرت** اور **ناکامی** کی مجسم تصویر بن رہا ہے۔

اسی طرح پر جو شخص مخالفت کے لئے اٹھا وہ اپنے طریق مخالفت میں نامراد رہا اور خود اسی قسم کی مصیبت میں مبتلا ہوا۔

یہ امر بھی واضح کرنے کے قابل ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے ایسے وقت دعویٰ **الہام** و ماموریت کیا جبکہ کوئی ایسا دعویدار موجود ہی نہ تھا۔ جس سے یہ شبہ ہوتا کہ انھوں نے کسی کی دیکھا دیکھی ایسا کیا۔ اور ایسا ہی جس قدر دعویدار آپ کے سامنے اٹھے انھوں نے آپ کی ریس کر کے اور اس **حق** کو مشتبہ کرنے کے لئے جھوٹے دعوے کئے لیکن نامراد ہو کر رہ گئے تا کہ ثابت ہو جاوے کہ چونکہ خدا **مفتری** کو مہلت نہیں دیتا اور اسے نامراد رکھتا ہے اس لئے جھوٹے دعوے کرنے والے نامراد ہوئے اور **راستباز** کامیاب ہوا۔ اور آپ کی طبیعت خلوت گزین اور تنہائی کو ایسی عزیز رکھتی تھی کہ اپنی عمر کا بہت بڑا حصہ گوشہ تنہائی میں بسر کیا اور اگر شہرت یا جاہ طلبی کی خواہش ہوتی تو اپنے **جلیل القدر خاندان** کے باعث اعلیٰ درجہ کی ترقی کر سکتے تھے چنانچہ آپ کے بڑے بھائی صاحب **خاندانی وجاہت** کی وجہ سے گورنمنٹ انگلشیہ کے ایک **معتمد** عہدہ دار تھے اور یورپین آفیسر ان کی بہت بڑی عزت کرتے تھے۔ لیکن حضرت اقدس کو دنیا اور اس کی مشغولیوں سے ہمیشہ نفرت رہی۔ اس وقت بھی جبکہ لاکھوں آدمی آپ کی کفش برداری کو اپنا فخر سمجھتے ہیں آپ بے تکلف حلقہ خدام میں بیٹھے ہیں کوئی امتیازی نشست آپکے لئے نہیں ہوتی۔ بجز اسکے کہ آپکا درخشاں چہرہ

[illegible]
آنے والے کو اپنی طرف متوجہ کرتی ہے۔
حضرت اقدسؑ کی مخالفت کا جس قدر میدان وسیع ہوا ہے میں بلا مبالغہ کہتا ہوں کہ اس کی نظیر موسوی سلسلہ کے [illegible] میں نہیں ملتی۔ مسلمان مہدی کے وجود سے ناراض ہوئے اور علماء اور فقراء کی علمی اور عملی غلطیاں جب آپ نے حکم ہونے کی حیثیت سے پیش کیں تو وہ اور بھی مخالف ہو گئے۔ دنیا دار مسلمان جو پولیٹیکل معاملات میں حصہ لیتے ہیں وہ اپنے رنگ میں مخالف ہوئے۔ کسی نے اعیانِ ترکی کے متعلق بعض صحیح اور برمحل رائیں کو سن کر مخالفت کا جوش پیدا کیا۔ کسی نے کسی اور پہلو سے آریوں کی مخالفت بجائے خود بہت خطرناک ہے اس لئے کہ آریوں کے خیالات [illegible] کا قلع قمع کر دیا گیا ہے۔ عیسائیوں کی مخالفت کی تو حد ہی نہیں ہو سکتی اسلئے کہ مسیح موعود ہونے کا دعوےٰ ہے اور عیسائی مذہب کے ابطال کے لئے خاص طور پر خدا نے آپ کو مامور کیا ہے۔ اور اس سلسلہ میں جو علم کلام آپ نے ایجاد کیا ہے اور جس راہ سے اس مذہب پر حملہ کیا ہے وہ ایسا کاری حربہ ثابت ہوا ہے کہ خود یورپ کے عیسائی اخبار ([illegible] ہے) چلا اُٹھے ہیں کہ اگر یورپ کو عیسائی رکھنا چاہتے ہو تو اس کی ایک ہی راہ ہے کہ پنجاب میں مرزا غلام احمد (ایدہ اللہ الاحد) نے جو طریق تنقید اختیار کیا ہے اسے کسی طرح سے روکو۔ اس قسم کے مضامین گرجے کی اخبار میں شایع ہوئے ہیں جب سے سیالکوٹ میں کھلے طور پر کرشن مہاراج ہونے کا اعلان کیا ہے اس وقت سے آریوں نے [illegible] ہندوؤں کو بھی مخالفت کے لئے اکسانے میں کمی نہیں کی۔ غرض ہر طرف سے مخالفت کی گئی اور کی جا رہی ہے مگر یہ اس مخالفت میں ہی سرسبز ہو رہا ہے یہ معمولی امر نہیں بلکہ بڑی قابل غور بات ہے کہ ایک آدمی کی مخالفت سے انسان عاجز آ جاتا اور تنگ آ اُٹھتا ہے مگر یہ دل کس قوت اور طاقت کا دل ہے کہ اس پر کوئی مخالفت اثر ہی نہیں کر سکتی اور اُنکا قدم رُکتا ہی نہیں بلکہ ہر قدم پہلے سے بڑھکر اُٹھتا ہے۔ یہ قابل غور بات ہے اور ایسی عظیم الشان اعجاز ہے ایسا خارق

[illegible] متعصب کو بھی [illegible] مملکت کے حالات [illegible] نہیں رکھ سکتے کہ اتنی بڑی سلطنت کا خود مختار مالک [illegible] مخالفت کا مقابلہ کر سکے کس طرح پر خائف ہوں [illegible] اپنی زندگی [illegible] کرنا تھا پس جب عام مخالفت سلاطین [illegible] دلوں کو [illegible] ہے تو ایک عام آدمی کا اس کا مقابلہ کرنا کہاں ممکن ہے؟ کبھی نہیں۔ یہ خدا تعالیٰ کی تائید اور نصرت ہے اور اسی کی طرف سے ایسا ثابت قدم [illegible] عطا ہوتا ہے جس کو دنیا کی کوئی آفت کوئی مصیبت متزلزل نہیں کر سکتی [illegible] کے تجربوں میں بھی ایسی خدائی [illegible] کے سایہ میں [illegible] نہیں کر سکتے [illegible] نہیں کر سکتی [illegible] اخراج کی [illegible] ان کے لئے کارگر نہیں [illegible] بلکہ [illegible] ہیں اُسے پہنچاتے ہیں اس لئے کہ وہ خدا تعالیٰ کی طاقتوں سے بولتے ہیں اور اُن کی پشت پر خدا کا ہاتھ ہوتا ہے۔

پس میں اس سے انکار نہیں کر سکتا کہ مرزا صاحب کی مخالفت نہیں ہوئی بلکہ مرزا صاحب کی مخالفت کا پہلو آپ کی سچائی کا بہت بڑا ثبوت ہے۔ اس پہلو میں بھی ہزاروں نشان آپ کی صداقت کے ہیں لیکن مجھے اندیشہ ہوتا ہے کہ شاید اتنے لمبے مضمون کی آپ کے رسالہ میں گنجائش نہ ہو اس لئے میں اسی پر بس کرتا ہوں۔ ہاں یہ ظاہر کرنا ضروری ہے کہ [illegible] کے ضلع کے جس پنڈت اگنی ہوتری کا ذکر آپ نے کیا ہے کہ وہ دیو گورو بھگوان کا اوتار بنتے ہیں یہ آپ کو معلوم نہیں وہ تو سرے سے خدائی کے منکر ہیں تو اوتار کیسے؟ انھوں نے اوتار ہونے کا دعوےٰ نہیں کیا وہ دہریہ ہیں اسلئے اس پر زیادہ بحث کی حاجت نہیں۔

آخر میں [illegible] میں اگر [illegible] ناظرین سے یہ [illegible] کہ جناب مرزا صاحب کا دعویٰ معمولی دعویٰ نہیں وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور ہو کر آنے کے مدعی ہیں اور انھوں نے اعلان کر دیا ہے کہ جس مہدی کے مسلمان منتظر ہیں وہ میں ہوں اور جس مسیح کے عیسائی منتظر ہیں وہ میں ہوں اور جس کلنکی اوتار کے ہندو منتظر ہیں وہ کرشن رودر گوپال میں ہوں اور اس دعوے کے ثبوت میں

(۱) ضرورت وقت۔ (۲) خود مامور کی اپنی بے عیب اور پاک زندگی (۳) وہ نشانات جو پہلے سے مسلمانوں اور عیسائیوں اور ہندوؤں میں اس وقت کے لئے بتلائے گئے تھے ان کا پورا ہونا (۴) خود اس کے ہاتھ پر ہزاروں نشانات کا ظاہر ہونا جو انسانی طاقت سے بالا تر ہیں (۵) اسکے دعوے کے وقت کسی اور مدعی کا موجود نہ ہونا (۶) اس کے دعوے کے بعد بہت سے جھوٹے دعویدار کا پیدا ہونا اور آخر اس کے مقابلہ میں نامراد رہنا۔ (۷) اسکی تعلیم اور اسکے نتائج (۸) اس کی مخالفت کا شدید ہونا اور پھر ایسی مخالفت کا بالکل بے اثر رہنا اس کی ترقی میں موجب روک نہ ہو سکنا۔ (۹) ہمیشہ تائیدی نشانوں کا دروازہ کھلا رہنا (۱۰) اب بھی اگر کوئی مدعی جھوٹا دعوے الہام و وحی کا کر کے مقابلہ کے لئے آئے تو اسکا یقیناً نامراد رہنا۔ یہ دس قسم کے دلایل پیش کئے جاتے ہیں۔ اور جو چاہے اس راہ پر چلکر فایدہ اُٹھا سکتا ہے۔

سرستی کے معزز ناظرین میں سے اگر کوئی مزید واقفیت حاصل کرنا چاہے تو وہ قادیان ضلع گورداسپور میں خود تشریف لے آئیں یا بذریعہ تحریر بھی فایدہ اُٹھا سکتے ہیں۔ میں اس مضمون کو یہاں ختم کر دیتا ہوں اور سرستی کے فاضل ایڈیٹر صاحب سے امید کرتا ہوں کہ وہ اسے اپنے معزز رسالہ میں درج کر دیں گے اور حق پسندوں کی جماعت کو شکرگذاری کا موقع دیں گے۔

(یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر الحکم قادیان)

مشرقیوں اور مغربیوں میں اخلاق کے مفہوم کا فرق

بیان کیا جاتا ہے کہ جوزف الف سمتھ جو عیسائی فرقہ مارمن کا پیشوا ہے بجرم کثرت ازدواج گرفتار کیا گیا ہے۔ اس کے سزا پانے میں بعض شکوک ظاہر کئے جاتے ہیں۔ اس بات کا خوف ہو رہا ہے کہ شاید وہ شادیاں ہی ثابت نہ ہوں۔ اور عورتیں اُس سے تعلق مناکحت کا انکار ہی کر دیں۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ بصورت ثبوت نکاح وہ مستوجب سزا ٹھہرے گا اور اگر اُن کا تعلق ناجائز یعنی زناکاری کا ثابت ہوا تو وہ بری ہو گا۔ یہی ایک بڑا فرق مشرقی اور مغربی دُنیا کے مفہوم اخلاق میں ہے۔ یعنی مسلمانوں اور عیسائیوں میں جو مفہوم اخلاق ہے وہ اسی امر سے ظاہر ہو رہا ہے۔ اگر کوئی شخص کسی اسلامی عدالت میں پیش ہو کر زنا کے ارتکاب کا اقبالی ہو تو وہ سخت ترین سزا پانے کا مستوجب ٹھہریگا۔ لیکن وہی اقبال اگر ایک عیسائی عدالت میں کرے تو اُس کے لئے بریت کا ذریعہ ہوگا۔ اگر قدیم زمانہ کے نبیوں اور داناؤں نے کوئی تعلیم نیکی کی دی ہے اور خود عیسائیوں کے جدید ترین معتقدات میں بھی یہ بات داخل ہے کہ ضرور ان کی تعلیم نیکی کی ہے تو اُس کے رو سے زنا چونکہ تمام بدکاریوں سے گندہ ترین گناہ ہے اس لئے اس سے پرہیز کرنا واجب ہے۔ اگر بغور دیکھا جائے تو عملی طور پر عیسائی دین کے رو سے اگر ایک بیاہا ہوا عیسائی کسی غیر عورت سے چاہے تو بے تکلف ناجائز تعلق رکھے اور جب تک کہ وہ عورت دوسرے کسی نام سے موسوم ہے اُس وقت تک اس کے ساتھ ناجائز تعلق رکھنے میں عیسائی دین کو کوئی اعتراض نہیں۔ ہم لوگ جو مشرق میں رہتے ہیں اہل مغرب کے اس مفہوم اخلاق کی عظمت اور خوبی سمجھنے سے بالکل قاصر ہیں۔ اور اسی طرح یہ بات سمجھنے سے بھی ہمارے دماغ بہت دور ہیں کہ کثرت ازدواج کیوں گناہ ہے اور ایسی حالت میں ایک انسان زنا کے ارتکاب کا اقبال کر کے کیونکر چھٹکارا پا سکتا ہے؟ یہ تو حقیقت میں مردوں اور عورتوں کے درمیان ناجائز تعلقات کے عملی طور پر جواز کی اجازت دینا ہے۔ (ریویو آف ریلیجنز)

خطبۂ نکاح

جو حضرت مولوی نورالدین صاحب نے ۵ نومبر ۱۹۰۶ء کو بعد از نماز عصر صاحبزادہ میاں شریف احمد صاحب کے نکاح پر پڑھا

الحمد للہ۔ نحمدہ ونستعینہ ونؤمن بہ ونتوکل علیہ۔ ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا۔ من یھدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھادی لہ۔ واشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشھد ان محمداً عبدہ ورسولہ۔

اما بعد۔ اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ یایھا الناس اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفس واحدۃ وخلق منھا زوجھا وبث منھما رجالاً کثیرا ونساءً واتقوا اللہ الذی تساءلون بہ والارحام ان اللہ کان علیکم رقیبا۔ یایھا الذین امنوا اتقوا اللہ وقولوا قولاً سدیدا۔ یصلح لکم اعمالکم ویغفر لکم ذنوبکم۔ ومن یطع اللہ ورسولہ فقد فاز فوزاً عظیما (پارہ ۲۲ رکوع ۶)
یایھا الذین امنوا اتقوا اللہ ولتنظر نفس ما قدمت لغد واتقوا اللہ ان اللہ خبیر بما تعملون (پارہ ۲۸ رکوع ۶)

خطبۂ نکاح میں ان آیات کا پڑھنا مسنون ہے اور ہمیشہ سے مسلمانوں کا اس پر عمل درآمد چلا آیا ہے ان آیات میں تقویٰ کا حکم ہے۔ تقویٰ سے مراد اول عقاید کی اصلاح ہے۔ اللہ تعالیٰ کا نہ اس کی ذات میں کوئی شریک ہے نہ صفات میں کوئی شریک ہے اور نہ افعال میں کوئی شریک ہے۔ عبادت میں اس کا کوئی شریک بنانا ناجائز ہے۔ یہ عقاید میں مرتبہ اول ہے اور مرتبہ دوم ملائکہ پر ایمان لانا ہے۔ ملائکہ ہمارے دلوں پر نیکیوں کی تحریک کرتے ہیں۔ جو شخص اس تحریک کو قبول کرتا ہے۔ اور اس پر عمل کرتا ہے۔ اس کا تعلق ملائکہ کے ساتھ بڑھتا ہے اور پھر ملائکہ زیادہ سے زیادہ نیک تحریکات کا سلسلہ اس کے دل کے ساتھ لگائے رکھتے ہیں۔ جو لوگ شیطان کی تحریک بد کو قبول کرتے ہیں ان کا تعلق شیطان کے ساتھ بڑھتا ہے اور جو لوگ ملائکہ کی تحریک نیک پر عملدرآمد کرتے ہیں ان کا تعلق ملائکہ کے ساتھ بڑھتا ہے۔ بیٹھے بیٹھے بغیر کسی بیرونی محرک کے جو انسان کے دل میں ایک نیک کام کے کرنے کا خیال پیدا ہو جاتا ہے اور اس طرف توجہ ہو جاتی ہے وہ فرشتے کی تحریک ہوتی ہے اور جو بد خیال دل میں اچانک پیدا ہو جاتا ہے وہ شیطان کی تحریک ہوتی ہے جس طرف انسان توجہ کرے اسی میں ترقی کر جاتا ہے۔ ملائکہ پر ایمان لانے کا مطلب یہی ہے کہ جب کسی کے دل میں نیک تحریک پیدا ہو تو فوراً اس نیکی پر عملدرآمد کرے۔ برخلاف اس کے جب بد خیال دل میں آئے تو لاحول پڑھنا اور اعوذ پڑھنا اور بائیں طرف تھوکنا شیطان کی شرارت سے بچاتا ہے کیونکہ شیطان طرف راست سے نہیں آتا وہ راستی کا دشمن ہے بلکہ ہمیشہ طرف چپ سے آتا ہے۔ جو لوگ خدا تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتے اور ملائکہ کی نیک تحریکات سے فائدہ حاصل کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ کی کتاب کو تدبر کے ساتھ پڑھتے ہیں۔ اور مرسلین کا نیک نمونہ اختیار کرتے ہیں ان کو خدا تعالیٰ صراط مستقیم پر قدم مارنے کی توفیق دیتا ہے اور وہ خدا تعالیٰ کی راہ میں ترقی کرتے ہوئے مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ کی نعمت کے حصول تک پہنچ جاتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کی توحید اور ملائکہ پر ایمان کے بعد تیسری بات ایمان بالآخرت ہے۔ جزا و سزا کا عقیدہ انسان کے واسطے ترقی کا موجب ہے۔ اور اگر خدا تعالیٰ توفیق دے تو یہ ترقی بتدریج انسان حاصل کر سکتا ہے۔ اس زمانہ میں خدا تعالیٰ نے ترقی کے واسطے بہت سے سامان باآسانی مہیا کر دئے ہیں۔ دیکھو خدا تعالیٰ کا مامور ہمارے سامنے موجود ہے اور خود اس مجلس میں موجود ہے۔ ہم اس کے چہرے کو دیکھ سکتے ہیں۔ یہ ایک ایسی نعمت ہے کہ ہزاروں ہزار ہم سے پہلے گذرے جن کی دلی خواہش تھی کہ وہ اس کے چہرہ کو دیکھ سکتے پر انھیں یہ بات حاصل نہ ہوئی اور ہزاروں ہزار اس زمانہ کے بعد آئینگے جو یہ خواہش کرینگے کہ کاش وہ مامور کا چہرہ دیکھتے مگر ان کے واسطے یہ وقت پھر نہ آئیگا یہ وہ زمانہ ہے کہ عجیب در عجیب تحریکیں دنیا میں زور و شور کے ساتھ ہو رہی ہیں اور ایک ہل چل مچ رہی ہے۔ عربی زبان دنیا میں خاص طور پر ترقی کر رہی ہے۔ کتابیں کثرت سے شایع ہو رہی ہیں۔ وہ عیسائیت کی عمارت جس کو ہاتھ لگانے سے خود ہماری ابتدائی عمر کے زمانہ میں لوگ خوف کھاتے تھے۔ آج خود عیسائی قومیں اس مذہب کے عقاید سے متنفر ہو کر اس کے برخلاف کوشش میں ایسے سرگرم ہیں۔ کہ یخربون بیوتہم بایدیہم کے مصداق بن رہی ہیں۔ اور شرک کے ناپاک عقاید سے بھاگ کر ان پاک اصول کی طرف اپنا رخ کر رہے ہیں۔ جن کے قایم کرنے کے واسطے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم دنیا میں مبعوث ہوئے تھے۔

یہ سب واقعات قرآن شریف کی اس پیشگوئی کی صداقت کو ظاہر کر رہے ہیں کہ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون۔ تحقیق ہم نے ہی یہ ذکر نازل کیا ہے اور ہم ہی اسکے محافظ ہیں۔ جیسا کہ الفاظ کی حفاظت یاد کرنیوالوں اور لکھنے والوں کے ذریعہ سے ہوئی ہے۔ ویسے ہی معانی کی حفاظت مجددوں کے ذریعہ سے ہوئی اور ہو رہی ہے۔ یہ سب کچھ موجود ہے۔ مگر خوش قسمت وہی ہے جو ان باتوں سے فائدہ اٹھائے جذبات نفس پر قابو رکھ کر خدا تعالیٰ کے احکام پر عمل کرے مساکین اور یتامیٰ کو مال دیوے قسم قسم کے طریقوں سے رضاء جوئی اللہ تعالیٰ کی خیال کرے ایک وقت کا عمل دوسرے وقت کے عمل سے بعض وقت اتنا فرق رکھتا ہے کہ اول مہاجرین نے جہاں ایک مٹھی جو کی دی تھی بعد میں آنیوالا کوئی اُحد پہاڑ کے برابر سونا دیتا تھا تو اس کی برابری نہ کر سکتا تھا۔ سائل کو دو۔ دکھی کو دو۔ ذوی القربےٰ کو دو۔ نماز سنوار کر پڑھو مسنون تسبیح اور کلام شریف اور دعاؤں کے بعد اپنی زبان میں بھی عرض معروض کرو تاکہ دلوں پر رقت طاری ہو۔ غریبی میں۔ امیری میں مشکلات میں۔ مصیبات میں ہر حالت میں مستقل رہو اور صبر کو ہاتھ سے نہ دو۔ تقوے کا ابتدا اور دعا خیرات اور صدقہ سے ہے اور آخر ان لوگوں میں شامل ہونے سے ہے جن کی نسبت فرمایا ہے اِنّ الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے اور پھر استقامت دکھلائی۔ تقوے اختیار کرنے کے حکم کے بعد یہ حکم ہے کہ ولتنظر نفس ما قدمت لغد چاہیئے کہ ہر ایک نفس دیکھ لے کہ اس نے کل کے واسطے کیا طیاری کی ہے۔ انسان کے ساتھ ایک نفس لگا ہوا ہے۔ جو ہر وقت متبدل ہے کیونکہ جسم انسانی ہر وقت تحلیل ہو رہا ہے۔ جب اس نفس کے واسطے جو ہر وقت تحلیل ہو رہا ہے اور اس کے ذرات جدا ہوتے جاتے ہیں اس قدر طیاریاں کی جاتی ہیں۔ اور اس کی حفاظت کے واسطے سامان مہیا کئے جاتے ہیں تو پھر کس قدر طیاری اس نفس کے واسطے ہونی چاہیئے جس کے ذمہ موت کے بعد کی جوابدہی لازم ہے اس آنی فنا والے جسم کے واسطے جتنا فکر کیا جاتا ہے کاش کہ اتنا فکر اس نفس کے واسطے کیا جاوے۔ جو کہ جواب دہی کرنیوالا ہے ان اللہ خبیرٌ بما تعملون۔ اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے آگاہ ہے۔ اس آگاہی کا لحاظ کرنے سے آخر کسی نہ کسی وقت فطرت انسانی جاگ کر اسے ملامت کرتی ہے اور گناہوں میں سے گرنے سے بچاتی ہے۔

اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تم تقوےٰ اختیار کرو۔ اور سیدھی بات بولو تو خدا تعالیٰ تمہاری کمزوریوں کو معاف کرے گا اور تمہاری غلطیوں کی سنوار اور اصلاح ہو جائے گی۔ انسان کو چاہیئے کہ ہر وقت اپنے اعمال کی اصلاح میں کوشش کرتا رہے جب مرنے کا وقت قریب آتا ہے تو انسان کے حقیقی اعمال جو خدا تعالیٰ کے نزدیک پسند یا غیر پسند ہوں پیش ہوتے ہیں نہ کہ وہ اعمال جو لوگوں کے سامنے وہ دکھاتا اور ظاہر کرتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ تقویٰ اختیار کرو اور خدا تعالیٰ کے اس احسان کو یاد کرو کہ اس نے آدم کو پیدا کیا اور اس سے بہت مخلوق پھیلائی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام والبرکات پر اس کا خاص فضل ہوا اور ابراہیم کو اس قدر اولاد دی گئی کہ اس کی قوم آج تک گنی نہیں جاتی اور ہماری خوش قسمتی ہے کہ خدا نے ہمارے امام کو بھی آدم کہا ہے اور بث منھما رجالاً کثیراً کی آیت ظاہر کرتی ہے کہ اس آدم کی اولاد بھی دنیا میں اسی طرح پھیلنے والی ہے۔ میرا ایمان ہے۔ کہ بڑے خوش قسمت وہ لوگ ہیں جن کے تعلقات اس آدم کے ساتھ پیدا ہوں

ترجمہ۔ سب حمد اللہ کے لئے ہے ہم اس کی حمد کرتے ہیں اور اسی کی حمد کرتے ہیں اور اس کی مدد چاہتے ہیں اور اس پر ایمان لاتے ہیں اور اس پر بھروسہ کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں اپنے نفسوں کی شرارتوں سے اور اپنے اعمال کی بدیوں سے۔ جسے خدا تعالیٰ ہدایت یافتہ ٹھہرائے اُسے کوئی گمراہ نہیں ٹھہرا سکتا اور جسے خدا تعالیٰ گمراہ کرے۔ اسے کوئی ہدایت نہیں ٹھہرا سکتا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوائے کوئی معبود نہیں۔ وہ ایک ہے کوئی اس کا شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اس کا بندہ ہے اور اسکا رسول ہے ؛ اما بعد۔ میں اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتا ہوں۔ شیطان دھتکارے ہوئے سے۔ اے لوگو! اللہ سے ڈرو جو تمہارا رب ہے۔ جس نے تمہیں ایک ہی جنس سے پیدا کیا اور اُسی سے اس کا جوڑا پیدا کیا اور ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلائے۔ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو جس سے تم سوال کرتے ہو اور قرابت کا لحاظ رکھو تحقیق اللہ تعالیٰ تم پر نگہبان ہے۔ اے لوگو! جو ایمان لائے ہو اللہ سے ڈرو اور سیدھی بات بولو وہ تمہارے اعمال کی اصلاح کریگا۔ اور تمہارے گناہ بخش دیگا اور جو کوئی اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت کرے وہ بہت بڑی مراد کو پہنچ گیا۔ اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور چاہئیے کہ ہر ایک جی دیکھ لے کہ اس نے کل کے واسطے کیا طیاری کی ہے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ بے شک اللہ تمہارے اعمال سے باخبر ہے ؛

کیونکہ اس کی اولاد اس قسم کے رجال اور نساء پیدا کرنے والی ہیں۔ جو خدا تعالیٰ کے حضور میں خاص طور پر منتخب ہوکر اس کے مکالمات سے مشرف ہونگے مبارک ہیں وہ لوگ۔ مگر یہ باتیں بھی پھر تقویٰ ہی سے حاصل ہوسکتی ہیں اور تقویٰ ہی کے ذریعہ سے فایدہ پہنچا سکتی ہیں کیونکہ خدا کسیکا رشتہ دار نہیں ہے۔ مجھے سب سے بڑھکر جوش اس بات کا ہے۔ کہ مَیں مسیح موعود کی بیوی بچوں متعلقین اور قادیان میں رہنے والوں کے واسطے دعائیں کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ ان کو رجالاً کثیراً اور تقویٰ الدوالے کے مصداق بنائے۔ آج کی تقریب ایک خاص خوشی کا موقع ہے اور خاص خوشی خان صاحب نواب محمد علی خان کے لئے ہے کہ خدا نے اپنے فضل سے اُنکی قسمت میں یہ بات کردی کہ وہ اس تعلق میں شمولیت حاصل کریں۔ آج یہ تقریب ہے کہ ہمارے امام آدم وقت کے اس شریف لڑکے کا نکاح نواب صاحب کی اکلوتی بیٹی زینب کے ساتھ کیا جاتا ہے اور اس کا مہر وہی ایک ہزار روپیہ مقرر کیا جاتا ہے جوکہ حضرت کے دوسرے لڑکوں کا مقرر ہوا ہے کیا آپ کو (نواب صاحب کی طرف توجہ کرکے) منظور ہے (نواب صاحب نے کہا منظور ہے پھر صاحبزادہ شریف احمد سے پوچھا گیا اُس نے بھی کہا منظور ہے۔) اس کے بعد حضرت نے بمعہ جماعت دُعا کی۔

ز دار بسر فتادہ آں سایہ ہمایوں
آں شاہ گرگو زرگسترد سایہ بربا
نوشیروان ثانی کاندر زمان عدلش
آفاق شد معنبر آمد بدہر خوشبو
آں حاجیاں سرحد مدحش ہمی سرایند
حاتم کہ بود مرد مرد خدا ہمیں است
ایں ظل سرور ما آمد چو بدر کامل
ایں سرورے کہ او را سرہا بزیر فرماں
شاہنشہے کہ خلقے مدحت سرا بملکش
در ملک او ہمیشہ مہر منیر تابد
گردنکشے زتختش باشد سیاہ بختے
آئیم سوے مطلب گویم فانش رازے
بل خدا مجدش گویم بود لارڈ منٹو
آں وقت بود نیکو ہنگام پس مبارک
چوں دست یافت بر باغ انگریزی ملکی
آراست بہر ہاے جنگی بصد شکوہے
پنجاب را نخاید بردہ چو دست غارت
پاداش یافت ہر یک زیں سرکشان باغی
زینستان چو دولت او زد سکہ حکومت
آید ہمیں دعائے از ما لب کہ یا ذا
والہی ایں ریاست صد ہر زماں نشونش
زید بہزار نازش فرمانروے مارا
گویم صد مبارک در پیش روے آقا

برفرق دولت ما زخندہ شہیر آمد
گویا کہ بر سر ما بال ہما بر آمد
باشیر گوسپندے درمشربے در آمد
اخلاق طبع پاکش انسان معطر آمد
کز بہر حج کعبہ بارے دبار آمد
آں داستان حاتم بارانہ باور آمد
اد ورد قیصر با خورشید انور آمد
آں قیصرے کہ پائش بالای سر آمد
آں امیر کہ ملکے او را انشاگر آمد
خورشید دولت او ہر ہفت کشور آمد
فرماں برے بحکمش فرخندہ اختر آمد
تنہا نہ لارڈ منٹو جنرل گورنر آمد
جنرل گورنری ہم او را بہ منبر آمد
سرکار انگلیزی بر ما مظفر آمد
با لشکرے بزرگے سالار لشکر آمد
در جنب ایں حریفاں باشوکت و فر آمد
با جشم خونفشانے با دیدہ تر آمد
بر دفق فعل الشاں انجام کیفر آمد
آخر ھد و ملکی بلیسر مسخر آمد
ایں سلطنت کہ اندم مقبول داور آمد
چوں بندگان مخلص بندہ بر در آمد
کاندر زمان کشش ایں مدعا بر آمد
کایں بیکر تمنا اینک ز در در آمد

در خیر مقدم او دُرہا نثار کردہ
ثاقب چو بر در او باسلک گوہر آمد

آزاد ہوکر وہ ملبیئے والفض کو اس طرح ادا کرتا تھا کہ اکثر اوقات تحزقہ اخبار اُس کی بے باکی سے مرعوب ہو جاتے تھے مگر ہندوستانی پریس کی دقتوں نے بالاخر وہ اسباب جمع کردیے جو اخبار ہی حیات کے لئے عموماً مہلک ثابت ہوے ہیں مجبوراً اخبار کو

بیا لیسٹ پریس

کے بعد بند کردینا پڑا اور ساڑھے تین برس سے زیادہ زمانہ ہوچکا ہے کہ خاموشی کے ساتھ زمانہ مناسب کا منتظر ہے۔

مگر اب حالات زمانہ کے ساتھ مذاق اور مذاق کے ساتھ ضرورتیں بھی متغیر ہوگئی ہیں پولٹیکل معاملات و تعلقات کی تازہ پیچیدگیوں نے کئی سال سے بنگال کو جو **اَنِ ہند** کا ایک نازک ترین حصہ بنا دیا ہے اس لئے سخت ضرورت ہے کہ بنگال کا **اسلامی حصہ** کسی موثر اخباری قوت سے خالی نہ رہے اور اسی لئے قطعی ارادہ ہے کہ **۱۵**- جنوری ۱۹۰۷ء سے مرحوم دار السلطنت کو دوبارہ زندہ کرکے اس اشد ضرورت کو پورا کیا جاے۔

مسلمانانِ ہند کی فائدہ بخش حمایت اور اصلاح امر کا ہمیشہ نصب العین رہے گا اور مقامی پولٹیکل کشمکش میں قوم کو پُرامن زندگی بسر کرنے کا مشورہ دینا مقصد اولین۔

خط وکتابت اس پتہ سے پروپرائٹر کے نام کیجائے
نمبر (۱۶) دھرم تلا لین کولوٹولہ کلکتہ

قصیدۂ خیر مقدم

در ورود میمنت آمود ہز ایکسیلینسی لارڈ منٹو بہادر وایسرائے کشور ہند ادام الله اقبالہ واجلالہٗ در دار الریاست مالیر کوٹلہ

{جو حسب الحکم ہز ہائی نس نواب احمد علی خان بہادر فرماں روا ریاست دام اقبالہٗ منشی فاضل محمد نواب خان ثاقب میرزا خانی نے عرض کیا}

باشان خسروانی با تاج زر بر آمد
از بہر قطع ظلمت آں چشمۂ منور
بر یک ہزار نہ صد شش سال عیسوی بد
در گوش ما رسید آں دل کشا نوے
آمد بوجد ہر یک چوں صوفیان صافی
دریاے مدح جوشان باشوکت و روانی
یعنے دریں زمانے آں شاہد تمنا
چوں چشمہاے ما بُد در انتظار بر در
بو[illegible] دید ما و چوں ماہ عید او را
بر بام چرخ رفتہ آوازہ سلامی
ملیر کوٹلہ شد رشک ارم ز بہجت
آں نائب حکومت آں ملک را نگہباں

بر تخت آسمانی چوں شاہ خاور آمد
با تیغہاے زریں از تیغ کہ بر آمد
بست و ششم چو روز ماہ نوبر آمد
کز سمع او سماں دل گوش عدد گر آمد
دل از زخ شنگلی با نغمہ انر بر آمد
مواج ہم چو دریا طبع سخنور آمد
چوں باشاب روشن از زیر چادر آمد
باشان دلربائی آں ماہ دور بر آمد
ناگہ حسن و خوبی آں شاہ بیکر آمد
انواب ہمی [illegible]
در روے [illegible]
اقلیم ہند را [illegible]

دار السلطنت
کلکتہ
ہفتہ وار

پروپرائٹر۔ مولوی عبد اللطیف صاحب خلف الصدق مولوی عبد الباری مرحوم ومغفور ایڈیٹر ابوالکلام آزاد دہلوی۔ قیمت سالانہ مع محصول چھ روپیہ۔

کلکتہ کے اُن قدیم اخباروں میں جو عرصہ تک ملک وقوم کی خدمت انجام دیتے رہے۔

دار السلطنت

ایک خاص اخبار رکھتا تھا ہندوستان میں اکثر اخبار سے ایک تجارتی شغل کا کام لیا گیا ہے لیکن دار السلطنت ایک ایسا اخبار تھا جس کا [illegible] تو تجارتی توقعات کی [illegible]
[illegible]

ریمارک

ذوالفقار حیدری۔ یہ ضخیم کتاب مشمول آریہ دھرم پال کی تہذیب جلد اول کاتر کی بتر کی جواب ہے اور اس میں مصنف نے کمال کیا ہے کہ اول دھرم پال کے ہر اعتراض کو سوامی دیانند صاحب کی لایف کے مسلمہ واقعات دیکر انھیں پر چسپاں کیا ہے اور پھر معقول طور پر اُن کے اعتراضوں کی علمی اور فلسفیانہ رنگ میں تردید کی ہے یہ کتاب بھی اسرار قدم کے معزز مصنف نے لکھی ہے اس کی قیمت عمر علاوہ محصول ڈاک ہے۔

رسوم جاہلیت۔ یہ کتاب جو ۱۶۴ صفحہ پر عمدہ کاغذ پر خوشخط چھاپی گئی ہے مولوی نجم الدین صاحب سیوہاری نے مرتب کی ہے اور دار الکتب الحنفی لاہور نے چھاپ کر شایع کیا ہے قیمت ۱۲ رکھی ہے اس لحاظ سے کہ اس قسم کی کتابوں کا مذاق ناولوں کے مقابلہ میں بہت ہی کم ہے یہ قیمت زیادہ نہیں ہے۔ میری اپنی راے میں جو لوگ کسی کتاب کو قیمت کے سوال سے جانچنا چاہتے ہیں۔ انھیں **علمی مذاق** کی چاشنی نہیں ہوتی ٭ بہرحال قرآن کریم کے بعض مقامات کے سمجھنے کے لئے ایام **جاہلیت** کے رسومات سے ضرور واقفیت ہونی چاہئیے۔ اس بنا پر یہ کتاب مفید ہے۔ دار الکتب الحنفی لاہور سے ملیگی ٭

وطن کا عذر نامعقول
نمبر ۲

ہمہ کارش زخود کامی بہ بدنامی کشید آخر
نہاں کے ماند آں رازے کزو سازند محفلہا

اس سے پہلے نمبر میں جو ہم نے وطن کے عذر نامعقول دکھلائے ہیں اُن میں بہت مختصر بحث اس امر پر کی گئی تھی کہ وطن نے جو کچھ اپنی **کفر فروشی ۔ اشاعت کفر ۔ امداد کفر** ۔ کے معقول الزام اور قابل گرفت اعتراض کی تردید میں لکھا ہے محض فضول اور نامعقول ہونے کے علاوہ اُس کی **کینہ توزی ۔ حسد ۔ بغض** ۔ اور بے جا **پُرخاش** کے نتائج ہیں جو اُس کو اسلام اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن پاک کی نسبت ہے جس کا بڑا ثبوت اور بیّن دلیل یہ ہے کہ وطن کے نزدیک آں حضرت صلعم قرآن کریم اور اسلام کی توہین و تردید کرنے والی کتابیں **نادر** اور **مفید** اور اسلامی کتابیں ہیں ۔ اور کہ اس کفر فروشی کے داغ کو محو کرنے کی خاطر جو کچھ اُس نے عذر و بہانے کئے ہیں یعنے سلطان المعظم کی توہین اور نقائص کی مضمون نگاری اور ریویو کی عدم امداد وغیرہ وہ صرف دھوکا دہی ہے اور اصل حقیقت یہ ہے کہ الحکم کے اس معقول اور قابل گرفت اعتراض کا جواب وطن سے بن نہیں سکا اور نہ بن سکتا ہے اس نمبر سے پہلے اگرچہ ہم نے اس بات کا کافی ثبوت دیدیا ہے کہ سلطان المعظم اور آں حضرت صلعم ۔ ان دونوں میں سے کون زیادہ وطن کو محبوب ہے اور کس کی اس کے دل میں زیادہ چاہ اور محبت ہے ؟ مگر تاہم ہم کسی قدر مزید بحث کر کے اس میں دکھلانا چاہتے ہیں کہ سلطان المعظم کی نسبت زیادہ دلچسپی رکھنے کا اِن ڈائرکٹ راز کیا ہے ؟ جس کے سبب سے سلطان المعظم کی نسبت صحیح الفاظ کہنا بھی وطن کے نزدیک زہر ہلاہل سے زیادہ ہیں اور قرآن پاک اور آں حضرت صلعم اور اسلام جیسے مقدس مذہب و ملت کی نسبت توہین و تردید والی کتابیں نہ صرف عمدہ بلکہ **مفید** اور **نادر** ہیں اور یہ جانتے ہے کہ ایک مولوی اور قومی خادم کہلانے ۔ ان عیسائیوں سے زیادہ قیمت پر اُنکو فروخت کرتا مسلمانوں کو اسلام سے برگشتہ ہونے میں مدد دیتا ہے ۔ اُن کے نزدیک جو کتابیں **نادر** اور **مفید** اور **اسلامی** کتابیں ہیں اُنکی قیمت جو عیسائی لیتے ہیں اور جو کچھ وطن نے مقرر کر کے رعایتی قیمت کا احسان جتایا ہے اس پر غور کرنے سے اگرچہ موٹی عقل والا یہی نتیجہ نکال سکتا ہے کہ وطن کا اصل مدعا حضرت زر ہے جس کی خاطر جنب کو ایسی ایسی نالائق کتابوں کو **نادر** اور **مفید** بنانا پڑا ۔ مگر تاہم اس بات پر بھی نظر کرنا مناسب ہے جو ذیل میں گذارش کی جاتی ہے ۔ وطن کا مقصد اعلٰے ترکی کی نسبت زیادہ دلچسپی لینا ہے اس لئے آئے دن اخبار میں ٹرکی کے متعلق حالات اخبار میں درج ہوتے ہیں اور یہ بھی وطن اپنا مقصد اعلٰے سمجھتا ہے کہ اگر کوئی عیسائی پرچہ حضرت سلطان المعظم کی نسبت کوئی اعتراض کرے تو جھٹ اُس کا جواب دیکر اُس کے اعتراض کو غلط ثابت کر کے دکھلا دیوے کہ وہ اعتراض غلط ہے اگرچہ وہ اعتراض کسی صحیح واقعہ پر مبنی کیوں نہو ۔ مگر آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اگر کوئی اعتراض کیا جاوے تو وہ مذہبی مناقشات کی ذیل میں رکھکر اس قابل نہیں ہوتا کہ جواب دیا جاوے ۔ ہاں ایسے ایسے اعتراضات کا وطن میں شایع ہونا وطن کے نزدیک مذہبی مناقشات میں داخل نہیں ۔ جیسا کہ پچھلے دنوں درود شریف پر ایک صاحب کا اعتراض وطن نے شایع کرنا اپنا فرض خیال کیا تھا مگر ساتھ ہی اُس کے اُس کا جواب دینا باوجود مولوی ہونے کے مقاصد و اغراض اخبار وطن کے خلاف اور مذہبی مناقشات سمجھکر شایع کرنا مناسب نہ سمجھا ۔ جسکا بالآخر ایک مسلمان نے یعنے جناب مولانا مولوی محمد السدین صاحب واعظ انجمن حمایت اسلام نے محض اسلامی محبت اور جوش سے جواب دیکر دکھلا دیا تھا کہ اعتراض مذکور بالکل کم عقلی پر مبنی ہے ۔

وطن نے الحکم کے اعتراض اشاعت کفر و کفر فروشی پر سلطان المعظم کی توہین کا بیجا الزام کیوں لگایا ؟ محض اس لئے کہ اس صورت میں تمام مسلمان بھڑک اُٹھیں اور اصل بات خبط ہو جاوے اور اُس پر کسی کی نظر نہ رہے چنانچہ آپ نے اپنی چال میں کامیاب ہونے کی خاطر مضمون کو اس طرح شروع کیا ہے کہ " بعض مدعیان تائید اسلام کو اسلام اور مسلمانوں سے درحقیقت جتنی کچھ الفت اور اخلاص ہے وہ مندرجہ ذیل اقتباس سے ظاہر ہے " پھر اس اقتباس میں حضرت اقدس جری اللہ کے وہ الفاظ تحریر کئے ہیں جو حضور مقدس نے کسی وقت سلطان المعظم کے تذکرہ کے وقت سلطان کی نسبت بیان فرمائے تھے جن کا خلاصہ وہ ہے جیسا اس سے پہلے نمبر میں ہم نے بحث کر کے ثابت کر دیا ہے کہ فی الحقیقت وہ الفاظ بالکل سچے اور راستی سے مملو ہیں اور کہ اُن میں کسی طرح کا تصنع نہیں ہے ۔ مگر یہ لوگ جن کو سلطان پرستی کا مرض لگا ہوا ہے اُن کے نزدیک سچی بات بھی توہین میں داخل ہے اس کی وجہ کیا ہے ؟ وہ صرف یہ کہ اس طرح وطن کا جادو اُس کے ناظرین پر چل سکیگا اور اُس کی قابل شرم اور لائق نفرین سوداگری کا راز چھپ جاویگا یعنے جو ہیں سلطان المعظم کی توہین کا لفظ ناظرین وطن ملاحظہ فرماویں گے فوراً اپنے جامے سے باہر ہو کر احمدیوں پر تبرا بازی شروع کر دینگے اور اس طرح وطن کی قابل شرم حرکت کی طرف کسی کی نظر نہ رہے گی اور اس چال کو زیادہ مصالحہ دار بنانے کی خاطر وطن ایک اَور بھی چال چلا ہے یعنے یہ بھی ذکر کر دیا ہے کہ " یہ بھی خبر ہے کہ میرزا صاحب اور اُن کی جماعت نے ابھی سلطان المعظم کو صرف روحانیت سے خالی بتلایا ہے " اور کہ " اگر امیر عبدالرحمن خان مرحوم کی طرح یا دیگر بادشاہان اسلام اور چند ہزار کے سوا باقی تمام مسلمانان عالم کو کافر مطلق کہدیتے تو کیا کوئی اُن کی زبان پکڑ لیتا " اس فقرہ سے وطن نے لوگوں کو اس طرح پر بھڑکانا چاہا ہے کہ گویا میرزا صاحب اور اُن کی جماعت اس قسم کی ہے کہ اُن کا کام ہی صرف یہ ہے کہ مسلمانان عالم اور شاہان اسلام کو کافر مطلق بنانے کے درپے رہا کرتے ہیں ۔ مگر یہ ایسا سفید جھوٹ ہے کہ اگر اس جھوٹ کو ترازو کے ایک پلے میں رکھا جاوے اور دوسری طرف کسی نہایت جھوٹے شخص کے جھوٹ اکٹھے کر کے رکھے جاویں تو اس دروغ بیفروغ والا پلا بھاری ہوگا ۔ کیا فی الحقیقت میرزا صاحب اور اُن کا پاک گروہ اسی قسم کا سخت ہے کہ اِن بیچاروں پر جو دن رات سلطان المعظم کی بیجا حمایت کا دعوےٰ کرتے ہیں اُن پر کفر کا فتوےٰ لگا رہتا ہے یا اُن لوگوں نے خود سبقت کر کے اپنے پیروں پر کلہاڑی مار کر اپنے اوپر کفر کا فتوےٰ چسپاں کرا لیا ہے ؟ کیا میرزا صاحب کے ہاں سے باقاعدہ کفر کے فتوے مسلمانان عالم کے لئے تیار ہو کر نکلا کرتے ہیں یا اُن مولوی صاحبان کی طرف سے جنہوں نے حال میں وطن پر بھی اُس کی قابل شرم سوداگری پر کفر کا فتوےٰ لگا کر اُس کو ابو جہل وغیرہ سے تشبیہ دی ہے ؟ پھر جب یہ بات ثابت شدہ ہے کہ میرزا صاحب کی درگاہ سے ہرگز ہرگز مُہریں لگ کر فتوے شایع نہیں ہوتے تو ایسا سخت اور گمراہی میں غلطان و پیچان کرنے والا جھوٹ بولنا کس حب الوطنی کا نام ہے ؟ کیا وطن اسی پوزیشن پر اسلام کی اور سلطان المعظم کی حمایت کا دعوے دار بنتا ہے کہ وہ ایسا صریح اور گندہ جھوٹ بولنے سے بھی پرہیز نہیں کرتا جس کی کچھ بھی اصلیت نہیں ہے ۔ میرزا صاحب قبلہ نے ہرگز ہرگز کسی پر کفر کا فتوےٰ نہیں لگایا اور نہ میرزا صاحب کا منصب ہے کہ لوگوں کو کافر بنائیں کیونکہ میرزا صاحب قبلہ انبیاء علیہم السلام کی طرح لوگوں کو مومن مسلمان بنانے کے لئے آئے ہیں نہ کہ کافر اور بے دین ۔ پس یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ میرزا صاحب یا اُن کی برگزیدہ جماعت کفر کے فتوے لگانے میں ہی اپنی زندگیوں کا خاتمہ کر دے ۔ کیا دوسرے مولوی صاحبان جنھوں نے یہ وتیرہ اختیار کر رکھا ہے وہ اس کام کے لئے بس نہیں ہیں جو میرزا صاحب اور اُن کی جماعت اس ناگوار بوجھ کو اُٹھا دیں ؟ ایسی حال میں مولوی صاحبان نے جس عالی حوصلگی اور فراخدلی سے وطن کے ایڈیٹر کی نالائق حرکت پر فتوےٰ لگایا ہے وہ اس کی کافی دلیل ہے کہ مولوی صاحبان ہرگز ہرگز اس کام سے تھک نہیں گئے پھر بھلا کیا ضرورت ہے کہ میرزا صاحب اور اُن کی جماعت اس کام کے درپے ہو کہ جو اُن کا منصب ہی نہیں ہے اور زیادہ بحالت موجودہ اس کے اہل ہیں ۔ میرزا صاحب کا وجود مثل انبیاء علیہم السلام کے ہے یعنے جس طرح پھر انبیاء علیہم السلام لوگوں کو مومن مسلمان بنانے کے لئے آتے رہے ہیں اور اُن پر ایمان لانے والے اور اُن کی ہدایات پر عمل کرنے والوں کا نام مومن اور منکروں اور معاندوں کا نام کافر خدا کے کلام نے رکھا اسی طرح میرزا صاحب قبلہ کے منکروں اور معاندوں نے خود بخود سبقت کر کے میرزا صاحب پر کفر کا فتوےٰ لگا کر بموجب حدیث نبوی کے کافر بن گئے ورنہ یہ بات ہرگز نہیں ہوئی کہ میرزا صاحب یا اُن کے مریدوں نے مولوی صاحبان کی طرح مسلمانان عالم کے کافر بنانے میں سبقت کی ہو ۔

پھر وطن کے لائق ایڈیٹر صاحب رقم طراز ہیں کہ " جو جماعت مسلمانوں کی دل آزاری کا عزم بالجزم کر چکی ہے وہ مسلمانان عالم کے روحانی سرتاج کی توہین و تحقیر سے اپنی غرض

مکروہ کو پورا کرنے سے کبھی جوکی ہو۔ یہ بھی اُس داغ کے محو کرنے اور لوگوں کو مغالطے میں ڈالنے اور جماعت احمدیہ پر تبرّا کرنے کا ایک گُر ہے جو وطن کے لائق ایڈیٹر صاحب نے بیان فرمایا ہے یعنے وطن کے لائق ایڈیٹر صاحب یہ ثابت کرتے ہیں کہ وطن کی اشاعت کفر و کفر فروشی پر جو الحکم نے اعتراض کیا ہے کہ اُس نے اسلام کی نزدید اور آں حضرت صلعم و اسلام کی توہین سے بھری ہوئی کتابوں کو **نادر اور مفید اور اسلامی** کتابیں ظاہر کر کے عیسائیوں سے دوگنی تگنی قیمت پر فروخت کر کے مسلمانوں پر احسان جتایا ہے کہ گویا وہ رعایتی قیمت پر فروخت کر کے مسلمانوں پر احسان کر رہا ہے" بنا بریں آپ بیان فرماتے ہیں کہ احمدی جماعت کا کام دراصل مسلمانوں کی دل آزاری ہے اور کہ وہ مسلمانوں کے روحانی سرتاج کی توہین و تحقیر کرنے سے اپنی غرض مکروہ کو پورا کرنا چاہتے ہیں کیا معنے؟ کہ جو اعتراض الحکم نے وطن کی قابل شرم سوداگری پر اُٹھایا ہے وہ تو قابل شرم اور لائق نفرین کام نہیں ہے مگر احمدی جماعت کا ایسی سوداگری پر اعتراض اُٹھانا صرف مسلمانوں کی دل آزاری اور مسلمانوں کے روحانی سرتاج کی توہین و تحقیر کے لئے ہے۔ تعجب کہ اسلام کی توہین اور آنحضرت صلعم کی توہین سے بھری ہوئی کتابوں کو **نادر و مفید** بیان کر کے بیچنے پر اعتراض کرنے سے میاں وطن کی گول منطق میں مسلمانان عالم کے روحانی سرتاج کی توہین و تحقیر ہوتی ہے!! کیوں نہ ہو! اس حملہ سے وطن کے لائق فائق ایڈیٹر صاحب گویا ان ڈائرکٹ ثابت کرتے ہیں کہ وطن کا وجود مسلمانان عالم کا وجود ہے اور وطن پر اعتراض کرنے سے جو کچھ وطن کی دل آزاری ہوئی ہے محض اس لئے کہ اُس کو بہت سا مالی نقصان پہنچا اس لئے وہ دل آزاری مسلمانان عالم کی بھی ہے اور کہ اس سے گویا آپ یہ بھی ثبوت بہم پہنچا (کا میٹر) جمع کرتے ہیں کہ دراصل وطن کا لائق ایڈیٹر خود کچھ بھی نہیں کرتا بلکہ وطن سے جو کچھ سرزد ہوتا ہے چونکہ وہ مسلمانان عالم کا ساختہ پرداختہ ہوتا ہے اس لئے وطن کا آں حضرت صلعم اور اسلام و قرآن کی توہین آمیز کتابوں کو **نادر اور مفید اور اسلامی** کتابیں بیان کرنا . . . . دراصل مسلمانان عالم کا کام ہے نہ کہ صرف وطن کے لائق ایڈیٹر کا۔ ناظرین کچھ گئے ہوں گے کہ یہ تدبیر کیوں اختیار کی گئی تھی؟ محض اس لئے کہ مسلمانان عالم بھڑک جاویں اور

اصل بات خبط ہو کر وطن کی قابل شرم حرکت پر پردہ پڑ جاوے۔ اور اس کا بڑا ثبوت یہ ہے کہ آگے چلکر آپ فرماتے ہیں کہ سلطان المعظم کی توہین اس جماعت کے لئے کوئی نیا امر نہیں اس برگزیدہ ایزدی کی تحقیر و تذلیل ایک عرصہ سے اُن کا جزو ایمان ہو رہی ہے" کیا مطلب؟ یہ کہ اگر وطن کے لائق ایڈیٹر نے آں حضرت صلعم اور قرآن و اسلام کی توہین سے بھری ہوئی کتابوں کو **نادر اور مفید اور اسلامی** کتابیں بیان کر کے فروخت کرنا چاہا تو کون سا عیب ہو گیا۔ درآں حالیکہ احمدی جماعت سلطان المعظم کی توہین و تحقیر کرنا اپنا جزو ایمان سمجھتے ہیں۔ اب یہ ایک عقلمند انسان اس سے بآسانی نتیجہ نکال سکتا ہے کہ گویا وطن کے نزدیک آنحضرت صلعم کا مرتبہ اور وقار سلطان المعظم کے برابر بھی نہیں اپنے سلطان کی نسبت صحیح اور درست الفاظ تو توہین و تحقیر ہیں مگر صریحاً آنحضرت صلعم کی توہین و تحقیر سے بھری ہوئی کتابیں **نادر اور مفید** ہیں۔ ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ اُن الفاظ کو ذیل میں درج کر دیں کہ جو وطن کے نزدیک توہین و تحقیر میں داخل ہیں اور جس کے سبب اُس کی چھاتی پر سانپ لوٹنے لگے اور اُس نے اسکا بدلہ یوں نکالکر اپنے جلے دل کے پھپھولے توڑنا مناسب سمجھا کہ آنحضرت صلعم و قرآن و اسلام کی تحقیر و توہین سے مملو کتابوں کو **نادر اور مفید اور اسلامی** کتابیں بیان کر کے روشن دماغ انگریزی خوانوں کو اسلام سے برگشتہ کر کے مسٹر ولاور حسین کا ثانی بنا دے اور وہ الفاظ جو حضرت اقدس نے بیان فرمائے تھے یہ ہیں کہ سلطان المعظم میں روحانیت نہیں معلوم ہوتی ورنہ وہ یورپ کا محتاج نہ ہوتا" اور کہ آج تک اُس سے بدؤں کا انتظام نہ ہو سکا ہر سال غریب حاجی اس کثرت کے ساتھ قتل کئے جاتے اور لوٹے جاتے ہیں اور وہ کچھ انسداد نہیں کر سکتا۔ اگر اُس میں اسلامی روحانیت ہوتی تو وہ اکیلا بیس سلطنتوں کے لئے کافی تھا چہ جائیکہ اب اپنی سلطنت سنبھالنا مشکل ہو رہا ہے" اور کہ یہ سب مخلوق خداتعالےٰ کی ہے اور سب دل خداتعالیٰ کے قبضہ قدرت میں ہیں اور وہ سب پر غالب ہے جو خدا کا بنتا ہے خدا اُسے سب پر غالب کر دیتا ہے اور وہ کسی کا محتاج نہیں رہتا

اب ایک صاف دل انسان غور کر کے سوچ سکتا ہے کہ حضرت اقدس میرزا صاحب نے کونسی ان الفاظ کے بیان کرنے میں غلط بات بیان کی اور کونسی بھس میں چنگی ملا دی جس سے سلطان المعظم کی تحقیر و توہین ہو گئی جو وطن کے لئے زہر ہلاہل کا کام دے گئی یا جسکے سبب وطن کے ایڈیٹر کے سینہ پر سانپ لوٹنے لگے؟ افسوس کہ سچی اور واقعی بات جیسے کہ ہم اس سے پہلے مضمون میں بحث کر کے ثابت کر چکے ہیں موجب توہین ہو جاوے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن و اسلام کی توہین آمیز کتابوں کو **نادر اور مفید و اسلامی** کتابیں بیان کر کے فروخت کرنا توہین و تحقیر اسلام میں داخل نہیں بلکہ وہ ادنیٰ ترین خادم قوم کی اعلےٰ درجہ کی خدمت اسلامی اور حب الوطنی کی واضح اور بیّن دلیل ہووے العجب ثم العجب!! کیا وطن کی نظر میں دنیا میں اسقدر موٹی عقل والے ہی رہ گئے ہیں جو امر بات میں فرق نہ کر سکیں گے کہ آنحضرت صلعم جو سارے جہان کے سردار اور سرتاج اور وطن کی ذہنی اور من گھڑت روحانی سرتاج کے بھی روحانی سرتاج و سردار ہیں اُن کی توہین و تحقیر سے بھری ہوئی کتابوں کو **نادر اور مفید اور اسلامی** کتابیں بیان کرنا اسلامی خدمت ہے اور سلطان کی نسبت صحیح اور واقعی الفاظ بیان کرنا توہین و تحقیر میں داخل ہیں؟ غضب! کہ سلطان المعظم کے لئے یہ جوش اور محبت اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم و قرآن اور اسلام کے لئے یہ بے ہوشی اور عدم محبت!! آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت یہ بے جوشی اور عدم محبت ثابت کرتی ہے کہ دراصل سلطان المعظم کے نام سے دولت کمانے کا ہی ایک حیلہ و بہانہ ہے ورنہ اگر فی الواقع ہی وطن کو سلطان المعظم سے محض اسلامی اخوت کی بنا پر ہمدردی ہوتی تو آنحضرت صلعم کی توہین و تحقیر سے مملو کتابیں **نادر اور مفید** بیان کر کے دوگنی تگنی قیمت پر فروخت کرنے کا وطن ہرگز ہرگز ٹھیکہ نہ لیتا۔ غرضیکہ سلطان المعظم کی نسبت وہ بے جا جوش اور آنحضرت صلعم کے لئے یہ بے حیا کاررمائی ثابت کرتی ہیں کہ وطن اسلام کے اور مسلمانان عالم کے سردار و سرتاج اور قبلہ و کعبہ و برگزیدہ رب العالمین محبوب الہیٰ و مقبول ایزدی کی تحقیر و توہین سے مملو کتابوں کو عمداً

نادر اور مفید اور اسلامی کتابیں بیان کر کے مسلمانان عالم کی توہین و دلآزاری کا ٹھیکہ لینے کے بعد الحکم کے اعتراض کرنے پر اس برص کے داغ کو چھپانے کی خاطر محض فضول اور نامعقول حیلے و بہانے تراش کر ثابت کر رہا ہے کہ دراصل سلطان کی بیجا حمایت محض زر کھینچنے کی خاطر کر رہا ہے۔ اور اسپر ایک واضح اور بیّن دلیل یہ بھی ہے کہ جب ریویو آف ریلیجنز کی اشاعت کا سوال آیا . . . . تو اُس نے ریویو کی نسبت اپنی یہ رائے ظاہر کی اور کرتا رہا۔ کہ ہم احمدی احباب کے تمام معتقدات سے مخالف ہونے کے باوجود یہ لکھنا اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ یہ رسالہ بڑے پایہ کا رسالہ ہے **اس کی تحقیقات اسلام کے متعلق ایسی ہی فلسفیانہ اور عمیق ہوتی ہے جیسی کہ اس زمانہ میں درکار ہے**"۔ اور جب الحکم کی طرف سے اُس کی قابل شرم سوداگری کا راز فاش کیا گیا جس سے اُس کی بہت سی . . . . آمدنی کا نقصان ہوا تو اپنی پہلی رائے کا بڑی صفائی سے خاکہ اُڑانے کے درپے ہو گیا یعنے وطن اپنی سابقہ رائے کے خلاف دوسری رائے یہ ظاہر کرتا ہے کہ "کیونکہ خدمت قوم کے علاوہ اس ایک **جرم کبیرہ** کا بھی وہ مرتکب ہو چکا ہے کہ اُس نے کیوں (**مستوجب کفر**) مسلمانوں کا ہزار ہا روپیہ ایک قادیانی رسالہ کی توسیع اور **عام مسلمانوں کی خرابی عقاید** کے لئے اُن کے تصرف میں نہ جانے دیا"۔ اس عبارت سے گویا آپ ثابت کرتے ہیں کہ قادیانی رسالہ ریویو مستوجب کفر اور عام مسلمانوں کی خرابی عقاید کا موجب ہے" مگر اس سے پہلے وہی رسالہ وصول ہونے پر بڑے پایہ کا رسالہ تھا اور اُس کی تحقیقات اسلام کے متعلق نہایت فلسفیانہ اور عمیق تھی جیسے کہ اس زمانہ میں درکار ہے" باوجود ان دورنگی بیانات کے آپ پیسہ اخبار کو نصیحت کرتے ہیں کہ پیسہ اخبار کو چاہئیے کہ دورنگی چھوڑ دے۔ مگر جب وطن خود میہ کی خاطر پہلے اپنی رائے ظاہر کرتا ہے جس کو وہ دراصل سچی رائے نہیں سمجھتا اور دوسری رائے سے اُس کو محض غلط ثابت کرتا ہے تو اُس کو کیونکر جرات ہو گئی کہ وہ دوسرے کو وہ نصیحت کرے جس پر وہ خود عامل نہیں ہے۔ ہاں اسکا یہ سبب بے شک قابل غور ہے کہ پہلی رائے جو کسی مطلب کی خاطر دی رائے تھی اس نے نہ

ملنے پر زمین بلا سے دیدی مگر جب زر کا نقصان دیکھا تو زر کی ہی خاطر زمین رہنے کو غلط ثابت کردیا جس سے ثابت ہوگیا کہ وطن کا اسلامی خادم کہلانے کا اصل راز حضرت زر ہیں نہ کچھ اور ورنہ یہ کارروائی اُس سے ہرگز ہرگز سرزد نہ ہوتی کہ اُسی مُنہ سے ایک دفعہ لکھتا کہ قادیانی رسالہ عمیق اور فلسفیانہ تحقیقات جیسے کہ اس زمانہ میں درکار ہے بیان کرتا ہے اور دوسری دفعہ کہ قادیانی رسالہ مستوجب کفر اور عام مسلمانوں کی عقائد کا [illegible] ہے قصہ مختصر یہ کہ یہ دونوں کام اُس نے محض زر کی خاطر کئے ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ محض زر کا شیدائی ہے بس ورنہ وہ اپنی پہلی رائے کا ہرگز خاکہ نہ اُڑاتا۔

ہاں ہم یہ بات شرح صدر سے تسلیم کرتے ہیں کہ حضرت اقدس میرزا صاحب نے وہ الفاظ بنسبت سلطان المعظم کی نسبت بیان فرمائے ہیں مگر وطن نے جو کارروائی کی ہے وہ ایسی کارروائی ہے کہ اسلام کے سیاہ دشمنوں نے بھی ایسا کبھی نہیں کیا کہ اسلام کی توہین و تردید والی کتابوں کو اسلامی کتابیں بیان کر کے وطن کی طرح لوگوں سے دوگنی تگنی قیمت وصول کرنے کی ٹھانی ہو۔ میرزا صاحب کی کارروائی اور اپنی کارروائی کو سامنے رکھ کر خود ہی غور کرو کہ کس نے توہین و تحقیر کا کام کیا ہے میرزا صاحب نے افسوس سے وہ کلمات بیان فرمائے ہیں اور اس کی تصدیق اس سے بھی ہو سکتی ہے کہ جہاں پر حضرت ممدوح فرماتے ہیں کہ جس وقت میں جیل خانوں کی رپورٹ پڑھتا ہوں اور اس میں مسلمانوں کی تعداد جرائم پیشہ میں سب سے زیادہ پڑھتا ہوں تو سخت قلق اور کرب و غم سے میرا سینہ بھر جاتا ہے کہ وہ قوم جو رضوان اللہ کی سند یافتہ تھی۔ وہ قوم جس نے اپنی فاتحیت اور مظفر و منصور ہونے کا لوہا اپنے دشمنان دین کو منوا دیا تھا۔ وہ قوم جس نے انصاف اور عدل سے زمین کو بھر دیا تھا۔ وہ قوم جس نے پرہیزگاری و اتقا میں اعلیٰ درجہ حاصل کر کے اللہ تعالیٰ سے اپنا اعلیٰ درجہ کا ربط ضبط قائم کیا تھا یعنی بالکل اللہ تعالیٰ کے ہوگئے تھے اور سب کام خدا کے لئے اور [illegible] کے دین اور جاہ و جلال کے لئے تھا آج ان کی ذریت ایسی پستی کے ننگ میں گرے ہوئے [illegible] رہی ہے کہ کوئی عیب نہیں جو اُن میں نہ ہو اور کوئی بدی نہیں جس میں ان کا اعلیٰ نمبر ہو۔ اسی طرح [illegible] اور لکھ کر دکھلاتے ہیں کہ مندرجہ بالا عنوانوں سے بڑھ کر یہ ایک بدعنوانی بھی ہے کہ مسلمان کے فرزند ہو کر مولوی کہلا کر مسلمانوں کے خادم بننے کے مدعی ہو کر مسلمانوں کا نمک کھا کر ایسی ایسی کتابیں کہ جو [illegible] اور مقید اور اسلامی کتابیں بیان کر کے بیچنا شروع کر دیا کہ جس میں سراسر اسلام کی توہین و تحقیر ہے مگر پھر بھی اس کو قومی و دینی خدمت سمجھ کر [illegible] اور ہٹ دھرمی کی جاتی ہے آہ! آہ!! آہ!!!۔ باقی پھر انشاء اللہ تعالیٰ

(محمد حسین احمدی لاہور بھاٹی)

وصیت عـ ۹۶

(۱) منکہ عبد اللہ ولد رحیم بخش قوم احمدی ساکن موضع کوٹلی ہنڈی تحصیل سیالکوٹ کا ہوں۔ بقائمی ہوش و حواس خمسہ بلا جبر و اکراہ اپنی خوشی اور رضامندی سے آج بتاریخ ۲ اپریل سنہ ۱۹۰۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ اور لکھ دیتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد اس وصیت پر عمل ہو۔

(۲) میں اقرار کرتا ہوں کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب سلمہ مسیح موعود رئیس قادیان ضلع گورداسپور کے کل دعاوی پر صدق دل سے ایمان رکھتا ہوں اور ان کا مرید ..... اور پیرو ہوں۔

(۳) میں اقرار کرتا ہوں کہ میں نے رسالہ الوصیت جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے بتاریخ ۲۴ دسمبر سنہ ۱۹۰۵ء شائع ہوا ہے تمام و کمال پڑھ لیا ہے۔ میں ان تمام ہدایات کا جو اس میں درج ہیں پابند ہوں۔ اور ایسا ہی میں ان تمام ہدایات اور ضوابط اور قواعد کا بھی پابند رہوں گا۔ جو رسالہ الوصیت کے بعد حضرت مسیح موعود کی طرف سے یا ان کی مقرر کردہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کی طرف سے بہشتی مقبرہ واقع قادیان کے متعلق یا دیگر اغراض انجمن مذکورہ کے متعلق شائع ہوئے یا آئندہ شائع ہونگے میں ان تمام کا اور ایسا ہی میرے ورثاء میرے بعد ان تمام ہدایات و ضوابط و قواعد شرائط منشرہ انجمن مذکور کے معاملہ وصیت ہذا میں پابند رہیں گے۔

۴۔ میری جایداد جو اس وقت حسب ذیل ہے مبلغ ۵۰ روپیہ نقد دیگر اس مادہ گاؤ بمعہ بچھی جس کی قیمت اس وقت ۱۶ روپیہ ہے اور ایک اور وہڑی جس کی قیمت مبلغ [illegible] روپیہ ہے۔ و نہال و چھینہ لوٹا جن کی قیمت [illegible] روپیہ ہے۔ اور سلسلہ احمدیہ کی کتابیں جو مبلغ پانچ روپیہ کی ہیں یہ کل رقم ایک سو بیس روپیہ کی ہوئی۔ ان تمام پر میرا اس وقت مالکانہ قبضہ ہے۔ اور اس جایداد میں میرا کوئی شریک نہیں۔

میں آج کی تاریخ سے جایداد کے متعلق یہ وصیت کرتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد میری تمام جایداد کا دسواں حصہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کے سپرد کیا جاوے۔ انجمن مذکور کا اختیار ہوگا۔ کہ میرے مرنے کے بعد میری بقیہ جایداد سے اس جایداد کو الگ کرے۔ یا اس میں شامل رہنے دے۔ وہ اس کو فروخت کر کے اس کی قیمت وصول کرے یا فروخت نہ کرے تو اس وصیت کردہ جایداد سے مفاد اُٹھا کر اغراض انجمن کو پورا کرے۔ غرضیکہ انجمن مذکور ہر طرح سے اس وصیت کردہ جایداد کی مالک متصور ہو۔ میرے کسی وارث کو خواہ احمدی ہو یا غیر احمدی اس وصیت کردہ جایداد سے کوئی تعلق نہیں اگر میری وصیت کردہ جایداد کی قیمت آئندہ بڑھ جاوے گی۔ تو اس کی مالک بھی انجمن مذکور رہے۔

(۵) میں اقرار کرتا ہوں۔ کہ اگر آج کی تاریخ کے بعد میں اور کوئی جایداد پیدا کروں۔ علاوہ اس جایداد بالا کے۔ یا میرے مرنے کے بعد کوئی اور جایداد ماسوا جایداد مذکورہ کے میرے متروکہ ثابت ہو تو ایسی جایداد فاضلہ کے متعلق بھی میری یہی وصیت ہے۔ جس کا مفصل ذکر پہلے فقرہ ماسبق نمبر ۴ وصیت میں کیا ہے۔ میں ایسی جایداد کی وقتاً فوقتاً انجمن مذکور کو اطلاع دیتا رہوں گا۔

۶۔ میں یہ بھی وصیت کرتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد میرا جنازہ احمدی جماعت ہی پڑھے۔ اگر میں قادیان بہشتی مقبرہ میں دفن ہوں۔ یا کسی اور جگہ دفن ہوں۔ غرضیکہ ہر جگہ یہ وصیت میری قائم رہیگی۔ فقط

گواہ شد
علی احمد احمدی ولد عبد اللہ احمدی ساکن کوٹلی ہنڈی ضلع سیالکوٹ

العبد
عبد اللہ احمدی ولد رحیم بخش مرحوم کوٹلی ہنڈی تحصیل سیالکوٹ

گواہ شد
محمد رمضان ولد غلام احمد ساکن بھڈال ضلع سیالکوٹ

گواہ شد
اسمٰعیل احمدی ولد غلام احمد ساکن بھڈال ضلع سیالکوٹ

وصیت عـ ۹۵

۱۔ منکہ امام الدین احمدی ولد محمد صدیق قوم دائیں عرف کشمیری ساکن موضع سیکھواں تحصیل و ضلع گورداسپور کا ہوں جو اس وقت بقائمی ہوش و حواس خمسہ..... بلا جبر و اکراہ اپنی خوشی اور رضامندی سے آج بتاریخ ۲۱ مئی سنہ ۱۹۰۶ء کو حسب ذیل وصیت کرتا ہوں اور لکھ دیتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد اس وصیت پر عمل ہو۔

۲۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب سلمہ مسیح موعود رئیس قادیان ضلع گورداسپور کے کل دعاوی پر صدق دل سے ایمان رکھتا ہوں اور ان کا مرید اور پیرو ہوں۔

۳۔ اور انھوں نے جو رسالہ الوصیت بتاریخ ۲۴ دسمبر سنہ ۱۹۰۵ء کو شائع فرمایا ہے۔ میں نے تمام و کمال پڑھ لیا ہے میں ان ہدایات کا جو اس میں درج ہیں۔ پابند ہوں اور ایسا ہی میں ان تمام ہدایات کا اور ضوابط اور قواعد کا بھی پابند رہوں گا۔ جو رسالہ الوصیت کے بعد حضرت مسیح موعود کی طرف سے یا ان کی مقرر کردہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کی طرف سے بہشتی مقبرہ واقع قادیان کے متعلق یا دیگر اغراض انجمن کے متعلق شائع ہوئے یا آئندہ شائع ہونگے اور ایسا ہی میرے ورثا میری وفات کے بعد ان ہدایات اور ضوابط اور قواعد اور شرائط انجمن مذکور کے معاملہ وصیت ہذا میں پابند رہیں گے۔

۴۔ میری جایداد جو اس وقت حسب ذیل ہے اراضی قریباً دس گھماؤں بعوض مبلغ ۶۰۰ روپیہ کے واقع سیکھواں تحصیل گورداسپور میں شراکت جمال الدین و خیر الدین برادران حقیقی بحصہ برابر بصورت رہن یا قبضہ زیر قبضہ ہمارے ہے اور ایک مکان واقع قادیان دار الامان [illegible] مذکور۔ ملکیت ہمارے ہے بحصص مساوی۔ مکان مذکور کے حدود اربعہ یہ ہیں۔ غرب شارع عام اور جھبڑ فراخ شرق میں اور شمال مکان [illegible] کشمیری اور جنوب مکان منشی عبد العزیز [illegible] ملحقہ

سکھوان - اراضی و مکان مذکورہ بالا میں [illegible] حصہ کا حق رکھتا ہے اور علاوہ از [illegible] مبلغ ۵ روپیہ نقد بھی ہیں اس میری جائیداد مستحقہ میں میرا کوئی شریک اور جائیداد مذکورہ میری خود پیدا کردہ ہے۔ آج کی تاریخ سے جائیداد مذکورہ کے متعلق یہ وصیت کرتا ہوں - کہ میری جائیداد مذکورہ میں سے ⅕ حصہ میری وفات کے بعد صدر انجمن احمدیہ قادیان کے سپرد کی جاوے - انجمن مذکور کا اختیار ہو گا کہ میری وفات کے بعد اس جائیداد کو میری جائیداد سے الگ کرے یا اس میں شامل رہنے دے اور وہ اس کو فروخت کرے یا نہ کرے - تو اس وصیت کردہ جائیداد سے مفاد اٹھا کر اغراض انجمن کو پورا کرے - غرضیکہ انجمن مذکور ہر طرح سے اس وصیت کردہ جائیداد کی مالک متصور ہو - میرے کسی وارث کو خواہ وہ احمدی ہو یا غیر احمدی - میری اس وصیت کردہ جائیداد سے کوئی تعلق نہیں - اگر آج کی تاریخ کے بعد علاوہ جائیداد مذکورہ بالا کے میری وفات کے بعد میری اور کوئی جائیداد ثابت ہو - تو ایسی جائیداد فاضلہ کے متعلق بھی میری یہی وصیت ہے یعنے پانچویں حصہ کی - میری وفات کے بعد میرا جنازہ صرف احمدی پڑھے - میرے ورثا کو واضح ہو کہ میری وفات کے بعد میرا جنازہ صرف احمدی پڑھیں - میرے ورثا کو واضح ہو کہ میری وفات کے بعد میری نعش کو بعد حصول اجازت مجلس کار پرداز مصالح قبرستان مقبرہ بہشتی میں دفن کرنے کی کوشش کریں اگر وہاں کوئی روک پڑے تو ان کے حکم کی تعمیل کریں - لیکن خواہ روک کریں اور یا نہ کریں - میری وصیت میں یہ امر مخل نہیں ہے - میری وصیت پر اسی طرح عمل ہو جیسا کہ میں اوپر لکھ چکا ہوں - فقط

گواہ شد

عبد العزیز احمدی پٹواری بقلم خود

گواہ شد

جمال الدین برادر حقیقی وصیت کنندہ بقلم خود

العبد

امام دین ولد محمد صدیق قوم ارائیں ساکن سکھوان بقلم خود

گواہ شد

خیر الدین برادر حقیقی وصیت کنندہ بقلم خود

گواہ شد

مغل محمد احمدی ساکن سریاں ضلع گورداسپور

بسم اللہ الرحمن الرحیم - نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

استغفر اللہ - **وصیت** ۳۴۷ لا حول ولا قوۃ الا باللہ

(۱) میں مسمی بشارت احمد ولد بشیر احمد قوم شیخ مالک [illegible] از سر نو بقائمی ہوش و حواس خمسہ بلا جبر و اکراہ اپنی خوشی اور رضا مندی سے آج بتاریخ ۱۹ مئی ۱۹۰۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں - اور لکھ دیتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد اس وصیت پر عمل ہو -

(۲) میں اقرار کرتا ہوں - کہ میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب سلمہ مسیح موعود رئیس قادیان ضلع گورداسپور کے کل دعاوی پر صدق دل سے ایمان رکھتا ہوں - اور ان کا مرید اور پیرو ہوں -

(۳) میں اقرار کرتا ہوں کہ میں نے رسالہ الوصیۃ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے ۲۴ دسمبر ۱۹۰۵ء کو شایع ہوا ہے - تمام و کمال پڑھ لیا ہے - میں ان ہدایات کا جو اس میں درج ہیں - پابند ہوں - اور ایسا ہی ان تمام ہدایات اور ضوابط اور قواعد کا بھی پابند رہونگا - جو رسالہ الوصیت کے بعد حضرت مسیح موعود کی طرف سے یا انکی مقرر کردہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کیطرف سے بہشتی مقبرہ واقع قادیان کے متعلق یا دیگر اغراض انجمن مذکور کے متعلق شایع ہوئے یا آئیندہ شایع ہونگے - میں ان تمام کا اقرار ایسا ہی کرتا ہوں اور میرے ورثا میرے بعد ان تمام ہدایات و ضوابط و قواعد و شرائط مشتہرہ انجمن مذکور کے مطابق وصیت ہذا میں پابند رہینگے -

(۴) میری جائیداد غیر منقولہ چونکہ اسوقت کوئی نہیں - اس لئے میں تفصیل جائیداد نہیں دے سکتا مگر میں وصیت کرتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کا جو اسوقت موجود ہو ⅒ دسواں حصہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کے سپرد کی جاوے - انجمن مذکور کو اختیار ہو گا - کہ میرے مرنے کے بعد اس جائیداد کو میری بقیہ جائیداد سے الگ کرے یا اس میں شامل رہنے دے - یا اس کو فروخت کر کے اس کی قیمت وصول کرے - یا فروخت نہ کرے تو اس وصیت کردہ جائیداد سے مفاد اٹھا کر اغراض انجمن مذکور کو پورا کرے - (غرضیکہ انجمن مذکور ہر طرح سے اس وصیت کردہ جائیداد کی مالک متصور ہو) میرے کسی وارث کو خواہ وہ احمدی ہو - یا غیر احمدی - میری اس وصیت کردہ جائیداد سے کوئی تعلق نہیں - اگر میری جائیداد وصیت کردہ کی آئیندہ قیمت بڑھ جاوے - تو اس کی مالک بھی انجمن ہو گی -

(۵) میں یہ بھی وصیت کرتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد میرا جنازہ احمدی جماعت پڑھے - اور اگر میں قادیان میں فوت نہ ہوں - تو احمدی جماعت میری نعش ایک صندوق میں بند کر کے حسب ہدایت انجمن مذکور جو اب شایع ہو چکے ہیں - یا آئیندہ شایع ہونگی - دار الامان قادیان میں پہنچائی جاوے -

(۶) میری یہ بھی وصیت ہے - کہ میری تجہیز و تکفین اور میری نعش کو قادیان شریف پہنچانے اور وہاں دفن کرنے کے متعلق جسقدر خرچ اخراجات ہوں - ان اخراجات کی متعلق میری یہ جائیداد وصیت کردہ جسکا ذکر فقرہ چہارم میں کیا ہے ہرگز نہیں - ان اخراجات کو حسب مشورہ مجلس کار پرداز مصالح قبرستان اندازہ کر کے میری دیگر متروکہ جائیداد میں سے جسمیں وصیت کردہ جائیداد شامل نہ ہو گی دیا جاویگا - اور میرے ورثاء ان اخراجات کو ادا کرنے کے ذمہ وار ہونگے جو میری روح کی نجات کا باعث ہونگے - اور میرے پسماندگان ان اخراجات کو اہم اور ضروری ضرورت شرعی سمجھینگے -

(۷) میں یہ بھی اقرار کرتا ہوں کہ میں نے یہ وصیت ابتغاءً لوجہ اللہ کی ہے - اور اگر حالات آئیندہ کی بنا کا مجھے اسوقت علم نہیں - میری نعش بہشتی مقبرہ میں دفن نہ ہو سکی تو اس صورت میں بھی میری یہ وصیت جو میں نے اپنی جائیداد کے متعلق کی ہے اور جس کا ذکر فقرہ نمبر ۴ میں کیا گیا ہے درست اور قائم رہے گی لیکن یہ ضروری ہو گا - کہ میری نعش کو مقبرہ بہشتی میں پہنچانے کی کوشش کی جاوے اور جب تک مجلس کار پرداز مصالح قبرستان اجازت نہ دے میری نعش اور کہیں دفن نہ کی جاوے الا امانت کے طور پر کسی اور جگہ پر دفن ہو سکتی ہے - ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم اللھم ایدالاسلام والمسلمین بالامام الحکم العادل

(نوٹ) نیز میں اللہ تعالیٰ سے توفیق مانگتا ہوں کہ اپنی زندگی میں اپنی آمدنی کا ⅒ حصہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی اعانت و اشاعت اسلام [illegible]